دفتر آفتاب شجاعت

مجموعۂ خاتمہ

داستان امیر حمزۂ صاحبقران

اس دفتر کا سلسلہ جلد ہشتم طلسم ہوشربا سے ملتا ہے جلد مذکور میں یہانتک بیان ہے کہ صاحبقران ثانی سے ایک سو چالیس سوار کے ساتھ کمر بستہ روانہ ہوئے اور
بدیع الملک کو لقب صاحبقرانی اور پادشاہ ملا حسب ارشاد حضرت خضر آئینہ نما جادو کی ہدایت کی چنانچہ وہ سب حال ناظرین جلد اول خطاب چہارم آفتاب شجاعت سے
معلوم فرما چکے ہیں بلحاظ اختصار بطور یادداشت بیان ہوتا ہے کہ جلد چہارم کی آخری داستانوں میں کیفیت روانگی صاحبقران بجانب طلسم نطاق مع حالات جلد اول کی متعلقہ
داستانیں تمام ہو چکی ہیں اب اس جلد میں سلسلۂ سخن یوں ہے روانہ ہونا اسد غازی کا بجانب طلسم نطاق بعد قتل خونخوار بن دجال و حالات سکندر رستم خود
بیابان نیم سوختہ و تذکرہ گلگزار دہ بانو و شمس جبین پسر عبدالرحمن جنی و حال جمشید سرخ قبا بادشاہ اصلی طلسم نیرنگ قاف و حال شاہزادہ رفیع البخت
و طلسم زر نگین و کیفیت مزار رنگ زر و رنگ نشین پھر حالات روانگی اسد بن کرب و داور مع غضنفر بن اسد و سروت بن اسد و اسد ثانی قلعہ
ذوالامان سے بعد دفن خاتون زمان صاحبقران بقصد نصرت بدیع الملک نوجوان بجانب نطاق و حال عنتر سیارہ ثانی عیار و خلیل
زرد پوش و نیرنگ حصار مع حال نقابدار سرخ پوش و کیفیت نقابدار ابلق سوار و طلسم نطاق و لشکر اسلام و حال ملک اصغر زرد پوش جادو
و حال صاحبقران اعظم و صاحبقران کوچک و سکندر رستم خو مع حال عروس حضرت سلیمان و کیفیت برجیس آفتاب پرست و سہراب جادو
داماد سکندر جادو و ملکہ افسونہ سحر ساز جادو و دجال نقشبند و حال نقابدار یاقوت پوش و روانگی شاہزادہ ایران ناز و سکندر فرخ نقاد آصف انجم
طلعت بجانب طلسم نطاق مع تذکرہ طلسم دارالضیا و خیمہ ہندوستان نقابداران قاف و کیفیت شاہزادہ ایرج نوجوان و بیان نقابدار بادلہ پوش
و شرح حال مہ جبین و نقابدار ابلق سوار و طلسم جبل و حال بادشاہ طلسم طلسم پیچ نگ مع جادو مع دیگر داستانہائے رنگین و ضمنی سوانحات دلنشین جانانجہ

جلد پنجم حصۂ اول

حسب الحکم عالیجناب معلی القاب گوہر شاہوار تاج شہریاری اختر تابندۂ فلک جہانداری دارا حشمت سکندر صولت گوہر بحر سخاوت شیر بیشۂ شجاعت
فریدون مرتبت نوشیرواں معدلت حاتم دوران فیاض زمان جناب شوکت مآب ہز ہائینس **نواب محمد بہاول خان** صاحب بہادر فرمانروائے
ریاست بہاولپور حسب ایما جناب مغفور زیر نگرانی مکرم المقام احترام اللہ امام علی حضرت ممدوح الشان حاجی محمد عبدالرشید عبدالعزیز چودھری مقیم لکھنؤ نے شیریں بیانان شیوا زبان
شیخ تصدق حسین داستانگو سے باعانت مولوی محمد اسمٰعیل اثر لکھنوی بزبان اردو لکھوایا اور حسب ایمائے مالک تجارت آمدہ جان عالیہ ... علم
دوستان و کاملان فن جناب منشی **پراگ نرائن** صاحب مشہور دیار و امصار مالک مطبع اودھ اخبار لکھنؤ بار اول ... طبع ہوا

مطبع منشی نولکشور لکھنؤ میں چھپا

حق تالیف اسکا بحق مطبع منشی نولکشور لکھنؤ محفوظ ہے

اطلاع۔ اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ذیل مین جو تین صفحہ جو سادے ہین انمین بعض کتب قصہ جات نثر اُردو کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

نام کتاب	قیمت
کتب قصہ جات نثر اُردو	
داستان امیر حمزۂ صاحبقران جسکی ترتیب و تزئین آٹھ دفترون مین ہے جسکو ابو الفیض فیضی فیاضی وزیر اکبر بادشاہ نے شہنشاہ اکبر کی تفریح طبع کے لیے یہ مبسوط داستان تصنیف کی اور امرا و سلاطین کے دربارون مین داستان گوؤن کے حسن بیان سے تا این زمان یادگار زمانہ رہی جو تک تھے نایاب بھی ہر شخص چاہتا تھا کہ اسکا ترجمہ اُردو مین ہو جائے لہذا مطبع منشی نولکشور مین دفتر اول سے دفتر ہشتم تک ترجمہ ہو کر طبع ہوا جس کی قیمت درج ذیل ہے۔	
۱۔ نوشیروان نامہ جلد اول دفتر اول۔	[illegible]
۲۔ 〃 〃 جلد دوم۔ 〃	[illegible]
۳۔ ہرمز نامہ متعلقۂ نوشیروان نامہ جلد دوم۔	[illegible]
۴۔ ہومان نامہ متعلقۂ نوشیروان نامہ جلد دوم۔	[illegible]
۵۔ کوچک باختر۔ دفتر دوم۔	[illegible]
۶۔ بالا باختر۔ دفتر سوم۔	[illegible]
۷۔ ایرج نامہ جلد اول۔ دفتر چہارم۔	[illegible]
۸۔ ایضاً۔ جلد دوم۔ 〃	[illegible]
۹۔ طلسم ہوشربا۔ جلد اول۔ دفتر پنجم۔	[illegible]
۱۰۔ 〃 جلد دوم۔ 〃	[illegible]
۱۱۔ 〃 جلد سوم۔ 〃	[illegible]
۱۲۔ 〃 جلد چہارم 〃	[illegible]
۱۳۔ جلد پنجم کا حصۂ اول۔ دفتر پنجم۔	[illegible]

نام کتاب	قیمت
۱۴۔ جلد پنجم کا حصۂ دوم۔ دفتر پنجم۔	[illegible]
۱۵۔ 〃 جلد ششم 〃	[illegible]
۱۶۔ 〃 جلد ہفتم 〃	[illegible]
۱۷۔ بقیۂ طلسم ہوشربا جلد اول۔	[illegible]
۱۸۔ ایضاً۔ حصۂ دوم۔	[illegible]
۱۹۔ صندلی نامہ دفتر ششم	[illegible]
۲۰۔ تورج نامہ جلد اول دفتر ہفتم۔	[illegible]
۲۱۔ تورج نامہ جلد دوم۔ 〃	[illegible]
۲۲۔ لعل نامہ جلد اول دفتر ہشتم۔	[illegible]
۲۳۔ ایضاً جلد دوم۔ 〃	[illegible]
۲۴۔ دفتر آفتاب شجاعت جلد اول 〃	[illegible]
۲۵۔ 〃 جلد دوم 〃	[illegible]
۲۶۔ 〃 جلد سوم 〃	[illegible]
۲۷۔ 〃 جلد چہارم	[illegible]
طلسم فتنۂ نور افشان جلد اول۔ مصنفۂ منشی احمد حسین صاحب قمر۔	[illegible]
۲۔ 〃 جلد دوم۔ 〃	[illegible]
۳۔ 〃 جلد سوم 〃	[illegible]
ایضاً۔ کامل جلد گشت ہر سہ جلد کے لیے۔	[illegible]
طلسم ہفت پیکر۔ مصنفۂ منشی احمد حسین صاحب قمر۔ جلد اول۔	[illegible]
۲۔ 〃 جلد دوم۔ 〃	[illegible]
۳۔ 〃 جلد سوم۔ 〃	[illegible]
طلسم خیال سکندری۔ جلد اول مصنفۂ منشی احمد حسین قمر۔	[illegible]

فہرست مضامین داستانہائے دفتر آفتاب شجاعت جلد پنجم حصہ اول

دفتر آفتاب شجاعت

منجملہ دفاتر

داستان امیر حمزہ صاحبقران

اس دفتر کا سلسلہ جلد ہشتم طلسمات سے متعلق ہے جلد مذکور میں یہانتک بیان ہے کہ صاحبقران ثانی مع ایک سو چالیس سردار کے خانۂ کعبہ روانہ ہوئے اور
بدیع الملک کو لقب صاحبقرانی اور اپنا دل بر دست خدا کر کے مثل آئینہ طلسم جادو کی ہدایت کی چنانچہ وہ سب حال ناظرین جلد اول لغایت چہارم آفتاب شجاعت سے
معلوم فرما چکے ہیں لہذا احتیاطاً بطور یاددہانی پھر عرض ہے کہ جلد چہارم کی آخری داستانوں میں کیفیت روانگی صاحبقران بجانب طلاق مع فتح جلد اول کی مسلسل
داستانیں مرقوم ہو چکی ہیں اب اس جلد میں سلسلہ سخن یوں ہے روانہ ہونا اسد غازی کا بجانب طلسم نہ طاق بعد قتل خونخوار بن دجال وحالات سکندر رستم خود
بیابان نیم سوختہ و تذکرہ ملکہ نادرہ جادو و شمس چہرہ پسر عبدالرحمن جنی وحال جمشید سرخ قبا بادشاہ اصلی طلسم نیرنگ قاف وحال شاہزادہ رفیع الخنجر
و طلسم نورنگین وکیفیت مزار نور زرد اور نگ نشین پھر حالات روانگی اسد بن کرب داور مع غضنفری اسد و معروف بن اسد و اسد ثانی قطعہ
ذوالامان سے بعد و فن خاتونان صاحبقران بقصد نصرت بدیع الملک نوجوان بجانب نہ طاق وحال عنتر سیارہ ثانی عیار و صلیل
زرہ پوش و نیرنگ حصار مع حال نقابدار سرخ پوش وکیفیت نقابدار ابلق سوار و طلسم نہ طاق و لشکر اسلام وحال ملک اصغر زرد پوش جادو
وحال صاحبقران اعظم و صاحبقران کوچک و سکندر رستم خونریز وحال عرس حضرت سلیمانؑ وکیفیت برجیس آفتاب پرست و سہراب جادو
داماد سمندر جادو و ملکہ افسونہ سحر ساز جادو و ماجلال نقشبند وحال نقابدار یاقوت پوش و روانگی شاہزادہ امیران ان و سکندر فرخ نقا و صحت انجم
طلعت بجانب طلسم نہ طاق مع تذکرہ طلسم دارالضیاء و جنوبی وستان نقابداران قاف وکیفیت شاہزادگان نوجوان و بیان نقابدار بادلہ پوش
وحال دربند پیروز و نقابدار ابلق سوار و طلسم بلبل وحال بادشاہ طلسم مع کرب جادو مع دیگر داستانہائے رنگین و ضمنی سوانحات دلنشین چنانچہ

جلد پنجم حصۂ اول

حسب الحکم عالیجناب معلی القاب گوہر شاہوار تاج شہریاری اختر تابندۂ فلک جہانداری دارا حشمت سکندر صولت گوہر سخاوت شیر بیشۂ شجاعت
فریدون مرتبت نوشیروان معدلت حاتم دوران فیاض زمان جناب شوکت مآب ہز ہائنس **نواب محمد بہاول خان** صاحب بہادر فرمانروا
عباسی خلد اللہ ملکہ و دولتہ زیر نگرانی نجم الدین احمد الحق ہا علی حضرت ممدوح الشان قاضی محمد عبدالرشید عبدالعزیز لاہوری مہتمم لکھنؤ نے شیرین بیان شیوا زبان
شیخ تصدق حسین داستان گو سے باعانت مولوی محمد اسمٰعیل اثر لکھنوی بزبان اردو لکھوایا اور حسب ایمائے مالک التجار مرآت ہندوستان عالیہ قدر خدا ان علم
وفن مربی کاملان فن جناب منشی **پراگ نرائن** صاحب مشہور و دیار دام اقبالہ مالک مطبع اودھ اخبار لکھنؤ بار اول [illegible]

مطبع منشی نولکشور لکھنؤ میں چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بیحد بذات موجود / کین جملہ نبود وا و بجا بود
حمدے کہ بآن یگانہ زیبد / کین جملہ نماند او بماند
حمدست سزای آن نکوکار / کز وی من و تو شدہ پدیدار
آن کو از خاک کردہ مردم / خلق ہجدہ ہزار عالم
دل نیز و دماغ و دیگر اعضا / از خاک شدہ ہمہ ہویدا
زین رو کہ دماغ صدر تن بود / عقل آمد و زیب صدر تن افزود
افراخت بنور عقل و عرفان / ازاو او نی لوائے انسان
یعنی کہ بلطف خاص بیحد / آورد بخلق چون محمد
اول سببے بہ بود عالم / علت ز پے وجود آدم
ای در ہمہ آنچہ آفریدہ است / ذات تو ز ہر ہمہ گزیدہ است
آنی کہ ز ماہ تا بماہی / دادہ برسالتت گواہی
آنی تو کہ مثل تو بعالم / نی بود و نہ ہست و نی بود ہم

حمدے کہ بود سزاے آن پاک / کز وے ہمہ گشت داو جان پاک
حمدش کنند از بلند و در پست / کز وی ہمہ از عدم شدہ ہست
من یا تو ہر آنچہ در جہان ہست / آئینۂ امر کن فکان ست
ہستی بشر خود چون یافت / بے شہوت و شائبۂ خطا وجود یافت
از لطف ہم او بخاک جان داد / جان را بجز و دری توان داد
ظلمت کدہ بود خانۂ گل / افروخت چراغ معرفت دل
از بہر اعلاش برتری داد / بر جملہ خلق سروری داد
مقصود تمام آفرینش / محمود تمام آفرینش
بر زین چہ بود ثنای آن پاک / لولاک لما خلقت الافلاک
آنی کہ چون تو آفریدہ / خود خالق دو جہان ندیدہ
آنی کہ بہ از تو ہیچ شاہی / نی شد نشود بہیچ گاہی

ہر اعلی و افضل مرتبے کی حمد کے لائق اُس صاحب کبریائی ذات بیمانند و بےہمتا ہے جسنے بغیر دوسرے شخص کی شراکت اور مددگاری کے ایک مشت خاک سے بیحد و حساب طبائع مخلوق کو بنایا خصوصاً انسان ایسے اشرف المخلوقات کو پیدا کیا اور انسان کے دل و دماغ کو مخزن علوم و فنون اور مجمع کمالات ہوجانیکا مادہ عطا فرمایا بلکہ خود انکے دماغون کو علوم کی کان اور فنون و کمالات کا منبع بنایا اور بدین نظر کہ اپنی قدرت کاملہ کے عجوبہ و عجیب طلسم غیر مفتتح میں جسکا نام انسان ہے اور بمقابلہ اسکی ناتمناہی قدرت کے دنیاے دون خسیس رکھا گیا ہے اس صانع برحق اور فاعل مطلق کی مشیت کو لاکھون ہی علوم و فنون کا شائع کرانا مقصود تھا اسلیے طبائع انسانی کو بھی باہم مختلف مذاقون کا خواہان و جویان مخلوق کیا سبحان اللہ ہر اختلاف طبائع کے اوصاف سے موصوف انسانون کا خلق فرمانا غور و تامل کی نظر سے دیکھا جائے تو بیشک و شبہہ کتنا بڑا مصلحت آمیز فعل کردگار ہے جس کام کی بڑائی اور اسکی مصلحت کا نفعی اندازہ کرنا بھی ایک امر دشوار ہے مگر ہان باانہمہ دشواری جہانتک مجھ ایسے معمولی دماغ و دل اور معمولی طبیعت کا ایک ہیچ میرز اور ہیچدان انسان اس مصلحت عظیم کو سمجھ سکتا ہے وہ یہ ہے کہ اگر بالفرض تمام و کمال بنی نوع کے طبائع بایکدیگر مساوی اور موافق اور ہم مذاق اور ہم خیال مخلوق کیے گئے ہوتے تو اس حالت میں ممکن ہی نہ تھا کہ تمام بنی نوع انسان میں باہمدگر فعل و انفعال کا مادہ جیسا کہ اب ہے پایا جا سکتا یا ایک اعلی خواہ ادنے درجہ کا انسان دوسرے اعلی خواہ ادنے درجہ کے انسان کی حکومت کا متحمل بن سکتا یا ایک انسان دوسرے انسان کی تعلیم و تادیب کرتا یا تمام انسان باہمدگر حفظ درجات کا لحاظ ملحوظ رکھ سکتے بلکہ انسانون میں باہم اختلاف درجات ہی کا وجود نہ پایا جاتا جیسا کہ اب ہے کیونکہ اعلی اور ادنے یا مختلف

درجات کا تعین اور تشخص ہوتا یا اعلیٰ و ادنیٰ اور مختلف درجوں سے تشخص اور تعین کر نیکا امتیاز حاصل ہو ان
سب امور کا باعث کمی اور زیادتی عقل وفہم ہو اور کمی یا زیادتی عقل وفہم کے مقتضیات کے سبب جو امور انسانوں سے
ظہور میں آتے ہیں انہیں امور کا نام اچھے اور برے افعال ہیں اور اچھے برے افعال ہی کے سرزد ہونے سے ہر ایک
انسان کا درجہ اور مرتبہ نیک وبد اندازہ کیا جا سکتا تھا پھر اگر سب کی عقل اور سب کا فہم صانع برحق ایک ہی مقدار پر
مخلوق فرماتا تو غیر ممکن تھا کہ تمام انسانوں کی عقل کا مقتضی بھی ایک ہی مقدار پر اور یکساں نہ ہوتا اور اسی
مقتضائے عقل وفہم کا نام طبیعت ہے لہذا جب عقل وفہم سب کا یکساں ہوتا تو ضرور تھا کہ طبیعت بھی
سب انسانوں کی بغیر ایک ذرہ بھر اختلافات باہمی کے ایک ہی سی ہوتی مثلاً سب کی عقلوں کا مقتضی
چوری کو عیب نہ جانتا تو لازم ہوتا کہ سب چور ہوتے اور جب چور ہوتے تو ایک دوسرے کی چوری کا کوئی
مواخذہ بھی باہم نہ کرتا یا سب کی طبیعت میں سبکی عقل وفہم کا مقتضی برہنہ وعریاں بدن رہنے کو عیب
نہ سمجھتا تو لازم ہوتا کہ تمام مخلوق انسانی کل روئے زمین کی ابدالآباد عریان اور بے لباس رہتی کیونکہ برہنہ رہنا
عیب ہی نہ ہوتا الغرض اگر عقل وفہم یکساں ہوتے تو مقتضیات بھی سب انسانوں کی عقل وفہم کے قطعاً ایک
ہی جیسے ہوتے اور جب مقتضیات ایک سے ہوتے تو عیب وہنر نیک وبد اعلیٰ وادنیٰ کا اطلاق بھی باہم ایک
دوسرے کے افعال پر کوئی نہ کر سکتا اور اگر ایسا ہوتا تو جسطرح ہر انسان کے جسم عنصری کے ارکان مزاجی میں
اعتدال حقیقی ہونیکی تقدیر پر یعنی چاروں عنصر آگ اور پانی اور ہوا اور خاک بالکلیہ برابر اور بقوت ہونیکی حالت
میں مساوی ہوتے چاروں عنصروں کا باہم دگر فعل وانفعال قبول کرنا بھی غیر ممکن ہوتا پس اسی مصلحت سے اس حکیم مطلق
جل شانہ نے ہر ایک انسان کے جسم میں منجملہ چاروں مذکورہ عنصروں کے ایک نہ ایک عنصر دوسرے کم وزائد مخلوق
فرمایا ہے تاکہ اس عنصر کے غلبہ خواہ کمی کے سبب چاروں میں فعل وانفعال بآسانی ہو کر ایک طرح کا اعتدال
پیدا ہو جائے چنانچہ جب حکمائے سلف نے کسی جسم انسانی میں اعتدال حقیقی جو چاروں عنصروں کا بلا کم وبیش برابر پایا جانا
ہے متعذر رہا تو اسی مجازی اعتدال حقیقی کا نام جو ہر انسان کے جسم میں کسی ایک عنصر کی کمی زیادتی کے
ساتھ عقلاً متحقق ہو چکا تھا اعتدال حقیقی رکھدیا بعینہ اسیطرح کسی انسان کا کسی دوسرے کی اطاعت قبول کرنا
یا کسی انسان کا دوسرے کسی انسان کو اپنے آپ سے بہتر اور افضل جاننا یا ایک انسان کا دوسرے کسی انسان
کے کسی فعل کو بہتر خواہ بدتر سمجھنا بھی غیر ممکن ہوتا پس اسی غرض سے اس بیمثل وبے مانند لایزال ذات نے
ہر ایک انسان کی عقل وفہم کو کم وبیش باہم دگر مختلف درجات پر اور جداگانہ مخلوق فرمایا اور جب عقل کے
درجات ہر انسان کے جداگانہ مخلوق ہوئے تو اسکے مقتضیات بھی ضرور ہوا کہ جداگانہ ہوں اور چونکہ
ان مقتضیات عقل وفہم ہی کا نام طبیعت ہے اسلیے یہی مضمون یوں بھی گزارش ہو سکتا ہے کہ اللہ پاک نے تمام
بنی نوع انسان میں ہر ایک انسان کی طبیعت کو باہم دگر مختلف اور جداگانہ خلق کیا تاکہ ہر ایک طبیعت و ہر ایک
مذاق والا اپنی اپنی طبیعت اور اپنے اپنے مذاق کے موافق علوم وفنون کی مزاولت اور تحصیل کمالات کرے
جس سے ہر طرح کے اور مختلف علوم وفنون میں لوگوں کو کامل درجہ کی دستگاہ اور مہارت بہم پہنچے
اور تمام علوم وفنون ہر ایک زمانہ میں ہمیشہ اپنے اپنے اہل مذاق میں منتقل ہوتے رہیں ورنہ ہر مشکل سے مشکل
علم یا فن کا کمال حاصل کرنا اس علم یا اس فن کے اہل اور سزاوار انسان پر بھی دشوار اور مشکل ہو جائے
اور ہر وقت اور ہر عہد کے لوگ ہر علم اور ہر فن کے کمال کی تحصیل سے بسبب اختلاف طبائع کے جس

اختلاف کا باعث ارتقا کی روشنی و درجات عقل و فہم ہو کا مستفیض اور مستفید ہوتے رہے ہیں ہر وقت اور ہر زمانہ میں شاذ و نادر طبائع دنیا میں ایسے اعلی درجہ کے بھی ہوا کرتے ہیں جنکی اعلی درجہ کی فہم و ذکا سے موصوف طبیعت میں نہ صرف ایک ہی علم کا مذاق ہوتا ہے بلکہ انکے طبائع جامع علوم و فنون ہوتے ہیں اور بمقتضائے مذاق فطری طبیعت یا یون عرض کیا جائے کہ بحیثیت مقتضیات عقل و ذکا فطری وہ سب طبائع بالضرور اس امر میں کوشش بالغ کرتے ہیں کہ جہانتک ممکن ہو زیادہ تر علوم اور بہت سے فنون کے جامع ہو جائیں کیونکہ انکے دماغ میں بافضال مفضل حقیقی اعلی درجہ کی قوت اخذہ اور مکتسبہ ہوتی ہے اور انکے خیالات بھی اسی قوت کی حیثیت سے نہایت وسیع ہوا کرتے ہیں مثلاً انکی قوت حافظہ میں بھی اسدرجہ کی فطری قابلیت ہوا کرتی ہے کہ بہت سے علوم اور اکثر فنون کے مذاق نہایت کامل کی دولت حاصل کرکے ہر ایک دولت کو علیحدہ علیحدہ اپنے خزانۂ خیال کے متعدد درجات میں محفوظ رکھ سکے مگر یہ سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ پس یہی جامعیت علوم و بے یا چند علوم کے مذاقون کا جامع کامل بننا کچھ اختیاری اور کسبی وصف نہیں ہے بلکہ جامعیت علوم و فنون کی قوت اور مذاق ایک ہی فرد میں پایا جانا ایک فطری اور وہبی وصف ہے اور جسمیں یہ صفت پائی جاتی ہے محض بمقتضائے افضال ایزدی ہے اور اسمیں کچھ شک نہیں اور بیشک تمام دنیا کے اہل آرا کا مسلمہ مسئلہ ہے کہ ع - بزور و زر میسر نیست این کار ﴿ باغبان کس سال ملک صدہا باغ لگاتا ہے کروڑون پھولونکو اپنے شبانہ روزہ کے حسن تربیت سے کھلاتا ہے جب کہین جا کر ایک گل سرسبد ایسے بھی پاتا ہے جو تمام دنیا کے عمدہ سے عمدہ گلون کی خوشبوئیون کے مجموعہ ہوتے ہیں جنمیں وہ عجیبی خوشبو ہوتی ہے کہ صرف انکی خوشبو سے سارا باغ مہک جاتا ہے اور زمین سے ہر ایک کی آب و تاب کے پرتو سے ہر ایک باغ سراپا آئینہ بلکہ رشک آئینہ بنجاتا ہے اسکے جلوہ گاہ کی زمین کبھی اسکے پرتو نور سے منور ہو کر انا المشرق کا آوازہ بلند کرتی ہے اور کبھی ذرے اسکی آب و تاب کا پرتو پاکر انا الشمس کا دم مارتے ہیں جیسا کہ فی زماننا اس حقیر کے ملاذ اور ملجا اور مرجع اور میں کیا چیز ہون اور کیا حقیقت رکھتا ہون تمام ملک پنجاب کے ملاذ و ملجا اور مرجع اور جائے پناہ یعنی عالیجناب معلی القاب رکن الدولہ مخلص الملک نصرت جنگ حافظ الملک نواب ابن نواب ابن نواب ابن نواب **نواب محمد بہاول خان** صاحب بہادر خلف عباسی خلد اللہ سلطنتہ و سلطانہ والی ریاست دار السرور بہاولپور صانہا اللہ تعالی عن شر الشرار الی یوم النشور کی ذات فیض صفات ہے بنظم

آنکه در دور گهرپاشی آن نامدار　　صوبهٔ پنجاب بست رشک صد نوبهار
آنکه اجداد آن سرور عالی همم　　شیم ما روی کرم بار تا سند شمار

آنکه گر آثار وی با شمارم تمام　　بر صد و یک صد هزار بار گردد شمار
آنکه بنگاه عطا از پی بر سائلان　　بخشد و بارش کند صوبه فیضان هزار

آنکه با اهل هنر در همه اقلیم هند　　برادر و هر یک کسی زر و گهر بجوار
کیست که باری نشد بخشش یا در دوم　　کیست که از ید بجود بسر آن کامگار

حاتم طائی ندید مثل وی عطا گسترش　　جای چهل مرد گر سیاد از چهل هزار
یک بار ابر با همام هم رسیدی لکی　　تا بعد وجود وی تا بعطا بخشش شمار

کیست در اقلیم هند از خیل ایجنان　　ور بستودن کمان آن مفخر دوش کار
کیست ز سلطانیان کان وعطای ویار　　وانکه ابد بدل باب برش بیدار

بادشاها خود بیچ تو باالعجب　　کز جهان بخشد آب همه جویبار
اینک بتخمیر کرم سوی ملوکش نگر　　کان بود از مطلع ثانی روی تا شکار

یکصد و سی سال از عمر تو در روزگار　　بار و لیکن ازان هیچ کمی بر هنر
تو ز سلطان تقدیش و هم از تو خبر　　آن پی سر حرص زر بحکم دین لیعرمان گنار

بر جهان ملک تو چون صرف خدات شد　　خاصیت آن صفت هیچ در یتیا نبود
عز صدف گوهر بود و ابر دریا بجهان　　زان پی بلکه جهان عز اولی بار نجد

هر که بماند در دلش جز وفارت بود　　سر سید اغوش بر عز و وقار
ای که رود بهشت در خیر فیض آمده　　هر گنا رش رسید بر خوش زر کنار

یک نظر مهر تو بان ده صد جهان　　به رکس صد سست بیم نگاه بنگار
رنگ به دست بدست چو یک نرگس بود　　تیغ در دوم گر بود در دوم بکشتہ هزار

ور بود اندر کف تیغ دو دم در نبرد　　موج زند بحر خون بر سر اعدای خوار
صیت جلالت بود در جنین بجهت　　عرش بر ای کز و بار صد بار دار

گرد رخسار بیت خانۂ خسار جاہ	خال حسن بود گشت نقطہ تاج و قار	چرخ ز نقطات نجم کرسب اوراق خود	نم بکند تا کند جبہہ نقشت نگار
نسبت عدل تو با عدل انوشیروان	ہست بسال ہزار نسبت تقویم پار	پیش ادب احقر ادب حلقہ بنا در ابر	دست ادب نہ بہر دست دعائی برآر
یا رب خدایا بآن جود و عطا کہ ہست	سرور ممدوح را در سواد دربار	یا رب خدایا بآن لطف و عنایت کہ کرد	بابہ ابواب علم جید و مرتب شمار
حافظ بادش بہ ہیبت و جلال فخ	حامی کاریش مدام فضل تو ای کردگار	ورنہ کہ انعام وی خلق جہان غرقہ باد	ورنم انفضل خود و ملکت وی بنوار

بالجملہ حضور ممدوح کی ذات مجمع صفات فطری شائق جامعیت علوم و فنون متنوعہ ہے لیکن چونکہ حضور محتشم الیہ
کو انہماک انصرام مہمات ملکی اور ادائے فرائض حکمرانی اور پرداخت احوال وابستگان دامن دولت اور رعایا کی اصلاح
امور اور رفاہ عام کے متعلقہ خاص خدمات میں استغراق اور اشتغال ہے کے باعث اسقدر مہلت اور اسدرجہ
فرصت کا بہم پہونچنا علی الخصوص اس قسم کے معمولی امور کے ملاحظہ میں وقت صرف فرمانا جیسے کہ مذاق داستان
و قصص وغیرہ ہی یا اس ایسی تالیف و تسوید کے مشغلہ میں جسکا شوق و ذوق حضور محتشم الیہ کے بندگان
ذی شان کو محض بحسب اسی مقتضیات جامعیت فنون کے اور صرف بحکم علم شی بہ از جہل شی کے بزیب ترتیب
محالات سے ہی اور یا یک نہایت درجہ کا دشوار امر ہی کہ یاد رہو اقصص کے طولانی کتب قدیم خواہ جدید کو تمام و کمال
اور بالاستیعاب ملاحظہ فرما کر ان قصص کے اصول و فروع سے پوری آگاہی حاصل فرمائیں لہذا اس خیر سگال دیرینہ
بندہ کمین و کمترین نمکخوار علی الدوام احقر الخدام حقیر فقیر ناچیز محمد عبد الرشید عبد العزیز کی نسبت حکم محکم بندگان عالی
حضور معلی الیہ دام اقبالہم نے بدین مضمون فصاحت مشحون عز و شرف نفاذ ارزانی فرمایا کہ خاص اس قصہ
داستان کے انصرام اور تکمیل تالیف و طبع کے لیے شہر لکھنؤ میں بے تامل بسبیل استعجال جاکر داستان نویسی
کے ماہرون سے بالکل ہی تحقیق اور خلاصہ در خلاصہ حالات کے طور پر کل مقاصد داستان کو نوٹ اور مسودہ کرا کے
بطور خود سلیس عبارت و عام فہم زبان اردو میں مرتب کرالیا جائے اور بعد ترتیب کے ملاحظہ خدام عالی مقام کی
غرض سے جہاں تک جلد ممکن ہو سکے بسبیل ڈاک ارسال کر دیا جائے تاکہ بعد ملاحظہ مسودہ اور بعد ترمیم ہدایات مناسب
اور بعد منظوری کے طبع مسودہ داستان مرسلہ کی نسبت حکم جہان مطاع نافذ فرمایا جاوے اس واجب التعمیل
فرمان والا کی بجا آوری کو وسیلہ جلیلہ حصول افتخار و عزت اور ذریعہ حصول علو مرتبت اور درجت جانکر فورًا
شہر لکھنؤ میں وارد ہو کر قیام پذیر اور سرفراز گزین ہوا مگر یہ احقر الخدام ہوں اس احقر الخدام کا جسم اور روح ہی لازم الاذعان
حکم کی تعمیل کے جزئی اور کلی لوازم اور اسباب بہم پہونچانیکے تردد ات میں دن رات ایک حال پر مضطر اور
مضطرب اور بیقرار ہی کہ جسقدر اور جہانتک ممکن ہو سکے جلدی سے جلدی حضور محتشم الیہ کے بندگان برتر شان
کی مفوضہ خدمت کو عمدہ سی عمدہ خوش اسلوبی اور خوش خوانی کے ساتھ انجام دے دلا کر شہر لکھنؤ سے جسقدر
جلد اور اسرع اوقات میں امکان پذیر ہو روانہ ہو کر حضور میں بندگان نیر اعظم دام اقبالہم کے حاضر آکر عز
زمین بوس خدام کرام حاصل کرون تاکہ مورد خوشنودی مزاج وہاج بندگان عالی نیر اعظم دام اقبالہم ہون
اور جب یہ امر ہر طرح سے مسلم اور متیقن ہو چکا تھا اور بے شائبۂ شک و شبہہ پورے پورے یقین کے درجہ تک
پہونچ لیا تھا کہ اس خدمات کا عمدگی اور قابلیت و حسن اہتمام کے ساتھ انجام کو پہونچ جانا احقر الخدام کیلیے وجہ
خوشنودی بندگان بلند مکان نیر اعظم دام اقبالہم ہوگا اور نیز یقین تھا کہ احقر الخدام کا لکھنؤ سے روانہ
ہو سکنا قطعًا اس خدمت کے انجام اور اتمام پذیر ہونے پر موقوف اور منحصر ہی تو ظاہر ہی کہ احقر الخدام جیسا اپنی زندگی
کو کس درجہ شغف اور تعمل اس خدمت کی انجام دہی کے باب میں ہونا لازم اور ... جب ہوا ہوگا اگر باوجود

اسقدر شغف اور باوصف انتہا سے مرتبہ توغل اور انہماک کے اور ہر طرح کی بیواسطہ اور بواسطہ کوششون کے
جو اندازہ اس خدمت کے حد تکمیل تک پہونچ جانیکی نسبت کیا گیا تھا جسکی نسبت ہرگز غلط ہونے کا ایک
ذرہ برابر بھی شک و شبہہ نہ تھا آخرکار وہ اندازہ غلط ہی ہوکر رہا یعنی مفوضہ خدمت جسکے انجام کو پہونچنے اور جسکے
مکمل ہو جانیکے لیے چار جزون کا کامل ہونا لازم تھا بجملہ ان چار جزون کے ایک جزو بھی پورے طور سے کامل
نہین ہوا گو شب و روز کی مسلسل خدمت اور کوشش کے بعد اب پوری امید ہے کہ عنقریب اور بہت جلد
کل اجزا مکمل ہو جاینگے بلحاظ ایک بندۂ درگاہ و دفتر صد فرمان متوسل اور بلحاظ ایک خیرسگال دیرین ریاست
ہونیکے چونکہ اس احقر الخدام پر تفصیل اس اجمال کی بطور ایک سچی عذر خواہی کے عرض کرنا ضروری ہے اسلیے درازی
گذارش کی مودبانہ معافی مانگکر فدویانہ عرض پرداز ہون کہ اس خدمت کے انجام اور تکمیل ہو جانیکے لیے
چار مرحلون کا پورا پورا طے ہو جانا ضروری تھا جنمین کا سب سے پہلا مرحلہ اصول و فروع مطلوبہ کے مسودہ کا
حد تکمیل تک پہونچ جانا دوسرا مرحلہ اصول اور مقاصد داستان مین دلچسپ اور نتیجہ خیز شاخون کا پیوند لگایا جانا
کا وسیع اور دراز کرنا ہے جسکی نسبت اگر بنظر غور و تامل انصاف فرما کر راے دیجاے تو سخن گستران نکتہ سنج کو بالجبر
یہ کہنا پڑے کہ بیشک اس دوسرے مرحلہ کا طے کرنا بہ نسبت پہلے مرحلہ کے بھی زیادہ تر کٹھن ہے تیسرا مرحلہ وسیع
دیے ہوے مکمل حصص داستان کا کتاب کی ہیئت مین آجانا مگر یہ وہ مرحلہ ہے کہ اگرچہ اس مرحلہ کا طے کرنا خواہ
طے کرا دینا چندان دشوار امر نہین لیکن بایں ہمہ اس مرحلہ مین بھی ایک ایسی شق لاحق ہوگئی جسکے سبب سے اسکا طے
ہونا پہلے اور دوسرے مرحلہ سے بھی زیادہ مشکل ہوگیا اور وہ شق یہ ہے کہ جبتک دوسرے مرحلہ کے طے کرنیوالے
اپنی منزل کی مسافت کو طے نکر چکین بیچارے تیسرے مرحلہ والے ایک قدم بھی آگے نہین رکھ سکتے اور اسی
شق کی وجہ سے اگرچہ یہ مرحلہ آسان تھا مگر نہایت دشوار ہوگیا چوتھا مرحلہ جسکو مرحلۂ آخر کہنا چاہیے داستان مطلوبہ کا
کتابت کا اپنے مرحلہ سے نکلکر زیر طبع مین آجانا یہ مرحلہ اگرچہ درحقیقت چارون مرحلون مین سب سے زیادہ
آسان اور سہل تر تھا مگر جسطرح پہلے اور دوسرے مرحلہ کی عدم تکمیل اور تاخیر نے تیسرے مرحلہ کو باوصف
اس مرحلہ کی آسانی کے دشوار بنا دیا تھا اسیطرح تیسرے مرحلہ کی مسافت کے طے ہونے مین درنگ و توقف
وقوع پذیر ہونے سے چوتھے مرحلہ کو سب سے زیادہ دشوار گذار کر دیا نفس الامر یہ ہے کہ مرحلۂ اول کے راہرو کی نسبت
اگرچہ اعلی درجہ کی تیزقدمی کا یقین نہ تھا مگر اس امر کا بھی خیال نہین تھا کہ وہ اس مرحلہ کے طے کرنیکی نسبت اپنی معمولی
رفتار مین بھی اسقدر درنگ اور رکاوٹ کرینگے اور کچھوے کی چال بھی حضور الخدام کی خوبی قسمت سے نہ چل سکینگے اور باوصف
علم و یقین اس امر کے کہ اگر ہم اپنی امکانی یا معمولی قوت راہروی کو اس مرحلہ کے طے مسافت مین سرگرمی کے ساتھ
صرف نکرینگے تو بیشک جسقدر کمی اور جتنی تاخیر ہمارے مرحلہ کی راہروی مین پیدا ہوگی اسیقدر تاخیر
اور اتنی ہی کمی دوسرے اور تیسرے اور چوتھے مرحلہ کے راہرون کو اپنے اپنے مرحلون کی طے مسافت
مین بھی بیحد دیر اور بدمزگی پیش آئیگی اور اگر ہم اپنے مرحلۂ اولین کو بذریعہ امکانی تیزقدمی کے ساتھ پوری پوری
مستعدی سے طے کرنے مین تہ دل کی کوشش اور سعی کو کام مین لاوینگے تو بلاشبہ مرحلۂ دوم اور سوم اور چہارم
کے راہرون کو بھی اسیقدر جلدی اور تیزی کے ساتھ اپنے اپنے مراحل مین راہ پیمائی کرنے کا موقع ملے گا
لیکن کمال درجہ کا حیرت افزا اور نہایت مرتبہ کا افسوس یہ ہے کہ اگر ہوا کا جو ہوا گذرا اور گذر رہا ہے کہ آج ہمارے ان
مرحلۂ اولی کے راہرون نے باوجود اس امر کے کہ ہر قسم کا زاد و راحلہ بحیثیت انکی خواہش اور فرمایش کے

بہم پہونچا دیا گیا اور باوصف اس بات کے کہ ہر طرح بہ اونکی ناز برداری چار و ناچار ہوتی رہی اور باونکا تاکید پر تاکید
کرتے رہنے کے التزام میں فرق نہیں آنے پایا اور ہر جلو سے اونکے مستعد اور سرگرم بنائے رہنے میں برابر ہر قسم کی
کوشش امکانی ہوا کی مگر کسی طرح اون وضعدار اور وضع کے پاسدار راہبرو حضرات سے اپنی سست راہروی
اور نامستعدی اور بے پروائی کو تیزی اور مستعدی اور سرگرمی سے نہ بدلا جس سے دوسرے اور تیسرے
اور چوتھے مرحلوں کے راہروں میں سے بھی کسی مرحلے کے راہ پیما کو اپنی امکانی تیز رفتاری سے قدم اٹھاکے
اور اپنے مرحلہ کو جلد طی کرنیکا موقع نہیں مل سکا بہرحال آخرکار چار ناچار مجبور ہو کر ہمیں بڑا اس طریقے سے
کہ طفل بمکتب نمیرود ولیکن می برند خن اون مرحلۂ اول کے اڑے ہوئے راہ پیماؤن کا قدم جیسے بجبر تک
کی تیز رفتاری سے ممکن تھا آگے بڑھوایا جنکے بڑھنے سے دوسرے تیسرے چوتھے مرحلہ والون کو بھی
قدم اٹھانیکا موقع ملا اور ان تینون مرحلون کی راہ پیماؤن نے تھوڑا ہی تھوڑا حصہ اپنی اپنی منزلون
کی مسافتون کا طی کیا تھا کہ چوتھے مرحلہ والے کو بھی اگلی منزل میں روانہ کرا دیا گیا اور سختی وعدہ
لے لیا کہ پوری سرگرمی سے تیز رفتاری کرکے ان تینون راہرون کے ساتھ ہی ساتھ جا ملے تا کہ
ایک ساتھ یہ بھی اپنی منزل پر پہونچ جائے بارے کریم کارساز کا ہزار ہزار شکر ہی کہ اس تدبیر کے
بعد سے چارون مرحلون کے راہرو ایک ساتھ اور برابر اپنی اپنی منزلون کی مسافت سرگرمی سے
طی کر رہے ہیں بلکہ ہر ایک مرحلہ والا اپنی منزل کا بڑا حصہ طی کر چکا ہی اور اب وہ وقت گویا سر پر
آ پہونچا ہی کہ ہر مرحلہ کا مرحلہ پیما اپنے سر منزل پر عنقریب جا پہونچے اور ان سبکے پہونچ جانیکے بعد
احقر الخدام بھی اپنے آپ کو فائز المرام اور رستاد کام اپنے ملاذ و ملجا دام اقبالہم کے آستانگان عالی
کے قدمگاہ تک جا پہونچاسے تاکہ خدام والا مقام کی خوشنودی حاصل کرنے کا فخر و شرف پاسے
اب احقر الخدام اس سبب تالیف کی عذر خیز گذارش کو اپنے عالیجناب معلی القاب ملاذ اور ملجا اور
مربی اور رجائے پناہ دام اقبالہم و زیدت حشمتہم کی دعاے خیر ترقی دولت و حشمت و حکومت
و اقبال پر جس دعا کو اپنے دل و جان کی زبان کا شعار روزی و ورد اور وظیفہ رکھنا احقر الخدام کا
دلی فرض ہی اور قادر مطلق کی درگاہ سے امید ہی کہ تا دم مرگ رہیگا کمال ادب و تعظیم کے ساتھ ختم کرتا ہی بار خدایا۔

تو با اقبال و با اقبال با بیندگی دائم
ہمیشہ چون بعزت پہ باشی کامران باشی
بحسن انتظام تو ہمہ پنجاب چون جنت

تو با دولت قرین و دولت تو بلند بالی
بہر ساعت کنی در بزم عشرت بادہ پیمائی
ثنا خوان دعا گیر تو باد [illegible]

آمین آمین آمین برحمتک یا ارحم الراحمین

آغاز داستان ندرت بیان اسد غازی کا روانہ ہونا بجانب منطاق بعد قتل خونخوار بن دجال سگ اور حالات سکندر رستم خو یعنی وارد ہونا انکا ایک صحرائے ہولناک مین مع دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا

راویان خبار گم گشتگان مراحل وادی عشق و محبت و رنافلان تار بخود پیوستگان نشۂ بادۂ ناب الفت نگارندگان سرگذشتہائے از خود گذشتگان شوق لقائے شاہد آرزوئے دل اور گزارندگان گشتہائے در دشت خار دجگر شکستگان ذوق وصول بیدائے ہرچہ ہست او ست و دیگر ہمہ باطل نے اس داستان ندرت عنوان کو اپنے قلم مانی رقم کے نقش نگار نازہ سے یون زیب و آرائش دی ہی کہ جسوقت اسد غازی خونخوار بن دجال کو قتل کرکے بجانب منطاق رہگرا ہوے جنکا حال آیندہ حوالۂ قلم کیا جائیگا ناظرین نکتہ بین کو یاد ہوگا کہ صاحبقران اعظم ایک فوج جرار دلیران اپنے ہمراہ رکاب لیکر دیو نیرنگ کے مقابلہ کرنیکی غرض سے قاف کی سمت روانہ ہوے تھے کہ انکا ذکر بھی آیندہ حوالۂ قلم بے تکلف رقم کیا جائیگا۔ اور روانہ ہونا سکندر رستم خو کا بھی واسطے فتح کرنے نیرنگ قاف نامے طلسم کے معرض بیان مین آیا تھا۔ اور تیر آنا شمس جنی پسر عبدالرحمن جنی کا اور ملکہ نوشابہ کا انکو انکے عقب مین روانہ کرنا اور یہ کہنا کہ وہ صاحبزادہ جو واسطے فتاحی طلسم کے روانہ ہوا ہی اسکی مدد کیجئیے کیونکہ میرا فرزند دلبند ملقب بہ سلیمان کوچک اسی طلسم مین پھنسا ہوا ہی آپ اسکے باب مین کوشش بلیغ کرکے اس طلسم کے فتح کرا دینے کی نسبت مدد گرین اور اس صاحبزادہ کے حالات سے آگاہ کرتے رہیں کیونکہ وہ بھی بالکل کم عمر ہی بچہ ہی چنانچہ یہ سب امور سماعت کرکے حکیم شمس جنی نے کوچ کیا تھا انکا ذکر بھی آیندہ بیان کیا جائیگا الحاصل پہلے اس مقام سے سکندر رستم خو کا حال بیان کیا جاتا ہی۔ نظم

گر پردہ رخ سے دور کرے وہ نقاب کا
دکھلائے باغ سبز عذاب و ثواب کا
مین نے کہا کہ ہم بھی ہین پرخو جانتے
اور تب یقین آپ لے ہین اجتناب کا
گردن مین ہاتھ ڈالکے وہ شوخ بیحجاب
گر لی بجائے جلد یہ ساغر شراب کا
او امتحان بغیر تو یہ آپ کا غلام

جلوہ ہر ایک ذرہ مین ہو آفتاب کا
کہنے لگا زراہ تجبر سے مجھے بطنز
بر لبا رہن کہ ہی بھی عالم شباب کا
ہی ہوے کنج باغ ہو ساقی ہو ماہوش
وے ذائقہ زبان کو دہن کے لعاب کا
اسوقت ہم سلام کرین قبلہ آپکو
قائل نہین ہی قبلہ کسی شیخ و شاب کا

کل شیخ جی نے کہا جنید العصر ایسا تھا
معلوم ہو گا حشر مین پینا شراب کا
تقوی ہی بسکہ آگے ہوتب ہیکا درست
اور کوئی وان تحمل نہو باعث حجاب کا
سنت سے ہیں گے کہ پیا اور پیجیے
گر کچھ بھی خوف کیجے روز حساب کا
یارب خم حسین مین جب شگفتہ ہو خاک

ساقیہ طلائے قدیم بو تراب کا سب یا بسنوائی ہمدم ہر داستان ہو کہ بانادم برسر داستان ہو گوشۂ بزم معنی طرازان فصاحت دستگاہ و کرشماآباد باد اقلیم معنی پروری و ہر چند چمن عالی مدارج ارباب کی حضور مین اسوقت گزارش سخن کی یہ اپنی ہی کچھ بیان کیطرف آنکے برتر و عالی خیالات کے رجوع ہونیکا آرزومند ہونا چھوٹا منہ بڑی بات کا ہی مگر مفہوم عرض جس سے مراد ہی داستان کا آب مضمون ہی جو عرض کیجائیگی اُس آب مضمون داستان کے لحاظ سے عرض کرنیوالی کو امید ہی کہ خواہ اس عرض کے الفاظ کیسے ہی بے ربط اور جملے کیسے اکھڑے اکھڑے اور روابط کیسے ٹوٹے پھوٹے کیون نہون ناظرین ذی علم جیسے ایک لربا عشوہ گر چابک دانظر فریب محبوب کے جلوہ گر ہونے کے ساتھ ہی خواہ وہ کیسے ہی ناخوش آیند لباس مین جلوہ گر ہو بے اختیار اسی کے جمال جان افزا کیجانب ہر طرف سے والہ وار آنکھوں کی نظرین چپکر ٹکٹکیان باندھ لیتے ہین جتنمرکچھ بیچ زبان کی داستان سماعت فرمانے کیطرف

علت عنان توجہ ضرور فرمائینگے ۵
از حد ادب برون منہ گام
درد چو بہائم است انسان
داکن با دب در حکایت

بس اکبر ادب ادب نگہ دار
تا حسن ادب بخشدت کام
بس این قدرت کفایتا نہ
دار و سر تو سر حکایت

روئے سخن بکیست ہشیار
حفظ ادب ست کار پاکان
تا دور شفتی از فسانہ
ادب و تعظیم کے ساتھ پھر راوی

مقصد حاضر ہو کر عرض پیرا ہوں کہ سکندر رستم خو ایک صحرائے ہولناک میں وارد ہوا جس صحرا کی راہ کاٹنی پہاڑ کاٹنے سے زیادہ دشوار تھی جسمین منزلوں تک عمرانات کا نشان کیسا ہو تک دریا پانی جاتی تھی جسمین ایک ہری پتی بھی نظر نہ آتی تھی تابش آفتاب کے سبب ہرچند اس شیر دل مسافر کا دل ڈوبا جاتا تھا مگر ایک قطرۂ آب کا پتہ نہ پاتا تھا اسپر طرہ یہ کہ سکندر کو طلسم کا راستہ بھی معلوم نہیں تھا مگر باوجود ان سب دشواریوں اور تکلیفوں کے اپنی جرات اور پامردی سے طلسم کی راہ سخت کو طے کر لیا آخر کار ایک مندر جیسی بہت بڑی اور مرتفع عظیم الشان عمارت کی سواد نظر پڑی جان مین جان آئی خدا خدا کر کے اس عمارت کے قریب پہونچا تو دیکھا کہ ایک عجیب و غریب عالیشان تعمیر ہے بے مثل و بے نظیر ہے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ صانع کردگار نے اسکو اپنے دست قدرت سے تعمیر کیا ہے ہر در و دیوار مین اس صنعت و نفاست کا جلوہ ہے کہ اللہ ہی اللہ ہے ۵ زہے صنعت لطافت کز در تماشائش بدیدہ باز نگردد نگاہ از دیوار کچھ دیر تک سکندر اسکے حسن و صفا کا محو رہا جب محویت سے افاقہ ہوا اور آگے بڑھا معلوم ہوا کہ از مندر ہی کی عمارت ہے اسکا گمان و قیاس جو سواد عمارت دیکھتے ہی اسکے مندر ہونے کی نسبت ہوا تھا صحیح تھا دروازۂ مندر پر کچھ لوگون کا مجمع دیکھا تا در مطلق کی درگاہ مین ہزار ہزار شکر بجا لا یا کہ بارے اس منزلوں کے چٹیل میدان سے نجات پائی گو کسی طرح کے ہوں لیکن آدمیوں کی صورت تو نظر آئی کچھ دیر دروازہ پر دم لیا جب اچھی طرح حواس درست ہوئے مندر کے آنے جانے والوں سے پوچھا کیا لکھا مین بیچارہ تو محض ایک آوارہ وطن مسافر گم کردہ مسکن باختہ ہوش خانہ بدوش ہوں آپ لوگ مسافر نوازی فرما کر اسقدر تو آگاہ کریں کہ یہ کیسا معبد گاہ ہے اور کون اس معبدگاہ کا مہتم اور صاحب اختیار ہے سکندر کے اس سوال کو سنکر اور اسکا سرا پا حال دیکھکر ایک متبرک شخص پیر نے جو ایک واجب التعظیم ہیت کی صورت بنائے ہوئے تھا اسکو اپنے قریب اشارہ سے بلایا اور بتفصیل اس معبدگاہ کا حال بیان کیا کہ یہ ایک معبدگاہ سامری ہے اور یہان ایک روز ملکہ بہار سرخ پوش جو بادشاہ طلسم کی دختر ہوتی ہے اسوقت یہاں بالکل تخلیہ ہو جایا کرتا ہے بس صرف وہی ملکہ اور ملکہ کی چند مصاحبین داخل ہوتی ہیں اور اس موقع پر طرح طرح کے راگ رنگ کا شغل بھی ہوا کرتا ہے اور مردون مین سے کوئی متنفس معبدگاہ کے اندر مجال نہین کہ اسوقت موجود رہ سکے چنانچہ ملکہ موصوف کی سواری اب آنیوالی ہے اور ہم لوگ بھی جسقدر کہ موجود ہیں سب کے سب تھوڑی ہی دیر مین یہان سے باہر چلے جائینگے سکندر نے اس ہیت صورت پیر مرد کی زبان سے یہ تمام کیفیت سنکر متعجبانہ کہا کہ اے مرد بزرگ اگر آپ جیسی عمر والے لوگ ملکہ کے داخل ہونے کے موقع پر معبدگاہ کے باہر چلے جاتے ہیں تو نہایت تعجب خیز امر ہے اور ملکہ انتہا درجہ کی پردہ دار ہے سکندر کا یہ جملہ سنکر پیر مرد ہنسا اور کہا کہ اے صاحبزادے ملکہ ایک بلائے بے درم ہے ۵ یہ سادہ دل کا ہوا سکے عالم کہ جنہ دیکھے ہوا وہ بے دم ۔ نیام تیغ قضا سے بے درم لقب ہے قاتل کی آستین کا ۔ سکندر

نے پوچھا کہ ملک کے باپ کا کیا نام ہی پیر مرد نے کہا کہ اُسے جمشید سرخ قبا کہتے ہیں اور وہ بادشاہ طلسم
ہی اور گیر بنگ شاہ جسکا نام آپ نے کبھی نہ کبھی سنا ہی ہوگا وہ اسکا وزیر اعظم ہی اور حقیقت میں بڑا مدبر
اور منتظم ہی بلکہ طلسم جو طلسم گیر بنگ کر کے مشہور ہی اسی کے نام سے مشہور کیا گیا ہی۔ شاہزادہ اسکندر رستم خو
پیر مرد کی زبانی یہ خبر فرحت اثر سنکر اپنے دل میں نہایت درجہ خوش اور مسرور ہوا اور پیر مرد اتیت
صورت کے قریب جاکر بیٹھ گیا اور چند دانہ سیب وغیرہ میوہ جات کے اور فواکہ تحفے نکال کر کمال تہذیب
وادب کے ساتھ پیشکش کیے اور بلطائف الحیل در مخالطت و موانست باہمی کھول کر تھوڑی سی دیر میں بے تکلفی
کا موقع حاصل کر کے پیر مرد سے یوں کہا کہ معاف فرمائیے گا آپ کے بشرہ اور اسا دیر وجہ سے تو ایسا نہیں
معلوم ہوتا کہ آپ ایک درجہ کے اتیت یا فقیر ہیں پیر مرد شاہزادے کا یہ فقرہ سنکر مسکرا دیا اور بولا کہ ای صاحبز
چونکہ مجھکو آپ کے قیافہ آپ کے بشرہ آپکی وضع آپ کے لباس آپکی گفتار آپکی رفتار سے اس امر کا یقین
ہوا کہ بیشک آپ ایک والا نژاد پاک نہاد اور کسی برتر دودمان اور عالی خاندان کے ایک آفت رسیدہ
یادگار ہیں اور باایں ہمہ معلوم نہیں کس دور دست مقام سے اور کس افتاد کی وجہ سے کسقدر مصائب اور کیسی
کیسی سختیاں جھیلتے ہوئے اور کس کس طرح کے ہولناک اور جانگداز کوہ و دشت کی مسافتوں کو طے کرتے ہوئے
اس معبدگاہ کے پرخطر صحرا میں پہونچے ہیں خلاف آئین انسانیت و آداب مروت اور کفر مشرب حسن اخلاق
ومحبت ہے کہ آپ کے سوال کا جواب نہ دوں یا آپ کے میلان والتفات کے مقابلہ میں بے اعتنائی
اور ترش روئی اختیار کروں اور بلطف محبت پیش نہ آؤں آپ تشریف لائے ہیں تو کچھ دیر بیٹھیے ستائیے
جو خدمت میرے لائق ہو حکم دیجیے کہ تا امکان بجا لاؤں میں بعد بخیر وخوبی جہاں جانا مطلوب ہو تشریف
لیجائیے اس تحقیقات کے پیچھے نہ پڑیے کہ میں فقیر یا اتیت نہیں معلوم ہوتا ہوں یا کون ہوں کون نہیں
مگر جب اس طولانی جواب کے سننے پر پیر مرد سے اسکے واقعی حالات کی تحقیقات میں اور بھی اصرار
اور استبداد کیا تو آخر کار پیر مرد نے اظہار کیفیت واقعی کے سوا چارہ نہ دیکھا اور کہا ای صاحبزادے
دراصل نام میرا نعمان ہی اور اس معبدگاہ میں میرے آنے کا باعث یہ ہوا کہ میں نے اپنے ایک سخت
دشوار کام اور اہم مشکل حل ہو جانے کی غرض سے ایک نہایت درجہ کریم النفس خدا پرست بلکہ خدا
رسیدہ بزرگوار کا تلقین فرمایا ہوا ایک وظیفہ بطور چلہ کے پڑھنا شروع کیا تھا جس بزرگوار کے ساتھ
مجھکو کمال حسن عقیدت تھا اور جنہوں نے دعوی کے ساتھ یوں فرمایا تھا کہ جب کبھی کوئی ایسی مشکل
پیش آئے جسمیں دنیوی کوئی تدبیر کارگر نہو اور بغیر حل ہوئے اس مشکل کے سررشتہ حیات کا سلامت
رہنا یقینی دشوار جانتے ہو تو اس صورت میں اس وظیفہ کی مواظبت بطور چلہ کے چالیس روز تک کرنا
اور ہر روز نصف شب کو غسل کرکے دو رکعت نفل ادا کرنیکے بعد دوزانو بیٹھکر نماز صبح تک پڑھا کرنا
تو وہ مشکل حل ہو جائیگا غیبی اسلوب کوئی نہ کوئی پیدا ہو جائیگا اور حتماً تم کامیاب ہو جاؤگے چنانچہ اسی
شرائط کی پابندی سے میں اس وظیفہ کو تحمل کے خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھا کرتا اور ہر روز نتیجہ وظیفہ
سے ظہور اسباب کشود کا منتظر رہتا تھا کہ ایکروز اثنائے وظیفہ خوانی میں بیساختہ وبے اختیار ایک
غنودگی کی سی حالت طاری ہونا شروع ہوئی اور ہرچند کوشش کرتا تھا کہ اس غنودگی کا اثر کسی طرح
دفع ہو جائے تاکہ وضو ساقط نہو اور وظیفہ کی مواظبت میں نقصان وخلل نہ آنے پائے مگر وہ حالت غنودگی

کی پڑھتی رہی گئی تا آنکہ وارفتہ خواب ہوگیا اور جنجیر سو گیا عالم خواب میں ایک ایسی اعجوبہ اور نرالی خلقت کی
دنیا نظر آئی جسکا آسمان زمین چاند سورج تارے عمارات و باغات آدمی و جانور زبان آوازیں وہاں
کی غرض دنیا اور تمام اسباب دنیا بہ نسبت اس دنیا و اسباب دنیا کے جسمیں میں اور آپ ہیں رنگ
ڈھنگ طرز روش صورت معاشرت ہر امر میں بالکل علحدہ اور ایک عجیب و غریب طرح کی تھی میں اسی
عالم خواب میں کچھ دیر تک تو اس نئی طرح کے عالم و اسباب مخلوق عالم دیکھکر حیرت زدہ سا رہگیا بعد
تھوڑی دیر کے جب وہ حیرت رفع ہوئی تو ایک جانب چلا اثنائے راہ میں جس سے دریافت کرتا ہوں
کہ بھائی اس شہر کا کیا نام ہے اور کیا مقام ہے عالم یہاں کا کون عجیب الخلقت بادشاہ ہے تو جس سے جو
کچھ جواب ملتا ہے ایک حرف اسکا سمجھ میں نہیں آتا کیونکہ زبان کچھ عجب تھا اور کی زبان تھی جسکا تلفظ
سنسکرت ہندی اردو فارسی عربی انگریزی لاطینی جرمنی فرانسیسی اتنی زبانوں میں کسی زبان سے مشابہ
اور ملتا جلتا ہوا نہ تھا اور نہ وہاں کا کوئی متنفس میری زبان بلکہ زبانوں سے واقف تھا ورنہ جس زبان
میں میرا سوال ہوتا تھا ضرور مجکو اسی زبان میں جواب ملتا غرض میں نے تا امکان انتہائی کوشش نام
ونشان دریافت کرنے میں کی اور کسی سے اردو اور کسی سے فارسی کسی سے عربی کسی سے انگریزی
بعض سے ترکی زبان میں سوالات کیے لیکن کوئی شخص میری کسی زبان کا جاننے والا نہ ملا آخر کار اپنے
اور وہاں کے لوگوں کی باہمی ناجنسیت سے اکتاکر شہر سے باہر چلا آیا کہ آتے ہی دور سے ایک باغ
کی سی سواد نظر آئی ادھر چلا اور تیز قدمی کے ساتھ شہر سے باغ تک کی مسافت کو طے کرکے باغ کے اندر داخل ہوا
باغ کے اندر قدم رکھتے ہی ایسا معلوم ہوا کہ بہشت بریں جسکی تازگی و طراوت و نضارت و نور و صفا
کی حکایتوں سے دین اسلام کی کتابیں بھری ہوئی ہیں غالباً یہی باغ ہے اور صاحبزادے اگر میں اس باغ کے
واقعی حالات اور اوصاف کو مجملاً بھی بیان کرونگا تو شام ہو جائیگی اور آپکی منزل کھوٹی ہوگی مگر تاہم بحکم
اندکے مشتی نمونہ خروارے بالکل ہی مختصر صرف دو چار جملے مجمل در مجمل کہتا ہوں تاکہ آپ اس بات کا اندازہ
کرسکیں کہ ایسے جنت دلکش منظر کو دیکھکر انسان پر کس قسم کا کیفیت طاری ہوسکتا ہے اور میری حالت اسکی جلوہ گری
سے کیا ہوئی ہوگی گو دنیا میں ایسا حسین اور خوش شکل کوئی پھول نہیں ہے جو اس باغ کے ادنیٰ تر پھول
سے بھی ذرہ بھر مشابہت دینے کی قابلیت رکھتا ہو مگر تاہم وہاں کے پھولوں کو یہاں کے پھولوں سے اس درجہ تفاوت کی
نسبت نہیں تھی جیسی وہاں کے انسانوں کو یہاں کے انسانوں سے تھی کوئی پھول گل کے خواب سے
خالی نہ تھا لیکن خواب گل کی نسبت صد گی ہیں وہاں کے پھولوں کی ہر خواب کو استقدر قرار تھا جیسے خواب
سے بیداری اور نور سے تاریکی اور اہم سے بچے کو قطرات شبنم کا جلوہ ان طرابوں پر بعینہ یہی معلوم ہوتا
تھا کہ زمرد اور لعل اور یاقوت اور مالائی کے پیالوں میں شاہوار موتی صانع قدرت کے ہاتھوں سے
سجائے ہیں یا اس دنیا کے مہر و ماہ کی آنکھ نے اس باغ کے حسن و جمال پر شیدا اور فریفتہ ہوکر اسکی آرزوئے
وصال میں اپنی اپنی آنکھ سے بے انتہا آنسو بہائے ہیں یا آسمان نے اپنے گنج روان کو بعد ولاتعد گوہر
انجم اس رشک فردوس بریں باغ کی ہر ایک روش ہر ایک برگ شجر ہر ہر پھول پر برسم نثار لٹائے ہیں سیکا سو
طناز جسکی رعنائی اور سربلندی کا یہ عالم تھا کہ گویا آسمان سے باتیں کر رہے ہیں یہ معلوم ہو رہا ہے کہ بزم
شاہدان گل کے کنارہ محافظ غلام یکجانب باادب کمر باندھے ہوئے ہم آغوش شرم و ادب کھڑے ہیں

اور باوصف آزادی رعب سلطان حسن سے زمین مین گڑے جاتے ہین نرگس شہلا کی چشم شوخ ہمہ تن
مشغول تماشاے حسن وجمال بہار جلوہ گری ریحان وسنبل اور سراپا محو نظارہ شان آن وادا اور شکوہ شوکت
وتجمل رنگ زرد پوشان گل اور پھر محویت بھی ایسی کہ دن کا کیا ذکر رات کو بھی چشم براہ انتظار محبوب عشاق
بیخواب کی آنکھون کے مانند صبح تک ایک حال پر ٹکٹکی باندھے ہوئے ہین گل سوری کے حسن جان نواز
مین یہ وصف کمال تھا کہ ادھر نظارگی کی آنکھون مین جلوہ گر ہوا ادھر اسکا دل خواہ کیسا ہی افسردہ و
پژمردہ وحزین وغمگین کیون نہو تا زہ سیر وسرد سے مالا مال ہوا سوسن جیکے وصف دوزبانی کو ہمیشہ سے ارباب
شاعرون کی لسانی اور طلاقت وخوش بیانی ہی یقین کرتے چلے آئے ہین اور کبھی اسکی ایک زبان کو بھی نہ
آنکھون سے بولتے دیکھا نہ کانون سے بولتے سنا اس لاثانی باغ مین اس کی ہر پتی کو زبان اور ہر زبان کو
محو داد دی سے ذیل کے دلگزین اشعار کا ورد خوانی ملا

جو ہو خواہش کرے ان گل کی — دل انہی سے انکا عیش آباد ہو
زندگی کا لطف ہی اکبر یہی — دم میں دم جبتک ہو انکی یاد ہو

ریت ہو مین ہو کہ دام ہو — پہ سنگل اسکا جو ہو برباد ہو
باکی خوشبو سے رہے وہ تو دماغ — سرو کی صورت سدا آزاد ہو

گل لالہ کو کر سوسن کی طرح زبان میں رکھتا لال ہو کر
چونکہ شاہدان گل کو تہ دل سے غلامی انکی خدمتگذاری اور ہوا خواہی مین اسکا یہ استغال ہے کہ ہمہ تن مجمر بنا ہوا
سپند سوزی کر رہا ہے تاکہ خوبان گل کے حسن دلربا کو فلک ومین کے چشم زخم سے کوئی گزند نہ پہونچنے پائے
باغ کے ایک کنارے پر چنار کی قطار ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ قلندران نوری لباس کی ایک جماعت شاہدان
گل کے عشق کی مفتون ودلدادہ زہد وتقوی بجا دوادہ آرزو مند لقا اور امیدوار اجازت حاضری انجمن شاہان
گل کھڑی ہے کہ ہدیہ بانی ہو یا ایکیہ حالت سفید پوش صفی شعلون کی شاہان چمن کے لیے کندھے سے کندھے ملاے
بارگاہ مجیب الدعوات میں دست بدعا کھڑی ہے کہ انکا حسن وجمال آفت خزان سے محفوظ رکھیو یا سفید
ردی کی پلٹن گرداگرد باغ دوش بدوش کھڑی پاسبانی کر رہی ہو کہ کوئی نامحرم انجمن شاہدان گل تک نہ
پہونچنے پائے وسط باغ مین سنگ مرمر کی عجیب التعمیر ایک بارہ دری تھی جسکے حسن وخوبی عمارت کا بیان
خارج از حیز امکان کہنا چاہیے اسکے ہر در مین کسین تو زالی ادا ہو بصنعت کی زرنار جلی پڑی ہے اور بعض
درون مین بیش بہا زرنگار پردے پڑے ہوئے ہین جنمین ہزارون روپیہ کا انواع جواہر لگا ہوا ہے وسط
کے ایک در کا پردہ منقش کی ڈوریون سے بند ھا ہوا اٹھا ہوا ہے صاحبزادے کو میری حالت اس باغ
کے اندر قدم رکھنے کے ساتھ ہی پہلے تو یہ ہو گئی کہ کچھ دیر تک بالکل حیرت زدہ سا بعینہ سکتہ مین رہگیا
جب اس حالت سے کچھ افاقہ ہوا کسیقدر ہوش وحواس درست ہوئے تو پھر ایسی حالت ہو گئی کہ گویا سے
پروانہ فتادہ در چراغان ہے کبھی اس گل کا جلوہ مرغ نظر کا دام بنتا کبھی اس گل کی آب وتاب پاے نگاہ
کی زنجیر ہو جاتی ایک عجیب بیتابی خیز اور بیقراری انگیز منظر تھا اور ایک منظر کیسا ہزارون منظر جنمین کا ہر

منظر دلفریب دشمن صبر وشکیب — یک دیدہ کرا کرا ہ بہ بینم
یک ناظر وصد ہزار منظر — صد جلوہ کجا کجا بہ بینم
یک ساقی وصد ہزار ساغر — لنگر من وار فتہ ذوق دید اود

جو پاے کلید قفل امید بہ تکلف تمام آہستہ آہستہ ضعیف مریضون کی طرح کسی نہ کسی طرح اس در تک
پہونچا جس در کا زرنگار اور مرصع پردہ اٹھا ہوا تھا اور در کے برابر کھڑے ہو کر غور سے دیکھا تو معلوم
ہوا کہ نہایت بڑی اور وسیع بارہ دری ہے مگر صرف ایک ہی در بارہ دری کی دوسری جانب کا بھی کھلا ہوا پایا

جو اس در کے محاذات میں تھا جسمیں کھڑا ہوا تھا اب در پر ہوں مگر یہ حالت ہو گئی کہ فرط خوف سے
در کے اندر قدم رکھنے کی ہمت اور جسارت نہیں ہوتی ہر چند رہ رہ کے اپنے آپ کو مرد بناتا ہوں خوف
کے خیالات سے دل و دماغ کو یکسو کرنا چاہتا ہوں لیکن سیلیما لغزا ایک ایک پاؤن گویا لاکھ لاکھ من کا
ہو لے جاتا ہے کسیطرح در کے اندر قدم نہیں رکھ سکتا بلکہ بار بار پیچھے ہی ہٹنے کا ارادہ ہوتا ہے یہانتک کہ
جب کسی صورت قدم آگے بڑھانے کی ہمت نہ بندھی اور پیچھے ہی ہٹنے کا خیال بندھتا گیا تو جسطرح ہو سکا جی مضبوط
کر کے اسی در پر ششدر ہو کر کھڑا ہو رہا اور دل میں یہ کہتا تھا کہ خدایا آخر یہ کیا معاملہ کیا اسرار ہے باغ کی لطافت
و نظافت آراستگی صفائی کا یہ عالم جس سے قطعی یقین ہوتا ہے کہ نہ دو نہ چار نہ پانچ بلکہ پچاس ساٹھ باغبان
ہمہ دم اسکی آبیاری وغیرہ خدمات روز و وقتہ بجالاتے ہونگے ورنہ اسقدر بڑے اور ایسے آراستہ و
پیراستہ باغ کا اسقدر صاف و شستہ و رفتہ رہنا کیونکر ممکن ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اتنی دیر سے میں اس
باغ کی سیر کر رہا ہوں نہ دروازہ پر کوئی متنفس بلکہ تمام باغ کے اندر باغ کے کسی جانب میں کوئی نظر آیا
نہ کوئی اسباب اور نہ کوئی شئے اس قسم کی کہیں دیکھنے میں آئی جس سے اس امر کا استدلال کیا جاسکے کہ اس
باغ میں کوئی ایک شخص بھی رہتا ہے نہ کوئی ایسا قرینہ پایا گیا جس سے یہ امر سمجھا جائے کہ اسکے رہنے والے چند روز
سے یہاں کی بود و باش چھوڑ کر چلے گئے ہیں نہ کسی در و دیوار پر کوئی پتھر نصب ہے جس سے اسکی کچھ مجمل ہی
تاریخ معلوم ہو سکے یہ اندیشہ کر ہی رہا تھا کہ اس در کی محراب سے ہشت و گز کی ارتفاع پر ایک پتھر
نصب دیکھا جس میں بہت سی عبارت کندہ ہے اور نہایت درجہ خوشخط لیکن جب خوب غور کیا تو معلوم
ہوا کہ جس قدر خطوں کو میں لکھ پڑھ سکتا ہوں ان خطوں کے علاوہ کسی ایسے خط میں لکھا ہوا ہے جس
خط کی الف ب تک سے میں واقف نہیں اس کتبہ کے نامعلوم خط میں ہونے سے طبیعت اور بھی
پریشان ہوئی اور سخت افسردگی طاری ہوئی کہ کیا تدبیر کیجے جو اس باغ کی تاریخ سے آگاہی میسر ہو
اسی حیص بیص میں تھا کہ بارہ دری کے وسط دالان کے در کی جانب سے ایک بزرگوار سفید ریش
نے جھک کر میری طرف دیکھا اور دیکھتے ہی مجکو بلانے کا اشارہ کیا چونکہ مجھ پر پیشتر ہی سے ایک درجہ خوف
اور افسردگی اور ایک عجیب طرح کی خلفشاری حالت طاری تھی ان بزرگوار سے چار آنکھیں ہوتے ہی
اسدرجہ خوف بڑھا اور اسقدر رعب طاری ہو گیا کہ ٹانگیں تھر تھرانے لگیں اور ٹانگیں تھرتھراتا
کیسی ہاتھ پاؤن دل و دماغ ہوش و حواس سب میں اختلال پیدا ہو گیا اور قریب تھا کہ میں گر پڑون
کہ ان بزرگوار نے نہایت بلند آواز سے مجکو بکمال ملاطفت پھر بلایا اور یہ کہا کہ بیٹا خوف مت کھا
میں تو تیرا ہی ہمجنس ہوں بے تکلف اور بے خوف و خطر میرے پاس چلے آؤ اس آواز تشفی بخش
کے سننے سے گو میرا خوف بالکلیہ تو دفع نہیں ہوا مگر ہاں وہ جو حد سے زیادہ خوفناکی کا عالم تھا
اور ٹانگیں تھرتھرانے لگی تھیں اس حالت میں بہت کمی ہوئی اور اسقدر ہوش و حواس
جگہ میں آئے کہ میں نے قدم آگے بڑھایا اور آہستہ آہستہ جس طرح کوئی مریض کسی سخت مہلک
دورہ میں دفعتاً مبتلا ہو کر بعد چند ساعت یا منٹ کے جب اس دورہ سے نجات پاتا ہے تو
اپنے آپ میں اسقدر ناتوانی پاتا ہے کہ گویا مہینوں کی سخت بیماری جھیل کر اٹھا ہے ان بزرگوار کی
جانب چلنا شروع کیا جب اس در سے ان بزرگوار تک کی نصف مسافت طے کر چکا تو کیا دیکھتا ہوں

کہ دفعتاً ایک شخص میری داہنی جانب بارہ دری کے اندرونی حصہ کے دَرون کی آڑ مین سے نمودار ہوا اور
ایک دوسرا شخص میرے بائین جانب بائین جانب کے اندرونی حصہ بارہ دری کے دَرون کی آڑ سے نکلا اور
داہنی جانب والے شخص نے آتے ہی نہایت ملائمت اور آہستگی کے ساتھ میرا داہنا بازو تھام لیا مگر یہ دونون
شخص ہماری اس دنیا کی مخلوق کے سے اعضا اور صورت والے نہ تھے بلکہ اس قسم اور اُس خلقت اور اُسی
حلیہ کے شخص تھے جس خلقت اور جس حلیہ کے لوگون کا حال مین ابتدائے خواب مین بیان کر چکا ہون ان
دونون کے بازو پکڑ لینے کے سبب مجھ پر پھر بدستور وہی خوف طاری ہو گیا جیسا اُن بزرگوار کے پہلی
اشارہ طلب کرنے سے طاری ہوا تھا اور غالباً اُن بزرگوار نے خواہ اپنی کرامت اور بزرگی سے خواہ
فراست اور تیز عقلی سے یا میرے چہرہ کے بدیہی تغیر سے میری اس دوبارہ خوفناک ہو جانے کی حالت کو
بہت جلد اک آن کی آن مین پہچان کر مجھکو پھر آواز دی کہ دیکھو بیٹا تم پھر ڈرے کوئی خوف کا مقام
نہین ہے کیا تمکو میرے اس کہنے کا یقین نہین آیا کہ مین تمھارا ہمجنس ہون مین پھر تمکو اطمینان دلاتا
ہون کہ ہرگز ایک ذرہ خوف نہ کھاؤ مین تمھارا ہمجنس ہون اور یہ دونون اگرچہ تمھارے اور میرے
دونون کے ہمجنس نہین ہین لیکن میرے مطیع اور فرمان بردار غلام کے مانند بلکہ غلام سے بڑھکر
فرمان بردار ہین اور جب میرے غلام اور فرمان بردار ہین تو تمھارے بھی فرمان بردار ہین مین نے
انکو تمھارے لینے کے لیے حکم دیکر بھیجا ہے ان بزرگوار کی دوبارہ یہ تشفی بخش و تسلی دہ تقریر سنکر
پھر میری جان مین جان آئی اور وہ خوفناک حالت جو دوبارہ اُنکے بازوؤن کے تھامنے سے مجھ پر
پہلی مرتبہ سے بھی زیادہ طاری ہونے لگی تھی بالکل دفع ہو گئی اور اس اثنا مین ان بزرگوار سے مین
اس قدر قریب ہو گیا کہ چند ہی قدم کا فاصلہ مجھ مین اور ان مین باقی رہ گیا اُسوقت اُن بزرگوار نے
جس رخ وہ تکیہ کیے بیٹھے تھے اُسی طرف متوجہ ہوکر کچھ کہا اُنکا خطاب تمام ہوا ہی تھا کہ چار شخص اُسی
جنس کے جس جنس کے اشخاص میرے بازو تھامے ہوئے تھے جسطرف ان بزرگوار نے خطاب
کرکے کچھ کہا تھا اُسطرف سے نکلکر میرے قریب آئے اور میرے پیچھے آکر میرے ہمراہ ہوئے جب مین
ان بزرگوار کے پاس پہونچ گیا تو دیکھا کہ انکی نگاہ کے روبرو پندرہ سولہ قدم کے فاصلہ پر اُسی جنس کی مخلوق
کا ایک گروہ کا گروہ دست بستہ کھڑا ہوا ہے میرے قریب پہونچتے ہی اُن بزرگوار نے مجھکو اپنے برابر اپنے داہنی
جانب نہایت محبت و شفقت سے بٹھا لیا اور بکمال تلطف و الطاف کے ساتھ پیش آئے اور فرمایا
کہ تمکو بہت تکلیف اُٹھا کر یہان تک آنا پڑا مگر بیٹا مین کیا کرون تمھارا جو مقصود ہے اسکے بر آنے کو
پورا پورا سامان بہم پہونچانا بغیر اس تکلیف اُٹھانے اور بغیر یہان تک پہونچنے کے متعذر تھا چنانچہ
اس اجمال کی تفصیل مین تم سے بیان کرونگا جس سے تمکو کامل یقین ہو جائیگا کہ تمھاری اس
تکلیف دہی مین مین بالکل مجبور تھا بعد اسکے اُس تمام گروہ سے جو روبرو دست بستہ حاضر تھا
مخاطب ہوکر کسی ایسی زبان مین کچھ دیر تک تقریر کی جو قریب قریب ویسی زبان پائی جاتی
تھی جو مین نے ابتدائے خواب مین اُس شہر والون کی زبان سنی تھی جس شہر کا بیان مین
کر چکا ہون بعد اس تقریر کے اُس گروہ کے ہر شخص نے کچھ مختصر الفاظ مین بزرگوار سے کچھ کہا اسکے
بعد اُس گروہ کے ہر شخص نے فرداً فرداً میرے سامنے آکر میرے گھٹنون کو اپنے اپنے دونون

ہاتھوں سے چھو کر اپنے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور اپنے اپنے مقام پر بدستور جا کر دست بستہ مؤدب
کھڑے ہو رہے یہ سب عجوبہ خیز امور دیکھنے کے بعد مین نے ان بزرگوار سے بکمال آرزو مندی
سوال کیا کہ یہ باغ کسکا ہی اور یہ لوگ کون لوگ ہین اور آپکا گذر ان تمام اجنبیون مین کیونکر
ہوا جو کہ بالکل ناآشنا ہین اور خلقت انکی یہان کی مخلوق سے بالکل علٰحدہ ہی جو آج تک میری
نظر سے نہین گذری ان غیر مانوس اشخاص کو دیکھکر مجھکو کمال استعجاب ہوتا ہی اور ایک حیرت انگیز
خیال کا تصور میرے آئینہ دل مین متمکن ہوتا ہی اور طبیعت مین ایک تشویش پیدا ہوتی ہی کہ یہ
کون مخلوق ہی یہ کلام سنکے ان بزرگوار نے کہا کہ بیٹا تم ان خیالون مین پڑکر کیون اپنے آپ کو
پریشانی مین ڈالنا چاہتے ہو اپنے کام سے کام رکھو مگر جب مین نے بزرگوار کے اس جواب پیچ پیچ
بھی تمام حالات وعجائبات گذشتہ کی دریافت اور آگاہی مین اصرار کیا تو بزرگوار نے فرمایا کہ
ای فرزند مین ان ہادی راہ طریقت اور خضر جادۂ معرفت وحقیقت کے خدام عالیمقام
مین سے ایک احقر اور ادنے نیاز ارادتمند خالص اور ایک کمترین بندۂ درگاہ مستر صدقوان ہون
جنھون نے تمکو اس وظیفہ کو بطور چلہ کے چالیس روز تک پڑھنے کی تلقین فرمائی تھی اور
جس وظیفہ کی نسبت تمکو اس امر کا یقین دلایا تھا کہ جب کسی سخت مشکل اور دشوار امر کی
آسانی کے لیے اسکی مداومت کروگے تو کوئی نہ کوئی ایسا اسلوب کشود کار کا پردۂ غیب
سے ظہور مین آئیگا جس سے تمہارا تمام انتشار و اضطرار رفع ہو جائیگا تمکو بشارت ہو کہ جس
مقصود کے لیے تمنے اس وظیفہ کا چلہ کیا ہی وہ مقصود اب عنقریب حاصل ہوا چاہتا ہی
تمہارے اس خواب دیکھنے اور عالم خواب مین یہ سب عجائب معائنہ کرنے اور مجھسے
ملاقات ہونے کا باعث وہی وظیفہ ہی مجکو ان بزرگ نے جو میرے ہادی طریقت ہین
حکم فرمایا ہی کہ مین عالم خواب مین خواہ جس طریقہ سے مناسب ہو تجھسے ملاقات کرکے تمکو
عنقریب تمہارے فائز بالمرام ہو جانے کی نسبت خوشخبری دون اور ہر طرح سے تمکو تسلی وتشفی
دیکر کامل طور سے مطمئن وخاطر جمع کردون جس سے تمہارا تمام موجودہ اضطرار وتردد
وبیقراری رفع ہو جائے لہذا مین تمکو خوشخبری دیتا ہون اور پورا پورا یقین دلاتا ہون کہ اب
بہت ہی قریب زمانہ مین تم اپنا مقصود دلی حاصل کروگے اور اسباب حصول مقصود کے
یون پیدا ہونے والے ہین کہ سعدگاہ ساحری جہان تم کسی نہ کسی باعث سے پہونچوگے
اسی سعدگاہ مین جسطرح بن پڑے چند مدت تک قیام پذیر رہنا کیونکہ سعدگاہ ساحری ہی
وہ مقام ہی جہان سے تمہاری نظرون مین شاہد کشود کار اور پیکر محبوب حصول مقصود
کی صورت جلوہ گر ہوگی اور یہی سعدگاہ ہی جس سعدگاہ کا طلسم توڑنے کی غرض سے
اولاد امجاد صاحبقران کا ایک صاحبزادہ وارد فی الفور سعدگاہ ہوگا اور وہ صاحبزادہ
طلسم کو توڑ کر فتح کریگا ادھر تمہارے حصول مقصود کا شاہد تمہاری نظرون مین جلوہ گر ہوتا
شروع ہو جائیگا۔ اور یہ نئی طرز کا آسمان اور نئے طور کی زمین نئی طرز کے آدمی نئی طرز کے
چرند نئی طرز کے پرند نئی طرز کی عمارت نئی طرز کے در و دیوار نئی اور نرالی زبانون کے تلفظ

جس طرح کی مخلوق ہے اور زلزلے طور کی تمام دنیا اور اسباب و اشیائے دنیا جو سب تمہاری نظروں سے
گذر چکی یہ دیوان قصیر القامت قوی القوت کی دنیا اور وہ شہر جنہیں سے گذرتے ہوئے
تم اس باغ میں داخل ہوئے ملک جادو و آفرین کوتاہ بالا کا دارالسلطنت اور پائے تخت ہے جو
دیوان قصیر القامت قوی قوت کا اصل شہنشاہ ہے اور یہ باغ جس میں تم اسوقت موجود
ہو ملک جادو و آفرین کی محبوبہ جان بخش ملکہ روان جادو کا عیش گاہ ہے جسکی محافظت
کے لیے تین سو ساٹھ دیوان فتنہ انگیز مسلح باغ کے اوج ہوا پر شب و روز حاضر رہا کرتے ہیں
اے فرزند بنی نوع انسان کی تو اتنی مجال ہی کب ہے جو اس باغ کی ہوا تک بھی پہونچ سکیں بڑے
بڑے عاملان کامل کو بھی یہ یارا نہیں کہ اس باغ کا پتہ نشان تک دریافت کر سکیں مگر ہاں فقط
ایک ہمارے ہادی طریقت کو سیکڑوں برس کی جانگداز عزائم خوانیوں کے بعد یہ مرتبہ حاصل ہوا ہے
کہ شہنشاہ جادو و آفرین کو اپنا ایک ادنے بندہ مسخر کر چھوڑا اور انہیں کے قدموں کی برکت سے
اُنکے ہر خادم کو یہ عزت حاصل ہے کہ جب کوئی خادم ہمارے ہادی طریقت کا حضور سے ہیچ کا
کوئی حکم لیکر شہنشاہ جادو و آفرین یا اسکے کسی صیغہ کے وزیر مملکت یا اسکے کسی رکن سلطنت
کے نام تعمیل کرانے کی غرض سے اس باغ میں آتا ہے تو منزلوں کی راہ سے دیوان قصیر القامت
کا ایک جم غفیر برسم استقبال پیام آرندہ کی راہ کا خس و خاشاک صاف کرتے ہوئے پیام آرندہ
کو کمال ادب و تعظیم سے لاتے ہیں اور خود شہنشاہ جادو و آفرین یا جس رکن سلطنت
کے پاس جانا مقصود ہوتا ہے لرزتے اور کانپتے ہوئے پہونچاتے ہیں اور جبتک پیام آرندہ
کا دل چاہتا ہے خاص اسی باغ میں فروکش کراکے پیام آرندہ کی میزبانی میں ہمہ تن مصروف
رہتے ہیں اور دیوان قصیر القامت کی دنیا کے الوان نعمت اور انواع فواکہ و
اثمار اسی بارہ دری کے اُس خاص درجہ میں جو پیام آرندگان ہادی پیر طریقت کا طعام گاہ
قرار دے رکھا ہے ہر دور و نزدیک مقام سے بہم پہونچا کر انبار کر دیتے ہیں اور خود ملکہ روان جادو
کا فرض اکبر ہے کہ ہر پیام آرندۂ ہادی طریقت کی خدمت میں بتوسط اکابر دیوان سلطنت
باریابی حاصل کرکے ایک بار بالعزور بغرض عرض سلام حاضر ہوتی ہے اور جب پیام آرندہ
تعمیل حکم ہادی طریقت کرکے واپس جانے کا عزم ظاہر کرتا ہے تو وہی جم غفیر دیوان قصیر القامت
کا جو منزلوں سے پیام آرندہ کی راہ کا خس و خاشاک جھاڑتا ہوا باغ تک لایا تھا اسی
مقام تک اسی طریقہ سے بکمال ادب و تعظیم پیام آرندہ کو پہونچا کر ہنگام رخصت وہ
تمام گروہ دیوان یک زبان ہو کر آرزو مند ہوتا ہے کہ وہ اپنی خوشنودی کی کوئی سند
عطا کریں اور وہ سند دربار شہنشاہ جادو و آفرین میں پیش کرتے ہیں اور جبتک پیام آرندہ
کی خوشنودی کی سند شہنشاہ تک پہونچ نہیں لیتی تمام اراکین سلطنت اور خود شہنشاہ مع
ملکہ روان جادو فرط خوف سے بید کے مانند لرزاں اور ہراساں رہتے ہیں کہ مبادا کوئی
امر موجب آزردگی پیام آرندہ خدمتی دیووں سے سرزد ہو جائے اور کہیں ایسا غضب
نہ ہو جائے کہ اس آزردگی کی شکایت ہادی طریقت تک پہونچے اور وہ شکایت شہنشاہ

اور اسکی دار السلطنت اور تمام ارکین مملکت کی تباہی اور بربادی بلکہ سب کے خاک و راکھ
ہو جانے کا باعث ہو جاے ای فرزند جسوقت سے تمنے شہر دار السلطنت دیوان مین قدم رکھا
ہی اسوقت سے اسوقت تک کہ تم اس بارہ دری مین مجھ تک پہونچے ہو میری خدمت گزاری
کے مقررہ گروہ دیوان نے تمھارے بال بال کی خفیہ حفاظت کرتے ہوے تمکو مجھ تک پہونچایا ہی
اور دیوان خدمتی مین سے کماری کی خدمت کا خاص گروہ تمکو فی منٹ پانچ سو میل کی مسافت
شافہ طی کراتا ہوا یہانتک لایا ہی کیونکہ تمھارا اس باغ کی بارہ دری تک پہونچانا اور شہر دار السلطنت
پاے تخت ملک جادو و آفرین مین آپکو داخل کرا دینا اور اس شہر کی عام وخاص مخلوق
دیوان کو تمھارا معائنہ کرانا اور نیز تمام ارکین سلطنت جادو و آفرین کو تمھاری شناخت
کرا دینا یہانتک کہ خود ملک جادو و آفرین اور ملکہ روان جادو کو آپکی صورت دکھلا دینا
میرا فرض عظیم و اکبر تھا بلکہ فرض کے درجہ سے بھی بمرتبہ بڑھا ہوا تھا اسلیے کہ ترک فرض کی سزا
کے لیے تو ایک خاص وقت مقرر کر دیا گیا ہی جس وقت کے آنے مین ہزارون برس کا توقف ہی
مگر اس فرض کا ترک ہو جانا تو میرے لیے اسقدر خطرناک اور مصیبت خیز امر تھا کہ معاذ اللہ اگر
اس فرض کی بجا آوری مین تھوڑی سی تاخیر اور بے پروائی ظہور مین آجاتی تو اسیوقت دنیا ہی
مین سخت سزا ملجاتی اور بڑے غضب کا سامنا ہو جاتا۔ ای صاحبزادے ان بزرگوار کے ان چند جملات
کو سنکر مین نہایت متعجب اور متحیر ہوا اور انکا قطع کلام کر کے مین نے کمال تعجب سے سوال کیا
کہ ای بزرگوار ایسا کونسا خطرہ اور کیا خوف تھا جسکو آپ نے اس شدومد سے بیان فرمایا۔
بزرگوار نے جواب دیا ای فرزند ہمارے ہادی طریقت نے تمھاری نسبت مجکو دو حکم دیے
تھے ایک کسی طریقہ مناسب سے تمھاری ملاقات کر کے تمھاری تسلی و تشفی و اطمینان کر دینا
جو مین آپ سے مفصلاً بیان کر چکا ہون دوسرا اسی کے ساتھ یہ حکم تھا کہ دار السلطنت
جادو و آفرین مین تمکو نہایت آرام کے ساتھ لیجا کر شہنشاہ اور ملکہ اور اسکے تمام ارکین سلطنت
اور دار السلطنت کی عام مخلوق کو تمھارا معائنہ اور شناخت کرا دون پھر بھلا میری کیا مجال
تھی کہ ان دونون حکمون کی تعمیل فوراً ہی نکرون کیونکہ ہادی طریقت نے ان دونون کی تعمیل
کی نسبت وقت اور میعاد مقرر اور محدود کر دی تھی اور حکم تھا کہ فلان وقت تک اس خدمت
کو انجام دیکر ہمکو اطلاع دیجیو کہ اس کام کا نہایت جلد انجام ہو جانا سخت ضروری ہی پس اگر
ایک ساعت بھی تعمیل مین تاخیر کا اتفاق پیش آجاتا تو جسقدر تقرب اور خصوصیت اور
جو کچھ درجات کمال و کرامتین پچاس برس کامل خدمات شبانروزی بجا لانے اور
ہزارون ریاضتین بطور چلہ با وصف ترک لذات حیوانات ٹھیک اوقات مقررہ پر
دامن قاف مین صائم الدہر رہکر ختم کرنے کے بعد میسر ہوئی ہین بالکلیہ خاک مین ملجاتین
اور اگرچہ مجھ سمیت میرے ہادی طریقت کی بارگاہ عالی مین تین سو ساٹھ ارادت مند مین جنمین
سے چند ارادت مند ایسے بھی ہین جنکا مرتبہ عزت اور جنکے درجات کرامت اور مدارج ریاضت
مجھ سے کہین بڑھا ہوا ہی اور ہادی طریقت کے انکا سے زیادہ مورد الطاف و عنایت

اور زیادہ وسعت زیادہ وزی تقرب ہین مگر ہمارے ہادی طریقت کے اصول یون واقع ہوئے ہین کہ جو
قواعد فرمانبرداری ہم سب ارادت مندون کیلیے قدامت سے قرار دیے گئے ہین کسی ارادت مند
کی مجال ہی نہین کہ ایک ذرہ کے برابر بھی کسی قاعدہ سے تجاوز کرسکے اور نیز یہ اصول ہے کہ درصورت تجاوز
جس درجہ نافرمانی ظہور پذیر ہونے کے لیے جو سزا اور تنبیہ قرار دی گئی ہے ممکن ہی نہین کہ اُس سزا
کی نسبت کبھی کسی صورت کسی حال مین کسی ارادت مند کی سفارش یا خود جس سے تجاوز
واقع ہوا ہو اسکا کوئی عذر قبول کرین اور سفارش اور عذر کوئی کرے اور از آنجا کہ
سفارش اور عذر کی قطعًا ممانعت ہے بدینوجہ کسی کی اتنی مجال ہی نہین ہوتی اور کوئی
اسقدر جسارت ہی نہین کرسکتا کہ سفارش خواہ عذر کرے اور اول تو کبھی کسی ارادتمند
سے نظر بوجوہ مذکورہ کوئی تجاوز ظہور پذیر ہی نہین ہوتا اور اگر احیانًا بمقتضاے بدقسمتی
اتفاقًا کسی سے کوئی تجاوز واقع ہوگیا ہے تو قطعًا فورًا اسکی مجوزہ سزا کا مورد ہوگیا
اور اگر بھولے سے بھی کسی ارادت مند کی زبان سے کوئی کلمہ از قبیل سفارش نکل گیا
تو فورًا اس سفارشگر کو بھی بے کم و بیش وہی سزا دی گئی جو تجاوز کنندہ کے لیے
تجویز تھی ای فرزند اب تمھین بتاؤ کہ ایسی خوف و خطر کی حالت مین اس خدمت کا بجا لانا
فرض سے بھی بمرتبہ ہا بڑھکر تھا یا نہین تھا۔ اور مقصود ہادی طریقت کا اس خدمت کے
انجام کرانے یعنی تمھارے اس مقام تک پہونچانے اور شناخت کرا دینے سے یہ تھا کہ اگر خصم
بنی نوع دیوان قصیر القامت قوی قوت کے بلے تخت کی مخلوق کا تمھارے
حلیہ سے اچھی طرح واقف اور آگاہ ہو جاے اور جب کبھی جس موقع پر تمھاری کوئی ضرورت
رفع کرنے کی غرض سے کسی افسر دیوان کو بھیجا جائے تو اسکو تمھاری تلاش اور تجسس اور
تفرس مین ذرہ بھر وقت اور دشواری پیش نہ آئے خصوصًا وہ مقصود عظیم اور وہ
مہم اہم جسکے حاصل اور حل ہونے کے لیے تمنے ایسا سخت چلہ کھینچا ہے اس مقصود کے
حاصل ہو جانے مین مدد اور اعانت کرنے کے کسی موقع پر کسی افسر دیوان کو کسی قسم کی
دقت تمھارے کامل درجہ کی شناخت نہونے کے سبب پیش نہ آسکے۔ ای فرزند تم اپنے
دل مین شاید ابھی تک یہی سمجھ رہے ہوگے کہ یہ جسقدر عجائب و غرائب مین نے دیکھے یا دیکھ رہا
ہون ان تمام واقعات کے ظہور پذیر ہونے کا موقع عالم خواب ہے یعنی مین ایک طولانی
خواب دیکھ رہا ہون اور حالانکہ ان سب واقعات کے موقع ظہور اور وقوع کو ہرگز ہرگز
عالم خواب سے ایک سر کے بال برابر بھی مناسبت اور نسبت نہین ہے بلکہ بمقتضاے مصلحت
اور حسب ایماے ہادی طریقت تمپر بزور عزیمت ایک خواب کی سی حالت طاری کردی گئی
ہے تاکہ تم بسہولت و آسانی اس مکان تک جہان تم بیٹھے ہوے ہو پہونچ جاؤ اور دیوان
قصیر القامت کی تربیت سے جسکا بیک ناگاہ اور دفعۃً تمکو اتفاق پڑا خائف اور
ترسان نہو اور اس خوف و ترس سے تمھارے دل کو کسی طرح کی تکلیف اور صدمہ
نہ پہونچے کہ ہادی طریقت کے دربار دُربار مین ہاسے واسطے موجب عتاب ہو

کیونکہ ہمکو سخت تاکید کر دی گئی ہے کہ آغاز خدمت سے انجام خدمت تک انتہائے مرتبہ میں تمہاری راحت اور آرام ملحوظ رکھیں اور سیر و معائنہ دارالسلطنت دیوان اس آسائش اور سہولت کے ساتھ کرا دیں کہ تمہارے دل پر ایک ذرہ بھر غبار رنج و انقباض نہ آنے پائے اور بدین لحاظ ہمنے اس درجہ احتیاط کی کہ تمپر ایک خواب کا سا عالم بزور عزیمت طاری کر کے تمکو اپنے مقام سے منتقل کیا اور باینہمہ احتیاط تمام دیوان قصیر القامت جنکو تمنے اثنائے راہ سے یہان تک دیکھا ان سبکی اصلی صورتیں جو انتہا درجہ کی مہیب اور ہولناک ہین بزور عزیمت بنی نوع انسان سے ملتی جلتی باحسن وجمال صورتون سے متغیر کر دین بلکہ دارالسلطنت کی تمام مخلوقات ذی روح اور غیر ذی روح کی واقعی صورتون کو متغیر کر دیا چنانچہ یہ گروہ جو تمہارے سامنے حاضر ہے افسران اور اراکین سلطنت دیوون کا گروہ ہے اور وہ دونون شخص جنھون نے تمہارے اس بارہ دری کے اندر داخل ہونے کے بعد تمہارا داہنا اور بایان بازو نہایت ادب و تعظیم اور ملایمت اور محبت سے تھا نکر مجھ تک پہونچایا تھا ان دونون مین سے داہنے بازو والا خود شہنشاہ جادو و آفرین تھا اور بائین بازو والی اسکی محبوبہ جان نواز ملکہ روان جادو تھی۔ اور بازو پکڑنے کا سبب یہ تھا کہ بنی نوع دیوان مین دستور ہے جب کوئی انتہا درجہ کا معزز اور مؤقر مہمان آتا ہے تو خود شہنشاہ اور ملکہ چند قدم استقبال کر کے اور مہمان کا بازو پکڑ کر اور جس محفل مین وہ مہمان آیا ہے اس محفل کے صدر مقام مین لا کر بٹھاتے ہین اور جب مہمان بیٹھ لیتا ہے اسکے بعد تمام اراکین سلطنت جو مہمان کے آنے سے پیشتر ہی حاضر رکھے جاتے ہین نوبت بنوبت مہمان کے قریب جا کر تسلیم بجالاتے ہین اور مہمان کے دونون گھٹنون سے دونون ہاتھ مس کر کے اپنے دونون ہاتھون کو بوسہ دیکر پھر تسلیم بجالا کر پچھلے پیرون ہٹتے ہوئے اپنے اپنے مقام پر جا کر کھڑے ہوتے ہین جس مقام پر باقاعدہ کھڑے کیے گئے ہوتے ہین۔ تمنے خیال کیا ہوگا کہ اس گروہ نے مجھ سے کچھ باتین کین وہ باتین اس امر کی درخواست تھی کہ اگر اجازت ہو تو مہمان کے واسطے کچھ انتظام رقص و سرود فوراً کیا جائے اعلی اعلے درجہ کے خنیاگر حسب ایمائے شہنشاہ و ملکہ پہلے ہی سے بلوا کر خاص مہمان کے لیے حاضر رکھے گئے ہین چنانچہ باغ کے اضلاع مین اپنے اپنے لائق درجہ کے مکانون مین حکم کے منتظر حاضر ہین اور شہنشاہ و ملکہ کی دلی آرزو ہے کہ مہمان رقص و سرود و شنکر مسرور ہو مگر مین نے اراکین کی اس درخواست پر صرف اسیقدر جواب دیا ہے کہ ابھی صبر کرو مہمان سے سبکے پہلے خاص اس معاملہ کے متعلق گفتگو ہوگی جس کے باعث سے اس معزز مہمان نے دور و دراز مسافت طے کر کے یہانتک آنے کی شاقہ تکلیف گوارا کی بعد اختتام اس گفتگو کے رقص و سرود کی نسبت بھی منشاء مہمان معلوم کر کے تم سب کو مطلع کر دیا جائیگا۔ اور کھانے کے اہتمام

اراکین جنھون نے تمام دار السلطنت سے کے تکلف اعلے اعلے اور نفیس نفیس کھانے شیرین
و نمکین تمھاری دعوت کے لیے نہایت درجہ کے پُر تکلف بہم پہونچا کر بارہ دری کے اس
درجہ مین جو کھانا ہی کھانے کے واسطے مستثنٰی ہی بنہایت سلیقہ شعاری اور بڑی تمیز داری
سے چنوا رکھے ہین کمال لجاجت اور تواضع آمیز خاص الفاظ مین آرزو ظاہر کی کہ مین
تم سے کچھ کھانا تناول کرنے کی نسبت استمزاج کر کے ان مضمون کو انھین کی زبان مین آگاہ
کرون مگر مین نے اس دوسری درخواست یعنی تمھارے کھانا کھانے کی آرزو کی نسبت
بھی وہی جواب دیا جو جواب رقص و سرود کی درخواست کی نسبت دیا تھا۔ یہ کہکر بزرگوار
اپنے مقام سے اُٹھے اور میرا ہاتھ نہایت ملاطفت کے ساتھ پکڑ کر مجکو بھی اٹھایا اور کہا اے
فرزند چلو تمکو بارہ دری کے تمام درجون کی سیر کرائین خصوصًا اُس درجہ مین چلین
جس درجہ مین اراکین نے الوان نعمت دار السلطنت اور انواع اثمار و فواکہ میری اور
تمھاری مہمانی کے لیے فراہم کیے ہین اور جنکو دیکھکر غالبًا تم بہت محظوظ ہوگے۔
الحاصل مین ان بزرگوار کے ساتھ ساتھ آہستہ آہستہ چلا اور ہم دونون کے پیچھے
پیچھے بڑی تعظیم و ادب کے ساتھ منجملہ اس گروہ کے جو روبرو حاضر تھا وہ اراکین بھی چلے
جنھون نے ہم دونون کے لیے تمام دار السلطنت سے انواع اقسام کے میٹھے
اور نمکین کھانے اور مٹھائیان اور طرح طرح کے عمدہ اور اعلے میوہ جات اور ہر ہر قسم
کے پھل تازے مہیا کر رکھے تھے جب کمرہ کے اندر داخل ہوے تو مشک و زعفران کی
خوشبوئیون کے نفحات سے دماغ جان معطر ہوگیا بے تحاشا درود شریف زبان پر آگیا
نظر اٹھا کر دیکھا تو وہ نظر فریب اور دشمن صبر و شکیب جلوے نظر آئے جنکو دیکھکر نگارخانہ چین
بھی شرما جائے ہر چیز شاہانہ شان و شکوہ کے ساتھ اپنے مقام پر نہایت سلیقہ سے
سجائی ہوئی دیوارون کی گلکاری نمونۂ صنعت کردگار تھی ہر گل بوٹے کی نقاشی مین نرالے
رنگ ڈھنگ کی بہار تھی۔ چھت کی رنگ آمیزی کے ہر ہر رنگ مین اس درجہ صفائی ایسی
تیزی تھی کہ رنگ آمیزی نہین سراپا مرآت حیرت انگیزی تھی بعینہ ایسا معلوم ہوتا تھا
کہ بارہ دری کے اندر ایک دوسرا باغ کھلا ہوا ہے سنگ مرمر کی صفا اور آئینہ تاب زمین پر
ریشمی مشجر کا بوقلمون فرش بچھا ہوا ہے جسکے ہر رنگ کی تازگی اور شادابی اس امر کی شہادت دے
رہی تھی کہ اسکا لاثانی چابکدست صنعت گر آج ہی اسکو بنا کر فارغ ہوا اور تیار ہوتے کے ساتھ ہی
یہان لاکر بچھا دیا گیا اس مشجر پر سونے چاندی کے گنگا جمنی تارون سے بنی ہوئی زرنگار
مرصع کرسیون کی دو رویہ قطار قطارون کے درمیان مین مرصع میزون پر سیکڑون قسم
کی نعمتین ہزار در ہزار بلکہ بیشمار جابجا بے ڈاڑھی مونچھون کے امرد سرو قد مغرق پوشاکین
پہنے زرین پٹکے کمرون سے باندھے شاہی داب و قاعدہ کے ساتھ دست بستہ
خاموش کھڑے ہوے کندھون پر تولیہ پڑے ہوے سب کے سب ایک انداز سے
گردنین جھکائے ہوے اپنے حسن و جمال کے تجلّی سے خود ہی متاثر اپنے منہ سے آپ ہی لجائے

شرمائے ہوئے، ہر ایک کے دم بخود عالم سکوت میں ہونے کا انداز گویا صاف صاف یہ کہہ رہا ہے
کہ مصلحِ ہمہ تن خاموش اور سراپا پیکر ادب بنکر مُہ رہنا بیشک کسی معزز مہمان کے قدوم
کے انتظار کرنے کی ادا ہے وار فتہ شوق و آرزو سے خدمتگذاری ہونے کا دال اور بدیں قرینہ ہے
ان بزرگوار سے اور مجھ دو گرفتار سے دوچار ہوتے ہی ایمن کا ہر فرد تسلیم و کورنش بجالائے
بزرگوار کیا تشریف لے گئے کہ اُسکے نیکے خضر کے قدم مبارک آئے کمال ادب و تعظیم سے
بزرگوار کے قدم آنکھوں سے لگائے اور حالت ذوق و شوق میں کسی کا ورد زبان یہ شعر تھا ؎

وسیلہ یار گذارد قدم بخانۂ ما
خوش لہجگی سے بار بار پڑھتا تھا ؎
سزد کہ کعبہ شود سنگ آستانۂ ما
وہ آئیں گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے
اور کوئی اس شعر کو نہایت
کبھی ہم انکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

اور کوئی خواجہ حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ کے اس شعر سے رطب اللسان ہو رہا تھا ؎
رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ۝ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ۝ جب وہ سب امرو مراسم قدمبوسی
ادا کر چکے بزرگوار کمرہ کے صدر مقام میں ایک کرسی پر رونق افروز ہوئے اور اپنی داہنی جانب
کی کرسی پر مجکو بیٹھنے کا اشارہ کیا چنانچہ اذعاناً للامر میں بھی بیٹھا اور بیٹھنے کے ساتھ ہی کھانے
کے مہتمم رکن سلطنت نے جو ہمارے ہمراہ ہی تھا بزرگوار کی خدمت میں دست بستہ باادب
و نیاز اپنی زبان میں کچھ عرض کیا بزرگوار نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا تمہاری نسبت کھانا
کھانے کی درخواست ہے میرے نزدیک مناسب ہے کہ انکی درخواست قبول کرو اور چند
لقمہ تناول کر لو کہ نہایت لجاجت سے مکرر اصرار کے ساتھ درخواست کی گئی ہے۔ ہر چند میں
تمہاری حالات سے خوب واقف ہوں کہ تمہارے سینہ میں کیسا پریشان اور مضطرب قلب
ہے اور یہ امر مسلم ہے کہ ایسے پریشان دل کو الوان نعمت زہر سے بدتر معلوم ہوتے ہیں مگر اول
تو دعوت کا رد کرنا عموماً کسی صورت میں اچھا نہیں اور خصوصاً ایسے سائل کی دعوت کا رد جو
انتہا درجہ کے خلوص اور محبت سے بکمال اصرار دعوت کا ملتجی ہوتا ہو اگر بالفرض کسی ادنے
سے ادنے شخص کی جانب سے بھی ہو کسی حالت میں زیبا نہیں اسلیے کہ اسکی سخت دلشکنی ہونیکا
احتمال ہے اور کسی کے دل کا توڑنا اس سے بڑھکر کوئی گناہ نہیں ہے علی الخصوص ایسے مذہب
کے اشخاص میں جو محبت پرست اور عاشق تن ہیں اور جنکی طینت اور سرشت ہی عشق و
محبت کے آب و خاک سے کی گئی ہو جیسے کہ تم ہو کیونکہ دل کا مرتبہ خواہ وہ کسی کا ہو بہت
بڑا ہے جسکی نسبت کسی استاد نے کیا خوب فرمایا ہے کہ ؎ کعبہ بنگاہ خلیل آذر ست
دل گذرگاہ جلیل اکبر ست　اور پھر اس سے بڑھکر یوں فرمایا ہے کہ ؎ از ہزاران کعبہ یکدل بہتر ست
دل بدست آور کہ حج اکبر ست　یاد رکھو کہ ٹوٹا ہوا دل کسی طرح جڑ نہیں سکتا اور جب جڑ
نہیں سکتا تو جو صدمہ ٹوٹنے سے ہوا ہے وہ کسی طرح جا بھی نہیں سکتا اور اسی لیے
کسی استاد نے اسی معاملہ میں فرمایا ہے کہ ؎ گر صد ہزار لعل گہر میدہی چہ سود
دل را شکستۂ کہ گوہر شکستۂ ۝ اے فرزند میں خوب جانتا ہوں کہ تمہارے دل کو آلودگی
درد و غم عشق کی وجہ سے ہرگز کسی اچھے کھانے کسی اچھے کپڑے کسی اچھے سیرگاہ و تماشاگاہ

کی بلکہ دنیا کی کسی اچھی چیز کی رغبت و خواہش ہرگز نہین ہی کھانا اگر کھانے بھی ہو تو مجبوری اور
وہ بھی بقدر سدرمق مگر اسکے ساتھ ہی مین اس امر کی بھی شہادت دیتا ہون کہ یہ مہتمم محض خلوص
اور محبت سے اور میرا ایک خاص معزز مہمان سمجھکر بلکہ مین کیا ہون میرے ہادی طریقت کا
تمکو ایک خاص مورد شفقت و مرحمت جانکر تمھاری دعوت کرتا ہی اور معلوم نہین کس کس
تلاش اور کیسی کیسی تجویزون سے اسنے اعلے اور عمدہ ہر قسم کے کھانے خاص تمھاری ذات
کے واسطے مہیا کیے ہین لہذا اگر دعوت رد کروگے تو ہمین شک نہین کہ اسکو سخت رنج و
افسردگی ہوگی اور ساری محنت اور کوشش جو فراہمی اطعمہ مین کی ہی برباد اور ضائع جائیگی
اسلیے آپکو لازم ہی کہ طوعًا وکرہًا کچھ نہ کچھ ضرور تناول کرین اے صاحبزادے۔ بزرگوار کی
شفقت آمیز نصیحتانہ تقریر سنکر ہرچند مین بہت کچھ متاثر ہوا اور جمعیت اور مروت نے
یون کہا کہ اب کھانے کے تناول کرنے کی نسبت ہرگز ہرگز کچھ بھی عذر کرنا مستحسن نہین
ہی بلکہ الوان نعمت تو ایک طرف اگر یہ مہتمم درحقیقت ان کھانون مین زہر بھی ملاکر
پیشکش کرے تو کھا ہی لینا چاہیے چاہے کھانے کے ساتھ ہی مر کیون نجائیے لیکن ادھر
بزرگوار نے یہ شفقت آمیز نصیحت خیز تقریر شروع کی اور ادھر مجکو اس دشمن صبر و آرام
کی یاد آگئی جسکی بدولت مجکو یہ چلہ کشی کرنے کی نوبت آئی تھی جس چلہ کشی کے باعث
یہ تمام واقعات پیش آرہے تھے بس اسکی یاد آنا اور میرا وارفتہ مزاج اور نیم دیوانہ
ہوجانا یہانتک کہ اسی وارفتگی کی حالت مین بے اختیارانہ مین نے ایک ٹھنڈی
سانس بھرکر رونا شروع کردیا اور بے تحاشا یہ مصرع زبان سے نکل گیا کہ مصرعہ
عیش بے یار مہیا نشود یار کجاست + بزرگوار نے یہ مصرعہ سنکر میری حالت پر
افسوس ظاہر کیا اور بجاے اسکے کہ میرے اس بے ٹکان مصرعہ پڑھنے پر مجکو ایک شوخ چشم
اور گستاخ و دشمن تہذیب جانکر مجھ سے تنفر کرتے بے تامل یون رطب اللسان ہوے
کہ تم کھانا نوش کرو شاید ہمارا یہ کہا مان لینا ہی تمھارے حق مین جلد تر تمھارے فائز المرام
ہوجانے کا باعث ہوجائے بزرگوار کے اس امید بڑھانے والے اور حصول مرام کے یقین
دلانے والے جملے نے مجکو کھانا کھانے پر مائل اور آمادہ کردیا اور چند لقمہ مین نے ان میزبان
کے بعض بعض کھانون مین سے جن میزون پر ہزارون قسم کے عمدہ سے عمدہ اور نفیس سے
نفیس کھانے سونے چاندی کے جواہر نگار ظروف مین چنے ہوے تھے جنکا کھانا کیسا
دیکھنے سے انسان کا دل سیر ہوجائے نوش کیے اے صاحبزادے جو کھانے مین نے تناول کیے
انکی لذت کیونکر اور کسطرح بیان کرسکون کہ کس درجہ لذیذ اور کس قدر خوش مزہ تھے
کیونکہ مدت العمر مین نے کسی امیر کسی وزیر کسی بادشاہ کے دسترخوان پر اس قسم کے
کھانے آنکھ سے بھی نہ دیکھے تھے کھانا تو بڑی بات ہی پھر اب انکی لذت کا اندازہ
کون سے کھانے سے تشبیہ دیکر کم و زیادہ قرار دے سکون لہذا مجبوراً اسکے اور کیا عرض
ہوسکے کہ وہ کھانے کھانے کوئی دین کا ایسا نہ تھا جسکو ہمارے دنیا کے کسی کھانے

کے ساتھ تشبیہ دی جاسکے بلکہ کچھ عجیب و غریب رنگ اور ذائقہ کے تھے اور اسقدر لذیذ
اور اسقدر جو لذت بخش دل و زبان کہ آج تک جب ان کھانوں کی یاد آجاتی ہے بعینہ
اور بلا کم و بیش دل و زبان کو وہی لذت حاصل ہوتی ہے جیسی لذت انکے کھانے کے
وقت حاصل ہوئی تھی اور بے مبالغہ بالکل اسی مقدار شکم سیر ہو جاتا ہوں جیسا
انکو کھاکر سیر ہو گیا تھا چنانچہ اسوقت بھی یہی حالت ہے کہ گویا وہ سب کھانے
میرے روبرو رکھے ہوئے ہیں اور میں اسی طرح جسطرح اس موقع پر کھائے تھے انہیں کا
ہرایک کھانا اسی مقدار تناول کر رہا ہوں جس مقدار اس موقع پر تناول کیا تھا
الحاصل جب کھانے سے فراغت حاصل ہوئی تو انہیں سرو قد امردوں میں سے
بعض نے مرصع سلفچی آفتابہ لاکر ہاتھ دھلوائے اور بعض چائے کا ایسا سامان لیے
ہوئے حاضر ہوئے اور چینی کی شکل کسی اعجوبہ چیز کی بنی ہوئی نہایت خوشنما پیالیاں مع
تشتریوں کے میرے اور بزرگوار کے روبرو رکھکر ایک اعجوبۃ الصنعت چائدان کے
مشابہ ظرف سے کسی قسم کا شربت ان پیالیوں میں انڈیلا شربت اس قدر
لذیذ تھا کہ وہ سب کھانے جو ہمنے تناول کیے تھے ان سبکی لذتیں ملکر بھی اس
شربت کی لذت کا مقابلہ ہرگز نہیں کرسکتی تھیں حشم نے جو میرے اور بزرگوار کے سامنے
کھانا کھانے کی ابتدا سے انتہا تک برابر حاضر رہے اور ہر کھانے پر اصرار کرتے رہے
تھے اس شربت کے پلانے میں انتہا سے زیادہ اصرار کیا یہانتک کہ پانچ پانچ پیالیاں
بکمال اصرار پلائیں اب میری اس شربت کے پیتے ہی یہ حالت ہو گئی کہ حد سے زیادہ
نیند کا غلبہ ہونے لگا اور ہرچند اپنے آپ کو روکر ہوشیار رہتا ہوں اور نیند ہٹاتا
ہوں مگر کسی طرح غلبۂ نوم میں کمی نہیں پاتا بلکہ دم بدم نیند کی کیفیت بڑھتی ہی چلی
جا رہی ہے اور بار بار بے اختیار پلک جھپک جاتی ہے بزرگوار نے جب میری یہ حالت
دیکھی تو یہ خطاب کرکے کہ ای فرزند اسوقت تمکو نیند کا غلبہ ہے چلو کچھ دیر قیلولہ کرلو
تاکہ طبیعت چاق ہو جائے اور تھوڑی دیر اس دار السلطنت کے خنیاگروں کی غم ربا
شادی آور طرب خیز خوش الحانیوں اور نغمہ سرائیوں کو بھی سنو جس سے
تمہارا غم غلط ہو یہ کہتے ہوئے کرسی زرنگار سے اٹھے اور بارہ دری کے اسی
جانب خراماں ہوئے جس طرف سے آئے تھے سرو قدان امرد اس کمرہ کے
دروازہ تک ہمراہ آئے دروازہ پر آکر سب نے پھر قدمبوسی کی جب اس کمرہ کے
سب خدمتگار مدارج رخصت مؤدبانہ ادا کرکے واپس گئے تو میں اور پیر مرد
اور وہ جو کھانے کے کمرے کا اور کھانوں کی بہمرسانی اور نیز ہم لوگوں کے کل متعلق
دعوت کا مہتمم اور منتظم تھا اور پیر مرد کی نشستگاہ سے باصرار تمام انتہائی منت
وسماجت کرکے مجکو اور پیر مرد کو لیے گیا تھا ہم سب خراماں خراماں بارہ دری
کے اسی درجہ میں جہاں سے اٹھکر گئے تھے واپس آکر بیٹھے اور ہنوز ایک منٹ کا

دفعتہً گذرنے پایا تھا کہ وہی دونون شخص جو بارہ دری مین آتے وقت داہنی اور بائین
جانب سے نمودار ہوئے تھے اور میرا دامن اور بازو تھامکر مجھکو پیرمرد کے روبرو
لے گئے تھے جنکا حال مین اوپر بالتفصیل بیان کرچکا ہون پیرمرد کے روبرو دست بستہ
جا کھڑے ہوے اور ہرایک نے اپنی زبان مین پیرمرد سے کچھ عرض کیا پیرمرد انکی عرض
سننے کے بعد میری طرف مخاطب ہوے اور بکمال ملاطفت اور شفقت آمیز الفاظ مین تبسم کنان
مجھسے کہا کہ ای فرزند یہ تو تمکو معلوم ہوچکا ہی کہ یہ دونون جنھون نے مجھسے اسوقت
کچھ باتین کین شہنشاہ جادو آفرین اور اسکی ملکہ روان جادو ہین اور کھانے
کے کمرے مین جانے کے قبل جو تمنا ان دونون نے تمھاری نسبت مجھسے ظاہر کی تھی
وہ بھی مین تمسے بیان کرچکا ہون چنانچہ اب اسوقت ان دونون نے اپنی اس تمنا
کے برآنے کی نسبت عرض کی ہی اور وہ یہ ہی کہ خاص تمھارے خوش کرنے کے لیے
اور تمسے خوشنودی مزاج کی تحریر سنداً حاصل کرنے کی غرض سے شہنشاہ جادو آفرین
نے اپنے تمام ممالک محروسہ کے جسقدر رضیا گر اعلی درجہ کے خوش لحن جس جس مقام مین
تھے اور نیز ہر قسم کے باجا بجانے والے اعلی درجہ کے جہان جہان تھے سبکو مع انکے تمام
ساز وسامان سرود سرائی کے طلب کرکے اسی باغ کے ایک عالیشان مکان مین
حاضر رکھا ہی اور جادو آفرین اور نیز اسکی ملکہ کی دلی تمنا اور آرزو ہی کہ تم ان سب کے
لحن ہاے داؤدی سنکر متمتع اور مسرور ہو۔ لہذا مناسب ہی کہ ان دونون کی آرزو
پوری کردو دو چار چیزین سن لو۔ گو مین خوب جانتا ہون کہ تمھارا دل نہایت افسردہ
ہی دوری و مہجوری مطلوب و مقصود کے سبب سے تمھاری طبیعت بیزار
مردہ ہی اور جو دل ہر طرح کے غم والم سے فارغ اور آزاد و ہم آغوش شاہد مقصود
سے خرم و شاد ہو اسکے حق مین نغمہ وسرود کی آوازین بلبلے وہ کیسی دلکش کیون
نہون نوحہ ماتم سے بدتر ہین بحکم آنکہ

اشعار

بے بادہ بہار خوش نباشد
صد نغمہ ہزار صوت دلکش

باغ و گل و مل خوش است لیکن
حاشا بے یار خوش نباشد

گل بے رخ یار خوش نباشد
بے روے نگار خوش نباشد

لیکن چونکہ جادو آفرین نے
بمقتضاے خلوص و نیازمندی بڑی سرگرمی اور بڑے اہتمام سے اعلی
درجہ کے سرود سرایون کو اسی امید پر جمع کیا ہی کہ جس طرح ممکن ہوگا تمکو انکین
سنوا کر تمھاری خوشنودی حاصل کریگا بدین لحاظ اسکی دلشکنی کرنا بہتر نہین گھڑی
دو گھڑی طوعاً وکرہاً دو چار چیزین سنکر خوش کردینا ہی مناسب ہی کہ دلداری کا بہت
بڑا اجر ہی۔ اور نیز عجب نہین کہ لحن ہاے داؤدی اپنا اثر دکھائین اور تمھارے
افسردہ دل کو شگفتگی اور انشراح حاصل ہو اور تھوڑی ہی دیر کے واسطے
سہی مگر غم غلط ہو جائے۔ ای صاحبزادے ہرچند یہ عالم خواب تھا اور مین خواب
ہی کی حالت مین اس بات سے سر ہوچکا تھا کہ یہ تمام سامان جو اسوقت میری

آنکھوں کے سامنے ہو عالم خواب کا جلوہ ہو اور سے یقین تھا دل کو بیشک خواب ہے یہ جشن شاہانہ سحر ہوتے نہ ساقی ہوگا نہ شیشہ نہ پیمانہ ؛ لیکن باوصف اس آگاہی اور ایسی تیز حواسی اور اس درجہ یقین خواب ہونے کے بھی اس دور افتادۂ مقصود اور تمنا کا مجھکو دل میں اس قدر سرمایۂ افسردگی اور انقباض تھا کہ باوجود اس قدر ترغیب بیر مرد کے بھی دل نے میری زبان کو کسی طرح خوشی سے اچھا یا ہاں یا بہتر وغیرہ الفاظ جواب ترغیب بیر مرد میں لب تک لانے کی ہرگز اجازت نہ دی مگر چونکہ زبان بچپن سے ہر بزرگ کے مقابلہ میں حفظ مدارج ادب و تعظیم کرنے کی خوگر رہی ہے جب اسنے دیکھا کہ نہیں کہنے میں شہنشاہ جادو و آفرین اور ملکہ روان جادو کی دلشکنی کے علاوہ خود بیر مرد کا دل سخت آزردہ ہو جائیگا اسنے دل کی مطاوعت اور متابعت نہ کی اور بیساختہ بول اٹھی کہ بہت اچھا ع راضی ہیں ہم اُسی میں جسمیں تری رضا ہو الغرض زبان سے بہت اچھا کہتے ہی بیر مرد میرا ہاتھ پکڑ کر پھر اٹھ کھڑے ہوئے اور خراماں خراماں شہنشاہ اور ملکہ کے ساتھ بارہ دری سے نکلکر اس مکان عالیشان تک پہونچے جو خنیاگروں اور سرود سرایوں کا فرودگاہ تھا صاحبزادے۔ اس مکان کی سجاوٹ اور آرائش کہاں تک بیان کروں ہیچ جانیے اگر بہشت بھی ایسا مکان عالم خواب میں دیکھ پائے تو سو سو جان سے اسکے ادنے ادنے منظر پر ہزار ہزار جان سے شیدا اور فریفتہ ہو جائے۔ جیسے ہی مکان کے اندر قدم رکھا حالانکہ طبیعت کو انتہا کا انقباض و افسردگی تھی اور فرط انقباض سے جسم کے زندانخانہ میں جان حزین کی ہمیشہ یہ کیفیت تھی کہ گویا کوئی عادی چور شکنجہ میں کسا ہوا ہے لیکن بیت النشرا (خانہ باغ) کا شگفتگی بخش جلوہ جو خرمن اندوہ و الم کے لیے برق سوزان کا اثر رکھتا تھا دیکھتے کے ساتھ ہی سارا انقباض انبساط اور ساری افسردگی و پژمردگی شگفتگی ہوگئی اور ایک وجد کی سی حالت طاری ہوئی اور اسی شگفتگی اور وجد کی حالت میں بیساختہ یہ اشعار فی البدیہہ دل سے زبان پر آئے اشعار

ابر زد خیمہ ہا بر سر ہر شاخسار
ابر کہ این سوے وے برق نثار گلزار
صفت بگیر وے نافہ مشک تتار
بردہ ز تن ہا تعب رفتہ ز دلہا غبار
نیست بجز سعد و نیک بہر زحل ہیچ کار
خیزد از موج حباب آب بجائے شرار
حنظل دمبر آمدہ این شکران شہد بار
سایۂ گیسوئے یار ہست بخسار یار
لیک باین سادگی دشمن صبر و قرار

صبح شدہ سائبان بر سر ہر گل زمین
ابر نہ آنسوے وے درگذرد ہر نظر
نکہت گل آنچنان کردہ معطر مشام
فیض نسیم سحر روح فزاے دماغ
کار فلک جائے جور رحم شدہ مرحمت
سنگ کہ از جان وے جملہ شرر خاستی
بسکہ ہمہ تلخ دہر شد بحلاوت بدل
سایۂ سنبل بباغ بر رخ گل سے المثل
یاسمن و یاسمین سادہ قبا ہا ببر
سرو لب طرف چمن حلۂ سبزے ببر

باہمہ طنازی ایستادہ چو رعنا نگار — عکس قد سرو در آب روان در نظر
وعدہ کنان خضر در جوے چمن بہار — نرگس شہلا چنان گرم تماشاے باغ
کش ہمہ شب نیز چشم باز نہ استد زکار — زہرہ یا قوت خام بر قدح ارغوان
پرتوۂ آن زعفر بر چمن آئینہ بار — سوسن آزادہ را در روشنی بدرود زہ این
کین چمن و سبزہ اش یا دہمیشہ بہار — شاخ چنار بلند طرف چمن گوئیا
دست دعا از پے حفظ بہار از چنار — با لباس چنین خرمی و تازگی
دست فراکردہ زی حضرت پروردگار — لرکہ دید این ہمہ فرد فروغ چمن
سوخت بمجمر سپند تا نکند چشم کار — نالۂ بلبل کہ باد این چمن آباد و سبز
نغمۂ قمری کہ باد این سرو این جویبار — ساقی گلچہرہ بر ہر طرفے از چمن
دورہ کن وبر کفش جام مے خوشگوار — تازی چشم خود ہم بدو یک جام مے
مست کند ہر کرا بیند با ہوکش یار — جلوۂ گل یک طرف دورۂ مل یک طرف
راحت چشم و دل این راحت جان آن نگار — بلبل و حسینان باغ الغرض از ہر کسے
بردہ ز خاطر شکیب بردہ ز دل اختیار — گہ دیر تک تو ایک بیخودی کا سا عالم طاری

رہا جہاں کھڑا تھا وہیں کھڑا رہ گیا اسقدر محویت، و در حیرت زدگی ہو گئی کہ پچھلا قدم اگلے قدم تک نہ آسکا بستان سرا کے اندر تک بھی نہ جاسکا بعد تھوڑی دیر کے جب اس حیرت اور بیخودی نے چھوڑا بادجو دیکہ ایک ایک شاخ گل کا ہاتھ دامن نظر پکڑے ہوے اپنی اپنی طرف کھینچ رہا تھا ہر دستی ہر منظر سے رشتۂ تعلق دل توڑا دامن نظر کو جو ہر ایک گل کی شاخ میں الجھا ہوا تھا یوں چھڑایا جیسے کوئی کسی خارستان میں الجھے ہوے کپڑے کا سلجھا اسقدر رہا مگر بے تحاشا کھینچ لے اس مینو جلوہ نگارخانہ کے دروازے تک پہونچا جیکے سبب سے مجھے دریہانی کرے کے اندر او بلب نغمہ و سرود جمع کیے گئے تھے اس کمرہ کے اندر نظر پڑتے ہی بستانسرا کی حیرت افزا اور ہوشربا کیفیت سے پھر ایک نئی ڈھنگ کے بیقراری بخش اثر سے عقل اور دماغ دونوں کو اپنے قابو میں کر لیا دروازے ہی پر ہکا بکا کھڑا رہ گیا حق تو یوں ہی کہ اگر پیر مرد سے شفیق رفیق کا ساتھ نہوتا تو عالم خواب میں یہ دوسرا خواب وارفتگی جو اس کمرے کے منظروں کے نظارے سے یکایک اس بستانسرا کے دشمن صبر و قرار منظروں کے نظاروں سے مجھے ہوے دل اور دماغ پر مستولی ہو گیا تھا اس وارفتگی کے خواب سے بیدار ہونا صعب و دشوار ہو جب تا دل اور دماغ دونوں کا پورا افشار ہو جاتا الغرض پیر مرد نے میری وارفتگی کے انداز کو فوراً ہی تاڑ لیا اور میرے ہاتھ کو جو پہلے ہی سے پیر مرد کے ہاتھ میں تھا اپنے ہاتھ کا اشارہ دیکر نہایت آہستہ زیر لب بڑی محبت سے کہا کہ ای فرزند ابھی یہ بد حواسی اور وارفتگی کیسی بڑے تعجب کا مقام ہے کہ میدان عشق و محبت میں قدم رکھنا اور ثبات و استقلال کا دامن مضبوط نہ پکڑے رہنا عاشق پیشہ لوگوں کا پہلا فرض اپنے صبر و استقلال کے سرمایہ کا محفوظ رکھنا ہی اگر آپکی غیر مستقل مزاجی اور باختہ حواسی کا یہی حال ہے تو خدا ہی حافظ ہی

ہمارا ماننا ہے نے جس وقت سے تم اس باغ کے اندر داخل ہوئے ہو ہر موقع پر کمال شکیب
اور غیر مستقل اور متشرد پایا جب چار ناچار یہ نصیحت آمیز جملہ بمقتضائے خلوص محبت
زبان پر لایا اور بالخصوص اس لحاظ سے اور بھی اس جملہ کے کہنے کی حاجت سمجھا کہ
واقعی اس کرہ کی ہر چیز دلفریب اور ہر ایک صورت یہاں کی جنکو عنقریب تم دیکھو گے
اعلیٰ درجہ کی دشمن صبر و شکیب ہے اور ان صورتوں پر انکی جادو ملی ہوئی آدازین وہ
ستم ڈھاتی ہین کہ میں اور تم تو انسان ہوں جن اور پری کو بھی وارفتہ و شیدا اور
دیوانہ بناتی ہین - وہ تو کہو خیر یہ ہے کہ اسکے ساتھ ہی اللہ پاک نے نوع انسان کو
اشرف المخلوقات بنایا ہے اور اسی ہر ایک مخلوق کے مقابلہ میں اس مخلوق کے مناسب
ایسے ایسے اعلیٰ تدابیر کا مادہ عطا فرمایا ہے جن تدابیر کے ذریعے سے انسان ہی آخر کار
ہر مخلوق کے مقابلہ میں ور رہتا اور غالب آتا ہے جس مخلوق کا کوئی متنفس کسی انسان
کی بدخواہی اور زک دینے کے درپے ہوتا ہے خود ہی منہ کی کھاتا ہے اور انجام کار ہی انسان
ہی کا مسخر اور مغلوب ہو جاتا ہے چنانچہ یہی شہنشاہ اور ملکہ روان جادو جو حد سے
زیادہ فروتنی اور تواضع تمہارے اور میرے مقابلہ مین ہر موقع پر کر رہے ہین خصوصاً
تمہاری رضاجوئی اور خوشنودی حاصل کرنے کی غرض سے بدل و جان انواع تدابیر
کو کام مین لا رہے ہین کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ بمقتضائے خلوص و محبت کرتے ہین یا بدین لحاظ
کر رہے ہین کہ یہ جب ہماری دارالحکومت مین وارد ہوے ہین تو ہمکو انکی میزبانی اور
خاطر و تواضع کرنی لازم اور ضروری اور مناسب ہے - استغفراللہ ہرگز اس لحاظ
سے انکی تواضع اور میزبانی نہین اور نہ اس گروہ کی خلقت مین فطری اس قسم کا
مادہ ہے کہ کسی غیر جنس سے بالطبع کبھی انکا کچھ میلان ہوتا ہے بلکہ یہ خاص شرف بھی
اللہ پاک نے بنی نوع انسان ہی کو کرامت فرمایا ہے کہ ہر غیر جنس کے ساتھ
بھی مدارج محبت و ملاطفت اپنے ہم جنس سے بڑھکر مرعی اور ملحوظ رکھتے ہین اور ہر وقت
اور ہر زمانہ مین لاکھون انسانون کے ہاتھون سے کرورون ہی غیر جنس مخلوقات
غذا و پرورش پاتے رہتے ہین اور بنی نوع انسان مین حق تعالےٰ جل شانہ نے
فطری مادہ مہر و محبت کا اسقدر زائد اور قوی رکھا ہے کہ اپنے کمال مادۂ مہر و محبت
کی وجہ سے اپنے غیر جنس مخلوق کے دلون مین بھی اپنی سچی محبت کا اس درجہ اثر
ڈال دیتے ہین کہ وہ مخلوق باوجود غیر جنس ہونے کے اپنی ہمجنس مخلوق کے
تعلقات اور انس اور میل جول سے قطعاً اور بالکل منہ موڑ لیتی ہے اور
انسان ہی کی مطیع اور فرمانبردار اور ہمنشین اور مصاحب ہو جاتی ہے - بلکہ
بعض جنس مخلوقات مین تو انسانی مہر و محبت کا مادہ یہان تک موثر ہو جاتا ہے کہ
انسان کی محبت سے متاثر ہونے کے بعد پھر وہ فرد غیر جنس خود اپنی ہمجنس مخلوق
سے بعینہ اسی قدر متوحش اور گریزان ہو جاتا ہے جس قدر کہ اس کے ہمجنس وہ

افراد جنگلی ذات میں انسانی مہر و محبت کا مطلق اثر نہیں ہوتا ہے انسانوں سے متوحش
اور گریزاں اور نفور ہوتے ہیں مثلاً بندر جو سراپا غیر جنس ہے مگر جب کسی بندر
کی عمر کا ایک بڑا حصہ انسانوں کی ہمنشینی میں بسر ہو چکتا ہے تو اس بندر میں انسانی
مہر و محبت کے مادہ کا یہ اثر پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ پالو بندر اگر جنگلی بندروں کو دیکھتا
ہے تو بعینہ اپنے ہی ہمجنس بندروں سے اسی طرح متوحش اور خوفناک اور نفور
ہو کر انسانوں کی طرف بھاگ آتا ہے جس طرح انسان کا کوئی کم عمر بچہ کسی بندر کو
دیکھتے ہی اس سے متوحش اور نفور اور خوفناک ہو کر اپنے والدین خواہ مربیوں میں
بھاگ جاتا ہے۔ حاصل یہ کہ فطری طور سے یہ مادہ ہوتا کہ بلا وجہ اور بغیر ضرورت
اور بغیر کسی معقول سبب کے خواہ کوئی ہمجنس ہو خواہ غیر جنس ہو کسی کو تکلیف
اور ایذا پہونچانی جائز نہ رکھے یہاں تک کہ وہ مخلوقات جو قطعاً انسان کے حق
میں ایذا رساں اور تکلیف دہ مانے ہوئے ہیں جیسے سانپ بچھو ریچھ بھیڑیا وغیرہ
غیر جنس مخلوقات ان تک کو بھی بے ضرورت مارنا اور ایذا دینا جائز نہ رکھے اور
برحم بخشش آئے یہ مادہ مہر و محبت اور رحم اور نرم دلی کا اللہ پاک نے نوع انسان
ہی کا خاص حصہ مخلوق فرمایا ہے اور انسان کے اس وصف مہر و محبت اور رحم دلی
ہی کا ثمرہ اور نتیجہ ہے جو انسانوں کے دل و دماغ میں ایسے تدابیر شائستہ پیدا کرنے
کی قابلیت رکھی گئی ہے جن تدابیر کے ذریعے سے اپنے آپ کو ہزاروں قسم بلکہ
لاکھوں قسم کی ایسی مخلوقات کے گزند اور ایذا رسانی اور انکی فطری برائیوں
کے اثر سے بالکلیہ محفوظ رہ کر زندگی بسر کر سکیں اور باوجودیکہ دنیا کے ایک
بے قید میدان میں انسان اور انکی تمام غیر جنس مخلوقات پیدا ہوں اور ایک ہی
میدان میں یہ اور وہ سب رہیں لیکن انکی غیر جنسوں کی ایک ذرہ برائی اور
ایذا رسانی بھی ایسی نہو جس ایذا رسانی سے محفوظ رہنے کی کوئی کافی تدبیر انسان کے
دل و دماغ میں نہو۔ چنانچہ شہنشاہ جادو آفرین اور اسکی ملکہ روان جادو جیسے
غیر جنس گروہ کی مخلوق کا میری خصوصاً تمہاری اسقدر آؤ بھگت کرنا اور اسقدر
سرگرمی اور اس مرتبہ گرمجوشی کے ساتھ تمہاری رضاجوئی حاصل کرنے میں
انواع سعی و کوشش کا کام میں لانا یہ بھی اسی قسم کی تدابیر کے نتائج کے قبیل
سے ہے جو آفریدگار قادر و توانا نے بنی نوع انسان کو تمام غیر جنس مخلوقات کے شر
سے محفوظ رہنے اور انکو مطیع و فرمان بردار بنا لینے کے لیے محض اپنے فضل و
کرم سے القا اور الہام فرمائے ہیں ورنہ دیوان قصیر القامت قوی القوت
جیسی غیر جنس مخلوق اور بنی نوع انسان کی یوں فرمان برداری کرے جیسی
فرمان برداری میری اور تمہاری ہو رہی ہے نعوذ باللہ اگر ہمارے ہادی طریقت
ان تدابیر نے اپنی زبردست قوت سے انکو مجبوری تمہارا مسخر بنا دیا ہوتا تو

ہم اور تم ایسے ایک ہزار شخص متفق ہوکر بھی اِنمین سے ایک ادنےٰ کی قوت کا مقابلہ نکر سکتے
الغرض گو یہ امر مسلم ہے کہ ہادی طریقت کی برکت سے شہنشاہ اور ملکہ خواہ انکا کوئی ہمجنس تمکو
کسی طرح ایک ذرہ گزند و آسیب بھی نہیں پہونچا سکتا مگر تاہم ایسی حالتوں کے وقوع پذیر
ہونے سے جیسے کہ تمھاری بیخودی اور وارفتگی اور حیرت زدگی وغیرہ کیفیتوں سے ظہور مین آئین
اس نظری بدخواہ انسان گروہ کی نظروں مین تمھارا دبدبہ اور جبروت کم ہوگا اور اپنے جی مین
انہیں کے موجودہ گروہ کا ہر فرد واحد تمکو حقیر اور سبک سمجھے گا۔ اسلیے جہانتک ممکن ہی
انکے باغ اور مکان کے تمام ساز و برگ آرائش اور انکے حسن و جمال کے ہر ایک دلکش
جلوے کو گو کہ وہ درحقیقت ایک نوع مخلوق کے واقعی حسن و جمال کا جلوہ سہی (اور اگرچہ
تم جس حالت مین ان تمام جلووں کو دیکھ رہے ہو یہ حالت ہرگز خواب کی حالت نہین
بلکہ محض تمھاری سہولت اور آسانی کے لیے حسب ارشاد ہادی طریقت طلسم و نیرنجات
کی حکمت عملی سے کہوں خواہ کرامت اور خارق کی قوت سے تا اِن جطرح تمکو تمھارے
دل و دماغ اور تمھاری نظروں مین ایک عالم خواب کی سی حالت ظاہر کر رکھی ہی جیساکہ
مین اس سے پیشتر بھی اسکی کسی قدر تفصیل کرچکا ہوں) تم بعینہ ان تمام واقعات کو جو پیش نظر
آرہے ہین اور آتے جاتے مثل واقعات عالم خواب کے نقش بر آب اور محض بے اصل
و وجود یقین کرکے کسی شئی سے اپنے دل و دماغ اور نظر کو متاثر ہونے دو اور امید ہی
کہ اگر تم ہر ایک منظر کو جو مشاہدہ مین آئے محض ایک خیالی مجسم صورت سمجھتے رہو گے
اور یہ تصور رکھو گے کہ یہ تمام منظر درحقیقت ہیچ اور لاشی اور عالم خواب کے نمود ہین
جنکا وجود دراصل اور واقع مین کچھ بھی نہین ہی تو یقیناً یہان کی کسی چیز کے حسن و جمال کا
اثر تمکو وارفتہ اور حیرت زدہ نکر سکے گا۔ صاحبزادے۔ پیر مرد کے اس مخلصانہ اور مشفقانہ
نصیحت آمیز جملوں نے میرے دل و دماغ پر ایسا قوی اثر ڈالا کہ ایک آن واحد مین میری
حالت کچھ سے کچھ ہوگئی اور وہ دل جو اس موقع تک ہر ایک منظر کے جلوہ کو دیکھکر اسطرح
پگھلے جاتا تھا جیسے آفتاب کی تیزی سے موم پگھلتا ہی اس سنگ مرمر سے بڑھکر ہوگیا جسپر
صبح سے شام تک گو کیسی ہی دھوپ پڑے مگر ایک ذرہ متاثر ہو اور رنگ کا رنگ ہی
رہے بلکہ دل کے قابو مین آجانے کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب ہر منظر کے جلوے کا لطف دوبالا حاصل
ہونے لگا اور یا تو یہ حالت تھی کہ منھ سے ایک بات کا نکلنا دشوار تھا اور زمین سے ایک
قدم کا اٹھانا ایک پہاڑ کے اٹھانے سے کہین زیادہ دشوار تھا اور یا جب مین نے اپنے
دل و دماغ کو ہر طرح پر قابو مین اور مستقل پایا تو پیر مرد کی تقریر نصیحت آمیز سنکر نہایت
تیز حواسی اور متانت سے مؤدبانہ یون جواب دیا کہ جو کچھ ارشاد ہوا نہایت بجا اور
درست ارشاد ہوا اور انشاءاللہ جیسا ارشاد ہوا ہے اسکی پوری پوری تعمیل ہوگی اور
دامن استقلال تو کجا ایک تار بھی استقلال کا تمکین و وقار کے ہاتھ سے ہرگز
نہ چھوٹنے پائیگا اور جس قدر وارفتگی اور تحیر کا ماجرا پیش آگیا اسکی وجہ یہ تھی کہ

انسان جہان اشرف المخلوقات اور حلیۂ عقل و ہوش سے آراستہ مخلوق ہوا ہے اسکے ساتھ ہی اللہ پاک
نے اسکو انتہا درجہ کا ضعیف البنیان بھی خلق فرمایا ہے جسکی دلیل ہے خلق الانسان ضعیفا لہٰذا
لہذا چونکہ انسانی دنیا مین کبھی کسی موقع پر کسی جلسہ کسی جشن مین یہان کے مانند دلکش اور
نظر فریب جلوون کے مشاہدہ کرنے کا اتفاق پیش نہین آیا اور اس درجہ ندرت خیز
دلآویز حسن و جمال والون کا ایسا کوئی جمگھٹا ان حسن پرست آنکھون کی نگاہ سے عالم بیداری
مین تو کہان بلکہ عالم خواب مین بھی ایک طرفۃ العین کے لیے حاشا و کلا نہین گذرا تھا
بتقضائے ضعف فطرت دل و دماغ بے تحاشا متاثر ہوکر وارفتہ ہو چلے تھے مگر نہین
آپکی شفقت آمیز نصیحت نے واقعی گویا اس وارفتگی کے خواب سے یکایک یون بیدار
اور ہوشیار بنا دیا جیسے کوئی کسی گہری نیند کے ماتے کو یکبارگی دونون ہاتھون سے
جھنجھوڑکر اٹھا دیتا ہے۔ آپ خاطر جمع فرمائین اب بالکل ہوشیار اور مستقل ہون۔ پیرمرد نے
میرا یہ جواب سنکر نہایت خندہ پیشانی اور شگفتگی کے ساتھ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے
قدم آگے بڑھایا ادھر تمام ماہ جبین یکلخت سے ایک بڑھکر حسین غنیاگرون مطربون
مغنیون نے ایک ساتھ سرو قد کھڑے ہوکر نہایت ادب و تعظیم کے ساتھ رسم مجرا
اور کورنش ادا کی بعد ازان شہنشاہ نے پیرمرد کو اور ملکہ نے مجھکو جواہر نگار کرسیون پر
جو کمرہ کی جانب صدر مین پہلے ہی سے ہم دونون کے لیے لگائی گئی تھین بٹھایا
اور داہنی جانب شہنشاہ اور ملکہ دست بستہ تھوڑے ہی سے فاصلہ پر کھڑے ہورہے
ایک منٹ نہ گذرنے پایا تھا کہ تین چار پری جمال جنکے چہرے کی چمک دمک اگر مقابل
لیجائی تو چاند کی روشنی کو شرماتی انواع زیورات مرصع سے ہر ہفت ہر ایک نشۂ
حسن و جمال سے سرشار دست کسی کے ہاتھ مین کشتی جسپر گوہر آمود کشتی پوش
پڑا ہوا کوئی مرصع چنگیر پان زرین جسپر سبز رنگ میناکاری کی ہوئی لیے ہوئے
ایک کے ہاتھ مین صندلی عطردان جسکی نہایت ہی نازک الماس تراش شیشیان جن پر
سونے کے پانی کی عجیب و غریب صنعت کاری جنکی نزاکت نفاست انکی آب و تاب
استنبولی شیشیون سے ہزارون درجہ بڑھی ہوئی تھی سامنے آئے اور برسم معہود
آداب تسلیم بجا لاکر وہ سب سامان عطر و پان اس زرنگار میز پر رکھدیا جو ہمارے
سامنے کرسیون کے قریب ہی بچھا ہوا تھا۔ سامان عطر و پان رکھتے ہی شہنشاہ کی ملکہ
نے متوجہ ہو آگے بڑھکر دوشنی کا کشتی پوش اور چنگیر اور عطردان کا بلورین سرپوش
اور ڈھکنا کھولکر پیشکش کیا چونکہ مین ہر امر مین ہر موقع پر پیرمرد کا متبع تھا اور ہر فعل
مین پیرمرد کی تقدیم و تحریک کا منتظر رہا کرتا تھا اسوقت بھی مین نے کنکھیون سے
پیرمرد کی جانب نظر کی اور پیرمرد کا اشارہ پاکر پہلے چنگیر سے ایک گلوری اٹھاکر کھائی
من بعد عطردان سے ایک شیشی نکالکر اسکا ڈھکنا کھولا اور چاہتا تھا کہ شیشی کی ولایت
بنا کر بسبب دستور انسانی دنیا کے عطر کا استعمال کرون (اسلیئے کہ پان کی گلوری

تو مین نے پیرمرد کے اشارہ کی تعمیل کے لیے اور نیز بدین لحاظ کہ میزبانون کی دلشکنی ہو
کہائی تھی مگر عطر اور خوشبو سے تو مجکو فطری اور طبیعی شوق ہی اور بااینہمہ اس عطر کی خوشبو اسقدر بہ
خوشس آیندہ تھی جسنے سامنے آتے کے ساتھ ہی ایک عجیب طرح کی سرور افزا کیفیت کے
ساتھ دل و دماغ مین تغیر پیدا کر دیا تھا جسکے باعث مین نے کمال بے تکلفی سے بیساختہ اور بغیر انتظار
ایماے پیرمرد کے شیشی اٹھالی تھی اور یہ اشتیاق تھا کہ جلدی سے استعمال مین لاؤن کہ پیرمرد
نے ممانعت کا اشارہ کیا اور مین نے طرفۃ العین مین اس ممانعت کے ایما کو سمجھکر اور یہ کہکر کہ ع
بوے یار من ازین سست وفائی آید شیشی کو ڈھکنا بند کر کے بدستور عطردان مین رکھدیا
اسپر پیرمرد نہایت ہی محظوظ و مسرور ہوے اور میرے تفرس اور ایماشناسی کی بہت
کچھ تحسین و آفرین کر کے بہت آہستہ زیرلب کہا کہ دیوان قصیر القامت کی تمام قوم اور
جنس مین عموماً اور اپنی قوم کے معزز اور موقر افراد مین خصوصاً شہنشاہ اور ملکہ اور انکے
خاص اور متوسلین و ارکین ذی اختصاص مین علی التخصیص عطر اور پہول بلکہ ہر قسم کی
خوشبو کا ناک لگا کر سونگھنا بہت عیب اور نہایت بد آیندہ ہی اور عطر کو کسی ظرف شیشی خواہ
کنٹری وغیرہ سے کف دست پر ٹیکر ملنا اور اپنی پوشاک مین لگانا تو حد سے زیادہ عیب
اور داخل خسائس اور خصائل رذالت ہی پس عطر خواہ پہول خواہ کسی قسم کے
بخور وغیرہ کی نسبت اسی قدر استعمال مستحسن اور پسندیدہ سمجھا جاتا ہی کہ عطردان خواہ
گلدستہ خوشبو پہولون کا خواہ عود اور اگر وغیرہ کا بخور اہل مجلس کے روبرو لاکر رکھ
دیا جائے اور اسکی خوشبو سے ایک حد تک محظوظ و مسرور ہون تمنے بہت بڑی فراست
کی کہ میرے ایماے ممانعت کو فوراً ہی سمجھ گئے اور بلا لف الجبل شیشی کے کہولے ہوے
ڈھکنے کو بدستور بند کر کے شیشی ہاتھ سے رکھ دی ورنہ مین دیکھ رہا تھا کہ شہنشاہ اور ملکہ اور
تمام خواص مجلس کی تیوری پر تمہارے شیشی اٹھانے اور ڈھکنا کہولنے سے بل پڑ گئے
تھے خصوصاً شہنشاہ اور ملکہ کے چہرون مین تو اسقدر تغیر اور برافروختگی پیدا ہو گئی تھی
کہ اگر ہادی طریقت کی سخت آزردگی اور نارضامندی کا خوف اور لحاظ اور نیز میرے
موجود ہونے کا پاس نہوتا تو خدانخواستہ فرزند سخت ہلاکت مین پڑ جاتے۔ اور مجکو بارہ دریکا
سے اٹھتے وقت تک بہی خوب یاد تھا اور بجاے خود اندیشہ کر رہا تھا کہ کمرۂ نغمہ و سرود مین
پہونچنے سے قبل تمکو اس دستور سے ضرور متنبہ اور خبردار کر دونگا لیکن بستانسرا مین پہونچکر
تمہارے مزاج مین تغیر پیدا ہونے اور اس تغیر سے تم مین جس انداز کی وارفتگی پڑنے
لگی تھی اسکے انتشار و تردد نے میرے دل سے اس امر کو بالکل بھلا دیا ورنہ ظاہر ہی کہ مین
اس قوم کے تمام قاعدون سے اور تمام سے نہین تو اکثر رواجون سے بہت اچھی طرح واقف
اور آگاہ ہون اور کیون نہون بارہا اس قسم کی مجلسون مین شرکت کا اتفاق پیش آیا ہی پیرمرد
یہ تقریر ہنوز تمام نہ کرنے پاے تھے کہ شہنشاہ جادو و آفرین پیرمرد کے قریب آیا اور
اپنی زبان مین دست بستہ پیرمرد سے کچھ عرض کیا پیرمرد نے مجھ سے کہا شہنشاہ جانت

چاہتے ہیں کہ شغل نغمہ و سرود شروع کرایا جائے میں نے کہا بہتر مگر میں سبب ہی مختصر کیونکہ آپ تو خود روشن ضمیر ہیں اور علاوہ بریں میں خود بھی مجملاً اور اشارۃً ظاہر کر چکا ہوں اس سبب کے قطع نظر آپکو ابتداسے معلوم ہے کہ میں نے وہ چلہ جسکا نتیجہ میرا اس محفل تک ہونچنا ہوا کس غرض سے کھینچا ہے پھر آپ خود ہی انصاف فرمائیں کہ میرے سینے میں کیسا مضطر و افسردہ اور کس درجہ پُرسوز و پُرشرر اور رنجمردہ دل ہونا چاہیے واقعی میرے دل کی حالت یہ ہے کہ

غزل

کہوں کیسے کہ دل ہے لیکن اک اخگر ہے سینے میں
خلش ہے اسکے غم کی دل میں یا خنجر ہے سینے میں
کہ خوں ہے دل سے دامن دل کا سارا تر ہے سینے میں
غم و رنج و الم کا مدتوں سے گھر ہے سینے میں
دل جیتا ہے اخگر سے کہیں بڑھکر ہے سینے میں

دل اپنا سوز غم سے اسقدر مضطر ہے سینے میں
دل مفتوں کہوں کیا کسقدر مضطر ہے سینے میں
نشانہ یوں اڑایا دل کا اسکے تیر مژگاں نے
سرود و نغمۂ عشرت سے کیا خوش ہو دل محزوں
بیاں کیا ہو حالم اپنے سوز غم کا ای اکبر

میں سچ سچ عرض کرتا ہوں کہ آپ ایسے شفیق کے حکم کی تعمیل سے سر پھیرنا خلاف ادب اور نیز میزبان کی دلشکنی کا لحاظ ہوتا تو ہرگز میں اس مجلس میں آنا ہی قبول نکرتا۔ میرا یہ جواب سنکر پیر مرد نے شہنشاہ کو نغمہ و سرود شروع ہونے کی اجازت دی شہنشاہ نے اجازت پاتے ہی خنیاگروں کی طرف جو ہمہ تن چشم و گوش شہنشاہ کے اشارہ کے منتظر تھے اشارہ کیا اور اشارہ کے ساتھ ہی سازوں کا چھیڑنا اور گنگنانا شروع ہوگیا۔ ای صاحبزادے انکے نغمہ سرائی کی کیا تعریف کروں اور کہاں تک تعریف کروں اور کس زبان سے تعریف کروں گانا شروع ہونے کے ساتھ ہی بشعر استادے کے شوق و ذوق کی حالت میں میرا ورد زبان ہوگیا ؎ دل تری چشم فسوں ساز سے کچھ بچ بھی گیا تیری آواز کے جادو سے بنا دیوانہ + گانا کیا شروع ہوا میرے سر پر ایک ادر تازہ بلا نازل ہوئی پھر وہی وارفتگی زور و کے دامن دل پکڑ پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے لگی جس وارفتگی سے بستا نسرا کے غارتگر ہوش و خرد جلوہ گاہوں کے ہاتھوں مرمرکے جان بچائی تھی بڑی مشکل سے طبیعت قابو میں آئی تھی اور وارفتگی نکیونکر ہوتی اول تو ہر خنیاگر اور سرود سرائی وہ غارتگر متاع زہد و تقوی صورتیں جنہیں اگر زاہد صد سالہ بھی دیکھتا تو بلاشک و شبہہ سو برس کا اندوختہ سرمایۂ زہد انکے ایک نظارے پر قربان کردینے کو تیار ہوجاتا پھر وہ پیر آوازیں وہ جادو بھری ہوئی کہ لحن داؤدی کو شرمائیں سب پر طرفہ تر یہ ہوا کہ شعر چھیڑنے کے ساتھ ہی خواجہ شمس الدین شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ آفت جان صبر و سکون غزل بعد ناز و کرشمہ شروع کردی غزل

صبا بلطف بگو آن غزال رعنا را
که سر بکوه و بیابان تو دادهٔ ما را
شکر فروش که عمرش دراز باد چرا
تفقدی نکند طوطی شکرخا را
غرور حسن اجازت مگر نداد ای گل
که پرسشی نکنی عندلیب شیدا را
ندانم از چه سبب رنگ آشنائی نیست
سهی قدان سیه چشم ماه سیما را
چو با حبیب نشینی و باده پیمائی
بیاد آر حریفان باده پیما را
جز این قدر نتوان گفت در جمال تو عیب
که خال مهر و وفا نیست روی زیبا را
بلطف و خلق توان کرد صید اهل نظر

بدام و دانہ نگیرند مرغ دانا را ‖ بشکر آنکہ توئی بادشاہ کشور حسن ‖ بیاد آر غریبان دشت و صحرا را
در آسمان چہ عجب گر زگفتۂ حافظ ‖ سماع زہرہ برقص آورد مسیحا را ‖ وہ مساعد مرادے یون تو اس غزل

کا ہر ایک شعر ہر ایک مصراع ہر ایک لفظ ہر ہر حرف ہم ایسے عاشق مزاجون کے
خستۂ آلام درد عشق دل کے لیے ایک ایک ناوک جگر گداز سے کم نہین مگر بالخصوص
یہ شعر تو میرے فرقت زدہ دل کے واسطے اسوقت ایسا جگر افگار تھا کہ ادھر نغمہ سے نکلا
اور ادھر تا سوفار دل کے پار تھا کہ ۔ چو باحبیب نشینی و بادہ پیمائی ✦ بیاد آر حریفان
بادپیما را ✦ بس اس شعر کا غنیاگر کے منہ سے نکلنا تھا کہ ملکۂ دلنواز کی تصویر آنکھون کے
سامنے آگئی قریب تھا کہ فرط اضطرار و بیقراری سے گریبان چاک کر ڈالون کہ پیر مرد کی
نصیحت جسکو سنے ہوئے گھڑی دو گھڑی سے زیادہ زمانہ نگذرا تھا یاد آگئی اور جسطرح
اُسطرح اپنے آپ کو سنبھالا اور مستقل بنکر پیر مرد سے اس غزل کے اشعار کی تعریف
اور خواجہ علیہ الرحمۃ کے محامد اذکار بیان کرنے لگا۔ اسطرف پیر مرد کا بھی یہ حال
ہوگیا کہ گو پیر مرد صاحب کا تیا فہ اور اسکے اساریر وجہ اس امر کے بدیہی اور صریحی
شاہد تھے کہ انکی رگ رگ مین تورع اور زہد کا مادہ قضاء قدر نے کوٹ کوٹ کر
بھر دیا ہے لیکن اسوقت جوش وجد و حال سے یہ کیفیت طاری تھی کہ ہر مصرعہ پر
بیساختہ ایک متوالے کے مانند اسقدر جھومتے تھے کہ کرسی زمین سے اٹھ اٹھ جاتی
تھی اور حق حق ورد زبان تھا۔ ہنوز اس غزل کی کیفیت اور حالت نے دل کا
پیچھا نہ چھوڑا تھا کہ ایک دوسری ماہ طلعت دلکش چہرہ سرائے یہ غزل شروع کردی کہ غزل

اے بادشہ خوبان داد از غم تنہائی ‖ دل بے تو بجان آمد وقت است کہ باز آئی
مشتاقی و مہجوری دور از تو چنانم کرد ‖ کز دست بخواہد شد دامان شکیبائی

اور زیادہ دستم انگیز یہ امر ہوا کہ اس دوسرے غنیاگر کی آواز پہلے نغمہ سرا سے
بمراتب با دلکش تھی اور اسقدر سحر بلی کہ جب تحریر کھینچا تو یہ معلوم ہوا کہ اس کے
کندھون سے شررون کی لوین اٹھ اٹھکر آسمان کی طرف جا رہی ہین آواز کیا
نشتر تھی۔ پھر تو ہم دونون کی یہ حالت ہوگئی کہ گویا کسی نے دونون کے تن بدن
مین آگ لگادی تھی کبھی فرط اضطرار سے پروانہ کی مانند سراپا وقف بیقراری
اور کبھی عالم استغراق و محویت مین شمع کی طرح ہمہ تن صرف سوز وگداز و
اشکباری ہر شعر سے ایک عجیب ڈھنگ کا نیا تغیر پیدا ہوتا تھا اور جو تغیر تھا
انوتا تھا حق تو یہ ہے کہ دونون سب غنیاگر جس درجہ سرود سرائی مین مشاق
اور شہرۂ آفاق تھے اسی قدر مسیحائی مین بھی طاق تھے اگر اپنے جادو سے کمر دلن
کی بدولت ہر ایک دل ربا حبیب تھا تو اپنی فراست اور موقع شناسی اور مزاجدانی
کی صفت سے ہر ایک انکا جان بخش طبیب تھا حب غنیاگرون کو اپنے کمال
فہم و فراست سے اس امر کا یقین کلی ہوگیا کہ دونون غزلون کے تیز نشتر اپنے مضامین

ہوئے دل کا کام تمام کیا چاہتے ہین بیقرار ہونے کی قوت ختم ہو چکی اب
افسردگی کی باری ہی حد سے زیادہ اضمحلال طاری ہی ایک تیسرے خنیاگر نے
دلنشین خواجہ شیراز رحمۃ اللہ علیہ کی یہ غزل بغیر گنگنائے ہوئے فوراً شروع کردی غزل

یوسف گم گشتہ باز آید بکنعان غم مخور	کلبۂ احزان شود روزی گلستان غم مخور
این دل غمدیدہ حالش بہ شود دل بد مکن	وین سر شوریدہ باز آید بسامان غم مخور
در بیابان گر بشوق کعبہ خواہی زد قدم	سرزنشہا گر کند خار مغیلان غم مخور
گر بہار عمر باشد باز بر طرف چمن	چتر گل بر سر زنی اے مرغ خوشخوان غم مخور
اے دل ار سیل فنا بنیاد ہستی برکند	گر ترا نوح ست کشتیبان ز طوفان غم مخور
ہر کہ سرگردان بعالم رفت و غمخواری نیافت	آخر الامر او بغمخوارے رسد ہان غم مخور
ہان مشو نومید چون واقف ئی از سر غیب	باشد اندر پردہ بازیہاے پنہان غم مخور
حال ما در فرقت جانان و ابرام رقیب	جملہ میداند خدا اے حال گردان غم مخور
حافظا در کنج فقر و خلوت شبہاے تار	تا بود وردت دعا و درس قرآن غم مخور

اللہ رے خنیاگرون کی عقل و فراست سبحان اللہ رے فہم و درایت - اے عاجزادے
بلا مبالغہ عرض کرتا ہون کہ اس غزل کا مطلع سننے کے ساتھ ہی اس افسردگی
اور اضمحلال کی حالت بدلنا شروع ہو گئی خصوصاً جب اس شعر کی نوبت آئی ؎

ہان مشو نومید چون واقف ہی از سر غیب	باشد اندر پردہ بازیہاے پنہان غم مخور

بس آپ باور کیجیے کہ جسطرح ان اگلی دونون غزلون کے مضامین نے بہت ہی جلد
طبیعت کو جس افسردگی کی حد تک پہونچا دیا تھا جسکی تفصیل ابھی گزارش کی گئی
ہی اسی طرح بہت ہی جلد اس غزل کے مضامین نے ساری افسردگی اور پژمردگی
اور سارا اضمحلال آناً فاناً دور کر دیا جس سے مین نے دوبارہ یہ جانا کہ مین کہان
ہون اور یہ کون مقام ہی اور کیا حالت تھی جو گذر گئی اور اس مسیحا نفس جماعت
کے تفرس اور مزاجدانی اور محل شناسی پر دل عش عش کر گیا جب اس جان بخش
عیسی دم نغمہ سرا نے یہ غزل تمام کی مین نے شہنشاہ جادو آفرین اور اسکی
ملکہ روان جب دو (کہ ان دونون پر بھی خنیاگرون کی روکش لحن داؤدی
نغمہ سنجی اور سرود سرائی کے اثر سے ایک درجہ کی محویت اور وارفتگی
کا عالم طاری ہو رہا تھا اور باوصف اس امر کے کہ دونون مین ایک بھی
زبان فارسی کا صاحب مذاق محاورہ دان نہ تھا اور محاورہ دان ہونا کیسا فارسی کا ایک لفظ
جاننے سمجھنے والا نہ تھا صرف خوش الحانی کے اثر سے دونون کی یہ حالت ہو گئی
تھی کہ گو بوز کی صورتین تھین لیکن بعینہٖ یہ معلوم ہوتا تھا کہ محض بیجان مٹی کی مورتین
کھڑی ہین - اور یا شاید ان غزلون اور اور چند غزلون کے معنے اور مطلب
اس میرے جلسے کے پیشتر کسی موقع پر پیر مرد صاحب نے تلقین کر دیے ہون تو کر دیے

ہوں لیکن نہیں جہاں تک مجھے علم تھا وہاں تک ظن غالب اسی امر کا تھا کہ فارسی کے
ایک حرف سے بھی آگاہ نہ تھے) کی نظر بچا کر پیر مرد سے بالکل آہستہ بلکہ زیر لب یہ
درخواست کی کہ اگر خلاف طبع مبارک نہ ہو اور میزبانوں کے حد سے زیادہ تکان اور
آزردہ ہو جانے کا احتمال قوی نہ ہو تو اب یہ جلسہ ختم اور برخاست ہونے کی نسبت
ایما فرمائیے اور بارہ دری سے تشریف لے چلیے کیونکہ میں پہلے ہی عذر کر چکا ہوں
اور آپ نے خود بھی فرمایا تھا کہ میزبانوں کے پاس خاطر کے لیے دو ایک چیزیں
سن لینا مناسب ہے۔ گو پیر مرد کا دل اس وقت گانے میں ایسا لگا ہوا تھا کہ ہمہ تن محو
ہو رہے تھے مگر چونکہ ہادی طریقت کی ہدایت کی وجہ سے قدم قدم پر اور بات بات
میں میری خوشی اور رضا جوئی ملحوظ خاطر رکھتے تھے باوجود اس امر کے کہ جلسہ کا
ختم اور برخاست ہونا ان پر بہ نہایت شاق تھا طوعاً و کرہاً شہنشاہ کو اشارہ سے آگے
بلایا اور شہنشاہ کی زبان میں شہنشاہ سے میری رخصت چاہی مگر شہنشاہ نے
کسی صورت رخصت منظور نہ کی اور نہایت لجاجت اور انتہا درجہ کی منت و
سماجت سے کمال اصرار کے ساتھ مؤدبانہ عرض کیا کہ ہم دونوں کی دلی آرزو یہ تھی کہ
اس وقت تک جلسہ برخاست کرنے کی نسبت ایما نہ فرمایا جائے جب تک حاضرین
جلسہ تمام خنیاگروں اور سرود سرایوں میں کا ہر ایک خنیاگر کم از کم ایک
ایک غزل فارسی زبان کی ہمارے باعث افتخار و اعزاز مہمان کو نہ سنا لے۔
پیر مرد نے شہنشاہ کے عذر برخاست جلسہ کی تقریر کا ترجمہ زبان اردو مجھ سے بیان
فرمایا تو میری زبان پر بے ساختہ اور بلا تحاشا یہ مصرع آ گیا کہ ع ای باد صبا این ہمہ
آوردۂ تست ۔ حضرت اور تو اور لیکن شہنشاہ کا اپنی تقریر میں یہ جملہ کہنا کہ جب تک
ہر ایک خنیاگر کم سے کم فارسی زبان کی ایک ایک غزل نہ سنا لے خالی از علت
نہیں یہ تخصیص زبان فارسی کی کیسی اور کس لیے اور کیوں بجائی ہے کیونکہ میں جس
اقلیم کا باشندہ وہ اقلیم ہندوستان اور ظاہر ہے کہ ہندوستان کی عام زبان اردو
اس سے بھی قطع نظر کیجیے اگر شہنشاہ نے کسی میرے واقف حال سے میری زبان
کی نسبت دریافت بھی کیا ہو گا تو یہی دریافت ہوا ہو گا کہ میری مادری زبان اردو
تھی پھر اس پر زبان فارسی کی تخصیص کیسی ہے لہذا ضرور ہے کہ ہمارے ہادی طریقت
مدظلہ العالی نے جہاں خاکسار کے اور حالات آپ سے بمقتضائے شفقت
بسبیل تذکرہ یا کسی خاص موقع پر کسی خاص ضرورت سے بیان فرمائے ہوں گے
وہاں عجب نہیں جو یہ جملہ بھی بمقتضائے کمال محبت زبان مبارک سے ارشاد
فرمایا ہو کہ زبان فارسی کے مذاق کے حاصل کرنے میں اور محاورات زبان فارسی
کی تحقیقات کرنے اور مہارت بہم پہنچانے میں اس نے ایک حصہ اپنی عمر کا
ضائع کیا ہے اور ہادی طریقت کے اس ارشاد کے لحاظ سے حضرت نے بھی

بمقتضاے محبت وشفقت (اور یہ سمجھکر کہ جب اسکو مذاق زبان فارسی اور محاورات
فارسی کے ساتھ اس درجہ دلچسپی اور اسقدر شوق ہو تو ضرور ہی کہ دلاویز لحنوں کا
فارسی الفاظ کے ذریعہ سے اسکے کانوں تک پہونچنا زیادہ تر اسکے سرور وابتہاج
حاصل ہونے کا باعث ہوگا) شہنشاہ دوران کی ملکہ سے تذکرۃً فرما دیا ہوگا کہ اسکو بہ نسبت
اُردو کے باوجود اس امر کے کہ اُردو مادری زبان ہی فارسی زبان کے ساتھ زیادہ تر
دلچسپی ہی ورنہ کوئی وجہ نہین پاتا ہون اور نہ کوئی قرینہ اس امر پر دال ہی کہ شہنشاہ کی
زبان سے یہ جملہ تخصیص فارسی کے مضمون کا نکلنا ضروری کہا جاسکے۔ میری اس
تقریر کو سنکر پیر مرد نے مسکرا دیا اور فرمایا کہ ای فرزند ہان بیشک یہ گمان تمھارا
صحیح ہی مین نے بمقتضا تمھاری محبت کے اور یہ خیال کرکے کہ جب تمکو زبان فارسی مین
اسقدر مذاق حاصل ہی جیسا کہ ہادی طریقت مدظلہ العالی نے ارشاد فرمایا تھا
تو لازم ہی کہ بہ نسبت اُردو غزل یا ٹھمری وغیرہ کے فارسی غزلون کو سنکر زیادہ تر محظوظ
ہوگے لہذا مین نے شہنشاہ سے اس حال کو ظاہر کر دیا تھا چنانچہ میرے اس کہنے کے
سبب سے شہنشاہ نے انتہا درجہ کی کوشش کرکے ان تین خنیاگرون کو ڈھونڈھوا
ڈھونڈھوا کر بلوایا ہی جنکو اکثر فارسی غزلین حفظ یاد ہین۔ ای صاحبزادے پیر مرد کی یہ ساری
داستان سنکر مجکو یہ مصرعہ یاد آگیا کہ مصرع اے روشنی طبع تو بر من بلا شدی ہوا اور
قریب تھا کہ بلا تحاشا زبان سے بھی نکل جاے لیکن بمقتضاے پاس ادب مین نے اپنی
زبان روک لی اور دل ہی دل مین اس مصرع کو پڑھکر چپ ہو رہا۔ میرے اور پیر مرد
کے مابین یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ایک اور خنیاگر نے دورا ایک غزل خواجہ شیراز

علیہ الرحمۃ کی شروع کر دی کہ غزل
فلک را سقف بشگافیم و طرح دیگر اندازیم
من و ساقی بہم سازیم و بنیادش براندازیم
بیا کین داوری ہا را بپیش داور اندازیم
کہ دست افشان غزل خوانیم و پاکوبان سر اندازیم
بود کان شاہ خوبان را نظر بر منظر اندازیم
کہ از پای خم یکسر بحوض کوثر اندازیم
بیا حافظ کہ ما خود را بملک دیگر اندازیم

بیا تا گل بر افشانیم و می در ساغر اندازیم
اگر غم لشکر انگیزد کہ خون عاشقان ریزد
یکی از عقل می لافد یکی طامات می بافد
چو در دست است رودی خوش بزن مطرب سرودی خوش
صبا خاک وجود ما بآن عالی جناب انداز
بہشت عدن اگر خواہی بیا با ما بمیخانہ
سخندانی و خوشخوانی نمی ورزند در شیراز

ہرچند طبیعت برخاستہ ہو چکی تھی اور دل
بھاگون بھاگون کر رہا تھا مگر اس غزل کا شروع ہونا تھا کہ پھر یک ناگاہ عنان اختیار
دل کے ہاتھ سے نکل گئی نسیم سحری کے جھونکون نے پھر دماغ ہرا کر دیا سی دار فتگی کے خواب
کو مستولی کر دیا اور حالت یہ ہو گئی کہ جسقدر رکھ رکھ کے اپنے آپ کو سنبھالتا ہون
اسی قدر حواس کے تیور بگڑے چلے جاتے ہین اسطرف مین جانتک ہو سکتا ہی
دل کو اس امر کی کوشش پر ہر طرح سے آمادہ اور مستعد بنا رہا ہون کہ متانت اور

استقلال دونوں کے دامنوں کو اپنے ہاتھوں سے چھوٹنے نہ دے اسطرف جس جس انداز
سے کر سکتی ہے جیا بالی اس امر کی کوشش میں سرگرمی کر رہی ہے کہ اسکا تمہ متانت اور
استقلال دونوں کی جانب سے پھیر کر اپنی طرف کھینچ لائے بیچارہ دل ہنوز اس کشاکش سے
نجات پا کر یکسو ہونے پایا تھا کہ ستم کی زمزمہ سنج آواز نے یہ شعر کانوں تک پہونچا دیا کہ

بیا جانان منور کن ز رویت مجلس ما را	کہ در پیشت غزل خوانیم و در پایت سر اندازیم

بس اس شعر کا سننا تھا کہ لفظ مجلس نے معلوم نہیں کن کن صحبتوں کو اور کس کسکو
یاد دلا کر بیقرار اور اشکبار کر دیا اور جیا بالی نے دو زور دکھایا کہ وہاں تمکین و استقلال
کی دھجیاں اڑ گئیں اور گریبان صبر و شکیب پرزے پرزے ہو گیا۔ اور شیفتگی کہاں
تو اپنی یہ حالت ہو رہی تھی کہ لفظ رویت سے ایک ہی مرتبہ کان تک پہونچنے نے مرگ
کے قریب کر رکھا تھا اور وہاں غضب گر نے جب دیکھا کہ میرے اس شعر نے انہیں ایک
اور کیفیت پیدا کی ہے تو ظالم نے اس شعر کی رٹ لگا دی کسی طرح اس شعر کا پیچھا نہیں
چھوڑتا آخر کار یہاں تک نوبت پہونچ گئی کہ جوں جوں سرود کے تاروں پر زخمہ
مارا جاتا تھا ادھر دل تار تار ہوا جاتا تھا ادھر اسنے تان لگائی ادھر جان بیقرار
نکل جانے کو لبوں تک دوڑ آئی ادھر اسنے مجرا لگایا ادھر سر میں سودے نے چکر
کھایا۔ جوں جوں اسکی لے بڑھتی جاتی تھی اپنے دل و دماغ کی مسرت گھٹتی جاتی تھی ادھر
وحشت افشانی تھی ادھر مشق تحیر و حیرانی ادھر سرگرمی زمزمہ زنی تھی ادھر افسردگی
جاگتی جب وہ تال دیتے تھے ہم تلملا کے دونوں ہاتھوں سے کلیجہ تھام لیتے تھے کیونکر
بیان کروں کہ کیا حالت ہو جاتی تھی کہ اسی اضطرار میں دفعۃً کانوں کے پاس سے
کوئی شے سنسناتی ہوئی نکل گئی اور اسکے ساتھ ہی دل و دماغ دونوں قابو سے جاتے رہے
بیہوشی کہوں یا بیخودی طاری ہو گئی دنیا و مافیہا کی مطلقاً خبر نہیں رہی اور آنکھیں بند ہو گئیں
اور آنکھ بند ہوتے ہی کیا دیکھتا ہوں کہ ہادی طریقت جنہوں نے چلہ پڑھنے کی اجازت
عطا فرمائی تھی سبز پوشاک زیب تن کئے ہوئے ایک ہاتھ میں تسبیح دوسرے ہاتھ میں
عصائے مبارک جبین مولا مشکل کشا شیر خدا جناب حضرت مرتضیٰ علی ابن ابیطالب
کرم اللہ وجہہ کا پنجہ مبارک جڑاؤ سونے کا لگا ہوا تشریف لائے اور میرے روبرو
ایک قدم کے فاصلہ پر عصائے شریف ٹیک کر کھڑے ہو گئے اور بآواز بلند یوں
خطاب فرمایا کہ السلام علیکم اے دلدادۂ سادہ نعمان اے صاحبزادے ہادی طریقت
پر نظر پڑنا تھا کہ میری وہ ساری کی افسردگی اور وہ کیفیت جاتی رہی جو اس غزل کے سننے
سے لاحق حال ہو رہی تھی دور ہو گئی اور سکون کلی حاصل ہو گیا مگر اب مجھ پر
اس فوری تغیر سے انتہا کا تعجب بلکہ ایک حیرت کی سی کیفیت طاری ہونے لگی
اور اپنے دل میں اندیشہ کرنے لگا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ہادی طریقت کی
صورت کو دیکھنے لگا کہ خدایا یہ کیا ماجرا ہے

اب کہاں ہوں اور کیا حقیقت ہے آیا یہ عالم خواب ہے یا بیداری اگر بیداری ہے تو یہ وہ
مکان نہیں جس میں میں بیٹھا ہوا وظیفہ پڑھ رہا تھا ہنوز طبیعت نے اس اندیشہ کا فیصلہ
نہیں کیا تھا کہ میں نے اس اندیشہ سے اپنے آپ کو یکسو کر کے نہایت ادب اور تعظیم
کے ساتھ ہادی طریقت کے سلام کا جواب دیا اور فوراً دست بستہ تعظیم کے
لیے کھڑا ہو گیا اور چاہتا تھا کہ اپنے اس بارہ دری میں جانے اور پیر مرد اور شہنشاہ
جادو آفرین اور ملکہ روان جادو سے ملاقات کرنے وغیرہ وغیرہ حالات
ہادی طریقت کے حضور میں دہراؤں کہ ہادی طریقت نے بمقتضائے روشن ضمیری
میرے مافی الضمیر حال سے آگاہ ہو کر یوں ارشاد فرمایا کہ اے لقمان جن حالات
کے بیان کرنے کا تو ارادہ کر رہا ہے ہمکو مفصلاً وہ سب حالات معلوم ہیں چنانچہ تجھکو
خود بھی اس امر کی آگاہی اس بارہ دری میں پیر مرد سے حاصل ہو چکی ہے کہ خاص
ہمارے ہی حسب منشا اور ہمارے ہی حکم سے تو اس بارہ دری تک پہونچایا گیا
اور جو کچھ تواضع تکریم تیری نسبت شہنشاہ اور ملکہ کی جانب سے وقوع میں آئی
یہ سب ہمارا ہی فرستادہ اور ہمارا ہی بھیجا ہوا مہمان ہونے کے باعث سے پیش
آئی تھی ہماری غرض تجھکو اس بارہ دری میں بھجوانے سے صرف اسقدر تھی کہ
اول تو تجھکو اس امر کا یقین ہو جائے کہ جو کچھ تجھکو تلقین کیا تھا وہ بیکار
اور ناقص نہیں ہے اور دوسری غرض یہ تھی کہ پیر مرد اور ملکہ اور شہنشاہ کے
تمام اراکین اور اسکے دار السلطنت کی مخلوق کا ایک بڑا حصہ یہ سب اشخاص
تجھکو اچھی طرح پہچان لیں اور خود تو انسے تھوڑا بہت آشنا اور انکی معاشرت کا
کم و بیش واقف اور خوگردہ ہو جائے تاکہ جب کبھی جس موقع پر ہم خود یا
ہمارے ایما اور اشارہ سے شہنشاہ اپنے دار السلطنت سے اپنے کسی رکن کو یا اپنی
فوج و سپاہ کے کسی حصہ کو تیری خدمت میں بھیجیں تو اسوقت تو متعجب اور متحیر نہو
اور نیز شہنشاہ اور ملکہ پر یہ امر ثابت کر دیا جائے کہ تو ہمارا کس قدر مخصوص اور
چہیتا ہے اور جب کبھی وہ یا انکے بھیجے ہوئے اشخاص اسکے مجلس تیری خدمت میں
آئیں تو انکو کس قسم کے مدارج ادب اور تعظیم اور خاطر داشت تیری نسبت
ملحوظ رکھنا لازم اور ضروری ہیں اور کس حد تک ان سب کو تیری رضا جوئی میں
سعی و کوشش کرنی چاہیے۔ اور اے لقمان سن — اور خوب کان لگا کر سن تجھکو
شاید بجائے خود یہ منظشہ ہوا ہو یا آئندہ اس قسم کا منظشہ ہو کہ جب ہادی طریقت
میں اسقدر روشن ضمیری اور اس درجہ قوت اور حکومت ہے کہ دیوان
قصیر القامت قوی القوت کی قوم کی قوم یہانتک کہ خود انکا شہنشاہ
تک جملہ اراکین سلطنت اسکے بال باندھے غلام اور ہر طرح کے فرمان بردار ہیں
اور دیوان قصیر القامت قوی القوت اس نوع کی مخلوق خدا تم

جنکو یہ قوت حاصل ہو کہ سیکڑون میل کی مسافت منٹون مین طی کر سکتے ہین یا کسی نوع انسان
کو جہان لیجانا یا پہونچا دینا یا کہین سے لے آنا چاہین تو آن کی آن مین ہزارون
کوس کی مسافت پر لیجا اور لا سکتے ہین اور نیز انکے قبضۂ اقتدار مین بیحد و لاتعد
خزائن وغیرہ سامان و اسباب جاہ وحشم ہین اور نیز جس چیز کو چاہین ایک
مقام سے دوسرے مقام مین خواہ وہ مقام کتنا ہی دور دست کیون نہو آن کی
آن مین منتقل کر کے پہونچا سکتے ہین پھر باوجود استطاعت و قدرت اور باوصف
اس قدر اقتدار کے مجکو اب تک فائز المرام کیون نہ کر چکے - ای لقمان اس مسئلہ کا
جواب یہ ہی کہ بیشک مجکو حق تعالے جل جلالہ وعم نوالہ نے اسوقت وہ قدرت
اور ایسی دستگاہ اور اس درجہ اقتدار اور اسقسم کی قوت عطا فرمائی ہی
کہ اگر مغرب کا کوئی پہاڑ خواہ کوئی قطعہ زمین مشرق مین پہونچانا چاہون تو
بوسیلہ مخلوقات دیوان قصیر القامت بات کی بات مین پہونچوا دون یا اگر
کسی شخص کو گنجہاے زر و گہر اور ہر قسم کا نقد و جنس دینا چاہون تو اسقدر
گنجہاے زر و جواہر اور ہر قسم کی نقد و جنس اسباب دنیوی پر قابض ہون کہ اگر
سبکو یکجا انبار کراؤن تو ایک بہت بڑے وسیع الفضا مقام مین بھی انکے انبار
لگانے کی گنجائش نہو مگر بھید اسمین یہ ہی کہ جہان جل شانہ نے مجکو یہ حکومت
اور ایسی ثروت و دولت عطا فرمائی ہی اسکے ساتھ ہی یہ وصف بھی اسی
معطی مطلق نے عطا فرمایا ہی کہ احاطۂ رضا و تسلیم سے ایک سر کے بال کے
برابر بھی تجاوز نکرون اور تمام امور مین اسی کی مشیت اور مرضی اور اسکی
تقدیرات کا متبع اور مطیع اور فرمانبردار رہون اور بندۂ درگاہ و منتظر فرمان
رہکر ہر دم و ہر لحظہ ہر امر مین اسکے حکم اور اسکے قضا و قدر کا چشم براہ
و نگران رہا کرون اور یہی وجہ ہی کہ تو ابھی تک فائز المرام نہین ہونے پایا
ورنہ تیرا مقصد کوئی امر اہم و دشوار مقصد ہرگز نہین تھا جس مقصد کا تو
خواستگار ہی پانچ منٹ مین تیرا وہ مقصد نہایت آسانی اور سہولت کے
ساتھ پورا ہو سکتا ہی لیکن پورا کیونکر ہو سکے جبکہ قضا و قدر کا منشا ہنوز
تیرا مقصد پورا کرنے کی نسبت نہین ہی - البتہ اسکے ساتھ ہی مین تجھے یہ
بشارت اور خوشخبری دیے جاتا ہون تاکہ تو شادمان اور مسرور رہے کہ اب
زمانہ تیری مقصد وری کا بہت قریب آگیا بلکہ گویا سر پر آ پہونچا اور یہ
بھی واضح رہے کہ وہ مقصد صاحبقران کی ایک اولاد کے ذریعہ سے
پورا ہوگا مگر اس وظیفہ کو نہ چھوڑنا برابر تا حصول مقصد پڑھتا رہنا
اور انھین ستر الفاظ سے اور انھین اوقات مین جو تلقین کر دیے ہین پڑھا کیجیو
یہ فرما کر ہادی طریقت نے مجکو اپنے قریب بلایا مین کمال ادب و

سے نوگزار و بر و بالکل قریب جاکر کھڑا ہوا پھر فرمایا کہ مجھکو مین جھک گیا اور ہادی طریقت نے میری پیٹھ پر نہایت شفقت سے تین مرتبہ ہاتھ پھیرا اور فی حفظ اللہ تعالیٰ فرماکر تشریف لے گئے اور چند قدم تشریف لے گئے ہونگے کہ میری آنکھ کھل گئی اور اپنے آپ کو اسی مقام پر جہان وظیفہ پڑھنا شروع کیا تھا اسی ہیئت کذائی سے بیٹھا پایا جس ہیئت اور جس لباس سے پڑھنے بیٹھا تھا اور آثار انشراح و انبساط کے اپنے ہر رگ و پے مین ساری پائے اور اسی وقت سے مجکو جسقدر بیقراری اور اضطرار اور بے استقلالی اور مایوسی اپنے حصول مقصد کی نسبت تھی سب بالکلیہ دفع ہوگئی اور اسطرح کی امیدواری ہوگئی اور اسطرح کا یقین حصول مقصد کی نسبت میرے دل مین جاگزین ہوگیا جسطرح صبح کو شام ہونے کا یقین اور شام کو صبح ہونیکا یقین ہوتا ہے اور اب جسقدر اضطرار خواہ انتشار مجکو اپنے مقصد کے حاصل ہونیکی نسبت ہے وہ ▪ صرف بمقتضاے شوق ہے یعنی شوق دل یہ چاہتا ہے کہ آج ہی شاہد مقصد جلوہ گر ہو جائے اور کیون نہو یہ کلیہ ہے کہ انتظار کی ساعتین نہایت دشواری سے کٹتی ہین اور یہ تو تاہم ایک درجہ تک اعلے مقصد ہے اسکا انتظار تو ضرور ہی کسی قدر زیادہ سخت اور دشوار ہونا ہی چاہیے صاحبزادے آپ خود و انصاف فرمایئے انسان اپنے کسی ملازم کو کسی کام کی تعمیل کے لیے یا کوئی چیز معمولی سی خرید لانے کو دو روز کی راہ پر بھیجتا ہے تو اسکے واپس آنے تک کا وقت باوجود اسکے کہ ملازم کا تھوڑے ہی زمانہ کے بعد واپس پہونچ جانا اور بانیل مرام آنا متیقن ہوتا ہے کسقدر دشواری سے بسر ہوتا ہے تو پھر میرا زمانۂ انتظار بسر ہونا کیونکر سخت و دشوار نہو جائے۔ ای صاحبزادے جس روز سے کہ مجھے یہ بشارت ہادی طریقت نے دی ہے مین اپنی شکل کو بدلے ہوے اور یہ بھیس جو آپ ملاحظہ کر رہے ہو بنائے ہوے یہان پڑا ہوا ہون کہ دیکھیے وہ اولاد صاحبقران کب رونق افروز ہوتا ہے۔ صاحبزادے میرا حال تو یہ تھا جو مین نے عرض کیا لیکن اب آپ بھی مجھسے پردہ نہ کیجیے گا اور اپنی حقیقت حال پوشیدہ نہ رکھیے گا اور کل حالات واقعی بیان کر دیجیے گا کہ آپ کون ہین اور اس مقام مین کس غرض سے اور کیونکر تشریف لائے ہین۔ جب نعمان کا یہ سارا قصہ سن چکے تو سکندر رستم خو نے اپنے دل پُر درد سے ایک آہ سرد کھینچی اور نعمان کی طرف مخاطب ہوکر بزبان حال کہا کہ ای نعمان ہمارا حال پر ملال کیا پوچھتے ہو بقول شاعر

مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون	نے بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون
بچھڑا ہون یار و دیار سے [illegible] رسیدہ ہون	ای آہ و نالہ مجھ سے نہ آگے چلو کہ مین
جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون	مین کیا کہون کہ کون ہون سودا بقول درد
	آخر ظلم کے پنجہ سے نکلنے کے واسطے

جو اولادِ صاحبقران سے آنے والا تھا وہ مین ہی ہون اور نام میرا سکندر رستم خو ہے
نعمان (اتیت) نے سکندر رستم خو سے انکا اسم مبارک سنکر سکندر رستم خو
کے ہاتھون کو بوسہ دیا اور کہا کہ جسوقت ملکہ یہان ہو اسوقت آپ میرے اس حجرے کے
باہر نہ تشریف لائیے گا اسلیے کہ ملکہ اگر اس حالت سے خبردار ہو جائیگی تو اسمین شک
نہین کہ مجکو قتل کر ڈالے گی مگر آپ اسی حجرے کے اندر راحت و آرام سے بیٹھے
ہوے کاناسنتے رہیے گا اور جسوقت کہ وہ داخل ہوگی اس موقع پر بجز ایک
میری ذات واحد کے منجملہ مردون کے اس مقام مین کوئی متنفس نہین رہیگا
سکندر رستم خو نعمان اتیت کی یہ شفقت انگیز اور مہربانی آمیز تقریر سنکر
نہایت درجہ مسرور اور خوش ہوئے اور حجرہ کے اندر جا بیٹھے اب دن بہت ہی
قلیل باقی رہ گیا تھا کہ اس اثناء مین تمام مغتون نے اس معبدگاہ کو حسب دستور
اور باقاعدہ نہایت عمدگی کے ساتھ آراستہ کر دیا اور بعد آراستہ کرنے کے
ہر ایک مغبت اپنے اپنے مقام سے نکلکر باہر چلا گیا اور معبدگاہ مین بالکلیہ تخلیہ
ہو گیا صرف نعمان اور سکندر رستم خو باقی رہ گئے اسوقت تخلیہ پاکر
شاہزادہ سکندر رستم خو نے نعمان اتیت سے دریافت کیا کہ یہ سب جو
تمنے بیان کیا مین نے سنا لیکن تمہارے اس مقام مین قیام پذیر ہونے کا خاص
باعث مجکو قرینہ سے کچھ اور ہی معلوم ہوتا ہے جب سکندر رستم خو سے یہ تقریر
سنی تو نعمان نے سر جھکا لیا اور یون بیان کرنا شروع کیا کہ حضور خراب مین
امر واقعی عرض کیے دیتا ہون اور وہ یہ ہے کہ محبوب جنگ نواز میری معشوقہ
تھی اور وہ خود بھی میرے ساتھ انتہا درجہ کی محبت اور عشق رکھتی تھی ایک روز
یہ اتفاق پیش آیا کہ گرگ جادو بتقریب دورہ وارد ہوا اسنے
محبوب جنگ نواز کو یہان ستنا اور اپنے ہمراہ لے گیا اور ہرچند لاکھ
طرح سے اسنے خود بھی آہ و زاری و بیقراری ظاہر کی اور مین بھی بہت کچھ
عذرخواہ ہوا کہ یہ میری محبوبہ ہے اور یہی میری زیست کا باعث ہے اسکو نہ لیجیے
لیکن اس بیدرد اور بیدید نے ایک نہ مانی اور جبراً محبوب جنگ نواز
کو اپنے ہمراہ لے چلتا ہوا مین اس روز سے شب و روز
بیقراری کے عالم مین گریہ و زاری کیا کرتا تھا کہ ایک روز عالم رویا مین
کیا دیکھتا ہون کہ ایک بزرگوار رجال شفقت و مہربانی تشریف فرما ہوے اور
آتے ہی پہلے ہمکو تلقین و ہدایت کی اور کلمہ طیبہ تعلیم فرمایا بعد اسکے یون فرمایا
کہ وہ طلسم کشا آتا ہے جو طلسم کو فتح کریگا اور وہی تیری معشوقہ کو تجھ سے ملائیگا
یہ سنکر مین نے ان بزرگوار کی خدمت مین عرض کیا کہ یا حضرت مین اس
طلسم کشا کے لقاے مبارک سے کیونکر اپنی آنکھین منور کرونگا اور

کس طریقے سے مجکو یہ امر معلوم ہوگا کہ یہی طلسم کشا ہین ارشاد ہوا کہ فلان
فلان مقام پر جو معبدگاہ ہی جسکا نام معبدگاہ سامری ہی وہ طلسم کشا اسی معبدگاہ
مین رونق افروز ہوگا اور سب کے پیشتر خاص تجہی سے اس سے ملاقات کا
اتفاق پیش آئیگا ای شہریار عرصہ کامل چہ ماہ کا ہوا کہ مین یہان اپنی صورت
بدلے اور یہ بھیس جسمین اب مجکو ملاحظہ فرمارہے ہو بنائے ہوے صرف آپکے
قدوم مبارک کے انتظار مین پڑا ہوا ہون چنانچہ اس سے قبل جب اپنے خواب
کے آخر مین مین نے ہادی طریقت کے تشریف لانے اور بشارت دینے کا
ذکر کیا تھا اس مقام پر اتنا فقرہ جواب مفصل عرض کر دیا مجملاً عرض کردیا گیا تھا
ہادی طریقت نے حضور ہی کی تشریف آوری کی بشارت دی تھی۔ الحمدللہ
علی احسانہ کہ اب آپ تشریف لائے اور فتح طلسم کا زمانہ قریب تر آگیا۔ شاہزادۂ
سکندر رستم خو یہ تقریر دلپذیر سنکر نہایت ہی مسرور و محظوظ ہوا اور
لقمان کے حجرۂ قیام مین جا بیٹھا اور لقمان نہایت شوق و ذوق سے
سرگرم خدمتگزاری ہوا۔ اب یہان گذارش کیا جاتا ہی کہ ملکہ نادرہ بانو کج ابرو
دختر اسرار جن و ملکہ نوبہار سرخ پوشش اسکی وزیرزادی ہی
ایک روز کا ذکر ہی کہ اتفاق سے ملکہ نادرہ بانو درخت ہزار شاخ کے
قریب گئی اور اس درخت پر ایک سیمرغ آکر بیٹھا کرتا ہی اور اکثر لوگ اسرار
اور اپنے اپنے حالات اس سیمرغ سے دریافت کرتے ہین اور وہ سیمرغ
سب بتا دیا کرتا ہی غرض جب ملکہ نادرہ بانو کج ابرو اس درخت کے قریب
اس سیمرغ کی زیارت کے لیے گئی تو دیکھا کہ سیمرغ اسی درخت کی ایک
شاخ پر آکر بیٹھا اور اس درخت کے گرداگرد مجمع کثیر اور جم غفیر جمع ہوگیا
اسوقت ملکہ نادرہ بانو کج ابرو مجرا بجا لاکر قریب سیمرغ کے جا کھڑی
ہوئی سیمرغ نے اسکو دیکھتے ہی یون آواز دی کہ ای دختر اسرار جن تیرا
کونسا مطلب ہی اور کس مقصد کے لیے یہان آئی ہی نادرہ بانو نے
نہایت ادب سے دست بستہ عرض کیا کہ یہ کنیز مدت سے حضور کے محامد
و محاسن سنا کرتی تھی نہایت اشتیاق اس کنیز کو حضور کی زیارت کا تھا
آج مراد دلی بر آئی حضور کی زیارت سے آنکھین منور ہوئین مطلب تو
آپ پر روشن ہی ہوگیا ہوگا جو کہ دریافت کرنے حاضر ہوئی ہون۔ سیمرغ
نے ملکہ کی تقریر سنکر آواز دی کہ کل مجمع کنارہ ہو جائے اور سب کے سب
چلے جائین سیمرغ کا یہ حکم سنکر سب لوگ فوراً اپنے اپنے مکان کو واپس
چلے گئے اور ملکہ نادرہ بانو اسی طرح جلد کھڑی ہوئی تھی زیر درخت
حاضر رہی۔ بعد تخلیہ ہو جانے کے سیمرغ نے کہا کہ ای نادرہ بانو تو وہ راز

دریافت کرنا چاہتی ہی جسکے بتانے مین البتہ مجکو تامل ہی مگر نہین باوجود اس کے مین تجکو وہ راز بتاتا ہون سن اول تو تیری مراد یہ ہی کہ آیا یہ طلسم نیرنگ قاف کسی وقت مین فتح بھی ہوگا یا کہ جس طرح ہی اسی طرح قائم اور برقرار رہے گا ای

نادرہ بانو سن جواب اسکا یہ ہی کہ	رہیگا غنچہ مین رنگ اور نہ گل مین بو باقی
یہ تعجب ہیگے کبھی بر رہے گا تو باقی	بجز ایک ذات خدائے تعالے جل شانہ

کے جو وحدہ لاشریک لہ ہی اور دنیا مین کسی شی کو بقا نہین بلکہ خود دنیا ہی کو بقا نہین بس ایک ہے ذات معبود جاودانی ہی باقی جو کچھ کہ ہی وہ فانی ہی اور جو قیدی کہ اس طلسم مین اسیر ہی وہ قیدی بھی ایک روز اس طلسم کی قید سے رہائی پائیگا اور جو قلعہ کہ اسوقت تیار اور سلامت ہی وہ قلعہ بھی ایک روز ایسا آئیگا کہ ٹوٹ جائیگا۔ ای نادرہ بانو جو انسان ہی اسکو بتا کب اور کہان ہی جسم سے روح ایک روز نکل جائیگی اور جب روح نکل گئی تو تن محض بیکار ہو جائیگا ؎ نازان شگفتگی پہ نہ ای گلعذار ہو + آتی خزان دہن ہی جہان پر بہار ہو نادرہ بانو نے سیمرغ کی یہ عبرت خیز تقریر سنکر عرض کیا کہ حضور نے ایسی ایسی نظیرین دین جس سے مجھے یقین کامل ہوگیا کہ یہ طلسم بیشک و شبہہ کسی طرح سلامت نہین رہسکتا ضرور ٹوٹ جائے گا اور مفتوح ہوگا۔ ای سیمرغ۔ تو ہر ایک اسرار کا جاننے والا ہی لیکن اس کنیز کو اس امر کا تعجب ہی کہ وہ کونسا شخص ہوگا جو ایسے طلسم کو توڑ ڈالے گا۔ یہ عرض نادرہ بانو کی سنکر سیمرغ پھر گویا ہوا کہ ای نادرہ بانو وہ شخص جو اس طلسم کو فتح کریگا خاندان صاحبقران مین سے ہی اور نام اس طلسم کشا کا سکندر رستم خو ہوگا اور وہ شہریار عالی وقار کا بیٹا ہوگا اور امیر نوجوان کا پوتا اور سابس معبد گاہ سامری پر پہلے آئے گا نادرہ بانو نے یہ جواب سنکر پھر عرض کیا کہ ای حضور دنیا کجا اور قاف کجا ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + سیمرغ نے کہا کہ ملکہ آسمان پری اسکو بلائیگی اور سلیمان کو چک جو اس طلسم مین پھنسا ہوا ہی خاص اسکی رہائی کی غرض سے وہ آئیگا۔ شہر نقش و نگار مین وہ شہریار داخل ہوگا اور جین برات سے روز دیو جندک اسکو مع لباس عروسی کے لے آئیگا اور وہ یہان آکر شریک جنگ دیوان ہوگا۔ ان سب واقعات کے بعد ملکہ قریشیہ سلطانہ انکے بلانے کا اور طلسم کی فتاحی کا حال بیان کریگی اور فتاحی طلسم کے واسطے روانہ کریگی مگر شہریار اکیلا بھٹک کر معبد گاہ سامری مین جا پہونچے گا اور حکیم شمس جنی پسر عبد الرحمن جنی اس کے عقب مین آئے گا۔ ای نادرہ بانو وہ تیرا شوہر ہوگا نادرہ بانو نے یہ جملہ

شنکر فرط حیا وشرم سے سر نیچا کر لیا) اور تیرا باپ اسکی مدد کرے گا اسطرح
اس طلسم کو بقا نہین ہے۔ بس نے اب مین جاتا ہون کیونکہ اب میرے
جانے کا وقت آگیا۔ یہ تمام اسرار غیبی بتا کر سیمرغ نے اُس جگہ سے
پرواز کی نادرہ بانو بعد معلوم کرنے ان تمام اسرار غیبی کے جو سیمرغ
نے بتائے تھے ملکہ کی خدمت مین حاضر ہوئی اور یہان آکر دیکھا تو سواری
تیار ہے فقط ایک اسی نادرہ بانو ہی کے آنے کا انتظار ہے۔ نادرہ بانو نے
حاضر ہوتے ہی ملکہ کی خدمت مین مجرا ادا کیا ملکہ نے دیکھتے ہی کہا کہ او شوخ دیدہ
گیسو بریدہ کس چہل اور کونسے رنگ مین تھی کہ مجکو تیرے آنے کا اس قدر
انتظار کرنا پڑا جو انتظار میرے لیے الانتظار اشد الموت ہوگیا نادرہ بانو یہ
خطاب عتاب سنکر سر سے پاؤن تک بید کی طرح لرز گئی اور جی مین کہا کہ
خدایا خیر کیجیو ملکہ کے تیور بُرے ہین بعد اسکے اپنے آپ کو سنبھالکر دست بستہ
عرض کیا کہ ای ملکہ واقع مین اس کنیز کی حاضری مین دیر تو ہوگئی جسکی نسبت
حضور سے معافی کی خواستگار ہون۔ حسن اتفاق یہ ہوا کہ حسینہ اور جمیلہ
نامے دو گائنین بھی اسوقت حضوری ملکہ مین حاضر تھین ملکہ اور نادرہ بانو
مین باہم یہ خطاب عتاب ہو رہے تھے کہ ان دونون مین سے ایک گائن نے
نادرہ بانو کی طرف اشارہ کرکے ملکہ کے حضور مین یون کہا کہ حضور
نادرہ بانو ہر وقت اپنی ہی کنگھی چوٹی مین مبتلا رہتی ہین انھین اپنے ہی
حُسن کی بہار کے تماشا سے فرصت کب ہوتی ہے کہ کہین جائین بھلا حضور
مین کیونکر حاضر ہوتین گائن کے اس ظریفانہ جملہ سے نادرہ بانو کی جان مین
جان آگئی اور جی مین کہا کہ یار نے اچھا ہوا جو یہ گائن بول اُٹھی اور ملکہ کا خیال
میری طرف سے ہٹ گیا بات ہنسی مین پڑ گئی ورنہ معلوم نہین ملکہ کہانتک
آزردہ ہو جاتین مگر ظاہر مین رکھائی بدلکر حسینہ وجمیلہ گائنون کی جانب
یون خطاب کیا کہ دور موئی کائی مجکو پریشان نکر اوا رہے تو انھے نہ کس
واہ معلوم نہین انسان کی طبیعت کسی وقت کیسی ہوتی ہے اور کسی وقت
کیسی ہر وقت کی دل لگی اور خوش طبعی اچھی نہین ہوا کرتی ہم تو معلوم نہین
کس ادھیڑبن مین ہین اور نہ جانے کن کن ترددون مین تھے جو اب تک
ملکہ کے حضور مین بھی حاضر نہوسکے ملکہ کی خفگی اٹھانی پڑی اور انکو اپنی چہلون
ہی کی پڑی ہوئی ہے۔ بھلی حسینہ دیکھو ہر وقت چہل نہ کیا کرو واہ انسان کو
وہان تک چھیڑے جہان تک ہنسے اور جب رو دیا تو ایسی چھیڑ چھاڑ کس کام کی
نادرہ بانو نے اس تقریر کو یہان تک طول دیا کہ ملکہ کا غصہ بالکلیہ فرو ہوگیا
اور بات اچھی طرح ہنسی مین پڑ گئی اور ملکہ خود مسکرا دین تھوڑی دیر تک

ان سب مین بایکدیگر چہلین ہوتی رہین کہ اسی اثنا مین ملکہ کی سواری مثل باد بہاری
کے کہ علاوہ اور حشم و خدم کے نسیم بہار بھی اسکے موکب گردون مین شامل
ہو جانے کو اپنا عز و افتخار جانکر بے اختیار رہا وہ با سواری کے ساتھ ساتھ تھی
آپہونچی سواری آتے ہی ملکہ مع اپنی ہمجولیون اور ہمنشینون کے سوار ہوکر خرامان
خرامان بآئین آداب شاہانہ روانہ ہوئین اور تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ
معبدگاہ سامری مین آپہونچین معبدگاہ مین چونکہ سب لوگ پیشتر ہی سے
معلوم کرچکے تھے کہ آج ملکہ رونق افروز معبدگاہ ہونگی سب تماشائیون
کی آنکھین ملکہ کی راہ پر لگی تھین سبسے پہلے اردبیگنیون اور حبشنون کے رسالے
تھے اول وہ رسالے تماشائیون کی نظر سے گذرے بعد ان رسالون کے ناگاہ
وہ تخت نظر افروز تماشائیان ہوا جسمین بنفس نفیس ملکہ سوار تھین اور جسکا نام
تخت یاقوت نگار تھا اس تخت مین چار طرف نیچے سے اوپر تک ہزارہا
یاقوت ایسے بیش قیمت جڑے ہوئے تھے جنکی قیمتون کا اگر سرسری اندازہ
اور تخمینہ کیا جاتا تو ایک وسیع سلطنت کے خراج سے بمراتب زائد ہوتا ان
یاقوتون مین اس درجہ سرخی اور اسقدر آب و تاب اور ایسی جلا تھی
کہ تخت کے قریب پہونچتے ہی یاقوتون کے عکس سے دفعۃً ایسا معلوم ہونے لگا
کہ تمام تماشائی نہایت شوخ رنگ کی سرخ پوشاکین پہنے ہین اور پوشاکین تو
ایک طرف تھین تمام در و دیوار معبدگاہ کے جو گذرگاہ تخت کی جانب واقع
تھے سرخ نظر آنے لگے جب تخت اور قریب آیا تو ایک سرخ پوش چہرہ پر نقاب
ڈالے ہوئے نظر پڑا جسکے گرداگرد دلفریب دشمن صبر و شکیب حسینون کا گروہ
مین سانڑھے تین سو کے قریب نازنین زہرہ جبین حلقہ کیے ہوئے جیسے چاند
کے گرد ستارے شاہزادہ (سکندر رستم خو) کو جب دور سے تخت کا جلوہ
نظر آیا یاقوتون کی سرخی ملکہ کی سرخ پوشی دیکھکر بے تامل یہ سمجھا کہ شاید
مریخ فلک روے زمین پر اتر آیا بیساختہ زبان سے یہ کلمہ نکل گیا کہ خدایا خیر کیجیو
لعان (دانست) شاہزادے کے چہرے کا رنگ اور شاہزادے کی طبیعت
کا ڈھنگ دیکھکر یکبارگی متردد اور پریشان ہوگیا اور گھبراکر مؤدبانہ عرض کیا
کہ ای شاہزادے مین حضور کی طبیعت کے ڈھنگ دگرگون پاتا ہون۔ ع
مبادا کہ راز نہان خواہد شد آشکارا ٭ ذرا اپنی طبیعت کو سنبھالتے رہیے گا اور
ملکہ کے حسن و جمال دلکش سے وارفتہ ہوکر کہین بیخودانہ حجرے کے باہر نہ تشریف
لائیے گا ملکہ سے دوچار نہو جائیے گا بجبر ستم نہ ڈھائیے گا عنان صبر کو
ہاتھ سے نہ چھوڑیے گا کیونکہ اگر خدانخواستہ بالفرض آپ ملکہ سے دوچار ہوگئے
تو مین پھر کسی طرح زندہ نہ چھوڑا جاؤنگا اسی دم ملکہ کے معرض عتاب عقاب

مین آجاؤنگا اور بے سوت مار ڈالا جاؤنگا نعمان کی یہ بزدلانہ تقریر سُنکر شاہزادے
سکندر رستم خو کے مزاج مین فوراً ایک نوع کا تغیر پیدا ہوگیا مگر استقلال سے
کام لیکر نہایت متانت اور آہستگی سے جواب دیا کہ ای نعمان مین اسقدر
نادان اور اس درجہ سبک ظرف نہین ہون کہ ملکہ کے آئینہ حسن وجمال کو دیکھکر
مجھ پر ایسی وارفتگی اور بیخودی کا عالم طاری ہو جائے جسکی وجہ سے حفظ مراتب
تمکین و وقار مین ناچاری ہو جائے اور دل ایسا بیتاب و بیقرار ہو کر سربستہ راز
کے فاش کرنے کو تیار ہو جاؤن نعمان مجکو بڑا تعجب ہی کہ تمکو میری نسبت اسطرح
کی سبک ظرفی کا گمان ہی کیون ہوا اگر میرے پہلو مین اسقدر کمزور دل ہوتا تو
مجکو اس مقام تک پہونچنا تم خود ہی سمجھو کیسا مشکل ہوتا تم خاطر جمع رکھو مین
ہرگز ایسا بدحواس نہین ہون کہ اپنے حجرے سے قدم باہر نکالون ع
چشم من بسیار ازین خواب پریشان دیدہ است ٭ ابھی تم میرے حالات
سے آگاہ نہین ہو مین نے بڑے بڑے نازک موقعون پر ایسی ایسی ثابت قدمیان
کی ہین کہ انسان تو کیسے آسمان سے فرشتون نے آفرین اور تحسین کی ہی اگر
تم میری سرگذشتون سے کچھ بھی واقف ہوتے تو میری طبیعت کی نسبت
ایسا گمان ہرگز نکرتے نعمان نے جب دیکھا کہ شاہزادے کو میرا کہنا ناگوار خاطر
ہوا اور مزاج اس عرض کو سُنکر متغیر ہوا سو دوبارہ عذر خواہی کی اور شرمسار
ہوگیا اتنے مین غلغلہ بسم اللہ بسم اللہ کا بلند ہوا ملکہ نے تخت یاقوت نگار سے
اُترکر صحن باغ مین قدم رکھا اور اُترتے کے ساتھ ہی اپنے روکش ماہ چہرہ سے
نقاب اٹھا دیا نقاب کے اُٹھتے ہی باغ کے تمام طائران خوش الحان اس رنگ گل
کا جمال بیمثال دیکھکر یون چہچہانے لگے کہ گویا اپنی اپنی زبان مین اس زینت افزای
باغ کی رونق افروز باغ ہونے کی مبارکباد گانے لگے - بلبلین پھول جانکر
ملکہ کو چھو چھو کر نکل جاتی تھین دیکھنے والون کو بعینہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ ملکہ
کے جلوۂ حسن وجمال پر نثار ہوئی جاتی تھین اور بار بار یہ شعر زبان پر لاتی تھین ~

رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ۔۔۔ کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست

فی الواقع باغ مین ملکہ کیا آئین کہ نئی بہار آگئی یا بہار پر جوبن آگیا - ادھر
تو طائران باغ کا یہ عالم ہوا اور ادھر ایک تازہ شگوفہ اور کھلا کہ جب
ملکہ نے اپنے چہرۂ تابان سے پردۂ نقاب اٹھا اور شاہزادۂ سکندر رستم خو
نے بغور کامل اُس چودھوین رات کے چاند پر نظر ڈالی تو باوجودیکہ نعمان
کے مقابلہ مین بڑی بڑی لن ترانیان اپنی ثابت قدمی اور مستقل مزاجی کی
چھانٹی تھین اور نعمان کے اس کہنے پر کہ شاہزادے صاحب ذرا طبیعت کو
سنبھالے رہیے گا صاحب۔ کچھ مین کچھین ہوگئے تھے مگر با اینہمہ نظر بھر کر دیکھتے ہی

بیساختہ ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور اس شعر کی رٹ لگ گئی کہ ؎

دل میرود ز دستم صاحبدلان خدارا — دردا کہ راز پنہان خواہد شد آشکارا

جب اس شعر نے زبان کا پیچھا چھوڑا تو یہ شعر بے اختیار زبان سے بیچھے پڑگیا کہ ؎

تا نقاب از رخ آن دشمن ایمان برخاست — کافر از کفر و ز اسلام مسلمان برخاست

غرض ایک عجیب اندازگی و وارفتگی شاہزادہ سکندر رستم خو کے عارض حال ہوگئی اور اس وارفتگی کے عالم میں چاہتے تھے کہ حجرے سے نکلکر ملکہ کو آواز دیں لیکن نعمان نے فہم و فراست سے شاہزادے کی نیت اور دلی ارادہ معلوم کر کے اور آگے بڑھکر عرض کیا کہ خدا کے واسطے خاموشی اختیار فرمائیے یہ آپ کیا غضب ڈھا رہے ہیں شاہزادے نے کہا ای بھائی نعمان اب طلسم فتح کرنے کی قوت کس میں باقی رہی اور زندہ رہنے کی حالت کس میں ہے وہ وقت بہت قریب آگیا سمجھ کہ میں تیرے اسی حجرے میں تڑپ تڑپ کر جان دیدونگا نعمان یہ جواب پر اضطرار و اضطراب سنکر سخت مضطر اور منتشر ہوگیا اور کہا کہ ای شاہزادے واسطہ اللہ پاک اور آپکے رسول کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم کا اپنے دل کو سنبھالیے قابو میں لائیے ایسے وارفتہ اور بے اختیار نہ ہوئے چلے جائیے ای شاہزادے یہ نظر فریب بادشاہ طلسم کی دختر ہے اگر کہیں اسکو آپکی اس تمام حالت کی پوست کندہ خبر ہوگئی تو سچ عرض کرتا ہوں کہ بڑا ہی غضب ہو جائیگا کسی کے بنائے کچھ بن نہ آئیگا بہتر یہی ہے کہ جسطرح اور جس صورت سے ہوسکے ضبط فرمائیے اپنے دل کو قابو میں لائیے واہ واہ واہ مرحبا جزاک اللہ ای شاہزادے آپ تو فرماتے تھے کہ میں ایسا نادان نہیں ہوں تم ہر طرح سے خاطر جمع رکھو ع چشمم من بسیار ازین خواب پریشان دیدہ است پھر یہ ایک تھوڑی سی دیر میں کیا ہوگیا آپکی وہ ثابت قدمی اور وہ مستقل مزاجی جسکا آپ کو بڑا دعوے تھا کدھر تشریف لے گئی - خدا نخواستہ باشد اگر یہ راز فاش ہوگیا تو یقینی امر ہے کہ میں بھی قتل کرڈالا جاؤنگا اور آپکے دشمن بھی مگر شاہزادے کے دل پر ملکہ کے عشق کا تیر ایسا کاری پڑا تھا کہ سوفار تک پار ہوچکا تھا نعمان کی اس تمام فہمائش نے شاہزادے کے دل میں ایک تل برابر بھی اثر نہ کیا اور پھر ایک آہ کھینچکر یون جواب دیا کہ ؎

برو بکار خود ای واعظ این چہ فریاد است — مرا فتادہ دل از کف ترا چہ افتاد است

بھائی نعمان [illegible] پھر کرون جب دل ہی اپنے قابو میں ہوا [illegible] قابو میں ہوتا کیسا یہان دل ہی نہیں ہے دل تو ملکہ کی زلف [illegible] رہ گیا [illegible] کا اسیر ہوچکا البتہ ایک جان برائے نام باقی [illegible] سو وہ بھی ملکہ کے قدمون پر نثار ہونے کے لیے [illegible] بس جانے کو [illegible] ہے ملکہ حق تو [illegible]

تو اب تک مین نے زبردستی جیسے ایک وحشی چڑیا کو قفس مین بند کر دیتے ہین
بعینہ اسیطرح روک روک کر نفس تن سے باہر نہین نکلنے دیا ہی ورنہ مرغ جان
بھی کب کا پرواز کر گیا ہوتا مگر یہ یاد رکھنا کہ وحشی مرغ کو کوئی کبتک قفس مین
بند کیے رہیگا جسوقت ایک ذرہ بھر بھی موقع ملا پھر سے نکل جائیگی اور یا اگر
زیادہ قید و بند کی نگرانی کی گئی تو قفس ہی مین تڑپ تڑپ کر ٹھنڈی ہوجائیگی
یہ باتین کر کے شاہزادے سکندر رستم خو پر غشی کا عالم طاری ہو گیا نعمان نے
جانا کہ شاہزادے کا مرغ جان رہگراے باغ فردوس ہوا لیکن گھبرا کر نبض پر
ہاتھ رکھا تو معلوم ہوا کہ رفتار نبض کی وہی ہی جو غشی کی حالت مین ہونی
چاہیے خبر شاہزادے کے تمام ہو جانے کا دھڑکا تو مٹ گیا پر یہ ڈر کا جان کے
ساتھ ہی رہا کہ خدایا ایسا نہو کہ غش سے افاقہ حاصل ہونے کے بعد شاہزادے کو
پھر اسی طرح کی بیقراری اور وہی گریہ وزاری وہی بے اختیاری ہو اور
ایسا نہو بے اختیاری مین کوئی ایسا فعل سرزد ہو جائے جس سے ملکہ کو
شاہزادے کے بیہے ذریعہ سے معبدگاہ مین آنے کی خبر پہونچے اور آبرو اور
جان دونون کے لالے پڑ جائین۔ ادھر شاہزادے سکندر رستم خو اور نعمان تو ہیں
جال مین مبتلا تھے اب ادھر ملکہ نوبہار سرخ پوش کا حال سنیے کہ ملکہ باغ کی
گلگشت سے فارغ ہو کر ناز و عشوہ دونون غلامان قدیمی بلکہ خانہ زاد کو
ہمراہ لیے ہوئے مسند زرنگار پر آ کر جلوہ گر ہوئی اور تمام مصاحبین
اپنی اپنی جگہ پر حسب قدر و رجات با قاعدہ ملکہ کے داہنے بائین جاگزین
ہوئین۔ ادھر بیٹھنے کے ساتھ ہی حسینہ اور جمیلہ گانیین جن دونون کی
آوازون مین قضا و قدر نے کوٹ کوٹ کر جادو بھر دیا تھا اپنا اپنا
ساز ملانے لگین جب دونون کے سازون کی آواز ایک ہوگئی تو دونون
نے آوازین ملا کر گانا شروع کر دیا یون تو یہ دونون کی دونون جب گاتی
تھین سننے والون کی روح پھڑک جاتی تھی اور ایسا ایسا گاتی تھین کہ
اگر تانسین سن پاتا تو قبر مین بھی بمقابلہ انکی خوش الحانی کے اپنے گانے
کا اندازہ کر کے شرما جاتا مگر اسوقت تو کچھ ایسے نرالے طرز اور اس طرح
نادر و عجیب انداز سے اور اسقدر سچے سُرون مین گائین کہ سمان بندھ گیا
اور یہ حالت ہوگئی کہ تمام مصاحبین یہانتک کہ ملکہ نوبہار سرخ پوش
جسکا خود گلا نور کا تھا سب کی سب بت بنی ہوئی بیٹھی تھین انکے جادو بھری
لحنون نے سب پر ایک سکتہ کا سا عالم طاری کر رکھا تھا سارا باغ اور
تمام باغ والے ان دلربا گانیون کے نغمات دلکش سے متاثر ہو رہے
تھے اگر ایک جانب عالم محویت تھا تو ایک جانب وجد کی حالت تھی سبـ

ہوا محو نغمات ہر ایک پھول کہ رفتار نکہت کا نہ یارا رہا	چٹکنا گئیں بلبلیں اپنا بھول دلآویز تانیں تھیں یا تیر تھے	ہوئی ایسی خود رفتہ باد صبا کہ کل حاضرین اُنکے نخچیر تھے

نادرہ بانو کا قاعدہ تھا کہ ہر ایک جلسہ ہر ایک جمگھٹے میں ہر موقع پر کوئی نہ کوئی حرکت شوخی اور دلآویزی کی ایسی کر گذرا کرتی تھی جس سے ملکہ سرخ پوش کا دل باغ باغ اور شگفتہ ہوجایا کرتا تھا اور یہی وجہ تھی کہ ملکہ کے مزاج میں نادرہ بانو کو بہت کچھ دخل تھا اور بہ نسبت اور سہیلیوں اور مصاحبوں کے ملکہ اسکے کہنے کو بھی زیادہ مانتی تھیں اور اسکے معاملات میں بہ نسبت اور جلیسوں کے رعایت اور مراعات بھی زیادہ ترمبذول کرتی رہتی تھیں یہان تک کہ اسی سبب سے نادرہ بانو سب سہیلیوں کی محسود تھی چنانچہ حسب اپنی عادت کے اس موقع پر بھی جب نادرہ بانو نے دیکھا کہ ملکہ اسوقت حسینہ اور جمیلہ کی نغمہ سرائی میں انتہا مرتبہ کی محو اور مسرور ہو رہی ہیں تو سوچی کہ کوئی نہ کوئی فعل ایسا کیا چاہیے جو ملکہ کے حظ اور شگفتگی اور سرور کو دوبالا کر دے اور نیز میری اور افزونی رسوخ کا باعث ہو یکبارگی اپنی جگہ سے جست کر کے ملکہ کے قریب جا کھڑی ہوئی اور جاتے ہی دونوں ہاتھ بڑھا اور سر سے پاؤن تک ملکہ کی بلائیں لیکر نہایت ادب اور تعظیم کے ساتھ دل لبھانی ہوئی شیرین زبانی سے حضور ملکہ سرخ پوش میں یون عرض پرداز ہوئی کہ میری آنکھوں میں خاک ماشاء اللہ ہر آن اور ہر لحظہ اس چاند سے مکھڑے کا حسن وجمال بلطف وافضال ایزد متعال اوج کمال پر چڑھتا ہی چلا جاتا ہے ہر روز ہر موقع پر نئے انداز نئی شان کا جلوہ دکھاتا ہے ملکہ نے نادرہ بانو کی یہ شوخی آمیز تقریر سنکر ہر چند چاہا کہ متانت اور وقار کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے اور اپنی متانت میں فرق نہ آنے دے لیکن نادرہ بانو کی نغز گفتاری اور شوخی اچپلاہٹ سے اور نئے انداز کے چونچلے کے ساتھ اس تقریر کے عرض کرنے کے سبب سے کسی طرح اپنی ہنسی کو ضبط نہ کر سکی اور بیساختہ مسکرا دی مگر مسکرانے کے ساتھ ہی تیوری چڑھا کر اور منہ بنا کر انتہا درجہ کی رکھاوٹ کے ساتھ یوں جواب دیا کہ مردار تو مجھ سے ایسی گستاخانہ باتیں نہ کیا کر ایسا نہو کہ ان بیباکیوں میں ایک نہ ایک دن آپ کی شامتیں آجائیں یہ دن یہ راتیں خواب کی طرح بڑی حسرت سے یاد آئیں ساری شوخیاں کھٹ افسوس ملوائیں میں تیرا بہت بڑا پاس کرتی ہوں مگر تو اپنی آنی بانی سے باز نہیں آتی ہے دیکھ بہت پچھتائیگی مگر نادرہ بانو تو ملکہ کی اعلےٰ درجہ کی مزاجدان ہو چکی تھی وہ ایسی رکھائیوں سے کب ڈرنے والی تھی اسکی مزاجدانی کی تو ملکہ کے مقابلہ میں یہ نوبت تھی

گو تانت باجی اور راگ بوجھا ملکہ کی زبان کھلتے ہی تاڑ گئی کہ بناوٹ کی رکھائی ہے فقط سہیلیوں کے دکھانے کو تیوری چڑھائی ہے ملکہ کی اس خفگی آمیز تقریر کو ایک ذرہ بھر بھی خطرہ میں نہ لائی اور پہلی مرتبہ سے بڑھ کر بیباک اور دلیر بنکر یہ شعر زبان پر لائی۔ ؎

یہ آدمی ہے کہ برسوں جمال رہتا ہے
وگرنہ ماہ کو اک شب کمال رہتا ہے

حضور چشم بد دور کنیز نے تو واقعی سچی بات عرض کی ہے کچھ خوشامد اور چاپلوسی سے عبارت آرائی نہین کی جسکا مجرا خمیازہ اٹھاؤن ساچ کو آنچ نہین ہوتی ہے ؎ راستی موجب رضای خداست کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست ✤ اور حق تو یون ہے کہ کنیز کے منھ مین اس لائق زبان کہان جو اس کے حسن وجمال کی تعریف کرے خدا اس روز افزون جلوۂ حسن کو یون ہی ترقی پذیر رکھے مین تو کیا ہون ایک اندھا بھی اس مکھڑے کی طرف نگہ کرے تو آنکھون مین نور آجائے پھر ایسے رشک ماہ وخور مکھڑے کی تعریف کرنا کونسا گناہ ہے اور یون خفا ہونے اور غصہ گرمی کرنے کو تو حضور مختار ہین کنیزین ہر حال مین ہر وقت خطاوار اور ہر سزا وعقوبت کی سزاوار ہین لیکن حضور تو میرے مزاج سے خوب واقف اور آگاہ ہین کہ چاہے جان جائے یا باقی رہے آئی پر ہرگز نہین چوکتی کسی طرح مجھسے تو چپ نہین رہا جاتا ع ایمان کی کہینگے ایمان ہے تو سب کچھ ✤ حضور کا اس وقت کنیز پر غصہ کرنا برافروختہ ہونا اس مثل کا پورا پورا مصداق ہوگیا کہ۔ از صحبت بادشاہان پر حذر باید بودن کہ گاہے بسلامے برنجند وگاہے بدشنامے خلعت دہند حضور ذرا غور وانصاف فرمائین سچی تعریف کو حق تعالی جل شانہ نے بھی ناجائز نہین فرمایا اور گناہ نہین قرار دیا بلکہ سچی ہر ایک تعریف طاعت کے حکم مین داخل فرمائی گئی ہے اور اگر سچی تعریف ناجائز ہوتی تو وہ پروردگار جس نے ہجدہ ہزار عالم کو مخلوق اور جسنے حضور ایسے حسین وجمیل ماہ طلعتون سے روے زمین کو شرف اور رونق بخشی اسکو بجز اللہ اور خدا کے کوئی بندہ رحیم وکریم رؤف معطی منعم نور وغیرہ اسما وصفات کے ساتھ نہ پکارتا اور ان خطابات سے مناجات ہرگز روا نہوتی کہ اور حیم رحم کر اور اے کریم کرم کر اور اے نور ہمارے دل کو نور ایمان عطا فرما۔ پھر جب خداوند تعالے جو کہ سب بادشاہون کا بادشاہ ہے سچی تعریف سے رضامند ہوتا ہے اور منجملہ اسما وصفات کے جس اسم صفت سے منسوب کرکے بندہ اس خداے برحق کو پکارتا ہے اسی صفت کا تو یادہ تر مورد بنتا ہے تو پھر اسکے اعلے درجے کے آپ ایسے بندون کو بھی یہی مناسب ہے کہ اپنی سچی تعریف پر اپنے ماتحتون اپنے جان نثار

فرمانبرداروں سے زیادہ خوش اور رضامند ہوں نہ کہ سچی تعریف
کرنے والے ہی کو اپنا مورد عتاب وخطاب فرمائیں کنیز نے اگر حضور کے
رخ انور کو چاند سا ٹکڑا کہا تو کیا بیجا اور خلاف عرض کیا ماشاء اللہ اسوقت
رخ انور میں وہ آب وتاب ہے کہ سارا باغ جگمگا رہا ہے اگر میری عرض کا
یقین نہیں تو حضور اسقدر حاضرین ہیں جس سے چاہیں میری عرض کی تصدیق
فرمالیں اگر کوئی خادمہ بھی میری عرض کو خلاف کہدے تو جو چور کا حال ہے
بڑھکر میرا حال کیا جائے اور نہیں تو مجکو ضرور اسوقت میری سچائی پر کچھ نہ کچھ
انعام عطا ہونا چاہیے نادرہ بانو کی اس مسلسل اور مدلل تقریر پر ملکہ
اور بھی خوش ہوئی مگر چونکہ راج ہٹ مثل ہی مشہور ہے اسلیے پھر ترکھالی
بدل ہی کے جواب دیا کہ نادرہ اب تو حد سے زیادہ دلیر اور گستاخ ہوتی
جاتی ہے اللہ ری تیری زبان یوں چلتی ہے کہ درزی کی قینچی بھی تیری زبان
کے آگے شرما جائے اری بندی خدا کی تیری زبان تھکتی بھی نہیں جس بات کے
پیچھے پڑ گئی اسی کے پیچھے پڑ گئی نیکبخت تو تو ایسی منطقی تقریریں کرتی ہے کہ بیچارہ
کوئی طالب علم بھی تیرے مقابلہ میں ہو تو گھبرا کے بھاگ جائے بس اب
خدا کے واسطے اپنی للو بند کرو کسی طرح تمکو بھی چپ بھی رہو یہ گفتگو ہو ہی
رہی تھی کہ نادرہ بانو کو درخت ہزار شاخ اور اس پر آکر سیمرغ کا
یہ کہنا یاد آگیا کہ جو شخص طلسم کشا ہے وہ اولاد صاحبقران سے ہے نام
اسکا سکندر رستم خو ہوگا اور وہ پہلے اسی معبدگاہ سامری میں
آئیگا اور اس خیال کے آتے ہی ملکہ شرخ پوش کے حضور میں سر جھکا کر
عرض کیا کہ حضور اسکا تو علاج ہی نہیں ہے کہ حضور کو مجھ سے میری باتوں
سے میرے ہر فعل سے خدا نخواستہ نفور ہو گیا ہے تو پھر ناحق کے اعتراضات
کیوں فرمائے جاتے ہیں یوں ہی صاف صاف نہ فرما دیجیے کہ مردار دور
ہو میرے سامنے سے چلی جا پھر میں خود ہی دفان ہوئی جاتی ہوں ملکہ
سے یہ کہکر نادرہ بانو دل میں یہ آرزو کرتی ہوئی اٹھی کہ بار خدایا تیری
قدرت سے کچھ بعید نہیں کہ جس شخص کے قدوم میمنت لزوم کے اس
معبدگاہ میں آنے کی پیشین گوئی سیمرغ نے کی ہے اور بشارت دی ہے اس
شخص کے معبدگا■ میں داخل ہونے کا دن آج ہی کا دن ہو جائے اور
شاہد مقصود خوش قسمتی سے آج ہی اپنا جلوہ دکھلائے دل میں یہ کہتی ہوئی
باغ کے ایک جانب خراماں خراماں چلی ملکہ نے اسکے چلے جانے کو غنیمت
جانا اور بجائے خود یوں کہا کہ خوب ہوا نادرہ آڑی بکبک سے تھوڑی
دیر کو تو فراغت ہوئی نگوڑی نے کانا شتشنا دشوار کر رکھا تھا یہ کہکر پھر بیٹھی ہوں

ہمہ تن گوش ہوکر حسینہ اور جمیلہ کی طرف متوجہ ہوگئی اور حسینہ جمیلہ
نے پھر دل توڑ توڑ کر تان پر تان لگانا شروع کردیا جس سے ملکہ اور تمام
حاضرین کو پھر اسی طرح کی محویت اور وارفتگی ہوگئی پھر وہی سمان بندھ گیا
ہر مصاحب کا یہ حال تھا کہ ہر تان پر جھوم جھوم جاتی اور جسکو زیادہ کیفیت ہوتی
اُسی حالت مین قریب آکر ملکہ کی پیشانی چوم جاتی - خود ملکہ کی یہ صورت تھی کہ
ایک حالت آتی ایک جاتی تھی ہر ہر تان پر تازہ لطف اٹھاتی تھی - یون تو
حسینہ جمیلہ اپنی خوش آوازی اور فن موسیقی کے علم وآگاہی کی وجہ سے
ہمیشہ ہی ملکہ کے عطیات نقد وجنس کی مورد رہا کرتی تھین مگر آج کے اس جلسۂ
سعد گاہ سامری مین تو ان دونون کے بخت بیدار نے ایسی یاوری کی اور
گانے کا انداز کچھ ایسا بن پڑا کہ ملکہ حد سے زیادہ مسرور ومحظوظ ہوئین اور
دونون کو مالا مال کردیا جتنی طلائی انگوٹھیان زمرد یاقوت ہیرے پکھراج
وغیرہ جواہر گران بہا کی پہنے تھی دونون ہاتھون سے اتار اتار کر دونون کو
دے دین - اب نادرہ بانو کی حقیقت ملاحظہ ہو کہ ملکہ کے حضور سے اٹھکر
باغ کی جانب آہستہ آہستہ چلی جاتی تھی اور کمال ذوق وشوق کے ساتھ

بار بار یہ شعر پڑھتی جاتی تھی کہ ؎	صبا خاک وجود ما بآن عالی جناب انداز
بود کہ آن شاہ خوبان رانظر بمنظر اندازیم	اور چونکہ سیمرغ کی بشارت کا اسکے

دل ودماغ کو قطعی یقین ہو چکا تھا اور اس یقین ہو جانے کے باعث ہر ایک
موے بدن سے آرزومند اور مشتاق لقاے جمال اولاد صاحبقران ہو کر جانب
گلزار چلی تھی اسلیے اسکو باغ کے ہر ایک گلبن اور ہر گلبن کی پرچھائین پر سکندر رستم خو
کا گمان ہوتا تھا اور شوریدہ بلبل کے مانند باغ کے ہر گلبن ہر شاخ ہر گوشے مین اپنے
گل مراد کو ڈھونڈھتی پھرتی تھی اور کبھی اس شعر سے رطب اللسان ہوتی کہ ؎

ہماے اوج سعادت بدام ما افتد	اگر ترا گذرے بر مقام ما افتد
اور کبھی یہ شعر اسکا ورد زبان ہوتا کہ ؎	بے حجابانہ درآ از در کاشانۂ ما
کہ کسے نیست بجز درد تو در خانۂ ما	کبھی اس اضطراری حالت مین یہ شعر تھی کہ ؎
بے تو ای سرو روان با گل وگلشن چہ کنم	زلف سنبل چہ کشم عارض سوسن چہ کنم
کبھی اس شعر کی دھن بندھ جاتی کہ ؎	پیش از ظہور جلوۂ جانانہ سوختیم
آتش بسنگ بود کہ ما خانہ سوختیم	مگر جب تمام گلبنون مین کہین گل مراد کی

بوے جانفزا سے مشام جان تازہ کرنا نصیب ہوا اور غنچۂ آرزوے دل نے گلزار
کے کسی مقام مین نسیم مقصود کا پتہ نشان نہ پایا تو اسی اضطرار وبیقراری وارفتگی مین نادرہ
نے لقمان کے قیام گاہ کی جانب قدم بڑھایا لقمان (دانیت) نے جب نادرہ کا
رخ اپنے قیامگاہ کی طرف دیکھا دیکھتے ہی گویا کہ رنگ کا دم نکل گیا اور اپنے جی مین

اور اپنے جی میں کہا کہ خدا ہی خیر کرے آج آبرو اور جان دونوں کی بربادی کے سامان نظر آتے
ہیں نادرہ کے قدم بے طرح میرے قیامگاہ کی طرف بڑھتے جاتے ہیں ہاتھ پاؤں میں
سنسناہٹ پڑ گئی اس قدر قوت باقی نہ رہی کہ اپنے مقام سے حس و حرکت کرے مرنا ہو
تو جو کچھ ہو سکے کرکے مرے اب ہر چند چاہتا ہے کہ جلدی سے اپنے حجرہ کے قریب پہنچ جائے
سکندر رستم خو کو کوئی تدبیر راز کے فاش ہونے کی بتائے مگر کسی طرح قدم نہیں اٹھ سکتا
تھا ایک ایک پاؤں سو سو من کا ہو گیا تھا مگر خوف تو بری بلا ہے تاہم جس طرح ممکن ہو سکا
اپنے آپ کو کشاں کشاں اور افتاں و خیزاں چند قدم آگے بڑھایا اپنے حجرہ کے دروازہ
تک پہونچایا اور پہونچتے ہی یہ تدبیر سوجھ گئی کہ حجرہ کے پیشگاہ میں خوشبو کا بخور کر دیا جس سے
ایک آن کی آن میں سارا حجرہ بخور کے دھوئیں سے بھر گیا اور چونکہ دھوئیں کے نکلنے کی
کوئی جگہ حجرہ کے اندر مثل روشندان وغیرہ کے مطلقاً نہیں تھی دھوئیں کے گھٹ جانے
سے حجرہ کے اندر یہ حالت ہو گئی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا ۔ اور خود جسارت کرکے
کئی قدم برسم استقبال حجرہ کے آگے بڑھ کر نادرہ بانو کو جھک کے تپاک اور گرمجوشی سے
دلیرانہ سلام کیا نادرہ بانو جو حسن کی بنی ہوئی صورت تھی اور جس کی فطانت و ذہانت
فہم و فراست چالاکی ایک عالم میں مشہور تھی آیت (نعمان) کے اس اداے بے وجہ کو
بھانپتے ہی بھانپ گئی کہ بیشک آیت پر اس وقت کوئی نہ کوئی خوف ضرور ہی طاری ہو رہا
ہے اور خوف بھی ایسا خوف ہے جس کے سبب اسکے چہرہ کا رنگ فق ابھی ہستی سے عاری
ہو رہا ہے نعمان کے سلام کا جواب دینے کے ساتھ مسکراتی ہوئی اسنے تجاہلاً پوچھا کہ خیر تو
ہے آج کیا ماجرا ہے کہ سارے باغ میں ایسی تو شفق ہے اور تماشہ یہ آپکے چہرۂ مبارک کا
رنگ فق ہے ایسے بدحواس کیوں ہو اسقدر افسردہ اور اداس کیوں ہو
نعمان کے رہے سہے حواس نادرہ کے اس سوال سے اور بھی باختہ
ہو گئے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے مگر دل کو مضبوط کیا اور جس طرح ہو سکا اپنے آپکو
سنبھالا اور اپنی جان کو نذر بنا کر یوں جواب دیا کہ اے نادرہ بانو آج آپ کا خلاف
دستور اسطرف کا تشریف لانا میرے دل میں کھٹکا اور یہ خیال پیدا ہوا کہ اسطرف تو
نہ باغ ہے نہ بہار ہے نہ گل ہیں نہ کوئی گلعذار ہے فقط مجھ گنہگار کی ایک اجڑی بجڑی سنڈھیا
اور وہ بھی دھواں دھار ہے یا خود یہ گنہگار ہے باوجود ان سب صورتوں کے آپکے
ادھر تشریف لانے کا کیا سبب ہے کہیں ایسا تو نہیں کہ خدانخواستہ ملکہ سرخ پوش کا مجھپر
کوئی غضب ہے اور یہی خیال کرکے میں مضطربانہ آگے بڑھا کہ آپ سے خلاف معمول
تشریف آوری کا باعث دریافت کروں مفصل حقیقت کسی طرح جلدی سے سنوں
نعمان جب اپنی نغز گفتاری ساری حیلہ کاری ختم کر چکا تو نادرہ بانو نے ہنسکر پوچھا
کہ نعمان پہلے یہ تو بتاؤ کہ تمہاری ساری سنڈھیا میں یہ دھواں کسکی آہ شرربار کا
اٹھتا ہوا ہے کس دل جلے نے یہ اندھیر مچایا ہے نادرہ کا یہ کہنا کہ نعمان کی جان

اور سوکھ گئی لیکن پھر دلیری کر کے یون جواب دیا کہ حضور تو ایسے ایسے میٹھے ارشاد فرما
رہی ہین جس سے مارے ہول کے میرا دم فنا ہوا جاتا ہی - الغرض نعمان نے ہرچند
چاہا کہ بلطائف الحیل نادر ■ کا خیال اپنی جانب سے پھیر دے مگر کوئی فقرہ کارگر
نہوا نادرہ کا قدم اسکی منڈھیا کی جانب بڑھتا ہی چلا آیا آخرکار جب دیکھا کہ نادرہ
منڈھیا تک آپہونچی جلدی سے منڈھیا کے اندر نادرہ کے جانے کے پیشتر یہ
شعر پڑھتا ہوا چلا گیا کہ ؎ تم آؤ گھر مین ہمارے خدا کی قدرت ہے + کبھی ہم انکو کبھی ہم اپنے گھر کو دیکھتے ہین
اس شعر کا سننا تھا کہ نادرہ کا قدم رک گیا اور جہان تک پہونچی تھی وہین ٹھٹک
رہی اور بولی کہ اتیت صاحب ماشاء اللہ آپ کو شعر شاعری کا بھی کچھ مذاق ہی یہ تو
سرآمد سخن سنجان فصاحت پناہ میرزا نوشاہ مرحوم کا شعر ہی - نعمان کو نادرہ کا یہ شعر سنکر
ٹھٹک رہنا اور اتنا کہنا بہت ہی غنیمت ہو گیا اور اسی تھوڑے سے وقفہ مین
پھرتی سے منڈھیا کے اندر جا سکندر رستم خو کو چادر اڑھا دی اور کہا کہ خدا کے
واسطے چون نہ کیجیے گا بس جسطرح آپ لیٹے ہین یون ہی دم سادے ہوے پڑے
رہیے گا اور یہ کہکر اس تیزی اور چالاکی سے منڈھیا کے دروازہ پر آ گیا کہ گویا
گیا ہی نہ تھا اور نادرہ کج ابروے یون خطاب کیا کہ میرزا نوشاہ مرحوم کوئی اور بزرگوار
ہونگے یہ تو میرزا اسد اللہ خان غالب کا شعر ہی اور مجکو شعر و شاعری کا مذاق
و ذائقہ تو خاک بھی نہین مگر ہان شاعرون کی صحبت مین شریک ہونے کا اتفاق
اکثر ہوا ہوگا البتہ پیش آیا ہی اسوجہ سے سنتے سنتے بعض اشعار یاد رہ گئے ہین
جو بعض بعض موقعون پر بیساختہ زبان سے نکل جاتے ہین نادرہ یہ جواب سنکر
پھر مسکرا دی اور بولی اتیت صاحب مجھے سنائیے نہین آپ کو فن شاعری مین
اعلی درجہ کی مہارت معلوم ہوتی ہی اور شاعری کا مذاق تو آپکے شعر پڑھنے کا
انداز بتا رہا ہی کہ آپکے رگ و پے مین کوٹ کوٹ کے بھرا ہوا ہی - اتیت صاحب
یہ میرزا نوشاہ ہی مرحوم کا شعر ہی اسد اللہ خان انھین کا اسم مبارک تھا اور غالب تخلص
اسوقت آپ نے یہ شعر پڑھکر میری حالت متغیر کر دی اور نہ جانے کون کونسے موقعے
یاد دلا دیے براے خدا اس غزل کا کوئی اور شعر یاد ہو تو وہ بھی فرمایئے سچ کہیے
اس شعر کے پڑھنے سے میرے دل مین آپ کی ایک خاص محبت پیدا ہو گئی اور اگر
مجھکو بخت کو بیلنے سے یہ بات معلوم ہوتی کہ آپ فن شاعری کے ایسے کامل المذاق
شخص ہین تو مین ہر مرتبہ آپکے پاس خاص کر کے آتی اور منتخب اشعار سنکر حظ اٹھاتی
نادرہ کی اس تقریر سے نعمان کی جان مین جان آگئی اور نہایت دلکش لہجہ اور
شاعرانہ بانکپن کے انداز سے اسی غزل کا یہ مطلع پڑھا کہ ؎ وہ دیکھین بزم
مین بیٹھے کدھر کو دیکھتے ہین + محبت آج ترے ہم اثر کو دیکھتے ہین + نادرہ مطلع
سنکر اور بھی مسرور [illegible] ی اور کہا کہ اتیت صاحب سبحان اللہ ماشاء اللہ مطلع تو

لاجواب ہی ہی لیکن آپکے شعر پڑھنے کا انداز بھی سیکڑون ہزارون ہی پڑھنے والون
مین انتخاب ہی اتیت صاحب ع اے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی ٭ اسوقت
تو آپکے ان دونون شعرون نے میرے مدت کے افسردہ دل پر ایک اعلیٰ درجہ کی مفرح
معجون سے بڑھکر اثر کیا معلوم نہین مین کن کن خیالات کس کوفت مین مبتلا تھی
مگر ساری افسردگی ہوا ہوگئی سب غم غلط ہوگیا نعمان نے جب دیکھا کہ شعرون کے
سننے نے نادرہ کی حالت متغیر کر دی اور بیشک اسکے دل مین میری کچھ نہ کچھ محبت ضرور
پیدا ہوگئی موقع کو بہت ہی غنیمت جانکر اسی غزل کا یہ تیسرا شعر جسکا مضمون بھی انتہی پرجوش ہی کرسے

کہین نظر نہ لگے اُنکے دست و بازو کو	یہ لوگ کیون مرے زخم جگر کو دیکھتے ہین

ایسی غارتگر شکیب ادا سے مظلوم صورت بنا کے پڑھا کہ نادرہ کج ابرو کا دل بس گیا
اور قریب تھا کہ وہین منڈھیا کے بنگلہ مین زمین پر لوٹنے لگے اور نہایت مضطر الحال اور
بیقرار ہوکر بولی کہ اتیت صاحب واہ واہ واہ ع واہ کیا کہنے مین تیرے اور تیرے
اُستاد کے ٭ یہ تو فرمایئے کہ آپ کو تلمذ کن بزرگوار سے ہی اتیت نے کہا کہ ایک اچھے
بھلے اور بدنام ہونے سے شہر لکھنؤ نام سے ایک قانع مزاج گمنام کا شاگرد تو
کیونکر عرض کرسکون البتہ غلام ہون۔ لکھنؤ کا نام آتے ہی نادرہ نے کہا یہ کہیے آپ نے
شعر و سخن کی دولت اہل لکھنؤ سے پائی ہی جان کی زباندانی کا چاردانگ عالم مین
شہرا ہی جسکے زباندانون کا اسوقت تمام ہندوستان مین ڈنکا بج رہا ہی یہ وہی شہر ہی
جسکی تعریف مین بہت مدت ہوئی معلوم نہین کونسی کتاب مین مین نے خود ہی انکھون
سے یہ شعر دیکھا تھا کہ ؎ ثناخوان بھی جسکا خوشہ چین ہی ٭ وہ بیشک لکھنؤ کی سرزمین ہی
حضرت جب ہی آپ کے شعر پڑھنے کا وہ انداز ہی کہ سامع اگر مضمون شعر کی تلوار سے
اودھموا ہوکر بچ بھی جائے تو آپ کے پڑھنے کے بانکپن کی ادا اُس بیچارہ کا کام ہی تمام
کردے۔ مین ہمیشہ سنا کرتی تھی کہ لکھنؤ والے جہان شعرگوئی مین یگانہ ہین وہان شعر کے
پڑھنے مین بھی یکتائے زمانہ ہین یہان تک کہ سست سے سست مضمون کے شعر کو
بھی اگر لکھنؤ کا کوئی خوشخوان شاعر پڑھکر سنائے تو ممکن نہین کہ سامع بیقرار نہو جائے
مگر سچ کہتی ہون کہ مین ہرگز اس مقولہ کی آج تک قائل نہ تھی البتہ آج بیشک قائل
ہوگئی کہ حقیقت مین یہ مقولہ سچ تھا ورہان یہ تو فرمایئے کہ آپ نے اپنے اُستاد
بزرگوار کے ذکر کے موقع پر اُستاد کو قانع مزاج اور گمنام صرف ان دو لفظون سے
موصوف فرماکر جلد تمام کر دیا نہ انکا اسم شریف بتایا نہ تخلص مہربانی سے انکا نام اور
تخلص تو بتلایئے آخر کیا انکا نام اور تخلص ظاہر کرنے مین کسی طرح کی قباحت کچھ
مضائقہ ہی۔ نعمان نے ہنوز کج ابرو کے اس سوال کا جواب نہ دیا تھا کہ سکندر ستم خو
جو اتیت صاحب کی منڈھیا مین چادر کے نیچے باوصف زندہ جان ہونے کے مردہ سے
بدتر پڑے ہوے تھے جنکے دیدۂ دل ملکہ سرخ پوش کی خیالی صورت پر گڑے ہوے

سے اپنی وارفتگی کی حالت میں دفعتہ کراہ اٹھے تھے اور گو یہ بجائے خود نہایت آہستہ کراہے
تھے اور یہ اندازہ بھی ملحوظ خاطر ضرور ہو گا کہ کچھ ابروسے کا کانوں تک آواز
نہ پہونچنے پائے مگر اپنی وارفتگی کی وجہ سے اس اندازہ کا موازنہ قائم نہ کر سکے جسکے
باعث انکی آواز انکے ملحوظ خاطر اندازہ سے متجاوز ہو کر نادرہ کے کان تک جا پہونچی
انکی آواز سنتے ہی نادرہ چونکنا ہوئی اور متعجب و متحیر ہو کر رہ گئی اور شعر و شاعری کا
جما ہوا خیال یکایک اکھڑ گیا اور سیمرغ کی بشارت کا مضمون جو شعر شاعری میں
مصروف ہو جانے کی وجہ سے تھوڑی دیر کے لیے گویا بھول سا گیا تھا حرف بحرف
پھر یاد آگیا اور پھر اسی اضطراری حالت اور شوق حصول تمنا کے جوش کے باعث
دل میں وہی سب بدگمانیاں پیدا ہو گئیں اور کیوں نہ پیدا ہوتیں یہ کلیہ ہے کہ جب
انسان میں کسی چیز کا عشق حد کمال کو پہونچ جاتا ہے تو ہر شے میں شے مطلوبہ کا جلوہ
نظر آتا ہے نادرہ کے دل میں بھی اسوقت شوق وصول مطلوب اسقدر جوش پر تھا
کہ باغ کے ہر شجر و حجر پر سکندر رستم خو کا گمان کرتی چلی آ رہی تھی چنانچہ یہی گمان
اسکو نعمان کی مسند صبا کی جانب کھینچ لایا تھا پھر جب ایسے مطلوب کی یاد آ گئی تو شعر
شاعری اور کسی چیز کی یاد اور مصروفیت کب باقی رہ سکتی تھی بقول شاعر ؎

نہ کیوں دوزخ سے بڑھکر اسکی نظروں میں گلستاں ہو
جو دل عاشق کسی کا ہو کسی دلبر کا جویاں ہو

پس آواز کے سنتے ہی یہ بدگمانی پیدا ہو گئی کہ ہو نہو یہ آواز اسی محبوب کی ہے جس کی
بشارت سیمرغ نے دی ہے اور یہ شعر کہ ؎ آپکی باتوں کا رہتا ہے مجھے ہر دم خیال
جو کوئی بولا صدا کانوں میں آئی آپ کی ۔ زیر لب پڑھتی ہوئی بیباکانہ مسند صبا کے
اندر جا کھڑی ہوئی اور ادھر ادھر نظر دوڑانا شروع کی جب اس چادر پر نگاہ پڑی
اور قریب پہنچنے سے اس امر کا گمان ہو گیا کہ ضرور اس چادر میں کوئی شخص لیٹا ہوا
ہے تو دفعتہ نادرہ کا چہرہ متغیر ہو گیا مگر بڑی خیر یوں گذری کہ نعمان کی سخندانی اور
خوشنوائی پر آگاہی حاصل ہو جانے اور غالب مرحوم کے اشعار سے حظ وافر اٹھانے
کے سبب نادرہ کے دل میں نعمان کی جگہ بہت کچھ ہو گئی تھی اور اگلی سی بے تعلقی
اور ناآشنائی نہیں باقی رہی تھی لہذا اسنے غیظ و غضب کو ضبط کر کے مگر تاہم تیوری
بدلکر پوچھا کہ نعمان یہ کیا معاملہ ہے یہ نیا گل آپکی مسند صبا میں کیونکر کھلا ہے۔ نعمان
نے جب دیکھا کہ اب قریب ہے جو راز نہاں فاش ہو جائیگا کوئی چارہ کرنے
بن نہ آئیگا اسلیے اگر اب کوئی حیلہ کیا کوئی بات بنائی تو راز کھل جانے پر اور بھی
زیادہ ذلت اور شرمندگی اٹھانی اس سے مصلحت یہی ہے کہ صاف صاف
حال بیان کر دو اسکے بعد منت سماجت کے ساتھ عذر کر لو دل میں یہ منصوبہ
کر کے چاہتا تھا کہ سکندر رستم خو کا نام بتا دے اور اول سے آخر تک سارا ماجرا

ہو ہوش نادے لیکن پھر جسارت نہوئی تمام اعضا مین کپکپاہٹ پڑ گئی ہاتھ باندھکر نادرہ کے روبرو کھڑا ہوا اور زبان سے بیساختہ اور بلاقصد یہ نکل گیا کہ حضور یہ بیچارہ طرح طرح کی مصیبتون کا مارا مخزن آلام و محن بے وطن اتفاق سے مجھ غریب کی منڈھیا تک آیا دو روز مہمان رہا جہان تک مجھسے ہو سکا اسکی مہمانداری و دلداری کی مگر بعد کو معلوم ہوا کہ اسکا خیر اسکو کشان کشان یہان لایا تھا آج کی رات حکم قضا نے اسکی جان لے لی اور اسی وجہ سے جب آپ تشریف لائی ہین تو میرا خون خشک ہو گیا اور جی مین یہ اندیشہ کیا کہ مبادا آپ یہان تشریف لائین اور اس ماجرا کی خبر ملکہ سرخ پوش تک پہونچائین تو میرے سب کرم ہو جائین اس لحاظ سے یہی بہتر ہو کہ حضور کا قدم مبارک منڈھیا مین نہ آئے تاکہ یہ راز پوشیدہ ہی رہے کیونکہ علاوہ اور وجوہ کے یہ امر کسقدر قبیح اور بدشگونی کی بات ہو کہ ملکہ سرخ پوش اور آپ ایسی معاصین جس معبدگاہ مین بغرض تفریح و تفریح و سیر و گلگشت باغ رونق افروز ہون اُسی مین ایک میت کی لاش ہو۔ ہر چند نعمان نے اپنی طلیق اللسانی سے اس مضمون کو بہت بڑھ رنگا اور بڑی عبارت آرائی سے معرض بیان مین لایا لیکن نادرہ بانو کے گمان کو تو اس آواز کا سننا یقین کی حد تک پہونچا چکا تھا نعمان کی اس طول طولانی تقریر کے ایک حرف نے بھی نادرہ کے دل پر ایک ذرہ بھر اثر نہ کیا اور اسکے خیال مین ایک سرمو کے برابر بھی کمی اور تغیر نہ پیدا ہوا بلکہ اور یقین کو قوت ہو گئی اور جی مین کہا کہ ہو نہو یہ وہی اولاد صاحبقران ہو جسکی سیمرغ نے خبر دی ہو اتیت فرط خوف سے یہ سب باتین بنارہا ہو نادرہ نے یہ تقریر سنکر چادر کی جانب قدم بڑھایا نعمان نے عرض کیا حضور کا مردہ کے قریب تشریف لیجانا اچھا نہین نادرہ بولی بھائی یہ دن تو سب ہی کو پیش آنا ہو مین ایسے امور کا ہرگز وہم نہین کرتی یہ کہکر جست کرکے چادر کے قریب جا پہونچی اور پہونچتے کے ساتھ ہی چادر کا ایک گوشہ ہاتھ سے اُلٹ دیا چادر کے اُلٹتے ہی یہ معلوم ہوا کہ جو دھوین رات کے ماہ کامل پر سے دفعۃً ابر دور ہو گیا وہ چاند سا مکھڑا نادرہ سے دوچار ہوا گویا ایک تیر کلیجہ کے پار ہوا۔ اور دیکھا کہ چادر والے کی آنکھین تو بند ہین مگر کبھی یہ شعر زبان سے پڑھتا ہو کہ ؎

شب فراق تو جون تون لوہ گئی یہ نالہ واہ	یہ دن پہاڑ سا کیونکر کٹے مرے اللہ

اور کبھی اس شعر سے رطب اللسان ہو جاتا ہو کہ ؎ مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد ✤ وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد نادرہ بانو نے یہ عاشقانہ اشعار سنکر پوچھا کہ ؎ کس کے غم مین ہوئی اے شخص یہ حالت تیری ✤ رونا آتا ہو مجھے دیکھ کے صورت تیری ✤ یہ سنکر سکندر ستم خوردہ نے جواب دیا کہ ؎ نہ پوچھو حال مرا چوب خشک صحرا ہون ✤ لگا کے آگ مجھے کاروان روانہ ہوا ✤ نادرہ بانو نے کہا آخر کچھ حال تو بیان کیجے

کہ کس کمان ابرو کے تیر مژہ نے گھائل کیا ہے کس کی تیغ نظر نے ٹکڑے ٹکڑے دل کیا ہے کس کے تیر ستم کا دل نشانہ ہوا کون آفت جان حضور کا جانا نہ ہوا کسکے فراق میں اس قدر بیقراری ہے کسکے عشق میں ایسی اضطراری حالت طاری ہے کیا ملکہ سرخ پوش کے مرآت جمال کی جھلک دیکھ پائی ہے جو ایسی زار و نزار حالت بنائی ہے جوں ہی نادرہ نے ملکہ سرخ پوش کا نام لیا شاہزادے سکندر نے کلیجہ دونوں ہاتھوں سے تھام لیا اور کہا کہ ؎ غنچۂ دل کی بس نسیم ہیں آپ مرض عشق کی حکیم ہیں آپ ‡ ای نادرہ بانو آپ بڑی ذی فہم و فراست ہیں اب مجھ سے کہلوانے کی کیا حاجت ہے آپ میں تو خود مرض عشق کی تشخیص اور درد عشق کے علاج کی حذاقت ہے اگر میرا حال پوچھا ہے تو لازم ہے کہ کچھ علاج بھی کر دیجیے میری جان بچانے کا اجر عظیم حاصل کیجیے اور اگر باوصف امکان علاج میں کم توجہی اور کوتاہی کرو گی تو میدان حشر میں میرا ہاتھ اور تمھارا دامن ہو گا تمھارے فہم و فراست تمھاری ذہانت و فطانت سے مجکو کامل یقین ہے کہ میرے درد کا درمان آپ کی توجہ سے ضرور ہو سکتا ہے میرے صفحۂ خاطر آفسردہ کا غبار رنج و اندوہ تمھارا رحم عنایت و مہربانی ضرور دھو سکتا ہے اور اگر اپنی خوبی قسمت سے تمھاری مسیحائی سے بھی اس بیمار آزار محبت کو شفا میسر نہو ئی حصول آرزو اور تمنا کی صورت چشم مشتاق پر جلوہ گستر نہوئی تو اتنی وصیت اس ہم آغوش حسرت و ناکامی کی ضرور یاد رکھنا کہ جیسی اسوقت میرے جیتے جی غمخوارانہ باتیں کر رہی ہو مرنے پر بھی اتنا پاس روح ناشاد رکھنا کہ اسی باغ کی زیر دیوار مجھ جان دادۂ تمنائے پابوسی دلدار کا مزار ہو اور اپنی ملکہ کے کان میں بہت ہی راز داری کے ساتھ مجھ سے اتنی عرض ضرور کیجیے گا اپنی سحر آمیز تقریر سے اچھی طرح ذہن نشین کرا دیجیے گا کہ آپ کی تیغ مژگان نگاہ اور مژگان کے ناوک بے پناہ کے بے گناہ شہید نے جسوقت دنیا سے منھ موڑا طلسم کے عوض دم توڑا اس شعر کا وظیفہ نہ چھوڑا جان دینا تھا اور

اس شعر کے مزے لیتا تھا کہ ؎
آن قدموں پہ سر رکھدوں او جان نکل جائے
مرنا تو مقدم ہے ارمان نکل جائے

اور کبھی اس شعر کو پڑھکر اپنی جانکنی کی تلخی کو شیریں کرتا تھا کہ ؎
میری تربت پر اگر دو پھول رکھنا ہو گناہ
لیکن وہ تربت پہ تیوری ہی چڑھانے کے لیے

سکندر رستم خو کی اس حسرت آلودہ تقریر نے نادرہ کج ابرو کے دل بریان تک اثر کیا کہ ساری نصیحت گری بھول گئی اور بے تحاشا یکبارگی پھوٹ پھوٹ کے رونا شروع کر دیا اور اس قدر خود رفتہ ہو گئی کہ طبیعت کا سنبھالنا دشوار ہو گیا کیونکہ اب تو سکندر کے اس جملہ نے کہ طلسم کے عوض دم توڑا۔ اسکے راز کا جو کچھ رہا سہا پردہ برائے نام باقی تھا وہ بھی دور کر دیا تھا اس لفظ طلسم کے اشارہ نے ماہی بے آب کے

مانند سراپا بیتاب و مضطر کر دیا تھا انتہا کے عجز آمیز اور ہمدردی خیز الفاظ میں بپاس
مدارج ادب شاہزادگی بولی کہ ای شہریار بلند وقار عالی تبار میں آپ سے اس استفسارہ
کرنے سے کہیں پیشتر آپ کے سارے حالات اور حسب و نسب سے واقف ہو چکی
ہون صرف ایک ذرا سا شک باقی رہ گیا تھا وہ بھی آپ کے اشارہ سے رفع کر دیا آپ
اپنے دل کو سنبھالیے اپنی طبیعت کو قابو میں لائیے برسے خدا اسقدر رنجور نہ ہوجیے
اتنے نڈھال ہوئے چلے جائیے انشاء اللہ العزیز ملکہ نوبہار سرخ پوش کی
دولت وصلت سے بھی بہرہ مند اور شادکام ہو جائیے گا اور اس طلسم کو
بھی فتح فرمایئے گا نادرہ کی زبان حال سے یہ مژدہ آور جواب سنکر سکندر رستم خو
کے سوکھے دھانون پانی پڑا اور سوکھا ہوا مزرعۂ تمنا یکایک سرسبز و شاداب
ہو گیا پھر نادرہ سے یون خطاب کیا کہ ای واقف اسرار نہان اور ای
مسیحائے مرض عاشق بیجان ای دانندۂ راز سربستۂ غیب ای میرے دل بیقرار
کی سرمایۂ سکون و شکیب مجھ ایسے بے سر و سامان سراپا یاس و حرمان ہم آغوش
درد بے درمان کی شان میں جو تم ایسے ایسے کلمات فرماتی ہو کہ اپنی شیرین زبانی
سحر بیانی سے میرا دل لبھاتی ہو کیا اس مبتلائے بلا دل پر اور بلا نازل کیا چاہتی ہو
کیا اس بیچارے حزین و غمگین کو اپنی محبت کا غم بھی دیا چاہتی ہو میں تو ایک محض
بے برگ و نوا فقیر حقیر ہون نئی مصیبت کا گرفتار تازہ غم کا اسیر ہون
ایک مدت سے آوارہ وطن ہو رہا ہون تختۂ مشق جور و ستم چرخ کہن
ہو رہا ہون تقریر کو زیادہ طول دینا عبارت آرائی اور تطویل و قال ہی
بس مختصر یہ ہی کہ طالب کلیم کا یہ شعر اپنے حسب حال ہے ؎

جو من مباد کس آوارۂ دیار و وطن		فلک بداغ جدائی ہر دیارم سوخت

ای نادرہ بالفعل اسوقت تک جس قدر مصائب اور مکروہات سفر و حضر
کے مجھ پر گذرے تھے سب ملکہ سرخ پوش کے عشق و محبت کے تازہ غم جانگزا
در وح فرسا نے یکقلم بھلا دیے یہ تازہ مصیبت میرے سر پر ایسی آ پڑی
جسنے اگلے پچھلے سارے غم و الم سہو و محو کر دیے ہیں اب دل حزین اور
جان غمگین میں فقط یہی ایک تمنا رہ گئی ہی کہ جیتے جی ملکہ نوبہار سرخ پوش
کی دولت لقائے جمال سے ایکبار بالمواجہ اور دو بدو متمتع ہو جاؤن اور
یہ طائر روح ملکہ کے روبرو قفس عنصری سے پرواز کرنے کے صحرائے عدم میں
پہونچ جائے نادرہ نے کہا ای شاہزادے افسوس اس کنیز نے آپکو اسقدر
سمجھایا مگر حضور کو میری عرض کا شاید ذرہ برابر بھی یقین نہ آیا کہ پھر آپ کی
تقریر کے حرف حرف میں وہی اضطرار و انتشار ہی اسی افسردگی ویسی ہی پژمردگی
اسی درجہ کی مایوسی اسی طرح کی ناامیدی کا ہر جملہ سے اظہار ہی میں حضور کو

ہو سمجھاتی ہوں پورا یقین دلاتی ہوں کہ انشاء اللہ الرحمن حضور عنقریب شاہد مقصد
سے ہم آغوش ہو جائینگے جام بر جام شراب مراد کا نوش فرمائینگے یہ
سودا زدہ سرفتہ کامرانی سے سست سرخوش ہوگا اب وہ گھڑی سر پر
آئی جاتی ہے کہ پہلو مین نگار دلکش ہوگا یہ مشتاق تھا آنکھین جنہین اس وقت
کسی چاندسی صورت کی فرقت کے آنسو ہین کل اس چاندسی صورت کا
جلوہ انھین آنکھون کے روبرو ہوگا۔ شاہزادے بے مبالغہ عرض کرتی ہون
میرے دل کو خالق مطلق نے بہت ہی نرم اور رقیق مخلوق کیا ہی مجھ کمبخت سے
دشمن کی مصیبت تو دیکھی نہین جاتی نہ کہ آپ ہر چند میرے دل کو بڑا شوق بڑی
آرزو یہ تھی کہ تھوڑی دیر اور آپ کے حضور مین حاضر رہون مفصل سرگذشت آپکی
خود آپکی زبان سے سنون مگر میرے دل کو آپ کی تیرا اضطرار حالت نے آپ سے
بڑھکر مضطر اور بیقرار کر دیا تجھے خدا حافظ آپ کو اور آپ کے ایک ایک روئین
کو دوازدہ امام اور چاردہ معصوم علیہم الصلوۃ والسلام کی ضمانت مین
دیتی ہون اور قسم دلوائے جاتی ہون کہ آپ کو میرے سر کی قسم اور جسکے جمال بیمثال
کے آپ والہ وشیدا ہین اسی کے پیارے سر کی قسم اب آپ رنج وملال نہ کیجیے گا
اپنی طبیعت کو نصیب اعدا ملول نہ کیجیے گا مین اب تمھارے پاس سے
براہ راست ملکہ ہی کی خدمت مین جاتی ہون اور جس طرح بن پڑتا ہی
بلطائف الحیل تخلیہ کا موقع حاصل کرکے سارا حال آپکا معرض گذارش
مین لاتی ہون اور خدانے چاہا تو خود ملکہ کی حسب طلب ابھی ابھی آپ کو
ملکہ کے پاس بلواتی ہون خدا کے لیے گھبرائیے گا نہین میرے آنے تک دل پر ذرا
جبر کیجیے گا صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیے گا استقلال کو راہ دیجیے گا مین آپ کو
مکرر سمجھائے جاتی ہون نادرہ بانو یہ کہکر باغ کی اس سمت کو
جہان ملکہ نوبہار سرخ پوش رونق افروز تھی روانہ ہوئی۔ ادھر نعمان
کی یہ حالت تھی کہ اس راز کے فاش ہونے کے سبب کھڑے کھڑے لرز
رہے تھے اور دل مین کہتے تھے کہ دیکھیے کیا انجام ہوتا ہی مجھ کم نصیب کی
وجہ سے معبدگاہ کے رہنے والون مین کون کون بیگناہ مورد الزام ہوتا
ہی اور شاہزادے سکندر رستم خو سے یون خطاب کیا کہ اے صاحبزادے
قضا و قدر کی مشیت سے کسی کا بس نہین چلتا بے حکم اسکے ایک پتی درخت
کی نہین ہلسکتی نہ ایک ذرہ ادھر سے ادھر ہو سکتا ہی قلم قدرت نے
جسکی سرنوشت مین جو کچھ لکھ دیا بیشک وہ اَمِٹ ہی کسی کے ٹالے نہین
ٹلتا ای شاہزادے لوح محفوظ مین یون ہی ثبت تھا کہ مجھ غریب کے باعث
قتل آپ ہونگے۔ خیر مجھ پر جو گذرتا ہی گذر جائیگی موت کا آنا ایک روز برحق

ہمارا سی بہانہ آئیگی مگر بڑا افسوس اس بات کا ہی کہ ایسا نہو کہ آپ کے دشمنون کی
جان بھی معرض خطرہ و ہلاکت مین پڑ جائے ملکہ سرخ پوش آپ کے حالات
نادرہ بانو سے سنتے ہی بگڑ جائے۔ شاہزادے نے جواب دیا کہ مجکو
اپنی جان سے بڑھکر تمھاری آبرو اور جان کا خیال ہی کہ حافظ حقیقی تمھاری
عزت اور آبرو اور تمھاری جان بچائے اور ہماری جان کا تو نکل جانا ہی بہتر
ہی ہمکو تو اب ایک ایک گھڑی ایک ایک لحظہ کا کاٹنا دوبھر ہی۔ اب نادرہ بانو
اور ملکہ کا حال سنیئے کہ نادرہ بانو جلسۂ نغمہ و سرود مین پہونچتے ہی سیدھی
ملکہ سرخ پوش کے پہلو مین جا بیٹھی ملکہ نے کہا نادرہ بانو معلوم نہین تو
کونسی بدبلا ہی دن نہ دن رات کہ کبھی تیرا پاؤن ایک دم بھر ایک جگہ نہین
ٹکتا ابھی یہان تھی ابھی وہان عورت کیا ہی سوئی جلے پاؤن کی بلی ہوگئی نہیری خدا
کی رات کو تو دو گھڑی ایک جگہ کل سے بیٹھا کر لوگو یہ اندھیری رات دیکھو
اور سارے باغ کے ایک ایک کونے کھترے مین اسکا پھرنا دیکھو۔ ای بی
تم جیسے گانا سننے کی بڑی شائق تھین اور خاص کر حسینہ جمیلہ دونون کی
آواز پر تو دم دیا کرتی ہیو یہ آج کیا معاملہ ہی کہ گانے کی بھری محفل چھوڑکر
باغ کی سیرگشت کو نغرد ہوگئیں اور ایسی غروب ہوئین کہ ساری رات
گنوا کے برائے نام حاضری دینے آئی ہو۔ نادرہ بانو نے دست بستہ
عرض کیا کہ حضور واقعی آج لونڈی اور ہی اور دھندون مین تھی اور کیا
عرض کرون کہ کہان گئی تھی اور کس سبب سے گئی تھی اور کون سے
شغل مین مصروف اور مستغرق تھی جو اب تک غیرحاضر رہی اور حضور
اگر ایمان کی پوچھتی ہین تو بے مبالغہ عرض کرتی ہون کہ غنیمت ہوا جو لونڈی
اب بھی حضور مین زندہ و سلامت پہونچ گئی ورنہ آج وہ وہ معاملات
پیش آئے ہین کہ کچھ عجب نہ تھا جو لونڈی حضور کی نظر انور سے ہمیشہ
کے لیے غائب اور غیرحاضر ہوجاتی اور حضور مین آتی بھی تو میری نعش
آتی۔ مگر آتی نادرہ بانو کی یہ سحر آمیز مصنوعی تقریر سنکر ملکہ سرخ پوش
بھونچکا ہوگئی اور کچھ دیر تک متحیرانہ نادرہ کا منھ تکتی رہی جب تحیر
دور ہوا تو بولی نادرہ خیر تو ہی ارے خدا صاف صاف بیان کر
کہ وہ کونسا ایسا معاملہ تھا جسکا تجھ پر اسقدر اثر پڑگیا مین تیرے
اس سمجے کو بالکل نہین سمجھی بہرحال کچھ ہی خواہ دکچھی لیکن دل ضرور پریشان
ہوگیا گو مین یہ بھی خوب جانتی ہون اور تیرا ہمیشہ کا دستور ہی کہ کوئی بات
کیون نہو حقیقت مین چاہے اسکی ایک حبہ بھر بنیاد بھی نہو لیکن تو اپنی
زبان آوری سے اسی بات کو ایسے شد و مد کے ساتھ بیان کی کہ سننے والون کو

ایک پہاڑ برابر معلوم ہو لیکن باوجود اس علم اور باوصف اسقدر آگاہی کے بھی تیری تقریر نے اس وقت میرے دل میں شگوفے لگا دیے اور جان اوڑا دی نادرہ بانو نے جب دیکھا کہ میری جادو بیانی نے ملکہ سرخ پوش کے دل پر اثر کیا اور میری تقریر نے اپنا رنگ جمایا اور بھی زیادہ تقریر کو طول دینا شروع کیا کہ جسمین ملکہ سرخ پوش کا اشتیاق اور ہول اور بڑھے اور میری تقریر کا پورا پورا اثر ملکہ کے دل پر پڑ جائے درمیان تقریر مین نادرہ بانو ایک بڑی ٹھنڈی سانس بھر کر یہ شعر خواجہ حافظ علیہ الرحمۃ کا زبان پر لائی کہ

سبے دارم کہ گرد گل ز سنبل سایبان دارد
بہار عارضش خطے بخون ارغوان دارد

یہ شعر سنکر ملکہ سرخ پوش کی طبیعت اور پریشان ہوئی اور کسی قدر تیوری چڑھا کر کہا نادرہ آخر ان مضمون سے کیا حاصل ہوا اسکے کہ سننے والے کو اور پریشان کرو اور ہول دل بڑھاؤ خدا کے لیے ذرا صاف صاف بیان کرو کہ تمھاری جان پر کونسی تازہ آفت آئی ہی کیون یہ اضطرار کس وجہ سے اسقدر ناشکیبائی ہو مفصل حال بتاؤ زیادہ باتین نہ بناؤ نادرہ بانو نے عرض کیا کہ حضور پہلے اسکا اقرار کر لین کہ مین جو کچھ عرض کرونگی حضور چین بجبین تو نہونگی میری عرض قبول کرینگی ملکہ سرخ پوش نے مسکرا کر جواب دیا کہ اب زیادہ نہ بنو اور نہ مجھے بہت بناؤ کیا تم یہ نہین جانتین کہ مجھکو ہمیشہ ہر امر مین تیرا پاس خاطر اپنی تمام جلیسوں انیسون سے بڑھکر ملحوظ رہتا ہی یہان تک کہ میرا ساما گمرا اپنی اپنی جگہ مجھکو تیرا ذلیل کرتا ہی مگر اس وقت آپ بن بنکے مجھ سے اپنا ڈر اسقدر ظاہر کر رہی ہین کہ گویا خدانخواستہ میرے ڈر کے مارے مر رہی ہین نادرہ تمھارے اس بننے سے رہ رہ کے میرا دل گواہی دے رہا ہی کہ ہو نہو میری جان کے لیے کوئی نئی آفت برپا کر آئی ہو معلوم نہین کونسا جلتر بنا کر لائی ہو ملکہ سرخ پوش کی تقریر کو سنکر نادرہ بانو کا دل بشاش ہو گیا اور اسی حالت مسرت و سرور مین دست بستہ نہایت ادب کے ساتھ آسنے شاہزادے سکندر رستم خو کے حسب و نسب اور معبد گاہ کے آنے کا سب حال عرض کیا کہ اتفاق سے شاہزادہ رات کو تبت کا مہمان رہا تھا جب حضور کی سواری رشک باد بہاری باغ تک آئی اور سواری سے اتر کر خرامان خرامان باغ مین تشریف لا رہی تھین کہ اسی اثنا مین اس چاند سے تابان و درخشان مکھڑے کا جلوہ دیکھکر ہزار جان سے عاشق ہو گیا یکبارگی عقل جاتی رہی حواس

سے غصہ کا غصہ کم ہو گیا لونڈی اس اثنیت کی منت صباحت کے اندر اتفاقاً چلی گئی تو اُس
بیچارے دُکھیارے کو بعینہ مثل مردہ کے پایا جب مین نے بڑی مشکلون
سے دیر تک جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر ہوشیار کیا اور کمال درجہ کا اصرار کر کے
مفصل ماجرا دریافت کرنا چاہا تو پہلے تو فرط خوف سے سہم سا گیا آخر کار
بڑی بڑی حکمت عملیون سے پوچھنے کے بعد جب مین نے ہر طرح کا اطمینان
دلایا اور تسلی و تشفی کی اُسوقت کھلا اور تمام واقعہ باغ مین آنے اور حضور
کے مرآت حسن و جمال کو دیکھتے ہی دل سے بے قابو اور دلدادہ ہو جانے کا
کہہ سنایا اور سب سے آخر مین یہ تمنا اُسنے اپنے دل کی رو رو کر اور اپنے گریبان
جان کو خون کے آنسوون مین ڈبو ڈبو کر ظاہر کی کہ ایک مرتبہ کسی طرح
اپنے جیتے جی ملکہ سرخ پوش سے قریب جا کر ملکہ کا رخ انور ماہ منور نظر
بھر کر دیکھ لون بس پھر مین اگر زندہ رہا تو سرآمد عشاق جانباز رہا ہے
اور دُکھیارے بجائے مجنون کے مانند مدت العمر کوہ بکوہ صحرا بصحرا باد
ملکہ سرخ پوش مین پڑا پھرون۔ اُس بیچارے شاہزادے کی یہ حسرت بخش
تقریر سنکر اس لونڈی کا دل پارہ پارہ ہو گیا۔ اور بیساختہ زبان سے
یہ نکل گیا کہ اچھا مین آپ کو ایک نہ ایک دن قریب سے متمتع دولت لقائے
جمال ملکہ سرخ پوش کرا دونگی ملکہ نے یہ سنکر اور تیوری بدل کر کہا کہ
اری نادرہ بھلا ایک محض نامحرم اور اجنبی مرد کو بغیر جانے بوجھے میری
صورت دکھا دینے کا وعدہ کر لینا اور زبان دے دینا تیرے دل کو کیونکر
گوارا اور منظور ہوا نادرہ نے عرض کیا کہ نادرہ حضور کی آلا بلا لیکر مر جائے
اور حضور کی راہ باٹ پر سے نثار ہو جائے سچ کہتی ہون کہ لونڈی کو
شاہزادے کی وہ زار و نزار حالت جو اُسوقت ہو رہی تھی دیکھکر
تاب نہ رہی اور بے اختیار دل بھر آیا اور اُسی حالت مین بے تحاشا زبان پر
آگیا اور حضور کے قدمون کی قسم کھا کر عرض کرتی ہون کہ کچھ میری ہی یہ
حالت شاہزادے کی بیقراری اور گریہ و زاری اور اضطراری دیکھکر
نہین ہو گئی بلکہ جو بندۂ خدا اُسوقت شاہزادے کو دیکھتا تو جو کچھ
شاہزادہ اُس سے درخواست کرتا بے تامل وہ منظور کر لیتا اور گستاخی
معاف ہو اگر میری جگہ پر حضور ہوتین تو حضور تو مجھ سے بھی بڑھکر بیتاب
اور بیقرار ہو جاتین اور نہ جانے کیا کیا منظور فرما لیتین بھلا آپ اپنے
جی مین خود انصاف فرمائین کہ اُسنے بڑے عالی خاندان رفیع المکان کا
ایسا والا تبار پھر باوجود شرف حسب و نسب کے صورت اللہ
نے وہ نور کی عطا فرمائی ہی کہ دیکھے سے انسان کی بھوک پیاس جائے اچھے اچھے

حواس باختہ ہو جائے سچ عرض کرتی ہوں نقش دیوار بنکر شاہزادے کے
چہرۂ منور کو تکتا رہ جاتے اور اُسکی یہ حالت ہو کہ ایک آنکھ روتا ہے تو ہزار
آنسو گراتا ہے ایک بات کہتا ہے اور دس سسکیاں بھرتا ہے منہ سے ایک
حرف نکلنا دشوار ہے گھگھی بندھی ہوئی ہے اسقدر زار و نزار ہے کہ اٹھنا دشوار ہے
پھر بھلا مجھ ایسی رقیق القلب سے اس موقع پر کیا خاک تحمل ہو سکتا حضور تو
میری طبیعت سے ہمیشہ کی واقف ہیں کہ مجھ کمبخت سے دشمن کی حالت زار
نہیں دیکھی جاتی ہے اپنے قابو سے باہر نکل جاتی ہے۔ بہر حال حضور کو اختیار ہے
جاہیے جیسی سزا دیجیے مگر جاسے جسطرح ہو ایک دفعہ شاہزادے کو اپنی خدمت میں
ضرور بلوا لیجیے مرتے ہوئے کو جلا لیجیے حضور خوب جانتی ہیں کہ کسیکی جان بچا لینے
کا کتنا بڑا ثواب ہے گو یہ مانا کہ ایک نامحرم شخص کا حضور کے روبرو بے پردہ
چلا آنا خلاف رائے صواب ہے مگر یقین کلی ہے کہ اگر حضور نے شاہزادے کے
بلوانے میں درنگ و تاخیر کی تو صبح تک اُنکا کام تمام ہو جائیگا اور صبح تو
بہت دور ہے رات ہی رات میں حضور کے بسمل تیغ نگاہ کا کام ہو جائیگا ؎

غیر ممکن ہے کہ صبح شب فرقت دیکھیں
خاتمہ ہے کوئی دو چار گھڑی رات رہے

پھر اسوقت حضور کے دشمنوں کو بھی سخت رنج و ملال ہوگا سچ عرض کرتی
ہوں کہ خدانخواستہ رنج و ملال ہی نہیں حضور کے دشمنوں کا بھی عجیب حال
ہوگا دشمنوں کا جینا محال ہوگا کیونکہ لونڈی تو حضور کی طبیعت سے اسطرح
آگاہ ہے جیسے دائی بچہ کے حالات سے واقف ہوتی ہے حضور گو مجھ پر
اس وعدہ کر لینے کا اعتراض کر رہی ہیں مگر خوب جانتی ہوں کہ دل کا خدا
ہی حافظ ہوگا ذوق عاشق نوازی یہی کہہ رہا ہوگا کہ کسی طرح پر لگ جاتے
اور اپنے سچے عاشق شاہزادے کے پاس اُڑ کر جا پہونچتی نادرہ سچ کہ اس
آخری جملہ پر ملکہ سرخ پوش نے ناک بھوں چڑھا کر کہا مردار سمجھ
شامتوں نے گھیرا ہے لوا ور سنو اب آپ اپنی حد سے قدم باہر رکھنے
لگیں آپے سے گذرنے لگیں بس اب زیادہ زبان آوری نہ کیجیے اپنی
الو کو روکیے اس بے وحدت زبان میں لگام دیجیے ہم جہاں تک
رعایت کرتے جاتے ہیں وہیں تک آپ ہیں کہ سر ہی پر چڑھتی چلی جاتی
ہیں۔ کیسا وعدہ اور کیسی زبان دینا آج تم ایک اجنبی نامحرم شخص
سے مجھے بے پردہ دکھا دینے کا وعدہ کر آئیں کل کو کسی اور سے کچھ
اور وعدہ کر آؤ گی اگر آپ کی ایسی ہی بے تکی حرکتیں ہیں تو کوئی کہانتک
تمہاری اُٹھا سکتا ہے میں ہرگز نہیں بلواؤنگی جاؤ آدھر بیٹھو اپنا کام کرو
نادرہ نے جب دیکھا کہ گو ملکہ کے دل پر تو میری جادو بیانی پورا پورا

اثر کر گئی لیکن اپنی ہمجولیون اور جلیسون کی حیا اور شرم و لحاظ سے اپنے آپ کو تر شرد
بنا لیا ہی فوراً دوڑ کر قدمون پر گر پڑی اور زار زار رونے لگی اور عرض کیا
کہ حضور گستاخی معاف ہو مثل مشہور ہی ناز بران کن کہ خریدار نست اور یہ مصرعہ
بھی کنیز کے حسب حال ہی ع کرہائے تو مارا کرد گستاخ ✦ چونکہ حضور نے اول دن
سے لونڈی کی ناز برداری کرکے لونڈی کو اپنی خدمت مین گستاخ اور بے تکلف
فرما رکھا ہی اس وجہ سے ایسے ایسے ظریفانہ جملون کے عرض کرنے کی خوگر ہو
رہی ہون ورنہ میری اور یہ مجال ہوسکے کہ حضور سے چار آنکھ کرکے ایک بات بھی
عرض کرسکون ظریفانہ جملون کا عرض کرنا تو ایک امر عظیم ہی امیدوار ہون کہ
لونڈی کا قصور معاف فرمایا جاوے مگر ہان اتنی عرض پھر بھی ضرور کرونگی کہ
جس شاہزادے کا ذکر لونڈی نے کیا اسکی حالت بیشک بہت ہی سقیم ہی مین
اپنی ان آنکھون سے دیکھے چلی آرہی ہون کہ ایک ایک سانس کا لینا اسکے
لیکھے گویا ایک ایک عذاب الیم ہی جب تو مین اسطرح بے تحاشا لپکتی ہوئی حضور
مین آئی ہون اور اسی حالت بے اختیاری مین ایسے الفاظ زبان پر لائی ہون
نادرہ بانو کی یہ عذرخواہی سنکر ملکہ سرخ پوش نے ہنس بنے ہوئے منہ سے
کہا کہ خیر جو کچھ آپ نے کیا اچھا کیا اب کہین اس تقریر کو تمام فرمائیے جائیے
اُس جان نثار کو اپنے ساتھ لوا لائیے مگر مین کسی کے سامنے منہ کی بے نقاب
ڈالے ہوئے ہرگز نہین ملونگی معلوم نہین کون کمر گونیہ ہی کہان سے ٹوٹا مارا
آیا ہی نہنے اسکی شاہزادگی یون مان لی کہ گویا آسمان سے اسکی شاہزادگی کی
تصدیق آگئی ۔ نادرہ بانو یہ اجازت پاتے ہی سر پر پاؤن رکھکر بھاگی اور
فرط شوق سے ٹھوکرین کھاتی ہوئی سکندر رستم خو کے پاس ایک آن کی
آن مین آ پہونچی اور آتے کے ساتھ ہی کہا کہ اے شاہزادے صاحب جلدی
اُٹھیے تشریف لے چلیے ملکہ سرخ پوش کے حضور مین جانا مبارک ہو
مگر حضور کے کارن ہماری دوکوڑی کی عزت و آبرو ہو گئی جو باتین کبھی
نہین کہی تھین وہ وہ باتین ملکہ نے ہمین آپ کی سفارش کے طفیل مین
سنائین سب کہتین بنائین بارے پھر آخر مین بر سر رحم آئین اور یہ
جملہ زبان مبارک پر لائین کہ جائیے جلدی اُس جان نثار کو اپنے ساتھ
لوا لائیے سکندر رستم خو یہ خوشخبری سنتے ہی باغ باغ ہوگئے سارے
غم و رنج کے غبار صفحۂ خاطر حزین سے دھوگئے مارے خوشی کے بند قبا
ٹوٹ گئے فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے اور نادرہ کج ابرو کے ساتھ یہ شعر
پڑھتے ہوئے بعد شوق و ذوق چلے ؎ قوت رفتار یارب ہو مرے سر کو عطا
دل سے نکلے سر کے بل جانے کا ارمان یار تک ✦ جب یہ دونون ملکہ سرخ پوش کے حضور مین

پہونچے نادرہ بانو انکو اپنی آڑ مین لیے ہوے ملکہ سرخ پوش کے روبرو
دست بستہ کھڑی ہوئی اور کمال درجے ادب و تعظیم کے الفاظ مین جیسا کہ
داب شاہانہ ہوا کرتا ہے زمین خدمت کو بوسہ دیکر تین تسلیمین بجا لائی ملکہ نے
نادرہ کی صورت دیکھتے ہی زیر لب مسکراتے ہوئے پوچھا کہ تمھارے وہ
سفارشی بھی آئے جنھین لینے گئی تھین نادرہ نے عرض کیا کہ حضور حاضر
ہین یہ کہکر آپ ہٹکر ایک طرف ہو گئی اور شاہزادے سکندر رستم خو کا
سامنا ملکہ سرخ پوش سے بالمشافہ ہوا شاہزادے کا حال ملکہ سرخ پوش کو
دور سے دیکھ کر پہلے تو یہ ہو گیا تھا کہ بیحال ہو گئے تھے ہوش و حواس
کھو گئے تھے اب جو قریب سے اس ماہ طلعت حور صورت پری پیکر کے
جمال عالم سوز کا مشاہدہ کیا تو جھومنے لگے عجیب حال ہو گیا آخرش کسیطرح
ضبط نہ کر سکے اور ایسے محو جمال بیمثال ہوے کہ جھومتے جھومتے دفعۃً غش کھا کر گر پڑے
شاہزادے کی یہ زار حالت دیکھکر محفل بھر کی عورتین انگشت بدندان ہو گئین
سبکی سب یکبارگی گویا کھو گئین ملکہ نے گھبرا کر نادرہ سے یون خطاب کیا
کہ ای نادرہ یہ انکا کیا حال ہو گیا نادرہ نے بھر زبان آوری کا موقع پا کر
عرض کیا کہ اب حضور خود ہی ملاحظہ فرمائین اب تو حضور کو میری گذارش کا
یقین آیا یا اب بھی کچھ شک باقی ہی حضور انصاف فرمائین جس شخص کا
حضور کے جمال دلربا کو مشاہدہ کرکے یہ حال ہو گیا بھلا ایسے شخص کو اگر مشاہدۂ
جمال حضور نصیب نہوتا تو ممکن تھا کہ زندہ رہتا سچ عرض کرتی ہون کہ اگر دو چار
گھڑی بھی میرے جانے مین اور توقف پیش آتا تو اس بیچارے شاہزادے
کا ناحق خون ہو جاتا اور لونڈی کے دل مین تمام عمر کے لیے افسوس رہتا ملکہ
نے اپنی آنکھون کے آنسو پیکر اور شاہزادے کی محبت کے اثر کو چھپا
کرا جی کر نادرہ سے کہا کہ ای نادرہ ذرا یہ تو دیکھو کہ اس بیچارے مین
جان بھی باقی ہی یا بالکل خاتمہ ہو گیا نادرہ نے عرض کیا کہ ای ملکہ ؎

کن بر سر بالینش یک جلوہ رعنائی | ای در لب لعل تو اعجاز مسیحائی

ای حضور خدا کے واسطے اب ایسی نازک حالت مین آج ایک دم بھر کیلیے
غرور حسن و جمال کو برکنار فرمائیے ذرا اس واجب الرحم کے قریب تشریف
لے آئیے آپ مسیحائے زمان ہین حضور ہی اس بیجان کی نبض ملاحظہ کر جائیے
نادرہ بانو کے کہنے سننے سے ملکہ سرخ پوش شاہزادے سکندر رستم خو
کے سر کی جانب آ بیٹھی اور بیٹھتے ہی نبض پر ہاتھ رکھکر دیکھا تو حرکت نبض کی
بہت خفیف معلوم ہوئی پھر غور کرکے چہرہ پر نظر کی تو دیکھا کہ شاہزادے کے
لبون کو جنبش ہی ملکہ کی جان مین جان آئی کہ ہاے ابھی شاہزادہ مرا نہین

زندہ ہو لبون کے قریب کان لیجا کر سُنا تو معلوم ہوا کہ یہ اشعار ورد زبان ہین ؎

بعد دم نعش پہ میری ہوا خلقت کا ہجوم	دیکھنے آپ بھی وہ ترک ستمگار لگا
جب جنازہ مرا اُٹھا تو کسی نے یہ کہا	ہاتھ اپنا بھی جنازہ مین لگا ای یار لگا
ہنسکے بولا کہ مین ڈرتا ہون اگر یہ مردہ	جی اُٹھا پھر مرے پیچھے وہی آزار لگا

جب ملکہ کو یقین کامل ہو لیا کہ شاہزادہ مرا نہین زندہ ہی تو گو ملکہ کے دل کا حال تو جیسا تھا ویسا ہی تھا مگر باسباب ظاہر متنفر صورت بنا کر نادرہ سے یون کہا کہ بس نادرہ اب تھا رکھنا ہوگیا جاؤان ذات شریف کو فوراً باغ سے باہر کر آؤ اور جلدی میرے پاس آئیے پیر دن واپس آؤ خبردار اب غائب ہوئین یا کچھ بھی دیر لگائی تو تم ہی جاننا۔ نادرہ نے ملکہ کا انداز نگاہ دیکھکر بجز تعمیل حکم کے کوئی چارہ نہ جانا اور ملکہ سے بہت خوب کہکر شاہزادے سے کہا کہ لیجیے بندی نے جو کچھ وعدہ کیا تھا خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہی کہ وفا کردیا اور آپکی جو دلی تمنا تھی کہ ملکہ سرخ پوش کو قریب سے ایکبار نظر بھر کر دیکھ لین وہ بھی برآئی بلکہ مزید برآن یہ ہوا کہ خود ملکہ نے آپ کے پاس آکر اور آپکے لبون کے قریب کان لیجا کر آپ کے اشعار سُنے بس اب مصلحت اسی مین ہی کہ بلاتامل تشریف لے چلیے دیر نہ کیجیے ورنہ بنی بنائی بات بگڑ جائیگی اور پھر کسی کے بنائے کچھ نہ بن آئیگی ملکہ کی صورت پھر کبھی دیکھنی آپ کی آنکھون کے واسطے خواب وخیال ہوجائیگی نادرہ کی یہ مصلحت آمیز تقریر سنکر شاہزادہ یہ شعر پڑھتا ہوا بعد اندوہ و یاس اٹھ بیٹھا ؎ قیس جو دشت مین پھرتا تھا وہ دیوانہ تھا مَین تو لیلی ہی کے دروازہ پہ مرجاتا تھا ؛ اور خنجر آبدار کمر سے یکایک کھینچکر یہ شعر زبان پر لایا کہ ؎ تمھارے ہاتھ سے تنگ آئے ہین خون اپنا کرتے ہین بمجبوری گلے کو کاٹتے ہین تم پہ مرتے ہین ؛ یہ شعر پڑھکر چاہتا تھا کہ خنجر آبدار اپنے سینے کے پار کردے کہ اسی اثنا مین حسینہ جمیلہ نے بجلی کے مانند تیزی اور چالاکی سے شاہزادے کے سر پر ہو پہنچکر ہاتھ پکڑ لیا شاہزادے نے کہا کہ از برائے خدا اس امر مین کوئی مانع نہو اب میرا مرجانا ہی بہتر ہی کیونکہ مجھسے ہرگز ہرگز مفارقت کے صدمے نہ اٹھائے جاینگے اس سے یہی بہت آسان ہی کہ نہو نگے نہ اٹھائینگے۔ غرض ہرچند شاہزادے سے مچلے جاتے تھے رکھ رکھکے ہاتھ چھڑاتے تھے لیکن یہ عورتین چونکہ شاہزادے کے دلفریب حسن وجمال پر خود بھی کسی قدر مفتون ہو رہی تھین کسی طرح انکا ہاتھ نہ چھوڑتی تھین یہانتک کہ جب شاہزادے نے انتہائی ہٹدھرمی کرنا شروع کی تو حسینہ جمیلہ نے ملکہ کے حضور مین مجبوراً یون عرض کیا کہ ای حضور کیا کرین یہ تو کسی طرح اپنی اس حرکت سے باز نہین آتے ہین ! ہاتھون سے نکلے جاتے ہین ۔ ملکہ نے نادرہ کیجانب

مخاطب ہوکر کہا کہ ای نادرہ تو ایسے موسے منڈچڑے فقیر کو لائی جس سے میری
بھولی بھالی جان عذاب مین مبتلا ہوگئی اور جسستہ جمیلہ بچاریون کا بھی دم ناک مین
آگیا کیا کہون معبدگاہ سامری مین خونریزی کرنا ہرگز مناسب نہین ہی
اس سبب سے مین اور بھی مجبور ہو رہی ہون اور نہین تو اس مُنڈچڑے
کو اس مچلنے اور مکاری پھیلانے کا مزہ ابھی چکھا دیتی۔ ملکہ کی یہ تقریر سنکر
شاہزادے نے کہا کہ ای ملکہ دنیا مین کسی ادنے شخص کو بھی حقارت کی
نظر سے دیکھنا عالی خاندان اور عالی ظرف لوگون کا کام نہین ہی یہ خوب یاد رہے
کہ بجز ایک ذات وحدہ لاشریک کے دنیا کی کسی شے کو بھی ثبات و قیام نہین ہی
اور خصوصاً حُسن و جمال کی دولت تو سب سے بڑھکر ناپایدار ہی بس دو دن
کی بہار ہی یہ بندۂ خدا بھی چاہے کوئی سہی مگر اتنا تو مانوگی کہ انسان ہی ہم مین
بھی آخر اے نام جان ہی گو ناتوان سے

ہمنے بھی کبھو جام و سبو دیکھا تھا	جو کچھ کہ نہین ہی روبرو دیکھا تھا
اُن باتون کا اب جو یاد کیجے ای درد	اک خواب سا تھا وہ جو کبھو دیکھا تھا

ملکہ نے یہ شعر سنکر اور برافروختہ ہوکر کہا کہ بس بس اب زیادہ عبارت آرائی
نہ کیجیے اپنی ہاتھ بھر کی زبان کو زیادہ تکلیف نہ دیجیے ہمکو آپکے خاندان
کا اور آپکا سارا حال معلوم ہی او بندۂ خدا ایک جگہ مانجھا بنا کہ مجکو سب
ہر یالا بنا کہتا اب وہان سے ہر ہانکتا خاک پھانکتا یہان آمرا وہ بی بی بچاری
تیری جان کو الگ پڑی رو رہی ہوگی تم آدمی کیا ہو ہر دگی بچہ ہو کہ کبھی اِس
سنڈیا مین ہی کبھی اُس سنڈیا مین — ملکہ کا شاہزادے کی جانب یہ خطاب
سنکر محفل بھر کی عورتین ہکا بکا ہوکر رہ گئین کہ خدایا یہ کیا معاملہ ہی نیا ماجرا ہی
اور شاہزادے نے کہا کہ ملکہ یہ کہنا تمھارا بیشک درست ہی کہ مانجھا بنا تا کہ
مجکو سب ہر یالا بنا کہتا لیکن اگر تم کو یہ معلوم ہی تو یہ بھی خوب جانتی ہوگی کہ مین نے
اُس ناشاد نامراد کو اپنی خوشی اپنے بس سے نہین چھوڑا جان بوجھ کر اُس سے
منہ نہین موڑا اور اسکے علاوہ آپ کجا وہ کجا ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک
تم وہ ہو کہ اُس ایسی دو ہزار ہون تو تم پر سے صدقے کر دون ملکہ نے
کہا کہ توبہ اور استغفار اول تو مین آپ ایسے ہرجائیون سے جو کی برابر بھی
نہین رکھوائی ہون دوسرے تمھارا اعتبار ہی کیا تم وہ ہو کہ اگر ابھی کوئی
مجھ سے زیادہ حسین تمھین ملجائے تو مجکو بھی اُسکی اُجڑی جوتی پر سے اسی طرح
صدقہ کرنے کو تیار ہو جاؤ جس طرح اُس ناشاد بیچاری کو اس وقت
مجھ پر سے صدقہ کر رہے ہو بس مجکو خوب اچھی طرح معلوم ہوگیا کہ تم
بڑے فریبی مردوے ہو اور انتہا درجے کے چالاک بھلا ہم ایسی شاہزادیان

تو کاہیکو تمھارے دام مکر و فریب مین آنے لگی تھین شاہزادے نے کہا کہ اے ملکہ
جب میرا مکر و فریب آپ پر یون ظاہر ہوگیا کہ بیشک مین فریبی ہون اور آپ کے
دل مین میری طرف سے یہ خیال خواہ مخواہ کالنقش فی الحجر جم چکا تو پھر میرا
ہلاک ہونا ہی بہتر ہی اور یہ کہکر پھر اپنے ہاتھون کو شاہزادہ حسینہ جمیلہ
سے چھڑانے لگا اسوقت ان دونون نے پھر روہانسی ہو کر عرض کی کہ حضور
اب تو ہمارے تھامے کسی طرح نہین تھم سکتے ہین اسپر ملکہ جھلاکر خود شاہزادے
کی جانب جھپٹ پڑی اور ان دونون گلاسنون کو شاہزادے پاس سے ہٹاکر
شاہزادے سے جھنجھلاکر کہا کہ بس چھوڑ دو یہ کہکر شاہزادے کے ہاتھ پر
ہاتھ ڈالدیا اور کھیل کر کے خنجر چھیننا چاہا شاہزادے نے ملکہ کے ہاتھ ڈالتے ہی
اپنے ہاتھ کو نرم اور کمزور کر دیا تاکہ ایسا نہو ملکہ کو کاوش و زوری کرنے سے تکلیف
ہو اور ہاتھ مین چوٹ چپیٹ لگ جائے اور اپنے دل مین یہ شعر بار بار پڑھنے لگے کہ ؎

نہ لیتے آنکر بجلی کے ڈر سے ۔۔۔ الٰہی یہ گھٹا دو دن تو برسے

اتنے مین ملکہ نے ٹانگ مین ٹانگ اڑاکر شاہزادے کو زمین پر گرا دیا اور شاہزادے آہستہ سے تو یونہی ہو کر گر پڑے
گرنے کے ساتھ ہی ملکہ انکی چھاتی پر چڑھ بیٹھی اسوقت کی حالت اور کیفیت اسوقت کا
سرور دیجور سکندر و رستم خو کو ایک عجیب لطف اور مزہ دے رہا تھا اور آنکھین
بند کیے ہوئے ملکہ کے تلے پڑے ہوئے تھے کبھی آنکھین بند کر لیتے تھے اور ذرا
ذرا سی آنکھین کھولکر ڈرتی ہوئی نظرون سے ملکہ کی چاند سی صورت کا جلوہ دیکھ
لیا کرتے تھے اور جسوقت چھینا جھپٹی مین اتفاقاً ملکہ کا دوپٹہ بیساختہ روے دلکش
اور سینہ سے سرک جاتا تو گویا دریاے نور کے دو حباب نوخیز نظر آجاتے
اور انکے دیکھتے ہی شاہزادے اسی لطف و سرور کی حالت مین یہ دوہا زبان
پر لاتے کہ ؎ امی ہلاہل مدھ بھرے سیت شیام رس نار ÷ جیت مرت
جھک جھک پرت جہ چتوت اک بار ÷ اور کبھی ملکہ کی آنکھون کو کنکھیون سے
دیکھتے اور اس دلکش دوہا سے رطب اللسان ہوتے کہ دوہا ۔ ایک تو نینا مد بھرے
اور دوجے انجن سار ÷ اس بے باوری کو دیت ہے متوارن ہتھیار ÷ اور کبھی جوش
سرور مین یہ مطلع پڑھتے کہ ؎ سرمہ منظور نظر آخر ہوا بیمار کو ÷ نیلگون گنڈا بنایا مردم بیمار کو
آخرکار ملکہ نے شاہزادے کا ہاتھ مروڑ کر خنجر آبدار چھین لیا اور سینہ سے نیچے
اتر آئی ۔ ملکہ کا سینہ پر سے اترنا تھا کہ شاہزادے پر پھر غشی کی حالت طاری
ہوگئی ۔ ادھر ملکہ نے جب دیکھا کہ تمام سیارہ ستارے بگلشن آسمان رجہان
نہان شکن ہوتے تھے خاور کی جھلک سے یک بیک چمک چمک کے پردۂ اطلس
زنگاری فلک پر منھ چھپا چھپا کر جانے لگی اور شمع سحری کے مانند مشعل ماہتاب
جھلملانے لگی نسیم عنبر شمیم کے جانبخش جھونکے گلشن جنت نعیم سے آنے لگے

مرغان چمن ہر ہر شاخ پر بتہنیۂ زمزمہ سنجی صبح گاہ گنگنانے لگے باغ کے خاموش
غنچوں نے تسبیح صبح کے لیے زبانیں کھولیں بلبلیں جابجا گلبنوں کی شاخوں پر
بولیں نسیم جھونکا جو درختوں کو لگا سرد ہوا کا + مرغان چمن کرنے لگے ذکر خدا کا
ملکہ شاہر بعصے کو اسی غشی کی حالت میں چھوڑ کر فوراً معبد گاہ سے باہر نکل آئی
اور اپنا تخت یاقوت نگار طلب کیا جب تخت حاضر ہوا تو سوار ہو کر اور نقاب
چہرہ تابان پر ڈالکر اتیت کی منڈھیا کی جانب متوجہ ہوئی سر سے پاؤں تک
عرق عرق خشم آلود اور حکم دیا کہ اس اتیت کو فوراً پکڑ کر میرے سامنے لاؤ
حکم پاتے ہی تلماقیان اور ترک سوار نیان دوڑیں اور آن کی آن میں وہ
حضرت نعمان کہ جنکا لقب اس معبد گاہ میں اتیت تھا گرفتار کر کے ملکہ کے
روبرو لائیں ملکہ نے نعمان سے پوچھا کہ او اتیت بندۂ خدا تو نے یہ کیا حرکت
کی تیری وہی مثل ہے کہ دریا میں رہنا اور مگر مچھ سے بیر باندھنا۔ نعمان نے
دست بستہ عرض کیا کہ یہ شخص سر جھاڑ منہ پہاڑ دکھیاروں مصیبت کے
ماروں کی سی صورت دونوں پاؤں میں یک لخت بڑے بڑے آبلے پڑے
ہوئے جب میرے سامنے آیا تو مجکو اسکی صورت دیکھنے کے ساتھ ہی مرحمت
سامری و جمشید کا خیال آیا میں نے فوراً اسکو پانی پلایا اور اسیوقت
اس شخص سے کہا کہ تم یہاں سے فوراً جدھر مناسب سمجھو چلے جاؤ اس
مقام میں ایک دم کے دم بھی قدم نہ ٹکاؤ کیونکہ یہ مقام ہرگز تمھارے
قیام کرنے کا نہیں ہے اس مقام کا یہی طریقہ اور یہی آئین ہے کہ چاہے
فقیر ہو چاہے امیر اول تو کسی طرح اس معبد گاہ کے اندر قدم ہی رکھنے
پائے اور اگر کسی اتفاق سے چلا بھی آئے تو کھانے پانی کی قسم میں
جس چیز کا حاجتمند ہو فوراً اسکو عطا ہو اور اسی دم چلا جائے اور اسکے
علاوہ آج ہماری ملکہ نو بہار سرخ پوش کا معبد گاہ میں رونق افروز
ہونے کا دن ہے لہذا اگر تم ٹھہرے اور ملکہ نے آکر دیکھا یا کسی طرح انکو تمھارے
آنے اور ٹھہرنے کی خبر ہو گئی تو تم پر عتاب شاہی نازل ہو جائیگا اور تمھارے
ساتھ ہم پر بھی بڑا زوال آئے گا لیکن اس بندۂ خدا نے کسی طرح ہمارا کہا
نہ مانا اور یہیں پڑا رہا کہ اتنے میں حضور فیض گنجور سراپا نور کی سواری آئی
میں نے اسکو بخوف حضور اپنی منڈھیا میں پوشیدہ کر رکھا اتنی خطا کا بیشک
گنہگار ہوں امیدوار عفو سرکار ہوں اور اسکے بعد سے جو کچھ حالت پیش آئی وہ
سب تو حضور نے خود ہی ملاحظہ فرمائی - ملکہ نے تیوری بدل کر کہا کہ
تمھارا یہ عذر لنگ قابل سماعت اور لائق پذیرائی ہرگز نہیں ہے یہ کہکر
آواز دی کہ کوئی حاضر ہے تلماقیوں نے آواز پر آوازیں دیں کہ حاضر

ملکہ نے کہا کہ اس انیست کو فوراً قتل کرو اس حکم کا نافذ ہونا تھا کہ فوراً ایک خواص
شمشیر کھینچکر انیست کے سر پر آ گئی۔ ادھر وہ خواص نعمان کے سر پر آئی تھی
کہ اُدھر اس شہزادے کو اس غشی کی حالت سے افاقہ میسر ہوا اور ہوش
آنے کے ساتھ ہی انیست کے گریہ و بکا کی آواز شاہزادے کے کان مین
آئی آواز کے سنتے ہی شعلہ جوالہ کے مانند باہر نکل آئے اور ملکہ سرخ پوش کیطرف
یون خطاب کیا کہ اے جلاد بیرحم قتل کرنے کا سزاوار تو یہ گنہگار ہے نہ کہ یہ بیگناہ
انیست آخر مجھکو یہ تو معلوم ہوجائے کہ اس بیگناہ انیست نے ملکہ کا کونسا
جرم کیا قصور کیا جس پر اسکی نسبت قتل کا حکم دیا ہے ملکہ نے شاہزادے
سے کہا کہ او فریب کار مکار اتنا یاد رکھیو کہ تو تو ہمیشہ سنگے چٹتا پھرے گا اور
کوہ و دشت مین درختون سے سر ٹکرا ٹکرا کر جان دیگا پھر ہم اپنی تلوار تیرے خون
سے کیون آلودہ کرین اسکے بعد پھر خواص کو حکم دیا کہ انیست کو فوراً قتل کر خواص
تلوار اٹھا کر چاہتی تھی کہ نعمان کا سر قلم کر دے مگر چونکہ حق تعالے جل شانہ
انیست کی جان کا حافظ اور نگہبان تھا کیا مجال تھی کہ نعمان کا بال بانکا ہو سکتا
اور ایک نہین ستر حکم بھی اگر ملکہ نافذ کرتی تو کچھ کارگر نہوتے مثل مشہور ہے
اور مثل کیسی اصل بات ہے کہ . دوہا ۔ جا کو راکھے سائیان مار نہ ساکے کوئے
بال نہ بانکا کر سکے جو جگ بیری ہوئے ۔ اور اسی مضمون کو کسی فارسی گو استاد
نے بھی خوب نظم کیا ہے کہ شعر اگر تیغ عالم بجنبد ز جائے ۔ نبرد رگے تا نخواہد خدائے
کہ جون ہی خواص نے تلوار کا وار کرنا چاہا تھا وون ہی ایک کڑکا ہو کر اوج فلک
سے ایک ہاتھ پیدا ہو گیا اور انیست کو اٹھا کر آسمان کی طرف لیتا ہوا چلا گیا
ملکہ نے یہ ماجرا دیکھتے ہی بے تحاشا آواز دی کہ اے سمن اور یاسمن جاؤ دیکھو تو
اس انیست کو کون لیے جاتا ہے اور کدھر لیے جاتا ہے سمن و یاسمن نے
ملکہ کا حکم پاتے ہی بزور سحر اپنے بازوون مین پرواز پیدا کیے اور
بلندی فلک پر پہونچکر اس انیست کے پیچھے چلین جب قریب اس ہاتھ
کے پنجہ کے پہونچین تو یکایک ایک ایسی ہیبت ناک آواز ان دونون
کے کان مین آئی کہ اس آواز کے سبب سے یہ دونون کی دونون
بدحواس ہو گئین اور اپنے اپنے سحر یکقلم اور بالکل بھول گئین ناچار
جہان تک پہونچ چکی تھین وہان سے واپس آئین اور ملکہ کے حضور مین
کانپتی تھرتھراتی ہوئی حاضر ہوئین ۔ ملکہ نے بے نیل مرام دیکھکر غصے سے
پوچھا کہ کیون تم اس انیست کو اپنے ہمراہ کیون نہ لائین خالی ہاتھ کیون
واپس آئین عرض کیا کہ ایک ایسی خوفناک آواز ہمارے پہونچ جانے
کے بعد پیدا ہوئی جس سے ہم دونون اپنا اپنا سحر یکقلم بھول گئین

سمن ویاسمن کا یہ جواب سنکر ملکہ اُسی غضبناکی کی حالت مین اپنے تخت یاقوت نگار
پر سوار ہو گئی اور کہا کہ خیر دیکھا جائے گا بعد اسکے تخت کو روان کرنے کا
حکم دیا اور نادرہ بانو سے کہا کہ بی بی اب تم اپنے گھر بیٹھو جب ضرورت ہوگی
بلا لیا جائیگا۔ افسوس اور ہزار افسوس ہی کہ تمنے ایک مرد نامحرم سے اور
مجھ سے دھینگا مشتی اور کشتی کرائی۔ کیا کہون بی نادرہ کہ تمنے کیسا سلوک
میرے ساتھ کیا ہی اور میری صدہا طرح کی رعایتون اور نازبرداریون کا کیا خوب
عوض دیا ہی بعد اسکے جس جاہ وجلال کے ساتھ آئی تھی اُسی تزک و تجمل سے
ایک جانب روانہ ہو گئی۔ نادرہ بانو بھی ناچار سلام کرکے اپنے
گھر کی طرف چلی آئی۔ اب جو شاہزادے نے غور کیا تو وہ سارا مکان ہو کا
میدان نظر آتا تھا حد سے زیادہ افسردہ و اداس یہ خمسہ پڑھتے ہوئے چلے۔ خمسہ

نشان پایہ کس بیباک کا ہی
پتہ اٹکھیلیون کا دے رہا ہی
تصدق جان ہی اور دل فدا ہی
ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہی
کہے دیتی ہی شوخی نقش پا کی

ملکہ کی خاک نقش قدم کو اپنی آنکھون سے لگاتے ہوئے قریب دریا کے پہونچے
اور جی مین یہ ارادہ کیا کہ اب زندگی سے کنارہ کرو اور زیست کے حباب
کو اس دریاے زخار مین ڈوب کر نیست ونابود کردو کیونکہ اب اس
بحر خوبی سے مدت العمر بھی کا ہیکو ملاقات میسر ہوگی یہ عزم مصمم کرکے
دریا مین کودنے کا قصد کیا تھا کہ اسکے ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ اے دل
تو تیرنا خوب جانتا ہی جانکنی کی تلخی سخت مشکل ہوتی ہی جب دم گھٹنے لگے گا
بے اختیار تیرنے کی طرف خیال رجوع ہو جائے گا اور تیرتا ہوا ابھر آئے گا
جان ہرگز نہ نکلے گی لاؤ اس سے یہ بہتر ہی کہ اس محبوب دلسوز کے عشق مین
بہت سی لکڑیان انبار کرکے اور آگ مین جلکر مرجاؤ کیونکہ جیسی وہ جان
وجگر کی جلاکر خاک کرنے والی بے مروت اور بے دید وبے پروا ہی ویسی ہی
یہ آتش بھی بے دید وبے وفا ہی اور ایسی بے وفا کہ اگر کوئی سو برس اسکی
پرستش کرے اور سو برس اسکا نگہبان رہے وہ بھی اگر یک دم بھر کے لیے
اسکا ہمنشین بنجائے تو فوراً جلاکر اسکو خاک کر ڈالے کچھ پاس نہ کرے بحکم آنکہ

اگر صد سال گبر آتش فروزد
چو یک دم اندران افتد بسوزد

بیشک آگ ہرگز ایک ذرہ رعایت نہ کرے گی جلا ہی کے جان چھوڑے گی
یہ خیال کرکے شاہزادے نے دریا سے پھر کر بہت سے درختون کی لکڑیان
ڈھونڈ ڈھونڈ کر ٹیلے کے نیچے انبار لگا دین اور بعد اسکے ان لکڑیون
مین آگ دیکر خود بالاے ٹیلہ جاکر بیٹھا اور یہ شعر بعد حسرت ویاس پڑھا کہ

کوئی ذرہ تو اُسکے تا بہ دامان اُڑکے پہونچے گا
یہ مشت خاک وحشی راہ مین برباد کرتے ہین

اور صحرا کی جانب حسرت کے ساتھ دیکھکر یون آواز دی کہ ای مجنون اور ای فرہاد کہان ہو آؤ اور ہمارا ساتھ دو بعد اس کے یہ شعر پڑھا ۔ ؎

چڑھا منصور سولی پر پکارا عشقبازون کو
یہ اُسکے بام کا زینہ ہے آئے جسکا جی چاہے

جب کسی کی آواز نہ آئی اور کسی جانب سے کسی طرح کا کوئی جواب گوش زد نہین ہوا تو چاہتا تھا کہ جست کرکے اس دہکتی ہوئی آگ کے انبار مین جسکے شعلے سیکڑون گز کی بلندی تک پہونچ رہے تھے یکایک اپنی جان کو ڈال دے کہ اسی اثنار مین شاہزادے کی جانب پشت سے یہ آواز آئی کہ خبردار ایسی حرکت ہرگز نہ کرنا اس آواز کے سنتے کے ساتھ ہی شاہزادے کا ذہن اسطرف منتقل ہوا کہ شاید ملکہ سرخ پوش کو میرے حال زار پر کچھ رحم آیا اور ہو نہو اسی نے اپنے فرستادہ کو بھیجا ہے بس اس خیال کے آتے ہی آگ مین کودنے سے ٹھٹک رہا اور آواز دینے والے کی طرف خیال دوڑایا کیا جب وہ آواز دینے والا قریب آ پہونچا تو بڑے جوش و خروش کے ساتھ اُسکی طرف یہ خطاب کیا کہ ؎

ای پیک راستان خبر یار ما بگو
احوال گل بہ بلبل دستان سرا بگو
کیا تم دشمن صبر وشکیب عاشق دلفریب

ملکہ سرخ پوش کے پاس سے آئے ہو اُسنے جواب دیا کہ بلے ای آقا بلے - ادھر تشریف لائیے کہ مین آپکو مژدۂ جانفزا سناؤن یہ کہکر آواز دہندہ نے ایک کاغذی خیمہ اپنی جیب سے نکالکر استادہ کیا اور شاہزادے کو اس خیمے کے اندر بلایا شاہزادے نے کہا کہ پہلے مجھکو مژدہ سناؤ تو مین آگے قدم بڑھاؤنگا اور خیمے کے اندر آؤنگا آواز دہندہ نے کہا آپ تشریف تو لائیے وہ مژدہ ایسا ہے کہ آپ کے خیمہ مین داخل ہو جانے کے بعد ہی کہا جا سکتا ہے یہ کہکر آواز دہندہ نے ایک بلورین جام مین ایک مرصع شیشے سے پانی بھرا اور کہا کہ ملکہ نے فرمایا ہے اس پانی کو پی لو اور بے قرار اور زار دل کو ٹھنڈا کرو اور آنکھون سے بھی لگاؤ شاہزادے نے یہ مژدۂ حیات بخش سنتے ہی آواز دہندہ کے ہاتھ سے بڑھکر انتہا درجہ کے شوق و ذوق کے ساتھ وہ جام بلورین پانی کا جب ہاتھ مین لے لیا اور چونکہ بڑی دیر سے تشنگی غالب ہو رہی تھی لیکن جانکر نہین پیا تھا دریا کے کنارے سے پیاسا ہی پھرا تھا اور حالت یہ تھی کہ فرط تشنگی سے لطف و ذوق آب مین جان لبون پر آ آکر پھر پھر جاتی تھی غٹ غٹا کے سارا جام نوش کیا اور آنکھون کو بھی تر کر لیا جس سے ہوش و حواس درست ہوے اور وہ گھبراہٹ اور وہ طپش قلب کی کم ہوئی بعد اسکے آواز دہندہ نے ایک پارۂ نان جوین اپنی جیب سے نکالکر شاہزادے کے پیشکش کیا اور کہا کہ یہ روٹی کا ٹکڑا بھی نوش کرو جب شاہزادہ وہ ٹکڑا روٹی کا بھی نوش کر چکا

تو آوارہ وہندہ نے کہا کہ ای شاہزادے بھلا کوئی اس درجہ بھی مفتون و شیدا ہوتا ہی
اسطرح بھی مفت اپنی جان عزیز کھوتا ہی جیسے آپ جان گنوا بیٹھے اور خود جلکر فنا
ہوجانے پر آمادہ اور مستعد ہو گئے تھے اگر مین تھوڑی ہی دیر کے لیے اور نہ آتا تو
آپ کی لعل سی جان مفت ضائع ہوئی تھی اور ایسی ناسمجھی اور ایسی بے استقلالی
سے جان دینے کا نتیجہ اور انجام یہ ہوتا کہ آپ کا بھی انھین شہیدون مین نام ہوتا
جنکے نام کے لینے سے بھی مجکو شرم آتی ہی۔ اب آپ مجھے اچھی طرح پہچان لیجیے کہ
میرا نام شمس جنی ہی اور باپ میرا عبدالرحمن جنی ہی مین خاص ملکہ آسمان پری
کا ملازم ہون جو شہپال بن شاہرخ کی دختر نیک اختر ہی بعد اس بزرگ کے
انتقال کے ملکہ قریشیہ سلطانہ اسکی جانشین اور مالک ہوئی چنانچہ اب وہی
مالک ہی مجھے ملکہ آسمان پری نے یون حکم فرمایا کہ سکندر رستم خونتاجی
طلسم کی غرض سے گئے ہین آپ بھی فوراً انکی خدمت مین جایئے کیونکہ وہ
ابھی بالکل ہی نادان اور بچے ہین لہذا یہ حکم نافذ ہونے کے ساتھ ہی مین آپکی
خدمت مین روانہ ہوا اور ایک آن کی آن مین یہان حاضر ہو گیا ہنگام
روانگی بجائے خود جو مین نے آپکی ملاقات میسر ہونے کی نسبت رمل دیکھا
تھا تو رمل کے قاعدون کی روسے مجکو معلوم ہوا کہ اگر فلان فلان مقدار کی
ساعتین گذر جاینگی تو پھر ہرگز مین آپ کو زندہ نہین پاؤنگا اسی لحاظ
سے اسی دم آپکی خدمت مین روانہ ہو گیا بارے خداوند تعالی و تقدس
نے مجکو آپکے عالم حیات ہی مین آپکی ملاقات سے بہرہ مند کرادیا
ورنہ سخت مشکل اور بڑی دقت پیش آتی کہ ایک تو آپ کی جان عزیز مفت
جاتی مین آپکا جمال باکمال نہ دیکھتا دوسرے یہان سے واپس جاکر اپنی آقا
ملکہ آسمان پری کو کیا منھ دکھاتا اور تیسرے خدا جانے کہ ملکہ آسمان پری
کی آپ کے دشمنون کی جان عزیز ضائع جانے سے کیا حالت ہوتی جو مجھے
معلوم نہین کہ ملکہ کی ضعیفہ مادر مہربان پر اپنی بیٹی کی پریشان حالی اور غمگینی
سے کس قدر افسردگی افزا اثر پڑتا جسکا برا اثر انکے تمام ملک اور تمام
اتباع پر نہ جانے کب تک اور کس قدر رہتا۔ المختصر اب آپ کو لائق ہی
کہ اپنے دل کو سنبھالیے اپنے قابو مین لایئے اور طلسم کے فتح کرنیکی طرف
توجہ فرمایئے شاہزادے نے کہا کہ اسمین شک نہین جو پانی آپ نے
پلایا ہی اس سے میری طبیعت کو حد سے زیادہ تسکین ہوئی اور جو خیالات
میرے دل و دماغ کو گھیرے ہوئے تھے کسی قدر کم ہو گئے شمس جنی
نے کہا الحمدللہ یہ خداوند کے نام پاک کی برکت ہی۔ یہ فرمایئے کہ اب
آپکو کسی فکر اور تردد باقی ہی شاہزادے نے کہا کہ اسوقت

نادرہ بانو ■ گج ابرو سے کسی طرح ملاقات ہونا چاہتا ہون اسلیے کہ مین گج ابرو کو طفل اپنی خواہر کے سمجھتا ہون شمس جنی شاہزادے کی یہ آرزو سنکر زیر لب مسکرا دیے اور کہا کہ مین آپ کو ایک اسم بتاتا ہون اسکو با وصف جملہ شرائط طہارت اگر آپ تین روز بلاناغہ ایک مقام خاص مین بیٹھکر ایک خاص وقت مقرر کرکے پڑھینگے تو اس اسم شریف کی برکت سے مجکو یقین کلی ہی کہ اگر ایک پہاڑ کو اپنی جگہ سے ٹل جانے کی تمنا فرماینگے تو پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ضرور ٹل جائیگا شاہزادے نے کہا کہ ہان مین تہ دل سے پڑھونگا اور تین دن کیسے تیس دن پڑھونگا۔ بعد اسکے شاہزادہ بموجب ہدایت شمس جنی دریا سے غسل کرکے اسی کاغذی منڈھیا مین جو اسمار الٰہی کی برکت سے شمس جنی نے استادہ کی تھی آکر بیٹھے اور شمس جنی نے اسم مذکور تلقین کیا شاہزادے نے لبعد ادائے نماز مغرب کے نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ بڑے ذوق وشوق سے اس اسم کو شروع کردیا اور تین روز برابر مغرب کی نماز ادا کرچکنے کے بعد پڑھا تیسرے روز جب وہ اسم تمام کیا تو از غیب ایک مرغ زرین بال پیدا ہوکر شاہزادے کے حضور مین حاضر ہوا اور اپنی زبان حال سے یون عرض کیا کہ ای شاہزادے مجکو آپ نے یاد فرمایا مین حاضر ہون شمس جنی نے شاہزادے کو اشارہ کیا کہ آپ کا جو مطلب ہی وہ اس مرغ کے روبرو بیان فرمایئے شاہزادے نے مرغ سے کہا کہ مجکو نادرہ بانو گج ابرو کے مکان پر پہونچا دے مرغ نے کہا کہ بسم اللہ تشریف لے چلیے یہ کہکر اپنی پیٹھ پر شاہزادے کو بٹھا لیا اور تھوڑی دیر نہ گذرنے پائی تھی کہ نادرہ بانو کے باغ مین شاہزادے کو پشت پر سوار کیے ہوے جا اترا نادرہ بانو کی نظر جو یکایک شاہزادے پر پڑی تو متعجب ہوکر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور تھوڑی دور چمنستان تک برسم استقبال شاہزادے کے قریب آکر نہایت گرمجوشی اور بڑے تپاک اور محبت سے شاہزادے کو سلام کیا اور یہ شعر زبان پر لائی کہ ؎ رواق منظر چشم من آشیانۂ تست کرم نما وفرود آکہ خانہ خانۂ تست ✣ بعد اسکے شاہزادے کو اپنی بارہ دری کے اندر لیگئی اور صدر مسند پر رونق افروز کیا اور خود بائین مسند مؤدبانہ بیٹھی اور یون عرض کیا کہ آپ یہان تک کیونکر اور کس ذریعہ سے تشریف لائے اور کس نے آپ کو میرے مکان کی رہنمائی کی کہ آپ مجھ کنیز تک پہونچے ؎

یہ وہ مکان ہو کہ اہم تک جہاں نہ پہونچے جس تک کسی بشر کا
وہ کونسا خضر رہنما ہے جسنے بتایا ہمارے گھر کا

شاہزادے نے صاف صاف جو واقعہ تھا بیان کیا کہ مرغ زرین بال مجکو اپنی پشت پر سوار کرکے تمھارے باغ تک لایا اور شمس جنی نے مجھے ایک اسم بتایا

جس اسم کے پڑھنے سے مرغ زرین بال میرا مسخر ہو کر میرے پاس حاضر ہو گیا تھا
ای خواہر دلنواز میں تجھے دیکھ کر بہت ہی محظوظ و مسرور ہوا نادرہ بانو نے
ایک رقعہ فوراً لکھ کر اپنی ایک خواص کو دیا وہ خواص رقعہ لیکر روانہ ہوگئی ایک
ساعت کے بعد شاہزادے کیا دیکھتے ہیں کہ پردہ یکایک اٹھا اور حوریا جنی
نادرہ بانو کی ماں پردہ کے اندر سے نکلکر باہر آئی اور اسکا باپ اسرار جن بھی
اسکے ساتھ آیا نادرہ بانو نے شاہزادے سے عرض کیا کہ یہ میری والدہ ماجدہ
اور یہ میرے والد بزرگوار ہیں نادرہ کے یہ کہتے ہی شاہزادہ اپنے مقام سے سروقد
ان دونوں کی بزرگداشت کے لیے اٹھ کھڑا ہوا اسرار جن نے ہر چند بہت اصرار
کیا کہ آپ تکلیف نہ فرمائیں مائیں یہ آپ کیا غضب کرتے ہیں کہ ہماری
تعظیم کے واسطے اٹھتے ہیں ہم تو آپ کے نمکخوار ہیں فرمانبردار ہیں۔ حوریا جنی
نے آتے ہی شاہزادے کی دونوں ہاتھوں سے بلائیں لیں اور شاہزادے کو
مسند پر بٹھا کر خود بھی بائیں مسند نادرہ بانو کی طرح بیٹھ گئی اور شاہزادے سے
آنے کا باعث دریافت کیا شاہزادے نے وہی روایت حرف بحرف بیان کی
جو نادرہ بانو سے کہی تھی بعد اسکے حوریا جنی نے نادرہ کو آنکھ کا اشارہ دیا
کہ نادرہ بانو تو اٹھکر اس مقام سے کسی دوسرے کمرے میں کسی کام کے حیلہ
سے چلی گئی اور اسرار جنی نے اس اسرار غیبی کو جو پوشیدہ تھا شاہزادے پر
ظاہر کیا اور یوں کہا کہ جس سے نادرہ بانو منسوب ہے وہ میرا بھتیجا ہے اسکی
شادی آپ ہی کے آنے پر منحصر کی گئی تھی کہ طلسم کے فتح کرنے کے بعد جب
آپ رونق افروز ہونگے تو اسکی شادی کی جائیگی کہ شاہزادے نے یہ تقریر
اسرار جن کی سنکر اور بے اختیار ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر اسرار جن
سے سوال کیا کہ ای بزرگوار بھلا یہ تو بتلائیے کہ ہماری شادی بھی کبھی ملکہ سرخ پوش
سے ہوگی یا نہیں شاہزادے کے اس سوال کو سنکر حوریا جنی نے اپنا سر جھکا لیا
اور اسرار جن ہنس دیا اور کہا کہ کیسے سمجھدار ہیں جب حضور ماشاءاللہ
طلسم کو فتح کرینگے اور طلسم کشا لقب ہو جائیگا اسوقت ملکہ سرخ پوش
خود بغیر بلائے حضور کی خدمت عالی میں لونڈی کے مانند حاضر ہوگی آپ اسقدر
گھبراتے کیوں ہیں۔ پھر شاہزادے نے دوسرا سوال اسرار جن
سے کیا کہ ایک دوست میرا معبد گا ▪ سامری میں بصورت ایک انیست
کے قیام پذیر تھا اور اسی معبد گا ▪ سامری سے اسکو ایک پنجہ آکر بے وقت
اٹھا لے گیا تھا مجھے اپنے اس دوست کی بھی بہت بڑی فکر ہے اسرار جن
نے یہ سوال سنکر جواب دیا کہ شاہزادے آپ اس تھوڑی سی بات کے لیے
کیوں فکر و تردد میں ہیں میں آپ کے اس دوست کو ابھی اسی دم بلائے لاتا ہوں

یہ کہکر شاہزادے کے پاس سے اُٹھکر روانہ ہوگیا اور تھوڑی ہی دیر کے بعد نعمان کو اپنے ہمراہ لیکر واپس حاضر ہوا نعمان نے آتے کے ساتھ ہی شاہزادے کو نہایت ادب و تعظیم کے ساتھ سلام کرکے مراسم قدمبوسی ادا کیے بعد اسکے عرض کیا کہ حضور اُس روز ملکہ کے روبرو سے مجکو یہی اسرار جن جاکر اپنے یہان اُٹھا لائے اور اُس روز سے آج تک مجکو نہایت درجہ راحت اور آرام کے ساتھ رکھا اور انتہا مرتبہ کی خاطر و مدارات سے پیش آتے رہے اور گاہ و بیگاہ مجکو یہ مژدہ دیتے رہا کرتے تھے کہ تم گھبرانا نہین ہر طور سے خاطر جمع رکھنا تمہارے شاہزادے عنقریب خود ہی یہان تشریف لائینگے چنانچہ آج حضور کی خدمت مین حاضر کردیا اور اللہ پاک کا ہزار ہزار شکر ہے کہ آپکی زیارت نصیب ہوئی۔ شاہزادہ نعمان سے ملکر بہت ہی خوش ہوا اور اسرار جن کا شکریہ ادا کیا۔ بعد اسکے اسرار جن نے ایک منقش انگوٹھی اور بازوبند نہایت ہی گرانبہا شاہزادے کے حضور مین بتقریب نذر پیشکش کیا اور یون کہا کہ یہ بازوبند میری طرف سے شمس جنی کے بازو پر خاص اپنے دست مبارک سے باندھ دیجیے گا اور یہ انگوٹھی بھی خاص اپنے دست مبارک سے شمس جنی کے ہاتھ مین پہنا دیجیے گا شمس جنی حضور کی نہایت درجہ اطاعت اور خبرداری کریگا اور میرا ظاہر ہوجانا ہنوز مناسب وقت نہین ہے یہ کہکر خود شاہزادے سے رخصت ہوگیا اور رحو رہا جنی اور نعمان دونون کو اپنے ہمراہ لیتا گیا بعد اسکے نادرہ بانو حاضر ہوئی اور طرح طرح کے طعامہاے لطیف و لذیذ حاضر کرکے شاہزادے کو قسمین دے دیکر کھلائے جب شاہزادہ کھانے سے فارغ ہوچکا تو مونسی اور رقص و سرود کی صحبت گرم ہوئی۔ جسوقت گائن نے میر کی اس غزل کو شروع کیا کہ غزل

خم رہا جبتک کہ دم میں دم رہا	دل کے جانیکا نہایت غم رہا
سنتے ہین لیلیٰ کا خیمہ تھا سیاہ	اسمین مجنون کا صدا ماتم رہا
میرے رونیکی حقیقت جسمین تھی	ایک مدت تک وہ کاغذ نم رہا
داوری دیکھی رخسار یار	آنکھ کی پتلی کا تل وان جم رہا
میرے رونے پر جو اُسنے ہنس دیا	برق چمکی ابر باران تھم رہا
صبح گذری شام ہونے آئی میر	تو نہ چونکا اور بہت دن کم رہا

شاہزادے کو اس غزل کے ہر ہر شعر ہر ہر مصرع ہر ہر لفظ پر اسقدر وجد پیدا ہوا اور اسقدر بیخودی اور وارفتگی کی حالت طاری اور ساری ہوئی کہ نادرہ بانو گھبرا گئی اور اپنے جی مین کہنے لگی کہ خدا خیر کرے ایسا نہو کہ شاہزادے کے دشمنون کی حالت وجد و حال بڑھتے بڑھتے دیوانگی اور جنون کی حد تک پہونچ جائے اور خوشی و عیش و عشرت مین

ایک جا نگزا اور روح فرسا رنج صورت دکھاے یہان تک کہ جب دیکھا کسی طرح
شاہزادہ اپنے ہوش مین نہین آتا ہی بلکہ وارفتگی کا عالم اور بڑھتا ہی چلا جاتا ہی
تو مجبور ہوکر گائن کو اشارہ دیا کہ خاموش رہے جس سے شاہزادے کی حالت بدلے
مگر جب گائن خاموش ہو رہی تو نادرہ کی خواصون مین سے ایک آزمودہ کار
خواص نے گائن کی طرف گھورکر کہا کہ یہ کیا غضب کر لی ہو خاموش کیون
ہو رہین گائن نے آہستہ سے کہا کہ مین کیا کرون نادرہ بانو نے خود چپ
ہو رہنے کا اشارہ دیا ہین چپ ہو رہی جب خواص نے یہ سُنا تو جلدی سے
جست کرکے نادرہ بانو کے حضور مین گئی اور کہا کہ حضور نے یہ کیسا ستم کیا
کہ شاہزادے تو وجد و حال کی کیفیت مین ہین اور آپنے گائن سے گانا
موقوف کرا دیا شاید آپ کو یہ قاعدہ معلوم نہین کہ جب کسی کو کسی شعر
کے مضمون پر وجد و حال آتا ہی تو پھر وہ ہی شعر بار بار گانے والا گاتا ہی
اور جسوقت تک وہ وجد و حال کی کیفیت کم اور فرو نہین ہو چکتی ہی
برابر اسی شعر کی تکرار کیے چلا جاتا ہی کیونکہ اُس شعر کو چھوڑ کر دوسرا شعر
شروع کر دینے مین بھی سامع کو سخت روحانی تکلیف عارض حال ہو جاتی
ہی نہ کہ گانا ہی یکقلم موقوف کرا دینا ایسین تو خدانخواستہ سامع کی جان کا
بہت بڑا خوف ہی خواص کی یہ گفتگو سُنکر نادرہ بانو کے حواس خمسہ اڑگئے
اور گائن سے کہا کہ جلدی سے وہی شعر شروع کر دے جس شعر کو سُنکر شاہزادے
کی حالت مین زیادہ تغیر پیدا ہو گیا تھا اور جب تک شاہزادے کی حالت نہ
سنبھلے اسوقت تک وہی شعر برابر گاے چلی جا۔ گائن نے مقطع کی رٹ لگا دی
جس سے معلوم ہوا کہ اس غزل کے مقطع ہی پر شاہزادے کی حالت مین
سخت تغیر پیدا ہوا تھا بارے جب گانا پھر شروع ہو لیا اور دس بارہ مرتبہ
گائن نے مقطع کو جی توڑ توڑ کے گایا اسوقت بجسم آنکہ آگ کا جلا ہوا آگ ہی
سے اچھا ہوتا ہی شاہزادے نے سر اٹھایا اور اس سخت انقباض مین جو گانا دفعۃً
موقوف ہو جانے کے سبب سے شاہزادے کے عارض حال ہو گیا تھا تغیر پیدا ہونے لگا
اور رفتہ رفتہ پھر ایک انبساط کی کیفیت پیدا ہونی شروع ہو گئی نادرہ بانو
نے اُس خواص کو بہت کچھ انعام دیا اور بہت کچھ شکریہ بھی ادا کیا کہ
تیری آزمودہ کاری نے اس موقع پر بہت بڑا فائدہ دکھایا ورنہ خدانخواستہ
شاہزادے کے دشمنون کی جان ہی گئی تھی۔ جب نادرہ نے دیکھا کہ شاہزادے
کی حالت بہت اچھی طرح سنبھل چکی اسوقت شاہزادے سے دست بستہ
عرض کیا کہ اگر مزاج مبارک کے خلاف نہو تو آپ تھوڑی دیر قیلولہ فرمایئے
اور گانے کے برخاست ہونے کی اجازت دیجیے کیونکہ اس غزل کے مضامین

نے حضور میں بہت بڑا تغیر اور ایک بیخودی کا عالم پیدا کر دیا تھا افسوس میں کیا جانتی تھی کہ اس غزل سے حضور کے دشمنوں انکے دل و دماغ کو اس قدر تکلیف ہوپہنچے گی ورنہ پہلے سے ہرگز اس غزل کو شروع ہی نہ کرنے دیتی شاہزادے نے کہا کہ واہ واہ جو زیادہ ایک خواہش کھانے لوگوں انواع اقسام کے لطیف و لذیذ تنے ہیں آراستہ اور میں نے کھائے بھی اور محظوظ بھی ہوا لیکن جس قدر لطف اس گانے کی دعوت سے حاصل ہوا ہے کھانے کا حظ اسکا عشر عشیر بھی نہیں ہوسکتا اگر خواہش کھانا تو فقط جسم اور اعضا کی غذا ہے گانا خاص روح اور دل اور جان کی غذا ہے خصوصاً اس پیاری غزل سے جو حظ روح کو حاصل ہوا ہے وہ لطف شاید مجھکو اپنی تمام عمر بھی نہیں بھولے گا۔ اور میں قیلولہ نہیں کرونگا نہ گانے کے برخاست ہونے کی اجازت دونگا تمکو قیلولہ دیلولہ سے غرض ہی یا میرے دل میری روح کے محظوظ ہونے سے مطلب ہے نادرہ نے عرض کیا کہ نہیں حضور کی خوشی سے فرض ہے شاہزادے نے کہا جلوس فراغت ہوئی میری خوشی تو یہ ہے کہ آج اس وقت سے کل اسی وقت تک ایک نشست سے بیٹھا ہوا گانا ہی سنتا رہوں کھانا بھی نہ کھاؤں حوائج ضروری کے لیے بھی گانے کی مجلس سے اٹھکر دم بھر کو نہ جاؤں نادرہ نے جب دیکھا کہ شاہزادے کا دل حد سے زیادہ گانے میں لگا ہوا ہے تو شاہزادے سے صرف یہ کہکر خاموش ہو رہی کہ میری راضی ہیں ہم آپکی بن جسمیں نری رضا ہے مگر شاہزادے کی نظر بچا کر گائنوں کو چپکے چپکے خوب نمائش کردی کہ حتی الامکان اُسی قبیل کی غزلیں خواہ ٹھمریاں گائیں جنمیں وصلت کی خوشیوں کے اور عیش و طرب کے مضامین ہوں ہجری اور مفارقت کے دل آزار مضامین کی کوئی غزل کوئی ٹھمری ہرگز نہ گائیں تاکہ شاہزادے کو تکلیف اور وجد کی کیفیت نہو بلکہ اگر کیفیت بھی ہو تو روح بخش اور فرحت افزا کیفیت ہو غرض اس غزل کے بعد اسی قبیل کی فرحت افزا اور سرور بخش غزلیں گائی جاتی رہیں جیسی نادرہ نے نمائش کردی تھی اور شاہزادہ ایک سرور کی حالت میں ایک حد اعتدال کے ساتھ جھومتا رہا کہ دفعتًہ ایک شوخ مزاج گائن نے پھر میر کی یہ غزل شروع کردی کہ غزل

جو یوں شور سے میر روتا رہے گا	تو کا ہے کو ہمسایہ سوتا رہے گا
میں وہ رونے والا اٹھا ہوں جہاں سے	جسے ابر ہر سال روتا رہے گا
تو یوں شوق سے میر کو دے نہ گالی	جو ہمکو کہے گا وہ ہوتا رہے گا

اس غزل کے شروع ہوتے ہی شاہزادے کی آنکھوں سے آنسوؤں کا مینہ برسنا شروع ہوگیا اور نادرہ کے زانو پر سر رکھکر خوب رویا شاہزادے کی یہ حالت دیکھکر اور شاہزادے کے سر کو اپنے زانو پر پاکر نادرہ کی طبیعت

بھی یکایک قابو سے باہر ہو گئی اور دونون سسکے رونون، سقدر زار قطار روئے کہ
ان دونون کی حالت دیکھکر سارے جلسہ کی طبیعت بے اختیار ہو گئی اور ہر ایک
خواص کی آنکھون سے یون آنسو جاری ہوگئے کہ معلوم ہوتا تھا موتیون کی
لڑیان ہین کہ نکلتی چلی آتی ہین یا پانی کے چشمے ہین جنمین سے پانی ابلکر بہتا ہی چلا
آتا ہی یہان تک کہ خود گانیون کا یہ حال ہو گیا کہ ہر ایک گانا رونے رونے
بجز ہو ہو گئی اور عجیب طرح کا سمان بندھا ہوا تھا کہ یکایک صبح کی نوبت بجنا
شروع ہوئی نوبت کی آواز نے شاہزادے کو دفعۃً یون ہوشیار کردیا جیسے
کوئی کسی سوتے ہوے کو ٹھوکا دیکر یکایک جگا دیتا ہی اور چونکنے کے ساتھ ہی
آسمان کی طرف جو نظر گئی تو دیکھا کہ سارے تارے شمع سحر کے مانند جھلملا رہے
ہین شاہ خاوران کی آمد آمد کے تمام آثار پائے جا رہے ہین جلدی سے نادرہ
کو بھی شانہ پکڑکر ہلایا گانے نچنے کے برخاست ہونے کا حکم دیدیا اتنے مین
صبح کا ستارہ چمکا شاہزادے نے تہیۂ نماز صبح کرکے وضو کیا پہلے نماز صبح
ادا کی پھر مختصر سا وظیفہ پڑھا پھر نادرہ کو نزدیک بلایا اور بڑی شفقت اور
پیار و اخلاص سے فرمایا کہ ای خواہر عزیز لو اب ہم رخصت ہوتے ہین تمہین حافظ
حقیقی کی حفاظت اور نگہبانی مین سونپا ملکہ نادرہ بانو رخصت کا لفظ سنتے ہی
آنکھون مین آنسو بھر لائی اور ہر چند روکا مگر شاہزادے نے نہایت نرمی
اور محبت کے الفاظ مین زیادہ قیام کرنے کی نسبت عذر کیا غرض دیر تک
ملکہ کی جانب سے ٹھہرانے پر اصرار اور ادھر سے انکار رہا آخرکار ناچار
نادرہ بانو کو رخصت ہی کرتے بن پڑا شاہزادے نے رخصت ہوتے ہی وہی اسم
پڑھا پڑھنے کے ساتھ ہی مرغ زرین بال آکر حاضر ہو گیا شاہزادہ بدستور
اسکی پشت پر سوار ہوا مرغ زرین بال گرم رفتار ہوا شاہزادے کے
جاتے ہی گانیین انواع عطیات ملکہ سے مالا مال خرم و خوشحال اپنے اپنے
گھر گئین خواصین بھی رات بھر کی جاگی تھکی ماندی اپنی اپنی جگہ جا جا کر لیٹ
رہین جب سب اپنی اپنی طرف جا چکین تو نادرہ بانو بھی شاہزادے
کی جدائی کے رنج و الم سے ہم آغوش رات کی محفل کا سمان یاد کرتی
اور یہ شعر پڑھتی ہوئی کہ ؎ شب وصلت برنگ خواب تھا سامان
تھا پانہ ✤ سحر ہوتے نہ ساقی تھا نہ شیشہ تھا نہ پیمانہ ✤ اسی مسند زرنگار
کے تکیہ پر سر رکھکر اور منہ لپیٹ کر پڑ رہی۔ ادھر شاہزادے با دل و جان
شادان و فرحان اسرار جن کا دیا ہوا بازوبند اور انگوٹھی ہاتھ مین لیے
ہوے اپنے اسی کاغذی مکان کے دروازہ پر آکر اترے اور اترنے کے
ساتھ ہی چاہتے تھے کہ مکان کے اندر قدم رکھین کہ اتنے مین شمس جنی جست

کرکے جلدی سے در خیمہ پر برسم استقبال آپہونچا اور شاہزادے کا ہاتھ پکڑے ہوئے
اندرون خیمۂ کاغذی لے گیا خیمہ مین آتے ہی شاہزادے نے وہ بازوبند شمس جنی
کے بازو پر خود اپنے دست مبارک سے باندھا اور انگوٹھی بائین ہاتھ کی چھنگلیا مین
بسم اللہ کرکے پہنا دی اور کہا کہ مین نے اسرار جن کی طرف سے اسرار جن کی
ہدایت کے موافق چڑھاوے کی رسم ادا کردی آپ کو مژدہ ہو اور مبارک ہو کہ نادرہ بانو
کے ساتھ آپ ہی کا عقد نکاح ہوگا اور چونکہ نادرہ بانو بجائے میری خواہر عزیزہ
کے ہے اسلیے مین اسکی شادی کی تقریب مین بھی بشرط حیات مستعار ضرور ضرور
شریک ہونگا شمس جنی نے نہایت ادب اور شرم سے جھک کر سلام کیا
اور کہا کہ یہ سب تو ہوتا رہے گا لیکن اب حضور فتاحی طلسم پر توجہ کرین اور
فتاحی طلسم کی نسبت کچھ فکر فرمائین شاہزادے نے کہا کہ جو کچھ تم بتاؤ اسکو مین
بجا لاؤن شمس جنی نے عرض کیا آپ کے بزرگون کا عملدرآمد ہمیشہ سے یون ہوتا
چلا آیا ہے کہ سب سے پہلے ایک خاص عبادتگاہ قرار دیتے ہین اور اسی عبادتگاہ
مین بیٹھکر نہایت خشوع اور خضوع کے ساتھ درگاہ قاضی الحاجات اور کافی المہمات
مین استغاثہ کرتے ہین پھر اس عبادتگاہ مین موقع عبادت پر جو کچھ ایمائے غیبی ہوا
کرتا ہے اسی ایمائے غیبی کی تعمیل مین مصروف ہوجاتے ہین شاہزادے نے شمس جنی
کی زبان سے یہ تدبیر سنتے ہی اسی روز ایک مقام خاص کو عبادتگاہ قرار
دیا اور جب دن تمام ہوا اور عابد شب زندہ دار ماہ نے عبادتگاہ فلک پر
اپنا نورانی مصلیٰ بچھایا اور ہر ایک تارہ اپنے زاویہ مین مصروف عبادت
حق ہوا شاہزادے نے نماز مغرب ادا کی اور اسی عبادتگاہ مین بیٹھکر بکمال خشوع
وخضوع حسب دستور اپنے بزرگون کے بحضرت کافی المہمات رجوع کی اور
دست انابت بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کرکے یون عرض کرنے لگے کہ ای کس
بیکسان وای دادرس غریبان وای فریادرس مظلومان تو اپنی قدرت کاملہ
اور اپنی عنایات شاملہ سے میرے اس عقدۂ لاینحل کو مجھ پر سہل وآسان فرمادے
اور اس طلسم کے فتح ہوجانے کی تدبیر بتادے اور اسیطرح الحاح وزاری
اور گریہ و بیقراری مین تمام شب بسر کرکے قریب صبح بے اختیار اپنے مصلے
پر سوگئے اور آنکھ لگتے ہی عالم خواب مین کیا دیکھتے ہین کہ ایک مرد بزرگوار
جنکے چہرۂ منور سے نشان نجابت وشرافت وبزرگی یون آشکار ہے جیسے
آفتاب سے پرتو اور ماہتاب سے ضیا یکایک سامنے سے تشریف فرما ہوئے شاہزادے
نے اسی خواب کے عالم مین سروقد کھڑے ہوکر اُن بزرگوار کی تعظیم کی اور
آداب تسلیم بجا لائے اُن بزرگوار نے جواب سلام دیا اور بکمال شفقت نہایت
نرم الفاظ مین یون ارشاد فرمایا کہ ای صاحبزادے رسید مژدہ کہ ایام غم نخواہد ماند

جنان نماند وچنین نیز ہم نخواہد ماند * مژدہ باد کہ مجیب الدعوات کے لطف
وکرم سے تمہارا تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچا اور مجکو الہام فرمایا گیا کہ فوراً
جاؤ اور شاہزادے کو بشارت دو آگاہ کرو تاکہ شاہزادہ اپنے کام کی انجامدہی
مین مشغول ہو جائے شاہزادے نے اس خوشخبری اور مژدہ رسانی کے شکریہ
مین بھر تسلیم کی اور عرض کیا کہ حضور کے اسم مبارک سے آگاہ ہونے کا آرزومند ہون
مرد بزرگوار نے فرمایا کہ مجکو سلیمان کہتے ہین اور آصف بن برخیا میرا وزیر تھا چنانچہ
یہ طلسم جسکی فتاحی کے آپ عازم اور آرزومند ہین اسی آصف بن برخیا کا
قائم اور تیار کیا ہوا ہے۔ مین بحسب الہام ومشیت حاکم بے نظیر ایک پرچہ آپکے
سرھانے رکھے جاتا ہون جیسا کچھ کہ اس پرچہ مین لکھا ہوا ہو اسی کے موافق
کارروائی کیجیے اور اگر مندرجہ پرچہ کے خلاف کوئی کارروائی ہوئی تو یقیناً
دھوکا کھائیے گا سخت پریشان وسرگردان ہو جائیے گا۔ جب سلیمان یہ سب
ہدایت فرما چکے اسوقت شاہزادے نے اپنے جی مین یہ ارادہ کیا کہ کسیطرح
ملکہ سرخ پوش کا حال بھی ان بزرگوار سے دریافت کرنا چاہیے کہ آیا میرا عقد
ملکہ سرخ پوش سے ہوگا یا کیا صورت پیش آنے والی ہے لیکن اسکے ساتھ ہی
ادب اور تہذیب اس سوال کرنے کی مانع ہوئی اور اب شاہزادہ اس کشاکش
مین مبتلا ہو گئے کہ ایک طرف شوق دل تو یہ تقاضا کر رہا ہے کہ جسطرح ممکن ہو
بزرگوار سے ملکہ سرخ پوش کے معاملہ عقد کو ضرور استفسار اور تحقیق کرنا چاہیے
اور ایک طرف ادب وتہذیب دونون دانتون مین انگلیان دبا رہے ہین کہ ہرگز
اتنے بڑے بزرگوار کے حضور مین اس قسم کے معاملات کی نسبت زبان بھی نہ کھولنا
چاہیے یہان تک کہ شاہزادہ اس کشمکش مین عرق عرق ہو گیا اور اسار ہر وجہ
سے تغیر اور تردد کے آثار صاف نمایان ہو گئے مرد بزرگوار نے اپنی فراست
اور ادراک سے شاہزادے کے بے موقع تغیر اور تردد کو معلوم کرکے کمال مہربانی
سے پوچھا کہ شاہزادے اس عین خوشی اور انبساط کے موقع پر آپ مین تغیر
اور تردد کے آثار پائے جاتا یعنی یہ آپ کسی امر مین کچھ تامل نہ کیجیے جو کچھ مجھ سے
دریافت کرنا ہو دریافت کیجیے مین خود اجازت دیتا ہون جب مرد بزرگوار
نے یون فرمایا تو شاہزادے کے جی مین جی آیا اور سمجھ گیا کہ یہ مرد بزرگوار اپنی
روشندلی سے ضرور میرے مافی الضمیر کو جان گئے پھر اب پوچھنے مین کیا مضائقہ
ہے شاہزادے نے کمال حیامندی سے سر جھکا کر پوچھا کہ حضور مین وہ نیز
بمقتضائے ادب وتہذیب یہ سوال نکر سکتا تھا کہ آیا میرا عقد نکاح ملکہ سرخ پوش
سے ہوگا یا نہوگا بزرگوار شاہزادے کا یہ سوال سنکر بیساختہ زیر لب
مسکرائے اور مسکراتے ہی شاہزادے کی نظرون سے اوجھل ہو گئے اور

ادھر انکے اوجھل ہونے کے ساتھ ہی شاہزادے کی آنکھ کھل گئی تو دیکھا کہ نماز صبح کا وقت قریب آگیا سفیدہ صبح تک نمودار ہونے لگا شاہزادے نے فوراً اُٹھکر وضو کیا اور نماز صبح پڑھی اور نماز پڑھتے ہی سرہانے کے نیچے ہاتھ ڈالکر دیکھا تو ایک پرچہ کاغذ کا پایا اور اپنے دل مین کہا الحمد للہ کہ یہ خواب رویاے صادق تھا شمس جنی کو آواز دی انکے آواز دیتے ہی شمس جنی آکر حاضر ہوا شاہزادے نے بغیر اسکے کہ شمس جنی سے ہمکلام ہون وہ پرچہ بغیر پڑھے انکے ہاتھ مین دے دیا شمس جنی نے پرچہ پڑھا اور مبارکباد دی کہ اب عقدہ لاینحل آپ کا قاضی الحاجات کے لطف و کرم سے حل ہوگیا۔ شاہزادے نے کہا کہ ہان فتح طلسم کا عقدہ تو ضرور ہی انشاء اللہ العزیز حل ہوجائیگا اور غالباً اس پرچہ مین اسی عقدہ کے حل کرنے کے تدابیر کی نسبت شرح و تفصیل ہوگی لیکن مجکو اس معاملہ مین نہایت تردد ہو گیا کہ جب مین نے ملکہ نوبہار کے ساتھ اپنے عقد نکاح کے ہونے نہونے کا حال دریافت کیا تو سلیمان سُنکر اسے ہوے فوراً میری نظرون سے غائب ہوگئے اور انکے تشریف لیجاتے ہی میری آنکھ کھل گئی شمس جنی نے شاہزادے کی یہ تقریر سُنکر عرض کیا کہ حضور بھلا انبیاء اللہ کے حضور مین آپ ایسے عالی وقار کو اس قسم کا سوال کرنا چاہیے تھا جو آپ نے کیا۔ شاہزادے نے کہا کہ بیشک تمھارا یہ کہنا بہت صحیح اور درست ہے کہ ایسے سوالات ان ایسے بزرگوارون کی خدمت مین عرض کرنا البتہ ایک درجہ کی گستاخی سے خالی نہین ہے اور مین کبھی ہرگز یہ سوال نکرتا گو مجکو تمنا ضرور رہ جاتی لیکن حضرت نے تو میرے ما فی الضمیر سے بقوت مکاشفہ و کرامات آگاہ ہوکر خود مجکو اجازت دی کہ جو کچھ سوال جس قسم کا کرنا ہو بے تامل کرو میری طرف سے ہر قسم کے سوال کرنے کی اجازت ہے مگر حضرت کے اس ارشاد پر بھی مین نے شرماکر یہی عرض کیا کہ بیشک مجکو ایک اور سوال بھی حضور مین کرنا مقصود تھا لیکن ویسے مین اسی تردد مین ہون کہ ادب و تہذیب اس سوال کے عرض کرنیکی جسارت نہین ہوتی جب اس گزارش پر حضرت نے بہ کمال شفقت فرمایا کہ نہین تم ضرور جو کچھ سوال کرنا ہے کرلو اُسوقت بھی مین نے مودبانہ سر جھکا کر ملکہ سے اپنے عقد ہونے نہونے کا حال استفسار کیا مگر اس سوال کو سُنتے ہی حضرت مسکراتے ہوئے غائب ہوگئے۔ شمس جنی نے یہ سب بیان سُنکر پوچھا کہ کیا پرچہ مین اپنے حضرت نے اس سوال کی نسبت کوئی جواب اشارۃً خواہ صراحۃً نہین تحریر فرمایا۔ شاہزادے نے کہا مین نے ابھی تک پرچہ پڑھا ہی نہین ممکن ہے کہ تمھارا منشا غالباً صحیح ہو تعجب نہین کہ پرچہ مین اس سوال کی نسبت بھی کوئی جملہ تحریر ہو کیونکہ باوجود باصرار مضمون سوال استفسار کرنے کے بھی حضرت کا سوال کو سُنکر کوئی جواب نہ عنایت فرمانا

اور مسکراتے ہوئے تشریف لیجانا فرمایا اس امر کی بین دلیل ہے کہ غالباً اس امر کی نسبت بھی کچھ نہ کچھ شفا بخش مضمون پرچہ مین درج ہوگا۔ یہ کہکر شاہزادے نے پرچہ کو پڑھنا شروع کر دیا لکھا تھا کہ علی الصباح فریضۂ صبح ادا کرکے تم داہنی جانب جانا اور یہ اسم جو ذیل مین لکھا ہے پڑھنا اس اسم پڑھنے کے بعد دور سے ایک میل آہنی نظر آئے گا اور اس میل آہنی پر ایک میمون (بندر) بیٹھا ہوگا وہ میمون تمکو دیکھتے ہی میل آہنی کا پٹرہ ہٹا کر میل آہنی کے خول کے اندر کود جائیگا اور وہی میل آہنی دہانۂ طلسم ہے لہذا تمکو لازم ہے کہ جون ہی تمکو دیکھکر وہ میمون خول مین کود جائے نہایت تیزی کے ساتھ دوڑکر اس میل آہنی کو کھینچکر زور سے زمین پردے مارو تاکہ وہ میمون اسی میل کے اندر اسکے صدمہ سے ٹکرا کے نیست و نابود ہو جائے اور دہانۂ طلسم کے اندر نہ جانے پائے نام اس میمون (بندر) کا میمون جادو ہے کیونکہ اگر میمون دہانۂ طلسم مین پہونچ گیا تو پھر ہرگز تمکو دہانۂ طلسم نہ مل سکیگا بھٹکتے ہی پھروگے۔ جب وہ میمون ہلاک ہو جائے اسوقت دہانۂ طلسم مین کود پڑنا تمھارے کودتے ہی سامنے سے ایک پیل دمان اپنے مُنھ سے بذریعہ سونڈ کے شعلہ ہائے آتش نکال نکال کر تمھاری جانب بھپکتا ہوا آئے گا وہ پیل دمان تمھین اپنی سونڈ کا گھونسا بنا کر مارے گا تمکو چاہیے کہ کمال چستی اور چالاکی کے ساتھ اسکے حربہ کو خالی دیکر اور پھرتی اور تیزدستی سے اسکی سونڈ پکڑ کر ایک جھٹکا مارنا اور یہ دعا پڑھتے جانا با فضال ایزد متعال اس دعاے پاک کی برکت سے وہ پیل دمان ہمہ تن آتش ہو کر جل جائیگا جب وہ جلکر خاکستر ہو جائے تو اسکی خاکستر کو ٹٹولنا اس خاکستر مین لوح طلسم تمکو دستیاب ہوگی۔ شاہزادے نے جب یہ سارا مضمون اس پرچہ کا اچھی طرح سے اپنے ذہن نشین کر لیا اسی وقت درگاہ کافی المہمات مین مہم طلسم کی فتح آسان ہونے کےلیے بکمال خشوع و خضوع مناجات اور دعا کرکے تہیۂ طلسم ثانی مصمم کر لیا اور بسم اللہ الرحمن الرحیم نصر من اللہ فتح قریب تین بار پڑھکر داہنی جانب قدم بڑھایا اسکے قدم بڑھاتے ہی شمس جنی بھی اسکے قدم بقدم اسکے ساتھ ہی روانہ ہوے اور اس اسم کو پڑھنا شروع کر دیا یہانتک کہ میل آہنی نمودار ہوا اور جیسا کہ پرچہ مین درج تھا ایک میمون بھی اسکے اوپر بیٹھا ہوا دور سے نظر آیا اسکے نظر آتے ہی شاہزادے نے اپنا قدم اور تیز کر دیا جب قریب میل پہونچے میمون نے بہت کچھ دھمکیان دین، اور بہت سی بھبکیان پی دربے بتائین اور اپنی قوت جادوگری بھی جس قدر تھی ختم کی لیکن کوئی حیلہ اسکا کارگر نہوا اسی جادو نے ایک ذرہ برابر اثر نہ دکھایا اسوقت میمون کو یقین کلی ہوگیا کہ بلاشبہ یہی شخص فتاح طلسم ہے اور اسکے ساتھ ہی یکایک

اسپر ایسی ہیبت طاری ہو گئی کہ پرا اٹھا کر خول کے اندر کود پڑا اسکا ارادہ
کودنا تھا کہ ادھر شمس جنی نے آواز بلند شاہزادے سے کہا کہ ہاں بچے
جانے نہ پائے شمس جنی کی آواز سنتے ہی شاہزادے کی قوت اور ہمت
دوبالا ہو گئی اور یکبارگی زور کر کے ایک ہاتھ سے میل آکھیڑ لیا اور اس زور
سے زمین پر دے مارا کہ میمون اسی میل آہنی سے ٹکرا کر راہی میدان عدم
ہو گیا اور ایک آواز آئی کہ مرا کشتہ نام من میمون جادو ولود یہ آواز سنکر اور
دہانہ نقب طلسم کا کھلا ہوا پاکر شاہزادہ بسم اللہ کہتا ہوا فوراً نقب کے
اندر کودا انکے کودتے ہی شمس جنی کی طرف نظر محبت و اخلاص دیکھکر کہا کہ
شاباش مرحبا ہمنے تمامیں تم ایسے جری اور ایسے ذی شعور و شجاعت نہیں
دیکھے شمس جنی نے شاہزادے کا یہ خطاب سنکر نیازمندانہ عرض کیا
کہ جاں نثار لوگ ایسے موقع پر اپنی جان کی ایک ذرہ بھر پروا نہیں کرتے اپنے
آقاؤں کے ایک رومین پر نقد جان نثار کر گزرتے ہیں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ
دفعۃً سامنے کی جانب سے ایک سناٹے کی آواز سنائی دی اور آواز کے
ساتھ ہی شاہزادے نے نظر اٹھا کر جو دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ ایک کوہ آتش فشاں
جھپٹا چلا آتا ہے اور ایسے ہیبت ناک انداز سے آرہا ہے کہ جسکے دیکھنے سے انسان
تو انسان اگر شیر ہو تو اسکا بھی زہرہ آب ہو جائے فرط خوف سے دم بھر قدم
نہ ٹک سکے بیقرار و بیتاب ہو جائے اپنی جان لیکر یوں بھاگتا نظر آئے کہ خود
اسکا جسم عنصری بھی اسکو نہ پائے مر مر جائے لیکن واہ رے حواس
اولاد امجاد صاحبقران رشک سام و نریمان روکش رستم و دستان سرآمد پہلوانان
جہان دلیری اور شجاعت کی آبرو کون شاہزادہ عالیجاہ سکندر رستم خو کے
کہ انھوں نے پہلے جلدی سے آگے بڑھکر اور جھپٹ کر بھبکتی کے ٹھاٹ
دیو پرے سے ایک قدم داہنے بائیں ہٹکر اس کوہ آتش فشاں کو اپنی حد تک
پہونچنے نہ دیا درمیان ہی سے جاکر لیا اور للکار کر شیرانہ اور دلیرانہ ڈپٹ
سے کہا کہ بکار خود مشغول باش ابے حرامزادہ بدمعاش اس فیل آتشی نے شاہزادے
کی ڈپٹ سنتے ہی اسی مقام پر گھوم کر اور اپنی خرطوم آتش فشاں خم کرکے
گردش دی اور چاہتا تھا کہ اس گردش کے دورے سے شاہزادے کے
سر مبارک پر ختم کرے کہ شاہزادے نے اسکے وار کو خالی دیا اور بجلی کی طرح
مڑتے ہی سونڈ کو پکڑ کر بزور تمام کھینچا ادھر اس فیل نے بھی جہانتک ممکن
تھا زور کیا اور بہت کچھ چاہا کہ شاہزادے کے ہاتھ سے چھوٹ جاؤں کہ
اسی کشمکش میں شاہزادے نے ایک نعرۂ حیدری مارکر [illegible] زور جو کیا تو
خرطوم فیل کھنچکر مستک سے نکل آئی خرطوم کے مستک سے علیحدہ

ہوتے ہی شاہزادے نے وہی سونٹہ اسکی مستک پر لقوت تمام کھینچ ماری سونٹہ کا مستک پر پڑنا تھا کہ گویا ایک شعلۂ جوالہ فیل کی مستک مین لگ گیا اور اس شعلۂ جوالہ نے ملرنۂ لعین مین اس فیل دمان آتشین کو مع استخوان جلا کر خاکستر کر دیا ہنوز اسکے ڈھیر سے آگ کے شعلون کا اٹھنا موقوف نہوا تھا کہ دفعۃً وہین ایک سبز رنگ آندھی نہایت تیرہ و تار آئی اور آندھی سے یہ آواز آئی کہ مردیم و جان دادیم و بمراد خود رسیدیم نام من فیلان جادو بود افسوس کہ نشان ہست و بود بچو ساحر نامور ہم نگذاشتی جب اس آندھی کی تاریکی دور ہوئی اور روشنی پیدا ہوگئی اسوقت شاہزادے نے اس فیل دمان آتشین کی خاکستر مین ہر طرف ٹٹولنا شروع کیا ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے دیکھا کہ ایک ہیرے کے ٹکڑے پر کچھ حرف کندہ ہین شاہزادے نے اس الماس کو فوراً اٹھالیا اور اپنے رومال سے صاف کر کے پڑھا تو یہ عبارت لکھی پائی کہ آب دریاے قلزم سے جب یہ لوح الماس دھوئی جائیگی تو تمکو مفصلاً خبر دے گی شاہزادے نے جب لوح الماس مین دریاے قلزم کا نام دیکھا سخت پریشان ہوگیا پہلے کچھ دیر تک بجاے خود متامل و حیران رہا پھر شمس جنی کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ اے مخوار و فادار اس لوح الماس کے اس جملہ نے کہ جب یہ لوح آب دریاے قلزم سے غسل دیجائیگی تمکو مفصل خبر دے گی دامن امید و آرزو گوہر ہاے مقصود سے بھر دے گی۔ مجکو انتہائی فکر و تردد مین مبتلا کیا ہی ایک عجیب پریشانی اور ضغطہ کے گرداب مین ڈالدیا ہی جسوقت سے قلزم کے لفظ کو دیکھا ہی جی مین بڑا تردد اور سخت انتشار پیدا ہو رہا ہی کہ خدایا یہ عقدۂ مالاینحل ایسے نازک موقع پر کیونکر حل ہوئیگا کون اور کسطرح اس لوح کو دریاے قلزم سے دھوئیگا کجا دریاے قلزم کا کنارہ اور کجا طلسم کا دہاندہ ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا یہان سے دریاے قلزم کے کنارہ کو ہزار دن ہی نرسنگ کی دوری ہی شمس جنی ذرا غور تو کرو کہ ہمارا وہان تک سردست پہونچ جانا کس قدر دشواری کیسی مجبوری ہی گو قادر مطلق کے فضل و کرم سے مین کم ہمت نہین ہون بجدلہ اور کم جرأت نہین ہون اس مہم طلسم کشائی کی بدولت مین نے بڑے بڑے پرخوف و خطر سفر کیے ہین کہ مین ہی جانتا ہون یا میرا پروردگار کیسے کیسے دشوار گذار کوہ و دشت پا سپر کیے ہین۔ بہت بڑے بڑے مرحلہ اثناے سفر مین پیش آئے ہین لیکن کریم کارساز کی عنایت سے نہایت سے مین نے کسی موقع پر اپنا دل تھوڑا نہین کیا ہوش و حواس نہین گنوائے ہین محض بے یار و یاور یکہ و تنہائی نئی قسم کی مصیبتین جھیلتا رہا کسی سختی کے موقع پر ٹیک ذرا بھی جھجکا تو ذرا نہین مردانہ اپنی جان پیلتا رہا خواب مین بھی

کسی ہولناک مقام سے کبھی منہ نہین موڑا کسی دیو و جن کے مقابلہ مین بھی کبھی
جی نہین چھوڑا۔ مولا مشکل کشا اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب کے مدد سے
مجھ مین ہمیشہ شیرون کا سا ہمہمہ رہا شیرون سے بڑھکر خونخوارون کے مقابلہ مین بھی
میرے ثبات و استقلال کا قدم جما رہا اکثر اوقات بڑے بڑے ساحرون جادوگرون
کا مقابلہ رہا گھڑی دو گھڑی نہین گھنٹون پہرون مجادلہ اور مقاتلہ رہا مگر کسی ساحر
کا ہاتھ میرے دامن تک نہ آسکا کسی موقع پر کوئی جادوگر مین تو مین میری گرد کو
بھی نہ پا سکا مگر اس موقع پر اسوجہ سے سخت تشویش و رنج مین مبتلا ہو رہا
ہون کہ دریاے قلزم تک سفر کرنے کی مہلت کہان سے لاؤن کیونکہ یہان تو
اسوقت راز پوشیدہ کے آشکارا ہونے کی حاجت ہی اور یہان سے دریاے قلزم
تک جانے کی ہزار کوس کی مسافت ہی طبیعت رہ رہ کے گھبرائی اولائی جاتی ہی
وہی مثل اس موقع پر صادق آئی جاتی ہی کہ مثل۔ تا تریاق از عراق آوردہ شود
مارگزیدہ مردہ شود شمس جنی نے شاہزادہ کو متردد اور پریشان دیکھکر
دلاسا اور تسلی دینا شروع کیا اور دست بستہ یون کہا کہ حضور آپ اسقدر
تردد کیون فرماتے ہین کیون ایسے فکرمند و پریشان ہوے جاتے ہین
آپ تو خود تمام زمانہ کے گرم و سرد آزمائے ہوے ہین خود ہی فرما رہے
ہین کہ بڑے بڑے مصائب جھیلے بڑی بڑی سختیان اٹھائے ہوے ہین
پھر تعجب ہی کہ آپ ایسا آزمودہ کار اس درجہ وقعت تردد و انتشار ہو
معلوم نہین دم بھر کے دم مین کیا سے کیا سامان ہو جاتا ہی کون کون سا
پوشیدہ راز آشکار و عیان ہو جاتا ہی ع مشکلے نیست کہ آسان نشود + مرد
باید کہ ہراسان نشود + آپ کو فہمائش کرنا اور سمجھانا تو گویا حضرت لقمان کو
حکمت بتانا ہی مگر ہان یون سمجھو لون تو بجا ہی کہ میرا یہ سمجھانا حضور کے دل کا بہلانا
ہی شمس جنی یہ باتین کر ہی رہے تھے کہ دفعتہً ایک بجلی سی چمک گئی اور چمک
ہوتے کے ساتھ ہی بشکل انسان ہوئی تھی کہ شمس جنی نے جھک کر سلام کیا
اسوقت شاہزادے نے پہچانا کہ اسرار جن ہی شاہزادہ بھی جھپٹ تپاک
اور اخلاص سے ملا اور جسقدر افسردگی اور پژمردگی شاہزادے کے دل پر
طاری تھی بیک دفع ہو گئی اور سمجھ گیا کہ ایسے نازک موقع پر اسرار جن کا
آنا خالی از علت نہین یقین ہی کہ مین جس تردد مین مبتلا تھا اسی کی
کوئی تدبیر بتلانے آیا ہی شاہزادہ یہ اندیشہ کر ہی رہا تھا کہ اسرار جن نے ایک
شیشہ آب دریاے قلزم کا شاہزادے کو دیا اور عرض کیا کہ حضور اب میرا
زیادہ قیام کرنا اس موقع پر اچھا نہین ہی مین آداب عرض کرتا ہون اس
پانی سے حضور خود بھی غسل فرمایئے گا اور تھوڑے پانی سے لوح الماس کو

بھی غسل دیجیے گا اسوقت یہ لوح الماس آپ کو مفصل حال آیندہ کے اسرار کا
بتائیگی اور عرض کیا کہ نادرہ بالو نے بھی حضور کی خدمت مین تسلیمات عرض
کی ہے اور مبارکباد دی ہے اور یہ عرض کیا ہے کہ برائے خدا ملکہ نوبہار سرخ پوش
کے عشق و محبت مین کہین دھوکا نہ کھا جایئے گا ورنہ خدا نخواستہ پچتایئے گا
بڑی مشکل مین پڑ جایئے گا نہ یہ لوح ہوگی نہ آپ خود ہونگے شاہزادے نے
جیسے ہی نادرہ بالو کا یہ پیام سنا ایک کھولتا سا قالب بن گیا مگر تحمل کرکے
یہ جواب دیا کہ بفضل خدا مین بہت ہوشیار ہون یہ کہکر اور شمس جنی کو ساتھ لیکر چلے
شمس جنی نے جاتے ہی مبارک کی ایک بارگاہ برپا کی اور سب سامان راحت مہیا کر دیا اور جو پانی
دریاے قلزم کا اسرار جن واسطے غسل کرنے شاہزادے کے لایا تھا
وہ بھی شمس جنی نے حاضر کیا پہلے شاہزادے نے اُس پانی سے غسل کیا
اور پھر لوح کو بھی اسی پانی مین ڈال دیا اب شمس جنی نے عرض کیا کہ اے شاہزادہ
عالی وقار آپ اس لوح کو رات بھر اسی پانی مین رہنے دیجیے اور آپ خود شب بھر
عبادت الٰہی مین مصروف ہو جیے اور بعد نماز صبح لوح کو ملاحظہ فرمایئے گا پھر
جس سمت کو جانے کا لوح حکم دے ادھر ہی کو تشریف لیجایئے گا شاہزادہ
نے شمس جنی کی اس تقریر کو سنکے جواب دیا کہ بہتر ہے اسی تجویز کے مطابق عمل
کیا جائیگا - واضح رہے ناظرین باتمکین ہو کہ یہ امر کچھ باعث استعجاب نہین کہ
وہان تو صحرا مین کوئی سامان موجود نہ تھا پھر کیونکر ایک چشم زدن مین جملہ
سامان فراہم ہو گیا یون فراہم ہوا کہ اجنہ کو ہر وقت مین یہ قوت حاصل ہے کہ جسوقت
اور جس مقام پر چاہین فی الفور سب سامان راحت و عیش و عشرت جمع
ہو جائے بس چونکہ صد ہا اجنہ شمس جنی کے مسخر ہین اور شمس جنی شہزادے کے
ہمراہ ہین انھون نے اپنے علم و تاب کے زور سے اس صحرا مین بھی وہ سامان
بہم پہنچا دیے ہین جو انسان کو کہین بھی مشکل سے ممکن ہوا ہین ہر چند کہ کوئی سامان
شاہزادہ سکندر رستم خو کے ہمراہ نہ تھا نہ شمس جنی کے ساتھ اس قدر
سامان ہونا ممکن تھا کیونکہ فاتح طلسم ہر مقام پر تنہا جاتا ہے کوئی رفیق تک
اسکے ہمراہ نہین رہ سکتا ہے پھر ساز و سامان راحت کیونکر ہمراہ لے جائے
لیکن شمس جنی نے اپنے موکلون سے کل سامان مہیا کرا لیا خیمہ بھی برپا ہو گیا
اور اندر خیمہ کے مسہری سونے کے واسطے لگا دی گئی روشنی بھی پیدا ہو گئی
دربان بھی دروازہ پر جا بیٹھے گئے گشت طلایہ کا نظر نہین آتا تھا لیکن آوازین
بیدار باشید و ہوشیار باشید کی بلند تھین اسی حالت مین سیاہی شب برطرف
ہوئی اور سپیدۂ سحری نمودار ہوا طائران صحرا کی نغمہ سنجی نے شاہزادہ کو
بیدار کر دیا دیکھا کہ وقت نماز صبح کا ہے شاہزادے نے پانی طلب کیا ایک خادم

تسلیم اور آفتاب بہ تکریم حاضر ہوا اسکندر رستم خو نے وضو کر کے فریضۂ سحری کو ادا کیا
اور لوح کو ملاحظہ فرمایا بخط سبز تحریر تھا کہ ای فتاح طلسم جس وقت تو فیل طلسمی
پر غالب آئے اور لوح تجکو ملجائے بس لازم ہی کہ یہان سے تنہا جنوب کی
جانب روانہ ہو کچھ دور جا کر تجکو ایک بیضۂ سفید سے ملے گا جسکا نام بانیان طلسم
نے بیضۂ سیمرغ رکھا ہی جس وقت تو قریب کوہ کے پہونچے گا تجکو وہان ایک
غنچہ پریزادون کا نظر آئے گا کہ وہ آپس مین رنگ کھیلتی ہونگی ہر ایک رشک
لیلی و شیرین ہوگی انکا حسن دلکش ایسا ہوگا کہ جسکو دیکھکر انسان دل پر
اپنے قابو رکھ سکے اور خصوصاً ایک آفت جان ہوش ربا کے ہاتھ مین جام جمشید
ہوگا کہ یہ تحفۂ طلسمی ہی اسکا ہاتھ آنا ضرور ہی اور یہ جام بغیر اس نازنین کو قتل
کیے نہین مل سکتا تو اسکے فریب مین نہ آنا ورنہ پھر گوہر مدعا ہاتھ نہ آئے گا
اور زندگی بھر کے واسطے دریاے ناپیدا کنار ندامت مین غرق ہوجائیگا
تجکو چاہیے کہ جس وقت وہ نازنین نظر آئے تو اسطرح کھینچ مارنا کہ تیر اس جام کے
اندر گرے اگر وار تیرا خالی گیا تو کار برآری محال ہی اگر وہ تیر جام مین
پہونچ گئی تو انجام بکار ہوگا دشمن ناکام بیتاب رہ جائیگا اور تجکو کامیابی
حاصل ہوگی بس یہ دیکھکر شاہزادہ اسکندر رستم خو نے شمس جنی سے
کہا ای برادر تم یہین ٹھہرو کہ لوح کا حکم تنہا جانے کے واسطے ہی مین کوہ سفید
کی طرف جاتا ہون شمس جنی نے عرض کی کہ نہایت مناسب ہی آپ بسم اللہ
کرین مگر براے خدا یہ مقام طلسم ہی ہر قدم پر یہان فریب و مکر کا سامنا ہی ای
شہریار مین آپ کو آگاہ کیے دیتا ہون کہ اگر کسی مقام پر آپ کو معشوقہ آپ کی
نظر آئے تو اسکو یار جانی نہ تصور فرمایئے گا بلکہ دشمن جانی خیال فرمایئے گا اسلیے
کہ مین خوب جانتا ہون وہ ان مقامات پر نہین آسکتی ہی جو دوست نظر آئیگا
وہ درحقیقت دشمن ہی ہوگا بہت ہوشیاری سے کام کیجیے گا شہزادے
سکندر رستم خو نے کہا کہ اگر مین جانتا کہ یہ ایسا مہمل طلسم ہی تو مین ہرگز
اسطرف کا قصد بھی نہ کرتا اسلیے کہ جب دشمن معشوق کے لباس مین ہو
تو اسے کیونکر قتل کرین کس طرح ہاتھ اسکے ہلاک کرنے کو بڑھے مجھسے
یہ نہوگا کہ مین اپنے محبوب جانی کے ہمصورت کو قتل کرون بمصداق شعر
شعر سرمے بخنجر و شمشیر حبیب ؎ ہر چہ آید بسر من با نصیب ؎ ای بھائی
شمس جنی بولا کہ مانا کہ وہ معشوقہ نقلی ہوگی مگر جب نقل اصل
کے مطابق ہوئی تو فرق کیا رہا وہ دل جو ایک حسن عالم سوز کا پروانہ
ہو چکا ہی اسے انجام عشق کب سوجھتا ہی جس ترک صید افگن کے
تیر مژگان نے دل نخچیر کر لیا ہی کیونکر ہو سکتا ہی کہ اسے دیدہ و دانستہ صید کرین

اب اس معاملہ کو قسمت پر چھوڑو۔ واگر خداوند عالم نے مجکو فتاح اس طلسم نیرنگ آفاق
کا قرار دیا ہی تو مین ضرور اس طلسم کو توڑونگا اور ہر ساحر و کافر کو راہ جہنم
دکھاونگا اور اگر قضا یہان تک لائی ہی تو ہم بھی راضی برضا ہین یہ کہکر جانب
کوہ سفید روانہ ہوا اب وہ وقت ہی کہ آفتاب نکل رہا ہی خطوط شعاعی کا
عکس جو ہرے ہرے پتون پر پڑ رہا ہی اور ہوا اُن پتون کو حرکت دے رہی
ہی ایک عجیب دلکش منظر پیدا ہوا ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ نہالان طلائی سے
بارش بلینہ یا درگی ہو رہی ہی جانوران صحرائی کی عجیب و غریب صدائین کانون کو
پریشان کیے دیتی ہین صحرائی پھولون کی بو دماغ کو پریشان کر رہی ہی پھل
نئی نئی وضع کے پھول عجیب عجیب رنگ کے شاہزادہ تماشا نیرنگ سازی
باغبان قضا و قدر کا دیکھتا ہوا چلا جاتا ہی کوئی پہر بھر دن آیا ہوگا کہ سامنے
ایک سفیدی نظر آئی جسکو دیکھکر یہ خیال ہوا کہ شاید قریب کوہ سفید کے
پہونچ گئے لیکن یہ خیال خام تھا کیونکہ کوہ ابھی بہت دور تھا شاہزادہ
پیادہ روی کا اسقدر کاہے کو عادی تھا دوپہر آ گئی لیکن جب آنکھ اٹھا کر دیکھا
تو فاصلہ ہی پایا اب آفتاب سر پر ہی ریگ صحرا جل رہی ہی سوز سے پاؤن کے
گرم ہوگئے ہین اسلحہ جلنے لگے ہین جسم پر جسکے دوے رہے ہین پسینہ آتا ہی اور صحرا
کی گرم ہوا سے فوراً خشک ہو جاتا ہی چہرہ کی گوری رنگت کو سانولے پن نے
غازہ سے چھپا لیا ہی منہ تمتمایا ہوا ہی آنکھون سے شعلے نکل رہے ہین اگر کوئی
درخت سایہ دار راہ مین ملجاتا ہی تو اُسکا سایہ غنیمت معلوم ہوتا ہی کچھ دیر ٹھہر کر
دامن سے ہوا دینے لگتے ہین لیکن ہمت آگے بڑھنے پر پھر مجبور کرتی ہی بگولون
کی کثرت نے کوہ کو پنہان کر دیا ہی مانند غول بیابان کے راہ بہکانے پر آمادہ ہین ہوا کا
سناٹا کلیجے کے پار ہوا جاتا ہی وہ نازپروردہ کنار رضا حقیقتاً ان صعوبتون کا
کب عادی ہی لیکن کہین ہمت کو نہین ہارتا ہر قدم پر شکر خدا بجا لاتا ہوا
چلا ہی جاتا ہی یہان تک کہ تیسرا پہر ہوا اب دیکھا تو کوہ بہت قریب ہی مگر جسم
کی طاقت جواب دے چکی تھی لیکن یہ خیال ٹھہرنے نہین دیتا ہی کہ جب
منزل مقصود سامنے ہی تو یہان کیون قیام کرین اتنا جرا اور اٹھالین شعر

حسرت پہ اُس مسافر بیکس کی روئیے	جو تھک گیا ہو بیٹھ کے منزل کے سامنے

یہ امر بالکل ہمت مردانہ کے خلاف ہی کہ قریب منزل مقصود پہونچکر تھوڑی
تکلیف نہ گوارا کرکے جان آفت مین پھنسائین یہ حکم روح کا نہین ہی پھر راہ مین
کسی جا قیام کرین نہین معلوم اسکا کیا انجام ہو یہ تصور کرتے ہوئے آگے بڑھتے
چلے جاتے ہین کہان تک گزارش کیا جائے قریب شام زیر کوہ پہونچے
اور منتظر اُس مجمع کے کھڑے ہوئے جسکی خبر نوح نے دی تھی ایک ساعت

نہ گزری ہوگی کہ دیکھا بالائے کوہ سے چند پریزادین تازہ وزرگوش مرصع پوش
ہاتھون مین پچکاریان لیے ہوئے آتین زعفرانی رنگ بھرا ہوا آپس مین
ہنستی ہوئی ایک دوسری پر رنگ ڈالتی ہوئی زیر کوہ چلی آتی ہین یہ معلوم
ہوتا ہی کہ ایک تختہ زعفران کا پھولا ہوا ہی بارہ بارہ چودہ چودہ برس
کے سن وسال گاتیان بندھی ہوئین [illegible] چڑھتے ہوئے ڈوپٹہ سینون سے
ہٹے ہوئے ایک عالم بیخودی چھایا ہوا اُس باریک لباس کو رنگ نے
ایسا خفیف کر دیا کہ جسم کے جوڑ بند صاف نظر آنے لگے ہین اٹھتی جوانی کی
نمود ین سب حجاب نہ نگاہ شوق کے سامنے ہین چہرون کا حسن چاند کی صفائی کو
ماند کر رہا ہی اور ایک آفت جان جسکا حسن اُن ستارون کو آفتاب کے مانند
بے رونق کیے دیتا ہی اور ثابت کر رہا ہی کہ یہ سب مرتبہ کنیزی اسکا رکھتی ہین ہاتھین
ہاتھ پر جام لیے ہوئے نہ اپنے ہاتھ مین پچکاری رنگ کھیلتی چلی آتی ہی اور
نازنینین اگر اسپر رنگ بھی ڈالتی ہین تو ایک امتیاز کے ساتھ جس سے
اُسکی سرداری کا پتہ ملتا ہی سکندر رستم خو اُن سبکو دیکھکر محو حیرت ہو
پرستان کا سامان نگاہون کے سامنے نظر آ رہا ہی لیکن نظر اُن نازنینون کی
سکندر پر [illegible] پڑی ہزاری عالم مین ایک مرتبہ اُس ماہ جبین مہ تمکین
نے سکندر رستم خو کو دیکھا اور ایک چیخ مارکر اپنی سہیلیون کے غول
مین چھپی پکاری کہ یہ مرد کہان سے آیا ہی دیکھو مجھے گھور رہا ہی جلد یہان سے
بھاگو جلو نہین معلوم یہ انسان ہی یا کوئی آسیب کی قسم سے ہی اسلیے کہ
بشر کی اتنی مجال نہین جو اس وادی پرہول و ہیبت مین قدم رکھ سکے
ضرور یہ کوئی اسرار [illegible] ہی سکندر رستم خو نے دیکھا کہ یہ نکانہ بھاگا چاہتی
ہی جلدی سے لوح پر نظر ڈالی تحریر تھا کہ ای فتاح طلسم **نیرنگ قاف**
تجکو چاہیے کہ چالاکی و چستی سے کام لے اور سستی و کاہلی کو دخل نہ دے
اگر یہ پریزاد جلدی تو سوا افسوس کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا لوح بھی چھن جائیگی
اور تو تمام زندگی سب دست و پا بکر اسی صحرا مین مقید رہے گا جلد لوح کو
اُس جام مین داخل کر جو پریزاد ہاتھ مین لیے ہوئے ہی بس یہ دیکھتے ہی
سکندر رستم خو [illegible] کیا اور پریزادین اپنی مالک کو حلقہ مین لیکر
بھاگین کہ اگر یہ کوئی بلا ہی تو اسکو گزند نہ پہونچے اب آگے آگے وہ غول پریزادونکا
ہی اور پیچھے پیچھے سکندر رستم خود دوڑتا چلا جاتا ہی لوح کہتی گلے مین متصل ستارہ
کے درخشندہ [illegible] نازنینین شور کرتی ہین اور چلاتی ہین کہ ارے تو کون ہی اور
کہان سے آیا ہی اُسکو کیون پریشان کرتا ہی ہم مین سے کوئی آوارہ نہین ہی
جو تیرا مطلب [illegible] دیکھ بہت سمجھاتی تھا اُس [illegible] بھاگ سے باز آ خبردار -

ہمین ہاتھ لگانے کا قصد نکرنا اسواسطے کہ ہم سب کنواریان ہین ابھی کسی کی شادی
نہین ہوئی ہی علی الخصوص ملکہ ہماری کہ اُسکو مردوے کے نام سے نفرت ہی اگر جاکر اپنے
باپ سے کہدیگی تو تیری جان آفت مین پھنس جائیگی تجھے یہان سے بھاگنا دشوار
ہو جائیگا فوج شاہی فوراً گرفتار کرے گی اور تو نہایت ذلت وخواری سے قتل کیا جائیگا
ہمین تیرے حسن وشباب پر رحم آتا ہی دیکھ کہنا مان اور جا پلٹ جا لیکن شاہزادہ
سکندر رستم خو تعاقب انکا نہین چھوڑتا برابر عقب مین چلا جاتا ہی ادھر وہ
پریزادین بظاہر تو مثل عورتون کے معمولی طور سے بھاگی ہوئی چلی جاتی ہین
اور سکندر رستم خو پوری کوشش کر رہا ہی کہ کسی طرح مین انکے قریب پہونچ
جاؤن لیکن وہ پریزادین دور ہوتی جاتی ہین آنکی آہستہ خرامی سکندر کی
تیز رفتاری کو گرد کیے دیتی ہی اب تو شاہزادہ کو نہایت تردد ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہی
بس لوح کا عکس ڈالا دیکھا تو پاؤن ان پریزادون کے ڈگمگا اُٹھے اور
اندام مین رعشہ پڑ گیا زبان لکنت کرنے لگی چہرون پر ہوائیان چھوٹنے لگین
اور سکندر رستم خو آن واحد مین قریب اُنکے پہونچ گیا اور دیکھا کہ سہیلیان
ملکہ کو گھیرے ہوے ہین کوئی ذرہ بکتر کی آڑ کیے لیتی ہی کوئی کہتی ہی میان یہ کونسی
حمیت ہی کہ تم پرائے ناموس کے پاس چلے آتے ہو آخر یہ تو کہو کہ ارادہ
کیا ہی اب سکندر نے جو عکس لوح کا ڈالنا شروع کیا جسپر عکس پڑا
یہ معلوم ہوا کہ قوت ہاتھ پاؤن کی سلب ہوئی سامنے سے ہٹ گئی الغرض
اب دیکھا تو ملکہ ساغر بکف سامنے ہی بس سکندر رستم خو نے بسم اللہ کہکر
لوح کو گلے سے اُتارا اور اس انداز سے اُس نازنین کی طرف پھینکا کہ لوح
جاتے ہی جام مین گری بس لوح کا گرنا تھا کہ پریزاد نے آہ کا نعرہ مارا اور جام
مین سے شعلہ بھڑکا یہ معلوم ہوا کہ بارود مین چنگاری گری اُسمین جلیسین
دوڑین کہ اس لگی کو بجھائین جام پر چنگاریان مارنا شروع کین لیکن یہ آگ
پانی سے کب بجھتی ہی جسپر شعلہ لپک کر گرا وہ خاک سیاہ ہوکر رہ گئی ایک شعلہ
خود اُس افسر پریزادان پر گرا جو ساغر ہاتھ مین لیے ہوے تھی جسم مین اُس
نازنین کے آگ لگی اور مثل خار خشک کے دھڑ دھڑ جلنے لگی جب اُف کی
مُنہ سے شعلہ نکلا اور سکندر رستم خو کی طرف چلا سکندر نے عکس لوح کا
ڈالا کہ شعلہ پلٹ کر اُسی پر گرا اور آگ بھڑکی آتش مین جسیت کر سکندر نے
جام ہاتھ سے اُس پریزاد کے لے لیا بس جام کا اسکے ہاتھ سے جانا تھا کہ
بد انجامی کا سامنا ہوا فوراً جلکر خاک ہو گئی اسکا جلنا تھا کہ آندھی چلی خاک اُڑی
زمانہ تیرہ وتار ہو گیا دیر تک زمین کو زلزلہ رہا آتشباری برف باری ہوا کی
آخر کار ایک آواز پیدا ہوئی کہ مارا ہون میرا نام من دل آرام جادو دیو جیف

سردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم اب جو علامات سحر بر طرف ہوتے ہین
تو دیکھا کہ لاش ایک ساحرہ کی زمین پر پڑی ہی کہ چہرہ کی سیاہی تابہ آہنی کو شرمندہ
کرتی ہی منہ پر جھریان یہ معلوم ہوتا ہی کہ اطلس سیاہ پر آتو کیا ہوا ہی منہ مین دانت
نہین کوئی ساڑھے چارسو برس کا سن اور ہر چہار جانب چند پتلیان ماش کے آٹے
کی آمیزشکے سیندور کے دیے ہوے پڑی ہین اب سکندر رستم خو سمجھا کہ معلوم
ہوتا ہی وہ سارا جلوہ سحر کا تھا لاش کو ٹھکرا کر قدم آگے بڑھایا اور ایک مقام پر
ٹھہر کر خیال کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے کیونکہ شام ہو چکی ہی پھر لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا
تھا کہ توقف کرو کہ یکایک سامنے سے شمشش جنی نمودار ہوا اور کہا ای شہریار عالیوقار
سبحان اللہ حقیقت مین یہ کام آپ ہی کا تھا دوسرا یہ دل نہین رکھتا ہی کہ ایسے
حسینون کو نظر توجہ سے نہ دیکھے لیکن اب آپ پر اس جو فروش گندم نما کا حال
کھل گیا ہوگا بظاہر وہ بارہ برس کی عورت تھی لیکن بارہ سو برس سے کم اسکا
سن نہوگا اب آپ رات آرام سے بسر کیجیے صبح کو پھر دیکھا جائیگا یہ کہکے ایک چھوٹا سا خیمہ
برپا کر دیا کہ سب سامان آسائش اس خیمہ مین موجود تھا اب شاہزادے نے مثل
شب گذشتہ کے اس شب کو بھی تمام کیا اور صبح کو اٹھکر باجازت لوح شمشش جنی
سے رخصت ہوکر ایک جانب روانہ ہوا آج بھی دوپہر کی پیادہ روی نے سست
کر دیا قریب تھا نظر کنارے ایک چشمے کے ہوپہنچے دیکھا تو پانی نہایت صاف وشفاف
ہی لہرین مانند شکم مار کے پیچ وخم کے ساتھ تابندگی دکھا رہی ہین جو چیز تہ پر ہی
وہ اوپر سے نظر آرہی ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ شیشہ عجائب نما ہی مچھلیان انواع
واقسام کی مختلف اللون بالیان اور نتھنی پہنے ہوے دوڑتی پھرتی ہین کچھ دیر
وہان ٹھہر کر دم لیا چشمہ سے پانی پیا تو نہایت شیرین تھا یہ چشمہ کوئی طلسمی کارخانہ
نہین تھا غرضکہ وہان سے آگے بڑھے جاتے جاتے قریب ایک گنبد کے ہوپہنچے کہ وہ
گنبد بہت بڑا معلوم ہوتا تھا گرد اس گنبد کے استخوان پڑے ہوے تھے
اس رخ دروازہ نہ تھا جس سے معلوم ہوتا کہ یہ کسکا مسکن ہی لوح کو مشاہدہ فرمایا تحریر
تھا کہ ای فتاح طلسم یہ مسکن ہی اہرمن جادو کا دروازہ اسکا مغرب کی جانب
ہی جسوقت اس طرف جاؤگے تو معلوم ہوگا شاہزادہ حسب ہدایت
لوح اسی جانب متوجہ ہوا دیکھا تو دروازہ گنبد کا کھلا ہوا ہی اور ایک
دیو مہیب صورت کریہ منظر لیٹا ہوا ہی اور دیونی اسکی جوئین دیکھ رہی ہی دیونی
کی نظر جو سکندر رستم خو پر پڑی جلدی سے دیو کو جگا دیا اور کہا کیا سوتا ہی
قضا سر پر آگئی یہ سنتے ہی دیو گھبرا کر اٹھا اور نظر جو دیو کی سکندر رستم خو
پر پڑی پہلے تو دل مین نہایت خوش ہوا اور پکارا کہ او آدمزاد بے بنیاد کہان
سے آنکلا آ میرے منہ مین کود پڑ یہ کہکر منہ کھولا چاہتا تھا کہ نظر لوح پر پڑی

لوح کے دیکھتے ہی دم فنا ہو گیا سمجھا کہ اب ملک الموت کا سامنا ہے میں اسے کیا کھاؤنگا
یہ خود مجھ ہی کو کھا جائے گا لقمہ چرب سمجھنا فضول ہے یہ لقمہ سخت ہے بس یہ خیال کر کے اپنی دیونی
سے کہا کہ میں تو بھاگتا ہوں یہ میرا تعاقب ضرور کرے گا بس جسوقت یہ میری طرف
متوجہ ہو تو پشت کی جانب سے آکر اسکو پکڑ لینا اگرچہ وہ بھی قوی بازو ہے لیکن
ایک انسان ضعیف البنیان ہے تو دیوزادی ہے تیرا کیا کر سکتا ہے پھر میں بھی پلٹ پڑونگا
دونوں ملکر اسے نوچ کھا جینگے یہ کہکر دیو تو بھاگا اور سکندر رستم خو اسکی طرف
جھپٹا دیونی موقع پا کر پشت کی طرف گھات سے چلی تھی کہ میں دونوں بازو
اسکے پکڑ لوں کہ شاہزادہ نے اسکو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ لیا اسکی آہستہ خرامی
دستبردی ایسی نہ تھی جو انسان کو اسکے ارادہ سے ہوشیار نہ کر دیتی بس
سکندر رستم خو نے لوح کو دیکھا لکھا ہوا تھا کہ جس وقت دیو بھاگے اور
دیونی تمہارے تعقب میں آوے تمکو چاہیے کہ لوح کو دیونی پر کھینچ مارو لوح
تیر شہاب کا کام کرے گی کہ سینہ کو توڑ کر نکل جائیگی تم فوراً لوح پر قبضہ کرنا اور
دیونی جلنے لگے گی دیو اسکی محبت میں پلٹے گا بس تمکو چاہیے کہ مقابلہ کر کے اسے
قتل کرو کہ یہ بچکر اگر نکل جائیگا تو پھر اسکا ہاتھ آنا دشوار ہوگا اور راستہ طلسم
کا مسدود ہو جائیگا لوح کام نہ دے سکیگی بس یہ دیکھتے ہی شاہزادے نے
لوح کو گلے سے اتارا اور دیونی پر کھینچ مارا یہ معلوم ہوا کہ شیطان پر تیر شہاب
پڑا لوح سینہ کو توڑ کر نکل گئی اور دیونی کے تن بدن میں آگ لگ گئی
اور مثل دیو آتشبازی کے جلنے لگی اور فریاد کرنے لگی یہ حالت اسکی دیکھکر
دیو پلٹا اور پکارا کہ او طلسم کشا غضب کیا تو نے کہ میری اس زوجہ کو مارا
جس سے ماں کا مزہ ملتا تھا اس وادی پرخار میں جو مجھکو وہی تھی افسوس
کہ تیرے ہاتھوں اس سے فراق ہوا مگر کب زندہ چھوڑتا ہوں تجھکو یہ کہکر
قریب سکندر رستم خو کے ہو پکر خبردار خبردار کہکر دار شمشاد کا وار کیا
سکندر رستم خو نے پھرتی سے وار کو اسکے خالی دیا ایک گرد کا تق اسقدر
بلند ہوا کہ سکندر رستم خو اس میں پوشیدہ ہو گیا دیو نے آواز دی کہ زدم
دیست کردم مگر افسوس کہ گوشت اسکا کرا ہو گیا یہ سنتے ہی سکندر رستم خو
نے تق گرد سے نکلکر پہلو پر آکر آواز دی کہ کرار دی وکرا لیست کردی حریف
تیرا میں موجود ہوں لے اس ضرب کو کہ یہ پیغام قضا اور خبر مرگ ہے یہکہکر تیغ آبدار
کا وار کیا دیو نے جو چمک تلوار کی دیکھی جلدی سے پیچھے کھینچ کر بچنا چاہا
بچ تو نہ سکا لیکن زخم اوچھا آیا بس دیکھا اسنے کہ یہ آدم زاد بلائے بے درمان
ہے اس سے جانبری دشوار ہے چلے تھے روزے کو گلے پڑی نماز آئے تھے
بی بی کے بچانے کو یہاں اپنی ہی جان پر آ بنی میاں آپ زندہ جان زندہ

آپ مردہ جان مردود یہ خیال کرکے راہ فرار اختیار کی کہ سکندر رستم خو نے جھپٹ کر لوح کو اٹھا کر گلے میں پہنا اور ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اس دیو کو زندہ نہ چھوڑنا جہان بھاگ کر جائے تم بھی اسکے عقب مین جاؤ پلٹ کر دیو کیطرف جو دیکھا تو تمام جسم مین اسکے آگ لگی ہوئی ہے اور تمام صحرا مین دوڑی پڑی پھرتی ہے یہان تک کہ قریب ایک تالاب کے پہونچکر اسنے اپنے کو تالاب مین گرا دیا کہ اب تو آگ بجھ جائیگی اور جان بچ جائیگی لیکن یہ نہ معلوم تھا کہ پانی بھی آگ کی خاصیت رکھتا ہے بلکہ ذرہ ذرہ صحرا کا دانۂ بارود سے کم نہیں ہے جیسے ہی تالاب مین کودی یہ معلوم ہوا کہ تالاب مین فلیتہ گرا تالاب کا پانی شعلہ ہوکر بھڑکا اور وہ جسم جسکو جلنے مین کئی دن صرف ہوتے دم بھر مین خاک سیاہ ہوکر رہ گیا نہ دیو کی معلوم ہوئی نہ تالاب یہ معلوم ہوا کہ پڑا یہ سے اینٹین نکال لی گئی ہین اور راکھ باقی ہے اسکا تو اسطرف خاتمہ ہوا اسطرف دیو جو بھاگا تو جانب شمال روانہ ہوا اور شاہزادہ سکندر رستم خو اسکے تعاقب مین چلے جاتے جاتے دور نکل گئے کہان دیو کی رفتار کہان آدم زاد کی چال بھلا اُسکے برابر کہان پہونچ سکتے تھے لیکن اُسکے سر سے خون جا بجا ٹپکتا گیا تھا اسی کے نشان پر چلے جاتے تھے یہان تک کہ وہ لعین دیو کنارے ایک چشمۂ آب کے پہونچا اور اسنے خیال کیا کہ بھلا وہ آدم زاد یہان کہان آئیگا اسلیے کہ نہ تو یہ مقام اُسے معلوم ہے نہ کوئی راہ بتلانے والا اُسکے ہمراہ ہے لیکن یہ خبر نہ تھی

شعر- اجل لگائے ہوئے تاک ہر کسی پہ ہے ☆ ہوش باش کہ عالم روا روی پر ہے

الغرض ایک ساعت نہ گزری ہوگی کہ شاہزادۂ نامدار سامنے سے پیدا ہوا اسطرح کہ تیغۂ خون آلود ہاتھ مین کھینچا ہوا لوح سیمین گلے مین پڑی ہوئی تمام جسم گرد و غبار مین آلودہ دیو نے جو سکندر کو دیکھا سمجھ گیا کہ اس سے کہان تک بھاگونگا بہتر یہی ہے کہ اب اس سے یہین فیصلہ ہو جائے مین آسودہ ہو چکا ہون اور یہ ابھی چلا آتا ہے تھکا ہوا ہے جہان تک ہوسکے جلدی کرکے اسکو مار لون پکارا او آدم زاد سیاہ سر سفید دندان تو یہان بھی آیا معلوم ہوتا ہے کہ قضا تیری دامنگیر ہے لے خبردار ہو جا یہ کہکر دار تمشا دیکر شاہزادہ سکندر رستم خو کی طرف جھپٹا آدم سر سکندر نے جو دیو کو دیکھا فرمایا کہ او مردود دست بریشان کیا تو نے تیرا اب کب چھوڑتا ہون تجکو لا ضرب بہادری کی بس یہ سننا تھا کہ دیو نے قریب آکر خبردار خبردار کہکر گرز مارا سکندر نے پہلو بچا کر وار خالی دیا دیو گرز کے جھونک مین اوندھے منہ گرا ٹھوڑی گرز پر پڑی دو دانت ٹوٹ گئے ایک چیخ ماری کہ زمین تھرا گئی چشمہ سے پانی اچھلنے لگا طائر درختون سے اڑ بے چرند گیاہ سے منھ پھیر کر بھاگے کہ یہ کیا بلا آئی سکندر رستم خو نے نعرہ کیا کہ او

ملعون پر بے ماری کی تو یہ دیو چاہتا تھا کہ سنبھلے شاہزادہ نے لوح کو دیکھا اسمین
تحریر تھا کہ اسقدر تساہل ارے موقع پاکر دشمن کو چھوڑے دیتا ہی بس فوراً
سکندر رستم خو نے وہی تیغہ خون آلودہ جو ہاتھ مین کھنچا ہوا تھا جھپٹ کر
کمر پر مارا کہ دو پرکالے ہوے بس اُس دیو کا زمین پر گرنا تھا کہ دیکھا چشمہ مین
تلاطم پیدا ہوا یہ معلوم ہوا کہ طوفان آگیا سکندر اُسطرف متوجہ ہوے کہ یہ کیا
ماجرا ہی دیکھا کہ چشمہ سے پانچ سانپ نکلے کہ چار اُنمین سیاہ تھے اور ایک سُرخ
اُن چاروں سے آگے آگے اِن پانچون سانپون نے آکر گوشت اُس دیو کا
کھانا شروع کیا یہان تک کہ تھوڑا عرصہ نہ گزرا ہوگا کہ تمام گوشت دیو کا وہ
سانپ کھا گئے اور اب ایک جانب روانہ ہوے شاہزادہ نے لوح کو ملاحظہ
فرمایا لکھا ہوا تھا کہ ای فتاح طلسم وزی سیاراین عجائبات تجکو چاہیے تعاقب مین
ان سانپون کے جا اور جہان یہ جائین اندیشہ نکرنا ساتھ ساتھ انکے جانا اور جو کچھ
نظر آئے پھر لوح کو دیکھکر عمل درآمد کرنا شاہزادہ سکندر رستم خو حسب الحکم لوح
پیچھے پیچھے اُن پانچون سانپون کے روانہ ہوے اب آگے آگے تو وہ مار سُرخ اور
پیچھے پیچھے وہ چاروں ماران سیاہ کہ سرون پر اُنکے چوٹیان دہن سے شعلے
نکلتے ہوے نہایت تیزی سے بھاگے چلے جاتے ہین جس راستے سے یہ جا
رہے ہین تمام زمین کی گھانس جلتی چلی جاتی ہی گویا ایک نیا جادہ بنتا جاتا ہی
کہان تک گزارش کیا جاے کہ یہ پانچون سانپ ایک دوسرے چشمہ کے کنارے
پہونچے اور اُس مار سُرخ رنگ نے پلٹ کر دیکھا اور ساتھ ہی پانی مین کود پڑا
ساتھ اسکے چاروں مار سیاہ بھی اُسی چشمۂ آب مین کودے سکندر رستم خو بھی
ہدایت لوح کے موافق جست سے کود پڑا بموجب شعر درین دریاے بے پایان
درین طوفان شور افزا ٭ دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسا ہا ٭ خدا پر
توکل کرکے ساتھ ہی اُس سانپ کے چشمۂ آب مین کود پڑے پہلے ہی غوطے
مین تہ پر پانون سے لگے اور جسم پر ہوا محسوس ہوئی یہ معلوم ہوا کہ کسی اور کرہ مین
پہونچ گئے آنکھ کھولکر جو دیکھا تو اپنے کو ایک صحرا مین پایا کپڑون پر پانی کا اثر
تک محسوس نہوتا تھا اور پانچون سانپ اُسی طرح سامنے بھاگے ہوے چلے
جاتے تھے بس یہ دیکھتے ہی شاہزادے نے لوح کو مشاہدہ فرمایا تحریر تھا کہ ای
سیاراین عجائبات تجکو چاہیے کہ عکس لوح سے ان سانپون مین باہم دشمنی
پیدا کر دے اور مانند زلف پر پیچ کے یہ برہم ہو کر آپسمین مصروف جنگ ہون
یہ دیکھکر شاہزادہ سکندر رستم خو نے ہاتھ کو حرکت دیکر لوح کا عکس اُن
سانپون پر ڈالا بس یا تو وہ بھاگے ہوے چلے جاتے تھے یا اب جو دیکھا تو
وہین ٹھٹک کر کھڑے ہوگئے اور غصہ کے ساتھ آپسمین نگاہین لڑانے لگے

یہان تک کہ پھنکارین چلنے لگین دربنگ یہ سانپ اڑا کیے اور کوئی فیصلہ نہوا اور
مار سرخ رنگ علیحدہ کھڑا ہوا تماشا دیکھا کیا ایک مرتبہ یہ چارون ماران سیاہ
یکدل ہوکر اس مار سرخ رنگ کی طرف چلے اور منھ سے قلابہ آتشین چھوڑا اس
یہ دیکھتے ہی مار سرخ نے غصہ کیا اور ایک ایسی پھنکار ماری کہ چارون سانپ جلکر
خاک ہوے اور اسی غصہ مین شاہزادہ سکندر رستم خو کی طرف پلٹا بس اسکا
پلٹنا تھا کہ شاہزادہ نے لوح کو دیکھا اسمین تحریر تھا کہ فلان اسم جو کنارہ لوح پر
تحریر ہے پڑھو اور اس سانپ کی طرف پھونکدو دیکھو کیا ہوتا ہے شاہزادہ
سکندر رستم خو کے فوراً اس اسم کو پڑھکر اس سانپ کی طرف پھونکا اسم کا پھونکنا
تھا کہ اسکی اور ہی شان پیدا ہوگئی دیکھا کہ مار سرخ تو نہین بلکہ ایک دیو سرخ
گھٹنیون چل رہا ہے شاہزادے نے آواز دی کہ او ملعون اب کب چھوڑتا ہون تجکو
یہ کہکر تیغہ سنبھالا دیو نے جو دیکھا کہ بارادۂ قتل آتا ہے جلدی سے غلطک مارکر
ہیئت اپنی ایک اژدر خونخوار کی پیدا کی اور سکندر کی طرف بڑھا اور چاہا کہ مین
دم کشی کرکے اسکو پکڑون لیکن بسبب برکت لوح کے کوئی افسون اسکا چل نسکا
یون ہی ہاتھ پاؤن مار کر رہ گیا شاہزادے نے لوح کو ملاحظہ فرمایا تحریر
تھا کہ فلان اسم جو وسط لوح مین کندہ ہے اسے تین بار پڑھکر تیغہ پر دم کرو اور
ایک خط سیاہ جو اسکے سر پر ہے اسطرح وار کرو کہ تلوار سے اسی خط کے دو ٹکڑے ہون
وار کرتے وقت اس بات کا خیال رکھنا کہ تلوار اس خط سیاہ سے ہٹنے نہ پائے
اسلیے کہ جان اس اژدر کی اسی خط سیاہ مین مقید ہے اور تمام جسم اسکا آتش طلسمی
سے پر ہے اتنا خیال رہے کہ اگر تلوار نے علاوہ اس خط سیاہ کے کسی مقام پر
چرکا دے دیا تو قیامت ہوجائیگی جسم سے اس اژدر کے عوض خون کے شعلے
نکلینگے اور تجکو جلا کر خاک کردینگے لوح بھی کچھ حفاظت نکرسکیگی بس یہ دیکھتے ہی
سکندر نے بسم اللہ کہکر تین بار اسی اسم اعظم الٰہی کو پڑھکر آب شمشیر پر دم کیا
اور ہاتھ اپنا بلند کرکے اژدر کا منتظر ہوا جیسے ہی اژدر قلابہ آتشین منھ سے
چھوڑتا ہوا قریب سکندر رستم خو کے پہونچا اور منھ کھولکر دم کشی کی سکندر رستم خو
نے نظر سیاہ خط پر جما کے تلوار ہاتھ مین تولکر ایسا وار کیا کہ بال بھر خط کے دو
ٹکڑے کیے بس بجائے خون ایک شعلہ جسم سے نکلا اور اسی پر گرا کہ اژدر
جلکر خاک ہوگیا اس اژدر کا مرنا تھا کہ یہ معلوم ہوا قیامت آگئی تمام صحرا مین
زلزلہ سا پیدا ہوا درخت جڑ سے اکھڑ اکھڑ کر گر پڑے آندھی چلی خاک اڑی
آسمان سے آتشباری برف باری ہوائی دیر تک بیر اسکے شور کرتے رہے آخر
جب روح نجس اسکی جسم سے نکلکر جانب دار البوار روانہ ہوئی تو علامات
سحر ہر طرف ہوے اور ایک آواز پیدا ہوئی کہ مارا جوان کشتی سے لیے نام من

دیو مبہوت جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم غور سے جو دیکھا سکندر نے تو لاش ایک دیو کی پڑی ہوئی ہے اب شاہزادہ اس صحرائے لق و دق میں تن تنہا کھڑا ہوا تھا کہ خدایا کہاں جاؤں یکایک ڈنکے کی آواز کان میں آئی اور آمد لشکر کے سے علامات محسوس ہوئے سکندر رستم خو کو یہ خیال ہوا کہ میرا طلسم میں داخل ہونا ایسی بات تو ہے نہیں جس سے کوئی واقف نہو معلوم ہوتا ہے کہ اس سرحد کا حاکم میرے مقابلہ کو آتا ہے خیر الحمد للہ کہ پھر اس تن تنہا کی تلوار لاکھوں پر کھنچی گی مجھے شرم بھی معلوم ہوتی تھی کہ جو جادوگر ملا اول تو تنہا ملا دوسرے جب لوح کا عکس ڈالا یا کوئی اسم پڑھکر پھونک دیا سحر اسکا باطل ہوگیا گتے کی موت مار لیا گیا نہ ردو بدل ہوئے نہ تلوار چلی نہ کچھ حوصلہ نکلا الحمد للہ کہ اب معلوم ہوتا ہے اس صحرا میں بڑا رن پڑے گا یہ اسی خیال میں تھے کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے برخاست مگر گردے تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ اب جو دیکھا تو ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے دو سو علم نشانہ دو لاکھ سوار کا پیدا ہوا جس وقت کہ دو سو فیل جنگ علمہائے لشکر کے گذر گئے تو دیکھا کہ دو لاکھ سواران جرار سلح سنجوگ سے آراستہ و پیراستہ گذرنے لگے اسکے بعد جلوس سواری نظر آیا ماہی مراتب نیزہ بردار علم بردار بیرق بردار چوبدار وغیرہ سب گذر گئے آخر میں دیکھا کہ ایک بادشاہ جلیل الشان تخت پر متمکن چار پریزاد اسپر مروحہ جنبانی کرتے ہوئے تاج شاہی بر سر چار قبہ شاہنشاہی ور بر سر پر چتر پھرتا ہوا نقیب نقابت کیے ہوئے نگاہ روبرو کی آوازیں دیتے ہوئے چلے آتے تھے سکندر رستم خو نے جو اس فوج و بادشاہ کی آمد اس دھوم دھام سے دیکھی ابرو پر بل ڈالا اور قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رکھکر قصد کیا کہ ابھی جا پڑوں لیکن اس بادشاہ نے جو شاہزادۂ سکندر رستم خو کو دیکھا تخت پر سے کود پڑا اور مؤدب ہو کر سلام کیا اور یہ عرض کی کہ میں غلام تازہ ہوں میرا لشکر حضور کا لشکر ہے اسکو نظر غیظ و غضب سے نہ دیکھیے اور مجھے آئین اسلام سے آگاہ فرمائیے شاہزادے نے یہ سنکر لوح کو ملاحظہ فرمایا کہ مبادا دھوکا ہو لکھا ہوا تھا کہ دھوکا نہیں ہے یہ بادشاہ تمھارا دوست صادق ہے اس سے ملو آیندہ اس سے بڑے بڑے کام نکلینگے بس یہ دیکھکر شاہزادہ آگے بڑھا اور خورشید زرین قبا سے بغلگیر ہوا خورشید نے عرض کی کہ بادشاہ اس مقام کا میں ہی ہوں اور محافظ اس دربند کا دیو مبہوت تھا جو کہ ہاتھ سے آپکے مارا گیا اب اس مقام پر کسی قسم کا خطرہ نہیں ہے بالفعل تو آپ یہاں قیام فرمائیے اور اس شب مہمانی کو اس خادم تازہ کی

قبول فرمائیے آئندہ جیسا مناسب ہو ویسا کیجیے گا جو کچھ مجھ سے ہو سکے گا مین بھی خدمت
سے باہر نہین ہون بعد اسکے خورشید نے افسران فوج کو جمع کیا اور فرمایا کہ
ایہا الناس مین نے تو اطاعت اس شہریار عالیوقار کی اختیار کی جسکو میرا ساتھ
دینا ہو ساتھ دے اسلام قبول کرے ورنہ میرے لشکر سے علیحدہ ہو جاے یہ
سنکر اُن سب نے عرض کی کہ جو مذہب بادشاہ کا وہ ہمارا مذہب ہم آپ کے
قدمون سے علیحدہ ہونا کبھی پسند نہین کرتے اب خورشید نے عرض کی کہ ای شہریار
باوقار جو آپکے مذہب مین آئے وہ کیا کرے سکندر رستم خو نے کلمہ تلقین
فرمایا خورشید مع لشکر از سر صدق مسلمان ہوا خورشید نے چاہا اور عرض
کی کہ شہر مین تشریف لے چلیے مگر شاہزادے نے منظور نہ فرمایا اور کہا کہ
مجھے جلدی ہی اور اگر تمھارے شہر مین جلونگا تو عرصہ ہو گا کم سے کم دو چار روز
ضرور صرف ہونگے خورشید نے عرض کی بلکہ زیادہ سمجھیے سکندر رستم خو
نے فرمایا کہ بس آج کی مہمانی اسی صحرا کی خوب ہی رات بھر ہم تمھارے مہمان
ہین اس سے زیادہ ٹھیرنا نہ کہنا انشاء اللہ بعد فتح طلسم کے دیکھا جائیگا میرے
کچھ عزیز طلسم مین پھنسے ہوے ہین مجھے پہلے انکے چھڑانے کی فکر ہی جس لیے مین
پردۂ دنیا سے یہان بلایا گیا ہون خورشید زرین قبا نے عرض کی کہ جیسا
مزاج مبارک مین آئے اور جو مناسب جانیے وہ کیجیے یہ کہکر حکم دیا کہ اسی مقام
پر قیام کیا جاے اور بہت جلد سامان جشن مہیا ہو یہ سنکر اراکین دولت و
وزرائے نیک فطرت نے تیاری جشن کا انتظام شروع کر دیا جسوقت
خورشید زرین قبا شاہزادے سے ملا ہی اسوقت چار گھڑی دن باقی ہوگا
شام تک کل سامان درست ہو گیا خیمے استادہ ہو کر شیشہ آلات سے آراستہ
کر دیے گئے لشکر اس ترتیب سے اُترا کہ بارگاہ شاہی سے چار راستہ بنا دیے گئے
اور ہر راستے پر ایک پھاٹک قائم کیا گیا جو عجائب طور سے آراستہ کیا گیا تھا
وہ وہ اشیاء نادر انمین نصب کیے گئے تھے کہ پردۂ دنیا پر کسی نے خواب مین
بھی نہ دیکھے ہونگے بلکہ پرستان مین بھی نادر الوجود ہین اور ہر پھاٹک سے
لیکر حد لشکر تک دو رویہ مطلا بندی کی گئی دوکانین آراستہ ہو گئین کٹورہ
کھنکنے لگا پھاٹکون پر سو برج کیکھی نئے نئے طریقون سے قائم کی گئی بارگاہ اس طور
سے سجی گئی کہ بے چوبہ چرخ اسکے سامنے شرماتا تھا خیمۂ زنگاری چرخ کو چکر تھا شمسہ اور
ماہتاب عالمتاب پر چشمک مار رہا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ شب کو آفتاب نکلا ہوا ہی
حبابون کی چمک ستارون کو شرمار رہی تھی بیچ مین تخت شاہی تھا داہنی اور
بائین جانب برابر سے دنگل بچھے ہوے تھے جسوقت سب سامان درست
ہو گیا خورشید زرین قبا شاہزادہ سکندر رستم خو کو اپنے ہمراہ لیے ہوے

داخل بارگاہ ہوا اور عرض کی کہ تخت پر تشریف رکھیے شاہزادہ سکندر رستم خو
نے تخت پر بیٹھنے سے انکار کیا اور فرمایا کہ ہم تاج بخش ہیں تاج گیر نہیں ہیں
تیرا تخت تجھکو مبارک ہو میں دنگل پر بیٹھونگا خورشید نے عرض کی کہ پھر تخت خالی
پڑا رہیگا میں حضور کے سامنے تخت پر نہیں بیٹھ سکتا سکندر نے فرمایا کہ اسکا
خیال نکرو تم یہاں کے بادشاہ ہو اور میں تو ایک مرد سپاہی اور مسافر ہوں اسوقت
یہاں ہوں کل نہ معلوم کہاں ہونگا یہ سنکر خورشید نے عرض کی کہ میں حضور کے
ہوتے تخت پر قدم رکھونگا یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ خادم تخت پر بیٹھے اور مالک دنگل
پر اسپر شاہزادہ نے ہنسکر فرمایا کہ یہ شیوہ ہملوگوں کا نہیں ہے ہم بادشاہ بنادیتے
ہیں مگر آپ تاج و تخت سے ہمیشہ کراہت کرتے ہیں اسلیے کہ یہ دنیا چندروزہ ہے
کی دن کی زندگی کے واسطے اس جاہ و جلال کو اختیار کریں ہمنے اور ہمارے بزرگوں
نے سپہگری کو پسند کیا یا فقیری کا بانا اختیار کیا ہے جسوقت میں پرستان میں داخل
ہوا ہوں تو لباس فقر میں تھا تم اسکا خیال نہ کرو یہ فرما کر خورشید کا بازو پکڑ کر
تخت پر بٹھایا اور آپ ایک دنگل جواہر نگار پر جو سب سے بالادست تھا
جلوہ افروز ہوئے لیکن واضح رہے ناظرین ہو کہ یہ دنگل بائیں صف
میں سب سے بالادست بچھا ہوا تھا ہنسکر فرمایا کہ ای خورشید کونسی صف
تمھاری نظر میں اچھی معلوم ہوتی ہے خورشید نے عرض کی کہ ما میری سمجھ میں
نہیں آیا فرمایا بائیں صف اچھی ہے یا دہنی خورشید زرین قبا نے عرض
کی کہ جس صف میں آپکا ایسا رستم زمان ہو وہ کہیں بے رونق ہوسکتی ہے
مثل مشہور ہے مثل - صدر ہر جا کہ نشیند صدر است + سکندر رستم خو نے
فرمایا کہ قلب انسان کا بائیں جانب ہوتا ہے اور قلب اعضاے بدن کا
بادشاہ ہے اور ہملوگ قلب بادشاہ کی قوت ہیں ہمیں بائیں جانب بیٹھنا
پسند ہے لیکن بعض لوگ جو اسوقت یہاں موجود نہیں ہیں بارگاہ صاحبقران
میں داہنی جانب بیٹھنے کو پسند کیا کرتے تھے خورشید نے عرض کی کہ حضور یہ انکی
خام خیالی تھی اور خارج از عقل تھے شاہزادہ سکندر رستم خو نے کہا کہ زیادہ
کچھ نہ کہنا اسلیے کہ وہ لوگ بھی ہمارے عزیز ہیں مگر ہمارے انکے ہمیشہ چشمک
رہا کرتی ہے یہ فرما کر اول سے قصہ شاہزادہ خاور سیاہ لعل خفتان خونریز خاوری
ملک قاسم اپنے پردادا کا بیان کیا کہ اسطرح شاہزادہ انجم گردہ بدیع الزمان
سے دنگل ناد عنبر کی بابت جھگڑے رہا کیے اور مقابلے ہوا کیے اسکے بعد
میرے جد امجد شاہزادہ ایرج نوجوان اور شاہزادہ نورالدہر سے فساد رہا
لیکن یہ جھگڑا طے نہ پایا بعد انکے امیر ثانی کے دور میں انتہا کی نا اتفاقی ہوئی کہ
میرے عمو سے نامدار شاہزادہ رستم ثانی محروم کر دیے گئے اور فرزند نورالدہر

بدیع الملک صاحبقران کیے سے گئے اُسوقت میرے والد ماجد اور چچا صاحب اور دادا صاحب نے لشکر سے علیحدگی اختیار کی اور فقیر ہو کر نکل گئے جسوقت مین نے ہوش سنبھالا اور یہ تمام قصہ سُنا تو مین نے بھی فقیری بانا اختیار کیا آور اپنے بزرگون کی تلاش مین گھر سے باہر نکلا اور آوارہ و سرگردان یہان تک پہونچا ہر چند کہ اُن صاحبون کی قدمبوسی حاصل نہین ہوئی لیکن خیر و عافیت اُنکی معلوم ہوگئی اور سُنا کہ میرے چچازاد بھائی سہراب بن رستم نے بڑی شوکت پیدا کی ہی اور اب وہ پردۂ دنیا کی جانب روانہ ہوگئے ہین اس ارادہ سے کہ صاحبقران بدیع الملک سے جھینکر اپنے والد ماجد شاہزادہ رستم ثانی کو صاحبقران کرین مجکو بھی اسکی زیادہ جلدی ہی کہ اس طلسم کو فتح کرون تو پردۂ دنیا پر اپنے باپ اور دادا اور چچا اور بھائی کے شریک ہو کر مخالفون سے مقابلہ کرکے اُنکو نیچا دکھاؤن خورشید زرین قبا نے عرض کی کہ انشاءاللہ آپ اپنے ارادہ بر کامیاب ہونگے الغرض بعد اس قصہ کے جلسہ کا آغاز ہوا اور باب نشاط حاضر ہوے اور محفل رقص و سرود گرم ہوئی جام بادۂ طاہر گردش مین آیا ساقی جام زرنگار اور صراحی مرصع کار لیکر حاضر ہوے آوازین ہو شاہوش و نوشانوش کی بلند ہوئین اور ایک پریزاد آکر ناچنے لگی وہ پرستان کے ساز جنکی آوازین دل مین گدگدی پیدا کیے دیتی تھین اور ماہجبین کی خوش آیند صدا ناوک دلدوز کا کام کر رہی تھی چند جزین ر▪ اس لطف سے گائی کہ محفل مین وجد کا عالم نظر آنے لگا ہر شخص جھوم رہا تھا نگاہین سبکی اس رقاصہ کیطرف لگی ہوئی ہین ناچنے مین گھنگرو کی صدا دل پر چوٹ لگاتی تھی آخر مین اُسنے یہ غزل شروع کی غزل

بے پردہ جو وہ برق تجلے نظر آیا — بیہوش رہے ہوش نہ دو دو پہر آیا
اک دوست تھا دل وہ بھی تو دشمن نظر آیا — الفت مین عدو ہو گیا ہرا اپنا پرایا
دل مین ترا ناوک کہ کلیجے مین در آیا — کیا جانیے کہان آیا کب آیا کدھر آیا
کس وقت صد افسوس ترا نامہ بر آیا — جب کھنچکے مرے جسم سے دم ہونٹون پر آیا
دل تھام لیا سُنکے کسی سے شب فرقت — نالہ کوئی لب تک جو مرے بااثر آیا
دل سے نہوا ضبط فغان سامنے اُسکے — کمبخت مجھے مفت مین بدنام کر آیا
سمجھینگے ہم اُسوقت تری باتون کو ناصح — قابو مین ہمارے دل بے خود اگر آیا
پھر ضبط پر اپنے نہ مجھے ہوگا بھروسا — آنسو کوئی تجھ مین اگر اے چشم تر آیا
تھا اک بت کافر کا تصور جو دم نزع — بنکر ملک الموت بھی بیداد گر آیا
خلوت مین کبھی کہہ نسکا حال مین اس سے — جب قصد کیا جب تو مرا دل ہی بھر آیا
دیکھا کیا صد حیف تڑپنے کا تماشا — پر رحم کسی کو نہ مرے حال پر آیا
ملتے ہی نظر لے گیا دل کو مرے کوئی — پہلو کو جو دیکھا تو وہ خالی نظر آیا
دیکھا یہ تماشا جو گئے اُسکی گلی مین — آہین کوئی بھرتا تو کوئی نوحہ گر آیا

پیدا ہوئی کیون ٹیس مرے دلمین دوبارہ
ناخن ترے کیا جانے شر کیون نہین پڑتے

چھوٹا ہوا چھالا کوئی کیا پھر اُبھر آیا
مدت ہوئی سینہ کا تو پھر زخم ابھر آیا

یہ غزل عاشقانہ وہ پری نژاد بجھ ایسے دلکش سُرون مین گائی کہ محفل مین سناٹا پڑ گیا ہر عاشق مزاج کی آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے دل کے کہنہ زخم ہرے ہوگئے واقعات گزشتہ نگاہون کے پیچے پھرنے لگے سمان باندھ دیا کسی کو ہوش نہ تھا اتنے مین وزیر خورشید سہیل دانا نے آکر عرض کی کہ دستر خوان چنا ہوا ہی کھانا ٹھنڈا ہو جائیگا خورشید نے دست بستہ سکندر رستم خو کی خدمت مین عرض کی کہ اب ماحضر نوش فرمایئے ہر چند کہ دل نہ چاہتا تھا لیکن شاہزادہ بخاطر خورشید زرین قبا اپنے دنگل سے اٹھا اور خورشید زرین قبا کے ہمراہ اُس خیمہ مین آیا جہان دستر خوان بچھا ہوا تھا کھانے انواع و اقسام کے چنے ہوئے تھے اکثر چیزین ایسی تھین جنکے نام سے بھی کان آشنا نہ تھے کیونکہ یہ کھانے پرستان کے تھے انکا ذکر بردہ دنیا مین کیونکر سنا جاتا خورشید نے آفتابہ اپنے ہاتھ مین لیکر شاہزادے کے ہاتھ دھلائے شاہزادے نے اصرار کرکے خورشید کو بھی اپنے پاس بٹھایا اور خاصہ نوش فرماکر پھر داخل بارگاہ ہوے وہ طائفہ تو برخاست ہو چکا تھا دوسری رقاصہ حاضر ہوئی یہ اُس سے حسن و خوبی مین دہ چند تھی اور کسب کمال مین تمام پرستان کی منتخب تھی اسنے آتے ہی پہلے تو رقص کا کمال دکھایا آواز خلخال سے ہر ایک کو دیوانہ بنایا گھنگرون کی صدا سے دل پر چوٹ لگتی تھی خرام ناز کا انداز ہر دل کو پامال کیے ڈالتا تھا جسوقت خوب تھرکنے سے تھکی اسکے بعد ٹھمریت ترانہ خیال آستائی ٹپہ وغیرہ اظہار کمال کی چیزین شروع کین اور خوب سبکو محظوظ کیا اسکے بعد یہ غزل شروع کی

غزل

عاشقون مین تیرے کس کو تن بدن کا ہوش ہی
نالہ کش فرقت مین کوئی ہی کوئی خاموش ہی

آمد فصل بہاری ہی جنون کا جوش ہی
عقل رخصت ہوتی ہی وقت وداع ہوش ہی

بزم شادی مین کوئی اغیار سے ہم دوش ہی
غمزدہ کوئی عروس غم سے ہم آغوش ہی

اسکے پینے سے بھی حاصل ہوتی ہین کیفیتین
میرا خون دل بھی مثل بادۂ سرجوش ہی

واہ کیا دلچسپ افسانہ ہی میرے ہجر کا
دیکھیے جسکو وہ محفل مین سراپا گوش ہی

مجکو رعب حسن مانع اور اُسے شرم و حیا

مین ادھر بیٹھا ہون وہ اودھر خاموش ہی
آگ سے جلتا ہی جو ہی آگ ہی اُسکا علاج
جل کے ہوش آئے گا پروانہ اگر بیہوش ہی
ٹھیس کا ڈر ہی بغل سے مین جدا کرتا نہین
یہ دل نازک بھی مثل شیشۂ مینوش ہی
غش مین زانو پر مرا سر رکھکے وہ کہنے لگے
ہوش مین جلد آ کہ اب تو ہم مرا آغوش ہی
کچھ نہین آتا سمجھ مین یہ چمن کا ماجرا
بلبلین ہین نالہ کش ہر گل سراپا گوش ہی
کیون بجھانے کی شرر کوشش کرے باد صبا
کوئی دم مین خود مری شمع لحد خاموش ہی

یہ غزل نہایت اہل محفل کو پسند آئی ایک ایک شعر چار چار بار فرمائش کرکے گوایا گیا بعد اسکے دوسری غزل اُس آفت ہوش نے اس سے زیادہ دلکش راگ مین شروع کی غزل

زبان سے یہ ترے بیمار کی بہم نکلتا ہی
کہ آنا ہو تو آ جلد ورنہ میرا دم نکلتا ہی
کوئی انگڑائیان لیتا نہین ہی بستر غم پر
فراق یار مین رگ رگ سے کھنچکر دم نکلتا ہی
نظر آجاتی ہی شان خدا بے پردہ عاشق کو
کسیکی پردہ پوشی مین عجب عالم نکلتا ہی
اشارہ کرتی ہین زلفین سنوار کر روے زیبا پر
بگڑنے مین ہمارے اور ہی عالم نکلتا ہی
کسی بیدرد کے دیدار کی حسرت جو ہی دلمین
سبب ترک کے آنکھون سے ہمارا دم نکلتا ہی
تمھاری زلف عاشق کا مقدر دونون یکسان ہین
نہ اسکا بل نکلتا ہی نہ اُسکا خم نکلتا ہی
ہجوم یاس ایسا چھا گیا ہی تیری فرقت مین
کہ ڈھونڈھے سے بھی اب ارمان دل مین کم نکلتا ہی
عجب تاثیر ہی اس سرزمین عشق کی ہمدم
نکلتا ہی جو اس سے قاتل عالم نکلتا ہی
دل ناداں سے اب ضبط و تحمل ہو نہین سکتا
گریبان پھاڑ کر گھر سے کوئی بحر غم نکلتا ہی
مین کہہ جاتا ہون اُس سے بے تکلف قصہ غیرونکا
زبان سے درد دل اپنا نہایت کم نکلتا ہی
شرر جاتے ہر اک کو دیکھتے ہین خرم و شادان
نکلتا ہی جو اُسکی بزم سے پر غم نکلتا ہی

کہانتک بیان کیا جائے عجب رنگ صحبت تھا کہ جو شخص تھا عالم محویت مین تصویر بنا بیٹھا تھا ہر شعر پر عشق انگیز تصویرین نگاہون کے نیچے پھرنے لگتی تھین یہانتک کہ تین بجے شب تک یہ نازنین گاتی رہی اور محفل کو محظوظ کرتی رہی کسی کا جی نہ چاہتا تھا کہ یہ خاموش ہو جس مقام پر تھک جانے کے سبب سے آواز مین پتی لگ جاتی تھی وہ بھی ایک تازہ لطف پیدا کرتی تھی ایک تو حسن دلکش دوسرے انداز و ادا تیسرے ایسی معشوقہ کا ہر عاشقانہ شعر کی تصویر بنکر بہاؤ بتانا یہ سامان ایسے نہ تھے جو

مردہ سے مردہ دل کو بھی پھڑکا نہ دیتے اور کج مذاق لوگون کے دلون پر بھی اسکا اثر
ہوتا لیکن خورشید زرین قبا کو ایک اور ہی شخص کے گانے کا اشتیاق تھا جسکو
اُسنے بارہا سُنا ہی مگر دل نہین سیر ہوتا غرضکہ حکم خورشید سے مجرا برخاست ہوا اب
خورشید نے سکندر رستم خو سے عرض کی کہ آج ایسا گانا سنواتا ہون جو شاید حضور
نے بھی کم سُنا ہو بلکہ نہ سُنا ہو تو عجب نہین اگرچہ وہ گویا جسکی مین نے تعریف کی
نوعمر ہی مگر اپنے فن مین کمال رکھتا ہی یہ کہکر حکم دیا کہ لاؤ ہمارے بلبل قفس کو بس
یہ سُنتے ہی دیکھا تو لوگ ایک پنجرا لیکر آئے اور وہ پنجرا وسط بارگاہ مین رکھ دیا
گیا دیکھا سکندر رستم خو نے کہ اُس پنجرے مین ایک لڑکا بارہ چودہ برس کا بند ہی
قطع اور وضع عیارزیون کی ایسی ہی جو ڑی ہفت ہویدی زی کی اُسکے آگے رکھی ہوئی
ہی خورشید زرین قبا نے اُس سے کہا کہ آج ہمارے شہریار عالیوقار کو گانا اپنا سُناؤ
یہ سُنکر اُس لڑکے نے سکندر رستم خو کی طرف دیکھا اور غور سے دیکھکر ایک چیخ ماری
اور عوض گانے کے رونا شروع کیا خورشید زرین قبا نے کہا کہ یہ کیا حرکت ہی مین
خوب سمجھتا ہون کہ تو بڑا مکار ہی بس خیریت اسی مین ہی کہ گانا اپنا سُنا دے ورنہ
سزاے سخت دونگا اُس لڑکے نے جواب دیا کہ کیا گاے وہ شخص جو اس حال پر ملال
سے ہو مثل ہی مثل کہ گریہ را بہ دل خوش می باید + نہ کہ گانا ایک تو غریب الوطنی
کا صدمہ دوسرے انسان ہو کر قفس مین بند ہون اب تو قابو مین ہون تب یہ حالت ہے
با شتی پیش آجاہے یہ دشمنی شعر یہ کہکر اُگئی بلبل قفس مین + نہ ہو بندہ کسی بندے کے بس مین
کچھ ایسی دردآمیز باتین کین کہ سکندر کا دل بھر آیا اور خورشید زرین قبا سے
کہا کہ اسکو قفس مین کیون بند کیا ہی خورشید نے عرض کی کہ حضور نہین واقف
ہین یہ بڑے ذات بابرکات ہین انھون نے ہمارے مار ڈالنے مین کوئی دقیقہ
اُٹھا تھوڑی رکھا تھا یہ کیسے پروردگار عالم کی طرف سے قضا نہ تھی ورنہ ابتک
راہی ملک عدم ہوچکے ہوتے سکندر رستم خو نے کہا کہ مفصل بیان کرو
خورشید زرین قبا نے تمام حال اسکا بیان کیا کہ دیو مبہوت جادو جسکو
آپ نے قتل کیا ہی اسے اُٹھا لایا تھا اور کھائے جاتا تھا مین نے اسکو بچایا اور
اپنے دل بہلنے کو رکھ لیا حقیقت مین اسکی باتین نہایت دلچسپ ہین میرا غم غلط
ہو جاتا تھا رفتہ رفتہ اسنے ایسا مزاج مین دخل پیدا کیا کہ اختیارات اسکے
وسیع ہونے لگے یہان تک کہ قضاے کار ایک روز شراب بنانے کے مالک ہوکر
ساقی بنے اور ہم سبکو بیہوش کرکے قتل ہی کیا ہوتا کہ دیو حرمان جادو مالک
در بند آب کو کسی طور سے خبر ہوگئی اُسنے آکر اسکے پنجے سے چھڑایا اور نجات دلوائی
ورنہ انھون نے قصہ پاک کر دیا تھا کوئی باقی نہ رکھی تھی یہ سُنکر شاہزادہ
سکندر رستم خو نے اُس مرد قفس نشین سے کہا کہ کیون یہ کیا حرکت تھی

اصل یہ ہے کہ تو نے وہ حرکت کی تھی جسکی سزا قتل تھی مگر خورشید نے نہیں معلوم کیا سمجھکر
سانپ کو آستین میں پالا خورشید نے عرض کی کہ اگر میں کمالات منوے تو میں
ضرور قتل کروا ڈالتا بلکہ اسکے سن وسال پر رحم نکرتا مگر میں کیا عرض کروں کہ اسکے
کمال نے مجھے مسخر کر لیا ہے سکندر رستم خو مخاطب ہوے اُس قفس نشین کیجانب
اور فرمایا کہ تو بھی مفصل حال اپنا بیان کر اب اُس لڑکے نے آنسو پونچھکر عرض کی کہ میں
بیٹا ہوں سیارۂ ثانی کا جس زمانے میں شاہزادہ رستم ثانی اور شہریار عالیوقار
اور ایرج نامدار پردۂ قاف میں تشریف لائے ہیں تو سیارۂ ثانی اُنکے ہمراہ گئے
بہت دنوں تک یہ تینوں بزرگوار طلسم چہل چراغ سلیمانی میں پھنسے رہے اُسی
زمانے میں باپ نے میرے آبادیری سے عقد کیا اور میں پیدا ہوا ابھی میں نے ہوش
نہ سنبھالا تھا کہ شاہزادہ سہراب ثانی نے طلسم چہل چراغ سلیمانی کو فتح کیا اور
اپنے باپ چچا دادا کو چھڑایا سرکشان قاف کو پست کیا اور باشوکت وشان پردۂ دنیا
کی جانب روانہ ہوگئے ہمراہ اُنکے میرے والد بھی تشریف لیگئے لیکن جاتے وقت
کچھ پیچ عیاری سکے اور کچھ بانے تیار کرکے رکھ گئے تھے اور میری ماں کو سمجھا
گئے تھے کہ جسوقت بیڑکا ہوشیار ہو تو یہ کتاب عیاری اور بانے اسکے سپرد کر دینا
چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب سن میرا دس گیارہ برس کا ہوا تو میری ماں نے مجھکو
کتاب عیاری دی اور بانہائے عیاری بھی عطا کیے اُسی کتاب کو دیکھ دیکھکر میں نے
مشق کرنا شروع کی یہانتک کہ تھوڑے ہی عرصہ میں مجھکو پورے طور سے فن عیاری
میں مہارت ہوگئی اب میں نے اپنی ماں سے رخصت لی اور کافرکشی پر کمر ہمت کو
مضبوط باندھکر گھر سے قدم نکالا اور صدہا کافروں کو واصل جہنم کرتا ہوا یہانتک
پہونچا جیلے دیو کے پنجہ میں پھنسا مگر تقدیر میں رہائی تھی اور موت نہ تھی اس
بادشاہ کو میرے حال پر رحم آیا اور مجکو دیو کے ہاتھ سے بچایا اور اپنے ساتھ
رکھا حقیقت حال یہ ہے کہ میری حقیقت سے بہت زیادہ میری عزت کی
ہر چند کہ میں بھی محسن کش نہیں ہوں لیکن کافرکش ضرور ہوں ہر وقت مجکو یہی
فکر تھی کہ کیونکر ان سبکو صفحۂ ہستی سے مٹا دوں لیکن میرا قابو نہ چلتا تھا آخر کار
ایک روز شراب خانہ کا اختیار پایا پھر تو بن پڑی اور میں دل میں نہایت
خوش تھا کہ آج ان کافروں کو مار لیا لیکن دیو حرمان کی بدولت یہ سب
ہاتھ سے میرے بچ گئے جیسا کہ حضور نے شنا لیں یہ سنتے ہی سکندر رستم خو نے
دوڑکر تیلی قفس کی کھینچ دی اور ہاتھ پکڑکر قفس سے نکالا اور گلے لگا کر بہت
روئے اور خورشید سے کہا کہ اب یہ تمھارا دشمن نہیں ہے اور میرا بھائی ہے
اور جن بزرگوں کا تمنے تذکرہ کیا انمیں سے شہریار عالیوقار میرے والد ماجد
کا نام ہے اور رستم ثانی میرے چچا اور ایرج نوجوان دادا میرے ہیں سہراب ثانی

بجا لاو بجا لائی ہوئے خورشید نے سیارۂ تیز پا سے اپنا قصور عفو کرایا اور سکندر رستم خو نے
اسکو خلعت عنایت کیا تو وہ جلسۂ انبساط تھا یا بزم عزم ہوگیا سکندر رستم خو
سیارۂ تیز پا سے لپٹ کر اسقدر روئے کہ دیکھنے والون کے دل بھر آئے اسکے بعد
سیارۂ تیز پا نے عرض کی کہ اب مین گانا آپ کو سناؤنگا اور خورشید زرین قبا
سے کہا کہ جس گانے کی آپ تعریف کر رہے تھے وہ گانا نہ تھا بلکہ رونا تھا ہان گانا
آج سناؤنگا لیجیے سنیئے یہ کہکر وہی جوڑی زکی بغچے سے نکالی اور تفلیان اسکی درست
کرکے بجانا شروع کیا اب جو سنا خورشید نے تو ہوش اڑ گئے اور کہا حقیقت مین
آپکو اس فن خاص مین تو کمال حاصل ہے اور سکندر رستم خو نے بھی بہت تعریف
کی اور فرمایا کہ کیون نہو کس کے بیٹے کس کے پوتے اور کس شخص کے پروردے ہو
صبح تک سکندر رستم خو سیارۂ تیز پا کا گانا سنا کیے آخر مین سیارۂ تیز پا نے
ایک غزل بھیروی مین شروع کی وہ صبح کا وقت سہانا نسیم سحری کا آنا مرغان باغ
کے چہچہے کبک دری کے قہقہے پھولون کا کھلنا شمع کا جھلملانا ستارگان کا دریاے فلک مین
ڈوبتے ہوئے نظر آنا جاگی ہوئی آنکھون مین خمار نشہ کا آثار یہی سامان دلفریبی
کو کیا کم تھے کہ ایسے وقت مین سیارۂ تیز پا سے خوش الحان گانے والے کا
بھیروی کی سی راگنی شروع کرنا اور یہ اشعار عاشقانہ گا کر حسن وعشق کی تصویرین دکھانا
ایک قیامت کا سامان نظر آتا تھا غزل

یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا | اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا
ترے وعدہ پر جیے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا | کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا
یہ کہان کی دوستی ہے کہ بنے ہین دوست ناصح | کوئی چارہ ساز ہوتا کوئی غمگسار ہوتا
رگ سنگ سے ٹپکتا وہ لہو کہ پھر نہ تھمتا | جسے غم سمجھ رہے ہو یہ اگر شرار ہوتا
یہ بتاؤن کیا کہ کیا ہے شب غم بری بلا ہے | مجھے کیا برا تھا مرنا اگر ایکبار ہوتا
ترے تیر نیم کش کو کوئی میرے دل سے پوچھے | یہ خلش کہان سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا
ہوئے مر کے ہم جو رسوا ہوئے کیون نہ غرق دریا | نہ کبھی جنازہ اٹھتا نہ کہین مزار ہوتا
یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالب | تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

غرضکہ اسیطرح چند درد آمیز غزلین سیارہ نے ایسی دلکش مضمون مین سنائین
کہ اہل محفل سر دھننے لگے اور تصویر حیرت ہو کر رہ گئے غرضکہ صبح کو جلسہ موقوف
ہوا اب سیارۂ تیز پا نے گانا موقوف کیا خورشید نے یہ شعر زبان پر جاری کیا شعر

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد | روئے گل سیر نہ دیدیم و بہار آخر شد

غرضکہ اب سکندر رستم خو نے خورشید سے فرمایا کہ بس خاطر تمھاری
ہو چکی اب مین جاتا ہون میرا ایک دم فضول ٹھہرنا اچھا نہین اسلیئے کہ مجھکو
بہت عجلت ہے پردۂ دنیا کی طرف جانے کی اور بغیر فتح طلسم کے جانیکا قصد

نہیں ہو خورشید زرین قبا نے عرض کی کہ اے شہریار عالیوقار اتنا توقف فرمایئے کہ چند تحفہ جات طلسمی حاضر کروں جنکا اسوقت تک مین امین تھا اور بادشاہ طلسم مالک سمجھا جاتا تھا مگر اب آپ اُسکے مالک ہین سکندر نے فرمایا کہ ابھی طلسم فتح نہیں ہوا پھر مین مالک کیونکر ہوا خورشید زرین قبا نے عرض کیا کہ سبب اسکا عجیب ہے جسے سنکر آپ متحیر ہو جاینگے اور جس سے مجھپر بزرگی آپکی ظاہر ہوئی اور بدین اسلام سے مشرف یاب ہوا وہ یہ ہے کہ مین نے عالم رویا مین ایک مرد بزرگ کو دیکھا کہ وہ فرماتے ہین اے خورشید تو جس مال طلسمی کا امین ہے اسکا مالک داخل حد طلسم ہو چکا اور کل تیرے ملک مین بھی آجائیگا تو اطاعت اسکی قبول کرنا اور تحفجات طلسمی اسکے سپرد کر دینا اور دین اُسکا اختیار کرنا اسلیے کہ وہ دین برحق ہے یہ زمانہ وہ ہے کہ طلسم نیرنگ قاف برباد ہو جائیگا بس جو شخص اطاعت اُس شہریار عالیوقار کی اختیار کرے گا وہ مرتبۂ اعلی کو پہونچے گا اور جو سرکشی کرے گا وہ ذلیل و خوار ہو کر مارا جائیگا یہی سبب تھا کہ مین نے آپکی اطاعت کا حلقہ کان مین ڈالا ورنہ ایک شخص تنہا سے کوئی صاحب لشکر خوف زدہ نہین ہو سکتا تاوقتیکہ کوئی ہزیمت نہ پہونچ لے یہ عرض کرکے اپنے لوگون سے کہا کہ لاؤ وہ تحفے جو آجتک ہماری حفاظت مین تھے یہ سنکر افسران فوج روانہ ہوے اور بعد کچھ دیر کے اطالہ بارگاہ یاقوت نگار کا اسباب پر بار کرائے ہوے اور ایک مرکب پری پیکر کو ساز و یراق سے آراستہ کرکے ہمراہ لیے ہوے اور ایک صندوق کہ اسمین اسلحہ طلسمی مثل تیغ سیہ تاب و سپر لکۂ سحاب وغیرہ کے سب لیکر آئے خورشید نے اول صندوق لاکر پیش کیا اور کنجی اُسکی سامنے سکندر رستم خو کے رکھدی سکندر نے قفل کھولا اور تیغۂ سیاہ تاب صندوق سے نکالا اور زیب کمر کیا واقع مین عجب تیغ ہاتھ آیا ہے کہ قاف بھر مین اُس تیغ کی نظیر نہین ہے قبضہ ایک ڈال یاقوت سرخ کا ہے جو ہر تخم خیار کے برابر چمک رہے ہین بعد اسکے سپر لکۂ سحاب کو زیب دوش کیا اور اسلحہ مثل خود و دیلفہ عرق چیل زرہ ثوب چار آئینہ جوشن و دستانے موزے وغیرہ کہ سب یاقوت نگار تھے تن پر آراستہ کیے اور بارگاہ یاقوت نگار کو ملاحظہ فرماکر نہایت پسند کیا کہ کل سامان نقارخانہ بھی اُسکے ساتھ شامل تھا خورشید زرین قبا نے عرض کی کہ اب حضور کو اختیار ہے جاہے اس سب سامان کو اپنے ہمراہ لیجائین چاہے یہان چھوڑ جائین سکندر رستم خو نے کہا کہ جیسی لوح ہدایت کرے گی ویسا عمل مین لایا جائیگا یہ فرماکر لوح کو ملاحظہ فرمایا بخط سبز تحریر تھا کہ اے فتاح طلسم نیرنگ اے سیار عجائبات تجکو لازم ہے کہ اس بادشاہ جلیل القدر یعنی خورشید زرین قبا کو اسقدر دے کہ یہ تیرا جان نثار اور دوست صادق ہے اور سامنے جو دریا کوہ نظر آتا ہے اسطرف جا

تمام رسالہ ہمراہ بادشاہ کے درہ کوہ میں چھوڑ دو آپ آگے روانہ ہو بعد اسکے جب
کوئی تازہ بات پیش آئے تو پھر لوح کو دیکھنا یہ ملاحظہ فرما کر خورشید زرین قبا نے
فرمایا کہ تم اثاثہ بارگاہ و یاقوت نگار کا اپنے ہمراہ لیکر درۂ کوہ کی جانب روانہ ہو
بعد تمھارے مین بھی آؤنگا یہ سنکر خورشید زرین قبا اسیوقت مع ساز و سامان
و فوج و سپاہ درۂ کوہ کی جانب روانہ ہوا اور سکندر رستم خو سیارۂ تیزپا کو
اپنے ہمراہ لیکر اُسی درہ کی جانب روانہ ہوے اول خورشید زرین قبا متصل
درہ کے پہونچا اور بارگاہ برپا کی لشکر نے پڑاؤ کیا بعد اسکے سکندر رستم خو مع
سیارۂ تیزپا قریب درہ کے پہونچے اب عیار کو بھی رخصت کیا اور لوح کو ملاحظہ
فرمایا تحریر تھا کہ تمھین چاہیے کہ اسی درۂ تاریک کو طی کرو اسکے بعد ایک صحراے پر فضا
ملے گا اُسمین جانب شمال ایک کوہ نیلگون نظر آئے گا تم اُس کوہ پر چڑھ جانا بعد اسکے
پھر جیسا مناسب ہوگا تمکو ہدایت کیجائیگی یہ دیکھکر شاہزادۂ سکندر رستم خو بسم اللہ
لیکر درۂ تاریک مین داخل ہوے یہ معلوم ہوا کہ پردۂ ظلمات مین آ گئے ہاتھ کو ہاتھ
نہ سوجھتا تھا نشیب و فراز نہ معلوم ہوتا تھا راستہ ایسا ٹیڑھا بڑا تھا کہ گذرنا دشوار
تھا نہ زمین نظر آتی تھی نہ آسمان معلوم ہوتا تھا راستہ مثل حلقہاے گیسوے
محبوبان کے تاریک و پیچیدہ تھا لیکن لوح مانند چراغ کے روشنی دیتی ہوئی اور
رہنمائی کرتی جاتی تھی دو پہر مین وہ راستہ بدقت تمام طی ہوا اب جو شاہزادہ
اُس درہ سے نکلا تو روشنی ہوئی دیکھا کہ ایک صحراے پُر بہار ہے کہ رشک
گلشن و گلزار ہے درخت میوہ دار برابر سے لگے ہوے ہین جانوران خوش الحان
مصروف زمزمہ سرائی ہین سبزہ لہلہا رہا ہے درختون مین میوے گوناگون
پھلے ہوے ہین ایک جانب ایک کوہ بلند مثل نیلم کے چمک رہا ہے لیکن نہ
اُس گلزار مین باغبان ہے نہ گلچین ہے درختون کے نیچے میوہ گرا ہوا ہے جا بجا
پھولون کے انبار ہین جانور درختون پر بے خوف اِدھر سے اُدھر اُڑ جاتے ہین
اور اُدھر سے اِدھر اُڑ آتے ہین درخت اس طرح کے ہین کہ کبھی نظر سے
نہ گذرے تھے برگ اُنکے گلون کی طرح مختلف اللون اور پھول مانند پتون کے
سبز اور پھل سر انسان سے مشابہ چوپایہ عجیب عجیب صورت کے آہوون کے
رنگ بھی نئے نئے کوئی سفید کوئی زرد کوئی سرخ کوئی آبی شاخین
اُنکے سر پر چار چار پانچ پانچ شیر مانند گھوڑون کے بڑے بڑے قد کے مگر
شیر اور ہرن ساتھ پھر رہے ہین اور نہ شیر آہوون پر حملہ کرتا ہے نہ آہو شیر سے
خوف کرتے ہین اسی طرح ہر جانور نئی ساخت اور نئی وضع کا دنیا نئی
معلوم ہوتی ہے شاہزادہ سیر کرتا ہوا بعجلت تمام قریب کوہ نیلمی کے پہونچا
اور راستہ [illegible] سے کوہ پر جانے کا تجویز کر بالاے کوہ پہونچا بس جیسے ہی قدِ کوہ

بعد پہونچا نظر اُٹھا کر جسطرف دیکھا سوا پانی کے کچھ نظر نہ آتا تھا ہر چہار جانب سے ایک
طوفان خیز دریا موجین مارتا ہوا چلا آتا ہے جس طرف دیکھیے عالم آب ہے رہ کوہ بلند
مثل ملتا ہوے ہین اب تو شاہزادہ پریشان ہوا گھبرا گھبرا کر داہنے بائین روبرو پس پشت
پھر پھر کر دیکھنا شروع کیا مگر جس طرف دیکھا پانی ہی پانی دکھائی دیا بیساختہ یہ شعر
زبان پر جاری ہوا شعر درین دریاے بے پایان درین طوفان شور افزا دل افگندیم
بسم اللہ مجریہا و مرسا ہا + یہان تک کہ آن واحد مین وہ پانی کوہ برابر ہو پہونچا
اور قریب تھا کہ شاہزادہ اُس طوفان مین غرق ہو جاے کہ اُسی حالت اضطراب
مین نظر لوح پر جا پڑی دیکھا لوح رنگ بدل رہی تھی جیسے ہی نظر شاہزادہ کی اُس
تختی پر جمی دیکھا تو حروف روشن ہوے اور یہ عبارت نظر آئی کہ اے فتاح طلسم اگر
ایسا ہی گھبرایا کرے گا تو طلسم کا فتح ہونا بخیر ہے کیون نہین لوح کو دیکھکر کام کرتا
تجکو چاہیے کہ جس وقت پانی تیرے قریب پہونچ جاے اور لب ساحل قدمبوس ہوتا
چاہے تو اُس جام جمشید کو پانی مین ڈالدے جسے تو نے پریزادے سے چھینا تھا
بس دیکھتے ہی شاہزادے نے جلدی سے جام جمشید کو پانی مین ڈالدیا بس
جام کا پانی مین پہونچنا تھا کہ بصورت کشتی ہوگیا واضح رہے ناظرین با تمکین ہو
کہ شمس جنی نے ابکی مرتبہ رخصت کے وقت جام شاہزادے کے سپرد کر دیا تھا
اور کہدیا تھا کہ آیندہ اسکی ضرورت ہوگی آپ اس تحفۂ طلسمی کو اپنے پاس رکھیے
اسی باعث سے شاہزادے کو نجات ہوئی اور جام پانی مین ڈالکر پھر لوح کو ملاحظہ
فرمایا لکھا تھا کہ جب یہ جام بصورت کشتی ہو جاے تو تو اس کشتی مین بیٹھ جانا لیکن
اس چابکی کے ساتھ کہ پانی تیرے جسم سے مس نہونے پاے اور اگر کہین پانی
تیرے جسم سے مس ہوگیا تو تو بھی شکل پانی کے ہو کر اُسی دریا مین شامل ہوجائیگا
اور کشتی تیری طرح پانی ہوجائیگی بس یہ دیکھتے ہی شاہزادہ سکندر رستم خو
بسم اللہ کہکر اُس کشتی مین کود پڑا اب دیکھا کہ طوفان زیادہ ہوگیا اور پانی
تیزون اچھلنے لگا کشتی پر بڑے بڑے موجے آ آ کر گرنے لگے ہر مرتبہ یہ معلوم ہوتا
تھا کہ کشتی ڈوب جائیگی لیکن جس کشتی کا ناخدا خدا ہو اُسے کون غرق کر سکتا ہے
جا بجا بھنور پڑ رہے تھے لیکن کشتی کو نقصان نہ پہونچا سکتے تھے چکر مار مار کر فرو
ہو جاتے تھے چادرین دامن پھیلا پھیلا کر چاہتی تھین کہ کشتی کو اپنی آغوش
مین لے لین مگر جب قابو نہ چلتا تھا تو دامن سمیٹ لیتی تھین حباب دور سے آنکھین
نکال نکال کر رہجاتے تھے موجون کی دست اندازی بے سود ہوتی تھی کشتی
بخوف وخطر بہتی چلی جاتی تھی شاہزادہ باطمینان تمام کشتی مین بیٹھا ہوا کبھی
سیر دریا کرتا تھا کبھی لوح کو دیکھتا تھا تھوڑے عرصہ مین نہ کوہ معلوم ہوتا
نہ صحرا ہر طرف سوا پانی کے کچھ نظر نہ آتا تھا اب جو لوح کو دیکھا تو تحریر تھا کہ

ای نتاج طلسم جسوقت طوفان مین کمی ہوا ور کشتی تیری بہتر قریب درہ شرخ کے
پہونچے تو تجکو چاہیے کہ درہ مین کود پڑنا اور گوشہ کشتی کا پکڑ کر کھینچنا کشتی بحراحت ملی
پیدا کریگی اور بصورت جام ہو جائیگی بس جام کو اپنے قبضہ مین کرنا اور درہ کے
اُس پار چلا جانا وہان ایک صحراے پر بہار ملیگا شاہزادے نے ایسا ہی کیا کہ
جیسے ہی کشتی قریب درہ کے پہونچی ایک جست کی اور درہ مین داخل ہوے
گوشہ کشتی کا پکڑ کر کھینچا کہ وہ سمٹ کر جام بنگئی جام کو بے اندیشہ انجام ہاتھ مین لیا
اور راستہ دوگالی کیے اُس پار پہنچے یہ درہ مثل درۂ اول کے تاریک نہ تھا
جابجا روشندان بنے ہوے تھے جسوقت صحرا مین پہونچے تو عجب بہار دیکھی کہ
درخت سرسبز و شاداب ہین میوے لگے ہوے ہین زمین پر کوڑیالے کا سفید فرش
بچھا ہوا ہی وسط صحرا مین ایک باغ معلوم ہوتا ہی دروازہ باغ کا مانند آغوش
معشوق کے کھلا ہوا ہی نہ کوئی دربان ہی نہ نگہبان شاہزادہ اُسکی طرف متوجہ
ہوا کچھ راہ طی کی تھی کہ یکایک ایک آفتاب تابان اُس مشرق امید سے
نمایان ہوا کہ ہمراہ اُسکے سو سوا سو ستارون کا جھرمٹ تھا یعنی ایک نازنین
مہ جبین ذر در گوش مرصع پوش دریاے جوانی مین غوطہ مارے گیسو
سنوارے عمر برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن جوانی کی راتین مرادون کے دن با صد
کرشمہ و ناز بہت سی سہیلیون کو ساتھ لیے ہوے دروازۂ باغ سے نکلی جیسے ہی
نظر سکندر رستم خو کی اُس آفت ہوش پر پڑی حواس جاتے رہے بیخودی
طاری ہوئی اپنے سب معشوقون کا خیال جاتا رہا صورت اُس محبوب کی
نگاہون مین کھب گئی ہزار جان سے عاشق ہوگئے نہ تو ملکہ ماہ سیما کا خیال
رہا کہ وہ فرقت مین تڑپ رہی ہوگی نہ ملکہ ماہ پارہ کا دھیان آیا کہ اُسپر کیا گزرتی
ہوگی بمصداق اس غزل کے غزل

	یاری تجھسے کیا کی پیدا مہر اک سے یارانہ چھوٹا
احباب چھٹے اغیار سب چھٹے مرا اپنا بیگانہ نہ چھوٹا	
	تجھسو غم جدائی جیسے ہوئے غم کھاکے پیے خون بہکے جیے
کھانا کیسا پینا کیسا پانی چھوٹا دانہ چھوٹا	
	کس مست سے ساقی آنکھ لڑی بے مے پیے کیفیت ہوئی
اس ہاتھ سے بوتل چھوٹ پڑی اُس ہاتھ سے پیمانہ چھوٹا	
	مشرب میں ہمارا رندی تھا مذہب بادہ پرستی تھا
جب سے کر چھوڑا اک مشوالا اُسدن سے میخانہ چھوٹا	
	کل کہتے تھے ہم کچھ حال دل اُنپر بھی تھی محویت طاری
اُس لطف مین یاد نہین یہ بھی کس جا سے افسانہ چھوٹا	

بگڑی جو تری سنت کی پڑھی ہونچا اثر اسکا اُس جا بھی
وہ قید جنون اُسنے توڑی وہ تیرا دیوانہ چھوٹا
تھا سوز جدائی تو جتنا تیرے بھی اثر کو دیکھ لیا
کیون آگ مین اپنی جل نہ بجھا جب شمع سے پروانہ چھوٹا
اے آرزو اب کیا ذکر اُسکا الفت مین جو دل سے امر ہوا
اک بت سے بڑھا یا ربط ایسا برسون کا یارانہ چھوٹا

بیساختہ شاہزادے کی زبان سے آہ نکل پڑی صدا کان مین اُس آفت جان و ایمان کے پہونچی اچانک اُسنے شاہزادے کی طرف دیکھا ساتھ والیون نے بھی سکندر کو دیکھا ادہر ادہر کرکے بھاگنے لگین ایک دوسری کے پیچھے چھپی جاتی تھی کوئی کہتی تھی کہ یہ مرد واکہان سے آگیا کسی نے کہا وہ تو ہر ایک کو بُری نظر سے دیکھتا ہے کسی نے کہا کہ یہ تیرا یار ہے کسی نے کہا ابھی تجھ سے اشارہ کر رہا تھا عجب طرح کا ہنگامہ ان عورتون مین برپا ہوا لیکن وہ نازنین جو انداز و لباس سے ان سب مین افسر معلوم ہوتی تھی اُسنے نگاہ قہر سے ان سبکی جانب دیکھا اور کہا کہ موئی ڈی کا منھ لیکے دل مین آئی جاتی ہو اور زبان سے ایسی علیحدہ ہوتی ہو مین تم سبکی نیتون سے آگاہ ہون خبردار جواب کسی نے اسکی طرف آنکھ اٹھاکر دیکھا یہ ہمارا عاشق ہے اور ہم اسکے شیدا ہین جسطرح ہم تمھارے مالک ہین اُسیطرح اسکو بھی اپنا مالک تصور کرو اور سکندر کیطرف دیکھکر یہ شعر پڑھا۔ شعر رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ٭ کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست اے شہریار عالیوقار جب سے مین نے جمال جہان فروز تیرا خواب مین دیکھا تھا اُس روز سے دیوانہ وار پھرا کرتی تھی شکر ہے خدا کا کہ خواب میرا صادق نکلا اور دیدار نصیب ہوا بس نہ تڑپائیے خدا کے لیے جلد اب آئیے خدا کے لیے ٭ یہ سنکر شاہزادہ نہایت متعجب ہوا کہ ایسی نازنین اور خود تیری خواہش کرتی ہے خوشا تقدیر اور زہے نصیب فوراً اُسکی طرف بڑھے اور ایسے محو جمال ہوئے کہ لوح دیکھنا بھی بھول گئے اور ساتھ اُس نازنین کے داخل باغ ہوئے دیکھا تو باغ نہایت سرسبز و شاداب ہے جا بجا نہرین جاری ہین درخت میوہ دار لگے ہوئے ہین جانوران خوش الحان مصروف زمزمہ سرائی ہین نہرون مین مچھلیان سرخ و سبز تیر رہی ہین ایک ایک موتی کی آنکھین اُنکے جڑی ہوئی ہین جسوقت سطح آب پر آکر وہ منھ سے حباب چھوڑتی ہین تو عجب لطف پیدا ہوتا ہے پانی اسقدر صاف و شفاف ہے کہ آب گہر کو خجل کرتا ہے جو چیز تہ مین ہے اوپر سے نظر آتی ہے شاہزادہ سیر کرتا ہوا ساتھ اُس نازنین کے چلا جاتے جاتے وسط باغ مین پہونچا دیکھا کہ ایک قصر رفیع بنا ہوا ہے کہ تمام قصر مین جواہر نصب ہے مثل قصر فلک کے جگر جگر ہا ہے گنبد کا شمسہ شمس فلک پر چشمک مار رہا ہے گیسون کی چمک نگاہ مین خیرگی پیدا کرتی ہے نازنین با سکندر کا

بکڑے ہوئے داخل قصر معلےٰ ہوئی دیکھا شاہزادے نے کہ قصر مانند حجلہ عروس شب اول کے آراستہ ہی شیشہ آلات سقف قصر مین آویزان ہی فرش تمامی کا بچھا ہوا ہی ایک جانب جواہر نگار چھپر کھٹ لگا ہوا ہی برابر اُسکے چوکا بچھا ہوا ہی اُسپر ایک مسند پر تکلف لگی ہوئی ہی گائنین بیٹھی ہین تمام سامان میخواری مہیا ہی کشتیان شراب کی رکھی ہوئی ہین اگر پورے طور سے آراستگی اور سامان یہان کا بیان کیا جاے تو ایک دفتر ہو جاے لہذا بنظر اختصار کم کرکے عرض کیا گیا الحاصل وہ نازنین شاہزادے کا ہاتھ پکڑے ہوے اُس مسند پر آکر جلوہ گر ہوئی اور ساقی کو حکم دیا ساقی نے کشتی پوشش ہٹاکر صراحی جواہر نگار و جام مرصع کار ہاتھ مین اُٹھایا اور پیمانہ لبریز کرکے اشعار مستانہ پڑھتی ہوئی اور رقص کرتی ہوئی قریب نازنین کے آئی نازنین نے جام اُسکے ہاتھ سے لیکر شاہزادے کو دیا شاہزادے نے کچھ تکلف کیا اور فرمایا کہ ہمارے یہان ہر شخص کے ہاتھ سے شراب نہین پیتے ہین تاوقتیکہ یہ نہ معلوم ہو جاے کہ وہ مسلمان ہی اُسنے عرض کی کہ آسی خواب مین مین مسلمان بھی ہو چکی ہون اور آپ ہی نے تو آئین دین برحق سے مجکو آگاہ کیا تھا اب ایسا بھولے کہ کچھ یاد نہین شاہزادے نے فرمایا کہ اگر تم مسلمان ہو تو مجھے کوئی انکار کی وجہ نہین یہ فرماکر جام اُسکے ہاتھ سے لیا اور بے اندیشہ انجام یہ شعر پڑھکر نوش کر گئے شعر گر یار مے پلاے تو پھر کیون نہ پیجیے زاہد نہین مین شیخ نہین کچھ ولی نہین ❖ بس جام کا پینا تھا کہ آنکھون مین سرور آگیا رہے سہے جو ہوش اور بھی جاتے رہے نازنین نے متواتر جام بھر بھر کر دینا شروع کیے یہان تک کہ سکندر کو مست و مدہوش کر دیا اُسکے بعد سکندر سے کہا کہ آپ اپنے دست حق پرست سے ایک آدھ ساغر مجکو بھی دیجیے سکندر رستم خو نے اُس نازنین کو بھی شراب پلائی اُدھر طبلے پر تھاپ پڑی اور گائنون نے شغل رقص و سرود شروع کیا

غزل

یہ ہوش کہان دل کھو بیٹھے کچھ پوچھے کوئی کچھ کہتے ہین
اک بت سے ہوئی ہی یاد اللہ کچھ بھولے ہوے سے رہتے ہین
کیا جانے کوئی کیون روتے ہین ہم آتا ہی پسینا کیون یہ ہم
ناسور بہت سے ہین دل مین کچھ رستے ہین کچھ بہتے ہین
کبتک اے بت یہ سلوک بہم ہم جور و جفا تو تو ستم
جب رو کے بہت تنگ آتے ہین ہم کچھ اپنے منھ سے کہتے ہین
ہر بات پہ کھنچتا ہی خنجر دیکھا جب ادھر یار اے اختر
اُن لوگون کے ہین پتھر کے جگر جو ایسی جفائین سہتے ہین
خراب تو جو کچھ ہونا ہی وہ ❖ ہو پہلے یہ خبر کیا تھی ہمکو
کرتے ہین تمنا وصل کی جو وہ ہجر کے دکھ بھی سہتے ہین

تم کہتے ہو ہو فرہاد نکو دیر آسے ہمیں آخر کیونکر
ہان ملتی ہی عجب کی داد اگر تو ہم بھی کچھ نہیں کہتے ہین
جب ضبط کرون تسکین نہ ہو رؤون تو نہ نکلے اشک کبھو
کیا حال کہون ان آنکھون کا یہ دریا اسلئے بہتے ہین
ای آرزو تفتیدہ جگر پیری مین ہی جل بجھنے کا ڈر
دم جنکو تھپیڑے باد سحر وہ چراغ بھی روشن رہتے ہین

غرضکہ کچھ دیر تو لطف رقص و سرود رہا جب دماغ دونون کے بادۂ ناب سے گرم ہوئے اور بیخودی طاری ہونے لگی شاہزادے نے ہاتھ گردن مین اس پریجمال کے ڈالا اور لپٹ کر بوسے لیا دست تمنا ثمر مدعا کی طرف دراز ہوگیا لطف بوس و کنار حاصل ہونے لگا یہ رنگ دیکھکر سب عورتین وہان سے ہٹ گئین کوئی پیشاب کے بہانے کوئی پانی پینے کے حیلے سے اسیطرح سب چلی گئین اب جو دیکھا تو پورا تخلیہ ہوگیا حالانکہ اسوقت یہ ہوش کب تھا کہ کوئی بیٹھا ہی یا نہین لیکن نشہ کی بیخودی ایسی تھی کہ وصل مجازی کی بھی نوبت نہ آئی اور سکندر بیہوش ہوگئے اسی حالت مین صبح ہوگئی جسوقت سیاہی شب کی برطرف ہوئی اور سپیدۂ سحری چرخ نیلی فام پر نمودار ہوا ستارے غروب ہونے لگے طائر اپنے اپنے آشیانون سے نکلکر شاخہاے درخت پر آکر بیٹھے مصروف زمزمہ سرائی ہوئے نسیم سحر کے جھونکون نے عابد شب زندہ دار کو سُلا دیا اور سوتے ہوون کو بیدار کر دیا عاشقان ہجران کشیدہ شکر خدا بجالا کر بستر پُر خار سے اُٹھے شعر علی الصباح چو مردم بکار و بار روند ❊ بلاکشان محبت بکوی یار روند ❊ اور جو لوگ وصل یار جانی سے مسرور تھے اُنکے واسطے وہ صبح صبح غم ہوگئی کہ وہ معشوق جو ہم آغوش تھا اب جدا ہوکر اپنے گھر کو جاتا ہی شعر بھلا جان مری روٹھ کے جانا تیرا ❊ ایسے آنے سے تو بہتر تھا نہ آنا تیرا ❊ شاہزادہ سکندر رستم خو جو خواب غفلت سے بیدار ہوا آنکھین کھولکر کیا دیکھتا ہی کہ نہ وہ باغ ہی نہ قصر ہی نہ چھپرکھٹ ہی نہ نازنین ہی فرش خاک پر کروٹ کے بھل لیٹا ہوا ہی ایک کھپاچ بانس کی سیندور سے رنگی ہوئی پہلو مین پڑی ہی اب خیال آیا کہ تو نے دھوکا کھایا جلدی سے گلے کی طرف دیکھا تو لوح بھی ندارد کمر مین تیغہ بھی نہین جام جمشید بھی غائب بس یہ دیکھتے ہی شاہزادہ نہایت پریشان ہوا اور لاحول پڑھکر خاک سے اُٹھا لیکن اب پچھتانے سے کیا ہوتا ہی مثل ہی کہ خود کردہ را علاجے نیست ایک آواز آئی کہ او نادان اسی منھ پر دعواے فتاحی طلسم تھا اب تا زندگی اسی صحرا کی ٹھوکرین ہین اور تو ہی اب مین لوح طلسمی کو ایسے مقام پر رکھونگا کہ تو کیا ہی تیرے فرشتے بھی نہ پا سکینگے اور جام جمشیدی اور تیغہ سیہ تاب جو قتل بادشاہ طلسم کیواسطے

تیار کیا گیا تھا اور شاہ طلسم ملکہ اور رنگ سیاہ قبا کے سپرد کیے دیتا ہوں
منم مہروان جادو یہ آواز سنکر شاہزادے نے گردن نیچی کر لی اسلیے کہ اس
غلطی کا کیا جواب ناچار ہر جہار طرف پھرنا شروع کیا کبھی کوسوں دو کوس اسطرف
نکل گیا کبھی اس جانب چلا گیا تمام دن پھرا کیا لیکن اس صحرا سے نہ نکل سکا شام کو ایک
درخت کے نیچے بیٹھکر رونا شروع کیا اب سکندر رستم خو کو تو اسی حال پر ملال میں چھوڑا جاتا ہے
اور بیان سے اول حال مہروان جادو کا بیان کیا جاتا ہے
کہ ملعون لوح طلسمی اور جام جمشیدی اور تیغ سیہ تاب لیے ہوئے بادشاہ طلسم رنگ قاف
کے پاس پہونچا بادشاہ اسوقت نہایت متردد تھا اسلیے کہ دولت جمع سے کچھ زیادہ
طلسم کشا کا ہورہا تھا کہ خورشید زرین قبا پھر پڑا پھر رہا تھا اس نے سب
تحفے طلسم کشا کو دیدیے اور اسکا شریک ہو گیا جسکی اعانت سے طلسم کشا دربندوں کو
توڑتا چلا آتا ہے افسوس کہ حیات اس طلسم کی ختم ہوئی اور چراغ زندگی سب کا
گل ہوا جس ملک پر تباہی آتی ہے آئین ایسے ہی سامان جمع ہو جاتے ہیں دیکھو طلسم
ہوشربا کو اسی کے ساحروں نے دشمن کے شریک ہو کر طلسم کو برباد کرا دیا
بلکہ اسیطرح تمام طلسم غارت ہوئے اب اس طلسم پر بھی تباہی آئی یہی سوچ رہا تھا
کہ مہروان جادو لوح طلسمی اور جام جمشیدی اور تیغ سیہ تاب لیے ہوئے
پہونچا اور تینوں چیزیں سامنے اور رنگ سیاہ قبا کے رکھدیں اور عرض کیا
کہ اس جان نثار نے طلسم کشا کو دھوکا دیا اور جن چیزوں پر دارومدار فتح طلسم
کا تھا وہ اپنے قبضہ میں کیں اب حضور کو اختیار ہے انکو کسی مقام محفوظ پر رکھوا دیجیے
اور بادشاہ مہروان جادو سے نہایت خوش ہوا اور کہا کہ خیر دیکھا جائیگا
اب اول حال دختر اور رنگ سیاہ قبا ملکہ سلطانہ عنبرین مو کا بیان کیا جاتا ہے
کہ جب شاہزادہ سکندر رستم خو داخل طلسم ہوا ہے اور مرحلہ پریزادان کو
توڑکر جام جمشید کو حاصل کیا ہے تو اسوقت سواری اسکی بالا سے ہوا اسطرف
سے گذری تھی اور نظر اسکی شاہزادے پر پڑی تھی اسدن سے یہ شاہزادہ کی اسیر دام گیسو
ہو گئی تھی لیکن دل ہی دل میں رنج کرتی تھی اور کسی ہمنشین کو بھی اس راز دل
سے آگاہ نہ کیا تھا بلکہ اکثر اپنے اوپر نفرین کرتی تھی اور کہتی تھی کہ واہ کیا کرشمے
حضرت عشق کے ہیں کہ اسکو پسند کیا ہے جو اپنے خاندان کی بربادی کو آیا ہے
اور تمام مال و دولت کو چھیننے کا قصد رکھتا ہے ہائے یہ میرے دل کو کیا ہوا ہے
وزیرزادی اکثر پوچھتی تھی کہ مزاج مبارک کیسا ہے قربان ہو جاؤں تمہارے
اوداسی چھائی ہوئی ہے دشمنوں کی عجب حالت ہے واری ذرا آئینہ تو دیکھو پھول
سے رخسار کملائے ہوئے ہیں دو دو روز کنگھی نہیں کرتی ہو نہ وہ ہنسی ہے
نہ مذاق ہم لوگوں کے بغیر بات کیے گھڑی بھر چین نہ تھا یا صورت سے بیزار ہو

دم بھر کا پاس بیٹھنا کھلتا ہی جبین کا سا غذ ہر کیا جین تیور شین پہچانتی ہون آخر
کچھ دل کا حال تو کہو کس بات کا رنج ہی کو نسا صدمہ ہی شاہزادی درد سر وغیرہ
کے بہانے ٹالدیا کرتی تھی جب کوئی زیادہ اصرار کرتا تھا تو کہہ دیتی تھی کہ بی بی
کیا غضب کی بات ہی جسکا ملک تباہی مین پڑا دشمن چڑھ آیا ہو سامان تباہی کے
پیش نظر ہون وہ کیونکر پریشان نہو یہ بھی کوئی تعجب کی بات ہی جو تم لوگ پوچھتے
ہو تم لوگون کو تو کوئی فکر نہین جانتی ہو کہ زمانہ ایک ہی طور پر رہتا ہی مجھے
انجام کی فکر ہی کہ دیکھیے خدا کیا دکھاتا ہی جب وہ عورتین طلسم کشا کو برا بھلا
کہتی ہین تو یہ بھی دل کو ناگوار گذرتا تھا اور منع کرتی تھی ظاہر ظاہر تو خود بھی
طلسم کشا سے عداوت ظاہر کرتی تھی اور دل مین کہتی تھی کہ خدا اُسکو بچائے
اور میرا بھی مطلب دل بر لائے کہ جسطرح مین اُسکی محبت کا دم بھر رہی ہون
اُسیطرح وہ بھی شیدائے جمال میرا ہو جائے دن رات اسکو اسی اُلجھن مین گذر رہی
تھی کہ ایک روز مہران جادو والی اسکی ہنستی ہوئی سامنے سے آئی اور عرض
کی کہ داری مبارک ہو طلسم کشا نے دھوکا کھایا اور مبتلاے بلا ہوا ابھی
مہروان جادو واس سے لوح طلسمی اور جام جمشیدی وغیرہ لیکر بادشاہ
کی خدمت مین حاضر ہوا یہ سنتے ہی سلطانہ عنبرین مو کا دل پریشان ہو گیا
کہ یہ کیا غضب ہوا لیکن بظاہر مسرت ظاہر کی اور کہا کہ جب سے طلسم کشا داخل
طلسم ہوا تھا اُس روز سے دن رات مجکو ایسی پریشانی مین گذرتی تھی کہ باپ
کے سلام کو بھی جانا ترک کر دیا تھا مگر آج وہ فکر رفع ہوئی میرا جی چاہتا ہی کہ چلکر
شاہ سے قدمبوس ہون دایہ نے کہا کہ نہایت مناسب ہی بلکہ پہونچتے ہی
مبارک باد دینا کہ باپ تم سے خوش ہوا اور دل مین سمجھے کہ میری دختر مجھے
بہت چاہتی ہی اسکو میرے رنج سے رنج اور میری خوشی سے خوشی ہوتی ہی
یہ سنکر شاہزادی اسیوقت اپنی انیسون جلیسون اور دایہ کو ہمراہ لیکر خدمت
اور رنگ سیہ قبا مین روانہ ہوئی وزیرزادی اتفاق سے یہان موجود نہ تھی
جسوقت اُسکو معلوم ہوا کہ شاہزادی بادشاہ کے سلام کو گئی ہی بس یہ جلدی کرکے
اپنے قصر سے نکلی اور بادشاہ کے در دولت کی جانب روانہ ہوئی اسکو یہ حکم ہی
کہ ہر وقت شاہزادی کے ساتھ رہے اب جو بادشاہ دیکھے گا تو کیا کہے گا ایسا نہو
کہ عتاب شاہی آئے اُدھر عیار سکندر رستم خو بعد جانے سکندر رستم خو کے
بفکر عیاری چل چکا تھا جس مرحلہ کو سکندر رستم خو نے توڑا اور رہ دیستہ
پیدا کیا عیار بھی ہیئت تبدیل کیے ہوے آگے بڑھا جسوقت قریب درۂ کوہ
نیلی کے پہونچا دیکھا اسے کہ سواری کسی شاہزادی کی آتی ہی یہ درہ مین
ایک پتھر کے نیچے چھپ کر کھڑا ہو رہا حسب اتفاق راستے مین شاہزادی کو

وزیرزادی کا خیال آیا کہ وہ بغیر میرے پریشان ہوگی ایک خواص سے کہا کہ تو باغ
مین جا کر اُسکو اطلاع دے کہ ملکہ باپ کے سلام کو گئی ہین اور مجھکو بلایا ہو خواص شنکر
پلٹی یہ باتین عیار بھی سن رہا تھا سواری تو دروازے سے ہوکر گذر گئی اور خواص پلٹ کر
چلی سیارہ تیزپا نے بھی صورت اپنی ایک عورت کی بنا لی اور سامنے اُس خواص کے
آکر کہا کہ ملکہ نے یہ گلدستہ دیا ہو کہ یہ بھی وزیرزادی کو دے دینا اور کہنا کہ یہ گلدستہ
بلاعت جلت ہو اسے کسی خاص مقام محفوظ پر رکھتی آنا کیونکہ آجکل حالت طلسم کی مخدوش
ہو ایسی چیز کا ساتھ رکھنا اچھا نہین ہو یہ سنکر خواص نے وہ گلدستہ ہاتھ مین لیا
بس گلدستہ ہاتھ مین لیتے ہی ایک غنچہ چٹکا اور اُسمین سے دھوان پیدا ہوا کہ یہ عورت
جھجکی اور ساتھ ہی چھینک مار کر بیہوش ہوئی سیارہ تیزپا نے کمند عیاری اسکے
گلے مین پھونس کر اسکو تو ایک سنگ گران کے نیچے دبا کر مار ڈالا اور آپ لباس
اُسکا پہنا رنگ و روغن عیاری لگا کر صورت اپنی اس سے مشابہ کی اور پھر وہی
گلدستہ ہاتھ مین لیکر چلی وزیرزادی اُسطرف سے چلی آتی تھی اور اسطرف سے
خواص نقلی جا رہی تھی راستے مین ملاقات ہوئی سیارہ تیزپا جو بصورت خواص
بنا ہوا تھا وزیرزادی سے بولا کہ مجھے شاہزادی نے آپ کے پاس بھیجا ہو اور یہ
گلدستہ دیا ہو اور ایک بات اور کہی ہو جسے تخلیہ مین کہہ سکتی ہون سبکے سامنے
نہ کہونگی یہ کہکر وزیرزادی کو اپنے ہمراہ لیکر ایک گوشہ کی طرف گئی وزیرزادی نے
کہا کہ کیا کہتی ہو کہا دیکھیے کہتی ہون اسقدر گرمی ہو کہ حواس نہین ہین یہ کہکر دوپٹہ
کی ہوا دی ہوا لگتے ہی غنچہ چٹکا اور دھوان نکلا وزیرزادی چھینک مار کر بیہوش
ہوگئی سیارہ تیزپا نے اسکو تو وہین چھوڑا اور آپ اسکی صورت بنکر اُس
غول مین عورتون کے ملگئی جو وزیرزادی کے ہمراہ تھا بعض نے پوچھا بھی کہ
قربان جاؤن وہ عورت کہان ہو جو آپکو اپنے ساتھ لیگئی تھی جواب دیا کہ وہ
پیغام ملکہ کا دیکر چلی گئی انھون نے کہا کہ ہمنے تو اُسکو جاتے نہین دیکھا یہ سننا تھا
کہ وزیرزادی نے اُن عورتون پر غصہ کیا اور بقہر و غضب کہا کہ اگر وہ چلی نہین
گئی تو کیا اُسکو زمین کھا گئی یا آسمان یا مین کھا گئی تم سبکی آنکھون پر تو چربی چھائی
ہوئی ہو اندھی ہو رہی ہو شیخ سعدی نے کہا ہو شعر گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ٭ وزیرزادی نے اپنے تیور بدلے کہ وہ عورتین ڈرکر
خاموش ہو رہین کہ ہمین کیا غرضکہ وزیرزادی اُن سبکے ساتھ خدمت مین
ملکہ اورنگ سیاہ قبا کے روانہ ہوئی اول شاہزادی باپ کے پاس
پہونچی سلام کیا اور گردن جھکا کر بیٹھ گئی بعد اسکے وزیرزادی پہونچی بادشاہ نے
پوچھا کہ کیون ای فرزند مزاج کیسا ہو جو کئی روز سے تم سلام کو نہین آئین
منھ بھی اُترا ہوا ہو سر پر صندل تھپا ہوا ہو آخر اسکا کیا سبب شاہزادی نے

تو کوئی جواب نہ دیا لیکن وزیرزادی ایک چنچل ہی عرض کی کہ خداوند اصل یہ ہی کہ
حضور کی خوشی سے خوشی ہی اور حضور کے رنج سے رنج ہم سبکی یہی حالت ہی نہ کہ
یہ تو آپکی نور نظر ہین جو حالت نہو وہ کم ہی جس روز سے انھون نے سُنا کہ طلسم کشا
داخل طلسم ہوا اُسی دن سے اسقدر روئین کہ بیمار ہو گئین ہر وقت یہی کہتی ہین
کہ افسوس لوح بھی طلسم کشا کو ملگئی اور جام جمشید بھی اُسکے ہاتھ آگیا اب
بجان بادا جان کی کاہے کو بچیگی اور ملک ومال بھی تباہ ہو جائیگا ہر چند ہملوگ
سمجھاتے تھے کہ کیا مجال ہی کسی کی جو شاہ کو آزار ہو بچاسکے اُنکے ایسے ایسے جان نثار
موجود ہین کہ برسون طلسم کشا سے لڑینگے اور لوح چھین لینے کی کوشش کرینگے
کبتک طلسم کشا لوح سے غافل ہوگا چوکیگا اور مارا جائیگا وہ تن تنہا کس کس سے لڑیگا
اپنی جان بچائیگا یا لوح کی حفاظت کریگا ہر چند ہم سمجھاتے تھے مگر انکو یقین
نہ آتا تھا اسی سوچ مین روتے روتے بیمار ہو گئین طبیبون نے اس مرض کو محض
مرض خیال قرار دیا ہی اور علاج یہ بتایا ہی کہ جب تک لوح دستیاب نہوگی اور وہ
گلے مین انکے نہ ڈالی جائیگی اور جام جمشید کا پانی انکو نہ پلایا جائیگا اسوقت تک
اچھا ہونا انکا محال ہی یہ سنکر شاہزادی نے وزیرزادی کی صورت دیکھی اور
بادشاہ طلسم نے کہا کہ یہ علاج اب تو دشوار نہین ہی ملکہ نے کہا کہ میرے پاس
یہ چیزین کہان ہین جو مین اچھی ہونگی بادشاہ نے لوح اور جام جمشید وغیرہ ملکہ
کے سپرد کیا اور کہا کہ میرا ملازم ان اشیاء کو دشمن سے چھین لایا اب تم انکو
بحفاظت اپنے پاس رکھو اور طلسم کشا کو مین قید کیے دیتا ہون یہ کہکر سندروس جادو
سے کہا کہ تو جاکر اُس صحرا مین جہان طلسم کشا سرگردان ہی ایک گنبد تاریک تیار کر
اور طلسم کشا کو اُس گنبد مین قید کر دے کہ وہ اُسی گنبد مین گھٹ گھٹ کر مرجائے
اور حرمان جادو جسکا نام مہروان جادو بھی ہی اُس سے کہا کہ تو نے بڑی دانائی
کی جو طلسم کشا کو قتل نہین کیا اسواسطے کہ بانیان طلسم لکھ گئے ہین کہ جس زمین پر
خون طلسم کشا کا گرے گا وہ برباد ہو جائیگی حرمان جادو نے عرض کی کہ میرا
ارادہ ہوا تھا کہ طلسم کشا کو قتل کرڈالون کیونکہ وہ سحر جانتا نہین ہی اور لوح
بھی اب اُسکے پاس نہین ہی جو حفاظت اُسکی کر سکیگی لیکن پھر یہ خیال گذرا
کہ مبادا قتل طلسم کشا مصلحت بادشاہ کے خلاف ہو تو یہ ایسا بگاڑ ہی جو
سنور بھی نہین سکتا اگر بادشاہ حکم قتل دیگا تو دوبارہ اسکو قتل کرڈالونگا
بادشاہ نے کہا کہ شاباش و مرحبا یہی چاہیے جیسا کہ تو نے کیا الغرض سندروس جادو
ملکہ سلطانہ عنبرین مو کی طرف نگاہ حسرت سے دیکھتا ہوا صحرائے سرگردان
کی طرف روانہ ہوا کہ جاکر طلسم کشا کو قید کرون راہ مین دل سے کہتا تھا
کہ یا سامری یا جمشید یا خداوند ابلیس وہ کون سا دن ہوگا کہ ملکہ میرے

قریب پہلو ہو گی ایک مدت سے یہ ملعون ملکہ پر عاشق ہی مگر قابو نہیں پاتا اسلئے کہ یہ دختر بادشاہ
ہی اودھر ملکہ کو بھی حال اسکا معلوم ہو گیا ہی ملکہ اسکی صورت سے نفرت کرنے لگی
ہی کہ یہ بڑا نمک حرام ہی کہ میری جانب نگاہ بد سے دیکھتا ہی الحاصل ادھر تو سندروس جادو
روانہ ہوا اور اودھر ملکہ جام و لوح و تیغہ ہمراہ لیکر وزیرزادی کی سمت اپنے باغ کی جانب روانہ ہوئی

اب سنیئے حال سندروس جادو کا

کہ یہ ملعون اُس بیابان میں پہونچا جہاں شاہزادہ سکندر رستم خو سرگردان و حیران
پھر رہا تھا یکایک دیکھا سکندر رستم خو نے کہ آسمان کی جانب سے ایک لکہ ابر
سُرخ رنگ نمودار ہوا اور آتے آتے قریب پہونچا اب جو شاہزادے کی نظر
پڑی تو دیکھا کہ ایک تخت اوج ہوا میں اُڑتا ہوا چلا آتا ہی اور ایک دیو
مہیب ساحر وضع اُس تخت پر بیٹھا ہی جھولا کمار و کے گلے میں پڑا ہوا ہی تخت
کے کونوں پر ترسول پر سول نصب ہیں اور ایک شامیانہ سیاہ اُس تخت پر
کھنچا ہوا ہی جس سے شان کفر ہویدا ہی شاہزادہ سمجھ گیا کہ یہ کوئی ساحر طلسمی ہی اور
میری ایذارسانی کے واسطے آیا ہی مگر شاہزادہ کیا کر سکتا تھا اب لوح بھی پاس
نہیں ہی جسکو دیکھکر کچھ کام کرسکے غرض سندروس جادو بالائے ہوا سے زمین پر
اُترا اور آواز دی کہ او طلسم کشا آگاہ ہو کہ میں سندروس جادو ہوں تیرے
مقید کرنے کے واسطے آیا ہوں لہذا تجھکو آگاہ کیے دیتا ہوں کہ حوصلہ اپنا نکال لے
اور حسرت دل کی پوری کرلے تاکہ تجھکو افسوس نہ رہجائے کہ میں ہاتھ پاؤں
بھی نہ ہلا سکا شاہزادہ یہ سنتے ہی غصہ میں آیا اور تلوار کھینچکر سندروس جادو
پر بصد غیظ و غضب وار کیا سندروس جادو نے سر اپنا آگے بڑھا دیا
تلوار اُسکے سر پر پڑی اور ٹوٹ گئی شاہزادے کو نہایت غصہ آیا اور اُسی ٹکڑے سے
تلوار کے جو ہاتھ میں رہ گیا تھا دوبارہ وار کرنے کا قصد کیا کہ سندروس جادو
ہنسا اور کہا بس حوصلہ اب میرا وار روک یہ کہکر اُسنے گولہ فولادی جھولی سے نکالا
اور کچھ اسم سحر پڑھکر زمین پر مارا کہ تڑاقے کی صدا بلند ہوئی اور گولہ مثل
ناریل کے پھٹا اور اُسمیں سے دود غلیظ نکلا اور اُس دھوئیں نے بڑھکر
سکندر رستم خو کو چار طرف سے گھیر لیا اور مثل ایک گنبد کے ہو کر
رہ گیا اب شاہزادے سکندر رستم خو کا دم گھٹنے لگا ہر چار طرف نگاہ حسرت
دیا س سے تکنے لگا لیکن کسی طرف راہ نہ ملتی تھی کہ اُس گنبد سے باہر نکلتا
سندروس جادو مطمئن ہو کر نگہبان اُس گنبد کا بنکر بیٹھا اور دل میں خوش ہوا کہ
اب تین روز کے اندر یہ اسمیں گھٹ گھٹ کر مر جائیگا

اب احوال ملکہ مہر مو کا بیان کیا جاتا ہی

کہ یہ دل میں اپنے کہتی ہی کہ وزیرزادی نے لیکر میرے دل کا حال جانا جو اُسی کے موافق بادشاہ سے باتیں کرسکے

جام زلوح مجکو دلوا دیا مین نے تو اس سے یہ کیفیت بیان بھی نہ کی تھی کہ مین اس
فکر مین جاتی ہوں حقیقت حال یہ ہی کہ مین ہمت کرکے گئی تو تھی لیکن مجھ سے
کبھی یہ فقرہ نہ بنتا جس خوبصورتی سے اسنے جام زلوح کو بادشاہ سے لیا
الغرض ملکہ داخل باغ ہوئی وزیر زادی بھی ہمراہ تھی ملکہ وزیر زادی کا ہاتھ
پکڑے ہوئے ایک گوشہ کی طرف لیگئی اور فرمایا ای طناز سچ بتلا تجھے یہ کیونکر
ثابت ہوا کہ مین طلسم کشا پر عاشق ہوں حالانکہ اسوقت تک یہ راز مین نے
کسی سے بیان نہین کیا تھا وزیر زادی کہ در اصل عیار ہی سکندر رستم خو کا
اور وزیر زادی اصل کو دامنہ کوہ مین بیہوش کرکے ڈال آیا ہی جسوقت
یہ کلام شاہزادی کی زبان سے سُنا دل مین کہا کہ ہمنے تو تیرے چشم و ابرو سے
پہلے ہی سمجھ لیا تھا احتیاطاً زبان کو بند رکھا تھا شاہزادی سے کہا کہ آپ اگر
نہ مجھ سے بیان کرتین تو کیا مجھے علم غیب تھا بھلا مین کیونکر جان سکتی حضور ہی نے
آگاہ کیا تو مجھے معلوم ہوا یہ سُنکر شاہزادی بہت پریشان ہوئی اور کہا
عورت خدا سے ڈرے کوئی مرے پر تہمت لیتا ہی تو جیتے جی اتہام کرتی ہی اور
اپنی جوتیوں سمیت آنکھوں مین گھسی جاتی ہی مین نے ہرگز یہ بات کسی سے
بیان نہین کی تھی بلکہ ہر شخص سے اس راز کو پوشیدہ کیا تھا اپنے ہی
دل مین رکھا تھا وزیر زادی نے کہا بی جب دل آتا ہی تو آدمی کو ہوش
نہین رہتا ہی نہ شرم رہتی ہی نہ لحاظ نہ خوف جان ہوتا ہی نہ پاس آبرو
تم بیکار برا مانتی ہو اگر بیان بھی کیا تو کیا برا کیا کسی غیر سے تھوڑی بیان کیا
یہ تو قاعدہ کی بات ہی ابھی ہمسنوں سے سب ہی دل کا حال کہتے ہین
اتنو شاہزادی اور بھی رنجیدہ ہوئی اور کہا کیا تو نے کوئی دشمن بنا پایا ہی جو
اسطرح کی باتین کرتی ہی یا خود دشمن ہو گئی ہی وزیر زادی منہ پھلا کر بولی کہ
بی تم تو ہنسی ہنسی مین بگڑی جاتی ہو آپ جس جس طرح چاہتی ہو ستاتی
ہو ہم ذرا سا چھیڑتے ہین تو بگڑی جاتی ہو واری اسی سے مین کہتی تھی کہ
بڑے آدمیوں کی دوستی کا کیا اعتبار ہی ورنہ اصل یہ ہی جو تو ہنسی مین
سب برابر ہین کیا امیر کیا غریب لیجیے اب مین آپ سے نہ ہنسونگی ایسے تیورون
سے اسنے کہا کہ شاہزادی کو عذر ہی کرتے بنا اب تو وزیر زادی اور بھی
روٹھنے لگی کہ ہمسے راز دل کیون بیان کرتین ہم تو دشمن ٹھہرے جو دوست ہوگا
اُس سے بیان کیا ہوگا شکایت ہمکو کرنا چاہیے تھی کہ ہمکو یہ سُنکر شاہزادی ملکہ نے شعر

مین بھی جھوٹا مرے شکوے بھی سراسر جھوٹے	اچھی سچے سہی اس بات کا جھگڑا کیا ہی

یہاں اس تقریر نے اسقدر طول کھینچا کہ وہاں وزیر زادی جسکو [illegible]
سیار لا تیز پانے ہوشیار ہونے کا نسخہ انجام کر دیا تھا یعنی ایک گل بیہوشی

اسکے دماغ پاس رکھکر چلا آیا تھا سبب یہ تھا کہ سیارۂ تیز پا اسپر شیفتہ ہوگیا تھا ورنہ
قتل ہی کر ڈالتا جسوقت ہوائے سرد سے خوشبو اُس پھول کی دماغ میں وزیرزادی
کے پہونچی چھینک مارکر ہوشیار ہوئی اپنے کو عجب حال خراب سے دیکھا نہایت
متعجب ہوئی اب خیال آیا کہ وہ جو خواص ملکہ کی بیاہی ہوکر آئی تھی اور مجکو وہ
ساتھ والیوں سے علحدہ کر لیگئی تھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی اسرار تھا وہ عورت
نہ تھی کوئی عیار بچی یا جادوگرنی تھی خراب تو جو ہوا وہ ہوا بقول شخصے مشتے کہ بعد از
جنگ یاد آید بر کلۂ خود باید زد یہ بھی زمین سے اُٹھی اور اپنے کو جھاڑ پونچھکر طرف
باغ ملکہ کے روانہ ہوئی جسوقت داخل باغ ہوئی دیکھا کہ ایک درخت کے نیچے
ملکہ ایک عورت سے کھڑی باتیں کر رہی ہے اور وہ عورت سر سے پاؤں تک
میری تصویر معلوم ہوتی ہے اور بالکل میری طرح ملکہ سے باتیں کر رہی ہے بس یہ
دیکھتے ہی پکاری کہ ارے تو کون بلا ہے جو یہاں ملکہ کے ساتھ چلی آئی اور ساری
میں صورت اپنی دیکھکر اُس عورت کی طرف دیکھا تو کوئی فرق نہ معلوم ہوا
اُدھر ملکہ نے دیکھا کہ یا تو ایک وزیرزادی تھی اب دو ہوگئیں اور دونوں
آپسمیں مخالفت رکھتی ہیں یہ کیا اسرار ہے یہی سبب تھا جو اسنے میرے دل کا
حال بیان کر دیا تھا خدا جانے یہ کون شے ہے آدمی ہے یا بھوت پلیہ ہے یہ خیال
کرکے دہی کرکے بھاگی اُدھر ملتاز نقلی بھی ملتاز اصلی کی طرف بڑھی اور
وزیرزادی اصلی بھی غصہ میں چلی کہ او بلا تو کہاں سے ملکہ کے پاس چلی آئی اور
کیا باتیں کر رہی ہے ہماری ملکہ بھولی بھالی ہے تو نے خدا جانے انکو کیا فریب
دیا ہوگا اچھا ہوا کہ میں چلی آئی اب دیکھ تو تیرا کیا حال کرتی ہوں اگر گرم کرکے
تیل نہ چھڑواؤں تو ملتاز میرا نام نہیں یہ باتیں کرتی ہوئی جیسے ہی یہ دونوں
قریب پہونچیں ملتاز نقلی نے کہا کہ بہن غصہ کیوں کرتی ہو خدا نے ایک
صورت کے بہت سے بنائے ہیں اسمیں رشک وحسد کاہے کا ہے تم سے
تم ناحق کو رنجیدہ ہوتی ہو خدا سے کہو کہ تو نے میری صورت کی دوسری عورت
کیوں پیدا کی بھلا بات تو سنو ملکہ سے باتیں کرتے ہیں تو تم اسقدر بگڑیں
کہ چہرہ تمھارا مسخ ہوگیا اور آپ سے بے آپ ہوگئیں اور اگر میں تمھارے
شوہر سے باتیں کرتی ہوتی تو نہیں معلوم تمھارا کیا حال ہوتا جل بھلس کے
رہ جاتیں ملتاز اصلی نے کہا دور پار میرے شوہر کہاں سے آیا بس خبردار
مجھے مین نہ بنانا یہ وہی مثل ہے کہ جان نہ پہچان بڑی خالہ سلام ملتاز نقلی
نے کہا کہ تم بڑی بے حمیت معلوم ہوتی ہو ہم تو محبت بڑھانا چاہتے ہیں کہ
خدا کا شکر ہے پہلے ایک تھے اب دو ہوئے تم ہو کہ بگڑی ہی جاتی ہو بس اب
ملال کو دور کر دو مجھسے ڈوپٹہ بدل لو تو وہ خشکا بھی کھا لینا یہ کہکر اپنے ڈوپٹہ کا

آنچل طناز اصلی کے سر پر ڈالا اور اُسکی اُوڑھنی کھینچی طناز اصلی جھجکی کہ ادھی باہی یہ کیا
کون بات ہے کیا زبردستی کا ہنسا یا ہے اس مشت میں خوشبو جو طناز نقلی
کے دو پٹہ کی ناک میں طناز اصلی کے پہونچی چھینک مار کر بیہوش ہوئی اب طناز نقلی
شاہزادی کی طرف متوجہ ہوئی شاہزادی پکاری خبردار میرے پاس آنے کا قصد نکرنا
میں نہیں جانتی کہ تو کون بلا ہے طناز نقلی پکاری کہ اے ملکہ اب تک تو راز پوشیدہ تھا
اب تمہارے راز دل سے مجکو آگاہی ہو چکی میں بھی اپنے راز سے آگاہ کرتا ہون
میں دراصل عورت نہیں ہون وزیرزادی آپکی وہ سامنے پڑی ہے جسکو ابھی
مین نے بیہوش کیا ہے ملکہ نے کہا کہ پھر تو کون ہے عیار نے جواب دیا کہ نام میرا
سیارۂ تیز پا ہے اور مین عیار ہون فتاح طلسم شاہزادہ سکندر رستم خر کا
یہ سنکر شاہزادی بہت شرمندہ سی ہو چلی تھی کہ مین نے کیون راز اپنے دل کا
اس سے بیان کیا لیکن کہا مجھے کیونکر یقین آئے کہ تو اُسکا عیار ہے اور مرد ہے
تو تو عورت بنا ہوا ہے سیارۂ تیز پا نے کہا کہ اے ملکہ مین جسکی صورت چاہون
بنجاؤن کہیے تو آپکی صورت بنجاؤن ملکہ نے کہا بغیر امتحان لیے ہوئے تو میں ہرگز
نہ مانونگی یہ خواص میری جو سامنے کھڑی ہے جب جانون کہ تو اسکی صورت بنجا یہ سنکر
سیارۂ تیز پا نے کہا بہت خوب اور خادمہ کی طرف سے منہ پھیر کر جیب سے
آئینہ نکالکر چہرے پر رنگ و روغن عیاری لگانا شروع کیا اور دم بھر مین
اپنی صورت کو اُس خواص سے مشابہ کرکے ملکہ کو دکھا دیا اب ملکہ کو یقین آیا
کہ بیشک یہ عیار ہے کہا پہلے میری وزیرزادی کو ہوشیار کر دے اسکے بعد
تدبیر رہائی طلسم کشائی کرنا چاہیے یہ سنکر سیارۂ تیز پا نے وہین کھڑے
کھڑے حباب رفع بیہوشی منہ پر وزیرزادی کے کھینچ مارا کہ وہ چھینک مارکر
بیدار ہوئی ملکہ نے طناز کو پاس اپنے بلایا گلے سے لگایا اور بیان کیا کہ
خوف نکرو یہ فتاح طلسم کا عیار ہے طناز نے کہا اسنے ایک مرتبہ آپکی
خواص بنکر مجھے بیہوش کرکے درۂ کوہ مین ڈالدیا تھا ابھی ہوش آیا تو مین
باغ مین آئی یہان جو سانحہ گذرا آپ اُس سے آگاہ ہین ملکہ نے طناز کو اور
سیارۂ تیز پا کو ساتھ لیا اور اپنے قصر مین آئی تخلیہ کرادیا گیا ملکہ نے
وزیرزادی سے حال اپنے دل کا بیان کیا کہ مین طلسم کشا پر شیفتہ ہون اور
چاہتی ہون کہ اُسے کسی طرح رہا کرکے لوح طلسمی اور جام جمشیدی
دیدون تاکہ وہ طلسم کو فتح کرے اور میرے اس احسان کا شکرگزار
ہوکر مجھے اپنے عقد مین لائے طناز حیرت سے منہ ملکہ کا دیکھنے لگی کہ یہ کیا
کہتی ہین یہ کب طلسم کشا پر عاشق ہوئین مین بالکل اس امر سے آگاہ نہین
باوجودیکہ مین ہر وقت ملکہ کے ساتھ رہتی ہون کسی وقت پاس سے جدا

نہین ہوتی اور لڑکے عشق نے ایسا مبہوت کر دیا کہ خاندان کی عزت باپ کی
حرمت کسی امر کا خیال نہین بلکہ سلطنت کو مٹایا چاہتی ہی کہا اے ملکہ عالم یہ آپ
کیا فرما رہی ہین میری تو کچھ سمجھ مین نہین آتا ملکہ نے کہا مین سچ کہتی ہون مین بہت
دن سے اسپر شیدا ہو چکی تھی مگر اسوقت تک اس راز کو مین نے چھپایا تھا اور کسی پر
ظاہر ہونے دیا تھا چونکہ اب مجبور ہون اسلیے کہ بغیر اسکے چارہ کار نہین ہی کیونکہ طلسم کشا
قید ہی اور سندروس جادو اسکے قتل کا بیڑا اٹھا گیا ہی کہ مین تین روز مین
اُسے گھونٹ کر مار ڈالونگا اے طناز بادشاہ پر جیسا وقت پڑا ہی تو خوب جانتی ہی اگر
اُسنے قتل طلسم کشا کے صلہ مین باپ سے میرے قول لیکر مجھکو طلب کیا اور بادشاہ
نے مجھے اُسکے حوالے کر دیا یہ بتا کہ عزت رہی یا گئی بلکہ عزت تو کیسی جان بھی گئی
اُسوقت سبکو افسوس ہوگا طناز نے کہا کہ ہان یہ تو خیال آپ کا بہت درست
ہی سندروس جادو کو مین نے بھی سنا ہی کہ آپ پر دم دیتا ہی اور قرینہ بھی
آپ کے قول کی تصدیق کرتا ہی مگر اے ملکہ کون ہی ایسا جو سندروس سے
جادوگر کو قتل کرے اور طلسم کشا کو رہا کرے اسوقت عیار طلسم کشا یعنی
سیارۂ تیز پا نے کہا کہ یہ کام میرا ہی اگر ملکہ تم میرے کہنے پر چلو تو آج ہی ضرور
سندروس جادو کو مار لین اور طلسم کشا کو چھڑا لین ملکہ نے کہا کہ کیونکر
سیارۂ تیز پا نے کہا سہل سی تدبیر ہی وہ کہ آپ ابھی بیان ہی کر چکی ہین کہ
سندروس جادو مجھ پر عاشق ہی بس آج شام کو اُسکے پاس چلیے اور اُس سے
اظہار عشق کیجیے اور شراب مین بیہوشی ملا کر اُسے قتل کر ڈالیے ملکہ نے کہا تدبیر
تو اچھی ہی مگر مجھ سے ہو نہ سکیگی عیار نے کہا کہ اچھا مجھ ہی کو اجازت دیجیے کہ
مین آپکی صورت بنکر جاؤن اور اُسکو فریب دیکر قتل کرون شاہزادی نے
کہا یہ تمھین اختیار ہی سیارۂ تیز پا نے کہا کہ اچھا اتنا تو کیجیے کہ اپنی وزیرزادی
کو میرے ساتھ کر دیجیے ملکہ نے وزیرزادی کی طرف دیکھکر فرمایا کہ جاؤ لوح و
جام جمشید سے بہت ہوشیار رہنا وزیرزادی نے کہا کہ یہ بڑے ذات شریف
معلوم ہوتے ہین مین تو اکیلی اُنکے ساتھ نہ جاؤنگی عیار نے کہا کہ تم مین کیا لال
لگے ہین جو مین توڑ لونگا ملکہ نے کہا ابھی اپنا کام ہونا تو یہ چیلے حوالے ہوتے
وزیرزادی یہ سنکر رونے لگی دل مین کہتی ہی کہ ملکہ کو نہ اپنی عزت کا پاس ہی
نہ دوسرے کی آبرو کا خیال ہی اور کہا کہ مین ابھی چلتی ہون آپ کیون آزردہ
ہوتی ہین اپنے کام سے بڑھکے مین آپ کے کام کو جانتی ہون آج تک کبھی
آپ کی اطاعت سے سر نہین پھیرا پھر سیارۂ تیز پا کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے
شخص تو اپنے مالک کے سر کی قسم کہا کہ مین تجھ پر دست اندازی نہ کرونگا
سیارۂ تیز پا نے قسم کھائی کہ جسوقت تک تو خود راضی نہوگی مین ہرگز تجھے

لی بی نہ بناؤنگا یہ فقرہ سنکر شاہزادی ہنس پڑی اور وزیرزادی کھسیانی ہو گئی غرضکہ
ملکہ نے لوح و جام و تیغہ سیارہ کے حوالے کیا اور کہا کہ ہماری عزت و جان کا خیال
رہے سیارہ نے عرض کی کہ جب تک میرے دم مین دم ہی اور طلسم کشا زندہ
ہی اُسوقت تک کیا مجال ہی کسی کی جو آپ کا بال بیکا کر سکے غرضکہ وزیرزادی ساتھ ہولی
اور سیارہ تیزپا نے ایک آدھ کنٹرا اور ساتھ لے لیا اور اُس صحرا کی جانب روانہ ہوا
یہان سندروس جادو نے شاہزادے سکندر رستم خو کو قید کیا تھا اور آپ
خیمہ سحر برپا کیے بیٹھا تھا دن تمام ہوچکا تھا شب آغاز تھی چاند طلوع ہو رہا تھا آسمان
پر ہلکا ہلکا ابر بھی آیا ہوا تھا عجب سمان تھا کسی مقام سے ستارے چھپتے تھے کہین سے
نکلتے تھے ہوائے سرد چل رہی تھی موسم نہایت اعتدال پر تھا کہ یکایک سامنے سے
روشنی پیدا ہوئی سندروس جادو نے آواز دی کہ کون ہی جو اس صحرا مین
آیا ہی کیا جان اپنی اُسے دوبھر ہی دیکھا تو وہ روشنی بڑھتی ہی چلی آتی ہی
اب تو سندروس جادو اور آگے بڑھا جھولی پر ہاتھ ڈالا ترنج سحر نکال کر
منتظر تھا کہ حال دریافت ہوے کہ دوست ہی یا دشمن تو وار کرون کہ جب وہ
روشنی قریب پہونچی تو دیکھا محافہ ملکہ سلطانہ عنبرین مو کا چلا آتا ہی کہاریان
ملکہ کی جنکو پہچانتا تھا محافہ کاندھون پر اُٹھائے بھاگی چلی آتی ہین سندروس جادو
نے دل مین کہا کہ یہ کیا معرکہ ہی مین نے تو سُنا تھا کہ یہ میرے نام سے نفرت
کرتی ہی اسوقت یہان کیون آتی ہی معلوم ہوا کہ اس خوشامد مین آتی ہی
کہ مین طلسم کشا کو قتل کرواؤن جس مین باپ اسکا اسکے ہاتھ سے نجات
پاے اور سلطنت پر زوال نہ آئے بس اس سے بڑھکر اسپر قابو کر لینے کا
موقع نہ ہاتھ آئیگا نہ ایسی تنہا پھر کبھی یہ آکر بیٹھے گی نہ اسکے باپ کو دینے کی
کوئی ضرورت ہوگی پھر وہ میرے ساتھ کیون اسکی شادی کرے کہ اسوقت
کنجی اسکی میرے ہاتھ مین ہی اگر دختر کے واسطے مجھسے برہم ہوگا مین طلسم کشا کو رہا
کرکے اسکا شریک ہوجاؤنگا یہ نمک حرام دل سے ایسی ایسی باتین کر رہا تھا
کہ اتنے مین محافہ لیے کہاریان قریب آئین اور محافہ رکھکر بسم اللہ کی
صدا بلند کی ملکہ پردہ ہاتھ سے ہٹا کر نکل آئی سندروس جادو باغ باغ
ہوگیا اور کہا ای ملکۂ عالم اسوقت غلام کو کس واسطے سرفراز کیا ملکہ آنکھون مین
آنسو بھر کر بولی کہ ای سندروس جادو اسوقت عزت اور جان اور
مال سبکے مالک تم ہی ہو مین اسواسطے آئی ہون کہ جلد طلسم کشا کو قتل کرو
ایسا نہو کہ کوئی مددگار اسکا آکر اُسے چھڑا لے اور تم اسکے ہاتھ سے قتل ہو
یا دباؤ کہا کر طلسم کشا کے شریک ہوجاؤ تو تخت میرے باپ کا الٹ
جائیگا سندروس جادو نے کہا ای ملکہ جبتک دم مین دم ہی کیا طاقت ہی

سکی جو طلسم کشا کو رہا کر لیا گے اور اگر میری طرف سے آپ بدظن ہیں تو جسطرح سے
میں نے اپنے سحر میں طلسم کشا کو قید کیا ہی آپ میری زبان پر نکلہ سوزن کیجئے
مجکو قید کر رکھیے پھر تو میں کسی کا شریک ہونگا ملکہ نے کہا کہ اطمینان تو میرا جبہی ہوگا
کہ تم ہر وقت میرے اختیار میں رہو لیکن میں ایسی اذیت دینا نہیں چاہتی کہ
تمہاری زبان میں نکلہ ہو کون سندروس جادو نے کہا کہ نہیں اسکا خیال
نہ کیجیے کہ مجھے تکلیف ہوگی لیکن ایک التماس میری بھی ہی وہ یہ کہ آپ اپنی غلامی
میں مجھے قبول فرمایے اور جسوقت میں آپ کے باپ سے خواہش ظاہر کروں تو آپ
رضامندی ظاہر کر دیجیے گا ملکہ نے کہا اے سندروس یہ ایسی کونسی بات ہی
جو اختیار سے باہر ہو تم اطمینان رکھو میں قسم کھاتی ہوں خداوند سامری
اور جمشید کی کہ سوا تیرے کسی دوسرے شخص سے شادی نکرونگی بس یہ سننا تھا
کہ سندروس جادو نے خوش ہوکر دستک دی اور اسیوقت آسمان پر ایک
ٹکڑا ابر نمایاں ہوکر جلد جلد نیچا ہونے لگا دستک دینے کے ساتھہی شاہزادی
اور وزیرزادی کی نگاہیں بھی بلند ہوگئی تھیں کہ دیکھا وہ ٹکڑا ابر نیچا ہوتے ہوتے
جسوقت قریب سر پہونچا اور خیال کیا تو معلوم ہوا کہ چار پتلہائے طلسمی
ایک بارگاہ جواہر نگار لیے چاروں گوشے اسکے مثل شامیانہ کے ہاتھوں سے
سنبھالے ہوے حاضر حاضر کی آوازیں دیتے ہوے آکر موجود ہوے اور
زمین پر پہونچے بارگاہ کو قائم کیا دیکھا شاہزادی اور وزیرزادی نے کہ
بارگاہ کی آراستگی پر نگاہ نہیں جمتی ہی ساری بارگاہ جگر جگر کر رہی ہی ادھر
شیشہ آلات کی آراستگی ستون گنگاجمنی سقف زردوزی تخت و دنگل
جواہر نگار بچھے ہوے جسوقت شمعوں کی روشنی ان چیزوں پر پڑتی ہی نگاہوں
میں صد ہا بجلیاں کوندجاتی ہیں یہ سامان دیکھکر شاہزادی کے ہوش اڑگئے
اور وزیرزادی سے کہا کہ ہم سندروس جادو کو ایسا جلیل الشان
وعالی مرتبت نہ سمجھتے تھے اسنے عرض کی کہ حضور اگر ایسے نہوتے تو بادشاہزادی
کی خواہش کس منہ پر کرتے سندروس جادو جو پہلے ایک حصار میں زمین پر
بیٹھا ہوا تھا اب شاہزادی کا ہاتھ پکڑکر داخل بارگاہ ہوا اور عرض کی کہ وہ
سامان جسے میں نے اختیار کیا تھا قابل آپ کے نہ تھا اسی باعث سے میں نے
آپکو اُس خاک پر بٹھانا پسند نہ کیا اب اس بارگاہ طلسمی میں تشریف رکھیے
اسلیے کہ آپ سے بہتر کون ہوگا جو اس بارگاہ میں بیٹھے گا ایک تو یہ کہ آپ
بادشاہ طلسم کی دختر ہیں اور دوسرے میری معشوقہ ہیں معشوقہ وہ چیز ہی
جسپر سے جان و آبرو دین و ایمان سب چیزیں انسان نثار کر دیتا ہی شاہزادی
شرمائی ہوئی نگاہیں نیچی کیے ہوے جسم کو چرائے ہوے سندروس جادو کے

ساتھ داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئی اور وزیرزادی بھی ساتھ ساتھ ہو سندروس جادو
شاہزادی کو لیے ہوئے آکر تخت جواہر نگار پر بیٹھا اور وزیرزادی بھی گوشۂ
تخت پر بیٹھی اب سندروس جادو نے کہا کہ لیجیے مین اُس خلش کو بھی
اسیوقت مٹائے دیتا ہون جسکا آپکو اندیشہ ہی یہ کہکر چپر دستک دی کہ ایک
پتلی گوشۂ بارگاہ کی طرف سے پیدا ہوئی اور آکر سامنے ہاتھ باندھکر کھڑی ہوئی
اور پکاری کہ کیا حکم ہوتا ہی کنیز کو کسواسطے طلب فرمایا ہی سندروس جادو
نے کہا کہ شاہزادی کو طلسم کشا کی طرف سے اندیشہ ہی تو جا اور اُس قیدی کو
حاضر کر بس یہ سُنتے ہی پتلی جی مبت خوب کی آواز دیکر اُڑی پرسکے شانون سے
مثل پریون کے پیدا ہوئے اور یہ دروازۂ بارگاہ سے نکلکر روانہ ہوئی آن واحد
مین متصل اس گنبد تاریک کے ہو پنچی جسمین شاہزادہ سکندر رستم خو مقید تھا
ایک دن ایک رات شاہزادے پر سے گذر چکا تھا ظلمت تہ پیش نظر تھی دم گھٹا
جاتا تھا نفس تنگی کرتا تھا یقین تھا کہ اگر ایک روز اسی حال پر طال مین اور گذر جاتا
تو شاہزادہ گھٹ گھٹ کر ہلاک ہو جاتا دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات
بلند کرکے عرض کر رہا تھا کہ ای کس بیکسان دادرس غریبان اسوقت
مشکل مین اس بندۂ عاجز کی اپنے خبر لے تو عالم و دانا ہی کہ مین نے کبھی کسی پر
ظلم نہین کیا پھر وہ کونسا عمل بد میرا ہی جس نے مجھے اس بلا مین پھسایا اگر سہواً
مجھسے کوئی گناہ سرزد ہوا ہو تو آسے اپنی رحمت سے عفو فرما کر مجھے اس
قید سے نجات دے اگر قضا میری آگئی ہی تو مجکو ہرگز اندیشۂ جان نہین ہی لیکن
یہ تاریکی جو قبر سے زیادہ ہی مجھے گھوٹ گھوٹ کر زندہ درگور کیے دیتی ہی شاہزادہ
اسیطرح کے کلمات زبان پر جاری کر رہا ہی اور رو رو کر درگاہ صمدیت مین
اپنی رہائی کی دعا کر رہا ہی کہ یکایک تڑاقے کی صدا پیدا ہوئی اور گنبد شق ہوا
دو حصہ برابر کے ہو کر علحدہ ہو گئے تاریکی بھی اُسی طرح برابر دو حصہ ہو گئی
روشنی پیدا ہوئی دیکھا تو سامنے ایک پریزاد ہار پھولون کا ہاتھ مین لیے ہوے
کھڑی ہی اور کہہ رہی ہی کہ ای طلسم کشا نکل آ شاہزادہ اُسے دوست سمجھکر
گنبد سے نکلا اور فرمایا کہ ای پریزاد تو نے بڑا احسان کیا کہ مجھے اس قید ستم سے
نجات دی اپنے نام سے آگاہ کر تا کہ مین یاد رکھون کہ فلان شخص نے بھی
فلان مقام پر مجکو قید ستم سے نجات دی تھی پریزاد نے یہ سُنکر قہقہہ مارا اور
بولی کہ بڑا نادان ہی جو دشمن کو دوست سمجھتا ہے مین تیری خیرخواہ
نہین ہون بلکہ مجکو دشمن جانی تصور کر شاہزادے نے فرمایا کہ دشمن تو وہ
شخص تھا جس نے بلا مین مبتلا کیا تھا تو نے تو اُس عذاب سے جان بچائی مجکو
دوست نہ تصور کرون تو دشمن کس دلیل سے جانون پریزاد نے کہا کہ اچھا

اگر دوست سمجھتے ہو تو لو یہ ہار پہن لو کہ اس سے بوے محبت آتی ہے یہ کہکر ہار گردن مین
شاہزادہ سکندر رستم خو کی ڈالدیا بس جیسے ہی خوشبو پھولون کی شاہزادے
کے مشام مین پہونچی ہے اب جو صورت پر اُس پریزاد کی نظر ڈالی تو یہ معلوم
ہوا کہ جیسے کوئی دلدادہ اپنے محبوب کو بنظر محبت دیکھتا ہے پریزادے نے کہا کہ چلو
سامنے سندروس جادو کے اور اُس سے اجازت لیکر میرے ساتھ شادی
کرو شاہزادے نے کہا کہ سندروس جادو کون ملعون ہے جس سے مین
اجازت لون پریزادے نے کہا کہ میرا مالک ہے تم اُسے بُرا بھلا کہتے ہو شاہزادے
نے فرمایا کہ کیا تمھارا باپ ہے پریزادے نے کہا کہ باپ سے بڑھکر ہے شاہزادہ
ہمراہ اُس پریزادے کے چلا ہار کا گردن مین پڑنا تھا کہ سکندر رستم خو مبہوت
ہوگیا محبت پریزاد کا دم بھرنے لگا بار بہنکر جان بار ہوگیا وہ پریزاد سکندر
کو اپنے ہمراہ لیے ہوے سامنے سندروس جادو کے آئی اور کہا کہ لیجیے
اور طرفہ گل کھلا یہ آپکا قیدی میرا اسیر زلف ہوا اب اس امید مین آیا ہے
کہ آپ اجازت دین تو میرے ساتھ شادی کرے سندروس جادو ہنسا
اور شاہزادی سے کہا کہ لو مین نے اسے اور بھی دیوانہ بنادیا اب کہو تو یہ
زندگی بھر جنگلون کی ٹھوکرین کھایا کرے اور اس پریزاد کی تلاش مین مارا
مارا پھرے اور کہو تو قتل کرڈالون شاہزادی نے کہا اسکو قتل کرنے سے
کچھ فائدہ نہین ہے اگر یہ اسی طور سے دیوانہ بنا رہے اور ٹھوکرین کھاکھا کر
مرجائے تو بہتر ہے اسلیے کہ مین نے سنا ہے جس مقام پر طلسم کشا کا خون گریگا
وہ برباد ہو جائیگا اُسنے کہا کہ بہتر ہے لیکن سکندر رستم خو کی نظر جو ملکہ
سلطانہ عنبرین مو پر پڑی نہایت غصہ آیا اور فرمایا کہ او بیوفا مین تجھے
خوب پہچانتا ہون اب تیرے فریب مین آنے والا نہین ہون تو وہی ہے کہ پہلے
عشق و محبت جتایا اسکے بعد یہ فریب دیا کہ ساتھ لیٹ کر سوئی صبح کو دیکھا تو
بانس کی کھپاچ تھی اور کچھ بھی نہ تھا مجھے معلوم ہوا کہ تو ساحرہ ہے ملکہ
سلطانہ عنبرین مو نے کہا کہ او نادان وہ فریب محض تحصیل لوح و
جام جمشید کی غرض سے تھا ورنہ مین تجھسے کیا محبت کرتی دیکھ یہ معشوق میرا
بیٹھا ہے یہ کہکر سندروس جادو کی طرف اشارہ کیا بس شاہزادے
کو نہایت غصہ آیا چاہا کہ دوڑکر سندروس جادو پر حملہ کرے لیکن دیکھا
تو ہاتھ پاؤن بے حرکت تھے اُدھر پریزاد پکاری کہ صاحب تم کسی سے
کیون اُلجھتے ہو تمھین مجھ سے مطلب ہے مجھے تم سے غرض ہے دوسرون سے
کیا کام ہے بقول شخصے کہ دو دل راضی تو کیا کرے قاضی سکندر رستم خو
نے کہا کہ یہ مجھے کیون چھیڑتی ہے اُدھر سندروس جادو نے پریزاد سے

اشارہ کیا وہ تو جلدی سے غائب ہو گئی اب سکندر رستم خواد ہر اُدھر دیکھتے
ہیں پریزاد و نظر نہیں آتی ہے بے اختیار رونا شروع کیا اور کہا او ملعون جلد
بتا کہ معشوقہ کو میری تو نے کیا کیا سندروس جادو ہنسا اور کہا کہ اب وہ
تمہیں مل چکی بس زندگی بھر محبت میں اسکی ٹھوکریں کھاؤ گے سکندر رستم خو
نے چاہا کہ اپنے کو ہلاک کرے لیکن ہاتھ پاؤن بے اختیار تھے ادھر ملکہ
سلطانہ عنبرین مو نے سندروس جادو سے کہا کہ آج سے بہتر کونسا
دن خوشی کا ہوگا حکم دو ساقی کو کہ جام محبت کا دور چلے سندروس جادو
خوش ہوا کہا عنایت ہے سامری و جمشید کی کہ شاہزادی اس طرح
میرے قابو میں آگئی کہ خود محبت کا دم بھرنے لگی اسیوقت ساقی سے
اشارہ کیا اُسنے کشتی مے کی پیش کی سندروس جادو نے جلدی ایک جام
اپنے ہاتھ سے لبریز کرکے سلطانہ عنبرین مو کی خدمت میں پیش کیا اور کہا کہ
لیجئے نوش کیجئے شاہزادی نے جام ہاتھ سے سندروس جادو کے لیا
اور ہونٹوں سے ملا کر فوراً ہٹا دیا اور کہا کہ اسمیں تو سانپ معلوم ہوتا ہے
سندروس جادو ہنسا اور کہا کہ ملکہ شراب میں سانپ کیسا مجھے اسوقت
ایک شعر یاد آیا کہیں وہی معاملہ تو نہیں ہے شعر پڑھا جو سایۂ گیسو جھک کے ساقی نے
یہ کیسے رکھدیا ساغر کہ ہے شراب میں سانپ + ملکہ نے کہا کہ جو کچھ ہو میں تو یہ جام
نہ پیونگی سندروس جادو نے کہا اور بیولاؤ یہ مجکو دو تمھاری جھوٹی
شراب کس کو نصیب اگرچہ تم نے جام پیا نہیں لیکن ہونٹوں سے لو لگایا
کہاں تک لب جان بخش کی تاثیر ساغر میں نہ آئی ہوگی اب یہ جام حیات
ہے یہ کہکر ساغر اٹھا کر غٹ غٹ کرکے پی گیا اور دوسرا جام بھر کر شاہزادی
کو دیا شاہزادی نے تھاما جام ہونٹوں سے لگایا اور گھما یون سے ذرا
تمک سرکاری آمیز کرکے اُچھو بنایا کہ شراب چھلک کر گر پڑی کہا یہ کیا سبب
ہے ایک مرتبہ شراب میں سانپ نظر آیا دوسری مرتبہ جام چھلک گیا
اُچھو ہو گیا میں باز آئی ایسی شراب سے بقول اس شعر کے شعر

روح کس رند کی پیاسی گئی میخانے سے		ہو اُڑی جاتی ہے ساقی ترے پیمانے سے

سندروس جادو نے کہا کہ دوسری صراحی موجود ہے جس میں
دوآتشہ شراب انگوری ہے اپنے ہاتھ سے جام بھر کر پیو شاہزادی
نے کہا بہتر اور دست نازک سے صراحی اٹھا کر جام میں انڈیلی ساغر
لبریز کرکے ہونٹوں سے لگایا دو جام بیہوشی آمیز سندروس جادو
پی چکا تھا لیکن یہ کمبخت ایسا سخت جان تھا کہ ابھی تک بیہوشی نے پورا
اثر نہ کیا تھا تیسرا جام شاہزادی نے منہ سے لگا کر پھر ہٹا دیا اور کہا

کہ کیا تلخ شراب ہی سندر وس جادو دل مین خفیف ہو رہا ہی کہا کہ ای شاہزادی یہ وہ شراب ہی جو خاص شاہون اور شہریارون کے پینے کی ہی ایسی شراب ہر ایک کو کہان ملتی ہی شاید تمکو بد مزہ ہو گا شاہزادی نے کہا کہ کیا دشمن میرے بیمار ہین تم خود پی کر دیکھو سندر وس جادو نے جام ہاتھ سے لیکر جو پیا کہا واقع مین شراب تلخ معلوم ہوتی ہی لیکن سبب نہین کھلتا شاہزادی نے کہا اب مین جاتی ہون پھر آؤنگی یہ کہکر اٹھی اور چلی بس سندر وس جادو نے ہائین ہائین کی آواز دی اور پکارا کہ ای جان جہان آرام دل مشتاقان کہان جاتی ہو شعر بھلا جان مری روٹھکے جانا تیرا + ایسے آنے سے تو بہتر تھا نہ آنا تیرا + مین اور شراب منگواتا ہون تم ناراض کیون ہوتی ہو شاہزادی نے کہا کہ بس مہربانی آپکی اب میرے آپ کے نبہ چکی مین جاتی ہون اور اب کبھی نہ آؤنگی سندر وس جادو بیتاب ہوکر اٹھا کہ سامری و جمشید کے واسطے یہ کیا غضب کرتی ہو مین اپنی جان دیدونگا اور یہ شعر بعد شوق اپنی زبان پر جاری کیا ؎

اٹھ کے پہلو سے وہ اب جاتے ہین بیتابی دل	
	تھپیر بجائے کچھ ایسی کہ وہ جا ہی نہ سکین

شاہزادی جلدی جلدی قدم اٹھاکر چلی اور سندر وس جادو اٹھکر دوڑا کہ دامن پکڑ لون لیکن ہوا کا جھونکا جو آتا ہی بیہوشی نے طمانچہ مارا ایک چھینک آئی سر تلے تانگین اوپر دھم سے گرا بس اسکا گرنا غضب کہ فوراً سلطانہ عنبرین مو نے پلٹ کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ سندر وس جادو کے دو ٹکڑے ہوے بس اسکا مرنا تھا کہ ایک قیامت کبری بپا ہوئی بارگاہ تو دھوان ہوکر غائب ہو گئی زمین کو زلزلہ پیدا ہوا آسمان پر سے برف باری آتش باری ہونے لگی پھر شور کرنے لگے کہ کشتی مرا نامم سندر وس جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو تاریکی بر طرف ہوئی اور علامات سحر دور ہوے تو دیکھا کہ لاش ایک ساحر سیاہ فام کریہ منظر کی زمین پر پڑی ہوئی ہی لیکن روح نجس سندر وس جادو کی جسم نجس سے نکلی ہی کہ سر اس ملعون کا دوبارہ ہوا تھا اور ایک طائر تیرہ رنگ نکلا افسوس کی صدا دیکر روانہ ہوا اب اسکا حال آگے بیان ہو گا جہان سکندر رستم خو پر سے سحر بر طرف ہوا اور یہ بھی ہوش مین آئے اب سلطانہ عنبرین مو نے پوچھا کہ کیون صاحب یہ بیرخی اب کہیے کہ وہ معشوقہ آپ کی کہان ہی جسنے ہار پہنایا تھا اور وہ ہار کیا ہوا سکندر رستم خو نے جو سینہ کی طرف دیکھا تو ہار نہ تھا بلکہ ایک نیلا ڈورا

زرین دیا ہوا گلے مین پڑا تھا جواب دیا کہ مین نہین کہ سکتا کہ وہ کون
عورت تھی جسنے مجھے ہار پہنایا تھا ہان اتنا جانتا ہون کہ کوئی پریزاد مجھے
گنبد تاریک سے نکالکر یہان لائی تھی سلطانہ عنبرین مو نے کہا کہ ای شہریار
عالی وقار وہ پریزاد نہ تھی بلکہ سندروس جادو کے سحر کی پتلی تھی یہ ملعون
مجھپر عاشق تھا اور مین آپ پر شیفتہ تھی جسوقت حرمان جادو آپ سے
لوح طلسمی وجام جمشید دھوکا دیکر لے گیا ہی تو ہمنے بادشاہ طلسم کو
دونون چیزین جاکر دین بادشاہ نے اس ساحر کو جسے مین نے مارا آپکی
قید کے واسطے بھیجا تھا اُسی کے سحر مین آپ اسیر تھے اگر مین روز رہا ہوتے
تو دشمن آپکے ہلاک ہو جاتے مجھے تردد پیدا ہوا کہ کیا فکر کرون اور کیونکر
اس بلا سے آپکو نجات دون اسلیے کہ مین آپ پر شیفتہ ہو چکی تھی سکندر
نے کہا کہ تم نے مجکو کب دیکھا تھا مین نے تو سوا اسوقت کے اور کبھی
نہ دیکھا شاہزادی نے کہا جب آپ نے پریزاد طلسمی کو مارکر جام جمشید
حاصل کیا ہی اُسوقت سواری میری کوہ سفید کی طرف سے بالا لے
ہوا جا رہی تھی آپ نے مجکو نہ دیکھا تھا اور مین نے آپکو دیکھا تھا
اُسیوقت شاہزادی محبت ہو گئی تھی اور دن رات دعا کیا کرتی تھی کہ جلدی
خداوند عالم آپکو کامیاب کرے لیکن جسوقت یہ خبر پہونچی کہ لوح اور جام
چھین گیا تو نہایت پریشان ہوئی اور اپنے باپ کی خدمت مین جا کر یہ لوح
ہماری لوح وجام حاصل کیا اور یہان تک آکر اس سندروس جادو
ملعون کو مارکر آپکو رہا کیا اور یہ جام اور لوح حاضر ہی بیکے جام جم لوح
عیش کی شاہزادے نے فرمایا کہ مین تمھارا ممنون احسان ہوا لیکن
ای ملکہ سلطانہ عنبرین مو مین کسی کا عاشق نہین ہون مجھے تو صرف ملکہ
نوبہار سرخ پوش کی محبت نے دیوانہ بنا دیا ہی مجھے کوئی حسین اُس
محبوب عالم کے سامنے اچھا نہین معلوم ہوتا سلطانہ عنبرین مو نے کہا
کہ اوبیوفا ہم سمجھتے کہ اگر تو یون ہماری طرف ملتفت نہوگا تو یہ احسان سر پر
بیجا کرے گا مگر معلوم ہوا کہ مرد کی ذات بڑی بے وفا ہوتی ہی شاہزادے
نے فرمایا کہ ای ملکہ مین تمھارا شرمندۂ احسان ضرور ہون لیکن یہ خیال
کرو کہ اگر آج تمھین دیکھکر اُس محبوب جانی کو دل سے بھلا دون تو کل
کسی اور کو دیکھکر تمھین بھی فراموش کر جاؤنگا ہان یہ ہو سکتا ہی کہ بعد
وصل ملکہ نوبہار سرخ پوش تم سے بھی عقد کر لونگا بس یہ سنکر
سلطانہ عنبرین مو نے ہنسکر کہا کہ ای شہریار عالی وقار یہ خادم تیرا ہی
سیارہ تیز پا یہ کہکر اپنی ہیئت اصلی دکھائی اور ساری کیفیت

سلطانہ عنبرین مو کے حال عشق دریافت کرنے اور لوح و جام حاصل کرنے کی
بیان کی اور اشارہ کرکے کہا کہ یہ اُسکی وزیرزادی ہی حالانکہ یہ میرے ہمراہ
نہ آئی تھی مگر مین ملکہ سے حکم دلوا کر اسکو اپنے ہمراہ لایا ہون وہ آپ کی
منتظر ہوگی شاہزادے نے فرمایا تم کہلا بھیجو کہ انشاء اللہ بعد فتح طلسم کے
تم سے بھی ملینگے لیکن چشم وابروے سیارۂ تیزپا کی دیکھکر سمجھ گیا کہ یہ ملکناز
پر عاشق ہی فرمایا کہ تم اسکو بحفاظت ملکہ پاس پہونچادو اور ہماری
جانب سے کہدینا کہ اے ملکہ سلطانہ عنبرین مو ہمین حال تمھارا تمھاری وزیرزادی
اور اپنے عیار کی زبانی معلوم ہوا اور ہم تمھارے ممنون احسان ہین
انشاء اللہ تعالے بعد فتح طلسم نیرنگ قاف کے ہم تم سے ملینگے
اسوقت ہمارا تم سے ملنا خلاف مصلحت بھی ہی اسلیے کہ اگر باپ تمھارا
اس واقعہ سے آگاہ ہوگیا تو تمھین زیادہ دقتین پیش آئینگی اور وہ نہین
معلوم تمھارے ساتھ کیا سلوک کرے اور تم سے کیونکر پیش آئے اور
مین تمھاری حفاظت کرسکون یا نہ کرسکون اسکے علاوہ مجھے ملکہ نوبہار سبز پوش
کی محبت نے بیہوش کردیا ہی کہ زمانے کا کوئی حسین مجھے اچھا نہین معلوم
ہوتا جسوقت اُس محبوب جانی اور یار جاودانی سے ملاقات ہولیگی
اُسکے بعد مین تم سے بھی ملونگا یہ سنکر سیارۂ تیزپا یعنے سیارۂ ثالث
وزیرزادی کو ہمراہ لیکر جانب باغ سلطانہ عنبرین مو روانہ ہوا
اب حال اُس طائر طلسمی کا عرض کیا جاتا ہی جو کہ سندروس جادو کے سر
سے نکلکر اُڑا اور افسوس کی صدا دیتا ہوا روانہ ہوا الغرض
اول وہ طائر حرمان جادو مالک دربند آب کے مسکن پر پہونچا اور آواز دی کہ
اے محافظ طلسم کیا بیہوش بیٹھا ہی سندروس جادو مارا گیا اور
طلسم کشا راہ ہوگیا جام و لوح پھر اُسکے قبضہ مین آئی قریب ہی کہ دربند آب
شکستہ ہو اور تو نشانۂ تیر قضا بنے یہ سنکر حرمان جادو جسکا نام نہروان جادو
بھی تحریر ہوچکا ہی جانب درۂ آب روانہ ہوا بعد اسکے وہ طائر طلسمی بارگاہ
اورنگ سیاہ قبا بادشاہ مشہور طلسم نیرنگ قاف پر پہونچا
اور آواز افسوس دیکر زبان انسانی گویا ہوا کہ اے بادشاہ طلسم
وائے ہو تجھپر کہ تیری دختر بد اختر نے یار کی محبت مین طلسم کو برباد کرایا
تجھسے بہانہ درد سر کرکے لوح و جام لیگئی اور عیار طلسم کے حوالے
کردی اُسنے فریب دیکر سندروس جادو کو مارا اور جام و لوح
پھر طلسم کشا کے ہاتھ آئی قریب ہی کہ طلسم لٹے اور تو ہاتھ سے
طلسم کشا کے مارا جائے بس یہ سننا تھا کہ اورنگ سیاہ قبا غصہ سے

کانپنے لگا چہرہ اسکا سرخ ہو گیا ایک تو یہ غیرت کہ گیسو بریدہ نے یہ کیا حرکت کی
کہ نام خاندان کا ڈبویا بادشاہ کی دختر اور پریزاد ہوکر ایک آدم زاد
بے بنیاد پر عاشق ہوئی دوسرے اس بات کا غصہ کہ گھر کے چراغ سے آگ
لگی میں جمشید سرخ قبا کو کیا منہ دکھاؤنگا اسلیے کہ وہ بادشاہ طلسم اور
میں نائب اسکا تھا اُس نے ایسا میرا اعتبار کیا اور سلطنت مجھپر چھوڑکر عیش
وعشرت میں مصروف ہوا کہ اب کوئی شخص اُسے جانتا بھی نہیں سب یہی سمجھتے
ہیں کہ اورنگ سیاہ قبا بادشاہ طلسم ہے جو اسطرح سے اختیار اپنے
ایک ملازم کو دیدے اور سارا گھر بار جان و مال کا مختار بنا دے حیف
ہے کہ ایسے بادشاہ کو ہم دل سے بھلا دیں افسوس کہ اس ناشدنی نے کہیں کا
نرکھا اب کم سے کم یہ تدبیر ہے کہ اسکا زندہ رکھنا کسی صورت سے مناسب نہیں
معلوم ہوتا جب تک یہ زندہ رہیگی یہ داغ بدنامی مٹ نہیں سکتا علاوہ اسکے
آستین میں سانپ پالنا بالکل خلاف عقل ہے ایک تو باعث بدنامی ہے دوسرے
دشمن جانی ہے یہ سوچکر اپنے مقام سے اٹھا اور باغ ملکہ سلطانہ عنبرین مو
کی جانب روانہ ہوا وہاں ملکہ سلطانہ عنبرین مو بعد روانہ ہونے سیارۂ
ثالث وطناز وزیرزادی کے اپنے قصر میں آئی مسہری پر لیٹی ہے خاصہ
تک نوش نہیں کیا ہے دایہ اسکی مہران جادو پاس اسکے بیٹھی ہے پوچھ رہی
ہے کہ کیوں صاحبزادی سست کیوں ہو مزاج کیسا ہے قربان جاؤں کئی دن
سے میں دیکھتی ہوں کہ تمہارے دشمنوں کو چپ سی لگ گئی ہے تم ایسی
خوش مزاج تھیں کہ روتوں کو ہنساتی تھیں یا ایسی خاموش ہوئی ہو
اور آدم بیزار ہو گئی ہو کہ خود بات کرنا تو کیسا اگر بے غیرت بنکر کوئی بات
کرنا چاہتا ہے تو اُسکا جواب دیتا نہیں کھلتا ہے آخر مجھ سے تو حال دل کہو یہ
معرکہ کیا ہے یہ تو باتیں ایسی ہیں جیسے خدانخواستہ کسی کو کسی کا خیال پیدا ہو جائے
داری میں نے دھوپ میں تو بال سفید نہیں کیے ہیں میں بھی دنیا کا
سرد و گرم چکھے ہوے ہوں سیاہ و سفید کو خوب جانتی ہوں کبھی
میں بھی جوان تھی میرے دل میں بھی حسرتیں اور ارمان بھرے ہوے تھے
اب بڑھیا ہو گئی ہوں دل مردہ ہو گیا ہے اگر خود کسی قابل نہیں تو کیا ایسی
باتیں بھی نہیں سمجھتی بس بی بی مجھ سے نہ چھپاؤ میں نے پالا ہے پرورش کیا ہے
کیا مزاج سے آگاہ ۔ نہیں بدن تم تو کبھی ایسی نہ تھیں جو رنگ اُدھر دو ایک
روز سے ہے اور اگر مجھسے چھپاتی ہو تو آخر وہ کون ہوگا جس سے حال دل
کہوگی بیٹا میں ہر طرح کے نشیب و فراز سمجھا سکتی ہوں تم ابھی الھڑ ہو
خدانخواستہ والی تبدی کا پاؤں کہیں اونچا نیچا پڑ گیا تو غضب ہو جائیگا

باپ دادا کی آبرو مین بل آجائیگا خاندان کی ناک کٹ جائیگی کچھ نہین
یہ سب اسی چھوکری کی باتین ہین جو تمھارے باپ کے دم پر بڑی لڑکی ہی
بڑی چالاک ہی یہ اسی نے تمھین بھی بدراہ کیا ہی دیکھو بیٹا آجکل کی لڑکیان
آفت کی پڑیا ہوتی ہین کسی کے سمجھانے بجھانے پر نہ آجایا کرو ورنہ خراب
جاؤگی آئندہ اختیار ہی ہمارا کام سمجھانا تھا سمجھا دیا چاہے مانو یا نہ مانو ہمارا
کوئی ہرج نہین ہی اگر تمھارے باپ کو خبر ہوگئی تو ہماری بھی ناک چوٹی کی
خیریت نہین ہی وہ سنا تو ضرور کہینگے کہ او ڈھڈو تو کس خواب خرگوش مین
تھی کہ نام گم ہوگئے اور مجھے معلوم ہوا معلوم ہوتا ہی کہ تو بھی شریک تھی
اسوقت مین سوا گردن نیچی کرنے کے کیا جواب دونگی اِس سفیدی مین
سیاہی کا دھبا لگے گا تم تو لڑکی کہکر چھوٹ جاؤگی آئی گئی ہمارے ہی سر
ہوجائیگی جو نوبت ذرہ اسکی موقوف ہوئی سلطانہ عنبرین مو نے کہا کہ
ذرا منھ سنبھال سکے لو خدا کی قدرت اللہ کی شان سچ کہا ہی کہ ادھیڑ سن انسان
کا زیادہ ہوا اور عقل خبط ہوئی تمھین کچھ بڑھ بس لگا ہی تمنے وہ کونسی بات
ایسی دیکھی جس سے یہ سمجھ لیا کہ میرے دشمن کسی پر فریفتہ ہین دو بیار بچا مین چونچین
ہی باتین ہورہی تھین کہ ایک مرتبہ جانب آسمان سے ابر آتشین نمودار ہوا
اور ایک سرخ آندھی چلی کہ درخت باغ کے اکھڑ اکھڑ کر گرنے لگے مرغان باغ
ہوا کے جھونکون مین تباہ ہوگئے بعضے دیوارون سے ٹکرا ٹکرا کر گرے پانی
نہرون کا متلاطم ہوا مچھلیان تڑپ تڑپ کر خشکی مین آگرین اور تڑپنے
لگین قصر کو زلزلہ سا پیدا ہوا بس یہ حالت دیکھکر ملکہ سلطانہ عنبرین مو مسہری
سے اتر کر بھاگی صحن خانہ مین آکر گر پڑی اور ادھر مہران جادو دائی اسکی
نہایت بدحواس ہوئی یہ بھی قصر سے باہر نکل آئی بس اسکا باہر نکلنا تھا
کہ اڑا کر قصر آرہا زمین ہلنی خاک اڑی ملکہ سلطانہ عنبرین مو کانون
مین انگلیان دیے ہوئے آنکھین بند کیے بیٹھی ہی دل ہاتھون اچھل رہا ہی
ہرچند مہران جادو نے چاہا کہ سحر کرکے اس طوفان کو روک دون
لیکن ہیرون نے اسکے کہا کہ ہم کچھ نہین کرسکتے اسواسطے کہ یہ طوفان ابر و باد
معمولی نہین ہی بلکہ سحر ہی شاہ جادوان ملک اورنگ سیہ قبا کا اسے کون
روک سکتا ہی یہ سنکر مہران جادو نے بال سر کے کھولدیے اور پکاری کہ ای
شہنشاہ یہ اپنا ہی گھر آپ برباد کیے دیتے ہین یہ کیا جی مین آگئی اگر ملکہ قصر سے
باہر نہ نکل آتی تو دشمن قصر مین دب کر ہلاک ہوجاتے آخر یہ بات کیا ہی
کچھ بیان تو فرمائیے آواز پیدا ہوئی کہ او ڈھڈو معلوم ہوا کہ یہ سارے فسادات
تیرے ہی برپا کیے ہوے ہین اگر تو ہوشیاری و خبرداری سے کام لیتی تو یہ نوبت

کیون آتی اور یہ شوخ دیدہ گیسو بریدہ یعنی سلطانہ عنبرین مو بدچلن ہوئے پانی
اپنے یار کے پیچھے ہماری دشمن ہو جاتی گھر سے آگ نہ لگتی مگر خیر پھر بھی غنیمت ہوا کہ
اب بھی مجھے طائر طلسمی نے آگاہ کر دیا اگر مین تیری طرح غفلت سے کام لیتا
تو خود بھی ہاتھ سے طلسم کشا کے مارا جاتا اور طلسم بھی برباد ہوتا مہران جادو نے
کہا کہ ای بادشاہ یون تو تو مالک ہی لیکن جو کوئی کام کرتا تو سمجھ بوجھکر ناسندروس جادو
ملکہ پر عاشق تھا یہ اُسی نے مفسدہ پردازی کی ہی کہ اگر یون ملکہ پر قابو نہین چلتا
ہی تو آتے ابدا مین ہو بجاؤ کہ عاجز آکر شادی منظور کرے اور رنگ خیمہ قبا نے
کہا کہ سندروس جادو تو مارا گیا لوح وجام طلسم کشا کے قبضہ مین آگیا تجھے
بسنت کی خبر بھی ہی پورا سامان اس ناشدنی نے تباہی طلسم کا کر دیا اب مین
جمشید سرخ قبا کو کیا منھ دکھاؤنگا ہر چند مہران جادو سمجھاتی رہی مگر کچھ خیال
اور رنگ سیہ قبا نے نہ کیا اور ایک ترنج سحر جھولی سے نکالکر باغ پر مارا
کہ وہ ترنج شق ہوا اور اُس سے ہزار ہا شرارے نکلکر باغ پر گرے
تمام باغ آتش بار ہوگیا نخل جلنے لگے شعلے بلند ہوئے ہر سرو سرو آتشبازی
ہوگیا مرغ چمن کباب ہوے لگے ہر طائر کے پرون مین آگ لگ گئی سہیلیان
ملکہ کی بھاگنے لگین لیکن کہان جا سکتی تھین اسلیے کہ ہر چہار جانب دیوارین آگ
کی بلند تھین دروازون پر شعلے نگہبانی کر رہے تھے جسنے نکلکر جانے کا قصد کیا شعلہ
گرا اور اُسکو جلاکر خاک سیاہ کر دیا نہرون کا پانی کھول گیا موجین ساحل سے
سر ٹکرانے لگین حباب پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے گردابون کی عقل چکر مین
آئی کہ یہ کیا معاملہ ہی مانند شعلۂ جوالہ کے تمام نہرین دوڑتے پھرتے تھے چادرین
پانی کی مانند چادر کرباس کے جلنے لگین مچھلیان کباب ہوکر رہ گئین تمام نہر
کرۂ آتش ہوگئی اب وہ شعلے بھڑک کر چہار جانب گرنے لگے
ایک قیامت کبریٰ برپا ہوئی اُسی عالم مین مہران جادو نے چاہا کہ ملکہ کو
لیکر نکل جاؤن اسنے کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی دیکھا کہ چار پتلیان
ایک تخت لیے ہوے پیدا ہوئین کہ اُسپر ایک ٹکڑا ابر آسمانی رنگ سایہ افگن
تھا بارش اُس سے ہو رہی تھی بس جلدی سے ہاتھ ملکہ سلطانہ عنبرین مو
کا پکڑکر اُس تخت پر بٹھایا اور تخت سحر اُڑا کر چلا جو شعلہ لپک کر چلا
بارش ابر نے اُسکو فرو کر دیا لیکن راہ نہ ملتی تھی ایک دیوار آتشین
سد راہ ہوتی تھی جتنا یہ تخت سحر کو بلند کرتی تھی اُسی قدر دیوار بھی
بلند ہوتی جاتی تھی ہر چہار طرف پھر کر تھکی آخر مجبور ہوکر چاہا کہ زمین کے
راستے سے نکل جاؤن دیکھا تو زمین فولادی ہو رہی ہی ہر چند سحر کیا کہ زمین
شق ہو کوئی اثر نہوا القول سمجھے کہ زمین سخت آسمان دور عجب طرح کا اضطراب ہی

اُسی عالم مین مہران جادو نے بال سر کے کھولکر دو ہتڑ زمین پر مارا کہ زمین شق
ہو لی جا ہا کہ ملکہ کو لیکر نکل جاؤن لیکن تطرا و رنگ سیہ قبا کی پڑ گئی پس اس
ملعون نے جلدی سے ایک میخ زمین مین ٹھونک دی دیکھا تو زلزلہ زمین کا موقوف
ہوگیا اور زمین پھر برابر ہوگئی نصف جسم تک مہران جادو و ملکہ سلطانہ عنبرین مو
زمین مین دب کر رہ گئین اور زمین اس صورت سے برابر ہو لی کہ فشار ہو گیا
کرنگ ہڈیان دونون کی ریزہ ریزہ ہوگئین مہران جادو نے تو ایک آہ کی اور ہمراہ
آہ جگر خراش کے روح اسکے جسم ضعیف سے نکل گئی لیکن سلطانہ عنبرین مو ابھی
زندہ تھی کہ اُسی باغ کے دروازہ کی جانب سے ایک اژدر پیدا ہوا کہ دہن
سے اسکے شعلے نکلتے تھے پس اُس اژدر کو دیکھتے ہی جسقدر شعلے باغ کو تاراج کر رہے
تھے سب اُسی اژدہے کی طرف متوجہ ہوگئے اور آکر گھیر لیا لیکن وہ اژدر تو خود
آگ کا پتلا ہو رہا تھا شعلے اُسے کسطرح جلا سکتے تھے نتیجہ یہ ہوا کہ شعلہ جو شعلے سے
پٹا تو دو شعلون کا ایک شعلہ ہو کر رہ گیا جس طرح کسی دریا مین ظرف آب
سے بھر بھر کر کوئی پھینکے جسوقت پانی پانی مین گرے گا دونون ایک ہوجاینگے اسی
صورت سے جسقدر شعلے آکر اُس اژدر جادو پر گرے آن سب نے ایک جسم
پیدا کیا اور وہ اژدر قریب ملکہ سلطانہ عنبرین مو کے پہونچا اور ملکہ کو نکالکر غرق
زمین ہوگیا پس یہ دیکھنا تھا کہ ملک اور رنگ سیہ قبا کو نہایت غصہ آیا اور پکارکر
آواز دی کہ او اژدر جادو یہ کیا نالائق حرکت ہے پس خبر اسی مین ہے کہ پلٹ آ
ورنہ ہاتھ سے میرے مارا جائیگا اژدر جادو کی سُنتا ہے ملکہ سلطانہ عنبرین مو
کو لیکر سرنج ور کے قریب پہونچ گیا اور سر زمین سے نکالا ادھر اورنگ سیہ قبا
بھی پاؤن مارکر غرق زمین ہوا اور تعاقب مین اژدر جادو کے چلا

اب احوال سیارۂ ثالث اور طلتاز وزیر زادی کا بیان ہوتا ہے

کہ طلتاز خیمہ مین بیٹھی ہوئی اور سیارہ ایک پہر سوا رچند آدمی خدمتی ہمراہ لیے ہوے
باغ ملکہ کی طرف چلے آتے ہین کہ یکایک سواری انکی قریب دروہ سرنج کے
پہونچی سیارہ نے طلتاز سے کہا کہ دیکھو اس مقام کو پہچان لو کہ یہ کونسی
جگہ ہے طلتاز نے کہا کہ یہ وہی مقام ہے جہان تم نے خواص کی صورت بنکر مجھے
بیہوش کرکے ڈالدیا تھا ہنوز سخن ناتمام تھا کہ زمین کو زلزلہ سا پیدا ہوا درختون
کی ٹہنیان زمین کو بوسے دینے لگین جگر زمین کا بسبب ہول وہیبت کے
جا بجا سے شق ہونے لگا کہاردن کے پاؤن کانپنے لگے محافہ کو اُتارا ادھر
سیارۂ ثالث نے یا رؤف و یا رحیم کہنا شروع کیا کہ یہ کیا بلا آئی
یکایک ایک مقام پر بہت بڑا طبقہ زمین کا شق ہوا اور ایک شعلہ چمککر
زمین سے نکلا کہ تمام صحرا روشن ہوگیا دیکھا سیارہ تیز پانے کہ اُس شعلہ نے

ہیبت ایک اژدہے کی پیدا کی اور منھ سے ایک شی زمین پر اُگل دی اب جو غور سے دیکھا
تو ہیئت اسکی انسانون کے مانند ہی اور منھ سے آہ آہ کی صدا بلند ہی ساتھ ہی
اُس اژدہے نے بھی زمین پر غلطک ماری اور صورت انسان کی پیدا کی
اور ہاتھ باندھکر سامنے اُس نازنین کے کھڑا ہوگیا جسکو پہلے زمین پر اُگلا تھا
اور عرض کی کہ ای شاہزادی مین ہون وزیر آپ کے والد ماجد کا نہ گھبرایئے
اسلیے کہ مین آپ کو باغ سے لے آیا ہون اب کچھ خوف اورنگ سیہ قبا سے
نہ کیجیے یہ سُنکر وہ نازنین رونے لگی اور کہا ای اژدر جادو تونے مجکو وہین
قتل ہو جانے دیا ہوتا اسلیے کہ پردہ میرا رہ جاتا اور رسوائی بڑھنے نہ پاتی اب
یہ انجام ہوگا کہ جسقدر تم مجکو لیکر بھاگتے اور چھپاتے پھروگے اُسقدر رسوائی دور
پہونچیگی جا بجا چرچے ہونگے کہ دختر بادشاہ نے ایسی حرکت کی تھی اور بادشاہ
نے اُسکو نہایت ذلت و خواری کے ساتھ قتل کیا اژدر جادو نے عرض
کی کہ ای شاہزادی اسوقت شاہ کو غصہ ہے وہ آپ کا دشمن ہو رہا ہے جسوقت غصہ
اُسکا فرو ہو جائیگا اُسوقت مین سمجھا بجھا کر عفو تقصیر کرا دونگا شاہزادی نے کہا
کہ اب میرا زندہ رہنا اچھا نہین اسلیے کہ جو شخص اسقدر ذلیل ہوکر زندہ رہے
لعنت ہے اُسکی زندگی پر ای اژدر جادو بڑا احسان ہوتا اگر تم مجکو قتل کرڈالو مین
پھر پردہ رہ جائیگا یہ باتین چہ سپارہ ثالث نے سُنین وزیرزادی سے
کہا کہ کچھ دیکھتی ہو یہ کیا معرکہ ہے مختار نے کہا کہ یہ تو اژدر جادو والد ماجد میرے
اور وہ نازنین ملکہ سلطانہ عنبرین مو معلوم ہوتی ہے کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ یہ
کیا معرکہ ہے یہ لوگ اسی حیرت مین تھے کہ ایک مرتبہ قریب درہ سرخ کے
طبقہ زمین کا شق ہوا اور اُس زمین سے ملک اورنگ سیہ قبا نمودار
ہوا کہ تاج شاہی بر سر و چار قبہ شاہنشاہی در بر شاخین اسکی اسقدر
دراز تھین کہ تاج کے باہر مانند کلغیون کے نکلی تھین بس جیسے ہی نظر
سلطانہ عنبرین مو کی باپ پر پڑی منھ پر دونون ہاتھ رکھ لیے اور اژدر جادو
کانپنے لگا لیکن دست بستہ عرض کی کہ ای شاہ جادوان قصور تو بیشک
مجھ سے ہوا کہ مین گویا زبردستی ملکہ کو آپکے پنجہ سے چھڑا لایا اور قتل
ہونے سے بچایا لیکن اگر غور سے دیکھیے تو یہ حرکت میری نمک حرامی پر دال
نہین ہو سکتی بلکہ عین نمک حلالی ہے اسلیے کہ اسوقت شاہ کو غصہ ہے اسوجہ
سے اس دختر بلند اختر کو آپ قتل کیے ڈالتے ہین بعد اسکے جسوقت غصہ آپکا
فرو ہو جائیگا اُسوقت بہت پچتایئے گا اورنگ سیہ قبا نے کہا بس بہتر یہ
ہے کہ دور ہو میرے سامنے سے ورنہ ساتھ اس گیسو بریدہ کے تجکو بھی قتل
کرڈالونگا اژدر جادو نے عرض کی کہ آپ مالک ہین اپنی دختر کو چاہیے

قتل کیجیے چاہے رہا کیجیے لیکن میری آنکھوں سے نہیں دیکھا جاتا کہ گوہر تابندۂ تاج شہریاری اسطرح بے آبرو ہوکے قتل کیجائے اور رنگ سیہ قبا نے کہا کہ اگر تم سے نہیں دیکھا جاتا تو آنکھیں اپنی بند کرلو اور میں اسکو ہرگز زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر تیغۂ سحر پکڑکر ملکہ کی طرف بڑھا ادھر ملکہ نے گردن جھکائی اور جناب احدیت میں عرض کرنے لگی کہ پروردگارا تو شاہد رہنا کہ میں مطیع اسلام ہو چکی ہوں مگر کوئی ہادی دین مجھ تک نہ پہونچا کہ وہ آئین دین برحق سے مجکو آگاہ کرتا یہ کہکر سر سجدہ میں رکھدیا اور رنگ سیہ قبا قریب ملکہ کے آیا اور تیغہ سحر سے ملکہ پر مارا بس تیغہ کا مارنا تھا کہ دیکھا برابر ملکہ کے زمین شق ہوئی اور چار پتلے سپرین آہنی لیے ہوے پیدا ہوے اور ملکہ کو پناہ میں لےلیا لیکن تیغہ جو پڑتا ہی چاروں سپروں کو قلم کرکے ملکہ پر پڑا کہ دو پرکالے ہوے اور پلٹ کر اژدر جادو سے کہا کہ ہمارے سحر کو روکتا ہی اژدر جادو نے کہا کہ واے ہو تجپر ای بادشاہ ایک عورت کو مار کر وہ بھی ایسی کہ سحر سے واقف نہیں اور اُسنے پاس و لحاظ بدرجۂ ہی تجھ سحر و ساحری کرتا ہی تجھے شرم نہیں آتی میں نے اپنے امکان بھر ملکہ کے بچانے میں کمی نہیں کی آدھر دونوں ٹکڑے اُس ماہ چہاردہ شب کے زمین پر تھرتھراکر رہگئے اژدر جادو نے تو ایک چیخ ماری اور صحرا کی جانب روانہ ہوا کہ یہاں سے روتا پیٹتا خدمت میں جمشید سرخ قبا کی جاتا ہی اسکا حال بروقت بیان ہوگا اومر ملتا نرکہ وزیرزادی ہی ملکہ سلطانہ عنبرین موکی اور اُسکے ساتھ کھیلکر بڑی ہوئی ہی اب جو یہ حالت اسنے ملکہ سلطانہ عنبرین موکی دیکھی ایک چیخ ماری گریبان پھاڑ ڈالا ادھر سیاہ رو نالت کو بھی سکتہ ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہوا اور رنگ سیہ قبا نے دختر کو قتل تو کیا لیکن دنیا نگاہوں میں تاریک ہوگئی اور یہ خیال پیدا ہوا کہ ای اورنگ جو رسوائی ہونا تھی وہ ہر طرح ہوئی دختر کے قتل سے کوئی فائدہ نہوا ہاں اگر تو خود زندہ نہ رہتا تو کسی بدنامی و رسوائی کا سامنا نہوتا بلکہ اب تو تمام طلسم میں اور بھی چرچا اس بات کا ہوگا کہ دختر بادشاہ نے ایسی ناشائستہ حرکت کی تھی جسکی یہ سزا ملی بس یہ سوچکر اسنے خنجر کرسے کھینچکر اپنے سینہ پر مارا کہ خنجر جگر سے پار ہوگیا اور یہ بادشاہ طلسم زمین پر گرکر تڑپنے لگا بڑی مشکل سے دم اس سخت جان کا نکلا پھر شور مچا کر چلے لیکن کوئی آواز نہ پیدا ہوئی اسلیے کہ یہ اپنا آپ قاتل ہی پھر کس کا نام لیکر شور کریں یہ بھی ایک اقبال تھا سکندر رستم خو کا کہ ایسے پیچ در پیچ معاملات آپڑے اور بادشاہ طلسم نے خود اپنی جان دیدی ورنہ بڑی مشکل پڑتی اور قتل اس بادشاہ کا آسان

نہ تھا جیسے کہ علم سحر و ساحری میں اور رنگ سیہ قبا کا مثل و نظیر نہیں تھا یہ حال
دیکھکر طمطاز نے اپنے کو لاش پر ملکہ سلطانہ عنبرین مو کی گرا دیا خون اسکا اپنے
منھ پر ملتی تھی لاش پر بلا گردان ہوتی تھی اور کہتی تھی کہ افسوس اتنی جلد
آپ نے دنیا سے کوچ کیا کہ ہمارا بھی انتظار نہ کیا کاش میں بھی اسوقت میں
شریک حال ہوتی اور باغ ہی میں موجود ہوتی کہ جو کچھ گذرتی مجھپر اور تمپر دونوں
پر گذرتی اس اس طرح کے بین کرکے طمطاز تو سر ٹکرا رہی ہے اور سیارۂ ثالث
بھی ملکہ کے حسن و شباب پر افسوس کر رہا ہے اب انکو بھی اسی حال پر ملال میں
چھوڑیے اور سنیے حال شاہزادہ سکندر رستم خو کا کہ بعد روانہ ہونے طمطاز
وزیرزادی و سیارۂ ثالث کے انھوں نے لوح کو ملاحظہ فرمایا تحریر تھا کہ
اے طلسم کشا اسی مقام پر انتظار کر کہ دشمن تیرا آتا ہوگا جسنے تجھ سے لوح و جام چھینے
تھے اب اسکے قریب ہرگز نہ آنا اور ہوشیاری سے کام لینا شاہزادہ ایک درخت
سایہ دار کے نیچے ٹھہرا اور منتظر تھا حرمان جادو کا کہ یکایک جانب آسمان سے
ایک ابر سیاہ نمودار ہوا بجلیاں اس ابر میں چمکتی ہوئی کوندا لپکتا ہوا رعد کے
گرجنے کی مہیب آوازیں پیدا ہوئیں ہوائے تند کا سنسناتا ہوا آن واحد میں وہ
ابر پھیل کر محیط ہونے لگا یہاں تک کہ تھوڑے عرصہ میں سوا ابر کے آسمان نظر
نہ آتا تھا اب ایک مرتبہ گرج اور چمک میں ترقی ہوئی اور بارش شروع ہوگئی
پانی موسلا دھار برسنے لگا یہ رنگ دیکھتے ہی شاہزادہ سکندر رستم خو نے
لوح کو مشاہدہ فرمایا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم جس وقت بارش شروع ہو جائے
اور بجلی کڑک کڑک کر درختوں پر گرنے لگے تجھے چاہیے کہ لوح گلے سے اتار کر
درخت سرخ میں لٹکا دے اور جام کو پانی میں ڈالدے کہ وہ پتھر سے بھی بطور
صورت کشتی کی پیدا کرے گا تم فوراً اس کشتی میں بیٹھ جانا وہ کشتی گرد درخت سرخ
کے چکر لگاتی رہیگی تم نگاہ اپنی لوح سے لڑائے رہنا اور تیر و کمان کو ہاتھ
میں لے لینا بلکہ تیر کو چلہ کمان میں پیوستہ کرکے چلہ بھی کھینچ رکھنا جسوقت
ایک برق چمک کر درخت سرخ پر گرے اور دو دو ٹوٹے لوح طلسمی زمین کیطرف
آنے لگے تو یہ خیال رکھنا کہ ایک نہنگ زمین سے پیدا ہوگا اور منھ کھولکر اس
لوح کی طرف چلے گا بس جیسے ہی قریب لوح کے پہونچے اسقدر زور سے تیر مارنا
کہ حلق سے پار گزر جائے سکندر رستم خو نے ایسا ہی کیا بس تیر کا لگنا تھا
کہ ایک تلاطم عظیم برپا ہوا ابر کے ٹکڑوں میں آگ لگ گئی اور رفتہ رفتہ جلنے
بجلی چمکنا موقوف ہو گئی رعد کی گرج موقوف ہوئی نہنگ زمین پر تڑپ تڑپ کے
مر گیا اب جو دیکھا تو لاش ایک ساحر کی پڑی ہوئی ہے تیر حلق میں در آیا ہے اور
شرمگاہ سے گذر گیا ہے ایک آواز آئی کہ کشتی مرا نام من حرمان جادو بود

شاہزادے نے لوح کو اٹھا کر پھر گلے مین ڈالا اور ملاحظہ فرمایا لکھا ہوا تھا کہ ای فتاح طلسم
مرحلہ آب فتح ہوا اب اسکے آگے در بند کاشغر ہی لیکن اتنا انتظار کرے کہ لشکر تیرا
اسی مقام پر آ جائے اور ایک کار ضروری اور ہی جسکا سر انجام دینا تجھ پر
واجب ہی اس معا کو شاہزادہ نہ سمجھا کہ یکایک سامنے سے وہی محافہ
وزیرزادی کا پیدا ہوا شاہزادہ سکندر رستم خو سمجھا کہ ملکہ سلطانہ عنبرین مو
نے کوئی پیغام بھیجا ہوگا یا شاید خود ہی چلی آئی ہو دل مین کہتا ہی کہ ان شاہزادی
نے بڑا احسان کیا نہ کبھی کی شناسائی نہ ملاقات اور ایسی بیش بہا چیزین مجکو
بھیجین یعنے لوح و جام جمشید اور قید طلسم سے نجات دلوائی دیکھیے وہ کونسا
وقت ہوتا ہی کہ مین بار احسان سے اسکے سبکدوش ہوتا ہون کہ اگر اسپر بھی
کوئی مصیبت پڑے تو مین بھی جا کر اسکا شریک حال ہون اور اسے آفت سے
نجات دون ہرچند کہ سنتا ہون وہ عاشق ہی میری اور محسن ہی مگر افسوس کہ مجکو
ملکہ نوبہار سرخ پوش کی الفت نے ایسا اپنا بستۂ زنجیر و پابند کر لیا ہی کہ میرا
دل نہین چاہتا جو مین کسی عورت سے بات بھی کرون مگر سلطانہ عنبرین مو
کا احسان اور اظہار محبت اور رشک رقیب پر صبر یہ ایسی باتین نہین ہین
جنکی جگہ میرے دل مین نہوئی ہو یہ تو اس اس طرح کی باتین دل سے کر رہے تھے
کہ یکایک وہ محافہ قریب پہونچا اس صورت سے کہ وزیرزادی جو ابھی رخصت
ہو کر گئی تھی اور سیارۂ ثالث عیار دونون روتے اور خاک اڑاتے
نظر آئے شاہزادہ رستم خو پریشان ہوا اور فرمایا کہ ای سیارۂ ثالث
بیان تو کر کہ یہ کیا بات ہی سیارۂ ثالث نے محافہ کی طرف اشارہ کیا
اور کہا دیکھیے اس محافہ کو شاہزادہ سمجھا کہ ملکہ کچھ بیمار ہو گئی حالت ابتر ہو گئی ہوگی
خیر کچھ زیادہ تردد کا امر نہین ہی یہ آزار عشق ایسی ہی چیز ہی کہ بہت جلد حالت
خراب کر دیتا ہی مگر مریضان محبت سخت جان بھی ضرور ہوتے ہین حالت
مردے سے بدتر ہو جائے مگر جان تن سے نہین نکلتی اگر میرے فراق مین اسکا
یہ حال ہی تو ملکہ نوبہار سرخ پوش کی الفت نے مجھے بھی تو بدحواس کر رکھا
ہی شہزادہ سکندر رستم خو دل سے یہ باتین کرتے ہوے اور وزیرزادی
کو تسلی دیتے ہوے قریب محافہ کے آئے تو عجب قیامت دیکھی کہ ایک
نازنین ماہ جبین چہاردہ پندرہ برس کا سن چہرہ سے آثار شاہی و شہریاری
نمودار زلفین شکنہ پر بکھری ہوئین جا بجا سے جو سیاہی نے زلف کی اس چہرۂ تابان
کو چھپا لیا ہی تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ چاند گہن مین آتا جاتا ہی جیسی بھوین ہین لیکن
آنکھین نیم باز سر سے کمر تک ایک ٹکڑا محافہ مین الگ پڑا ہی اور کمر سے پاؤن تک
دوسرا ٹکڑا الگ اپنے خون مین جو تڑپی ہی تو تمام کپڑے خون آلودہ ہو گئے ہین معلوم

ہوتا ہے کہ شفق میں مہ چہاردہ شب جلوہ گر ہے آن نیم باز آنکھوں کا انداز بتلا رہا ہے
کہ دم آخر کسی بے دید کا انتظار تھا اور حسرت اُن آنکھوں کی کہہ رہی ہے کہ
دیدار محبوب نصیب نہوا اور جان منتظر مجبور ہو کر آنکھوں سے نکل گئی بس یہ
حالت دیکھتے ہی سکندر رستم خو نے اتنا تو کہا کہ ارے یہ کون ہے اور کس
ظالم نے کس خطا پر اس نازنین مہ جبین کی یہ حالت کی اُس بے درد اور بیرحم
کو کچھ رحم اسپر نہ آیا اور اس بیباکی سے ہاتھ تلوار کا مارا کہ اس نازنین کے دو ٹکڑے
ہوگئے مجھے نہایت تعجب ہے کہ اُس ظالم کا ہاتھ ایسی مہ جبین پر کیونکر اُٹھا
وزیرزادی نے کہا کہ یہ وہی ہماری ملکہ سلطانہ عنبرین مو ہماری مالک ہے جسنے
جام و لوح آپکو بھیجی تھی خبر اسکے باپ کو ہو گئی انھوں نے آکر بڑی بیرحمی سے
قتل کر ڈالا یہ سنتے ہی شہزادہ سکندر رستم خو کے دل سے ایک دھواں اُٹھا
کہ دنیا نظر میں تیرہ و تاریک ہو گئی کہا وہ ملعون کہاں رہتا ہے ابھی جا کر
مار ڈالونگا مجھے قسم ہے اپنے پیدا کرنے والے کی کہ جب تک نام اسکا صفحہ ہستی
سے مٹا نہ لونگا اُسوقت تک دنیا کا کوئی دوسرا کام نہ کرونگا اُسوقت جو
سکندر رستم خو کی حالت ہوئی ہوگی اُسکا اندازہ نہیں ہو سکتا نہ تحریر میں
آسکتا ہے لیکن وزیرزادی نے کہا کہ اے شہریار عالی وقار اگر آپ اسکے عوض
تمام عالم کو قتل کر ڈالیے گا تو کیا فائدہ ہے اسلیے کہ اس سے ملکہ سلطانہ عنبرین مو
تو زندہ نہ ہو جائینگی اور پھر علاوہ اسکے یہ بات ہے کہ قاتل اسکا زندہ نہیں ہے
کیونکہ بادشاہ نے بھی اس دختر کو قتل کر کے اپنی جان دے دی وہ خود کب
زندہ ہے جس سے عوض خون کا لیجیے گا یہ سنکر شاہزادہ سکندر رستم خو کا دل
بے اختیار ہو گیا اور چیخیں مار مار کر رونے لگا آدھر وزیرزادی نے بھی اپنی
حالت اور خراب کی گریبان پھاڑ ڈالا بال سر کے نوچ ڈالے خون ملکہ کے
جسم کا سے کا اپنے منھ پر ملتی تھی اور ملکہ سلطانہ عنبرین مو کے لاشے کے
ٹکڑوں سے جدا نہوتی تھی اور سکندر رستم خو زمین پر پچھاڑیں کھا رہے تھے
عیار کوتوالث اپنے مالک کو بھی سنبھالتا ہے اور خود بھی روتا جاتا ہے اور کبھی
ملتاز کو سنبھالتا ہے واقع میں یہ حادثہ ایسا نہ تھا جسکو دیکھکر کوئی صاحب دل
تحمل کر سکتا عجب قیامت برپا تھی کہ وزیرزادی ایک طرف پچھاڑیں کھا رہی
تھی سکندر رستم خو ایک جانب تڑپ رہا تھا عیار سکندر رستم خو جدا
خاک اُڑا رہا تھا اور کنیزان پیش خدمتین وغیرہ خاک پر لوٹ رہی تھیں
محافہ کے صدمے ہو رہی تھیں بڑی دیر تک یہی کیفیت رہی یہ سب ایسے
اپنے اپنے حال میں مبتلا تھے کہ اگر کوئی دشمن آکر قتل کرنے کا قصد کرتا تو انکو
خبر بھی نہوتی یا کوئی ساحر لوح و جام لیجانا چاہتا تو باسانی لیجا سکتا تھا لیکن

جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا سیارۂ تیز پا نے دست بستہ عرض کی
کہ اے شہر یار عالی وقار ہوشیار ہو جائیے اور حواس اپنے درست کیجیے کہ آمد لشکر
کے سے آثار پائے جاتے ہیں سکندر رستم خو بھی اُس طرف دیکھنے لگا محافہ کے
پردے چھوڑ دیے عیار چند قدم برائے دریافت حال آگے بڑھا جس وقت
اس طرف خیال ان لوگوں کا بھٹکا ہے تو وہ ہنگامۂ فریاد و فغان موقوف ہوا
ہے غرض سیارۂ ثالث بہت جلد خبر لیکر پلٹا اور آکر خدمت میں شاہزادۂ
سکندر رستم خو کی عرض کی کہ لشکر دشمن نہیں ہے بلکہ آپ کی فوج ہے بادشاہ
خورشید زرین قبا مع بارگاہ یاقوت نگار و لشکر بسیار آتا ہے شاہزادہ
نہایت خوش ہوا اور کہا کہ میں اسوقت پریشان بھی تھا کہ ملکہ سلطانہ عنبرین مو
کو کیونکر دفن کروں حالانکہ کفن کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ شہید کا لباس خونی
خود بجائے کفن کے ہے اور غسل کی بھی ضرورت نہیں اسلیے کہ غسل بھی اُسکا
اُسکے خون سے ہو چکا ہے تاہم قبر کا کھودنا اور دفن کرنا ضرور تھا علاوہ اسکے
بادشاہ طلسم کی دختر اور جنازہ اُسکا ساز و سامان کے ساتھ نہ اُٹھے
مثل مشہور ہے کہ وقت گذر جاتا ہے بات رہ جاتی ہے اگر خداوند کریم غیب سے
یہ سامان نہ فراہم کر دیتا کہ خورشید زرین قبا نہ آجاتا اور میں اپنے دلخواہ
سامان کے ساتھ ملکہ سلطانہ عنبرین مو کو دفن نہ کر سکتا تو زمانہ مجھے کیا
کہتا کسی کو یہ خیال تھوڑی ہوتا کہ سکندر رستم خو کی حالت اُس وقت
کیا تھی سب یہی کہتے کہ بادشاہ طلسم کی دختر کا جنازہ اور صاحبقران
کے پوتے نے اس صورت سے اُٹھایا کہ کسی غریب کا جنازہ بھی اسطرح
نہیں اُٹھتا ہے اتنے میں خورشید زرین قبا مع بارگاہ یاقوت نگار وغیرہ
کے آکر شاہزادہ سکندر رستم خو کا قدمبوس ہوا اور خیمہ برپا کیا فوج اُترنے
لگی خیمے چولداریاں برپا ہونے لگیں بارگاہیں افسروں کی استادہ کی گئیں
اُدھر تو لشکر میں یہ تیاریاں ہو رہی ہیں یہاں خورشید زرین قبا نے
جو حال شاہزادہ سکندر رستم خو کا تباہ دیکھا سبب پوچھا شاہزادے
نے تمام واقعہ جانگزا خورشید زرین قبا سے بیان کیا اور اشارہ
کر کے محافہ کی طرف سارا حال ملکہ سلطانہ عنبرین مو کا بیان فرمایا کہ لاش
اُسکی اس محافہ میں رکھی ہے خورشید زرین قبا کو بھی نہایت صدمہ ہوا آنکھوں
میں آنسو بھر آئے اور کچھ کلمات تسلی آمیز زبان پر جاری کیے اسلیے کہ
خیال تھا کہ شاہزادہ سکندر رستم خو کو بیحد صدمہ ہوگا سکندر رستم خو نے
فرمایا کہ اے خورشید زرین قبا اب مجھے سب سے پہلے جو کام کرنا ہے وہ
یہ ہے کہ اس مقام پر جہاں تک ہو سکے پورے سامان و جلوس کے ساتھ

لاش اس شاہزادی کی اٹھا کر درہ شرخ کے قریب لیجا کر دفن کریں بعد اسکے دیکھا جائیگا
ای خورشید زرین قبا اگر کسی قسم کی کمی ہوئی اور بعد کو خیال آیا تو مجھے ر وح سے
ملکہ سلطانہ عنبرین مو کی نہایت شرمندگی ہوگی یہ سُنکر خورشید زرین قبا نے
عرض کی کہ انشاء اللہ کسی قسم کی کوتاہی ہونے پائیگی غرضکہ اسیوقت خورشید زرین قبا
کے حکم سے سامان جنازہ برداری و جلوس شاہانہ صندوق وغیرہ سب
چیزیں حاضر کی گئیں شاہزادے نے وزیرزادی کو قسم دیکر لاش سے چھڑایا ورنہ
یہ اپنی جان دیے دیتی تھی اور لاش کو نہ چھوڑتی تھی فرمایا سکندر رستم خو نے
کہ ای ملتاز اگر قیامت تک روؤگی یا اپنی جان بھی دے دوگی تو خوب سمجھ لو
ملکہ سلطانہ عنبرین مو زندہ نہوگی صبر کرو کیا زور ہے قدرت پروردگار سے جو کچھ وہ
اپنے بندے کے حق میں کرتا ہے بہتر و مناسب کرتا ہے جسمیں اسی میں بہتری ہوگی کہ
ملکہ سلطانہ عنبرین مو جوان جہان سے اٹھ جائیں اور تمام حسرتوں
اور تمناؤں کا خون ہو بس بہتر یہ ہے کہ تم محرم ہو یہاں نہ انکی ماں ہے نہ باپ
[illegible]ن کوئی عزیز نہیں ہے جو کچھ سمجھو وہ تمھیں ہو اب جلدی سے لاش ملکہ کی
صندوق میں اتارو اور دفن کا سامان کیا جائے اسلیے کہ مردہ کا عرصہ تک
نہ دفن ہونا ہمارے مذہب میں جائز نہیں ہے احترام میت کے خلاف ہے کہ
وہ دیر تک دفن نہو بمشکل تمام ملتاز لاش کو چھوڑ کر ہٹی غرضکہ صندوق صندل
کا لاکر لحاف سے ملا کر رکھا گیا اور چارجانب قناتیں استادہ ہوگئیں ملتاز نے
میت سلطانہ عنبرین مو کی صندوق میں رکھی اور اوپر سے دوشالہ ڈالدیا
آب پردہ میں ہٹ گئی لوگوں نے آکر صندوق کو اٹھایا اور صدائے اشہد ان
لا الہ الا اللہ بلند ہوئی آگے آگے جلوس ماتمی سیاہ و زنگاری جھنڈیاں اُسکے
بعد ماہی مراتب جلوس شاہانہ انگیٹھیوں میں اگر سلگتا ہوا نقیب بولتا ہوا بالاے
تابوت غاشیہ زرین حسب دستور صندوق پر ملکہ کے ملتاز نے شاہزادے سے
کلکہ سہرا بھی منگوا کر بندھوا دیا تھا جس سے ظاہر ہو رہا تھا کہ ابھی باغ جوانی
کے پھول نہ کھلنے پائے تھے کہ شربت تلخ اجل نوش کیا عجب حالت سے جنازہ
ملکہ سلطانہ عنبرین مو کا جا رہا تھا کہ دیکھنے والے روتے جاتے تھے اور ملکہ
ملتاز کی جو حالت تھی بیان اُسکا ناممکن ہے غرضکہ اسی طرح وہ جنازہ قریب
درہ شرخ کے پہونچا قبر تیار تھی ملکہ سلطانہ عنبرین مو کو دفن کیا اور وہان
سے پھرے تین روز تک یہان ماتم ملکہ سلطانہ عنبرین مو کا برابر ہوتا رہا
تیسرے روز قبر پختہ کرا دی گئی ایک پتھر بنام ملکہ عنبرین مو کا کندہ
کرکے نصب کر دیا گیا مقبرہ بننے کا حکم ملگیا عمارت مقبرہ کی نہایت
انتظام کے ساتھ تیار ہونے لگی اسی اثنا میں شاہزادہ سکندر رستم خو نے

ملکہ طنّاز سے کہا کہ بعد فتح طلسم کے تمہارا عقد جسکے ساتھ تم پسند کروگی کر دیا جائیگا
سیارۂ تیز پا نے عرض کی کہ ای شہریار یہ اقرار مجھسے ہو چکا ہی غرضکہ طنّاز کو
خورشید زرین قبا کے سپرد کیا اور خود شاہزادہ حسب ہدایت لوح طلسمی
چوسکتے روز صبح کو جانب دربند کاشغر یہ روانہ ہوا یہان خورشید زرین قبا
نے بارگاہ برپا کی اور منتظر وقت ہو کر بیٹھا

اب حال بارگاہ جمشید سُرخ قبا بادشاہ اصلی طلسم نیرنگ قاف کا بیان ہوتا ہی

مصوّران چہرہ زیبائے حور معانی و نقاشان صورت دلفریب نکتہ دانی اس پیکر خیال
کو زیور مضامین سے اسطرح آراستہ و پیراستہ کرتے ہین کہ جسوقت اورنگ سیہ قبا
نے اپنی دختر نیک اختر کو قتل کر کے اپنی بھی جان دے دی تو جو ساحر اسکے تابع فرمان
و ملازم تھے انھون نے لاش اسکی اٹھائی اور روتے پیٹتے اول تو پاس اسکی زوجہ
ملکہ ناہید پریزاد کے لائے اور سارا واقعہ قتل دختر و مرگ شاہ کا بیان کیا
بس یہ سُننا تھا کہ ناہید نے انگوٹھی ہیرے کی چبالی اور لہو تھوک کر
مر گئی اب یہ ملازم اور بھی بے سردار ہو کر دونون لاشین لیکر طرف بارگاہ
جمشید سُرخ قبا کے روانہ ہوے لیکن انکے پہونچنے سے پیشتر وزیر جمشید سُرخ قبا
کہ نام اسکا اسرار دانا ہی یہ ان تمام واقعات سے آگاہ ہو چکا تھا ہر چند کہ
اسنے بادشاہ کی خدمت مین جانا ترک کر دیا تھا اسلیے کہ جب سے بادشاہ طلسم
یعنی جمشید سُرخ قبا معروف عیش و عشرت ہوا اور انتظام ملک و مال کی
طرف سے غفلت ہوئی پہلے تو اسنے سمجھایا کہ ای بادشاہ ایسے عیش و عشرت
نے اور ایسی غفلت نے بڑی بڑی سلطنتین تباہ کر دی ہین کبھی آٹھوین دسوین روز
تو کچہری کیا کیجیے اور اپنے ملک کی خبر رکھیے بادشاہ نے اسکا جواب دیا تھا کہ
ای اسرار دانا جسکے نمک خوار و ہوا خواہ تجھ ایسے ہون آسکو کیا ضرورت ہی
کہ وہ ناغ اپنا کار و بار ملک مین خراب کرے چار دن کی زندگی پریشانی
مین بسر کرے اسرار دانا نے کہا کہ ای شاہ نیت بدلتے دیر نہین لگتی
تجھے خیال نہین کہ اکثر شاہان طلسم نے جو غفلت کی ہی تو انھی کے ملازمون نے
سلطنت چھین لی ہی اور بادشاہ کو قید کر لیا ہی شہنشاہ لاچین تاجدار بادشاہ
طلسم ہوشربا کی نقل نہایت مشہور ہی کہ افراسیاب جادو اُسکے
سپہ سالار نے سلطنت چھین لی اور بادشاہ کو قید کر لیا یہان تک کہ جب
اسد غازی نبیرۂ حمزہ نے جا کر طلسم کو فتح کیا تب بادشاہ لاچین کو رہائی
نصیب ہوئی وہ بھی اگر اسلام نہ قبول کرتا تو لاچین کس بے بسی سے قتل ہو جاتا

اورنگ سیہ قبا سے اختیارات آپ سے بڑھا کر اسقدر بے پروائی اور غفلت
سے کام لیا کہ اب سوا اسکے کوئی شخص رعایا و ملازمین تک مین ایسا نہین ہے
جو آپکو بادشاہ جانتا ہو ہر شخص اُسی کو بادشاہ طلسم نیرنگ قاف کہتا ہے اسکا
جواب جمشید سرخ قبا نے یہ دیا تھا کہ میرے ملازمین ایسے نہین ہین جو مجھ سے
دغا کرین مین سب کو خوب جانتا ہون مین نے آنہی لوگون کو عروج بھی دیا ہے
جنپر مجھے بھروسا ہے اور اُن لوگون کو آپ نے نہین دیتا ہون جنسے دغا کی امید
ہے اورنگ سیہ قبا ایسا نہین ہے جو مجھسے سلطنت چھین لے اور مجھے قید کر رکھے
اسواسطے کہ ایک تو وہ خیرخواہ دولت ہے دوسرے یہ کہ اسوقت اُسے کونسی
ثروت نہین حاصل ہے جسکے واسطے وہ مجھسے دغا کرے گا بقول تمھارے کہ
بادشاہ طلسم ہی کہلاتا ہے مال و ملک و دولت و خزانہ فوج و سپاہ حکومت
ہر طرح کا اختیار جو اسوقت اُسکو حاصل ہے کسکی بدولت ہے ایسے مالک سے
وہ کیا دغا کرے گا بے اندیشہ حکومت کو اپنی ایک خنا دربار کرکے کیون جان
اپنی خرابی مین پھانسنے لگا یہ باتین بالکل خلاف عقل ہین ہان وہ لوگ جو کہ
اُس سے عناد رکھتے ہین اُنکو یہ امر ضرور ناگوار گذرا ہوگا اور قاعدہ بھی ہے کہ جب
کسی دربار مین کسی شخص کو عروج ہوتا ہے تو اُسکے ہزار دشمن پیدا ہو جاتے ہین سبکی
نگاہون مین وہ کانٹے کی طرح کھٹکنے لگتا ہے تو اب اورنگ سیہ قبا ایسا نہین
ہے جس سے عداوت کرکے کوئی شخص سر بر ہوسکے بس یہ کلمات بادشاہ سے
اسرار دانا کو اسقدر ناگوار گذرے کہ اُسی روز سے اسنے دربار مین جانا
موقوف کر دیا کیونکہ اسنے نیکی کے واسطے کہا اور بادشاہ کو گمان بد ہوا لیکن
جسوقت اسکو خبر خودکشی اورنگ سیہ قبا کی معلوم ہوئی بخدمت شاہ
جادوان مین یعنی جمشید سرخ قبا کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی کچھ آپ نے
سنا فرمایا بیان کرو مین سب کچھ سنا کرتا ہون لیکن تم کہو کسلئے آئے ہو اسرار دانا
نے عرض کی کہ فتاح داخل طلسم ہوا اور میمون طلسمی اور فیل طلسمی
مارے گئے اور حامل جام جو ساحرہ تھی وہ بھی قتل ہوا خورشید زرین قبا
اُسکا شریک ہوگیا مرحلۂ آب شکستہ ہوا حرمان جادو و سندروس جادو
مارے گئے ایک مرتبہ حرمان جادو لوح چھین کرلے گیا تھا لیکن دختر اورنگ سیہ قبا
بیمار بنکر گئی اور اپنی صحت کے حیلہ سے جام و لوح لیگئی اور طلسم کشا کو دے دی
کہ پھر اسنے فیلانشین برپا کین بیان اورنگ سیہ قبا کو جو یہ خبر معلوم ہوئی کہ
دختر نے یہ حرکت کی بس فوراً غیرت مین آکر روانہ ہوا اور دختر کو بھی مار ڈالا
اور اپنی بھی جان دے دی اور سنا ہے کہ طلسم کشا دربند کاشغر کے قریب
آپہونچا یہ سنتا تھا کہ جمشید سرخ قبا بہت ہنسا اسکے ہنسنے پر جسقدر اہل دربار

تھے اتنا سنتے کہ اسرار دانا نہایت شرمندہ ہوا اور دل مین کہا کہ کیون تو
یہان آیا ایسے کی سزا یہی ہی کہ مال و دولت اشکبار باد ہو عزت و آبرو رہے
لیکن کبھی اسکو متنبہ نکرے جمشید سرخ قبا نے کہا کہ اچھا خواب دیکھا لیکن تعبیر
اسکی عکس ہوگی اسرار دانا کو غصہ آگیا ہاتھ پاؤن اسکے کانپنے لگے
اور کہا کہ ای شاہ دیکھ بہت جلد معلوم ہوا جاتا ہی کہ مین خواب دیکھکر آیا ہون
یا تو خواب غفلت مین ہی یہان یہی حالت تھی ہر ایک اسرار دانا پر ہنس رہا تھا
اور لوگ اسکو بنا رہے تھے کہ یکایک سامنے سے کچھ لوگ روتے پیٹتے
ہاے واویلا مچاتے ہوے پیدا ہوے جمشید سرخ قبا نے کہا جلد خبر لاؤ
یہ کیا معاملہ ہی یہ سنکر پیک جادو روانہ ہوا اور واپس آکر عرض کی
کہ چند آدمی دو لاشین لیے ہوے آتے ہین بعد کچھ دیر کے دیکھا تو وہ لوگ
قریب آکر پہونچے شور نالہ و زاری بلند تھا پوچھا جمشید سرخ قبا نے کہ ارے
کیا ہی کیون روتے ہو کچھ بیان تو کرو اُن لوگون نے دو لاشین لاکر سامنے
رکھدین اور سارا ماجرا بیان کیا کہ اسلیح اورنگ سیہ قبا نے اپنی دختر کو مار کر
اپنی جان دی اور اُسکی زوجہ نے شوہر و دختر کے رنج مین اس صورت سے
خودکشی کرلی بس یہ سنکر جمشید سرخ قبا نہایت ملول ہوا اور اسرار دانا
کی طرف دیکھکر فرمایا کہ یہ خبر تو تنے صحیح بیان کی تھی کہ اورنگ سیہ قبا نے
خودکشی کرلی مگر دیکھی نمک حلالی اُسکی تم نے جسکی طرف تم بدظن تھے اسرار دانا
نے عرض کی جو شاہ فرمائین وہ بہت درست ہی اب حکم دیا اسنے کہ دریافت
کرو کہ طلسم کشا کس مقام پر ہی پیک جادو نے بعد دریافت حال کے آکر
عرض کی کہ طلسم کشا قریب دربند کاشغریہ کے آپہونچا ہی لوح اور جام اور
شیشۂ غارانگاف اُسکے پاس ہی یہ سنکر جمشید سرخ قبا نہایت پریشان ہوا
اور چند ساحران نامی و گرامی کو برائے گرفتاری طلسم کشا بلکہ لوح و جام روانہ کیا
اب اُنکا حال بروقت بیان ہوگا اول حال سکندر رستم خو کا بیان کیا جاتا ہی
کہ بعد فتح دربند آب رودفن ملکہ سلطانہ عنبرین مو چند روز غم والم مین بسر ہوے
بعد اسکے لوح کو دیکھکر دربند کاشغریہ کی جانب روانہ ہوے بعد طے مراحل
و قطع منازل قریب ایک کوہ سربلند کے پہونچے کہ قلہ کوہ آسمان سے ملا ہوا
معلوم ہوتا تھا لالہ اُس کوہ پر اس کثرت سے پھولا ہوا تھا کہ یہ معلوم ہوتا
تھا آگ لگی ہوئی ہی شاہزادے کو فضا وہان کی بہت پسند آئی لیکن راستہ
نظر نہ آیا یہ خیال ہوا کہ شاید دوسری طرف راہ ہو پھرتے پھرتے شام ہوگئی
مگر راستہ نہ ملا مجبور ہوکے لوح کو دیکھا اسمین تحریر تھا کہ ای طلسم کشا وہ اسم
جو کنارۂ لوح پر کندہ ہی اُسے پڑھ ایک مرغ زرین بال آئیگا اور بزبان فصیح

گویا ہوا کہ اے شخص تو نے مجھے کیون طلب کیا ہی تیرا کیا مطلب ہی تو اُسکو جھڑک دینا
اور کہنا کہ ہمنے تجھے نہین بُلایا ہی وہ چلا جائیگا پھر اسم پڑھنا دوسرا مرغ
آئیگا کہ سر اُسکا یاقوت سرخ کا اور پر زمرد کے دم یاقوت زرد کی پنجے جواہر
نیلم کے ہونگے وہ بھی مرغ اول کی طرح استفسار کرے گا کہ کیا مطلب ہی بیان کر
اُس مرغ کو بھی مرغ اول کے مانند جھڑک دینا اور پھر اسم پڑھنا تیسرا مرغ آئیگا
اور وہ بھی مثل مرغ اول وثانی کے استفسار حال کرے گا اسی طرح سات مرغ
آئینگے لیکن تم سبکو جھڑک دینا جسوقت مرغ آخر آئے تو اگر وہ درخت پر بیٹھے گا
اور کچھ نہ پوچھے گا تم خود اُس سے کہنا کہ آ زمین پر وہ نہ آئیگا پس تمھین چاہیے
کہ لوح کو پھر دیکھنا اور موافق ہدایت کے عمل کرنا پس یہ دیکھتے ہی شاہزادہ
سکندر رستم خو نے اسم کو پڑھا کہ چھ مرغ یکے بعد دیگرے آئے اور استفسار حال
کیا سکندر نے کسی کو جواب نہ دیا بلکہ جھڑک دیا آخر مین ایک مرغ قوی الجثہ
طویل القامت آیا کہ سر پر اُسکے چوٹی تھی آکر شاخ درخت پر بیٹھا شاہزادے
نے اُس سے فرمایا کہ زمین پر کیون نہین آتا اُس مرغ نے کچھ اعتنا نہ کی اُسوقت
موافق ہدایت لوح کے شاہزادے نے ایک اسم پڑھکر مرغ کی جانب دم کیا
کہ جس شاخ درخت پر وہ مرغ بیٹھا تھا وہ ٹوٹ گئی اور مرغ گرنے لگا اُسوقت اُسنے
پرواز کی اور دوسری شاخ پر جا بیٹھا شاہزادے نے اسی اسم کو پھر پڑھا کہ وہ
شاخ بھی ٹوٹی اور مرغ تیسری شاخ پر گیا شاہزادے نے پھر اسم پڑھا وہ شاخ
بھی شکستہ ہوئی اب یہ حالت ہی کہ شاہزادہ جسقدر اسم کی تکرار کرتا جاتا ہی شاخین
درخت کی ٹوٹتی جاتی ہین اور مرغ مضمحل ہوتا جاتا ہی یہان تک کہ سب شاخین درخت
کی ٹوٹ گئین جسوقت شاخ آخر ٹوٹ کر زمین پر گری تو وہ مرغ بھی ساتھ اُس شاخ
کے زمین پر آ رہا پس شاہزادہ سکندر رستم خو نے جست کی اور پشت پر اُس
مرغ کے سوار ہوکر اشارہ کیا کہ وہ مرغ اُڑکر شاہزادہ کو صحرا کی طرف لیچلا یہ
دیکھکر شاہزادے نے بفرمان لوح ڈورا لوح کا اُسکی منقار مین دے دیا
اور مانند باگ کے اُسی کے اشارہ پر جس طرف چاہا لیگئے جب مرغ صحرا
کی جانب چلا اُسے باگ کے اشارہ پر موڑ لیا یہان تک کہ مرغ طلسم کشا کو
لیکر بالا کوہ آیا پس جیسے ہی اس مرغ نے شاہزادے کو پتھر پر گرانا چاہا
سکندر رستم خو نے بحکم لوح ایک اسم پڑھکر تلوار ماری کہ گردن اُس مرغ کی
قلم ہوگئی پس گردن قلم ہوتے ہی سر مرغ خرمرغ بسمل ہوگیا اور طائر روح اُسکا
پھڑک کر قفس تن سے نکلکر روانہ ہوا شاہزادہ کود کر پشت مرغ سے
علحدہ ہوگیا تھا جسم اُس مرغ بسمل کا جب سرد ہوگیا آواز آئی کہ کشتی مرا
نام من کرگس جادو بود حیف مردیم وجان دادیم بمطلب خود نرسیدیم پس

دیکھا شاہزادے نے کہ جسم مرغ کا مانند انسان کے ہو گیا لیکن سر مرغ ہی کا رہا اب
لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ ای فتاح طلسم تجکو چاہیے کہ جب کرگس جادو مارا جاوے
اور تو بالائے کوہ پہونچ جاوے تو فلان اسم جو متن لوح مین مرقوم ہی ایک سو ایک
مرتبہ پڑھ لیکن اول حصار کر لینا اور اندر حصار کے بیٹھنا اسلیے کہ دشمن تاک مین ہی
اگر غفلت کریگا تو زک اُٹھائے گا یہ دیکھکر شاہزادہ سکندر رستم خو نے جلدی
سے کنڈلا کھینچا اور بیچ مین اُس کنڈلے کے بیٹھکر اسم کو پڑھنا شروع کیا کوئی گیارہ
مرتبہ پڑھ چکے ہونگے کہ دیکھا سامنے سے ایک دیو مہیب قرنا ہاتھ مین لیے ہوے
دوڑتا چلا آتا ہی شاہزادہ سکندر رستم خو نے جلدی جلدی اسم پڑھنا شروع کیا
دیو نے قریب آکر قرنا کو پھونکا کہ تمام صحرا ہلگیا لیکن شاہزادہ اسی طرح بیٹھا ہوا اسم
پڑھا کیا مطلق توجہ نہ کی کہ کون آتا ہی جب دیو نے دیکھا کہ کام نہ نکلا بس اُسنے
وہی قرنا اُٹھا کر زمین پر پھینک دیا کہ بصورت اژدر ہو کر وہ شاہزادے کی طرف چلا
یہان شاہزادے نے اسم کو پڑھکر تمام کیا اور بحکم لوح اُسی سر کرگس کو
جسپر اسم کو پڑھکر دم کیا تھا اُٹھا کر اُس اژدرے پر کھینچ مارا اژدرے نے دہن اپنا
مثل غار کے کھولا اور اُس سر کو نگل گیا بس ایک تڑاخے کی صدا پیدا ہوئی
اور پیٹ اژدر کا پھٹا اور ایک شعلہ نکلکر قرنا ے جادو کی طرف چلا
یہ دیکھکر قرنا ے جادو بھاگا اور شعلے نے اُسکا تعاقب کیا دیو جست کرکے
کوہ سے کود پڑا اور شعلہ وہین ٹھہر گیا آگے نہ بڑھا شاہزادے نے دیکھا کہ
یہ بھاگا جاتا ہی اور شعلہ رک گیا ہی ایسا نہو اسکے بھاگ جانے سے کوئی خرابی
ظہور مین آئے جلدی سے لوح کو اُٹھا کر ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ ای فتاح طلسم اگر
قرنا ے جادو کوہ سے کود جاوے اور شعلہ اُسکا تعاقب نکرے تو اندیشہ نکر
اسلیے کہ موت اسکی آگ سے نہین ہی بلکہ پانی سے ہی تجکو چاہیے کہ فلان اسم کو
تین بار پڑھکر دستک دے کہ ابر پیدا ہوگا اور وہ اس شعلہ کو اپنے دامن مین
لپیٹ لیگا اور دیو کو گھیر لیگا بس شاہزادے نے اسم کو پڑھکر جو دستک دی
تو ایک ابر طاؤسی رنگ پیدا ہوا اور آکر اُس ابر نے اُس شعلہ کو لپیٹ لیا پہلے
وہ ابر سفید تھا اب ابر سرخ رنگ بنکر گرجتا ہوا چلا دیو اس ابر کو دیکھکر
اور بھی بھاگا لیکن اس ابر نے ساتھ نہ چھوڑا اور سر دیو پر پہونچکر گرجا
اور برقین چمک چمک کر جو گرتی ہین دیو کے سیکڑون ٹکڑے ہوگئے ایک قیامت
برپا ہوئی تمام صحرا آتش بار ہو گیا شجر جلنے لگے پہاڑ غائب ہو گیا آندھی
چلی زلزلے آیا کیے بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ کشتی کہ نام من دیو قرنا ے جادو
بود حیف مردیم و جان دادیم بمطلب خود نرسیدیم اب جو دیکھا سکندر رستم خو
نے تو لاش ایک دیو مہیب کی زمین پر پڑی ہوئی ہی اور نہ کوہ ہی نہ صحرا ہی

کچھ بھی نہیں ہی کہ یکایک سامنے سے خورشید زرین قبا مع فوج و بارگاہ پیدا ہوے
اور آکر شاہزادے کی قدمبوسی حاصل کی اور عرض کی کہ ای شہریار باوفا ریہ
سب تماشے دیکھتا چلا آتا تھا حقیقت حال یہ ہی کہ آپ بر جرأت و بہادری کا خاتمہ
ہی غرضکہ بارگاہ برپا ہوئی اور شاہزادہ سکندر رستم خو نے قیام کیا اب خیال
ملکہ نوبہار سرخ پوش کا آیا دل بیچین ہوگیا خورشید زرین قبا سے کہا
کہ مین جاتا ہون اپنی خوابگاہ کی طرف اسلیے کہ بہت تھکا ہوا ہون اس بہانے
سے خیمہ مین آئے اور یاد مین ملکہ نوبہار سرخ پوش کی یہ شعر عاشقانہ
زبان پر جاری کیا اور بستر غم پر تڑپنے لگے شعر ۔ اسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو ۔ دیکھیے وہ کونسا دن ہوتا ہی کہ جمال جہان فروز اُس
یار جانی و محبوب جاودانی کا پھر نظر آتا ہی اپنی قسمت سے تو یہ امید نہین ہی
کہ زندگی مین کبھی اُس دلبر سے ملاقات ہوگی مگر ہان خدا مین سب طرح کی
قدرت ہی عجب حالت ہی انکی کہ نوبہار سرخ پوش کے عشق مین دنیا فراموش
ہوگئی ہی نہ تو ملکہ ماہ پارہ کا کچھ خیال ہی کہ جس سے پہلا عشق ہوا ہی نہ ملکہ ماہ سیما کا
دھیان آتا ہی نہ سلطانہ عنبرین مو کا رنج ہی کہ ابھی ابھی جسکی جان امین کی محبت
مین گئی دیکھنے والے اور سننے والے اس واقعہ جانگزا کے دست بردل ہین مگر
انکو ملکہ نوبہار کے عشق نے بالکل بیچین کر دیا ہی اسی حالت مین تڑپ تڑپ کر
رات بسر کی اور صبح کو بعد نماز صبح کے اٹھے اور خورشید زرین قبا سے فرمایا
کہ اب مین جاتا ہون دربند کاشغریہ کی جانب اسواسطے کہ یہ تو راستے کا طلسم
تھا جسے مین نے توڑا اصل دربند کاشغریہ ابھی باقی ہی خورشید زرین قبا نے
عرض کی کہ ای شہریار ہرچند کہ آپ کو سمجھانا یہ بھی ایک نادانی کا امر ہی اسلیے کہ
سمجھانے والا سمجھنے والے سے زیادہ ہوشیار ہونا چاہیے اور یہان قضیہ بالعکس
ہی مگر ای شہریار ہم خیرخواہان دولت کا فرض ہی کہ مالک کو اپنے نشیب و فراز
سے آگاہ کرتے رہین آیندہ جو مصلحت ہو لہٰذا عرض ہماری قبول فرمائی جاے
وہ یہ ہی کہ دربند کاشغریہ پر علاوہ اُن ساحرون کے جنکو بانیان طلسم نے
محافظ دربند معین کیا تھا بہت سے ایسے ساحر بھی ہین جنکی خبر لوح نہین دیسکتی
ہی شاہزادے نے فرمایا کہ تمنے اچھا کیا جو آگاہ کر دیا اور یہ فرماکر لوح کو ملاحظہ
کرکے ایک جانب روانہ ہوے جاتے جاتے شام ہوگئی اور دیکھا تو اُسی
مقام پر ہین جہان سے چلے تھے اب تو شاہزادہ نہایت پریشان ہوا کہ
یہ کیا معاملہ ہی ایک درخت کے نیچے شب بسر کی صبح کو پھر چلے شام تک پھرا کیے
لیکن چراغ اُسی منزل پر جلا جہان سے چلے تھے اب تو شاہزادہ نہایت متعجب
و متحیر ہی اور دل مین کہتا ہی کہ پروردگارا یہ ماجرا کیا ہی بقول شاعر ؎

پھر پھر کے دائرہ ہی میں رکھتا ہوں میں قدم	
	آئی کہاں سے گردش پرکار پاؤں میں

صبح کو لوح میں ملاحظہ فرمایا کہ اسکا کیا سبب ہی کہ راہ کا پتہ نہیں ملتا دن بھر
چلتا ہوں چراغ جلتے اُسی مقام پر آجاتا ہوں جہاں سے ابتدا جانے کی تھی دیکھا
کہ لوح میں مرقوم ہی ای فتاح طلسم نیرنگ قاف وادی سیار این عجائبات اگر
یوں ہی تا زندگی پھرا کرے گا تو ایک قدم یہاں سے آگے نہ جا سکیگا اسلیے کہ اس زمین
کو مالک دربند کاشغریہ نے طلسم بند کر دیا ہی ہاں اگر فلاں اسم کو پڑھتا جا اور
قدم اُٹھاتا جا تو راستہ نہ بھولے گا بس یہ دیکھکر شاہزادے نے ایسا ہی کیا اُس بیابان
سے گذر کر قریب ایک باغ کے پہونچے ایک طرف سے آواز گانے کی کان میں آئی تو
شاہزادہ کان لگا کر سننے لگا کہ یہ آواز کہاں سے آتی ہی معلوم ہوا کہ داہنی جانب سے
یہ آواز آرہی ہی شاہزادہ سکندر رستم خو اُسی جانب روانہ ہوا جسوقت متصل
چاردیواری باغ کے پہونچے تو عجب تماشا دیکھا کہ چنگ و رباب چھڑ رہا ہی اور بہت
سے دیو کھڑے ناچ دیکھ رہے ہیں شراب پی رہے ہیں اُن دیوؤں کی حرکتوں پر شاہزادے
کو نہایت ہنسی آئی لیکن دیوؤں نے جو سکندر رستم خو کو دیکھا تو بھاگے سکندر
نے ہنسی کے مارے اُنکا تعاقب بھی نہیں کیا نہ لوح کو دیکھا کہ یہ کون لوگ ہیں اور
اس مقام میں کیوں جمع تھے اور مجھے دیکھکر کیوں بھاگ گئے اب جو خیال کیا تو اندر سے
بھی باغ کے گانے کی آواز چلی آتی ہی شاہزادہ بے پروائی کے ساتھ داخل باغ ہوا
مطلق ہراس و خوف نہ کیا دیکھا کہ باغ نہایت آراستہ ہی روشیں پٹری سب درست
ہیں درخت میوے پھلے ہرے بھرے لگے ہوئے ہیں نہریں جاری ہیں مرغان چمن
گلوں کے پاس خوش خوش و مسرور پھولے ہوئے بیٹھے ہیں وسط باغ میں ایک قصر
رفیع ہی کہ اندر اُس قصر کے ہنگامہ برپا ہی ایک شور ہی غل ہی بہت سی عورتیں گا رہی
ہیں یہ دیکھکر سکندر رستم خو اندر قصر کے آئے کہ دیکھنا چاہیے یہ کیا معاملہ ہی دیکھا
کہ ایک نازنین پری جمال آفت ہوش تخت پر جلوہ افروز ہی اور سامنے بہت سی
عورتیں بیٹھی گا رہی ہیں اس قیامت کا حسن اُس آفت روزگار کا نظارہ سکندر
کا دل بیچین ہو گیا آنکھیں محو جمال جہاں افروز ہو گئیں لیکن اُن عورتوں کی نظر
جو ادھر پڑی تو کسی نے انکو منع نہیں کیا نہ تعظیم و تکریم سے کوئی پیش آئی اب
بہ قصد ملکہ کی طرف بڑھنے کا کرتے ہیں مگر رعب حسن پاؤں آگے نہیں بڑھنے
دیتا ہی ہر مرتبہ یہ خیال ہوتا ہی کہ ایسا نہو یہ بگڑ جائے تو اور بھی مشکل ہو پھر
یہاں سے چلے جانے کے سوا کوئی چارہ کار نہ باقی رہے اسلیے کہ اگر وہ یہاں
نہ ٹھہرنے دے تو برا ہے مگر یہ کیا اختیار ہی دل سے یہی فیصلہ ہوا کہ بس اب جو کچھ ہو
نہ زیادہ ہوس کرو نہ یہاں سے پیچھے قدم ہٹاؤ یہ سوچ کر وہیں ڈٹ گئے اور تماشا

دیکھنے لگے وہ عورتین جو گاتین تھین اسقدر جوش مین یہ غزل گا رہی تھین کہ خود انپر ایک کیفیت وجد کی طاری ہی غزل

شباب آتے ہی دل مین عشق پیدا ہو ہی جاتا ہی
نظر بازی کا تجھ آنکھون کو بسکا ہو ہی جاتا ہی

جوانی آتے ہی جوبن کا شہرا ہو ہی جاتا ہی
بتون کے حسن کا جوبن دوبالا ہو ہی جاتا ہی

جوانی مین بشر کا حسن دونا ہو ہی جاتا ہی
طبیعت مین نیا اک رنگ پیدا ہو ہی جاتا ہی

خیال اصنام کا دل مین نہ لانا چاہیے ہرگز
بتون کے رہنے سے کعبہ کلیسا ہو ہی جاتا ہی

وصال یار جب ممکن نہین ہوتا کسی صورت
تو مرنے پہ عاشق کا ارادا ہو ہی جاتا ہی

ہوا ثابت یہ جلجانے سے پروانون کے محفل مین
کہ سوز الفت پنہان ہویدا ہو ہی جاتا ہی

نہین موقوف کچھ تجربہ ہوتی آئی ہی ناصح
کسی کو دے کے دل انسان رسوا ہو ہی جاتا ہی

ادائے مطلب دل کرہی دیتی ہی تڑپ دل کی
چھپاؤ لاکھ اظہار تمنا ہو ہی جاتا ہی

یقین دربا ہوتا ہی آہٹ غیر کی سنکر
تصور جب کسی کا ہو تو دھوکا ہو ہی جاتا ہی

شکایت اس بت کافر کی کرتا ہی عبث اے دل
ستمگارون کا پتھر کا کلیجا ہو ہی جاتا ہی

جو ہوتا ہی کوئی دست و گریبان طیش سے ہنسکر
تو روتے روتے تر دامن کسی کا ہو ہی جاتا ہی

غش آجاتا ہی تیرا روئے زیبا دیکھکر مجکو
ہزار اٹھ جائے پردہ پھر بھی پردا ہو ہی جاتا ہی

اگر صبر و تحمل سے بشر لے کام تو اک دن
ارادہ دل مین جو رکھتا ہی پورا ہو ہی جاتا ہی

بہار آتی ہی جب گلشن مین دیکھا ہی شرر بہنے
زیادہ اسکے دیوانون کا سودا ہو ہی جاتا ہی

یہ غزل اس جوش مین وہ نازنین گاتین کہ در و دیوار سے آواز سرودون کی پیدا ہو گئی ہر شخص جھوم رہا تھا لیکن وہ نازنین جو تخت پر جلوہ افروز تھی جس صورت سے بیٹھی تھی اسی طرح بیٹھی رہی اور اسپر کوئی اثر نہوا اُن گانیون نے اور غزل شروع کی غزل

وفا عاشق کی اے جان جہان کچھ اور کہتی ہی
مگر تیری جفائے جانستان کچھ اور کہتی ہی

بظاہر گو کوئی نامہربان ہی بزم مین ہمپر
مگر اسکی نگاہ مہربان کچھ اور کہتی ہی

قفس ہی خوب ہی کہتا ہی صدمہ جور گلچین کا
مگر بلبل سے یاد آشیان کچھ اور کہتی ہی

قسم کھائی تو ہی میرے عدو سے تو نے ملنے کی
نظر لیکن تری او بدگمان کچھ اور کہتی ہی

بس اب مدت ہوئے ہین عاشق و معشوق کو یکجا
تری گردش کی طرز او آسمان کچھ اور کہتی ہی

ہوا ہی لاکھ وہ ترک ستمگر لطف پر مائل
ابھی ہمسے جفائے آسمان کچھ اور کہتی ہی

تری مژگان کی برچھی دلمین جو میرے در آئی ہی
دہان زخم بن بنکر زبان کچھ اور کہتی ہی

عجب کیا ہی یہ خود بنجائے تو وہ تیر مژگان کا
مرے دل سے اس ابرو کی کمان کچھ اور کہتی ہی

کھچے جاتے ہو تم کیون بسمل تیغ ادا کرکے
ادھر دیکھو نگاہ نیم جان کچھ اور کہتی ہی

ہزارون خون ہونگے سبزۂ ون کی جلنین چلینگی
ستمگر تیری طرز امتحان کچھ اور کہتی ہی

کسی گل پیرہن کی یاد مین اے پنجۂ وحشت
قبا ہو کر ہماری دھجیان کچھ اور کہتی ہی

اڑا یا ہی تو بسمل کوئے جانان کیطرف اسکو
صبا خاک اپنی ہو کر رایگان کچھ اور کہتی ہی

عبث ہو اسقدر خوش وصل کی شب کوئی کہتا ہی
ذرا سنبھلو کہ آواز اذان کچھ اور کہتی ہی

پیا ہی خون کو صحرا نوردون کی کف پا کا
مگر صحرا کے کانٹون کی زبان کچھ اور کہتی ہی

بھرے آتے ہین آنکھون مین کیسی اشک مجنون شنکر
ہمارے دردِ دل کی داستان کچھ اور کہتی ہی

ادا انکار کی ہی وصل کے اقرار کی شاہد
نہین اُس شوخ کی در پردہ ہان کچھ اور کہتی ہی

ارادہ عرش کا پالامکان کا ہی شرر شاید
فلک تک جا کے عاشق کی فغان کچھ اور کہتی ہی

اسی طرح کی غزلین کیسی دلکش ڈھنون مین وہ عورتین گاتی مین مگر ملکہ اسی طرح چپ بیٹھی رہا کہ جیسے اسنے کچھ بھی نہین سنا اب تو وہ گانیں بولین کہ ای ملکہ آفاق آپ نے کچھ داد ہمارے گانے کی نہ دی نازنین نے فرمایا کہ مروارو گانے کا لطف بغیر ساز کے کچھ بھی نہین ہاے میرا چنگ یہ کلمہ اُس آفت ہوش نے اس ادا سے کہا کہ سکندر رستم خو کے دل مین بس گیا اور جی مین یہ چاہا کہ جن ہونٹون سے اسنے ہاے میرا چنگ کہا ہی انھین پیار کر لیجیے مگر ضبط سے کام لیا اور لوح کو اٹھا کر دیکھا کہ اسمین کوئی فریب تو نہین ہی لوح مین تحریر تھا کہ ای طلسم کشا یہ نازنین دختر ہی سمندر پرزادی نام اس سے کہو کہ اگر ہم تمھارا چنگ لادین تو ہمین کیا دوگی وہ کہے گی جو مانگو تمھین چاہیے کہ تین بار اُس سے اقرار لیکر یہ شرط کرنا کہ ہمین اسرار دربند کاشغر پر سے آگاہ کرو وہ تم سے اقرار کرے گی شاہزادے نے حسب ہدایت لوح اس نازنین کیجانب دیکھکر فرمایا کہ ای جان جہان و آرام دل مشتاقان اگر ہم تمھارا چنگ لادین اور تمھین خوش کرین تو تم ہمین بھی خوش کروگی یہ سنکر وہ نازنین یون بولی کہ ہم احسان فراموش نہین ہین اگر تم ہماری خوشی کروگے تو ہم تمھاری خوشی بھی ضرور کرینگے اور وہ گانیں بولین کہ اگر آپ نے چنگ لادیا تو گویا ہم لوگون کو زندہ کردیا شاہزادے نے فرمایا مرد جو منھ سے کہتے ہین وہ کرتے ضرور ہین یہ فرما کر باغ سے باہر تشریف لائے اور یہ سوچے کہ اب مین چنگ کہان سے لاکر دون ساتھ ہی خیال گذرا کہ لوح کی ہدایت سے اقرار کیا تھا یقین ہی کہ پتہ بھی اسی لوح سے ملے گا یہ خیال فرما کر لوح سے ہدایت لی اور ایک جانب روانہ ہوے جاتے جاتے قریب ایک درخت کے پہونچے کہ ابر اُس نخل پر سایہ افگن تھا بس شاہزادے نے عکس لوح کا ڈالا دیکھا کہ تڑاقے کی صدا پیدا ہوئی اور وہ ابر شق ہوا اور ابر مین سے ایک دیو جسکے ہاتھ مین اُسکے چنگ جھومتا ہوا نمودار ہوا شاہزادے نے فرمایا کہ کیا نام ہی تیرا اُسنے جواب دیا کہ منم سرہنگ جادو شاہزادے نے فرمایا کہ تو طلسم مین رہ کر ہر ایک پر ظلم کیا کرتا ہی دختر سمندر جادو کا چنگ اٹھا لایا ہی بس دیو سرہنگ جادو کے نے جواب دیا کہ پھر تجھے کیا تو کوئی قاضی طلسم ہی بابا دشاہ طلسم نے تجھے کوتوال معین کیا ہی آخر کس دعوے سے کہتا ہی اور تجھے دختر سمندر جادو کی کیون طرفداری ہی معلوم ہوا کہ تو اُسکی طرف مائل ہی اور

وہ بھی تجھپر عاشق ہوئی ہی دیکھ تو کیسی سزا اسے معقول دیتا ہون یہ کہکر اُسنے اُسی جنگ کو
اپنا حربہ قرار دیکر سکندر رستم خو پر وار کیا شاہزادے نے بحکم لوح ہاتھ تیغۂ خارا شگاف
کا مارا کہ وہ ہاتھ اس دیو کا قطع ہوا جسمین یہ جنگ لیے ہوے تھا دیو نے دوسرے
ہاتھ سے وار وار شمشاد کا کیا شاہزادے نے وار کو خالی دیا کہ وار زمین پر پڑی تق گرد
بلند ہوا دیو سرہنگ جادو نے کہا کہ افسوس ای آدم زاد گوشت تیرا کرکرا
ہو گیا کوئی لطف نہ ہا شاہزادے نے فرمایا کہ کیا بکتا ہی مین حریف تیرا موجود ہون
یہ فرما کر کچھ اسم پڑھکر تیغۂ خارا شگاف مارا کہ کمر پر دیو سرہنگ کی پڑا اُس ملعون
کے دو ٹکڑے ہوے بس اسکے مرتے ہی ایک قیامت برپا ہوئی وہ ابر جو سایہ افگن
تھا مانند پنبہ کے جلکر خاک ہو گیا درخت جڑ سے اکھڑ کر گر پڑا آندھی چلی خاک اڑی
آتش باری و برف باری دیر تک رہی بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من
دیو سرہنگ جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم اب جو
تاریکی برطرف ہوئی ہی تو دیکھا سکندر رستم نے کہ لاش دیو سرہنگ کی پڑی ہی بس
بحکم لوح شاہزادے نے جنگ اٹھا لیا اور وہان سے باغ ملکہ کی جانب روانہ
ہوے جسوقت داخل باغ ہوے اور جنگ لیجاکر دختر سمندر جادو کو دیا وہ
نہایت خوش و مسرور ہوئی اور کہا کہ کیا مطلب رکھتے ہو بیان کرو شاہزادے
نے فرمایا کہ مین براے فتح طلسم آیا ہون اور کئی در بند مین نے شکستہ کیے
اب در بند کاشغریہ کی طرف جانا چاہتا ہون اُس نازنین نے کہا کہ اچھا مین سب
پتہ بتا دونگی لیکن آج کی شب میری مہمانی قبول فرمایے اور دعوت نوش کیجیے
کل جاتے وقت بتا دونگی شاہزادے نے فرمایا کہ اگر تمھین جلسۂ دعوت میرا کرنا
ہی تو بعد فتح در بند کاشغریہ کے کرنا کہ زیادہ مسرت ہوگی ملکہ یہ سنکر کسی قدر رنجیدہ
ہو چلی تھی کہ شاہزادے نے فرمایا اچھا تم ناراض نہو مین نہ جاونگا لیکن تم بھی
کہین دغا نکرنا ملکہ نے فرمایا کہ لوح آپ کے گلے مین ہی کیون نہین نیک و بد کو تجھ سے لیتے
اور حال کیون نہین دوست دشمن کا دریافت کر لیتے شاہزادے نے نظر لوح پر
ڈالی لکھا تھا کہ ای سکندر رستم خو سمنبر پریزاد دختر سمندر جادو تمھاری
دوست ہی تم اسکی دعوت کیون نہین قبول کرتے ہو شاہزادے نے فرمایا کہ ای
ملکہ بیشک تم سچی ہو مین نے مہمانی تمھاری دل سے قبول کی یہ سنکر شاہزادے
سے سمنبر پریزاد نے تیاری دعوت کا حکم دیا سامان ضیافت ہونے لگا
شاہزادے نے فرمایا کہ ای ملکہ ایک شرط اور بھی ہی ملکہ نے کہا وہ کیا فرمایا
کہ اگر تم مذہب اسلام اختیار کرو تو مجھ پر کھانا تمھارے یہان کا حلال
ہی ورنہ حرام ہی ملکہ نے عرض کی کہ طبیعت تو میری اس مذہب کی جانب
مدت زمانے سے مائل تھی لیکن اب ایک تازہ اندیشہ پیدا ہوا ہی وہ یہ کہ

اگر باپ میرا سمندر جادو وشن پائیگا کہ سمنبر پری زادنے بنا مذہب ترک کرکے مذہب اسلام اختیار کیا تو مجھے زندہ نہ چھوڑیگا شاہزادہ سکندر رستم خو نے فرمایا کہ کیا حقیقت ہی سمندر جادو کی جو تمہاری طرف نگاہ اٹھا کر بھی دیکھ سکے آنکھیں نکال لون ملعون کی ملکہ سمنبر پری زادنے کہا کہ ہائین ہائین صاحب یہ کونسی بات ہی کہ آپ میرے باپ کو میرے منھ پر سخت وسست کہ رہے ہین اگرچہ وہ کافر ہی آپ اسکے دشمن یہ فرض کر لیا لیکن اتنا تو سمجھیے کہ مین کیونکر ان کلمات کو خوشی سے سنون مجھے کسی طرح مناسب نہین معلوم ہوتا یہ سنکر شاہزادے نے فرمایا کہ اچھا اے ملکہ معاف کرو مجھے غصہ مین خیال نہین رہا لیکن مذہب اسلام نیت پر موقوف ہی اگر کوئی محل خوف کا ہو تو اسکے اظہار کی کوئی ضرورت نہین ہی دل سے اپنے اس مذہب کو اچھا جانو اور خداوند عالم کی پرستش کرو اور تیون کو سجدہ نکرو ابلیس ملعون پر لعنت کرو ملکہ نے عرض کی کہ اگر ایسا ہی تو مین نے منظور کیا مجھے تعلیم فرمایئے شاہزادے نے کلمۂ طیب زبان پر جاری کیا اور ملکہ سمنبر پری زاد کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوئی بعد اسکے ملکہ نے اپنی ملازمون کو جمع کیا اور کہا کہ تم لوگ مجھے کس قدر دوست رکھتی ہو سب نے عرض کی کہ اگر ہماری جان بھی کام آسکے تو قربان کی تھی شاہزادی نے فرمایا کہ تمہاری جان تمکو مبارک ہو مین کسی کی جان نہین لیتی ہون ہان اتنا چاہتی ہون کہ اس مذہب باطلہ کو ترک کرو ابلیس بد جنس پر لعنت کرو اور پرستش اس خداوند کریم کی کرو جسنے تمام عالم کو پیدا کیا ہی اور اطاعت اس شہریار عالی وقار کی اختیار کرو یہ سنکر وہ نازنینین سبکی سب مسلمان ہوئین لیکن شاہزادی نے سبکو سمجھا دیا تھا کہ اظہار اسکا اور ہمارے کسی عزیز وغیرہ پر نہونے پائے ان سب نے عرض کی کہ کیا مجال ہی ہماری جو کسی کے سامنے ایسی باتون کی چھاؤن بھی آنے پائے غرضکہ اب تو شاہزادہ سکندر رستم خو نہایت خوش و خرم مسند پر جلوہ گر ہین ملکہ سمنبر پری زاد پہلو مین بیٹھی ہی خواصین دوڑی پھرتی ہین شام تک سب سامان درست ہوگیا شاہزادے نے اول تو ساتھ ملکہ سمنبر پری زاد کے خاصہ تناول فرمایا بعد اسکے آکر مسند پر جلوہ افروز ہوا گائنین حاضر ہوئین صحبت عیش و نشاط گرم ہوئی رقاصان ناہید جمال پری خصال آکر حاضر ہوئین ساز چھڑنے لگا ناچ شروع ہوا عجب طرح کا سمان ہی کہ ایک مسند جواہر نگار پر گاؤ سے لگی ہوئی ملکہ سمنبر پری زاد اور سکندر رستم خو بیٹھے ہوئے ہین اور سامنے ناچ ہو رہا ہی گائنین بھی قیامت کی حسین ہین اور شوخی وشرارت انمین کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہی آپس مین اشارے ہوتے جاتے ہین کہ یہ کون میان ہین یہان کہان سے آگئے کوئی ملکہ کے شناسا ہین کیا معاملہ ہی لیکن حسن انکا ملکہ کے

تحسین کو شرمندہ کر رہا ہے بڑی خوش نصیب ہیں جو ایسا جوڑا ملا کہ آپسے بہتر ہے لیکن درحقیقت عجب شان و شوکت کا جوان ہے نہ تو ملکہ کو یہ خیال ہے کہ اس جوان سے شادی کرون نہ شاہزادے کو اسکی فکر ہے مگر یہ اسکا محبوب دل ہے ورنہ وہ اسکی شان و شوکت پر پامال ہو رہی ہے ایک برج میں دو آفتاب جلوہ گر معلوم ہوتے ہیں کچھ دیر تک تو یک برز دنا جا کی لعد اسکے گانا شروع کیا اور یہ غزل جسے شہزادے نے گائی غزل

تنگیٔ دل ہو روز فرقت سے
اٹ گیا ہے یہ گرد کلفت سے
رنج میں ہے جو طالب دیدار
پیار کرتے ہیں ہم محبت سے
آپ کے سینے سے تم لپٹ جاؤ
کچھ تعجب نہ اُسکی رحمت سے
جسکے ہر گام پر ہو حشر بپا
جان بچائے خدا اُس آفت سے
آپ سچے سہی ہمیں جھوٹے
باز آیا میں اس عنایت سے
پھر گئے ہمسے دفعتہً جناب
اپنی فرصت کہاں نزاکت سے
یا نہ پوچھے بتوں سے اے خاطر
باز آئے ہم ایسی چاہت سے
کچھ گلہ آپ سے نہیں صاحب
تنگ رہتے ہیں نگاہِ حسرت سے
دل لگا چھوٹتا نہیں ہرگز
ہم نہیں پیار کریں الفت سے
مجھسے کہتا ہے ناز سے وہ شوخ
رہ ڈرے گا بھلا قیامت سے
پھر اثر ہو کیا محبت نے
یار کیا کام ہمکو حجت سے
بیکسی میں کرے گی دلسوزی
اپنی برگشتگی قسمت سے
بیگنہ قتل کرے تیغ مجھے
ہاتھ اٹھایا بس اب محبت سے
خاک بتاش ہو دل محزون
ہمکو شکوہ ہے اپنی قسمت سے
بوسہ بازی پہ کیوں بگڑتے ہو
ناصحا فائدہ نصیحت سے
بخشے جائیں جو ہمسے بھی عاصی
تجکو نفرت ہے تیری صورت سے
قہر ہیں چشم و ابرو و مژگان
دیکھتے ہیں نگاہ الفت سے
غیر کے ساتھ پھرے گر وہ آئیں
کب تھی امید شمع تربت سے
درمیاں لائیں جو دلمیں عاشق کا
سرنگوں رہ گئی ندامت سے

بڑی دیر تک یہ جلسہ رہا آخر میں ملکہ نے کہا کہ لاؤ چنگ ہیرا خواصوں نے لاکر چنگ حاضر کیا اور ملکہ نے چنگ بجانا شروع کیا واقعی ملکہ کو فن چنگ نوازی میں کمال حاصل تھا مست و بیخود کر دیا سب جھومنے لگے جہاں چاہا ہنسا دیا اور جہاں چاہا رلا دیا بارہ بجے شب کو یہ صحبت برخاست ہوئی ہرچند ملکہ کا جی چاہتا تھا کہ چنگ نوازی کو ختم کرون اور نہ شاہزادے کا جی چاہتا تھا کہ یہ شغل موقوف ہو لیکن شاہزادہ تو ملکہ کی تکلیف کے خیال سے اصرار نہ کر سکا اور ملکہ نے سکندر رستم خو کی تکلیف کے خیال سے چنگ نوازی موقوف کر دی اسلیے کہ اگر یہ تمام شب جاگینگے تو صبح کو انکی کیا حالت ہوگی اور سامنا دشمنون کا دربند کا شعر یہ سے مقام پر جانا اور اسکو فتح کرنا ہے غرضکہ جلسہ برخاست ہوا اور شاہزادہ مسہری پر جا کر لیٹا ملکہ نے اپنی مسہری بھی برابر انکی مسہری کے بچھوا لی اور پہرے معتبر حبشنون سے معین کرکے آرام کیا جب وقت بخیر و عافیت تمام صبح ہوئی ملکہ سے کہا کہ بس اب میں جاتا ہون ملکہ سمنبر پری زاد نے کہا کہ خدا حافظ لیکن اس کنیز کو نہ فراموش کیجیے گا فرمایا اے ملکہ یہ کیا کہتی ہو میں انشاء اللہ اس دربند کو فتح کرنے کے بعد ہی تمسے ملونگا اور بغیر تمسے ملے ہوے

آگے نہ جاؤنگا یہ فرماکر خدا حافظ و ناصر کہکر جانب دربند کاشغر یہ روانہ ہوے چلتے وقت دونون کا بے اختیار جی چاہتا تھا کہ ایک دوسرے سے لپٹ جاے مگر حیا دونون جانب مانع تھی نظر حسرت سے ایک دوسرے کو دیکھا کیا جہان تک سامنا رہا ملکہ نگاہ حسرت سے دیکھا کی اور شاہزادہ پھر پھر کر ملکہ کو دیکھا کیا جسوقت حد نظر سے باہر نکل آئے تو ملکہ پلٹ کر اپنے قصر مین آئی لیکن نہایت پریشان کہ ایسا سخت مرحلہ ہزارہا ساحرون سے سامنا اور یہ شہریار عالی وقار تن تنہا خدا اسکو دشمنون کی شر سے محفوظ رکھے اور زندہ و سلامت واپس لائے مگر با فتح و فیروزی غرض شاہزادی ہمیشہ مان رہی ہی دعائین کرتی ہی جسوقت خیال اُن مرحلون کی سختی کا آتا ہی اور ساتھ ہی سن و سال شاہزادہ سکندر کا اور خوب کی صحبت کا تصور بندھتا ہی کلیجہ منہ کو آنے لگتا ہی دل کی بیتابی پسلیان توڑے ڈالتی ہی آنکھون سے آنسو جاری ہین چہرے پر آثار تشویش نمایان نازک چہرے کا رنگ گھڑی گھڑی بدلتا جاتا ہی پیاری پیاری صورت پر مردنی چھائی جاتی ہی اور دیوانہ وار تمام باغ مین پھرتی ہی اور یہ غزل فراق شاہزادہ سکندر مین پڑھ رہی ہی

غزل

نہ آئے وہ ہمین سینہ فگار ہی رکھا — شہید تیغ غم انتظار ہی رکھا
کبھی نہ ہوش مین آنے دیا دکھا کے جمال — پری نے جن مرے سر پہ سوار ہی رکھا
قرار بھی پایا نہ غم کے ہاتھون چین — تپش نے دل کی ہمین بیقرار ہی رکھا
جو لوگ خاک تھے انکو اسطی بنے اکسیر — ہمین زمانے نے مشت غبار ہی رکھا

اور وہان شاہزادہ سکندر رستم خو کی یہ کیفیت ہی کہ چلتے وقت جن جن مراحل کا شاہزادی نے انکو پتہ بتایا ہی اور آگاہ کیا ہی انکے علامات پر غور کرتے چلے جاتے ہین لیکن وہ صحراے لق و دق ملا ہی کہ کسی طرح دامن اُسکا ختم نہین ہوتا خدا خدا کرکے ایک جانب علامت شعاع آفتاب کی سی معلوم ہوئی شاہزادہ اور آگے بڑھا دیکھا تو ایک قلعہ ہی کہ اُسکے سات برج ہین اور ہر برج کا شمسہ مانند آفتاب کے منور ہی اور رنگ ہر ایک کا مختلف ہی اور ہر ایک برج پر ایک ایک کبوتر بیٹھا ہوا ہی اور سات سانپ اُنکی فکر مین ہر گنبد کے گرد پھرتے ہین اور جسوقت قریب پہونچکر کبوترون پر حملہ کرنا چاہتے ہین تو وہ اُڑکر بلند ہوجاتے ہین اور ہوا سے پرواز سے وہ سانپ خندق مین گر پڑتے ہین پھر جب بمشکل قلعہ پر چڑھتے ہین اور گنبدون پر پہونچکر کبوترون پر حملہ کرنا چاہتے ہین وہ پھر اُڑکر بلند ہوتے ہین اور سانپ پھر خندق مین جا رہتے ہین یہ دیکھکر شاہزادے کو حیرت ہوئی کہ یہ کیا معاملہ ہی اور قریب پہونچے دیکھا کہ خندق کے اس پار چار شیر کھڑے ہین کہ ایک اُنمین ابلقی رنگ کا ہی اور ایک دو خندق پر ایک پاؤن اسطرف اور دوسرا پاؤن اُسطرف جماے ہوے کھڑا ہی بس جیسے ہی نظر اُسکی جادو کی سکندر رستم خو پر

پڑتی آور ازدری اُن شیرون کو کہ حریف تمہارا آگیا مار لو اسکو جانے نہ پائے پہنچتے ہی
وہ شیر جھپٹے اور چارون طرف سے شاہزادے پر جھپک کر آپڑے شاہزادے
نے لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا ہوا تھا کہ جلد لوح کو اُس شیر ابلق پر کھینچ مار شاہزادے
نے ایسا ہی کیا بس لوح جو اُس شیر ابلق پر پڑتی ہے شیر شیر آتشبازی ہو کر دوسرے
شیر پر اور دوسرا تیسرے پر اور تیسرا چوتھے پر جا رہا چارون شیر جلکے خاک ہوگئے
اب دیو رہا اور جبتک لوح کو اٹھاؤن سکندر رستم خو نے جام کھینچ مارا کہ سر پر
اُس دیو کے پڑا اور سر اسکا شق ہوگیا بجائے خون شعلہ سر سے نکلا اور اُسی
دیو پر گرا کہ جلا کر خاک کر دیا اب دیکھا تو وہ ساتون سانپ جو کبوترون کی
فکر مین جانے تھے آپس مین ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے پہلے چھ سانپون
نے ایک سانپ کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے کھا لیا جب چھ باقی رہے تو پانچ نے ملکر
ہر ایک کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے کھا لیا اسی طرح جب دو سانپ رہ گئے اور وہ
بھی آپس مین لڑکر ایک باقی رہ گیا تو وہ سکندر رستم خو کی طرف چلا ہر قدم
پر قد اُسکا بڑھتا جاتا تھا یہانتک کہ خندق کے اس پار آکر مثل اژدر آتش فشان
کے شعلہ ہائے آتشین چھوڑتا ہوا سکندر کی طرف چلا شاہزادے نے لوح کو
دیکھا اسمین لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم جسوقت یہ منہ کھولکر تیرے سامنے آئے
بس تو فوراً لوح کو اسکے منہ مین ڈالدیگا اور جام ہاتھ سے زمین پر رکھ دینا یہ اژدر
لوح کو نگل کر باطمینان تمام جام کو لینے بڑھے گا بس تم یہ اسم پڑھکر تیغ پر دم کرلو
جیسے ہی وہ قریب جام کے ہو سمجھو جام کو نگل جانا چاہے تم کمر پر ایک ہاتھ
مارنا کہ اسکے دو ٹکڑے ہو جائین اسکے بعد تماشا قدرت پروردگار عالم کا مشاہدہ
کرنا شاہزادے نے ایسا ہی کیا کہ جب اژدہا منہ کھولکر قریب آیا اور دم کشی
کرنا چاہا بس منہ کھلتے ہی شاہزادے نے لوح اسکے منہ مین ڈالدی اژدر لوح کو
نگل کر جام کی طرف بڑھا چاہتا تھا کہ جام کو نگل جاؤن دونون چیزون پر
قبضہ ہو جائے شاہزادے نے تیغ خارا شگاف کمر پر مارا کہ اژدر کے دو ٹکڑے
ہوئے ساتھ ہی دونون ٹکڑے علیحدہ علیحدہ ہو کر صورت انسانی پیدا کرکے
جام کی طرف چلے اور آپسمین لڑنے لگے جسوقت اژدر دو ٹکڑے ہوا تھا تو لوح
پیٹ سے اسکے نکل پڑی تھی شاہزادے نے لوح اُٹھا لی تھی ملاحظہ فرمایا
لوح مین یہ حروف روشن ہوئے کہ اے فتاح طلسم ابھی تماشا دیکھ کہ
ہوتا کیا ہے غرضکہ وہ دونون ٹکڑے اژدر کے جو بصورت انسان لڑ رہے
تھے تلوارین اُنکے ہاتھون مین کھنچی ہوئی تھین یکایک ایک کی تلوار دوسرے
پر پڑ گئی اور اُسکے دو ٹکڑے ہوئے وہ دونون ٹکڑے بھی انسان ہو گئے
اور دونون ملکر اُس ایک سے لڑنے لگے جو انکا قاتل تھا خوب ردو بدل ہوا

لیکن وہ ایک ان دو کا جواب کہاں دے سکتا تھا ایک نے سر پر وار کیا اُسنے سپر سے اسکا وار رد کیا لیکن دوسرے کا وار جو کمر پر پڑا اسکے بھی دو ٹکڑے ہوئے اور ان دونوں نے بھی ہیئت انسانی پیدا کی اور لڑنے لگے پھر ایک کے دو ٹکڑے ہوئے اور وہ دونوں ٹکڑے بھی لڑنے لگے پھر دوسری طرف دو اور ایک طرف تین ہوگئے اِن تینوں نے ملکر اُن دونوں کے دو دو ٹکڑے کیے اب سات آدمی ہوگئے اور باہم لڑنے لگے شاہزادے نے لوح کو ملاحظہ فرمایا کہ اب کیا کرنا چاہیے لکھا تھا کہ جسطرح یہ ایک سے سات ہوگئے ہیں اسی طرح سات سے ایک باقی رہ جائیگا چھ مارے جائینگے بس تمکو چاہیے کہ جسوقت وہ جام لینے جھکے ایک تیغۂ خارا شگاف کا ہاتھ مارو اب جو دو ٹکڑے اسکے ہونگے تو وہ زندہ نہ ہوگا یہ دیکھکر شاہزادہ خاموش ہو رہا اور وہ ساتوں انسان لڑنے لگے یہاں تک کہ ایک مارا گیا چھ باقی رہے اور دیر تک لڑا کیے بعد کچھ عرصہ کے ایک اور مارا گیا پانچ باقی رہ گئے اسکے تھوڑے عرصہ کے بعد پھر ایک مارا گیا چار ہی رہ گئے یہاں تک کہ چار سے تین اور تین سے دو اور دو سے ایک باقی رہ گیا اور جام لینے کو جھکا بس اُسکا جھکنا تھا کہ شاہزادے نے تیغۂ خارا شگاف اُسکی کمر پر مارا کہ دو پر کالے ہوئے بس اسکا مرنا تھا کہ ایک قیامت برپا ہوئی آندھی چلی خاک اڑی برف باری آتشباری ہوئی بعد کچھ دیر کے ایک آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من دیو ہفت اندام جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو تاریکی بر طرف ہوئی ہے تو دیکھا کہ ایک دیو دراز قامت مہیب صورت ہے جسکے سات ٹکڑے سے ہوئے پڑے ہیں کہ ہر حصہ میں اُسکے جسم و سر درست رہا موجود ہیں شاہزادہ فکر میں تھا کہ اب کیا کرنا چاہیے اور کہاں جانا چاہیے کہ یکایک دروازہ قلعہ کا کھلا اور ایک جن چند دیوزاد اپنے ہمراہ لیے ہوئے پیدا ہوا شاہزادہ سمجھا کہ شاید یہ بھی بقصد مقابلہ آتا ہے سکندر رستم خو نے تیغہ کھینچا اور مرکب قلعہ کی طرف بڑھایا کہ وہ جن پکارا اے شہریار عالی وقار میں غلام ہوں حریف نہیں ہوں اور اسلیے حاضر خدمت ہوتا ہوں کہ آپکی امانت آپ کے سپرد کروں بس شاہزادے نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم آگاہ ہو جسوقت دیو ہفت اندام جادو مارا جاے تو تجھے لازم ہے کہ انتظار سامرۂ جنی کا کرو وہ بانی طلسم کی طرف سے امین مال و خزانہ طلسم ہے بس وہ تیرا دوست ہے اُس سے امید دوستی رکھنا خیال دشمنی نہ لیجا شاہزادہ یہ دیکھکر رکا اور تیغہ نیام میں کر لیا اسوقت سامرۂ جنی آکر قدمبوس ہوا اور عرض کی

کہ یہ فردین مال واسباب طلسم کی حاضر ہین جنکا اسوقت تک مین امین وحافظ تھا
اور عرض کیا کہ یہ ساتون کبوتر جو قلعہ کے گنبدون پر بیٹھے ہین انکو جام جمشید کا
پانی پلا کر ہیئت اصلی پر لائیے یہ دراصل جن ہین اور ساتون بھائی ہین میرے
کبوتر نہین ہین انکو محافظت خزانہ کے واسطے بانی طلسم نے کبوتر بنا کر بٹھا دیا تھا
اجتک انھون نے محافظت کی اور دیو ہفت اندام کے آذیب سے اسکو بچایا
ورنہ خزانہ بادشاہ طلسم یعنی جمشید سرخ قبا کے قبضہ مین آجاتا یہ سنکر شاہزادے
نے فرمایا کہ بہتر ہی پانی لاؤ ایک جن گیا اور پانی لیکر حاضر ہوا شاہزادے نے
پانی جام مین ڈالا پانی دیکھکر وہ کبوتر اپنے اپنے مقام سے اُٹھے اور سر پر
شاہزادے کے تاڑے لگانے لگے شاہزادے نے جام کو زمین پر رکھدیا
جام مانند کاسہ کے ہوگیا کبوتر گنبد سے جوڑ جوڑ کر اُس کاسہ پر گرے اور پانی پیا
یہ معلوم ہوتا تھا کہ برسون کے پیاسے ہین جسوقت خوب غٹ غٹا کر پانی پی گئے تو زمین پر
لوٹنے لگے بعد دیر کے ہر ایک نے ہیئت انسانی پیدا کی اور شاہزادہ سکندر رستم خو
کو سلام کرکے ادب سے صف باندھکر ستادہ ہوگئے اب شاہزادہ سکندر رستم خو
نے فردون کو ملاحظہ فرمایا جواہر بیش بہا اور آلات حرب وضرب کرابن نایاب
وعمدہ خیمہ ہاے زرنگار صندوق زر ونقرہ یہ تمام اشیا اُس مین درج تھین
شاہزادے نے فردین واپس دین اور فرمایا کہ اسکی نقل اور تیار کرو ایک
مجکو دو ایک اپنے پاس رکھو جسوقت جس شی کی ضرورت ہوگی تجسے طلب
کر لی جائیگی ابھی اس خزانہ کو تم اپنی ہی حفاظت مین رہنے دو یہ سنکر سامرہ جنی
شاہزادہ سکندر رستم خو کو قلعہ مین لایا سامان ضیافت مہیا کیا اور نقل ان
فردون کی تیار کرکے ایک اپنے پاس رکھی ایک شاہزادے کی خدمت مین پیش
کی اب شاہزادے نے فرمایا کہ اے سامرہ جنی کل مین مرحلہ بیابان نیم سوختہ
مین جاؤنگا سامرہ جنی نے عرض کی کہ ابھی قصد نہ فرمائیے آپ اپنے لشکر کو
بھی آلینے دیجیے اسواسطے کہ ابھی راستے مین آپ کو جنگ کرنا ہوگی لشکر ساحرون
سے مین نے سنا ہی کہ سمندر جادو اور اجلال جادو بیس بیس ہزار ساحرون
کی جمعیت سے آپ کے روکنے کو چل چکے ہین آپ تن تنہا کس کس سے مقابلہ
کیجیے گا یہ مانا کہ لوح آپ کے قبضہ مین ہی مگر کس کس کو قتل کیجیے گا اور کہان تک
اٹھیے گا شاہزادے نے فرمایا کہ اچھا بہتر ہی جب تمھاری راے ہوگی اُسی وقت
مین جاؤنگا غرضکہ شاہزادہ سکندر رستم خو نے شب یہان بسر کی صبح کو دیکھا
کہ جانب صحرا سے تیق گرد وغبار بلند ہوا اور خورشید زرین قبا بیس ہزار
پریزادون کی جمعیت سے چلا آتا ہی شاہزادہ سکندر رستم خو نے سامرہ جنی
کو استقبال کے واسطے روانہ کیا سامرہ جنی آیا اور عرض کی کہ چلیے شاہزادہ

سکندر رستم جو قلعہ مین رونق افروز ہین اور آپ کو طلب فرمایا ہی اور مجکو بر اسے
استقبال روانہ کیا ہی یہ سنکر خورشید زرین قبا مع لشکر داخل قلعہ ہوا اور قدمبوسی
شاہزادے کی حاصل کی سیارۂ ثالث بھی اسکے ہمراہ تھا اسکے بعد شمس جنی
آکر پہونچے اور شاہزادۂ سکندر رستم خوستے دست بوس ہونیکے بعد انھون نے
قلعہ سے دور اپنی بارگاہ برپا کی اور عرض کیا کہ اے شاہزادۂ با اقبال میرا لشکر
مین رہنا خلاف مصلحت ہی لہذا مجکو علحدہ رہنے کا اذن دیجیے شاہزادے نے
فرمایا جو تمھاری راے ہو جہان مناسب جانو وہین قیام کرو شمس جنی نے تسلیم
کی اور رخصت ہوے شمس جنی کے جاتے ہی جانب آسمان سے ابرہاے
مختلف اللون پیدا ہوے برقین چمکتی ہوئی کوندا لپکتا ہوا بارش مردار بد کی
اکثر ابر سے ہوتی ہی لیکن جو موتی زمین پر گرا وہ آن واحد مین نظرون سے
غائب ہو گیا بعد اسکے وہ ابر آتے آتے سامنے میدان قلعہ کے ہوا پر قائم ہوا
اور اُس ابر مین سے دو ساحران مہیب صورت بیس بیس ہزار ساحر کی فوج و
سپاہ سے نکلکر زمین پر خیمہ زن ہوے سامرہ جنی نے شاہزادے سے عرض کی
کہ سمندر جادو اور اجلال جادو یہی دونون ہین شاہزادے نے فرمایا
کچھ پروا نہین اسلیے کہ دشمن اگر تو یست نگہبان قوی تر ست یہان تو
شاہزادہ باطمینان تمام بیٹھا ہوا ہی اور وہان سمندر جادو اور اجلال جادو
آکر پہونچے انھون نے خیمہ ہاے سحر اپنے اپنے نصب کرکے آراستہ کرائے
دن تو انتظام لشکر مین گذر گیا جب آفتاب غروب ہو چکا شام ہوئی حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
اسیوقت نقارۂ زری پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی یہان شاہزادے
نے فرمایا کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی کوس حربی بجے
قلعہ مین بھی طبل بجانے مین شمس جنی حاضر ہوے اور عرض کی کہ اے شہریار
مین اسوقت اس غرض سے حاضر خدمت فیضدرجت ہوا ہون کہ آج کی
رات نہایت سخت ہی ذرا لوح و جام سے بہت ہوشیار رہیے گا ورنہ اتنا
سمجھ لیجیے کہ اگر لوح و جام قبضہ سے جاتے رہے تو فتح ہونا طلسم کا بجز ہی
یہ دونون جادوگر جمشید سرخ قبا بادشاہ طلسم کے بھیجے ہوے ہین
اور یہ اسی غرض سے آئے ہین کہ جہان تک قابو چلے لوح و جام لیجائین
شاہزادے نے فرمایا کہ حتی الامکان تو ضرور حفاظت کیجائیگی آیندہ
تقدیر شمس جنی تو یہ کہکر رخصت ہوے اور اپنے خیمہ کی جانب روانہ ہو گئے
اور یہان سیارۂ تیز پا نے انتظام کیا اور طلایہ پھرنے لگا پھر شاہزادے
سے دست بستہ عرض کی کہ جہان تک ہوسکے آج آرام نہ فرمایئے شاہزادے
نے فرمایا کہ کبھی مین کئی راتون کا جاگا ہوا ہون کل شب کو کچھ دیر سویا تھا

لہذا آج تو میں اسقدر تھکا ہوا ہون کہ جاگنا میرا دشوار ہے سیارۂ تیز پا نے
عرض کی کہ حتی الامکان میں جاگونگا اور حفاظت لوح و جام کی کرونگا آیندہ
تقدیر آپ اطمینان کے ساتھ آرام فرمایئے اسلیے کہ کل بھر آپ کو مقابلہ کرنا ہے
غرضکہ شاہزادہ کو تو باتین کرتے کرتے دفعۃً نیند آگئی سیارۂ تیز پا جاگ رہا ہے
اب کچھ حال سمندر جادو کا گزارش کیا جاتا ہے کہ بارہ بجے تک تو باہم
اجلال جادو اور سمندر جادو ایک ہی جگہ بیٹھے رہے لیکن جب نصف شب
گذری تو اجلال جادو اپنے خیمہ میں آیا اور سو رہا اور سمندر جادو اس
فکر میں روانہ ہوا کہ کسی طرح لوح و جام پر قبضہ کرنا چاہیے ورنہ اگر لوح و جام ہاتھ
نہ آئیگا تو کل صبح کو ہم طلسم کشا سے مقابلہ کیونکر کرینگے سحر ہمارا باطل ہو جائیگا اور
ہاتھ سے طلسم کشا کے جان بچنا دشوار ہو جائیگی یہ خیال کرکے سمندر جادو نے
زمین پر غلطک ماری اور ہیئت اپنی ایک کبوتر صحرائی کی بنا کر جانب لشکر اسلام
روانہ ہوا یہان یہ حالت ہے کہ طلایہ برابر گشت کر رہا ہے آواز بیدار باش و
ہوشیار باش کی بلند ہے سیارۂ تیز پا کبھی خیمۂ سکندر رستم خو میں جاتا
ہے اور کبھی باہر آتا ہے خورشید زرین قبا بھی سویا نہیں ہے سامرہ جنی بھی جاگ
رہا ہے کہ یکایک سمندر جادو کبوتر بنا ہوا سقف بارگاہ پر آکر بیٹھا اور اسنے
کچھ اسم سحر پڑھکر پرون سے ہوا دینا شروع کیا اب ہوائے سرد چلنے لگی
اور غنودگی اہل لشکر پر طاری ہونے لگی جو جہان تھا وہ وہین سو یا جاتا تھا
سرداران لشکر ہر چند نیند کو ٹالتے ہین کوئی چوسر مین مصروف ہے کوئی
گنجفہ کھیل رہا ہے لیکن یہ ہوائے سحر کسی کو ہوشیار نہین رہنے دیتی ہے جو جہان
تھا وہ وہین سو گیا آخر سیارۂ تیز پا نے جب دیکھا کہ نیند کسی طرح نہین
ٹلتی اور میرا حال ہوا جاتا ہے ایسا نہو کہ آنکھ لگ جائے اور دشمن قابو پاکر لوح و
جام لیجائے تو صبح کو شاہزادہ سکندر رستم خو کو کیا منہ دکھاؤنگا یہ خیال
کرکے اسنے ویسی ہی ایک لوح تیار کی اور ویسا ہی جام بھی بنایا اور جام
و لوح اصلی کو لیکر شمس جنی کی طرف روانہ ہوا اور لوح و جام مصنوعی خیمۂ
شاہزادہ سکندر رستم خو میں چھوڑ دیا اور ادھر ادھر دیکھتا ہوا ہوشیاری کے ساتھ
یہ جام و لوح کو لیے ہوئے پاس شمس جنی کے آیا اور کہا کہ شاہزادہ
سکندر رستم خو بسبب نیند کے بیہوش ہے ایسا نہو کوئی افتاد پڑے مین
نہایت پریشان تھا اس امر مین آخر مین نے بجز اس بات کے کوئی اور چارہ نہ دیکھا
کہ لوح و جام نقلی بنا کر پاس شاہزادہ سکندر رستم خو کے رکھ آیا ہون
اور اصلی جام و لوح آپ کی خدمت مین لے آیا ہون آج شب بھر آپ اسکی
حفاظت کیجیے اور مین اب شاہزادے کی حفاظت کے واسطے جاتا ہون

شمس جنی نے کہا بہتر ہے اور جام و لوح لیکر اپنی حفاظت میں رکھے اور سیارۂ ثالث
وہاں سے پلٹ کر لشکر کی سیر کرتا ہوا آواز دیتا ہوشیار باش و بیدار باش کی
دیتا ہوا چلا جس پہرہ بردار کو ذرا بھی اونگھتے دیکھا زبان سے کچھ بھی نہ کہا بلکہ کوڑے
سے بات کی کہ نمک حرام یہ وقت ہوشیاری کا ہے یا غفلت کا زندگی بھر راحت
سے نمک کھاتے ہو اور عیش و عشرت میں زندگی بسر کرتے ہو اتفاقاً اگر کبھی بدبختی
پڑ جاتی ہے اور ضرورت آپڑتی ہے تو اسوقت بھی مالک کی جان کا کچھ خیال نہیں کرتے
اپنی راحت سے غرض ہے اسی طرح ایک ایک کو ہوشیار کرتا ہوا ہر ایک خیمہ کی خبر
لیتا ہوا چلا آتا ہے الحاصل سیارۂ تیز پا تو یہ انتظام کر رہا ہے ادھر لشکر سمندر جادو کا
یہ حال ہے کہ جا بجا اگیاریاں ہو رہی ہیں گو گل لونگ لوبان رائی سرسون
گندھک وغیرہ یہ تمام بخور سلگ رہے ہیں آوازیں یا سامری یا جمشید کی بلند ہیں
ہر جگہ سحر جگائے جا رہے ہیں ایک جانب اجلال جادوگر یہ سب بڑا ساحر ہے
بارگاہ جمشید سرخ قبا بادشاہ طلسم کا سمجھنے والا ہے ایسا ہی سمجھا ہے جمشید سرخ قبا
نے جو اسے مقابلہ کو طلسم کشا کے بھیجا ہے اور اسکو بھی معلوم ہے کہ طلسم کشا کے
پاس جام و لوح موجود ہیں اجلال جادو اگیاری وغیرہ سے کیے ہوئے بیٹھا ہے اور
چند جانور مثل خرس و خر و پلنگ و فیل وغیرہ کے پاس اسکے بندھے ہوئے
ہیں جسقدر سحر اسکے تیار ہیں سب کو بھینٹ دے دیکر جگا رہا ہے قوت انکی بڑھا رہا
ہے لیکن سمندر جادو جو اجلال جادو سے رخصت ہو کر چلا تو اپنے خیمہ
کی طرف نہیں گیا بلکہ پہلے سے سوچے ہوئے تھا اور ٹھیہ کیے ہوئے تھا
کہ کسی طرح طلسم کشا سے جام و لوح چھین کر اپنے قبضہ میں کرنا چاہیے اسلیے
کہ بغیر اس انتظام کے اُس سے لڑنا اپنے پاؤں سے موت کے منہ میں جانا
ہے لیکن اس بات کو اسنے زبان سے نہیں نکالا تھا اور اجلال جادو کو بھی
آگاہ نہیں کیا تھا کہ اگر کام بن پڑا تو یہ جلسے گا یا خبر اہل اسلام کو پہونچ گئی اور
فتاح طلسم آگاہ ہو گیا تو پھر کامل طور سے حفاظت کیجائیگی یہ تصور کر کے اسنے
اپنے لشکر سے بھی علیحدگی اختیار کی اور بپردۂ تاریکی شب میں اسقدر دور نکل گیا
کہ نظر کسی کی نہ دیکھ سکے جب یہ اطمینان ہو گیا کہ نہ یہاں آیندہ روند کا خوف
ہے نہ کوئی دیکھنے والا ہے بس ایک مرتبہ زمین پر غلطک لگائی اور صورت اپنی
ایک کبوتر کی بنا کر لشکر اسلام میں آیا اور کچھ اسم سحر پڑھکر پروں کی ہوا دیکر
سب کو سلا دیا جب اسے یہ اطمینان ہو گیا کہ اب کوئی متنفس ہوشیار نہیں
ہے بس گنبد سے ذکر زمین کی طرف متوجہ ہوا اور اندر بارگاہ سکندر رستم خو
کے داخل ہوا دیکھا کہ شاہزادہ آرام فرما رہا ہے نفیر خواب بلند ہے جسقدر بار بدار
ہیں وہ بھی اسقدر غافل سو رہے ہیں کہ سر و پا کا ہوش نہیں ہے جام و لوح

سرھانے طلسم کشا کے رکھے ہوے ہین بس یہ دیکھتے ہی اُسنے زمین پر لوٹ لگائی اور شیرازی
سے لوٹن کبوتر بنگیا اب غلطک مارکر اُڑتا ہے تو ابنی ہیئت اصلی پر آگیا بڑی بڑی
جٹین بڑی ہوئی سیاہ رنگ اب اُسنے خیال کیا کہ اگر جام و لوح کو ہاتھ مین
اُٹھاتا ہون تو سحر بھول جاونگا یہان سے نکلنا دشوار ہوجائیگا بس علیحدہ سے
ایک کپڑا اسطرح پھینکا کہ اُسنے جام و لوح دونون کو پوشیدہ کرلیا اور عکس
لوح سے محفوظ ہوا بس قریب آکر سمندر جادو نے اُسی کپڑے مین جام و لوح
کو لپیٹ کر جھولی مین رکھا اور خود پر پرواز پیدا کرکے اپنے لشکر کی جانب روانہ
ہوا جسوقت حد لشکر اسلام سے گذر گیا اور صحرا مین پہونچا بس ایک مقام مناسب
تجویز کرکے زمین پر اُترا اور ایک گڑھا کھود کر جام و لوح کو دفن کردیا اور اوپر
اُسکے نشان کے واسطے ایک درخت قائم کردیا اور خود اپنے خیمہ مین زمین کی راہ
سے آکر سو رہا بعد ازین جسوقت طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب
سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے طائران خوش الحان مصروف
زمزمہ سرائی ہوے لشکر کفار مین سنگ جھنکا ناقوس کی صدا نے کافرون کو
جوش بت پرستی دلایا لیکن آواز اذان نے یہ ثابت کردیا کہ اُس خدا کو ماننا
چاہیے جو پیدا کرنے والا اور سب سے بزرگتر ہے اور لعنت کرو ان سب پر
جو کسی طرح کی قوت و طاقت نہین رکھتے اور خدا بننے کو موجود ہین الحاصل
دونون گروہ اپنے اپنے رسم مذہب کے موافق عبادت پروردگار سے
فراغت حاصل کرکے متوجہ میدان جنگ ہوے اب حال لشکر اسلام کا
اول بیان کیا جاتا ہے کہ جس وقت آنکھ شاہزادہ سکندر رستم خو کی
خواب غفلت سے کھلی تھی اور بعد چلے جانے سمندر جادو کے اثر سحر برطرف
ہوا تھا تو نہایت پریشان تھے کہ نہ تو سیارہ ہے اور نہ جام و لوح کا پتہ ہے یہ
دیکھکر شاہزادہ نہایت پریشان ہوا کہ کون جام و لوح کو لے گیا یہ کام سوا
دشمن کے دوست کا تو ہو نہین سکتا کہ وہ ایسے وقت نازک مین جو کام
کی چیز ہو وہی لیجائے یہ اسی تردد مین بیٹھے تھے کہ اودھر سیارہ ثالث
پھرتا ہوا خیمہ سکندر رستم خو کے پاس پہونچا اور پہلے تو جھانک کر دیکھا کہ
کیا معاملہ ہے دیکھا تو شاہزادہ نہایت پریشان بیٹھا ہے لیکن لوح و جام نہین
معلوم ہوتے سیارہ ثالث سمجھا کہ معلوم ہوتا ہے جو اندیشہ ہمین تھا وہی ہو لیکن الحمدللہ
کہ مین پہلے ہی سمجھ گیا تھا اور انتظام کرچکا تھا ورنہ مشکل پڑجاتی اب چلکر شاہزادے
کو بھی آگاہ کرکے پریشانی اُنکی دفع کرنا چاہیے یہ خیال کرکے داخل بارگاہ
ہوا اور آواز دی کہ اے شہریار عالی وقار آپ کیون پریشان ہین شاہزادہ
سکندر رستم خو نے فرمایا کہ اے سیارہ تم کہان چلے گئے تھے تمہاری غفلت کا

یہ نتیجہ ہوا کہ جام ولوح دونوں دشمن کے قبضہ میں آئے یہ نہیں کہ جام و لوح کون لے گیا بلکہ یہ بھی تعجب ہے کہ حضرت جام و لوح تو اٹھنے سے لیے اور مجکو زندہ چھوڑ دیا شاید اسواسطے قتل نہ کیا ہو کہ جام ولوح چھن گئے تو یہ مردہ سے بدتر ہے جب ہم چاہینگے مارلینگے یقین ہے کہ یہ کام جس شخص کا ہے کل میرے مقابلہ کو پہلے وہی نکلے گا سیارہ ڈتالنت نے عرض کی کہ اے شہریار عالی وقار آپ پریشان نہوں اگر مین ہوشیاری سے کام نہ لیتا تو نہ معلوم کیا انجام ہوتا اے شہریار ذی وقار جب مین نے دیکھا کہ آپ پر غفلت طاری ہے تو مین نے یہ تصور کیا کہ مین خود حفاظت لوح و جام کی کرونگا لیکن کچھ دیر بعد میری بھی وہی حالت ہونے لگی کہ آنکھین بند ہوئی جاتی ہین غفلت چلی آتی ہے غنودگی اور نشہ کی سی کیفیت طاری ہے مین سوچا کہ ایسا نہو کوئی افتاد پڑے بس مین نے جام ولوح کو لیجاکر شمس جنی کے سپرد کر دیا اور ایک جام ولوح نقلی آپ پاس چھوڑتا گیا تھا یہان آکر دیکھا تو اسکا بھی پتہ نہین ہے معلوم ہوا کہ کوئی ساحر فکر لوح و جام مین آیا تھا جو اُس جام ولوح نقلی کو اصلی سمجھ کرلے گیا یہ اور یہ بھی بہتر ہوا کہ غفار یہ سمجھینگے کہ جام ولوح طلسم کشا پاس نہین ہین اور مقابلہ پر آئینگے یہان جام و لوح اصلی آپ پاس موجود ہونگے بس اسی لڑائی مین انشاء اللہ فتح ہے شاہزادہ یہ سُنکر بہت خوش ہوا اور فرمایا کہ اے سیارہ بڑا کام کیا تونے سیارڈتیز پانے عرض کی کہ غلام ہونے کس دن کے واسطے ہین غرضکہ انھین باتون مین صبح ہوگئی تھی شاہزادہ بعد ادائے فریضۂ سحری اپنے مرکب پری پیکر پر سوار ہوا اور تیغۂ خارا شگاف کمر سے لگا کر چلا تھا کہ سامنے سے شمس جنی پیدا ہوا اور پوٹلی نہچکے سے شاہزادے کو دے دی اور کہا کہ یہ جام ولوح ہین انھین پوشیدہ طور سے اپنے پاس رکھیے اور مین اب رخصت ہوتا ہون یہ کہکر یہ تو روانہ ہوئے شاہزادے نے جام کو ایک ہاتھ مین اور لوح کو دوسرے ہاتھ مین سنبھالکر مرکب کو میدان کی طرف جولان کیا پشت پر شاہزادہ کی بیس ہزار فوج پرا باندھکر باقاعدہ کھڑی ہوئی اور قلب لشکر مین تخت خورشید زرین قبا کا قائم ہوا اُسطرف سمندر جادو اور اجلال جادو چالیس ہزار سپاہ کی جمعیت سے وارد میدان کارزار ہوئے اور پرے جاکر کھڑے ہوگئے سمندر جادو فتاح طلسم کو دیکھ دیکھکر ہنستا ہے کہ آج اسے اسطرح مارونگا کہ سبکو حیرت ہو جائیگی کبھی کسی نے نہ سنا ہوگا کہ فتاح طلسم کو کسی ساحر نے سر میدان مارا ہو اسکا دل مطمئن ہے اور شاہزادہ دل مین خوش ہے کہ یہ مرحلہ آج ہی سر ہو جائیگا یہ کیسے سب دیکھو کے مین مارے پڑینگے الحاصل ہر ایک اپنے اپنے منصوبے لگا رہا ہے غرض جسوقت صفین آراستہ ہو چکین اور میدان جنگ ہموار ہو گیا تو سمندر جادو نے سکندر رستم خو کو آواز دی کہ کیون او نادان کیا سمجھ کر اس

طلسم کی طرف آیا کیا یہاں کے حالات تونے سنے نہ تھے جو اپنے پاؤں سے موت کے منہ میں چلا آیا سکندر رستم خو نے فرمایا کہ تو کوئی اتالیق ہی میرا جو مجھے نصیحت کرتا ہے بس اگر بقصد مقابلہ آیا ہے تو آ بھی گو ہے بھی میدان ہے اور اگر خیالی باتیں بنانا ہیں تو وہیں گھر زادہ اور جسقدر نیرا جی چاہے بکے جا سمندر جادو نے کہا کہ رسّی جل گئی مگر بل نہ گیا اب تو کس بھبیہ پر کودتا ہے سہ آن قدح بشکست و آن ساقی نماند مجلسی برخاست سے باقی نہ ماند ہے وہ چیزیں اب تیرے قبضہ میں نہیں جنکے ہمیں اندیشہ تھا تو سحر و ساحری جانتا نہیں کہ دیر تک رد و بدل کرکے جان اپنی بچا سکتا ہو اب تیرا مار ڈالنا چونٹی اور مچھر کا مار لینا ہے اگر میں چاہتا تو اسی وقت تجکو قتل کر ڈالتا مگر نہیں میرا یہ جی چاہا کہ ایک عالم کے سامنے سر میدان تجکو اسطرح ماروں کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ کرینگے یہ کہکر یہ ملعون شاہزادے کی طرف بڑھا اور ادھر شاہزادہ سکندر رستم خو نے مرکب کو سمندر جادو کی طرف بڑھایا لیکن اس راز کو سوا چار آدمیوں کے پانچواں نہ جانتا تھا اول سمندر جادو دوسرے سیارۂ ثالث تیسرے شاہزادہ چوتھے شمس جنی یہ لوگ اپنے اپنے موافق سمجھ رہے تھے باقی دونوں طرف کے اہل لشکر یہ باتیں سمندر جادو کی سنکر عقل گدے لگا رہے تھے اُدھر سمندر جادو کی فوج خوش تھی کہ باتوں سے پایا جاتا ہے کہ جام و لوح قبضہ سے فتاح طلسم کے نکل گئے اور ادھر خورشید زرین قباد عا کر رہے تھے کہ خداوندا تو ہی بچانیوالا الغرض جیسے ہی سمندر جادو قریب شاہزادے کے پہونچا زمین پر غلطک ماری اور صورت اپنی ایک اژدہ خونخوار کی پیدا کرکے شاہزادہ سکندر رستم خو کی طرف بڑھا اور قریب پہونچکر دم کشی کرنے چاہا کہ نگل جاؤں شاہزادے نے اسکو اپنی طرف آتے دیکھکر پہلے ہی لوح کو ملاحظہ فرمالیا تھا جیسے ہی سمندر جادو قریب پہونچا شاہزادے نے لوح کو اسکے سر پر مارا کہ سر سمندر جادو کا شق ہوا اور بجائے خون ایک شعلہ سر سے نکلا اور چمک کر اسی پر جو گرتا ہی سمندر جادو کو جلاکر خاک کر دیا شاہزادے نے نعرۂ فتح بلند کیا کفار تھرا گئے یہاں لاش سمندر جادو کی زمین پر پھڑکنے لگی اور زمین کو زلزلہ سا پیدا ہوا آتشباری برف باری ہونے لگی ایک قیامت برپا ہوئی اسلیے کہ یہ بہت بڑا ساحر تھا جب تڑپتے تڑپتے ٹھنڈے اسکے جسم کے سرد ہوئے آواز پیدا ہوئی کہ مارا جوان سیعنے گستی نام میں سمندر جادو کو وحیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اجلال جادو نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ سمندر جادو اس ذلت و خواری سے مارا گیا دل میں سوچا کہ تو اسکا کیا کرے گا سو اسلیے کہ لوح کی وجہ سے سحر اسپر اثر نہ کرے گا طبل بازگشت بجواکر میدان سے پھر گیا ادھر شاہزادہ سکندر رستم خو با فتح و فیروزی داخل

قلعہ ہفت گنبد ہوا سامرہ جنی و شمس جنی و خورشید زرین قبا شاہزادے پر سے
زر نثار کرتے ہوئے میدان سے پھرے شاہزادے نے قلعہ مین آکر پوشاک رزم
اتاری لباس بزم کو زیب جسم کیا اور وہان اجلال جادو نے ایک ساحر کو پاس
جمشید سرخ قبا کے مع لاش سمندر جادو روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ جبتک لوح و جام
اسکے ہاتھ مین ہے مین کوئی کچھ نہین کر سکتا ہان اگر لوح و جام ہاتھ آنے کا کوئی طریقہ بن پڑا
تو خیر ورنہ یہ غلام بھی مثل سمندر جادو کے آپ پر نثار ہو جائیگا لہذا امید اندازی
ملتوی رہے الغرض وہ ساحر جو لاش سمندر جادو کی لیکر روانہ ہوا تھا جسوقت خدمت
مین جمشید سرخ قبا کی پہونچا لاش سامنے رکھدی اور تمام کیفیت سمندر جادو
کی اور پیغام اجلال جادو کا بیان کیا یہ سنکر جمشید سرخ قبا نے صندوقچہ
کھولا اور کہا کہ تو اسے یہ کہکر ایک طائر چھوٹا سا نکالکر دیا کہ یہ اجلال جادو کو
دے دینا اور کہدینا کہ جسوقت تو میدان جنگ مین جانے لگنا اُسوقت
یہ طائر چھوڑ دینا یہ بصورت طائر اصلی پرواز کرکے خیمۂ طلسم کشا کی طرف جائیگا
اور جام و لوح کا انتظام کرکے لوح تمھارے سپرد کریگا وہ فرستادۂ اجلال جادو
اُس طائر تصویر کو لیکر خدمت مین اجلال جادو کی روانہ ہوا یہان ایک روز
گذر گیا مگر اجلال جادو نے طبل نہین بجوایا شاہزادۂ سکندر رستم خو پریشان
ہے کہ طبل کیون نہین بجوایا گیا یہ ملعون بھی لوح و جام کی فکر کر رہا ہے جسوقت تک
لوح و جام اسکے قبضہ مین نہ آجائیگا اُسوقت تک مقابلہ نہ کریگا نہ طبل
بجوائیگا کیونکہ حالت سمندر جادو کی آنکھون سے دیکھ چکا ہے اور اگر ایسا ہی ہوا تو پھر کسوقت مین
کیا کر سکونگا اور مشکل یہ ہے کہ جبتک طبل اُسطرف نہ بجیگا مین طبل بھی نہین
بجوا سکتا ہان ایک صورت ہے وہ یہ کہ مین دربند نیم سوختہ کیطرف روانہ ہو جاؤن
اسکو اگر روکنا ہوگا روکیگا راہ مین مقابلہ ہو جائیگا اور اگر خاموشی اختیار کی
فہو المراد مین دربند بیابان نیم سوختہ مین پہونچ جاؤنگا یہین سے شکار رہ جائیگا
یہ سوچا شاہزادہ حکم کوچ دیا چاہتا تھا کہ ہرکارون نے آکر عرض کی ابھی
لشکر کفار مین ایک ساحر آیا ہے اُسنے کوئی تحفہ بادشاہ طلسم کی طرف سے
اجلال جادو کو دیا ہے جسے وہ دیکھکر نہایت خوش ہوا ہے اور اُسی خوشی
مین اُسنے حکم دیا ہے کہ بجے طبل جنگ شاہزادہ تو طبل نہ بجنے سے پریشان
ہی ہو رہا تھا فرمایا کچھ پروا نہین کوئی تحفہ لوح و جام سے بہتر نہین ہوسکتا
ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی کوس حربی بجے لشکر اسلام مین
بھی طبل بجا اور لشکر کفار مین بھی نقارۂ رزمی گرد گرایا دونون لشکرون
مین تیاری جنگ ہونے لگی مونھے ڈیرو وغیرہ بجنے لگے آوازین دونون
کی بلند ہین جو ساحر تھے وہ سو خداوندان فرمنی و باطل کا نام لے لیکر

دوہاں کھنچ رہے تھے اور سحر چلتا رہتے تھے اُدھر اجلال جادو نے اپنے سحر کو کس
زور و شور کے ساتھ تیار کیا ہی اور اُس مرغ تصویر کو جس خون خوک و بوم کی کیفیت
دیکر جگا رکھا ہی ماتھے پر اسکے قشقہ کھنچا ہوا ہی زنار گلے میں پہنے ہوے ہی کہ ایک
دفعہ طبل بجتے بجتے سیاہی شب برطرف ہونے لگی اور سپیدۂ صبح نمودار ہوا جھونکے نسیم بہار
کے چلے طائر باہم خوش الحانی و حمد الٰہی ہوے وہ وقت عجیب دلکش سماں رکھتا
ہی کہ چشم نظارہ میں خنکی پیدا ہوتی ہی روح میں تازگی ہو پیدا ہوتی ہی چند دن کی کیا
حقیقت ذکر اسکو اسکے پیدا کرنے والے نے بھی پسند کیا ہی اور کیا کیا ثواب اسوقت خاص
کی عبادت کے معین فرمائے ہیں وہ درختوں کا جھومنا و شاخہاے نخل کا زمین کو
جھک جھک کر چومنا و شبنم کا دانہ ہاے مروارید زمین پر بکھرانا ہر گل و برگ و شجر و حجر
کو زیور پہنانا طائروں کی خوش الحانی بلبلوں کی غزل خوانی وہ چراغوں کا نسیم
کی [illegible] سے جھلا جھلا کر گل ہونا اور بہار تازہ و پیدا کرنا اور سبزے نباتی عالم کا مرقع
دکھانا تازہ کلیوں کا شگفتہ ہو ہو کر شاخ درخت پر پھولے نہ سمانا اور دامن نسیم سحر کو
خوشبو سے بسانا ادھر فوجوں کا میدان جنگ میں ایک دوسرے کے مقابل آکر
پرا باندھنا اور تشنۂ خون و گرسنہ جان ہو کر مبارز طلب کرنا اُس تمام بہار کو خزان
سے بدتر بنائے دیتا تھا ہر کس و ناکس کو ایک فکر تازہ تھی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی
دلوں کا کنول بجھا جاتا تھا الحاصل جس وقت صف آرائی ہو چکی تو لشکر کفار سے
اجلال جادو اپنا کرگدن آتشیں بڑھا کر میدان میں آیا اور بلند آواز دی کہ
اے طلسم کشا تجکو سمندر جادو نے بھیجا ہی نام اجلال جادو ہی روک میرے سحر کو
یہ کہا پسنے گولا فولادی جھولی سے نکالا اور کچھ اسم سحر دم کرکے اب جو زمین پر
مارتا ہی تڑاقے کی صدا بلند ہوئی اور تمام زمین میں زلزلہ پیدا ہوا سوار مرکبوں
سے گرنے لگے اور مرکب زمین میں دھنسنے لگے عجب حالت لشکر اسلام کی ہی کہ
ہر ایک کو سنبھلنا دشوار ہی زمین مثل ہنڈولے کے ہو رہی ہی سوا شاہزادۂ
سکندر رستم خو کے ہر ایک تزلزل کی حالت میں ہی لیکن مرکب شاہزادے کا
اسطرح کھڑا ہوا ہی کہ نکان تک نہیں ہو چکی الغرض یہ حالت دیکھکر شاہزادۂ با اقبال
نے مرکب اپنا آگے بڑھایا اور سامنے اجلال جادو کے آکر آواز دی کہ کیوں او
ملعون تو مجھسے مقابلہ کرنے آیا ہی یا ان سبکو آزار پہونچانے اجلال جادو نے کہا کہ
خاص دشمن تو ہی اور جو تیرا شریک ہی وہ بھی مثل تیرے ہی سمجھا جائیگا بس اگر کچھ دعوی
اور بھروسا ہی تجھے جام و لوح پر ہی تو رد کردے میرے سحر کو بس یہ سنکر شاہزادے
نے تیغ کمر سے کھینچا اور آواز دی کہ او ملعون تو نے مجھے طعنہ کیا سمجھکر دیا ہی جام و لوح
کیسی مجھے بھروسا اپنے پروردگار پر ہی جسکے سامنے شاہ و گدا فیل و پشہ شیر و آہو
سب برابر ہیں اب کیا بغیر مارے ہوے تجکو میں چھوڑتا بھی ہوں ادھر تو شاہزادے

نے تیغہ کمر سے نکالا اور ادھر اجلال جادو نے دستک دی کہ ایک پتلا سپر تلوار لیے
ہوئے زمین سے پیدا ہوا اور سامنے شاہزادہ سکندر رستم خو کے آیا شاہزادہ
سکندر رستم خو نے عکس لوح کا ڈالا پتلا گر پڑا جب شاہزادہ آگے بڑھنے لگا اور
عکس لوح کا پتلے پر سے ہٹا پھر چمک کر سامنے تلوار کھینچے ہوئے آیا شاہزادے کو
نہایت غصہ آیا اور جھپٹ کر تیغہ خارا شگاف مارا پتلا پاؤں مار کر غرق زمین ہوگیا
ادھر تو یہ رد و بدل ہونے لگا اور اسطرف اجلال جادو نے فوراً طائر تصویر جھولی
سے نکالکر کچھ اسم سحر دم کرکے بائیں چھنگلیا کا خون اسکی منقار میں لگا دیا کہ وہ طائر
چہچہہ کرکے اڑا اور سر نقش لوح طلسم پر ناوے کرنے لگا لیکن شاہزادہ اس سے
بیخبر تھا اور اس پتلہ فولادی سے لڑ رہا تھا کہ یکایک پتلے نے زمین سے نکلکر
شاہزادے پر گرز مارا سکندر رستم خو نے گرز اسکا سپر پر روکا چونکہ وہ گرز بلور
کا تھا اور اندر اس بلور کے خاک بھری ہوئی تھی جیسے ہی گرز سپر پر پڑا ہی گرز تمام
ریزے ریزے اڑ گیا اور خاک اڑی کہ شاہزادہ تیغ گرد میں پوشیدہ ہوگیا یہانتک
کہ چمک لوح کی پردۂ گرد سے باہر آنا موقوف ہوگئی بس طائر چہچہہ مار کر گنبد سے تو شاہزادہ
شاہزادہ سکندر رستم خو پر گرا اور ڈورا لوح کا کاٹ دیا منقار اسکی مانند قینچی
کے تھی اور ساتھ ہی پر مارا کہ جام ہاتھ سے زمین پر گرا بس جام و لوح کا گرنا تھا
کہ وہ پتلہ جو لڑ رہا تھا سپر و شمشیر ہاتھ سے پھینک کر جام و لوح کو لیکر غرق زمین
ہوگیا اور طائر چہچہہ کرکے روانہ ہوگیا اب جو گرد برطرف ہوئی ہے اور جا با
شاہزادے نے کہ لوح کو دیکھکر کام کروں دیکھا تو لوح ندارد جام ہاتھ سے
گر گئے تو معلوم ہوا تھا اب جو دیکھا تو نہ پتلہ فولادی ہے اور نہ جام و لوح سمجھے کہ
دغا ہوئی بس تیغہ کھینچکر برابر اجلال جادو کے پہونچے اور فرمایا کہ اے ملعون دغا
کے ساتھ لڑتا ہے سیارۂ ثالث نے آواز دی کہ اے شہریار جام و لوح گئے تو گئے
اس ملعون کو جانے نہ دیجیے گا اسلیے کہ جام و لوح اس تک ابھی پہونچے نہیں ہیں
اجلال جادو نے جو دیکھا کہ طلسم کشا برابر آگیا ہے ہنسا اور کہا کہ جو منہ اپنا کال ہے
یہ کہکر سر آگے بڑھا دیا شاہزادے نے تیغہ مارا کوئی اثر نہ ہوا اجلال جادو نے کہا
بس چلا جا ورنہ بچا نہ جائیگا ہاتھ سے میرے مارا جائیگا شاہزادے نے فرمایا کہ بہادر
مرنے سے کب ڈرتے ہیں تو عبث مجکو دھمکاتا ہے مجھے اسکی مطلق پروا نہیں ہے
تو بھی وار کر اپنا جلال جادو نے کہا تھوڑا عرصہ ابھی اور تیری زندگی کا باقی ہے
اسکے گذرنے کا منتظر ہوں شاہزادے نے فرمایا کہ مجکو جلدی ہے یہی گفتگو تھی کہ ایک
مرتبہ طبقہ زمین کا شق ہوا اور وہی پتلہ آہنی جام و لوح کو لیے ہوئے پیدا
ہوا لیکن اس صورت سے کہ گلے میں اُسکے کمند پڑی ہوئی اور ایک اور پتلہ
اُس کمند کا سرا تھامے ہوئے اجلال جادو نے جو یہ معرکہ دیکھا آواز دی کہ

او ملعون تو کون ہی کہ میرے موکل کو گرفتار کیے ہوے ہی چھوڑ دے ورنہ ابھی
تیرا کام تمام کر دونگا پتلے نے کوئی جواب نہ دیا اجلال جادو نے بصد غیظ و
غضب ورنج سحر آتش پتلے پر مارا جو اسکے پتلۂ سحر کو اسیر کیے ہوے تھا بس گولا
فولادی جو پتلے کے سینہ پڑتا ہی تو توڑ کر سینے کے پار گذر گیا اور پتلہ پتلۂ آتشبازی
ہوکر پتلے سے لپٹ گیا دونوں جلا جلا کی صدا دینے لگے اور جام و لوح ہاتھ
سے پتلے کے چھوٹ پڑے ادھر تو وہ دونوں پتلے شعلہ بنے ہوے لڑ رہے
ہین اور ادھر لوح و جام زمین پر پڑے ہوے ہین بس اجلال جادو آپ لوح و
جام کی طرف بڑھا کہ مین خود اُٹھا لون ادھر شاہزادہ سکندر رستم خو جھپٹا کہ
مین اُٹھا لون لیکن عکس لوح کا جو پڑتا ہی اجلال جادو تو سحر بھولا اور گلوند ہوکر
ہوکر زمین پر گرا ادھر شاہزادے نے جلدی سے لوح اٹھالی جام بھی قبضہ مین
کیا پلٹ کے دیکھا تو اجلال جادو بھاگا جاتا ہی بس جلدی سے تیر جلد کمان
مین پیوستہ کرکے مارا کہ تیر پشت پر پڑا اور سینہ کو توڑ کر پار نکل گیا تو اسقدر حصہ جسم خود
شگافتہ ہوگیا تھا اور گویا جسم نے تیر کو جگہ دے دی تھی اور جب تیر جسم سے پار نکل گیا
تو بدستور اس حصۂ جسم کا گوشت پھر برابر ہوگیا یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ کس جگہ
تیر لگا تھا اب شاہزادے نے لوح کو ملاحظہ فرمایا اسمین تحریر تھا کہ ای فاتح طلسم
جسوقت اجلال جادو لوح اٹھانے جھکا تھا اور عکس لوح سے سحر اسکا باطل
ہوا تھا وہی وقت چالاکی کا تھا جب وہ ہوشیار ہوکر چلدیا اب جدوکد
بیکار ہی اسے جانے دو آخر کہان جائیگا پھر مقابلہ پر آئیگا الحاصل ادھر
اجلال جادو نے اپنی فوج مین جاکر حکم دیا کہ طبل بازگشت بجے کل دیکھا
جائیگا تو ابطبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھرے شاہزادہ داخل
بارگاہ ہوا شمس جنی آکر قدمبوس ہوے خورشید زرین قبا نے کشتیان جواہر
کی نثار کین کہ پروردگار نے بڑی بلا سے بچایا اجلال جادو جام و لوح لے ہی
گیا تھا اگر شمس جنی اسکا انتظام نہ کرتے اور اپنے زور عمل سے آتش پتلۂ سحر
کو نہ روکتے تو جام و لوح نہین معلوم کہان سے کہان پہونچ جاتے اور ہم ہین
شاہزادے سے پھر نہ سکتے جسوقت یہ راز معلوم ہوا شاہزادے نے شمس جنی کی
کی بہت تعریف کی اور فرمایا کہ انشاء اللہ بعد فتح طلسم کے دیکھا جائیگا
مین انکی بھی ویسی ہی عزت کرونگا جیسی عزت انکے باپ کی حمزۂ صاحبقران
کرتے تھے بلکہ اس سے بڑھکر عزت کرونگا ۔ اب پھر حال گزارش کیا جاتا ہی اجلال جادو
کا کہ یہ حواس باختہ لشکر ایک مقام پر ٹھہرا کر آپ جانب صحرا روانہ ہوگیا
اور ایک دامنۂ کوہ مین بیٹھکر فکر نا مشخص صرف کی کہ کیا تدبیر کرونا جو
اس طلسم سے لوح و جام ہاتھ آئے اور یہ دشمن مارا جائے سوچتے سوچتے

ایک مرتبہ اسنے پتلہ کاغذ کا کترا اور اُس پتلے کے اندر چھ پتلے اور کترے ہر ایک پر
پڑھا اسم سحر دم کرکے اسنے اپنے ہفت اندام سے ایک ایک قطرہ خون کا
اُس پتلے پر اسطرح ٹپکا دیا کہ سات ٹپکے ہوگئے بعد اسکے سات جانور سات رنگ
کے ذبح کرکے اُنکا خون ملا کر اُس خون سے اُس پتلے کو نہلایا اور نہلانے ہی
وہ پتلہ گویا ہوا کہ کیا حکم ہوتا ہے طوفان جادو نے کہا کہ جا اور لشکر اسلام کشتا
کو برباد کر بس یہ سنتے ہی وہ پتلہ زمین پر جست کرتا ہوا چلا کہ ہر جست میں
قد اسکا بالشت بھر بڑھ جاتا تھا کہاں تک بیان کیا جائے کہ جسوقت یہ لشکر
اسلام کے قریب پہونچا ہے اور پہونچکر گرا ہے تو قد اسکا بیاسی آرنج کا ہوگیا تھا
تلوار اسکے ہاتھ میں تھی اسنے فوج پر گرتے ہی مسلمان ساحروں کو قتل کرنا
شروع کیا ایک غلغلہ لشکر میں برپا ہوا کہ اس طرح کا ایک دیو آیا ہے وہ لشکر
کو قتل کر رہا ہے بس یہ دیکھکر خورشید زرین قبا نے کہ یہ بھی ساحرہ تھی پڑھکر
اپنے سر کا بال توڑ کر زمین پر پھینکا اور کہا کہ اے رسن سحر باندھ لا اُس دیو کو
اور یہاں جو ساحروں نے اُس دیو پر تیغ سحر و تیر و تفنگ وغیرہ کے وار
کیے تو جس مقام پر جو عضو اُس دیو کا کٹکر گرا ہے وہ دوسرا ایک دیو پیدا
ہوگیا اور دو ہوکر لڑنے لگے اس رسن سحر نے ایک دیو کو باندھ لیا اور
کھینچتی ہوئی سامنے خورشید زرین قبا کے لے آئی لیکن اہل لشکر نے آکر
عرض کی کہ آپ نے ایک کو گرفتار کر لیا وہاں دوسرا بھائی اسکا لڑ رہا ہے
اور اُسی طرح لشکر کو تباہ و برباد کر رہا ہے دیکھیے انجام اسکا کیا ہوتا ہے تب
خورشید زرین قبا نے پوچھا کہ کیا یہ دو بھائی تھے لوگوں نے بیان کیا کہ ہم
نہیں جانتے یہ دونوں بھائی تھے یا ہمزاد یا کیا اسرار تھا کہ جب پہلے غل ہوا
ہے تو ایک دیو نظر آیا تھا جب اُسے قتل کیا تو دو ہوگئے اب تو خورشید
نہایت پریشان ہوئے اتنے میں خبر پہونچی کہ وہ ایک جو لڑ رہا تھا پھر اسکے
دو ہوگئے اور ساحران مطیع اسلام کو قتل کر رہے ہیں کفار تو پکار پکار کر کہہ رہے
ہیں کہ واہ خداوند سامری و جمشید تمہارا کیا کہنا ہے یہ کہاں سے بلا مسلمانوں پر بھیجی ہی
ہے اور اہل اسلام پریشان ہیں اتنے میں خورشید کو خبر ملی کہ اب تین دیو لڑ رہے ہیں یہانتک کہ آخر میں
سُنا کہ اب چھ دیو لڑ رہے ہیں اور وہ دیو جسکو خورشید نے اسیر کیا تھا وہ اسیطرح بندھا کھڑا
تھا اب تو خورشید نے نشتر نکالا اور اپنے جسم میں بھی سات مقاموں پر نشتر دیکر سات جگہ کا
خون لیا اور کچھ اسم سحر دم کرکے اُس دیو کے منہ پر چھینٹا مارا اور کہا کہ مارے اپنے ساتھیوں کو
کہ وہ تیرے دشمن ہوگئے ہیں اور رسیاں اُسکی کھولدیں یہ سنتے کے ساتھ ہی وہ دیو جھومتا ہوا چلا
اور اُن چھکوں دیووں کو للکارا اور لڑنا شروع کیا وہ چھوں آکر لپٹے
کہ یہ مالک سے پھر گیا اسکو اجلال جادو کے سامنے پکڑ لیجاو وہ اسے سزا دے معقول

دیکھا لیکن اول جو دیو اس سے لپٹا اور جسم اُس دیو کا اس سے مس ہوا وہ بھی اسی کا شریک ہو گیا اور دو سرے
دیو نے اسے لڑنے پر آمادہ ہو گیا یہانتک کہ ساتون یکدل ہو گئے اور یہ صلاح کی کہ چلکر اجلال جادو کو قتل کرو کہ وہ دشمن
ہمارا ہے اور ساتون جھومتے ہوئے اور غل مچاتے ہوئے کوہ کی جانب روانہ ہوئے قضائے کار اُسوقت اجلال جادو
سحر جنگار ہا تھا اور اسکی خبر اسکو نہ تھی کہ خورشید زرین قبا بھی اس درجہ کا ساحر ہے جو بآسانی میرے سحر کو رد کر دے گا
اور میرا وار مجھی پر ہو جائے گا بقول سعدی شعر اگر صد سال گبر آتش فروزد • چو یکدم اندران افتد بسوزد • پشت کی
جانب سے ان ساتون دیوون نے کمار مارا اسکو اجلال جادو آنکھیں بند کیے ہوئے اسم سحر پڑھ رہا ہے کہ یہ
سمجھا کہ موکل دوڑتے ہین سحر کے پلٹنے سے بیخبر تھا کہ حفاظت کر سکتا اب جو یہ ساتون دیو آگرتے ہین تو
اجلال جادو کے سات ٹکڑے کیے اور آپس مین حصہ بانٹ کرکے کھا گئے بس جو مضغہ گوشت جس کے
حلق سے نیچے اُترا وہ دیو دیو آتشبازی ہو گیا اجلال جادو نے اپنے ہی سحر سے زک پائی اسکو اسکے سحر نے
مارا اور بعد اسکے سحر خود بھی فنا ہو گیا آندھی چلی خاک اڑی بعد پھر دیر کے آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من اجلال جادو
بود حیف مردیم وجان دادیم بمطلب خود نرسیدیم اور وہ ساتون دیو جو جل کے خاک ہوئے شعلے بنے
ہوئے آکر لشکر اجلال جادو پر گرے اور ہر ایک کو جلانا پھونکنا شروع کیا یہ قوت سحر خورشید زرین قبا
کی تھی کہ اجلال کے مرنے کے بعد بھی سحر اسکا تعید رہا اور اسی کے لشکر کو نذر کرنے لگا سات مشعلے
لپک لپک کر جو ساحران پر برابر گرے رہے تھے اور ساحر مرے تھے نہ یہ شعلے ابر سحر کی بارش سے فرو ہوتے تھے
دسپر سے رکتے تھے ساحران لشکر کفار نے بھی تدبیرین کین سپر سحر اٹھائی تو شعلہ تیر شہاب بنکر سپر کو
توڑکر پار ہو گیا ابر سحر برسایا تو دامن ابر مین آگ لگ گئی اور مانند روئی کے وہ ابر سحر جل گیا آخر کار یہ سب کے سب
بھاگے شعلون نے انکا تعاقب کیا اب آگے آگے تو چوبیس ہزار ساحر بھاگتا چلا جاتا ہے اور پیچھے پیچھے انکے
سات شعلے بلائے ناگہانی کی طرح لپکتے چلے آتے ہین جو ساحر کسی مقام پر بھی رکا شعلہ سپر لپکا اور اسے بھی
دوزخ کے شعلون سے ملحق کردیا ایک عجب طرح کا ہنگامہ برپا ہے یہان جسوقت خورشید زرین قبا
نے رد سحر کیا تھا تو شاہزادہ سمندر رستم خو سے کہا تھا کہ اے شہریار قلعہ سے نکلکر تماشا دیکھیے کہ کیا ہوتا ہے
شاہزادہ ہمراہ خورشید زرین قبا کے یہ تماشا دیکھ رہا تھا اور خورشید کی نہایت تعریف فرما رہا تھا
کہ واقع مین یہ تمھارا ہی کام تھا کہ استقدر بڑے سحر کو ایسا پلٹ دیا کہ اب وہ کسی سے نہین رکتا خورشید
نے عرض کیا کہ یہ سب اقبال حضور کا ہے ورنہ مجھے کیا آتا ہے یہان تو سب خوش و مسرور بیٹھے ہین لیکن
اول حال لشکر بے سردار و ہزیمت خوردہ اجلال جادو و سمندر جادو کا سنیے کہ شعلے انکے تعاقب
مین چلے جاتے ہین اور یہ ساحر شعلہ افسون خورش سے جلے جاتے ہین اسی حالت سے یہ بھاگتے
ہوئے بارگاہ جمشید سرخ قبا تک پہونچے وہان جمشید سرخ قبا بعد روانہ کرنے سمندر جادو
و اجلال جادو کے حسب دستور پھر مصروف عیش و نشاط ہوا اسے اطمینان ہے کہ میرے دونون رفیق
ایسے نہین ہین جو بغیر جام فتوح حاصل کیے اور طلسم کشا کو قتل کیے ہوئے بازگشت آئینگے یہان محفل
عیش و نشاط گرم ہے جام شراب ناب گردش مین ہے ساقیان سیمین ساق صراحی مرصع کار و جام
یاقوت نگار ہاتھون مین لیے ہوئے ہین صدائے ہاؤ ہوش و نوشا نوش کی بلند ہین ارکین
دولت جمع ہین مطربان خوش آواز نغمہ سرائی کر رہے ہین ناچ ہو رہا ہے عجب طرح کی حالت ہے

کہ نہ غم دنیا ہے نہ فکر عقبیٰ ہے اسی حالت میں ایک شور و غوغا بلند ہوا اور آوازیں پیدا ہوئیں کہ دوہائی ہے دہائی ہے دشمنانِ طلسم
کی اب جان نہیں بچتی معلوم ہوتی ہے پوچھو جمشید سرخ قبا نے کہ یہ کیا معاملہ ہے جلد خبر لو یہ کون مظلوم فریاد کر رہے
ہیں اور کون ظالم انکو مارے ڈالتے ہیں کچھ لوگ جھپٹ کر اسلئے گئے کہ آکر خبر بیان کریں جب تک وہ واپس آئیں یہیں
دیکھا تو چند ساحر اس بارگاہ میں بے تحاشا گھس پڑے اور ایک شعلہ انکے ساتھ لپٹا ہوا وہ بھی بارگاہ
میں گھس آیا اور ایک آدھ ساحر کو سامنے جمشید کے اس شعلے نے پھونک دیا بس یہ دیکھتے ہی جمشید سرخ قبا
نے جلدی سے کچھ اسم سحر پڑھ کر ایک شیشہ برآمد کیا اور وہ شیشہ سامنے رکھدیا دیکھا تو وہ شعلہ
چمک کر اس شیشہ میں داخل ہو گیا اسکے بعد کہا کہ کیا اور شعلے بھی ہیں ان لوگوں نے عرض کی کہ حضور
سات شعلے تھے ابھی چھ اور ہیں غرض جمشید شیشہ لیے ہوئے بارگاہ سے باہر نکلا دیکھا تو ایک قیامت
برپا ہے بہت سے شعلے ہیں کہ ساحروں سے لپٹتے پھرتے ہیں اور ساحر بھاگتے پھرتے ہیں بس جمشید نے وہیں
شیشہ رکھدیا اور کچھ اسم سحر پڑھ کر دستک دینا شروع کیا جب دستک دی شعلہ چمکا اور شیشہ میں
داخل ہو گیا یہانتک کہ چھ دستکوں کے بعد دیکھا تو چھؤں شعلے وہ بھی آکر اسی شیشہ میں بند ہو گئے اب
جمشید نے کچھ اسم سحر دم کر کے کاگ لگا دیا کہ وہ شعلے اسی شیشہ میں بند ہو گئے یہ معلوم ہوا کہ وہ شیشہ
سے سر بمہر ہوا تھا اب ان ساحروں سے پوچھا کہ تم پر کیا گذری بیان کرو جو ساحر ان شعلوں سے
بچ گئے تھے انھوں نے تمام کیفیت سمندر جادو کے مارے جانے اور اجلال کے قتل ہونے
کی اور شعلوں سے گرنے اور تعاقب کرنے کی بیان کی جمشید نے شیشہ اٹھا کر پوچھا کہ اے
شعلہ ہائے سحر تم خود بیان کرو کہ تم کس سحر ہو ان شعلوں نے زبانیں نکال نکال کر بیان کیا کہ ہم
دراصل سحر ہیں اجلال جادو کے لیکن ہمیں خورشید زرین قبا نے اپنے قابو میں کرکے اسطرف
پلٹا دیا ہم نے اجلال جادو کو مارا اور اسکے لشکر کو تباہ کر دیا اگر آپ ہم کو قید نہ کر لیتے تو ہم انہیں سے
ایک کو زندہ نہ چھوڑتے یہ سنکر جمشید سرخ قبا نے ایک ساحر کیطرف دیکھا کہ نام اسکا شعلہ افروز جادو
تھا اور کہا کہ یہ شیشہ لیجاؤ اور لشکر دشمن میں پہنچکر کاگ اسکا کھولدینا اور تم آپ جلد غرق زمین
ہو کر بھاگ آنا کہ شعلہ تم پر نہ حملہ کرسکے بس جسوقت یہ شعلے دشمن کو پائینگے تو پلٹ کر لشکر خورشید پر حملہ
کرینگے اور سب کو اسیطرح منتشر کر دینگے جسطرح فوج اجلال جادو کو تباہ کیا تھا یہ سنکر شعلہ افروز جادو
نے کہا بہت خوب اور وہ شیشہ لیکر جانب لشکر خورشید زرین قبا روانہ ہوا یہاں بعد تباہ ہونے
لشکر اجلال جادو کے اہل اسلام نقارہ فتح بجاتے ہوئے داخل قلعہ ہوئے مگر [illegible] اطمینان
سے بیٹھے لیکن خورشید نے چند ساحر معین کر دیے تھے کہ اگر جمشید سرخ قبا کیطرف سے فوج ساحران
کی مدد کو آئے تو ہمیں مطلع کرنا وہ ساحر طلایہ پھر رہے ہیں بیل پر پرواز پیدا کر کے کوسوں کی خبر دم بھر میں
لے آتے ہیں اب سب کو اطمینان حاصل ہے غافل بیٹھے ہیں کہ ایکبارگی بیچ لشکر میں طبق زمین کا
ٹوٹا اور ایک ساحر سیہ فام ایک شیشہ ہاتھ میں لیے ہوئے زمین سے نکلا اور نعرہ کیا کہ منم
شعلہ افروز جادو فرستادہ جمشید سرخ قبا بادشاہ طلسم نیرنگ قاف یہ کہکر کاگ شیشہ
کا کھولا بس کاگ کا کھلنا تھا کہ شیشے سے چمک کر سات شعلے نکلے شعلہ افروز جادو نے چاہا کہ
پاؤں مار کر غرق زمین ہو جاؤں دیکھا تو زمین آہنی ہو گئی ہے اب سنے غلطک ماری اور پر پرواز پیدا کرکے

اثر نہ پایا تھا شعلہ جو چمک کر گرتا تھا اسکو جلا کر خاک کر دیتا اور اب وہ شعلہ لشکر خورشید پر گرا اور ساحروں کو
پھونک جلانا شروع کیا خورشید زرین قبا کو یہ اندیشہ ضرور تھا کہ عجب نہیں ہے جو جمشید میرے سحر کو پلٹ دے
اسی بنا پر جیسے ہی شعلہ افروز جادو زمین سے نکلا اور اسنے نعرہ کیا خورشید نے فوراً اسم سحر پڑھ کر دو ہتھڑ
مارا کہ زمین سخت ہو گئی اور شعلہ افروز جادو کے بھاگنے کی راہ مسدود ہو گئی لیکن اسکے مرتے ہی یہ نہ معلوم
تھا کہ شعلہ ہائے سحر اپنے ہی لشکر کو پھونکنے لگینگے اب جو خورشید نے یہ حالت دیکھی نہایت پریشان ہوا
ہر چند اسنے بہت سے سحر کیے ابر سحر برسایا دریا سے آب بہایا لیکن کسی سے وہ آگ فرو نہ ہوئی ابر سحر کو مانند
روئی کے پھونک دیا اور پانی سحر کو جلا دیا شیشہ سحر کو توڑ ڈالا اور تنبیہ نہ ہو سکی اب تو خورشید نہایت پریشان
ہوا بس اتنا تو ہوا کہ جب شعلہ چمک کر خورشید پر گرتا خورشید نے غرق زمین ہو کر اپنی جان بچا لی
بعد اسکے جب زمین سے سر نکالا شعلہ پھر اسکی طرف لپکے خورشید بھی پریشان ہے ساحر بھاگتے پھرتے
ہیں ایک قیامت برپا ہے سکندر رستم خود بسبب برکت لوح کے محفوظ ہے سیارہ ثالث شمس ختنی
کے خیمہ میں چھپا ہوا ہے شمس ختنی بھی شعلوں کے خوف سے باہر خیمے کے نہیں نکلتا اندر خیمے کے چھپا بیٹھا ہے
جادوگروں کی یہ حالت ہے کہ جدھر جاتے ہیں [illegible] ایک قیامت برپا ہے جس پر شعلہ گرا اسکو
جلا کر خاک کر دیا ساحروں کے مرنے سے آندھیاں چل رہی ہیں خاک اڑ رہی ہے آتش باری برف باری
ہو رہی ہے زمین اور زلزلہ ہے پر شور کر رہے ہیں کہ [illegible] مرا نام [illegible] فلاں بود فلاں بود مجھو بنانے نہیں آتی ہے اسی
حالت اضطراب میں شاہزادہ سکندر رستم خود نے لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم کیا
غور دیکھ رہا ہے اور جانیں بندگان خدا کی تلف کرا رہا ہے کیوں نہیں الفاظ ردعنا پڑھ کر جام پانی سے لبریز
کرتا کہ یہ سحر دفع ہو بس شاہزادہ نے جلدی سے پانی جام میں بھرا اور پاک نام اللہ کا پڑھا اڑا دیے
خاک ہوا اور آب جلا سے ہوا لیا اور پانی بجھانے آگ کو [illegible] شعلوں کو جام میں بس یہ کہنا تھا کہ دیکھا
ساتوں شعلے یکے بعد دیگرے چمک کر جام میں گرے اور فرو ہو کر رہ گئے [illegible] خورشید زرین قبا دی
زمین [illegible] باہر آیا اور شمس ختنی بھی اپنے خیمہ سے نکلے سیارہ ثالث بھی اپنے ہمراہ نکلا غرضکہ سحر تحفہ
آکر شاہزادہ سکندر رستم کی خدمت میں حاضر ہوا اور قدمبوسی حاصل کی شمس ختنی نے عرض کی کہ
سوا اسکے [illegible] اس سحر کے دفع کرنے کی نہ تھی الغرض اب اس مقام پر شاہزادہ نے قیام کیا شمس ختنی
نے منع کیا تھا کہ اب دو چار روز آپ استراحت فرمائیے ورنہ زیادہ زحمت میں علیل ہو جانے کا
اندیشہ ہے اب مرحلہ در پیش ہے اور ہم سوختہ کا [illegible] بڑی بڑی زحمتوں کا سامنا ہوگا جنکا برداشت
کرنا محال ہوگا شاہزادہ نے شمس ختنی کی ہدایت کے موافق [illegible] بعد خاصہ نوش فرمانے کے
حسب عادت گھوڑے پر سوار ہو کر [illegible] سیر کو آتے تھے کہ [illegible] میں ذوق آئے ایک روز
ایک صحرا کی طرف [illegible] گئے وہاں آواز چنگ [illegible] شاہزادہ اسی آواز پر چلا کہ یہ کون ہے جو اس
وادی میں آب و گیاہ میں چنگ نوازی [illegible] آگے بڑھتے جاتے تھے آواز چنگ کی [illegible] جب
ہوتے جاتے تھے جب قریب پہونچے تو دیکھا ایک زن جمیلہ جوگنوں کا سا بھیس بنائے ہوئے
چنگ نوازی کر رہی ہے انکو خیال ہوا کہ شاید [illegible] زمین ہے جسمیں سے چنگ الگ دیا تھا لیکن
جب قریب پہونچے تو معلوم ہوا کہ انکا غلط نکلا دیکھا ایک اور عورت ہے لیکن اسکی چنگ نوازی [illegible]

سے بھری ہوئی معلوم ہوتی ہے اس لیے کہ آواز چنگ پر دل پھٹا جاتا ہے آنکھوں میں آنسو بھر آتے ہیں اور
وہ عورت بھی روتی جاتی ہے اور چنگ بجاتی جاتی ہے شاہزادہ لوٹ پوٹ ہو گیا تب چنگ ہاتھ سے رکھ دیا اور
پکاری کہ اے قیصر یار عالیوقار بڑی بارت جواب بھی آپ تشریف لائے سچ کہا ہے شعر کون لیتا ہے خبر
بے سروسامانوں کی + پوچھتے ہوتے نہیں خاک بیابانوں کی + انتظار کرتے کرتے آنکھیں تھک گئیں
شاہزادہ کو تعجب ہوا کہ یہ تو اسطرح کی باتیں کرتی ہے جیسی برسوں کی شناسا حالانکہ میں اسکی صورت
سے بھی آگاہ نہیں فرمایا اے عورت میں تو تجھے نہیں پہچانتا تو نے مجھے کیونکر پہچانا یا کسی دوسرے شخص کا
دھوکا ہوا ہے اسنے عرض کی کہ ہاں سچ ہے آپ مجھے نہیں پہچانتے مگر جسوقت میں پتا بتاؤنگی تو آپ
جان جائینگے فرمایا بیان کر اسنے عرض کی کہ نام لونڈی کا محبوبہ چنگ نواز ہے میں زوجہ ہوں آپ کے
غلام اتیت یعنی نعمان کی جو آپ کی محبت کے جرم میں قتل کیا جاتا ہے جسکو اسرار جنی نے تختہ
دار پر سے اٹھوا منگایا فرمایا تو اس صحرا تک کیونکر پہونچی اور تو نے اپنی یہ حالت کیوں بنائی اسنے عرض
کی کہ جسوقت میں اپنے شوہر سے جدا ہوئی تو ہر دم زار زار رویا کرتی تھی ایک روز میں نے چاہا کہ چنگ کی آواز
سے دل کو بہلاؤں غم غلط کروں لیکن وہ غم غلط ہونے کے بدلے اور تیز ہو گیا بقول شخصے کہ +
ای روشنی طبع تو برمن بلا شدی + میں چنگ بجا کر گا رہی تھی اور اسطرف سے سواری ملک اورنگ سیہ قبا
کی گذری اور نظر بادشاہ کی مجھ پر پڑی وہ مجکو اٹھوا کر اپنے ہمراہ لے گیا جسوقت میں بہت روئی پیٹی
اور میں نے یہ ظاہر کیا کہ میں زن شوہر دار ہوں اور شوہر کا اپنے پتہ دیا تو بادشاہ نے میری تشفی کی اور
فرمایا کہ میں کسی بد ارادہ سے تجکو نہیں لایا ہوں تیرا عاشق نہیں تیری چنگ نوازی کا عاشق ہوں تو
میری دختر کے ہمراہ اسی کے باغ میں رہا کر اور جسوقت میں طلب کروں آکر چنگ سنا دیا کر اور تجھ سے
مجھے کوئی مطلب و غرض نہیں ہے میں غنیمت سمجھی کہ عزت تو بچی اور ملکہ سلطانہ عنبرین مو کے ہمراہ
اسکے باغ میں رہنے لگی بس یہ سنتے ہی معلوم ہوا کہ قلب پر نشتر پڑا اور دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا بے اختیار
شاہزادہ کی آنکھ سے آنسو جاری ہوئے تصویر گشتہ حسرت نگاہوں کے نیچے پھر گئی اور احسان
اسکا یاد آگیا بے اختیار چیخیں مار مار کر رونے لگے ادھر محبوبہ چنگ نواز رونے لگی بڑی دیر تک یہی
حالت گریہ وزاری قائم رہی جسوقت جوش رقت کم ہوا تو شاہزادہ نے فرمایا کہ اچھا آگے بیان کر
محبوبہ چنگ نواز نے آنسو پوچھے اور بیان کرنے لگی کہ ملکہ سلطانہ مجھ سے بہت خوش تھیں اور اکثر
چنگ بجوا کر مجھ سے سنا کرتی تھیں اور کہا کرتی تھیں کہ نہ گھبرا میں تجکو تیرے شوہر سے ملا دونگی کہ اسی
اثنا میں وہ آپ پر عاشق ہوئیں اور جام و لوح بحیلہ غلام اپنے باپ سے لاکر آپ کو بھیجا اسکے یہ راز
چھپنے کے قابل نہ تھا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ باپ کو فوراً معلوم ہو گیا اور وہ غصے میں جلا میں اسوقت
باغ میں موجود نہ تھی ورنہ جو حالت ملکہ کی ہوئی اس سے بدتر میرا حال ہوتا اگر بادشاہ مجکو نہ بھی قتل
کرتا تو میں اپنی جان آپ سے دیتی لیکن سلطانہ عنبرین مو کو حتی الامکان بچاتی الحاصل
اورنگ سیہ قبا نے اپنی دختر پری جمال حور تمثال کو قتل کیا اور اپنی بھی جان دیدی اسی زمانہ
سے ایک دیو جادوگر مجھ پر عاشق تھا لیکن اورنگ سیہ قبا کے خوف سے دست اندازی
نہ کر سکتا تھا جسوقت بادشاہ ہلاک ہوا اسکی بن پڑی مجکو اٹھا کر اس صحرا میں لایا پہلے چنگ

جواکر سنا آپکے یہ جواب دیکھ نہ ہو ہرچند میں نے کہا کہ یا تو میں زن شوہر دار ہون اُسنے ایک نہ مانی اور کہا کہ
جس سے تعلق ہو کیا وہی شوہر ہے میں چونکہ نیت میری پاک تھی خداوند کریم نے میری مدد کی کہ اسکی زوجہ
آگئی جس سے وہ بہت ڈرتا تھا مجھسے بہن بہن کرکے باتین کرنے لگا اب وہ اُسوقت تو چلا گیا لیکن بعد
کو اکثر اسطرف آیا اور مجھے پریشان کیا ایک روز مین نے عاجز آکر قصد کیا کہ اپنے کو ہلاک کردون اور جان یار
کی نیاز کرون اسی فکر میں اسی فرش خاک پر سو گئی تھی کہ خواب مین ایک مرد بزرگ کو دیکھا کہ وہ فرماتے
ہین اے عورت پریشان نہ ہو اور خودکشی کے ارادہ سے باز آ دنیا و عقبیٰ دونون کو نہ بگاڑ بہت جلد وہ شخص
سوار آیا چاہتا ہے جو کہ فنا اس طلسم کا اسی کے ہاتھ سے ہے تیرا مقصد بھی پورا ہوگا وہ اس دیو سے تجھکو نجات
دیگا اور تجھکو تیرے شوہر سے ملادیگا جسوقت یہ خواب دیکھ کر مین اُٹھی تو مجھکو تسکین ہوئی اور رات دن
آپ کے انتظار میں تھی۔ آج اسوقت زیارت سے مشرف ہوئی یہ کیفیت سنکر شاہزادہ سکندر رستم خو
نے فرمایا کہ اے عورت مجھے بتا کہ وہ دیو کہان ہے تاکہ اسکو سزا دون محبوبہ نے عرض کیا کہ اے شہریار
مجھے مسکن اسکا نہین معلوم ہاں وہ میرے وقت روز یہان آتا ہے قریب ہے کہ وہ آتا ہو شاہزادہ نے
فرمایا کہ خیر دیکھا جائے گا اب اسکو قتل کرون تو تجھے اپنے ہمراہ لے چلون سلطانہ عنبر موے مہرے
وزیر زادی بھی میرے لشکر مین موجود ہے تیرا دل بھی بہلا رہے گا محبوبہ چنگ نواز نے عرض کی کہ اب
اُسکے انتظار کی کیا ضرورت ہے اگر آپ سدراہ ہو تو چلیے ورنہ کیا ضرورت ہے شاہزادہ نے فرمایا کہ مین ایسے
ظالمون اور خدا ناشناسون کا دشمن ہون بغیر اُس دیو کو مارے اب یہان سے نہ جاؤنگا محبوبہ خاموش
ہو رہی شاہزادہ انتظار مین اُس دیو کے درخت کے نیچے زین پوش بچھا کر بیٹھ رہا ایک گھنٹہ گذرا ہوگا
کہ ایک مرتبہ سناٹا پیدا ہوا ہوا چلی اور آسمان پر سے لکہ ابر زمین کیطرف اترتا ہوا نظر آیا آن واحد مین
وہ لکہ ابر زمین پر اترا دیکھا شاہزادہ نے کہ ایک دیو بہت بڑے قد کا چہرہ اُسکا بندر سے مشابہ اور
دم مانند لنگور کے سر پر دو شاخین رنگ سیاہ دانت بڑے بڑے نہایت مکروہ صورت پہلے
تو محبوبہ چنگ نواز کو دیکھ کر بہت خوش ہوا لیکن جب نظر اُسکی سکندر رستم خو پر پڑی پکارا او اجل
رسیدہ تو کون ہے جو میری محبوبہ کے قریب بیٹھا ہے کیا اسکو بھگا لے آیا ہے جلد بیان کر سکندر نے
فرمایا کہ مین ملک الموت ہون تیری جان کا بھوکا کیسا مین اس عورت کو ہمراہ لیجاؤنگا اور
اسکے شوہر سے ملادونگا بس یہ سننا تھا کہ اُس دیو نے نام شمشاد کا وار کیا شاہزادہ نے سپر بلالک
وار اسکا خالی دیا اور جھپٹ کر وار تیغ آبدار کا کیا دیو تلوار کی چمک سے خائف ہو کر پیچھے ہٹا تھا کہ بچکر
نکل جاؤن لیکن پھیلا تلوار کا ران سے گذر گیا دیو زخمی ہو کر بھاگا شاہزادہ نے اسکا تعاقب کیا
اب آگے آگے تو دیو بھاگا چلا جاتا ہے اور پیچھے پیچھے اُسکے شاہزادہ سکندر رستم خو ہے جب
دیو نے دیکھا کہ یہ آدمزاد اسیطرح پیچھا نہین چھوڑتا جلدی سے پلٹ کر جھولی سے ایک رسی کا
ٹکڑا نکالکر پھینکا کہ اُسمین سیکے سینہ ور نے دیے ہوئے تھے رسی کا ٹکڑا زمین پر گرتے ہی بصورت
مار سیاہ پیچ و تاب کھاتا ہوا شاہزادہ کیطرف چلا اب تو شاہزادہ کو حیرت ہوئی کہ معلوم
ہوتا ہے یہ جادوگر بھی ہے جیسے سانپ پھنکار مارتا ہوا قریب شاہزادہ کے پہونچا آپ نے عکس لوح کا
ڈالا دیکھا تو سانپ مضمحل ہو کر رہ گیا اب جو غور سے دیکھا تو رسی کا ٹکڑا ہے دیو نے دیکھا کہ سحر

کیا باطل ہوا اب اس سے مقابلہ کرنا اپنے ہاتھ سے موت بلانا ہے پھر یہ دیو بھاگا اور شاہزادہ اس کے
تعاقب میں روانہ ہوا جاتے جاتے قریب ایک کوہ کے یہ دیو پہونچا اور درہ کوہ میں گھس گیا کوہ بھی
مسکن اسکا تھا جیسے ہی اسکی بی بی نے صورت دیکھی کہا او موئے کہاں گیا تھا تو یہ حال تیرا ہوا ایسا
کیسا تو نے کیا کہ اس جوگن کے پاس گیا تو نے نہ مانا آخر کار یہ انجام ہوا اسکے بی دسی حماقتی نے
تیرا یہ حال کیا ہو گا دیو نے کہا کہ اب جو ہوا سو ہوا میری جان بچانے کی تدبیر کر ملک الموت دروازے
پر کھڑا ہے یہ سنکر وہ دیونی گئی اور درہ سے باہر آئی دیکھا کہ ایک آدمزاد نہایت حسین خون آلودہ تلوار
ہاتھ میں لیے ہوئے کھڑا ہے اور ایک تختی گلے میں اسکے لٹک رہی ہے یہ دیکھتے ہی وہ دیونی پکاری کہ ای
آدمزاد بے بنیاد ہر چند کہ میں اس ارادہ سے آئی کہ تو دشمن ہے میرے شوہر کا تجھے قتل کروں لیکن تیرا
حسن و جمال دیکھ کر یہ چاہتی ہوں کہ تجھے شوہر بناؤں اور شوہر کو قتل کروں شاہزادہ نے فرمایا تیرا شوہر تجھکو
مبارک ہے مجھے تیرا شوہر بننے کی خواہش نہیں ہے تو اسے اتنا سمجھا دینا کہ اب اس جوگن سے تعرض نہ کرے
اور اسکو یا اسکے شوہر کو آزار پہونچانے کا قصد نہ کرے ورنہ سزا اپنے کیے کی معقول پاوے گا اور ہاتھ سے
میرے مارا جاوے گا دیونی نے کہا ہر چند میں نے اسکو سمجھایا مگر اسنے نہ مانا اب اسکی سزا یہی ہے کہ
قتل کیا جاوے یہ کہکر اندر درہ کوہ کے چلی گئی پھر تو یہ رشک کہ ہم مرتے تھے اسپر یہ مری عورت پر
جان دیتا تھا اب اسکی سزا یہی ہے کہ تو بھی کسی اور مرد سے دل لگا اسکی محبت سے ہاتھ اٹھا بلکہ اسکو
سزا اپنے معقول دے ابھی یہ آدمزاد ویسا راضی نہیں ہوتا ہے جب میں اس دیو موذی کا سر کاٹ کر قتل
کروا لوں گی تو یہ جوان راضی ہو گا یہ خیال کر کے قریب اپنے شوہر کے آئی اور ایک گرز فولادی جھولی
سے نکال کر اسکے سر پر ایسا مارا کہ سر اسکا دھڑ سے جدا ہوا اسکی یہ سزا ہے وہ تو اسکو دشمن اپنا نہ سمجھتا تھا یہی سبب
تھا کہ غفلت سے وہ اپنی جان کھو بیٹھا اسطرح بیویاں بھی اکثر بیکار کی تدبیر سے ہی کوئی معقول بات ہوئی ورنہ یہ
بھی ہو کر رہتی تھا اب جو لوا سینے پر اسکے پڑا ہے تو سینے کو توڑ کر باہر نکل گیا دیو نے ایک تڑپ کھینچی اور زمین
پر چھٹپٹانے لگا جب تک کہ دم اسکا یہ شکل نکلا اور روح اسکی راہی دار البوار ہوئی اسکی دیو کو مار کر
اب پھر دیونی درہ سے نکلی تو اسطرح کہ سر دیو کا کٹا ہوا ہاتھ میں اور کہا دیکھ تیری محبت میں میں نے
اپنے شوہر کا قتل گوارا کیا بس اب مجھ سے انکار نہ کرنا اس لیے کہ مجھے بہت رنج ہو گا اور اگر میں
تجھ سے ناراض ہو گئی تو خوب سمجھ لے کہ میں بڑی ظالم عورت ہوں پھر تیرا خیال نہیں کرونگی دیکھ
تو نے کہ وہ شوہر جسکا تمام عمر کا ساتھ تھا اسے میں نے اس بیدردی سے قتل کیا
تو مجھے رنج دے گا تو کیا پاوے گا اسیطرح تو بھی مارا جاوے گا یہ سنکر شاہزادہ نے فرمایا او لعینہ
جھک ماری ہے دور ہو میرے سامنے سے میں نے کب کہا تھا اگر تو اپنے شوہر کو قتل کر ڈال تجھ جیسی عورت
سے کسی مرد کو امید وفا رکھنا چاہیے اسیلئے کہ جسنے گھڑی بھر کی صورت شناسی کے بعد اپنی زندگی بھر
کے ساتھ دینے والے کو قتل کر ڈالا وہ دوسرے سے کیونکر پیش آویگی اب سزا تیری یہ ہے کہ تجھے
بھی قتل کیا جاوے تو ایسی عورت کا دنیا میں زندہ رہنا اچھا نہیں ہے کہ باعث آزار مردمان ہے یہ
سنکر وہ دیونی بولی کہ لو اور سنو بھلا ہم بادشاہ لازم داد دے احسان فراموش کیا اچھا صلہ
محبت کا تو نے دیا ہے اور کیسی خوب قدر کی ہے اور طرہ اسپر یہ کہ مجھے ڈراتا ہے شاید تو واقف نہیں ہے

طلسم میں یوں گرم جولان کرتے ہیں مورخ جو بیدار مغز ہیں باخبر وہ دیتے ہیں اس داستان کی خبر
کہ شاہزادہ رفیع البخت عالیشان صاحبقران بن صاحبقران نے حکم دیا اپنے عیار لاجور ترکی گو
کو جو کہ ثانی عمرو تھا کہ جاکر ہماری طرف سے سپہ سالار کو طلب کرو اور حکم دو کہ کل بعد نماز صبح کے مع
کوچ و خیمہ و خرگاہ وغیرہ ہم اپنے نانا کے خون کا عوض لینے کے لئے طلسم نورآگین کی طرف ضرور بالضرور
روانہ ہونگے اس حکم کو مطلع جانو یہ فرما کر صاحبقران محل میں تشریف لے گئے یہاں لشکر میں
اسی وقت سے طیاری ہونے لگی اہل لشکر آپس میں یہ کہتے تھے کہ ہوشیار ہو جاؤ صبح کو
یہاں سے کوچ ہے خلاصہ یہ کہ شب بھر یہی چرچا رہا جب مسافر شب اپنا اسباب سفر باندھ کر عدم
آباد منزل کی طرف روانہ ہوا اور شاہ خاور افق مشرق سے برآمد ہوا صاحبقران بعد ادائے نماز
صبح اور ورود و وظائف کے محل سے برآمد ہوئے دیکھا کہ عجب فرحت افزا عالم ہے وہ صبح کا سہانا
وقت وہ نور سحری کا پھیلنا نسیم صبحدم مسیح نفس کا چلنا گلوں کا شگفتہ ہونا طائرین کا اپنے
اپنے آشیانوں سے نکلکر شاخہائے درخت پر بیٹھکر حمد الٰہی میں زمزمہ سنجی کرنا اور برگہائے اشجار
پر آفتاب کی شعاعوں کا پڑنا اور اسکے سبب سے انکا چمکنا یہ ثابت ہوتا تھا کہ لوح زمرد پر چمک
رہی ہے وہ کوسوں تک سبزہ کا لہلہانا اسپر قطرہ ہائے شبنم کا مثل گوہر آبدار کے غلطاں نظر آنا عجب
سماں دکھاتا تھا وہ ہر طرف گلہائے خودرو کا کھلکر مہکنا کہیں پر لالہ کا چمن کہیں کوڑیالا کھلا ہوا کہیں
نسرین و نسترن کہیں یاسمین کہیں گلاب کا تختہ کہیں بیلا و موگرا کہیں موتیا کہیں کیوڑہ کھلا ہوا کسی
مقام پر شبو کا تختہ یہ سماں دکھاتا تھا کہ گویا چاندنی کا کھیت ہے کسی سمت بلبلیں زمزمہ سرائی
کر رہی تھیں پہلوئے گل میں کسی طرف فاختہ سرو پر بیٹھی ہوئی صدائے کوکو کر رہی تھیں کسی طرف
قمریاں شمشاد پر یاہو کا دم بھر رہی تھیں طاؤسان صحرا ایک طرف رقص میں مصروف تھے کسی
سمت تدروان کوہسار قہقہہ مار رہے تھے صبح کا جو ہنگام تھا ہر ایک اپنے اپنے عالم میں سرشار
تھا وہ آفتاب کا چرخ اخضری پر نکلنا یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا گل سرخ چمن میں کھلا ہوا ہے جب
کوئی چشمہ یا چہبچہ ملتا تھا اسمیں جو آفتاب نظر آتا تھا اور عکس اسکا پڑتا تھا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ تمام
پانی طلائی ہے صاحبقران کے جسم پر ہوائی جناقب کھولدے بس وہ آفتاب آسمان صاحبقرانی و
گل گلشن رستم ثانی صاحبقران بن صاحبقران یعنی شاہزادہ رفیع البخت عالیشان
مرکب پر سوار آراستے ہوئے جاتے ہیں عقب میں لشکر ظفر پیکر بہت چست و چالاک
چلا آتا ہے ہر چند کہ پیشتر خیمہ شب ہی سے طرف شہر نورآگین کے روانہ ہو چکا تھا صاحبقران
کو اسکے سوا اور کوئی خیال نہیں ہے کہ کہیں جلدی سے قریب طلسم نورآگین کے پہونچیں اور
اپنے نانا کے خون کا بدلہ لیں اور طلسم کو فتح کریں اسی دھن میں غرق چلے جاتے ہیں حسب
اتفاق اثنائے راہ میں ایک چشمہ پانی کا ملا جسکو دیکھکر دل لہرایا کیونکہ اپنے مقام سے تخمیناً
بیس بائیس کوس آگے نکل آئے ہیں اور قریب دوپہر کے وقت بھی آیا ہے دھوپ کی شدت
زیادہ ہوتی جاتی ہے حدت آفتاب کی بڑھتی جاتی ہے پسینہ ہر بن مو سے نکلتا ہے اور پیاس کے
سبب سے زبان تلک کانٹے پڑے جاتے تھے مرکب بھی ہانپنے لگا تمازت آفتاب سے

تھیار جلنے لگے تو اسے گرم سے کچھ حصہ تپنے لگے زمین تپنے لگی جب جھونکا ہوا کا جسم پر لگا یہ معلوم ہوا
کہ بالکل جلا دیا موسم گرما میں شدت پر تھا انتہا درجہ کی گرمی تھی متصل چشمہ آب صاحبقران ایک
جائے مناسب پر مرکب سے اترے زیر درخت سایہ دار زین پوش بچھا کر بیٹھے ہی تھے کہ تھوڑے
عرصہ میں لشکر صاحبقرانی جو کہ عقب میں چلا آتا تھا آ پہونچا شہزادہ نے حکم دیا کہ خیمے میں
برپا ہوں اور لشکر اسی مقام پر اترے دو ایک روز یہاں قیام کرینگے اور شکار کھیلینگے کہ یہ مقام بہت
سرسبز ہے اور چشمہ آب بھی قریب ہے چنانچہ حسب الحکم کل سامان راحت مہیا ہو گیا خیمہ برپا ہو گئے
گھوڑے کھلنے لگے بازار آراستہ ہو گئے جملہ سامان عیش مہیا ہو گیا شام ہوئی طعام ہائے لذیذ
طیار ہوئے غرضکہ صاحبقران نے خاصہ نوش فرمایا اور اسی مقام پر شب براحت تمام بسر کی جب
صبح ہوئی بعد فراغت نماز صبح و وظائف کے حکم دیا کہ مرکب آراستہ ہو ہم اسوقت شکار کو جائینگے
تھوڑی دیر میں مرکب طیار ہو کر آیا صاحبقران سوار ہوئے اور اپنے ہمراہ لاہور تیز گام عیار کو
لے کر برائے تلاش صید ہرن و نیل گائے وغیرہ وغیرہ سے چلے الغرض صاحبقران جستجوئے شکار
میں جاتے تھے اور لاہور تیز گام عیار ہمراہ رکاب تھا حسب اتفاق دیکھا کہ ایک ہرن پشت
پر سے مقابل میں آیا صاحبقران نے اسکے پیچھے گھوڑا ڈالا چونکہ صحرائے سبزہ زار تھا ایک اور غول
ہرنوں کا پہلو سے دکھائی دیا جب وہ غول زد پر آیا صاحبقران نے تیر سہ پہرہ کمان میں جوڑ کر مارا آٹھ
دس ہرن غول میں تھے انمیں سے دو زخمی ہوئے اور باقی بھاگے صاحبقران نے ان دونوں کو
تکبیر پہونچایا اور اسی مقام پر چھوڑ دیا اور بہ تعجیل تمام مرکب پر سوار ہو کے بھاگے ہوئے ہرنوں کا
تعاقب کیا اور مرکب کو اسقدر تیز دوڑایا کہ ہرنہائے مغرورہ کے قریب پہونچکر ایک ہرن اور صید
کیا اور مرکب سے اتر کر اسکو بھی بہ تکبیر پہونچایا اور پھر سوار ہو کر نہایت تیزی کے ساتھ مرکب کو
دوڑایا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مرکب کمین گاہ میں پہونچ گیا یعنی مرکب نے جو صحرائے سبزہ زار دیکھا اور کئی
مرتبہ تیزی کے ساتھ دوڑایا گیا چونکہ اصیل تھا ہوا ہو گیا اس صحرائے سبزہ زار سے لیکر بھاگا تو
دوسرے صحرائے لق و دق میں پہونچا جو کہ قریب شہر صفدریہ کے تھا غرضکہ جاتے جاتے قلعہ
صفدریہ پر جا پہونچا شہزادہ رفیع البخت یعنے صاحبقران ثالث نے ملاحظہ فرمایا کہ
قلعہ صفدریہ نہایت وسیع اور بلند و مستحکم بنا ہوا ہے لیکن نہایت ویران معلوم ہوتا ہے بیساختہ
یہ چند اشعار عبرت آمیز حسب حال زبان پر لائے

اشعار

اے مکینان تہ سقف سپہر غدار
ہو خرابہ میں اگر قصر فریدوں سکندار
رات دن جھلیں یہ گرتی تھیں سر دار میں
ارغنوں وار صدا کو بجتی تھی صوت ہزار
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ
آجکل وہ لب جو چند سے ہیں آئینہ دار
تھیں وہ منزل میں اڑتے ہیں ہو لے برجستہ

تا بلے حسرت فرزند و دولت و شہر و دیار
اس مکانمیں کبھی دربار یا آئین تھا
عیش و عشرت کا یہاں گرم تھا ہر سو بازار
باریاں تھا نہ خزاں کو تو کسی دم تھی بہار
واہ ری تیری تنگ ظرفی یا بیں فر و وقار
تھے نہ سقف میں ہیں جا بجا
سنگ و خشت در قصر کا ہر نقش و نگار

آئیے فی عبرو یا اولی الابصار جو ہو
جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار
شاخ گل فرحت جو جگہ نشین تھی مدام
بھی گل منحدی کا عالم بھی لالہ کی بہار
چمن پیراستہ تھا ہر ہر گلبن کا عکس
ہیں خیابانیں بر زاغ و زغن کے انبار
نعمرکو جا ذی دہ باخشند نکو ابھکے دیکھو

نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ہو غمخوار	سینہ لبریز تمنا و بلب مہر سکوت	قلعہ بھرو توڑن تاشہ ہو بہرے اک کا نظارا

شاہزادہ یہ اشعار عبرت آمیز پڑھتا ہوا اپنے لاہور تیز گام سے ہمراہ جوک تالی عمرو ثانی آگے بڑھا اور
قلعہ میں داخل ہوا حسرت نگاہی سے سواے مردہ کے زندہ نظر نہیں آیا کہ کسی سے حال دریافت کیا
جائے قلعہ کو جو دیکھا تو خوب سامان جنگ قرینہ سے ہر مقام پر موجود پایا اور قلعہ پر اور زیر فصیل قلعہ
ہزاروں لاشیں آلودہ بخاک وخون پڑی ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر خوب تلوار چلی تھی بس شاہزادہ
آیہ فاتحہ پڑھتا ہوا بیرون قلعہ یا پل پر سے اس پار جو آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ صحرا میں کوسوں تک سواے
لاشوں کے اور کچھ نظر نہیں آتا ہے ایک سمت چند خیمے جلے ہوے تلواروں سے ٹکڑے کیے ہوے پڑے ہیں
یہ معرکہ دیکھ کر شاہزادہ نہایت متحیر ہوا عیار سے کہا کہ واقعی بہت بڑا معرکہ پڑا اہل قلعہ خوب لڑے
مگر حریف انکا بہت زبردست تھا اب کوئی کس سے حال یہاں کا دریافت کیا جائے کیونکر یہ معلوم
حاصل ہو سواے لاشوں کے کوئی نظر نہیں آتا عیار نے عرض کیا کہ قربانت شوم میں خود متعجب و متحیر
ہوں کہ یہ معاملہ کیا ہے یہ کہکر آگے بڑھا تھا کہ شاہزادہ کے کان میں رونے کی صدا آئی اس آواز کیطرف
بڑھا دیکھا کہ ایک زن پیرزال خمیدہ پشت مانند ہلال مگر چہرہ اسکا مثل ماہ کامل بال سر کے سفید
چہرہ سے آثار بزرگی ہویدا ناصیہ سے شرافت و نجابت پیدا لباس سیاہ پہنے ہوے انہیں لاشوں کے
درمیان بیٹھی ہوئی ایک ایک لاش پر رو رہی ہے مگر روتی جاتی ہے اور حیران ہو ہو کر ادھر ادھر دیکھتی جاتی ہے
اور کبھی آسمان کیطرف نظر کرتی ہے اور اس درد ناک طرز سے آہ کرتی ہے کہ آسمان ہل جاتا ہے یہ حالت جو
شاہزادہ نے ملاحظہ فرمائی تو عیار سے کہا کہ چلو اس واقعہ کو اس پیرزال سے دریافت کریں معلوم ہوتا
ہے کہ ان مقتولوں کی یہ پیرزال عزیز ہے اس سے معلوم ہو جائے گا عیار نے کہا بسم اللہ تشریف لے چلیے
بس شاہزادہ مرکب پر سے اتر پڑا عیار نے مرکب کی باگ سنبھالی شاہزادہ اس پیرزال کیجانب
چلا جب بالکل قریب پہونچا تو یہ سنا کہ پیرزال کہتی ہے اے فلک تفرقہ پرداز یہ کیا حرکت تھی کہ مجھکو
پیرانہ سالی میں یوں برباد کیا میرا اپنے عزیزوں کے ہمراہ رہنا و براحت بسر کرنا مجھکو بہت ناگوار ہوا
ایک ظالم غدار کے ہاتھ سے اس قلعہ کو تباہ و برباد کیا اور میرے عزیزوں کو غارت کرایا اور جو کہ زندہ باقی
ہے میرے فرزندان وہ قیدی تمھارے ہیں ہائے ستم غدار اب تو رحم کر میرے حال پر اور ایسی گردش کر کہ وہ شہریار
تشریف لائے جو کہ اس ظالم کو اسکے سزا دے اور ان اسیران بلا کو قید سے رہا کرے اے خداوند تعالے
مجھکو اس شہریار کا انتظار کرتے ہوے بہت عرصہ ہوا اگر میرا خواب رویاے صادقہ ہے تو
اسکا ظہور پردہ غیب سے کب ہوگا اور وہ پیرزال فلک کیجانب ہاتھ اٹھا کر بطور دعا کے یہ الفاظ
بھی کہ رہی تھی کہ اے کریم کارساز میرے حال پر رحم فرما یا ملک الموت کو حکم کر کہ وہ آکر میری روح
قبض کر لیتا ہے یہ سختی مجھ سے اٹھ نہیں سکتی یا اپنے بندہ خاص کو حکم دے کہ وہ آکر اس ظالم ظلم کو
سزا دے [illegible] سنا ہے کہ میرے وارث اور فرزند کو اس ظالم نے برائے قتل طلب کیا ہے کیا کروں ابھی
تک وہ شہریار نہیں آیا جسکا وعدہ بزرگان دین نے مجھ سے خواب میں کیا ہے کہ گھبرا نہیں
یک شاہزادہ آکر تیرے شوہر کو اور فرزند کو اس بلا سے نجات دے گا مختصر یہ کہ جو کچھ
آہ وزاری پیرزال کرتی تھی وہ سب شاہزادہ سنتا تھا القصہ شاہزادہ کو اسکی حالت دیکھکر

ترس آیا اُسکے رونے پر دل بھر آیا مگر ضبط کرکے قریب جاکر پوچھا اے دردوغم کی مبتلا اے گرفتار رنج و بلا ذرا
سر اٹھاکر میری طرف دیکھ اور مجھ سے اپنی مصیبت کا حال بیان کر کہ کس بلا مین مبتلا ہی اور کس ظالم نے
تجھ پر یہ ظلم و ستم کیا ہی کیونکر تیرے عزیز مارے گئے اور کیون تیرے وارث قید ہوئے اور کسکا تو انتظار
کررہی ہی کس بندۂ خاص کی منتظر ہی جو آکر اس بلا سے نجات تجھکو دیگا تیرے درد و مصیبت کی باتون نے
میرے دل کو بےچین کردیا ہی یہ تو مجھ پر بخوبی ثابت ہو لیا کہ تو خداپرست ہی اے ضعیفہ تو اپنا حال مفصل
مجھ سے بیان کر مین اُس خداے برحق کا ایک ادنی بندہ ہون اور اس رب جلیل کا ایک عبد ذلیل ہون
شاید کچھ مجھ سے تیری امداد ہوسکے یہ صدا اس ضعیفہ نے سنکے سر اٹھایا اور دیکھا کہ ایک خورشید تابان
میرے سر پر طالع ہی سمجھی کہ بخت خوابیدہ میرا جاگا قسمت نے یاوری کی خداوند تعالے نے میری
فریاد سُن لی اپنے بندۂ خاص کو میری امداد کے لیے بھیجدیا ضعیفہ نے جواب دیا کہ اے جوان تو اس بلا
مین اپنے کو نہ مبتلا کر اے شخص جدھر سے تو آیا ہی اُدھر چلا جا کیون جان معرض ہلاکت مین ڈالتا ہی اور
کیون اپنی راہ کھوٹی کرتا ہی میری مصیبت کو سنکے اپنے تئین رنج و غم مین مبتلا کیے گا میرے اوپر تو وہ
مصیبت پڑی ہی کہ اگر پہاڑ پر پڑے تو وہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوجاے شہزادہ نے ارشاد فرمایا
کہ اے ضعیفہ مین اسی کام کے لیے صحرا صحرا جنگل جنگل پھرتا ہون کہ مظلومون کی دادرسی کرون اور ظالمون
سے اُنکا انتقام لون ہر زمان شاہزادہ کے اشفاق و اصرار پر یہ اشعار حسب حال اپنے پڑھنے لگی اشعار

کل چمن مین ہر طرف تھا آشیان عندلیب
کچھ پتا گل کا بتا اور دے نشان عندلیب
آج جو دیکھا نہ پایا کچھ نشان عندلیب
سنتے ہی گلچین نے ڈھونڈھا لامکان گر گیا
باغبان ہی رنج و غم سے رو رو کے یہ کہا
ڈالیان سوکھی زردی اور استخوان عندلیب

اے شہریار مین اس آفت مین مبتلا ہون کہ جس سے نجات پانا غیر ممکن ہی بقول میر درد رباعی

اے درد یہ درد کبھی سے کھونا معلوم
جون لالہ جگر سے داغ دھونا معلوم
گر آج جہان ہزار جیسے کیجیے لیکن
اپنے دل کا شگفتہ ہونا معلوم

بس اسیقدر حالت بیان کرنا کافی ہی خیال کرتی ہون کہ کچھ کھاکے
سو رہون تاکہ پردہ دری کے ہونے سے بچون شعر کھاکے کچھ سو رہون یہی بہتر ہی + خیریت ہی
تو بس اسی مین ہی + جب شاہزادہ نے ضعیفہ سے کہا کہ ہم بغیر تمھاری مدد کیے ہوئے یہان سے
نہین جاینگے چاہے جو کچھ ہوجاے جلد تو اپنا حال خلاصہ بیان کر اب تو ضعیفہ مجبور ہوئی اور صاف
صاف اُسنے بیان کرنا شروع کیا کہ تمقام اور صمصام دو جو کہ کافر ہین اس قلعہ کو تباہ و برباد
کیا ہی اور یہ کشت و خون اس مقام پر واقع ہوا ہی جو کہ لاشون کے دیکھنے سے آپکو ظاہر ہوا ہوگا
آخرالامر حشام شاہ میرا شوہر اور صفدر شیردل میرا بیٹا تاب مقاومت نہ لاسکے اُس ظالم
اظلم نے اُنکو مقید کرلیا اور مال و اسباب تمام لوٹ لیا اور قلعہ کو بالکل برباد کردیا اے شہریار
مین نے جب تم کو مستعد پایا اور مجھکو معلوم ہوا کہ مین نے تم ہی کو خواب مین دیکھا تھا جب
مجھے یقین واثق اور اطمینان کامل ہوا اور مین نے اپنا خواب دیکھنا اور خداپرست ہونا
ظاہر کیا اب تم کو اختیار ہی پس شاہزادہ رفیع البخت یعنی صاحبقران بن صاحبقران
بن صاحبقران یہ کل حال سنکر واسطے رہائی صفدر شیردل و حشام شاہ کے جو کہ دونون
باپ بیٹے ہین طرف تمقام و صمصام کے روانہ ہونگے یہ دونون تمقام و صمصام بھی باپ

بیٹھے ہین تمھین دونون کافرون نے قلعہ صفدریہ کو ویران کیا ہی خصوصاً قمقام نے پیرزال رحیمہ بانو
نے کہا کہ حکم ہو تو مین بھی ہمراہ رکاب جلوس شاہزادہ نے فرمایا کہ تمھارے چلنے کی کوئی ضرورت
نہین ہی عورتون کا کیا کام ہی تم قلعہ مین جاکے بیٹھو مین انشاء اللہ بہت جلد تمھارے شوہر
ہشام شاہ اور صفدر شیردل تمھارے فرزند کو لے کر آتا ہون خاطر جمع رکھو۔ یہ کہکے شاہزادہ نے
گھوڑے کی باگ کو اٹھالیا لاہور تیزگام عیار نے شاہزادہ سے دست بستہ عرض کیا کہ حضور تشریف
لے چلین غلام بھی عقب سے حاضر ہوتا ہی شاہزادہ نے فرمایا بہتر ہی بس شاہزادہ اسطرف
روانہ ہوا اور لاہور تیزگام عیار اسطرف چلا اب یہانسے چند کلمے لاہور تیزگام کے بیان کیے
جاتے ہین کہ وہ یہان سے مضطر و پریشان بہ سبب تنہا جانے شاہزادہ اور مفارقت ہونے
کے پاسے شاطری مارتا ہوا مثل ہوا کے اپنے لشکر کیطرف چلا تھا تھوڑے عرصے مین اپنے لشکر فیروزی
اثر مین پہونچا اور جسقدر سردار شاہزادہ کے لشکر مین تھے سب سے کہا کہ شاہزادہ
رفیع البخت صاحبقران ثالث تن تنہا بذات واحد ایک صحرا مین جو کہ قریب شہر صفدریہ
کے ہی واسطے مقابلہ قمقام و صمصام کے روانہ ہوے ہین اور وہ دونون نہایت زبردست ہین
اور بہت بڑی جمعیت رکھتے ہین اور بڑے جابر و ظالم ہین چنانچہ قلعہ صفدریہ کو انھون نے تباہ و
برباد کیا ہی اور ہزارہا بندگان خدا کا خون کیا ہی اور حاکم قلعہ کو مع اسکے فرزند کے گرفتار کیے لیے
ہین اور یہ دونون خدا پرست ہین اور یہ دونون تھوڑی دیر مین ان ظالمون کے ہاتھ سے قتل ہو جائینگے
بس یہ خبر وحشت اثر کو سنتے ہی کل سرداران لشکر مثل بیدار شاہ و شاد شاہ و دلدار شاہ و
خسرو شیردل و قہرمان پنجہ گیر و منصور سپہ سالار بیدار شاہ و قہار شیردل و مقصود دیو پیکر
وغیرہ یہ سب کے سب جو کہ مطیع اور فرمانبردار شاہزادہ رفیع البخت ہین ہمراہ لشکر ظفر پیکر
شاہزادہ رفیع البخت صاحبقران کے لاہور تیزگام عیار کے ساتھ روانہ ہوے اسطرف کو
جسطرف شاہزادہ تشریف لے گئے ہین خلاصہ یہ کہ نہایت تیزروی کے ساتھ لشکر و سرداران لشکر
مع سامان کے جاتے ہین دو وجہ سے ایک تو یہ کہ ایسا نہو کہ شاہزادہ والا شان لشکر حریف
مین جہان لاکھون کا مجمع ہی تنہا واسطے رہا کرنے صفدر شیردل اور ہشام شاہ کے چلا جاے سنا
گیا ہی کہ بہت بڑا لشکر اور پہلوان وغیرہ اسطرف ہین کہ لاکھون کا مجمع ہی ہر چند کہ وہ بھی شیر
بیشہ صاحبقرانی ہین اُسے کیا پروا ہی مگر ہم بھی تو اُسکے جان نثار اور نمک خوار ہین ہمارا پہونچنا اُنکا
قبل از جنگ و پیکار ضروری ہی دوسری وجہ یہ ہی کہ رات نہونے پاے خلاصہ یہ کہ اسقدر جلد
لشکر نے رہروی کی کہ لشکر راستے ہی مین شاہزادہ سے ملگیا شاہزادہ گو ابھی تو فارغ مقام جنگ
تک نہین پہونچنے پایا تھا اب لشکر مع صاحبقران بہت تیزی کے ساتھ چلا جاتا ہے
تھوڑی ہی دیر بعد اُس صحرا مین کہ جہان قمقام اور صمصام مع لشکر کے مقیم ہین پہونچ گیا مگر
صاحبقران قریب قمقام و صمصام اسوقت پہونچے جب قمقام صفدر شیردل و ہشام شاہ
کو مار رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ دیکھو خدا پرستی کا نتیجہ کیسا ہوا اب بھی کچھ نہین گیا ہی
دین خدا پرستی ترک کرو اور دین زرد پرستی اختیار کرو قمقام نے ہاتھ بڑھا کر ان دونون سے

کہا کہ یہ پیالہ زہر کا ہے اسے پی لو خداوند زمرد شاہ تمھاری سب تقصیرین معاف کر دیگا اور وہی حکومت
اور وہی قلعہ صفدر یہ خداوند زمرد شاہ سے تم کو عنایت ہو جاے گا بس اس قدر کو سنتے ہی
صفدر شیر دل اور ہشام شاہ کو نہایت غصہ آگیا اور غیظ و غضب طاری ہوا اور کہا کہ ہزار ہزار
لعنت ہے تجھ پر اور تیرے خداوند پر کہ تعجب ہے کہ تو اور کیا بیہودہ بکتا ہے خبردار زبان اپنی بند کر اب
جو ایسے کلمات بیہودہ منھ سے نکالے گا تو تو ہی جائے گا جو تیرے مزاج میں آوے وہ کر ہمیں تیرا کچھ
خوف و خطر نہیں ہے خداے پاک برگ سبت وہی حافظ حقیقی ہمارا نگہبان ہے بس سنتے ہی اس زبان آوری
کے مقام جلکر خاک ہو گیا اور بہت غصہ میں آکر شور و غل مچانے لگا اور کہنے لگا کہ اب دیکھتا ہوں
تمھارا خدا تم کو اسوقت بچا لیتا ہے اور پنجہ اجل سے چھڑا لیتا ہے یہ کہکر حکم دیا کہ جلادوں کو بلا کر کہدو فی الفور
ان گنہگاروں کے سر کاٹیں یہ بہت جری بدزبانی اور گستاخی کرتے ہیں سمجھانے سے نہیں سمجھتے
جلاد فوراً حاضر ہوا اس ہیبت ناک شکل سے کہ ناک کان کٹے ہوئے گلے میں پڑے ہیں ایک رومال
خون آلود کاندھے پر نیلا ڈوپٹا بازو پر بندھا ہوا خون کی جھلک آتی ہوئی تیغ عریان ہاتھ کا کاندھے پر
رکھا ہوا شلنگیں لگاتا ہوا ایک دم چبوترہ ریگ کا بنایا گیا اسپر بوریا خلالت کا بچھ گیا صفدر شیر دل
و ہشام شاہ دونوں کو لاکر بیٹھایا اور کوئلے کا خط گردن پر دیا اب جلاد فقط حکم کا منتظر ہے اور دونوں
کے رشتہ حیات قطع کرنے کے لیے مستعد ہے اسوقت دونوں باپ بیٹوں نے ہاتھ اپنا درگاہ
قاضی الحاجات میں بلند کر کے استغاثہ شروع کیا کہ یا قاضی الحاجات یا مجیب الدعوات یا کافی المہمات
یا دافع البلیات تم کو اس ورطہ ہلاکت سے نجات دے اور یہ کہہ رہے تھے سو شان قدرت
رکی اب دکھا یا رب اس بلا سے ہمیں بچا یا رب یہ دونوں تو دعا میں مشغول ہیں کہ مقام نے پہلا
حکم جلاد کو دیا کہ جلادان دونوں کو قتل کر جلاد تیغ چمکا کر کہتا تھا سلطنت سلطان کی زیادہ ہو جلاد
چیست ہمہ ریخ راد انہ بلا خند طعنہ بر صیاد چیست کسکا رشتہ حیات منقطع ہوا کسکا جام عمر لبریز
ہوا کون مغضوب بارگاہ سلطانی ہے کسکی کشتی عمر طوفانی ہے کہ مقام نے دوسرا حکم دیا کہ اے جلاد جلد قتل
کر اب تو جلاد مقتولوں کے قریب آیا دیکھا تو دونوں کو پسینہ موت کا آگیا تھا رنگ چہرہ کا متغیر ہو گیا تھا
پیشانیاں پسینہ سے تر ہو چلی تھیں کہ پھر تیسرا حکم صادر ہوا اے جلاد بہت جلد قتل کر اب تو جلاد
ہاتھ میں تیغ ہے تو اس کہنے لگا کہ اے گنہگار و جو کچھ تم کو کہنا ہو کہو جو کچھ لکھنا ہو لکھا لو اب جام عمر
تمھارا لبریز ہو چکا ہے تمھاری جان بچنی دشوار ہے جسکو وصیت کرنا ہو کر لو انھوں نے جواب دیا
کہ تو بیچارا اپنے کام میں مشغول ہے ہمکو جلانے کی ہوس ہے نہ جینے کی خواہش یہ کہکے پھر دونوں بصد رنج
دعا پڑھنے لگے سو کہتے ہوے کہ الٰہی شاہ و فقیر پھیر دے اب ہماری بھی تقدیر ابھی دعا ختم نہ
ہوئی تھی کہ ایک گرد طوطیا رنگ سامنے سے نمودار ہوئی ہوا نے مار کر گرد کو گردون سے ملا دیا اور دامن
گرد شگافتہ ہوا تو دیکھا انھوں نے کہ ایک لشکر جرار چلا آتا ہے نقیب رجز خوانی
کرتے ہیں

نظم

کدھر ہے نوای ساقی بے خبر	بڑا میکدہ میں ہے اب شور و شر	عطا کر مجھے جام کو بیدریغ
برستا ہے میخانہ میں آب تیغ	کھنچے تیغ موج کی خوش ہوا	ہے میکدہ خون سے لالہ زار

دکھایا قلم نے جلوہ آفتاب
کہ چلنے کو تلوار ہے دشت میں
تامل نہ کر کیوں تو دل تنگ ہے
کہ دشت مضامین کروں دم میں صاف
یہ ساماں ہیں سلطنت سے بہم
کہ فوج مضامین کی آمد ہوئی
الف ہیں کہ ہیں نیزہ جانستان
جو کاٹے رگ جان میان ستیز
سپہ ہے ایک نقطہ دلپذیر
عدو کو نظر آسے گرز گران

کہ سر پر ہے رحمت کا چھایا سحاب
زبان کی صفائی دکھا اے قلم
اسے ایک حملہ میں سر جنگ ہے
کبھی نیزۂ جانستان ہے قلم
دوات ہے تنور مثل طبل و علم
یہ قرطاس ہے گاہ نصیب بار نور
دوائر ہیں یا خنجر خون چکان
کمان کیانی ہے نون بے نظیر
ہر کانٹ ہے جنگ میں بے نظیر
جو نعرہ کروں کھینچ کے بد آہ

کمیت قلم آج ہے گشت میں
کہ پیر مغان کو ہے منظور غم
وہ تیغ قلم ہے مری سر شگاف
کبھی فوج تحریر کا ہے علم
قرانی کی تحریر ہیں کہ ہم ہی
صفیں فوج کی ہیں کہ دیں یا سطور
شش شین کی ہے کہ شمشیر تیز
الف ہے کہ آیا نظر مثل تیر
اگر میم کا منقلب ہو نشان
ہوا گرم ہیں زیر و زبر سب سپاہ

اے دلیران نامی و پہلوانان گرامی یہ عرصۂ زیست بہت تنگ ہے دنیا مقام عبرت ہے نہ جائے عشرت افسوس صد افسوس زمانۂ زندگی کا بہت کم ہے اور حسرتیں بہت یہ بھی ایک نوع کا غم ہے بڑے بڑے اولوالعزم اور پہلوانان نامی گرامی و بہادران میدان رزم دنیائے فانی سے عالم جاودانی کیطرف پر حسرت وارمان روانہ ہوئے ہر شخص کے عالم میں انتہا سے زیادہ منفعل ہوئے مال دنیا کا بد مآل ہے اُسکے جمع کرنے کا ناحق خیال ہے اگر کسی وجہ سے تلف ہو جائے تو مفت کا ملال ہو عجیب حال ہو۔ بادشاہ ہونا منصفی اور عدالت سے نام ہے بہادروں کا لڑ بھڑ کر مرجانا کام ہے

قارون ہلاک شد کہ چہل خانہ گنج داشت	نوشیروان نمرد کہ نام نکو گذاشت

اپنے مالک کا ساتھ دو خلاف مزاج اپنے مالک کے نہ کرو اپنے آقا کے ساتھ زخم کھاؤ مالک کے کام آؤ سینہ سپر ہو باغ دنیا میں سرخرو ہو کہ عالم میں آبرو ہو خلاصہ یہ کہ صدائیں نقیبوں کی سن سنکر جو نامرد و بزدل تھے بھاگنے کی فکر رکھتے تھے جو منچلے تھے وہ جھوم جھوم کے پلٹ پڑے دم شمشیر سے گلے ملنے مرنے پر آمادہ ہوئے اور جنگ کرنے پر مستعد ہو چلے تھے کہ شاہزادۂ ربیع المجنت صاحبقران نے سامنے سے دیکھا کہ مقام صفدر شیر دل کو قتل کیا چاہتا ہے بس پیچھے مقام کو صاحبقران نے اس زور سے للکارا کہ او کافر دشمن خدا کیا کرتا ہے کہ ایک بیگناہ کے خون میں ہاتھ بھرتا ہے خبردار ہوشیار باش کہ میں آپہنچا صاحبقران کے نعرہ سے گوش گردون درون کر ہو گیا لشکر عدو میں ہلچل پڑ گئی مقام کے حواس باختہ ہو گئے۔ لشکر اسلام کے تمام سردار لشکر مقام پر تلوار کھینچ کھینچ کر جا پڑے گھمسان کی تلوار چلنے لگی خون کی ندیاں بہنے لگیں دونوں لشکر باہم غتربود ہوئے لشکر اسلام کا ایک ایک سردار سو سو دو دو سو پر بھاری تھا ایک طلاطم لشکر حریف میں پڑ گیا ہے کہیں بھاگنے کا رستہ نہیں ملتا ہے پناہ پانی دشوار ہو گئی ہے کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار لگا دیے ہیں بڑی خونریزی ہو رہی ہے راوی کہتا ہے کہ آٹھ لاکھ کا مجمع طرف لشکر اسلام کے ہے اور اس لشکر میں باپ ایک سردار رستم دوران ہر چند پنجہ بیدار شاہ عالم شہر بیدار یہ جو کہ

مطیع اور فرمانبردار شاہزادۂ رفیع البخت صاحبقران عصر کا ہے بڑا بہادر ہے کس بہادری سے لڑ رہا ہے جسطرف
نعرہ دلیرانہ اور حربہ شیرانہ کرکے جا پڑتا ہے لاشون کا انبار لگا دیتا ہے ایک طرف کو قہار شیر کا نعرہ ہوتا ہے یہ جدھر
جھکا کرتا ہے مثل شیر کے جاتا ہے سو سو دو دو سو کو قتل کرتا ہے جسطرف بھگدڑ پڑجاتی ہے اسکا تعاقب نہین کرتا ہے
دوسری سمت جاکر وہی حال کردیتا ہے عجب معرکہ قیامت خیز برپا ہے تلوارون سے خون بہکر گھٹنون تک آیا
ہے ایک جانب کو مقصود دلی بیگ حملہ رستمانہ کررہا ہے جسطرف جھپٹ گیا دو چار کی ٹانگین چیر کے پھینکدین
عجب دیو خصال بہادر ہے اسکی تلوار کی ضرب کی پناہ نہین ہے اسنے بھی سیکڑون قتل کیے ہین [illegible]
ہر ایک رخ کو دلدار شاہ عالم شہ نور یہ اور اسکا فرزند خسرو شیر دل اور قہرمان تیغ گیر یہ تینون
سردار نوجوان مطیع صاحبقران ہین کیا خوب لڑ رہے ہین کشت و خون ہورہا ہے ہر ایک تلوار سے
خون برس رہا ہے نہایت قہر ہورہا ہے اور غدر برپا ہے لشکر حریف سے لاکھون سوار و پیدل سپاہی و سردار
قتل ہو چکے ہین مگر نہین معلوم کسطرف سے چلے آتے ہین اور کسطرف کو بھاگے جاتے ہین ایسا ہلڑ
مچا ہوا ہے کسی کو کسی کی خبر نہین منصور یہ بھی بڑا بہادر ہے لشکر اسلام مین اسنے بھی بہت بڑے نامی
ہین ہزارہا کو قتل کیا اور بہت سے زخمی کیے فی الحقیقت سرداران لشکر اسلام نے بہت بڑی جنگ
کی لاکھون قتل کیے اور جو زخمی کرکے بھگا دیے انکا شمار نہین جسطرف نگاہ اٹھا کے دیکھا جاتا ہے سوا
لاشون کے اور خون کے دریا کے اور کچھ نظر نہین آتا اسی اثنائے جدال و قتال مین ایک بہت بڑا پہلوان
دیو خصال حملے کرتا ہوا لشکر حریف کیطرف سے آنکلا اور بمقابلہ اسکا منصور سے ہوا جیسے زور و شور سے
لڑائی ہوئی آخرکار وہ پہلوان منصور کے ہاتھ سے مارا گیا اور منصور بھی زخمی ہوا اور سردار بھی لشکر اسلام کے اس معرکہ
مین زخمی ہوگئے شاہزادۂ رفیع البخت صاحبقران عصر کا غیظ دونا بڑھتا جاتا ہے اور ہر طرح سے فوج
حریف مین غرق ہین ہزارون کو تہ تیغ کرچکے ہین دشمن کی فوج مین کھلبلی پڑی ہوئی ہے ہر طرف یہی شور
و غوغا ہے کہ بچاؤ جسطرح ممکن ہو سکے صاحبقران کو مار لو ورنہ یہ بکھیڑا ہی پاک ہو جائے یہ کہکر غول
کے غول نرغہ کرکے مقابلہ مین صاحبقران کے آتے ہین اور اپنی اپنی جرأت کے موافق لڑتے ہین
آخرش کچھ تو انمین سے صاحبقران کے ہاتھ سے مرتے ہین اور کچھ بھاگ جاتے ہین یہی معرکہ
عرصہ تک رہی وہان سے صاحبقران لڑتے بھڑتے اسی جگہ پر آکر پہونچے جہان پر ممقام و
صمصام جو کہ نے اقبال حاکم قلعہ صفدریہ کے مین موجود تھے اور اپنے افسران فوج سے کہہ رہے تھے
کہ بھائیو دیکھتے ہو کیسا غدر مچا ہوا ہے جسطرح ہوسکے جلدی صفدر شیر دل اور ہشام شاہ
دونون باپ بیٹون کو قتل کر ڈالو اگر تم سے نہ ہوسکے تو معاً ابھی دونون کو میرے پاس لے آؤ کہ مین
اپنے ہاتھ سے قتل کرون بس یہ سنتے ہی سب نے ملکر ان دونون کو قریب لا کر ممقام کے چھوڑ دیا
ممقام نے فی الفور تیغہ کو ہتوانس سے قصد کیا تھا کہ دونون کو قتل کرون کہ صاحبقران نے ڈانٹا
کہ او کافر کیا کرتا ہے مین تیرے سر پر آ پہونچا بس یہ سنتے ہی اسیطرح ہاتھ سے پلٹ پڑا اور وہی تیغہ
جو کہ واسطے قتل ہشام شاہ و صفدر شیر دل کے ہاتھ مین تھا اسی کو جھپٹ کے اوپر سر
صاحبقران کے مارا صاحبقران نے پینترہ بدل کے تیغہ کو خالی دیا اور سپر کو چہرہ لیا
کیا تیغہ ممقام کا پٹ پڑا صاحبقران نے اسکے بند دست پر ہاتھ ڈالدیا اور کلائی مروڑ کے

تیغ اسکے ہاتھ سے چھین لیا قمقام جھنجھلاتا ہوا چند سے صاحبقران سے بے ہستی کشتی کرتا رہا
جہانتک کہ طاقت نے یاوری کی لڑتا رہا آخرکار صاحبقران عالیشان نے اسکی کمر پکڑ کے ہاتھ
پر بلند کر لیا چاہتے ہیں کہ اسے نقش زمین کریں اور تیغ آبدار سے دو ٹکڑے کر دیں کہ فوراً قمقام نے
کہا کہ یا صاحبقران امان صاحبقران نے فرمایا کہ امان بشرط ایمان اسنے عرض کیا کہ میں ایمان
لاتا ہوں اور آپ کا دین و مذہب قبول کرتا ہوں آپ مجھے تلقین فرمایئے اور امان دیجیے صاحبقران
چاہتے تھے کہ زمین پر اتار دیں کہ صمصام تلوار علم کیے دوڑا اور قریب صاحبقران پہونچکر
چاہتا تھا کہ تلوار سر صاحبقران پر لگائے کہ صاحبقران نے فوراً قمقام کو بجائے سپر کے
اپنے چہرہ کی پناہ کیا اور قمقام سے کہا کہ اگر تیرا باپ تلوار مارے گا تو میں تجکو چہرہ کی پناہ کرونگا
ورنہ تیغ کر اسکو تو مفت میں پڑا جائے گا پس قمقام نے پکار کر اپنے باپ سے کہا کہ آپ تلوار
مارئیے تو میرا خون ہو جائے گا یہ سنتے ہی صمصام نے اپنا ہاتھ روکا بس ہاتھ روکنا تھا کہ صاحبقران
نے اسی صورت سے یعنے دہنے ہاتھ میں قمقام کو بلند کیے ہوئے میں جھپٹ کر بائیں ہاتھ سے
صمصام کی کمر زنجیر میں ہاتھ ڈال دیا اور اسکو بھی سر سے بلند کر لیا چاہتے ہیں کہ زمین پر دے ماریں
کہ یہ بھی بیزور و طاقت بیکار ہو گیا اور کہنے لگا کہ امان صاحبقران نے وہی کلمہ ارشاد فرمایا کہ بشرط ایمان
ادھر تو مابین صاحبقران و صمصام و قمقام یہ تقریر ہو رہی تھی کہ ادھر فوج نے قمقام کی جو
دیکھا کہ صاحبقران نے دونوں باپ بیٹوں کو سر سے بلند کر لیا ہے ہاتھوں پر اٹھائے ہوئے
ہیں آپس میں کہنے لگے کہ بڑا غضب ہو گیا اب کوئی دم میں دونوں پیوند زمین ہوا چاہتے ہیں اور قتل
کر ڈالے جاوینگے بس یہ سوچکر تمام فوج جو منتشر ہو گئی تھی پھر سمٹ کر یکجا ہوئی اور ایکبارگی سب نے ملکر صاحبقران
پر حملہ کیا یہ کیفیت صفدر شیر دل اور ہشام شاہ جو کہ قمقام کی قید سخت میں تھے ایک مرتبہ مسلسل
دونوں نے قید کو توڑ ڈالا اور اسی اسباب کی جو ہیں وغیرہ سے کر دونوں فوج قمقام پر جا پڑے خوب تلوار چلی
دونوں نے فوج قمقام و صمصام کو مار کر بھگا دیا اور سیکڑوں کے سر کاٹ ڈالے اور بہت سے زخمی
کیے اس عرصہ میں صاحبقران نے قمقام و صمصام کو ہاتھوں پر سے زمین پر اتار دیا دونوں نے صدق دل
سے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گئے مگر اس کشت و خون و غدر کی حالت میں کون سنتا ہے ہشام شاہ و
صفدر شیر دل دونوں فوج قمقام سے لڑ رہے تھے صاحبقران کو پھر غصہ آگیا اور غیظ و غضب
کی حالت میں پشت مرکب پر سوار ہو کر پھر فوج قمقام پر حملہ آور ہوئے پھر سیکڑوں قتل کیے اور ہمراہی
میں یہ دونوں تازہ مسلمان یعنے قمقام و صمصام بھی لڑنے لگے یہ کیفیت جو فوج قمقام نے دیکھی کہ
ہمارے سردار بھی ہم سے لڑنے پر آمادہ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے سرداروں نے دین صاحبقرانی
اختیار کیا ہے بس یہ سوچکر تمام فوج قمقام و صمصام نے چادر بلا کی اور صاحبقران سے امان مانگی
صاحبقران نے فرمایا امان بشرط ایمان یہ فرما کر تلوار روک لی تمام فوج زخمی و غیر زخمی یکدلی واسطے
سب مجتمع ہو کر خدمت صاحبقران میں دست بستہ حاضر ہو کر ایمان لائے اور صدق دل سے
مسلمان ہوئے قمقام و صمصام دونوں بڑے کر و فر سے صاحبقران عالیشان کو اپنے خیمے
میں لائے اور سامان عیش و عشرت مہیا کرنے لگے رقاصوں کو حکم دیا کہ حاضر ہوں اور جناب

صاحبقران عالیشان کے حضور مین مجرا کرین ساقیان سیمین ساق جام و صراحی لے کر حاضر ہوے جام ارغوانی گردش مین آیا لاہور تیز گام عیار صاحبقران خوش ہو رہا ہی اور طرح طرح کے مذاق ارباب نشاط سے کر رہا ہی پھر ایک آکر شکایت عیاری کر رہا ہی کہ دیکھیے صاحبقران عالیشان آپ کا عیار نہین مانتا ہی ہم لوگو نکو ستاتا ہی کسی کے سر سے دوپٹا اتارتا ہی کسی کے سینہ پر ہاتھ ڈالتا ہی اور جہان ہم پیشاب کرنے کو بیٹھتے ہین وہین پرنالا لی اگر ہمارے سامنے بیٹھ کر پیشاب کرتا ہی ہم دیکھ کر منھ اپنا پھیر لیتے ہین حضور آپ اپنے عیار کو منع کر دیجیے کہ ہم کو نہ ستاوے صاحبقران منھ پھیر کر مسکرائے اور آواز دی لاہور تیز گام کو جب لاہور آیا تو فرمایا کہ یہ لوگ تمھاری شکایت کرتی ہین لاہور نے کہا کہ خداوندیہ سب کی سب جھوٹی اور کاذب ہین دیکھیے وہ جو سُرخ پوشاک پہنے ہوے اور سبز پوشاک پہنے ہوئے کھڑی ہین اشارہ سے مجھے بلاتی ہین اور کہتی ہین کہ ہماری سفارش اپنے شاہزادے سے کرکے ہمین وہان تک پہونچادو ہم تم کو بہت سا روپیہ اور جواہر دینگے خداوند نعمت سے کہتا ہون کہ میرا شاہزادہ ایسی حسن چلبلیون کو نہین پوچھتا ہی اپنے ہوش مین آؤ یہ باتین کسی اور سے کرواسپر وہ سب کی سب ہزارون قسمین کھا کھا کر غل مچا مچا کر صاحبقران عالیشان سے کہ رہی ہین کہ حضور آپ کا عیار بالکل جھوٹا ہی جو کچھ اسنے بیان کیا محض غلط ہی شاہزادہ یہ سُنکر اور زیادہ مسکرایا غرضکہ اسی قسم کی چہلین اور مذاق ہو رہے تھے کہ ممقام دست بستہ حاضر خدمت صاحبقران ہو کر عرض کیا کہ حضور خاصہ طیار ہی نوش فرمائین شاہزادہ نے فرمایا کہ بھائی ہم کو اسیوقت رجیعہ بانو کے پاس قلعہ صفدریہ مین جانا ہی کہ ہم اُنسے وعدہ کر آئے ہین ممقام نے عرض کیا کہ حضور خاصہ تناول فرمائین تو چلین غلام بھی تو ہمراہ رکاب سعادت انتساب چلے گا شاہزادہ نے فرمایا اچھا لاؤ مگر جلدی ہم زیادہ نہین ٹھہرینگے بس حکم کے ساتھ ہی دارو غہ باورچیخانہ و بکاول و خاصہ پز سب کے سب حاضر ہوئے اور دسترخوان نہایت صفائی سے آراستہ کیا انواع و اقسام کے عمدہ اور نفیس کھانے دسترخوان پر چُن دیے گئے بکاول نے طریقہ سے سب کھانا لگایا خدمتگار سلفچی آفتابہ لیکر حاضر ہوئے شاہزادہ کے ہاتھ دھلائے شہزادہ عالیشان خاصہ نوش فرمانے لگے اور ممقام نہایت ادب کے ساتھ مگس رانی کرنے لگا اُدھر ساقیان ماہ پیکر کشتیان شراب ناب کی اور قابین گزک و کباب کی لے کر حاضر ہوئے کشتیان بحضور صاحبقران پیشکش کین بعد فراغت طعام بطور شغل ساغر مے لالہ فام گردش مین آیا آواز نوشا نوش کی بلند ہوئی اور یہ اشعار حسب حال زبان زد ہر رند قدح نوش تھے

نظم

خوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند کہ این معاملہ تا صبحدم نخواہد ماند سروش عالم غیبم بشارتے خوش داد کہ جز تموّج اہل کرم نخواہد ماند	چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند تو نگرا دل درویش خود بدست آور کہ بر در کرمش کس دژم نخواہد ماند ز مہربانی جانان طمع مبر حافظ	غنیمتے شمر اے شمع وصل پروانہ کہ مخزن زر و گنج درم نخواہد ماند برین رواق زبرجد نوشتہ اند بزر کہ نقش مہر و نشان ستم نخواہد ماند

تھوڑی دیر تک یہ صحبت گرم و نشی گرم رہی جلسہ عیش و نشاط برپا رہا بعد اسکے صاحبقران نے

یون ارشاد فرمایا کہ لشکر ہمارا طیار رہے اب ہم طرف قلعہ صفدریہ کے چلتے ہین لاہور تیز گام کو بلاکر فرمایا کہ بیدار شاہ و دلدار شاہ و منظور و مقصود دیو پیکر و قہار شیر پیکر وغیرہ سب سرداروں سے جاکر کہو آؤ کہ تیار ہو جائین ہم ابھی قلعۂ صفدریہ جانے کے لیے سوار ہوتے ہین مرکب ہمارا تیار ہوکر در خیمہ پر لگا دیا جائے بس حکم دیتے کے ساتھ ہی لشکر طیار ہوکر مستعد چلنے پر ہو گیا سب سرداران نامی و گرامی درست ہوکر در خیمہ پر حاضر ہوئے شاہزادہ رفیع البخت صاحبقران عصر بیرون خیمہ تشریف لائے مرکب طلب کیا مرکب حاضر تھا صاحبقران اس پر سوار ہوئے ہمراہ رکاب صاحبقران صفدر شیر دل و ہشام شاہ و قمقام و صمصام اور فتحی فوج کہ تازہ مسلمان ہوئی تھی یعنی قمقام و صمصام کے جو مطیع و فرمانبردار تھے اور بیدار و دلدار شاہ وغیرہ یہ سب کے سب جلو مین شاہزادہ عالیوقار کے روانہ ہوئے اور باقی کل لشکر و خیمہ و خرگاہ وغیرہ عقب سے روانہ ہوا لاہور تیز گام میاں سپاہی آقا کی رکاب تھامے ہوئے چلا جاتا تھا بعد طے منازل و قطع مراحل کے نہایت شوکت و شان سے سواری صاحبقران کی جا رہی تھی اور کیسے کیسے سرداران نامی و گرامی اور لشکر بیشمار رست جست و چالاک باقاعدہ ہمراہ رکاب ظفر انتساب ہین اشعار

جوانان لشکر کا کیا ہو شمار
شجاعت مین رستم تو ہیبت مین دیو
جلال انکو آئے دم جنگ اگر
سپہر آنکی پا پارہ ہائے جبال
ثنا یا کبھی انکی ہمت مین فرق
نیستان جرأت کے غریدہ شیر
چمکتے تھے تیرون سے پھل جابجا

کواکب سے بھی تھے زیادہ سوار
پیادے بھی تھے مثل مور و ملخ
تو شتی دشمنون کا ہو ڈر سے جگر
وہ تھی انکی زور آوری سربسر
سراپا تھے دریائے آہن مین غرق
گلستان ہمت کے روشن چراغ
ہوئے طائر تیر اُڑ کر ہوا

رسالو مین ایک ایک تھا مثل گیو
جو اکدم مین الشین زمین بلخ
وہ طاقت وہ قوت مین جدال
کہ رستم بھی تھا ازال پیش نظر
شجاع و قوی و جری و دلیر
لگی زخم کھا کر ہوئے باغ باغ
کہین برق شمشیر کی تھی چمک

ملان لباقی کی ہر جب ارک　　اس شان و شوکت سے لشکر فیروزی اثر روانہ ہوا غضب

مین پیش تیمسا اور اہل حرفہ مثل بقال و کاذرو حجام وغیرہ یہ شاگرد پیشہ بھی ایک قاعدہ و قرینہ سے جا رہے تھے یعنی دھوبی اُنکے بیل بازارین سے لدے ہوئے ایک سمت کو باسلائق ہین جاتے ہین گاڑیان بقالون کی تھین غلہ وغیرہ بھرا ہوا اُسپر بقال بیٹھے ہوئے جو بڑھا گاڑی مین جتا ہوا گھنٹیان وغیرہ بیلون کے گلے مین پڑی ہوئی ٹن ٹن بولتی جاتی تھین رسالے پلٹنین وغیرہ کس شان و شوکت سے چلی جاتی تھین کہ دیکھنے والون پر رعب طاری ہوتا تھا اور دبدبہ صاحبقران کا دیکھ نہین سکتا تھا بعد تھوڑے عرصے کے نہایت شادان و فرحان شاہزادہ عالیوقار مقام صفدریہ مین پہونچے دیکھا کہ سامنے قلعہ صفدریہ معلوم ہوتا ہے مگر ویرانہ پڑا ہے جب متصل در قلعہ پہونچے تو دیکھا صاحبقران نے کہ ربیعہ بالغ بہزار حیرت زدہ در قلعہ پر اسطور سے بیٹھی ہے اور راہ تک رہی ہے جیسے کوئی کسی کا انتظار کرتا ہے جیسے ہی شاہزادہ کو دیکھا اُٹھ کھڑی ہوئی قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے اُٹھکر صاحبقران سے ملی اتنے مین ہشام شاہ و صفدر شیر دل فرزند ربیعہ بھی سامنے آیا اسنے اسکو گلے لگایا اور ہزارون دعائین شاہزادہ

کو دین کہ خداوند تعالیٰ آپ کی عمر مین ترقی عطا فرمائے اور آپ کا اقبال وجاہ وحشم او زیادہ روز افزون رہے کہ آپ کے تصدق مین یہ فرزند ناروشو ہرسے ملی ورنہ اس ظالم اظلم کے ہاتھ سے کب کے قتل ہوگئے ہوتے کوئی خبر بھی نہ لیتا آپ نے جان بخشی فرمائی صدقے قربان ہوئی تھی اور تحسین وآفرین شاہزادہ کی ہمت وجرأت کی کرتی اور بلا گردان ہوتی تھی شاہزادے نے وہان پہونچکر یہ انتظام کیا کہ قلعہ صفدریہ کو از سر نو آباد کیا اور موافق سابق کے ہشام شاہ کو وہان کا حاکم کیا اور صفدر شیر دل کو اپنے ہمراہ سے کر قصد روانگی کیا اور فرمایا کہ اب ہم یہان سے طرف مقبرہ نوذر اور رنگ نشین کے جو کہ بھائی ہشام کا ہے جائینگے ہر چند ہشام شاہ نے شاہزادہ کے ہمراہ رکاب چلنے پر اصرار کیا اور عرض کی کہ میری خواہش یہی ہے کہ آپ کے قدم مبارک سے جد انہون اور غاشیہ برداری کرتا ہوا چلون مگر شاہزادہ نے نہ مانا آخر مجبور ہوا اسنے حکومت قلعہ صفدریہ اختیار کی شاہزادہ نے ہشام شاہ کو تو وہین چھوڑا آپ طرف مقبرہ نوذر اور رنگ نشین کے جو کہ طلسم مین واقع ہے مع اپنے لشکر اور سردارون کے روانہ ہوئے شاہزادہ نہایت عجلت کے ساتھ اس سمت کو چلا جاتا تھا اور یہی دھن تھی کہ جسقدر ممکن ہو بہت تعجیل سے مین اپنے نانا کی قبر پر پہونچون اور گرد قبر کے پھرون اور فاتحہ پڑھون راوی بیان کرتا ہے کہ شاہزادہ عالیوقار کی تیز روی کا باعث ظاہرا یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاہزادہ رفیع البخت صاحبقران زمان کو وصیت نامہ اور لوح زمردین اپنے پدر بزرگوار شاہزادہ بدیع زمان سے مل چکی تھی اور یہی وصیت نامہ اور لوح زمردین اپنے خویش بدیع زمان کو دی تھی اور خواب مین یہ کہا تھا کہ یہ طلسم تم سے فتح نہ ہوگا اسکا فاتح تمھارا فرزند رفیع البخت ہے لہذا یہ وصیت نامہ اور لوح شاہزادہ رفیع البخت کو دینا چنانچہ وہ لوح اسکے گلے مین پڑی ہوئی ہے اور یہ حسب ہدایت وصیت نامہ ناناجان کی قبر پر جاتے ہین کیونکہ منجملہ اور وصایا کے جو وصیت نامہ مین مندرج ہین یہ بھی تحریر ہے کہ جب تک تم ہماری قبر پر نہ آوگے تب تک تمھین یہ لوح کام نہ دیگی دوسرا سبب تیز روی کا یہ ہے کہ جوش خون بھی ہے کیونکہ نوذر اور رنگ نشین اسکے نانا ہین جو کہ بلا قصور ایک جادوگر کے ہاتھ سے مارے گئے ہین الحاصل شاہزادہ والا منزلت کمال عجلت کے ساتھ قطع منازل وطے مراحل کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ اثناء راہ مین ایک صحراے سبزہ زار ملا یہ مقام عجیب فرحت افزا ہے کوسون تک سبزہ لہلہا رہا ہے گلہاے خود رو جابجا عجیب لطف دیتے ہین تمام صحرا مین گویا فرش زمردین بچھا ہوا ہے درخت میوہ دار اور اشجار خوشبودار بیلا چنبیلی موتیا موگرہ وغیرہ کے جابجا تختے کھلے ہوئے ہین تمام صحرا معطر ہو رہا ہے شہزادہ کے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے وہ صحرا رشک گلزار ارم ہو گیا ہر شجر فرط خوشی سے نہال ہے گلگون کو شگفتگی کمال ہے نظم حسب حال ہے

نظم

سکتہ مین کھڑا ہوا تھا شمشاد	اب ہوگا غم والم سے آزاد	سر بستہ جو غنچۂ چمن تھے
اب ہوینگے پھول وہ بھی کھل کے	ہے داغ بدل الم سے لالہ	لبریز ہے خون دل سے تھالہ
فرقت مین تمہاری سنبل	پر پیچ ہے مثل ناز کاکل	ہوتا ہے درم چشم نگرخان ہے

دو رونق صحن بوستان ہے
مرغان چمن کے نغمے پھولے
مخمل کا بچھایا فرش ہر جا
سب کو جو ہوا سرور ایسا

سوسن کو چمن میں تھی خموشی
ہو بیٹھے شگفتہ اب خوشی سے
صحرا سارا لہک رہا ہے
اب فکر روانگی ہے پیدا

گلریزی وہ بھی اب کریگی
سبزہ کو خوشی ہوئی یہ تازا
ہر غنچہ و گل مہک رہا ہے
فرخندہ ہو شاہزادہ رفیع البخت

مع اپنے سرداران لشکر کے مرکب پر سوار صحرائے پر بہار کی سیر کرتا ہوا ایک جانب چل نکلا
خیال میں آیا کہ کوئی شخص ادھر سے نکلے تو اوس سے پوچھیں کہ یہ کون مقام ہے دیکھا تو سامنے ایک
باغ نظر آیا اسوقت شاہزادہ کے ذہن میں آیا کہ چل کر ذرا باغ کی بھی سیر کر لیں مگر فوراً یہ بھی
خیال آیا کہ ناحق کا بکھیڑا ہوگا باغ میں نہ جاؤ یہ پس و پیش تھا کہ سامنے سے ایک باغبان در باغ
سے نکلا لاہور تیز گام جو کہ ہمراہ رکاب تھا اُس سے کہا کہ جا کر اس باغبان کو اپنے ہمراہ لے آ
بس فوراً لاہور حسب الحکم اپنے آقا کے پاس سے شاطری مارتا ہوا طرف باغبان کے چلا اور دم بھر
میں اُسکے پاس پہونچگیا اور اُس باغبان سے لاہور تیز گام نے بزبان شیرین نہایت نرمی سے
کہا کہ ہمارا مالک تم کو بلاتا ہے اُسنے جواب دیا کہ تمہارا مالک و آقا کون ہے اور کہاں ہے لاہور نے کہا کہ
دیکھو وہ سامنے مرکب پر سوار کھڑا ہے اور وہ جو بہت سی گرد اڑتی ہوئی معلوم ہوتی ہے وہ میرے آقا
کا لشکر ہے جو کہ بارہ لاکھ کے مجمع سے آتا ہے اور اس لشکر میں بڑے بڑے سردار اور پہلوانان نامی
اور گرامی ہیں جب یہ باغبان نے سنا تو بہ جمع در ہمراہ لاہور کے بحضور شاہزادۂ عالیشان حاضر
ہوا فرمایا اس سے پوچھو کہ یہ کون مقام ہے لاہور نے دریافت کیا کہ اس مقام کا کیا نام ہے اور
کسنے اسکو آباد کیا ہے باغبان نے عرض کیا کہ آپ شاید یہاں کے باشندے نہیں ہیں اس
صحرائے سبزہ زار کا نام صحرائے نادر ہے اور یہ باغ نادر جیپری کا ہے اور یہاں سے تھوڑا آگے بڑھکر
دہانہ طلسم کا شروع ہے شاہزادہ نے یہ سنکے اُس باغبان کو انعام دیا کہ وہ مالا مال ہو کر خوشی خوشی
اپنے باغ کی طرف روانہ ہوا شاہزادہ رفیع البخت اسطرف کو روانہ ہوئے بعد چند ساعت کے
لشکر صاحبقرانی اس مقام پر آگیا جہاں شاہزادہ نے باغبان سے پوچھا تھا صاحبقران
بہت آگے نکل گئے ہیں چونکہ یہ مقام نہایت فرحت افزا ہے اور لشکر دو منزلہ طے کرتا ہوا چلا آتا تھا
اور نہایت خستہ تھا اسوجہ سے لشکر نے تھوڑی دیر کیلئے اُس مقام پر قیام کیا اور چونکہ اس
باغبان کو لشکر کے دیکھنے کا اشتیاق تھا دمبدم در باغ پر آتا تھا اب کی مرتبہ جو آیا تو دیکھا کہ لشکر
آگیا ہے اور سلسلہ برابر جاری ہے سواروں کا تانتا لگا ہوا ہے ہزار ہا سوار اُس صحرائے سبزہ زار
میں مرکب دوڑاتے ہوئے اس صحرائے سبزہ زار میں آگئے اسمیں بہت سے سرداران نامی و گرامی
بھی تھے پھر دیکھا غول کے غول پیادوں کے چلے آتے ہیں سلسلہ جو کہ جاری ہے لاکھوں
پیدل و سوار چلے آتے ہیں کسیطرح سے سلسلہ آنے کا کم نہیں ہوتا تو باغبان خاموش کھڑا ہوا
دیکھا کیا یہ تماشا کہ کل لشکر اُس مقام پر آگیا اور بسبب خستگی و ماندگی راہ کے وہیں پر
قیام کیا سرداران لشکر نے اس مقام کو فرحت افزا دیکھ کر نہایت آرام سے ... جہاں الغرض
ہر جگہ پر موقع محل سے پلٹنیں مرتب ہوئیں اور ہر دیر گلہائے خوشبو کی تختہ لگا ہوا ہے اور ناگاہ

ہر ایک بوے خوش سے معطر ہو گیا روح کو تقویت ہوئی کہیں اشجار میوہ دار لگے ہیں جنکی ڈالیاں بار اثمار سے سر بسجود ہیں شکر صناع حقیقی میں تر زبان ہیں سب سردار ایک دوسرے کے قدم میں اپنی اپنی زبان حیرت بیان سے یہ اشعار پڑھ رہے تھے

نظم

گلشن میں قدرت شوونما کی لیا تاثیر
مزے اڑاتی ہے کیا چشم دوربین بہار
بہار نے یہ عنادل سے زور گرمی کی
نسیم سبزۂ خوابیدہ کو کرے بیدار
بہار گلشن عالم ہے اسقدر دلکش
کمند جیسے ہے ہر عنکبوت کے لیے تار
پڑے جو رنگ گل تر کا عکس دریا میں

ہر سبزہ خال کے کھانے سے سبزہ خط یار
ہزار شکر کہ پھولوں سے آشیان چھانا
بچھا دیا ہے گلوں کو لباس آتش کار
چٹکنے کے غنچہ اگر مثل طفل نالان ہے
بہ رنگ شبنم ہر ستارہ ہوشیار
بنے ہیں پھول کی کرن پھول تیسی گجرات
صدفت میں دانہ مرجان بنے ہزار شہسوار

چمن کی دید گل نادیدہ کرتے ہیں
بہت دنوں میں ہوا آئی ہوا و بلبل زار
عجب نہیں ہے کہ دکھلانے کو بہار چمن
تو نکلے مہر کے پستان سے شیر صبح بہار
کرن کے تار پہ یوں آفتاب اترا ہے
نہال قامت جانان ہے صورت اشجار
گل سردار و گل لشکریان بیشمار

سیر سبزہ زار کرکے نہایت خوش و محظوظ ہوئے اور طبر الطبرا از عجب میں الغرض باغبان سے پوچھنے لگے کہ کیوں بھائی ادھر سے کوئی شہسوار گیا ہے کہ وہ صاحبقران ہے اور ہمارا مالک و آقا ہے اُسنے کہا کہ ہاں ایک شہسوار عالیمقدار اور ایک شخص رکاب تھامے ہوئے اسطرف کو گیا ہے بلکہ جو پیدل تھا اُسنے ہم کو تنبیہ کر کے دکھلا کر کہا بھی تھا کہ وہ دیکھو لشکر ہمارے صاحبقران کا آتا ہے بعد اس جواب کے باغبان نے کہا کہ آگے تھوڑی دور پر دہانہ طلسم کا ملے گا وہ شاہزادہ ہم کو اقبال مند معلوم ہوتا ہے اگر تم لوگ اسکے ساتھ میں چلے جاؤ سکے تو خیر ورنہ تم سب کا بغیر شاہزادہ جانا غیر ممکن ہے بس یہ خبر وحشت اثر سننے سے خوشی مبدل برنج ہوئی اور تمام لشکر نہایت پریشان ہو گیا اسوقت سب سرداروں کی یہ رائے ہوئی کہ یہاں سے بہت تیز مرکبوں کو دوڑاؤ جب شاہزادہ ملجاوے تو وہاں روک لیا جاوے تاکہ جو پیدل چلے آتے ہیں وہ بھی ہمراہ صاحبقران ہو جائیں یہ رائے اُسکی باغبان نے بھی سُنی اور کہا تم گھبراؤ نہیں سب کے سب ساتھ پہونچ جاؤ گے مگر اتنا کرو کہ جسقدر سوار ہیں وہ تو اُدھر سے جائیں جسطرف شاہزادہ گیا ہے اور جسقدر فوج پیادہ ہے وہ بائیں طرف تھوڑی دور پر ایک ٹیکرہ ہے اُدھر سے جائے اور جب ٹیکرے پر پہونچ جائیں تو سامنے کو اُسکے نیچے ایک نشیب ملے گا بلا تامل اسمیں اتر جائیں بعد طے ہو جانے نشیب کے پھر راہ ہموار ملے گی اور آگے بڑھکر شاہزادہ سے ملاقات ہو جائے گی اور تم لوگ اور گھوڑے برابر پہونچ جاؤ گے چونکہ باغبان سب کو راستی گو معلوم ہوا لہذا سب نے اُسکے کہنے پر عمل کیا اور کل پیدل اُسیطرف سے گئے نتیجہ باغبان کے بتانے کا یہ ہوا کہ صاحبقران جلد از جلد طلسم میں قدم رکھنے نہیں پائے تھے کہ سوار و پیدل اور تمام بار برداری ایک وقت میں پہونچی صاحبقران نے متعجبانہ سرداروں سے پوچھا کہ تم اتنی جلدی کیونکر آسکے اور اسپر طرہ یہ ہوا کہ پیدل و سوار دونوں اسقدر جلد ایک وقت میں ہمسے مل گئے تب سرداروں نے باغبان کا کل قصہ بیان کیا اور سواروں نے کہا یہ تیز روی سے ساتھ آملا اور پیدلوں کا دوسرے راستے سے آنا صاحبقران سے بیان کیا انکو نہایت تعجب ہوا اور فرمایا کہ بھائی ہم کو بھی تو باغبان ملا تھا وہ اسنے کہا تھا کہ

تھوڑے سے عرصہ میں داخل طلسم ہو گئے یہ باتیں کرتے ہوئے سرداروں سے چلے جاتے تھے کہ سامنے
سے ایک مینار سنہرہ جھل جھل کرتا ہوا نظر آیا عجب ترکیب گنبد مرکب شاہزادہ کا پہونچا تو کچھ
ایسا خوف طاری ہوا کہ شاہزادہ مرکب سے نیچے اتر گیا ہوا شہزادہ کا اترنا تھا کہ کل سردار
گھوڑوں سے اتر گئے ہمراہ شاہزادہ ہو لئے اب بخوبی تمام مقبرہ معلوم ہونے لگا کہ نہایت
عمدہ اور صنعت کا بنا ہوا نظر آتا ہے صاحبقران نے کسی آیندہ و روندہ سے پوچھا کہ یہ مقبرہ کس کا ہے
لوگوں نے دیکھ کے صاحبقران سے کہا کہ شاید آپ تازہ وارد ہیں اسیوجہ سے پوچھتے ہیں صاحبقران
نے فرمایا کہ ہاں صدمہ گستروں نے کہا کہ یہ مقبرہ نوذر اورنگ نشین کا ہے بہت صنعت کاری سے
نوذر نے اسکو تعمیر کرایا تھا چند سرداروں حاکموں نے اسکے کھولنے میں کوشش بلیغ کی لیکن کسی کی
کوشش کارگر نہ ہوئی سب مجبور ہو گئے یہاں کے باشندوں سے سنا گیا ہے کہ نوذر اورنگ
نشین کا نواسہ بدیع الملک کا فرزند شاہزادہ رفیع البخت کہ وہ اس طلسم کا فاتح ہے اس سے یہ دروازہ
کھلے گا بس یہ سنکر صاحبقران نے ایک نعرہ مار کر گریبان چاک کیا بعدہ مقبرہ کا طواف کیا
دروازہ کیطرف شاہزادہ آیا دروازہ پر ہاتھ رکھا اور قصد دروازہ کھولنے کا کیا فوراً دروازہ کھل گیا
اہالیان مقبرہ جو کہ قرب و جوار میں رہتے تھے انمیں ایک شور برپا ہو گیا کہ فاتح طلسم آگیا دروازہ مقبرہ
کا کھل گیا اب دیکھئے کیا ہوتا ہے شاہزادہ اندر برج کے گیا تمامتر جا کے طرف نوذر اورنگ نشین
کی قبر پہ بیٹھا اور قبر سے لپٹ کے اسقدر رویا کہ غش آگیا اسی غش کی حالت میں نوذر اورنگ نشین
تشریف لائے اور شہزادہ کو گلے سے لگایا اور بہت تشفی دی اور فرمایا کہ تم گھبراؤ نہیں اس طلسم
کے فتاح تمہیں ہو یہ جو تمہارے پلنگ پہ تختی زمردیں ہے سو اسے لیکر تم اور میرا راستے کی طرف چلے جانا
آگے بڑھکر اس لوح کو دیکھنا اور جو کچھ تختی پر تحریر ہو اسپر عمل کرنا اسمیں فرق نہ کرنا یہ کہکر نوذر اورنگ نشین
نظروں سے غائب ہو گئے شاہزادہ کی آنکھ کھل گئی دیر تک رنج و صدمہ کرتے رہے اور قبر پر بیٹھے
رہے بعد افسوس و ملال کرنے کے صاحبقران برج سے باہر تشریف لائے سرداران صاحبقران
منتظر تھے جب شاہزادہ اپنے مقام پہ آیا داروغہ توشہ خانہ کو بلا کر پوشاک بدلی مرکب پر سوار
ہوئے اور سرداران لشکر کو حکم دیا کہ کسی اچھے مقام پہ جہاں سبزہ زار ہووے اور کنوئیں ہوں
اور جملہ سامان راحت ہووے وہاں خیمہ ہمارا برپا کیا جاوے چنانچہ ایسا ہی ہوا حسب الحکم صاحبقران
لاہور تیز گام عیار نے ایک مقام عمدہ تلاش کر کے خیمہ صاحبقران نصب کرایا اور داروغہ
اصطبل کو حکم ہوا کہ آب و دانہ گھوڑوں کو دیا جاوے چنانچہ صاحبقران کی موجودگی میں سب انتظام
لشکر کے قیام کرنے کا ہو گیا اسوقت صاحبقران نے اپنے عیار لاہور تیز گام کو اپنے ہمراہ
لیا اور تختی زمردیں کو گلے میں ڈالکر بہت ہوشیاری سے دونوں آدمی مقبرہ کی داہنی جانب
کو چلے جب ایک صحرا میں پہونچے وہاں پہ انکو یہ خیال آیا کہ نانا جان نے فرمایا تھا کہ درمیان
صحرا جب پہونچنا تو اس لوح زمردیں کو ملاحظہ کرنا جو حکم دے اسپر عمل کرنا شہزادہ نے فوراً
لوح کو ملاحظہ فرمایا اسمیں یہ لکھا تھا کہ اے شہزادے جب تم اپنے ہمراہ عیار کو لیکر جاؤ اور درمیان
صحرا کے پہونچو تو تھوڑی دور سامنے کو جانا وہاں ایک جن ملے گا اسکا نام جن مقیشہ ہے

وہاں حال کھلے گا جب شاہزادہ اُس جگہ پر پہونچا تو دیکھا کہ ایک جزیرہ اونچا مثل پہاڑ کے ہے وہاں پر کچھ لوگ بستے ہیں اور وہ لوگ کرن پوش کہلاتے ہیں جب شہزادہ اُس مقام پر پہونچا تو دیکھا عجب فضا کا مقام ہے اسکے چہار طرف گلہائے رنگارنگ شگوفہ ہائے بوقلموں چشمہ ہائے صاف و شیرین جاری ہیں باغبان ازل کی قدرت کی سیر چہار سمت گلکاری ہے طائران نغمہ سرا چہچہہ زن گلہائے خودرو سے دامن کوہ رشک گلشن جابجا کبک خوش رفتار خراماں کہیں طاؤس رقصاں بر سر کوہ ہزار ہا درختہائے میوہ دار بار اثمار سے جھکے ہوئے یادِ صنعت باغبان قضا و قدر میں ادب سے جھوم رہے ہیں وہاں کے باشندہ خوش و خرم ہیں یہ واقعہ جو صاحبقران کے عیار لاہور تیزگام نے دیکھا عرض کیا کہ یہ بھید یہاں کا قیام رات سے کھلے گا اگر حضور یہاں پر ایک روز قیام کریں تو سب حال کھل جائے صاحبقران نے فرمایا کہ بہتر ہے پس دونوں ایک محفوظ جگہ تجویز کرکے بیٹھ رہے شام ہو گئی جب آفتاب غروب ہو گیا تو لاہور نے دیکھا کہ پہاڑ کے پہلو سے بائیں طرف نشیب سے ماہتاب نکل رہا ہے اور اسکی روشنی بدفعات بڑھتی جاتی ہے اور جوں جوں روشنی بڑھتی جاتی ہے وہ دوں دوں غل واہ خداوند حسین الزمان واہ خداوند حسین الزمان کا بلند ہوتا جاتا ہے اور چاروں طرف جو درخت اُس مقام پر ہیں اور اُنپر چھوٹے چھوٹے جانور پرند بیٹھے ہیں وہ سب کے سب اپنے اپنے طریقہ پر خوش الحانیاں کر رہے ہیں اور پیروں کو گردش دے رہے ہیں شب بھر اس تماشے کو صاحبقران اور لاہور دیکھتے رہے جب وقت قریب صبح کے پہونچا لاہور تیزگام چھپے سے طرف اُس نشیب کے جہاں سے ماہتاب طالع ہوا تھا گیا اور وہاں جا کر بیٹھ رہا دیکھا اتنے میں جبکہ بالکل وقت غروب ماہ قریب آلگا کہ بہت ہی قریب اُس نشیب کی جانب ایک چاہ عمیق بنا ہوا ہے اسمیں یہ ماہتاب غروب ہو گیا یہ دیکھ کر لاہور صاحبقران عالیشان کے پاس چلا آیا اور جو کیفیت کہ لاہور نے دیکھی تھی صاحبقران سے بیان کی صاحبقران نے فرمایا کہ پھر کیا ہوگا لاہور نے عرض کی کہ حضور صبح کو کچھ بندوبست اسکا کیا جائے گا صاحبقران والاشان خاموش ہو رہے جب صبح ہوئی اور دن گذرا شام قریب آئی اُسوقت صاحبقران عالیشان کو اپنے ہمراہ لے کر لاہور تیزگام عیار قریب چاہ آیا اور دونوں آدمی آڑ میں بیٹھ رہے یہاں تک کہ شام ہوئی اور روز اول کے موافق ماہتاب نکلا اور صدائے خداوند حسین الزمان بلند ہوئی اُسوقت لاہور تیزگام نے صاحبقران زماں سے عرض کیا کہ یا صاحبقران آپ ماشاء اللہ شہزور ہیں لہذا ایک بہت بھاری پتھر اسکے منہ پر رکھ دیجئے پھر سب حال آپ پر بخوبی کھل جائے گا چنانچہ شب کو صاحبقران زماں نے ایسا ہی کیا کہ ایک بہت بڑی چٹان کو بزور صاحبقرانی اُٹھا کر چاہ کے منہ پر رکھ دیا بعد پتھر رکھنے کے شاہزادہ والا مقام اور لاہور تیزگام دونوں ایک گوشہ میں پوشیدہ ہو گئے جب زمانہ طلوع آفتاب کا قریب آیا اور ماہتاب عنقریب ہے کہ غروب ہو جائے شاہزادہ و لاہور جائے محفوظ سے بیٹھے ہوئے تماشا دیکھ رہے تھے کہ ماہتاب نقلی زور میں کنوئیں کے اندر چلا چونکہ منہ کنوئیں کا بند تھا ماہتاب مصنوعی سے جو کہ شیشہ کا سحر کے زور سے بنا ہوا تھا اُس پتھر سے جو کر

جادو کے منہ پر بطور سر پوش کے تھا اس زور شور سے ٹکر کھائی کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا چونکہ شیشہ سحر تھا اسکے اندر سے شرارے سحر کے نکل نکل کر بلند ہو گئے اور بعد اسکے بہت تیزی سے منتشر ہو کر سارے بن کو جلا کے خاک سیاہ کر دیا بعد جل جانے جنگل کے فوراً دریا بار جادو کہ اسی کا یہ سحر تھا موجود ہو گیا اور چالیس ہزار فوج جادوگروں کی ہمراہ دریا بار جادو کے تھی جسمین کہ بڑے بڑے زبردست ساحران غدار و افسونگران نابکار تھے ہر ایک ساحر کاندھون پر جھولی لٹکائے ہوئے جسمین اشیاء سحر مثل رائی و سرسون و ماش و کالے دھتورے کے بیج وغیرہ کے موجود تھے ہر ایک کی پیشانی پر سیندور کا ٹیکا لگا ہوا بازو پر نیلا ڈورا بندھا ہوا ہاتھ مین ترسول و خنجر لیے ہوئے بہت چست و چالاک چالیس ہزار کے چالیس ہزار مسلح و کامل سب کے سب کنارے دریا کے موجود ہوئے یہ جو صاحبقران نے دیکھا فوراً لاہور تیز گام کو حکم دیا کہ جلد تر جا کر ہمارے لشکر مین خبر کر دو اور ہماری طرف سے حکم دو سرداران لشکر کو کہ طیار ہو کر بہت جلد ہمارے پاس پہونچین یہ حکم سنتے ہی لاہور تیز گام روانہ ہوا اور پاسے شاطری مار کر لشکر مین پہونچا اور کل سرگذشت سرداران لشکر سے بیان کی سب سردار مع لشکر کے سنتے ہی اس خبر وحشت اثر کے روانہ طرف مقام منقشیہ کے ہوئے دو منزل کے بہت جلد خدمت مین شاہزادہ کی پہونچے وہان پہونچکر خیمہ آراستہ کیے سے لئے اسلحہ حرب و ضرب صیقل و مصیقل ہونے لگے سب مستعد بجنگ تھے کہ اس درمیان مین ایک نامہ بر دریا بار جادو کیطرف سے نامہ لیکر صاحبقران کی خدمت مین حاضر ہوا دربان نے ایلچی کے آنے کی خبر کی صاحبقران نے سامنے بلا کر ایلچی کو مال و زر سے مستغنی کیا اور نامہ اسکے ہاتھ سے لیکر میر منشی کو دیا اسنے لفافہ کو چاک کر کے روبروے صاحبقران باواز بلند پڑھا اسمین لکھا تھا کہ شاہزادہ برگشتہ البخت اگر تمکو جان و زر کی خواہش ہو تو ہم سے لے کر اپنی وطن کو چلے جاؤ ورنہ بہت پچھتاؤ گے اور اچھا نہ ہوگا جب صاحبقران نامہ سن چکے تو اس ایلچی سے کہا کہ جب تک اس طلسم کو خاک سیاہ نہ کر لونگا مجھے چین نہ پڑیگا اور جواب نامہ جنگ ایلچی کو دیکر رخصت کیا جب ایلچی نے دریا بار جادو کی خدمت مین پہونچکر جواب نامہ دیا تو جو زبانی کہی کہا جسکے سننے سے دریا بار کو غصہ آیا اور چہرہ سرخ ہو گیا اپنی فوج کو حکم دیا کہ طبل جنگ بجے بمجرد حکم دینے کے طبل جنگ بجنے لگا ساحران غدار سحر و ساحری کی نئی نئی چیزین طیار کرنے لگے پوجا پاٹ ہونے لگا صحرا مین حصار ہونے لگا سرسون کے دانے کھٹ کھٹیا پھول خون خوک سے چھینٹے رائی کے دانے وغیرہ پھینکنے لگے رات بھر سامان سحر ہوا کیا ادھر صاحبقران نے فرمایا کہ بفضلہ تعالے بجے ہمارے یہان بھی طبل جنگ بید رنگ بے وعدہ قسمہ افسون و نیرنگ ادھر بھی طبل جنگ بجنے لگا اور بہادران لشکر تیاری جنگ مین مصروف ہو کے درستی سامان جنگ کرنے لگے انکو تو یہان تیاری جنگ مین مصروف رکھا جاتا ہے اسکا بیان موقع پر کیا جائیگا

اب چند کلمہ داستان شوکت بیان گروہ ریاست فتوحات نجم سپہر صولت یعنے اسد بن کرب طہورکے بیان کرتے ہین

مجلس آرایان ماتم و محرم دفتر تذکرہ نویسان داستان رنج والم اس واقعہ حسرت آگین کو اسطرح معرض بیان مین

لاتے ہین کہ جسوقت شاہزادہ اسد بن کرب دلاور مع غضنفر بن اسد و معروف بن اسد و اسد ثانی قلعۂ ذو الامان مین دفن و کفن و سوگ ماتم خاتون معظمہ سے فراغت حاصل کر چکے تو بہ قصد نصرت صاحبقران زمان یعنی شاہزادہ بدیع الملک نوجوان جانب طلسم نہ طاق روانہ ہوئے طی مراحل و قطع منازل کرتے چلے جاتے ہین لیکن وہ صورتین جنکو خاک مین ملا کر آئے ہین نگاہ کے نیچے پھر رہی ہین کسیطرح صدمہ کم نہین ہوتا جسوقت مان کا خیال آتا ہے آنکھون سے آنسو جاری ہوتے ہین اشعار عبرت آمیز و غم انگیز زبان پر جاری ہوتے ہین

اشعار

ایک دن آخر لو سب اٹھ جائینگے
رشتۂ الفت کے تئین جائینگے توڑ
چشم عبرت سے ذرا دیکھو یہان
کیا ہوے وہ اہل جاہ و اہل زر
کیا ہوا قارون و کسریٰ کیقباد
کیا ہوا وہ کر و فر وہ جاہ و مال
کیا ہوے یوسف عزیز دو جہان
چار دن کو رنج ہو یا ہو سرور
جبکہ مرنا ہے مسلم دوستو
حشر مین ہر ایک کا ہوگا سوال
زندگی مقصود ہے بندگی ست
صدا یہ کانین پہونچی وہان تربت سے

کچھ نہ نیک و بد سوا لے جائینگے
خویش و بیگانہ کوئی جاوے نہ ساتھ
حضرت آدم سے لے تا این زمان
کیا ہوا اسکندر صاحبقران
کیا ہوا نمرود اور شداد عاد
کیا ہوے حضرت سلیمان نامدار
کیا ہوے یعقوب پیر ناتوان
رنج دنیا کا تحمل کیجیے
ہے برابر تخت ہو یا خاک ہو
ہو سکے جتنی کرو تم بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی ست
لہ اب نہ کیجیے کام ورسن سے معاش

مال و منصب کے تئین جائینگے چھوڑ
یک بیک رہ جائینگے مل ملکے ہاتھ
کیا ہوے وہ بادشاہ نامور
کیا ہوا جمشید دارائے جہان
کیا ہوا رستم ہوا کیا پیر زال
کیا ہوا وہ ملک و مال بے شمار
چھوڑنا دنیا کا اکدن ہے ضرور
عیش باقی کو عوض مین لیجیے
جتنے قول و فعل ہین ناخوش خصال
تا نہ ہووے حشر مین شرمندگی
دیگر قطعہ سکندر آیا جہان سے چلا تا لب گور
یہان ملی ہوگی مسافت جو بیابان سے

اس اس طرح کے اشعار عبرت آثار زبان پر جاری دل پر غم و رنج طاری ایسی حالت بیقراری گریہ و زاری مین مع لشکر بسیار و فوج جرار بیابان ہمانیہ مین پہونچے شام ہو چلی تھی منزل کے خیمہ خرگاہ تنا تھا تئین چوبداران بارگاہ مین استادہ ہوگئین لشکر اتر پڑا جس مقام پر پہنچتا تھا اور مقام ہوتا تھا وہان کشورہ کھلنے لگا کشت طلایہ کا ہونے لگا آوازین بیدار باش و ہوشیار باش کی بلند ہوئین لشکر کے سوارون سے مرکبون کو باندھ دیا جا بجا آگ روشن تھی کھانے پکتے رہے تھے بازار کھلا ہوا تھا دوکانین لشکر کی آراستہ ہوگئی تھین جنگل مین منگل نظر آتا تھا اسد دلاور نے اور اسکے فرزندون نے ایک مسجد کے پاس مین نماز پڑھی فریضہ مغرب و عشا سے فراغ حاصل کرکے خاصہ تناول کیا اور اپنے اپنے خوابگاہ مین جا کر آرام لیا سپاہی بھی رہ روی سے مضمحل ہوگئے تھے سو رہے اتنا بڑا لشکر اور سوا طلایہ کے سوارون کے کوئی بیدار نہ تھا ہر طرف نفیر خواب بلند تھی قیامت کا سناٹا تھا وحشت مین ہوا کا سناٹا دلون کے بار ہوا جاتا تھا درندون کی ہولناک آوازین دلون کے دہلانے کو قیامت کا اثر رکھتی تھین غیر مقام کا قیام ہر وقت انواع و اقسام کی مضرت کا اندیشہ پیدا کرتا تھا لیکن اسد غازی کے ملازم تیر کا دل گردہ رکھتے تھے جو چند سوار اترے بڑے لشکر کی حفاظت کر رہے تھے اور سونا ۔۔

بھی ایسے ہی جری سکتے جو بے خوف اسطرح آرام کر رہے تھے جیسے کوئی اپنے گھر مین اطمینان سے سوتا
ہو الغرض اسی عالم مین وہ رات بسر ہوئی اور چرخ نیلی پر سپیدہ سحری نمودار ہوا سیاہی شب رفتہ رفتہ
گم ہونے لگی نور صبح نے ستارون کی روشنی کو شرمندہ کیا نسیم نے تھپیڑے دے دیکر شمعون اور
چراغون کو گل کرنا شروع کیا یہانتک کہ نماز صبح کا وقت بھی نکل گیا اور ان سونے والون کو ہوش
نہ آیا گشت کے سوارون کا یہ منصب نہ تھا کہ وہ سوا اُن لوگون کے کسی کو جگا دیتے جو پہرہ بدلانے
والے تھے شان جگائے ہوئے لوگون کا یہ فرض تھا کہ وہ کسی دوسرے جرگہ والون کو بیدار کرتے اُن
لوگون کے علاوہ دربان باریدار وغیرہ کسی کو ہوش نہ تھا کہ خود مشغول نماز ہوتے یا اپنے اپنے
مالکون کو ہوشیار کرتے جسوقت آفتاب عالمتاب افق سے نمودار ہوا اور روشنی پھیلی بہت
سے لوگون کو خطوط شعاعی نے دست اندازی کرکے جگایا ہاتھون پر پسینا آیا تو چونکے اب
ایک نے دوسرے کو بیدار کیا یہانتک کہ کوئی دو گھڑی دن چڑھے خود اسد غازی کی آنکھ
کھلی دیکھا تو باریدار اسوقت تک غافل سو رہے ہین نہایت برہم ہوئے اور ملازمون کو جگا کر
بہت خفا ہوئے کہ وقت فریضہ سحری کا گذر گیا لاؤ آفتابہ کو کہ وضو کرکے قضا ادا کرین
یہ بوجھا اپنے سر رکھنا اچھا نہین اسلیے کہ یہ دنیا فانی ہے دم بھر کا بھروسا نہین کیا معلوم کسوقت
سفر ہو شعر موت کو دور نہ سمجھے وہ بشر غافل ہے + قبر مین سوتا ہے تکیہ مین کفن پاس رہے + اگرچہ
سن اُس دلاور کا وہ ہے کہ حرارت تشریف لے جاتی ہے لیکن یہان ابتک وہی غصہ ہے ویسے ہی
تیور ہین یہ جوان اسم بامسمے ہے طاقت جرأت ہمت کسی چیز مین فرق نہین ہے ذرا دم بھر رکے اور
جلدی سے قسلہ آفتابہ لے کر حاضر ہوئے اس دلاور نے وضو کرکے قضا کو ادا کیا اور وظیفہ پڑھتے
ہوئے خیمہ سے نکلے سامنے سے غضنفر بن اسد اور معروف بن اسد اور اسد ثانی حاضر
ہوئے تسلیم بجالا کر عرض کی کہ ہم نے سُنا ہے اس صحرا مین شکار کثرت سے ہے اگر آپ اجازت
دین تو ہم جا کر شکار کھیلین یا آپ خود بھی تشریف لے چلیے فرمایا کہ بھئی ہان ہمارا صید کیا ہوا
حلال جانور بھی ہے وہ معلوم ہوتا ہے ہر چند کہ خداوند کریم نے مجکو انسان کا جامہ عنایت کیا ہے جو
مخلوقات مین سب سے افضل ہے مگر میرے نام نے اتنی تاثیر پیدا کی ہے کہ بعض حرکات میرے
اُسی سے مشابہ ہین جو میرا ہمنام ہے یعنے جسطرح شیر دوسرے کے شکار سے نفرت کرتا ہے
میری بھی وہی حالت ہے معروف بن اسد نے غضنفر دلاور و اسد ثانی کیطرف دیکھا
جس سے یہ مطلب تھا کہ ماشاء اللہ اس سن مین یہ باتین لیکن یہ لوگ کیا
جواب دے سکتے تھے سوا بجا و درست کے غضنفر بن اسد نے کہا کہ پھر بسم اللہ آپ
بھی تشریف لے چلیے اسد غازی نے مرکب طلب کیا سائیس گھوڑا کسکر سامنے لایا
شاہزادہ اسد دلاور مرکب پری پیکر پر سوار ہوا فرزند ارجمند بھی اپنے اپنے گھوڑون پر
بیٹھے اور باگین اُٹھا دین جانب دامنہ کوہ روانہ ہوئے چند قدم اپنے لشکر کی حد سے
نکلے ہونگے کہ دیکھا کوہ کی جانب سے صدہا آہو غول کے غول غٹ کے غٹ پرے
جمائے ہوئے اسیطرف چلے آتے ہین اور تمام دامن کوہ کے بھی آہوؤن سے بھرے ہوئے ہین

غضنفر بن اسد نے کہا کہ آج تو اتنا شکار نظر آیا ہے کہ یقین ہے تمام لشکر کھالے اور پھر بچ رہے ہم نے
اپنی عمر میں اسقدر آہو کسی صحرا میں کبھی نہیں دیکھے اسد دلاور نے فرمایا کہ تم نے کیا ہم نے بھی نہیں
دیکھے ہر چند کہ ہم سوا صحرا کے لشکر یا شہر میں بہت کم رہے اور اکثر صید و شکار میں وقت صرف
کیا اور سن بھی تم سے زیادہ ہے لیکن اتنے آہو اور ایسے مضبوط نہیں دیکھے دیکھو تو اسطرح چلے آتے
ہیں جیسے پالو ہوتے ہیں یکایک ایک آہو سیاہ رنگ کہ قد اسکا بہت بڑا تھا اور سب
آہوؤں کے آگے آگے تھا کچھ اپنی زبان بے زبانی میں بولا جسکے بعد تمام وہ آہو بھی جو دامنہ کوہ میں تھے
صحرا میں آ گئے اور غول باندھ کے پیچھے اور غل مچاتے ہوئے چلے غضنفر بن اسد نے کہا کہ میں جانتا
ہوں یہ آہو آزار رسان ہیں اور بہ قصد ایذا رسانی آتے ہیں ورنہ آہو شکاری کو خوب پہچانتا ہے ذرا سی
جھپک دیکھ کر بھاگتا ہے یہ جو جمع کر کے چلے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ارادہ فاسد رکھتے ہیں اور قد و قامت
میں بھی یہ ہرن معمولی آہوؤں سے بڑے معلوم ہوتے ہیں اسد دلاور نے فرمایا کہ نہیں ایسا نہیں
ہے آہو کوئی درندہ کی قسم نہیں ہے آب و ہوا کی تاثیر ہے کہیں کے باشندے قوی ہوتے ہیں کہیں کے
ناتوان ہوتے ہیں شاید اس صحرا کی ہوا عمدہ ہو یا آہوؤں کے حق میں بہتر ہو اسوجہ سے یہ آہو
قوی ہیں اور مجھ سے پوچھو تو یہ کسی کے ستائے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور اسطرح شور کرتے چلے
آتے ہیں جیسے کوئی کسی کے پاس فریادی آتا ہے انھیں آنے دو دیکھو تو ماجرا کیا ہے غضنفر
خاموش ہو رہا دیکھا اسد نے کہ تین آہو بہت بڑے بڑے قد و قامت کے ایک آہو کے سر
پر تین شاخیں بیچ کی شاخ پہلو کی دونوں شاخوں سے زیادہ بلند و بزرگ تھی ان تینوں آہوؤں
نے قریب ہو کر دامن اسد دلاور کا دانتوں سے پکڑ لیا اور اپنی طرف کھینچنے لگے اور تمام آہوؤں
نے چہار طرف سے نرغہ کر لیا شور کرتے تھے اور غل مچاتے تھے جو قریب تھے وہ پاؤں پر سر
رگڑتے تھے اور وہ تینوں آہو ان دراز قد دامن دانتوں سے پکڑے ہوئے اپنی طرف کھینچتے
تھے اور گردن کے اشارہ سے بتاتے تھے کہ اسطرف چلیے لیکن آہوؤں کی زبان انسان کیونکر
سمجھے ہر چند انھوں نے اظہار حال کا کوئی پہلو اٹھا نہیں رکھا لیکن کسی کی سمجھ میں نہ آیا دوہا حسب
حال دوہا کا کہوں کاسے کہوں کون سو کو پتیاے ٭ گونگے کا سپنا بھیو سمجھ سمجھ پچتاے ٭ ادھر
تو وہ آہو سر پٹکتے تھے اسد دلاور کا دیکھ رہے ہیں ادھر اسد غازی کی یہ حالت ہے کہ صورت
ان آہوؤں کی دیکھ کر دل کھنچا جاتا ہے کلیجہ منھ کو آیا جاتا ہے لیکن عجب پریشانی کی حالت ہے اور الجھن
ہے سمجھ میں نہیں آتا کہ کس سے دریافت حال کریں کیونکر ایکی زبان کو سمجھیں یا انجام کار وقت
ان آہوؤں کے جانے کا آگیا جسکے بعد یہ ٹھہر نہیں سکتے تھے جاتے وقت بھی انھوں نے کئی
مرتبہ گردن سے اشارہ کیا مگر مفہوم اسکے اشارہ کا ذہن میں نہ آیا آخر کار یہ سب کے سب
دامنہ کوہ کی جانب روانہ ہوئے اور تھوڑے عرصے کے بعد نظروں سے غائب ہو گئے جس وقت
سے یہ آہو رخصت ہوئے اسد کے قلب کی عجیب حالت ہو گئی دل بھر آیا چلا چلا کر رونے
لگے جیسے کوئی شخص اپنے رفیق دوست سے بچھڑ جاتا ہے اسد ثانی نے عرض کی کہ قبلہ و کعبہ
آپ کی یہ کیا حالت ہے ذرا تو سمجھیے یہ صحرا کا معاملہ ہے خدا جانے کیا اسرار تھا آپ کیوں پریشان

ہوئے ہین اسد غازی نے کہا کہ تم نہین جانتے ہو یہ آج ہو ہرگز ہو نہین ہین انکی جرتین انسان کو ایسے
شا ہین کبھی بھی دیکھا یا سنا ہو گا ہوا ن صحرائی نے کسی شکاری کا دامن پکڑا ہوا اور اپنے جانب کھینچا ہو
اور پچھاڑا سے بھی انھون سنے نے کچھ نہین ہین نہین بجھا الحاصل شاہزادہ اسد جگر بند دلاور سے
حاکر با کیخیمہ ہی جا بر پا ہون حسب ارشاد خادمون نے اُسی مقام پر خیمے نصب کر دیے اول خیمہ
اسد غازی کا استادہ ہوا اسد داخل خیمہ ہوئے اور چونکہ ہنوز اور خیمے نصب نہین ہو چکے تھے اپنے
فرزندون سے کہا کہ بھئی آؤ جبتک تمھارے خیمے استادہ کیے جائین یہین بیٹھو تینون فرزند حاضر
ہوئے یہ چارون باپ بیٹے ایک ایک دنگل پر بیٹھے اسد غازی کو سوا ان آہوؤن کے ذکر کے
دوسرا انکی حالت پر افسوس کرنے کے دوسرا ذکر نہ تھا ایک مرتبہ کچھ خیال آگیا اور معروف بن اسد
سے کہا کہ ہان بھئی تم نے مجھ سے درویش ذوالکمال کا ذکر کیا تھا اور انکی بہت کچھ تعریف بیان کی تھی
کہ وہ درویش اسم با مسمے ہین بڑے بڑے کمال انمین ہین بھلا اگر انکو کسی مقام پر بلانا چاہو اور
ملاقات کرنا چاہو تو کیونکر ہو سکتا ہے اسد ثانی نے عرض کی کہ آپ نے خوب یاد دلایا انھون نے
خود مجھ سے فرمایا تھا کہ اگر کوئی وقت تشویش و تردد کا پیش آجائے تو مجھے طلب کرنا مین
آؤنگا اور حال راز سربستہ کا بیان کرونگا اور چلتے وقت مجکو ایک تعویذ بھی دیا تھا کہ جسوقت
اسے خوشبو دے کر منھ کی بھاپ دوگے مین فوراً آکر موجود ہونگا اسد غازی نے فرمایا کہ ضرور انھین
بلاؤ اور حال ان آہوؤن کا دریافت کرو اسد ثانی نے عرض کی بہت خوب ابھی اور ایک
خواص سامنے دست بستہ استادہ تھا اُس سے فرمایا کہ خیمہ ہمارا استادہ ہو گیا اُسنے عرض کی کہ جی
ہان بس اسد ثانی اسد دلاور سے رخصت ہو کر اپنے خیمہ مین داخل ہوئے معروف بن اسد و
غضنفر بھی بیٹھے رہے الغرض اسد ثانی نے اپنے خیمہ مین آکر ایک گوشہ کیطرف فرش سفید بچھوایا
اور منقل آتشین منگوا کر رکھے اُس منقل پر لوبان و مشک و عنبر و اگر وغیرہ ڈالا اور دھونی دے کر
بازو پر سے تعویذ کو کھولکر دہن کی بھاپ دی اور کہا کہ اے شفیق دیرینہ اسوقت مین آپکی زیارت کا
مشتاق ہون تشریف لایئے اور اپنا دیدار دکھایئے ہنوز یہ الفاظ زبان سے ختم نہ ہوئے تھے کہ
سلام علیک کی آواز آئی اسد ثانی نے علیک السلام کی آواز دے کر جو گردن اٹھائی دیکھا کہ درویش
ذوالکمال سر پر عمامہ سفید باندھے ہوئے عبائے سیاہ دوش پر ہاتھ مین ایک جریب چلے آتے ہین
اسد ثانی تعظیم کو اٹھ کھڑے ہوئے اور شاہ صاحب سے بغلگیر ہوئے شاہ صاحب آکر اُسی فرش
سفید پر بیٹھے جو انکے واسطے اسد ثانی نے پہلے سے بچھوا رکھا تھا شاہ صاحب نے پوچھا کہ مزاج کیسا ہے
اسد ثانی نے عرض کیا کہ شکر ہے پروردگار عالم کا آپ کے مزاج وہاج سے آگاہی کی آرزو تھی مین نے
سخت تکلیف دی کہ آپ کو بلا لیا نہین معلوم کس حالت اور کس کیفیت مین آپ ہونگے درویش نے
کہا کہ مجھے سوا عبادت باری تعالے کے کام ہی کیا ہے اسد ثانی نے کہا کہ یہ سب سے بڑا کام ہے ایسے
کام مین حارج ہونے والا کفر کا درجہ رکھتا ہے مین آگاہ نہ تھا کہ اسوقت بھی آپ مصروف
عبادت رہتے ہین مگر جسواسطے مین نے تکلیف دی ہے وہ بھی ایک امر ضروری اور کار ثواب تھا
شاہ صاحب نے کہا کہ بیان کرو اسد ثانی نے کہا کہ والد ماجد آپ کی ملاقات کے مشتاق تھے

اور اکثر مجھ سے فرمایا کرتے تھے کہ میرو نام درویش ذوالکمال سے ملاقات ہو مین نے عرض کر دیا تھا انھون نے
فرمایا ہی کہ بغیر ضرورت کے مجھکو تکلیف نہ دینا اسلیے کہ میری عبادات مین حرج ہو گا لیکن اس صحرا مین
پہونچکر ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ عقل دنگ ہو گئی اور وہ اسرار ہم مین سے کسی کے ذہن مین نہ آیا
والد ماجد نے یاد دلایا کہ یہ وقت ہے شاہ صاحب سے طلب کرنے کا مین نے کہا کہ بیشک اب مین انکو
تکلیف دے سکتا ہون تو انکی وجہ سے آپ کی ہدایت کے موافق آپ کو تکلیف دی معافی کا امیدوار
ہون اور راضی اور اجازت ہو کہ قبلہ و کعبہ سے اطلاع بھی کردون شاہ صاحب نے کہا کہ بہتر ہے اگر کہو تو مین
خود ہی چلون اسد ثانی نے کہا کہ وہان چلنے مین آپ کو زحمت ہو گی اسلیے کہ کوئی جگہ لائق آپ کے
تشریف رکھنے کے وہان درست نہین کی گئی ہے علاوہ اسکے شاید آپ کا تکلیف دینا والد ماجد کو
ناگوار گذرے مجھ پر عتاب آئے تو بھی برا ہے انکو اطلاع کر دینے کے بعد جیسا اُنکے مزاج مین آئے گا
وہ کرینگے شاہ صاحب نے کہا بہتر اسد ثانی اپنے خیمہ سے اسد غازی کے خیمہ مین آیا اور
عرض کی کہ شاہ صاحب آئے ہین وہین تشریف لے چلیے گا یا یہان لے آؤن اسد غازی نے
فرمایا کہ نہین مین خود چلتا ہون اب انھین تکلیف نہ دو یہ فرما کر اُٹھے غضنفر و معروف بھی ساتھ
ہوے اور ہمراہ اسد ثانی کے اپنے خیمہ سے نکلکر خیمہ اسد ثانی مین داخل ہوے اور درویش
ذوالکمال سے ملاقات ہوئی درویش اسد کو دیکھکر بپاسے تعظیم اُٹھ کھڑے ہو گئے تھے اور
اسد دلاور نے بہ سبب اسکے سن و سال و کمال کے سبقت سلام مین کی شاہ صاحب بڑھکر
بغلگیر ہوے اُنکے فرزندون کو سینے سے لگایا اور کہا کہ مین نے تو قصد کیا تھا کہ آپ کو تکلیف نہ دون
اور خود وہین حاضر ہون جہان آپ فروکش ہین لیکن آپ کے فرزند سعادتمند نے اسے منظور نہ
کیا اور کہا کہ شاید خلاف مزاج ہو اور مجھ پر عتاب ہو اسد غازی نے کہا کہ طریقہ آپ کی
تشریف آوری کا ایسا تھا جس سے مین بالکل آگاہ نہین نہ ان راستون سے ماہر نہ یہ معلوم
کہ کس وقت کس جانب سے آپ نمودار ہونگے ورنہ یا تو مین خود حاضر ہوتا اور آپ کو تکلیف نہ دیتا
اور یا کم سے کم کچھ دور استقبال کیواسطے جاتا بہت تکلیف ہوئی کہ آپ نے سرفراز کیا تشریف
لائے نہین معلوم ان راستون مین کیا زحمت ہے جسے طے کرکے آپ تشریف لاتے ہین ہم تو
نہ اس طریقۂ رہروی سے آگاہ نہ قطع مسافت کی تکلیف کو سمجھ سکتے ہین غرضکہ بعد ہزار
تکلف و انکسار و مزاج پرسی اسد غازی نے کہا کہ اسوقت مین نے اس غرض سے تکلیف
دی ہے کہ یہان سے آ ہو ختن انسانون کے انسان سے انس رکھتے ہین اور اس کثرت سے
ہین کہ کسی مقام پر اسقدر آ ہو ایک جگہ جمع نہین دیکھے علاوہ اسکے سب نر ہین مادہ نہین یہ
کیا اسرار ہے درویش ذوالکمال نے گردن نیچی کرلی دیکھا اسد نے کہ آنسو آنکھون سے درویش
کی بہ رہے ہین انکا دل تو پہلے ہی سے دکھا ہوا تھا وہ بھی زار زار رونے لگے مگر بہ نوبہانے رونے
لگے شاہ صاحب نے اُسی جوش رقت مین ضبط سے کام لیا اور آنسو پونچھکر کہا کہ اے اسد دلاور
ابھی بڑی بڑی تباہیان خدا پرستون پر آنے والی ہین نہین معلوم آپ کو کن کن مصیبتون کا
سامنا ہو گا اور کیسی کیسی تکلیفین برداشت کرنا پڑینگی اور دیکھیے کس کس کے داغ دیکھنے

مین آسکے ہین یہ غول آہوؤن کا لشکر ہی شاہزادہ رستم ثانی اور شہریار عالیتبار فرزندان ایرج
نوجوان کا جسکو ایک ساحرہ نے بہ شکل آہو بنادیا ہی جسوقت سے یہ لشکر اپنے مالک سے
جدا ہوا اسی تباہی مین ہی یہ صحرا انکے واسطے زندان تنگ ہوگیا ہی تعداد انکی کئی لاکھوں کی تھی لیکن
اب چالیس ہزار سے زیادہ نہین ہین اور سردارون مین صرف تین سردار یعنے ایک بادشاہ اور دو
پہلوان زندہ ہین تو آج ہی کل مین انکا بھی خاتمہ ہی اسد غازی نے فرمایا کہ وہ ساحرہ نکاتہ
کہان رہتی ہی اور تعداد اس لشکر کی کم کسطرح ہوگئی درویش صاحب نے کہا کہ اسی صحرا سے ملا ہوا ایک
شہر ہی کہ نام اسکا ملک رمانیہ ہی حاکم وہان کا رمان تاجدار ہی لیکن اس زمانے مین وہ دو لاکھ
آدمیون کی جمعیت سے بیابان نہ طاق کی جانب گیا ہوا ہی ساتھ اسکے بہت سے پہلوان
ہین مذہب اسکا آفتاب پرستی ہی برجیس آفتاب پرست ایک کافر ہی کہ وہ بھی نہ طاق کیطرف
روانہ ہوچکا ہی اسیکا نامہ اسکے پاس بھی آیا تھا یہ بھی مع فوج روانہ نہ طاق ہوا ہی نواح شہر
رمانیہ مین ایک درہ ہی کہ اسمین سرمست آدمخوار رہتا ہی چالیس ہزار آدمخوار اسکے تابع حکم ہین
اور وہ ساحرہ جسنے اس لشکر کو آہو بنادیا ہی وہ اس آدمخوار سے تعلق رکھتی ہی اسیلیے اسکے مدت
سے خاص تعلق ہی نام اس ساحرہ کا عروس سامری ہی رمان نے اسکی بیابان کاٹ و باج مین
سرداران امیر با توقیر کو جلادیا جہان پہ آپ کو لے گیا تھا اور صرف چالیس سردار امیر با توقیر
کے بچے تھے جو خانہ کعبہ تک پہونچے باقی سب جل گئے یہ نکاتہ بھی بلا سے بے درمان ہی بارہ
برس کے سن مین علم ساحری کو جان چکی تھی اور نام اسنے اپنا عروس سامری رکھا ہی
ہمیشہ سرخ جوڑا مثل دلھنون کے پہنے رہتی ہی سولھون سنگار کیے رہتی ہی جسطرح فقرا مین سدا
سہاگن کا بھیس ہی اسیطرح اسنے بھی اپنے کو عروس سامری قرار دیا ہی اسنے تمام لشکر کو لشکر
آہو بنادیا ہی اور سرمست آدمخوار نے انکو شکار کرکے اور بھون بھون کے کھالیا اگر چند روز اور
خبر نہ لی جاے تو وہ آہو جو باقی رہ گئے ہین یہ بھی ختم ہوجاینگے اسد دلاور نے کہا کہ آخر کوئی ایسی تدبیر
بھی ہی کہ یہ آہو گرگ باران دیدہ کے پنجہ سے نجات پائین اور اپنی ہیئت اصلی پر آئین درویش
نے جواب دیا کہ ہان ممکن تو ہی مگر ان سب کی جان بچنے کے بعد ہم نہ ہونگے اسلیے کہ جسوقت
سحر اس نکاتہ کا رد ہوگا تو علامات ایسے پیدا ہونگے جنسے اسکو خبر ہوجائیگی اور وہ برسر مقابلہ
آئیگی اسکے سحر کا جواب کوئی نہین دے سکتا تو مین کیا چیز ہون ضرور اسکے ہاتھ سے مارا جاؤنگا
اسد غازی نے فرمایا کہ اب مین نہین کہتا کہ آپ ہمین دست اندازی کرین اسواسطے
کہ مین آپ کا دشمن نہین ہون ہان اگر آپ اپنی حفاظت کرسکین تو ان لوگون کے بچانے مین
ضرور کوشش کیجیے کہ کار ثواب ہی ہزارہا آدمیون کی جان بخشی ہوگی درویش ذوالکمال نے کہا کہ ای
شہریار یہ کام راہ خدا کا ہی اور سچ ہے راہ خدا مین اپنی جان عزیز نہین ہی واسطے ہو مجبور کہ مین اپنی جان
کو بچاؤن اور انکی جانون کے تلف ہونے کا خیال نہ کرون مین کل صبح کو ضرور ان آہوؤن کو انسان
کرکے پنجہ سے اس صیاد ظالم کے نجات دونگا اور نیچے آپ کو گرفتار بلا کرونگا اور ای اسد ثانی
وہ راز سربستہ بھی تھا جسکے بیان کرنے کو مین نے تجھ سے کہا تھا آج وہ وعدہ وفا ہوگیا کہ

حال ان آنکھون نے دیدہ کا۔ تجھ سے بیان کیا اب انکا حیثیت اصلی پر لانا باقی ہے کل صبح کو نماز کے بعد یہ
بھی ہو جائے گا اور شام کو ہم راہی ملک بقا ہو جائینگے لہذا آخری وصیت ہماری یاد رہے کہ قبر ہماری
اسی صحرا مین بنوا دینا اور جسوقت رستم ثانی اور شہریار سے ملاقات ہو تو کہدینا کہ اگر بیابان زمانیہ
کیطرف سے آپ کا گذر ہو تو اپنے لشکر کے فدائی کو فاتحہ خیر سے نہ فراموش کیجیے گا اسد ثانی نے
پھر وہی کہا کہ اب مین نہین کہتا کہ آپ دیدہ و دانستہ ہلاکت مین پڑیے درویش نے کہا کہ آپ نہ فرمائین
مین خود اس بلا مین پھنسنا پسند کرتا ہون خداوند کریم مجکو اسکی جزاے خیر عنایت کرے گا آپ کو
اتنی تکلیف ہوگی کہ لاش مجھ غریب کی دفن کر دیجیے گا اور بس اب زیادہ وقت فضول ضایع ہونا اچھا
نہین ہے مجکو ایک گوشہ عنایت ہو کہ مین انتظام کرون کیونکہ یہ سمجھ لیا ہے کہ کل اجل سے سامنا اور
موت سے مقابلہ ہے اسد ثانی نے کہا بس اسی بارگاہ مین آپ تشریف رکھیے مین تخلیہ ہوا جاتا ہے اور
جو جو چیزین آپ کی ضرورت کی ہون انکو فرما دیجیے تاکہ مہیا کر دیجائین فقیر نے کہا کہ بادام صرف ایک
منقل اور تھوڑے کوئلے اور بخور خوشبوئون کا بس اسکے سوا اور کسی شی کی ضرورت نہین ہے اور
اب فقیر سے صحرا مین ملاقات ہوگی یہ سنکر اسد ثانی نے سب سامان مہیا کیا اور خیمہ مین تخلیہ
کر دیا آپ اپنے والد کے خیمہ مین چلے آئے اور یہین آرام کیا وہان درویش نے بخور کر کے اسماء
الٰہی کو ورد زبان کیا اور حصار کر کے جن موکلون اور جنون کو اپنے تابع کیا تھا انھین بلایا اور
ہوشیار کر کے اپنے ارادہ سے آگاہ کیا اسی عالم مین شب بسر ہوئی اور آثار صبح نمودار ہوئے
شمعون کی روشنی بیرونق ہونے لگی نسیم سحری سے جھلملا کر گل ہوئین طائران صحرا
آشیانون سے نکلے فاختہاے اشجار پر بیٹھ کے مصروف نغمہ سرائی ہوئے خیمہ چرخ نیل فام
سے چراغان انجم دور ہوا اور تمام عالم نور آفتاب جہانتاب سے معمور ہوا شاہ جی نے فریضہ
سحری کو ادا کیا اور دعاے مغفرت اپنے حق مین کر کے وظایف و اوراد پڑھتے ہوئے خیمہ سے باہر
آئے اور جانب صحرا روانہ ہوئے وہان اسد غازی اور اسکے تینون فرزندون نے ایک ہی مقام
پر شب بسر کی تمام رات کسی کو فکر و رنج مین نیند نہ آئی کہ کل یہ مرد متقی بس شہید ہو گا اور افسوس
کہ ہم اسکی شرکت بھی نہین کر سکتے اسلیے کہ اول تو ہم بے دست و پا ہین ساحر سے مقابلہ
کر نہین سکتے علاوہ اسکے شاہ جی نے منع کر کے قسمین دے دی ہین کہ تم دخل نہ دینا کیسا
مشکل بات ہے کہ ایک دوست ہماری وجہ سے ہماری آنکھون کے سامنے مبتلاے بلا
ہو اور ہم اسکی ہمدردی نہ کر سکین اسی عالم مین صبح ہو گئی اور یہ چارون باپ بیٹے بھی دوگانہ
پڑھکر خیمہ سے نکلے اور مقام موعود کیطرف متوجہ ہوئے ہنوز قیام نہ کیا تھا کہ دیکھا درویش
ذوالکمال ایک ہاتھ مین ایک شیشہ پانی سے بھرا ہوا لیے ہوے ہین اور ایک ہاتھ
مین بڑی سی تسبیح کو گردش دیتے ہوئے لب جنبش مین نمودار ہوئے اور قریب پہونچکر
اوراد کو ختم کیا اور سلام علیکم کی آواز دی ان سب نے علیک السلام کا جواب دیا اور مزاج
پوچھا شاہ جی ہنسے اور کہا کہ شکر ہے اس پروردگار عالم کا جسنے مجکو اس کام کے لائق
بنایا کہ آج مین اپنی زندگی کو چالیس ہزار بندگان خدا کی نذر کرونگا یہ فرما کر انتظار مین ان

آہوؤن سے کھڑے ہو رہے کہ یکایک دامنہ کوہ سے آہو نکل کر آنے لگے اور قریب پہونچکر
گردنین جھکا کر رسم سلام کو ادا کیا اسد غازی نے آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ آؤ بھائیو تمھین سنتے
تم سب کو پہچانا وہ آہو آ کر جمع ہونے لگے جسوقت تمام صحرا آہوؤن سے بھر گیا درویش ذوالکمال
نے اسد دلاور سے کہا کہ اب مین ان آہوؤن کو انسان بناتا ہون آپ لوگ اسکا خیال
رکھین کہ جسوقت یہ آہو اپنی ہیئت اصلی پر آئین اور انسان بنجائین تو آپ لوگ ان سبکو
اپنے ہمراہ لیکر اس صحرا سے کسی دوسرے صحرا مین نکلجائیے گا اور وہان سے میری لڑائی کا
تماشا دیکھیے گا اور ہرگز میری کمک کا قصد نہ فرمائیے گا ورنہ جسطرح سرداران لشکر امیر بیابان
کاج رباج مین جل گئے تھے وہی حالت ہوگی اور آپ لوگون کی جانفشانی سے میری ذات کو
کوئی نفع نہین پہونچ سکتا ہے یہ فرما کر اپنی جگہ سے آگے بڑھے اور دانٹ قینچی کی نکالکر ان
آہوؤن کو پانی چھڑک کر ہوشیار کرنا شروع کیا جس آہو پر ایک قطرہ بھی گرا وہ زمین پر لوٹکر
جوان تھا انسان ہو گیا سب سے اول تو تینون آہو جو کلان انسان ہوگئے اور شاہ صاحب کو
سلام کیا اور اسد ثانی وغیرہ سے ملے اتھین ایک پریسانی فرنگی بادشاہ لشکر شہریار عالم وقار
تھے بلکہ انھون نے شہریار کو پرورش کیا تھا اور فرزند بنایا تھا دوسرا سردار
سہراب بن لندھور تھا اور تیسرا انھون قیران قیر سوار تھا بعد اسکے اور تمام آہو بھی انسان
ہوئے جسوقت اس کام سے فراغ حاصل ہو گیا تو اسد دلاور ان سبکو اپنے ہمراہ لیکر
اس صحرا سے نکل گئے ہرچند کہ یہ لوگ اس بات پر آمادہ تھے کہ درویش کو اپنے عوض ہلاکت
مین نہ ڈالینگے ورنہ ہم اپنی جان بھی دینگے لیکن درویش ذوالکمال اور اسد غازی کے اصرار
سے مجبور ہو کر جانب صحرا روانہ ہوئے اور چند نجان درختون کی آڑ مین پوشیدہ ہو کر کھڑے
ہو رہے یہان شاہ صاحب نے ایک کنڈلا زمین پر کھینچا اور حصار باندھکر بیٹھے اور کچھ
پڑھنا شروع کیا لیکن جسوقت سے یہ آہو انسان ہوئے عروس سامری کے
سر مین درد ہوا یہ پہلے تو اسکو معمولی درد سمجھی لیکن جب درد نے ترقی کی تو اسکو معلوم
ہو گیا کہ کوئی مرشد کلان آگئے اور معلوم ہوتا ہے کہ انھون نے سحر میرا رد کیا ضرور وہ
آہو پھر انسان ہو گئے کیونکہ جسوقت سحر ساحر کا رد ہوتا ہے تو اسکو درد سر عارض ہوتا ہے
ذرا چلکر خبر لینا چاہیے یہ سوچکر اپنے مقام سے اٹھی اسوقت سر مست آدمخوار وہان
موجود تھا اس سے کہا کہ مین بیابان رمانیہ کو جاتی ہون مجھے شک ہوتا ہے کہ کوئی
حریف آگیا اگر مجھکو ملنے مین عرصہ ہو تو تم بھی چلے آنا ورنہ مین خود ہی بہت جلد آؤنگی یہ
کہکر اسنے کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک اژدر آتش نشان پیدا ہوا عروس سامری
اس اژدر پے سوار ہوئی اور بجائے تازیانہ ایک مار سرخ اسکے ہاتھ مین تھا
اس سے کوڑے کا کام لیا اور وہ اژدر تگلا پہ آتشین چھوڑتا ہوا جانب بیابان رمانیہ
روانہ ہوا یہان شاہ صاحب بھی منتظر بیٹھے تھے آنکھین انکی اسی جانب لگی ہوئی
تھین جسطرف سے اس ساحرہ کے آنے کا خیال تھا اور اسد دلاور مع فرزندان

ور تھا اور دختون کی آڑ مین سے دیکھ رہے تھے اور کھوٹے تھے کہ ابھی تک تو کوئی علامت کسی ساحرہ
کے آنے کی ظاہر نہین ہوئی غضنفر بن اسد بیتاب تھا اور کہتا تھا کہ افسوس کسوقت مین
مین بیدست و پا اور مجبور ہوا ہون چند ضرورت پڑی اگر اسوقت انگشتر مہر و ماہ و تیغ زرد مین
شگاف و اسپ بادخوار بیکار نہ ہو گئے ہوتے تو یقین شاہ صاحب کی جان جاتی مین
اس لکاتہ کو واصل جہنم کر دیتا اور درویش کی جان بچ جاتی اس معنے کو شاید ناظرین با تمکین نہ
سمجھے ہون تو آگاہ ہو جائین کہ انگشتر مہر و ماہ و تیغ زرد مین شگاف و اسپ بادخوار ملک فرعونیہ مین
ناہید قمر طلعت نے خورشید کو دیے تھے خورشید سے غضنفر چھین لے گیا تھا جسوقت خورشید
مسلمان ہوے تو امیر نے غضنفر سے یہ چیزین خورشید کو دلادی تھین لیکن خورشید نے ایسی چیزون کا
اپنے پاس رکھنا ننگ و عار جانکر پھر غضنفر کو دیدیا تھا غضنفر نے ان اشیاء طلسمی کی قوت
سے صدہا ساحرون کو مارا لیکن یہ اسم بنایا ہوا ساحر مشمش کا تھا ہر سحر ساحر کے مرنے
کے بعد باطل ہو جاتا ہے لیکن ساحر مشمش ایسا ساحر زبردست تھا جسکے مرنے کے بعد
بھی ایک مدت مدید ہوئے بعید تک اسکا اسم باطل نہ ہوا رفتہ رفتہ تاثیرات چیزون کی موقوف
ہو گئی گھوڑا کاٹ کا تھا تلوار لکڑی کی بنی ہوئی انگوٹھی ہشت دھات سے اس زمانے
مین یہ چیزین بیکار ہو چکی تھین اسی کا افسوس غضنفر بن اسد نے کیا الحاصل یہ تو ادھر
چشم عبرت سے نگران تھے کہ یکایک درہ کوہ کی جانب سے اژدر آتشین نمودار ہوا کہ اسپر
ایک ساحرہ مانند بلائے بد سے آسن جمائے ہوے بیٹھی تھی رنگ چہرہ کا تانبہ آہن کو شرمندہ
کرتا تھا دو دانت بڑے بڑے باہر نکلے ہوے آنکھین نیلی ناک چپٹی دہان اتنا بڑا
کہ دونون طرف کی باچھین کان کی لو سے ملی ہوئین پیشانی اسقدر تنگ کہ گویا معدوم بھوین
سر کے بالون سے ملی ہوئی مین منھ پر چیچک کے داغ اسقدر گہرے کہ انگشت نر کی پوری
پور سما جائے گردن بھی اسقدر کوتاہ کہ یہ معلوم ہوتا تھا سر شانون مین سے اوگا ہے سر پر
گنج ہاتھ پاؤن نہایت قوی سینہ پر پستان اسطور سے نظر آتے تھے جیسے دو کدو برابر
رکھے ہون ہر پستان سر سے کم نہ تھا دونون ہاتھ خرطوم فیل سے کم نہ تھے مگر اسقدر
بھدی اور چوڑی کہ سینے سے بھی زیادہ الغرض سراپا اسکا ایسا بھیانک کہ انکو دیکھنے
سے خوف معلوم ہو نظر کراہت کرکے پلٹ آتی تھی اسپر خود بینی و خود پسندی کی یہ حالت
کہ آنکھون مین گہرا گہرا دنبالہ دار کاجل دیا ہوا لیکن چہرہ کا رنگ کاجل کی سیاہی پر
غالب تھا ہونٹھون پر لکھوٹا جما ہوا پور پور چھلے ہاتھون مین منہدی رچی ہوئی ناک مین
بڑی سی نتھ چولی موباف کی بنی ہوئی سرخ جوڑا پہنے ہوے کاندھے پر جھول طلادوز
کی لٹکی ہوئی اسمین اسباب سحر بھرا ہوا ایک ہاتھ مین ترسول دوسرے مین مشعل
کوڑے کے مار سرخ رنگ بقول شاعر شعر اسطرح دشت جنون کی سیر کو جاتے
ہین ہم + ہر سواری اژدہے کی اور کوڑا سانپ کا + جسوقت یہ لکاتہ اپنا اژدر بڑھا کر
قریب درویش ذوالکمال کے پہونچی ہنسی اور کہا کیون مرشد معلوم ہوتا ہے کہ تم ہی ہے

میرے سحر کو رد کیا ہے اور ان آہوؤں کو آدمی بنا یا ہے سوا تمہارے دوسرے کا یہ کام نہیں ہے
درویش نے جواب دیا کہ بیشک یہ میرا ہی کام تھا اسنے کہا کیا تم مجھسے اور میری ماں سے
آگاہ نہ تھے کہ مین کون ہون اور کسکی دختر ہون فرمایا کہ مین خوب تجھے جانتا ہون اور تیری
ماں کو بھی اچھی طرح پہچانتا ہون وہ بھی ایک کٹنیا تھی اور تو بھی کٹنیا کی جنی کٹنیا ہے اور کٹنیا
بھی کاہنک کی جسکی نیت ہی نہیں سیر ہوتی ایک اپنے یار کی خاطر سے تو نے ہزارہا بلکہ
لاکھوں بندگان خدا کا خون کیا اور اس اژدر خونخوار کو کھلا دیا بس یہ سننا تھا کہ عروس ساحری
غصہ سے کانپنے لگی اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے قضا تیری آگئی ہے لے خبردار ہو ہوشیار ہو جا یہ نہ
کہنا کہ آگاہ نہ کیا تھا منجم عروس ساحری یہ کہکر اسنے ترسول اژدہے کے سر پر مارا بس
ترسول کا پڑنا تھا کہ سر اس اژدر خونخوار کا شق ہوا اور دھوان نکلنا شروع ہو گیا بس
اسنے کچھ اسم سحر پڑھ کر آواز دی کہ اے دخان سحر گیر لے اس فقیر کو اور گھونٹ کر مار ڈال
یہ سننا تھا کہ وہ دھوان بلند ہوا اور چکر مار کر اسنے ہیئت ایک کوہ گنبد نما کی پیدا کی
اور شاہ صاحب پر آگرا اور شاہ صاحب اس دھوئین مین پوشیدہ ہو گئے ساتھ ہی
درویش نے کچھ اسم پڑھ کر دستک دی دیکھا کہ چار موکل بصورت انسان ہاتھون مین شیشہائے خالی
لیے ہوئے پیدا ہوئے اور منہ شیشون کے دھوئین سے ملا کر کچھ پڑھنے لگے دیکھا اسد وغیرہ
نے کہ وہ دھوان ان شیشون مین اترنے لگا یہانتک کہ سارا دھوان شیشون مین سما گیا
اور شیشے دھوئین سے پر ہو گئے دھوان برطرف ہوتے ہی شاہ صاحب پھر نظر آنے لگے
اور ان موکلون سے فرمایا کہ جاؤ اور ان شیشون کو چاہ ہاروت و ماروت مین پھینک دو تاکہ
سحر اسکا تا قیام قیامت مقید ہو جائے یہ سنکر وہ موکل شیشون کو لے کر جانب چاہ
ہاروت و ماروت روانہ ہوئے درویش نے فرمایا کہ کیون او کٹنیا دیکھا تو نے کہ کیونکر تیرا
سحر مقید ہوا اب اس سحر سے تو بچی اور میری زندگی مین تو کام نہین لے سکتی ادھر
اسد وغیرہ خوش ہوئے کہ درویش نے سحر کو اسکے پکڑ لیا اور عروس ساحری نے خفیف
ہو کر گردن نیچی کر لی پسینا آگیا کبھی اسکا سحر کسی نے کاہے کو رد کیا تھا بس بعد کچھ دیر
سکوت کرنے کے اسنے ایک دوہتڑ مارا اور پکاری کہ یا سامری اسی دن کے لیے مین نے
یہ جوگ اختیار کیا تھا اور تمہارا نام جپتی تھی کہ ایک شخص خدا پرست میری آبرو سر میدان
لے اور مجکو ذلیل کرے بس معلوم ہوا کہ خدا و ندمیرا زندہ نہین اور مر گیا مین سوگ رکھتی
ہون اور سہاگ بڑھائے دیتی ہون یہ اور کسدن کام آئے گا یہ کہکر بال نوچ ڈالے ہاتھ
پھینک دی چوڑیان توڑ ڈالین اور سرخ دوپٹہ سر سے زمین پر پھینک دیا اور ہاتھ کے
نوچنے مین جو ناک سے اسکی خون بہا اسی کا چھینٹا دے کر کچھ اسم سحر پڑھا دیکھا کہ وہ
دوپٹہ ایک شعلہ جوالہ بنا بس اسنے آواز دی کہ انتظار کا ہے کا ہے پھونک دے اس
بڈھے کو بس یہ کہنا تھا کہ دیکھا وہ دوپٹہ مثل شعلہ کے لپکتا ہوا درویش کی طرف چلا
اور حرارت اس شعلہ کی ایسی تھی کہ تمام صحرا بسبب حدت کے کرہ نار معلوم ہوتا تھا

جس درخت کے پاس سے ہو کر نکلا وہ مانند چنار خشک کے دھڑ دھڑ جلنے لگا طائر صحرا کباب
ہو ہو کر شاخہائے درخت سے نیچے گرے اگرچہ اسد غازی اس صحرا سے دور تھے لیکن حرارت
انکو بھی پھونکے دیتی تھی دعا کرنے لگے کہ پروردگارا تو اس مرد متبرک کو اس شعلہ جانسوز سے
بچانا لیکن وہ شعلہ آکر شاہ جی پر گرا اور محیط ہو گیا سب سمجھے کہ شاہ صاحب جلگئے اسی اثناء مین
درویش ذوالکمال نے یا یزدان پاک کہکر ایک جست کی اور آفتاب بنکر اس ابر
آتشین سے چمک کر نکل گئے اور علحدہ زمین پر اُتر کر اپنی ہئیت اصلی پیدا کر کے پھر
دستک دی دیکھا تو زمین شق ہوئی اور پھر چار موکل ہاتھون مین ڈولچیان پانی سے بھری
ہوئی لیے پیدا ہوے اور کہا کیا حکم ہوتا ہے اُدھر شعلہ پھر درویش ذوالکمال کیطرف لپکا
تھا کہ درویش نے آواز دی بجھا دو اس آگ کو ان چارون نے چار جانب سے ایسے چھینٹے پانی
کے دیے کہ وہ آگ فرو ہو گئی پھر شاہ صاحب نے اُن موکلون سے فرمایا کہ اس لکاتہ
کی ٹانگین چیر کر پھینکدو یہ سنتے وہ چارون عروس سامری کیطرف بڑھے جب تک یہ
دور رہے اسوقت تک تو لکاتہ کچھ بد ربدر بڑھا کی جیسے یہ چارون موکل سامنے اس کے
پہونچے اور چاہا کہ اسکو پکڑ کر تعمیل حکم درویش کرین کہ عروس سامری نے اُف اف اف
اف چار مرتبہ منھ سے ایک شعلہ نکلا اور موکل پر گرا اور تن بدن مین اُسکے
آگ لگ گئی اور بتنکہ آتشبازی کے مانند جلنے لگا درویش نے کہا کہ ارے آپ جلتے ہو اور
اسکو نہین جلاتے جسکی وجہ سے اس بلا مین پھنسے بس یہ کہنا تھا اسکا کہ وہ چارون شعلے ایک
ہو کر شاہ جی پر چلے شاہ جی نے پہلے تو کچھ پڑھکر پھونکا کہ یہ شعلے پلٹ جائین کچھ نہ ہوا
بعد اُسکے پھر کچھ پڑھا اور چاہا کہ فرو ہو جائین کوئی اثر نہ ہوا آخر کار دستک دی کہ کچھ
پتلے پھر پانی کے پیدا ہوے مگر جب چھینٹا پانی کا دیا آگ اور تیز ہو گئی اور وہ پتلے بھی
جل کر اس شعلہ مین شامل ہو گئے اور شاہ جی پر چلے درویش نے مجبور ہو کر چاہا غرق
زمین ہو کر اپنی جان بچاوین دیکھا کہ زمین آہنی ہے اور جگہ نہین اسنے گھبرا کر دستک دی
کہ ایک پہاڑ گرد قائم ہو گیا شعلے نے اُسے بھی جلا دیا اور چمک کر درویش پر گرا بس گرنا تھا کہ
عما مہ اور عبا مین آگ لگ گئی اور تمام کپڑے درویش کے جلنے لگے اور جسم پر بھی چرکے
آنے لگے درویش ذوالکمال نے اُسوقت حالت اضطراب مین آواز دی کہ اے رب بے نیاز
بس میری قوت تمام ہو گئی اور رد سحر نہ ہو سکا یہ کافرہ ملعونہ نجس مجھے بے گناہ جلائے دیتی ہے
تو منتقم حقیقی ہے مین چاہتا ہون کہ اسیوقت انتقام ہو جائے جسطرح مین جل رہا ہون اسیطرح
یہ بھی جل جائے بس یہ کہنا تھا کہ دیکھا چمک کر ایک شعلہ دہن سے درویش کے نکلا اور
اُس ساحرہ یعنے عروس سامری پر جا کر گرا اسکے بھی جھونٹون مین آگ لگ اُٹھی اور
مانند چنار خشک کے جلنے لگی اسنے بھی سامری کو بہت پکارا اور صدہا سحر کے پتلے پیدا
ہوئے ابر آیا پانی برسا دریا سے سحر مین کود گئی لیکن کسیطرح اُس آتش قہر سے جانبر
نہ ہو سکی انجام کار اسطرف تو شاہ صاحب جلکر خاکستر ہو گئے اور اُس طرف وہ لکاتہ

یعنی عروس ساحرۂ ملعونہ جلکر تمام ہو گئی دونون طرف خاک کے ڈھیر تھے اور کچھ نہ تھا استخوان تک سوختہ ہو کر راکھ ہو گئے تھے جسوقت شاہ صاحب جل رہے تھے تو اہل اسلام کس حسرت سے انکی طرف دیکھ رہے تھے قابو نہ تھا کہ آگ بجھا دیتے جسوقت کام انکا تمام ہو گیا تو اسد دلاور و رخ غضنفر و معروف و اسد ثانی و پر پیاسے فرنگی و شیران شیر سوار و سہراب بن لندھور سبکے سب روتے ہوئے دوڑے دیکھا تو شاہ صاحب ایک تودۂ خاک ہو کر رہ گئے ہین پہلے تو ان سب نے ماتم کیا اور مثل عزیزون کے رسوم تعزیت ادا کیے اور شاہ جی کو ایک چادرہ مین خاک انکی باندھ کر وہین گڑھا کھود کر دفن کر دیا ہنوز ان لوگون کو گریہ و زاری سے فرصت نہ ہوئی تھی کہ یکایک جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا اسد نے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ ہوشیار ہو جاؤ علامات آمد لشکر کے معلوم ہوتے ہین سب ہوشیار ہو گئے اُدھر وہ گرد قریب پہونچکر شق ہوئی اور سرمست آدمخوار بیس ہزار آدمخوارون سے آپہونچا اور جونہی نظر آدمخوارون کی اس لشکر پر پڑی دل مین نہایت خوش ہوئے ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ معلوم ہوتا ہے ان آہوون نے بہت سے بچے دیے اور بودھ انکی بڑھ گئی یہ تو معلوم ہی تھا کہ یہ آہو جا کر کہین بچے جن آتے ہین اور تنہا پلٹ آتے ہین تو آج خوب پیٹ بھرو یہ سنکر وہ آدمخوار چنگل دراز کر کے ان لوگون کیطرف جھپٹے تھے کہ ایک بار اسد دلاور نے گرگرا کر بوق کو دم دیا ساتھ ہی اسکے ایک لاکھ اٹھ ہزار عشاق نے جو بوقون کو دم دیا یہ آدمخوار بھاگے کہ یہ تو نہین معلوم کیا بلا ہین انھون نے بوقون کی آواز کبھی کاہے کو سنی تھی اور اسد دلاور نے گھوڑا انکے پیچھے ڈالا آدمخوارون نے جو دیکھا کہ یہ پیچھے پڑ گئے پکارے کہ ہم تم سے نہ بولینگے تم بھی ہم سے نہ بولو ہم کو چلا جانے دو اسد دلاور نے آواز دی کہ یہ بوقون سے ڈرتے ہین انکو چہار طرف سے گھیر لو اور ڈرتے ہوئے سب کو زندہ گرفتار کر لو بس یہ سننا تھا کہ ایک طرف غضنفر نے مرکب اپنا دوڑایا دوسری جانب معروف بن اسد نے تیسری جانب اسد ثانی نے ایک طرف خود اسد دلاور تھے چارون طرف سے ان آدمخوارون کو گھیر کر جو بوقین بجانا شروع کین آدمخوارون نے کانون مین انگلیان دے لین اور گردنین جھکا جھکا کر اسطرح بیٹھ گئے جسطرح بھیڑ بھیڑئیے کے خوف سے زمین پر بیٹھ جاتے ہین اب راہ فرار انکی بند ہوئی اور مجبور ہوئے اسوقت اسد نے ڈانٹنا شروع کیا کہ ہتھیار رکھدو ہر ایک نے خود کھول کھول کر سپر تلوار نیزہ کمند تیر کمان وغیرہ سب چیزین رکھدین اور جسنے جسکو چاہا باندھ لیا اور انھون نے اپنے کو بندھوا لیا گردن بھی نہ ہلائی لیکن جسوقت اسد دلاور نے سرمست آدمخوار کو باندھا ہے تو اسنے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور پکارا کہ افسوس مین نے صدہا آدمیون کو کھا لیا اور میرا کھانے والا بھی کوئی نہین دکھائی دیا لیکن اب تم نہ چھوڑو گے اور ہمین بھی کھا لو گے اسواسطے کہ منقارین تمھاری بہت بڑی بڑی ہین اور عجب طرح کی منقارین ہین کہ جب چاہتے ہو منھ سے لگا لیتے ہو اور جب چاہتے ہو فوراً ہی ہٹا دیتے ہو اسد یہ کلمات سنکر ہنسے اور کہا اے وحشی کہین آدمی بھی آدمی کو کھاتا ہے ہم انسان ہین اور انسان کو کبھی نہ کھائینگے

اور نہ ہمارے منقار ہیں جیسا کہ تم سمجھ رہے ہو منقار ہیں بھی جانوروں کے ہوتی ہیں سرمست نے
کہا کہ تم تو انسان ہو اور ہیں کون ہوں نا سا نے کہا کہ تم بھی انسان ہو مگر آدمخوار ہو سرمست
نے کہا کہ جب تم مجھے کھانے سے انکار کرتے ہو تو پھر پکڑ کیا کرو گے مجھے جانے دو اسد غازی نے
فرمایا کہ اگر تم آج سے آدمخواری ترک کرو اور مذہب آفتاب پرستی کو چھوڑ دو اور مذہب اسلام اختیار
کرو تو ہیں تم کو چھوڑ دونگا ورنہ یہ سمجھ لو کہ گو ہیں خود آدمخوار نہیں ہوں مگر تمھاری بوٹیاں کٹوا کر
چیلوں اور کوؤں کو کھلا دونگا یہ سنکر سرمست نے کہا کہ ہم سے کہو تو ہم تمہی کو سجدہ کریں اور
تمہی کو خدا جانیں اسد دلاور نے فرمایا کہ استغفر اللہ و معاذ اللہ خبردار ایسا نہ کرنا کہ جیسے تم ویسے
ہم سب اس خدا کے بندے ہیں جسکی پرستش کو ہم تم سے کہتے ہیں یہ فرما کر ثبوت وحدانیت
پروردگار عالم ہیں کچھ الفاظ اسطرح سے زبان پر جاری کیے کہ سرمست ایسے بیوقوف کے
دماغ ہیں سماتے اور مطلب اسکے ذہن نشین ہوتا اور اسیطرح اہل لشکر اسد غازی نے
اپنے اپنے قیدی کو سمجھانا شروع کردیا یہانتک کہ اُن سب کے دلوں سے زنگ کفر دور ہوا
اور مسلمان ہوگئے اسد غازی نے سب کو اسیوقت ایک دم سے چھوڑ دیا ادھر تو یہ
آدمخوار رہا ہوئے اور قضا سے کار اتفاقات روزگار ایک فیل مست کہیں سے چلا آتا تھا
اسطرف جو اُسنے بو انسان کی پائی تو دم کھڑی کرکے جھپٹا سرمست آدمخوار نے اسد غازی
سے کہا کہ اگر مجھے اجازت دیجیے تو ہیں اس ہاتھی کو باندھ لاؤں اسد نے منع کیا دیوانے نے
نہ مانا اور کہا کہ آپ تماشا ملاحظہ فرمایئے بیٹھے تو ہوتا کیا ہے یہ کہکر جھپٹ پڑا ادھر ہاتھی نے
جو اسکو اپنی جانب آتے ہوئے دیکھا تو سونڈ کا ڈھونسا بنایا اور اسد دلاور کی طرف
جھپٹا سرمست کے قریب پہونچکر ڈھونسا مارا سرمست نے ڈھونسا اسکا خالی دیا اور داہنا
ہاتھ ٹیک کر پشت پر پہونچ گیا ہاتھی نے سونڈ بڑھائی کہ اسے پکڑ کر کھینچ لوں سرمست نے
سونڈ اسکی پکڑ لی اب ہاتھی تو سونڈ کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور سرمست اپنی جانب کھینچتا ہے آخرکار
سرمست نے ایک ڈھونسا سر پر مارا کہ ہاتھی بیٹھا اور سونڈ کی کشاکش موقوف ہوئی سرمست
نے اُسی سونڈ سے لگام کا کام لینا شروع کیا ہرچند ہاتھی نے چاہا کہ سونڈ چھڑا لوں جب ممکن نہوا
تو سونڈ کے اشارہ پر چکر کھانے لگا اب تو آدمخواروں نے خوش ہوکر تالیاں بجانا شروع کردیں
چالیس ہزار آدمخواروں نے جو تالیاں بجائیں یہ فیل گھبرا گیا کہ یہ کہاں کی آفت آئی بدحواس ہوکر
بیٹھ گیا اب تو سرمست آدمخوار نے اسکے دونوں کان سر سے چھید لیے اور رسا اُسمیں
پرو دیا اور کود کر پشت پر سے سامنے آکر رسا کھینچا کانوں کے تازہ زخم اُسمیں رسا پڑا ہوا تھا تو ہاتھی
تھک گیا اور کچھ تکلیف جدھر چاہا اُدھر لے گئے یہانتک کہ بالکل فیل مست کو قابو ہیں
کر لیا اور جائے مناسب تجویز کر ایک درخت بزرگ کے نیچے لا کر اس فیل کوہ پیکر کو باندھ دیا
اور چارہ وغیرہ اسکے سامنے ڈلوا دیا بعد اسکے اسد دلاور نے سہراب بن نند ھور اور
شیران شیر سوار اور سرسیا سے فرنگی سے پوچھا کہ تم کیونکر اس بلا ہیں مبتلا ہوئے
اور رستم ثانی اور شہریار قرعا ییو تار سے کسطرح علیحدہ ہوگئے ان لوگوں نے روداد اپنی اول

سے بیان کی کہ اسی بیشہ شیران میں شاہزادہ رستم ثانی فرد کش تھے تو خبردار نے بیان کیا کہ
بدیع الملک کو حمزہ ثانی نے صاحبقران کیا اور خود خانہ کعبہ کو تشریف لے گئے بس یہ
سنتے ہی شاہزادہ عالیموقار کو نہایت ناگوار ہوا اور کہا کہ حمزہ ثانی بڑے ناانصاف ہیں کہ ہمارے
ہوتے بدیع الملک کو صاحبقران کیا اور اس کشتی پر بیٹھے دولت کے پوتے کو بھی دن لگے
اور یہ دماغ ہوا کہ اسنے جانشینی امیر ثانی کی بے خوف و خطر قبول کر لی اب جسوقت تک
تصویر اسکی صفحہ ہستی سے نہ مٹا دونگا مجھے قرار نہ آئے گا یہ فرما کر فوج کو کمر بندی کا حکم دیا اور
کمر بندی ہونے لگی اسکے بعد ایک نامہ اپنے بھائی شہریار عالیموقار کو لکھا مضمون اسکا یہ تھا
کہ اے برادر مہربان بعد دعائے درازی عمر و ترقی دولت و جاہ کے تمھین معلوم ہو کہ
بدیع الملک نے صاحبقرانی اختیار کی ہے میرا قصد ہے کہ جا کر سر میدان اسکو ذلیل
کر کے صاحبقرانی چھین لوں لیکن یہ نامہ روانہ کرنے کے بعد نہیں معلوم کیا ذہن مبارک
میں سمائی کہ فقیر ہو کر نکل گئے جسوقت شہریار عالیموقار تشریف لائے اور یہ خبر سنی کہ
بھائی فقیر ہو کر نکل گئے وہ بہت پریشان ہوئے اور آبدیدہ ہو کر انھوں نے بھی لشکر
سے کنارہ کیا اور خود بھی فقیر ہو کر بھائی کی تلاش میں نکل گئے پھر کوئی خبر انکی نہ ملی یہاں
ہم لوگ رو پیٹ کے بیٹھے تھے البتہ ہم مارے مارے پھرا کیے اسلیے کہ زمانہ پر آشوب تھا یہانتک
کہ قضا ان لوگوں کی جو مر گئے اور گردش تقدیر ہم سب کی گریبان گیر ہو کر اس بیابان
میں لائی یہاں ہم اس عذاب میں مبتلا ہوئے جس سے آپ کی بدولت اب نجات
پائی دو لاکھ آدمیوں میں ہم چالیس ہزار زندہ بچے باقی سب کو یہ آدمخوار کھا گئے اب
تاوقتیکہ ہمارے شہریار کا پتہ نہ ملے گا ہم آپ کے ہمراہ رکاب ہیں اسد غازی نے
فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے ہر چند کہ یہ کلمات رستم ثانی نے بدیع الملک کی نسبت
کہے سنکے وہ نہایت ناگوار ہوئے مگر حال پر رستم اور تباہی لشکر رستم پر نہایت افسوس
کیا اسکے بعد سرمست آدمخوار نے اسد دلاور سے عرض کی کہ اے شہریار عالیوقار
آپ بڑے صاحب اقبال ہیں کہ مجھ سا زبردست بغیر لڑے بھڑے آپ کا غلام ہو گیا
دیکھا آپ نے اس فیل زبردست کو کیونکر زیر کیا اگر آپ بوقوں سے اگلا دیتے تو میں
آپ کی اطاعت نہ اختیار کرتا اسکے قبل میں نے بوقوں کی آواز نہ سنی تھی اسوجہ سے
میں ڈر گیا کہ یہ کیا بلا آگئی بس یہ سننا تھا کہ اسد غازی کو جوش شجاعت ہوا اور فرمایا کہ اے
سرمست تو ہمکو کیوں اپنے سے کمزور تصور کرتا ہے بس بہتر یہ ہے کہ ہم سے مقابلہ کر کے
آزمائش کر لے یا جسطرح کی چاہئے امتحان لے لے ہم کسی طرح باہر نہیں ہیں بہتر یہی ہے کہ
دلیرانہ اس ہاتھی کو سرمست آدمخوار نے کہا اے شہریار جب میں مطیع ہو چکا تو
مجھ سے سرتابی کی امید نہ رکھیے میں کبھی آپ سے روگردانی نہ کرونگا اسلیے کہ آپ میرے
محسن ہیں آپ نے مجھے آفتاب پرستی کے مذہب باطل سے بچایا اور راہ دین اسلام
کی دکھلائی یہ فیل نہایت زبردست ہے تو آپ کے مجھ سے کم نہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کو گزند

پہونچے تو مجھے بھی صدمہ ہو فرمایا یہ خیال نہ کر مین تجھسے زیادہ قوت رکھتا ہون اور اگر ہاتھی کو
نہین چھوڑتا تو خود مقابلہ کر سرمست نے غصہ مین آکر پاؤن سے ہاتھی کے زنجیر نکال لی
اور کانون کا رسا بھی نکال لیا اور آدمخوارون نے ہاتھی کے پیچھے تالی دی ہاتھی چھوٹتے ہی
بھاگا اسد نے قزاقون سے کہا کہ گھیر لو اسکو قزاقون نے ہاتھی کو چہار طرف سے گھیر لیا
اور اسد غازی نے اُس فیل کو للکارا کہ او کمبخت کہان جاتا ہے ٹھہر ارہ یہ جانور لوٹنے کی
کب تاب لاتا ہے وہین سے دم کو لعت کرنے اور کانون کو پھیلا کر توپ سے گولے کی طرح
اسد دلاور کیطرف چلا جیسے ہی قریب اسد غازی کے پہونچا اسد نے ہاتھ بلند
کیے اور ہاتھی نے سونڈ کا کھونپ بنا کر اسد پر حملہ کیا اسد نے دونون ہاتھون سے
سونڈ پکڑ لی اب زور ہونے لگے ہاتھی اپنی طرف کھینچ رہا ہے اسد اپنی طرف پینگ چل
رہے ہین بس اسی حالت مین اسد نے ایک جھٹکا زمین پر ٹیک کر جھٹکا مارا کہ سونڈ ہاتھی کی
ٹوٹ گئی اور فیل اس زور سے چیخا کہ تمام صحرا گونج گیا ابتو اسد دلاور جست کرکے ہاتھی کی پشت
پر آیا اور گھونسا مارا کہ سر اسکا شق ہوا اور ہاتھ سر مین اس ہاتھی کے ایسا در آیا کہ بھیجے تک
پہونچ گیا اسد نے بھیجا اسکا ہاتھ سے نکال کر زمین پر پھینک دیا اور آپ جست کرکے پشت
سے علیحدہ ہو رہا بس اسکا علیحدہ ہونا تھا کہ ہاتھی نے ایک چیخ ماری اور چکر کھا کر زمین پر گرا
اور جسطرح فیل آتشبازی زور شور دکھا کر گر جاتا ہے اسیطرح یہ ہاتھی زمین پر گرا اب جو دیکھا
تو مردہ صد سالہ تھا بس اسد غازی نے تیغہ کمر سے کھینچا اور پینترا بدلکر ایک ہاتھ مارا یہ معلوم ہوا
کہ ایک برق تھی جو چمک کر بالاے کوہ گری ہاتھی کے دو ٹکڑے ہوئے اسد نے آدمخوار کیطرف
دیکھکر فرمایا کہ کیون اسیطرح تو نے بھی ہاتھی کو زیر کیا تھا یا کچھ فرق ہے اب مین قوت مین تجھ سے
زیادہ ہون یا تو مجھ سے زیادہ ہے سرمست آدمخوار یہ زور و طاقت اسد عالیوقار دیکھ کر
قدمون پر گر پڑا اور کہا کہ حقیقت مین مین نے آپ کو ایسا نہ سمجھا تھا مجھ سے دو سو کو آپ باندھ
سکتے ہین کیا تاب و طاقت ہے میری کہ آپ کا مقابلہ کرسکون تا زندہ ہون بندہ ہون اور سرداران
لشکر اسد غازی و فرزندان اسد و سہراب بن لندھور و شیران شیر سوار و پریاے فرنگی
نے نہایت تحسین و آفرین کی صدا بلند کی اور کہا از نظر گردد امیر عرب یہ زور خداداد ہے قوت انسانی
سے باہر ہے یہ لوگ تو مصروف مدح و ثنا تھے لیکن اسد غازی کو اُس وقت کچھ خیال اپنے
ہمعصرون اور ہمنشینون کا آگیا جنکے ساتھ بارگاہ امیر اہل ہ ثانی مین دنگل میں بیٹھے تھے اور وہ
لوگ یاد آگئے کہ جنسے چشمکین رہتی تھین بے اختیار آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے
سرمست آدمخوار نے تحیر ہو کر پوچھا کہ یہ وقت مسرت ہے نہ ہنگام رنج و الم اسد دلاور
نے فرمایا کہ سرمست تجھے اسکی خبر نہین جسے مین جانتا ہون افسوس کہ دیکھنے والے
نہ باقی رہے اسیطرح ایک روز ہم بھی نہ ہونگے شعر ہوا سے حوادث مین ہے گلشن ضیافت
غرب بقا ہے مسافر و دیکھ لو تماشا سراے فانی عجب سرا ہے یہان کسیکو قیام دوامی ہوا ہے
اور نہ ہوگا کیسے کیسے بادشاہان عالیوقار جنکے رعب سے تمام عالم تھراتا تھا جنکا

سنگ ماہ سے ماہی تک رائج تھا وہ نہ رہے تو ہم کیا ہین بقول شاعر شعر پانون تھراتے تھے
جنکے سامنے جاتے ہوئے + کاسۂ سر نکے زیب ٹھوکرین کھاتے ہوئے + جس دربار مین
پانچہزار پانچسو پچپن تلوریے بیٹھتے تھے اب اُنمین سے سوا بدیع الملک کے کسی کا پتہ
بھی نہین ہے خدا اُس یادگار خاندان صاحبقرانی کو زندہ و سالم رکھے اور اُس شمع دودمان کشور
ستانی کو روشن و قائم رکھے وہ ہزار بلاؤن مین مبتلا ہے اُسے چلکر سینے سے لگائیے اور دل کو
ٹھنڈا کرین یہ فرما کر سرمست آدمخوار سے پوچھا کہ ملک رمانیہ یہانسے کتنی دور ہے
اور وہان کے باشندے کیا مذہب رکھتے ہین اور کس حالت مین ہین سرمست آدمخوار
نے بیان کیا کہ مین عرض کر چکا ہون کہ جو مذہب پہلے میرا تھا اب وہی اُن سب کا مذہب ہے
یعنے سب آفتاب پرست ہین اور شہر تھوڑی ہی دور ہے بالفعل دو لاکھ سوار اپنے ہمراہ لیکر
رومان شاہ تو بیابان سنطاق کیجانب روانہ ہوگیا ہے اور اپنے بیٹے یعقوب شاہ کو
یہان چھوڑ گیا ہے وہ یہان قلعہ مین مقیم ہے اور قریب ایک لاکھ جوانون کے ہمراہ بھی ہین
اسد دلاور نے فرمایا کہ تم ہمارا نامہ لیکر یعقوب شاہ کے پاس جاؤ اور اُس سے جواب
باصواب لیکر واپس آؤ سرمست آدمخوار نے کہا کہ مین بسر و چشم اس خدمت کو
بجالاؤنگا بلکہ جو حکم ہوگا اُسکی تعمیل کرونگا اسد غازی نے اسیوقت ایک نامہ لکھا
مضمون اُسکا یہ تھا کہ اے یعقوب شاہ مین نے سُنا ہے کہ تم مذہب آفتاب پرستی رکھتے ہو اور
باپ تمھارا لشکر اسلام سے مقابلہ کرنے کی غرض سے گیا ہے اتفاقاً میرا گذر اس صحرا کیطرف
ہوا اور حال تمھارا معلوم ہوا لہذا یہ نامہ تم کو لکھا جاتا ہے اور ہدایت کیجاتی ہے کہ مذہب آفتاب
پرستی کو ترک کرو کہ یہ مذہب باطل ہے اور دین اسلام اختیار کرو اور اُس خلاق کی بندگی ادا کرو
جسنے تمام عالم کو اور خود آفتاب کو پیدا کیا ہے اور اگر مذہب اسلام کا اختیار کرنا منظور نہین ہے
تو تلوار کھینچو اور سر نامہ پر نام اپنا تحریر کرکے سرمست آدمخوار کے سپرد کیا
سرمست اپنے چالیس ہزار آدمخوارون سے جا قرب قلعۂ رمانیہ روانہ ہوا جسوقت
قریب شہر پہونچا خبر یعقوب شاہ کو ہوئی حکم دیا کہ بلاؤ۔ سبب یہ تھا کہ کبھی کبھی یہ
بادشاہ کیخدمت مین جایا کرتا تھا سرمست آدمخوار داخل قلعہ ہوا جسوقت سامنے
یعقوب شاہ کے پہونچا بطریق خداپرستان سلام کیا اور نامہ پیش کیا یعقوب شاہ
نے حیرت سے اسکی طرف دیکھا مگر خاموش رہا لیکن یعقوب شاہ نے اتنا تو پوچھا کہ یہ
نامہ کسکا ہے سرمست نے کہا کہ نامہ پڑھ لیجیے اور قبل نامہ پڑھنے کے کچھ حالات
گذشتہ میرے بھی سن لیجیے تو مناسب ہے یعقوب شاہ نے کہا بیان کرو سرمست آدمخوار
نے وارد ہونا بیابان رمانیہ مین اسد دلاور کا اور مارا جانا عروس سامری کا اور
مسلمان ہونا اپنا سب بیان کیا اور اسکے بعد بہت کچھ تعریف شاہزادہ والا گہر
اسد دلاور کی بیان کی اب یعقوب شاہ نے نامہ پڑھا جسوقت
مضمون نامہ سے آگاہ ہوا چہرہ پر اسکے بشاشت ظاہر ہوئی اور اُسی نامہ کے

آخر میں اپنا نام لکھکر یہ تحریر کردیا کہ نامہ مجھے پہونچا اور مضمون سے آگاہ ہوا جواب اسکے مین خود حاضر
خدمت ہوتا ہون اور سرمست سے زبانی بھی کہدیا کہ تم چلکر عرض کرو مین حاضر ہوتا ہون
سرمست جواب نامہ کا لے کر روانہ ہوا اور اسد غازی کو جواب سے آگاہ کیا یہان
یعقوب شاہ قلعہ سے نکلا اور مع لشکر جانب بیابان رمانیہ روانہ ہوا جسوقت یہ قریب
پہونچا اسد غازی نے اپنے فرزندون کو برائے استقبال روانہ کیا عفنقون اسد
اسد ثانی معروف بن اسد وغیرہ آئے اور پیشوائی کرکے یعقوب شاہ کو لائے
یعقوب شاہ اس خلق پر اور بھی مسرور ہو جسوقت سامنے اسد غازی کے پہونچا
اسد نے دنگل عنایت فرمایا یعقوب شاہ سلام کرکے بیٹھ گیا اسد دلاور نے بعد مزاج پرسی
کے فرمایا کہ مین ابتک جواب اپنے نامے کا نہ سمجھا یعقوب شاہ نے دست بستہ
عرض کی کہ قبل آپ کا نامہ پہونچنے کے مین مطیع اسلام ہو چکا تھا اور منتظر تھا آپ کا اسلیے
کہ مجکو عالم رویا مین ایک مرد بزرگ نے ہدایت فرمائی تھی سیر دوزخ وبہشت کی دکھا کر
فرمایا تھا کہ مذہب آفتاب پرستی مذہب باطل ہے اور دین اسلام دین برحق ہے لہذا ایک پیر
دین آتا ہے تم اسکی اطاعت کرنا اور مسلمان ہونا مین سوقت سے مشتاق تھا کہ وہ کون
بزرگ ہین مین نہایت خوش نصیب تھا کہ جلد قدمبوسی حاصل ہوئی بس اب کلمہ تلقین فرما
اسد دلاور یہ سنکر نہایت خوش ہوے اور کلمہ طیبہ تعلیم فرمایا یعقوب شاہ کلمہ پڑھکر
از سر صدق مسلمان ہوا اور عرض کی کہ ایک آدھ روز چلکر قلعہ مین قیام فرمایئے کہ باعث میری
عزت کا ہو اسد نے فرمایا کہ مجکو جلدی ہے اس امر کی کہ کسیطرح بیابان نہ طاق مین پہونچون
اور ملک اہل اسلام کی کرون مین نے سُنا ہے کہ کفار کا نرغہ ہے اور باپ تمہارا امان شاہ
بھی برائے مقابلہ اہل اسلام روانہ ہو چکا ہے اچھا ہے اگر اُس سے راستے ہی مین مقابلہ ہو جاے
اور نہ طاق تک پہونچنے سے پیشتر ہی فیصلہ ہو جاے یہ سُنکر یعقوب شاہ نے عرض
کیا کہ کم سے کم ایک ہی شب قیام فرمایئے اسکے عوض رہروی مین ترقی کر دیجیے گا اسلیے
کہ یہان کا انتظام بھی مقدم ہے اور بنائے اسلام اس ملک مین بھی قائم کرکے چلنا ایک واجبی
اور ضروری امر ہے اسد غازی نے فرمایا کہ بہتر یعقوب شاہ ان سب کو اپنے ہمراہ لے کر
داخل قلعہ ہوا اور سامان دعوت مہیا کیا رات عیش وعشرت مین بسر ہوئی صبحکو یعقوب شاہ
نے دربار عام کیا اور رعایا وسپاہ شہر کو طلب کرکے فرمایا کہ ایہا الناس مین نے اس دین باطل
یعنی آفتاب پرستی کو ترک کیا اور مذہب اسلام اختیار کیا کہ یہ مذہب برحق ہے اور کچھ
تعریف پروردگار عالم کی اور صفت دین اسلام کی بیان کرکے فرمایا کہ جسکو یہ مذہب
حق اختیار کرنا ہو وہ تو یہان شوق سے رہے اور جسکو تامل ہو وہ میرا ملک خالی کر دے
مین اجازت دیتا ہون کہ جسطرف چاہے چلا جاے یہان رہنے کا قصد نہ کرے یہ سُنکر
اُن سب نے کہا کہ بیشک یہ دین برحق ہے آپ کے وعظ سے ہمارے دلونپر تاثیر کی
اور زنگ کفر کو آئینۂ دل سے چھڑا دیا یہ فرمایئے کہ جو اس پاک مذہب مین آنا چاہے وہ کیا کلمہ

یعقوب شاہ نے سب کو کلمہ تعلیم فرمایا سب کے سب مسلمان ہوئے لیکن جنکو تامل تھا
انمین سے بعض نے وطن کو ترک کیا بعض قتل ہوئے بعضے کلمہ پڑھکر بخوف جان و مال مسلمان
ظاہری بنگئے الحاصل اسیوقت مندر ڈھا دیے گئے اور مسجدون کی بنا پڑی کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول
اللہ جاری ہوا تمام ملک زمانیہ اسلام آباد ہوا دوسرے روز اسد غازی نے مع یعقوب شاہ
وہان سے کوچ کیا اور عجلت کے ساتھ طے مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے جانب بیابان نہ طاق
روانہ ہوئے دو دو اور تین تین منزل کی ایک ایک منزل کرتے چلے جاتے ہین یہانتک کہ
ساتوین روز بیابان سنگین حصار مین پہونچے دیکھا تو لشکر بیکران اترا ہوا ہے اسد نے ہرکارون کو
روانہ کیا ہرکارے مانند پیک نظر کے گئے اور حالات ضروری دریافت کرکے جلد واپس
آئے اور بیان کیا کہ یہ لشکر زمان شاہ کا ہے اور بیابان نہ طاق کو جانے والا ہے لیکن کل
یہ قافلہ کوچ کرے گا آج شب کو یہ سب اسی مقام پر قیام کرینگے اسد نے حکم دیا کہ ہمارا
لشکر اس لشکر سے کوس بھر آگے بڑھکر خیمہ زن ہو تاکہ آگے جانے کی خبر بآسانی مل سکے
حسب الحکم کوس بھر آگے بڑھکر راہ بیابان نہ طاق روک کر اہل اسلام نے خیمے برپا
کر لئے یہان خبر زمان شاہ کو ہوئی ہرکارے جو برائے دریافت حال روانہ ہوئے
تھے آکر عرض کیا تھا کہ لشکر اہل اسلام برائے مدد بادشاہ اسلام جاتا ہے اور آپ کا فرزند دشمن
بھی اُس فوج کے ہمراہ ہے اور طریقے اُنکے مانند اور خدا پرستون کے ہین زمان شاہ یہ سنکر
نہایت برہم ہوا اور اُسنے کہا کہ مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگون سے ہمین سمجھ لین
اور بادشاہ اسلام تک کمک نہ پہونچنے دین لوگون نے کہا کہ انکی فوج بھی آپ کی فوج سے
کم نہین ہے کہا کچھ پروا نہین ہے میرے ساتھ بڑے بڑے سرداران زبردست ہین وہ لوگ زیادہ
ہین تو کیا لینگے سب سے زیادہ مجھے یہ فکر ہے کہ یعقوب شاہ کو پہلے قتل کر ڈالون اسلیے
کہ میرے واسطے باعث بدنامی ہے وہان پہونچکر جسوقت مین اُسکو شامل اہل اسلام
دیکھونگا تو مجھے نہایت ذلت ہوگی اُسوقت وقت نہین اُسکا کچھ کر نہین سکتا اس لیے کہ
مین نے سُنا ہے اہل اسلام ایک دوسرے کی ہمدردی بہت کرتے ہین تاوقتیکہ سب قتل
نہ ہو لین یعقوب شاہ کا ہاتھ آنا دشوار معلوم ہوتا ہے یہان تو یہ مشورے ہین ہان اسد دلاور
جسوقت داخل بارگاہ ہو دنگل پر جلوہ افروز ہوا تینون فرزند داہنی جانب اپنے اپنے
منصب کے موافق دنگلون پر بیٹھے اور یہ لباس فرنگی سہراب بن لندھور شیر ابن
شبیر سوار دوسری صف مین بیٹھے کہ یہ لوگ دستپرچی ہین اسد دلاور نے ایک
نامہ بنام زمان شاہ لکھا اور کہا کوئی ہے کہ جائے اور جواب اس نامہ کا زمان شاہ
سے لائے بس یہ سُننا تھا کہ یعقوب شاہ اپنے دنگل پر سے کود پڑا اور کہا کہ یہ کام
میرا ہے اسد نے فرمایا کہ اے یعقوب شاہ تم نے بہت محبت کی اگر مین یہ جانتا کہ تم
اس کام کو اپنے ذمہ لوگے تو عام طور سے نہ کہتا بلکہ کسیکو خود ایلچی معین کرکے بھیجدیتا تمہارا
جانا خلاف مصلحت ہے زمان شاہ کو تمہاری حالت دیکھکر اشتعال ہوگا یعقوب شاہ

نے عرض کی کہ آپ لوگ ناواقف ہین اور مین مزاجدان ہون ہر پہلو سے رضامند کرونگا مزاج انکا
نہایت سخت ہی اگر کوئی اور صاحب تشریف لیجاینگے تو مجھے یہ خوف ہی کہ ایسا نہ ہو حاسد
نے فرمایا کہ مجھے تمہاری جان کا اندیشہ ہی یعقوب شاہ نے کہا اسکا کچھ خیال نہ فرمایے خوشا
نصیب اُس شخص کے جسکی جان کار خیر مین جاے اور راہ خدا مین شہادت پائے یہ کہکر نامہ
اُٹھاکر سر سے باندھا اور تھوڑی سی فوج اپنے ہمراہ لے کر جانب بارگاہ رمان شاہ
روانہ ہوا جسوقت اپنے لشکر کی حد سے نکلا اور قریب لشکر رمان شاہ کے پہونچا کسی نے
روکنے کا قصد نہ کیا کیونکہ آگاہ تھے کہ فرزند ہی بادشاہ کا بلکہ جب یہ قریب بارگاہ پہونچ
لیا ہی تو اسکے آنے کی اطلاع ہوئی رمان شاہ ایسا برہم تھا کہ کسیکو براے استقبال بھی
روانہ نہ کیا یعقوب شاہ جسوقت دروازۂ بارگاہ پر پہونچا اپنے آنے کی اطلاع کرائی اور
منتظر رہا کہ کوئی سردار عامیر براے استقبال آئے گا لیکن جب کوئی نہ آیا اور یہ جواب آیا کہ
بلالو تو اسے نہایت رنج ہوا اور یہ سوچا کہ معلوم ہوتا ہی عنوان اچھا نہین ہی مگر بسم اللہ کہکر
داخل بارگاہ ہوا اور بطریق اہل اسلام سلام کیا کسی نے جواب نہ دیا اور بادشاہ کے تیور
بدہوے منہ غصہ سے سُرخ ہوگیا اور پکارا کہ او نالائق بے ادب یہ کیا حرکت تھی تجھے یہ
بھی نہ خیال آیا کہ ہم بیٹھے ہین اور دخل بھی بیٹھنے کو نہ دیا اور کہا کہ جلد بیان کر کس غرض سے
آیا ہی اور اپنے دین قدیم سے کیون پھر گیا یہ سُنکر یعقوب شاہ نے دست بستہ بیان
کیا کہ مین جس غرض سے حاضر ہوا ہون وہ تو بعد کو عرض کرونگا لیکن اول کچھ تمہیداً عرض کرنا چاہتا
ہون وہ یہ ہی کہ ہر بشر کا فرض ہی کہ عقل سے کام لے اور اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانے
مذہب ایسی چیز نہین ہی جسے بے سمجھے اختیار کرے کیونکہ انجام انسان کا اسی پر موقوف
ہی اگر مذہب حق رکھتا ہی تو بعد مرنے کے بھی مرتبہ اعلے کو پہونچے گا اور اگر مذہب باطل
مین دنیا سے اُٹھ جائیگا تو انجام اُسکا خراب ہوگا بہت ایسے بدحال دنیا مین ہین کہ
عقبے مین خوش حال ہونگے اور بہت سے خوشحال ایسے ہین کہ عقبے مین بدحال ہونگے
لیکن خوشا نصیب اُسکے جسکی دنیا اور عقبے دونون اچھی ہون بڑے افسوس کی بات
ہی کہ جب خدا نے ہم کو دنیا مین مرتبہ اسلئے عطا فرمایا اور رتبہ برتر کو پہونچایا آنکھ ناک
کان زبان ہاتھ پاؤن عقل و دانش عطا فرمائی کہ ہر چیز کا امتیاز کرسکین ہم ان چیزون سے
کام نہ لین اور اُس خالق عالم کے پہچاننے کی کوشش ہی نہ کرین تو پیش خدا کیا جواب
دینگے جسوقت یہ سوال ہوگا کہ ہم نے تجھے عقل دی تھی تو نے نیک و بد کو کیون نہ سمجھا
لہذا مین نے جہانتک خیال کیا مجھکو دین اسلام مذہب حق معلوم ہوا ور دین آفتاب
پرستی باطل ہی خدا وہی ہی جسنے سب کو پیدا کیا اور اُسے کسی نے نہین پیدا کیا ہی آفتاب
و ماہتاب و ستارے ہین جنسے شب و روز کو منور کیا ستارون نے آسمان کو زینت
دی درختون سے زمین کو سنوارا دریاؤن کو فیض عالم کے واسطے پیدا کیا اگر آفتاب خدا ہو
تو اُسے زوال نہ ہوتا اور ایک ذرا ابر اُسے نہ چھپا سکتا اور گہن اُسکے واسطے نہ ہوتا ان

تغیرات سے پایا گیا کہ آفتاب بھی ایک مخلوق ہی پروردگار عالم کی خلقت سے اور مین اسوقت
اسی غرض سے حاضر حضور ہوا ہون کہ آپ کو راہ نیک بتاؤن اور زنگ کفر کو آئینہ دل سے
دور کرون اور اس نامے کے جواب مین خوشخبری آپ کے اسلام قبول کرنے کی دے کر
اسیدولا اور سکے پاس جاؤن جو میرا محسن اور بادہ بر ہی اُسکی مدح و ثنا خواب مین ایک مرد
بزرگ مجھسے فرماتے تھے اور اُسکے آنے کی ایسی سچی خبر دے گئے تھے کہ خواب
کے تیسرے دن سے مجھے قدمبوسی اُس شہریار عالیوقار کی حاصل ہوئی اور وہ مجھ سے
بخلق و لطف پیش آیا با آنکہ وہ ایسا صاحب جاہ و حشم اور صاحب اقبال ہی کہ اُس نے
آتے ہی اول تو عروس ساحری کو مارا جس ساحرہ کا مثل و نظیر نہ تھا اسکے بعد
سرمست آدمخوار کو فرمانبردار کیا اب وہ بیابان نہ طاق کی طرف برائے مدد بادشاہ
اسلام جاتا ہی راہ مین آپ کو دیکھ کر قیام فرمایا اور یہ نامہ بھیجا ہی تاکہ آپ بھی مشرف باب مذہب
اسلام ہون اور راہ خدا مین کفار سے لڑکر خطاب غازی کا پاوین آیندہ آپ کو اختیار ہی قبول
سمجھے کہ عیسے بدین خود موسے بدین خود مجھ سے کوئی سروکار نہین ہی نہ آپ میری قبر مین
بخشوائے جائیے گا اور نہ مین آپ کی قبر مین جاؤنگا الا اسیدولا اور آپ سے ضرور متعرض
ہونگے اور اُنسے مقابلہ کرکے آپ سربر نہین ہو سکتے کیونکہ ایک تو وہ خود ہی رستم وقت
واسفندیار زمانہ ہین اور نظر کردہ شیر یزدان ہین علاوہ اسکے اُنکے تینون فرزند جو زور و طاقت
مین مثل اُنکے ہین ہمراہ ہین اور بہت سے پہلوانان نامی و گرامی جنمین سے یک سرمست آدمخوار
بھی ہی اُنکے ساتھ ہین اور لشکر کثیر ہی اگر مذہب اسلام اختیار نہ کرینگے تو اُنسے جنگ ضرور
ہوگی یہ سُنکر ریان شاہ نہایت برہم ہوا اور پکارا کہ او نا خلف تجھے مین نے اسی لیے
پیدا کیا تھا کہ تو مجھے نصیحت کرے اور دشمن کا شریک ہو کر مجھے ڈرائے کیا تو نے ہم سے
زیادہ دنیا دیکھی ہی اور ہم سے زیادہ فہم و فراست رکھتا ہی جو تبدیل مذہب کر ڈالی اور ایک ملع
خدا پرست کے شریک ہو کر مجھے انکار کر رعب دکھا کر ڈراتا ہی دیکھون تو وہ میرا کیا کر لیتا ہی اور
تیرا زندہ رکھنا تو کسیطرح مناسب نہین اسلیے کہ تو میرے واسطے باعث بدنامی ہی اور عجب
نہین ہی کہ خداوند برجیس آفتاب پرست مجھ سے ناراض ہو جاوے اور اسلیے کہ تیرا فرزند مجھ
سے پھر گیا اور مجھ پر عذاب نازل کرے تو ساری بادشاہت میری خاک مین ملجائیگی یہ
کہکر نامہ سیدولا ور کو چاک کر ڈالا اور کہا کوئی بھی ایسا ہی کہ قتل کرے اسکو بس یہ سنتے ہی
افراسے کشتی گیر اپنے جنگل سے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا اے بادشاہ تیرے تابعدار ایسے
نہین ہین جو حلم مین ہوتا ہی کرین یا کسی سے دب جائین مگر یہ معاملہ فرزند کا ہی سمجھ کر حکم
دے یہ سُنکر ریان شاہ نے کہا کہ بادشاہون کی ایک زبان ہوتی ہی اُنکے دل
مین کسی کی محبت نہین ہوتی بادشاہ کی اولاد اسکی فوج ہی جسکے بل پر وہ حکومت
کرتا ہی تم کیون اسکے قتل مین تامل کرتا ہی بس یہ سُننا تھا کہ افراسے کشتی گیر نے تیغ
کمر سے کھینچی اور یعقوب شاہ پر وار کیا یعقوب شاہ نے وار اسکا سپر سے رد کیا

اور خود وار نہیں کیا اور آواز دی کہ اے والد بزرگوار کیونکہ آپ سے بیٹے کے قتل کا حکم دیا گیا اسلیے کہ بعد میرے چراغ سلطنت کا گل ہو جائیگا وارث تخت باقی نہیں رہے گا تخت بخت برباد ہونے کا جلدی نہ کیجیے مجکو قید رکھیے اور سمجھ بوجھ کر قتل کیجیے گا جلدی کا کام خراب ہوتا ہے ایسا نہ ہو انجام مین پچھتانا پڑے زمان شاہ نے کہا کہ ایسی اولاد ہونے سے نہ ہونا اسکا بہتر ہے اور تجھ ایسے فرزند کے مالک تخت ہونے سے سلطنت دشمن کے قبضہ مین جانا خوب ہے مین نے اچھی طرح سمجھ لیا ہے یہ مسئلہ غور طلب نہیں ہے جب مذہب تیرا اور ہوا اور ہمارا اور ہوا تو تجھ سے مجھ سے کیا علاقہ رہا تو ایسا ہی بیٹا ہے جیسا پسر نوح تھا شعر پسر نوح با بدان بہ نشست خاندان نبوتش گم شد + ہان جلد قتل کروا سکو یہ سنکر بہرام افزا سے کشتی گیر نے تیغہ مارا یعقوب شاہ کو اب یقین ہو گیا کہ زمان شاہ ضرور مجکو قتل کرائے گا اور رحم اسکے دل مین نہیں ہے اسد غازی سچ فرماتے تھے کہ تو نہ جا مین تنہا کس کس سے لڑونگا مگر کچھ پروا نہیں یہ مرنا بھی حیات ابدی سے کم نہیں ہے اسلیے کہ شہید زندہ جاوید کہلاتے ہین اور مین راہ خدا مین قتل ہو رہا ہون بسم اللہ کہکر اسنے بھی تلوار کھینچی رد و بدل ہونے لگا یعقوب شاہ وار اسکے رد کرتا ہوا دروازہ بارگاہ کیطرف بڑھا کہ کسیطرح بارگاہ سے باہر نکل جاؤن تاکہ میدان ملے اور میرے ہمراہی بھی آگاہ ہو کر شریک جنگ ہون اور شاہزادہ اسد دلاور کو بھی خبر ہو جائے اسلیے کہ بہت سے بچے ضرور نخص مین آئے ہونگے لیکن زمان شاہ نے جو دیکھا کہ یعقوب شاہ دروازہ تک پہونچ گیا ہے قریب ہے کہ نکلجائے اسنے پکار کر آواز دی کہ ارے تن تنہا یون صاف نکلا جاتا ہے سب ملکے اسے مار لو یہ سننا تھا کہ سب پہلوان اسکی بارگاہ کے اٹھ کھڑے ہوئے یعقوب شاہ افزا سے کشتی گیر سے مصروف جنگ تھا کہ مہران اژدر گیر نے قریب پہونچکر بالشت کا ہاتھ مارا کہ دونون پاؤن یعقوب شاہ کے قلم ہو گئے اور یہ مرد مسلمان نیک طینت زمین پر گرا لیکن گرتے گرتے اسنے بھی جو ایک ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا گردن مہران کی پڑا سر قلم ہو کر لاش اسکی پھڑکنے لگی لیکن یعقوب شاہ اس صورت سے گرا کہ سامنے افزا سے کشتی گیر کے آگیا بس اس ملعون نے باطمینان تمام ایک ہاتھ دوالی کمر پر مارا کہ یعقوب شاہ کے دو ٹکڑے ہوئے ہمراہی یعقوب شاہ کے بیرون بارگاہ کھڑے تھے انھون نے جو اپنے مالک کے نعرون کی آواز سنی سمجھے کہ فساد ہوا کچھ تو دوڑ پڑے اور دروازہ بارگاہ تک لڑتے بھڑتے آگئے لیکن یہان خاتمہ ہو چکا تھا لاش پھڑکتی دیکھی اٹھانے کا قصد کیا تھا کہ زمان شاہ نے کہا مار لو انکو بھی کہ یہ سب نمک حرام ہین کوئی زندہ بچکر جانے نہ پائے اسنے تلوار چلنے لگی چند کس کس سے رکتے کہانتک مقابلہ کرتے لیکن پھر بھی مرنے والے بڑے ہوئے ہین انکو تو یقین مرگ ہو چکا تھا جان پر کھیلے ہوئے تھے ایسے ایسے لڑے کہ داد مردی و مردانگی دے گئے انجام کار سب قتل ہوئے لیکن جو لوگ یہ فساد دیکھکر روانہ ہو گئے اس غرض سے کہ چلکر اسد غازی سے اطلاع کرین اور کمک لے کر آئین وہ زندہ بچکر اپنے لشکر مین پہونچے یہان اسد غازی جواب نامہ کا

منتظر بیٹھا ہوا تھا اور بہ نہایت تردد تھا کہ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے یعقوب شاہ تنہا گیا ہے
ایسا نہ ہو کہ فساد چھڑے تو یہ بیچارہ مفت میں مارا جائے گا بعد ہم نے اگر قصاص بھی لیا تو کیا
اُسے تو نہیں زندہ کر سکتے خدا خیر کرے اور اُسے زندہ و سالم واپس لائے جسقدر آنے میں
دیر سوا ہوتی تھی الجھن ہوتی جاتی تھی تو ہاتھ ستے بڑھ رہے تھے پیک بھیجے برائے خبر روانہ کر دیے
تھے اور دمبدم کی خبر آرہی تھی جب عنوان اچھا نہ دیکھا اور خیال گذرا کہ فساد ضرور ہوگا تو
تیاری لشکر کا حکم دے دیا سرمست آدمخوار مسلح ہوکر سب سے پہلے تیار ہو گیا اسد خیمہ
سے نکلکر مرکب پر سوار ہوکر منتظر خبر کا کھڑا ہی تھا کہ یکایک ہمراہی یعقوب شاہ کے
دوڑتے ہوئے بدحواس پہونچے اور کہا کہ تلوار چل گئی بس یہ سنتے ہی اسد نے گھوڑا اٹھا دیا
کہ جلد پہونچوں پر ساتھ ہی اسد کے سرمست آدمخوار اور سہراب بن لندھور شیران شبر سوار
پر سیاہ فرنگی غضنفر بن اسد اسد ثانی معروف بن اسد ان سب نے سرپٹ
گھوڑے ڈالدیے کہ جلد پہونچکر کمک کریں ایسا نہ ہو کہ یعقوب شاہ قتل ہو جائے پیچھے
پیچھے تمام فوج نعرہ کرتی چلی اول نعرہ اسد دلاور کا ہوا (نعرہ) منم اسد شہسوار معرکہ روز جنگ ·
بدرم دل شیر و چرم پلنگ · بعد اسکے اور سردار منم منم کے نعرہ کرتے جا پہونچے اور کشتوں کے
پشتے لاشوں سے انبار لگاتے ہوئے بارگاہ زمان شاہ کیطرف متوجہ ہوئے خبر زمان شاہ
کو ہوئی یہ بھی بارگاہ سے نکلکر تخت پر سوار ہوا سردار اسکے مرکبوں پر چڑھ بیٹھے فوج کو
ترغیب دینے لگے تلوار چلنے لگی مگر دیکھا کہ اسد غازی مانند شیر گرسنہ کے صفونکو توڑتا
پرے انکو برہم کرتا ہوا چلا ہی آتا ہے ایک جانب معروف بن اسد مانند ضیغم کے ڈکارتا ہوا
نعرے مارتا ہوا چلا ایک طرف سے غضنفر نے فوج کو زہا دیا ایک سمت سے اسد ثانی
باپ کے قدم بقدم لڑتا ہوا چلا ساتھ ساتھ اسکے اور سردار مثل شیران شبر سوار
سہراب بن لندھور پر سیاہ فرنگی سرمست آدمخوار یہ سب لشکر کو پامال کرتے
چلے جاتے ہیں آفتاب برگشتہ بھی جانیں قرار رہے ہیں ایک گرتا ہے تو دوسرا اسد راہ ہوجاتا
ہے ہنگامہ گیر و دار گرم ہے لاشوں پر لاشیں گر رہی ہیں میدان خون سے سرخ ہو رہا ہے ہر طرف
کمانوں کی کڑک تیروں کی بوچھار تیغوں اور نیزوں کی چمک دل کے پار ہوئی جاتی تھی
سپروں سے دھواں دھار بادل چھائے ہوئے ہیں سروں کے اولے گر رہے ہیں خون کا
مینھ برس رہا ہے سیل خون جاری ہے کشتی حیات طوفانی ہے موجیں تلواروں کی پے در پے
آرہی ہیں سر حباب آسا تیر رہے ہیں لاشیں مانند مچھلیوں کے پھڑک رہی ہیں خدنگ قضا
ہر طرف محو میدان گلی ہے ایک قیامت کبرے برپا ہے اسی عالم میں اسد غازی صفونکو
توڑتا ہوا بارگاہ تک پہونچ گیا دروازہ بارگاہ پر لاش یعقوب شاہ کی خون آلودہ
دیکھی بس یہ دیکھتے ہی آنکھوں میں خون اتر آیا پکار کر آواز دی کہ او زمان شاہ تجھ سے بڑھکر
کوئی ظالم نہ ہوگا ارے یہ سنگدل کہ بیٹے کو قتل کروا ڈالا اور طرہ اُسپر یہ کہ وہ اسوقت
بحیثیت ایلچی تیرے پاس آیا تھا کس بادشاہ نے آجتک ایلچی کو قتل کیا ہے مثل

مشہور ہی کہ ایلچی را زوال نیست لیکن تو نے رسم دنیا کے خلاف کیا کیا ایلچی کو قتل کیا کب چھوڑتا ہون تجکو کہ یعقوب شاہ قتل ہوا اور تو زندہ رہے تجھے بھی اوسی کے پاس بھیجے دیتا ہون یہ کہکر باگ مرکب کی لی اور تخت زمان شاہ کیطرف بڑھے فوج نے جو دیکھا کہ یہ خدا پرست ہمارے مالک کیطرف آتا ہی بڑھکر سد راہ ہوے او ا سد کو روکا یہ شیر بیشۂ شجاعت بھلا کس سے رکتا ہی جو سامنے آیا ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوئے عین گرمی جنگ مین شیران شیر افگن اور شیران شیر سوار کا سامنا ہوا شیران شیر افگن نے نیزہ مارا شیران شیر سوار نے خالی دیکے رجو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا ہاتھ شیر افگن کا قلم ہوا بس اسنے بائین ہاتھ سے تلوار کھینچ لی اور شیران شیر کے سر پر وار کیا شیران شیر سوار نے وار اسکا پشت شمشیر پر رد کر کے ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا دو ٹکڑے ہوگئے ادھر میلاد آہن کلاہ سے اور سہراب بن لند ہور سے مقابلہ ہوا میلاد آہن کلاہ نے گرز مارا سہراب بن لند ہور نے وار اسکا اپنے گرز پر روک کر خبردار خبردار کہکر عمود گران سر میلاد کے حوالے کیا میلاد نے بھی گرز اپنا بلند کیا لیکن گرز پر گرز جو پڑتا ہی تو ہاتھ کانپنے لگا اور دونون گرز ایک ساتھ خود پر گرے اور خود کاسۂ سر مین در آیا اور سر گردن مین اور گردن سینے مین سینہ شکم مین شکم پشت مرکب مین اور مرکب زمین مین ایک چبوترہ بنکر رہ گیا ادھر سوماسے مردم در سے اور سر مست آدمخوار سے سامنا ہوا سوماسے مردم در نے چنگال مارے کہ ناخن اسکے زرہ کی کڑیون مین الجھے ایک آدھ لہو بھی سینے پر لگ گیا سر مست جھلا گیا اور پکارا کہ اگر تو مردم در ہی تو مین مردم خوار ہون مگر کیا کرون مجبور ہون کہ اب میرے شہریار نے مجکو منع کر دیا ہی اور دین اسلام مین آدمی پر آدمی کا گوشت حرام کر دیا ہی ورنہ تجھے مزہ چکھاتا مگر خیر کہان جاتا ہی میرے ہاتھ سے تجکو نقیر دہان گور کرونگا یہ کہکر سر مست نے دونون کلائیان اسکی پکڑ لین زور ہونے لگے اسی کشمکش مین سر مست آدمخوار سوماسے مردم در کو کھینچ لایا اور اسکی پشت پر گھونسا مارا کہ یہ بیہوش ہوکر پشت مرکب سے زمین پر آرہا سر مست نے مردہ جان کر چھوڑ دیا اسی حالت مین لاکھون آدمیون کا لشکر گھوڑے اور سوار اور پیدل جو اسکے جسم نحس پر سے گذرنے لگے تو استخوان پارہ ہوگئے اور پسکر چور ہوگئے غفلت اسوقت برطرف ہوئی جب کہ داخل دوزخ ہولیا اور شعلہ ہاے آتش آس سے لپٹے اور بغلگیر ہوکر مبارکباد دی وہان اسد دلاور قریب تخت زمان شاہ پہونچ چکا ہی لیکن لوگ اسکے سد راہ ہو ہوکر بادشاہ کو بچا رہے ہین اپنی جانین گنوا رہے ہین کئی پہلوان اسکے تخت کی حفاظت کو چہار جانب ہین آگے آگے ان سب کے مقہور گردن سوار ہی اور چارون کونون پر تخت کے اور چار پہلوان ہین کہ نام ایک کا افراے کشتی گیر اور دوسرا ابلیس کور باطن تیسرا اسرخیل زشت زن چوتھا نیہا پے شتر لب ہی لیکن مقہور گردن سوار پہلوان زبردست ہی اور تخت سے آگے آگے خدا پرستون کو قتل کرتا ہوا اسد دلاور کیطرف چلا آتا ہی کہ یہی افسر لشکر ہی اسکو مار لیں لڑائی کا خاتمہ ہی

اُدھر اسد غازی نے تخت زمان شاہ کی سیدھ باندھی ہی اور لاشون پر لاشین گراتا ہوا رستہ
بناتا چلا آتا ہی لیکن غضنفر بن اسد کہ یہ پہلو سے چڑھا آیا تھا قریب پہونچ گیا افراسے کشتی گیر
نے روکا ردوبدل ہونے لگی یہ وہ وقت تھا کہ افراسے کشتی گیر سے اور غضنفر سے مقابلہ ہو رہا
تھا اور اسد ثانی سے اور سہماسے تتر لب سے سامنا ہو چکا تھا اور معروف بن اسد
سے اور بیناسے کور باطن سے ردوبدل شروع ہو رہا تھا اور سرخیل شست زن
فوج کو لڑاتا اور ترغیب جنگ دے رہا تھا لیکن اول حال مقہور گردن سوار کا بیان ہوتا
ہی کہ اسنے اسد دلاور کو للکارا کہ او بڈھے کدھر جاتا ہی کیون اجل دامنگیر ہی نہین جانتا کہ مین
ملک الموت تیری جان کا راہ روکے ہوے ہون خبردار تخت بادشاہ کیطرف نہ بڑھنا ورنہ سر
تن پر نہ ہوگا اسد دلاور کی نظر جو مقہور گردن سوار پر پڑی پکارا او ملعون اگر ٹوکتا ہی تو
سامنے آ اور داد مردی و مردانگی دے مقہور گینڈا دوڑا کر اسد کیطرف چلا کفار نے اسکو راہ دی
اُدھر سے اسد غازی نے مرکب کو تیز کیا یہانتک کہ بیچ مین دونون کا سامنا ہوا مقہور نے
کہا کہ او خدا پرست تو بہت منچلا ہی کہ اتنے بڑے لشکر پر چڑھ آیا اور کس ہمہمہ سے ساتھ یہانتک
پہونچا بس بہتر یہ ہی کہ ارادے سے باز آ اور اطاعت میری اور پرستش تیر تابان کی اختیار
کر ورنہ مفت پچھتائے گا اسد غازی نے کہا کہ او ملعون کیا جھک مارتا ہی اگر تجکو مقابلہ کرنا
ہی تو یہی میدان ہی اور یہی گوئی ہی لا ضرب بہادری کی کہ عرصہ ہوتا ہی یہ سنکر مقہور گردن سوار
نے تیر آہنی اسد غازی کے حوالے کیا اسد نے دیکھا کہ یہ حربہ سپر سے نہ رکے گا ہتکلی
ماری کہ تیر کٹ کر علٰحدہ گرا بس یہ دیکھتے ہی مقہور پکارا کہ تو بڑا تیز دست معلوم ہوتا ہی یہ کہکر
تلوار کھینچ لی اسد دلاور نے کہا کہ اور جو حوصلہ نکال لے مقہور نے کہا اب پہلے تو وار اپنا کر اسلیے کہ
مین ایک وار کر چکا اور تو نے اُسے خوب رد کیا دیکھو تو کہ مین تیرے وار کو کیونکر رد کرتا ہون
اسد غازی نے تیغہ مارا مقہور نے سپر کو اُٹھا کر چہرہ کی پناہ کی اور تلوار کو ضامن دیا لیکن
تیغہ جو پڑتا ہی یا تو سپر پر جھکا تھا یا زمین پر جا کر ٹھہرا تیغ راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوے
بس اسکا گرنا تھا کہ آفتاب پرستون کے جی چھوٹ گئے اُدھر غضنفر نے افراسے کشتی گیر کو
تہ تیغ کیا ایک ہاتھ اسکے دوالی کمر پر ایسا مارا کہ نصف حصہ اسکا زمین پر رہا اور نصف کو
مرکب لیکر بھاگا اور سامنے زمان شاہ کے لاکر پھینک دیا اور سہماسے تتر لب نے
اسد ثانی کو روکا بعد ردوبدل کے سہماسے تتر لب بھی ہاتھ سے اسد ثانی کے مارا
گیا معروف بن اسد نے بیناسے کور باطن کو صید لیا اب سرداران زبردست
جو آفتاب پرستون کے تھے وہ تو مارے جا چکے ایک سرخیل مشت زن باقی ہی اب
یہ قریب تخت بادشاہ کے آ گیا ہی اور حفاظت کر رہا ہی لیکن اسد غازی جو مقہور کو مار کر
چلا تو باگ اُٹھائے ہوئے قریب تخت زمان شاہ کے پہونچ گیا سرخیل شست زن
نے للکارا کہ کہان آتا ہی اسد دلاور نے کہا کیا جھک مارتا ہی سرخیل نے جھپٹ کر شست
زنی کا وار کیا اسد غازی نے کلائی ایک ہاتھ سے پکڑی اور دوسرا ہاتھ بنا کمر بین

ڈالکر سر سے بلند کر لیا اور زمان شاہ کو آواز دی کہ کیون ملعون دیکھا تو نے اب یعقوب شاہ کی نصیحت اور ہمارے نامہ سے بے ادبی کرنے کا نتیجہ نظر آیا یا نہین زمان شاہ پکارا کہ مجھ پروا نہین جب دو مین لڑائی ہوتی ہے تو ایک کو فتح اور دوسرے کو شکست بھی ہوتی ہے تو فخر کس بات کا کرتا ہے اور یہ کونسی نئی بات ہے اسد غازی نے کہا کہ معلوم ہوا قلب تیرا سیاہ ہے تو راہ راست پر نہ آئے گا زمان شاہ نے کہا کہ ہزار جانین نام پر آفتاب عالمتاب کے نثار ہین اسلیے کہ ایسی روشن خداوندی کسکی ہوگی کہ اوسنے اپنا جلوہ کو جہان آرا دکھایا اور تمام عالم منور ہو گیا اسد غازی نے دیکھا کہ یہ نہ مانے گا بس اسنے سردار کو اشارہ کیا تو ہاتھ پر بلند کیے ہوئے تھا زمان شاہ پر کھینچ مارا سرخیل مشت زن جو آکر زمان شاہ پر گرتا ہے تو زمان شاہ اور سرخیل دونون تخت کے نیچے زمان شاہ کا تو خاتمہ ہو گیا استخوان پسکر چورا ہو گئے لیکن سرخیل کے تھوڑی سی چوٹ آئی بعد اسکے یہ پھر سنبھلا اسد نے چاہا کہ اسکو بھی ایک ہی ہاتھ مین رد کرون کہ سرخیل پکارا امان فرمایا بشرط ایمان کہا قبول ہے اسد دلاور نے فرمایا کہ اگر تو صدق دل سے مسلمان ہوتا ہے تو کاٹ لے سر اپنے بادشاہ کا اور نیزہ پر رکھکر بلند کر دے بس یہ سنتے ہی سرخیل نے تلوار سے سر اسکا قلم کرکے علم کیا بس اس سر کا بلند ہونا تھا کہ وہ دو لاکھ فوج جو اپنی جا مین قرار ہی تھی بھاگ کھڑی ہوئی قدم اکھڑ گئے جی چھوٹ گئے ایک نے دوسرے سے کہا کہ میان اب کسکے واسطے لڑتے ہو مالک مارا جا چکا بس ان لوگون کو بھاگتے ہوے دیکھکر اسد دلاور نے ہو تو نکو دم دیا اور حکم کیا کہ دو قزاقان ظفر توان سب کو کوئی جانے نہ پائے یہ سنکر قزاقون نے ہر چہار جانب سے محاصرہ کر لیا ایک دیوار آہنی اٹھکر حائل ہو گئی اڑتالیس ہزار قزاق گھوڑے دوڑا دوڑا کر ہر چہار جانب سے آگئے دیکھا آفتاب پرستون نے کہ اب مفر نہین ہے امان مانگی کہا بشرط ایمان سب نے قبول کیا اور ہتھیار رکھدیے اسد غازی نے فرمایا کہ ہتھیار اٹھالو جب تم مسلمان ہو چکے تو ہم مین شامل ہو گئے اب ہم کو تم سے کوئی خوف باقی نہین رہا اسکے بعد لشکر کو اپنے اس لشکر سے علیحدہ کر لیا اور سرخیل مشت زن کو اپنے ہمراہ لیکر لاش یعقوب شاہ کی تلاش کرتے ہوئے چلے راہ مین جو لاشین شہدا پرستون کی ملتی جاتی تھین اٹھوا کر جلد دفن دیتے جاتے تھے یہانتک کہ قریب لاش یعقوب شاہ کے پہونچے اور لاش اٹھوا کر اپنے ہمراہ لی ملازم اسکے روتے پیٹتے ساتھ ہو لیے اسد دلاور نے سرخیل مشت زن سے فرمایا کہ اس لاش کو لیکر شہر زمانیہ مین جاؤ اور جا کے مناسب تجویز کرنے اسکو دفن کرو اور اپنے ایک فرزند یعنے معروف بن اسد کو ہمراہ لیا کہ جو انکا خاندان شاہی سے حق رکھتا ہو اوسے تخت نشین کرکے انتظام ملک زمانیہ کا درست کرکے تم چلے آنا غرضکہ باقی دن لاشون کے اٹھوانے اور دفن کرانے مین گذرا شام کو سب نے آرام کیا جسوقت صبح ہوئی تو شاہزادہ اسد غازی نے سرخیل مشت زن کو خلعت سے سرفراز فرمایا اور لاش یعقوب شاہ کی اسکے سپرد کی اور معروف بن اسد کو ساتھ کیا

کہ یہ تم کو تعلیم دین کریگا کیونکہ تم اچھی طرح آئین اسلام سے ابھی آگاہ نہیں ہوا الحاصل معروف بن اسد سرخیل مشت زن کو اپنے ہمراہ لیکر مع لشکر کہ قریب ایک لاکھ کے باقی رہ گیا تھا جانب قلعہ رمانیہ روانہ ہوگئے اور یہاں اسد دلاور نے بھی حکم کوچ دیا اور مع فوج ظفر موج جانب بیابان نہ طاق روانہ ہوئے دیکھیے کسوقت پہونچتے ہیں اب اول حال مختصر معروف بن اسد کا بیان ہوتا ہے کہ جسوقت یہ مع لاش یعقوب بادشاہ قریب شہر رمانیہ کے پہونچا اور خبر وزیر یعقوب شاہ فرتوت کہن سال کو ہوئی برائے استقبال آیا اور معروف بن اسد کو لیکر داخل قلعہ رمانیہ ہوا معروف بن اسد نے سارا ماجرا یعقوب شاہ کا بیان کیا اور فرتوت کہن سال سے پوچھا کہ اب وارث تخت کون ہے اُسنے بیان کیا کہ فرزند یعقوب شاہ کا موجود ہے مگر سن اُسکا کم ہے فرمایا کیا عمر ہوگی اُسنے فرزند کو طلب کیا معروف نے منع کیا اور کہا کہ اسکا وقت دوسرا ہوگا فرتوت نے جواب دیا کہ سات سال کی عمر ہوگی الحاصل معروف بن اسد نے دفن یعقوب شاہ کے واسطے جگہ اسکی ماں اور بی بی سے دریافت کرائی انھون نے عرض کرا بھیجا کہ اسی قلعہ میں دفن کیجیے اسلیے کہ ہم دونون بیبیون کا یہی سہارا تھا اب فرزند اسکا ہے تو وہ ابھی بچہ ہے وہ خود قابل اسکے ہے کہ اُسکی سرپرستی کیجائے معروف بن اسد نے لاش اول محل میں بھیجدی کہ یہ بھی اُن بیبیون نے کہلا بھیجا تھا جسوقت اُن عورتون کو رونے اور پیٹنے سے فرصت ہوئی تو معروف بن اسد نے لاش یعقوب شاہ کی دفن کرائی اور تمام اُمرائے شہر کو جمع کرکے تاج و تخت سجوایا اور سب کے سامنے اُس طفل صغیر کو جو یعقوب شاہ کا بیٹا تھا اپنے ہاتھوں سے بازو پکڑکر تخت پر بٹھا دیا اور تاج سر پر رکھا دیا اور سب سے نذریں دلوا دین اور محتشم شاہ کا خطاب دے کر سرخیل مشت زن کو سالار لشکر کیا اور دیگر امرا کو ارکین سلطنت مقرر کیا اور آپ دس ہزار سوار اپنے ہمراہ لے کر جانب بیابان نہ طاق روانہ ہوئے دیکھیے کب پہونچتے ہیں

اب یہان سے چند کلمہ داستان شوکت نشان شاہزادہ رستم خو کے گزارش کیے جاتے ہین

کہ جسوقت شاہزادہ رستم خو طے مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے قریب بیابان نیم سوختہ کے پہونچے تو شمس جنی نے عرض کی کہ اے شہریار بس اب اسی مقام پر قیام فرمایئے آگے بڑھنے کا قصد نہ کیجیے کہ اس لیے کہ شام ہو چکی ہے ایسا نہ ہو غلطی سے سرحد بیابان نیم سوختہ میں پہونچ جایئے تو مشکل ہو جائیگی لوح وہان کام نہیں دے سکتی اور کام کا انجام خراب ہوگا کچھ بنائے نہ بنے پس اس سے بہتر یہ ہے کہ آج شب کو اسی مقام پر قیام کیجیے صبح کو دیکھا جائیگا شاہزادہ عالی مرتبت نے رائے شمس جنی کی پسند کی اور حکم قیام دیا لشکر مقام کیا خیمے ڈیرے برپا ہونے لگے جس مقام پر ابھی اس سے پیشتر سناٹا تھا وہین

آبادی ہوگئی اور جہاں سے کوچ کرکے اس مقام تک پہونچے وہ جگہ ویران اور سنسان ہوگئی ہے عجب
انقلابات ہیں دنیا کے کسی کو عروج کسی کو زوال ہے کوئی پیدا ہوا کوئی ناپید ہوا کہیں شادی ہے کسی
مقام پر غم صف ماتم بچھی ہوئی ہے کہیں نوبتیں بجتی ہیں کہیں سینہ کوبی ہے کبھی صبح ہے کبھی شام
غرضکہ یہی لیل و نہار اس گنبد دوار کے ہیں الغرض شاہزادہ نے شب بسر کی جسوقت صبح
ہوئی شاہزادہ نے اول فریضہ سحری کو ادا کیا اور وظیفہ پڑھتے ہوئے خیمہ سے باہر نکلے صحرا
کی سیر کرنے لگے عجب عالم تھا وہ سہانا وقت ہواے سرد کا چلنا صحرا میں کوڑیالے کی
بہار اسپر قطرہاے شبنم کی نمائش یہ معلوم ہوتا تھا کہ فرش سفید پر موتی بچھے ہوئے ہیں درخت
جھوم رہے ہیں طائر بزبان بے زبانی حمد الٰہی میں مصروف ہیں آپ ٹہلتے ہوئے چلے جاتے
تھے کہ اسطرف سے شمس جنی نمودار ہوا اور سلام کیا شاہزادہ نے جواب سلام دیکر ارشاد
فرمایا کہ اے شمس جنی اسوقت کہاں شمس جنی نے عرض کی کہ حضور ہی کی خدمت میں حاضر ہوا
فرمایا کیوں خیر باشد شمس جنی نے جواب دیا کہ شب کو میں نے اپنے علم کے ذریعہ سے جو
دریافت لیا ہے وہ عرض کرونگا اول یہ فرمائیے کہ لوح کو ملاحظہ فرمایا یا نہیں شاہزادہ نے فرمایا
کہ ابھی تو لوح کو نہیں دیکھا کہا اب لوح ملاحظہ فرمائیے شاہزادہ نے فرمایا کہ تم کیا کہنے والے
تھے شمس جنی نے عرض کی اور بھی ملاحظہ فرمالیجیے تو عرض کروں سکندر رستم خو نے لوح کو دیکھا
اسمیں تحریر تھا کہ اے فتاح طلسم اس صحرا سے تحقیق جو سامنے ریگستان معلوم ہوتا ہے یہی بیابان
نیم سوختہ ہے اور ایک تحریر جو اس بیابان پر بہار اور اس ریگستان کے درمیان واقع ہے
یہی سرحد ہے اسی مقام سے بیابان نیم سوختہ شروع ہوا ہے دل سوختہ جادو اس مقام کا
محافظ ہے اور اسنے اپنے سحر سے اس مقام کو طلسم بند کیا ہے اُسکے پاس فوج ہے نہ لشکر تن تنہا اس
مقام پر رہتا ہے سحر اُسکا یہ ہے کہ جو کوئی بھولا بھٹکا اس طرف نکل آیا اُسے اس جادوگر نے
مار ڈالا اور روح کو اُسکی آسیب بنا کر چھوڑ دیا قریب ہزار بارہ سو آدمیوں کے اُسنے بھوت بنا کر
چھوڑ دیے ہیں اُنھیں لو اُسکی فوج سمجھنا چاہیے کہ وہ لوٹ نہیں آتے ہیں اور اُسی صحرا میں مشغل
اکثر بیتالوں کے بھیڑ کرتے ہیں اور جو شخص اُنکی سرحد میں آجاتا ہے اُسکو مار کر اور بھوت بنا کر
اپنے گروہ میں شامل کر لیتے ہیں لہذا تم کو چاہیے کہ اپنے ہمراہیوں کو اس امر سے متنبہ
کردو کہ ہرگز کوئی شخص اس تحریر سرحدی کے پار نہ جاے ورنہ انجام اُسکا خراب ہوگا اور
ہاتھ سے ان بھوتوں کے مارا جاے گا اور انجام میں بھوت ہوکر تجھے اذیت پہونچانے کا درپے
ہوگا اور یہی جاے امتحان ہے جو لوگ تیرے ساتھ ہیں اُنمیں دوست بھی ہیں اور دشمن بھی
جو دوست ہیں وہ تیرے کہنے پر عمل کرینگے جو دشمن ہیں وہ ہرگز نہ مانینگے اور تجھ سے چھپکر
اس ریگستان میں قدم رکھینگے اور ہاتھ سے بھوتوں کے ہلاک ہوکر تجھ سے فریاد کرینگے
اس انتظام کے بعد جسوقت بارادہ فتاحی در بند نیم سوختہ قدم اُٹھانا تو لوح کو دیکھ لینا
اسلیے کہ اسوقت کے بعد سے تا فتح در بند پھر لوح خبر نہ دے گی اور جو ہدایتیں لوح میں تحریر
ہوں اُنکو خوب یاد کر کے اُسپر کاربند ہونا ورنہ دھوکا اُٹھاے گا اور تو بھی ہاتھ سے اُن

پر شمنون سے مارا جائے گا یہ تمام باتین لوح مین ملاحظہ فرما کر شاہزادہ نے شمس جنی سے بیان
کین شمس جنی نے عرض کی کہ بہت صحیح ہر بس یہی باتین مجھے بھی اپنے علم کے ذریعہ سے دریافت ہوئی ہین
اب ایک سوال مین آپ سے اور کرتا ہون اُسکے بعد آپ بسم اللہ کیجیے اور بارادہ فتح دربند
تشریف لے جائیے شاہزادہ نے فرمایا کہ وہ کیا ہر شمس جنی نے عرض کیا کہ او شہریار
جسوقت آپ کو معلوم ہوا کہ لوح بعد ہدایات فتح دربند نیم سوختہ کے پھر تا فتح دربند
خبر نہ دیگی تو اتنا سمجھ لیجیے کہ اتنے بڑے دربند کے فتح کرنے کے واسطے کسقدر ہدایتین ہونگی
اور ساتھ ہی اُسکے وہ اسمای طلسمی جو رد سحر کے واسطے تحریر ہونگے اُنمین الفاظ غیر مانوس کا ہونا
بھی ضرور ہر پھر اُنکا یاد رکھنا کیا آسان کام ہر بشر کا دماغ ایسا نہین ہر جو ایسے ایسے عجیب
وغریب الفاظ کو یاد رکھ سکے اور پھر ایسی کم زبانی کہ شاید ایک ساعت سے زیادہ تک لوح
خبر دیگی اور پھر اُس گھبراہٹ کے وقت قاعدہ سے چلنا جبکہ دشمن بھی طرح طرح کے
دھوکے دیگا اسکا کیا انتظام آپ سوچے مین یہی بات بانی طلسم نے امتحان عقل کی رکھی ہر
یہ سنکر شاہزادہ متردد ہوا اور کچھ دیر تک ساکت رہا اسکے بعد فرمایا کہ اے شمس جنی واقعی مین
پہلے یہ بات میرے ذہن مین نہ آئی تھی لیکن تمہارے متنبہ کرنے سے جو مین نے غور کیا تو ترکیب
ذہن مین آگئی شمس جنی نے کہا کہ بیان فرمائیے شاہزادہ سکندر رستم خو نے کہا کہ وہ
ترکیب یہ ہر کہ کاغذ و قلم و دوات کو لے کر لوح کو دیکھونگا اور تمام ہدایتون کو لوح کی قلمبند
کرلونگا بس یہ سنتے ہی شمس جنی اُچھل پڑا اور فراست شاہزادہ سکندر کی نہایت تعریف
کی اور عرض کیا کہ بس اس سے بہتر کوئی ترکیب نہین ہر بیشک آپ فتاح طلسم ہین اور اگر ایسے
نہ ہوتے تو اس سن مین اس مرتبہ پر آپ کیونکر فائز ہو سکتے تھے اب آپ بسم اللہ کرین
اور روانہ فرمائین شاہزادہ سکندر رستم خو نے دوات و قلم و کاغذ طلب کیا جسوقت
سیارہ ثالث نے یہ سب چیزین لا کر پیش کین شاہزادہ نے لوح کو ملاحظہ فرمایا اور
ہدایات لوح کو قلمبند کرنا شروع کیا جسوقت لوح خبرین دے چکی تو سیاہ ہوگئی شاہزادہ
نے اب جو اوراق لکھے تو کئی جزو تھے دل مین کہا کہ اگر شمس جنی مجھے متنبہ کرتا تو مین کبھی
نہ سوچتا اور یہ باتین یاد رہنا اور وقت پر ایسے کام لینا بسیار دشوار تھا اسکے بعد شاہزادہ
نے کل لشکر کو طلب کیا اور ایک مقام بلند پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ ایہا الناس مین تم کو
آگاہ کیے دیتا ہون کہ تا وقتیکہ مین اس دربند کو فتح نہ کرلون کوئی شخص یہان سے آگے بڑھنے
کا قصد نہ کرے اور وہ تحریر جہان سے ریگستان شروع ہوا ہر اُسے پھاند کر ریگستان مین
قدم نہ رکھے ورنہ ہلاک ہو جائے گا اور جو میرے کہنے کے خلاف کرے گا وہ دنیا و عقبی
دونون کو اپنے ہاتھ سے بگاڑے گا اور مین اُسکو سمجھونگا کہ یہ میرا دشمن ہر دوست نہین
ہر آیندہ اختیار ہر سب نے عرض کی کہ ہمین کیا ضرورت ہر جو اپنے ہاتھون ہلاکت
مین مبتلا ہون لیکن جن لوگون کے دلون مین کینہ تھا اُنھون نے اپنے طور پر یہ صلاح کی کہ
معلوم ہوتا ہر یہ دربند سخت ہر اور دشمن قوی سے سامنا ہر اور ہمکو خوف ہر کہ ایسا نہو

یہ لوگ دشمن کے شریک ہون اسی باعث سے ہم کو خوف دلایا ہے بس اس سے بہتر موقع نہ ملیگا چاہیے کہ چھپ چھپا کر کسیطرح اس سرحد مین داخل ہون اور سکندر زگوزرک دین یہ مشورہ کر کے وہانسے علیحدہ آئے اور منتظر اسکے ہوئے کہ شاہزادہ کی آنکھ بچے تو ہم اسوقت جا کر دشمن کے شریک ہو جائین یہان شاہزادہ خورشید زرین قبا اور شمس بلخی اور سیارہ ثالث سے رخصت ہو رہا تھا اُن لوگون نے یہ موقع غنیمت طلایس کناں کرکٹ کر روانہ ہوئے اور جلد ہی جلدی صحرا سے پُر بہار کو طے کر کے اُس لکیر کو پھاند کر بیابان ریگ مین داخل ہوئے بس اسطرف قدم رکھنا تھا کہ جھنجھناہٹ کی آواز کان مین آئی اور یہ معلوم ہوا کہ سیکڑون بلائین لپٹ گئی ہین کوئی گلا دبائے دیتا ہے مگر نظر نہین آتا کوئی ہاتھ کھینچتا ہے کوئی ٹانگ گھسیٹتا آرہا ہے یہ لوگ ہر چند فریاد کرتے ہین کہ ہم دشمن نہین ہین بلکہ تمھارے دوست ہین طلسم کشا کے دشمن ہین اسی غرض سے آئے ہین کہ تمھارے شریک ہو کر طلسم کشا کو زک دین ہمین اپنے مالک کے پاس لے چلو اسکے جواب مین یہ آوازین سنائی دین کہ ہم تم کو اپنے مین شامل کیے لیتے ہین بغیر اسکے کہ دم تمھارے تن سے نہ نکلین تم ہمارے گروہ مین شامل نہین ہو سکتے ہو یہ چلا رہے ہین کہ یہ کونسا طریقہ ہے جب زندہ نہ رہے تو تمھارے کیا شریک ہونگے اور دشمن کا کیا بنائینگے ارے اسی زندگی کے واسطے سب کچھ کرتے ہین جب جان ہی نہ رہی تو کیا باقی رہ گیا ہر چند یہ لوگ چیخا کیے اور غل مچایا کیے اُن پریتون نے ایک نہ سنی وہین گلا گھونٹ کر سب کو مار ڈالا انجام کار انکی بھی بجس روحین بھوت بن بنکر انھین بھوتون کے گروہ مین شامل ہو گئین یہان شاہزادہ عالی مرتبت نے سب کو رخصت کیا اور تن تنہا پا پیادہ جانب بیابان نیم سوختہ روانہ ہوئے جسوقت قریب ریگستان پہونچے کچھ ٹھہرے اور ہدایت نامہ اُٹھا کر دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ ای فتاح طلسم نیرنگ قاف ورای سیار بیابان نیم سوختہ تجھے چاہیے اس اسم کو ایک سو گیارہ مرتبہ پڑھ کر میل نقرئی پر دم کر کے آنکھون مین پھیرے اُسکے بعد داخل بیابان نیم سوختہ ہو اسلیے کہ وہ جا کیا پیتال جو محافظ ور بند ہین یون نظر نہ آئینگے اور جسوقت یہ سلائی کو آنکھون مین پھیریگا اُسوقت تجھے عجائبات طلسم دکھائی دینگے شاہزادہ نے ایسا ہی کیا جب سلائی آنکھون مین پھیر لی اُسکے بعد بسم اللہ کہکر اُس لکیر کو نانگھ کر داخل ریگستان ہوئے بس قدم رکھتے ہی اب جو نظر اُٹھا کر دیکھتے ہین تو سیکڑون دیو اور انسان ہر چہار جانب دوڑتے پھرتے ہین منھ سے اُنکے شعلے نکل رہے ہین باہم ملکر آپس مین کلام کرتے ہین ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ دیکھو وہ طلسم کشا آگیا اب کیا ہوگا کسی نے کہا کہ پلٹ پڑو گلا گھونٹ کر مار ڈالو یہ سنتے ہی وہ سب کے سب شاہزادہ کیطرف بڑھے شاہزادہ نے ہدایت نامہ کو اُٹھا کر دیکھا اُسمین لکھا ہوا تھا کہ ای فتاح طلسم جسوقت تو داخل بیابان ہو جائے اور غولان طلسمی تجھے آزار پہونچانے کے ارادہ سے تیری طرف بڑھین تو تجھے لائق و لازم یہ ہے کہ فلان اسم پڑھ کر حصار اپنے گرد کھینچ لے تاکہ اُنمین سے کوئی تیرے قریب

سکو اور تجھے ایذا نہ پہونچا سکے یہ دیکھکر شاہزادہ نے جلدی سے اُس اسم کو پڑھکر ایک گنڈا
زمین پر کھینچ لیا اور آپ اُس گنڈے میں بیٹھ گیا دیکھا کہ چہار جانب سے جو غول شور کرتے
ہوتے چلے تھے وہ قریب اُس گنڈے کے پہونچکر ٹھٹک گئے اور وہیں چنگاریاں چھوڑنے
لگے کوئی منہ چڑاتا تھا کوئی آنکھیں دکھاتا تھا وہ بھیانک صورتیں اُنکی وہ مہیب آوازیں
کہ دلیر کا زہرہ آب ہوجائے لیکن یہ شیر بیشہ جرأت کب خوف کرتا ہو اطمینان سے اُس گنڈے
میں بیٹھا ہوا ہو اور وہ بھوت کھڑے ناچ رہے ہیں جو قریب آتا ہو وہ جھجک کر پیچھے
ہٹ جاتا ہو اسی حالت میں شاہزادہ کو کچھ پرچھائیاں نظر آئیں اور اُنمیں آوازیں پیدا
ہوئیں کہ اے شہریار جلد ہماری خبر لیجیے ہم یہاں آکر مبتلائے بلا ہوگئے ہمیں ان بھوتوں نے
گلے گھونٹ کر مار ڈالا اب ہم انکے بس میں ہیں جب تک آپ اس دربند کو فتح نہ کرلینگے
نجات ناممکن ہو ہم نے آپ کے فرمان نے خلاف کیا اور یہاں اس ارادہ سے آئے تھے
کہ دشمن کے شریک ہوکر آپ کو ہلاک کرتے مگر آپ بڑے صاحب اقبال ہیں کہ دشمنوں نے
آپ سے ہم سب نے دوستی نہ کی اور ہمیں گلے گھونٹ گھونٹ کر مار ڈالا ابھی ہم میں وہ قوت
نہیں پیدا ہوئی ہو کہ ہم مثل انکے ہوسکتے ہاں اگر چند روز گذر گئے تو ہم بھی بھوت ہوجائینگے
جیسا کیا تھا اسکی سزا پائی برائے خدا ہمارے حال زار پر ترس کھاکر ہمیں اس بلا سے نجات
دیجیے یہ حال دیکھکر شاہزادہ سمجھا کہ جس بات کی لوح نے خبر دی تھی یہ وہی معاملہ ہو
بیشک یہ لوگ مجھ سے کینہ رکھتے تھے اور دشمن کے شریک ہونے کی غرض سے آئے تھے
یہاں انکی یہ حالت ہوئی فرمایا کہ خیر جاؤ میرا وقت ضائع نہ کرو جیسا تم کہتے ہو ایسا ہی ہوگا
مجھے خود فتح طلسم کی جلدی ہو یہ سنکر وہ پرچھائیاں تو غائب ہوگئیں لیکن جتنے دھوئیں سے نکلے
نکل رہے تھے اور منھ اُنکے کھل گئے تھے وہ اُسی صورت سے منھ چڑھایا کیے کہ کسیطرح
اسکو غصہ آجائے اور جھلاکر طلسم کشا گنڈے کے باہر نکل آئے تو اسکا بھی کام تمام کرکے
اپنے گروہ میں شامل کرلیں لیکن بسبب حصار کے اُنکا قابو نہیں چلتا آگے بڑھتے ہیں اور
پھر پیچھے ہٹ جاتے ہیں شاہزادہ نے پھر ہدایت نامہ پڑھا اسمیں لکھا تھا کہ فلاں اسم
پڑھو جسوقت تعداد اُسکے پڑھنے کی ختم ہوجائیگی تو وسط صحرا میں تمھیں ایک درخت
چنار نظر آئے گا انگارے اُسمیں سے برستے ہونگے اور ایک میمون آتشیں اس شاخ سے
اُس شاخ پر اور اُس شاخ سے اِس شاخ پر اُچکتا اور دوڑتا ہوا نظر آئے گا وہی سوختہ جادو
ہو جسوقت وہ درخت کو ہلائے گا تو بجائے برگ و ثمر درخت سے شعلہ ہائے آتشیں زمین پر
گرینگے اُسوقت تم فلاں اسم کو پڑھکر اپنے اوپر دم کرلینا اور فلاں اسم پڑھتے ہوئے قریب
اُس درخت چنار کے جانا اگر بیتاب ہوا تو فوراً ہر چہار طرف سے بھاگکر دور ہٹ جاینگے
لیکن وہ بندر تم پر کھسیائے گا اور اشاروں سے منع کرے گا جب تم کہا اُسکا نہ مانوگے اور
اسم پڑھتے قریب اُس درخت کے پہونچوگے تو وہ بندر بہت شور کرے گا اور سارے
درخت کو ہلا ڈالے گا یہانتک کہ ہزارہا شعلے اُس درخت سے گرینگے کہ وہی برگ و بار

اُٹھتے ہیں اور لپک لپک کر تمھاری طرف چلینگے تم اندیشہ نہ کرنا اور برابر اسم پڑھتے ہوئے چلے جانا
جب اسم تمام ہو اُس بندر کیطرف پھونک دینا شاہزادہ نے ایسا ہی کیا لیکن جسوقت قریب
اُس درخت کے پہونچا اور بندر نے بھی کوشش کر کے تھکا تو اسنے جست کی اور زمین پر
آیا شاہزادہ نے ایک اسم پڑھکر اپنے ہر چہار جانب کنڈلا کھینچ لیا اور ہدایت نامہ کو
ملاحظہ فرمانے لگے اور وہ بندر چاروں طرف پھرنے لگا یہانتک کہ شاہزادے نے
موافق ہدایت نامہ کے ایک اسم شروع کیا اور لوح کو جام جمشیدی میں ڈالدیا جسوقت وہ
اسم تمام ہوا بس ہدایت نامہ کے موافق لوح کو جام سے نکالکر درخت چنار پر کھینچ مارا بس لوح کا
درخت پر پڑنا تھا کہ تمام درخت ایک شعلہ بن گیا اور اُس بندر کیطرف چلا بندر نے زمین پر
قلابازی ماری اور ایک اژدر آتش فشاں بنکر دہن اپنا کھولدیا اور چاہا کہ اس شعلہ کو نگل جاؤں
لیکن شعلہ اسکے دہن میں نہ گیا بلکہ پھسلکر ایک چنار آتشین ہوکر اس اژدر پر گرا اور اسنے بھی
شعلہ بنکر دونوں شعلے ہم جسم ہوگئے اور یہ شعلے مانند ابر کے دامن پھیلا کر چلے جسقدر اگیا بیتال
پھر رہے تھے وہ بھاگنے لگے ایک دوسرے کے پیچھے چھپنے لگا اور شعلہ انکی طرف چلا ہر چند
انھوں نے بھاگنا چاہا لیکن اُس تحریر کے باہر قدم نہ رکھ سکے آخر کار شعلے نے ان سب کو
بھی لپیٹا اور ایک کوہ آتشین بنکر اب شاہزادہ سکندر رستم خو کیطرف متوجہ ہوا اب جو
شاہزادہ نے ہدایت نامہ کو دیکھا تو کچھ نظر نہ آیا ایک سطر تھی لیکن کچھ ایسی مٹی مٹی تھی کہ
پڑھی نہ جاتی تھی اور شعلہ لپکتا چلا آتا تھا اب شاہزادہ پریشان ہوا کہ کیا فکر کروں کیونکر
جان بچاؤں اُسی حالت اضطراب میں جیسے ہی شعلہ قریب پہونچا جام جمشید کو اٹھا کر کھینچ مارا
شاہزادہ کو ہر چند کہ یہ یاد نہ تھا کہ پانی جام جمشید کا بھرا ہوا تھا اور یہ اتفاقی اور اضطراری
فعل شاہزادہ کا تھا مگر درحقیقت رد اسکا یہی تھا بس پانی کا چھینٹا پڑتے ہی وہ شعلہ افسردہ
ہوکر پلٹا اور روشنی رنگ ہوکر تاریکی پھیل گئی آتش باری اور برف باری ہونے لگی زمین کو زلزلہ
پیدا ہوا اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من دلسوختہ جادو بود حیف مردیم و جان دادیم تو بمطلب خود
رسیدیم اب جو وہ تاریکی برطرف ہوئی تو دیکھا جا بجا خاک کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں جسطرح
مرگھٹ میں مردوں کے جلنے کے نشان ہوتے ہیں شاہزادہ کو یاد آیا کہ ابھی ایک اور اسم
باقی ہے بس جلدی سے اُس اسم کو پڑھنا شروع کیا جب وہ اسم تمام ہوا تو اب دیکھا کہ وہ
تحریر جو سرحد بیابان کی علامت تھی نظروں سے غائب ہوگئی اور ایک ہوا ایسے تند آئی وہ
راکھ اُن مردوں کی اُڑا کر لے گئی اب دیکھا تو میدان صاف ہے لشکر خورشید زرین قبا سامنے ہے
اور شمس جبین وغیرہ آکر شاہزادہ سے ملے اور انکے فہم و فراست کی نہایت تعریف کی وہاں ہی
مقام میں قیام کیا جب دوسرا دن ہوا تو شاہزادہ نے لوح کو ملاحظہ فرمایا اسمیں لکھا تھا کہ اے
فتاح طلسم جسوقت دربند بیابان نیم سوختہ فتح ہوا اور دلسوختہ جادو مارا جاے تو تجھکو
چاہیے کہ اس صحرا سے نکلکر دوسرے صحرا میں جا وہاں تجھے ایک میل نہاری زمین پر نصب
ملے گا اگر تو قوت اسقدر جسقدر ائی رکھتا ہے تو اُس میل کو اکھیر کر پھینک دے اگر وہ محل

تجھسے پہلے زورین مہ اکھڑا تو پھر نہ اکھڑے گا اور یہی رستہ ہی طلسم کا پھر تا قیام قیامت رستہ
طلسم کا نہ ملے گا شاہزادہ کوچ کرکے روانہ ہوا اور لشکر اپنا قریب اُس میل کے اُتارا اور آپ
سب سے رخصت ہو کر قریب اُس میل کے آیا اور آتے ہی ایک نعرہ اللہ اکبر جلو سے کھینچکر
جو زور کیا تو میل فولادی کو زمین سے اکھیڑکر پھینک دیا میل اکھڑتے ہی دہانہ نقب کا پیدا
ہوا شاہزادہ ہدایت لوح کے موافق اُس نقب مین کود پڑا جسوقت پاؤن زمین پر لگے
تو عجب صحرائے پُر بہار دیکھا کہ درخت میوہ دار لگے ہوئے ہین گلہائے رنگا رنگ پھولے
ہوئے ہین شاخین مانند عروس شب اول کے خمیدہ ہین طائران خوش الحان مصروف
زمزمہ سرائی ہین شاہزادہ تعریف باغبان قضا وقدر کی کرتا ہوا چلا جاتا ہی یہانتک کہ
سامنے سے ایک کوہ سفید نظر آیا کہ مانند واشد فرجاریہ کے مدور و مصفا تھا آبشارین جاری
تھین یہ معلوم ہوتا تھا کہ نوشاہ کے سر پر مقیش کا سہرہ بندھا ہوا ہی اور بہت سے
طیور مثل طاؤس و سرخاب و بط کے اُس پانی کے اشتیاق مین منقارین کھولے ہوئے
آگے بڑھ رہے ہین شاہزادہ محو تماشا تھا کہ یہ کیا معرکہ ہی کہ یکایک نظر جانب یمین کے
جا پڑی دیکھا کہ دروازہ کشادہ ہی اور ایک باغ بنا ہوا ہی کہ چہار دیواری اسکی سنگ مرمر
کی ہی اور پھاٹک باغ کا مانند آغوش معشوق کے کھلا ہوا ہی سکندر رستم خیر السلطان متوجہ
ہوے کہ یہ باغ اُس صحرائے پُر بہار مین کسنے بنایا ہی کیا خوش نصیب ہی وہ شخص جو اس
باغ کی سیر کا لطف اُٹھاتا ہی کیا اچھا ہوتا اگر ہم اس باغ مین ساتھ ملکہ نوبہار سرخیپوش
کے مصروف گلگشت ہوتے یہ خیال دل مین آتے ہی تصویر نوبہار سرخیپوش کی آنکھون
کے نیچے پھر گئی وہ بہار آنکھون مین خزان معلوم ہونے لگی پھولون نے تصور گل عارض جانان کی
اوس پڑ گئی بلبلون کی نغمہ سرائی نالہ دل سے مشابہ ہو گئی سُرخی گلون کی آتش غم بنکر قلب کو
حرارت پہونچانے لگی شاہزادہ اشعار عشق انگیز پڑھتا ہوا قریب باغ کے پہونچا تھا
کہ دیکھا دروازہ باغ سے ایک زن جمیلہ نمودار ہوئی غور سے جو سکندر رستم خو نے دیکھا
تو نادرہ بانو ہی ادھر نظر نادرہ بانو کی جو صورت زیبائے سکندر پر پڑی جلدی سے اپنے
پاؤن پھر گئی شاہزادہ نادرہ بانو کو دیکھکر نہایت خوش ہوا تھا کہ یقین ہی وہ آفت ہوش
بھی اس باغ مین ضرور ہوگی لیکن یہ مجھے دیکھکر چلی کیون گئی اس سے توقع خلقی کی امید
نہ تھی اسلیے کہ مین اسکو بہن کہہ چکا ہون اور وہ مجھے بھائی کہہ چکی ہی اور اسی کی بدولت
ایک مرتبہ دیدار نصیب ہو چکا ہی اور آیندہ بھی بہت کچھ امید تھی پھر یہ خیال ہوا کہ شاید ملکہ
سے کہنے گئی ہو اب دروازہ باغ پر پہونچکر یہ ٹہلنے لگے اور سوچنے لگے کہ اندر باغ کے
جاؤن یا نہ جاؤن چونکہ مزاج سے ملکہ نوبہار سرخپوش کے آگاہ تھے اور جانتے تھے
کہ نازک مزاج ہی ایسا نہ ہو خلاف کر بیٹھے اور مجھ سے بگڑ جائے تو اور بھی مشکل ہو جائیگی
الجھن مین ٹہل رہے ہین کہ نادرہ بانو آئے تو کچھ اُسکے ذریعہ سے مطلب بر آری ہو لیکن
جب دیر گذری اور نادرہ پلٹ کر نہ آئی تو دل نے مشورہ کیا کہ چلیے بھی چلو دیکھا جائیگا

یہی ناحق بگڑنے کی خفا ہوگی سنا لینگے اپنا کام اپنے ہی سے خوب ہوتا ہے دوسرے کو کیا غرض پڑی ہے جو
ہمارے واسطے اپنے لیے خفگی مول لے اور ملکہ کو اپنے سے ناراض کرے یہ سوچکر بسم اللہ
کہکر داخل باغ ہوئے نظر جو باغ پر پڑی ہے تو دل وجد کرنے لگا آنکھوں کو سرور حاصل ہوا وہ درختوں
کی سرسبزی و شادابی پھولوں کی مہک پھلوں کی خوشنما وضعی جانوروں کی خوش الحانی ہے کہ وہ وسط باغ مین
ایک نہر جاری ہے کہ پانی اُسکا صاف مانند آب دندان معشوق ہے اُسمین رنگین مچھلیوں کا پیرنا
عجب لطف دیتا ہے جسطرف سے سُرخ مچھلیوں کا غول نکل آتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پانی کے اندر سے
لعل رہے ہین شاہزادہ سیر کرتا چلا آتا ہے اور دل مین کہتا ہے کہ جیسا معشوق ویسا باغ نہ
ملکہ نو بہار سرخپوش سے بہتر کوئی حسین ہے اور نہ اس باغ جنت نظیر سے بہتر کوئی باغ
ہوگا جسوقت یہ کہتے ہوئے قریب قصر پہونچے دیکھا تو تمام قصر جواہر نگار ہے ایسے بڑے
بڑے یاقوت و زمرد جڑے ہوئے ہین کہ کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھے ہونگے زینہ پر چڑھ کر
اندر قصر کے آئے دیکھا تو چوکہ تختوں کا لگا ہوا ہے اُسپر فرش سفید بچھا ہوا ہے صدر مین ایک مسند
زرتار بچھی ہے اور ملکہ نو بہار سرخپوش چہرہ پر نقاب ڈالے بیٹھی ہے پہلو مین ملکہ کے
نادرہ بانو بیٹھی ہے نو بہار کا نور حسن ساتت نقابوں کو توڑ کر باہر نکلا آتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے
کہ ایک شمع کافوری پردہ فانوس مین روشن ہے سامنے کچھ گانے والیاں بیٹھی ہین کشتیان مے کی
چنی ہوئی ہین نادرہ بانو کی نظر جو شاہزادہ پر پڑی برائے تعظیم اُٹھ کھڑی ہوئی اور پکاری
کہ آئیے تشریف لائیے لیکن وہ مغرور نیتے نو بہار گو سرخپوش جسطرح بیٹھی تھی اسیطرح
بیٹھی رہی اور عورتین بھی شاہزادہ کو دیکھ کر محو جمال دل فروز ہو گئین ہر ایک اُس یوسف بازار
حسن کو دل سے عزیز سمجھی اور مانند زلیخا نے متاع ہوش نثار کرکے جنس جان نذر کرنے کو موجود
ہو گئی شاہزادہ اس بے اعتنائی سے نو بہار سرخپوش کی دل مین رنجیدہ ہوا اور چپکا
گردن جھکائے کھڑا رہا نادرہ بانو نے ملکہ کیطرف دیکھ کر با ادب دست بستہ ہو کر عرض کی کہ
ہماری آپ کے خلق و مروت سے بعید ہے کہ جو شخص اپنے گھر پر مہمان آئے اُس سے روگردانی
کیجیے یہ اپنے جی مین کیا کہتا ہوگا اور کس خوشی سے وہ اسطرف پلٹ پڑا خدا جانے کہان جاتا
تھا اتنا تو پوچھیے کہ مزاج کیسا ہے ملکہ نے کہا چہ خوش مجھے کیا غرض پڑی ہے جو مزاج پوچھون
مین کوئی کسی کی عاشق عاجز ہون نادرہ نے کہا رسم دنیا ہے کہ مہمان کی تالیف قلب کے
واسطے وہ باتین بھی گوارا کرتے ہین جو سراسر اپنے مزاج کے خلاف بھی ہون یہان تو کوئی ایسا امر
نہین ہے ادھر تو نادرہ سفارش کر رہی ہے اُدھر ملکہ کھائین بلائین دیتی ہے مگر شاہزادہ تصویر بنا
کھڑا ہے اور دل مین کہتا ہے کہ اللہ رے اسکے غرور پھر کہتا ہے کہ کیون نہ ہو بیجا ہی کیا ہے وہ حسین بھی
تو کیسی ہی ہے یہ خیال کر کے ایک شعر پڑھ دیا کہ شاید کچھ اثر اس بت سنگین دل پر ہو جا لاامید
تو نہین کیونکہ معشوقونکا شیوہ جفا کاری ہے شعر لوگ جب کہتے ہین ہمسے کہ اجی چلتے ہو
وہان + کیا کہین اُنسے کہ ہم تو ہین نکلوائے ہوئے + ملکہ نے یہ شعر سنکر سکندر کیطرف
دیکھ کر نادرہ سے کہا کہ یہ کون ہے نادرہ اس تجاہل پر اسکے پھڑک گئی اور شاہزادہ

سکندر رستم خو نے ایک ٹھنڈی سانس بھری نادرہ بانو نے ملکہ سے کہا کہ شاعر کہتا ہے شعر
غنیمت جان لے یہ صحبتین آپس کی اے نادان ✦ دگرگون حال ہوجاتا ہے اک دم مین زمانے کا ✦ ملکہ
نے کہا مین باز آئی ایسی صحبت ناجنس سے وہ آدم زاد مین پریزاد میری بلا کو کیا غرض ہے جو مین
کہون کہ آئیے اور مسند پر تشریف رکھیے اُسے غرض ہوگی تو آپ ہی کہین بیٹھ جائے گا کیا
تجھے یاد نہین یہ وہی تو ہے جو ایک مرتبہ مجھے دیکھ کر کسقدر نعل لایا تھا کہ خنجر کھینچکر جان دیئے
دیتا تھا باغ سے بیسے کسیطرح نہ نکلتا تھا مجھے ایسے مُنہ چڑانے نہین اچھا معلوم ہوتا اب شاہزادہ
در پردہ اجازت بیٹھنے کی پاکر بڑھا اور نادرہ بانو نے ہاتھ پکڑ کر مسند پر لا کر بٹھا دیا اور پیچھے تخیے
سمٹنے لگی قطعہ

مسند کا فرش پہ میری ہو خلقت کا ہجوم
ہاتھ گو اپنے ذرا تو بھی تو ہی پار رہگا

بیٹھنے آپ بھی وہ ترک ستمگار رہگا
ہنس کے بولا کہ مین ڈرتا ہون اگر بیٹھا

جب جنازہ مرا اٹھا تو یہ بولا کوئی
جی اُٹھا پھر مرے پیچھے وہی آزار لگا

نادرہ بانو نے ہاتھ ملکہ کا پکڑ لیا اور کہا کہ واری اسقدر غرور حسن دو روزہ پر اچھا نہین اور غرور
بھی اُنہین سے جو اسوقت خود حسینان عالم کا تاجدار اور خوبرویان جہان کا سردار ہے کیا حسن وخوبی
مین وہ تجھ سے کم ہے اگر اس شہریار سے اسطرح کی باتونکو ترک نہ کرو گی تو پھر آئندہ پچتاؤ گی ناز
کی بھی کوئی حد ہوتی ہے نادرہ نے ایسی باتین کہین کہ ملکہ نے بھی گردن نیچی کر لی اور سکندر
نے پہلو مین اُس یار جانی کو دیکھا کہ جسکے فراق مین ایک دم قرار نہ تھا آنکھین ہر وقت
مشتاق دیدار تھین شاہزادہ کو خواب وخور حرام تھا اب اسوقت سے بہتر کونسا وقت
ہوگا کہ وہی آرام دل پہلو گرم کیے بیٹھا ہے وہ اسباب راحت مہیا ہین نادرہ نے گانیون سے
اشارہ کیا کہ ہان اپنا کام کرو انھون نے اشارہ پاتے ہی پھر چھیڑ دیے اور مبارکباد
شروع کی ملکہ نادرہ پر بہت خفا ہوئی اور کھسیانی ہونے لگی نادرہ نے ملکہ کو غصہ مین پاکر
غور کیا تو دیکھا کہ چہرہ پر آثار حزن وملال پائے جاتے ہین لیکن ملکہ ضبط کیے بیٹھی ہے ماتھے
پر پسینا آگیا ہے اندام مین رعشہ ہے یہ سمجھ گئی کہ کسی سبب سے ملکہ کو یہ امر ناگوار ہے اس لیے کہ
ملکہ سوگوار ہے اور جسکے غم مین ہے اُسکا نام ظاہر کرنا خلاف مصلحت ہے بس نادرہ بانو نے
گانے والیونکو اشارہ سے منع کیا اور کہا کہ اب مبارکباد ہوچکی کچھ اور گاؤ گانے والیون نے
یہ غزل شروع کی غزل

جب آپکی وہ چشم عنایت نہین رہی
مجکو بھی دل کے دینے کی عادت نہین رہی
رنج وفراق اٹھا کے ہوے ہین یہ ناتوان
دو دن کسی کے پاس یہ دولت نہین رہی
افسردہ ایسا دلکو کیا ہجر یار نے
افسوس چار دن بھی طاقت نہین رہی
جب طریق عشق مین دل صفر ہو گیا

ہم کو بھی جان دینے مین قوت نہین رہی
جب یہ سمجھ لیا کہ ہے دل ہی کا ست عمر
اب ناز بھی اٹھانے کی طاقت نہین رہی
جس سے کہ غم غلط ہوا ہوتا تھا وہ گھڑی
پہلی سی وہ اپنی شگفتہ طبیعت نہین رہی
آیا ہے ہو چکنے لو مرے لب وا سیح
رہبر کی مجکو کوئی ضرورت نہین رہی

اُنکو جو مجھ سے مہر ومحبت نہین رہی
پھر دلربا سے کوئی شکایت نہین رہی
حسن وجمال پر انھین بیجا غرور ہے
افسوس چار دن بھی وہ صحبت نہین رہی
جسکے نباہنے کا تھا اقرار عمر بھر
جب مجھ مین بات کرنے کی طاقت نہین رہی
مجکو کیا ہے تمام بر آوردہ عشق نے

اب تمہیں کو ہلکی کی وہ شہرت نہیں رہی
کثرت سے یار رنج کھنچیں تصویریں جب کھنچی
اب میرے پاس تیری امانت نہیں رہی
بیگانوں کا تو ذکر ہی کیا یہ وہ وقت ہے

آئینہ پر غبار جو آیا تھا ہٹ گیا
یکتائی میں وہ منگی وحدت میان رہی
جز یار میں جیسی کوئی اپنا نہیں رفیق
باہم یگانوں میں بھی محبت نہیں رہی

تیرے طفیل سے دل میں کدورت نہیں رہی
لیتا ہے جو میرے مجھ سے وہ بیوفا
امید صبح بھی شب فرقت نہیں رہی
یون جلا تھا چراغ شرر داغ ہجر کا

فرقت کی رات شمع کی حاجت نہیں رہی اسیطرح دو ایک چیزیں تو ان گانے والیوں نے گائیں بے اختیار شاہزادہ کی آنکھ سے آنسو جاری ہوئے ملکہ کی بیوفائی اور بے اعتنائی کے زخم ہرے ہو گئے ادھر ملکہ اسقدر روئی کہ ہچکیاں بندھ گئیں وہ عیش کی محفل مجلس غم ہو گئی نادرہ نے دیکھا کہ یہ تو کچھ اور ہی رنگ ہے بس اسنے اشارہ سے گانے والیوں کو منع کر دیا اور تپی مو سانے ہنس کر شاہزادہ سے کہا میاں یہ وقت خوشی کا ہے یا رنج کا ہمارے سر کی قسم جلد میرا سر ہے اتنی چیز پی جائیے یا نو اور انہیں ملکہ کی جان کی قسم لو جام بھرو آپ بھی پیو ملکہ کو بھی پلاؤ سانے در رستم کہہ سے گریہ کو ضبط کر کے صراحی سے جام لبریز کیا صراحی سے قلقل حتے قہقہہ انکا غلط کر دیا جسو کہ ساغر لبریز ہوا ہاتھ پر رکھکر ملکہ کے روبرو پیش کیا ملکہ چاہتی تھی کیا کہا مجھے جھڑک دے نادرہ نے آنسو اپنے آنچل سے پونچھکر کہا بیوی بس ہو چکا دل بہلا و ایسا معشوق کسے نصیب ہوتا ہے کہ معشوق کا معشوق اور عاشق کا عاشق دیکھو اسکو رنج ہو گا کسی کو صدمہ دینے سے کیا فائدہ سکندر نے اشارہ کیا کہ پلا نہیں دیتے تمھیں کچھ نہیں آتا ہیں شاہزادیاں ایسی بے شرم ہوتی ہیں کہ ہر کس و ناکس سے بے تکلف ہو جائیں یہ ناز پروردہ بہت بڑی مشکل سے رام ہوئے ہیں شاہزادہ نے کہا کہ ملکہ ہمارا لہو پیو جو یہ جام نہ پی جاؤ تو بہار سر جیو تیں مجھو ہٹائے لیتی ہے اور شاہزادہ جام ہونٹھوں سے ملائے دیتا تھا برابر قسمیں دیتے تھیں دست بستہ تھا شعر سا گیا حضرت واعظ کی تو اضع بھی ضرور + وہ جیسے کسی منہ سے لگا دیتا تھا + اسکا انکار شاہزادہ کو بسمل کیے دیتا ہے اور شاہزادہ کا اصرار ملکہ کو بھی نیم راضی کر لایا ہے آخر کار اسنے جھنجھلا کر کہا کہ میں تو اسکے مزاج سے واقف ہوں نا جانتی ہوں کہ یہ بلا تمکو پیچھے لپٹ جاتا ہے جان چھڑانا دشوار ہو جاتا ہے اسی سے میں کم التفاتی کرتی ہوں یہ باتیں اگرچہ شاہزادہ کے دل نازک پر سنگ گران کا اثر ڈالتی ہیں مگر یہ ایسا بار محبت میں دبا ہوا ہے کہ سب نگہ رہا ہے کچھ زبان سے نہیں کہتا جب اصرار حد سے بڑھا اور انکار کی حدیں تمام ہو گئیں تو ملکہ نے کس تکلف کے ساتھ دست نازک بڑھا کر ہاتھ سے شاہزادہ کے جام لیا بار جام سے کلائی جھکی جاتی تھی اب یہ جام لیے گردن جھکائے بیٹھی ہے کسیطرح جام ہونٹھوں تک نہیں پہونچتا شاہزادہ نے پھر قسم دی اور اپنے ہاتھ کے سہارے جام ہونٹھوں سے لگا دیا ملکہ نے کس ناز و غمزہ سے وہ جام پیا شاہزادہ نہایت خوش ہوا ملکہ کا بھی غم غلط ہوا تبتو شاہزادہ کی ہمت اور بھی بڑھی اور دوسرا جام دیا ابکی اُس سے کم انکار ہوا تیسرے مرتبہ اُس سے کم اسیطرح بتدریج تکلف دور ہو گیا اور جام چلنے لگے یہانتک کہ جب ملکہ کئی جام پی چکی تو اب انکار

واقعی ہوا اور ملکہ نے کہا کہ بس میں زیادہ نہیں پیتی ہوں تمھاری خاطر سے تین چار جام پی لیے ورنہ
کبھی دو تین جام سے زیادہ کی نوبت نہ آئی تھی شاہزادہ نے وہ ساغر جو ملکہ نے لبریز
کیا تھا ہاتھ سے رکھدیا اور خاموش ہو رہا ملکہ نے کہا کیوں پیتے کیوں نہیں شاہزادہ نے کوئی
جواب نہیں دیا ملکہ مسکرائی اور نادرہ بانو نے کہا کہ یہ کوئی بات ہے چھیڑنا اور ستانا بھی ایک حد
کا ہوتا ہے وہ اپنے ہاتھ سے کیوں پینے لگے اب تم انھیں پلاؤ نادرہ بانو کے کہنے سے ملکہ
نے بھی وہ ساغر اٹھا کر شاہزادہ کو دیا اور کہا ہمارے سر کی قسم پی لو الٰہی توبہ یہ کلمہ نہیں
معلوم کس قیامت کا روح پرور تھا کہ شاہزادہ کے چہرہ کی کیفیت بدل گئی چہرہ کی اداسی
بشاشی سے تبدیل ہو گئی سکندر نے دل میں شکر کیے جام ہاتھ سے ملکہ کے لیا لیکن
نگاہیں چہرہ سے لڑی ہوئی ہیں آنکھیں اس مست بادہ حسن کو دیکھ کر پہلے ہی سے مخمور ہو گئی
تھیں مگر جسوقت جام ہاتھ سے ملکہ کے لیکر پیا تو اور ہی عالم ہو گیا دین و دنیا فراموش
ہو گئی ملکہ نے دوسرا جام دیا شاہزادہ نے بے اندیشہ انجام وہ ساغر نوش جان فرمایا
یہانتک کہ پیے جاتے ہیں اور ملکہ دیے جاتی ہے کثرت دور شراب نے اپنا اثر دکھایا
اور آنکھ میں متوالا پن ظاہر ہوا ہاتھ بڑھا کر چاہا کہ ملکہ کو گلے لگا کر چمٹا لوں دل کی حسرتیں
نکالوں ملکہ پیچھے سرکی کہ ہاں ہاں ذرا ہوش میں رہو بس اتنا ہی ظرف تھا کہ تھوڑے سے
میں چھلک گئے تو اسی کی باتیں کرو اسکے سمجھنے سے انکی بیخودی اور بڑھتی جاتی ہے یہانتک
کہ اب ملکہ اٹھکر بھاگی کہ عجب طرح کا بیحیا ہے اسے کسی کی شرم بھی ہے شاہزادہ اٹھکر
دوڑا کہ ملکہ کو پکڑ لوں بس اٹھنا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا سر تلے ٹانگیں اوپر چھینک مار کر
دھم سے گرا بس گرنا تھا اسکا کہ نو بہار سرخپوش نے آواز دی کہ منم ملکہ انزروت جادو
زوجہ سمندر پریزاد ظالم میں نے سنا ہے کہ تو نے بڑی بیدردی سے میرے شوہر کو قتل
کیا تھا دیکھنا کہ میں بھی تجھے کس ظلم سے قتل کرتی ہوں کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے
حال پر گریہ کرینگے جسطرح تو نے مجھے رانڈ بنایا میں بھی تیری ہوتی سوتیوں کو رانڈ نہ بناؤں
تو میرا نام انزروت جادو نہیں یہ کہکر اسنے لوح و جام کو قبضہ میں کیا اور دستک دی کہ
تخت ہوا سے اسکا اترتا ہوا قریب آیا بس جلدی سے شاہزادہ کو اٹھا کر تخت پر ڈالا اور اپنے مکان
اصلی کیجانب روانہ ہوئی اور اس باغ سحر کو جسمیں گرفتار تھی طلسم کشا کے واسطے تیار کیا تھا
فوراً مٹا دیا نادرہ بانو جو بیٹھی ہوئی تھی وہ اسکی ایک مصاحب خاص تھی باقی جسقدر آدمی اور
پریزاد وغیرہ سے تھے یا جسقدر سامان تھا سب کا سب جادو سحر کا تھا اب یہ بقصد انتقام خون سمندر پریزاد
شاہزادہ کو لیکر اپنے مکان کیطرف روانہ ہوئی ہے

اور چند کلمہ داستان مہتر مہتران خواجہ سیارہ ثنادث کے گزارش کیے جاتے ہیں

کہ بعد جانے سکندر رستم خو کے بعد کچھ دیر کے اسکا جی گھبرایا اور خود بخود دم الجھنے لگا

یہ دیو ادھر ادھر اسیجانب روانہ ہوا کہ سیر صحرا سے اپنی گھٹن رفع کرون لیکن اسکا غم غلط نہ ہوا بس اسکو تردد
پیدا ہوا کہ خدا جانے شاہزادہ پر کیا گذری چنانچہ شمس جنی سے پوچھنا چاہیے وہ علم نجوم مین کمال
رکھتے ہین شاید اپنے علم کے ذریعہ سے کچھ خبر بیان کرین یہ سوچکر شمس جنی کے خیمہ مین آیا
اور سلام کرکے بیٹھ گیا شمس جنی نے پوچھا کہ کیون متردد ہو خیر باشد اسوقت خلاف معمول
کہان شمس جنی سے سیارہ نے اپنی گھبراہٹ اور پریشانی بیان کرنے کے بعد کہا کہ مین چاہتا ہون
آپ اپنے علم کے ذریعہ سے کچھ حال شاہزادہ کا دریافت فرمائین کہ مرحلہ فتح ہوا یا دشمن انکے
کسی بلا مین پھنسے شمس جنی نے بارہ برج کو ستارے پیش نظر رکھکے خانہ طالع سے منسوبات کو
غور کیا اور نظرات کواکب استخراج احکام کرکے سیارہ ثالث سے کہا کہ اس بار چند کے
فتح ہونے مین شرکت تمھاری لازمی اور ضروری تھی تم یہان ہو اب مرحلہ کا فتح ہونا تو معلوم ہی
شاہزادہ ضرور کسی نہ کسی بلا مین پھنس گیا یا مبتلا ہونے والا ہے یہ سنتے ہی سیارہ ثالث نے
کہا کہ مجھے برج اسلوت کا پتا دیجیے تاکہ مہلت سے منزل مقصود تک پہونچ جاؤن اسلیے کہ میرے
پاس تو روح ہجو ہے کہی کر ہی اور نہ رستے سے آگاہ ہون شمس جنی نے پتا سیارہ ثالث کو بتایا
سیارہ ثالث بامہاسے عیاری تن پر آراستہ کرکے روانہ ہوا جاتے جاتے ایک صحرا مین پہونچا
دیکھا کہ ایک چشمہ نہایت مصفا ہے اور لب آب ایک نازنین مہ جبین پاؤن لٹکائے بیٹھی ہے رنج و فکر
ہے اور لباس سیاہ جسم مین چہرہ مانند ماہ شب چاردہ کے چمک رہا ہے اور چند پریزاد بھی
پاس بیٹھے ہین یہ دیکھکر سیارہ ثالث نے رنگ و روغن عیاری چہرہ پر لگا کر صورت اپنی ایک
جوگیے کی بنائی اور چنگ ہاتھ مین لیکر قریب چشمہ کے آیا ملکہ کے ہمنشینون کی نظر جو اسپر
پڑی ملکہ سے کہا دیکھیے اب سامان آپ کے غم غلط ہونے کا ہو گیا خداوند سامری نے اس جوگیے
کو بھیجا ہے ملکہ نے جو سیارہ کو دیکھا پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے سیارہ نے کہا مجھے ثابت چنگ نواز
کہتے ہین ملکہ نے کہا ایسا کچھ گاؤ کہ میرا رنج رفع ہو جوگیے نے پوچھا کہ قربان جاؤن دشمنونکو
رنج کس بات کا ہے اسلیے کہ خداوند سامری نے آپ کو دولت دنیا کے علاوہ حسن کی وہ دولت
عنایت فرمائی ہے جو بیش بہا ہے پھر ایسا کونسا رنج ہے جسنے دشمنونکو گھلا دیا ہے منہ پر اداسی بال
پریشان آخر یہ ماجرا کیا ہے ملکہ نے کہا مین تجھ سے اپنے رنج کیا بیان کرون دشمن بھی ایسے
صدمون مین نہ مبتلا ہو جیسی آفت مین مین پھنسی ہوئی ہون مین دختر ہون سمندر پریزاد جادو کی
جسکو فتاح طلسم نے بیابان کاشغریہ مین قتل کیا اسوقت سے مین نے یہ لباس سیاہ پہنا
ہے اور دن رات رویا کرتی ہون میری ماں انزر دست جادو پہلے بہت روئی پیٹی بعد اسکے اسنے
یہ عہد کیا کہ بغیر طلسم کشا کو گرفتار کیے دانہ پانی ہاتھ سے نہ چھوئیگی اور فکر گرفتاری طلسم کشا
مین گئی ہوئی ہے اور یقین ہے کہ وہ کامیاب ہوگی وہ ضرور طلسم کشا کو گرفتار کر لائیگی ثابت چنگ نواز
نے کہا یہ آپ نے کیونکر جانا کہ وہ گرفتار ہی ضرور کر لائیگی مین نے سنا ہے کہ طلسم کشا کے پاس
لوح ہے سحر اسپر اثر نہین کرتا اور وہ بہت ہوشیار ہے ملکہ نے کہا سبب یہ ہے کہ فتاح طلسم
ملکہ نوبہار مرجان کی دختر جمشید تدبیر شہنشاہ طلسم پر عاشق ہے اور اس واقعہ سے

بلا کو تیر یا بچی نہ تو علی دوست ہے ہم

یہ غزل سیارہ ثالث اس لطف سے گائی کہ ہر شعر کی تصویر کھینچ دی سماں باندھ دیا ملکہ اپنی چنگ نوازی بھول گئی اور ثابت چنگ نواز کی نہایت تعریف کی اور کہا کہ مجکو بھی چنگ نوازی میں گمان دخل ہے لیکن تیرے مقابلہ میں تو گویا مجھے چنگ ہاتھ میں لینا ہی نہیں آتا یہ فرما کر بہت کچھ انعام دیا اور کہا کہ ہمارے مکان پر چلو تو ہم تمھیں اور اسقدر دیں کہ تم خوش ہو جاؤ گے ثابت چنگ نواز نے کہا کہ جہاں فرمایئے وہاں چلیں نکلے ہیں کمانے کے واسطے گھر بار چھوڑا ہے جب قدردان مل گیا تو اب کہیں جانے کی کیا ضرورت ہے الغرض ملکہ سمن بر پریزاد ثابت چنگ نواز کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے اپنے مکان میں آئی اور خلعت دیا اور فرمایا کہ میں چاہتی ہوں مجھے بھی چنگ نوازی سکھاؤ ثابت چنگ نواز نے کہا کہ قربان جاؤں میرا خود جی چاہتا ہے کہ میں آپ کو بتاؤں کیا سمجھو آپ کی ہوا تیسوں کو بتانے میں جی لگتا ہے اللہ نے چاہا تو گھولکر پلا دونگا لیکن اے ملکۂ عالم ایک شرط ہے ملکہ نے فرمایا کہ وہ کیا سیارہ ثالث نے کہا کہ تخلیہ کرا دیجیے بس میں ہوں اور آپ ہوں ملکہ نے کہا کہ یہ کیا بڑی بات ہے جو عورتیں ملکہ کے پاس موجود تھیں اُنکو ملکہ نے حکم چلے جانے کا دیا وہ سب ہٹ گئیں ملکہ نے کہا دروازے کمرہ کے بند کر دو کہ آواز چنگ کی بند مقام میں خوب گونجتی ہے سیارہ ثالث جو ثابت چنگ نواز بنا ہوا تھا اُٹھا اور دروازے کمرے کے بند کر کے چنگ نوازی کرنے لگا اور ملکہ سننے لگی جب یہ خوب چنگ بجا چکا تو ملکہ نے کہا کہ اے اب ہمیں گھولکر پلاؤ یہ الٹی سمجھ نادان بھی سمجھی کہ علم موسیقی کوئی دوا ہے جسے گھولکر پلا دے گا ثابت چنگ نواز کی بن پڑی اسنے بیہوشی جام میں گھولکر ملکہ کو دی ملکہ بے اندیشۂ انجام ساغر نوش کر گئی لیکن جام کے پیتے ہی آنکھیں سُرخ ہو گئیں گرمی معلوم ہونے لگی ثابت چنگ نواز سے کہا کہ یہ دوا اسقدر گرم ہے یہ کہکر اپنی جگہ سے اٹھی کہ دروازہ کھولدوں لیکن اُٹھتے ہی جو ہوا لگتی ہے ایک چھینک آئی اور سر تلے پاؤں اوپر دھم سے گری بس سیارہ ثالث نے لباس ملکہ کا اُتارا اور ملکہ کو ایک صندوق میں بند کر دیا آپ رنگ و روغن عیاری لگا کر ملکہ کی صورت بنکر دروازہ کھولکر باہر نکلا اور ملکہ کی مجولیوں کو پکارا کہ مردارو تم کہاں اُڑ گئیں وہ سب کی سب دوڑی ہوئی آئیں دل میں کہتی ہیں کہ ملکہ بدمزاج تو ہو ہی گئی ہیں اب بات بات پر زبانی بڑھتی جاتی ہے اگر یہی رنگ ہیں تو ہم نوکری سے باز آئے بھیک مانگ کھا لینگے مگر نوکری ان کی دکر چکے ہم نے ہاتھ بیچا ہے ذات نہیں بیچی ہے ایک آدھ بولی ہو تو ایک کی سخت نرم سبھی سنتے ہیں جھڑکیں جسوقت یہ قریب ہوئیں کہا واری تمھیں نے تو کہا تھا کہ یہاں سے ہٹ جاؤ ملکہ نے جھنجھلا کر کہا کہ میں نے ہٹ جانے کو کہا تھا یا یہ کہا تھا کہ نکل دور چلی جاؤ یہ بھی نہ خیال کیا کہ ایک غیر شخص یہاں موجود ہے غیر ملک کا رہنے والا کیا معلوم چور ہو دغا باز ہو دوست ہو یا در پردہ دشمنی کرنے آیا ہو ابھی ابھی وہ کمرہ میں بیٹھے بیٹھے غائب ہو گیا تم نے تو اسکو جاتے ہوئے نہیں دیکھا ان سب نے کہا کہ ہم میں سے کسی نے نہیں دیکھا ملکہ کی کوئی شے تو نہیں جاتی رہی ملکہ نے کہا خیر یہ تو کیا ہوگا وہ [illegible] کیا

اب اس خیال کو بھی دل سے بھلا دو اور اگر کہین اب اُسکو دیکھ پانا تو گرفتار کر لانا یا مجھ سے کہنا اور
امان جان سے اس بات کا ذکر بھی نہ کرنا کہ ملکہ اسطرح سے کسی کو ساتھ لاتی تھین کیونکہ انھون نے
منع فرما دیا تھا کہ بیٹا یہ زمانہ بربادی طلسم کا ہو عالم پر آشوب ہو رہا ہو دشمنون کے قدم گھر مین آ گئے
ہین تم کسی اجنبی کو ادھر نہ آنے دینا تم ابھی الھڑ ہو نادان ہو بچی ہو تمھین تمیز نہین دوست دشمن کو
پہچانتین نہین انکو اگر یہ حال معلوم ہوگا نہایت ناراض ہونگی کہ اسنے نافرمانی کی سب نے عرض کی
کہ ہمین ملکہ ہمین کیا ضرورت ہو جو اُنسے بیان کرین یہی باتین تھین کہ ایک سناٹے کی آواز پیدا
ہوئی کنیزون نے کہا بڑی عمر ہو آپ کی امان جان کی ابھی ذکر ہی ہو رہا تھا شاید وہ آتی ہین یہ
کہتے کے ساتھ ہی جو نظر اُٹھا کر دیکھا تو انزروت جادو تخت سحر پر سوار اور ایک جوان
حسین آگے بیہوش پڑا ہوا چلی آتی ہو سب کی سب براے تعظیم اُٹھ کھڑی ہوئین ملکہ نے
سر جھکا کر تسلیم کی انزروت جادو نے دعا دے کر کہا کہ لو بیٹا مبارک ہو مین تمھارے باپ
کے قاتل کو پکڑ لائی اب سوگ بڑھاؤ لباس ماتمی اُتارو سامان جشن مہیا کرو اسواسطے کہ جس
روز سے ان مرنے والے کا ساتھ چھوٹا ہمین سوا رونے بیٹھنے کے ہنسنا نصیب نہین ہوا شراب
تک ترک ہو گئی یہ کہکے جام اُٹھا کر دختر کو دیا اور لوح اُسکے گلے مین ڈالدی اور خنجر کھینچ کر چاہتی تھی
کہ سکندر رستم خو کو قتل کرے کہ سمن بر پریزاد نے کہا نہین امان جان یہ کہکر کلائی پکڑ لی
انزروت جادو نے کہا کیون ملکہ نے کہا ایک تو یہ امر ہو کہ اسکا خون اس جگہ نہ ہو اگر
آپکو قتل کر ڈالنے کی جلدی تھی تو یہانتک لے کر نہ آئی ہوتین وہین قتل کر ڈالا ہوتا اس لیے کہ
طلسم کشا کا خون جس مقام پر گرے گا وہ زمین سرسبز نہ ہوگی آپ اپنے گھر کے اندر اسکو قتل
کرتی ہین ایسا نہ ہو کہ یہ گھر برباد ہو جائے باپ تو مر چکے آدمی بربادی تو ہو ہی چکی اب ایک
تمھارا دم باقی ہو خدا تمھین کو ہمارے سر پر زندہ رکھے علاوہ اسکے اگر اسکو بادشاہ طلسم کی
نذر کر دیجیے گا یا اُسکے سامنے قتل کیجیے گا تو وہ بھی خوش ہوگا بس یہ سنتے ہی انزروت جادو
نے ہاتھ روکا اور دختر کو گلے لگا کر کہا کہ ہر چند کہ تو ابھی نادان ہو کم سن ہو مگر بات عقل کی کہتی
ہو بیٹا مین تو رنج کے مارے اندھی ہو رہی تھی مجکو تو کچھ اچھا برا اسوقت سوجھتا نہین ہو تو اب مین
اسکو خدمت مین جمشید سرخ قبا کے پہونچا آؤن اُسکے بعد آ کر ٹھہرونگی کیونکہ اس جو حکم
کا یون رکھنا اچھا نہین ہو اجو سیارۂ ثالث جو ملکہ سمن بر بنا ہوا تھا گھبرایا کہ اگر یہ شاہزادہ
کو لے کر چلی گئی تو بڑی مشکل ہوگی کہا امان جان تم سلامت رہو ابھی تو آئی ہو اور ابھی پھر
جاتی ہو یہ کہکر گلے لپٹ گئی اور کہا کہ جب سے تم گئین مین نے رو رو کر راتین صبح کی
ہین ہر وقت جان کو دھڑکا تھا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہو مین ابھی تو نہ جانے دونگی ملکہ نے کہا بیٹا
بچپنا نہ کرو اسکا یہان رکھنا اچھا نہین ہو ملکہ نے کہا اچھا ایک آدھ جام تو پیلو کہ کسل راہ
رفع ہو پھر چلی جانا ملکہ نے کہا کہ اسکے قتل کے بعد پیونگی سمن بر نے کہا کہ اب قتل مین باقی
کیا ہو مین ہاتھ نہ روک لیتی تو کب کا ختم ہو گیا ہوتا انزروت نے کہا خوشی تیری بس یہ
سنتے ہی سمن بر پریزاد دوڑی ہوئی گئی اور الماری مین سے ایک قلم شراب کی اُٹھا لائی

اور گیلاس بھر کر پیش کیا انزروت جادو سے وہ گیلاس ہاتھ سے سمنبر پریزاد نے لیکر پی لیا
سمنبر پریزاد نے اور بھر کر دیا ملکہ انزروت جادو نے کہا بس اسنے کہا نہیں دے کر وہ بھی پلا دیا
اور کہا اور دوں انزروت نے کہا لڑکی کچھ دیوانی ہوئی ہے ایک تو عادت چھوٹی ہوئی دو ہی جام
بہت ہیں خدا اسکا انجام بخیر کرے یکایک انزروت کے سر میں درد پیدا ہوا ساڑھے تین
مثقال نمک سرکاری کی آمیزش ہو چکی تھی انزروت نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تم نے شراب
تند دیدی میرے سر میں درد ہے سمنبر نے کہا آپ کی عادت ترک ہو گئی ہے اور دل بھی صدمے
اُٹھاتے اُٹھاتے کمزور ہو گیا ہے برداشت نہ ہو سکی میں نے تو بہت ہی ہلکی شراب بنا کر دی تھی
ذرا اُٹھکر ٹہلیے دل کو بہلائیے ہوا کھائیے ابھی یہ کیفیت برطرف ہو جائے گی انزروت اُٹھی اور
ڈگمگائی سمنبر نے نعرہ کیا کہ او لکاتہ عیاری اسے کہتے ہیں ہم ہیں سیارۂ ثالث غلام طلسم کشا
بس یہ سننا تھا کہ انزروت نے کہا ارے تو یہاں میرے گھر میں بلا کے گھس آیا کب چھوڑتی
ہوں تجھکو یہ کہکر جھولی پر ہاتھ ڈالا اور ناریل نکالکر پڑھا اسم سحر پڑھکر سیارہ پر کھینچ مارا سیارۂ ثالث
نے لوح کا عکس ڈالا ناریل پھٹ کر زمین پر گر پڑا ادھر تو ناریل گرا ادھر انزروت پر بیہوشی
تاثیر کر چکی تھی یہ جھوم کر گر رہی بس سیارہ نے اپنا خنجر کھینچا تھا کہ ذبح کر ڈالوں کہ جسقدر
عورتیں تھیں وہ ہائیں ہائیں کرتی ہوئی دوڑیں جو سامنے آئی سیارہ نے حباب مارا کہ
بیہوش ہوئی اور گر پڑی سب کو برابر انزروت کے لٹا دیا جب سیارہ قریب انزروت
کے پہونچا ہاتھ روکا کہ مبادا شاہزادہ کے خلاف ہو پہلے ہوشیار کر لو پھر دیکھا جائے گا
شاید یہ مسلمان ہی ہو جائے تو کیوں قتل کریں غرضکہ سیارۂ ثالث نے ایک پھول گلاب
کا جیب سے نکالا اور شہزادہ کی ناک کے پاس لے گیا بو اُسکی ناک میں پہونچی فوراً ہوش
آگیا آنکھ کھلی تو پھر ایک نیا کرشمہ دیکھا کہ سمنبر پریزاد سامنے کھڑی ہے شہزادہ سمجھا کہ میں
خواب دیکھ رہا ہوں سیارۂ ثالث نے آواز دی کہ اے شہریار میں ہوں غلام آپ کا سیارہ
میں نے انزروت کو بیہوش کیا اب آپ کیا حکم دیتے ہیں قتل کروں یا زندہ رہنے دوں یہ سنکر
شاہزادہ اُٹھ بیٹھا دیکھا تو واقع میں انزروت کے ساتھ اور بھی بہت سی عورتیں بیہوش
پڑی ہیں شاہزادہ نے فرمایا کہ اسکی زبان پر تنکلہ دے کر ستون سے باندھ دو اور ہوشیار کرو
سیارہ نے اُسی وقت زبان کھینچ کر تنکلہ دیدیا اور ستون سے باندھ کر نتیلہ رفع بیہوشی سنگھایا فوراً
انزروت جادو ہوشیار ہو گئی ادھر ہوشیار کرنے سے پہلے سیارۂ ثالث نے سکندر رستم خو
سے عرض کی تھی کہ اگر یہ کام میں نے لائق صلہ کے کیا ہو تو آج صلہ کا امیدوار ہوں شاہزادہ نے
فرمایا تم نے سب کام قابل انعام کیے اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا کہ جان بچائی ورنہ یہ قتل کر ڈالتی
صلہ کیا مانگتے ہو بیان کرو اسنے دست بستہ عرض کی کہ دختر انزروت جادو ملکہ سمنبر پریزاد
کو مجھے عنایت کر دیجیے فرمایا وہ کہاں ہے عرض کی میں ابھی لیے آتا ہوں یہ کہکر اندر کمرے سے
لیا اور صندوق اُٹھا لایا اور سمنبر کو ہوشیار کیا سمنبر کی جو آنکھ کھلتی ہے تو عجب حالت دیکھی کہ
شاہزادہ سکندر رستم خو بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک میری ہمصورت عورت کھڑی ہے اور

ماں ایک ستون سے بندھی ہوئی ہے یہ دیکھ کر اسنے پھر آنکھیں بند کر لیں دل میں سوچی کہ یہ خواب
پریشاں ہے ماں میری گرفتار تھی طلسم کشا کو گئی ہوئی تھی یہاں کہاں اور فتاح طلسم کہاں یہ امکان
کہاں ایسے ایسے خیالات اسکے دماغ میں چکر کھانے لگے **سکندر رستم خو** نے آواز دی کہ اے
سمنبر ہوشیار ہو یہ خواب نہیں ہے بلکہ عین بیداری ہے ماں تمہاری مجکو گرفتار کر لائی تھی لیکن یہاں
عیار میرا تمہاری صورت بنا ہوا موجود تھا اسنے تمہاری ماں کو بیہوش کر کے گرفتار کر لیا اور مجکو رہا
کر دیا ملکہ نے گھبرا کر آنکھیں کھول دیں اور اٹھ بیٹھی **شاہزادہ** نے فرمایا کہ دیکھو تم اپنی ماں کو سمجھاؤ
کہ توبہ کرے اور اطاعت میری اختیار کرے مذہب اسلام سے مشرف ہو ورنہ میں قتل کرونگا ملکہ پرچہ
لکھنے لگی لیکن شاہزادہ نے **انزروت جادو** کیطرف دیکھ کر فرمایا کہ اے **انزروت جادو** تو
دیکھا تم نے کہ کتنی چال میرے خدا نے مجکو تمہارے ہاتھ سے رہائی دی بس اب بہتر ہے کہ اپنے ارادہ
سے باز آؤ کہ تم مجکو قتل نہیں کر سکتیں اور دین اسلام اختیار کرو کہ یہ دین برحق ہے اور بت پرستی
کو چھوڑ دو کہ یہ مذہب باطل ہے **انزروت جادو** چپکی کھڑی سنا کی کوئی جواب نہیں دیا کیونکہ بولنے
سے مجبور تھی زبان پر تنکہ دیا ہوا تھا اتنے میں **سمنبر پریزاد** نے وہ پرچہ لکھ کر تیار کیا اور سامنے
اپنی ماں کے لے گئی اور کہا کہ یہ ہدایتیں فتاح طلسم کی جانب سے ہیں انکو منظور فرمایئے انزروت نے
تمام مضمون پڑھ کر اشارہ سے قلم مانگا سمنبر نے قلم دوات لا کر پیش کی **انزروت جادو**
نے جواب لکھا کہ اے فتاح طلسم اگر تو درحقیقت فتاح طلسم ہے اور مذہب بھی تیرا برحق ہے
جب بھی مجھ پر اطاعت تیری حرام ہے کیونکہ تو قاتل ہے میرے شوہر کا مجھ سے کیونکر ہو سکے کہ
تیری اطاعت قبول کروں میں روز قیامت اپنے شوہر کو کیا منہ دکھاؤنگی شاہزادہ نے جسوقت
جواب اسکا پڑھا فرمایا ملکہ سے کہ قلب بھی اسکا سیاہ معلوم ہوتا ہے لہذا تم کو کلمہ پڑھو اور
ماں تمہاری قتل کیجائے گی یہ سنتے ہی **سمنبر پریزاد** رونے لگی کہ اگر ماں کو میری قتل کیجیے گا تو
مجھے بھی قتل کر ڈالیے کہ مجھے بغیر ماں کے اپنی زندگی منظور نہیں شاہزادہ کو اسکی بھولی بھولی
صورت پر ترس آگیا اور دل نہایت متاذی ہوا کہ حقیقت حال یہ ہے کہ کوئی اپنی ماں کو قتل
ہوتے ہوئے دیکھ سکتا ہے وہ کافرہ ہو یا مسلمہ شاہزادہ نہایت پریشان ہے کہ کیا کروں کیا نہ
کروں اگر انزروت کو قتل کرتا ہوں تو یہ بھی جان دیے دیتی ہے مفت میں خون ناحق ہوگا اور
اسکے بعد بیچارہ کا نہ معلوم کیا حال ہو ہر چند شاہزادہ نے بہ نرمی و آشتی بھی سمجھایا مگر
انزروت جادو نے نہ مانا آخر عاجز آکر شاہزادہ نے خود اٹھ کر **انزروت جادو** کو ستون
سے کھول دیا اور روبرو تخت پر بٹھایا اسکے بعد لوح گلے سے اتار کر سامنے رکھی جام جمشید ہی
پیش کیا اور ایک تلوار کمر سے نکالکر قبضہ اسکا **انزروت** کی طرف کیا اور پھل اپنی جانب
یہ حیرت سے دیکھ رہی ہے کہ یہ کیا کرشمہ ہے ادھر **سمنبر پریزاد** بھی رونا بھول گئی اور محو حیرت
ہو گئی ادھر سیارہ ثالث خاموش کھڑا ہے آقا کے فعل میں کلام کیا دخل دے لیکن شاہزادہ
نے جب سب چیزیں اپنے قتل کی **انزروت جادو** کے سامنے رکھ دیں تو تنکہ زبان سے
کھینچ لیا اور کہا کہ اے **انزروت** تم نے اگر مجکو گرفتار کیا تھا تو خدا نے مجھے رہا کر کے تمہیں

گرفتار کرا دیا اگر اب بھی تمھیں حق نہیں سوجھتا اور دین اسلام نہیں قبول کرتی ہو تو یہ لوح اور جام اور
تلوار سب چیزیں موجود ہیں تلوار اٹھا کر ایک ہاتھ مارو کہ سر میرا قلم ہو جائے جھگڑا پاک ہو مجھ سے
یہ نہ ہوگا کہ میں تجھکو قتل کرکے تمھاری لڑکی کا خون بھی کروں وہ بغیر تمھارے زندہ نہیں رہ سکتی
اور مجھے اسکی موت گوارا نہیں اب تم کو اختیار ہے بس یہ خلق و مروت جو شاہزادہ کی انزروت جادو
نے دیکھی تصویر حیرتی ہوگئی کہ دشمن سے یہ دوستی بڑا ظرف ہے اس شہریار عالیمقدار کا بس فوراً خیالات
انزروت جادو کے مبدل ہوگئے اور اٹھکر بلائیں گردان ہوئی اور کہا کہ میں بھی ایسے محسن کو قتل
کرنا نہیں پسند کرتی جو دشمن ایسا سلوک کرے اور اسطرح کی ہمدردی کرے میں بھی اور میری دختر
بھی دونوں آپکی کنیزی سے باہر نہیں ہیں بس اب جلد کلمہ تلقین فرمائیے شاہزادہ نے کلمہ طیب زبان
جاری کیا انزروت جادو از سر صدق مسلمان ہوئی اور لوح شاہزادہ کے گلے میں ڈالی جام آتش
کیا تیغہ خود کمر سے لگا دیا بعد اسکے اپنی دختر کو گلے لگایا پیار کیا اسنے کہا اماں وہ ہماری صورت کی ایک
اور لڑکی ہے وہ کون ہے تمھاری دوسری بیٹی ہے انزروت نے کہا یہ بیٹی نہیں بلکہ بیٹا ہے نشاط طلسم کا
عیار ہے ملکہ نے کہا کہ یہ دیکھنے میں تو عورت ہے انزروت نے کہا عیار لوگ چاہے عورت بنجائیں چاہے
مرد چاہے انسان بنجائیں یا حیوان سمنبر نے کہا کہیں ایسا بھی ہو سکتا ہے شاہزادہ اسکی بھولی بھولی
باتوں پر ہنس رہا ہے اور سمنبر سمجھا رہی ہے لیکن سیارہ ثالث کو پسا جاتا ہے مارے ہوا جاتا ہے اور
شکر خدا کرتا ہے کہ تو نے بڑی خیر کی ورنہ اگر میں نے انزروت سحر ساز جادو کو مار ڈالا ہوتا تو یہی
نازنین مفت میں ہلاک ہو جاتی اور اسکے غم میں تیرا بھی خدا جانے کیا حال ہو جاتا شاہزادہ سے
دست بستہ عرض کی کہ اے شہریار عالیمقدار اسوقت آپ نے وہ بات کی ہے کہ کبھی کسی آقا نے اپنے
خادم کے ساتھ نہ کی ہوگی سبحان اللہ کیوں نہ ہو جب تو پروردگار نے اس رتبہ کو پہونچایا اسکے بعد
نمود ہو کر اپنی اصلی حیثیت پر آیا انزروت سحر ساز نے کہا کہ اے شہریار اب یہاں ایک آدھ
روز قیام فرمائیے اسکے بعد جب لشکر وغیرہ آپکا یہاں پہونچے تو جہاں چاہیے چلے جائیے گا اور
اپنے مصاحبوں ملازموں کو طلب کرکے حکم دیا کہ جسکو مذہب اسلام اور اطاعت اس شہریار کی اختیار
کرنا ہو وہ تو یہاں رہے ورنہ چلا جائے سب نے عرض کی کہ جو مالک کا مذہب وہ ہمارا ہے
الناس علے دین ملوکہم ہمیں کوئی عذر نہیں ہے الحاصل یہ مقام بھی اسلام آباد ہوا اب سیارہ ثالث
نے عرض کی کہ اے شہریار میں جاتا ہوں اور آپ کے لشکر میں اطلاع کرتا ہوں کہ وہاں سب
پریشان ہونگے خصوصاً شمس جنی شاہزادہ نے کہا کہ اچھا سب کو لے آؤ اسکے بعد ہم یہاں سے
آگے جانے کا قصد کرینگے سیارہ نے چلتے وقت عرض کی کہ انزروت جادو سے ملکہ کی
شادی کو بھی فرما دیجیے گا فرمایا تم جاؤ دیکھا جائے گا سیارہ ثالث بسنت تو جانب لشکر فیروزی اثر
روانہ ہوا اور جا کر پروانہ شاہزادہ کا خورشید زرین قبا اور شمس جنی کو دیا اور یہ سب
تیاری کرکے قلعہ سمندریہ کیجانب چلے جہاں کہ شاہزادہ مقیم تھا اور وہاں شاہزادہ کی دعوت
و ضیافت ہوئی انزروت سحر ساز نے تمام قلعہ کو آراستہ کیا بازاروں کو آئین بند کرایا عجب
سامان سے دعوت شاہزادہ سکندر رستم خو کی کی شام کو بعد دعوت محفل رقص آراستہ ہوئی

اور گا نہیں حاضر ہوں میں شاہزادہ نے ملکہ سے فرمایا کہ ہماری خوشی یہ ہے کہ اس جلسہ کو اسوقت
موقوف رکھو جسوقت رفیق میرا سیارہ بھی موجود ہوگا اسوقت یہ محفل آراستہ کیجاے کیونکہ
علم موسیقی میں اُسے مہارت کامل ہے اُسے بھی کہا کہ میں تم کو سنواؤنگا انزروت شمع ساز نے
کہا کہ موقوف رکھنے کی کیا ضرورت ہے جسوقت آرام فرمانے کو جی چاہے اُسوقت جلسہ برخاست
کر دیا جائے گا اور جب سیارہ آئینگے اسوقت پھر ایک جلسہ ہو جائے گا شاہزادہ نے فرمایا
کہ نہیں میری خوشی یہی ہے کہ بالفعل موقوف ہی رہنے دو انزروت جادو نے کہا بہتر جیسی
خوشی آپ کی غرضکہ جلسہ معطل رہا اور شاہزادہ نے آرام فرمایا تیسرے روز لشکر شاہزادہ
کا پہونچا شاہزادہ نے شمس جبی اور خورشید زرین قبا زہرہ سے انزروت شمع ساز و
ملکہ سمنبر چنگ نواز کو بلایا اب قلعہ میں کیسی گہما گہمی ہوئی ملکہ نے شاہزادہ سے فرمایا کہ انکو
آپ کے رفیق بھی آگئے ہیں اب وہ صحبت معین ہو شاہزادہ نے فرمایا کہ اے ملکہ اصل یہ
ہے کہ میرا مقصد اور ہی کچھ تھا وہ یہ کہ تم رنج میں ہو اور میری خاطر سے جو صحبت عیش معین
کرو گی تو تم کو رنج ہوگا مجھے ایسی خوشی منظور نہیں ہے جس سے محبوب میرے کو رنج پہونچے
انزروت جادو نے کہا کہ اب رنج کیسا مجھے تو کوئی رنج نہیں فرمایا کہ تمہیں سمندر جادو
کے مرنے کا کسقدر رنج تھا اور نہ کیوں ہوتا کہ وہ شوہر تمہارا تھا انزروت جادو نے
کہا کہ بیشک جسکا تخت اُلٹ جائے اُسے کسدرجہ کا رنج ہوگا مگر اب مطلق رنج نہیں
اسلیے کہ کافر تھا اور میں مسلمان ہوں اب مجھے اُس سے کوئی ہمدردی نہیں رہی اسکا مقام
دوزخ اور میرا مقام جنت آپ اتنی سی بات کا اسقدر خیال فرمارہے تھے اگر میں ایسا جانتی
تو اُس محفل عیش کو کبھی موقوف نہ کرتی آج اُس جلسہ نشاط کا ہونا ضرور ہے شاہزادہ نے فرمایا
کہ بہتر یہ ہے کہ بعد فتح طلسم جب میں واپس ہونگا تو جلسہ کرنا کہ ایک زمانہ بھی اسکو گذر جائیگا
انزروت جادو نے کہا وہ جلسہ پھر کیا جائیگا اسوقت جلسہ ہونا ضرور ہے یہ عرض کر کے
حکم دیا کہ سامان جشن ہو اُسیوقت تیاری ہونے لگی شاہزادہ نے انزروت جادو
سے کہا کہ اے ملکہ ایک خوشی میں نے تمہاری کی اب تم ایک خوشی میری کرو انزروت جادو
نے کہا جو کچھ ارشاد ہو بسر و چشم قبول ہے شاہزادہ نے فرمایا کہ اے انزروت جادو لڑکی
تمہاری جوان ہے اب اسکی شادی کر دینا مناسب ہے انزروت جادو نے کہا کہ اس زمانہ
میں کیونکر ممکن ہے قبل اسکے ہو سکتا تھا کہ کسی شاہزادہ سے کر دیجاتی لیکن اب دشواری
یہ ہے کہ شاہزادگان طلسم سے ہمسے ہمارے مخاصمت قائم ہو گئی نہ ہم اُنکے یہاں شادی
کر سکتے ہیں نہ وہ ہمارے یہاں بلکہ شادی کرنا تو کیسا شاید غیرت بھی ناممکن ہوئی ہو
شاہزادہ نے فرمایا کیوں انزروت جادو نے کہا کہ یہاں سب کافر ہیں مسلمان کہاں
اور میں مسلمان ہو چکی نہ مجھے کوئی قبول کرے گا نہ میں کسیکو قبول کر سکتی ہوں شاہزادہ
نے فرمایا کہ کیا دنیا میں اور نہیں ہیں انزروت جادو نے کہا میں کسیکو کیا جانوں اگر
حضور واقف ہوں تو اختیار ہے میں مانع نہیں آپ میرے بھی مالک ہیں اور اسکے بھی

شاہزادہ نے فرمایا کہ اگر مناسب جانو تو میرا عیار سیارہ ثالث جسکو مین بھائی سے کم نہین سمجھتا ہون وہ تمھاری دختر پر عاشق ہے اُسکے ساتھ شادی سمنبر کی کردو ملکہ نے کہا خوشا نصیب اسکے کہ آپ کے خادم کے ساتھ اسکی شادی ہو اور وہ ہر وقت زیر قدم آپکے رہے شاہزادہ نے فرمایا کہ بس پھر اسی خوشی مین یہ شب کا جلسہ رہا اور آج ہی اسکا عقد ہو جاے ملکہ انزروت نے کہا مجھے منظور ہے اور سمنبر یہ سنتے ہی شرما گئی اب شاہزادہ نے سیارہ ثالث کو طلب فرمایا اور کہا آج شب کو تمھارا عقد ہے سیارہ نے عرض کی کہ ابھی کونسا موقع ہے جب تک منظور کی شادی نہ ہوے مین کیونکر شادی کرسکتا ہون فرمایا نہین اسمین انکار نہ کرو مین انزروت سے کہہ چکا ہون اور وعدہ کر چکا ہون یہ سُنکر سیارہ خاموش ہو رہا اب شاہزادہ نے اپنے لشکر کو علیحدہ کیا اور انزروت جادو سے کہا کہ آج ہی کل رسمین کر لو انزروت جادو نے کہا کہ آپ کے ساتھ کوئی عورت تو ہے نہین رسوم شادی سے مرد واقف نہین ہوتے ہین اسکا کیا انتظام ہوگا مین بھی اپنے گھر کی اکیلی ہی ہون اسوقت نہ عزیزون کو بلا سکتی ہون کہ وہی آکر شریک ہون نہ اکیلی دو طرف دوڑ سکتی ہون شاہزادہ نے فرمایا تم اپنی طرف کا انتظام کر لو ہم اپنی طرف کا بندوبست کر لینگے یہ فرماکر محبوبہ جنگ نواز سے فرمایا کہ تم رسوم پرستان سے بخوبی واقف ہو ہمارے بھائی کی شادی کا انتظام کرو باہر کا انتظام شمس جنی کے حوالے کیا گیا اور اندر محبوبہ جنگ نواز کا اہتمام تھا الحاصل شام تک سب رسمین ہو کر صحبت جشن قرار پائی اور جلسہ آراستہ ہوا شاہزادہ نے انزروت کو بھی بلوا لیا تھا یہ بھی آکر شریک دعوت ہوئی تمام رات جلسہ رہا صبح کو شاہزادہ نے سیارہ کو دولھا بنواکر ساتھ لیا اور برات لے کر داخل قلعہ سمندریہ ہوا بعد عقد وادائے رسوم برات واپس ہوئی سیارہ ثالث وصل سے ملکہ سمنبر پریزاد کے کامیاب ہوا اسکے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوتا ہے جس کا ذکر آگے ہوگا الحاصل بعد اس شادی کے انزروت جادو نے جلسہ خوشی کا کیا یہ عجب طرح کا جلسہ ہوا کہ اسمین سمنبر جنگ نواز بھی گائی اور سیارہ ثالث نے بھی جنگ نوازی کی بعد اسکے شاہزادہ سب سے رخصت ہوا اور فرمایا کہ مجھے جلدی ہے کہ کسیطرح فتح طلسم سے فرصت ہو تو پردہ دنیا پر جاؤن کیونکہ مجکو شرکت اپنے بھائی کی کرنا ہے کہ وہ بارادہ صاحبقرانی طرف طلسم نہ طاق کے جا رہے ہین وہان بدیع الملک سے مقابلہ ہوگا اسوقت پر میرا موجود ہونا بھی ضروری امر ہے یہ فرماکر شاہزادہ سب سے رخصت ہوا انزروت جادو نے کہا بس اب ایک در بند باقی ہے مالک وہان کے عقرب جادو ہین یہ مرحلہ آپ نے فتح کیا اور گویا طلسم کو فتح کر لیا اسکے بعد فقط بادشاہ طلسم سے مقابلہ کرنا باقی رہجائے گا اور ساحرون سے لڑائی پڑے گی اُسوقت مین بھی حاضر ہونگی شاہزادہ نے فرمایا بہتر اور لوح کو ملاحظہ فرماکر حسب ہدایت لوح ایک جانب روانہ ہو گیا جسوقت سرحد طلسم سمندریہ سے نکل گئے اور ایک صحرا مین پہونچے دیکھا کہ صحرا عجیب قسم کا ہے درخت نئی وضع کے پھل نئے نئے پھول زمانے کے پھولون سے نرالے شاہزادہ تماشائے عجائبات کا

فرماتا ہوا چلا آتا ہے کہ جاتے جاتے دو پہر کے بعد ایک اور میدان نظر آیا دیکھا کہ وسط میدان میں
ایک درخت بزرگ ہے اور تمام میدان میں بچھو پھیلے ہوئے ہین اتنی جگہ نہین ہے کہ انسان قدم
رکھ سکے اب تو شاہزادہ نہایت پریشان ہوا اور لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم
جس وقت تو قریب طلسم عقارب کے پہونچے کچھ دیر انتظار کرنا اور تماشا قدرت پروردگار کا دیکھنا
اسلیے کہ یہ مرحلہ نہایت سخت ہے اگر کوئی درندہ یا گزندہ یا چوپایہ یا کوئی ذی روح اس صحرا مین
آجاۓ تو اسکی کیا حالت ہوتی ہے شاہزادہ منتظر ہوا اور اُن بچھوؤن کو دیکھنے لگا بچھو ڈنک
اٹھاۓ ہوۓ ہر چہار جانب دوڑتے ہوتے تھے کوئی سیاہ کوئی بھورا کوئی ہرا عجب عجب رنگ
کے بچھو تھے کہ کبھی نظر سے نہ گذرے تھے یکایک صحرا سے ایک آہو بھاگتا ہوا نظر آیا اور پیچھے پیچھے
اسکے ایک شیرنی تھی وہ آہو اس شیرنی کے خوف سے گھبرایا ہوا اُس میدان مین چلا آیا جہان بچھو
پھیلے ہوۓ تھے اور شیرنی اس کھائین کے پاس آکر ٹھہر گئی جہان سے سرحد بیابان عقارب
کی شروع ہوئی تھی ہرن کا میدان مین پہونچنا تھا کہ سیکڑون بچھو اُسکے لپٹ گئے پہلے تو آہو بہت
اُچھلا کودا آخر کار مضمحل ہو کر گر پڑا بچھوؤن نے ڈنک مار مار کر اُسکو چھلنی کر دیا اُسکے بعد اُسکو ریزہ ریزہ
کر کے کھا گئے یہ حالت دیکھ کر شاہزادہ کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور وہ شیرنی جسطرف سے آئی
تھی اُسی جانب چلی شاہزادہ نے لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے طلسم کشا تو نے تماشا ان عقربون کا
دیکھا یہ شیرنی دراصل عقرب جادو تھی اسکا معمول یہ ہے کہ ہر روز صحرا مین شیرنی بنکر جاتی ہے اور ایک
آدھ آہو کو گھیر کر اسطرف لے آتی ہے اور اپنے عقربون کو خوراک پہونچا کر چلی جاتی ہے فقط آہو ان
عقربون کی خوراک تھے تو یہان اس شیرنی سے تعرض نہ کرنا اسنے اپنے کو طلسم بند کیا ہے تا وقتیکہ
اسکے باغ مین نہ پہونچ لینا بانیان طلسم نے اسکو باغ مین قید رکھا تھا اور گرد اسکے حصار سحر کی اجازت
دی تھی وہین لوح بھی کام دے گی اور یہان لوح بھی کام نہین دیسکتی ہے اور رستہ اسکے باغ کا اسی میدان
سے ہے جسمین عقرب پھیلے ہوۓ ہین بس اب تم کو چاہیے کہ آنکھین اپنی بند کر لو اور فلان اسم جو کنارہ
لوح پر معلوم ہوتا ہے اُسے گیارہ مرتبہ پڑھو برکت سے اُس اسم معظم کی تم اُس درخت پر پہونچ جاؤ گے
جو وسط صحرا مین معلوم ہو رہا ہے جس وقت درخت پر پہونچ لینا تو پھر لوح کو دیکھ لینا شاہزادہ نے
ایسا ہی کیا کہ آنکھین بند کر لین اور اسم ورد زبان کیا جس وقت یہ اسم پڑھ رہے تھے تو یہ معلوم
ہوتا تھا کہ پاؤن زمین پر نہین ہین اور مجھے کوئی اُٹھاۓ لیے جاتا ہے جب اسم کو پڑھ چکے اور آنکھ کھولی
تو اپنے کو ایک شاخ درخت پر پایا جہان سے زمین نظر نہ آتی تھی کیونکہ شاخون کی آڑ تھی شاہزادہ
نے پھر لوح کو ملاحظہ فرمایا تحریر تھا کہ اے سیارا بن مجالبات اب گیارہ پتے اس درخت سے توڑ اس
شاخ سے جسمین گیارہ ہی پتے ہون اور انکی ٹوپی بنا کر اپنے سر پر پہن لے اسکے بعد اُس شاخ کو
جس سے پتے توڑے ہین اپنے ہاتھون مین لے اور درخت سے اُتر کر جانب مغرب روانہ ہو اب
تجھے نہ یہ بچھو نظر آئینگے نہ بچھوؤن کو تو دکھائی دے گا شاہزادہ نے ہر شاخ پر نظر ڈالنا شروع کی
دیکھا کہ ایک شاخ مین گیارہ پتے لگے ہوئے ہین شاہزادہ نے ہدایت لوح کے موافق جھٹ اُنکو
توڑا اور پھر ہر پتے پر ایک اسم گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھ کر ایک پتے کو دوسرے سے ملانا شروع کیا

وہ سب سچے بہ برکت اُس اسم کے جڑ گئے شاہزادہ نے اُس کلاہ برگ کو سر پر رکھ لیا اور اُس شاخ کو توڑ کر ہاتھوں میں لے لیا اور درخت کے نیچے اُتر کر دیکھا تو نے الحقیقت ایک بچھو بھی نظر نہیں آتا اب شاہزادہ جانب مغرب روانہ ہوا بعد چند ساعت کے رہروی کی قریب ایک باغ کے پہونچا دروازہ اُسکا بند تھا اور ایک جانب ایک گنبد تھا دروازہ اُسکا بھی بند تھا اور قفل اُسمیں پڑا ہوا تھا شاہزادہ نے پھر لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا ہوا تھا کہ اے طلسم کشا کھول اس دروازے کو فلان اسم پڑھ کر کہ یہی مسکن ہے عقرب جادو کا اور شاخ درخت کو ہاتھوں میں بجائے شمشیر کے لیے رہ اور اُس ٹوپی کو پھینک دے کہ یہ بیکار ہو گئی ہے یہ محض عقربوں سے بچانے کے واسطے تھی شاہزادہ نے ٹوپی کو پھینک دیا اور وہی اسم جو لوح نے بتلایا تھا پڑھکر ایک لات ماری کہ پھاٹک باغ کا دفعتاً اُڑ کر گرا شاہزادہ بسم اللہ کہکر داخل باغ ہوا دیکھا کہ باغ نہایت آراستہ ہے اور ایک ساحرہ سیہ فام نہر کے کنارے بیٹھی ہوئی پانی سے کھیل رہی ہے چھوٹی سحر کی کاندھے پر پڑی ہے نظر جو اُس ساحرہ کی شاہزادہ پر پڑی پکاری کہ ہائیں تو آگیا میں تو سمجھی تھی کہ تجھے بچھوؤں نے کھا لیا ہوگا تو یہانتک کیونکر پہونچ گیا شاہزادہ نے فرمایا کہ او مردار ملک الموت کو کوئی روک سکتا ہے میں تیری جان لینے آیا ہوں عقرب جادو بولی کہ تیری قضا تجھکو لائی ہے کہاں جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے ملک الموت تیری جان کی میں ہوں یہ کہکر شاہزادہ پر وہی چھڑی جس سے کھیل رہی تھی کھینچ ماری شاہزادہ نے خالی دی چھڑی زمین پر گری اور سانپ بنکر چلی شاہزادہ نے لوح کو دیکھا اُسمیں لکھا تھا کہ تم بھی چھڑی اپنی پھینک دو شاہزادہ نے ایسا ہی کیا جیسے ہی وہ سانپ سحر کا قریب شاہزادہ کے پہونچا چھڑی شاہزادہ کی نیولا بنکر دوڑی سانپ بھاگا نیولے نے تعاقب کیا اور سانپ کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اُسکے بعد جست کر کے قریب شاہزادہ کے گرا اب جو دیکھا تو وہی ٹہنی درخت کی تھی شاہزادہ نے بحکم لوح اُسے پھر ہاتھ میں لے لیا عقرب جادو نے بال اپنے سر کے نوچے اور پا سامری کہکر کچھ اسم سو انپر دم کر کے شاہزادہ کیطرف پھینکے وہ بال پھر سانپ بنکر چلے شاہزادہ نے لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ جام جمشید زمین پر رکھدو یہ سب سانپ اُسی میں آجائینگے اور پھر نہ نکل سکینگے شاہزادہ نے جیسے ہی جام کو زمین پر رکھا سب مار سیاہ پیچ کھاتے ہوئے یا تو شاہزادہ کی طرف چلے تھے یا اُس جام میں اُتر کر بیٹھ رہے اب جو غور سے دیکھا تو سانپ نہیں ہیں بلکہ مغربی سر ہیں جس وقت یہ سحر بھی اسکا رد ہوا بس اسنے دستک دی کہ ایک برق چمکی اور آنکھ شاہزادہ کی جھپک گئی اب جو آنکھ کھولکر دیکھتے ہیں تو عقرب جادو نہیں ہے جلدی سے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یہی جام اس نہر میں ڈالدو شاہزادہ نے جیسے ہی جام نہر میں پھینکا ایک تلاطم ہوا اور پانی میں وہ جام نہنگ بنکر چلا اور مچھلیوں کو نگلنے لگا ایک مچھلی جب باقی رہ گئی تو نہنگ اُسکی طرف بھی جھپٹا مچھلی تڑپی اور باہر نہر کے آکر گری اور صورت اژدر کی پیدا کر کے شاہزادہ کی طرف چلی آپ نے کبفہ شمشیر کو اچک لیجانا چاہا تھا کہ نظر لوح پر جا پڑی لکھا تھا کہ ارے کیا کرتا ہے اگر اسکو تلوار سے مارا تو ایک کے دو ہو کر تجھ سے لڑینگے اور دو کو

مارا تو چار ہو جائینگے اسی طرح تعداد بڑھتی ہی جائیگی لہذا بہتر یہ ہے کہ اسکو اسی شاخ درخت سے قتل کرو یہ دیکھ کر شاہزادہ نے قبضہ شمشیر کا ہاتھ سے چھوڑ دیا اور وہی شاخ درخت سنبھالی الغرض عقرب جادو اژدر بنی ہوئی قلابہ آتشین چھوڑتی ہوئی قریب شاہزادہ کے پہونچی شاہزادہ نے شاخ درخت دہن اژدر سے ملادی اژدر نے شعلہ چھوڑا شاخ مانند مشعل کے جلنے لگی شاہزادہ نے وہی جلتی ہوئی شاخ سر پر اژدر کے ماری یہ معلوم ہوا کہ بجلی گری اژدر میں آگ لگ گئی اور مانند کھنچر آگے چرخ مارنے لگا اور باغ بھر میں دوڑنے لگا جس نخل کے قریب گیا وہ مانند نخل چنار کے جلنے لگا تمام باغ میں آگ لگ گئی شور فریاد بلند ہوا طائر جل جلکر اور کباب ہو ہو کر گرنے لگے اور دروازہ باغ سے بچھو آنے لگے اور اُس نہر میں گرنے لگے جو بچھو گرا وہ مچھلی ہو گیا اور وہ جام جمشید جو نہنگ بنا ہوا تھا اُسنے مچھلیوں کو نگلنا شروع کیا یہانتک کہ سب بچھو نگل گیا اژدر تڑپتے تڑپتے شعلہ بنکر نہر میں گرا کہ اب تو یہ آگ بجھے گی مگر یہ وہ آگ نہیں تھی جو پانی سے بجھتی نہ یہ پانی ایسا تھا جو آتش اجل کو بجھا سکتا شعلہ نہر میں گرتے ہی تمام نہر شعلہ بن گئی یہ معلوم ہوا کہ بارود میں چنگاری گری آخرکار وہ شعلہ فرو ہو گیا اور وہ آندھی چلی کہ عقرب شعلہ کی خاکستر اڑ گئی راکھ کا بھی پتا نہ ملا آتش باری دیر تک رہی شور فریاد و افسوس بلند رہا جسوقت بیرون نے دیکھا کہ عقرب جادو جلکر خاک ہو گئی تو مایوس ہو گئے اور عقرب پکاری کشتی مرا نام من عقرب جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بہ مطلب خود نہ رسیدیم اب روشنی ہوئی اور علامات سحر برطرف ہوئے دیکھا تو نہ باغ ہے نہ نہر ہے ایک گڑھے میں جام جمشید پڑا ہوا ہے شاہزادہ نے جام ہاتھوں میں اُٹھا لیا اور آگے چلنے کا قصد کیا تھا کہ ایک آواز دردناک کان میں آئی کہ کوئی شخص کراہ کراہ کر کہہ رہا ہے کہ دہائی ہے بیکسان وائی دادرس غریبان مجھ ستم رسیدہ کی مدد کر اب پسلیاں میری ٹوٹی جاتی ہیں مگر دم نہیں نکل چکتا حکم کر ملک الموت کو کہ جلد آکر روح میری قبض کر لیں اور مجھکو اس قید الم سے نجات دیں یہ سنکر شاہزادہ کا دل بھر آگیا اور ادھر اُدھر دیکھنے لگا کہ یہ آواز کس طرف سے آتی ہے اور وہ کون مظلوم ہے جو فریاد کر رہا ہے کس ظالم نے اسکو اذیت دی ہے خیال کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ گنبد جسکے دروازہ میں قفل لگا ہوا ہے اُسمیں کوئی شخص بند ہے شاہزادہ جلد جلد قریب اُس گنبد کے گیا اور یا فتاح کہکر قفل پہ ہاتھ ڈالکر جو جھٹکا مارا تو کشدہ و در زنجیر اُکھڑ آئی سکندر رستم خو نے جھٹ پٹ کھولا اور اندر گنبد کے داخل ہوا دیکھا تو ایک بدر کامل اُس برج میں گویا زمین پر لیٹا ہوا ہے اور ایک سنگ گران اُسکے سینہ پر رکھا ہوا ہے سکندر رستم خو نے جلدی سے اُس پتھر کو زور کرکے سینہ پر سے اُٹھایا وہ سنگ اسقدر وزنی تھا کہ کیا تاب تھی کسی دیو کی بھی جو اُٹھا سکتا یہ سکندر ہی کی قوت تھی کہ اُٹھا لیا اور علیحدہ پھینک دیا وہ مرد حسین و جوان فوراً زمین سے اُٹھا اور کہا اے شخص خداوند کریم تجھکو اسکا اجر دے کہ تو نے مجھکو اس مصیبت سے نجات دی مگر تو یہانتک کیونکر پہونچا کہ میری فریادرسی کی سکندر نے سارا ماجرا عقرب جادو

سے قتل کرنے کا بیان کیا اور کہا کہ مین فتاح طلسم ہون اُس شخص نے پوچھا کہ نام تمھارا کیا ہے اور کس خاندان
سے ہو جو پروردگار عالم نے تمھین اس کمسنی مین اتنا بڑا مرتبہ عنایت فرمایا سکندر رستم خو نے کہا
کہ پہلے آپ اپنے نام سے آگاہ کیجیے اور یہ بیان فرمایئے کہ آپ اس مصیبت مین کیونکر مبتلا ہوئے
اُس جوان نے کہا کہ میرا حال قابل بیان نہین ہے اسلیے کہ مفلسی مین تونگری کا بیان کرنا اور ضعیفی
مین شباب کا بیان کرنا سخت حماقت ہے مگر تم محسن ہو تم سے کیا چھپاؤن مین رہنے والا اُس کا
ہون وہ مقام جسے گلستان ارم کہتے ہین وہین میرا مکان ہے نام میرا سلیمان کوچک ہے یہ
ساحرہ جسے تم نے قتل کیا یہ مجھے اُٹھا لائی تھی اور اس گنبد مین قید کیا تھا روز مجھ سے سوال
وصل کرتی تھی جب مین انکار کرتا تھا تو وہ میرے سینہ پر یہی پتھر رکھ کے چلی جاتی تھی سکندر رستم خو
یہ سنتے ہی آداب بجا لایا اور سر سینے سے ملا کر لپٹ گیا اور رونے لگا سلیمان کوچک نے کہا
کہ تمھارا کیا نام ہے مجھے بھی آگاہ کرو تاکہ ویسا ہی برتاؤ تمھارے ساتھ کرون سکندر رستم خو نے
عرض کیا کہ ایک خادم ہون آپ کا نام میرا سکندر رستم خو ہے والد ماجد میرے شہریار عالی وقار
دادا صاحب ایرج نوجوان فرزند قاسم عالیشان ہین اور وہ بیٹے علمشاہ نوجوان رستم داستان
کے ہین اور جد اعلے صاحبقران اول ہین یہ سنتے ہی سلیمان کوچک نے سکندر کو گلے سے
لگایا اور بہت روئے فرمایا کہ تم یہان تک کیونکر پہونچے خداوند کریم تمھارا اقبال اور زیادہ کرے
اور خدا ایسے فرزند سب کو دے جنکے باعث سے بزرگون کو راحت پہونچے سکندر نے عرض کیا کہ
حضور خورد نوازی فرماتے ہین ورنہ میری کیا حقیقت ہے من آنم کہ من دانم یہی مصلحت خداوند کریم
تھی کہ ایسے اسباب جمع ہوگئے جو مین یہان تک پہونچا اور اول سے اپنا فقیر ہوکر نکلنا تلاش والدہ
جدہ ہم مین اور ملک آسمانیہ مین پہونچنا وہان سے تتندک کا اُٹھا لیجانا اور راہ مین اسکا مارا جانا
ساحرہ کے ہاتھ سے اور اپنا تباہ ہوکر شہر نقش و نگار مین پہونچنا اور وہین شادی مین جندک پرن
تتندک کا اُٹھا لیجانا اور ملک خضران پریزاد مین پہونچکر دیو ابلق کو مارنا اور مطیع ہونا دیو سنگ
نگا اور وہان سے گلستان ارم مین جانا اور شریک جنگ ہونا اور فتح یاب ہونا لشکر دیوان
گلستان ارم پر لیکن قلعۂ گلستان ارم مین پہونچکر صاحبقران اعظم کی قدمبوسی حاصل ہونا
بیان کرکے خاموش ہوا اور رونے لگا سلیمان کوچک نے تتندک کے مرنے کا حال سُنکر افسوس
کیا اور کہا کہ تم پر اس سن مین بڑی بڑی تباہیان پڑین مگر اب خاموش ہوجانے اور آگے نہ بیان
کرنے کا کیا سبب سکندر نے اسکے بعد بیان کیا کہ مجکو دیو تتندک کے ذریعہ سے میری جدہ ملکہ
آسمان پری نے طلب کیا تھا لیکن تتندک کے راستہ جانے سے اتنے دنون تک ہی مین
رہا کہ دوبارہ جو گلستان ارم مین پہونچا تو صف ماتم بچھی دیکھی اور مجکو زیارت اپنی جدہ کی
نہ نصیب ہوئی سُنا کہ ملکہ آسمان پری نے انتقال فرمایا اور عبدالرحمن جنی نے بھی اس دار
فنا کو چھوڑا بس یہ سنتے ہی سلیمان کوچک نے سر و سینہ اسقدر پیٹا کہ اگر سکندر نہ روکتے
تو یقین تھا کہ یہ بھی ہلاک ہوجاتے سکندر نے ہاتھ اُنکے پکڑ لیے تھے اور سمجھا رہا تھا کہ
اس دار فانی مین نہ ہمیشہ کوئی رہا ہے نہ رہیگا ہمارے دادا شاہزادہ خاور سیاہ بھی اچھے

پرزادون کے ہاتھ سے شہید ہوئے موت سے کوئی چارہ نہین ہی جب سے بنائے خلقت دنیا ہوئی
اسی روز سے موت بھی خلق ہوئی ہر ذیحیات کے واسطے ایک دن مرنا ضرور ہی اور اگر یہ طریقہ نہ ہوتا
کہ بزرگ خردون کے سامنے دنیا سے نہ اٹھ جایا کرتے تو خلقت مین کمی ہو جاتی خدا کی یہی مصلحت
ہی بہت کچھ سمجھایا اسکے بعد پھر اپنا قصہ آغاز کیا کہ مجھ سے میری جدہ خرد ملکہ قریشیہ سلطان
نے فرمایا کہ تم کو والدہ ماجدہ نے اسواسطے طلب کیا ہی کہ جاکر طلسم نیرنگ قاف کو فتح کرو اور
میرے فرزند سلیمان کوچک کو چھڑاؤ انکے حکم کے بموجب مین تو اسطرف آیا اور یہانتک پہونچا اور
صاحبقران اعظم جانب نیرنگ قاف براے مقابلۂ دیوان روانہ ہوے کیونکہ دیوان نیرنگ قاف
نے نہایت سر اٹھایا تھا اور قلعۂ بلوریہ پر قبضہ کر لیا تھا مین بھی ارادہ یہی رکھتا ہون کہ بعد فتح
طلسم جانب نیرنگ قاف روانہ ہون سلیمان کوچک نے فرمایا کہ بہتر خدا تمھارے ارادے
مین کامیابی دے اب یہ دونون آفتاب حسن وجمال اس برج تاریک سے باہر آئے تھے کہ
دیکھا جانب صحراے تتق گرد بلند ہوا سلیمان کوچک پریشان تھے اسلیے کہ انکو یہ خیال پیدا ہوا کہ
شاید دشمنون کی چڑھائی ہی اور ہم دو آدمی ہین جنمین میرے پاس نہ تلوار نہ مرکب اسنے تو میری
مدد کی ہین لیکن اسکی کمک کرونگا یہین جسوقت آگے آتے ہوا نے گرد کو مارا اور گرد نے مارا ہوا
کو دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے علمہاے زرین دامن نمایان ہوئے اور پھریرون پر علمون
کے تعریف خدا و نعت رسالت مآب مرقوم دیکھی تو خاطر جمع ہوئی لیکن متحیر ہوکر شاہزادہ سکندر رستم خو
سے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہی شاہزادہ نے فرمایا کہ سب حضور ہی کے ملازم ہین بادشاہ لشکر
خورشید زرین قبا مسلمان ہوکر میرا شریک ہوا اور شمس جنی پسر عبدالرحمن جنی بھی اسی
لشکر مین ہین اور انزروت جادو بھی ہوگی وہ بھی مسلمان ہوکر شریک ہوئی ہی اتنے مین لشکر
قریب آیا اور سب نے شاہزادے کی قدمبوسی حاصل کی شاہزادہ سکندر رستم خو نے سبکو
حال سلیمان کوچک سے آگاہ کیا کہ یہ میرے بزرگ ہین مین انھین کی رہائی کے واسطے پردۂ
دنیا سے یہان آیا تھا الحمد للہ کہ خداوند کریم نے مجکو کامیاب کیا یہ سنکر سب نے سلیمان کوچک
کی تعظیم کی اور قدمبوس ہوئے شمس جنی نے بھی دست بوس حاصل کیا شاہزادہ نے انزروت جادو
سے پوچھا کہ اب کون کون مرحلہ باقی ہی انزروت سحر ساز نے عرض کی کہ اب مراحل سب
شکستہ ہوگئے صرف بادشاہ طلسم سے جنگ ہوکر فتحیاب ہونا باقی ہی شاہزادہ نے حکم دیا
کہ بارگاہ یاقوت نگار استادہ کی جائے اور ہمارا لشکر اسی مقام پر اترے شب آسایش
گذار کر کل جیسا لوح ہدایت کرے گی اُسکے موافق کیا جائے گا یہ حکم سنتے ہی لشکر نے پڑاؤ کیا
خیمہ ڈیرے استادہ ہونے لگے بازار لشکر کا کھل گیا تنور دھکنے لگا سکندر رستم خو نے
خاص تراش کو بلوا کر سلیمان کوچک کے بال کتروائے کہ بہت بڑھ گئے تھے اور شب بآرام
تمام گذاری صبح کو نماز پڑھ کر سلیمان کوچک کے خیمہ مین داخل ہوئے جھک کر تسلیم بجا لائے
صاحبقران کو اسقدر جوش محبت تھا کہ پھر گلے سے لگا لیا اور وظیفہ پڑھتے ہوے دونون
ماہتاب برج شجاعت افق آسمان پر نمودار ہوئے اور خیمہ سے باہر نکلے سیر صحرا مین مصروف تھے

اب انکو تو اسی حالت مین چھوڑ جاتا ہے

اور یہان سے چند کلمہ داستان عبرت نشان بادشاہ طلسم نیرنگ قاف جمشید سُرخ قبا کے بیان کیے جاتے ہین

واقعہ نگاران خیال طراز حالات جمشید سُرخ قبا اسطرح تحریر کرتے ہین کہ جسوقت مرحلہ اخیر شکستہ ہوا اور عقرب جادو جہنم واصل ہوئی تو جمشید سُرخ قبا کو ہوش آیا جو ساحران مرحلون سے بھاگ کر گئے تھے اُنھون نے تمام مرحلون کا ٹوٹنا اور تہور کسید زرین قبا کا شریک ہونا اور انزروت جادو کا مطیع اسلام ہونا اور جو جو ساحر قتل ہو گئے تھے اُنکا مارا جانا بیان کیا جمشید سرخ قبا نے ایک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اور محفل عیش کو برخاست کیا اور ساحران اولوالعزم سے راے لی کہ اب کیا کرنا چاہیے اسلیے کہ ایک ہی آدھ روز مین طلسم کشا یہان بھی آ جائے گا اُنھون نے بیان کیا کہ اب انتظار طلسم کشا کا اچھا نہین بلکہ بہتر و مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ اب فوج لیکر وہین چلیے جہان طلسم کشا مقیم ہے اور وہین اُس سے مقابلہ ہو ہم جان نثار کوئی کمی نہ کرینگے آئندہ مقدر ہے اگر کسی مکر اور حیلہ سے لوح ہاتھ آ گئی تو اُسکا مار لینا کوئی امر دشوار نہین ہے جمشید سُرخ قبا نے اس راے کو پسند کیا اور سرہنگ جادو نے اپنے سپہ سالار کو حکم دیا کہ تیاری لشکر کا حکم دو اور پیش خیمہ ہمارا جانب بیابان عقارب روانہ ہو اسکے بعد ایک نامہ اپنے فرزند دلبند کو لکھا کہ نام اُسکا مظفر بن جمشید پر یزاد فیلکش ہے اُسکا مضمون یہ تھا کہ اے فرزند یہ تخت و تاج بعد ہمارے تمھارا ہے مگر اب یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعد ہمارے مالک اس سلطنت کا اور ہی شخص ہوگا یعنے فتاح طلسم نے تمام زور جادون کو فتح کیا اور ہم بھی چراغ سحری معلوم ہوتے ہین اسلیے کہ لوح اُسکے پاس ہے جسقدر نمک خوار کہ بہی خواہ دولت تھے وہ سب مارے گئے اور بہت سے نمک حرام فتاح طلسم کے شریک ہو گئے لہذا تم سے اطلاعاً کہا جاتا ہے کہ اگر تم کو وارث تخت و مالک ملک رہنا منظور ہے تو بیابان عقارب مین آکر طلسم کشا سے مقابلہ کرکے اُسے قتل کرو ورنہ ہمارے روئے وہ نہین رہیگا سحر اُس پر تاثیر نہ کر سکیگا لوح اُسکے پاس ہے بہرحال ہم بقصد مقابلہ جاتے ہین تم اگر نہ آؤگے تو انجام مین سلطنت سے دست بردار ہونا پڑیگا یا اطاعت دشمن کرنا ہوگی اور جس ملک کے بادشاہ تھے اُسمین رعایا بنکر رہنا ہوگا اور یا بھاگتے پھروگے اور جابجا چھپتے پھروگے جسوقت یہ نامہ مظفر فیل کش کو پہونچا تو یہ اپنے قلعہ مین تھا مضمون نامہ دیکھکر نہایت پریشان ہوا لیکن چونکہ اپنے زور و طاقت پر اسکو بھی ناز تھا جواب نامہ مین عرضی تحریر کی کہ آپ اطمینان رکھین مین بیابان عقرب کیطرف چلتا ہون اور آپ بھی تشریف لے چلیے اور تماشا میری جنگ کا دیکھیے گا کہ سر میدان کیا حال کرتا ہون اُس طفل کا اور آپ چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر جانب بیابان عقارب روانہ ہوا یہان جمشید سُرخ قبا ایک لاکھ ساحرون کی جمعیت سے پہلے ہی چل چکا تھا جواب کا انتظار بھی نہین کیا تھا بیخبر تھی جو کہ مظفر فیل کش نے

بجواب پروانہ بادشاہ تھی جو جمشید کو راستے مین ملی تھی یہان شہزادہ سکندر رستم خو بارگاہ مین
بیٹھا ہوا تھا خورشید زرین قبا تخت پر جلوہ افروز تھا شمس جبین انزروت جادو
مجموعہ جنگ نواز شمشیر مرزاد وغیرہ سب حاضر تھے سلیمان کوہ جگ بھی دنگل پر جلوہ
افروز تھے کہ خبرداروں نے آکر عرض کی کہ لشکر بادشاہ طلسم کا آتا ہے یہ سنکر شاہزادہ کو اشتیاق ہوا
کہ دیکھا چاہیے بادشاہ طلسم کس شوکت و شان سے آتا ہے حکم دیا کہ سراپچہ بارگاہ کے اُٹھ
جائین حسب الحکم سراپچہ اُٹھا دیے گئے اب جو دیکھا تو بالائے آسمان لکہ ہائے ابر مختلف
رنگ نمایان ہوے جنمین کڑک بجلی کی اور گرج نقارون کی پیدا تھی اول ایک ابر نارنجی نمودار ہوا
اور چھا ہونے لگا جسوقت قریب زمین پہونچکر شق ہوا تو اُس ابر سے ایک ساحر غدار نمودار ہوا
پشت پر اُسکی بیس ہزار ساحر ملاسنہ بد آفت کے پرکالے جھولیان جھولیان کاندھون پر ڈالے سنکھ
پھونکتے ہوئے ڈمرو بجاتے ہوئے جانوران سحر پر سوار نمودار ہوئے اور زمین پر پہونچکر ایک بارگاہ سُرخ
رنگ برپا کی اور وہ ساحر جو افسر انکا تھا دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ سپہ سالار لشکر جمشیدی ہے
نام اُسکا سرہنگ جادو ہے بعد اسکے دوسرا ابر آسمانی نمودار ہوا اور اُس ابر مین دس ہزار
ساحر زن سے ایک ساحر پہونچا کہ نام اُسکا قہرمان جادو تھا اسکے بعد اور ابر قریب پہونچکر
شق ہوا اور اس ابر سے سبحان دراز شاخ جادو دس ہزار ساحرون سے پیدا ہوا بعد اسکے ابر
زرد رنگ قریب پہونچکر شق ہوا اور اس ابر سے کوہان فیل پیکر جادو پیدا ہوا دس ہزار دیوان
جادوگر اسکے بھی ساتھ تھے اسی طرح دس دس ہزار ساحرون سے اور بھی ساحر آکر پہونچے اور خیمہ
زن ہونے لگے آخر مین ایک ابر شفقی نمودار ہوا کہ اس ابر مین کوندا تیز لپک رہا تھا بجلیان
پیہم چمک رہی تھین اس سے وہ ہیبت طاری تھی کہ دیکھنے والون کے کلیجے کانپے جاتے تھے
اس آخری ابر کو دیکھ کر جسقدر رعونت آئی تھی وہ سب کی سب تخت سحر اُڑا اُڑا کر برائے استقبال
روانہ ہوئی انزروت جادو نے شاہزادہ سے کہا کہ بادشاہ طلسم آتا ہے یہانتک کہ وہ ابر
قریب زمین پہونچکر شق ہوا تو دیکھا کہ ایک دیو دراز قامت ایک تخت جواہر نگار پر بیٹھا ہوا ہے
اور چار دیو لباس زرتار پہنے ہوئے اُس تخت کو اُٹھائے ہوئے ہین تاج شاہی وہ دیو سر پر پہنے
ہوئے ہین بادشاہ چار قب قبائے شاہی در بر کیے ہوئے ہے چتر سر پر پھر رہا ہے آگے آگے ڈنکا ہوتا ہوا
جھولی زر بفت کی کاندھے پر پڑی ہوئی ہے اور پشت پر بیس ہزار دیوان جادوگر جانوران درندہ
پر سوار نعرے یا سامری یا جمشید کے کرتے ہوئے ترشول پر ترشول جھکاتے ہوئے مہیب صورتین
انکی کسی کا دھڑ آدمی کا ہے اور سر فیل کا کسی کا سر شیر کا ہے اور جسم ہاتھی کا کسی کا جسم مانند
بندر کے اور چہرہ ریچھ کا کوئی سر دیو بصورت انسان کا شاخین سر پر کسی کے چار ہاتھ اور آٹھ پاؤن
دو منھ کسی کے بیس ہاتھ اور دو پاؤن اور چار سر کسی کے دو ہاتھ اور آٹھ سر اور چالیس پاؤن
عجیب عجیب صورتین یہ سب آکر پہونچے بادشاہ کی سواری اُترتے ہی ورود یان بجنے لگین خوشی
ہونے لگی بادشاہ داخل بارگاہ ہوا اس لشکر کی آمد مین شام ہو گئی تھی شاہزادہ نے نماز
مغرب سے فراغ حاصل کر کے خاصہ تناول فرمایا اور آرام کیا جسوقت صبح ہوئی زریفہ سحری کو

داخل کرکے داخل بارگاہ ہوئے شاہ اور شمس حبشی وغیرہ حاضر ہوئے سکندر رستم خو سے دبیر کو حکم دیا کہ نامہ لکھو جمشید سرخ قبا کو کہ اے بادشاہ طلسم میں جس غرض سے آیا تھا وہ یہ نہیں تھی کہ میں تیری سلطنت چھینوں یا تجھے قتل کروں شاید اب میری خواہش ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ جب میں اس مقام پر آ گیا تو فرض میرا یہ ہے کہ تجھکو ہدایت دین اسلام کروں کیونکہ یہ دین برحق ہے اور جسقدر مذہب ہیں سب باطل ہیں لہذا اگر تو دین اسلام قبول کر اور بت پرستی سے باز آ تو میں تجھ سے کوئی تعرض نہ کروں یہاں سے اپنے ملک کو چلا جاؤں اور اگر اسکے خلاف کیا تو یہ سمجھ لے کہ میری تلوار اور تیری گردن ہوگی اور اگر دین اسلام تو قبول کرے گا تو میں قسم کھاتا ہوں اسی خدائے برحق کی جسنے مجھکو اور تمام عالم کو پیدا کیا ہے میں تیری بہت عزت کرونگا اور جسقدر ملک تیرا ہے اسکے علاوہ بھی جسقدر مفتوحہ ملک میرے پرستان میں ہیں وہ بھی تجھے دیدونگا اور ایک خواہش میری اور بھی ہے وہ یہ کہ اگر عقد میرا ملکہ نوبہار سرخ مو تیری سے ہو جائے گا تو میں آپ کی ویسی بزرگی مانونگا جس طرح میں اپنے والد ماجد شہریار عالی وقار کو سمجھتا ہوں یہ مضمون جو زبانی شاہزادہ کی اہل محفل نے سنا خلق سکندر پر سب وجد کرنے لگے جب دبیر نے یہ نامہ لکھ کر تیار کیا تو شاہزادہ شمس حبشی کی طرف مخاطب ہوا اور فرمایا کہ کسکو نامہ دے کر بھیجوں جو جواب باصواب لے کر آئے شمس حبشی نے عرض کیا کہ نامہ بھیجنا بے سود ہوگا جمشید سرخ قبا کبھی مسلمان نہ ہوگا اور جو ایلچی بنکر جائے گا وہ مارا جائے گا شاہزادہ نے فرمایا کہ میں حجت ضرور تمام کرونگا اب ماننا نہ ماننا یہ اسکا فعل ہے اور اگر ایلچی کے واسطے اندیشہ جان ہے تو میں خود ایلچیگری کرونگا اپنا کام اپنے ہی سے خوب ہوتا ہے یہ کہکر نامہ اپنا اٹھا کر سر سے باندھا اور سب سے رخصت ہو کر جانب بارگاہ جمشید سرخ قبا روانہ ہوئے چلتے وقت سیارہ ثالث نے دامن پکڑ لیا اور کہا اے شہریار ایسے مقام پر کہ جہاں دشمن کے سوا دوست کوئی نہیں ہے میں آپ کو تنہا نہ جانے دونگا یا مجکو اپنے ہمراہ لیتے چلیے یا خود بھی نہ جائیے شاہزادہ نے فرمایا کہ یہ ممکن نہیں ہے اب سکندر رستم خو تو جمع کر رہے ہیں یہ سکر سیارہ ثالث دامن سے لپٹا ہوا ہے شمس حبشی نے عرض کی کہ اے شہریار جام سیارہ کے حوالے کیجیے اور لوح اپنے گلے میں پہنے رہیے اب آپ کو جام جمشید کی کوئی ضرورت نہ ہوگی اور تیغہ خارا شگاف بھی اسی کو دیدیجیے اور آپ کوئی دوسری تلوار لے لیجیے سیارہ کا ہونا آپکے ساتھ لازمی امر ہے شاہزادہ نے جام سیارہ کو عنایت فرمایا اور تیغہ بھی دیدیا اپنی کمر سے دوسری تلوار لگا کر پشت مرکب پر سوار ہو کر جانب بارگاہ جمشید سرخ قبا روانہ ہوئے سیارہ ثالث زین پوش پکڑ کر ساتھ ہوا بعد جانے سکندر رستم خو کے شمس حبشی نے خورشید زرین قبا سے کہا کہ آپ لشکر تیار رکھیے اور ہرکاروں کو ہمارے خبر روانہ کر دیجیے اسلیے کہ فساد ضرور ہوگا اور شاہزادہ تنہا گیا ہوا ہے خورشید نے تیاری لشکر کا حکم دیا مگر جلدی ہونے لگی سلیمان کوچک نے قصد کیا تھا کہ میں بھی جاؤں شمس حبشی نے منع کیا اب احوال شاہزادہ با اقبال کا بیان کیا جاتا ہے کہ جسوقت یہ داخل لشکر

جمشید سرخ قبا خفا ہوئے اور خبر جمشید سرخ قبا کو ہوئی کہ ایلچی فتاح طلسم کا آتا ہے اسنے کہا کہ آنے دو اور ایک دنگل بچھوا دیا شاہزادہ تا دروازہ بارگاہ پر پہونچکر مرکب سے اترا باگ گھوڑے کی سیارہ کے ہاتھ مین دیکر اور آپ تنہا بسم اللہ کہکر داخل بارگاہ ہوا اور بطور خادمستان سلام کیا جمشید نے منہ پھیر لیا اور کسی نے جواب سلام نہ دیا بعد اسکے شاہزادہ نے دنگل خالی دیکھ کر قیام لیا اور آواز دی کہ منم نامہ دار جمشید سرخ قبا نے کہا نامہ لاؤ شاہزادہ نے نامہ سر سے کھولکر جمشید کے ہاتھ مین دیا جمشید نے جو مضمون نامہ کا دیکھا نہایت برہم ہوا اور ایک دیو نے چپکے سے کان مین کہدیا کہ آپ ہین کس خواب غفلت مین طلسم کشا یہی ہے بس جمشید سرخ قبا غصہ مین بھرا تو بیٹھا ہوا تھا کہ طلسم کشا کی بھی یہ حقیقت ہوئی جو میری دختر سے شادی کی خواہش ظاہر کرے جیسے ہی اس دیو نے کہا کہ طلسم کشا یہی ہے بس اسنے آواز دی کہ اوآدم زاد بے بنیاد تیری بھی یہ جرأت ہوئی کہ تو بادشاہ طلسم کی دختر کا خواہش مند ہوا ارے مارلو اس بے ادب کو بس یہ سننا تھا کہ جسقدر دیو ان ساحر اسکی بارگاہ مین جمع تھے سب اٹھ کھڑے ہوئے اور حربہ بہائے سحر پکڑ پکڑ کر شاہزادہ کی طرف بڑھے سکندر رستم خو بھی دنگل پر سے اٹھ کھڑا ہوا اول سبحان کوہ پیکر جادو نے گولا فولادی مارا شاہزادہ نے عکس لوح کا ڈالا گولا یا تو اسطرف آتا تھا یا پلٹ گیا اور سینہ پر سبحان کے پڑا کہ پشت کو توڑکر پار گذر گیا سبحان زمین پر گر پڑا اور تڑپنے لگا اسکے مرتے ہی تاریکی پھیل گئی اب سکندر رستم خو کو موقع ملا لوح کی روشنی مین دروازہ بارگاہ کیطرف بڑھے اور نکلکر بارگاہ سے پشت مرکب پر سوار ہوکر سیارہ سے کہا کہ ہوشیار ہوجاؤ ساحر آتے ہین ادھر وہ مخبر جو خورشید زرین قبا کی طرف سے آئے ہوئے تھے بھاگے ہوئے خورشید کی خدمت مین آئے اور کہا کہ غضب ہوگیا شاہزادہ سے تلوار چل گئی اور شاہزادہ تن تنہا روالاکھ دیوون مین گھر گیا بس یہ سنتے ہی خورشید مع فوج جانب بارگاہ جمشید سرخ قبا روانہ ہوا اور ساتھ ہی اسکے صاحبقران اعظم شمس جبی انزروت سحر ساز وغیرہ سب چل کھڑے ہوئے کہ شاہزادہ کی کمک کرین اور دشمنون کے پنجے سے چھڑائین وہان شاہزادہ پر ساحرون نے یورش کیا اور ترنج نارنج گولہ برابر برسنے لگا شاہزادہ نے لوح کی برکت سے حربہائے سحر کو رد کرکے ساحرون کو قتل کرنا شروع کیا ادھر سیارہ ثالث نے جسکے تیغہ مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے سحر ان دونون پر جام لوح کی بدولت اثر نہین کرتا ساحر کیسے کیسے سحر کرتے ہین کہ انکو مار لین مگر سحر تاثیر نہین کرتا اور یہ دونون دلیر شیرانہ حملے کر رہے ہین اور جمشید سرخ قبا بھی مع سرداران فوج خیمہ سے نکل آیا ہے اور شور کر رہا ہے کہ مارلو جانے نہ پائے اور سحر بھی کر رہا ہے لیکن کوئی سحر شاہزادہ پر تاثیر نہین کرتا ساحرون کے مرنے سے قیامت برپا ہے کہ یکایک جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا اور آگے آتے وہ گرد شق ہوئی مظہر فیل کش چالیس ہزار دیوون سے پہونچا اور یہ ہنگامہ دیکھکر دریافت ہوا کہ کیا معرکہ ہے خبرداروں نے عرض کیا کہ طلسم کشا سے اور آپ کی فوج سے لڑائی ہو رہی ہے مظہر فیل کش نے کہا کیا جنگ مغلوبہ ہے

انھوں نے کہا کہ نہیں بلکہ طلسم کشا تنہا ہمیگری کرنے آیا تھا اسنے ساتھ دن سے گھیر لیا ہے بس یہ سنتے ہی
اسنے گھوڑا دوڑایا اور قریب پہونچکر آواز دی کہ او نامرد و ہٹو یہ کونسی جنگ ہے کہ تنہا سے اتنے لڑنے پر
تلے ہوئے ہیں اور یہ کسی سے کچھ نہیں ہو سکتا بس اب خبردار کوئی طلسم کشا پر وار نہ کرے ورنہ مجھ سے
برا کوئی نہیں اگر یہ قتل ہو گیا تو میں اسکے عوض اسکے قاتل کو بغیر قتل کیے نہ چھوڑونگا جمشید سرخ قبا
نے لشکر کو روکا سب علیحدہ ہوئے مظہر فیل کش گھوڑا دوڑا کر سامنے سکندر رستم خو کے آیا
اور آواز دی کہ او سرکش تو نے بہت سر اٹھایا ہے دیکھو تجھے کیسی سزا سے بخشتا ہوں ادھر آ
اور لاف بہادری کی یہ سنکے شاہزادہ بھی گھوڑا دوڑا کر قریب مظہر فیل کش کے پہونچا اور فرمایا کہ
تیرے ہاتھ پاؤں جو فربہ ہیں تو تجھے اپنے اوپر بہت کچھ گمان ہے لاف بہادری کی شاہزادہ نے
فرمایا کہ ہم پیشدستی نہیں کرتے ہیں اسلیے کہ یہ آئین اسلام کے خلاف ہے مظہر فیل کش نے کہا
کہ اگر وار نہیں کرتا ہے تو لے اسے کہ یہ پیغام قضا ہے یہ کہکے نیزہ سینہ بے کینہ سکندر رستم خو پر
مارا سکندر نے نیزہ اسکا تلوار سے قلم کیا بس اسنے خفیف ہو کر نیزہ ہاتھ سے پھینک دیا اور
تلوار کھینچکر آواز دی کہ نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حمال بازی تیغ بازی راست بازی جسکو
حلال مشکلات جہان کہتے ہیں روک تو اس برق جہندہ کو دیکھوں تو کیسی سپر تو رکھتا ہے بس یہ
سنتے ہی شاہزادہ نے سپر پشت سے لی اور مظہر فیل کش نے تلوار ماری شاہزادہ نے سپر
کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا تلوار جو پڑی ہے کوئی چار انگل سپر میں در آئی ہوگی کہ سکندر نے
جھٹک دی تلوار مظہر کی ٹوٹی اسنے خفیف ہو کر وہی ٹکڑا جو ہاتھ میں رہ گیا تھا شاہزادہ پر
کھینچ مارا سکندر نے تڑپکے ہو کر خالی دیا مظہر فیل کش نے دوسری تلوار کھینچ لی اور جو بس پڑا
شاہزادہ نے کئی وار اسکے رد کیے جب دیکھا کہ یہ کسیطرح نہیں مانتا بس ڈھال بچا کر ہاتھ کمرے پر
ڈالدیا مظہر فیل کش نے تلوار ہاتھ سے پھینک دی اور شاہزادہ سے لپٹ پڑا شاہزادہ
بھی دست و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی دونوں لشکر تماشا کشتی کا دیکھ رہے تھے پہر کامل
کشتی رہی آخر کار سکندر رستم خو نے لنگر مظہر کا توڑا اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کر سر سے اٹھا لیا
اور چاہتے تھے کہ زمین پر ماروں مظہر نے کہا امان فرمایا بشرط ایمان دو چیزوں میں سے ایک
چیز پسند کرو یا ایمان لاؤ اور جان بچاؤ یا جان دو بس یہ سنتے ہی مظہر نے کہا کہ جو دین برحق ہے وہی
قبول ہے شاہزادہ نے جھٹکے سے مظہر کو زمین پر اتارا بلکہ تاش زمین پر بٹھا دیا مظہر فیل کش
یہ جرات دیکھ کر نثار ہو گیا کہ کوئی بھی دشمن کو یک بیک چھوڑ دیتا ہے اور اسقدر جلد بات کا
اعتبار کر لیتا ہے لیکن جمشید سرخ قبا نے جو دیکھا کہ مظہر مسلمان ہو گیا اور سکندر سے زیر
ہوا چلا کر آواز دی کہ او ناشدنی کیا اسی دن کے لیے تو پیدا ہوا تھا کہ دشمن کا شریک ہو جائے
مظہر فیل کش نے کہا اے والد بزرگوار میں ہرگز آپ کا دشمن نہیں ہوں لیکن جہانتک
خیال کرتا ہوں مجھے انجام یہی نظر آتا ہے کہ جو اطاعت اس شخص کی کرے گا وہ تو بچے گا ورنہ
مارا جائے گا دین و دنیا دونوں خراب ہو جائیں گے آپ کو بھی لازم ہے کہ اطاعت اس شہریار کی
قبول فرمائیے اسلیے کہ لوح اسکے پاس ہے تمام در بند شکستہ ہو گئے اب کیا آپ اسکا کیا کر سکتے ہیں

ماسوا اسکے دین بھی اسکا برحق ہی جمشید نے غصہ مین آکر کہا کہ تجھے شرم نہین آتی کہ ایک تو خود مسلمان ہوگیا اور اب مجھے بھی نصیحت کرتا ہی ارے مار لو اس ناشدنی کو کہ یہ میرے واسطے بدنامی ہی اسکا زندہ رہنا بہتر نہین ایسے بیٹے تو کیا مرے تو کیا دونون حالتین یکسان ہین بلکہ نالائق اولاد کا مرنا ہی بہتر ہی یہ سنتے ہی تمام لشکر جمشید سرخ قبا کا شہزادہ سکندر رستم خو اور مظہر فیل کش کیطرف بڑھا ادھر خورشید زرین قبا نے جو دیکھا کہ تمام ساحر بقصد ہلاکت طلسم کشا آتے ہین اسنے اپنی فوج کو بھی حکم دیا کہ لینا اور خود بھی جھپٹا اب ادھر تو کفار قریب طلسم کشا پہونچے اور ادھر لشکر مطیع اسلام آ پہونچا ساحرون مین جنگ ہونے لگی ترنج نارنج گرز فولادی پھینکا سو ہیونکا تر سوئی پر سوئی برابر چل رہے تھے ایک قیامت کبرے برپا تھی ساحرون کے مرنے سے زمین و آسمان آتش بار ہو رہے تھے تاریکی چھائی ہوئی تھی زمین کو زلزلہ تھا آسمان سے آتش باری و برف باری ہو رہی تھی عین گرمی جنگ مین جمشید سرخ قبا نے ایک دو ہتڑ مار کر آواز دی کہ طائران طلسمی تم کسدن کام آؤگے اپنے بیگانے ہو گئے جو دوست تھے وہ دشمن سچ ہی کہ وقت بد کا کوئی شریک نہین بس اسکا دو ہتڑ مارنا تھا کہ ہزار ہا جانور بالاے ہوا اڑتے ہوئے نظر آنے لگے اور انھون نے شور کیا جسکے سر پر یہ ان جانورون کا پڑا وہ بیہوش ہوکر گر پڑا اور طائر مانند چیل کے جھپٹا مارا اور پنجے مین دبائے ہوئے اڑ کر ایک سمت روانہ ہوگیا جو ساحران لشکر خورشید زرین قبا تھے وہ بیدل ہونے لگے یہ سحر بادشاہ طلسم کا تھا کون اسکا جواب دے سکتا تھا اگر زرت جادو یا خورشید زرین قبا کہ انھون نے اپنے اپنے سرون پر چتر سحر قائم کر لیے تھے یہ تو محفوظ تھے ورنہ فوج کی چتھاڑ ہو رہی تھی جسطرح چیلون کو گوشت دیا جاتا ہی اسطرح وہ بیدندان لوہان ساحر کو اٹھا اٹھا کر لیے جاتے تھے عجب طرح کا تہلکہ مچا ہوا تھا اب حالت لشکر اسلام کی دگرگون ہوئی شمس چنی نے شاہزادہ سکندر رستم خو کو پکار کر آواز دی کہ اے شہریار آپ کہان ہین اب لشکر کی خیریت نہین معلوم ہوتی جلد خبر لیجیے یہ آواز سنکر سکندر رستم خو نے نظر اٹھا کر جانب آسمان دیکھا تو معلوم ہوا کہ طائران طلسمی کو تباہ کر رہے ہین بس نظر لوح پر ڈالی اسمین لکھا ہوا تھا کہ وہ جادوگر جسکا نام کوہان نیل پیکر ہی سامنے نیل بنا ہوا اڑ رہا ہی اور تمھاری فوج کو غارت کر رہا ہی یہ اسم پڑھکر تیر پر دم کرو اور اسکی پیشانی پر مارو کہ دوم توڑ کر تیر پار گذر جاے جسوقت تیر تمھارا خوان آلودہ ہوکر نکلے تو اس تیر کو تلاش کرنے فلان اسم پڑھکر دم کرو اور ان طائرون کو دیکھتے رہو جسوقت ایک طائر بزرگ ابلق رنگ تم کو دکھائی دے تو اسپر یہ تیر مارو وہ نخچیر ہوکر شعلہ بنجائیگا پھر تماشائی قدرت خدا کا دیکھنا یہ دیکھکر سکندر رستم خو نے جلدی سے تیر چلہ کمان مین پیوستہ کیا اور اسم موافق ہدایت لوح کے سر سے پر دم کرکے منتظر رہے جیسے کوہان نیل پیکر ایک ساحر فوج خورشید کو سونڈ مین لپیٹکر اسطرف پلٹنا چاہتا تھا کہ پاؤن سے دبالون اور چیر کر پھینکدون بس شاہزادہ باقبال نے تیر سر کیا اور تیر پیشانی پر اس فیل کی پڑا اور توڑ کر پار نکل گیا شاہزادہ تو

ٹکڑا ٹکڑا کر کے اپنے تیر لینے کو چلا اور یہاں تو وہ فیل نیلی آتشباری ہو کر اپنی فوج پر گرا اور لوگوں کو جلانا پھونکنا
شروع کر دیا جمشید شیخ قبلا نے دیکھا کہ یہ تو تمام فوج کو روندے ڈالتا ہے اور جلائے دیتا ہے بس
اسنے کچھ اسم سحر پڑھ کر انگشت سے زمین کیطرف اشارہ کیا دیکھا کہ وہ فیل زمین میں سما گیا اور لشکر
نے اُسکے ہاتھ سے امان پائی لیکن اُدھر طائروں کی وہی حالت ہے کہ لشکر اسلام کو تباہ و برباد
کر رہے ہیں قریب ایک ہزار دیووں سے کم ہوگئے اور یہ جانور اُنکو پنجوں میں دبا کر لیے گئے نہیں
معلوم کہاں لے گئے یا کہیں پھینک دیا اُدھر شاہزادہ سکندر رستم خو جو قریب پہونچے تیر چلہ کمان میں
پیوستہ کیا اور نظر اٹھا کر جانب آسمان کے دیکھا تو وہ طائران طلسمی بالائے ہوا مثل چیلوں کے چکر
مار رہے ہیں تاوسے لگا رہے ہیں اور ایک طائر ابلق رنگ سب سے بلند اُڑ رہا ہے کہ تیر وہاں تک
پہونچنا بسا دشوار ہے بس شاہزادہ نے لوح کو ملاحظہ فرمایا اُسمیں لکھا تھا کہ لوح ہاتھ سے پھینک دو
یہ لوح لینے کو نیچا ہوگا اسوقت تیر مارنا بس یہ دیکھتے ہی شاہزادہ نے لوح ہاتھ سے پھینک دی
بس لوح کا زمین پر گرنا تھا کہ وہ طائر کندے تولکو چلا کہ یوں ہی پنجہ میں دبا کر لوح کو لے اُڑوں
بس جیسے جھپٹا مار کر چاہتا ہے کہ لوح پنجہ میں دابوں سکندر رستم خو نے تیر مارا کہ سینہ کو توڑ کر
پار نکل گیا اور طائر پھڑک کر زمین پر آ پڑا جسقدر طائر بالائے ہوا اُڑ رہے تھے وہ شور کرتے لگے
اور ساتھ اُس طائر ابلق کے زمین پر گر کر پھڑکنے لگے اُدھر تو وہ طائر ابلق پھڑکتے پھڑکتے زمین
سے غائب ہو گیا اُدھر سب طائر ناپدید ہو گئے اب تو ساحران لشکر اسلام و ساحران کفار لڑنے
لگے اور دل اُنکے بھی شیر ہو گئے لیکن دیو سرہنگ جادو نے قیامت کے سحر کیے ہیں کہ ہر
طرف ایک آفت برپا ہے جدھر یہ دیو گرتا ہے ہزار ہزار ساحر اسکے سامنے سے پسپا ہو جاتے ہیں
کسی کو کوئی فولادی مارا تو وہ جہاں تک سحر سلسلے سے لے سب کو توڑتا ہوا نکلا چلا گیا جسپر
سحر تیغ چلائی مارا تیغ نے یہی حالت کی عین گرمی جنگ میں دیو سرہنگ جادو قریب
مظہر فیل کش کے پہونچا اور آواز دی کہ دیکھوں تو تو کیسا فیل کش ہے یہ کہکر زمین پر لات
ماری اور فیل مست بنکر شاہزادہ مظہر کیطرف چلا یہ بیچارہ مرد سپاہی سحر و ساحری کو کیا
جانے اسنے جھپٹ کر مستک پر گرز مارا یہ ضرب ایسی تھی کہ اگر فیل آہن ہوتا تو سر اسکا پچک جاتا
لیکن اس فیل پر کوئی اثر نہ ہوا اور سرہنگ نے سونڈ سے پکڑ کر مظہر کو اپنی پشت پر ڈال
لیا اور بارگاہ جمشید کیطرف چلا یہ حال سیارہ ثالث نے دیکھا کہ یہ بھی قریب مظہر کے کھڑا ہوا
لڑ رہا تھا تیغ خارا شگاف اسکے ہاتھ میں اور جام جمشید دوسرے ہاتھ میں تھا جیسے ہی نظر
اسکی فیل پر پڑی سیارہ جھپٹ پڑا لیکن یہ پیدل کیونکر برابر پہونچ سکتا ہے اور فیل مظہر فیل کش
کو لیے ہوئے تیز بھاگا چلا جاتا تھا جب دیکھا سیارہ نے کہ میں اُس تک نہ پہونچ سکونگا
شاہزادہ سکندر رستم خو کو آواز دی کہ اے شہریار آپ کے تازہ رفیق کو وہ کوئی ساحر فیل
بنا ہوا لیے چلا جاتا ہے شاہزادہ کی نظر جو پڑی جتنے لوگ سد راہ ہوئے جنگ ہونے لگی
دیکھا سکندر رستم خو نے کہ پہونچنا میرا مظہر فیل کش تک نہایت دشوار ہے چونکہ یہ
ایک بلند مقام پر کھڑے تھے بس وہیں سے ہاتھ کو بلند کر کے عکس لوح کا فیل پر ڈالا

بس پھر لوح کا کیا تھا کہ ایک برق تھی یا توفیل رو سے جھٹ جل جاتا تھا یا نعمی تڑپ گیا اور لڑا جو مظہر
کی پڑی تو دیکھا دیو سرہنگ جادو کی پشت پر بیٹھ سوار ہوا اور فیل تن پر پورے دیو چاروں ہاتھ
پاؤں کے بغل رینگ رہا ہے مظہر نے کہا کہ دیکھیے اب تو بتی میری یہ کہکر ایک بلوٹ اسکے سر پر
مارا کہ دیو ہیوا کر زمین پر گرا مظہر نے علیحدہ ہو کر تیغ کھینچکر مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہو گئے جب تک
مظہر نے اسکو قتل نہ کر لیا سکندر رستم خو بیاد برعکس لوح کا پڑا در ڈالا لیکن جسوقت
دیو سرہنگ جادو مارا گیا تو ایک قیامت برپا ہوئی آندھی چلی خاک اڑی درختوں سے
پتے پھٹ پڑے بعد کچھ دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام میں دیو سرہنگ جادو بود افسوس مردیم وجانداد
و بمطلب خود نہ رسیدیم یہاں جمشید سرخ قبا نے دیکھا کہ سپہ سالار بھی مارا گیا اور میرا سحر بھی رد ہوا
اب کیا کرنا چاہیے غرور نے اسکے پھر شیطان ہنر کا نیں پھونکا کہ اگر طلسم کشا صاحب لوح ہے تو تیرا
کیا کرے گا اسلیے کہ تو روئین تن ہے تلوار تجھ پر اثر نہ کریگی اپنے ایسے خیال کرکے تخت اپنا اڑا کر
طرف شاہزادہ سکندر رستم خو کے چلا کہ بس اب جو کچھ ہونا ہے وہ ہو ہی نہ جائے ادھر شاہزادہ
برابر لڑ رہا تھا کہ جمشید سرخ قبا سامنے شاہزادے کے پہونچا اور آواز آئی کہ او طفل گستاخ معلوم
ہوا کہ تو بڑا بہادر ہے اگر تیرے سر میں فتاحی طلسم کا سودا نہ سما گیا ہوتا تو میں تجھے بہت دوست رکھتا
اور کبھی اپنے سے جدا نہ کرتا مگر اب مجبور ہوں کہ بغیر تجھے قتل کیے چارہ نہیں اب تیرا قتل نہ کرنا
آستین میں سانپ پالنا ہے شاہزادے نے فرمایا کہ میں نے تو پہلے ہی تجھ سے اظہار اس امر کا
کر دیا تھا کہ میں تیری سلطنت چھیننے کی غرض سے نہیں آیا ہوں نہ تیرا دشمن ہوں لیکن تو نے
وہ امر کیا جو آج تک کسی نے نہ کیا تھا کہ ایلچی پر ہاتھ اٹھایا اور قتل میں کمی نہیں کی یہ قدرت
پروردگار عالم کی کہ اسنے مجھے بچا لیا اگر آنکھیں رکھتا ہے تو دیکھ لے اس قادر مطلق کی توانائی
اسی واقعہ سے ظاہر ہوتی ہے کہ مجھ ایسا انسان ضعیف البنیان دیوؤں کی بارگاہ میں تھا اور
ایک لاکھ دیوان ساحر کا محاصرہ ہوا اور اسے کوئی قتل نہ کر سکے اگر تو چشم بصیرت رکھتا ہوتا تو اسیوقت
مسلمان ہو جاتا مگر معلوم ہوا کہ قلب تیرا سیاہ ہے ظلمت کفر نے تجھے گھیر لیا ہے جمشید سرخ قبا
نے باتوں میں لگا کر اپنا کام نکالا کہ قریب پہونچ گیا اور اتنا تاسف نہ دیا کہ شاہزادہ لوح کو دیکھ سکتا
بس دستک دی کہ ایک پتلی زمین سے مقراض ہاتھوں میں لیے ہوئے نکلی اور ڈوڈرا کاٹ دیا اور
لوح شاہزادہ کے گلے سے گری بس لوح کا گرنا تھا کہ کڑک کر ایک پنجہ گرا اور سکندر رستم خو کو
لے کر روانہ ہو گیا یہاں لوح جیسے ہی زمین پر گری طبقہ زمین کا شق ہوا اور سرہنگ نمودار
ہوا اور لوح کو نگل گیا جمشید سرخ قبا نے خورشید زریں قبا کی طرف دیکھ کر آواز دی کہ
تم جیسے بل بیر ہمارے مقابلہ کو آئے تھے وہ اب کہاں ہے لوح کدھر گئی اور طلسم کشا کو کون لیگیا
او نمک حرام کب چھوڑتا ہوں تم کو یہ کہکر خورشید کیطرف چلا خورشید زریں قبا نے کہا کہ
میں نے جو مذہب حق دیکھا اسکی اطاعت اختیار کی مجھے خدا سے زیادہ آپ کا خوف نہ تھا جو
میں آپ کے دائرہ سے باہر قدم دھرتی جمشید نے کہا اچھا دیکھو ابھی حق و ناحق کا حال
کھلا جاتا ہے یہ کہکر اسنے کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ جسقدر فوج خورشید تھی سب کے

گرد ایک دیوار حائل ہو گئی اور یہ معلوم ہوا کہ سب مقید ہو گئے اب جو سحر کرنا چاہتا ہے اُسکے سحر نہین یاد
آتا جمشید سرخ قبا نے خورشید کو آواز دی کہ اب بچی نہین لیتا اپنے ملازمون کو خورشید نے ہر چند
بہت سے سحر کیے مگر سحر جمشید سرخ قبا کا رد نہ کر سکا اور جمشید سرخ قبا نے سمعان دراز شاخ جادو
سے کہا کہ قتل کر ان سب کو یہ سنتے ہی چاہتا تھا سمعان کہ اندر اُس حصار کے داخل ہو کر فوج خورشید
کو قتل کرے کہ خورشید نے آواز دی او ملعون تیری بھی یہ حقیقت ہوئی کہ تو ہمارے سامنے ہمارے
لشکر کو قتل کرنے چلا ہے بس خبردار آگے قدم نہ بڑھانا یہ سنکر سمعان دراز شاخ نے زمین پر [illegible]
ماری اور شیر ببر خورشید زرین قبا کیطرف چلا خورشید اسے دیکھا کیا جیسے سمعان شیر بنا ہوا
قریب پہونچا اور خورشید کو تھپڑ مارا خورشید نے کلائیان اسکی پکڑ کر یہ اسم سحر پڑھکر منھ پر اس
شیر کے دم کیا کہ غصہ انسکا فرو ہو گیا بس جلدی سے زبانین نشتر دیا اور خون چلو مین لیکر منھ پر
شیر کے چھینٹا مارا اور کہا کہ دشمن دوست ہو گئے اور دوست دشمن بس یہ سنتے ہی وہ شیر پلٹ کر
اپنے لشکر کیطرف چلا جمشید سرخ قبا نے آواز دی کہ او سمعان ایسا بیہوش ہو گیا ادھر آ کہان
جاتا ہے لیکن وہ اپنے ہوش مین کب ہے آتے ہی قہرمان جادو پر حملہ کیا قہرمان نے اُس کی
کہ شعلہ منھ سے نکلا اور سر پر شیر کے گرا اور شیر بھی جلکر شعلہ ہو گیا اب دونون شعلے ایک ہو کر
لشکر پر گرے اور فوج جمشید کو پھونکنا شروع کیا خورشید زرین قبا نے آواز دی کہ اے بادشاہ
دیکھ اس سحر کو جمشید اُسطرف متوجہ ہوا اور خورشید نے چاہا کہ کسیطرح حصار سحر کو توڑ کر
اپنی فوج کو رہا کرون اور بہت سے سحر کیے مگر ممکن نہ ہوا اب اول حال لوح کا بیان کیا جاتا ہے کہ
جسوقت نہنگ طلسمی لوح منھ مین لے کر چلا اور پریزاد مقراض جادو اپنے مسکن کیطرف روانہ
ہوئے تو شمس جنی نے پنجہ گرا کر شاہزادہ کو اٹھوا لیا کہ لوح جاتی رہی ہے ایسا نہ ہو کہ شاہزادہ کو
چشم زخم پہونچے جسوقت آنکھ شاہزادہ کی کھلی دیکھا کہ سامنے شمس جنی کھڑے ہوئے ہین کہ
ساتھ ہی زمین شق ہوئی اور نہنگ نمودار ہوا اور لوح اُگل دی شمس جنی نے کہا شاباش و
مرحبا اس نہنگ طلسمی کو شمس جنی نے اپنے علم کی قوت سے اپنا مطیع کر لیا تھا یہی سبب تھا
کہ یہ لوح لے کر چلا آیا اور پھر لوح دیدی شاہزادہ نے لوح کو گلے مین ڈالا اور شمس جنی سے کہا کہ
جلد مجھے لشکر مین پہونچاؤ نہین معلوم جمشید نے میرے لشکر کی کیا حالت کی ہوگی شمس جنی نے
کہا آنکھین بند کیجئے شاہزادہ نے آنکھین بند کین اب جو آنکھ کھولی تو دیکھا کہ سامنے دونون فوجین
ہین اب یہ گھوڑا اُڑا کر چلے لیکن وہان جمشید سرخ قبا نے جو دیکھا کہ میرے ساحرون کے سحر
میرے ہی لشکر کو پھونکے دیتے ہین بس اپنے پاس سے [illegible] اور پڑھا اسم سحر دم کر کے انگلی مین نشتر
دیا اور خون اُس شعلہ پر مار کر آواز دی کہ دشمن چھوڑ دوستون سے لڑتا اور بیگانون کی طرف سے
اپنون کو قتل کرتا یہ کونسی عقل کی بات ہے بس خون کا چھینٹا مارنا تھا کہ وہ شعلہ لشکر خورشید زرین قبا
پر گرا اور اسنے جلانا پھونکنا شروع کیا ایک تو یہ دیو بیچ سے بند ہی کھڑے ہین زبانین انکی بیکار
ہو گئی ہین سحر یاد نہین دوسرے یہ آفت ناگہانی خورشید زرین قبا نے ہر چند چاہا کہ اب
اس شعلہ کو پلٹا دون بہت سے سحر کیے مگر کچھ نہ ہوا تو اہل اسلام نہایت پریشان ہوئے

اور سب کو انھین غرق کیا اور جمشید سرخ قبا خورشید زرین قبا کیطرف چلا کہ او نمک حرام دیکھ تو سنے
اب کوئی تیرا طلسم کشا تیری مدد نہین کرتا اور تجھے بچاتا نہین خورشید نے کہا کہ بچانے والا پروردگار
عالم ہے وہ ہر جگہ موجود ہے طلسم کشا نہین تو خدا تو ہے ادھر جمشید کو نام خدا سنکر اور بھی غصہ آیا اور یہ
[illegible] قریب خورشید کے پہونچا خورشید نے گولہ مارا جمشید نے اگن کی کہ وہ گولہ زمین پر
[illegible] مارا وہ بھی رد ہوا نارنج مارا وہ بھی رد ہوا اب قریب ہے کہ جمشید اسکو بھی قتل کیا
[illegible] دل سے کہ بس اسنے تڑپ کر دعا کی کہ اے بس بیکسان داد رس غریبان مدد کر میری کہ
[illegible] تیرا نام لینے والا مسلمان ہون ورنہ یہ کافر طعنہ زن ہونے حال زار پر ہمارے ہنسینگے بس یہ
کہنا تھا کہ تیر دعا ہدف اجابت پر پڑا اور نعرہ سکندر رستم خو کا ہوا کہ او کافر کہان جاتا ہے ادھر ہوا کہ
[illegible] جاتے ہین دیکھا شاہزادہ گھوڑا دوڑاتے چلا آتا ہے لوح گلے مین چمک رہی ہے جمشید
[illegible] تو پھر آلیا اور کیونکر آیا شاہزادہ نے فرمایا کہ دیکھ یون آیا یہ کہکر گھوڑا دوڑا کر
قریب جمشید سرخ قبا کے پہونچ گئے جمشید نے پھر دستک دی کہ پریزاد طلسمی پیدا ہوئے
شاہزادہ نے عکس لوح کا ڈالا دیکھا کہ ان پریزادوں نے مقراض سے اپنی انگلیان کاٹنا شروع
کردین یہانتک کہ سب انگلیان بیکار ہوگئین ادھر شاہزادہ جمشید سرخ قبا کیطرف متوجہ
ہوا جمشید نے دیکھا کہ اب بغیر مقابلہ کیے ہوئے چارہ نہین ہے بس فوراً زمین پر غلطک مار کر
صورت اپنی ایک شیر کی پیدا کی اور سکندر رستم خو کیطرف جھپٹ کر چلا شاہزادہ نے لوح کو
ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے سکندر اسپر تلوار کا وار نہ کرنا اسلیے کہ یہ روئین تن و آہنی بدن ہے
بس تجھے لازم ہے کہ جسوقت یہ منھ کھولکر تیری طرف بڑھے تو فوراً فلان اسم تیر پر دم کرکے اسکے
حلق مین تیر مار شاہزادہ نے ایسا ہی کیا بس تیر کا حلق مین در آنا تھا کہ ایک شعلہ اسکے
منھ سے نکلا اور اسی پر چمک گیا جلا کر خاک کر دیا اور اب یہ شعلہ سکندر رستم خو کیطرف چلا
سکندر نے لوح کو دیکھا اسمین لکھا تھا کہ فلان اسم پڑھکر اسپر دم کر اور پھر تماشا قدرت پروردگار
کا دیکھ کہ کیا ہوتا ہے شاہزادہ نے وہ اسم جسکی لوح نے ہدایت کی تھی پڑھکر اس شعلہ کیطرف
دم کیا بس اسم کا دم کرنا تھا کہ اب وہ شعلہ اور بھڑکا اور پلٹ کر اپنے لشکر کیطرف چلا یہ دیکھکر
ساحر بھاگے کہ غضب ہوا اب یہ ہم مین سے کسیکو نہ چھوڑے گا لیکن کہان جا سکتے ہین یہ
جمشید سرخ قبا کا سحر ہے جسکی پناہ نہین ہے شعلہ چمک چمک کر گرنے لگا اور لوگونکو جلانا
شروع کیا جسقدر یہ شعلہ لوگونکو جلاتا جاتا ہے اسیقدر اسکی تیزی بڑھتی جاتی ہے اب لو
خورشید زرین قبا اور انزروت جادو اور شمس جنی وغیرہ بھی لشکر اپنا لے کر لشکر کفار پر لپکے
اور ساحرونکو قتل کرنا شروع کیا انھین اپنے بادشاہ ہی کے سحر سے پناہ نہ تھی جو دوسرونسے
مقابلہ کر سکتے ایک قیامت برپا تھی ہرچند کہ لشکر جمشید مین بہت بڑے بڑے ساحر تھے اور
انھون نے دریا سے سحر پیدا کیا اور اس دریا مین نہنگ بنکر اس شعلہ سے بچنے کی فکر کی مگر یہ
شعلہ شعلہ تھا کہان جا سکتے تھے شعلہ پانی کے اندر جاکر ساحر کو جلا کر صاف نکل آتا تھا
جب بہت سے ساحر مرے اور سیکڑون فرار ہوگئے تو باقی ماندہ لوگون نے شاہزادہ سکندر رستم خو

کے نام کی دوہائی کھینچی اور پکارے کہ ہم مذہب ابلیس پرستی سے باز آئے لعنت ہے ایسے خداوندوں پر
جو ایسے وقت میں ہمارے کام نہ آئے ہمیں امان دیجیے شاہزادہ پریشان ہوا کہ اب کیا کروں یہ شعلہ
کیونکر فرو ہو شمس جنی نے آواز دی کہ جلد لوح کو ملاحظہ فرمائیے سکندر رستم خو نے لوح کو دیکھا اسمیں
لکھا تھا کہ اے فاتح طلسم جسوقت بادشاہ طلسم شعلہ بنکر لشکر کو اپنے جلا دے اور وہ لوگ فریادی ہوں
تو تجھے لازم ہے کہ فلاں اسم پڑھکر جام جمشیدی پر دم کر کے دستک دے اور جام زمین پر رکھدے یہ دیکھکر شاہزادہ
نے اسم کو پڑھا اور دستک دیکر پھر جام پر دم کر کے ہاتھ سے رکھدیا دیکھا وہ شعلہ دستک کے ساتھ ہی
اُسطرف سے پلٹا اور چمک کر جام جمشید میں گرا اور فنا ہو گیا یہ معلوم ہوا کہ ایک چنگاری آب میں گر کر
افسردہ ہو گئی دیکھا شاہزادہ نے کہ تہ آب پھر راکھ ہے اور بالائے ہوا کوئی کہہ رہا ہے کہ کشتی مرا نام من
جمشید جادو و بود حیف مردیم و جا تماریم و بمطلب خود نرسیدیم بس اسکا مرنا تھا کہ تمام ساحروں نے
امان مانگی شاہزادہ نے امان دی جلیل امان بجادوون لشکر علحدہ ہوئے اور افسران فوج جمشید رومال
سے ہاتھ باندھکر خدمت شاہزادہ سکندر رستم خو میں حاضر ہوئے اور عفو تقصیر کے خواہان
ہوئے شاہزادہ با اقبال نے خطا اُنکی معاف فرمائی اور ارشاد کیا کہ جسوقت تک مالک تمہارا
زندہ تھا پاس نمک حلالی یہی چاہتا تھا کہ تم اُسکے دوست کے دوست اور اُسکے دشمن کے دشمن
رہو سو معاملہ دین کے کسی وقت میں مالک سے روگردانی کرنا مناسب نہیں ہے لیکن اب امان تم کو
اسی شرط پر دیجاتی ہے کہ مذہب اسلام اختیار کرو اُن لوگوں نے عرض کی کہ ہم پہلے سے اس دین کو
برحق سمجھے ہیں ورنہ کبھی حاضر حضور نہ ہوتے اور مثل اپنے بادشاہ کے جان کو ایمان پر سے نثار
کرتے اب آپ نے ہمیں راہ راست بتائیں شاہزادہ نے کلمہ شہادت تلقین فرمایا اور وہ سب
از سر صدق مسلمان ہوئے اب شاہزادہ نے لشکر کو اسی مقام پر اتارا اور قیام فرمایا شب بہ آرام
تمام بسر کی کچھ لوگوں نے لاشوں کے دفن کی اجازت دیدی وہ لوگ لاشیں مسلمانوں کی اٹھوا
اٹھوا کر دفن کر رہے تھے اور کچھ لوگوں نے لاشیں فوج کفار کی ایک گڑھا عمیق کھود کر اسمیں پاٹ دیا
سوائے جمشید کے کہ یہ تو علحدہ بنادی گئی تھی کیونکہ ایک تو یہ بادشاہ تھا اسکا اعزاز کیا گیا دوسرے
یہ کہ مظہر فیل کش اسکا فرزند موجود تھا اور وہ شاہزادہ کا رفیق ہو کر اپنے باپ سے لڑا تھا کیونکر
سکندر رستم خو اسکا خیال نہ کرتے الغرض جب صبح ہوئی شاہزادہ نے نماز صبح پڑھی اور بارگاہ
یاقوت نگار میں رونق افروز ہوئے سب سردار حاضر ہوئے شاہزادہ نے مظہر فیل کش کو اُسکے
باپ کا پرسا دیا اور فرمایا کہ افسوس مفت اُسنے اپنی جان بھی دی اور ایمان بھی کھویا مظہر فیل کش
نے عرض کی کہ حضور اُس دشمن خدا اور کافر بیدین کا عبث رنج فرماتے ہیں اگرچہ وہ میرا باپ تھا مگر
جب اُسنے راہ راست کو چھوڑ کر کفر اختیار کیا تو مجھے اُس سے ویسے ہی نفرت لازم ہوئی جیسے
علے العموم اہل اسلام کو کافروں سے ہوتی ہے شاہزادہ نے مرحبا فرمائی اور وہ فوج جمشید جو امان
مانگ کر بچ گئی تھی اُسے مسلمان کر کے مظہر فیل کش کا ماتحت کیا اب مظہر فیل کش نے
عرض کی کہ آپ قلعہ میں تشریف لے چلیے بس یہ سنکر فوراً شاہزادہ کو ملکہ نوبہار سیم خیوش
کا خیال آگیا اور یہ تصور بندھا کہ جسوقت اُسے خبر ہوگی کہ باپ اُسکا میرے ہاتھ سے قتل ہوا

تو دل مین کیا سمے کی دیر سے ساتھ تو شادی اپنی کیون منظور کرنے لگی بے اختیار آنکھون مین آنسو بھر آئے
اور مظہر فیل کش سے کہا کہ ابھی مین قلعہ مین نہ جاؤنگا پھر دیکھا جائیگا یہ فرما کر فوراً اٹھ کھڑا ہوا
اور اپنے خیمہ کی جانب روانہ ہوا مظہر فیل کش نے جو چہرہ متغیر دیکھا نہایت پریشان ہوا کہ یہ کیا
معاملہ ہے یہ بھی ہمراہ ہولیا شاہزادہ اسی کی وجہ سے بارگاہ سے اٹھا تھا کہ اسوقت دل میرا
اختیار سے باہر ہوا جاتا ہے یہ دریافت حال ضرور کرے گا جسوقت اسے معلوم ہوگا کہ مین اُس کی
بہن پر عاشق ہون مبادا غیرت مین آکر خودکشی کرے یا دوست سے بدل کر دشمن ہوجائے اور مذہب
حق سے بھی برگشتہ ہوجائے لیکن جسوقت دیکھا کہ مظہر فیل کش ساتھ ہی ساتھ چلا آتا ہے تو
شاہزادہ نے فرمایا کہ کیون کیا کچھ کہتا ہے مظہر فیل کش نے عرض کی کہ ایک امر استفسار کرنا ہے
مگر اول مجھ سے قسما اس امر کا لیجیے کہ جو کچھ مین پوچھون وہ بتا دیجیے شاہزادہ نے فرمایا کہ مین تم سے
ہرگز نہ چھپاؤنگا لیکن خیمہ تک پہونچ لو پھر پوچھنا مظہر فیل کش نے کہا کہ نہایت مناسب ہے اور
مظہر کو اپنے ساتھ لیے ہوئے داخل خیمہ ہوا اور تخلیہ کر دیا دل تو بھرا ہی ہوا تھا وہ آنسو جو دیر
سے چشمۂ چشم مین رُکے ہوئے تھے رخسارون پر آگئے اور راز پنہان کو ظاہر کرنے لگے اب تو
مظہر فیل کش اور بھی پریشان ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہے اُدھر شاہزادہ سکندر رستم خو کو کچھ ایسے
خیال بندھے کہ رونا انکا زیادہ ہوگیا اور دم بھر مین حالت غیر دگر ہوگئی آخر مظہر فیل کش نے
بیتاب ہوکر پوچھا کہ اے شہریار عالیمقدار آخر کچھ تو بیان فرمایے کہ اس پریشانی کا کیا سبب ہے اور
اسقدر آپ غمگین کیون ہو. ہے ہے مین اگر ایسا جانتا تو قلعہ مین چلنے کو آپ سے نہ عرض کرتا کہ جسوقت
سے یہ حالت آپ کی ہوئی لہذا مین ناواقف تھا اگر کچھ خلاف مزاج ہوا ہو تو امیدوار عفو ہون
شاہزادہ نے فرمایا اے مظہر تم جسقدر معذرت کروگے اسیقدر میری شرمندگی تم سے زیادہ
ہوتی جائیگی لہذا اب مجھے کچھ نہ کہو مین تم سے وعدہ کرچکا ہون سبب اسکا بیان کرونگا مگر ذرا
میری طبیعت سنبھل لینے دو بقول شاعر شعر منزل عشق کا حال آپ مین آلون تو کہون +
اُٹھنے والا کوئی پہلو مین بٹھالون تو کہون + کامل ایک گھنٹے تک شاہزادہ اسی حال پر ملال
مین مبتلا رہا کہ روتے روتے ہچکیان بندھ گئین جسقدر یہ ضبط کرنا چاہتا ہے اور حال کو اپنے چھپانا
چاہتا ہے اسیقدر آنسوؤن کی طغیانی ہوتی ہے شعر مجمع احباب مین ضبط کا مشکل ہوا + خشک
آنسو ہوگئے جسوقت تنہائی ہوئی + جب کچھ دیر کے بعد اس حالت مین کمی ہوئی تو پھر
مظہر فیل کش نے استفسار کیا اب سکندر رستم خو نے کہا کہ اے مظہر فیل کش مین تیری
دوستی کا حق نہین ادا کرسکتا اسلیے کہ تو اپنے باپ سے برگشتہ ہوکر میرا شریک ہوا لیکن اب
مین دیکھتا ہون کہ تجھے اسکے عوض مین مجھ سے ایسا رنج پہونچا چاہتا ہے کہ تو مجھ سے بھی برگشتہ
ہوجائے گا مجھے تیری طرف سے بحمد اللہ کوئی خوف نہین ہے مگر شرم آتی ہے کہ جو اپنا دوست ہو
اُس سے ایسی بات کیونکر بیان کرون جو کسیطرح شایان نہین ہے مظہر فیل کش نے عرض کی
کہ اے شہریار و دوست وہ کونسی بات ہے جسے بیان کرنے مین مجھ سے آپ حجاب فرماتے ہین اور وہ
بھی اسقدر کہ جسکی حد نہین ہے لہذا مین قسم کھاتا ہون اُسی خدا کے برحق کی کہ جسکو مین نے

حضور کی بدولت پہچانا ہے کہ اگر میرا مال میری جان کوئی چیز حضور کے کام میں آوے تو مجکو عذر نہ ہوگا اگر کوئی مشکل ایسی درپیش ہے جسمیں خطرہ جان و مال کا ہو تو آپ ہرگز تامل نہ فرمائیں اس لیے کہ واسے ہو مجبور ہر کہ آپ کی کوئی مشکل میرے حل کرنے پر موقوف ہو یا میری کسی قسم کی روحانی یا جسمانی تکلیف پر اسکی مطلب برآری بنی ہو اور اُسے میں نہ اختیار کروں یہ سنکر شاہزادہ نے فرمایا کہ اے مظہر نیل کش میں جسوقت وارد طلسم ہوا اور میں نے ملکہ نوبہار سر خیوش تیری ہمشیرہ کو دیکھا اسوقت سے مجھے بغیر اسکے اپنی زندگی دشوار ہے یہ تن رود بجانان یا جان تن ہو آید جسوقت تک طلسم نہیں فتح ہوا تھا اور خیالات منتشر تھے اُسوقت تک میں نے اس تکلیف جدائی کو برداشت کیا اور جسوقت سے پروردگار عالم نے مظفر و منصور کیا اب ایکدم جدائی اسکی شاق ہے یہی سبب تھا کہ جسوقت تم نے مجھ سے قلعہ میں چلنے کو کہا تو مجھے انواع واقسام کے خیالات نے بیچین کر دیا وہ یہ کہ جسوقت ملکہ نے اپنے باپ کے مرنے کی خبر سُنی ہوگی تو اُسکا کیا حال ہوا ہوگا بعد اسکے جب وہ سنیگی کہ وہی دشمن اب داخل قلعہ ہوا کرا ہے اور صدمہ ہوگا اور جب میری طرف سے اُسکو عقد کا پیغام دیا جائے گا تو وہ کیوں منظور کرنے لگی ان سب کے علاوہ تم پر اس امر کو اظہار کرتے حجاب دامنگیر تھا یہ فرماکر تلوار نیام سے کھینچکر سامنے مظہر نیل کش کے رکھدی اور فرمایا کہ یہ امر میرا اختیاری نہیں ہے میں اس سے مجبور تھا ہاں یہ میرے امکان میں تھا کہ تم سے نہ بیان کرتا تو وہ تمہارے اصرار سے بیان کیا اسپر بھی اگر تم کو میری طرف سے رنج پہونچا ہو تو یہ تیغ اور سر دونوں موجود ہیں بس یہ خلق شاہزادہ سکندر رستم خو کا دیکھ کر مظہر نیل کش قدمونپر گر پڑا اور کہا کہ قطع ہوں وہ ہاتھ جو آپ کے قتل پر اٹھیں اور اے شہریار بس اتنی سی بات کا آپ کو تشویش و رنج تھا اگرچہ یہ امر میرے واسطے شان توہین رکھتا تھا کہ اُسوقت جب خدانخواستہ آپ مجھ سے کسیطرح کم رتبہ ہوتے یا اختلاف مذہب باقی ہوتا جب اُنمیں سے کوئی امر نہیں تو مجھے شرم نہیں کرنا چاہیے بلکہ میرے واسطے باعث افتخار ہے میں غلام آپ کا ہوں اور نوبہار سر خیوش کنیز ہے کیا مجال ہے اسکی جو انکار کرسکے اگر آپ نے اسکے باپ کو قتل کیا تو کیا برا کیا اسلیے کہ اپنے دشمن کو کون زندہ رکھتا ہے علاوہ اسکے کافر اور پھر ہر طرح سمجھایا بھی اسپر بھی نہ مانا اور شیطان نے راہ نیک پر نہ آنے دیے تو کوئی کیا کرے میں اُسکو سمجھا دونگا آپ تردد نہ فرمائیں خوش نصیب نوبہار سر خیوش کے جو آپ کی کنیزوں میں داخل ہو بس اب میں حضور سے رخصت ہوتا ہوں اور قلعہ میں پہونچکر نوبہار کو آپ کے ساتھ عقد ہونے پر راضی کرتا ہوں اور سامان دعوت مہیا کرتا ہوں آپ مع لشکر تشریف لائیں اور تامل نہ فرمائیں شاہزادہ نے گردن جھکالی اور فرمایا کہ اے برادر جی تو یہ چاہتا تھا کہ تمھارے ساتھ ہی چلتا مگر مصلحت اسمیں ہے کہ پہلے تم جاؤ مظہر نیل کش شاہزادہ سے رخصت ہوا اور جانب قلعہ جمشیدیہ چلا بعد طے مراحل و قطع منازل جسوقت داخل قلعہ ہوا دیکھا کہ تمام قلعہ سیاہ پوش ہے تعمیر ماتم جمشید نسخ قبا کا برپا ہے مظہر نیل کش کو جو اہل قلعہ نے دیکھا بطور ماتم پرسی کے حاضر ہوئے مظہر نیل کش نے کہا کہ ہماری طرف سے شہر میں منادی کردیجائے کہ مظہر نیل کش نے دین خدا پرستی اختیار کیا اور مطیع طلسم کشا ہوا لہذا جسکو

دین اسلام اختیار کرتا ہو وہ تو اس ملک مین رہے ورنہ اسیوقت یہان سے چلا جاے اور آج سے سب
لباس سیاہ اُتار کر لباس سُرخ پہنین کل مین جسکو سیاہ لباس مین دیکھونگا تو اُسکے لباس کو اسی کے
خون سے سرخ کردونگا جسوقت منادی کی گئی لوگ تھرتھرانے لگے بہت سے تو پوشیدہ ہو کر یہانسے
نیرنگ قاف کیجانب روانہ ہوے اور باقی لوگون نے حسب الحکم مظہر فیل کش لباس سیاہ دور
کیا اور پوشاک سرخ پہن پہن کر داخل دربار ہوے اور مظہر کیخدمت مین نذرین گذرانین اور مشرف
بہ دین اسلام ہوے بعد اس انتظام کے مظہر فیل کش محل معلے مین آیا جہان ملکہ نوبہار سرخپوش
لباس سیاہ پہنے صف ماتم بچھائے بیٹھی ہی جسوقت نظر اسکی بھائی پر پڑی دل تو خوش ہوا کہ
اسکی جان بچ گئی لیکن باپ کے صدمہ نے پھر رُلادیا مظہر فیل کش نے کہا ای نوبہار سرخپوش
اب تو مجکو کیا سمجھتی ہی نوبہار نے کہا کہ پہلے تو صرف بڑا بھائی سمجھتی تھی لیکن اب بھائی ہین تو آپ
ہین اور باپ ہین تو آپ ہین مظہر فیل کش نے کہا کہ بس اب اس ماتمی پوشاک کو اُتارو اور سوگ
بڑھاؤ ملکہ نے کہا کہ اسقدر جلد مظہر فیل کش نے کہا کہ اگر مین یہان موجود ہوتا تو تمھین سوگ
رکھنے ہی نہ دیتا اسلیے کہ ایک کافر کا سوگ مسلمان کو رکھنا جائز نہین ہی اب جسقدر اپنے باپ کو
بہ محبت یاد کروگی اسیقدر رحمت خدا تم سے دور ہوگی ملکہ نوبہار نے کہا کہ کیا آپ نے مذہب اہل
اسلام بھی اختیار کر لیا مظہر نے کہا کہ بیشک یہی مذہب مذہب حق ہی مین نے کیا اختیار کیا تم بھی
اس مذہب کی پابندی کرو اور دین قدیم کو اپنے ترک کرو تاکہ انجام درست ہو ملکہ نوبہار نے
بھائی کے کہنے سے لباس سیاہ اُتارا اور سفید پوشاک پہنی مظہر فیل کش نے کہا کہ اب مین جاتا
ہون کہ تمھارے فرض سے بھی ادا ہو جاؤن لہذا جہان مین نے شادی تمھاری تجویز کی ہی وہ بھی بیان
کیے دیتا ہون اور مجھے امید ہی کہ تم انکار نہ کروگی یہ سُنکر ملکہ نوبہار سرخپوش نے تو گردن حجاب
سے نیچی کر لی اور مظہر فیل کش نے بیان کیا کہ قسمت تیری بہت اچھی تھی جو تجھے طلسم کشا ایسا
شوہر ملیگا میرا قصد ہی کہ اسی شہریار عالیوقار کے ساتھ تیری شادی کر دون اسلیے کہ اُس سے
بہتر کون شخص ہوگا صورت سیرت حسب نسب ہر امر مین ہم سے تم سے افضل فخر اسکی کنیزی ہی یہ
سُنکر ملکہ نوبہار سرخپوش نے عرض کی کہ یون تو مجھے کوئی عذر نہین ہی اسلیے کہ جو آپ تجویز
فرمائینگے وہ میرے حق مین بہتر ہوگا لیکن مجھے یہ خیال ہی کہ لوگ کہینگے کیا دنیا کا لہو سفید ہی
کہ جو باپ کا قاتل رہی دختر کا شوہر اور میرا دل اس سے کیونکر صاف ہوگا جب صورت اُسکی
دیکھونگی تو آنکھون مین خون اُتر آئےگا کہ اسنے میرے باپ کو قتل کیا ہی مظہر فیل کش نے کہا ای
نوزندا سے خیال در کر و اہل دنیا تو سبھی کو کہتے ہین انکی زبانون کے زخم کس دل مین نہین تمھین
اب وہ بات کرنا چاہیے جو خدا کے پسند آئے اہل دنیا سے کام دررکھو چار دن کی زندگی ہر طرح بسر
ہو جائےگی لیکن ابد تک آتش دوزخ مین جلنے سے خدا محفوظ رکھے باپ تمھارا کافر تھا اسکی
محبت مین سوا خرابی کے اور کچھ نہین ہی جسقدر تم غم اسکا کروگی اسیقدر خدا تم سے ناراض
ہوگا غرضکہ ایسی ایسی باتین نوبہار گوہر پوش کو سمجھائین کہ ملکہ نے خاموشی اختیار کی
ناچار ہو کر ملکہ نوبہار سرخپوش کا نجم گئی اور کہا کہ حضور کو اختیار ہی وجہ نارضامندی

تو اُنھون نے ظاہر کردی کہ اس اس وجہ سے نامناسب ہر لیکن اگر آپ کوئی قباحت نہین سمجھتے ہین تو بسم اللہ کیجیے ملکہ کی خاموشی بجائے رضامندی ہر بھلا انکی لب مجال ہر کہ یہ آپ کے زبان سے خلاف کرسکین اور کنواریان اپنی زبان سے تو اقرار کرنے سے رہین یہ سنکر مظہر فیل کش نے بہن کو اپنی گلے سے لگا پیشانی پر بوسہ دیا اور نوبہار سبز پوش کی شادی کا سامان مہیا ہونے لگا ملکہ کا لباس سیاہ بدلوایا اور نوبہار بھی اشتیاق شاہزادہ سکندر مین چشم براہ ہوگئی نادرہ بانو نے سامان شادی کا کیا دوسرے روز خبر پہونچی کہ شاہزادہ سکندر رستم خو تشریف لاتے ہین مظہر فیل کش ارکین دولت کو ہمراہ لیکر براے استقبال قلعہ سے باہر آیا اور شاہزادہ کو مع صاحبقران کوچک اندر قلعہ کے لے گیا اب سب کے سب بیٹھے دربار آراستہ ہوا مظہر فیل کش چاہتا تھا کہ شاہزادہ سے رضامندی ملکہ نوبہار سبز پوش کی ظاہر کرے کہ سکندر نے اشارہ سے منع کیا اور صاحبقران کوچک کیطرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہ میرے بزرگ ہین انکے سامنے مجھ سے نہ کہو مظہر فیل کش خاموش ہو رہا سکندر رستم خو نے سیارہ ثالث کو بلا کر کہا کہ تم شمس جنی سے کہو وہ اس شادی کے ذکر کو آغاز کرین مین عذر کرونگا اسوقت دادا صاحب یعنے صاحبقران کوچک خود ہی فرمائینگے کہ اگر تمھین یہ عذر ہر کہ باپ موجود نہین ہین تو کیا مین بزرگ نہین ہون سیارہ نے جا کر شمس جنی سے کہا شمس جنی نے مظہر فیل کش کیطرف دیکھ کر فرمایا کہ اب آپ کو ملکہ کی شادی کرنے مین کیا تردد ہر مظہر فیل کش نے کہا مجھے کوئی عذر نہین ہر شمس جنی صاحبقران کوچک کیطرف مخاطب ہوئے اور دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار سکندر رستم خو بہ سبب شرم و لحاظ کے اس امر کا اظہار نہین کرسکتے ہین اور والد ماجد انکے یہان موجود نہین ہین اسوقت مین آپ ہی بزرگ انکے ہین لہذا مناسب معلوم ہوتا ہر کہ آپ شادی انکی نوبہار سبز پوش کے ساتھ کردین صاحبقران کوچک یہ سنکر نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ مجھے یہ علم نہ تھا کہ شادی انکی دختر بادشاہ طلسم کے ساتھ تجویز ہوئی ہر ورنہ مین خود انکو مجبور کرکے شادی کردیتا تم نے اچھا کیا جو مجھ سے اطلاع کردی ای مظہر فیل کش تم سامان شادی کا کرو مین تمھارے لشکر سے علیحدہ ہو کر انتظام کرتا ہون بہت جلد یہ عقد ہونا چاہیے مظہر فیل کش نے عرض کی بہت خوب صاحبقران کوچک اسیوقت اُٹھے اور قلعہ سے باہر آکر بارگاہ یاقوت نگار بر پا کی اور انتظام شادی کا ہونے لگا شاہزادہ سکندر رستم خو نے اسرار جنی سے کہلا بھیجا کہ اب آپ بھی انتظام اپنی دختر کی شادی کا کیجے شمس جنی اپنے بھتیجے کے ساتھ کردیجیے اسرار جنی نے جواب اس حکم کے عرض کرا بھیجی کہ مجکو آپ کے حکم کی اطاعت فرض ہر بعض راوی بیان کرتے ہین کہ اسیوقت عقد سیارہ کی خواہش بھی سمنبر پریزاد کے ساتھ کی گئی تھی الغرض سامان شادی کا ہونے لگا شاہون اور شہریارون کی شادی کا سامان کس زبان سے بیان ہو جسقدر کہا جائے کم ہوگا لیکن اشتیاق شاہزادہ سکندر رستم خو کا ضرور قابل ذکر ہے جسوقت سے اُنھون نے سُنا ہر کہ ملکہ میرے ساتھ شادی کرنے پر رضامند ہر

اُسوقت سے یہ حالت ہے کہ جب نہیں ہے جو خوشی کے مارے طائر روح جسم سے پرواز کر جائے دل مین ہزارون
حسرتیں لاکھون ارمان بھرے ہوئے ہیں شعر کاٹے نہ اب کٹے گا یہ دن انتظار کا ٭ لو آج وعدہ
وصل کا دلدار نے کیا ٭ انکو ایک ایک ساعت ایک ایک سال سے زیادہ معلوم ہوتی ہے عجب
اضطراب ہے اُدھر ملکہ کی بھی یہ حالت ہے کہ دل مین سوچتی ہے کہ اگر تو اسکے ساتھ عقد نکرتی تو وہ اور
کون شخص ایسا تھا جو اس سے بہتر ہوتا اور پھر ایسا محبت کرنے والا کہ تو نے اُسکے ساتھ کیسی کیسی
بے اعتنائی کی مگر اُسنے دامن استقلال ہاتھ سے نہ چھوڑا میری محبت مین سر مو فرق دیکھا دل تو
ملکہ کا بھی شاہزادہ پر مائل ہو چکا تھا یہ جسقدر رُکھائی اور بے پروائی تھی یہ ناز معشوقانہ مین
داخل تھی اور گویا امتحان محبت تھا شاہزادہ اس امتحان مین بھی پورا اُترا غرضکہ اسکو بھی ایسا
اشتیاق ہے کہ دن کسیطرح نہیں گذرتا بار بار آسمان کیجانب دیکھتی ہے اور دل مین کہتی ہے شعر شام کیا
روز جدائی کی نہیں ہوتی ہے ٭ دھوپ جب دیکھیے موجود ہے دیوارون پر ٭ غرضکہ خدا خدا کر کے
وہ دن گذرا اور شام ہوئی صاحبقران کوچک نے بہت بڑے سامان کیے تھے چراغان سے
تمام شہر رشک فلک حقہ نفس ہو رہا تھا اور زمین آسمان پر چشمک کر رہی تھی بارگاہ بھی ہوئی تھی
جو رؤسا و امرا وہان موجود تھے وہ سب شریک تھے رات بھر ناچ رہا قریب صبح برات قلعہ
مین آئی اول عقد شاہزادہ سکندر رستم خو کا ملکہ نو بہار سرخ پوش سے ہوا بعد اسکے عقد
شمس جنی کا نادرہ بانو سے ہوا اور نعمان کا عقد محبوبہ جنگ نواز کے ساتھ ہوا سیارہ ثالث
کا نکاح ملکہ سمنبر پری زاد دختر انزروت جادو کے ساتھ ہوا ہر ایک نوشاہ اپنی اپنی عروس
کو لے کر اپنے اپنے مکان پر آیا اور لطف جلوت و خلوت اُٹھایا بیان وصل سے مسرور
ہوئے صبح کو دربار آراستہ ہوا شاہزادہ سکندر رستم خو تخت پُرشوکت پر متمکن ہوئے اور
صاحبقران کوچک اپنے مرتبہ کے موافق ایک جنگل جواہر نگار پر رونق افروز ہوئے
شمس جنی اسرار جنی وغیرہ سب حاضر تھے کہ شاہزادہ نے مظہر فیل کش کو طلب کیا
مظہر کو اطلاع ملتے ہی وہ حاضر ہوا شاہزادہ سکندر رستم خو نے بصلاح صاحبقران کوچک
وسمن جنی ملکہ نو بہار سرخپوش کو حاکم کیا اور نام اس مقام کا قلعہ نو بہار رکھا مقرر کیا اور
مظہر فیل کش کو افسر فوج و مشیر سلطنت قرار دیا بعد اسکے اسرار جنی کو بھی وزیر کیا اور
انزروت جادو کو بھی وزیر کر کے اور لوگون کو بھی حسب حیثیت عہدے تقسیم کیے اور ایک
جشن ہوکا نہ کر کے صاحبقران کوچک سے کہا کہ اب حضور کی رائے ہو تو نیرنگ قاف
کیطرف چلیں کیونکہ صاحبقران اعظم براے مقابلہ دیوان نیرنگ قاف تشریف لے گئے
ہیں انکی شرکت کرنا ضرور ہے صاحبقران کوچک نے فرمایا کہ مین خود بھی کہنے والا تھا
غرضکہ شاہزادہ نے لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور آپ محل سرا مین داخل ہوئے اور ملکہ نو بہار سرخپوش
سے فرمایا کہ اب ہم تو نیرنگ قاف کیطرف جاتے ہیں یہ تاج و تخت مبارک ہو اگر زندہ ہونگے
تو پھر بھی ملاقات ہو جائیگی ملکہ نے یہ سنتے ہی دامن پکڑ لیا اور کہا کہ کیون صاحب یہ پھر وہی
بات تو بغیر تمہارے قرار نہ تھا اور کیسی کیسی مصیبتیں تمہارے واسطے گوارا کیں یا اسطرح نگاہ پھیر کر

سچ ہے بقول شخصے شعر دل سے کے اب وہ انکی عنایت نہین رہی ✦ مطلب نکل گیا تو مروت نہین رہی ✦
سچ کہا ہی کہ مرد کی ذات بڑی بیوفا ہوتی ہی مین ہرگز نہ جانے دونگی شاہزادہ نے فرمایا یہ کہان
ہو سکتا ہی کہ عزیز میرے طلسم سے بلا ہون اور مین انکی کمک نہ کرون نوبہار سرخپوش نے کہا
کہ کیا اور کوئی انکا مدد کرنے والا نہین ہی ایک تم ہی بڑے مددگار ہو سکندر رستم خو نے فرمایا کہ تمام
زمانہ مدد کرے جو کہ کسی کے کام آئیگا کوئی اسکا شریک حال کیون ہونے لگا ملکہ نے کہا کہ او
آدمزاد بیمروت پھر مجھے تو نے کیون عذاب مین ڈالا دو دن کے واسطے شادی کرنے کی کیا ضرورت
تھی نوبہار سرخپوش کا مزاج ملکہ آسمان پری کے مزاج سے کم نہین ہی ہرچند شاہزادہ چاہتا
ہی کہ یہ دامن چھوڑ دے مگر نوبہار دامن نہین چھوڑتی آنکھون سے آنسو جاری ہین زبان پر حرف
شکایت دل سے کہتی ہی شعر مسافر سے کوئی بھی کرتا ہی پیت ✦ مثل ہے کہ جوگی ہوئے کس کے
میت ✦ شاہزادہ بھی ہرچند کہ فراق ملکہ نوبہار سرخپوش کے خیال سے بیقرار ہی مگر مجبور و
ناچار ہی اسی حالت مین اتفاقاً منظر نیل کش داخل محل ہوا ملکہ نے بسبب حجاب و شرم
اور لحاظ براد رکے دامن ہاتھ سے چھوڑ دیا سکندر رکو وقت غنیمت ملا اور فوراً روانہ ہوا ملکہ حسرت
سے دیکھکر یہ شعر پڑھکر رہ گئی شعر کلیجہ کوئی تھام کر رہ گیا ہی ✦ اُدھر جانے والے ادھر دیکھ لینا ✦
اور شاہزادہ بھی نہایت رنجیدہ و مضطرب محل سے برآمد ہوا دل کا خدا ہی حافظ تھا
مگر صبر اختیار کیا سیارہ نے آکر عرض کی کہ لشکر طیار ہی شاہزادہ سکندر رستم خو سے
صاحبقران کوچک و خورشید زرین قبا وغیرہ جانب نیرنگ قاف روانہ ہوا اب
انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی دیکھیے یہ کسوقت پہونچتے ہین

اور اول چند کلمہ داستان شوکت نشان صاحبقران پردہ توت یعنی صاحبقران اعظم کے بیان کیے جاتے ہین۔

راویان اخبار و ناقلان آثار اس داستان کو اسطرح تحریر کرتے ہین کہ جب شاہزادہ سکندر رستم خو
جانب طلسم روانہ ہوئے تھے تو صاحبقران اعظم طرف نیرنگ قاف روانہ ہوئے تھے لشکر
دیوان انکے ہمراہ ہی اور وہ دیو سرہنگ یعنی دیو اہرمن گرز زن جو شاہزادہ سکندر رستم کے
ہمراہ آیا تھا شاہزادہ نے اسکو بھی ساتھ کر دیا تھا اور فرہاد خان یعنی پری فرسنگ مین
لشکر بار شیون پریزاد بھی صاحبقران اعظم کے ہمراہ ہین صاحبقران اعظم جادہ باورپیمائی
پر تیغہ کرتے ہوئے بعد طے مراحل و قطع منازل قریب ملک نیرنگ شاہ کے پہونچے وہ دیو جو
قلعہ بلوریہ سے بھاگے ہوئے گئے تھے انھون نے نیرنگ شاہ سے اپنا شکست کھانا
اور صاحبقران اعظم کا اسطرف آنا سب بیان کیا نیرنگ شاہ نے کہا کچھ پروا نہین ہی
دیکھا جائیگا اور ہرکارہ انکو خبر کے واسطے روانہ کیا بعد اسکے بمشورہ ارکین دولت ایک نامہ
بنام دیو آتشباز روانہ کیا مضمون اسکا یہ تھا کہ ای آتشباز تو فوج اپنی لیکر گلستان ارم مین
پہونچ جا اور گلستان ارم کو تاراج کرتا ہوا خدمت بدولت و اقبال مین جلد پہونچ اس لیے کہ

صاحبقران اعظم سے مقابلہ ہونا ضرور ہے اور مین نے تصدیق کے ساتھ سُنا ہے کہ وہ اسطرف آتے
ہین اور وہان میدان خالی ہے گلستان ارم مین سوا عورتون کے کوئی نہین ہے ایک دیو یہ
نامے کر آتش حصار کیجانب روانہ ہوا اُسکے بعد ایک نامہ اسی مضمون کا لکھکر دیو سرہنگ
تن تنہا کو روانہ کیا کہ یہ دیو بھی نہایت زبردست ہے جسوقت یہ دونون نامے اُن دیوون کو
پہونچے یہ دو دو لاکھ دیو اپنے ہمراہ لے کر ہدایت حکم نامہ کے موافق جانب گلستان ارم روانہ
ہوئے دیو آتشباز کہ عجب طرح کا حربہ رکھتا ہے اور لفظ آتشباز ایک معما ہے کہ بروقت جنگ
دیو آتشباز حل ہوگا اب انکو تو جانب گلستان ارم روان چھوڑا جاتا ہے اور حال
نیرنگ شاہ کا گزارش کیا جاتا ہے کہ بعد روانہ کرنے نامہ برون کے اسکا جی ٹھہرایا اور یہ خیال
آیا کہ اب نہین معلوم کب تک جنگ رہے اور موقع سیر و شکار کا ہاتھ نہ آئے لہذا جبتک
غنیم یہان آئے ہم ایک آدھ روز سیر و شکار مین بسر کرین یہ سوچکر دیو نیرنگ شاہ تیاری
کرکے چند دیو اپنے ہمراہ لے کر جانب صحرا روانہ ہوا جسوقت قریب ایک چشمہ کے پہونچا
وہان قیام کیا کہ دیکھا جانب صحرا سے گرد اڑی دیو نیرنگ نے ہرکارے روانہ کیے اور
اسے یہ خیال ہوا کہ معلوم ہوتا ہے غنیم آگیا لیکن دیوان مخبر نے جو مثل تیر نگاہ گئے واپس آئے
بیان کیا کہ کچھ دیو سیہ پوش روتے پیٹتے بطور سوگوارون اور ماتم دارون کے چلے آتے
ہین دیو نیرنگ پریشان ہوا کہ یہ کہان سے آتے ہین اور دیکھیے کیا خبر بد سُناتے ہین
اتنے مین وہ دیو روتے پیٹتے پہونچے نیرنگ شاہ نے اُنکو پہچانا اور گھبراکر پوچھا کہ بھائی
گبرنگ سیہ قبا تو خیریت سے ہین اُن دیوون نے بیان کیا کہ خیریت کہان نیرنگ شاہ
نے کہا جلد بیان کرو کیا ہوا دیوون نے سارا واقعہ گبرنگ سیہ قبا کا اپنی دختر کو قتل کرکے
خودکشی کرنے کا بیان کیا یہ سُنکر نیرنگ شاہ نے تاج پھینک دیا اور چیخین مار مار کر اسطرح
رویا کہ تمام صحرا ہلا دیا پوچھا اب طلسم کشا کہان ہے دیوون نے کہا آگے ہین نہین معلوم لیکن
کئی مرحلے اُسنے توڑے اور آگے روانہ ہوا ہے بعد چند روز کے خبر پہونچی کہ طلسم نیرنگ قاف
ختم ہوا اور جمشید سرخ قبا مارا گیا یہ سُنکر نیرنگ شاہ اور پریشان ہوا اور شکار سے
واپس آیا داخل شہر ہوا اہل شہر بادشاہ کو سیہ پوش دیکھکر نہایت پریشان ہوئے اور
دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ گبرنگ سیہ قبا مر گیا اور طلسم نیرنگ قاف فتح ہوا
غرضکہ تمام ملک سیہ پوش ہوا تین روز گبرنگ شاہ کا ماتم نیرنگ قاف مین برپا رہا
چوتھے روز بادشاہ نیرنگ آکر بارگاہ مین بیٹھا ارکین دولت جمع ہوئے کہ یکایک ہرکارون
نے آکر عرض کی کہ صاحبقران اعظم پسر حمزہ بافوج بسیار اسطرف آتا ہے یقین ہے کہ کل کے
روز اُسکا داخلہ بیابان اقلیم نیم قاف مین ہوگا یہ سُنکر نیرنگ شاہ اپنے ملک سے باہر
آیا کہ مین بھی تماشا دیکھونگا کہ وہ کیسا آدمزاد ہے جسنے دیوون کو تابع فرمان کیا ہے نیرنگ شاہ
بیرون نیرنگ حصار آکر خیمہ زن ہوا منتظر بیٹھا تھا کہ گرد اڑی سب نگران ہوئے دیکھا
تو بہت بلند ہے جس سے آمد لشکر جرار کی پائی جاتی ہے ہنوز منتظر ہے کہ دامن گرد شگافتہ ہوا

اور دل گرد سے دولاکھ دیو پیدا ہوئے اور ایک جن ان سب کا افسر تھا بارگاہ اسکے ہمراہ تھی
دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ نام اسکا حدید جنی ہے غرضکہ حدید جنی نے آتے ہی بارگاہ
آسمان جاہ کو برپا کیا بعد اسکے دوسری گرد اڑی اور حدید جنی براے استقبال روانہ ہوا بعد
کچھ دیر کے واپس آیا تو تین آدمزاد اسکے ساتھ تھے اور پشت پر ایک لاکھ دیو تھے یہ بھی آکر
لشکر اول سے ملحق ہوئے نیرنگ شاہ سمجھا کہ انھیں میں سے کوئی صاحبقران اعظم بھی ہوگا
اور اسنے میدان سے پھرنے کا قصد کیا تھا کہ اسکے وزیر نعیم نیرنگ حصاری نے کہا کہ ابھی
صاحبقران اعظم نہیں آئے ہیں بادشاہ نے پوچھا کہ یہ کون ہیں نعیم نے بیان کیا کہ دارا سے
ہند لندھور بن سعدان کرد کے یہ فرزند ہیں نیرنگ شاہ نے کہا لندھور کون ہے نعیم نیرنگ
حصاری چونکہ مرد جہان دیدہ خوب حالات صاحبقران سے واقف ہے اور رفقاے امیر کو
بھی جانتا ہے اسنے بیان کیا کہ لندھور صاحبقران اول کا رفیق خاص تھا کہ امیر اسکو زینت
بارگاہ فرماتے تھے بعد اسکے سب منتظر تھے آنکھیں جانب صحرا لگی تھیں کہ دیکھیے صاحبقران اعظم
کب تشریف لاتے ہیں کہ یکایک از جانب بیابان گردے برخاست مگر دے تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ
سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ آتے آتے ہوا نے اس گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن
گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے کئی لاکھ دیو پیدا ہوئے ایک آدمزاد مرکب پر سوار کہ آثار شاہی
و شہریاری چہرہ سے اسکے نمودار تھے چار دیوان زبردست اسکے ہمراہ رکاب تھیں سے
ایک دیو نہایت قوی تن و قوی ہیکل ہے یہ دیکھ کر وہ سردار جو پہلے سے آئے ہوئے تھے براے
پیشوائی روانہ ہوئے اور صاحبقران اعظم کو استقبال کرکے اپنے ساتھ لے گئے اور داخل
بارگاہ ہوئے نیرنگ شاہ نے قطع اور وضع سے خود ہی پہچان لیا تھا لیکن نعیم نیرنگ حصاری
نے پتا بھی دیا کہ یہی صاحبقران اعظم ہیں نیرنگ شاہ کی نظر جیسے دیو تہمتن گرزدن پر
پڑی ایسے دہشت یہ ٹھہرا گیا کہ یہ آدمزاد ایسا زبردست ہے جسنے اتنے بڑے دیو کو تابع کیا ہے
اسوقت صاحبقران اعظم داخل بارگاہ ہوئے نیرنگ شاہ بھی اپنے مقام پر آیا اور بارگاہ
میں تخت پر جلوہ افروز ہوا نعیم نیرنگ حصاری سے کہا کہ تم چونکہ مرد دیرینہ ہو اور حالات سے
بھی ان لوگوں کے خوب واقف ہو لہذا میں چاہتا ہوں کہ کچھ حال انکی قوت و جراءت کا تجھ سے
سنوں نعیم نیرنگ حصاری نے سارا حال صاحبقران اول کے آنے کا اور سرکشان دیو
زیر و زبر کرنے کا بیان کیا کہ سمندون ہزار دست کو اسطرح مارا اور دیو قعقعہ کو یوں زیر کرکے
ہلاک کیا اور دیو عفریت کو یوں مارا اور رگزیت بن قعقعہ کو دختر صاحبقران نے نقابدار بن
کر کئی بار شکست دی اور زخمی کیا یہ سب حالات سنکر دیو نیرنگ کو نہایت حیرت
ہوئی کہ ایک آدمزاد بے بنیاد اور اتنے اتنے بڑے دیووں کو یوں ہلاک کرے خیال میں نہیں
آتا اسلیے پوچھا کہ کیا وہ ساحر ہے نعیم جنی نے کہا کہ نہیں وہ سحر کو حرام جانتے ہیں اور نام ساحر
کے دشمن ہیں ہزارہا ساحروں کو انھوں نے مارا ہے صدہا طلسم فتح کیے ہیں غرض تو یہ حالت ہے
اور وہاں صاحبقران اعظم جو داخل بارگاہ ہوئے لباس سفر دور کیا پوشاک نفیس پہنکر

دنگل پر جلوہ گر ہوئے فرہاد خان یکفربی وار شیبون پریزاد و فرسنگ بن لندھور و دیگر دیوان
سرکش و قوی ہیکل مثل تہمتن گرز زن کے اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے جام شراب ناب گردش مین آیا
جسوقت کسل ذبح ہوا دربار برخاست ہوا اپنے اپنے خوابگاہ مین جاکر آرام فرمایا جسوقت
تیرگی شب یلدا برطرف ہوئی اور سپیدۂ سحری نمودار ہوا طیور خوش الحان آشیانون سے نکلے
چرند مصروف چرا ہوئے درندے پیاسے شکار روانہ ہوئے سونے والون نے بیدار ہوکر اپنے
اپنے مذہب کے موافق عبادت رب پاکذات کی شروع کی صاحبقران اعظم نے بیدار ہوکر
وضو کیا نماز پڑھی وظیفہ ختم ہوتے ہی آفتاب تابان افق مشرق سے نمودار ہوا اور دھوپ اونچے
اونچے درختون اور پہاڑون پر سے ہوکر نیچے اُترنے لگی صاحبقران داخل بارگاہ ہوئے سب
سردار آ آکر تسلیم بجالا کر اپنے اپنے منصب کے موافق بیٹھے صاحبقران اعظم نے دبیر کو حکم دیا
کہ ایک نامہ ہماری جانب سے نیرنگ شاہ کو لکھو ہر چند کہ اسکو خبر ضرور پہونچ گئی ہوگی تاہم
ہمین خود بھی مطلع کرنا ضرور چاہیے دبیر نے موافق مرضی مضمون نامہ درست کرکے نامہ تیار کیا
صاحبقران اعظم نے نامہ اپنے ہاتھ مین لیا اور آواز دی کہ ہے کوئی ایسا جو جواب باصواب
اس نامہ کا لائے ہنوز سخن در دہان تھا کہ ثانی لندھور یعنے فرہاد خان یکفربی اپنے دنگل
پر شوکت سے کود پڑے اور عرض کی کہ جواب اس نامہ کا یہ جان نثار لائے گا صاحبقران اعظم
انگشت بدندان ہوئے اور فرمایا کہ ہائین بھائی فرہاد خان یہ تم نے کیا غضب کیا میری
مراد یہ نہ تھی کہ تم جاؤ اور جواب نامہ کا لاؤ اسلیے کہ تم چراغ ہندوستان دارا سے ہند جانشین
لندھور ہو تمھارے باعث سے سواد ہند مین روشنی ہے مین تم کو بجا لندھور کے مقام پر سمجھتا
ہون مجھے گوارا نہین کہ تم جاؤ فرہاد خان یکفربی نے عرض کی کہ خداوند نعمت جسطرح والد ماجد
نے آپ کے پدر بزرگوار کی اطاعت کی مجھ سے کہان ہو سکتی ہے لیکن جو کچھ ہو سکے اسمین کیون کمی ہو
اور بقا سوا ذات پروردگار عالم کے کسی کو نہین ہے مین اگر آج اپنی جان لو اپنے مالک سے عزیز
کرون تو کسدن کی زندگی کے واسطے ہر طرح مرنا ضرور ہے اس جہان فانی مین نہ کوئی رہا ہے نہ ہمیشہ
رہے گا شعر ذات معبود جاودانی ہے + باقی جو کچھ ہے سب وہ فانی ہے + دیگر رہے گی نہ چمن مین رنگت
نہ گل مین بو باقی + یہ سب مٹین گے بھی پر رہے گا تو باقی + خوشا نصیب میرے جو آج مین بھی
حق نمک سے ادا ہو جاؤن جسطرح والد ماجد نے حق جان نثاری ادا کیا شعر رستم رہا زمین پہ نہ بہرام
رہ گیا + مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا + یہ کہتے ہوئے آگے بڑھے صاحبقران اعظم نے جام
دیا اور تلوار سپر بندھوا کر نامہ دیا اور فرمایا کہ حافظ حقیقی کے حوالے کیا جاؤ اور جس شوکت و شان
سے تمھارے باپ زمرد شاہ باختری سے جواب لائے اُسیطرح تمھین بھی نصیب ہو یہ فرما کر
آنکھو مین آنسو بھر لائے اور یہ شعر زبان پر جاری کیا شعر سپردم بتو مایۂ خویش را + تو دانی حساب
کم و بیش را + فرہاد خان یکفربی نے ادب کے ساتھ نامہ لے کر سر سے باندھا اور خدا حافظ و
ناصر کہکر چلے تھے کہ ادہر شبون پریزاد سے ضبط نہ ہو سکا جھجک سے کود پڑا اور صاحبقران اعظم سے
عرض کی کہ اگر خلاف مزاج نہ ہو تو مین بھی اپنے بھائی کے ہمراہ رکاب جاؤن ساتھ ہی

فوستاک بن لندھور بھی اپنے مقام سے اٹھا اور صاحبقران اعظم سے اجازت لی صاحبقران اعظم
نے فرمایا کہ مین مانع نہین بلکہ بہتر ہو کہ تم فرہاد خان کے حفظ جان کے واسطے ساتھ جاؤ لیکن
فرہاد خان یکفرلی نے جو بھائی اور بھتیجے کو اپنے ساتھ آتے دیکھا منع کیا کہ تمھاری کیا ضرورت ہو
لیکن ارشمون پریزاد نے نہ مانا اور عرض کیا کہ جب سے والد ماجد نے انتقال فرمایا ہم آپ کو انھین
کی جگہہ سمجھتے ہین کیونکر دل ہمارا گوارا کرے کہ آپ کو تنہا جانے دین ان خادمون کا ہمراہ ہونا ضرور ہو
ہر چند فرہاد خان نے منع کیا نہ مانا۔ یہ دونون دلیر بھی اُس شیر کے ہمراہ چلے فرہاد خان نے
بارگاہ سے نکلکر دس ہزار دیو اپنے ہمراہ لیے اور جانب نیرنگ حصار روانہ ہوئے وہان
نیرنگ شاہ تخت پر بیٹھا ہوا تھا ارکان دولت جمع تھے صلاح و مشورے ہو رہے تھے کہ کیا
کرنا چاہیے نامے براے ملک سرکشان قاف کو لکھ لکھ کر روانہ کیے جارہے تھے کہ ہرکارون سے
آمد فرہاد خان کی خبر پہونچائی نیرنگ شاہ نے کہا کہ وہ ادھر کس غرض سے آتا ہو معلوم ہوا
کہ نامہ دار ہو نیرنگ شاہ نے کہا کہ کسی کو براے قتل آدمزاد بھیجنا چاہیے نعیم جنی نے دست بستہ
عرض کی کہ خداوندا ایسا نہ کیجیے گا کہ یہ باعث بدنامی ہو مثل مشہور ہو کہ ایلچی را زوال نیست یہ دستور
قدیم ہو جب دربادشاہون مین نامہ و پیام ہوتا ہو تو کوئی واسطہ ضرور ہوتا ہو اگر ایلچی کے
ساتھ بے اعتنائی کیجائے تو رسم نامہ و پیام اُٹھ جائے اور کوئی شخص کاہے کو اسپر مامور ہو
اور ایک دوسرے سے کسی قسم کی گفتگو نہ کرسکے مبادا کل آپ کو کسی نامہ کی ضرورت ہووے
حالانکہ وہ لوگ کبھی ایسا نہ کرینگے وہ لوگ قواعد و رواسم کے نہایت پابند ہین گذشتہ زمانے
مین صاحبقران والاشان فوستہمیال بن شہرخ اور سمندون ہزار دست اور دیو عفریت
کے پاس خود اپنا نامہ لیکر گئے تھے جو کچھ ان لوگونکو منظور تھا جواب نامہ تحریر کر دیا تھا اور امیر
سے کسی نے تعرض نہین کیا نیرنگ شاہ نے کہا ان لوگون کے واقعات سنکر مجکو یقین ہو کہ وہ
یہان اگر سرکشی ضرور کرے گا اور دیوون پر بدعت کرے گا نعیم جنی نے عرض کی کہ وہ تو اپنا برتاؤ
ہو آپ اُسکی عزت کیجیے گا اور جواب معقول دیجیے گا تو وہ نہایت خلق سے پیش آئیگا اور اگر خود ہی ایذا
رسانی کا قصد کیجیے گا تو وہ کیون رعایت کرنے لگا لیکن دیو ارزق ظلمانی کہ نہایت فطرتی
اور ثانی ابلیس ہو اسنے نیرنگ شاہ سے کہا کہ اے بادشاہ مین تجکو ایک صلاح نیک بتاتا
ہون کہ تو بدنامی سے بھی بچ جائے اور کام بھی ہو جائے وہ یہ ہو کہ دیو ہارون سودائی جو ایک
مدت سے مقید ہو کہ بسبب دیوانگی کے وہ دیوان نیرنگ حصار کو اذیت پہونچاتا تھا
سنتے ہین کہ اُسمین قوت چالیس دیوان زبردست کی ہو لہذا آپ اُسکو اسی شرط پر رہا کر دیجے
کہ وہ اور کسی دیو کو آزار نہ پہونچائے اور دروازہ بارگاہ پر نگہبان بنکر بیٹھے اُس سے کہدیا جائے
کہ جسوقت تو کسی آدمزاد کو اسطرف آتے دیکھے تو کھالینا وہ بھی بخوشی منظور کرے گا کہ اسکو لقمہ
نفیس و چرب ملے گا اور آپ پر حرف نہ آسکے گا کہ مین کیا کرون وہ ایک دیوانہ تھا اُسے امتیاز
نیک و بد کہان چونکہ انسان خوراک ہو دیوون کی اُسنے کھا لیا نیرنگ شاہ کو یہ صلاح
دیو ارزق ظلمانی کی پسند آئی اور کہا کہ تم ہی جا کر یہ باتین اُس دیو سودائی کو سمجھا کر رہا کر دو

اور دروازۂ ایوان پر بٹھادو یہ سُنکر نعیم جنی نہایت پریشان ہوا اور پوشیدہ طور پر ایک نامہ
ان حالات کا لکھ کر اپنے دیو کے ہاتھ فرہاد خان یلغطربی کے پاس روانہ کر دیا کہ اب آپ
اسطرف کا قصد نہ فرمائیں کیونکہ یہاں اسطرح کا انتظام ہوا ہے میں دوستانہ سمجھائے دیتا ہوں
آیندہ آپ کو اختیار ہے یہ دیو تو اسطرف چلدیا ہے لیکن اول حال ارزق ظلماتی کا سنیے کہ بادشاہ
سے حکم لے کر دروازۂ زندان پر آیا اور قفل کھولکر دیو ہامون سودائی کو کچھ میوے وغیرہ کھلا
باہر کیا اور کہا کہ اگر تم ہمارا کہنا مانو تو ہم تمہیں رہا کر دیں ہامون سودائی نے کہا جو کہو گے
میں وہی کرونگا دیو ارزق ظلماتی نے کہا کہ اگر تم میرے کہنے پہ چلو گے تو تمہارا بھی اسی میں
نفع ہے کہ غذائے لطیف و نادر ملے گی دیو ہامون سودائی نے کہا کہ بیان کرو دیو ارزق
نے کہا کہ ایک آدمزاد نیرنگ شاہ کی بارگاہ میں آنے والا ہے جسوقت وہ دروازۂ بارگاہ
سے گذرنا چاہے تو تم اُسکو کھا لینا ہم تمہیں دربان بنا کر بٹھائے دیتے ہیں یہ سُنکر دیو ہامون
سودائی نہایت خوش ہوا اور کہا کہ مجھکو لے چلو دیو ارزق ظلماتی نے اسکو رہا کیا
دیو ہامون سودائی زندان سے نکلتے ہی نہایت خوش ہوا اور کہا کہ وہ آدمزاد کہاں ہے مجھے
پتہ بتاؤ میں وہیں جا کر اُسے کھالوں جہاں سے وہ آئے گا ارزق ظلماتی نے کہا کہ جلدی
نہ کرو دیو ہامون راضی ہوا اور دیو ظلماتی اُسکو لیے ہوئے دروازۂ ایوان شاہی پر
آیا دربان تو اسکے خوف سے بھاگ گئے ارزق ظلماتی نے اُسکو عہدہ پاسبانی کا سپرد
کیا اور آپ بادشاہ کی خدمت میں آیا اور دست بستہ عرض کی کہ میں نے انتظام کر دیا اور
دیو ہامون کو دروازہ پر بٹھا آیا ہوں اور مجھے راستے میں خبر ملی ہے کہ نامہ دار وہاں سے چل چکا ہے
یقین ہے کہ بہت جلد یہاں تک پہونچے گا نیرنگ شاہ نے کہا بہتر ہے اب حال
فرہاد خان یلغطربی کا سنیے کہ یہ عجب شان و شوکت سے چلے آتے ہیں کہ فیل مست
پر سوار ہیں ایک طرف ارشبون پریزاد اور دوسری جانب فرہنگ بن اسد منصور ثانی
مرکبوں پر سوار پشت پر بارہ ہزار دیوان زبردست کی فوج آگے آگے تبردار جھاڑی
جھنڈی درخت جو ملتا ہے اُسے کاٹ ڈالتے ہیں بیلدار پستی و بلندی زمین کو ہموار کرتے
جاتے ہیں سقے آب پاشی کر کے گرد کو بٹھاتے جاتے ہیں اس شان و تجمل کے ساتھ سواری
فرہاد یلغطربی کی چلی آتی ہے کہ ایک مرتبہ پہلو کیجانب سے ایک دیو پیدا ہوا اور پکارا کہ
عرضے دارم فرہاد خان یلغطربی نے فیل کو ٹھہرا لیا اور کہا کہ کیا کہتا ہے دیو نے ایک نامہ
ہاتھ میں دیا کہ اسکے پڑھنے کے بعد آگے قدم بڑھائیے گا فرمایا تو کیا میرا اتالیق ہے اُسنے عرض
کی کہ مضمون نامہ کا اسی کے متعلق تھا اسی سے عرض کیا آیندہ آپکو اختیار ہے میری کیا
مجال ہے جو آپ کو روک سکوں فرہاد خان نے لفافہ چاک کر کے نامہ پڑھا لکھا ہوا تھا کہ
عریضہ منجانب نعیم جنی بطرف نامہ دار صاحبقران اعظم بعد ادائے آداب و تسلیمات کے
گزارش یہ ہے کہ آپ کی تشریف آوری سے بادشاہ دیوان کو خوف پیدا ہوا اور اُسنے
وہ انتظام کیا ہے کہ آپ کا پہونچنا بادشاہ تک دشوار ہے ایک دیو سودائی کہ نہایت

زبردست ہی اُسنے دروازہ بارگاہ پر بٹھا دیا ہی کہ جب نامہ بر اسطرف سے گذرے تو اُسسے لکھا
لیدا لہذا میں خیرخواہانہ طور سے عرض کرتا ہوں کہ آپ خود تشریف لائیے نامہ کسی دوسرے
طریقہ سے بادشاہ تک بھجوا دیجیے اسلیے کہ وہ دیو ایسا نہیں ہی جس سے کوئی عہدہ برا ہوسکے
اُسنے تمام دیوان نیرنگ قاف کو ایذا پہونچا رکھی تھی آخرکار بڑی مشکل سے اُسکو گرفتار
کرکے قید کردیا تھا آج صرف اس غرض سے اور اس شرط پر رہا کیا گیا ہی کہ آپ کو ایذا پہونچائے
بس یہ مضمون جو اُس نامہ کا پڑھا نامہ تو چاک کرکے پھینکدیا اور اُس دیو سے کہا کہ جاکر کہدینا
اپنے مالک سے کہ تو ابھی مجھے نہیں جانتا کہ میں کون ہوں اب دیو لینا تماشا یہ فرماکر
فیل کو آگے بڑھا دیا ارشیون پریزاد و فرسنگ بن لندہور ثانی نے سبب پوچھا
فرہاد خان یکفربی نے مضمون نامہ کا زبانی سُنایا فرسنگ بن لندہور و ارشیون پریزاد
ہنسنے لگے اور کہا کہ اُسنے اپنی سی دوستی ختم کردی وہ ابھی حضور کے زور و طاقت سے آگاہ
نہیں ہی ورنہ کبھی ایسا نہ لکھتا الغرض فرہاد خان قریب بارگاہ نیرنگ شاہ پہونچے
ارشیون پریزاد و فرسنگ بن لندہور نے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو ہم جاکر جواب نامہ
کا لے آئیں اور پہلے اس دیو سے ہم ہی مقابلہ کرلیں بعد ہمارے حضور کو اختیار ہی
فرہاد خان نے کہا یہ کیونکر ہوسکتا ہی کہ برادر خرد اور فرزند پیارا تو اپنی جان پر کھیلے اور
میں جی چراؤں یہ ہرگز نہیں ہوسکتا تم تماشہ میری لڑائی کا دیکھو میں ابھی اسکا دیوانہ پن
مٹائے دیتا ہوں یہ فرماکر فیل سے کود پڑے اور جانب دروازہ بارگاہ چلے جیسے ہی قریب
پہونچے دیو ہاموں دیوانہ تو تاک ہی میں بیٹھا ہوا تھا بس پاؤکرکے جھپٹا اور چاہا کہ لقمہ
کرجاؤں بس جیسے ہی منھ اسکا قریب پہونچا فرہاد خان نے خنجر مارا کہ منھ اسکا پھر گیا دیو پلٹا
اور پکارا کہ او نسل بنی آدم تو بڑا سرکش ہی اور تقریر سخت معلوم ہوتا ہی مگر میں کب چھوڑتا ہوں
مجکو اسلیے کہ ایک مدت سے تیرے گوشت کا مشتاق ہوں اگر حملہ کرنا میرا تجھے ناگوار ہوا
ہے میں منھ کھولتا ہوں تو میرے منھ میں کود پڑ کہ تجھے یوں ہی نگل جاؤں دانت بھی نہ لگاؤں یہ
کہکر دہن اپنا مانند غار کے کھولدیا فرہاد خان نے دستہ چوب اسکے دانتوں پر مارا کہ بتیسی
حلق میں جا رہی منھ سے خون جاری ہوا جو دیو ہاموں سودائی کا نشہ ہرن ہوگیا اور
سودا جاتا رہا اور فرہاد خان یکفربی پر پھر تھپڑ مارا فرہاد خان نے خالی دیا کہ دیو جھونک
میں اوندھے منھ سامنے آرہا بس فرہاد خان نے شاخیں اسکی پکڑکر کن دے کر پاؤں کا سہارا
دیا کہ دیو چت ہوکر سامنے آرہا فرہاد خان نے شاخیں مروڑنا شروع کیں اور دیو کو دباکر
بیٹھ گئے دو بل دے کر جو جھٹکا مارا دھڑ پر سے سر اسکا علیحدہ پھینک دیا لاش پھڑکنے لگی خون
کے پرنالے جاری ہوگئے دیو اسقدر پھڑکا اور خون اُڑا کہ فرہاد خان سر سے پاؤں تک
غرق خون ہوگئے دیو پھڑک پھڑک کر تمام ہوگیا یہ دیکھ کر ارشیون پریزاد و فرسنگ بن لندہور
نے شانوں کی بوسے لیے اور ارشیون نے کہا کہ والد ماجد کی جنگ کا لطف آگیا انھوں نے
بھی بارگاہ زمرد شاہ باختری میں ایسے ہی دلیری کی تھی وہاں دیو نیرنگ کو جو یہ

حال معلوم ہوا کہ دیکھی تھے اُس دیو سودائی کو بغیر کسی حربہ کے مار ڈالا جیسے کتے کو مار ڈالتے ہین یہ
سُنکر دیو نیرنگ تھرا گیا اور حکم دے دیا کہ اب اُسے کوئی نہ روئے ورنہ جو کوئی روئے گا اُسکی
بھی یہی حالت ہوگی اور جلدی سے ایک دنگل فرہاد خان کے واسطے بچھوا دیا اُدھر
فرہاد خان نے بھائی اور بھتیجے کو وہین چھوڑا اور آپ تن تنہا خون مین ڈوبے ہوئے داخل
بارگاہ ہوئے اور بطریق خدا پرستان سلام کیا نعیم جنی نے اشارہ سے جواب سلام دیا اور کوئی
دیو کچھ نہ بولا فرہاد خان نے دنگل جو خالی دیکھا دنگل پر بیٹھ گئے اور پکارے کہ منم نامہ دار
دیو نیرنگ نے کہا کہ لاؤ نامہ فرہاد خان یکمغربی نے کہا کہ پہلے شرائط نامہ ادا کرو اور
جس دستور سے نامہ لیا جاتا ہے اُسطرح لو تو نامہ ملیگا دیو نیرنگ نے کہا کہ وہ شرائط کیا ہین
فرہاد خان نے بیان کیا کہ پانچ کشتیان جواہر کی نامہ پر سے نثار کرو اور دو کشتیان نامہ دار
پر سے اور پانچ قدم نامہ کا استقبال کرو اور دو قدم میرا تو نامہ ملیگا دیو نیرنگ کو تامل
ہوا تھا کہ نعیم جنی نے کہا اسمین کیا حرج ہے اسلیے کہ یہ تو ایک دستور ہے دستور ادا کرنے مین
کوئی توہین نہین ہے دیو نیرنگ نے کشتیان جواہر کی منگوائین اور خود تخت پر سے اُٹھکر
سات قدم آگے بڑھکر نامہ طلب کیا فرہاد خان نے نامہ دیو نیرنگ کے ہاتھ مین دیا
نیرنگ شاہ نے کشتیان جواہر کی نامہ پر سے نثار کین خادمون نے جواہر لوٹ لیا
فرہاد خان یکمغربی کو خواجہ یاد آگئے کہ اگر وہ موجود ہوتے تو کوئی اسمین سے ایک حبہ
بھی لیجا سکتا تھا غرضکہ بعد ادائے آداب نامہ دیو نیرنگ نے نامہ پڑھا بعد حمد خدا و نعت
محمد مصطفےٰ لکھا تھا کہ ای نیرنگ شاہ ہمارا یہ شیوہ نہین کہ تا وقتیکہ ہمین کوئی آزار نہ پہونچائے
ہم اُسے آزار پہونچائین تو نے دیو سرماق کو بھیجکر قلعہ بلوریہ پر قبضہ کر لیا اور شدید جنی کے
بھڑکانے پر آگیا دیکھا تو نے کہ شدید کا کیا انجام ہوا اب بہتر یہ ہے کہ دین ابلیس پرستی کو
ترک کر اور مذہب خدا پرستی اختیار کر اپنے افعال سے توبہ کر شیوہ ایذا رسانی چھوڑ دے
اور حاضر حضور ہو کر اپنے گناہون کا عذر کر اور اگر یہ نہین منظور ہے تو آمادہ جنگ ہو جا کہ
اب مین بغیر تجکو سزاے معقول دیے ہوئے واپس نجاؤنگا نیرنگ شاہ یہ مضمون پڑھکر
نہایت غصہ مین آیا اور کہا کہ اُس آدمزاد نے دیو کی کچھ حقیقت ہی نہین سمجھی اور جانتا ہے
کہ دیوان نیرنگ قاف سب ایسے ہی ہین جیسا دیو سرماق یا دیو ہامون سودائی تھا
ابھی بڑے بڑے سرکش یہان موجود ہین کہ جنکے نام سے قاف تھراتا ہے بس قلم دوات طلب
کیا اور پشت نامہ پر اپنے ہاتھ سے لفظ جنگ تحریر کرکے فرہاد خان یکمغربی کے سپرد کیا
فرہاد خان جواب نامہ لے کر وہان سے پھرے باہر آکر رشیدون پرزاد و فرسنگ بن لندھور
کو ساتھ لیا اور باشوکت و شان جواب لے کر بخدمت صاحبقران اعظم روانہ ہوئے
جسوقت خبر صاحبقران اعظم کو ہوئی کہ اب فرہاد خان آتے ہین دیو یمتن گرززن
کو برائے استقبال روانہ کیا اسلیے کہ یہ سالار فوج ہے اور اس سے زبردست کوئی دیو اس
لشکر مین نہین ہے جسوقت سے فرہاد خان گئے تھے ہرکارون کی ڈاک بیٹھی ہوئی تھی اور

ہر وقت کی خبر برابر مل رہی تھی یہانتک کہ جواب نامہ حاصل کرکے پلٹنے کی خبر بھی پہونچ چلی تھی صاحبقران اعظم نہایت خوش تھے کہ فرہاد یکہ‌فرلی نے بڑی جرأت و بہادری سے آداب نامہ داری بونیرنگ سے پورے کرائے وہاں دیو ہمتعلی نے قریب پہونچکر فرہاد خان کو مبارکباد دی اور بغلگیر ہوا اور فرہاد خان کو لے کر داخل بارگاہ صاحبقران اعظم ہوا صاحبقران بھی فرہاد خان سے بغلگیر ہوئے اور فرہاد خان کو خلعت دی فرہاد خان اپنے دنگل شوکت پر متمکن ہوگئے اور صاحبقران اعظم نے حالات بارگاہ دیو نیرنگ سے دریافت فرمائے کہ کس کس شان شوکت کے دیو ہیں فرہاد خان یکہ‌فرلی نے عرض کی کہ اصل یہ ہے کہ اقبال حضور کی یاوری سے ہیں نے اس نامہ داری کو اس دبدبہ سے انجام دیا ورنہ کیا حقیقت مجھ شکست استخوان کی تھی اسلیے کہ ایک تو میں انسان اور تنہا وہاں مجمع دیوان اور ایک ایک دیو اتنے بڑے قدو قامت کا ہے کہ یہ معلوم ہوتا تھا دربار نیرنگ شاہ نہیں ہے بلکہ کوہستان ہے چھوٹی چھوٹی سیکڑوں پہاڑیاں زمین پر نصب ہیں ہر ایک دیو گنبد بلند کیطرح معلوم ہوتا تھا اور جو دیو کھڑے تھے وہ مانند مینار بلند کے تھے جنمیں چار پانچ دیو نہایت زبردست ہیں کہ انسے بروقت مقابلہ معلوم ہوگا مگر اقبال و ہیبت حضور کی وجہ سے کسی کی اتنی مجال نہ تھی کہ مجھ سے آنکھ ملا سکتا سب کے سب گردنیں ڈالے بیٹھے رہے اور بادشاہ نے اسکے میری تعظیم کی نامہ کی اچھی طرح تکریم کی لیکن جواب جنگ لکھا ہے صاحبقران نے نامہ لے کر پڑھا فرمایا کچھ پروا نہیں خداے ما بزرگ ست وہاں نیرنگ شاہ نے بعد واپس آنے فرہاد خان کے اپنے دیوون سے صلاح لی اور دریافت کیا کہ تم ان آدمزادون سے لڑوگے انھون نے بیان کیا کہ ہم ضرور لڑینگے اسلیے کہ ایک تو فرض ہے ہمارا کہ جب وقت پڑے تو بادشاہ پر جان نثار کریں جب تک ہمارے دم میں دم ہے سلطنت پر زوال نہ آنے پائے گا بعد ہمارے آپ کو اختیار ہے جو مناسب وقت ہو وہ کیجیے گا اور علاوہ اسکے پھر آدمزاد آدمزاد ہیں اور دیو زاد دیو زاد ہیں کیا حقیقت ہے انکی کہ دیوان قاف سے مقابلہ کرسکیں آپ دیو ہامون کے مارے جانے سے اسقدر بددل نہ ہوں وہ ایک دیوانہ تھا اسوجہ سے لوگ اسپر رعایت کرتے تھے ابھی بہت سے دیو حضور کے نمک خوار ایسے ایسے ہیں جو دیو ہامون ایسے دو دو کو ٹکرا ٹکرا کر مار ڈالیں آپ طبل جنگ بجوائیے کل تماشا ہماری جنگ کا دیکھیے گا دیو نیرنگ کو ان دیوون کے بیان سے تسکین ہوئی اور اسنے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارہ زری پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی یہاں شام کا وقت تھا دربار صاحبقران اعظم کا آراستہ تھا کہ یکایک آواز طبل جنگ کان میں آئی اور ہرکارون نے بھی آکر اطلاع دی کہ لشکر غنیم میں کوس حربی بجا ہے صاحبقران اعظم نے فرمایا کہ ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگی اسیوقت یہاں بھی نقار خانہ نوازش میں آیا دونوں لشکروں میں تیاری جنگ ہونے لگی دیوا اپنے اپنے حربوں کو دیکھنے لگے اور صیقل کرنے لگے صاحبقران خوابگاہ میں تشریف لے گئے آرام فرمایا صبح

سردار اپنے اپنے خیمہ مین جا کر سویرے سے سو رہے کہ کل میدان جنگ مین جانا ہے یہان
طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا بر طرف ہوا اور خانہ شب سے صبح بر آمد ہوئی جھونکے ہوائے سرد
کے چلنے لگے طائران قاف آشیانون سے نکل نکل کر شاخ درخت پر بیٹھے اور مصروف نغمہ
سرائی ہوئے لشکر کفار مین یا خدا وندا ابلیس کی صدا بلند تھی اہل اسلام نعرۂ اللہ باقی من کل
فانی بلند کر کے فریضۂ سحری کو ادا کر رہے تھے جس وقت دونون گروہ اپنے اپنے طریقۂ عبادت
سے فارغ ہوئے آلات حرب و ضرب ختل نیل فولادی چادر چقماق چوب چماق وار شمشاد
اژدہ پشت نہنگ ترسول پرسول گرز گاؤ سر وغیرہ سے آراستہ و پیراستہ ہو کر عازم میدان
جنگ ہوئے اسطرف دیو نیرنگ اٹھارہ لاکھ دیوون سے قلعۂ نیرنگ حصار سے
باہر آیا اور صفین آراستہ کین دیوان سرکش جو افسران فوج دیوان تھے اپنے اپنے مرتبہ
کے موافق صفون سے نکل نکل اور آگے بڑھ بڑھ بہ مرتبہ سرداری دس دس بیس بیس
قدم بڑھکر قائم ہوئے وسط لشکر مین تخت دیو نیرنگ کا قائم ہوا چار دیوان قوی ہیکل
اسکے تخت کو اُٹھائے ہوئے تھے مگر لنگر سے اسکے دبے جاتے تھے شاخون پر اس کی
دیو تیر بچ کے چھوٹے چھوٹے بچے ہوئے تھے جسطرح دندان فیل پر ہوتے ہین اور دیو عجب عجب طرح کے
باجے بجاتے ہوئے ہو حق مچاتے ہوئے میدان مین قائم ہوئے اور اسطرف لشکر صاحبقران اعظم
صف بستہ ہوا آگے سب سے بر مرتبہ صاحبقرانی قاف صاحبقران اعظم مرکب پر سوار
آکر قائم ہوئے اور بعد اسکے داہنی جانب مرہاج خان یکفربی ارسبلون پریزاد دوز سنگ
بن لند طور استادہ ہوئے بائین جانب تہمتن گرز زن بامیس سوسن کا گرز باندھے مانند
فیل مست کے کھڑا جھوم رہا تھا جس وقت میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ و کمین گاہ اگلا
پچھلا چنداول ساتون صفین آراستہ ہو چکین تو دونون جانب سے تبر دار نکلے
جھاڑی جھنڈی کاٹ کر پھینکدی بیلدارون نے پستی و بلندی زمین کو ہموار کیا بجائے
سقون کے دیو فیل تن بنکر سونڈ مین پانی بھر بھر کر لائے اور چھڑک چھڑک کر گرد کو بٹھایا
نقیبون نے نقابت کرکے کڑکیتون نے کڑکا کہکر دل جوانون کے بڑھائے کہ خون شجاعت
رگون مین جوش مارنے لگا بس ثمرات خوک پیشانی کہ ایک دیو قوی الجثہ و بلند
قامت ہے لشکر نیرنگ شاہ سے نکلا اور سامنے تخت نیرنگ شاہ کے آکر اجازت
میدان مانگی نیرنگ شاہ نے دست مرحمت پشت پر رکھا اور کہا جا خدا وندا ابلیس
تیرا نگہبان ہے دیو ثمرات سلام کرکے میدان جنگ مین آیا یہ معلوم ہوا کہ ایک مینار
بلند قائم ہو گیا غرض دیو ثمرات خوک پیشانی نے آتے ہی نعرہ مارا کہ او مزدور مجھکو
دیو ہامون سودائی نہ سمجھنا میرا دماغ بہت درست ہے وہ بیچارہ طریق جنگ سے آگاہ
نہ تھا اور مین حربہائے جانگداز رکھتا ہون بس جسکو تمنائے مرگ و آرزوے قضا ہو وہ
آئے میرے مقابلے کو بس یہ سنتے ہی ارشیون پریزاد نے مرکب اپنا آگے بڑھایا
اور سامنے صاحبقران اعظم کے آکر اجازت میدان مانگی صاحبقران اعظم نے فرمایا

کہ اے ارشبون یہ دیو نہایت قوی اور زبردست معلوم ہوتا ہے تم نے کیون اسقدر جلدی کی
ارشبون نے عرض کی کہ حضور کا نمک خوار بھی ایسا کمزور نہین ہے کہ اس دیو سے دب جائے
اب اگر مین پلٹ جاؤنگا تو بہادران آفاق مجھ پر ہنسین گے اور کہینگے کہ واہ رے ہندلندھور
بن سعدان کروے شخص کا بیٹا اور مقابلہ کو نکلکر میدان سے پھر گیا بس آبرو جانے
سے جان جانا بہتر ہے یہی نا کہ مین اسکے ہاتھ سے مارا جاؤنگا جب بھی بہتر ہے کہ ایک تو
حق نمک سے ادا ہو جاؤنگا دوسرے مرتبۂ شہادت ہاتھ آئے گا صاحبقران نے مجبور
ہو کر اجازت دی اور گلے سے لگا کر رخصت کیا اور فرمایا کہ خداوند کریم تمہارا حافظ و نگہبان
ہے ارشبون نے سلام رخصت کیا اور سامنے ثمرات خوک پیشانی کے آکر آواز دی
کہ او ملعون تجھکو دعویٰ ہے کہ مین دیو ہامون سے زبردست ہون اور مجھکو یہ دعویٰ ہے
کہ مین گو قاتل دیو ہامون سے کمزور ہون مگر تیرے واسطے ملک الموت ہون لا ضرب
بہادری کی دیو ثمرات پکارا کہ او آدمزاد واقعی مین تو نہایت قوی دل ہے کہ اس قد و
قامت پر میرے مقابلہ کو آیا ہے لیکن افسوس کہ اپنے پاؤن سے تو دہان گور کا لقمہ ہوتا
ہے بس تو پہلے وار کر اور حوصلہ اپنا نکال لے ورنہ دل کی دل مین رہجائیگی ارشبون پریزاد
نے کہا کہ بس زیادہ گوئی سے کچھ فائدہ نہین ہے ہم اہل اسلام سے ہین سبقت کرنا ہمارا
دستور نہین ہے تو اپنا وار کر اگر پروردگار عالم تیری ضرب سے بچا لے گا تو دیکھا
جائے گا یہ سنکر دیو ثمرات خوک پیشانی نے کہا کہ تو نہ مانے گا معلوم ہو گیا کہ قضا
تیری برابر پہونچ لئی ہے اسے کہ یہ طمانچہ ملک الموت ہے یہ کہکر خبردار کہکر
گرز شمشاد کا وار کیا ارشبون پریزاد نے آتی ہوئی وار خیال مین کر کے باگ کو
گھوڑے کی اشارہ کیا مرکب جھک کر زیر بغل آیا ارشبون نے ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا
کہ ہاتھ مع دو رخشانے سے قلم ہوا یہ معلوم ہوا کہ ایک درخت بلند کا ڈالا پھٹ پڑا
اور پرنالہ خون کا زخم سے جاری ہوا کہ تمام کپڑے ارشبون کے سرخ ہو گئے اور دیو ثمرات
بھاگا ارشبون نے آواز دی کہ او ملعون کہان جاتا ہے کب چھوڑتا ہون تجھکو یہ کہکر
گھوڑا ڈالدیا چالیس قدم کے فاصلہ تک دیو بھاگا ہوا چلا گیا ایک مقام پر ٹھوکر کھا کر
لڑکھڑایا اور چاہا تھا کہ سنبھل کر پھر بھاگے کہ ارشبون پریزاد مثل بلائے ناگہانی
اور قضائے آسمانی سر پر آپہونچا اور وہی تیغہ خون آلود کمر پر مارا کہ دو ٹکڑے ہو کے
لاش جو اسکی گری زمین ہل گئی ارشبون نے نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا فوج اسلام سے
آواز تحسین و مرحبا بلند ہوئی اور فوج کفار مین شور نالہ و فریاد بلند ہوا دیو دوڑے
پہنچے لاش ثمرات خوک پیشانی کی اٹھا لے گئے اور فرہاد خان یکفری اپنے
بھائی کو میدان جنگ سے پھیرے گئے گلے سے لگایا فرسنگ بن لندھور نے
ہاتھ چومے بعد اسکے دیو قہرمان ستارہ پیشانی لشکر کفار سے نکلا اور نیرنگ شاہ
سے اجازت لے کر میدان جنگ مین آیا یہ دیو عجب طرح کا ہے کہ تمام جسم و سر وسکا

سیاہ ہے شانوں میں کبود اور ماتھے پر برابر سکہ زر کے ایک داغ سفید ہے اسیوجہ سے اسکو ستارہ پیشانی کہتے ہیں یہ ملعون اس دیو سے بھی زبردست ہے بال اسکے جسم پر بڑے بڑے ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ تو م زمین سے پیدا ہوئے آتے ہیں تو آواز دی کہ کون ہے میرے مقابلہ کو نکلے گا کسکی اجل دامنگیر ہے بس یہ سننا تھا کہ فرسنگ بن لندھور نے مرکب اپنا نکالا اور سامنے صاحبقران اعظم کے آکر اجازت مانگی فرمایا کہ تم ابھی کمسن ہو اور یہ دیو نہایت زبردست ہے فرسنگ نے عرض کی کہ غلام آپ کے ایسے نہیں ہیں جو کسی سے ڈر جائیں آپ اطمینان رکھیں انشاءاللہ آپ کے اقبال سے ابھی اس ملعون کا سر لاتا ہوں فرمایا خداوند عالم تمھارے ارادہ پر تم کو کامیاب کرے فرسنگ سلام کر کے میدان میں آیا دیو قہرمان نے جو فرسنگ کو اپنے مقابلہ پر آتے دیکھا پکارا کہ او بچے تو نے ایسا مجھے سمجھ لیا کہ تو میرے مقابلہ کو آتا ہے جا پلٹ جا کیوں اجل تیری دامنگیر ہے فرسنگ نے آواز دی کہ او ملعون یہ تیرا غرور تجکو پست کرے گا مجھے بچہ نہ سمجھ یہ کہتا ہوا قریب پہونچا۔ قہرمان نے کہا کہ تو نہ جائے گا فرسنگ نے کہا تیرا سر لے کر جاؤنگا بس یہ سنتے ہی دیو کو نہایت غیظ آیا اور پکارا کہ لے سنبھل یہ نہ کہنا کہ ہوشیار نہ کیا تھا یہ کہکر چادر چقماق کا وار کیا فرسنگ بن لندھور نے وار اسکا خالی دیا بس جیسے ہی دیو اپنے لنگر میں جھکتا ہے فرسنگ نے کمر پر ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہو گئے اور یہ دیو اپنے لنگر میں ایسا جھکا کہ پھر نہ اٹھ سکا فوج اسلام سے نعرہ تحسین و آفرین کے بلند ہوئے اور لشکر کفار میں غم یو ماتم ہوا دیو لشکر کفار کے لاش اسکی بھی اٹھا لے گئے اور فرسنگ کو صاحبقران اعظم نے بلا لیا اور مرحبا کی ارشبون و فرہاد خان نے دست شفقت پشت پر پھیرا غرض جسوقت لاش دیو قہرمان کی میدان سے اٹھ گئی تو دیو نیرنگ نے اپنے لشکر کیجانب دیکھ کر آواز دی کہ ارے تم سب کے سب وقامت دیکھتے ہی گے ہیں کہ تم سے ایک آدمزاد نہیں قتل ہو سکتا بس یہ سنتے ہی دیو ہوشنگ زور آزما صف سے نکلا اور نیرنگ شاہ کے سامنے آکر کہا کہ مجکو اجازت ہو میں ابھی ان سب آدمزادوں کا کام تمام کیے دیتا ہوں نیرنگ شاہ نے کہا کہ جا خداوند ابلیس کی یاد نہ بھولنا کہ وہ تیری نصرت کرے گا ہوشنگ زور آزما نے کہا کہ ہزار جانیں تمام خداوند ابلیس پر نثار ہیں یہ کہتا ہوا میدان میں آیا اور آواز دی کہ باغی اے گروہ آدمزادان اب جو میرے مقابلے کو نکلے سنبھل کر نکلے کہ میں وہ شخص ہوں جسنے چالیس چالیس دیوان سرکش سے ایک وقت میں زور کیا ہے اور انکو پست کیا ہے بس یہ سنتے ہی فرہاد خان یکعفری نے اپنے فیل کو چمک ماری اور فیل دم کھڑی کر کے سونڈا ٹھائے ہوئے صف سے نکلا فرہاد خان سامنے صاحبقران اعظم کے آکر فیل سے اترا اور اجازت میدان مانگی فرمایا اے فرہاد خان تم اپنے وقت کے لندھور ہو اسوقت تمھاری شان و شوکت تمھارے باپ سے کم نہیں ہے افسوس کہ آج لندھور زندہ نہیں ہیں جو اپنے فرزند کو دیکھ کر خوش ہوتے اور سمجھتے کہ میرا چراغ ابھی روشن ہے خیر اب بھی یقین ہے کہ انکی روح شاد ہو رہی ہوگی یہ فرما کر آبدیدہ ہو گئے

بعد اسکے فرہاد خان نے اجازت پائی صاحبقران اعظم نے فرمایا کہ حافظ حقیقی نگہبان لشکر ہو
جاؤ اور اپنے دشمن پر ظفر حاصل کر کے جلد واپس آؤ فرہاد خان نے سلام کیا اور عرض کی
کہ حضور عزت افزائی فرماتے ہین ورنہ بقول شاعر ؎ چہ نسبت خاک را با عالم پاک + کہان
مین اور کہان والاے ہندوستان انکو آپ کے والد ماجد نے عزت دی تھی آپ مجھے عزت
بخشتے ہین بعد اسکے یہ پھر اپنے فیل پر سوار ہو کر راہی میدان جنگ ہوئے دیو ہوشنگ نے
فرہاد خان کو جو اپنے مقابلہ پر آتے ہوئے دیکھا پکارا کہ کیا تو ہی ہے جسنے دیو ہامون سوہانی
کو مارا فرہاد خان نے کہا کہ ہان مین ہون اور اب تجھے قتل کرنے آیا ہون دیو ہوشنگ
پکارا کہ کیا مجھے بھی تو مثل دیو ہامون کے سمجھا ہے فرہاد خان نے کہا بلکہ اس سے بدتر
یہ سنکر دیو ہوشنگ کو نہایت غصہ آیا اور چلایا کہ مین تو چاہتا تھا کہ تجھے زندہ پکڑ لیجاؤن
لیکن تیری زبان درازی تیری جان لے گی یہ کہکر آواز دی کہ ہوشیار ہو جا اور قریب آکر گرز گران
سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پرچہ کوہ سولہ سو من کی ضرب اٹھا کر خبردار خبردار کہکر سر
فرہاد خان پر وار کیا فرہاد خان یکغربی نے اپنے گرز کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کی گرز یہ
گرز جو پڑتا ہے تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شرارے فلک کو نکل گئے تتق گرد بلند ہوا دیو ہوشنگ
نے آواز دی کہ زدم و پست کردم دیو نیر نگ تخت پر سے اچھل پڑا اور تعریف
دیو ہوشنگ کی کی اور تمام دیوان کفار کو یقین اس بات کا ہو گیا کہ دیو ہوشنگ
نے فرہاد خان کو مارا لیکن ہنوز گرد برطرف نہ ہونے پائی تھی کہ فرہاد خان یکغربی نے
گرد سے نکلکر آواز دی کہ کرا زدی و کرا پست کردی حریف تیرا مین موجود ہون اور مع فیل
صحیح و سالم نظر آئے صاحبقران اعظم نے شکر پروردگار کیا اور شیرون پر زیادہ و فرسنگ بن
لندھور کو بھی تسکین ہوئی اور فرہاد خان نے آواز دی کہ لے ہوشیار ہو جا اب میری
باری ہے شعر ؎ تو ضربے زدی ضرب ما گوش کن + ہمہ شادی از دل فراموش کن + یہ فرما کر
اور خبردار خبردار کہکر اپنا گرز سنبھالا اور سر پر چرخ دے کر گردن فیل پر کھڑے ہو کر وار کیا
ورہا تھو انکا سر دیو تک پہونچنا محال تھا اودھر دیو ہوشنگ نے اپنا گرز اٹھا کر
چہرہ کی پناہ کیا اب گرز جو فرہاد خان کا سر گرز ہوشنگ پر پڑتا ہے تو ایک تڑاقا ہوا
کہ میدان جنگ تھرا گیا اور ہاتھ دونون ہوشنگ زور آزما کے تھرائے اور دونون
گرز سر ہوشنگ پر پڑے کہ سر سینے مین سینہ شکم مین زمین پر ایک چبوترہ بنکر رہ گیا
اور فرہاد خان نے نعرہ اللہ اکبر بلند کیا دیوان نیرنگ قاف کے ہاتھ پاؤن مین
رعشہ پڑ گیا اور تھرتھرانے لگے صاحبقران اعظم نے پکار کر آواز دی کہ اے فرہاد خان
سبحان اللہ خدا تمھاری قوت اور بڑھائے اس بڑھاپے مین جوانون سے زیادہ ولولے
ہین جسطرح تمھارے والد نے بدر بن زلازل یک چشمی کو گرز سے پست کیا تھا اسیطرح
تم نے اسکو مارا بلکہ وہ تو انسان تھا اور یہ دیو تھا اب چلے آؤ فرہاد خان نے
سلام کیا اور دست بستہ عرض کی کہ آپ قدردان ہین بہادرون کی عزت فرماتے ہین

اپنے خانہ زادوں کی آبرو زیادہ کرتے ہیں یہ کہتے ہوئے میدان جنگ سے پھرے اور لشکر اسلام
میں شامل ہوئے ارشیلوں پر پیزاد و فرسنگ بن لندھور نے ہاتھ چھوڑے اور نہایت
تعریف کی دیوان کفار مجبور و ناچار آکر لاش اس دیو کی بھی اٹھا لے گئے یہ اتنا بڑا دیو
تھا کہ کئی دیووں نے ملکر لاش اسکی اٹھائی پس یہ دیکھکر دیو طوماس منارہ گردن کو
جوش شجاعت ہوا اور مثل فیل چنگھارا اور نیرنگ شاہ سے اجازت لیکر میدان میں
آیا اور پکار کر کہا ای آدمزاد تم کون بلا ہو کہ اتنے اتنے بڑے دیووں کو تم نے مارا مگر مجھے مانند
دیگران نہ سمجھنا جو مقابلہ کرینگے وہ سمجھ بوجھ کر نکلے صاحبقران اعظم نے دیکھا کہ حقیقت
میں یہ دیو سب سے زبردست ہے پس فوراً مرکب کو پاشنہ مارا کہ وہ بلبلا کر چلا اور سامنے
طوماس منارہ گردن کے پہونچکر آواز دی کہ لا ضرب بہادری کی طوماس منارہ گردن
نے کہا کہ ای آدمزاد بڑا حوصلہ ہے تیرا کہ تو میرے مقابلہ کو نکلا لا ضرب بہادری کی اور
حوصلہ اپنا نکال لے کہ تمنا تجھے نہ رہجائے صاحبقران اعظم نے فرمایا کہ اس یاوہ گوئی سے
کیا حاصل جیسا جو ہوگا ابھی کھلا جاتا ہے دیر نہ کر اور وار اپنا کر کے میری ضرب کا منتظر رہ یہ
سنکر دیو طوماس منارہ گردن نے زنگولہ زنجیر بند کا وار کیا صاحبقران اعظم نے
زیر بغل آکر سرا زنجیر کا جو لٹک رہا تھا پکڑ کر جھٹکا مارا کہ حربہ اسکے ہاتھ سے چھوٹکر
صاحبقران اعظم کے ہاتھ میں آگیا دیو سنبھلا صاحبقران اعظم نے وہی زنگولہ
چرخ دے کر طوماس کے حوالے کیا لٹو جو آکر پیشانی پر پڑتا ہے تو مغز سر پاش پاش ہوگیا
اور دیو نے چرخ مارا دیو آتشبازی ہوگیا صاحبقران نے اسی حالت میں آواز دی
کہ یہ رقص بسمل کا دوسرا طریقہ ہے اہل اسلام اسکی حالت دیکھکر ہنس رہے تھے
کفار نے شرم سے گردنیں جھکالی تھیں دیو طوماس جیسے ہی جھوم کر گرنے لگا تھا
صاحبقران اعظم نے ہاتھ تیغ آبدار کا مارا کہ یا تو تیغہ سر پر چمکا تھا یا دونوں ٹانگوں
کے بیچ سے نکل گیا اور طوماس دو ہوکر زمین پر گرا دونوں ٹکڑے تھرا تھرا کر رہ گئے
صاحبقران اعظم میدان سے پلٹے دیو تہمتن گرز زن نے قدم چوم لیے اور کہا ای
شہریار کیا کہنا ہے دیووں میں یہ حربہ جسے آپ نے رد کیا نہایت سخت چیز ہے اسکے آگے
ضرب گرز کی حقیقت نہیں ہے فرہاد خان یکفری وغیرہ نے دست بوسی کی اور نہایت
باادب الفاظ میں صاحبقران کی تعریف کی صاحبقران اعظم مسکراتے ہوئے بیٹھے
تھے کہ اب جو کچھ خیال آتا ہے زار زار مانند ابر بہار کے آنکھوں سے آنسو برسانے لگے
فرمایا کہ افسوس آج کی لڑائی قبلہ و کعبہ و برادر خورد امیر ثانی سلمہ نے نہ دیکھی غرض
دیو طوماس کے مرتے ہی دیوان نیرنگ قاف کے رنگ زرد ہوگئے چہروں پر اداسی
چھاگئی لیکن دیو کنیف بن خلیف فرس پیشانی کو جوش ہوا اور یہ اپنی صف
سے نکلا نیرنگ شاہ سے کہا کہ دیو طوماس مجھ سے ہمیشہ چشمک رکھتا تھا اسلیے کہ
میری قوت سے عاجز تھا اور یہ میدان [illegible] کے اسمیں یہ خواہش تھی آج اپنی اور

اسکی طاقت کا فرق دکھائے دیتا ہون جس آدمزاد کے ہاتھ سے وہ مارا گیا ہے مین اُسے زندہ پکڑ کے
لاتا ہون اور اگر کوئی در مقابلہ کو آیا تو اُسکے قتل کے بعد دیکھا جائے گا نیرنگ شاہ نے کہا
کہ یہان سے تو سب دعوے کرکے جاتے ہین لیکن وہان پہونچکر کوئی زندہ بھی نہین بچتا
دیو کثیف نے کہا میری لڑائی کا بھی تماشا دیکھ لیجیے دیو نیرنگ نے کہا کہ اچھا جا اور تو بھی
اپنا حوصلہ نکال لے خداوند ابلیس تیرا نگہبان ہے یہ سنکر دیو کثیف فرس پیشانی میدان مین
آیا اور اسطرح چنگھاڑا کہ زمین تھرا اٹھی بس اسکا نہیب دیتا تھا کہ لشکر اسلام سے دیو تہمتن گرززن
نکلا اور صاحبقران اعظم سے عرض کی کہ اب خادمون کی لڑائی کا بھی تماشا دیکھیے اور آتی اجازت
اور دیجیے کہ جب تک شام نہ ہوے مین میدان جنگ سے نہ پھرون فرمایا جاؤ تمہین اختیار ہے
حافظ حقیقی نگہبان ہے دیو تہمتن گرززن سلام کرکے میدان مین آیا اور دیو کثیف فرس پیشانی
کے مقابل مین کھڑا ہوا دیو کثیف پکارا کہ ای دیو مکار اگر تو بڑا گرز نہ باندھ سکتا تھا تو
چھوٹا گرز باندھا ہوتا کہ وقت جنگ کام دیتا یہ خولدار گرز باندھنے سے کیا فائدہ اسکی ضرب
سے کیا نتیجہ ہوگا اسکا بائیس سو من کا گرز دیکھ کر دیو کثیف سمجھا تھا کہ یہ خولدار گرز ہے دیو تہمتن
نے جواب دیا کہ اس گرز مین خول اسلیے رکھا ہے کہ تجھے مار کر تیری روح اسمین بند کرونگا
دیو کثیف نے خبردار خبردار کہکر سیل فولادی مارا دیو تہمتن نے دستہ سیل پر ہاتھ ڈالدیا اور
ایک جھٹکا مارا کہ سیل ہاتھ سے چھوٹ گیا اور دیو کثیف اوندھے منہ سامنے آرہا بس
دیو تہمتن نے دونون پاؤن اسکے شانون مین اڑا دیے اور سر دونون ہاتھون سے پکڑ کر
زور کیا کہ دھڑ سے کھینچ کر پھینک دیا لاش اسکی تھرتھرا کر رہ گئی روح گردن کے ساتھ دھڑ سے
کھنچ آئی اور یہ ایسی طرح پھڑک بھی نہ سکا اہل اسلام نے احسنت و مرحبا کی صدا بلند کی اور
دیو تہمتن نے سب کو سلام کرکے دل مین کہا کہ افسوس میرا شاہزادہ موجود نہین ہے جو
تماشا میری لڑائی کا دیکھتا کفار دیو لاش دیو کثیف کی اُٹھا کر لے گئے بعد اسکے دیو شفائی
میدان مین آیا اور پکارا کہ او دیو بڑا غضب کیا تو نے کہ اتنے بڑے دیو کو اسطرح مار ڈالا مگر
کمان بچکر جائے گا میرے حربے سے یہ کہکر ارّہ پشت نہنگ مارا دیو تہمتن نے آرہ اسکا
خالی دے کر گرز مارا کہ پخش زمین کردیا بعد اسکے بھائی اسکا دیو بلاقی نکلا اور بعد گفتگوے
بسیار اُسنے ساریق ماری دیو تہمتن نے ایک لٹو ہاتھ سے پکڑ لیا اور دوسرا گرز سے
اسطرح روکا کہ وہی لٹو پلٹ کر سینے پر دیو بلاقی کے پڑا کہ یہ اپنے بھائی سے ملاتی ہوگیا
اسکے بعد دیو میمون دراز دست نکلا اور اسنے وار شمشاد ماری دیو تہمتن نے وار اسکی
گرز پر روک کر جو گرز مارا تو خالی گیا کہ یہ دیو میمون دور کھڑے ہوکر حربہ کرتا ہے کیونکہ ہاتھ اسکے
اسقدر دراز ہین کہ حریف تک حربہ اسکا پہونچ جاتا ہے اور دشمن کا حربہ اس تک نہین
پہونچتا بس وار تو دیو تہمتن کا خالی گیا اور یہ جھونک مین سامنے آرہا دیو میمون نے چاہا
کہ دوسرا وار کرون مگر یہ وہین رہجائے اُٹھ بھی نہ سکے اور دیو تہمتن نے دیکھا کہ حربہ
اسکا سر ہی پر بیٹھے گا بس یہ وہین سے اسکی ٹانگون کے بیچ مین گھس گیا اور دونون پاؤن پکڑ کر

اٹھالیا اور آواز دی کہ اے جھنگون دیو میمون وریاز دست ہر چند تو ہے مگر دیو تہمتن نے اسکو
نہ چھوڑا اور لشکر نیرنگ شاہ کیطرف بڑھا یہ دیکھکر دیو شبگون دوڑ پڑا کہ او دیو کو میرے
بھائی کو مارے ڈالتا ہے کب چھوڑتا ہون مجھکو ساطپور اسنے پاتو مین بلند تھا جیسے دیو تہمتن
نے اسکو اپنی طرف آتے دیکھا دیو میمون کو دیو شبگون پر پٹخ مارا کہ دونون کے سر ڈلہ پاتین پاش
ہوگئے آخر کار شام ہوگئی اور دیو تہمتن نے آج کی میدان داری مین دس دیوان زبردست کو
واصل جہنم کیا دیوان نیرنگ قاف طبل بازگشت بجواکر میدان سے پھرے لیکن نہایت
غمگین و پریشان ادھر صاحبقران اعظم مع لشکر اپنی بارگاہ مین تشریف لائے لباس
رزم اتارا پوشاک بزم پہنی جام شراب ناب گردش مین آیا سب سردار ایک دوسرے
کی توصیف کر رہے تھے اور صاحبقران اعظم نے بھی دیو تہمتن کا بہت دل بڑھایا اور
فرمایا کہ تو نے ہم سب سے زیادہ جانفشانی کی دیو تہمتن نے عرض کی کہ ہم تو ہین اسی واسطے
حضور تو اسوقت تکلیف کرین کہ جب ہم جان نثار نہ ہون فرمایا نہین ہم اپنے رفیقون کو
اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہین اب کچھ حال دربار نیرنگ شاہ کا بیان کیا جاتا ہے
کہ یہ نہایت ملول و غمگین داخل بارگاہ ہوا اور تخت روان سے اترکر تخت ساکن پر بیٹھا
سب سردار اپنے اپنے مرتبے کے موافق سبتے اپنے ڈنگلون پر بیٹھے دیو نیرنگ عالم سکوت
مین تھا اور سوچ رہا تھا کہ کیا کرون جو دیو میرے لشکر مین منتخب تھے انہین سے اتنے قتل
ہوگئے اور لشکر دشمن کا ایک بھی نہ مارا گیا اگر یہی رنگ لڑائی کا ہے تو بہت جلد اس سلطنت
کا خاتمہ ہو جائے گا ہر چند کہ اب بھی بڑے بڑے دیو یہان موجود ہین اور وہ دیو جن پر دارو
مدار ہے سلطنت کا وہ بھی آنے والے ہین مگر دیکھیے وہ کسوقت پہونچتے ہین یہان تو یہ آدمزاد
لشکر کا ستھراو کیے جالینگے دیو ازرق ظلمانی کہ مجسم ابلیس خیال ہے اسنے جو اپنے
بادشاہ کو ملول دیکھا کہا کہ شاہا آپ پریشان نہ ہون اور مجھکو اجازت دیجیے تو مین آج
ہی شب کو شبخون مارکر انکا لشکر بھی آدھا کردون دیو نیرنگ نے کہا کہ تجھے اختیار ہے
جسطرح ممکن ہو دشمن کو زک دینے سے مطلب ہے یہ سنکر دیو ازرق وقت کا منتظر
ہوا جسوقت رات کے بارہ بجے تو یہ اپنی آرامگاہ سے اٹھا اور پوشیدہ طور پر اٹھارہ
ہزار دیو اپنے ہمراہ لیکر جانب لشکر خداپرستان روانہ ہوا یہان سب سردار دن بھر
کے تھکے ماندے اپنے اپنے خیمہ مین آرام سے سو رہے تھے فوج بھی دن بھر کی تھکی
ماندی تھی راحت سے سو رہی تھی سحر کی ہوا نے ان سب کو ایسا سلایا تھا کہ جسطرح
قضا کشتہ کو تربت مین سلا دیتی ہے صرف گشت طلایہ کا پھر رہا تھا اور آوازین ہوشیار
باش و بیدار باش کی بلند تھین جسوقت دیو ازرق ظلمانی قریب پہونچا منتظر وقت کا
ہوا کہ طلایہ والون کا رخ اسطرف ہو تو مین حملہ کرون بس جیسے ہی طلایہ کے دیو آگے
بڑھے اور پشت انکی ازرق ظلمانی کی طرف ہوئی ازرق اٹھارہ ہزار دیوون سے
لشکر اسلام پر آپڑا اور لوگون کو قتل کرنا شروع کر دیا یہان دیو پڑے سو رہے تھے

کسی کو اس آفت ناگہانی کی کیا خبر تھی دیو ازرق ظلمانی نے باطمینان تمام قتل عام شروع کر دیا
جو دیو جسطرح زمین پر لیٹا تھا اسی طرح رہ گیا اُٹھ بھی نہ سکا جو شور و غوغا سنکے اٹھا بھی وہ سنبھلنے
بھی نہ پایا کہ قتل ہو گیا اٹھارہ ہزار دیو لشکر کو پامال کرتے ہوئے چلے اور لشکر اسلام میں داخل
ہو گیا یہانتک کہ اہل لشکر بیدار ہوئے مگر اُس بدحواسی کی حالت میں کیا کریں نہ اسقدر
روشنی کہ اپنا بیگانہ شناخت ہو سکے دو پہرے سوتے سے اٹھے ہیں دشمن کے خوف نے
ایسا بدحواس کر دیا تھا کہ اپنا بیگانہ نہ سوجھتا تھا بقول شخصے کہ پتا کھڑکا اور بندہ سرکا
آپسمیں جنگ ہونے لگی جسکو جو کچھ مل گیا چوب چماق دار شمشاد نیل فولادی گرز گودہ زنجیر
بند ساطور چار چماق گرز آہنی تیر سول پر سول ساریق وغیرہ یہ تمام حربے چل رہے تھے
ایک قیامت کبرے برپا تھی جب شور و غوغا بہت ہوا تو سرداروں کی آنکھ کھلی پوچھا یہ
کیا معرکہ ہے جو ایک آدھ جو دیو پہرے پر جاگ رہا تھا اُسنے کہا کسی نے شبخون مارا تو سردار
گھبرا گھبرا کر خیموں سے نکلے ایک ایک حربہ ہاتھوں میں لے لیا مگر کسے قتل کریں کسے زیر
پا کیا کریں کچھ سمجھ میں نہیں آتا اسوقت سر دست رن میں ہوتا ہیں کہاں جنگلی روشنی میں
اپنے بیگانے کا امتیاز ہو سکے نہ لباس کا فرق اسلیے کہ دیوان ازرق ظلمانی نے دیوان
گلستان ارم کے لباس میں آکر شبخون مارا تھا اپنوں کو بیگانہ جانکر قتل کرنا شروع
کر دیا اُدھر تو دیوان ازرق ظلمانی قتل کر رہے تھے ادھر آپسمیں تلوار چل رہی ہے ایک
قیامت کبرے برپا ہے دیو ہمتن گرز زن جو چونکا پوچھا یہ کیا ہے معلوم ہوا کسی نے
شبخون مارا ہے بس یہ دیکھکر اسنے پکارنا شروع کیا کہ رن ہوتا ہیں روشنی کرو مگر اسوقت
جن دیووں کے سپرد روشنی کا انتظام تھا بسبب ضرورت نہ ہونے کے کافی سامان بھی انھوں نے
لیا تھا اور جسقدر ہوتا ہیں احتیاطاً ہر وقت تیار رہتی ہیں وہ بھی نہ معلوم کہاں رکھی تھیں
ہلہ سٹ میں ڈھونڈ ڈھونڈ کر ایک آدھ مہتاب روشن کی تو وہ کافی کب ہو سکتی تھی اتنا بڑا
لشکر پڑا ہوا ہے الغرض دیو ازرق ظلمانی قتل عام کرتا ہوا قریب خیمہ ارشیون پری زاد کے
پہونچا اُدھر ارشیون دیو کے نزدیکی دار مسکر گھبرا کر خیمہ سے نکلا نیند آنکھوں میں بھری
ہوئی پریشان بدحواس کہ یہ کیا معرکہ ہے صرف تلوار کو ہاتھوں میں تھی نہ سپر نہ کوئی دوسرا
حربہ ساتھ تھا ادھر ازرق نے جو ارشیون کو خیمہ سے نکلتے دیکھا سمجھا کہ کوئی سردار ہی
ہو گا بس یہ ملعون جھپٹ کر قریب آیا اور پشت کیجانب سے وار شمشاد کا وار کیا ارشیون
کو اسوقت خبر ہوئی جب کہ وار شانے پر پڑ چکا اب یہ کیا کر سکتے تھے شانہ اور کولا ٹوٹا
اور ایسی ضرب پڑی کہ یہ پھڑک کر ہلاک ہو گئے اب دیو ازرق ظلمانی نے کہا شکر ہے خداوند
ابلیس ہے کہ ایک سرکش تو کم ہوا اور ایک آدھ کی خبر لینا چاہیے اب یہ ملعون ورا ایک
خیمہ کے قریب پہونچکر لڑنے لگا یہ خیمہ شدید جنی کا تھا جیسے ہی شدید جنی شور و غل
سنکر اپنے خیمہ سے نکلا دیو ازرق نے وار کا وار کیا یہ مرد مسلمان بھی شہید ہوا اب
دیو ازرق اور آگے بڑھا یہ دیو نہایت زبردست و مکار ہے ہر ایک دیو اسکا مقابلہ

بھی نہین کرسکتا فوج کو پامال کرتا ہوا چلا جاتا ہے اسطرف سے ارشد جنی لڑتا ہوا چلا آتا ہے جیسے
ہی دونون کا سامنا ہوا بس ازرق ظلماتی نے وار کیا ارشد جنی نے چاہا کہ پہلو بچا کر
ہنگ وار اسکا خالی دے پاؤن خیمہ کی طناب مین اُلجھا اور ارشد جنی گرا اوپر سے وار پڑی
ہڈیان پسلیان چور ہو گئین روح اس مرد مسلمان کی جانب جنت روانہ ہو گئی اب دیکھ
ازرق ظلماتی نے کہ رات کم رہ گئی اور صبح ہوا چاہتی ہے کچھ وقت لشکر سے علحدہ ہونے مین
بھی گذرے گا اور اگر اہل اسلام نے مجھے پہچان لیا تو بڑا غضب ہو جائے گا پھر جان نہ بچیگی
بس اسیوقت یہ ملعون ایک جانب مع فوج چلا اور دیوونکو قتل کرتا ہوا صاف نکلا چلا گیا
یہان پر ہر جانب روشنی کا اہتمام ہونے لگا لیکن ایک دیو دوسرے کو یہان دیکھ لیتا تھا
مار ڈالتا تھا دوست دشمن مین امتیاز نہ تھا ایک آدھ مقام پر جو رن مہتاب کی روشنی مین دیکھتا
تھا تو دشمنون کو بھی اپنے ہی لباس مین پاتا تھا اس باعث سے اور پریشان تھے کہ کہین
آپس ہی والون کی حرکت تو نہین تھی کہانتک بیان کیا جائے کہ شام سے صبح تک خوب
جنگ ہوئی جسوقت سپیدہ سحری ظاہر ہوا اور میدان مین روشنی پھیلی ایک نے دوسرے کو
پہچانا تو ہاتھو روکا اور باہم شکایت شروع ہوئی اور تلاش دشمن کی ہونے لگی صاحبقران اعظم
نے ایک بلندی پر کھڑے ہو کر سب کو منع کیا اور کہا خبردار جب تک اپنے اوپر وار نہ
ہووے کوئی دوسرے پر وار نہ کرے اب یہان تھا ہی کون دشمن تو پہلے سے فرار کر گئے
تھے جب امن ہوا تو لاشون کی تلاش ہونے لگی کسی نے اپنے بھائی کو بیدم دیکھا کسی نے
بیٹے کو کسی نے باپ کو پایا تو وہ دیو جو زندہ بچے تھے نہایت خوش تھے کہ ہم نے ایک دیو کو
ایسا ساطور مارا تھا کہ سر اُڑ گیا تھا لیکن لاش جو اسطرح کی دیکھی جسطرح قتل کی تھی
تو اسنے ہی کسی عزیز کی پائی دیو اپنے اوپر نفرین کر رہے ہین کوئی کہتا ہے کہ ہاے مین نے
اپنے بیٹے کو مار ڈالا گھر کا چراغ خود ہی بجھا دیا کسی کا بیان ہے کہ مین نے اپنے برابر کے
بھائی کو خود ہی جان سے مارا کاش اسکا حربہ مجھ پر پڑتا جان سے جاتا مگر یہ شرمندگی
نہ ہوتی کوئی باپ کے غم مین پریشان تھا کہ افسوس جسنے اس ناز و نعمت سے پرورش
کیا اُسنے اپنی محبت کا یہ صلہ پایا کہ ہمارے ہی ہاتھ سے درجۂ شہادت پر فائز ہوا اب
ہم روز محشر کیا منھ دکھائینگے ہزار ہا دیو جا بجا لاشون سے لپٹے ہوئے رو رہے ہین اور
فریاد کر رہے ہین سردار سمجھاتے پھرتے ہین کہ اب پچتانے سے کیا ہوتا ہے لاشون کو
انکی دفن کرو احترام میت مین فرق نہ ڈالو وہ امر تو مجبوری کا تھا اور دھوکے مین یہ
قتل ہوئے اب لاش کے دفن مین کیون دیدہ و دانستہ دیر کرتے ہو لیکن اُن بیچارون پر
تو فلک ٹوٹ پڑا ہے زار زار رو رہے ہین حالتین خراب ہین اب صاحبقران اعظم نے
فرمایا کہ دیکھو دشمن کے کچھ لوگ بھی قتل ہوئے ہونگے لاشون مین تلاش کرو جستجو ہونے
لگی ادھر فرہاد خان بکفر ہی کو ارشیون پریزاد و فرسنگ بن لند ہور کا خیال
آیا کہ انکی بھی خبر لینا چاہیے فرہاد خان اول خیمہ فرسنگ کی جانب روانہ ہوئے

اُدھر فرسنگ بن لندھور چلا کہ چچا کی خبر خیریت دریافت کرنا چاہیے راہ میں فرہاد خان
سے سامنا ہوا فرسنگ نے سلام کیا اور عرض کی کہ حضور کہاں جاتے ہیں فرسنگ سے
فرہاد نے کہا کہ تمہاری ہی جستجو تھی اور خیریت دریافت کرنے چلا تھا فرسنگ نے عرض کی
کہ حضور کے اقبال سے میں نے بہت سے دیوون کو مارا مگر چچا صاحب کو نہیں دیکھا
فرہاد خان یکفرلی نے کہا چلو انکو بھی تلاش کر لیں اب یہ دونون چچا بھتیجے ارشبون کی
کیجانب روانہ ہوئے اسطرف صاحبقران اعظم چلے تھے کہ سرداروں کی خبر لون
دیو دشمن جائزہ لشکر کا لے رہا تھا ایک عجب ہولناک منظر تھا راہ مین صاحبقران اعظم
اور فرہاد خان یکفرلی سے ملاقات ہوئی فرہاد خان نے قدمبوسی حاصل کی صاحبقران
نے فرمایا کہ الحمدللہ تم کو زندہ پایا فرہاد نے عرض کی کہ ہزار ہزار شکر ہے خدا کا کہ حضور خیریت
سے ملے ہم جان نثار تو مرنے ہی کے واسطے ہیں خداوند عالم چراغ قافت کو روشن رکھے
اور لشانی صاحبقران کی دنیا مین برقرار رکھے صاحبقران اعظم نے فرمایا کہ ارشبون
کہاں ہیں فرہاد خان نے کہا کہ انھیں کی خبر کے واسطے مین بھی آیا ہون صاحبقران اعظم نے
نے فرمایا کہ مین بھی جاتا ہون اب یہ تینون صاحب یعنے فرہاد خان یکفرلی و فرسنگ
بن لندھور و صاحبقران اعظم چلے راہ مین خیمہ ارشد جنی کا ملا دیکھا تو بہت سے دیو لاش
بیچ مین لیے ہوئے رو رہے ہین اور کہہ رہے ہین کہ افسوس آپ ہمیں بے سردار کر گئے
صاحبقران اعظم نے پوچھا ارے یہ کیا ماجرا ہے انھون نے عرض کیا کہ آپ کا سپہ سالار
فوج لیسار ارشد جنی حق نمک سے ادا ہوا صاحبقران اعظم قریب آئے اور لاش ارشد جنی
کی دیکھ کر نہایت افسوس کیا اور آگے بڑھے دیوون سے فرمایا یہ لاش انکی خیمہ مین لے جاؤ
اور سامان دفن کرو ہم بھی پلٹ کر آتے ہین یہ فرما کر اپنے سردار کے واسطے روتے ہوئے
آگے بڑھے قریب خیمہ شدید جنی کے پہونچے وہان بھی شور نوحہ و بکا بلند پایا دیوون کو
ایک مقام پر حلقہ کیے دیکھا دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ شدید جنی بھی شہید ہوا
اب صاحبقران کو اور بھی صدمہ ہوا اور لاش اسکی بھی خیمہ مین بھجوا دی اور آگے روانہ
ہوئے اب تو اضطراب فرہاد خان یکفرلی اور فرسنگ بن لندھور و نیز صاحبقران اعظم
کا زیادہ ہو گیا اور متردد ہوئے کہ ابھی تک ارشبون پرزاد کو نہیں دیکھا اور جلد جلد قدم
بڑھاتے ہوئے جانب خیمہ ارشبون روانہ ہوئے راہ مین جا بجا لاشیں دیوون کی پڑی
تھیں اور عزیز انکے انکی لاشون سے لپٹے ہوئے رو رہے تھے کہ دیکھا سامنے سے
بہت سے دیو خاک اڑاتے روتے پیٹتے چلے آتے ہیں صاحبقران اعظم نے فرمایا
خدا خیر کرے دیکھیے یہ کسکے مرنے کی خبر لاتے ہیں فرہاد خان یکفرلی نے ان دیوون کو
پہچانا اور فرسنگ سے کہا کہ ارے یہ دیو تو ملازمان ارشبون سے معلوم ہوتے ہیں
اتنے مین وہ دیو قریب پہونچے اور صاحبقران اعظم و فرہاد خان وغیرہ کو دیکھ کر پکارے
کہ اے شہریار ہم سب بے سردار کے ہو گئے مالک ہمارا ہمیں مجبور کر کے راہی جنت ہو گیا وہ سامنے

لاش کی تھی غرض پس یہ سنتا تھا کہ فرہاد خان نے گریبان پھاڑ سر پیٹ لیا صاحبقران اعظم
بھی بھائی بھائی کہکر رونے لگے فرسنگ بن لندھور بھی بہت رویا اور باحال
پریشان قریب لاش پہونچے فرہاد خان نے تو اپنے کو بھائی کی لاش پر گرا دیا منھ پر منھ ملنے
لگے اور کہا کہ اے ارشیبون افسوس کہ ہم تو زندہ رہیں اور تم نہ ہو امید تو یہ تھی کہ تم ہمیں دفن
کروگے کہ چھوٹے ہو بجائے فرزند ہو مگر تم ہم سے پہلے راہی جنت ہوگئے یہ نہ معلوم تھا کہ
ہمیں صف ماتم تمہاری بچھانا پڑے گی یہ تو اس حال پر ملال میں ہیں ادھر ایک جانب
صاحبقران اعظم رو رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اے بھائی ارشیبون چچا لندھور کی
روح سے کیا خجالت ہوئی مگر تم خوب واقف ہو کہ میں بیخطا ہوں مجھے کیا خبر تھی کہ آج یہ
قیامت برپا ہوگی جسوقت تم خدمت میں اپنے باپ کی جانا میری طرف سے عذر کرنا یہ فرماتے
اور آنسو پونچھتے جاتے ہیں ادھر فرسنگ بن لندھور چچا پر تو خاک اڑایا کیا اور سینہ
کوبی کیا کیا بعد اسکے سوچا کہ اب رونے پیٹنے سے بہتر یہ ہے کہ دشمن سے قصاص لو جس سے
اس دل کی آرزو نکلے دیوان ارشیبون سے کہا کہ دریافت تو کرو کہ یہ کون ملعون تھا
انھوں نے عرض کی کہ ہم نے اپنے مالک کی لاش دیکھ کر تعاقب اس دیو کا کیا تھا لیکن وہ
لوگوں کو قتل کرتا ہوا صاف نکلا چلا گیا ہم دور تک اسکے عقب میں گئے بہت سے دیو
ہمارے ساتھ کے ہاتھ سے اسکے مارے گئے کہ وہ دیو نہایت قوی ہیکل تھا اور فوج بھی
اسکے ساتھ تھی آخر مجبور ہو کر پلٹ آئے کہ اسیر تابود یا سکیتے فرسنگ نے کہا کہ وہ
دیو کسطرف سے آیا تھا انھوں نے بیان کیا کہ وہ نیرنگ حصار کیجانب سے آیا تھا اتنے
میں پھر دیو لاشیں دیوان اجنبی کی اٹھا کر لائے لاشیں دیکھ کر پہچانا کہ بیشک یہ دیو فوج
نیرنگ کے ہیں پس فرسنگ بن لندھور نے فرہاد خان سے عرض کیا کہ حضور بغیر میرے
حاضر ہوئے لاش چچا کی نہ دفن کیجیے گا یہ کہکے مرکب اپنا طلب کیا صاحبقران اعظم نے
پوچھا کہ کہاں عرض کی کہ ابھی حاضر ہوں اور پشت مرکب پر بیٹھکر تن تنہا جانب نیرنگ
حصار روانہ ہوئے اور دل میں تہیہ کر لیا کہ جب تک قاتل کو بھی نہ مار لونگا لاش نہ دفن کرونگا
اب بعد جاتے فرسنگ کے صاحبقران اعظم کو خیال ہوا کہ یہ کہاں گیا ہے دو چار دیو انکو
تعاقب میں بھیجا انھوں نے تھوڑی دیر کے بعد آکر عرض کی کہ وہ لشکر کفار کیطرف گئے ہیں
بس یہ سنتے ہی صاحبقران اعظم نہایت پریشان ہوئے اور دیو تہمتن کو بلا کر حکم دیا کہ
فرسنگ تن تنہا اٹھارہ لاکھ دیوؤں کے لشکر پر گیا ہے تم بھی تین چار لاکھ دیو اپنے ہمراہ
لے کر برائے کمک روانہ ہو اور میں بھی انتظام کر کے آتا ہوں یہ کلمہ فرہاد خان نے جو
سنا طاقت سلب ہوگئی گھبرا کر پوچھا کیا ہوا کیا فرسنگ لشکر دیوان پر برائے انتقام گیا
ہے صاحبقران اعظم نے فرمایا کہ ہاں بس یہ سنتے ہی رونا بھول گئے کہ بھائی کے رونے
میں کہیں بھتیجے کا غم بھی نہ اٹھانا پڑے جلدی سے فیل اپنا طلب کیا اور تن تنہا یہ بھی روانہ
ہوئے ادھر دیو تہمتن نے اس انتشار میں بڑی مشکل سے چار لاکھ دیو فراہم کیے اسلیے

کہ سب اپنے حال مین مبتلا تھے یہ بھی چار لاکھ دیوون کی جمعیت سے روانہ ہوا ادھر صاحبقران اعظم نے چند افسران فوج کو طلب کرکے کچھ فوج براے حفاظت چھوڑی اور انتظام دفن دیوان ان لوگون کے سپرد کرکے باقی فوج اپنے ہمراہ لے کر جانب فوج کفار روانہ ہوگئے اب اول حال فرسنگ بن لندھور ثانی کا گذارش کیا جاتا ہے کہ یہ تن تنہا مرکب کو دوڑاتا ہوا قریب نیرنگ حصار پہونچا دیکھا کہ فوجون سے تمام صحرا مملو ہے لیکن سب اسطرح اطمینان سے بیٹھے ہوے ہین کہ کوئی پریشانی انکے طریقون سے ظاہر نہین ہے اور ایک جانب قریب سولہ ہزار دیوون کے کمرین کھول رہے ہین اور سردار انکا خیمے کے دروازے پر کھڑا ہوا امن سے ہوا لے رہا ہے اور سر سے پاؤن تک خون مین غرق ہے بس یہ دیکھ کر فرسنگ کی آنکھون مین خون اتر آیا اور دل مین خیال کیا کہ ہو نہ ہو یہ اسی دیو کا کام تھا یہی ابھی بلتا ہوا آیا ہے بس یہ تصور کرکے اسیطرف گھوڑا اڑا دیا اُن دیوون کو خیال بھی نہ ہوا اسلیے کہ جو قید اس لینے آیا ہے گا وہ تنہا آنے گا فرسنگ گھوڑا دوڑاتے ہوے قریب ارزق ظلماتی کے پہونچ گئے اور آواز دی کہ او ملعون یہ کیا حرکت نامردی تھی کہ تونے شمعون مارا اور چچا کو تیرے قتل کب چھوڑتا ہون تجکو کہ تو زندہ رہے اور چچا میرا نہ ہو یہ سنکر دیو ارزق ظلماتی گھبرا گیا کہ یہ تنہا اتنے بڑے لشکر مین آگیا مگر اب اسکو بھی مار لو یہ اکیلا کیا کر سکتا ہے بس اپنے وار تمشاد فرسنگ پر ماری فرسنگ بن لندھور نے وار اسکی خالی دی کہ دیو اوندھے منھ جھونک مین اُسکے آگے آرہا بس فرسنگ بن لندھور نے تیغہ بیاض گردن پر مارا کہ سر اس ملعون کا قلم ہوا اور دیو ارزق ظلماتی فوراً زمین پر گر کے پھڑکنے لگا اب فرسنگ نے نعرہ مارا کہ منم فرسنگ بن لندھور ثانی یہ دیکھنا تھا کہ دیوان لشکر ظلماتی کی آنکھون مین دنیا تیرہ و تار ہوگئی اور سب کے سب اپنے اپنے حربے سنبھالکر دوڑ پڑے کہ او آدمزاد غضب کیا تونے کہ تنہا آکر ہمارے سردار کو مارا اب سمجھے کیا زندہ پلٹ جانے دینگے فرسنگ بن لندھور نے کہا کہ ہم تو مرنے کے لیے ہروقت تیار رہتے ہین اور اسی لیے آئے ہین الحمدللہ کہ جس غرض سے آئے وہ پوری ہوگئی کہ اس ملعون کو مار لیا اب کچھ پروا نہین یہ فرماکر تلوار کھینچی اور دیوون کو قتل کرنا شروع کیا جسپر تلوار ماری مانند خیار تر کے دو ٹکڑے کیے جو دیو دو ہوکر گرا زمین ہل گئی پرنالے خون کے جاری ہوگئے مگر ہر چہار جانب سے سولہ ہزار دیوون کا نرغہ تھا کس کس سے لڑین کسکو کسکو جواب دین کہ یکایک جانب صحرا سے بگولہ گرد کا اٹھا اور مانند کوے کے قریب پہونچا اور فرسنگ کے کان مین آواز نعرہ فرہاد خان یلغرنی کی آئی اب تو انکا دل اور بھی قوی ہوا مگر یہ اُس ہجوم مین پنہان تھے کہ نظر نہ آتے تھے فرہاد خان یلغرنی نے پکار کر آواز دی کہ اے فرسنگ آواز اپنی سُناؤ کہ مجھے اطمینان ہو فرسنگ نے نعرہ اللہ اکبر بلند کیا جس سے فرہاد خان کو اندازہ ہوا کہ یہ فلان مقام پر کھڑا ہوا ہے بس فرہاد خان نے ہاتھی اپنا اسیطرف کرلیا اور پاؤن سے سہارا دیا اور کچ بانگ ماری جھلا یہ فیل کب اسکا عادی تھا ہمیشہ

اشارہ پر کام دیا گیا ہے آج عجب تماشا ہوگا پیل زر بلیلو لرزہ براندام ہیبت کر سونڈ اونچی کرکے مانند کوہ فولادی
کے چلا اور دیوون سے بڑھ کر جب فرہاد خان کو روکا فرہاد خان یکفرلی نے گرز سنبھالا اور
جو دیو سامنے آیا ضرب گرز سے اُسکو پست کیا اور قریب پہونچکر آواز دی کہ ای فرسنگ
نہ گھبرانا کہ مین آپہونچا فرسنگ نے بلند آواز سے عرض کی کہ حضور نے کیون تکلیف
فرمائی اچھا تھا اگر مین بھی اپنے چچا سے ملحق ہو جاتا آپ لاش میری بھی چچا کے ساتھ ہی
دفن کر دیتے فرہاد خان نے کہا ای فرزند خدا اُس دن کو مجھے نہ رکھے اب یہ فرض تمھارا
ہے انشاء اللہ تم ہمین دفن کرنا اسلیے کہ تم بقا سے نام کا باعث ہو ابھی تم سے بڑی بڑی امیدین
ہین اور ہم تو چراغ سحری ہین بستر خواب پر مرنے سے میدان جنگ مین مرنا بہتر ہے اسیطرح
کی باتین کرتے ہوئے اور دیوون کو قتل کرتے ہوئے قریب اپنے بھتیجے کے پہونچ گئے دیکھا
کہ فرسنگ نے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیے ہین سر سے پاؤن تک
خون مین غرق ہے اب تو یہ چچا بھتیجے ایک جا ہوئے ہین اور بھی شیرانہ حملے کرنے لگے پشت
پر جیہ ازرق کو لے لیا اور خود دیو سامنے آیا اسکو مارا اسیکو اتنی مہلت نہ دی کہ لاشیں
ازرق ظلمانی کی لے جا سکتا اور فرہاد خان سے فرسنگ نے اشارہ کیا کہ دیکھیے
یہ لاش اُس دیو مکار کی پڑی ہے جسنے چچا جان کو قتل کیا تھا فرہاد خان نے جو لاش ازرق ظلمانی
دیکھی فرسنگ پر آفرین کی اور کہا کہ یہ اسیطرح دیو ہامون سودائی سے کم نہ تھا
لیکن جسوقت یہان یہ شور و غل ہوا تو کچھ دیوون نے جا کر نیرنگ شاہ سے کہا کہ
ازرق ظلمانی نے شبخون مارا اور ان شبخون پر پڑا دو ہزار اور چند سرداران لشکر اسلام
کو قتل کیا یہ سنکر دیو نیرنگ نہایت خوش ہوا اور کہا کہ دیو ازرق کہان ہے انھون نے
عرض کیا کہ صبح کو لشکر مین واپس آیا نیرنگ شاہ نے پھر غلط تحقیق کرکے کہا کہ اُس کو
میرے پاس لے آؤ اُن دیوون نے کہا کہ پہلے سن تو لیجیے جسوقت دیو ظلمانی داخل
لشکر ہو لیا پھر وہ دیو کے بعد ارشبون کا بھتیجا جسکے لڑنے سے میدان جنگ مین بھی قیامت
برپا کی تھی اور دیو قہرمان کو مارا تھا وہ تن تنہا آیا اور لشکر مین گھس کر دیو ازرق کو مارا
اب اُسکا چچا فرہاد خان جو ابھی بند آیا تھا وہ بھی آگیا ہے مگر دونون نے قیامت برپا
کر رکھی ہے صدہا دیوون کو قتل کیا ہے یہ سنکر دیو نیرنگ نہایت پریشان ہوا اور اسنے
اپنے چار دیوون کو حکم دیا کہ چار لاکھ دیو لے جا کر اُن دونون آدمزادون کو قتل کرو یا
زندہ گرفتار کر لاؤ اور اگر کمک اُنکی آجائے تو پھر مجھ سے اطلاع کرنا یہ سنکر وہ چارون
افسران فوج اپنے اپنے مقام سے اُٹھے اور چار لاکھ دیو لیکر چلے اِدھر سے تو یہ
چارون دیو چلے آتے ہین اُدھر سے دیو تہمتن گرزن چار لاکھ دیو اپنے ہمراہ
لیے ہوئے آرہا ہے درمیان مین سامنا ہوا دونون لشکر غٹ پٹ ہو گئے کیونکہ ایک
دوسرے کے انداز سے سمجھ گیا تھا کہ یہ برائے کمک جا رہے ہین اب تو قیامت کی
جنگ ہونے لگی دیو تہمتن نے تیغین چیر چیر کر پھینکنا شروع کر دیا اور دیو عنید زور آزما

سے کہا کہ میں تو اس فوج کو روکے ہوئے ہون تو دس ہزار دیو لے کر فرہاد خان کا شریک ہو
کہ وہ تنہا ہین یہ سنکر دیو عنید زور آزما اپنے دس ہزار دیوؤن سمیت اس لشکر سے علیحدہ ہوا
اور جاکر لشکر ازرق ظلمانی پر گر پڑا شمشاد و چوب چماق وغیرہ چلنے لگی دریاے خون زمین
پر جاری ہوا لاشون پر لاشین گرنے لگین فرہاد خان نے جو دیکھا کہ کمک ہماری آگئی ہے بس
فرسنگ بن لندھور سے کہا کہ اے فرزند اب خیمہ کی آڑ چھوڑ دو اور چلکر اپنے لشکر کی کمک
کرو کہ وہ تمھاری کمک کو آئے ہین فرسنگ بن لندھور نے کہا بہت مناسب ہے اسلیے
کہ وہ کم ہین اور دشمن زیادہ ہین اب فرسنگ بن لندھور نے بھی گھوڑے کی باگ لی اور
فرہاد خان یکفری نے بھی اپنے فیل کو بڑھایا دونو سوار ہوئے کہ انکو لشکر تک اسکے نہ
پہونچنے دین اور نہ لشکر کو ان تک آنے دین بس یہ دیکھ کر ادھر سے دیوان لشکر اسلام بھی چلے
کہ اپنے سردارون کو حلقے مین لیے لین اب تو اسطرف سے ان دیوون نے دیوون کو دبایا اور
ایلغار کیے چلے اور ادھر سے فرسنگ بن لندھور اور فرہاد خان یکفری قتل کرتے ہوئے
چلے دیوان لشکر ازرق نے دیکھا کہ دونون طرف سے حملہ ہے ہم تو بیچ مین آگئے یہ صلاح
ہوئی ہے خود ہی راہ دے دی اور بیچ سے ہٹ گئے فرہاد خان و فرسنگ فوج عنید زور آزما
کے شریک ہوئے اب خوب گھمسان کی تلوار چلنے لگی اتنے مین لشکر دیو تہمتن بھی آکر اس
لشکر سے ملگیا اور فوج دیوان ہیر تاب قاف فوج ازرق ظلمانی مین شامل ہو گئی برابر
کی جنگ ہونے لگی شور دار و گیر بلند ہوا کشتون کے پشتے لاشون کے انبار ہو گئے زمین خون
سے سرخ ہو گئی سبزہ کا رنگ بدل گیا ہر طرف سرون کا مینھ برس رہا تھا دریاے خون بہ رہا
تھا دیو تہمتن مانند فیل مست کے لشکر کو روندے ڈالتا تھا اور عنید زور آزما بھی دیوان
لشکر کفار کو پست کر رہا تھا فرہاد خان و فرسنگ اس ابر مین مانند آفتاب بے حجاب
کے در آتے ہی نگاہون سے پوشیدہ ہو جاتے تھے اور پھر شفق خون مین ڈوب کر نمودار
ہوتے تھے عین گرمی جنگ مین عنید زور آزما سے اور دیو سرکش سے سامنا ہوا
دیو سرکش نے میل فولادی مارا عنید زور آزما نے میل اسکا چوب چماق سے روک کے
جو چوب کا وار کیا سر چماق نے اسکے سر کو پارہ پارہ کر دیا اور یہ دیو چیخ مار کر زمین پر گرا
ادھر فرسنگ بن لندھور سے اور دیو اسود دراز شاخ سے مقابلہ ہوا یہ دیو لاکھ
دیوون کا افسر ہے دیو دراز شاخ نے چاہا کہ جھک کر اس آدمزاد کو شاخون مین چھید کر
اٹھا لون بس جیسے ہی یہ جھکا فرسنگ نے دونون شاخین اسکی پکڑ لین اور پشت پر
اسکی گرز مارا کہ کلہ گرز پشت کو توڑ کر سینے کے باہر نکل آیا وہ پھڑک کر مرگیا فرہاد خان
نے مرحبا کی آواز دی اور تہمتن گرز زن نے بھی تعریف کی ادھر دیو احمر سے اور
فرہاد خان یکفری سے مقابلہ ہوا دیو احمر نے ساطور مارا فرہاد خان نے دست ساطور پر
ہاتھ ڈالدیا اور ساطور اسکے ہاتھ سے چھین کر وہی ساطور مارا کہ گردن اس دیو کی قلم ہو گئی
دیو تہمتن سے اور دیو اصغر سے سامنا ہوا دیو اصغر نے گرز مارا تہمتن نے گرز

اسکا پھین کر اسی سے اُسکے سر پر کھینچ مارا کہ سر اس دیو کا پھٹ گیا اور وہ زمین پر گر کر پھڑکنے لگا خون جو اسکے
پھڑکنے مین اُڑ کر دیو تہمتن پر پڑا اسکو غش آیا کہ تمام بدن بے حس ہوا آواز دی کہ مرتے مرتے
تو بیکار سانپ سے نہین باز آتا بس ایک ہاتھ سے اسکا پاؤن پکڑا اور دوسرا پاؤن پاؤن سے
دبا کر جو زور کیا تو اسے چیر کر پھینک دیا اور پکار کر آواز دی کہ اسی طرح تمہارے بادشاہ
بیٹے دیو نیرنگ کی ٹانگین چیر کر پھینک دونگا بس یہ حالت جوان دیوون نے دیکھی
کہ افسر ہمارے مارے گئے چاہتے تھے کہ بھاگ کھڑے ہون لیکن اُدھر ان دیوون کو روانہ
کرنے کے بعد نیرنگ شاہ کو خبر ملی تھی کہ لشکر اسلام سے بھی کمک آتی ہے تو یہ بھی
مع کل فوج دیوان کے براے مدد روانہ ہو چکا تھا اب تھا اسکے چودہ لاکھ دیو ہین یہ جو لشکر
اسلام پر آ کر گرا تو صحرا مین اندھیرا ہو گیا اور وہ دیو جو بھاگنے کو تھے انکے بھی قدم جم گئے اور
جنگ ہونے لگی دیو نیرنگ پکار رہا ہے کہ ارے مار لو جانے نہ پائین دل مین خوش ہے کہ
اہل اسلام بہت کم ہین اور ہماری تعداد زیادہ ہے علاوہ اسکے گھیر بھی لیا ہے اب مار لینا انکا آسان
ہے دیوان کفار بادل کیطرح چھائے ہوئے ہین گھٹا ٹوپ ہو رہا ہے تمام صحرا مین سوا دیوون کے
کچھ نظر نہین آتا ہے اب لشکر اسلام کو بھی دقت ہو گئی ہے کہ ہر چہار طرف سے حرب چل رہے
ہین مگر دیو تہمتن کچھ نہین مانتا ہے برابر دیوون کو پسپا کرتا ہوا اور بے ہوش زمین کرتا ہوا چلا جاتا
ہے دیو نیرنگ چلا رہا ہے کہ ہان مار لو ان خدا پرستون کو جانے نہ پائین اٹھارہ لاکھ
دیوون کا ہجوم ہے چار لاکھ دیوان گلستان ارم اتنے بڑے انبوہ کو کسطرح روکین اب یہ دیو
پریشان ہین دست بدعا ہین کہ پروردگار مددگر ہماری کہ ہم دشمنون مین گھر گئے ہین اور نکل
جانے کی راہ بھی نہین ہے ہر چہار جانب سے دیوان نیرنگ قاف گھیرے ہوئے ہین ایک
تہلکہ برپا ہے کہ یکایک جانب صحرا سے گرد اڑی اور نعرہ صاحبقران اعظم کا ہوا تین لاکھ
دیوون سے یہ بھی آ کر گرے معلوم ہے کہ لشکر ہمارا اور سردار گھر گئے ہین بس ایک طرف سے
قتل کرتے ہوئے چلے اور دیو تہمتن گرزن کو آواز دی کہ گھبرانا نہین آپہونچا دیوان
نیرنگ حصار نے جو دیکھا کہ اور کمک آگئی یہ یلغار کر کے چلے اور سد راہ ہوئے کہ کمک
نہ پہونچنے دین لیکن اُدھر تو دیو تہمتن فوجونکو پسپا کرتا ہوا صفونکو توڑتا ہوا چلا اور ادھر
سے صاحبقران اعظم نے گھوڑا ڈالدیا جو دیو سامنے آیا کمر پر ہاتھ مارا کہ دو ٹکڑے
ہو گئے ایک ہمت فرہاد خان یلغر لی ایک طرف فرسنگ بن لندھور گھوڑون مین
منائے ہوئے تلوارین ہاتھون مین کھینچے ہوئے قتل کرتے ہوئے چلے جسقدر دیو درمیان
مین حائل ہو گئے تھے انکو کاٹ کے ڈالدیا اور کل لشکر اسلام ایک ہو گیا اب اس
سات لاکھ کی فوج نے اٹھارہ لاکھ پر حملہ کیا اور تلوار چلنے لگی شعر چقاچاق خنجر
بگردون رسید ۔ زمین خون شد و خون بجیحون رسید ۔ اب صاحبقران اعظم نے فرہاد خان
وغیرہ کو آواز دی کہ آپ تھوڑی دیر دم لین مین ابھی انکو راہ راست دکھلائے دیتا
ہون فرہاد خان نے عرض کی کہ مین حضور کے اقبال سے تھکا نہین ہون ہمراہ

رکاب ہوئے دیو تہمتن گرز رن نے کہا کہ اے شہریار جب آپ سے لڑائی کا فیصلہ لینا بہتر
ہے آپ تماشا دیکھیں میں دیو نیرنگ کو تخت سے اتار کے لیتا ہوں یہ کہکر اسنے گرز سنبھالا
اور نیرنگ شاہ کی طرف چلا صاحبقران اعظم نے باگ گھوڑے کی لی اور ساتھ ہی
فرہاد خان یکفرتی فرسنگ بن لندھور عنیذ زور نے فرمایا سب کے سب رکاب
سے لپٹے ہوئے چلے اب تو لڑائی کا رنگ ہی بدل گیا جو دیو سامنے آیا ایک ہاتھ میں دو
ٹکڑے ہوئے یہ سب سردار آگے آگے پشت پر فوج دلیران یہ بھی دو چار کی خبر سناتے ہوئے
اور لاشیں گراتے ہوئے چلے جاتے ہیں دیو تہمتن صفوں کو چیرتا ہوا قریب علمدار لشکر کے
پہونچ گیا اور علمدار لشکر سامنے سے بھاگا تہمتن نے تعاقب کیا صاحبقران اعظم نے
دیو نیرنگ کیطرف گھوڑا ڈالدیا اور صفوں کو توڑتے ہوئے گھوڑا بچاتے ہوئے چلے نعیم جنی نے
جو یہ حالت دیکھی نیرنگ شاہ سے کہا جلد طبل امان بجوا دیجیے ورنہ آج ہی خاتمہ ہو جائیگا
یہ سنکر دیو نیرنگ نے حکم دیا کہ بجے طبل امان نقارہ پر چوٹ پڑی بس طبل امان بجنا تھا کہ
دیو تہمتن پشت دست کاٹنے لگا کہ بڑی مکاری ان لوگوں نے کی ورنہ ابھی فیصلہ ہو جاتا
آخر کار مجبور و ناچار ہاتھ روکا دونوں لشکر علیحدہ ہو ہو کر اپنے اپنے کشتوں کو اٹھوانے
لگے شمار کیا گیا تو ایک لاکھ دیو لشکر اسلام کے مارے گئے تھے اور دو لاکھ دیو فوج کفار کے
ہلاک ہوئے تھے لیکن ایک حساب سے نقصان اہل اسلام کا زیادہ ہوا تھا وہ یہ کہ دو لاکھ
دیو اہل اسلام کے ملعونوں کی وجہ سے آپس میں لڑکر ہلاک ہوئے تھے غرضکہ نیرنگ شاہ
تو غنیمت جانکر میدان جنگ سے پھر کر داخل بارگاہ ہوا اور صاحبقران اعظم و فرہاد خان
یکفرتی و فرسنگ بن لندھور وغیرہ جو میدان جنگ سے پھرے تو لاش ارشبون پریزاد
کی آئی پھر غم تازہ ہوا اور جنازہ اٹھانے کا سامان کرکے قبرستان کیجانب لے چلے اور
قبر میں لاش ارشبون کی دفن کی اور بہت روئے فرہاد خان کی عجب حالت تھی کہ
کسیطرح قبر سے نہ اٹھتے تھے اور کہتے تھے کہ اے بھائی تم پرستان میں پیدا ہوئے تھے
یہیں کی زمین تم کو پسند آئی اب قیامت تک آرام سے پاؤں پھیلا کر سو گئے مگر ہمیں نہیں
معلوم کب تک اور کہاں کہاں کی ٹھوکریں کھانا ہے صاحبقران اعظم اور دیگر سردار
جو حالت فرہاد خان کی دیکھ رہے تھے انکا دل شق ہوا جاتا ہے اور کہتے تھے کہ حق بجانب
ہے جسکا برابر کا بھائی اسطرح مارا جائے اسکے دل کی کیا حالت ہوگی آخر کار جسوقت
شام ہوئی صاحبقران نے سمجھایا کہ اے برادر اگر عمر بھر روؤگے تو کیا ہوگا اب ملاقات
ارشبون سے سوا قیامت کے ممکن نہیں فرہاد خان صاحبقران کے سمجھانے سے
روتے ہوئے قبر سے اٹھے اور اپنے خیمہ میں آکر بیہوش ہوئے صاحبقران اعظم نے
بھی ارشبون کے غم میں لباس سیاہ پہنا تمام لشکر میں ماتم ارشبون کا برپا ہوا اب
یہاں تو سب چشم گریان و دل بریان مصروف آہ و فغان ہوتے ہیں اور وہاں نیرنگ شاہ
باانتظار دیو آتشبار و دیو سرہنگ تن تنہا خاموشی اختیار کرتا ہے کہ حال انکا

وقت پریان جوگا اور بیان

چند کلمہ داستان حیرت بیان طلسم نطاق کے عرض کیے جاتے ہین

راویان اخبار و ناقلان آثار اسطرح روایت کرتے ہین کہ جسوقت صاحبقران بن صاحبقران یعنے شاہزادہ بدیع الملک نوجوان کوچ بکوچ قریب دریاے نسیان کے پہونچے اور خیمہ زن ہوئے خبر زارون نے ہزبر شیر دل کو خبر کی ہزبر شیر دل نہایت پریشان ہوا اور شیرزن سے صلاح کی کہ اب کیا کرنا چاہیے کیونکہ بدیع الملک صاحب لوح بیضا و تقاری اسم اعظم ہے اور زور و قوت مین رستم عصر و رشید زمانہ ہے اُس سے مقابلہ کرکے عہدہ برآ ہونا بسیار دشوار معلوم ہوتا ہے اُسنے ہزار ہا طلسم فتح کیئے سیکڑون ساحر اُنکو مارا لاکھون پہلوانونکو زیر کرکے مطیع کیا ساحر بھی اب ایسے ایسے اُسکے مطیع ہین جنکا مثل و نظیر نہین ہے چنانچہ آفتاب زرین علم جسکو مریخ آفتاب علم بھی کہتے ہین جو میرے خسر ضحاک مسند نشین سامری کا چھوٹا بھائی ہے کہ علم سحر و ساحری کا جاننے مین اُسکا مقابل کوئی دوسرا نہین ہے اور قیصر صافت باطن حاکم طلسم فیروزہ بھی اُسکا معین و مددگار ہے سُنا گیا ہے کہ دونون ساحرون کو محافظ لشکر قرار دیکر بادشاہ اسلام کو مع فوج فراوان بیابان نطاق مین چھوڑا ہے اور آپ اسطرف آئے ہین کیا کرنا چاہیے جو اس شیر کے پنجہ سے نجات ملے وزرا و امرا نے صلاح دی کہ آپ بھی ایک نامہ اپنے خسر ضحاک مسند نشین سامری کو لکھیے کہ آفتاب زرین کو وہی جواب دے سکتے ہین ہزبر شیر دل نے اس راے کو پسند کیا اور اپنے ہاتھ سے نامہ تحریر کیا مضمون نامہ کا یہ تھا اے والد مہربان سرپرست فراوان اسوقت آپ علم جادوگری مین شک جمشید و سامری ہین اور مجھ پر وہ وقت بد آیا ہے کہ جان و مال دونون بچتے نہین معلوم ہوتے صاحبقران دوران یعنے بدیع الملک نوجوان نے مجھ پر فوج کشی کی ہے اور عم نامدار آفتاب زرین علم اُنکے شریک ہین اور مین خوب جانتا ہون کہ کوئی ساحر یہان اس قابل نہین ہے جو آفتاب زرین علم سے مقابلہ کرسکے انھین کی مدد سے بدیع الملک نے ہزار ہا طلسم فتح کیے ساحرون کو جان سے مارا لہذا اگر آپ چاہتے ہو کہ دختر میری رانڈ نہ ہو تو دخل اندازی کرکے اور عمو جان کو سمجھا کر اُنکے ذریعہ سے مجھسے اور بدیع الملک سے صلح کرا دیجیے ورنہ وہ زمانہ بہت قریب ہے کہ ملک میرا برباد ہوجائے گا مین قتل ہوجاؤنگا دختر آپ کی بیوہ ہوکر یا خدا پرستون کے قابو مین آجائے گی یا آپ کے پہلو مین بیٹھے گی اگر اسوقت مصیبت مین بھی آپ نے خبر ہماری نہ لی تو وہ کونسا وقت ہوگا جب کہ خبر لیں گے حال ہو جیسے گا واجب جانکر عرض کیا جسوقت یہ عرضی اس کی ضحاک مسند نشین سامری کے پاس پہونچی اور اُسنے پڑھی نہایت پریشان ہوا اور افسوس کیا کہ کیا نازک معاملہ اور کیا برا رشتہ ہے کہ چار و ناچار وہ امور اختیار کرنا پڑتے ہین جو سراسر اپنی مصلحت کے خلاف ہوتے ہین معلوم ہوا کہ اب ہم بدانائی

نے ملک جادو دانی کیطرف کوچ ہونے والا ہے اسلیئے کہ اگر میرے سمجھانے پر آفتاب زرین علم نے
نہ مانا تو جنگ ضرور ہوگی اور آفتاب زرین علم ایسا نہین ہے جسکا قتل کرنا یا گرفتار کرنا آسان
ہو افسوس کہ اس داماد کے باعث بھائی سے بگاڑنا پڑی شعر سر تیغ تیز شمشیر حبیب ؎
ہر چہ آید بر سر من یا نصیب ؎ یہ شعر پڑھکر ایک نامہ جہلیل زرہ پوش کو لکھا کہ ای پہلوان
دوران و رستم زمان وقت تمہارے امتحان کا آگیا لہذا تم کو چاہیے کہ مع فوج گران و لشکر
فراوان جانب بیابان نہ طاق روانہ ہو اسلیئے کہ خدا پرستون نے چڑھائی کی ہے اسوقت
مین پاس مذہب و ایمان ضرور ہے اور مین بھی اپنی فوج لے کر چلتا ہون اور ایک شخص یہ
نامہ لے کر جہلیل زرہ پوش کی جانب روانہ ہوا دوسرا نامہ بجواب نامہ ہزبر تحریر
کیا کہ ای نور چشم و راحت جان تحریر تمہاری نظر سے گذری اور حالات مندرجہ سے اطلاع
ہوئی ہر چند کہ اسوقت تک مین نے آفتاب زرین کے کسی معاملہ مین دخل نہین دیا
کیونکہ مین اسکو بجائے فرزند سمجھتا ہون مگر اب تمہاری خاطر سے جاتا ہون اور اسکو
اچھی طرح سمجھاتا ہون اگر نتیجہ اچھا نکلا نہوا لمراد اور اگر اسنے نہ مانا تو خیر دیکھا جائیگا تمہاری
بدولت بھائی کے خون سے ہاتھ بھرنا ہونگے یہ نامہ لکھکر ضحاک مسند نشین ساحری کی
آنکھون مین آنسو بھر آئے نامہ تو پاس ہزبر شیر دل کے روانہ کیا اور اب تیاری لشکر
کا حکم نافذ کیا ایک روز تیاری مین گذرا دوسرے دن ایک لاکھ ساحران غدار آفت روزگار
افسون ساز و شعبدہ باز کو ہمراہ لیکر جانب بیابان نہ طاق روانہ ہوا اسے تو راہ
مین چھوڑیے اول حال لشکر اسلام کا سنیے کہ یہان بادشاہ لشکر اسلام یعنی دارا سے جن
داراب مبین زرہ تخت شاہی پر جلوہ گر ہین چتر اقبال کو گردش ہے تمام بارگاہ سردارون سے
معمور ہے اور آفتاب زرین علم ایک کرسی جواہر نگار پر متمکن ہے اور چند دنگل خالی
ہین ان پر تماشہ پڑے ہوئے ہین چونکہ عرصہ سے خیر و عافیت شاہزادہ بدیع الملک
کی دریافت نہین ہوئی ہے کہ کس مقام پر ہین اور کس حال مین ہین تو بادشاہ نہایت
پریشان ہین چہرہ سے آثار تردد ظاہر ہین مریخ آفتاب علم سے فرما رہے ہین کہ دیکھیے
صاحبقران کب واپس آتے ہین اور نہین معلوم کس حال مین ہین گئے ہین ایسے مقام
پر کہ دل کو تردد ہے مریخ آفتاب علم عرض کر رہے ہین کہ ظل اللہ نہ پریشان ہون ہر چند
کہ انکے تشریف لانے مین تو ابھی عرصہ ہے مگر انشاء اللہ خیر و خوبی وہ آپ سے آکر ملین گے
بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ میرا دل نہین مانتا جی چاہتا ہے کہ مین بھی وہین چلا جاؤن
مریخ آفتاب علم نے عرض کیا کہ یون حضور مالک ہین لیکن مصلحت کے خلاف ہے ایک
تو صاحبقران کے خلاف ہوگا دوسرے لشکر کی تباہی کا خیال ہے کہ وہ مقام سخت ہے
نہین معلوم کیا کیا افتاد مین پڑینگی کس کس مصیبت کا سامنا ہوگا زیادہ اگر آپ کو تردد
ہے تو ہرکارون کو براے خبر روانہ فرما دیجیے وہ حال دریافت کرکے عرض کر دینگے
فرمایا بہتر ہے یہی ذکر تھا کہ جوڑی ہرکارون کی گرد مین آلودہ پسینے مین غرق دم چڑھتے ہوئے

دروازۂ بارگاہ سے نمودار ہوئے اور آتے ہی دعا و ثناے شاہی بجا لانے کے بعد نہایت ادب کے ساتھ عرض کی

شعر

اے شہنشاہ آسمان اورنگ	اے جہاندار آفتاب آغاز

یہ غلام صحرا نوردی کر رہے تھے کہ آمد لشکر ساحران کی معلوم ہوئی ہم نے شاخہاے درخت کی آڑ میں چھپکر دیکھنا شروع کیا کہ کون آتا ہے اور کسطرف جاتا ہے کیا ارادہ رکھتا ہے کہ یکایک فوج ساحران غدار جو ایک لاکھ سے کم نہیں ہیں آکر صحرا میں مقیم ہوئے اور ایک گنبد بالاے ہوا اُترتا ہوا آکر زمین پر قائم ہوا اُس گنبد میں ایک مرد پیر ساحر وضع بیٹھا تھا اور گرد اُسکے اور چالیس ساحر باادب بیٹھے ہوئے کہ اُنمیں ہر ایک کی صورت دیکھ کر خوف معلوم ہوتا تھا اور ایک آفتاب بالاے گنبد بلا گردانی کر رہا تھا ہرچند کہ ہم پر ہیبت اُس فوج کی چھائی ہوئی تھی قدم آگے نہ بڑھتا تھا لیکن دل کو مضبوط کر کے داخل لشکر ساحران ہوئے اور حال دریافت کیا تو یہ معلوم ہوا کہ وہ مرد پیر جو گنبد میں بیٹھا تھا وہ ان سب کا بادشاہ و افسر ہے نام اُسکا **ضحاک مسند نشین سامری** ہے اور بعضے **گنبد نشین سامری** بھی اُسکو کہتے ہیں یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ کس ارادہ سے آیا ہے اور اس بیابان میں کیوں قیام اختیار کیا ہے یہ سنتے ہی رنگ چہرہ **آفتاب زرین علم** کا اُڑ گیا جسطرح شعاع آفتاب سے روے گل پر کی شبنم اُڑ جاتی ہے بادشاہ اسلام نے جو یہ حالت آفتاب زرین علم کی مشاہدہ فرمائی ارشاد کیا کہ اے شہنشاہ ساحران عالم کیوں اسوقت مزاج کیسا ہے میں دیکھتا ہوں کہ دفعتہً چہرہ کو اسقدر تغیر ہو گیا ہے جیسے خانہ کبے کوئی مہینوں برسوں کا بیمار ہوتا ہے آفتاب زرین علم نے عرض کی کہ میں جس خوف سے پریشان ہو رہا ہوں وہ یہ خبر وحشت اثر ہے حضور اس ساحر سے آگاہ نہیں ہیں کہ یہ کون ہے اور کس درجہ کا ساحر ہے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ حافظ حقیقی ہر بلا سے بچانے والا ہے جیسے ساحروں سے اُسنے بچایا اور اُنپر فتح یاب کیا **آفتاب زرین علم** نے عرض کی کہ مجھکو اپنی جان کا اندیشہ نہیں ہے بلکہ اور بندگان خدا کے لیے پریشان ہوں یہ ساحر جسکا حال حضور نے سُنا اصل میں میرا بڑا بھائی ہے اور شہر دوالنحصار کا بادشاہ ہے علم سحر و ساحری میں اُسکا مثل و نظیر نہیں ہے اُسوقت تک اسنے نمیسال میں سے کسی بادشاہ اور کسی جادوگر کی شرکت نہیں کی ہرچند کہ بڑے بڑے بادشاہوں اور ساحروں نے اُس سے مدد طلب کی مگر اُسنے جواب صاف دیدیا کہ تمھارے دشمن کا شریک میرا بھائی ہے اور میں اُس سے مقابلہ کرتا یا اسکے دلکو رنج پہونچانا پسند نہیں کرتا لہذا میں مجبور ہوں مجھسے کوئی امید نہ رکھنا جو تم سے ہو سکے وہ کرو اگر زیادہ اندیشہ ہے صلح کر لو حالانکہ اس جواب سے وہ ساحر جو اُسکے برسوں کے دوست شادی غمی کے شریک تھے رنجیدہ ہوئے مگر اُسنے کچھ خیال نہ کیا کیونکہ وہ مجھکو بیٹوں سے زیادہ چاہتا ہے مگر آج نہیں معلوم اسطرف کس ارادہ سے آیا ہے اور دیکھیے کیونکر پیش آتا ہے جو شخص

مین غور کرتا ہون ایک امر میری سمجھ مین آتا ہے وہ یہ کہ عجب نہین ہے جو اسکے داماد ہزبر شیر دل نے
اسکو پریشان کیا ہو صاحبقران زمان اُسکے ملک پر گئے ہین یہ کہ یہی ملک اور دریاے
لسیان شامل طلسم نہ طاق ہے ہزبر شیر دل نے ضحاک مسند نشین پر زور ڈالا ہوگا پھر
داماد کا معاملہ وہ بھی مجبور ہو گیا ہوگا ورنہ اُسنے کبھی اپنے شہر کے باہر قدم نہین نکالا اور
ہمیشہ چلہ کشی کر کرکے قوت ساحری بڑھایا کیا مگر خیر دیکھا جائیگا یہان تو یہ حالت ہے
اور اُدھر جسوقت ضحاک گنبد نشین کوچ بہ کوچ اِس صحراے نہ طاق مین آکر پہونچا اور
لشکر اسکا اترا گنبد زمین پر قائم ہوا ضحاک مسند نشین نے ایک نامہ بنام آفتاب زرین علم
تحریر کرکے مہران دود کش کو دیا کہ یہ سپہ سالار ہے فوج ضحاک کا اور جانب آفتاب زرین علم
روانہ کیا مہران دود کش چند ساحر اپنے ہمراہ لے کر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا جسوقت یہ
خبر اہل اسلام کو ہوئی کہ نامہ دار آتا ہے مریخ آفتاب علم نے اپنے ساحرون کو براے
استقبال روانہ کیا کیونکہ انکو خیال گذرا ایسا نہ ہو جو ضحاک اس امر کی شکایت کرے کہ
تم نے ہمارے سالار فوج کی کچھ عزت نہ کی ساحران آفتاب زرین علم گئے اور مہران دود کش
کو استقبال کرکے دروازہ بارگاہ تک لائے اور تا در بارگاہ خود آفتاب زرین علم گئے
اور مہران دود کش سے بہ لطف پیش آئے اور اسکو اپنے ہمراہ لیے ہوئے داخل بارگاہ
آسمان جاہ ہوئے نظر جو مہران کی اس بارگاہ پر پڑی رعب چھا گیا دیکھا کہ ہزارہا دنگل و
کرسی بچھی ہوئی ہین سردار باادب گردنین جھکائے بیٹھے ہین بادشاہ تخت شاہی پر جلوہ گر ہے
مصرع تو گوئی سپہ عرش و کرسی ہزارہ مہران دود کش پر ایسا رعب طاری ہوا کہ
اسنے سلام کیا بادشاہ اسلام نے اشارہ سے بیٹھنے کی اجازت دی مہران دود کش سلام
کرکے ایک دنگل پر بیٹھ گیا بادشاہ اسلام آفتاب زرین علم کیطرف متخاطب ہوئے
اور فرمایا کہ یہ کس ارادہ سے آئے ہین آفتاب زرین علم نے عرض کی کہ خداوند یہ میرے
بھائی کے سپہ سالار ہین اور انکا نامہ لے کر میرے پاس آئے ہین بادشاہ نے فرمایا کہ
پھر انکو میرے پاس لانے کا کیا سبب آپ نے نامہ کا جواب دے کر رخصت کر دیا ہوتا
آفتاب زرین علم نے عرض کی کہ اس نامہ کا جواب مین بغیر حضور کی راے عالی شریک
کیے ہوے لکھنا مناسب نہ سمجھا اسلیے کہ نہ معلوم اسمین کیا تحریر ہو اور اسکا کیا جواب دیا جائے
علاوہ اسکے چونکہ معاملہ قرابت کا ہے اور قرابت بھی ایسی قریب کی کہ بھائی انکا خط علحدہ لے کر
جواب لکھنے مین ضرور یہ خیال تھا کہ لوگ شک کرینگے یہ عرض کرکے نامہ پیش کیا بادشاہ
اسلام نے فرمایا کہ تم ہی پڑھو آفتاب زرین علم نے نامہ باواز بلند پڑھا اسمین لکھا تھا
کہ برادر بجان برابر عمرت دراز باد بعد دعاے مزید عمر و ترقی درجات کے معلوم ہو کہ مین نے
سنا ہے تم صاحبقران دوران کے شریک ہو اور وہ ملک ہزبر شیر دل پر گئے ہوئے
ہین اور تم جانتے ہو کہ ہزبر شیر دل میرا داماد ہے اُسنے مجھ سے مدد طلب کی ہے مین نے بخیال
تمھارے اسوقت تک اُسکی مدد کا قصد نہین کیا لیکن یہ دختر کا معاملہ ہے مین دست بردار نہین

ہو سکتا ہون بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ تم بادشاہ لشکر اسلام سے کہو لشکر بدیع الملک سے کہلا بھیجو کہ وہ ہزبر شیر دل سے نہ لڑین اور طلسم نہ طاق کی فتاحی سے باز رہین اگر انکی خواہش تحفجات طلسمی اور اشیاء نادرہ کی ہے تو مین منگوا کر اُنکے سپرد کر سکتا ہون اتنا مجھے بھی اختیار حاصل ہے اُنھون نے بہت سے طلسم فتح کیے اب خانۂ کعبہ تشریف لے جائین ورنہ کشت و خون بہت ہوگا اور مجھے بھی مجبور ہو کر لڑنا پڑے گا اور آخر مین یہ تحریر تھا بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم نے ہمارے آنے کی خبر سنی اور ہم سے ملنے تک نہ آئے بادشاہ اسلام مضمون نامہ سنکر متفکر ہوئے اور آفتاب زرین علم سے فرمایا کہ کیا جواب لکھا دیگے آفتاب زرین علم نے عرض کی کہ میری عقل حیران ہے اور مجھ سے نہین بن پڑتا کہ کیا جواب دون بادشاہ نے فرمایا یہ جواب دے دو کہ نہ ہمین خواہش ملک ہے نہ خواہش مال ہے نہ ہمارا یہ شیوہ ہے کہ کسی کی ایذا رسانی بیوجہ کرین چونکہ آئینہ اندام جادو بھاگ کر اس طلسم مین چھپا ہے اور ملک ایوان تاجدار نے اُسکو پناہ دی ہے اور ہم اس سے قصاص اُن مسلمانون کے خون کا ضرور لینگے جو اُسکے ہاتھ سے شہید ہوئے ہین لہذا اگر تم آئینہ اندام جادو کو اس طلسم سے نکلوا دو یا گرفتار کرکے ہمارے سپرد کر دو تو ہمین تمھارے ملک سے کوئی سروکار نہین ہے ہم بغرض گرفتاری آئینہ اندام جادو آئے ہین اگر اس امر کو منظور کرو تو پھر صاحبقران کو فہمائش کیجائے اور اس ارادہ سے باز رکھا جائے اور اگر یہ ممکن نہین ہے تو صاحبقران کا بغیر طلسم فتح کیے ہوئے پلٹنا دشوار ہے نہ انکو ایوان تاجدار کا خوف ہے نہ لیوان کی فکر ہے آفتاب زرین علم نے بہ ہدایت بادشاہ اسلام جواب تحریر کرکے مہران دو درکش کے سپرد کیا اور آفتاب زرین علم نے بعد اختتام نامہ اپنی طرف سے یہ راے ظاہر کی کہ مین تم کو برادرانہ و دوستانہ سمجھاتا ہون کہ تم آئینہ اندام جادو کو صاحبقران نامدار کے حوالہ کر دو ورنہ بندگان خدا کا ناحق خون ہوگا اور فائدہ کچھ حاصل نہ ہوگا چونکہ آئینہ اندام جادو نے بندگان اسلام کا خون کیا ہے اسلیے صاحبقران باوقار ضرور آئینہ اندام جادو سے قصاص لینگے آیندہ تم کو اختیار ہے شعر

مانو نہ مانو جان جہان اختیار ہے	ہم نیک و بد سب کو سمجھائے دیتے ہین

اس تحریر کے بعد بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ اب میرے جانے کی نسبت کیا حکم عالی ہوتا ہے کیونکہ ختم نامہ پر یہ بھی مضمون تحریر ہے کہ جواب اس نامہ کا بادشاہ اسلام سے موافق مرضی لکھے یا مخالف تم میرے پاس ضرور آنا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ آپ شوق سے تشریف لے جایے مجھے آپ سے ہر طرح کا اطمینان ہے آپ ایسے ہین کہ بدیع الملک آپ کو بھائی فرماتے ہین اور اپنا قوت بازو کہتے ہین اور آپ پر ایسا بھروسا اور اطمینان تھا کہ ہماری حفاظت کو چھوڑ گئے ہین اور ہم بھی آپ کو اُنھین کی جگہ تصور کرتے ہین لہذا اپنے نامہ بر کو رخصت کیجیے اور جسقدر سامان مناسب جانیے اپنے ہمراہ لے کر جائیے آفتاب زرین علم نے سلام رخصت کیا اور عرض کی کہ اب کل حاضر حضور ہونگا

بادشاہ اسلام نے قیصر صاف باطن حاکم طلسم فیروزہ کو ہمراہ کر دیا اسپر آفتاب مریخ علم نے عرض کی کہ آپ کے تکلیف فرمانے کی ضرورت نہین ہی مگر بادشاہ اسلام نے نہ مانا اور فرمایا کہ ذرا ضحاک کو یہ بھی تو معلوم ہو کہ تمھاری عزت کسقدر یہان کیجاتی ہی کہ کون کون لوگ تمھارے ہمراہی مین ہین آفتاب زرین علم نے یہ سنکر بادشاہ کی قدردانی کی اور ممنون ہوئے اور دوسری تسلیم کی وہان سے اپنے خیمہ مین آئے اور بیس ساحران معزز اپنے ہمراہ اور لیے اور جانب بارگاہ ضحاک روانہ ہوئے شعر

ترحم بیجود ہی کیون لیے جاتے ہو وہان مجکو	نہ جانے وہ کیا پوچھین زبان سے میری کیا نکلے

یہ کہتے ہوئے چلے اور اسطرف یہ خبر ضحاک مسند نشین سامری کو پہونچی کہ آفتاب زرین علم آتے ہین اسنے اپنے مصاحبین کو برائے استقبال روانہ کیا وہ لوگ آئے اور آفتاب زرین علم کو اپنے ہمراہ لے کر گنبد ضحاک مسند نشین سامری کے قریب پہونچے ضحاک بھی تا در گنبد برائے استقبال آیا اور نہایت عزت کے ساتھ بٹھایا اور قیصر صاف باطن کی مزاج پرسی کے بعد نہایت خاطر و مدارات کی بعد اسکے ساقی کو حکم دیا اسنے جام شراب قیصر صاف باطن کے سامنے پیش کیا کیونکہ ایک تو یہ بادشاہ طلسم ہین علاوہ اسکے مہمان ہین آفتاب زرین علم نے تو یہ سمجھ لیا کہ یہ بجا ہی لیکن قیصر صاف باطن نے گردن جھکالی اور جام پینے سے انکار کیا ضحاک مسند نشین سامری نے سبب پوچھا کہ ای شہریار عالیمقدار آپ کو کیون انکار ہوا اور کیا تکلف ہی اگرچہ یہ شراب قابل آپ کے نہین ہی لیکن میزبان کی خاطر بھی مناسب ہی قیصر صاف باطن نے کہا کہ یہ شراب نہایت نفیس ہی اور اگرچہ مین بادشاہ طلسم ہون تو آپ بھی بادشاہ شہر ذو الحصار ہین مگر سبب یہ ہی کہ میرے آپ کے مذہب مین فرق ہی تو اسلام مانع ہوتا ہی ضحاک نے کہا کہ مین آپ کے نزدیک کافر ہون قیصر صاف باطن نے کہا کہ جیسا آپ اپنی جگہ خیال کرتے ہین ویسا ہی ہمکو ہم بھی سمجھتے ہین ضحاک مسند نشین سامری نے پوچھا کہ پہلے آپ کا کیا مذہب تھا قیصر صاف باطن نے کہا کہ اسکی ضرورت نہین کہ پہلے جو مذہب تھا اب بھی اسکی پابندی کیجائے جب تک حق کو نہ پہچانا تھا ہم بھی مثل آپ کے سامری پرست تھے مگر جب شاہزادہ بدیع الملک کی بدولت مرتبۂ اسلام سے آگاہ ہوئے اسوقت سے اُس دین کو ترک کیا اور مذہب حق کو اختیار کیا ضحاک مسند نشین سامری کو گو نہ رنج ہوا پھر قیصر صاف باطن سے نہ کہا اور آفتاب زرین علم کیطرف پلٹکر دیکھا اور کہا کہ یقین ہی آپ کو بھی تامل ہوگا اسلیے کہ اگر آپ دونون صاحب ہم مشرب نہ ہوتے تو اسقدر احتیاط کیون برتتا آفتاب زرین علم نے سر جھکا کر کہا کہ اب آپ خود ہی سمجھ گئے تو میرے عرض کرنے کی کیا ضرورت ہی یہ سنکر ضحاک مسند نشین سامری کو نہایت ملال گذرا اور کہا کہ افسوس مین جانتا ہون اب تمام بزرگون کا اس صفحہ ہستی سے مٹنا چاہتا ہی خیر جو مرضی خداوند سامری کی کیا اجارہ ہی شعر

	شہ کو پسند رہے ہر چہ بیر ادا		منہ تا بچے نکلے انشان کیسے کیسے	

مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ جب تک طول پکڑیگا اور یون نہ فرو ہوگا جب تک دو چار ہزار جانین نہ تلف
ہو لینگی بعد کچھ دیر سکوت ہونے کے ضحاک مسند نشین سامری نے آفتاب زرین علم
سے کہا کہ ہر چند مین جواب اپنے زمانہ کا دیکھ چکا ہون لیکن پھر تم کو سمجھاتا ہون کہ جاؤ اور بادشاہ
اسلام کو پھر سمجھاؤ کہ وہ بدیع الملک کو طلسم شطاق پر جانے سے منع کرین اور جانین
ورنہ اے آفتاب زرین علم تم خوب جانتے ہو کہ مین کون ہون اگر چاہون تو ایک دم مین
لشکر اسلام کو غارت کر دون آفتاب زرین علم نے کہا کہ جب تک جسکی قضا منجانب پروردگار
نہ ہو کوئی اسکو غارت نہین کر سکتا اور بادشاہ اسلام کی زبان قلم سے جو نکل گیا وہ نکل گیا بادشاہ
اپنے قول سے ہٹنے والے نہین ہین اگر آپ آئینہ اندام جادو کو ہمارے سپرد کر دین تو
صاحبقران نصرا اپنے ارادہ سے باز بیٹھے اور دریا سے کنیسان سے قدم آگے نہ بڑھاینگے
اور یہ بھی میری وجہ سے ہوگا کہ وہ مجھکو بہت دوست رکھتے ہین ورنہ صاحبقران ایسے نہین
ہین جو اپنے ارادہ سے باز رہین انکو خوف سوائے پروردگار عالم کے کسی کا نہین ہے پھر
ضحاک مسند نشین سامری نے کہا کہ بھلا ایوان جادو اور کیوان جادو اسکو دینا
یہ کونسی نیست ہے کہ جو اپنے دامن مین آکر چھپے اور اپنا ہم مذہب بھی ہو اسکو دشمن کے حوالہ دین
اور اسپر ہم اس کد پر اگر ایک سامری پرست کو مانگے تو نہ دینگے دیکھتے ہین کہ بدیع الملک
کیونکر آئینہ اندام جادو کو طلسم سے لے آتے ہین ایک مرحلے کا توڑنا دشوار ہو جائے گا
یہ مثل اور طلسمون کے نہین ہے جسکو انکے بزرگون نے اور انھون نے فتح کر لیا یہ طلسم شطاق
ہے اسکا بسانے والا ساحر بارکان طلسم سے زیادہ مرتبہ رکھتا ہے آئینہ اندام جادو جسکو
دعوی خداوندی تھا وہ تو یہان آکر پھنس گیا اور جب مجھ سے سحر کی تعلیم ہوئی ہے تو ساحرون مین
اسکا شمار ہوا ورنہ تماشے والا سمجھا جاتا تھا اور ساحران طلسم سے تو بدیع کو سامنا ہوگا اول تو
مین موجود ہون ایک روز مین اس لشکر سے فرصت ہو جائیگی شام تک سب کو غارت کر کے
دوسرے روز جا کر بدیع الملک کے لشکر کو تباہ کر دونگا طلسم تک پہونچنے کی نوبت بھی
نہ آئیگی بس یہ سنکر آفتاب زرین علم نہایت برہم ہوئے اور کہا کہ یہ دھمکی آپ درپردہ
مجھے دیتے ہین جن بزرگون کی تنبیہ آپ کو پہونچی ہے انھین کی تعلیم مجھکو بھی ہے جبتک میرے
دم مین دم ہے اسوقت تک کہان تاب ہے کسی کی جو لشکر اسلام کی طرف رخ بھی کر سکے اور
بس اب کوئی کلمہ شاہزادہ بدیع الملک اور بادشاہ اسلام کی شان مین نہ کہیے گا
جو کچھ زبان سے کہنا ہو وہ میدان جنگ مین ظاہر کیجیے گا ضحاک مسند نشین سامری
نے کہا کہ اے آفتاب زرین علم افسوس ہے کہ ہم بھائی سمجھکر ہمارا کچھ خیال نہین اور
غیر دین کی اسقدر طرفداری سے تجھے شرم نہین آتی مین جہانتک تجھکو سمجھا کر طرح دیتا
ہون تو اسیقدر سر پر چڑھا آتا ہے کیا بھول گیا کہ مین نے تجھکو جلایا تھا اور اب تو میرے مقابل مین
آیا ہوا ہے آفتاب زرین علم نے کہا کہ اسوقت مکان مین ہون کل میدان جنگ مین

توڑ کر مقابلہ کریں گے بیٹے میرے ہی آپ سے فیصلہ ہو جائے کیوں بندگان خدا ہلاک ہوں
اور اسکو میں نے مانا کہ آپ بھائی ہیں اور بڑے ہیں بجا ہے والد ماجد ہیں مگر جسوقت اختلاف
مذہب ہو تو پاس ادب نہیں مسلمان سے ہم طرف دار و شریک حال ہوتے اور آپ سے بعوض
ہمدردی کے کسیطرح کی کمی و دشمنی میں نہ کرینگے اور آپ بھی آج سے کوئی بات اٹھا نہ رکھیے گا
بس اب میں جاتا ہوں یہ کہکے گنبد سے باہر آئے اور جانب لشکر اسلام روانہ ہوئے بادشاہ
اسلام تو منتظر ہی بیٹھے تھے اور ایک ایک ساعت کے بعد برابر ہرکارے خبر
پہونچا رہے تھے کہ اب یہ ہوا اور اب شراب پر تکرار ہوئی اب اور بحث نے طول کھینچا
بادشاہ مضطر رہے تھے کہ ایسا نہ ہو جنگ ہو جائے اسکا لشکر ساتھ ہے اور انکے ہمراہ فوج بھی
نہیں ہے مرکب منگا کر فوج کو تیاری کا حکم دے دیا تھا کہ اگر کوئی خبر وحشت اثر سنوں تو جا کر
شریک ہوں لیکن جسوقت آفتاب زرین علم حاضر ہوئے اور سارا ماجرا بیان کیا
بادشاہ اسلام مسکرائے اور فرمایا کہ مجھے آپ کے آنے سے پیشتر سب خبریں پہونچ
گئی ہیں اے آفتاب زرین علم شاباش و مرحبا جو حق مردانگی تھا وہ تم نے ادا کیا اور
کوئی گفتگو دب کر نہیں کی نہ حجت باقی رکھی مصرع این کار از تو آید و مردان چنین کنند
آفتاب زرین علم نے عرض کی کہ یہ سب حضور کے فیضان تعلیم و صحبت سے حاصل ہوا
ورنہ من آنم کہ من دانم ابھی یہ گفتگو تمام نہ ہوئی تھی کہ جوڑی ہرکاروں کی گرد میں آلودہ
پسینے میں غرق نمودار ہوئی اور بعد دعا و ثنائے شاہی بجا لانے کے عرض کی کہ لشکر
ضحاک مسند نشین سامری میں طبل جنگ بجا ہے بادشاہ اسلام نے فرمایا کچھ پروا نہیں
خدا سے بزرگ است کہدو کہ ہمارے یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آئے یہاں
بھی نقارہ پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی تمام لشکر میں خبر مشتہر ہوئی بہادران دلاور
صف شکن سامان حرب و ضرب درست کرنے لگے اور ہر طرف تیاری جنگ ہونے لگی
بادشاہ اسلام نے سویرے سے دربار برخاست کیا آفتاب زرین علم نے چلتے وقت
عرض کی کہ اے شہریار آج کی حاضری آخری تھی کل ہمارا دنگل خالی ہوگا اسلیئے کہ اس ضحاک مسند نشین
سے عہدہ برآ ہونا ناممکن ہے ہر چند جی چاہتا تھا کہ اس شب کو غنیمت سمجھ کر جی بھر کے
زیارت کر لیتے مگر اب اپنے انتظام میں کمی کرنا بھی مناسب نہیں ہے اس مجبوری سے میں بھی
رخصت ہوتا ہوں تا کہ سوار اپنے جگا لوں لیکن جسوقت شاہزادہ بدیع الملک سے
ملاقات ہو تو میری طرف سے عرض کر دیجیے گا کہ مجھے فاتحہ خیر سے نہ فراموش کریں اسلیئے
کہ مردہ بدست زندہ جیسا میرا خیال میری زندگی میں کیا لطف ہے کہ ویسا ہی میرے
مرنے کے بعد بھی میرا خیال رہے بقول شاعر شعر

یوں تو جو دیکھے ہے جیتے جی محبت سب کو	۔	جب میں جانوں کہ مرے بعد مرا دھیان رہے

بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ آپ ایسی باتیں نہ کیجیے میرا دل شق ہوتا ہے یہ فرما کر آبدیدہ ہوگئے
اور کلمات تسلی آمیز زبان مبارک پر جاری کر کے فرمایا کہ اگر حیات باقی ہے تو ضحاک کیا

کر سکتا ہو بڑے بڑے ساحر جنھون خدائی کے دعوے تھے اُٹھتے بیٹھتے تو پھونک بھی کھلایا کیے غرضکہ
آفتاب زرین علم رخصت ہو کر خیمہ مین آئے اور لشکر سے الگ اپنی بارگاہ میں پہنچے اور
سحر جگانے مین مصروف ہوئے طبل برابر بج رہا تھا اور ساحر سحر جگا رہے تھے فوج کفار
مین نعرے یا خداوند سامری اور یا خداوند جمشید کے بلند تھے اسندانی مریسون کے اثر رہے
تھے بخور گوگل لوبان کالے دانہ وغیرہ کا ہو رہا تھا اور کوئی ساحر خون خوک سے نہا رہا تھا
کسی نے بوم کو جھٹکا کرکے اپنے پیر کو بھینٹ دی تھی کوئی دفلہ کوئی ڈمرو کوئی بانسری
بجا رہا تھا ایک عجب طرح کا ہنگامہ تھا اسطرف لشکر اسلام مین نعرے اللہ اکبر کے
بلند تھے ساحر سحر جگا رہے تھے بخور مشک و عنبر وغیرہ سے تمام صحرا طبلۂ عطار ہو رہا تھا
اور غیر ساحر نمازین پڑھ رہے تھے لباس بدل رہے تھے غسل کر رہے تھے ایک ایک
سے گلے مل مل کر اپنے اپنے قصور بخشوا رہا تھا کوئی کسی سے وصیت کر رہا تھا کہ اگر ہم
قتل ہو جائین اور تم زندہ رہو تو ہمین فلان مقام پر دفن کرنا کوئی کسی سے کہہ رہا تھا کہ سوا
مرنے کے اور کیا ہوگا اسلیے کہ ہم ساحر نہین اور ساحرون سے مقابلہ ساحر بھی ایسے کہ
آفتاب زرین سا شخص اپنی زندگی سے مایوس ہو تو ہماری کیا حقیقت ہے غرض اسی عالم
مین طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا رخصت ہوا اور خانۂ شب سے صبح برآمد ہوئی ستارے
مانند چراغ سحری کے جھلملا جھلملا کر غائب ہو گئے چاند کا چہرہ سفید ہو گیا رنگ عالم
دگرگون ہوا طائر اپنے اپنے آشیانون سے اُڑے قافلے والون نے بستر سنبھالے اور
منزل کے اشتیاق مین چلے نمازیون نے وضو کرکے وظیفہ سحری کو ادا کیا نقارے دستیو
بجنے لگے ادھر بادشاہ اسلام کی سواری برآمد ہوئی تمام سردار دولت بید حاضر تھے
سب کا سلام ہوا بادشاہ اسلام حسب مراتب جواب سلام دیتے ہوئے میدان جنگ
کیطرف روانہ ہوئے سب سرداران نامی و پہلوانان گرامی ہمراہ رکاب سعادت انتساب
تھے اور پرے کے پرے دستے کے دستے جوق کے جوق گروہ کے گروہ قشون کے قشون سنگر
کے سنگر میدان مین آکر صف آرا ہونے لگے آن واحد مین میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ و
کمینگاہ اگلا پچھلا چنداول ستون صفین آراستہ ہوگئین اب سردار اپنے اپنے
رتبے کے موافق لشکر سے آگے بڑھ بڑھ کر قائم ہو گئے لیکن لشکر آفتاب مریخ علم و
فوج طوفان بن سماک اژدر گیر و سیاہ گنجور شاہ بادشاہ طلسم گنجورہ و فوج قیصر صاف باطن
بادشاہ اسلام سے اجازت لے کر چند قدم آگے بڑھ کر قائم ہوئے اسلیے کہ مقابلہ انھین
لوگون سے ہوگا ادھر فوج ضحاک مسند نشین سامری آکر صفین باندھ کر کھڑے
ہوئے اور گنبد اُڑاتا ہوا آکر میدان مین قائم ہوا بعد آراستگی صفوف قتال و جدال
نقیبان بلند آواز صفون سے نکلے اور اشعار عبرت آمیز زبان پر جاری کیے اور کلمات
پند کہے کہ اے بہادرو و صف شکنو یہ روز نام و ننگ ہے یہ جہان فانی گذرگاہ ہر خاص و
عام ہے جو پیدا ہوا وہ ناپید ضرور ہو گا کب تک بچے گا گرگ اجل سے بچو گے اور گوشہ

عافیت ڈھونڈھو گے آخر کار طائر جان شکار شہباز اجل ہوگا جب مرنا ضرور ہے اور مسلم ہے تو وہ
موت مرو کہ دنیا و عقبیٰ دونون حاصل ہون اگر بچ گئے تو غازی مشہور ہوئے مر گئے تو شہید
کہلائے دیکھیں کون کون اپنے باپ دادا کا نام روشن کرتا ہے شعر رستم بازین یہ نہ بہرام
رہ گیا * مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا * اگر یہ لوگ اپنے اپنے گھرون مین مر جاتے اور
میدان جنگ مین جانثاری نہ دکھاتے تو مثل دیگران کوئی انکا نام بھی نہ لیتا بہت سے
شہزور اسطرح مر گئے کہ کبھی اُنکے جوہر بھی نہ کھلے وہ ہمیشہ جان کو عزیز سمجھا کیے اور وہ دراصل
مر گئے اور جو میدان مین مارے گئے وہ اپنے نام سے ابد الآباد تک زندہ رہینگے اس طرح
کے کلمات جو نقیبون نے کہے بہادرون کے تن مین خون شجاعت نے جوش مارا بس جیسے ہی
نقیب نقابت کر کے ہٹے لشکر کفار سے چند ساحر نکلے ایک نے کچھ اسم سحر پڑھ کر دم کیا کہ
ایک ایسی ہوا چلی کہ میدان سے خار و خس کو سمیٹ کر کنارے کر دیا دوسرے نے کچھ پڑھکر
پانون اپنا زمین پر مارا کہ زلزلہ پیدا ہوا اور پستی و بلندی زمین برابر ہو گئی تیسرے ساحر نے
کچھ پڑھکر آسمان کیجانب اشارہ کیا کہ بغیر ابر کے پانی برسا اور گرد بیٹھ گئی اب مہران وردکش
سامنے گنبد کے آیا اور اجازت میدان مانگی ضحاک مسند نشین سامری نے کہا کہ
جا خداوند سامری تیرا نگہبان ہے یہ سنکر یہ ساحر سیہ فام کہ سپہ سالار لشکر ضحاک تھا اپنا
شیر آتشین دوڑا کر میدان مین آیا اور پکارا کہ باش اے فرقہ خدا پرستان و گروہ مسلمانان جسکو
تمناے مرگ و آرزوے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو یا دین سامری پرستی اختیار
کر کے ہمارے گروہ مین شامل ہو بس یہ سنتے ہی بادشاہ طلسم یعنے کنجور شاہ کی طرف
تخت سحر اڑایا اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر اجازت چاہی بادشاہ اسلام
نے حسرت سے کنجور شاہ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ افسوس میرا دل نہین چاہتا کہ مین
تم کو اجازت دون مگر مجبور ہون کہ آپ لوگ مجھے اور میرے سردارون کو روکتے ہین
خیر جائیے حافظ حقیقی کے حوالے کیا کنجور شاہ سلام کر کے میدان مین آیا اور
کہا کہ لا ضرب اپنی مہران وردکش ہنسا اور کہا اے کنجور شاہ تو بادشاہی طلسم کنجور
پر مغرور ہے جو مجھ سے حرب طلب کرتا ہے یہ خیال اپنے دل سے دور کر یہ کیوان جادو
کی نظر متوجہ تیری جانب تھی جو تو بادشاہ طلسم ہو گیا بادشاہی اور شے ہے اور سامری
اور چیز ہے دیکھ میری فہمائش پر عمل کر اور اپنے کردار سے توبہ کر تو اب بھی مین تجھکو پیل کر
خطا تیری معاف کرا دون ورنہ ایک چشم زدن مین تیرا نشان بھی پردۂ ہستی پر نہ ہوگا
کنجور شاہ نے جواب دیا کہ کیا جھک مارتا ہے مین لڑنے سے نہین ڈرتا عاقبت بخیر
ہونا چاہتا ہون اگر تیرے ہاتھ سے مارا جاؤنگا تو جنت مین جاؤنگا اور اگر تجھکو مارا تو
گویا بڑے کافر کو مارا مین بھی جانتا ہون کہ تو شیطان مجسم ہے تیرے سحر کا رد کرنا آسان
نہین ہے اور سبقت نہ کرونگا کیونکہ مطیع اسلام ہو چکا ہون اور یہ امر آئین اسلام کے
خلاف ہے بس یہ سنتے ہی مہران وردکش نے گولہ فولادی جھولی سے نکالکر اور کچھ اسم

سحر دم کرکے گنجور شاہ پر مارا گنجور شاہ نے سپر کی جگہ سینہ سامنے کر دیا اور گولۂ فولادی
کو مانند گل بازی کے روکا گولہ سینے پر پڑتے ہی مانند گل کے شگفتہ ہو کر زمین پر گرا
اور گنجور شاہ کو کوئی گزند نہ پہونچا یہ دیکھ کر مہران دود کش نہایت خفیف ہوا اور
ساحران لشکر اسلام نے تعریف کی لیکن آفتاب زرین علم نے دل مین کہا کہ غضب
ہوا اُسنے اندازہ گنجور شاہ کی قوت کا کر لیا اب دیکھیے کیا ہوتا ہے اور گنجور شاہ سے
پکار کر کہا کہ یہ حربہ کوئی حربہ سحر نہ تھا غفلت سے کام نہ لیجیے گا اور اسے معمولی ساحر نہ
تصور کیجیے گا اُدھر مہران دود کش نے منھ سے تین بار آہ کی ہر مرتبہ دہن سے اسکے
دھوان نکلا اور وہ دھوان مانند ایک گنبد کے ہو گیا کہ مہران اسمین پنہان ہو گیا
گنجور شاہ حیران کھڑا تھا کہ یہ کیا کرشمہ ہے بس ایک مرتبہ شعلہ اُس دھوئین سے نکلا اور
جانب آسمان بلند ہوا اور گنجور شاہ کیطرف تیر شہاب بنکر چلا آفتاب زرین علم نے
آواز دی کہ ای گنجور شاہ اسے خالی ورد کرنے کا قصد نہ کرنا لیکن گنجور شاہ بھی ایسا ساحر
نہین ہے جو خوف کھاتا فوراً اسنے دستک دی دیکھا کہ ہزار ہا سپرین فولادی اسکے سر پر
قائم ہو گئین اب وہ شعلہ تیز سنان بنکر سپرون کو توڑتا ہوا سر گنجور شاہ پر پڑا اور گنجور شاہ
کو توڑ کر زمین پر لوٹا دیا اور پھر اُسی گنبد دخانی مین جا کر قائم ہو گیا یہان گنجور شاہ جان
بحق تسلیم ہوا چراغ زندگانی اسکا گل ہو گیا لیکن اسکے مرنے سے ایک قیامت کبریٰ
برپا ہوئی ہوا چلی خون برسا خاک اُڑی بعد کچھ دیر کے آواز پیدا ہوئی کہ مارا جوان
کشتی نام من گنجور شاہ جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم جسوقت
دھوان برطرف ہوا اور روشنی ہوئی فوج گنجور شاہ مین شور گریہ و بکا بلند ہوا اور بادشاہ
اسلام بھی نہایت غمگین ہوئے آنسو آنکھون سے جاری ہوگئے کہ ایسا خیرخواہ اور ساحر
زبردست مارا گیا اُدھر ضحاک مسند نشین سامری نے آواز دی کہ ای آفتاب زرین علم
دیکھا تم نے کہ میرے سپہ سالار نے اتنے بڑے ساحر کو کسطرح مارا جسپر ایوان تاجدار
اور کیوان تاجدار کو ایسا بھروسا تھا کہ صاحب تحفجات و امین مال طلسمی مقرر کیا تھا
اسیطرح یہ سب کو قتل کریگا آج اس نمک حرام کو سزا سے معقول ملی کہ جسنے ایسے بادشاہ
کے مرتبہ پر فائز کیا یہ اسکا دشمن ہوا اور اُسکے حریف سے مل گیا مریخ آفتاب علم
نے تو کوئی جواب نہین دیا لیکن طوفان بن سماک اژدر گیر مالک کوہ قضا و قدر سامنے
بادشاہ اسلام کے گیا اور اجازت جنگ مانگی فرمایا ای سماک میری خوشی تو یہ ہے کہ تم
لوگ اپنی جانین کیون برباد کرو بہتر یہ ہے کہ ہماری بلا ہمارے ہی اوپر آنے دو دیکھا تم نے
کہ اس مردود نے گنجور شاہ سے ساحر کو کسطرح مارا طوفان بن سماک نے عرض کی کہ
نمک خوارون کے ہوتے آپ میدان جنگ مین جائین یہ کہان ممکن ہے ہان جسوقت
ہم لوگ نہ ہون اسوقت حضور کو اختیار ہے فرمایا تمھاری خوشی طوفان بن سماک فوراً
اجازت حاصل کرکے سامنے اُس گنبد دخانی کے آیا اور آواز دی کہ اب اس دھوئین

سے خود تنکے گایا اس پر دو لومین ہی فاش کرون دھوئین مین سے آواز پیدا ہوئی کہ تیری بھی یہ لیاقت
ہوئی کہ تو ہمارے سحر کو مٹا سکے اگر دعوے ہے تو تامل کیون کرتا ہے یہ سنتے ہی طوفان بن سماک
نے جھولی پر ہاتھ ڈالا اور ایک شیشہ سرخ رنگ نکالکر کچھ اسم سحر دم کرکے اُس دھوئین پر کھینچ
مارا جیسے ہی شیشہ اس دھوئین پر پڑا یہ معلوم ہوا کہ کسی نے گلال اُڑا دیا سارا دھوان ایک
شعلہ بلند ہو کر فرو ہو گیا اور مہران نظر آنے لگا سب نے تعریف کی کہ بڑے سحر کو کس آسانی سے مٹا دیا
مہران دود کش نے آواز دی کہ او طوفان تو بھی بلا کا ساحر ہے مین تجھے ایسا نہ جانتا تھا مگر
کیا پروا ہے مین ایسے ایسے ہزار لشکر پر تاخت کر سکتا ہون بارے معلوم ہو گیا کہ تو اور طرح زیر ہو گا یہ
کہکر پاؤن مارے اور غرق زمین ہو گیا بعد کچھ دیر کے زمین شق کرکے وہی ستون آتشین ہنکر زمین
سے نکلا اور ڈگمگا کر سر طوفان پر گرا ہر چند اسنے سحر کیے سپرین پیدا کین مگر کچھ نہ ہوا اور ستون
سر کو توڑکر نکل گیا طوفان بن سماک تڑپ کر مر گیا اس کے مرنے سے اور ایک قیامت
کبریٰ برپا ہوئی زمین کو زلزلہ آیا آتش باری و برف باری ہوا کی بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ کشتی
مرا نام من طوفان بن سماک اژدر گیر جادو بود حیف مردیم و جاندادیم و بہ مطلب خود
نرسیدیم اسکے مرنے سے لشکر اسلام پر اور بھی ہراس طاری ہو گیا اور لشکر کفار کے حوصلے
بڑھے ضحاک مسند نشین پھر ہنسا اور کہا کہ مجھے امید ہے کہ یہی کافی ہے میرے نکلنے کی
ضرورت نہ ہو گی اب کس ساحر کا حوصلہ ہے کہ اسکے مقابلہ کو نکلتا بس یک مرتبہ آفتاب زرین علم
قریب تخت شاہی کے حاضر ہوئے اور اجازت مانگی بادشاہ اسلام آبدیدہ ہوئے اور
فرمایا کہ کیونکر آپ کو اجازت دون بہتر یہ ہے کہ آپ جا کر بارگاہ سلیمانی مین قیام کیجیے اور
مین ان کافرون سے سمجھ لونگا اگر آپ زندہ رہینگے تو دفن و کفن تو نصیب ہو جائے گا ورنہ
کون پوچھنے والا ہے یہ ساحر سب کو خاک سیاہ کرکے چلے جائینگے آفتاب زرین علم
نے عرض کی کہ حضور کا اقبال چاہیے اسے تو مین ابھی مارے لیتا ہون مگر ہان ضحاک سے
برابر کا مقابلہ ہے بلکہ وہ بڑا ہے مجھ سے مین چھوٹا ہون بزرگون نے تعلیم مین خردی و بزرگی کا فرق
ضرور رکھا ہو گا وہ اسوقت کھل جائے گا اور اگر علم سحر مین برابر بھی ہوئے تو جتنا سن اُسکا
زیادہ ہے اتنا ہی ریاض زیادہ ہے اب مجھے امید نہیں ہے کہ میدان جنگ سے زندہ پھرون اور اگر
مناسب جانیے تو میری خوشی یہ ہے کہ اس لڑائی کا تماشا تو دیکھیے لیکن بعد مہران دود کش
کے پھر حضور سردارون کو لیکر بارگاہ سلیمانی مین چلے جائین کیونکہ آپ کو خبر نہیں مگر مین جانتا ہون
کہ ایک متنفس بھی نہ بچ سکے گا آج میدان مین وہ سحر ہونگے جنکا مٹنا ممکن نہیں ہے ہمارے اور
ضحاک کے مرنے کے بعد بھی سحر قائم رہینگے اور دونون لشکر ونکو مٹا دینگے بادشاہ اسلام نے فرمایا
کہ بڑے افسوس کی بات ہے آپ تو ہماری طرف سے لڑکر اپنی جان دین اور ہم جان بچاکر بارگاہ
سلیمانی مین بیٹھین یہ نہ ہو گا لطف یہی ہے کہ تا قافلہ کا قافلہ وہان بھی ساتھ ہو سب اسیطرح میدان
جنگ مین کھڑے رہینگے اور تم کو تنہا نہ چھوڑینگے آفتاب زرین علم نہایت متردد ہوئے کہ ہونا کیا
ہے مگر سمجھے کہ بادشاہ نہ مانینگے مجبور ہو کر عرض کی کہ پھر اب اجازت دیجیے ورنہ ضحاک مسند نشین مری

مجھ پر چھوڑیے گا بادشاہ اسلام گلے لپٹ کر رونے لگے اور کلمات حسرت آمیز زبان پر جاری کیے کہ بعد آپ کے میں شاہزادہ بدیع الملک کو کیا جواب دوں گا اور اس لشکر کی نگہبانی کون کرے گا آفتاب زرین علم نے کہا میری جانب سے عرض کیجیے گا کہ اگر میں اپنی جان سے دست بردار نہ ہوتا تو کل لشکر کا خاتمہ ہو جاتا ایسے وقت میں اتنی جانوں کا تلف بہتر تھا یا ایک شخص کا مرنا اچھا تھا اور بعد میرے خداوند کریم کوئی اور صورت پیدا کر دے گا اور اس سے اطمینان رکھیے کہ اب اتنے بڑے ساحر سے کبھی مقابلہ کی نوبت نہ آئیگی بس اب مجھے رخصت کیجیے بادشاہ اسلام نے مجبور ہو کر آفتاب زرین علم کو رخصت میدان دی آفتاب زرین علم مہران دود کش کے مقابلہ پر آئے ضحاک مسند نشین سامری نے آواز دی کہ کیوں بھائی آخر کار میرے سپہ سالار کے مقابلہ میں تمہیں خود آنا پڑا افسوس صد افسوس پھر میں سمجھاتا ہوں کہ اب بھی کچھ نہیں گیا ہے بادشاہ کو سمجھاؤ آفتاب زرین علم نے کہا کہ بادشاہ کو کیا سمجھاؤں تمہیں پھر سمجھاتا ہوں کہ اس ارادہ سے باز رہو ورنہ اگر میں نہ ہونگا تو تم بھی نہ ہو گے ضحاک مسند نشین سامری نے کہا کہ اگر تو بہادر ہے تو کیا میں بزدل ہوں تو چھوٹا ہو کر تو سامنے سے نہ ہٹے اور میں بڑا ہو کر ہٹ جاؤں اب جو ہونا ہو گا وہ ہو جائیگا یہ کہکر مہران دود کش کو آواز دی کہ تو یہ خیال نہ کرنا کہ یہ ہمارے مالک کا بھائی ہے اب یہ دشمن جانی ہے یہ سنکر مہران دود کش تڑپا اور اسیطرح شعلہ بنکر آسمان پر گیا اور سنان بنکر آفتاب زرین علم کیطرف چلا آفتاب زرین علم نے منہ سے اسد کی دیکھا تو ایک طائر پیدا ہوا اور اُسنے اپنے پروں کی ہوا دی کہ مہران دود کش اپنی ہیئت اصلی پر آ گیا اور آفتاب زرین علم کے سامنے گرا بس آفتاب زرین علم نے اُس طائر سے کہا کہ اسے پنجہ میں اٹھائے جا جیسے ہی اسنے کندھے تو لکر جھپٹنے کا قصد کیا مہران دود کش نے اُف کی کہ دھواں پیدا ہوا اور مہران کو چھپا لیا یہ دیکھتے ہی آفتاب زرین علم نے کچھ اسم سحر پڑھ کر اس طائر پر پھونکا کہ وہ زمین پر گر کر تڑپا اور ہیئت انسانی پیدا کی مگر ایک حباب اُسکے ہاتھ میں تھا آفتاب زرین علم نے کہا کہ کھینچ مار اس دھوئیں پر اور تاکیں اسکی چیر ڈال یہ سنتے ہی اُس پتلے نے حباب کھینچ مارا حباب پڑتے ہی دھواں پھٹ گیا اور مہران نظر آیا پتلا اُسکی طرف جھپٹا دیکھا مہران نے کہ اب جان بچتے نظر نہیں آتی فوراً پاؤں مار کر غرق زمین ہو گیا ساتھ ہی پتلا بھی غرق زمین ہوا جب مہران دود کش نے دیکھا کہ یہاں بھی مفر نہیں ہے اور یہ ملک الموت کیطرح جان کے ساتھ ہی ساتھ ہے یہ تڑپ کر زمین سے نکلا اور پھر شعلہ ہو کر بلند ہوا اور چاہا کہ سنان بنکر گرے ساتھ ہی پتلا بھی نکلا اب جو دیکھا تو بازوؤں پر اسکے پر بھی تھے یہ بھی اُڑا اور اُس شعلہ کے ساتھ ہی ساتھ بلند ہوا جیسے شعلہ نے ہیئت سنان کی پیدا کی اور مریخ آفتاب علم کیطرف چلا پتلے نے پروں کا سایہ ڈالا دیکھا تو پھر مہران اپنی حالت اصلی پر آ گیا بس پتلے نے اسکو پکڑ لیا اور گریبان گیر ہو کر سامنے آفتاب زرین علم کے لایا اور قد و قامت پیدا کر کے مہران دود کش کو چیر کر پھینک دیا کہ دونوں ٹکڑے زمین پر

اژدر تھرانے لگے ہنوز انکا اچھی طرح دم نہین نکلا تھا کہ آفتاب مریخ علم نے کچھ اسم سحر پڑھکر
خاک ان ٹکڑون پر پھینکی کہ وہ تڑپنے لگے اور لوٹ پیٹ کر بصورت اژدر ہوگئے شعلے انکے
پھنون سے نکل رہے تھے آفتاب زرین علم نے آواز دی کہ جاؤ اور لشکر ضحاک کو کھالو
یہ سننا تھا کہ وہ دونون اژدر شائین شائین کرتے ہوئے اور قلابہ آتشین چھوڑتے ہوئے
لشکر ضحاک مسند نشین سامری کیطرف چلے اب جو ضحاک مسند نشین سامری نے
یہ معرکہ دیکھا کہ سپہ سالار مارا گیا اور اب وہی اژدر بنکر فوج کو کھانے آتا ہے آواز دی کہ کیون
اے آفتاب زرین علم آخر ہمارے تمہارے مقابلہ کی نوبت آگئی جس بات کو ڈرتے تھے وہی
پیش آگئی تمہین اسی دن کے واسطے سحر تعلیم کیا تھا کہ تم مار آستین وگرگ بغل ہو کر ہمین کو ایذا
دو بقول شاعر شعر شعلے بھڑک کے اٹھی دل کے داغ سے ✦ آخر کو آگ لگ گئی گھر
کے چراغ سے ✦ اگر تم ان لوگون کے طرفدار نہ ہوتے تو اسوقت کیا انجام ان لوگون کا ہوتا
ادھر کچھ ساحران اژدرون کے روکنے کو بڑھے تھے اور ایک آدھ نے گولہ ترنج نارنج مارا بھی
تھا مگر ان اژدرون پر کوئی اثر نہ ہوا ضحاک مسند نشین سامری نے کہا مین خوب
جانتا ہون کہ آفتاب زرین علم کے سحر کو کوئی روک نہین سکتا کیون اپنی جانین دیتے
ہو اور اژدرون کے سامنے جاتے ہو تمہارے اسے کیا کیا جو تم کر لو گے یہ کہکے صندوقچہ
کھولا اور دو پتلے کاٹ کے نکالکر پھینکے کہ بانس کی کمان اور جھاڑو کی سینک کے تیر انکے
ہاتھ مین تھے اور اُنسے کہا کہ مار لو ان اژدرون کو یہ سنتے ہی وہ پتلے سیدھے ہوئے اور
سامنے اژدرون کے آئے اور تیر جوڑ جوڑ کر جو مارے تو پیشانیون پر اژدرون کی پڑے
یہ معلوم ہوا کہ دو تیر شہاب گرے دونون اژدر اژدر آتشبازی ہو کر جل گئے اب پھر
ضحاک مسند نشین سامری نے اور پتلے پھینکنا شروع کیے یہانتک کہ بارہ سو پتلے
دم بھر مین پھینک دیے سب کے ہاتھون مین جھاڑو کے تیر اور بانس کی کمانین تھین
جسوقت بارہ سو پتلونکا پرا تیار ہوا ضحاک مسند نشین سامری نے کہا کہ اے لشکر
سحر فوج حریف سامنے موجود ہے بس یہ سننا تھا کہ وہ پتلے مانند برق تڑپ تڑپ کر چلے
قضائے کار رخ ان پتلون کا ترچھا تھا فوج مریخ آفتاب علم تو داہنی طرف چھوٹ گئی
اور یہ پتلے بائین جانب بڑھ گئے ادھر قیصر صاف باطن اپنے لشکر کی صفین جمائے
کھڑے تھے انکو خبر بھی نہ تھی کہ یہ آفت ادھر آجائے گی کیسے کیسے پہلوانان زبردست
اسکے لشکر مین ہین کہ جنسے زینت میدان ہے مگر یہ پتلے جو سامنے پہونچے اور بارہ ہزار تیر
ایک مرتبہ چلے تو صف کی صف قیصر صاف باطن صاف ہو گئی انکے لشکر مین مع
سردار کوئی باقی نہ رہا جسپر تیر پڑا وہ جلکر خاک ہو گیا اب یہ پتلے لشکر آفتاب زرین علم
کیطرف چلے اب تو لشکرون مین تلاطم برپا ہو گیا کہ یہ کونسی آفت آگئی اگر انسان ہوا اس سے
لڑین مارین بھی مرین بھی غرض آفتاب زرین علم نے جو ان پتلون کو اپنے لشکر کیطرف
آتے دیکھا فوراً زمین پر گرا ایک شعلہ جوالہ بنکر بلند ہوئے اور ان بارہ سو پتلون پر چنگاریان

برسانا شروع کر دین جس پتلے پر چنگاری پڑتی وہ مانند شمع کے جلنے لگا یہانتک کہ بارہ سو پتلے
لال سبز شمعون سے مانند خجند نکلے اور ایک جگہ قائم ہوئے دلن کو لطف چراغان آنے لگا
اب آفتاب زرین علم نے ہیئت اصلی پیدا کی اور زمین پر آکر خون اپنی ران مین نشتر
دیکر نکالا اور ان پتلون پر مارا دیکھا کہ ہر چند ہمہ تن شعلہ ہو گیا آفتاب زرین علم نے آواز
دی کہ جاؤ اور لشکر ضحاک سے ست لگے جاؤ کہ وہ تم کو بچا نہین سکتے ہین وہ بارہ سو پتلے اُچھلے
یہ دیکھتے ہی ضحاک مسندنشین سامری نے تھوڑی سی روئی کو رتی نکالی اور دوا سے رائی
سرسون ماش کے چھڑکا سپر رہے کہ وہ روئی کا ٹکڑا مانند ہوسنہ تڑپ کر بلند ہوا اور ان
پتلون کیطرف چلا لیکن جب تک یہ اس سامان مین رہا پتلے آ پہنچے لپٹ پڑے
پہلے ہی حملہ مین بارہ سو ساحر جلا کر خاک کر دیے اب پتلے دوسرا حملہ کیا چاہتے تھے کہ ابر سیہ
پیدا ہو کر بجلی برسنے لگا جسپر بوند پڑی وہ فنا ہو گیا آن واحد مین بارہ سو شعلے بجھ کے رہ گئے
ضحاک مسندنشین سامری ہنسا اور کہا بس آفتاب زرین علم نے آواز دی کہ کیا
گنبد کے اندر بیٹھا ہوا بڑبڑا رہا ہے جیسے چڑیا پنجرے مین بولتی ہے تو میدان مین آ کر جنگ
دکھا ضحاک مسندنشین سامری نے کہا کہ کیا تیرے مقابلہ کو گھرون مین بیٹھے بیٹھے
سب کچھ کر سکتا ہون یہ سنکر آفتاب زرین علم کو نہایت غصہ آیا اور آواز دی کہ تو یون
نہ نکلے گا اب ہم اس گنبد ہی کو مٹائے دیتے ہین یہ کہکر ایک چھوٹا سا گنبد اسیطرح کا جھولی سے
نکالکر زمین پر پھینکا اور چار پتلے پھینکے اُنسے کہا کہ مٹا دو اس گنبد کو چارون پتلے اس گنبد
کی مین لپٹ گئے ادھر پتلون نے اسکا دروازہ توڑا اُدھر گنبد کا دروازہ ٹوٹ گیا ادھر
اسکے چوکھٹ بازو نکالکر پھینک دیے اُدھر اسکی یہی حالت ہوئی یہانتک کہ ادھر
پتلون نے اس گنبد کو منہدم کیا اُدھر وہ گنبد ٹوٹ کر گرا صرف تخت باقی رہ گیا جسپر یہ
سوار تھا اور آفتاب جو گنبد پر تھرا رہا تھا وہ اب سر پر تھرانے لگا یہ تماشا دیکھکر
بادشاہ اسلام نے نہایت تعریف کی اور ضحاک مسندنشین پکارا کہ معلوم ہوتا ہے مجھے
ہمیشہ سے میری جانب سے خوف تھا اور دل مین تیرے کینہ تھا جو تو نے یہ انتظام کیا
خیر کچھ پروا نہین یہ کہکے بائین چھنگلیا کاٹ کر خون اُسکا اُس آفتاب پر مارا جو سر پر اسکے
تھرا رہا تھا اور آواز دی کہ جلا دے مریخ آفتاب علم کو یہ سنتے ہی وہ آفتاب تڑپا اور
بلند ہو کر مریخ آفتاب علم کیطرف چلا یہ جو دیکھا کہ اب ضحاک کا سحر آفتاب زرین علم
پر آتا ہے تمام لشکر اسلام دعائین کرنے لگا کہ پروردگارا انھین بچانا ورنہ بعد انکے ہم سب پر یہ
بلا نازل ہوگی اور کسی کے دفع کیے سے دفع نہوگی اُدھر بادشاہ اسلام پریشان ہو گئے اور
مریخ آفتاب علم کو آواز دی کہ کیون اے بہادر پھر بھی وہ دن نصیب ہوگا کہ ہم اور تم ایک جا
بارگاہ مین بیٹھینگے اور ملاقات بدیع الملک کی نصیب ہوگی آفتاب زرین علم نے کہا کہ
کار خیر مین جو دم ہے اُسے غنیمت جانیے تھوڑی دیر مین نہین معلوم کیا آفت برپا ہوا چاہتی ہے
آپ صاحب اقبال ہین خدا آپ کو فتح دیگا جسوقت شاہزادہ بدیع الملک سے ملاقات ہو

تو کہہ دیجیے گا کہ افسوس آپ نے ہماری جانبازی کا تماشا نہ دیکھا مگر ہم نے حق رفاقت ادا کر دیا
اور روح حسرت دیدار مین پھڑک پھڑک کر جسم سے نکلی اور تن خاکی آتش حسرت سے جلکر خاکستر
ہو گیا بقول شاعر شعر کوئی ذرہ تو اڑکر تا بہ دامن اسکے پہونچے گا + یہ مشت خاک تیری راہ مین
برباد کرتے ہین ایسی کہ رہے تھے کہ وہ آفتاب سر پر آ پہونچا اور کڑک کر چلا یہ دیکھتے ہی
آفتاب زرین علم نے جھولی پر ہاتھ ڈالا اور آئینہ سکندری نکالکر سامنے کیا بس جیسے ہی
پرتو اُس آفتاب کا آئینہ مین پڑا آفتاب اپنے پرتو کیطرف مائل ہوا اور آہستہ آہستہ اُس آئینہ
مین اُترنے لگا آفتاب زرین علم نے بائین ہاتھ سے ایک شیشہ نکالا اور وہ پشت
آئینہ پر لگا دیا اور کچھ اسم پڑھنا شروع کر دیا دیکھا کہ وہ آفتاب ایک شعلہ ہو کر اُس شیشہ
مین اُتر آیا بقول شاعر شعر آئینہ مین ہے عکس تری جلوہ گری کا + واللہ یہ شیشہ نہین خانہ ہے
پری کا + یہ دیکھتے آواز دی ضحاک مسند نشین سامری کو کہ بس اتنی عمر مین ہی سحر آپ نے
تیار کیا تھا جسے مین نے شیشہ مین بند کر لیا تھا اتنا تو بزرگون نے مجھے بھی تعلیم کر دیا تھا
وہ جانتے تھے کہ یہ ایک رشتہ مین بھائی سے بدی کرے گا کیونکر مجھے آگاہ نہ کر جاتے
ضحاک مسند نشین سامری خفیف ہوا اور لشکر اسلام سے آواز تحسین و آفرین بلند
ہوئی بادشاہ اسلام نے بھی حد سے زیادہ تعریف کی اور فرمایا کہ کس معرکہ کا سحر آپ نے کیا
جسنے اتنے بڑے ساحر کے سحر کو مسخر کر کے مطیع کر لیا سبحان اللہ اب فن سحر و ساحری مین آپ کا
مثل و نظیر نہین ہے کیا کوئی آپ کے سحر کا جواب دے سکتا ہے آفتاب زرین علم نے بعد
ادب مجرا کیا اور دست بستہ عرض کی کہ حضور یہ دعا فرمائین کہ انجام بخیر ہو ورنہ ہم دونون مین
سے آج کوئی میدان سے زندہ بچتے نہین معلوم ہوتا یہ ممکن نہین ہے کہ مین نے انکا سحر
روک لیا تو یہ میرا سحر نہ رد کر سکین ضحاک مسند نشین سامری اپنے تخت سے زمین پر
کود پڑا اور ایک نعرہ آہ کا دل پُر درد سے کھینچ کر یہ شعر پڑھا شعر اگر بخشے زہے رحمت نہ
بخشے تو شکایت کیا + سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے + درحقیقت اے آفتاب زرین علم
مین تمھین اتنا نہ سمجھا تھا کہ تم نے میرے سحر کا جواب دیا ورنہ کیا طاقت ہے کسی کی جو اس
سحر کو روک سکتا آفتاب زرین علم نے آنکھون مین آنسو بھر کر آواز دی کہ بھائی صاحب
اب بھی خیریت ہے اور ہم آپ دونون زندہ ہین بہتر یہ ہے کہ آپس کی لڑائی موقوف کیجیے
اسلیے کہ روح والدین کیا تحسین ہو رہی ہوگی کہ دونون بھائی آپس مین اسطرح لڑ رہے ہین
کہ ایک دوسرے کے لہو کا پیاسا ہے انھون نے ہمین اور آپ کو کس ناز و نعمت سے پرورش
کیا علم سحر و ساحری مین طاق و مشاق شہرہ آفاق کیا تاکہ ساحران عالم انکا مقابلہ نہ کر سکین
مثل مشہور ہے کہ شعر دو دل یک شود بشکند کوہ را + پراگندگی آرد انبوہ را + اگر ساحران عالم
جمع ہو جائین اور ہم آپ ایک طرف رہین تو کافی ہین لیکن بزرگون کو اس بات کی خبر نہ تھی
کہ یہ دونون آپس مین لڑکر قطع نسل کرینگے اور نام بزرگون کا خود ہی مٹا دینگے دیکھیے اب
بھی ہوشیار ہو جائیے اور خواب غفلت سے چونکیے دو باتون مین سے ایک اختیار کیجیے

یا آئینہ اندام جادو کو گرفتار کر کے حوالے کیجیے اور یا دین اسلام اختیار کیجیے میری طرح اطاعت
اسلام کو فخر و سعادت جانیے تو اب بھی میں اس شیشہ کو دفن کرا دوں اور آپ پر وار نکردوں
ضحاک مسند نشین سامری نے آواز دی کہ او چھوکرے تو نے میرا سحر روک لیا کیا میں
تیرا سحر روک نہیں سکتا ارے میرا مردہ بھی تجھ پر بھاری ہے اکیلا نہیں مرونگا مر کے بھی تمام
لشکر اسلام کو بلکہ ایک عالم کو پھونک دونگا اول تو میرا ہلاک کرنا آسان امر نہیں ہے دانتوں
پسینہ آجائینگے اور بالفرض ہلاک بھی ہوا تو میرے بعد کیا تم سب زندہ بچو گے جو افسوس کروگے آج تو
خاندان کا خاتمہ ہوا چاہتا ہے یہ کہتے ہی اسنے آواز دی کہ اے محو جادو آ کہ وقت تمہارا آگیا
بس ادھر تو اسنے محو جادو کو طلب کیا اُدھر آفتاب زرین علم کو خیال ہوا کہ یہ دوسرا سحر
کیا چاہتا ہے جو اس سے بھی زبردست ہے بس جلدی سے کچھ اسم سحر پڑھ کر بائیں چھنگلیہ میں
نشتر دے کر خون نکالا اور ڈاٹ شیشہ کی کھول کر اسمیں ٹپکا دیا خون اندر شیشہ کے
پہونچتے ہی وہ شعلہ تڑپ کر نکلا اور بشکل آفتاب بنکر سامنے آفتاب زرین علم کے
ٹھیرایا آفتاب زرین علم نے آواز دی کہ کیا دیکھتا ہے لے اپنے مالک کو کہ اب یہ تیرا دشمن
ہے بس یہ سُننا تھا کہ وہ آفتاب چمک کر ضحاک مسند نشین سامری کیطرف چلا اُدھر
ایک جانب سے ایک پریزاد طاؤس آتشین پر سوار پیدا ہوئی ایک ٹھیکرا یا خاک اُسکے
ہاتھ میں تھی جیسے ہی آفتاب آکر قریب پہونچا اُس پریزاد یعنی محو جادو نے خاک اس
آفتاب پر چھڑکی دیکھا کہ وہ تیزی آفتاب کی کم ہو گئی بس محو جادو نے آواز دی کہ آ اور
میرے گلے سے لپٹ جا کہ میں تیرا مشتاق ہوں یہ سُنتے ہی اُس آفتاب نے صورت
ایک حلقۂ طلا کی پیدا کی اور گلے میں محو جادو کے اتر کر ایک ہنسلی بنکر رہ گیا یہ دیکھ کر
رنگ آفتاب زرین علم کا زرد ہو گیا ضحاک مسند نشین سامری نے آواز دی
کہ اے آفتاب زرین علم دیکھا تم نے اب تمھیں تصور کرو کہ پہلے اس سحر میں صرف
میری قوت تھی جسے تم نے روکا اب اس سحر میں میری اور تمھاری دو کی قوت پیدا
ہو گئی جسے میں نے روکا اب جو یہ سحر پلٹے گا تو اسکا درجہ آخر ہے یہ نہ تم سے رک سکتا ہے
اور نہ مجھ سے دیکھو باز آؤ میرے مقابلہ سے پھر میں تمھیں رات بھر کی مہلت دیتا ہوں کہ
بادشاہ اسلام کو سمجھا دو اور اپنے دل میں قائل ہو کہ میں نے تم کو ہمیشہ مثل فرزندوں کے
سمجھا مگر اب معاملہ مذہب کا آپڑا ہے اسمیں رعایت نہ کرونگا یہ کہکر اسنے طبل بازگشت بجوا دیا
اور میدان سے پھر گیا اِدھر آفتاب زرین علم نہایت اداس اور پریشان میدان سے پھرے
بادشاہ اسلام نے فرمایا شکر ہے خدا کا کہ ایک رات اور آفتاب زرین علم کو دیکھ لینگے اور
رات بھر میں شاید کوئی صورت صلح کی نکل آئے یہ فرماتے ہوئے اور آفتاب زرین علم کو لیے
ہوئے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے سب سردار اپنے اپنے خیموں میں گئے پوشاک رزم اتاری لباس
بزم پہنا اور حاضر خدمت بادشاہ ہوئے دربار آراستہ ہوا سب سردار اپنے اپنے منصب کے
موافق دنگل کرسی پر جلوہ گر ہوئے مگر آج تین ساحران ذی سے یہ بارگاہ خالی ہو گئی بادشاہ

اسلام تیمور شاہ و طوفان بن سماک اژدر گیر کو یاد کر کے بہت روئے اور فرمایا کہ ابھی صبح تک وہ ہمارے ساتھ تھے اور اسوقت گلشن جنت کی سیر کرتے ہونگے تصویریں انکی بادشاہوں کی نگاہوں کے سامنے پھر رہی ہیں آفتاب زرین علم بھی رو رہے ہیں بلکہ تمام سرداران نامدار ہیں لشکروں میں تیمور شاہ اور طوفان بن سماک کے شور گریہ و زاری بلند ہے اور قیصر صاحب باطن کا تو کوئی رونے والا بھی نہیں رہا سارا لشکر جلکر خاک ہو گیا مریخ آفتاب علم عرض کر رہے ہیں کہ کل اسیطرح ہمیں بھی روئیے گا آج تقدیر ہی تھی جو بچ گئے ورنہ انتہائے سحر ہو چکی تھی اب صرف سحر اخیر باقی تھا جسکے بعد نہیں ہوتا اور نہ وہ ہوتا بادشاہ اسلام نے فرمایا اے آفتاب زرین علم تمھاری جدائی کا صدمہ ایسا جانگداز ہے کہ جی چاہتا ہے تم سے پہلے اپنی جان دے دیں اور ایسے دوست کو دنیا سے جاتے ہوئے نہ دیکھیں قسمت تو یہی کہتی ہے مگر مرضی پروردگار کی خبر نہیں کہ اسکی کیا مصلحت ہے اگر کوئی صورت صلح نکل سکے تو صلح کر لیجیے یا آپ کنارہ کشی کیجیے میں کسی اور کے نام طبل بجوا دوں میرے عیاروں نے بڑے بڑے جادوگروں کو مارا ہے انکو حکم دوں وہ جا کر اس ملعون کو وہیں ذبح کر آئیں آفتاب زرین علم نے عرض کی کہ اسمیں میرے واسطے بدنامی ہے اگر میں یہاں موجود نہ ہوتا تو کوئی مضائقہ نہ تھا اب عالم یہی کہیگا کہ جب آفتاب زرین علم بھائی کا مقابلہ نہ کر سکا تو عیاروں سے مدد لی اس بدنامی سے مرنا بہتر ہے اسکے علاوہ یہ ایسا ساحر نہیں ہے جسے عیار مغالطہ دے کر قتل کر سکیں جو جائیگا وہ گرفتار ہو جائیگا بادشاہ اسلام خاموش ہو رہے یہاں تو یہ حالت ہے اور وہاں ضحاک مسند نشین سامری جو میدان سے پھر کر اپنی فرودگاہ پر آیا تخت سحر زمین پر آتا ہے لشکر نے کر کموری محو جادو سامنے حاضر ہے آج نہ وہ گنبد ہے نہ آفتاب عجب بے سر و سامانی ہے محو جادو نے پوچھا مجھے کیا حکم ہوتا ہے کہا آج شب کو میں رہو اسلیے کہ کل مجھے یہ قصہ فیصل کرنا ہے کہ نہ میں ہی باقی رہوں اور نہ آفتاب زرین علم رہیں یہ سنکر محو جادو نے کہا کہ اس سے کیا حاصل جب آپ ہی نہ رہے تو دنیا میں کیا رہا ایسی صورت کیجیے کہ آپ برقرار رہیں دشمن یا مطیع ہو یا مارا جائے ضحاک مسند نشین سامری نے کہا کہ جب دشمن کمزور ہو تو مطیع یا اسیر ہو جب برابر کا ہے تو کیا ہوتا ہے اگر میں ابتدا نہ کرونگا تو وہ ابتدا کریگا اس سحر اخیر کو میرے نہ وہ روک سکتا ہے نہ میں روک سکتا ہوں یہ ایک آگ دونوں کو جلائیگی محو جادو نے کہا کہ اگر مجھکو حکم ہو تو میں جا کر سمجھاؤں ضحاک مسند نشین سامری نے کہا تمھارے جانے سے وہ یہ سمجھے گا کہ بھائی دب گیا اور پیغام صلح بھیجا ہے اور علاوہ اسکے وہ ماننے والا نہیں ہے محو جادو نے کہا کہ یہ آپ خود جانتے ہیں کہ مجھکو جسقدر آپ سے تعلق خاطر ہے اسیقدر آفتاب زرین علم سے ہیں آپ دونوں کا نگہبان و حافظ جان ہوں اور میں دونوں کی تمنا ہوں جسطرح آپ کے طلب کرنے سے آپ کے پاس حاضر ہوئی اور اسکے سحر کو رد کیا اسیطرح اگر وہ طلب کرتا تو اسکی طرف سے آپ کے سحر کو رد کرنا پڑتا میری نمائش میں کسی کا جنبہ نہیں ہو سکتا

یہ سُنکر ضحاک مسند نشین سامری نے کہا کہ اے محو جادو یہ تمام گوشہ نشین بیکار ہیں
آفتاب زرین علم تمھارا کہنا نہ مانے گا محو جادو نے کہا ایک مرتبہ مجھے بھی حوصلہ اپنا
نکال لینے دو ضحاک مسند نشین سامری نے کہا کہ اچھا تمھیں اختیار ہے جاؤ مگر ہوشیار
رہنا ایسا نہ ہو وہ تمھیں اسیر کرے محو جادو نے کہا اس سے اطمینان رکھو یہ کہکر اسنے طاؤس
سحر اُڑایا اور جانب لشکر اسلام روانہ ہوئے یہاں آفتاب زرین علم بادشاہ سے رخصت
ہوکر سحر تیار کرنے کی غرض سے اپنے لشکر کیطرف روانہ ہوتے تھے کہ انھوں نے طاؤس آتشین
پر سوار ایک ساحرہ کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا پہلے تو یہ خیال ہوا کہ ضحاک نے
سحر بھیجا ہو پھر خیال ہوا کہ وہ ایسا نہیں ہے جو دھوکا دے کر حملہ کرے الغرض نظر محو جادو
کی جو آفتاب زرین علم پر پڑی بالائے زمین اُتری اور سلام کیا آفتاب زرین علم نے
مزاج پوچھ کر دریافت حال کیا اور سبب آنے کا پوچھا محو جادو نے کہا کہ میں چاہتی
ہوں تم سے اور ضحاک مسند نشین سامری سے کیطرح صلح ہوجائے آفتاب زرین علم
اسکو ہمراہ لیے ہوئے خیمہ میں آئے محو جادو کو بٹھایا آپ بھی بیٹھے کہا اے محو جادو تم نے
تو خوب ہمارے سحر کو روکا محو جادو نے کہا کہ میں جس کام پر متعین تھی وہ میں نے کیا اگر تم
طلب کرتے تمھاری طرف سے ضحاک مسند نشین سامری کے سحر کو روکتی آفتاب زرین علم
نے کہا کہ اب میں تم کو نہیں طلب کر سکتا اسواسطے کہ جو اسم سحر تمھارے طلب کرنے کا ہے
وہ بالکل شریعت اسلام کے خلاف ہے میں نے جب سے اطاعت اسلام اختیار کی نہ تم کو
کبھی طلب کیا اور نہ طلب کرونگا اسواسطے کہ یہ میں خوب جانتا ہوں کہ نہ ضحاک تنہا میرا
کچھ کر سکتا ہے نہ تم ہماری تمھاری تینوں آدمیوں کی جانیں وابستہ ہیں ایک دوسرے
سے اگر ہمارے تمھارے آپس میں فساد نہ ہوتا تو تاقیام قیامت کوئی قتل نہیں کر سکتا
تھا اور نہ غالب آسکتا تھا اے محو جادو اسی مقام سے اُس قادر مطلق کی قدرت ظاہر
ہوتی ہے کہ اس سے زیادہ تو انتظام بقاے زندگی کا نہیں ہو سکتا مگر خود منظور خدا یہ
نہیں ہے کہ کوئی ہمیشہ زندہ رہے یہ بات اُسی معبود حقیقی کے واسطے ہے کہ ہمیشہ سے ہے
اور ہمیشہ رہیگا بس اُس پروردگار نے وہ سامان پیدا کر دیئے کہ اب ہم تم تینوں میں سے
کوئی نہیں بچ سکتا محو جادو اس تقریر کو سُنکے صلح سے مایوس ہوئی اور بہت روئی
آفتاب زرین علم سے کہا کہ تم نے ایسی باتیں کہیں جو میرے دل پر نقش ہو گئیں
مگر مجبوری یہ ہے کہ میں اپنے اختیار میں نہیں ہوں اور تم نے مجھے طلب نہ کیا ورنہ
میں بھی اس دین برحق کو اختیار کرتی اور اب ضحاک مسند نشین سامری مجھ پر
حاوی ہو چکا ہے اور اُسنے بزور سحر مجھکو اپنے قابو میں کر لیا کہ میں کوئی امر اُسکے خلاف
مرضی نہیں کر سکتی اُسکے سحر ایسے مسلط ہو گئے ہیں کہ اگر اُسکے خلاف کروں تو ابھی
جل جاؤں اب یہ بتاؤ کہ میرا کیا حشر ہوگا آفتاب زرین علم بولے کہ تم اسوقت
اس مذہب سے توبہ کرو اور یہ نیت کرلو کہ اگر میں ضحاک مسند نشین سامری کے

تجھ سے چھوٹی تو یہ دین برحق اختیار کر لونگی یہ مذہب برحق ایسا ہے کہ ادھر دل مین کار خیر کی نیت
کی اور ثواب اُسکے نامہ اعمال مین مندرج ہو گیا اور فعل ناجائز جب تک وقوع مین نہ
آئے عقاب اُسکا نہ ہوگا محوجادو نے کہا مین تمھین کو اپنے ارادہ کا شاہد کرتی ہون اور
جو تم سے کوئی انتظام میری رہائی کا ممکن ہو تو مجھے رہا کر دو تا کہ جنگ برابر کی ہو جائے پھر
برسون بھی آ کر ضحاک مسند نشین تجھ سے لڑے تو کچھ نہ ہو سکے گا نہ تم کچھ اُسکا کر سکو گے نہ
وہ تم کو ایذا پہونچائے گا آفتاب زرین علم نے سر جھکا لیا اور بڑی دیر تک سوچا کیے
آخر مین سر اُٹھا کر جواب دیا کہ سوا ایک صورت کے دوسری صورت ذہن مین نہین آتی
وہ یہ کہ مین بادشاہ اسلام سے حال تمھارا بیان کرتا ہون اور بارگاہ سلیمانی مین رہنے کی
اجازت طلب کرتا ہون اگر بادشاہ نے منظور فرما لیا تو جب تک فیصلہ جنگ نہ ہووے تم
بارگاہ کے باہر نہ نکلنا محوجادو یہ سُنکر خوش ہوئی اور آفتاب زرین علم سے کہا
کہ اچھا اسکا جلد تدارک کرو ایسا نہ ہو اس راز سے ضحاک مسند نشین سامری باخبر
ہو جائے اور وہ مجھکو طلب کرے تو مین بے اختیار چلی جاؤنگی پھر نہ خود رک سکتی ہون
اور نہ تم روک سکتے ہو یہ سُنکر آفتاب زرین علم نے محوجادو کو اپنے ہمراہ لیا اور
بارگاہ سلیمانی کی جانب روانہ ہوا یہ وہ وقت تھا کہ بادشاہ بارگاہ سے نکل کر محل معلی
کیطرف جا رہے تھے کہ آفتاب زرین علم نے سامنے جا کر سلام کیا اور عرض کی
کہ وقتی دارم بادشاہ نے تخت رکوا لیا فرمایا کہ کس غرض سے آپ آئے ہین آفتاب زرین علم
نے عرض کی کہ تخلیہ چاہتا ہون ایک راز کی بات ہے بادشاہ نے تخت رکھوا دیا سب کو
ہٹا دیا آفتاب زرین علم نے محوجادو کو پیش کیا محوجادو نے سلام کیا بادشاہ
اسلام نے فرمایا مین نے اسکو کہین دیکھا تھا آفتاب زرین علم نے کہا یہ وہی ساحرہ
ہے جسنے میرے سحر کو روکا تھا آج میرے پاس کوشش صلح مین آئی تھی مین نے ہدایت دین
اسلام کی اسنے منظور کیا مگر یہ اپنے اختیار مین نہین ہے اگر اسے بارگاہ سلیمانی مین جگہ
دیجائے اور تا فیصلہ جنگ ضحاک یہ بارگاہ سے نہ نکلے تو مین ضحاک کو قتل کر سکتا
ہون اور نہ وہ مجھے قتل کر سکتا ہے ہم دونون کی موت یہی ہے بادشاہ اسلام یہ سُنکر نہایت
خوش ہوئے اور فرمایا کہ اے آفتاب زرین علم خدا ایسا ہی کرے مجھ سے پوچھنے کی
کوئی ضرورت نہین ہے تمھین میرے تجملات مین سے جس شی کی ضرورت ہو وہ لے لو
جو چاہو تصرف کرو اختیار ہے اگر آیندہ مجھ سے پوچھو گے تو مجھے ملال ہو گا آفتاب زرین علم
نے جو یہ شفقت بادشاہ اسلام کی دیکھی رونے لگے دل بھر آیا اور کہا خدا آپ کو سر پر
ہم سب کے زندہ و سالم رکھے اور سلام کر کے محوجادو کو لے کر بارگاہ کیطرف بڑھے
جیسے ہی محوجادو نے دربار گاہ سلیمانی پر قدم رکھا گلا محوجادو کا گھٹنے لگا وہ ہنسلی
جو اسکے گلے مین پڑی تھی تنگ ہونے لگی اور نکلجانے کا قصد کیا محوجادو نے قدم
پیچھے ہٹایا آفتاب زرین علم نے پوچھا کیون پیچھے ہٹین محوجادو نے کہا اے

آفتاب زرین علم یہ طوق طلا جسکو مین نے اپنی گردن مین سے لیا یہ وہی آفتاب سحر
ضحاک مسند نشین ہے یہ مجھے آگے نہین بڑھنے دیتا نہ اب یہ میرے امکان مین ہے کہ
اسے بغیر اجازت ضحاک مسند نشین کے اپنی گردن سے نکال لون اگر تم مین قوت
ہو کہ اسے میری گردن سے جدا کر سکو تو مین آ سکتی ہون ورنہ ممکن نہین ہے مین داخل بارگاہ
ہونے پاؤنگی کہ یہ طوق میرا خاتمہ کر دیگا یہ سنکر آفتاب زرین علم بارگاہ سے باہر
گئے اور مجبولی سے آئینۂ جمشیدی نکالا پھر کچھ سوچ کر وہ آئینہ داخل جیب کر لیا اور کہا
اے محو جادو حجاب آتا ہے کہ یہان ضحاک نہین ہے کیا مین اُسکے سحر کو اسیر کرونگا اب
انشاءاللہ یہ طوق سر میدان تمھاری گردن سے اتار لونگا اسوقت تم اتنا کام کرنا کہ بھاگ کر
بارگاہ سلیمانی مین چھپ رہنا محو جادو نے کہا بہتر یہ سب تماشے بادشاہ اسلام دیکھا
کیے آخر کار محو جادو آفتاب زرین علم سے رخصت ہو کر جانب ضحاک مسند نشین سامری
روانہ ہوئی اور آفتاب زرین علم اپنے خیمہ کیطرف چلے گئے بادشاہ اسلام داخل
محل معلے ہوئے وہان ضحاک مسند نشین سامری محو جادو کا منتظر تھا اور عرصہ
ہونے کی وجہ سے اسے شک گذر رہا تھا کہ کہین یہ بھی آفتاب زرین علم سے مل نجائے
تو پھر مجھکو ایک سوخت ہوگا اور مثل دیگران ہم سے بھی رو و بدل رہے گا مرجانے کہ وہ مجھ پر
غالب تو وہ آسکے گا لیکن مین بھی اسکا کچھ نہین بنا سکتا ہون بس وہین بیٹھے بیٹھے اپنے
اسم آفتاب کو پڑھکر اپنے سحر کو زور دیا کہ یہ آفتاب ہر وقت گلوگیر ہے کہین جانے نہ دیگا
ادھر آفتاب مین کشش پیدا ہوئی اور محو جادو سامنے ہو گئی ضحاک مسند نشین سامری
نے پوچھا کہ تمھین اسقدر دیر کیون ہوئی محو جادو نے کہا کہ مین سمجھانے گئی تھی کوئی
پیام لے کر تو گئی نہین تھی کہ کھٹ چلی آتی ہر طرح سے پہلو اپنے برے دکھا کر آفتاب زرین علم
کو سمجھایا اب نہ مانے تو مین کیا کرون ضحاک مسند نشین سامری نے کہا کہ ہم نہ
کہتے تھے کہ وہ نہ مانے گا محو جادو نے گردن جھکا لی ضحاک مسند نشین سامری
نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی لگی
ہر کارون نے بادشاہ اسلام سے خبر کی بادشاہ نے بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا
یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا دونون لشکرون مین پھر تیاری جنگ ہونے لگی
ساحر اپنے اپنے سحر جگانے لگے غیر ساحر مصروف عبادت پروردگار ہوئے اور بعد
نماز کے دعا کرنے لگے کہ اے معبود حقیقی و رب تحقیقی سوا تیری ذات کے اب
کسی کا سہارا نہین ہے تو ہی اس بلا سے نجات دے جسطرح آج بچایا ہے کل بھی بچانا
اور آفتاب زرین علم نے تمام رات مین ایک سحر تازہ تیار کیا جسکا حال میدان
جنگ مین معلوم ہوگا ادھر ضحاک مسند نشین سامری نے بھی ایک سحر بنایا
غرضکہ طبل بجتے بجتے وہ رات تمام ہوئی اور سپیدۂ سحری چرخ پہ نمودار ہوا سواری
بادشاہ اسلام کی برآمد ہوئی سرداران چلے سے در دولت پہ حاضر تھے تمازون سے

تو فراغ حاصل ہی ہو چکا تھا آلات حرب وضرب تن پر آراستہ کرکے عازم میدان قتال ہوئے
صفیں آراستہ ہوئیں اُس طرف دیکھا کہ ضحاک مسند نشین سامری ایک تخت پر بیٹھا ہوا
ہے اور تخت اسکا ایک نہنگ پر قائم ہے سر پر ایک شامیانہ زرنگاری سایہ افگن ہے ادھر
آفتاب زرین علم ایک تخت پر سوار میدان میں آئے ہیں کہ انکا تخت بھی ایک اژدر
آتش فشان اپنی پشت پر لیے ہوئے ہے اور ایک شامیانہ سرخ رنگ سر پر کھنچا ہوا ہے اور محو جادو
بھی طوق طلا پہنے ہوئے وسط میدان میں طاؤس کو قائم کیے ہوئے ہے جسوقت نقیب
نقابت کرکے ہٹ گئے ضحاک مسند نشین سامری اپنا تخت سحر بڑھا کر میدان میں
آیا اور پکارا کہ کیون اے آفتاب زرین علم معلوم ہوتا ہے کہ قضا تمھاری دامنگیر ہے اور کسیطرح
تمھارے فہم میں نہیں آتا کہ بدیع الملک کو بلا لو آفتاب زرین علم نے جواب دیا
کہ بدیع الملک بغیر طلسم نہ طاق کو توڑے ہوئے اور آئینہ اندام جادو کو مارے
ہوئے کبھی نہ پلٹیں گے اگر ایوان جادو باہزنی کرے گا تو وہ بھی مارا جائے گا اور طلسم
نہ طاق ویران وبرباد ہوگا ضحاک مسند نشین سامری کو اس بات پر بہت غیظ آیا
اور کہا کہ تیری عقل ایسی زائل ہوئی کہ اب وہ باتیں کرتا ہے جنکو کوئی صاحب فہم قبول نہیں
کر سکتا بھلا بدیع الملک کی بھی یہ قدرت ہے کہ طلسم نہ طاق میں قدم رکھ سکے نہ کہ
ایوان جادو کا مارنا اور آئینہ اندام جادو کا گرفتار کرنا معلوم ہوا کہ دماغ تیرا بالکل ناکارہ
ہوگیا ہے بس نکل میدان میں اور زیادہ گوئی سے باز آ آفتاب زرین علم نے جواب دیا
کہ میں جب تجھ سے باہر تھا اب باہر ہوں جو تو کرسکتا ہے وہ میں بھی کرسکتا ہوں یہ
کہکے تخت بڑھا کر وہیں سے اجازت طلب کی اور بادشاہ اسلام سے اجازت لے کر
میدان میں نکلے ضحاک مسند نشین سامری نے کہا اے آفتاب زرین علم حوصلہ اپنا
نکال لو کہ آج جنگ اخیر ہے انجام تو میں بھی جانتا ہوں اور تم سے بھی پوشیدہ نہیں ہے لیکن
اگر یون مطلب حاصل ہوجائے تو کیون اپنی جان دون اور تمھاری جان لون آفتاب زرین علم
نے جواب دیا کہ میں اُس سحر کا مشتاق ہوں جو رات بھر میں تم نے تیار کیا ہے مجھے معلوم
ہوگیا ہے میں نے بھی انتظام کر رکھا ہے میں ابتدا نہ کرونگا ضحاک مسند نشین سامری
نے جواب دیا کہ تو چھوٹا ہے میں بڑا ہوں پہلے میرا ہاتھ تجھ پر نہ اُٹھے گا آفتاب زرین علم
نے کہا کہ تیرا ہاتھ پہلے نہ اُٹھے گا میں سبقت نہ کرونگا نتیجہ اسکا سکوت ہوا مجھے اسمین
عذر نہیں ہے مجھے خود لڑنے کی ضرورت نہیں ہے ہاں اگر تمھاری جانب سے فساد پیدا ہوگا
تو دیکھا جائے گا ضحاک مسند نشین سامری نے کہا کہ یہ اچھا بہانہ جان بچانے کا
ہاتھ آیا میں تجھے بغیر مارے یا گرفتار کیے باز نہ رہونگا جسقدر میں پہلے تجھے دوست
رکھتا تھا اسیقدر اب دشمن ہوں اگر عالم میں رسوائی ہوگی کہ بڑے بھائی نے چھوٹے
کو مارا تو ہو مجھے اسکی کچھ پروا نہیں ہے پہلے روک لے کہ یہ حربہ تیرے نام پر تیار کیا گیا
ہے یہ کہکر ضحاک مسند نشین سامری نے اُس سائبان زرنگاری کیطرف اشارہ کیا

کہ وہ ایک ابر زنگاری بنکر چلا اور محیط ہونے لگا یہانتک کہ جہانتک نظر کام کرتی تھی سوا ابر کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا آفتاب تک نگاہوں سے پوشیدہ ہو گیا تھا بس ایکمرتبہ گرج ورچمک ہونے لگی اور برقین گرنے لگیں جس ساحر یا غیر ساحر پر برق گری وہ جل کر خاک ہو گیا تمام لشکر مین ایک تہلکہ برپا ہو گیا بس یہ دیکھتے ہی آفتاب زرین علم نے اپنے سائبان سرخ کیطرف اشارہ کیا دیکھا تو یہ بھی مثل ابر کے پھیلنے لگا اور محیط ہونے لگا یہانتک کہ سوا لشکر ضحاک کے تمام لشکر اسلام کے سر پر سایہ افگن ہو گیا اب جو برق اُس ابر زنگاری سے گرتی ہو اُسے یہ سائبان سرخ روک لیتا ہو یہ دیکھکر ضحاک مسند نشین سامری نے کچھ اسم سحر پڑھکر دم کیا کہ دیکھا چار پتلے پیدا ہوئے اور انھون نے ہر چہار طرف سے اُس ابر زنگاری کو سمیٹ کر پھر سائبان بنا دیا اور اُس سائبان کو لیکر نیچے ہونے لگے یہانتک کہ اُس ابر سرخ رنگ سے زیادہ نیچا کر لیا اور لو نے اُس سائبان سے چھوڑ دیے کہ وہ پھیلنے لگا اور برقین چمکنے لگیں آفتاب زرین علم نے دستک دی دیکھا کہ چار پتلے اور پیدا ہوئے اور اُنھون نے ابر سرخ رنگ کو سمیٹنا شروع کیا اور سائبان بنا کر لشکر ضحاک کیطرف لے چلے یہ دیکھتے ہی ضحاک مسند نشین سامری نے اُن پتلیون سے جو ابر زنگاری کو سمیٹ لائی تھین اشارہ کیا کہ روکو اس سائبان کو اور اسطرف نہ آنے دو وہ چارون پتلیان آکر اُن چارون پتلیون سے لپٹ پڑین بس دیکھ کر پتلی پتلی سے کیا لپٹی گویا وہ شعلے لپٹ گئے دونون جلنے لگیں اُدھر دونون سائبان کے جو پتلیان پکڑے ہوئے تھین اُنھین بھی چارون طرف سے آگ لگ گئی اور یہ سائبان ایک شعلۂ آتش بنکر اس ابر زنگاری پر گرپڑا اور سب کو جلا دیا اب آفتاب زرین علم نے ران مین نشتر دیکر خون چلو مین لیا اور کچھ اسم سحر پڑھکر اُس شعلے پر مارا کہ وہ اور بھڑکا کہا لپیٹ ضحاک اور لشکر ضحاک کو یہ شعلہ لپک کر چلا ادھر وہ اُنھون پتلیان جلکر ایک شعلہ بنین بس جلدی سے ضحاک مسند نشین سامری نے اپنی زبان مین نشتر دیکر خون لیا اور اس شعلہ پر چھینٹا مارا اور آواز دی کہ آفتاب زرین علم اور اسکے لشکر کو لپیٹ اب ادھر سے تو یہ شعلہ آتا ہے اور اُس طرف سے وہ شعلہ جاتا ہے راہ مین دونون کا سامنا ہو گیا بس دونون شعلے لپٹ پڑے یہ دیکھتے ہی ادھر تو ضحاک مسند نشین نے کچھ اسم سحر پڑھا اور ادھر آفتاب زرین علم نے اور دونون نے محو جادو کیطرف پھونک کر آواز دی کہ اے محو جادو لپیٹ ان دونون شعلون کو بس یہ سنتے ہی محو جادو و دو سحر وہین ایک وقت جو بنتا ہو فی الحال اس لیے جاتے رہے بس دو سحر تو کہین نہین ہوتے اگر اس شعلے سے لپٹ گئی اور جلنے لگی یہ دیکھتے ہی ضحاک مسند نشین سامری نے آفتاب زرین علم کو آواز دی کہ افسوس جس بات کو ٹالنا چاہتے تھے وہ نہ ٹل سکی اور موت ہم تم دونون کی آگئی شعر تمھارے ہاتھ سے تنگ آنے ہین خون اپنا کرتے ہین بمجبوری گلے کو کاٹتے ہین تم یہ سہتے ہین دیکھو تو لوکہ بزرگون نے خودی و بزرگی کا ہی فرق رکھا تھا یہ کہکر اسنے کچھ

اسم سحر پڑھکر اپنے اوپر دم کیا اور قریب محو جادو کے ہو جھکر تلوار سے اُسکے گلے پر رکھی اور یا خدا وند سامری کہکر تلوار کھینچی اور فوارہ خون کا گردن سے نکلکر محو جادو ہو پڑا اور آواز پیدا ہوئی کہ ارے آفتاب زرین علم کو اب نہ چھوڑنا بلکہ ایک متنفس کو بھی نہ باقی رکھنا جب ہم نہین تو کچھ نہین اور ای آفتاب زرین علم اب یہ شعلہ تا قیام قیامت قائم رہیگا اور جس ذی روح کو پائیگا جلا کر خاک کر دیگا بس ادھر تو یہ آواز موقوف ہوئی اُدھر لاش اُسکی گری اور آفتاب زرین علم کے جسم کا خون خشک ہو گیا اور بادشاہ اسلام کو آواز دی کہ ای جہان پناہ بس اب بارگاہ سلیمانی مین تشریف لے جائیے اور جسقدر فوج آسکی اُس بارگاہ مین محفوظ کر لیجیے اسلیے کہ اب وہ بلا آئی ہو جو کسی کے ٹالے نہین ٹل سکتی بادشاہ اسلام نے فرمایا ای آفتاب زرین علم اگر تجھسے اپنی حفاظت کیطرح ممکن ہو تو کرلے مین تو پیچھے قدم نہ ہٹاؤنگا بڑے افسوس کی بات ہو کہ تم ایسے جان نثار جسکے ہلاک ہون وہ اپنی جان بچالے آج مرگ انبوہ کا جشن ہوگا بغیر تمھارے لطف زندگی نہین اگر تم نہین تو ہم بھی نہین یہان بھی ساتھ رہا وہان بھی ہمراہی رہیگے آفتاب زرین علم نے کہا کہ پہلے یہ شعلہ میری جان لیگا بعد میرے دوسرون پر جائیگا اگر اسوقت آپ نہین جاتے ہین تو بعد میرے بارگاہ مین چلے جائیے گا اسلیے کہ جب ہم مر چکے تو دوسرے کے جان دینے سے ہم کو کوئی فائدہ نہین پہونچ سکتا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اب تم مجھسے کلام کرنے کے عوض اپنے بچنے کی فکر کرو آفتاب زرین علم نے آہ کی اور آمادۂ مرگ ہو کر کھڑے ہو گئے اور وہ شعلہ لپک کر آفتاب زرین علم پر گرا ہر چند اور ساحرون نے ابر سحر برسائے مگر یہ شعلہ فرو نہ ہوا آفتاب زرین علم نے بھی تلوار کھینچی اور اپنے گلے پر رکھکر جھٹکا مارا کہ سر الگ جا کر گرا اور خون اپنے ہاتھ مین لے کر اُس شعلہ پر مارا اور آواز پیدا ہوئی کہ لیا نقطہ مسلمانون کو ہوسکے نگا کافرون کو بھی لے یہ قرمساق کیون بچین اور ای بادشاہ اسلام مین نے اتنا انتظام کر دیا کہ آپ باطمینان تمام بارگاہ مین جاسکتے ہین یہ کہکر لاش اُنکی بھی گر گئی اور شعلہ بھڑکا اور بھڑک کر پہلے لاش ضحاک مسند نشین سامری پر گرا اور اُسکی لاش کو اسطرح جلایا کہ خاک تک نہ ملی اُسکے بعد آفتاب زرین علم کی لاش پر گرا اور اُنکی لاش کو بھی پھونک دیا اب یہ ساحران ضحاک کیطرف چلا اور ساحر بھاگے جو نکلگئے وہ نکل گئے جو باقی بچے تھے بعد دیگرے سب کو جلا کر خاک کر دیا ان ساحرون کے مرتے سے ایک قیامت برپا تھی انواع و اقسام کی آتشین برپا تھین اندھیری آندھیان آ رہی تھین زمین کو زلزلہ تھا درختون کے ڈالے پھٹ پھٹ کر گر رہے تھے برف باری و آتش باری و سنگ باری برابر ہو رہی تھی برقین چمک رہی تھین اندھیرا چھایا ہوا تھا بگولے دوڑتے پھرتے تھے یہانتک کہ جب کل ساحر پھونک دیے تو اب یہ شعلہ لشکر اسلام کیطرف پلٹا اور شائین شائین کرتا ہوا چلا ساحران آفتاب مریخ علم کی صف آگے تھی پہلے اُسی صف پر آ کر گرا ساحرون نے پانی برسایا دیوارین سحر کی

غرض کہ ہر ایک نے اپنے اپنے سحر کا زور دکھایا مگر یہ شعلہ جب آفتاب زرین علم ایسے
شخص سے نہ رکا تو انسے کیا رک سکتا چمک چمک کر جو آتا تھا ایک ہزار ساحر مانند خس و
چراغان کے دھڑ دھڑ جلنے لگے کہ تمام صحرا روشن ہو گیا اور ایک قیامت کبریٰ برپا ہوئی
بس ان ساحروں کو پھونک کر اب یہ لشکر اسلام کیطرف متوجہ ہوا ہنوز قریب لشکر اسلام
نہ پہونچا تھا کہ زمین شق ہوئی اور نعرہ آفتاب زرین علم کا ہوا بادشاہ اسلام اور
تمام لشکر حیرت میں تھا کہ یہ تو جل گئے تھے اب کہاں سے پیدا ہو گئے ادھر آفتاب زرین علم
نے ایک شیشہ اس شعلہ پر کھینچ مارا کہ شیشہ قریب پہونچکر ٹوٹا اور پانی اس شعلہ پر گرا کہ
کچھ تیزی اسکی کم ہوئی بس آفتاب زرین علم نے کچھ اسم سحر دم کرکے دوسرا شیشہ سامنے
کر دیا کہ وہ شعلہ اس شیشہ میں فوراً اتر آیا شیشہ پر ڈاٹ مضبوط لگا دی اور پلٹکر بادشاہ
اسلام کو آواز دی کہ اے شہریار حضور کے اقبال سے میں بچ گیا اور اسے میں نے قید کیا مگر
جب یہ شعلہ رہا ہو جائے گا پھر میں زندہ نہیں بچ سکتا وہ آفتاب زرین علم جس نے
میدان میں مقابلہ لیا تھا وہ آفتاب نقلی تھا بادشاہ اسلام نہایت خوش ہوئے اور
فرمایا کہ شکر خدا کا بعد اسکے آفتاب زرین علم نے کہا کہ ایک خوف ابھی باقی ہے
بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ وہ کیا آفتاب زرین علم نے عرض کی کہ اگر ضحاک نے
بھی ایسا ہی دیکھا ہو ہنوز یہ سخن ناتمام تھا کہ ایک پتھر اس شیشہ پر آکر پڑا اور نعرہ ہوا کہ
منم ضحاک مسند نشین سامری او چھوکرے تو مجھے دھوکا دیے چلا تھا بس
پتھر کا شیشہ پر پڑنا تھا کہ شیشہ تو چور چور ہو گیا اور وہ شعلہ آفتاب زرین علم کیطرف
چلا آفتاب زرین علم نے بادشاہ اسلام کو آواز دی کہ حضور میرا قصور عفو فرمائیں اور
میرے واسطے دعائے بخشش کریں نہ لے خدا حافظ و ناصر اور اب بھی میرا لکھا مانیے
بارگاہ سلیمانی میں چلے جائیے بادشاہ اسلام نے فرمایا افسوس تقدیر میں ہماری جدائی
ہی لکھی ہوئی تھی اب شعلہ جو لپک کر آتا ہے آفتاب زرین علم نے آئینہ سکندری پر
ہاتھ ڈالا اور سامنے شعلہ کے پیش کیا اور آواز دی کہ نوشتہ قسمت کا بھول گیا پہلے اسے
پھونک پھر مجھے پھونکنا بس آفتاب نے یہ تو پایا جو آئینہ میں ضحاک مسند نشین سامری
کے ساتھ دیکھا دیکھتے ہی پلٹ کر ضحاک پر گرا ضحاک نے کئی پتلیاں نکال نکال کر
اس شعلہ پر کھینچ ماریں لیکن جو پتلی قریب گئی جلکر خاک ہو گئی اب یہ پاؤں مار کر غرق
زمین ہو گیا شعلہ بھی اسکے ساتھ ہی ساتھ چلا آفتاب زرین علم نے کہا افسوس
آجتک ہمارے خاندان میں کوئی میدان جنگ سے نہیں بھاگا تھا اس کمبخت نے نام
ڈبو دیا ہنوز یہ سخن ناتمام تھا کہ زمین شق ہوئی اور آواز آئی کہ بھائی ہم بھاگے نہیں ہیں
بلکہ تم کو اپنے ساتھ لینے آئے ہیں یہ کہکے ضحاک مسند نشین آفتاب زرین علم
سے لپٹ لیا اور کہا کہ بس اب تیری بھی ہم تم چلیں تا کہ سامنے خداوند سامری و جمشید کے ہمارا تمہارا
انصاف ہو آفتاب زرین علم نے ہر چند چاہا کہ اپنے کو چھڑا لوں مگر نہ چھوٹ سکے

بس ایک مرتبہ شعلہ لپک کر شحاک پر گرا اور اسکے تن بدن مین آگ لگ گئی اور یہ جلنے لگا ساتھ ہی آفتاب زرین علم کے دامن مین بھی آگ لگ گئی اور آئینہ سکندری جو ہاتھ مین تھا ٹکڑے ٹکڑے ہوکر گرا جھولی مین سے پتلیان سحر کی نکلنے لگین جو نکلی جل کے رہ گئی آخرکار یہ دونون جلکر خاک ہوگئے اور ایک شعلہ ہوکر لشکر اسلام پر گرے مگر کیا جوانان پر جگر دعلی ہمت تھے کہ ایک نے روگردانی نہ کی اور لوٹتے ہوئے مانند چوب خشک کے جلا کیے اس شعلہ نے چالیس پچاس ہزار کے قریب آدمی پھونک دیے اب باقی ماندہ لوگون مین شور الامان والحفیظ بلند ہوا اور لوگون نے دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے کہ اے کس بیکسان وائے داد رس غریبان یہ آفت جو کسی کے ٹالے نہ ٹلے اگر تو ہی ٹلائے گا تو ٹلے گی ورنہ آج ہی اسلام کا خاتمہ ہوا جاتا ہے اور کوئی تیرے نام کا لینے والا باقی نہ رہجائے گا اور اگر یہی مرضی تیری ہے تو کیا اجارہ ہے جو تیری خوشی بقول شاعر شعر اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا + سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے + مگر اس آگ مین جلنے کے بعد آتش دوزخ سے محفوظ رکھنا ہنوز سخن در دہان تھا کہ تیر دعا ہدف مراد پر بیٹھا اور جانب آسمان سے ایک مرگ چھالا اُترتا ہوا نمودار ہوا اور نہایت جلد متصل اُس شعلہ کے پہونچا اس مرگ چھالے پر ایک مرد پیر بصورت فقیر بیٹھے ہوے تھے کہ صورت اُنکی نورانی تھی اور ایک رومال اُنکے ہاتھ مین تھا آتے ہی اُس رومال کو چہرہ سے مس کرکے اُس شعلہ پر مارا اور آواز دی کہ اس کیڑے کو بھی جلا دے یہ سنتے ہی شعلہ غیظ و غضب مین بیٹھا اور اُس رومال پر گرا گرتے ہی وہ لپک اُسکی موقوف ہوگئی اور چراغ سحری کے مانند جھلملا کر اُس رومال پر ٹک گیا بس مرد پیر نے ایک شیشہ جیب سے نکالا اور اُس شعلہ کو ہاتھ سے پکڑ کر اُس شیشہ مین بند کیا برکت اسماء الٰہی سے ہاتھ مین جرکا بھی نہ لگا بعد اسکے ڈاٹ اُس شیشہ مین لگا دی اور قریب بادشاہ اسلام کے آکر سلام کیا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ مین تو آپ سے واقف بھی نہین آپ کون خدا ترس ہین جو اسوقت مصیبت مین کام آئے اور ہمین اس بلائے ناگہانی سے بچایا درویش نے جواب دیا کہ نام میرا القا ہے بوریا نشین ہون مجھ سے اور شاہزادہ بدیع الملک سے قریب طلسم گنجورہ سلیمانی کے ملاقات ہوئی تھی تو مین نے وعدہ کیا تھا کہ ایک وقت سخت تمھارے لشکر پہ آنے والا ہے اگر مجھکو اطلاع ہوگئی تو آکر مدد کرونگا اُنھون نے کہا تھا کہ وقت مصیبت مین اطلاع دینے کون آئے گا مین نے کہا تھا کہ اسکا بھی مین آپ بندوبست کیے لیتا ہون وہ وقت یہی وقت تھا مگر افسوس مجھے موکلون نے اُسوقت خبر دی کہ آفتاب زرین علم مر چلے تھے اور اصل امر یہ ہے کہ اسمین موکلون کا قصور نہین آفتاب کی قضا ہی آپہنچی تھی کیونکہ جب سے مین نے موکل خبر رسانی کے واسطے متعین کیے تھے اُسوقت سے برابر

مجکو خبر ملتی رہی آج ادھر تو مین نے نماز شروع کی اور ادھر موکل خبر لے کر آئے کہ جب مین
نماز ختم کر چکا اسوقت مجھے خبر معلوم ہوئی جب تک یہان پہونچون پہونچون اس
مرد نیک کا خاتمہ ہو گیا یہ فرما کر آبدیدہ ہوئے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ مین آپکی عنایت کا
ممنون ہوا کہ لاکھون جانین آپ نے بچالین مگر افسوس کہ آفتاب زرین علم دنیا سے
اٹھ گئے اور اسطرح سے گئے کہ لاش تک نہین جسے دفن کرون لاش کیسی کہ خاک بھی نہین نظر
آتی یہ فرما کر روتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے اور غم مین اپنے جان نثارون کے لباس
سیاہ پہنا اور صف ماتم برپا کی جسطرح کوئی اپنے عزیز قریب کا غم کرتا ہے درویش صاحب
نے بادشاہ اسلام کو ان سب کا پرسا دیا اور عرض کی کہ اب مجھے رخصت ملے اسلیے
کہ اس جوکھم کا ساتھ رکھنا اچھا نہین ہے جسوقت شعلہ اس شیشے سے نکل جائے گا پھر
کسی سے روکے نہ رکے گا اور تمام لشکر کو جلا کر خاک کریگا مین نے اپنی عمر بھر کے ریاض
کی قوت سے اسے ایک بار روک لیا ہے دوبارہ مین بھی نہین روک سکتا اب بھی چلکے
محفوظ پر دفن کر کے موکل اسپر معین کر دونگا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اسوقت تو ہم تم دونون
الم مین مبتلا ہین پھر بھی کبھی ملاقات ہوئی درویش نے کہا بشرط حیات پھر کسی موقع پر حاضر
ہونگا یہ کہکے جسطرف سے آئے تھے اسی جانب روانہ ہو گئے اب یہان تو ماتم لشکر
اسلام کا برپا ہے اور تمام لشکر سیاہ پوش ہے بادشاہ اسلام اور اکثر سردار بلکہ غیر سردار بھی آفتاب زرین علم
کے واسطے افسوس کیا کرتے ہین اور روتے ہین انکو اسی حال پر ملال مین چھوڑ کر پہلے حال درویش
التقا سے بوریا نشین کا عرض کیا جاتا ہے کہ یہ بادشاہ اسلام سے رخصت ہو کر جانب
کوہ روانہ ہوئے جسوقت اپنے مقام پر پہونچے ایک شاگرد کو بلایا اور اس سے تمام واقعہ
بیان کر کے شیشہ اسکے سپرد کر دیا اور فرمایا کہ اسے کسی مقام محفوظ پر خوب گہرا کھود کر دفن
کر دینا کل مین اسپر موکل معین کر دونگا چونکہ آج بہ سبب تعب سفر کے تھک گیا ہون
اسلیے اسوقت یہ کام ملتوی کرتا ہون یہ فرما کر اپنے بستر پر لیٹے چونکہ خستہ بہت رہے تھے
سو گئے تبرکات انکے علیحدہ رکھے ہوئے تھے یہان یہ شاگرد کہ نام اسکا سبلیگن تھا
اصل مین کافر و سامری پرست تھا شاہ صاحب سے کمال انکا دیکھ کر درخواست شاگردی
کی تھی اور انکی فہمائش سے بضرورت و بغرض مسلمان بنگیا تھا لیکن قلب اسکا سیاہ تھا
بس فوراً اسکو خیال پیدا ہوا کہ افسوس ایسے شخص کی روح کو اس بڈھے نے قید کیا جو کہ
جانشین سامری کہلاتا تھا اور کس غرور و تعلی سے بیان کرتا تھا کہ مین نے اسطرح اس
شعلے کو پکڑ لیا اس سے بہتر موقع اسکے رہا کرنیکا ہاتھ نہ آئے گا بس اس ملعون نے
ڈاٹ شیشے کی کھولی اور آواز دی کہ جا کر اپنے دشمن سے سمجھ لے یہ سنتے ہی شعلہ تڑپ کر
شیشے سے نکلا اور بستر درویش کی جانب چلا اس کافر مرتد سبلیگن کو یہ خیال پیدا ہوا
کہ ایسا نہ ہو یہ شاہ جی کو جلا کر میری طرف بھی متوجہ ہو بس فوراً طلسم گنجورہ کی جانب
روانہ ہوا یہان طلسم گنجورہ گنجور شاہ کے مرنے سے برباد ہو چکا تھا حیران تھے کہ

کیا سبب جو علامات طلسمی معدوم ہو گئے نہیں معلوم بادشاہ طلسم پر کیا گذری ادھر شعلہ جو آیا تو شاہ صاحب پر گرا یہ بیچارے واقف نہ تھے کہ یہ محسن کش دغا کرے گا اور اسطرح حق استادی ادا کرے گا جلکر خاک ہو گئے شعلہ یہان سے جو پلٹا تو سبکیگن کا تعاقب کیا یہ اجل رسیدہ داخل طلسم ہو چکا تھا اسواسطے کہ اب حالت طلسم مثل شہر کے ہو گئی تھی کوئی روک ٹوک باقی نہ تھی شعلہ آن واحد مین مثل تیر شہاب کے اس شیطان مجسم کے قریب پہونچگیا جب سبکیگن نے دیکھا کہ اب یہ جان نہین چھوڑتا آواز دی کہ او محسن کش مین نے تیرے ساتھ کیا برائی کی جو تو میرا دشمن ہوا ارے نیکی کا ثمرہ بدی شعلہ سے آواز پیدا ہوئی کہ اب مین کسی کو نہ چھوڑونگا مجھے دوست دشمن کسی سے بحث نہین ہے اور تو تو خود محسن کش ہے تجھے کیا سمجھ کر محسن کش کہتا ہے یہ درویش کے خون ناحق کا عوض ہے یہ کہکر شعلہ اسپر بھی گرا اور سبکیگن کو جلا کر خاک کر دیا پھر آگے بڑھا اور جو ملا اُسے پھونکا تمام طلسم مین ایک ہنگامہ برپا ہو گیا لوگ بھاگنے لگے اور کہتے تھے کہ یک نہ شد دو شد اُدھر تو علامات طلسمی مٹے اُدھر اس شعلہ نے آکر تاراج کرنا شروع کر دیا جو لوگ ساحر تھے اُنھون نے آکر بڑی بڑی کوششین کین اور اس شعلہ کو فرو کرنا اور روکنا چاہا مگر ممکن نہ ہوا جو لوگ بھاگ کر سرحد طلسم نجورہ سے نکل گئے وہ تو بچ گئے باقی ہر ذی حیات کی کشتی عمر طوفانی ہوئی جلکر خاک ہو گیا کیا بچہ کیا بوڑھا کیا جوان کیا عورت کیا مرد ایک متنفس بھی نہ باقی رہا شعلہ ان سب کو پھونک کر چارون طرف لپکتا رہا جب کوئی ذی حیات اسکو نہ ملا تو ایک گنبد کے کلس پر تصویر انسان بنی ہوئی تھی اُس سے لپٹ کر رہ گیا اور اب معمول اسکا یہ ہے کہ جو آئندہ و روندہ اسطرف سے گذرتا ہے شعلہ چمک کر گرتا ہے اور اسکو جلا کر پھر کلس مین گنبد کے لپٹ رہتا ہے سیکڑون قافلے اسنے پھونک دیے یہانتک کہ راستہ بند ہو گیا اور اب کوئی اسطرف سے نہین جاتا جو لوگ بسبب ناواقفیت کے اسطرف آنکلتے ہین وہ بیچارے جلکر خاک ہو جاتے ہین قضائے کار اتفاقات روزگار چارون نقابداران تاتار اسیطرف سے چلے آتے ہین اور بیابان نہ طاق کو جا رہے ہین ہنوز اس مقام پر نہین پہونچے ہین جہان یہ شعلہ راہزنی کرتا ہے ایک منزل کے فاصلہ پر نقابدارون کا لشکر اُترا ہوا ہے خیمہ خرگاہ بارگاہین استادہ لشکر دور تک پھیلا ہوا ہے سب نقابدار ایک ہی مقام پر بیٹھے ہوئے ہین کہ ایک مرد باحال تباہ نمودار ہوا اور پوچھا کہ افسر اس لشکر کا کون ہے لوگون نے حال نقابدارون کا بیان کیا اسنے دروازہ بارگاہ پر پہونچکر فریادی آواز فریاد جو نقابدارون کے گوش زد ہوئی اپنے عیار سے کہا کہ دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہے اور کون شخص فریاد کر رہا ہے عیار نے حال دریافت کر کے عرض کی کہ ایک مرد پریشان حال امیدوار باریابی ہے فرمایا بلاؤ جسوقت وہ شخص حضور در بار ہوا دیکھا کہ عجیب بارگاہ آسمان جاہ ہے بہت سے ہیرہ دار کرسیون اور دنگلون پر جلوہ گر ہین اور چار نقابدار مانند شیر ببر کے اپنے اپنے دنگلون پر بیٹھے ہوئے ہین

لقا بیدار کو چابک نے پوچھا کہ اے شخص کس غرض سے آیا ہے مطلب اپنا بیان کر اسنے رو رو کر
یہ شعر پڑھا شعر فریاد ز دست فلک سفلہ مزاج + شہزادہ بخواری و گدا زادہ بتاج + لقا بیدار
نے اشارہ سے کہا بیٹھ جا اور حال اپنا بیان کر کہ یہ شعر تو نے کیوں پڑھا یہ سلام کر کے
بیٹھ گیا اور اسنے عرض کیا کہ حضور یہ شعر میرے حسب حال تھا اسوجہ سے پڑھا نام غلام کا
محمود ظلمانی ہے اسی زمانہ میں ایک شخص غریب کو میں نے دیکھا کہ وہ مرتبہ عالی کو
پہونچ گیا اور جن لوگوں کا وہ دست نگر تھا ان میں سے ایک میں بھی ہوں میری یہ
حالت ہوئی کہ اب میں ہر ایک کا دست نگر ہو گیا لقا بیدار نے پوچھا کہ تو کیونکر
تباہ ہوا محمود ظلمانی نے عرض کیا کہ حسب اتفاق قافلہ میرا اس طرف سے گذرا ایران سے
ایک منزل کے فاصلے پر ایک شہر ملا جو بالکل ویران و خراب تھا اجڑے ہوئے مکان
مکینوں کی تباہی کا پتہ بتا رہے تھے شعر از نقش و نگار در و دیوار شکستہ + آثار پدید است
صنادید عجم را + میں حیران و پریشان تھا کہ اس ملک پر کیا آفت پڑی کہ سارا شہر جل گیا
جا بجا راکھ کے ڈھیر اس صورت سے تھے کہ کہیں انسے نشان انسان پیدا تھے کہیں
مرکب کی صورت بھی ہیں اور آگے بڑھا تو دیکھا میں نے کہ ایک گنبد بلند ہوا ہے کے
کلس سے ایک شعلہ لپٹا ہوا ہے جیسے ہی قافلہ میرا قریب گنبد پہونچا کہ راہ نہ طاق
اسی طرف سے تھی وہ شعلہ بھڑک کر اہل قافلہ پر گرا اور لوگوں کو جلانے لگا میرے حباب
قدیم اور غلامان جان نثار میری آنکھوں کے سامنے جلنے لگے شعلہ نے چھوٹے بڑے سب
سب کو جلانا شروع کر دیا میں نے دیکھا کہ یہ شعلہ کسی کو نہ چھوڑے گا میں گھوڑے پر
سوار ہو کر بھاگا پلٹ پلٹ کر حالت اپنے قافلہ کی چشم حسرت سے دیکھتا جاتا تھا
یہانتک کہ تمام قافلے کو اس شعلہ نے جلا دیا اور کل مال و اسباب بھی جلکر خاک ہو گیا
میں نے شکر خدا کیا کہ جان بچی لاکھوں پائے اگر جیتے رہے تو اور پیدا کر لینگے آگے بڑھ کر
گھوڑا بھی مر گیا اب میں نہایت پریشان ہوا آخر کار پیادہ روی اختیار کی اور صحرا کی
ٹھوکریں کھاتا ہوا یہانتک پہونچا حضور کی خدمت میں باریاب ہوا [illegible] حال کے
واسطے وہ شعر پڑھا تھا بلکہ یہ شعر بھی میرے حسب حال ہے شعر میں کیا کہوں کہ کون ہوں
سودا بقول درد + بچھڑا ہوں کارواں سے مسافر بریدہ ہوں + لقا بیدار نے [illegible] کہ معلوم ہوتا ہے
اس مقام پر کوئی طلسم ہے اسنے عرض کی کہ حضور نے تو نہیں طلسم کی اکثر [illegible] ہونگی
ظاہرا وہاں کوئی علامت طلسمی تو نہیں معلوم ہوتی یہ تو کوئی علامت [illegible] لقا بیدار عالیمقدار
نے فرمایا کہ نہیں اسکی ضرورت نہیں ہے کہ جیسی علامت طلسم میں ایک جگہ ہو ویسی ہی
علامت دوسرے طلسم میں بھی ہو ہر جگہ ایک نئی علامت ہوتی ہے اور طریقہ بدلا ہوا
ہوتا ہے لقا بیدار [illegible] نے سوداگر سے پوچھا کہ راستہ طلسم نہ طاق کا یہی ہے یا اور
کوئی بھی ہے سوداگر نے عرض کی کہ حضور سوا اس راستے کے نہ طاق جانے کی کوئی
اور مری راہ تو مجھے معلوم نہیں اور جہاں تک سنتا ہوں یہی سنا ہے کہ راستہ طلسم نہ طاق کا

اسی طرف سے ہو کر جاتا ہو اس راہ کو مسدود رکھنا چاہیے اس لیے کہ جب اس بلا سے نجات پاسے لوبیابان نہ طاق تک پہونچے یہ سنکے نقابدار خرد نقابدار کلان کی طرف متوجہ ہوے اور عرض کی کہ غلام جائیگا اور اُسی راستے کو بقوت اعانت پروردگار صاف کریگا اسلیے کہ ہزارہا بندگان خدا بیجرم و بیگناہ ملے جاتے ہین نقابدار کلان نے منع کیا اور سب نقابدارون نے بھی سمجھایا کہ بغیر حقیقت حال کو سمجھے ہوے اُسطرف جانا خلاف قیاس ہو تم ایسا قصد نکرو مگر نقابدار خرد نے نہ مانا اور عرض کی اب تو میرے منھ سے نکلگیا ہو مین ضرور جاؤنگا اور اُس راستے کو صاف کرونگا اُن سب نے کہا کہ ہم بھی تو اسی طرف چلتے ہین تھوڑا توقف کرو تو سب ساتھ ہی چلینگے مگر اُنھون نے نہ مانا اور اُس سوداگر کی پوشاک بدلوائی ایک مرکب عنایت کیا اور نقابدارون سے کہا کہ آپ لوگ بعد میرے تشریف لا یئے گا مین چلتا ہون یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور بارہ ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر جانب طلسم گجور روانہ ہوا سوداگر راہبری کرتا جاتا ہو اب انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہو

اور چند کلمہ داستان لشکر اسلام و مہلیل زرہ پوش کے بیان کیے جاتے ہین

کہ چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر یہی نہ طاق کی جانب روانہ ہو چکا تھا طے مراحل و قطع منازل کرتا ہوا چلا آتا ہو آتے آتے قریب ایک درہ کوہ کے پہونچا شام ہو چکی تھی منزل کی اب یہ گویا سرحد بیابان نہ طاق پر پہونچ گیا ہو جا بجا خیمے ڈیرے برپا ہو گئے دیکھا کہ سامنے سے کچھ لوگ نالان و گریان چلے آتے ہین مہلیل زرہ پوش نے اُنکو ایک سوار کے ذریعہ سے طلب کیا جسوقت وہ سوار گیا اور ان لوگون کو اپنے ہمراہ لیکر حاضر خدمت ہوا مہلیل زرہ پوش نے دیکھا کہ سب ساحر و ضخ ہین پوچھا تم لوگ کہان سے آتے ہو اور اسقدر پریشان کیون ہو اُنھون نے عرض کی کہ کیا حال ہم اپنا بیان کرین ہمپر وہ مصیبت فلک نے ڈالی کہ جانے والے بھی انجان ہونگے اور نہین پہچانتے کہ ہم کون ہین یہ سنکر مہلیل زرہ پوش قریب آیا اور پہچانا کہ یہ لوگ ضحاک مسند نشین سامری کے ملازم ہین پوچھا کہ کیون کیا ہوا کہا ضحاک نے ہمین برطرف کر دیا اُنھون نے کہا کہ برطرف ہو نیکا کیا رنج تھا زندہ تھے تو کسی دوسرے کی نوکری کر لیتے کہا مالک ہمارا مر گیا یہ سنکر مہلیل زرہ پوش نے سر پیٹ لیا اور کہا اُس سے زبردست دنیا مین ساحر کون ہو جسنے اُسے مارا اُس کا تو وہ نہی تھا کہ خداوند سامری نے تیری موت خلق ہی نہین فرمائی اُن لوگون نے بیان کیا کہ اس مین شک نہین وہ کسی کے ہاتھ سے قتل تھوڑی ہوے خود گلا کاٹ کر جان دی مہلیل نے کہا کیا دماغ مین خلل آگیا تھا جو خود ہی جان دیدی جان ایسی چیز نہین ہو جسے کوئی بخوشی گنوا دے آخر اسکا کیا سبب ہوا اب اُن لوگون نے سارا ماجرا گفتگوے آفتاب علم اور مقابلہ ضحاک کا یون بیان کیا کہ اگر وہ نہ جان دیتے تو مریخ آفتاب علم ہی نہ چھوڑتا مہلیل زرہ پوش نے دست تاسف زانو پر مارا اور کہا افسوس جلد خاتمہ ہو گیا کہ ہم پہونچنے بھی نہ پائے تھے ہنوز یہ بیان ناتمام تھا اور باتین ختم نہونے پائی تھین کہ جانب صحرا سے گرد بلند ہوئی گرد نمودار ہوا یہ لوگ سمجھے کہ لشکر حریف آتا ہو صفین آراستہ کرنے لگے جسوقت دامن گرد شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ ساڑھے تین سو عیار خنجر گذار نہایت تیز رفتار دوڑا دوڑ آتے ہین آگے آگے اُن کے ایک پیک بچہ جوان سب کا افسر معلوم ہوتا ہو قطورہ زربفتی اور پاتاوہ سقرلاتی سے آراستہ پاے شاطری مارتا چلا آتا ہو اس

لشکر کو دیکھکر وہ عیار بھی سمجھے کہ اگر لشکر حریف ہو تو اپنا انتظام کرین اور ساہیک پیک بچہ کو براے دریافت حال
روانہ کیا ادھر سے ایک سوار ان عیارون کا حال دریافت کرنے کی غرض سے بڑھا تھا کہ راستے مین
ایک نے دوسرے کو دیکھکر حال دریافت کیا دونون ہنسکر بغلگیر ہوے اسلیئے کہ دونون کافر تھے
سوار الٹا پھر واپس ہوا اور پیک بچہ نے اپنے فرستکہا کہ یہ فوج اسلام نہین ہے بلکہ دیوان آفتاب پرست اور
ہونے دو سو خداوندون کے ماننے والے ہین یہ سنکر وہ پیک بچہ آکر لشکر صلیل زرہ پوش مین شامل ہوا
اور صلیل زرہ پوش کو سلام کیا صلیل نے نام پوچھا اور دریافت حال کیا اس نے کہا کہ مین باسی
ارادہ سے چلا ہون جو قصد آپکا ہی اور نام میرا ہمتر کرگس بن بلاشور ثانی ہے مین جزیرہ لنگر مین
پیدا ہوا اور پرورش پائی اور ہر قسم کے علم و ہنر کی تعلیم پہونچی جب مین ہوشیار ہوا تو اپنے باپ دادا کا
حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ عیاران لشکر اسلام کے ہاتھ سے ہلاک ہوے یہ سنکر مجھے کمال صدمہ ہوا
اور مین نے دریافت کیا کہ اب مسلمان کس مقام پر ہین تو معلوم ہوا کہ بیابان نہ طاق مین ہین تب مین نے
ساڑھے تین سو پیک بچہ طیار کیا اور سب کو اپنے ہمراہ لیکر بارادۂ انتقام خون پدر و جد اس طرف کو
رخ کیا یہانتک کہ اس مقام پر پہونچا اور آپ کی خدمت مین نیاز حاصل ہوا اب اپنا حال بیان فرمایئے
صلیل زرہ پوش نے نامہ ضحاک مسندنشین سامری پہونچنا اور مدد طلب کرنا اور اپنا بارہ ہزار
سوار اپنے ہمراہ لیکر آنا یہان پہونچکر خبر مرگ ضحاک سننا سب بیان کیا پیک بچہ نے کہا کہ اب مین
ایک تجویز بیان کرتا ہون اگر آپ بھی اسے پسند فرمائین تو اس کے موافق انتظام کیا جاے سہ
گر قبول افتد زہے عز و شرف ✤ وہ یہ ہی کہ لشکر اسلام کے ہاتھ سے بڑے بڑے سرداران نامی
وگرامی و شجاعان جفاکار شور شعار مارے گئے یا داخل اسلام مین آئے یا زار و زبون ہو کر بھاگ گئے
اور پھر بھی جان نہ بچی جس مقام پر بھاگ کر گئے وہان پہ مسلمان پہونچے اور گرفتار کرکے قتل کر ڈالا
یہانتک کہ بڑی بڑی خداوندیان انھون نے برباد کردین خداوند زمرد شاہ باختری و زمرد شاہ
ثانی ولاہوتک غول بر فرعون شاہ و شداد شاہ و ہامان شاہ و ساحر سمتمش و
خداوند ہزار شکل چرخ گردان کس کس کا نام لون ان سب کو ایسا تنگ کیا کہ انھون نے
خداوندی ظاہر سے ہاتھ اٹھایا اور بالاے آسمان چلے گئے اور اپنے سب بندون کو دیدار سے
محروم کرگئے یہ سب عذاب انھین مسلمانون کی گردن پر ہی جب وہ لوگ انسے عہدہ برآ نہوے
تو ہم آپ کس شمار مین ہین جو لڑکر فتح یابی کی امید کرین صلیل زرہ پوش نے کہا کہ پھر کیا کیا جاے
مجھے بھی انسے ضحاک مسندنشین سامری کے خون کا عوض لینا ضرور ہی اس لیئے کہ مجھسے اور ضحاک سے
ایک زمانے کی ملاقات تھی اور بچپن کا یارانہ تھا کرگس بن بلاشور ثانی نے کہا کہ آپ اب آگے جانیکا
قصد نہ کیجیئے اسلیئے کہ لشکر اسلام واقف ہو جائیگا تو پھر کام نہ بنے گا اب اسی جگہ قیام کیجیئے مین یہان سے
ایک نقب لگاتا ہون اور وہانتک اس کا جس مقام پر توڑنا منظور ہی وہ زمین تجویز کر اہل اسلام سے لیکے
وہان اپنا قبضہ کرتا ہون چونکہ اہل اسلام نہایت خلیق و مسافر نواز ہین سنا ہین سوداگر بنکر جاونگا
وہ میری خاطر کرینگے اور رہنے کو جگہ دینگے جسوقت مین خیمہ اپنا بپا کرونگا اس وقت یہ سب
میرے شاگرد جو اس کام مین طاق و مشاق ہین سرنگ وہانتک پہونچا کر دہانہ توڑ دینگے مین

شب کے وقت سردارون کو چرا چرا کر نقب کے راستے سے روانہ کرون گا آپ ایک قیدخانہ نہایت مستحکم طیار کرا ئیے اُسی مین اُن سردارون کو قید کرتے جائیے گا جسوقت کوئی سردار لشکر اسلام مین باقی نہ رہے بس شبخون مار کر لشکر کو پراگندہ کر دیجیے اور خیمہ خرگاہ بارگاہین مال و اسباب اپنے قبضہ مین کیجیے اور ان سب سردارون کو قتل کرکے سر اُنکے برائے نذر خداوند ایوان نہ طاقی بھیجیے یقین ہو کہ یہ خداوند اس کار نمایان سے نہایت خوش ہو گا یہ رائے کرگس کی مہلیل سے بہت پسند کی اور اسی کوہ پر ان سب نے قیام کیا اور کرگس نے دو سو شاگرد نقب زنی پر متعین کیے کہ یہ سب اس کام مین نہایت ہوشیار اور تیز دست تھے اب ان لوگون نے تو نقب لگانا شروع کی اور کرگس نے تمام سامان تجارت فراہم کیا و بصورت اپنی رنگ و روغن و عیاری لگا کر اک مرد حسن پیدا کی بنائی اور پچاس شاگردون کو یہان برائے محافظت و خبر رسانی چھوڑا اور رسد میون کا قافلہ تیار کرکے بصورت سوداگر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا اور تھوڑی تھوڑی دور ٹھہرتا ہوا چلا کہ بادشاہ اسلام کو پہلے سے خبر ہو جائیگی ایک سوداگر آتا ہے تاکہ عیارون کو بھی کوئی شبہ نہ پیدا ہو یہ عیار بلا کا ہوشیار اور چالاک ہے زبان فارسی و ترکی و عربی سے بخوبی واقف ہے زبان اسکی نہایت چرب ہے اشیاء نادرہ ہر ملک کے اس کے ہمراہ ہین اور ایک کتب خانہ بھی ساتھ ہے جس مین ہر علم و فن کی کتابین ہین جسوقت یہ قریب لشکر اسلام پہونچا پھر اُسنے قیام کیا اور منتظر وقت کا ہوا کہ چند عیارون نے آکر بیان کیا اب آپ داخل لشکر ہون اور جگہ تجویز کرکے اطلاع دیجیے تاکہ سر نقب کا ہم اُس مقام پر نکالین کیونکہ تا بہ سرحد لشکر اسلام نقب تیار ہے کرگس نے کہا کہ مجھے بھی انتظار تھا کہ تم نقب تیار کر لو تو مین داخل لشکر اسلام ہون تم خبر رکھنا جس وقت قدم میرا لشکر اسلام مین جم سے اور خیمہ ڈیرے برپا ہو لین تو میرے خاص خیمہ مین دہانہ نقب کا توڑنا یہ کہکر آپ جانب لشکر اسلام روانہ ہوا جس وقت قریب لشکر آکر پہونچا دیکھا کہ جابجا ڈھیر خاک کے پڑے ہوئے ہین اور بہت سے اسلحہ مثل خنجر و گرز و تیر و شمشیر وغیرہ شکستہ و خراب پڑے ہوئے ہین کسی مقام پر سنان چمک رہا ہے ڈانڈا نیزے کی جلکر جو خاک ہوگئی ہے وہ اُس سنان سے ملی ہوئی اس طرح معلوم ہوتی ہے جیسے ایک خط مستقیم کھنچا ہوا ہو کہین قبضہ ندارد اور تلوار پڑی ہوئی ہے کہین تیرون کی سریان بھی کے نیچے چمک رہی ہین اور ترکش کی جلی ہوئی راکھ ڈھیر ہے اس عیار مکار نے اپنے ہمراہیون کی طرف دیکھکر فرمایا انا للہ خیر پڑھو کہ کیسے کیسے بندگان پاک مقبول درگاہ ایزدی اور کیسے کیسے شجاع و دلیر جلکر خاک ہوئے ہین اور کیا لوگ تھے کہ میدان مین فنا ہوگئے اور قدم پیچھے نہ ہٹائے یہ وہ لوگ تھے شعر

پاؤن ٹھہرائے ہے چلتے سامنے جاتے ہوئے | کاٹتے سر اُنکے و لیکے ٹھوکرین کھاتے ہوئے

اور گویا ابتک اس خاک سے صدا آرہی ہے جو بزبان حال یہ کہ رہی ہے شعر

دیگر

کیا کہین عالم مین ہم انسان یا حیوان تھے | تھے غرض جو کچھ کہ تھے اک آن کے مہمان تھے

ہوائے صحرائے فنائے قتل ضیافت عرب ابا ہی | مسافرو دیکھو و تماشا سرائے فانی عجب سرا ہی

اس اس طرح کے کلمات حسرت آیات زبان پر جاری کیے اور ہچکیان مار مار کر رونے لگا قضائے کار اتفاقات روزگار بادشاہ اسلام نے اپنے رفقا کے غم مین تخت نشینی ترک کر دی ہے اور اکثر سیر صحرا

کیا کرتے ہین اُسی طرف سے سواری بادشاہ اسلام کی چلی آتی تھی شاہ نے جو دیکھا کہ ایک قافلہ
خاک شہیدان پر فاتحہ خیر پڑھ رہا ہی اور معروف گریہ وبکا ہی اور ایک شخص جو قرینہ سے قافلہ سالار معلوم ہوتا ہی
دھاڑین مار مار کر رو رہا ہی اپنے ملازمین سے ارشاد فرمایا کہ دریافت تو کرو یہ کون ہی کیا کوئی عزیز یا دوست
ان لوگون کا ان کے وطن سے آیا ہی اور عجب نہین ہی جو کخور شاہ کے عزیز اقارب ہون اس لیے کہ اسی کا
طلسم یہان سے قریب تھا لوگون نے حال دریافت کیا اور جا کر خدمت بادشاہ مین عرض کیا کہ ایک
مرد مومن لباس عربی پہنے ہوے مسافر وضع کے ساتھ اُس کے قریب سو سوا سو آدمی کے ہین
تاجر پیشہ معلوم ہوتا ہی وہی رو رہا ہی بادشاہ اسلام اسکو دوست اور ہمدرد اپنا تصور کرکے اُس طرف
پھر پڑے اور قریب اُس تاجر کے تشریف لاے السلام علیکم کی آواز دی یہ لوگ اسقدر معروف
گریہ وبکا تھے کہ انھون نے یہ بھی خیال نہ کیا کہ کون آیا ہی جسوقت بادشاہ نے سلام کیا تو یہ سب
چونکے اور معمولی طور سے جواب سلام دیا اسلیے کہ بادشاہ سادی وضع مین تھے نہ تاج سر پر نہ چتر
لباس سیاہ بر مین کسی نے بادشاہ اسلام کو پہچانا بھی نہین بادشاہ اسلام نے سردار قافلہ سے پوچھا
کہ نام آپکا کیا ہی اور کسطرف سے آنا ہوا کہان جانیکا ارادہ ہی یہ سنکر اُس شخص نے جواب دیا
کہ غلام ہمدان کا رہنے والا ہی ذوبان ہمدانی میرا نام ہی بالفعل تو طلسمات کی طرف سے آتا ہون
اور شاہ اسلام کی قدمبوسی کی غرض سے ادہر بھی آنکلا سنا تھا کہ بادشاہ اسلام بیابان تہ طاق مین
جلوہ افروز ہین اب حضور بھی اپنے نام نامی و اسم گرامی سے مطلع فرمائین کہ آپ کو بادشاہ اسلام سے
کیا توسل ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ مین ایک مرد فقیر آوارہ وطن ہون بادشاہ لشکر اسلام سے
اسقدر توسل ہی کہ اگر تیرا کوئی مطلب ہو تو شاہ سے بخوبی کہہ سکتا ہون میرا اقرار کرنا شاہ کا اقرار کرنا ہی
اس جملہ کو یہ سنکر قدمون پر گر پڑا اور عرض کی کہ قصور غلام کا معاف ہو مین نے حضور کو پہچانا نہ تھا
یہ کیا حالت حضور کی ہی بادشاہ اسلام نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور فرمایا کہ اے ذوبان
ہمدانی کیا حال اُس شخص کا پوچھتا ہی جس سے اُس کے عزیز و احباب چھوٹے ہوے اور ایسے
مقام پر لگا ہون کہ بعض کے پھٹنے مین اندیشہ ہی اور بعض کے پھرنے کی امید منقطع ہو گئی ہی کیا اپنا
حال پر ملال تجھسے بیان کرون اب آئے ہو تو وقتاً فوقتاً اپنا قصہ غم سناؤنگا اس وقت بھی مسافت سفر
طے کیے ہوے آتے ہو اور پریشان ہو لشکر مین چلو جسوقت بیٹھو گے تو حال میرا سننا ذوبان
ہمدانی نے عرض کی کہ حضور کو میری ذات سے بڑی تکلیف ہوئی ہرچند کہ مین تو حاضر خدمت ہونیکی
غرض سے ادہر آیا ہی تھا مگر بیان خاصان خدا کے حال پُر ملال پر تاب ضبط نہ رہی اور معروف
گریہ وبکا ہوا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ خیر تمھاری وجہ سے ہم بھی شریک ثواب ہو گئے اور ان
آوارہ وطن شہیدون پر فاتحہ خیر پڑھا اب سواری بادشاہ اسلام کی آگے بڑھی وہی قافلہ بھی
ساتھ ہو لیا بادشاہ اسلام نے قافلہ اترنے کی اجازت دی خیمہ ڈیرے برپا ہونے لگے
رات کو ذوبان نے بآرام تمام بسر کی صبح کو حاضر حضور شاہ ہوا اب بادشاہ اسلام نے اس سے
مفصل حال اسکا دریافت فرمایا کہ کس کس ملک کی سیر کی اور کہان کہان پھرتے ہوے یہانتک پہنچے
اور کسی سفر مین خانہ کعبہ بھی گئے تھے یا نہین ذوبان ہمدانی نے اول سے حال اپنا بیان کرنا شروع کیا

کہ مین نے اٹھارہ برس کی عمر مین سفر کیا تھا اور اب اسی برس کا سن ہو خواہ اس مین دو ایک سال
کم ہون یا زیادہ اتنا زمانہ سیاحت ممالک ہی مین گذرا کبھی پشتۂ تاریک مین تھا اور کبھی پردۂ طلسمات مین
کبھی کسی مقام پر کبھی کسی مقام پر اب یہ خیال پیدا ہوا شعر زمان طفلی کو رو نہین کیا ہم قریب آیا ہی وقت پیری و
جوانی رخصت گشتا رہی ہر گذر چکا ہی شباب آدھا • شعر گذری جوانی پیری ہوئی آشکار ہی • اب چیست گچلی رات کا
کیا اعتبار ہی • تینون پہر گذر گئے اب بجز موت کیا باقی ہی شعر موت کو دور نہ سمجھے وہ بشر عاقل ہی • قبر مین سونا ہی
تکیہ مین کفن پاس ہے ہر شخص کو انجام پر بھی نظر رکھنا چاہیئے اسواسطے کہ دنیا تو چند روزہ ہی زندگی
مستعار ہر طرح گذر ہی جائے گی خواہ راحت سے خواہ تکلیف سے مقدم وہان کی فکر ہی جہان ہمیشہ رہنا ہی
اور غلام نے تو دنیا بھی پائی حضور کے اقبال سے زمانے بھر مین پھرا ملکون کی سیر کی دولت و مال سب کچھ
خدا نے دیا اب فکر انجام نہ کرون تو جائے تعجب ہی اب یہان سے ہمدان کا ارادہ ہی اور وہان سے
مدائن اور بصرے کی سیر کرتا ہوا خانۂ کعبہ جانے کی نیت ہی اگر مقدر مین شرف عقبیٰ بھی ہی تو انشاءاللہ حاصل
ہو جائیگا بہرحال الاعمال بالنیات مین تو قصد کر چکا ہون کہ بقیہ زندگی اپنی اسی متبرک جگہ پر خدمت صاحبقران
عالیشان مین بسر کرون مین نے سنا ہی کہ امیر کشور گیر اول و ثانی دونون صاحب وہین تشریف رکھتے ہین
بادشاہ اسلام نے یہ سنکر آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور فرمایا کہ بھائی قصد تو ہمارا بھی یہی ہی مگر تقدیر کی
گردش دیکھیے کس کس بیابان کی خاک چھنواتی ہی اور کہان کہان پہونچاتی ہی اسیلیے کہ شاہزادہ بدیع الملک
بارادۂ فتح طلسم نہ طاق گئے ہوے ہین اور یہ مقام اسقدر وحشتناک و پرہول ہی کہ خدا ہی زندہ لائے
سنا ہی کہ یہان کے ساحر بلاے بیدرمان ہین ابھی کل کی بات ہی کہ ضحاک مسندنشین سامری نے آکر
قیامت برپا کر دی اسکا وہ سپہ سالار ایسا ظالم تھا جسنے بادشاہ طلسم گنجارہ اور بادشاہ کوہ قضا و قدر
دونون کو اس طرح جان سے مارا جیسے کوئی کسی ادنی آدمی کو قتل کر ڈالتا ہی نہ آفتاب ربن علم
ایسا شخص موجود ہوتا نہ وہ قتل ہوتا اسکے بعد ضحاک مسندنشین سامری سے وہ قیامت کے سحر چلے
کہ نہ سنے تھے اور نہ دیکھے تھے انجام مین دونون جلکر خاک ہو گئے مگر سحر اس کا باقی رہا یہ بات کسی ساحر مین
نہین دیکھی کہ اسکے مرنے کے بعد بھی سحر اس کا باقی رہا ہو نہ لقاے بوریہ نشین سا مرد باصفا ہوتا
نہ اس شعلۂ سحر کو قتل کرتا خدا اس مرد عابد کو خیریت سے رکھے کہ کرور ہا بجانین اس کی ذات سے بچ گئین
ورنہ ہم بھی نہ ہوتے جس سے تم ملاقات کرتے اور اس طرف آکر تم بھی اسی عذاب مین مبتلا ہوتے سارا قافلہ
فنا ہو جاتا ایسے مقام سے کیسے پلٹنے کی امید ہی خدا ہی بدیع الملک کو واپس لائے سوداگر نے عرض کی
کہ شاہزادۂ بدیع الملک کی زیارت وقدمبوسی بھی منظور نظر تھی یہ تو حضور نے عجب خبر وحشت اثر سنائی مگر
حضور انکا اقبال ایسا ہی کہ جو ارادہ کیا وہ پورا ہوا انشاءاللہ وہ ضرور اور بہت جلد طلسم نہ طاق کو
فتح کرکے تشریف لائینگے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اگر تمکو انکے واپس آنیکا یقین ہی تو اتنا توقف کرو
کہ وہ آلین کہ ہم تم سب ساتھ ہی طرف خانۂ کعبہ چلین اور زیارت سے خانۂ کعبہ کی مشرف ہون جب تک تم سے
دل بھی بہلے گا اور زمانۂ انتظار با آسانی گذر جائیگا ذوبان ہمدانی نے دست بستہ عرض کی کہ اب
انشاءاللہ غلام حضور کے ہمراہ رہیگا شاہزادہ بدیع الملک کو آلینے دیجیے بادشاہ اسلام یہ سنکر نہایت
مسرور وخوش ہوے ذوبان ہمدانی بادشاہ اسلام سے رخصت ہو کر اپنے خیمہ مین آیا اور دوسرے روز سے

اس نے یہ انتظام کیا کہ جسوقت خدمت بادشاہ اسلام مین حاضر ہوتا ہی تو سوا ذکر مسائل و اذکار دینی کے
دوسری بات نہین کرتا بادشاہ اسلام دل مین کہتے ہین کہ یہ عجب مرد متبرک ہی اس کو ہر وقت یہی فکر رہتی ہی
نہایت اسکی صحبت سے خوش ہوتے ہین اور جس وقت ذوبان ہمدانی اپنے خیمے مین آیا شغل درس و تدریس
رہتا ہی طالب العلم جمع رہتے ہین بحثین ہوا کرتی ہین جسوقت اول وقت نماز کا ہوتا ہی تو پہلے آواز اذان
اسی کے خیمے سے بلند ہوتی ہی اکثر دن روزہ مین گذرتے ہین یہ خبرین سن سنکر بادشاہ اسلام اور بھی خوش
ہوتے ہین اب یہ حالت ہی کہ جسوقت خیال آفتاب زرین علم کا آجاتا ہی تو بادشاہ رونے لگتے ہین
ورنہ غم غلط ہو چلا ہی اسقدر ذوبان ہمدانی نے موافق مزاج کے باتین کی ہین کہ دن بھر مین چار چار دفعہ
چوبدار آکر بلا لیجاتا ہی کہ بادشاہ نے یاد فرمایا ہی تین روز مین اسنے پورا انتظام اپنا کر لیا چوتھے روز
صبح کا وقت ہی کہ چوبدار نے آکر ذوبان ہمدانی کو اطلاع دی کہ بادشاہ اسلام یاد فرماتے ہین اُس وقت
نماز پڑھ چکا تھا محو وظائف تھا جلدی سے اس نے اُس وظیفہ ذکر کو موقوف کیا اور درباری لباس پہنکر
خدمت بادشاہ اسلام مین روانہ ہوا بادشاہ اسلام اس سے باتین کر رہے تھے کہ یکایک لشکر سے شور و غل
و بکا بلند ہوا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ خبر تو لو یہ کیا معاملہ ہی لوگ برائے دریافت حال اُس طرف کو
بڑھے ہی تھے کہ دیکھا ملازمان شاہزادہ بہارستان مغربی روتے اور پیٹتے چلے آتے ہین بادشاہ اسلام نے
پوچھا کیا ہوا اُن لوگون نے عرض کی کہ رات کو باریدارون کو کسی نے قتل کر ڈالا اور شاہزادہ فرامرز
عادی مغربی کو چرا لے گیا بادشاہ اسلام نے عیارون کو طلب کیا اور فرمایا کہ دریافت کرو یہ کس عیار کا کام ہی
کیونکہ یہان سوا اپنون کے بیگانہ نظر نہین آتا نہ لشکر کسی حریف کا مقابلہ پر خیمہ زن ہی جس پر گمان
کیا جائے پھر کیا باعث عیار گئے اور آکر عرض کیا کہ بے شک یہ کسی عیار کا کام ہی ہمنے دیکھا کہ نقب
لگی ہوئی ہی اور یہ پیتر ابھی بنا ہوا ہی لیکن یہ نشان کسی اجنبی کا ہی جسے اس وقت تک ہمنے دیکھا نہین بادشاہ
اسلام کو نہایت تعجب ہوا اور فرمایا جلد تلاش کرو اور اچھی طرح حفاظت کرو تم لوگ بڑی غفلت کرتے ہو
عیار بھی پریشان ہین کہ یہ کیا معاملہ ہی کہان جائین اور کس پر شبہہ کرین بادشاہ اسلام نے ذوبان ہمدانی
فرمایا کہ دیکھا تمنے ابھی ایک مصیبت سے فراغ نہین حاصل ہوا تھا کہ دوسری آفت کا سامنا ہوا بقول
شعر دن جو گذرا تو بلائے شب فرقت آئی ٭ ایک آفت جو گئی دوسری آفت آئی ٭ ہمارے واسطے
ہر روز یہی صدمہ اور اسی طرح کے غم ہین بقول شاعر شعر آئے دنیا مین ہم اندوہ و مصیبت کے لیے ٭
دل بنے زخم تازہ غم اذیت کے لیے ٭ ذوبان ہمدانی نے عرض کی کہ حضور جتنے رتبے ہین اُسکو سوچئے کہ
جو خدا کے خاص بندے ہین انھین کے واسطے دنیا مین تکلیفین اتری ہین کیا شاہ اور کیا گدا دنیا تو
کفار کے واسطے ہی اُنکی جنت یہی ہی وہان تو ہمیشہ کے واسطے جلین گے بادشاہ اسلام نے فرمایا
کہ اسے ذوبان ہمدانی کیا کہتے ہو خاصان خدا اور ہی لوگ ہین ہمین اگر خداوند کریم اُن لوگون کے
غلامون مین شمار کرے جب بھی بہت ہی یہ کہو ہم ایسے بد اعمال ہین کہ نہ دنیا مین راحت ہی نہ عقبی مین
چین ملنے کی امید ہی ایسے اعمال ہی نہین جن پر بھروسا ہو ہان اُس کی رحمت ہی اگر بخشدے بقول شاعر
شعر اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا ٭ سر تسلیم خم ہی جو مزاج یار مین آئے ٭ الحاصل تلاش
ہونے لگی مگر کوئی پتا نہ چلا دوسرے روز صبح کو خبر پہنچی کہ شہزادہ بن لشکر صور کو بھی کوئی لیگیا

اور لندھور ثانی کا بھی پتا نہیں ملتا اتو بادشاہ اسلام اور بھی پریشان ہوئے اور فرمایا یہ کیا معرکہ ہے
تم لوگ نہایت بے پروائی کرتے ہو ایک روز ہمیں بھی اسی طرح سے کوئی لیجائیگا اور تمہیں خبر تک نہو گی
عیار عرض کرتے ہیں کہ حضور ہم کیا کریں جہانتک تجسس کیا یہی معلوم ہوا کہ کوئی شخص باہر سے نہیں آیا
یہ ہمیں کسی شخص کا کام ہے مگر کس کو کہیں کہ وہ شخص ہے ذوبان ہمدانی اُسوقت موجود تھا اُسنے
بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ حضور بالفعل شخص غیر و اجنبی سوا میرے یہاں کوئی دوسرا نہیں ہے
میرے اوپر لوگوں کو شک ضرور ہوگا لہٰذا اسیدوار ہوں کہ عیاروں کو حکم دیجیے کہ وہ میرے خیمہ میں
جاکر پہلے جانچ لیں اُسکے بعد اور خیموں کی بھی تلاشی لیتے جائیں یہ سنکر بادشاہ اسلام نے فرمایا
کہ اے ذوبان ہمدانی یہ تم کیا کہتے ہو تم ایسے شخص نہیں ہو جس پر کوئی گمان اس طرح کا کیا جائے
تم ایک مرد عبادت گزار ہو اس نے عرض کیا کہ ایک حضور غلام کو ایسا سمجھتے ہیں لیکن ہر شخص کبھی
ایسا نہ سمجھتا ہوگا اتنی خاطر غلام کی ضرور ہو کہ اپنے سامنے میرے خیمے کی جانچ کرا لیجیے بادشاہ
اسلام نے ہرچند کہا اسنے نہ مانا اور اپنے ساتھ لیے ہوئے خیمے میں آیا اور ایک ایک گوشہ
اچھی طرح دکھا دیا اور صندوقوں کو کھولا ہر ایک صندوق مال و اسباب سے بھرا ہوا تھا انتظام
اسنے یہ رکھا تھا کہ صبح سے پہلے دہنہ نقب کا اس طرح بند کر دیا تھا کہ نشان بھی نہ معلوم ہوتا تھا
اور اوپر اس دہنہ کے چوکی لگا دی جاتی تھی اب کسے شبہہ گذر سکتا تھا یہ مسلمانان پاک ان
کافران ناپاک کے شیووں سے کب واقف تھے انہیں کیا معلوم کہ یہ ملعون نجس و پاک میں کوئی امتیاز بھی
نہیں رکھتا ہے بعد تلاش کرنے کے سب نے کہدیا کہ آپ کے کہنے سے ہمنے دیکھ بھال لیا ورنہ ہمیں
آپ پر شبہہ نہیں تھا بعد اسکے ذوبان ہمدانی نے اپنے ہمراہیوں اور رہزنوں کو جمع کرکے عیاروں سے
اُنکے پاؤں نپوائے اور کہا پیرے کے مطابق اِنمیں سے کسی کا پاؤں ہے یا نہیں اُن لوگوں نے کہا
کہ اِن میں سے کسی کا یہ کام نہیں نہ اُسکے پاؤں سے کسی کا پیر مطابق معلوم ہوتا ہے پھر یہ لوگ
خاموش ہو رہے اور آج رات کو نہایت ہوشیاری سے کام لیا جس وقت صبح ہوئی تو محراب
شاہ کے لشکر میں غل ہوا کہ کوئی محراب شاہ کو چرا لے گیا اُدھر صنوبر شاہ کے اہلی
جز غشی اسکے بعد لقیطین خود پرست وغیرہ دس بارہ سردار آج بھی غائب ہو گئے بادشاہ اسلام
در دولت پر ہجوم تھا فریاد کر رہے تھے کوئی کہتا تھا کہ ہمارا مالک گم ہو گیا کوئی کہتا تھا کہ ہمارا
سردار بھی غائب ہو گیا ایک قیامت برپا تھی بادشاہ اسلام عیاروں پر خفا ہوتے تھے اور
فرماتے تھے کہ اگر تم لوگ خبر نہ لگاؤگے تو سب کو نکالدوں گا تمہارا رہنا نہ رہنا دونوں برابر ہے
ذوبان ہمدانی نے عرض کی کہ اگر مناسب ہو تو مجھے لشکر سے علحدہ کر دیجیے اس واسطے
کہ جب سے میں سبز قدم یہاں وارد ہوا ہوں اُسوقت سے ایک تازہ بلا نازل ہوئی ہے
بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اے ذوبان ہمدانی اتنے بڑے لشکر کے اندر تو یہ حالت ہے
اگر تم لشکر سے الگ ہو جاؤگے تو پہلے یہ بلا تمہیں پر نازل ہوگی مجھے تمہاری جان اپنی جان سے
زیادہ عزیز ہے اسلیے کہ تم مہمان ہو بلکہ شکر ہے خدا کا کہ تمہیں اسنے اِسوقت تک بچائے رکھا ہے ورنہ
تمہارے لوگوں سے مجھے سخت ندامت ہوتی ہاں اگر تمہیں اس حالت سے خوف ہے تو چند عیار

میں تمھارے ساتھ کرتا ہوں تم دن کو یہاں سے سفر کرو اور جانب خانہ کعبہ روانہ ہو جاؤ جہاں تک
خیال خوف کا ہو وہاں تک عیار میرے تمکو باطمینان تمام پہونچا دینگے اور سبز قدم تم نہیں ہو بلکہ
ہم ہی لوگ خفتہ بخت ہیں ورنہ ایسی ایسی بلاؤں میں کیوں مبتلا ہوتے میں ہرگز تمھیں لشکر کے باہر
نہ رہنے دونگا یہ ملعون ایسا سیاہ قلب ہے کہ دل میں اخلاق وجود ہی نہیں اہل اسلام کا قاتل ہو گیا ہے
اور جی میں کہتا ہے کہ بڑے مستقل مزاج یہ لوگ ہیں مگر شیطان ایسا مسلط ہے کہ دائرۂ اسلام میں
نہیں آنے دیتا یہاں تک کہ تین چار روز کے عرصے میں ہوت دیوانہ اور بہوت دیوانہ بلکہ بہت سے
عیار بھی غائب ہو گئے اب بادشاہ اسلام اور بھی پریشان ہیں اور فرماتے ہیں کہ بدیع الملک کے آنے سے
پیشتر یہاں فاتحہ ہو جائیگا اگر وہ طلسم فتح کر کے پھرے تو یہاں آکر سناٹا پائینگے ہم میں سے کوئی بھی
نہ ہوگا شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ ڈیڑھ سو سردار گم ہو گئے اب عیاران لشکر اسلام بیرون لشکر
نکلے اور دور دور بھاگے تفحص روانہ ہو گئے اور بسبب شرمندگی کے اہل لشکر سے سامنا کرنا موقوف
کر دیا حفاظت لشکر بھی تبدیلی لباس و وضع کے ساتھ کرتے ہیں کہ کوئی پہچانے نہ پائے ورنہ یہ لوگ
دل میں کیا کہیں گے دو باتوں کے سوا تیسرا امر نہیں ہے تو گمراہ جانیں گے اور یا دشمن کا دوست سمجھینگے
دونوں طرح برا ہے اب کرگس بن بلاشور ثانی کو اور بھی موقع ملا اور سرداران نامی و گرامی کو
چن چن کر اسنے روانہ کیا اور یہ تصور کیا کہ اب لشکر اسلام میں کوئی اس رتبہ کا نہیں باقی رہا جو مہلیل زرہ پوش سے
مقابلہ کر سکے اسوقت اسنے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ بس اب چلنا چاہیے اسلیے کہ ایسا نہ ہو حال
کھل جائے تو اور بھی مشکل ہو ساری محنت برباد ہو جائے جو لوگ قتل سے بچ جائینگے وہ یقین ہے کہ خود
اپنی جانیں دے دینگے ورنہ دو آدمیوں کے بدلے اتنے سرداروں کو قتل کرنا کیا کم ہوا بس آج شب کو
اپنے بادشاہ اسلام کو بھی چڑھایا اور دہنہ نقب سے جانب کوہ بخدمت مہلیل زرہ پوش روانہ کیا
اور اس کے قبل صبح کل مال و اسباب اپنا روانہ کر کے خود بھی دہنہ نقب کا بند کرتا ہوا چلا یہاں تک
کہ وقت سحر دہنہ نقب سے باہر آیا اور جانب کوہ روانہ ہوا اب یہ نہایت خوش ہے کہ آج میں نے وہ کارنمایاں
کیا ہے کہ کسی نے نہ کیا ہوگا سنا ہے کہ دادا صاحب نے عمرو کے چار بیٹوں کو مار کر انکے کباب عمرو ہی کو کھلائے
تو کسقدر ان کی دھاک بندھ گئی تھی جسوقت میں ان سب کو قتل کروں گا تو میرا کسقدر نام ہوگا اور ہر دل پر
رعب بھی چھا جائیگا کہ کوئی میرے مقابلہ پہ قدم نہ اٹھائیگا اب یہ اپنے غرور میں چلا جاتا ہے کہ دیکھا اس نے
سامنے سے ایک برق خندہ پیدا ہوئی یعنے ایک نازنین ماہ جبین آفت جان و ایمان دریائے جواہر میں
غوطہ مارتی ہوئی سونے میں پیلی اور موتیوں میں سفید مانند باد صرصر کے عجب روش سے چلی آتی ہے
اس مقام پہ باغبان قضا و قدر نے عجب لطف پیدا کر دیا ہے کہ ایک جانب کوہ ہے اور ایک طرف
صحرا میں ایک چمن گلہائے خود رو کا بنا ہوا ہے وہ نازنین ایک ایک پھول کو چھیڑتی ہوئی اور پامال
کرتی ہوئی ایک پگڈنڈی پہ چلی آتی ہے قدم قدم پر فتنہ برپا کرتی ہوئی گویا خفتگان خاک کو ٹھوکر سے
جگاتی ہوئی عاشقوں کو خاک میں ملاتی ہوئی گاہ مانند غزال چشم وحشی کو ادھر ادھر گردش دیتی ہوئی اٹکھیلیاں
کرتی ہے اس طرح کہ کبھی نرگس کو بدنظر بنایا کبھی سوسن سے زبان لڑائی شاخ گلاب کو دست نازک کی
ہمسری کا الزام لگا کر قلم کر ڈالا سنبل کی پریشانی دیکھکر سودائی بنا دیا دوڑ کر پھول توڑ لیا وہ پھول

تلووں سے مل ڈالا اس طرح کی دلفریب شوخیاں کرتی ہوئی آگے کو چلی جاتی تھی **شعر** غضب جوڑے کی
بندش ہے قیامت قد بالا ہے ستم چوٹوں پہ کی کمر ہے بدن سانچے میں ڈھالا ہے ذوبیان جدائی کی
نظر جو اس آفت ہوش پر پڑی بے اختیار ہو کر پکار اُٹھا **شعر** راہ کتراتے ہوئے سر پہ دوپٹہ ڈالے
کون جاتا ہے میاں گھنٹے ہو جانے والے اُس نے پلٹ کر بھی نہ دیکھا اور جواب بھی نہ دیا کہتا کیا ہے
اب تو بیقراری دل نے طول کھینچا اور پھر پکارا **شعر** جیسے ہم صورت آشنا ہی نہیں صدقے اس منھ
چھپانے جانے کے اب کی اُس نے پلٹ کے دیکھا اور کہا کہ صورت آشنا تمھاری تمھارے گھر میں
ہوں گی میں کیوں ہونے لگی تھی خدا نے منھ پر آنکھیں دی ہیں ذرا دیکھ بھال کے ٹوکا کرو ایسا نہ ہو
کہیں دھوکا کھاؤ یہ سُن کر اور بھی بسمل ہو گیا کہا کہ جان جہان خفا کیوں ہوتی ہو گھر میں میرے کوئی
نہیں ہے تن تنہا رہتا ہوں نہیں چل کر گھر والی بنجاؤ ہزار ہا روپیہ میرے پاس ہے اُس کا سوا تمھارے
اور کوئی مالک نہیں ہو سکتا اور اگر صورت آشنا نہ کہتے تو تم جواب بھی نہ دیتیں اسی واسطے ستایا تھا
کہ کسی طرح تم مخاطب تو ہو بنے والے سے یہ کج ادائی اور بے رخی اچھی نہیں ہوتی ہے دیکھو اسقدر بھی
بے اعتنائی نہ کرو ایسا نہ ہو کہ تیغ بیوفائی کسی کا خون ناحق کرے اُسے **شعر** کعبہ کوئی مقام کر رکھا ہے اکدھر
جانے والے اِدھر دیکھ لینا یہ سنتے ہی اُس نے پلٹ کر اور دی کہ ذرا زبان سنبھالے ہوئے دل کو
قابو میں کیے ہوئے میں کوئی آوارہ خانگی کسبی نہیں ہوں آشنا تمھاری تمھاری ہوتی سوتی ہوگی
اگر شادی تمھاری نہیں ہوئی تو کیا ماں بہنیں بھی گھر میں نہ ہوں گی اُن سے ایسی باتیں کرو یہ سُنکر ذوبیان
جدائی اور بیتاب ہوا اور ساتھ ساتھ اُس کے چلا اب آگے تو یہ شکل چلا وہ کے چلی جاتی ہے اور
پیچھے پیچھے ذوبیان عاشقانہ شعر پڑھتا ہوا چلا جاتا ہے وہ نازنین باتیں سُناتی ہے مگر لگاوٹ کے ساتھ
کہتی ہوئی کہ ایسے ہی بدنظروں کے مارے میں جنگل سے چلی تھی اور شہر کی راہ کترا گئی تھی کہ آسانی
اپنے گھر پہنچ جاؤں گی یہاں بھی یہ بلا میرے پیچھے لگی اب ان دونوں کی حالت یوں سمجھنا چاہیے
شعر زلف کہتی ہے مسافر نہ جا کچھ کام ہے دل یہ کہتا ہے کہ جانا دور ہے اور شام ہے جب اس نازنین نے
دیکھا کہ یہ ساتھ ساتھ پیچھا چلا ہی آتا ہے اور کسی طرح پیچھا نہیں چھوڑتا بلا ہو گیا اُسنے ایک روپیہ نکال
پھینکدیا اور کہا ارے اُٹھا لے اور چلتا دھندا کر میرے ساتھ نہ آ ایسا نہ ہو میرا کوئی عزیز دیکھ لے
تو میری رسوائی ہو اور تو تو پہلے ہی قتل کر ڈالا جائیگا اُس نے جواب دیا کہ اے شاہ حسن و خوبی میں
فقیر نہیں ہوں اگر فقیر ہوں بھی تو طالب زر نہیں ہوں بلکہ خواہاں گوہر مدعا ہوں بوسہ لب لعلین کا
طالب ہوں **شعر** ایک بوسہ ہے نے مانگا راہ مولا واہ جی پھولے منھ سے یہ نہ نکلا لیتے جاؤ شاہ جی
اے جانِ جہان و آرام دل سوزان میں تاجر ہوں صاحب عزت ہوں لیکن تیرے آستانے کا فقیر
بن گیا ہوں ذرا سُن تو سہی یہ اور بھاگی اور جلدی جلدی قدم اُٹھا کر چلی مگر عورت کی چال کہاں تک
چل سکتی تھی زبان سے کہتی جاتی ہے کہ تم جو سوداگر ہے کیا کام نہ کچھ مول لینا ہے اور نہ کچھ بیچنا ہے
اسنے کہا کہ ہم تو نقد جان دینے کو تیار ہیں اور جنس بے بہائے وصل کے خریدار ہیں یہ کہکر پانسے
شاطری مارتا ہوا آگے بڑھ گیا اور سامنے جا کر سدّ راہ ہوا اب تو وہ نازنین سہم گئی اسکی جست و
خیز سے گھبرا گئی کہ یہ طریقہ تو راہزنوں کا جیسا معلوم ہوتا ہے بس ذکر دونوں ہاتھ اُس نے اپنے سینہ پہ

رکھے لیے اور پکاری ہو ہو سوتے ہین تو پہلے تیرے کہنے کے موافق مجھے تاجر سمجھی تھی مگر نہین تو ٹھگ
معلوم ہوتا ہی کیا لیے ہیے ڈگ رکھتا ہو امیرا ستہ رواہ ہوا ہی اچھا اگر تجکو زر و زیور کی خواہش ہی
تو جو کچھ میرے پاس ہی مین سب دیے دیتی ہون مگر مجھے علاوہ رہنا جبر دار میرے قریب آنیکا قصد
نکرنا کیونکہ میرا پانون اوچل رہا ہی ہاتھ پاؤن تھر تھرا رہے ہین یا خداوند زمرد شاہ باختری و
یا خداوند زردشت صدقہ اپنی خداوندی کا مجھے بچہ سے اس گرگ صحرائی کے بچاؤ ہی ہی جان
آبرو دونون پر بجلی مین گھوڑی کیا جاتی تھی کہ ادھر آکر اس کشمکش مین پڑجاؤن گی جسوقت
مین گھر سے چلی ہون تو ایک عورت چھینکی تھی کیا جانتی تھی نہین تو دم بھر ٹھہر کر چلتی جو بزرگون کا
کہنا نہ مانیگا وہ یونہی خراب ہو گا ہاے افسوس مین کیون آئی تھی ذوبان ہمدانی نے کہا کہ اچھا کیا
جو آئین لطف زندگی کا یہی ہی اسنے کنگن بھی ہاتھ سے اُتار کے پھینکدیا کہ اگر زیادہ ہوس ہی تو یہ بھی
لے لے مجھے جانے دے ذوبان ہمدانی نے کہا کہ جان تک لے لو مگر تم نہ جاؤ مین کہچکا کہ مجھے
مال و زر کی خواہش نہین ہی ابتو اسنے بھی تیور بدلے اور کہا کہ دیکھون تو تم کیسے کرتے ہو جواب
میرے زیور کو ہاتھ لگاتے ہو یا خداوند اس پر بجلی گراؤ ذوبان نے کہا کہ ابتو صورت ہو کر مجھے
لگے کا ہار ہو جاؤ گا ۔ میری جان یہ بالی بھولی باتین تمہاری ستم ڈھا رہی ہین اسنے کہا کہ میرے
دشمنون کا منہ کیا ہو اہی آخرکار اس نازنین نے عاجز ہوکر پوچھا کہ تمہارا مطلب کیا ہی اسنے کہا
کہ مطلب وہی ہی جو عاشقون کو معشوقون سے ہوا کرتا ہی اسنے جواب دیا کہ کیون اپنی جان کے پیچھے
پڑے ہو اس ارادے سے باز آؤ مجھ پر ایک سردار لشکر اسلام کا عاشق ہی اگر اُسے معلوم ہو جائیگا
تو وہ تمہین قتل کرے گا اور مجھے تو پہلے ہی مار ڈالیگا اسنے جواب دیا کہ مین نے کل سرداران لشکر
اسلام کو اسیر کرلیا اب وہان کون باقی ہی جو مجھے یا تمہین قتل کریگا تم اطمینان رکھو اُس نازنین نے
تعجب کے لہجے مین کہا کہ بھلا سرداران اسلام کو کون اسیر کر سکتا ہی اُن لوگون نے تو بڑے بڑے
خداوندون کی خداوندیان برباد کردین سیکڑون ساحرون کو مارا تم ایسے ہوے کہ سرداران اسلام کو
اسیر کیا مجھے جھوٹ سے نفرت ہی جب تم ایسی مکاری کی باتین ابھی سے کرتے ہو تو آیندہ تم سے کیا
امید ہو اسنے کہا کہ تمہین اس سے تعجب ہوا ہو گا کہ تم مجھے تاجر سمجھ رہی ہو مین دراصل عیار ہون
نام میرا مہتر گرگس بن بلاشور ثانی ہی ساڑھے تین سو یک بچہ ہلالے بیدرمان آفت روزگار ہمیشہ
ساتھ ہی اسی ارادے سے آیا تھا کہ سرداران لشکر اسلام سے اپنے باپ اور دادا کے خون کا بدلا لون
خداوند زند و شاہ باختری نے میری مدد کی اور مین اپنے ارادے پر کامیاب ہوا بادشاہ اسلام تک کو
اسیر کرلیا اب جانب کوہ جاتا ہون جہان یہ سب قید ہین وہان پہونچکر ان سب کو قتل کرونگا اور
طلیل زرہ پوش سے تمام لشکر کو تباہ کراؤن گا اسکے بعد جانب منطاق جاکر خداوند منطاق کا
شریک ہوکر بدیع الملک کو قتل کرونگا اور نام مسلمانون کا پردۂ ہستی سے مٹا دونگا یہ سنکر نازنین
بہت خوش ہوئی اور بولی ابتک اطمینان ہوا کہ اگر کوئی مدعی میرا پیدا ہو تو وہ مجھے لے نہین سکتا ہی
اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تم مذہب قدیم رکھتے ہو مسلمان نہین ہو مجھے زیادہ تر کراہت اسی سے تھی
کہ مین تمکو مسلمان سمجھی تھی اب مین تمہارے ساتھ ہون جہان چاہے مجھے لیچلو یہ سنکر گرگس ابن بلاشور ثانی

نہایت خوش ہوا اور کہا اے جان مین وہان پہونچکر توقتل مجمع میں معروف ہون گے یہان اطمینان کا
سوا کا معاملہ ہو ادھر کون آتا ہی پھر دیر لطف صحبت اُٹھائین دل کو خوش کرین اُسکے بعد تمہین بے پلینے
اپنے شرما کے گردن نیچی کر لی اور دبی آواز سے کہا جو تمھاری خوشی یہ دونون اُسی فرش گیاہ پر بیٹھ گئے
اور کرگس بن بلا شور ثانی نے ایک قلم شراب کی جیب سے نکالی اور اُس نازنین کے ہاتھ مین دی کہ لو پیو
نازنین نے بھی ایک قلم مسکرا کر اپنی انگیا سے نکالی اور کہا کہ مین بھی شراب کا بیحد شوق رکھتی ہون
ہر وقت قلم شراب کی پاس رہتی ہی اور لطف اس شراب مین یہ ہی کہ جو بات پینے سے حاصل ہوتی ہی
وہ اس شراب کے سونگھنے سے پیدا ہوتی ہی دیکھون تو تم کیسے عیار طرار ہو بھلا اس شراب کو
تو پہچانو کہ یہ کس قسم کی شراب ہی جسکی بو مین ایسا اثر ہی کہ آدمی بے پیے بیخود و مدہوش ہو جاتا ہی کرگس
بن بلا شور ثانی نے وہ قلم شراب کی اُسکے ہاتھ سے لی اور سونگھنے لگا جیسے ہی ڈاٹ شیشی سے
علحدہ کی اور ناک کے قریب لیگیا اسقدر تیز بو تھی کہ فوراً اسنے چھینک ماری بس اُسیوقت نازنین نے
اُٹھکر دو ہتڑ مارا اور آواز دی کہ اسی منہ پر دعوی عیاری تھا مین مہتر برق ثانی کے گذا ایم کا زادہ
مین زندہ و سلامت بدوی کرگس ہنوز بیہوش نہوا تھا لیکن بیہوشی اُسکے دماغ مین اثر کافی ہو چکی تھی
اُٹھکر چاہتا ہی کہ خنجر مارے کہ برق ثانی نے آٹھون حباب منہ پر کھینچ مارے اور یہ بیہوش ہو کر گرا
برق ثانی نے اسکی مشکین باندھین اور کمند مین لپیٹ کر ایک درخت پر چھپتا ہوا اسکا رکھدیا اور سوچا
کہ اسکی صورت بنکر پہلے سب سرداروں کو رہا کرنا چاہیے اور بعد اُسکے یہان آکر اسکو بھی پکڑ کر لے چلیے اور
بادشاہ اسلام سے انعام لیجئے یہ سوچکر رنگ روغن عیاری چہرہ پر لگا کر صورت کرگس بن بلا شور ثانی
بنکر جانب لشکر صلیل درہ پوش روانہ ہوا اور یاد کرکے اپنے باپ کو مہتر برق ثانی بہت رویا کہ افسوس
اگر وہ زندہ ہوتے تو میری عیاری دیکھکر کیا خوش ہوتے کہ مین نے اس شاطر کو گرفتار کیا ہی جسکا اب
جواب دینے والا نہ تھا یہ سوچ کر بہت رویا اب اسے تو ادھر روانہ چھوڑا جاتا ہی اور حال لشکر اسلام کا
گذارش کیا جاتا ہی کہ جب صبح ہوئی وہ خدام جو بادشاہ اسلام کو برائے نماز جگایا کرتے تھے آج بھی
حسب معمول آئے دیکھا تو دربان سو رہے ہین انھین چونکایا اور اندر خیمے کے گئے دیکھا کہ بار بیدار
قتل کیے ہوئے پڑے ہین وہ نقب کاٹا ہی بادشاہ اسلام نہین ہین یہ لوگ جلدی سے نقب مین اُترے دیکھا
تو کچھ دور کے بعد راہ مسدود ہی معلوم ہوتا ہی کہ جانے والا راہ مسدود کرتا گیا ہی یہ لوگ روتے اور پیٹتے
چلے یہان تک ایک ہلڑ مچگیا کہ کوئی بادشاہ اسلام کو لے گیا جو عیار یہان موجود تھے وہ فوراً یہان بیدار ہی
کی طرف مشکوک تھے جلدی سے اسکے خیمے مین آئے کہ بادشاہ کی وجہ سے زیادہ نہ کہہ سکتے تھے آج
اس سے اچھی طرح پوچھینگے اور پورے طور سے شبہہ اپنا رفع کرینگے یہان دیکھا تو سناٹا ہی نہ دربان
نہ کوئی سامان اندر خیمے کے داخل ہوئے تو کوئی سامان نہ دیکھا نہ مال نہ اسباب نہ کوئی آدمی ایک
پرچہ خیمہ مین پڑا ہوا تھا اُسے اُٹھا کر پڑھا لکھا ہوا تھا کہ اے عیاران لشکر اسلام بس اسی مغز پر ہوا ہی
عیاری تھا مین کرگس بن بلا شور ثانی ہین اتنے دنون تمھارے لشکر مین رہا اور تمام سرداران
نامی و گرامی کو مع بادشاہ اسلام گرفتار کرکے لیگیا اور تمہین خبر بھی نہوئی ان لوگون کے قتل سے
فرصت ہوئے تو تمھاری بھی خبر لون افسوس کہ میرے زمانے مین عمرو ثانی نہین ہی جسنے میرے دادا

قتل کیا تھا ورنہ اس ذلت وخواری سے مارتا کہ باہمان دریا اور پرخان ہوا اسکے حال پر گریہ کرتے
اور وہ ساربان زادہ جسکی تم سب تذکرہ مات ہو وہ تو پہلے میرے ڈر کے مارے ذلت سے بھاگ کر خانۂ کعبہ چلا گیا
اب تم سب کا خاتمہ کرنیکے بعد یہاں سے خانۂ کعبہ جاؤنگا اور اگر عمرو زندہ ہوا تو قتل کرونگا ورنہ قبر کھود کر
ہڈیاں اسکی برباد کرونگا یہ مضمون دیکھکر عیار برائے تلاش ہر چہار جانب روانہ ہوئے کہ غضب ہوا
اگر سردار اور بادشاہ قتل ہوگئے تو ہم کہیں کے نہ رہے شاہزادۂ بدیع الملک کو کیا منھ دکھائینگے
ابھی ان سب کو ابھی تلاش میں سرگرداں چھوڑا جاتا ہے سب سے پہلے حال برق ثانی کا سنیئے کہ یہ
جاتے جاتے بالائے کوہ نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ پہونچے عیاران لشکر کرگس بن بلاشور ثانی
نے آکر گھیر لیا کوئی ہاتھ چومتا تھا کوئی قدم چومتا تھا کوئی دست بوسی کرتا تھا کہ واہ استاد کیا کہنا یہ
آپ ہی کا کام تھا ان لوگوں پر آپ کو فتح نصیب ہوئی جن پر آج تک کوئی فتحیاب نہ ہوا تھا
جنھوں نے بڑے بڑے خداوندوں کی خداوندیاں برباد کر دی ہیں برق ثانی ہنستے ہوئے
اور ایک ایک کی پیٹھ ٹھوکتے ہوئے کہتے تھے بڑی محنت کی اور تکلیف بھی بہت مشقت کی قریب
مہلیل زرہ پوش کے پہونچے مہلیل زرہ پوش نے کہا کہ عمدہ تر تمھاری تعریف تو بیان سے
باہر ہے دیکھنا خداوند لقا یوان تاجدار کی بارگاہ میں تمھارا کیا مرتبہ ہوتا ہے لیکن یہ بتاؤ کہ اب کیا کرنا ہے
کرگس نقلی نے کہا کہ اب رائے یہ ہوتی ہے کہ لشکر اسلام میں کوئی اس قابل نہیں ہے جو آپ کا
مقابلہ کر سکے لہذا آپ اپنے چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر جائیے اور فوج کو منتشر کرکے
مال ومتاع و ملک پر قبضہ کیجیے میں ان سب کو قتل کیے ڈالتا ہوں اس نے کہا کہ بہتر ہے وقت
تیاری کا حکم دیا لشکر میں کمربندیاں ہونے لگیں ادھر کرگس نقلی نے ان صندوقوں کو طلب کیا
جن میں سرداران اسیر تھے عیاروں نے صندوق لا لا کر جمع کرنا شروع کیے چونکہ صندوق کئی
سو تھے انکے آنے میں بھی عرصہ ہوا اور لشکر مہلیل کے طیار ہونے میں بھی یہ گذری برق ثانی
دل میں کہتا ہے کہ بڑی غلطی کی جو اس مردود کو چھوڑ آئے ایسا نہ ہو کہ اتفاقیہ کوئی شخص
اسطرف نکل جائے اور اسے ہوشیار کردے تو بنا بنایا کام بگڑ جائیگا مگر خیر اب تو جو ہونا تھا ہوا چارہ
کیا ہے بقول شخصے کہ خود کردہ را علاج نیست یا یوں کہیے کہ مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلۂ خود
باید زد دل میں جز بز ہو رہا ہے اپنے اوپر نفرین کر رہا ہے کہ تو نے یہ کیا حرکت کی نہ تو موقع رہائی
سرداران کا ملتا ہے نہ اس بات کا وقت ہے کہ آج درگذر کیجیے کل دیکھا جائیگا اسلیے کہ اگر کرگس
بن بلاشور ثانی آجائیگا تو فی الفور سب کو قتل کر ڈالیگا الحاصل خدا خدا کرکے لشکر مہلیل کا تیار ہوا
اور یہ سب کو ساتھ لیکر باراده بربادی لشکر اسلام روانہ ہوا اور یہاں برق ثانی نے
اور عیاروں کو چپکے سے ٹالنا شروع کیا مگر ساڑھے تین سو پیک بہم ہیں جنمیں ایک ایک فن روزگار
اڑتی چڑیا کے پہچاننے والے ہیں کیسے کیسے کاملین کوئی فقرہ چست ذہن میں نہیں آیا یہ تو اس پریشانی میں
اور ادھر قضائے کار اتفاقات روزگار ایک ساربان شترخانۂ مہلیل زرہ پوش کا اپنے اونٹ کو
چارہ دینے کی غرض سے جانب صحرا روانہ ہوا اور قریب اس درخت کے پہونچا جس پر بستہ ہوا کرگس
بن بلاشور کا رکھا ہوا تھا شاخیں توڑ توڑ کر اونٹ کے آگے ڈالدیں یہ چرنے لگا نظر اسکی اس

پشتارے پر پڑی دل مین خوش ہوا کہ معلوم ہوتا ہو اس صحرا مین دزد آئے تھے اور مال بھول کر
چلے گئے اس پر قبضہ کرنا چاہیے بقول شخصے کہ مال موذی نصیب غازی یہ خیال کرکے اسنے
پشتارہ درخت سے اُتار کر کھولا اب جو دیکھتا ہو تو یہ کرگس بن بلاشور ہو اسنے جلدی سے
اس کو دامن کی ہوا دیکر ہوشیار کیا دیر بھی ہوچکی تھی بیہوشی کا اثر بھی باطل ہوچکا تھا جیسے ہی
آنکھ کرگس بن بلاشور کی کھلی کہا تو کون ہو اسنے اپنا نام بتایا اور کہا مہتر جی آپ کی صورت کا
ایک آدمی تو ابھی لشکر کی طرف گیا ہو کرگس یہ کہتا ہوا چلا کہ اے بڑا غضب ہوا محنت برباد ہوا چاہتی ہو
وہ عیار تھا ایسا نہو کہ سرداران لشکر اسلام کو وہ رہا کردے اور مہلیل زرہ پوش کو دھوکا دے
اور چلتے وقت اس ساربان کو بھی ساتھ لے لیا کہ مبادا مجھے کوئی نہ پہچان سکے کہ ایک صورت کے
دو ہین اب اصلی و نقلی مین کیونکر امتیاز ہو تو اس ساربان کی بھی گواہی سے اہل لشکر کا شبہہ برطرف
ہوجائیگا اور سمجھ جاینگے کہ کرگس کون ہو چند قدم آگے بڑھا تھا کہ سامنے سے مہلیل زرہ پوش کو
چالیس ہزار سوارون سے لشکر اسلام کی طرف جاتے دیکھا آواز دی کہ آپ کہان جاتے ہین
مہلیل کی نظر جو کرگس پر پڑی کہا مہتر جی تمہین نے تو ہمکو قتل اہل اسلام کے واسطے روانہ کیا تھا
تمہین ہمکو بھی دھوکا دیتا کیونکہ عیاری تمہارا پیشہ ہو کرگس بن بلاشور نے کہا غضب ہوا کرگس
اصلی مین ہون اور کرگس نقلی وہ ہو جو لشکر مین ملا ہین راہ مین دھوکا کھا گیا وہ عیار لشکر اسلام ہو
جو میری صورت بنکر کوہ پر پہونچا ہو بس اب اس ارادے سے باز آیئے جلدی چلکر سردارون کو
قتل کرلیجیے اور اس ناعیار کو سزا دیجیے اُسکے بعد دیکھا جائیگا اور اگر دیر ہوئی اور اُسنے
سردارون کو رہا کردیا تو پھر کچھ بنائے نہ بنے گا مہلیل زرہ پوش نے باگ مرکب کی پھیری اور جانب
کوہ روانہ ہوا ایسا جھپٹ کر بالائے کوہ پہونچا دیکھا کہ ہمشکل کرگس بن بلاشور صندوقون کے
پاس موجود ہو چند عیار بھی قریب کھڑے ہین اور یہ صندوق کھولا چاہتا ہو کہ اتنے مین اسنے نعرہ کیا
کہ باش او ناعیار خبردار رہو ہوشیار باشید کہ منم مہتر بلاشور ثالث یعنے کرگس بن بلاشور ثانی کے
گذاریم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر روی ارے غضب کیا تھا تونے ساری محنت خاک مین
ملادی ہوتی اب تجھے کب زندہ چھوڑتا ہون برق ثالث نے پہلا صندوق کھولا تھا ہنوز پٹرا
نہین ہٹایا تھا کہ بلاشور ثالث مانند باد صرصر کے سر پر پہونچ گیا اور اپنے شاگردون سے کہا
کہ مار لو اسکو یہ عیار لشکر اسلام ہو بس یہ سنتے ہی اسکے تمام بیک بچہ برق ثالث کی طرف چلے تھے
کہ برق ثالث نے آواز دی ارے نادانو یہ کیا کرتے ہو یہ کوئی عیار لشکر اسلام کا تمہین دھوکا
دینے کی غرض سے آیا ہو کہ تم میری طرف متوجہ ہو اور یہ سردارون کو رہا کرے اسکی باتون پر نہ جانا
یہ سنکر بیک بچہ اور بھی گھبرائے اور کہا کہ اب دونون مین سچا کس کو جانین اور جھوٹا کسے تصور کرین
اسلیے کہ صورت ایک ہی ہو کرگس نے بڑھکر اُس ساربان کو پیش کردیا اور مختصر حال اپنا
اسطرح ظاہر کیا جس سے معلوم ہوگیا کہ کرگس اصلی یہی ہو اب تو سواران لشکر کفار برق ثالث پر
ٹوٹ پڑے برق ثالث نے کہا کہ او ملعون کیا ان لوگون سے کہتا ہو آپ کیون نہین سامنے آتا
مین نے خود غلطی کی کہ تجھکو زندہ رہنے دیا اور پشتارہ باندھ کر صحرا مین چھوڑ آیا خیر آج مجھ تنہا کی

لڑائی بھی دیکھے یہ کہکر اسنے تیغ کھینچی اور بمانند برق جہندہ کے کوندھنے لگا چمک چمک کر گرنے لگا
ساڑھے تین سو پیک پھر اسکو گھیرے ہوے ہین جنمین سے ایک ایک بلاے روزگار آفت بپری
حلقہاے کمند بھی چل رہے ہین تیغین بھی گردش مین ہین برق ان حربون کو خالی دیتا ہوا تیغے
برسا رہا ہے اور صندوقون کی حد سے باہر نہین جاتا کہ اگر مین یہان سے علحدہ ہوا تو ایسا نہو
کہ یہ لوگ کسی سردار کو قتل کر ڈالین ہرچند کہ مین اکیلا کیا کر سکتا ہون مگر جبتک میرے دم مین دم باقی ہے
اُسوقت تک تو ان لوگون پر آنچ نہ آنے دونگا آگے جو مرضی معبود اُس مین کسی کو بھی دخل نہین ہے
اس حالت مین بھی اکثر اسنے چاہا کہ ایک آدھ صندوق کھولدون جو رہا ہو جائے وہی سہی لیکن سب
پا بزنجیر تھے اب برق ثالث مایوس ہوا اور اسنے بھی زخم کھائے ساٹھ ستر عیارون کو مارا
بیسون کو زخمی کیا اتنے مین ہلیل زرہ پوش نے آکر گھیرا برق ثالث جسکو کسی صندوق کے
پاس آتے ہوے دیکھ لیتا ہے اُسے زندہ نہین چھوڑتا مگر کہانتک لڑے آخر کار دست مناجات
بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور پکارا کہ اے کس بیکسان اے دادرس غریبان اسوقت
سخت مین میری خبر لے اور ان بندگان خاص کو اپنے ظالمون کے پھندے سے چھڑا یا کسی
مددگار کو بھیج کہ اب عرصہ تنگ ہو رہا ہے ہنوز یہ سخن در دہان تھا کہ تیر دعا کا ہدف مراد پر پہنچا
حسب اتفاق اسد دلاور قریب نہ طاق پہونچ چکے تھے کہ ضرغام شیردل عیار انکا
دشت گردی کرتا ہوا اور ہر طرف کی خبر لیتا ہوا اس طرف بھی نکل آیا اُسنے جو یہ معرکہ دیکھا کہ بلا کا
ایک ہجوم غفیر ہے شور و غوغا بلند ہے ضرغام کو شک ہوا کہ اہل اسلام سے اور کفار سے کوئی فساد ہو
چلکر خبر لینا چاہیے اور شریک ہونا چاہیے یہ خیال کر کے مہتر ضرغام شیردل بالاے کوہ آیا
تو عجب تماشا دیکھا کہ عیار اسلام کو لشکر کفار کا گھیرے ہوے ہے اُسنے لاشون کے انبار لگا دیے ہین
اور مردانہ تنہا لڑ رہا ہے ہرچند کہ ضرغام نے ابھی تک نہ پہچانا تھا کہ یہ کون ہے لیکن اتنا ضرور سمجھ لیا تھا
کہ کوئی عیار لشکر اسلام ہے بس اسنے بوق کو اُٹھا کر دم دیا اور پکارا کہ اے اسد دلاور جلد
تشریف لایے اس کوہ پر کہ یہان کفار اہل اسلام کو قتل کیا چاہتے ہین تین مرتبہ بوق کو دم دیکر
اسنے بھی خنجر عیاری پکڑا اور نعرہ شیرانہ کرکے ان کافرون پر گرا کرگس بن بلا شور مچایا کہ ارے
پہلے ایک تھا اب دو ہوے جلد مار لو ان دونون کو ورنہ اور مددگار انکے آجائینگے لوگون نے
آکر گھیر لیا اور یورش کیا چنانچہ چلنے لگا نعرہ ضرغام شیردل کی آواز سنکر برق ثالث کو قوت
حاصل ہوئی اور اسنے بھی نعرہ کرکے اپنی آواز ضرغام شیردل کو سنائی ضرغام شیردل نے
نعرہ برق ثالث کی آواز سنکر جواب دیا کہ اے فرزند نہ گھبرا تا کہ مین آگیا اگر دشمن تیرے قتل ہوجاتے
تو مجکو تیرے باپ کی روح سے شرمندگی ہوتی الحمدللہ کہ مین بر وقت پہونچا اور اسد دلاور بھی
آتے ہونگے مین نے بوق کے ذریعہ سے اطلاع کردی ہے اگر براے اطلاع جاتا تو اتنے
عرصہ مین یہان لڑائی کا نہ معلوم کیا رنگ ہوتا مصلحت کے خلاف تھا تمہارے شریک حال
ہونے کو بہتر و لازم سمجھا ہنوز یہ کلام بھی ناتمام تھا کہ دیکھا جانب صحراے لق گرد بلند ہوا اور آگے آگے
اُس دامن گرد کے ایک بگولا زمین سے لپٹا ہوا آتے ہوے دکھائی دیا جسوقت قریب ہو کر گردش

تو دیکھا کہ ایک مرد بہادر اسطرح چلا آتا ہی جیسے گولا توپ سے آتا ہی گھوڑے کا پیٹ زمین سے ملگیا ہی
اور پشت پر بارہ ہزار قزاق ہیں قریب پہونچتے ہی اُسنے نعرہ کیا نعرہ اسد شمشیر ارم کہ در روز جنگ
بدرزم دل شیر و چرم پلنگ ؕ باش ہوشیار خبردار باشید اے گرفتار کہ میں ملک الموت تمہاری جانکا
آ پہونچا یہ نعرہ کرکے بارہ ہزار قزاقون سے اب جو لشکر کفار پر گرتا ہی تو ہلچل ڈالدی جس پر ہاتھ
تیغ آبدار کا مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے جس پر ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوے اُدہر قزاقون نے
فوج کو قتل کرنا شروع کیا ساتھ ہی دوسرا نعرہ اسد ثانی کا ہوا اور یہ بھی بارہ ہزار قزاقون سے
آ گئے ضرغام شیردل نے آواز دی کہ اے شہریاران صندوقون پر قبضہ کیجیے کہ ان میں سرداران
لشکر اسلام مع بادشاہ عالی مقام قید ہیں اسد ثانی نے صندوقون پر قبضہ کیا اور مارکر کفار کو
ہٹا دیا کہ اور نعرہ غضنفر بن اسد معروف بن اسد کا ہوا یہ بھی نعرہ کرکے آ پڑے اور اُنکے
ساتھ کے قزاق بھی آ گرے قتل کرنا شروع کردیا بعد اِسکے شیران شیر سوار اور سہراب
بن لندھور اور پریسا فی فرنگی چالیس ہزار سوار سے آکر پہونچے اب تو کفار نہایت پریشان ہوے
اور مہتر کرگس بن بلاشور نے صلیل زرہ پوش کو آواز دی کہ لڑائی کا طور اور ہو گیا اب
ایک طرف کو یورش کرکے نکل چلیے سوائے مرنے کا باقی نہیں رہا صلیل زرہ پوش نے کہا کہ
کیا تو نے مجکو موم کا سمجھ لیا ہی ایسا ہی ایک ایک قزاق سے بھاگتا پھرون تو لڑو تماکس سے
دیکھو تماشا میری جنگ کا یہ کہکر اُسنے باگ مرکب کی لی اور جانب اسد دلاور نعرہ کرکے چلا
اُسطرف سے اسد دلاور نے گھوڑے کو دبایا اور صلیل زرہ پوش کی طرف بڑھا جو لوگ
درمیان میں تھے وہ پامال ہوتے جاتے تھے اور راہ دیتے جاتے تھے ورنہ قتل ہو جاتے تھے
خوب تلوار چل رہی تھی ندیان خون کی بہ رہی تھیں تمام کوہ پر خون سے لالہ زار ہو رہا تھا کفار بھی
جانین لڑائے ہوے تھے اور چاہتے تھے کہ کسی طرح صندوقون پر قبضہ ہو جائے تو سردارون کو
نکال نکال کر قتل کرنا شروع کردین اُدہر اہل اسلام کو یہ فکر کہ اگر ایک صندوق بھی قبضہ سے
نکلگیا اور کوئی سردار قتل ہو گیا تو لعنت ہی ہماری زندگی پر یہ بھی جانین دیے ہین مگر صندوقون
بچا رہے ہین اِسطرف تو کرگس بن بلاشور لڑ رہا ہی اور عیارون سمیت ضرغام شیردل
اور برق ثالث کو گھیرے ہوے تھا اور ضرغام شیردل بھی تنہا ان پیک بچون کو جواب
دے رہا ہی اور اُسطرف صلیل زرہ پوش اور اسد دلاور قریب پہونچ چکے ہین لیکن
اوّل ضرغام شیردل اور کرگس بن بلاشور کا سامنا ہوا کرگس نے جست کرکے
نیچہ مارا ضرغام نے وار اُسکا رد کرکے نیمچہ چمکایا یہ جست کرکے چلا ساتھ ہی ضرغام نے
بھی جست کی ہنوز یہ زمین پر نہ پہونچنے پایا تھا کہ ضرغام نے دوال کمر پر نیمچہ مارا کہ ایک
حصہ اسکا زمین پر آیا اور دوسرا حصہ آسمان کی طرف چلا اور گڑ گڑا اُچھل کر گر پڑا امیر برق
ثالث نے تعریف کی اور کہا میں تو سمجھا تھا کہ میں ہی نے دھوکا کھایا اور اس ملعون کو
زندہ نہ چھوڑتا تھا مگر معلوم ہو گیا کہ نہین کچھ عرصہ اسکی حیات کا باقی تھا اور موت اِسکی
آپ کے ہاتھ سے تھی پھر میں کیونکر حاوی ہو سکتا تھا سبحان اللہ کیا کہنا ہی اسکے مرتے ہی

عیاروں کے دل تھوڑے سے ہو گئے مگر گھیرے ہوئے تھے جا کہان سکتے تھے اُدھر اسد دلاور صفوں کو
توڑتا ہوا پرون کو پسپا کرتا ہوا لاشوں پر لاشیں گراتا ہوا قریب مہلیل زرہ پوش کے پہونچا مہلیل
زرہ پوش نے آواز دی کہ او وزد تیری اجل دامن گیر ہے جو یہان آیا کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے
یہ کہکر نیزہ سینہ چکینہ اسد غازی پر مارا اسد نے نیزے کو نیزے پر لگا کر نیزہ بازی ہونے لگی یہ معلوم ہوا
کہ دو مار سیاہ گتھ گئے سنانون سے شرارے نکلنے لگے قریب ستر یا بہتر طعن کے نوبت آئی ہوگی
کہ اسد غازی نے خبردار خبردار کہکر نیزہ پر نیزہ مارا اور مانند کاکل محبوبان پیچیدہ کرکے جو جھٹکا مارا
ہر چند مہلیل زرہ پوش نے ہاتھ کو قائم کیا اور چاہا کہ نیزے کو نہ چھوڑون مگر یہ معلوم ہوا کہ شانہ
اُکھڑا جاتا ہے بس اسنے بے قابو ہوکر نیزہ ہاتھ سے چھوڑ دیا اور خفیف ہوکر قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا اور
پکارا کہ نیزہ بازی خلال بازی تیغ بازی راست بازی کہ جس کو حلال مشکلات جہان کہتے ہیں او دیوانے
غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرے ہاتھ سے نکالدیا روک اسے کہ یہ چلا تجھ پر ملک الموت کا یہ کہکر تیغہ مارا
اسد دلاور نے آتی ہوئی تلوار کو نظر میں رکھ کر مرکب کو اشارہ کیا کہ وہ زیر بغل آگیا بس علی بند سپر کو
ہاتھ سے چھوڑ دیا کہ سپر پشت پر جا پڑی اور وار خالی جانے سے مہلیل جھونک میں یال مرکب پر آیا
اسد دلاور تو پہلو پر آہی چکے تھے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر جو زور کیا خانۂ زین سے اُٹھا لیا بالا سے
آسمان اُچھالا کہ پارہ پارہ ہاتھ بلند گیا گرتے وقت وہ ہاتھ تلوار کے مارے چو رنگ ہوا اسی کا غلام
شیردل نے آواز دی تھی کہ اے شہریار یہ زرہ پوش ہر زرا چونکی کرتی ہیں اسد نے جواب دیا تھا
کہ حلقۂ موت میں آچکا ہے جاتا کہان ہے جسوقت لاش اسکی زمین پر گری ساتھ والون نے لاش اسکی
لیکر بھاگنے کا قصد کیا مگر اسد نے نعرہ کیا اور آواز دی اپنے لشکر کو کہ خبردار ایک بھی انمین سے
نکل کر جانے نہ پائے اکثر اقون نے تمام فوج کو گھیر لیا تلوار چلنے لگی یہ کفار جسطرف یورش کرکے
چلتے ہیں اہل اسلام اُسی طرف قوت لشکر کی زیادہ کرتے ہیں اور رُخ انکے پھیر دیتے ہیں جب
یہ دوسری طرف چلتے ہیں اُدھر بھی اہل اسلام جا پڑتے ہیں بوق کی آواز پر کام ہو رہا ہے ہنگامۂ
جدال و قتال برپا ہے صداے بگیر و بزن بلند ہے لیکن یہ کافر بھی ایسے سیہ دل ہیں کہ ایمان نہیں لاتے
مسلمان ہونے کے نام سے چراغ پا ہوتے ہیں نہ بھاگنے کی راہ ملتی ہے نہ مسلمانون کی تلوار سے
یون پناہ مل سکتی ہے جبتک ایمان نہ لائیں آخر کار غازیان دیندار نے لشکر کفار کو روند ڈالا
اور پامال کرکے رکھدیا ایک متنفس کو نہ چھوڑا جسوقت قتل کفار سے فراغت پائی تو حضرت غلام
شیردل نے کہا کہ اب سردارون کو رہا کیجیے اسد غازی قریب ایک صندوق کے آئے اُس پر ایک
پرچہ لگا ہوا تھا جس سے معلوم ہوا کہ بادشاہ اسلام اسمین قید ہیں کرگس بن بلا شور نے
ایک یہ انتظام بھی کیا تھا کہ جو سردار جس میں قید تھا اُس پر اُسکا نام بھی لکھدیا تھا کہ بوقت قتل
وقت نہ ہو جسکو پہلے قتل کرنا منظور ہو اُسے تلاش نہ کرنا پڑے اسد غازی نے صندوق کھولا
اور بادشاہ اسلام کو نکالا نظر بادشاہ اسلام کی جو چہرۂ اسد غازی پر پڑی نہایت حیران ہوے
اور فرمایا یارب یہ خواب ہے یا بیداری میں کہان اسد غازی کہان اسد نے کہا اے ظل اللہ
آپ پریشان نہ ہون وقت پریشانی کا گذر گیا آپ جب گرفتار ہوگئے برق ثالث بلاے ربانی آگیا تھا

مگر رہا نہ کر سکا تھا کہ دشمن ہوشیار ہو گئے تھے لیکن فضل خدا سے میرا عیار اسطرف آنکلا اور اُسنے
مجھے اطلاع دی مین پہونچ گیا اور سب کو قتل کر کے حضور کو چھڑا لایا بادشاہ اسلام نے حیرت مین
آکر فرمایا کہ آپ اسد دلاور ہین اور دوڑ کر اسد سے لپٹ گئے اسد بھی بادشاہ اسلام سے لپٹ گئے
اور دونون صاحب اسقدر روئے کہ بیہوش ہو گئے اُدھر اہل اسلام جو تلاش بادشاہ سرداران
عالیجاہ مین نکلے تھے اُنکو معلوم ہوا اُنھون نے لشکر مین اطلاع کی تمام لشکر اسلام یا لاسے کوہ
جمع ہو گیا اب اور صندوق کھولے جانے لگے کسی صندوق سے لندھور ثانی کسی سے فرامرز
عادمغربی کسی سے محراب شاہ کسی سے صنوبر شاہ اسی طرح سب صندوقون سے
سرداران اسلام نکلے لیکن جو نکلتا تھا وہ حیران حیران دیکھتا تھا کہ یہ ہم کہان ہین اور کن لوگون
نے پکڑا ہے ہین جسوقت ضرغام شیردل نے آگاہ کیا اور برق ثانی نے جتایا تو یہ سب غضنفر
بن اسد و اسد ثانی و معروف بن اسد وغیرہ سے بغلگیر ہوے اب بادشاہ لشکر اسلام کو بھی
ہوش آیا سواری حاضر تھی باشاہ اسلام سوار ہوے اور سب کو اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوے
جسوقت داخل بارگاہ فلک جاہ ہوے عجب خوشی لشکر مین ہوئی گویا بادشاہ اسلام و سرداران
عالی مقام کی عمر دوبارہ ہوئی مقدمات آنے لگے بادشاہ اسلام نے اسد غازی سے فرمایا کہ
آپ میرے پاس بیٹھیے اسد نے انکار کیا کہ آپ اسقدر عزت نہ دین جو میری حقیقت سے زیادہ ہو
بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ آپ کو خدا نے عزت دی ہے مین کیا آپ کی عزت کر سکتا ہون اسلیے
کہ آپ نظر کردۂ امیر عرب ہین علاوہ اِسکے بزرگ ہین آپ کا ہم سن اس مقام پہ کوئی نہین جو
جو لوگ آپ کی برابری کا دعوے رکھتے تھے اُن مین سے اب کوئی نہین اسد یہ سنکر اور ان لوگون کو
یاد کر کے بہت روئے اب بادشاہ اسلام نے برق ثانی اور غضنفر بن اسد سے سارا ماجرا
اپنے قید مین پھنسنے اور رہائی پانیکا سنکر دونون کو خلعت فاخرہ عنایت فرمایا اسکے بعد اسد غازی سے
پوچھا کہ آپ امیر ثانی سے کیونکر علحدہ ہوے اسد غازی نے بیان کرنا شروع کیا کہ جسوقت
صاحبقران ثانی بیابان کاج و باج مین پہونچے تو مجھسے فرمایا کہ خواجہزادون نے
بیان کیا تھا صرف پنچ آدمی خانۂ کعبہ پہونچینگے اور ہمراہ میرے لوگ اس سے زیادہ ہین تو دیکھیے
کون کون پہونچتا ہے اور کس کس کی قضا دامن گیر ہو دیکھیے اس راہ مین کون کون سا داغ
اُٹھانا پڑتا ہے خدا معلوم مین بھی پہونچون یا رستے ہی مین اجل میری بھی دامن گیر ہو اور یہ بھی
فرماتے تھے کہ مین شاہزادۂ بدیع الملک کو صاحبقران کر کے آیا ہون اور اُن سے کہدیا ہے
کہ تم طلسم نہ طاق کو فتح کرنا اور آئینۂ اخرام جادو کو مار کر خانۂ کعبہ چلے آنا وہین میرے
تمھارے ملاقات ہوگی اسکے بعد صاحبقران ثانی سے رخصت ہو کر چلا راہ مین ایک ساحرہ
مجکو اُٹھا لیگئی بہت دنون اُسکے دام تزویر مین پھنسا رہا اور لشکر میرا پریشان رہا آخر کار میرے
عیار ضرغام شیردل نے پہونچکر اُس ساحرہ کو مار کر مجھے چھڑایا اسکے بعد مجکو خبر ملی کہ خونخوار
بن دجال نے خروج کیا اُس کافر نے شہر مرصع حصار سے قلعہ ذوالامان تک تمام ملک
مسلمانون کے تاراج کر دیے ہین پھر اُن ملکون کو آباد کرتا ہوا چلا یہان تک کہ قلعہ ذوالامان پر

پہونچا تھا اور اس سے سامنا ہوا بڑی جنگ ہوئی آپ کے اقبال سے اُسکو مارا لیکن مین
اُسوقت پہونچا ہون کہ کل فوج اور سردار اور ناموس امیر ہلاک ہو چکے تھے سب کو دفن کیا
اور بعد تجہیز و تکفین اسطرف روانہ ہوا جسوقت بادشاہ اسلام نے انتقال ناموس کا حال سُنا بہت
روئے دیر تک بارگاہ مین شور و زاری بلند رہا کے آگے اسعد غازی نے دوسرے روز بیان کیا
کہ راہ مین ایک مقام پر عروس ساحری نے فوج رستم ثانی کو اور شہریار کو آہو بنا دیا
اور وہان آدم خوار رہتے تھے اُنھون نے تمام فوج کو کھا لیا صرف اسقدر لوگ باقی رہگئے تھے
جنکو چھڑا کر لایا اور سردار اُنکے آپ کے سامنے موجود ہین یہ کہکے سہراب بن لندھور سے کہا
کہ اب تم حالات رستم ثانی کے بیان کرو سہراب بن لندھور نے ہاتھ باندھکر عرض کی
کہ شہزادۂ رستم بیشۂ شیران مین تشریف رکھتے تھے کہ خبر صاحبقران بدیع الملک کی پہونچی
اُن کو نہایت ملال ہوا اور حکم تیاری لشکر کا دیا لیکن پھر نہین معلوم کیا ذہن مین آئی کہ شب کو
لباس فقیرانہ اختیار کیا اور خدا جانے کہان چلے گئے ہم لوگ حیران و سرگردان بہت تلاش کرتے رہے
لیکن جب اپنے شہریار سے مایوس ہوے تو اُنکے بھائی شہریار عالی وقار کی خدمت مین
روانہ ہوے وہان جاکر اُنھین بھی نہ پایا اور سُنا کہ پہلے تو لشکر تیار کرکے بھائی کی مدد کو چلے تھے
لیکن جسوقت خبر اُنکے فقیر ہو کر نکلجانیکی سُنی تو شہریار بھی فقیر ہو کر کسی طرف نکل گئے اب
دونون لشکر ایک ہوے اور پر بیبانی فرنگی کی یہ راے ہوئی کہ بادشاہ اسلام کی خدمت مین
چلکر رہو اور حالات اُنسے بیان کرو راہ مین اس مصیبت کا سامنا ہوا کہ کئی لاکھ آدمیون مین سے
چالیس ہزار آدمی زندہ بچکر آئے باقی سب کو آدم خوارون نے کھا لیا اگر تھوڑے عرصہ تک
اسعد دلاور نہ پہونچتے اور ہمین اُس بلا سے نجات نہ دیتے تو سب کا خاتمہ ہو جاتا بادشاہ اسلام نے
حال رستم ثانی کا سُنکر اور اُنکے لشکر کی بربادی پر نہایت افسوس کیا اب بادشاہ اسلام نے
اسعد دلاور سے اپنے واقعات بیان کیے اور کہا کہ شہزادۂ بدیع الملک نے وہ صاحبقرانی کی
جو امیر اول نے کی تھی صاحبقران ثانی کے وقت مین بھی گویا یہی صاحبقرانی کرتے تھے
اور ہمارے نام حمزۂ ثانی صاحبقران تھے اور اب تو ایسی صاحبقرانی کی کہ اظہر من الشمس ہے بالفعل
طلسم نہ طاق کی جانب گئے ہوے ہین ساتھ اُنکے بہت سے عزیز اور چند سردار بھی موجود ہین
شاہزادہ عین الزمان و نور الزمان و امیر الزمان و آصف انجم طلعت وغیرہ
بھی اُنکے ہمراہ ہین آئینہ اندام جادو طلسم نہ طاق مین پناہ گزین ہوا ہوا کو ان تاجدار
دیکھو ان تاجدارون کے بادشاہ ہین اپنے کو خداوند کہلواتے ہین اب شاہزادہ بدیع الملک
بغیر طلسم نہ طاق فتح کیے ہوے واپس نہ آئینگے خضر ان بھی اُنسے رخصت ہوکر جانب خانہ کعبہ
روانہ ہو گئے تھے لیکن خواجہ زادون نے اپنے علم کے ذریعہ سے دریافت کیا تو معلوم ہوا
کہ خواجہ ثالث خانہ کعبہ کو نہین جائینگے بلکہ بمصلحت پوشیدہ ہو کر جانب نہ طاق روانہ ہوئے ہین
اور شاہزادہ بدیع الملک کا ساتھ دینگے بڑی بڑی سخت مشکلون مین اُنسے کام نکلیگا
اور سُنا ہو کہ پھر جبیس آفتاب پرست نے خروج کیا ہو وہ بھی ہمارے ملکون کو خراب کرتا ہوا چلا آتا ہے

ایک آفتاب اُسکے ساتھ ہی جسوقت وہ نمودار ہوتا ہی تو ملک جلنے لگتا ہی اور وہ شہر سمندر تک
پہونچا ہی اسد نے کہا کہ حضور ہان خوب یاد آیا ایک بات اور بھی سُنی ہی وہ یہ کہ چند لقا بدار
قاف سے آئے ہین مذہب اسلام رکھتے ہین انکو سوائے صاحبقرانی ہی جن ملکون کو آفتاب
پرست نے پھونکا ہی وہ اُن ملکون کو پھر سے آباد کرتے چلے آتے ہین اُنکا رخ بھی اسی طرف کا ہی
بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ بہتر ہی جب آئینگے تو اُنکا حال بھی معلوم ہو جائیگا کہ کون صاحب ہین
اتنا تو معلوم ہو گیا کہ خدا پرست ہین بعد اسکے اسد کا شکریہ ادا کیا کہ آپ کی وجہ سے نجات ہوئی
ورنہ ہم سب کا بھی خاتمہ ہو چکا تھا اسد نے کہا کہ یہ اقبال حضور کا تھا جو مین بروقت پہونچ گیا
ورنہ میرا تو خیال بھی حضور کو نہ ہوگا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ واقعی یہ گمان نہ تھا کہ آپ ہم سے
اسقدر قریب ہین جو بروقت پہونچکر مدد کیجیے گا الحمد للہ کہ ہم نے آپ کو دیکھا اور آپ نے ہم کو دیکھا
اسوقت زمانہ نہایت پر آشوب ہو رہا ہی جو دم بخیر گذرے غنیمت ہی ابھی کا یہ واقعہ ہی کہ ایک ساحر
جسکا **ضحاک** مسند نشین سامری نام تھا آفتاب زرین علم کا بڑا بھائی تھا وہ آیا
اور نوبت جنگ کی پہونچی اُس ملعون نے خودکشی کی اور ایسا سحر کیا کہ خود بھی فنا ہو گیا اور
آفتاب زرین علم بھی مارے گئے اسطرح جل کے خاک ہوے کہ لاش تک دفن نہ ہو سکی
اُسکے بعد اُس شعلہ سحر نے تمام لشکر ساحران کو جلا کر خاک کیا پھر ہمارے اہل لشکر کی نوبت آئی
بہت سے لوگ جلگئے آخرکار ایک مرد بزرگ تشریف لائے کہ اُنسے شاہزادہ بدیع الملک سے
کسی وقت مین ملاقات ہوئی تھی اور اُنھون نے وعدہ کیا تھا کہ ایک وقت سخت آنے والا ہی
اُسوقت مدد کرونگا حسب وعدہ اُنھون نے آکر اُس شعلہ سحر کو اسیر کیا اور مجھے ملاقات کی عجب مرد
باخدا تھے اسد نے کہا کیا وہ لشکر مین ہین فرمایا نہین اُنھون نے عذر کیا کہ مین دوسرے
مقام پر نہین رہ سکتا اور علاوہ اسکے اس شعلہ پر موکل مقرر کرنا ضرور ہی کیونکہ اگر یہ رہا ہو گیا
تو پھر خلقت خدا کو پھونکیگا اسد نے اُن لوگون کے مرنیکا نہایت افسوس کیا اور کہا کہ
بڑی بلا ٹل گئی ایسا سحر بھی آجتک نہ سنا تھا اور نہ دیکھا تھا جو ساحر کے مرنے کے بعد بھی
باقی رہا ہو یہ بھی ایک تعجب خیز امر تھا اب صحبت برخاست ہوئی بادشاہ اسلام محل خاص مین
تشریف لیگئے اور اسد دلاور اپنے خیمے مین آئے رات بسر کی صبح کو پھر حاضر دربار ہوے
اور عرض کی کہ اب اگر مجھے اجازت ہو تو مین رخصت ہون بادشاہ اسلام نے فرمایا ہرگز ابھی
میرا جی نہین چاہتا کہ آپ تشریف لیجائین کیونکہ آپ کی وجہ سے ایک قوت ہی اور آپ باعث
برکت ہین اسد نے کہا میرا قصد ہی کہ اول شاہزادہ بدیع الملک سے ملاقات کرون کہ
اُنکے دیکھنے کو بہت جی چاہتا ہی وہ بھی مثل اپنے والد کے صاحب خُلق ہین اور بہت
بزرگداشت کرتے ہین اُنکی سعادت مندی کی وجہ سے اُنکو بھائی نورالدہر کے مقام پر سمجھتا ہون
بعد اُنسے ملنے کے سمندریہ پر شبخون مارونگا اور لشکر بہجیں کو پراگندہ کر دونگا کیونکہ
شب کا وقت ہوگا آفتاب ظاہر نہین ہو سکتا جو مجھے اذیت پہونچا سکے بادشاہ اسلام نے فرمایا
جیسا آپ مناسب جانیے وہ کیجیے لیکن چلتے وقت مجھے ضرور مل لیجیے گا اسد نے کہا انشاءاللہ

اور بادشاہ اسلام سے رخصت ہوکر اپنے خیمے مین آئے اور سامان سفر درست کرکے دن معین کیا اور بادشاہ اسلام کو اطلاع دی کہ مین فلان روز فلان وقت جاؤنگا بادشاہ اسلام نے لکھ تصدق بھجوایا اور جسوقت اسد غازی ملنے کو آئے تو بادشاہ اسلام نے کہا کہ میری طرف سے شاہزادہ بدیع الملک کو سلام کہیے گا اور بیان کر دیجیے گا کہ بعد آپ سے مفارقت ہونے کے یہ بلائین ہم پر نازل ہوئین مگر خدا نے بچایا اسی طرح پروردگار عالم آپ کو بھی بخیر و عافیت کام اکر ہم سے ملائے اور بھائی آپ کے آفتاب زرین علم مارے گئے انھون نے وہ کام کیا کہ اگر آپ بھی ہوتے تو ایسی ہی جانفشانی کرتے اور وقت آخر آپ کو بہت یاد کیا یہ فرماکر رونے لگے آنکھون کے نیچے تصویر آفتاب زرین علم کی پھر گئی اسد غازی بھی ایسے متاثر ہوے کہ انکی آنکھون مین بھی آنسو بھر آئے جسوقت جوش گریہ کم ہوا تو بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ جو حالت وہانکی معائنہ فرمایئے گا اُسکا خط ضرور بھجوایئے گا اور اس امر کی شکایت بھی میری جانب سے کیجیے گا کہ جب سے آپ تشریف لیگئے ہم کو بالکل بھول گئے کہ خط بھی نہ بھیجا مثل مشہور ہی کہ المکتوب نصف الملاقات خیر گذشتہ را صلواۃ و آئندہ را احتیاط اب نہ فراموش کیجیے گا اسد غازی نے کہا کہ انشاءاللہ مین بہت جلد اُنسے ملکر واپس آتا ہون اور اُنکی خیریت سے خود حضور کو مطلع کرونگا آپ اطمینان رکھیں یہ کہکر سلام رخصت کیا بادشاہ اسلام بغلگیر ہوے اور ساتھ چلے اسد نے قسمین دیکر بادشاہ اسلام کو پھیرا بادشاہ اسلام واپس آئے اور اسد غازی جانب طلسم گنبد طاق روانہ ہوے لیکن چلتے وقت مرن معروف بن اسد و غضنفر اسد ثانی کو ہمراہ لیا اور پیسانی فرنگی سہراب بن لندھور شیران شیرسوار سرمست آدم خوار وغیرہ کو بادشاہ اسلام کے حوالے کیا اب انھین تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور بیان سے

داستان عمزدگان قاف کی آغاز کی جاتی ہی

ہیا بشنو اے ہمدم داستان ہٰکہ بازآمدم بر سر داستان ہٰ پراویان شیرین بیان اس داستان مصیبت نشان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ بعد انتقال ارشیون پریزاد کے صاحبقران اعظم مع رفقا سوگ نشین ہوے ہین اور دیو نیرنگ شکست کھاکر قلعہ نیرنگ حصار مین پناہ گزین ہوا ہی اب اہل اسلام تو اس انتظار مین ہین کہ چالیسوان ارشیون پریزاد کا ہولے تو ہم طبل جنگ بجوائین اور نیرنگ شاہ اُن دیوون کے انتظار مین ہی جنکو اسنے نامے لکھے ہین آٹھ روز گذرے ہونگے کہ جانب صحرا سے گرد اُڑی آتے آتے دامنۂ گرد شگافتہ ہوا دیکھا کہ دونون طرف سے دیوان مخبر روانہ ہوے اور آکر بیان کیا کہ دیو اقوان چالیس ہزار دیوون سے بمدد نیرنگ شاہ آیا ہی صاحبقران اعظم نے تو فرمایا کہ بہتر کیا بلکہ اور آمادہ جنگ ہونا پڑا لیکن نیرنگ شاہ نے چند افسران فوج کو برائے استقبال دیو اقوان روانہ کیا لوگ گئے اور دیو اقوان کو لیکر داخل نیرنگ حصار ہوے ساتھ ہی دوسری گرد اُڑی سب نگران تھے کہ اب کون آتا ہی غرض جسوقت گرد شق ہوئی تو دیکھا کہ پھر

ایک دیو زبردست چالیس ہزار دیوؤں سمیت آیا ہی دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ بھی مدد نیرنگ شاہ کو آیا ہی
نام اُسکا دیو قاوبیل ہی یہ بھی آکر داخل قلعہ ہوا اب تیسری گرد اٹھی اور دیو تاوبیل چالیس ہزار دیو ہمراہ لیے
آکر پہونچا وہ بھی داخل قلعہ ہوا اور چین بیرون قلعہ خیمہ زن ہوئیں نیرنگ شاہ ان دیوؤن کے آنے سے
نہایت خوش ہوا دیوؤن نے حالات پوچھے نیرنگ شاہ نے کل کیفیت جنگ کی بیان کی کہ آدم
زادون نے بڑے بڑے دیوان سرکش کو مارا یہ سُنکر دیو اقوان نے کہا کہ اگرچہ خداوند ابلیس نے
تو یہ ان خدا پرست آدم زادون سمیت ہو رہینگے لیکن اب قلعہ سے باہر نکلیے اسواسطے کہ حریف علمہ زن ہوگا
نیرنگ شاہ نے کہا کہ اگر آج قلعہ سے نکلے اور کل پھر بھاگ کر قلعہ مین آنا پڑا تو کیا فائدہ ہی دیو اقوان
اور دیو تاوبیل اور قاوبیل نے بیان کیا کہ اگر آپ نے ہمکو ایسا ہی کمزور اور بزدل سمجھا تھا تو ہمسے
مدد کیون طلب کیا دیو نیرنگ مجبور ہوا اور اُن کے کہنے سے پھاٹک قلعہ کا کھلوا دیا اور سب فوج
باہر نکالا یہ خبر صاحبقران اعظم کو پہونچی کہ وہ دیو جو براے مدد آئے ہین اُنھون نے نیرنگ شاہ کو
چیرہ آمادہ کرکے قلعہ سے باہر نکالا ہی تو فرمایا کہ معلوم ہوا یہ لوگ بھی ماتم اپنی ارشیون کا نہ کرنے
دینگے خیر دیکھا جائیگا دیو ان جسوقت نیرنگ شاہ قلعہ سے باہر آیا اور داخل بارگاہ ہوا سب دیو
اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھے جام شراب ناب کو گردش ہوئی دور چلنے لگے ناچ پر ناچ ہونے لگا
جب خوب محفل گرم ہوئی اور ہر ایک شراب مین مست ہوا تو دیو اقوان نے کہا کہ اے بادشاہ
حکم دے کہ بجے طبل جنگ نیرنگ شاہ نے کہا کہ ابھی موقع نہین ہی اسلیے کہ لشکر حریف مین
ایک دیو زبردست فیل پیکر ہی کہ اُسکی ضرب گرز سے حریف بچ ہی نہین سکتا بڑے بڑے
دیوؤن کو اُسنے بخش زمین کر دیا ہی مین چاہتا ہون جس دیو کا مجھے انتظار ہی وہ بھی آلے
تو طبل بجواؤن یہ سُنکر دیو اقوان بگڑ گیا اور کہا کہ آپ اگر طبل نہین بجواتے تو مین آپ
اپنے نام پر طبل بجواتا ہون کیا ہمسے بڑھ کر وہ زبردست ہی کل میدان جنگ مین معلوم ہو جائیگا
جسوقت اُس دیو کا سر دھڑ پر سے کھینچ پھینکونگا تو آپ کو معلوم ہوگا دیو نیرنگ تو خاموش ہو رہا
مگر دیو اقوان نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین کہ نقارہ رزمی بجے اُسیوقت طبل پر چوب پڑی
ہرکارے خبر لیکر خدمت صاحبقران اعظم مین آئے اور بیان کیا کہ لشکر حریف مین طبل جنگی
بجا ہی فرمایا کہ پروا نہین کہدو ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے
یہ سُنکر ہرکارون نے نقارخانے مین حکم پہونچایا کوس حربی نوازش مین آیا طیاری جنگ
ہونے لگی لیکن اُن ہرکارون نے تمام گفتگو دیو اقوان اور نیرنگ شاہ کی روبرو
صاحبقران اعظم کے بیان کر دی تھی کہ اسطرح دیو نیرنگ نے دیو تہمتن کی شوکت بیان کی
اپنا خوف ظاہر کیا اور دیو اقوان نے کہا کہ مین سر میدان اُسکا سر دھڑ پر سے کھینچ کر دور
پھینکدونگا یہ باتین دیو تہمتن نے جو سُنین چہرہ اُسکا غصہ سے سُرخ ہو گیا اور کہا اے شہریار
مین چاہتا ہون کہ اس ملعون سے مین مقابلہ کرون اور کوئی نہ لڑے فرہاد خان
بلعضبی نے کہا کہ اے برادر دیو تہمتن تم دیو ہو اور قد و قامت بلند رکھتے ہو اور
قوتی تمھارے زبردست ہین اسکی سزا یہ ہی کہ کسی کمزور سے اس سے مقابلہ ہو مین آدم زاد ہون

اگر تم اجازت دو تو میں اسکی زبان گدی سے کھینچ لوں جس سے اسنے یہ کلمات سخت کہے ہیں
دیو سہمتن نے کہا کہ آپ اسقدر اشتعال نہ لائیں جو آپ کے مرتبے کے خلاف ہو آپ اسلیے
آدم زاد ہیں کہ دیو زاد آپکا مقابلہ نہیں کر سکتا کیا میں نے دیکھا نہیں کہ آپنے کن کن دیوؤں کو
مارا جو جنگی ضرب رد کرنا دشوار تھا اگر آپ عزیز ہوتے تو اس سے لڑتے آپ کی شان کے
خلاف ہے بس اُس ملعون نے مجھی کو کہا ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھی کو اُس سے مقابلہ
کرنے دیں یا اب وہی میرا سر دھڑ سے کھینچکر پھینکدیگا یا میں اُسکا سر دھڑ پر سے کھینچکر
اُسی کے بادشاہ کے سامنے پھینکدونگا الغرض بعد اس گفتگو کے دربار برخاست ہوا
سردار اپنے اپنے خیمے میں داخل ہوے دونوں لشکروں میں تیاری جنگ ہونے لگی دیو اپنے
اپنے حربے درست کرنے لگے دونوں طرف یہی چرچے تھے کہ دیکھیے کل کیا ہوتا ہے اسلیے
کہ دو سرداروں میں بات آپڑی ہے اہل اسلام دیو سہمتن گرزدار کی کامیابی کی دعا کر رہے ہیں اور
دیوان کفار دیو اقوان کے واسطے دعا کر رہے ہیں اسی حالت میں طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا
برطرف ہوا اور عارض شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے طائران خوش الحان
شاخہاے درخت پر مصروف نغمہ سرائی ہوے اُس صحراے خوش فضا میں عجب لطف تھا درخت پھولوں سے
لدے ہوے تھے ہر نخل عروس شب اول معلوم ہوتا تھا باغبان قضا و قدر نے اس صحرا کو اپنے
دست قدرت سے سنوارا تھا لیکن لشکروں کی باہم خونریزی نے اس سبزہ زار کو لالہ زار بنادیا تھا
ہزارہا دیو مارے گئے تھے خون کی ندیاں جو بہی تھیں تو تمام سبزہ جلکر رہگیا تھا اب زمین کی بہار تو
جا چکی تھی شبنم تمام رات اس انقلاب زمانہ پر اشک برسا رہی تھی اور لالے کا دل داغ ہوگیا تھا
گلوں نے گریبان چاک کیے تھے کہ افسوس کیسے کیسے نونہالان باغ شجاعت اس صحرا میں
قلم ہو چکے ہیں تیر خزان چل چکا ہے کشت مسرت پامال ہو چکی ہے جانور بجاے نغمہ سرائی مصروف
نوحہ خوانی ہیں لیکن دونوں طرف کے جنگ آور اب بھی آمادہ پیکار ہیں جلدی جلدی حوائج
ضروری سے فراغ حاصل کر کرکے راہی میدان جنگ ہو رہے ہیں کفار نعرے یا خداوند ابلیس کے
بلند کر رہے ہیں اور اپنی فتح کی دعا مانگ رہے ہیں اہل اسلام نمازوں سے فراغ حاصل کرکے
سجدہ شکر میں گرے ہیں اور جناب باری میں عرض کر رہے ہیں کہ اے خلاق عالم سوا تیری ذات کے
کسی کو بقا نہیں ہے شعر ذات معبود جاودانی ہے ٭ باقی جو کچھ کہ ہے وہ فانی ہے ٭ اگر تیری مصلحت ہو
تو ہمکو مرنا بھی گوارا ہے ورنہ ہمکو ظفریاب گردان القصہ جسوقت نماز سحری سے فراغ حاصل ہوا
اور سجدہ شکر بھی ادا کرچکے اب صاحبقران اعظم نے آلات حرب و ضرب تن پر آراستہ کیے
اور خیمے سے برآمد ہوے دروازہ خیمہ پر تمام سردار مثل فرہاد خان بیک و صندوق و
فرہنگ بن لندھور کے موجود تھے تسلیم بجا لائے اور دیو سہمتن بھی باادب سلام کو
خم ہوا صاحبقران اعظم نے دعا کی کہ خدا آنکو فتح یاب کرے اور جانب میدان کارزار متوجہ ہوے
اور ایک مقام پر گھوڑے کی باگ روک کر کھڑے ہوے اب دونوں طرف کے لشکر
آنے لگے جوق جوق گروہ گروہ دستے کے دستے قشون کے قشون پرے کے پرے صف بندیاں کرنے لگے

اور سردار صفوں کی درستی میں مشغول ہوئے تھوڑے ہی عرصہ میں دونوں جانب کی فوجیں بھی
آراستہ ہو گئیں میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ کمینگاہ دنبالہ ہراول چنداول ساتوں صفیں آراستہ ہو گئیں سردار
اپنے اپنے مرتبے کے موافق صفوں سے آگے بڑھ بڑھ کر کھڑے ہوئے جس وقت صفوف
قتال و جدال آراستہ ہو چکیں دونوں لشکروں سے تبردار نکلے جھاڑی جھنڈی کاٹکر ہٹا دی
اور بیلداروں نے پستی و بلندی زمین کو مٹا کر میدان کو ہموار کیا سقوں نے آب پاشی
کرکے گرد کو بٹھایا میدان کو مثل آئینے کے صاف و شفاف کر دیا نقیبوں نے صفوں سے
نکل نکلکر آواز دی کہ اے بہادر وصف شکنو یہ روز نام و ننگ ہے آج جسنے میدان سے
رخ پھیرا گویا اُسنے نام خاندان کا ڈبو دیا اور جسنے میدان میں نکلکر داد مردی و مردانگی دی گویا اُسنے
نام اپنے بزرگوں کا روشن کیا جس وقت نقیب بھی نقابت کرکے ہٹ گئے اور کڑکیتوں کا کڑکا بھی
تمام ہوا دیو اقوان سامنے نیرنگ جگلاہ کے آیا اور اجازت میدان چاہی کہا جا خداوند
ابلیس تیرا حامی ہے یہ سنکر دیو اقوان میدان میں آیا اور آواز دی کہ اے گروہ خدا پرستان
وہ دیو کہاں ہے جسنے بڑے بڑے سرکشان قاف کو مارا ہے آئے اور میرا سامنا کرے
بس یہ سننا تھا کہ دیو تہمتن سامنے صاحبقران اعظم کے آیا اور اجازت حرب چاہی فرمایا
جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے اور خدا تمہاری بات کا رکھنے والا ہے دیو تہمتن ان کلمات شفقت آمیز
جواب میں سلام رخصت کرکے سامنے دیو اقوان کے آیا اور پکارا کہ کسکو تو نے ٹوکا تھا میں
موجود ہوں دیو اقوان نے کہا کہ تہمتن تیرا ہی نام ہے دیو تہمتن نے کہا کہ ہاں میں ہی ہوں
اقوان نے کہا میں نے سنا ہے کہ تو نے بڑے بڑے دیوان زبردست کو سر میدان مارا ہے
دیو تہمتن نے کہا کہ جو مر گئے انکا ذکر کیا وہ زبردست تھے یا کمزور اب تو بتا کہ کس ارادے سے
آیا ہے دیو اقوان نے کہا کہ عوض اُن دیووں کے خون کا تجھسے لونگا جو تیرے ہاتھ سے مارے گئے ہیں
تہمتن نے کہا کہ پھر تامل کیا ہے دشمن تو موجود ہوں سر میدان موجود ہے کھینچکر پھینک دے دیو
اقوان سمجھا کہ معلوم ہوتا ہے میری کل کی گفتگو جو نیرنگ شاہ سے ہوئی تھی کسی نے اس سے
بیان کر دی ہے پکارا کہ اگر چاہا خداوند ابلیس نے تو ایسا ہی ہوگا دیو تہمتن نے کہا کہ پھر عذر کیا ہے
اور تامل کس بات کا ہے لا ضرب بہادری کی سر بشکست میدان بشکست گوسرے دیو اقوان نے
چوبدست گران کو سر پر چرخ دیکر سر تہمتن پر وار کیا تہمتن گرزن نے دستہ چوب پر ہاتھ ڈالکر
اور جھٹکا مارا کہ دیو اقوان اوندھے منھ سامنے آ رہا بس دونوں ساقیں اسکی مضبوط پکڑکر بازوؤں
شانوں پر جماکر جو جھٹکا مارا سر مع گردن تن سے کھینچکر سامنے نیرنگ شاہ کے پھینکدیا
اور کہا کہ دیکھا تو نے اب کل کی لاف زنی کو یاد کرو اسکی حالت کو دیکھکر افسوس کہ دیوان کفار
یہ ہیبت دیو تہمتن کا دیکھکر کانپ اٹھے اور اہل اسلام نے نعرے خوشی کے کئے ہر طرف سے
صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی صاحبقران اعظم نے فرمایا کہ اے تہمتن مبارک ہو کہ خدا نے
تمکو ایسے دشمن پر فتح دی جسنے دعویٰ کیا تھا اور فرمایا خزانہ یکمعزی فرہنگ بن لندھور
وغیرہ نے بھی بہت تعریف کی دیو تہمتن نے صاحبقران اعظم سے عرض کی کہ یہ سب حضور کا

اقبال اور مددِ پروردگار تھی اور فیروز خان رخصت سے کہا کہ آپ لوگوں کی دعا مقبول ہوئی
[illegible] گیا اور میرا زور کیا یہ خوشی اہل اسلام کی کفار کے سینے نشتر سے کم نہ تھی شرم سے
شرمندگی کے گریبان میں منہ ڈالنے کے جواب ہی کیا دے سکتے تھے جب دیو تہمتن نے
مبارز طلب کیا تو دیو قاویل کو غیرت دامن گیر ہوئی صف سے نکل سامنے نیرنگ شاہ کے آیا
اور اجازت جنگ مانگی دیو نیرنگ جگلاہ نے کہا کہ اے قاویل اس سے عہدہ بر آہونا
مشکل ہے دیکھا تو نے کہ دیو اقوان کا کیا حال ہوا دیو قاویل نے کہا کہ اقوان کی چوب
گیارہ سو من کی تھی اور میرا سیل آہنی پندرہ سو من کا ہے میں مست اور اسکے زور میں بڑا فرق ہے
دیو نیرنگ نے کہا کہ یہ بھی معلوم ہے کہ تہمتن گرز زن کا حصہ یہ کتنے وزن کا ہے دیو قاویل نے کہا
کہ بہت ہوگا سترہ سو من کا ہوگا اتنا جو میں بھی باندھ سکتا ہوں اور روک بھی سکتا ہوں آپ
تماشا میری جنگ کا دیکھئے نیرنگ شاہ نے کہا تم جانو اگر تاب مقاومت لاسکو جاؤ ورنہ میں
جنگ مغلوبہ کر دوں جب شام ہو جائے اور طبل بازگشت بجے میدان سے پھر کر قلعہ میں چلے آنا
دیو قاویل نے کہا کہ اے بادشاہ معلوم ہوا کہ اختر اقبال تیرا پستی پر آگیا جو پہلے ہی سے
تجھے بھاگنے کی فکر ہوئی تو نے دیو تہمتن کو ہوّا سمجھا ہے اور اپنے دیووں کو موم کا بنا رکھا ہے
تجھے چاہیے کہ سرداران لشکر کا دل بڑھا نہ کہ اور حوصلے پست کیے دیتا ہے یہ کہکر میدان میں آیا
اور پکارا کہ اے دیو تہمتن واقع میں تو مرد بہادر اور زبردست ہے مگر شعر ہر بیشہ گمان مبر کہ خالیست
شاید کہ پلنگ خفتہ باشد ☆ دیو تہمتن نے کہا میں یہ تو نہیں کہتا کہ خدا نے مجھ سے زیادہ زبردست
و بہادر کوئی دیو پیدا ہی نہیں کیا مگر ہاں یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ تو ایسا ہے جو مجھے پست کرے
اگر دعوی مردی [illegible] کی مردانگی ہے تو لا ضرب بہادری کی دیو قاویل نے خبردار خبردار کہکر سیل
آہنی مارا دیو تہمتن نے [illegible] سپر پر لیا شرارے آتش کے نکلے تراقے کی
صدا پیدا ہوئی کہ [illegible] نعرہ کیا کہ زدم و بستم کردم جیسے ہی
یہ آواز کان میں دیو تہمتن [illegible] نکلا اور [illegible] زدی کہ گرا زدی و گر بستی
کردی حریف تیرا میں موجود ہوں شعر تو مزن لے زدی ضرب ما نوش کن ☆ ہمہ شادی
از دل فراموش کن ☆ یہ آواز دیکر اپنا گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پیکر کوہ
بائیس سو من کا وزنی اٹھا کر سر پر چرخ [illegible] رخنہ دار رخنہ دار کہکر دیو قاویل پر وار کیا
دیو قاویل نے تل فولادی کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا مگر گرز جو سیل پر پڑتا ہے ایک تراقا
ہوا کہ میدان ہل گیا طائر درختوں سے اڑے جگر زمین ہول سے شق ہو گیا تتق گرد
غبار بلند ہوا شرارے آتش کے فلک کی جانب نکلکر چلے گویا زبان حال سے منتظی جنگ کے
انتقالی تھے نہیں ہر چند دیو قاویل کے قدم تھرتھرائے مگر ضرب کا نہ سنبھل سکا [illegible] سے
سیل اور گرز دونوں ٹوٹ کے بجلی سے سر پر پڑے اور سر کو لیتے ہوئے گردن پر آئے
گردن سینے تک پہونچی سینہ شکم میں داخل ہوا شکم کمر میں کمر چوتڑوں میں بیٹھا یہاں تک کہ زمین
ایک چبوترہ بند ہو کر رہ گیا سارا غرور دیو قاویل کا خاک میں ملگیا دیو تہمتن نے نعرہ کیا

زرزدم و پست کردم جسوقت ہوا نے گرد کو برطرف کیا دیکھا تو دیو قاویل کی جگہ ایک
تودہ بنا ہوا ہے اور دیو نداردہے یہ دیکھکر دیو تاویل جو بھائی اسکا تھا بیتاب ہو گیا اور بغیر اجازت
حاصل کیے ہوے میدانمین آیا اور پکارا کہ اے دیو تہمتن غضب کیا تو نے کہ بھائی کو اُس
شخص کے مارا کب چھوڑتا ہون تجکو یہ کہکر سا طور اسطرح مارا کہ سا طور ہاتھ سے چھوٹ گیا
اور دور جا کر گرا سب دیو دونون طرف کے اسکی گھبراہٹ پر ہنس پڑے اور دیو تہمتن بھی
وار کرنے کے بدلے مسکرا یا یہ امر اور بھی تاویل کو ناگوار گذرا اور ایسا خفیف ہوا کہ
تہمتن سے لپٹ گیا اور کلائی چبانے لگا دیو تہمتن نے ایک گھونسا مارا کہ مغز سر اسکا
پاش پاش ہو گیا اور یہ بھی پھڑک کر مر گیا پھر دیو تہمتن مبارز طلب کیا چاہتا تھا کہ یکایک از پردۂ
بیابان گردی برخاست مگر گردے تیرہ و تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد
در زمین پیچیدہ ہوا نے مار اگرد کو اور گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے
ایک سفید رنگ دیو لاکھ دیوان زبردست سے پیدا ہوا اور آکر نیرنگ شاہ کا شریک ہوا
نیرنگ شاہ نے اسکی بہت عزت کی اور تمام سرداران لشکر استقبال کر کے اسکو لائے
دیو نیرنگ نے پوچھا شدید بن تہمتن دراز شاخ ابھی تک نہین آئے دیو سفید نے کہا
جسوقت مین اپنے جزیرہ سے نکلا ہون اور اسکے قلعہ کے قریب پہونچا ہون تو معلوم ہوا تھا
کہ تیاری ہو رہی ہے غالباً کل یا پرسون تک وہ بھی آجاینگے اور اگر وہ نہ بھی آئینگے تو مین موجود
ہون نیرنگ شاہ نے کہا کہ جبتک وہ نہ آئینگے جنگ مین فتیاب ہونیکی کوئی امید نہین پائی جاتی
اسلیئے کہ غنیم کی فوج مین ایک ایسا زبردست دیو ہے جسنے بڑے بڑے سرداروں کو مارا ہے
اسوقت بھی تین سرداروں کی لاشین میدان مین پڑی ہوئی ہین اور وہ دیو زبردست میدانمین
مبارز طلب کر رہا ہے دیو سفید نے کہا کہ پھر اجازت ہو تو مین جا کر اُس سے سامنا کرون
دیو نیرنگ نے منع کیا اور کہا کہ تم ابھی خستہ ہو زحمت اُٹھائے چلے آتے ہو آج تو میرے دیو
اُس سے لڑینگے کل دیکھا جاینگا ہنوز یہی باتین تھین اور کوئی میدانمین نہ نکلا تھا کہ پھر
ایک گرد بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ اب کون آتا ہے کہ یکایک دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا
اور دل گرد سے ایک اور دیو بلند قامت نوّے گز کا قد چالیس ہزار دیوون سے آکر پہونچا
نیرنگ شاہ کو خبر پہونچی کہ دیو سیماب آتا ہے اپنے سرداروں کو برائے استقبال روانہ کیا
لوگ گئے اور دیو سیماب کو استقبال کر کے لائے اسکی بھی بہت کچھ آؤ بھگت ہوئی کیونکہ
یہ دیو بھی ایک جزیرے کا حکمران تھا یہ بھی نیرنگ شاہ کا شریک ہوا اور حالات جنگ
پوچھنے لگا دیو نیرنگ نے اس سے بھی کل کیفیت بیان کی بعد اسکے پھر گرد اڑی اور دیو
شدید بن پلید سترہ ہزار دیوؤن سے آکر پہونچا اس دیو کی کمر مین تھیلی بندھی ہوئی تھی اور
ایک عجیب وضع کا حربہ اسکے ہاتھ مین تھا جسکا حال بروقت جنگ معلوم ہوگا یہ بھی آکر
نیرنگ شاہ کا شریک ہوا بہر حال ان دیوؤن کی آمد مین شام ہو گئی تھی طبل بازگشت بجا اور
دونون لشکر میدان سے پھرے آج نیرنگ شاہ بھی بہت خوش ہوا اور دیو سفید پر

کسی قدر بھیرو سا ہی نہایت خاطر و مدارات اس دیو کی کر رہا ہی یہان صاحبقران اعظم
دیو تہمتن پر نثار کرتے ہوے میدان سے پھرے داخل بارگاہ فلک جاہ ہوے
دیو تہمتن نے عرض کی کہ یہ دیو سیماب تو میرا بچا ہوا ہی لیکن دیو سفید بیشک بہادر اور
زبردست معلوم ہوتا ہی صاحبقران اعظم نے فرمایا کہ پھر اس سے ہم لڑینگے فرہاد خان
یک ضربی نے کہا کہ مین مقابلہ کرونگا فرسنگ بن لندھور نے اپنا جوہر دکھایا دیو
تہمتن نے کہا کہ ہمکو اُس سے کوئی خوف نہین ہی نہ اس بیان سے میری یہ غرض تھی کہ مجھے
اُس سے مقابلہ کرنے مین کوئی تامل ہی مگر سبب یہ ہی کہ بہادر بہادر کی تعریف کرتے
اور اُسے عزت کی نظر سے دیکھتے ہین اس دیو سے مین ہی لڑونگا اور اگر ممکن ہوا تو اُسے
زیر کرونگا شاید راہ راست پر آے اور دین اسلام اختیار کرے مجھے اس دیو سے
لڑنیکا اشتیاق ہو گیا ہی بعد ان باتون کے کچھ دیر انتظار رہا کہ شاید طبل بجے جب
یقین ہوگیا کہ اب لشکر کفار مین طبل جنگ نہ بجیگا تو دربار صاحبقران اعظم نے برخاست کیا
اور جاکر خیمے مین آرام فرمایا اور سرداران بھی اپنے اپنے خیمے مین سو رہے جب صبح ہوئی
صاحبقران اعظم بیدار ہوے نماز صبح پڑھکر ٹہلتے ہوے بیرون خیمہ آے سرداران لشکر
انکو دیکھکر براے تسلیم حاضر ہوے دیو تہمتن بھی تھا فرہاد خان یک ضربی وغیرہ بھی
موجود تھے کہ یکایک جانب صحراے تُتق گرد بلند ہوا اب پھر سب کو اشتیاق پیدا ہوا
کہ دیکھین اب کون آتا ہی کہ یکایک دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے ایک دیو مہیب صورت
بیس ہزار دیوؤن سے پہونچا اور نیرنگ شاہ کے لشکر مین شامل ہوا دریافت کرنے سے
معلوم ہوا کہ نام اس دیو کا دیو خرچال ہی بعد اسکے اور گرد اُڑی اور دیو قیوان
بن اقوان بارہ ہزار دیوون سے آکر پہونچا آتے ہی اسنے اپنے باپ کو پوچھا نیرنگ
شاہ نے کہا کہ وہ دیو تہمتن کے ہاتھ سے مارا گیا بس یہ سنتے ہی زمانہ نظرون مین تیرہ و تار
ہو گیا کہا خیر دیکھا جائیگا پھر گرد اُڑی اور دیو سرخیل چالیس ہزار دیوون سے آکر پہونچا
یہ بھی نیرنگ شاہ کا [illegible] ہوا کہانتک بیان کیا جاے کہ آج بھی شام تک برابر آمد
[illegible] دیوون کی رہی بیس دیوان زبردست آکر شریک ہوے اب نیرنگ شاہ
نہایت [illegible] ہین لعین نیرنگ حصاری اسکا وزیر دل مین کہتا ہی کہ دیکھیے
[illegible] اب مجمع ثبت ہوگیا پروردگارا تو خدا پرستون کو ان ظالمون
[illegible] والے فرمانبردار بندے ہین اور یہ سب کافر ہین صاحبقران اعظم
[illegible] فرمایا کہ بڑا مجمع کفار کا ہو گیا ہی اور ابھی بہت قوی قوی دیو آکر
[illegible] ہوے ہین دیو تہمتن نے عرض کی کہ سوا دیو سفید کے ابھی تک کوئی دیو میری
[illegible] نہین سماتا حضور کچھ خیال نہ فرمائین تماشا غلام کی جنگ کا ملاحظہ فرماییے گا کہ
[illegible] کو کسطرح سر میدان پست کرتا ہون صاحبقران اعظم نے فرمایا کہ
اے تہمتن خدا تیری [illegible] قوت کو زیادہ کرے مگر اب میرا جی چاہتا ہی کہ تم آرام لو کیونکہ

ایک میدان داری کر چکے ہو اب ہماری باری ہی اسنے عرض کی کہ نہین حضور جبتک خادم موجود ہو
آقا کیون میدان مین جائے آپ تماشا دیکھے جائیے انھین باتون مین شام ہوگئی صاحبقران
اعظم بارگاہ مین داخل ہوئے سب سردار اپنے اپنے مرتبے کے موافق کرسیون دنگلون پر
آ آکر متمکن ہوئے ادہان نیرنگ شاہ کی بارگاہ سرداران تازہ سے مملو تھی ذکر دیو تہمتن کا
ہو رہا تھا کہ اُسنے لشکر کا ستھراؤ کر دیا ہی دیو سفید نے کہا کہ جبتک وہ دیو زبر دست ہی
میرا جی چاہتا ہی کہ میرے اُسکے مقابلہ مین ہتیارون کے ردّ و بدل مین فیصلہ ہو یا مین اُسے
زیر کرلون یا وہ مجھے زیر کرے لیکن دیو سیماب کہ نہایت مغرور ہو اسنے کہا کہ اب طبل بجوائیے
ہم مقابلہ کرنے آئے مصاحبت کرنے نہین آئے ہین نیرنگ شاہ نے اسکے کہنے کے موافق
طبل بجوا دیا خبر لشکر اسلام مین ہوئی یہان بھی نقارہ بجا دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی
صبح کو دونون لشکر ایک دوسرے کے مقابل صف آرا ہوئے جسوقت نقیب نہیب دیکر ہٹ گئے
لشکر کفار سے دیو سیماب مانند برق جہندہ کے تڑپ کر صف سے نکلا اور سامنے تخت
نیرنگ شاہ کے آکر اجازت مانگی نیرنگ شاہ نے کہا کہ خداوند ابلیس کی حفظ وامان مین دیا
دیو سیماب میدان مین آیا اور پکارا کہ کہان ہی دیو تہمتن جسکو اپنے زور بازو پر بڑا گھمنڈ ہو آئے
اور حلقۂ اطاعت کا نین ڈالے یا مقابلہ کرے یہ سُننا تھا کہ دیو تہمتن صاحبقران اعظم سے
اجازت لیکر دیو سیماب کے مقابل ہوا بعد گفتگوے بسیار دیو سیماب نے چوب چماق کا
وار کیا دیو تہمتن نے وار اُسکا رد کرکے ایسا گرز مارا کہ سیماب کو پر اٹھا کر دیا زمین
ضرب گرز سے تھرا گئی تتق گرد بلند ہوا دیو تہمتن نے آواز دی کہ زدم و پست کردم
لو خبر اسکی چند دیو دوڑ کر آئے دیکھا تو دیو سیماب کا پتا بھی نہین زمین پر ایک تھالا
خون کا معلوم ہوتا ہی یہ دیکھکر وہ روتے پیٹتے میدان سے پھرے دیو قیتوان بن
اقوان کہ جسوقت سے اُسنے اپنے باپ کے مرنیکا حال سُنا ہی خون کا دیو تہمتن کے
پیاسا ہو رہا ہی فوراً ہی نیرنگ شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور پکارا کہ
اے دیو سخت جان تو نے ہزارہا دیوون کو مارا اور تو ابتک زندہ ہی یہانتک کہ
اُس شخص کے باپ کو بھی مارا نہین معلوم تو نے اُسکے ساتھ کیا دغا کا اور فریب کیا
ورنہ وہ ایسا نہ تھا کہ تو اُس پر غالب آجاتا تہمتن گرز زن نے کہا کہ اُسکے مارے جانیکا
حال تو نے سنا اور یہ تجھے نہین دریافت ہوا کہ وہ کیونکر مارا گیا پوچھ لے ان لوگون سے
جنکی طرف سے وہ لڑنے آیا تھا ابھی کل کی بات ہی زیادہ عرصہ نہین ہوا دیو قیتوان نے کہا
کہ خیر اجل اُسکی تیرے ہاتھ سے آگئی تھی اور تیرا ملک الموت مین ہوا اب چھوٹا ہون
تجکو یہ کہتا ہوا بڑھا اور قریب پہونچتے ہی زنگولۂ زنجیر بند کا وار کیا دیو تہمتن نے
خالی دیکر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور اُسی زنجیر زنگولہ سے مشکین اُسکی باندھکر ایک
دیو کو اپنے لشکر سے بلا کر اُسکے حوالے کیا اسکے بعد دیو صد بختیل سخت زن
میدان مین نکلا اور کہا کہ اے دیو تہمتن میرے تیرے گھونسا ہی لے سخت و نرم کا

حال کھلجائیگا جیسے باندھنا آپکا ہمیں ان کا کام ہے تہمتن نے کہا مجھے منظور ہے دیو سرخیل قریب آیا
اور کہا کہ پہلے تو گھونسا مار دیو تہمتن نے کہا کہ ہم اہل اسلام مین سے ہین پیش دستی
ہمارا دستور نہین اگر خداوند کریم تیرے حربے سے بچائیگا تو دیکھا جائیگا دیو سرخیل تو
یہی چاہتاہی تھا کہ پہلے مین ہی وار کرون یہ میرے گھونسے سے زندہ ہی کب بچیگا جو مجھپر وار کریگا
بس اسنے پشت تہمتن پر گھونسا مارا دیو تہمتن اسکا عادی نہ تھا قریب تھا کہ بیہوش ہو جائے
آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا جب دیو تہمتن خاموش بیٹھا رہا اُسوقت تک تو دیو سرخیل
کھڑا رہا مگر جب دیو تہمتن اُٹھا کہ اب میری باری ہی تو یہ بھاگا کہ اسکے گھونسے سے جانبر ہونا
دشوار ہی دیوان کفار نے گردنین نیچی کرلین کہ عجب بیغیرت ہی اگر یہ اسقدر جان کو عزیز
رکھتا تھا تو میدان مین کیون نکلا اور دیوان لشکر اسلام بیساختہ ہنس پڑے صاحبقران
اعظم نے دیو تہمتن سے کہا کہ جانے نہ پاوے دیو تہمتن قریب اسکے پہونچگیا اور اس سے
لپٹ پڑا دیو سفید نے مُنھ اپنا دیو سرخیل کی طرف سے پھیرلیا اور دیو تہمتن نے
اسکے دونون کان توڑ دیئے اور شاخین بھی توڑ ڈالین اور ناک پر خنجر سے خط دیکر چھوڑ دیا
یہ اسی کو غنیمت سمجھا کہ جان بچی لاکھون پاوے جانب صحرا روانہ ہو گیا بعد اسکے لشکر بھی
اسکا چلا گیا دیو سفید میدان سے چلا گیا اسکو دیو تہمتن سے سامنا کرتے شرم آئی
کہ یہ دل مین کہتا ہوگا کہ سب ایسے ہی ہیچ ہون گے اب اُسوقت میدان مین آونگا
جب اپنے نام پر طبل جنگ بجواؤنگا الغرض بعد اسکے اور بھی کئی دیو لشکر کفار سے نکلے
مگر ہاتھ سے دیو تہمتن کے مارے گئے شام تک سترہ دیو دیو تہمتن نے جان سے مارے
اور سرخیل کو ذلیل کرکے چھوڑ دیا اور رقیوان بن اقوان کو باندھ لایا تھا یہ اسیر
غل و زنجیر لشکر مین بندھا تھا دن بھر کے تھکے ہوے تھے اپنے اپنے خیمے مین جاکر
سو رہے اور چونکہ طبل جنگ پھر بج گیا تھا دونون لشکرون مین ہوشیاری رہی گشت کے سوار
اپنی اپنی باری سے پھرا دیا کیے کہ ایک واقعہ ہوچکا تھا جسمین ارشبون پر بیزاد
مارا گیا تھا جسوقت طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانۂ شب سے صبح
برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے سبزۂ خوابیدہ بھی بیدار ہوکر لہلہانے لگا نسیم کی
آب پاشی نے گلون کے منھ دھوے مسلمان کلمہ پڑھتے ہوے بستر ون سے اُٹھے
اور فریضۂ سحری ادا کرکے عازم میدان کارزار ہوے گھڑی بھر دن آیا ہوگا دونون
جانب کے لشکرون نے صفین آراستہ کرین نقیب نسیب دیکر ہٹے تھے کہ لشکر کفار سے
دیو سفید نکلا اور سامنے تخت بیژنگ شاہ کے آکر اجازت مانگی بیژنگ شاہ نے کہا
جا خداوند ابلیس کے حوالے کیا دیو سفید سلام کرکے میدان مین آیا اور پکارا کہ باش
اے گروہ خداپرستان و فرقۂ مسلمانان جس صاحب کو حوصلہ ہو میدان مین نکلے اور داد
مردی و مردانگی دے یہ سننا تھا کہ عفید زور آزما لشکر اسلام سے نکلا اور نکلتے ہی حضور
صاحبقران اعظم مین آکر اجازت خواہ ہوا فرمایا اے عفید دیو سفید نہایت زبردست ہی

سنے اُسکے مقابلہ کا قصد کیا ہے مجھے کیا ہے عنیدزور آزما نے کہا کہ مرنے والون کے آگے زبردست و زیر سب برابر ہین اگر قضا میری نہین ہے تو بچونگا اور اگر پیمانۂ عمر لبریز ہو چکا ہے تو ہر طرح مرونگا اس لیے میدان جنگ مین مرنا بہتر ہے کہ دنیا مین نام ہوگا اور مرتبہ شہیدون کا حاصل ہوگا صاحبقران اعظم نے فرمایا کہ جاؤ خدا حافظ و ناصر ہے عنیدزور آزما سلام کرکے رخصت ہوا اور سامنے دیو سفید کے آیا دیو سفید نے کہا کہ آج دیو تہمتن کہان ہے مجھے اُسکے مقابلے کا اشتیاق ہے تو کیون نکلا اسپر عنید زور آزما نے کہا کہ بعد میرے اُس سے بھی سامنا کر لینا دیو سفید مسکرایا اور کہا اے بہادر جب تو یہ سمجھ چکا ہے کہ مین مارا جاؤنگا تو کیون مقابلے کو نکلا عنید نے کہا کہ مجھے اس موت کا اشتیاق ہے جو عزت سے ہو دیو سفید نے کہا مین مردے پر ہاتھ نہین اُٹھاتا جا تو پلٹ جا عنید زور آزما نے کہا کہ اب تو مین بغیر معاملہ یکسو کیے ہوے ہرگز نہ پلٹونگا دیو سفید نے کہا تیرے بہادر ہونے مین شک نہین ہے مگر اب ہاتھ میرا بھی پر نہ اُٹھیگا اسلیے کہ تو اقرار کر چکا کہ مین تیرا ہم نبرد نہین ہون عنید زور آزما نے کہا کہ پھر نتیجہ کیا ہوگا آج شام تک تو بھی کھڑا رہ مین بھی موجود ہون یہ جھگڑا دیکھکر دیو نیرنگ پکارا کہ اے دیو سفید دشمن پر رعایت کیسی جب وہ مقابلے کو آیا ہے اور نہین پلٹتا تو اُسی سے لڑ دیو سفید نے مجبور ہوکر عنید زور آزما سے کہا کہ اگر نہین مانتا تو لا ضرب بہادری کی عنید نے کہا کہ اہل اسلام پیشدستی نہین کرتے دیو سفید نے پریشان ہوکر گرز مارا عنید زور آزما نے اپنے گرز کو اُٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا گرز جو دیو سفید کا پڑتا ہے تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکلگیا اور عنید زور آزما کمر تک غرق زمین ہو گیا دیو سفید نے آواز دی کہ زدم و پست کردم دیو تہمتن یہ حال دیکھکر دوڑ پڑا اور عنید زور آزما کو زمین سے باہر نکالا دیکھا تو شانہ عنید کا ٹوٹ گیا ہے اسکو تو لشکر مین بھیجدیا اور آپ دیو سفید کے مقابل ہوا دیو سفید نے کہا اے بہادر مجھے تیرے مقابلے کا نہایت اشتیاق تھا مگر ایک بات کا جواب تجھسے طلب کرتا ہون اسکا جواب شافی دے وہ یہ ہے کہ یہ جنگ دراصل آدمزادون سے ہے اور تو اپنی قوم کو چھوڑکر اُن لوگون کا شریک ہوا اسکا کیا سبب اور زیادہ عجب یہ ہے کہ تو زبردست بھی ہے دیو تو تیرا مقابلہ نہین کر سکتے نہ کہ آدم زاد پھر تو نے اطاعت ان لوگون کی کیون اختیار کی دیو تہمتن نے کہا اے برادر اسمین شک نہین کہ یہ لوگ غیر جنس ہین اور تو ہمجنس ہے مگر ابھی تک تو ان لوگون سے واقف نہین ہے جو سالار لشکر ہے وہ بیٹا اُس شخص کا ہے جسنے دیو سفید و ہزار دست کو مارا اور دیو قہقہہ کو واصل جہنم کیا اور یہ شہریار بھی دیو کش ہے اگرچہ مین اسکا زیر کردہ نہین ہون لیکن اسکے ایک عزیز کا رفیق ہون وہ بھی آدمزاد ہے اور ابھی بچہ ہے افسوس کہ وہ یہان موجود نہین ہے کہ تمکو دکھاؤن مین ایک دیو کی مدد کو گیا تھا لیکن وہان جاکر مجھے معلوم ہوا کہ وہ ناحق پر ہے اور حق دوسرے فریق کی طرف ہے مین نے مدد سے انکار کیا اُسوقت وہ طفل کوہ نما آگے بڑھا اور اُس دیو سرکش کو کہ نام اُسکا دیو ابلق تھا سر میدان مارا اور مجھے ٹوکا مین اُسکی جرأت پر عاشق ہو گیا اور اُسکے ساتھ ہو لیا ہر چند کہ اُس سے مجھسے مقابلہ نہین ہوا مگر وہ مجھ سے زبردست ضرور ہے کیونکہ اسکا امتحان ہو گیا جس میل آہنی کو مین بدقت اُٹھاتا تھا اُسنے

اسی میل کو بسہولت اٹھا کر پھینک دیا اب وہ بیچارہ خناجی طلسم نیرنگ قاف گیا ہی اور مجھے
اپنے اس عزیز بزرگ کے ساتھ کر دیا تھا جسکے ساتھ مین یہانتک آیا اور اسکی طرف سے
لڑ رہا ہون دیو سفید نے کہا کہ مین نے تو سنا ہی کہ تو نے اپنا مذہب بھی تبدیل کر ڈالا اسکی کیا
ضرورت تھی دیو تہمتن نے کہا کہ مذہب ابلیس پرستی باطل ہی اور مذہب خدا پرستی حق ہی
پھر مین کیونکر اس مذہب کو نہ اختیار کرتا اب نہ مجھے اپنی قوم سے زیادہ اس شہریار عالیوقار کا
پاس ہی الغرض گو وہ یہان موجود نہین ہی اور مین اُسکے عزیز کے ساتھ ہون مگر ہمدردی
ایمانی و شیوۂ بہادری اور وفاشعاری کے سبب سے جانبازی کر رہا ہون دیو سفید نے کہا
کہ بیشک تم سچ کہتے ہو مجھے یہ واقعہ معلوم نہ تھا خیر اب میری تسکین ہو گئی آج میرے
تمھارے دل کھولکر مقابلہ ہو جاے مگر ایک تصفیہ پیشتر سے ہو جاے وہ یہ کہ اگر مین تمکو زیر کرون
تو تمہین اطاعت میری اختیار کرنا پڑیگی اور اگر تم مجکو زیر کروگے تو مین تمھاری اطاعت کرونگا
دیو تہمتن نے کہا کہ صرف اطاعت نہین بلکہ مذہب بھی بدلنا ہوگا اگر مین زیر ہو گیا تو
ابلیس پرستی اختیار کرونگا اور اگر تم زیر ہوے تو دین خدا پرستی اختیار کرنا ہوگا دیو سفید
نے کہا کہ بہتر ہی اگر خداوند ابلیس خداے برحق ہی تو یہ وقت امتحان ہی ضرور مدد کریگا
اور اگر مین زیر ہو گیا تو سمجھونگا کہ ابلیس قابل لعن ہی اور خدا تمھارا برحق ہی دیو تہمتن نے کہا
کہ بس اب جلد فیصلہ کرو اور حربہ سنبھالو دیو سفید نے کہا کہ پہلے تم وار کرو دیو تہمتن نے
انکار کیا کہ یہ شیوہ اہل اسلام کا نہین ہی دیو سفید نے خبردار خبردار کہکر اور ہوشیار کرکے
گرز مارا دیو تہمتن نے گرز اسکا کلہ گرز پر روکا کہ تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکلگیا
تیغ گرد و غبار بلند ہوا کہ دیو تہمتن اُس تیغ گرد مین پنہان ہو گیا دیوان کفار نہایت
خوش ہوے اور سمجھے کہ دیو تہمتن مارا گیا اور اہل اسلام پریشان ہوے فرہاد خان
یکفربی نے صاحبقران اعظم سے کہا کہ بڑی ضرب لگائی اس دیو نے نہین معلوم
دیو تہمتن پر کیا گذری ہنوز سخن ناتمام تھا کہ دیو تہمتن نے گرد سے نکلکر آواز دی کہ اے دیو سفید
کیا کہنا واقع مین یہ لطف جنگ ہی دیو سفید نے کہا کہ اب مین بھی مشتاق تمھاری ضرب کا ہون
دیو تہمتن نے کہا کہ میرا جی چاہتا ہی کہ میرے تمھارے کشتی ہو کر فیصلہ ہو جاے اس جنگ مین
جو کم ہی اگر تم میرے ہاتھ سے مر گئے تو مجھے افسوس ہوگا دیو سفید نے کہا کہ اگر یہی قصد تھا
تو پہلے ہی کہا ہوتا مین بھی وار نہ کرتا اب ایک ضرب تم بھی لگا لو اگر مین بچ گیا تو دیکھا جائیگا
دیو تہمتن نے پھر انکار کیا لیکن دیو سفید نے نہ مانا اور قسم سر سکندر رستم خونی دی کہ تم بھی وار کرو
دیو تہمتن نے مجبور ہو کر گرز مارا دیو سفید نے گرز کو گرز پر روکا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی
اور شعلہ فلک کو نکلگیا تیغ گرد و غبار بلند ہوا اور اڑگیا شرارے گرزون سے نکلے کہ دونون
گرز آہنی عمود آتش بازی ہوگئے دیو تہمتن نے آواز دی کہ لو خبر دیو سفید کی دیوون نے
آگے جو دیکھا تو دیو سفید کو بیہوش پایا مگر ہاتھ مانند ستون فولادی کے قائم تھے جب ہوا سے
گرد برطرف ہوئی اور دیو سفید کو ہوش آیا پکارا کہ اے تہمتن جیسا سنا تھا ویسا ہی پایا

یہ کہکر گرز ہاتھ سے پھینکدیا اور گریبان مین دیو تہمتن کے ہاتھ ڈالدیا دیو تہمتن نے بھی گرز کو
پھینکدیا اور دیو سفید سے کشتی ہونے لگی دونون لشکرون کے سردار قریب آگئے
اور تماشا کشتی کا دیکھنے لگے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو فیل آپس مین گتھے ہوے ہین زور کشش کے
ہو رہے ہین تمام دن کشتی رہی شام ہو گئی اب دیو سفید نے کہا کہ اے تہمتن رات واسطے
آسائش کے ہی کل پھر ہمارے تمھارے زور ہوگا دیو تہمتن نے کہا کہ مین بغیر جھگڑا فیصل کیے
ہوے میدان سے ہلنے کو پسند نہین کرتا دیو سفید نے کہا کہ کیا تم اپنے زعم مین یہ سمجھتے ہو
کہ مین تمسے خوف زدہ ہو کر جان بچانا چاہتا ہون اب مجھے بھی بغیر معاملہ یکسو ہوے ہلنے
پھرنا حرام ہی پھر دونون لڑنے لگے دونون جانب سے روشنی آگئی دنگل سردارون کے
واسطے بچھ گئے جانبین اور نگاہین لڑی ہوی تھین کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی یہانتک کہ تمام رات
کشتی ہوئی اور کوئی زیر و زبر نہوا ہیچ کو بھی بدستور لڑتے رہے صاحبقران اعظم
دیو تہمتن کی بھی تعریف کرتے جاتے ہین اور دیو سفید کو بھی داد دیتے جاتے ہین
دیو سفید اس انصاف پسندی پر سرنگون ہوتا جاتا ہی اور دل مین کہتا ہی کہ اگر یہ لوگ اچھے نہوتے
تو دیو تہمتن انکی رفاقت کیون اختیار کرتا کہانتک بیان کیا جاے کہ دوسرا دن بھی تمام ہوا
اور رات بھی گذر گئی اب تیسرا دن ہی آج دیو سفید کی یہ حالت ہی کہ اگر دیو تہمتن کو دس قدم
دوڑا کر لیجاتا ہی تو اپنے زور مین خود ہی آ رہتا ہی سنبھلنا دشوار ہی اور دیو تہمتن اسی طرح
برابر لڑ رہا ہی کہ اگر دیو سفید اسکو دس قدم دوڑا کر لیگیا ہی تو یہ اسے گیارہ بارہ قدم
دوڑا لیجاتا ہی قریب شام دیو تہمتن نے لنگر دیو سفید کا توڑا اور زنجیر کا بند پکڑ کر اٹھا لیا
کہا کیا کہتا ہی شرط ہارا یا جیتا دیو سفید نے کہا کہ بیشک دین تیرا برحق ہی اور ہزار لعنت ہی
ابلیس پر تلبیس ملعون پر یہ سنتے ہی دیو تہمتن نے دیو سفید کو آہستہ سے سامنے اپنے
چھوڑ دیا دیو سفید نے آواز دی اپنے لشکر کو کہ فوج نیرنگ شاہ سے علحدہ ہو جائے
یہ سنتے ہی تمام لشکر اسکا مع خیمہ و خرگاہ و بارگاہ لشکر نیرنگ شاہ سے علحدہ ہوا
اب اسنے آواز دی کہ ایہا الناس مجھے خوب معلوم ہو گیا کہ دین اسلام برحق ہی اور
دین ابلیس پرستی باطل ہی بس اگر قوت ابلیس مین تھی تو کیون میری مدد نہ کی کہ مین تہمتن پر
غالب آتا کیا ابلیس اس سے بیخبر تھا ان سب دیوون نے کہا کہ جب آپنے اس دین پر
لعنت کی تو ہمنے بھی ترک کیا اور آپ کے ساتھ ہین ادھر طبل بازگشت تو بج ہی چکا تھا
دیو سفید اپنے لشکر مین آیا اور لشکر اسلام سے علحدہ اپنا خیمہ برپا کیا لشکر
نیرنگ شاہ نہایت افسردہ خاطر میدانسے پھرا اور لشکریان اسلام نقارے خوشی کے
بجاتے ہوے اپنے فرودگاہ پر آئے ہر شخص کی زبان پر تہمتن کی تعریف تھی جسوقت
سب نے پوشاک رزم اتاری لباس بزم پہنا بارگاہ صاحبقران اعظم مین تشریف لائے
کچھ دیر نہ گذری تھی کہ دیو سفید بھی آیا صاحبقران اعظم نے ایک دنگل اسکے بیٹھنے کو
مرحمت فرمایا یہ سلام کرکے بیٹھ گیا اور عرض کی کہ مین نے [illegible] حضور کے لشکر سے

علاوہ اتار اتھا کہ مبادا دیوان لشکر میرے اسلام نہ لائین اور مسلمانون کو اذیت پہونچائین
لیکن اب مین نے اچھی طرح سمجھ لیا کہ کسی کو ایمان لانے مین عذر و انکار نہین ہی لہذا مجھکو بھی
کلمہ تلقین فرمایئے صاحبقران اعظم نے خود اسکو کلمہ پڑھاکر مسلمان کیا دیو سفید از
سر صدق مسلمان ہوا اور اب اسے عرض کی کہ مجھے کونسی جگہ رخصت ہوتی ہی کہ مین حاضر حضور رہون
اور لشکر کو مسلمان کرکے شامل لشکر کرون صاحبقران اعظم نے فرمایا جہان تمھارا جی چاہے
اور فرمایا کہ دنگل تمھارا بعد دنگل دیو تہمتن کے رہیگا لیکن تم دونون امانت ہو میرے
فرزند سکندر رستم خو کی خدا اسکو بخیر و خوبی جلد لائے دیو سفید نے عرض کی کہ مجکو بھی
اُس شہریار کی قدمبوسی کا ازحد اشتیاق ہی اسکے بعد رخصت ہوا اور تمام لشکر کو مسلمان کر
داخل لشکر اسلام ہوا اور خیمہ برپا کیا دو روز لشکر کفار مین طبل نہین بجا اور دیو سفید کے
شریک مسلمان ہونیکا ازحد ملال ہوا تیسرے روز دیو قراب نے کہا کہ آپ طبل بجوائیے
مین اُس سے لڑونگا اور سر میدان ٹوک کر مار ڈالونگا یہ سنکر نیرنگ شاہ نے طبل جنگ بجنے کا
حکم دیا نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی خبر اہل اسلام کو ہوئی یہان بھی طبل کی
تیاری ہونے لگی صبح کو دونون لشکر عازم میدان نبرد ہوے بعد آراستگی صفوف جدال
قتال دیو قراب میدان مین نکلا اور پکارا کہ او دیو سفید او بے ایمان تو نے اپنا مذہب قدیم
ترک کیا اور دین جدید اختیار کیا واے ہو تجھپر کہ تو نے خوف جان سے تبدیل مذہب کیا
کہ ایسا نہ ہو دیو تہمتن مجھے قتل کر ڈالے دیو سفید نے کہا او ملعون کیا جھک مارتا ہی
مین نے دین اسلام کو مذہب حق سمجھکر اختیار کیا ہی خوف جان سے نہین اختیار کیا ہی
دیو قراب نے کہا کہ میدان مین نکل ابھی حق و باطل کا فرق کھلجاے یہ سنتے ہی دیو سفید
صاحبقران اعظم سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور دیو قراب کے مقابل ہوا
دیو قراب نے وار تیشہ کا وار کیا دیو سفید نے وار اُسکے ہاتھ سے چھین لی اور وہی وار
اسطرح ماری کہ دیو قراب پرا ٹھا ہو گیا دیو سفید نے مبارز طلب کیا لشکر کفار سے
دیو قرناس نکلا بعد گفتگوے بسیار نوبت جنگ کی آئی دیو سفید نے اسکو چیر کر پھینکدیا
لشکر اسلام سے صداے تحسین و آفرین بلند ہوئی اور فوج کفار مین تھرتھری پڑ گئی
اور نیرنگ شاہ نہایت پریشان تھا کہ پہلے ایک تہمتن تھا اب دو ہوے دوپہر کی
سپہ اندازی مین دس گیارہ دیوان سرکش کو دیو سفید نے مار ڈالا کافرون کے جی چھوٹ گئے
دم بند ہو گیا کوئی اسکے مقابلے کو نکلتا تھا اور دیو سفید پے بہ پے پکار رہا تھا
کہ اے گروہ کفار جسے تمناے مرگ و آرزوے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلے کو
نیرنگ شاہ نے آواز دی کہ اے دیو سفید ہماری مدد کو آیا تھا یا ایسا تو مسلمان مین
گرفتار ہوا کہ ہماری جانکا دشمن ہو گیا دیو سفید نے کہا کہ مجھے معلوم ہو گیا کہ مذہب تیرا باطل ہی
مین حق کا شریک ہون تجھے بھی ہدایت کرتا ہون کہ مسلمان ہوجا ورنہ بہت خراب ہوگا
دیو نیرنگ نے دیو شلیند کی طرف دیکھا دیو شلیند نے کہا مین ایسی تدبیر کرتا ہون کہ

کر دیو سفید کو تو ڈہی مار لیجیے گا اور تہمتن کے پیے پھر کوئی فکر ہوگی دیو سفید کی تدبیر یہ ہو کہ مین اسکے
مقابلے کو جاتا ہون اور وار کرکے اسکے سامنے سے بھاگتا ہون جسوقت قریب لشکر پہونچون
تو ساڑی فوج اس پر ٹوٹ پڑے اور دیو سفید کو مار لے یہ رائے نیرنگ شاہ کو بہت
پسند آئی اور دیو شلید نعرہ کرکے سامنے دیو سفید کے آیا اور کہا کہ اے دیو سفید
غضب کیا تو نے کہ اسلام کا شریک ہوا دیو سفید نے کہا کہ یہ میدان جنگ ہو نصیحت
وعظ و پند نہین ہو جسواسطے آیا ہی وہ کر دیو شلید نے پیترا کیا دیو سفید نے پیترا اسکا خالی
دیکر چاہا تھا کہ گرز مار کر پیوند خاک کرون کہ دیو شلید سامنے سے بھاگا دیو سفید کو
غصہ آیا اور پکارا کہ او ملعون جاتا کہان ہی اگر تو نیرنگ شاہ کے تخت کے نیچے پناہ لیگا
تو مع نیرنگ شاہ تجکو مارونگا یہ کہکر اسکا تعاقب کیا اب آگے آگے تو دیو شلید ہی
اور پیچھے پیچھے دیو سفید نعرے کرتا ہوا اور غیرت دلاتا ہوا کہ کہین تو پلٹ کر سامنا کرے
لیکن یہ بھگوڑا اسکی سنتا ہی بھاگ کر اپنے لشکر مین چلا آیا اور دیوان لشکر دیو سفید پر
ٹوٹ پڑے اور سد راہ ہوے یہ دیکھتے ہی دیوان لشکر اسلام بھی دوڑ پڑے اور
لشکر کفار پر گرے جنگ ہونے لگی وارون پر وار گرد پر گرز چوپ پڑنے لگے تمام میدان
شرارون سے آتش بار ہو گیا ہر دو لشکر اسطرح مصروف جنگ ہو رہے ہین کہ ہر طرف
چقماق چادر چوب چماق ارہ پشت نہنگ دار شمشاد چوب شمشاد ساطور گران زنگولہ
زنجیر بند ساریق یہ سب حربے چل رہے ہین عیاذاباللہ لاکھون دیو ہین قیامت کی جنگ
ہو رہی ہی ہر طرف لاشون کے ڈھیر لگے ہوے ہین وار پہ وار ہو رہے ہین نیرنگ شاہ
اپنی فوج کو پکار رہا ہی کہ آج جنگ آخر ہی مار لو ان خدا پرستون کو یہ جانے نہ پائین
ادھر صاحبقران اعظم فرہاد خان یک ضربی فرسنگ بن لندھور دیو تہمتن یہ سب کے
سب پکار رہے ہین کہ اے دیو سفید نہ گھبرانا ہم بھی آگئے دیو سفید کی یہ حالت ہی
کہ پلٹ کر بھی نہین دیکھتا ہی صفون کو توڑتا ہوا اور پرون کو برہم کرتا ہوا تعاقب مین شلید
بن پلید کے چلا جاتا ہی مشکل یہ ہی کہ دیوان لشکر نیرنگ شاہ شلید کو تو راہ دیے جاتے ہین
اور دیو سفید کو روک رہے ہین مگر یہ مرد بہادر قسم کھا چکا ہی کہ بغیر مارے ہوے اس ملعون
نہ پلٹونگا جو دیو سامنے آیا اسے گرز سے پست کیا اور آگے بڑھا اب نیرنگ شاہ نے
افسران فوج کو حکم دیا کہ روکو دیو سفید کو اور شلید کو پنجے سے اسکے چھڑاؤ تمام دیوان
سرکش چلے یہ رنگ دیکھکر دیو تہمتن گرز زن بھی صاحبقران اعظم بھی چلے فرہاد خان
یک ضربی فرسنگ بن لندھور سب صفون کو درہم برہم کرتے ہوے چلے عجب رنگ کی
لڑائی ہو رہی ہی ایک طرف تو فرسنگ بن لندھور کی یہ حالت ہی کہ مرکب پر سوار ہی گھوڑا
مثل برق کے کوندتا ہوا چلا جاتا ہی جس دیو نے سامنے آکر وار کیا زیر بغل ہو بیٹھکر
تیغہ مارا کہ ہاتھ شانے سمیت زمین پر گرا دیو سامنے سے بھاگا راہ مل گئی اور آگے بڑھ گئے
کسی کا پاؤن قلم کر دیا کسیکا سر اڑا دیا کسیکو نیم بسمل چھوڑا پلٹ کر دوسرا ہاتھ نہ مارا یون ہی

تڑپتا چھوڑ دیا شعر بند مڑ کر بھی بیدرد قاتل نے دیکھا ہے تڑپتے رہے بسمل ان کیسے کیسے پیر فلک
کر کسی طرح دیو سفید تک پہونچکر مدد کرون کہ دیوان زبردست کا مجمع ہی ایک طرف فرہاد خان
یک ضربی اپنی چوب دست سے دیوؤن کو پست کرتے ہوے فوج کو درہم برہم کرتے ہوے
چلے جاتے ہین جو دیو گر کر تڑپتا ہو فیل اُسکو پامال کرتا ہوا خاک مین ملاتا چلا جاتا ہی ایک
جانب صاحبقران اعظم نے دیوؤن کو تلوار خونخوار پر دھر لیا ہی ہر ضرب بدعت کو قلم کرتے
ہوے لاشون سے زمین پاٹتے ہوے چلے جاتے ہین ایک طرف دیو تھمتن گرز زن
اپنے رفیق تازو کی مدد پر جان لڑاے ہوے قریب پہونچگیا ہی آواز دیتا ہی
کہ اے برادر نہ گھبرانا مین آ پہونچا لیکن سب سے آگے دیو سفید ہی ہو دیو سرماق
خرم اندام بڑھ کر دیو سفید کا سد راہ ہوا کہ اب تو نے ایسی سرکشی پہ کمر باندھی کہ
بادشاہ کا بھی پاس و لحاظ نہین دیو سفید نے کہا کہ او ملعون کافر کا لحاظ کیا ہی نیرنگ
شاہ کو میرا کو نسا لحاظ ہی جو مین اُسکا لحاظ کرون دیو سرماق خرم اندام نے کہا
کہ اگر تو اپنی حرکت سے باز آ اور دوستی اہل اسلام ترک کر تو اب بھی خطا تیری
نیرنگ شاہ سے معاف کرادون دیو سفید نے کہا کہ بس نصیحت اپنی رہنے دے
اگر تجھکو دعوی مردی و مردانگی ہی تو لا ضرب بہادری کی دیو سرماق نے میل فولادی
مارا دیو سفید نے میل اسکا گرز سے روکر کے اپنا گرز حوالے اسکے کیا دیو سرماق نے
گرز خالی دیا بس دیو سفید کو غصہ آیا اور دوڑ کر دیو سرماق سے لپٹ پڑا اور اٹھا کر
زمین پر دے مارا اتنے مین اسکی چیر کر سامنے نیرنگ شاہ کے پھینک دین ہو اب نیرنگ
شاہ کی طرف چلا اور دیو شلید بھاگ کر زیر تخت نیرنگ شاہ چھپا اب یہ تو اسطرف
جاتا ہی اُدھر دیو تھمتن سے اور بہرام سے سامنا ہوا بہرام نے چماق لیا اور کا وار کیا
تھمتن نے فوراً اسے روک کے اپنا وار کیا کہ دیو بہرام منزل گور مین پہونچگیا اُدھر
دیو سرخاب نے صاحبقران اعظم کو روکا اور چوب چماق کا وار کیا صاحبقران
اعظم نے خالی دیکر جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا دو پرکالے کیے اُدھر دیو مقرون نے
فرہاد خان یک ضربی کو ٹوکا کہ او آدم زاد تو بڑا سرکش ہی کہ دیوؤن سے اسطرح
لڑ رہا ہی اور لاشون پر لاشین گرا رہا ہی کب چھوڑتا ہون تجھکو یہ کہکر وار شمشاد کا
وار کیا فرہاد خان یک ضربی نے وار اُسکا خالی دیکر چوب ماری کہ سر سینے مین جا گھسا
اور یہ بھی مارا گیا ادھر شبون پر یزاد نے دیو سرجنگ دراز شاخ کو قتل کیا اب دیوان
کفار کے جی چھوٹ گئے اور پسپا ہونے لگے یہانتک کہ دیو سفید قریب تخت نیرنگ
شاہ کے پہونچ گیا اور نعرہ کیا کہ او ملعون دیو شلید مین آ پہونچا نیرنگ شاہ تو
تخت سے کود کر بھاگا اور دیو سفید نے جو گرز مارا تو تخت توڑ کر سر دیو شلید پر
گرا اور دیو شلید پیوند خاک ہو گیا جو دیو تخت اُٹھاے ہوے تھے وہ بھی زخمی ہو کے
اور بھاگے نیرنگ شاہ تو پہلے ہی بھاگ کر قلعہ مین پناہ گزین ہوا اور لشکر کچھ دیر

رُوا کیا آخر بصلاح نعیم جنی طبل امان بجوا دیا دونون لشکر علٰحدہ ہوے دیو سفید پشت
دست کاٹتا ہوا پلٹا لیکن پھر کر جو دیکھا تو صاحبقران اعظم و دیگر سرداران لشکر اسلام کو اپنے
قریب پایا نہایت تعجب ہوا اور کہا کہ واقعی مین یہ لوگ ایسے ہی ہین جیسی تعریف انکی دیو تہمتن
نے کی تھی سرداروں نے دیو سفید کی جرأت پر بہت آفرین کی دیو تہمتن بے اسکو گلے
سے لگایا اور کہا کہ اے دیو سفید خدا تیرے شاہزادے کو جلد لاے افسوس اُسنے
ان لڑائیون کو نہ دیکھا نہ ان دیوؤن نے اُسکے دیوؤن کو دیکھا غرضکہ یہی باتین کرتے
ہوے میدانسے پھرے لیکن دیو سفید نے صاحبقران اعظم سے عرض کی کہ آج تو
شام بھی قریب ہو وقت نہین باقی رہا اب مین یہین خیمہ برپا کرتا ہون کل صبح مین اس
قلعہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالونگا اُسی جگہ خیمہ برپا کیا لشکر بھی اُترا ادیوان نیرنگ قاف کے
کشتون کا شمار کیا تو معلوم ہوا کہ تین لاکھ دیو مارے گئے اور کئی ہزار زخمی ہوے
اتنی لاشین کون میدانسے اُٹھواتا ایک عجیب عالم تھا کہ تمام صحرا مین لاشین ہی لاشین
نظر آتی تھین المختصر جسوقت شام ہوئی تو دیو سفید نے طبل جنگ بجوا دیا قلعہ مین
یہ خبر پہونچی وہان بھی نقارہ رزمی بجا رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی دیوان قلعہ نے
بڑے بڑے پتھر لا کر فصیل قلعہ پر جمع کیئے کہ حریف کا کام تمام کر دینگے اور یہانتک
نہ آنے دینگے جسوقت صبح ہوئی تو دیو سفید نے صاحبقران اعظم سے اجازت حاصل کی
اور قلعہ پر دُھاوا کیا دس ہزار دیو اسکے ساتھ تھے جسوقت سامنے قلعہ کے پہونچا
دیوؤن نے پتھر مارنا شروع کیئے دیو سفید پتھرون کو خالی دیتا ہوا اور گرز سے
روکتا ہوا بڑھتا چلا جاتا تھا اسمین ہمراہیان دیو سفید بہت سے زخمی اور ہلاک ہوے
قلعہ پر سے کئی لاکھ دیو پتھر برسا رہے تھے دیو سفید بھی ایسا مرد شجاع و بہادر تھا
جو اس بارش سنگ مین آگے ہی بڑھتا چلا جاتا تھا قریب قلعہ کے پہونچگیا تھا چاہتا تھا
کہ گرز سے دروازہ قلعہ کا توڑے کہ یکایک از پے دہ بیابان گردے بر خاست گرد
گردے تیرہ و تیرہ خیرہ خیرہ سر گرد بہ آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ دیو سفید
ٹھہر گیا کہ دیکھ لینا چاہیئے کہ اب کون آیا ہی لیکن آمد لشکر کی شان دیکھکر یہ قلعہ کی جانب
سے ناامید ہوا اُدھر دیوان نیرنگ قاف بھی گرد سے نگاہین لڑاے ہوے تھے کہ
اب کون آتا ہی آتے آتے دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے دو لاکھ دیو پیدا ہو
کہ پیشانیون پر قشقے کھینچے ہوے تھے تلک دیئے ہوے تھے آگے آگے اُن دیوؤن کے
ایک کوہ بالائے کوہ نظر آیا قریب پہونچنے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ افسر فوج ہی اور
فیل زبردست و کوہ پیکر پر سوار ہی دیو پنجسو گز کا اسکا قد گرز مانند ایک گنبد دراز کے
اسکے دوش پر رکھا ہوا ہی آتے ہی اسنے نعرہ کیا کہ منم شدید بن تہمتن ظلماتی
اسکی آمد دیکھکر اہل اسلام نہایت پریشان ہوے چہرے فق ہوگئے مگر دیو سفید
پاے جرأت زمین مین گاڑے ہوے کھڑا رہا اہل قلعہ نے نقارے خوشی کے بجائے

اور پھاٹک قلعے کا کھولدیا لیکن دیو شدید نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ دیو سفید برائے قلعہ گیری
جاتا تھا آواز دی کہ او چھوکرے یہ کیا حرکت تھی تو تو مدد نیرنگ شاہ کو آیا تھا یا اب
اُسی پہ چڑھائی کی اور قلعہ بند ہونے پر بھی پناہ نہین دیتا جو اپنے سے بھاگے اور پیچھے
اُس پر چڑھائی کرنا یہ کونسا شیوہ بہادری ہے دیو سفید نے کہا کہ اے رستم زمان
تو حالات سے آگاہ نہین ابھی تازہ وارد ہے مین حقیقت مین دیو نیرنگ کی مدد کو آیا تھا
اور پہلے اُسکی طرف سے لشکر اسلام سے لڑا اور دیو تہمتن جو سامنے کھڑے ہین انسے
زیر ہوا اور مذہب خدا پرستی اختیار کیا کیونکہ یہ مذہب برحق ثابت ہوا اور دین
ابلیس پرستی باطل ہے مین نے بروقت مقابلہ ابلیس کو یاد کیا اور کہا کہ اگر مدد نہ کروگے
تو مین خدا پرست ہو جاؤنگا لیکن اُس مین اتنی قدرت ہی نہ تھی جو مجھے دیو تہمتن کے
پنجے سے چھڑاتا اور دیو تہمتن نے جسوقت اپنے خدا کا نام لیکر زور کیا مجھے اُٹھا لیا
اس سبب سے مین نے ایسے مذہب کو ترک کیا اور دین خدا پرستی اختیار کر لیا
قبل مقابلہ میرے اور دیو تہمتن کے یہی شرط بھی ہو چکی تھی بعد اُسکے نیرنگ شاہ کی
فوج کے ایک دیو نے مجھکو سر میدان ٹوکا مین خود برائے مقابلہ نہ نکلا تھا جسوقت وہ
ہاتھ سے میرے مارا گیا تو نیرنگ شاہ نے یہ دغا کی کہ ایک دیو کو سامنے بھیجا اُسنے
اپنا حربہ کیا اور جب میرے حربے کی نوبت آئی تو بھاگا مین نے لشکر مین گھسکر اُسکو مارا
ہر چند دیوؤن نے چہار طرف سے مجھے گھیر لیا تھا اور یہی فکر تھی کہ جب قریب آ جائے
تو گھیر کر مار لو مگر میرے خدا نے مجھے بچایا اب مین نیرنگ شاہ پر کیا مجھکے رعایت کرتا رعایت
دوست کے ساتھ ہوتی ہے یا دشمن کے ساتھ یہ سنکر دیو شدید بن تہمتن ظلمانی نے
کہا کہ یہ نیرنگ شاہ نے برا کیا مگر تجھے قدیم اپنا مذہب ترک کرنا نہ چاہیے تھا اسلیے کہ
کہ زور و طاقت کو ایمان مین کچھ دخل نہین ہے جو زبردست ہوگا وہ دوسرے کو ضرور زیر کریگا
اور اگر یہی ہے تو مین خود پرست ہون یہ کہکر جانب قلعہ متوجہ ہوا دیو سفید پلٹ کر
اپنے لشکر مین آیا دیو تہمتن نے شاباش کی اور کہا کہ یہ دیو نہایت زبردست ہے
اور قد بھی اسکا نہایت بلند ہے اُس پر طرہ یہ کہ فیل پر سوار ہے اس سے کیونکر مقابلہ ہو
کہ میری سواری کے لائق فیل نہین ہے دیو سفید نے کہا کہ میرے قلعے مین ایک فیل
نہایت زبردست ہے جسنے آجتک مجھکو بھی سواری نہین دی اور کسی طرح نہ دبا زنجیرون
بند رہتا ہے اگر حکم ہو تو جا کرلے آؤن مگر ایک روز صرف ہوگا دیو تہمتن نے کہا کہ
شام ہونے دو اگر آج طبل نہ بجا تو جا کرلے آنا بلکہ مین بھی تمہارے ساتھ چلونگا یہ ارادے
ہو کر یہ دونون دیو داخل لشکر ہوئے کمرین کھولین اور منتظر وقت ہوئے خیمے اُکھڑوا کر
پھر اسی مقام پہ بپا کراے کیونکہ اب لڑائی قلعے کی نہ ہوگی دیو شدید پھر لشکر کو
قلعے سے نکالکر میدانداری کریگا لیکن دیو شدید جسوقت قلعہ کی جانب چلا ہے تو خود
نیرنگ شاہ برائے استقبال آیا اور چاہا کہ قلعے مین لیچلون دیو شدید نے کہا

کرتمن نے اپنے شہر کے قلعہ کو منہدم کرا دیا کہ قلعہ باقی ہی نہ رہے مین قلعہ گیر ہون قلعہ نشین نہین ہون اب اس جنگ سے فرصت کرنے کے بعد قلعہ مین بطور سیر و تفریح چلونگا۔ یہ سنکر نیرنگ شاہ نے اپنا خیمہ بھی قلعہ کے سامنے برپا کیا اور فوج قلعے سے نکلنے لگی اور دیو شدید بن تہمتن ظلمانی کا خیمہ بھی میدان مین برپا ہوا نیرنگ شاہ کج کلاہ نے رسم و رواج دیوان قاف کے موافق نہایت تزک سے دعوت شدید بن تہمتن ظلمانی کی اور تین روز تک جشن رہا ناچ ہوا کیا ہزار ہا بھینسے ہاتھی نہنگ اژدر سور وغیرہ یہ دیو تین روز کے عرصے مین کھا گیا وہان دیو تہمتن گرز زن کو جو یہ خبر معلوم ہوئی کہ تین روز تک دعوت شدید ظلمانی کی رہیگی اسنے صاحبقران اعظم سے عرض کی کہ بالفعل میدانداری موقوف ہے اگر اجازت ہو تو مین جا کر اپنی سواری کا بندوبست کر لاؤن کیونکہ دیو شدید فیل پر سوار ہے اور قد بھی اُسکا نہایت بلند ہے مین پیادہ اس سے کیونکر مقابلہ کرونگا دیو سفید نے کہا کہ میرے یہان ایک فیل زبردست ہے جو کسیکے بس نہین دیتا میرا قصد ہے کہ جا کر اس فیل بدمستانی کو زیر کرون اور اسی فیل پر سوار ہو کر دیو شدید سے مقابلہ کرون صاحبقران اعظم نے فرمایا کہ جاؤ دیو تہمتن ہمراہ دیو سفید کے اُسکے بیشہ کی طرف روانہ ہوا ہرکارون نے نیرنگ شاہ کو خبر پہونچائی شدید ظلمانی ہنسا اور کہا کہ دیو سفید اور تہمتن میرے خوف سے گریزان ہو گئے ہین اب واپس نہ آئینگے اب حال دیو تہمتن و دیو سفید کا سنیے کہ جسوقت دیو سفید اپنے بیشہ مین پہونچا تو عجب تلاطم دیکھا کہ دیو بھاگتے پھرتے ہین اور ایک غل بپا ہے آواز زنجیرون کی آرہی ہے شاخ درختون کے ٹوٹے ہوئے پڑے ہین بعض درخت جڑ سے اُکھڑ کر گر گئے ہین دیو سفید نے پوچھا کہ کیا معرکہ ہے اُن لوگون نے بیان کیا تین روز ہوئے کہ فیل نے زنجیرین توڑ ڈالین اور صدہا دیوؤن کو مارا درخت گرا دیے تمام بیشہ کو پامال کر رکھا ہے بہت سے دیو یہان سے بھاگ کر چلے گئے یہ سنکر دیو تہمتن نے کہا وہ فیل کہان ہے ان دیوون نے بیان کیا کہ ابھی فلان طرف ایک دیو کے پیچھے گیا ہے نہ معلوم اُسکو مارا یا بچ گیا یہی ذکر تھا کہ دیکھا فیل سامنے سے مانند گولے کے چلا آتا ہے تا کہ ایک دیو کی سونڈ مین دبی ہوئی ہے نسے کبھی چباتا ہے کبھی پھینک دیتا ہے کبھی پھر اُٹھا لیتا ہے تمام فیل سیاہ ہے سونڈ سفید ہے نہایت زبردست اور دانت بہت بڑے بڑے نکلے ہوئے ہین دیو تہمتن نے دیکھتے ہی اُس فیل کو للکارا بس آواز دیو فیل کے کانمین پہونچنا تھی کہ اسنے گردن اُٹھا کر دیکھا دیو تہمتن اور آگے بڑھ گیا اب یہ فیل دُم کھڑی کر کے خرطوم کا گھونسا بنا کر دیو تہمتن کی طرف چلا اُدھر سے دیو تہمتن نے راہ اُسکی روکی فیل نے آنے کے ساتھ ہی گھونسا مارا دیو تہمتن نے خالی دیا فیل نے چاہا کہ سونڈ سے لپیٹ کر دانتون مین دبا کر اُسے مار ڈالون بس دیو تہمتن نے بایان ہاتھ بڑھا دیا فیل نے سونڈ مین ہاتھ لپیٹ کر زور کیا چاہا کہ دبا کر مار ڈالون دیو تہمتن نے گھونسا اسکی مستک پر مارا ہاتھی اور جھلا یا اب اِدھر دیو تہمتن زور کر رہا ہے اور اُدھر فیل کھینچ رہا ہے پہر بھر کامل کشمکش رہی آخرکار ہاتھی تھک کر بیٹھ گیا بس دیو تہمتن مستک پہ پاؤن جما کر اُسکی گردن پر پہونچا اور سونڈ سے لگام کا کام لیا چلے تو ہاتھی نے بہت پریشان کیا جب تھکا تو اشارون پر چلنے لگا پھر

دیو سفید نے تہمتن کی نہایت تعریف کی اور کہا کہ یہ آپ ہی کا کام تھا جو اس پہاڑ کو دبایا الغرض
دیو تہمتن نے ایک روز وہین قیام کیا دیو سفید نے اسکی دعوت کی اپنے بیٹے کو آباد کیا اور دوسرے
روز دیو تہمتن اُسی فیل کوہ پیکر پر سوار ہو کر جانب نیرنگ قاف روانہ ہوا اور دیو سفید بھی ایک
کرگدن پہ ستانی پر سوار ہو کر ساتھ ساتھ چلا ہی اب ان دونون کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی
اوّل حال سنیے نیرنگ قاف کا کہ جسوقت نیرنگ شاہ کو دعوت و ضیافت شدید ظلماتی
سے فرصت ہوئی حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسیوقت نقارۂ رزمی پہ چوب پڑی اور آواز نقارہ کی
گرجی ہرکارے خبر لیکر خدمت صاحبقران اعظم مین تشریف لائے اور بیان کیا کہ دیو شدید نے
طبل جنگ بجوایا ہی فرمایا کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی اسیوقت
یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا تیاری جنگ دونون لشکرون مین ہونے لگی شعر نقارہ
آوازہ مد بروں پر کہ دونست گردون دون ٭ و آتیغ رائے ناظرین بایقین ہوکر جنگ
قاف کی یادگار رہے اب اس سے بڑی لڑائی قاف مین کبھی نہ ہوگی نہ ایسے ایسے زبردست
دیو ایک وقت مین جمع ہو سکتے ہین دونون لشکرون کی یہ حالت ہی کہ اپنے اپنے سردارونکے زیر
اثر رہے ہین دیوان نیرنگ قاف کو یہ فکر ہی کہ اب لڑائی تو تیج ہی دیو شدید ایک کو
زندہ نہ چھوڑیگا یہانسے فرصت کرکے گلستان ارم پر قبضہ کریجیے اور خوب لوٹیے یہ اپنے
منصوبون مین ہین اور دیوان لشکر اسلام کو یہ گمان ہی کہ دیو تہمتن اسے بھی پست کریگا
اور بعد اسکے جنگ کا خاتمہ ہی نیرنگ قاف مین بھی اسلام پھیلیگا اور اذان کی ہر طرف
بلند ہون گی مگر خیال یہ ہی کہ تہمتن ابھی تک نہین آیا اور طبل بج گیا دیکھیے کیا ہوتا ہے
فرہاد خان یک مزنی فرسنگ بن لندھور صاحبقران اعظم کے پاس ہین یہا ذکر ہو رہا ہی کہ کل
دیکھیے کسکی فتح ہی اور کسکی شکست ہی (جنگ دو سردارد) یہ دیو نہایت تنومند ہی سُنا ہی کہ
چوبیس سو من کا گرز باندھتا ہی اور گرز تہمتن کا انیس سو من کا ہی دیکھیے خدا کیا دکھاتا ہی
عجب طرح کا ہنگامہ دونون لشکرون مین ہی کہانتک بیان کیا جائے کہ طبل بجتے بجتے زمانہ
شب کا برطرف ہوا اور خانۂ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے وہ چادر سیاہ
جو بالاے آسمان چھائی ہوئی تھی برطرف ہونے لگی اور سفیدۂ سحری نمودار ہوا تارے
جھلملا جھلملا کر غروب ہو گئے چہرہ ماہتاب کا فق ہونے لگا رنگ عالم دگرگون ہوا جوانان لشکر
بسترون سے انگڑائیان لیکر اُٹھے گشت کے سپاہی اپنے اپنے خیمے مین داخل ہوئے
بہادرون نے اپنے اپنے طریق عبادت کے موافق رسوم بندگی کو ادا کیا اور آلات حرب و ضرب
تن پر آراستہ کرکے عازم میدان قتال و جدال ہوئے دونون طرف سردارون نے صف
بندیان کین میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ کمینگاہ اگلا ہراول پچھلا چنداول دم بھر مین آٹھون صفین
آراستہ ہوگئین سردار اپنی اپنی حیثیت کے موافق دس دس پانچ پانچ قدم صفون سے آگے
بڑھ بڑھ کے کھڑے ہوئے صاحبقران اعظم بمرتبہ افسر لشکر بندیدہ قدم صف سے بڑھکر گلستانی
کھڑے ہین اُسطرف نیرنگ شاہ قلب مین ہی اور دیو شدید ظلماتی لشکر سے آگے بمرتبہ سپہ سالاری

استادہ ہی خود بھی ایک فیل مست کے مانند ہی اور فیل زبردست قوی ہیکل پر سوار ہی جسوقت صفوف
قتال و جدال آراستہ ہو چکین اور نقیب نہیب و کربیش گئے لشکر کفار سے کوئی میدان مین
نہین آتا سبب یہ تھا کہ دیو شدید تو کہتا ہے مین آدم زادون سے نہین لڑونگا اسواسطے کہ
میرے واسطے باعث ذلت و رسوائی ہی اور دیو کوئی ایسا نظر نہین آتا جو میرا سے مقابلہ نکلے
اور میرا سامنا کرے ہرچند شیر نگ شاہ نے سمجھایا کہ یہ وہ آدمزاد نہین ہین جنسے مقابلہ کرنا باعث
ننگ و عار ہو انھون نے صدہا دیوون کو مارا ہی ہزارہا کو زیر کیا ہی اب ایسے ہین کہ دیو تہمتن
بھی انکا مطیع ہی ان آدمزادون پر فتحیاب ہونا دیوون کی فتحیابی سے زیادہ ناموری کا باعث ہی
ہرچند سمجھایا مگر دیو شدید نے نہ مانا اور کہا کہ اگر دیو تہمتن آکر مقابلہ کریگا تو لڑونگا ورنہ یہ سپہ سالار
میرا کافی ہی یہ کہکر دیو قشقاش تنگ پیشانی کو آواز دی کہ جا میدان مین آج کی میدانداری تیرے
ہی حوالے ہی یہ سنکر دیو قشقاش تنگ پیشانی میدان مین آیا یہ دیو بھی بہت بڑے قدوقامت کا
تھا چنین اسکی چوٹی چوٹی مثل دیو تیون کے ہین مگر نہایت گندہ اور مضبوط ہین قد نوتے
گز کا ہی پکارا کہ ہاش اے گروہ خداپرستان و فرقہ مسلمانان مین نے سنا ہی کہ تمنے بڑی سرکشی
اور تعدی پر کمر باندھی ہی اور بڑے بڑے دیوان شیر نگ قاف کو مارا ہی لہذا جسکو سینکے مرگ
و آرزوے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو بس یہ سننا تھا کہ لشکر اسلام سے دیو عنید زور آزما
نکلا اور سامنے صاحبقران اعظم کے آکر اجازت جنگ چاہی فرمایا جا خداوند کریم حافظ و
نگہبان ہی عنید زور آزما سلام کرکے جانب میدان روانہ ہوا اور سامنے قشقاش
تنگ پیشانی کے آکر نعرہ مارا کہ او ملعون کیا کہتا ہے تیری خدمت کو مین موجود ہون یہ سنکر
دیو قشقاش ہنسا اور کہا تو کیا لڑیگا مگر خیر نکلا ہی تو حوصلہ اپنا پورا کرلے لا ضرب بہادری کی
دیو عنید زور آزما نے کہا کہ اہل اسلام پیشدستی نہین کرتے جب حافظ حقیقی تیری ضرب سے
بچا لیگا تو خیر دیکھا جائیگا یہ سنکر دیو قشقاش پکارا کہ معلوم ہوتا ہی تیری شامت ہی آگئی ہے
اسکو کہ یہ تلا بیٹھا ہی ملک الموت کا یہ کہکر دار شمشاد کو سر پہ چرخ دیکر خبردار خبردار کہکر سر پہ
وار کیا عنید زور آزما نے اپنی دار کو چہرے کی پناہ کیا لیکن دار پر دار جو پڑتی ہی ایک
تڑاکے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تتق گرد و غبار بلند ہوا دیو عنید گرد مین چھپ گیا
قشقاش تنگ پیشانی نے آواز دی کہ زدوم و پست کردم اب جو گرد برطرف ہوئی ہی تو دیکھا
کہ دیو عنید کے مقام پہ ایک چبوترہ گوشت کا بنا ہوا ہی اور دیو کا پتہ بھی نہین اہل اسلام
نہایت غمگین ہوے اور معلوم ہوا کہ دیو عنید مارا گیا لیکن اسکے مرتے ہی دیو صدید نکلا
بعد گفتگو کے بسیار دیو قشقاش نے وہی چوبدست ماری کہ وہ بھی پیوند خاک ہو گیا اب
لشکر اسلام سے دیو ارشاد نقب زن نکلا اور دیو قشقاش کا سامنا کیا اور کہا او ملعون
غضب کیا تو نے کہ دو سردارون کو مارا کب چھوڑتا ہون تجکو دیو قشقاش نے وہی دار
اسکے بھی حوالے کی دیو ارشاد نے ضرب اسکی رد کرکے اپنا وار کیا کئی وار کے رد و بدل مین
یہ بھی مارا گیا دن بھر کی میدانداری مین سترہ اٹھارہ دیوان لشکر اسلام ہلاک ہوے

شام کو طبل بازگشت بجا اور دونوں لشکر میدان سے پھر کر اپنے اپنے قیام گاہ پر آئے دیوان کفار
نہایت خوش و بشاش تعریفیں دیو قشقاش کی کرتے ہوئے بلکہ زر نثار کرتے ہوئے
داخل بارگاہ ہوئے لیکن دیوان لشکر اسلام اور صاحبقران اعظم و فرہنگ بن لندھور
و فرہاد خان یک مغربی نہایت ملول داخل بارگاہ ہوئے اور قصد کیا کہ کل اس مردود سے
ہم خود مقابلہ کرینگے ادھر قشقاش تنگ پیشانی جو پلٹ کر خیمے میں آیا دو چار گھڑے شراب کے
پی گیا جسوقت دماغ اسکا گرم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ پھر نقارہ رزمی پر چوب پڑی
اور آواز نقارے کی گروہ جبرا اہل اسلام کو ہوئی یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا
دونوں جانب تیاری جنگ ہونے لگی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آکر ایک دوسرے کے
مقابل صفیں باندھ کر کھڑے ہوئے آج پھر دیو قشقاش میدان میں آیا اور مبارز طلب کیا
ہنوز کوئی لشکر اسلام سے نہ نکلا تھا کہ جانب صحرا سے تیغ گرد نمودار ہوا سرداران لشکر
دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے یکایک آتے آتے دامن گرد کا شق ہوا اور نعرہ دیو سفید اور
دیو تہمتن گرز زن کا ہوا اب جو نظر دیو شدید کی تہمتن پر پڑی ہے تو دیکھا کہ یہ عجب شان و
شوکت سے چلا آتا ہے کہ ایک فیل مست زیر ران ہے اسلحہ جنگ تن پر آراستہ ہیں اور برابر اسکے
دیو سفید ایک کرگدن سیاہ پر دونوں نہایت عظمت شان سے چلے آتے ہیں اور وہ جو چند دیو
انھوں نے خدمتی ہمراہ لے لیے تھے وہ ساتھ ہیں فوج و سپاہ کچھ نہیں کیونکہ لشکران دیوؤں کے
یہیں موجود تھے صاحبقران اعظم نے دیو سلیم و دیو اکوان وغیرہ کو بہ اسے استقبال روانہ کیا
یہ دیو گئے اور بہ عزت تمام دیو تہمتن کو لائے چند قدم بڑھکر فرہاد خان یک مغربی و فرہنگ
بن لندھور نے بھی اسکا استقبال کیا دیو تہمتن اس عزت افزائی کو دیکھکر نہایت مسرور ہوا
صاحبقران اعظم سے دیو تہمتن نے پوچھا کہ کوئی مقابلہ تو نہیں ہوا صاحبقران اعظم نے فرمایا
کہ ایک میدانداری ہو چکی جسمیں سترہ اٹھارہ سردار میرے مارے گئے یہ سنکر دیو تہمتن نے نہایت
افسوس کیا اور خصوصاً دیو عنید زور آزما کے واسطے بہت رنج کیا اتنے میں پھر دیو قشقاش نے
مبارز طلب کیا دیو اکوان نے سامنے صاحبقران اعظم کے آکر اجازت جنگ لی اور قشقاش کا
سامنا کیا بعد رد و بدل بسیار کے دیو اکوان زخمی ہوا اسکے بعد دیو سلیم نکلا دیو قشقاش نے
وار اسکے حوالے کی وہ خدا شناس بھی شہید ہوا بس یہ دیکھتے ہی دیو سفید بیتاب ہو گیا اور سامنے
صاحبقران اعظم کے آکر اجازت مانگی فرمایا اے دیو سفید حریف زبردست ہے ذرا سمجھ
بوجھکر نکلو دیو سفید نے کہا کہ حضور کا اقبال چاہیے یہ ملعون کیا چیز ہے جس سے میں ڈروں
فرمایا جاؤ تمہارا خدا حقیقی نگہبان ہے دیو سفید سلام کرکے رخصت ہوا اور سامنے دیو قشقاش کے
پہونچا دیو قشقاش نے کہا تو تو نہیں بھاگ گیا تھا لیکن قضا گھیر کے لے آئی لاف بہادری کی
دیو سفید نے کہا کہ تجھ ایسے دیو میں نے بہت سے زمین میں دفن کر دیے ہیں
اور انشاء اللہ تجھے بھی انھیں کے پاس پہونچائے دیتا ہوں یہ سنتے ہی قشقاش تنگ پیشانی
نہایت برہم ہوا اور دار شمشاد اٹھا کر سر پر چرخ دیکر حیدر دار حیدر دار کہکر وار کیا دیو سفید نے

وار اسکی گرز پر روکی ایک تڑاقا ہوا دیو قشقاش پکارا کہ زدم و پست کردم دیو سفید نے
وار کو روک کے آواز دی کہ زدی و کرا پست کردی حریف تیرا یہیں موجود ہون شعر تو ضربے زدی
ضرب ما نوش کن ٭ ہمہ شادی از دل فراموش کن ٭ یہ کہکر اپنا گرز گران سنگ آسمان رنگ
ہشت پہلو پر چڑہ کوہ ساڑھے سولہ سو من کی ضرب کو اُٹھا کر اور سر پہ چرخ دیکر سر
قشقاش پر وار کیا اسنے بھی وار کو بلند کرکے گرز کو روکا لیکن گرز جو پڑتا ہی عیاذاً باللہ
یہ معلوم ہوا کہ ایک کوہ گران پھٹ پڑا تڑاقا ہوا شرارے آتش کے نکلے جگر زمین ہول سے
شق ہو گیا ہاتھ قشقاش کے کانپنے لگے گرز کا نہ سنبھل سکا وار اور گرز دونوں لڑتے
بھڑتے سر پر پڑے شانے بیچ میں اُتر گئیں اور سر گردن میں گردن سینے میں سینہ
شکم میں شکم کمر میں کمر زانوؤن میں زمین پر ایک خون کا تھل تھلا ہو کر رہ گیا اب دیو
سفید نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم تو چہرا اس مردود کی جسوقت ہوا سے گرد برطرف
ہوئی اور نظر پڑی تو یہ معلوم ہوا کہ ایک مظفر گوشت کا پڑا ہے جسمین اعضا کے نشان
بھی نہیں ہین نہ گنبد کا پتا ہی نہ ہاتھ کا بس یہ دیکھکر دیو آہنگ کو تاب نہ آئی کہ یہ بھائی
اسکا ہی بغیر اجازت لیے دوڑ پڑا اور قریب آکر آواز دی کہ او دیو سفید غضب کیا تونے
کہ بھائی کو میرے مارا بازو میرا شکستہ کیا کب چھوڑتا ہوں تجھکو یہ کہکر ساطور مارا دیو سفید
نے وسط ساطور پر ہاتھ ڈالدیا اور ایک ایسا جھٹکا مارا کہ ساطور ہاتھ سے چھوٹ گیا دیو
سفید نے وہی ساطور کمر پہ مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے بس اسکا مرنا تھا کہ دیو شدید کو
غصہ آیا پکارا او دیو سفید غضب کیا تونے کہ دو سپہ سالار میرے مار ڈالے کب چھوڑتا ہوں
تجھکو یہ کہکر اپنے فیل کوہ پیکر کو انکس مار کر بڑھایا اور سامنے تخت نیرنگ شاہ کے آکر
اجازت خواہ ہوا نیرنگ شاہ نے کہا جا خداوند ابلیس تیرا حامی و مددگار رہے اب دیو شدید
میدان میں آیا اور کہا اے دیو سفید اگر اب بھی تو دین خداوند ابلیس کا پھر اختیار کرے اور
وہ کلمہ کہنا ترک کردے جس سے وہ ناراض ہوتے ہین تو مین خون اپنے سپہ سالارون کے
معاف کرکے تجھے افسر فوج متعین کرون دیو سفید نے کہا لا حول و لا قوۃ الا باللہ تو کیا بکتا ہی
کوئی جنت میں آکر پھر دوزخ میں جاتا ہی جبتک میں حقیقت اسلام سے آگاہ نہ تھا اسوقت
تک میں نے اُس ملعون کی پرستش کی مگر اب لاکھ لاکھ لعنت کرتا ہوں اُس ملعون پر دیو
شدید ظلماتی نے کہا کہ مجھے افسوس آتا ہی تیرے حال پر کہ تجھ ایسا حسین دیو اور بہادر
میرے ہاتھ سے مارا جائیگا مگر مجبور ہوں کہ تو کسی طرح راہ پر نہیں آتا اور خداوند ابلیس کی
شان میں کلمات لاطائل کہتا ہی لا ضرب بہادری کی دیو سفید نے کہا کہ اے دیو شدید
ہم لوگ پیشدستی نہیں کرتے اگر خداوند کریم تیری ضرب سے بچا لیگا تو خیر دیکھا جائیگا بڑے
افسوس کی بات ہی کہ تیرا قد و قامت تو اسقدر زور و طاقت بے انتہا مگر عقل کچھ بھی نہیں کہ
ابلیس ملعون کو سجدہ کرتا ہی اور خالق عالم سے رُوگردانی کیے ہوے ہی دیکھ قدرت
خداوند کریم کو کہ اُسنے آدم زادون کی ایسی مدد کی کہ دیو تہمتن سا شخص اُنکا تابع فرمان ہوا

ورنہ ایک مشت استخوان کی کیا یہ حقیقت ہی کہ وہ دیوؤن سے مقابلہ کرکے سربر ہوسکے دیو شدید
اسکی باتوں پر ہنسا اور کہا کہ اے دیو سفید اگر تو مقابلہ کرنے مین خوف کرتا ہی تو میدان سے بیجا
کیون اپنا خون اپنی گردن پر لیتا ہی اور مجھے خود بھی تجھسے مقابلہ کرتے ہوے شرم آتی ہی
کہ تو میرا ہم نبرد نہین ہی یہ سنکر دیو سفید نے کہا کہ تو رحم اپنے حال پر کر کہ دیدہ و دانستہ راہ جنت
چھوڑکر راہ دوزخ اختیار کرتا ہی اور اپنے غرور مین کسی کو موجود نہین جانتا یہ ضرور ہی کہ
تو مجھسے زبردست ہی مگر پروردگار عالم ایسا قادر و توانا ہی کہ اگر چاہے تو مور ناتوان کو
فیل پر غلبہ دیدے دیو شدید نے کہا جب مین قدرت ربّ العزت کا قائل ہون کہ تو مجھے
زیر کرلے اور پست کردے دیو سفید نے کہا اگر تو مجھسے صدق دل سے اس امر کا اقرار
کرا اگر مین نے تجھکو نیچا دکھایا تو ابلیس پرستی ترک کردونگا دیو شدید نے کہا کہ ہان بیشک
یہ مجھے منظور ہی اور اگر مین نے تجھکو پست کیا دیو سفید نے کہا کہ ہرچند مین تیرا ہم نبرد نہین ہون
مگر یہ وقت امتحان ہی مین اُس خالق عالم کے بھروسے پر کہ سکتا ہون کہ مین ہی تجھے پست کردونگا
اگر تجھے پست نہ کرسکون تو مین ابلیس پرستی اختیار کرلونگا بس یہ اقرار ہوتے ہی دونوں نے
اپنے اپنے حربے سنبھالے اور دیو شدید بھی فیل سے کودکر پیدل ہوا دیو سفید بھی پیدل ہوا
اور کرگدن کو چھوڑ دیا بس دیو شدید نے اپنا چوبیس سومن کا گرز سنبھالا اُدھر دیو تہمتن
کا اپنے رفیق دیو سفید سے بہت اُنس رکھتا ہی بیتاب ہوگیا اور صاحبقران اعظم نے بھی
دیو سفید کو مرحبا کی آواز دی اور دعا کرنے لگے کہ اے کردگار جہان یہ وقت عزت دین کا ہی
جو بات دیو سفید کے منھ سے نکل گئی ہی تو ہی اُسکا نباہنے والا ہی یہان تو اہل اسلام
دست بدعا ہین اور وہان دیو شدید بن تہمتن ظلماتی نے گرز کو اُٹھایا اور سر پر چرخ دیکر
سر دیو سفید پر وار کیا جیسے ہی گرز سر کی طرف چلا سناٹا پیدا ہوا یہ معلوم ہوا کہ ایک کوہ گران
پھٹ پڑا دیو سفید نے یا ربّ العزت کہکر گرز کو اُٹھاکر چہرے کی پناہ کیا اور کہا تو ہی بچانے
والا ہی کہان اسکا سولہ سومن کا گرز کہان شدید بن تہمتن ظلماتی کا چوبیس سومن کا گرز
سے مین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا مگر جسوقت خدا مدد پر ہوتا ہی تو کوئی کچھ نہین کرسکتا
کہ گرز سے فنا کی صدا پیدا ہوئی اور گرز ہاتھ سے شدید ظلماتی کے چھوٹ کر دور جا پڑا
بس دیو سفید نے موقع خالی پاکر شانے پر دیو شدید کے گرز مارا کہ ضرب شدید پہونچی اور
ہاتھ اسکا جھول گیا اہل اسلام نے تکبیر کی صدا بلند کی اور دیو شدید نہایت خفیف ہوا دیو
سفید نے کہا کیون اے شدید یہ بتا کہ سوا آج کے کبھی تیری ضرب خالی گئی ہی دیو شدید نے کہا
نہ کبھی ایسا نہین ہوا دیو سفید نے کہا اسکو مدد پروردگار کہتے ہین اب اگر آنکھین تیری
روشن ہین اور دل زنگ کفر سے پاک کرنا چاہتا ہی تو کلمہ پڑھکر مسلمان ہو کہ شرط بھی
تو ہار چکا ہی دیوان کفار نہایت حیرت مین تھے کہ یہ کیا معرکہ ہوا لیکن دیو شدید ظلماتی کا
قلب سیاہ تھا اسکے دل سے زنگ کفر نہ دور ہوا کہا اے دیو سفید یہ اتفاقی فعل تھا کہ
گرز میرے ہاتھ سے چھوٹ گیا مین کبھی ایسے خدا کو نہ مانونگا جو نظر نہ آئے تو مجھے بیکار

ترغیب دیتا ہی تیرا اصل مطلب یہ ہی کہ شدید مسلمان ہو جاوے تو مین ہاتھ سے اسکے بچ جاوٴن
دیو سفید نے کہا کہ ہم راہ خدا مین مرنے کو حیات ابدی سے بہتر سمجھتے ہین دیکھو تیری اس
عہد شکنی کا نتیجہ بہت برا ہوگا اہل عالم تجھ پر نفرین کرینگے اور ابد تک دوزخ مین جلیگا
جا آپ اپنا علاج کرکے آنا تو مجھسے مقابلہ کرنا یہ کہکر دیو سفید میدان سے پھرا دیو شدید بھی
اسکی جرأت پر وجد کرتا ہی اودھر نیرنگ شاہ دل مین کہتا ہی کہ اتنے بڑے دشمن کو قابو
پاکر چھوڑ دینا یہ اسی کا کام تھا الغرض دیوان نیرنگ قاف آئے اور دیو شدید کو
میدان سے پھیر لیگئے علاج اسکا ہونے لگا یہان دیو تہمتن گرز زن اپنے رفیق پر سے ززر نثار کرتا
ہوا میدان سے پھرا گلے سے لگایا صاحبقران اعظم نے شاباش و مرحبا فرمایا فرہاد خان
یک مرزبی و فرسنگ بن لندھور نے کہا کہ کار کرگئے کر دہ الغرض دونون لشکر اپنے اپنے
فرودگاہ پر آئے اور علاج دیو شدید کا ہونے لگا بالفعل میدان داری موقوف رہی اب یہاں سے

چند کلمہ داستان شوکت نشان شاہزادہ سکندر رستم خو و صاحبقران کوچک کے بیان کیے جاتے ہین

کہ یہ طلسم نیرنگ قاف کو فتح کرکے جانب نیرنگ حصار چلے تھے مظہر یزداد اسکے
ہمراہ ہی آتے آتے ایک بیابان مین پہونچے شام ہو گئی تھی خیمہ برپا کیا لشکر اترا رات
بآرام تمام بسر کی جسوقت صبح ہوئی پھر چلے اسی طرح طی مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے
چلے آتے ہین کہ دیکھا سامنے سے گرد پیدا ہوئی ہرکارون کو برائے خبر روانہ کیا انھون نے
مانند پیک خیال کے جاکر دریافت حال کیا اور فورًا واپس ہوکر عرض کیا کہ دیو سرہنگ
زرین تن تنہا چالیس ہزار دیوؤن سے برائے مدد نیرنگ شاہ جاتا ہی اور یہ دیو نہایت زبردست ہی
اودھر اس دیو سے اسکے ملازمون نے خبر کی کہ جن لوگون کو برباد کرنیکی غرض سے
آپ گلستان ارم جاتے ہین انہین سے ایک آدم زاد جسکا نام صاحبقران کوچک ہی
اپنے ماموں صاحبقران اعظم کی مدد کو جاتا ہی اور ایک طفل حسین اسکے ہمراہ ہی یہ سنکر
دیو سرہنگ نے یون حکم دیا کہ بس اسی جگہ قیام کرو جسوقت اسکے قتل سے فرصت ہوگی
تو آگے جاؤنگا یہ کہکر اسی جگہ اتر پڑا اور خیمہ برپا کیا منتظر لشکر اسلام کا ہوا سکندر
رستم خو نے تھوڑی راہ طے کی ہوگی کہ لشکر دیوان کو دیکھا انھون نے بھی صاحبقران
کوچک سے کہا کہ جس غرض سے نیرنگ حصار جاتے تھے وہ یہین حاصل ہی اب وہان
جانے کی عجلت کیون کی جاوے پہلے اس دیو کے مقابلہ کا فیصلہ کرین پھر دیکھا جائیگا کہ
ہر طرح یہ بھی وہین جاتا ہی ہم بھی وہین جاتے ہین وہان پہونچکر نہ لڑے یہین لڑ لیجیے
مطلب حریف کا زور توڑنے سے ہی یہ سنکے صاحبقران کوچک نے کہا کہ بہت مناسب
اور اسی جگہ اتر پڑے خیمہ برپا کیا یکایک اور گرد اڑی اب سرہنگ بھی دیکھ رہے
اور سکندر بھی دیکھ رہے ہین کہ یہ کون آتا ہی الغرض جسوقت دامن گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا
کہ ایک اور دیو سولہ ہزار دیوون سے چلا آتا ہی ہرکارے جو خبر کے واسطے روانہ ہوئے تھے

اُنھون نے آکر عرض کی کہ یہ دیو مغلول قوی بازو ہی یہ بھی مدد نیرنگ شاہ کو جاتا ہی سکندر رستم خو کی زبان سے بیساختہ نکلا کہ بڑے نرغے مین داد اجان پر خدا اُنکو ان دیوؤن سے بچائے مگر امید تو ہی کہ میرا دیو تہمتن گرز زن ہی کافی ہی یقین تو ہی کہ اُنھین مقابلہ کرنے کی ضرورت ہی نہ پڑے یہ دیو بھی آکر سرہنگ اور اُسکے لشکر سے ملا اب ان دونون کی ایک ہی راے ہو گئی کہ ان آدم زادون کو شکار کر کے نیرنگ حصار کی طرف چلیئے اتنے مین اور گرد اُڑی اور ایک دیو سرسنگ اور اسکے لشکر سے آکر ملا ہرکارون نے بیان کیا کہ اس دیو کو مہیب تیرہ رو کہتے ہین واقع مین یہ دیو اسم بامسمی تھا رنگ اسکا قیر سے زیادہ کالا تھا شاخین پیچ کھائے ہوئے جس وقت یہ تینون دیو یکجا ہوئے سرہنگ نے لشکر کو حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسیوقت نقارے پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی کرجی خبر شاہزادہ سکندر رستم خو کو ہوئی اُنھون نے فرمایا کہ یہ کمبخت دیو بھی بالکل جانور ہی ہوتے ہین کہ نہ تو نامہ نہ پیام خبر کچھ پروا نہین کہدو کہ ہمارے یہان بھی کوس حربی نوازش ہو آگے یہان بھی نقارہ بجا تیاری جنگ ہونے لگی جس وقت رات تمام ہوئی اور نور سحری پھیلا دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نہیب دیکر ہٹ گئے کہ دیو مغلول قوی بازو میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا یہان سے مظہر پریزاد اجازت لیکر نکلا اور دیو مغلول کا سامنا کیا بعد گفتگوے بسیار دیو مغلول نے زنگلہ زنجیر بند مارا مظہر پریزاد نے ایک لنگر اسکا تیغ سے قلم کیا لیکن دوسرا لنگر بائین شانے پر پڑا اگرچہ شانہ نشانہ ہوا اسپر بال تیر سے چوٹ پڑی بعد اُسکے اسی زخم داری مین مظہر پریزاد نے تلوار کا وار کیا کہ دیو مغلول کے دو ٹکڑے ہوئے ایک غریو لشکر کفار مین ہوا اور اہل اسلام نے صداے تحسین و آفرین بلند کی اور دیو مہیب تیرہ رو نے کہا کیا غضب کیا اس پریزاد نے کہ ایک ہم مذہب کو ہمارے مارا ہان مارو اسکو جانے نپاوے یہ سننا تھا کہ اُسکی ہزار دیو دوڑ پڑے اِدھر سے سکندر رستم خو اور صاحبقران بھی جلد باگین مرکبون کی لین اور پاشنے مارکر تیز کیا مانند باد صرصر کے پہونچ گئے عقب عقب فوج بھی اُنکی آپڑی دونون لشکر غٹ پٹ ہو گئے جنگ مغلوبہ ہوئی خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی مظہر پریزاد کو زخمی ہونے کی وجہ سے علحدہ کر دیا اور صاحبقران کوچک و سکندر رستم خو نے لاشون پر لاشین گرانا شروع کر دین ہر طرف کشتون کے پشتے لاشون کے انبار نظر آنے لگے زمین خون سے لالہ رنگ ہو گئی سبزہ لالے کی بہار دینے لگا اس خزان مین عجب بہار تھی ہر نخل قد پر کھائے زخم کھلے ہوئے تھے سر مانند ثمر پاے بخت کے گر رہے تھے ہاتھ مانند شاخ خشک کے قلم ہو رہے تھے کشت عشرت پامال تھی صرصر موت چل رہی تھی سپرین مانند برگ خشک کے چھوٹ چھوٹ کر گر رہی تھین عجب قیامت برپا تھی تمام صحرا ضرب دار و چوب و گرز سے کانپ رہا تھا خون کی ندیان بہ رہی تھین کشتی حیات ہر ذی روح کی طوفانی نظر آتی تھی اور ساحل مراد کا کوسون

پتا نہ معلوم ہوتا تھا باد مخالف نے بیڑے کو تباہ کر دیا تھا غرض گرمی جنگ مین دیو صہیب تیرہ نژاد کا
اور صاحبقران کوچک کا سامنا ہوا دیو صہیب نے آواز دی کہ او آدم زاد سیاہ سر سفید
دندان تو عجب بلا ہے یہ ہی کہ لوگون سے مقابلہ کر رہا ہی اے انسان ہو کر دیو زاد سے
نہین ڈرتا کب چھوڑتا ہون تجکو کہ تو نے بڑے بڑے سر کشون کو پست کیا ہی یہ کہکر چوب
چماق کا وار کیا صاحبقران کوچک نے وار اسکا خالی دیکر تلوار ماری کہ سر اسکا چار قدم پر
جا کر گرا لاش دھڑ سے گری کہ زمین ہلگئی صاحبقران کوچک نے نعرہ کیا کہ زدم و پست
کردم لوگ لاش اسکی اُٹھا کر لیگئے ادھر شاہزادہ سکندر رستم خو لڑتے ہوے قریب
دیو سرہنگ کے تن تنہا پہونچے اور آواز دی کہ او ملعون ادہر آ کہان جاتا ہی کہ ملک الموت
تیری جان کا آپہونچا ہی یہ سنتے ہی دیو سرہنگ نے چوب دست ماری سکندر
رستم خو نے وار اسکا خالی دیا کیونکہ نصیحت اپنے بزرگون کی انکو یاد تھی کہ دیو کے چوبے کو
روکنا خلاف عقل ہی لیکن چوب شمشاد جو زمین پہ گرتی ہی دستہ تک زمین مین اُترگئی اتنی
گرد بلند ہوا دیو سرہنگ نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم شاہزادہ سکندر رستم خو
نے گرد سے نکلکر آواز دی کہ زدی و کرا پست کردی حریف تیرا مین موجود ہون یہ
کہکر تلوار ماری دیو سرہنگ نے وہی چوب چہرے کی پناہ کی تلوار نے چوب دست کو
مانند خیار تر کے دو کیا اور شاخ سر پر بیٹھی شاخ بیچ سے دو ہوتی ہوئی چلی دیو پھر پڑا
کر بھاگون اسکے بھاگنے مین تلوار ٹوٹ گئی اور پھین اُسکا شاخ دیو مین پھنسا رہگیا قبضہ
سکندر رستم خو کے ہاتھ مین رہگیا اب دیو بھاگا اور سکندر رستم خو نے دوسری تلوار
کاٹھی سے کھینچکر اسکا تعاقب کیا یون کہ آگے آگے تو دیو سرہنگ جا رہا ہی اور پیچھے پیچھے
اُسکے سکندر رستم خو ہین اور انکے عقب مین دونون فوجین لڑتی بھڑتی چلی جاتی ہین اب
انکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی اور

پھر حال نیرنگ حصار کا آغاز ہوتا ہی

کہ جسوقت دیو شدید بن ہمتن طلمانی نے رخصت پائی اور بارگاہ نیرنگ شاہ مین حاضر ہوا
دو چار خم شراب کے پیگیا جسوقت دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
اُسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب پہونچی اور آواز نقارے کی گرجی ہرکارے خبر لیکر خدمت برکت
صاحبقران اعظم مین حاضر ہوے اور عرض کی کہ لشکر حریف مین نقارۂ رزمی بجا ہی فرمایا
کہ پرواہ نہین ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگی نقارخانۂ رعد آواز
نوازش مین آیا دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی ادھر کفار آپس مین کہتے ہین
کہ بھائیو کل کی جنگ آخری سمجھو اگر دیو ہمتن مارا گیا تو لشکر اسلام برباد ہوجائیگا اور دیو
شدید مارا گیا تو نیرنگ حصار کا خاتمہ ہی اگرچہ دیو شدید زبردستان روزگار مین سربرآوردہ ہی
لیکن شکست فتح قابو کی چیز نہین ابھی کل کی بات ہی کہ دیو شدید کہان اور دیو سفید کہان

مگر دیو شدید زخمی ہوگیا دیکھیے کیا ہوتا ہی اُدھر اہل اسلام دیو تہمتن گرز زن کے واسطے
دست بدعا ہیں اور عرض کر رہے ہیں کہ یارب العالمین تو ہی بچانے والا ہی یہ دیو شدید
بڑی بلا ہی تو اسے رد کر ورنہ کل مذہب اسلام پردہ قاف سے اُٹھ جائیگا اور پھر کفرستان
ہو جائیگا اور اگر دیو تہمتن غالب آگیا تو تمام نیرنگ حصار آباد سمجھنا چاہیے اسلیے کہ پھر کوئی
ایسا نہیں ہی جو مقابلہ لشکر اسلام کا کر سکے لوگ آپس میں گلے مل مل کے ایک دوسرے سے
رخصت ہو رہے ہیں وصیتیں کر رہے ہیں کہ اگر ہم قتل ہو جائیں اور تم زندہ بچو تو فاتحہ خیر سے
نہ فراموش کرنا وہ کہہ رہے ہیں کہ ایسی ہی کسے امید ہی بقول شاعر شعر اجل لگائے ہوے
تاک ہر کسی پہ ہی ہوشیار باش کہ عالم روا روی پہ پڑا ہی کیسے کیسے لوگ نگاہ ہونکے سامنے
دنیا سے اُٹھ گئے شعر دنیا سے جو گزرے ہیں ہرگز وہ کم نہ ہونگے پوچھے سے بھی رہینگے
افسوس ہم نہ ہوں گے نہ دیکھیے کل کس کس کی اجل ہی اور کون کون فرش خاک پہ
قبر کی نیند سوتا ہی اور کون کون زندہ بچتا ہی اسی عالم میں وہ رات گذری اور صبح نمودار ہوئی
بہادروں نے ہار بہادری تن زیب بدن کیا آمادۂ مرگ دنیا سے قضا ہو ہو کر عازم میدان قتال و
جدال ہوے جسوقت دونوں جانب صفیں آراستہ ہو چکیں اور نقیب نیب دیگر ہٹ گئے
تو دیو شدید بن تہمتن ظلماتی نے کچک مار کر اپنے فیل کو بڑھایا اور فیل تیزی سے مانند
گولے کے چلا شدید اسکو پیچھے سامنے تخت نیرنگ شاہ کے لایا اجازت حرب مانگی
نیرنگ شاہ نے کہا جا خداوند ملبیس کے حوالے کیا آج ان خدا پرستوں کا استیصال
کرکے پلٹنا دیو شدید نے کہا ایسا ہی ہوگا ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر فیل کو
موڑا اور رُخ میدان جنگ کا کیا اسطرف دیو سفید دیو تہمتن سے کہہ رہا ہی کہ مجھے
جانے دیجیے اور دیو تہمتن کہہ رہا ہی کہ تم اسکی ضرب نہیں سنبھال سکوگے اُس روز خدا نے
بڑی خیر کی کہ گرز اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کر علٰحدہ گرا اور نہ اسوقت تم زندوں میں بھی
نہ دکھائی دیتے میں بھی اگر زندہ پھروں تو تم دوبارہ جیو ہر چند دیو سفید نے اصرار کیا
مگر دیو تہمتن نے نہ مانا اور فیل اپنا بڑھا کر سامنے صاحبقران اعظم کے آیا اور اُتر کر فیل
سے اجازت میدان مانگی صاحبقران اعظم نے سر اسکا سینے سے لگایا اور آستین مرحمت
پشت پہ جھاڑی اور کہا کہ اے تہمتن میرا دل دھڑکتا ہی آج تو برائے مقابلہ نہ جا اسلیے
کہ اگر خدا نخواستہ تو ہاتھ سے شدید کے ہلاک ہوا تو میں سکندر ستم خو کو کیا جواب دونگا
بہتر یہ ہی کہ آج کی میدان داری میرے سپرد کر دیو تہمتن نے عرض کی کہ آپ اسکے بزرگ ہیں
اور یہ تو دم ہے ابھی اگر حضور کے دشمنوں کو چشم زخم پہونچا تو میں کیا جواب دونگا بہتر یہی ہی
کہ پہلے غلاموں کو فدا ہو جانے دیجیے اور میری جانبازی کا تماشا دیکھ لیجیے پھر آپ کو اختیار ہی
صاحبقران اعظم خاموش ہو رہے اور دیر کے بعد فرمایا کہ اچھا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہی
مگر اے تہمتن ذرا سمجھ بوجھکر مقابلہ کرنا غفلت سے کام نہ لینا کہ دشمن قوی ہی تہمتن نے
عرض کی کہ اقبال حضور کا چاہیے یہ کہکر تسلیم رخصت کی اور بار دیگر فیل پہ سوار ہو کر چلا

اُس طرف سے دیو شدید نے اسکو اپنے مقابلے پر آتے ہوئے دیکھا آواز دی کہ اے تہمتن
گرز زن مین نے سُنا ہی کہ تو نے بڑے بڑے دیوان سرکش کو مارا ہی علی الخصوص دیوان
نیرنگ قاف کا تو صحرا صاف کر دیا مگر آج ملک الموت کا سامنا ہی میرے ہاتھ سے جانبری دشوار ہی
لا ضرب بہادری کی دیو تہمتن نے کہا کہ حال موت و زیست کا سوا خالق عالم کے کوئی نہین
جان سکتا اگر پیمانۂ عمر میرا لبریز ہو چکا ہی تو بسبب خواب کے بھی مر جاؤنگا اور اگر حیات مستعار باقی ہی
اور تیری قضا میرے ہاتھ سے ہی تو انشاء اللہ تجھے بھی مارونگا لیکن چشیدنی میرا دستور نہین چلے
تو چلہ کر جسوقت حافظ حقیقی تیری ضرب سے بچائیگا تو میری ضرب کا تماشا دیکھنا یہ سنکر دیو
شدید بن تہمتن ظلماتی نے ایک میل فولادی اُٹھایا کہ اوپر اُس میل کے مانند بچھے کے
نوک لگی ہوئی تھی ایسا ہی میل تہمتن گرز زن کے ہاتھوں میں بھی تھا گویا یہ تیز سے ان دونو کے
تھے شدید ظلماتی نے خبردار خبردار کہکر سینۂ تہمتن پر وار کیا تہمتن نے وار اسکا اپنے میل پر
روکا رد و بدل ہونے لگا دونون کے حربون سے چنگاریان آگ کی گر رہی تھین یہ معلوم ہوتا تھا
کہ دو فیل مست لڑ رہے ہین اُدھر دونون کے ہاتھی بھی مست تھے آپس مین گتھ گئے سرسے
سر ملا کر زور کرنے لگے کبھی وہ اِسے ریل دیا کبھی یہ اُسے ریل کر چلا عجب طرح کی جنگ تھی
سب کی نگاہین اور جانین لڑی ہوئی تھین کہ انھین دونو کی فتح و شکست پر لشکرون کی فتح و
شکست کا دار و مدار تھا ہر ایک دست بدعا تھے دیوان نیرنگ حصار اور دیوان پردۂ قاف
دیو شدید کے لیے دعا مانگ رہے تھے اور دیوان گلستان ارم دیو تہمتن کے لیے جناب
احدیت مین عرض کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ بار الٰہا اسے تو بچا تاکہ اسوقت قوت لشکر
یہی ہی آیندہ جو تیری مرضی اور دیو سفید اپنے کرگدن سیاہ پر سوار سب سے آگے بڑھا ہوا
تماشا جنگ کا دیکھ رہا تھا اور داد ہنر دے رہا تھا اور دل مین یہ خیال تھا کہ اگر دیو شدید کہین بچ
اور بے قاعدہ حربہ کرے تو تو بھی حیلہ گویا بہانہ ڈھونڈھ رہا تھا کہانتک بیان کیا جاسے کہ
دونون میل آپس مین ٹکرا ٹکرا کر اسقدر گرم ہوے کہ ہاتھون مین چرکے دینے لگے مجبور ہوکر
ہاتھون سے پھینک پھینک دیے اور گرز سنبھالے گو گرز شدید ظلماتی کا دو سو من زائد تھا مگر
یہ ایسا فرق نہ تھا جسکی جیت دیو تہمتن کو ہوتی البتہ قد اُس ملعون کا ڈیڑھ سو گز کا تھا اور قد تہمتن کا
ایک سو تیرہ گز کا تھا اور یہ بڑا فرق تھا جو ہر جگہ پست کیے دیتا تھا اور روباسے دیتا تھا اور
ہاتھی بھی دیو شدید کا کسی قدر دیو تہمتن کے فیل سے بلند تھا یہ دونون فیل بھی انتخاب
زمانہ تھے کہ اتنے اتنے بڑے دیوؤن کے لنگرون کو سنبھالے ہوے تھے اور رانتے تھے
برابر سونڈ سے سونڈ لپیٹ کر زور کر رہے تھے ایک مرتبہ دیو شدید نے آواز دی کہ اے تہمتن
ہوشیار ہو جا کہ یہ ضرب طمانچۂ اجل ہی کسی نے اس ضرب کا جواب نہین دیا ہی جس پر گرز پڑا
نقش حیات کا بگڑ گیا کبھی دوسری ضرب کی نوبت نہین آئی یہ نہ کہنا کہ ہوشیار نہ کیا تھا یہ
کہکر چوبیس سو من کی ضرب کو سنبھالا اور بالا سے پیچ دیا کہ گرز سے فنا فنا کی صدا پیدا ہوئی
بس اسنے ہان ہان کہکر فیل کو فیل سے ملا کر سر دیو تہمتن پر وار کیا ایک سناٹا ہوگیا اہل

ٹکرا کر زمین جو ہوا بجری فنا کی صدا پیدا ہوئی اہل اسلام نے کہا خداوندا بچانا دیو تہمتن کو
دیو تہمتن نے اپنے گرز کو اٹھا کر چہرے کی پناہ کیا اب گرز جو گرز پر پڑا تو تڑاقے کی صدا
بلند ہوئی ایک شعلہ چمک کر فلک کو نکل گیا تتق گرد و غبار بلند ہوا گرد دیو تہمتن اس گرد میں
پوشیدہ ہو گیا جگر زمین ہول سے شق ہو گیا ہاتھی دیو تہمتن کا گھٹنوں گھٹنوں زمین میں
دھنس گیا تہمتن کے بدن مو مو سے پسینہ جاری ہوا چشمی کا دو دو عز زبان پر ذائقہ دے گیا
بیہوشی طاری ہو گئی دیو شدید ظلمانی نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم اے گروہ لشکر اسلام
خبر دو تہمتن کی کہ مردہ صد سالہ پاؤ گے ان باتوں نے دل اہل اسلام کے ہلا دیئے دیو سفید
جھپٹ کر قریب آیا اور گرد و گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے بیتابانہ در آیا دیکھا کہ دیو تہمتن
کے بدن مو سے پسینہ جاری ہے مگر ہاتھ مانند ستون فولادی کے قائم ہیں ہاتھی گھٹنوں تک
زمین میں دھسا ہوا ہے مگر دیو تہمتن بیہوش ٹھہرا ہے دیو سفید نے آواز دی کہ حریف
لاف زنی کر رہا ہے آپ جواب نہیں دیتے یہ سنکر دیو تہمتن کو ہوش آیا ہاتھی کو بڑھنے کا
اشارہ کیا وہ بالکل پامال ہو رہا تھا دیو سفید نے کہا کہ ہاتھی زمین میں دھسا ہوا ہے آگے
کیونکر بڑھے دیو تہمتن زمین پر کود اور سر اپنا فیل کے شکم سے ملا کر زور کیا کہ فیل زمین سے
نکلا اور کنوتیوں کو جھاڑ کر باہر آیا دیو تہمتن نے کہا اے فیل اب ہم تیرا آخر ہیں اور تو بھی
آخر ہی تھوڑی دیر کا اور ساتھ ہی اسی سے روگردانی نہ کر یہ کہکر مستک پر ہاتھ پھیرا اور پھر
سوار ہوا اتنے عرصے میں گرد ہر طرف ہوئی اور نظر سب کی دیو تہمتن پر پڑی اہل اسلام خوش
ہوئے کہ تہمتن ضرب گرز سے زندہ بچ گیا خیر اب کچھ امید ہوئی اور کفار [illegible] نہایت خوش تھے
دیو آپس میں قلقاریاں مار رہے تھے اور کہ رہے تھے کہ تہمتن مارا گیا اس وقت تہمتن کو زندہ
دیکھا افسردہ خاطر ہو گئے اور شدید ظلمانی کی خیر منانے لگے دیو تہمتن [illegible] گرز اٹھایا
اور آواز دی کہ اے دیو شدید تو نے بلا کی ضرب لگائی کہ اگر کوہ بھی سپر ہوتا تو پاش
پاش ہو جاتا میں ہی ایسا سخت جان تھا کہ تیری ضرب سے بچا اب [illegible] ضرب کا
دیکھ شعر تو ضربے زدی ضرب ما نوش کن ٭ ہمہ شادی از دل فراموش کن ٭ اے [illegible] شدید
میرا گرز بھی گھونسا ہے ملک الموت کا اسکا روکنا بھی آسان نہیں ہے ہوشیار [illegible] کہنا کہ
خبردار نہ کیا تھا یہ کہکر اپنے گرز کو بھی سر پر چرخ دیا اور برابر دیو شدید [illegible] پہونچکر
یا یزدان پاک کہکر سر پر دیو شدید ظلمانی کے ٹکڑے ہو کر وار کیا کہ [illegible] اسکا ہاتھ
دیو شدید کے سر تک پہونچنا محال تھا دیو شدید نے بھی اپنے گرز کو اٹھا کر چہرے کی
پناہ کیا معاذ اللہ دیو تہمتن کی ضرب اور گرز اتنا بڑا لنگر دار گرز پہ گرز جو پڑا تو وہ تڑاقا ہوا
کہ صحرا کھیا شعلہ نکلکر تیر شہاب بنکر جانب آسمان چلا کہ اس ظالم کو بھی پھونک دوں جسکے
دو زمین پر فتنہ و فساد برپا ہوتے ہیں تتق گرد اسقدر بلند ہوا کہ دیو شدید سا قد آور دیو اسمیں
مع فیل غائب ہو گیا اور ہاتھی اسکا بھی گھٹنوں تک غرق زمین ہو گیا جگر زمین بسبب ہول
ہیبت کے چاک ہو گیا پرند آشیانوں سے اڑے چرند گیاہ سے منھ پھیر کر بھاگے کہ یہ

کیا بلا نازل ہوئی زمین کو زلزلہ سا محسوس ہونے لگا سنگریزے جو اڑے تھے وہ چھرّا بابلی کا
مصداق تھے اس فیل مست کے جگر کو صدمہ پر صدمہ پہونچتے تھے دیو شدید بھی بیہوش ہو گیا تھا
اور ہاتھ دیو تہمتن کے بھی جھنجھنانے لگے تھے اب دیو تہمتن نے آواز دی کہ زدم و پست کردم
و خبر اس کو وہ جان دار کی کہ اسمیں دم باقی یا نہیں دیوان ظلمانی دوڑے اور اندر گرد کے آئے
آواز دیکر دیو شدید کو ہوشیار کیا ہنوز حق گرد برطرف نہیں ہوا ہے اور انواع و اقسام کے کلام
خوش زدہ ہو رہے ہیں صاحبقران اعظم نے پکار کر فرمایا اے تہمتن کیا کہنا وہ ضرب لگائی ہے کہ یقین ہے کہ اس
قرساق کا چورا ہو گیا ہوگا فرہاد خان یک مرتبی و فرسنگ بن لندھور نے بھی بہت تعریف
کی اور کہا آج تک ایسی مردانہ لڑائی دیووں کی نہیں دیکھی واہ کیا کہنا اسی طرح ہر طرف سے
صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی اور دیو سفید تو بے اختیار پکار اٹھا کہ وہ مارا مردود کو دیو تہمتن نے
صاحبقران اعظم کی طرف دیکھکر تسلیم کی اور عرض کیا کہ یہ سب اقبال تھا حضور کا ورنہ میری
کیا حقیقت تھی اسلیے کہ حریف زبردست ہے مگر برابر کا جواب پا گیا اب اگر زندہ ہو تو سوا اسکے
اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ قضا نہ تھی اور دیوان لشکر کفار نہایت پریشان تھے جب گرد برطرف
ہوئی تو دیکھا کہ دیو شدید زندہ ہے اسنے بھی زمین پر کود کر اور کاندھا دیکر اپنے فیل کو زمین سے
نکالا اور بار دگر سوار ہو کر نعرہ کیا کہ منم شدید ظلمانی اے تہمتن واقع میں تو نے اپنی بساط سے
بہت زیادہ ضرب لگائی دیو شدید اسقدر خاک میں چھپا ہوا تھا کہ صورت نہ پہچان پڑتی تھی
صاحبقران اعظم نے فرمایا کہ اسکی زندگی دراز معلوم ہوتی ہے خداوند دیو تہمتن کو اسکے ہاتھ سے
بچائے اب جو یہ گرد سے نکلا آواز دی کہ اے دیو تہمتن اب ہوشیار ہو جا کہ اس ضرب کے
بعد دوسری ضرب نہ لگاؤنگا یہ کہکر اپنا گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو تولتا ہوا جھپٹا
اور قریب دیو تہمتن کے پہونچکر خبردار خبردار کہکر دودستی ضرب لگائی دیو تہمتن نے پھر
گرز کو اٹھا کر چہرے کی پناہ کیا اور پکارا کہ خداوندا مجکو زندگی کی ہوس نہیں مگر تو ثابت قدم رکھنا کہ
کافر کے سامنا ہے القصہ ضرب جو پڑی ہے یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا دیو تہمتن کی قوت
پہلی ہی ضرب رد کرنے میں زائل ہو چکی تھی اور دوسری ضرب خود بھی لگائی تھی ایسی کہ رہی سہی قوت
بھی جا چکی تھی دم ٹوٹ چکا ہے دست و پا میں رعشہ ہے دونوں ہاتھ پڑے زبردست دیو نے
دودستی ضرب لگائی ہے اب اسکا لنگر کیونکر رکے گرز سے گرز جو لڑا شرارے نکلے تڑاقے کی
صدا بلند ہوئی دل مسلمانوں کے ہل گئے ہاتھ دیو تہمتن کے تھرائے دونوں شانوں کی
چولیں نکل گئیں دونوں گرز سر پر گرے سر شق ہو گیا بھیجا پاش پاش ہو گیا وہانسے سیدھا
فیل پر گرا فیل بھی مارا گیا اور فیل آتشبازی ہو کر اڑا اتنی گرد بلند ہوا اسنے بھی پردہ پوشی
کی اور مثل گنبد کے ہو گیا صاحبقران اعظم منتظر ہیں کہ گرد ہٹے تو حال دیو تہمتن کا معلوم ہو
جب دیر ہوئی تو بیتاب ہو کر قریب آئے کہ نعرہ کلمہ طیبہ کی صدا کانوں میں پہونچی گھبرا کر پکارے
کہ اے دیو تہمتن کیا حال ہے دیو تہمتن نے جو صدا صاحبقران اعظم کی سنی کہا آپ میرے
اسلام کے شاہد رہیے گا اے سلطان قاف خدا آپ کو اس جنگ مہلک سے نجات دے

الحمدللہ کہ وقت آخر آپ کی آواز سنی مگر افسوس اس بات کا ہے کہ شاہزادہ سکندر رستم خو کی
زیارت سے محروم رہونگے جسوقت اس شہریار عالیوقار سے ملاقات ہو تو میری طرف سے
عرض کر دیجیے گا شعر جہان سے حسرت دیدار یار لیکے چلے : چمن سے داغ فراق بہار لیکے چلے
یہ کہتے ہی آنکھیں پھر گئیں اور روح جسم خاکی کو چھوڑ کر طرف ملک عدم کے روانہ ہوئی شعر
بولی یہ روح جسم کا پشتارہ پھینک کر : بھاری ہے بوجھ کون یہ بیگار لیکے چلے : صاحبقران اعظم
رونے لگے اور دیو سفید نے گریبان چاک کیا خاک اڑانے لگا یہ حال دیکھکر دیوان کفار
نقارہ شادمانی بجانے لگے اور اہل اسلام میں شور فریاد و فغان بلند ہوا صاحبقران اعظم
روتے ہوئے بیٹھے تھے کہ فرہاد خان یک عزنی نے بڑھکر حال پوچھا صاحبقران اعظم
نے فرمایا کہ دیو تہمتن نے انتقال کیا فرہاد خان نے بھی نعرہ آہ کا مارا فرسنگ بن
لندھور بھی رونے لگا یہ سب تو اپنے حال پر ملال میں ہیں وہان ہیزنگ شاہ کی
نظر پڑی اور سوچا کہ اس سے بہتر موقع نہ ہاتھ آئیگا دیو شدید کو آواز دی کہ ہان مار لو
سب کو کوئی جانے نہ پاوے ان لوگون نے بڑے بڑے دیوون کو مارا ہے اور اگر یہ زندہ
بچ گئے تو ضرور قصاص لینگے اے دیو شدید خبردار کسی کو زندہ نجانے دینا یہ آدمزاد
دیوزادون سے زیادہ سخت ہیں انکے قتل کرنے میں بڑی ناموری ہے ہرچند نعیم جنی نے
منع بھی کیا تھا کہ اے بادشاہ یہ لڑائی ہونا مگر تو نار اسکا اختیاری چیز نہیں ہے اسوقت میں انکو
نہ ستانا ایسا نہ ہو کہ کوئی مددگار انکا آجاوے تو پھر وہ بھی پناہ نہ دینگے ہرچند اسنے سمجھایا
کہ کسی طرح یہ باز رہے کیونکہ یہ لوگ مبتلاے غم و الم ہیں اور بھی نہ مارے جائیں اور چراغ اسلام
پردۂ قاف میں گل نہ ہو جاوے مگر دیو ہیزنگ نے ایک نہ سنی اور کہا کہ اس سے بہتر
موقع نہ ملیگا بس اسکا تاکید کرنا تھا کہ دیو شدید بن تہمتن طلماتی نے وہی گرز گران سر اپنا
پھرا دوڑ چلا ساتھ ہی اسکے کل دیوان ہیزنگ قاف دارین پکڑ پکڑ کر لشکر اسلام کی طرف
متوجہ ہوے ادھر سے بھی فوج آگے بڑھی دونون لشکرون میں جنگ ہونے لگی دار پر
دار چل رہی تھی ایک ہنگامہ محشر بپا ہوا دیو شدید نے دیوان لشکر اسلام کو پامال کر ڈالا
چوبیس سو من کا گرز جس پر پڑ گیا پتا بھی نہ معلوم ہوا لاشون میں یہ امتیاز نہ تھا کہ کون کسکی
لاش ہے دیو ہیزنگ چلا رہا ہے کہ پہلے سردارون کو قتل کرو فوج آپ ہی بھاگ جائیگی یہ سنکر
دیو شدید صاحبقران اعظم کی طرف چلا یہ دیکھتے ہی دیو اکوان سینہ سپر ہو گیا اور پکارا
کہ او نامرد اتنے بڑے تن و توش پر یہ نامردی کہ غمزدگان کے قتل پر کمر باندھی ہے اگر ایک
دو روز میدانداری موقوف رکھتا تو کیا ہم لوگ کہین چلے جاتے خیر آجکی جنگ بھی
یادگار رہیگی جو سنیگا وہ بہادر تجھپر نفرین کریگا یہ سنکر دیو شدید نے کہا ہمین اطاعت بادشاہ
اور قتل دشمن سے بحث ہے یہ کہکر وہی گرز دیو اکوان کے سر پر مارا کہ یہ مرد مسلمان درجۂ
شہادت پر فائز ہوا لاش اسکی تعویذ بنکر رہ گئی یہ دیکھتے ہی فرسنگ بن لندھور نے آواز دی
کہ او ملعون غضب کیا تو نے کہ دیو تہمتن کو مارا اور دیو اکوان کو بھی شہید کیا کب چھوڑتا ہون

تجکو یہ کہکر دیوون کو قتل کرتا ہوا دیو شدید کی طرف چلا دیو شدید نے فرسنگ کو اپنی طرف آتے ہوے دیکھا یہ بھی فرسنگ کی جانب چلا فرہاد خان نے آواز دی کہ کیا لڑکے سے لڑنے جاتا ہی ادہر آ اور مجھسے سامنا کر لیکن دیو شدید اور فرسنگ بن لندھور قریب پہونچ چکے تھے فرسنگ نے ایک وار تو دیو شدید بن تہمتن ظلماتی کا خالی دیا اور اپنا گرز مارا گیا رہ سو من کی ضرب وہ کب خیال مین لاتا ہی اسکے گرز کا ادہا بھی تو نہین ہی ضرب فرسنگ کو اپنے گرز سے رد کرکے جو گرز مارا پھر فرسنگ چاہتا تھا کہ وار خالی دون مگر مرکب نے ٹھوکر لی آگے نہ بڑہ سکا گرز فنا کی صدا دیتا ہوا سر پر پڑا اکر راکب و مرکب دونون ایک ہوگئے یہ معرکہ دیکھکر فرہاد خان یک عزلی بیتاب ہوگئے گریبان چاک کر ڈالا اور روتے ہوے لاش فرسنگ کی طرف چلے ہر چند بہت سے دیو سنگ راہ ہوے فرہاد خان نے دست و بدست سے لاشون پر لاشین گرادین کشتون کے پشتے لگا دیے اور قریب لاش فرسنگ پہونچکر آواز دی کہ اے فرزند اسقدر جلدی کی کہ ہم سے پہلے راہی ملک عدم ہوگئے ارے تم نے بھی مثل اور شہون کے ہمکو چھوڑ دیا اس ضعیفی مین تمہارا داغ دیکھنا بدا تھا اب اگر اس تہلکہ سے نجات ہوئی اور پھر دنیا پر جانا ہوا تو مین کیا لندھور کو جواب دونگا یہ کہتے ہوے لاش پر گرے اور گلے سے لگاکر رونے لگے دیو شدید نامرد کو یہ موقع غنیمت ملا جھپٹ کر گرز مارا کہ فرہاد خان یک عزلی بھی مانند فرسنگ پیوند خاک ہوگئے صاحبقران نے یہ معرکہ دیکھکر سر پیٹ لیا گریبان چاک کر ڈالا اور پکارے اے برادر مین گلستان ارم مین تمہاری والدہ کو کیا منہ دکھاؤنگا افسوس صد افسوس کہ قضا تمکو پردہ دنیا سے قاف مین لائی تھی دیو شدید پکارا کہ او آدمزاد انکو کیا روتا ہی تھوڑی دیر مین تیری بھی یہی حالت ہوا چاہتی ہی فرمایا کہ مین خود جینے سے تنگ ہون تجھے واسطہ اپنے دین و مذہب کا کہ جلد کام میرا تمام کر تاکہ اس رنج و الم سے نجات پاؤن یہ فرماتے ہوے دیو شدید کی طرف چلے اور دیو شدید صاحبقران اعظم کی طرف چلا اسی اثنا مین نیرنگ شاہ پکارا کہ اے دیو شدید تم اس طرف لڑ رہے ہو اور دیو سفید ادہر ہمارا کام تمام کیا چاہتا ہی یہ سنتے ہی دیو شدید پلٹا دیکھا کہ دیو سفید قریب نیرنگ شاہ کے پہونچ چکا ہی آواز دی کہ او دیو سفید کہان چلا ابھی تو مین موجود ہون پہلے مجھسے مقابلہ کرلے دیو سفید نے کہا تو ہمارے سردار کی طرف بڑھا ہم تیرے سردار کی طرف چلے اب ادہر آتا ہی تو کچھ پروا نہین یہ کہکر دیو سفید پلٹا اور دیو شدید کی طرف چلا صاحبقران اعظم نے آواز دی کہ اے دیو سفید حربہ اسکا روکنا بالکل خلاف عقل ہی جہانتک ہوسکے خالی دینا دیو سفید نے کہا کہ حضور تماشا دیکھین جو حالت اسنے دیو تہمتن کی بنائی جب اس سے بدتر حالت اس ملعون کی دیکھون تو مجھے صبر آئے بغیر اسکے قرار نہ آئیگا یہ کہتا ہوا لاشون پر لاشین گراتا ہوا چلا جس دیو پر گرز مارا وہ پیوند خاک ہوگیا میدان دشمن ہر طرف قبر مثل بھی بنائی تیار ہین خود یوکہ دیو شدید اور دیو سفید کی ضرب سے ہلاک ہوگئے ہین

اسکے واسطے قبر کی ضرورت نہین ہو دبصورت مزار ہو کر رہ گئے ہین یہ دونون دیوان زبردست
ابھی بہت فاصلے پر ہین کہ ہم شدید ظلمانی خدا پرستون کے لشکر کو درہم برہم کرتا ہوا حد
لشکر تنگ مثل آیا تھا اور ادھر دیو سفید صفون کو توڑتا ہوا قریب نیرنگ شاہ پہونچگیا تھا
اب جب دونون پلٹ کر چلے تو دونون لشکرون کو ملے کرین اسوقت سامنا ہو درمیان مین جو دیو
صفین باندھے کھڑے ہین اور ڑیبے ہین جسنے صورت دیو شدید و دیو سفید کی دیکھی
راہ گریز اختیار کی انتظام لشکر بگڑ گیا ہے مغلوبہ ہو رہی ہے اپنے بیگانے مین امتیاز باقی نہین رہا ہے
بھائی بھائی کو باپ بیٹے کو دشمن سمجھکر مارے ڈالتا ہے ادھر ان دونون دیوون نے تمام فوج کو
اسطرح پامال کر رکھا ہے جیسے دریا مین طوفان آتا ہے کہانتک بیان کیا جائے اسلیے کہ یہ وہ
جنگ ہے جسمین تمام گلستان ارم اور تمام قاف یکجا ہے اور دیوان عالم جمع ہو گئے ہین
قریب چالیس پچاس لاکھ دیو کے ہین جسمین جنگ ہو رہی ہے ہر طرف سوا صدائے بگیر و بزن کے
اور کوئی آواز نہین سنائی دیتی دریائے خون جاری ہے کاسے سرون کے بجائے حباب
تیرتے پھرتے ہین موجین تلوارون کی اسقدر تیزی سے آرہی ہین کہ کشتی حیات طوفانی
ہو رہی ہے نہنگ قضا ہر طرف دوڑتا پھرتا تھا اور شکار مرغ جان کا ہو رہا تھا بازار موت
گرم تھا جانون کی ارزانی تھی ملک الموت خریدار بنا ہوا دوڑتا پھرتا تھا اسی حالت مین
دیو سفید اور دیو شدید کا سامنا ہو گیا دیو سفید نے آواز دی کہ او شدید اسقدر شدت
یہ تن و توش اور شیوہ نامردی تجھے شرم نہ آئی کہ بغیر ہوشیار کیے ہوے تو نے فرسنگ بن
لندھور کو مارا اور چچا کو اُسکے بیٹے فرہاد خان یک فزنی کو اس سے بھی زیادہ مجبوری کی
حالت مین قتل کیا کہ وہ اپنے بھتیجے کی لاش سے لپٹے ہوے رو رہے تھے خدا جلد تجھکو
خاک ذلت پر گرائے یہ سنکر دیو شدید نے کہا دشمن کو پست کرنے سے غرض ہے یہ میدان جنگ ہے
یا خوابگاہ کیون حریف سے اسقدر غافل رہو کہ وہ کام اپنا کر جائے دیو سفید نے کہا کہ
پہلوانی کے ساتھ تو نے مکر و عیاری بھی حاصل کی ہوئی دیو شدید نے کہا کہ اس تقریر سے
کچھ حاصل نہین اگر تجھے دعوے ہو تو بدلا نکال مجھسے مین موجود ہون یہ کہکر گرز مارا دیو
سفید کو نصیحت صاحبقران اعظم کی یاد آگئی ضرب گرز کو گرز پر نہین روکا جیسے ہی سنسناٹا
ہوا کا پیدا ہوا اور گرز چلا دیو سفید نے پینترا بدلکر وار اسکا خالی دیا ضرب زمین پر پڑی دیو
شدید نے آواز دی کہ زدم و پست کردم تحت گرد بلند ہوا صاحبقران اعظم نے آہ کا
نعرہ مارا اور پکارے کہ افسوس دیو سفید بھی مارے گئے یہ اسطرف متوجہ تھے کہ دیو مزید بن
شدید نے عقب سے وار شمشاد کا وار کیا صاحبقران اعظم اسکی جانب سے غافل تھے وار
جو سر پہ پڑتی ہے سر شق ہو گیا تیورا کے قریب تھا کہ مرکب سے گرین مگر اپنے کو سنبھالا دامن
پھاڑ کر زخم سر کو باندھا اب دیو مزید سامنے سے بھاگا اور صاحبقران اعظم نے تعاقب
اُسکا کیا ادھر دیو سفید نے گرد سے نکلکر دیو شدید کو گرز مارا اُسنے گرز کو گرز پر روکا
تڑاقے کی صدا بلند ہوئی مگر دیو سفید کی ضرب سے دیو شدید کہان پست ہو سکتا تھا

اب کی جو پلٹ کر اسنے ضرب لگائی اور دیو سفید نے پیترا بدلا لاش ایک دیو کی پڑی ہوئی تھی پاؤن اُلجھا اور دیو سفید گرا ایک پاؤن پہ ضرب گرز پڑی پاؤن ٹوٹ کر زمین مین پیوست ہوگیا اب دیو سفید مین اُٹھنے کی طاقت نہ رہی اسنے دیکھا کہ اب اگر جنبش و حرکت کرتا ہون تو سوا جان جانیکے کوئی فائدہ ہوگا کوئی دشمن ایک وار کرکے خاتمہ کردیگا یہ چپکا لاشون مین پڑا رہا اور دعا کرنے لگا کہ پروردگارا تو ہی صاحبقران اعظم کا بچانے والا ہے اب کسی مددگار کو بھیج ورنہ قاف سے دین اسلام اُٹھا جاتا ہے کوئی تیرا نام لینے والا باقی نہ رہے گا اُدھر صاحبقران اعظم قریب دیو مزید بن شلید کے پہونچ گئے اور آواز دی کہ او نامرد ہوشیار ہو کہ قضا برابر پہونچ گئی یہ کہکر تلوار کمر پہ ماری کہ اس شجر کفر و نفاق کے دو ٹکڑے ہوئے لاش اسکی زمین پر گری یہ معرکہ جو دیو شدید نے دیکھا پکارا کہ او آدم زاد تو بڑا سرکش ہے کہ اس عالم زخمداری مین اتنے بڑے دیو کو اسطرح مارا دیکھ آتا ہون اور تیری بھی خبر لیتا ہون فرمایا صاحبقران اعظم نے کہ مین خود زندگی سے تنگ ہون موت مانگ رہا ہون کہ بعد ایسے ایسے دوستون اور عزیزون کے زندگی پر خاک ہے سخن مختصر فاصلہ دیو شدید یا اور صاحبقران اعظم مین بہت تھا اور لشکر درمیان مین حائل تھا دیو شدید دیوان اسلام کو قتل کرتا ہوا چلا جاتا تھا اور صاحبقران اعظم بھی زخمون مین چور جھوم رہے تھے اور منتظر قضا کے تھے اور کہتے تھے کہ آج قاف مین اولاد صاحبقران کا خاتمہ ہے اور دین اسلام پردہ قاف سے اُٹھا جاتا ہے دیوان اسلام جانین دے رہے تھے اور مالک کو اپنے پکار رہے تھے مگر دیو شدید کے مقابلے مین سوا پست ہونے اور شکست کھانے کے امید فتح یابی کے تھی اِدھر تو دیو قتل کرتا ہوا چلا آتا ہے اور اُدھر نہنگ شاہ نے فوج کو للکارا ہے قریب تین تیس لاکھ دیوون کے یورش کرکے چلے اب دس گیارہ لاکھ دیوان لشکر اسلام سے ریلا انکا نہ رُک سکا اور پسپا ہونے لگے یہ حالت دیکھکر صاحبقران اعظم نہایت پریشان ہوے کہ مرنا تو اچھی چیز ہے مگر ذلت سے مرنا بہت بُرا ہے خداوندا اب عزت تیرے ہاتھ ہے قدم میرے پیچھے نہ سرکین ورنہ روحین میرے ساتھیون کی مجھ پہ ہنسین گی یہ فرماکر ایک لاش کی طرف مخاطب ہوکر یہ شعر وردِ زبان فرمایا کہ **شعر**

تمہارے ساتھیون مین ہین نہ چھوڑو قافلے والو بڑھے جاؤ نہ یون آگے رہے جاتے ہین ہم

سے لو پٹ اسوقت مین منہ موڑنا اچھا نہین یہ شرط وفا نہین ہے کہ ہمین اس مصیبت مین چھوڑکر تم راہی ملک عدم ہوئے ہو اتنا ٹھہر جاؤ کہ ہم بھی آلین تو ساتھ چلین کیونکہ نئی راہ ہے کوچون سے ناواقفیت منزل کا نشان معلوم نہین کوئی رہبر ساتھ نہین اسی اسی طرح کے کلمات حسرت آیات فرماتے تھے اور لاشین اُن کشتگان محبت کی نہ چھوڑتے تھے زمین پر قدم اپنے جماے تھے کہ طبقہ بھی جگہ چھوڑ دے مگر یہ نہ ہٹین اب لشکر اسلام کی یہ حالت ہے کہ سردار تو سوا صاحبقران اعظم یا دیو سفید کے باقی نہین سب مارے جا چکے دیو سفید زندہ بھی ہے تو مُردے سے بدتر ہے کہ اُٹھ نہین سکتا ایک پاؤن پیوند خاک ہوگیا ایک پاؤن باقی ہے اُٹھنا ممکن نہین لڑنے کے قابل کہان یہی غنیمت ہے کہ دشمنون نے اسکو مردہ سمجھکر

چھوڑ دیا ہی دم اسکا آنکھون مین ہی اور تباہی لشکر اسلام دیکھ رہا ہی اور کہ رہا ہی کہ اے
بےکس بیکسان و اے دادرس غریبان اگر اسوقت مصیبت مین تو نہ مدد کریگا تو کفار یہ کہینگے
کہ تمھارے خدا نے تمھین نہ بچا لیا جس طرح کی شرط مین ویوتہتن سے ہار کر شرف دین اسلام سے ہوا
وہی بات یہ کفار کہینگے کہ ہمارے خداوند نے مدد کی اور تمھارا خدا ایکھ نکر سکا یار اتھا عزت
دین کی اور شرم مسلمانان تیرے ہاتھ ہی ادھر نعیم جنی وزیر نیرنگ شاہ کہ دراصل مرد
مسلمان ہی لیکن مجبور ہی اگر اظہار مذہب کرتا ہی تو قتل ہوتا ہی دعا کر رہا ہی کہ پروردگار اب
حال صاحبقران اعظم پر رحم کر سب عزیز دوست انکے مارے جاچکے انکے بعد چراغ گل ہی
صدقہ اپنے حبیب کا اب اہل اسلام کی جڑسے فوج صاحبقران اعظم کی آدھی بھی نہین رہی ہی
جو لوگ باقی ماندہ ہین انکے بھی قدم اکھڑے جاتے ہین کہ یکایک تیر دعا کا ہدف اجابت پر
بیٹھا اور جانب صحرا سے دو بگولے گرد کے پیدا ہوئے ایک آگے آگے اور ایک اسکے
پیچھے پیچھے مگر ساتھ ہی ساتھ بعد اسکے دو بگولے اسیطرح فاصلہ پر پیدا ہوئے اور ان کے
عقب مین تتق گرد بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہی صاحبقران اعظم کو یہی خیال ہی
کہ مدد کفار کی آئی ہوگی ہمارا کون ہی جو اسوقت مین خبر لے غدار کے ایک وہ لڑکا آیا ہوا ہی
تو وہ طلسم نیرنگ قاف کی مصیبتون مین پھنسا ہوا ہوگا دیو شدید نے بھی ہاتھ روکا اور
گرد کی جانب متوجہ ہوا دیکھا کہ آتے آتے دامن گرد کا شگافتہ ہوا پہلے بگولے سے ایک دیو
دراز قد ایک شاخ مین ٹوٹی ہوئی تلوار پھنسی ہوئی شاخ سے خون جاری بھاگا ہوا اچھلا آتا ہی
لشکر کو دیکھکر فوج مین گھس پڑا اور پکارا کہ مجھے پناہ دو کہ شیر میرے عقب مین آتا ہی ساتھ ہی
دوسرے بگولے سے نعرۂ شیرانہ کی آواز آئی کہ منم سکندر رستم خو کے گذاریم کہ از دست
من زندہ وسلامت بدر روی تیسرے بگولے سے نعرہ صاحبقران کوچک کا ہوا اور چوتھے
بگولے سے مظہر یزداد پیدا ہوا اب اول ان سب سے شاہزادہ سکندر رستم خو گھوڑا
دوڑاے ہوئے لشکر پر گرا اور صفونکو توڑتا ہوا دیو سرہنگ تن تنہا کی طرف چلا آگے
آگے دیو سرہنگ بھاگتا جاتا ہی اور پیچھے پیچھے سکندر رستم خو صفون کو بچاتا ہوا چلا
آتا ہی دیو شدید صورت حیرت بنا دیکھ رہا ہی کہ یہ طفل آدم زاد ہی اور اتنا بڑا دیو اس سے
بھاگتا ہی بڑا نامرد ہی اگر گھیر لے تو یہ کچل کے مرجائے دیکھو تو ہوتا کیا ہی ادھر نعیم جنی
رو رہا ہی کیا قضا اس لڑکے کو کھینچکر لائی ہی افسوس چراغ دودمان صاحبقرانی آج گل
ہوجائیگا کوئی باقی نہ رہیگا لیکن جسوقت سے دیو سفید نے نعرۂ سکندری کی آواز سنی ہی
اسکی جان مین جان آگئی ہی زمین سے اٹھ بیٹھا ہی اور پکار پکار کر کہ رہا ہی کہ اس آواز کے
نثار اے شاہزادے خدا تجھکو سلامت رکھے الحمد للہ کہ مین نے دیدار تیرا دیکھ لیا اب
یہ دیکھ رہا ہی کہ جسقدر تعریف اسکی تہتن سے سُنی تھی وہ بھی کم تھی کس آن بان کے ساتھ
دیوؤن کو پست کرتا ہوا چلا جاتا ہی کہین رکتا ہی نہین اب گرد اڑ ہی اور خورشید
زرین قبا بھی مع لشکر فیروزی اثر آکر پہونچگیا اور کفار پر گرا اور چلنے لگے ہنگامہ

گیرد دار بلند ہوا دیوان گلستان ارم کو بھی قوت پیدا ہوئی حوصلہ انکا بڑھا جھکے پاؤن انکے
پیچھے تھے اُنھون نے بھی قدم گاڑ دیے اور نعرے مارے کہ ہان مار یوان کافرون کو
جانے نہ پائین پھر برابر جنگ ہونے لگی لیکن سکندر رستم خو لڑتا ہوا اور لاشین گراتا ہوا قریب
دیو سرہنگ تن تنہا کے پہونچگیا اور سرہنگ تن تنہا جیسے علمدار لشکر کے چھپا سکندر نے
دوڑ کر تلوار ماری کہ علم کو مع دیو سرہنگ قلم کیا اور لاش اسکی گری اتنا بڑا دیو تھا کہ زمین ہلگئی
دیو نیرنگ تھر تھرانے لگا اور پکارا کہ اے دیو شدید جلدی خبر لے اس طفل آدم زاد کی بڑا
غضب کیا اسنے کہ میرے لشکر کا علم سرنگون کیا اور علمدار کو مارا جانے نہ پاوے کہ بڑی سرکشی
اسنے کی ہو دیو شدید سکندر رستم خو کی طرف چلا دیو سفید نے پہلے تو سکندر کی تعریف کی
اور کہا کہ کیا ہاتھ مارا سبحان اللہ لیکن جب دیکھا کہ دیو شدید سکندر کے مقابلے کو چلا ہی
تو بیتاب ہوکر پکارا کہ اے شہریار یہ بلاے بد ہی اسکی ضرب سے آپکا رفیق دیو تہمتن مارا گیا
اور جانبر نہ ہو سکا بس یہ سننا تھا کہ شاہزادہ سکندر رستم خو کی آنکھون مین خون اتر آیا اور آواز
دی کہ او ملعون تو نے ایسے میرے رفیق کو مارا کہ دل میرا توڑ دیا کب چھوڑتا ہون تجکو یہ
فرماتے ہوے مرکب کو چمکا کر دیو شدید کی طرف چلے صاحبقران اعظم پکارے اے فرزند
تم کیون اسطرف آسنے ارے مجکو شہریار سے شرمندہ نہ کرنا تم پلٹ جاؤ یا میرے بعد مقابلہ کرنا
سکندر رستم خو نے آواز دی کہ آپ دعا کرین مین اس ملعون کو پست کیے دیتا ہون تماشا دیکھیے
اسنے میرے رفیق دیو تہمتن کو مارا ہی کب چھوڑتا ہون اسکو یہ فرماتے ہوے صفونکو توڑتے
ہوے دیو شدید کی طرف چلے جاتے ہین اور ادھر سے دیو شدید چلا آتا ہی سب نگران ہین
کہ یہ کیا کرینگے انکا ہاتھ دیو شدید کے پاؤن تک تو بمشکل پہونچیگا کہ ایک فیل بلند پر سوار ہی
اور قد ذیرہ سوگز کا دو ہزار چار سو من کی ضرب اسکے ہاتھ مین ہی اور ہاتھ مانند خرطوم فیل کے
تو ہی وزبردست ہین بقول شاعر شعر یہ ساعدون کا ہی اُسکے عالم کہ جسنے دیکھا ہوا وہ بیدم ہ
نیام تیغ قضاے مبرم نقب ہی قاتل کی آستین کا ہ صاحبقران اعظم ابتک منع کیے جاتے ہین
کہ اے فرزند پلٹ آؤ مجھ پر احسان کرو مگر یہ کسکی سنتے ہین قریب دیو شدید کے پہونچ گئے اور
پکارے کہ لا ضرب بہادری کی دیو شدید ظلماتی بے اختیار ہنس پڑا اور پکارا کہ تو ضرب میری
سنبھال سکے گا لاش کا بھی تو پتا نہ معلوم ہوگا فرمایا تو اپنی یادہ گوئی کو رہنے دے بہت
ہوشیار رہ سمجھے کمزور نہ سمجھ شعر ہر بیشہ گمان مبر کہ خالیست ہ شاید کہ پلنگ خفتہ باشد ہ
دیگر دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد ہ بس وار کر اور دیر نہ لگا کہ میری آنکھون مین خون اترا ہوا ہی
یا تو مین خود اپنے دوست دیو تہمتن سے ملاقی ہو جاؤنگا یا تجھے واصل جہنم کرونگا یہ سنتے ہی
دیو شدید ظلماتی نے گرز مارا اور اُس گرز سے فنا فنا کی صدا پیدا ہوئی ایک سناٹا ہوا سکندر
رستم خو اپنے بزرگون سے سُن چکے تھے کہ ضرب دیو کی روکنا خلاف عقل ہی اور نصیحت
صاحبقران اول کی بھی یہی تھی بس اُنھون نے مرکب کو دبایا کہ وہ مانند برق جہندہ کے
تڑپ کر پہلو پر آیا ضرب اسکی زمین پر پڑی کلہ گرز زمین مین در آیا اسنے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم

سب نے کہ سکندر مارا گیا دیو نیرنگ پکارا کہ اسکو بھی پست کیا صاحبقران اعظم نے
آہ کا نعرہ مارا خورشید زرین قبا بھی غمگین ہوکر نظر حسرت سے گرد کی جانب دیکھنے لگا مگر دیو
سفید نے اُنکا تڑپ کر پہلو پر جانا دیکھ لیا تھا اس چالاکی پر یہ پھڑک گیا وہان سکندر رستم نے
پہلو پر جاتے ہی سنبھلنے کی فرصت نہ دی جھٹک دیو شدید گرز زمین سے کھینچے اور سنبھلے ہاتھ
تیغ آبدار کا مارا کہ دونون اگلے پاؤن فیل کے قلم ہوے اور ہاتھی اوندھے مُنھ گرا دیو
شدید غافل تھا اسکو فیل کے بے ہونے کی خبر ہی نہ تھی فیل کے گرتے ہی دیو شدید بھی
اوندھے منھ زمین پر گرا تھوڑی تلے گرز پڑی دو دانت اسکے ٹوٹ گئے سکندر
رستم خو نے قریب آکر با طمینان تمام نعرہ کیا اور ہاتھ بیاض گردن پر مارا کہ سر اسکا دھڑ سے
الگ جاکر گرا یہ معلوم ہوا کہ ایک مینار بلند منہدم ہوا اور گنبد اُسکا جدا ہو گیا دیو زمین پر
پھڑکنے لگا یہ حالت دیکھکر دیوان کفار کے جی چھوٹ گئے اور دیوان لشکر اسلام شیر ہوکر
جا پڑے دیو سفید نے بیتاب ہوکر تعریف کی اور چاہا کہ اُٹھ کر دوڑون مگر ممکن نہ ہوا مجبور
ہوکر رہ گیا ہر طرف سے صدا ے تحسین و آفرین بلند ہوئی نعیم جنی نے نیرنگ شاہ سے کہا
کہ نتیجہ ظلم کا آپ نے دیکھا اب کوئی صورت نجات کی ہے اگر آپ ان لوگون کو مہلت دیتے تو
اسوقت اُنسے بھی مہلت مل سکتی تھی افسوس کہنا ہمارا آپ نے نہ مانا اب نیرنگ شاہ نے
بھاگنے کا قصد کیا تھا کہ صاحبقران کوچک نے گھوڑا اُڑایا تو یہ پاس اپنے ماموں کے
کھڑے تھے اور حفاظت اُنکی کر رہے تھے یا مظہر بہزاد کو صاحبقران اعظم پاس چھوڑا
اور آپ گھوڑا اُڑا کر نیرنگ شاہ کی طرف چلے پہلے دو ایک دیوون سے مقابلہ پڑا جب
اُنکو قتل کیا اب دیو بسبب خوف کے خود ہٹنے لگے اور راہ دینے لگے صاحبقران کوچک
قریب دیو نیرنگ کے پہونچ گئے چاہا اسنے کہ مثل سابق تخت سے کود کر بھاگ جاؤن
مگر یہ کب مہلت لینے دیتے تھے سر پر پہونچ گئے نیرنگ شاہ نے مجبور ہوکر تلوار ماری
صاحبقران کوچک نے ایسا ہاتھ مارا کہ تلوار کلائی پر پڑی اور بیچ قبضہ سے نکل گیا دیو
نیرنگ سپر دست پاچہ ہوکر دوسرے ہاتھ سے تر سول مارا انھون نے وہ ہاتھ بھی اسکا
قلم کیا دیو نیرنگ دونون ٹھنڈ اپنے بجانے لگا اب صاحبقران کوچک نے کہا او ملعون
دیکھا قدرت رب العزت کو کہ اتنے بڑے دیو کو ایک طفل آدم زاد نے کسطرح پست کیا شعر
بلا سے جان ہین پتلے خاک کے بیدا وکرتے ہین ؛؛ پری کو بند شیشے مین یہ آدم زاد کرتے ہین ؛؛
کجا آدم زاد کجا دیو نژاد مگر اُس قادر و توانا کی کارسازی ہے کہ کیسے کیسے جوہر شجاعت
آدم زادون نے دیوؤن کے مقابلے مین دکھاے اور باوجود گرانی جثہ کے دیو زاد ہم پر
غالب نہ ہو سکے اور وہ ہار مان گئے اب بھی توبہ کر تو تجکو چھوڑ دون تیری دست درازی کی
یہ سزا پوری ہو گئی جو ضرر تجکو میرے ہاتھ سے پہونچا کہ یہ بجا تیرا ظلم ہوا اب سر دست صورت
بخشش یہی ہے کہ کلمہ پڑھکر مسلمان ہو اور دنیا کھو کر عقبیٰ بنا ورنہ ابھی براہی دوزخ ہو جائیگا یہ
سنکر دیو نیرنگ نے کہا کہ او آدم زاد ہزار جانین ہون تو تمام پر خداوند ابلیس کے نثار ہین

پر آکر تخت سے کود کر بھاگا ایک دیو نے جلدی سے اسکو گردن پر سوار کر دیا صاحبقران
اعظم نے آواز دی کہ کیا نادانی کرتے ہو یہ زندہ نہ جانے پاوے ورنہ پھر اسکے مددگار
آجائینگے اور فساد برپا کرینگے یہ سنتے ہی صاحبقران کوچک نے اسکے پیچھے گھوڑا ڈالا اور
نیرنگ شاہ بھاگا جاتا تو کئے ہوئے تھے کہ گردن نے ٹھوکر کھائی اور نیرنگ شاہ پشت
زمین پر گرا سنبھلنے بھی نہ پایا تھا کہ صاحبقران کوچک نے تلوار ماری سر اسکا قلم ہو گیا
بس دیو نیرنگ کا مرنا تھا کہ لشکر کفار میں ہل چل پڑ گئی دیوؤں کے قدم اٹھ گئے اہل اسلام
تلوار کے نیچے رکھ لیا اور ہر چہار طرف سے گھیر لیا تیمو نیرنگ حصاری نے آواز امان
بلند کی سکندر رستم خو نے فرمایا کہ بشرط ایمان اسنے کہا بجان قبول ہے اہل اسلام نے ہاتھ روکے
دونوں لشکر علحدہ ہوئے سکندر رستم خو خدمت صاحبقران اعظم میں حاضر ہوئے تسلیم
بجا لائے قبضۂ شمشیر سے خون ٹپک رہا تھا صاحبقران اعظم نے گلے سے لگایا اور بہت
تعریف کی سکندر رستم خو نے عرض کی یہ سب آپکے صدقے میں ہے جیسی تعلیم بزرگوں کی
ہوگی ویسے ہی خرد بھی ہونگے صاحبقران کوچک جو چلے تو راہ میں دیو سفید کو پامال
خراب زمین پر افتادہ پایا فرمایا تو کون ہے اسنے عرض کی کہ ایک خادم ہوں آپکا میں
شاہزادۂ سکندر رستم خو کی خدمت میں پہلے کر ایک نذر اور دیکھو ہوں اب وقت میرا بھی آخر ہے
اس جنگ میں دیو سفید پامال ہو گیا تھا اور حالت اسکی خراب تھی صاحبقران کوچک
دیو سفید کو اٹھوا کر خدمت صاحبقران اعظم میں لائے مظفر پریزاد بھی حاضر ہوا اور خورشید
زرین قبا نے بھی آکر دست بوسی حاصل کی اب صاحبقران اعظم بھی بسبب تعب
جراحات کے بیہوش ہو گئے تھے اسکے زخموں میں ٹانکے لگائے گئے بارگاہ یاقوت نگار
جو سکندر رستم خو کے ساتھ تھی برپا ہوئی سب سردار داخل بارگاہ ہوئے علاج
زخموں کا ہونے لگا وشیں خدا پرستوں کی اٹھوا اٹھوا کر علحدہ کی گئیں جسوقت صاحبقران
اعظم کو ہوش آیا تو پوچھا کہ کون کون زندہ بچا معلوم ہوا کہ کوئی افسر فوج گلستان ارم کا
زندہ نہیں رہا سب مارے گئے دیو سفید بھی بسکٹ رہا ہے اب صاحبقران اعظم نے
دیو سفید سے قریب آکر سکندر رستم خو سے سارا ماجرا اسکے زیر ہو کر مسلمان ہونیکا
اور دیوان کفار کو پست کرنیکا بیان کیا شاہزادۂ سکندر رستم خو اسکی جانبازیاں سنکر نہایت
خوش ہوئے اور دیو تہمتن و فرہاد خان یک ضربی و آزشبون پریزاد و فرسنگ
بن لند صور و غیرہ کے لیے بہت روئے اب لاشہائے شہدا پر آئے اور افسروں کو دفن
کرایا باقی اور فوج کو ایک بڑا سا گڑھا کھود کر ایک ہی میں دفن کرا دیا شمار کرنے سے
معلوم ہوا کہ ساتھ لاکھ دیو فقط اہل اسلام کے مارے گئے اور گیارہ لاکھ دیوان کفار قتل ہوئے
جسوقت دفن شہدا سے فراغت پائی تو سنا کہ دیو سفید نے بھی انتقال کیا سکندر رستم خو
اسکے واسطے بھی روئے اور افسوس کیا اور فرمایا کہ ہاں اسے بھی دیو تہمتن کے پہلو میں
دفن کر دیں کہ یہ اسکا رفیق خاص تھا بعد اسکے صاحبقران اعظم سے سب کیفیت دنیا کی

اور انھوں نے مفصل طور پر ابتدا سے لیکر آخر تک کا حال بیان کیا کہ فرہاد خان
یک ضربی نے بڑی شان وشوکت کی نامہ داری کی اور دیو سودائی کو مارا اور دیو
نیرنگ قاف کو سرِ میدان ہی پست کیا اور تمھارے رفیق دیو تہمتن نے بہت ہی
جانبازی کی جبتک وہ زندہ رہا کسی کو مقابلہ نہین کرنے دیا پھر مسلمان ہونا دیو سفید کا
اور جانبازیان دیو سفید کی بیان کین سکندر رستم خو نے کہا کہ جسوقت مین نے دیو
سرہنگ کو مارا ہی تو کشتون مین ایک دیو پڑا ہوا تھا اُسنے میری تعریف کی تھی اور کچھ
ایسی باتین کی تھین جنسے اشتیاق پیدا تھا شاید وہی دیو سفید ہو گا افسوس کیسے کیسے
دوستون سے فرقت ہو گئی اور ایسا فراق ہوا کہ اب سوا قیامت انسے ملاقات ہوگی
پھر صاحبقران اعظم نے نیرنگ شاہ کا قلعہ بند ہونا اور دیو سفید کا دعا واکرنا بروقت
دیو شدید ظلمانی کا پہونچنا اور جنگ موقوف رہنا اور دیو تہمتن کا برائے تلاش
سواری نکلنا اور فیل کو زیر کرکے اُس پر سوار ہوکر آنا بیان کیا اسکے بعد دیو شدید
اور دیو سفید کے مقابلے کا حال اور زخمی ہونا دیو شدید کا دیو سفید کے ہاتھ سے
اور طرح دینا دیو سفید کا اپنی جرأت کے جوش مین ذلیل ہونا دیو شدید کا بیان کیا
اور اُسکے بعد موقوف رہنا دو ایک روز جنگ کا سبب کہا آخر مین جسوقت قتل ہونا
دیو تہمتن کا بیان کیا کہ اسطرح اتنے بڑے دیو سے مقابلہ کیا مگر قضا نے مہلت نہ دی
اور ہاتھ سے دیو شدید کے مارا گیا یہ سنکر شاہزادہ قمر دیو تہمتن سے لپٹ کر بہت روے
پھر جنگ مغلوبہ کا حال اور قتل ہونا فرہنگ کا ہاتھ سے شدید ظلمانی کے اور لپٹ کر
لاش سے رونا فرہاد خان یک ضربی کا اسی حالت مین شہید ہونا اُنکا بیان کیا جس پر
شاہزادہ نے نہایت افسوس کیا اور فرمایا کہ دیو شدید ظلمانی بڑا نامرد تھا جو اس
حالت مین فرہاد خان یک ضربی کو مارا اسکے بعد دیو سفید کے مقابلے کا حال کہا اور
اپنا زخمی ہونا بیان کیا اور کہا کہ اے فرزند اگر کچھ دیر تم اور نہ پہونچتے تو مجکو بھی زندہ
نہ پاتے کیونکہ دیو شدید قریب پہونچ چکا تھا مگر کاش اُسیوقت تم آتے جبکہ ہم بھی اپنے
دوستون سے ملحق ہو گئے ہوتے تو بہت اچھا تھا کیونکہ میری نظر مین بغیر اُن دوستون کے
دنیا تیرہ و تار معلوم ہوتی ہے اب شاہزادے نے اپنا حال اوّل سے یہان پہونچنے تک
مفصل بیان کیا اور خبر لانا صاحبقران کوچک کا راہ مین سامنا ہونا لشکر دیو سے
اور زخمی کرنا سرہنگ کا اور بھاگنا اُسکا اور یہان پہونچکر مارنا دیو سرہنگ کو یہ سب
بیان کرکے خیریت گلستان ارم کی پوچھی صاحبقران اعظم نے کہا کہ مجھے کچھ نہین
معلوم کہ اُن لوگون پر کیا گذری اسکے بعد صاحبقران کوچک ملکۂ آسمان پری کو
یاد کرکے بہت روے اب چوبدار نے عرض کی کہ نعیم نیرنگ حصاری حاضر ہی فرمایا
صاحبقران اعظم نے کہ بلا لو نعیم نیرنگ حصاری رومال سے ہاتھ باندھے ہوے
حاضر خدمت ہوا اور عرض کی کہ غلام نے وہان بیٹھے بیٹھے بھی حضور ہی کی خیر خواہی کی

اور آپ کو یاد ہوگا کہ بوقت نامہ داری مین نے انکو بھی دیوان کفار کے ارادے سے آگاہ کردیا تھا
اور یہ دین اسلام پر بہت زمانے سے مائل تھا مگر مجبور تھا کہ کفار مین گھرا ہوا تھا صاحبقران
اعظم نے ہاتھ اسکے کھولے اور فرمایا کہ ہمنے تمکو قلعہ نیرنگ حصار کا حاکم کیا شمس جنی نے
اسکو کلمۂ طیبہ پڑھاکر مسلمان کیا نعیم نیرنگ حصاری خلعت سے سرفراز ہوکر اپنے لشکر مین
آیا اور دیوون سے کہا کہ تمنے حقیقت مذہب اسلام کی دیکھی بہتر و لازم ہو کہ اب ابلیس پرستی کو
ترک کرو اور مذہب حق اختیار کرو یہ سنکر سب از سر صدق مسلمان ہوئے نعیم جنی پھر
حاضر ہوا اور صاحبقران اعظم کو قلعہ نیرنگ حصار مین لایا بتخانہ منہدم ہوئے مسجدون کی
بنا پڑی سکہ نام صاحبقران اعظم کا جاری ہوا آٹھ روز تک یہان قیام رہا نوین روز
صاحبقران اعظم نے غسل صحت کیا اور جشن ملوکانہ کیا لیکن ایس صحبت جشن مین شغل رقص
سرود نہ تھا صرف چراغان وغیرہ ہوا تھا اور خیرات تقسیم ہوئی تھی ملازمون کو خلعت ملے تھے
سبب یہ تھا کہ ہنوز غم بھرے ہوؤنکا دل سے نہ مٹا تھا اس جلسۂ خوشی مین بھی صاحبقران
اعظم دوستونکو یاد کرکے کئی بار روئے کہ افسوس ابھی کل کی بات ہو جو سب ساتھ تھے آج
ان مین سے کوئی اس صحبت مین شریک نہین ہو الغرض اسی شب کو جو سب نے اپنے اپنے
خوابگاہ مین جاکر آرام کیا تو صاحبقران کوچک نے خواب پریشان دیکھا اور چونک
پڑے اسطرح چیخین مار مار کر روئے کہ سب سردار اپنے اپنے خیمون مین جاگ پڑے
اور ہتیا باندہ دوڑے صاحبقران اعظم بھی آگئے سکندر رستم خو بھی پہونچ گئے
منظر پریزاد و شمس جنی خورشید زرین قبا یہ سب آگئے تھے صاحبقران اعظم نے
حال پوچھا صاحبقران کوچک نے کہا اسوقت مین نے ایک خواب دیکھا ہو جسنے مجھے
پریشان کردیا فرمایا یہ خواب و خیال کی باتین ہین اسقدر متاثر نہ ہونا چاہیے اسکا اعتبار
کیا ہو صاحبقران کوچک نے کہا مین نے خواب مین دیکھا کہ میری والدہ ماجدہ اور
بہن میری اور چند عزیز جنکو اسوقت نہین بیان کرسکتا یہ سب دریائے خون مین ڈوب رہے ہین
اور مان میری ملکہ قریشیہ سلطان فریاد کررہی ہین اور کہتی ہین کہ افسوس اے فرزند
وقت آخر بھی تمہارا دیدار نصیب نہ ہوا اور ہم یون ہی تڑپتے ہوئے دنیا سے چلے یہ کہتی ہوئی
اس دریائے خون مین غرق ہو گئین اور بہن میری پکاری کہ افسوس بھائی تمنے ہماری
خبر نلی یہ کہکر وہ بھی ڈوب گئی اسوقت سے میری قلب کی وہ حالت ہو جو ماہی بے آب کی
ہوتی ہو نہین معلوم وہان کیا گذری شمس جنی نے بہت کلمات تسلی کے کہے کہ خواب کی تعبیر
الٹی ہوتی ہو خداوند کریم اسکے عوض مین کوئی خوشی دکھائیگا صاحبقران کوچک نے کہا
میرے دلکو یقین ہو کہ کوئی بلا ان لوگون پر نازل ہوئی ہو ذرا آپ اپنے علم کے ذریعے سے
انجام اس خواب کا دریافت کرکے مجھ سے صحیح صحیح بیان کیجیے شمس جنی نے ٹالنا چاہا
لیکن جب صاحبقران کوچک نے قسمین دین تو مجبور ہوکر انھون نے زائچہ کیا اور حیات
ممات پر نظر غائر کی بعد کچھ دیر سکوت کرنے کے زائچہ بگاڑ دیا صاحبقران کوچک نے پوچھا

تو آپ نے کیا دیکھا میرے سر کی قسم سچ بتلایئے اور آپ کو عبدالرحمٰن جنی اپنے والد کی روح کی قسم ہی کہ اس حال کو مجھسے پوشیدہ نہ فرمایئے گا یہ سنکر شمس جنی مجبور ہوے اور دست بستہ عرض کی کہ اسمین شک نہین ۔ ستارے سخت اکٹے ہوے ہین اور مریخ کے برج آتشی مین شمشیر بکف ہونے سے معلوم ہوتا ہی کہ خوف آتشزدگی اور قتل دونون کا ہی بس یہ سنتے ہی صاحبقران کوچک اور صاحبقران اعظم یہ سب پریشان ہوگئے اور سکندر رستم خو نے عرض کی کہ ہرچند صعوبات سفر کی وجہ سے دل تو یہ چاہتا تھا کہ چندے اور قیام کرین مگر اب ایک دم یہان ٹھہرنا اچھا نہین معلوم ہوتا اسیوقت حکم طیاری لشکر کا ہوا ایک روز مین لشکر طیار ہوا دوسرے روز علی الصباح کوچ کیا اور مزار کشتگان پر فاتحہ خیر پڑھتے ہوے جانب گلستان ارم روانہ ہوے اب انکو تو یہین چھوڑا جاتا ہی اور

اوّل حال نقابدار سرخ پوش کا بیان کیا جاتا ہی

یہ وہی نقابدار بہادر ہی جسنے بیابان نہ طاق مین کئی مرتبہ آکر بادشاہ اسلام اور صاحبقران ثالث کی مدد کی ہی جبکہ امیر ثالث نابینا تھے اور کفار کا نرغہ تھا اسس زمانے مین یہ علیل تھے جو مدد نہ کرسکے جسوقت انمین صحت ہوئی تو اس ارادے سے چلے کر دیکھنا چاہیے اب لشکر اسلام کی کیا حالت ہی جاتے جاتے قریب ایک چشمے کے پہنچے تو دیکھا سامنے سے کچھ لوگ ساحر وضع بھاگتے چلے آتے ہین اپنے عیار سے کہا کہ جاکر دریافت تو کرو یہ لوگ کسطرف سے آتے ہین عیار اس مجمع مین آیا دیکھا کہ یہ لوگ کافر وضع ہین اُنسے پوچھا کہ تم کہانسے آتے ہو اُنھون نے بیان کیا کہ ہم بیابان نہ طاق سے آتے ہین سردار ہمارا کہ نام اُسکا مہلیل زرہ پوش تھا برائے مدد ضحاک مسندنشین سامری آیا تھا وہ ہاتھ سے ایک خداپرست کے مارا گیا کہ نام اُسکا اسد ہی اب ہم لوگ اپنے ملک کو جاتے ہین عیار نے سب کیفیت آکر نقابدار سرخ پوش سے بیان کی نقابدار کو اطمینان ہوا کہ بالفعل بادشاہ اسلام خیریت سے ہین اب اور طرف چلنا چاہیے اب انھون نے دوسری راہ اختیار کی جاتے جاتے ایک صحرا مین پہنچے دیکھا کہ وسط صحرا مین ایک گنبد ہی جو مانند دانہ مروارید کے مدور اور شفاف ہی لیکن دروازہ اسمین نظر نہین آتا انھون نے عیار سے اپنے کہا کہ معلوم ہوتا ہی یہ مقبرہ کسی کا ہی یا خزانہ اس مقام پر دفن ہی اسکی تلاش کرنا چاہیے چند بیلدارون کو طلب کیا جسوقت وہ آئے اُنسے کہا کہ اس گنبد کو کھود کر پھینکدو اُنھون نے کہا بہت خوب اور قریب اُس گنبد کے آکر بیلچا اور پھاوڑا اور کدال ہر قسم کے آلات عمارت کنی سے کام لیا مگر اُس گنبد پر نشان تک نہ پڑا مزدورون نے عرض کی کہ خداوند یہ ہمسے نہ کھدیگا نقابدار کو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ مین آپ اسے کھود ونگا یہ کہکر بیلچہ مارا بیلچہ ٹوٹ گیا اور گنبد پر کوئی اثر محسوس نہ ہوا بعدہ انھون نے اپنا گرز لیا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہی یہ نہایت مضبوط مصالحہ کا بنا ہوا ہی

اب مین اسکو گرز سے شکستہ کرونگا یہ کہکر گرز مارا ایک تڑاقے کی صدا پیدا ہوئی درحقیقت
یہ ضرب اگر کوہ پر پڑتی تو پاش پاش ہو جاتا اس گنبد کی کیا حقیقت تھی مگر اب جو خیال کیا
تو کوئی اثر محسوس نہ ہوا اب نقابدار یاقوت پوش نہایت پریشان ہوے کہ یہ کیا
معرکہ ہی کچھ سوچکر حکم کیا کہ اسکی چارون طرف سے زمین کھودڈالو زمین بھی ایسی ہی سخت
معلوم ہوئی یہ حیران کھڑے تھے کہ دیکھا سامنے سے ایک فقیر چلا آتا ہی جسوقت وہ فقیر
قریب آیا دیکھا کہ ایک مرد کبیر السن ہی اُسنے کہا کہ آپ کیون پریشان ہین جب سے مین
اس صحرا مین آیا اس گنبد کو اسی طرح دیکھا اکثر شاہ و شہریار جو اسطرف آئے اور انھون نے
اس گنبد کے کھودنیکا قصد کیا کسی طرح یہ نہ کھد سکا آخر مجبور ہو کر پلٹ گئے اور جو قدیم
باشندے اس نواح کے ہین وہ یہ بیان کرتے ہین کہ پچاس برس سے یہ گنبد اسی
مقام پر ہی اور اسے تعمیر ہوتے کسی نے نہین دیکھا ایک روز خود بخود یہ گنبد نمودار ہو گیا
بعض لوگ یہ بھی بیان کرتے ہین کہ اسمین کوئی بلا مقید ہی ہم نہین کہ سکتے کہ کیا اسرار ہی
اور بعضے اسکو طلسم بتاتے ہین اور نام اسکا طلسم گنبد بے در بیان کرتے ہین غرضکہ
حقیقت اسکی مفصل نہین معلوم ہوئی نقابدار نے کہا کہ مین بغیر دریافت حال کیے ہوے
یہانسے نہ جاؤنگا یہ فرماکر حکم دیا کہ خیمہ ہمارا یہان برپا ہو اُسیوقت بارگاہ ایستادہ ہو گئی
شام ہوچکی تھی نقابدار نے خاصہ تناول فرماکے آرام کیا جسوقت صبح ہوئی فریضۂ سحری کو
ادا کیا باہر بارگاہ کے تشریف لاے اور فکر کرنے لگے کہ کیا کرنا چاہیے پھر قریب گنبد کے گئے
اِدھر اُدھر پھرنے لگے دیکھا کہ ایک مقام پر لکھا ہوا ہی عمر اس طلسم کی اکاون برس کی ہی
اور فتاح اس طلسم کا نقابدار ابلق سوار ہی جو پوتا حمزۂ صاحبقران اول کا اور نواسے
خداوند بت دورنگ کا ہی اس عبارت کو پڑھکر نقابدار یاقوت پوش نہایت حیران ہوئے
کہ یہ کونسا پوتا امیر کا ہی اور کس کا بیٹا ہی جو نواسہ بت دورنگ کا ہی مگر حیراب بیان
ٹھہرنا بیکار ہی حال معلوم ہو گیا اب اِنھون نے پھر کوچ کیا اور آگے روانہ ہوے جاتے جاتے
ایک دوراہہ ملا اب یہ منتظر ہوے کہ کوئی آیندہ روندہ ملے تو اُس سے حال دریافت کرین
کہ یہ راستے کسطرف گئے ہین دیکھا کہ ایک جانب سے چند مسافر چلے آتے ہین اُنسے پوچھا بھائیو
تم کسطرف سے آتے ہو اور کہان جاؤگے اُنھون نے بیان کیا کہ ہم شہر عرفانیہ سے
آتے ہین اور بیابان تنزطاق کو جائینگے نقابدار نے پوچھا کہ شہر عرفانیہ یہانسے
کسقدر دور ہی اور تم تنزطاق کی جانب کس غرض سے جاؤ گے اُنھون نے بیان کیا
کہ شہر یہانسے بہت قریب ہی عرفان شاہ وہانکا مالک ہی چند دن ہوے کہ لڑکا اُسکا
جو نہایت حسین تھا معروف شاہ اُسکا نام تھا وہ براے شکار اِسی صحرا مین آیا
جہان ایک گنبد بنا ہوا ہی اُسنے ایک آہو کے پیچھے گھوڑا ڈالا ساتھیون سے اپنے
علحدہ ہوا پھر اُسکا پتا نہ ملا اور وہ پلٹ کر نہ آیا بادشاہ کا ایک ہی فرزند تھا جسوقت چراغ
سلطنت اُسکا گل ہوا تو اُسنے فقیری اختیار کی اور سلطنت سے دست بردار ہوا بھائی کو

اپنے بادشاہ کیا کہ نام اُسکا سمعان شاہ ہے اُسے یہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا کسی وقت
اِسے پھر ہوس تخت وتاج ہو اور مدعی سلطنت ہو اسکو قید کرلینا چاہیے سمعان شاہ نے
عرفان شاہ کو قید کرلیا وہ بادشاہ نہایت عادل تھا اور یہ انتہا کا ظالم ہے اسکے ظلم سے
رعیت پریشان ہے صدہا نے وطن ترک کردیا چنانچہ ہم بھی حفظ جان وآبرو کی غرض سے
شہر کو ترک کرکے چلے ہین کہ کسی اور ہی مقام پر زندگی بسر کرینگے پوچھا نقابدار بہادر نے
کہ مذہب تم لوگون کا اور بادشاہ کا کیا ہے اُنھون نے بیان کیا کہ اکوان پرست ہین
نقابدار نے فرمایا کہ اگر تم مذہب اسلام اختیار کرو تو مین جاکر سمعان کو تخت سے اُتار دون
اور عرفان شاہ کو قید سے چھڑا کر بادشاہ کردون اور کیا عجب ہے کہ ایک سال بعد
اُسکا فرزند بھی اُس سے ملحق ہو جاے مگر مین اسکا حتمی وعدہ نہین کرتا کیونکہ اُسکے
فرزند کو قید سے چھڑانا یہ اور شخص کا کام ہے جو فتح طلسم گنبد بے در کا ہوگا اُن لوگون نے
کہا کہ سمعان پر فتح یاب ہونا امر آسان نہین ہے اسلیے کہ وہ نہایت زبردست ہے اسکے علاوہ
فوج کثیر رکھتا ہے پہلوان اُسکے لشکر مین نہایت قوی تن اور قوی من ہین قلعہ بھی
نہایت مستحکم ہے آپ کے نہ ایسے قوی معلوم ہوتے ہین جنپر بھروسا ہو سکے کہ آپ اُن
پہلوانون پر غالب آئیگا اور نہ فوج زیادہ ہمراہ ہے نقابدار نے فرمایا کہ تمھین اِن
جھگڑون سے کیا بحث ہے جو شرط تم سے کی ہے اگر اُسکی پابندی کرو تو ہم لشکر کشی کرین
اگر تمھارے بادشاہ کو تخت پر بٹھا دین تو تم ایمان لانا ورنہ جو دل مین تمھارے ہے
وہ کرنا اِن لوگون نے بھی خیال کیا کہ اچھا نقصان ہی کیا ہے یہ لوگ نقابدار کے
ساتھ ہوے اور نقابدار بہادر جانب قلعۂ عرفانیہ روانہ ہوا جسوقت قریب قلعہ
پہونچا خیمہ برپا کیا خبر سمعان شاہ کو ہوئی کہ ایک نقابدار سرخ پوش چالیس ہزار
سوار سے اِسطرف آیا ہے یہ سنکر سمعان نے ایک نامہ لکھا مضمون نامے کا یہ تھا کہ اے
نقابدار سرخ پوش تم کس غرض سے اِسطرف آئے ہو اگر ملنا چاہتے تو نقاب
چہرے سے دور کرکے تنہا خدمت ما بدولت واقبال مین حاضر ہو اور اگر راہ بھولکر
چلے آئے ہو تو فوراً میری قلمرو سے چلے جاؤ ورنہ تمھارے حق مین بہتر نہ ہوگا
نقابدار سرخ پوش اسی فکر مین تھے کہ سمعان شاہ کو نامہ لکھکر اپنے ارادے سے
اطلاع کردون جو نامہ دار سامنے سے نمودار ہوا اور خط نقابدار کو دیا نقابدار نامہ پڑھکر
نہایت غصہ مین آئے اور جواب تحریر کیا کہ مین نے سُنا ہے تو نے رعایا پر بہت ظلم
کر رکھا ہے اور بھائی کو اپنے قید کیا ہے لہذا بہتر یہ ہے کہ بھائی کو اپنے تخت پر بٹھا اور خطائی
اُس سے معاف کراکے اُسکو اپنے سے راضی کر ورنہ بزور شمشیر تجھکو تخت سے اُٹھا دونگا
جسوقت یہ نامہ سمعان شاہ کو پہونچا سمعان نہایت غصہ مین آیا اور کہلا بھیجا کہ اے
نقابدار کیا اجل تیری تجھکو اسطرف لائی ہے بس خیریت اِسی مین ہے کہ جسطرف سے آیا ہے
اُسی طرف چلا جا ورنہ ہاتھ سے میرے بہت ذلیل ہوگا اور مارا جائیگا یہ سنکر نقابدار نے

کہلا بھیجا کہ تجھسے جو ہو سکے اُٹھا نہ رکھنا مین بغیر عرفان شاہ کو بادشاہ کیے ہوے یہانسے نہ جاؤنگا تجھکو اگر اپنے زور و طاقت پر گھمنڈ ہی تو آ میدان مین اور سامنا کر بعد اس نامہ و پیام کے سمعان شاہ نے لشکر اپنا قلعہ کے باہر نکالا اور خیمہ برپا کرکے طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر نقابدار سرخ پوش کو ہوئی اُنھون نے بھی نقارۂ رزمی بجوایا تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدانمین آئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نیب دیگر ہٹ گئے کہ ساتوق دراز دندان سمعان شاہ سے اجازت لیکر میدانمین آیا اور پکارا کہ او نقابدار مفلوک روزگار بہتر یہی ہی کہ یہ بارگاہ تیری نہایت عمدہ ہی یہ ہمارے بادشاہ کی نذر کر اور زر و مال سے ہاتھ باندھ کر چلا آ تو خطا تیری عفو کرادون تو بھی خیال کر کہ جان بچی لاکھون پاے ورنہ ہاتھ سے میرے مارا جائیگا یہ سنکر نقابدار نے باگ گھوڑے کی لی اور سامنے ساتوق کے آکر فرمایا کہ اگر تو خیرخواہ اپنے بادشاہ کا ہی تو اُسکو سمجھا کر بھائی کو اپنے رہا کر دے اور ظلم و تعدی سے باز آ ورنہ اسطرح مارونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکے حال پر افسوس کنان ہونگے ساتوق نے کہا معلوم ہوا کہ اجل تیری دامنگیر ہی تو یون نہ مانیگا ضرب بہادری کی کہ تجھکو ہوس نہ رہجاے نقابدار نے فرمایا مین مذہب اسلام رکھتا ہون پیشدستی میرا دستور نہین جب خداوند حفیظ تیری ضرب سے بچائیگا تو تماشا میری ضرب کا دیکھ لینا یہ سنکر ساتوق نے سینۂ نقابدار پر وار کیا جیسے ہی نیزہ قریب پہونچا نقابدار نے نیزے کو تیغ آبدار سے قلم کیا ساتوق پکارا کہ تو بڑا تیزدست معلوم ہوتا ہی خیر کچھ پروا نہین اب اس دست درازی کی سزا ہی یہ کہکر تلوار ماری نقابدار نے وار بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور مروڑ کر ہاتھ تلوار ساتوق سے چھین لی اور کمر زنجیر پکڑکر قاش زین سے اُٹھاکر بالاے ہوا پھینکا اور گرتے وقت دو ہاتھ مارے کہ اُسکے چار ٹکڑے ہوے یہ دیکھکر احراق کرگدن سوار سمعان سے اجازت لیکر میدانمین آیا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی نقابدار نے نیزہ اسکے ہاتھ سے ہوائی کیا بس احراق نے خفیف ہوکر وار تیغۂ آبدار کا کیا نقابدار سرخ پوش نے تلوار اسکی پشت سپر پہ روک کر آواز دی کہ شعر تو ضربے زدے ضرب ما نوش کن ؛ ہمہ شادی از دل فراموش کن ؛ بس یہ کہکر جو تلوار ماری مع مرکب اسکے چار ٹکڑے ہوے بعد اسکے سالوس مینارہ گردن میدان مین آیا اور وارۂ پشت نہنگ مارا نقابدار نے اُسکو تیغ بیدریغ سے قلم کیا اور ایسا ہاتھ کمر کا مارا کہ اسکے بھی دو ٹکڑے ہوے بعد اسکے سمعان کو آواز دی کہ کیون بندگان خدا کو قتل کراتا ہی اُسی کو بھیج جو سب سے زیادہ قوی تن و قوی من ہو کہ جلد فیصلہ ہو جاے سمعان نے بھی دیکھا کہ تین سردار زبردست روزگار نقابدار نے قتل کیے ہین اب اسکے مقابلے کو ہر شخص کا جانا اچھا نہین یہ سوا میرے کسی سے زیر نہ ہوگا یہ سوچکر مرکب پر سوار ہوا اور نقابدار کے

سامنے آیا یہ ملعون ساڑھے چھ سو من کی گرز باندھتا ہوا اور قد بھی اسکا نہایت بلند ہی
نقابدار نے جو اسے آتے دیکھا آواز دی کہ کیون اسے سمعان دیکھا میرے وار کو بہتر یہی
کہ سلطنت سے ہاتھ اُٹھا مین یہ نہین کہتا کہ مجھے بادشاہ کرین تو ایک مرد فقیر ہون
سلطنت سے خود کنارہ ہون مگر جسکا حق ہو اُسکے حوالے کر مال کے واسطے جان کو نہ دے
سمعان نے کہا کب چھوڑتا ہون تجکو کہ تو نے میرے تین سردار جان سے مارے علاوہ
اسکے تو خداپرست ہی اور دشمن خداوندا کو ان ہی تیرا قتل کرنا جملہ واجبات سے ہی یہ
کہکر نیزہ مارا نقابدار سرخ پوش نے نیزہ اسکا نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین یہ
معلوم ہوا کہ دو مار سیاہ زبانین نکال نکال کر لڑنے لگے چند طعن کی نوبت آئی ہوگی
کہ نقابدار نے نیزہ سمعان کے ہاتھ سے ہوائی کیا یہ دیکھکر سمعان نے چوبدست
اُٹھائی اور خبردار خبردار کہکر سر نقابدار پہ وار کیا نقابدار نے مرکب کو اشارہ کیا کہ
یہ چمک کر سامنے آیا بس نقابدار نے دونون ہاتھ بیت کر چوبدست اسکے ہاتھ سے
چھین لی سمعان شاہ مرکب سے کود پڑا اور تلوار کھینچکر چلا کہ مرکب کو نقابدار کے
پے کرے ولی نقابدار نے ارادہ اسکا فاسد دیکھکر زین خالی کیا اور بالاے زمین
تشریف لائے سمعان نے وہی تلوار نقابدار بہادر کے حوالے کی نقابدار
سرخ پوش نے کلائی پکڑ لی سمعان نے گریبان مین ہاتھ ڈال دیا نقابدار نے
تلوار پھینکدی اور سمعان شاہ سے دست و گریبان ہوے چھڑا کا کشتی کا بندھا دونون
طرف کے لشکر قریب آگئے اور تماشا کشتی کا دیکھنے لگے یہان چھڑا کا کشتی کا بندھا ہوا تھا
زرہین پارہ پارہ ہوگئی تھین دو پہر کامل کشتی رہی بعد دو پہر کے دم سمعان کا پھولا
اور ہپک ہپک کر ہاتھ ڈالنے لگا بس نقابدار نے دونون بازو پکڑ کر جو زور کیا گیارہ قدم
اسکو دوڑا لے گئے اور اب جو جھٹکا مارا تو دونون گھٹنے آشناے زمین ہوے کمر زنجیر کا
بند پکڑ کر نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچا اور سر سے بلند کرکے زمین پر مارا کہ استخوان اسکے
پارہ پارہ ہوگئے یہ دیکھکر فوج کفار نقابدار پر ٹوٹ پڑی کہ غضب کیا اسنے بادشاہ کو
ہمارے مارا اُدھر سے نقابدار کی فوج آپڑی تلوار چلنے لگی نقابدار بھی جلدی سے
مرکب پر سوار ہوا اور لشکر کفار کو تہ تیغ کیا لاشون پر لاشین گرنے لگین منھ سرون کا
برس رہا تھا سیلاب خون آیا ہوا تھا سُم مرکبون کے غرق خون ہوگئے آخر فوج کے
سردار تاب مقاومت نہ لاسکے پاؤن اُکھڑ گئے نقابدار نے تعاقب کیا فوج سمعان بھاگ کر
قلعے مین آئی ساتھ ساتھ نقابدار بھی قلعے مین در آیا پھاٹک نہ بند کرنے دیا جب دیکھا
ان لوگون نے کہ کسیطرح جان بچتی نہین نظر آتی پکارے کہ امان فرمایا بشرط ایمان
بالاتفاق سب نے کہا کہ قبول ہی نقابدار نے ہاتھ اپنا روکا اور پناہ دی امراے شہر
دست بستہ حاضر ہوے نقابدار نے کلمہ پڑھا کر سب کو مسلمان کیا اب فرمایا کہ عرفان
شاہ کو لاؤ داروغہ زندان عرفان شاہ کو سامنے نقابدار کے لایا اس حیثیت سے

کہ ہاتھون مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان گلے مین طوق نقابدار نے عرفان شاہ کی تعظیم کی اور دنگل بیٹھنے کو عنایت فرمایا آہنگرون کو طلب کرکے قید دور کرائی عرفان شاہ حیران ہے کہ یہ معرکہ کیا ہے نقابدار نے فرمایا کہ اے عرفان شاہ مین نے تمھارے بھائی کو قتل کیا اب تخت وتاج تمھارا موجود ہے مگر تمکو چاہیے کہ مذہب باطل کو ترک کرو اور دین خدا پرستی اختیار کرو عرفان شاہ بندۂ احسان تو ہوہی چکا تھا عرض کی کہ پہلے مجھپر حقیقت مذہب اسلام کی ■ ربطلان دین بتکوان پرستی کے دلائل بیان فرمایئے تو پھر مجھے کوئی عذر نہ ہوگا یہ سنکر نقابدار نے کچھ کلمات وجود ذات باری تعالی مین ایسے بیان کیے کہ زنگ کفر دل سے عرفان شاہ کے دور ہوا اور بہ اخلاص صدق مسلمان ہوا اب نقابدار نے اسکو غسل کرایا لباس نفیس پہنوا کر اپنے ہاتھ سے بازو پکڑ کر تخت پہ بٹھایا تاج اسکے سر پر رکھا عرفان شاہ نے عرض کی کہ اے نقابدار دو حسرتین میرے دل مین ہین ایک تو یہ کہ میرا فرزند مجھے ملے اور دوسری تمنا آپ کے دیدار فیض آثار کی ہے نقابدار سرخ پوش نے فرمایا کہ خدا ان دونون حسرتون کو بھی نکال دیگا مگر ابھی اسکا وقت نہین ہے مین اتنا وعدہ کیے لیتا ہون کہ وہ زمانہ زیادہ دور بھی نہین ہے بہت قریب ہے عرفان شاہ نے کہا کہ یہ کیونکر ممکن ہو نقابدار سرخ پوش نے فرمایا کہ جس روز تیرا فرزند مجھے ملیگا اُسی روز مین بھی صورت دکھاؤنگا اسلیے کہ مین کیا کرونگا جب تجھے صورت دکھاؤن جب تیرا کام مجھسے نہو سکا مگر مجبور ہون کہ فتاح اُس طلسم کا اور شخص ہے جسمین فرزند تیرا قید ہوگیا ہے مگر اب زمانہ فتح طلسم کا قریب ہے سال کے اندر تیرا فرزند تجھے ملیگا عرفان شاہ خاموش ہو رہا اور رعب نقابدار سے کچھ نہ کہہ سکا اب نقابدار نے بتخانے منہدم کراے مسجدون کی بنا ڈالی سکہ بادشاہ لشکر اسلام کے نام کا جاری کیا اور آپ عرفان شاہ سے رخصت ہوکر روانۂ صحرا ہوا باقی حال آئندہ اب

چند کلمہ داستان شوکت بیان دُرِ دریاے فتوت وبخم سپہر صولت اسد بن کرب ولادر کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت اسد غازی بادشاہ لشکر اسلام سے رخصت ہوکر چلے ہین تو تینون فرزند اُنکے ہمراہ تھے طی مراحل وقطع منازل کرتے ہوے چلے جاتے ہین راہ مین ایک مقام پہ دیکھا کہ ایک میل آہنی نصب ہے اسد نے اُس میل پر زور کیا اور اُسے اُکھیڑ ڈالا میل کا اُکھڑنا تھا کہ ایک غار نمودار ہوا اسد غازی جھک کر اُس غار کو دیکھنے لگے یکایک اُس غار سے ایک اژدر آتش فشان پیدا ہوا اور اُسنے دم کشی کی کہ اسد غازی دہن اژدر مین سما گئے اژدر غائب ہوگیا اور زمین برابر ہوگئی فرزند اسد کے رونے لگے اور خاک اُڑانے لگے غضنفر بن اسد نے گریہ کو ضبط کرکے تامل اور غور کرنا شروع کیا کہ یہ معاملہ کیا تھا

اگر یہ دراصل اژدر ہوتا تو زمین کے برابر ہو جانے کی کیا وجہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی سحر کا
کارخانہ ہے لیکن حیران ہیں کہ کیا کریں اُسی فکر میں تھے کہ یکایک دیکھا جس مقام پر اسد
غازی نے میل کو پھینکا تھا وہاں وہ میل خود بخود نصب ہو گیا اسد ثانی نے دوبارہ
اُس میل کو زور کر کے اُکھیڑا اور علحدہ پھینک دیا دیکھا کہ پھر ایک غار پیدا ہو گیا اور اسد ثانی
جھک کر دیکھنے لگے تو پھر صورتِ اژدر نظر آئی اور اُسنے دم کشی کی اسد ثانی وہیں
اژدر میں جا رہے اور زمین برابر ہو گئی یہ معرکہ دیکھکر معروف بن اسد اور غضنفر
بن اسد نہایت پریشان ہوئے اور رونے لگے کہ افسوس باپ اور بھائی دونوں سے
فرقت ہوئی اب جو آنسو پونچھکر دیکھا تو پھر میل کو نصب پایا اب کی مرتبہ غضنفر بن اسد نے
اُس میل کو اُکھاڑا یہ بھی وہیں اژدر میں جا رہے اور معروف بن اسد رو کر رہگیا
زمین برابر ہو گئی مہتر ضرغام شیردل نے معروف بن اسد سے کہا کہ اب آپ
یہیں بیٹھیے اب کی مرتبہ میں اس میل کو اُکھاڑونگا معروف بن اسد نے کہا کہ
دو بھائی اور ایک باپ تو جا چکے اب مجھے زندگی اپنی تلخ معلوم ہوتی ہے بہتر یہ ہے
کہ مجھ کو میرے باپ سے ملحق ہونے دو ضرغام نے نہ مانا اور قریب اُس میل کے آکر
زور کیا تو میل نے اپنے مقام سے جنبش بھی نہ کی اور ایک آواز پیدا ہوئی کہ جا تیری
تلاش ہمیں نہیں ہے جن لوگوں کی فکر تھی وہ ہمارے قبضہ میں آگئے زیادہ کوشش کریگا
تو خراب ہو گا ضرغام شیردل اِدھر اُدھر پلٹ کر دیکھنے لگا کہ یہ آواز کہاں سے آئی جس وقت
کوئی نظر نہ آیا پھر ضرغام نے میل پر زور کیا پھر آواز پیدا ہوئی کہ عبث تو جان کھپی کرتا ہے
کہتے ہیں کہ چلا جا تیری تلاش نہیں ہے مگر تو نہیں مانتا دیکھ پچھتائیگا یہ کہکر ضرغام شیردل نے
بہت سی گالیاں دیں اور کہا کہ یا ہمارے آقا کو چھوڑ دے اور یا ہمیں بھی اُنکے پاس
بُلا لے تو کون بلا ہے جو سامنے نہیں آتی یہ کہکر پھر زور کیا کہ میل اپنی جگہ سے اُکھڑا
اور پانی غار سے اُبلنے لگا اژدر وغیرہ کوئی نظر نہ آیا یہ معرکہ دیکھکر ضرغام شیردل نے
معروف بن اسد سے کہا کہ یہ بھی کوئی طوفان سحر ہے اور سیلاب بلا ہے اس سے
کنارہ بہتر ہے اگر زندہ بچے تو اپنے آقا کے چھڑانے کی کوشش کرینگے اور اگر گرفتار ہو گئے
تو کیا حاصل معروف بن اسد نے کہا کہ میں تو نہ جاؤنگا چاہے کوئی آفت کیوں نہ ہو
ہر چند ضرغام شیردل نے سمجھایا معروف بن اسد نے نہ مانا اب جس وقت وہ
پانی بڑھنے لگا اور لشکر کی طرف چلا تو عجب ہلچل مچ گئی لوگ بھاگنے لگے
معروف بن اسد اور ضرغام شیردل درختوں پر چڑھ گئے تھے اُدھر تمام لشکر اسد
غازی اور اسد ثانی اور غضنفر و معروف بن اسد کا صحرا میں منتشر ہونے لگا
جس کسی طرف بھاگے جاتے ہیں جیسی کسی طرف راہی ہو گئے ہیں مال و اسباب جو
اُٹھا سکے قابل تھا وہ اُٹھا لیا ہے جو باقی رہ گیا وہ ڈوب رہا ہے بارگاہ بھی اُس
سیلاب بلا میں مانند حبابوں کے معلوم ہوتی ہیں صرف تھے خیموں کے نظر آ رہے ہیں

فنا مین غرق آب ہو گئی ہین گھوڑے ظفا مین تیر رہے ہین عجب قیامت برپا ہو اب دیکھا ضرغام شیر دل نے کہ تمام صحرا مین سوا پانی کے کچھ نظر نہین آتا اور ایک نہنگ سیاہ رنگ ہر چہار طرف دوڑتا پھرتا ہو اور لوگون کو نگل رہا ہو ساتھ ساتھ اُسکے اور بھی بہت سے نہنگ ہین وہ بھی لوگون کو نگل رہے ہین اور ہر چہار طرف شور فریاد و فغان بلند ہو لوگ دست بدعا ہین کہ خداوندا اس ورطۂ بلا سے ہمین نجات دے معروف بن اسد درخت بلند پر ہونے کے سبب سے محفوظ تھا اور اہل لشکر بھی جسقدر درختون پر چڑھ گئے تھے وہ ابھی تک محفوظ تھے باقی لوگ سب غرق ہو گئے اور لقمۂ دہان نہنگ ہو گئے تھے معروف بن اسد چشم حسرت سے اپنے ملازمون کو غرق ہوتے دیکھ رہا تھا اور دعا کر رہا تھا کہ اے دادرس ہماری داد کو پہونچ اور اس طوفان سے نجات دے ضرغام شیر دل اپنے دل مین کہتا ہو کہ مین نے کیون اُس ریشل کو اکھاڑا جو یہ آفت ہوئی یہ بھی دست بدعا تھا کہ اے کس بیکسان واے دادرس فریادیان ہماری فریاد کو پہونچ اب جو نظر صحرا کی طرف جاتی ہو تو دیکھا کہ ایک نقابدار سُرخ پوش بھی غرق ہو رہا ہو مگر گھوڑا اُسکا پیرتا ہوا چلا آتا ہو دیکھا ضرغام شیر دل نے کہ نہنگ نقابدار کی طرف جھپٹے معروف بن اسد سے کہا کہ دیکھیے حضور یہ نقابدار نہین معلوم کہانسے آکر اس بلا مین گرفتار ہوا معلوم ہوتا ہو کہ یہ ہمارے دوستون مین سے ہو خدا اسکو بھی بچاے اور ہمین بھی اس آفت سے نجات دے ضرغام ہنوز یہ دعا کر رہے تھے کہ نہنگ قریب پہونچ گیا اور نقابدار کو مع مرکب نگل گیا اب وہانسے پلٹ کر اُس درخت کی طرف چلا جس پر ضرغام و معروف بیٹھے ہوے تھے ضرغام شیر دل اور معروف بن اسد نے نقابدار کے لیے بہت افسوس کیا اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ یقین ہو انجام ہمارا بھی یہی ہوگا یہی کہ رہے تھے کہ دیکھا وہ نہنگ زیر درخت آگیا اور پانی بلند ہونے لگا جو جو پانی بلند ہوتا جاتا تھا ضرغام و معروف کو اپنی زندگی سے بھی یاس ہوتا جاتا تھا اور درخت کی بلند شاخون پر چڑھتے جاتے تھے یہانتک کہ پھننگ تک پہونچ گئے اب کہان جائین پانی بلند ہوتے ہوتے پھننگ تک پہونچ گیا اور نہنگ نے ضرغام شیر دل کو بھی نگل لیا اب چاہتا ہو کہ معروف بن اسد کو بھی نگل جاے کہ جانب صحرا سے نعرۂ شیرانہ ہوا اور ایک آواز آئی کہ باش او قرمساق مین آپہونچا خبردار و ہوشیار باشید کہ منم نقابدار ابلق سوار سے گذاریم کہ از دست من زندہ و سلامت ہو رہی نظر جو معروف بن اسد کی پڑی دیکھا کہ ایک نقابدار مرکب ابلق پر سوار تا بکمر لباس سُرخ پہنے ہوے اور تا بہ گلو کمر سے لیکر سبز پوشاک پہنے ہوے خود الماس سر پر مانند آفتاب کے ضو دیتا ہوا تیغ برہنہ ہاتھ مین جسوقت چمک تیغ کی پانی مین پڑتی ہو پانی خشک ہو جاتا ہو اور راہ دیتا ہو نقابدار گھوڑا دوڑاے چلا آتا ہو دیکھتے ہی وہ نہنگ جو معروف بن اسد پر

سنے گزر رہا تھا وہ پھر پلٹ کر جانب نقابدار چلا معروف بن اسد نے دعا کی کہ خداوندا
بچانا اس نقابدار کو کہ یہ مرد مسلمان معلوم ہوتا ہی مگر حیرت معروف بن اسد کو یہ ہی کہ پانی
اسکو جگہ دیتا جاتا ہی یہانتک کہ نقابدار سامنے آپہونچا اور نہنگ بھی جھپٹ کر سامنے پہونچا
دہن اپنا مانند غار کے کھولکر چاہا کہ نقابدار کو نگل جاوٗن نقابدار نے ہاتھ کو گن دیا
اور تلوار چمکائی عکس جو تلوار کا نہنگ پہ پڑا دیکھا کہ ہیئت بدل گئی نہنگ بصورت
انسان ہوگیا اور زمین پہ ہاتھ پاؤن مارنے لگا بس نقابدار نے وہی تلوار سر پہ ماری
کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے نہنگ کے مرتے ہی ایک آندھی چلی خاک اُڑی پانی وغیرہ
سب غائب ہوگیا دیر تک آتش باری برف باری ہوا کی لیکن اُس تاریکی مین سوا
خود پر تاب نقابدار کے اور تیغۂ آبدار کے کوئی چیز نظر نہ آتی تھی یہی دو چیزین یعنی
خود مانند ماہتاب کے اور تلوار مانند ستارۂ دنبالہ دار کے ضو دکھارہی تھین جس سے
معلوم ہوتا تھا کہ نقابدار فلان مقام پہ ہی جس وقت لاش اس ساحر کی سرد ہوگئی اور
روح نجس اُسکے جسم سے نکل کر راہی دوزخ ہوئی تو ایک آواز پیدا ہوئی کہ کُشتی
مرا نام من سیلاب جادو بود حیف مردیم وجان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم اب جو
تاریکی برطرف ہوئی تو دیکھا کہ زمین پہ پانی کی تری تک نہین اور وہ میل جو زمین پہ نصب تھا
وہ بھی ندارد بجائے میل ایک تیغ چوبی پڑی ہوئی ہی جس پہ لیپے سیندور کے
دیے ہوئے ہین اور ایک جانب ایک حجرہ بنا ہوا ہی اور حجرے سے اُس میل تک
ایک نالی پتلی سی بنی ہوئی ہی دروازہ حجرے کا بند ہی اور لاش ایک جادوگر کی
پڑی ہوئی ہی کہ چہرہ اُسکا مانند تابۂ آہن کے سیاہ ہی سن کوئی سات سو برس کا ہی
معروف بن اسد کو نقابدار کے سامنے درخت سے اُترتے ہوئے شرم آئی
اور یہ خیال ہوا کہ نقابدار ہنسے گا یہ اللہ پتون کی آڑ مین چھپنے لگے نقابدار نے
جاکر دروازہ اُس حجرے کا کھولا اور اسد دلاور و ضرغام شیر دل و اسد ثانی
و غضنفر بن اسد و نقابدار سُرخ پوش کو رہا کیا معروف بن اسد بھی
نقابدار کی نگاہ بچا کر درخت کے نیچے اُترے اور جاکر اپنے باپ سے ملے
اور نقابدار کی نہایت تعریف کی اب جو دیکھا تو اُسی میدان مین لشکر کے لوگ بھی
موجود ہین مگر متفرق ہوگئے ہین اور لشکر نقابدار بھی نمودار ہوا دیکھا اسد
غازی نے کہ تمام فوج بھی دوہرے رنگ کا لباس پہنے ہی اور مرکب بھی سوائے
ابلق کے دوسرے رنگ کے نہین ہین پوشاکین سب کی نصف سبز اور نصف
سُرخ ہین بارگاہ بھی ہمراہ ہی لیکن اسکا حال ابھی معلوم نہین کیونکہ ابراہ پیدا ہی لدی
ہوئی ہی اب نقابدار اسد دلاور کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ ہر چند سن مین
آپ مجھسے بڑے ہین اور نظر کردۂ امیر عرب ہین مگر افسوس کی بات ہی کہ آپنے
بھی آپس کے جھگڑون کا کوئی معقول فیصلہ نہ کیا اور اپنی صف کے لوگون کا ہمیشہ جھگڑا

کرتے رہے اور امیر ثانی نے تو ایسی صاحبقرانی کی اور اسقدر انصاف سے کام لیا کہ تعریف مین انکی
زبان قاصر ہی خیر گذشتہ را صلوٰۃ اور آیندہ را احتیاط ہر شخص اپنی طبیعت کا مالک ہی جسنے جو کچھ کیا
وہ بہت اچھا کیا ہمین دوسرون سے کام نہین مگر اسوقت تباہی اولاد امیر کی نہین دیکھی جاتی مین
آپ کو ایک پیغام دیتا ہون وہ بدیع الملک سے کہدیجیے گا اور اپنے طور پر بھی سمجھا دیجیے گا وہ یہ ہی
کہ افسوس تمنے کچھ اپنے عزیزون کا خیال نہ کیا اور انکی خبر بھی نہ لی کہ وہ کس بلا مین مبتلا ہوے
اور ان پر کیا گذری نقابدار یہ باتین کرتے جاتے تھے اور آنکھون سے آنسو جاری تھے یہانتک
کہ نقاب آنسوؤن سے تر ہو گئی تھی ہچکیان نقابدار کی بندھ گئی تھین یہ لوگ بھی اسقدر متاثر ہوے
کہ بے اختیار رونے لگے اور دل بیتاب ہو گئے اب نقابدار ابلق سوار نقابدار سرخ پوش کی طرف
متوجہ ہوے اور کہا تم بھی سن لو اور خوب یاد رکھو کہ جہان کہین ان آوارہ وطنون سے اور تمسے
ملاقات ہو جاے تو میرا سلام کہنا اور کہدینا کہ آپس کا نفاق اچھا نہین صاحبقرانی کیا چیز ہی جسکے
واسطے تمنے بدیع الملک سے علحدگی اختیار کی اور اپنے کو تباہ کیا تمکو چاہیے تھا کہ بدیع الملک سے علحدہ
نہ ہوتے اور لشکر ہی مین رہتے مگر ہر وقت اس طرح سینہ سپر ہوتے اور موقع محل پر وہ زور دکھاتے
کہ بدیع الملک نام کو صاحبقران رہجاتے خالی نام صاحبقرانی اختیار کر لینے سے کچھ نہین ہوتا وہ نام
لے گئے تھے تمنے کام صاحبقرانی کا کیا ہوتا تمام عالم خود ہی دیکھ لیتا نقابدار ابلق سوار نے کچھ ایسی معقول باتین
سچے کے ساتھ کہین کہ اسد ایسے حاضر جواب نے گردن نیچی کر لی اور نقابدار سرخ پوش نے بھی
دم نہ مارا المختصر نقابدار ابلق سوار یہ کہکر رخصت ہوا کہ انشاء اللہ فرصت ہوئی تو وقتاً فوقتاً مجھسے
ملاقات ہوگی اور اگر یہ آپس کا جھگڑا یون نہ طے ہوا تو مین خود آکر اس جھگڑے کو فیصل کرونگا اسد نے
پوچھا کہ اپنے نام نامی و اسم گرامی سے تو آگاہ فرمایے کہا نام تو میرا شکل سے ظاہر ہوگا اور ابھی وقت اسکا نہین
لیکن آپ کی تسکین کے واسطے اتنا کہے دیتا ہون کہ مین بھی یگانہ ہون بیگانہ نہین ہون اور آپ ہی
مین سے ہون اسد غازی نے فرمایا کہ اے نقابدار بہادر اسوقت آپ ہمارے محسن ہین کہ ہمین
اس بلا سے نجات دی ہی اسوجہ سے ہم سرنگون و رہین احسان ہین کچھ کہ نہین سکتے نقابدار
نے فرمایا کہ آپکو قسم ہی سر بدیع الملک کی کہ ضرور فرمایے اور لحاظ نہ کیجیے گا ورنہ مجھے ملال ہوگا
اسد نے کہا حمزۂ صاحبقران اول کے زمانے سے لیکر اسوقت تک اکثر اولاد امیر کی نقابدار
بنکر آئی اور جو آیا وہ مدعی صاحبقرانی ہوا مگر سوا حمزۂ ثانی کے صاحبقرانی کسی کو نہ ملی اور ہر ایک
زیر ہو کر مطیع ہوا نقابدار اس طعن کو سمجھے کہ یہ مجھ پر آوازہ ہی کہا اے اسد غازی یہ سچ ہی مگر
یہ ضرورت نہین ہی کہ مین بھی مثل انھین کے ہون مین بدیع الملک سے زیادہ استحقاق رکھتا ہون
اور اگر مین موجود ہوتا اور مجھے خواہش صاحبقرانی ہوتی تو ممکن نہ تھا کہ بدیع الملک صاحبقران
ہو جاتے مگر مجھے خود بھی خواہش صاحبقرانی نہین ہی میرا ملک مجھے زندگی بسر کرنے کو بہت ہی اگر آپکو
بدیع الملک کی قوت کا اندازہ ہو تو مین بھی اپنے زور کا اندازہ کرا دون یہ فرما کر گرز اپنا اسد
غازی کے سامنے بڑھا دیا اور کہا کہ دیکھیے لنگر اسد نے گرز ہاتھ مین لیا اگر اسد غازی نظر کردہ
نہ ہوتے تو یقین ہی کہ گرز نہ سنبھال سکتے اسد نے اس گرز کو تول کر نقابدار کی صورت دیکھی اور

اور کہا واقع مین زور و طاقت کا آپکی اندازہ ہو گیا ضرور آپ مین زور صاحبقرانی ہے بعد اسکے وہ گرز نقابدار
سُرخ پوش نے لیا انکو بھی حیرت ہو گئی جلدی سے نقابدار ابلق سوار کے سپرد کیا اور کہا یہ گرز باندھنا آپ ہی کا
کام ہے نقابدار نے کہا بس اب مین جاتا ہون آپ میرا پیام ضرور بدیع الملک سے کہیے گا اسد دلاور نے
کہا انشاء اللہ نقابدار ابلق سوار نے مرکب کو اشارہ کیا اور جانب صحرا روانہ ہوا نقابدار سرخ پوش بھی ساتھ
ساتھ نقابدار کے چلا نقابدار ابلق سوار نے پلٹ کر دیکھا کہ نقابدار سُرخ پوش ساتھ ساتھ چلا آتا ہے پوچھا
کہ اب تم کیون میرے ساتھ آتے ہو نقابدار نے فرمایا کہ میرا دل نہین چاہتا کہ ساتھ آپ کا چھوڑون
نقابدار نے کہا کہ آپ میرے ساتھ نہ آئین بلکہ نقابداران قاف کو تلاش کیجیے اور انکو پیغام میرا پہونچا دیجیے
نقابدار سُرخ پوش نے کہا کہ مین تو آپ کے کام کو جاتا ہون اور پیام آپ کا پہونچاتا ہون لیکن ایک کام
میرا ہے اُسے آپ انجام دین فرمایا وہ بیان کرو نقابدار سُرخ پوش نے کہا کہ یہانسے قریب ایک شہر عرفانیہ
وہان کا بادشاہ قید ہو گیا تھا مین نے اُسکے بھائی کو جا کر مارا اور عرفان شاہ کو قید سے رہا کر کے تخت پر
بٹھایا اور مسلمان کیا اُسکا بیٹا طلسم گنبد بے در مین قید ہو گیا ہے امیدوار ہون کہ آپ اِس طلسم کو فتح کر کے
اُسکے فرزند کو چھڑا کر اُسکے باپ کے حوالے کیجیے کہ وارث تخت و تاج ہے سوا اُسکے کوئی نہین ہے ورنہ
بعدِ عرفان شاہ چراغ اُسکی سلطنت کا گل ہو جائیگا مین آپ کو تکلیف نہ دیتا مگر مجبور یاس سے ہون کہ فتح
اس طلسم کے آپ ہی کا ہے مین نہین ہون اور ایک کار خیر ہے اسکا احسان مجھپر ہوگا نقابدار ابلق سوار نے کہا
کہ در اصل مین اِس نواح مین اسی غرض سے آیا تھا کہ اِس طلسم کو توڑون لوح اُسکی حاصل کر چکا ہون
مگر یہان پہونچکر آپ لوگون کو مبتلاے بلا دیکھکر اسطرف چلا آیا کہ پہلے اِس مرحلے سے فراغ حاصل کر لون
تو بعد اُسکے دیکھا جائیگا اس طلسم کو فتح کرونگا آپ پر احسان نہین ہے یہ کہکر نقابدار ابلق سوار تو جانب
طلسم گنبد بے در روانہ ہوئے اور نقابدار سُرخ پوش بتلاش نقابداران قاف چلے اور شاہزادہ
اسد دلاور جانب دریاے نسیان متوجہ ہوئے اب نقابداران کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور

احوال اسد غازی کا بیان کیا جاتا ہے

کہ یہ بھی مراحل و قطع منازل کرتے چلے جاتے ہین ہر مقام پر آیندو روند سے پتہ دریاے نسیان کا
پوچھتے جاتے ہین جاتے جاتے ایک مقام پر پہونچے کہ وہان دو راہین تھین تامل ہوا کہ نہین معلوم ایک راہ
کس طرف گئی ہے اور دوسری راہ کہان گئی ہے اتنے مین کچھ لوگ ایک جانب سے آتے ہوئے دکھائی
دیے اُنسے پوچھا کہ یہ راہین کس طرف گئی ہین اُن لوگون نے بیان کیا کہ یہ دونون راہین دریاے
نسیان کی اور ملک سبز بہ شیردل کی ہین مگر ایک راہ جو دس روز کی ہے وہ آسان اور صاف ہے
اور ایک راہ چار دن کی ہے مگر اسمین چار آفتین بھی پیش آتی ہین کہ اُنسے بچے تو وہانتک پہونچے
اسد غازی نے کہا کہ وہ آفتین کیا ہین اُن لوگون نے بیان کیا کہ پہلی منزل مین تو ایک کوہ ملیگا
کہ وہان ایک دیو رہتا ہے اور جو شخص اُسطرف گذرتا ہے وہ اُسے کھا لیتا ہے دیو ہومان اُسکا
نام ہے سنتے ہین کہ وہ دیو نہایت زبردست ہے خداوند اکوان شاہ نے اُسکو بزور سحر گرفتار کیا وہ اسطرف
نکل آیا تھا اور بندگان خدا کو اذیت پہونچاتا تھا خداوند نے اُسکی آنکھون کو طلسم بند کر دیا ہے کہ اُس
صحرا کی حد سے زیادہ اُسکو نظر نہین آتا ہے گویا وہ اُس صحرا مین مقید ہے بس اسی صحرا کی سرحد بھر مین

جو جانور پیدا ہوتے ہیں اور آجاتے ہیں وہی خوراک اُس دیو کی ہیں اسد دلاور نے فرمایا دوسری منزل کا حال کہو اُن لوگوں نے کہا دوسری منزل میں ایک اژدہا رہتا ہی جسوقت وہ غار سے نکلتا ہی اور دم کشی کرتا ہی تو کوس کوس بھر کے چرند کھنچ کر اُسکے پیٹ میں چلے جاتے ہیں بڑے بڑے پتھروں کا بھی نشان باقی نہیں رہتا ہی اور جب وہ پیٹ اپنا بھر کر قلابہ آتشین چھوڑتا ہی تو اُسی قدر فاصلے تک زمین سیاہ ہو جاتی ہی درخت جل جاتے ہیں اُسکے بعد وہ غار میں چلا جاتا ہی اسد غازی نے فرمایا کہ یہ بڑا بلا ہی خیر پروردگار عالم بچانے والا ہی تیسری منزل کا حال کہو اُن لوگوں نے بیان کیا کہ تیسری منزل میں قزاقوں کا عمل ہی چالیس ہزار قزاق رہتے ہیں افسر اُنکا نہایت قوی ہی گویندہ اُنکے ہر چہار طرف بیٹھے رہتے ہیں جسوقت کوئی قافلہ قرب و جوار سے ہو کر گذرتا ہی وہ آکر خبر دیتے ہیں یہ قزاق جا کر ان لوگوں کو لوٹ لیتا ہی اسد غازی نے فرمایا کہ جب وہ تیسری منزل میں ہی اور دو منزلیں اُس سے پیشتر ایسی سخت ہیں جنسے انسان بچ نہیں سکتا تو قافلہ وہاں تک کس راستے سے پہونچتا ہو گا اُن لوگوں نے بیان کیا کہ یہ دو منزلیں صحرا میں واقع ہیں اور اُنکی بھی ایک راہ ہی اور وہ منزل جہاں قزاق رہتا ہی اُسکے کئی راستے ہیں ایک ملک آذر بہ شیر دل کی طرف سے ہی اور ایک دریائے نسیان کی جانب گیا ہی اور ایک راہ یہ بھی ہی جسطرف یہ دو منزلیں ہیں اسد نے کہا چوتھی منزل کا حال کہو اُن لوگوں نے کہا کہ چوتھی منزل نہایت سخت ہی وہاں وہ بلا ہی جو ان سب سے زیادہ ہی وہ یہ کہ تمام صحرا میں شیر ہی شیر ہیں اور ایک شیر اُن سب کا افسر ہی جو نہایت زبردست ہی ادھر اُن شیروں نے بو کسی ذی حیات کی پائی اور چلے اگر ایک ہو تو وہ شیر جو سب سے بڑا اور یک رنگ سیاہ ہی وہ آکر شکار کرتا ہی اور تھوڑا سا گوشت کھا کر ہٹ جاتا ہی باقی اور شیر حصہ بانٹ کر کے کھا جاتے ہیں اور اگر زیادہ لوگ ہوے تو پیر قافلہ کو وہ شیر شکار کر لیتا ہی اور لوگوں کو اور شیر شکار کر کے کھا جاتے ہیں اسد غازی کا فرمایا کہ جب وہ مقام مشہور ہی تو قافلے اُسطرف کیوں آتے ہیں اُن لوگوں نے بیان کیا کہ یہ منزل قزاقان کے بعد واقع ہی جسوقت قافلہ دور نکل جاتا ہی اور قزاق تعاقب کرتے ہیں تو اہل قافلہ اکثر بھٹک کر منزل شیران میں آنکلتے ہیں اور یہاں پہونچکر ہلاک ہوتے ہیں اسد غازی نے یہ سُنکر یہ شعر ورد زبان کیا شعر ؎ مگس ہرگز نماند عنکبوت ؂ رزق را روزی رسان پر میدہد ؂ یہ شعر پڑھکر فرمایا کہ اسی طرف جاؤنگا اور ان بلاؤں کو دفع کرونگا کیونکہ صدہا بندگان خدا ہلاک ہوتے ہیں اُن لوگوں نے ہر چند منع کیا اور کہا کہ دیدہ و دانستہ ایسی آفت میں نہ پھنسنا چاہیے فرمایا کچھ پروا نہیں خداوند کریم نے اگر حیات میری اسیقدر معین کی ہی اور نوشتہ قسمت یہی ہی کہ میں ان ہر چہار منزل میں سے کسی منزل میں ہلاک ہوں تو بچ نہیں سکتا قضا گھیر کر بیجائیگی اور اگر ابھی زمانہ حیات مستعار کا ختم نہیں ہوا ہی تو انشاء اللہ بقوت پروردگار راستے کو اُن بلاؤں سے پاک کرونگا یہ فرما کر باگ گھوڑے کی لی تینوں فرزند ساتھ ساتھ ہیں پُشت پر فوج ہی بے خوف و خطر چلے جاتے ہیں کہ یکایک سامنے کچھ ہرن دکھائی دیے اسد غازی نے اُن آہوؤں کے پیچھے گھوڑا ڈالا آہو بھاگے سب آہو تو تتر بتر ہو گئے لیکن ایک آہو سیاہ رنگ بھاگتا چلا گیا اور اسد غازی اُسکے پیچھے پیچھے دور نکل گئے تینوں فرزندوں کا ساتھ بھی چھوٹ گیا کیونکہ اُنھوں نے ایک ایک آہو صید کیا اور یہ اُسکو ذبح کرنے میں رہے اسد دلاور دور نکل گئے چلتے چلتے قریب ایک کوہ کے پہونچکر اُنھوں نے تیر مارا

آہو کے پچھلے پٹھے پر پڑا اور گردن کو توڑ کر نکل گیا وہ گو وہ دراصل گوہ نہ تھی بلکہ دیو پڑا سو رہا تھا تیر آہو کو
توڑ کر اس دیو کے مقام مخصوص پر پڑا اور پورا تیر در آیا ادھر تو آہو گرا ادھر دیو تڑپ کر اٹھا کہ یہ کیا شے ہے
جو گوشت کے اندر اتر گئی نظر دیو کی جو اسد پر پڑی کہا او مردم سیاہ سر سفید دندان آج بعد مدت تو نظر
آیا گوشت تیرا نہایت خوش ذائقہ ہوتا ہے آ میرے منہ میں کود پڑ کہ دانت ڈاڑھ تیرے منہ لگے اور
مجھے پلپلا پلپلا کر کھا جاؤں اسد غازی نے آواز دی کہ میں لقمۂ سخت ہوں آگاہ ہو جا کہ قضا تیری
سر پر پہونچی اور پیمانۂ عمر لبریز ہوا بس یا تو مذہب مسلمانان اختیار کر اور آدم خواری سے توبہ کر ورنہ میرے
ہاتھ سے مارا جائیگا اور جن درندوں کو تو نے کھایا ہے اب ویسے ہی درندے تیرا گوشت کھائینگے اور یہ جو یہاں اس صحرا میں
ہو گیریں آئندہ درندگی کھایا کریں گی اپنے تن و توش پر مغرور نہ ہو شیر پاؤں تھراتے تھے جنکے سامنے
جاتے ہوئے تو کاسۂ سر انکے دیکھے منہ کرین کھاتے ہیں یہ سنکر دیو نہایت برہم ہوا اور کہا کہ تو بڑا چرب
زبان معلوم ہوتا ہے میں تیرے فریب و فتن میں آنے والا نہیں ہوں ضرور تجھکو کھاؤنگا یہ کہکر ہاتھ بڑھا کر چاہا
کہ اسد کو اٹھا کر منہ میں رکھ لوں اسد غازی نے جیسے ہی دیکھا کہ ہاتھ اسکا قریب پہونچا ہے ایک تلوار ماری
کہ پانچون انگلیاں اسکی قلم ہوئیں اور زمین پر گر کر مثل ماہی بے آب کے تڑپنے لگیں اب تو دیو گھبرایا اور
دوسرے ہاتھ سے دار شمشاد اٹھا کر اسد پر وار کیا اسد غازی نے پیترا بدل کر وار اسکا خالی دیا وار
زمین پر گری گرد اڑی دیو ہومان پکارا کہ افسوس او آدم زاد گوشت تیرا کڑوا ہو گیا اور لطف باقی نہ رہا
اسد غازی نے جست کر کے ایک ہاتھ مارا تلوار گردن تک نہ پہونچ سکی کہ قد اسکا نہایت دراز تھا لیکن جس
ہاتھ میں دار تھی وہ بھی قلم ہوا جسوقت دیو کے ہاتھ بیکار ہو گئے یہ جھکا اور چاہا کہ شاخون پر اٹھا لوں
بس جیسے ہی یہ اپنے زور میں آگے بڑھا اسد نے پیترا بدل کے خالی دیا اور پہلو پر آ کر تلوار بیاض گردن پر
لگائی کہ سر دیو کا قلم ہوا لاش پھڑکنے لگی اتنے میں معروف بن اسد اور اسد ثانی اور غضنفر بن
اسد بھی آگئے یہان دیکھا کہ تلوار سے اسد غازی کی خون ٹپک رہا ہے اور دیو زمین پر پڑا ہوا ہے تمام
تعریف کی اور کہا کہ اس ضعیفی میں جو ہمت و جرأت آپ کی ہے ہم لوگون کو شباب میں نصیب نہ ہوئی اسد
یہ سنکر رونے لگے اور فرمایا کہ افسوس دیکھنے والے ہماری جرأت و ہمت کے باقی نہ رہے کہ ہمنے اپنے
زمانۂ شباب میں کیا کیا کام کیے معروف بن اسد نے کہا کہ پھر اسکا کیا تعجب ہے اسواسطے کہ آپ
نظر کردہ شیر یزدان ہیں ہمیں یہ مرتبہ کہاں حاصل ہے ہم جرأت و ہمت کس بل پر کریں اسد غازی
نے فرمایا کہ اے فرزند ضرغام شیر دل موجود ہے اس سے دریافت کر لو کہ جب تک میں نظر کردہ نہوا تھا
اسوقت تک تمسے زیادہ کمزور تھا جسکے جو لوگ میرے تابع تھے اور میری رفاقت میں رہتے تھے وہ بھی
مجھسے شہزور تھے مگر مرتضےٰ کے دلون پر میرے مطیع بنے ہوئے تھے اور اسی زمانے میں جو کام میں کر جاتا تھا
وہ اُنسے نہ ہو سکتا تھا ایرج زمانۂ آفتاب پرستی میں بڑے بڑے ظلم کر رہا تھا اور ہزار ہا خدا پرست
اُسکے ہاتھ سے ہلاک ہوے اور قہرش سا پہلوان جو ہمسر لندھور تھا اُسکو ایرج نے سر میدان
چیر کر پھینک دیا تھا نام سے ایرج کے عالم کانپتا تھا مگر میں نے اُسوقت میں بھی اُسکو عاجز کر دیا تھا
اور بڑے بڑے سردار اسکے جاننے والے نظر کردہ تو بعد کو ہوا ہوں یہ سب باتیں انسان میں قدرتی
ہوتی ہیں اتنے میں لشکر بھی اسد غازی کا آگیا اور ضرغام شیر دل نے قد اس دیو کا ناپا تو سوا سو گز کا تھا

اور دارا اسکی سوا سوزن کی تھی اسد نے شاخین اسکے سر سے کھینچ لین اور دار اسکی اٹھا لے پر لدوا دی کہ شاہزادہ
بدیع الملک کو دکھاؤنگا کیونکہ شاخین اسکی بہت بڑی تھین بعد اسکے آگے روانہ ہوے جاتے جاتے قریب اُس کوہ
کے پہونچے جسکے بعد منزل اژدر پیش آنے والی تھی شام ہو چکی تھی اسد غازی نے فرمایا کہ آج یہین خیمہ بپا
کرو کل دیکھا جائیگا اگر رات بخیر و عافیت گذری تو صبح کو جا کر اُس اژدہے کو بھی مارونگا حسب الحکم بارگاہ
استادہ ہو گئی جو ہرن راستے مین شکار کیے تھے ضرغام شیر دل نے کباب لگاے سبنے ایک جگہ بیٹھکر کھائے
جب سونے کا وقت آیا اپنے اپنے خوابگاہ مین جا کر آرام کیا رات بآسایش بسر کی صبح کو اُٹھکر نماز صبح سے
فراغ حاصل کر کے آگے روانہ ہوے جسوقت کوہ سے گذر کر اُسطرف پہونچے طی مراحل و قطع منازل کرتے
ہوے چلے دیکھا کہ صحرا نہایت سرسبز ہے انکو تعجب ہوا کہ جس مقام پر اژدہا رہتا ہو وہ جگہ کیونکر شاداب ہو سکتی
ہے معلوم ہوتا ہے اُن لوگون نے دھوکا دیا یا اُنھون نے غلط سُنا تھا اور بلا تصدیق مجھسے بیان کر دیا خیر کچھ پروا
نہین ہے یہی کہتے ہوے آگے بڑھے تھے کہ اب کچھ درخت پژمردہ ملنے لگے اسکے بعد کچھ نخل ایسے ملے کہ
بالکل جلے ہوے تھے پتون کا کہین نام و نشان بھی نہ تھا اب اسد غازی کو یقین ہوا کہ بیشک یہی مقام
اُس اژدہے کا ہے اور منزل اژدر یہی ہے پہونچے لشکر کو حکم دیا کہ تم لوگ یہین ٹھہرو مین جا کر اُس موذی کو مارتا ہون
لشکر تو اُتر پڑا لیکن اسد ثانی نے کہا کہ اے پدر بزرگوار اب مجھے جانے دیجیے آپ دیو کو مار چکے اب اژدہا
میرا شکار ہے ورنہ میرا ساتھ رہنا تو فضول ہے اب زمانہ آپ کے آرام اُٹھانے کا ہے اسد غازی نے فرمایا اے فرزند
مجھے اس ضعیفی مین داغ نہ دو اگر دشمن تمھارے ہلاک ہوے تو مین زندہ در گور ہو جاؤنگا تم ابھی ناتجربہ کار
ہو اسد ثانی نے کہا مین تو اب آپ کو نہ جانے دونگا جب اسد غازی نے دیکھا کہ یہ زیادہ اصرار کرتا ہے فرمایا
کہ اچھا خدا حافظ مگر اتنا تو بتاؤ کہ کیونکر اُسے قتل کروگے اسد ثانی نے کہا یہ مین پہلے ہی سوچ چکا ہون کہ
کس ترکیب سے اسکو مارنا چاہیے آپ اطمینان رکھین یہ کہکر رخصت ہوا اسد ثانی تو جانب غار روانہ ہوا
اور اسد دلاور نہایت پریشان کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے اکیلے خیمے مین بیٹھے اور فرزند کے واسطے مصروف دعا ہوے
اب حال اسد ثانی کا سُنیے کہ یہ جاتے جاتے اُس میدان مین پہونچے کہ جہان سوا زمین سیاہ کے سبزہ و درخت کا
نام نشان بھی نہ تھا اب کوئی ڈیڑھ پہر دن چڑھا ہے دھوپ کی تیزی ہے اور وقت اژدہے کے نکلنے کا قریب ہے اُن
مسافرون سے معلوم ہوا تھا کہ وہ اژدہا دوپہر کے وقت غار سے نکلتا ہے شاہزادہ اسد ثانی جلدی جلدی راہ
طے کرتے ہوے چلے جاتے ہین کہ کسی طرح قبل اُسکے نکلنے کے غار تک پہونچ جاؤن اُنھون نے ایک کوتل گھوڑا
اپنے مرکب کے علاوہ ساتھ لے لیا تھا اور ایک نیزہ اُسکی کمر مین آڑا کرکے باندھ دیا تھا یہانتک کہ بعد تھوڑی
دیر کے رہروی کرکے متصل غار پہونچے اور تلوار کھینچکر بالکل آمادہ ہو کر کھڑے ہوے اور وہ گھوڑا جو
ساتھ اپنے لے گئے تھے کچھ سوچ کر نیزہ اُسکی پشت سے کھول کر ہاتھ مین لے لیا اب ایک ہاتھ مین تو تلوار کھنچی
ہوئی ہے اور دوسرے ہاتھ مین نیزہ ہے اور اپنا گھوڑا پیچھے اُس کوتل گھوڑے کے رکھا یکایک وہ اژدہا
غار مین سے نکلنے لگا جیسے ہی دہن اُسنے غار سے باہر کیا اور دیکھا کہ لقمہ سامنے موجود ہے بس دم کشی کی
اور اُس کوتل گھوڑے کو نگل گیا چاہتا ہے کہ پھر مُنہ کھولون اور دم کشی کرون کہ اسد ثانی نے سر پر اُس
اژدہے کے نیزہ مارا کہ تمام نیزہ سر مین ہوتا ہوا زمین مین در آیا اور کوئی ہاتھ بھر ڈانڈا اسکی باہر سر سے
رہ گئی گویا ایک میخ ٹھوک کر اژدر کو زمین مین گاڑ دیا کہ اب نہ مُنہ کھول سکے نہ قلابہ آتشین چھوڑ سکے اور

نہ دم کشی کر سکے اب اژدہے کو تو اسی حالت میں چھوڑا اور آپ گھوڑا اڑا کر اپنے باپ اسد دلاور کی خدمت میں
روانہ ہوئے یہاں اسد غازی پریشان تھا وہ ادھر ٹہلتا تھا کہ سامنے سے اسد ثانی نمودار ہوئے اور
عرض کی کہ تشریف لے چلیے ایک تماشا قابل دید ہے اسد غازی نے فرمایا کہ اژدہے کو مارا اسد ثانی نے
عرض کی کہ مار ڈالنے سے بدتر حالت ہے میں نے اسکو زندہ ایک مقام پر مقید کر دیا ہے یہ سنکر اسد
غازی نہایت حیران ہوئے اور ساتھ ساتھ اسد ثانی کے جانب غار روانہ ہوئے اور حسب اسکے
لشکر بھی چلا اول اسد دلاور مع تینوں فرزندوں کے متصل غار پہونچے دیکھا کہ منہ اژدہے کا زمین میں
جڑا ہوا ہے وہ ہر چند زور کرتا ہے مگر ہل نہیں سکتا یہ دیکھکر اپنے فرزند کو گلے سے لگا لیا اور فرمایا کہ تو مجھسے
زیادہ فطرتی ہے میرے ذہن میں جو ترکیب تھی وہ اس سے جدا تھی مگر زندہ گرفتار کرنے کی
تدبیر اس سے بہتر دوسری نہ تھی اور میرے بھی ذہن میں نہ آئی تھی اب اس کے مار ڈالنے کا جلد
انتظام کرنا چاہیے اسلیے کہ یہ موذی ہے اگر یہ اپنے زور کرکے توڑ ڈالا اور یہ رہا ہوا تو پھر غضب ہو
جائیگا یہ سب کو نگل جائیگا یہ فرما کر ضرغام شیردل سے کہا کہ بارود کی تھیلیاں لا لا کر اس
غار میں ڈالو اور اوپر تک بھردو ضرغام شیردل نے حسب الارشاد اسد غازی تھیلیاں بارود کی
لا لا کر غار میں ڈالنا شروع کر دیں جب غار بارود سے بھر گیا تو اسد غازی نے اپنے فرزندوں سے کہا
کہ بس اب دور ہٹ چلو اور ایک فلیتہ اس بارود میں رکھکر سرا اسکا بہت دور لیے ہوئے چلے گئے
جب اسقدر دور نکل گئے کہ جہاں تک سرنگ اڑنے کا خوف جاتا رہا تو فلیتے میں آگ دے دی
جیسے ہی وہ فلیتہ سلگتا ہوا اس بارود تک پہونچا تمام بارود میں آگ لگ گئی اژدر تو جلکر خاک ہو گیا
اور شعلے کی حرارت سے زمین سیاہ ہو گئی اور جس مقام پر غار تھا وہ طبقہ اڑ گیا ایک تالاب نظر آنے لگا
اژدر کے چیتھڑے اڑ گئے اتنے میں لشکر بھی آ پہونچا آج شب کو اسد دلاور نے اس صحرا میں قیام کیا
اور شکر خدا بجا لایا کہ دو منزلیں طے ہو گئیں اب دو منزلیں اور باقی رہ گئیں شام کو نماز پڑھ کر آرام کیا
صبح کو کوچ کر کے جانب منزل سوم روانہ ہوئے جاتے جاتے قریب تین پہر کے مقام قزاق پر پہونچے
وہاں گوئندوں نے قزاق کو خبر کی کہ ایک قافلہ بہت بڑا آتا ہے قزاق بارہ سو قزاق اپنے ہمراہ لے کر چلا
یہاں دو سو جوان چھانٹکر اپنے ساتھ لے لیے تھے اور صورت اچھی مسافروں کی ایسی بنائی تھی اور
لشکر کو اپنے تعاقب میں پوشیدہ طور سے رکھا تھا جیسے قزاق سامنے آ کر پہونچے اور تلواریں
کھینچ کھینچ کر چلے اسد غازی نے بوق کو دم دیا کہ اے یاران بیائید و بہ بیند بس تیسری آواز
میں پورا لشکر آ گیا اور قزاقوں کو ہر چہار طرف سے گھیر لیا تلوار چلنے لگی قزاقوں نے دیکھا کہ اب
کہیں نجات نظر نہیں آتی امان مانگی اسد غازی نے کہا بشرط ایمان ان سب نے کہا قبول ہے اسد
غازی نے تلوار نیام میں کی ساتھ ہی سب نے تلواریں روک لیں افسر قزاقوں کا پاؤں پر گر پڑا
اور کہا کہ بیشک آپ صاحب اقبال ہیں اسد غازی نے کلمہ تلقین فرمایا یہ سب مسلمان ہوئے اسد
دلاور نے ان سب کو سمجھایا کہ یہ پیشہ بالکل برا ہے اسے ترک کرو ان سب نے قسم کھائی کہ اب ہم کسی کو
کبھی نہ لوٹینگے آج شب کو پھر اسد دلاور نے قیام کیا اور صبح کو کوچ کر کے منزل شیران کی طرف
روانہ ہوئے یہ منزل اس مقام سے قریب تھی جیسے ہی قریب منزل پہونچے سرداروں کو اپنے ساتھ لے لیا

اور تمام لشکر کو پیچھے چھوڑا اُن شیرون نے جو بوستانسان پانی اسد غازی کی طرف چلے بس یہ دیکھتے ہی اسد
دلاور بھی مرکب پر سنبھل بیٹھا اور تلوار نیام سے کھینچ لی جیسے ہی اُس شیر سیاہ رنگ نے آکر حملہ کیا اسد دلاور نے
تلوار ماری کہ اس شیر کے دو ٹکڑے ہوے اور شیر زمین پر گر کر تڑپنے لگا ساتھ والون نے اُن شیرون کو
مارنا شروع کیا جو شیر سیاہ رنگ کے ساتھ تھے قریب ایک ہزار کے غول شیرون کا تھا ایک گھنٹے کی شمشیر زنی
مین سب شیر مارے گئے اور جو بھاگ کر چلے تھے وہ نشانۂ تیر ہوے اب شاہزادۂ اسد غازی نے
سجدۂ شکر کیا کہ آج تینون چارون منزلین تمام ہوگئین شب کو اُسی جگہ قیام کیا اور آگ بھی نہ روشن
کرائی کہ شیر آگ سے بھاگتا ہے آپ اپنے فرزندون سمیت تیر کمان لیکر ایک گوشے مین پنہان ہو رہا جو
شیر بوستانسان پاکر اِسطرف نکل آیا اُسے تیر سے گرادیا رات بھر مین کل شیر مار ڈالے صبح کو کوچ
کرکے منزل بمنزل طرف دریاے نسیان کے روانہ ہوے اب انکو تو راہ مین چھوڑ لیجاتا ہے اور

پھر داستان نقابدار ابلق سوار کی آغاز کی جاتی ہے

راوی بیان کرتا ہے کہ جسوقت نقابدار سرخ پوش رخصت ہوکر جانب نقابداران قاف روانہ ہوے
تو نقابدار ابلق سوار نے رخ طلسم گنبد بے در کا کیا جسوقت صحراے ملک عرفانیہ مین پہونچے اور اُس
گنبد کو دیکھا خیمہ اُسی مقام پر برپا کیا اور لشکر کو لنگر اُتارا بعد عبادت خدا کے قریب صبح کو آنکھ لگ گئی عالم رویا مین
دیکھا کہ ایک مرد بزرگ تشریف لاے ہین اور وہ فرماتے ہین کہ اے نقابدار اگر فتح طلسم کا ارادہ ہے تو ابھی
وقت اُسکا نہین ہے مگر وہ زمانہ بھی قریب ہے اسوقت تمکو چاہیے کہ صرف ایک دربند فتح کرکے وعدہ اپنا
نقابدار سرخ پوش سے پورا کرو اور جانب نہ طاق روانہ ہو اسلیے کہ وہان بڑی بڑی سختیان پیش آنے والی
ہین اسوقت مین مدد خدا پرستون کی لازم ہے تاکہ بدیع الملک اور بادشاہ اسلام سب تمھارے احسان مند ہوکر
سرنگون ہوون اور دوسری صاحبقرانی تمھارا بیجا نہ سمجھا جاے نقابدار نے کہا جیسا ارشاد ہو فرمایا کہ بس
اب تم جاؤ اور گنبد کو مقام اصلی قرار دیکر جانب جنوب روانہ ہو وہان ایک میل آہنی بالاے زمین نصب پاؤگے اُس
میل کو اُکھیڑ لینا ایک چاہ نظر آئیگا اُس چاہ مین کود پڑنا اُسوقت پہونچوگے کہ تو حصار رجاد معروف جلہ کشی
ہوگا گرد اُسکے حصار سحر نہین ہے تم اُسکو قتل کرکے سینہ اُسکا چاک کرنا اُسمین ایک ڈبیا بالشت بھر رکھی ہوگی اُس ڈبیا کو
خون اُسکا دھو کر اول طاہر کر لینا بعد اُسکے ڈبیا کھولنا ایک تختی الماس کی نظر آئیگی وہی لوح ہے اُسکے بعد جیسا لوح
مین مرقوم ہو اُس پر عمل کرنا مگر یاد رکھو کہ ایک دربند سے زیادہ نہ توڑنا لوح بھی اسیقدر ہدایت کریگی جسوقت اُس
دربند کو فتح کرے اور معروف شاہ کو چھڑا کر ہمراہ لے تو طلسم سے نکلنے کے بعد لوح سیاہ ہو جائیگی پھر اس لوح کو
اُسی چاہ مین پھینک کر میل اُسی جگہ نصب کر دینا یہ فرما کر وہ مرد بزرگ نگاہون سے پوشیدہ ہوگئے اور آنکھ نقابدار کی
کھل گئی خیمے کو معطر پایا وقت نماز صبح کا تھا نقابدار بہادر نے فریضۂ سحری کو ادا کیا اور مرکب پر سوار ہوکے جانب جنوب
روانہ ہوے عیار نقابدار ساتھ تھا جسوقت نقابدار اُس میل کے قریب پہونچے مرکب سے اُتر کے باگ گھوڑے کی
عیار کے ہاتھ مین دی اور آپ قریب اُس میل کے آئے اور چاہا کہ میل کو کولی مین لیکر زور کرین دیکھا تو دو گز اُسکا
زیادہ ہے اور ہاتھ نہین پہونچے اب نقابدار پریشان ہوے کہ جب ہاتھ نہین تو زور کیونکر ہو یہ پریشان تھے
کہ عیار نقابدار نے آواز دی اے شہریار آپ خاموش کیون ہین کیا فکر ہے نقابدار نے فرمایا مجھے حیرت ہے کہ اس

میل کو کیونکر اکھاڑون عیار نے نقابدار سے کہا یا میاں طلسم کوئی نہ کوئی پہلو امتحان عقل کا بھی ضرور چھوڑ جاتے ہین
تو پھر کوئی نہ کوئی جگہ ہاتھ بھنے کی ضرور ہوگی نقابدار چہار طرف پھر پھر کر دیکھنے لگے لیکن کوئی جگہ نظر نہ آئی اب
نقابدار نے غصے مین آکر دو تین لاتین ماری عیار نقابدار سے کہا کہ اسقدر غصہ آپکے خلق سے بعید ہے نقابدار نے کہا
کہ غصہ کیون نہ ہو مین صاحب خلق بھی ہون اور غیظ و غضب بھی رکھتا ہون عیار نے کہا یہ مین نے مانا کہ آپ مین
دونون وصف جمع ہین اور کیون نہ ہو کہ ایک بات ننھیال کی اور دوسری صفت ددھیال کی ہے مگر ہر ایک اپنے
موقع پر مناسب ہے اسوقت عقل سے کام لیجیے نقابدار یہ سوچتے ہوئے دیکھا تو اس میل مین ایک مقام پر دو ور نشان
بنا ہوا ہے نقابدار نے اس نشان پہ ہاتھ لگا کے زور کیا سا اپنا ہاتھ اس کل مین دراآ بس نقابدار نے ہلانے کی اجازت سے
اب جو زور کیا تو میل زمین سے اکھڑ آیا اب جو اندازہ اسکے وزن کا کیا تو اسکے گز سے ہم وزن تھا بس نقابدار نے
میل کو زمین پر پھینکا اور آپ اس کنوئین مین کود پڑے جسوقت پاؤن انکے زمین سے آشنا ہوئے دیکھا ایک صحرا ہے
اور درخت برگد کے تمام صحرا مین لگے ہوئے ہین اور ان درختون پر ہزار ہا زاغ و زغن بیٹھے ہوئے ہین نقابدار کو
دیکھتے ہی وہ زاغ و زغن اڑے اور شور کرنے لگے کہ یہ وقت آپہونچا ابھی تو ہماری قضا کا زمانہ نہین ہے ان
جانورون کے اڑتے ہی ہر طرف سے آوازین پکڑنا جانے نہ پاوے کی پیدا ہوئین نقابدار گھبرا گھبرا کر چارون
طرف دیکھ رہا ہے کہ یہ کون آوازین دے رہا ہے کیا فوج آئی ہے دیکھا کہ ایک جانب ایک جوگی ایک درخت
برگد کے نیچے کچھ پڑھ رہا ہے آگے اسکے انگیاری روشن ہے بخور گوگل لوبان کالے دانے وغیرہ کا ہو رہا ہے
یہ دیکھکر نقابدار اس جوگی کی طرف جھپٹے اور سامنے آکر آواز دی کہ ہوشیار ہو جا کہ ملک الموت تیری جان کا
آپہونچا جوگی نے جو سر اٹھا کر نقابدار کو دیکھا بدحواس ہو گیا مگر نہ تو اسم کو ترک کر سکتا ہے نہ بھاگ سکتا ہے
گھبرا کے بس وہی منقل آتشین جو سامنے اسکے روشن رکھی تھی نقابدار پر کھینچ ماری نقابدار نے وار اسکا
خالی دیا کہ تمام آگ زمین مین پھیل گئی اور منقل گلی تھی ٹوٹ کر پرزے اڑ گئی اب نقابدار نے تیغ چمکایا کہ یہ جوگی
سو بھولا بس نقابدار نے گردن پر وار کیا کہ سر اسکا جدا ہوا لاش پھڑکنے لگی پھر شور کرکے روانہ ہوگئے کہ کشتی مرا
نام من لوح دار جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم دیکھا نقابدار نے کہ اسکے مرنے سے کچھ
اثر درختان برگد پر نہین ظاہر ہوا اور وہ زاغ و زغن بھی حسب دستور اڑ رہے ہین اور یہی کہتے ہین کہ ابھی
ہماری موت کا زمانہ دور ہے ابھی ہم قتل نہین ہو سکتے نقابدار سمجھے کہ معلوم ہوتا ہے مالک اس دربند کا اور کوئی ہے
یہ ملعون صرف لوح پوشیدہ کرنے کی غرض سے یہان آیا تھا بس نقابدار نے جلدی سے سینہ اسکا چاک کیا اور وہ ڈبیا
نکالی جسمین لوح تھی جیسے ہی نقابدار ڈبیا لیکر علحدہ ہوئے دیکھا کہ تمام زاغ و زغن لاش پر لوح دار جادو
کی ٹوٹ پڑے اور گوشت اس ملعون کا کھانے لگے یہانتک کہ کچھ دیر کے بعد سوا ہڈیون کے کچھ نہ تھا نقابدار
اس فکر مین ہین کہ اس ڈبیا کو خون سے کیونکر پاک کرون پانی کہان ممکن ہے دیکھا کہ وہ زاغ و زغن گوشت
لوح دار جادو کا کھا کر اڑے اور ایک طرف چلے نقابدار کو فوراً یہ خیال پیدا ہوا کہ یقیناً یہ تلاش آب مین جاتے ہین
اور اسطرف کوئی چشمہ ضرور ہے نقابدار بھی اسی جانب روانہ ہوئے کچھ دور نکلے دیکھا کہ ایک مقام پر وہ زاغ و زغن اترتے ہین
وہان ایک تالاب تھا ان سب نے پانی پیا اور پھر اڑ کر چلے نقابدار کنارے تالاب کے پہونچے اور ڈبیا کو تین مرتبہ
پانی مین غوطہ دیا اور باہر نکال کر کھولا تختی الماس کی نکلی ڈبیا مین پڑا ہوا تھا نقابدار نے لوح کو ملاحظہ فرمایا
لکھا ہوا تھا کہ اے نقابدار اس طلسم کے سات دربند ہین وہ قبضۂ طلسم دربند چہارم مین واقع ہے اور راہ ظاہر

طلسم کی کنجی ہی کہ جب ان تین دربندوں کو فتح کرو جو چوتھا دربند ہے اور زمانہ فتح دربندان اول کا نہین ہی یہی وقت
اس طلسم مین ہی بس تجکو چاہیے کہ دوسری راہ اختیار کر جو سیدھی دربند چہارم کو گئی ہی سوا بانیان طلسم کے اس
راستے سے اہل طلسم باخبر نہین ہین تجکو چاہیے کہ اسی تالاب مین کود پڑ جسوقت پاؤن تیرے زمین سے آشنا ہون
تو آنکھ کھولنا کیونکہ یہ تالاب تو اصلی ہی پانی اسکا آب سحر نہین ہی لیکن جبتک اسکا طلسم بند ہی جسوقت پاؤن زمین
سے چھو جائینگے تو تجھے راستہ دربند چہارم کا مل جائیگا لقا بیدار ابلق سوار نے ایسا ہی کیا کہ بیخوف و بیم اس تالاب مین
کود پڑے آنکھین بند کر لین جیسے ہی پاؤن انکے زمین سے آشنا ہوئے آنکھین کھولین دیکھا کہ ایک بیابان بے آب و
گیاہ ہی بگولے ہر چہار جانب دوڑتے پھرتے ہین اور ایک عمارت بلند وسط میدان مین ہی کہ چالیس دروازے اسکے ہین
سب دروازے بند ہین لقا بیدار نے لوح کو ملاحظہ فرمایا اسمین تحریر تھا کہ اے فتاح دربند سیوم تجکو چاہیے کہ سب
دروازے اس عمارت کے کھولدے اور یہ عکس لوح سے کھل جائینگے یہ دیکھکر لقا بیدار قریب اس عمارت کے آئے
اور عکس لوح کا ہر دروازے پر ڈالنا شروع کیا دیکھا کہ تڑاق تڑاق دروازے کھلنے لگے اور جو دروازہ کھلا اسمین سے
ایک خرس نکلا پہلا خرس لقا بیدار کی طرف چلا تھا جب دوسرا دروازہ کھلا اور دوسرا خرس نکلا تو اسنے خرس اول
پر حملہ کیا اور لڑنے لگا اسی طرح انتالیس دروازے تو کھل گئے اور ایک دروازہ کھل کر پھر بند ہو گیا کیونکہ اس
دروازے پر دو مرتبہ عکس لوح کا پڑ گیا تھا خرس نکلنے نہ پایا کہ دروازہ بند ہو گیا اب اڑتیس خرس تو باہم لڑ
رہے تھے لیکن ایک خرس بیکار رہتا وہ لقا بیدار کی طرف پھر چلا کیونکہ اسکا ہم نبرد بند رہ گیا تھا لقا بیدار نے لوح کو
دیکھا اسمین تحریر تھا کہ اے لقا بیدار دلاور اگر سوا کسی دروازے پر دو مرتبہ عکس لوح کا پڑ جائیگا تو وہ دروازہ بند
رہ جائیگا اور پھر عکس لوح سے نہ کھلیگا تجکو چاہیے کہ راہ فرار اختیار کر جسوقت یہ خرس تعاقب کرے اور تجپر حملہ
آور ہو تو لوح اسکے سامنے پھینک دے خرس لوح کو منہ مین دبا کر بھاگے گا اور اسی حجرے کی طرف جائیگا جسمین سے
نکلا ہی بس ادھر تو یہ اس حجرے مین داخل ہوگا ادھر دوسرا حجرہ کھل جائیگا اور خرس نکلکر اس حجرے مین داخل ہوگا
جسمین دشمن اسکا لوح لیکر گیا ہی دونون لڑتے ہوئے حجرے کے باہر نکل آئینگے بس تم اس حجرے مین چلے جانا
اور لوح کو چھین لینا یہان یہ خرس لڑا کرینگے اور ایک دوسرے پر فتحیاب نہ ہوگا تم یہان سے جانب شمال روانہ
ہونا ایک عمارت ایسی ہی اور نظر آئے گی اسمین بھی چالیس دروازے ہونگے وہان جو حکم لوح کا ہو اسپر عمل کرنا
لقا بیدار ابلق سوار نے ایسا ہی کیا لوح پھینکدی خرس منہ مین دبا کر بھاگا اور اپنے حجرے مین داخل ہوا تھا کہ
دوسرا حجرہ کھلا اور خرس نکلکر اس حجرے مین داخل ہوا دونون لڑنے لگے لقا بیدار نے اندر حجرے کے جا کر لوح کو قبضے
مین کیا اور خرسون کو لڑتا ہوا چھوڑ کر جانب شمال روانہ ہوئے جب کچھ دور نکل گئے ویسی ہی ایک عمارت اور نظر آئی
اسمین بھی چالیس دروازے تھے اب لقا بیدار نے پھر لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اے لقا بیدار اسکے دروازے
بھی اسی ترکیب سے عکس لوح کا ڈالکر کھولدو اسمین سے شیر پیدا ہونگے اور آپس مین لڑنے لگینگے جسوقت
انتالیس دروازے کھل جائین اور اڑتیس شیر آپس مین لڑنے لگین تو انتالیسوان شیر تمھاری طرف جھپٹیگا تم
سامنے سے اسکے بھاگنا وہ تمھارا تعاقب کریگا یہانتک کہ جس مقام پر خرس لڑ رہے ہین یہانتک تمھارے
ساتھ آئیگا اور خرسون کو دیکھکر ڈکاریگا اور خرسون پر جا پڑیگا اسکی آواز سنکر اور تمام شیر بھی آپس کی
لڑائی چھوڑ کر آ پڑینگے اور خرس و پلنگ لڑنے لگینگے ایک خرس تمھاری طرف چلے گا اب تم اس حجرہ آخر کو
کھولدینا شیر نکل کر اس خرس سے بھی لڑنے لگے گا انجام یہ ہوگا کہ خرس و شیر آپس مین لڑ کر مر جائینگے

نقابدار ابلق سوار نے ایسا ہی کیا کہ ہر دروازے پر عکس لوح کا ڈالا شیر نکلے اور باہم لڑنے لگے طمانچہ
چلنے لگا اور ایک شیر نقابدار کی طرف چلا نقابدار اُسے لگائے ہوئے خرسوں تک لائے یہان آکر شیر ڈکارا
اور تمام شیر آواز اسکی سنکر آپہنچے خرس بھی آپس کی لڑائی چھوڑکر شیروں پر حملہ آور ہوئے اور باہم لڑنے
لگے اب ایک خرس نقابدار کی طرف چلا کیونکہ اسکا ہم نبرد کوئی نہ تھا خرس چالیس اور شیر انتالیس تھے
نقابدار نے اُس حجرے کو بھی کھولدیا جو باقی رہ گیا تھا شیر نکلا اور خرس سے لڑنے لگا یہ خرس اور شیر
تمام خرسوں اور شیروں کے افسر تھے اور قوی ہیکل تھے طمانچہ اور پنجہ چلنے لگا یہانتک کہ دونوں اسقدر زخمی ہوئے
کہ زمین پر گر پڑے اور بعد تھوڑی دیر کے مر گئے انکے مرتے ہی آندھی چلی خاک اڑی بعد کچھ دیر کے روشنی ہوئی نہ وہ
عمارتیں تھیں نہ خرس و شیر تھے صرف لاشیں ساحروں کی بکھی ہوئی پڑی تھیں اور ایک آواز آئی تھی کہ کشتی مرا
نام من دربان جادو و زندان باد جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم اب جو دیکھا نقابدار
ابلق سوار نے تو وہ بگولے جو صحرا میں ہر چہار جانب دوڑتے پھرتے تھے شق ہونا شروع ہوئے اور ہر بگولے
سے ایک ایک بندر نمودار ہوا آن واحد میں ہزار ہا بندروں نے آکر نقابدار کو گھیر لیا اور حملہ کرنے لگے نقابدار نے
تلوار کھینچی اور جسکو تیغ مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے اور پھر وہ دونوں ٹکڑے لوٹ پوٹ کر ایک سے دو بندر پیدا ہو گئے
اب جسقدر نقابدار قتل کرتا جاتا تھا اسیقدر بندر دونے ہوتے جاتے تھے اب نقابدار پریشان ہوا جب لوح
دیکھنے کا قصد کرتے ہیں بندر قریب آجاتے ہیں اور کامل مضمون نہیں دیکھ سکتے کیا کریں آخرکار نقابدار نے
تلوار کے ہاتھ نکالنا شروع کیے اور لوح پر نگاہ ڈالی لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم جسوقت لشکر میمونیہ تجکو گھیر لے تو تجھے
لازم ہے کہ فلان اسم جو کنارہ لوح پر مرقوم ہے اُسے پڑھ کر تلوار سے کام لے پھر جو بندر قتل ہو گا وہ دوبارہ زندہ
نہو سکیگا یہ دیکھکر نقابدار نے اس اسم کو ورد زبان کیا اب جس پر ہاتھ مارا وہ تڑپ کر مر گیا تھوڑے عرصے میں صحرا
کو صاف کر دیا یکایک ایک بندر جو سب سے زبردست اور قوی تھا سامنے سے بھاگا نقابدار نے اسکا تعاقب کیا تمام فوج
بھی اسی بندر کے ساتھ بھاگی جاتے جاتے قریب ایک درخت بزرگ کے پہونچا اور اُس درخت پر چڑھ گیا نقابدار نے
لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم یہی بندر میمون جادو ہے جسوقت یہ بھاگ کر درخت پر چڑھ جائے تو لازم ہے کہ
وہی اسم جو تلوار پر دم کرکے بندروں کو قتل کرتا تھا اب تیر پر دم کرکے اسے نشانہ تیر قضا بنالے بعد اسکے سب
اطاعت تیری کرینگے یہ دیکھکر نقابدار نے اسی اسم کو پڑھا اور تیر پر دم کرکے چلہ کمان میں پیوستہ کرکے مارا کہ گردن کو
توڑکر پار نکل گیا بس اس بندر کا گرنا تھا کہ آندھی چلی خاک اڑی دیر تک آتش باری و برف باری ہوا کی بعد کچھ
دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من میمون جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم اب جو روشنی ہوئی
تو دیکھا نقابدار نے کہ لاش ایک ساحر سیہ فام کی پڑی ہوئی ہے کوئی اڑھائی سو برس کا سن اسکا ہوگا اور
فوج میمونہ نگاہ سے پنہان ہو گئی لوح کو دیکھنے سے معلوم ہوا کہ وہ فوج شعبدہ و سحر کا تھا ورنہ در اصل کچھ نہ تھا اب نقابدار
نے لوح کو ملاحظہ فرمایا اسمین لکھا ہوا تھا کہ اس درخت کو اکھیڑ ڈالو اسکے نیچے تہ خانہ ملیگا اُس تہ خانے میں جانا ایک شہر
آباد پاؤگے وہاں تمکو دیکھکر لوگ حیران ہونگے اور اپنے بادشاہ سے کہینگے وہ فوج لیکر آئیگا تم سے مقابلہ ہوگا جسوقت
اُسے زیر کرلوگے تو وہ اطاعت اختیار کریگا اور تحائف پیش کریگا اور قیدیوں کو حاضر کریگا تمہیں چاہیے کہ سب
قیدیوں کو رہا کرکے معروف شاہ کو اپنے ساتھ لینا اور اُسکے ملک میں پہونچا دینا نقابدار نے حسب ہدایت لوح
درخت کو زمین سے اکھیڑ کر پھینک دیا اور وہ نقب میں کود پڑے جسوقت آنکھ جھپک کر کھلی تو ایک شہر میں

اپنے کو پایا لوگ انکو دیکھ کر بھاگنے لگے کہ یہ کون آگیا یہانتک کہ بادشاہ کو خبر پہونچی ہرکارون نے بیان کیا کہ ایک شخص
منھ اپنا چھپائے ہوئے لباس سُرخ و سبز پہنے ہوئے آیا ہے ایک تختی الماس کی اُسکے گلے مین پڑی ہوئی ہے بادشاہ نے
کہا کہ معلوم ہوتا ہے اُسی نے **میمون جادو** کو مارا وہ طلسم کشا ہے اُسے گرفتار کرنا چاہیے مرکب ہمارا لاؤ اسیوقت گھوڑا
حاضر ہوا بادشاہ گھوڑے پر سوار ہوا اور چند رفیق اُسکے ہمراہ ہوئے لشکر کو اپنے ساتھ نہین لیا اور آپ بارادہ
مقابلہ آیا جسوقت سامنا نقابدار کا ہوا اُسنے آواز دی کہ باش او فتاح طلسم خبردار ہو ہوشیار ہو جا کہ مین آپہونچا
ہنم فیروز تیرزن کے گذاریم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر روی یہ کہکر قریب نقابدار پہونچا تیر کا وار کیا
نقابدار نے ہاتھ بچا کر تلکی ماری کہ سر تیر علحدہ گرا یہ دیکھتے ہی فیروز تیرزن پکارا کہ او نقابدار معلوم ہوا کہ تو
بڑا تیز دست ہے اب اسکی سزا یہ ہے کہ تجھے قوت دست و بازو سے زیر کرکے تیری مشکین باندھونگا تو لوح پر بھولا
ہوا ہے اگر لوح ملگئی تو یہ ساحرون کے مقابلے مین کام دے گی یہ کہکر مرکب سے کود پڑا اور نقابدار سے لپٹ پڑا
نقابدار بھی فیروز سے دست و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی تھوڑی دیر مین نقابدار نے اُسکا زمین سے توڑا اور سر سے
بلند کرکے آواز دی کہ کسطرف پھینکون کہ پھر تیرا پتا ہی چورا ہو جائے فیروز نے کہا واقعی مین تو صاحب اقبال ہے مین
اطاعت قبول کرتا ہون فرمایا اطاعت میری کوئی شے نہین ہے اول اطاعت خدا اختیار کر فیروز نے کہا یہ بھی قبول ہے
نقابدار نے اُسے چپکے سے زمین پر چھوڑ دیا اور کلمہ طیبہ تلقین فرمایا فیروز تیرزن از سر صدق مسلمان ہوا اور نقابدار کو
ساتھ لیے ہوئے قلعے مین آیا اور عرض کی کہ جو ارشاد ہو اُسے بجالاؤن فرمایا کہ زندانیون کو لاؤ اور میرے سپرد کرو
اسیوقت فیروز شاہ تیرزن نے داروغہ زندانخانہ کو طلب کیا اور حکم دیا کہ قیدیون کو حاضر کرو اسیوقت سب
قیدیون کو لیکر سامنے آیا نقابدار نے فرمایا سب کو رہا کرو اور ایک ایک سے نام پوچھنا شروع کیا کسی نے کچھ نام بتایا
کسی نے کچھ نام بتایا آخر مین ایک شاہزادے نے کہا کہ مجھے **معروف شاہ** کہتے ہین نقابدار نے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور
کہا کہ تم میرے ساتھ چلو مین تمکو تمھارے ملک مین پہونچا دون کہ مین نقابدار سُرخ پوش سے وعدہ کرکے
آیا ہون اور خاص تمھاری رہائی کی غرض سے یہانتک آیا ورنہ کوئی ضرورت نہ تھی اسکے بعد فیروز شاہ نے کچھ تحفہ جات
طلسمی جو اس در بند مین محفوظ تھے پیش کیے نقابدار نے فرمایا کہ ابھی اسیمین رہنے دو جسوقت پورا طلسم فتح کرونگا
یہ تحائف لونگا ابھی تم اپنی امانت مین رہنے دو اسکے بعد فرمایا کہ مجھے اب بیرون طلسم پہونچا دو اور ان سب قیدیون کو
بھی طلسم کے باہر نکال دو کہ جو جہان سے آیا ہے وہ وہان چلا جائے یہ سنکر فیروز شاہ نے عرض کی کہ بیرون طلسم جانیکا
ایک پوشیدہ راستہ ہے یقین ہے کہ آپ اسی طرف سے آئے بھی ہونگے وہ راہ یہانسے بیابان نلغ و زغن کو گئی ہے اور وہان
بیرون طلسم جس مقام پر میل نصب ہے نقابدار نے فرمایا کہ ہان مین اسی طرف سے یہان آیا ہون فیروز شاہ نے عرض کی
کہ یہان سے تالاب تک پہونچا دینا تو میرا کام ہے اسکے آگے مین قدم نہین بڑھا سکتا جسوقت آپ طلسم فتح کر لیجیے
اسوقت ممکن ہے اب آپ یہانسے تالاب تک میرے ہمراہ چلین اور اسکے آگے لوح کی رہبری پر عمل کرین
یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اب معروف شاہ کو نقابدار نے ساتھ لیا اور دیگر قیدیون کو بھی ہمراہ لیا اور فیروز شاہ کی رہبری پر
قریب اُس مقام کے پہونچے جہان تالاب مین کودنے کے بعد پہونچے تھے یہان فیروز شاہ نقابدار کو قریب ایک
زینے کے لایا اور کہا کہ اسی پر چڑھ کر چلے جائیے باہر تالاب کے پہونچ جائیے گا نقابدار نے زینے پر قدم رکھا بعد
نقابدار کے معروف شاہ اور دیگر قیدیان طلسم زینے پر چڑھے اول نقابدار بہادر اس چکردار زینے کو
طے کرکے باہر آئے دیکھا تو کنارہ تالاب پر کھڑے ہین جسوقت سب ہمراہی باہر آگئے وہ راستہ نظرون سے پوشیدہ ہوگیا

ادھر تمام زاغ و زغن اُڑ گئے اور شور کرنے لگے کہ لو وہ بلا پھر آئی اسکا تو ابھی وقت نہ تھا یہ یہان کیون آیا تھی نقابدار نے لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ جسوقت تو دوبارہ بیابان زاغ و زغن مین پہونچے تو لازم یہ ہے کہ فلان زاغ جسکے پر سُرخ ہین اور پوٹا سفید ہے اُسپر عکس لوح کا ڈال وہ زمین پر گریگا بس یہ لوح اپنے گلے سے اُتار کر زاغ کی گردن مین ڈورا اُسکا باندھ دے اور اسکے بعد زاغ کو رہا کر جسطرف یہ زاغ جائے اُسی طرف چلا جا یہ تجھے بیرون طلسم پہونچا دیگا نقابدار نے ایسا ہی کیا جسوقت زاغ گرا اور ڈورا لوح کا اُسکے گلے مین ڈال کر چھوڑا تو یہ اُچکتا ہوا چلا اور ایک دوسرے زینہ کی طرف لایا نقابدار نے زاغ کو پکڑ لیا اور اوپر زینے کے چڑھے اسیران طلسم بھی ساتھ تھے جسوقت سترہ زینے طے کر چکے تو باہر نکلے دیکھا کہ یہ وہی زینہ ہے جہان میل نصب تھا اور جسمین جاتے وقت مین کودا تھا جسوقت اور سب قیدی بھی مع معروف شاہ باہر آ چکے نقابدار نے نفس زاغ کو مع لوح اُسی دہنے مین پھینکدیا اور میل آہنی کو بقوت صاحبقرانی اُٹھا کر اُسی مقام پر نصب کر دیا اب عیار نے مرکب لا کر پیش کیا ہمراہیان نقابدار چالیس ہزار سوار ابلق پوش بھی آ گئے تھے نقابدار نے ایک مرکب اپنے اصطبل سے اور طلب کیا اور معروف شاہ کو اُس مرکب پر سوار کیا آپ اپنے مرکب پر بیٹھے اور راہ شہر عرفانیہ کی لی اور قیدیان طلسم کو بھی رخصت کر دیا وہ دعائین دیتے ہوے اپنے اپنے ملک کو روانہ ہوے نقابدار نے معروف شاہ سے پوچھا کہ تم اس طلسم مین کیونکر پھنسے اسواسطے کہ مین نے جو اس میل کو اُکھیڑا تو راستہ طلسم کا پایا ایسے راستے پر بے قصد کوئی جا نہین سکتا معروف شاہ نے عرض کی کہ اے شہریار مین اسطرف طلسم مین داخل نہین ہوا میرا واقعہ یہ ہے کہ جسوقت مین اپنے ملک سے برائے شکار نکلا اور اس صحرا مین پہونچا ایک آہو پیچھے گھوڑا ڈالا جاتے جاتے وہ آہو ایک درۂ کوہ مین چلا گیا مین حیران و سرگردان قریب ایک چشمے کے پہونچا تشنگی کا غلبہ تھا مرکب سے اُترکے بیٹھے ہی تھا قریب اس چشمے کے پہونچا اور مین نے چاہا کہ پانی چشمے سے پیئون کہ ایک نہنگ نے منہ نکالا اور وہ مجھے نگل گیا مین تو سمجھا کہ عمر اجل ہو گیا اور بہت حیران تھا کہ اس چشمے مین مگر کا کیا کام ہے لیکن جسوقت آنکھ میری کھلی تو اپنے کو ایک زندان تاریک مین پایا پہلے تو مین سمجھا کہ شکم نہنگ مین ہون لیکن جسوقت داروغۂ زندان آیا اور دروازہ کھلا تو دیکھا مین نے کہ میرے ساتھ اور بھی بہت سے قیدی بیٹھے ہوے ہین اور داروغۂ زندان نے کھانا تقسیم کرایا اور کہا کہ تم اسیر طلسم ہو اُسوقت مین بہت رویا دن رات مجھے روتے گذرتے تھے ایک شب کو ایک مرد بزرگ تشریف لائے اور اُنھون نے فرمایا کہ زمانہ تیری رہائی کا قریب آ گیا لیکن تو مذہب اسلام اختیار کر کہ یہ مذہب حق ہے اور دین اوثان پرستی کو ترک کر یہ فرما کر کلمہ تلقین فرمایا اور مجکو مسلمان کیا اُسی کی صبح کو آپ تشریف لائے اور مجھے رہا کیا نقابدار اسکے مسلمان ہونے کا حال سنکر نہایت خوش ہوے اب انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور

چند کلمہ داستان نقابدار سُرخ پوش کے عرض کیے جاتے ہین

جسوقت نقابدار سُرخ پوش نقابدار ابلق سوار سے رخصت ہو تو اپنے لشکر مین آیا اور لشکر کو بیکبار وہ ملاقات نقابدار ابن قاف روانہ ہوا راستے مین خبر ملی کہ ملک عرفانیہ پر سلیمان شاہ کے بیٹے نے لشکرکشی کی ہے سنتے ہی نقابدار سُرخ پوش بھی جانب ملک عرفانیہ روانہ ہوا جاتے جاتے قریب ایک کوہ کے پہونچا تھا کہ شام ہو گئی خیمہ برپا کیا لشکر اُتر پڑا خیمے بچھا ہے گئے رات نقابدار نے وہین بسر کی صبح کو کوچ کا سامان کیا تھا کہ جانب صحرا سے گرد اُڑی نقابدار منتظر ہوا کہ آتے آتے دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرنے سے بادہ علم نشانہ بارہ ہزار سوار کا پیدا ہوے پھریرے علمون کے سُرخ تھے تمام صحرا آتش بار معلوم ہوتا تھا پھر سیرون پر تعریف یگانہ آتی فصاحت پناہی ہمرکو

آگے آگے ایک نقابدار سرخ پوش مرکب پری پیکر پر سوار پشت پر بارہ ہزار گھوڑے اڑاتے چلے آتے ہیں نقابدار
حیران ہوا کہ یہ کون صاحب ہیں یہ تو ہمارے ہی گروہ کے معلوم ہوتے ہیں انسے ملنا چاہیے یہ خیال کرکے
نقابدار آگے بڑھا اور سلام کیا دونون نقابداران میں باہم کچھ باتیں ہوئیں اور وعدہ ہوا کہ طلسم نہ طاق
ملاقات ہوگی اور نقابدار ابلق سوار کا حال بھی بیان کیا اسکے بعد دونون نقابدار رخصت ہوئے اور دوسرا
طلسم گنجورہ کی جانب روانہ ہوتا ہے یہ نقابدار انھیں نقابداران قاف میں سے ہے جاسوس انکو تو راہ میں چھوڑا
جاتا ہے اور اب کچھ کیفیت شہر عرفانیہ کی بیان کی جاتی ہے کہ جسوقت قتل سمعان شاہ کی خبر سمعان بن
سمعان کو پہونچی کہ باپ تیرا نقابدار سرخ پوش کے ہاتھ سے مارا گیا اور جا تیرا بادشاہ ہوا اسنے کہا کہ جسوقت
نقابدار شہر عرفانیہ سے چلا جائے تو مجھے خبر کرنا کیونکہ میں نقابدار سے تو مقابلہ کر نہیں سکتا ہون کہ اپنے باپ
کو میرے قتل کیا تو اسپر میں کیونکر غالب آسکتا ہون یہ تھوڑی فوج سے ہلاکے شکار آیا ہوا تھا جسوقت اسکو خبر
ملی کہ نقابدار سرخ پوش چلے گئے یہ فوج لیکر شہر عرفانیہ پر چڑھ دوڑا خبر عرفان شاہ کو ہوئی اسنے دروازے
قلعے کے بند کرا دیے کیونکہ یہ مرد ضعیف ہے لائق مقابلہ نہیں قلعے پر توپیں چڑھا دی گئیں سب سامان درست کر لیا گیا
سمعان نے لشکر اپنا سامنے قلعے کے اتارا اور کہا کہ کل قلعہ لے لونگا اور طبل جنگ بجوا دیا تمام رات طبل بجا کیا
صبح کو چالیس ہزار سپاہ سے دھاوا کیا قلعے پہ سے گولہ برسنے لگا دس ہزار سوار سمعان کے مارے گئے باقی پلٹے لیکن
سمعان کے کوئی گولہ تھا کارگر نہ لگا اور یہ لب خندق پہ پہونچ گیا اہل قلعہ نے قریب کے حربے جسقدر کہ ممکن تھے سب ہی سمجھے
بارود کی ہانڈی تیل کڑھا وغیرہ سب چیزیں پھینکیں مگر سمعان نے سب یون کو خالی دیا چاہتا تھا خندق پھاند کر دروازہ
قلعے کا توڑون کہ یکایک جانب صحرا سے گرد اڑی اُدھر اہل قلعہ معروف دعا تھے گرد جو اڑی سب نگران ہوئے
کہ کون آتا ہے جسوقت دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا کہ نقابدار ابلق سوار مع معروف شاہ چلا آتا ہے آتے ہی یہ
معرکہ دیکھکر معروف شاہ نے نقابدار ابلق سوار سے اجازت چاہی کہ میں اس سے مقابلہ کرونگا نقابدار نے
منع کیا اور کہا کہ جنگ دو سرو اور کوئی فتح و شکست پہ اختیار نہیں ہے اگر تم ہاتھ سے سمعان کے ہلاک ہوئے تو میں
نقابدار سرخ پوش کو کیا جواب دونگا تم یہیں ٹھہرو میں ابھی اسے مارے لیتا ہون یہ فرما کر گھوڑے کی باگ لی اور نعرہ کیا
کہ او باش او فساق کہان جاتا ہے سمعان پلٹا اور کہا کہ او نقابدار مغلوب روزگار تو کہان سے آ گیا اور کیون میرا سد راہ
ہوتا ہے میں نے اپنے باپ کے خون کا عوض لینا چاہا تھا اور قلعے تک پہونچ گیا تھا تو حارج ہوا کب چھوڑتا ہون یہ
کہکر اسنے نیزہ سینہ بکینہ نقابدار پہ مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے پر روکا کئی طعنین چلنے لگیں ساتوین طعن میں نیزہ
ہاتھ سے سمعان بن سمعان کے ہوائی گیا سمعان پکارا کہ او نقابدار غضب کیا تو نے کہ نیزہ ہاتھ سے میرے نکال دیا
لے اسے کہ یہ پیغام قضا اور عطا تجھے ملک الموت ہے یہ کہکر تیغہ مارا نقابدار نے چاہا کہ کلائی پکڑ لون قضا سے کار
مرکب نے سکندری کھائی اور تیغہ سمعان کا سر نقابدار پر بیٹھا خود کٹ گیا تھا تیغہ جو پڑتا ہے تا دو ابرو اتر گیا
نقابدار نے دستانہ مارا تیغہ جھٹکا کر سر سے نکالا لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی اور نقابدار جھوما سمعان نے
چاہا دوسرا وار کرون اور کام نقابدار کا تمام کرون کہ معروف شاہ جھپٹ کر پاس قریب پہونچے ہی اسکے
گھوڑے نے بھی ٹھوکر لی معروف شاہ اوندھے منھ مرکب پہ آرہا سمعان نے وہی تیغہ خونچکان اسکے بھی حوالے کی
تیغہ جو سر پہ پڑتا ہے تا دو ابرو اتر گیا اسنے بھی کلا کلائیان مارین کہ تیغہ سر سے نکلا کلائیان زخمی ہوئیں یہ حال دیکھکر
ہمراہیان نقابدار دوڑ پڑے معروف شاہ اور نقابدار کو قلعے میں لے لیا تلوار چلنے لگی عرفان شاہ نے

دروازہ قلعے کا کھلوا دیا اور مع لشکر باہر آیا نقابداروں کا شریک ہوا اب خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی لیکن سمعان
پہلوان زبردست پشتون کے پشتے اور لاشون کے انبار لگاتا ہوا بڑھتا ہوا قریب عرفان شاہ کے جا پہونچا
عرفان شاہ نے تلوار ماری سمعان نے وار عرفان کا رد کر کے اب جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا عرفان شاہ شہید ہوا
اب لوگون نے دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے ہنوز دعا تمام نہ تھی کہ تیر دعا ہدف مراد پر لگا اور جانب
صحرا سے گرد اڑی اور دل گردے نعرۂ شیر کی آواز پیدا ہوئی نقابدار سرخ پوش چالیس ہزار سرخ پوشون سے آکر
مصروف تلوار چلنے لگی یہان پہونچکر نقابدار دلاور کو معلوم ہوا کہ نقابدار ابلق سوار معروف شاہ کو طلسم سے چھڑا کر
لاتے تھے کہ اس ملعون کے ہاتھ سے زخمی ہوئے بس نقابدار سرخ پوش نے آواز دی کہ او سمعان غضب کیا
تو نے کہ نقابدار بہادر کو زخمی کیا کب چھوڑتا ہون تجکو ادھر سمعان نے جو نقابدار سرخ پوش کو دیکھا پکارا مین تو
تیری تلاش ہی مین تھا تو نے میرے باپ کو قتل کیا ہے مین کب چھوڑتا ہون تجکو یہ کہتا ہوا قریب نقابدار سرخ پوش کے
آیا اور تلوار ماری نقابدار نے وار اسکا پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا یہ معلوم ہوا کہ ایک برق جندا
تحل کفر پر گری سمعان کے مرکب سمیت چار ٹکڑے ہوئے بس اسکا مرنا تھا کہ لشکر نے امان مانگی فرمایا لشکر ایران
سب نے قبول کیا نقابدار نے ہاتھ روکا سب لشکر علحدہ ہٹے لاش عرفان شاہ رحمتے ہوئے لاش اپنے ملک کی
سامنے نقابدار سرخ پوش کے لائے نقابدار نے نہایت افسوس کیا اب نقابدار سرخ پوش برائے عیادت
نقابدار ابلق سوار آئے وہان ایک اور زخمی کو دیکھا پوچھا یہ کون ہے نقابدار نے فرمایا یہ وہی شاہزادہ
ہے جسکی رہائی کے واسطے آپنے مجھسے فرمایا تھا مین اسے چھڑا کر لایا اور اسکے ملک پہونچانے کی غرض سے
آتا تھا کہ یہان اس کافر کو قلعے پر چڑھائی کرتے دیکھا مقابلہ ہوا پہلے مین زخمی ہوا بعد اسکے یہ زخمی ہوا نقابدار
سرخ پوش نے کہا آپ کو بڑی تکلیف میری ذات سے ہوئی اب معروف شاہ اپنے دونون محسنون کو لیے ہوئے
داخل قلعہ ہوا باپ کی لاش دفن کر کے بہت رویا نقابدار ابلق سوار کے ساتھ مرہم تھا اسکی پٹی زخمون پر چڑھائی گئی
تیسرے روز معروف شاہ اور نقابدار بالکل اچھے ہوگئے اب نقابدار سرخ پوش نے معروف شاہ کو تخت نشین
کیا اور آپ چلنے لگے معروف شاہ نے عرض کی کہ مین بھی ہمراہ رکاب ہون نقابدار سرخ پوش نے کہا
ابھی اسکا محل نہین ہے جب مین تمھین اطلاع دون اور جس مقام پر طلب کرون وہان آنا یہ سنکر معروف شاہ
خاموش ہو رہا بعدہ نقابدار ابلق سوار نے کہا اے نقابدار سرخ پوش تمنے ہمارا پیغام نقابداران قاف سے
کہدیا تھا نقابدار سرخ پوش نے کہا مجھے نقابداران قاف سے ملاقات نہین ہوئی مین نے راستے مین خبر پائی
کہ ملک عرفانیہ پر سمعان بن سمعان چڑھ آیا ہے مین راستے سے پھر پڑا چلتے وقت ایک نقابدار سے ملاقات
ہوئی تھی وہ انھین نقابداران قاف مین سے تھا مین نے اس سے پیغام آپکا کہدیا تھا اسنے یہ جواب دیا کہ مین طلسم
نزطاق پر جاتا ہون وہان آپ بھی تشریف لایئے گا یا میرا فیصلہ بدیع الملک سے کرا دیجیے گا یا مقابلے کا تماشا
دیکھیے گا نقابدار ابلق سوار نے کہا کہ بہتر ہے مین بھی آؤنگا یہ کہکر معروف شاہ سے دونون نقابدار
رخصت ہوئے اور اپنی اپنی راہ لی کہ حال انکا بر وقت بیان کیا جائیگا اب یہان سے

چند کلمہ داستان طلسم نزطاق کے گزارش کیے جاتے ہین

راویان اخبار و ناقلان آثار اسطرح روایت کرتے ہین کہ جب ضحاک مسند نشین سامری مارا گیا ہے اور لشکر

اسکا بحال کر کے تنگ ذوالحصار مین آیا ہی تو کچھ لوگ شہر بر شیر دل کی طرف روانہ ہوے اور کچھ لوگ خدمت مین اکوان
تاجدار کی چلے اول حال اُن لوگون کا بیان کیا جاتا ہی جو لوگ اکوان تاجدار کے پاس گئے تھے کہ انھون نے
سارا ماجرا ضحاک مسند نشین ساحری کا بیان کیا یہ سنکر اکوان تاجدار نے کہا کہ ضحاک نے مفت اپنی جان دی
خیر جو ہوا وہ ہوا اب مین اس شعلہ کو مسخر کر لیتا ہون جسنے طلسم گنجورہ کو پھونک دیا ہی اور برا ہزئی کیا کرتا ہی
اس شعلہ سے بڑے بڑے کام نکلینگے تمام لشکر اسلام کے پھونک دینے کو کافی ہوگا بس اُسیوقت افسونہ جادو کو
حکم دیا کہ یہ کام تمھارا ہی جاؤ اور اس شعلہ سحر کو مسخر کر لاؤ یہ سنکر افسونہ جادو اپنے مقام سے اٹھی اور جانب طلسم گنجورہ
روانہ ہوئی یہانتک کہ قریب اس طلسم کے پہونچی عجب حال پر ملال دیکھا کہ ہر مقام پھکا ہوا ہی زمین تک سیاہ
ہوگئی ہی انسان کا تو کیا ذکر شجر و حجر تک جلے پڑے ہین صرف ایک گنبد باقی ہی اس پر ایک شعلہ چمک رہا ہی قبل اسکے
زمانہ گنجور شاہ مین بھی یہ ساحرہ ایک مرتبہ اس طلسم مین آئی تھی تو یہان کی اور ہی رونق تھی اسنے اُسوقت کو یاد
کرکے نہایت افسوس کیا اور حد طلسم سے دور راستے پر مقام کیا اور چلہ تسخیر شعلہ سحر کا کھینچا جسوقت چلہ اسکا تمام
ہوا تو یہ سر حد طلسم مین داخل ہوئی جیسے ہی شعلہ نے افسونہ جادو کو آتے ہوے دیکھا چمک کر چلا کہ اسکو بھی جلا کر
خاک کر دون افسونہ سحر ساز تعلیم یافتہ ہی اکوان تاجدار کی اور علم سحر و ساحری مین اپنا نظیر نہین رکھتی ہی اور چلہ تسخیر کا
کھینچ چکی ہی جیسے ہی شعلہ چمک کر افسونہ سحر ساز پر آیا افسونہ نے کچھ اسم سحر پڑھکر ہاتھ سے زمین کی طرف
اشارہ کیا زمین پر پہلے سے بچہ خوک کو ڈالدیا تھا شعلہ چمک کر اس بچہ خوک پر گیا اور اُسے جلا کر خاک کر دیا اب آواز پیدا ہوئی
کہ اے افسونہ سحر ساز ایک مدت کے بعد یہ طعام نایاب دستیاب ہوا اور شکم میرا سیر ہوا مین نے ہزار ہا جانین تلف
کین اور شکم میرا سیر نہ ہوا اب مین تابع ہون تیرا جو تو کہیگی وہی کرونگا اور جسکو کہیگی اسکو جلا دونگا افسونہ سحر ساز نے کہا
کہ اب آ اور میرے دہن کو اپنا مسکن قرار دے جسوقت مین مُنہ اپنا کھولون اور جسطرف اشارہ کرون اُسطرف جانا
یہ کہکر افسونہ نے کچھ اسم سحر پڑھکر دہن اپنا باز کیا شعلہ چمک کر دہن مین افسونہ سحر ساز کے گیا اور غائب ہوگیا
اب افسونہ سحر ساز کو یہ خیال پیدا ہوا کہ چلے چلکر لشکر اسلام کا خاتمہ کرون بعد اسکے اکوان تاجدار کے پاس جاؤنگی
وہ مجھسے نہایت خوش ہوگا یہ خیال کرکے جانب طلسم نہ طاق روانہ ہوئی راستے مین دیکھا کہ شام ہو چکی ہی اور ابھی
نہ طاق تک پہونچنا دشوار ہی اُسی جگہ صحرا مین اتر پڑی جو جادوگرنیان اسکے ہمراہ تھین انھون نے بارگاہ سحر
برپا کی ناچ ہونے لگا جام شراب ناب کو گردش ہوئی یہان تو یہ رنگ ہی اور قضاے کار اتفاقات روزگار کہ
نقابدار کوچک جو سوداگر کے ساتھ چلا تھا یہ بھی اگر اسی صحرا مین پہونچا اور شام ہو جانے کی وجہ سے خیمہ زن ہوا
لشکر نے پڑاؤ کیا عیار نقابدار کا معمول ہی کہ لشکر سے دو دو چار چار کوس دور تک جاکر خبر لے آتا ہی کہ کوئی حرف
تو نہین آتا ہی آج بھی یہ اسی فکر مین نکلا تھا کہ صحرا مین ایک مقام پر صحبت عیش برپا دیکھی یہ ہیئت اپنی تبدیل کرکے
داخل لشکر افسونہ ہوا اور جوگی کے بھیس مین اکتارا بجا بجا کر گانے لگا ان جادوگرنیون نے کبھی ایسا گانا کاہے کو
سنا تھا نہایت خوش ہوئین اور افسونہ سحر ساز سے حال اسکا بیان کیا افسونہ سحر ساز کو اشتیاق پیدا ہوا اور کہا
کہ بلاؤ اسکو یہ سنکر وہ عورتین گئین اور جوگی سے کہا کہ ملکہ ہماری تمہین یاد کرتی ہین جوگی ہمراہ ان عورتون کے داخل بارگاہ
ہوا دیکھا کہ ایک نازنین ماہ جبین مسند جواہر نگار پر بیٹھی ہوئی ہی اور بارگاہ مانند حجلہ عروس شب اول کے سجی ہوئی ہی
کنیزین حاضر ہین جام شراب ناب کو گردش ہی جوگی نے ملکہ کو سلام کیا ملکہ نے کہا میان جوگی کہانسے آنا ہوا جوگی نے
بیان کیا کہ خدمت شیخ سے آتے ہین ملکہ ہنسی کہ وہان سے تو سبھی آتے ہین جوگی نے کہا پھر اور کس مقام کا نام بیان کرون

ملکہ نے کہا آخر تم پیدا کہان ہوے کس کس ملک مین پھرے یہ جوگ کب سے اختیار کیا اور کیون اختیار کیا جوگی نے
بیان کیا کہ ہم آبائی جوگی ہین ہمارے خاندان سے یہ بات چلی آئی ہو کہ جب ایک جوگی مرنے کو ہوتا ہو تو وہ کسی دریا کو وہین جا کر
پڑ رہتا ہو علامت اُسکی یہ ہو کہ پیٹ اُسکا پھولنے لگتا ہو معلوم ہو جاتا ہو کہ اب ہمارا زمانہ ختم ہوا اور دوسرے کی آمد ہو
بقول شخصے کہ دور مجنون گذشت و نوبت ماست غرض روز بڑھتے بڑھتے پیٹ اُسکا پھٹ جاتا ہو وہ تو مر جاتا ہو اور
بچہ اُسکے پیٹ سے پیدا ہو کر باپ کو اپنے پھونک دیتا ہو اور جوگ اختیار کر لیتا ہو مین بھی اسی طرح پیدا ہوا اب یاد بھی
نہین کہ کہان پیدا ہوا تھا ملکہ کو نہایت تعجب ہوا بولی کہ کیا تو باپ کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو جوگی نے کہا سبھی باپ کے
پیٹ سے پیدا ہوتے ہین تم کیا درخت کی جڑ سے پیدا ہوئی ہو ملکہ نے کہا بیوقوف مان کے پیٹ سے پیدا ہوتے ہین
یا باپ کے پیٹ سے جوگی نے کہا مان کسے کہتے ہین مین نے مان کو دیکھا نہ جانون معلوم ہوتا ہو تمھاری خلقت کا
دوسرا طریقہ ہو جیسی میری تمھاری صورت آواز رفتار گفتار سب مین فرق ہو ملکہ نہایت حیران ہو کہ یہ کس قسم کا آدمی ہی
کہا خیر ہمین ان جھگڑون سے کوئی بحث نہین ہو تم یہ بتاؤ کہ کچھ دخل علم موسیقی مین بھی رکھتے ہو جوگی نے کہا کہ یہ تو ہمارا
کام ہی ہو ہم اگر موسیقی کو نہ جانینگے تو بھجن کیونکر گائینگے اور عبادت خداوندون کی کسطرح کرینگے ملکہ نے کہا مین
چاہتی ہون کہ مجھے بھی گانا اپنا سناؤ اور خداوندون کو یاد کرو کہ یہ زمانہ نہایت پُر آشوب ہو خدا پرستون کے طلسم
نوطاق پر پہنچے ہین یہ وہ لوگ ہین کہ جہان گئے اُس ملک کو ویران کر دیا نہین معلوم کسوقت موت آ جائے جو
وقت ہو غنیمت ہو شعر غنیمت شمر صحبت دوستان ۔ کہ گل پنج روز است در بوستان ۔ جوگی نے کہا کیا تم خدا پرستون سے
خائف ہو ملکہ نے کہا مجھے خدا پرستون سے تو کوئی خوف نہین دیکھے مین اتنی بڑی ساحرہ ہون جسنے روح ضحاک مسند نشین
سامری کو قید کیا ہو اور اب ایسا سحر میرے پاس تیار ہو کہ اگر چاہون تو ایک دم مین تمام خدا پرستون کو پھونک دون
اور اسی ارادے سے بیابان نوطاق کی طرف چلی ہون کہ لشکر اسلام کو غارت کرون اور خداوندا کو ان تاجدارن مجھے
خوش ہو جوگی نے کہا کہ ضحاک کی روح کو کسطرح قید کیا اور اُس سے کیا کام نکلیگا یہ میری سمجھ مین نہین آیا افسونہ نے
سارا ماجرا بیان کیا کہ ضحاک مسند نشین سامری کون شخص تھا اور کس درجے کا ساحر تھا اسنے اسطرح جان دی اور
شعلہ ہو کر تمام لشکر اسلام کے ساحرون کو پھونک دیا اور شعلہ ہو کر گنبد مین چسپان ہو گیا تھا مین نے خداوندا کو ان کے حکم سے اسکو
مسخر کیا اور اب جاتی ہون بیابان نوطاق کی جانب جہان لشکر اسلام خیمہ زن ہو میرا قصد یہ ہو کہ ان لوگون کا خاتمہ کرتی ہون
چلون شام ہو گئی تھی اسوجہ سے مین نے اس جگہ قیام کیا جوگی یہ سنکر خاموش ہو رہا اور دل مین کہا کہ بڑا غضب
ہوا چاہتا ہو اب اسنے اکتارا بجا بجا کر گانا شروع کیا اور وہ ایک چیز بے عیار جر کی ایسی سوز و گداز سے گایا کہ
ملکہ افسونہ سحر ساز کا دل ہل دیا افسونہ نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور آنسو اسکی آنکھون سے جاری ہو گئے
جوگی نے کہا کہ یہ تو تفریح کا وقت ہو آپ پر ایسا اثر ہوا کہ آپ رو رہی ہین اسکا کیا سبب افسونہ سحر ساز نے کہا اے
جوگی اسکا اصلی اثر یہی ہو کہ دل بھر آئے اور انسان بے اختیار ہو کر رونے لگے اور زخم ہائے کہنہ تازہ ہو جائین جوگی نے
کہا کہ ایسا اثر تو عاشق مزاجون پر ہوتا ہو معشوقون پر نہین ہوتا ہی افسونہ سحر ساز نے کہا وہ کون ہو جو کسی کا
عاشق نہ ہو چاہے حسین ہو یا نہ ہو اور وہ کونسا عاشق ہو جو کسی کا معشوق نہ ہو دل کا آ جانا ایسی بری بلا ہو
کہ صورت شکل پر موقوف نہین ہو بری صورت والون پر اچھی صورت کے لوگ عاشق ہو جاتے ہین اور وہ معشوق
ان کی جفائین اُٹھاتے ہین اور اپنے عاشقون پر جفائین کرتے ہین جوگی نے کہا مجھے بڑا تعجب اس بات کا ہو کہ آپ ایسی حسین
و جمیلہ کہ جو دیکھے ہزار جان سے عاشق ہو جائے اور اگر یون اُسکا دل بھی مائل ہو تو آپ سحر کے

ذریعے سے تم اپنا معشوق بنا سکتی ہو میں پھر کس سبب جا پہنچتی ہے درد دل کا علاج نہیں کیا ملکہ
نے کہا اے تم نہیں جانتے تم تارک الدنیا لوگ ہو تم میں حسن نہیں باقی رہا ہے بقول شاعر شعر وحشت
می کنجے کیا کروں زاہد ✽ ہاے کمبخت تو نے پی ہی نہیں ✽ اگر تمہارا بھی دل کسی پر آتا تو معلوم ہوتا
یہ معاملات ایسے ہیں کہ بے گزرے ہوئے سمجھ میں نہیں آسکتے ہر جگہ اس عشق کی نیرنگ سازی
اور ہی لطف دکھاتی ہے جو معاملہ ایک مرتبہ پیش آجائیگا دوسری مرتبہ اسکے خلاف ہوگا وہ نہ ہوگا
جو ایک بار گذر چکا ہے مرتبہ نصیب اپنی کیا حالت کہوں شعر شب ہجر آئی نیند مجھے اضطراب میں
آنا دہ کہہ سکے تھے کہ آنکھ لگے خواب میں ✽ میں نے جس بت طناز کو خواب میں دیکھا ہو اسکو عالم
بیداری میں نہیں دیکھا جو پتہ نشان مل سکتا پیغام سلام ہو سکتا جوگی نے کہا خواب اپنا بیان کیجیے
ملکہ افسونہ سحر ساز نے کہا کہ خواب کے بیان کرنے سے کیا حاصل ہے اگر کوئی امید مطلب برآری کی ہوتی
تو مضائقہ بھی نہ تھا جوگی نے کہا بہت سی باتیں خلاف امید ظہور میں آجاتی ہیں جسطرح یہ خواب
تھا کہ مثل خواب کے خیال بھی نہ ہوگا اسی طرح ممکن ہے کہ ظہور تعبیر کا بھی استطلاع ہو جائے آپ
ملکہ افسونہ نے خواب اپنا بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک صحرائے لق و دق ہے کہ ہر چہار
جانب اسمیں درختان خشک لگے ہوئے ہیں اور میں اس صحرا میں ہوں دو آدمی کہ بازوؤں پر
انکے مثل پریوں کے پر بھی ہیں صورتیں نہایت قبول دلپسند انکے ہاتھوں میں مشعلیں روشن ہیں وہ
کہتے ہیں کہ ہم اس صحرا میں آگ لگا کر تجھے پھونک دینگے میں نے کہا کہ خطا میری کیا ہے انھوں نے
بیان کیا کہ تو نے تمام عمر بت پرستی کی ہے اور اکوان کو سجدہ کیا ہے تو کافرہ ہے اور دیکھ ان کی کیا حالت
ہے یہ کہکر ہاتھ سے ایک جانب اشارہ کیا دیکھا میں نے کہ خداوند اکوان کے جسم میں اور زبان
میں ہزار ہا سانپ بچھو لپٹے ہوئے ہیں اور وہ فریاد کر رہے ہیں میں نے پوچھا اسوقت یہ سحر نہیں
کرتے انھیں آدمیوں نے بیان کیا کہ وہ سحر کیا کرینگے اب زبان انکی بیکار ہے اور یہ اسی سحر ساحری
کا پھل ہے جو سانپ زبان میں لپٹا ہوا ہے یہ سنکر میں تھرا گئی میں نے کہا کہ پھر مذہب حق کونسا مذہب
ہے انھوں نے بیان کیا کہ دین خدا پرستی برحق ہے اگر تو اپنی جان بچانا چاہتی ہے تو طلسم نہ طاق سے نکل جا
تجھے راہبر ملجائیگا دنیا و عقبیٰ دونوں سنور جائینگی میں سوچی کہ کس تدبیر طلسم سے نکلوں یہی فکر تھی کہ
آنکھ میری کھل گئی اسی کے دوسرے دن مجھے یہ حکم ملا کہ جا کر لشکر سحر ضحاک کو اسیر کر لا جسکے باعث سے
میں یہاں تک پہونچی جوگی نے کہا کہ سوال از آسمان جواب از ریسمان میں نے حال عشق پوچھا تھا یا خواب
ملکہ افسونہ نے کہا کہ ہاں تو خوب یاد دلایا اصل مطلب تو میں بھول ہی گئی جسوقت میں نے یہ غور کیا کہ گھر
ماں باپ عزیز اقارب تو سب طلسم نہ طاق ہی میں ہیں اگر یہاں سے نکل جاؤں تو میرا ساتھ کون دیگا اور
کسکے ساتھ میں زندگی بسر کرونگی یہ سنکر انھیں انسانوں نے جنکی صفت کئی مرتبہ میں بیان کر چکی ہوں
مجھ سے کہا کہ ایک شاہزادہ تجھپر فریفتہ ہوگا اور تو اسے دیکھکر اسکی عاشق ہو جائیگی وہی تیرا شوہر ہوگا
تیری زندگی بہ آرام تمام گذریگی اور وہی تجھکو دین اسلام سے بھی مشرف کریگا یہ کہکر انھوں نے ایک تصویر دکھائی
جو ہر وقت میری آنکھوں کے نیچے پھرا کرتی ہے اور میرے دل کو بیقرار کرتی ہے جوگی نے کہا کہ جب ایسا کچھ خواب میں
دیکھ چکی ہو تو قائل ہی اسلام پر کیوں کمر باندھو حالانکہ اکوان نابکار نے تمہیں یہ علم بھی نہیں دیا ہے

ملکہ نے کہا اسمین ایک رمز ہے جوگی نے کہا کہ سب کچھ تو بیان کر دیا اب وہ رمز کونسا ہے جسکے بیان میں تجھے تامل
ہے ملکہ افسونہ سحر ساز نے کچھ سوچکر کہا کہ اچھا سن تو تجھسے کیا پردہ ہے دوسرے تم فقیر ہو ایک تو یہ کہ خواب کی بات کا
کیا اعتبار مگر جب خیال اس خواب کا آتا ہے تو عجیب حالت پیدا ہوتی ہے دل تھراتا ہے اور جب دھیان اس صورت کا آتا ہے
تو روح بیچین ہو جاتی ہے میں درحقیقت اپنے خواب کی تصدیق کو جاتی ہوں کہ اگر خواب میرا صحیح ہے تو مجھے
اس شکل وشمائل کا کوئی انسان مد نظر آئیگا میں یقینی اسلام اختیار کرونگی اور مسلمانوں کا ساتھ دونگی اور اگر
موافق خواب کے کوئی انسان نہ ملا تو کل مسلمانوں کو غارت کرکے خداوند ایوان کی خدمت میں جاؤنگی
یہ سنکر جوگی نہایت پریشان ہوا کہ اب اسپر کوئی عیاری کرنا مناسب نہیں ہے اسلیے کہ ذرا سے فکر کا اعتبار
ہونہ اسلام کا نصیب ہو اسے قتل کروں باز کردن انجام کار افسونہ سحر ساز سے رخصت ہوا چلتے وقت
افسونہ سحر ساز نے بہت کچھ انعام دیا جوگی بارگاہ سے نکلکر جانب صحرا روانہ ہوا اور نقابدار نکلا اپنے لشکر کی
طرف چلا جسوقت داخل لشکر ہوا اور اپنے سردار کی خدمت میں پہونچا ساری حقیقت شعلہ کی اور اسکو
اسیر کرکے قابو میں کرنا افسونہ سحر ساز کا اور اسکا خواب سب بیان کیا نقابدار کو نہایت تعجب ہوا مگر
دل میں سوچا کہ اقبال میرا یاور تھا جو ایسے وقت پر پہونچا کر وہ ہاتھ نہ آیا ہو چکی تھی چلتے وقت جوگی نے تصویر
ملکہ کی مانگ لی تھی وہ تصویر نقابدار کو دکھائی نظر نقابدار کی جو تصویر ملکہ افسونہ سحر ساز پر پڑی ہزار جان
سے عاشق ہو گئے اور عیار سے کہا کہ کسطرح ہمارا سامنا اس سے کرا دو عیار نے کہا کہ یہ کتنی بڑی بات ہے جیسے
آسی کو اور آوں چاہے آپ تشریف لیجلیے مگر یہ خیال فرمالیجے کہ ایک جادو سے سہم اسکے قابو میں ہے نقابدار نے
فرمایا مجکو بجز خدا کسیکا خوف نہیں عیار نے کہا صورت بدلکر چلنا فرمایا یہ منظور نہیں عرض کیا ملکہ کو بیہوش کرکے لے آؤں
فرمایا مجھے یہ بھی منظور نہیں ہے کہ مبادا وہ بد مزاج ہو اور اسکے خلاف گذرے عیار نے کہا معلوم ہوا
کہ خوف اس بات کا ہے کہ اگر وہ سحر سے کام نہ لیسکے یہ سنکر نقابدار کو غیظ آیا اور فرمایا کہ تو نے مجھے بزدل سمجھا
قسم ہے اسی پروردگار عالم کی جسنے مجھے اور تجھے اور دونوں کو پیدا کیا ہے کہ بغیر کسی حیلے کے یونہیں جاکر اس سے
ملونگا دیکھوں تو وہ میرا کیا کر لیتی ہے اگر پروردگار عالم کو حیات میری منظور ہے تو سحر بھی مجپر تاثیر نہ کریگا اور اگر
مدت عمر کی سپری ہو چکی ہے تو بستر خواب پر بھی بچ نہیں سکتا یہ فرما کر اٹھ کھڑے ہوئے ہر چند عیار نقابدار نے
سمجھایا اور قدموں پر گر پڑا مگر ایک نہ سنی حقیقتہ باتیں کی تھیں اسکا مقتضی تھا کہ حضور نے اپنی خدمت میں
گستاخ دیکھا تمامسے کر ملے تو ملکہ کو گستاخ ہے اور کوئی بات نہ تھی مگر نقابدار نے کچھ سماعت نہ کی اور سیدھے
بارگاہ افسونہ سحر ساز کی جانب روانہ ہوگئے عیار بھی ساتھ ہو لیا جسوقت دروازہ بارگاہ پر پہونچے خبر ملکہ کو
ہوئی کہ ایک نقابدار یاقوت پوش آیا ہے اور ملاقات چاہتا ہے یہ سنکر ملکہ حیران ہوئی کہا کہدو کہ ہم ایسے شخص
سے ملنا پسند نہیں کرتے جو اپنی صورت چھپائے اور دوسرے کی صورت دیکھے اگر نقاب اٹھا کر آنا چاہے تو خانہ
بے تکلف ہے اور اگر نقاب نہ ہٹائے تو مجھے معاف رکھے جسوقت یہ پیام نقابدار کو ملا فرمایا کہ ایک شرط سے میں
نقاب چہرے سے ہٹا دونگا کہ سوا ملکہ کے کوئی دوسرا شخص بارگاہ میں نہو ملکہ نے منظور کیا اور سبکو ہٹا دیا
اب نقابدار بہادر نے نقاب الٹی اور داخل بارگاہ ہوئے ملکہ تا در بارگاہ پائے استقبال آئی اور سامنے آیا
دیکھا نقابدار نے کہ ایک آفتاب قیامت ہے کہ اپنے برج شرف میں جلوہ گر ہے بقول شاعر کے برس پندرہ یا کہ
سولہ کا سن ہے جوانی کی راتیں مرادوں کے دن ہیں تاج سر پر رکھے ہوئے جوڑا کہ بندھا ہوا ہے موتی ٹانکے کی شمع کے چراغ

گل کھینچے دیتی ہے اور عارضوں کی تازگی گلوں کو شرمندہ کرتی ہے رسیلی آنکھیں بادام نرگس پر چشمک زن ہیں زلف مشکبوں
سنبل کو پریشان کر رہی ہے اور آفت ہوش ربائے جان جب آنکھ سے آنکھ مل گئی دل کھچنے لگا شعر آنکھیں
جسوقت چار ہوتی ہیں تو برچھیاں دل کے پار ہوتی ہیں ۔ اور ہر نظر اس آفت دل و جان کی جو شاہزادہ پر
پڑی کچھ سوچنے لگی اور سکوت سا ہو گیا آخر شہزادہ بہادر بیٹے سہراب ثانی نے فرمایا کہ اے ملکہ اسقدر تمھارے دیدار
کے اشتیاق میں بیتاب ہو کر یہاں تک کھنچ لایا اور بے پردہ بنایا ملکہ نے کہا اے شہریار آپ تو اسطرح کی باتیں
کرتے ہیں جیسے کوئی کسی شناسا سے کرتا ہے حالانکہ میں نے تو بہ اسوقت کے کبھی آپکو نہ دیکھا تھا شاہزادہ
سہراب ثانی نے کہا کہ جسطرح کہ روبرو سامنے کھڑی ہوئی جوگی بنکر تمھاری بارگاہ میں آیا تھا اور تصویر
تمھاری لیگیا تھا میں تصویر کو دیکھکر مشتاق دیدار ہوا اور اسی کی زبانی تمام حالات تمھارے معلوم ہوئے
اب یہ بتاؤ کہ تم اکوان تاجدار کی کون ہو افسونہ سحر ساز نے کہا کہ میں بھانجی ہوں بادشاہ نہ طاق کی
باپ میرا کمسنی میں مرگیا ماں نو دس برس کے سن میں مرگئی مجھے اکوان نے پرورش کیا اور شغل
دختروں سے پالا اسوقت ایسا کار سخت پیش آیا کہ سوا میرے اس کام کے لائق کسیکو نہ پایا اسلیے میں
ادھر آئی اور شعلہ کو مسخر کیا اب آپ اپنا حسب و نسب بیان فرمائیے سہراب ثانی نے کہا کہ میں
ایرج نوجوان کا پوتا ہوں اور ایرج حمزہ صاحبقران کے پر پوتے ہیں میرے پاس ایک
سوداگر زادی گئی تھی کہ میرا قلعہ ایک شعلہ نے جلا دیا میں اس غرض سے چلا تھا کہ اس شعلہ کو شاید
ملکہ نے کہا کہ کیا آپ بھی سحر جانتے ہیں سہراب نے کہا کہ میں سحر کو باطل جانتا ہوں ملکہ نے کہا کہ پھر کس طرح
سے شعلہ کو مٹاتے سہراب نے جواب دیا کہ آب شمشیر سے اسی جملہ پر ملکہ اور بھی مفتون ہو گئی اور
کہا کہ معلوم ہو گیا بہادر ضرور ہو مگر انسان کی جاہل ہو وہ شعلہ کیا آگ کا نہ تھا جو تم پانی سے بجھا دیتے سحر کا
شعلہ کہیں پانی سے بجھا ہے سہراب نے کہا اقبال چاہیے اب ملکہ افسونہ سحر ساز نے کہا کہ الحمد للہ میری
خواب مل گئی میں نے جس صورت کو خواب میں دیکھا تھا وہی تھی اب میں بطیب مسلمان ہوتی ہوں اور
ساتھ آپکے ہوں جہاں کہیے وہاں چلوں سہراب ثانی نے جواب دیا کہ اے ملکہ میں نے بھی تمکو خواب
میں دیکھا تھا الحمد للہ کہ تم سے ملاقات ہو گئی مگر پھر جدائی کا وقت قریب ہے اسلیے کہ ابھی مجھے بہت سے
کام کرنا ہیں میں تمکو اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتا ہاں یہ ممکن ہے کہ ناموس میں پہنچا دوں یا بادشاہ
لشکر اسلام کے سپرد کر دوں اور اسکو میری غیرت گوارا نہیں کرتی اسلیے کہ مجھے ان لڑکوں سے چشمک ہے
جسوقت یہ فتح طلسم و طاق کے مجھ سے اور بدیع الملک سے مقابلہ ہو لیگا اور صاحبقرانی
انکے سے چھین لونگا اسوقت عقد تمھارے ساتھ کرونگا افسونہ سحر ساز نے کہا اگر تمکو ان لڑکوں
سے چشمک ہے تو مجھے وہاں جانے کی ضرورت نہیں تمام بیابان نہ طاق اپنا ہے میرا جہاں جی چاہیے گا
وہاں رہونگی لیکن ابھی سحر سے توبہ کرنا میرا مناسب نہیں ہے اسلیے کہ لشکر اسلام کو بڑے بڑے ساحروں
سے مقابلہ کرنا پڑیگا اسوقت پر بغیر میرے کام چلنا دشوار ہے علاوہ اسکے میرے بطیب اسلام ہو سکنے کی خبر
چھپنا محال ہے اور ساحر میری گرفتاری کو ضرور آئینگے پھر میں کیا کرونگی لہذا مجھکو میرے حال پر چھوڑو مگر افسوس
کہ دل ابھی کسی بیمروت پر آیا ہے جسے کوئی پروا نہیں کتابدار نے کہا کہ بس اب دل نہ جلاؤ ان باتوں سے
کوئی فائدہ نہیں تم مسکن اپنا کسی عمدہ اور محفوظ مقام کو بناؤ اور میں اب جاتا ہوں دفعتاً [illegible]

اسلام کی لیتی رہنا اور غفلت نہ کرنا اسلیے کہ ہر چند ہم سے اور بدیع الملک سے چشمک ہی مگر ہم انکی
بدی نہیں چاہتے ہر وقت جانبازی کو موجود ہیں ملکہ نے کہا کیا مجال ہی میری جو انکے خلاف کروں مگر
اُو سہراب پر اے خدا میری ایک دن کی ضیافت تو منظور کرو مجبوری سہراب ثانی نے قبول کیا اب انکو
تو اسی مقام پر چھوڑا جاتا ہی اور چند کلمہ داستان لشکر اسلام کے بیان کیے جاتے ہیں کہ جس وقت بادشاہ
لشکر اسلام کو ماتم داری مرزا آفتاب علم سے فراغت ہوئی تو بخوشی و خرمی دل انتظار بدیع الملک
میں گزارنے لگے ایک روز ہرکاروں نے آکر عرض کی کہ پانچ لاکھ ساحر طلسم زمان ساق سے برائے بربادی
لشکر اسلام چلے ہیں خوبان جادو نے انکو بھیجا ہی غالباً کل صبح سے لڑائی شروع ہو جائے فرمایا افسوس
کہ اب تو کوئی خبر لینے والا نہیں ہو مرزا آفتاب علم نے بھی انتقال فرمایا خیر جو مرضی خدا نہیں
کیا چارہ ہو غرضکہ جب دوسرا دن ہوا بادشاہ اسلام نماز صبح پڑھکر بر عریان برائے فاتحہ پڑھا جو نہ
پلٹ کر داخل بارگاہ نہیں ہونے پائے تھے کہ دیکھا جانب آسمان سے ایک ابر سفید رنگ نمودار ہوا
اُسکے نیچے وہ ابر شق ہوا دیکھا کہ ایک لاکھ ساحران غدار آفت روزگار بلاے بد آفت کے پرکالے
بھولیاں سمبولیان کا بیھوں برقعاسے ڈنکے ڈہرو بجاتے ہوئے جانوران سحر پر سوار ترسول برسول
چمکتے ہوئے جھولیاں سحر کی لٹکتی ہوئی گلوں میں زنار پیشانیوں پر قشقے کھینچے ہوئے تلک دیئے ہوئے
تیغیں بڑی بڑی پڑھی ہوئی تھیں نعرے یا سامری یا جمشید یا خداوند الوان کا مارتے کرتے ہوئے
میدان میں نظر آئے اور ایک ساحر ایک اسپ پر سوار سفید کپڑے پہنے ہوئے گھوڑا بھی سفید تہ ران
سے پہاں میں سو چکر خیمہ بر پا کیا بعد اسکے معلوم ہوا کہ نام اُس ساحر کا ابیض جادو ہی سہنے والا قلعہ
ہفت رنگ کا ہی بعد اسکے دوسرا ابر پیدا ہوا یہ ابر سیاہ رنگ کا تھا گرج اور چمک اس ابر میں انتہا
کی ہو رہی تھی کوندا لپک رہا تھا جس وقت قریب ہو چکا یہ ابر شق ہوا تو پھر ایک لاکھ ساحران بہ نام
اسی شان و شوکت کے سامنے آگئے سب سے پیچھے ایک ساحر تھا فرازانہ تھا نام اُسکا اسود جادو ہی ایک نہنگ
سیاہ پر سوار لباس سیاہ سب سے پیچھے جو نکلا پہاڑ اپنا خیمہ بر پا کیا بعد اسکے اور ایک ابر زرد رنگ آیا
جس وقت یہ ابر شق ہوا تو ایک ساحر پیدا ہوا نام اسکا اصفر جادو ہی اسنے بھی خیمہ بر پا کیا پھر ابر سبز رنگ اٹھا
اور اخضر جادو ایک لاکھ ساحران غدار لیکر آ پہونچا اسکے بعد ابر سرخ نمودار ہوا اور احمر جادو لاکھ
ساحروں سے آ پہونچا ان پانچوں ساحروں کی آمد میں شام ہو گئی بادشاہ اسلام پلٹ کر داخل بارگاہ
اور تخت پر جلوہ افروز ہوئے کہ وہاں کفار اپنے اپنے خیموں میں داخل ہوئے لیکن آج طبل نہیں بجا جب دوسرا
دن ہوا تو عیاروں نے آکر عرض کی کہ یہ ساحر قلعہ ہفت رنگ سے آئے ہیں مالک انکا ہفت اندام جادو ہی
اسنے ان پانچ ساحروں کو بھیجا ہی کہ جا کر کام لشکر اسلام کا ختم کر کے جلد واپس آؤ تو تمہیں مقابلہ بدیع الملک
کو جانا ہو گا۔ پانچوں ساحر قتل اہل اسلام کا بیڑا اٹھا کر آئے ہیں بادشاہ اسلام نے فرمایا جو مرضی خدا
کیا چارہ ہو اب کوئی ساحر ہمارا ایسا ساحر نہیں معلوم ہوتا جو ان سے مقابلہ کر سکے اللہ دیکھا جائیگا کہ ایک
دوسرے ہرکاروں نے کر دیں اتنے دہ بیٹے میں عرض اگر ہو بچی اور جبکہ وہ ماں نے شاہی بجانے کے
عرض کی کہ کچھ فوجیں اور بھی اسکے ہیں جو ہمیشہ ساحروں کے ساتھ ہو گئے ہیں ہم بھی ہمنے خوبان جادو کے
تھے بادشاہ اسلام نے فرمایا دیکھا جائیگا جس وقت شام ہوئی لشکر کفار میں طبل جنگ بجا بادشاہ اسلام نے

بھی نقارہ رزمی بجوایا طیاری جنگ ہونے لگی اہل اسلام مین عجب طرح کا تہلکا تھا حیلہ اسکی فکر مین
لگے ہوئے تھے کہ اگر قابو چلے تو ان ساحرون کو گرفتار کر لائین اور قتل کرین لیکن قابو نہ پایا کیونکہ انھون نے
آتے ہی تمام صحرا کو طلسم بند کر دیا ہے جتنی دور تک لشکر انکا پھیلا ہوا ہے وہان تک ایک دیوار آہنی محیط ہے
کہ کوئی لشکر مین داخل نہین ہو سکتا ناچار واپس آئے یہان اہل اسلام پہلے ہی مرنے پر آمادہ
ہو چکے تھے یہان تک کہ طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی چونکے
نسیم بہاری کے چلے اہل اسلام نے فریضہ سحری کو ادا کیا اور آلات حرب و ضرب تن پر آراستہ کرکے
راہی میدان جنگ ہوئے اسطرف سے لشکر کار پوجا پاٹ سے فرصت کرکے ڈنکے اور ڈہرے بجاتے
ہوئے میدان جنگ مین پہونچے صفین آراستہ ہونے لگین سردار اپنے اپنے مرتبے کے موافق
صفون سے آگے بڑھ بڑھ کر مرتبہ سرداری قایم ہوئے اسطرف پانچون ساحر جانوران سحر پر
سوار اور اصفر جادو تخت جواہر نگار پر بیٹھا ہوا تخت اسکا وسط لشکر مین قایم ہوا عجب طرح کی یہ
زمین طلسم نہ طاق سے آئی ہے کہ پانچ سردار ہین جنمین اصفر جادو افسر و بادشاہ تھے آن
چلہ دن جادو گرون کی ایک جانب ابیض جادو اور اسود جادو نے میمنہ کو آراستہ کیا ہے فوج
اسود سیاہ لباس پہنے ہوئے جانوران سیاہ رنگ پر سوار دوسری طرف ابیض جادو کی فوج
لباس سفید پہنے ہوئے اور جانوران سفید پر سوار علم بھی سفید پھریرے ان کے سب سامان نقرئی
ایک جانب میسرہ فوج پر احمر جادو لباس سرخ پہنے ہوئے اور ہمراہی اسکے بھی لباس سرخ زیب
بدن کیے ہوئے سب سامان یاقوت سرخ کا ایک طرف اخضر جادو جوڑا سبز پہنے ہوئے ساتھی
اسکے بھی لباس سبز پہنے ہوئے قلب لشکر کا رنگ زرد تھا فوجون کا اصفر جادو لباس زرد پہنے ہوئے
ساز و سامان یاقوت زرد کا اور طلائی دمکتے اور ڈہر و نیچ رہے ہین آوازین یا سامری یا جمشید یا خداوند
اکوان کی بلند ہین ہنوز کوئی میدان مین نہین نکلا ہے کہ جانب صحرائے تیغ گرد و غبار بلند ہوا دیکھنے
لگے کہ کون آتا ہے جسوقت وہ دامنہ گرد شگافتہ ہوا دل گردے سے علم نشان ایک لاکھ سواران جرار
کا نمودار ہوئے کہ پھریرون پر علمون کی تعریف ہے دو سو خداوندون کی ہر قوم تھی ہرکارے
لگے ہوئے تھے اگر عرض کی کہ پیش خیمہ بادشاہ ملک سیلاب کا آتا ہے سنا ہے کہ اسکے پاس بھی نامہ جوبان جادو
کا پہونچا تھا کہ تم جاؤ بیابان نہ طاق مین اور لشکر اسلام سے مقابلہ کرو کہ تمھارے ملک مین بھی بڑے بڑے
پہلوان ہین اور لشکر اسلام مین بھی بڑے بڑے سردار نامی گرامی ہین اگر ان سردارون کو شکست دی
تو گویا تمام خدائی کو زیر کر لیا کہ تمام عالم کے چیدہ پہلوان لشکر اسلام مین جمع ہین بڑے افسوس کی بات ہے
کہ اہل اسلام بہت روز سے بیابان نہ طاق مین مقیم ہین اور تمنے اسوقت تک کوئی خیال نہ کیا ایسے خواب
غفلت مین ہو یہ نامہ پہونچتے ہی سیلاب شاہ نے پیش خیمہ روانہ کیا ہے اور یقین ہے کہ آج کے تیسرے
دن وہ خود بھی آجائیگا اور سنا گیا ہے کہ کئی سو پہلوانان زبردست اسکے لشکر مین ہین اور کئی لاکھ کا لشکر ہے اس
ملک سے بڑا کوئی ملک سوا طلسم نہ طاق مین نہین ہے بلکہ اس ملک کو بھی ایک ہم بند طلسم نہ طاق سمجھنا چاہیے
اسلیے کہ جو سرحد طلسم سے ملے ہوئے ہین وہان بڑے بڑے ساحران نامی گرامی نے عجایبات سحر قایم کیے ہین
فرمایا بادشاہ اسلام نے کہ مجھے اسکا کوئی ڈر نہین ہے کیونکہ میرے ساتھ بھی وہ وہ جوانان اسلام ہین جو

رستم وقت ہین گو ساحرون سے ضرور اندیشہ ہے اسکا بھی خدا مالک ہے وہان لشکر کفار سے آتے ہی
جا بجا مناسب تجویز کر خیمہ برپا کیا ہنوز یہ لوگ قائم نہ ہونے پائے تھے کہ دوسری گرد اڑی جسوقت وہ
گرد شگافتہ ہوا ول گرد سے اک سردار چالیس ہزار سوار سے پیدا ہوا معلوم ہوا کہ نام اسکا شاہین تیغزن ہے
لیے ہوئی اکہ لشکر اپنا اتارا پھر گرد اڑی اور ہودرنگی چالیس ہزار زنگیون لیے آکر پہونچا بعد اسکے مسعود رنگی
چالیس ہزار زنگیون سے آکر پہونچا اسیطرح قریب چالیس سردارون کے دن بھر مین آئے اور فوجین
آتی آتی رہین شام کو بادشاہ اسلام واپس گئے اور داخل خیمہ ہوئے جب دوسرا دن ہوا پھر آمد لشکر کفار
شروع ہوگئی اور سردار آنے لگے آج بھی تمام دن فوجین آتی رہین تمام بیابان تا طاق فوجون سے
مملو ہوگیا شام کو پھر بادشاہ اسلام داخل بارگاہ ہوئے تیسری صبح سے پھر لشکرون کی آمد شروع
ہوئی دو پہر دن تک برابر فوجین اور سردار آیا کیے آخر مین حق گوئی غلیظ طلیعہ ہوا اور جسقدر فوج دوسرا
تین روز مین آکر جمع ہوئے تھے سب مرکبون پر سوار ہو کر بجائے استقبال روانہ ہوئے جسوقت وہ گرد کا
شگافتہ ہوا تو جلوس شاہی نمودار ہوا بعد اسکے ایک گبر ناہنجار تخت پر سوار تاج شاہی سر پر رکھے
چتر سر پر تابہ الغیب بولتا ہوا تمام سردار تخت کو گھیرے ہوئے پشت پر تین لاکھ سوار پھریرے علم
زرین کے کھلے ہوئے آمیز تعریف اکوان تاجدار کی ستم عجب تزک و احتشام سے سیلاب شاہ
آکر پہونچا اور داخل بارگاہ ہوا ادھر بادشاہ اسلام پلٹ کر داخل بارگاہ ہوئے سب سردار جمع ہوئے
جعفر عاد نے بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ اسکے ہمراہ بہت بڑے بڑے سردار ہین لیکن اب غلام کی لڑائی کا
تماشا ملاحظہ فرمائیے گا یہی ذکر تھا کہ خبر طبل جنگ کی پہونچی بادشاہ اسلام نے فرمایا کچھ پروا نہین کہدو کہ
ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگی اسیوقت کوس حربی نواز جوش مین آیا تیاری جنگ
ہونے لگی بہادران اسلام اسلحہ کو درست کرنے لگے کمر ہمت کو چست باندھا جسوقت سیاہی شب مانند تیرگی
کفر کے زائل ہوئی اور سفیدہ صبح سحری نور ایمان کی طرح پھیلا دونون لشکر عازم میدان قتال و جدال ہو
صفین آراستہ ہونے لگین گھڑی بھر دن چڑھتے چڑھتے دونون جانب صف بندیان ہو گئین تبرداران
نے نکل نکل کر جھاڑی جھنڈی کو کاٹ کر میدان صاف کر دیا بیلدارون نے پستی و بلندی زمین کو ہموار
کیا سقون نے آبپاشی کر کے گرد کو بٹھایا نقیب نقابت کر کے بیٹھے تھے کہ لشکر کفار سے طیغور نیزہ باز
نکلا اور سامنے تخت سیلاب شاہ کے آکر اجازت جنگ مانگی سیلاب شاہ نے کہا جا خداوند اکوان
تاجدار تیرا حامی و مددگار ہے طیغور مرکب کو چمکا کر میدان مین آیا سراپا میدان کا دکھایا جسوقت عرق
عرق ہوگیا آواز دی کہ باش ای گروہ خدا پرستان و فرقہ مسلمانان جسکو تمنائے مرگ دلخواہ ہو وہ
نکلے میرے مقابلہ کو لیکن یہ سنتا تھا کہ بہرام عاد نے باگ مرکب کی لی اور سامنے تخت بادشاہی کے آکر
مجرا کیا اجازت میدان مانگی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے یہ سنکر بہرام عاد نے باگ مرکب کی پھیری
اور سامنے طیغور نیزہ باز کے آیا طیغور نے کہا ای بہرام جاے تعجب ہے کہ تو اکوان تاجدار سے پھر گیا
اور خدا پرستون کا شریک ہوا کیا تجکو نہین معلوم ہے کہ اکوان تاجدار کے ماننے والے کیسے پہلوان
زبردست اور ساحران غدار ہین کہ جنکا مثل و نظیر نہین ہے بہرام عاد نے کہا کہ بے مثل ذات خدا کی ہے
اور کوئی ایسا نہین جسکا جواب دینے والا نہو جیسا کہ حق تعالے نے خود فرمایا ہے فضلنا بعضکم علی بعض مین مذہب باطل مجھ

لعنت کرتا ہوں اور دین برحق پر قائم ہوں بس یہ سننا تھا کہ طیفور نے نیزہ ملا بہرام عاد نے
نیزہ اسکا نیزہ پر لگا تھا طعنین سے چلنے لگیں بعد بہت دیر کے بہرام نے نیزہ ہاتھ سے طیفور کے
برکت اسلام ہوائی کیا بس نیزہ کا ہاتھ سے نکلنا تھا کہ طیفور سناٹے خفیف ہوا اور پکارا کہ
او بہرام پہلے تو تو ایسا نہ تھا کہ نیزہ میرے ہاتھ سے نکال دیتا مسلمان ہو کر نیزہ بازی تو نے خوب
حاصل کی مگر لے اسے کہ یہ طمانچہ ہے ملک الموت کا یہ کہکر اسنے گرز مارا بہرام عاد نے گرز اسکا
اپنی چوب پر روکا اور چوبدست سر پر چرخ دیکر طیفور پر وار کیا کہ طیفور پیوند زمین ہو گیا اہل اسلام
نے صدائے تہنیت بلند کی کفار لاش اسکی اٹھا کر لے گئے اب ہود زنگی مرکب اپنا چمکا کر سامنے تخت
سیلاب شاہ کے آیا اور اجازت جنگ مانگی کہا جاؤ خداوند اکوان نگہبان ہے پس لشکر ہود زنگی
میدان میں آیا مبارز طلب کیا ادھر لشکر اسلام سے سالوس عاد نکلا اور بادشاہ لشکر اسلام سے
اجازت لیکر سامنے ہود زنگی کے آیا بعد گفتگو کے پہلے نیزہ بازی ہوئی سالوس عاد نے نیزہ ہاتھ سے
ہود زنگی کے ہوائی کیا ہود زنگی نے ایک لپیٹ تلوار کا مارا سالوس نے چوب پر اسکو روکا چوب
قلم ہوئی اور ارادہ گردن کا گردن پر پھینکا تو مرکب قتل بازی ہو گیا اور سالوس عاد کود کر علیحدہ ہوا
تلوار اٹھا کر چلا کر مرکب کو ہود زنگی کے پیر کو نہ ہود زنگی مرکب سے کود پڑا سالوس عاد ہود زنگی
سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی دو پہر کی کشتی میں سالوس عاد نے کمر ہود زنگی کا اٹھایا اور سر پر
چرخ دیکر زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھ کر دھڑ سے سر اسکا کھینچ کر پھینک دیا یہ دیکھکر کفار میں غل
ہوا اور اہل اسلام نے صدائے آفرین بلند کی بعد اسکے مسعود زنگی میدان میں آیا اسکے مقابلہ کو
جالوس عاد نکلا نیزہ بازی ہوئی کام نہ نکلا نوبت شمشیر زنی کی ہوئی بعد رد و بدل بسیار کے جالوس عاد
نے تلوار ماری کہ مسعود زنگی کے دو ٹکڑے ہو گئے یہ بھی اپنے دشمن کو قتل کرکے میدان سے پھرا
لشکر کفار سے عود زنگی نکلا یہ ساڑھے گیارہ سو من کی چوب ہاتھ میں لیکر میدان میں آیا مبارز طلب کیا
جیقر عاد بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر سامنے اسکے آیا دونوں میں گفتگو سے سخت آئی آخرکار نوبت
نیزہ بازی کی ہوئی مگر کام نہ نکلا نیزہ ہاتھوں سے پھینک دیے عود زنگی نے چوب اپنے
اوپر سے لی اور پکارا کہ اے جیقر عاد یہ ضرب طمانچہ ملک الموت ہے کوہ گران بھی لنگر اس ضرب کا نہیں
سنبھال سکتا ہے جیقر عاد نے کہا اے عود زنگی تو فوج زنگبار کا بادشاہ ہے اور میں قوم عاد کا افسر
ہوں میری تیری جنگ قوم عاد اور قوم زنگی کی جنگ ہے آج ہی گرز مشہور کا حال کھل جائے گا
لا ضرب بہادری کی یہ سننا تھا کہ عود زنگی نے دونوں ہاتھوں سے اپنی چوب کو سنبھالا اور خبردار
خبردار کہکر سر پر چرخ دیکر سر جیقر عاد پر وار کیا جیقر عاد نے اپنی چوب دست کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ
کیا لیکن چوب پر چوب جو پڑی تڑاقہ کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تحت گرد و غبار بلند ہوا
جیقر عاد اس تحت گرد میں پنہاں ہو گیا عود زنگی پکارا کہ زدم و لیست کردم عیاران اسلام چھپ
گئے دیکھا تو جیقر عاد زندہ ہے پس جلدی سے آواز دی کہ ہوشیار ہو کہ حریف لاف زنی کرتا ہے جیقر عاد
گرد سے نکلا اور للکار دی کہ از دی دگر الیست کردی کا مرا اب تک میں موجود ہوں لے اسے بھی
تو ضرب لے دی ضرب نوش کن ہمہ شادی از دل فراموش کن یہ کہکر چوبدست گران

سر پر چرخ دیگر سر عود زنگی پر وار کیا عود نے بھی اپنے چوبدست کو چہرہ کی پناہ کیا لیکن چوب پر
چوب جو پڑتی ہے یہ معلوم ہوا کہ ایک کوہ گران پھٹ پڑا اژدہا کی صدا بلند ہوئی جگر زمین ہول
سے شق ہو گیا تشن گرد غبار بلند ہوا تیرہ سو من کی ضرب اور دو دستی ہاتھ عود زنگی کے تھرائے چولین
سست ہوں کی ٹکٹکی کھل گئی گرد اوڑتے ہوئے سر پر گرے کہ سر گردن میں اور گردن سینہ میں سینہ شکم میں شکم
پشت گر گردن میں کر گردن زمین میں زمین پر ایک چبوترہ بن گیا جہاں عود زنگی کا ملا جانا تھا کہ تمام زنگی دوڑ پڑے کہ
غضب کیا جعفر عاد نے کہ افسر کو ہمارے مارا اسکو بھی زندہ نہ چھوڑو یہ دیکھکر اودھر سے بھی تمام فوج
عاد دوڑ پڑی اور تلوار چلنے لگی سیلاب شاہ کی فوج نے سیلاب شاہ کی طرف دیکھا اور کہا کیا
حکم ہوتا ہے ہم زنگیوں کی شرکت کریں یا نہ کریں سیلاب شاہ نے کہا اگر بادشاہ اسلام نے علاوہ
فوج عاد کے دوسری فوج براے کمک بھیجی تو تم بھی جانا ورنہ کوئی ضرورت نہیں ہے لڑنے دو یہاں
بادشاہ اسلام نے بھی اور لشکروں کو جانے سے منع کیا اور روکا کہ اگر سیلاب شاہ کی فوج مدد زنگیان
کو آئے تو تم بھی جانا ورنہ کوئی ضرورت نہیں ہے اب دونوں طرف کی فوجیں تماشائے جنگ دیکھ رہی
ہیں اور عادیوں اور زنگیوں میں تلوار چل رہی ہے لاشہ پر لاشہ گر رہی ہے خون کی ندیاں بہ رہی
ہیں گھوڑوں کے گشت سے غبار اسقدر بلند ہوا ہے کہ دیکھنے والوں کو سوا تیغوں کی چمک کے کچھ نظر نہیں آتا
یا نعروں کی آواز کان تک پہونچ رہی ہے شعر ز سم ستوران دران پہن دشت * زمین شش شد و آسمان
گشت ہشت * الغرض دونوں لشکروں میں اس قیامت کی تلوار چل رہی ہے کہ سم مرکبوں کے غرق
خون ہو گئے ہیں سبزہ کارزار سرخ ہے شعر چکاچاک خنجر بگردون رسید * زمین خون شد و موج
بیرون رسید * کہاں تک گزارش کیا جائے کہ شام تک دونوں لشکروں میں تلوار چلا کی شام کو
طبل بازگشت بجا دونوں لشکر علیحدہ ہوئے کشتوں کا شمار ہونے لگا اپنی اپنی جانب کی لاشیں اٹھائیں
تو معلوم ہوا کہ ستر ہزار زنگی مارے گئے اور چالیس ہزار عادی شہید ہوئے بادشاہ اسلام نے عادیوں
کی نہایت تعریف کی اور جعفر عاد کو خلعت عنایت دیا سپر اور تلوار کل افسران فوج عاد کو مرحمت
فرمائی اور سیلاب شاہ نے کہا کہ تو سہی جو اس قوم عاد کو زنگیوں ہی کے ہاتھ سے نہ کٹوایا
ہو غرض کہ دونوں لشکر اپنے اپنے قیام گاہ پر آئے سیلاب شاہ نے ایک نامہ بنام فولاد آہن خوار
زنگی تحریر کیا اور اسود زنگی کو دیا کہ لیجا کر حبشیہ فولاد دیو میں فولاد آہن خوار کو دے کہ جس نے
براے مدد بلایا ہے اسود زنگی تو نامہ لیکر اسطرف روانہ ہوا یہاں سیلاب شاہ نے حکم طبل جنگ
دیا نقارہ پر چوب پڑی خبر بادشاہ لشکر اسلام کو ہوئی یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا تیاری
جنگ ہونے لگی صبح کو دونوں لشکر معرکہ آراے نبرد ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال
سیلاب شاہ نے ایک سردار سے کہا کہ جاکر بادشاہ لشکر اسلام سے کہ آؤ کہ بالفعل قوم عاد کو
جنگ سے منع کر دیں آج کے تیسرے روز زنگیوں کے نام پر طبل جنگ بجے گا اسوقت آپ بھی
قوم عاد کے نام طبل جنگ بجوا لیجئے گا اور انہیں لوگوں میں پھر جنگ ہوگی جسوقت یہ پیام لیکر وہ سردار
لشکر کفار خدمت بادشاہ اسلام میں حاضر ہوا اور پیغام اپنے بادشاہ کا عرض کیا بادشاہ اسلام
نے فرمایا کیا مضائقہ ہے اور جعفر عاد کے پاس کہلا بھیجا کہ تمہاری مہمانداری کا ایک دن خاص

کر دیا ہے سوا اوس روز کے تم میدان جنگ مین جانے کا ارادہ نکرنا یہ سنکر حیقر عاد خاموش
ہو رہا ہر چند بیٹوں نے عرض کیا کہ ہم تابع فرمان ہین جیسا حکم شاہی ہو بعد اس اہتمام کے لشکر کفار سے ارقم
خونخوار میدان مین آیا اور مبارز طلب کی لشکر اسلام سے شاہزادہ شیران شیر سوار بن امیر حمزہ
صاحبقران اول میدان مین آنے لگا در حقیقت معلوم ہوا کہ دو ٹکڑے کار کے ملکر گرجنے لگے
مرکب برابر سے لیپا ہوئے ارقم خونخوار نے نیزہ مارا شیران شیر سوار نے نیزہ کو نیزہ پر کاٹا
رد و بدل ہونے لگی بند بند چھٹنے لگے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو مار سیاہ زبانین نکالے ہوئے لڑ رہے ہین
قریب تیس چالیس طعنون کے نوبت آئی ہوگی کہ شیران شیر سوار نے نیزہ ہاتھ سے ارقم کے
ہوا کیا پس زمانہ نگاہوں مین ارقم کی تیرہ و تار ہو گیا اسنے ساطور اٹھایا اور آواز دی کہ او دغا پیشہ
غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرے ہاتھ سے نکال لیا اب چھوڑتا ہون تجھکو کہ تو سامنے ہر شخص کے فخر و مباہات
کرے لے اسے کہ پیغام اجل ہے یہ کہکر ساطور چلایا شیران شیر سوار نے ساطور سپر پر روکا یہ ضرب ایسے
کس پر کتا ہے سپر کو قلم کرکے خود پر پڑا شیران نے سر نیچے کھینچا ساطور خود کو قلم کرتا ہوا اسپ کو زخمی کرکے
گردن مرکب پر پڑا کہ سر مرکب قلم ہوا مرکب اور راکب دونون زمین پر گرے پاؤن بھی شیران کے پیدل
کا نوٹ کیا اہل اسلام دوڑے اور شیران سے شیر کو اٹھا لیگئے ارقم نے پھر مبارز طلب کی سہراب بن لند ہور بادشاہ
اسلام سے اجازت لیکر سامنے ارقم کے آئے بعد گفتگو کے بیلد نوبت شمشیر زنی کی آئی ارقم نے ساطور مارا سہراب نے
کلہ گرز پہ دار اسکا روکا اور اپنا ضرب لگائی کئی وار کا رد و بدل ہوا آخرکار سہراب بھی زخمی ہوئے پھر ارقم
نے مبارز طلب کیا ایک فوج اسلام سے سعید بن سعد رفیق رستم ثانی اسکے مقابلہ کو نکلا اقتضائے کار گھوڑے نے
سکندری کھائی اور ساطور سر پر پڑا آتا جنگ گاہ اور آبائی رفیق قدیم شاہزادہ ملک قاسم شہید ہوا یہ دیکھکر مظفر
بن طہیر خار یابی دوڑ پڑے کہ او ملعون غضب کیا تو نے کہ اس نامور کے ساتھ سردار کو مارا اب چھوڑتا ہون تجھکو کئی
دم کا رد و بدل ہوا آخرکار یہ بھی زخمی ہوئے اب دن تھوڑا رہ گیا ہے اور سرداران لشکر اسلام قریب ستر [illegible]
ہو چکے ہین اور ارقم مبارز طلب کر رہا ہے کہ ناگاہ ایک جانب صحرا سے تیرہ گرد سرخ بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ
کون آتا ہے یکایک دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے نقابدار سپہ پوش پیدا ہوا چالیس ہزار جوان
اسکے ساتھ تمام صحرا لالہ زار معلوم ہوتا تھا میدان مین پہونچکر حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ آج بہت سے سرداران
فوج میمنہ و میسرہ زخمی ہوئے اور دو ایک شہید بھی ہوئے بس یہ سننا تھا کہ نقابدار کی آنکھون مین خون اتر آیا
اور مرکب کو چمکا کر سامنے ارقم خونخوار کے آیا آواز دی کہ لا ضرب بہادری کی ارقم پکارا او نقابدار مفلوک روزگار
تو کون ہے جو اس جگہ مین دخل دیتا ہے بہتر ہے کہ جس طرف سے آیا ہے اوسی سمت پلٹ جا ورنہ میرے ہاتھ سے
مارا جائیگا نقابدار نے کہا او ملعون کب چھوڑتا ہون تجھکو کہ تو نے بہت سے اہل اسلام کو زخمی کیا ہے اور کئی پہلوان
نامی تیرے ہاتھ سے شہید ہوئے افسوس کہ قضا انکی آچکی تھی ورنہ کیا طاقت تھی تیری کہ سوت بن
ساریق سا شخص تیرے ہاتھ سے شہید ہوتا بس زیادہ گفتگو کی ضرورت نہین ہے بغیر تجھے مارے ہوئے
میدان سے نہ پھرونگا یہ سننا تھا کہ ارقم نے وہی ساطور خونچکان نقابدار کو مارا نقابدار نے مرکب کو
اشارہ کیا مرکب جھک کر زیر بغل آیا نقابدار نے ساطور کا دستہ پکڑ لیا اور جھٹکا مارا کہ ارقم اوندھے منہ
عیال مرکب پر آ رہا پس دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر ہلکا مارا کہ سر سے

بلند کر لیا اور فرمایا کہ کیا کتا ہی شناخت رب الموت مین ارقم نے کہا کہ ہزار جانین تمام پر اکوان تاجدار
سے نثار ہین یہ سنتے ہی نقابدار نے اسکو اوچھال دیا اور تلوار کھینچکر دو ہاتھون مین جو لگ تک ہوا ہی
کیا چارون ٹکڑے زمین پر گر کر تڑپنے لگے فوج کفار ... ہمہمہ نقابدار کا دیکھکر تھرائی سیلاب شاہ
پریشان ہوا کہ یہ نقابدار کہان سے آگیا جسنے اتنے بڑے سردار کو مارا شام قریب تھی طبل بازگشت بجا
دونون لشکر میدان سے پھرے اور نقابدار جانب صحرا روانہ ہوگیا اہل اسلام نے زخمیون کو شفاخانہ
سلطانی مین بھیجا شہیدون کی لاشون کو دفن کیا سرداران میسرہ موت بن سارق کے واسطے بہت
روئے اور ورقا ہے زنجیر خوار بھی بہت غمگین ہوا اسکو وہ زمانہ یاد آگیا جب ملک سنجان بن شاہزادہ
خاور سیاہ ملک قاسم نے موت بن سارق کو برائے مقابلہ بدیع الزمان بھیجا ہے اور میدان مین
نے ورقا ہے زنجیر خوار کو مقابلہ قاسم کے لیے بھیجا ہی اور تین تین گنج شرط کے ہوئے تھے ورقا زنجیر خوار
قبر موت بن سارق پہ دیر تک بیٹھا رویا کیا اور کہا بھائی لطف زندگی جاتا رہا اب ہمین بھی جلد بلانا غرض
جب شام ہوئی تو پھر طبل جنگی بجا رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر معرکہ آراے
میدان کارزار ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نسبو پڑھتے تھے کہ سلیم سیارہ گرد لشکر
میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا اسطرف سے فضل بن کیا ہو رخون آشام نکلا بعد رد و بدل
بسیار فضل نے نیزہ سلیم کا ہوا کیا سلیم نے گرز مارا فضل نے وار اسکا رد کر کے ایک ہاتھ تلوار کا
مار اکر مع راکب مرکب چار ٹکڑے ہوئے اسکے بعد خشتر لب مقابل ہوا وہ بھی ہاتھ سے فضل کے
مارا گیا کہانتک گزارش کیا جائے شام تک سترہ سردار لشکر کفار کے فضل نے تہ تیغ کیے شام
کو پھر طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے آج اہل اسلام نہایت شادمان ہین اور
کفار نہایت غمگین پھرے ہین مگر سیلاب شاہ کو کوئی پروا نہین ہے اسلیے کہ اسکو یہ گمان ہے کہ بیس
دو سردار جو ابھی آئے نہین ہین تمام لشکر اسلام کو کافی ہین جب تک وہ آئین اوسوقت تک یہی جنگ
قائم رہیگی پھر سے طبل بجوایا رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو پھر دونون لشکر مقابل ہین صف آرا
ہوئے تھے ہنوز فوج کفار سے کوئی نکلا تھا کہ دیدہ بیابان گرد سے بر خاست ہوا گردے تیرہ و تیرہ
ہیبت سرکرد برآسمان رسیدہ ہوا ہے گرد و در زمین پیچیدہ اب جو دیکھا تو ہوا سے مارا گرد کو گرد سے مارا ہوا کو دامن
گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے اسی ہزار دیو اسی زنجیرین کھڑکھڑاتے ہوئے نمودار ہوئے اور آگے آگے انکے
ایک زنگی دیوانہ زنجیر پا تہا ہوا آ کر پہونچا سرداران لشکر کفار طلب پیشوائی گئے اور نہایت عزت سے اسکو
لائے ہر کارے برائے خبر پہلے ہی روانہ ہو گئے تھے بعد دریافت حال آگہ غرض کی کہ فولاد آہن خوار بھی
زنگی دیوانہ ہے جسکو سیلاب شاہ نے مقابلہ قوم عاد کے واسطے طلب کیا ہے بادشاہ اسلام
نے فرمایا کہ واقع مین یہ دیوانہ نہایت زبردست معلوم ہوتا ہے لیکن عادیون نے بھی کہا کہ انشاءاللہ
مار لینگے اس ملعون کو بھی فولاد آہن خوار جو سامنے سیلاب شاہ کے آیا کہا وہ عادی کہان ہین
جنھون نے زنگیون کو قتل کیا ہے سیلاب شاہ نے کہا کہ آج قیام کرو جب تمھارے نام پر طبل بجیگا تو
میدان مین نکلکر لوگ دیکھینگے تماشا جنگ کا پھر فولاد آہن خوار نے لشکر اپنا ایک جانب قائم کیا
سیلاب شاہ نے اپنی فوج کی طرف دیکھکر آواز دی کہ سرہنگ آہن کلاہ آج کی میدان داری

تمہارے سپرد ہے یہ سنکر سرہنگ آہن کلاہ بناز گردن بڑھا کر سامنے سیلاب شاہ کے آیا سیلاب شاہ
نے حامی دیا سرہنگ جام پیکر میدان میں آیا اور سراپا میدان کا دیکھا یا جسوقت غرق غرق ہوا ایک
مقام پر ٹھہرکر دم کو آراستہ کیا نیزہ زمین پر گاڑ دیا بعد تسلیم دہر کے آواز دی کہ اے گروہ خدا پرستان و
ذوق مسلمانان جو ہیرے مقابلہ کو آئے وہ سنبھلکر آئے کہ میں مثل دیگران نہیں ہوں پس یہ سنتا تھا کہ قارن
بلند کمان رفیق قدیم شاہزادہ بدیع الزمان میدان میں آئے بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی
ہوئی کام نہ نکلا نوبت شمشیر زنی کی پہونچی کئی وار کے رد و بدل ہوئے قارن بسبب عمر پیری کے
ضعیف و ناتوان ہو چکے ہیں اب وہ سی پھرتی اور دم کمان مرکب کے چار پانچ پھیروں میں دم پھولنے لگا
سرہنگ آہن کلاہ نے دیکھا کہ یہ بڈھا جانداریدم ہے اب چوٹ نکلیگا جسوقت خوب تھکا لیا
تو سرہنگ نے کمر کا وار کیا قارن اتنی جلد پلٹ نہ سکے کہ وار اسکا رد کرسکتے تلوار کمر پر بیٹھی یہ مرد مومن شہید
ہوا بادشاہ اسلام قارن کے واسطے بہت رنجیدہ ہوئے ورقا ے زنجیر خوار نے گریبان چاک کیا
اور پکارا اے برادر اسقدر جلدی کی تم تو حضرت شاہزادہ بدیع الزمان میں پہونچ گئے ہماری
تسلیم بھی پہونچا دینا اور عرض کرنا کہ اب غلام کو بھی خدمت میں طلب کیجیے کب تک ہم ٹھوکرین
دنیا کی کھائیں یہ کہتا ہوا سامنے سرہنگ آہن کلاہ کے آیا اور کہا او ملعون مجھے بھی قتل کر کہ اب مجھے
زندگی اپنی منظور نہیں ہے سرہنگ نے کہا اگر ایسا ہی جان سے عاجز ہے تو گلا اپنا آپ کاٹ ڈال یہ سنکر
ورقا ے زنجیر خوار نے کہا کہ اگر خودکشی ہمارے مذہب میں حرام نہ ہوتی تو جسروز شاہزادہ بدیع الزمان
نے انتقال فرمایا تھا اسی روز ہم سب جانین دے دیتے کہ بعد ایسے قدرشناس آقا کے زندگانی دنیا
پر خاک ہے اور لطف حیات نہیں سرہنگ نے کہا کہ اگر قضا تیری دامنگیر ہوئی اور موت کھینچکر لائی ہے
تو لے اے یہ کہکر تلوار ماری ورقا ے زنجیر خوار نے تلوار اسکی سپر سے روکی اور اپنا وار کیا رد و بدل ہونے
لگا اسی حالت میں تلوار ورقا ے زنجیر خوار کی سپر کو کاٹ کر قریب تھا کہ خود پہ بیٹھے سرہنگ آہن کلاہ
نے جھپک دی کہ تلوار ٹوٹی اب یہ مرد با خدا بے دست و پا ہوا سرہنگ آہن کلاہ پر بس بڑا کہ روکن
دشوار ہوگیا اب ورقا ے زنجیر خوار سے روکا رہا ہوا اپنا وار نہیں کر سکتا پس فوراً جست کرکے
پشت مرکب سے زمین پر آیا اور پاؤں پکڑ کر سرہنگ کا کھینچ لیا سرہنگ زمین پر آیا اور دست و گریبان
ہوا کشتی ہونے لگی سپہدار قریب آگئے اور تماشاے جنگ دیکھنے لگے کوئی پہر بھر کشتی رہی ہوگی
کہ ایک مقام پر سرہنگ آہن کلاہ ورقا ے زنجیر خوار کو دو ورا کر پچھلا قضاے کار اتفاقات روزگار پاؤں
ورقا کا موشخانہ میں جا رہا اور ٹوٹ گیا چہرہ اسکا زرد ہوگیا ہاتھ پاؤں میں تھرتھری پڑگئی چاہتا تھا
سرہنگ آہن کلاہ کہ ورقا کو باندھ لیجاؤں کہ سکندر فرخ لقا نے آواز دی او ملعون خبردار یہ کیا
حرکت نامردی ہے اور ورقا ے زنجیر خوار کو علیحدہ کیا شفا خانہ سلیمانی میں بھجوایا پھر سرہنگ مرکب
پر سوار ہوا چاہتا تھا کہ مبارز طلب کرے جو سیلاب شاہ نے طبل بازگشت بجوا دیا اور سرہنگ سے
کہا کہ پھر دیکھا جائیگا اہل اسلام لاش قارن کی لیکر نہایت غمگین میدان سے پھرے اور داخل لشکر
ہوئے ادھر کفار سرہنگ آہن کلاہ پر جیبہ زر نثار کرتے ہوئے اپنی فرودگاہ پر آئے سیلاب شاہ
داخل بارگاہ ہوا سب سردار اپنے اپنے مرتبہ کے موافق کرسیوں اور دنگلوں پر بیٹھے سیلاب شاہ نے

فولاد آہن خوار دیوانہ زنگی سے تمام واقعات مقابلہ قوم عاد کے بیان کیے اور کہا کہ اگر تمکو عوض
خون عوذ زنگی لور ہود زنگی وغیرہ کا قوم عاد سے لینا ہی تو طبل بجواؤ اور ان سے مقابلہ کرو
فولاد آہن خوار نے کہا ابھی نقارہ میرے نام پر بجے اور یہ وقت کوس حربی نوازش میں آیا مرکار
خبر لیکر حضرت بادشاہ اسلام میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ لشکر کفار میں طبل جنگ بجا ہوا اور سنا گیا ہی کہ
فولاد زنگی نے یہ کہکر طبل بجوایا ہی کہ کل قوم عاد سے عوض خون زنگیان کا لونگا فرمایا کچھ پروا نہیں کچھ دو
کہ ہمارے یہاں بھی نقارہ زری بجے یہاں بھی طبل بجا جعفر عاد نے بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ حضور
یہ کینہ دیرینہ ہمیشہ سے ان زنگیوں کو ہماری قوم سے عداوت ہی اور ہمارے انکے ہمیشہ جنگ ہوا کی ہی کبھی
ہماری فتح انکی شکست ہوئی اور کبھی انکی فتح ہماری شکست ہوئی کل بھی دیکھا جائیگا بادشاہ اسلام نے
فرمایا کہ عزت تمھاری خدا کے ہاتھ ہی اسلیے کہ اب تم مسلمان ہوا اور وہ کافر ہین جعفر عاد نے عرض کی کہ اگر
اقبال حضور کا یاور ہی تو فتح ہوگی غرضکہ دو پہر رات گئی دربار برخاست ہوا سردار اپنے اپنے خیموں میں جاکر
سو رہے فوجون میں تیاریاں جنگ کی ہوا کین خبرداروں نے لقابدار سرخیوشش کو بھی خبر پہونچا دی
کہ کل صبح کو قوم عاد اور قوم زنگی سے بیابان نہ طاق میں مقابلہ ہی انھون نے فرمایا ہم بھی تماشا دیکھینگے
یہی دو گھڑی رات رہے سے چل چکے ہین لہٰذا جہان دو نوں لشکرون مین عجیب ہنگامہ ہی اشتیاق یہ ہی کہ قوم
عاد و زنگیان کا بپا ہنگامہ کہ طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور تیرگی شب مانند فوج زنگیان
شکست یافتہ کے گوشۂ مغرب میں جاکر پنہان ہوا اور نور صبح نے تمام عالم پر قبضہ کرلیا طائر نشیمنون
سے نکلکر درختوں پر بیٹھے معروف حمد باری ہوئے نسیم سحری نے چراغون کو گل کیا سبزہ خوابیدہ کو جگایا
جوانان لشکر انگڑائیاں لیکر بستروں سے اُٹھے کھڑے معروف بت پرستی ہوئے اور اہل اسلام نے فریضہ سحری
کو ادا کیا قبل آفتاب نکلنے کے سب کے سب دردولت شاہی پر آگئے سواری بادشاہ لشکر اسلام کی برآمد
ہوئی سب سرداران تسلیمیں بجالائے بادشاہ اسلام پلکوں کے اشاروں سے جواب سلام دیتے ہوئے
جانب میدان جنگ روانہ ہوئے سردار لشکر تخت کو تھامے ہوئے ساتھ ہوئے تخت بادشاہ اسلام کا
قلب لشکر میں قایم ہوا اور سرداران صفوں کو درست کرکے اپنے اپنے منصب کے موافق دس دس قدم
آگے بڑھکر کھڑے ہوئے آج فوج عادیان حسب اجازت بادشاہ لشکر اسلام سب سے آگے صف بستہ
ہوئی ہی کہ لڑائی انھیں لوگوں سے ہی اور لشکر زنگیوں کا بھی مقابل لشکر عاد صف باندھ کر کھڑا ہوا ہی
فولاد آہن خوار دیوانہ اپنے اسی ہزار پہلوانوں سے آکر پہونچا اور سب سے آگے صفیں باندھ کر کھڑا
ہوا جسوقت سے سیلاب شاہ میدان جنگ میں آیا ہی ساحروں نے میدان میں آنا ترک کردیا کہ یہ
لوگ خود ہی لڑرہے ہین تو ہماری کیا ضرورت ہی لیکن آج سیلاب شاہ نے اصفر جادو کو بلا بھیجا ہی
کہ تماشا آج کی جنگ کا قابل دید ہی آپ بھی آکر سیر دیکھیں ملک اصفر جادو بھی اپنے جادون سپاہ
کو لیکر آیا ہی اور ایک جانب صفیں آراستہ کرکے کھڑا ہوا ہی کہ ناگاہ ایک صحرا سے گرد اُڑی اور
لقابدار سرخیوشش چالیس ہزار سرخیوشوں سے آکر پہونچا اور صف باندھ کر سب سے علیحدہ کھڑا
ہوا یہ دیکھکر سیلاب شاہ نے بادشاہ اسلام سے کہلا بھیجا کہ ہم اس لقابدار سے واقف نہین کہ یہ کون
شخص ہی لیکن اتنا جانتے ہین کہ یہ طرفدار آپکا ضرور ہی یہین کچھ کہنا مناسب نہین ہی آپ کہلا بھیجے کہ یہ

جنگ زنگیان مین خلل اندازی نکرے بادشاہ اسلام نے یہ پیغام سنکر فرمایا کہ مین ابھی ہیچ کرانکا
بھیجتا ہون تم ابھی ٹھہرو یہ فرماکر پیغامبر کو ٹھہرالیا اور پرتاسے فرنگی سے فرمایا تم جاؤ نقابدار سے
کہو کہ آپ اس جنگ مین دخل نہ دین جو کہ قوم عاد اور قوم زنگیان مین ہونے والی ہے اسمین شرط
کرلی گئی ہے کہ سوا ان دونون قومون کے تیسرے فرقہ کا آدمی دخل نہ دے جسوقت پرتاسے فرنگی نے
یہ پیام بادشاہ لشکر اسلام کا نقابدار سرخیوش کو پہونچایا نقابدار سرخیوش نے کہا میری طرف سے
عرض کرنا کہ مجھے کیا ضرورت ہے جو مین دخل دونگا مین خود تماشائے جنگ دیکھنے آیا ہون پرتاسے فرنگی
نے آکر بادشاہ اسلام سے بیان کیا بادشاہ اسلام نے سیلاب شاہ پاس کہلا بھیجا کہ وہ بھی دخل نہ دیگا
مگر یہ بتاؤ کہ نتیجہ اس جنگ کا کیا ہوگا سیلاب شاہ نے کہا کہ اسے وہی دونون فرقہ جانین جو آپس مین
لڑنے پر آمادہ ہین بادشاہ اسلام یہ سنکر خاموش تو ہورہے مگر خیال ہوا کہ انجام اسکا خراب ہے غرض بعد آراستگی صفوف
جدال وقتال دونون طرف سے نقیب بہادرون کے دوست بزدلون کے اجنب صفون سے نکلکر باآواز
بلند ترغیب جنگ دینے لگے اور پکار پکار کر کہنے لگے کہ ای غازیو صف شکنو آج روز نام و ننگ ہے تلوارون سے مطلب
دشمنون سے بگڑی اگی ہوئی ہے جسنے میدان جنگ سے منہ پھیرا وہ رسوائے عالم ہوا دنیا سے منہ پھیرو زندگی سے
بازآؤ مگر میدان جنگ سے نہ پھرو اسلیئے کہ شعر ستم رہا نہ زمین پہ نہ بہرام رہ گیا ٭ مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا ٭
آج جنہونے شکست کھائی وہ ہمیشہ کیلئے ذلیل وخوار ہوا اسلیئے کہ ایک عالم جمع ہے اپنی اپنی عزت کا پاس کرو اور
نام خاندان کا روشن کرو جسوقت نقیب نہیب دیکر بیٹھے خون شجاعت سے جوش ملا اور جیود
زنگی سیلاب شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا نیزے کے ہاتھ نکالے سراپا میدان کا دکھایا جسوقت
پسینے مین غرق ہوا ایک مقام پر ٹھہر کر نیزہ زمین پر گاڑ دیا اور دم کو آراستہ کرکے آواز دی کہ ای قوم عاد
ہمارے تمہارے ہمیشہ سے مخالفت چلی آتی ہے مثل مشہور ہے کہ دو تلوارین ایک نیام مین نہین رہتی ہین لہذا
موقع امتحان کا آگیا پہلے ہم تم ایک مذہب رکھتے تھے اور اب تم خداپرست ہوگئے دین قدیم سے اپنے لوگون
کی قتل بجملہ واجبات سے زیادہ ہے پس جسکو تمنائے مرگ ودعوائی جرأت ہو وہ نکلے میرے مقابلہ
کو پس یہ سننا تھا کہ جالوس عاد اپنی صف سے نکلا اور سامنے تخت شاہی کے آکر گھوڑے سے اترا
سلام کرکے دست بستہ اجازت خواہ میدان جنگ ہوا بادشاہ اسلام نے دعا دی اور جام کو مرحمت عطا
کیا جالوس عاد نے جام ہونٹون سے لگاکر جرعہ جرعہ درکشید کیا اور سلام رخصت کرکے بار دگر مرکب پر سوار
ہوکر رخ میدان کارزار کا کیا اور سامنے جیود زنگی کے پہونچا جیود زنگی نے کہا کہ لا ضرب تمہاری
کی جالوس نے کہا سبقت آئین اسلام نہین یہ سنکر جیود زنگی نے نیزہ مارا جالوس
نے نیزہ پر گا تھسار دبدل ہونے لگی دونون مرکب چھلاوا ہوگئے یہ معلوم ہوتا تھا
کہ دو بجلیان کوندرہی ہین غلو یہ نیزہ بازی رہی پس ایک مقام پہ جالوس عاد نے نیزہ جیود زنگی کا نیزہ پر کاٹ
کے مارا کہ نیزہ جیود زنگی کے ہاتھ سے نکل گیا پس دنیا اسکی نگاہون مین تیرہ وتار ہوگئی نیزہ پھر آب خجالت مین غرق ہوا جو گرا نیزہ
نیزدن زنگی سے دور جاکر گرا جیود زنگی خفیف ہوا بندبند مانند بید کے کانپنے لگا پکارا کہ او عادی غضب
کیا تونے کہ سر میدان ہاتھ سے میرے نیزہ نکال لیا اور عالم عالم کے سامنے ذلیل کیا خیر کچھ پروا نہین نیزہ بازی کا
خلال بازی گر بازی نہ سہی بازی تیغ بازی راست بازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر

تیغ گرنے سے سنبھلا اور سر جالوس عاد پر وار کیا جالوس عاد نے وار اسکا رد کرکے جو وار چوبدست
گران سنگ کا کیا سوروز زنگی نے سپر کو چہرہ کی پناہ کی لیکن چوبدست جو پڑی تو سپر کو لیتی ہوئی خود پر
پڑی کہ خود سر میں سر گردن میں گردن سینے میں سینہ شکم میں شکم پشت مرکب میں مرکب زمین پر چورہ
چورہ ہو گیا تھا گرد بلند ہوا جالوس عاد نے آواز دی گرز دم و بیست کردم یہ سنکر زنگی دوڑ پڑے اور بانی
کے پیچھے دیکھ گرد کو بیٹھا یا دیکھا تو زمین پر ایک تودہ معلوم ہوتا ہے نہ راکب کا پتا ہے نہ مرکب کا یہ حال دیکھکر
ستمسوز زنگی دوڑ پڑا اور جالوس عاد سے کہا کہ تو بڑا سرکش ہے جاتے بڑے جوان کو تو نے یوں پست
کر دیا اب چھوڑتا ہوں تجکو یہ کہکر اپنے گرز مارا جالوس عاد نے گرز اسکا چوب پر روک کر جو ہاتھ چوبدست
کا مارا یہ بھی پیوند زمین ہوا ستمسوز زنگی سامنے آیا اسنے تلوار ماری جالوس عاد نے وار اسکا رد کرکے
جو اپنا وار کیا یہ بھی پرانا ہو گیا پھر بہری میدان داری میں اسنے چار پانچ زنگی جان سے مارے طبل اسلام
نے صدائے تہنیت در جانگیز کی اب جعفر عاد نے اسکو بلا لیا اور سالوس عاد نکلا اسنے بھی پھر
کام سپہ اندازی کی اور کئی سردار فوج زنگیان کے جان سے مارے اور میدان سے پھرا بعد اسکے بہرام عاد
نکلا اور اسنے شام تک دس بیس سردار و نکو مارا زنگیوں کے جی چھوٹ گئے آخر کار شام کو طبل بازگشت
بجا دونوں لشکر میدان سے پھرے اپنے نزدگاہ پر آئے فولاد زنگی نے کہا کہ کل بھیجا جائیگا
اگر عوض ان لوگوں کے خون کا قوم عاد سے نہ لیا تو نام اپنا فولاد آہن خوار نہ پایا ہوگا غرضکہ
جسوقت سیلاب شاہ داخل بارگاہ ہوا اور تخت شاہی پر بیٹھا اسنے فولاد زنگی سے کہا کہ دیکھا تمنے
ان عادیوں نے کیسے کیسے سرداروں کو مارا فولاد زنگی نے کہا کہ اب آپ میرے نام پر طبل جنگ
بجوائیں میں ان سے ایک دن میں قصاص لے لونگا سیلاب شاہ نے حکم دیا کہ فولاد زنگی کے نام
پر طبل بجے یہاں تو یہ رنگ ہوا ادھر جعفر عاد اپنے تینوں سرداروں پر سے زر نثار کرتا ہوا میدان
سے پھرا داخل بارگاہ ہوا بادشاہ اسلام نے بہرام عاد اور جالوس عاد اور سالوس عاد کو
خلعت دیا نقابدار سر خیوشش نے بھی اپنے عیار کے ہاتھ بہرام عاد کے واسطے خلعت بھیجا جسوقت
عیار خلعت لیکر داخل بارگاہ سلیمانی ہوا اور بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ نقابدار بہادر نے خلعت بہرام
کو بھیجا ہے فرمایا کہ دیدو ہمیں اختیار ہے بہرام سردار زبردست ہے اسکا ہے بہرام نے سلام کرکے خلعت پہنا
اور عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو میں خدمت میں اپنے آقا نقابدار سر خیوشش کی جاؤں فرمایا کیا مضائقہ
ہے یہاں تو تم مہمانوں کے ہو اصل آقا تمہارا وہی ہے کیا تمنے ہمکو زیر کیا ہے یہ سنکر بہرام عاد نے سلام رخصت
کیا اور وہاں سے اپنے خیمہ میں آیا چند ملازم ہمراہ لیکر خدمت نقابدار سر خیوشش میں روانہ ہوا تھوڑی
راہ طے کی تھی کہ آواز طبل جنگ کان میں آئی اسنے اپنے لشکر میں بھی حکم بھیج دیا کہ جسوقت طبل سکندری
پر چوب پڑے تو ہمارے لشکر میں بھی نقارہ رزمی بجے یہاں بادشاہ اسلام کو جسوقت خبر ہوئی کہ لشکر
کفار میں طبل جنگی بجا ہے فرمایا کہ ہمارے یہاں بھی کوس حربی خروش میں آئے غرضکہ لشکر اسلام میں
بھی نقارے بجنے لگے تیاری جنگ ہونے لگی وہاں بہرام عاد لشکر نقابدار میں پہونچا اگرچہ نقابدار
کے اہل لشکر بہرام سے واقف تھے تاہم روکا اور کہا کہ ہم اطلاع دے لیں پھر جاؤ بہرام ٹھہر گیا جسوقت
خبر نقابدار سر خیوشش کو ہوئی کہ بہرام عاد آیا ہے فرمایا بلاؤ عیار نقابدار آکر بہرام کو لے گیا بہرام نے بارگاہ

یاقوت نگار نقابدار مین پہونچکر نقابدار کو سلام کیا نقابدار نے سلام کا جواب دیا اور دنگل پیچھے کو
مرحمت فرمایا بہرام عاد سلام کرکے دنگل پر بیٹھ گیا نقابدار نے پوچھا کہ ای بہرام عاد اسوقت تمنے کیون زحمت
کی بہرام عاد نے عرض کیا کہ ای شہریار یہ زحمت عین راحت ہی اپنے آقا کی قدمبوسی کے واسطے
حاضر ہوا ہون ہرچند کہ ایک تمنا اور بھی تھی مگر اوسکا بیان لاحاصل ہی افسوس کہ مین جانتا ہون وہ
حسرت دل کی دل ہی مین رہجائیگی اسلیے کہ کل ہرگز جنگ مین زندگی کی امید نہین فولاد آہن خوار
سے مقابلہ ہی خداوند کریم حرمت قوم عاد کی رکھے نقابدار نے فرمایا ای بہرام تم حق پر ہو خدا تمھارا
طرف ہی اور جسکی طرف خدا ہی وہ ہر طرح مظفر و منصور ہی اسکی شکست بھی فتح سے کم نہین اور فتح تو
فتح ہی ہی لیکن وہ تمنا تو بیان کرو بہرام عاد نے حسرت سے نقابدار کی طرف دیکھکر یہ شعر پڑھا شعر
جہان سے حسرت دیدار یار لیکے چلے ؛ چمن سے داغ فراق بہار لیکے چلے ؛ یہ سنکر نقابدار سرخیوش
مسکرائے اور فرمایا کہ ای بہرام مین مطلب تمھارا سمجھ گیا مگر ایک شرط ہی کہ تجھے قسم ہی اپنے پیدا کرنے والے
کی یہ راز کسی سے بیان نکرنا بہرام نے عرض کی کیا مجال ہی غلام کی جو کسی سے عرض کرے نقابدار نے
جسقدر لوگ بہرام کے ہمراہ تھے اون سبکو ہٹا دیا جسوقت تخلیہ کامل ہوگیا اب نقاب چہرہ سے ہٹا لی
نظر بہرام عاد کی چہرہ نقابدار سرخیوش پر پڑی درود پڑھنے لگا اور شکر خدا بجالایا اور
عرض کی کہ میرا آقا باوجود اس کمسنی کے کہ شیو کا آغاز ہی کسقدر شجاع و بہادر ہی اور کیسا جوان زبردست
ہو کہ ہم ایسے پہلوان زبردست کو سر میدان اسطرح زیر کیا جیسے کوئی طفل دو شیرہ کو ایک
ہاتھ پر بلند کرلیتا ہی مگر اب امیدوار ہون کہ اپنے نام نامی و اسم گرامی سے بھی آگاہ فرمائیے اور یہ
تو صورت سے معلوم ہوگیا کہ آپ خاندان صاحبقران سے ہین کیونکہ زلیفن خلیلی اور خال
و خط ابراہیمی صاف صاف نشان بتا رہے ہین نقابدار سرخیوش نے فرمایا کہ ای بہرام بس
اتنی خاطر مین نے تمھاری کی کہ صورت اپنی دکھادی اتنا لحاظ تم بھی کرو کہ نام نہ پوچھو اور وہ زمانہ
قریب ہی کہ نام میرا ظاہر ہو جائیگا جسوقت کوئی بات ناموری کی مجھسے ظہور مین آئیگی بہرام عاد
یہ سنکر خاموش ہو رہا نقابدار دیر تک نقاب اوٹھائے ہوئے بہرام سے باتین کیا کیے اوسکے
بعد فرمایا کہ ای بہرام چند نصیحتین میری سنو جو کل میدان جنگ مین تمکو مفید ہونگی یہ فرماکر کچھ باتین
کان مین بہرام عاد کے کہین اور اسکے بعد بہرام عاد کو دو ایک بند نیزہ کے تعلیم فرمائے دو چار ہاتھ
تلوار کے بتائے چند پیچ داو کشتی کے سمجھائے اور فرمایا کہ دیوانون کا قاعدہ ہوتا ہی کہ جسوقت
وہ حریف کو قوی دیکھتے ہین تو کاٹ کھاتے ہین ذرا ہوشیار رہنا یہ سب باتین تعلیم فرماکر بہرام
کو رخصت کیا اور فرمایا کہ کچھ دیر آرام لو کہ صبح کو معرکۂ جنگ ہی بہرام عاد تسلیم بجالاکر رخصت ہوا اور
اپنے خیمہ مین آیا چاہا کچھ دیر سو رہون مگر نیند نہ آئی یہانتک کہ آواز اذان کان مین آئی اب تمام لشکر
اسلام نے وضو کیا نمازین پڑھین اور دعا سے نصرت خداوند ناصر سے طلب کرکے آلات حرب و ضرب
تن پر درست کرکے عازم میدان نبرد ہوئے دو گھڑی دن چڑھتے چڑھتے تمام فوجین میدان مین
آگئین ایک جانب بادشاہ لشکر اسلام بصد جاہ و احتشام تخت پر جلوہ افروز تھے فوجین تمام ممالک
کی نشان اڑا رہی تھین اور شان و شوکت اسلام دکھا رہی تھین ایک جانب نقابدار سرخیوش

اپنے چالیس ہزار مرخیو ستون سے گھرا ہوا تھا ایک سمت عادیوں نے پرے جمائے تھے اور لشکر
زنگیان کی طرف رخ کیے ہوئے باگیں گھا رہے تھے ایک طرف لشکر ساحرون کا برائے تماشائے
جنگ آیا ہوا تھا پانچ لشکر اور پانچ افسر استادہ تھے انکی مختلف پوشاکین عجب لطف دکھا رہی
تھین اور تیار ہی تھین کر یہ قلعہ ہفت رنگ کے رہنے والے ہین تمام ساحر باز و بط و سرخاب وغیرہ
جانوران سحر پر سوار تھے جھولیان لٹک رہی تھین تشتے گھوڑون پر کھنچے ہوئے تھے تاک دیے
ہوئے تھے سردار اپنے اپنے منصب کے موافق صفون سے آگے بڑھے ہوئے کھڑے تھے دنلے
زو بردو بج رہے تھے سنکھ پھنک رہے تھے ایک طرف سیلاب شاہ اپنی تمام سپاہ لیے ہوئے آمادہ
تھا اور لشکر زنگیان مقابل لشکر قوم عاد صف بستہ تھا اور فولاد آہن خوار دیوانہ چوبدست
گران سنگ پکڑے ہوئے نخوت دکھا رہا تھا اور کہتا تھا کہ تو سہی میرا نام فولاد جوان سیکو نرم
نہ کر دیا ہو جو بہت صفوف قتال و جدال آراستہ ہو چکین اور نقیب نسب دیکر نکل گئے تب
دیوانہ فولاد کے فوج شجاعت نے رگون مین جوش مارا اور یہ گینڈا اپنا بڑھا کر سامنے تخت سیلاب شاہ
کے آیا اجازت میدان مانگی سیلاب شاہ نے کہا کر جا خداوند ماکوان تیری بات رکھنے والا ہو فولاد
دیوانہ مرکب کو اڑا کر میدان مین آیا اور آواز دی کہ باشش ای قوم عاد تم مین سے جو زبردست
ہو وہ میرے مقابلہ کو آئے زیادہ کشت و خون سے کیا فائدہ ہے مین دعوے کرتا ہون کہ مجھے زیادہ
زبردست کوئی قوم زنگیان مین نہین ہے اب تم مین بھی جو سب سے قوی ہو وہ نکلے کہ بعد اس
ایک مقابلہ کے فیصلہ ہو جائے اور کسیکو جائے گفتگو باقی نہ رہے حوصلے پست ہو جائین یہ سنکر جعفر عاد
نے خود سے لڑنے کا قصد کیا تھا اور مرکب منگوایا تھا کہ بہرام عاد سامنے جعفر عاد کے آیا اور کہا
کہ آپ بادشاہ لشکر مین آپ کا جانا مناسب نہین ہے اگر حکم ہو تو مین اس زنگی دیوانہ سے مقابلہ
کرون بعد میرے آپکو اختیار ہے جعفر عاد نے کہا کہ دستکار وے سخن میری کا ہی طرف ہے بہرام عاد نے
کہا غرض اوسکی یہ ہے کہ جس سے اسی لڑائی پر فیصلہ ہے جو مغلوب ہوا گویا اوسکی قوم بھر مغلوب ہوئی لہذا مین
سپہ سالار آپکا تھا اور اب بھی آپکو اپنا سردار و مالک تصور کرتا ہون میری موجودگی مین آپکا جانا
میری بدنامی کا باعث ہے لوگ کیا کہین گے کہ اسنے کچھ پاس نمک نہ کیا گو اب یہ رفیق لقا جادو ہے خوش
کا ہے لیکن کسیوقت جعفر کا ملازم تھا لہذا مجھے اس داغ رسوائی سے بچائیے اور اجازت عطا فرمائیے
جعفر عاد نے دیکھا کہ یہ مجھسے زور و طاقت مین کم بھی نہین ہے اور اصرار بھی کرتا ہے خاموش ہو رہا اور
کہا اے بہرام خدا تیرے ارادے مین برکت عطا کرے اور تجکو فتحیاب کرے بہرام عاد نے کہا کہ
اگر اقبال آپکا یاور ہے اور خداوند عالم کو عزت اسلام منظور ہے تو مین ابھی اس ملعون کو مارے لیتا ہون
یہ کہکر مرکب کو بڑھایا اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر اجازت خواہ رزم و پیکار ہوا بادشاہ اسلام نے
آستین مرحمت پشت پر جھاڑی اور فرمایا کہ ای بہرام اب تیری عزت ہماری عزت ہے اور تیری بات ہماری
بات ہے جا حافظ حقیقی کے سپرد کیا بہرام نے سلام کیا اور مرکب پر سوار ہو کر جانب میدان روانہ ہوا فولاد
آہن خوار نے جو بہرام عاد کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا دہن سے گرز بسر کا سنبھالا اور مرکب
دوڑا دون مین ملا کر گردن اسکا شتاب ہو کر چلا اسطرف بہرام عاد نے سپر لپیٹ پر سے لی اور اپنے کر گرن

پاسشنا مارا دونون گیند سے گولے کی طرح اچھل کر چلے سپر سے سپر لڑی ضرب سے نکلے تو گرج
کی صدا میدان مین گونجی یہ معلوم ہوا کہ دو کوہ آہن سیاہ ملا کر ج گئے مرکب دونون کے برابر
سے پسپا ہوئے جدا نہ سکے باگین پھیر پھیر کر میدان مین مرکبونکو مسل کر ایک نے دوسرے کا سامنا کیا
بہرام عاد نے کہا کہ لا ضرب بہادری کی فولاد ۔ دیوانہ آہن خوار زنگی نے کہا کہ حوصلہ اپنا پورا کر لے
اسلیے کہ غرور سوا ذات باری تعالے کے کسیکو نہ چاہیے اور ہم پیشدستی اسوجہ سے نہین کرتے ہین کہ
شر کی ابتدا ہماری جانب سے نہو بس یہ سننا تھا کہ فولاد زنگی نے کہا او عادی جب لڑنے چلے
تو شر کرنے مین کیا مضائقہ ہو لے مین وار کرتا ہون روک اسکو یہ کہکر اسنے نیزہ سنبھالا اور سینہ بہرام عاد
پر وار کیا یہان بہرام عاد پہلے سے ہوشیار تھا اسنے نیزہ کو ترچھا ہوکر خالی دیا اور کلائی پر ہاتھ ڈالدیا
زور ہونے لگے اسی کشاکش مین کلائی فولاد زنگی کی چھوٹ گئی مگر دانہ نیزہ کی ٹوٹ گئی نیزہ بیکار
ہوگیا اب اسنے جھلا کر چوبدست اوٹھائی اور پکارا کہ ہان اسے روک یہ کہکر سر پر پھیرا کر بہرام عاد
پر وار کیا بہرام نے بھی چوبدست کو اوٹھا کر چہرہ کی پناہ کی اب جو چوب پر چوب پڑی ہی تو اسے
معاذ اللہ ایک تڑاقا ہوا اور شرارے جو بونسے نکلے کیونکہ انپر جوڑی جوڑی شاخین آہنی چڑھی ہوی
ہین تق گرد بلند ہوا کہ بہرام عاد اس گرد مین پنہان ہوگیا جگر زمین ہول سے شق ہو گیا فولاد زنگی
نے آواز دی کہ زدم و پست کردم لو خبر اس عادی کی اور بھیجو کسی اور کو یہ سنکر عیار بہرام عاد جھپٹ
قریب گرد کے آیا اور گرد و گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا کہ بہرام عاد زندہ ہے مگر مرا گیا ہے منہ
سے پسینہ جاری ہے ہاتھ مانند ستون فولادی کے ہین مرکب غرق زمین ہے عیار جانتا تھا کہ بہرام کو ہوشیار
کرے کہ بہرام نے آنکھ کھول لی اور آواز دی کہ او زنگی بلا کی ضرب تو نے لگائی مگر اب میری ضرب کا بھی
تماشا دیکھ یہ کہکر مرکب کو زمین سے نکالا اور چوب کو سر پر چرخ دیکر خبردار خبردار کہکر فولاد زنگی پر
وار کیا فولاد نے بھی برابر چوبدست کو اوٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا اور چوب بہرام کی ایسی چوب پر لگائی اور
دو تڑاقا ہوا کہ کان جھنجھنا گئے شعلہ فلک کو نکلا چنگاریان چوبون سے اڑین جگر زمین ہول سے
شق ہوگیا مرکب فولاد زنگی کا تنگ تک غرق زمین ہوگیا تق گرد مین فولاد پنہان ہو گیا اسنے بھی نعرہ
کیا کہ زدم و پست کردم ای زنگیو لو خبر اسکی یہ سنکر عیار فولاد زنگی جھپٹ کر قریب آیا اور گرد و گرد کے
چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا کہ فولاد زنگی کی وہی حالت ہے جو بہرام عاد کی تھی پس اسنے جلدی
سے منہ پر پانی کا چھینٹا مارا کہ فولاد زنگی کو ہوش آیا کہا آپ کس غفلت مین ہین حریف لاف زنی کرتا
ہے یہ سنکر فولاد زنگی نے چاہا کہ مرکب کو زمین سے نکالوں دیکھا تو مرکب تمام ہو چکا ہے پس اسنے
جست کی اور مرکب سے علحدہ ہوکر آواز دی کہ او عادی غضب کیا تو نے کہ مرکب کو میرے مار ڈالا وہ میرا
مرکب ایسا کہان ملیگا جو مجھے سواری دیگا [illegible] مین تو پیادہ ہو [illegible] اور تو سوار ہے کب چھوڑتا ہون
ترے مرکب کو بھی یہ کہکر چوبدست ہاتھ سے پھینک دی اور تلوار [illegible] کھینچی کہ مرکب کو بہرام عاد کے
پے کر دون بہرام بھی ارادہ اسکا [illegible] جلدی سے کودکر مرکب سے علحدہ ہوا اور آواز دی کہ
جانور پر کیا غصہ نکالتا ہے ادھر آ مجھ سے مقابلہ کر یہ سنتے ہی فولاد آہن خوار زنگی نے تلوار ماری
بہرام نے تلوار اسکی سپر پر روکی مگر فولاد بھی پہلوان زبردست ہے تلوار نے سپر کو چار ٹکڑے کاٹا اور سر مین

ور آئی بہرام عاد نے بچک دی کہ تلوار فولاد کی ٹوٹی فولاد نے قبضہ منہ پر کھینچ مارا بہرام عاد نے خالی دی
پس یہ دوڑ کر بہرام سے لپٹ پڑا اور کشتی ہونے لگی بہرام نے بھی سپر اور تلوار رکھ دی اتنی گرہ بازون
مین ہاتھ پڑے ہوئے تھے زور ہو رہے تھے یہ معرکہ دیکھ کر دونون جانب کے سردار آ گئے
اور تماشا دیکھنے لگے دنگل کرسیان بچھ گئین نقابدار سرخپوش بھی قریب آ گئے
تھے دونون سردار جانین لڑا رہے تھے بات کا خیال جان سے زیادہ تھا جب فولاد
زنگی بازو بہرام عاد کے پکڑ کر ریلتا ہوا چلتا ہے تو دور تک دوڑا لیجاتا ہے اسی کشمکش مین
شام ہو گئی فولاد زنگی نے کہا ای بہرام آج تو شام ہو گئی ہے رات واسطے راحت کے ہے کل
ہمارے تمھارے پھر مقابلہ ہو گا بہرام عاد نے کہا ای فولاد زنگی یہ مین خوب جانتا ہون کہ اگر
صبح سے شام تک روز زور ہوا کریگا نہ تو زیر ہو گا اور نہ مین زیر ہونگا نتیجہ نہ نکلے گا بہتر ہے
کہ بعد فیصلہ ہونے کے اطمینان سے علیحدہ ہون فولاد آہن خوار دیوانہ پکارا کہ تو مجکو کیا
کمزور سمجھتا ہے یا یہ سمجھے ہوئے ہے کہ مین مقابلہ سے جان بچاتا ہون اب مین خود بغیر معاملہ یکسو
ہوئے میدان سے نہ ہٹونگا یہ کہکر پھر لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی جہان فولاد زنگی بہرام کو پکڑتا ہے
تو بہرام صاف نکل جاتا ہے اور جہان بہرام فولاد زنگی کو پکڑ لاتا ہے تو فولاد زنگی بھی نکل جاتا ہے کہانتک
گزارش کیا جاے کہ تمام رات آنکھون مین کٹ گئی اور کشتی ہوا کی دونون طرف سے لشکری کمرین
باندھے ہوئے اسیطرح کھڑے رہے اور تماشا دیکھا کیے سردارون نے اور کسی جگہ کچھ منگوا کر
کھا لیا ان دونون کو دیکھا تو اسیطرح گتھے ہوئے ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو فیل مست معروف
جنگ ہین صبح کو دونون جانب سے کاسے شربت کے آئے دونون نے علیحدہ ہو کر کاسے خالی
کر دیے اور پھر زور کرنے لگے تمام دود لسپید ہو کر رہ گیا یہ دن بھی تمام ہو گیا اور شام ہو گئی رات کو
پھر وہی حالت رہی کہ صبح تک معاملہ یکسو نہ ہوا دیکھنے والون کی آنکھین درم کر آئی ہین مگر جانین
لگی ہوئی ہین کہ ایسا نہ کسی جانب سے کوئی بات ظہور مین آئے اب تیسرا روز ہے دونون تھک
چکے ہین دم پھول رہے ہین سانس پیٹ مین نہین سماتی ہے اس حالت پر بھی ایک دوسرے سے
لپٹا ہوا ہے جب فولاد زنگی بہرام کو دوڑا لیجاتا ہے تو زنگی خوش ہوتے ہین اور فولاد کی تعریف کرتے ہین
اور جب بہرام عاد فولاد کو پسپا کرتا ہے تو عادی بہرام پر آفرین کرتے ہین دونون طرف کے سردار
اپنے اپنے سردار پہلوان کا دل بڑھا رہے ہین مگر انکی قوتین جواب دے چکی ہین اسی فکر مین آپ
ہی گرے پڑتے ہین کہ ایک مرتبہ نقابدار سرخپوش نے آواز دی کہ ای بہرام آج تیسرا دن ہے
ارے کیا سب بھلا دیا یہ خیال نہین کہ بابر کے حریف کو کیونکر زیر کرتے ہین یہ سنتے ہی بہرام چونکا
اور سنبھلکر لڑنے لگا بس جیسے ہی فولاد زنگی بہرام کو دوڑا کر لیچلا بہرام نے دو قدم پیچھے ہٹا کر
جو بائین جانب کو دیا دم فولاد کا ٹوٹ چکا تھا کس کے ساتھ ہی کھچا اپنے زور مین آپ ہی اور کچھ بہرام
کے زور سے چارون شانے چت سامنے آ رہا بہرام کود کر چھاتی پر چڑھا اکر کیا کہتا ہے دست خفت
پہلوے زنگار مین فولاد زنگی نے کہا کہ ہزار جانین نام پر خداوند لقا خداوند اکوان تاجدار کے نثار مین بس یہ
سننا تھا کہ بہرام نے ایک ہاتھ زیر سر دیا اور ایک زیر زنخدان رکھکر جو زور کیا اور بل دیا زنگی کی

کرارے او عادی یہ کیا کرتا ہے عادیون نے زنگیون کو روکا ان سے تو تلوار چلنے لگی ادھر بہرام عاد
نے سرخولاد زنگی کا دھڑ پر سے کھینچکر پھینکدیا لیکن خود بھی بیہوش ہو گیا عادیون اور زنگیون
سے خوب تلوار چل رہی تھی نقابدار سرخیوشش نے دیکھا کہ ایسا نہو بہرام عاد پامال ہو جائے کیونکہ
بیہوش زمین پر پڑا ہوا ہے کسیکو خیال بھی نہین پس یہ دوڑ پڑے اور بہرام عاد کو ہاتھون پر لیے
ہوئے اپنے لشکر کی طرف چلے گئے جسوقت نقابدار جھپٹ کر آئے ہین تو سیلاب شاہ اور اسکے اہل
لشکر کو خیال ہوا تھا کہ شاید نقابدار عادیون کی طرف سے لڑین تو ہم بھی زنگیون کے شریک
ہون لیکن جسوقت نقابدار بہرام کو اٹھا کر ہاتھون پر لئے ہوئے علیحدہ ہو گئے تو جن سوارون نے بڑھنے
کا قصد کیا تھا وہ رک گئے اور سیلاب شاہ سے بھی رہ گیا علاوہ اسکے ایسا رعب طاری
ہوا کہ کسیکا حوصلہ نہ ہو جو نقابدار کو روکے کہ استنے بڑے جوان کو نقابدار ہاتھ پر بلند کیے ہوئے لیگئے الگ
ادھر تو نقابدار سرخیوشش اپنے سردار کو خیمہ مین لا کر علاج کرنے لگے طبیب بولے لشکر کا تھا حاضر ہوا اور
تیمارداری بہرام عاد مین مصروف ہوا ادھر زنگیون اور عادیون مین اسقدر خونریزی ہوئی کہ
زمین خون سے لال ہو گئی اور دونون فوجون کے ہزارہا آدمی مارے گئے اور کسی نے قدم پیچھے نہ ہٹایا سیلاب شاہ
نے یہ کہا کہ اب لشکر زنگیان شکست کھایا چاہتا ہے کیونکہ سرداران لشکر عادیون کے سردارون
نے قتل کر ڈالے اب توقف کیا ضرور ہے پس اسنے طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر علیحدہ ہو گئے اور
اپنی اپنی جا مقام پر آئے اور کشتے دونون جانب کے اٹھائے جانے لگے جسوقت شمار کیا گیا تو چالیس ہزار
زنگی قتل ہوئے تھے اور بیس ہزار عادی کام آئے تھے لاشین اہل اسلام کی ایک گڑھے مین گنج شہیدان
کے طور پر دفن کر دی گئین اور لاشین کفار کی جلوا دی گئین کافر شادیت مغموم و حزین بیٹھے اہل اسلام
نقارے خوشی کے بجاتے ہوئے داخل خیمہ ہوئے بہت سے سرداران لشکر اسلام عیادت بہرام عاد کو لشکر
نقابدار سرخیوشش مین آئے دو ایک روز جنگ موقوف رہی اور اسی اثنا مین زنگی بسبب شرمندگی
کے ملک سیلابیہ کو روانہ ہو گئے تین روز مین بہرام عاد اچھا ہوا نقابدار نے بہرام کو خلعت دیکر رخصت کیا
اور آپ جانب صحرا روانہ ہو گیا بہرام عاد اپنے لشکر مین آیا اور خدمت بادشاہ اسلام مین حاضر ہوا
بادشاہ نے بھی خلعت سے سرفراز کیا اور سردارون نے نہایت تعریف کی بہرام عاد نے کہا کہ یہ سب
تصدق نقابدار سرخیوشش کا اور اقبال بادشاہ کا تھا ورنہ حریف مجھسے کسیطرح کمزور نہ تھا یہان تو یہ سب
اس جشن مسرت مین ہین اور عادیون مین فتح کی خوشی ہے اور اسطرف زنگیون کے چلے جانے کی
خبر سیلاب شاہ کو پہونچی اسنے کہا خیر کچھ پروا نہین میرے ساتھ لشکر کثیر ہے کچھ پروا نہین یا اسنے حکم دیا
کہ نقیب طبل جنگی اسیوقت نقارہ زری پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی ہرکارے لشکر اسلام کے خبر معلوم
کر کے خدمت مین بادشاہ اسلام کی حاضر ہوئے اور دعا و ثنائے شاہی بجا لا کر عرض کیا کہ پھر لشکر
کفار مین طبل بجا ہے فرمایا کہ کچھ پروا نہین کہدو کہ ہمارے یہان بھی نقارہ زری بجے یہان بھی بس حربی
نوازش مین آ تیاری جنگ ہونے لگی اب انکو تو انتظار صبح مین چھوڑا جاتا ہے اور بیان سے
چند کلمہ داستان نقابدار سرخیوشش یعنی سہراب ثانی کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت دعوت و ضیافت سے فرصت ہوئی تو انہون نے افسونہ سحر ساز جادو سے نکالا

ملکہ اب مین اپنے لشکر کو جاتا ہون کیونکہ میرے صاحب چچا داداسپ پریشان ہونگے ملکہ نے کہا کہ خدا حافظ
گاہ گاہ ہماری خبر لیجیے گا بھول نہ جایئے گا ہرچند کہ جدائی آپکی نہایت شاق ہے مگر بالفعل مصلحت وقت یہی ہے
ہمارے آپکے ساتھ رہنے مین سو طرح کے خوف ہین سہراب ثانی نے کہا اے ملکہ مجھے کسیوقت یاد تمہاری
فراموش نہ ہوگی لیکن تم میرے بدلے لشکر اسلام سے غافل نہ رہنا کیونکہ بادشاہ اسلام بالفعل بیابان
نہ طاق مین فروکش ہین ایسا نہ ہو کوئی ساحر اُنکے لشکر کو تباہ کرے ملکہ نے کہا آپ اطمینان رکھین
جب تک میرے دم مین دم ہے اسوقت تک تو کیا مجال ہے کسیکی کہ لشکر اسلام کی طرف آنکھ اوٹھا کر
دیکھ سکے سہراب ثانی نے نقاب درست کی اور خلوت سے باہر آئے اپنے عیار اور لشکر کو ساتھ لیکر
جانب صحرا روانہ ہوئے اور سوداگر کو بہت کچھ مال وزر دیکر رخصت فرمایا یہان ملکہ افسونہ سحرساز
جادو نے بزور سحر ایک قلعہ آتشین تیار کیا اوس قلعہ مین رونق افروز ہوئی اور چند ساحر دنکو واسطے
دریافت حال کے تعین کیا کہ پوشیدہ طور پر بیابان نہ طاق مین رہتے ہین اور روزمرہ
کی خبر ملکہ افسونہ سحر ساز کو پہونچایا کرتے ہین اس انتظام مین تین روز گذرے ہونگے کہ دیکھا
افسونہ سحر ساز نے ایک لشکر سرخپوشون کا صحرا مین اوترا ہوا ہے اور سب نقابدار ہین اسے
یہ خیال گذرا کہ شاید ہمارا یار جانی ہے خوش ہوئی کہ پھر دیدار فرحت آثار میسر ہوگا لیکن جب
شام ہوئی اور کوئی نہ آیا تو ملکہ کو رنج ہوا کہ ہیہے مرد کی ذات بڑی بے پروا ہوتی ہے چلتے
وقت کیسے کیسے عہد وپیمان ہوئے تھے لیکن یہ بیمروت اسی صحرا مین قلعہ کے سامنے اوترا ہوا ہے
اور یہان تک نہین آتا اسی غصہ مین یہ اشعر کلی کر ضر اگر وہ نہین آتا تو ہم ضرور جاینگے اور
قلعہ آتشین سے نکلکر جانب لشکر نقابداران روانہ ہوئی اُنمین بھی بحکم سہراب ثانی چہرہ پر
نقاب سرخ ڈالی ہے اور لباس سرخ پہنے رہتی ہے اسوقت ہمراہ ملکہ افسونہ سحر ساز کے چند
کنیزین بھی ہین جسوقت ملکہ داخل لشکر ہوئی سامنے سے عیار نقابدار سرخپوش کا آتا تھا
اسے دیکھکر فرمایا کہ جا کر اپنے آقا سے کہدے کہ ملکہ خود حاضر ہوئی ہے عیار پریشان ہوا کہ یہ کون
ملکہ ہے اور میرے آقا سے ان سے کہان ملاقات ہوئی تھی اب کوئی امر نہین جو مجھسے پوشیدہ
ہو خیر چلکر اطلاع دینا چاہیے یہ عیار خدمت مین اپنے آقا کی آیا اور عرض کی کہ ایک عورت لباس
شاہانہ پہنے ہوئے اور چہرہ پر نقاب سرخ ڈالے ہوئے چند کنیزین بھی اُسکے ہمراہ مین آئی ہین
مجھسے کہا کہ اپنے مالک سے ہمارے آنے کی اطلاع کرو نقابدار بھی سنکر حیران ہوا کہ مین تو اوس سے
واقف نہین خیر بلاؤ عیار نے ملکہ افسونہ سحر ساز کو اندر بلایا جسوقت ملکہ افسونہ داخل بارگاہ ہوئی
سلام کیا نقابدار نے جواب سلام دیا اور بیٹھنے کو ارشاد فرمایا ملکہ کو اور رنج ہوا کہ پاس اپنے نہ بٹھایا
کسی کے دل پر کیا اجارہ ہے صبر کر کے ایک ڈنگل پر بیٹھ گئی نقابدار نے نام پوچھا اور کہا کہ سبب تشریف آوری
کا کیا ہوا ملکہ نے کہا کیا خوب یہ بھی نئی بات ہے نام سے تو آپ واقف ہین اور سبب آنے کا آپکا
شوق دیدار ہے نقابدار نے فرمایا کہ میری صورت تو دیکھنے کے قابل نہین ورنہ مین نقاب چہرہ پر کیون
ڈالے رہتا اب جسقدر اجنبیت کی گفتگو نقابدار کی طرف سے ظہور مین آتی جاتی ہے اوسیقدر ملکہ افسونہ
کا ملال بڑھتا جاتا ہے کہ یہ کمبخت تین روز مین ایسا بھول گیا اور ملکہ کی باتون سے نقابدار کو تعجب ہوا کہ

آخر کار ملکہ اوسکا گریہ شوریدہ یا اثر تھوڑی ہوئی شعر کی کچھ آپنے جا بجا پر الفت کا ثمر پایا * ہم اپنے دل سے
بھی باز آئے سب کچھ بھپے بھر پایا * یہ کہتی ہوئی جانب قلعہ آتش حصار روانہ ہوئی اور
کہتی تھی کہ افسوس کس بیوفا سے دل لگایا تھا نے بیمروتی کی حد کر دی گرا جو ول دیکھا حیلین جلیین
چوہرا دیتین وہ بیٹھی تھین ملکہ ششدر منڈہ مروتی ہوئی اپنے قلعہ مین داخل ہوئی اور خلیہ مین
جاکر رونے لگی یہان بعد رخصت ہونے ملکہ کے لقابدار سرخوش کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اسے دھوکا
ہوا ہوگا خیر چلکر ملکہ سے معذرت کرنا چاہیے کہ ان باتون مین اوسکی ضیافت بھی نہ ہوسکی یہ خیال
کرکے لقابدار سرخوش اپنے مقام سے اٹھے اور عیار کو ساتھ لیکر چلے دیکھا صحرا مین ایک
مکان بلند بنا ہوا ہے لیکن در و دیوار آگ کے معلوم ہوتے ہین لقابدار نے عیار سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے
وہ عورت ساحرہ تھی اور مسکن اوسکا یہی قلعہ ہے عیار نے عرض کی کہ بس اب آگے بڑھنے کا قصد
نفرمائیے ایسا نہ ہو کسی افتاد کا سامنا ہو اسلیے کہ یہ مقام طلسم نہ طاق کے متعلق ہے یہان سے ایک
ایک ذرہ کو ایک طلسم سمجھیے لقابدار نے فرمایا کہ ہونے دو وہ کون لوگ ہین جو تماشائی طلسم طاق
کا ارادہ رکھتے ہین اور جب تک ہم بھی دو ایک طلسم نہ توڑینگے کیا منہ لیکر اون لوگون کا سامنا کرینگے
جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا مین اس قلعہ کی حقیقت کو ضرور دریافت کرونگا یہ فرما کر لقابدار اور آگے
بڑھے اودھر ملکہ کے مصاحبون نے جو لقابدار کو اسطرف آتے ہوے دیکھا اطلاع کی کہ لقابدار
تشریف لاتے ہین ملکہ اوسیوقت آنسو پونچھتی ہوئی بیراسے استقبال چلی اب اوسطرف سے
ملکہ آتی ہے اور اسطرف سے لقابدار چلے آتے ہین کہ یکایک بجلی چمکی اور ایک پنجہ گرا اور لقابدار کو لیچلا ملکہ جو آتی
تھی کچھ اسم پڑھکر اوس پنجہ کو روکے مگر پنجہ نظرون سے پوشیدہ ہو گیا عیار رونے لگا ملکہ نے عیار کو تسلی
اور تشفی دی اور فرمایا کہ تو نہ گھبرا مین تیرے آقا کا پتہ لگا دونگی بلا آسے چھڑا دونگی یہ فرما کر عیار کو
لیکر داخل قلعہ ہوئی عیار نے خیال کیا کہ ایسا نہ ہو اسسے یہ حال معلوم ہوجائے کہ یہ وہ لقابدار نہین
ہے جسکی یہ تلاش کرتی تھی تو یہ ہماری ہمدردی کیون کرنے لگی پہلے مطلب کی باتین کرنا چاہیے یہ
خیال کرکے ملکہ سے کہا کہ مین جانتا ہون آپ پہلے کچھ حال میرے آقا کا بتلایئے تاکہ مجھے تسلی ہو ملکہ
نے کہا کہ اچھا جس مقام پر یہ عیار ملکہ کے پاس بیٹھا تھا * ملکہ نے خاص اپنے رہنے کے واسطے سجا تھا
سب قسم کی تصویرین مثل شیر ہاتھی اونٹ وغیرہ کے چرندون مین اور باز و طاؤس و مرغابی وغیرہ پرندون
مین جابجا دیوارون پر نصب تھین پس ملکہ نے ایک تصویر کی طرف دیکھا اور ایک چھری اسکے ہاتھ
مین تھی کچھ اسم سحر دم کرکے باز کی تصویر پر چھری ماری اور کہا کہ حال لقابدار سرخوش کا بیان کر وہ تصویر
بیجان مثل انسان کے گویا ہوئی اے ملکہ لقابدار سرخوش کو ایک ساحرہ لیگئی ہے کہ نام اوسکا گل افشان
جادو ہے ملکہ نے کہا کہ کیا گل افشان جادو طلسم نہ طاق سے باہر نکلی ہوئی ہے اوس باز نے جواب دیا کہ ہان
ملکہ نے کہا کہ اسنے بیرون طلسم کیون قدم رکھا باز نے جواب دیا کہ جب آپ طلسم مین واپس نہ گئین تو خداوند
اکوان نے اسے بھیجا کہ جاکر دریافت کرو کہ افسونہ سحر ساز کیون نہین آئی تو گل افشان جادو
یہان آئی اور پوشیدہ رہکر اسنے حال آپکا دریافت کیا جسوقت آپ لقابدار کے خیمہ سے واپس آئی
ہین تو اسنے دیکھ لیا تھا اور قصد کیا کہ جاکر خداوند سے سب حال بیان کرون ساتھ ہی یہ خیال ہوا کہ

اس نقابدار کو بھی دیتی چلوں یہ سوچکر تامل کیا جسوقت نقابدار اپنے خیمہ سے نکلکر اسکے قلعہ
کے قریب پہونچا تو وہ اٹھا لیگئی یہ سنکر ملکہ پریشان ہوگئی کہ اب راز فاش ہو جائیگا اور نہیں
معلوم الکوان تاجدار کیا قیامت برپا کریگا مجبور جو گذرے گی وہ گذرے گی لیکن اس نقابدار
کی جان مفت جائیگی جلد بتا کہ گل افشان جادو داخل طلسم ہوگئی یا ابھی نہیں باد سباز
نے جواب دیا کہ اب وہ صحرا میں ہے اور یقین ہے کہ ابھی طلسم میں نہ جائے اسلیے کہ غیر شخص بغیر اذن
اجازت داخل طلسم نہیں ہو سکتا جب تک اذن نہ منگا لیگی داخل طلسم نہ ہوگی یہ سنکر افسونہ
سحرساز نے عیار سے کہا کہ تم اسی مقام پر ٹھہرو میں جاتی ہوں اور ابھی تمھارے مالک کو چھڑا کر
لاتی ہوں عیار نے کہا کہ شاید میری ضرورت پڑے اور کوئی وقت درپیش ہو لہذا میں چاہتا ہوں
کہ آپ مجھے بھی اپنے ہمراہ لیے چلیے ملکہ نے کہا بہتر اور عیار نقابدار کو بھی ساتھ اپنے لیکر اس جانب
روانہ ہوئی جہاں کا پتہ باد سحر نے دیا تھا اب اسے تو راہ میں چھوڑیے اور اول حال نقابدار
سرخپوش کا سنیے جسکو گل افشان جادو اٹھا کر لیگئی ہے جس وقت یہ قریب سرحد طلسم
نہ طاق پہونچی تو اسنے ایک رقعہ اس مضمون کا لکھکر اس دھوئیں میں پھینکا جو گرد طلسم کے چھٹا
رہتا ہے کہ یا خداوند میں نے آپکی سجا بجی کو ایک نقابدار سرخپوش کے خیمہ سے نکلتے دیکھا اور وہ
نقابدار خداپرست ہے میں نے اس نقابدار کو گرفتار کیا ہے اگر اجازت ہو تو لیکر داخل طلسم ہوں
بعد اسکے سزا و جزا کا آپکو اختیار ہے چنانچہ قاصد پاس الکوان تاجدار کے روانہ کیا اور آپ اسی جگہ
آ ٹھہری اور نقاب چہرہ نقابدار سے دور کی کہ دیکھوں تو یہ کیسا انسان ہے اور کیا عیب اسمیں
ہے جو صورت اپنی اسنے چھپائی ہے جسوقت نقاب دور کی ہے تو دیکھا کہ عجب جوان حسین ہے مس
بھیگتی ہوئی ہے سبزہ کا آغاز چہرے سے آثار شاہی و شہریاری پیدا گل افشان جادو ہزار جان سے
عاشق ہوگئی نقابدار بہادر تو تموج ہوا سے بیہوش ہوگیا تھا اسیطرح آنکھیں بند کیے لیٹا ہوا تھا
اور گل افشان جادو زانوئے فکر پر سر رکھے بیٹھی تھی کہ میں نے یہ کیا غضب کیا اب کونسی تدبیر کروں
کہ جان اس یار جانی کی بچے ہائے میں کیا جانتی تھی ورنہ کیوں اطلاع کرتی جیسے آئی تھی ویسے
چلی جاتی دو مصاحبین گل افشان جادو کی اسکے ساتھ تھیں انھوں نے جو یہ رنگ ملکہ کے دیکھے پوچھا
کہ واری کیوں مزاج کیسا ہے ملکہ گل افشان جادو نے کوئی جواب نہ دیا ہنوز اسی سوچ میں بیٹھی تھی اور
دل میں کہہ رہی تھی کہ حق بجانب ہے افسونہ سحرساز کے اب میں کیا منہ لیکر اسکا حال الکوان تاجدار
سے بیان کروں کہ یکایک ایک سناٹا سا ہوا اور ایک ستارہ بالائے آسمان سے ٹوٹ کر زمین پر آیا اور
اسنے صورت انسانی پیدا کی پہلے تو گل افشان جادو بہت ڈری کہ مبادا کوئی ساحر طلسمی نہ آیا ہو لیکن
جسوقت نظر گل افشان جادو کی پڑی تو دیکھا کہ افسونہ سحرساز جادو ہے بس گل افشان جادو کھڑی
ہوئی اور افسونہ سحرساز کو سلام کیا افسونہ سحرساز نے کہا کہ کیوں بہن کچھ ساتھ کھیلنے کا بھی لحاظ نہ کیا اور
ہماری دشمنی پر کمر باندھی گل افشان جادو گلے سے افسونہ سحرساز کے لپٹ کر رونے لگی اور پاس بٹھا لیا
کہا کہ پہلے مجھ سے سن لو بعد اسکے کچھ کہنا شکایت تمھاری سر آنکھوں پر ہے افسونہ سحرساز پاس گل افشان
جادو کے بیٹھ گئی لیکن نظر خواہ افسونہ کی نقابدار بہادر کے چہرہ زیبا پر پڑی تو اسے تعجب ہوا کہ یہ کون شخص ہے

مگر خاموش رہی کہ معلوم ہو جائیگا اب گل افشان جادو نے بیان کیا کہ در اصل مین نے جب حکم
نقابدار کے خیمہ سے نکلتے دیکھا تو مجھے غیرت آئی کہ ہمارے خاندان کی اور ہماری تمام پلید ہوکر اسنے
تمام خاندان کا ڈبو دیا کہ ایک خداپرست سے میل پیدا کیا جو عورت عزت خاندان کی ڈبوے اور
آبرو کا پاس نہ کرے اُسکا مر جانا ہی بہتر ہے اسی سبب سے مین تجھسے ملی بھی نہین اور اس نقابدار
کو لیکر خدمت مین خداوند کے جاتی تھی لیکن یہان پہونچکر یہ سوچی کہ دیکھون تو یہ نقابدار ہے کیسا
اسمین کیا عیب ہے جو صورت اپنی اسنے چھپائی ہے اور شامت میری کہ پہلے اطلاع نامہ اپنے آنے کا
اور نقابدار کو پکڑ لانے کا خدمت خداوند مین بھیجا بعد اسکے نقاب اسکے چہرے سے ہٹائی تو ایک پیچ
پیدا ہوا کہ ایسے لوگ بھی دنیا مین ہین کہ حسن یوسفی رکھتے ہین بلکہ یون کہیے ؎ ترا دیدہ و یوسف
را شنیدہ ٭ شنیدہ کے بود مانند دیدہ ٭ اب اسے قتل سے کیونکر بچاؤن اور یہ بھی پشیمانی ہوئی
کہ مین نے تمھارا حال رقعہ مین کیون لکھا خیر اب تو جو ہوا وہ ہوا جیسی کچھ پڑیگی مین جھیلونگی لو کھلا
معشوق تجھکو مبارک یہ کہکر گلے سے افسونہ سحرساز جادو کے لپٹ کر رونے لگی افسونہ سحرساز
نے گل افشان جادو کا سر سینے سے لگایا اور کہا کہ اب اس بات کا رنج نکرو یہ میرا معشوق نہین
ہے مجھے اپنے معشوق کا شبہہ تھا وہ اور شخص ہے یہ تمھارے ہی واسطے تھا جو اسطرح کے سامان ہوئے
اب اگر تم اسکا قتل کرانا پسند نہین کرتی ہو تو عقل سے کام لو رونے دھونے سے کوئی فائدہ نہ
نکلیگا ایسی تدبیر کرو کہ جان اسکی بھی بچے اور تمھارا راز بھی افشا نہو اور پھر تو جیسی گذرے گی
جھیل لینگے کیونکہ ہمارا حال ماہرخ صاحب پر روشن ہی ہو چکا ضرور کوئی نہ کوئی فتنہ برپا ہوگا
یہ سنکر گل افشان جادو کو تسکین ہوئی اور نقابدار کے چہرہ پر بند نقاب درست کرکے ہوشیار
کیا جسوقت آنکھ نقابدار کی کھلی اسنے اپنے کو ایک نئے مقام پر صحرا مین دیکھا اور دو نازنینون کو سامنے
بیٹھے دیکھا فرمایا کہ تم کون ہو اور مجھے یہان کیون لائی ہو افسونہ سحرساز نے اپنا پتا دیا کہ مین وہی
عورت ہون جو آپکے خیمہ مین آپ سے ملنے گئی تھی مجھے آپ پر شبہہ ہوا تھا در اصل آپ وہ نہین ہین
جنکی مجھے تلاش تھی اور آپکو یہ اٹھا لائی ہین یہ کہکر گل افشان جادو کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ اٹھا لانے کا
سبب انسے پوچھیے یہ کہکر مسکرائی گل افشان جادو شرم سے جھپ گئی نقابدار نے کہا کہ پھر تامل کیون
کیا اور مجھے طلسم مین کیون نہ لیگئی گل افشان جادو نے کہا کہ مین نے تو دشمنی مین کوتاہی نہ کی تھی مگر
آپ صاحب اقبال ہین کہ میری نیت بدل گئی اور اب جب تک زندہ ہون آپ کے ساتھ
سوا دوستی کے دشمنی نکرونگی اب نقابدار حیران ہین کہ کیا معاملہ ہے افسونہ سحرساز نے کہا کہ سبب
مین آپکو سمجھا دونگی کہ یہ دشمن سے دوست کیونکر ہوگئین پہلے آپ انکا قصور معاف کر دیجیے کہ
ان سے ایک گستاخی خدمت عالی مین ہوئی ہے نقابدار نے فرمایا کہ جب ہمی نہین معلوم کہ کیا
گستاخی ہوئی ہے تو مین معاف کس بات کو کرون افسونہ سحرساز نے کہا کہ انھون نے بند نقاب
کھولی تھی یہ سوچ کر کہ اس شخص مین کیا عیب ہے جو اسنے صورت کو اپنی پوشیدہ کیا ہے جسوقت جمال
جہان افروز حضور کا دیکھا تو یہی عداوت انکے دل سے دور ہوئی اور دل کمدر حضور ہوگیا نقابدار نے فرمایا کہ یہ
تو بیشک بہت برا کیا کہ صورت میری دیکھی اور طرہ اسپر یہ کہ تمھین بھی میری شکل دکھلائی افسونہ سحرساز کو

کہا کہ صرف صورت دیکھنے سے کیا ہوتا ہے ہم دونوں میں سے یہ کوئی بھی نہیں جانتا کہ آپ کون صاحب
ہیں کس خاندان سے ہیں اور نام نامی کیا ہے نقابدار نے فرمایا کہ بس ابھی یونہی رہنے دو جب وقت اسکا آئیگا
تو ظاہر ہو جائیگا اور یہ میری صورت دیکھی ہے کسی سے یہ بھی نہ بیان کرنا کہ یہ شخص اس شکل و شمائل کا
ہے کرنا کہ یہ نقابدار کو دیکھا ہے افسونہ سحر ساز نے کہا کہ کیا مجال ہے یہی باتیں تھیں کہ ایک
رقعہ آکر ملکہ گل افشان جادو کی گود میں گرا گل افشان جادو نے اٹھا کر پڑھا آکوان تاجدار
کی طرف سے لکھا تھا کہ اے گل افشان جادو صد مرحبا تم اس نقابدار کو قتل کر ڈالو کوئی ضرورت طلسم
میں لانے کی نہیں ہے اور اوس شوخ دیدہ گیسو بریدہ یعنی افسونہ سحر ساز کی جانب سے ہاتھ اٹھاؤ
میں آپ گرفتار کرونگا یہ مضمون جسوقت افسونہ سحر ساز نے سنا تھرا گئی مگر نقابدار سرخوش
نے افسونہ سحر ساز سے کہا کہ وہ ملعون ٹھیک کیا گرفتار کرائیگا اور اگر ایسا کیا تو سزا پائیگا اسلیے
کہ تمھارے بیان سے یہ پایا جاتا ہے کہ تم نقابدار پردہ قدرت پر عاشق ہوئی ہو وہ نقابدار
ہمارا عزیز ہے اور صاحبقران وقت ہے اگر تمکو اکوان تاجدار نے اسیر کیا تو نقابدار مذکور
طلسم میں گھسکر قیامتیں برپا کر دیگا اور تمکو چھڑا لائیگا اور نقابدار تک تو خبر دیر میں ہوگی
اول تو میں داخل طلسم ہونگا اور جان اپنی تم پر سے نقابدار پر نثار کرونگا افسونہ سحر ساز
یہ سنکر اور خوش ہوئی فرمایا کہ یہ نقابدار بھی اس نقابدار کا عزیز ہے اور گل افشان جادو نے
کہا کہ میں ایک مشکل تو خدا نے آسان کر دی کہ اکوان تاجدار نے طلب نہیں کیا بلکہ
حکم قتل بھیجا میں جا کر بعد دو گھڑی کہ میں نے قتل کر ڈالا مگر ... بچنے کی کوئی صورت تو بیان کرو
ہنوز گولی بات طے نہ پائی تھی کہ سامنے سے عیار نقابدار ... آ کر نقابدار کو سلام کیا اور
دو پشتارے سامنے گل افشان جادو کے رکھ دیے گل افشان جادو نے جو پشتاروں کو
کھلوایا اور پوچھا کہ یہ کون ہیں عیار نے پشتارے سے انکو نکالا چہرہ ... دیکھا تو دونوں
اسکی مصاحبین تھیں جسوقت افسونہ سحر ساز آئی ہے تو یہ دونوں علیحدہ ہوگئی تھیں اب
ملکہ گل افشان جادو نے عیار نقابدار سے پوچھا کہ آپ کون ہیں اور کس جرم پر انکو
آپ نے گرفتار کیا عیار نقابدار نے کہا کہ میں غلام ہوں اس شہریار با وقار کا جو کہ آپ کے
پاس تشریف فرما ہیں ملکہ افسونہ سحر ساز کے ساتھ یہاں آیا تھا ملکہ نے مجھکو صحرا میں اوتار دیا تھا
بعد ازاں آپکے پاس تشریف لائی ہیں جسوقت ملکہ افسونہ سحر ساز آپکے پاس آئیں تو یہ دونوں
مصاحبین ایکے بہانے سے اس درخت کے نیچے پہونچیں جہاں میں پوشیدہ کھڑا ہوا تھا یہ دونوں
آپس میں باتیں کرنے لگیں ایک نے کہا کہ کیا برا وقت آیا ہے کہ شاہزادیاں غیر مذہب کے مردوں پر
عاشق ہوتی ہیں اور نام خاندان کا ڈبوتی ہیں جسطرح انھوں نے ملکہ افسونہ کا حال لکھ بھیجا ہے
اسیطرح ہم طلسم میں پہونچکر انکا حال بھی بیان کر دینگے ورنہ اگر بعد کو یہ حال کھلا تو ہمارے ماتھے جائیگی
کہ تمنے ملکہ کے چلن سے کیوں آگاہ نہ کیا دوسری کہنے لگی کہ بہن ایسا نہ چاہیے ہم نمکخوار ہیں ہمکو ...
ذکر ... وقت میں نے یہ باتیں ان دونوں کی سنیں تو حباب بیہوشی مار کر دونوں کو بیہوش کیا
اور آپکی خدمت میں لایا ملکہ نے پوچھا کہ انمیں وہ کون سی ہے جسنے چغلی کھانے کا قصد کیا تھا عیار نے

ایک کو بتا دیا گل افشان جادو نے اُسے بیہوش رہنے دیا اور دوسری کو ہوشیار کرکے پوچھا
کہ یہ تجھسے کیا باتیں کرتی تھی نام اُس نازنین کا چمن افروز جادو ہو اُسنے کہا کہ او ملکہ مجھے کہتی تھیں
کہ میں بھی اپنے آبرو کا پاس ہر ہم حال ملکہ کا خداوند سے ضرور بیان کرینگے جب ملکہ گل افشان
جادو کو یہ تصدیق ہوگئی اُسیوقت اُسکو قتل کیا اور عیار لقا بدار کا شکریہ ادا کیا کہ آپکی وجہ سے آبرو
بچ گئی اور چمن افروز جادو کو گلے سے لگایا اور کہا کہ مجھے تیری خیرخواہی کا حال معلوم ہو گیا اب افسونہ سحر ساز
جادو سے کہا کہ بہن ایک تدبیر میں سوچی ہوں وہ یہ ہے کہ میں اس ایچی مصاحب کو تمھاری صورت بنا کر
ساتھ لیے جاتی ہوں اور خداوند سے کہدونگی کہ میں نے جو کچھ پہلے لکھا تھا وہ غلط نکلا اب میں انکو
سمجھا کر لائی اور یہ بیان کردونگی کہ میں از خود افسونہ سے نہیں آئی تھی کہ دیکھوں آپکو میرا خیال بھی ہے یا
نہیں افسونہ سحر ساز نے کہا کہ تمکو اختیار ہے مگر جو کچھ کرنا ہوشیاری سے کرنا کیونکہ اکوان تاجدار
کے سامنے فریب چلنا آسان نہیں ہے گل افشان جادو نے کہا کہ خیر جیسا مناسب وقت دیکھوں گی
وہ کرونگی لیکن اب میرا یہان ٹھہرنا مناسب نہیں ہے ایسا نہو کہ خداوند کو شک گذرے اور وہ کسی اور کو
میرے دریافت حال کے لیے روانہ کریں میں اب جاتی ہوں اور بہت جلد تمسے آکر ملونگی یہ کہکر آتشی
اور لقا بدار سے بسبب حجاب افسونہ سحر ساز کے بات کی اور اپنی مصاحب کو ساتھ لیکر جانب طلسم روانہ
ہوئی ادھر افسونہ سحر ساز لقا بدار اور عیار لقا بدار کو ساتھ لیکر اپنے قلعہ میں آئی اور آپ اپنے کل حالات
سے مطلع کیا اور یہ بھی کہا کہ میں اپنے لقا بدار کے حکم کے موافق اس مقام پہ اس غرض سے ٹھہری ہوں کہ
کوئی وقت سخت آئے تو اہل اسلام کی مدد کروں یہ سنکر لقا بدار بہت خوش ہوئے اور کہا کہ میں بھی سلطان
کا طرفدار و مددگار ہوں اُسیوجہ سے اپنی گرو وزارت میں پھیرا کرتا ہوں یہ فرما کر افسونہ سحر ساز سے رخصت
ہوکر جانب خیمہ روانہ ہوئے اب انکو تو اپنے لشکر میں چھوڑا جاتا ہے

اور شمہ حال گل افشان جادو کا تحریر ہوتا ہے

کہ جسوقت یہ داخل طلسم نہ طاق ہوئی اور خدمت اکوان تاجدار میں پہونچی سلام کیا اور بعد تحقیق کرنے کے
معلوم ہوا کہ افسونہ سحر ساز بغرض دریافت حال لشکر اسلام خیمہ لقا بدار میں گئی تھی اور دوست بنکر سب کیفیت
دریافت کی تھی اب انکا ارادہ ہے کہ میں لشکر اسلام کو غارت کرکے خدمت خداوندی میں جاؤں
اور جو کچھ خیال میری جانب سے بدی کا پیدا ہو گیا ہے اُسے مٹاؤں یہ سنکر اکوان تاجدار
نے کہا کہ تم پھر جاؤ اور افسونہ سحر ساز کو سمجھا بجھا کر لے آؤ اور کہدینا کہ بیرون طلسم تمھارا رہنا اچھا نہیں
گل افشان جادو نے عرض کی کہ اب کل جاؤنگی بعد اسکے دوسرے روز اپنا تمام ساز و سامان مع لشکر و
طبل و علم و بارگاہ وغیرہ لیکر طلسم سے نکلکر خدمت افسونہ سحر ساز میں روانہ ہوئی افسونہ سحر ساز اپنے
قلعہ میں بیٹھی تھی کہ جانب طلسم نہ طاق سے ایک ابر گل رنگ نمودار ہوا کہ گرج رعد کی اور چمک بجلی
کی پیدا تھی بارش گلگون کی ہوتی ہوئی قریب قلعہ پہونچکر یہ ابر ختم ہوا اور گل افشان جادو تخت سحر پر
سوار پیدا ہوئی پشت پر چالیس ہزار عورتیں بلاے بیدرمان جھولیاں زربفت کی کاندھوں پر
پڑی ہوئی تلک سے لگے ہوے یہ دیکھکر افسونہ سحر ساز گل افشان جادو کے استقبال کو گئی اور سینے لگا کر
اپنے خیمہ میں بٹھایا دعوت و ضیافت کی حال طلسم کا پوچھا گل افشان جادو نے سب کیفیت

بیان کی اور کہا کہ مین تمہارے لینے کے بہانے طلسم سے نکل آئی ہون اور سب سامان بھی اپنا لیتی آئی ہون قلعہ گل افشان کو اپنے سحر سے پوشیدہ کر آئی ہون یہ سنکر افسونہ سحر ساز نے کہا کہ افسوس ہم ہی بے سروسامان ہین خیر دیکھا جائیگا گل افشان جادو نے کہا کہ مین تمہاری طرف سے صفائی کر آئی ہون اب تم قلعہ سے نکلو اور طلسم مین جاکر اپنے ماموں سے ملو اور عرض کرو کہ مین حسب الحکم حضور کے چلی آئی اور دوسرے روز اپنا انتظام کرکے بطلعہ پوشیدہ طلسم سے چلی آؤ افسونہ سحر ساز نے کہا کہ ایسا نہ ہو میرے واپس ہوتے وقت خبر ہو جائے تو سارا کام بگڑ جائیگا مگر بغیر جائے بھی چارہ نہین ہے خیر کوئی تدبیر سوچونگی اب گل افشان جادو اپنی بارگاہ مین آئی اور افسونہ سحر ساز کچھ تدبیر سوچ کر جانب طلسم روانہ ہوئی جسوقت یہ داخل طلسم ہوئی اور خدمت مین اکوان تاجدار کے پہونچی سلام کیا اکوان نے پوچھا کہ اے فرزند مزاج کیسا ہے افسونہ نے عرض کی کہ مجھے چند روز سے مرض خفقان زور پر ہے جی بہت گھبرایا کرتا ہے یہی وجہ تھی کہ صحراے نہ طاق مین میرا جی لگ گیا تھا تنہائی پسند آتی ہے مجمع سے دل گھبراتا ہے یہ اس مرض ہی کی خاصیت ہے اکوان تاجدار نے کہا کہ بالفعل منڈاے ستون کا ہجوم ہے طلسم کے باہر تمہارا رہنا مناسب نہین ہے افسونہ نے گردن جھکائی اور کہا کہ مین خود ہی طلسم مین چلی آئی اکوان تاجدار نے جو افسونہ سحر ساز کو افسردہ خاطر پایا ایک انگشتر اپنے ہاتھ کی اسم اکبر افسونہ کو دی اور کہا کہ اچھا تم رنجیدہ نہ ہو جب تک بیرون طلسم تمہارا قیام رہے اسوقت تک یہ انگوٹھی پہنے رہو کہ حرز سامری ہے نہ کوئی بیہوشی تمپر تاثیر کریگی نہ کبھی سحر اثر کریگا نہ کوئی حربہ کارگر ہوگا لیکن جسوقت طبیعت تمھاری درست ہو فوراً طلسم مین چلی آنا اور اگر جانا تو مع جاہ وحشم جانا کہ خلاف میری عزت کے نہ ہو افسونہ سحر ساز نے تسلیم کرکے وہ انگوٹھی لی اور ہاتھ مین پہنکر رخصت ہوئی اپنے باغ مین اگر تمام ساز وسامان لشکر وسپاہ لیکر جانب بیابان نہ طاق روانہ ہوئی دروازہ باغ پر قفل سحر لگا دیا تھا اب سر راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور آمد اسکی بر وقت بیان ہوگی

یہان سے چند کلمہ داستان جرات نشان لشکر بادشاہ اسلام کے بیان کیے جاتے ہین

کہ یہان طبل جنگ بج چکا تھا دونون لشکر دن مین تیاری جنگ ہو رہی تھی جوانان لشکر اسلام آلات حرب وضرب کو درست کر رہے تھے اور کفار بدکردار بھی اپنے اپنے انتظام اور تیاری لشکر مین مصروف تھے غرضکہ اسی عالم مین وہ شب آخر ہوا لشکر انجم مقابل فوج شعلہ مہر سے شکست کھاکر پردہ زنگاری فلک مین پنہان ہوا اور ماہ تابان نے گوشہ مغرب مین پناہ لی سلطان خاور کا تخت افق پر جلوہ گستر ہوا نسیم سحری نے چراغ انجم کو گل کیا سبزہ خوابیدہ کو جگایا لشکر اسلام مین آواز اذان بلند ہوئی اور فوج کفار مین نعرہ یا خدا وندا لوان کے بلند ہوئے دونون طرف کے لوگ اپنا اپنا طریقہ کے موافق وظیفہ سحری کو ادا کرکے اور آلات حرب وضرب سے آراستہ وپیراستہ ہوکر عازم میدان کارزار ہوئے گھڑی بھر دن چڑھتے چڑھتے دونون فوجین مقابل یکدیگر میدان مین صف آرا ہوگئین اسطرف قلب لشکر مین تخت بادشاہ اسلام قائم ہوا سرداران اپنے اپنے مرتبہ کے موافق دہنے بائین قائم ہوئے لشکر سے آگے بڑھکر کھڑے ہوئے اسطرف سیلاب شاہ تخت پر

سوار کئی لاکھ کا لشکر اسکے ہمراہ ڈیڑھ سو سرداران نامی و گرامی لاسکے ہمراہ رکاب عجب شان و
شوکت سے میدان میں پہونچا بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نیب دیکر ہٹے
تھے کہ لشکر کفار سے سرہنگ آہن کلاہ نکلا اور سامنے تخت سیلاب شاہ کے اگر اجازت
خواہ میدان جنگ ہوا سیلاب شاہ نے کہا کہ تم بہت بڑی سپہ اندازی کر چکے ہو کئی سرداران
نامی تمہارے ہاتھ سے قتل ہوئے اب کسی اور کو جانے دو سرہنگ آہن کلاہ نے کہا کہ مجھے اس
سعادت سے محروم نہ رکھیے اور خداپرستوں کو میں نے دیکھا کہ جس حد تک ہیں اگر اقبال آپکا
یاور ہو تو ان سبکو تیغ کر ڈالونگا سیلاب شاہ نے کہا یہ خیال نکرنا کہ لشکر اسلام کے سب سردار
ایسے ہی ہیں جیسے لوگوں کو تم نے قتل کیا ابھی بڑے بڑے کارآزمودہ لوگ موجود ہیں اگر جاتے بھی
ہو تو سمجھکر مقابلہ کرنا کیونکہ جب ایک کے بعد دوسرا آئیگا تو پہلے سے زبردست ہوگا سرہنگ
آہن کلاہ نے کہا کہ آپ تماشا تو دیکھیے سیلاب شاہ نے کہا کہ بہتر ہے جاؤ خداوند اکوان تمہارا حامی
و مددگار رہے پس سرہنگ آہن کلاہ میدان میں آیا اور اسنے نعرہ کیا کہ باش اے گروہ خداپرستان
و فرقہ مسلمانان آگاہ ہو جاؤ کہ میں وہی شخص ہوں جسنے قوم عاد کی جنگ سے پہلے کئی سرداران
کو جان سے مارا اور کئی کو زخمی کیا ہے لہذا جسکو تمنائے مرگ و گذر دہو تو قضا ہو وہ میرے مقابلہ کو
آئے یہ سنتے ہی لشکر اسلام سے رستم خان بن گنجاب نکلے اور سامنے تخت بادشاہی کے
اگر اجازت چاہی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہو رستم خان بار دگر مرکب پہ سوار ہوئے اور سلام
رخصت کر کے سامنے سرہنگ آہن کلاہ کے آئے اور آواز دی کہ لا مرکب بہادری کی پس سرہنگ
آہن کلاہ نے نیزہ مارا رستم خان نے نیزہ کو اسکے نیزہ پر کاٹا اور تیرہویں طعن میں نیزہ اسکے
ہاتھ سے نکال دیا اہل اسلام نے تحسین و مرحبا کی صدا بلند کی اور سرہنگ نہایت خفیف ہوا پس
اسنے تیغ آبدار نیام سے کھینچکر سر رستم خان پر وار کیا رستم خان نے وہ گرا اسکا سپر پر روکا لیکن تلوار
سپر کو کاٹ کر چار انگل سپر میں در آئی تھی کہ اسنے جھٹک دی تلوار سرہنگ کی ٹوٹ گئی اسنے وہی
ٹکڑا مع قبضہ منہ پر کھینچ مارا رستم خان نے خالی دیا سرہنگ آہن کلاہ نے دوسری تلوار کاٹھی سے
کھینچ لی اور سپر پس پشت ڈال دو دستی ہونے لگی قضائے کار اتفاقات روزگار گھوڑے نے رستم خان
کے ٹھوکر لی کہ خود سر سے گرا اور تلوار سر پر پہنچی تلوار دو چار آئی رستم خان نے داستاز مارا تلوار
تو جینا کر سر سے نکلی لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی لوگ لشکر اسلام کے آئے اور رستم خان کو
لیگئے بعد رستم خان کے فضل بن گیا ہو خون آشام نے مرکب اپنا بڑھایا اور بادشاہ اسلام
سے اجازت طلب کی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ آپ کیوں تکلیف کرتے ہیں اسلیے کہ سن
آپکا اس قابل ہے کہ ایک گوشہ میں بیٹھکر عبادت خدا میں بسر کیجیے نہ کہ میدان جنگ کی تکلیفیں
برداشت کیجیے دوسرے یہ کہ آپ رفیق خاص ہیں شاہزادہ انجم گردہ کے دادا صاحبقران
معظم کے آپکو بھائی کہکر بلاتے ہیں علاوہ اسکے آپ نظر کردہ جناب خضر علیہ السلام ہیں فضل
نے عرض کی کہ میں نمکخوار قدیم ہوں اب مجھے حق نمک سے ادا ہونا چاہیے بہتر ہو کہ اسوقت آخر میں
مرتبہ شہادت حاصل ہو اگر میدان میں نہ جاؤنگا جب بھی مرنا ضرور ہے اس سے یہی بہتر ہو کہ تلوار کی

موت مرون اور اجر شہادت حاصل کرون بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ خدا حافظ پروردگار عالم کے حفظ و امان مین دیا فضل سلام کرکے بار دگر مرکب پر بیٹھا اور سامنے سر سنگ آہن کلاہ کے آئے فرمایا لا مزب بہادری کی سر سنگ نے تلوار ماری فضل بن گیا ہو رہنے تلوار اسکی پشت شمشیر پر روکی اور اپنا وار کیا سر سنگ نے بھی وار اسکا روکیا کئی وار اسکے رد و بدل مین تلوار فضل کی ٹوٹی بس یہ دیکھکر سر سنگ آہن کلاہ برس پڑا کہ اب یہ وار کا ہے سے روکیگا فضل نے دیکھا کہ نامردانہ پرست ہوا اپنے نزدیک مجبور بس جانتا ہوا اب فضل نے بھی ادھر مین سپر کی مار نا شروع کردی اس لڑائی مین اسکی بھی تلوار ٹوٹی اب سر سنگ نے گرز لیا اور سر پر پھیر کر سر فضل پر گرز مارا فضل نے وار اسکا اپنے گرز پر روکا ایک تڑاقا ہوا کہ شعلہ فلک کو نکل گیا تیغ گرد بلند ہوا سر سنگ نے آواز دی کہ زدم و پست کردم ہو راً فضل نے گرد سے للکار آواز دی کہ گرا زدی و کرا پست کردی مین حریف تیرا موجود ہوں **شعر** تو ضربے زدی ضرب بازنوش کن ٭ ہمہ شادی از دل فراموش کن ٭ یہ کہکر اپنا گرز سر پر چرخ دیکر سر سنگ پر مارا سر سنگ نے بھی گرز کو اوٹھا کر چہرہ کی پناہ کی لیکن گرز پر گرز جو پڑتا ہے یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا یا تو سر سنگ سے قائم نہ رہ سکے دونوں ہاتھوں کی چولین نکل گئین دونوں گرز اوڑتے ہوئے خود پر گرے کہ خود سر مین گیا اور سر گردن مین گردن سینہ مین سینہ شکم مین شکم پشت مرکب مین مرکب زمین پر ایک پہوترہ بنکر رہگیا راکب و مرکب ایک ہو گئے تیغ گرد بلند ہوا فضل نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم لوحش لشکر کفار کے ہیبت کر گئے گرد کو بانی کے چھینٹے دیکر بٹھایا اب جو دیکھا تو سر سنگ کو سر سنگ مقتول ملی ہر کہ بہ پیوند خاک ہو گیا ہر کفار نالان و گریان ہلے سیلاب شاہ کو بھی سر سنگ کے مرنے کا نہایت صدمہ ہوا کہ اتنا بڑا سردار یون مارا گیا اور اہل اسلام نے فضل کی نہایت تعریف کی بعد اسکے لشکر کفار سے اور سردار نکلا کیے شام تک فضل نے بارہ سردار جان سے مارے اور کئی زخمی کیے شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھرے بادشاہ فضل پر سے زر نثار کرتے ہوئے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے ادھر سیلاب شاہ نہایت غمگین و ملول اپنی بارگاہ مین گیا سردارون نے کہا کہ آپ کیون پریشان ہین لڑائی مین یہی ہوتا ہے کبھی فتح اگلی آپ طبل جنگ بجوائیے کہ ہم پھر دیکھینگے سیلاب شاہ نے طبل بجوا دیا ادھر لشکر اسلام مین بھی نقارہ زری بجا تیاری جنگ ہونے لگی صبح کو دونوں لشکر مقابل یکدیگر صفین باندھ کر کھڑے ہوئے نقیب و نیب و نکیب بیٹھے تھے کہ نیز نگ دراز قامت میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے لندھور ثانی نکلے اور نیز نگ کا سامنا کیا بعد گفتگو بسیار نوبت نیزہ بازی کی آئی لندھور ثانی نے نیزہ ہاتھ سے نیز نگ کے لگا دیا اسے خفیف ہو کر گرز مارا لندھور نے گرز اسکا اپنے گرز پر روک کر خود وار گرز کا کیا نیز نگ پر اٹھا ہو گیا بعد اسکے از تنگ گراز دندان نکلا یہ بھی مارا گیا شام تک لندھور ثانی نے بہت سے سردار کفار جان سے مارے اور بہت سے زخمی کیے اب سیلاب شاہ نے دیکھا کہ عہدہ برآ ہونا ان لوگون سے ناممکن ہے طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا ادھر اہل اسلام اپنے جائے قیام پر آئے ملک اصفر جادو نے جو دیکھا کہ لشکر سیلاب شاہ نے متواتر شکستین کھائی ہین اسلیے طبل جنگ

ساحرون کے نام پر بھجوادیا اور سیلاب شاہ سے کہا کہ اب آپ معاف رکھیے سیلاب شاہ
نے کہا کہ اسمین بدنامی ہے میری اصفر جادو نے کہا کہ اب ہم آپکی بدنامی کو دیکھین یا حکم
ضوبان جادو کا خیال کرین اگر ہمپر عتاب آئیگا تو کیا جواب دینگے کہ جسکے ہم آئے ہوئے
ہین اور اب تک یون ہی پڑے ہوئے ہین ہرچند سیلاب شاہ نے منع کیا مگر اصفر جادو
نے نہ مانا سیلاب شاہ چونکہ مرد بہادر تھا اسے ناگوار گذرا اور یہ اسیوقت کوچ کرکے ملک سیلابیہ
کی جانب روانہ ہوگیا کہ اب اگر اہل اسلام ہاتھ سے ان ساحرون کے بچے اور میرے ملک کی طرف
آئینگے تو دیکھا جائیگا بلکہ ایک نامہ خدمت بادشاہ اسلام مین اپنے عیار طرار کے ذریعہ سے سیلاب شاہ
نے روانہ کردیا مضمون اسکا یہی تھا کہ بالفعل ساحرون سے مقابلہ کیجیے اگر انپر آپ فتحیاب
ہوئے تو مین پھر لشکرکشی کرونگا مین خوف سے نہین جاتا ہون بلکہ داغ بدنامی سے دامن
بچاتا ہون عیار تو یہ نامہ لیکر خدمت مین بادشاہ اسلام کی روانہ ہوتا ہے اور سیلاب شاہ مع
لشکر کوچ کرکے ملک سیلابیہ کو چلتا ہے انکا حال پھر عرض کیا جائیگا

اول کچھ حال نقابدار سرخپوش کا سنیے

کہ جب یہ گل فشان جادو و افسونہ سحر ساز جادو سے رخصت ہوکر اپنے لشکر مین آئے
اہل لشکر کو خوشی ہوئی کہ ملک ہمارا آگیا نقابدار نے شبکو آرام کیا تھوڑی رات باقی ہوگی کہ آنکھ
نقابدار کی کھلی تو آواز ایک عورت کے رونے کی کان مین آئی عیار کو طلب کیا خادم عیار کے
بلانے کو روانہ ہوا لیکن پھر وہ عورت اس درد سے روئی کہ دل نقابدار کا بیچین ہوگیا ضبط نہ ہوسکا
اسیوقت خیمہ سے نکلا اور مرکب اپنے ہاتھ سے کھولا صرف لگام منہ مین دیدی اور پشت مرکب پر
بیٹھکر اس آواز کی جانب روانہ ہوئے تھوڑی دور گئے ہونگے کہ دیکھا ایک عورت ایک درخت کے نیچے
بیٹھی رو رہی ہے اور ایک سات برس کا لڑکا پاس اسکے بیٹھا ہے چاندنی رات تھی دیکھا نقابدار نے
کہ لباس و وضع بادشاہون کی سی معلوم ہوتی ہے گھوڑے کو بڑھاکر قریب اسکے گئے وہ عورت ایسی
اپنے حال مین مبتلا تھی کہ اسے کچھ خبر نہوئی کہ کون آیا ہے نقابدار نے آواز دی کہ اے نیکبخت تو کون ہے
اور کیون روتی ہے کچھ مجھسے حال اپنا بیان کر شاید کام تیرا نکل جائے اور رنج دفع ہو اس عورت
نے کہا کہ اے شخص تجھسے کیا کہون اول تو یہ نہین معلوم کہ تو دشمن ہے یا دوست نقابدار نے کہا کہ مجھے
قسم ہے اپنے دین و مذہب کی کہ ابھی تک تو مین تیرا دشمن ہون نہ دوست اور ہمدردی کے لیے مین تجھسے وعدہ کرتا ہون
کہ تو دشمن بھی ہوگی تو مین تیرے ساتھ دوستی کا برتاؤ کرونگا اس عورت نے خیال کیا کہ اب تباہی تو ہو چکی
ہے پھر چھپانے سے کیا فائدہ یون بھی کوئی درندہ آکر کھا لیگا یا دشمن پائیگا تو مار ڈالیگا یہ سوچکر اسنے
کہا کہ اے شخص مین حال تو اپنا تجھسے بیان کیے دیتی ہون مگر تو دوا میرے درد کی نہین کرسکتا اسواسطے
کہ تو تنہا ہے اور میرے درد کا علاج وہ شخص کرسکتا ہے جو بادشاہ ہو اور فوج کثیر رکھتا ہو اسلیے کہ مین
زوجہ ہون سیلاب شاہ کی جو حاکم ملک سیلابیہ تھا اس زمانہ مین وہ مقابلہ اہل اسلام کے واسطے
فوج لیکر گیا ہوا ہے اور ایک زنگی کو حفاظت ملک کے واسطے چھوڑ گیا تھا کیونکہ لڑکا ملو شاہ کا ابھی

بچہ ہی انتظام ملک کرنے کے قابل نہیں بیشتر ہی کہ فوج زنگیان نے لشکر اسلام سے شکست کھائی اور
وہ شکوہ اپنے ملک سیلابیہ شاد کو چھوڑ کر چلے آئے جس وقت ملک سیلابیہ میں داخل ہوئے
تو شکایت بادشاہ کی مشتاق زنگی سے کی جسے بادشاہ حفاظت ملک کے واسطے چھوڑ گیا تھا
یعنی جس قدر زنگی آئے تھے بالاتفاق ان زنگیوں نے مشتاق زنگی سے کہا کہ بادشاہ ہماری
قوم کا دشمن ہے کہ پہلے ہم ہی کو حریف سے بھڑا دیا اور لڑوا کر قتل کروا ڈالا اور ملک ہمارا ہی زنگی مشتاق
زنگی نے کہا کہ اگر تم لوگ میرا ساتھ دو تو میں اسکا عوض بادشاہ سے لوں ان زنگیوں نے کہا کہ ہم آپکے
شریک ہیں مشتاق زنگی نے اور بعض اراکین دولت کو جو شہر میں موجود تھے مع دیگر بادہ ڈکر اپنا شریک
کر لیا اور جو لوگ نمک حلال تھے اور انھوں نے سازش نہ کیا انکو قتل کروا ڈالا اور قید کر لیا آپ تخت سلطنت پر
بیٹھ گیا اب شہر سیلابیہ میں مشتاق زنگی کی حکومت ہے اور بادشاہ کو ابھی مرگ کی اطلاع بھی نہیں بعد اسکے
اسکا دست تعدی اور دراز ہوا کر میری جانب آنے نیت بد کی اور اس لڑکے کو قتل کرنا چاہتا تھا کہ کوئی
وارث سلطنت باقی نہ رہے میں نے اس سے پیشتر بد کی کہ اگر تو سیلاب شاہ کو قتل کر اور اس لڑکے
کے خون سے دست بردار ہو تو میں عقد تیرے ساتھ کر لوں گی بمشکل مشتاق زنگی نے اسے قبول کیا
میں شب و روز رہا کرتی تھی کہ سلطنت بھی گئی اور جان و آبرو بھی جاتی ہے کہ جب اتفاق مشتاق زنگی
شکار کے واسطے گیا میں نے وقت کو غنیمت جان کر مہابازن کو ملا لیا اور جو کچھ زر و زیور میرے
پاس تھا وہ انکو دیکر اس لڑکے کو ساتھ لیکر قلعہ سے نکل پڑی لیکن میں راہ سے ناواقف کوئی راہبر
ساتھ نہیں کہ سیلاب شاہ تک پہونچوں اور اس سے کیفیت بیان کروں شام کو اس جنگل میں
پہونچی اور اس درخت کے نیچے چھپ رہی یہ واقعہ میرا ہے اب تم بتاؤ کہ اسکا کیا تدارک کر سکتے ہو لقابدار
یاقوت پوش نے کہا کہ اے نیک بخت میں تیرے ساتھ ہوں چل تیرا ملک تجھکو واپس دلا دوں وہ عورت
بولی کہ تم تنہا کیا کرو گے نہ تمہارے ساتھ فوج نہ سپاہ لقابدار نے فرمایا کہ تم اس سے بحث نہ کرو میں تمہارا ملک
تمہیں دلا دونگا اتنے میں عیار لقابدار بھی آ گیا لقابدار نے عیار کو بھیجکر فوج اپنی طلب کی صبح ہوتے ہوتے
تمام لشکر لقابدار کا آ گیا اب ملکہ سیلابیہ کو معلوم ہوا کہ یہ بھی صاحب لشکر ہے ہر چند کہ فوج اسکی کم ہے
مگر شاید اور بھی لشکر ہو غرضکہ لقابدار نے ملکہ سیلابیہ کو محفہ میں سوار کرا کر اپنے ہمراہ لیا اور مع لشکر جانب
ملک سیلابیہ روانہ ہوئے جس وقت قریب پہونچے خیمہ برپا کیا اور ایک نامہ اس مضمون کا مشتاق
زنگی کو بڑے زور شور سے لکھا کہ اے زنگی نمک حرام تو نے تخت اپنے بادشاہ کا لے لیا اور اہل و عیال کو اسکے
تباہ و برباد کر دیا بس بہتر و مناسب یہی ہے کہ شہر کو خالی کر دے اور جان تیری چاہے جا کر نگاہ بادشاہ
کا میرے ساتھ ہیں انکو تخت پر بٹھا دونگا ورنہ یہ یاد رکھنا کہ قلعہ میں گھسکر اتنی تلواریں ماروں گا کہ تمام
قلعہ خون سے لال کر دونگا اور برائے نام ایک زنگی کو بھی زندہ نہ چھوڑوں گا جس وقت یہ نامہ مشتاق
زنگی کو پہونچا نہایت برہم ہوا اور غصہ میں نامہ چاک کر ڈالا اور نامہ دلبر کو قید کر لیا اور قلعہ سے نکل کر
بارگاہ برپا کی لشکر اپنا قلعہ سے نکالا لقابدار کو معلوم ہوا کہ بسہولت کام نکلنے کا نہیں مشتاق زنگی نے طبل جنگ
بجوا دیا تھا جب خبر لقابدار کو ہوئی یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو
دونوں لشکر میدان میں آئے صفوف قتال و جدال آراستہ ہوئیں علمبرداروں نے نکلکر پستی و بلندی

تا زمین کو ہموار کیا سقون نے آبپاشی کر کے گرد کو بٹھایا نقیب نجیب دیر نکل گئے فرہاد زنگی لشکر
کفار سے نکلا اور میدان مین آکر پکارا کہ او نقابدار مفلوک روزگار تجھے سنتا ہون کے معاملہ
مین کیا دخل ہے اور تو کیون ملکہ سیلابیہ کی طرفداری کرتا ہے بہتر ہے کہ چلا جا یہان سے ورنہ مفت
تیری جان جائیگی نقابدار نے باگ گھوڑے کی لی اور سامنے آکر آواز دی کہ او ملعون بحکم مرسل ہم مظلوم
کے شریک ہین بس زیادہ کلام کر لا ضرب بہادری کی یہ سنکر فرہاد زنگی نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزہ
اسکا چھین کر وہی نیزہ سینہ فرہاد زنگی پر مارا کہ سینے کو توڑ کر پار نکل گیا نقابدار نے اسے نیزہ پر اٹھایا
اور پھرا کر زمین پر مارا کہ استخوان فرہاد زنگی کے پارہ پارہ ہو گئے اسکے مرتے ہی غراب زنگی دوڑا
اور پکارا او نقابدار مفلوک روزگار غضب کیا تو نے کہ بھائی کو میرے مارا کب چھوڑتا ہون تجھکو یہ کہکر
پشت نہنگ مارا نقابدار نے فی الفور اسکا تیغ سے قلم کر کے ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کہ مع راکب و مرکب
چار ٹکڑے ہوگئے ابھی اسکا مرنا تھا کہ مشتاق زنگی نے لشکر کو اپنے آواز دی کہ ہان مار لو اس نقابدار
کو غضب کیا اسنے کہ دو سردارون کو مار ڈالا یہ سنتے ہی تمام لشکر زنگیون کا دوڑ پڑا یہ دیکھکر
فوج نقابدار کی بھی تلوارین کھینچ کھینچ کر آپڑی اور تلوار چلنے لگی ہنگامہ دار و گیر برپا ہوا نقابدار
نے اپنے لشکر سے اشارہ کیا کہ راہ قلعہ کی روک لو کہ اب یہ بھاگ کر قلعہ مین نہ جا سکے سرخپوشون
نے یورش کیا اور زنگیون کو قتل کرتے ہوئے چلے ادھر نقابدار دلاور نے مشتاق زنگی
کی طرف گھوڑا اڑایا اور صفون کو توڑتا ہوا چلا یہان تک کہ قریب مشتاق زنگی کے پہونچا مشتاق
زنگی نے کہا کہ او نقابدار اگر کچھ خواہش مال و زر ہے مجھسے لے اور پلٹ جا کیون اپنے کو ہلاکت مین ڈالتا ہے
نقابدار نے فرمایا کہ او ملعون مجھے مال و دولت کی خواہش نہین ہے مین ان غریبون کی فریادرسی کو آیا ہون
جنکا تخت و تاج تو نے چھین لیا ہے تو سلطنت چھوڑ کر علیحدہ ہو جا مین گرداب شاہ بن سیلاب شاہ
کو بادشاہ کر دون مجھے اس تخت و تاج کی خواہش نہین ہے مشتاق زنگی نے کہا کہ کوئی بھی سلطنت
کو چھوڑتا ہے جو مین چھوڑ دون جب تک دم مین دم باقی ہے سلطنت سے دست بردار نہون گا یہ
سنکر نقابدار نے کہا بس زیادہ [illegible] لا ضرب بہادری کی یہ سنکر مشتاق زنگی نے جو بہت قادر تھا نقابدار پر
ہاتھ پھیلا دیے اور جھپٹ [illegible] مارا کہ مشتاق زنگی اوندھے منہ سامنے [illegible]
چھوٹ گئی نقابدار نے وہی [illegible] مشتاق زنگی [illegible] کیا ابھی سنبھلنا تھا کہ فوج زنگیان نے شکست
کھائی اور قدم انکے اٹھ گئے لشکر نقابدار نے تھوڑی دور پیچھا کیا جب زنگی بھاگ کر جنگل کی طرف روانہ ہوئے نقابدار نے
قلعہ کا رخ کیا اور اہل قلعہ سے کہلا بھیجا کہ مین طالب سلطنت نہین ہون مگر میرے ساتھ تمہارا شاہزادہ ہے اسے تخت پر بٹھاؤنگا
لہذا مناسب یہ ہے کہ آؤ اور مالک کا اپنے استقبال کر کے اُسے شہر مین لیجاؤ ورنہ اگر مقابلہ کروگے تو یہ سمجھ لو
کہ جو حالت فوج زنگیان کی ہوئی ہے اس سے بدتر حال کردونگا جس وقت یہ پیام نقابدار یاقوت پوش
کا اہل قلعہ کو پہونچا انھون نے دروازہ قلعہ کا کھولدیا اور سب آکر باعزاز تمام اندر قلعہ کے لیگئے بادشاہ نے
سواری ملکہ سیلابیہ کی محل مین اوتروادی اور بادشاہ گرداب شاہ کا پھر تخت پر بٹھا دیا اراکین دولت
نے نذرین دلوائین اور جو لوگ مقید تھے انکو قید سے رہا کرا کر اُنسے دریافت کیا کہ وہ کون کون لوگ
ہین جنھون نے مشتاق زنگی سے ساز کر لیا تھا ان لوگون نے ایک ایک کو بتایا نقابدار نے ان سبکو

گرفتار کر کے قتل کرایا اور سلطنت کو نمک حرامون سے پاک کر کے بجاے معتبر لوگون کو اعلے عہدے سپرد کیے اب نقاب
شاہزادہ گرداب شاہ سے کہا کہ تمھاری سلطنت تمکو مبارک مین اب جاتا ہون اُسنے جاکر اپنی مان سے کہا
ملکہ سیلابیہ نے کہا اچھا کہ آپ نے اتنا بڑا احسان کیا ہو مجھے افسوس کی بات ہو کہ ہم آپکے نام و نشان
سے بھی واقف نہوے آیا آپ سے اور سیلاب شاہ سے ملاقات بھی پائی گیا اور تھا نقابدار نے فرمایا کہ ای
ملکہ اصل یہ ہو کہ مین تمھارے شوہر کا دوست نہین ہون بلکہ دشمن ہون کیونکہ وہ اکوان پرست ہو اور مین
خداپرست ہون جبکہ مقابلہ خداپرستون سے اور تمھارے شوہر سے ہوئے مین اہل اسلام کا شریک رہا مگر
جس وقت مین نے یہ دیکھا کہ اسکا تخت و تاج چھین گیا عیال تباہ ہو گئے تو مجھے صبر نہوسکا اور تمھارے
ساتھ یہ ہمدردی کی اب پھر مین جاتا ہون بیابان نہ طاق کو کہ نہین معلوم وہان مقابلہ کی کیا صورت
ہوئی ملکہ نے کہا کہ وہان کسکی شرکت کیجیے گا نقابدار نے کہا کہ اہل اسلام کا شریک ہونگا اور تمھارے
شوہر سے لڑونگا ای ملکہ وقت آشتی آشتی و وقت جنگ جنگ یہ ایساہی موقع تھا جیسا کہ مین نے
تمھارے ساتھ کیا مگر اب مین جاکر سیلاب شاہ سے لڑونگا اور کوئی دقیقہ اُسکے ساتھ دشمنی کا
فروگذاشت نکرونگا یہ سنکر ملکہ نہایت متعجب ہوئی اور کہا کہ یہ آپ ہی کا کام تھا جو دشمن کے ساتھ
یہ برتاؤ کیا کہ دوست بھی ایسے وقت مین شریک حال نہین ہوتے مین عزیز تک کنارہ کرتے ہین
یہ کہکر بہت تحائف خدمت نقابدار مین پیش کیے مگر نقابدار نے قبول نہ کیے اور فرمایا کہ پھر لونگا
یہ فرماکر مع لشکر شہر سیلابیہ سے کوچ کیا اب سنیے حال اُس فوج شکست خوردہ کا سنیے جو کہ
نقابدار کے مقابلہ مین ہزیمت اُٹھاکر بھاگی تھی کہ جسوقت لشکر زنگیون کا شکست کھاکر بھاگا تو
یہ سب لوگ نہایت پریشان تھے صحرا مین مارے مارے پھر رہے تھے کہ کہان جائین اور اپنے کردار
پر نہایت پشیمان تھے کہ نمک حرامی کا نتیجہ ملگیا بقول شخصے ع نہ خداہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر
کے رہے نہ ادھر کے رہے نہ گئے دونون جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے
نہ تو سلطنت ہاتھ آئی اور نہ بادشاہ کی ملازمت کے لائق رہے اب ان لوگون نے باہم صلاح
کی کہ کیا کرنا چاہیے ایک آدمی نے یہ کہا کہ اب چلو سیلاب شاہ کی خدمت مین اور اس سے کہیں کہ ہمکو
نقابدار یاقوت پوش نے آکر ملک آپکا چھین لیا ہم جان توڑ کر لڑے بہت سے مارے گئے جو بچے
وہ حاضر حضور ہوئے ہین یہ صلاح سبکو پسند آئی اور اب یہ سب پھر بیابان نہ طاق کی جانب
چلے تھوڑی راہ طے کی ہوگی کہ سامنے سے فوج گرد لمبہ ہوا ہرکارے واسطے خبر کے روانہ ہوئے
تھوڑی دیر کے بعد آکر بیان کیا کہ بادشاہ سیلابیہ با فوج گران اپنے ملک کی طرف واپس آ رہی
یہ سنکر یہ زنگی نہایت خوش ہوئے اور چند قدم بڑھکر استقبال کیا بادشاہ سیلابیہ نے جو
اپنی فوج کو دیکھا پوچھا کہ تم لوگ کہان جاتے ہو انھون نے عرض کی کہ جسوقت ہمنے عادیون
کے ہاتھ سے شکست کھائی تو اپنے ملک مین پہونچے بعد دو چار روز کے ایک نقابدار یاقوت پوش
آیا اُسنے لشکرکشی کی ہم لوگ قلعہ سے نکلکر لڑے مگر شکست کھائی اور شتاق زنگی مارا گیا
سیلاب شاہ نے گھبراکر پوچھا کہ کیا سبب ہوا وہ نقابدار کہان ہو ان لوگون نے کہا کہ یہ تو نہین معلوم
لیکن یقین ہو کہ ملک سیلابیہ پر اُسکا قبضہ ہوگیا ہوگا جلد چلیے یہ سنکر سیلاب شاہ نے تیز روی کا

حکم دیا اور خود بھی تخت سے اتر کر مرکب پر سوار ہوا اور بشرم ناموس مین جلد جلد جانب ملک سیلابیہ روانہ ہوا کہ ایسا نہو جو لقا بدار میرے ناموس کی حرمت کو مٹا دے اب اسطرف سے تو سیلاب شاہ چلا آتا ہوا اور اسطرف سے لقا بدار راہ مین دونون لشکرون کا سامنا ہوا اور سیلاب شاہ رکا اور اسطرف لقابدار یاقوت پوش نے اگ مرکب کی روکی لیکن لقا بدار کو حیرت ہوئی کہ یہ واپس کیون چلا آیا اور سیلاب شاہ نے ایک سوار کو بھیجا اور پیام دیا کہ کیون اے لقابدار یہ کون سی جرأت اور بہادری تھی کہ ہم تو بیابان ظلمات مین تھے اور تو نے ہمارے ملک پر قبضہ کر لیا اگر تجھے مقابلہ کرنا تھا تو بیابان ظلمات سے کیون چلا آیا جسوقت سوار یہ پیام لیکر خدمت لقابدار مین روانہ ہوا اور سیلاب شاہ منتظر جواب ہو کر ٹھہرا ساتھ ہی شہر سیلابیہ کی جانب سے گرد اڑی ایک سوار بطور پیادہ نظر آیا اس سوار نے جو لشکر سیلاب شاہ کو دیکھا باگ گھوڑے کی پھیری اور خدمت سیلاب شاہ مین آکر سلام کیا اور نامہ پیش کر دیا سیلاب شاہ نے نامہ پڑھا اسمین ملکہ سیلابیہ اور گرداب شاہ کی جانب سے تحریر تھا کہ آپ تو جا کر بیابان ظلمات مین بیٹھ رہے اور ہماری خبر بھی نلی یہان مشتاق زنگی نے ارکین دولت سے ساز کر کے سلطنت پر قبضہ کر لیا تھا اور درپے عزت کا بھی ہو رہا تھا لیکن مین نے جسطرح ممکن ہوا عزت بچائی اور چھپ کر جانب صحرائے کی ہما سیلا کرے لقابدار سرخ پوش کا جنے میرے حال زار پر ترس کھایا اور شہر پر لشکر کشی کر کے مشتاق زنگی کو مارا اور تمھارے فرزند کو تخت پر بٹھایا بعد کو معلوم ہوا کہ وہ لقا بدار مذہب اسلام رکھتا ہو اور ہمارے دشمنون مین سے ہو اور اب وہ بیابان ظلمات کی طرف تمھارے مقابلہ کو گیا ہو لہذا تمکو چاہیے کہ اسکے محسن سے بدی نکرنا اور اسکے سے مقابلہ کا قصد نکرنا آیندہ باختیار ہو بس یہ دیکھکر سیلاب شاہ کو حیرت ہوئی کہ درحقیقت لقابدار سرخ پوش بڑا عالی ظرف ہو کہ دشمن سے دوستی کا سلوک کیا اب بینے اس نامہ کو جیب مین رکھا اور سوار کو ٹھہرا لیا اور منتظر جواب نامہ لقابدار کا ہوا اور وہ سوار سیلاب شاہ کا نامہ لیکر خدمت لقابدار سرخ پوش مین آیا اور تحریر سیلاب شاہ کی پیش کی لقابدار نے نامہ پڑھکر جواب تحریر فرمایا کہ اے سیلاب شاہ اگر مجھے ہوس تخت و تاج کی ہوتی تو مین ملک پر قبضہ کر کے چھوڑ کیون دیتا اور تیرے فرزند کو تخت نشین نکرتا معلوم ہوتا ہو جن لوگون نے سلطنت چھینی تھی وہ میرے ہاتھ سے شکست کھا کر تیرے پاس پہونچے ہین اور انھون نے یکطرفہ پردازی کی ہو اگر ایسا ہی ہو اور فوج زنگیان نے تجھسے یہ کیفیت بیان کی ہو تو سبکو گرفتار کر لا اور جسوقت اپنے شہر مین پہونچیگا تو سارا حال تجھپر روشن ہو جائیگا یہ نامہ اس سوار کو دیا سوار وہ نامہ لیکر سیلاب شاہ کے پاس آیا سیلاب شاہ نے جواب نامہ پڑھکر حکم فوج کو دیا کہ جسقدر زنگی ہمارے لشکر مین ہین سبکو گرفتار کر لو اسیوقت فوج نے محاصرہ کر لیا اور ہتھیار رکھوا لیے سبکو مسلسل و مطوق کر لیا اب سیلاب شاہ چند رفقا کو اپنے ہمراہ لیکر بخدمت لقا بدار سرخ پوش روانہ ہوا خبر لقابدار سرخ پوش کو پہونچی کہ سیلاب شاہ آتا ہو لقابدار نے کہا کہ آنے دو جسوقت سیلاب شاہ داخل لشکر ہوا لقا بدار بہادر دروازۂ بارگاہ سے کچھ آگے تک بڑھے استقبال آگے اور سیلاب شاہ کو ساتھ لیکر داخل بارگاہ ہوئے دنگل کرسیان بچھے ہوئے تھے دو کرسیون میں ایک دنگل پر سیلاب شاہ بیٹھا ہوا اور دوسرے دنگل پہ لقابدار سرخ پوش متمکن ہوئے رفقا سیلاب شاہ کے کرسیون پر بیٹھے لقابدار نے فرمایا کہ اے سیلاب شاہ میرے یہان تجھے کیونکر حجت

اسواسطے کہ مین ایک مرد خانہ بدوش صحرا نورد ہون میرے یہان ساز و سامان شاہی باقی نہا ہے
کہان سیلاب شاہ نے عرض کی کہ ای بہادر محسن اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمایئے کہ بندہ
مین یہ تو جانون کہ نام میرے محسن کا کیا ہی اور اسقدر انکسار کو دخل نہ دیجیے کہ مین خود ذلیل ہوتا ہون
آپکے در کا فرش خاک تخت شاہی سے زیادہ مرتبہ رکھتا ہی کہ آپ تاج بخش ہین نقابدار نے فرمایا مین
ایک مرد فقیر ہون مجھے تاج و تخت سے کیا کام ہی لیکن مظلومون کا غمخوار ہون مین نے تمھارے اہل
و عیال کو تباہی کی حالت مین دیکھا جو مجھسے ہوسکا وہ کیا مین تیرا اسکا احسان بھی جتانا نہین چاہتا مگر مجبور
تھا اس سے کہ راہ مین تمھارا سامنا ہوگیا اور تجھے دریافت کیا ورنہ اب میرا قصد تھا کہ بیابان نہ طارق
مین جاکر شریک اہل اسلام ہون اور تجھسے مقابلہ کرون سیلاب شاہ نے عرض کی کہ کیا مجال ہی میری
جو آپ سے سامنا کرون مجھے معلوم ہوگیا کہ آپ سے بہتر عالی ظرف یہ روے دنیا پر نہین ہی کہ دشمنون سے
دوستی کی تازندہ ایم بندہ ایم مگر آپکو قسم ہی اپنے دین و مذہب کی کہ مجھے اپنی صورت دکھایئے اور نام
نامی سے آگاہ فرمایئے کہ آپ گل کس چمن کے ہین نقابدار بہادر نے فرمایا کہ ای سیلاب شاہ اب اسمین
اصرار نکرو مین نہین چاہتا کہ پردہ میرا فاش ہو ایک روز ایسا آنیوالا ہی جبکہ نقاب میرے چہرہ سے
دور ہوگا اسوقت تجھپر بھی ظاہر ہو جائیگا سیلاب شاہ نے کہا مین نہ مانونگا اسلیے کہ مبادا بسبب ناواقفیت
کے کبھی محل اور موقع پر سامنا ہو اور مجھسے کوئی بے ادبی صرزد ہو جائے بلکہ سیلاب شاہ نے تلوار نیام سے
لی اور کہا اگر نہ بتلایئے گا تو مین اپنے کو ہلاک کرونگا یہ سنکر نقابدار مجبور ہوئے فرمایا کہ ای سیلاب شاہ
اگر تم نہین مانتے ہو تو اول شرط میری یہ ہی کہ دین اکوان پرستی کو ترک کرو اور مذہب اسلام اختیار کرو
سیلاب شاہ نے کہا کہ ای شہریار اگر آپ مجھپر حقیقت مذہب اسلام ظاہر کر دیجیے اور مذہب اکوان پرستی
کو باطل ثابت کر دیجیے تو مجھے اسمین بھی عذر نہین ہی اور یون تو مین نہ مانونگا اسواسطے کہ آپ نے میرے
ساتھ بھی مجبوری کی کہ مذہب کا معاملہ ہی اور مذہب کا معاملہ نازک ہی نقابدار نے فرمایا مین خود نہین چاہتا کہ بغیر سمجھے
بوجھے دین اپنا ترک کرو بلکہ جس مذہب کو برحق جانو اسے اختیار کرو یہ فرما کر کچھ دلائل ثبوت وجود
باری تعالے مین پیش کیے کہ سیلاب شاہ کے دل سے زنگ کفر مٹا اور آئینہ دل منور ہوگیا کسی
اکوان پرست سے جواب نہ بن پڑا سب سرنگون ہوگئے سیلاب شاہ نے کہا کہ جو مذہب اسلام مین
آئے وہ کیا لے نقابدار نے کلمہ تلقین فرمایا اور سب مسلمان ہوئے اب سیلاب شاہ نے کہا وعدہ اپنا وفا کیجیے نقابدار نے
فرمایا ای سیلاب شاہ اگر تم نہین مانتے ہو تو خیر ہو اگر تمھارا ہاتھ سیلاب شاہ کا پکڑ کر علحدہ در خیمہ لیگئے اور نقاب چہرہ
مبارک سے دور کیا یہ معلوم ہوا کہ رخ مہر سے ابر ہٹ گیا یا شفق سے آفتاب نکل آیا سیلاب شاہ نے درود پڑھا اور کہا
کہ پروردگار عالم نے حسن او صاف آپ ہی کی ذات سے واسطے خلق کیے ہین جرأت ایسی ہی زور ایسا کہ
میرے سامنے آپ بہرام عاد کو مع زنگیان سے ایک ہاتھ پر اٹھانے لیے چلے گئے تھے جمال اسطرح کا
کہ جمال یوسفی افسانہ معلوم ہوتا ہی بقول شاعر شعر ترا دیدیم و یوسف را شنیدیم ٭ من و ایزد چو تو
خوبی ندیدیم ٭ نقابدار نے پھر نقاب چہرہ پر ڈال لیا اور فرمایا کہ ای سیلاب شاہ جسوقت تک مین
خود ظاہر اپنا نہ کرون میرا حال کسی سے بیان نہ کرنا سیلاب شاہ نے کہا کیا مجال ہی میری مگر اب نام نامی
و خاندان گرامی سے بھی آگاہ فرمایئے نقابدار نے فرمایا کہ بس اب اسمین زیادہ اصرار نہ کرو اتنا اشارہ کافی ہی

کرین بھی خاندان صاحبقران سے ہون اور وارث تخت وتاج لیکن مجاز فقیری اور
صحرا نوردی پسند ہی پس ملکہ سیلاب شاہ خاموش ہو رہا اور نقابدار کو اپنے ہمراہ لیکر
اپنے لشکر مین آیا زنگیون کو طلب کیا داروغہ زندان نے چند زنگیون کو حاضر کیا سبکے
سب زنجیرون مین بندھے ہوئے حاضر ہوئے سیلاب شاہ نے نقابدار سے عرض کی کہ یہ دیار
ہون شہر مین تشریف لیجلیئے نقابدار نے ارشاد فرمایا کہ بس اب مجھے رہنا کو نہین معلوم وہان
لشکر اسلام کی کیا حالت ہو سیلاب شاہ نے عرض کیا کہ فوج ساحران سے مقابلہ ہو بلکہ یہی سبب
میرے چلے آنے کا ہوا کہ جسوقت ملک اصفر زرد پوش جادو نے طبل جنگ بجوایا
تو مین نے منع کیا کہ جب تک ہم لوگ موجود ہین اسوقت تک آپ طبل نہ بجوائیے اور مقابلہ
نہ کرین یا جسوقت اہل اسلام کی طرف بھی کوئی ساحر مددگار انکا آجائے تو طبل بجوائیے مگر اصفر جادو
نے نمانا یا میرے خلاف گذرا کہ اہل عالم یہی کہین گے کہ جب سیلاب شاہ خود مقابلہ نہ کرسکا تو فوج
ساحرین سے مدد لی اور بہادران عالم کو قتل کرایا مین شب ہی کے وقت چلا آیا کہ میرا رہنا وہان کا باعث
بدنامی تھا نقابدار سرخپوش نے مرحبا کہا اور سیلاب شاہ سے رخصت ہو کر جانب لشکر اسلام روانہ
ہوئے ہر چند سیلاب شاہ نے ساتھ چلنے کو کہا مگر نقابدار نے نمانا اور فرمایا کہ تم جاکر اپنے ملک کا انتظام
کرو اور شکر امون کا استیصال کرو اب نقابدار تو بیابان ظلمات کی جانب روانہ ہوتے ہین اور سیلاب شاہ
اپنے ملک کیطرف چلا آگے آگے فوج زنگیان مسلسل و مطوق چہار طرف سے لوگ گھیرے ہوئے
اور ایک شخص آگے آگے کہتا ہوا کہ جو اپنے مالک سے برگشتہ ہو اور نمکحرامی کرے اسکی یہی سزا ہو
جسوقت اسطرح یہ قیدی داخل شہر ہوئے تمام رعایا ان پر تھو کتی تھی اب بادشاہ اکر ایوان شاہی مین
داخل ہوا فرزند کو تخت پر شگفتہ دیکھا ارکین دولت کو حاضر پایا تمام واقعات دریافت کیے قیدیون
مین جو افسر تھے انکو علحدہ کرالیا باقی سبکو قتل کرا کے لاشین مزبلون پر پھنکوا دین اور افسرون کو قتل
کرکے لاشین انکی ہاتھی کے فیل پر بندھوا کر تشہیر کرائین اور سلطنت کو نمکحرامون سے پاک کیا اب سیلاب شاہ
کو تو ملک سیلابیہ مین چھوڑا جاتا ہو اور نقابدار کو راہ ظلمات مین رواں رکھا جاتا ہو سنیئے وقوع بیان

یہان سے چند کلمہ کہ بیان لشکر اسلام کے آغاز کیئے جاتے ہین

کہ یہان طبل بج چکا ہو اور تیاری جنگ ہو رہی ہو اسطرف ساحرون مین آگیاریان روشن ہین
بخور گوگل لوبان رائی سرسون وغیرہ کا دھوان ہو آوازین یا سامری یا جمشید یا خداوندا کوان
تاجدار کی بلند ہین جامر سحر لینے جگا رہے ہین سنکھ پھونک رہے ہین ڈہرو بج رہے ہین ادھر بہادران
اسلام نے کمر مرگ پر کسی ہو دوست دوست کے گلے مل رہا ہو ایک ایک سے وصیت کر رہا ہو
کہ کل سامنا ساحرون سے ہو دیکھیے کون میدان سے زندہ پھرتا ہو اور کون جام شہادت سے سیراب
ہوتا ہو اگر ہم شہید ہون اور تم زندہ رہو تو لاشش ہماری فلان مقام پہ دفن کر اور اہل وعیال
کی خبر لیتے رہو اگر تم شہید ہو تو ہم ایک ہنگامہ برپا تھا یہانتک کہ اسی عالم مین نیرنگ زمانہ نے لیلنار نگ بدلا اور سیاہی
شب دور ہوئی سفیدہ سحری نے چادر نور کی بالاے آسمان پھیلائی صحبت سیارگان برہم ہوئی نیر

درخشاں نے ماہ تاباں کے چہرہ کو رخ کیا جونکہ نسیم سحری کے چلنے لگے غازیان اسلام نے فریضہ سحری کو ادا کیا
اور آلات حرب و ضرب تن پر آراستہ کر کے راہی میدان قتال ہوئے جلال سے سواری بادشاہ اسلام کی میدان
کارزار میں پہونچی اسطرف کفار بدکردار کی فوجیں بھی آکر میدان میں پہونچیں ایک طرف سے ملک اخضر جادو چالیس ہزار
ساحران غدار سے پہونچے اور صفیں آراستہ کیں ایک جانب ملک احمر سرخ پوش آکر پہونچا اسکے ساتھ بھی
چالیس ہزار ساحر تھے ایک طرف اسود سیاہ پوش جادو ایک سمت سے ابیض سفید پوش جادو
بھی چالیس چالیس ہزار ساحروں سے آکر پہونچے اور صفیں آراستہ کیں قلب لشکر میں تخت ملک اصفر
زرد پوش کا قائم ہوا پشت پر چالیس ہزار ساحر آکر پہونچے صفوف آراستہ ہوئیں عجب طرح کی حالت
تھی کہ پانچ لشکر ساحروں کے پانچ رنگ کے لباس مختلف الالوان پہنے پھریرے علموں کے ہوا سے
اڑتے تھے ساحر جانوران سحر پر سوار قشقے کھینچے ہوئے تلک لگے ہوئے نرسنگے اور ڈھول بجتے ہوئے سنکھ
پھنکتے ہوئے آوازیں یا سامری یا جمشید کی بلند جس وقت ان ساحروں نے صفیں آراستہ کیں اور
نقیب نشیب و فراز بتا چکے پس لشکر کفار سے ملک اخضر سبز پوش جادو نے اپنا اژدر سحر بڑھایا اور سامنے
تخت اصفر زرد پوش جادو کے آکر اجازت مانگی کہا خدائی خداوند اکوان تا ابد تمہارا نگہبان رہے
سنکر اخضر جادو اپنا اژدر بڑھا کر میدان میں آیا اور آواز دی کہ باش اے گروہ خدا پرستان وای ذرہ مسلمانان
جسکو تمنائے مرگ و آرزوئے قضا ہو وہ میرے مقابلہ کو آئے ہنوز یہ سخن ناتمام تھا کہ جانب کوہ سے ایک
ابر نیلگوں نمودار ہوا سب دیکھنے لگے کہ یہ کون آتا ہے یکایک وہ ابر آتے آتے قریب لشکر اسلام پہونچکر
شق ہوا اور ایک نازنین ماہ جبین آفت ہوش و جان پس پشت یا کرسی لڑکپن و جوانی کی راہ میں
قدم زن ہونے والی زیور مرصع کار سے آراستہ معلوم ہوا کہ بدلی میں سے چاند نکل آیا پھر اسکی اوجھل جالی
اور نازنینیں پیدا ہوئیں کہ کوئی باز سحر پر سوار تھی کوئی طاؤس پر اسیطرح مختلف جانوران سحر پر نازنینیں
سوار تھیں یہ نازنین آکر شریک لشکر اسلام ہوئی بادشاہ کو مجرا کیا بادشاہ اسلام نے پوچھا کہ آپ
کون ہیں اسنے عرض کی کہ ایک کنیز ہوں آپکی کسیوقت یہ راز ظاہر ہو جائیگا ابھی میں عرض نہیں کر سکتی
بادشاہ اسلام خاموش ہو رہے لیکن متحیر تھے کہ یہ کس شاہزادہ کی ناموس ہو اور کس کی دختر ہے اگر
مختصر یہ ملکۃ الارض گل افشاں جادو نے لشکر اپنا بمقابل لشکر کفار آکھڑا کیا اور اب وہ ابر جو کل برساتا
ہوا ایسا تنک آیا تھا سمٹ کر ایک سائبان بنا اور تخت ملکہ گل افشاں جادو پر سایہ افگن ہو گیا ساتھ ہی
دوسرا ابر پیدا ہوا یہ عجب طرح کا ابر تھا کہ بارش جواہر کی ہوتی تھی اور رنگ بدلتا ہوا گرج
اور چمک سے دلوں پر ہیبت طاری تھی یہ ابر بھی قریب پہونچکر شق ہوا اور ایک نازنین جوڑا سرخ پہنے ہوئے
نقاب دار بنی ہوئی نمودار ہوئی اور لشکر اپنا اتار لائی اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر سلام کیا بادشاہ نے دعا
دی اور نام پوچھا افسونہ سحر ساز نے جواب دیا کہ ابھی مناسب وقت نہیں ہے کہ میں نام اپنا ظاہر کروں
الا اتنا کہے دیتی ہوں کہ ایک کنیز ہوں حضور کی بادشاہ خاموش ہو رہے مگر دل میں کہتے ہیں کہ عجب طرح
کا معاملہ ہو جاتا ہے جو آتا ہے وہ نام اپنا چھپاتا ہے ادھر افسونہ سحر ساز نے بھی آکر صفیں آراستہ کیں اور تخت اپنا قائم
کیا اسکا ابر بھی سمٹ کر بالائے تخت سائبان بنگیا ادھر تو ملکہ گل افشاں جادو تخت پر قائم ہوا اسطرف افسونہ
سحر ساز جادو آئی اور ناظرین پر داغ رہا کہ افسونہ سحر ساز نے تو چہرہ کو نقاب سے چھپا رکھا اور گل افشاں جادو

نے چہرہ کو غازہ سحر سے بدلا ہو کہ ساحران طلسم نہ طاق ہیجان نہ سکین الحاصل ملک اخضر سبز پوش جادو تو
یہان ان ہی بلاؤن میں گرفتار ہوئے مار رہا تھا بس ملکہ گل افشان جادو نے اپنے لشکر کی طرف دیکھا فوراً ایک ساحرہ نے
اپنا طاؤس سحر اڑایا اور عرض کی کہ کیا حکم ہوتا ہی ملکہ نے کہا ای چمن افروز جا اور اس ساحر کو باندھ لا یہ سنکر
چمن افروز جادو نے اپنا طاؤس سحر اڑایا اور سامنے اخضر جادو کے آئی دیکھا اخضر جادو نے کہ ایک عتاب
سے بہ حسن ہو کہا جا تو کیون اپنی جان دینے کو آئی ہی مجھے تیرے حسن و جوانی پر رحم آتا ہی چمن افروز جادو نے
کہا کہ بس زیادہ گوئی نہ کر تجھے قسم ہو اپنے دین و مذہب کی کہ کوئی بات اٹھا نہ رکھیو میں تجھپر ہرگز رحم
نہ کرونگی یہ سنکر ملک اخضر جادو نے تاریخ سحر جھولی سے نکالا اور کچھ اسم سحر پڑھکر زمین پر مارا کہ وہ تاریخ شق
ہوا اور اوسمین سے دھوان سبز پیدا ہوا اور بالاے آسمان پھیل کر محیط ہوا اور ابر سبز برسنے لگا کہ تمام سبزہ صحرا
لہلہانے لگا درخت جھومنے لگے ہر ایک پر وجد کا عالم طاری ہوا یہ دیکھکر چمن افروز جادو نے اپنا
سیمیں پھول اوس سبزہ زار میں پھینکدیا کہ وہ پھول زمین پر گرکر چٹکا اور نکہت اوسکی تمام صحرا میں پھیل گئی
اور ہر بیخ شجر کی ایک پھول بنکر تیار ہوئی بہار ان گلون کی قابل دید تھی اخضر جادو جھومنے لگا اور وجد کرنے لگا
چمن افروز جادو نے کہا کہ سونگھو ان گلون کو دیکھو تو کیسی خوشبو پیدا ہی اخضر جادو نے جس پھول کو اٹھا کر
سونگھا عجب طرح کی خوشبو پائی کہ مست ہو کر بیخودی کے عالم میں گریبان چاک کیا اور جانب صحرا روانہ
ہو گیا گل افشان جادو نے چمن افروز کو آواز دی کہ یہ کیا کرتی ہو ارے گرفتار کر لا اسکو ورنہ اگر یہ اس
سرحد سے نکلگیا تو سحر اسپرسے برطرف ہو جائیگا تو نہین جانتی کہ یہ قلعہ ہفت رنگ کا ساحر ہی گل افشان جادو
نے یہ سنکر ایک بال اپنے سر کا توڑ کر پھینکا اور کہا ای رسن سحر باندھ لا اسکو وہ بال بصورت رسن بنکر گلوگیر ہوا
اخضر سبز پوش جادو کو باندھ کر سامنے چمن افروز کے لا یا چمن افروز نے اسکو اپنے لشکر کی طرف روانہ کیا
اور صحرا کا نام رکھا ملک اخضر جادو کو حیرت تھی کہ یہ ساحرہ کون سی ہی کہ اسنے اخضر جادو ایسے ساحر کو اسیر کیا
جو کہ قلعہ ہفت رنگ کے ایک حجرہ کا مالک تھا اور ساحران عالم اسکا مقابلہ نہین کر سکتے تھے یہ اسی حیرت
میں تھی کہ جانب آسمان سے ایک ابر زعفرانی رنگ نمودار ہوا اور وہ آکر تمام میدان نہ طاق میں محیط
ہو گیا اور بارش اس ابر سے گلہاے زعفرانی کی ہونے لگی اور ایک ساحرہ تخت یاقوت زرد پر سوار
جوڑا زعفرانی پہنے ہوئے نمودار ہوئی چار گلدستے زعفران کے تخت کے چارون کونون پر رکھے ہوئے
تھے یہ ساحرہ بھی نہایت کمسن اور اختر برج جمال تھی کہ دیکھنے والے اسکے حسن کو دیکھکر وجد کرنے لگے تھے آکر لشکر
کفار کی شریک ہوئی اور نعرہ کیا کہ منم ملکہ کم کم جادو بیٹی دختر ہی ملک اصفر زرد پوش جادو کی اور اسکو کیوان
تاجدار نے تعلیم سحر کی ہی جسوقت اسے خبر معلوم ہوئی کہ باپ میرا اشتا جد اہل اسلام کو گیا ہوا ہی تو یہ نہ طاق
سے چلی تھی یہان آکر جو اسنے دیکھا کہ چمن افروز جادو نے اخضر سبز پوش کو اسیر کیا ہی اور رنگ سحر جاہے
ٹھہری ہی کہ جو آئے وہ اسیر ہو جائے بس اسنے آتے ہی ایک گلدستہ زعفرانی کھینچ مارا کہ صحرا مین پھول اسکے
گلدستہ کے پھیل گئے اور تختہ زعفرانی تیار ہوا اب جو نظر چمن افروز جادو کی اوس تختہ زعفران پر پہونچی ہی
ہنستے ہنستے بیہوش ہو گئی کم کم جادو نے ایک تیلی سحر کی جھولی سے نکالکر پھینکی اور کہا جا باندھ لا اسکو وہ تیلی
چاٹ کر چلی کہ چمن افروز کو باندھ لاوے گل افشان جادو نے دیکھا کہ اگر یہ اسیر ہو گئی تو کم کم جادو
پہچان لیگی اور حال اسکا کھل جائیگا لہذہ میرا راز بھی افشا ہو جائیگا بس اسنے اپنے تختہ سحر کو اشارہ کیا اور سامنے

ککم جادو نے آکر آواز دی کہ کیا خوب ہمارے سامنے اور ہماری مصاحبہ گرفتار ہو یہ کہکر ایک
پتلی نکالی اُسنے بھی جھولی سے نکال کر پھینکی اور کہا کہ منع کر اپنی جھولی کو اور نہ مانے تو مشکیں باندھ لا یہ سنتے ہی
وہ پتلی بڑھ آئی اور آواز دی کہ جی بہت خوب ابھی یہ کہکر دوڑی اور اس پتلی سے کہا کہ کیون بہن یہ کیا
کرتی ہو مالک ہماری منع کرتی ہین دیکھو اُنکی وزیر زادی کو نہ ہاتھ لگانا ورنہ پھر پچھو بولنا پڑیگا وہ پتلی
تڑپ کر بولی کہ کیا خوب ہم اپنے مالک کا کہا مانیں یا تمہارے مالک کا کہا نہیں یہ کہکر چاہتی تھی کہ
چمن افروز جادو ... بے پتے کہ گل فشان جادو کی پتلی ککم جادو کی پتلی سے لپٹ پڑی اب یہ
دونون پتلیان لڑنے لگیں یہ معلوم ہوا کہ دو بلبلیں لپٹیں گتھ گئیں دیر تک گر آئی اُڑ رہی کیونکہ دونون
کے سحر برابر کے تھے نہ یہ کم پڑتی تھی اور نہ وہ پتلیان تو ادھر لڑ رہی ہین اودھر ککم جادو نے کہا
کہ اے عورت تو کہان کی رہنے والی ہے اور نام تیرا کیا ہے گل افشان جادو نے کہا کہ تجھے اس سے کیا بحث
ککم جادو نے کہا کہ یہ سحر کو رد کن کسی دوسرے ساحر کی مجال نہین ہے تاوقتیکہ دونون ایک استاد
کی شاگرد نہ ہون گل فشان جادو نے کہا پھر ایسا ہی ہوگا اب جو تجھسے ہو سکے وہ کر لو اگر مین تمہارے
ساتھ مکتب خانۂ سامری مین پڑھی ہون تو تم پہچان لو اور بتا دو کہ مین کون ہون بس یہ سنا تھا
کہ ککم جادو نے جھولی پر ہاتھ ڈالا اور ایک آئینہ نکالا اور کچھ اسم سحر دم کر کے گل فشان جادو کو دکھایا
بس جیسے ہی عکس گل افشان جادو کا اُس آئینہ مین نظر آیا غازۂ سحر و عنوان ہو کر اودگیا اور صورت
اصل نظر آنے لگی اب ککم جادو نے گل افشان جادو کو پہچانا اور گل افشان جادو شرمندہ ہوئی
کہا کیون بہن یہ کیا حرکت تھی تم خداوند کی بھانجی ہو کر اہل اسلام کی طرف سے مقابلہ کو آئی ہو
تمہیں شرم نہین آئی بھلا یہ خبر خداوند کو ہوگی تو کیا غضب برپا ہوگا اب میری تو یہ مجال نہین ہے
کہ تم سے مقابلہ کر سکون کیونکہ تعلیم دی ہوئی برادر خداوند کی ہون اور نفس خود خداوند نے تربیت
کیا ہے میرے تمہارے پھر بھی فرق ہے گل افشان نے کہا جاے کچھ ہو مین تو اب خدا پرستون کی شریک ہوگئی
اور چاہتی تھی کہ یہ راز جہانتک ہو سکے افشا نہو مگر تمنے اس راز کو کھول دیا خیر اگر تم مجھسے مقابلہ کرنے مین تامل کرتی ہو
تو مین بھی تمسے مقابلہ نہ کرونگی لیکن اگر کوئی ساحر یا تمہیں کیون نہو خدا پرستون سے لڑنے آئیگا پہلے مجھسے لڑنا ہوگا
ککم جادو حیران ہے اور کہتی ہے کہ آخر ماجرا کیا ہے خیر بسوقت مصلحتاً اُسنے طبل بازگشت بجوا دیا اور میدان سے پھر گیا کہ
دیکھا چاہیئے اور ادھر اہل اسلام بھی اپنے اپنے فرودگاہ پر آئے دونون لشکرون پر حال گل فشان جادو کا روشن ہوگیا
کہ یہ بھانجی کوان کیوان کی ہے سب کو حیرت ہے کہ کیا معلوم کیونکر اسطرف شریک ہوئی اور وہ دوسری جادوگرنی
بھی کوئی ایسی ہی ہوگی واسطے نقاب سحر ہے پہ دلی ہے غرض کفار نہایت پریشان ہین کہ ماجرا کیا ہے ادھر فرزند روشن
تھم کہتے ٹھیک ہے کہ گھر کے چراغ سے آگ لگا چاہتی ہے جب عزیزان خداوند دشمنون کے شریک ہوتے جاتے ہین تو ایسے
تسخیر پھر وسائل جاسے تمام ساحران قوم ہفت رنگ امان مانگتے ہین کہ ان سے کون لڑسکتا ہے اودھر ککم جادو کو بھی
نہایت پریشانی ہوا اُسنے اپنے باپ سے کہا کہ مین جاتی ہون اور اس حال کو گل فشان جادو سے دریافت
کرتی ہون کہ آخر تمہارے اسطرف شریک ہونے کا کیا سبب ہے یہ کہکر خیمہ سے نکلی اور تخت سحر پر سوار ہو کر جانب
بارگاہ ملکہ گل افشان جادو روانہ ہوئی یہان گل فشان جادو خیمہ مین نقل کر بیٹھی تھی افسوس سحر ساز بھی نقاب
آدیے ہوئے بیٹھی تھی یہی باتین ہو رہی تھین کہ کیون بہن یہ کیا ہوا اب راز افشا ہوگیا مامون صاحب تک

خیر ضرور ہوگی افسونہ سحر ساز جادو نے کہا کہ سوا گم گم جادو کے ہمارے تمہارے مقابلہ میں کوئی
ساحر ٹھہر نہیں سکتا ہے میری ایک صلاح یہ ہے کہ تم گم گم جادو سے کہو کہ ہم خدا پرستوں کی طرف
سے لڑیں اور تم اکوان پرستوں کی جانب سے مقابلہ کرو یہ عہد لیکر دونوں یہاں سے کہیں اور
چلی جاؤ میں بھی سحر غائب کرکے نگاہوں سے پوشیدہ ہوتی ہوں رہو گی اسی صحرا میں اور آج ہی شب
میں ایک پیر بٹھا کر شعلہ سحر کو اسکے سپرد کرتی ہوں وہ ان سب ساحروں سے مقابلہ کر لیگا بلکہ سبکو
بھسم کر دیگا کوئی زندہ بچکر یہاں سے نہ طاق کو جائیگا طلسم میں یہ حال کوئی سنے گا گم گم جادو
وہ سانحہ کی تمیلی ہوئی ہے آسے سمجھاؤ گی اور نہ مانے گی تو پھر دیکھا جائیگا گل افشان جادو کو یہ
رائے افسونہ سحر ساز جادو کی پسند آئی اور کہا کہ بہت خوب صلاح ہے تبائی یہی ذکر تھا کہ ایک ساحرہ
نے آکر عرض کی کہ قربان جاؤں ملکہ گم گم جادو آئی ہیں گل افشان جادو نے یہ سنا کہ گم گم جادو خود آئی
ہے اسنے چند مصاحبوں کو مع حسن افروز جادو برائے استقبال روانہ کیا حسن افروز جادو گئی اور راہ
میں گم گم جادو سے ملاقات کی اور اپنے ساتھ لیکر خیمہ گل افشان جادو کی طرف روانہ ہوئی یہاں افسونہ
سحر ساز گل افشان جادو سے رخصت ہوئی اور کہا کہ میرا حال نہ بیان کرنا اور اسنے جا کر اپنے خیمہ میں
سحر غائب تیار کرنے کا سامان کر دیا یہاں گم گم جادو داخل خیمہ گل افشان جادو ہوئی گل افشان جادو
نے تا در بارگاہ اسکا استقبال کیا اور اپنے پاس مسند پر بٹھایا یہ دونوں ماہتاب فلک حسن و جمال
ایک برج میں بیٹھیں گم گم جادو نے کہا کہ میں ایک بات تجھسے پوچھتی ہوں وہ یہ ہے کہ انسان کو آغاز
کی فکر کرنا چاہیے یا انجام کی اور راحت مستقل اختیار کرنا چاہیے یا عیش دوروزہ گم گم جادو نے کہا کہ یہ
تو ایک ظاہری بات ہے کہ ہر صاحب عقل انجام پر نظر رکھتا ہے اور حتی الامکان خالی کی کوشش کرتا ہے کہ
اسوقت جو تکلیف گذر جائے وہ راحت سے کم نہیں ہے جسکے بعد ہمیشہ کے لیے راحت ہو وہ تکلیف
بھی اچھی جسکا انجام راحت ہو گل افشان جادو نے کہا کہ انجام کی بھلائی ایمان کی درستی پر ہے تو تم
ہی مجھے معلوم ہو گیا کہ میرے ماموں اکوان تاجدار جو خداوند کہلاتے ہیں وہ در اصل خدا
نہیں ہیں بادشاہ بیشک ہیں ساحر زبردست ہیں کہ انکا جواب دینے والا نہیں ہے اور پیدا کرنے والا
اور ہی ہے جسنے ہمیں انہیں سبھی کو پیدا کیا ہے پھر اس خدا کی پرستش کریں جسنے سبکو پیدا کیا ہے یا اس
شخص کی اطاعت کریں جو اپنے سبکے غرور میں خدا کو بھولا بیٹھا ہے مان لو کہ اگر انکو خبر ہوگی
تو وہ ہمکو قتل کرینگے اسکی فکر نہیں ہر طرح ایک دن مرنا ضرور ہے سوا ذات باری تعالے کے
بقا کسیکو نہیں ہے پھر ہم جان بوجھکر اطاعت اپنے معبود حقیقی کی کیوں ترک کریں اور
طمع دنیا میں اور اپنے اختیارات پر مغرور ہو کسطرح اس دین برحق سے باہر ہیں یہ باتیں
ایسی موثر تھیں کہ گم گم جادو بھی نہایت پریشان ہوئی اور کہا کہ اچھا یہ مسئلہ تو ایسا ہے جسکا
ابھی دفعتہً طے ہونا دشوار ہے لہذا بہتر یہ ہے کہ ہم تم دونوں میدان جنگ سے علیحدہ ہوں
نہ ہم اکوان پرستوں کی شرکت کریں اور نہ تم خدا پرستوں کی ہمدردی کرو گل افشان جادو
نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا اسلیے کہ ساحر طلسم نہ طاق میں ہزارہا ہیں اگر تم نہ لڑو گی اور کوئی لڑیگا
پانچ ساحر میدان جنگ میں موجود ہیں لیکن خدا پرستوں کا شریک سوا میرے کوئی نہیں ہے اور وہ لوگ

لوگ سحر جانتے بھی نہیں ساحران قلعہ ہفت رنگ سے کیونکر مقابلہ کرینگے سب کی جانیں
مفت جائینگی کم کم جادو نے کہا کہ جب تک تم خداپرستوں کی شریک نہ تھیں اسوقت تک تمہیں
حفاظت کی گل افشان جادو نے کہا کہ یہ بھی کلمۂ حق تمہاری زبان سے نکل گیا تو بتاؤ کہ
جب کوئی ساحر انکا مددگار ہوا تو یہ لوگ ساحروں کے ہاتھ سے کیونکر بچ سکتے تھے تم نے بھی سنا ہوگا
کہ یہ لوگ ایک حرف سحر کا نہیں جانتے اور انھوں نے سیکڑوں ساحروں کو مارا اور سیکڑوں طلسم
فتح کیے کم کم جادو نے کہا یہ بھی اتفاقی امور ہیں اب ہم دیکھتے ہیں کہ یہ لوگ طلسم نہ طاق سے زندہ
پلٹ کر جائینگے سوا اسکے کہ اگر تم ایسے گھر کے بھیدی لنکا ڈھانے والے انکے شریک نہ ہو جائینگے تو
بیشک زور انکا پڑ جائیگا پھر بھی یہ خداوند کا کچھ نہیں کر سکتے ہیں اور دور کیوں جاؤ ابھی آج ہی
کے معاملہ کو خیال کر لو کہ اگر تم انکی شریک نہ ہوتیں تو صرف اخضر سبز پوش جادو کافی تھا
کہ وہ اکیلا تمام خداپرستوں کو قتل کر کے طلسم نہ طاق میں صحیح و سالم چلا جاتا گل افشان جادو
نے کہا کہ اگر میں نہ ہوتی کوئی اور شریک انکا ہوتا آخر سے یہ مصیبت ہر طرح ملتی اوروں کے ہاتھ سے
جاتی کم کم جادو کو یہ سنکر غصہ آگیا اور کہا اے ملکہ گل افشان جادو بس طول تقریر سے کوئی
فائدہ نہیں ہر عقل بھی کوئی چیز ہے آگ کا کام ہے تو جلا دینا اور پانی کا کام ہے آگ کو بجھا دینا اگر تم انکی
شریک نہ ہوتیں تو آج ہی ان سبکا خاتمہ تھا گل افشان جادو نے کہا کہ اچھا ہمارے تمہارے
اسی بات کی شرط رہی سہی کہ ہم تم دونوں علیحدگی اختیار کریں کوئی کسیکا شریک نہ ہو اسکے
بعد دیکھو کہ خدا انکو بچاتا ہے یا نہیں کم کم جادو نے کہا کہ اچھا یہ مجھے بھی منظور ہے لیکن ایک
شرط یہ ہے کہ اگر یہ لوگ ہاتھ سے ساحروں کے ہلاک ہوئے تو تم پھر کوئی عذر و حیلہ نہ کرنا اور
خدمت خداوند میں چلی چلنا اور اگر یہ لوگ بچ گئے تو میں بھی دین اسلام اختیار کرونگی اب یہ
فیصلہ گل افشان جادو اور کم کم جادو نے کیا کم کم جادو تو یہ سوچتی تھی کہ اگر گل افشان جادو شریک
ان لوگوں کی نہ ہوگی تو ایک ہی روز میں سب کے سب قتل ہو جائینگے میں شرط جیت لونگی
اور گل افشان جادو کو یہ خیال ہے کہ اگر میں نہ ہونگی تو میری جگہ پر افسونہ سحر ساز جادو
موجود ہے جو مجھسے بھی بہتر ہے اب یہ دونوں ساحرہ ہوئیں اور اسیوقت سے لشکر کوچ
کر کے برائے امتحان مذہب حق جانب صحرا روانہ ہوگئیں اور کم کم جادو نے ایک عرضی
اپنے باپ اصفر زرد پوش جادو کو لکھکر بھیدی کہ مجھسے اور گل افشان جادو
سے یہ بات طے پاگئی کہ نہ ہم شریک جنگ ہوں اور نہ تم لہذا میں تو ساتھ گل افشان جادو
کے جانب صحرا جاتی ہوں اب آپ طبل جنگ بجوا کر ان خداپرستوں کا خاتمہ کر دیجیے
جسوقت یہ نامہ ملک اصفر جادو کو پہونچا اور یہ مضمون نامہ سے آگاہ ہوا دل میں
نہایت خوش ہوا اور حکم طبل جنگ دیدیا اور ہر گل افشان جادو اور کم کم جادو
نے لشکر کوچ کر کے جانب صحرا روانہ ہوئیں یہ خبر بادشاہ لشکر اسلام کو ہوئی کہ لشکر
کفار میں پھر طبل جنگ بجا ہے فرمایا کچھ پروا نہیں ہے کہدو کہ ہمارے یہاں بھی کوس حربی
بجے کل دیکھا جائیگا یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا اور تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں

بعد تھوڑی دیر کے ہرکاروں نے آکر تمام گفتگو گل افشاں جادو اور کرم جادو
کی بادشاہ لشکر اسلام سے بیان کی اور جو فیصلہ باہمی طے پایا تھا وہ عرض کیا اور کہا کہ
گل افشاں جادو آپکی شریک ہوگی اور کرم جادو لشکر کفار کی شریک ہوگی دونوں
صحرا کی جانب چلی گئیں یہ سنکر بادشاہ اسلام نے فرمایا مجھے مدد و مددگار کی ضرورت ہی
اگر گل افشاں جادو چلی گئی تو مجھے کوئی فکر نہیں ہو حافظ حقیقی سے زیادہ کوئی نگہبان نہیں
ہو یہاں تک کہ طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور دور سحر برطرف ہوا ان مقامات
پر سیاہی شب اپنا رنگ جمائے ہوئے تھی وہیں نور سحری کا جلوہ نظر آتا ہی دونوں طرف کے
لشکر اپنے اپنے طور پر عبادت رب بے نیاز سے فراغ حاصل کر کے سوار آرائے میدان
جنگ ہوئے دونوں طرف کے لشکروں نے مقابل یکدیگر صفیں آراستہ کیں ایک طرف
فوج ساحران نے پرے جمائے ایک جانب لشکر اسلام صف آرا ہوا بعد آراستگی صفوف قتال
و جدال نقیب نیب و زیر ہٹ گئے تھے کہ لشکر کفار سے ملک احمر جادو اپنا کرگدن سوار اڑا کر
میدان میں آیا اور پکارا کہ اے گروہ خدا پرستان آگاہ ہو جاؤ کہ اب وقت تمہارے زوال
کا آگیا جو تم لوگ طلسم نہ طاق کی طرف آئے لیں بہتر و لازم ہو کہ اطاعت خداوند اکوان
کی اختیار کرو ورنہ میرے ہاتھ سے ایک بھی زندہ نہ بچیگا یہ سنکر بہادران اسلام نے اکوان
تاجدار کو بہت برا بھلا کہا کہ وہ ایک گبر نابکار ہے بھلا ہم اسکی اطاعت کیا اختیار کرینگے یہ
سنکر احمر جادو نے کہا تو اب آمادہ مرگ و مہیائے قضا ہو جاؤ بس یہ سنتے ہی لندھور ثانی نے
فیل اپنا بڑھایا اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر اجازت حرب مانگی بادشاہ اسلام
نے فرمایا اے لندھور تمنے کیوں اسقدر جلدی کی تم جو اس ساحر کے مقابل کو چلے ہو تو اسکا کیا
کروگے یہ سنکر لندھور ثانی نے عرض کی کہ ظل اللہ کا اقبال چاہیے اگر میں قریب اس ملعون
کے پہونچ گیا تو آپ دیکھیے گا وہ گرز ملعون کا کہ شیر فولادی بھی ہو تو پست ہو جائے اور اگر نہ
قریب پہونچ سکا تو مارا جاؤنگا حق نمک سے ادا ہو جاؤنگا بادشاہ اسلام نے سر لندھور کا سینے سے
لگایا اور فرمایا کہ حافظ حقیقی کے حوالے کیا اب لندھور ثانی نے فیل اپنا بڑھایا اور جب کہ
نیچے فیل کا بچہ سا سے بہتے مثل گھوڑے کے چلا احمر جادو اس خیال میں ہو کر لندھور میدان
میں ٹھہر کر رجز خوانی کریگا بعد آکے مقابلہ ہوگا لیکن لندھور نے فیل کو دوڑا دیا اور قریب احمر جادو
ہو نچکر نعرہ مارا کہ منم لندھور ثانی اور گرز لگا دو سر کا وار کیا احمر جادو نے گھبرا کر اف کی صدا بلند
ہوئی گرز سر تک نہ پہونچ سکا احمر نے کہا معلوم ہوا کہ تجھے اپنے زور و طاقت پر بہت گھمنڈ ہے
لا تو میرے پہلوان سے دیکھوں وہ کیسا شہزور ہے یہ کہکر ایک پتلا جھولی سے نکالکر منتر پڑھکر زمین پر پھینکا اور
کہا اے کہ یہ بڑا سرکش ہو فوراً وہ پتلا زمین پر غلطاں ہو کر اٹھا اور لندھور ثانی کی طرف چلا لندھور نے اسے اپنی طرف
آتے دیکھکر آواز دی کہ او ملعون تو کون ہے کاغذ سے انسان بنگیا پتلے نے جواب دیا کہ میں وہ کاغذ ہوں جس
پر خط شکست تیری تحریر ہے یہ کہکر آگے آتے ہی لندھور ثانی پر گرز مارا لندھور نے گرز اسکا گرز پر روکا
گرز ٹھٹا تراتا ہوا پتلے نے آواز دی کہ زدم و پست کردم لندھور ثانی نے گرد سے غش کر

اپنا گرز مارا کہ اسے پست کر دوں زندہ درگور ہو جائے چیلے نے گرز لندھور کا سر پر روکا
اتنی بڑی ضرب سر پر جو پڑتی تو چیلہ غرق تا زمین ہو گیا لیکن پھر تڑپ کر زمین سے نکلا اور لندھور
پر وار کیا بڑی دیر تک رد و بدل رہا لندھور عاجز ہو گئے کیسی کیسی ضربیں اسوں نے لگائیں
کہ اگر پہاڑ بھی ہوتا تو شق ہو جاتا مگر چیلہ پر کوئی اثر نہ ہوا آخر جھنجلا کر لندھور فیل سے کود پڑے اور
چیلے سے لپٹ پڑے ٹانگ اسکی پکڑ کر گھوڑے سے کھینچ لیا وہ بھی لندھور سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی
پہر بھر تک لندھور اس چیلے سے لڑا کیے آخر کار چیلہ نے لنگر لندھور کا توڑا اور باندھ کر
اپنے لشکر میں لیگیا اہل اسلام کو لندھور کے اسیر ہونے کا نہایت صدمہ ہوا مگر کیا کر سکتے تھے بادشاہ
اسلام بھی نہایت غمگین ہوگئے اور چیلے نے میدان میں آکر پھر مبارز طلب کیا ابکی مرتبہ افسر میسرہ
فوج اسلام یعنے مالک ثانی مرکب اپنا دوڑا کر سامنے بادشاہ اسلام کے آئے اور اجازت حرب مانگی
فرمایا بادشاہ نے اے مالک دیکھا تم نے کہ کس درجہ کا پہلوان اس ملعون کے ہاتھ سے اسیر
ہوا تم کیا سوچ سمجھ کے اسکے مقابلہ کو نکلے مالک نے عرض کی کہ بعد لندھور کے مجھے ایک دم زندہ
رہنا پسند نہیں اسواسطے کہ زندگی بے لطف ہے میں خود ہی چاہتا ہوں کہ جہاں لندھور ہیں میں بھی
وہیں جاؤں فرمایا حافظ حقیقی نگہبان ہو مالک ثانی مرکب اپنا دوڑا کر سامنے اس چیلے کے آئے
اور آواز دی کہ لا ضرب بہادری کی چیلے نے نیزہ مارا مالک نے نیزہ اسکا نیزہ پر روکا نیزے
چلنے لگیں رد و بدل ہونے لگا مالک سا نیزہ باز مگر کوئی تار نہیں چلتا جو بند باندھتے ہیں
چیلہ اس سہولت سے کھول لیتا ہو کہ معلوم بھی نہیں ہوتا یہاں تک کہ سنانیں بالکل بیکار
ہوگئیں مالک نے نیزہ ہاتھ سے پھینک کر تلوار کھینچ لی اور چیلے پر وار کیا چیلے نے وار مالک کا
سر پر روکا خط بھی نہ پڑا تھوڑی دیر تک رد و بدل رہا آخر چیلہ کلائی سے لپٹ گیا تلوار
چھینے لگا مالک گھوڑے سے کود پڑے چیلہ بھی کودا کشتی ہونے لگی پہر بھر میں چیلہ انہیں
بھی باندھ لیگیا پھر چیلے نے نعرہ کیا ہنوز کوئی بہادر فوج اسلام سے نہ نکلا تھا کہ جانب صحرا سے
گرد اڑی اور ایک سوار پیدا ہوا اور چیلے کے سامنے پہونچا چیلے نے کہا تو کون جواب دیا کہ ملک الموت
چیلے نے کہا کہ سامنے آ سنتے ہی اس سوار نے اف کی کہ ایک شعلہ دہن سے برآمد ہوا
اور چیلے پر گرا کہ جلکر خاک ہو گیا اب سوار نے شعلہ سے کہا کہ ہاں لپٹا احمر جادو کو بس یہ سنتے ہی
شعلہ بھڑکا اور احمر جادو کی طرف چلا احمر جادو نے نارجیل سحر شعلہ پر ملا مارا نارجیل شق ہوا
اور ایک شعلہ پیدا ہوا اور شعلے سے لپٹ گیا کچھ دیر تو دونوں شعلے لڑا کیے آخرکار دونوں ایک
ہوکر احمر جادو پر گرے اور جلا کر خاک کر دیا اسکا مرنا تھا کہ آندھی چلی خاک اڑی آتشبازی
برف باری دیر تک ہوا کی بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من احمر جادو بود حیف مردیم
و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم ادھر مالک و لندھور جو اسیر ہوا احمر جادو کے تھے چھوٹے اور
تلواریں کھینچ کھینچ کر فوج ساحران کی طرف چلے اس سوار نے شعلہ کو اشارہ کیا کہ فیالشکر احمر جادو
کو شعلہ جلائے شیر کی طرح لشکر پر چلا جادوگروں نے سحر کرنا شروع کیے اور دریا سے سحر سے
پیالے پانی برسایا پولادیں کھینچیں مگر شعلہ کسی چیز سے نہ رکا جسپر لپک کر گرا وہ جلکر خاک ہوا تہ لوگ

بھاگ گئے تھے اور سوار نے ایک نعرہ بلند کیا اور کہا کہ آپ پلٹ آئیے یہ وقت آ گیا جنگ کا یعنی
یہ سنکر یہ دونوں سوار تو پلٹ آئے اور اپنے لشکر میں داخل ہو گئے لیکن شعلے نے پھونکنا
اور جلانا شروع کیا تھا کہ تمام لشکر احمر جادو کو پھونک دیا جو لوگ بھاگ کر نکل گئے
تھے وہ بچے باقی سب جل گئے اب شعلہ اسود جادو کے لشکر پر گرا اور ساحروں کو جلانے لگا یہ دیکھکر
اسود جادو نے ایک دوہتڑ مارا دیکھا کہ ایک زنگی سیاہ فام زمین سے پیدا ہوا ہاتھ میں
اسکے ایک شیشہ تھا اسنے شعلے کی طرف دیکھکر آواز دی کہ او طرار ادھر کہاں جاتا ہے شعلہ
زنگی کی طرف چلا زنگی نے کچھ اسم سحر پڑھکر زبان میں نشتر دیکر خون شیشے میں ڈالا
اور کہا لے یہ تیری خوراک ہے بس شعلہ سمٹ کر شیشے میں داخل ہوا اور خون چاٹکر نکلا چاہتا
تھا کہ زنگی نے ڈاٹ شیشے پر لگا دی تب شعلے نے شیشے کے اندر چرخ مارا اور شیشہ ٹوٹا
ایک چٹاخے کی آواز پیدا ہوئی اور شعلہ زنگی پر گرا کہ اسکو جلا کر خاک کر دیا اور اب اسود جادو
کی طرف متوجہ ہوا اسود جادو نے ترنج و نارنج سحر پڑھکر شعلے پر مارنا شروع کیے جو شے
شعلہ کے سامنے آئی وہ جلکر خاک ہو گئی اب شعلہ اسود جادو پر گرا اسود جادو بھی جلکر خاک
ہو گیا اسکے مرنے سے بھی ایک طوفان پیدا ہوا اور دار و گیر کی صدا بلند ہوئی دیر تک زمین کو زلزلہ
رہا آتش باری ہوا کی بعد کچھ دیر کے آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من اسود جادو بود اب
جو روشنی ہوئی دیکھا کہ شعلہ اسود جادو کے لشکر کو غارت کر رہا ہے ہر طرف چمک چمک کر گر رہا ہے
ایک قیامت کبرے برپا ہے ساحر مر رہے ہیں اور بھاگ رہے ہیں کسی سے شعلہ رکتا نہیں یہ دیکھکر
ابیض جادو نے جھولی پر ہاتھ ڈالا اور ایک جام نکالکر پانی سے لبریز کیا اور کچھ اسم سحر پڑھکر
شعلے کی طرف اشارہ کیا شعلہ چمک کر جام میں گرا جام کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے جو ٹکڑا جس ساحر
پر پڑا اُن کے بدن میں آگ لگ گئی اور جلکر خاک ہو گیا ایک ٹکڑا ابیض جادو پر پڑا یہ بھی جلنے لگا
اور اپنے لشکر کی طرف بھاگا اہل لشکر نے ہر چند کوشش کی کہ اس آگ کو بجھا دیں مگر وہ
آتش فروزندہ ہوئی آخرکار یہ بھی جلکر خاک ہوا اب زنگی نے شعلہ کو آواز دی کہ او اصفر جادو
کو کہ اب بھی باقی ہے یہ سنکر شعلہ اصفر جادو کی طرف متوجہ ہوا اور چمک کر چلا اصفر جادو نے
جلدی سے کچھ اسم سحر پڑھکر رگ گردن کا خون لیا اور چھینٹا شعلہ پر مارا کہ شعلہ ٹھہرا اسنے آواز
دی کہ لیتا نہیں اسکو زنگی کو جسنے تجھے بیکار کیا ہے او ساحر پرستوں کو قتل کر رہا ہے بس
چھینٹا تھا کہ شعلہ چمک کر زنگی پر گرا اور زنگی کو جلا کر خاک کر دیا اب اصفر جادو نے آواز
دی کہ لیا لشکر اسلام کو اب یہ شعلہ چمک کر لشکر اسلام کی طرف چلا بادشاہ اسلام نے
فرمایا کہ یہ وہی آفت معلوم ہوتی ہے جسنے آفتاب زریں علم کو پھونک دیا تھا نہیں معلوم کس کمبخت
نے اسے اسیر کر کے قابو میں کیا تھا اور ہماری طرف سے بھیجا تھا مگر اب وہ بلا پھر ہم ہی پر
نازل ہوئی ادھر شعلہ چمک کر مظفر بن ضیغم خون آشام کے لشکر پر گرا اور بہادران
اسلام جلنے لگے تھوڑے عرصہ میں مع مظفر بن ضیغم خون آشام کے سب کو جلا کر
خاک کر دیا اب یہ در تماشہ زنجیر خار کے لشکر پر گرا اور انکو بھی مع لشکر پھونک دیا مگر

مگر کیا جرأت لشکر اسلام کی تھی کہ کوئی اپنی جگہ سے ہٹنے کا نام نہیں لیتا ہے پس ایک مرتبہ
بجلی چمک کر قریب اس شعلہ کے آئی اور نعرہ ہوا کہ ستم ملکہ افسونہ سحر ساز جادو واور
اسنے بھی زبان میں نشتر دیکھ خون اسکا لیا اور آواز دی کہ لیتا جیں دشمن کو ایسا
سہولا کا ایسے بیگانے کو نہیں پہچانا ہے دیکھو دشمن وہ کھڑا ہے پس یہ سنتے ہی شعلہ اور ہوسے
لیا اور اصفر جادو کی طرف چلا اصفر جادو نے جو دیکھا کہ شعلہ میری طرف آتا ہے تاب
نہ لایا اور آواز دی کہ یہ پردہ میں چھپکر مقابلہ کیا اگر تجکو دعوی مردی یا مردانگی ہو تو سامنے
آ ملکہ افسونہ سحر ساز کس ہے غضب میں تیک وہ یہ سوچا فوراً اسم ظاہر کیا دیکھا اصفر جادو
نے کہ ایک ساحرہ نقاب پوش کمر خمیدہ ہوئی تجدہ کر رہی ہے پشت پر چالیس ہزار تازیین
زیور جواہر میں غرق باد و نبط ملابس وغیرہ پر سوار جھولیاں گلاب کی لگی ہوئیں پس
اصفر جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر اپنے اوپر دم کیا بعد اسکے جھولی سحر کی اٹھا کر شعلہ پر
کھینچ ماری کسقدر ترنج نارنج گولہ فولادی تمام اسباب سحر کا منتشر ہو گیا اور اسی
سے لشکر پر گرا قریب اسی ہزار سپاہی جادو گردن سے کے مارے گئے اور شعلہ چمک کر اصفر جادو
پر گرا اسنے اف اف کی مگر تن بدن میں آبلے پڑ گئے چونکہ یہ طلسم بند تھا اور قبضہ اسکی
ابھی دست میں تھی اس وجہ سے یہ بچگیا فوراً چار پتلے فولادی زمین سے پیدا ہو گئے اور اصفر جادو
کو لیکر جانب طلسم نہ طاق بھاگے کہ شعلے نے تیلوں کا پیچھا کیا مگر پتلے اسقدر تیز بھاگے
کہ شعلے منہ تا پایا اب شعلہ پلٹ کر فوج ساحران پر گرا اور جلانا پھونکنا شروع کیا فریاد کی
صدا بلند ہوئی جو ساحر بھاگ کر نکل گئے وہ تو بچے باقی سب مر گئے تمام میدان میں جابجا
خاک کے ڈھیر تھے اب افسونہ سحر ساز نے کچھ اسم پڑھکر دہن اپنا باز کیا اور شعلہ لعل
شبچراغ بنکر دہن افسونہ سحر ساز میں جاکر غائب ہو گیا بادشاہ اسلام نے ملکہ کی نہایت تعریف
کی کہ سبحان اللہ اس سن میں یہ کمال سحر خدا تمہیں طول حیات عنایت کرے اور اقبال زیادہ
کرے ملکہ نے جھک کر سلام کیا اور عرض کی کہ یہ سب حضور کا اقبال تھا ورنہ میری کیا
حقیقت تھی جو میں اتنے بڑے ساحروں کے مقابلہ میں فتحیاب ہوتی بادشاہ اسلام نے
فرمایا کہ ای ملکہ اپنے نام نامی سے آگاہ کرو تاکہ ہمیں بھی معلوم ہو کہ ہماری محسنہ فلاں عورت
ہے اور اس سبب سے ہے افسونہ سحر ساز نے عرض کی کہ اجازت میرے شوہر کی نہیں ہے
انشاءاللہ وہ وقت بھی قریب ہے جب وہ صورت اپنی آپکو دکھائیگے اور اپنے نام نامی
سے آگاہ کرینگے تو لونڈی بھی حال اپنا بیان کرے گی کوئی عذر نہ ہوگا بادشاہ اسلام یہ
سنکر خاموش ہو رہے لیکن رنج ہوا ملکہ افسونہ سحر ساز اپنے لشکر میں نہیں گئی کام گیرہ
رکاب سعادت انتساب شاہ ہوئی بادشاہ اسلام داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے ملکہ بھی
اگرچہ اب یہ سب تو یہاں بیٹھے ہیں اور مرگل افشاں جادو اور گلم کم جادو اس
انتظار میں بیٹھی ہیں کہ دیکھیے لشکر اسلام سے کیا خبر آتی ہے ساحرانکی طرف سے جبین میں
اور گھڑی گھڑی کی خبر پہونچا ہے سے کہ اب یہ ہوا اور اب یہ ہوا یہانتک کہ اصفر جادو کے

جلنے کی خبر ہو گئی بس یہ سنتے ہی کم کم جادو بیتاب ہو کر اٹھی تھی کہ یہ کون سے ساحر
نے ارکان آئین اسلام کی کی اور میرے باپ کو جلا دیا ہر چند کہ کم کم جادو کو بھی اطمینان تھا
کہ اصفر جادو کی موت یوں نہیں ہے لیکن اذیت ضرور پہنچی ہوگی اور یہ بیتاب ہو کر اٹھی
تھی کہ جا کر مقابلہ کروں اور باپ کا بدلا لوں کہ گل افشان جادو نے آنچل پکڑ لیا اور
کہا اے کم کم جادو یہ شرط کے خلاف ہے بس ہمارے تمہارے اسی بات کا اقرار تھا کہ اگر ہم دخل
نہ دیں تو تم بھی دخل نہ دو تماشائے قدرت پروردگار کا دیکھو اور اگر اہل اسلام کی فتح ہو تو تم
مسلمان ہو جاؤ اور اگر ان پرستوں کی فتح ہو تو میں مذہب اسلام کو ترک کر دوں کم کم جادو
یہ سنکر چپ ہو رہی کہ واقع میں شرط تو یہی تھی گل افشان جادو نے کہا کہ سوچ کس بات کا ہے
اگر اب بھی تامل ہو تو تم اپنے مذہب کو ترک نہ کرو اور مجھ سے مقابلہ کرو کم کم جادو خوش ہوئی
اور کہا کہ چلو خدمت بادشاہ اسلام میں اور شرف قدمبوسی حاصل کرو کم کم جادو نے کہا مجھے اب
کوئی عذر نہیں ہے گل افشان جادو نے کم کم جادو کو اپنے ہمراہ لیا اور جانب لشکر اسلام روانہ
ہوئی یہاں بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ گر ہیں اور افسونہ سحر ساز جادو نقاب چہرہ پر
ڈالے ایک کرسی جواہر نگار پر بیٹھی ہے سرداران لشکر شکریہ گلہ افسونہ سحر ساز کا ادا
کر رہے ہیں بادشاہ اسلام نے ورقا سے زنجیر خوار اور مظفر بن ضیغم خون آشام
کی آنکھ مع لشکر جمع کرا کر دفن کرا دی تھی افسونہ سحر ساز نے بادشاہ اسلام سے عرض کی
کہ مجھکو یہ منظور نہ تھا جو حال میرا کسی ساحر طلسم پر ظاہر ہو اسلیے کہ میں عزیز ہوں اکون تاجدار
کی اگر اسکو خبر ہو جائیگی تو پھر میں ضرور گرفتار ہو جاؤنگی اور یہاں نہیں معلوم کیا کیا آفتیں
برپا ہونگی میں نے ہر چند کوشش کی کہ میں ظاہر نہ ہوں اور سحر کروں مگر ممکن نہ ہوا کیونکہ
اصفر جادو بادشاہ طلسم قلعہ ہفت رنگ ہے اسکا دفع سحر کرنا ہر ایک کا کام نہ تھا مجبور ہو کر ظاہر ہونا
پڑا اسی وجہ سے وہ رنج حضور کے مع لشکر ہلاک ہونے کا مجھے سخت ندامت ہے لیکن الحمد للہ کہ میں نے
اسطرح اصفر جادو کو مغلوب کیا کہ اسپر ظاہر نہیں ہونے پایا کہ میں کس کے سحر سے مغلوب ہوا بادشاہ اسلام
کو معلوم ہوا کہ یہ ساحرہ معززین طلسم نہ طاق سے ہے فرمایا کہ خدا تمکو اسکی جزا دے اتنے میں ہرکارہ
نے آکر عرض کی کہ حضور دو جادوگر یہاں حاضر ہونا چاہتی ہیں فرمایا بلا لو دیکھا کہ ملکہ گل افشان جادو
کم کم جادو کو اپنے ہمراہ لیے آتی ہے دونوں نے بصد ادب سلام کیا بادشاہ اسلام نے انکے واسطے
بھی کرسیاں جواہر نگار بچھوا دیں اور اشارہ بیٹھنے کا کیا یہ دونوں سلام کر کے بیٹھ گئیں بادشاہ اسلام
نے نام و سبب آنیکا دریافت کیا گل افشان جادو نے عرض کی کہ حضور میرے نام سے تو واقف ہیں مجھکو
گل افشان جادو کہتے ہیں مگر ان سے شاید ناواقف ہوں یہ وہی ہیں جن سے مجھسے میدان مقابلہ
ہوا تھا اب یہ راہ راست پر آئی ہیں اور مذہب اسلام اختیار کیا چاہتی ہیں بادشاہ اسلام نہایت
خوش ہوئے اور فرمایا کہ اگر اسلام اختیار کرو گی تو سحر سے توبہ کرنا پڑیگی کم کم جادو نے عرض کی
کہ ابھی حضور کو بڑی بڑی مشکلیں درپیش ہونگی اگر ہم لوگ سحر سے توبہ کر لینگے تو اپنی حفاظت بھی
نہ کر سکیں گے لہذا اگر مناسب ہو تو ابھی ہم مسلمان نہ ہوں مطیع اسلام ہو سکنے کو موجود ہیں بادشاہ

اسلام نے فرمایا کہ اس سے ثابت ہوتا ہے انما الاعمال بالنیات ہمارے یہاں نیت پر دار و مدار ہے جسنے قصد فعل نیک سمجھا کیا وہ اسکے نامۂ اعمال میں لکھا گیا اور جسنے قصد بدی کا کیا جب تک اُس سے ظہور میں نہ آئے نامۂ اعمال میں نہیں تحریر ہوتی ہے یہ سنکر کم کم جادو نہایت خوش ہوئی اور عرض کی کہ بیشک شان رحمت باری انھیں امور سے ظاہر ہوتی ہے ان لوگون کو تو بارگاہ سلیمانی میں چھوڑا جاتا ہے

اور اول حال ملک اصفر زرد پوش جادو کا گزارش کیا جاتا ہے

کہ اسکو چیلہ اسکے سحر میدان جنگ سے جو لیکر بھاگے اور داخل طلسم نہ طاق ہوے سیدھے قلعہ ہفت رنگ کے گنبد نیلم میں پہونچے اور اصفر جادو کو مسند پر لٹا دیا وہان ملکہ ارغوان جادو زوجہ ملک اصفر جادو موجود تھی اُسنے جو یہ حالت اپنے شوہر کی دیکھی سر پیٹنے لگی اور روتی ہوئی ہفت اندام جادو کے پاس آئی ہفت اندام جادو نے کہا کیون کیا ہوا ارغوان جادو نے حالت اصفر جادو کی بیان کی یہ سنکر ہفت اندام جادو کو نہایت تعجب ہوا اُسوقت اُسنے ایک نامہ بنام خوبان جادو تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ پانچ ساحر قلعہ ہفت رنگ سے بیابان نزطاق کو گئے تھے جنمین سے فقط بادشاہ لشکر واپس آیا ہے وہ بھی ایسی حالت سے ہے کہ اگر طلسم بند ہوتا تو زندہ پھر کر نہ آتا اور قرینے سے پایا جاتا ہے کہ اور ساحر یا اسیر ہوئے یا مار ڈالے گئے طلسم بطان کے سوا ایسے نہیں ہیں جنکو دوسرے مقام کا ساحر قتل کر سکے یا ہزیمت دیسکے اسمین کچھ بھید معلوم ہوتا ہے ضرور کوئی ساحر زبردست اہل اسلام کا شریک ہوا ہے یہ نامہ تو اُسنے خوبان جادو کے نام روانہ کیا اور اصفر جادو کے دیکھنے کو آیا دیکھا کہ عجیب حالت ہے اصفر جادو بیہوش پڑا ہوا ہے اُسنے مرہم سحر زخمون پر لگایا اور آب دمیدہ سحر اصفر جادو کو پلایا کہ اسکو ہوش آیا اور زخمون میں ٹھنڈک پڑی ہفت اندام جادو نے حال پوچھا اصفر جادو نے کہا کہ یہ معلوم ہوتا ہے تمام جسم میں ایک آگ لگی ہوئی ہے ہفت اندام جادو نے کہا کہ کچھ حال جنگ کا بیان کرو اصفر جادو نے سب کیفیت بیان کی کہ اول گل افشان جادو نے پہونچکر اصفر جادو کو اسیر کیا بعد اسکے کم کم جادو میری لڑکی نے چمن افروز جادو اپنی وزیرزادی کو گرفتار کیا اب گل افشان جادو سے سحر چلنے لگے کوئی کسی پر غالب نہ آیا آخر طبل بازگشت بجا اور دونون میدان سے پھر گئین کم کم جادو گل افشان جادو کے پاس گئی کہ سبب شرکت لشکر اسلام کا اس سے دریافت کرون وہان جاکر نہین معلوم دونون مین کیا صلاح ہوئی کہ دونون صحرا کی طرف چلی گئین بعد اسکے احمر جادو نے عرصہ فوج اسلام پر تنگ کیا استنے مین ایک زنگی شیشہ سحر لیے ہوئے پیدا ہوا اور اُسنے ایک شعلہ کو شیشے سے رہا کیا اس شعلے نے احمر جادو و اسود جادو و ابیض جادو سبکو ہلاک کیا اور فوج ساحران کو جلایا کسی کے سحر سے وہ شعلہ فرو نہ ہوسکا آخرکار نوبت میری آئی مین نے اُس شعلے کو پلٹا دیا اور لشکر اسلام پر گرایا وہ سردار ان لشکر جلکر خاک ہوگئے بعد اسکے ایک ساحرہ نقابدار پیدا ہوئی اور اُسنے اب جو اس شعلے کو پلٹایا تو

پھر مجھسے روبرو ہو سکا تمام لشکر تباہ ہو گیا اور میری یہ حالت ہو گئی اگر محافظ میرے مجھکو اٹھا نہ لاتے تو میں بھی ہلاک ہو جاتا مگر یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ ساحرہ نقاب پوش کون تھی یہ سنکر ہفت اندام جادو نہایت متحیر ہوا کہ یہ کون ساحرہ ہے اصفر جادو نے کہا کہ وہ بھی کوئی عزیز قریب خداوند اکوان کی ہوگی جو روپوشی کیے ہوئے تھی کیونکہ پہلے گل افشان جادو بھی چہرہ پر غازہ سحر ملے ہوئے تھی جب گم گم جادو کو شبہ ہوا کہ یہ کون سی ایسی ساحرہ ہے جو برابر میرے سحر کا جواب دے رہی ہے اور آئینہ سکندری جیب سے نکال کر سامنے کیا تو حال گل افشان جادو کا کھلا اور غازہ سحر دور ہو گیا اسی طرح یہ ساحرہ جسنے چہرہ پر نقاب ڈالی تھی اور اپنے کو پوشیدہ کیا تھا یہ بھی کوئی عزیز قریب خداوند اکوان کی ہوگی اسلیے آپنے بھی اپنے کو چھپایا تھا اب ہفت اندام جادو تو منتظر جواب خط کا ہوتا ہے اور اصفر جادو کی تیمارداری کرتا ہے یہاں اول حال اس نامہ کا بیان کیا جاتا ہے جو ہفت اندام جادو نے خوبان جادو کے نام تحریر کیا تھا جس وقت یہ نامہ پاس خوبان جادو کے پہونچا اور اسنے نامہ پڑھا نہایت پریشان ہوا کہ یہ کون لوگ شریک اہل اسلام ہوئے فوراً قلعہ ہفت رنگ کی جانب روانہ ہوا اور جب ہفت اندام جادو کو خبر ہوئی یہ برائے استقبال آیا اور خوبان جادو کو قلعہ میں لایا خوبان جادو نے اصفر جادو کی حالت دیکھی اور کچھ اسم سحر پڑھکر پانی پلایا خاک قبر سامری زخموں پر ڈالی کہ اصفر جادو اچھا ہوا اب تمام کیفیت زبانی اصفر جادو کے دریافت کرکے ایک عرضی بنام اکوان تاجدار تحریر کی کہ میں نے قلعہ ہفت رنگ کے پانچ ساحر برائے استیصال لشکر اسلام روانہ کر دیے تھے کہ ان لوگوں کا دین خاتمہ ہو جائے لیکن ملکہ گل افشان جادو نے ان لوگوں کو شکست دی بعدہ آپکے جو کچھ کیفیت تھی مفصل تحریر کرکے آخر میں ساحرہ نقاب پوش و آپکے مقابلۂ سحر کا حال تحریر کیا اور لکھا کہ یہ کام ہر شخص کا نہیں ہے کہ ساحران قلعہ ہفت رنگ سے سامنا کرسکے اور فتحیاب ہو کر میدان سے پھرے اگر اسی طرح گھر کے چراغ سے آگ لگ گئی تو فتح کا انجام بخیر ہے ادھر عرضی بالائے ہوا اڑا دی اور خود اپنے مرحلہ کی جانب روانہ ہو گیا اور ہفت اندام جادو سے کہا کہ اب تم اپنے قلعہ کا انتظام کرو اور مرحلوں پر ساحروں کو معین کرکے پھر سے قلعہ مضبوط کرو ہم دیکھتے ہیں کہ اگر یہی زور ان لوگوں کا ہے اور یوں ہی ترقی کرتے جائینگے تو ایک روز داخل طلسم ہو کر خداوند کے مقابلہ پر آ جائینگے ہفت اندام جادو نے پھر سے قلعہ کا بندوبست شروع کر دیا اور مرحلوں کو مضبوط کرکے پانچویں حجرہ کا اصفر جادو کو مالک کیا اور چار ساحروں پر افسر کرکے آپ در بند ہفتم پر مقیم ہوا اب اس قلعہ کا حال بروقت تحریر ہوگا کہ یہ کیسا سخت مقام ہے اور ہفت اندام جادو کی لڑائیاں دیکھکر ناظرین کو لطف حاصل ہوگا لیکن اب کچھ حال بارگاہ اکوان تاجدار کا تحریر ہوتا ہے کہ یہ متکبر نابکار تخت خداوندی پر بیٹھا ہے ساحران غدار اپنے اپنے مرتبہ کے موافق کرسیوں و دنگلوں پر ہیں اس بارگاہ کی عظمت و شان جس وقت بیان ہوگی تو معلوم ہوگا کہ اکوان تاجدار

نے کیسی خداوندی طلسم نہ طاق مین قایم کی ہی اسوقت طول عمل کے خیال سے ترک
کیا جاتا ہی غرضکہ اکوان تاجدار بیٹھا ہوا ہی کہ ایک رقعہ گود مین آکر گرا اکوان تاجدار
نے اٹھاکر پڑھا اور مضمون مندرجہ سے آگاہی ہوئی معلوم ہوا کہ خوبان جادو نے جو کچھ
شکایتین لکھی ہین بہت درست ہین ان چھوکریون نے فریب کیا اور جا لشکر اسلام کی
سین ہوئین یا تو یہ کسی شاہزادہ پر عاشق ہوکر ان لوگون کی شریک ہوئین یا اور کوئی
پیچ پڑا غرضکہ اسنے اسیوقت پر کالہ جادو کی طرف دیکھا اور کہا کہ تم ساحران ہیولہ گرون کو
لیکر لاؤ پر کالہ جادو چالیس ہزار ساحرون کی جمعیت سے جانب بیابان نہ طاق روانہ ہوئی
بعد اسکے اکوان تاجدار نے خود ایک اسم سحر پڑھ کر دستک دی دیکھا کہ ایک ساحر مہیب
صورت بالائے ہوا سے قفس آہنی لیے ہوئے پیدا ہوا اکوان تاجدار نے تفنگ سحر معہ
اسکے دی اور کہا کہ تو جاکر افسونہ سحرساز اور گل افشان جادو اور کم کم جادو ان سبکو
اسی قفس مین بند کر لا اور شعلہ سحر کو اوسی گنبد پر قائم کر دینا جہان اس قفس کو لٹکانا بعد ان
جادوگرنیون کی گرفتاری کے لشکر اسلام کا خاتمہ کرکے میرے پاس جلد واپس آنا یہ سنکر
وہ ساحر بھی جانب بیابان نہ طاق روانہ ہوا

اب کچھ حال لشکر اسلام کا گزارش کیا جاتا ہی

اسوقت شرف خدمت بادشاہ اسلام افسونہ سحرساز جادو و گل افشان جادو و
کم کم جادو کو حاصل ہو چکا تو قید اخضر سبز پوش جادو کی حاضر کی بادشاہ اسلام
نے دیا کہ نکلہ اسکی زبان سے کھینچ دو اور پوچھو کہ کیا ارادہ ہی اگر اسلام قبول کرے یا مطیع اسلام
ہو تو رہا کرو ورنہ قتل کر دو حسب الحکم بادشاہ اسلام نکلہ زبان اخضر جادو سے کھینچ لیا گیا اور
اسنے قصد کیا کہ سحر کرکے بھاگ جاؤن دیکھا تو سحر فراموش ہی اخضر جادو نے کہا عجب یہ بارگاہ
عالیجاہ ہی کہ اسکے رعب سے مجھے سحر فراموش ہوگیا اسکے کہنے سے گل افشان جادو
و کم کم جادو و افسونہ سحرساز جادو سبکو خیال پیدا ہوا کہ ہمین بھی سحر یاد ہی یا نہین خیال
کیا تو کسیکو سحر یاد نہ تھا افسونہ سحرساز نے بادشاہ اسلام سے عرض کیا کہ اسکا کیا سبب ہو بادشاہ
نے ارشاد فرمایا کہ یہ اس بارگاہ کی تاثیر ہی جب تک اس بارگاہ مین رہو گی ہرگز سحر یاد نہ آئیگا یہ
سنکر ان سبکو نہایت تعجب ہوا اب اخضر جادو کو دعوت اسلام کی اخضر جادو از صدق
مطیع اسلام ہوا بعد اسکے افسونہ سحرساز وغیرہ بادشاہ اسلام سے رخصت ہوکر اپنے اپنے
لشکر کی طرف چلین اب انکا حال پھر بیان کیا جائیگا کہ یہ کب آتی ہین اب

پھر یہان سے داستان عبرت نشان صاحبقران اعظم و صاحبقران کوچک سکندر رستم خو کی بیان کیجاتی ہی جسمین حال عرس مزار شریف حضرت سلیمان کا بھی شامل ہی

راویان شیرین زبان و حاکیان رنگین بیان اس داستان حیرت عنوان کو اسطرح زیب قرطاس

کرتے ہین شعر بزم سخن طوطے خوشنوا ٭ ہین زمزمہ سنج ترنم سرا ٭ کہ صاحبقران
اعظم وغیرہ تو نیمرتک قاف کو کوچ کرکے جانب گلستان ارم روانہ ہوئے ہین یہنوز
گلستان ارم تک نہین پہونچنے پائے ہین اول کچھ حال عرس مزار حضرت سلیمان
علے نبینا وآلہ وعلیہ السلام کا گزارش ہوتا ہے واضح رائے بیضا ضیائے ناظرین باتمکین
ہوکہ یہ مزار شریف سرزمین قاف مین قریب کوہ مروارید واقع ہے مجاور اس مزار کی ملکہ
سلیمان پری ہے جو کہ نواسی حضرت سلیمان کی اور خوشدامن شہزادہ نور الدہر بن
بدیع الزمان کی ہے چونکہ یہ مقام سرزمین قاف مین منتخب ہے آب وہوا یہان کی نہایت
عمدہ ہے اور عجب مقام نزہت فزا ہے وہ آبشارون کی کیفیت سبزہ کا لہلہانا گلہائے بوقلمون
کی بہار گویا نمونہ بہشت ہے اور کوہ مروارید بھی ایک کوہ سفید ہے اور نہایت سڈول مانند
دانہ در آبدار کے ہے اسیوجہ سے اسکو کوہ مروارید کہتے ہین اسی مقام پر زوجہ شاہزادہ نور الدہر
ملکہ جواہر پری بھی موجود ہے اس مقام کا ذکر طلسم گوہربار سلیمانی کی ضمن مین ایرج نامہ
مین آچکا ہے یقین ہے کہ ناظرین کو یاد آگیا ہوگا کہ جب زمانہ عرس جناب سلیمان علیہ السلام
کا قریب ہوتا ہے تو فرشتے اور پروانے تمام اکابرین قاف کے نام روانہ ہوتے ہین تاکہ سب
شریک جلسہ ہون اور جناب مرحوم کو فاتحہ خیر سے یاد کرین اور اس جلسے سے روسائے
قاف مین باہم ملاقات بھی ہو جائے چنانچہ وہ زمانہ پھر قریب آیا اور ملکہ سلیمان پری نے
خط اور پروانے اسکے تحریر کرکے جابجا روانہ کیے ایک نامہ دار جانب گلستان ارم روانہ
ہوا اور بہارستان قاف کی طرف چلا ایک شہر نقش نگارین مین آیا جہان سکندر رستم قاف
وارد ہوئے تھے اور عشق انکو ملکہ ماہ سیما کے ساتھ ہوا تھا اور یہین شادی مین نیمہ لیا تھا
ایک نامہ دار ملک خضران شاہ جد سہراب عالیجاہ کی خدمت مین آیا اسیطرح ہر ہر مقام
پر فرشتے اور پروانے پہونچے اور یہ سب شاہ وشہریار تیاری کرکے مع اہل وعیال جانب
مزار سلیمان روانہ ہوئے لیکن جسوقت نامہ دار سلیمان پری خدمت مین ملکہ قریشیہ سلطان
کی پہونچا اور نامہ سلیمان پری کا دیا ملکہ قریشیہ سلطان نے نامہ کو پڑھا نہایت پریشان
ہوئین کہ دیکھیے زمانہ پرآشوب ہو رہا ہے دشمن ہروقت اپنی گھات مین رہتے ہین ایسا نہ ہو
کہ وہ سرزمین پاک وطن ہر روز ظلم کفار سے خراب ہو غرضکہ اس رقعہ کو لیے ہوئے قبر ملکہ
آسمان پری پر آئین اور بعد فاتحہ خوانی کہنے لگین کہ اے والدہ ماجدہ جلسے کا یہ رقعہ
طلبی آیا ہے ملکہ سلیمان پری نے بلایا ہے مین بغیر آپکے کبھی نہین گئی آپ اٹھیے اور مجھکو اپنے ہمراہ
لیجیے اسواسطے کہ بغیر بزرگون کی سرپرستی کے خوردون کی عزت نہین ہوتی یون مجھے کون
جانے گا اور کون سمجھے گا کہ یہ کون ہے اور کہان سے آئی ہے جسوقت قبر ملکہ آسمان پری
سے جواب نہ آیا تو قریشیہ ثانی نے کہا کہ حضور اب آپ اٹھیے اپنی جان ہلاک نہ کیجیے قریشیہ سلطان
نے کہا کہ مین بغیر اپنی ماں کے عرس مین نہ جاؤنگی قریشیہ ثانی نے کہا کہ وہان چلکر غم غلط
ہوگا جو دور دور کے رہنے والے ہین وہ سب ایک وقت مین ایک مقام پر جمع ہونگے اور اس

مجمع مین انکا بھی دل بہلیگا یہان رہکر اور پریشان ہو جیسے گا در و دیوار عرش و مکان اور چیز
دوسری چیزین جسقدر ہین انکو دیکھ دیکھکر صدمہ ما جدہ یاد دہیان آئیگا اور دل پریشان ہوگا شہنشاہ
سلطان نے خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے یہ چاہتی ہے کہ عرس مین شریک ہون اور اپنے عزیزون
سے ملین ملکہ قریشیہ سلطان نے نامہ بر کو فوراً رخصت کیا اور کہلا بھیجا کہ مین انشاء اللہ تاریخ مقررہ
سے پہلے ہی پہونچ جاونگی بعد اسکے ماتھن تاب آسمان پری نے یہ لکہا تھا کہ یہ دوسرا سال ہے اس
سال سے دوسرا سال مجھے دیکھنا نصیب نہوا اور اب بغیر اپنی مان کے مین زندہ رہنا نہین چاہتی
مان بعد میرے بڑی لڑکی ہے اور صاحبقران کو جیک یارب تو ان دونون کو زندہ رکھنا کہ نام صاحبقران
اور مجمل ہیرو کا پردہ قاف مین باقی رہجاے مجکو اب بس زندگی نہین ہے یہ لکہکر قبر سے اونہین
اور قصر سبلے مین داخل ہوئین اب کبھی اپنی مان کے قبر مین روتی ہین کبھی اپنے فرزند کو یاد
کرکے آنسو بہاتی ہین کہ اگر وہ بھی میرے ہمراہ ہوتا اور اسیر طلسم نہوتا تو دلکو تسکین تھی یا
بھائی صاحب یعنے صاحبقران اعظم بھی ہوتے تو عزت تمام اپنے ہمراہ لیجاتے افسوس کہ
اس پریشانی و بے سروسامانی سے مین کبھی نہین گئی تھی جیسے اس سال جانا ہوگا مگر کیا چارہ
ہے جو مرضی الٰہی ہر چند کہ وہ مقام فرحت زا ایسا ہے جہان غم غلط ہوتا ہے بیمار شفایاب ہوتے
ہین نامرادون کی مراد دل برآتی ہے مگر اپنی تو وہ حالت ہے جو شاعر کہ گیا ہے رباعی
ای درد کہ دردمی سے کھونا معلوم چون لالہ جگر سے داغ دھونا معلوم گلزار جہان ہزار
پھولے لیکن دل اپنے دل کا شگفتہ ہونا معلوم بعد اسکے جلا جل پری اور سلسل پری
و قوس پری و طاوس پری وغیرہ کو اطلاع کی سب حاضر ہوئین قریشیہ سلطان نے باتیں
سلسلہ جو راندون کا دستور ہوتا ہے زیب تن فرمایا اور معمولی سامان ساتھ لیا اور والدہ فخر زاد
و گوہر زاد و زوجہ لندھور و عمرو کو ہمراہ لیکر جانب کوہ مروارید روانہ ہوئین اسیطرح ایک
نامہ صدف پریزاد حاکم جزیرہ ارغوان کے پاس بھی بہیجا اور یہ بھی مع متعلقین و متوسلین
جانب کوہ مروارید روانہ ہوئے قاف مین جسقدر اہل اسلام مین اونمین سے اسکے سوا کوئی ایسا
نہین ہے جو اس جلسہ سے محروم رہے تمام دنیا کے کام ترک کرتے ہین گھر بار کو چھوڑکر اس عرس
مین ضرور شریک ہوتے ہین اس زمانے مین سوا کوہ مروارید کے کہ یہان تمام قاف کی آبادی
ہوتی ہے اور ایک سمان ہوتا ہے باقی تمام قاف گویا ویران ہو جاتا ہے ہر ایک مقام پر چند ملازمین
رہجاتے ہین انکو بھی رہنا شاق ہوتا ہے مگر تابعداری کرتی ہین اب یہان سے تو سب پریزاد اور
پریان جانب کوہ مروارید روانہ ہوئین اور وہان ملکہ سمتن پری نے مقبرہ کو آراستہ کیا مقامات
دایان قاف کے لیے حسب مراتب تجویز فرمائے کہ فلان مقام پر خیمہ ملکہ آسمان پری
کا صدر مقام مین برپا ہوگا اور فلان مقام پر صدف پریزاد مع گلشن پری وغیرہ کے آکر ٹھہرینگے
اور اس جگہ بادشاہ شہر نقش و نگار مع اہل و عیال آکر قیام کریگا اور اسطرف ملک حضران
پریزاد مع خضر اپ پری وغیرہ آکر خیمہ برپا کرینگا جب اس انتظام سے فرصت ہوئی تو راستے قائم
کیے اور دونون طرف کنیان نصب کرادین چار چار ٹانگ شاخ زیدو اکر ہوا کے اور سامان روشنی کا کیا

درختون مین قندیلین آویزان کرائین قوال نیچے دور دور سے آئے انکے واسطے علیحدہ ایک
مقام معین کردیا تھا یہ وہان آکر ٹھہرے اب ایک روز باقی تو ہزارہا پریزاد مصروف اہتمام
ہین کہ یکایک جانب ملک خضرانیہ سے تیغ گرد و غبار بلند ہوا دیو واسطے دریافت حال کے
روانہ ہوئے کہ کون تاجدار آتا ہے کہ حسب مراتب اسکا استقبال کیا جاوے بعد کچھ دیر کے آکر
عرض کی کہ ملک خضران پریزاد تشریف لاتے ہین یہ سنکر ملکہ سلیمان پری نے جو مقام معین
تھا وہان تک جاکر خضران پریزاد کا استقبال کیا اور اپنے ہمراہ لاکر جو جگہ انکے واسطے معین تھی
وہ بتائی خضران پریزاد نے خیمہ برپا کیا اور مع اہل و عیال آکر اُترے انکے ساتھ پانچون لڑکیان
انکی یعنی مضراب پری و نایاب پری سیماب پری گلشن پری و جواہر پری بھی
تھین اور دونون لڑکے سہراب ثانی کے بھی تھے کہ سن انکے چھ سات برس کے ہوچکے یہ
سب سلیمان پری سے آکر ملین اور خیر و عافیت پوچھکر اپنی خیریت سے آگاہ کیا اور کہا کہ شوہر
اور فرزند یہ دو دنیا کی طرف گئے ہوئے ہین دیکھیے اب کب انکا دیدار نصیب ہوتا ہے اور ہم
دختر سلیمان پری یعنی جواہر پری نے اپنے شوہر کی مفارقت کا صدمہ ظاہر کیا اور ملتفو والجز
ہونا بیان کرکے اُٹھین اب باہم شکوون اور گلو لکا دفتر کھلا جو عورتون کا دستور ہوا کرتے ہین اور
گرد اوڑی دیو جاکر خبر لائے اور آکر بیان کیا کہ ملک اخضران پریزاد یعنی خضران پریزاد
کے مالک شہر نقش و نگار تشریف لاتے ہین ملکہ سلیمان پری اور بجالی اخضران کے خضرانی
پریزاد برائے استقبال روانہ ہوئے اور جاکر انکو بھی لائے پہلے یہ بجالی بجا لائے اُسکے بعد آ کے
عورتین عورتون سے ملین ملکہ ماہ سیما اور مضراب پری باہم خوب گلے ملین اور اپنی اپنی سرگذشت
بیان کی انکے واسطے جو مقام معین تھا یہ بھی وہان اُترین بعد انکے امرا و وزرا تعاقب آیا کیے
دن بھر تانتا بندھا رہا ہر ایک آیا اور جاے مناسب پر قیام کیا اب دوسرا دن ہوا صبح کو دو
گھڑی دن چڑھا ہوگا کہ پھر نشان آمد لشکر کے معلوم ہوئے اور جزیرہ ارغوان کی جانب
سے گرد اُڑی سلیمان پری سمجھ گئی کہ صدف پریزاد آتے ہین انکا بھی استقبال انکے مرتبہ کے
موافق کیا گیا اور یہ بھی آکر جاے مناسب پر مقیم ہوئے انکے ساتھ بھی انکی دختر ملکہ گلشن پری
ہمدیہ بھی جواہر پری سے ملی ہنوز یہ لوگ مل ہی رہے تھے کہ جانب گلستان ارم سے گرد بلند
ہوئی ملکہ سلیمان پری نے دیوون سے کہا کہ جاکر خبر لاؤ کہ کون آتا ہے اسلیے کہ اگر مین یہ
خیال کرون کہین آسمان پری آتی ہین تو وہ کبھی اس قلیل سامان سے نہین آئین جیسا کہ
معلوم ہوتا ہے اور اگر وہ نہین ہین تو پھر اور کون ہے دیو بھیجے ہوئے گئے اور آکر بیان کیا کہ خسرو
حمزہ صاحبقران ملکہ فرشتہ سلطان جنکا لقب عادل کافت ہے وہ تشریف لاتی ہین۔
غرضکہ جواہر پری اور جسقدر پریزاد پہلے آچکے تھے مع خضران پریزاد و اخضران پریزاد
و صدف پریزاد وغیرہ برائے استقبال روانہ ہوئے جسوقت سلیمان پری قریب پہنچین
تو عجب حال پر ملال سے فرشتہ سلطان کو دیکھا کہ سفید جوڑا اپنے تن پہنے ہوئے
ہین تھوڑے سے ملازم ستمدیدہ بے ساز و سامان ساتھ تھے یہ دیکھکر ملکہ سلیمان پری کو

نہایت صدمہ ہوا اور پوچھا کہ بیٹا یہ تمھاری کیا حالت ہے ماں تمھاری کہاں ہیں اور نہ بھائی
اور فرزند بھی ساتھ نہیں اسکے علاوہ ساز و سامان بھی اسطرح کا ہے جیسے کوئی غریب مسافر
ہوتا ہے تمنے اپنی کیا حالت بنائی ہے یہ سنکر قریشیہ سلطان کا دل بھر آیا اور گلچین لیلیٰ پری
کے گلے میں ہاتھ ڈالکر رونے لگیں اور کہا کیا بیان کروں والدہ مہربان نے ساتھ ہمارا چھوڑا
اور جانب جنت راہی ہوئیں یہ سنکر ان پریزادوں میں ایک کہرام برپا ہوا ایک تو آسمان پری کی
عزیزان بھی تھیں کچھ دیگر سلسلہ قرابت مرانکے سے تھا علاوہ اسکے جلیل القدر شاہزادی
تھیں یہ سنکر بہت روئے بعد اسکے قریشیہ سلطان نے اپنے شوہر سلیمان ثانی کے
انتقال سے آگاہ کیا پھر شور گریہ بلند ہوا سلیمان پری نے حال صاحبقران اعظم اور
صاحبقران کوچک کا پوچھا قریشیہ سلطان نے بیان کیا کہ صاحبقران اعظم تو خیر تنگ کی طرف
پر گئے ہوئے ہیں اور فرزند میرا اسکیے صاحبقران کوچک طلسم خیر تنگ میں اسیر ہو گیا ہے دیکھیے
اب زندگی میں دیدار برادر و فرزند کا نصیب ہوتا ہے یا نہیں سلیمان پری نے کہا بیٹا سلطنت
جنابیہ کسکو دخل ہے جو مرضی اسکی لیکن تمنے اسقدر اپنی حالت کیوں خراب کی ہے خدا میں
بڑی قدرت ہے اگر وہ چاہیگا تو بہت جلد اپنے فرزند و برادر سے ملو گی اب یہاں دل بہلاؤ
اور عزیزوں سے ملو جلو ہنستی ہوئی اور سمجھاتی ہوئی ملکہ قریشیہ سلطان کو لائیں اور
جو مقام انکے واسطے تجویز کر رکھا تھا وہاں جگہ دی اور اپنے یہاں سے سب ساز و
سامان جو انکی عظمت و شان کے لائق تھا مہیا کر دیا اور کہا کہ تمھارے لیئے یہ شایان
نہیں ہے کہ یہاں مجمع سردار قاف کا ہے تم گلستان ارم کی شاہزادی ہو کر ایسے معمولی
سامان سے رہو قریشیہ سلطان نے کہا کہ خالہ اماں ہنوز والدہ ماجدہ کے بعد مجھے اپنی زندگی
ہی اچھی نہیں معلوم ہوتی سامان راحت کیونکر پسند ہو سلیمان پری نے کہا ہر وقت
میں اپنی عزت کا بھی خیال رکھنا چاہیئے ماں باپ کسکے ہمیشہ زندہ نہیں رہتے ہیں کوئی
کسی کے ساتھ جان تھوڑے دیتا ہے چند دن غم رہتا ہے پھر صبر بھی دے دیتا ہے خدانخواستہ
تمھاری سلطنت تھوڑے لیکن چلی گئی ہے جو تم جلوس شاہی سے نہ آئیں یہ بھی ایک بد شگونی
ہے یہ کہکر آنسو اپنے دامن سے پونچھے اور مثل آسمان پری کے قریشیہ سلطان کے حال پر
شفقت کی اگرچہ غم انکا غلط ہو گیا اب انھوں نے بھی قیام کیا اور ایک ایک پریزاد
ملنے کو آئے قریشیہ سلطان حسب مراتب سبسے ملیں اب اسطرف تو یہ تمام روسائے قاف
آپس میں مل رہے ہیں اور تیاری تشریف لیجانے کی ہو رہی ہے لباس پر تکلف زیب
تن ہو رہے ہیں عطر ملے جارہے ہیں وہاں جلسہ کی تیاری ہو رہی ہے فرش پر تکلف سامنے
مزار شریف کے بچھایا گیا ہے مسندیں لگائی گئی ہیں وہاں بھی مقامات معین ہیں کہ فلان
مسند قریشیہ سلطان کے بیٹھنے کی ہے اور فلان مسند جواہر پری کے لیے ہے اسی طرح سے
ہر امیر و رئیس کے واسطے صدر میں برابر سے مسندیں بچھی ہوئی ہیں اور ملازمین کے لیئے
فرش علحدہ کر دیا گیا ہے یہ تمام سامان ایک بارگاہ جواہر نگار میں کیا تھا جسوقت شام ہوئی اور

روشنی کی گئی تو یہ معلوم ہوا کہ زمین جواب آسمان بنی ہوئی ہے جس کثرت سے بالاے فلک
ستارے جلوہ گر ہیں اسی طرح بالاے زمین چراغان کی کیفیت ہے تمام وہ مروارید اور
اُسکے گرد ہیں صحرا انگیز جگر کرنے لگا درختوں پر قندیلوں کی روشنی کرمک شب تاب کا لطف دکھا
رہی تھی اور جابجا بارگاہوں کی آرایش اور روشنی علیحدہ علیحدہ اپنا حسن دکھا رہی تھی اور
یہ بارگاہیں جو مہمانوں کے واسطے حسب حیثیت نصب کی گئی تھیں ہر ایک جواہر نگار تھی کسی
میں یکرنگ یاقوت سرخ جڑے ہوئے تھے کسی میں الماس کسی میں زمرد کسی میں نیلم کسی میں
پکھراج وغیرہ نصب تھے جسوقت اس جواہر بیش بہا پر عکس روشنی کا پڑتا تھا آنکھوں میں چکاچوند
ہونے لگتی تھی اور چمک جواہر کی نگاہوں کو خیرہ کرتی تھی وہ دورویہ شمعوں کی روشنی بیچ میں سے
شاہان قاف کا جواہر نگار پوشاکیں پہنے ہوئے گذرنا اور اول جاکر قبر مقدس جناب سلیمان
علی نبینا وآلہ علیہ السلام پر فاتحہ پڑھنا اپنی اپنی تمناؤں کو بیان کرکے خدا سے بواسطہ روح
پاک حضرت سلیمان علیہ السلام دعا کرنا اپنی اپنی حاجت طلب کرنا ہر طرف سے غول کے غول
چلے آتے ہیں اور ضریح پاک کو بوسہ دیکر دعگ چد باندھ رہے ہیں ایک طرف ملکہ مہرافروز پری
رو رو کر اپنے شوہر کے واسطے اور فرزند کے لیئے دعا کر رہی ہے ایک جانب ملکہ مہپارہ دختر خضرخان
پریزاد زوجہ سکندر رستم خوا اپنے شوہر کو یاد کرکے دعاے دیدار کر رہی ہے آنسو مانند مروارید
سفید کے صدف چشم سے جاری ہیں ایک سمت ملکہ بہار پری زوجہ لندهور عرض کر رہی
ہے کہ پروردگارا بہ تصدق روح پاک حضرت سلیمان علیہ السلام تو صاحبقران اعظم کو میرے
فرزندوں سمیت صحیح وسالم لاکر پھر دیدار انکے دکھا ایک جانب ملکہ قریشیہ سلطان اپنے فرزند
و برادر کے واسطے دعا کر رہی ہے اور اپنے حق میں بد دعا کر رہی ہے کہ اے خالق بے نیاز مجھے
اب زندگی اپنی منظور نہیں ہے جلد مجکو میری والدۂ مہربان کی خدمت میں پہونچادے اور مجھے
اس دار فانی سے اٹھا کہ دنیا میری آنکھوں میں تیرہ وتار معلوم ہوتی ہے تو دانا ہے والد ماجد کا تیرے خانۂ
کعبہ تشریف لیجانے کے بعد کوئی خبر خیریت انکی معلوم نہ ہوئی اور نہ اب والدۂ مہربان زندہ
ہیں مجھے سوا تیری ذات کے کسیکا سہارا نہیں اور نہ کوئی لطف زندگی ہے اسقدر روئیں کہ غش
آگیا یہ خبر ملکہ سلیمان پری کو پہونچی یہ مصروف اہتمام تھیں کیونکہ جو لوگ فاتحہ سے فرصت کرتے
جاتے ہیں وہ آکر مقام جلسہ پر بیٹھتے جاتے ہیں جواہر پری ہر ایک کو اُسکے مرتبہ کے لائق
جگہ دیتی اور بٹھاتی ہے اور سلیمان پری اور متفرق کاموں کی نگرانی کر رہی ہے الغرض غش کی خبر سنکر سلیمان پری
آئیں اور قریشیہ سلطان کو گلاب وبید مشک وغیرہ چھڑک کر ہوشیار کیا اور سمجھا بجھا کر جلسہ میں لائیں سندر پری
بیٹی تا آنسو اسنے رومال سے پاک کیے اور پریزادیں بھی ملکہ قریشیہ سلطان کو گھیرے ہوئے
آئیں جسوقت جلسہ میں پہونچیں تو جاے مناسب پر بٹھادی گئیں صرف عزیزان قریب
پاس رہگئے سلیمان پری نے جواہر پری کو انکی تسکین کے لیئے چھوڑ دیا اور کہدیا کہ تم اپنی
بہن کا دل بہلاؤ یہ تمھاری بھولی ہیں ایسی ایسی باتیں کرو کہ غم انکا غلط ہو کیونکہ یہی نشانی میری
بہن کی ہے اب جواہر پری مہتاب پری ماہ پیکر وغیرہ قریشیہ سلطان کو گھیرے ہوئے بیٹھی ہیں باتیں

ادھر اودھر جی کر کے دل بہلا رہی ہین اور سلیمان پری مصروف اہتمام ہین یہانتک
کہ آٹھ بجتے بجتے سب مہمان اس بارگاہ مین آ گئے جہان صحبت جلسہ منعقد تھی اس بارگاہ
مین کچھ درجے کھانا کھلانے کے واسطے علاحدہ کر دئے گئے تھے جسوقت کل مہمان جمع ہو گئے
تو سلیمان پری آئی اور اول ملکہ قریشیہ سلطان کو مع قریشیہ ثانی و دیگر ہمراہیان قریشیہ سلطان
کو ساتھ لیکر ایک درجے مین گئین جہان دسترخوان چنا ہوا تھا اور جتنے پرستان موجود تھین
جواہر پری کو بھی ہمراہ قریشیہ سلطان کے کھانے پر بٹھا دیا کہ بسبب اپنے رنج و غم کے
غذا مین کمی کر گی تم خیال رکھنا اور قسمین دے دیکر کھلانا اور نہ مانے تو مجھے اطلاع کرنا بعد
اسکے اور والیان ممالک قاف کو لیجا کر سبکو علیحدہ علیحدہ درجون مین بٹھایا سب نے کھانا کھایا
جسوقت فراغت ہوئی تو ہاتھ منہ دھو کر پھر سب جلسہ مین آ کر بیٹھے اور محفل از سر نو گرم ہوئی
وہ بارگاہ جواہر نگار اور اسمین شیشہ آلات کی روشنی جھاڑ فانوس مردنگ کنول ہانڈی
جھاڑ ایک طریقہ کے ساتھ لگے ہوئے تھے روشنی اس کثرت سے تھی کہ رات کا دن
ہو گیا تھا جابجا لوٹے بخور کے رکھے ہوئے تھے اگر دان روشن تھے کہ دماغ جان معطر
ہوا جاتا تھا پریزادین نور کی صورتین نور کی پوشاکین زیور طلائی جواہر نگار پہنے ہوئے
قرینے سے بیٹھی تھین اور کیا کہا جائے پرستان نور در اصل تھا ایک ایک کا حسن غیرت حسن
لیلے و شیرین تھا کمسن بھی جوان بھی سبھی طرح کی پریان جمع ہین جنمین ایک ایک شاہزادی
اور امیر زادی ہے اس جلسہ مین سوا عورتون کے مرد کا نام نہین ہے گائنین اور قوال بچیان حاضر
ہین اور اسیطرح کا ایک مجمع مردون کا علیحدہ ہے ایسے ہی ساز و سامان وہان بھی مہیا ہین کہ تمام
شاہان قاف جمع ہین اور قوال بچے حاضر ہین دس بجے سے رقص و سرود کا شغل شروع
ہو گیا اور قوالون نے متفرق چیزین شروع کر دین **غزل** پھر جائے تو نہ آنا او آن بان والے
جھوٹا ہی وعدہ کر لے سچی زبان والے ٭ نالہ کرون تو دہلین دونون جہان والے ٭ اہل
زمین ہون ہمدم عرش آسمان والے ٭ چکنی چپڑی باتین نظرین بچا بچا کر رکھتے ہین الگ ہم بھی ہم بھی ہین کان والے
اک ہاتھ اور قاتل ہم نیم بسملون پر بس نہ کرین کہانتک یہ آدھی جان والے ٭ اک بوسہ مانگنے پر
گالیان یہ غصہ ٭ رکھتے ہین ہم بھی عزت او آن بان والے ٭ کہتا ہے چپ کی اور نام پھر نہ لینا کا
چھریان نہ بچہ نمک دل مین میٹھی زبان والے ٭ موجود دل جگر ہین دے امید دیکھو جنبش ٭ دو دو ہرا
نشانہ بیٹھا ہے دو ہی کمان والے ٭ رہ رہ کے دوسرا اپنا ٹکرا رہا ہے در سے ٭ نیچے تو دیکھ جھک کر
دیکھے مکان والے ٭ اس اس طرح کی غزلین اور ٹھمریان جنمین مضامین معرفت وغیرہ
بھی تھے قوالون نے جو گائے سرورین اور کیفیت تمام محفل پر وجد کا عالم طاری ہوا ہر ایک
جھومنے لگا بیخودی پیدا ہو گئی کسی کی آنکھون سے آنسو جاری تھے کوئی تصویر بنا بیٹھا تھا معتقد
گانے والون کو انعام ملا کہ مالا مال ہو گئے یہان تک کہ رات تمام ہونے لگی اور مشرقون پر اداسی
چھا گئی رنگ عالم دگرگون ہوا مجلس سیارگان مین برہمی سی پیدا ہوئی ماہ دائرہ اپنا لیکر مغرب
کی طرف چلاتا ہے۔ فلک نے دامن نور سحر مین منہ چھپایا طایرون کے چہچہے کی صدا پیدا ہوئی

ہنوز وقت نماز دور تھا کہ نیرنگ عالم اور بے ثباتی دنیا پر نظر کرکے یہ غزل شروع کردی کہ جو وقت تھوڑا سا باقی ہے وہ بھی بسہولت گذر جائے بعد اسکے ہر ایک نماز سحر پڑھکر شب سے جاگنے کا کسل برطرف کرے۔ **غزل** آرام کے تھے ساتھی کیا کیا جب وقت پڑا تھا کوئی نہین ٭ سب دوست ہین اپنے مطلب کے دنیا مین کسیکا کوئی نہین ٭ گل گشت مین دامن منہ پہ لو نرگس سے کیا کیا ہی تنکو ٭ اس آنکھ سے پردہ کرتے ہو جس آنکھ مین پردا کوئی نہین ٭ جو باغ تھا گل پھولون سے بھرا اٹکھیلیان سے چلتی تھی صبا ٭ اب سنبل و گل کا ذکر تو کیا خاک اُڑتی ہے اور جاکوئی نہین ٭ آئینہ و ساغر پیہم ہم حیرت مین ہین دل آنکھین پرنم ٭ یاد آتے ہین اسکندر و جم اب محو تماشا کوئی نہین ٭ جب بند ہوئین آنکھین تو کھلا دوروز کا تھا سارا جھگڑا ٭ تخت اسکا نہ اب ہی تاج اسکا اسکندر و دارا کوئی نہین ٭ جو اونچے سکانون والے تھے سب خاک کے نیچے جا کے چھپے ٭ رہتے تھے جہان ہر دم جلسے اب دیکھو تو اُسکا کوئی نہین ٭ ہر ایک نمایش کو دیکھا جیسکی جو جھلک کچھ بھی تو نہ تھا ٭ دنیا ہی حباب بحر فنا اس دم کا بھروسا کوئی نہین ٭ بیٹھے ہین کہان اہل مسند آغاز وہ کچھ انجام یہ بد ٭ یا بزم طرب یا کنج لحد یاد و جمع یا کوئی نہین ٭ کل جنکو اندھیرے سے تھا خطر رہتا تھا چراغان پیش نظر ٭ اک شمع جلادے تربت پر جز داغ اب آتا کوئی نہین ٭ قتال جہان مستون جو تھے سوگئے ہین پڑے مرقد آنکے ٭ یا مرنے والے لاکھون تھے یا رونے والا کوئی نہین ٭ اے آرزو اسکا تحفہ کر گوشہ کا فن ہر ناز کے تر ٭ اس کام مین کیون کی عمر بسر جسکا کہ نتیجا کوئی نہین ٭ وہ تھوڑا سا وقت جو انتظار وقت نماز مین بوقت ختم ہوا بڑی آسانی سے گذر گیا اور اس غزل عبرت انگیز نے انقلاب زمانہ کی سیکڑون تصویرین دکھادین جس سے اہل جلسہ کی یہ حالت ہوئی کہ دنیا و حشم دنیا سے نفرت کلی ہوگئی اور تصویر موت ہر ایک کے پیش نظر ہوگئی چہرون سے دل کی اداسی ظاہر ہورہی تھی گویا زبان حال پر یہ شعر جاری تھا **شعر** سحر کے ہوتے ہی رخصت یہ دو مسافر ہین ٭ تمام شمع بھی ہوئی ہم بھی ختم ہین ٭ سب پر ایک ایسی حالت طاری تھی کہ بیان اسکا احاطہ تحریر سے باہر ہو لیکن سب سے زیادہ اثر ملکہ فریشہ سلطان پر ہوا کہ یہ اپنی والدہ ماجدہ و ملکہ آسمان پری کو یاد کرکے اسقدر روئین کہ غش آگیا اور سلیمان پری نے پریشان ہوکر قوال بچون سے منع کردیا کہ ایسی کوئی عبرت انگیز غزل نہ گائین ورنہ کہین فریشہ سلطان ہلاک نہ ہوجائے اور بعد اسکے غشی کا تدارک ہونے لگا دیر کے بعد فریشہ سلطان کو ہوش آیا تو وقت نماز کا کم رہگیا تھا تمام جلسہ برخاست ہوچکا تھا صرف چند پریان جو عزیز قریب تھین وہ فریشہ سلطان کے پاس رہگئی تھین کہ اس حالت مین چھوڑکر جانا انکے واسطے مناسب نہ تھا اب ملکہ فریشہ سلطان نے پانی طلب کیا اور وضو کرکے اسی جگہ نماز پڑھی کہ وقت کم رہگیا تھا ساتھ ہی انکے اور پریون نے بھی فریضہ سحری کو ادا کیا اب وظیفہ پڑھتی ہوئی بارگاہ سے نکلین اور ٹہلتی ہوئی اپنی بارگاہ کی جانب متوجہ ہوئین غول پریون کا ہمراہ تھا وہ سہانا وقت مرغان باغ کی زمزمہ سرائی بلبلون کی چہک پھولون کی مہک فوارون کا گل نا عجب لطف دکھاتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ لڑیان موتیون کی ٹوٹی ہوئی ہین یا انجن

کوہ کو مروارید پیدا ہو رہے ہیں وسط میں کوہ مروارید گرد صحرائے سبزہ زار گلہائے خودرو کی بہار بالائے کوہ مقبرہ
بلند بنا ہوا جواہر اسمیں نصب شمسہ کی چمک شمس فلک سے ہمسری کا دعوےٰ رکھتی تھی آفتاب طلوع
ہو رہا تھا کرن درختوں پر پھیل کر عجب حسن دکھا رہی تھی کہ ہر نخل طلائی معلوم ہوتا تھا سبز پتوں میں ورق
طلائی کا رنگ پیدا ہو گیا تھا سبزۂ خوابیدہ کو نسیم سحر جگا رہی تھی سوسن ہزار زبان حمد خالق سبحان میں تر زبان
تھی اور نرگس با چشم حیران لطف نظارہ اٹھا رہی تھی باد صبا ہر شاخ شجر کو جنبش دیکر گویا اشارے سے صناعی
باغبان قضا و قدر دکھا رہی تھی سبزہ پر قطرات شبنم عجب لطف دے رہے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ
مخمل کا شالی پر گوہر آبدار پھیلے ہوئے ہیں اور سنبل پیچان اس بہار کو دیکھکر خوف خزان سے بحال
پریشان ہر طرف نگران تھا لالہ داغ بر دل تھا گلوں کی قبا کے چاک ترقی کرتے جاتے تھے بلبلوں
کے نغمے یاد خزان میں نالوں کے رنگ پر تھے شمیم گل بے اختیاری کے ساتھ دامن گل سے علیحدہ
ہو گئی تھی غرضکہ کیا کیفیت اس بہار کی عرض کیجائے کہ زبان طوطی خامہ لال ہے اس بہار کو دیکھتی
ہوئی ملکہ قریشیہ سلطان داخل بارگاہ فلک جاہ ہوئیں کچھ دیر آرام کیا بعد اسکے بعد ماحضر تناول فرما کر
قبر مطہر جناب سلیمان کی جانب متوجہ ہوئیں اور اسیطرح دنگر ہیں جلسہ ہوا الحاصل سات روز تک برابر اسیطرح
سے یہ جلسہ رہا اب آٹھواں دن ہوا وہ صحبت برخاست ہوئی اور ہر ایک پریزاد ملکہ سلیمان پری و
جواہر پری سے مل کر رخصت ہونے لگی یہانتک کہ مضراب پری کا مع اپنی بہنوں نایاب پری و زیباب پری
و گلشن پری کے جواہر پری سے ملنے کو آنا اور ملکہ ماہ سیما کا آنا ادھر گلشن پری و فرخ صدف پریزاد کا آنا ادھر ملکہ
قریشیہ سلطان کا مع قریشیہ ثانی آنا اور ایک ایک کا سلیمان پری سے رخصت ہونا اور آپس میں گلے مل مل کر رونا پھر کر
دیکھکر صاحبان دل کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے ملکہ سلیمان پری کہتی تھیں کہ لوگو یہ کیا باعث ہے کہ ایکی جانب
طرح کی حسرت برس رہی ہے دل بھرا آتا ہے ہمیشہ یہ جلسہ ہوتا تھا مگر ایسی حالت کبھی نہ ہوئی تھی جو امسال ہے کہ ایک دوسرے
کو دیکھکر رولے دیتا ہے قبر مطہر جناب سلیمان پر بھی عجب طرح کی اداسی چھائی ہوئی ہے آسمان پر یہ حکم کہ تمام قاف اس
مقام پر جمع ہے مگر عجیب طرح کی اداسی ہر طرف کو چھائی ہوئی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے خدا خیر کرے بلکہ قریشیہ سلطان نے کہا کہ خالہ جان
سے یک لحظہ یک ساعت یک دم ❊ دگرگون میشود احوال عالم ❊ کل کیا تھا اور آج کیا ہو گیا وہ
صاحبقران عالیشان کا تشریف لانا اور جشن بابیان پر دیو عفریت دراز شلغ کو مارنا دیو سمندون
ہزار دست کو تہ تیغ کرنا آج کہاں ہے کچھ پتا ہی نہیں جب سے کالہ کو تشریف لیگئے کچھ خبر معلوم ہوئی ایسے
ایسے گئے کہ خط بھی نہ بھیجا رسید کا ❊ اسیطرح لگے برس تک والدۂ ماجدہ کس عظم و شان سے تشریف
لائی تھیں آج تہ خاک سو رہی ہیں ہم سخت جان ابھی تک زندہ ہیں کل خدا جانے کیا ہو اور اس جلسہ
میں کون کون شریک ہو اور کون فاتحہ خیر سے یاد کیا جائے یہ سنکر ہر ایک متاثر ہوا آنکھوں سے آنسو
جاری ہوئے سلیمان پری نے سمجھایا بیٹا دل کو سمجھا لو یہ تو لکھا ہوا ہے کہ ہمیشہ دنیا میں کوئی رہا ہے نہ رہے گا جب حضرت
سلیمان سے بادشاہ عالیجاہ نہ رہے تو ہم لوگ کس شمار میں ہیں اشعار مثنوی ❊ اونچے اونچے مکان تھے جنکے
بڑے ❊ آج وہ تنگ گور میں ہیں پڑے ❊ کان میں جنکے گونجتے تھے گوہر ❊ ٹھوکریں کھاتے ہیں وہ
کاسۂ سر ❊ عطر مٹی کا جو نہ ملتے تھے ❊ نہ کبھی دھوپ میں نکلتے تھے ❊ گردش چرخ سے ہلاک ہوئے ❊
استخوان تک بھی انکے خاک ہوئے ❊ جس جگہ گل تھا بلبلوں کا ہجوم ❊ آج اس جا ہے آشیانۂ بوم ❊

اب نہ رستم نہ سام باقی ہے ۔ اک فقط نام نام باقی ہے ۔ اب نہ وہ قیس و کوہکن کا تپا و نہ کسی جا ذکر
گل و بن کا چرچا ہے نہ وہ الفت تمام پھیلی ہے ۔ باقی اب قیس ہے نہ لیلیٰ ہے ۔ یہی رنگ ہمیشہ سے دنیا کا
ہے اس بیوفا نے کسی سے وفا نہیں کی انبیا و اولیا ہمیشہ اسکے شاکی رہے ہیں ۔ اس تھوڑی سی
زندگی کو غنیمت جانو بقول شاعر ؎ غنیمت جان لے مجتمع آپس کی ای ہمدم ۔ دگرگون رنگ ہوجاتا ہے
اک دم میں زمانے کا ۔ ہرچند کہ ہر شخص کو چاہیے کہ انجام پر نظر رکھے مگر اسقدر بھی نہیں کہ حیات چند
روزہ تلخ ہو جائے اب یہ سارا مجمع قبر جناب سلیمان علیہ السلام پر آیا ہر ایک نے اپنا اپنا مطلب دل
بیان کرکے دعائیں مانگیں قبر سے لپٹ لپٹ کر روئیں ملکہ قریشیہ سلطان نے یہ دعا مانگی کہ خداوندا
واسطہ اس قبر مطہر و روح پاک جناب سلیمان علیہ السلام کا کہ میرے فرزند و برادر کو مجھے ملا اور بعد آئے
مجھے دنیا سے اٹھا لے کہ اب یہ قفس چند مجھکو ناگوار ہیں سانس کی کشش سے دل پر آرہ چلتے ہیں بعد اسکے
ہر ایک پریزاد نے حسب حیثیت قبر شریف پر چادریں چڑھائیں کسی نے چلہ باندھا کسی نے اپنے بچے
ہوئے چلے کو کھلوا اور یہ دعا دی کہ جسطرح ہماری مراد بر آئی ہے اسیطرح سبکی مراد پوری ہو سب کے سب بچے
ہوئے ملیں لوگ آمین کی صدا دے رہے ہیں اب یہ سب رخصت ہوتے اور ملکہ قریشیہ سلطان بھی
آنسو پونچھتی ہوئی اٹھیں سب کے سب مقبرہ سے نکلکر باہر آئے سواریاں موجود ہیں تنافر جن پر ایک
کی دوڑ دیر کھڑی ہوگئیں ملکہ سلیمان پری قریشیہ سلطان کو سمجھاتی جاتی ہیں اور کہتی ہیں کہ بٹیا کچھ
رنج نہ کرو اپنے بچوں کی سرپرستی کرو خدا سے امید رکھو اگر تم اپنے کو ہلاک کروگے تو یہ رلتے کیسے ہوکر بیٹھے
قریشیہ سلطان نے عرض کی کہ سبکا خدا مالک ہے جسنے پیدا کیا ہے وہی محافظت کرنے والا ہے اور وہی
پرورش کریگا ملکہ سلیمان پری نے کہا کہ خدا وہ دن پھر کرے کہ تم سب آکر صحت و تندرستی کے ساتھ
اس عرس میں شریک ہو اور ابکی مرتبہ اپنے بچھڑے ہوؤں کو ساتھ لیکر آؤ یہی باتیں تھیں کہ جانب
صحرا سے آندھی کی علامت ظاہر ہوئی ہوا سے تند کے جھونکے آنے لگے تنق گرد و غبار بلند ہوا سب کے
سب گھبرا کر دیکھنے لگے کہ یہ تو فصل بھی آندھی کی نہیں ہے پھر یہ آندھی کیسی ہے اور اس پردہ میں کیا
اسرار ہے اب وہ آندھی آئی ناگاہ گرد مقبروں سے پھیلنے لگی تمام جہان کو تیرہ و تار کردیا اب سب
پریشان ہیں خیمہ اور کھمبے اکھڑ کے گرنے لگے سلیمان پری نے کہا تھا جو اس آفت میں جانے کا
کون موقع ہے چلو مقبرہ میں ٹھہرو جسوقت یہ طوفان برطرف ہو جائیگا تو پھر چلے جانا آخر یہ بھی گھبرا کر
یا کہیں جنگل ہے سب مجبور ہوئے ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا تمام صحرا تیرہ و تار تھا اس کیفیت میں
قصر مینا نگار تک جانا بھی دشوار ہوا آخرکار خاص خاص لوگ تو جسقدر مقبرہ میں سما سکے وہ
ٹھہرے باقی یار وفت دیار جیم پر ٹھہر رہے ہیں کوئی اذان دے رہا ہے قناتیں ہیں کہ مانند کپڑے
کی چیتوں کے اڑتی پھرتی ہیں بارگاہوں کی طنابیں ٹوٹ رہی ہیں چھاؤں کی آوازیں بلند ہیں
چوبیں مانند خس و خاشاک کے اڑتی پھرتی ہیں چھوٹے بچوں کو پریزادیں آغوش میں لیے ہوئے
سینے سے لگائے دعا کر رہی ہیں کہ خداوندا اس بلا کو دفع کر اس آفت میں اخضران پریزاد و
نگار شاہ و خضران پریزاد و صدف پریزاد وغیرہ جسقدر مرد تھے دور بعض چلے ہوئے اس جانب
دیکھ رہے تھے کیطرف سے یہ آندھی آئی تھی کیونکہ انکا دل ہی کھٹکا تھا کہ بیٹھے ہوئے تو بیٹنگ

آندھی کے تھے لیکن اب جو غبار بلند ہوا اور آوازیں پیدا ہیں اون سے علامت فوج دیوان کی ظاہر ہوتی
ہے خضران پریزاد کے ساتھ سہراب ثانی کے دو فرزند بھی تھے نام ایک کا داراب اعظم اور دوسرے
کا سکندر اعظم تھا انھوں نے دیکھکر اپنے نانا سے بیان کیا کہ حضور یہ کسطرح کی آندھی ہے جس سے
خوف پیدا ہوتا ہے عجب طرح کی آوازیں تیغ گرد سے آرہی ہیں یہ تو آمد فوج دیوان کے آثار معلوم ہوتے
ہیں اسے دریافت کرنا چاہیے کہ آیا در اصل آندھی ہے یا فوج آتی ہے خضران پریزاد نے کہا کہ جو کچھ ہوگا
تھوڑی دیر بعد ظاہر ہو جائیگا اس تردد سے کیا فائدہ ہے لڑکوں نے جواب دیا تردد اس سے ہے کہ ساتھ
ہمارے عورتیں ہیں اگر آمد فوج و سپاہ ہو تو آگے بڑھکر ان لوگوں سے دریافت کریں کہ ارادہ انکا کیا ہے
وہ فوج کہاں سے آئی ہے اور کسطرف جائیگی دوست ہوں تو انسے ملاقات کریں دشمن ہوں اور ارادہ فاسد
رکھتے ہوں تو انکو روکیں خضران پریزاد نے کہا کہ تمھارے سن و سال اس قابل ہیں کہ لشکر دیوان سے
مقابلہ کرو لڑکوں نے کہا کہ اگر مقابلہ کرتے اور مارے گئے تو اس ذلت سے بہتر ہیں گے جو یہاں رہنے سے ہوگی
ہمارے سامنے ہماری ماں بہنیں تو بے حرمت ہوگی کیا معلوم دشمن کیا سلوک کریں یہ کہکر ان دونوں نے
قدم آگے بڑھائے تھے کہ خضران نے بازو ان دونوں کے پکڑلیے سمجھایا کہ پہلے اپنی ماں
و نانی وغیرہ سے اجازت لو آگے بڑھ جانا انھوں نے عرض کی کہ آپکی اجازت کافی ہے عورتیں قیس القلب
ہوتی ہیں انسے اجازت ملنا بہت دشوار ہے وہ نیک و بد کو نہیں سمجھتیں آپ نے سنا ہوگا کہ ہمارے جد امجد
شاہزادہ خاور سیاہ نے سات برس کے سن میں ترک ترین یلطاقی ایسے پہلوان زبردست کو کسطرح
مارا انھیں بھی ماں انکی روکتی تھیں مگر انھوں نے نہ مانا ترک جوشن پوش کو زیر کیا اور ترک ترین بھاگا
اسکا تعاقب کیا نزد بارگاہ ہرمز و فرامرز میں گھس گیا اور ستون کی آڑ میں چھپا ہمارے دادا نے ایسی
تلوار ماری کہ مع ستون اسکے دو ٹکڑے ہوئے ہمارا بھی اب چودہ سال ہے اگر ہم نہیں تو کیا پرواہ ہے اور
شاہزادہ علمشاہ نوجوان کی جرأت و بہادری سے تو تمام عالم واقف ہے کہ وہ رستم لشکر کہلاتے تھے
نوجوان انکا خطاب تھا لیکن یہ سب باتیں کیونکر حاصل ہوں جب لشکر دیو سے مقابلے سے
پہلوانوں کو مارا آپ نے سنا ہوگا کہ جب قباد شہریار کو یہ خبر پہونچی کہ نوشیروان عادل کسرے اپنی
دختر ملکہ فیروزہ کمر تاجدار پر عاشق ہوا اسوقت امیر کشورگیر خانہ کعبہ تشریف لیگئے تھے بادشاہ اسلام
نے باواز بلند فرمایا کہ کوئی ایسا شخص ہے کہ جائے اور نوشیروان کو اس حرکت سے باز رکھے یہ سنکر کسیکی جرأت
نہوئی کیونکہ دو کروڑ آدمیوں کے لشکر سے سامنا کرے اور نوشیروان سے بادشاہ اولوالعزم کو اس حرکت
ناشائستہ سے روکے مگر ہمارے جد اعلے شاہزادہ علمشاہ نوجوان اپنے دلدل شوکت پر سے کود پڑے
اور تنہا مرکب پر سوار ہوکر جانب بارگاہ نوشیروان روانہ ہوئے ہر چند کہ لوگ ان سے خوب واقف تھے
اور ہر شخص پہچانتا تھا مگر لشکر نوشیروان میں کسی کی جرأت نہوئی کہ علمشاہ کو روکے اسی رعب و دبدبہ کے
ساتھ داخل بارگاہ ہوگئے اسوقت دربار نوشیروان کا سرداروں سے مملو تھا کیسے کیسے پہلوان مانند
فیل مست کے اپنے اپنے دنگلوں پر بیٹھے جھوم رہے تھے اور نوشیروان تاج کا جوڑا پہنے ہوئے
تخت پر بیٹھا تھا علمشاہ نے بطور خداپرستان سلام کیا اور نوشیروان کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا
کہ اے نوشیروان جسکے ساتھ تو شادی کرنے پر آمادہ ہوا ہے تیری دختر ہے جب تو نے ملکہ زرانگیز خاتون سے

کہا ہے کہ اگر لڑکی پیدا ہو تو قتل کر ڈالنا اور لڑکا پیدا ہو تو زندہ رہنے دینا تو زرانگیز خاتون نہایت ہی
پریشان ہوئی کیونکہ مصلحت خدا میں کسیکو دخل نہیں ہے کیا معلوم لڑکا ہو یا لڑکی مگر خدا کا کرنا ایسا
ہوا کہ فیروزہ کھرنا جدا پیدا ہوئی ملکہ زرانگیز خاتون نے تجھے پوشیدہ اپنی پرورش کی آستین
سے تجھے واقفیت نہ ہوئی کہ یہ میری دختر ہے یہ کہکر پوشاک کا بچے کی آستین چاک کرکے اندی اور دوسرے
کپڑے پہنوائے سب اہل دربار اور خود بادشاہ پر ایسا رعب تھا کہ جو علمشاہ نے کہا وہ منظور کیا اور کسی نے
سر نہ اٹھایا اور دل میں تامل ہوئے کہ یہ دشمن کا شیدا ہو کر در اصل اپنے بڑی دوستی کی کہ کیسے خلل قہر سے بچایا
اب علمشاہ نے پہلوانان صف شکن کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ جسکو روکنا ہو روکے اور جسے لڑنا
ہو لڑے بعد کو نہ پچتانا کہ علمشاہ آکر صاف نکل گیا یہ سنکر سب نے گردنیں نیچی کرلیں اور بختیارک نے
کہا کہ حضور آپ تشریف لیجائیں بھلا آپسے کون مقابلہ کر سکتا ہے یہ سب کے سب آپکے دیکھے بھالے
ہوئے ہیں علمشاہ جسطرح بارگاہ میں گئے تھے اسیطرح ہونے دوکر دوسرے لشکر سے صحیح بحال واپس آئے
ہنوز بارگاہ بادشاہ اسلام میں نہ پہنچے تھے کہ ایک نامہ زنگستان سے آیا اسمین تحریر تھا کہ تمام ملک
برباد ہوا اور ناموس امیر بھی بے حرمت ہوا چاہتا ہے اور سبب اسکا یہ ہے کہ قدوس رومی بیٹے نانا علمشاہ
کے فرنگستان میں تھے اور بھائی انکا مرزوق فرنگی کافر تھا جسوقت اسے یہ خبر پہونچی کہ دختر طلسم گیش
کا نکاح صاحبقران سے ہوگیا اور لڑکا بھی پیدا ہوا یہ سنکر اسے بہت ناگوار ہوا اسنے کپتان فرنگی کو
بھیجکر تمام ملک تاخت و تاراج کرنے کا حکم دیا لہذا اب وقت تنگ ہے کسیکو برائے امداد روانہ فرمایئے
یا آپ تشریف لائیے یہ نامہ امیر با توقیر کے نام تھا بادشاہ نے نامہ لیکر رکھ لیا اور نامہ دار کو رخصت کیا
کہ انشاء اللہ کوئی تدبیر کیجائیگی اور بالفعل امیر با توقیر خانہ کعبہ تشریف لیگئے ہیں نامہ دار تو رخصت ہوا اور
علمشاہ بارگاہ نوشیروان سے پلٹ کر بارگاہ بادشاہ شہریار میں تشریف لائے بادشاہ نے پوچھا کہ کیا ہوا علمشاہ نے سب کیفیت
نوشیروان کے دربار کی عرض کی اور کہا کہ میں نے اسکو ارادہ سے آگے باز رکھا بادشاہ کو یہ طرز بیان ناگوار گذرا کیونکہ نوشیروان
نانا بادشاہ اسلام کا تھا پس بادشاہ نے بعوض آفرین و مرحبا و خلعت و انعام علمشاہ سے کہا کہ تجھے اپنی ماں کی خبر بھی
ہے کپتان فرنگی اسکو لیجانے آیا ہوا ہے بس یہ سنکر علمشاہ آدمی کی آنکھوں میں دنیا تیرہ و تار ہو گئی دوڑ کر
ایک تیغ بادشاہ اسلام کو مارا کہ مثل کبوتر کے لوٹنے لگے یہ دیکھکر پانچہزار پانسو پہلوان تلوار لیے
اٹھ کھڑے ہوئے کہ بڑا غضب کیا علمشاہ نے جو ہماری موجودگی میں بادشاہ اسلام کی توہین کی ہم امیر کو
کیا منہ دکھائینگے اور سر لندھور اٹھ کھڑے ہوئے اور گرز اپنا سنبھالا اور آواز دی کہ او علمشاہ یہ کیا
حرکت ہے امیر با توقیر بادشاہ اسلام کو میرے سپرد کر گئے تھے میں کیا جواب دونگا اس ہنگامہ میں نظر
علمشاہ کی اس پرچہ پر پڑی جسکا مضمون بادشاہ نے بیان کیا تھا پس علمشاہ مضمون دیکھکر نہایت
پشیمان ہوئے کہ میں نے یہ کیا حرکت کی اور لندھور کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ او دادا سے چچا
مجھے تم سے مقابلہ کرنے میں باک نہیں ہے نہ میں تم سے ڈرتا ہوں مگر در اصل میں حقیقت حال سے واقف
نہ تھا میں سمجھا کہ بادشاہ نے میرے ذلیل کرنے کو ایسی بات کہی ورنہ میں یہ حرکت کبھی نہ کرتا پس بہتر یہ ہے
کہ اب مجھے نکل جانے دو کہ میں جاکر کپتان فرنگی کو سزا دوں اور حرمت صاحبقرانی کو بچاؤں ورنہ
یہ سمجھ لو کہ میں بھی فرزند صاحبقران ہوں بارگاہ خون سے لال کر دونگا اگر مروں گا تو سیکڑوں

اور ہزاروں کو مار کر مرونگا اور دوسرا ملک لڑدر حشم نے کہا کہ لندھور علمشاہ کو لنگچا لے دو دراصل
خطا انکی قابل سزا تھی مگر یہ بھی سعدیہ ناموس امیر کا ہے آخر کار یہ اطلس پوش دشمنوں کے اختیار میں آگئیں
اور حرمت صاحبقرانی میں فرق آیا تو اسکا امیر کو کیا جواب دوگے لندھور ہنسے اور علمشاہ یہ کہکر روانہ
ہوئے کہ نرگس سے آنکھ پھیری بلبل جدا پھرتا ہے چلیے اب اس چمن سے کہ یہاں کی ہوا پھری دیگر
گلچیں سے گل سے لو صبا سے بگڑ گئی ۔ اور بلبلو ہماری صبا سے بگڑ گئی وہ یہ کہتے ہوئے بارگاہ کے باہر
آئے اور تنہا مرکب پر بیٹھکر جانب فرنگستان روانہ ہوئے اسوقت صرف سات آدمیوں نے ساتھ
دیا اور کوئی شریک حال نہ ہوا ایک پیچھے آنکے سلطان سعد فرزند عمرو بن حمزہ یونانی تھے اور دوسرے
سلطان غوری گلفام اور تیسرے لہراسپ تیرانداز اسی طرح کل سات آدمیوں سے جاکر تمام
فرنگستان کو ہلا دیا اور زیروزبر کر دیا مرزوق فرنگی کو مع تخت اٹھا لیا اور خندق پر جا کے مارا کہ ٹکڑے
اسکے چور ہوگئے غرضکہ سات آدمیوں نے فرنگستان کو فتح کر لیا اور قیدیوں کو چھڑایا وہاں سے آکے لندھور
سے مقابلہ کیا اور لندھور کو مع فیل اٹھا لیا دوسری جرأت یہ کہ فیل بندی دو فیل بندی کو
چالیس قدم تک ریل لیگئے اور خندق پر دونوں کو مارا تیسری جرأت یہ کی کہ دو دہ باختری کو مع
فیل اٹھا لیا اور دور جا کر مارا ایسی ایسی جرائتیں کیں کہ نوجوان کا خطاب پایا رستم زمان مشہور ہوئے
آنکے فرزند شاہزادہ ملک قاسم کی جرأت تو پہلے ہی آپ نے سنی آنکے فرزند ایرج نوجوان نے
بارہ برس ملک باختر میں صاحبقرانی کی باوجودیکہ آفتاب پرست تھے اور اپنے خاندان سے
واقف نہ تھے اور دادا صاحب یعنی رستم ثانی بھی ثانی رستم تھے جنھوں نے آنکے سامنے دیوہومان
کو زیر کیا اور کیا کیا کار نمایاں اسی پردہ قاف میں کیے اور آنکے بھائی شہریار عالی وقار تشریف
لائے یہ ایسے تھے کہ امیر ثانی نے اپنی دختر کا عقد انکے ساتھ کیا اور انھوں نے بھی پردہ قاف میں
عجب عجب کار نمایاں کیے اور والد ماجد میرے سہراب ثانی نے تو اس چھوٹی سی عمر میں طلسم چہل
چراغ سلیمانی کو فتح کیا اور دیو ہومان کو کس شدومد سے مارا اور قید خانۂ طاسی سے اپنے باپ
اور چچا اور دادا کو رہا کیا افسوس کہ خراب ذکر صاحبقرانی میں پردۂ دنیا پر بمقابلہ بدیع الملک
ننگے ہوتے ہیں خدا انکو تھما سکرے ہم بھی انھیں کے فرزند ہیں اگر لشکر والوں سے مقابلہ کرینگے تو کیا پروا ہے مارے جائینگے
نام تو بزرگوں کا رہ جائیگا اور اگر یہیں بیٹھے رہے اور دشمن آپڑے تو تمام عالم میں بدنامی ہوگی اب لب
یہیں بند دیکھیں اور جانے دیں یہ کہکر جلدی جلدی مرکبوں پر سوار ہوئے ادھر آتا ہیں انکی ماں اور
نانی وغیرہ کو بھی خبر ہوگئی سب نے آکے گھیر لیا مگر یہ شیر کے بچے ہیں کب رکتے ہیں جوش شجاعت میں
باگ گھوڑوں کی لی اور کہا کہ خدا حافظ یہ عورتیں چیخیں رنگین کر دیکھے اب ان بچوں کی صورتیں پھر
نظر آتی ہیں یا نہیں ماں نے انکی کلیجا پکڑ لیا اور یہ دونوں شیر بیشہ صاحبقرانی گھوڑوں کو اڑا کر
روانہ ہوئے انکو دیکھکر اور بہزادوں نے بھی جرأت کی اور چالیس پچاس ہزار فوج سے خفران
بہزاد و اخفران بہزاد و نگار شاہ وغیرہ روانہ ہوئے اب اسطرف سے تو یہ چلے جاتے ہیں
اور اسطرف سے غبار آگے بڑھتا چلا آتا ہے دارا اب اعظم اور اسکندر اعظم دونوں قریب گرد کے پہنچے
اور مارے تلواروں کے واسطہ گرد کا چاک کر دیا اب جو نظر پڑتی ہے تو دیکھا کہ بہت بڑا لشکر دیووں کا

جلاتا ہوا آگے آگے سب سے ایک دیو ہیبت ناک ہے کہ منجنیق اسکے ہاتھ میں ہے اور پتھر جھولیوں میں بھرے
ہوئے ہیں یہ وہی دیو آتشبار ہے جسکا ذکر نیرنگ قاف میں آچکا ہے کہ نار نیرنگ جلاد نے اسکو بھیجا تھا اور
یہ حکم ہوا تھا کہ تم گلستان ارم کو برباد کرتے ہوئے اسطرف آؤ کہ یہاں پسر حمزہ یعنی صاحبقران اعظم سے
مقابلہ ہو رہا ہے چنانچہ یہ دیو آتشبار گلستان ارم میں گیا وہاں کسیکو نہ پایا اور یہ معلوم ہوا کہ تمام گروہ دوان
قاف کوہ مروارید پر جمع ہیں اب اسنے ادھر کا رخ کیا الحاصل جسوقت سامنا دیو آتشبار کا ہوا اوس
نظر دیو کی سکندر و دارا پڑی کہ دو زینے چاند کی صورت گھوڑوں پر سوار چلے آتے ہیں اسنے آواز
دی کہ تم کون جوان لڑکوں نے جواب دیا کہ تو کون ہے اور کیا ارادہ رکھتا ہے دیو آتشبار نے کہا کہ تم بھی
بد زبان معلوم ہوتے ہو شاید تم مجھے آگاہ نہیں ہو کہ میں کون ہوں میں دیو آتشبار ابلیس پرست ہوں
واسطے بربادی گلستان ارم کے گیا تھا وہاں کسیکو نہ پایا اب میں نے سنا ہے کہ ولیان گلستان ارم اس
مقام پر ہیں اگر تم آگاہ ہو تو مجھے بتاؤ اسکے صلہ میں تمکو چھوڑ دونگا اور انکو سبکو قتل کر ڈالونگا یہ
سنکر ان لڑکوں کو غیظ آیا کہ یہ ملعون ہمارے عزیزوں کو قتل کرنے کی غرض سے آیا ہے جواب دیا کہ او
ملعون پہلے ہم سے مقابلہ کرنے بعد اسکے ان لوگوں سے لڑنا تیری بھی یہ مجال ہے کہ ہمارے سامنے ایسے
کلمات کہے دیو آتشبار نے کہا کہ تم ہو کون انھوں نے کہا کہ ہم سہراب ثانی نبیرہ صاحبقران ہیں یہ
سنکر اس دیو نے آواز دی لشکر کو مار لو ان لڑکوں کو یہ سانپ کے بچے ہیں انکے مہاجنے نے تمام
سرکشان قاف کو مارا ہے دیو سمندون ہزار دست کو قتل کیا ہے آج ابلیس پرستوں کے خون کا بدلا
لے لو جس وقت یہ سنا تھا کہ ایک لاکھ دیو یورش کرکے چلے ادھر ان دونوں لڑکوں نے تیغے کھینچے اور باگیں
اٹھا کر لشکر دیوان پر جا پڑے اور تلواریں چلنا شروع کیں دیو آتشبار حیرت سے انکو دیکھ رہا ہے
کہ کس جرأت سے یہ لڑ رہے ہیں جو دیو سامنے آکر وار کرتا ہے ضرب اسکی سپر دانی سے خالی دیکر جو
ہاتھ مارتے ہیں یا گردن یا کمر پر پڑتا ہے کہ تسمہ بھی لگا نہیں رہتا ہے لاشوں پر لاشیں گر رہی ہیں دیو
پھڑک رہے ہیں یہ دونوں ماہتاب سپہر جرأت و بہادری شفق خون میں ڈوبے ہوئے ہیں اب
یہ تو ادھر لڑ رہے ہیں اور دیو اکثیں گھبرے ہوئے ادھر سے وہ پریزاد دیو انکی کمک کو چلے تھے
آکر پہنچا اور دیکھا کہ لڑکے قیامتیں برپا کر رہے ہیں عین گرمی جنگ میں دیو حریص جھپٹ کر سامنے
سکندر اعظم کے آیا اور پکارا کہ او طفل آدمزاد تو بڑا سرکش ہے کہ تو نے سیکڑوں دیوؤں کو مارا
اگر تو جوان ہوتا تو کیا قیامت برپا کرتا بہتر ہوا کہ تو اسی عمر میں گرفتار ہوا ورنہ یقین ہے کہ تیرے ہاتھ سے
بڑے بڑے دیوان سرکش مارے جاتے سکندر اعظم نے جواب دیا کہ اب کیا میں چھوڑ دونگا او
ملعون جو سامنے آجائیگا وہ اب بھی تہ تیغ ہوگا جسوقت تک یہ بازو تھکتے نہیں ہیں اسوقت تک دیکھیو
کس کس کو طعمہ دہان اجل کرتا ہوں ہاں اگر اسی طرح تجوار رہا اور کمک نہ پہنچی تو کب تک لڑونگا
لاحرب بہادری کی یہ جرأت اس شاہزادہ بلند اقبال کی دیکھکر دیو حریص دل میں وجد کرنے لگا
ایک تو آدمزاد دوسرے ابھی طفل اور طفل بھی وہ طفل جسکے کھیل کے دن ہیں اسکا قتل کرنا قابل
افسوس ہے اور زندہ رکھنا بھی برا ہے کہ پھر اسکے ہاتھ سے جانبری دشوار ہے آخر کار یہی سوچا کہ اسے
قتل کر ڈالنا چاہیے اس طفل کو زندہ چھوڑنا اپنے ساتھ دشمنی کرنا ہے چونکہ دیو حریص کو اسنے زور

و طاقت پر بہت بڑا بھروسا ہے اس ملعون نے آواز دی کہ تو حوصلہ اپنا پورا کر کہ میری ضرب سے
بچنا دشوار ہے تیرے دل میں حسرت نہ رہ جائے مجھے پہلے ہاتھ اٹھاتے شرم آتی ہے سکندر اعظم نے جواب دیا
کہ اگر تجھے کافر ہو کر سبقت کرتے شرم آتی ہے تو میں مسلمان ہوں مجھے اتنا اسطرح غرور میں ابھی کیا کہو ماشا
ہمارا یہ دستور نہیں اور کافروں نے تو ہمیشہ پیش دستی کی ہے تو کیوں شرم کرتا ہے دیو نے کہا کہ میں تو چاہتا
تھا کہ تجھ پر وار نہ کروں اور تیری ضرب روک کر تجھے زندہ نگل جاؤں مگر تو نہیں مانتا تو لے اسے یہ کہکر
دیو حریص نے دار شمشاد کا وار کیا سکندر اعظم نے ضرب اسکی خالی دی اور زمین پر پڑی خاک اڑی تو تق
گرد میں سکندر اعظم چھپ گئے دیو پکارا کہ افسوس گوشت تیرا کرکرا ہو گیا سکندر اعظم نے اس گرد سے
نکلکر آواز دی کہ او ملعون کیا جھک مارتا ہے ارے حریف تیرا ابھی تیری سرکوبی کے لیے زندہ ہے یہ کہکر
ہاتھ تیغ کا مارا کہ تیغ دولی کلائی پر پڑا ایک ہاتھ دیو حریص کا قطع ہو گیا مع تیغ دار میں لپٹا ہوا خاک
پر گرا اور سر پر سے دیو کے خون مانند پرنالے کے جاری ہوا لیکن یہ دیو بھی نہایت زبردست و
بہادر ہو بھاگا نہیں اسلیے کہ ایک تو اسے یہ شرم دامنگیر ہوئی کہ ایک طفل آدمزاد سے میں جو گرگان
دیوان عالم مجھ پر جلیس تھے دوسرے یہ خیال ہے کہ اگرچہ اسنے چالاکی سے ہاتھ میرا قطع کیا لیکن اب
بھی میں اسکے لینے کو کافی ہوں اگرچہ تیغ میں دبوچ لونگا تو نکلنا دشوار ہو جائیگا یہ خیال کرکے دیو حریص
نے دوسرے ہاتھ میں چوبدست لی اور پھر وار کیا سکندر اعظم نے پھر خالی دیا اور زیر بغل آکر ایک
ایسا ہاتھ مارا کہ یہ شاخ بھی اس شجر ظلم و دہشت کی قطع ہوئی خون جوں چشمہ سے بہا اور دیو مجبور ہوا تو
دست و پا چھوڑ کر کف افسوس بھی نہ مل سکا لیکن ایسا قوی دل تھا کہ بھاگنے کو ننگ و عار سمجھکر منہ کھولکر
سکندر اعظم پر گرا کہ ہڈیاں اسکی چباؤں سکندر اعظم نے تیغ نکالکے حلق میں ڈالدیا اور گرز سر پر
مارا کہ کاسہ سر چور ہو گیا اور دیو حریص زمین پر گر کر تڑپنے لگا اور دیو حریص خرس پیشانی دلاور اعظم
کے قریب پہونچا اور آواز دی کہ او طفل آدمزاد ہوشیار ہو کہ اجل تیری آ پہونچی ہے سرکش ہوں میں
تجھے زندہ نہ چھوڑونگا کہ تو جوان ہو کر ابلیس پرستوں کا استیصال کرے تجھے زندہ رکھنا سانپ کا آستین
میں پالنا ہے دلاور اعظم نے جواب دیا کہ او ملعون کیا حقیقت ہے تیری جو تو مجھے قتل کرسکے لا ضرب بہادری
کی دکھلا تو دیکھوں تو کیسا بہادر ہے اور تیری اجل میرے ہاتھ ہے یا میری اجل تیرے ہاتھ ہے یہ سنکر دیو حریص نے
چوب جنجال کا وار کیا دلاور اعظم نے آتی ہوئی چوب خیال میں کرکے ہاتھ تیغ کا مارا کہ ہاتھ کٹ کے
سرے اڑ گیا پھر جھپٹا کہ دوسرے ہاتھ سے چوب اٹھا لوں دلاور اعظم نے جھکے پاؤں پر مارا کہ دونوں
پاؤں ٹانگ سے کٹ کر الگ ہو گئے اب اسمیں اٹھنے کی طاقت نہ رہی نہ بھاگ سکتا ہے اور نہ لڑ سکتا
ہے دلاور اعظم نے کہا کہ بس تیرے لیے یہی سزا خوب ہے کہ تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو اور بے بسی سے پڑا ہوا
تماشا جنگ کا دیکھا کرے دیو نے غصہ میں آکر چوب جنجال کھینچ ماری اگر دلاور اعظم خالی نہ دیتے تو
بچنا دشوار تھا چوب تو دور جا کر گری دلاور اعظم قریب اس ملعون کے پہونچے اور ایسا ہاتھ [illegible]
گردن پر مارا کہ سر اسکا مانند گیند کمنہ کے الگ ہو کر گرا اور دیو تڑپ کر ہلاک ہو گیا بس اون دلاوروں کا زور
تھا کہ ایک غول سنگ اندازوں کا کہیں سے آیا اور دیو آتشبار نے آواز دی کہ ارے ملو تو انکو غضب
کیا ان لڑکوں نے کہ اتنے بڑے دیووں کو مارا بکاشش و نیز پردہ کہ فن میں سنگ اندازی بیان کرتا ہے

کہ یہ دونون دیو دیو اکوان کے مقابلہ کے تھے اور دیو اشغال سے زیادہ قوی تھے اخگران
پریزاد اور خفران پریزاد اور نگارشاہ وغیرہ قریب پہونچ چکے تھے انھون نے یہ تماشا
اپنی آنکھون سے دیکھا اور فضا باخش در رجا کی صدا بلند کی اور کہا کہ گھبراؤ اب ہم آپہونچے واقع مین
تم شیرون کے خیر ہو جو زبان سے کہا تھا وہ کر کے دکھا دیا خدا تمھین چشم زخم سے محفوظ رکھے تم
وارث دور صاحبقرانی ہو اور ابھی ہونہار ہو یہ کہتے ہوئے تمام پریزاد چالیس ہزار دیوون سے
چمٹے اور ادھر ان دونون بچون نے پھر پھر کر سلام کیے یہ دیکھ کر دیو آتش پا پکارا کہ اب ان لڑکون
کا خیال نکرو پہلے انکے مددگارون کو روکو اگر یہ بھی ان تک پہونچ گئے تو پھر تھمنا ان لڑکون کا
نہایت دشوار ہو جائیگا انھین بھی گھیر کر مار ینگے یہ نکل کر کہان جا سکتے ہین کہ ایک لاکھ دیوون
مین گھرے ہوے ہین بس یہ سنتے ہی دس ہزار دیوان سنگ انداز نے صفین باندھ کر بلند ہو پتھرون کی باڑھ ماری
پہلے ہی وار مین جسقدر افسر تھے مثل اخگران پریزاد و صدف پریزاد و خفران پریزاد و نگار شاہ
وغیرہ یہ سب زخمی ہوئے اور اکثر گر گئے جنکے سر پر پتھر پڑا سر آشنا چور ہو گیا جسطرح بسمل تڑپتے
تڑپتے ہین اسی صورت سے یہ سب پھڑکنے لگے اور جان بحق تسلیم ہوئے جو لوگ پیچھے کی صف
مین تھے سامنے انکے لاشون کے انبار ہو گئے راستہ مسدود ہو گیا جب تک یہ ان لاشون سے
بچکر آگے بڑھین بڑھین ان کفار نے ایک باڑھ اور ماری کہ وہ صف بھی بسمار ہو گئی یہ معلوم ہوا
کہ دیوار اڑا دی گر گئی پوری صف مین ایک بھی نہ بچا دو ہی حملون مین بیس ہزار دیو مارے گئے
اور لشکر تک نہ پہونچ سکے اب بہتون کے تو قدم اٹھ گئے اور بھاگ کھڑے ہوئے جو باقی
بچے اور جرأت وہمت کے پابند رہے وہ پتھرون سے ہلاک ہوئے تمام لشکر کا ستھراؤ ہو گیا
ادھر وہ بچے چیخین مار مار کر رونے لگے اور ان سنگ اندازون کی طرف چلے کہ ان سے خون عزیزان
کا عوض لین بس آتے ہی اس صف پر گرے اور قتل کا سلسلہ شروع کیا جسطرف پہلے انکا رخ تھا
اب ادھر پشت ہو گئی ان دیوون کو یہ اتفاق ملا انھون نے باڑھ پتھرون کی ماری پشت کی
جانب سے اگر پتھر سرون پہ پڑے کہ مغز سر پریشان ہو گئے اور شانے چور ہو گئے یہ دونون اسی
مقام پر گرے اور تڑپ کر مر گئے قصہ کا یہ ان بچون کے جانے کے انکی مان بہنین نانی وغیرہ
جسقدر عورتین تھین یہ جوش محبت مین پیچھے پیچھے چلی تھین اور انکے ساتھ ملکہ قریشیہ سلطان
قریشیہ ثانی جواہر پری زوجہ نورالدھر اور سلیمان پری کہان تک بیان کیا جائے کہ جسقدر
پریان تھین ایک ایک کے خیال سے سبھی چلی آئی تھین جب تک دیوون نے انکے قتل سے
فرصت پائی تو عورتون کی طرف متوجہ ہوئے اور یہین سے پتھر برساتے ہوئے چلے ایک لاکھ دیو کا
یورش پہلی ہی باڑھ مین خاتمہ ہو گیا جسپر پتھر پڑا وہ ہلاک ہوا جو پریان ہیبت سے اڑ کر نکل گئی
ہو نگی وہ تو بچی ہو نگی باقی کل پریان اور پریزاد اسی مقام پر کھیت رہے تمام صحرا سے دامن دشت
مین لاشین ہی لاشین نظر آتی تھین وہ شہزادیان اور امیرزادیان جو مالک تخت و تاج اپنا
بے گور و کفن خاک پر پڑی ہوئی تھین جو لوگ ابھی تھوڑی دیر پہلے باتین کر رہے تھے وہ ایسے
خاموش ہو گئے ہین کہ نہ زبان کو حرکت ہے اور نہ لبون کو جنبش ہر شخص بزبان [illegible]

کام سر انکے دیکھے غور کریں کہاں سے ہوئے خیال تو کیجئے کہ کون کون لوگ اس زمین پر
بے وارث و والی پڑے ہوئے ہیں کہ جو بادشاہان قاف میں سے تھے اب ان دیوون نے
لوٹنا شروع کیا کون پوچھنے والا تھا تمام زیور و زر خیمہ و خرگاہ طبل و علم انکے ہاتھ آئے اب ان
شیطان صفاتون کو یہ فکر ہوئی کہ نشان قبر جناب سلیمان کا مٹا دینا چاہیئے کہ اگر کبھی کوئی
وارث انکا پیدا ہو تو عبرت کرے کہ جسے ہم مانتے تھے اسکی کیا حالت ہوئی اب اس ارادہ سے
یہ کوہ مرواریدہ کی جانب چلے تھے کہ ناگاہ گرد بلند ہوا دیو آتشبار ٹھہر گیا کہ شاید کوئی مددگار زمرہ شیاطین
کا نہ آتا ہو اور چند دیوونکو براے دریافت حال روانہ بھی کر دیا غرض جسوقت دامنہ گرد کا
شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ دو لاکھ دیوون سے تخیف بن خنیف چلا آتا ہے اور ساتھ اسکے دیو
ممتور بھی ہے دیو آتشبار اسے اپنا ہم مذہب جانکر براے استقبال آگے بڑھا اور ملاقات کی
پوچھا آپ اسطرف کیونکر آئے دیو تخیف نے بیان کیا کہ جسوقت مجھے یہ خبر ہوئی کہ آپ لوگ
گلستان ارم کے واسطے جاتے ہیں تو میں بھی چلا تھا کہ شریک جنگ ہونگا اور عیاریون
کو قتل کرنے میں مدد دونگا لیکن جسوقت میں گلستان ارم میں پہونچا تو عجب سناٹا دیکھا
کہ وہان کوئی بھی نہین ہے میں نے دریافت کیا کہ اسکا کیا سبب ہے تو معلوم ہوا کہ سب عرصہ
میں گئے ہوئے ہیں بس میں نے اسطرف کا قصد کیا دیو آتشبار نے کہا کہ مدد خداوند
ابلیس سے ہم نے سبکو ہلاک کیا دیکھیے وہ لاشین پڑی ہوئی ہیں یہ سنکر دیو تخیف بہت
خوش ہوا اور کہا کہ آپ بڑے صاحب اقبال ہیں جو ان لوگون پر غلبہ پا گئے ورنہ جو اسکے
مقابلہ پر آیا اسنے ہزیمت اٹھائی یا مارا گیا آپ نے سنا ہی ہوگا کہ حمزہ اور اولاد حمزہ نے
قاف کو خالی کر دیا جسقدر دیوان زبردست تھے وہ سب مارے گئے اب ان میں سے کوئی
زندہ نہین ہے دیو آتشبار نہایت خوش ہوا دیو تخیف اور دیو ممتور کو ساتھ لیے ہوئے اس
مقام پر آیا جہان کہ لاشین اکابر قاف کی پڑی ہوئی تھین دیو تخیف اسقدر خوش ہوا کہ زندگی
میں ہرگز اس ملعون کو ایسی انبساط کبھی نصیب نہ ہوئی ہوگی اس ملعون نے ان لاشون پر
بدعت کی علے الخصوص لاش ملکہ قریشیہ سلطان کی اسنے ایک بلندی پر رکھوا دی اور
کہا یارو دیکھو یہ وہی عورت ہے جسنے ہزارہا دیوون کو مارا اور میں نے کئی بار شکستین اسکے
ہاتھ سے کھائی ہیں سب دیو نہایت تعجب سے لاش ملکہ قریشیہ سلطان کی دیکھ رہے
ہیں اور اب بے حرمتی ان قبر جناب سلیمان مٹانے کے ارادے سے چلے تھے کہ ناگاہ از پردہ
بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ و تیرہ و خیرہ و سر گرد بر آسمان رسیدہ و یا سے گرد در زمین پیچیدہ
زیر آسمان ایک آسمان خاکی نظر آنے لگا اب پھر یہ دیو ٹھہرے کہ اس گرد کو بھی دیکھ لینا چاہیے
سب منتظر تھے کہ کون آتا ہے دوست ہے یا دشمن دیکھا تو وہ گرد بڑھتے بڑھتے شق ہوئی اور دل گرد سے
نعرہ شیر کی آواز پیدا ہوئی دیکھا سب نے کہ شاہزادہ سکندر رستم خو مرکب پری پیکر پر سوار گھوڑا
مارے چلا آتا ہے اور ساتھ ساتھ صاحبقران اعظم دہنی جانب اور صاحبقران کوچک بائین
جانب پشت پر منظر پہ یزاد کئی لاکھ دیوون کی فوج ہمراہ لیے ہوئے پھریرے نشانون کے

اڑا لے ہوئے انکا حال سابق میں گزارش ہو چکا ہو کہ یہ نیرنگ قاف کو فتح کرکے چلے تھے اور
صاحبقران کو یکسے خواب پریشان میں جتایا تھا اول گلستان ارم میں پہونچے اور وہان سے
اسطرف متوجہ ہوئے کیونکہ سنا تھا سب جس میں گئے ہوئے ہیں انکا قتل جسوقت قریب پہونچے
اور حال قتل عزیزان کا معلوم ہوا تاب نہ رہی گھوڑے اٹھا دیے ادھر دیو آتشبار نے کہا بادیو انکو
کہ بس یہی تین سرکش اور باقی رہ گئے ہیں بعد اسکے خاتمہ ہو اور کوئی معاون خدا پرستون کا بردہ
قاف میں نہیں ہو یہ سنکر اسطرف سے کئی تین لاکھ دیو حربہ پکڑ کر چلے آگے آگے لشکر دیو آتشبار کا ہی
کیونکہ یہ سب سنگ اندازی میں نہایت مشاق ہیں اور ابھی تک بہ کمان اور دیوون میں نہین ہو بس
جیسے ہی سکندر رستم خو سامنے زد کے پہونچے دیوون نے بازو پتھرون کی مار سکندر رستم خو نے قبل
سے حال جنگ اور طریقہ حرب انکا دریافت کر لیا تھا اور اپنے ہمراہیون کو سمجھا دیا تھا جیسے ہی پتھر شانے
کے ساتھ چلے ان لوگون نے شکم مرکب سے لپٹ کر خالی دی بازو پتھرون کی سر پر سے ہو کر گذری
دوسری بار اسکی مہلت نہ لینے دی اور مانند قضائے مبرم کے آپڑے اب تلوار چلنے لگی سنگ اندازون
کے حربے تو بیکار ہو گئے دیو ادہر متوجہ تھے لشکر کو کون روکتا منظر پریزاد بھی تمام فوج کو لیکر لشکر
دیو آتشبار پر گرا تلوار چلنے لگی شور گیر و دار بلند ہوا لاشون پر لاشین گرنے لگین سکندر رستم خو
نے کہا کہ پہلے ان سنگ اندازون کا خاتمہ کر دینا چاہیے کہ انھون نے بڑے ظلم کیے ہیں منظر
پریزاد نے فوج کو اشارہ کیا کہ گھیر لو آج ان سبکا خاتمہ کیا یا اپنی جان دی کوئی بچکر جانے
نہ پائے فوج صحرا کی طرف پھیلنے لگی دیو آتشبار نے دیکھا کہ فوج میری گھر گئی تو اب راہ فرار
تو مسدود ہے پھر یقین آدمزاد میرا کیا کر لینگے اسنے آدمزاد سے کہا کہ اے آدمزاد کیا تم نیرنگ قاف سے
شکست کھا کر بھاگے ہو دیوان نیرنگ قاف نے تمھین کیونکر چھوڑ دیا سکندر رستم خو نے کہا او ملعون ہم
بھاگنے والے نہیں ہین نیرنگ قاف کا خاتمہ کر دیا دیو نیرنگ مارا گیا اور وہ دیو شدید بھی قتل ہوا
پھر تیرا بھروسا دیوان نیرنگ قاف کا تھا اب تیری قضا تجھکو بھی سامنے ملک الموت کے لائی کے گرز ارم
کہ از دست من زندہ و سلامت نروی دیو آتشبار نے کہا او ذلیل یہ سب تیری باتین فریب آمیز ہیں اور دھمکانے
کے واسطے ہیں میں تیرے فریب میں آنیوالا نہیں ہون لا مرد بہادری کی دکھیرن تو تو کیسا بہادر ہے اور کیونکر تو نے
دیو شدید کو مارا ہو یہ کہتا ہوا سکندر رستم خو کی طرف چلا اور سکندر رستم خو نے بھی باگ
گھوڑے کی لی اور دیو آتشبار کی طرف چلے دیو آتشبار کے سامنے آتے ہی فلاخن کو گردش دی
سکندر نے مرکب کا دوسرے پر ڈالا کہ نشانہ بندھ نہ سکے بس جیسے ہی سکندر سامنے دیو
آتشبار کے ایک مقام پر پہونچکر رکے اسنے فلاخن سے ایک پتھر فنا کی صدا دیتا ہوا چلا
سکندر نے دہین سے مرکب کو اشارہ کیا رہوار ہل کی طرح کتر گیا پتھر بائین پر خالی گیا اب
سکندر مرکب کو جھکا کر قریب دیو آتشبار کے پہونچ گئے اور پھر دیو آتشبار کے ایک افسر
فوج کے سر پر پڑا وہ تو سنگ آمد و سخت آمد کہکر گرا اور ہلاک ہوا ادھر سکندر رستم خو پر
دیو آتشبار نے چوب چماق لگائی سکندر نے زیر بغل آکر ہاتھ تیغہ ابدار کا مارا کہ بازو
اسکا قلم ہوا اور ہاتھ مع چوب زمین پر گر کر تڑپنے لگا دیو آتشبار بھاگا کہ تو بلائے بد سے

سے بلائے جان ہین پتلے خاک کے برباد کرتے ہین جا پری کو بند شیشے مین یا آدم زاد کرتے ہین
سکندر رستم خو نے اسکا تعاقب کیا اب آگے آگے تو دیو بھاگتا چلا جاتا ہے
اور پیچھے پیچھے انکے سکندر رستم خو گھوڑا دوڑائے چلے جاتے ہین دیو تخیف
جیسا کہ دیو آتشبار کو بچاؤن جب تک مین اس لڑکے کو الجھائے رہونگا آتشبار
اپنی جان بچا کر نکل جائیگا یہ دیکھکر صاحبقران اعظم نے گھوڑا ڈالا اور دیو تخیف مین خفیف
سے سد راہ ہوئے اور آواز دی کہ او ملعون کہان جاتا ہے دیو تخیف نے کہا کہ لا تو بھی
لے یہ کہکر چوبدست ماری صاحبقران اعظم نے وار اسکا خالی دیا کہ یہ چوب تک مین اندر سے
منہ زمین پر آیا صاحبقران اعظم نے سر پر اسکے گرز مارا کہ تمام کا گرز سر سے سر مین در آیا
اور دیو تخیف زمین پر پھڑکنے لگا انھون نے نعرہ کی صدا بلند کی یہ معرکہ دیو محتور نے دیکھا
کہ یہ بھی ایک دیو زبردست ہے دوڑا کہ مین سکندر کو روک لون اور دیو آتشبار کو اسکے
پنجہ سے چھڑاؤن جیسے ہی یہ چلا صاحبقران کوچک بڑھکر سد راہ ہوئے دیو محتور نے
ازہ پشت نہنگ مارا صاحبقران کوچک نے وہ خالی دیکر تلوار سے دونون پاؤن اسکے
قلم کردیے کہ دیو زمین پر گرا گرتے ہی جو ہاتھ تیغ آبدار کا کمر پر مارا دو ٹکڑے ہوگئے اور ادھر
سکندر رستم خو جب دیو آتشبار کے پیچھے پہنچے اسنے پلٹ کر بائین ہاتھ سے گرز مارا سکندر
رستم خو نے دوسرا ہاتھ مارا کہ یہ ہاتھ بھی مع گرز جدا ہو کر زمین پر گرا چاہے یہ دیو چاہتا تھا کہ بھاگے
سکندر رستم خو نے دونون پاؤن قلم کردیے دیو گرا یہ معلوم ہوا ایک مینار بلند منہدم ہوا
گرتے ہی ایک ہاتھ تیغ آبدار اسکو اور مارا کہ سر اسکا کٹ کر گرا اب یہان گلستان ارم نے
ان دیوون کو گھیر لیا اور قتل کرنا شروع کیا وار پے وار چل رہے تھے تیغ گرد بلند ہوتا ہے
لاشین دیوون کی صحرا مین گر رہی ہین سیلاب خون آیا ہوا ہے ہر طرف کو خدا برق شمشیر کا ایک
رہا ہے بارش خون کی ہو رہی ہے سر مانند اولون کے گر رہے ہین ہر خانہ تن مسا سے ہو رہا ہے صدائے
تکبیر دیوان بلند ہو کشت حسرت دیوان آتشبار کی پامال ہو رہی ہے ساری سنگ اندازی
بھولے ہوئے ہین راہ فرار سد وہ ہے چار جانب سے گھرے ہوئے ہین اور یہ تینون سردار یعنے
صاحبقران اعظم اور صاحبقران کوچک اور سکندر رستم خو اکثر فوج کے بادل مین
مانند چاند کے چھپ جاتے ہین اور پھر نظر آنے لگتے ہین کہان تک بیان کیا جائے کہ دو
لاکھ دیوان لشکر کفار مارے گئے اور پچھتر ہزار دیوان لشکر اسلام کام آئے آخر کار
ہر طرف سے صدائے الامان بلند ہوئی سکندر رستم خو نے کہا کہ بشرط ایمان ان دیوون کے
قبول کیا گیا کہ بغیر اسکے ٹھہرنا ممکن تھا لشکر مین طبل امان بجا جنگ آوردون
نے ہاتھ اپنے روکے دونون لشکر علیحدہ ہوئے سکندر رستم خو نے صاحبقران اعظم
سے کہا کہ آپ پہلے چلکر ان شہیدون کی لاشون پر رو لیجیے جنکے واسطے یہان تک آئے
ہین بعد ازان انسکو دفن کیجیے کہ احترام میت نہ جانے پائے صاحبقران اعظم
نے فرمایا کہ بہتر اب اس میدان کی طرف چلے جہان لاشین اہل اسلام کی پڑی ہوئی ہین تمام

صحرا لاشوں سے پٹا ہوا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک چادر زمین پر خون آلودہ بچھی ہوئی ہے جیسے ہی
قریب آئے لاشوں کے پہونچے عجب طرح کا سانحہ دیکھا کہ لاشیں گلشن پری اور جواہر پری
کی پڑی ہیں چاہتے تھے ان لاشوں کو اٹھائیں کہ سامنے لاش مضراب پری کی نظر
آئی سکندر رستم خو نے لاش بجاوج کی پہچانی اور روتے ہوئے قریب آئے دیکھا تو گردا گرد
بیٹوں کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں انھوں نے اٹھانے کا قصد کیا تھا کہ صاحبقران اعظم
نے کہا اے فرزند ابھی سب لاشیں دیکھ لو تو کہو کون کون آسکے بعد سبکو ایک جگہ کر کے دفن کا
سامان کرو یوں ایک ایک لاش پر کب تک روؤگے یہ کہتے ہوئے اور آگے بڑھے آب آنسو
آنکھوں سے جاری ہیں ہاتھ پاؤں میں رعشہ ہے ایسی قیامت کبھی کسی نے کاہیکو دیکھی ہوگی
کہ تمام خاندان جسقدر باشندگان قاف تھے اور عزیز و اقارب تھے سبکی لاشیں پڑی
ہوئی تھیں کچھ اور آگے بڑھے تو لاش ملکہ ماہ جمالی نظر آئی یہ دیکھکر سکندر کو تاب نہ رہی طاقت
ہاتھ پاؤں کی سلب ہوگئی حجاب اٹھ گیا اپنے کو لاش ماہ سیما پر گرا دیا یہ وہی شاہزادی
تھی نقش و نگار کہ جسکے ساتھ عقد ہوا تھا اور آرسی مصحف کے وقت چہرہ انکا اٹھائے گیا تھا تو
سکندر نے حالت عروسی میں دیکھا تھا یا خاک و خون میں آلودہ دیکھا وہ چاند سا ماتھا
جو آلودہ افشاں تھا اسوقت سنگ سے فگار ہے جس بدن نازک پر پوشاک عروسی تھی وہ
خاک و خون میں لتھڑا ہوا پڑا ہے سکندر سے تحمل اس صدمہ کا نہ ہوسکا اور بیہوش ہوگئے برابر
اس لاش کے نگار رستم کی لاش پڑی ہوئی ہے صاحبقران اعظم نے جو یہ حالت سکندر
رستم خو کی دیکھی جلدی سے قریب آئے سر زانو پر لیا کبھی سکندر کو دیکھتے تھے کبھی اس
نازنین ماہ جبین کو دیکھتے تھے اور جوانی پر اس کی رو رہے تھے کہ افسوس کیا بد اقبال
اور کم نصیب یہ لڑکی تھی سہی کہ مصیبت وہ پڑی کہ عقد ہوتے ہی شوہر سے جدا ہوگئی
وصل بھی نصیب نہ ہوا دوسری یہ مصیبت کہ پھر زندگی میں دیدار بھی نصیب نہ ہوا دیکھنے والے
کے دل بیٹھے جاتے تھے ایک قیامت کبریٰ برپا تھی لیکن جسوقت مسلسل اشک چہرہ
سکندر رستم خو پر ٹپکے تو انکو ہوش آیا اٹھا یا صاحبقران اعظم نے زانو پر دیکھا رونا بھول گئے اٹھ بیٹھے
شرم نے رقت سلب کر دی صاحبقران اعظم نے خیال کیا کہ اب اسکو اس لاش کے پاس
چھوڑنا اچھا نہیں ہے اپنے ساتھ لیکر آگے بڑھے جیسے ہی دو لاشیں نظر آئیں ایک بجا صاحبقران
اعظم گرے اور دوسری لاش پر صاحبقران کو جھک گرے اور اسقدر روئے کہ حالت اپنی خراب
کی اب سکندر رستم خو کبھی انکو سمجھاتے ہیں اور کبھی انکو روکتے ہیں یہ دونوں ماموں بھانجے
اپنے کو ہلاک کیے ڈالتے ہیں اور لاشوں سے لپٹے ہوئے ہیں سکندر نے غور سے دیکھا تو ایک
لاش قریشہ سلطان کی اور دوسری قریشہ ثانی کی تھی یہ بھی ہائے جدہ کہکر گرے اور رونے لگے
بڑی دیر تک ایک محشر برپا رہا آخر سکندر رستم خو نے کہا کہ حضور رونا تو زندگی بھر ہو ہی ہے معلوم ان لوگوں نے
کب شہادت پائی اب انکے دفن میں عجلت کرنا چاہیے بمشکل یہ دونوں لاش سے اٹھے دیکھا تو قریب ہی انکی لاش
ملکہ سلیمان پری و بو العبر پری زوجہ شاہزادہ نور الدھر کی پڑی ہے کہا الحمدللہ کہ چراغ تربت جناب سلیمان

علیہ السلام بھی گل ہوا گویا آج ہی سے عرس کا بھی خاتمہ ہوا یہ آخری عرس تھا جو مرضی پروردگار کیا چارہ
ہو اب اور روانے بڑھے تو دیکھا کہ چالیس ہزار مردان پریزاد کی لاشین پڑی ہوئی ہین جنمین صدف پریزاد
حاکم جزیرہ ارغوان بھی ہے اور خضران پریزاد و اختران پریزاد و سکندر رستم تو بسلے خسرو کی لاش بھی پڑی
ہے اور مختلف والیان قاف کی لاش بلا فصل پڑی ہوئی ہے ان لاشون مین ایک لاش بھی دیوان کفار کی
نہتی اور سب کے سر کچلے ہوئے اور شانے ٹوٹے ہوئے صورتین پہچاننا دشوار تھین اور قریب قریب اسکے
بڑے بڑے پتھر پڑے ہوئے تھے سکندر رستم خواستی اپنے خسرو کی دیکھکر بہت رو ئے
صاحبقران اعظم نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے یہ لوگ قریب بھی نہ پہونچ سکے اور نوبت مقابلہ کی
بھی نہ آنے پائی کہ شہید ہوئے اب آگے بڑھے تو دیکھا کہ ہر چہار جانب لاشین دیوان کفار کی
پڑی ہوئی ہین کہ انکی قطع اور وضع اُن دیوون سے عمدہ تھی جو پہلے ملے تھے بڑی علامت
تو یہ تھی کہ ہر دیو کی لاش کے ساتھ خنجر جھولیون مین بھرے ہوئے اور ایک ایک گرز بھی ضرور
تھی سکندر رستم تو نے کہا کہ یہ لوگ تو دشمن معلوم ہوتے انکو کسنے مارا صاحبقران اعظم نے
کہا انکو کوئی باقی نہین جسپر گمان ہو کیونکہ لاشین تمام والیان پرودۂ قاف کی اسی جگہ مل چکین یہ
سنکر سکندر رستم تو نے کہا کہ کوئی تو ضرور تھا جسنے انکو قتل کیا ڈھونڈھتے ہوئے چلیے یقین ہے
کہ انھین لاشون مین وہ لاشین بھی ملجائینگی یہ سنکر سب کے سب لاشون کو ڈھونڈھتے ہوئے
چلے یکایک نظر سکندر کی ایک لاش پر پڑی دیکھا کہ ایک چھ برس کا بچہ قبضہ تلوار کا ہاتھ مین
چھپیٹے سر چھٹا ہوا خاک و خون مین غلطان پڑا ہوا ہے اور برابر ہی اُسکے ایک دیو کی لاش
پڑی ہے کہ وہ دیو دیو سر ہنگ تن تناسے کم نہین ہے سکندر نے پہچانا نہین کہ یہ بچہ کون ہے مگر خیال
ہوا کہ اسنے اتنا بڑا کھیت کیا ہے اور اس دیو کو وہ بچہ کو مارا صاحبقران اعظم نے دوسرے بچہ کی لاش
دیکھی انھون نے بھی سکندر کو آواز دی اور کہا کہ اے فرزند دیکھو ایک بچہ اور پڑا ہوا ہے سکندر رستم تو
دوڑکر قریب آے بسبب آلودۂ خون ہونے کے لاش پہچانی نہ گئی سر اس بچہ کا بھی شق تھا اب یہ رائے
ہوئی کہ جو دیو لشکر آتشبار سے مطیع ہوئے ہین انھین طلب کرو تو یہ حال مفصل معلوم ہوگا ایک پریزاد کو
روانہ کیا وہ جاکر ایک دیو کو بلا لایا کیونکہ اور دیوونکو اسطرف آنے کی ممانعت کردی تھی کہ اسطرف
لاشین عورتون کی پڑی ہوئی ہین نہین معلوم کس حالت سے ہون کیا ضرورت ہے کہ نظر نامحرمون
کی ان لاشون پر پڑے القصہ جسوقت ایک دیو لشکر دیو آتشبار کا حاضر ہوا سکندر رستم تو نے
اُس سے کہا کہ حالت جنگ اول کی بیان کر جسمین سردار تیرا فتح یاب ہوا تھا اور ان دونون بچون
کی کیفیت کہو کہ یہ کیونکر اس ہنگامہ مین پہنچے اور کسطرح مارے گئے اُس دیو نے یہ سنکر ایک چیخ ماری
اور رونے لگا کہا اے شہریار خلع دیو آتشبار کا بیان ہے باہر ہو جسوقت لشکر کفار اس مقام تک پہونچا
تو پہلے ہی دونون بچے مرکبون پر سوار نیمچے لیے ہوے آکر پہونچے اسوقت تک کوئی انکے ساتھ
نہ تھا بس یہی دونون تھے دیو آتشبار کو انھون نے ٹوکا وہ ہنسا اور سمجھا کہ یہ کیا کرینگے جسوقت ان
بچون نے نوبت کیے اور حسب و نسب اپنا بیان کیا اور کہا کہ ہم یہان سے قدم آگے نہ بڑھانے دینگے تو دیو
آتشبار نے حکم دیا کہ ملا لو انکو اسوقت ایک لاکھ دیو یورش کرکے چلے اور یہ دونون بچے کھٹکے لشکر

گئے جو لوگ یہ جانتے تھے کہ جس دیو کے ہاتھ آجائینگے وہ انکو مرکب سمیت جیتا نگل جائیگا مگر ان دونون
نے دو گُشتون کے پشتے اور لاشون کے انبار لگا دیے کسی دیو کے قابو مین آتے تھے کبھی ادہر کبھی ادہر مانند
برق جہندہ کے تڑپتے پھرتے تھے یہ جسقدر لاشین دیوون کی آپ دیکھ رہے ہین سبکو انہون نے
قتل کیا اسمین دوسرے کی شرکت نہین ہے کیونکہ کمک ان تک پہونچ ہی نہ سکی جو لوگ دیر
کے بعد انکی کمک پہونچے وہ وہین مارے گئے جب دیکھا کہ یہ کسیطرح قتل نہین ہوتے تو دو افسر
فوج تھے کہ نام ایک کا دیو حریص اور دوسرے کا دیو خرس تھا یہ دیو لشکر آتشبار مین سردار
تھے اور قوت بازو دیو آتشبار کے تھے ان دونون نے قصد کیا کہ ان لڑکون کو قتل کر ڈالین یا زندہ
پکڑ کر پنجرہ مین بند کر رکھین کہ یہ دیکھنے کی چیزین ہین مگر دونون دیو اس ذلت سے مارے گئے کہ بیان
سے باہر ہے جسطرح حضور نے دیو آتشبار کو مارا اسیطرح ان لڑکون نے ان دونون دیوؤن کو مار اٹھا
مگر افسوس کہ اجل انکی تھی سنگ اندازون نے دھوکا دیکر پشت کی جانب سے حملہ کرکے انکو
شہید کیا اب سکندر رستم کو خیال آیا کہ مین نے انکو قلعہ خضرائیہ مین پاس مضراب پری کے
بیٹھے دیکھا تھا یہ دونون سہراب ثانی کے فرزند ہو نگے پس انہون نے سر پیٹ لیا اور صاحبقران
اعظم سے کہا کہ حضور نے پہچانا یا نہین تب دن صاحبقران اعظم نے کہا مین ابھی نہین سمجھا اتنا
تو معلوم ہوگیا کہ یہ بھی ہمارے ہی گھر کے ہین اور اسی جنگل کے شیر ہین مگر یہ نہ معلوم ہوا کہ فرزند
کسکے ہین کس عزیز کے کلیجے پر چھری چلی اور کسکی کمائی لٹی اور سکندر نے ایک چیخ ماری اور
گریبان پھاڑ ڈالا اور کہا کہ مین نے قلعہ خضرائیہ مین انکو اپنی بھاوج مضراب پری کے پاس
بیٹھے دیکھا تھا یہ دونون سہراب بن رستم کے فرزند تھے یہ سنکر صاحبقران اعظم نے لاش سینے
سے لگائی اور سر اپنا پٹکنے لگے دوسری لاش سے سکندر رستم لپٹے اور بہت روئے یہ معلوم ہوتا تھا
کہ انہین کے فرزند تھے اس مقام پر وہ کہرام برپا ہوا کہ کسی لاش پر یہ حالت نہوئی تھی بار بار
سکندر رستم کہتے تھے کہ اگر یہ زندہ رہتے تو کیسے شجاع ہوتے افسوس کہ کس سن مین انکو اجل
آگئی رہا باپ جوانی تک نہ پہونچنے پائے اور مانند سبزہ نو خاستہ کے پامال ہوگئے کبھی یہ کہتے تھے
اور کبھی کہتے تھے کہ اگر بھائی صاحب سے ملاقات ہوئی تو مین انسے کس منہ سے بیان کرونگا اور
کیونکر کہونگا کہ فرزند آپکے شہید ہوگئے اور مین نے انکو دفن کیا امید یہ تھی کہ ہماری لاش کو یہ
دفن کرینگے مجلس ماتم برپا کرینگے مگر یہ نہ معلوم تھا کہ انکی لاشین ہمین اٹھانا پڑینگی غرضکہ صاحبقران
اعظم نے سکندر کو سمجھایا کہ اے فرزند اب ان لاشون کو لیچلو اور لیجا سکتا اور لاشین بھی
خود اٹھاؤ کیونکہ عورتین ہمارے ساتھ ہین غیر مرد ہاتھ نہین لگا سکتے خود ہی ان
کل عزیزون کی لاشون کو اٹھاؤ اور قبر جناب سلیمان کے قریب لیچلو اور دفن کا انتظام
کرو یہ سنکر سکندر سکندر اعظم کی لاش کو سینہ سے لگایا اور صاحبقران اعظم نے لاش داراب
اعظم کی آغوش مین لی اور جانب کوہ مروارید چلے صاحبقران کو جاتے دیکھ کر لاشیں
ملکہ فریشلینتانی اپنی بہن کی اٹھائی تھی یہ لوگ ان تینون لاشون کو لیکر مقبرۂ جناب سلیمان
علیہ السلام کے پاس آئے اور لاشون کو لٹا کر اور لاشین لینے کو چلے جو جسکا محرم زیادہ تھا اور

عزیز بر قریب تھا اُسنے اُسکی لاش اٹھائی صاحبقران اعظم نے لاش قریشیہ سلطان عادل
قاف کی اٹھائی اور صاحبقران کوچک نے لاش سلیمان پری کی اٹھائی اور سکندر رستم خو نے بیت
ملکہ ماہ سیمائی اٹھائی اور اکثر ان لاشوں کو بھی قریب ان لاشوں کے رکھا جسوقت کل لاشیں میدان سے اٹھا لی گئیں
اور سارے قاف کی لاشیں شمار کر لی گئیں تو قبریں کھدوانے کا حکم دیا صاحبقران اعظم انتظام دفن میں مصروف ہوئے
اور سکندر رستم خو و صاحبقران کوچک مردان پریزاد کی لاشیں اٹھوا اٹھوا کر لائے انھیں بھی ایک جگہ کیا
اب سکندر رستم خو نے تو بڑے بڑے دو گڑھے عمیق کھدوا لیے اور لاشیں مردوں کی ایک گڑھے
میں اور عورتوں کی دوسرے گڑھے میں دفن کرا دیں اور نشانات گنج شہیداں کے قائم کر دیے اور
جلد فراغ حاصل کر کے فاتحہ قبر پر پڑھ کر ادھر آئے اور صاحبقران اعظم کے ساتھ ان لاشوں کے دفن
میں شریک ہوئے جسوقت قریشیہ سلطان اور قریشیہ ثانی کی لاشیں دفن ہونے لگیں تو صاحبقران
کوچک اور صاحبقران اعظم اپنے کو قبر میں گرائے دیتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمیں بھی انھیں
کے ساتھ دفن کر دو اور صاحبقران کوچک کہتے تھے کہ اگر طلسم سے چھوٹے بھی تو کیا چھوٹے کہ آخر ان
بہنوں کو اس حال پر ملال سے دیکھا اور زیر خاک پنہاں کیا اسکے چھوٹے تو قفس سے تو غم ان میں
چھوٹے وا افسوس کہ بہنوں سے چھوٹے ۔ اے کاش ہمیں ہم بھی مر گئے ہوتے اور یہ حال پُرملال
اپنی آنکھوں سے نہ دیکھتے الحاصل اسکے بعد لاش ماہ سیما پر سکندر رستم خو کی یہی حالت ہوئی کیونکہ یہی محرم
تھے جسوقت لاش اپنی آغوش میں لیکر قبر میں رکھی ہے تو خود بھی بیہوش ہو گئے اب صاحبقران اعظم منتظر
ہیں کہ اب سکندر نکلتے ہیں اب نکلتے ہیں مگر وہاں ہوش کسکو ہے جو قبر سے باہر آئے جب دیر ہوئی تو
صاحبقران اعظم نے آواز دی کہ اے فرزند کیا کر رہے ہو اگر دفنا چکے ہو تو قبر سے باہر آ کر رو دیکھو رونے کا
نہیں ہے اسکی بھی روح بے چین ہوگی غرضکہ ہر چند پکارا کوئی جواب نہ پایا تو قریب آ کے دیکھا کہ سکندر
کا سر دیوار قبر پر رکھا ہے اور بیہوش ہیں صاحبقران اعظم نے جھک کر بمشکل سکندر رستم خو کو قبر سے نکالا اور
باہر لائے قبر میں تختہ دے کر مٹی ڈالدی جب سکندر کو ہوش آیا تو بہنے کو قبر سے باہر دیکھا قریب تھا کہ صدمہ سے
روح نکل جائے مگر بسبب صاحبقران اعظم کے کچھ نہ کر سکے سب سے زیادہ ان لوگوں کے دفن
کے وقت لوگ روتے تھے اپنے اور بیگانے سبھی آبدیدہ تھے انتہا یہ تھی کہ جو دیو لشکر حریف کے بسبب خوف
جان کے مسلمان ہو گئے تھے اور انھوں نے شش ہو کے کلمہ پڑھا تھا وہ تک رو رہے تھے غرضکہ جب ان
سبھوں کے دفن سے فراغ حاصل ہوا اور نشان ان قبروں کے بن گئے تو عمارت مقابر کے بننے کی تدبیر
کی گئی بیچ میں قبر جناب سلیمان ہے اور ہر چہار طرف لاشیں ان پریان تمام قاف کی دفن کی گئیں جتنے دنوں میں
مقبرے تیار ہوئے اتنے دنوں تک ان لوگوں نے یہاں قیام کیا اور صف ماتم بھی رکھی جسوقت تیجہ چالیسواں
وغیرہ ان سبکا ہو گیا تو اب کوچ کر کے جانب گلستان ارم روانہ ہوئے یہاں آ کر داخل قلعہ ہوئے دو چار آدمی
یہاں تھے انسے دریافت کر کے قبر ملکہ آسمان پری پر آئے فاتحہ پڑھا اور بہت روئے صاحبقران
کوچک نے اپنی حالت بہت خراب کی اور صاحبقران اعظم نے سر اپنا سنگ تربت پر دے مارا کہ سر فگار
ہوگیا اور خون جاری ہوا سکندر رستم خان دونوں کو بھی سنبھالے ہوئے ہیں اور خود بھی روتے جاتے ہیں
کہ اگر آپ اپنی بھی حالت خراب کر لیجئے تو یہاں ہمارا کون ہے آپ ہمیں سمجھائیے نہ کہ ہم

اگرچہ سمجھ مین برائے خدا آپ قلعہ مین تشریف لیچلئے اور وہان کا انتظام کیجئے غرضکہ بمشکل انکو سمجھا بجھا کر قلعہ
مین لائے لیکن عجب طرح کا سناٹا دہو ہر چھایا ہوا تھا تمام قلعہ چھوڑ رہا تھا راتون کو اٹھ اٹھ کر یہ لوگ رویا
کرتے تھے نیند آنکھون سے گئی تھی چین نہ پڑتا تھا شمس جنی پسر عبد الرحمن جنی نے خیال کیا کہ اگر یہ لوگ یہان رہینگے
تو ہلاک ہو جائینگے اب کسی صورت سے انکو ایسے مقام پر بھیجنا چاہیے کہ دل لگا رہے آخرش انہون نے عرض کی کہ حضور یہ وہ
مقام ہے کہ جہان دنیا کے غم غلط ہوتے تھے یہان کی آراستگی تمام پردہ قاف سے زیادہ تھی لیکن اب یہ مقام مقام ہو
گیا ہے رہنے کے قابل نہین رہا میری رائے یہ ہے کہ حضور سفر کرین اور چند روز کیواسطے پردۂ دنیا کی طرف تشریف
لیجائین کہ وہان عزیز کیسے ہین انسے ملیے اور غم غلط کیجیے اسلیے کہ جسقدر غم پیدا ہوگا رفع ہو جائیگا مین کی پروا
ضرور ہو گی خواہ کسی حالت سے ہو چلے پھر سے ہو ایڑیان رگڑتے ہو لہذا جہانتک ممکن ہو اپنی بہتری کی کوشش
کرنا چاہیے چونکہ سکندر رستم خو کا منشا دلی یہی تھا کہ اب پردۂ دنیا کی طرف جائین انہون نے اس رائے کو بہت
پسند کیا اور صاحبقران اعظم سے دست بستہ عرض کی کہ حضور شمس جنی کی رائے نہایت مناسب ہے مین بھی انکی
رائے کو پسند کرتا ہون اگر آپ یہان رہینگے تو ہر وقت ان عزیزون کی تصویرین پیش نظر رہینگی جنکو پیچھے ہاتھ سے
زہر کا پیالہ پلایا ہے اور خاک مین ملایا ہے اور اگر تشریف لیچلیے گا تو ضرور غم غلط ہوگا صاحبقران اعظم نے فرمایا کہ اے
فرزند میرا بھی جی چاہتا ہے کہ یہان سے چلکر تمھارے دادا ایرج نوجوان سے ملون مگر یہ معلوم نہین کہ ان لوگون
کے لشکر کہان ہین بدیع الملک کے دیکھنے کو بھی جی چاہتا ہے سنا ہے کہ انہنے بڑے بڑے کارنمایان کیے ہین یہانتک
کہ حمزۂ ثانی انکو بنا کے صاحبقرانی سپرد کر گئے سکندر رستم خو نے عرض کی کہ سنا ہے بدیع الملک تو فتح طلسم
نہ طاق کے واسطے روانہ ہوئے ہین کیا عجب ہے کہ اب راستے لگ گئے ہون اور دادا صاحب و والد ماجد یعنی شہریار عالیجاہ
اور چچا صاحب یعنی رستم ثانی نامدار و برادر عالیقدر یعنی سہراب ثانی ان سبکو ہمراہ لیے ہوئے نقابین چہرہ پر
ڈالے ہوئے جانب طلسم نہ طاق روانہ ہوئے ہین لیکن اول انکی حالت کو دیکھتے ہوئے جائینگے جہان جمشید
آفتاب پرست نے تباہی ڈالی ہے اور جن ملکون کو جلایا ہے انہین پھر سے آباد کرتے ہوئے نہ طاق ہی کی
سمت روانہ ہونگے ابھی یہ نہین معلوم کہ کس مقام پر ہین صاحبقران اعظم نے فرمایا کہ یہ جمشید
آفتاب پرست کا نام تو کبھی سنا نہ تھا یہ کون ملعون ہے سکندر رستم خو نے عرض کی کہ کوئی کافر ہے کہ دعوی
خداوندی رکھتا ہے اور نقاب چہرہ پر ڈالے رہتا ہے ساتھ اسکے ایک آفتاب ہے جس ملک کو جلانا منظور ہوتا ہے اسپر وہ
آفتاب روشنی اپنی ڈالتا ہے پر تو اسی آفتاب کا آگ کا کام کرتا ہے اور تمام دیہات کو پھونک دیتا ہے صاحبقران
اعظم نے کہا کہ پھر کہان چلے چلوگے سکندر رستم خو نے عرض کی کہ میری تو یہ رائے ہے کہ نہ طاق ہی کی طرف چلیے کیونکہ
سب اسی جگہ آئینگے وہین سب سے ملاقات بھی ہو جائیگی صاحبقران اعظم نے فرمایا جو تمھاری خوشی جہان
کہو وہان چلون اب سکندر رستم خو نے عرض کی کہ مین دست بستہ حضور سے ایک عرض کرتا ہون ہر چند کہ یہ بھی
گستاخی ہے مگر مجبور ہون وہ یہ ہے کہ ظاہر بظاہر چلنے مین کوئی لطف نہین ہے اسلیے کہ جسوقت حضور کو لوگ دیکھینگے
ضرور پہچان لینگے تو میری یہ خواہش ہے کہ نقابین چہرہ پر ڈالیے اور یہ خفتان جو طلسم زرنگ سے ہاتھ آئی ہین یہ زیب
جسم فرمائیے اور ہر جگہ یاقوت لگا ہوا لیکر فوج کو بھی تبدیل کرکے جانب پردۂ دنیا تشریف لیچلیے صاحبقران
اعظم کو یہ سنکر تردد ہوا اور فرمایا کہ اے فرزند ہر چند کہ ہم تم سب ایک ہی ہین کیا چھوٹے کیا بڑے سب ایک ہی دریا
کے موتی ہین آبرو سب کی برابر ہے مگر پھر بھی برائے نام دو گروہ ہو گئے ہین ایک صف دست راست کی ہے دوسری

صفت دست چپ کی ہو تمہارے باپ دادا بھی تھے لیکن ملکشاہ رومی تک دست چپ کے بیٹھنے والے ہیں
اور یہ بھائی تمہارا صاحبقران کوچک اور اسکے باپ دادا یعنی سلیمان ثانی اور عجیل باہر و یہ سب دست چپی ہیں
انکو یہ پوشاکین اور لباس پہننے میں کوئی تامل نہوگا کیونکہ رنگ خفتانوں کے سرخ ہیں اور یہی بانا ان لوگون
کا ہے لیکن میں اس رنگ کو اختیار نہیں کرسکتا اسواسطے کہ ایک تو یہ رنگ شادی کا ہے اور خوشی کے سامان سے یہ
مخصوص ہے اور میں مبتلای رنج ہوں مجھے لباس ماتمی پہننا چاہیے دوسرے یہ کہ جسوقت یہ حال کھلے گا اور
لوگ مجھے دیکھیں گے تو طعنہ زن ہونگے تو کیا تمھے اس بڑھاپے میں جنبو آگئے ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ میں
لباس سیاہ پہنوں اور نقاب سیاہ چہرہ پر ڈالوں کیونکہ صاحب ماتم ہوں اگر اس صورت سے میرا چلنا
اپنے ہمراہی میں پسند کرو تو کیا مضائقہ ہے سکندر رستم خو نے عرض کی کہ حضور یہ مقصد میرا بھی نہ تھا کہ
آپ لباس سرخ اختیار کریں کیونکہ مجھے معلوم ہو چکا ہے کہ حضور دست راست والوں سے خصوصیت
خاص رکھتے ہیں اور ان دونوں گروہوں میں ہمیشہ سے چشمک چلی آتی ہے اور یہ زمانہ تو وہ ہے کہ وہ چشمک انتہا
کو پہونچ گئی ہے دیکھیے انجام اسکا کیا ہوتا ہے اور ان سب خرابیوں کی بنا حمزہ ثانی ڈال گئے نوبت بدیع الملک
کو صاحبقرانی دیجانے تک نوبت ہوئی اور جو لوگ کنارہ کشی اختیار کرتے تو مجھے یہ منظور نہیں کہ
آپ اس لباس کو اختیار کیجیے صرف اتنا چاہتا ہوں کہ کسی پردہ میں پوشیدہ ہو کر چلنا چاہیے
اسواسطے کہ اولاد صاحبقران میں سے کسی نے بغیر زور آزمائی کے اپنے کو ظاہر نہیں
کیا پھر میں بغیر مقابلہ کیے ہوئے کسطرح سے بے نقاب چلا جاؤں مجھے کون کہا جائے گا کہ یہ
کون شخص ہے اور کس درجہ کا ہے اور جب کلابلا لڑیں گے تو ہر ایک سر نہ اٹھا سکے گا صاحبقران
اعظم نے دعا کہ بہتر اور پوشاک سیاہ منگا کر زیب جسم فرمائی اور نقاب سیاہ چہرہ پر ڈالی اور ہاتھ
اٹھا کر دعا کی کہ خداوندا یہ سفر میرا مجھے منزل مقصود تک پہونچا دے اور قافلہ رہروان عدم سے
ملادے کہ اب لطف زندگی باقی نہیں رہا بلکہ یہی پوشاک ہمارے کفن ہو کہ جسوقت میں اپنے
بھائیوں سے ملوں تو انکو بھی معلوم ہو کہ اسنے ہماری ماتمداری کی تھی اور تاب
مفارقت نہ لاسکا انھی حالت سے بہت جلد ہم سے مل گیا خیر خواہوں نے عرض کی کہ خدا انکو
اب ایسی باتیں آپ بار بار نہ فرمائیں کہ دل بیٹھا جاتا ہے پھر خداوند کریم آپکو پردہ دنیا سے صحیح
و سالم لائے اور آپ اگر یہ کوہ قاف کو آباد کیجیے فرمایا کہ نہیں اب قاف میں آنے کا تو قصد
بھی نہیں ہے اگر حیات نے وفا کی تو اسیری سے بدیع الملک وغیرہ سے ملکر سب عزیزوں
کو دیکھکر خانہ کعبہ جانے کا قصد ہے کہ وہاں جاکر زیارت خانہ کعبہ سے بھی مشرف ہونگا اور
والد ماجد کی قدمبوسی بھی حاصل ہوگی اور برادر بجان برابر یعنی امیر ثانی سے بھی ملینگے
اور باقی عمر وہیں بسر کر دینگے اب بیان کسکے واسطے اٹھینگے ادھر صاحبقران کوچک اور سکندر
رستم خو نے سرخ پوشاکیں پہنیں اور سرخ نقابیں چہرہ پر ڈالیں فوج کو بھی سرخ پوش کیا اور
نقابیں ان لوگوں کے چہروں پر بھی ڈالیں اب بارگاہ یاقوت نگار نکالی گئی اور اسپ طلسمی حاضر
ہوا اسکندر رستم خو نے اسلحہ طلسمی زیب تن فرمایا اور دیوان قاف کو طلب کرکے حکم دیا کہ تم سب بصورت
انسان ہو اور اٹھا بارگاہ یاقوت نگار جبکہ سوار اسپ او ... سلام کی طرف سے پردہ دنیا کی طرف

چلو مگر خبردار کسی انسان کو تکلیف نہ پہونچانا انھون نے عرض کیا کہ کیا مجال ہی ہماری جو کسیکو ایذا پہونچا ئین
اب تین لاکھ کا لشکر تباہ ہوا دیو دن سے صورتین اپنی انسانون کی بنا ئین اور اطال بارگاہ یاقوت نگار کا
لیکر چلے اب پھر یہ تینون سردار یعنے سکندر رستم زادہ صاحبقران اعظم اور صاحبقران کو جک قبرستان
کے طرف آئے اور سب قبرونپر فاتحہ پڑھا ایک ایک سے رخصت ہوئے آج بھی ایک قیامت بپا تھی
برپا ہوئی تھی اسواسطے کہ صاحبقران اعظم اور صاحبقران کو جک کو اب گلستان ارم مین پھر آنے کی
امید نہین ہو گی گو اوراہ ہی نہین ہی اگر اسوقت کی نوحہ وزاری بیان کی جاسے تو ایک دفتر سے کم نہوگا لہذا
بنظر اختصار ترک کیا جاتا ہی غرضکہ یہ عمز دگان قبرون سے رخصت ہوسے اور بجانب بر دودنیا روانہ ہوگئے
اب انکو راہ مین چھوڑا جاتا ہی انکا حال آئندہ حوالہ کلک سوانح رقم کیا جاسے گا

اب اس مقام سے داستان ضلالت عنوان برجیس آفتاب پرست کی اور طلب جلاوہ داماد سمندر جادو کی بیان کیجاتی ہی

وقائع نگاران قصہ تباہی داستان و نولیسان حکایت پر کتابی اس مقام سے یہ بیان کرتے ہین کہ جسوقت
برجیس آفتاب پرست مع فوج گران و پہلوانان وافسون گران قریب ملک سمندریہ سے پہونچکر خیمہ زن
ہوا اور خبر سہراب جادو نہو ہوئی کہ ایک گرنابکار مالک خدا پرستون کا جلاتا ہوا یہانتک پہونچا ہی اور داب بس
ملک کی بادی ہی جبل اسلئے کہ کوئی پیام برجیس آفتاب پرست کا سہراب جادو تک پہونچے اس نے
پہلے ہی سے ایک نامہ بنام بادشاہ لشکر اسلام روانہ کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ ای شہنشاہ جہان واہ اور بس
معلوم بان یہ ملک حضور نے اسلام آباد کیا تھا اور ابھی تھوڑا ہی زمانہ ہوا ہی کہ یہ مقام ظلمت کفر سے پاک
ہوا ہی لیکن بہت جلد اسکی تباہی کا زمانہ آگیا ہی کہ برجیس آفتاب پرست سے پرجاتی کی ہی اگر حضور خبر
نہ لین گے تو یقین ہی کہ یہ ملک بہت جلد برباد ہوجائے گا کیونکہ برجیس کا مسجد کوئی نہین ہی سنا گیا ہی کہ بہت
بڑے بڑے ساحر اسکے مقابلے مین مارے گئے اور کوئی سر بر نہو سکا لہذا حضور اپنے غلامون کی خبر لین
آئندہ اختیار ہی جسوقت یہ عرضی خدمت بادشاہ اسلام مین پہونچی اور ملاحظہ شاہ اسلام سے گذری بادشاہ اسلام نہایت
پریشان ہوسے کہ کسکو بھیجون کیونکہ سب سرداران نامی مع شاہزادہ بدیع الملک کے طلسم نہاق کو گئے
ہوسے ہین اور جو لوگ یہان موجود ہین وہ محافظت بارگاہ و رسالہ صاحبقرانی سے وسکتے ہین مجبوراً جواب نامہ کا یہ
تحریر کیا کہ ای سہراب جادو تجنے اس وقت پر مدد طلب کی ہی جبکہ ہم خود مبتلا سے بلا ہو رہے ہین شاہزادہ
بدیع الملک مع جلادت ہمزادگان براسے فتح نہاق گئے ہوسے ہین اور ہم بھی مقابلہ کفار یا بان نہاق
مین مقیم ہین لہذا جو تجسے ہوسکے وہ کر وجیسا مناسب وقت جانو یہ نامہ جو سہراب جادو کو پہونچا سہراب جادو
نہایت پریشان ہوا اس انتار مین ایک نامہ برجیس آفتاب پرست کا بھی آیا مضمون اسکا یہ تھا کہ ای سہراب جادو
مین نے سنا ہی کہ تجنے دین قدیم اپنا ترک کیا اور مذہب اسلام اختیار کیا لہذا تمکو ہدایت کی جاتی ہی کہ جسطرح
خدا پرستون کے ملاحظین مین ہر مذہب سوا خدا پرستی کے باطل ہی اور یہی مذہب برحق ہی اسیطرح ہمارے
نزدیک یہ مذہب درست ہے لہذا تمکو چاہیے کہ اس دین کو ترک کرو اور دین آفتاب پرستی
اختیار کرو ورنہ یہ یاد رکھنا کہ ایک ہی روز مین تمام ملک پھونک دونگا ایک ذیحیات کو زندہ نچھوڑونگا
سہراب جادو نے یہ جواب تحریر کیا کہ ای برجیس آفتاب پرست مین تجسے چالیس یوم کی مہلت طلب

کرتا ہوں بعد اس زمانہ کے گذر جانے کے بعد یا تو دین تمہارا اختیار کر لونگا یا مقابلہ کرونگا اور اگر دونون امر دل مین نہ آئے
کوئی امر مین اختیار نکرون تمہین اختیار ہے جو چاہے قتل کرنا چاہے جلا دینا برجیس آفتاب پرست نے یہ
دیکھکر سہراب جادو کو مہلت دی اب سہراب جادو نے غور کرنا شروع کی کہ کیا انتظام کرون جو ایمان بھی سلامت
رہے اور جان و مال بھی بچے سوچتے سوچتے اسی مہتر لک لک پا عیار کا خیال آیا کہ وہ میرا دوست قدیم ہے اس سے
حال زار اپنا بیان کرنا چاہیے شاید اسکی مدد سے کوئی کام نکل آئے یہ سوچکر دریافت کیا کہ بالفعل مہتر لک لک
پا کس مقام پر مقیم ہے لوگ برائے دریافت حال روانہ ہوئے یہ وہ عیار طرار ہے جسکو یہ دعوی تھا کہ مہر سپہر
عیاری کو بھی مجھسے سامنا پڑے تو معلوم ہو کہ کوئی اور عیار بھی سوا ہمارے دنیا مین ہے یہ عیار سہراب جادو کا
نہایت دوست ہے جسوقت شادی سہراب جادو کی دختر سمندر جادو کے ساتھ نہین ہوئی تھی اور اس نے عشق
اپنا مہتر لک لک پا سے بیان کیا تھا تو مہتر لک لک پا نے سمندر جادو سے بیان کیا تھا کہ سہراب جادو
آپکی دختر نیک اختر پر عاشق ہے لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شادی اسکی سہراب جادو کے ساتھ کر دیجیے یہ سنکر
سمندر جادو نہایت برہم ہوا تھا اور مہتر لک لک پا کو بہت ذلیل کیا تھا کلمات خشونت بھی کہے تھے اور زجر
زد و کوب کی تھی اور مقید کیا تھا چونکہ مہتر لک لک پا بجمعیت ذی عزت تھا اور زبردست تھا لوگون نے
بادشاہ سمندریہ سے کہی اور کہا کہ یہ آپنے اچھا نکیا جو مہتر لک لک کو ذلیل کیا یہ آپکا بہت بڑا مددگار ہے
جسوقت عیاران لشکر اسلام اس ملک مین آئے تو مہتر لک لک پا کیوجہ سے قابو نہ لگا نہ چلنے پاتا اور
بدیع الملک اسکے ہاتھ سے بہت ترک اٹھاتے آپنے اس عیار سے ناحق بگاڑی اگر آپسے ایک پیغام آپکو
دیا تو یہ کوئی ایسا جرم نہ تھا جسکا یہ عوض آپنے کیا اب بھی اسے رہا کر دیجیے یہ سنکر سمندر جادو نے پشیمان
ہو کر مہتر لک لک پا کو قید سے رہا کیا تھا اور خلعت دیکر رخصت کیا تھا چونکہ مہتر لک لک پا مرد غیور تھا
ایسی ذلت اٹھانے کے بعد کسیطرح رہنا اس ملک مین پسند نکیا اور کوچ کر کے طرف شہر مغروریہ کے
چلا گیا یہ خبر بادشاہ ملک مغروریہ کو ہوئی مغرور علمنداز نے مہتر لک لک پا کو بلا لیا اور ماجرا اسکا پوچھا
جسوقت مہتر لک لک پا نے بیان کیا تو مغرور علمنداز کو نہایت رنج ہوا اور کہا کہ مین سمندر جادو پر
لشکرکشی کرتا ہون اُسے گرفتار کر کے آپکے حوالہ کرونگا جب اُسنے آپکو ذلیل کیا تو آپ بھی اسکو ذلیل
کیجیے مہتر لک لک پا نے اسکا یہ جواب دیا کہ اب مجھے بادشاہ سے آنکھ چار کرنا منظور نہین ہے نہ سمندریہ
مین بود و باش اختیار کرنا ہے لہذا آپ کیون میری وجہ سے اتنے بڑے بادشاہ کو اپنا دشمن بنائیے مغرور
علمنداز خاموش ہو رہا تھا لوگون نے پتہ لگایا اور سہراب جادو سے آکر بیان کیا کہ مہتر لک لک پا
شہر مغروریہ مین ہے پس سہراب جادو چند رفیقون کو اپنے ساتھ لیکر ملک مغروریہ کی جانب روانہ ہوا جسوقت
ملک مغروریہ مین پہونچا اور خبر مہتر لک لک پا کو ہوئی تو یہ برائے استقبال آیا اور سہراب جادو کو اپنے
مکان پر لایا سبب آنیکا دریافت کیا سہراب جادو نے اول حال سمندر جادو کے شکست کھا کر بھاگ جانے کا اور
طلسم گوہر مین مار جانے کا بیان کیا بعد اسکے اپنے عقد کی خبر دی مہتر لک لک پا نے کہا کہ مبارک ہو
مگر یہ تو بتائیے کہ یہ عقد کس صورت سے ہوا سہراب جادو نے عنایت شاہزادہ بدیع الملک کی
اور عقد ہونا دختر سمندر جادو سے بیان کیا اور کہا کہ اب مین اُس ملک کا بادشاہ ہون لیکن بیان
تھوڑے سامان سے آیا ہون کہ تمکو تکلیف دون مہتر لک لک پا نے خیریت پوچھی

اور کہا کہ میں آپکو پریشان سا پاتا ہوں باوجودیکہ آپ کی سب امیدیں بر آئیں بلکہ امید سے زیادہ ہوا لخت جگر
سمندر کی دختر سے عقد کر لیکی تھی وہ بھی ہوا اور آپ بادشاہ بھی ہو گئے پھر اب کیا پریشانی کا باعث ہے اب سہراب جادو
نے شروع بر جبیس آفتاب پرست کی سب کیفیت اور ملک سمندر پر اُسکی لشکرکشی اور اپنا مہلت طلب کرنا
اور بادشاہ اسلام کیطرف سے جواب بعد ملاحظہ کے آنا بیان کیا یہ سنکر مہتر لک لک پا نے بہت تسلی دی
اور کہا کہ آپ اسی جگہ ٹھہریں میں جا کر بادشاہ سے بیان کرتا ہوں اگر وہ کمک پر راضی ہوا اور بعزت و احترام آپکو
طلب کیا تو آپ تشریف لائیے گا ورنہ وہاں جانے کی کیا ضرورت ہے بقول شاعر؎ بے نیاز حسن گر یوسف ثانی ہو تو
کیا ہے۔ جو بندہ نوازی کرے دل اُسپہ فدا ہے۔ یہ کہکر اُسنے سہراب جادو کو اپنے مکان پر چھوڑا اور آپ
خدمت مغرور بلند آواز میں روانہ ہوا چونکہ خلاف وقت یہ جانا ہوا تو دفعتاً اُسکے جانیکا نہیں تھا بادشاہ نہایت متعجب
ہوا اور پوچھا ای مہتر لک لک پا اسوقت تمھارے آنیکا کیا سبب مہتر لک لک پا نے عرض کی کہ حضور
کو یاد ہو گا جب میں آپکے ملک میں وارد ہوا ہوں تو آپنے میرے ساتھ کسقدر رعایت فرمائی ہے اور کیسی شفقت
میرے حال پر کی ہے کہ مقابلہ سمندر جادو پر کمر باندھی لیکن میں نے آپکو تکلیف دینا پسند نہیں کیا تھا مگر اب وہ وقت
آیا ہے کہ میں خود التماس کرتا ہوں اور آپ فریادرسی کیجیے بادشاہ نے کہا جلد بیان کرو میں آپسے اسیطرح
موجود ہوں کیا سمندر جادو کا کوئی پیغام تمھارے پاس آیا ہے مہتر لک لک پا نے عرض کی کہ نہیں یہ امر نہیں
ہے بلکہ سمندر جادو تو مارا گیا اور وہی میرا دوست سہراب جادو سمندر جادو کا داماد بھی ہوا اور ملک تخت و تاج
بھی ہوا مغرور بلند آواز نے کہا کہ یہ کیونکر ہوا جبکہ سمندر جادو کو اسقدر اُس سے کراہیت تھی کہ صرف پیغام
دینے پر اُسکو اُسنے ذلیل کیا تھا کیا سہراب جادو نے کسی فریب سے اُسکو مارا مہتر لک لک پا نے کہا کہ
جی نہیں یہ کچھ نہیں ہوا بلکہ خدا پرستوں نے سمندر پر چڑھائی کی اور سمندر جادو کو مار کر سہراب جادو کو
تخت نشین کیا اور دختر سمندر جادو کا عقد سہراب جادو کے ساتھ کر دیا اور اب خدا پرست طلسم شناق پر گئے
ہوئے ہیں یہاں بر جبیس آفتاب پرست نے لشکرکشی کی ہے سہراب جادو پریشان ہو کر برائے طلب
مدد آپکے پاس آیا ہے مغرور بلند آواز نے کہا کہ کیا خدا پرستوں نے اُسکی مدد نہیں کی سنا تو یہ ہے کہ خدا پرست
اپنے ہم مذہب کی نہایت طرفداری کرتے ہیں اور نہایت بہادر ہیں بڑے بڑے طلسم اُنھوں نے توڑے
صدہا ملک فتح کیے ہیں پہلوانان عالم اُنکے نام سے تھرّاتے ہیں مہتر لک لک پا نے کہا کہ خدا پرست خود
مبتلائے بلا ہو رہے ہیں تو دوسروں کی خبر کون لے اور اگر ایسا ہوتا تو آپسے کیوں مدد طلب کرتے مناسب وقت یہی
معلوم ہوتا ہے کہ اُسکی مدد کیجیے اگرچہ وہ غیر مذہب ہے تاہم آپکے پاس ایک امید پر آیا ہے اُسے مایوس نہ کرنا چاہیے
مغرور بلند آواز نے کہا کہ سہراب جادو کہاں مقیم ہے مہتر لک لک پا نے عرض کی کہ میرے مکان پر تشریف
رکھتے ہیں بس اُسیوقت مغرور بلند آواز نے چند امرا و وزرا کو برائے استقبال روانہ کیا ارکین دولت سے گئے
اور سہراب کو نہایت عزت سے ساتھ پاس مغرور بلند آواز کے لائے مغرور بلند آواز نے سہراب جادو
کو اپنے برابر بٹھایا اور حال پوچھا سہراب جادو نے جو تھی سب کیفیت بیان کی مغرور بلند آواز نے
بھی بہت تسکین دی کہ خداوند ساحری و جمشید نے مجھے وہ آواز عنایت فرمائی ہے کہ اور کوئی سردار میرے
مقابلے میں آیا خواہ وہ کیسا ہی قوی تن اور قوی بدن ہو لیکن تاب میرے نعرہ کی نہیں لاتا ہزار ہزار حریفوں کے
سیر النفر ہے کہ ادھر میں نے نعرہ مارا اور انسان کا کلیجا پھٹ گیا اور تڑپ کر مر گیا اور اگر مجھکو یہ خوف ہے کہ حریف جگ

ہو تو میرے ملک میں ایک ایسی ساحرہ رہتی ہو کہ جسکا مثل و نظیر نہیں ہو نام اُسکا مبہوت آئینہ رو ہو اُسنے اپنے
زور سحر سے ایک آئینہ تیار کیا ہو کہ وہ عجب دھنگ رکھتا ہو جسوقت کوئی اُس سے مقابلہ کرتا ہو اور مبہوت آئینہ رو
آئینہ پیش کرتی ہو تو نظر پڑنے سے انسان کو جنون سا ہو جاتا ہو خواہ ساحر ہو یا غیر ساحر میں نے خود دیکھا ہو کہ
کیسے کیسے بڑے جادوگروں نے اُس آئینہ پر کیے مگر کچھ نہو سکا بلکہ وہ خود ہی مجنون ہو کر مطیع ہوے اور مبہوت آئینہ رو نے
جو کام چاہا اُن سے لیا حتی کہ اگر مبہوت نے کہا کہ اپنے اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالو تو بھی حرف عذر نہیں کرتا کوئی ساحر
بھلا اُس سے کیا مقابلہ کرسکتا ہو وہ ساحرہ نام سامری و جمشید کو زندہ کیے ہوئے ہو میری یہ راے ہو کہ چلکر
اُس سے بھی یہ حال بیان کرنا چاہیے اور اُسے بھی شریک کرنا چاہیے اور یقین ہو کہ وہ کہنا میرا مان لیگی اسلیے
کہ میں نے نصف ملک اپنا اُسکو دیدیا ہو نصف ملک میں میں سلطنت کرتا ہوں اور نصف ملک میں وہ حکمرانی کرتی
ہو سہراب جادو نے کہا کہ جو آپ مناسب جانیں وہ کریں مگر جان میری اس آفت سے بچائیں ہر چند کہ میں
خدا پرست ہوں اور آپ سامری پرست ہیں اگر مجھسے ہمدردی مذہبی نہیں ہو تو ہمدردی انسانی ضرور ہو اور ہر ملت و
مذہب میں بیکس کی اعانت کرنا فرض ہو اور کار ثواب سمجھا جاتا ہو بادشاہ نے سہراب جادو کی بہت تسلی
فرمائی وہ روز نہایت تکلف سے دعوت کی اور ایک رقعہ شوقیہ بنام مبہوت آئینہ رو تحریر کرکے روانہ کیا مضمون
یہ تھا کہ آپسے ایک کام ضروری ہو لہذا پورے اہتمام سے تشریف لانیے کا جسوقت یہ رقعہ مبہوت آئینہ رو کو پہونچا
یہ فورًا ساٹھ ستر ساحران نامدار کو اپنے ہمراہ لیکر خدمت مغرور بلند آواز میں حاضر ہوئی اور پوچھا کہ مجھے آپنے
کسواسطے طلب کیا ہو مغرور بلند آواز نے سہراب جادو کو مبہوت سے ملایا اور کہا کہ اے مبہوت جادو یہ
طالب امداد ہیں اور بادشاہ ملک سمندریہ ہیں انکے ملک پر برجیس آفتاب پرست نے چڑھائی کی ہو اور اُسکا
جبر و ظلم نہایت مشہور ہو کہ صدہا ملک اُس نے تاخت و تاراج کر دیے لہذا ایسے وقت میں امداد سہراب جادو
کی واجب و لازم ہو یہ سنکر مبہوت آئینہ رو نے کہا کہ وہ شخص ایک بلاے مبرم ہے اُسکا مقابلہ کرنا امر آسان
نہیں ہو مگر ایک تو آپکا ارشاد کسیطرح میں ٹال نہیں سکتی کہ آپ کی بدولت نصف ملک مغروریہ میں سلطنت کرتی
ہوں دوسرے یہ کہ فریادی کی اور بیکس کی اعانت کرنا بھی لازم ہو لاچار ہر طرح سے موجود ہوں
آپ اب یہ فرمائیے کہ کب تشریف لیجلیے گا مغرور بلند آواز نے سہراب جادو سے پوچھا کہ آپ فرمائیے
سہراب جادو نے کہا کہ جسقدر جلد تشریف لیجلیے اُسیقدر مناسب ہو کیونکہ میں نے چالیس روز کی مہلت لی
ہو جسمیں صرف پندرہ باقی ہیں مغرور بلند آواز نے کہا کہ بس کل کوچ کردیجیے غرضکہ وہ دن مبہوت آئینہ رو اور
سہراب جادو کی دعوت و ضیافت میں گذرا اور دوسرے روز مبہوت آئینہ رو نے اپنے سپہسالار
کو طلب کیا کہ نام اُسکا سہر لشتی جادو تھا اُس سے کہا کہ فوج کو لیکر سمندریہ کیطرف روانہ ہو بعد تمہارے ہم بھی
آتے ہیں اور مغرور بلند آواز نے اپنی فوج کو بھی کوچ کا حکم دیا اول یہ دونوں فوجیں روانہ ہوئیں اور بعد اُن کے
خود مغرور بلند آواز مع مبہوت آئینہ رو و تمام لشکر ہمراہ سہراب جادو کے روانہ ہوا اور بعد
طی مراحل و قطع منازل یہ سب مع لشکر ملک سمندریہ میں داخل ہوے جسوقت اراکین دولت کو یہ خبر پہونچی
کہ بادشاہ ہمارا اپنے مددگاروں کو لیکر آگیا تو یہ سب واسطے استقبال کے آئے اور سہراب جادو کو مع مہمانوں
سمیت لیکر داخل شہر کیے اہل شہر اپنے بادشاہ کے آنے سے نہایت خوش و مسرور ہوئے اور جشن خوشی کی جسمیں
سلامیاں چلیں سہراب جادو نے سبکو نہایت عزت کے ساتھ ٹھہرایا اور دعوت و ضیافت میں مصروف ہوا

اب یہ خبر برجیس آفتاب پرست کو ہوئی کہ سہراب جادو اپنی کمک لیکر آگیا معزور بلند آواز بادشاہ ملک
معزور ہے اور ملکہ مبہوت آئینہ رو ساحرہ زبردست بھی اسکے شریک ہو گئے ہیں اور اسے یہ خیال پیدا
ہوا کہ اب سہراب جادو ضرور لڑیگا اور مقابلہ بھی سخت پڑیگا اسلیے اور ایک نامہ سہراب جادو
کو لکھا کہ اب تمہارا کیا ارادہ ہے لڑو گے یا اطاعت قبول کرو گے دونوں میں جو امر منظور ہو اس سے آگاہ
کرو خاتمہ پر یہ بھی لکھ دیا تھا کہ ای سہراب اتنا سمجھ لو کہ دوسروں کے بھروسے پر کام نہیں چلتا برے وقت کا
کوئی شریک نہیں ہوتا ہے یہ لوگ جو تمہارے ساتھ بڑی بھاری سے آگئے ہیں یہی وقت پر نکل جائینگے اور
تمہاری جان مبتلائے بلا ہوگی اسوقت پھر ایک فریاد بھی تمہاری میں نہ سنونگا جواب اسکا جلد اور سمجھکر
لکھنا یہ نامہ ایک سردار لیکر داخل شہر سمندریہ ہوا جہاں جلسہ ہو رہا تھا صحبت رقص و سرود گرم تھی
دور جام شراب کا چل رہا تھا کہ نامہ برجیس آفتاب پرست کا سہراب جادو کو پہونچا سہراب جادو
نے اسی محفل نشاط میں نامہ کو باواز بلند پڑھا کہ مبہوت آئینہ رو اور معزور بلند آواز اور صفتر
لک لک پا نے سنا یہ تینوں مددگار اسکے نہایت برہم ہوئے اور کہا ای سہراب جادو جواب نامہ
کا دب کر نہ لکھنا تم کچھ خوف نکرو جیسا یہ ملعون خود دغا باز ہے ویسا ہی ہمکو بھی سمجھتا ہے ہم وہ نہیں ہیں
کہ گھڑی پر نکل جائیں سہراب جادو نے کہا آپ خود ہی تحریر کر دیجیے میں اپنے دستخط کر دونگا
ملکہ مبہوت آئینہ رو نے کہا کہ بہتر ہے اور قلم دوات لیکر پشت نامہ پر لفظ جنگ تحریر کر دی
اور ایک نامہ علیحدہ لکھکر نامہ دار کو دیدیا مضمون اسکا یہ تھا کہ جو کچھ تجھسے ہو سکے وہ کر بے شرم چلیے
دین و مذہب کی کچھ ندکر اگر ہماری قضا تیرے ہاتھ سے ہے تو مجبوری ہے ورنہ سارا دعوی خدائی کا
بھول جائیگا مبہوت کا آئینہ سحر آفتاب کی ساری قلعی کھول دیگا بہتر یہ ہے کہ تو اپنے ارادہ سے
باز رہ اس ملک سے دست بردار ہو ہم ہی سے تجھے سروکار ہوگا اس تو ڈھنگ لگیگا بہت جلن
اور اپنے مقام پر غور کر کے لکھ دے ایسا نہو کہ بعد کو پشیمان ہونا پڑے اور اس پشیمانی سے کچھ فائدہ نہ

اگر صلح خواہی نہ خواہیم جنگ		وگر جنگ جوئی نخواہیم درنگ

جسوقت نامہ دار نے یہ جواب نامہ کا برجیس آفتاب پرست کو دکھایا اور برجیس جواب نامہ سے
آگاہ ہوا بس نہایت برہم ہوا کہ مبہوت آئینہ پرست پر گھمنڈ کیے ہوئے ہے دیکھو تو کیا حال کرتا
ہوں اسکا کل ہی تمام ملک کو پھونک دونگا اسیوقت حکم دیا کہ طبل جنگی کل برباد ی ملک سمندریہ
کا زور ہے اسیوقت نقارہ زری پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی ہرکارے خبر لیکر
سہراب جادو کیطرف روانہ ہوئے یہاں بعد نامہ بھیجنے کے سہراب جادو و معزور بلند آواز
و مبہوت جادو و صفتر لک لک پا اپنے اپنے لشکر و ساز و سامان سے بیرون شہر آئے
اور خیمہ برپا کیا اتنے میں ہرکاروں نے آکر خبر طبل جنگ بجنے کی بیان کی سہراب جادو نے
بھی طبل جنگ بجوایا ادھر شہر سمندریہ میں جسوقت یہ خبر مشتہر ہوئی کہ فوج برجیس آفتاب پرست
میں طبل جنگ بجا ہے اور وہ نہایت برہم ہے کہتا ہے کہ [illegible] اس ملک کو [illegible] تمام کردیا برباد
کھلبلی مچی لوگ اپنے اپنے عیال کو لیکر شہر سے بھاگے جانے لگے بعضوں نے اپنے
جی میں یہ سوچا کہ دنیا کا تو رنگ یہی ہے آج اسکا زمانہ ہے کل اسکا دور ہے جسطرح

مذہب بت پرستی چھوڑ کے دین خدا پرستی برخت جان اختیار کر لیا تھا اسیطرح اب آفتاب پرستی اختیار کر لیں اسمیں قباحت ہی کیا ہو سے زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز ٭ یہ تقریر کر کے لشکر برجیس آفتاب پرست میں چلے گئے اور کفار کے شریک ہوئے بہت سے مستقل مزاج ایسے بھی تھے جنھوں نے دین اپنا ترک کرنا پسند نہ کیا ایسے وقت سخت میں بادشاہ کا ساتھ چھوڑا نظر بخدا سیکے ہو سے وہیں بیٹھے رہے یہان تو یہ تلاطم مچا ہوا ہو ادھر مبہوت جادو اور مغرور جادو اور مشتر لک اور سہراب جادو ایک ہی خیمہ میں مجتمع ہوئے اور باہم مشورت کرنیلگے کہ کل کیا کرنا چاہیے مبہوت آئینہ رو نے پوچھا کہ حریف مقابلہ کیا ہو اور برجیس کسطرح لڑتا ہو کونسا سحر اُسنے تیار کیا ہو تاکہ میں بھی اُسکا رد تیار کروں سہراب جادو نے بیان کیا کہ جسوقت صبح ہوگی تو آفتاب اصلی پوشیدہ رہیگا اور آفتاب سحر اسکا بلند ہوگا اُسکی حرارت اسقدر ہوگی کہ جہانتک پرتو آفتاب کا پہونچیگا وہ تمام مقام کرۂ نار ہو جائیگا اور زمین جلنے لگیگی کوئی ذیحیات کیا تاب رکھتا ہو شجر و حجر تک جلکر خاک ہو جاینگے یہ سنکر مبہوت جادو نے کہا بس تو آپلوگ اطمینان رکھیں امید تو یہی ہو کہ میں اُسکے مقابلہ میں سر برو ہوں گا قبل صبح ہم پوشیدہ ہو کر مقابلہ کرینگے اور اس آفتاب سحر کو گرفتار کر لیونگے اگر شاید ہم اس مقابلہ میں قتل ہو گئے اور عہدہ برآ نہو سکے تو پھر جو آپ لوگوں سے ہو سکے وہ کیجیو گا یہ کہکر اُٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے موم خانہ کیجانب روانہ ہوئے اور اگیاری وشمن کی سحر جگانے میں معروف ہوئے بخور و گل لوبان رائی سرسوں وغیرہ کا دشمن کیا اور وہ آئینہ جو اسکا ساختہ سحر تھا جیب سے نکالکر سامنے رکھا اور ہیروں کو دینے جلا کر کہا کہ کل سامنا اس شخص سے ہی جسکو دعوی خداوندی ہی تو کل برجیس کی ساری قلعی کھل جاے اور یہ دھوکے کی ٹٹی جو اُسنے تیار کی ہو اُسکا پردہ فاش ہو جاے اور خیا خاطر میرا دفع ہو یا مجھے دست بردار ہو جاؤ کہ ہم مقابلہ برجیس آفتاب پرست سے منہ نموڑ سکیں چاہے جسطرح چاہے جیسے ہو تو اپنا سحر جگانے میں معروف ہی اور تمام شہر سمندر میں ایک تہلکہ پڑا ہی لوگ متفکر میں چھپ رہے ہیں کہ نہ یہان تک تمازت آفتاب کی بہونچیگی نہ ہم ہلاک ہوں گے لیکن جو منچلے ہیں وہ نہایت اطمینان کے ساتھ رات بسر کر رہے ہیں ایک ایک کو سمجھا رہا ہو کہ بجا ہی اندیشہ ہو کہ وہ اچھے اُدہو ایک وزلیست سوا خداوند کریم کے کسی کے اختیار میں نہیں ہو اگر یہ ملعون ساحر زبردست ہی تو ہوے دشمن اگر قویست نگہبان قوی تراست ٭ نظر خدا پر رکھو جو گُشت ماروں کو سنوارنے والا ہی جسکے سامنے سب بیچ ہیں

اسی عالم میں رات تمام ہوئی وہ وقت آیا کہ	سنے ہر نے نعرے ستارے نہاں	چھپا نور میں جادۂ کہکشاں
موذنوں اذان سے ہوے بہرہ مند	ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند	مسیحا نفس تھی نسیم روان
اُٹھے رنگ سے لیکے انگڑائیان	رُخ شمع مائل بزردی ہوا	لباس فلک لاجوردی ہوا

دونوں لشکروں میں نقارے بجنے لگے سپاہیوں نے عزم مقابلہ کیا اور طرفین باندھیں ہتھیار لگانے ہر شخص اپنے ملت و مذہب کے موافق اطاعت پروردگار عالم سے فارغ ہوا اتنے میں تخت پر برجیس آفتاب پرست کا برآمد ہوا اور ایک آفتاب اسکے سر پر لہراتا ہوا نمودار ہوا ادھر ملکہ مبہوت آئینہ رو صورت قمری کی بنکر دروازۂ شہر پناہ پر آکر بیٹھی اور تماشا دیکھنے لگی کہ برجیس کیا کرتا ہی دیکھا کہ برجیس آفتاب

سامنے آیا اور اُسنے آفتاب کیجانب دیکھکر آواز دی کہ ای نور خداوندی یہ لوگ مجھ سے سرکشی کرتے ہیں
اور آپکی قدرت کا انکار کرتے ہیں لہذا انکو سزا دیجیے اور خاک لبرکر دیجیے کہ دیکھیے سرکشونکا زندہ رہنا اچھا
نہیں بس یہ سننا تھا کہ آفتاب چمک کر شہر سمندریہ کیجانب چلا اور برجیس آفتاب پرست نے
سہراب جادو کو آواز دی کہ کہاں ہیں تمہارے حامی تُم اُنکو کہو کہ دیکھیں اب تمہارے سامنے
پہلے تمہارا ملک پھونک دونگا اُسکے بعد تم لوگ اگر نہ مانوگے تو تمہیں جلاکر خاک کر دونگا یہ سنکر
سہراب جادو نے نظر اپنے پروردگار کیطرف کی اور جناب باری میں عرض کی کہ خداوندا اگر اجل
ہماری آگئی ہی تو ہمیں کچھ عذر نہیں ہی جو تیری مرضی ہو وہی بہت خوب ہی لیکن ایک مرتبہ اپنی ایسی
قدرت نمائی کر کہ منکر اس ملعون کا حوصلہ پست ہوجائے ادھر تو یہ دعا کر رہا ہو اور اُدھر شہر سمندریہ میں
اک ہلچل ہورہی ہی ہر ایک آمادۂ مرگ دکھائی دیتا ہے قضا کھڑا ہوا ہی کہ اب ملک الموت آتے ہوں گے
اور قبض روح کرینگے عجب طرح کی مردنی چہرونپر چھائی ہوئی ہی لیکن جسوقت مبہوت آئینہ رو نے
دیکھا کہ آفتاب تھرتھراتا ہوا چلا آتا ہی اور جس مقام پر لو اپر تو اُسکا پڑتا ہو وہ جلنے لگتا ہی جس شجر
پر سایہ پڑجاتا ہی وہ خشک ہوجاتا ہو جس گیاہ پر شعاع پڑتی ہو وہ جلنے لگتی ہی اب یہ نوبت ہم پہونچی
کہ فوج سہراب کے خیمہ خرگاہیں خود بخود جلنے لگی ہیں لوگ بسبب شدت حرارت کے اف اف
کرنے لگے ہیں یہ دیکھکر مبہوت آئینہ رو دروازۂ شہر پناہ سے اُڑی اور مانند کبوتر کے
بالائے ہوا اسنے قلا کی اور ہیئت انسانی پیدا کر کے نعرہ کیا کہ تم ملکہ مبہوت جادو واکو آفتاب
دیکھیں تو کہ تجھ میں کیسی حرارت ہی یہ کہنا تھا کہ یاں آفتاب سمندریہ کیطرف جارہا تھا یا مبہوت
جادو کیطرف متوجہ ہوا مبہوت جادو نے جھولی پر ہاتھ ڈالا اور اپنا آئینہ ساختہ سحر نکالکر روبرو
آفتاب کے پیش کیا بس پرتو آفتاب کا آئینہ پر پڑا اور وہ مقابل نظر آنے لگا اب خلط ملط
شعاعیں باہم سے مچے اور ایک ایسی چمک آئینہ سے بھی پیدا ہوئی کہ جہت سے جو شعاع نہ پہنچ عکس کی
طناب نے آفتاب کو اسیر کرلیا کہ نہ یہ آفتاب آگے بڑھ سکتا ہی اور نہ پیچھے ہٹ سکتا ہی معلوم
ہوا کہ کسی نے باندھ دیا ہی بس مبہوت جادو نے آواز دی کہ او برجیس آفتاب پرست
اب اپنے حامی کی حالت دیکھ اور اسکی خبر لے کہ اب بھی یہ کسیطرف جنبش کرسکتا ہی اور کسی کہنے پر
تیرے عمل کرسکتا ہی یا نہیں دیکھو اس طرح روک لیتے ہیں یہ دیکھکر برجیس آفتاب پرست
کا تو رنگ زرد ہوگیا دست و پا میں رعشہ پیدا ہوگیا آنکھیں عقل گم ہوگئی سہراب جادو نے آواز
دی کہ ہمارے حامیونکو دیکھا لیکن معتبر ملک لگ پائے مبہوت جادو کو آواز دی کہ اے ملکہ
سبحان اللہ کیا کہنا ہی تمہارا سحر و ساحری میں تمام ہی مگر ایک خبر تمکو نہیں ہی برجیس آفتاب پرست
بھی بلا کا ساحر ہی آفتاب کے اسیر کر لینے سے برجیس کو مجبور نہ سمجھنا اگر یہ نقاب چہرہ سے اُٹھا دیگا
تو غضب ہوجائیگا بس جلد یہاں نکل چلیے یہ سنتے ہی ملکہ مبہوت آئینہ رو نے پرواز پیدا کیے اور خلط ملط
شعاعیں آفتاب کو اسیر کیے ہوئے لیکر شہر سمندریہ کی جانب چلی اور برجیس کو سکتہ سا ہوگیا
اور یہ رنگ تھا کہ یہ کیا معاملہ ہی سوچ کیا سے اور ہوا کیا اُدھر آفتاب تو مبہوت آئینہ رو
کے قابو میں آجانے سے بیکار ہوچکا تھا ورتو اسکا رد ہوچکا تھا دیکھا تو نقاب آفتاب اصلی طلوع ہو چلا تھا

اور یہ آفتاب ہمراہ مبہوت آئینہ رو کے سمندر کی جانب چلا خود برجیس آفتاب پرست کے
اہل لشکر کو حیرت تھی کہ یہ آج کیا ہی کہ ایک آفتاب لیے کھنچا جاتا ہی اور دوسرا طلوع ہو رہا ہی یہ خداوند نے کیسا
آفتاب تابع کیا تھا اور یہ آفتاب کون سا ہی وہ آفتاب کیسا ہی جو طلوع ہو رہا ہی برجیس آفتاب پرست اس شرمندگی میں
پلٹ کر سر میدان ذلت ہوئی اور اس ساحرہ نے غضب کیا کہ آفتاب جادو کو اسیر کر لیا ایسا پریشان ہوا کہ غضب
بھی بھیر دست خود بھی مع لشکر میدان سے پھر کر داخل بارگاہ ہوا اور مغموم ہو کر بیٹھا کہ اب کیا فکر کروں اور کیونکر آفتاب جادو
کو ہاتھ سے مبہوت کے چھڑاؤں ادھر مبہوت آئینہ رو آفتاب کو اسیر کیے ہوئے داخل
شہر ہمت مدینہ ہوئی اور ایک ایک گلی کوچہ میں خوب پھری کہ لوگ حالت اسکی دیکھ لیں اور
خوف اسکا دلوں سے دور ہو جسطرح سے مبہوت جادو آفتاب کو اسیر کیے ہوئے نکلی
لوگوں نے ہزارہا دعائیں دیں اور بہت تعریف کی کہ اے ملکہ آپ کی وجہ سے جانیں ہم سب کی بچگئیں
اور دوام تشدد سے اس ملعون کے نجات پائی خدا آپکو سلامت باکرامت رکھے اور پھر اب جادو
نقارۂ فتح و شادمانی بجاتا ہوا پھرا کہ آج برجیس کو بھی معلوم ہوا ہوگا کہ کسی سے سامنا پڑا غرض کہ مبہوت
جادو آفتاب کو شہر میں تشہیر کر کے جانب صحرا روانہ ہوئی اور ایک مقام پہ زمین پر اُتری
اور کنڈلا کھینچکر کچھ اسم سحر پڑھنا شروع کیا اور خاک لیکر اسپے پر دم کر کے گڑھا کھودا اور منھ میں
کلی لیکر اس گڑھے میں پانی اُسکا ڈالدیا اور پھر کچھ اسم سحر پڑھ پڑھ کر پھونکنا شروع کیا دیکھا کہ وہ گڑھا
وسیع ہونیلگا اور پانی موجیں مارنے لگا اور تھوڑے عرصہ میں ایک چشمہ بنکر تیار ہوا بعد اسکے
پھر مبہوت جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر آفتاب پر دم کیا کہ یہ تھرتھرایا مبہوت آئینہ رو
نے اشارہ کیا اور کہا کہ ہم حکم دیتے ہیں کہ اے آفتاب اب زمانہ تیرے زوال کا ہی لہذا اس
برج آبی میں قیام کر حرارت تیری بہت بڑھگئی ہی ایسا نہو کہ اپنی آگ میں خود بھی جل جاوے بس یہ
سنتے ہی آفتاب چشمہ کیطرف متوجہ ہوا اور غرق آب ہو گیا بعد اسکے مبہوت آئینہ رو نے
آواز دی کہ اے موراج جادو اب یہ تمہارے سپرد ہی اسے اپنی حفاظت میں رکھو یہ ہمارے
سحر کی موج میں اسیر رہیگا تم صرف اتنا خیال رکھنا کہ جسوقت یہ شعاعیں جو اسے اسیر کیے ہوئے
ہیں اس سے علحدہ ہونے لگیں تو تم یہ سمجھنا کہ حکم قتل آگیا بس فوراً جلاتا ہی اسکو قتل کر ڈالنا موراج
جادو نے کہا کہ بہت خوب جیسا ارشاد ہوا اسکے خلاف کبھی نہو گا بعد اس گفتگو کے دفعۃً وہ چشمہ
خورشید نظروں سے پنہاں ہو گیا اور مبہوت جادو وہاں سے پلٹ کر اپنے لشکر میں آئی
صدہا نے مبارکباد ہر طرف سے بلند ہوئی تمام اہل لشکر اور اہل شہر ملکہ کی تعریف کرتے تھے اور باہم
گلے ملتے تھے گویا وہ روز اُنکو عید ہو گیا تھا کہتے تھے کہ خدا نے دوبارہ عمر عنایت کی ہزار ہزار
شکر اسکا ہی ورنہ یہ وہ آفتاب تھا جسنے صدہا ملک برباد کیے تھے ہزارہا بندگان خدا کو اسنے
ہلاک کیا تھا یہ ملکہ مبہوت آئینہ رو ہی کا اقبال تھا کہ اتنے بڑے ساحر کو اسیر کیا اور ایسا غرق
کیا کہ اب کبھی طلوع نہو گا گویا ستارہ اُسکی قسمت اور زندگی کا غروب ہو گیا اور نام اُسکا ڈوب گیا
برابر مدتین خوشی کی گذر رہی تھیں لیکن معز ور بلند آواز نے ملکہ مبہوت آئینہ رو سے کہا
کہ میری رائے میں اسکا قید رکھنا بہتر نہیں ہی بلکہ قتل کر ڈالنا چاہیے تھا کیونکہ جسوقت برجیس آفتاب پرست

سے مقابلہ ہوگا اور وہ نقاب سحر چہرہ پر سے دور کریگا تو ہم سب کے سب بظاہر مطیع اور باطن میں اسکے ہو جائیں گے اور آپ بھی مبتلائے سحر ہو جائینگے کیونکہ وہ غازۂ سحر منہ پر ملے ہوئے ہی اسکی تاثیر سے جو اسکے چہرہ پر نظر کرتا ہی وہ فرمانبردار اسکا ہو جاتا ہی اُسوقت برجیس آفتاب پرست کے کہنے سے آپ خود آفتاب جادو کو چھوڑ دیجیئےگا اور پھر اُسکا اسیر ہونا دشوار ہی اس لیے کہ ساحر زبردست ہو وہ کوئی انتظام اپنی حفاظت کا کر لیگا یہ سنکر ملکہ مبہوت آئینہ روے کہا خوب کیا آپنے جو مجھے اس راز سے باخبر کر دیا میں اسمین بھی عاجز نہین ہون اور آئینہ رو کے اندر اسکی بھی تدبیر کیے لیتی ہون آپ تماشا دیکھیےگا اور مین نے اسکو قتل اسوجہ سے نہین کیا کہ ایک تو یہ اپنا ہم مذہب ہی دوسرے یہ کہ ساحر زبردست ہی اگر اس نے مجبور ہو کر اس امر سے توبہ کی کہ اب مین بگڑنا ہونکو قتل نکرونگا تو مین اسے رہا کر دونگی جب اتنا بڑا ساحر میرا مطیع ہوگا تو اور قوت بڑھ جائیگی اور تمام عالم مین نام ہوگا یہ کہکر اُٹھی اور اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر تیم ایکطرف چلی گئی اور چار سر لنڈورے زمین پر گاڑ کر نیلا اول سوت اُنپر لپیٹ دیا اور کچھ اسم سحر پڑھکر دم کیا کہ ایک حجرہ بنکر تیار ہو گیا اُسنے مہر کشش جادو سے کہا کہ مین اب چلہ کشی کیواسطے اس ہوم خانہ مین بیٹھی ہون تم میری حفاظت کرنا مہر کشش جادو نے خوشی کی بہت خوب اور لشکر کو گرد اُس حجرہ کے پھیلا دیا اور مبہوت آئینہ رو نے شیشہ لیکر تھوڑا پیالے مین تھوڑا سا پانی اُونڈیلا اُسکے بعد ایک ڈبیا جھولی سے نکالی اُس سے کھولکر تھوڑی سی خاک نکالی اور وہ خاک قبر جمشید کی اُس آب دمیدہ سحر مین مخلوط کر کے غازۂ سحر تیار کیا اور اب اُس غازہ پر کچھ اسم سحر پڑھنا شروع کیا اب یہ تو مصروف چلہ کشی ہی لیکن مہتر لک لک پاس نے منعرور بلند آواز سے کہا کہ جبتک طبل جنگ بجے اُسوقت تک مین بھی کچھ فکر کرون شاید کچھ کام نکل آئے منعرور بلند آواز نے کہا کہ بہتر ہی جیسا تم مناسب جانو ویسا کرو یہ سنکر مہتر لک لک پاس اپنے شاگردون کو ہمراہ لیکر جانب سحر روانہ ہوا اور گلشن عیاری کی سیر مین مصروف ہوا ادھر برجیس آفتاب پرست جسوقت سے داخل خیمہ ہوا تھا نہایت پریشان تھا کہ کیا فکر کرون جو آفتاب جادو رہا ہو بار بار گلدستہ حیات آفتاب جادو کیطرف دیکھتا تھا کہ کہین قتل تو نہین ہو گیا جسوقت یہ پریشانی برجیس آفتاب پرست کی مہتر چالاپوس نے دیکھی دست بستہ عرض کی کہ اگر خداوند میرے نام حکم رہائی کرین تو مین جاکر حضرت والد ماجد کو چھڑا لاؤن مگر مجھے یہ نہین معلوم کہ وہ کس مقام پر قید مین برجیس آفتاب پرست نے کہا کہ یہ اُسوقت معلوم ہو جائیگا جب کوشش کرو گے جاؤ مین نے یہ کام تمھارے نامہ اقبال مین لکھدیا اور والد ماجد ابھی زندہ ہین ایسا نہو کہ آئیندہ دشمن اُنھین قتل کر ڈالین کیونکہ اُنھون نے ایک گلدستہ حیات اپنا بنا کر میرے پاس رکھدیا تھا اور کہدیا تھا کہ جسوقت مر جاؤنگا تو یہ گلدستہ مرجھا جائیگا یہ سنکر مہتر چالاپوس بھی اپنے شاگردون سمیت بارادہ رہائی آفتاب جادو روانہ ہوا ادھر برجیس آفتاب پرست نے بالفعل طبل جنگ نہین بجوایا اس لیے کہ ایسا نہو دشمن مقابلہ مین مغلوب ہونے لگے تو آفتاب جادو کو قتل کر ڈالے لیکن مہتر چالاپوس جسوقت اپنے لشکر سے نکلکر صحرا مین پہونچا اور آئیندہ و روندہ سے دریافت کیا کہ منعرور بلند آواز بیان کس وسیلہ سے آیا اور سہراب جادو کا کیونکر شریک ہوا اُنھون نے تمام

ماجرا سہراب جادو اور مہتر لک لک پا کی دوستی کا بیان کیا اور لک لک پا کا مغرور بلند آواز
سے اور دوستی مغرور بلند آواز کی ملکہ مبہوت جادو سے بیان کی چاپلوس نے کہا کہ لک لک پا
کو تو سنا ہی کہ بہت بڑا عیار ہی لوگون نے کہا کہ بیشک وہ بیمثل عیار ہی فن عیاری مین اُسکا جواب
دینے والا نہین ہی مہتر چاپلوس نے پوچھا کہ بالفعل وہ لشکر مین ہو گا لوگون نے کہا کہ نہین آج کل
وہ لشکر مین نہین ہی بلکہ کوئی عیار نہین ہی مہتر لک لک پا سبکو اپنے ہمراہ لیکر کہین گیا ہوا ہی یہ سنکر
مہتر چاپلوس اور بھی مطمئن ہوا اور ہیئت اپنی تبدیل کرکے جانب لشکر مغرور بلند آواز روانہ ہوا
اب یہ تو ادہر جاتا ہی اور اُدہر مہتر لک لک پا قریب بارگاہ آفتاب پرست کے پہونچ گیا
ہیئت اسکی یہ ہی کہ ڈھولک گلے مین ہی اور ایک لڑکی تیرہ چودہ برس کی نہایت حسین ترّاقی پٹاقی
اسکے ساتھ ہی ناچتی گاتی ایک ایک سردار کے خیمہ کیطرف سے جاتی ہوئی چلی جاتی ہی جاتے جاتے
قریب ایک ڈیوڑھی کے پہونچی کہ وہان کچھ لوگ دربانون کی وضع کے بیٹھے ہوئے تھے اُنھون نے
جو اس کمسن لڑکی کو دیکھا کہ نہایت حسین ہی اور پیشہ بھی اسکا گانا بجانا ہی اُنھون بڈھے کو آواز دی
کہ بڑے میان ذرا یہان آنا یہ ریزہ تو اچھا نکلا بڈھے نے جواب دیا کہ حضور ابھی آپنے اسے
کیا دیکھا ہی یہ ریزۂ الماس ہی کلیجے مین کھٹکتا ہی اسکا مارا پانی تو پیتا نہین ہی اُنھون نے کہا کہ اسکا کیا
مطلب ہوا کہا حضور یہ غضب کی گانے والی ہی ذرا سنیے تو سہی اُنھون نے کہا کہ سُنین تو معلوم ہو کہا سُنا ہی چاہیئے گا
ذرا مین دم لے لون کہ دور سے چلا آتا ہون خود بھی تھک گیا ہون اور یہ چھوکری بھی تھکی ہوئی ہی کہا
بیٹھو بڈھا بیٹھ گیا اب لوگون نے پوچھا کہ تمھارا آنا کہان سے ہوا اور کس غرض سے اسطرف آئے
بڈھے نے تب سنکر ایک آہ کھینچی اور کہا حضور حال مین اپنی تباہی کا کیا بیان کرون اسوقت آپنے اتنی
مہربانی جو کی دل میرا بھر آیا خیر پوچھا ہی تو سُنیے مکان غلام کا یہان سے چار منزل پر ہی مین ایک
گانون مین رہتا ہون پیشہ میرا یہی ہی جو لڑکی تیار ہوئی گانا بجانا اُسے سکھایا اور سنا کہ کوئی رئیس
قدردان اور شوقین ہی وہان گیا کچھ دنون رہا جو کچھ تقدیر کا ہوا مل گیا اور اگر زیادہ نصیب نے
زور کیا اور نظر پڑی یہ رئیس کی عورت پر ہو گئی اُسکا محل ہو گیا زندگی بھر اُسے چین کیا کوچہ گردی
دفع ہوئی ہمارا بھی حق قائم ہو گیا بہت کچھ لیکر پھرے اور جب نکل گئے کچھ سے پہلے ہی آئے چنانچہ
یہ لڑکی ذرا ہشیار ہوئی تو اُسنے سبکو بھلا دیا چھوٹے سے سن مین ایسا گانے لگی کہ ہزار ہا روپیہ پیدا
کیے سبے مجھے یقین تھا کہ جب یہ جوان ہوگی تو بہت کچھ اسکی بدولت حاصل ہو گا لیکن معلوم ہوا کہ صورت
وسیرت اسکی اچھی ہی مگر تقدیر بُری ہی کہ ایک روز ایک مکار نے آکر مجھسے بیان کیا یہان سے
تین منزل پر ایک رئیس اُترے ہوے ہین شاید شکار کے شوق مین چلے آئے ہین سنا ہی کہ وہ گانا سننے
کے نہایت شوقین ہین اگر تم اس لڑکی کو بھی لیجا کر گانا اسکا سنواؤ گے تو بہت کچھ انعام پاؤ گے
مین دام مکر مین اُسکے آگیا اور اپنا بند وبست کرکے ہمراہ اُسکے ہو لیا جسوقت دو منزلین طے ہوئین
اور ایک منزل باقی رہ گئی تو اُسنے مجھسے کہا کہ یہ مقام ذرا مخدوش سنا ہی ایسا نہو کوئی چور اسطرف
آجائے یا کسی قزاق سے سامنا ہو جائے تو جان بھی جائیگی اور مال بھی لٹ جائیگا لہذا بہتر یہ ہی کہ
زیور اس لڑکی کا اُتار لو اور اُسکی ایک پوٹلی باندھکر علیحدہ ہاتھ مین لے لو یا ڈھولک کا چمڑا کھول کر اسکے

اندر رکھوا ہیں سنار مارے خوف کے تمام زیور اسکا جسکے چھڑے بازوبند انگشتیاں بالیاں کرن پھول سیس پھول چھپکا جگنو مالا بجلیاں بندے وغیرہ جسقدر چیزیں تھیں قریب دو تین ہزار روپیہ کے زیور طلائی سب ایک پوٹلی باندھ لی ٹٹو پر سے اس چھوکڑی کو اُتار کر ایک درخت کے نیچے بستر کیا اور پوٹلی گٹھڑی سب جانے رکھلی اور مارے خوف کے جاگا کیا کہ کوئی چور نہ آکر لیجائے یہ نہ معلوم تھا کہ چور نہیں موجود راستے میں اُسی مکار نے حقہ بھر کر مجھے پلایا نہیں معلوم اُس حقے کے اندر کیا شئی بھری ہوئی تھی کہ میں بیہوش ہوگیا اور وہ ظالم پوٹلی زیور کی اور پشوازوں کی گٹھری لیکر چلتا ہوا جب آنکھ کھلی تو پوٹلی اور گٹھری جس میں علاوہ زیور کے بہت بھاری پشوازاور کپڑے اور جو کچھ نقد لیگیا تھا سب تھا ندارد صرف یہ پھٹے پرانے کپڑے ہم دونوں کے گلے میں باقی رہگئے جو چوروں کے ڈر سے جا بجا کہیں سیئے تھے کہ حیثیت کم معلوم ہو ہم دونوں بہت روئے پیٹے مگر کیا ہوسکتے تھے پھر ٹٹو پر سوار ہو لیے اور چلے اب فاقوں کی نوبت آئی کہ کچھ پاس نہ تھا آخر کار مجبور ہو کر ایک گانوں میں ٹٹو کو بیچا اور رہا سہنے خاک اُڑاتے سیتے بھاگتے یہاں تک آ پہونچے یہ کہکر بڈھا چیخیں مار کر رونے لگا ان لوگوں کو رحم آیا مگر خود کم حیثیت سے تھے جو دو ایک شوقین سے اور نوجوان تھے انھوں نے بہت تسلی دی اور کہا کہ اچھو تم اس لشکر میں آئے ہو تمھیں بہت کچھ ملیگا مالامال ہو جاؤ گے اور اگر گانا اسکا اچھا ہی اور کہیں خداوند نے سُن لیا تو پھر کیا ہو سارے دلدر دور ہو جائیں گے ایکن جو کچھ ہماری بساط ہی اُس سے ہم بھی حاضر ہیں یہ کہکر آپسمیں چندہ کرکے تین چار روپیہ بڈھے کو دیے یہ دیکھکر بڈھا نہایت خوش ہوا اور دعائیں دینے لگا اور کہا کہ جسکے نوکر ایسے عالی ہمت ہیں وہ خود کیسا ہوگا بس اسنے ڈھولک سنبھالی اور کہا کہ یہ ڈیوڑھی کس مالک کی ہی ذرا ہم بھی اسکا نام سنیں اُن لوگوں نے بیان کیا کہ ملکہ بہزبان سیتن کی ڈیوڑھی ہی جو بیبی میں خداوند رجبیں کی زنِ محبت پرست کی ہے بڈھا اور بھی خوش ہوا کہ رنڈیوں کو گانے بجانے کیطرف زیادہ میلان ہوتا ہی عجب نہیں جو کام نکل آوے اور سلسلہ رسائی پیدا ہو جاوے بس اسنے آواز دی کہ او چھوکری اُٹھ کہ نصیب تیرے جاگے خیال تو کر کہ تو کس دربار میں پہونچگئی ذرا جان لڑا کر گانا یہ سنتے ہی وہ لڑکی نہایت ناز و انداز سے سامنے اُٹھی وہ میلی پھٹی ہوئی پوشاک بھی ہزار ہزار جوبن دیتی تھی بقول شاعر ؎

خوبرویوں کے بگڑے بنیں بھی ہیں کہ بناؤ کہیں چھوں کی کوئی بات بگڑتی ہی اب اسنے یہ غزل شروع کی غزل

باغ جہاں میں ہم نہ کبھی شادماں رہے	شبنم کیطرح عمر بھر آنسو رواں رہے	ہر ذرہ ہے مثابہ ہوسے آسمان ہے
باقی مری لحد کا اگر کچھ نشاں رہے	میری بغل میں ہو کہ تیری نگاہ میں	دل خوش رہے مدام کبھی جہان ہے
سیج دلال و حسرت و اندوہ و یاس و غم	قدرت میں اپنے ساتھ ہی ہمراں رہے	سمجھے ہم خزاں میں نہ چھوٹے بہار میں
باغ جہاں میں صورت سرو رواں رہے	بیٹھے رہے جو ہم تو سادھنوں کو غم	جب گئے تو داغ دل دوستاں رہے
مرنیکے بعد بھی نہ چھٹے تیری جور سے	راحت سے خاک میں بھی اگر آسماں رہے	آنسو ٹپک پڑے جو آہوں کو روکیے
ممکن نہیں کہ راز محبت نہاں رہے	اک عمر میں کبھر سے کرم کوئی آرزو نہ تھی	اک ہم ہیں جو ہم سے نہ شادماں رہے
سامان بیکسی کا ہے ساتھ میکشو	جگنو کی کیطرح بغل میں نہاں رہے	اک عمر حسن سے جو گھڑی بھر بہار ہوں
بجلی کیطرح کیوں مرا دل تپاں رہے	زاہد کی نہیں ہو شراب طہور کی	آباد کیجیے پیر مغاں کی دکاں رہے

امید یہ کہاں کہ ملے آکے وہ صنم | زندہ رہے وہ شیخ الٰہی جہاں رہا | خطرہ ستم کا ہی میں تھوڑے سے لوگ ہی بہار
کیا کیا ہوئے گھوڑے یہ بیغم جان سہے |

یہ غزل اس اس طرح وہ لڑکی بتا بتا کر گاتی تھی کہ لوگ تڑپ تڑپ جاتے تھے بعضوں کو سکتے کا عالم تھا بعض بیقرار ہو گئے تھے بعض وجد کے عالم میں واہ واہ کر رہے تھے یہاں تو یہ رنگ ہی اور اندر کا حال سنیے کہ ملکہ ہزبان سیمتن مسند جواہر نگار پر بیٹھی ہی انیس جلیس سب حاضر ہیں لیکن کوئی کسی سے بات نہیں کرتا سکوت کا عالم ہی ملکہ زانو تسکر پر سر جھکے ہوئے دل ہی دل میں کچھ سوچ رہی تھی تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ایک ٹھنڈی سانس لیتی تھی اور پھر چپ ہو رہتی ہی تھوڑا اسکی ہمرازیں وہ عرض کر رہی ہیں کہ حضور کیوں اپنے کو گھلائے دیتی ہیں ذرا اس تصویر کو تکا کیجیے دل بہلائیے یوں سنا ہی کہ تصویر معشوق سے بھی دل بہلتا ہی کیونکہ شاعر کہتا ہی

شعر لاکھ خاموش ہو لب بند یہ تقریر میں ہی
پر الجھنے کی بھی عادت تری تصویر میں ہی

ملکہ نے ایک انگڑائی لی اور کہا کہ ہمارا مقدر ایسا نہیں ہی جو تصویر مجھسے بات کرے یقین ہے کہ اگر صاحب تصویر سے بھی ملاقات نصیب ہو تو وہ بھی کشیدہ رہے اور بات نکرے واضح رہے ناظرین ہو کہ یہ تصویر شاہزادہ سہراب ثانی کی ہی جسکو ملکہ نے اپنے گلے میں حمائل کیا ہی اور مرہم اپنے زخم جگر کا بنایا ہی جسوقت سوداگر ظلماتی لشکر سہراب ثانی میں وارد ہوا تھا اور حسب دریافت حال بدیع الملک کا بیان کیا تھا کہ جانب طلسم نہ طاق گئے ہیں تو اس سوداگر نے تصویر شاہزادہ سہراب ثانی کی اور سرداروں سمیت کھینچ لی تھی کہ یہ تصویریں جسجگہ لیجاونگا وہیں نہایت نفع حاصل ہوگا جب سوداگر ظلماتی رخصت ہو کر ظلمات کیطرف چلا تو راہ میں خواجہ امان سوداگر سے ملاقات ہوئی باہم ایک دوسرے سے حالات دریافت کرنے لگے سوداگر ظلماتی نے بیان کیا کہ بالفعل مجھے چند تصویریں کھینچنا ہیں اسوجہ سے راہ میں ٹھہر گیا تھا ورنہ ابتک میں وطن چلا گیا ہوتا کیونکہ طبیعت میری نادرست ہی خواجہ امان نے کہا کہ وہ تصویریں میں بھی دیکھ سکتا ہوں سوداگر ظلماتی نے تصویریں نکالکر دکھائیں خواجہ امان نے ان تصویروں کو بہت پسند کیا اور سوداگر ظلماتی سے کہا کہ آپ تو وطن جاتے ہیں لہذا جو مال فروخت ہو جائے وہ بہتر ہی کم و بیش کا خیال کیجیے ناجرانہ قیمت پر یہ تصویریں مجھی کو دیدیجیے غرضکہ باہمی فیصلہ کے بعد تصویریں خواجہ امان نے مول لیں اور رخصت ہو کر روانہ ہوا یہانتک کہ پھرتا پھرتا لشکر برجیس میں پہونچا جہاں اور مال تجارت فروخت کیا تھا وہاں یہ تصویریں بھی دکھائی تھیں اور برجیس نے نہایت پسند کر کے حال صاحبان تصویر کا پوچھا تھا تو خواجہ امان نے شان و شوکت ان لوگوں کی بیان کی تھی اور کہا تھا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں حسن و جرات و خلق سب چیزیں خدا نے جمع کردی ہیں اور تمام عالم میں ان تصویروں کا شہرہ ہی برجیس نے بشوق تمام یہ تصویریں مول لے لیں جسنے ان تصویروں کو دیکھا وہ وجد کرنے لگا یہانتک شہرہ ہوا کہ محل میں سے خبر پہونچی اور ملکہ ہزبان سیمتن نے بھی کہا کہ میں تصویروں کی مشتاق ہوں چنانچہ برجیس آفتاب پرست نے وہ تصویریں محل میں بھیجدی تھیں جس عورت نے ان تصویروں کو دیکھا دل ہی دل میں کہنے لگی کہ ایسے بھی حسین مرد خدا نے پیدا کیے اور ملکہ ثریا سیمتن تصویر سہراب ثانی پر عاشق ہو گئی بس اس تصویر کو چھپا لیا اور جسوقت برجیس نے تصویریں طلب کیں

تو وہ سب تصویرین دیدین لیکن تصویر سہراب کی نہین دی ہرجبیں نے پوچھا کہ ایک تصویر کیا ہوئی عورتون نے بیان کیا کہ آپکی بہن نے اُس تصویر کو جلا دیا اور ان تصویرون کو بھی چاک کیے ڈالتی تھین کہ یہ ہمارے دشمنون کی تصویرین ہین انکا رکھنا اچھا نہین جب ہلوگون نے چھین لی ہین اور آپکا نام لیا ہی کہ آپکے خلاف ہوگا تو ملکہ نے تصویرین دین الحاصل اُس روز سے عشق سہراب کا زخم ملکہ کے دل مین پڑگیا تھا اور وہی خلش اسوقت تک بیچین کیے ہوے تھی اور روز بروز ترقی کیجاتی تھی ملکہ اُسی فکر مین غلطان رہا کرتی تھی اسوقت بھی اسی خیال مین بیٹھی تھی کہ کیا تدبیر ہو جو اس صاحب [illegible] سے سلسلہ ملاقات کا نکلے کہ یکایک ڈیوڑھی کیجانب سے آواز گانے کی پیدا ہوئی ملکہ نے ایک کہاری کو حکم دیا کہ دیکھ تو یہ گانا کیسا ہو رہا ہی وہ مہری مانند برق تابندہ کے پردہ سے چمک کر نکلی اور اُس لڑکی کو دیکھکر پھر محل مین چلی گئی اور ملکہ ثریا سیمتن کی خدمت مین جاکر عرض کی کہ حضور کیا عرض کرون ایک نٹنی کی لڑکی کوئی بارہ تیرہ برس کی قیامت کی چھبن ایسا گا رہی ہی کہ دل بیچین کیے دیتی ہی نہین معلوم اسے کس اُستاد نے تعلیم کیا ہی ملکہ کو یہ سنکر اشتیاق پیدا ہوا کہا بلاے ہم بھی سنین شاید کچھ اسیطرح غم غلط ہو جاے مہری دوبارہ گئی اور اُس نٹنی سے کہا کہ چل قسمت تیری رسا ہوئی اور نصیب جاگے ہماری ملکہ نے تجکو یاد کیا ہی غرضکہ یہ نٹنی کو لیکر اندر آئی اور ملکہ کے سامنے اوٹ کھڑا کرکے بڈھے کو بھی اندر بلا لیا اب اوٹ کی آڑ مین تو بڈھا ڈھولک بجانے لگا اور نٹنی سامنے

ملکہ کے ناچنے کی غزل

یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا
اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا
ترے وعدے پر جیے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا
کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا
یہ کہاں کی دوستی ہی کہ بنے ہین دوست ناصح
کوئی چارہ ساز ہوتا کوئی غمگسار ہوتا
رگ سنگ سے ٹپکتا وہ لہو کہ پھر نہ تھمتا
جسے غم سمجھ رہے ہو یہ اگر شرار ہوتا
کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیر نیمکش کو
یہ خلش کہان سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا
ہوئے مرکے ہم جو رسوا ہوئے کیون نہ غرق دریا
نہ کبھی جنازہ اُٹھتا نہ کہین مزار ہوتا
یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالب
تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

ملکہ کا دل جلا بھنا تو ہو ہی رہا تھا اس غزل کے اشعار نے ایسا اثر کیا کہ دل بھر آیا آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے یہ حالت دیکھکر نٹنی چپ ہو رہی کہ یہ کیا ماجرا ہی ابھی چونکہ کمسن ہی اسے نہین معلوم کہ ملکہ کس حالت مین مبتلا ہی اور کیون روتی ہی ملکہ نے اسکو بہت کچھ انعام دیا اور فرمایا کہ مین تجھے بہت خوش کرونگی [illegible] اور گا نٹنی پھر گانے لگی اب ملکہ کی یہ حالت ہی کہ تصور یار جانی مین بیٹھی ہوئی جھوم رہی ہی آنکھون سے آنسو جاری ہین دل مین کہتی ہی کہ کونسا وہ دن ہوگا کہ ہم اُس ظالم سے ملین گے بار بار ٹھنڈی سانسین بھرتی ہی اور خاموش ہو رہتی ہی کہ دفعتہ ہرجبیں آفتاب پرست چہرے پر نقاب ڈالے ہوے آپہونچا اور ثریا سیمتن کو دیکھکر کہا کہ اے ملکہ تعجب کی بات ہی کہ تمکو مبتلاے رنج و الم ہین کیا باپ اسیر ہوگیا اور تمکو خوشی ہی کیا ہمارا باپ تمھارا باپ نہین ہی یا یہی چاہتی تھین کہ باپ گرفتار بلا ہو تو ہم خوشی کرین اور گانا سنین ہان سچ ہی دنیا کا لہو سفید ہی کسی کو کسیکی فکر نہین اپنی راحت سے کام ہی ثریا سیمتن نے کہا کہ شاید آپنے نقاب کیوجہ سے حال میری اشکباری کا نہین دیکھا یہ گانا کاہیکو تھا مرثیہ تھا کہ مین بیقرار ہوکر رونے لگی یقین ہی کہ یہ گانا آپ بھی سنین تو بہت پسند کرین اور آپکے دلپر بھی ایک کیفیت طاری ہو گانا کاہیکو ہی بیان حال ہی ہرجبیں نے جو نظر چہرۂ ثریا سیمتن پر ڈالی دیکھا

تو واقع مین ملکہ رو رہی ہو کہا خیر اگر تم اسقدر تعریف وسلی کرتی ہو تو شبکو ہمارے پاس بھجدینا ہم بھی سنینگے
یہ کہکر برجیس آفتاب پرست چلا گیا ملکہ نے تھوڑی دیر اور کھانا کھایا بعد اُسکے سو دشرفیان اُسکو عنایت
فرمائین اور شام کو غلو تخانہ برجیس کیطرف بھیجدیا یہ گویا اپنی چھوکری کو لیے ہوے دروازہ بارگاہ برجیس
آفتاب پرست پر پہونچا برجیس نے پہلے سے حکم دے رکھا تھا کہ اگر کوئی گویا ایک لڑکی کو لیے ہوے
آئے تو اُسے نہ روکنا بلکہ ہمارے پاس حاضر کردینا چنانچہ دربانون نے جبوقت دیکھا تو کہا جائیے آپکے
واسطے اجازت ہو کوئی روک نہین ہو غرضکہ یہ گویا خوشی خوشی داخل بارگاہ ہوا دیکھا کہ عجب طرح کی بارگاہ
ہو آراستگی پیراستگی ایسی کہ کبھی خواب مین بھی اسنے نہ دیکھی تھی تمام بارگاہ مانند حجلہ عروس شب اول کے
آراستہ ہو سامان عیش ونشاط جا بجا مہیا ہین منقش ہاے آتشین پر عنبر وعود کا بخور ہو رہا ہو روشنی کی کثرت
سے تمام بقعہ عالم نور ہو رہا ہو جھاڑ کنول دیوار گیریان نفاست سے روشن ہین شمعدان مومی وکافوری
چڑھی ہوئی ہین اور ایک مسند جواہر نگار پر برجیس آفتاب پرست بصد کر وفر بیٹھا ہو ارکین دولت
حاضر ہین باتین ہو رہی ہین گویے نے پہونچتے ہی سلام کیا چوبدار نے نکلو روبرو کی آواز دی پہر وزیر ہم
تک ترچھا اور باتین رہین جنکو امور مملکت سے تعلق تھا بعد اُسکے تخلیہ ہوا ارکین دولت رخصت ہوے
اب برجیس آفتاب پرست اُس مقام پر آیا جو وقت کے سونے کی جگہ تھی غرضکہ یہ مسہری پر لیٹا اور تشنی سے
کہا کہ ہان کچھ گاؤ ہم بھی سنین ثریا سے نشتن سے تمہاری بہت تعریف کی ہو یہ سنکر تشنی نے عرض کی
کہ حضور کی قدردانی ہو ورنہ مجھے کیا آتا ہی کیا ہو یہ کہکر اُس نے یہ غزل شروع کی اور رہنا بار گانے لگی غزل

ظالم ابھی نہ چرخ ستمگار نے کیا
تو آج وعدہ پہ جو وصل کا دلدار نے کیا
مر جینگے بار سے عذاب اُٹھیگا تا بہ حشر
دونون کا فیصلہ ترے اک وار نے کیا
آنکھون مین رک رہا ہو نکلتے نکلتے دم
جنبش نہین کا میرے طرفدار نے کیا

تو پوچھ کیا وہ میرے دل زار نے کیا
مایوس ایسا تھا جو سحر کی اذان تشنی
احسان وہ جو آپکی تلوار نے کیا
چہرے طبیعت کچ سے صندل کے نسبہ
اچھا سلوک حسرت دیدار نے کیا

کاٹے عذاب سے کہ گایہ دن انتظار کا
اک سجدہ شکر کا ترے بیمار نے کیا
تیر نگاہ چلتے ہی زخمی تھے دل جگر
نشتر کا کام مرہم زنگار نے کیا
دل کی کشیدہ ہم سے ہو الفت مین زار

اسیطرح ایک کے بعد ایک چیز اس طرح سے گائی کہ برجیس
آفتاب پرست محو ہو کر جھومنے لگا لیٹے لیٹے اُٹھ بیٹھا جسقدر خادم وخدمتگار یہان حاضر تھے سبکو سکتہ
سا ہو گیا تھا وہ تو بہشتی کوئل کی طرح کوک رہی تھی اُدھر بڈھا ڈھولک پر وہ وہ ٹکڑے سنا رہا تھا
کہ سننے والے پھڑک پھڑک جاتے تھے سمان بندھا ہوا تھا سر دن کی ہو نکل رہی تھی آواز اس چھوکری کی گونج
رہی تھی اور شیشہ آلات بھی ٹکرا رہے تھے تو اور ثمر پیدا ہو رہے تھے طرفہ یہ تھا کہ بڈھا ایک ہاتھ سے
ڈھولک بجاتا ہو اور دوسرے ہاتھ سے بجز رہیوسی منقل پر ڈالتا جاتا ہو ایک دھوند مشگار جو قریب
کھڑا تھا اُسنے کہا کہ یہ کیا کر رہے ہو بڈھے نے کہا میان اسے نہ پوچھو مین بھیکے دیتا ہون مگر یہ
کی بات ہو کسی سے بیان نکرنا کبڑے جو بہت دنون سے ہو گئے ہین تو جو بو مین پڑ گئی ہین وہی پکڑ پکڑ
کے آگ مین ڈالتا ہون اُس نے کہا اچھا گھبراؤ نہین کل یہ کلفت دور ہو جائیگی الغرض اتنے گانے
بجانے مین دو گھنٹے کا عرصہ گذر گیا اور اب وہ بیہوشی بارگاہ مین گھٹا جسقدر خادم وغلام حاضر تھے سب
بیہوش ہو گئے اور برجیس آفتاب پرست بھی بیہوش ہو گیا جب بڈھے کو اطمینان حاصل ہو گیا

کہ اب کسیکو ہوش نہیں ہی تو اس نے جلدی سے غلاف ڈھولک کا اُس قریب مسہری کے رکھی اور لقاب کا ایک بند کھولکر ایک کپڑا اندر لقاب کے ٹھونس دیا کہ اسی طرح بیہوش رہے بعد اُسکے بند نقاب درست کرکے گھٹنے اُسکے سینہ سے ملاکر اور رگڑ لپیٹ کرکے کندھے سے باندھا اور ڈھولک کے غلاف میں لیکے ٹھونس دیا اور اُسکے مقام پر ڈھولک کو لٹاکر اوپر سے دوشالہ ڈالدیا اور آپ پشتارہ کو لیکر اپنی جھونکڑی سمیت خیمہ کے باہر آیا پہرے والون نے پوچھا کہ کیا جاتے ہو کہا ہان کیا کرون خداوند نے آرام کیا ہم بھی جاتے ہین اب یہان بیٹھ کر کیا کرین پہرے والون نے کہا کہ انعام مین ہمارا بھی حصہ ہی اس نے کہا ہان جسوقت ملیگا تمھین بھی دینگے اُنھون نے کہا کہ کیا انعام نہین ملا کہا خداوند تو سو رہے انعام کون دیتا اور ملکہ کے یہان سے جو کچھ ملا تھا وہ انکی پیش خدمتون اور کنیزون نے ڈانٹ ڈپٹ کے چھین لیا کہین تم بھی ایسا ہی نکرنا کہ تم یہان چھین لو پہرے والون نے کہا کہ نہین جو تم اپنی خوشی سے دوگے وہی لینگے ہم چھینینگے نہین لیکن یہ کاندھے پر کیا شے ہی کہا دیکھو ڈھولک غلام کی ہو جو ہم ایک ہاتھ میں لیکر جاتے والوں نے کہا ڈھولک لگے ہین ہوتی ہی یا کاندھے پر رکھی جاتی ہی بڈھے نے کہا کہ ڈوری ٹوٹ گئی اسوجہ سے کاندھے پر رکھ لی یہ معقول جواب سنکر پہرے والے خاموش ہو رہے اور بڈھا صاف نکلا چلا گیا یہانتک کہ قریب اپنے لشکر کے پہونچگیا ادھر بارگاہ پرجیسی حال سنیئے کہ دوسرے خدمتگار پہرا بدلنے کی غرض سے آئے دیکھا تو ہار بدار علفہ وغیرہ پڑے ہوے سوتے ہین انھون نے ایک ایک کو جھنجھوڑا ہوا سے بیہوشی انکی کسیقدر برطرف ہو چکی تھی یہ جاگ اُٹھے وہ خدمتگار جو ابھی آئے تھے اور جنھون نے جھنجھوڑ کر جگایا تھا کہنے لگے کہ اسیطرح خدمت کرتے ہین اگر خداوند بیدار ہوجاتے اور تمکو اس حالت سے دیکھتے تو کیا ہوتا یہ نہایت پشیمان ہوے اور مشکل گھبرا گھبرا کر ایک ایک جھاڑ کنول گلاس کا شمار کرنے لگے اور ہر چیز کو خیال کرینگے کہ کچھ گم تو نہین ہوگیا لیکن دیکھا تو سب چیزین موجود ہین یہ تو اسطرف چیزون کو دیکھتے تھے اُدھر وہ تازہ خدمتگار جو آئے تھے انکی نظر مسہری پر جو پڑی ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ خداوند آج کچھ مختصر ہوگئے ہین اور قریب آکر غور سے دیکھنے کے بعد دوسرا بولا کہ مختصر ہونیکے علاوہ نہ خداوند کے پاؤن معلوم ہوتے ہین نہ سر خالی پلنگ کا منہ نظر آتا ہی یہ ایسے گھبرائے کہ دوڑے ہوے جمعدار کے پاس آئے اور کہا کہ ہم باری کیا بدلین ذرا چلکر تو دیکھیے وہان خداوند کی کیا حالت ہی نہ اُنکے پاؤن ہین کہ ہم بیٹھکر دابین نہ وہ اُنکا قد قامت ہی یہ سنکر جمعدار گھبرایا ہوا اندر خیمہ کے آیا اور دوشالہ اُٹھایا اب جو دیکھتا ہی تو ایک ڈھول رکھا ہوا ہی اُسنے کہا کہ یہ خداوند ہین یا ڈھول دوسرا بولا یار دیکھو لکہین ڈھول کے اندر خول نہو یہ سب کے سب حیران کھڑے تھے کہ خداوند نے یہ کیا دل لگی کی ہی کہ ڈھول بنگئے اب ہمین بچانے کون یکایک دروازون کی درازون سے ہوا آکر ڈھول پر پڑی اور اُس سے کچھ آواز پیدا ہوئی تو ایک کہنے لگا کہ سنو سنو خداوند کچھ کہتے ہین جمعدار گھبراکر باہر نکل آیا اور ایک ایک سے کہنے لگا کہ یارو غضب ہوا خداوند ڈھول ہو گئے ایک جڑ ہو اور ایک سے ایک نے کہا ایک سے ایک سے یہان تک کہ یہ خبر شدہ شدہ تمام لشکر مین پھیل گئی اور لوگ مشتاق کرامت ہوکر چلے کہ کیا قدرت نمائی خداوند نے کی ہی کہ ڈھول بنگئے لیکن جو شخص آتا ہی وہ دریائے حیرت مین غرق ہوجاتا ہی آخرکار یہ بھی سب رو رو کر کہنے لگے کہ یا خداوند کیا جامہ انسانی آپکو نا پسند ہوا

جو یہ حیثیت اختیاری کی بس معلوم ہو گیا کہ آپ میں سب طرح کی قدرت ہے آپ ہر جا میں جا سکتے ہیں لیکن ہم لوگ کو
انتشار پڑھتا ہے واسطے اپنی قدرت خداوندی کا کہ صورت اصل دکھا دیجئے اور ڈھول سے انسان ہو جائیے
کہ ہم سب پریشان ہیں بات کیونکر ہے غرض حال کس سے کہیں یہ کہکے سب رو رہے تھے اور گریہ
زاری کر رہے تھے کہ یکایک چترنگ بن زمرد اور زرنگ بن زمرد کو بھی یہ خبر معلوم ہوئی اور
یہ دونوں بھی آ گئے اور اس ڈھول کو دیکھا سمنگان بھی آیا اور ان لوگوں کی بیوقوفی پر افسوس کرنے لگا
اور زرنگ بن زمرد سے کہا یا خداوند دریافت تو کیجئے کہ یہاں کون کون آیا تھا ایک ایک سے پوچھتے ہیں
مگر کوئی نہیں بتاتا کیونکہ وہ باریدار بھی بدلے گئے تھے جنکے سامنے تو یا آیا تھا اور پہرہ والے بھی پہرہ بدلا
گئے جس وقت کسی نے کچھ نہ بتایا تو سمنگان نے کر از سنبھالا اور کہا کہ جلد بتاؤ شام سے کون حاضر تھا اور
اگلی باری کسکی تھی ان لوگوں نے ڈر کر نام ان باریداروں کے بتلائے سمنگان نے انکو طلب کیا
اور پوچھا کہ کون کون یہاں آیا تھا انہوں نے تو پیے کے آنیکی سب حالت بیان کی اسنے کہا کہ بس وہی گیا خداوند
کو لیگیا اور ڈھول ایک اپنی چھوڑ گیا اب خداوند کو چھپا کر دا ان لوگوں کو تو اسی حالت انتشار میں چھوڑا جاتا ہے
اور پہلے کچھ حال مہتر چاپلوس اور پرستش آفتاب پرست کا گذارش کیا جاتا ہے کہ جسوقت یہ قریب لشکر
مغرور بلند آواز کے پہونچا تو اپنے شاگرد رشید سے کہا کہ تو مغرور بلند آواز پر عیاری کر اور میں رہائی
آفتاب کے واسطے صحرا کیطرف جاتا ہوں یہ سنکر مہتر چلباز عیار جانب لشکر روانہ ہوا اور مہتر چاپلوس
صحرا کیطرف چلا جاتے جاتے ایک تراہے پر پہونچا وہاں کلوار کی دوکان تھی کلوار شٹر لگائے ہوئے سو رہا تھا
کہ رات زیادہ آ گئی تھی مہتر چاپلوس دوکان پر آیا اور کلوار کو جگا کر کہا سے مگر میں نذر ہی زندہ کی گشتانگی پڑ رہے
یقین ہے آج ساقی تیرے میخانہ میں ہی رہے کیا پڑا سو رہا ہے تھوڑی شراب دیکھ ساقی باقی شراب دیدے ساقی باقی
شراب دیدے۔ یہ کہکر ایک روپیہ کمر سے نکالکر پھینکا کلوار نے شراب دی یہ عیار مکار شراب اسی جگہ پی گیا اور
وہیں چبوترے پر بیٹھکر تمباکو کمر سے نکال کر کلوار سے چلم مانگ کر بھری ایک آدھ جھوٹ موٹ کا دم لگا کر
کلوار کو دیدی کلوار سمجھا کہ یہ نشہ میں ہے جو چلم سلگنے بھی نہ پائی اور اس نے مجھے دیدی کلوار چلم پینے لگا
جیسے ہی چھوٹے گھونٹ بیکر دم کھینچا فوراً بیدم ہو گیا بیہوشی نے پورا اثر دکھایا کلوار نے چھینک
ماری چکرا کر دھم سے گرا اب مہتر چاپلوس نے اسکے کپڑے اتار کر آپ پہنے اور رنگ روغن بھی
ملکر صورت اپنی اس کلوار کے مانند بنائی کلوار کو تو ایک گڑھا کھود کر گاڑ دیا اور آپ کلوار کے مقام پر سو رہا
جب صبح ہوئی دیکھا کہ صحرا کی جانب سے ایک شخص بوتل ہاتھ میں لیے ہوئے جلدی جلدی چلا آتا ہے جس نے
اور سے کہا کہ ایک بوتل شراب تند کی جلدی سے دو کلوار نے کہا کہ اسقدر سویرے تمہارے آنیکا
کیا سبب اسنے جواب دیا کہ شب کو میری طبیعت میں کسل تھا اس وجہ سے نہیں آیا اسوقت سویرے سے
اسلیے آیا کہ ایسا نہو مالک میرا خواب سے بیدار ہو اور شراب کے واسطے بگڑیں جو کلوار نے کہا کہ
نام تمہارے مالک کا کیا ہے اس نے کہا کہ بھائی نام تو انکا میں بھی نہیں جانتا اسلیے کہ وہ نووارد ہیں اور
میں بھی ایک کو ہی ہوں دو چار روز سے نوکری انکی کر لی ہے میں اپنے کام سے کام ہے ان کے نام
سے کیا کام کلوار نے کہا وہ رہتے کس مقام پر ہیں اسنے جواب دیا کہ انہوں نے صحرا میں دو گنبد خاکی
تیار کیے ہیں ایک میں تو خود رہتے ہیں اور دوسرے میں کسی قیدی کو رکھا ہے بس یہ سنتے ہی کلوار نے اٹھکر

دراصل مہتر چاپلوس جی سر ہو گیا ہو منو آفتاب جادو اس گنبد مین قید ہو بس اسنے جلدی سے ایک
کوزہ شراب کا بھر کر اسکو پلایا اور بوتل مین شراب بھر لیجے وہ وڈالی لوہی سے کہا کہ یہ کیا پلاتے ہو کہا اسے
شراب تیز ہو جاتی ہو یہ جو ہر نظر سولی خاموش ہو رہا لیکن کوزہ پیتے ہی دردسر شروع ہوا کہا یہ کیسی شراب تھی
تلوور نے کہا کہ یہ خاص بادشاہون کے پینے کی شراب تھی تمہارا یہ دماغ کہان کہ تم اسکا تحمل کر سکتے جز کچھ
حرج نہین تم تو ذرا دیر بھی یہ دردسر کم ہوا جاتا ہے ذرا تم کر شلو ہوا سلگے گی تو دردسر دور ہو گا یہ سنکر وہ کوہی
اُٹھا اور ادھر اُدھر ٹہلنے لگا اُٹھتے ہی بیہوشی سے لے طمانچہ مارا اور کوہی سر تلے اور ٹانگین اوپر گرا بس
مہتر چاپلوس نے اسکو قتل کیا اور آپ اسکی صورت بنکر بوتل بیہوشی آمیز لیکر جانب گنبد خالی روانہ
ہوا چتر پلنگ وغیرہ بھی کالوہی سے دریافت کر لیا تھا اب یہ تو اسطرف جاتا ہے اور یہان مہتر
لک لک پا تیغ برجبین آفتاب پرست کی بڑی دھوم دھام سے اپنے ہمراہ لیے ہوئے لشکر
مغرور بلند آواز مین آ پہونچا اور داخل بارگاہ شاہی ہوا مغرور بلند آواز نے باواز بلند پوچھا
کہ کیون مہتر جی شیر یا بجیر عرض کی حضور خادم آپکے ہمیشہ شیر رہے ہین بجیر اسکو کہتے ہین مین اس
مردود برجبین آفتاب پرست کو پکڑ لایا جسکو عازہ ہو سے سب اُسکو سجدہ کرتے ہین مغرور
بلند آواز نے کہا کہ دیکھون مین وہ کہان ہے مہتر لک لک پا نے پشتارہ سامنے رکھدیا اور کہا
کہ نقاب اسکے چہرہ سے نہ دور کیجیے گا ورنہ یہ سمجھ لیجیے کہ یہ رہا ہو جائیگا اور ہم سب گرفتار بلا ہو جائینگے
مغرور نے کہا کہ اگر یہ ایسی بلا ہو تو اسے جلد قتل کرو مہتر لک لک پا نے برجبین آفتاب پرست
کو ستون بارگاہ سے باندھ دیا اور جلاد کو طلب کیا اس مقام پر مہتر جلد باز شاگرد مہتر چاپلوس
موجود تھا اسنے جو یہ رنگ دیکھا کہ خداوند گرفتار ہو گئے اور قتل کا سامان ہے پیشتر سے جلاد کی شکل
بنکر آ موجود ہوا تھا مہتر لک لک پا جس وقت برجبین کو ستون سے باندھکر علیحدہ ہوا ہے تو مغرور
بلند آواز نے باواز بلند کہا کہ بلاؤ جلاد کو دیکھا تو ایک جلاد کٹے ہوئے ناک کان بارگاہ مین بیٹھے ہوئے
پیشتر سے بدل رہا ہے نیلے ڈوروں کے گنڈے اسکے بازوؤن پر بندھے ہوئے ہین اور ایک پٹی مثل
تخت الحنک کے بندھی ہوئی ہے جس سے بوسے خون آتی ہے اور جا بجا خون کے دھبے بھی ہین ہزارہا
مکھیان سر پر بھن بھن کر رہی ہین جلد حکم سنتے ہی جی حضور حاضر کہکر تلوار لیے ہوئے سامنے آیا
مغرور بلند آواز نے کہا مارہا تھ کہ سر اسکا اُڑ جائے جلاد نے کہا ہم لوگون کا دستور یہ ہے کہ جس وقت
مجرم کو قتل کرنے لگتے ہین تو اس سے پوچھ لیتے ہین کہ کچھ کھائیگا یا پیئےگا یا کسی کو دیکھیگا لہذا مین
ان رسوم کو ادا کر لون تو اسے قتل کرون مغرور نے کہا کہ کچھ ضرورت نہین ہے اس سے کچھ مت پوچھو
یہ ایک بلا سے مجرم ہے اسے جہانتک ہو سکے جلد ذبح کر دیکیونکہ اگر نقاب اسکے چہرہ سے ہٹلی تو غضب
ہو جائیگا یہ سنکر جلاد نے عرض کی کہ بہت خوب ایسا ہی ہوگا اور قریب برجبین آفتاب پرست کے
جا کر بالعوض تلوار مارنے کے ہاتھ منہ پر مارا اور نقاب نوچ لی اب جو نظر مغرور کی اسکے چہرہ نحس پر پڑی
سب بے اختیار سجدے مین جھکا پھر اب جادو نے دیکھا یہ بھی سجدے مین گرا مہتر لک لک پا
اس جلاد کیطرف جھپٹا تھا کہ اتنے عرصہ مین جلاد نے گل رفع بیہوشی سنگھا کر برجبین کو ہوشیار
کر دیا تھا دفعتہً برجبین کی آنکھ کھلی اور اسنے نعرہ کیا کہ قسم خداوند اُدھر اتفاقیہ مہتر لک لک پا جی

نظر پڑی برجیس آفتاب پرست پر جا پڑی یہ سمجھا۔ وہی مسجود ہوا اور سجدہ کو جھکا جسقدر حاضرین دربار تھے سب نے
سجدہ کیا اور عذر گستاخی کر کے۔ رونے لگے برجیس نے کہا کہ چلو میرے ہمراہ سب اٹھ کھڑے ہوئے
اور سب راہ میں جو ملا اسکی نظر جو برجیس پر پڑی اس نے سجدہ کیا اور کہا یا خداوند ہمارے گناہ کو
معاف کیجئے اسوقت تک ہم بہکے ہوئے تھے اور بھٹکے ہوئے تھے اور واقف نہ تھے کہ خداوند ہمارا کون ہے آج پہچان لیا
اور اب نہ بیٹھئے یہاں غرض ہر بازار در بازار آدمی برجیس کے ساتھ ہو لیے ہیں روتے ہوئے چلے
جاتے ہیں اور برجیس آفتاب پرست جلد جلدی قدم اٹھاتا ہوا اپنے لشکر کیطرف چلا جاتا ہے اور جہان
مبہوت آئینہ رو نے چلہ ختم کیا حجرہ سحر سے نکلا اپنے اہل لشکر سے پوچھا کہ شہر مندریہ کی کیا حالت
ہے کوئی افتاد تو لشکر مغرور پر نہیں پڑی یہاں یہ خبر پہنچ چکی تھی کہ برجیس گرفتار ہو کر آیا تھا مگر اسکے عیار
نے رہا کر لیا اور سبکو لیکر گرفتار کئے ہوئے اپنے لشکر کیطرف جاتا تھا چونکہ اجازت ملکہ مبہوت آئینہ رو
کے نہ تھی کہ جبتک چلہ ختم کرے ہم آپ حجرہ سے باہر نہ آئیں۔ وقت تک حجرہ دار کوئی ہمارے پاس نہ آئے یہ
سب پریشان تھے کہ اب کیا کریں جو مبہوت جادو حجرہ کھولکر باہر آئی تو دور حال دریافت کیا انھوں
نے تمام پریشانی شہر کی اور گرفتاری مغرور بلند آواز کی مع سہراب جادو و عنبر لک لک پا بیان کی
یہ سنکر مبہوت جادو پریشان ہوئی اور رو رو غازہ جو اسنے تیار کیا تھا جلدی سے اپنے منہ پر ملا اور
تخت سحر پر بیٹھکر بے نقاب روانہ ہوئی یہ برجیس آفتاب پرست اس مجمع کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے
چلا جاتا تھا کہ ستارہ پیدا ہوا سبکی نگاہیں ادھر کو اٹھیں دیکھا کہ ایک تخت نہایت تیزی سے اڑا چلا آتا ہے
سب حیران تھے کہ یہ کون ہے ادھر مبہوت آئینہ رو نے جو ان سبکو مبہوت دیکھا تو کہا کہ تم
خداوند مبہوت آئینہ رو ارے کہاں جاتے ہو بس نظر سبکی جو چہرہ مبہوت آئینہ رو پر پڑی اثر
سحر برجیس آفتاب پرست کا اترا اور سحر مبہوت آئینہ رو کا تاثیر کر گیا سب نے کہا بیشک وہ
غلط تھا بلکہ آپ خداوند ہیں یہ کہکر سب سجدہ کو جھکے برجیس نے جو دیکھا کہ سب مجھسے پھر گئے
اور اس ساحرہ نے سبکو تسخیر اپنا کیا دل میں ڈرا کہ ایسا نہو یہ مجھے بھی اسیر کرے کیونکہ یہ وہی ساحرہ ہے
جسنے میرے باپ آفتاب جادو کو اسیر کر لیا یہ تو اس خوف میں بھاگا ہوا چلا گیا اور اپنے لشکر میں
داخل ہوا یہاں مبہوت آئینہ رو سبکو اپنے ساتھ لیے ہوئے داخل بارگاہ ہوئی اور مغرور بلند آواز
اور سہراب جادو اور عنبر لک لک پا کو آپ دمیدہ سحر سے ہوشیار کیا نقاب اپنے چہرہ پر ڈالی
اور کہا کہ میں خداوند نہیں ہوں بلکہ آپ لوگوں کی لونڈی ہوں میری گستاخی معاف میں نے یہ حرکت
صرف اس غرض سے کی تھی کہ آپ لوگ قید برجیس سے رہا ہوں اور سحر اسکا آپ پر سے برطرف ہو جائے
اب جو ان سبکو ہوش آیا تو ملکہ مبہوت آئینہ رو کی بہت تعریف کی اور کہا کہ آپ نے جان دوبارہ ہم سبکی
بچائی خوب پہونچیں ورنہ دشمن کے قابو میں تو آہی چکے تھے جاتے ہی وہ سبکو قتل کر ڈالتا یہ سنکر مبہوت جادو
نے کہا کہ اب آپ طبل جنگ بجوائیے کل ہمارے اسکے فیصلہ ہی ہو جائے تو بہتر ہے یہ سنکر
مغرور بلند آواز نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارہ زنی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی
گونجی تمام شہر مندریہ میں غل ہو گیا کہ ملکہ مبہوت آئینہ رو برجیس آفتاب پرست سے مقابلہ کریگی
دیکھئے نتیجہ کیا ہوتا ہے یہاں تو یہ ہنگامہ برپا ہے اور اسطرف جو برجیس آفتاب پرست مبہوت جادو سے

خوف زدہ ہو کر بھاگا تو سیدھا اپنے لشکر میں آیا یہان اہل لشکر اسی ڈھول کو پیٹ رہے تھے کہ خداوند ڈھول ہو گئے کہ یکایک برجیس آفتاب پرست ہویدا سب برجیس کو دیکھکر نہایت خوش ہوے اور اپنی پریشانی برجیس پر ظاہر کی برجیس نے سب حقیقت اپنے رہا ہونے کی بیان کی اور رعتر جلد باز کو خلعت فاخرہ عنایت کیا ارژنگ بن زمرد و چترنگ بن زمرد نے تحفہ تحائف بھیجے اور برابر سے ملاقات حاضر ہوے اب ان سب کفار کا مجمع بڑی خوشی ہوئی برجیس آفتاب پرست کے رہا ہونے کی کہ یکایک جوڑی ہرکارون کی گردمین اٹی ہوئی اور پسینے مین ڈوبی ہوئی آ کر پہونچی اور زرد عادشناے شاہی بجا لانیکے بعد عرض کی کہ خداوند لشکر مغرور بلند آواز مین طبل جنگ بجا ہے اب کیا فرماتے ہین برجیس نے کہا کہدو کہ ہمارے یہان بھی کوس حربی نوازش مین آئے غرضکہ اسطرف بھی طبل جنگ بجا اب دونون لشکرون مین تیاری جنگ وجدال ہو چلی پہلوانون مین ہر ایک کو یہ خیال ہے کہ شاید ہمین کو لڑنا پڑے یہ آلات حرب وضرب کو درست کر رہے ہین اور ساحر دلکو یہ گمان کہ عجب نہین جو ہمسے مقابلہ ہو انھون نے بھی اپنے اپنے بوم خانے آباد کیے ہین سحر جگا رہے ہین انگیاریان روشن ہین نور سے یا سامری یا جمشید کے بلند ہین بجز سلگ رہا ہے بیرون کو بھینٹ دی جا رہی ہے کسینے بچہ خوک کو جھٹکا کیا ہے اور کسینے بھینسا ذبح کر کے اسکے خون مین نہا کر کوئی اسم پڑھنا شروع کیا ہے اور اپنے سحر کو زور دے رہا ہے کہانتک بیان کیا جاسے کہ اسی عالم مین رات بسر ہوئی اور جلوہ نور سحر ظاہر ہوا لیلی شب نے اپنی بکھری ہوئی زلفونکو لپیٹ کر جوڑا باندھا اور اسس سیاہ جوڑے کو دامن سفید صبح مین چھپا یا یا موبات آفتاب مین پوشیدہ کیا نسیمن نسیم سحر کے جھونکون سے جھلملا جھلملا کر گل ہو گئین ہاسی ہارون سے پھول مرجھانے لگے اور تازہ گل کھلنے لگے مرغان چمن معروف نوا سنجی ہوے بزبان بیزبانی تعریف اس رب بے نیاز کی کرنے لگے ڈالیان وجد کے عالم مین جھوم رہی تھین قربان شمشاد ہر جنبش ہر لی دم بھر رہی تھین کہ ہر لالہ رنگ جما ہوے تھا اور صحرا مین گویا لالہ پھولا ہوا تھا دونون لشکرون مین تیاری جنگ کی تھی اپنے اپنے رسوم کے موافق عبادت رب پاک ذات سے فراغ حاصل کرکے راہی میدان کارزار ہوے تھے ہر طرف یہی چرچے تھے کہ دیکھیے آج کیا ہوتا ہے برجیس آفتاب پرست ہو رمہبوت آئینہ رو کا سامنا ہے غرضکہ لڑی بھرون چڑھتے چڑھتے تمام صحرا فوج سے مملو ہو گیا اور دونون طرف کے لشکری مقابل بکد یگر صفین باندھکر کھڑے ہوے اسطرف انبوہ کثیر تھا کہ تین نوجین برسے تھا سے کے صف ہیں ہاتھ روکھڑ سی مین ایک طرف ارژنگ بن زمرد ثانی اور دوسری طرف چترنگ بن زمرد ثانی اور وسط مین برجیس آفتاب پرست تخت پر سوار چہرہ پر نقاب ڈالے پشت پر آئی لکو فوج جمیں سے ہوئی بہلوان بھی کھڑا ہو الغرض یا خداوند برجیس کے بلند اسطرف مغرور بلند آواز اسلحہ جنگ سے آراستہ کیے ہوے مرکب پر سوار تخت پر سہراب جادو اور ملکہ مہبوت آئینہ رو چہرہ پہ نقاب ڈالے منہ پر غازہ ہوے ملے ہوے تخت پر سوار تھو دار ہوے غرضکہ جسوقت صفوف قتال وجدال آراستہ ہوچکین توجلادان برق رفتار کیلے باہم زمین سیے ہوے نکلے اور پستی و بلندی زمین کی درستی بصد تیزدستی کر نکلے کھڑی بھر مین میدان کو مثل آئینہ بے جوہر کر دیا سقون نے آب پاشی کر کے گرد کو بٹھایا بلاب نقیب جادو

و وسعت و بیز دلون سے رقیب صفون سے نکلے اور سر دستانہ بجا بجا کر بعد خروش الحانی اشعار عبرت
آمیز پڑھ پڑھ کر فوج کو آمادہ جنگ کے بنائے کہ ای بہادر یہ روز نام و ننگ ہی دیکھیے آج کون کون اپنے خاندان
کا نام روشن کرتا ہی اور میدان جنگ مین اپنے لہو مین ڈوب کر ہزارہا آدمیون کے سامنے سرخروئی
حاصل کرتا ہی اور کون عزت کو ڈبوتا ہی یاد رکھو کہ اگر ہزار برس بھی جیے تو ایکدن مرنا ضرور ہی لہذا تلوار کی
موت مرنے مین نام ہی اور بستر خواب پر مرجانے سے کچھ حاصل نہین ہی سے بیاہ لیجاؤ عروس موت کو
و طلاق اس زندگی کی موت کو ہ جسوقت نقابت کرکے بیٹھے تو بہادرون کی رگ شجاعت حرکت
مین آئی خون جوش مارنے لگا تلوارون کے قبضون پر ہاتھ جا پڑے ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ فوج حریف
پر جا پڑے اور لڑکر مرجائے کہ یکایک فوج برجیس آفتاب پرست سے جاموش دیوسر نکلا اور سامنے تخت
برجیس آفتاب پرست کے آکر مرکب سے اُتر کر سجدہ کیا اور اجازت جنگ مانگی برجیس نے کہا جا خداوند
تیری نگہبانی کریگا یہ سنکر جاموش دیوسر بار دگر مرکب پر سوار ہوا اور عازم میدان قتال و جدال ہوا جسوقت
میدان مین پہونچا خوب جلد روی کی پینترے کے ہاتھ نکالے سراپا میدان کا دکھایا کہ پسینے مین غرق
ہو لیا بس یک مقام پر ٹھہر کر نیزہ زمین پر گاڑ کر دم کو آراستہ کرکے آواز دی کہ کسکی اجل دامنگیر ہی
اور کون عزم مقابلہ رکھتا ہی آئے اور سامنا کرے بس یہ سنتے ہی مغرور بلند آواز نے باگ گھوڑے کی لی
اور سامنے جاموش دیوسر کے آکر آواز دی کہ لاف جلادری کی … بیار آنچہ داری زمرد نشان ہ
کمان کیانی و گرز گران ہ یہ تقریر سنکر جاموش دیوسر نے آواز دی کہ ای مغرور بلند آواز
تجھے کیا پڑی تھی جو آکر سہراب جادو کے شریک ہوے اور جان اپنی معرض ہلاکت مین ڈالی
مغرور بلند آواز نے کہا کہ تجھے ان جھگڑون سے کیا اور تو کون ہے اچھا کیا جو سہراب کے شریک
ہوے تو نے برجیس کی ملازمت کیون کی جاموش دیوسر نے کہا کہ برجیس خداوند ہے اسوجہ سے
ہمنے اطاعت اُسکی اختیار کی مغرور بلند آواز نے کہا کہ سہراب جادو ہمارے پاس زیادہ گیا
ہمنے اسوجہ سے اُسکی دادرسی کی بس لاف بہادری کی اور گفتگو کو طول نہ دے کہ میدان
جنگ محل صحبت وعظ نہین ہی یہ سنکر جاموش دیوسر نے تیر مارا مغرور نے تیر اسکا خالی دیکر
ایک چیخ ماری کہ جاموش دیوسر بیہوش ہوکر گھوڑے سے گرا مغرور بلند آواز نے اسکی ٹانگین چیر کر
پھینک دیا بعد اسکے تنگبر بن منکر برجیس سے اجازت حاصل کرکے سامنے مغرور بلند آواز کے
آیا مغرور نے ایک آواز لگائی تنگبر نے کہا پرانا حربہ ہی مغرور نے کہا یہ وہ حربہ ہی جسکا رد کرنا سپر وغیرہ سے ممکن
نہین ہی تنگبر نے کہا مین نے کانون مین روئی لگائی ہی مغرور نے کہا کہ وہ روئی کچھ نہین کرسکتی ہی میری
آواز تختہ آہن کو توڑتی ہی پہلے اور یک ایسی چیخ ماری کہ تنگبر چکر کھا کر گرا مغرور نے لپک ہاتھ مارا
کہ اسکے بھی دو ٹکڑے ہوے بس یہ دیکھکر منکر مرد دوڑ پڑا اور پکارا او مغرور غضب کیا
تو نے کہ میرے فرزند کو مارا چراغ خانہ گل کیا کب چھوڑتا ہون تجھکو یہ کہکر آتے ہی تلوار ماری
مغرور نے وار اسکا روک کے جو چیخ ماری اسکی بھی وہی حالت ہوئی مغرور نے اسکو بھی مارا
اسیطرح سات سردارون کو جان سے مارا اب لشکر برجیس کے پہلوان متردد ہین کہ تلوار
کا جواب تلوار سے گرز کا جواب گرز سے ہے ہم اتنی بڑی آواز کہان سے لائین جو اسکو بیہوش

کرین اس سے مقابلہ کرنا بالکل فضول ہی یہ لوگ اسی سوچ مین تھے مغرور برابر نعرے مار رہا تھا اور میدان مین کوئی نہ نکلتا تھا کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے برخواست مگر گردے تیرہ و خیرہ و خیرہ سے گرد بر آسمان رسیدہ و پلے گرد در زمین پیچیدہ تہ آسمان ایک گنبد خاکی نمودار تھا سب نگران تھے کہ کون آتا ہی ہرکارے دوڑائے گرد کے برابر سے دریافت حال روانہ ہوے کہ کون آتا ہی بعد تھوڑی دیر کے پلٹے اور آکر یہ خبر مغرور بلند آواز سے بیان کی کہ بھائی آپکا عقید بلند آواز چالیس ہزار سوار سے ہمارے مدد برجیس آفتاب پرست آتا ہی سہراب جادو نے پوچھا کہ یہ مین نہ سمجھا کہ بھائی آپکا اور حریف کی کمک کو آیا ہی یا مجھ سے عناد رکھتا ہی کسی سبب سے کچھ بگاڑ ہو گیا ہی یا برجیس سے کسیوقت کی دوستی ہی اور یا اُس سے بیخبر ہین ہی کہ بھائی میرا اسطرف شریک ہی مغرور بلند آواز نے کہا کہ آپکو نہین معلوم یہ میرا تشنہ خون ہی ہمیشہ سے میرے برخلاف تھا اور میرے حکم کے خلاف عمل مین لایا کرتا تھا اور بغاوت پھیلاتا تھا سبب مجکو اسکی جانب سے خوف پیدا ہوا تو مین نے اسکو اپنے ملک سے نکال دیا تھا پھر اُجڑا مارا مارا پھرا کرتا تھا اور قزاقی کیا کرتا تھا اسوقت مین اسکو عوض نکالنے کا موقع ہاتھ آگیا کہ برجیس سے شخص سے مقابلہ ہی تب تو پھر آپ اوہی خیال ہی کہ برجیس کی فتح ہوگی اسی بنا پر یہ آکر اسطرف شریک ہوگا یہی باتین تھین کہ دامن کوہ کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے ایک گبر تا تھا چالیس ہزار سوار سے پیدا ہوا اور میدان مین پہونچکر قیام کیا اور برجیس آفتاب پرست کے پاس کہلا بھیجا کہ مین آپ کی طرف شریک ہونے آیا ہون مگر شرط یہ ہی کہ اگر فتح نصیب ہو تو ملک مغروریہ کی حکومت مجھے عنایت ہو جسوقت یہ پیام عقید بلند آواز کا مغرور کو پہونچا یہ بہت خوش ہوا اور عقید سے جواب کہلا بھیجا کہ جب تم ہمارے شریک ہوے تو ہم تمھارے شریک ہین اور چند سرداروں کو استقبال کے واسطے روانہ کیا لوگ گئے اور بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ عقید بلند آواز کو لائے برجیس نے طبل بازگشت بجوایا اور میدان سے پھر کر داخل بارگاہ ہوا اور عقید کی دعوت کی ادھر سہراب جادو اور مغرور وغیرہ بھی پلٹکر اپنے اپنے خیمون مین داخل ہوے برجیس آفتاب پرست نے دو دن کی دعوت کے بعد پھر طبل جنگ بجوایا اور عقید نے کہا کہ کل کی میدان داری میرے سپرد کیجیے برجیس آفتاب پرست نے کہا تمھین کچھ حال بھی اُسکی لڑائی کا معلوم ہی وہ ایسی چیخ مارتا ہی کہ انسان بیہوش ہو جاتا ہی بھلا اُس سے کیونکر مقابلہ کروگے اُس نے کئی سرداران نامی کو جان سے مارا عقید نے عرض کی کہ ہم دونون ایک ہی خاندان سے ہین ایک ہی باپ کے نطفہ سے پیدا ہوے ہین جو وصف اُسمین ہی وہی وصف مجھ مین ہی کل مقابلہ کا مزہ دیکھیے گا کہ کیسے کیسے نعرے چلتے ہین زمین تھرائیگی اور کوہ سے پتھر گرینگے برجیس آفتاب پرست نے کہا بہتر غرضکہ طبل جنگ بجنے لگا اور تیاری جنگ ہونے لگی وہان مغرور بلند آواز کو یہ خبر پہونچی کہ تمھارے بھائی نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہی کہا مجھکو پروا نہین ہی کہدو کہ ہمارے یہان بھی نقارۂ رزمی بجے آج بھی تمام رات طبل بجا کیا اور تیاری جنگ مین رات تمام ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان حرب و ضرب مین صف آرا ہوے اور اُسطرف لشکر برجیس آفتاب مانند دریا کے موج سے تھا اسطرف مغرور بلند آواز اور سہراب جادو کا لشکر صفین باندھے ہوے کھڑا تھا کہ یکایک لشکر برجیس آفتاب پرست سے عقید بلند آواز نکلا

اور میدان مین آکر پکارا کہ اے مغرور بلند آواز آج مجھے بھی دیکھنا ہے کہ تو کتنا ہے اور مین کتنا ہون تجھے اپنی
بادشاہت پر بہت غرہ تھا اور کثرت فوج پر گھمنڈ تھا دیکھ آج میری طرف تجھ سے زیادہ فوج ہے اور اب تجھے
مارکر مغرور بن پر حکومت کرونگا اگر دعوی بہادری ہے تو نکل میرے مقابلہ کو بس یہ سنتے ہی مغرور بلند
آواز نے باگ مرکب کی لی اور سامنے عنید کے آکر آواز دی کہ مین نہ جب تجھے کسی طرح باہر تخت
اور نہ اب کہ کیا کہتا ہے یہ سنکر عنید بلند آواز نے ایک چیخ ماری کہ مغرور جھومنے لگا ساتھ ہی سنکر اسنے
بھی ایک چیخ ماری کہ عنید جھومنے لگا اب یہ حالت ہے کہ باری باری دونون میدان مین چیخ رہے ہین یہ معلوم
ہوتا ہے کہ دو بادل گرج رہے ہین دونون طرف کے اہل لشکر کانون مین انگلیان دیے ہوے ہین اور تماشا
آنکھون سے دیکھ رہے ہین کہ ایسا مقابلہ آجتک نہ دیکھا تھا جب عنید چیخ مارتا ہے تو مغرور جھومنے لگتا
ہے اور جب مغرور چیخ مارتا ہے تو عنید جھومنے لگتا ہے سب کھڑے دیکھتے ہین کہ فیصلہ اس کا کیا ہوتا ہے کہ ایک دم
عنید نے کہا اے مغرور ہم تم دونون ہر طرح برابر ہین آدھا ملک مجھے دو اور آدھے پر تم حکومت کرو تو
مین پلٹ جاؤن اور تمسے مقابلہ نکرون مغرور نے کہا کہ اگر تو اس قابل ہوتا تو مین تجھے سارا ملک دیدیتا
مگر خدا نکرے کہ تجھ ایسا سنگدل تخت حکومت پر بیٹھے آج یا تو میدان سے زندہ پھریگا یا مین اس جھگڑے کو
فیصل ہی کر لینا مناسب ہے عنید بلند آواز نے یہ سنکر پھر ایک چیخ ماری کہ مغرور جھومنے لگا بس اسنے
چاہا کہ جھپٹ کر تلوار ماردون کہ یہ تجھ واور رہا ہے جیسے قریب مغرور کے پہونچا اور ہاتھ تلوار کا مارا مغرور
نے خالی دیا عنید اوندھے منہ ایال مرکب پر آیا مغرور نے اپنا منہ اسکے کان سے ملاکر اس زور سے
چیخ ماری کہ اسکو خود بھی چکر آگیا اور عنید کا تو دماغ پھٹ گیا دونون نتھنون سے خون جاری ہوا اور بیہوش
ہوکر زمین پر گرا اور مغرور بلند آواز نے مرکب سے کود کر غصہ مین اسکی ٹانگین چیر ڈالین یہ دیکھکر
برجیس آفتاب پرست کو نہایت رنج ہوا کہ اس سردار سے بڑے بڑے کام نکلتے تھے یہ اہل اسلام
سے ہی خوب مقابلہ کرتا غضب کیا اسنے کہ اسے مار ڈالا بس اسنے تخت سحر کو اشارہ کیا اور میدان مین
آیا اور آواز دی کہ اے اہل حمزہ یہ تمنے کتنا میرا نہ مانا اور اے مغرور تمنے دوستی مین مہراب جادو
کی اپنے کو بھی ہلاکت مین پھنسایا ہے بھی غنیمت ہے کہ میرے مقابلے سے باز آؤ ورنہ ابھی تمپر غضب اپنا
نازل کرونگا ان لوگون نے جواب دیا کہ او ملعون کیا بکتا ہے جو تجھسے ہو سکے کمی نکر بس یہ سنتے ہی برجیس
آفتاب پرست نے نقاب چہرہ سے ہٹائی اور آواز دی کہ دیکھو اپنے خداوند کو اور پہچانو بس یہ کہنا
تھا اسکا جسکی نظر اسکے چہرہ پر پڑی وہ سجدہ کو جھکا اور روتا ہوا چلاکر یا خداوند خطا ہماری معاف ہو
بیشک آپ خداوند ہین یہ رنگ مبہوت آئینہ رو نے جو دیکھا کہ برجیس آفتاب پرست نے
مغرور بلند آواز اور مہراب جادو وغیرہ کو مع لشکر مطیع کر لیا اب یہان سبکو قتل کر ڈالے گا بس اسنے
بھی اپنے تخت کو اشارہ کیا اور تخت اڑکر سامنے لشکر برجیس آفتاب پرست کے آیا اور آواز
دی کہ اے برجیس پرستو تم بہکے ہوئے ہو یہ خداوند تمہارا برجیس نہین ہے وہ ایک مکار ہے او مغرور دیکھو اور
پہچانو یہ کہکر نقاب چہرہ سے اٹھا دی اسکے چہرہ پر بھی غازہ سحر ملا ہوا تھا جسکی نظر مبہوت آئینہ رو پر پڑی اسنے
سجدہ کیا اور کہا بیشک آپ سچ کہا برجیس حرامزادہ مکار ہے اسکو ہمنے پہچانا تھا ہم آپکے ساتھ ہین اور توبہ کرتے ہین
کہ گناہ ہمارے عفو فرمائیے برجیس نے جو دیکھا کہ لشکر کو میرے مبہوت آئینہ رو نے

اسیر سحر کیا یہ بہت گھبرایا اور اُدھر سے اپنے لشکر کیطرف پلٹا اور آواز دی کہ کہاں جاتے ہو اُدھر دیکھو منشم خداوند اب ان سب نے برجیس کو جو دیکھا پھر سجدہ کیا اور برجیس کے ساتھ ہو لئے مبہوت جادو نے دیکھا کہ برجیس اپنے لشکر کو پھرا لیچلا اُسنے بھی مغرور بلند آواز دسہراب جادو وغیرہ کو آواز دی کہ ادھر دیکھو اُدھر کہاں جاتے ہو مغرور بلند آواز دسہراب جادو مبہوت کے ساتھ ہو لیے اب یہ حالت ہو کہ کبھی برجیس لشکر کو اپنا مطیع کر لیتا ہو اور سب اُسکے ساتھ جانے کا قصد کرتے ہین اور کبھی مبہوت اپنا فرمانبردار کر لیتی ہے اور لوگ اُسکے مطیع ہو جاتے ہین دونون لشکر دہین بالا ڈولا ہو رہا ہی یہان تو یہ کیفیت ہی اور وہان مہتر چالبوس عیار برجیس آفتاب پرست جو کوہی کو مار کر چلا تھا تو سیدھا گنبد خاکی مین پہونچا جہان مواج جادو بیٹھا تھا اُسنے جا کر سلام کیا اور بوتل شراب کی مواج جادو کو دی مواج نے شراب جام مین اُنڈیل کر پی لی بعد تھوڑی دیر کے بیہوشی نے تاثیر کی اور یہ چیخ مار کر گرا بس فوراً مہتر چالبوس نے نعرہ کیا اور خنجر نکال کر مواج جادو کو ذبح کر ڈالا بس ہنگامہ تھا کہ قیامت بپا ہوئی شور فریاد بلند ہوا زمین کو زلزلہ ہوا اور آتش بازی و پتھر باری ہونے لگی اُسی ہنگام مین بجایہ دو تڑاستے ہوے اور دونون گنبد شکست ہو کر نیست و نابود ہو گئے اب جو روشنی ہوتی ہی تو مہتر چالبوس نے دیکھا کہ لاش مواج کی پڑی ہوئی ہی اور گنبد وغیرہ کچھ بھی نہین کہ کس مقام پر ستے اور آفتاب جادو عجب حال پرملال سے زمین پر لیٹا ہوا ہی کہ تالا اُسکی زبان پر سوزن ہے بس مہتر چالبوس نے جھپٹ کر تالا زبان پر سے کھینچ لیا اور پانی کا چھینٹا دیکر آفتاب جادو کو ہوشیار کیا آفتاب جادو نے کہا کہ مین کہان ہون مہتر چالبوس نے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ غلام نے بندہ ان حضور کو چھڑا لیا اور اس ساحر کو مار ڈالا جسنے آپکو اسیر کیا تھا بس اب جلد چلیے اور لشکر کی خبر لیجیے نہین معلوم اُس ساحرہ نے کیا حالت کی ہوگی یہ سنکر آفتاب جادو نے بہت آفرین کی اور کچھ اسم سحر پڑھکر صورت آفتاب پیدا کر کے بلند ہوا لیکن شعاعین اپنی کھینچے ہوے اور ایک ابر مین اپنے کو چھپائے ہوے جانب لشکر روانہ ہوا جسوقت قریب پہونچا تو عجب معرکہ دیکھا کہ ادھر تو برجیس نقاب چہرہ کی اُلٹے ہوے ہی اور اُدھر مبہوت جادو نقاب اُلٹے ہوے ہی دونون خم خداوند خم خداوند کے نعرے کر رہے ہین لشکر مین ایک ہلاکۂ عظیم برپا ہی کبھی سارا لشکر اسکا مطیع ہو جاتا ہی اور کبھی اُسکا فرمانبردار ہو جاتا ہی لوگ حیران ہین کہ کسکی اطاعت کرین اور کسکی اطاعت نکرین بقول شخصیکہ دو ملا مین مرغی حرام

یا یون سمجھیے کہ

غم صیاد فکر باغبان ہی	دو شاخے مین ہمارا آشیان ہی	الٰہی ہر دو طرف غالب ہی

آفتاب جادو نے دل مین کہا کہ یہ ساحرہ نہایت زبردست ہی اور بلا سے بیدرمان ہی کہ پہلے مجھے اسیر کر لیا بعد ازان اتنی جلد اُسنے غازۂ سحر تیار کر لیا پہلے اسکو قتل کرنا چاہیے یہ اسی طرح پر تھا اور اُدھر مبہوت جادو نے دیکھا کہ برجیس سے برابر کا مقابلہ ہو رہا ہی اس سے کچھ فائدہ نہوگا نہ یہ ہو سکتا ہی اور نہ مین اب اس جھگڑے کو یکسو کرنا چاہیے یہ سوچکر اُسنے وہی آئینہ سحر اپنا نکالا اور روبرو برجیس کے پیش کیا اور کہا دیکھ تو یہ کیا کہتا ہی بس جیسے ہی نظر برجیس آفتاب پرست کی اپنی صورت پر پڑی ہاتھ پاؤن سے بے قابو ہو گئے اور آئینہ کیطرف سمٹنے لگا اب چاہتا

کہ منہ آئینہ کیطرف سے پھیرون تو ممکن نہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ کسی نے باندھ دیا ہی مبہوت جادو سحر کو پہچ
زور دکھ رہی ہو اور برجیس اسکی طرف کھنچا چلا آتا ہی چونکہ ساحر زبردست ہو دفعۃً قابو مین آ گئی سا
خود بھی رو سو پڑھتا جاتا ہی یہ دونون تو اس کشاکش مین ہین اور مغرور بلند آواز و سہراب جادو و
وغیرہ ہکا بکا رکھ کر غریب کر رہے ہین اور کچھ سمجھ مین نہین آتا ملکہ مبہوت جادو کیا کہتا ہی یہان اسے بھی گرفتار
کرینگے تاکہ ساری قلعی اسکی کھلجائے لیکن آفتاب جادو کو یہ وقت غنیمت ملا اور اسنے پشت کیجانب سے
آکر لکڑی ایک ضرب دکھایا اور شعاعین اپنی پشت آئینہ پر ڈالین مبہوت آئینہ دیکھنے مین غافل تھی کہ دفعۃً پشت آئینہ
کی چمکی اور ایک تڑاقا ہوا کہ آئینہ کے ہزار ٹکڑے ہوگئے اور جو ٹکڑا جسپر پڑا وہ جلنے لگا اور مبہوت آئینہ دو
تو ہمہ تن شعلہ ہوکر جلگئی اب اسنے نعرہ کیا کہ آفتاب جادو اور شعاعین لشکر سہراب جادو و مغرور
بلند آواز پر ڈالنے لگا لوگون نے سپر ڈھال چہرہ کی پناہ کیا لیکن سپر تن بھی مانند کاغذ کے جلنے لگین
برجیس آفتاب پرست رہا ہوا سحر مبہوت کا سب پر سے دور ہوا یہ سب حیران تھے کہ یہ کون بلا
آئی کہ آفتاب جادو نے نعرہ کیا اور اپنی شعاعون سے لشکر سہراب جادو و مغرور بلند آواز و مبہوت
جادو کو جلانا شروع کیا سرکش جادو سپہ سالار مبہوت نے گرز فولادی اسم سحر پڑھکر آفتاب جادو
پر کھینچ مارا کہ تڑاقا ہوا گرز پھٹا اور زمین سے دھوان پیدا ہوا اور وہ دھوان ابر آتشبار بنکر لشکر
برجیس پر پھیلنے لگا اور ایک لکڑی نے آفتاب جادو کو گھیرا سرکش جادو نے آواز دی کہ جسکو بھاگنا
ہو نکلجائے ورنہ پھر یہ بلا کسی کے ٹالے نہ ٹلیگی یہ کہکر اسنے پانون زمین پر مارے چاہتا تھا غرق
ہو جاوے کہ آفتاب جادو مانند شعلہ کے چمک کر ابر سے نکلا اور شعاعین اسکی سرکش جادو پر پڑی
بیچارہ بھی جلگیا اور وہ ابر آتش بار جو لشکر برجیس کیطرف چلا تھا اسنے ہی مین جلکر خاک ہوا اسکے
مرنے سے طوفان برپا ہوا آتش باری و برف باری ہوئی بعد تھوڑی دیر کے آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من
سرکش جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم اب تو ساحر لشکر مبہوت کے مرنے لگے
اور چلا ہے آوازین آنے لگین کہ کشتی مرا نام من فلان و فلان بود آفتاب جادو نے پہلے ساحرون کو پھونکا بعد اسکے
غیر ساحر لوگون کی طرف متوجہ ہوا جسپر شعاع اسکی پڑی برق کا کام کیا خرمن جان کو پھونک دیا عجب مرج کا شکر برپا تھا
کہ لوگ بھاگے جاتے تھے مگر آفتاب جادو جسے بھاگتے دیکھتا تھا آگے سے پہلے جلا دیتا تھا اب تو لوگ سب کے سب آمادہ
ہلاک ہوکر ایک ہی مقام پہ ٹھہر گئے کہ بھاگنے سے بھی جان نہین بچتی تو کیا فائدہ جو پہلے سامنے ذلت اُٹھائین اب ہر طرف سے
صدائے الامان والحفیظ بلند ہی مگر کافر کسیکو پناہ نہین دیتا تھا کہ اہل اسلام نے کلمہ آخر پڑھا اور تمام لشکر
مع مغرور بلند آواز و سہراب جادو وغیرہ لک لک پا کے سب جلکر خاک ہوگئے
اب برجیس آفتاب پرست شہر سمندر کیطرف متوجہ ہوا اور آفتاب کو اشارہ کیا کہ یہ ملک جو کمدد
اسکا آباد رکھنا اچھا نہین ہی اسلیے کہ اگر یہان اہل اسلام کسیوقت مین آ گئین تو سوا افسوس کے کچھ
ہاتھ نہ لگے یہ لشکر سمندر کیطرف متوجہ ہوا رعایا پہلے تو یہ سمجھی کہ اب ملک فتح ہوگیا والی ملک مارا گیا
دشمن آکر تخت گاہ پر قبضہ کرکے حکمرانی کرے گا زیادہ سے زیادہ یہ ہی ہے کہ تبدیل مذہب کو کہیگا اسوقت
مصلحۃً تقیہ کر لین گے جان تو بچیگی [illegible]
رہا ہی اور نہ رہیگا یہ بیچارے [illegible] برجیس آفتاب پرست تھا

داخل شہر ہوا تو اسنے غارت کا حکم دیا فوج نے لوٹنا شروع کیا اور آفتاب جادو نے رعایا کو جلانا شروع کیا اسوقت ایک قیامت شہر مین برپا تھی لوگ فریاد کرتے تھے مگر کوئی فریاد رس نہ تھا یہانتک کہ تمام شہر کو تباہ و برباد کرکے برجیس آفتاب پرست نے جشن خوشی کیا اور آفتاب جادو بھی اس جشن مین شریک ہوا مہتر جلد باز اور مہتر چالاک کو بہت کچھ انعام دیا خلعت سے سرفراز کیا اب لوگون کو معلوم ہوا کہ آفتاب جادو برجیس کا باپ ہے لیکن ملکہ ثریا سے سیمتن کو خدا پرستون کی بربادی کا بہت صدمہ ہوا کیونکہ یہ خوب جانتے تھے کہ سہراب ثانی بھی خدا پرست ہو جسوقت وہ بربادی اس ملک کی سنیگا اسے کمال رنج ہوگا الحاصل جسوقت جشن سے فرصت ہوئی تو آفتاب جادو نے برجیس آفتاب پرست سے کہا کہ اب تم بیابان نطاق کیطرف جاؤ اور بادشاہ اسلام کو مع لشکر تباہ و برباد کر دین بھی دفعتاً فوقتاً مدد پر تیار رہونگا اور اسطرح تمہارے ساتھ رہونگا جسطرح آیا کرتا تھا برجیس نے کہا بہت خوب اور کوچ کرکے جانب بیابان نطاق روانہ ہوا اور آفتاب جادو برجیس سے رخصت ہوکر اور کسی جانب روانہ ہوا اب ان کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور کچھ

چند کلمہ داستان لشکر اسلام سے گزارش کیے جاتے ہین

سد بیا بشنوای ہمدم راستان کہ باز آمدم بر سر داستان راویان شیرین کلام اور مخبران فصاحت عنوان کو یون بیان کرتے ہین کہ جسوقت ملکہ افسونہ سحر ساز جادو بادشاہ اسلام سے رخصت ہوئی اور گل فشان جادو اور کلم کلم جادو اور اخفر جادو سب نے رخصت طلب کی اور ساتھ ساتھ باتین کرتی ہوئی اپنے اپنے لشکر کیطرف چلین تو بادشاہ اسلام کی عجب حالت ہوئی جی یہ چاہتا تھا کہ تخت کو سلام کیجیے اور فقیری اختیار کیجیے مگر جسطرح ممکن ہو ملکہ کلم کلم جادو کی دولت دیدار حاصل کیجیے جسوقت سے بادشاہ اسلام کی نظر کلم کلم جادو پر پڑی ہو شیفتہ حال بیحال ہوگئے ہین خاموش بیٹھے ہین اسطرف ملکہ کلم کلم جادو کی بھی یہ حالت ہو کہ بار بار گل فشان جادو سے کہتی ہو کہ یہ بادشاہ اسلام کسقدر خلیق ہو اسطرح کلام کرتے ہین جسطرح کوئی برابر والے سے باتین کرتا ہو کیون نہو خداوند کریم جس رتبہ کا انسان کو دیکھتا ہو ویسا ہی مرتبہ عنایت کرتا ہو گل فشان جادو کہتی کہ اسکا میلان بادشاہ کیجانب ہو مسکرا کر خاموش ہو رہی اسی صورت سے یہ باتین کرتی ہوئی اپنے اپنے لشکرون مین آئین اور باہم یہ مشورہ کیا کہ ہر چند ہمنے راز پوشی بہت کی ہو لیکن اب حال کھل جائیگا اور شرکت ہماری پوشیدہ نہین رہ سکتی لہذا ہمارا تمہارا اس مقام پر رہنا ٹھیک نہین ہو اسواسطے کہ یہ مشہور مقام ہو اخفر جادو کے چیلا سے ظلمی اٹھا لیگئے ہین یقینی اس حال سے خبر لوگون تاجدار کو ہوگئی اور وہ کسی ساحر زبردست کو ہماری تمہاری گرفتاری کے واسطے بھیجینگے لہذا احتی الامقدور تو ایسی کوشش کرنا چاہیے کہ محفوظ رہین آئندہ مقدر ہی یہ صلاح کرکے یہ تینون شاہزادیان مع اخفر جادو متفرق ہوکر نواح نطاق مین مقیم ہوئین اور جو کیان سحر کی واسطے دریافت حال سے قائم کر دین کہ ایک دوسرے کی خبر ملتی رہے اور لشکر اسلام

حال بھی معلوم ہوتا رہے یہاں بادشاہ اسلام نہایت پریشان ہیں ہر وقت گم کم جادو کی تصویر خیالی پیش نظر
ہے دل سے باتیں ہوتی ہیں اگر اظہار حال کرتا ہوں تو مبادا اُسکے خلاف ہو اور اُسکا ملال خاطر
سپہری جانب ہو تو ابھی تازہ مطیع اسلام ہوئی ہے یہی سمجھے گی کہ یہ لوگ نہایت بدباطن ہیں لاچار طریق
سکوت اختیار کیا ہے باتیں بھی اسی خیال سے بیزاری کے ساتھ کی تھیں اور جسقدر افسونہ سحرساز وغیرہ
کے ساتھ ملتفت ہوئے اُتنا گم کم جادو کیطرف نہیں خیال فرمایا مگر دلی تعلق نے باہمی ارتباط پوشیدہ
طور پر بڑھا دیا ہے دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر از روے کینہ کینہ واز رہ مہر مہر
اسی حالت میں دو روز گذر گئے ہوں گے کہ دل کی الجھن سے ترقی کی نگاہوں سے پریشانی آنکھوں سے
حیرانی ثابت ہونے لگی کچھ بھولے بھولے ہیں بارگاہ میں دربار کے وقت بھی اکثر خاموش بیٹھے رہتے ہیں اکثر
لندھور شاہ نے عرض کرتے ہیں کہ ظل اللہ کا مزاج مبارک کیسا ہے اسقدر سکوت کا کیا باعث بادشاہ
کچھ بہانہ کر کے ٹال دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ والئے ہند تمہیں خیال کرو کہ صاحبقران کس مقام
تحت کیطرف گئے ہوئے ہیں اور تمام شاہزادے اُن کے ہمراہ ہیں مجھے کیونکر تشویش نہو لندھور
عرض کرتے ہیں کہ درست ہے اکثر یہ حالت ہوتی ہے کہ تنہا گھوڑے پر سوار ہو کر صحرا کو چلے جاتے ہیں کہ شاید
دل بہلے مگر یہ دل کہاں بہل سکتا ہے ایک روز بادشاہ اسلام اسی حالت پریشانی اور تردد روحانی میں
خیمہ سے نکل کر ٹہل رہے ہیں مرکب خاصہ کا طلب فرمایا ہے قصد سیر صحرا کا ہے کہ یکایک جانب طلسم نہ طاق سے
ایک ابر تیرہ رنگ پیدا ہوا پہلے تو بادشاہ کو یہ خیال ہوا کہ ابر ہو گا دیکھ لینا چاہیے شاید برسے لیکن
جب گرج اور چمک اس ابر کی دیکھی تو فوراً خیال پیدا ہوا کہ یہ نشان ابر باراں کا نہیں ہے بلکہ آمد کسی ساحر
زبردست کی معلوم ہوتی ہے کہ یکایک ابر اپنے قریب ہو کر شق ہوا دیکھا کہ ملکہ ساحرہ سیمتام [illegible]
[illegible] کے برابر تھا پشت پر اُس کی چالیس ہزار سوار نمودار ہوئے بلا فت کے پکالے بجلیاں چمکیں زرہ پر اڑنے طائران سحر پرواز
[illegible] زمین پر بڑی ہوا تند چلنے لگی [illegible] تلک لگے ہوئے [illegible] بجنے لگے [illegible]
در مقابل لشکر اسلام کے زمین پر اتری خیمہ برپا کیا ہرکارے نے خبر روانہ ہو چکے تھے بعد تھوڑی دیر کے حاضر ہوئے اور
عرض کی کہ کوئی ساحرہ پرکالہ جادو نام طلسم نہ طاق سے آئی ہے اور قصد اُسکا یہ ہے کہ لشکر اسلام کو معرض ہلاکت
میں ڈالے اور طلسم کی شاہزادیوں کو اسیر کر کے افراسیاب تاجدار کے پاس لیجائے بادشاہ اسلام نے
فرمایا کہ جو مرضی خدا کیا چارہ ہے لیکن اُسطرف پرکالہ جادو نے لشکر کو اُتار کر چند ساحروں کو حکم دیا کہ جا کر
دریافت تو کرو کہ جا کر یہاں خداوندی کس مقام پر ہیں تاکہ پہلے تو میں اُن کو سمجھاؤں اگر یوں کہنا مانیں تو
کیوں لڑوں ورنہ اسیر کر کے طلسم میں بھیجدوں اور خود لشکر اسلام سے مقابلہ کر کے سبکو ایک ہی
روز میں غارت کر کے خدمت خداوند میں چلی جاؤں حسب الحکم ساحر دریافت حال کے روانہ ہوئے
بعد کچھ دیر کے آکر عرض کی کہ ہمنے تمام لشکر کو چھانا اور خوب ڈھونڈھ لیا شاہزادیاں اس مقام پر
تو نہیں ہیں پرکالہ جادو نے کہا اچھا اگر یہیں ہوں گی تو خود ہی ظاہر ہو جائیں گی میں طبل جنگ بجوا کر اہل اسلام
کو قتل کرتی ہوں اگر افسونہ سحرساز اور رنگی فشاں جادو کو جنبہ ان لوگوں کا ہے تو ضرور وہی برائے مدد آئیں گی
یہ کہکر اُسنے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسیوقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی ہاں و نشاہ نقارہ کی گرجی ہرکارے

لشکر اسلام سے کے خبر دریافت کرکے اپنے لشکر مین آئے اور خدمت شاہی مین عرض کی کہ فوج کفار مین نقارہ
بجا ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ کہدو ہمارے یہان بھی کوس حربی بجے یہان بھی طبل جنگ بجا اور تیاری جنگ
ہونے لگی بہادران اسلام سے بھی کمر مستعد ہو کسی کیونکہ ساحر کے مقابلہ مین ان کا لڑنا بالکل بے سود ہی
یہ کیا لڑ سکتے ہین اب طبل جنگ بج رہا ہی دونون لشکرون کو انتظار صبح کا ہی

اول کچھ حال ملکہ افسونہ سحر ساز جادو کا سنیے

کہ یہ جسوقت گل افشان جادو سے رخصت ہوئی تو اسے یہ خیال پیدا ہوا کہ نہ معلوم وہ یار جانی
محبوب جادو اپنی کسطرف چلا گیا اُسکی خبر بھی دریافت کرنا چاہیے کہ کہان ہی دل سے اُسکے ایسے
بڑھے ہوے ہین کہ عقل سے کام نہین لیتا شعلے سے لڑنے آیا تھا یہ مقام نہ طاق کا ہی یہانکی زمین افسون
و نیرنج سے بھری ہوئی ہی خدا جانے کسطرف گیا ہی لیکن ایسا نہو کہ کسی بلا مین پھنس جائے تو مشکل ہو یہ
تصور کرکے اپنی آرسی اُٹھا کر دیکھی معلوم ہوا کہ سہراب ثانی ایک صحرا مین راہ گم کیے ہوے مارا مارا پھرتا
ہی عیار بھی چھوٹ گیا ہی لشکر علحدہ پریشان ہی یہ دیکھکر افسونہ سحر ساز جادو نہایت پریشان ہوئی اور اُسی
وقت تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی یہ تو اسطرف سے جاتی ہی اور اُدھر سے سہراب ثانی جو نقابدار سرخپوش سے
ہوا ہی اور ملکہ سے رخصت ہوکر اپنے لشکر کیجانب چلا ہی راہ مین چند آہو ایک مقام پر اسکو نظر آئے سہراب نے
گھوڑا اُڑایا آہو تو درہ کوہ مین جاکر غائب ہوگئے اور نقابدار سرخپوش سے چھٹ سہراب ثانی نے راہ گم کی حیران
سرگردان ادھر اُدھر پھرنے لگا آخر غلبہ تشنگی کا ہوا دیکھا کہ ایک مقام پر کچھ زاغ و زغن جمع ہین خیال ہوا کہ شاید
ادھر کوئی چشمہ ہو وہان پہونچا دیکھا کہ ایک چہبچہ بنا ہوا ہی تھوڑا سا میلا پانی اُسمین بھرا ہوا ہی نقابدار قاف
کو کراہت معلوم ہوئی اور وہان سے پلٹے اور کچھ دور چلے تھے کہ دیکھا سامنے ایک بنگلہ بنا ہوا ہی سامنے
اُسکے چند درخت پھلدار سے سجے ہوے ہین سہراب ثانی کو خیال ہوا کہ یہ مقام کسی انسان کے
رہنے کا ضرور ہی اگر مسلمان ہو تو اس سے پانی مانگ کر پینا چاہیے قریب اُس بنگلہ کے گئے دیکھا ایک
مرد سیاہ فام تخت پر بیٹھا ہوا ہی ساحر وضع ہی اسباب سحر سامنے رکھا ہی زنار گلے مین پڑا ہوا ہی قشقہ پیشانی
پر کھنچا ہوا ہی بیٹھا ہوا کچھ بڑبڑا رہا ہی نقابدار نے سمجھ لیا کہ یہ کافر ہی تو نظر اُس ساحر کی جو نقابدار پر پڑی
آواز دی کہ تو کون ہی اور یہان کیون آیا ہی نقابدار نے جواب دیا کہ مین پیاسا ہون اور یہ سمجھکر آیا تھا کہ اگر
یہ مکان کسی مسلمان کا ہوگا تو پانی پیون گا مگر تیری قطع اور وضع سے ثابت ہوتا ہی کہ تو کافر ہی تیرے
گھر کی ہر چیز نجس ہی مجھے پیاسا رہنا قبول ہی مگر پانی پینا قبول نہین اُس ساحر نے کہا کہ معلوم ہوا تو بڑا پکا
مسلمان ہی تیرا قتل کرنا جملہ واجبات سے ہی کہ تو دشمن ہم لوگون کا ہی لیکن پہلے تجھکو شراب اپنے یہان کی
پلا دونگا بعد اُسکے قتل کر دونگا دیکھون تو تو کیونکر نہین پیتا ہی یہ کہکر وہ اُٹھا سہراب ثانی نے دیکھا
کہ اب گرفتار سحر کرے گا ہین سے تیر نیمچہ جوڑ کر مارا کہ سینے کو توڑ کر پار نکل گیا بس اسکا مرنا تھا کہ ایک
قیامت کبری برپا ہوئی وہ بنگلہ اور چمن سب تشریف لے گئے ببول مانند شعلہ آتش بھڑک کر گل بوٹے درخت
درخت آتشبازی ہو گئے جنگل مین آگ لگ گئی اور جلکر خاک ہوگیا جسوقت علامات سحر برطرف ہو چکے
تو آواز آئی کہ کشتی مرا نام من عذب جادو و دوست مرہم و جاندار یہ مطلب خود نرسیدیم دیکھا کہ اش

آئیں۔ سیاہ قادر ساحرہ کی بڑی ہی اب اُسکے مرنے ہی جو عذاب اور رنج عقاب بلا ہے آسمان نظر آنے اور
شور و فغان کرتے ہوئے زمین پر اُترے وہ طلسمی بار بار کرشکل انسانی پیدا کرکے نقابدار قاف کیطرف
چلے کہ وہ سے غضب کیا تو نے کوئی کہتا تھا کہ عذاب جادو اس شخص کا باپ تھا کوئی کہتا تھا کہ اس شخص کا
مالک تھا اسنے یہیں ایک چیل کندے سے جو ٹر زمین پر اُتری اور شکل ایک عورت کی پیدا کرکے روتی پیٹتی
چلی کہ تو نے اس شخص سے کے شوہر کو مارا میں تجھے کب چھوڑتی ہون نقابدار پریشان ہوئے کہ اتنے
مدعی خون آئے ہیں کس کس کو قتل کرون اب انھون نے تلوار کھینچی اور اُس چیل کی طرف چلے زغن جادو نے
ایک دو ہتڑ مار کر ٹھہرا اسکے آواز دی کہ زمین سے پاؤن پکڑ لیے دست و پا بیقابو ہو گئے زغن جادو
تلوار کھینچکر نقابدار کیطرف چلی قریب تھا کہ ہاتھ اسکے وہ ٹپاپا ہو جاتی ہی کہ دور کرکے کام اسکا تمام
کرون کہ گرنے سے بجلی گر گئی اور اب جو گرتی ہی تو زغن جادو کے دو پرکالے ہوتے بعد اُسکے جسقدر
ساحر قریب سات آٹھ کے تھے سب پر ایک ایک بجلی گری اور یہ جلکر خاک ہو گئے اب دیکھا سہراب ثانی
نے کہ جانب سامنے تخت افسونہ سحر ساز کا نمودار ہوا سہراب ثانی نے کہا کہ ملکہ تم کہان افسونہ سحر ساز
نے جواب دیا کہ مجکو تمھارے مزاج سے ہر وقت خوف رہتا ہی تم اپنے جوش جرأت میں عقل سے تو
کام ہی نہیں لیتے ہو بیٹھے بیٹھے یہ خیال آیا کہ ایسا نہو تم کسی بلا میں پھنس جاؤ اسوجہ سے میں نے
حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ لشکر سے علیحدہ ہوکر صحرا میں پھر رہے ہو اسی وجہ سے میں آئی نقابدار
قاف کو نہایت ناگوار ہوا کہ ملکہ تمھارے نزدیک میں بیوقوف ہون ملکہ نے کہا جو تمکو بیوقوف کہے وہ خود
بیوقوف مگر تمھاری جرأت بیشک خلاف عقل ہوا کرتی ہی نقابدار نے جواب دیا کہ جسمین جرأت نہیں
وہ مرد نہیں خیر خیر اب افسونہ سحر ساز نے کہا چلو تمکو تمھارے لشکر میں پہنچا دون جواب دیا کہ تم میری
راہبر نہیں ہو خدا نے مجکو بھی پاؤن دیے ہیں میں آپ چلا جاؤنگا افسونہ سحر ساز پریشان ہی کہ کس جاہل سے
سابقہ پڑا ہی جو اچھی بات کو بھی برا جانتا ہی کہا اچھا یہ مقام منطاق کا ہی اور اب تم اسطرف آئے ہو میرا
ایک تحفہ قبول کرو کہ یہ بہت کام دیگا سہراب ثانی نے کہا وہ کونسی شے ہی افسونہ سحر ساز نے اپنے
ہاتھ سے انگوٹھی اُتار کر دی اور کہا کہ اگر کوئی ساحر سحر کرے گا تو اثر نہ ہوگا تمھارے جانیکے بعد میں
طلسم منطاق میں گئی تھی تو اکوان تاجدار نے یہ انگشتری اپنے ہاتھ کی مجھے دی تھی میری حفاظت
کے واسطے مجھے چندان اسکی ضرورت نہین ہی لہذا تم اسے پہنے رہو سہراب ثانی نے کہا کہ مجھے
حفاظت پروردگار کی ضرورت ہی یہ کیا چیز ہی جو میری حفاظت کرے گی مجھے کراہت آتی ہی کہ یہ
کافر مردود کے ہاتھ کی ہی ملکہ افسونہ سحر ساز نے کہا کہ کیون صاحب ہمارے ماموں کو آپ
ہمارے سامنے سخت سست کہتے ہیں سہراب نے کہا کہ زبان سے کہنا تو درکنار اگر پاؤن
تو اس ذلت سے مارون کہ وہ بھی یاد کرے اور ہمیشہ اُسکے حال پر روئین اگر تمکو یہ کلمات ناگوار
ہوتے ہین تو کیون سنتی ہو اپنے کانون میں انگلیان دے لو یا مجھسے دوستی و محبت ترک کرو
میں تو ہر کافر کا دشمن جانی ہون ملکہ نے کہا کہ اے ظالم تو مجھے تو پہلے ہی قتل کر چکا ہی کشتۂ تیغ محبت
بنا چکا ہی ہم کہیں سر اُٹھا سکتے ہیں مگر برا ہے خدا جانے اُس دشمن نے وہ انگوٹھی پہنا لو میں نے
اسے ظاہر کر دیا تھا جب میں مطیع اسلام ہو چکی تو شریعت کی پابندی بھی واجب ہوئی سہراب اپنے

ثانی نے

پھر انکار کیا ملکہ افسونہ سحر ساز نے خواب نے سرکی دی اور کہا کہ یہ نشانی ہماری اپنے پاس رکھو جب ضرورت
پڑے گی تو ہم جلد آجاینگے علاوہ اسکے ایک کام بھی اس سے ایسا نکلے گا کہ اسوقت تمھیں قدر ہوگی مجھے اپنے
علم سحر سے دریافت ہوا ہو کہ مجھپر چند دن سخت آئے ہیں عجب نہیں ہو کہ میں کسی آفت میں مبتلا ہو جاؤں لہذا اگر
یہ انگشتر تمھارے پاس ہوگی تو تم مجھ تک پہونچ سکوگے اور چھڑا سکوگے ورنہ یہ تقدیر بھی مجھسے چھن جائے گا
اور تم مجھے رہا بھی نہ کر سکوگے خدا جانے قید میں میں زندہ رہوں یا مر جاؤں یہ کہکر ملکہ رونے لگی سہراب ثانی
کا بھی دل بھر آیا اور گردن جھکالی انگوٹھی اس خیال سے لے لی کہ ملکہ نے اپنے سرکی قسم دی ہو غرضکہ اسنے
میں سامنے سے لشکر نمودار ہوا آگے آگے عیار نقابدار تلاش کرتا ہوا نشان پاسے مرکب دیکھتا چلا آتا
تھا عیار نے آکر قدمبوسی حاصل کی اور لشکر بھی اپنے مالک کے ملنے سے خوش ہوا شام ہو چکی تھی بارگاہ
استادہ ہوئی اور نقابدار مع ملکہ افسونہ سحر ساز داخل بارگاہ ہوا خاصہ طلب فرمایا ملکہ افسونہ سحر ساز
اور نقابدار نے کھانا ساتھ کھایا اور اپنے اپنے گزشتہ واقعات بیان کیے رات بھر صحبت رقص و
سرود رہی اور سہراب ثانی نقاب درست کرکے اپنے لشکر کیطرف چلے اب ان دونوں کو ہمراہ ہمیں رہنا ہی

حال لشکر اسلام کا آغاز کیا جاتا ہی

کہ بیان قبل جنگ جو چھپا تھا تیاری جنگ ہو رہی تھی اسی عالم میں رات تمام ہوئی اور وقت صبح کا آیا
بہادران اسلام نے فریضہ سحری کو ادا کیا اور آلات حرب و ضرب سے آراستہ ہوکر جانب میدان قتال و
جدال روانہ ہوئے دو گھڑی دن چڑھتے چڑھتے تمام لشکر میدان میں پہونچ گیا صفیں آراستہ ہوگئیں تخت بادشاہ
اسلام کا قلب لشکر میں قائم ہوا اُس طرف پر کالہ جادو زاغ سحر پر سوار پشت پر چالیس ہزار سوار خونخوار بے روزگار
جادوگران سحر پر سوار آکر میدان میں صف آرا ہوئے نقیب ہیبت دیکھ رہے تھے کہ پر کالہ جادو نے آواز دی
اے اہل اسلام آگاہ ہو کہ میں گرفتاری گل فشان جادو و افسونہ سحر ساز و ظلم کم جادو کیواسطے آئی ہوں
اور بابک کا حکم یہی ہے کہ تم لوگوں کو غارت کر دوں لیکن مجھے رحم آتا ہو کہ نوبت دیکھنے کے قابل ہو ایسے
حسین و بہادر کہاں دیکھے ہیں لہذا مناسب یہ ہو کہ یا تو اس مقام سے کہیں چلے جاؤ میں خداوند سے
کہدوں گی کہ جاگتو نکا بیچارا مخالف تھا سو وہ سو جس نے تعرض کیا اور یا اطاعت خداوند لقا کی جلد
ی اختیار کرو یہ سنکر اہل اسلام نے جواب دیا کہ تو رحم نہ کر بلکہ جو تجھسے ہو سکے کمی نہ کرنا ہم لوگ میدان سے
پیچھے ہٹنے والے نہیں ہیں سوا آگے بڑھنے کے اور نہ اپنے خدائے برحق کو چھوڑ کر کسی کافر مردود
کی اطاعت کریں گے بس یہ سنکر پر کالہ جادو نے ایک کپڑا جھولی سے نکالا اور اسکو چاک کر کے
ہزار ہا پرزے کر ڈالے اور آب دمیدہ سحر کا چھینٹا مارا دیکھا کہ ہر ٹکڑا اس پارچہ کا ایک پرکالہ آتش
بنگیا اور ہزارہا شرارے مثل جگنوؤں کے چمکنے لگے بس پر کالہ جادو نے کہا کہ لینا لشکر اسلام کو بھی
لینا کا کہنا تھا کہ شرارے لپکتے ہوئے فوج اسلام کیطرف چلے اور اہل اسلام نے دست مناجات بدرگاہ دافع البلیات
بلند کیے اور عرض کرنے لگے کہ اے داد رس بیکسان و اے فریاد رس غریبان ہمیں اس بلائے نا گہاں سے
جلد نجات دے ہنوز یہ حرف زبان پر تھا کہ ایک ہوا سے تند چلی اور جانب صحرا سے ابر زعفرانی نمودار
ہوا ساتھ ہی دوسرا آگ فشان نمودار ہوا اور تیسرا ابر سبز رنگ پیدا ہوا اور آن واحد میں قریب

پہونچکر ابر زعفرانی شق ہوا اور ملکم کم جادو تخت پر سوار جوڑا کنج باندھے ہوئے پیدا ہوئی چار گلدستہ چار دن
کونون پر تخت کے رکھے ہوئے تھے بس اس نے آتے ہی نعرہ کیا اور رعب و دبدبہ سحر کا چھینٹا مار کر تمام
شرارے گل ہو گئے بس یہ دیکھکر پرکالہ جادو نے آواز دی کہ اے کم کم جادو تمہیں یہ مناسب تھا
کہ تم شریک اہل اسلام ہو اور خداوند سے روگردانی کرو کم کم جادو نے کہا کہ اے بدکالہ جادو میں جانتی
ہوں کہ تم مصاحب خاص ہو الوان تاجدار کی مگر میں کیوان تاجدار کی شاگرد ہوں میرے تمہارے
مقابلہ میں لطف اٹھیگا اور سوا کسی تحفہ طلسمی کے یہ ممکن نہیں ہے کہ تم مجھے گرفتار کر سکو اے ہرچند کہ میں
طلسم نہ طاق میں پیدا ہوئی وہیں پرورش پائی علم سحر سیکھا مگر میں واقف ہوں کبھی خواب نظر دین کی سطوت
الوان و کیوان سے زیادہ حقوق اس خلاق اکبر کے ہیں جسنے مجھے پیدا کیا ہے یہ سنکر پرکالہ جادو
آگ ہو گئی اور کہا او چھوکری تجھے اپنے سحر و ساحری پر بڑا گھمنڈ ہے رک تو اس تحفہ کو دیکھوں تو
کیوان تاجدار نے تجھے کیسا تعلیم کیا ہے اور کس درجہ تک علم سحر سکھایا ہے یہ کہکر اسنے زاغ سحر کو اڑایا
اور میدان میں آئی اسطرف سے کم کم جادو تخت سحر اڑا کر آگے بڑھی اسنے عرصہ میں گل افشان
جادو اور اخضر جادو بھی آگئی صفین لشکر کی آراستہ کرکے ایک مقام پر ٹھہری بادشاہ اسلام نے جو دیکھا
کہ کم کم جادو برائی مقابلہ جاتی ہے بیتاب ہوگئے دعا کرنے لگے کہ پروردگار تو اس بلائے سیاہ سے
ملکہ کم کم جادو کو بچانا ادھر کم کم جادو نے سامنے پہونچکر تو دیکھ کہ اگر اپنا آج میرے تیرے
امتحان ہو جائے بس پرکالہ جادو نے ایک دو ہنٹر مارا اور آواز دی کہ اے زاغان جادو لینا
بس یہ کہنا تھا کہ جانب صحرا سے ہزارہا زاغ کائیں کائیں کرتے ہوئے پیدا ہوئے اور لشکر
کم کم جادو کیطرف چلے اور ایک زاغ کلان کم کم جادو کیطرف متوجہ ہوا زاغوں نے جسپر پنجہ مارا
وہ انسان سے حیوان ہو گیا زاغوں نے پنجہ میں دبا کر صحرا کا رخ کیا ساحران لشکر کم کم جادو مانند
عصفور کے پنجہ زاغ میں دبے ہوئے تھے بس یہ دیکھکر کم کم جادو نے دستک دی اور کہا کہ اے عقاب جادو
لینا ان زاغوں کو بس یہ سننا تھا کہ اوج ہوا سے ہزارہا عقاب پیدا ہو گئے اور زاغوں کی طرف چلے اور
ایک عقاب کلان اس زاغ کلان پر آیا جو قریب کم کم جادو کے پہونچ گیا تھا زاغ اس عقاب کو دیکھکر اڑا
اور صحرا کیطرف بھاگنے کا قصد کیا عقاب نے پیچھا کیا دونوں میں پنجہ چلنے لگا ادھر اور عقاب جو پیدا ہوے
تھے انھوں نے اور زاغوں کو گھیر لیا یہاں تک کہ پنجہ چلنے میں وہ قیدی چھوٹے جن کو زاغوں نے اسیر کیا تھا
اور اب عقابوں نے زاغوں کو پچھاڑا اور گوشت انکا نوچ نوچ کر کھانا شروع کیا یہاں تک کہ تمام
زاغوں کو نوچ نوچکر کھا گئے اب ملکہ کم کم جادو نے کہا کہ جیسی تیری صورت ہے اسیطرح سے سحر بھی [illegible]
پرکالہ جادو نے خفیف ہوکر کہا کہ تجھے بھی تو اسی طرح کا سحر یاد تھا کہ میرے سحر کو رد کیا کم کم جادو نے
کہا کہ جواب ترکی بہ ترکی ہونا چاہیے تھا یہ سنکر عقابوں کو اشارہ کیا کہ لینا اسکی فوج کو بس یہ سنکر عقاب
فوج پرکالہ جادو کیطرف چلے اور جاتے ہی لشکر پر گرے ہر چند ان ساحروں نے سحر کیے مگر کچھ
نہ ہو سکا عقابوں نے جادوگروں کو نوچ نوچکر کھانا شروع کیا یہ دیکھکر پرکالہ بہت پریشان ہوئی اور
ایک پتلہ موم کا جھولی سے نکالا اور کچھ اسم سحر دم کرکے پھینکا اور عقابوں کو آواز دی کہ خوراک تمہاری ہے
وہ یہ سنکر عقاب اس پتلی کی طرف آئے جس نے چونچ ماری منقار چپک گئی یہاں تک کہ سب عقابوں کی

منقاروں میں دبا کر رکھتیں اور پیوست ہو کر بیٹھ گئے بس اس نے ایک کتا ماش کے آٹے کا بنا کر زمین پر
پھینکا اور کچھ اسم اعظم پڑھ کر کے چھینٹا مارا کہ وہ مانند سگ دیوانہ کے بھونکتا ہوا ان عقابوں پر جا پڑا اور سب کو
مار ڈالا جس یہ دیکھا کم کم جادو کو نہایت غصہ آیا اسنے گلدستہ ارغوانی کھینچ مارا اور پنکھڑیاں اسکی
بکھریں یہ معلوم ہوا کہ تختۂ زعفران کا جو لایا ہے پرکالہ جادو اس سحر سے واقف نہ تھی منتظر ہوئی کہ یارب
کچھ دیر لگ اسکا کوئی نیرنگ پیدا کرے تو جواب اسکا دیا جائے اور رد سحر کی کوشش ہو اگر تختۂ
زعفران چھوڑ لایا ہے تو ہمارا کیا نقصان ہے بس جیسے ہی نظر پرکالہ جادو کی تختۂ زعفران پر پڑی
اسے بے اختیار ہنسی آگئی اور غصہ طاری ہوئی اچھلی ساتھ اسکے ساری فوج اسکی ہنسنے لگی اب یہ
حالت ہے کہ ہنسی رکتی نہیں اور یہ زاغ سحر سے زمین پر گر گئی اور لوٹنے لگی قریب تھا کہ بیہوش ہو جائے
عجب طرح کا عالم تھا کہ تمام لشکر پرکالہ جادو کا مع پرکالہ جادو زمین پر مرغ بسمل ہو رہا تھا ملکہ
گل افشاں جادو نے تعریف کی کہ بہن کیا کہنا ہے ہاں مار لو اس چرخہ کو یہ جانے نہ پائے اور اب ذرہ سی
بات کا پرزہ انشا ہو گیا بس کم کم جادو تیغۂ سحر پکڑ کر چلی جیسے ہی قریب پرکالہ جادو کے پہونچی دفعۃً
زمین کا شق ہوا اور نعرہ ہوا کہ میں عقاب آتش مزاج جادو فرستادہ خداوند الوان اوڑتی کیا کرتی ہے آگے
خداوند بخشے اور ناراض ہو جائیں گے یہ کہکر اسنے تفنگ سحر مارا ملکہ کم کم جادو خالی نہ دے سکی ملکہ
خالی ہو گیا کہ میری شان ساحری سے خلاف ہے جو ایسے ساحر کے سحر کو خالی دوں فوراً آفت کی کہ سپر سحر پیدا ہوئی
لیکن کم کم جادو اس راز سے بے خبر تھی کہ یہ تفنگ سحر ساخت الوان تاجدار ہے اسکا روکنا آسان نہیں
جیسے ہی تفنگ سپر پر پہنچا سپر تو جلکر خاک ہوئی اور تفنگ تاج کو توڑ کر نخل عمر سر میں در آیا ملکہ کم کم جادو
زمین پر گر کر تڑپی گل افشاں جادو نے ہائے کا نعرہ مارا بادشاہ اسلام کی یہ حالت ہوئی کہ قریب تھا
تخت پر سے اپنے کو گرا دیں مگر ضبط سے کام لیا لیکن دراصل یہ تفنگ قتل کی غرض سے نہیں تیار کیا
گیا تھا ورنہ کم کم جادو کا بچنا دشوار تھا اسکی صرف اسقدر تاثیر تھی کہ کم کم جادو تڑپ کر ایک جانور زندہ پرند ہو کر
بن گئی اور جھکار کر عقاب آتش مزاج کے شانے پر آ بیٹھی عقاب آتش مزاج جادو کے دوسرے ہاتھ میں
قفس سحر تھا اسنے طوطی اسکی کھولکر سامنے کی کم کم جادو جو بصورت طائر ہو گئی تھی خود اس قفس میں چلی
گئی یہ دیکھکر گل افشاں جادو کو اطمینان ہوا کہ یہ قتل نہیں ہوئی ملکہ اسیر سحر ہے خنجر نکالیں گے اور ادھر
عقاب جادو نے قفس کو ایک درخت میں لٹکا دیا اور ایک ترنج سحر کا پڑھکر زمین پر مارا کہ وہ شق ہوا
اور اس سے شعلہ ہائے آتش پیدا ہو کر کشت زعفران پر گرے اور سارا تختہ جلکر خاک ہو گیا
پرکالہ جادو کو ہوش آیا اب عقاب جادو نے گل افشاں جادو کیطرف دیکھکر آواز دی کہ کیوں
ملکہ تمھیں یہ بات مناسب تھی کہ تم اپنے ماموں کو چھوڑ کر دشمنوں کی شریک ہو تمہیں اگر اسی طرح گھر کے
چراغ سے آگ لگی تو طلسم کا اہلکار رہیگا گل افشاں جادو نے کہا کہ تمھیں مناسب اور غیر مناسب سے
کوئی بحث نہیں ہے جو کچھ کیا بہت اچھا کیا ہر شخص اپنے نیک و بد کو خود خوب سمجھتا ہے لہذا تم جس کام
کے واسطے آئے ہو اسے انجام دو اگر تمہارا قابو ہو تو مجھے گرفتار کر لیجاؤ یہ سنکر عقاب آتش مزاج جادو
نے کہا کہ ہم تو اسی واسطے آئے ہیں اور ضرور تمھیں گرفتار کر لیجائیں گے مگر پاس اسکا تھا کہ تم شاہزادی ہو جہاں تک
بسہولت کام نکلے اور بزرگ تم چلو تو قید کر کے کیوں لیجائیں ملکہ گل افشاں جادو نے کہا کہ تم سے

جہاں تک ممکن ہو کوئی پہلو ہماری ایذا رسانی کا نہ چھوڑو تا خداوند عالم کو حمایت ہماری منظور ہے تو وہ بچا لیگا
یہ سنکر عقاب آتش مزاج چاہتا تھا کہ میدان میں نکلے کہ جانب طلسم زطاق سے ایک ابر پیدا ہوا اور گرجنے لگا
وہ ابر شق ہوا ایک ساحر مہیب اٹھارہ ہزار ساحروں سے پیدا ہوا اور آکر عقاب جادو کے کان میں کوئی بات
کہی اور خود میدان جنگ کیطرف متوجہ ہوا اور میدان میں آکر نعرہ کیا کہ ہم کوہ پیکر جادو ہیں اے ملکہ گل فشاں جادو
یا مقابلہ کرو یا طلسم زطاق کیطرف چلو یہ سنکر گل فشاں جادو نے اپنے ابر گل فشاں کیجانب دیکھا اور آواز
دی کہ لینا اسکو بس یہ سنتے ہی وہ ابر گل فشانی کرتا ہوا چلا اور کوہ پیکر جادو پر جاکر برس پڑا جو پھول اسکے
جسم پر پڑے آبلے ڈالدیے اب یہ بدحواس ہوکر اپنے لشکر کیطرف بھاگا اہل لشکر کی یہ حالت ہوئی کہ گل
ہر گل فشاں جس پر گرا وہ جلکر خاک ہوگیا ساحروں میں قیامت برپا ہوگئی یہ دیکھکر عقاب آتش مزاج جادو
نے ایک گردہ نورہ دی زمین پر مارا کہ وہ گردہ پھٹا اور زمین سے دھواں پیدا ہوا اور پھیلنے لگا یہاں تک
کہ زیر ابر گل فشاں وہ دھواں ایک ابر سیاہ بنکر تیار ہوا اور اب جو پھول ابر گل افشاں سے گرتے ہیں
وہ اس ابر سیاہ پر رک جاتے ہیں اب عقاب جادو نے اپنے سپہ سالار یعنی کوہ پیکر جادو سے
کہا کہ میں نے اس سحر کو روک دیا جس سے تو عاجز تھا اب گل فشاں جادو سے مقابلہ کر یہ سنکر
کوہ پیکر جادو پلٹا اور میدان میں آیا ادھر اخضر جادو نے آواز دی کہ او عقاب جادو یہ کیا حرکت ہے
کہ ملازم کو اپنے ملکہ کے مقابلے کے واسطے بھیجتا ہے تجھے شرم نہیں آتی اسکی گوشمالی کو میں کافی ہوں یہ
کہکر اپنا مرکب بڑھاکر سامنے کوہ پیکر جادو کے آیا اور نعرہ کیا کہ ہم اخضر جادو ہیں لاؤ ضرب بہادری کی
یہ سنکر کوہ پیکر جادو نے گرز فولادی مارا اخضر جادو نے وار اسکا خالی دیکر زمین پر غلطک
ماری اور شیر بنکر اسکی طرف جھپٹا اسنے بھی غلطک ماری اور فیل مست بنا اخضر جادو پر جلا اب انکا
مقابلہ ہوا اور اسکا نمونہ سا چلنے لگا دیر تک لڑائی رہی کہ شیر بھی بیدم ہوگیا اور فیل بھی زخمی ہوا بس
یہ دیکھکر پرکالہ جادو پاؤں مارکر غرق زمین ہوگئی اور برابر اخضر جادو کے نکلکر کمند سحر ماری اور اسے
اٹھاکر لیچلی تھی کہ گل فشاں جادو نے تیر سحر مارا کہ پرکالہ جادو کی پشت پر پڑا اور ٹوٹ کر پار گذر گیا
اور یہ تڑپنے لگی ایک قیامت برپا ہوئی دیر تک آتش باری و برف باری ہوا کی بعد کچھ دیر کے آواز
آئی کہ کشتی مرا نام من پرکالہ جادو بود حیف مردیم و جماندادیم و بمطلب خود نرسیدیم بس اسکے
مرتے ہی اخضر جادو رہا ہوا لیکن عقاب آتش مزاج جادو نے آواز دی کہ اے ملکہ گل فشاں یہ
تمنے کیا کیا کہ غفلت میں تیر مارکر پرکالہ جادو کو ہلاک کیا گل فشاں جادو نے کہا کہ مکار سے
ساتھ مکاری کرنا چاہیے ؎ نکوئی با بدان کردن چنان ست کہ بد کردن بجاے نیک مردان
قتل عشوہ پرکالہ کا اسی باعث سے ہمیں نے بیہودہ سے کہ بدستی کچھ جنگ تو اخضر جادو اور کوہ پیکر جادو سے
ہو رہی تھی اسمیں دخل دینے کی کیا ضرورت تھی ہم اخضر جادو کیطرف سے نہ بولے عقاب جادو
قائل ہوکر خاموش ہو رہا ادھر فیل و شیر پھر باہم لڑنے لگے عقاب جادو باتیں کرتا ہوا آگے
بڑھا کہ بس اب تم دونوں زخمی ہو گئے ہو لڑو نہیں یہ کہتا ہوا قریب پہونچا اور تفنگ سحر اخضر جادو
پر کھینچ مارا بس تفنگ پڑتے ہی اخضر جادو زمین پر لوٹ گیا اور ایک طوطے کی شکل بنکر کاندھے پر
عقاب جادو کے جا بیٹھا اور عقاب جادو نے اسے بھی اسی قفس میں بند کر دیا جسمیں ملکہ کم جادو

طائر زردی ہوائی سے سہمی تھی یہ دیکھکر گل فشاں جادو نے کہا معلوم ہوا کہ تم سب مکار ہو تمہیں دغا کے
ساتھ لڑنا چاہیے یہ کہکر جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک پتلہ فولادی نکال کر زمین پر پھینکا اور کچھ اسم پڑھکر چھینٹا پانی کا
مارا وہ پتلہ تڑپکر اٹھا اور کہا کیا حکم ہوتا ہے ملکہ گل فشاں جادو نے کہا کہ لے دشمن کو بس یہ سنتے ہی وہ پتلہ
کوہ پیکر جادو کیطرف بڑھا اور کوہ پیکر جادو نے ترنج و نارنج سحر پتلے پر پھینکنا شروع کیے مگر کسی سحر نے
کام نہ کیا اور پتلا جب پہونچکر کوہ پیکر جادو سے لپٹ گیا اور زمین کشتی ہونے لگی گھڑی بھر کے
عرصہ میں کوہ پیکر جادو کو پچھاڑا اور ٹانگیں اسکی چیر کر پھینک دیا اسکے مرنے سے بھی قیامت برپا ہوئی جسوقت
علامات سحر برطرف ہوئے تو آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من کوہ پیکر جادو بود حیف مردیم و ہاندادیم مطلب
خود رسیدیم عقاب جادو کو اپنے سپہ سالار کے مرنے کا نہایت صدمہ ہوا اسنے فوراً جھولی سے
چار پتلے نکال کر پھینکے اور کچھ اسم سحر پڑھکر آواز دی کہ لینا اس پتلے کو کہ اس نے میرے ملازم
کو مارا ہے یہ سنتے ہی چاروں پتلے چلے اور آکر اس پتلے سے لپٹ گئے اور اسے پچھاڑ کر ذبح کر ڈالا
اب عقاب آتش مزاج نے کہا لینا لشکر گل فشاں جادو کو بس وہ چاروں پتلے تلواریں پکڑ پکڑ کر
لشکر گل فشاں جادو کیطرف چلے اور آکر فوج پر گرے تلواریں مارنا شروع کیا ساحران لشکر گل فشاں
نے بھی کچھ اسے کھینچے اور پتلوں پر وار کرنا شروع کیے پتلے کے ہاتھ سے جو ساحر مارا گیا وہ پھر نہ اٹھا
لیکن جس ساحر کا کچھ کسی پتلے پر پڑا اور اسکے دو ٹکڑے ہوئے تو ایک پتلے سے دو ہو کر مصروف جنگ
ہوئے اب یہ حالت ہے کہ لشکر گل فشاں جادو کا تو کم ہوتا جاتا ہے اور فوج پتلوں کی زیادہ ہوتی جاتی ہے تو
تلوار چل رہی ہے بس یہ دیکھکر گل فشاں نے خود کچھ سحر پڑھا اور آکر پتلوں پر گری اسکے ہاتھ سے
جو پتلہ مارا گیا پھر وہ نہ زندہ ہوا ملکہ گل فشاں جادو تو ان پتلوں کے قتل کرنے کیطرف متوجہ تھی عقاب جادو
کو وقت غنیمت ملا اس نے دستک دی ایک طائر پیدا ہوا اور اڑتے ہی ہاتھ پر عقاب آتش مزاج کے
آبیٹھا عقاب آتش مزاج نے تفنگ سحر اسکی منقار میں دیا کہ بالا رہ تفنگ سر گل فشاں جادو پر
پھینک دے وہ طائر اڑا اور سر گل فشاں جادو پر تفنگ اسنے چھوڑا یہ شاہزادی اس سے
بیخبر تھی تفنگ جو سر پر پڑا ہی تاج سے گذر کر سر میں در آیا گل فشاں جادو با تو لڑ رہی تھی اور
پتلوں کو قتل کر رہی تھی یا زمین پر گر کر تڑپنے لگی اور بصورت بلبل بنکر اڑی اور جا کر
عقاب جادو کے کاندھے پر بیٹھی اس کافر نے اسے بھی پکڑ کر قفس میں بند کر دیا لیکن
جسوقت یہ گل فشاں جادو کو داخل قفس کرنے لگا تو اسکی پشت کیجانب سے ایک طائر سرخ
رنگ آیا اور اسنے اپنی منقار گلے کی طرف دراز کی جو تختی عقاب جادو کے گلے میں تھی وہ اسکا
ہاتھ یا تختی گری اور طائر منقار میں لیکر صحرا روانہ ہو گیا عقاب جادو کو خبر بھی نہ ہوئی جب گل فشاں جادو
کو بھی قید کر چکا تو اسنے پتلیوں سے سحر کو پھر زور دیا اور کچھ اسم سحر پڑھکر ان پر پھونکا کہ وہ پھر زندہ
ہو کر اپنے غول میں مل گئے اور لشکر گل فشاں جادو کو قتل کرنے لگے پھر وہی حالت
پیدا ہو گئی کہ جس پتلے کی تلوار ساحر پر پڑتی ہے وہ ہلاک ہوتا ہے اور پتلہ قتل ہوتا ہے تو ایک سے دو ہو کر
لڑنے لگتے ہیں اہل اسلام مصروف دعا ہیں اور یہ اس تمام لشکر پر طاری ہے کہ مددگار اسیر
ہو گئے اب اس ملعون کے سحر کو کون رد کرے بادشاہ اسلام کو ملکہ کم جادو وغیرہ کی گرفتاری

کا بڑا صدمہ ہوا اور دعا کر رہے ہیں کہ پروردگار تو ان شاہزادیوں کے سن و سال پر رحم فرما اور عفیفہ ہیں
ان کو اس سحر کے پھندے سے نجات دے ہنوز یہ سخن در دہان تھا کہ جانب آسمان سے ابر گوناگون نمودار
ہوا اور آتش برسی ہوا اور اس ابر سے ملکہ افسونہ سحر ساز جادو تخت یاقوت نگار پر سوار پیدا ہوئی
اور آکر اس نے نعرہ کیا کہ اے عقاب جادو خدائی شان ہے کہ تو ہماری گرفتاری کو آیا ہے جا دور ہو ابھی
سامنے سے ورنہ مارا جائے گا عقاب جادو نعرہ افسونہ سحر ساز کا سنکر تھرا گیا اور کہا اے ملکہ
کیا مجال تھی میری جو آپ کی طرف رخ بھی کرتا مگر ایلچی معذور مطلق خداوند سے مجبور ہوں یہ سنکر
ملکہ افسونہ سحر ساز نے دہن سے شعلہ اُگلا اور کہا کہ جلا دے ان ظالموں کے سحر کو بس یہ سنتے ہی
وہ شعلہ جھپٹ کر گرا اور ان جادوگروں کو جلانا شروع کیا ہر چند عقاب جادو نے سحر کو زور دیتا تھا کہ آتش
سحر سے بچیں مگر ایک نہ بچا اور سب جلکر خاک ہوئے اب افسونہ سحر ساز جادو نے کہا کہ لشکر
حریف کو بس یہ سنتے ہی شعلہ فوج عقاب جادو پر کالہ جادو پر گرا اور ساحروں کو بھونے لگا
ہر چند ان جادوگروں نے دریائے سحر بہائے دیوار آہنی قائم کیں مینہ برسایا مگر یہ شعلہ
نہ کسی اوٹ سے رکا اور نہ کسی پانی سے بجھا آخر کار بجز سب نام ملکہ افسونہ کی دہائی کھینچنے لگے عقاب جادو
نے بھی بڑی بڑی کوششیں کی تھیں کہ شعلہ کو فرو کر دوں یا گرفتار کروں مگر ممکن نہ ہوا افسونہ سحر ساز
نے آواز امان سنکر فرمایا کہ بس جاؤ یہاں جن جن لوگوں نے منتظر کیا انکو علیحدہ کر دیا باقی سبکو
پھونک دیا اب نوبت عقاب آتش مزاج جادو کی آئی اسنے بیتاب ہو کر گلے کیطرف نظر ڈالی کہ وہ
تختی لٹکا ہی جو خداوند نے میری حفاظت کے واسطے عنایت فرمائی تھی کیونکہ وہ یہ خوب
جانتے تھے کہ میں افسونہ سحر ساز کا جواب نہیں دے سکتا ہوں ان کا سحر مجھسے رد نہ ہوگا کہ خاص
خداوند نے علم سحر انکو تعلیم کیا ہے ملکہ افسونہ سحر ساز ہنسیں اور کہا کہ ہمیں بھی معلوم ہو گیا تھا کہ تیرے
پاس تختہ طلسمی موجود ہے جسکی وجہ سے سحر ہم لوگوں کا بخیر اثر کرے گا ہمنے اسکا پہلے ہی انتظام کر لیا
تھا دیکھ وہ تختی یہ ہے یہ کہکر تختی رد سحری عقاب جادو کو دکھائی بس یہ دیکھتے ہی اسکا دم فنا ہو گیا
کہا اے ملکہ میں آپکا مقابلہ نہیں کر سکتا مجھے رہا کیجیے اور اس شعلہ غضب کو اپنے رد کیجیے ملکہ افسونہ سحر ساز
نے کہا کہ اب بغیر ایمان لائے ہوئے امان ملنا نا ممکن ہے عقاب جادو نے اسے منظور نہ کیا
اور زمین پر طمانچہ مار کر پرواز پیدا کیے اور جانب طلسم اڑ کر جا کا قفس قید گم گم جادو و گل افشاں جادو
و اخضر جادو کا وہیں چھوڑا ملکہ افسونہ سحر ساز کو ہنسی آگئی اور کہا کہ اچھا جا میں تجھے کیا قتل کروں لیکن خداوند
سے کہہ دینا کہ اگر آپ بذات ہمیں گرفتار کرانا چاہتے ہیں تو یہ نا ممکن ہے ہم بھی آپ ہی کے تعلیم یافتہ ہیں اور
جنکے بزرگ ایسے ہوں اُنکے مقدور سے باہر ایک شخص باب کیا نکر ہو سکتا ہو لہذا اگر خود آکر گرفتار کیجیے گا یا چچا
ماموں صاحب آئیں گے تو بیشک ہم لوگ گرفتار ہو جائیں گے ورنہ دوسرے کی یہ مجال نہیں ہے کہ ہمیں
گرفتار کر سکے عقاب جادو نے کہا کہ میں سب کہدونگا یہ کہتا ہوا تو طلسم میں داخل ہوا اور یہاں
افسونہ سحر ساز جادو نے اپنے شعلہ سحر کو پھر نگل لیا اور قریب قفس آکر تیلی کھینچکر بدر من گل افشاں جادو
کو نکالا اور گم گم جادو و اخضر جادو کو بھی نکال کر تغلک سحر انکی سروں سے کھینچا یہ جو ابھی تک
اور ان کو پشت اصلی پر لائی اور سبکو لیکر خدمت بادشاہ اسلام میں حاضر ہوئی بادشاہ اسلام نے

افسونہ سحر ساز کی بہت تعریف کی اور فرمایا کہ اے ملکہ افسوس کہ تم اپنی شرافت کا سبب نہیں بیان کرتیں
کیونکر جادوگروں کی طرف دار ہوئی ہو ملکہ نے عرض کی کہ حضور جہان اور کنیزیں سب کی ہیں وہاں ایک میں بھی
ہوں میرا نام ونشان کیا انشاء اللہ بروقت ظاہر ہو جائیگا بادشاہ خاموش ہو رہے لیکن بہت
بڑی عزت سے ملکہ افسونہ سحر ساز جادوگر کو اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ سلیمانی میں تشریف لائے اور
تخت پر جلوہ افروز ہوئے یہ شاہزادیاں بھی جواہر نگار کرسیوں پر بیٹھیں اتنی دیر قید رہنے سے
ملکہ کم کم نازک اندام نہایت مضمحل ہو گئی تھی چپکی بیٹھی ہوئی بادشاہ اسلام کی طرف کن انکھیوں سے
دیکھ رہی تھی بادشاہ اسلام بھی اسکی طرف دیکھکر گردن جھکا لیتے تھے کیونکہ اسکی زرد رنگت دیکھکر
جلوہ دین کو گھٹا جاتا تھا دل ہلا جاتا تھا ادھر گل افشاں جادو بھی بیحد مضمحل تھی کیونکہ اسکی اسیری
کو کم و بیش گذرا تھا ادھر اخضر جادو بھی ہاتھ پاؤں ڈالے بیٹھا تھا کہ ایکمرتبہ افسونہ سحر ساز جادوگر کو کچھ
خیال آگیا کہ سبب ان لوگوں کی شکستگی کا کیا ہے فوراً ایک کنیز کو طلب کیا جسوقت وہ حاضر ہوئی کہا ان
قیدیوں کو حاضر کر جو لشکر کفار سے ہماری گرفتاری میں ہیں کنیز گئی اور ایک قفس اٹھا لائی جس میں بہت
سی چڑیاں بھری ہوئی تھیں راوی بیان کرتا ہے کہ اسوقت بارگاہ گوہر بار میں نشست تھی بارگاہ سلیمانی
میں تھی اور یہ چڑیاں وہی لوگ ہیں جنکو افسونہ سحر ساز نے گرفتار کر لیا تھا انکی حالت مشکوک تھی
کہ یہ بصدق دل مطیع اسلام ہوئے ہیں بالفریب ملکہ افسونہ نے ان سبکو سحر سے جانور بنا کر پنجرہ میں
بند کر دیا تھا الحاصل ایک چڑیا نکال کر کچھ پڑھکر اسپر پھونکا اور جھنجھوڑ کر بٹھا کر وہ انسان ہو گئی
پوچھا ملکہ افسونہ نے کہ نام تیرا کیا ہے کہنے لگا مجھے سرجوش جادو کہتے ہیں ملکہ نے کہا کیا کہتا ہے
اہل عقیدت اسلام کے بارے میں اسنے دل صفائی سے [illegible] حضوری ملکہ سے آرسی پر نظر ڈالی [illegible]
یا تجھکو معلوم ہوا کہ فریب کرتا ہے بس ملکہ نے اسکو طائر بنا کر [illegible] پر سے سات مرتبہ صدقے کیا
اور وہی تفنگ نکالا جس سے کم کم جادو کو طائر بنا دیا تھا اسی تفنگ سے سرجوش جادو کو ہلاک
کیا اور کم کم جادو اچھی ہو گئی اضمحلال برطرف ہو گیا بعد اسکے گل نشان جادو کا اضمحلال برطرف کیا
اور اخضر جادو پر سے بھی اثر سحر زائل کیا اور ذرا [illegible] سے سر پر سے خاک دمیدہ سحر لگائی کہ سب
اچھے ہو گئے بادشاہ اسلام نے افسونہ سحر ساز جادو سے کہا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ آجکی دعوت
آپلوگ منظور کریں اور یہیں کھانا کھائیں افسونہ سحر ساز جادو نے کہا کہ یہاں بھی حضور کا ہے اور وہاں
بھی لیکن حکم سے خلاف کرنا بھی سوئے ادب میں داخل ہے لہذا جیسا ارشاد ہو اس کی تعمیل بسر وچشم
واجب ہے بادشاہ اسلام نے سامان دعوت کے واسطے حکم دیا اور تیاری جشن دعوت ہونے لگی
اس دعوت وضیافت کا سامان بیان سے باہر ہے کیونکہ بادشاہ لشکر اسلام جو کہ جہان شاہ ہیں
ان کے یہاں کا ساز و سامان اور انتظام کیا کہا جا سکتا ہے تھوڑا سا دن باقی تھا جسوقت حکم ہوا
ہے شام تک سب سامان فراہم ہو گئے تمام محرابیں قندیلیں آویزاں ہو گئیں [illegible] ہوئی گیلاس
چڑھا دیے گئے بارگاہ گوہر بار سے لیکر ہر بارگاہ تک [illegible] چاندنیاں لگائی گئیں فرش تمامی کا بچھا
ہوا تھا سردار مصروف اہتمام تھے دوکانیں لشکر کی کھلی ہوئی تھیں اور یہ حکم تھا کہ لشکر افسونہ سحر ساز
جادو و کم کم جادو و گل نشان جادو کے جسقدر لوگ ہیں جو شے وہ خریدیں انسے قیمت نہ لی جائے

تو فضا عجب طرح کا یہ جلسہ ہوا ہے فلک بھی چشم ثوابت وا کیے ہوئے دیکھ رہا تھا ہر جادو رشک طلسل
اور ہر خیمہ بیرفت بہ اوج آسمان ہو رہا تھا جس وقت شام کو روشنی ہوئی تو تمام صحرا جگر جگر کرنے لگا قندیلوں
کی کثرت سے ہر شجر آشیانہ کرمک شبتاب معلوم ہوتا تھا ٹھیک آٹھ بجے رات کو دعوت و ضیافت کا اہتمام
ہوا سب نے کھانا کھایا انواع و اقسام کے نعمات و ستر خوان پر چنے گئے تھے بعد اسکے محفل عیش و نشاط
آراستہ ہوئی ارباب طرب حاضر ہوئے طبلہ پر تھاپ پڑی اور محبت رقص شروع ہوئی ہر ہر ملک کے
طائفے شاہ بادشاہ اسلام میں موجود تھے ملکہ افسونہ سحر ساز و گل افشان جادو و ملکہ کم جادو تصویر حیرت
بنی بیٹھی ہوئی ہیں اور ناچ دیکھ رہی ہیں

غزل

رولی ہیں جھومتے ۔ یہاں سے

مجھے دل ڈھونڈ لایا ہے کہاں سے	نہ بھولا آج تک اس حسن کو آزاد	ارے کیا ملکی تو آسمان سے
جگہ کرلی ہے یار دوست دل میں	ذرا سی حد وحشت جانا یہاں سے	جگر میں سکے لیوے وہ چٹکی
نکلتی اف نہیں جسم ناتواں سے	اجل اس کی دعا تو پہلے سن لو	نہ مانگو اپنی موت اپنی زبان سے

اب وہ وقت ہے کہ صحبت گرم ہے ناچ ہو رہا ہے گانے کا رنگ جما ہوا ہے ہر ایک عالم محویت میں
تصویر بنا بیٹھا ہے صاحبان دل کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں بادشاہ اسلام ملکہ کم جادو
کیطرف دیکھتے اور ایک ٹھنڈی سانس بھر کر خاموش ہو رہتے ہیں اور کم جادو بھی نگاہیں کاکل
کن انکھیوں سے بادشاہ اسلام کو دیکھ لیتی ہے ادھر دیکھ لینا ادھر دیکھ لینا کن انکھیوں سے انکو مگر دیکھ لینا
ادھر تو دزدیدہ نگاہیں اپنے اپنے کام میں مصروف ہیں دونوں عاشق اور دونوں معشوق ہیں لطف دیدار
حاصل ہے اگرچہ ہم آغوشی کی تمنا بہت کچھ ہاتھ پاؤں مار رہی ہے مگر شرم رسوائی نے ایسا جکڑ دیا
ہے کہ ہلنے نہیں دیتی ہے گل افشان جادو یاد لقا بدار یاقوت بے ہوش میں آنسو بہا رہی ہے تصور
بندھا ہوا ہے کہ دیکھیے وہ کون سا روز سعید ہوتا ہے کہ دولت دیدار نصیب ہوتی ہے اور افسونہ سحر ساز
جادو کی بھی یہی حالت ہے خرشنگ یونی اپنے ہوش میں نہیں ہے اب انکو تو اسی عالم محویت میں چھوڑا
جاتا ہے اور اول حال عقاب آتش مزاج جادو کا گزارش کیا جاتا ہے کہ یہ جو افسونہ سحر ساز
کے ہاتھ سے زک اٹھا کر بھاگا ہے تو سیدھا داخل طلسم نہ طاق ہوا وہاں الکوان تاجدار نشہ
کبر و غرور میں مست تخت خداوندی پر بیٹھا تھا اور کیوان تاجدار بھائی اسکا جو مالک طاق نہم ہے برتبہ
وزارت و نیابت حاضر تھا ساحران نامی و گرامی کا مجمع تھا تین ہزار ساحر برتبہ افسری ہنگلوں اور کرسیوں
پر بیٹھے تھے جنمیں سے ایک ایک سامری وقت اور جمشید زمانہ تھا یہ ظاہر بھی نہ تھی اور خیال میں بھی نہ آتا تھا
کہ اسطرف کون آتا ہے اور کس ارادہ سے آتا ہے الکوان کو یہ خیال ہے کہ اگر ذرا قرت کر دونگا تو بدیع الملک
کا مع لشکر نشان بھی باقی نہ رہیگا کہ یکایک عقاب آتش مزاج جادو بیابان سے گھبرایا ہوا بھاگا اور سامنے
الکوان تاجدار کے بیہوش ہو کر گر پڑا الکوان تاجدار نے آب دمیدہ اسم چھڑک کر اسے ہشیار
کیا اور پوچھا کہ کیا حالت گذری اسنے بیان کیا کہ خداوند اپنی جاہی صاحب ملکہ افسونہ سحر ساز جادو نے رعایت
کی جو میں زندہ پلٹ کر طلسم میں آیا ہوں ورنہ انھوں نے ہر طرح مجھے بے بس کر دیا تھا میں انکا کچھ نہیں کر سکتا تھا جس وقت
طبل بجا اور بیرکال جادو نے اپنے ہمراہ لشکر کو غارت کرنا شروع کیا تو بروقت ملکہ گل افشان جادو پہونچ گئیں اور
بعد زد و خورد بہت سے کے میں نے گل افشان جادو و اخضر جادو و ملکہ کم جادو کو طائر بنا کر قفس میں بند کر لیا ہے میں بھی قتل

اہل اسلام کیطرف متوجہ ہوا کہ یکایک سامنے سے ہماری شاہزادی صاحبہ نمودار ہوئیں انھوں نے
سب سحر میرے رد کر دیے قریب تھا کہ میں مارا جاؤں مگر بھاگ کر جان اپنی بچائی انھوں نے چلتے وقت
آپکو بھی ایک پیام دیا تھا وہ یہ ہی کہ اب تو میں نے جو کیا وہ کیا اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں زندہ نہ رہوں تو اپنے
ہاتھ سے مجھے قتل کر ڈالیے مجھے کوئی عذر نہوگا لازم ہو نکو میرے مقابلہ میں بھیجکر مجھے ذلت نہ دیجیے اگرچہ
میں نالایق سہی تاہم آپکی بھانجی ہوں بڑے غضب کی بات ہو کہ مجھے کوئی ساحر طلسمی گرفتار کرے یہ کیسا
دشوار ہو مر جاؤنگی مگر گرفتار نہونگی ہاں اگر آپ خود تکلیف فرمائیں یا چھوٹے ماموں صاحب کیوان
تاجدار کو میری گرفتاری کے واسطے بھیجیں تو شاید میں اسیر ہو جاؤں یہ سنکر کیوان تاجدار چونکہ
اور اسنے کیوان کیطرف دیکھا کیوان تاجدار نے دست بستہ عرض کی کہ عقاب آتش مزاج سچ کہتا
ہو اس چھوکری نے سحر آپ ہی سے تعلیم کیا ہو پھر کسیکا سحر اسکے سحر کو کیا رد کر سکتا ہو جسطرح کم کم جادو
کو میں نے علم سحر تعلیم کیا تھا پھر اب یہ چھوکریاں کسی کی حقیقت کیا سمجھتی ہیں گرفتار ہونا ان کا آسان
نہیں ہو تا وقتیکہ میں نجاؤں اور یہ تو کیونکر عرض کروں کہ حضور تکلیف فرمائیں الا مجھے اجازت
دیں کہ میں اُن سب کو گرفتار کرکے حاضر کروں پھر جہاں جی چاہے بند کر دیجیےگا اور جسے چاہے
نگہبان مقرر کر دیجیےگا کیوان تاجدار سے کہا کہ اچھا تم جاؤ اور اجلال نقش بند کو اپنے ہمراہ لیتے جاؤ اور
کچھ ساحر اور بھی اپنے ہمراہ لیتے جانا کیونکہ ضرورت پڑیگی یہ سنکر کیوان تاجدار نے چند ساحر اپنے ہمراہ لیے
اور بجانب بیابان نطاق روانہ ہوا جسوقت روانگی ہوئی اور کیوان تاجدار مع لشکر و سپاہ داخل بیابان
آکر بیابان نطاق میں پہونچا اور خیمہ اسکا برپا ہوا لشکر [illegible] اُسنے ساحروں کو بھیجا کہ جاکر دریافت کرو کہ افسونہ
سحر ساز وغیرہ کہاں ہیں ساحر [illegible] برائے تجسس روانہ ہوئے جہاں صبح کا وقت ہو جلسہ برخاست ہو چکا
ہو افسونہ سحر ساز و گلفشاں جادو و کم کم جادو بادشاہ اسلام سے رخصت ہو کر اپنے اپنے لشکروں
کیطرف جا رہی ہیں ناگاہ افسونہ سحر ساز کی [illegible] پر پڑی یہ [illegible] مانند آئینہ سکندری کے کل حالات
بتاتی ہو [illegible] کیوان تاجدار کی نظر ہی افسونہ سحر ساز چونک پڑی اور اندام
میں رعشہ پڑگیا رنگ روز متغیر ہو گیا ملکہ کم کم جادو نے پوچھا کہ کیوں مزاج کیسا ہی گل اندام جادو دیکھنے لگی
افسونہ سحر ساز جادو نے کہا میں کیا کہوں [illegible] اب [illegible] ہم لوگ
اور تم کہاں [illegible] گل اندام نے کہا کہ میں [illegible] آخر یہ کیا سبب ہے جو تم
اسقدر ہراسان ہو مجھسے تو بیان کرو افسونہ سحر ساز نے کہا کہ [illegible] ہماری تمہاری گرفتاری کو دشمن
بیابان نطاق میں آ گئے [illegible] کہا کہ [illegible] حالات [illegible]
سے آگاہ کرو کہنا تھا کہ کم کم جادو اور گل اندام یہ دونوں تھر تھر کانپنے لگیں اور باہم مشورہ ہوا کہ کیا کرنا چاہیے
افسونہ سحر ساز جادو نے جواب دیا کہ میرے نزدیک تو بھاگنا فضول ہو اسواسطے کہ ہم لوگ کہاں بھاگ سکتے ہیں اور
اگر بھاگونگی جب بھی گرفتار ہو جاؤنگی لہذا مناسب یہی معلوم ہوتا ہو کہ جسوقت وہ طلب کریں اُنکے پاس چلی جاؤ
اور میں گفتگو کرونگی بعد اسکے جو مقدر کا لکھا ہو وہ ہر طرح ظہور میں آویگا یہ صلاح سبکو پسند
آئی اور باہم جمع افسونہ سحر ساز کی طرف چلیں افسونہ سحر ساز نے کہدیا تھا کہ اب ہمارا تمہارا
ایکجا رہنا درست ہو اور متفرق رہنا ٹھیک نہیں اس واسطے کہ ایک دوسرے کی حفاظت کرے

غرضکہ یہ تینوں شاہزادیاں ایک ہی مقام پر جمع ہوئیں وہاں ساحروں سے خبر کیوان تاجدار کو
پہونچائی کہ فلان مقام پر ایک خیمہ میں تینوں شاہزادیاں جمع ہیں کیوان تاجدار نے اجلال نقش بند
سے کہا کہ مجھے حجاب آتا ہے کہ میں ان لڑکیوں سے سامنا کروں لہذا تم ایک نامہ اپنے نام
لکھ بھیجو کہ میں تمہارے لینے کو آیا ہوں اگر وہ مان لیں خیر ورنہ طبل جنگ بجوا کر مقابلہ کرو
جسوقت یہ تم سے گرفتار نہ ہو سکیں گی تو میں ان سب کو اسیر کر لیجاؤنگا اور ظاہر طور پر لشکر
اسلام سے سامنا نہ کرونگا کیونکہ مجھے شرم دامنگیر ہے اور یہ حجاب آتا ہے کہ الوان تاجدار کا
بھائی خود ہمارے مقابلہ پر آیا تھا اور لوگ طعنہ زن ہونگے یہ کہکر کیوان تاجدار نے تو سحر
غائب کیا اور خیمہ پنام چند رخفا کے نگاہوں سے پوشیدہ کر لیا اور اجلال نقش بند نے ایک نامہ
بنام ملکہ افسونہ سحر ساز جادو تحریر کیا مضمون اسکا یہ تھا کہ اے شاہزادی و خداوندزادی میں حضور کے
لینے کو آیا ہوں آپکے ماموں صاحب نے یاد فرمایا ہے لہذا مناسب یہ ہے کہ اب تشریف لے چلیے یہ اچھی بات
نہیں ہے کہ وہ بار بار آپ کو یاد فرماتے ہیں اور آپ کچھ خیال نہیں کرتیں بلکہ جو لوگ لینے کو آتے ہیں
وہ قتل ہوتے ہیں یہ امر بھی خداوند کے خلاف ہوتا ہے اور اگر اب بھی آپ تشریف نہ لے چلیں گی تو
اتنا خیال رہے کہ پھر اس خادم کو گستاخی کرنا ہوگی اور بجبر لیجاؤنگا یہ نامہ لکھکر اجلال نقش بند
نے ایک طائر سحر کے گلے میں تھما دیا اور کچھ اسم سحر پڑھکر اڑا دیا اور جواب اسکا ملکہ افسونہ سحر ساز جادو
سے چاہا بس وہ طائر چیکار کر اڑا اور خیمہ افسونہ سحر ساز کے اندر آکر نامہ منقار سے گود میں
افسونہ سحر ساز کی ڈالدیا اور خود بالائے ہوا اڑا کیا افسونہ سحر ساز نے نامہ کو پکار پکار کر
پڑھا جسوقت یہ لفظ پڑھا کہ پھر میں بجبر لیجاؤنگا منہ ملکہ افسونہ سحر ساز کا سرخ ہو گیا پشت پر
لکھدیا کہ کیا مجال ہے تیری جو تو مجھکو لیجاسکے سوا چھوٹے ماموں صاحب کے جو تشریف لائے ہیں
وہی مجھکو لیجائینگے تیری اتنی مجال نہیں ہے جو ہمیں لیجا سکے اور تو یہ خیال نہ کر جو تجھسے ہو سکے وہ
کر لے یہ جواب تحریر کرکے اس طائر کی طرف اشارہ کیا طائر آکر ہاتھ پر بیٹھا ملکہ افسونہ سحر ساز
نے نامہ طائر کے گلے میں ڈال دیا طائر اڑ کر روانہ ہوا اور پاس اجلال نقش بند کے پہونچکر نامہ دیا
جسوقت اجلال نقش بند نے جواب پڑھا سمجھ گیا کہ یہ یوں نہیں جائینگی پس اسنے حکم دیا
کہ بجے طبل جنگ بس اسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی اسوقت عیاران
لشکر اسلام خدمت بادشاہ عالی مقام میں حاضر ہوئے اور بعد دعا و ثنا کے شاہی بجا لانے
کے عرض کی کہ لشکر ساحروں کا طلسم نہ طاق سے پھر آیا ہے اور طبل جنگ بجا ہے فرمایا کہدو کہ ہمارے
یہاں بھی کوس حربی بجے اُدھر ملکہ افسونہ سحر ساز کو خبر پہونچی اسنے بھی طبل جنگی بجوایا اب
تینوں لشکروں میں تیاری جنگ ہونے لگی اور کیوان تاجدار نہایت مشوش ہوا اس واسطے کہ
اسکو اپنا اظہار منظور نہیں ہے کہ خلاف عزت ہے مگر مجبور کیا کر سکتا ہے یہاں افسونہ سحر ساز جادو
و ملکہ کم کم جادو و گل فشان جادو نے باہم یہ صلاح کی کہ اسیوقت چلکر بادشاہ اسلام
سے رخصت ہو لینا چاہیے اسواسطے کہ صبح کو اس حرامزادی کو ماریں گے علاوہ اسکے
اور جو مقابلہ کو نکلے گا ہمیں کسیکا کچھ خوف نہیں ہے لیکن کیوان تاجدار مزور ہم سبکو گرفتار

کرے جانے گا یہ تصور کر کے یہ تینوں شاہزادیاں پھر خدمت بادشاہ اسلام میں روانہ ہوئیں خبر
بادشاہ اسلام کو ہوئی سرداروں کو برائے استقبال بھیجا اور نہایت عزت کے ساتھ ان کو قریب
اپنے جگہ دی اور فرمایا کہ پھر کچھ ساحر طلسم بھی آئے ہیں اور طبل جنگ بجا ہے افسونہ سحر ساز نے
عرض کی کہ حضور اب وہ وقت آگیا کہ ہم سب گرفتار بلا ہوں گے کل کسی طرح بچ نہیں سکتے لہذا ہم سے یہ
کہا کہ چلکر ملکہ زندگی قدمبوسی حاصل کریں پھر نہیں معلوم زندگی وفا کرے یا نہ کرے بادشاہ اسلام
نے فرمایا کہ اگر اسقدر خوف گرفتاری ہو تو کیوں مقابلہ کیجیے آپلوگ بارگاہ سلیمانی میں قیام پذیر ہوں
میرا لشکر ان کافروں سے مقابلہ کرے گا اگر ہم سب مارے بھی گئے تو جسوقت تک آپ بارگاہ
سلیمانی سے باہر نہ نکلیے گا اُسوقت تک کسی کی مجال نہیں ہے جو آپ کو گرفتار کر سکے اگر خود لقا
اور کیوان بھی آئیں تو قابو نہ پائیں افسونہ سحر ساز نے عرض کی کہ حضور اگر یہ حفاظت بارگاہ سلیمانی
سے ممکن ہے تو آپ اپنے سرداروں سمیت بارگاہ سے باہر تشریف نہ لایئے تاوقتیکہ
ہمارے ان کے فیصلہ ہو جائے اول تو حضور کے اقبال سے میں اس موسے اجلال کو
سر میدان جلا کر نہ بہا دوں تو افسونہ میرا نام نہیں لیکن خوف اتنا ہے بلکہ خود مجھ سے ہامون صاحب
بیٹے کیوان تاجدار تشریف لائے ہیں اور پوشیدہ طور پر اسی صحرا میں مقیم ہیں جسوقت اور ساحر
قابو نہ پا سکیں گے تو یقین ہے مجبور ہو کر وہ خود ظاہر بظاہر مقابلہ کریں گے پھر ہم اُن سے کچھ بھی
مقابلہ نہ کر سکتے ہیں اسلیے کہ اُنھیں کے سلسلے ہوئے ہیں کوئی سحر ہمارا اُن پر اثر نہیں کر سکتا اور اُن کا
سحر ہم پر ضرور اثر کرے گا لہذا مقابلہ کرنے سے نہ کرنا بہتر ہے اس میں شاید کوئی صورت رہائی
کی پیدا ہو اور قتل سے بچیں گرفتار ہوں شاید فتح طلسم فلاق کے بعد رہائی حاصل ہو اور پھر قدمبوسی
نصیب ہو غرضکہ عجب طرح کی حالت تھی کہ ایک ایک کے منہ کو حسرت و یاس دیکھتا تھا تمام سردار
مجمع میں بادشاہ اسلام بار بار ملکہ گلم جادو کی طرف دیکھکر آہ سرد دل پر درد سے کھینچتے ہیں
اور ملکہ گلم جادو ٹھنڈی سانسیں بھرتی اور رہ جاتی ہے جسوقت کوئی سردار اٹھنے کا قصد کرتا ہے
تو بادشاہ اسلام فرماتے ہیں ؎ غنیمت جان لے مل بیٹھنے کو یاران ۔ دگرگوں حال ہوجاتا ہے اکدم میں زمانے کا
بھائیو اس رات کو غنیمت جانو جسنے جسکو دیکھ لیا دیکھ لیا کل ہم میں سے کوئی بھی نہ ہوگا اسواسطے کہ
اگر قضا ہماری آئی نہیں ہے تو کوئی اندیشہ نہیں ہے اسکا قضا کا علم اور کسیکو سوائے رب ذوالجلال کے نہیں معلوم
مگر ظاہراً سب سامان موت کے مہیا ہو چکے ہیں اسواسطے کہ جن لوگوں پر دار و مدار تھا وہ خود مایوس ہیں ادنے
ادنی ساحر الطلسم فلاق سے بلاسے بد اور آفت روزگار ہے اور اب تو سامنا کیوان تاجدار کا ہے جسکا بھائی
ساحروں میں خداوندی کرتا ہے اور وہ خود بھی بلاسے بد ہے یہ یقین ہے کہ ایک دم میں سبکو غارت
کرے چلا جائے گا اسی عالم میں ستارۂ سحری چمکا اور لشکروں میں وہ دی صبح کی بجنے لگی جوانان
اسلام نے صدائے اذان بلند کی لشکر کفار میں سنکھ بجنے بادشاہ اسلام نے دربار برخاست
کیا اور یہ شعر پڑھکر اُٹھے ؎ حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد ۔ روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد
اول مسجد کے پاس میں تشریف لائے وضو کرکے نماز صبح پڑھی اور دعا مانگی کہ بار الہا تو اس

بلا سے ہم سبکو بچا تا کہ تیرا نام قادر و توانا ہے ست		دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تر ست

یہ فرما کر تعبیہ لشکر ہوا اور کہا سواری حاضر تھی بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افروز ہوئے سواری برآمد
ہوئی سب سردار بیشتر سے حاضر تھے صف باندھکر مجرے کو جھکے بادشاہ اسلام اشارہ سے جواب
دیتے ہوئے میدان جنگ کیطرف چلے اور سرداروں کو مرکب پر سوار ہونے کی اجازت ملی جسوقت
سواری میدان جنگ میں پہونچی صفیں درست ہونے لگیں اسطرف سے آمد لشکر کفار کی شروع ہوئی
آگے آگے اجلال نقش بند کیطرف سے ساحر بھی ہیں اور حکیم بھی ہے بلا سے بیدرمان اور آفت
جہان میں ایک سنگ مرمر کی چوکی پر سوار بیٹھا ہوا اژدہا جڑی ہوئی پشت پر اسکے ساحران غدار
آفت روزگار اسباب سحری پیراستہ کئے ہوئے قشقہ پیشانیون پر کھینچے ہوئے تلک دیئے ہوئے
جھولیان سحری گلی ہوئی انمین اسباب سحر بھرا ہوا جانوران سحر پر سوار ڈنکے ڈیرو بجاتے ہوئے
سنکھ پھونکتے ہوئے گھنٹے بجتے ہوئے آوازین یا سامری یا جمشید یا خداوند لقا ان جلادار کی بلند
سبکے سب برسر جنگ کھڑے ہوئے یہ ایک لاکھ ساحرین تھے جن سے ہر ایک سامری وقت
جمشید زمانہ تھے یہ وہ لوگ ہیں جنکے سامنے آئینہ اندام جادو طفل مکتب تھی بیچارہ رہ گیا تھا
بادشاہ طلسم ہو کر منہ نہ کھول سکا چونکہ اجلال نقش بند حکیم بھی تھا اور ساحر بھی اسی سبب
سے سالار لشکر قرار پایا ہو ورنہ اور بھی ساحر اسوقت لشکر میں ایسے ایسے موجود ہیں جو لائق
افسری ہیں غرضکہ یہ لوگ بھی صفین آراستہ کرنے لگے اجلال نقش بند حیرت سے لشکر اسلام
کو دیکھ رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ کیا کیا جوان لشکر اسلام میں ہیں کہ منتخب روزگار اور وحید عصر ہیں ادھر
ملکہ افسونہ سحر ساز جادو ایک جانب اپنے لشکر کو صف بستہ لیے ہوئے ہے چالیس ہزار نازنینان زہرہ
جمال طاؤس سحر و مرغ زرد پر سوار جوڑے سرخ بندھے ہوئے مالے موتیوں کے گلے میں پڑے ہوئے
اور آگے تخت ملکہ افسونہ سحر ساز جادو کا بالائے تخت ایک سائبان سرخ کھنچا ہوا ملکہ تاج سر پر
رکھے ہوئے اول آکر بادشاہ اسلام کو مجرا کیا بعد اسکے اپنے لشکر کے آگے برنگ افسری
کھڑی ہوئی اسکے برابر ملکہ گل اندام جادو اسکا سامان اور لشکر بھی مثل افسونہ سحر ساز کے
تھا کہ تخت پر سوار تاج سر پر رکھے ہوئے سائبان گلرنگ تخت پر کھنچا ہوا چار گلدستے تخت
آگے لگے ہوئے ایک طرف ملکہ گلم نازک اندام اپنی فوج کو لیے ہوئے اور اختر جادو
اسکا سپہ سالار بنا ہوا کیونکہ یہ قبل اسکے بھی اسکے باپ صفر جادو کا ملازم تھا یہ بھی صفین لشکر
کی درست کیے ہوئے منتظر وقت تھا جسوقت صفوف قتال و جدال آراستہ ہو چکیں اور
نقیب تقات کر کے ہٹے تو اجلال نقش بند نے اپنے لشکر کی طرف دیکھا اور کہا کہ اے مہوش جادو
نکلو میدان میں اور ان شاہزادیوں کو سمجھا دو اگر مان لیں فبہا ورنہ گرفتار کرکے لے آؤ یہ سنتے مہوش جادو
نے اپنا طاؤس سحر اڑایا اور میدان میں آکر آواز دی کہ اے ملکہ افسونہ سحر ساز آپکو لازم ہے
کہ جو ہوا وہ ہوا بس اب طلسم نفاق میں چلیے اور خاندان کی رسوائی نہ کیجیے اسوقت تک
ہم لوگ آپکا ادب کرتے ہیں مجبوراً بے ادبی کرنا ہوگی جسوقت تشریف لے چلیں گی تو کسیکو عذر نہ
ہوگا اور نہ کوئی چھیڑیگا یہ اشارہ گل اندام جادو اور گلم جادو کی طرف تھا یہ سنکر افسونہ سحر ساز
نے جواب دیا کہ اے مہوش جادو تجھے جو ہو سکے کوتاہی نہ کر اور ادب و لحاظ کو اٹھا دے

اسواسطے کہ تو جنکے سبب سے ہمارا ادب کرتی تھی اب ہم خود اُنکا ادب کرنا گناہ جانتے ہین تاوقتیکہ
وہ مذہب اسلام نہ اختیار کرین اب ہماری راہ اور اُنکی راہ جدا ہے تمکو اسنے مطلب ہو اور نہ اُنہین ہمسے یہ
سُنکر ھوش جادو نے کہا کہ یہی کیسکو بہرے مقابلہ بھیجیے افسونہ سحر ساز ہنوز کوئی جواب دینے پائی تھی کہ
اصفر جادو نے اپنا مرکب سحر اُڑایا اور بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور کہا
ای ھوش جادو تیری بھی کیا شامت ہے کہ تو شہزادیون کے مقابلہ کو نکلا ہے ھوش جادو نے کہا کہ
پھر کیون شاہزادیان ایسی راہ چلین کہ ملازمون سے سامنا کرنا پڑے اگر وہ اپنے مامون کے خلاف
نہ چاہتین تو یہ نوبت نہ آتی اصفر جادو نے کہا کہ بس زبان درازی کو موقوف کر اور لا جو ہو اپنا سحر
ھوش جادو نے کچھ اسم سحر پڑھا اور ترنج سحر جھولی سے نکال کر بالاے آسمان اُچھال دیا اب
وہ ترنج شق ہوا اور اُسمین سے ایک ماہتاب پیدا ہوا اور چمک کر اصفر جادو پر گرا اصفر جادو نے
اُن کی گرمی سے شعلہ پیدا ہوا اور ماہتاب سے لپٹ گیا کچھ دیر تک دونون لڑا کیے یہ معلوم
ہوتا تھا کہ شعلہ سرخ شعلہ زرد سے لپٹا ہوا ہے آخر کار دونون ایک ہوکر ھوش جادو کیطرف چلے
ھوش جادو نے زبان مین نشتر دیکر خون بہایا اور کچھ اسم سحر پڑھکر شعلہ پر مارا کہ دونون جلکر خاک
ہوگئے اور ھوش جادو ادھر بیہوش ہوکر گرا اصفر جادو ادھر بیہوش ہوگیا دونون طرف کے
ساحر آئے اور اپنے اپنے سردار کو اُٹھا لیگئے ان دونون کے بیہوش ہوجانے کا سبب یہ تھا
کہ برابر کے جوڑ تھے اور انکا زور ہونا دشوار تھا ماہرویون کے بیانین سے جنکو ھوش جادو نے مٹا دیا
اسی سبب سے یہ دونون بیہوش ہوگئے الغرض اب لشکر اجلال نقش بند سے اسفل جادو نکلا اور
اسنے آتے ہی ایک گولہ فولادی زمین پر مارا کہ وہ شق ہوا اور دھوان پیدا ہونے لگا اور رفتہ رفتہ
پھیلنے لگا اول اس دھوئین نے بیچ لشکر گل افشان جادو کا گھیرا سب حیران تھے کہ یہ کیا معرکہ ہے کہ
یکایک اُس دھوئین کے اثر سے آنسو جاری ہوئے جس ساحر کی آنکھون مین دھوان لگا وہ رونے
اور نالہ و بیقراری کرنے لگے گل اندام جادو نے چمن افروز جادو کیطرف دیکھا اور کہا کہ برطرف
کر دے اس دھوئین کو اور بدکار اس موذی کو کہ یہ شان سحر ہمکو دکھاتا ہے یہ سنکر چمن افروز جادو
نے ایک غنچہ جھولی سے نکالکر زمین پر پھینکا اور دستک دی ساتھ ہی غنچہ چٹکا اور نسیم سحری کے جھونکے
چلے جسقدر دھوان اسطرف آیا تھا وہ پلٹ کر لشکر اجلال نقش بند پر جا رہا اور وہی حالت اُن
ساحرون کی ہوئی جو اہل فوج گل اندام کی ہوئی تھی یہ دیکھکر اسفل جادو نے ایک شیشہ جھولی
سے نکالا اور کچھ اسم سحر پڑھکر زمین پر رکھدیا اور ہاتھ سے اشارہ کیا کہ جسقدر دھوان تھا وہ سمٹ کر
ایک مار سیاہ بنکر اُس شیشہ مین اُتر آیا اب اسنے ڈاٹ لگا دی اور جھولی مین رکھ لیا چمن افروز
جادو نے اپنا سیس پھول اسفل جادو پہ کھینچ مارا اسفل جادو ہنسا کہ یہ بھی کوئی سحر ہے لیکن وہ سیس پھول
جو اسفل کے منہ پر پڑا ایسی خوشبو اسکے دماغ مین پہونچی کہ مست ہوگیا اور جھومتا ہوا چلا اور چمن افروز
کمند سحر لیکر اسکی گرفتاری کو بڑھی اجلال نقش بند نے دیکھا کہ یہ اسیر ہوا چاہتا ہے جلدی سے ایک
بانسری جھولی سے نکال کر بجائی کہ آواز اسکی اسفل جادو نے سنی سحر چمن افروز کا اُسپر
سے برطرف ہوا اور ہوش مین آیا بس یہ دیکھکر گل افشان جادو کو تاب نہ رہی کہا اوسنے للکار

تجھے غیرت تو نہ آئی کہ سامری کی بانسری بجاکر تونے رد سحر کیا ایک مجبوری کا سحر تجھسے رد ہو سکا
اگر یہی طریقہ جنگ تو نے لے ہم آئے ہین اب سحر ہمارا رد کر یہ کہکر گل افشان جادو نے اپنے
ابر گل فشان کیطرف اشارہ کیا دیکھا تو وہ سائبان گلرنگ بلند ہوا اور صورت ابر کی اُسنے
پیدا کی اور گرجتا ہوا لشکر اجلال نقش بند کیطرف چلا اُدھر گلم گلم جادو نے گلدستہ زعفرانی
کھینچکر پھینک دیا کہ سامنے لشکر اجلال کے گرا اور پنکھڑیان اُسکی باہر ہین تختہ زعفران کا پھولا اور
ہر ایک ساحر قہقہہ مارنے مارتے بیہوش ہونے لگا ہر طرف یہ حالت تھی کہ سیکڑون لوٹ رہے
تھے اور بیہوش ہو رہے تھے اُدھر ابر گل افشانی کرنے لگا جسپر پھول گرا وہ شعلہ ہوکر بھڑکا اور ریزہ
ہوگیا یہ دیکھکر اجلال نقش بند گھبرا گیا اور ہرچند اُسنے کوشش کی مگر نہ ابر برطرف ہوا اور نہ تختہ زعفران
خزان ہوا بس یہ دیکھتے ہی اُسنے ایک ناریل جھولی سے نکالا اور کچھ پڑھ پڑھ کر آواز دی کہ یا خداوند
الکوان تاجدار مدد کیجیے اور یا کیوان تاجدار حکم دیجیے کہ یہ تختہ زعفران خزان ہو اور یہ ابر گل فشان جلکر
خاک ہوجائے یہ کہتے ہی اُسنے ناریل زمین پر مارا ناریل کا گرنا تھا کہ تڑاقے کی صدا پیدا ہوئی اور ہزارہا
شعلہ اُس ناریل سے نکلے چمک سے اُنکی آنکھیں سبکی جھپک گئیں اور شعلے چلکر کشت زعفران پر گرے
اور خرمن ریاحین ملکہ گلم گلم جادو کو پھونک دیا اور وہ تختہ زعفران جلکر خاک ہوا اُدھر ملکہ گلم جادو بیہوش
ہوئی اب یہ شعلہ ابر گل افشان کیطرف متوجہ ہوئے اور دامن ابر سے جالپٹے ملکہ افسونہ سحر ساز
نے کہا او اجلال تیری کیا ہستی تھی کہ تو سحر گلم گلم جادو اور گل اندام جادو کا رد کرسکتا مگر معلوم ہوا کہ
یہ ناریل پرساختہ کیوان تاجدار تھا خیر تونے اگر ان دونون کے سحر کو رد کیا ہو تو مین تجھے بھی پھونکے دیتی
ہون تاکہ پھر وہ وقت نصیب نہ ہو کہ تو طلسم نہ طاق مین یہ افتخار ظاہر کرے کہ مینے خداوند زادیون
کے سحر کو رد کیا یہ کسی بدنامی ہی مگر افسوس کہ چھوٹے ماسرون صاحب کو اسکا کچھ خیال نہین جب اپنے سحر سے
کام لیا تو تمام دوسرون کا کیون کرتے ہین اب بھی مین کہتی ہون کہ اگر وہ خود سامنے آکر ہمین گرفتار کرین
تو ہم سر بھی نہ اُٹھاتے یہ کہکر اُسنے جیب سے لعل شبچراغ نکالا اور کہا کہ اے شعلہ سحر ضحاک لینا اسکو یہ
کہنا تھا کہ وہ لعل شعلہ بنکر اجلال نقش بند کی طرف چلا اور سات شعلے کہ ملکہ افسونہ سحر ساز چلی اُدھر
شعلہاے سحر کیوان تاجدار نے ابر گل افشان کو پھونکا اور گل افشان جادو بیہوش ہوکر گری اب یہ
شعلے لشکر گل افشان جادو کیطرف چلے لیکن ان سے پہلے شعلہ سحر افسونہ قریب اجلال نقش بند کے
پہونچگیا اور اجلال نقش بند نے گنڈے تعویذ تارہاے شعلہ پر مارنا شروع کیے مگر یہ شعلہ کس سے رکتا ہی
جس پر گرا جلاکر خاک کیا سب سحر ہمارے سحر جل گئے بس اُسنے گھبرا کر وہی سامری کی بانسری یا خداوند
کیوان تاجدار کہکر شعلہ پر کھینچ ماری بس شعلہ بانسری سے لپٹ کر زمین پر گرا اور بانسری نے سانپ
بنکر شعلہ کو نگل لیا افسونہ سحر ساز جادو نے کہا کہ افسوس یہ تحفہ اوران ساحرون کو دیے گئے ہین لیکن
گرفتار کرین بس افسونہ سحر ساز نے جھولی پر ہاتھ ڈالا اور تیغ سحر نکال کر اُسکو اپنی زبان کے خون سے
تر کیا اور مار سیاہ پر کھینچ مارا اور آواز دی کہ جسطرح تونے میرے شعلہ کو نگل لیا ان شعلون کو بھی نگل لے
بس یہ کہنا تھا کہ وہ مار سیاہ تڑپا اور اُن شعلون کیطرف چلا جو قریب لشکر گل اندام کے پہونچ گئے تھے
اور جادوگرنیون کو جلا رہے تھے شور الامان ان مین بلند تھا بس یہ مار سیاہ نے بیدرنگ سب شعلونکو

نکل گیا اور پلٹ کر چلا اجلال نقش بند نے کہا کہ اب بھی خیریت ہے آپ چلی چلیے کیوں اپنے ہاتھوں
اپنی عزت کھوتی ہیں افسونہ سحر ساز نے کہا او ملعون بغیر ہاموں صاحب کے آئے ہوئے میں بھاگونگی
اگر تجھ میں کچھ دم ہو تو مجھ سے چل ہر چند کہ میرا وہ سحر بالکل بے کار ہو چکا جو تیرے لشکر بھر کو کافی تھا
مگر اب بھی تجھ ایسوں کے واسطے میں بہت ہوں یہ سنکر اجلال نقش بند نے کمند سحر پھینکی افسونہ سحر ساز
جادو نے پنجہ سحر سے حلقہائے کمند کو کاٹ دیا اور کہا تو نہ ماننے کا لے اسے یہ کہکر دہی تفنگ
نکالا جو عقاب جادو نے نگل فشاں پر مارا تھا اور جانور بنا کر قفس میں بند کر لیا تھا یہ ساختہ اکوان تاجدار
کی بس پیچھے ہی افسونہ سحر ساز نے تفنگ مارا اجلال نقش بند نے دستک دی کہ صد ہا سپر میں
آکر سد راہ ہوئیں مگر یہ تفنگ کب رکتا ہے سپروں کو توڑ کر سر میں اجلال نقش بند کے در آیا اجلال
نقش بند زمین پر گر کر تڑپا اور صورت ایک زاغ سیاہ کی بنکر ملکہ افسونہ سحر ساز کے ہاتھ پر آ بیٹھا افسونہ
سحر ساز نے دستک دی دیکھا کہ ایک پریزاد قفس آہنی لیے ہوئے پیدا ہوئی اور قفس سامنے ملکہ
افسونہ سحر ساز کے رکھدیا افسونہ سحر ساز نے کھڑکی اسکی کھولکر اجلال نقش بند کو قفس میں بند کر دیا
اور اب مار سیاہ کو اشارہ کیا کہ لے اسکے لشکر کو بس وہ مار سیاہ لشکر اجلال نقش بند کی طرف چلا اہو
لشکر کے پاؤں اکھڑ گئے اور سانپ نے پیچھا کیا افسونہ سحر ساز برابر آوازیں دے رہی ہے کہ کہاں بھاگتا
کو جانے نہ پائیں ادھر بادشاہ اسلام نے تعریف کی کہ ای ملکہ افسونہ سحر ساز کیا کہنا اور لشکر اسلام میں
نقارے خوشی کے بجے مگر نگل اندام جادو اور کلم جادو اسی طرح بیہوش پڑی ہیں ان کو ہوش
تھا اور ملکہ افسونہ سحر ساز پنجرہ قید اجلال نقش بند کا ہاتھ میں لیے ہوئے کھڑی تھی اور برابر نعرہ کو
زور دے رہی تھی اور مار سیاہ لشکر اجلال نقش بند کو منتشر کر رہا تھا جسکو اس نے دم مار دی
وہ تڑپکر مرگیا جسکو کاٹ لیا کھڑی پڑی جھلک گئی ایک قیامت برپا تھی ساحر دہائی دیے رہے تھے
کہ یکایک ایک تڑاقا ہوا اور برق چمکی کہ آنکھیں سبکی مچ افسونہ سحر ساز جادو جھپک گئیں اور رعدہ
کیوان تاجدار ظاہر ہوا دیکھا کہ ایک بادشاہ جلیل القدر تاج تکلف بر سر جامہ شاہنشاہی در بر سر
پر چتر کو گردش تخت مرصع کار پر سوار زنار گلے میں پڑا ہوا قشقہ پیشانی پر کھینچا ہوا جھولی زردوزی لگی
ہوئی اور ہاتھ میں وہی مار سیاہ جو لشکر کو پریشان کر رہا تھا سامنے افسونہ سحر ساز کے آیا اور
کہا او بہرگری یہ کیا حرکت تھی تو طلسم سے برائے گرفتاری شعلہ آئی تھی یہاں آکر خدا پرستوں کی
شریک ہوگئی اور ہم کو بھی اپنی بہکا کر اپنے ساتھ لیا کلم جادو کو بھی ورغلانا اور خدا پرستوں کا
شریک کر دیا تجھے کچھ ہمارا خوف نہ آیا کس کس کو تیرے پیچھے کیا اسکے بھیجا مگر تو نے پشیمانی کے
بدلے سرکشی کی اور ملازمین کو قتل کیا کہو اب کیا کہتی ہے افسونہ سحر ساز جادو نے کہا کہ بیشک آپکا
مجھے خوف تھا مگر آپکا خوف خدا سے زیادہ تھا میں اپنی خوشی کبھی طلسم خان میں نجاؤں گی ہاں مجبوری
دوسری چیز ہوا اور آپکو خود یہ خیال نہ ہوا کہ ملازمین کو ہمارے مقابلے کیوں اسطے بھیجا یہ کیسی ذلت
ہوئی کیوان تاجدار نے کہا اسوقت تیری ذلت کا خیال کرتے یا اپنی عزت کا پاس کرتے ہمارے
واسطے یہ ذلت نہ تھی کہ ہم طلسم سے باہر آتے اور سامنے خدا پرستوں کے تجھسے مقابلہ کرتے
افسونہ سحر ساز جادو نے کہا کہ مقابلہ آپسے کون کر سکتا ہے ہم میں سے کسکی ذی مجال تھی جو آپسے

مقابلہ کرنے ہیں تو شرم اسی کی ہی کہ ملازمین مجکو نہ لیجائین بلکہ آپ تشریف لایئے اور ہمین لیجائیے کیوان تاجدار
اس گفتگو کو یہ سمجھا کہ افسونہ کسی بات پر رنجیدہ ہوکر چلی آئی ہی اسنے کہا کہ مجھے حال تمہارے ملال کا معلوم
ہوتا تو مین خود ہی آکر لیجاتا کسیکو کیون بھیجتا مگر تمنے تو اظہار اپنے رنج کا نہ کیا اور بلکہ دشمنون کی ترکیب
ہوئین افسونہ سحر ساز نے کہا کہ مجھے ملال و رنج کسی قسم کا نتھا مین اظہار کس بات کا کرتی میری برگشتگی
اور کنارہ کشی جس سبب سے ہوئی ہی وہ عجیب و غریب ہی مجھے انجام کا خوف ہی کہ جہنم مین نہ جلون دنیا
مین تو ہر طرح بسر ہوجائیگی خواہ عیش سے ہو یا مصیبت سے کیوان تاجدار نے کہا مفصل
بیان کرو کہ مجھ مین آئے افسونہ سحر ساز نے کہا کہ مجھے بیان کرنے مین کوئی عذر نہین ہی مگر آپکو
یقین نہ آئے گا خیر سُنیے یہ کہکر اسنے وہی خواب اپنا بیان کیا جو شاہزادہ سہراب ثانی سے بیان
کیا تھا اور کہا کہ بار الٰہ مجھے آتشی زنجیرون مین باندھکر ایک صحرا مین لائے ہین اور کہتے ہین کہ یہ اسلام
نہ اختیار کریگی سزا ہی بس یہ سنکر کیوان تاجدار کو نہایت غصہ آیا اور کہا بس زیادہ باتین نہ بنا معلوم
ہوا کہ شامتین تیری آگئی ہین اب مین تجھے ضرور گرفتار کرونگا اور سزا سے سخت دونگا افسونہ سحر ساز
نے کہا مجھے عذر کب ہی مین آپسے مقابلہ تھوڑی کرونگی خود یہ چاہتی ہون کہ ہاتھ سے آپکے قتل ہون تاکہ
سلک وسس دنیا سے ہوجاؤن اور جو گناہ مین نے کیے ہین انکا مظلمہ بھی دور کرکے سر ہوجانے یہ
کہکر گردن جھکالی کیوان تاجدار نے وہی سانپ ہاتھ سے چھوڑا اور کہا کہ رسن سحر بنکر مشکین اسکی باندھیے
یہ سنکر سانپ جھپٹا اور اگر بازو دونے افسونہ سحر ساز جادو کے لپٹ گیا اور کھینچا ہوا پاس کیوان تاجدار
کے لیجا یہ دیکھکر سب اہل اسلام نہایت پریشان ہوئے اور بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ مار لو اس
کا ذکر کہ یہ ہمارے سامنے ہمارے مددگار کو لیے جاتا ہی یہ سنتا تھا کہ جوانان اسلام نے گھوڑے
اُٹھا دیے اور تلوارین پکڑ پکڑ کے چلے کیوان تاجدار ہنسا اور بڑھکر ایک لکیر زمین پر کھینچدی اور اپنے
لشکر کیطرف دیکھا چند ساحر حاضر ہوئے پس اس نے نہایت بے پروائی کے ساتھ قفس کی ڈبلی توڑ کر
اجلال النقش بند کو نکالا اور تفنگ جیب سے کھینچکر اُسکو نشان بنایا اور افسونہ سحر ساز کی زبان پر کلمہ
سوزن کرکے اجلال النقش بند کے حوالے کیا اور کہا کہ تم جاکر طلسم گنجورہ کو آباد کرو اور اس چھوکری کو گنبد
مین قید کرکے بالائے گنبد ایک طاؤس سحر بٹھا دو کہ یہ سانپ اُسکے پاؤن مین لپٹا رہے کا جسوقت
کوئی اُسطرف گذریگا سانپ اُسے ہلاک کریگا باقی جسقدر برج طلسم گنجورہ کے بسبب شورشے گنجورشاہ
کے ویران ہوگئے ہین اُنکو آباد کرو اور سب دربندوبست انکا انتظام کرکے سلطنت اپنی وہان قائم کرو
عرض کیا کہ بہت خوب اور مع طلا افسونہ سحر ساز جادو و اور مع اپنے سامان و رفیق و ندیم کے جانب
طلسم گنجورہ روانہ ہوا اب کیوان تاجدار نے گم گم جادو اور گل اندام جادو کو زمین سے اٹھوایا
لیکن جوانان لشکر اسلام جو تلوارین پکڑ پکڑ کر کیوان تاجدار کیطرف چلے تھے جنکے گھوڑے سے
اُس لکیر کو نانگھکر بیہوش ہوکر گرا صفین کی صفین بچھ گئین کوئی قریب کیوان تاجدار کے نہ پہنچ سکا
اب کیوان تاجدار نے اور ایسا سحر پھینکا کہ وہ جاکر گل اندام جادو کے لشکر پر چین افروز جادو
و اصغر جادو و لشکر گم گم جادو کے باندھے ہوئے کھنچکر ساتھ کیوان تاجدار کے ہونے لگا اور سب
حسرت سے ان لوگون کیطرف دیکھنے لگے اب کیوان تاجدار نے طلسم گم جادو کو ہوشیار کیا

اور گل اندام کو ہوشیار کرکے دونون سے کہا کہ تم کیا کہتی ہو گل اندام جادو و گلم جادو نے کہا کہ
اب ہم آپ سے ملنے کے قابل نہین رہے ہوسکے تو ہمنے اطاعت مذہب اسلام کی اختیار کی لہذا آپ
ہمکو قتل کروا دیجیے کیوان تاجدار نے کہا کہ تمکو تنہا تھوڑی قتل کرینگے بلکہ جن جن لوگون کا تمنے
ساتھ دیا ہی اونمین سے کون کون تمھارا ساتھ دیتا ہی یہ کہکر ان دونون کو علحدہ علحدہ مقید کرکے چند
ساحر ساتھ کرکے گلم جادو کو طلسم گنبد بے در کی جانب روانہ کیا اور گل اندام جادو کو طلسم شرر افشان
کی جانب بھیجدیا اور ایک نامہ بادشاہان طلسم کو لکھدیا کہ انکو قید شدید مین رکھنا اور آمد و رفت
طلسم کی موقوف کرو اور آئندہ سے جو طلسم کی طرف رخ کرے آنے سے دشمن جاننا اور قتل کر ڈالنا بعد اسکے
بادشاہ اسلام کی طرف دیکھکر اسنے ایک آواز دی کہ افسونہ سحر ساز طلسم گنجورہ مین مقید ہی اور گلم جادو
طلسم گنبد بے در مین اور گل افشان طلسم شرر افشان مین قید ہی جسکو دیکھنا ہو وہ جا کر عمر الا سے
یہ کہکر دستک دی کہ تراقا ہوا اور برق چمکی آنکھین سب کی جھپک گئین اب جو دیکھا تو کوئی نہین ہی میدان
صاف ہی اور جو لوگ سرداران لشکر اسلام سے بیہوش ہوسکے وہ ہوشیار ہین مگر جو زمین پر گھنٹی ہوئی
تھی سب نا کو کر یہ لوگ بیہوش ہوے تھے اسکا نشان بھی نہین ہی اب حریف کا پتہ بھی نہین لڑین تو کس سے
لڑین آخرکار مجبور و ناچار میدان جنگ سے پھرے لیکن نہایت رنجیدہ و غمگین بادشاہ اسلام
داخل بارگاہ سلیمانی ہوے لیکن داغ فراق ملکہ گلم جادو قلب پر اور صدمہ سبکی اسیری کا یہ تو متردد
و متفکر ہوکر ادھر بیٹھے ہین ادھر کیوان جادو بعد قیدیون روانہ کرنے کے داخل طلسم ہوا اور کوان تاجدار
کی خدمت مین جاکر سارا ماجرا بیان کیا کہ ہر چند مین نے سمجھایا مگر وہ لڑکیان ایسی کچھ برگشتہ ہوگئی ہین کہ ایک
کا قول ہی ہمین قتل کر ڈالیے مگر طلسم مین نہ لیجائیے اسواسطے کہ اب ہم مذہب اسلام کو ترک نکرینگے
اور آپ سے ہمسے موافقت ہونا دشوار ہی آخرکار مین نے افسونہ کو طلسم گنجورہ مین قید کرادیا اور اجلال
نقش بند کو بادشاہ کرکے انتظام طلسم اسکے سپرد کیا کہ وہ مرطونکو زندہ کرسکتا ہی اور گل افشان جادو کو
طلسم شرر افشان مین بھیجدیا اور گلم جادو کو طلسم گنبد بے در کی طرف روانہ کیا کوان تاجدار نے کہا
کہ جو کچھ کیا اچھا کیا اب کیوان تاجدار نے کہا کہ بالفعل کوئی ساحر طلسم نے جہان مین موجود نہین ہی پس
اگر مناسب ہو تو کسی معمولی ساحر کو بھیجدیجیے وہ سبکو قتل کرکے چلا آئیگا الغرض ضیغم جادو کو چالیس ہزار
ساحرون سے جانب [illegible] روانہ کیا اب دیکھیے یہ کس وقت آتے ہین اور کب ہوسکتے ہین انکو
تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور بادشاہ اسلام کو نگرانی مین رکھا جاتا ہی اور یہانسے

چند کلمہ داستان ضلالت نشان اجلال نقش بند کے گزارش کیے جاتے ہین

کہ یہ قید ملکہ افسونہ سحر ساز جادو کو اپنے ہمراہ لیے ہوے مع مقام بلدوز ضیغم جادو و عقاب سے اجلال نقش بندی آئے
عیار طرار کے داخل طلسم گنجورہ ہوا تو عجب حالت طلسم کی دیکھی کہ تمام طلسم ویران پڑا ہوا ہی مال و خزانہ سب ہی
مگر انسان کا نام و نشان تک نہین ہی بس اسکو طرح طرح اندیشہ ہوئی اور اس نے ایوان شاہی پر دست کرایا اور مرطونکو قائم کیا
حسب ہدایت کیوان تاجدار ملکہ افسونہ سحر ساز جادو کو گنبد مین قید کیا اور بالاے گنبد طاؤس سحر قائم کیا اور بیٹھا
کہ اس طاؤس کی حفاظت کے لیے حبس کیا کہ وہ پاؤن مین طاؤس کے لپٹا رہتا ہی کہ جو شخص ... [illegible]

سانپ اس رہبر دمبدم مارتا ہی یا کاٹ کر ہلاک کر دیتا ہی اور شب کو وہ سانپ اس شعلہ کو مثل من کے
اگل دیتا ہی در روشنی مین اسکی تمام صحرا مین پھرا کرتا ہی اور ہر آئندہ و روندہ کو نقصان پہونچاتا ہی اب آبادی
طلسم کی مثل زمانہ قدیم کے ہوتی جاتی ہی اور رستے بھی پھر سے درست ہو گئے ہین بعد درستی طلسم گنجور کے
اجلال النقش جادو نے خیال کیا افتتاح طلسم کے واسطے مرزہ کا حال دریافت کرکے انتظام اپنی موت
زیست کا درست کرنا چاہیے جس وقت اسنے اپنے زور علم و سحر سے حال دریافت کر لیا اور اسے معلوم
ہو گیا کہ قاتل میر اسہراب ثانی ہی پس اسنے ایک تیغہ اپنے قتل کا تیار کیا اور اسے کوہ مین پوشیدہ
کرکے محافظ مین کرکے اب بہ اطمینان تمام بیٹھا ہی اب اسی مقام پر چھوڑا جاتا ہے اصحاب

کچھ حال نقاب دار یاقوت پوش کا بیان کیا جاتا ہی

کہ یہ جو ملک سیلابیہ کو فتح کرکے پھرے اور راہ مین سیلاب شاہ سے ملاقات ہوئی اور وہ بھی مطیع
ہو چکا تو بہ جانب بیابان بہ اتفاق سبکے راستے مین چند عورتین روتی پیٹتی ملین اونسے نقابدار نے
سبب گریہ و زاری دریافت کیا ان کنیزون نے نقابدار کو پہچانا کہ یہ وہی نقابدار ہی جسکی محبت
مین ہماری ملکہ یعنی گل فشان جادو اہل اسلام کی شریک ہوئین اور اپنے عزیزون کو چھوڑا یہ رو رو کر
کہنے لگین کہ اے شہریار آپکی محبت مین ہماری ملکہ گرفتار بلا ہوئین اور انکے ماموں کیوان تاجدار نے انکو
طلسم شرر افشان مین قید کر دیا اور یہ کہی ہین کہ جسکو دیکھو وہ جا کر پکڑ لاؤ اسے ہم دو چار عورتین جو
گرفتاری ملکہ کے بعد بھیس بدل بدل کر جا کر نکلی ہین وہ ذبح کی گئین باقی سب گرفتار بلا ہو کر ملکہ کے
ساتھ طلسم شرر افشان مین قید ہوئین پس یہ سنکر نقابدار سرخپوش کو نہایت رنج ہوا اور کمال غیظ و غضب
مین ارشاد فرمایا کہ اب مجھکو بغیر گل اندام جادو کے رہا کیے ہوئے دم بھر قرار نہین ہی یہ فرما کر ان
کنیزون سے کہا کہ تم پتہ طلسم شرر افشان کا جانتی ہو انھون نے عرض کیا کہ سوا آج کے کبھی نام بھی نہ سنا
تھا نقابدار نے کہا اچھا اگر قسمت مین گل اندام جادو کی رہائی ہی اور مقدر مین ہمارے سرخروئی ہی
تو ہم پتہ بھی ڈھونڈھ ہی نکالین گے یہ کہکر اسی مقام پر قیام کیا اور ان کنیزان ملکہ کو اپنے لشکر مین بیٹھنے
کی جگہ دی اور آپ ایک بارگی پر جا کر اسکے وضو کیا اور داخل ہو کے تمام رات عبادت رب بے نیاز
مین گذاری قریب صبح آنکھ جھپک گئی دیکھا کہ اس مقام سے بیلکی کوس تک جانب شمال ایک زنجیر
پڑی ہوئی ہی اور سلسلہ زنجیر کا ایک قلعہ تک چلا گیا ہی گرد قلعہ آتشین جو شعلہ ہر چہار جانب اس قلعہ
کے لپکتے پھرتے ہین گویا حفاظت قلعہ کی ان شعلون کے سپرد ہی اور دروازہ قلعہ پر ایک آفتاب روشن
ہی کہ شعاعین اسکی دور تک پھیلی ہوئی ہین جو آئندہ و روندہ اس طرف سے گذرتا ہی خطوط شعاعی زنجیر بنکر
اسے باندھ لیجاتے ہین اسنے تنہا شام ہو گئی آفتاب غائب ہو گیا اور اسی مقام پر ماہتاب نمودار ہوا
پس وہ دیکھا آنکھ کھل گئی تو تمام بارگی خوشبو سے بسی ہوئی تھی اور ایک پرچہ رکھا ہوا تھا کہ جسپے
اسپہ پرچہ کے نقش کندہ اور یہ مضمون تحریر تھا کہ راستہ طلسم کا تم کو معلوم ہو گیا فتاح اس طلسم کے
تمھین ہو مگر بہت جلد جاؤ اور گل اندام جادو کو رہا کرو ورنہ وہ ہلاک ہو جائیگی اور تمھین سوا مشرق کے
جانا ہوگا تب آئیگا جسوقت تم سامنے قلعہ کے پہونچنا اگر دن ہو تو تامل کرنا اور سامنے ٹھہرنا جسوقت شام ہو اور آفتاب

غائب ہو کر ماہتاب نمودار ہو تو تم سامنے اُس ماہتاب کے جانا کہ وہ ماہتاب لوح طلسم ہے یہ نقش اُس
ماہتاب کو دکھانا ماہتاب تڑپ کر دروازہ قلعہ سے علیحدہ ہوگا اور سامنے تمھارے آکر گر پڑیگا بس تم اُسکو
اُٹھا لینا وہ ایک تختی الماس کی ہوگی اور نقش اور اسم کندہ ہوں گے وہی لوح ہے اسلئے جو کچھ لوح میں لکھا ہے
اُسپہ عمل کرنا اور برائے فتح طلسم روانہ ہونا یہ دیکھکر نقابدار نہایت خوش ہوئے اور اپنے عیار کو
بلا کر فرمایا کہ ہم یہاں سے جانب قلعہ برائے فتح طلسم شرر افشاں جاتے ہیں تم عقب میں ہمارے
لشکر کو لیکر آنا یہ فرما کر پشت مرکب پہ سوار ہوئے اور جانب طلسم شرر افشاں روانہ ہوئے بعد انکے عیار
نقابدار بھی مع خیمہ و خرگاہ و فوج و سپاہ کوچ کر کے اُسی جانب روانہ ہوا اول نقابدار سرخ پوش
طے مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے قریب شام سامنے قلعہ آتش جعد کے پہونچے اور دیکھا کہ تمام
قلعہ کے ہر چہار طرف شعلہائے جوالہ لپکتے پھرتے ہیں اور شعاعیں آفتاب کی آفتاب آسمان سے
اُلجھی ہوئی ہیں جسقدر روشنی آفتاب اصلی کی کم ہوتی جاتی ہے اُسیقدر یہ آفتاب طلسمی بھی بے نور
ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ اُدھر تو آفتاب آسمان غروب ہوا اِدھر یہ آفتاب معدوم ہو گیا اور سامنے
ماہتاب نمودار ہوا بس نقابدار یاقوت پوش نے گھوڑا قلعہ کی طرف جولان کیا شعلہ سے جوالہ
نقابدار کی طرف چلے نقابدار نے جلدی سے سامنے قلعہ کے پہونچکر وہ نقش جو انکے پاس تھا ماہتاب
کے سامنے پیش کیا بس ایک تڑاقا ہوا کہ تمام قلعہ ہل گیا اور ماہتاب سامنے نقابدار کے آگرا نقابدار
نے جھپٹ کر اُسے اُٹھا لیا دیکھا تو ایک تختی الماس کی مدور ہے اور اُسپر کچھ نقش کندہ ہیں دوسری جانب
قبضہ لگا ہوا ہے نقابدار نے وہ تختی مانند سپر کے ہاتھ میں لی اتنے میں دروازہ قلعہ کا کھلا اور لشکر نکلنا
شروع ہوا اور لوگ تلواریں کھینچے ہوئے شور کرتے چلے کہ ارے مارو اس سرکش کو غضب کیا اسنے
کہ لوح طلسمی قبضہ میں کی اب یہ طلسم کو برباد کرے گا اور گل فشاں جادو کو مجرا کیگا یہ شور کرتے ہوئے
نقابدار پر گرے نقابدار نے بھی تلوار کھینچی اور تماشا شروع کیا جسپر تلوار ماری وہ دو ہو کر گرا بلکہ جو دو
دونوں ٹکڑے زمین پر تڑپتے رہے آخر ایک کے دو ہو کر زمین سے اُٹھے اور پھر نقابدار کی طرف چلے
اب جسقدر نقابدار اس لشکر کو قتل کرتے ہیں اُسیقدر کثرت سپاہ کی بڑھتی جاتی ہے نقابدار نے پہر بھر
کامل جنگ کی مگر اب یہ خیال کرتے ہیں تو کوئی لاش زمین پر نہیں رہی اور فوج بڑھ گئی ہے اب نقابدار
نے گھبرا کر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے فاتح طلسم ہشیار ایں طلسمات جس وقت لشکر آکر تمہیں گھیرے اُنکو لازم
ہے کہ تلوار سے کام نہ لینا بلکہ لوح طلسمی انکے سامنے پھینکدینا یہ لوگ لوح اُٹھائیں گے اور ایک دوسرے
سے باہم چھینے گا باہم لڑیں گے اور لڑکر سب مر جائیں گے جس وقت ایک شخص باقی رہ جائے اور لوح لیکر
بڑھے تو یہ اسم جو کنارہ لوح پہ کندہ ہے پڑھ کے تیر کے پیکان پہ دم کر کے اُسکو مارنا کہ وہ ہلاک ہوگا یہی قلعہ دار
ہے نام اسکا محافظ جادو ہے نقابدار نے یہی کیا کہ لوح ہاتھ سے پھینک دی اور تلوار روک لی جو لوگ
نقابدار پہ متوجہ تھے وہ لوح پر جھکے ایک نے جھپٹ کر لوح کو اُٹھا لیا دوسرے نے تلوار ماری کہ
سر اسکا قلم ہوا اور خود لوح اُٹھالی تیسرے نے اسکو تلوار سے مارا اور آپ لوح کو قبضہ میں کر کے
بھاگا اور اُس سے اوروں نے چھینی اب تو عجب ہنگامہ تھا کہ یہ لوگ سب آپس میں لڑنے لگے نقابدار کھڑے
تماشا دیکھ رہے ہیں اور دل میں کہتے ہیں کہ طلسم کا بھی عجب معاملہ ہوتا ہے کہ قیاس کو اسمیں کوئی دخل

نہیں ہی غرضکہ اسی طرح سے یہ سب لڑتے لڑتے ہلاک ہوئے جب ایک شخص باقی رہگیا تو نقابدار نے
وہی اسم پیکان تیر پر دم کرکے مارا کہ تیر محافظ جادو کے سینے کو توڑ کر پار گر رگیا بس محافظ جادو دامن شعلہ
ہو کر جلگیا اور قلعہ پرچے ہو کر اڑ گیا نشان تک نیست و نابود ہوگئے دیر تک آتش باری و برف باری
ہوا کی شور فریاد و فغان کا بہپا رہا تاریکی چھائی رہی جسوقت روشنی ہوئی دیکھا کہ ایک میدان میں لاش ایک
ساحر کی زمین پر پڑی ہی اور جس مقام پر قلعہ تھا وہاں چار سر کٹے ہوئے گڑے ہوئے ہیں اور خیلا لال
سوت انپر بیٹھا ہوا ہو اسنے بین گرد ازی اور نقابدار کا عیار مع لشکر آکر پہونچا اور اپنے آقا کی قدم بوسی
حاصل کی اور حال پوچھا نقابدار نے لوح عیار کو دکھائی اور سارا ماجرا قلعہ کے فتح کا بیان کیا
آج بسبب شب ہونیکے نقابدار نے اسی مقام پر قیام کیا جسوقت صبح ہوئی تو پھر اہل لشکر سے رخصت
ہوے اور جانب دربند دوم روانہ ہوئے جسوقت لشکر سے علیحدہ ہو کر چلے تو لوح کو ملاحظہ کیا لکھا
تھا کہ اے فاتح طلسم جسوقت تو دربند آتش حصار کو فتح کر چکے اور محافظ جادو کو مارکر قلعہ کو مٹا دے
تو لازم ہو کہ جانب مشرق روانہ ہو جانے جانے نزدیک میدان وسیع میں پہونچے گا اور وہاں تجھکو
ایک درخت بزرگ نظر آویگا زیر درخت ایک خرس بیٹھا ہوگا اور بالاے درخت ایک زاغ ہوگا
تجھے دیکھکر زاغ شور کریگا اور خرس تیری طرف جھپٹیگا اسوقت لوح کو دیکھنا جو تحریر ہو اسپر عمل کرنا
نقابدار ہدایت لوح کے موافق جانب مشرق روانہ ہوئے طی مراحل و قطع منازل کے بعد وہ میدان
ملا جہاں بالاے درخت زاغ سیاہ بیٹھا تھا اور زیر درخت خرس سو رہا تھا جیسے ہی زاغ نے
نقابدار کو دیکھا شور و فریاد بلند کیا کہ دشمن ہمارا آگیا فورا خرس دوڑا اب نقابدار نے لوح کو ملاحظہ
کیا تو لکھا تھا کہ اے فاتح طلسم یہ خرس دراصل انسان ہی تھا پر عکس لوح کا ڈال یہ انسان ہو جائیگا اسوقت
تو اس سے مقابلہ کرکے اسے زیر کرنا اسکو غراب جادو نے اپنے زور سحر سے خرس بنا رکھا ہے اور
پیکان اپنے قتل کا اسکے حوالے کیا ہی اور آپ اس خرس کا محافظ بنا ہی یہ خرس انسان ہو کر تجھسے
لڑیگا اور زیر ہو کر مطیع ہوگا تم پیکان قتل غراب جادو اس سے لیکر غراب جادو کو مارنا اسکے
بعد جو کچھ ظہور میں آئے اسے مشاہدہ کرنا اور تیسرے دربند کیطرف متوجہ ہونا نقابدار بہادر نے
یہی کیا کہ جب خرس قریب اسکے پہونچا تو انہوں نے عکس لوح کا ڈالا خرس زمین پر گرا اور صورت انسانی
پیدا کی اور نقابدار سے آکر لپٹ پڑا نقابدار نے بند کمر پکڑ کر اسکو اٹھالیا اب اسنے آواز امان دی نقابدار
نے اسے زمین پر چھوڑ دیا اور پوچھا نام تیرا کیا ہی اسنے کہا مجھکو ارماق زنگی کہتے ہیں میں بھائی ہوں غراب زنگی
کا جسے غراب نے خرس بنا رکھا تھا تو مجھکو بزور سحر اپنا مطیع کیا اور عجیب عجیب طرح کی تکلیفیں مجھے پہونچایا کرتا تھا کہ
قابل بیان نہیں ہیں نقابدار نے فرمایا کہ اسنے کوئی پیکان تمہارے پاس رکھوایا ہو ارماق زنگی نے
کہا کہ جی ہاں اور جیب سے پیکان نکالکر نقابدار کو دیا نقابدار نے پیکان تیر میں لگا کر اس زاغ کو مارا
کہ تیر اسکے پار گذر گیا اور یہ پھڑک کر زمین پر گرا شور فریاد و فغان بلند ہوا وہ درخت جسپر زاغ نے آشیانہ
بنایا تھا مانند درخت چنار کے جلکر خاک ہوا بڑی دیر تک تاریکی رہی جسوقت لاش غراب جادو کی
پھڑک کر سرد ہوگئی تو وہ تاریکی برطرف ہوئی آواز آئی وہ رسیدہ ہوئی کہ کشتی مرا نام من غراب جادو بودم
حیف مردیم و جاندادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب نقابدار نے لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ ارماق زنگی

ہوشیار رہنا کہ اب یہ پھر دوست سے دشمن ہو گیا ہے اور جب موقع پائیگا بھائی کے خون کا عوض لیگا ہر چند
ہر چند جتائیگا وہ اپنی دوستی بناوے گا اور آج شب کو اسی مقام پر قیام کرو جسوقت لشکر تمہارا آئے تو آگے
کوچ کرنا یہ مرحلہ ہنوز ناتمام ہے اور ابھی اور زندہ بیشتر پیش آنیوالے ہیں یہ دیکھکر نقابدار مع لشکر کے ہوئے تھوڑی
دور بعد گرد اڑی اور غبار نقابدار مع لشکر پیدا ہوا نقابدار نے خیمہ برپا کیا اور داخل خیمہ ہوئے ارماق زنگی کو
بھی ایک خیمہ عنایت فرمایا رات بسر کی جسوقت صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ ارماق زنگی خیمہ میں نہیں ہے نقابدار نے
گلے میں دیکھا لوح کو نہ پایا اب پریشان ہوئے دل میں کہتے ہیں کہ لوح نے بہت کچھ خبر دی تھی عیار کو
طلب فرمایا معلوم ہوا کہ عیار بھی لشکر میں نہیں ہے ہنوز نقابدار اسی پریشانی میں تھے کہ دیکھا سامنے سے
گرد اڑی اور ارماق زنگی پیدا ہوا اگرچہ گھوڑے پر سوار تھا آواز دی کہ او نقابدار تو نے میرے بھائی کو مارا ہے
میں کب چھوڑتا ہوں مگر تم سوقت لوح کی وجہ سے میں زیر ہو گیا اور مجبور رہا کچھ کر نہ سکتا تھا لا فریبا دیدی
کی نقابدار نے فرمایا کہ او ملعون میں بھی جانتا ہوں اور تو بھی دیکھ لا فریب ابھی کہ اہل اسلام پیشہ سستی نہیں
کرتے ہیں یہ سنکر ارماق زنگی نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزہ کو نیزہ پر لگا تھا حتیٰ میں چلنے لیکن قریب ایسی دست
ملن کے نوبت آئی ہو گی کہ نقابدار نے نیزہ ارماق زنگی کے ہاتھ سے نکالا یا اس نے تلوار کھینچ لی اور قطعاً
دوبرس پڑا لہو رکتا و شرارہ ہو گیا آخر کار نقابدار نے وار اسکا سپر پر روکا مگر تلوار سپر کو کاٹکر چار انگل سیر تن
دراز نقابدار نے جھکدی تلوار ارماق زنگی کی وہ ٹوٹ گئی اسنے دست مند پر نقابدار کے جھپٹی مارا نقابدار
نے خالی دیا بس ارماق زنگی نے ہاتھ گریبان میں ڈالدیا ادھر نقابدار نے بھی ہاتھ گریبان میں ڈالکر
زور ہونے لگے مرکب گھوڑوں کی تاب نہ لاسکے آخر کو بیٹھ گئے دونوں گھوڑوں پر سے کودے اور
کشتی ہونے لگی یہ وہی ارماق زنگی ہے جسکو نقابدار نے فوراً اٹھا لیا تھا اب یہ حالت ہے کہ ہر چند زور
کرتے ہیں مگر قابو نہیں پاتے ہیں اگر یہ ارماق کو سات قدم دوڑا لیجاتے ہیں تو وہ بھی سات قدم دوڑا
لیجاتا ہے اور جسقدر کشتی کو دیر گزرتا جاتا ہے اسیقدر نقابدار کا زور سلب ہوتا جاتا ہے اور قوت ارماق کی
بڑھتی جاتی ہے اب یہ نوبت پہنچی ہے کہ اگر نقابدار ارماق کو تین قدم دوڑا لیجاتے ہیں تو وہ نقابدار کو چار
قدم دوڑا لیجاتا ہے پھر تھوڑی دیر کے اب نقابدار بمشکل ارماق کو دو قدم دوڑا لیجاتے ہیں اور ارماق
نقابدار کو پانچ قدم دوڑا لیجاتا ہے اب اہل لشکر نقابدار پریشان ہیں کہ یہ معرکہ کیا ہے یہانتک کہ تمام دن
کشتی رہی آخر جب شام ارماق نے خنجر نکالا توڑا اور کمر زنجیر کا بند پکڑکر جو زور کیا تو ہاتھ پر بلند کیے
ہوئے لیے چلا گیا یہ معرکہ دیکھکر اہل لشکر دوڑے کہ ہم لڑیں اور مالک کو اپنے اس سے چھین لیں لیکن
ارماق نے جو مرکب کو دوڑایا کسی نے گرد قدم کو بھی نہ پایا آخر روتے پیٹتے ہوئے پلٹ آئے اب یہ سب
تو اس پریشانی میں ہیں اور ارماق زنگی کا حال سنیے کہ یہ نقابدار کو لیے ہوئے قریب ایک کوہ کے
پہونچا دیکھا کہ ایک زن آسینہ کھڑی ہوئی ہے اور زار و قطار رو رہی ہے ارماق نے جو صورت اسکی دیکھی ہزار جان سے
عاشق ہو گیا کہا اے جان جہان و آرام دل مشتاقان تم کیوں روتی ہو اس نے کہا کہ مجھے راہزنوں نے
لوٹ لیا ہے شوہر کو میرے قتل کیا اسباب میرا تاراج کر گئے ہیں اکیلی جنگل کی ٹھوکریں کھاتی ہوئی یہانتک
آئی آخر کار شام ہو گئی اب پریشان ہوں کہ کہاں جاؤں ارماق زنگی نے کہا کہ ہمارے ساتھ چلو
ہم تم کو بڑی راحت سے رکھیں گے کہا مگر تمہارا مکان کہاں ہے ارماق نے کہا تم ہمارے ساتھ ہو لو سارا

حسین و مہ جبین ہی ہو گی اور وہ خدمتیں اسکو آرستہ چار سو برس کا ز تمہارے سامنے اُسکی کیا حقیقت ہے یہ
سنکر اُس عورت نے کہا کہ اچھا یہ قدردانی تیری سمجھتے جاؤ تا کہ میری یاد تمہارے دل سے دور نہو یہ کہکر
ایک قلم عطر کی موم سے نکال کر ارماق کو دی ارماق نے کہا کہ مجھین عطر سے بہت شوق ہے اس عورت نے
کہا کہ بس ایک ہی تو شوق ہے میرے سرمین بھی تیل کی جگہ عطر ہی پڑتا ہے ذرا سونگھو دیکھو کبھی ایسا عطر نہ
سونگھا ہوگا یہ سنکر ارماق نے ڈاٹ شیشے کی کھولی اور جیسے ہی شیشی ناک کے قریب لے گیا چھینک مار کر
بیہوش ہوا بس عورت نے نعرہ کیا کہ منم عیار نقابدار اور جلدی سے تختی گلے سے اُتار لی اور نقابدار نے
کہا کہ اے شہریار غلام نے اسکو بھاگتے دیکھا تھا اور ساتھ ہی ساتھ ہو لیا تھا یہانتک آیا تھا کہ
جسوقت یہ دونوں وزیر کوہ مین داخل ہوے مین تو مین چھپ کر رہ گیا اندر نہ جا سکا کہ وہ بند ہو گیا
اب مین منتظر تھا کہ موقع پاؤن تو جاکر اسرار جادو کو ماروں اب آپ اسی مقام پر تمام فرمائین
مین جاتا ہون اور اسرار جادو کو مارتا ہون یہ کہکر نقابدار کو تو وہین چھوڑا اور رنگ و روغن عیاری
چہرہ پر لگا کر صورت اپنی ارماق زنگی کی بنائی اور ارماق زنگی کو نقابدار بناکر تختی گلے مین پہن لی
جو تختی ارماق زنگی مین تھی وہ نقابدار میں پیدا ہوگئی بس ہنستے ہاتھ پر ارماق زنگی کو بلند کیا اور جانب
قصر اسرار جادو روانہ ہوا جب رفت و داخل قصر ہوا دیکھا کہ اسرار جادو بیٹھی ہوئی ہے کنیزین حاضر ہین دور جام
شراب کا چل رہا ہے کنیزین گا رہی ہین کہ آج ملکہ آفاق قتل دشمن اور وصل معشوق دونوں آپکو مبارک ہون
تھوڑی دیر مین ارماق زنگی آتے ہوئے دیکھے کہ لوح طلسم کشا سے چھین لی اب اُسکی گرفتاری
کیا دشوار ہے اسرار جادو نے کہا کہ ہاں اب مجھے خوف نہیں ہے اسلئے کہ ارماق کو ایسی تختی
دی ہے کہ اُسپر کوئی زور نہیں کر سکتا نہ کسی ساحر کا سحر اُس پر کارگر ہو سکتا ہے یہ ذکر تھا کہ ارماق نقلی
نقابدار نقلی کو لیے ہوے پہونچا اور کہا کہ ملکہ مبارک ہو اسے قتل کر دو بس یہ سنتا تھا کہ اسرار جادو
اُٹھ کھڑی ہوئی اور کہا مارو اسکو کہ سر تن سے اُڑ جاے کہ اس کمبخت کے خوف سے میرے بدن میں لہو
خشک ہوگیا ہے بس یہ سنتے ہی ارماق نقلی نے ایک ہاتھ مارا کہ سر نقابدار نقلی یعنے ارماق زنگی کا تن
سے دور جا گرا اسرار جادو نے لاش اسکی پھنکوا دی اور ارماق زنگی یعنی عیار نقابدار کو چھاتی سے
لگایا بعد اُسکے پہلو مین بٹھا کر جام شراب اپنے ہاتھ سے بھر کر دیا ارماق زنگی نے جام لیکر جھوٹ موٹ منہ
سے لگایا اور کہا کہ یہ شراب کیسی تلخ ہے ذرا تم تو چکھ دیکھو اسرار جادو نے کہا صاحب ہماری شراب
تلخ نہ بدمزہ ہے یہ کہکر جام ارماق کے ہاتھ سے پکڑ لی گئی ارماق نے کہا ملکہ اصل یہ ہے کہ ابھی مین کچھ
گھبرایا ہوا ہون یہ بتاؤ کہ لوح اچھی طرح رکھدی ہے ایسا نہو کوئی اور فتاح طلسم پیدا ہو جاے اور پھر
اسی طرح کا خوف غالب ہو اور جان خطرہ مین پڑے اسرار جادو نے لوح اُٹھا کر سامنے پھینکدی اور کہا کہ اب
لوح بیکار ہے اسلیے کہ فتاح طلسم قتل ہو چکا اب اور کسی شخص کو یہ لوح راہ نہیں بتا سکتی نہ سوا اُسکے
نقابدار کے فتاح طلسم ہو سکتا ہے یہ سنکر ارماق نقلی نے لوح اٹھا لی اور کہا کم سے کم یہ ہے کہ الماس
جواہر بیش بہا ہے اگر یہ تختی بیکار ہو گئی ہے تو ہمارے کام کی ہے ہم بڑی قیمت سے اسکو بیچ لینگے یہ کہکر لوح کو الٹ
پلٹ کر کے دیکھنے لگا اسرار جادو ہنسی اور کہا کہ یہ الماس اصلی نہیں ہے بلکہ ساختہ سحر ہے جسوقت بادشاہ طلسم
مریگا یہ الماس بھی شیشہ ہو جائیگا عیار نے کہا خیر اتنا کام تو نکلیگا کہ تجکو اور تیرے بادشاہ کو قتل کر دو اسلیے

یہ سنکر اسرار جادو سے گھبرا گیا ارماق نقلی نے آواز دی کہ باش ہوشیار ہم عیار نقابدار سرخ پوش کے گروہ میں
کہ از دست من زندہ وسلامت بدر رو سے یہ وہی تیر انداز ارماق تھا جسکو میں نقابدار بنا کر تیرے سامنے
لایا تھا اور نقابدار بہادر ابھی زندہ ہیں یہ سنکر اسرار جادو گھبرا گئی اور اُٹھی کہ تختی چھین لون کہ بیہوشی نے
طمانچہ مارا اور چکر کھا کر زمین پر گری عیار نے خنجر گلے پہ پھیرا اگر چہ کچھ نہ ہوا اب عیار کو خیال ہوا کہ یہ طلسم کا
معاملہ ہے شاید اسکی قضا میرے ہاتھ سے نہیں ہے بس لوح کو لیتے ہوئے خدمت میں نقابدار سرخ پوش کی آیا
اور عرض کی کہ اے شہریار ارماق کو میں نے قتل کر ڈالا اور اسرار جادو کو بیہوش کیا لوح لے آیا ہوں لیجیے اور
اسرار جادو کو جاکر قتل کیجیے یہ سنکر نقابدار نے شاباش دیکر جا کہا اور لوح لیکر مع اسرار جادو میں آئے
دیکھا کہ اسرار جادو بیہوش پڑی ہوئی ہے اور عورتیں گھیرے ہوئے کھڑی ہیں بس نقابدار نے عیار
سے کہا کہ اسکو ہوشیار کر کہ میں اسکو ہدایت دین اسلام کی کرون اگر مانے فبہا ورنہ قتل تو ضرور ہی
کرونگا یہ سنکر عیار نے لخلخہ رفع بیہوشی منہ پر اسرار جادو کے کھینچ مارا کہ فوراً چھینک آئی اور خوشبو مشام میں
اسرار جادو کے گئی اسکو ہوش آیا کہا اے نقابدار میں مسلمان ہوتی ہون بشرطیکہ لوح مجھکو دیدو نقابدار
نے لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ فریب میں اسکے دو تا یہ مکارہ ہے اسے قتل کرو بس نقابدار نے تلوار
کھینچی اور اسرار جادو نے قلابک مار کر پرواز پیدا کیے چاہتی تھی اُڑ کر بھاگون کہ نقابدار نے
حاشیں لوح کا ڈالا اسرار جادو زمین پر ہاتھ پاؤں مارنے لگی نقابدار نے جھپٹ کر تیغہ آبدار کا وار
کیا دو ٹکڑے ہو کے گرتے ہوئے اسکا مرنا تھا کہ ایک شور قیامت کا برپا ہوا آندھی چلی کہ تمام اشجار باغ اُکھڑ کر
گر پڑے قصر نیست ونابود ہو گیا دیواریں باغ کی گر پڑیں رنگ آتشبازی و برف باری ہوئی بعد
کچھ دیر کے آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من اسرار جادو بود حیف مردیم وجاں دادیم و بمطلب خود
نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو نقابدار نے اپنے کو ایک میدان وسیع میں پایا نہ وہ باغ تھا نہ عمارت
لاش ایک ساحرہ کی پڑی ہوئی ہے دیکھا کہ لشکر سامنے معلوم ہوتا ہے ہنوز انتظار تھا کہ لشکر آ سکے تو آگے
بڑھون کہ دو ہنی جانب نظر جا پڑی دیکھا کہ چار ساحرہ ایک نازنین کو تہ تیغ بٹھائے ہوئے ہیں اور وہ فریاد کرتی
ہے کہ اے نقابدار سرخ پوش یہ نتیجہ آپکی محبت کا ہے کہ ہم اس ذلت سے قتل کیے جاتے ہیں اور آپ ہماری خبر
بھی نہیں لیتے نقابدار نے غور سے جو دیکھا تو یہ وہی نازنین ہے جسنے نام اپنا گل فشان جادو بتایا تھا
اور جسکی رہائی کیواسطے میں یہاں آیا تھا بس یہ دیکھتے ہی بیتاب ہو گئے اور تلوار کھینچکر چلے کہ خبردار اسے
قتل نکرنا میں آ پہنچا ان بڑھن نے جو دیکھا کہ نقابدار آتا ہے آواز دی کہ بس آگے نہ بڑھنا ورنہ ہم ابھی
قتل کر ڈالیں گے نقابدار نے خیال کیا کہ اسکی رہائی کیواسطے یہان آئے تھے جب یہ ملی جاتی ہے
تو لوح سے ہمیں کیا کام ہے فتح طلسم کی ہوس نہیں یہ خیال کر کے فرمایا کہ اے ملکہ گل فشان جادو کیا ہے
اگر تمہاری رہائی اسی پر موقوف ہے تو لوح میں دیے دیتا ہون گل فشان جادو نے کہا کہ آپکو اختیار ہے
جانے دیجیے یہ جیسے چاہے قتل کرا دیجیے لاسیے لوح آپ مجکو دیدیجیے اگر یہ لوگ مجھے چھوڑ دینگے تو لوح
میں انکو دیدون گی ورنہ آپکو واپس دونگی نقابدار قریب نازنین کے آ گئے اور لوح اُسکے
حوالے کی جیسے ہی لوح اُسکے ہاتھ میں آئی اُس نے جلاد کے سپرد کی جلاد نے لوح کو جیب میں رکھا
اور ایک جانب روانہ ہوا بس اس نازنین نے آواز دی کہ باش اے نقابدار ہوشیار ہو کہ میں ملکہ ... جادو

دیکھا تو اُسنے زمین سے لوح جیسے کسطرح سے لی تھی اسی تمنا پر فتاح طلسم کا ارادہ تھا اور سے نادان یہ خیال
ذہن میں نہ آیا کہ گل افشاں جادو کو قتل کرنا ہوتا تو وہیں قتل کر کے اسے جہاں اُسے اسیر کیا تھا اُس
مقام پر کیوں لاتی اور قید کیوں کرتی وہ خداوند زادی ہے کا یہ مرتبہ تھا کہ اسطرح قتل کیجاتی بس اب
پیمانہ عمر تیرا لبریز ہوا یہ سنکر نقاب دار نہایت پشیمان ہوئے اور جی میں کہتے تھے کہ زمین سے
لوح کو کیوں نہ دیکھا مگر اب کیا ہوتا ہے مشتی کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد تلوار کھینچکر چلے کہ دل آرا
جادو کو قتل کروں دل آرا سے جادو نے جو یہ ارادہ نقاب دار کا دیکھا ایک دو ہتڑ زمین پر
مارا اور کڑک کی آواز دی زمین نے پاؤں پکڑ لیے ہاتھ پاؤں میں رعشہ پیدا ہو گیا عیار نقابدار
دور سے یہ کیفیت دیکھ رہا تھا جسوقت دل آرا سے جادو نے لوح اپنے ملازم کو دی ہے اور وہ لوح
لیکر چلا ہے تو عیار بھی اک ساحر کی صورت بنکر اُسکے تعاقب میں چلا جسوقت دونوں دور نکل گئے
عیار نقابدار نے آواز دی کہ ارے ملکہ منع کرتی ہیں کہ لوح نہ لیجا اسیطرف پلٹ آ یہ سنکر اُس ساحر
نے مڑکر دیکھا کہ ایک جادوگر چلا آتا ہے اور چلا رہا ہے کہ ارے ٹھہرو آگے نہ بڑھو وہ ساحر
ٹھہر گیا جسوقت عیار نقاب دار قریب اُسکے پہونچا کہا یہ رقعہ ملکہ نے دیا ہے اسے پڑھو اور اسکے
موافق عمل میں لاؤ یہ سنکر اُس ساحر نے نامہ لے لیا اور دیکھنے لگا جیسے ہی نگاہ اُسکی نامہ کیطرف
گئی عیار نقابدار نے جست کر کے سر پر خنجر مارا اور بالکل بالشت بھر مغز میں در آیا اور ساحر زمین
پر گر کر تڑپنے لگا عیار نے چاہا کہ لوح کو قبضہ میں کروں کہ ساتھ ہی ایک برق چمکی اور چمک کر جو بجلی
تو عیار کو لیتے ہوئے بجلی گئی آواز آئی کہ منم دل آرا سے جادو غضب کیا تو نے کہ ملازم کو میرے
مارا اور لوح لیا چاہتا تھا اب اس ساحرہ نے عیار نقابدار کو بھی پاس نقابدار کے پہونچایا اور کہا
کہ یہ ملازم تیرا بڑا نمک حلال معلوم ہوتا ہے اسکو بھی تیرے ساتھ قتل کروں گی یہ کہکر اُس نے نقابدار
کو مع عیار ایک حجرہ سحر بناکر اُسمیں قید کیا اور آپ انتظام لوح کے واسطے روانہ ہوئی ہیں ساحر نکلا
پھر معین کیگئی اسی دل خلل دل آرا سے جادو کا منشی کہ اُس نے جاکر لوح پر کپڑا ڈالا کہ طلسم اُس کے
حروف کا نہ پڑھے ورنہ سحر بھرنے کا خوف ہے بعد اُسکے اُس لوح کو لیتے ہوئے چلی قریب ایک چشمہ کے پہونچ
کر رہ آب استادہ ہوکر آواز دی کہ اے نہنگ ماہی گیر جادو تو اسکی حفاظت کر یہ کہکر لوح کو چشمہ میں چھپا دیا
اور آپ پلٹ کر اسی حجرہ کے پاس آئی جہاں نقابدار کو قید کر گئی تھی اب اسنے قصد کیا کہ فتاح طلسم کو
مع عیار قتل کروں بس اُسنے دروازہ حجرہ کا وا کیا اور دونوں کو حجرہ کے باہر لائی چاہتی تھی قتل کروں
کہ ایک مرتبہ برق چمکی دیکھا تو سامنے ایک پریزاد کھڑی ہوئی ہے اور کہتی ہے کہ اے دل آرا سے جادو
یہ کیا غضب کرتی ہے ارے نہیں جانتی کہ جس مقام پر خون طلسم کشا گرے گا وہ زمین خراب ہوگی
لے یہ حکم نامہ بادشاہ طلسم کا ہے دیکھو دل آرا سے جادو نے نامہ ہاتھ سے اُس پریزاد
کے سے لیا اور پڑھا لکھا تھا کہ اے دل آرا سے جادو بڑا کام کیا کہ فتاح طلسم کو اسیر کیا مگر خبردار
اسے قتل نکرنا بلکہ اسے لیکر خدمت ما بدولت و اقبال میں حاضر ہو تیں اسکو باغ شبستان میں
قید کروں گا جہاں ملکہ گل افشاں جادو مقید ہے یہ پڑھکر دل آرا سے جادو نے قید نقابدار
کی مع عیار ساتھ لی اور جانب تختگاہ بادشاہ طلسم شہر زرافشاں روانہ ہوئی یہاں بادشاہ طلسم

یعنی شرر افشان جادو تخت پر بیٹھا ہے دختر اسکی ملکہ شرارہ جادو بھی حاضر ہے تمام اراکین دولت حاضر ہیں
ذکر ہو رہا ہے کہ کیا زمانہ کی حالت ہے کہ خداوند زادیاں آوارہ و فراخ ہو گئی ہیں اور ایک ایک ناجنس
پر جان دیتی ہیں جو اپنے خاندان کی عزت کا خیال نہیں کرتی ہیں دیکھیے گل افشان جادو کو کہ خداوند
الگوان تاجدار کی بھانجی اور ایک نقابدار مفلوک روزگار سے گرویدہ ہوئی اور طرہ اسپر یہ کہ
نقابدار کو اپنے مذہب میں تو لانا درکنار خود بھی اسیکا مذہب اختیار کر لیا اور خداپرستوں کی
شریک ہو کر اسنے ہی طلسم کے ساحروں کو مارا اور سلطنت کے مٹانے کے درپے ہو گئی جسکا انجام یہ ہوا
کہ اس طلسم میں قید کیگئی افسوس کا مقام ہے مگر نقابدار بھی بڑا چالاک تھا کہ یہانتک پہونچا مگر گرفتار ہو گیا
شرارہ جادو نے کہا کہ نقابدار کس مقام پر قید ہے ذرا میں تو دیکھوں کہ وہ کون شخص ہے جسنے اتنی بڑی
جرأت کی کہ طلسم میں داخل ہوا شرر افشان جادو نے کہا کہ دیکھنا وہ آتا ہی ہوگا ہنوز یہی ذکر تھا کہ دل آرا
جادو اپنا طاؤس سحر اڑاتی ہوئی آئی اور ایک قفس لا کر بادشاہ کے سامنے رکھدیا جس میں دو طائر
بند تھے شرر افشان جادو نے کہا اے دل آرا جادو تونے وہ کام کیا ہے کہ اسکا معاوضہ جو کچھ
کیا جائے وہ کم ہے چونکہ مرحلہ تیرا برباد ہو چکا اسرار جادو وزیر اب جادو کا خاتمہ ہوا لہذا اب
تم یہاں رہنا اختیار کرو اور ہمنے تمکو اپنا وزیر کیا یہ کہکر خلعت وزارت سے سرفراز کیا اور ایک ساحر
سے کہا کہ اس قفس کو لیجاکر باغ شبستان میں اس درخت میں لٹکا دو جس میں کہ قفس قید ملکہ گل افشان جادو
کا لٹکا ہوا ہے تاکہ ایک دوسرے کو چشم حسرت سے دیکھیں اور اپنے حال عبرت مآل پر گریہ کریں یہ سنکر
ایک ساحر قفس کو لیکر چلا شرارہ جادو نے کہا کہ نقابدار کہاں ہے بادشاہ نے کہا اے فرزند اس قفس
میں جو یہ دونوں طائر ہیں انھیں میں سے ایک نقابدار ہے اور ایک اسکا عیار ہے شرارہ جادو
نے کہا کہ مجکو ان کی اصلی حیثیت دکھا دیجیے شرر افشان جادو چونکہ دختر سے اپنی نہایت مانوس تھا
اسنے دل آرا جادو سے کہا کہ انکو اپنی اصلی حالت پر لاکر شرارہ کو دکھا دو دل آرا
جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر دو دانے ماش کے کھینچ مارے کہ دونوں طائر بصورت انسان ہو گئے
اور قفس دراز ہو گیا کہا اے ملکہ دیکھیے نظر ملکہ کی جو حسن نقابدار پر پڑی بیساختہ پکار اٹھی کہ

شکلیں ہیں رنگ کی کیطرح بہار کے	انسان پھول ہیں چمن روزگار کے

ملکہ گل افشان جادو کا عشق اسکے ساتھ بیجا نہیں ہے بعد اسکے نظر عیار نقابدار پر پڑی دیکھا کہ یہ بھی
حسین ہے مگر وہ حسن و آب شاہی رکھتا ہے اور اسکے حسن ملیح میں اک شوخی و شرارت قریب معلوم
ہوتا ہے غرض اسوقت تو دل آرا جادو نے ملکہ کو ان دونوں کی صورت اصلی دکھادی مگر پھر طائر
بنادیا اور باغ شبستان میں بھجوادیا جسوقت قفس نقابدار کا برابر قفس ملکہ گل افشان جادو کے
لٹکایا گیا عجب حسرت سے ایک نے دوسرے کیجانب دیکھا اگرچہ ایک دوسرے کو پہچان
نہ سکتا تھا لیکن غریب الوطن اور اسیر پنجہ دشمن دونوں تھے اب انکو تو یہاں قید قفس میں چھوڑا
جاتا ہے اور لشکر کو سرگردانی و حیرانی میں رکھا جاتا ہے اور

اول چند کلمہ داستان جلالت نشان لشکر اسلام کے گزارش کیے جاتے ہیں

بھرا کے ساقی پری طلعت پلادے   شراب شوق سے ظرف چھلکادے   برائے وحشت دل کچھ ہو نہ جیسکی
قند ہیں بیہوش ہیں اُٹھا دے بادہ دل   راویان اخبار و ناقلان آثار اسطرح روایت کرتے ہیں کہ بعد دید ہیچ
طلسم گم جادو کے بادشاہ اسلام نہایت پریشان ہیں تپ فرقت نے گھیر لیا ہر اطبا کیسے کیسے نسخہ لکھتے ہیں
مگر صحت نہیں ہوتی بادشاہ اسلام راز اپنا کسی سے بیان نہیں فرماتے مانند شمع کے سوز دل سے اندر ہی اندر
گھلے جاتے ہیں بار بار یہ شعر زبان پر رہتا ہے   شعر   مرا سوزیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد
وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد   اسی حال پر ملال میں ہرکاروں نے آکر عرض کی کہ قرطاس بن الوس بن
پچاس ہزار سوار سے بارادہ قصاص خون اپنے باپ کے آتا ہے اور ساتھ اسکے بہمن بن نقفی روئین تن کے
ہے فرمایا کہ ہم اپنے حال میں مبتلا ہیں اور کفار کا یورش ہے ادھر تو ساحران طلسم نفاق نے یہ قیامتیں بپا
کر رکھی ہیں ادھر یہ کفار عوض خون عزیزان اپنے لینے چلے آتے ہیں خیر جو مرضی پروردگار یہ ذکر تھا کہ جانب
صحرا سے عجیب گرد بلند ہوا جسوقت دامن گرد شگافتہ ہوا تو دل گرد سے پچاس علم نشانہ پچاس ہزار سوار
کے پیدا ہوئے پھریرے سیاہ و زنگاری اُنپر تعریف زمرد شاہ باختری کی مرقوم وہ لوگ مقابل لشکر اسلام
خیمہ زن ہوئے دراصل برائے مدد ارژنگ بن زمرد تالی چلے تھے جب انھیں معلوم ہوا کہ وہ مع جیش
آفتاب پرست کے ہمراہ بیابان نفاق کو گئے ہیں تو یہ کافر بھی اسطرف آئے اور باہم یہ مشورہ کیا
کہ بیشک خداوندزادی بیان نہ ہوئی ہیں ہم متصل لشکر اسلام کا کر ڈالیں اور یہ بھی انکو معلوم ہو کہ شاہزادہ
بدیع الملک طلسم نفاق پر گئے ہوئے ہیں الغرض جسوقت لشکر قرطاس کا اُترا اور بہمن روئین تن بھی
داخل خیمہ ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارہ رزمی پر چوٹ پڑی اور آواز نقارہ کی گئی جب بادشاہ اسلام
کو ہوئی فرمایا کہ ہمارے یہاں بھی نقارہ رزمی بجے فوراً لشکر تیاری جنگ ہونے لگی بہادران اسلام
اسلحہ درست کرنے لگے اسی عالم میں شب تمام ہوئی اور وقت سحر آیا عبادت گزاروں نے نماز سحری
کو ادا کر کے سجادہ و تہ کر دیے اور اسلحہ جنگ تن پر آراستہ کر کے پشت مرکب پر قیام کیا عازم میدان
قتال ہوئے ادھر سواری بادشاہ اسلام کی پہونچی صفیں درست ہونے لگیں اسطرف قرطاس بن
بن الوس پچاس ہزار سوار سے سامنے آیا اور بہمن بن نقفی روئین تن بھی دس ہزار سوار سے آکر میدان میں
قائم ہوا بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نسیب دیگر ہے سے کہ بہمن روئین تن نے باگ مرکب
کی لی اور بعد عشوری کے جیرہ زمین پر کار اژدم کو آراستہ کر کے آواز دی کہ باش اے گروہ خدا
پرستان و فرقہ مسلمانان جسکو تمنائے مرگ و آرزوے قضا ہو وہ میرے مقابلہ کو آئے یہ سنتے ہی
جالوس عاد نے مرکب اپنا بڑھایا سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آیا اجازت میدان چاہی فرمایا جاؤ حافظ
حقیقی کے حوالہ کیا جالوس عاد بار دگر مرکب پر سوار ہو کر سامنے بہمن روئین تن کے آیا بہمن نے کہا او
عادی تو اپنے تن و توش پر نجانا میں وہ شخص ہوں کہ جسکی تلوار سے کوئی نہ بچا اے باپ نے میرے زمانہ
زمرد شاہ باختری میں بڑے بڑے سرداران لشکر اسلام زخمی کیے ہیں اور جان سے مارے ہیں جالوس عاد
نے کہا جو کچھ ہوگا خود ہی ظاہر ہو جائیگا اس یاوہ گوئی و ہرزہ درائی سے کیا فائدہ یہ سنکر بہمن نے نیزہ
مارا جالوس عاد نے نیزہ اسکا نیزہ پر لیا سنیں چلنے لگیں رد و بدل ہونے لگی ستارھویں طعن میں جالوس نے
نیزہ ہاتھ سے بہمن کے جدا کیا بہمن روئین تن نے کہا کہ بیشک خدا پرستوں سے بہتر کوئی نیزہ باز نہیں ہے

نہیں جانتا ہی اب اسنے نیزہ بازی بالکل مشغول ہی یہ کہکر تیغ کمر سے کھینچ لیا اور سر جالوس عاد پر وار کیا
جالوس عاد نے وار اسکا سپر سے روکر کے اپنا وار کیا بہمن رویین تن نے وار جالوس کا سپر پر روکا خطا
بھی نہ پڑا تو جالوس عاد حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہی اُدھر بہمن رویین تن کو تلوار سے خوف نہ تھا یہ جانتا ہی
کہ مجھپر وار اسکا اثر نہیں کر سکتا بس پہ بہ پس پڑا اور وار پر وار کرنے لگا یہانتک کہ جالوس عاد زخمی ہو بہمن
چاہتا ہی کہ سر اسکا کاٹ لون کہ سالوس عاد جھپٹ پڑا اور پکارا کہ او کافر کیا کرتا ہی زخمی پر ہاتھ اُٹھاتا ہی تجھے
شرم نہیں آتی یہ کہتا ہوا قریب بہمن کے پہونچا بہمن نے کہا کہ اب تجھے اور اسے ساتھ قتل کرونگا یہ کہکر وہی
تیغ خون آلود سالوس عاد کے حوالہ کیا سالوس نے سپر پر روکا اور اپنا وار کیا بہمن نے اسکا وار سپر پر
روک کر اب جو کمر تا کر سر کا وار کیا تیغ سر پر بیٹھا تا دو ابرو اور آیا دو استخوان مارا تیغہ چمکا کر سر سے نکلا اور
چادر خون باہر آئی یہ دیکھکر بہرام عاد جھپٹ پڑا اور زخمیونکو میدان سے پھیر کر بہمن کا سامنا کیا بہمن رویین تن
نے کہا کہ دیکھا تو نے مین نے اِدھر وار رونکو کسطرح زخمی کیا کہ اگر تو سد راہ نہوتا تو ابتک مین قتل بھی کر ڈالتا
بہرام نے کہا او نامرد شجاع اپنی بیہودگی بیان کرتا ہی ارے زخمی پر وار کرنا کوئی فخر کی بات ہی بہمن
رویین تن نے کہا او دشمن کو قتل کرنے سے غرض ہی ہم لوگ اسوجہ سے زخمی پر رعایت کرتے ہو کہ شاید
پھر بھی ایسا وقت پڑے تو دوسرا مین بھی طرح دیکھا اور مجھے اس بات کا خوف نہیں کیونکہ میری موت
خداوند زرد شاہ نے مقرر ہی نہین کی اور مجھے خاص تلوارون کے مٹانے کو پیدا کیا ہی پھر مین اپنے
کام مین کیون حرج کرون یہ سنکر بہرام نے کہا کہ معلوم ہوا تو بڑا کافر ہی اور راہ راست پر آنیوالا
نہیں ہی خیر اس ضرب بہادری کی بہمن نے کہا پہلے تو وار کر کے حوصلہ اپنا نکال لے پھر میری تلوار
تو تیری گردن کے واسطے خلق ہی ہوئی ہی بہرام نے کہا تو نہیں جانتا کہ ہم لوگ پیش دستی نہیں کرتے
ہین یہ سنکر بہمن نے وار کیا بہرام عاد نے ہاتھ کلائی پر ڈال دیا اور مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور
بند کمر پکڑ کر دور کیا کہ بہمن رویین تن کو اٹھا لیا یہ دیکھکر اہل اسلام نے شور تحسین و آفرین بلند کیا
لیکن قرطاس جن آئیں دوڑ پڑا اور کہا او عادی کیا تو اسے بچائیگا بہرام نے کہا کہ ایسے دشمن کو
کوئی چھوڑ بھی دیتا ہی قرطاس نے کہا دیکھون تو تو کیونکر لیجاتا ہی یہ کہکر قریب بہرام کے پہونچا تلوار
ماری بہرام نے بجاے سپر بہمن کو سامنے کیا تلوار جو بڑھی تھی زنجیر کمر کٹی اور بہمن زمین پر گر جھپٹ کے
اس نے پھر تلوار اپنی اُٹھائی اور بہرام کی طرف پھر چلا اِدھر بہرام عاد اور قرطاس جن آپس مین تلوار
چلنے لگی جعفر عاد نے جو دیکھا کہ بہرام ایک سے لڑ رہا ہی اور دوسرا بھی حملہ کیا چاہتا ہی اسنے بھی باگ
گھوڑے کی لی اور ہان ہان کرتا ہوا دوڑا مگر یہ دور تھا اور بہمن رویین تن قریب تھا اسنے جاتے ہی
تلوار ماری بہرام نے وار اسکا روکا اُدھر قرطاس نے تلوار ماری بہرام ان دونون کے بیچ مین بسلسلہ زخمی ہوا
جعفر عاد قریب پہونچ گیا اور یہ کہنے لگا بادشاہ اسلام نے فضل کیطرف اشارہ کیا کہ جعفر عاد تنہا ہی
بہرام زخمی ہو چکا ہی ایسا نہو یہ دونون نامرد ملکر اسکو بھی زخمی کرین یہ سنکر فضل بن تیا ہوا خون آشام
نے بھی گھوڑا اُٹھا دیا جبتک قریب پہونچے پہونچے تھے دونون نے گھیر کر جعفر عاد کو بھی زخمی کیا
فضل پھر تھا رکے اب یہ حالت ہی کہ ایکطرف قرطاس ہی دوسریطرف بہمن رویین تن برابر حملہ کرتے
ہین فضل دیر تک لڑتا رہا مگر جبتک دوسرا سردار مدد کو آنے یہ بھی زخمی ہوا بادشاہ اسلام دوسرے

مقابلے کو دو سے زیادہ بھیج نہیں سکتے کہ آئین اسلام کے خلاف ہے اسیطرح تھوڑی ہی دیر کے عرصہ میں
پچاس ساٹھ سردار زخمی ہوگئے اب شاہزادہ تورج ماہرو بن بدیع الزمان ان دونوں کے قریب ہوئے
ہیں اور دونوں کو برابر سے جواب دے رہے ہیں کہ یکایک دہنے پر دامن بیابان گرد سے برخاست گرد مثل عنبر
تیرہ و خیرہ و سر گرد برآسمان رسید و دو بلائے گرد در زمین پیچیدہ زیر آسمان الخ آسمان خالی نمود ازعجب
جسوقت ہوا نے مار کر دکو اور گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اول گرد سے نقابدار سرخپوش
پیدا ہوا پشت پر چالیس ہزار سرخپوش تمام صحرا میں یہ معلوم ہوتا تھا کہ لالہ پیدا ہوا ہے نقابدار مانند ہوا
کے قریب قرطاس بن آس کے پہونچا اور نعرہ کیا کہ منم نقابدار چہارم قاف کہ گزارم کہ از دست من زندہ
سلامت جاوے جسوقت نقابدار قریب اسکے پہونچے ہیں تو تورج ماہرو بھی زخمی ہو چکے تھے قریب تھا
کہ گھوڑے سے گریں نقابدار نے انکو علٰحدہ کیا لیکن قرطاس بن آس اور بہمن انبر بھی بڑھ بڑھ کے مہلت
نہ لینے دیتے تھے کہ ایک مرتبہ نقابدار نے ان دونوں کے درمیان گھوڑا ڈال دیا اور ایک دوسرے کے
درمیان اسطرح حائل ہوگئے کہ انکو اپنے ارادہ کی خبر دوسرے پر ظاہر کرنا دشوار ہوگیا بس پہلے
ہی قرطاس نے وار کیا نقابدار نے وار اسکا پشت شمشیر پر روکا اور وار بہمن کا سپر پر روکا اسی
رد و بدل میں نقابدار نے پھرتی کے ساتھ کلائی بہمن کی پکڑ لی اور زین مرکب پر سے اسے
کھینچ لیا اور بند کمر پکڑ کر قرطاس پر کھینچ مارا کہ دونوں ٹکرا گئے اور قرطاس بھی گھوڑے پر سے
زمین پر گرا بسبب چوٹ آنے بہمن نے اٹھکر پھر تلوار ماری نقابدار نے پھر بند کمر پکڑ کر اسکو قرطاس
پر دے مارا قرطاس سنبھلنے نہ پایا تھا کہ پھر پھٹ پڑا اب ایک کو دوسرے پر پٹکا کہ دونوں کو
ادھموا کر دیا جب یہ دونوں سست ہوگئے تو نقابدار نے اول بہمن کو [illegible] پٹک۔ پاپیادہ
قرطاس کیطرف چلے قرطاس نے آواز امان بلند کی نقابدار نے فرمایا بشرط ایمان نقابدار نے
اسکو کلمہ تلقین فرمایا مثل طوطے کے کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اب نقابدار نے اسکو لشکر اسلام کے
سپرد کیا اور آپ گھوڑا اڑا کر طرف صحرا کے چلا گیا بادشاہ اسلام کو یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید یہی سرخپوش
تھا جو اکثر ہر اسے مدد آیا ہے لیکن یہ در اصل سہراب ثانی تھے کہ اپنے لشکر کیطرف جارہے تھے راہ میں
یہ خبر ملی کہ لشکر اسلام کو کافروں نے پریشان کیا اس بنا پر راستے سے پلٹ کر یہاں آ گئے اور اب یہ
اپنے لشکر میں پہونچیں گے اب اول حال قرطاس بن آس کا سنیئے کہ یہ مع لشکر خدمت بادشاہ اسلام
میں حاضر ہوا اور اپنے افعال سے نہایت پشیمانی ظاہر کی بادشاہ اسلام نے خلعت سے سرفراز فرمایا
اور فضل بن گیاہور خون آشام کے سپرد کیا کہ آپ اسے علم دین تعلیم فرمائیں تا وقتیکہ فضل زخمی ہیں
علاج اسکا ہو رہا ہے مگر نہایت شفقت اسکے حال پر کرتے ہیں اور طریقہ دین اسلام کے تعلیم کیا کرتے
ہیں اسیطرح تین چار روز بمجرد رہے بس ایک دن شبکو قرطاس اٹھا اور فضل بن گیاہور کا سر کاٹکر
پشت خیمہ چاک کر کے اپنے لشکر میں آیا اہل لشکر سے پہلے ہی کہہ رکھا تھا سبکو ساتھ لیکر نکلا چلا گیا جب
یہاں صبح ہوئی خادم فضل کا خیمہ میں آیا کہ جلد بیدار کرے دن دفعتہً نماز صبح کا ہے یہاں آکر یہ معرکہ دیکھا کہ فضل کا
سر تن سے جدا پڑا ہوا ہے بس یہ سر پیٹنے لگا اور رفقا بھی دوڑے یہاں آکر یہ معرکہ دیکھا لاش فضل
کی اٹھائی اور روتے پیٹتے خدمت بادشاہ اسلام میں روانہ ہوئے لاش فضل کی سامنے بادشاہ کے

سے رکھدی اور بیان کیا کہ جسنے انکو شہید کر ڈالا اور قرطاس کا نہین پتہ نہین ہر بادشاہ اسلام بہت روئے
کہ یہ مرد مشرک تھے اور فرمایا کہ یہ کام اُسی ملعون کا تھا مگر یہ مسلمان ہوا تھا پس نماز جنازہ اُٹھنے کا
دیا اور باعزاز و اکرام تمام لاش فضل کی اُٹھوا کر دفن کرائی مقبرہ بننے کا حکم دیا اور فرمایا کہ افسوس کن کن
بہادرون کی خاک اس صحرا ے نطاق مین شامل ہے اب یہ ذکر سُنئے جو ہوئے ہین اور قرطاس بن
آس جو بھاگا تو جاتے جاتے ایک کوہ کے قریب ہو پہونچا دیکھا کہ کچھ لوگ کا فروضع یا لائے کوہ اُترے
ہوئے ہین انکو دیکھکر اسنے لشکر کو روکا اور خبر دریافت کرائی کہ یہ کون لوگ ہین کچھ لوگون نے آکر
عرض کی کہ یہ لشکر ضیغم جادو کا ہے یہ ساحر طلسم نطاق سے آیا ہو اور بارادۂ بربادی لشکر اسلام جاتا ہی یہ سنکر
قرطاس نہایت خوش ہوا اور خود جانب کوہ روانہ ہوا اُدھر ضیغم جادو بھی طلسم نطاق سے آیا تو اس کوہ پر پہنچے
قیام کیا کہ شب یہان بسر کرون صبح کو لشکر اسلام سے مقابلہ کرونگا جسوقت زیر کوہ اس نے ایک لشکر کو
دیکھا خبر منگائی حال قرطاس بن آس کا معلوم ہوا سنتے ہین خبر معلوم ہوئی کہ قرطاس آتا ہی ضیغم جادو نے کہا
بلاؤ قرطاس بن آس سامنے ضیغم جادو کے آیا اور بطریق نذر خدا پرستان سلام کیا ضیغم جادو نے کہا کہ کہان
آئے ہو اور کیا ارادہ رکھتے ہو قرطاس نے تمام ماجرا بیان کیا اور کہا کہ مین نے سنا ہی آپ بھی برائے قتل
خدا پرستان جاتے ہین ضیغم جادو نے کہا کہ ہان مجھے خداوند لقا کا یہی حکم ہوا ہی قرطاس بن آس نے کہا اگر
گستاخی معاف ہو تو مین کچھ عرض کرون ضیغم جادو نے کہا بیان کر قرطاس نے کہا کہ خدا پرستون سے روبرو
مقابلہ کرنے مین ہمیشہ زک دہری ہوئی ہی اُنسے پوشیدہ طور سے لڑنا مناسب ہی اسلیے کہ اُنکے مقابلہ مین
بڑے بڑے ساحر اور بڑے بڑے پہلوان مار کھتے ہین کوئی نہ کوئی اُنکا مددگار آہی جاتا ہی اور اگر اور کوئی
نہین آتا تو خود اپنے ساتھ والے اُنکے شریک ہو جاتے ہین لقا میری یہ رائے ہوتی ہی کہ کوئی ایسی تدبیر کیجیے
کہ آپ خود برائے مقابلہ نہ جائیے اور بلائین خدا پرستون پر نازل کیجیے ضیغم جادو نے کہا کہ بہتر ہی مین تمہین
کو ایسا بنائے دیتا ہون کہ تم جاکر اُنکا خاتمہ کر دو قرطاس نے کہا کہ بہتر ہی اگر ایسا ہو تو مین آپکا نہایت
ممنون احسان ہونگا ضیغم جادو نے کہا کہ بالفعل تم یہان ٹھہرو مین بھی دب آتے تمہارے واسطے دو روز مین تمہارے
واسطے نقصان تیار کر دونگا کہ جوبک سکا تم کارگر ہو سکے پس تم جانا اور طبل جنگ بجا کر تمام لشکر کا سر
میدان خاتمہ کر دینا قرطاس بن آس نے کہا کہ ایسا ہی ہو چکا ہی ابھی کا واقعہ ہی کہ میرے ساتھ بھین بیٹھن
تن آیا تھا اور اسکے جسم پر اثر کری تھی جسوقت اُن لوگون کو یہ معلوم ہوا کہ یہ سپوکن تن ہی انھون نے تختی لڑکر
اُسکو زیر کیا اور ٹانگین پکڑکر پھینک دیا وہ لوگ نہایت زبردست اور شہزور ہین ضیغم جادو نے کہا تم اس
اطمینان رکھو یہ ممکن نہین کہ کوئی تم کو زیر کر سکے جس شہزور سے تم سے سامنا ہوگا تم ہی غالب رہوگے
یہ سُنکر قرطاس بن آس بہت خوش ہوا اور بیٹھنے اسی کوہ پر قیام کیا اب ان کفار کو تو اس

انجام مین چھوڑا جاتا ہو اور بیان سنئے

چند کلمہ داستان جرأت نشان لقا بدار جہب ارم قاف یعنی شاہزادہ سہراب ثانی کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جہرشت یہ یکہ تاز میدان شجاعت قرطاس بن آس کو بادشاہ اسلام کے حوالے کرکے چلا تو قریب
دو منزل کے گیا ہوگا کہ اُسطرف سے ہمزن لقا بدار آتے ہوئے دکھائی دیے جو بعد سہراب کے

چلے تھے راہ میں ملاقات ہوئی سہراب ثانی نے اپنے سارے واقعات نقابداروں سے بیان کیے
ذکر ملکہ افسونہ سحر ساز پر رستم ثانی اور شہریار یہ سنکر ڈرے اور سمجھے کہ معلوم ہوتا ہے وہ ساحرہ انپر عاشق
ہوگئی اور کچھ انکا دل بھی اُسکی طرف مائل ہوا اتنے میں نظر ایرج نوجوان کی اُس انگشتری پر پڑی جو سہراب
ثانی کے ہاتھ میں تھی ایرج نے مسکرا کر رستم ثانی کو اشارہ کیا کہ دیکھیے فرزند آپکے نشانی بھی معشوق
کی لے آئے ہیں اور ایسے باتوں میں محو ہیں کہ یہ بھی خیال نہیں کہ بزرگ ہمارے ایسے دیکھکر مشکوک ہون
الغرض شام ہو جانے کی وجہ سے خیمہ برپا کیا اور نماز مغرب پڑھی ایرج و شہریار و رستم ثانی نے سجدہ
شکر کے کیے کہ اُس شعلہ جانسوز سے خدا نے سہراب کو بچایا اور بہت بڑی شاہزادی سہراب کی عاشق
ہوئی اس نہ طاق میں بہت مدد ملے گی اور احسانات اُن لوگوں پر زیادہ ہوں گے جنھیں ہر طرح سے دبانا منظور
ہے الغرض رات یہاں بسر کی صبح کو اپنے خیموں سے نکلکر گھوڑوں پر سوار ہوئے اور براستے سیر
صحرا روانہ ہوئے راہ میں سہراب نے واقعہ بہمن رویین تن کے مقابلہ کا بیان کیا اور راہ میں اس کا ذکر
زیر کرکے چھڑوا لینا بیان کیا بعد ازاں قزلباش جن آتش کا مسلمان ہونا بیان کیا یہ سنکر ایرج نوجوان
نے فرمایا کہ وہ ضرور بادشاہ اسلام سے دغا کریگا اسکا باپ رعنا بڑا کافر تھا کہ ملک باختر میں اُس نے
بہت سے اہل اسلام کو شہید کیا اور عمرو کے بیٹے کو مار ڈالا تھا جس پر امیر و عمرو دونوں سے بگڑ گئی تھی
یہ اُسی کافر کا فرزند ہے اسکا راہ راست پر آنا دشوار ہے یہ سنکر سہراب خوش ہوئے اور اُسیوقت قصد لشکر
اسلام کیا لیکن چند قدم آگے بڑھے ہونگے کہ دیکھا چند عورتیں ایک چبوترے پر بیٹھی ہیں بال سر کے
بکھرے ہوئے ہیں رو رہی ہیں یہ دیکھکر چاروں نقابدار قریب گئے اور اُن عورتوں سے کہا کہ تمھارا
کیا حال ہے اپنی سرگذشت بیان کرو وہ عورتیں کہنے لگیں کہ میاں پوچھو اس بات کو جسکا کوئی حاصل ہو جب
تم ہمارا مطلب دل پورا نہیں کر سکتے تو تمھارا پوچھنا فضول ہے یہ سنکر سہراب ثانی کو غصہ آیا اور کہا کہ
بیان کیے بغیر کیونکر معلوم ہو کہ جسے کام تمھارا ہوگا یا نہیں اُن عورتوں نے کہا کہ ہم جانتی ہیں کہ اُس کام کا ہونا
ناممکن ہے چہ لیکر کیا کریں سہراب نے کہا ۵ مشکلے نیست کہ آساں نشود * مرد باید کہ ہراساں نشود *
عورتوں نے باہم سرگوشیاں کیں اور کہا کہ یہ تو وہی معلوم ہوتے ہیں جنکی ہم تلاش میں تھیں اور راہ ثبوت یہ انگوٹھی ہے
جو ہماری ملکہ کو کیوان تاجدار نے دی تھی اور ملکہ نے انکو دیدی تھی کہ اس زمانے میں نقابدار بہت سے
ہو گئے ہیں مجھے ہر سر خوش پر تمھارا شبہہ ہوتا ہے لہذا یہ انگوٹھی اپنے پاس رکھو تاکہ یہ تمکو حفاظت میں رکھے
اور مجھے تمھارا ڈھونڈھنا آسان ہو لیکن یہ سنتے نقابدار جو انکے ساتھ ہیں اس سے ہمیں خیال ہوا تھا کہ یہ اور
نقابدار نہو ایک نے کہا دیکھو ہم اسطرح پوچھتے ہیں کہ ابھی شبہہ رفع ہوا جاتا ہے اور حال انکا کھلا جاتا ہے
یہ کہکر اسنے پوچھا کہ آپ ملکہ افسونہ سحر ساز سے واقف ہیں سہراب ثانی نے کہا خوب جانتا ہوں پوچھا
کیا دلیل سہراب نے وہی انگوٹھی دکھائی کہ یہ نشانی اُنکی میرے پاس موجود ہے بس یہ سنکر وہ عورتیں قدموں سے
لپٹ گئیں اور سارا ماجرا مقابلہ ساحران طلسم نہ طاق کا اُسکے بعد کیوان تاجدار کا آنا اور ملکہ کو اسیر کرکے
لے جانا بیان کیا یہ سنکر سہراب ثانی کی عجیب حالت ہوئی اور قریب تھا کہ بیتابی نالہ قفس خموشی کو
وا کرے اور عنان حجاب ہاتھ سے چھوٹ جائے لیکن تحمل سے کام لیا اور کہا کچھ پتہ بھی معلوم ہے
کہ آخر ملکہ کو کس مقام پر اسیر کیا ہے یہ سنکر اُن عورتوں نے بیان کیا کہ جس مقام پر ملکہ نے

شعلہ جانسوز کو تابع کیا تھا اُسی مقام پر یہ طلسم تو قائم ہوا ہی اور اُس طلسم مین ملکہ قید ہین اور وہی شعلہ کہ جسنے
یک عالم کو پھونکا تھا اب وہین نار مین رہتا ہی اور جسطرح شعلہ ریزی کرتا تھا اسیطرح اب
مار افسون لوگون کو ہلاک کرتا ہی جاسنے وقت کیوان تاجدار یہ کہگیا تھا کہ جسنے دعوی بیہودہ آکر
افسونہ سحر ساز کو چھڑا لانے کا بس یہ سُنکر کمر غصہ سے چہرہ سہراب ثانی کا سرخ ہو گیا اور کہا کہ بغیر
افسونہ سحر ساز کے چھڑائے ہوئے مجھے دا ہنے ہاتھ کا کھانا حرام ہی یہ فرما کر اُسیوقت گھوڑے کی
باگ لی اور جانب طلسم تیز رو روانہ ہوئے ہرچند تینون نقابدارون سے منع کیا کہ تنہا نہ جاؤ لشکر
کو ساتھ لے لو اور ہم بھی چلتے ہین مگر سہراب ثانی نے نہ مانا اور روکھا جواب دیدیا کہ اتنے ہین قسم کھا چکا ہون
اب مجھے ایکدم توقف کرنا حرام ہی یہ فرما کر یہ جادہ نجار روانہ ہو گئے ساتھ ہی سہراب ثانی کے
ان تینون نقابدارون نے بھی گھوڑے اُٹھا دیے اور جانب طلسم گنجور روانہ ہو لئے عقب سے
اُنکے لشکر بھی چلا اب احوال سہراب ثانی کا گزارش کیا جاتا ہی کہ یہ آتے آتے قریب اُس گنبد کے
پہونچے کہ جس مقام پر بجائے شعلہ طاؤس بیٹھا ہوا تھا اور سانپ اُسکے پاؤن مین لپٹا ہوا تھا
بس جیسے ہی سہراب ثانی قریب گنبد پہونچے طاؤس نے صدا دی کہ اے ساکنان طلسم ہوشیار ہو جاؤ کہ
فتاح طلسم آپہونچا ادھر تو طاؤس نے یہ آواز دی اُدھر سانپ زبان نکال کر چلا اور قریب سہراب ثانی
کے پہونچا سابق مین گزارش کیا جا چکا ہی کہ ہاتھ مین سہراب کے وہ انگوٹھی ہی جو افسونہ سحر ساز
نے دی تھی بس سہراب نے عکس انگشتر کا اُدہر دیکھا تو سانپ نہین ہو بلکہ بانسری ہی اور شعلہ نے
رہائی پائی اور تڑپ کر چلا کیونکہ اسوقت تک یہ اُس بانسری مین مقید تھا جب عکس انگشتری سحر برطرف
ہوا تو شعلہ نے رہائی پائی سہراب کے ہاتھ مین تو انگشتری اُنکے ان تھی شعلہ ادھر نہ آسکا لیکن عقب
مین اُنکے تینون نقابدار چلے آتے تھے شعلہ کو دیکھکر اُنکی طرف متوجہ ہوا سہراب ثانی نے دیکھا کہ یہ تو
غضب ہوا چاہتا ہی ایسا نہو کہ یہ سبکو ہلاک کرے اب ادھر تو سہراب ثانی نے گھوڑا ڈالا اور شعلہ کی طرف
جھپٹے آواز دیتے جاتے ہین کہ او ملعون ادھر کہان جاتا ہی ادھر آ کہ مین تجھے پھونک دون یا تو مجھے جلا دے
ارے حریف تو مین ہون اُن لوگون سے کیا کام ہی اُدھر فرط محبت سے اُن تینون نقابدارون نے
گھوڑے ڈالدیے کہ پہلے ہم ہی کو پھونک دے کہ ہم زندگی سے تنگ ہین لیکن ہنوز شعلہ تو
اُن نقابدارون سے نہ پہونچا تھا کہ سہراب ثانی ابن رستم ثانی قریب پہونچ گئے اور شعلہ کو للکارا
شعلہ بلائے ناگہانی کیطرح سہراب ثانی کیطرف پلٹا جیسے ہی قریب ہو پہنچا سہراب نے تلوار ماری
ساتھ ہی عکس انگشتر کا پڑا شعلہ بھاگا سہراب نے آواز دی کہ او ملعون بھاگتا کہان ہی اب کی جو شعلہ پلٹا
تو اُس طاؤس کی طرف چلا جو گنبد پر بیٹھا تھا ہرچند طاؤس نے فریاد کی کہ ارے مین تو محافظ طلسم ہون
مجھسے تو کیون عداوت کرتا ہی ارے دشمن کو یہین شعلہ نے ایک سماعت نہ کی اور طاؤس کو خاکستر انباری
بناد یا کہ یہ جلکر خاک ہوا طاؤس کا مرنا تھا کہ آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام مرا طاؤس جادو لبود حیف
مردیم دجا ندا دیم و مطلب خود نرسیدیم اب پھر شعلہ سہراب پر چلا سہراب نے پھر ہاتھ اُٹھایا
انگشتر چمکی اور شعلہ فراری ہو کر نقابدارون کی طرف چلا پھر سہراب بن رستم سد راہ ہوئے اور شعلہ کو پلٹایا
اب شعلہ کی یہ حالت ہو کہ تمام صحرا مین لپکتا پھرتا ہی جو درخت پھونک دیا اُس طائر کو جلا دیا اُسی

چرند پرند کرا لیکن سہراب ثانی بھی اُسکی طرح ساتھ ہی ساتھ پھرتا ہے جب سہراب قریب شعلہ کے
پہونچتے ہیں شعلہ بھاگتا ہے اسی سرگردانی میں شام ہوگئی مرکب سہراب ثانی کا بیدم ہوگیا چاروں
ہاتھ پاؤں پھیلا کر بیٹھ گیا سہراب گھوڑے سے کود پڑے اور شعلہ کے ساتھ ہو رہے بھلا پیدل
کبتک دوڑ سکتا ہے آخر ہانپنے لگا دم چڑھ آیا مگر شعلہ کی تیزی میں فرق نہیں ہے اسیطرح
اہل لشکر پر چمک کر جاتا ہے اور سہراب سبکو بچا رہے ہیں اور ہراسان ہیں کہ دم پھول گیا
چلنے کی طاقت نرہی بیقرار ہوکر دعا کی کہ بارالہا تو مدد کر کہ اب یہ شعلہ سبکو پھونک دیگا پھر بعد ان
کے میرا رہنا بھی فضول ہے ہنوز سخن در دہان تھا کہ بالاے آسمان سے ایک باز پیدا ہوا اور شعلہ کو
نگل گیا اور گندے بجوڑ کر زمین پر اتر آیا اب جو شعلہ کو منقار سے چھوڑا تو شعلہ نتھا بلکہ ایک لعل شبچراغ
تھا کہ چمک رہا تھا حس و حرکت بھی زائل ہوگئی سب متعجب تھے کہ یہ کیا سحر ہے کہ دیکھا بالاے ہوا سے
ایک چوکی صندل چرخ کی اڑتی ہوئی چلی آتی ہے اور اسپر ایک مرد فقیر با ریش سفید و صورت نورانی تشریف
فرما ہیں درویش کی چوکی زمین پر قائم ہوئی اور یہ سب مرد متبرک و خدا رسیدہ سمجھکر براے استقبال
چلے اور شاہ صاحب کو لیکر اپنے لشکر کی طرف آئے اور حلقہ دیکر بارگاہ میں سب اسی مقام پر
استادہ ہوں شاہ صاحب نے آتے ہی الماس داشتہ یاقوت کو اٹھا لیا یعنی وہی لعل
شبچراغ جو باز نے اُگلا تھا اور سہراب ثانی سے دیکھکر فرمایا کہ اسے اپنے
تاج میں لگاؤ صفت اسکی یہ ہے کہ جس تاج پر اسکا عکس پڑے گا وہ سر سے گرجائیگا
اور اگر فلان اسم پڑھو گے تو وہ تاج جلکر خاک ہو جائے گا یہ صفت اُس لعل شبچراغ
کی سنکر سہراب بن رستم ثانی نہایت خوش ہوے اور دست بستہ عرض کی کہ
حضور کا اسم مبارک کیا ہے اور آپ کون سے مرد متبرک و خدا رسیدہ ہیں بچہ ہم سبکو
اس ہلاکت سے بچایا درویش نے کہا فقیروں کا نام کیا ہے مجھے درویش دریدہ دامن
کہتے ہیں اور ہلاکت سے بچانا خدا کا کام ہے میں کیا چیز ہوں الّا اسوقت ظاہری سبب
تم لوگوں کے بچنے کا میں ہی ہوگیا اے سہراب ثانی تم تو طلسم چہل چراغ سلیمانی
فتح کر چکے ہو اور آئین طلسم سے آگاہ ہو پھر یہ کیا جہالت تھی کہ بغیر انتظام و اہتمام
چل کھڑے ہوے اور دہلیز اہل تک جا پہونچے کوئی ایسی بھی حرکت کرتا ہے تمہارے
بزرگوں نے بھی طلسم فتح کیے ہیں مگر پہلے رجوع بدرگاہ عالم کی طرف کی ہے جسوقت
ہدایت ہوئی ہے اُسوقت قصد فتاحی کیا ہے بابا ؎ نہ ہر جاے مرکب توان تاختن
کہ جا ہا سپر باید انداختن ٭ بر محل پر جرأت کام نہیں دیتی ہے یہ لو کہ بروقت مجھے خبر پہونچ گئی
اور میں آ بھی گیا ورنہ یہ شعلہ کیا کسیکو زندہ بھی چھوڑتا تمہارے پاس اگرچہ یہ انگشتر محافظ جان بھی
لیکن یہ اسوقت تک حفاظت کر سکتی تھی جبتک تم ہوشیار رہے اور عکس اسکا شعلہ پر پڑ رہا تھا جب
تم تھک جاتے تو شعلہ تمکو بھی قتل و دیگران پھونک دیتا اور انگشتر بھی حفاظت نہ کر سکتی یہ سنکر
سہراب ثانی نہایت پشیمان ہوے اور کہا کہ بیشک مجھ سے بڑی غلطی ہوئی درویش نے
کہا آیندہ ایسی حرکت مکرنا ورنہ طلسم فتح ہو چکا سہراب ثانی نے کہا کہ انشاءاللہ اب ایسی غلطی

ہوگی اتنے میں بارگاہ برپا ہوگئی سہراب ثانی زبیر شاہ صاحب کو لیے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے
اور نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ شاہ صاحب کو بٹھایا اور وہ لعل شب چراغ جو عطیۂ شاہ صاحب
تھا ایک تاج میں سلوا دیا اور اوپر اسکے گرد زر دوزی ٹکوا دیا کہ جسوقت چاہیں کپڑا اٹھا دیں اور
لعل روشن ہو جائے اور جب چاہیں پوشیدہ رکھیں اب یہ تاج تو توشک خانہ میں رکھوا دیا گیا جب
اسکا محل ہوگا تو پہنیں گے دوسرا تاج شاہزادہ نے زیب سر فرمایا اور درویش دریدہ دامن سے کہا
کہ بالفعل راہ فتاحی طلسم ملتوی رکھو میں ایک شب کی مہلت مانگتا ہوں کہ عبادت خانہ برپا
کروں اور حالات طلسم کے دریافت کر کے اسکی تدبیر بتاؤں اگر خلاف اسکے کرو گے تو پچھتاؤ گے
یہ فرما کر کہا کہ میرے واسطے ایک بارگی برپا کرادو اسیوقت سہراب ثانی نے شاہ صاحب
کے لیے ایک چھوٹا سا خیمہ برپا کرا دیا اور فرش سفید اسمیں بچھوا دیا بخور روشن کرا دیا
شاہ صاحب داخل خیمہ ہوئے اور عبادت رب بے نیاز میں مصروف ہوئے جسوقت نماز شب سے
فراغت ہوئی تو کچھ اسماء ورد زبان کیے کہ موکل حاضر ہوئے اور انھوں نے حال کوہ پوشیدہ کا
بیان کیا شاہ صاحب نے موکلوں کو رخصت کیا اور یہ ہدایت کی کہ یہاں سے داہنی
جانب چلے جاؤ جسوقت قریب کوس ڈیڑھ کوس کے پہونچو گے تو ایک درخت بزرگ نظر آئے گا
اور اس درخت پر ایک طائر سبز رنگ بیٹھا ہوگا تمکو دیکھکر اڑیگا اور حملہ کرے گا اگر پنجہ اسکا
تمھارے جسم سے چھو جائے گا تو جسم پانی ہو کر بہ جائے گا تمکو چاہیے کہ یہ چھری ساتھ لیتے
جاؤ جسوقت طائر تمھاری طرف جھپٹے تو یہ چھری مارنا وہ طائر زمین پر گر کر تڑپنے لگے گا
تم اس طائر کو ذبح کر کے رومال خون سے تر کر لینا اور بعد اسکے اس رومال کو جلا کر پھونک دینا جسوقت
دھواں اسکا منتشر ہوگا تو کوہ پوشیدہ ظاہر ہو جائے گا تم درہ کوہ میں چلے جانا وہاں تیغ قتل جلال
نقشبند کا تمکو ملیگا اسی تیغہ سے اسکی موت ہے اور بالفعل یہ طلسم بے لوح ہے کیونکہ وارث اسکا زندہ
نہیں ہے اجلال نقش بند نے اپنے زور سحر سے پھر اسکو آباد کیا ہے اور ہر طلسم کو جگایا ہے جو لوح
سابق کی تھی وہ معلوم نہیں کہ مالک طلسم کے مرنے سے کیا ہوئی اور کون لے گیا بیکار ہوگئی
یا کیا ہوا اب تم جاؤ اور نہایت ہوشیاری و بیدار مغزی سے کام کرنا جہالت و سبکی کو
زیادہ دخل نہ دینا کیونکہ یہ معاملہ طلسم کا ہے اور طلسم بھی بے لوح ہے سب سے زیادہ یہ امر ہے
کہ ساحران طلسم کو ہوشیار کر دیا گیا ہے کہ یہی زمانہ آمد فتاح طلسم کا ہے اور قید افسونہ سحر سازی
طلسم میں موجود ہے اس بنا پر کہ ساحر یہاں کے نہایت ہوشیار اور زیرک ہیں میں بالفعل یہی
مقام پر قیام کرتا ہوں جبتک تم طلسم فتح نہ کر لو گے اسوقت تک یہاں سے نہ جاؤں گا پوشیدہ
طور پر تمھارے ہمراہ رہونگا شاہزادہ نے یہ سب امور ذہن نشین کیے اور چھری ہاتھ
میں لیکر درویش دریدہ دامن سے رخصت ہوئے اور پشت مرکب پر بیٹھکر جانب
کوہ پوشیدہ روانہ ہوئے جسوقت ڈیڑھ کوس کی مسافت طے ہوئی اور اس حد تک
پہونچے جہاں طائر درخت پر بیٹھا تھا تو طائر اڑا اور آواز دی کہ او ظالم تو آگیا کب
چھوڑتا ہوں تجھکو تو طلسم کو برباد کرنے چلا ہے اور قریب سہراب ثانی کے آیا چاہتا تھا کہ پنجہ مارے

سہراب کو ہلاک کرون سہراب ثانی نے چھری طائر کو ماری طائر زمین پر گرکر تڑپنے لگا اور فریاد
کرنے لگا کہ مجھکو چھوڑ دے اب مین مجبور ہلا نگر و نگا سہراب بن رستم جلد اپنے گھوڑے
پر سے اُتر پڑا گھوڑے کی پشت سے زین اُتارا لگام ایک درخت مین اٹکادی منھ پر
توبڑا چڑھا دیا کہ کچھ دیر سستالے اور پیٹ بھر کھالے جب اس سے فرصت پائی طائر
کی طرف متوجہ ہوا طائر زندگی کی گھڑیان گن رہا تھا اسکی بیچینی زخمون سے دیکھی نہ جاتی
تھی سہراب جس عزم سے آیا تھا اُسکے بیان کرنے کی ضرورت نہین اُسکو ہلاک کیے بغیر چارہ نہ تھا
مگر اسکی تڑپ دیکھکر اُسکو رحم آگیا دل مین سوچا کہ مرے کو مارنا کیا رحمدلی کہی جاسکے دو دو گھنٹہ
کروسکن اُسکی تڑپ کچھ ایسی تھی کہ سہراب کا زخم بھی اُسکے سبب زہر قاتل سے کم نہ تھا طائر تڑپ
چاہتا تھا کہ دنیا کی اور دیکھا وجودم ہزخشت و لاسے تکلیف ہی سی مگر اسکی بیتابیان کم رہی نہین کہ ترس کا موقع
رحم کا وقت نہین سہراب کی آنکھون کے سامنے اُسکے ہاتھ سے نہ معلوم کیسے کیسے پہلوانون
کا خون بہ گیا اس میدان کارزار مین انسانی جانون کا جس قدر نقصان ہوا اُسکا حساب نہین
ایک ایک دم مین ہزار ہزار بہادر تو ٹھوکرون ہی کی نذر ہونگے تیغ و خنجر و تیر ترکش سے مرنے
والون کا کیا شمار اب اس طائر کی حالت پر کبھی تو رحم آتا تھا اور کبھی دل چاہتا تھا کہ گلے پر چھری
پھیر کر مصیبت کا خاتمہ کردے اُسنے طائر کو ہاتھ مین اُٹھا لیا اور رحم دلی اور بے رحمی کے خیالات
آپس مین جنگ و جدل کرنے لگے کبھی رحمدلی کہتی تھی کہ مرہم پٹی کر دو اور کبھی بیرحمی اُکساتی تھی کہ
گلا گھونٹ دو گلا پھیر دو چھری سہراب عجب کشمکش مین تھا کہ کیا کرون کیونکر ان مصیبتون کا خاتمہ ہو
آخر رحمدلی کو شکست اور بے رحمی کو فتح نصیب ہوئی سہراب اُسکی تکلیفات برداشت
نکر سکا اور آخر کار اپنی چھاتی پر پتھر رکھکر گردن پر چھری پھیر دی اور اُن سے اُسکے رومال کو نذر کر لیا بعد ازان
چقماق سے آگ نکال کر رومال کو جلا دیا اور دھوئین کو منتشر کیا دیکھا کہ برابر درخت کے
ایک کوہ گردون سر بفلک جسکی بلندی دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ بس کرۂ زمین کی آخری سرحد یہی ہے مساح
قیاس نے لاکھ چاہا کہ اسکی رفعت کا اندازہ کرے لیکن نہ کوئی آلہ تھا نہ پیمانہ اسکا سایہ منزلون
تک تاریکی چھائے رکھتا تھا اگر کسی کو دھن بھی ہوئی کہ رفعت کی پیمایش کرے تو اسکی کوئی سبیل
نہ تھی خلاصہ یہ کہ پہاڑ کیا تھا کرۂ زمین کی چھاتی کا پتھر تھا جو چوٹیون پر طائر وہم و خیال کی رسائی نہ تھی درون
مین پہلے ہی کا گزر تھا جس درہ کو دیکھیے وہ دو بغاوت نظر آتا تھا ان درون مین جس درہ سے
سہراب کو غرض تھی وہ نہایت ہی دشوار گذار تھا کہین خندق کہین کھنڈ نہ جانے کا راستہ نہ رسائی کا
ذریعہ مگر سہراب صاحب ہمت و اولوالعزم تھا اسکی طبیعت کا استقلال قائم رہنے کیلیے کوئی مجبوری
مانع نہ تھی جان جوکھون کو کچھ سمجھتا ہی نہ تھا جو دل پر رکھ لیا کر گذرا جسوقت اُسکو ایسے دشوار گزار
درے سے سامنا ہوا پہلے تو بغلین جھانکین مگر ایک دفعہ کمر ہمت چست باندھی اور ایک قدم
لگائی کہ اس پار سے اُس پار تھا کہ ہوا کا بھی گذر تھا کہی گرد ہو گیا دوسرا ہوتا تو قریب الخطر مین رہجاتا پہلوانون کا
پیشہ ہی نہ لگتی سہراب کی دلیری نے یہ ثابت کر دیا کہ ہمت مردان مدد خدا جس مین ہمت
ہوتی ہی اُسکی مدد خدا ضرور کرتا ہے الغرض خدا کی مدد سے سہراب درے مین پہونچ گیا

اندر درہ کوہ کے ایک حجرہ بنا ہوا تھا اور نیزہ سقف میں لٹک رہا تھا شاہزادہ نے نیزہ کو اپنے قبضہ
میں کیا اور پشت مرکب پر بیٹھکر اپنے لشکر میں واپس آئے شاہ صاحب نہایت خوش ہوئے
اور کہا تم بہت جلد واپس آئے اب دربند شیران کی طرف جاؤ اور یہ خرگوش لیتے جاؤ جسوقت
شیر تم پر حملہ کرے یا ڈکارنے کا قصد کرے تم اس خرگوش کو شیر پر کھینچ مارنا ورنہ اگر شیر ڈکار
اٹھا اور تم نے خرگوش پھینکنے میں دیر کی تو آواز شیر سے دماغ پھٹ جائیگا اور تڑپ کر ہلاک
ہو جاؤ گے اور جب یہ دربند فتح ہو جائیگا تو ہم تمھیں بتلاوینگے اور دربند دوم کا حال بیان کر دینگے یہ فرماکر
سہراب ثانی کو رخصت کیا اور شاہزادہ پشت مرکب پر بیٹھکر جانب دربند شیران روانہ ہوا شاہ صاحب
نے پتہ دیدیا تھا کہ دربند کوہ پوشیدہ ہے سمت مشرق واقع ہے شاہزادہ اول کوہ پوشیدہ پر آیا اور وہاں سے
آگے بڑھا دیکھا کہ ایک صحرا ہے وسعت اسکی بیان سے باہر ہے جہانتک نظر کام کرتی ہے سوا میدان
کے کچھ نظر نہیں آتا اور ایک طرف کلک کا جنگل ہے شاہزادہ مرکب کو دوڑاتے ہوئے چلا جاتا تھا
کہ یکایک جانب نیستان سے ایک بگولہ گرد کا پیدا ہوا شاہزادہ سمجھ گیا کہ شیر آتا ہے شاہزادہ نے
بھی باگ مرکب کی اٹھادی جاتے جاتے قریب اس بگولے کے پہونچے دیکھا کہ بگولے کے اندر سے
شیر ببر پیدا ہوا اور شاہزادہ کو دیکھکر ٹھہرا اور جھرجھری لیکر چاہتا تھا کہ ڈکارے کہ شاہزادہ سہراب
نے خرگوش کو شیر پر کھینچ مارا بس جیسے ہی خرگوش جاکر شیر پر گرا یہ معلوم ہوا کہ بارود میں چنگاری گری جس
مانند شعلے کے بھڑکا اور نیستان پر جا گرا تمام کلک جلنے لگا اور وہ سو شیر اس نیستان سے نکل کر
بھاگے شعلے نے نیستان کو جلا کر شیروں کا تعاقب کیا اب یہ حالت ہے کہ تمام صحرا میں شیر جلتے
پھرتے ہیں اور شعلہ لپکتا پھرتا ہے جس پر گرا اسکو جلا دیا یہاں تک کہ تمام شیر جلکر خاک ہو گئے اور آخر
میں وہ شعلہ بھی فرو ہو گیا میدان صاف ہو گیا اتنے میں سامنے سے شاہ صاحب جریب ہاتھ میں
لیے ہوئے نمودار ہوئے اور سہراب ثانی کی پشت پر دست شفقت رکھا اور کہا کہ دیکھو بیٹا
ہوشیاری سے کام کرنا جس طرح اس دربند کو فتح کیا ہے پھر ایک نقش شاہزادہ کو دیا اور
فرمایا کہ اب وہ مقام قریب ہے جہاں برقیں چمک کر گرتی ہیں اور انسان کو جلا دیتی ہیں جسوقت
برقیں چمک کر بلند ہوں اور تمہاری جانب متوجہ ہوں تم یہ نقش سامنے کر دینا یہ برقیں واپس
جائیں گی اور برق افگن جادو پر گرینگی جسکا یہ سحر ہے اور اسکو جلا کر خاک کر دینگی یہ سنکر
شاہزادہ دشت کیطرف روانہ ہوا جیسے ہی قریب پہونچا دیکھا کہ برقیں چمک کر بلند ہوئیں اور وہاں سے
تڑپ کر شاہزادہ کی طرف چلیں سہراب ثانی نے نقش سامنے کیا تو وہ برقیں قریب اسکے
پہونچ چکی تھیں اور قریب تھا کہ جلا کر خاک کر دیں پھر بلند ہوئیں اور ایک درخت پر گریں کہ وہ مانند
نخل چنار کے جلکر گرا آندھی چلی خاک اڑی دیر تک شور فریاد و فغاں بلند رہا آخر آواز پیدا ہوئی کہ
کشتی مرا نام من برق افگن جادو بود جستجو نمودیم و جاں دادیم و بمطلب خود نرسیدیم دیکھا کہ لاش ایک
ساحر کی پڑی ہوئی ہے اور ٹکڑے ٹوٹے ہوئے تلواروں کے نہایت زنگ آلودہ قریب اسکے
پڑے ہوئے ہیں شاہزادہ خیر کا منتظر تھا کہ ایک نقب میں داخل ہوں اتنے میں دو درویش
نمودار ہوئے اور سہراب ثانی سے کہا کہ یہ مرحلہ بھی شکست ہوا یہ جو دو ٹکڑے تلواروں کے پڑے

ہیں یہی سحر کی قوت سے برق بنکر گرتے تھے اور خرمن جان کو برباد کرتے تھے اب تمہیں اسکے آگے مرحلہ
عقرب جادو کا ملیگا حالت وہاں کی یہ ہی کہ جسوقت دہنہ سے نکل کے نکلوگے تو ایک صحرائے
وسیع کے درمیان پہونچوگے اسوقت ایک جانب سے تق غبار بلند ہوگا اور اسقدر گرد غلیظ اوٹھیگی
کہ نفس تنگی کرنے لگیگا یقین ہی کہ اگر ہم زمان اوس تق گرد میں چھپ جائے تو فوراً ہلاک ہو جائے
اور دوسری جانب سے ہوا ایسے تیز آندھی جس سے درخت گر جائیں دریا میں طوفان پیدا ہو لشکر اوس
طرح ہوا میں پہنچے زبردست کان کے پھٹ جائیں اور صدمہ سے ہلاک ہو جائے تیسرے جانب سے
سیلاب پیدا ہوگا کہ دشت و در شجر و حجر سبکو غرق کر دیگا انسان کی کیا حقیقت ہی چوتھے جانب سے
شعلے آتش کے پیدا ہونگے کہ یہ شعلہ درخت و جانور جو ملیگا اوسے جلا کر خاک کر دینگے تم یہ دانہ مروارید
اوسے اپنے منہ میں رکھنا جسوقت یہ چار طوفان عناصر اربعہ کے پیدا ہون تو جسطرف سے خاک کا
تق بلند ہو اوسطرف دوڑ جانا یہ دانہ اپنے دہن میں رکھ لینا اسکی وجہ سے تم محفوظ رہوگے تھوڑی
دور جانیکے بعد تمکو ایک ساحر ملیگا کہ دونوں ہاتھ اپنے بلند کیے ہوئے سحر کر رہا ہوگا تم نعرہ کرنا وہ
ڈر کر ہاتھ اپنے کھینچ لیگا تمام علامتیں برطرف ہو جائینگی ساحر تم پر حملہ کریگا تم یہی دانہ
مروارید اوسپر کھینچ مارنا کہ وہ جل کر خاک ہو جائیگا اور شعلہ بنکر اپنے لشکر پر گریگا اوس لشکر
کو بھی جلا کر خاک کر دیگا یہ فرما کر ایک بازو بند سہراب کے بازو پر اپنے ہاتھ سے باندھ دیا اور فرمایا
کہ جاؤ خدا حافظ شاہزادہ سہراب غائب دہنہ نقب کیجانب روانہ ہوا اور یہاں شاہ صاحب نے
سجادہ طاعت بچھایا مصروف دعا ہوئے اتنے میں چیتون نقابدار مع لشکر آگئے آپ یہ تو
ادھر مصروف دعا ہوتے ہیں اور ادھر شاہزادہ سہراب بن رستم قریب دہنہ کے پہونچا اور
بسم اللہ کہکر اندر دہنہ کے قدم رکھا کچھ دور تک تو راہ تاریک تھی اندھیرا بڑھتا جاتا تھا ہاتھ کو ہاتھ
نہ سوجھتا تھا جسوقت کچھ مسافت طے ہوئی تو اب وہ اندھیرا رفتہ رفتہ کم ہونے لگا یہاں تک
کہ تھوڑی دیر بعد روشنی ہوئی اور شاہزادہ دہنہ کے باہر آیا دیکھا کہ ایک میدان وسیع ہی اور وسط
صحرا میں میں کھڑا ہوا ہون کہ یکایک تالی کی آوازیں بلند ہوئیں اور چاروں طرف سے
شور و غل کی صدا کان میں آنے لگی کہ یہ عالم آگیا اور سے خبردار رہ جانے نہ پائے شاہزادہ نے
گھبرا کر چاروں طرف دیکھنا شروع کیا داہنی جانب جو نظر پڑی تو دیکھا کہ تق گرد بلند
ہو یہ معلوم ہوتا ہی کہ ایک آندھی چلی آتی ہی درخت نگاہوں سے پوشیدہ ہوتے جاتے ہیں سیاہی
پھیلتی جاتی ہی اور بائیں جانب سے ہوا ایسے تیز کے جھونکے چلے بڑے بڑے درخت اپنے اپنے
مقام سے اکھڑ اکھڑ کر گرنے لگے بجلی کی سی کوندنے کے سے کڑکے چلے آتے تھے سناٹا ہو رہا کہ دل کے
رہ جاتا تھا شاہزادہ پریشان ہو گیا سامنے سے شعلے آتش مثل ستاروں کے چمکتے ہوئے
چلے آتے تھے کہ راہ میں شجر و حجر چرند و پرند جو ملا اوسے پھونک دیا تمام صحرا گرم تنور معلوم ہوتا
تھا پشت کیجانب پھر کر دیکھا تو سیلاب جوش مارتا ہوا درخت ڈبوتا ہوا اسطرح چلا آتا ہی کہ اسکی
رفتار آندھی سے بھی زیادہ ہی بس فوراً شاہزادہ کو نصیحت شاہ صاحب کی یاد آگئی دوڑ کر
تق گرد کی جانب اوٹھا دیا جیسے ہی قریب گرد کے پہونچے دامن گرد شگافتہ ہو گیا اور راستہ

پیدا ہو گیا شاہزادہ نے مرکب کو اور تیز کیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ مرکب وہ دیواروں کے بیچ سے چلا جاتا
ہی چاہتے تھا کہ یکایک ایک شخص دونوں ہاتھ جانب آسمان بلند کیے ہوئے کچھ پڑھتا رہا اور
چاروں طرف پھونکتا جاتا ہے پس شاہزادہ کے قریب پہنچے یہ نعرہ کیا کہ باش اے قرسان ہوشیار
ہو کہ منم فتاح طلسم نگرفتہ گزرم کہ از دست من زندہ و سالم برروی یہ سنتے ہی اس ساحر نے ہاتھ اپنے
نیچے کر لیے اور کہا کہ تو آگیا خیر اگر یہاں تک پہونچ گیا تو اب آگے جانا تیرا محال ہے یہ کہکر اسنے
ایک وہ پتھر مارا اور آواز دی کہ اے ساکنان دربند عنفریہ اگر اپنی جان بچانا ہے تو آؤ اور دشمن کو گھیر لو
ہاہا پس اسکا یہ کہنا تھا کہ ہر چہار جانب سے صدہا آدمی پیدا ہوئے اور لینا لینا کہتے ہوئے
شاہزادہ کی طرف چلے اور عنفر جادو نے جھولی پر ہاتھ ڈالا اور ایک ناریل نکالکر کچھ پڑھ پڑھ
کرنے لگا ہنوز اسم سحر اسکا ناتمام تھا کہ سہراب ثانی کو خیال مروارید کا آگیا پس انھوں نے بھی اپنے سینے
مروارید اگلا اور عنفر جادو پر کھینچ مارا عنفر جادو سمجھا کہ یہ بھی ساحر ہے اس نے سحر کیا پس اسنے اُن کی کہ بچاؤ کی
اسکے سامنے پیدا ہو گئی لیکن دانہ مروارید نے سپر کو توڑا اور سینے پر عنفر جادو کے پڑا کہ عنفر جادو کے
جسم میں آگ لگ گئی اور بہت شعلہ ہوکر اُن لوگوں کیطرف چلا جنکو عنفر جادو نے پکارا تھا ہر چند
ان لوگوں نے سحر کیے مگر کچھ نہ ہوا شعلہ نے سبکو پھونک دیا اور آخر میں خود بھی فنا ہو گیا اب دیکھا
تو میدان صاف ہے اور قلعہ سامنے معلوم ہوتا ہے ادھر تو یہ دربند فتح ہوا ادھر شاہ صاحب نے سجدۂ
شکر ادا کیا اور درگاہ رب العزت میں جبین سائی کرنے لگے نقابداروں نے شاہ صاحب سے سبب
سجدۂ شکر کا دریافت کیا درویش نے کہا کہ فضل خدا سے سب مرحلے شکست ہو گئے
اب سامنا اجلال نقش بند کا ہے اور یہ وہ جگہ سب سے زیادہ سخت ہے لیکن خداوند کریم بڑا صاحب قدرت
ہے یہ سنکر نقابداروں کو تردد ہوا کہا کہ اگر ارشاد ہو تو ہم بھی جاکر مدد و نصرت کریں شاہ صاحب نے فرمایا
کہ مناسب وقت نہیں ہے اور مصلحت کے خلاف ہے آپ لوگ اطمینان سے بیٹھیں اگر ضرورت
ہو گی تو میں آپ جاؤنگا یہ فرما کر پھر سکوت کیا گویا مراقبہ میں ہو گئے وہاں شاہزادہ سہراب ثانی
دربند عنفریہ کو شکست کرکے قلعہ کیطرف بڑھا کہ اب اجلال نقش بند کو بھی مار کر کام اسکا تمام کریں
دیکھا پہلو کیجانب سے آواز فریاد کی پیدا ہیں بہت سے لوگ سوگواروں کی شکل بنائے
ہوئے روتے پیٹتے چلے آتے ہیں اور ایک نازنین ماہ جبین چہرہ مانند ماہ شب چاردہ کے منور
لباس پر تکلف پہنے ہوئے زیور نقرہ و طلائی سے آراستہ لیکن آنکھوں سے آنسو جاری ہیں
کہتی ہوئی چلی آتی ہے بہت سے لوگ اسکے ہمراہ ہیں جو بظاہر اسکے عزیز و اہل محلہ معلوم ہوتے
ہیں جس وقت اسکو کوئی سمجھاتا ہے کہ تیرا سن کیا ہے ابھی تو تیری عمر کی بیاہنے کی بیٹھی ہیں کیوں ایسی
جوانی کو مٹاتی ہے اگر شوہر کا کچھ دنوں ساتھ رہتا تو بھی غنیمت تھا برائے نام شادی ہو گئی تھی وہ جواب
دیتی ہے کہ جب شادی ہو گئی تو باقی کیا رہ گیا مجھے بعد اس شوہر کے زندہ رہنا منظور نہیں ہے ویسا حسین جو دے مجھے
کا پہلو سے لگا لوگ سمجھاتے ہیں کہ خدا نے ایک سے بڑھکر ایک پیدا کیا ہے ہم اور اس سے اچھا ڈھونڈھکر
شادی کر دیں گے وہ کہتی ہے یہ سب باتیں ہیں اُس سے اچھا دکھا دو تو جانیں یہ سنکر ایک آدمی
نے سہراب کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ دیکھو ایک نوجوان ہے کہ اس سے کہیں بہتر ہے کہ اسکے

سب بے فیض اگر یوسف ثانی ہو تو کیا ہوا | گر بندہ نوازی کیجے دل پہ فدا ہوا | آمین کیا مطلب جو بتا تھا وہ باصفا
جاتا رہا یہ سنکر اسکے باپ نے بہت کچھ تسلی دی اور کہا کہ میں تیرے ساتھ ہوں جو ان کو راضی سب کیے
دیتا ہوں یہ کہکر قریب سہراب ثانی کے آیا سلام کیا فرمایا تو کون ہے اسنے جواب دیا کہ غلام بھی
ایک انسان ہے بندۂ خدا ہے اگرچہ آپکا ہم مذہب نہیں ہے لیکن مجھپر مصیبت پڑ گئی ہے اگر آپ ذرا سی توجہ
کریں تو میرا بچہ وہ پندرہ سال کا ریاض خاک نہو یہ لڑکی میرے ہاتھ سے ضایع ہوا چاہتی ہے شاہزادہ
نے فرمایا کہ آخر اسکا کیا سبب ہے اسنے عرض کیا کہ شوہر اسکا نہایت حسین و جمیل تھا اسنے انتقال کیا اب
یہ اسکے فراق میں ستی ہوئی جاتی ہے اگر حضور ذرا سی توجہ کریں اور اسکو سمجھا دیں تو یہ اپنے ارادہ سے
باز رہے کیونکہ کچھ میلان خاطر اسکا حضور کی جانب معلوم ہوتا ہے اسلیے کہ حضور ایسے حسین ہیں کہ اسکا
شوہر آپکے تلوے کی برابر نہ تھا یہ سنکر شاہزادہ کو اسکے حال پر رحم آیا اور گھوڑا بڑھا کر آواز دی کہ او بی بی
کہاں جاتی ہے ادھر آ یہ سنکر اس حسینہ نے ستی کرنا موقوف کیا اور بخوشی خوشی قریب شاہزادہ کے
آئی اور کہا کہ اگر آپ مجھکو اپنی کنیز بنائیں تو بیشک میں اپنے عزم کو فسخ کر دوں یہ کہکر اس انداز سے دیکھا کہ
شاہزادہ کا دل بھی پسیج گیا لیکن ساتھ ہی خیال ملکہ افسونہ سحر ساز جادو آگیا لا حول پڑھکر دل میں کہنے
لگے کہ بعد فتح طلسم جس وقت ملکہ سے ملاقات ہوگی تو وہ اپنے دل میں کیا کہیگی اگرچہ یہ حسین ہے تو اس سے
بہتر نہیں ہے یہ تصور کرکے اس عورت سے کہا تو ستی نہو اور جاکر دنیا اور نکاح کر اسنے ناز و انداز سے
کہا کہ میں تو تمہارے ساتھ نکاح کروں گی ورنہ اپنی جان دیدوں گی شاہزادہ کو غصہ آیا فرمایا دور ہو
کیا بکتی ہے تیرے ساتھ کیا غضب کرونگا یہ کہتا تھا کہ وہ پھر ستی ہونے کو مرگھٹ کیطرف چلی وہاں انبار
لالٹین کا لگا ہوا تھا اور سب سامان ستی کا موجود تھا یہ دیکھکر اسکا باپ پھر قدموں پر گر پڑا اور کہا کہ حضور
کو اسکے ساتھ نکاح نہیں منظور ہے تو اسے دلاسا دیکر میرے مکان تک ہو پہنچا دیجیے پھر میں اسے سمجھا بجھا کر
خیالات اسکے درست کر دونگا دیکھیے میرے حال پر رحم فرمائیے آپکے زبان ہلا دینے میں میرا کام بنجاتا
اگر صاحب اولاد ہوتے تو آپکو معلوم ہوتا کہ فرزند کی محبت کیسی ہوتی ہے یہ سنکر شاہزادہ نے گردن
جھکا لی اور کہا خیر تمہاری خوشی ورنہ اسوقت میں خود ضرورت سے جا رہا ہوں مجھے اپنے کام کی جلدی
ہے اور تم اپنے کام کی جلدی کرتے ہو یہ فرماکر پھر اس نازنین کو آواز دی کہ اچھا چل آ جو کہتی ہے میں وہی
کرونگا اور مجھے اپنی زوجہ بناؤنگا یہ کہنا تھا کہ وہ عورت پھر پلٹی اور قریب شاہزادہ کے آئی شاہزادہ نے
اسکو ہمراہ لیا اور اسکے باپ کے ساتھ اسکے مکان کیطرف چلا وہ لوگ جو مثل تماشائیوں کے ہمراہ
تھے متفرق ہو گئے اور شاہزادہ ستی کے باپ کے ہمراہ اسکے مکان پر پہونچا ستی نے اسباب ستی کا
جسم پر سے دور کیا اور نہایت خوش ہوئی اسکے باپ نے منت و سماجت کرکے شاہزادہ کو مسند
پر تکلف پر بٹھایا اور چپکے سے کہا کہ جب حضور کو منظور نہیں ہے تو نکاح کب درست ہے علاوہ اسکے
یہ کافر آپ مسلمان اسوقت اسکی تسلی کیواسطے منظور فرما لیجیے یہ سنکر سہراب خاموش ہو رہے کہ خیر
ہمیں کچھ قباحت نہیں ہے اب ستی نے جوڑا اچھا نایاب جو وہاں کا دستور تھا کہ شب عروسی عروس کو پہنا دیا جاتا
تھا اور ستی کے باپ نے بجائے ترنج خوشبودار دو لڈو عنبر و گلال کے سینہ پر شاہزادہ کے مارے
لڈو ٹوٹے اور انمیں سے خوشبو پیدا ہوئی شاہزادہ چھینک مار کر بیہوش ہو گیا بس اسنے نعرہ کیا

اُدھر خفا سے خشنبدتی عیار اجلال نقش بند یہ نعرہ کر کے تمام تبرکات شاہزادہ کے جسم پر سے
اُتار لے اور پھر فتیلہ رفع بیہوشی دیکر ہوشیار کیا دیکھا شاہزادہ نے تو نہ بازو پر اُلکہ ہی نہ کمر میں خنجر ہی
بلکہ ہاتھ ہتکڑیوں میں اور پاؤں بیڑیوں میں اور گلا طوق آہنی میں ہی شاہزادہ نے فرمایا کہ نیکی کا ثمر بدی
میں نے تیری دختر کو ستی ہونے سے بچایا اور تو نے مجھے قید کیا یہ سنکر اُس نے کہا کہ او نادان ستی کیسی
میں عیار ہوں اجلال نقش بند کا غضب کیا تھا تو نے کہ تمام مرحلے توڑ ڈالے تھے اور تیغ قتل
اجلال ہی سے آیا تھا اب ساحر تیرا کیا کر سکتے آخر میں نے عیاری کر کے تجھے گرفتار کیا اب تجھے بادشاہ
کی خدمت میں لیے چلتا ہوں یہ کہکر مع اپنے شاگردوں کے قید شاہزادہ سہراب ثانی کی ہمراہ
لی اور خدمت اجلال نقش بند میں حاضر ہوا اور کہا لیجیے یہ دشمن حاضر ہی بس اجلال نقش بند نے
جو سہراب کو اسیر غل و زنجیر دیکھا نہایت خوش ہوا اور خفا سے نقش بند کی بیحد تعریف کی
اور کہا کہ تمنے وہ کام کیا ہی کہ کسی سے ہونا ممکن نہ تھا ہم لوگوں کے سحر بیکار ہو چکے تھے ہم اس سے مقابلہ
نہیں کر سکتے تھے کیونکہ نہ معلوم اسکو یہ تبرکات کہاں سے ہاتھ لگے تھے اور کس نے اسکو دیے تھے جنکی
وجہ سے اسنے تمام در بند شکستہ کیے اور تمام طلسم میں تہلکہ برپا کر دیا اب اسے اسطرح قتل کرونگا
کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا اسکے حال زار پر گریہ کریں اور طیور رحم کھائیں یہ کہکر حکم دیا کہ جا بجا جارچ کرے
کہ طلسم کشا قتل ہوتا ہی جسکو تماشا دیکھنا ہو وہ آئے اور جسکو دعوی ہو وہ بچا لیجائے اُسیوقت تمام
طلسم میں خبر کر دی گئی لوگ جوق جوق گروہ گروہ برائے تماشا چلے دو پہر کے عرصہ میں تمام میدان خونی آدمیوں سے
بھر گیا اب یہ حالت ہی کہ جدھر دیکھو اُدھر سوا انسانوں کے اور کوئی نظر نہیں آتا لوگ حال پر سہراب کے
افسوس کر رہے ہیں کوئی کہتا ہی کہ کیا جوان حسین ہی اور ابھی کچھ ہی سن مسیں بھیگ رہی ہیں اسکے مرنے کے دن
نہیں ہیں جسوقت اسکے ماں باپ کو خبر ہوگی تو انکا کیا حال ہوگا کیسا فرزند شجاع و بہادر جسنے طلسم کو درہم
برہم کر دیا تھا آج کس ذلت وخواری سے مارا جاتا ہی دوست تو یہاں کہاں سب تشنہ خون ہیں مگر دشمن بھی
مرور رہے ہیں اور حسن وجوانی پر سہراب ثانی کی افسوس کر رہے ہیں یہاں تو یہ ہنگامہ برپا ہی اور وہاں
کا حال سنیے کہ درویش وارسیدہ واصل حق یکسر تہ مراقبہ سے سر اُٹھایا اور آہ کا نعرہ مارا اور کہا بڑی غفلت کی
آج وعدہ کا کھا گئے نقابداروں نے گھبرا کر پوچھا کہ کیا ہوا شاہ صاحب نے کہا کہ باتوں میں عرصہ ہوگا میں
اب ٹھہر نہیں سکتا اور جاتا ہوں آپ لوگ بھی لشکر لیکر میرے عقب میں آئیں یہ کہکر صورت اپنی ایک
شیر ببر کی بنائی اور جانب قلعہ اجلال نقش بند روانہ ہوئے عقب میں انکے تینوں نقابدار بھی لشکر
لیکر چلے اول شاہ صاحب پہونچے دیکھا کہ جلاد تیغ لیے سر پر سہراب کے کھڑا ہی اور اذن طلب کر رہا
ہی اور ایک عالم کا مجمع ہی لوگ اسکے حال زار پر افسوس کر رہے ہیں بس جھپٹ کر جلاد کو طمانچہ مارا اور اسطرح
ڈکارے کہ زہرے ان کفار کے آب ہو گئے اور جلاد تڑپ کر واصل جہنم ہوا اب جلدی سے مقید جسم سہراب ثانی
کی نوچ ڈالی بارگاہ اجلال نقش بند میں ہلڑ ہو گیا پہلے تو اس شیر کو لوگ شیر صحرائی سمجھے تھے جب شیر
نے جلاد کو مار کر سہراب کو قید سے رہا کیا تو اجلال نقش بند نے کہا مارو اسے یہ شیر نہیں کوئی بلا ہی
جادوگر ہر چہار طرف سے جھپٹے اور شیر پر حملہ کرنے لگے اتنے میں لشکر نقابداروں کا بھی آگیا یہ تلواریں لیکر
گر گرے اور قتل کرنا شروع کیا اُدھر شیر نے ساحروں کو طمانچوں پر رکھ لیا جسکو طمانچہ مارا وہ گر کر

کنا ہوگیا راستے میں ایک شخص تبرکات لیے ہوے قریب شاہزادہ سہراب ثانی کے آیا اور تبرکات
پیش کیے سہراب ثانی حیرت سے منہ اُسکا دیکھنے لگا اُسنے کہا یہ وقت تامل کا نہیں ہے یہ امانت لے
لیجیے اور دشمن کو قتل کیجیے بعد کو جو پوچھنا ہو پوچھ لیجیے گا یہ سنکر شاہ صاحب نے بھی آواز دی کہ ہاں ان
سے لو یہ دوست ہے دشمن نہیں اسکا خیال رکھنا ہو سہراب ثانی نے تیغہ کھینچا بازو بند کو بازو پر باندھا
اور ساحروں کو قتل کرنا شروع کیا ہنگامہ گیر و دار برپا ہوا اجلال نقش بند نے کہا کیوں اے ظہیر نقش بندی
میں نے تجکو اسیواسطے طلسم میں جگہ دی تھی اور اپنا امین بنایا تھا کہ تو مجھے دغا دے اور میرے
دشمن سے ملکر مجھے قتل کرا دے ظہیر نقش بندی نے جواب دیا کہ کبھی کے دن بڑے اور کبھی کی رات
میرے بھائی نے تمھارے ساتھ کونسی بدی کی تھی جسکے عوض میں تم نے اُسے زہر دیکر مار ڈالا تھا اور
مال و اسباب پر اُسکے قبضہ کرلیا تھا میں سحر و ساحری میں تمھارے برابر نہ تھا کہ مقابلہ کرکے
عوض خون کا لیتا وقت کا منتظر تھا اب میں طلسم کشا کا شریک ہوگیا اس سے داد میری ملجائیگی
سہراب ثانی نے اجلال نقش بند کو للکارا کہ او ملعون اب کیا کہتا ہے اجلال نقش بند نے زمین
پر طمانچہ مارا اور پرواز پیدا کیے چاہتا تھا کہ اُڑ کر نکل جاؤں کہ سہراب بن رستم سر پر پہونچ گیا
اور تیغہ چمکایا کہ اجلال کی آنکھیں جھپک گئیں حواس جاتے رہے بس سہراب نے تیغہ اسکے سر پر
مارا کہ دو ٹکڑے ہوے ادھر قائم جادو نے نقابداروں میں سے ایرج نوجوان پر گولہ فولادی مارا
شاہ صاحب نے جست کرکے گولے کو پکڑ لیا ایرج نے تلوار ماری قیام جادو نے آفت کی
کہ سپر سد پیدا ہوگئی شاہ صاحب نے گولہ پر حملہ جو ایسا کہ سپر جل گئی اور قیام جادو سحر پڑھتا
تھا ایرج نوجوان کی پڑتی ہی قیام جادو کے دو ٹکڑے ہو گئے مقیم جادو نے رستم ثانی پر تیغ
سحر مارا شاہ صاحب نے تیغ بھی گولے کیطرح ہاتھ سے روک لیا شہریار کو دیدیا کہ اپنے بھائی کو
دے دو کہ اسپر کھینچ مارین شہریار نے تیغ لیکر رستم کو دیا رستم ثانی نے تیغ مقیم جادو پر کھینچ
کر اسکا تیغ اسیکے سینہ کو توڑ کر نکل گیا ان ساحروں کے مرتے ہی طلسم میں قیامت برپا ہوئی ہنگامہ پیدا ہوا
بلند ہوا آتش باری و برف باری ہوائی بعد کچھ دیر کے آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نامم اجلال نقشبند
بود حیف مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم بعد اسکے قیام جادو و مقیم جادو کے مرنے کی
آوازیں پیدا ہوئیں اب اور ساحر جو ایسے کم درجے کے تھے بعض تو خوف زدہ ہو کر چلے گئے
اور طلسم سے نکلکر نہ جانے کس جانب روانہ ہوے اور بعض نے امان مانگی سہراب نے کہا شرط
ایمان ان لوگوں نے قبول کیا اب امن و امان ہوئی اور قتل عام موقوف ہوا ظہیر نقش بندی نے
آیا اور عرض کی کہ ابھی ایک مرحلہ اور باقی ہے جہاں ملکہ افسونہ سحر ساز جادو مقید ہیں سہراب ثانی
نے کہا کہ اصل تو یہی امر ہے میں اُنھیں کی رہائی کے واسطے تو اس طلسم میں آیا ورنہ مجھے کیا غرض تھی
بھی یہ سنکر ظہیر نقشبندی نے سہراب ثانی کو اپنے ساتھ لیا اور درویش دیدہ و دانش بھی ہمراہ
ہوے تینوں نقابداروں نے بھی ساتھ چلنے کا قصد کیا تھا کہ درویش نے منع کیا اور کہا کہ آپ
یہاں کا انتظام کریں بارگاہ برپا کریں ہم بہت جلد آتے ہیں نقابداروں نے بارگاہیں برپا کیں
اور امرا و روسا شہر کو طلب کیا ادھر شاہزادہ سہراب ثانی ہمراہ ظہیر نقشبندی قریب اُس

اُس گنبد کے پہونچے جہان پہلے اُنکو طاؤس دو مارسے ملے تھے دیکھا کہ گنبد کے دروازے کھلے ہوئے ہین
اور ہر دروازے پر ایک دیو مہیب بیٹھا ہی بیچ مین ایک مسہری بچھی ہی اور اُس پر کوئی لیٹا ہی اوپر سے
دوشالہ پڑا ہی آواز آہ آہ کی بلند ہی جیسے ہی شاہزادہ پر نظر اُن دیوون کی پڑی چارون سے کے
چارون دوڑ پڑے درویش چاک دامن نے آواز دی کہ اے سہراب یہ وقت رستمی کا ہی ان پر ہاتھ
سے لڑو اُدھر وہ چارون دیو آکر سہراب سے لپٹے دیو تو اُدھر متوجہ ہوئے اور شاہ صاحب نے
بلجام پڑھ پڑھ کر پھونکنا شروع کیا اُدھر ظہیر نقش بندی اندر گنبد کے گیا اور دوشالہ ہٹا کر آواز دی
کہ اے ملکہ آپ کس خواب غفلت مین ہین وقت رہائی آگیا نقابدار نے طلسم کو توڑا اور اجلال النقشبند
کو مارا اب وہان گنبد سے مقابلہ ہو رہا ہی یہ سنکر ملکہ افسونہ سحر ساز اُٹھ بیٹھی مگر قوت حس و حرکت
کی نہ تھی دور سے تماشا دیکھ رہی تھی اتنی قدرت بھی نہ تھی کہ سحر کر سکتی کیونکہ کیوان تاجدار نے اسکو
اس قابل نرکھا تھا کہ نگہبان طلسم کو مار کر نکل جائے ساری قوت افسونہ سحر ساز کی سلب کر لی تھی
اب بغیر چند روز ریاضت کیے ہوئے یہ قابل ... نہین ہی اُدھر سہراب بن رستم نے ایک دیو
کو زیر کیا شاہ صاحب نے آواز دی کہ سر اسکا کاٹکر اور دیو پر کھینچ مارو سب ہلاک ہوجائین گے
سہراب بن رستم نے ایسا ہی کیا جیسے ہی سر دیو اول کا ان تینون دیوون پر پڑا یہ سب جلکر خاک
ہوگئے بس آندھی چلی خاک اُڑی بعد کچھ دیر کے آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من اہرمن جادو بود
اب دیکھا تو لاش ایک ساحر قوی الجثہ کی پڑی ہوئی ہی دوسری کوئی لاش نہین ہی اب سہراب بن
رستم گنبد مین داخل ہوئے اور اپنی محبوبہ دل نواز کو دیکھکر آنکھون مین آنسو بھر لائے کہ نہایت
لاغر ہوگئی تھی اور رنگ چہرہ کا متغیر ہوگیا تھا آنکھون مین حلقے پڑے ہوئے تھے جسم خشک
ہوکر کانٹا ہوگیا تھا اہرمن جادو کے مرنے سے قید افسونہ سحر ساز کی دفع ہوئی اتنی قوت نہ تھی
کہ ملکہ ساتھ چل سکتی شاہ صاحب نے بازو پر دعائے شفا پڑھی اور خود کچھ سوچ لشکر کیطرف روانہ
ہوئے اور ظہیر نقش بندی بھی یہ کہکر رخصت ہوا کہ مین سواری حاضر کرتا ہون اب عاشق و معشوق
دونون تنہا ہوئے گلے لپٹ کر خوب روئے ملکہ نے کہا کہ مین تمھین ایسا نہ جانتی تھی کہ تم اسقدر میرا
خیال کروگے کہ اپنی جان پر کھیل جاؤگے شاہزادہ نے فرمایا کہ ملکہ تم تو اپنی مطلوبہ محبوبہ ہو ہم لوگ
تو غیرون کے واسطے آگ مین پھاند پڑتے ہین ملکہ نے کہا کہ تمھین میری گرفتاری کی خبر کیونکر
ہوئی شاہزادہ نے راہ مین کنیزون کا ملنا اور حال بیان کرنا کہا اور یہ بھی بیان کیا کہ تمھاری کنیزین
میرے لشکر مین موجود ہین اتنے مین ظہیر نقش بندی سواری لیکر حاضر ہوا اور ملکہ افسونہ سحر ساز
کو سوار کر کے لیچلا سہراب بھی مرکب پر بیٹھے اور اپنے لشکر کیطرف چلے راہ مین دیکھا کہ ہزارہا
طائران مختلف اللون اُڑتے چلے آتے ہین یک بیک سناٹا پیدا ہی سہراب ثانی سمجھے کہ آمد لشکر ساحران
کی ہی کہ وہ طائر آئے اور زمین پر گر کر لوٹنے لگے اور جو ترتیب زمین تھا وہ انسان ہوگیا اور ملکہ کو
سلام کیا افسونہ ساحر ساز نے پہچانا کہ میرا لشکر ہی دیکھا تو کوئی پچیس ہزار عورتین ہین مگر سبکی یہ
حالت ہی کہ بال پریشان ناخن بڑھے ہوئے سب نے قدمبوسی ملکہ کی حاصل کی افسونہ سحر ساز
نے پوچھا کہ تم سب کہان تھین اُنھون نے بیان کیا کہ اجلال النقش بند نے ہمین جادو زنبار سحر اہین

چھوڑ دیا تھا ہم سب مانند بلبل نالان کے ہر ہر شاخ پر فریاد کرتے پھرتے تھے اور یاد میں بچھڑے گل خوبی کی
داغ پر دل پیدا کرتے تھے جس وقت اجلال نقش بند مارا گیا تو ہمیں رہائی نصیب ہوئی یہ سنکر ملکہ نہایت
خوش ہوئی اور ہمراہ سہراب ثانی کے لشکر کو لئے ہوئے داخل بارگاہ نقابداران ہوئی چونکہ زبانی سہراب کی
معلوم ہو چکا تھا کہ یہ سب نقابدار سہراب کے بزرگ ہیں سبکو سلام کیا ایک نوجوان نے سر اسکا اپنے سینے سے
لگایا اور دست شفقت پشت پر رکھا بعد ان کے رستم ثانی نے بہو کو دیکھا نہایت خوش ہوتے اور
گلے سے لگایا شہریار عالیجاہ رستے ہی ملکہ کو گلے سے لگایا اور رو کر پوچھا سہراب ثانی بسبب شرم و حجاب
کے باہر بارگاہ کے ٹہلنے لگے رستم ثانی نے ظہیر نقش بندی سے پوچھا کہ سہراب کہاں ہیں ظہیر نے
عرض کیا کہ بسبب حجاب کے تشریف نہیں لاتے ہیں بیرون بارگاہ ٹہل رہے ہیں یہ سب مسکرا کر
خاموش ہو رہے اور ملکہ کے ساتھ ظہیر نقش بندی کو کیا اور بارگاہ سہراب ثانی میں بھجوا دیا جب ملکہ
چلی تو سہراب داخل بارگاہ ہوئے اب شاہ صاحب نے کہا کہ لو بابا خدا حافظ ہم تو اب رخصت
ہوتے ہیں کیونکہ ابھی ہمیں بڑے بڑے کام ہیں جس وقت تمسے اور برجیس آفتاب پرست
سے سامنا ہوگا اُس وقت بڑی بڑی دشمن لائق ہون گی اُسکے واسطے کچھ سامان کرنا ہی سہراب ثانی
نے کہا کہ حضور کچھ تدارک ملکہ کا فرما دیجیے درویش ہمراہ سہراب کے بارگاہ ملکہ میں آئے اور تھوڑا سا
پانی پڑھکر دیدیا اور کہا کہ اسی کو پلایا کرو دو چار روز میں طبیعت بحال ہو جائیگی اسکے بعد رخصت ہوئے
یہاں سہراب ثانی نے ملکہ کی تیمارداری اپنے ذمے لی اور رستم ثانی نے انتظام ملک کیا رؤسا
شہر حاضر ہوئے نذریں دین وارد ظلمیر نے تحفجات طلسمی حاضر کیے رستم ثانی نے مال و خزانہ شہر
سب اپنے قبضہ میں کیا اور ظہیر نقشبندی کو یہاں کا حاکم مقرر کرنے کی تجویز پیش کی اور سہراب ثانی پاس
بھی کہلا بھیجا انہوں نے عرض کرا بھیجا کہ جیسا حضور مناسب جانیں بیشک ظہیر نقشبندی نے میرے ساتھ
بڑی دوستی کی ہے الحاصل اب ملکہ کی طبیعت بھی درست ہو چلی ہے اور قصد یہ ہے کہ کوچ کر کے طرف
بیابان سنگلاخ کے روانہ ہوں کہ ملکہ افسونہ سحر ساز نے کہلا بھیجا […] ابھی میں اچھی بھی نہیں ہوئی
اور تم مجھے چھوڑے جاتے ہو اگر مرض سے ہلاک ہوئی صدمہ فرقت سے مر جاؤں گی ایک […]
اور پیام گر شاہزادہ نے فرمایا کہ ہی ملکہ اب خوبی حالت کو سنبھالو میرا جانا ضروری ہے تساہل اچھا
نہیں ایسا نہو کہ لشکر اسلام پر کوئی افتاد آ پڑے اور ہم یہاں موجود ہوں اسی عرصے میں ایک سانڈنی
سوار پیدا ہوا اور آ کر عرض کی کہ میں پیغامبر ہوں اور ایک نامہ لایا ہوں سہراب ثانی نے اُسے بلا لیا
اور پوچھا کہ کسکا نامہ لایا ہے اور کیا پیام لایا ہے سانڈنی سوار نے نامہ پگڑی سے نکال کر ہاتھ میں دیا اور
کہا کہ یہاں سے قریب ایک شہر ہے کہ نام اسکا شہر صندل حصار ہے سبب یہ ہے کہ گرد شہر کے ہزار ہا درخت
صندل کے لگے ہوئے ہیں بادشاہ وہاں کا صندل شاہ ہے اسکا بیٹا تھا اسکو ارقم بن صندل کہتے تھے
ارقم نہایت مرد جری دلیر اور بہادر تھا ایک روز کچھ لوگوں نے آکر بیان کیا کہ بیابان شہر صندل میں عجب معرکہ
دیکھنے میں آیا کہ شام کو ایک درخت شق ہوا اور زمین سے بیٹا زمین نکلی بعد اسکے نقابدار بادلی پوش
نکلا اسیطرح اُسکے […] آمد ہوئے زیر درخت صحبت راگ رنگ کی رہی صبح کے قریب جلسہ
برخاست ہوا اور درخت شق ہوا پھر یہ سب اندر درخت کے جاکر پوشیدہ ہو گئے لوگوں […]

دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ بہت دنوں سے یہ طلسم ہوا کرتا ہے اور مارے خوف کے کوئی قریب اسکے
نہیں جاتا کہ حقیقت حال دریافت کر سکتے یہ سنکر رستم بن صندل کو اشتیاق پیدا ہوا اور وہ وہاں گیا
آخرکار مبتلائے بلا ہوا سہراب بن رستم نے کہا کیونکر مبتلائے بلا ہوا اسنے عرض کیا کہ مفصل
مجھے معلوم نہیں ہے ماں سا بیان کرے گا آپ حضور نامہ کو ملاحظہ فرمائیں اور مجھے جواب دیں یہ سنکر
سہراب ثانی نے نامہ ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے فرزند عالیتبار مجھے معلوم ہوا کہ آپنے طلسم گنجور سلیمانی کو فتح
کیا میں بھی ایک بلائے عظیم میں مبتلا ہو گیا ہوں اگر آپ میری امداد کریں اور مجھے اس غم سے نجات دیں تو بعید از کرم شاہی
و شہریاری نہوگا اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر حضور میرے فرزند کو مجھسے ملا دیں گے تو میں دائرہ اسلام میں آنے کو موجود
اور تاحیات بندہ بے دام رہونگا یہ دیکھکر شاہزادہ نے سانڈنی سوار کو ٹھہرایا اور اپنے باپ دادا اور چچا کی خدمت
میں حاضر ہو کر مشورہ کیا سبکی یہی صلاح ہوئی کہ مظلوم کی مدد کرنی از جملہ واجبات ہے اگرچہ وہ کافر ہیں مگر وہ تو آئندہ اسلام
اختیار کرنیکا وعدہ بھی کرتا ہے آخر سہراب ثانی نے شتر سوار کو ٹھہرالیا اور ایک روز کے بعد چلنے کا انتظام کیا لیکن ملکہ
افسونہ سحر ساز جادو نے سہراب ثانی سے کہا کہ دیکھو بے سمجھے بوجھے ایک غیر شخص کی مصیبت میں شریک
ہوتا اور دوسرے کی بلا اپنے سر لگانا اچھا نہیں ہے کیونکہ یہ مقام تو بالکل نفاق کا ہے آجکل انسان کا ایک ایک
ذرہ اختر تابندہ سے کم نہیں ہے لیکن سہراب ثانی نے نہ مانا اور ملکہ سے کہا کہ تاوقتیکہ میں نہ آؤں تم اسی مقام
میں قیام کرو افسونہ سحر ساز نے کہا کہ بہتر ہے میں خود بھی کہنے والی تھی کیونکہ بالفعل نہ میں تمہارے ساتھ چلنے
کے قابل ہوں اور نہ کہیں اور جانے کے لایق ہوں کیونکہ گھر تمہاری محبت میں چھوڑا گھر اپنا میں رہنے
کی قوت نہیں اسواسطے کہ جبتک پھر سے محنت کرکے اپنے سحر کو تازہ نہ کر لوں کسی کام کی نہیں
نہ مقابلہ کر سکتی ہوں نہ اپنی حفاظت کر سکتی ہوں یہ سنکر شاہزادہ نے وہ بازوبند جو عطیہ درویش تھا
ملکہ کے بازو پر باندھنے کا قصد کیا ملکہ نے کہا یہ بے سود ہے اسواسطے کہ اس سے حفاظت جان
تو ضرور ہوگی مگر سحر کی جو قوت باقی ہے وہ بھی فنا ہو جائیگی یہ سنکر سہراب نے وہی انگوٹھی اپنے
ہاتھ سے اتار کر ملکہ کو دی جو ملکہ نے سہراب کو دی تھی ہرچند ملکہ نے انکار کیا مگر سہراب نے
نہ مانا اور قسمیں دیکر ملکہ افسونہ سحر ساز کو انگوٹھی پہنا دی اور اب مع سامان لشکر و تحفہ جات
طلسمی ہمراہ شتر سوار کے جانب شہر صندلہ روانہ ہوئے جسوقت بعد طے مراحل و قطع منازل قریب
شہر صندلہ کے پہونچے تو شتر سوار مشک موے تتاری عیار نے جاکر صندل شاہ کو اطلاع کی کہ چاروں
نقابدار بڑے جاہ و جلال سے تشریف لاتے ہیں یہ سنکر صندل شاہ خوش ہوا اور ارکان دولت کو
اپنے ہمراہ لیکر جانب نقابداران قاف روانہ ہوا اور استقبال کرکے قلعہ میں لایا سامان عزت مہیا کیا
جب گرمی صحبت میں ادھر ادھر کے ذکر ہوتے ہوتے کچھ ذکر اتفاقیہ شہر سمندریہ کا بھی آگیا صندل شاہ
نے حال بربادی شہر سمندریہ کا اور ظلم برجیس نقاب پرست کے بیان کیے کہ سہراب جادو سے فی الحال
میں مدد طلب کی بادشاہ اسلام ایسی حالت میں تھے کہ کسیکو برائے کمک روانہ نہ کر سکے آخرکار اسنے مجبور ہو کر
کافروں سے مدد طلب کی اور شمشیر رطشتا واژد و مبہوت آئینہ رو کا شریک ہو کر مقابلہ کرنا اور آفتاب کو اسیر
کر لینا بعد ازاں عیاروں کا ہونا انجام میں ان سب کا مارا جانا مفصل بیان کیا نقابداروں کو
یہ سنکر کمال صدمہ ہوا اور کہا کہ دیکھیے وہ کون سا دن ہوتا ہے جو ہمارا اور برجیس کا سامنا ہو اب

مہراب ثانی صندل شاہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ آپ کچھ اپنا حال بیان کیجئے جسواسطے آپکو بلایا ہی کیونکہ ہمین فرصت بہت کم ہی اور کام زیادہ ہین یہ سنکر بادشاہ نے بیان کیا کہ اس شہر سے ایک منزل کے فاصلہ پر ایک نہر ہی نہر کے اُس پار ایک درخت ہی کہ تنہ اُسکا بہت بڑا ہی اور سایہ اُسکا بہت دور تک ہی جب شام ہوتی ہی تو درخت کے تنے مین ایک دریچہ پیدا ہوجاتا ہی اور لوگ نکل نکل کر زیر درخت فرش کرتے ہین مسند بچھاتے ہین جھاڑ کنول مردنگ وغیرہ روشن کرتے ہین جسوقت سب سامان درست ہوجاتا ہی تو ایک نازنین ماہجبین بصد عشوہ و ناز اُس درخت مین سے نکل کر مسند پر بیٹھتی ہی اور ایک نقابدار بادلہ پوش آکر اُسکے پہلو مین بیٹھتا ہی دور جام چلتا ہی صحبت راگ رنگ کی صبح تک رہتی ہی صبح کو پھر درخت شق ہوتا ہی اور خادم خدمتگار مع سازو سامان سب اُسی درخت مین چلے جاتے ہین اس پار سے سب تماشا نظر آتا ہی اور جو شخص نہر کے اُس پار رہتا ہی وہ اسیر تقدیر ہوکر مفقود الخبر ہوجاتا ہی چنانچہ میرے فرزند یہی سانحہ گذرا کہ جسوقت اُسے یہ خبر ہوئی وہ گیا اور اُس نازنین کو دیکھکر شیفتہ جمال ہوا اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا اور جوش محبت مین دریا کے اُس پار گیا یہ دیکھکر نقابدار بادلہ پوش مرکب پر سوار ہوکر پاس اُسکے آیا اور بہت سمجھایا کہ اس ارادہ سے باز رہ لیکن میرا فرزند مرد شجاع تھا اُسنے نہ مانا اور نقابدار سے مقابلہ کرنے کو موجود ہوگیا آخرکار نوبت نیزہ بازی کی آئی ہرچند فرزند میرا فن نیزہ بازی مین طاق و مشاق تھا لیکن نقابدار بادلہ پوش نے نیزہ ہاتھ سے اُسکے نکالدیا اب نوبت شمشیر زنی کی پہونچی نقابدار نے کلائی پکڑلی زور ہونے لگے اس کشمکش مین مرکب لنگردون کی تاب نہ لاسکے اور بیٹھ بیٹھ گئے دونون کود پڑے اور بڑی شجاعت و جوانمردی سے کشتی رڑنے لگے میرا فرزند ایسا تھا کہ دفعۃً کوئی اُسے زیر کرے لیکن نقابدار نے دو پہر مین اُسے زیر کرکے باندھ لیا اور اُسی درخت کے اندر لیئے ہوئے چلا گیا دوسرے روز پھر حسب معمول وہ محفل جمع ہوئی اور وہ نقابدار بھی آیا مگر میرے فرزند کی کوئی خبر نہ معلوم ہوئی کہ آیا وہ قتل ہوگیا یا زندہ ہی اور اگر زندہ ہی تو قید مین ہی یا آزاد ہی یہ سنکر نقابدار خرد نے نقابدار بزرگ کی طرف دیکھا اور عرض کی کہ غلام جاتا ہی اور اُس درخت کو جڑ سے اُکھیڑ کر پھینکے دیتا ہی نقابدار بزرگ نے فرمایا کہ آج توقف کرو اور اپنی آنکھ سے دیکھ لو کہ کیا ماجرا ہی کل دیکھا جائیگا مہراب نے کہا کہ نہایت مناسب ہی اور اب یہ سب کے سب مع صندل شاہ کوچ کرکے روانہ ہوئے اور مقام مناسب تجویز کرکے خیمہ برپا کیا لشکر نے پڑاو کیا جسوقت شام ہوئی تو وہی حسب معمول درخت شق ہوا اور لوگ نکلنے لگے خیمہ استادہ کیا فرش فروش جھاڑ و فانوس وغیرہ سے خیمہ کو مزین کیا بعد اُسکے دیکھا کہ نقابدار بادلہ پوش اُس نازنین کو ساتھ لیئے ہوئے نکلا اور مسند پر بٹھایا خود بھی بیٹھا ان نقابدارون نے جو دیکھا متعجب ہوئے اور سوچنے لگے کہ یہ کیا معرکہ ہی لیکن نقابدار بادلہ پوش نے جو دیکھا کہ فوج بیشمار پڑی ہوئی ہی ایک نامہ لکھا اور اپنے ایک آدمی کو دیا کہ جاکر اس لشکر مین مالک لشکر کو دے آؤ اور جواب اسکا لے آؤ جسوقت یہ نامہ دار قریب خیمہ نقابداران پہونچا نقابدارون نے نہایت اعزاز کے ساتھ استقبال کرکے نامہ دار کو طلب کیا اور در محفل بٹھایا نامہ دار نے نامہ پیش کیا نقابدار خرد نے نامہ دار کے ہاتھ سے نامہ لیکر پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ ہمنے آپ لوگون کی وجہ سے صحرانشینی اختیار کی اور یہان اپنا دل بہلا لیا کرتے ہین اب آپ لوگ یہان بھی دراندازہونے کو موجود ہوئے لہذا آپکو لازم یہ ہی کہ کل یہانسے کوچ کرکے چلے جایئے ورنہ میرے ہاتھ سے بہت ذلت اُٹھائیگا اور نہایت پریشان ہوجیئگا مضمون نامہ سنکر نقابدار کلان

سے جواب یہ لکھوایا کہ ہمیں کسی کی راحت میں خلل انداز ہونیکی کوئی ضرورت نہیں ہے بشرطیکہ کوئی ہمارے آرام میں
فرق نہ ڈالے لہذا تمکو لازم یہ ہے کہ ارقم بن صندل شاہ جسکو تمنے اسیر کیا ہے چھوڑ دو اور اُس ملکہ کو اُسکے حوالہ
کرو تو ہم ضرور چلے جائینگے ورنہ یہ سمجھ لو کہ ہم وہ لوگ ہیں جنھوں نے سرکشان عالم کو زیر کرکے مطیع کیا ہے
اور قاف میں وہ وہ کارنمایاں کئے کہ انسان تو کیا جان رکھتا ہے کہ ضعیف البنیان ہے قوم بنی جان نے لوہا
ہمارا مانا ہے اور اگر یہ نہیں منظور ہے تو اب جواب نامہ کی ضرورت نہیں ہے طبل جنگ بجوا دو کل میدان جنگ میں
حال کھل جائے گا اسکے بعد نامہ بر سے پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ یہ عورت کون ہے اُسنے عرض کی جی ہاں میں خوب
واقف ہوں یہ دختر ہے ملک قیصر شاہ کی نام اسکے بھائی کا فغفور بن قیصر ہے نہایت زبردست و بہادر ہے
نام ملکہ کا ماہ قیصری ہے اور یہ نقابدار بادلہ پوش ملکہ کا کوکہ ہے اسکی شرط یہ ہے کہ جو مجھکو زیر کریگا اُسکے ساتھ شادی
ملکہ کی کیجائے گی یہ سنکر نقابدار خوش ہوئے اور فرمایا کہہ دینا کہ اب ہمارے تمھارے مقابلہ ہی ہو جائے تو
بہتر ہے یہ سنکر نامہ دار رخصت ہوا اور نقابدار بادلہ پوش کو جواب نامہ کا دیا بادلہ پوش مضمون نامہ پڑھکر نہایت
برہم ہوا اور نواخت طبل جنگ کا حکم دیا ادھر نقابداران قاف کو خبر پہونچی یہاں بھی نقارہ رزمی نوازش میں
آیا تیاری جنگ ہونے لگی وہاں نقابدار بادلہ پوش باطمینان تمام بیٹھا ہوا ناچ دیکھا کیا گویا فکر بھی نہ تھی کہ کل کیا ہوگا
جسوقت سیاہی شب ہر طرف ہوئی ستارے دریائے فلک میں ڈوبنے لگے اور اورنگ آرائے چرخ
چہارم بصد کر و فر ضیا بخش عالم ہوا تو دریا نظروں سے پنہاں ہو گیا اور ہمراہ صحبت سیارگان محفل نقابدار
بادلہ پوش بھی برہم ہوئی اور اسیطرح درخت شق ہوا اور ساری محفل داخل درخت ہوئی درخت پھر برابر ہو گیا یہ
دیکھکر سہراب بن رستم ثانی نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے نقابدار بادلہ پوش نے دھوکا دیا اور مقابلہ نکریگا یہی ذکر تھا
کہ گوشہ صحرا کی جانب سے تتق گرد بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے جسوقت دامن گرد کا شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ
وہی نقابدار بادلہ پوش چالیس ہزار سوار سے چلا آتا ہے آتے آتے ایک مقام پر ٹھہر کر صفیں اپنے لشکر کی درست
کرنے لگا اب نقابداروں نے بھی اپنے لشکر کی صفیں آراستہ کیں اور جلیداروں نے میدان کو درست کیا نقیبوں نے
نقابت کی بعد اسکے نقابدار بادلہ پوش میدان میں آیا اور اُسنے کہا کہ ہر چند آپ لوگوں کو سمجھایا کہ ہم آپسے لڑنا
نہیں چاہتے مگر آپ لوگوں نے کچھ خیال نکیا آخر کو مجبور ہو کر مجھے لڑنا پڑا سہراب بن رستم نے جواب دیا کہ اگر
تمکو لڑنا منظور نہیں ہے تو ارقم بن صندل کو مع ملکہ ہمارے حوالے کرو ہم تمسے ہرگز نہ لڑینگے یہ سنکر نقابدار بادلہ پوش
نے جواب دیا کہ میں نے یہ کلمہ کسی خوف سے نہیں کہا تھا میں زور و طاقت میں آپسے کسیطرح کم نہیں ہوں اگر آپ
چاروں صاحب ملکر بھی مجھسے مقابلہ کریں تو مجھے عذر نہوگا اور یقین ہے کہ سب کو باندھ لیجاؤنگا لیکن صرف خیال
اتنا تھا کہ کیا فائدہ جو آپ یہاں آکر زک اُٹھائیے اور ذلیل ہوجئے یہ سنکر سبکو غصہ آیا مگر سہراب ثانی نے
ان سب کو روکا اور کہا کہ میں خود ہوں مجھی کو جانے دیجئے اگر آپ صاحبوں میں سے کسی نے اُسکو زیر بھی کیا تو کوئی
لطف کی بات نہیں میں ابھی اسے باندھے لاتا ہوں اور سارا غرور خاک میں ملائے دیتا ہوں یہ کہکر اجازت حاصل کی
اور مرکب کو دوڑا کر سامنے نقابدار بادلہ پوش کے آئے نقابدار بادلہ پوش نے بارادہ جنگ رزمی مرکب کو جولان
کیا اسطرف سے سہراب ثانی نے مرکب کو دوڑایا گردہ سپر کا سنبھالا وسط میدان میں لگا در پے سپر سے سپر
جوڑی پھول اڑنے سے یہ معلوم ہوا کہ دو ٹکڑے ابر سیاہ کے ملکر گرجنے لگے مرکب برابر سے پسپا ہوئے نقابدار
بادلہ پوش نے نیزہ مارا سہراب ثانی نے نیزہ اُسکا نیزہ پر لگا تھا طعنیں چلنے لگیں یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو مار

سیاہ و زبانہائے آتشین نکلتے تھے سنانوں سے چنگاریاں نکل رہی تھیں دونوں کے مرکب گل کی طرح اشاروں پر پھر رہے
تھے قریب سوا سو کے طعنین چل ہوگئی کہ ایک مقام پر سہراب ثانی نے جھڑپ پر جھڑپ ماری اور نقابدار کو اپنے
نیزے میں مانند کاکل محبوبان کے لپیٹ کر جھٹکا مارا کہ بے اختیار نیزہ ہاتھ سے نقابدار بادلہ پوش سے نکلا نقابداران
قاف نے احسنت و مرحبا کی صدا بلند کی اور نقابدار بادلہ پوش نے خفیف ہوکر اپنا گرز سنبھالا اور خبردار خبردار کہکر
سر سہراب ثانی پر وار کیا سہراب نے اپنے گرز کو چہرے کی پناہ کیا گرز گرز پر گرز جو پڑا تو ہر تڑاقے کی صدا بلند ہوئی
شعلہ فلک کو نکلا تیغ گرد و غبار بلند ہوا نقابدار بادلہ پوش نے آواز دی کہ زدم و پست کردم اسطرف سے عیار
سہراب نے چلنے کا قصد کیا تھا کہ سہراب ثانی تیغ گرد سے باہر آئے مگر پیدل تھے کیونکہ مرکب انکا مارا جاچکا
تھا تلوار کھینچکر نقابدار پر چلے کہ اُسکے مرکب کو بھی پیکر دوں نقابدار بادلہ پوش نے جو ارادہ سہراب کا فاسد دیکھا
اپنے مرکب سے کود پڑا سہراب نے تلوار ماری نقابدار نے ہاتھ کلائی پر ڈالدیا سہراب نے دوسرا ہاتھ
کمر میں ڈالا ادھر نقابدار نے ہاتھ گریبان میں ڈالا دور ہونے لگے اور نوبت کشتی کی آئی تمام دن کشتی رہی قریب شام
ہم اپیان نقابدار بادلہ پوش نے کہا اسقدر دیر کہ شام ہوا چاہتی ہے پس یہ سنتے ہی نقابدار بادلہ پوش نے بازو
سہراب کے پکڑ کر سینہ سے ملایا اور زور کیا گیارہ قدم دوڑا لیگیا اور جھٹکا مارا کہ دونوں گھٹنے سہراب زمین چھوڑ
پکڑ کر کمر زنجیر کا بند اب جو زور کیا سر سے بلند کرلیا اور اُسیطرح ہاتھ پر بلند کئے ہوئے اپنے لشکر میں چلا گیا یہ دیکھکر
ایرج نوجوان و رستم ثانی و شہریار نامدار کو کمال صدمہ ہوا کہ سہراب دعوے صاحبقرانی کرکے چلا تھا یہاں
ایک نقابدار سے زیر ہوگیا اُسطرف نقابدار بادلہ پوش سہراب ثانی کو لئے ہوئے جانب صحرا روانہ ہوگیا
دیکین طبل جنگ بجوادیا ادھر بھی نقارہ بجا تمام رات ہمہ تیاری جنگ رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے
صفوف قتال و جدال آراستہ ہوئیں نقیب نقابت کر رہے تھے کہ مشرق سے گرد اڑی اور نقابدار بادلہ پوش
پیدا ہوا النقیب صفوں میں چلے گئے نقابدار نے میدان میں آکر ہیبت دی کہ کیوں اے نقابداران قاف دیکھا
تھنے کہ میں نے کسطرح تمہارے ساتھی کو زیر کیا تم میں سے ہے کوئی ایسا جو سہراب کو ایک زور میں زیر کرے
پھر میں سمجھتا ہوں کہ سہراب سے ہاتھ اٹھاؤ اور یہاں سے چلے جاؤ ورنہ مثل سہراب کے سب کو باندھ
لیجاؤنگا یہ سنکر شہریار عالیوقار نے جواب دیا کہ اب بغیر تمکو گرفتار کئے ہوئے اور سزا دئے ہوئے
یہاں سے تھوڑی جائینگے یہ کہکر ایرج نوجوان سے اجازت لی اور سامنے نقابدار بادلہ پوش کے آئے
نقابدار بادلہ پوش نے نیزہ مارا شہریار نے نیزہ اُسکا نیزہ پر لیا طعنین چلنے لگیں بڑی دیر تک نیزہ بازی
رہی کام نہ نکلا آخر کار نوبت گرز کی پہونچی نقابدار بادلہ پوش نے گرز مارا نقابدار کی ضرب گرز سے مثل مرکب
سہراب کے شہریار کا مرکب بھی مارا گیا آخرکار نقابدار بادلہ پوش بھی پیدل ہوا تلوار کی نوبت نہ آئی
کشتی ہونے لگی شہریار اسکے زور کا اندازہ کرتے ہیں تو کسیطرح کم نہیں پاتے بلکہ جتنا وقت گذرتا جاتا ہے
اُتنا زور اُسکا بڑھتا جاتا ہے یہانتک کہ شام کو نقابدار بادلہ پوش نے لنگر شہریار نامدار کا بھی توڑا اور مثل
سہراب ثانی کے ہاتھ پر بلند کئے ہوئے جانب صحرا روانہ ہوگیا اب تو ایرج نوجوان اور رستم ثانی کی
یہ حالت ہوئی کہ قریب تھا یہ دونوں گریبان چاک کریں اور بسبب صدمہ کے خودکشی کرلیں مگر اس خیال
نے خودکشی سے باز رکھا کہ جب مرنا ہی ہے تو دشمن سے لڑکر مریں یا اُسکو ماریں یا خود ہلاک ہوں غرض کہ
نہایت غمگین و ملول پلٹ کر داخل بارگاہ ہوئے پوشاک رزم اُتاری لباس بزم پہنا اتنے میں خبر ہوئی کہ

کہ نقابدار بادلہ پوش نے بھی طبل جنگ بجوایا ایرج نوجوان نے فرمایا کہ ہمارے لشکر میں بھی نقارہ جنگی بجے
غرض کہ پھر دونوں جانب تیاری جنگ ہی صبح کو صفوف قتال وجدال آراستہ ہوئیں نقیب نقیب پکار کر پلٹے تھے کہ گرد
گرد کا پیدا ہوا اور نقابدار بادلہ پوش مرکب پر سوار نمودار ہوا اور میدان میں آکر یہ بیان کیا کہ جسکو مجھ سے مرنے کی آرزو ہے
قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو نہیں یہ سنتے ہی شاہزادہ رستم ثانی کو تاب نہ رہی اور ایرج نوجوان سے اجازت طلب کی ایرج
نے فرمایا کہ اے فرزند داغ میرے دل کے واسطے کم نہیں ہیں اب تم ٹھہرو اور مجھے جانے دو کہ مجھے جدائی سہراب و شہریار ز
نہایت شاق ہے رستم ثانی نے دست بستہ عرض کی کہ حضور اسقدر کیوں پریشان ہیں دیکھئے میں اس ملعون کو ابھی باندھے
لاتا ہوں اور سہراب و شہریار کو بھی چھڑا لونگا کیا آپکو یاد نہیں کہ میں دریائے شجاعت کا پانی پی چکا ہوں اب کسکی طاقت ہے
جو مجھے زیر کرسکے علاوہ اسکے اسی سلسلہ سے سب گئے ہیں کہ سہراب سب کا خرد تھا وہ پہلے مقابلے کو نکلا شہریار
اس سے بڑے اور مجھ سے چھوٹے تھے یہ اسکے بعد گئے اب میں شہریار سے بڑا اور حضور کا خاک پا ہوں مجھی کو جانے
دیجئے بعد میرے آپکو اختیار ہے غرض کہ باصرار تمام رستم ثانی نے ایرج نوجوان سے اجازت لی اور سامنے نقابدار
بادلہ پوش کے آکر نگاہ ورزن ہوئے کہ نقابدار کو گرد برد کردیا نقابدار نے کہا تو بڑا سرکش و زور آور معلوم ہوتا ہے لاالضرب
بہادری کی نہ تجھے لطف مقابلہ ہے رستم نے جواب دیا کہ انہوں نے تو پیشدستی کی اور آئین اسلام کو ہاتھ سے نہ جانے دیا
میں سبقت نہ کرونگا تجھے اگر دعوی بہادری ہے تو وار کرلیں یہ سنتے ہی نقابدار بادلہ پوش نے خبردار خبردار کہکر نیزہ مارا
رستم ثانی نے نیزہ اسکا اپنے نیزہ پر روک کر ایسا جھٹکا مارا کہ سنان نیزہ کی نکل گئی اور نیزہ بیکار ہوگیا پس اسنے خفیف
ہوکر نیزہ پھینک دیا اور وہی گرز اپنا اٹھایا اور سر پر چرخ دیکر رستم پر وار کیا رستم ثانی نے گھوڑے کو بچایا اور گرز
اپنا اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا گرز پر گرز جو پڑا تڑاقا ہوا شرارے آسمان کی طرف نکلنے لگے گرد وغبار بلند ہوا کہ دونوں نقابدار
چھپ گئے لیکن نقابدار بادلہ پوش نے آواز دی کہ نیم و دم پست کردم ایرج نوجوان سمجھے کہ مرکب رستم ثانی کا بھی
مارا گیا لیکن جو گرد ہوا سے برطرف ہوئی تو دیکھا کہ رستم مع مرکب موجود ہے اور رستم نے نعرہ کیا کہ آواز دی ہو کہ اسیست
گردی حریف تیرا میں موجود ہوں ؎ تو ضرب بے زدائی ضرب مانوش کن   ہمہ شادی از دل فراموش کن
یہ کہکر گرز گران سنگ الماس رنگ ہشت پہلو جو کہ چند دہ من کی ضرب اٹھا کر سر نقابدار پر ماری اگرچہ نقابدار
نے بھی اپنے گرز کو اٹھا کر چہرہ پر روکا لیکن مگر ضرب رستم سے کمر مرکب نقابدار بادلہ پوش کی شکستہ ہوئی اور
جب گرد بلند ہوا سب سمجھے کہ نقابدار مارا گیا لیکن نقابدار گرد سے نکلا اور پکارا کہ غضب ہے تو نے کہ میرے
مرکب کو مارا اب میں تیرے مرکب کو بھی مار کر تجھے مثل اپنے پیدل کرونگا یہ کہتا ہوا تلوار کھینچکر مرکب رستم کی طرف چلا
رستم ثانی نے جو ارادہ اسکا فاسد دیکھا گھوڑے پر سے کود پڑے نقابدار بادلہ پوش نے رستم پر تلوار ماری رستم
نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا نقابدار نے تلوار ہاتھ سے پھینک کر گریبان میں ہاتھ ڈالدیا کشتی ہونیلگی داؤں پیچ ہونے
لگے دونوں طرف کے لشکر تماشا دیکھ رہے تھے زور و کشمکش کے ہوتے زمین پارہ پارہ ہوگئی اب یہ حالت
ہے کہ دونوں غرق عرق ہیں ہانپتے ہیں مگر چھٹتے نہیں لیکن رستم ثانی جسمقام پر نقابدار کو دبا دیتے ہیں تو ہیچ اٹھتا ہے اسلیئے کہ وقت
سینہ میں بھی جوہر ہے لیکن جرأت کہاں آخر کار شام تک کشتی رہی اور کام نہ نکلا شام کو دونوں جانب سے کوچ اٹھی اسوقت
تک دونوں کی یہی حالت ہے معلوم ہوتا ہے ابھی لڑنے کو کھڑے ہوئے ہیں کہاں تک بیان کیا جائے کہ شام
سے دو پہر رات گئے تک کشتی رہی حسب اتفاق رستم ثانی کو نقابدار بادلہ پوش دوڑا کر لیجاتا تھا کہ پاؤں رستم کا
موشخانہ میں جا پڑا ادھر سے نقابدار نے زور کیا رستم ثانی بغیر قدم جمائے کیونکر زور اسکا روک سکتے تھے

آخرکار پاؤن اسکا تو نا ہی تختہ پاؤن مین رعشہ پیدا ہوا رنگت زرد ہو گئی اور صدمہ سے درد کے بیہوش
ہو گئے نقابدار بادلپوش نے غنیمت جانا اور انکو بھی باندھ کے لیے چلا گیا یہ دیکھکر ایرج نوجوان
نے گریبان چاک کیا اور تلوار نیام سے کھینچا گلے پر رکھی اور یہ شعر ورد زبان کرکے ۵ اٹھ گئے سب لوگ
اپنے بزم مین ہلچل پڑی تھی او غلغلہ پڑا۔ گردون اتو تھکو کل پری ۔ چاہتے تھے کہ خودکشی کرلین اور جان
اپنی دیدین کہ ہان ہان کی آواز پیدا ہوئی ادھر تو سرداران لشکر نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ
آپ کیا غضب کرتے ہین ہم کیسے ہو کر رہینگے ادھر بالا سے ہوا سے چوکی صندل کی اُڑتی ہوئی نظر آئی
اور درویش دریدہ دامن اس پر سوار تھے کہا کہ آپ کی جہالت نے میرا چلہ توڑ دیا یہ کیا حرکت تھی کہ اپنا
خون اپنی گردن پر لیتے تھے اگر خود ہی جان دیدیجیے گا تو ان گرفتاران رنج و محن کو کون چھڑائیگا
یہ سنکر ایرج نوجوان نے جواب دیا کہ جب وہ سب اسیر ہو گئے تو کیا مین عہدہ برآ ہو سکونگا انہوں نے
کہ رستم ثانی آج تک کسی سے زیر نہین ہوا نہ کوئی اسکو زیر کر سکتا ہی کیونکہ وہ بانی دریاے شجاعت
کا بیٹے ہوگے ہی لیکن معلوم یہ ہوتا ہی کہ اب ستارہ ہملوگون کا گردش مین ہی اور قسمت مین رسوائی
و بربادی ہی کہ ایک نقابدار صحرائی نے رستم کو اسیر کر لیا یہ فرما کر رونے لگے شاہ صاحب نے
کہا بابا خبر یہ جانتے ہو کہ رستم کسی سے زیر نہین ہوسکتا اور نہ آجتک زیر ہوا ہی تو کیا سبب جو نقابدار
بادلپوش نے اسکو اسیر کر لیا سبب یہ تھا کہ پاؤن رستم کا موش خانہ مین جا کر ٹوٹ گیا اور رستم
بیہوش ہو گیا نقابدار کو غنیمت ہوا اور رستم کو اسیر کرکے لیگیا ورنہ رستم کبھی نقابدار سے زیر نہ ہوتا اور
نہ نقابدار رستم سے زیر ہوتا کیونکہ نقابدار مین قوت اصلی نہین ہی اسکو حکیم طرطوس بابانی نے اپنے
علم حکمت کی رو سے زور دیا ہی اور اسکی موت کا ایک تیغہ بنا کر رکھا ہی جسوقت تک وہ تیغہ نہ ہاتھ
آئیگا اور طلسم طرطوسیہ نہ ٹوٹے گا اسوقت تک اس نقابدار کا ہلاک ہونا دشوار ہی کہ سوا اس تیغہ
کے اسکی موت نہین ہی اور یہی ایک در بند طلسم طرطوسیہ کا ہی جو حکیم طرطوس بابانی نے نقابدار
کے نام پر قائم کیا ہی اول لوح حاصل کرنا چاہیے بعد اسکے طلسم توڑ کر تیغہ دستیاب ہو جب یہ نقابدار
قتل ہو گا ایرج نوجوان نے کہا کہ مین نے آجتک کوئی طلسم فتح نہین کیا نہ مین حالات طلسم سے
واقف ہون اور نہ یہ معلوم ہی کہ طلسم طرطوسیہ کس مقام پر ہی شاہ صاحب نے ایک پرچہ ایرج
نوجوان کو دیا اور فرمایا کہ اسکو خضر راہ سمجھو چلتے وقت اس پرچہ کو ہاتھ مین لیکر رہنا تمھین یہ معلوم
ہوگا کہ کوئی شخص آگے آگے چلا جاتا ہی جسطرف اسکے چلنے کی آہٹ پانا اسیطرف خود بھی چلے جانا
تاکہ منزل مقصود پر پہونچکر وہ آہٹ موقوف ہو جائیگی وہان جیسے عنوان پیش آئین اسکے
موافق تدبیر کرکے لوح حاصل کرنا اور اب غلطی نہ کرنا کیونکہ اب میرا آنا ممکن نہین ہی چلہ میرا یہان آنے کی
وجہ سے ٹوٹ گیا ہی اب اسے پھر سے شروع کرونگا اسلیے زمانہ قریب ہی کہ آفتاب جادو اور
مہ جبیں آفتاب پرست سے تمکو مقابلہ کرنے پڑین اسوقت آفتاب جادو لشکر کو تمھارے اپنی
شعاعون سے جلائے گا اور برباد کریگا اسوقت میرا بیٹھنا ضروری ہی یہ فرما کر ایک نامہ نقابدار بادلپوش
کو لکھا مضمون نامہ کا یہ تھا کہ بالفعل ایرج نوجوان مبتلائے رنج و الم ہی صدمہ فرزند سے حواس
درست نہین ہین لہذا آٹھ روز کے طبل جنگ بجا کر مقابلہ کرنا جسوقت یہ نامہ نقابدار کو پہونچا

اُسنے کہا مجھے منظور ہے کیونکہ اسکو یہ غرور ہے کہ مجھے تو کوئی زیر نہیں کر سکتا نکولی حربہ مجھپر کارگر ہو سکتا
ہے اب نقابدار بادل پوش تو وقت کا منتظر ہو کر بیٹھا ہے اور نقابدار سرخپوش پہنچنے ایرج نوجوان پریزاد کی
رہبری پر جانب طرطوسیہ روانہ ہوتے ہیں اور درویش دریدہ دامن اپنے مسکن کی طرف چلتے ہیں کہ اب
انکا حال آیندہ بیان کیا جاے گا۔

اب بیان سے پھر داستان نقابدار یاقوت پوش کی آغاز ہوتے ہیں

کرول آرائے جادو نے اُنکو قفس سحر میں بند کرکے باغ شبستان کی جانب روانہ کیا تھا راوی بیان
کرتا ہے کہ جسوقت قفس نقابدار سرخپوش کا باغ شبستان میں پہونچا اور ایک درخت میں لٹکا دیا گیا
تو دیکھا کہ ایک قفس اور بھی لٹکا ہوا ہے اور اسمیں ایک بلبل بند ہے اور گرد قفس ہزار بلبلوں کا ہجوم ہے جسوقت
قفس نقابدار کا لٹکایا گیا تو وہ بلبلیں در فریاد کرنے لگیں گویا اپنی زبان میں اپنے ہم قفس کی اسیری کا
رنج ظاہر کرتی تھیں اور وہ بلبل جو بے آشیان جو اسیر قفس تھی وہ بھی بہت تڑپی اور ان اسیران قفس کو دیکھکر
یہ حال ہوا کہ قریب تھا بلبل روح قفس تن سے پرواز کر جائے مگر زبان حال سے گویا یہ شعر ورد زبان
کرتی تھی ؎ یہ کہکر رہ گئی بلبل قفس میں ✽ ہم و مرغ چمن کس کے بس میں ✽ لیکن ملکہ شرارہ جادو نے
جسوقت سے نقابدار سرخپوش کے جمال پرملال کو دیکھا ہے دل ہاتھ سے جاتا رہا ہے اور اضطراب اسکا بے انتہا
ہے بار بار یہ شعر ورد زبان کرتی ہے ؎ کیا ہی قسمت میں لکھا تھا قاتل پرشیدا ہی ہوں ✽ ظلم یہ ظلم نہ کرا سے
گردون جان بھی دیں رسوا بھی ہوں ✽ کبھی کہتی تھی ؎ عاشق بدنام کو پروا ہے ننگ و نام کیا ✽ آپ
ہو ناکام ہو اسکو کسی سے کام کیا ✽ کبھی کہتی تھی کہ واہ اے دل ناداں تو کسکا شیفتہ ہوا ہے جو دشمن
جانی ہے کہ اگر اسوقت وہ رہا ہو جائے تخت الٹ دے سلطنت مٹا دے اور اگر اسیر رہے تو مجکو صدمہ
فرقت سے تڑپا تڑپا کر ہلاک کرے اب نہ تو یہ ممکن ہے کہ اپنے یار جانی کو اسیر نہ بہ تردد رہنے دیں اور
نہ یہ ہو سکتا ہے کہ اسے رہا کرنے کی کوشش کریں اور باپ کی سلطنت سواد میں پھر آیندہ یہی امید نہیں
کہ ہمیں کیونکر پیش آئے غرضکہ یہ ابھی انجمن میں مسہری پر لیٹی ہوئی کروٹیں بدل رہی تھی کہ اتنے میں وزیرزادی
اسکی لیٹے ملکہ سمن ناز ک قدم آئی اور کہا ملکہ واری جاؤں مزاج کیسا ہے آج تو خلاف وقت آپ
لیٹی ہوئی ہیں بھلا کبھی بھی آپ نے شام سے آرام کیا ہے ملکہ شرارہ جادو نے کہا کہ ای نسیم آج کچھ طبیعت
میری نادرست ہے حرارت سی معلوم ہوتی ہے سر میں درد ہے دل بیٹھا جاتا ہے نسیم نازک قدم نے
کہا کہ چلیے سیر باغ کیجیے صحبت عیش و نشاط آراستہ کیجیے شغل گانے ناچ کا ایسا ہے کہ غم غلط کرتا ہے
فکروں کو دور کرتا ہے شرارہ جادو نے کہا کہ ای نسیم یہ غم ایسا نہیں ہے جو دور ہو نہ ایسی فکر ہے جو
دفع ہو سکے نسیم نازک قدم نے کہا کہ ای ملکہ آپ ایسی دانا اور ہوشیار ہو کر ایسی بات فرماتی ہیں بھلا
کون سا ایسا غم ہے جو مٹ نہیں جاتا اور کون سی ایسی فکر ہے جو دور نہیں ہو سکتی مگر تاوقتیکہ معلوم
نہ ہو کیا انتظام ہو سکتا ہے شرارہ جادو نے جواب میں یہ شعر پڑھا ؎ مرا سوزیست اندر دل اگر گویم
زبان سوزد ✽ وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد ✽ ابھی تک تو نسیم نازک قدم اور کچھ بھی
سمجھی کہ زمانہ پر آشوب ہے طلسم کشا نے دو مرحلے شکست کر دیے آپ کے اگرچہ اسیر ہوا ہے تاہم یہ خوف ہے

کہ کوئی پدر دگار اسکا نہ پیدا ہوا انھین اندیشون مین ملکہ گھری ہوئی ہے لیکن جسوقت یہ شعر ملکہ کی زبان سے
سنا تو شمیم نازک قدم نہایت پریشان ہوئی اور کہا کہ ملکہ تو آپ نے ایک شعر پڑھا کچھ جی چاہتا ہے پھر
پڑھیے شرارہ جادو نے کہا تو کیا تھی جو تعریف کی شمیم نازک قدم نے کہا کہ اب کل الفاظ تو مجھے یاد نہین
پھر پڑھیے تو معنی اسکے بیان کرون شرارہ جادو چونکہ شمیم نازک قدم سے نہایت محبت رکھتی ہے اور شمیم کو
بھی نہایت انس ملکہ کے ساتھ ہے ملکہ کوئی راز اپنا شمیم پر پوشیدہ نہین رکھتی مگر یہ راز ایسا تھا جسکے بیان کرنے
مین شرم دامنگیر تھی حجاب مانع تھا اسوجہ سے ملکہ نے شعر پڑھکر اشارہ مطلب اپنا ادا کیا تھا جسوقت دوبارہ
شعر پڑھا تو شمیم نازک قدم مسکرائی اور کہا اے ملکہ لطف زندگی اسی مین ہے جسکو کسیکی محبت نہ ہو وہ انسان
کب ہے لیکن میرے سر کی قسم میری جان کی قسم سچ بتائیے کہ وہ کون ایسا شخص ہے جس پر آپ ایسی مغرور
عورت کا دل آگیا کہ جسکو ہمیشہ مردوں کے نام سے نفرت رہی ہر ایک پر ہنسا کرتی تھین اور کہا کرتی تھین کہ
خدا جانے ان عورتون کے کیسے دل ہوسکتے ہین جو مردون پر عاشق ہو جاتی ہین اور اونسے ہم خواب ہو کر
ملتی ہین تو خدانخواستہ بے حجابی کی نوبت تو ابھی تک نہین آئی ہے لیکن جب عشق ہوا تو ایک دن
وصل بھی ضرور ہے شرارہ جادو نے کہا کہ مجھے خود حیرت ہے مگر معلوم ہو گیا کہ عشق اختیاری چیز نہین ہے خدا نکرے
کہ دل آجائے پھر طبیعت کا رنگ کا اپنے امکان مین نہین رہتا ہے اور طرہ اسپر یہ کہ دشمن سے دوستی پیدا
ہوئی ہے ملک لوٹ پر دل آیا ہے غرضکہ ہر طرح سامان بربادی کے ہین اے شمیم نازک قدم مجھ ایسی سنگدل
اور مستقل مزاج عورت کہ تو خوب جانتی ہے مگر روتے نہین بنتی ہے کہ کیا کرون اور کیا نہ کرون شمیم نازک قدم نے
کہا کہ برائے خدا نام تو بتائیے کہ وہ کون شخص ہے جسکی محبت نے آپکو یون بے قابو کر رکھا ہے اور پھر آپ سے آپ
دشمن بھی بتاتی ہین یہ معاملہ سمجھ مین نہین آتا شرارہ جادو نے کہا کہ مین دربار بادشاہ مین بیٹھی تھی جو
دل آرام جادو ایک قفس لیے ہوئے آئی اور اسمین دو طائر قید تھے معلوم ہوا کہ انمین سے ایک
طلسم کشا اور دوسرا اسکا عیار تھا مین نے کہا یہی صورت ان دونون کی دیکھونگی دل آرام جادو نے
سحر اپنا اتار لیا اسوقت صورت اصلی طلسم کشا کی دیکھی اے شمیم نازک قدم مین نے ایسے حسین مرد آجتک
نہ دیکھے تھے اور وہ سطوت و جلال چہرے سے ظاہر تھا کہ اہل دربار تھرا رہے تھے باوجودیکہ وہ قید تھا اور کوئی
اختیار اسکا نہ تھا جب مین اسے دیکھ چکی تو دل آرام جادو نے سحر کرکے اسکو طائر بنا دیا اب وہ قفس
دل افشان جادو کے قریب لٹکا دیا گیا ہے اور سنبل گیسو دراز اسکے لیے نگہبان مقرر ہوئی ہے جو باغ شفتابان
بہار کی مالک ہے یہ سنکر شمیم نازک قدم نے انگشت حیرت دانتون مین دبائی اور کہا ملکہ یہ کیا کہتی ہو تم
طلسم کشا پر عاشق ہوئی ہو کیا کوئی اور مرد دنیا مین لائق تمھارے نہ تھا ملکہ نے کہا اے شمیم تو مین پہلے ہی
کہہ چکی کہ دل کا آنا اختیاری چیز نہین ہے بقول شاعر ؎ عشق کا اندوہ ولادوا ہے کم نہین ؛؛ دل
کا آجانا بھی پیغام قضا سے کم نہین ؛؛ ہر چند کہ مین نادان نہین ہون اور نشیب و فراز دنیا کو اچھی طرح سمجھتی
ہون مگر کیا کرون دل سے مجبور ہون شمیم نازک قدم کچھ دیر تک خاموش بیٹھی رہی بعد اسکے کہا کہ ایک بات
میرے ذہن مین آئی ہے کہ نہ سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے وہ یہ ہے کہ لقا جلد سے اقرار لین کہ وہ بادشاہ طلسم
سے عرض نکرے اور تمھارے ساتھ شادی منظور کرے تو اسے طلسم سے رہا کردین صورت اسکی یہ ہے کہ کوئی
طلسمی فکر کرکے آئینہ جادو و طلسم کشا کے حوالے کردین اسوقت کسی ساحر کی مجال نہ ہوگی کہ آکے روک لیگا

اور اسی ہنگامہ میں کسی ساحر مردہ کو اپنی صورت بنا کر یہاں ڈال دینگے اور آپ طلسم سے نکل جائیے یہ سنکر
ملکہ شرارہ نے اس رائے کو پسند تو نہ کیا مگر یہ کہا کہ طلسم کشا کو ایسی کیا غرض پڑی ہے کہ وہ یہ شرطیں منظور
کریگا اور پھر لوح کا حاصل کر کے نقابدار تک پہونچانا بھی کیا آسان امر ہے ملکہ نسیم نازک قدم نے کہا ؎
مشکلے نیست کہ آسان نشود ۔ مرد باید کہ ہراسان نشود ۔ اے ملکہ اگر منظور ہے تو ہمت کو نہ ہارو کوشش سے
کچھ ہو سکتا ہے اور نہیں تو کچھ بھی نہ ہو سکے گا اتنے وقت کو غنیمت جانو جبکہ مدت قید کی تمام ہو جائیگی
تو فوراً نقابدار قتل کر ڈالا جائیگا اسوقت سوا افسوس کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا خدا جانے پھر تمہاری
کیا حالت ہوگی یہ سنکر شرارہ جادو نے کہا کہ اگر تمسے ہو سکے تو کر دیں مانع نہیں ہوں لیکن میری تباہی
و رسوائی کا خیال رکھنا نسیم نازک قدم نے کہا کہ حتی الامکان تو ہر پہلو کا خیال رکھونگی آئندہ تقدیر
ہے اگر قسمت ہی میں رسوائی ہے تو کوئی بھی نہیں روک سکتا ہے غرضکہ ملکہ تو بیمار محبت بنکر سہری پر لیٹی ہے
اور نسیم نازک قدم قصر ملکہ شرارہ جادو سے نکلکر جانب دربند سوم روانہ ہوئی کہ جہاں پر چشمہ ہے اور
لوح طلسمی چشمہ میں پھینکدی گئی ہے مالک یہاں کا نہنگ ماہی گیر جادو ہے کہ اسنے اپنے سحر سے اس
چشمہ کو تیار کیا ہے اور خود نہنگ بنا ہوا اسمیں پھرا کرتا ہے حال اس مرحلہ کا مفصل شکستہ ہونے کے
وقت بیان کیا جائیگا بالفعل حسب ضرورت بیان کیا گیا جسوقت ملکہ نسیم نازک قدم قریب چشمہ کے
پہونچی اسنے ایک رقعہ تحریر کیا اور اسپر مہر ملکہ شرارہ جادو کی ثبت کر کے چشمہ آب میں پھینکدیا یہ
مہر چلتے وقت شرارہ جادو سے اسنے مانگ لی تھی اور اسکا اسقدر اعتبار ملکہ کو تھا کہ ملکہ نے بخوف مہر
اسکے حوالے کر دی تھی جسوقت کہ رقعہ سطح آب پر گرا نہنگ پیدا ہوا اور رقعہ کو نگل گیا مضمون
رقعہ کا یہ تھا کہ اے نہنگ ماہی گیر جادو سخت میں بیمار ہو گئی ہوں اور علالت میری بڑھتی جاتی ہے لہذا
اگر تم مہربانی کر کے لوح مجھے بھیجدو گے تو میں تندرست ہو جاونگی یہ مضمون رقعہ کا نہنگ ماہی گیر
جادو نے پڑھا اور جواب تحریر کر کے رقعہ بیرون آب پھینکدیا دیکھا ملکہ نسیم نازک قدم نے کہ رقعہ
میں یہ تحریر ہے کہ اے ملکہ آفاق آپ جانتی ہیں کہ میں ایک مدت سے تمنائے دیدار رکھتا ہوں اور کچھ
اس سے بھی زیادہ تمنائیں میرے دل میں بھری ہوئی ہیں انکا بیان کرنا سوے ادب ہے لہذا اگر
اس خدمت کے عوض میں آپ تصویر اپنی مجھے بھیجدیجئے تو کیا مضائقہ ہے کیونکہ بقول شاعر ؎
چھیڑ خوبان سے چلی جائے اسد ۔ گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی ۔ میں بسبب اسکے حاضر ہونے سے
قاصر ہوں کہ زمانہ پر آشوب ہو رہا ہے دو دربند شکستہ ہوگئے اب دہان اجل میں بیٹھا ہوں اور لوگ
اگر میں تو میرے بعد میں کیا معلوم میرے یہاں سے جانے میں کیا خرابی پیدا ہو یہ جواب نامہ کا دیکھکر
ملکہ نسیم نازک قدم نے یہ جواب تحریر کیا کہ اے نہنگ ماہی گیر ملکہ کی حالت اس قابل نہیں ہے کہ علاج
میں دیر کیجائے اور نہ یہ وقت اظہار تمنا کا ہے اگر تجھے محبت ملکہ کی ہے تو لوح بھیجدے جسوقت ملکہ صحیح
وسالم ہو جائیگی خود انکے دل میں جگہ پیدا ہوگی کہ ہمارے ساتھ فلان شخص نے کیا نیکی کی ہے اسوقت
تم جو کہو گے یقین ہے کہ ملکہ منظور کریں گی اور تصویر تو ملکہ کی میں تمہیں لا دونگی یہ کوئی ایسی بڑی بات
نہیں ہے جسوقت یہ مضمون نہنگ ماہی گیر جادو نے دیکھا نہایت خوش ہوا اور دل میں سوچا کہ
نسیم نازک قدم سچ کہتی ہے یہ وقت اظہار تمنا کا نہیں ہے اسنے فوراً لوح طلسمی باہر چشمہ سے پھینکدی

اور کہا اے شمیم نازک قدم ہماری عزت کا خیال رکھنا ایسا نہ ہو کہ یہ راز کسی پر ظاہر ہو جائے تو عتاب
شاہی نازل ہو شمیم نازک قدم نے کہا کہیں ایسا ہو سکتا ہے تم اطمینان رکھو یہ کہکر وہاں سے باغ ملکہ کی جانب
روانہ ہوئی اور دل میں کہا کہ او نگوڑی اپنے مالک کی دختر کیطرف بد نیتی دیکھ تو کیسا مزہ چکھاتی ہوں یہ کہتی
ہوئی دوسرے روز خدمت میں ملکہ کی پہونچی اور سارا حال بیان کرکے لوح دکھائی ملکہ شرارہ جادو
اٹھ بیٹھی اور کہا کہ تیرا بڑا دیدہ ہے جو اتنا بڑا کام تو فریب سے کر لائی کہا اے ملکہ آخر فن عیاری جو میں نے حاصل
کیا ہے تو کس روز کے کام آئیگا ملکہ نے کہا اب کیا کرو گی کہا دیکھتی جائیے کہ ہوتا کیا ہے اب آپ اتنا
کیجیے کہ جب بادشاہ آپ سے پوچھے کہ کیا واقعہ تھا تو بیان کر دیجیے گا کہ میں راستے سیر طلسم گئی تھی جو قریب
قریب دربند کے پہونچی تو ننگ ماہی گیر پانی سے نکلا اور کہا اے ملکہ آپ سے ایک کام ہے ذرا یہاں
آیئے میں قریب اسکے گئی تو ننگ ماہی گیر نے عشق کا اظہار کیا اور کہا کہ اگر تم وصل میرے ساتھ منظور کرو گی
تو اتنا جان لو کہ اب طلسم آتش فشان میرے اختیار میں ہے یہی لوح طلسمی میرے پاس ہے میں طلسم کش
ے ملکہ تمھارے باپ کو قتل کر دونگا لوح طلسمی اسکو دیدونگا اسکے بعد تجکو میرے ساتھ شادی
کرنا ہوگی اور طلسم کشا تک رسائی بہت آسان ہے اسلیے کہ سنبل کشادہ مو میری بہن ہے جو باغ
شمشتان کی مالک ہے وہ مجھ سے زیادہ تمھارا خیال نکرے گی یہ سنکر میں جھوٹے سچے وعدہ دیکے اسکا
اطمینان کر کے چلی آئی اور اسنے بجبر تصویر مجھ سے لی وہ اسکے پاس موجود ہے یہی دلیل ہے اسکی بد طینتی
کی بعد اسکے میں نے اپنی وزیرزادی شمیم نازک قدم سے ذکر کیا شمیم چونکہ فن عیاری میں بے نظیر ہے
لہذا وہ لوح طلسمی کسی مکر سے حاصل کر لائی لوح میرے پاس موجود ہے یہ سنکر شرارہ کے ہوش اڑ گئے
اور کہا کہ تو بڑی مکارہ ہے اور ترکیب تو نے وہ نکالی کہ بھید کھلنا ممکن ہی نہیں غرضکہ اب شمیم نازک قدم
خدمت بادشاہ میں حاضر ہوئی اسطرح کہ بال پریشان چہرہ اداس سانس پھولی ہوئی بادشاہ نے
فرمایا کہ کیوں خیریت تو ہے تو اسقدر گھبرائی ہوئی کیوں ہے شمیم نازک قدم نے عرض کی کہ حضور جو اس بیچ میں
ہے کیا بیان کروں بادشاہ نے کہا کہ میرے سوا دربار میں تجھے کسکا خوف ہے جو اسقدر تھرا رہی ہے
شمیم نے عرض کی کہ حضور کا خوف ہے اور داب شاہی مانع ہے بادشاہ نے کہا جو امر خیر خواہی کا ہے اسکے
کہنے میں خوف نکر کہنا کہنے سے زیادہ بڑا ہے شمیم نے گردن نیچی کر کے عرض کی کہ جب
شاہزادیوں کا ادب اٹھ گیا اور خوف بادشاہ کا جاتا رہا تو ہماری عزت تو جا چکی بس یہ سنکر چہرہ
بادشاہ کا غصہ سے سرخ ہو گیا اور کہا کہ صاف مفصل کیوں نہیں بیان کرتی شمیم نازک قدم اور تھر تھرانے لگی
اور عرض کی کہ حضور جتنا واجب تھا وہ بیان کر دیا اب مفصل حال ملکہ شرارہ جادو سے پوچھیے جنکا
واقعہ ہے میری مجال نہیں ہے کہ تفصیل اس اجمال کی کر سکوں یہ سنکر بادشاہ نے ملکہ کو طلب کیا اسی وقت
شرارہ جادو حاضر ہوئی اور گردن جھکا کر سامنے بادشاہ کے کھڑی ہوئی بادشاہ نے پوچھا کہ تمھارا
کیا واقعہ ہے بیان کرو ملکہ نے سب باتیں لکھکر پیش کر دیں کہ بیان کرنے میں حجاب مانع تھا جسوقت
بادشاہ نے نظر ڈالی اور تمام تحریر کو پڑھا جسمیں بد نیتی ننگ ماہی گیر جادو کی تحریر تھی اور حال تصویر
کا بھی مرقوم تھا فوراً آدرسے جادو کو طلب کیا اور حکم دیا کہ جاؤ اور ننگ ماہی گیر کو گرفتار کر کے
لے آؤ اور سنبل کشادہ گیسو کو بھی گرفتار کر لاؤ اور باغ شمشتان میں اپنی جانب سے نگہبان مقرر کر دو یہ سنکر

دل آرائے جادو پیر پرواز پیدا کرکے آڑی اور بذریعہ سحر صورت اپنی ملکہ شرارہ جادو کی بنائی اور کنارہ
آب پر پہونچکر جو صورت اطلاع دینے کی معمول تھی اسطرح اطلاع دی کہ نہنگ ماہی گیر جادو
چشمہ سے باہر آیا اور کہا بلائین لون ملکہ تم کہان دل آرائے جادو نے کہا کہ تمہاری محبت یہان تک
کھینچ لائی اور اسی باعث سے تنہا آئی ہون یہ سنکر نہنگ ماہی گیر نہایت خوش ہوا کیونکہ یہ ہوس
اسے بھی تمنا اسکے دل مین تھی کہا پھر میرے قصر مین چلیے کیونکہ یہ مقام ٹھہرنے کا نہین ہے دل آرائے
اسکے ساتھ ہولی نہنگ ماہی گیر جادو دل آرا کو اپنے ساتھ لیے ہوئے قصر مین آیا جو مقام اسنے اپنی
آسایش کا بنایا تھا اور ہر طرف تصویرین لگا کر اسکو سجا رکھا تھا تو اپنی مسہری کی چھت مین تصویر ملکہ
شرارہ جادو کی نصب کی تھی پس جس وقت دل آرائے جادو کو یقین ہوگیا کہ بیشک یہ ملکہ پر عاشق
ہے جو کچھ حال ملکہ نے تحریر کیا ہے سب صحیح ہوگا پس فوراً اسنے کچھ اسم سحر پڑھا کہ چار تیلیان اس
سحر سے پیدا ہوگئین کہا باندھ لو مشکین اس نمک حرام کی پس وہ چارون تیلیان نہنگ ماہی گیر جادو سے
لپٹ گئین اور جلدی جلدی مشکین اسکی کس دین نہنگ ماہی گیر حیرت مین ہے کہ مجھ سے کیا قصور ہوا
یہ تو اسوقت خود ہی آئی تھی کہا اے ملکہ آفاق یہ کس خطا پر آپکو غیظ آیا دل آرائے جادو نے کہا کہ
مین ملکہ نہین ہون تم دل آرائے جادو مجھے بادشاہ نے تیرے دریافت حال اور گرفتاری کے واسطے
بھیجا تھا اسنے کہا کہ میرا کیا قصور ہے اور ایسی کون سی مجھ سے خطا ہوئی ہے جسکے عوض مین مین اس
ذلت و خواری سے طلب کیا گیا ہون دل آرائے جادو نے کہا کہ اب یہ بادشاہ کے سامنے معلوم ہوگا
یہ کہکر اسکو ہمراہ اپنے لیکر باغ شبستان مین آئی اور سنبل کشادہ گیسو سے ملاقات کی اور کہا
کہ اے سنبل زمانہ پر آشوب ہے اور آثار بربادی طلسم پائے جاتے ہین لہذا مین تو طلسم سے کنارہ کش
ہوتی ہون جب میرا کہا سنا معاف کرنا کیونکہ زندگی کا کوئی بھروسا نہین ہے آج بادشاہ نے تمہارے
بھائی کو قتل کروا لوح طلسمی چھین کر اپنے پاس رکھی ہے لہذا میری تو یہ رائے ہے کہ اگر بادشاہ نے
لوح ہماری تمہاری حفاظت مین دی تو خیر ورنہ ہم تو طلسم مین نہ رہونگی اسواسطے کہ اگر لوح
میرے پاس ہوگی تو ایک قسم کا دباؤ بادشاہ پر رہیگا کہ ایسا نہو یہ طلسم کشا سے ملجائے ورنہ جس
نہنگ ماہی گیر کے جسکی طرف سے بدگمان ہوگا اسے قتل کروا دیگا اور نہنگ ماہی گیر ایسا [illegible]
تھا کہ اسنے لوح دے دی ہوتی کبھی نہ دیتے اور طلسم کشا کو اپنا شریک کرکے ضرور بادشاہ سے لڑتے پس
یہ سنکر سنبل کشادہ گیسو نے کہا کہ اے دل آرائے جادو ؎ دو دل یک شود بشکند کوہ را ؛ پراگندگی
آرد انبوہ را ؛ اگر یہی ارادہ ہے تو مین تمہاری ہر طرح سے شریک ہون قیدی میرے اختیار مین ہین لوح
پر تم قبضہ کرو اور ضرور بادشاہ سے لڑو اسواسطے کہ مین قصاص اپنے بھائی کے خون کا بادشاہ
سے ضرور لونگی جب فتح ہو جائے طلسم کے طلسم کشا ہماری تمہاری بہت عزت کریگا اسلیے کہ قدر دان
احسان فراموش نہین ہوتے ہین جو تھوڑی سی اعانت انکی کرتا ہے انکے ہر طرح شریک رہتے ہین
یہ سنکر دل آرائے جادو نے اسکے دل کا بھید بھی دریافت کرلیا اور کہا اے سنبل کشادہ گیسو کیا اچھے
تمہارے بال ہین تم در حقیقت اسم بامسمی ہو یہ کہکر اسکے بال پکڑ کر کچھ اسم سحر پڑھکر دم کیا کہ دونون
لٹین بالون کی اسکے بازؤن مین لپٹ گئین اسنے کہا کیون بہن یہ کیا پس دل آرائے جادو

پکڑ کر اُٹھ کھڑی ہوئی اور پکاری کہ اے سنبل کشادہ گیسو بس خیریت اسی میں ہے کہ یہان سے خدمت
بادشاہ مین چل ورنہ بہت بُری طرح پیش آؤنگی سنبل کشادہ گیسو نے ہرچند سوچے مگر کچھ نہ ہوسکا
اسلیے کہ پاس دل آرائے جادو کے خاک قبر جمشید کی تھی وہ اسنے دلون مین سنبل کے ڈالدی
اور یہ ساحرہ بھی زیر دست ہوگئی غرضکہ دل آرائے جادو نے نہنگ ماہی گیر کو تو پہلے ہی
چیلہائے طلسمی کے ہاتھ روانہ کر دیا تھا سنبل کشادہ گیسو کو مقید کیے ہوئے خود لیکر چلی اور
خدمت بادشاہ طلسم مین حاضر ہوئی اور سارا ماجرا بیان کیا کہ مینے اسطرح دو سرکش ان لوگون
کے دلون کا حال دریافت کیا بس یہ سنکر بادشاہ نے حکم قتل دیدیا بسبب غم و غصہ کے بادشاہ
کو یہ خیال نہ رہا اسکے مرنے سے مرحلہ آب اور مرحلہ شبستان برباد ہو جاینگے قیدی چھوٹ جائینگے
فوراً دل آرائے جادو نے ان دونون کو قتل کیا بس نہنگ ماہی گیر جادو کے مرنے سے مرحلہ آب
شکستہ ہوگیا چشمۂ سحر ناپدید ہوگیا اور سنبل کشادہ گیسو کے مرنے سے باغ شبستان تاراج ہوگیا
اور گل افشان جادو قید سے رہا ہوئی جسقدر اہل لشکر اسکے طائر بنے ہوئے تھے سب انسان
ہوگئے اور لقا بدار سرخوش اور عیار لقا جو کہیں رہا ہوئے ایک نے دوسرے کو پہچانا اور لقا بدار
سے اشارہ کیا کہ نکلو میری زبان سے نکال لو لقا بدار نے دوڑ کر نکالا کھینچ لیا گل افشان جادو غش کھا کر
گر پڑی اور کنیزون نے دوڑ کر سنبھالا لیکن عیار لقا بدار نے کہا کہ یہ کیا ہو گیا جو ہم سب از خود
رہا ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مرحلہ شکست ہوا اور مالک یہان کا مارا گیا اسی شہر سے اب یہان سے
جلد نکل چلیے اور فکر لوح کیجیے لقا بدار نے کہا اب مین گل افشان جادو کو ایک دم نہین چھوڑ سکتا
کہ وہ بیہوش پڑی ہے جسوقت ہوش مین آئیگی تو کیا کہین گی کہ ہمین ایسی حالت مین چھوڑ کر چلے گئے
عیار لقا بدار نے کہا کہ اچھا مین تلاش مین جاتا ہون عیار نے تو راہ صحرا کی اختیار کی اور لقا بدار
یاقوت پوش نے تکیہ خدا پر کر کے سر حامہ گل افشان جادو کا اپنے زانو پر لیا کنیزین ہر چہار جانب سے
گھیر کر کھڑی ہوئین یہان تو یہ حالت ہے اور وہان بادشاہ طلسم نے لاشین ان دونون ساحرون کی تشہیر ہونیکا
حکم دیا تاکہ اہل طلسم کو عبرت ہو اور آیندہ کسیکو بغاوت کرنے کی جرأت نہو لیکن دل آرائے جادو نے
بادشاہ سے کہا کہ قیدی تو چھوٹ گئے ہونگے اسلیے کہ مالک زندان ہلاک ہوئے بادشاہ بولے کہ کچھ پروا
نہین ہے اسلیے کہ طلسم کشا سحر نہین جانتا اور لوح اسکے پاس نہین ہے جسوقت چاہینگے گرفتار کرلینگے
اور گل افشان جادو چندون کے واسطے ناکارہ ہے سحر اسکے کیوان تاجدار نے بیکار کر دیے ہین اسے
چند روز صبر سے محنت کرے اور ریاضت پائے تو قوت پیدا ہوسکتی ہے ورنہ گل افشان جادو بھی مثل ان لوگون
کے ہے جو سحر سے ناواقف ہین دل آرائے جادو نے کہا کہ وہ کچھ ہی سہی مگر دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد
گرفتار کرلینا قیدیون کا ضروریات سے ہے یہ سنکر بادشاہ طلسم نے ایک ساحر کو حکم دیا کہ جا کر زندان
تیار کرو اور قیدیون کو اُسمین بند کرو نام اس ساحر کا آبریز جادو تھا یہ اسیوقت جانب باغ شبستان
روانہ ہوا اس سے قبل شمیم نازک قدم نے ملکہ شرارہ جادو سے کہا کہ مین ملکہ گل افشان جادو
اور طلسم کشا کو لیے آتی ہون کہ میدان خالی ہے اور ان دونون کے مقام پر اور دو قیدی بٹھا کے آتی
ہون یہ کہکر روانہ ہوئی اور لوح طلسمی اپنے ہمراہ لیتی گئی دریا دار کوئی اتار پڑے اسنے دیکھا کہ دو ساحر

دیکھے یقین کر رہے ہیں کہ اب زمانہ نازک ہے اور طلسم کی بربادی کے آثار پائے جاتے ہیں اسلیے کہ
دو مرحلے طلسم کشا نے شکست کیے اور دو مرحلے کو بادشاہ نے شاد ویلہ اب صرف تین مرحلے
باقی رہگئے ہر چند کہ یہ سب انتظام حفاظت طلسم کی غرض سے کیے گئے ہیں مگر جب زمانہ بربادی کا آتا ہے
تو کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی ہے بلکہ ہر تدبیر اُلٹی پڑتی ہے لہذا اب اس طلسم میں رہنا اچھا نہیں ہے یہ باتیں
سنکر ملکہ شمیم نازک قدم نے صورت اپنی ایک جوہری کی بنائی اور قریب ان دونوں کے آکر
سلام کیا انھوں نے کہا کہ تم کون ہو جواب دیا کہ میں جوہری ہوں اس طلسم میں رہکر بہت کچھ پیدا
کیا مگر اب زمانہ پرآشوب ہو رہا ہے میرا قصد ہے کہ سکونت یہاں کی ترک کروں اور کہیں اور گھر دیکھوں
لیکن مجھکو بیرون طلسم جانے کا راستہ نہیں معلوم اگر کوئی شخص مجھے راستہ بتا دے تو میں اُسکے
ساتھ ایسا سلوک کرونگا کہ زندگی بھر کو یاد کریگا اُن ساحروں نے کہا کہ ہمیں کیا دوگے اگر تمھیں طلسم
کے باہر پہونچا دیں اس جوہری نے ایک ڈبیا نکالکر دی کہ اسے کھولو اسمیں جواہر بیش بہا ہیں یہ سنکر
انمیں سے ایک نے ڈبیا لیکر کھولی دوسرے نے بھی منہ قریب کیا کہ دیکھوں کیسے جواہر ہیں ڈبیا
کھلتے ہی بقہ بیہوشی اُڑا اور یہ دونوں چھینک مارکر گرے الغرض شمیم نازک قدم پریشان کھڑی ہے
کہ دونوں ساحروں کو کیونکر لیجاؤں کہ دیکھا سامنے سے ایک جوگی اک تارا بجاتا چلا آتا ہے شمیم نازک قدم نے
جوگی کو آواز دی کہ یہاں آؤ وہ جوگی قریب آکر شمیم نازک قدم کی طرف غور سے دیکھا شمیم نے
کہا کہ میاں صاحب یہ دونوں میرے ملازم تھے نہیں معلوم انکو کیا مرض ہوا کہ دفعتًہ گر پڑے ایک کو
میں اٹھاتا ہوں ایک کو آپ لیجیے ذرا تھوڑی دور پہونچا دیجیے کہ کار ثواب بھی ہے اور اسکے عوض
میں ایک اشرفی آپکی نذر کرونگا جوگی سمجھ گیا کہ یہ کوئی عیار ہے اور ان دونوں کو کسی مصلحت سے بیہوش
کیا ہے جوگی نے بے تکلف پشتارہ باندھ کر اٹھا لیا اور ایک کو شمیم نازک قدم نے لیا اور آگے شمیم نازک قدم
پیچھے جوگی دونوں اسی مقام پر آئے جہاں پر کنیزیں ملکہ گل افشان جادو اور نقابدار کو گھیرے
ہوئے بیٹھی تھیں اب ملکہ کو بھی ہوش آیا ہے اور اٹھکر بیٹھی ہے نقابدار سے کہ رہی ہے کہ اے شہریار آپنے
حق محبت ادا کیا کہ یہانتک آئے اور میرے واسطے اپنے کو گرفتار کیا نقابدار فرماتے ہیں کہ اے ملکہ
یہ ایسی کونسی بات ہے جو قابل تعریف ہو ہاں اگر تمکو رہا کر لیتا تو لطف تھا ملکہ نے کہا کہ یہ میری تقدیر
تھی آپنے کوئی کمی نہیں کی نقابدار نے کہا کہ ان باتوں سے تو کچھ حاصل نہیں ہے اب کوئی تدبیر ایسی
کرنا چاہیے کہ پھر اسیر رہا ہو جائیں گل افشان جادو نے کہا کہ حسن عذار نے اب چھڑا دیا ہے وہی پھر چھڑا
دیگا ہم آپ تو دونوں بے بسی کی حالت میں ہیں کہ نہ آپ پاس لوح ہے نہ میرا سحر کام دے سکتا ہے اتنے میں
شمیم نازک قدم اُن کنیزوں کے گروہ میں جا پہونچی اور کہا جلد ہمیں اپنی ملکہ تک پہونچا دو کہ ہم انکی خیرخواہی
کے واسطے حاضر ہوئے ہیں اور طلسم کشا کے دوست ہیں ان کنیزوں نے کہا کہ ہم کیونکر تمھاری بات کا یقین
لائیں اسواسطے کہ یہاں سوا دشمنوں کے دوست کہاں جو دوست تھے وہ بھی اسیر ہو گئے ہاں ملکہ سے
کہ سکتے ہیں اگر وہ اجازت دیتی ہیں تو ہم لیے چلتے ہیں شمیم نازک قدم نے گھبراکر کہا کہ دیکھو ساحر برائے اسیری
چل چکا ہوگا اور قریب ہے کہ ملکہ پھر گرفتار ہو جائیں تمھارے کہنے سننے میں دیر ہوگی مجھکو قریب ملکہ کے جانے دو
ورنہ میری محنت برباد ہوگی تمھیں لقا سمجھو کہ میں کہتا ہوں صرف یہ فقیر میرے ساتھ ہے تمکو نظر آتا ہے میں

تمہارا کیا کر سکتی ہوں یہ سنکر ان کنیزوں کے بھی دل میں تسکین ہوا کہ یہ سچ کہتی ہیں غرضکہ راہ دی اور
شمیم نازک قدم قریب ملکہ کے پہونچی جوگی نے بھی پشتارہ رکھدیا اور شمیم نازک قدم نے بھی اور
ملکہ کو سلام کر کے کہا کہ بس اب جلد یہاں سے نکل چلیے دیر نکیجئے کوئی آفت نہ آئی ہوگی ہر چند کہ مجھے کام
کرنا ہو اور وہ کیا فتنہ کرتا ہو کہ کون ہے یہ تحریر میں چلکر جانے اطمینان پر یہ مجھ پیچھے لگا یہ کہکر رنگ و روغن
عیاری ملکہ صورت نقابدار اور گل افشان جادو کی بدل دی اور وہ دونوں سامنے جنکو رستے سے بیہوش
کر کے لائے تھے حلق میں لگے کہ عیاری شروع ہو دہبا اور ایک تو گل افشان جادو کی شکل بنایا دوسرے کو نقابدار
کی شکل بناکر وہاں چھوڑا کنیزوں کو یہ تسلی دی کہ تم ابھی یہیں رہو کہ یہ دونوں جب ہوش میں آئے اور سب اپنی جگہ
کے اس گل افشان نقلی کی اطاعت کرو ہم جاکر تم سب کی رہائی کی فکر کرتے ہیں یہ سب خاموش ہو گئیں اور
شمیم نازک قدم گل افشان جادو اور نقابدار سر خیبر کش کو ہمراہ لیکر جانب صحرا روانہ ہوگئی یہاں آہریز جادو
جو اکر پہنچا تو اسنے کچھ اسم سحر پڑھکر پانی زمین پر بہایا کہ وہ ایک بحر زخار بنکر موجیں مارتا ہوا چلا اور ایک
گرد ارد کی ہوا لاسے ہوا اور زادیا کہ آسمن سے پانی برسنا شروع ہوا جسپر بوند پڑگئی وہ تڑپ کر ماہی بنکیا
اور دریاے سحر میں پھرنے لگا یہانتک کہ جسقدر اسیران طلسم تھے سب مچھلی اور سنگ وغیرہ بنکر غرق
دریا ہوگئے اور اب آہریز جادو نے اس بحر سحر پر ایک پل بنایا اور ایک کشتی بناکر خود اسی کشتی میں بیٹھا
اور امتحان کے واسطے منتظر رہا کہ آیندہ روند اس پل پر سے گذریں تو تجربہ ہو جائے قضا سے کار
دو چار دہقانی اجل رسیدہ اسطرف سے آتے تھے انھوں نے خیال کیا کہ کشتی پر کون سوار ہو
پل پر سے ہوکر دریا عبور کر جائیں جیسے وہ پل پر آئے پل دو ٹکڑے ہو کر علیحدہ ہوا کہ وہ بیچارے غرق
دریا ہو گئے اور پل پھر برابر ہو گیا اب یہ تو از سر نو مرحلہ قائم کر کے یہاں مقیم ہوتا ہے اور وہاں شمیم نازک قدم
گل افشان جادو اور نقابدار اور جوگی کو ساتھ لیے ہوئے گوشہ صحرا میں آئی اور کہا کہ میں کنیز زادی
ہوں بادشاہ طلسم کی اور دختر بادشاہ کی طرف سے آپکی رہائی کے واسطے آئی تھی ہزار ہزار شکر ہو کہ
میں کامیاب ہوئی اور آپکو چھڑا لیا اب میں امیدوار ہوں کہ باغ ملکہ کی طرف سے تشریف لیچلیے اور بندہ
کو کچھ شرطیں آپ سے کرنا ہیں وہ سنیے اور اگر آپکے انکے سرانجام منظور ہو جائیں تو لوح طلسم
حاصل کیجیے اور طلسم فتح کیجیے یہ سنکر نقابدار نے گل افشان جادو کی طرف دیکھا گل افشان جادو نے
کہا کہ مجھے اسکا کوئی ملال نہیں ہے اسواسطے کہ میں آپ سے اگر محبت رکھتی ہوں تو جو امر آپکی بہبودی کا ہوگا
اسے سے خوش ہونگی ملال نکرونگی علاوہ ازیں ابھی چلکر ملکہ سے ملاقات تو کیجیے دیکھیے تو کہ پیش
کیا آتا ہے نقابدار نے کہا کہ بہتر اور اب یہ چاروں آدمی جانب باغ ملکہ شہزادہ جادو روانہ ہوے
شمیم نازک قدم نے دیکھا کہ جوگی ساتھ نہیں چھوڑتا اور جو بات ہم کرتے ہیں وہ سننے کے واسطے قریب
چلا آتا ہے شمیم نازک قدم نے ایک اشرفی جوگی کو نکالکر دی اور کہا کہ میاں اب تم جاؤ جوگی نے
کہا میں اب آپکا ساتھ کب چھوڑتا ہوں مجھے ایسے لوگ کہاں ملیں گے کہ ذرا سی محنت کے صلے میں
اسقدر دیں شمیم نازک قدم نے کہا کہ شاہ صاحب اب آپکا ٹھہرنا مناسب نہیں ہم بندہ کچھ راز کی باتیں
کرتا ہے جب زیادہ اصرار کیا تو جوگی ایکطرف چلا گیا لیکن اب کچھ حال دل آراے جادو کا سنیے کہ جب
سنبل ماہی گیر اور سنبل گیسو بھی دونوں قتل ہو چکے اور آہریز جادو اسیر زندان طلسمی ہوا

تو دل آراے جادو سے شہنشاہ بادشاہ نے کہا کہ لوح ملکہ سے طلب کر لیجیے اور اسکا بھی کوئی تدارک و انتظام
کر لیجیے تو بہتر ہو بادشاہ نے شرارہ جادو سے کہا کہ لوح تمنے کیا کی جہاں کہیں رکھی ہو وہاں
تاکہ کسی مقام پوشیدہ پر اسکو دفن کر دیں یہ سنکر شرارہ جادو گھبرا گئی کہ لوح تو شمیم نازک قدم
لیگئی ہے تاہم فقط وہ اسوقت لوح کیونکر دوں علاوہ اسکے صرف لوح کے حاصل کرنے کے لیے تو دو حطے
شکست کرا دیے اور چیز لوح دیدیں اسوقت ملکہ نے یہ کہکر ٹالنا چاہا کہ جان میری سپرد ہو وہیں
زیر زمین دفن کر دیا ہے میں جانتی ہوں اور لوح بھیجو دیتی ہوں یہ سنکر دل آراے جادو کچھ کھٹکی اور اسے
شبہہ پیدا ہوا کہا اے ملکہ عالم آپ کے تشریف لیجانے کی کیا ضرورت ہے آپ یہیں بیٹھے بیٹھے
اسکتی ہیں کسی چیلے کو بھیج دیجیے وہ جا کر اٹھا لائیگا یہ سنکر شرارہ جادو نے کہا مجھے سر میں درد ہے
میں اب جانے کو بھی ہوں لہذا چیلہ سحر بھیجنے کی کیا ضرورت ہو کسی کے ہاتھ بھیجدونگی دل آراے جادو
نے کہا کہ یہ معاملہ لوح کا ہے اور طلسم پر آشوب ہے ہر ساحر کے لانے سے چیلہ سحر کا لانا بہتر ہو گا اسپر
کوئی حکم نہیں کر سکتی اور آدمی پر ہزاروں فتنوں کے آنے کا خوف ہے ہر چند شرارہ جادو نے حیلہ حتی
کی مگر کام نہ چلا آخر دل آراے جادو نے پر پرواز پیدا کیے اور آمر نیز جادو پاس آئی کہا کہ طلسم کشا کہاں
ہے امر نیز جادو نے اسی ساحر کو دیدیا جسے شمیم نازک قدم بصورت نقابدار بناکر اور گینہ عیاری کا حلق
میں ٹھونسکر چلی گئی تھی دل آراے جادو نے فوراً اسکو قتل کر ڈالا سبحان ہے مرتے ہی ایک شور ہنگامہ
پیدا ہوا آتش بلا ہوئی برف باری ہونے لگی بعد کچھ دیر کے آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام میں بہرطلسم جادو
ہوا تب دل آراے جادو اور بھی پریشان ہوئی کہ یہ تو کوئی ساحر تھا معلوم ہوتا ہے کہ طلسم کشا کو کوئی نکال
لیگیا اور یہ کام عیار کا نہیں ہے اب تو دل آراے جادو نے ایک چیلہ موم کا بنا کر خون اپنی زبان کا اسکے
دہن میں لگایا اور کچھ اسم سحر پڑھکر پھونکا وہ انسان ہو کر تیار ہوا کہا سچ بتا کہ لوح کہاں ہے اور کسکے
پاس ہے اور طلسم کشا کو کون چرا لیگیا یہ سنکر وہ چیلہ گویا ہوا کہ اے ملکہ تو کس خواب غفلت میں لوح شمیم
نازک قدم کے پاس ہے اور شمیم نازک قدم طلسم کشا اور گل افشاں جادو کو چھپا لیگئی لیکن ابھی لوح شمیم ہی کے پاس ہے بس یہ
سنتے ہی دل آراے جادو نہایت حیران ہوئی اور اسوقت پر پرواز پیدا کرکے اوڑی اور آن واحد میں
اس مقام پر پہنچ گئی جہاں شمیم نازک قدم طلسم کشا وغیرہ کو اپنے ساتھ لیے ہوئے چلی جاتی
تھی دیکھکر دل آراے جادو نے کہ اگر میں اسی مقام پر نعرہ کرتی ہوں تو یہ لوح طلسم کشا کو دیدیگی پھر
کوئی قابو نہ چلیگا یہ پوشیدہ طور پر ساتھ ہو لی کہ جب تک اسنے لوح طلسم کشا کو کیوں نہیں دی اور
کہاں لیے جاتی ہے القصہ شمیم نازک قدم ان لوگوں کو ہمراہ لیے ہوئے داخل باغ ملکہ شرارہ جادو
ہوئی شرارہ جادو نہایت پریشان بیٹھی تھی کہ اب آنا فتنہ ہوا چاہتا ہے اور حال کھلا چاہتا ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے کہ
شمیم نازک قدم اسوقت تک نہیں آئی اسی پریشانی میں تھی کہ شمیم پہونچی سلام کیا ملکہ کی نظر جو طلسم کشا
اور گل افشاں جادو پر پڑی ملکہ نے اسے نہایت تعظیم سے عزت کے ساتھ مسند پر بٹھایا سامان ضیافت
مہیا کیا طلسم کشا نے پوچھا کہ اے ملکہ نام تمہارا کیا ہے اور میرے رہا کرانے کا کیا باعث ہے شرارہ جادو
نے کہا کہ مجھکو شرارہ جادو کہتے ہیں اور سبب آپ کی رہائی کا آپکا اقبال ہے کہ میرے دل میں آپکی
محبت نے گھر کیا لیکن شرط میری یہ ہے کہ اگر آپ میری سلطنت کو نہ مٹائیں اور دوستی و محبت کو نباہیں

تو لوح طلسم حاضر ہو اگر یہ امر منظور ہو تو آپ فتاحی طلسم کا خیال دل سے دور کیجیے اور میں آپکو
بیرون طلسم پہونچا دوں اور گل افشان جادو کو بھی آپکے ساتھ کر دوں مگر اسکا نتیجہ میرے واسطے
خرابی دکھا رہا ہے یہ سنکر نقابدار نے فرمایا کہ ای ملکہ ہم دشمن سے بھی دوستی کر جاتے ہیں نہ کہ دوست سے
دشمنی کرنا ہمارا شیوہ نہیں ہے ہمیں تمہارے ملک و مال تاج و تخت سے کوئی بحث نہیں ہے ہم فقط برائے
رہائی ملکہ گل افشان جادو آئے تھے تو گل افشان جادو کو بھی میرے ساتھ تمنے طلسم سے رہا
کر دیا لیکن اب دو امر مجھے مانع ہیں اور فتاحی طلسم پر مجبور کرتے ہیں ایک تو یہ کہ ابھی تمام لشکر ملکہ
کا طلسم میں قید ہے اسکا رہا کرنا بھی ضروری امر ہے اور علاوہ اسکے ہم یہ نہیں چاہتے کہ ہماری وجہ سے
تم کسی بلا میں پھنسو اب ساتھ دیا ہے تو پورا ساتھ دو اور ہم اسوقت یہاں سے جائینگے جبکہ تمہارے
واسطے کوئی خلش باقی نہ رہے یہ سنکر ملکہ شرارہ جادو تو نہایت خوش ہوئی اور شمیم نازک بدن
نے لوح طلسمی نکالکر پیش کی اور کہا کہ اب یہ حاضر ہے اسے قبضہ میں کیجیے اور اطمینان سے ساتھ آ بیٹھیے
دل آرائے جادو پوشیدہ طور پر یہ سب باتیں سن رہی تھی جسوقت اسنے کوئی قابو نہ پایا اور
لوح دستیاب نہ ہوئی تو اسنے آواز دی کہ ای ملکہ شرارہ جادو افسوس کہ تم دختر بادشاہ ہوکر دشمن
کی شریک ہوئیں اور انسے دوستی کی اور کچھ پاس اپنی عزت کا نہ کیا اور خداوند اکوان تاجدار
کا خوف کیا میں نے کس محنت سے اسکو گرفتار کرایا تھا جسے تمنے رہا کر دیا خیر سمجھا جائیگا یہ
سنکر دل آرائے جادو خدمت بادشاہ طلسم میں روانہ ہوئی یہاں شرارہ جادو تھر تھر کانپنے لگی
اور کہا کہ غضب ہو گیا اب میں رسوائے عالم ہو گئی اور مبتلائے بلا ہوئی نقابدار دلاور نے فرمایا کہ
ای ملکہ تم پریشان نہو اب ہماری عزت کے ساتھ تمہاری عزت ہے اور ہماری جان کے ساتھ تمہاری
جان ہے اور یہ تمکو جو اکوان و کیوان کا خوف دامنگیر ہے تو اس سے بھی اطمینان رکھو انکا خاتمہ
بھی بہت جلد ہونیوالا ہے کہ بدیع الملک برائے فتاحی [illegible] روانہ ہو گئے ہیں اب وہ بغیر
اکوان و کیوان کو قتل کیے ہوئے واپس نہ آئینگے اور وہ صاحبقران ہیں خدا انکا مددگار ہے انہیں
قبل از وقت کوئی قتل نہیں کر سکتا اس طرح کی تسلی ملکہ کو دی لیکن ساتھ ہی خیال آپکے
عیار کا آیا کہ وہ تلاش لوح میں چلا گیا تھا نہیں معلوم کہاں گیا اور اب کہاں ہے کہ ایک کنیز قہقہہ مار کر
ہنسی ملکہ شرارہ جادو نے کہا کہ او حرامزادی تو کیا ہنسی یہ کونسی بے تمیزی تھی اگر آیندہ ایسی حرکت کی تو
ابھی اسکی سزا دونگی کہ کھال کھنچوا دونگی نقابدار شرارہ جادو کی برہمی پر مسکرائے اور فرمایا کہ اسقدر
غصہ نکرو پہلے سبب تو پوچھو ملکہ نے کہا کہ بیان کر تو کیوں ہنسی اسنے کہا کہ حضور تو بیکار مجھ پر خفا
ہوتی ہیں گرزے ماریے اپنی وزیرزادی کو جنہوں نے اس عیار کو چھپا دیا ہے اور آپ پر ظاہر
نہیں کرتی ہیں کیونکہ یہ اسیر عاشق ہیں یہ سنتے ہی شمیم نازک بدن عرق عرق ہو گئی اور کہا لو
خدا کی شان چھوٹا منہ بڑی بات ملکہ آپ نے ان مجنونوں کو کیسا منہ لگایا ہے کہ اب یہ ہماری نسبت
ایسے ایسے کلمہ کہتی ہیں یہ سنکر وہ عورت بولی کہ سانچ کو آنچ نہیں اگر میں جھوٹ کہوں تو بیشک
جو چاہیے مجکو سزا دیجیے اب وزیرزادی اور خواص میں تکرار بڑھی اور ملکہ حیرت میں ہے کہ کسکو سچا
کہوں کسے جھوٹا کہوں آخر کار گل افشان جادو نے کہا کہ تو کیا ثبوت رکھتی ہے کہ شمیم نازک بدن نے

نے اُس عیار کو چھپایا ہے اور یہ اسپر عاشق ہے یہ سنکر اُس خواص نے کہا کہ جی ہان مین اگر اپنے دعوے
کو ثابت نہ کر سکتی تو اتنی بڑی بات منہ سے نکالتی مین سنگے کی خواص یہ وزیرزادی میری مجال تھی جو
کہتی ان سے یہ پوچھیے کہ اگر تمھاری کوئی نشانی آنکے پاس نکلے تو تو مانوگی یا جب بھی نہین شمیم نے
کہا مین نے اُسے دیکھا ہی نہین کہ کالا ہے یا گورا بس یہ سنتے ہی اس خواص نے ایک انگوٹھی نکالکر
پیش کی اور کہا کہ اسے پہچانو اب جو شمیم نازک بدن خیال کرتی ہے تو بیشک یہ انگوٹھی میرے ہی ہاتھ
کی ہے اتنے مین شرمندہ ہو گئی اور ملکہ گل افشان جادو نے کہا کہ اے شمیم نازک بدن بتا دے یہ انگوٹھی تمھاری ہے یا
نہین شمیم نے کہا کہ انگوٹھی تو بیشک میری ہی ہے مگر ہرگز مین نے کسیکو نہین دی یہ مجھے نہین معلوم کہ
یہ کیونکر گم ہوئی اسی نے چرائی ہوگی اب اُس عیار کے نام سے پیش کرتی ہے اگر انگوٹھی یہ ہے تو عیار
کہان ہے اُس عورت نے کہا کہ اگر مین عیار کو بھی لاکر دکھا دون تو میرا بیان صحیح ہے شمیم نازک بدن نے
کہا کہ وہ تیرا آشنا ہوگا اپنی بدنامی چھپانے کو تو مجھپر تہمت رکھتی ہے کہا اگر عیار اپنی زبان سے تمھارا
اُسکو لانا اور باغ مین چھپانا ظاہر کرے تو شمیم نازک بدن نے کہا کہ بیشک مین بیان تیرا مان لونگی
یہ سنکر وہ خواص گئی اور وہین ایک گوشہ کی طرف سے تھوڑی دیر کے بعد عیار نقابدار نمودار ہوا اور
آکر ملکہ اور نقابدار کو سلام کیا اور کہا کہ مین تلاش لوح مین نکلا تھا راہ مین مجکو یہ عورت ملی یہ کہکر
شمیم نازک بدن کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا اور کہا کہ یہ مجکو فقرہ دے اس باغ مین لائی ایک
گوشہ مین چھپا کر بٹھا دیا اور اظہار عشق کرکے یہ انگوٹھی دی جو آپکی خواص نے پیش کی تھی بعد اسکے
یہ تو کہین چلی گئی تھی تین بعد اسکے جانے کے یہ عورت اسطرف آئی جہان مین بیٹھا تھا اور مجھے
بہت سا ڈرایا دھمکایا کہ یہ ملکہ کا باغ ہے تو یہان کیونکر چلا آیا مین نے سب کیفیت بیان کی اُسنے کہا
کہ اچھا تو یہین بیٹھا رہ مین ملکہ سے کہکر تجھے رہا کرا دونگی آسکے بعد اسوقت وہ میرے پاس
گئی اور مجھے اسطرف یہ کہکر کہ یہ چلی گئی مین ہرگز اسکے ساتھ راضی نہ تھا مگر بسبب خوف
کے مجبور ہو کر انگوٹھی بھی لے لی تھی کہ اسنے بہت کچھ ڈرایا دھمکایا تھا بس یہ سنتے ہی شمیم نازک بدن
غیرت سے زرد ہو گئی اور خنجر کھینچکر اپنے کو ہلاک کرنے کا قصد کیا تھا کہ نقابدار نے ہاتھ پکڑ لیا اور
کہا کہ تم کیون پریشان ہوتی ہو شرارہ جادو نے کوڑا لیا اور کہا کہ تو تو انکار کرتی ہے اب یہ کیا ظہور
مین آیا نقابدار نے کہا دیکھو ملکہ خبردار اسے کوڑا نہ مارنا ورنہ میرے بہت خلاف ہوگا ملکہ نے کہا ایک
اجنبی شخص کو اسطرح لے آنا یہ کیا حرکت تھی نقابدار نے فرمایا کہ یہ سب تمھارے کب کی آشنائی تھی جو تمنے
مجکو قید سے رہا کرایا ممکن ہے کہ شمیم ہماری رہائی کے واسطے تو چلی ہی تھی اسے یہان بٹھا کر چلی گئی ہوگی
کہ اب اسکے مالک کو تو رہا کیے لاتی ہون یہ ایسا نہو کہ کسی بلا مین پھنس جائے شرارہ جادو نے کہا
کہ یہ سب کچھ مین نے مانا تو مجھ سے چھپانے کی کیا ضرورت تھی اور اس مکر کرنے سے کیا فایدہ تھا
ضرور نیت اسکی بد تھی شمیم نازک بدن کا بس نہین ہے کہ اپنی جان دیدے مگر نقابدار ہاتھ اسکا پکڑے
ہوئے ہین اور حیرت مین ہین کہ یہ کیا ساخت ہے بس ایک مرتبہ کچھ سوچکر شرارہ جادو سے کہا کہ تم
اپنی وزیرزادی کو اسطرح پکڑے رہو کہ یہ خودکشی نہ کرنے پائے مین اپنے ہاتھ سے اسے سزا دونگا
یہ کہکر کوڑا ملکہ کے ہاتھ سے لے لیا اور شرارہ جادو نے خنجر شمیم کے ہاتھ سے چھین کر دونون ہاتھ اسکے پکڑ لیے

ادھر نقابدار نے شمیم کے بوسے لیے عیار پر کوڑا تانا اور کہا سچ بیان کر کہ اصلی واقعہ کیا ہے ورنہ ابھی کھال
کھینچ کے دھجی دھجی کر ڈالونگا یہ سنکر عیار کانپنے لگا اور سمجھا کہ اب اس شہریار کو غصہ آگیا غرض کیا اصل
امر یہ ہے کہ جسوقت میں تلاش لوح میں چلا ہوں تو میں نے راستے میں اسے دیکھا کہ دو ساحر بیہوش
پڑے ہیں اور یہ پریشان کھڑی ہے جیسے کسی کی منتظر ہے میں جوگی بنکر اسکے سامنے گیا کہ حال اسکا دریافت
کروں ایک پشتارہ اسنے مجکو دیا اور کہا کہ جہاں ہم کہیں وہاں پہونچا دو میں اسکے ساتھ پشتارہ
لیکر زندان طلسمی میں گیا وہاں اسنے آپکو اور ملکہ گل افشان جادو کو رہا کیا اور ان دونوں بیہوشوں کو
اپنی صورت بناکر قید کر دیا میں سمجھا کہ یہ دوست ہے دشمن نہیں ہے اب بحرین اسکے ساتھ چلا راستے
سے اسنے مجھے مار دیا اب مجھے خفت ہوئی کہ جس کام کو میں نکلا تھا وہ تو ہو گیا میں اگر یوں اسکو
کو ظاہر کرتا ہوں تو یہ ہنسیں گے اور اپنے دل میں کہیں گے کہ نام کا عیار ہے کام کا نہیں ہے لہذا میں جعل
بنکر یہاں آیا اور اسکو دھوکا دیا کہ اپنے دل میں مجھ پر نہ ہنسے اور سمجھے کہ یہ بھی کچھ کر سکتا ہے
بس یہ سنکر نقابدار بہت ہنسے اور شرارہ جادو و گل افشان جادو بھی بہت ہنسے اور شمیم نازک بدن
کی کچھ خفت کم ہوئی شمیم نے کہا اے شخص تو نے کسی اور طرح دھوکا دیا ہوتا میرے ذلیل کرنے
سے کیا فائدہ تھا تو نے ایک بن بیاہی عورت پر تہمت لی عیار نے کہا کہ تہمت تو نہیں ہے دل سے
دل کو راہ ہوتی ہے جب ہمیں تمھاری محبت ہے تو تمکو بھی ہماری الفت ضرور ہوگی یہ سنکر شمیم چپ
ہو گئی اور نقابدار سے کہا کہ دیکھیے انکو منع کیجیے میں ایسی ویسی نہیں ہوں کہ یہ مجھسے ایسی باتیں
کرتے ہیں غرضکہ یہ لوگ تو یہاں بیٹھے ہیں اور وہاں دل آرا سے جادو خدمت بادشاہ میں پہونچی
اور تمام واقعہ باغ ملکہ شرارہ جادو کا بیان کیا بس یہ سنتے ہی بادشاہ طلسم بسبب شرم اور غصہ کے عرق
عرق ہو کر کانپنے لگا اور کہا اے دل آرا سے جادو غضب ہوا کہ لوح انکے ہاتھ آگئی اب کیا ہوگا دل آرا
نے کہا کہ اگر آپ اس سے نہ لڑینگے تو وہ بھی آپ سے کبھی نہ لڑیگا مگر شرارہ جادو کا اسکے ساتھ رہنا باعث
رسوائی ضرور ہے بالفعل اب فکر لوح کی رکھیے جسوقت لوح ہاتھ آئے اسوقت اس سے لڑیے ورنہ
خاموشی اختیار کیجیے بادشاہ نے اپنے عیار کیطرف دیکھا اور کہا اے مہتر بیومہ یہ تمہارا کام ہے کہ لوح نقابدار
سے لاؤ اسواسطے کہ جلوگ اب بیکار ہو گئے جسوقت تک لوح طلسم کشا کے قبضہ میں ہے ہم اسکا کچھ نہیں
کر سکتے میں اسنے عرض کی کہ بہت خوب میں ابھی جاتا ہوں یہ کہکر چند شاگرد اپنے ہمراہ لیکر جانب باغ
ملکہ شرارہ جادو روانہ ہوا اب اسکو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور اول حال بھی باغ ملکہ شرارہ جادو کا پھر
گزارش کیا جاتا ہے کہ شرارہ جادو نے ایک حجرہ ملکہ گل افشان جادو کے واسطے آراستہ کر دیا ہے
ایک حجرہ اپنے واسطے درست کر لیا ہے اور خاص قصر اپنا نقابدار کے واسطے خالی کر دیا ہے ہر وقت یہ
سب ایک ہی مقام پر قصر میں بیٹھے صلاحیں اور مشورے کیا کرتے ہیں اور پہرے ساحروں کے ہر ایک
مقام پر قایم کر دیے ہیں اور گرد باغ کے فوج کو حکم ملا ہے کہ مبادا بادشاہ لشکر کشی کرے [illegible]
ساحر باغ کو چار طرف سے گھیرے پڑا ہے ہر چند دروغہ کو جانچ لیتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں اور ہر کارے
خبر کے واسطے متعین ہیں ہر وقت ہوشیاری ہے اب یہ سب تو اس حالت میں ہیں لیکن ملکہ گل افشان جادو
نے شرارہ جادو اور نقابدار سے کہا کہ بالفعل مقابلہ کا خوف ہے اور میں کسی کام کی نہیں ہوں سارا سحر

میرا کیوان تاجدار نے شاہ ماہ اب اگر مجھے اجازت ہو تو سردست دو چار سحر شیشے مین درست کر لونگا
کرو معلوم کیسا وقت پڑے اور کیا مرحلہ درپیش ہوگا اسوقت لوح طلسمی پاس ہو گا تاہم یہ کیا معلوم کہ
کل کیا ہونا ہی مبادا کوئی افتاد پڑے تو کیا ہوگا شرارہ جادو نے کہا کہ مین انکو منع نہین کرتی لیکن
سوا بادشاہ طلسم کے کہ اگر انسے خود مقابلہ کیا تو خیر ہے ورنہ اور ساحران طلسم کا مجکو خوف نہین ہے
اور آپکی دور اندیشی بیجا نہین ہے غرضکہ ملکہ گل افشان جادو نے سات روز کی رخصت لی اور سامان
سحر ساتھ اپنے لیکر حجرہ مین داخل ہوئی اور کہدیا کہ کوئی میرے پاس آنے کا قصد نکرے اب یہ تو
سحر تیار کرنے مین مصروف ہے اور شرارہ جادو حفاظت نقابدار مین مصروف ہے لوح نقابدار کے پاس
ہے انتظار اسکا ہے کہ بادشاہ طلسم کی طرف سے ابتدا ہوئے تو مرحلوں کو توڑین ورنہ شرارہ جادو کے
خلاف ہوگا اور خود بھی سبقت کو جائز نہین رکھتے ہین ایک روز کچھ دم گھبرایا اور شرارہ جادو سے
کہا کہ میرا جی چاہتا ہے مین شکار کو جاؤن شرارہ جادو نے کہا کہ میری رائے نہین اسواسطے کہ دشمن اپنی
گھات مین ہین ایسا نہو کوئی افتاد پڑے نقابدار نے کہا کہ پھر دشمنون کے خوف سے خانہ نشینی
اختیار نہین ہو سکتی ہے ایک دعوےٰ کا کہا چکا ہون اب لوح سے نہایت ہوشیار رہونگا اور دو چار
ساحر میرا کچھ نہین کر سکتے شرارہ جادو نے کہا آپ جانیے مگر میری رائے نہین نقابدار نے فرمایا
کہ مین ضرور جاؤنگا مجھے دشمنون کا خوف نہین ہے اسواسطے کہ سب دشمن اگر تو لیست نگہبان
توہی تراست یہ فرماکر باغ سے باہر نکلے اور مرکب پر سوار ہوکر مع عیار جانب صحرا روانہ ہوئے
جاتے جاتے ایک مقام پر غول آہوون کا دیکھا پس نقابدار نے تیر مارا کہ ایک آہو صید ہوا باقی
بھاگے نقابدار نے عیار سے کہا کہ تو اسے ذبح کر مین دوسرے شکار کی فکر کرتا ہون یہ فرماکر گھوڑا
اُٹھایا اور پیچھے اُن آہوون کے چلے جاتے جاتے سب آہو تو درہ کوہ مین جاکر غائب ہوگئے اور
ایک آہو تیر کھاکر پھر گرا نقابدار جھپٹکر قریب اُسکے آئے اور آہو کو ذبح کیا اب منتظر ہین کہ کوئی
انسان دکھائی دے تو شکار کو لیکر پھرین کہ دیکھا سامنے سے ایک دہقانی گھسیارا گٹھہ گھانس کا
لیے ہوئے چلا آتا ہے نقابدار نے اُسکو آواز دی جب گھسیارا قریب آیا نقابدار نے اُسکو ایک روپیہ
عنایت کیا اور فرمایا کہ گٹھا پھینک دے اور یہ آہو تھوڑی دور پہونچا دے گھسیارا خوش ہوا کہ گھانس
بھی بچی اور ایک روپیہ ملگیا تھوڑی دیر مین آہو کو پہونچا کر واپس آ لینگے لیجاکر پھر فروخت کرینگے اُسنے
خوشی خوشی آہو کو اُٹھاکر پیٹھ پر لادا اور نقابدار کے ساتھ ہوا اب اسطرف سے تو نقابدار جاتے ہین
اودھر عیار نقابدار نے آہو کو ذبح کیا اور مالک کا اپنے منتظر ہوکر کچھ دیر ٹھہرا بعد اُسکے آگے چلا کہ
دیکھون وہ شہریار کسطرف گیا اب یہ نشان پاے مرکب دیکھتا ہوا چلا جاتا ہے کہ قضاے کار ایک
مقام پر پہونچا جہان زیر خاک مستر ہولا نے حلقہاے کمند بچھا دیے تھے اور منتظر نقابدار کا بیٹھا
تھا کہ عیار نقابدار اس مقام پر پہونچ گیا بس مستر ہولا نے جھٹکا مارا کہ عیار حلقہاے کمند مین
اوجھکر گرا بس اُسنے نعرہ کیا اور اُٹھتے ہی عیار کو کمند سے باندھکر اپنے شاگردون کے سپرد کیا
اور آپ عیار نقابدار کی صورت بنکر اُس آہو کے پاس آیا جسے عیار نقابدار نے ذبح کرکے ڈالا
تھا بس چقماق سے آگ روشن کی اور کباب ہرن کے لگانے لگا اتنے مین نقابدار مع صید دیگر

آگے پہونچے غیا۔ نقابدار نے عرض کی کہ اے شہریار کباب تیار ہیں نوش فرمائیے نقابدار نے کہا کہ یہاں
پانی کہاں ملیگا عیار نے عرض کی کہ حضور نہ گھبرائیں میں نے سب بندوبست کرلیا ہے اور کباب سامنے
نقابدار کے پیش کیے نقابدار نے کبابوں کو نوش فرمایا اور پانی طلب کیا عیار اٹھا اور کہا کہ پانی تو نہیں
ہے نقابدار نے فرمایا کہ او ملعون تو نے پہلے کیوں نہ کہا تھا کہ پانی ہے اب مجھے شدت کی پیاس ہے کلیجہ میں آگ لگی
ہوئی ہے اور تو کہتا ہے کہ پانی نہیں ہے عیار نے یہ سنکر ایک جام دکھایا اور کہا کہ پانی ہے تو مگر میں آپکو دیدوں
تو خود کیا پیونگا نقابدار نے فرمایا کہ نصف مجھے دیدے اور نصف خود پی لے عیار نے کہا میں ایک قطرہ
بھی نہ دونگا خود کیا پیاسا رہونگا آدھے جام میں پیاس میری نہ بجھیگی نقابدار کو غصہ آگیا اور پورا جام چھینکر اور گھونٹ لیکر
آگے عیار بھاگا اور نقابدار نے دوڑنے کا قصد کیا کہ ہوا بدلگئی ہے بیہوشی نے طمانچہ مارا اور نقابدار
چھینک مارکر بیہوش ہوئے عیار نے نعرہ کیا کہ منتر ہیولہ تیز رفتار باش او نقابدار قضا تیری آگئی یہ کہکر جھپٹا
اور خنجر کھینچکر چاہتا تھا کہ نقابدار کو قتل کردوں کہ دفعتہ بجلی کڑکی اور اب جو گرتی ہے تو منتر ہیولہ کے دو ٹکڑے
ہوئے اور نعرہ ہوا کہ منم ملکہ شرارہ جادو اور نقابدار کو ہوشیار کرکے کہا کہ اسی اندیشہ کی وجہ سے آپکو
منع کرتے تھے نقابدار کو پشیمانی ہوئی اور کہا کہ بیشک میں نے غلطی کی اب شرارہ جادو نے پوچھا کہ عیار
کہاں ہے نقابدار نے فرمایا مجھے کیا معلوم بس شرارہ جادو نے ایک پتلا فولادی پھینکا اور کہا جاکر عیار کو
پکڑ لا یہ سنتے ہی وہ پتلا تڑپا اور اٹھکر جانب صحرا بھاگا جاتے جاتے اس مقام پر پہونچا جہاں منتر ہیولہ
کے شاگرد عیار نقابدار کو لیے ہوئے انتظار میں منتر ہیولہ کے کھڑے تھے پتلے نے پہونچتے ہی
پشتارا اٹھا لیا اور چلا عیاروں نے جو دیکھا کہ ایک چھوٹے سے قد کا انسان اتنے بڑے بوجھ کو
لیکر بھاگا جاتا ہے بیکے سب دوڑ پڑے اور پتلے کا تعاقب کیا لیکن کوئی قریب نہ پہونچ سکا اور پتلے
نے پشتارہ سامنے ملکہ شرارہ جادو کے ڈالدیا اتنے میں غول عیاروں کا بھی پہونچا اور دیکھا کہ نقابدار
کھڑے ہیں اور ملکہ شرارہ جادو بھی موجود ہیں اب انہوں نے بھاگنے کا قصد کیا تھا کہ شرارہ جادو نے
ایک گولہ فولادی زمین پر مارا کہ زمین شق ہوئی اور وہ سب سماگئے اب ملکہ شرارہ جادو نے نقابدار سے
کہا کہ عیار کو ہوشیار کیجیے اور چلیے باغ کی جانب غضب ہوا تھا کہ آپ قابو میں عیار کے آگئے تھے وہ
لوح تو بعد کو لیتا اور پہلے قتل کرڈالتا یہ کیسے ہم بروقت پہونچ گئی مجھے خیال لگا ہوا تھا کہ ایسا نہو
شکار پر کوئی افتاد پڑے اگر کچھ دیر اور میرے پیر مجکو اطلاع نہ کرتے تو یہاں آکر دشمنوں کی لاش پاتی
نقابدار نے فرمایا کہ اے ملکہ شرارہ جادو بس جو میں چاہتا تھا وہ ہو چکا تمنے ابتدا دشمنی کی تمہارے باپ
کی جانب سے ہو چکی اب میں فتح دربند کے واسطے جاتا ہوں اور انشاء اللہ بعد فتح طلسم کے اب تجھے
ملاقات ہوگی ملکہ شرارہ جادو نے کہا کہ لوح آپکے قبضہ میں ہے اب کوئی خوف تو ہے نہیں چلکر باغ میں
استراحت کیجیے جب کسل برطرف ہوئے تو دربندان طلسم کی طرف جائیےگا نقابدار نے فرمایا کہ ملکہ اب
تامل اور تساہل اچھا نہیں ہے میں ضرور جاؤنگا یہ فرماکر لوح کی طرف دیکھا لکھا تھا کہ فتح طلسمی یہاں سے
شمال کی طرف جاکر وہاں ایک کوہ سبز ہوا ہے کوہ پر ایک دیو بیٹھا ہے اور ایک پریزاد اس دیو کے قبضہ
میں ہے وہ ساحرہ ہے اور دیو دراصل دیو ہے جسوقت وہاں پہونچنا تو لوح پر عمل کرنا یہ دیکھکر نقابدار نے
عیار کو ہوشیار کرکے ملکہ کے سپرد کیا اور آپ جانب دربند اختر یہ روانہ ہوئے اور ملکہ شرارہ جادو مع

عیار تعاقب مین روانہ ہوئی آدل حال نقابدار کا سنیے کہ جاتے جاتے قریب کوہ اخضریہ کے پہونچے
دیکھا کہ دیو پریزاد کو لیے ہوئے بیٹھا ہے جیسے ہی نظر دیو کی نقابدار پر پڑی پکارا او آدم زاد بے بنیاد ارے
تو یہان کہان آیا اور میرے منہ مین کود پڑ کہتا ہوا کوہ سے اُترا اور منہ اپنا مثل غار کے کھولکر آنکھین
بند کرلین نقابدار نے گرز و سپر کا اسکے حلق مین ڈالدیا دیو نگلنے لگا کہ سپر حلق مین پھنس گئی اور گھبرا کر
آنکھین کھولدین اور سپر کے پھنسنے سے آنکھین اسکی نکلنے لگین نقابدار نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا
کہ سر اسکا قلم ہوا اور لاش مانند منار کے زمین پر گری پس یہ دیکھنا تھا کہ وہ پریزاد بیتاب ہو گئی اور
پکاری کہ او ظالم غضب کیا تو نے کہ میرے معشوق کو مارا اب تجھے کب چھوڑتی ہون یہ کہتی ہوئی قریب
آئی اور کچھ اسم سحر پڑھکر ایک شیشہ زمین پر کھینچ مارا کہ شیشہ ٹوٹا اور ٹکڑے اسکے منتشر ہوئے جو ٹکڑا جس
شجر و حجر پر گرا اسمین آگ لگ گئی اور وہ جلنے لگا حتے کہ تمام صحرا آتش بار ہو گیا نقابدار نے گھبرا کر
لوح کو دیکھا تحریر تھا کہ اے فاتح طلسم شرافشان واے بیتاب این عجائبات تجھکو لازم ہو کہ جس وقت دیو کو قتل کرے
اور آتش افروز جادو سے سامنا ہو تو قبل اسکے کہ وہ آگ لگا کر اڑے تو لوح کو پریزاد پر کھینچ مارنا
ادھر تو انھون نے لوح گلے سے اتاری ادھر پریزاد نے ٹھلک مار کر اڑی لیکن ہنوز بلند نہ ہونے پائی تھی
کہ لوح سینے پر پڑی پریزاد نے اف کی کہ شعلہ منہ سے نکلا اور جلکر خاک ہوئی پس اسکے مرتے ہی شور فریاد
و فغان بلند ہوا اور اسقدر پانی برسا کہ تمام آگ فرو ہو گئی اور کوہ مین درہ پیدا ہوا نقابدار نے لوح کو
ملاحظہ فرمایا تحریر تھا کہ دربند کوہ اخضر فتح ہو گیا اب تجھے لازم ہے کہ اسی درہ کوہ مین داخل ہوکر رستہ
دربند چہارم کا طے کر وہان پہونچکر جو کچھ پیش آئے لوح کو دیکھنا اور ہدایت لوح پر عمل کرنا نقابدار حسب الحکم
لوح اسی درہ مین داخل ہوئے گو وہ نہایت تاریک تھا لیکن روشنی لوح کی رہبری کر رہی تھی جاتے
جاتے ایک بیابان مین پہونچے دیکھا کہ تمام صحرا مین سوا لالہ کے دوسری چیز کا درخت نہین معلوم ہوتا
اور وسط صحرا مین ایک گنبد بنا ہوا ہے اسپر ایک طائر سرخ رنگ بیٹھا ہے نقابدار کو دیکھتے ہی وہ طائر ترنما
اور پکارا کہ ای ساکنان دربند سوم خبردار ہوشیار ہو جاؤ کہ دشمن آگیا پس یہ کہنا تھا اسکا کہ تمام صحرا مین
جسقدر اشجار لالہ کے تھے سب ہرے ہو گئے اور ہوائے سرد چلنے لگی نقابدار نے لوح کو ملاحظہ فرمایا
لکھا تھا کہ ای نقابدار یہ درخت ابھی چھ رنگ اور بدلین گے جس وقت ساتوان رنگ بدلین پس فوراً
فلان اسم جو لوح مین تحریر ہے گیارہ مرتبہ پڑھکر لوح پر دم کرنا کہ لوح مانند مشعل کے جلنے لگے گی پس فوراً اسے
کو اس چمن زار پر کھینچ مارنا اور یہ طائر سرخ رنگ جو اڑا ہے اسپر تیر مارنا کہ یہ جلکر گر پڑیگا نقابدار نے
ایسا ہی کیا کہ منتظر وقت کے ہوئے دیکھا کہ وہ تمام تختہ جو سبز ہو گیا تھا اب سیاہ ہو گیا ہے بعد کچھ
دیر کے سفید ہو گیا اسکے بعد زنگاری ہو گیا یہان تک کہ ساتوین مرتبہ زرد ہو گیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ سب
درخت خشک ہو گئے نقابدار نے جلدی سے اسم کو تمام کر کے لوح پر دم کیا کہ لوح ایک شعلہ جوالہ
بنگئی پس نقابدار نے لوح کو اٹھا کر اس چمن خزان رسیدہ پر کھینچ مارا یہ معلوم ہوا کہ سر تا سر مین آگ
دیدی تمام طبقہ جلگیا اور شور فریاد بلند ہوا چمن جلنے لگا اور طائر نے چیخنا شروع کیا اور گنبد کے
گرد چکر مارنے لگا نقابدار نے جلدی سے پیکان تیر پر اسم دم کر کے نشانہ باندھا جیسے ہی طائر
نزدیک آیا نقابدار نے مرغ تیر کو رہا کیا آواز سنسنانے کی پیدا ہوئی اور تیر ٹوٹ پر طائر کے پڑا کہ طائر سے

طاہر آتشبازی ہو کر اس گنبد پر گرا اور گنبد کے ہزار ٹکڑے ہوگئے بڑی دیر تک صحرا میں آگ لگی رہی آخر کار وہ آگ گل ہوگئی اور ایک آواز پیدا ہوئی کہ کشتہ مرا نام من سر خاب جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم اب دیکھا تو لاش ایک ساحر کی پڑی ہے اور جس مقام پر گنبد تھا وہاں ایک قبر سی بنی ہوئی اور سامنے ایک قلعہ معلوم ہوتا ہے نقابدار نے لوح کو اٹھالیا اور پڑھا تحریر تھا سبھی انتظار کرنا چاہیے کہ خزانہ دار طلسم آتا ہوگا ایکایک سامنے سے دروازہ قلعہ کا وا ہوا اور ایک شخص چند آدمیوں کو اپنے ساتھ لیے ہوئے حاضر خدمت ہوا اور سلام کیا فرمایا تو کون عرض کی کہ نام غلام کا مفتاح جادو ہے میں خزانہ دار ہوں یہ فوجیں حاضر ہیں نقابدار نے فوجیں لے لیں اور فرمایا کہ جسوقت طلسم فتح ہو جائے اسوقت تم حاضر ہونا ابھی خزانہ اپنے ہی قبضہ میں رکھو مفتاح جادو نے عرض کی کہ شام قریب ہے اب آج ارادہ اپنا ملتوی فرمائیے اسلئے اب جو تین درجہ باقی ہیں وہ نہایت سخت ہیں صبح کو آگے جانے کا قصد کیجیے گا کیونکہ مرحلہ درپیش آپ کا پیش آئیگا جس مقام پر زندان طلسم واقع ہے یہ وہی جگہ ہے جہاں آپ قید تھے اسوقت اُسکی اور صورت تھی کہ ایک باغ تھا اور اب اسی مقام پر دریا ہے نقابدار نے لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ یہ سچ کہتا ہے اسے دشمن نہ سمجھو بلکہ یہ دوست ہے نقابدار ہمراہ مفتاح جادو داخل قلعہ ہوئے شب بھر وہیں قیام کیا صبح کو چلنے کا قصد کیا تھا کہ شرارہ جادو مع تسنیم نازک قدم و عیار نقابدار آگر پہونچے تیس ہزار ساحر اسکے ساتھ تھے نقابدار نے شرارہ جادو سے کہا کہ کل فوج تمہارے ساتھ ہے شرارہ جادو نے عرض کی کہ جی نہیں بلکہ نصف فوج میرے ساتھ ہے اور نصف برائے حفاظت ملکہ گل افشان جادو چھوڑ آئی ہوں نقابدار نے فرمایا کہ اوہ شرارہ جادو میرے پاس تو لوح طلسمی ہے تم گل افشان جادو کی حفاظت کو جاؤ شرارہ جادو نے کہا کہ آپ اس طرف سے اطمینان رکھیں کسی کی اتنی مجال نہیں ہے جو سوا قید کر لینے کے انکو ہلاک کر سکے اسواسطے کہ وہ سبھی ہیں ضیاء و ندا کو ان تاجداروں کی اور اگر ایک روز اور گذر گیا تو پھر کوئی انکو قید بھی نہیں کر سکتا کہ سوا انکا تیار ہو جائیگا نقابدار نے کہا کہ پھر ایک روز تم انکی حفاظت اور کرو کل میرے پاس چلی آنا شرارہ جادو نے کہا بہت خوب اور تسنیم نازک قدم کو صرف اپنے ہمراہ لیکر باغ کی جانب روانہ ہوئے اور بیس ہزار ساحر شہزادہ کے ہمراہ لیے اور مفتاح کو قلعہ میں چھوڑا اب نقابدار جان در پند آپ روانہ ہوئے جاتے جاتے ایک صحرا میں پہونچے دیکھا کہ دریا زور شور سے بہ رہا ہے اور ایک جانب پل ہے نقابدار اُسطرف متوجہ ہوئے کہ پل کو طے کر کے دریا عبور کروں ساتھ ہی خیال آیا کہ لوح کو دیکھ لینا چاہیے ایسا نہو کہ کوئی پیچ پڑے یہ تصور کر کے لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے فاتح طلسم و سیاح عجائبات آگاہ ہو کہ یہ پل طلسمی ہے اگر اسپر قدم رکھا تو گرداب بلا میں پھنس جائیگا کشتی حیات طوفانی ہو جائیگی تجکو چاہیے کہ فلان اسم پڑھکر لوح کو دریا میں ڈالدے کہ یہ بصورت کشتی بنجائیگی تو اس کشتی پر سوار ہو جانا ساتھ ہی ایک اور کشتی نظر آئیگی اسپر ایک ساحر سوار ہوگا وہ تجھے دیکھکر کشتی اپنی بھگائے گا تو بھی اپنی کشتی کو اُسطرف روانہ کرنا جاتے جاتے ایک ٹاپو نظر آئیگا وہ ساحر کشتی کو چھوڑ کر ٹاپو میں اتر جائیگا تو کشتی اُسکی غرق ہو کرے خود بھی ٹاپو میں اتر پڑنا اور کشتی کھینچ لینا کہ وہ پھر بصورت لوح ہو جائیگی بعد اُسکے لوح کو دیکھنا اور جو کچھ لکھا ہو اسپر عمل کرنا

یہ دیکھکر نقابدار نے لوح کو دریا مین پھینکا وہ بصورت کشتی ہو گئی اور خود اُس کشتی پر سوار ہو کے
اب جو نظر کی تو ایک کشتی سامنے معلوم ہوئی جو شخص اُس کشتی پر سوار تھا اُسنے کشتی کو سامنے سے
بھگایا ساتھ ہی نقابدار نے بھی اپنی کشتی کو اشارہ کیا اور تعاقب مین اُسکے روانہ ہوئے جاتے جاتے
دیکھا کہ ایک جزیرہ معلوم ہوتا ہے وہ ساحر جلدی سے جزیرہ مین کود پڑا اور ایک مقام پر بیٹھکر جلدی سے
آگ روشن کر کے کچھ اسم سحر پڑھنا شروع کیا ساتھ ہی نقابدار بھی پہونچے اور گرز مار کر اُس کشتی کو غرق کر دیا
اور اپنی کشتی خشکی مین کھینچ لی کشتی کا پھر بصورت لوح ہو گئی نقابدار نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اے فاتح
طلسم آبریز جادو یہی ہے فلان اسم پڑھکر پانی دریا کا چلو مین لو اور اس ساحر پر چھینٹا مار دے اور خود لوح
سمیت اسی دریا مین کود پڑ اگر تامل کیا اور اسم آبریز جادو کا تمام ہو گیا تو پھر تیا بڑی دشوار ہو نقابدار
نے جلدی سے اسم پڑھکر پانی دریا سے لیا اور آبریز جادو پر چھینٹا پانی کا مارا اور خود مع لوح دریا مین
کود پڑا پس جسقدر پانی تھا وہ سمٹ کر اُس تالاب کی طرف متوجہ ہوا خشکی کے مقام پر تری ہو گئی اور تری
کی جگہ ریت نظر آنے لگی عجب طرح کا انقلاب ہوا تھوڑی دیر تک ایک طوفان برپا رہا تیز لوہا مچھلیان
خاک پر تڑپ رہی تھین بعد کچھ دیر کے روشنی ہوئی اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من آبریز جادو بود حیف مردیم
بجانہا دیم بمطلب خود نرسیدیم اب جو دیکھا نقابدار نے تو لاش آبریز جادو کی پڑی ہے اور جسقدر
مچھلیان زمین پر تڑپ رہی تھین انھون نے ہیئت انسانی پیدا کی اور سامنے نقابدار کے آکر سلام کیا
یہ سب فوج بھی ملکہ گل افشان جادو کی سب نے قدمبوسی نقابدار کی حاصل کی اب نقابدار نے لوح
کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اب یہان سے مرحلہ ششم پیش آئیگا کہ یہ نہایت سخت مرحلہ ہے لیوا کے چیر بادشاہ طلسم
سے مقابلہ ہے تجکو لازم ہے کہ جانب مشرق روانہ ہو کہ ہوقت صحرا مین ایک چاہ ملے کہ گرد اُسکے چار درخت
شمشاد ہوگئے ہیں وہ نہ مرحلہ ششم کا ہے نقابدار نے اسیران طلسم کو تو جانب قلعہ سنگاجہ روانہ کیا اور
خود جانب دہنہ چاہ چہار نخل روانہ ہوئے بعد طے مراحل و قطع منازل چاہ نظر آیا اور درخت شمشاد
دکھائی دیے چارون درختون پر چار قمریان بیٹھی ہوئی تھین جیسے ہی قمریون نے نقابدار کو اپنی جانب
آتے دیکھا درخت پر سے اوڑین اور آواز دی کہ ہوشیار ہو وقت بیداری آیا نقابدار نے لوح کو ملاحظہ
فرمایا لکھا تھا کہ ان چارون درختون کو اوکھاڑ کر پھینک دو پس یہ قمریان سر اپنے درختون سے
ٹکرائینگی اسوقت تم چاہ مین کود پڑنا اور تماشا دیکھنا پس نقابدار نے جھپٹ کر ایک درخت کو اوکھیڑ کر
پھینکدیا پس درخت کا گرنا تھا کہ ایک قمری اُس درخت پر گری اور سر ٹکرانے لگی ساتھ ہی نقابدار نے
دوسرا درخت اوکھیڑ کر پھینک دیا اسیطرح چارون درختون کو اوکھیڑ کر زمین پر پھینک دیا کہ چارون
قمریان درختون سے سر ٹکرانے لگین اور خود نقابدار چاہ مین کود پڑا جسوقت پاؤن زمین سے آشنا ہوئے
اور آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک درخت مین ایک قفس لٹکا ہوا ہے اور باز اُسمین بند ہے اور صدہا عقاب درخت
پر بیٹھے ہین نقابدار کو دیکھتے ہی عقاب درخت پر سے اوڑے اور تاوے لگانے لگے نقابدار نے
لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ جسوقت یہ عقاب تاوے کرنے لگین تو تم جلدی سے اس قفس کو
توڑ کر باز کو رہا کر دینا ورنہ اگر تین تاوے عقاب لگا چکے تو تم چکر کھا کے گر پڑوگے اور بیہوش ہو جاؤگے
یہ دیکھکر نقابدار نے جلدی سے قفس کو درخت سے اوتارا اور قفس توڑ کر باز کو رہا کیا باز رہا ہوتے ہی

کہ

اڑ کر اور عقابوں میں شامل ہو کر پر مارنا شروع کیے جسکو پر مارا وہ جل گیا یہاں تک کہ جب تمام عقاب جل گئے تو باز گر زمین
پر آیا اور صورت انسانی پیدا کی اور پکارا غضب کیا تو نے کہ میری فوج سے مجھی کو خاک کرایا اب چھوڑتا ہوں تجھکو تم دلفریب جادو
نقابدار سمجھے تھے کہ کوئی دوست ہوگا فوراً لوح دیکھی تحریر تھا یہ دوست نہیں اس سے ہشیار ہو تمکو چاہیے تھا کہ جب عقاب کو
ہلاک کرکے یہ زمین پر آتا تو اسے تیغ سے ذبح کر ڈالتے اگر بصورت انسان ہو جائیگا تو پھر مشکل پڑیگی جسقدر فوج اسکی پامال
ہوئی ہے سب زندہ ہو جائیگی پس تمکو چاہیے کہ اس سے کشتی لڑ کر اسے گرفتار کرو ورنہ اگر تلوار سے کام لیا تو جتنے قطرے خون کے اسکے جسم
سے گرینگے اسیقدر ساحر پیدا ہو کر تم سے لڑینگے اور اگر اعضا اسکے جدا ہو جائینگے تو ہر عضو ایک انسان
بنکر تیار ہوگا اسوقت تنہا کیا کروگے اور کس کس سے مقابلہ کروگے نقابدار نے لوح کو ملاحظہ کرکے
رخ طرف دلفریب جادو کے کیا دلفریب جادو نے تیغ سحر اٹھایا نقابدار نے بجائے سپر لوح کو
اٹھا دیا تیغ ہاتھ سے چھوٹ کر دور گرا دلفریب جادو تیغ اٹھانے دوڑا تھا کہ نقابدار نے کمر میں
میں ہاتھ ڈالدیا اور لپٹ پڑے چونکہ دلفریب جادو بھی نہایت قوی الجثہ اور زبردست تھا یہ بھی لپٹ
لپٹ پڑا تھوڑی ہی دیر میں نقابدار نے لنگر اسکا توڑا اور سر پر پھرا کر زمین پر مارا اور کود کر چھاتی
پر سر اسکا دھڑ سے کھینچ کر پھینک دیا بس اسکے مرتے ہی ایک قیامت کبریٰ برپا ہوئی اور آتش باری و
برف باری ہوائی تمام جہان میں تاریکی چھاگئی بعد کچھ دیر کے آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من دلفریب جادو
بود حیف مردیم و جانداریم و بمطلب خود نرسیدیم اب دیکھا نقابدار نے کہ پھر ملکہ شرارہ جادو
چلی آتی ہے اور چالیس ہزار جادوگر ساتھ ہیں اور عیار نقابدار بھی ہیں ان سب نے آکر نقابدار کی
قدمبوسی حاصل کی پھر نقابدار نے شرارہ جادو سے کہا کہ گل افشاں جادو کو کہاں
چھوڑا شرارہ جادو نے کہا کہ وہ قلعہ مفتاحیہ میں ہیں سحر تیار کر چکیں اب اپنے لشکر کو درست کرکے
بروقت وہ بھی پہونچیں گی اور شریک جنگ ہونگی اسلیے کہ اب سامنا بادشاہ طلسم سے ہوگا ایک
لاکھ ساحران غدار طلب ہوے ہیں اسکے ساتھ ہونگے آج اسی مقام پر قیام کیجیے کل دیکھا جائیگا نقابدار
نے کہنا شرارہ جادو کا قبول کیا اور بارگاہ برپا ہونے کا حکم دیا خیمے ڈیرے استادہ ہونے لگے کہ
ناگاہ یک از دو بیابان گردے برخاست مگر گردے تیرہ و تار و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے
گرد در زمین پیچیدہ زیر آسمان ایک آسمان خاکی نمودار تھا مگر جسوقت گرد قریب آکر شق ہوئی تو لشکر [illegible]
نظر آنے لگا چالیس ہزار سر خوش گھوڑے اوڑائے چلے آتے تھے نقابدار نے اپنے لشکر کو بھیجا اہل لشکر
نے قدمبوسی نقابدار کی حاصل کی رات ان سب نے اسی مقام پر بسر کی صبح کو جانب قلعہ آتش فشاں
روانہ ہوئے جسوقت سامنے قلعہ کے پہونچے اور خبر بادشاہ کو ہوئی کہ طلسم کشا دربندوں کو توڑ کر برائے
مقابلہ آگیا بادشاہ نے اپنے سپہ سالار یعنی شموس جادو کو حکم دیا کہ فوج باری قلعہ سے نکالو اور
کچھ پروا نہیں ہے لوح طلسمی میرا کیا کر سکتی ہے شموس جادو نے لشکر قلعہ آتش فشاں سے نکالا اور
مقابل لشکر نقابدار خیمہ برپا کیا لیکن شرارہ جادو نے نقابدار سے کہا کہ بالفعل میرا ظاہر طور سے شریک
رہنا اچھا نہیں ہے اسواسطے کہ بڑے شرم کی بات ہے کہ میں باپ کے لشکر کے مقابل خیمہ برپا کروں اہل لشکر
مجھے کیا کہیں گے لہذا میں پوشیدہ رہکر مددگار رہونگی نقابدار نے فرمایا کہ مجھے صرف مدد [illegible]
درکار ہے یہ سنکر شرارہ جادو تو رخصت ہوکر روانہ ہوئی اور یہاں شموس جادو نے آتے ہی طبل جنگ

حکم دیا نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر نقابدار کے لشکر میں ہوئی یہاں بھی نقارہ
رزمی بجا دونوں لشکروں میں تیاری جنگ ہونے لگی ساحر اپنے اپنے سحر درست کرنے لگے
ہر طرف ہوم خانے گرم تھے بخور گوگل لوبان رائی سرسوں وغیرہ کا ہو رہا تھا نعرے یا خداوند
سامری و جمشید کے بلند تھے اسی عالم میں رات بسر ہوئی اور سپیدۂ سحری نمودار ہوا دونوں لشکر
اپنے اپنے طریقہ کے موافق طاعت خدا سے فراغ حاصل کر کے عازم میدان قتال و جدال ہوئے
صف آراستگی صفوف جدال و قتال و خان جادو نے شموس جادو سے اجازت لی اور میدان میں
آکر نعرہ مارا کہ باشش اے نقابدار یہ گمان نکرنا کہ لوح طلسمی میرے پاس ہے لوح ان ساحروں تک محدود ہے
جو بانی طلسم کے مقرر کیے ہوئے ہیں اور میں ادھر سے نہیں ہوں دیکھوں تو تجھکو نکر میرے سحر کو رد
کر دیتی ہے یہ کہکر اسنے ایک شیشہ جھولی سے نکالا اور کچھ اسم سحر پڑھکر دانت اسکی ٹکر لی کہ دھواں
سپید ہو کر نکلا اور ہوا سے منتشر ہوا تھوڑی دیر میں روز روشن شب تار ہو گیا ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا
تھا دم گھٹنے لگے نقابدار نے جو نظر لوح پر ڈالی تو لوح سیاہ تھی اب تو نقابدار نہایت پریشان ہوئے اور
درگاہ رب بے نیاز میں عرض کرنے لگے کہ اس بلائے عظیم سے نجات دے کہ اسوقت مصیبت میں سوا تیری
ذات کے کسی کا سہارا نہیں ہے کہ ایکبیک اس سیاہی میں ایک شعلہ چمکا اور چمک کر جو گرا دخان جادو
کو جلا کر خاک کر دیا اور یونہی زمین میں اترا چلا گیا نعرہ ہوا کہ منم ملک شرارہ جادو بس دخان جادو کے
مرتے ہی سارا دھواں برطرف ہوا شموس جادو نے کہا یہ نہ معلوم تھا کہ گھر کے چراغ سے آگ
لگے گی خیر میں اسکی تدبیر کرتا ہوں یہ کہکر اسنے اپنا تخت سحر بڑھایا اور میدان میں آکر آواز دی کہ اے
طلسم کشا یہ نہ معلوم تھا کہ خود بادشاہزادی تیری سپر بک ہے ورنہ میں اسکا انتظام بھی کر لیتا خیر گذشتہ
را صلوٰۃ آیندہ را احتیاط یہ کہکر اسنے کمند سامری جھولی سے نکالی اور چار سر کمند کے زمین پر گاڑ دیئے
اور کچھ اسم سحر پڑھکر دوہائی نام سامری کی کھینچی کہ وہ کمند مانند سائبان کے تیار ہو گئی تلے اُسی صورت
سے نمودار تھے خود زیر کمند کھڑے ہو کر اسنے کچھ اسم سحر دم کیا اور دستک دی دیکھا کہ ایک پتلہ سحر پیدا
ہوا شموس جادو نے پتلے سے کہا کہ اے سپہ دار طلسمی لے لشکر نقابدار کو بس یہ سنتے ہی اس پتلے نے
ایک چیخ ماری کہ ہزارہا پتلے ہر چہار جانب سے پیدا ہوئے اور ترنج و نارنج سحر کے لشکر نقابدار
پر گرنے اور آگ برسانا شروع کر دی جسپر ترنج پھینکیں ملا وہ جلکر خاک ہو گیا نقابدار نے لوح کو دیکھا
کوئی خبر لوح نے نہ دی کہ یکایک ایک بجلی چمکی اور ایک شعلہ سپہ دار طلسمی پر گرا کہ اسکو جلا کر خاک کر ڈالا
اور خود غرق زمین ہو گیا اور آواز آئی کہ منم ملک شرارہ جادو پتلے کے جلتے ہی جسقدر پتلے تھے سب جلکر
خاک ہو گئے شموس جادو نے دیکھا کہ میرا سحر برباد ہوا بس اسنے صورت اپنی ایک اژدر آتش فشان
کی پیدا کی اور جب نقابدار چلا سرپاس اژدر کے سائبان کمند سامری سایہ افگن تھا جیسے ہی یہ
اژدر سامنے نقابدار کے پہونچا نقابدار نے تیغ مارا اژدر کے سر پر پڑا کوئی اثر نہ ہوا کہ یکایک زمین
شق ہوئی اور سر نہنگ نمودار ہوا اور آواز پیدا ہوئی کہ منم ملک گل افشان جادو اور نقابدار کو نگل کر
روانہ ہو گئی اب شموس جادو لشکر نقابدار کی طرف چلا کہ ابھی فوج کو برباد کروں ساتھ ہی نعرہ شرارہ جادو
کا ہوا اور حلقہ ہائے کمند سامری میں الجھ گیا بس جلدی سے شموس جادو نے ملک کو اسی

کمند سے باندھ کر پلٹ کر آواز دی کہ ای اختر جادو لو اور انھیں خدمت بادشاہ میں پہونچا دو اختر نے دیکھا
کہ برابر ایک ساحرہ کھڑی ہے اسنے پشتارہ ملکہ کا لیا اور جانب قلعہ آتش فشان روانہ ہوئی اب
اسطرف سے تو اختر جادو پشتارہ شرارہ جادو وہ لیے جاتی ہے اور ادھر سے دروازہ قلعہ کا کھلا اور
بادشاہ نمودار ہوا اختر جادو نے کہا کہ لیجیے شموس جادو نے ملکہ کو گرفتار کر لیا بادشاہ طلسم
یعنی شرر افشان جادو نے کہا کہ لاؤ جیسے ہی اختر جادو قریب پہونچی اور پشتارہ ملکہ کا سامنے
شرر افشان جادو کے رکھا بس اسنے غصہ میں آکر تیغہ سحر کھینچا اور کہا او شوخ دیدہ گیسو بریدہ تو نے
مجکو ایک عالم میں رسوا کیا نام خاندان کا ڈبویا تیرا زندہ رکھنا درست نہیں یہ کہکر جیسے ہی تیغہ مارا
آز سے بجلی کڑکی اور ایک پنجہ فولادی پیدا ہوا اور ہاتھ شرر افشان جادو کا پکڑ لیا اور نعرہ ہوا
کہ منم ملکہ گل افشان جادو دیکھا کہ زمین شق ہوئی اور سر نہنگ نمودار ہوا اور شرارہ جادو کو نگل کر روانہ
ہو گیا بادشاہ طلسم نے بمشکل اپنے ہاتھ کو پنجوں سے چھڑایا اور پنجوں کو جلا کر خاک کیا لیکن غصہ
میں اپنے فوج کو حکم دیا کہ مارو لشکر حریف کو اور خود بھی تیغہ سحر پکڑ کر چلا ادھر شموس جادو اژدر بنا ہوا
لوگوں کو نگل رہا تھا اُدھر ایک لاکھ ساحر اترے تار رنج چلنے لگا زمین لرز رہی تھی آسمان سے
آگ برس رہی تھی عجب طرح کا ہنگامہ تھا اہل اسلام درگاہ احدیت میں عرض کر رہے تھے کہ الٰہی
پاکذات اس وقت مصیبت میں ہماری خبر لے کہ ایک جانب صحرا سے گرد بلند ہوا اور ایک بگولا چرخ کھاتا ہوا لشکر آیا
اور آتے ہی وہ بگولہ شق ہوا ایک نقابدار سرخپوش پیدا ہوا کہ اوس کے گلے میں چمک رہی تھی اور ایک گلدستہ ہاتھ
میں تھا بسم اللہ کہہ نقابدار نے وہ گلدستہ کھینچ مارا ایکمرتبان اسکی پتیاں کھلیں ادہر ادہر گل غنچہ پیدا ہو گئے ایک چمن سا
پیدا ہو گیا جسقدر ساحر لشکر شرر افشان جادو کے تھے بیہوش ہو گئے اور انکی جونوں پر کسنے پھول انکا تھا گرنے لگا
بیہوش ہو گیا اور نتھنوں سے خون جاری ہوا ادھر یہ بیہوش ہو کر ہلاک ہو گیا لیکن شموس جادو جو اژدر بنا ہوا لوگوں کو نگل رہا تھا
وہ اسی طرح موجود تھا نقابدار تیغہ پکڑ کر اسکی طرف چلے اور ادھر شرارہ جادو کو جو ملکہ گل افشان جادو
لے گئی تھی اسے کمند سے کھولکر کمند نقابدار کو دیکر رخصت کیا تھا اور گلدستہ سحر ساختہ اپنا حوالے
کر دیا تھا کہ لشکر کے لیے کافی ہے اور گرفتاری بادشاہ کے واسطے یہ کمند ہے اور شموس جادو سے ہم
سمجھ لینگے غرضکہ بعد روانہ ہونے نقابدار کے پھر شرارہ جادو چلی ہے اور گل افشان جادو بھی پوشیدہ طور
سے ساتھ ہے کہ یہاں شموس جادو اژدر بنا ہوا پھر نقابدار کی طرف جھپٹا اور نقابدار نعرہ کر کے
شموس جادو کی طرف چلے ہنوز دونوں قریب نہ پہونچنے پائے تھے کہ شعلہ چمکا اور چمک کر اب
جو گرتا ہے تو شموس جادو کو بھی جلا کر خاک کر دیا لیکن بادشاہ طلسم نے جو دیکھا کہ شموس جادو
سا سپہ سالار میرا مارا گیا اور ساحر وخترہ خر نے رہا ہو کر یہ ستم برپا کیا بس فوراً شرر افشان جادو
نے ایک دو ہزار مار کر بیری آواز دی دیکھا کہ نصف شعلہ زمین میں گڑ گیا اور نصف باہر رہ گیا تو معلوم ہوتا
تھا کہ شمع بجھی جھلملا رہی ہے بس شرر افشان جادو اس شعلہ کی طرف چلا اور شیشہ آب دیدہ سحر کا
اٹھا لیا کہ شمع حیات شرارہ جادو کو گل کر دوں کہ اسطرف سے نقابدار نعرہ کر کے کمند سنبھالے ہو
دوڑے جیسے ہی قریب شرر افشان جادو کے پہونچے ایک تڑاقا ہوا اور دیوار آہنی درمیان میں
حائل ہو گئی اور نعرہ ہوا کہ منم ملکہ تارا سے جادو نقابدار پریشان ہوئے کہ اس دیوار کو کیونکر توڑوں

اور شرارہ جادو کو بچاؤن دوڑ کر ایک لات ماری لیکن وہ دیوار سحر تھی اسپر کب اثر ہوتا ہو کہ یکایک
پشت کی جانب سے کسی نے آواز دی اے نقابدار یہ وقت لوح کا ہو اسیلئے کہ دل آزار سے جادو
ساحر طلسمی ہو اسیوجہ سے یہ برسر مقابلہ ہو الغرض نقابدار نے لوح دیوار پر کھینچ ماری کہ دیوار ٹوٹی اب جو
دیکھا تو شرر افشان جادو شعلہ حیات شرارہ جادو کو گل کیا چاہتا ہو اور آب دیدہ سحر شیشے
سے نکال رہا ہو پس نقابدار نے جھپٹ کر کمند ماری اور جھٹکا دیا کہ شرر افشان جادو گرا گرتے
اسکے تن کی کہ ہزارہا شعلے دہن سے پیدا ہوکر حلقہ کمند سے پیدا ہوے لیکن یہ کمند تحفہ جات طلسمی
سے تھی کمند نہ جلی اور جسم شرر افشان جادو مین آبلے پڑگئے نقابدار نے شرر افشان جادو کو تلوار ماری
لیکن تلوار سے اثر نہ کیا کہ یکایک سامنے سے گل افشان جادو پیدا ہوئی اور کہا یہ کیا غضب کرتے ہو اسے
قتل نہ کرو اسواسطے کہ جبتک تیغ قتل اسکا نہ ملے گا قتل ہونا اسکا دشوار ہو اور تیغ کا حال کسیکو معلوم نہین
نقابدار نے کہا کہ بغیر اسکے قتل ہوے شرارہ جادو کی رہائی دشوار ہو گل افشان جادو نے کہا
خیر اسکی کچھ تدبیر کیجائیگی مختصر کہ نقابدار اور گل افشان جادو نے تو اسی جگہ قیام کیا اور یہ خبر سنکر کہ
بادشاہ اسیر ہوا مفتاح جادو وغیرہ سب اسی مقام پر آگئے اور سحر گل افشان جادو نے تمام لشکر حیران
کا خاتمہ کر دیا لیکن حیرت جادو بسبب خوف لوح طلسمی چلی گئی در قلعہ آتش فشان مین مقیم
ہوئی گل افشان جادو نے مفتاح جادو سے کہا کہ اگر بادشاہ طلسم قتل نہ ہوا تو شرارہ جادو کا خاتمہ
ہو جائیگا کیونکہ اسیر سحر ہر تین روز سے زیادہ کوئی زندہ نہین رہ سکتا اب اس تین یوم مین یا تو
بادشاہ مطیع ہو اور سحر اپنا شرارہ جادو پر سے اتار لے اور یا قتل ہو تو سحر دور ہو لوح کام نہین
دیتی ہے کیونکہ قتل ہوگا مفتاح جادو نے کہا کہ اتنا تو مین بھی جانتا ہون کہ اس طلسم مین یہ بات مشہور
ہو کہ قتل بادشاہ کا انتظام علیحدہ سے کیا گیا ہو لوح کام نہ دیگی اور یہی دھوکا بانیان طلسم نے
رکھا ہو لیکن یہ بھی نہین سنا کہ وہ کیا صورت ہو جس سے بادشاہ قتل ہو اتنے مین دیکھا کہ جانب
صحرا سے ایک مرد دہقانی نمودار ہوا اور آکر عرض کی کہ ہمارے گانون مین ایک حجرہ بنا ہوا ہو کہ مدت
سے دروازے اسکے اندر سے بند تھے آج خود بخود کھل گئے ہین اور اسمین ایک پیر مرد بیٹھے ہین
میرا گذر اسطرف سے ہوا انھون نے مجکو اشارے سے طلب کیا مین انکے پاس گیا انھون نے
ایک کاغذ مجکو دیا اور کہا کہ تم یہان سے جاؤ اور پوچھو کہ طلسم کشا کون صاحب ہین جو تاہین کہ
مین ہون تم انکو یہ پیام میرا دیدینا کہ آپکو ایک فقیر بلاتا ہو کہ کچھ کام اسکا آپ سے متعلق ہو اور کچھ کام
آپکا وہ نکال دیگا یہ کہکر خط شاہ صاحب کا دکھایا نقابدار نے پیام سنا اور رقعہ کو لیکر پڑھا لکھا
ہوا تھا کہ اے زور بازوے صاحبقرانی مین نے آپکے انتظار مین ایک مدت سے ترک دنیا کیا اور
اس حجرہ تنگ و تاریک مین زندگی بسر کی اب صرف تین روز میری عمر کے اور باقی ہین لہذا مجھ تک
تشریف لائیے تاکہ ضروری باتین اور چند وصیتین آپ سے کر دون کہ بہت جلد میرا کوچ ہونیوالا
ہو یہ دیکھکر نقابدار سرخپوش نے تمام لشکر کو ملکہ گل افشان جادو کے سپرد کیا اور آپ اس دہقانی
کے ہمراہ روانہ ہوے اور گل افشان جادو سے کہتے گئے کہ اگر شرر افشان جادو کسی صورت سے شرارہ جادو
کے رہا کر دینے پر راضی ہو تو اسے رہا کر دینا اور مین بھی بہت جلد واپس آؤنگا چنانچہ نقابدار کے

جانے کے بعد گل افشان جادو نے بادشاہ کو ہوشیار کیا اور کہا اے شرر افشان جادو تمہارا مرتبہ
اکوان پرستوں میں مجھ سے کسیطرح زیادہ نہیں ہو سکتا اسلیے کہ ہم عزیز ہیں اکوان تاجدار کے مگر دین
خدا پرستی اختیار کی کیونکہ یہ مذہب برحق تھا لہذا تمکو بھی چاہیے کہ اس دین کو اختیار کرو اور اس مذہب باطل کو ترک
کرو شرر افشان جادو نے کہا بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم خداوندزادی ہو کر خداوند سے پھر گئیں اور
خدا پرستوں کا ساتھ دیکر اپنی عزت ساری مجھ سے کبھی نہ ہوگا ملکہ گل افشان جادو نے دیکھا کہ قلب اسکا ایسا
ہے کسیطرح راضی نہ ہوگا کہا خیر تم اپنے فعل کے مختار ہو مجھے اس سے بھی کچھ سروکار نہیں ہے مگر
لیکن یہ بتاؤ کہ اگر میں تمکو رہا کر دوں تو تم شہزادہ جادو کو بھی رہا کر دو گے یا اسکے علاوہ اور
کوئی صورت ہو کہ شہزادہ جادو کو رہا کرو ورنہ وہ چند روز بعد ہلاک ہو جائیگی شرر افشان جادو
نے کہا اے ملکہ گل افشان جادو ایسی ننگ خاندان کے زندہ رہنے سے مرنا بہتر ہے کہ بابا کا ساتھ چھوڑا
ایمان بدل ڈالا خاندان کا نام ڈبو دیا ایک غدار مفلوک روزگار کی شریک ہوئی نہ تم مجھے
رہا کرو اور نہ میں اسے رہا کرونگا شرر افشان جادو کا یہ کلام سنکر گل افشان جادو خاموش ہو رہی
اور اسکو زندان میں بھجوا دیا اور پہرہ ساحروں کا قائم کر کے سمجھا دیا کہ یہ کمند نہ کھلنے پائے
جیسے شرر افشان جادو چھوٹا ہو ورنہ یہ رہا ہو جائیگا اسوقت شہزادہ جادو کو ہرگز زندہ نہ چھوڑیگا
اور آپ برائے حفاظت شہزادہ جادو اسی مقام پر خیمہ برپا کرا کے بیٹھی جب رات ہوئی تو
دل آرام جادو برائے رہائی بادشاہ قلعہ سے نکلی اور سحر غائب کیے ہوئے زندان میں پہنچی
اور شرر افشان جادو کو مع کمند لیکر جانب قلعہ روانہ ہوئی جسوقت داخل قلعہ ہوئی بادشاہ کو
ہوشیار کیا اور کہا کہ میں آپکو لے آئی ہوں اور بہت اسم سحر پڑھکر چاہا کہ کمند کھول ڈالوں لیکن ممکن
نہ ہوا اسواسطے کہ یہ ملکہ گل افشان جادو کا سحر تھا دل آرام جادو اسکے توڑ نہ سکی کسی طرح
سے دونوں ہاتھ کمند کے نہ نکلے جب مجبور ہوئی تو بادشاہ طلسم سے کہا کہ اب میں گل افشان جادو
سے کہتی ہوں کہ ہم شہزادہ جادو کو رہا کیے دیتے ہیں تم بادشاہ طلسم کو رہا کر دو شرر افشان جادو نے کہا کہ مجھے یہ نا
قبول ہے گو شہزادہ کا زندہ رہنا قبول نہیں ہے دل آرام جادو نے کہا کہ طلسم کشا کو جو تیغ لگا ہے جو انہیں اپنے قتل کے
واسطے تیار کر کے محفوظ کیا تھا اسلیے کہ درویش گوشہ نشین نے اسے بلا بھیجا ہے کہ اگر طلسم کشا تیغ لیکر آگیا تو پھر کوئی چارہ نہ ہوگا
لہذا مناسب وقت یہی ہے کہ اسے آپ رہا کر دیجیے تاکہ آپکی رہائی بھی ہو اور قبل طلسم کشا کے آنے کے
طبل جنگ بجوا کر ان لوگوں سے لڑیے اور سبکا خاتمہ کر کے یہاں سے نطاق کی جانب چلیے
پھر طلسم کشا تیغ لیکر آئیگا تو کیا کریگا بادشاہ کو یہ رائے پسند آئی اور دل آرام جادو کو باہمی تصفیہ
کے واسطے روانہ کیا یہاں صبح کو ظاہر ہو گیا تھا کہ کوئی قیدی کو لے گیا گل افشان جادو خفا ہو رہی تھی
کہ تم لوگوں نے غفلت کی اتنے میں خبر پہنچی کہ دل آرام جادو آتی ہے کہا آنے دو جسوقت دل آرام
صورت میں ملکہ گل افشان جادو کی حاضر ہوئی سلام کیا گل افشان جادو نے بیٹھنے کا حکم دیا
دل آرام جادو بیٹھ گئی گل افشان جادو نے کہا کہ بادشاہ کو تو تم لے بھاگیں مگر شہزادہ جادو
کو رہا نہ کر سکے یہ سنکر دل آرام جادو نے کہا کہ اے ملکہ عالم کیا مجال ہے میری جو میں آپکے سحر کو رد کر سکوں
میں نے تو کوشش کی مگر نہ سحر کو دور کر سکی لہذا اسواسطے حاضر ہوئی ہوں کہ اگر آپ بادشاہ طلسم کو رہا کریں

اور سحر اپنا اپنے سے اٹھا لیں تو میں وعدہ کرتی ہوں کہ بادشاہ سے شرارہ جادو کو رہا کرا دوں گی
یہ سنکر گل افشان جادو نے کہا کہ ہم نے تو پہلے ہی تمہارے بادشاہ سے کہا تھا مگر اُسنے منظور
نہ کیا دل آرا جادو نے کہا کہ اب میں نے اس امر پر رضامند کر لیا ہے گل افشان جادو نے کہا
کہ بہتر ہے مگر بادشاہ کو یہیں لاؤ دل آرا جادو نے کہا بہتر اور اسیوقت یہ گئی اور شرر افشان جادو
کو لیکر اسی مقام پر آئی جہاں شرارہ جادو شعلہ بنی ہوئی مقید تھی گل افشان جادو نے کچھ اسم سحر
پڑھکر کمند سامری پر پانی ڈالا اور بازو بادشاہ کے کھولے کہا بس اب آپ شرارہ جادو کو رہا کر دیجیے
شرر افشان جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر زمین پر وہ پتھر مارا کہ زمین نے شعلہ کو چھوڑا اور شرارہ جادو
رہا ہوئی ادھر تو گل افشان جادو شرارہ جادو کو لیکر داخل خیمہ ہوئی اور ادھر دل آرا جادو بادشاہ
کو ساتھ لیکر جانب قلعہ روانہ ہوئی جسوقت شرر افشان جادو قلعہ آتش حصار میں پہنچا تو اُسنے
دل آرا جادو سے مشورت کی کہ اب کیا کرنا چاہیے دل آرا جادو نے کہا کہ گل افشان جادو
سے ہمارا ایکبار پر ہونا بسا دشوار ہے لہذا گل افشان جادو کو غفلت کی حالت میں گرفتار کرنا چاہیے بعد
اسکے شرارہ جادو کو مقابلہ کرکے پکڑ لیجیے اور طلسم میں جلیے تو وہاں طلسم کشا آئیگا نہیں آپکو پائیگا اور گل افشان جادو
کو کیوان تاجدار کے سپرد کر دیجیے بادشاہ نے اس رائے کو پسند کیا اور اب یہ تو اس فکر میں ہیں
کہ غافل پائیں تو گل افشان جادو کو اسیر کریں اور گل افشان جادو نے شرارہ جادو سے کہا کہ جبوقت
تک نقابدار یاقوت پوش آ نہ لیں اسوقت تک نہایت ہوشیاری سے کام لینا چاہیے ایسا نہو
کہ غافل پاکر کوئی ساحر زبردست دست اندازی کر بیٹھے لہذا ہم تم پہر پہر کی باری باندھ لیں پہلے
پہر ہم سوئیں تم ہماری حفاظت کرو اور پہر پہر تم سوؤ ہم تمہاری حفاظت کریں یہ مشورہ کرکے ان
دونوں نے باری باندھ لی اب انہیں تو اسی حال میں چھوڑا جاتا ہے اور مقدم سب کے حال سے

اول حال نقابدار سرخپوش کا بیان کیا جاتا ہے

کہ یہ رخصت درویش مجنون نشین کا پرچہ لیکر ہمراہ دہقانی کے روانہ ہوئے تھے چلتے چلتے اُس مقام پر
پہنچے جہاں درویش انکے منتظر تھے نقابدار نے دیکھا کہ ایک مرد بزرگ ہیں کوئی سوا سو برس کی
عمر ہے پلکیں تک سفید ہو گئی ہیں نقابدار نے سلام کیا اور کہا کہ میں حسب الطلب حاضر ہوا ہوں مجھے
کیا ارشاد ہوتا ہے درویش نے کہا کہ بابا تمہارے انتظار میں ساعتیں گنا کرتا تھا الحمد للہ کہ زیارت
تمہاری نصیب ہوئی لہذا پہلا مقصد سنو کہ جس واسطے میں نے اس مقام پر رہنا اختیار کیا تھا
اور تمہارا منتظر تھا وہ یہ ہے کہ یہاں سے جانب جنوب ایک گنبد ہے کہ وہاں تیغہ قتل شرر افشان جادو
رکھا ہوا ہے وہ گنبد نہایت بلند ہے اور زینہ اسمیں لگا ہوا ہے دروازہ گنبد کا کھلا ہوا ہے اور دروازے پر ایک
شخص تیر کمان لیے کھڑا ہے جو شخص اندر گنبد کے جانے کا قصد کرتا ہے تیر اُسکے سینہ پر پڑتا ہے کہ توڑ کر
پار نکل جاتا ہے تو اُس تیر کا ایسا ہوتا ہے کہ تختہ آہن سے بھی نہ رکے اُسکا اٹکنا ممکن ہے تم جاؤ اور ایک زینہ
چھوڑ کر قدم رکھنا پھر تیر نہ پڑیگا کیونکہ یہ کارخانہ حکمت کا ہے سحر کو دخل نہیں ہے وہاں سے تیغہ حاصل کرو اور
جسوقت پلٹ کر آؤ گے تو مجکو زندہ نہ پاؤ گے اور میرا کام یہ ہے کہ جلتے وقت مجکو دفن کرکے اپنے

کی طرف جاتا اسواسطے کہ یہاں سوا تمھارے خدا کا نام لینے والا اور کوئی نہیں ہو اور مین نے خاصکر
تمھارے ہی واسطے اس کوہستان مین رہنا اختیار کیا تھا اتنا صلہ میری محنت کا ضرور ہونا چاہیے
اور قبر میری اسی حجرہ مین بنا دینا یہ سنکر نقابدار نے فرمایا کہ مین بسر و چشم آپکی خدمت کو حاضر ہون درویش
حجرہ نشین نے کہا کہ بس اب جاؤ دیر کرنا اچھا نہیں ہو اسلیئے کہ اب ساعتین گنی ہوئی ہین اگر ایک
ساعت کی دیر ہو جائیگی تو پھر کام خراب ہو جائیگا یہ سنکر نقابدار رخصت ہوئے اور جانب صحرا روانہ
ہوگئے جاتے جاتے قریب شام اُس گنبد کے قریب پہونچے جہان کا شاہ صاحب نے پتہ دیا تھا
دیکھا نقابدار نے کہ گنبد طلائی بنا ہوا ہے اور دروازہ پر ایک شخص بیتر امد لے ہوئے تیر چلہ کمان مین
پیوستہ کیے کھڑا ہے نقابدار نے بسم اللہ کہکر زینہ پر قدم رکھا بعد اُسکے دوسرا زینہ چھوڑکر تیسری
سیڑھی پر پاؤن رکھا اسیطرح اندر گنبد کے پہونچ گئے اور تیغ بتیرہ سر کرسکا دیکھا تو کلین اُس
سینے مین لگی ہوئی ہین بس نقابدار نے اُس طلسم کو تو یونہین قایم رہنے دیا اور آپ اندر گنبد کے
جاکر دیکھا تو تیغہ سقف گنبد مین لٹک رہا تھا نقابدار نے تیغہ کو اُتار کر اپنے قبضہ مین کیا
اور جسطرح گئے تھے اسیطرح پلٹ آئے اور حجرہ درویش حجرہ نشین کی جانب روانہ ہوئے جسوقت
داخل حجرہ ہوئے تو شاہ صاحب کو مردہ پایا نقابدار نے نہایت افسوس کیا اور شاہ صاحب
کے واسطے سامان دفن کفن مہیا کرکے اسی حجرہ مین قبر کھدوائی اور درویش کو دفن کرکے
مجاور اپنی جانب سے معین کیا اور جانب لشکر روانہ ہوئے اب یہ تو اس طرف سے چلتے ہین
اب حال لشکر کا سنیئے کہ جسوقت ہرکارون نے یہ خبر شرر افشان جادو کو پہونچائی
کہ شرارہ جادو گل افشان جادو کی حفاظت کرتی ہو اور گل افشان جادو شرارہ جادو کی حفاظت
کرتی ہو پس یہ سنکر دل آرائے جادو نے کہا کہ تو سہی جو دونکو گرفتار نہ کیا ہو یہ کہکر اسنے
ایک عیار کو طلب کیا کہ نام اسکا مہتر کلنگ تھا کہا مجھے کوئی ایسی چیز دے جسے سونگھ کر انسان
بیہوش ہو جائے تو مین خود جاکر گل افشان جادو وشرارہ جادو کو گرفتار کر لاؤن عیار نے کہا
کہ آپ کس صورت سے دشمنون کے سامنے جائیگا دل آرائے جادو نے کہا کہ مین سحر غائب کرکے
جاؤنگی عیار نے پھر پروانے بیہوشی کے دیے کہ انکو اڑا دیجیے گا یہ شمع پر گر کر جلین گے جسوقت
دھوان اسکا خیمہ مین گھسیگا جسقدر آدمی اس مقام پر ہونگے وہ سب بیہوش ہو جائینگے اُسکے
بعد ایک پھول گلاب کا دیا کہ اسے آپ سونگھتے رہیئے گا ورنہ خود بھی بیہوش ہو جائیے گا یہ سنکر دل آرائے
نے دونون چیزین لے لین اور سحر غائب کرکے جانب خیمہ گل افشان جادو روانہ ہوئی اسوقت بیچاری
گل افشان جادو مسہری پر لیٹی تھی اور شرارہ جادو جاگ رہی تھی اور چند عورتین حاضر تھین باتین
کر رہی تھین کہ ملکہ پر جاگنا گران نگذرے باتون مین وقت کٹ جائے لیکن بعد چلنے جانے
دل آرائے جادو کے مہتر کلنگ بھی روانہ ہو گیا تھا کہ نہ معلوم کیا افتاد پڑے اسنے بھی صحرا
مین پہونچکر لباس شب روی تن پر آراستہ کیا اور نگاہون سے بچتا ہوا تا بہ خیمہ گل افشان جادو
پہونچ گیا اور پشت خیمہ پر چپکا کھڑا ہو رہا اور قنات کو تھوڑا سا چاک کرکے دیکھنے لگا وہان
دل آرائے جادو نے پروانہ بیہوشی کے شمع پر ڈالے کہ وہ جلے اور دھوان اُنکا منتشر ہوا جسقدر لوگ

تھے سب بیہوش ہو گئے دل آرائے جادو جلدی سے قریب گل افشان جادو کے آئی اور کمند
سحر نکالکر پشتارہ باندھنے لگی حسب اتفاق اسنے گل رخ بیہوشی ہاتھ سے رکھدیا تھا کہ ایک مرتبہ
بیہوشی نے اثر کیا اور یہ بھی جھومکر گر پڑی اور بیہوش ہو گر گئی اور وہ گل رخ بیہوشی چھینکا گل افشان جادو
کو ہوش آگیا آنکھ جو کھلی تو پاس اپنے دل آرائے جادو کو دیکھا گھبرا گئی کہ یہ کیا ہوا کہ ادھر ادھر
جو دیکھا تو سب کنیزیں وغیرہ بھی غش شرارہ جادو کے بیہوش پڑی ہیں جلدی سے گل افشان جادو
نے دل آرائے جادو کو اسیر کیا اور بیہوش کیا اور شرارہ جادو وغیرہ کو ہوشیار کر کے دل آرائے جادو سے
کہا کہ یہ کیا حرکت تھی دل آرائے جادو نے کہا جب دشمن زبردست ہوتا ہے تو سب کچھ کرتے ہیں اتنے میں
ایک کنیز دروازہ خیمہ کی طرف سے آئی اور کہا اے ملکہ اب اسے نہ چھوڑئیے گا کہ اسکی ذات سے بڑے بڑے
فساد برپا ہو چکے ہیں لائیے میں اسے قتل کروں یہ کہتی ہوئی قریب آئی اور خنجر پکڑ کر دل آرائے جادو کیطرف
چلی دل آرائے جادو کانپنے لگی اور سمجھی کہ اب جان نہیں بچتی کہا اے گل افشان جادو اسوقت مجھے قتل
سے بچا لیجئے پھر آپکو اختیار ہے گل افشان جادو کو رحم آگیا اور کنیز کو منع کیا یہ سنکر وہ کنیز مایوس ہو کر
چلی اور کہا واہ ملکہ کس امید پر آپکی ملازمت کریں کہ آپ نے دشمن کی خاطر کی اور ہمارا کچھ پاس نہ کیا
ملکہ نے کہا کہ میرے مزاج میں رحم ہے آج اسے چھوڑے دیتی ہوں کل قتل کر ڈالونگی کہا کہ اگر یہی ارادہ ہے تو اسے میری
قید میں دیجئے اور سحر اپنا اسپر سے اتار لیجئے گل افشان جادو نے کہا کہ اگر میں سحر اسکے سر سے اتار لونگی تو تو
کیونکر قید رکھ سکیگی یہ سنکر اسنے کہا کہ میں عیارہ ہوں اور شاگرد ہوں ملکہ شمیم نازک قدم کی ابھی زبان پر
تکلہ دیے دیتی ہوں یہ کہکر بڑھی اور زبان دل آرائے جادو کی کھینچکر تکلہ دیدیا گل افشان جادو نے اسکی
خاطر سے سحر اپنا اتار لیا اور کہا کہ جا لیجا بس یہ کنیز جھپٹ کر قریب آئی اور ایک ہاتھ منہ پر مارا کہ دل آرا سے
چھینک مار کر بیہوش ہو گئی بس جلدی سے پشتارہ باندھ کر خیمہ سے نکلکر جانب صحرا روانہ ہوئی اور جب لشکر سے
نکلکر ملکہ دل آرائے جادو کو ہوشیار کیا اور کہا اے ملکہ میں آپکو چھڑا لایا ہوں غلام آپکا مہتر کلنگ یہ کہکر
تکلہ زبان سے کھینچ لیا دل آرائے جادو نے کہا کہ بڑا کام کیا تو نے مہتر کلنگ نے کہا کہ جو جسکا کام ہوتا ہے
وہ اسی سے خوب ہوتا ہے آپ نے گل رخ بیہوشی دماغ پاس سے خالی دیا ہوگا دل آرائے جادو نے کہا کہ
ہاں یہی دھوکا کھایا تھا مگر تم خوب وقت پر پہونچے مگر اب میں کیا منہ لیکر قلعہ آتش فشاں میں جاؤں کیونکہ
بادشاہ سے میں گرفتاری شرارہ جادو کا وعدہ کر کے آئی تھی مہتر کلنگ نے کہا کہ آپ اسی جگہ ٹھیریں
میں دونوں کو ابھی لاتا ہوں یہ کہکر اسی ہیئت سے جانب خیمہ گل افشان جادو روانہ ہوا یہاں حسب اتفاق
عیار لقا بدار واسطے شبگردی کے نکلا تھا اور ایک درخت کی آڑ میں کھڑا باتیں سن رہا تھا دل میں سوچا
کہ یہ اگر گیا اس عیار نے خبر دیکھا جائیگا یہ سوچکر یہاں سے دل آرائے جادو کی طرف چلا جو وقت کلنگ
لشکر گل افشان جادو میں پہونچگیا تو عیار لقا بدر نے صورت اپنی ایک عیار طرار کی بنائی اور بساز وضع ہو کر
سامنے دل آرائے جادو کے آیا گھبرا کر کہا کیوں ملکہ استاد ہمارے مہتر کلنگ کہاں گئے ہیں اور آپ یہاں تنہا
کیوں کھڑی ہیں دل آرائے جادو نے کہا کہ وہ لشکر اسلام میں گرفتاری گل افشان جادو اور شرارہ جادو
کے واسطے گئے ہیں جاؤ تم بھی اس کام میں شریک ہو کہ لطف سے وہ ہونگے اسنے کہا بہت خوب اور اعتبار اپنا
بڑھا کر خود بھی جانب لشکر روانہ ہوا اور ایک مقام پر کھڑا ہو رہا کہ اسی طرف سے وہ عیار مکار آئیگا وہاں

مستر کلنگ اسی کنیز کی شکل بنا ہوا پاس ملکہ گل افشان جادو اور شرارہ جادو کے پہونچا اور کہا
کہ کنیز نے ایسے مقام پر قید کیا ہے کہ کسی ساحر کو بھی پتا نہ ملے میں نے صورت اسکی تبدیل کر دی ہے
اور میدان میں بٹھا دیا ہے کہ شبہ بھی نہ ہو سکے گل افشان جادو نے کہا کہ تو بڑی ہوشیار ہے اب یہ بھی اسی
مقام پر شریک صحبت ہوئی اور دور جام شراب کا چلنے لگا اور یہ راے ہوئی کہ اب اتنی رات جاگ کر تمام
کر دینا چاہیے تھوڑے عرصہ میں جسقدر شراب کہ اس خیمہ میں موجود تھی ختم ہو گئی اور وقت زیادہ باقی تھا
شرارہ جادو نے اسی خواص سے کہا کہ جاکر میرے خیمہ سے کشتی مے کی اوٹھا لا یہ وہاں سے آئی اور تمام
صراحیوں میں بیہوشی آمیز کر کے کلچی لگائی اور سامنے ملکہ کے پیش کی پھر دور چلنے لگا انجام کار یہ سب
بیہوش ہوئے اسنے نعرہ کیا کہ میں مستر کلنگ اور جلدی سے چادر عیاری میں پشتارہ باندھ کر لے نکلا
آتے آتے راہ میں دیکھا کہ دل آرام جادو کھڑی ہے لپکا پاس ملکہ آپ اسقدر قریب آگئیں لیجیے یہ گل افشان جادو
تو موجود ہے اب میں شرارہ جادو کو لینے جاتا ہوں آپ انکی حفاظت کیجیے یہ کہکر پشتارہ گل افشان جادو
کا ڈال دیا اور خود براے گرفتاری شرارہ جادو روانہ ہوا یہاں عیار نقابدار نے جلدی سے پشتارہ اٹھایا
اور جاکر خلوت میں رکھکر کھولا ہنوز ہوشیار نہ کرنے پایا تھا کہ دیکھا عیار دوسرا پشتارہ بھی لیے چلا آتا ہے
بس عیار نقابدار نے گل افشان جادو کو تو اسی جگہ چھوڑا اور آپ پھر راستے میں آکر کھڑا ہو رہا کہ ایسا نہو
دل آرام جادو پاس پہونچ جاے تو راز افشا ہو جاے اور پھرانا نہایت دشوار ہو جاے اتنے میں
کلنگ عیار پشتارہ شرارہ جادو کا لیے ہوے آیا اور کہا کہ لیجیے یہ بھی حاضر ہے یہ کہکر پشتارہ سامنے ڈالدیا
دل آرام نقابدار نے شاباش کہی اور ایک لعل شب چراغ اپنے تاج میں سے توڑ کر مستر کلنگ کو بطور انعام
دیا اور کہا کہ اسے تو اپنے پاس رکھ میں قلعہ میں چلکر بادشاہ سے بھی کچھ انعام دلاؤنگی بس مستر کلنگ
نے خوشی خوشی وہ لعل لیا اور دیکھنے لگا جیسے قریب منہ کے لایا تنفس کی حرکت سے لعل چمکا
اور دھواں پیدا ہوا مستر کلنگ چھینک کر بیہوش ہوا عیار نقابدار نے جلدی سے رنگ و روغن چہرہ پر
لگاکر صورت اسکی شرارہ جادو کی بنائی اور پشتارہ لیکر پاس دل آرام جادو کے آیا اور کہا کہ لیجیے یہ
شرارہ جادو تو موجود ہے اور اب میں گرفتاری گل افشان جادو کے واسطے جاتا ہوں یہ کہکر روانہ ہوا
دل آرام جادو نے خیال کیا کہ نہ معلوم کیا افتاد پڑے اسکو تو حضرت بادشاہ میں پہونچا دوں پھر
دیکھا جائیگا یہ تصور کر کے پشتارہ اٹھاکر جانب قلعہ روانہ ہوئے یہاں عیار نقابدار نے شرارہ جادو
اور گل افشان جادو کو ہوشیار کیا اور سارا ماجرا بیان کیا کہ اسطرح عیار آپکو اسیر کر کے لیچلا تھا لیکن میں
پہونچ گئی اور آپکو چھڑا لیا شرارہ جادو نہایت خوش ہوئی اور اب یہ لوگ خیمہ کی جانب چلے وہاں
دل آرام جادو نے جو پشتارہ لیجاکر سامنے بادشاہ کے کھولا تو بجاے شرارہ جادو اسی عیار کو پایا نہایت
شرمندہ ہوئی اور غصہ میں آکر طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر گل افشان جادو کو پہونچی انھوں نے بھی طبل بجایا
دونوں لشکروں میں تیاری جنگ ہونے لگی ساحروں کو خبر پہونچی سحر جگانے میں مصروف ہوئے ہر طرف
آگ باریاں روشن ہوگئیں تھوڑی سی رات باقی تھی وہ تیاری جنگ میں بسر ہو گئی صبح کو دونوں طرف سے
لشکر میدان میں آگئے اور صفیں باندھ کر کھڑے ہوے اسطرف ملکہ گل افشان جادو اور شرارہ جادو اپنی
اپنی فوج سے آکر صف آرا ہوئیں اور ادھر مستر افشان جادو اپنے قلعہ کی فوج لیکر باہر آیا اور دل آرام جادو

مع چند رفقائے قدیم کے اگر میدان میں پہونچی بعد آراستگی صفوف قتال، جدال دل آرائے جادو
بادشاہ سے اجازت لیکر میدان میں آئی اور نعرہ بلند کرکے پکاری کہ ملکہ شرارہ جادو جلدی آپ کے مقابلہ ہو جائیے
مگر شرط یہ ہو کہ جسکا سحر زبردست ہو وہ گرفتار کرے ہلاک کرنے کی قید ہو بعد گرفتاری ایک کو دوسرے
کا اختیار ہو شرارہ جادو نے فلک کی جانب دیکھا اور کہا کہ یہی شان ہو خدا کی کہ ایک لونڈی ملازم
ہوکر مجھسے برسر مجادلہ ہو خیر جو قسمت کا لکھا ہوگا وہ ضرور پورا ہوگا بس اپنا تخت سحر اوڑا کر سامنے
دل آرائے جادو کے آئی اور کہا کہ مگر دیکھوں تو تو کس دعوے پر میرے مقابلہ کو نکلی ہے دل آرائے جادو
نے کہا کہ اگر آپ اپنے باپ سے زیر جانتیں اور قہر کی شریک ہوتیں تو یہ وقت کیوں آتا کہا خیر تجھے ان
جھگڑوں سے کیا اب تو مجھے گرفتار کر اگر تیرا قابو چلے یہ سنکر دل آرائے جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر بال
اپنے سر کے نوچے اور انکو زمین پر پھینک کر آواز دی کہ لینا ملکہ کو بس وہ بال زمین پر گرکر سحر کی بقدرت
مار پیچاں بل کرتے ہوئے شرارہ جادو کی طرف چلے اور اگر بازوؤں سے لپٹ کر کسنے لگے شرارہ جادو
نے کچھ اسم سحر پڑھکر ان سانپوں پر پھونکا کہ دہن سے شرارہ جادو کے شعلہ نکلا اور وہ سانپ جلکر گرے
اب ملکہ شرارہ جادو نے کہا کہ لے ہوشیار ہو جا کہ میں سحر کرتی ہوں اور کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ چند
پتلیاں رسی کے ٹکڑے لیے ہوئے پیدا ہوئیں اور دل آرائے جادو سے لپٹ کر کسنے لگیں اسکی مانند ملکہ اور
کھینچتی ہوئی ملکہ شرارہ جادو کے پاس لے آئیں شرارہ جادو نے تلوار ماری کہ سر اسکا گردن سے اوڑگیا لاش
سر بریدہ گری آندھی چلی خاک اوڑی بڑی دیر تک شور و غل رہا بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ مقتول مرا نام میں
دل آرائے جادو تو جیتے مردیم و جاندادیم و بمطلب خود نرسیدیم بس یہ دیکھتے ہی بادشاہ طلسم کو
غصہ آیا اور کہا او شوخ دیدہ یہ کیا حرکت کی تو نے کہ میری ایسی خیرخواہ کو میرے سامنے قتل کیا
اب میں تجھکو کب چھوڑتا ہوں یہ کہکر چلا اور آتے ہی کمند سحر ماری کہ شرارہ جادو حلقہ کمند میں سے
شعلہ بنکر نکل گئی اور کرگس سر شرر افشاں جادو بیگری شرر افشاں جادو نے جلدی سے ایک
شیشہ سامنے کر دیا اور کچھ اسم سحر پڑھکر آواز دی کہ چلی آ اسمیں کہ اب یہ تیری جگہ ہے دیکھا تو
شعلہ اس شیشے میں اتر آیا بس شرر افشاں جادو نے شیشے میں ڈاٹ لگا دی اور کہا ای
گل افشاں جادو بس اسی کے واسطے میں اب تک یہاں ٹھہرا ہوا تھا کہ یہ اگر زندہ رہی تو ہم بدنام
کر دیگی تمام عالم کہے گا کہ بادشاہ طلسم شرر افشاں کی دختر ایک خدا پرست کے ساتھ نکل گئی اب
اسکو لیے جاتا ہوں اور ایسے مقام پر بند کروں گا کہ اگر نقادار تمام عالم کو چھان مارے گا تو بھی نہ
اسکا پتا پائیگا اور تمہارا حال بھی کیوان تاجدار نائب دیرادر خداوند اکوان سے بیان کروں گا
یہ کہکر تخت سحر اوڑا کر چلا جاتا تھا کہ ملکہ گل افشاں جادو نے آواز دی کہ اے شرر افشاں جادو
نقادار بہادر اسکو میرے سپرد کر گئی تھی جب تک میں زندہ ہوں اسوقت تک کیا مجال ہے کسی کی
جو شرارہ جادو کو لیجا سکے یہ کہکر اپنا تخت سحر اوڑا کر سد راہ ہوئی شرر افشاں جادو نے کہا کہ اے
ملکہ میں تمہارا ادب کرتا ہوں کہ تم خداوند زادی ہو تم اس معاملہ میں دخل نہ دو کہ یہ عزت کا معاملہ ہے
ایسا نہ ہو کہ مجھ سے تمہاری شان میں کوئی بے ادبی ہو جائے گل افشاں جادو نے کہا کہ بے ادبی
تو ہو چکی کہ اتنے زمانے تک میرے دیے طلسم میں قید رہی اب بھی جو تجھ سے ہو سکے وہ کر میں ہرگز

شرارہ جادو کو لیجانے دو گی یہ کہکر شرر افشان جادو نے ایک دو تیر زمین پر مارا اور آواز دی کہ اے شعلہ ہائے سحر بنیاد کسطرف گئے
میرا منہ تاکتی ہو بس یہ آواز سنتے ہی دیکھا کہ قلعہ آتش فشان سے آواز تڑانے کی پیدا ہوئی اور ہزارہا دریچاں وا ہو گئیں اور ہر
دریچے سے شعلہ نکل نکل کے چلے اور ملکہ گل افشان جادو کو چہار طرف سے گھیر لیا گل افشان جادو نے دیکھا کہ اسنے سحر آزمایا ہو جبکہ
رونا مشکل ہوا ایک تو سحر کھینچا ہوا ہی کیوں نہ جانا چاہیے تھے کسی کام کا رکھا افسوس کیا دونے اور نظر ان طلسم کے سحر جمع ورد کر کے
یہ سوچکر آنسو جاری بہنے نہیں دیئے آب خنک اپنا لیکر کچھ اسم سحر دم کر کے چھینٹا مارا کچھ شعلے بالکل فرو ہو گئے مگر ایک سحر گرد
گل افشان جادو کے جاری ہو گئی کہ کوئی آدمی اس کا پا نہ تا تھا اور وہ شعلہ کو منجذب کر لیتا ہی تھا اگر گل افشان جادو اشارہ کر دیتی تھی تو شعلہ
اس سحر میں گر کر گل ہو جاتا تھا یہ دیکھکر شرر افشان جادو نے کہا او مکار تمہارا ہی کام تھا کہ اس سحر کو تمنے روک لیا ورنہ کیا تاب
تھی کسی کی جو اس سحر کو میرے روک سکتا مگر اب تم معہ اپنا برطرف نہیں کر سکتیں جب تک کہ میں نہ چاہوں یہ کہکر کچھ اسم سحر دم کر
اپنے گرد اس سحر کے چکر مارا اور کچھ اسم سحر پڑھتا ایک لکیر زمین پر کھینچ دی کہ ایک خندق بنکر طیار ہوئی بعد اسکے زمین کو پھاڑ
کر دیا اور آسمان پر ایسا محیط کر دیا کہ کسی طرف سے گل افشان جادو نکل نہ سکے اور اپنے شعلہ ہائے آتشی کو اشارہ کیا
کہ لینا لشکر گل افشان جادو کو اور لشکر شرارہ جادو کو اب تمام شعلہ لپک لپک کر لشکر پر گرنے لگے اور ساحروں کو جلانے لگے
ہر طرف شور و زلزلہ بلند ہوا ساحران لشکر اسلام ہرچند سحر کرتے تھے اور دعا پڑھ سحر جاتے تھے لب سحر پر ہلاتے تھے مگر شعلہ فرو
نہ ہوتے تھے ایک قیامت کبریٰ بپا تھی شور دار و گیر بلند تھا ملکہ گل افشان جادو اس قید سحر میں بیٹھی ہوئی تھی اسکی جان تو
محفوظ رہی اسباب لشکر جل گیا غرض افشان نے کہا تمنے ایک شرارہ کے لیے سبکو جلوا دیا آخر انجام وہی ہوا کہ شرارہ جادو
بھی مانند گل کے ہو گئی اور تمام لشکر برباد ہوا یہ سنتے ہی گل افشان جادو کو غیرت کا جوش ہوا اور بولا کہ اسم سحر پڑھکر اب جو کرتی ہوں ایسا سحر
کہ لشکر اس بلا سے نکل گئی اور فرط کیا کہ قسم گل افشان جادو اے شرر افشان جادو میں سمجھی تھی کہ سحر میرا بالکل بیکار ہو گیا مگر نہیں معلوم ہوا
کہ اب بھی تجھ جیسے سے لڑنے کو بہت ہوں یہ کہکر جیب سے گلدستہ سحر مارا کہ لیکر زبان اسکی کھینچ لی اور جیب زار قطار ہو چلا
ساحر شرر افشان جادو کے ساتھ ہو رہے تھے اور قتل اہل اسلام میں مصروف تھے وہ سب کے سب جھوٹتے ہوئے بھاگے اور چیخنے
کرنے لگے جیسے پھول نکھار کر سونگھا ویسا ہی پھٹ گیا کان ناک سے خون جاری ہوا اور تڑپکر مر گیا اب دم تو سحر افشان جادو
اہل اسلام کو پھونک رہا ہو اور ادھر سحر گل افشان جادو ساحران طلسم کو ہلاک کر رہا ہے ایک قیامت کبریٰ بپا ہے ساحروں کے
مرنے سے اندھیاری و برف باری ہو رہی ہے زمین کو زلزلہ ہے آندھیاں چل رہی ہیں سر پٹک کر رہے ہیں کہ فلاں مرا نام میرا فلاں
ہو و فلاں جادو لیکن اس ہنگامہ میں دو تو گل افشان جادو سحر شرر افشان کو مٹا سکتی ہے اور نہ شرر افشان جادو سحر گل افشان
کو مٹا سکے انجام برا معلوم ہوتا ہے کہ دونوں طرف کے ساحروں میں سے ایک نہ بچیگا آخر میں ان دونوں کا حشر
دیکھیے کیا ہو بس ایکمرتبہ گل افشان جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر ایک گولہ فولادی زمین پر مارا کہ وہ شق ہوا اور اسمیں
سے دھواں پیدا ہونے لگا تھوڑے عرصہ میں گرد لشکر اسلام کے ایک حصار دودی قائم ہو گیا اور جو شعلہ قریب اس
حصار کے آیا وہ پلٹ کر لشکر شرر افشان جادو پر گرا اور ساحروں کو جلانے لگا اب ملکہ گل افشان جادو طرف قلعہ کے چلی
کہ جہاں سے شعلہ نکل نکل کر آ رہے تھے اور تمام صحرا آتش بار ہو رہا تھا خیال یہ ہوا کہ جب تک یہ قلعہ نہ ٹوٹیگا اسوقت
تک یہ نہ مٹے گا اس تدبیر کا عمل سے تفکر لگا کہ اپنی زبان کا خون جلو میں لیا اور کچھ اسم سحر پڑھکر آواز دی کہ میں
وہ سحر ہوں کہ ایسے ایسے ساحر سے مقابلہ میں عاجز ہوں اور سحر اسکا رد کر سکیں کیا تاثیر ہماری زبان کی بالکل جاتی
رہی یہ کہکر وہی خون قلعہ پر کھینچ مارا معلوم ہوا کہ تمام قلعہ آتش بار ہو گیا اور دیواریں ٹوٹ ٹوٹ کر گریں کہ خندق پٹ گئے
شور و غل زیادہ بلند ہوا اسلئے قلعہ نیست و نابود ہو گیا اور گل افشان جادو بیہوش ہو کر گر پڑی کہ بہت سا خون جسم کا سحر

کرنے میں مصروف ہوگیا تھا شرر افشان جادو نے جو دیکھا کہ سحر بیکار ہوا تب جلدی سے اپنے لب ستارہ ملکہ گل افشان جادو
کا مع تخت کے دبا لیا اور شیشہ قید شرارہ جادو ہاتھ میں لیا جانب مقام ... چلا یہ دیکھکر سفتاح جادو زمین پر گر پڑا اور
عیار نقابدار نے شمشیر ماری۔ تیغ فریاد کرنے لگے اور دعا کرنے لگے کہ یا رب پاک ذات اسوقت مصیبت میں سوا تیرے کون مدد کرنے والا
ہوا کہ پہلوان داخل طلسم ہوگیا تو پھر یہاں معلوم ہوا اور ملکہ گل افشان جادو تو یقینی قتل ہو جائیگی اور شرارہ جادو بھی یوں
ہی قتل ہوگی تو ہم بغیر ملے خود کشی کر لینگے، ہنوز دعا تمام نہ کی تھی کہ تیر دعا ہدف اجابت پر پڑا اور جانب صحرا بگولا اٹھا پیدا
ہوا اور نعرہ شیر کی آواز آئی دیکھا سب نے کہ نقابدار یاقوت پوش گھوڑا مارے چلے آتے ہیں لوح جبین چمکتی ہے مانند
ماہتاب کے چمکتی ہے اور تیغ برہنہ ہاتھ میں کھینچا ہوا آتے ہیں عجب معرکہ دیکھا کہ لشکر اسطرف ہے اور ایک دیوار دودی
حائل ہے چند شعلے اس دیوار سے سربلند ہیں گویا منتظر کہتے ہیں کہ سوار کو آنے دو کہ اس لشکر کو ہلاک کریں اور میدان میں بہت
سی جلی ہوئی لاشیں پڑی ہیں قلعہ حریف نیست و نابود ہو چکا ہے حیران دیکھ رہے تھے کہ یہ کیا معرکہ ہے اور ملکہ گل افشان جادو
کہاں ہیں کہ جبینکر عیار نے قدمبوسی کی اور سارا ماجرا بیان کیا کہ اسطرح شرارہ جادو اسیر ہوئیں اور ملکہ
گل افشان جادو خوب خوب روئیں اسی ایسے سحر بادشاہ طلسم کے روبرو کر دوش اٹھکے اور مکے آ تو سر قلعہ کو فنا کر ...
ہو کر رہیں اور شرر افشان جادو کو فتنہ منت ملا اسی حالت بیہوشی میں مار کر فنا کر کے جانب ... بھاگا ہو پیشتر
نقابدار بہت پریشان تھے کہ کس شخص سے پتا ... کا پوچھوں اور کہاں جاؤں کہ مفتاح جادو نے آکر عرض کی حضور
پریشان نہ ہوں یہاں سے مغرب کی جانب روانہ ہوں یہی راستہ ... کا ہے اور معمول وہاں کا یہ ہے کہ دیوار دودی قائم
ہوا ... تو بیشک اجازت طلب کرے اسوقت تک کوئی داخل طلسم نہیں ہو سکتا ہے یقینی وہاں پہنچکر شرر افشان جادو کو
پھر بہ ... نامعلوم ہوگا اپنے عرصہ میں پہونچ جائیے گا یہ سنتے ہی نقابدار نے مرکب کی باگ لی اور جانب مغرب روانہ ہوئے ادھر
حال سنیے شرر افشان جادو کا کہ تخت سحر اوڑاتا ہوا باطمینان تمام قریب دیوار دودی کے آکر پہنچا اور تخت سحر زمین پر اتارا
عرضی لکھنے لگا مضمون یہ تھا کہ یا خداوند آپ نے ملکہ گل افشان جادو کو بے طلسم میں قید کر کے طلسم کو برباد کرایا اور مجھے
اس در ... طلسم کشا سے خائف ہو کر بھاگتا ہے لہذا مجھے جلد حکم دیجئے کہ میں ... ملکہ گل افشان جادو دختر شرارہ جادو
کو داخل نہ ... ہوں اگر عرصہ جواب میں ہوا تو پھر مجھ سے قید ملکہ چھین جائیگی اور دشمن یقینی تعاقب میں آتا ہوگا یہ عرضی
لکھکر آگ میں ... ڈالا جاتا تھا کہ عرضی بالا ... ہوا اور ... دور کی جانب صحرا کے بگولا گرد کا پیدا ہوا شرر افشان جادو ڈرا کہ
معلوم ہوتا ہے وہ ظالم آگیا بس اپنے جلدی سے تخت سحر کو اشارہ کیا کہ تخت بالائے ہوا بلند ہوا اور نقابدار نے تیر چلہ کمان
میں پیوستہ کیا اور شست باندھ کر رہا کیا جیسے ہی تیر قریب شرر افشان جادو کے پہنچا اسنے اس کی ... تیر کباب ہوگیا
اور یہ سنا کہ معلوم ہوتا ہے تیغ میرے قتل کو لے ... دستیاب نہ ہوا ادھر نقابدار پریشان ہو سکے تیر اسیر کارگر نہیں ہوتا
اور تلوار کا وار دور سے ناممکن ہے اب کیا کرنا چاہیے اسی حالت اضطراب میں خیال آیا کہ لوح کو دیکھو شاید کوئی خبر ظاہر ہو
بس جیسے ہی نظر لوح پر جو ڈالی لکھا تھا کہ اے فاتح طلسم تجھے قتل شرر افشان جادو تیرے ہاتھ آگیا اب بھاگے گا تجھے لازم ہے کہ
اسی لوح کو زمین پر رکھدے کہ تخت روان نمودار ... کام کو انجام دیگی جدھر تو اشارہ کریگا اسیطرف جائیگی اور تخت سحر
شرارہ رفتار اسکی ہوگی بس پھر شرر افشان جادو بچکر جا سکیگا اور ہاتھ سے تیرے مارا جائیگا نقابدار نے جلدی سے لوح کو زمین
پر رکھا بالوح خوبصورت تخت کی پیدا کی نقابدار مرکب سے اتر کر تخت پر سوار ہوئے اور اشارہ کیا کہ چل اسطرف جدھر شرر افشان
بھاگا ہے سنتے ہی تخت زمین ... تھا وہ جانب تخت شرر افشان جادو روانہ ہوا شرر افشان جادو نے جو دیکھا کہ بلا
آن ہی پہنچی اور تخت اڑا کر بھاگا تھا اب آگئی تو شرر افشان جادو بھاگا چلا جاتا ہے اور پیچھے پیچھے تخت نقابدار کا چلا آتا ہے

جب چند شررافشاں جادو اپنے سحر کو زور دیتا ہوا اور تخت مانند تیر شہاب کے چار پانچ گز تخت نقابدار سے
زیادہ تیزی کے ساتھ چلا آتا ہے یہاں تک کہ تخت سے تخت ٹکرا گیا اور نقابدار نے نعرہ کیا کہ باش لو تم ساق کمان بنا ہی کر
گذارہ کیا دوست ہیں زندہ و سلامت ہو ہر روز یہ سنتے ہی شررافشاں جادو نے ترنج وار نیچے مارنا شروع کیے جو حربہ آیا برکت
لوح نقابدار پر سے ٹکرا کر گر پڑا جب سب حربے اسکے خالی گئے تو اسنے وہی شیشہ نقابدار پر کھینچ مارا جس میں ملکہ شہزادی
قید تھی شیشہ تخت پر گر کر ٹوٹا اور شہزادہ جادو رہا ہو کر بسبب چکا کر آزاد ہو گئی یہاں نقابدار نے تخت سے تخت کو
ملا کر تخت آیا اور پاس شررافشاں جادو نے اپنا ہزار ہا سحر پیدا ہو گئیں مگر تیغ جو ہر تابدار سب کو قلم کرتا ہوا
پہنچ گیا اور تخت شررافشاں جادو کے چار ٹکڑے ہوئے لیکن ملکہ گل افشاں جادو اس وقت تک بیہوش تھی یہ تخت پر سے
بسبب ٹکڑے ہونے کے زمین کی طرف چلی نقابدار یاقوت پوش نے دیکھا کہ اگر یہ زمین پر گرے گی تو ٹکڑے چور ہو جائیگی گھبرا کر آواز دی کہ ای
شہزادہ جادو لینا ملکہ کو بس یہ سنتے ہی گرک کر دیو آئی اور ہاتھوں پر گل افشاں جادو کو روککر زمین پر
اتار لیا اور سر زانو پر لیکر ہوا سے خاک بیٹھ گئی اور شررافشاں جادو کی لاش زمین پر گر کر تڑپ
گئی اور شور گیرودار بلند ہوا آندھی چلی خاک اڑی آتشباری و برف باری دیر تک رہی جب اسکی آگ بجھ کر
سرد ہو گئی تو ہر دو نے شکر کیا کہ کشتہ مرام میں شررافشاں جادو بود حیف مردیم و جان دادیم
و بمطلب خود نرسیدیم اب جو باری برطرف ہوئی تو نقابدار نے اپنے کو زمین پر پایا اور پھر لوح کو بغل
کر لوح افشاں زنگار اسکے غائب ہو گئے ایک تخت چاندی کا ہو کر گھسی سامنے دونوں گرفتہ آتش شررافشاں جادو
بیٹھے اور شہزادہ جادو سر گل افشاں جادو کا زانو پر لیے ہوئے بیٹھی تھی اور گل افشاں جادو بیہوش پڑی ہوئی تھی نقابدار
قریب گل افشاں جادو کے آئے اور کہا کہ ای شہزادہ جادو اب انکو لیکر لشکر میں جاتا کہ وہاں کچھ علاج کیا جائے
بیرنگ آپ پشت مرکب پر سوار ہوے اور شہزادہ جادو نے سحر سے تخت اپنا طلب کیا اور ملکہ گل افشاں جادو کو تخت
پر بٹھلا کر جانب لشکر روانہ ہوئے وہاں اہل لشکر دعائیں کر رہے تھے کہ گرد اڑی اور نقابدار یاقوت پوش مع
شہزادہ جادو آکر پہنچے سب نے قدمبوسی کی ملکہ جادو نے بھی نقابدار ملکہ گل افشاں جادو کو لیے ہوئے داخل بارگاہ یاقوت نگار ہوئے
اور مسہری پر ملکہ کو لٹایا اور سب دیکھنے لگے کہ دیکھیں ہلاک ہو گئی دیکھا تو نبض مانند ضعیف چل رہی ہے
نقابدار بولا کہ ہوا اسکے بعد اطبا کو طلب کیا اور علاج ملکہ کا ہونے لگا دو پہر بعد ملکہ کو ہوش آیا تو بالین پر نقابدار یاقوت پوش
اور شہزادہ جادو کو پایا اٹھنے کا قصد کیا مگر قوت نہ پائی نقابدار نے روکا اور کہا یہ وقت تعظیم و تکریم کا نہیں ہے تم اپنی
حالت کو تو دیکھو کہ کیا کیفیت ہو گئی افشاں جادو نے کہا کہ خیر جو حالت ہے برطرف ہو جائیگی الحمد للہ کہ آپ آگئے یہ تو
بتائیے کہ آپ نے شہزادہ جادو کو بھی پایا یا نہیں یہ سنکر شہزادہ جادو سامنے آئی اور کہا ای ملکہ میں نے بھی رہائی پائی
اور بادشاہ طلسم قتل ہوا یہ کہکر سارا ماجرا بیان کیا نقابدار نے شہزادہ جادو سے پوچھا کہ انکی یہ حالت کیونکر ہوئی شہزادہ جادو
نے کہا مجھے نہیں معلوم اسوقت کہ میں شیشہ میں بند تھی انھوں نے میرے چھڑانے کی کوشش کی ہو گی انھیں بیہوش ہو کر
گر پڑا ہوا ہو گی نقابدار نے مفتاح جادو سے پوچھا کہ ملکہ کو یہاں میں تکلیف ہوئی تم بیان کرو مفتاح جادو نے سب
ماجرا گرفتاری دل آرام جادو کا اور پھر گرفتاری عیار ہا ہونا اسکا اور اسیر ہونا ان دونوں شہزادیوں کا پھر چھڑانا
عیار کا اور طبل جنگ بجنا مقابلہ ہونا شہزادہ جادو کا دل آرام جادو سے اور غائب ہو کر قتل کرنا دل آرام جادو
کو بادشاہ طلسم کا دختر پر غصہ کر کے اسکو شیشے میں بند کرنا اور بھاگ کر طرف طلسم نظام جانا رو کنا
گل افشاں جادو کا اور بیہوش ہو کر مقید ہو جانا شررافشاں جادو کا سامنے گل افشاں جادو کے لشکر آکر

غرض اسکے ملکہ گل افشان جادو کا غیرت کے جوش مین اُس قید سحر سے نکلنا اور قلعہ
آتش فشان کو اپنے زور سحر سے مٹا دینا اور خود بیہوش ہو جانا شہزادہ افشان جادو کا غنیمت
سمجھکر انکو بھی تخت پر ڈال لینا اور جانب طلسم طلاق روانہ ہونا یہ سب اسباب سنکر نقابدار
نہایت خوش ہوئے اور ملکہ گل افشان جادو کے نہایت شکرگذار ہوئے اور کہا اے ملکہ تم نے
اپنی جان پر کھیل کر سحر کیا اور شرارہ جادو کے بچانے مین کمی نہ کی لازم اب یہان سے
قصر شاہی مین تشریف لائیے اور چند دن علاج کیا کہ ملکہ گل افشان جادو کو صحت حاصل ہوئی
بعد اُسکے مال و اسباب طلسمی طلب فرمایا مفتاح جادو نے سب اسباب حاضر کیا عجب عجب
سامان تھا کہ بیان اُسکا احاطۂ تحریر سے باہر ہے جواہر بیش بہا سکۂ زر و نقرہ بے نہایت کئی گنج مملو تھے
بارگاہین نہایت نادر و نادر اور مرکب و اسلحہ و خفتان وغیرہ جو چیز تھی نادر الوجود تھی نقابدار نے
ان چیزون کی جانچ کر کے داخل خزانہ کروین اور کہا جب ضرورت کسی چیز کی ہوگی تو ہم طلب کر لین گے
بعد اسکے امراء و رؤسا شہر حاضر ہوئے اور نذرین گذرانین نقابدار نے سبکو تلقین دین اسلام کی
سب مسلمان ہوئے نقابدار نے بتون کو تڑوا کر بنا مسجدون کی ڈالی سکہ بادشاہ
اسلام کے نام کا جاری ہوا اب گل افشان جادو سے کہا کہ تم کہان رہنا پسند کرتی ہو
ہنوز یہ کوئی جواب نہ دینے پائی تھی کہ شرارہ جادو نے کہا مین اپنی بہن کو کہین نہ جانے
دونگی جس وقت تک یہ اس مقام پر رہین یہ بادشاہ ہین اور مین انکی کنیز ہون اور جب
یہ تشریف لیجا دینگی اسوقت مین سلطنت کرونگی مگر ابھی مین ہرگز نہ جانے دونگی
اسواسطے کہ یہان انکا طلسم طلاق مین ہے کہان جائینگی کیا انکا فتنہ خانہ نہین ہے نقابدار
خاموش ہو رہے لیکن گل افشان جادو کو نہایت غیرت آئی کہ مین الکوان تاجدار کی
بھانجی ہوکر ایک ادنیٰ شاہزادی کے گھر مین رہون اور بار احسان اُسکا اپنے سر پر لون
کہا اے ملکہ شرارہ جادو تم ہماری وجہ سے مبتلائے بلا ہو اسواسطے کہ بادی طلسم شہر نگان
کی ایسی چیز نہین ہے جو پوشیدہ رہ سکے ضرور یہ خبر الکوان تاجدار کو ہوگی اور کسی نہ کسی کو وہ روانہ کریگی جب
ساحر اس مقام پر رہتے دیکھین گے تو ضرور شبہ تمہاری سازش کا گذریگا پھر تو کوئی کچھ نہین کر سکتا مگر آفت آئیگی
تمہارے سر پر جائیگی اور اگر مین اس مقام پر نہ ہونگی تو کوئی خوف کا مقام نہین ہے تم عذر کر سکتی ہو کہ طلسم ٹوٹ گیا
مین کیونکر جان مسلمان ہوگئی ایسے وقت مین سوا اسکے کیا کر سکتی تھی کوئی تم سے مزاحمت نہ کریگا
اور تاوقتیکہ طلسم طلاق فتح نہین ہوتا ہزار ساحران طلسم کا دشمن دشوار ہے اسکن الکوان تاجدار پر بہت کچھ
بھروسا ہے حتی کہ اسے خداوند کہتے ہین لہذا میرا اس مقام پر رہنا مناسب نہین ہے مین بھی کسی صحرا مین جا کر
زندگی بسر کرونگی اسواسطے کہ اب تو محبت میری اس شہزادہ عالی قدر کی عزیز راساب کھر لیا ہو چکا ہے سلطنت چھوڑ کر فقیری اختیار کی بیکار فقیری
پربت بادشاہی ہے یہ سنکر نقابدار نے کہا جو فقیر ساتھ دینا چاہیگا وہ خود فقیری اختیار کریگا ہم تو خود بھی بیابان گرد
صحرا نشین ہین تخت و تاج کسکا شہزادہ ... ادنیٰ جب ہوگی بعد کچھ دیر کے کہا اے ملکہ گل افشان جادو
اگر مین قصد ہی ہم اپنی ہوئی تو ہم سے تمہارا ... مگر جو تمہارا ارادہ ہے وہ بالکل سچ ہے یہ سنکر
گل افشان جادو نے شرارہ جادو کو گلے سے لگا لیا آنسو ٹپک پڑے اور کہا کہ بڑا اسوا خدا کے

کوئی نہیں ہے جسقدر مخلوق اسکی ہے شاہ و گدا اسکے واسطے سب برابر ہیں تم اس بات کا رنج عبث کرتی ہو اسوقت جبکہ تم کنیز ہو اسکی ہیں کنیز ہوں میں نے جو کچھ کہا تھا دوستی و محبت کی راہ سے کہا تھا نخوت و تکبر کے باعث نہیں کہا تھا اگر تم نہیں مانتی ہو تو میں چندے یہیں قیام کرتی ہوں اور سحر اپنے سپہر سے تیار کرتی ہوں اسواسطے کہ انجام بینی تو ضرور ہے طلسم نطاق کے ساحروں سے سامنا کرنا ہوگا اور اہل اسلام کی طرف سے لڑنا ہوگا پھر اگر سحر اپنے سپہر کے ذریعہ تیار کر لیجئے تو بروقت مقابلہ ایسا ہوگا جیسا تمھارے باپ سے مقابلہ کرکے پریشان اور ذلیل ہونا پڑا اب ملکہ گل افشاں جادو نے تو سناطر شرارہ جادو اسی مقام پر قیام کیا اور ایک حجرہ سحر اپنے واسطے تیار کرکے چوکیاں پہرے قائم کرکے سحر تیار کرنے میں مصروف ہوئی اور شرارہ جادو انتظام ملک پر متوجہ ہوئی لیکن نقابدار یا قوت پوش کا دل گھبرایا اور کہا کہ ای ملکہ شرارہ جادو نہیں معلوم میرے عزیز کس آفت میں مبتلا ہیں کہ میرا دل گھبرا رہا ہے میں اب جاتا ہوں شرارہ جادو نے کہا کہ آپ کہاں جائیے گا نقابدار نے کہا کہ جدھر خدا لیجائے بالفعل ہمارے تمام عزیز تباہ و برباد پھر رہے ہیں نہیں معلوم کون گرفتار بلا ہوا اور کسپر مصیبت پڑی ہے شرارہ جادو نہایت پریشان ہوئی اور کہا کہ میں تو نہ جانے دونگی نقابدار نے فرمایا کہ مجھے ان امور کو کبھی نہ کہنا میں صرف ملکہ گل افشاں کی صحبت میں اسطرف نکل آیا ورنہ یہ زمانہ اس قابل نہیں ہے کہ ایک دم بھی میں اپنے عزیزوں سے غافل رہوں یہ فرما کر تیاری کردی ملکہ نے کہا کہ کب تک تشریف لائیے گا فرمایا جب فرصت ہو یہ کہکر مع لشکر جانب صحرا روانہ ہوگئے انکو تو حالت صحرا نوردی میں مصروف رکھا جاتا ہے اور کچھ حال شاہزادہ امیر الزمان کا بیان ہوتا ہے

داستان جلالت عنوان روانہ ہونا شاہزادہ امیر الزمان نامدار کا جانب طلسم نطاق مع جہانگر و عیار و چند سرداران کے مدد کرنا اور بقیہ حالات متعلقہ کا ذکر

ساقی نامہ

پھر آئی ہے اب بہار ساقی
جو ہمت طبع کو بڑھا دے
لکھوں وہ فسانہ دلا دینے
کچھ حال دلاوری عیاں ہو
اک جا پہ خوشی کی داستاں ہو
دلچسپ فسانہ کو بنا دوں

دے بادۂ خوشگوار ساقی
پی جاؤں جو ایسی مے کا ساغر
ہر نقطہ ہو جسکا حیرت انگیز
کچھ عشق کی داستاں ہو تحریر
اک جا غم و رنج کا بیاں ہو
پڑھنے سے ہوں اسکے ناظرین شاد

تو آج مجھے وہ مے پلا دے
پھر نشہ میں میں قلم اٹھا کر
کچھ سحر و طلسم کا بیاں ہو
جو ناز و ادا کا حال قسطیرہ
ہر طرح کا رنگ میں دکھا دوں
محنت کی مری ملے مجھے داد

طلسم کشایان اقلیم جادو طرازی و سرگشتہ گان معرکہ سحر پردازی اس داستان شوکت نشان کو یوں تحریر فرماتے ہیں کہ حسب الحکم صاحبقران سپہبد بدیع الملک نامدار سب سے پہلے شاہزادہ امیر الزمان نے مع مخالف سحر کش کے لشکر جرار ہمراہ لیکر مع جہانگیر و عیار کے جانب طلسم نطاق کوچ کیا انکے بعد اور سردار نامی و گرامی مثل شاہزادہ سکندر فرخ لقا آصف انجم طلعت و حمزہ بھی روانہ ہوئے

کہ اسکا ذکر وقت پر آئیگا مگر شاہزادہ امیر الزمان نامدار مع لشکر جرار کوچ و مقام کرتے دسوین روز
ایک صحرائے فرح افزا مین پہونچے شاہزادہ کو فضائے صحرا پسند آئی سرداران نامی کو بلایا
قیام کا قصد ظاہر فرمایا سب نے شاہزادہ کی رائے سے اتفاق کیا لشکر کے اترنے کا سامان
ہونے لگا بارگاہین استادہ ہوئین سب لوگ اپنے اپنے خیمون مین گئے از بسکہ مسافت سفر سے تھکے
ہوئے تھے وہ رات تو سب نے راحت و آرام مین بسر کی صبح کو شاہزادہ والا تبار نے بغرض تفریح
مرکب صبا رفتار طلب فرمایا اور لوگ بھی ہمراہ رکاب ہوئے شاہزادہ ایک جانب روانہ ہوا لشکر
سے دو چار کوس کے بعد ایک عمارت عالیشان نظر آئی شاہزادہ اوس عمارت کی جانب متوجہ
ہوا قریب جا کر دیکھا گرداگرد اوس عمارت کے ایک خندق آگ سے بھری ہے دروازہ کسی طرف نظر نہین آتا
پل تختہ کا پتہ معلوم نہین ہوتا شاہزادہ نے سردارون سے مخاطب ہو کر فرمایا معلوم ہوتا ہے یہان
بھی کچھ ساحران مکار رہتے ہین یہ انھین کے مکر و فریب کی عمارت ہے اسکو دریافت کرنا چاہیے
سردارون نے عرض کی اے شاہزادہ والا تبار کیا ضرورت ہے آپ اسوقت حسب الحکم صاحبقران طلسم
نطاق کی جانب تشریف لے جاتے ہین اگر ایسا ہی ہے تو واپسی مین اسکی حقیقت سے آگاہی
حاصل کیجیے گا نہین معلوم یہ کون مقام ہے یہان کے حاکم کا کیا نام ہے یہ عمارت کسواسطے بنائی گئی
ہے یہان کون رہتا ہے غلامون کے نزدیک ابھی اسکی تحقیق بالکل بیکار ہے آیندہ جو مرضی مبارک مین
آئے خادمون کو کیا عذر ہے شاہزادہ نے فرمایا ابھی طلسم نطاق کی جانب جانے کی تعجیل بیکار ہے
خود صاحبقران نامدار نے فرما دیا تھا کہ زیادہ وقت نہ اٹھانا راحت و آرام سے وہان پہونچ جانا اگر ہم وقت سے وہان پہونچ بھی گئے
تو کیا فائدہ ہوا اس سے مناسب ہے کہ ہم ایک جا کی سیر کرتے ہوئے چلین جو بات نہ معلوم ہو اسکو تحقیق
کر لین جب سردارون نے شاہزادہ کی طبیعت کو اس جانب مائل پایا ہاتھ باندھ کے سب نے عرض
کی ہمکو تعمیل ارشاد والا مین کیا عذر ہے ابھی جاتے ہین اور اس عمارت کی جملہ باتین تحقیق کرکے آتے ہین
یہ کہکے چند سردارون نے باگ اٹھائی اور ہر چہار جانب اس غرض سے روانہ ہوگئے کہ اس خندق کا
پل تختہ جس طرف نظر آئے بے تکلف عمارت کے اندر چلے جائین یہان کی کیفیت دریافت کرکے شاہزادہ سے
عرض کرین امیر الزمان نامدار وہین ٹھہر کر سب کا انتظار فرما رہے تھے کہ ایک عقاب بشکل مہیب اوس
عمارت سے باہر آیا اور ایک سردار کو پنجہ مین دبا کر اٹھا لیگیا امیر الزمان نامدار نے بہت کچھ کوشش کی پے در پے
تیر برسائے مگر کوئی تیر اثر عقاب تک نہ پہونچی شاہزادہ کو کمال افسوس ہوا اور ساتھ ہی یہ بھی تعجب تھا کہ عقاب
ایسا تھا اور کیون سردار کو اٹھا لیگیا ابھی یہ خیال کر ہی رہے تھے کہ وہی عقاب پھر بازو توڑ کے گرا اور دوسرے
سردار کو اٹھا لیگیا پھر امیر الزمان نامدار نے تیر لگائے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا اب واقعہ ثانی پر شاہزادہ کو تاب نہ رہی
لگام فرس کو جنبش دی گھوڑا آگے بڑھا اور جو جو سرداران گرامی وہان موجود تھے سب نے گھوڑے بڑھائے
امیر الزمان نامدار نے فرمایا کوئی علیحدہ نہ جائے سب ہمارے ہمراہ آئین جب راستہ اس عمارت کے اندر
جانے کا معلوم ہو جائیگا اسوقت سب ہمراہ اس عمارت کے اندر پہونچکر چلے اپنے سردارون کا پتہ لگائیے
پھر جو ساحران مکار یہان رہتے ہین اونسے سمجھین گے یہ فرماتے ہوئے جاتے تھے کہ پھر وہی عقاب کنندہ ہو کر
گرا اور ایک سردار کو اٹھا لیگیا سب نے لاکھ کوشش کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا اسی طرح یکے بعد دیگرے جسقدر

سردار امیر الزمان نامدار کے ہمراہ برائے تفریح گئے تھے سبکو عقاب اُٹھا کر عمارت کے اندر لیگیا شاہزادہ تمنا رنگ جادو لعین
خیال کیا کہ اب تمنا لشکر کی جانب واپس جانا اور سبکو نہ دکھانا بیکار ہے ہر ایک یہی خیال کریگا کہ سب امیروں کو بلا
ملا کرادیا اور آپ تنہا واپس آئے انکی امداد نہ کرسکے بدنیا شاہزادہ نے مراجعت کرنا مناسب نہ تصور فرمایا گھوڑا آگے
بڑھایا عقاب پھر بازو چوڑے کر اگر امیر الزمان نامدار کے پاس بہت سے تحائف سحر کش موجود تھے عقاب اپنے
ارادے سے باز رہا کامیاب نہ ہو جبت دفعہ اٹھا لیجانے کی کوشش کی مگر کوئی تدبیر نہ چڑھی شاہزادہ اسی فکر میں
گھوڑا اُٹھائے چلا جاتا تھا کہ سامنے سے ایک مرد پیر کو آتے ہوئے دیکھا امیر الزمان نے گھوڑے کو روک کے
اُس مرد پیر کو آواز دی وہ بڈھا قریب آیا شاہزادے کے رعب و جلال کو دیکھکر متحیر ہوا جھک کے سلام کیا
امیر الزمان نے جواب سلام دیکر پوچھا کہ ای پیر مرد یہ عمارت کسکی ہے اور یہاں کون لوگ رہتے ہیں اسکا رستہ
کسطرف سے ہے بڈھے نے ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ ای شہریار اس عمارت کا راستہ کسیکو معلوم نہیں یہاں
چند ساحران نامی ہیں سُنتے اپنے بزرگوں کی زبانی سنا ہے کہ طلسم دار العنیا کی راہ اسی جگہ ہے وہ یہیں کے کچھ
ملازمین یہاں قیام کرتے ہیں انھوں نے اپنی عافیت کے واسطے راہ اس عمارت کی پوشیدہ کردی ہے
اور جو کوئی غیر قوم اور دوسرے ملک کا آدمی اسطرف سے گذرتا ہے اسکو ہلاک کرتے ہیں علی الخصوص مسلمانوں کے
جانی دشمن ہیں یہ سُنکر شاہزادے کو غصہ آگیا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا فرمایا جب تک ان ساحروں کو زیر نکرونگا
مجھکو چین نہ آئیگا اُس مرد پیر نے ہاتھ باندھ کے عرض کی اے شہریار والا تبار یہ تو فرمائیے آپ کہاں سے تشریف
لائے اور یہاں تک کیونکر آئے آپکو ان ساحروں کے ہاتھ سے کیا تکلیف پہونچی جو اسقدر مزاج والا برہم
ہے مجھسے ارشاد فرمائیے اور تنہا ایسا قصد نہ کیجئے یہاں بہت سے شاہان والا جاہ آئے مگر مقابلے کی تاب
نہ لائے مجھکو تعجب ہے کہ آپ اب تک یہاں ٹھہرے مگر کسی قسم کی تکلیف دشمنوں کو نہ پہونچی معلوم نہیں اسوقت
یہاں کے ساحر کہاں ہیں اور کس کام میں مصروف ہیں ورنہ اب تک آپکو اس خندق کے پار لیجاتے اور
نہیں معلوم کسطرح پیش آتے شاہزادہ نے فرمایا ساحروں کی کیا مجال ہے جو ہمکو تکلیف پہونچائیں اور خندق
کے پار اٹھا لیجائیں ہم خود ارادہ کرتے ہیں کہ خندق کے پار پہونچ کے انسے مقابلہ کریں اپنے سرداروں کو چھڑا لائیں
بڈھے نے کہا کیا آپکے سرداروں کو ساحر اٹھا لیگئے ہیں امیر الزمان نے سب واقعہ بیان کیا بڈھے نے کہا ای شہریار
اب آپ تکلیف نہ اُٹھائیں یہاں سے واپس جائیے آپکے سرداروں کا ملنا محال ہے ابھی آپکو یہاں کی
کیفیت معلوم نہیں جو شش جہات میں جو آپ خیال فرماتے ہیں وہ فضول عبث ہے سحر اور ہمت کی لڑائی عقل کے
خلاف ہے جو آپکو خندق کے پار جانے کا راستہ ملیگا نہ آپ ان سے تنہا مقابلہ کرکے عہدہ برآ ہو سکے ہلاک بہت
لے یہاں کے حادثات سے واقف ہیں مگر آجتک کسی ساحر کی صورت نظر نہ آئی جو وہاں اسیر ہو گیا پھر اسکی
خبر نہ ملی لوگ بیشمار لشکر لیکر آئے گذشتہ آفت ہوئے بھاگ بھی نہ سکے اسیر ہو کر مفقود الخبر ہو گئے یہاں کے
ساحر بڑے ظالم ہیں کسی سے خوف نہیں کرتے سب ان سے تھراتے ہیں انکے سحر کو مانتے ہیں بعض یا اقرارہ
یہاں کے ایسے ہیں جو ان لوگوں کو اپنا خداوند جانتے ہیں سنا جاتا ہے کہ یہاں دو ہزار ساحران نامی کا قیام
ہے سعفت زنار جادو ان سب کے سردار کا نام ہے اُسی کی بت لوگ پرستش کرتے ہیں اسکے واسطے سال بھر
بعد ایک روز جانوران صحرائی جمع کرکے قربانی کرتے ہیں وہ سب سے پوشیدہ ہے مگر اتنا ہے کہ لاکھوں جانور
قربانی کیے ہوئے پڑے رہتے ہیں سب کو کہا جاتا ہے اس شہر میں ایک مقام بیت الاصنام کے نام سے

مشہور ہے اُسکی عظمت و شان کا شہرہ نزدیک و دور ہے وہان ہفت زنار جادو کی تصویر ہے جب کسی پر
کوئی مصیبت پڑتی ہے اس تصویر کے سامنے جاتا ہے جو طریقہ عبادت ہے بجا لاتا ہے پھر تصویر کے سامنے
سر جھکا کر عرض حال کرتا ہے تصویر جو جواب دیتی ہے جو احکام ہوتے ہین ظہور مین آتے ہین اُسی
تصویر کے دیکھنے سے ہفت زنار جادو کی صورت بھی سب پر ظاہر ہوتی ہے اے شہریار والا جاہ وہ
بصورت انسان نہین عجیب الخلقت شکل ہے اگرچہ مین اُسکو خداوند برحق نہین مانتا ہون مگر پیشواے
دین ضرور جانتا ہون مین نے ایسی کرامت کسی مین نہین دیکھی اُسکی تصویر گفتگو کرتی ہے ہر ایک
کے سوال کا جواب دیتی ہے امیر الزمان نامدار نے فرمایا ہفت زنار جادو مردود ہے اسکو پیشواے دین جاننا اور
بخداوندی ماننا بالکل کفر ہے اگر خدا نے چاہا تو اُسکو زیر کرینگے یا وہ مسلمان ہوگا یا ہم اپنی تلوار
اُسکے خون سے سیر کرینگے پیر مرد نے جب امیر الزمان نامدار کو اسقدر برہم پایا سامنے ٹھہرنے کی تاب
نہ لایا سلام کر کے آگے بڑھا شاہزادے نے بھی اُسکا روکنا بیفائدہ سمجھا مرکب کی باگ اٹھائی
ایک جانب روانہ ہوا کہ ذکر اُسکا وقت پر کیا جائیگا اب کچھ کیفیت لشکر امیر الزمان کی عرض کیجاتی ہے
کہ جب دن تمام ہوا اور شاہزادہ لشکر کو واپس نہ گیا تو سب لشکریون کو انتشار ہوا ہر ایک بیتاب بیقرار
ہوا سب نے آپس مین اسبات کا چرچا کیا کہ نہین معلوم کیا واقعہ ہے جو اب تک امیر الزمان نامدار تشریف
نہین لائے نہ سرداران نامی جو ہمراہ گئے تھے اب تک واپس آئے اگر کسی جانب شکار کو جاتے تو ایک
ضرور واپس آتے معلوم نہین کہ کیا سانحہ پیش آیا جو اسوقت تک شاہزادہ کو ہم سب کی یاد فراموش
ہو سب نے یہ گفتگو کر کے آپس مین مشورہ کیا کہ تھوڑی دیر اور راہ دیکھین پھر براے تلاش یہانسے
چلین بعض نے کہا مناسب ہے کہ مستر جہانگیر کی راے لین دیکھین وہ کیا کہتے ہین شاید اُنکو کچھ
اس حال مخفی کی خبر ہو اور اُن سے معلوم ہو جائے تو کیون اسقدر انتشار باقی رہے یہ سوچ کے
سب لوگ جہانگیر دعیار کے خیمہ مین آئے دیکھا جہانگیر بھی اپنے خیمہ مین نہین ہین معلوم ہوتا ہے وہ بھی امیر الزمان
نامدار کے ہمراہ ہین بعض نے جواب دیا کہ بعد روانگی شہریار کے انکو دیکھا تھا لشکر مین مصروف انتظام تھے پھر
سب کو یہ خیال ہوا کہ کسی ضرورت سے کہین گئے ہونگے تھوڑی دیر مین آ جائینگے یہ خیال کر کے سب سردار
واپس آئے پھر تھوڑی دیر کے بعد سب نے جہانگیر کی تلاش کی مگر پتہ نہ ملا سب مجبور ہوئے اسی طرح نصف
شب تک سرداران نامی جہانگیر کے خیمہ مین آتے جاتے رہے جب کسیکو جہانگیر کا پتہ نہ ملا تو سب نے
خیال کیا کہ اب تک شاہزادہ کا انتظار کیا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہم لوگون کی بلا اطلاع تلاش امیر الزمان نامدار
مین روانہ ہوئے ہین اب ہم لوگون کو یہ مناسب ہے کہ بقیہ شب تو جس طرح ہو بسر کرین صبح کو شاہزادے
کی تلاش مین روانہ ہون اسواسطے کہ سحر و ساحری کے مقامات نہایت مخدوش ہین اگرچہ یہ صحرا ہے اور بیابان
ظاہر اسباب کچھ سحر و ساحری کے کرشمے نظر نہین آتے ہین مگر ہزارون مقام پر ایسے اتفاق گذرے ہین
ظہور ہو کے کہا گئے ہین اسی گفتگو مین سب سرداران نے وہ رات بسر کی صبح ہوتے ہی سب نے بہ تلاش امیر الزمان
نامدار کوچ کیا کہ ذکر اُنکا وقت پر آئیگا یہ کیفیت جہانگیر دعیار کی عرض کیجاتی ہے کہ جب اُسنے شام تک شاہزادہ کا
انتظار کیا اور کسیکو واپس آتے نہ دیکھا تو مجبور ہو کے لشکر سے بہ تلاش امیر الزمان نامدار روانہ ہوا راہ طے کرتا ہوا
چلا بہت سے ٹھکانے اسکو نظر آئے مگر کہین امیر الزمان نامدار اور سرداروں کا پتہ نہ ملا نصف شب تک راہ بری کی

اور کوئی صورت مدعا کی پیدا نہ ہوئی ایک مقام پر ٹھہر کر سوچتا تھا کہ اب میں کیا کروں کدھر طرف چلوں کہ ایک جانب کچھ روشنی بہت دور پر نظر آئی عیار نے خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے کوئی گاؤں ہے یہاں چلنا چاہیے کیا عجب ہے کہ وہاں کے باشندے شاہزادے کے حال سے باخبر ہوں پتہ مل جائے گوہر مراد ہاتھ آئے یہ خیال کرکے تیز قدمی اس جانب متوجہ ہوا قریب دو کوس کے راہ طے کی تھی کہ ایک پھاٹک عالیشان نظر آیا وہاں بکثرت آدمیوں کو پایا عیار نے گرد میں چھپکر اپنی ہیئت تبدیل کی اصلی صورت بدلکر پھاٹک کے قریب آیا لوگوں نے جو اسکو دیکھا کہا اے شخص تو کون ہے کہاں سے آیا ہے کہاں جائیگا کیا یہاں کے دستور سے آگاہ نہیں جو آگے قدم بڑھاتا ہے ٹھہر جا عیار نے دل میں خیال کیا کہ خدا خیر کرے یہ سب لوگ ساحر غدار معلوم ہوتے ہیں مگر خدا مالک ہے کیا بنا سکتے ہیں وہیں ٹھہر کر عیار نے جواب دیا بھائی ہم یہاں کے آئین سے آگاہ نہیں دیس ہمارا یہاں سے ہزاروں منزل دور ہے ہمکو مطلق معلوم نہیں کہ یہاں کا کیا دستور ہے سب نے کہا اچھا پھاٹک کے اندر قدم بھی نہ رکھنا وہیں ٹھہرے رہنا تمکو آج کے تیسرے روز شہر کے اندر آنے کی اجازت ملیگی جب تک تم وہیں قیام کرو بستر وغیرہ اگر تمہارے ہمراہ ہے تو مکان بہت سے خالی ہیں جو پسند ہو وہاں ٹھہرو جس چیز کی ضرورت ہو حسب الطلب تمکو دی جائیگی عیار نے کہا بھائی اگر خلاف نہ ہو تو میں کچھ تم سے دریافت کروں اور اگر تمہارے خلاف مزاج ہو تو مجکو معاف فرمانا کیونکہ میں یہاں کے آئین سے بالکل آگاہ نہیں ہوں سب نے کہا دریافت کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں جو تمہارے مزاج میں آئے پوچھ لو عیار نے کہا تمہارے شہر کا یہ کیا دستور ہے کہ جو مسافر آئے وہ فوراً شہر میں داخل نہ ہونے پائے اور تین روز شہر پناہ کے باہر قیام کرے سب نے کہا سبب اسکا یہ ہے کہ اس شہر میں جلوہ خداوند ہفت زنار جادو کے حکم کے مطابق ہم لوگ آئین کوئی بات خلاف الحکم ہو نہیں سکتی یہ بھی خداوند ہفت زنار کا حکم ہے کہ جو کوئی مسافر آئے وہ شہر پناہ کے باہر ٹھہرایا جائے اور دین و مذہب دریافت کرکے اطلاع کیجائے جب ہم مناسب جانکر حکم دیں تو وہ شہر میں داخل ہو ورنہ وہیں سے واپس کردیا جائے جو کچھ ہمارا حکم اسکے باب میں ہو وہ عمل میں لایا جائے عیار نے جو یہ کیفیت سنی دل میں خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے شاہزادہ والا تبار بھی انہیں ساحروں کے مکر و فریب میں گرفتار ہیں مگر پھر خیال آیا کہ انکے پاس تحائف سحر کش موجود ہیں ساحر انکے صدمہ سے بچ نہیں سکتے مگر ساتھ ہی خیال کیا کہ ساحر بلا کے مکار ہوتے ہیں کیا عجب ہے کسی فریب سے سب تحفہ جات اپنے قبضہ میں کیے ہوں اور دھوکا دیکر انکو شکنجۂ ستم کو اپنے دام مکر میں اسیر کیا ہو مگر خدا مالک ہے اسقدر جبر تو اس وقت چلتا ہی اگر خدا نے چاہا تو بہت جلد سب راز مخفی ظاہر ہو جائیگا شاہزادہ والا جاہ کا پتہ بھی ملیگا سرداران گرامی کے حال سے آگاہی ملیگی یہ سوچکے عیار پھر ان لوگوں کی طرف مخاطب ہوا کہا کیوں بھائی کیا خداوند ہفت زنار اسی شہر میں حکمرانی کرتے ہیں سب نے جواب دیا اے شخص تو بڑا نادان ہے ارے کیا آپکی خداوندی اسی شہر میں محدود ہے تمام عالم انکے زیر حکومت ہے یہاں انکی توجہ زیادہ ہے اسواسطے انہوں نے اپنی ایک تصویر یہاں نصب کردی ہے تصویر گفتگو کرتی ہے ذات خداوند تو دور ہے خاص ایوان آتش حصار میں ہے وہاں کی کیفیت کسیکو معلوم نہیں نہ کبھی فرط خوف سے کسی نے خداوند سے وہاں کا حال دریافت کیا ہے عیار نے کہا مجکو اسوقت کمال اشتیاق ہوا کہ میں اجازت پاؤں اور پہلے میں تصویر خداوند کے روبرو بہت جلد پہنچوں یہاں آنے سے عجیب و غریب حالات معلوم ہوئے ایوان آتش حصار کے دیکھنے کا شوق پیدا ہوا سب نے کہا وہاں بھلا کون جا سکتا ہے گرد آگ کا خندق ہے درمیان میں قدرت کی عمارت نظر آتی ہے جو کسی غیر قوم و مذہب کا شخص اسطرف جاتا ہے قہر خداوندی

اُسپر نازل ہوتا ہی فرشتگان عذاب اسکو اسیر کرکے لیجاتے ہیں پھر اُسکا پتہ نہیں معلوم ہوتا ہی جہانگیر دل نے
یہ جملہ سنکر خیال کیا کیا عجب ہی امیر الزمان نامدار برائے تفریح اسطرف گئے ہوں اور ساحران مکار نے بفریب [illegible]
اُنکو لیکر مع سرداران نامی ان کو مقید کرلیا ہو یہ سوچکر اسکا دل زیادہ بیقرار ہوا گھبرا کے پوچھا کیوں
بھائی جو لوگ اُس آتشیں خندق کے پاس گرفتار ہوئے ہیں انکا کیا حشر ہوتا ہی سب نے کہا اسکی کیفیت
ہمکو نہیں معلوم جو حکم خداوند ہوتا ہوگا وہی کیا جاتا ہوگا یا وہ قدرت کی پرستش اختیار کرتے ہونگے یا
فنا کردے جاتے ہونگے جہانگیر دل نے کہا کیوں بھائی کیا تصویر خداوند سے ہر ایک شخص گفتگو کرسکتا ہی ساحروں
نے جواب دیا کہ عالم اجازت ہی سب لوگوں کو کہ جاکر پرستش کرتے ہیں پھر سر نیاز جھکا کر تصویر سے عرض
حال کرتے ہیں تصویر گویا ہوتی ہی سب باتوں کا جواب ملتا ہی مرادیں بر آتی ہیں جہانگیر دل نے کچھ ایسی
دلچسپ باتیں کہیں کہ دربان شہر پناہ شب بھر اسکی باتیں سنتے رہے یہانتک کہ صبح ہوگئی سب ساحروں
نے جہانگیر دل کو سامنے بلایا کہا ای شخص ہرگز ہم لوگوں کا یہ دستور نہیں کہ کسی نے آدمی کی صورت بلا حکم خداوند
صفت زنار دیکھو لیں مگر تیری سحر بیانی نے ہمکو مجبور کردیا ہی کمال اشتیاق ہی تو شہر کے اندر نہ جانا مگر
ہمارے پاس کہ بیٹھو یہاں تیرے واسطے سب سامان موجود و ممکن ہی رات بھر تو تو نے ہم لوگوں سے شہر کی کیفیت
اور قدرت کے حالات دریافت کیے اب ہم چاہتے ہیں کہ کچھ اپنی کیفیت بیان کر اپنے وطن کے حال سے ہمکو
اطلاع دے آنے کا سبب بتا جہانگیر دل نے کہا بھائی اسکو دریافت نکرو بہت طویل داستان ہی
سب کیفیت اگر اپنی بیان کروں تو بہت دنوں میں تمام ہوگی مختصر سی بات یہ ہی کہ اپنے شہر سے برائے
ملازمت نکلا کہیں روزگار میسر نہوا گھومتا پھرتا رہا ہوں کہ اسطرف آنکلا اہل و عیال سب ہمراہ تھے نہیں
معلوم وہ کس طرف بھٹک کر چلے گئے اب کس حالت میں ہیں انپر کیا مصیبت پڑی اسی وجہ سے میں نے تم
لوگوں سے دریافت کیا تھا کہ خداوند کی تصویر کیا عام لوگوں سے بھی ہمکلام ہوتی ہی اور سبکی باتوں کا جواب
دیتی ہی ایسا ہی اگر ہو تو میں بھی جاؤں اور اپنی حالت بیان کروں کیا عجب ہی خداوند کو میرے حال پر رحم آجائے
اور میرے ہمراہیوں کا پتہ معلوم ہوجائے ساحروں نے کہا بھائی تم خاطر جمع رکھو تصویر قدرت سے یہ راز مخفی نہ رہ
ہو جائیگا فوراً سبکا پتہ معلوم ہو جائیگا ایک دن تمکو یہاں اور قیام کرنا ہی کل ہم سب لوگ تمہارے ہمراہ شہر میں
چلیں گے اور خود تمہاری طرف سے روبروے تصویر التجا کرینگے تمہاری مراد بر آئیگی سب بچھڑے مل جائینگے
جہانگیر ان لوگوں کے سامنے گیا سب نے دیکھا ایک کم سن لڑکا لباس پر تکلف پہنے جواہرات گران بہا سے
آراستہ و پیراستہ حسن و جمال میں یکتا سامنے سے چلا آتا ہی ساحروں نے کہا معلوم ہوتا ہی کسی تاجر کا لڑکا ہی
نہیں معلوم کیا مصیبت اسپر پڑی ہی جو اسطرف آگیا ہی اپنا حال پوشیدہ کرتا ہی بعض نے کہا اگر تاجر کا لڑکا ہی
امیر کبیر کا نور نظر ہو مبتلاے آفت ہوکر اسطرف آیا ہی بمصلحت ہم لوگوں سے اپنا حال چھپایا ہی اصل کیفیت
بیان نہیں کرتا ہو لیکن اسکے پاس زر و جواہر بہت کچھ ہی اسی وجہ سے ڈرتا ہی قسمت سے یہ سونے کی چڑیا ہاتھ آئی ہی
تقدیر نے یہ ساعت نیک دکھائی ہی اسکو اپنے دام فریب میں اسیر کرو جو کچھ اسکے پاس ہو لے لو مگر پہلے بہت
دلجوئی سے کام لیا جائے یہ آگاہ بھی ہونے نہ پائے کیا جانتے تھے درِ دولت کو اسے اپنے پاس بلا
کر خاطر تواضع کی اسکو پہلے اور زیادہ اعتبار ہوتا پھر جو کچھ اس سے کہتے انکار نکرتا سب نے کہا اب بھی کچھ
نقصان نہیں یہ آیا ہی اسکی خاطر کرو حتی الوسع آرام دو اتنے میں جہانگیر دل قریب آیا سب نے اسکو

اپنے پاس بٹھایا بہت کچھ خاطر کی تشفی دی کہا اپنا نام بتاؤ جیسے کوئی راز نہ چھپاؤ ہم لوگ اچھی طرح تمھاری امداد
کو موجود ہیں خداوند ہفت زنار کی خدمت میں تمکو لیجائینگے تمھاری کل کیفیت حضور بہ قدرت کو کہہ سنائینگے خوشی
کی صورت نظر آئیگی تمھاری جو امید ہے بر آئیگی جیا مگر وقریب بیہوش تھا سب نے اسکو بہت طرح سمجھایا کہا بھائی
اپنا نام تو بتاؤ جیسے کوئی راز نہ چھپاؤ جو بات ہو کہو۔ نے کہا قیصر لقبی میرا نام ہے بلخ میرا وطن ہے اصلی واقعہ میں اپنا
کیا ظاہر کروں آپ لوگوں کو کسطرح باہر کردوں ہر ایک سے اپنی کیفیت بیان کرتے خوف آتا ہے بہت سے
دھوکے اٹھائے ہیں معلوم نہیں کیسی بخیریت زندگی تھی جو جان بچ گئی اب میں اپنی حالت سب سے
چھپاتا ہوں کسی پر اپنا حال ظاہر نہیں کرتا سب ساحروں نے کہا تم بیخوف اپنا حال ظاہر کرو ہم تمھاری
شرکت کرینگے اور جو کچھ آلام و افکار اسوقت تمکو پریشانی میں ڈالے ہوئے ہیں سب کے رفع ہونے کی
فکر آسانی سے کر دینگے قیصر لقبی نے کہا بھائی اصل یہ ہے کہ میں ایک تاجر کا بیٹا ہوں کہ میرا باپ سب تاجروں میں
نامور اور مالدار تھا بہت کچھ مال و اسباب لیکر ایک جانب اسنے کوچ کیا راہ میں جہاز کو طوفان سے غرق آب کیا
کسی کا پتہ نہ چلا سب ڈوب گئے جب وطن میں خبر گئی اور ہم لوگ اس امر سے آگاہ ہوئے سب نے فرط رنج
والم سے اپنی حالت تباہ کی ایک سال ماتم عظیم برپا رہا بعد ازاں میں نے بہت کچھ جواہرات لیکر بقصد تجارت
سفر کیا راہ میں ناتجربہ کاری کی وجہ سے ایسے ایسے دھوکے اٹھائے کہ مال و اسباب جو کچھ میرے ہمراہ تھا
سب تلف ہو گیا آخرکار ساتھی چھوٹ گئے انکی تلاش میں آوارہ و سرگرداں پھرتا ہوا اسطرف آنکلا ہوں
یہاں آپ لوگوں کی زبانی خداوند ہفت زنار کی کیفیت سنی تو کسیقدر تسکین ہوئی کہ اب وہاں سے
حکم آئے اور خدمت خداوند میں جاؤں تو اپنے ساتھیوں کی کیفیت دریافت کروں اور جو کچھ میری مرادیں
ہیں سب بیان کروں اگر قدرت کو میرے حال پر رحم آگیا تو سب بگڑے ہوئے کام بن جائینگے سب نے اسکی
تشفی کی کہا تم خاطر جمع رکھو تمھارے سب کام بن جائینگے ہم سب لوگ تمھاری سفارش نائب خداوند سے کرینگے
اور وہ اپنے ہمراہ تمکو لیجا کر خداوند کی شبیہ کے سامنے تمھاری حالت بیان کر کے تمھاری مرادیں پوری کرادینگے قیصر
نے سب کا شکریہ ادا کیا اسیطرح سب نے دو روز قیصر لقبی کو مہمان رکھا اور اس سے عہد لیا کہ اگر خداوند
کے نائب نے تمکو بلا لیا تو تمھیں علاوہ نذر نائب خداوند ہم لوگوں کو بھی حق المقدور دینا ہوگا اور خداوند کی
شبیہ کے سامنے نثار و قربانی خاطر خواہ پیش کرنا ہوگی قیصر لقبی نے سب کچھ منظور کیا اور ایسی تقریر کی کہ سبکو
یقین کامل ہو گیا کہ قیصر ملک التجار ہے اسوقت حالت پریشانی میں بھی اسکو لاکھوں روپیہ کی قدرت ہے زر
و جواہر اسکے پاس بہت اور گراں قیمت ہے اگر ہمارے دام تزویر میں اسیر ہو کر تھوڑا جواہر بھی دیدیگا تو ہم لوگ مالامال
ہو جائینگے اسی انتظام میں تین دن ختم ہوئے اور حسب دستور تیسرے روز شہر سے ایک چوبدار آیا اور آتے
نگہبانوں کو ایک پرچہ کاغذ کا دیا جو ان لوگوں کا سردار ہوگا اسنے قیصر کو بلایا اور اس پرچہ کا مضمون
پڑھ کے سنایا اسمیں لکھا تھا کہ مسافر آیا ہے اسکو اجازت دیجاتی ہے کہ شہر کے اندر آئے اور شبیہ خداوند
کے سامنے جا کر سر نیاز جھکا کر قربانی چڑھائے قیصر نے حکم سنکر بہت مسرت ظاہر کی دربانوں کے افسر نے
کہا قیصر تمھارا اتنا جانا مناسب نہیں ہم لوگ تمھارے ہمراہ چلتے ہیں نائب خداوند سے تمھاری سفارش کرینگے
قیصر نے سب کا شکریہ ادا کیا تھوڑی دیر میں چند نگہبان تیار ہوئے قیصر نے بھی لباس وغیرہ تبدیل کر کے
ساتھ ہوا وہ لوگ اسکو لیکر شہر کے اندر داخل ہوئے قیصر لقبی نے دیکھا شہر اچھی طرح آباد ہے کہ دوکانیں

دور دیا آراستہ ہیں قاعدہ سے معلوم ہوتا ہے کہ زرخیز مقام ہے قیصر شہر کا تماشا دیکھتا ہوا ہر ایک بات کو پوچھتا ہوا چلا جاتا تھا کہ تھوڑی دور کے بعد ایک پھاٹک عالیشان نظر آیا نگہبان شہر پناہ جو اسکے ہمراہ گئے تھے انھوں نے کہا نائب خداوند کا یہی مقام ہے اب تم یہاں تھوڑی دیر ٹھہرو ہم لوگ اندر جاتے ہیں تمھاری طرف سے عرض کرتے ہیں تھوڑی دیر میں کوئی ملازم آئیگا تمکو اندر لیجائیگا تم نائب خداوند کو نذر دینا آنکی عزت کے سوا اتنی سمجھ لینا قیصر نے کہا اس بات کو پہلے خلاصہ بیان کر دو اسوقت جواہرات کے سوا اور کوئی چیز میرے پاس موجود نہیں ہے ایک کنٹھا یاقوت سرخ کا بیش قیمت رکھتا ہوں اس سے بہتر اور کوئی چیز میرے پاس نہیں فقط وہ موجود ہے وہی کنٹھا نائب خداوند کی نذر کرونگا نگہبانوں نے کہا ہمنے تمھیں کہہ دیا اب تمھیں اختیار ہے یہ کہکر نگہبان تو اندر گئے قیصر نقلی پھاٹک پر منتظر رہا تھوڑی دیر کے بعد ایک چوبدار آیا اور قیصر کا نام لیکر پکارا قیصر سامنے گیا اسنے کہا تمھیں نائب خداوند طلب فرماتے ہیں قیصر اسکے ہمراہ ہوا اندر پھاٹک کے قدم رکھتے ہی اسکو عجائب و غرائب نظر آنے لگے قیصر حیرت سے چاروں طرف دیکھتا ہوا چلا جاتا تھا کہ سامنے ایک دروازہ نظر آیا قیصر نے دیکھا وہاں بہت سے لوگ بیٹھے ہیں سب نے قیصر کو روکا چوبدار اسکے ہمراہ تھا اسنے کہا نائب خداوند نے طلب فرمایا ہے یہ مسافر بہت دور سے آیا ہے اسپر کوئی سخت مصیبت پڑی ہے جو تصویر خداوند کے پاس جائیگا قربانی چڑھائیگا اپنی کیفیت بیان کریگا نگہبان خاموش ہو رہے چوبدار اسکو لیکر پردے کے اندر گیا قیصر نے دیکھا ایک بارہ دری ہیں بہت سے ساحران غدار جواہر نگار کرسیوں پر بیٹھے ہیں سامنے تخت پر ایک ساحر قوی ہیکل سیاہ فام بیٹھا ہوا ایک طائر سبز رنگ سے کچھ باتیں کر رہا ہے قیصر نے بھی بارہ دری کی ہر ایک چیز پر نگاہ کی چاروں جانب اسباب سحر آراستہ دیکھا دل میں کہا خدا مالک ہے بہت سخت مقام ہے یہ سوچ کے قیصر نے اس ساحر تخت نشین کو سلام کیا نگہبانان شہر پناہ جو اسکو اپنے ہمراہ لیگئے تھے انھوں نے اٹھ کے کہا اے نائب خداوند ہم نے جس مسافر کا حال حضور میں عرض کیا تھا وہ حاضر ہوا اسکے باب میں کیا حکم ہوتا ہے یہ چاہتا ہے کہ حضور میرے حال پر شفاعت فرمائیں اور شبیہ خداوند کے سامنے مجھکو لیجائیں میرے کچھ ساتھی چھوٹ گئے ہیں الغائبہ بچھڑ گئے ہیں انھی سے ملوں اور اسطرح تباہ و برباد پھرو ہوں یہ سنکر اس ساحر تخت نشین نے گردن اٹھائی قیصر نقلی سے آنکھ ملائی رنگ زرد عفن عیاری کا جاتا رہا اصلی صورت ظاہر ہو گئی بیساختہ ایسی واقعہ عجیب کو دیکھکر اہل سب نے کہا اے نائب خداوند یہ کیا اعجاز تھا نائب نے آنکھ سے اشارہ کیا قیصر نقلی زمین پر گر پڑا نائب نے کہا کہ عیاری سرحد میں پہونچکر اور مکاری سے کام لینا بالکل عقل کے خلاف تھا یہ نہ سمجھا کہ یہاں عیاری کا ہونا غیر ممکن ہے قدرت نے ہمیں بھی ایسی قدرت دی ہے کہ کوئی راز ہم سے پوشیدہ رہ نہیں سکتا حاضرین دربار نے کہا ہم لوگ بھی اس راز سے ماہر کیے جائیں نائب نے کہا یہ اہل اسلام کے لشکر کے ساتھ آیا ہے عیار طرار ہے کل بہت سے سردار اسکے لشکر کے خندق آتشیں کے پار گرفتار ہو کر چلے گئے قدرت نے ان سبکو اسیر کرنے کا حکم دیا ہے کچھ لوگوں کی تلاش ہے ایک شخص جسکا نام امیر الزمان ہے وہ اپنے مخالف پر نازاں ہے ابھی تک گرفتار نہیں ہوا ہے آوارہ سرگرداں پھر رہا ہے یہ اسی کی تلاش میں نکلا تھا یہاں آیا اسنے چاہا تھا کہ کچھ فریب پھیلائے عیاری کر کے اپنے لشکریوں کا پتہ لگائے تو یہاں اسکی عیاری کیا چلتی جبرو زیر دار ہوا تھا اور نگہبانوں نے مجھکو اطلاع دی تھی اسی روز یہ طائر سبز رنگ فرستادہ قدرت میرے پاس

آیا تھا اور وہ تیر لایا تھا کہ ایک ساحر آیا ہے اسکو تیسرے روز حسب دستور بلاتا اور حاضرین دربار کو قدرت
کا تماشا دکھاتا ملازمین نے اس طائر سے بہت کچھ حالات اس روز کے دریافت کیے مگر اسنے یہی کہا کہ جب
وہ سامنے آئیگا جو کچھ راز ہے ظاہر ہو جائیگا آج جب یہ عیار سامنے آیا میں نے اس طائر سبز رنگ کو بھی بلایا اسنے
کہا یہ لشکر اسلام کا عیار ہے اصلی صورت چھپائے ہے میں نے اسکی طرف نگاہ کی رنگ و روغن دور ہو گیا اصلی
صورت ظاہر ہوئی اب اسکو میں شبیہ قدرت کے سامنے لیجاؤنگا وہاں سے جو حکم اسکے باب میں صادر ہوگا
بجا لاؤنگا حاضرین دربار نے عرض کی اگر اجازت ہو تو ہم لوگ بھی آپ کے ہمراہ چلیں اور یہ تماشا دیکھیں نائب
نے سبکو اپنے ہمراہ لیا اور بیت الاصنام کی جانب روانہ ہوا حاضرین دربار بھی اسکے ہمراہ ہوئے نائب نے
باہر آکے جانوران صحرائی برائے قربانی طلب کیے ملازمین نے بہت سے صحرائی درندے مثل نیل و خوک و گرگ
کے حاضر کیے سبکو ہمراہ لیا اور بیت الاصنام کے دروازے پر آیا پہلے نائب نے چوکھٹ پر سجدہ کیا پھر اور
ہمراہیوں نے سر جھکا کر سجدہ کیا پھر نائب سبکو ہمراہ لیے ہوئے اندر گیا اور تصویر کی طرف مخاطب ہو کر عرض کیا
کہ خداوند صنعت زنار کی قدرت سے یہ عیار لشکر اسلام کا گرفتار ہوا ہے اب اسکے باب میں جو حکم قدرت کا
ہو وہ کیا جائے تصویر سے آواز آئی کہ اے شبیر جادو یہ عیار گرفتار ہو کر خندق کے پار بھیجا جائے اسکے اور ہمراہی
بھی وہاں اسیر ہیں انھیں کے پاس مقید کرکے رکھا جائے جب اسکے ساتھی اسیر ہو جائینگے اسوقت قدرت ان
سبکو اپنے سامنے بلائیگی اگر انھوں نے قدرت کی اطاعت قبول کی تو امان پائینگے ورنہ ایک اشارہ میں سب
جلا کر خاک سیاہ کر ڈالے جائینگے شبیر جادو سے نائب نے کہا کہ اے خداوند آپ جب تک اسکو خندق کے
پار روانہ فرمائیں اسوقت تک اسکو میں زندان خانہ میں بھیجے دیتا ہوں تصویر سے آواز آئی کہ اب اسکے
جانے میں ذرا بھی عرصہ نہیں ہنوز یہ کلام تمام نہونے پایا تھا کہ سب نے دیکھا ایک عقاب سفید عجیب صورت
کنگرے جوڑکے آسمان سے گرا اور اس عیار کو اٹھا لیگیا جانگھمرو نے جب اپنے تئیں پنجۂ عقاب میں پایا
بہت گھبرایا مگر دل میں خیال کیا کہ خدا مالک ہے ساحروں کی کیا مجال ہے بغیر مرضی خدا کسیکو ہلاک کر سکیں چالاک
کو وہ عقاب سفید پنجہ میں دبا کر روانہ ہوا دیکھا اسکا وقت پر آئیگا اب کیفیت شاہزادہ امیر الزمان کی عرض
کیجاتی ہے کہ جب شاہزادہ اس مرد پیر سے گفتگو کرکے آگے بڑھا تو دل میں انھوں نے خیال کیا کہ اس بوڑھے
نے پتہ دیا تھا کہ یہاں سے قریب ایک مقام ہے جسکو بیت الاصنام کہتے ہیں اور وہاں صنعت زنار کی تصویر باتیں
کرتی ہے اسطرف چلنا چاہیے وہاں کے ساحروں کو جب تک زیر نکرونگا اسوقت تک سرداران گم شدہ کا پتہ
ملنا دشوار ہے یہ خیال کرکے امیر الزمان نامدار بیت الاصنام کی جانب روانہ ہوئے مرد پیر نے جو پتہ دیا تھا اسی
نشان پر شاہزادہ چلا قریب شام ایک باغ نظر آیا شاہزادے نے خیال کیا بیت الاصنام شاید
اسی مقام کا نام ہے اور اسی عمارت میں تصویر صنعت زنار جادو کی نصب ہے یہ خیال کرکے شاہزادہ دروازہ
باغ کے اندر گیا دیکھا درخت میوہ دار بکثرت ہیں وسط باغ میں ایک نہر آب مصفا جاری ہے چونکہ شاہزادہ
دن بھر کی مسافت سے مضمحل ہو رہا تھا نہر کے قریب پہونچ کے گھوڑے سے اتر پڑا کہ منہ ہاتھ دھوکے
تھوڑی دیر دم لے اس ارادے سے پانی میں ہاتھ ڈالا چاہتے تھے کہ چلو منہ پر ڈالیں کہ ایک آفتاب محشر کا عکس
پانی میں نظر آیا شاہزادہ نے کمال غور سے نگاہ کی معلوم ہوا ایک حسین چہرہ کا عکس پانی میں نظر آتا ہے جسکے
سبب سے نہر باغ چشمۂ آفتاب کا جواب ہے امیر الزمان نامدار نے نگاہ اوپر اٹھائی دیکھا ایک ماہ صدی

سنگ سفید کی ہے اسکے کوشے پر ایک مہ جبین پری تمثال زہرہ جمال مع چند خواصون کے شغل رہی ہی امیرالزمان
نے بہت ضبط سے کام لیا مگر دلبر قابو نہ رہا بیساختہ زبان سے نکل گیا — بیاکہ میتو بجان آمدم بہ تنہائی
بیاکہ فرصت مرا بعد ازین شکیبائی ۔ اس نازنین نے شخص غیر کی آواز سنکر گردن جھکائی دیکھا ایک شہریار والا تبار
حسن و جمال مین یکتائے روزگار نہر کے قریب بیٹھا ہی نازنین نے اس شعر کا کچھ جواب نہ دیا شرما کے سر جھکا لیا
مگر صورت زیبائے امیرالزمان پر اپنی تیغ ابرو کی کھائی ہوئی خواصون کی طرف مخاطب ہو کر بناوٹ سے کہا
یہ ہمارے باغ مین بلا اجازت کون آیا ہے اسکو کون لایا ہی آجتک کسی نے ایسی جرأت نہین کی جا کے دریافت
تو کرو خواصون نے کہا حضور دریافت کرنے کی کیا ضرورت ہی اگر آپ حکم دین تو اسکو یہان [illegible]
ایک نگاہ گرم کے اشارہ سے ابھی جلا دین نازنین نے جواب دیا اسکی کیا ضرورت ہی یہ بھی کوئی انسانیت ہی کہ بلا دریافت
حال کسیکو مبتلائے عذاب کرین ایک بیگناہ کے خون سے اپنے ہاتھ بھرین اسکے قریب جاؤ حال اچھی طرح
پوچھو اور خبردار بدکلامی نہ کرنا اسمائی ہے سب حال پوچھنا جو کچھ بیان کرے اُسکی ہمین اطلاع دینا پھر جو کچھ
ہم حکم دین وہ عمل مین لانا خواصین یہ تقریر سنکر متحیر ہوئین عرض کی ملکۂ عالم آپ جو کچھ ارشاد فرماتی ہین بجا ہی
گو لیکن چشم بد منظور ہی یہ کہکر دو چار خواصین پیچھے ہٹین ملکہ بھی دوسری جانب اٹھین جا کر ٹھہری خواصون نے
کوٹھے سے نیچے اتر کے آپس مین کہا آج ملکہ نے بہت رحمدلی سے کام لیا کہ ایک غریب الوطن کو فوراً قتل کیا
ورنہ آجتک کوئی طائر بھی باغ مین آکر جان سلامت نہین لیگیا آج نہین معلوم کیا تھا بعض نے کہا اری تو نادان ہی
ملکہ کا انداز گفتگو سے ہم تاڑ گئے انکی نگاہ پہچان گئے ملکہ نے تو اس غریب الوطن پر رحم کیا ہی اب دیکھین یہ بھی ملکہ پر
رحم کرتا ہی یا اپنی راہ لیتا ہی سب نے کہا یہی بات ہی ایک تو وہ ملکہ کا گنہگار ہی بلا اجازت باغ مین چلا آیا پھر ملکہ
کو دیکھکر ایک ایسا کلمہ ناز یبا زبان پر لایا جسکو ملکہ نے اچھی طرح سماعت نہین فرمایا ورنہ فوراً ایک اشارۂ ابرو
سے جلا دیتی خاک سیاہ بنا دیتی اُسنے عشق و محبت کا اظہار کیا تھا ایک فارسی کا شعر پڑھا تھا غرض ایسی باتین
کرتی ہوئی سب خواصین نہر کے قریب آئین چونکہ ملکہ نے بدزبانی کو منع کیا تھا اس خیال سے سبنے امیرالزمان
سے کہا ای شہریار آپ یہان کیونکر تشریف لائے اور تشریف آوری کا کیا سبب ہی حضور کا وطن کہان ہی یہان
سے کتنی دور ہی ابھی تشریف لیجائیے گا یا یہان ٹھہرنا منظور ہی امیرالزمان نے جواب دیا کہ تم میرا حال کیون
دریافت کرتی ہو تمکو بتانے کی ضرورت نہین سب نے عرض کی حضور ہمکو دریافت کی کیا حاجت ہی مگر ملکہ عالم
کے حکم سے مجبور ہین انھین نے آپکے پاس بھیجا حضور کا حال دریافت فرمایا ہی امیرالزمان نے فرمایا اگر انھین ہمارا
حال تحقیق کرنا ہی تو خود تشریف لائین مجھسے دریافت فرمائین ہم سوا انکے دوسرے کو نہ بتائینگے ہرگز نہ کسی کو
اپنا رازدار نہ بنائینگے خواصون نے عرض کی ای شہریار آپکا ارشاد بجا ہی ملکہ کو کیا ضرورت ہی جو وہ یہان آئین اور آپ کا
حال دریافت فرمائین امیرالزمان نے جواب دیا کہ اگر ضرورت دریافت کرنے کی نہ ہی تو تحقیق کیون حکم دیتین اور
اسکے علاوہ تمکو اس معاملہ مین تکرار کی ضرورت نہین تم جاؤ اور ملکہ سے میرا پیام کہو پھر جو کچھ وہ حکم دین اسکی
تعمیل کرنا جب خواصین مجبور ہوئین تو ملکہ کے پاس واپس آئین اور دعا کے بعد یہ خبر زبان پر لائین کہ ملکۂ عالم
کنیزین حسب الحکم گئین اور دریافت حال کیا کمال کوشش کی مگر اُس شخص نے اپنا حال مطلق نہین بتایا صرف
یہ جواب دیا کہ اگر ملکۂ عالم کو ہمارا حال دریافت فرمانا ہی تو اتنی زحمت گوارا فرمائین تھوڑی دیر کے واسطے یہان تشریف
لائین جو کچھ حال دریافت فرمانا ہو خود مجھسے پوچھ لین ہم دوسرے کو ہرگز نہ بتائینگے کسی کو اپنا رازدار نہ بنائینگے

ملکہ یہ سنکر مسکرائی کہا عجب طرح کا آدمی ہے بھلا مین وہان جاؤنگی اور اسکا حال دریافت کرونگی ارے تم لوگون نے خود
دکھا کر بھلا وہ یہان کیون آنے لگا اور کسواسطے اسقدر تکلیف اٹھانے لگی کنیزون نے عرض کی ملکہ عالم ہمنے بہت کچھ
سمجھایا مگر ہمارا کہنا قبول نہ کیا ملکہ نے کہا اچھا کیا مضائقہ ہے ہمارے یہان مہمان ہے معلوم ہوتا ہے اس شخص کا وطن بہت
دور ہے یہان کے آئین و دستور سے آگاہ نہین ہم خود جاتے ہین اسکا حال دریافت کیے آتے ہین یہ کہکے ملکہ اپنی
جگہ سے اٹھی سب خواصین عقب مین ملکہ کے روانہ ہوئین اب تو آپس مین اشارے کنایے ہونے لگے ایک نے
چپکے سے کہا کیون بوا ہم نہ کہتے تھے کہ ملکہ کو اس نو وارد کے حال پر رحم تو آتا ہے اب یہ مسافر بھی ملکہ کے حال پر
رحم کرتا ہے یا اپنی راہ لیتا ہے آخر وہی ہوا انہونے اپنا نا آشنا بنا دیا تھا ملکہ کو خود اپنے پاس بلایا اور ملکہ سے بھی صبر
نہ ہو سکا اب آنکے قریب جاتی ہین ہم لوگون کے سنانے کو بہت کچھ باتین بنا رکھی تھین دل کا خدا ہی حافظ ہے اب
دیکھو تھوڑی دیر مین کیا تماشا ہوتا ہے ابھی وہ ہزارون باتین بنائیگا ملکہ کو اپنے قابو مین لائیگا ایک نے کہا ارے کیا
کوئی ساحر زبردست ہے ملکہ پر اسنے سحر کیا ہے تسخیر سے کام لیا ہے اب ملکہ کو لے جائیگا اپنی بی بی بنائیگا دوسری نے
جواب دیا کہ اری بیوقوف سحر کیسا اور تسخیر کیا اسکی ساری یہ دستکاری ہے ایسی صورت انھین بھی پیاری ہے؟
ایسا حسین مہ تمکین کبھی کاہیکو اسطرف نظر آیا اور ملکہ نے کب ایسا آفتاب جمال نوجوان پایا قاعدہ سے وہ بھی کوئی
بادشاہ عالیجاہ معلوم ہوتا ہے رعب شاہی اسکے چہرے سے نمایان ہے یہی باتین کرتی ہوئی سب کنیزین ملکہ کے ہمراہ کوٹھے
سے اتریں ملکہ بارہ دری سے صحن باغ مین آئی اور قریب نہر پہونچ کر نقاب چہرہ زیبا پر ڈالکے امیرالزمان نامدار
کی جانب مخاطب ہوئین کہا اے شہریار آپ کہان سے تشریف لائے اور یہان تک کیونکر آئے بلا اجازت اس باغ مین
آنے کی کیا ضرورت تھی یہ بھی کوئی انسانیت تھی کہ پرائے مکان مین زبردستی چلے جانا اور پھر کسیکو اپنی حالت نہ بتانا
بلا سبب مالک مکان سے آرزوے گفتگو یہ سب باتین ایسی ہین جو سمجھ مین نہین آتین امیرالزمان نے جواب مین
فرمایا اصل یہ ہے کہ مین راستہ بھولکر ادھر آیا قریب نہر جب پہونچا تو پانی مین جمال جہان آرا کا جلوہ نظر آیا اسوقت
بیساختہ جو کچھ زبان سے نکلا وہ آپ نے سنا ہوگا آپہی کا یہ اثر تھا جو آپ نے حال دریافت فرمایا میرا یہ دستور
نہین کہ اپنی سرگذشت ہر کس و ناکس کو سناؤن اور سبکو اپنا رازدار بناؤن پہلے ہی سے آپکی خواصون سے کہدیا تھا کہ ملکہ
آپ میرے دریافت حال کی زیادہ مشتاق تھین خود تشریف لائین اب اطمینان سے اپنا حال ظاہر کرونگا آپکو جملہ
رازہاے مخفی سے ماہر کردونگا ابھی آپکو دریافت حال مین تعجیل کی کیا ضرورت ہے پہلے مین آپکی کیفیت سے تو آگاہ
ہون پھر اپنی داستان بھی بیان کرون ملکہ نے بناوٹ سے تیوری چڑھا کر جواب دیا کہ چہ خوش مجھے کیا ضرورت
ہے جو مین اپنی کیفیت بیان کرون جو کچھ میرا حال ہے وہ آپ پر عیان کرون امیرالزمان نے فرمایا اگر آپکو میرا حال
دریافت فرمانا ہو تو پہلے اپنی کیفیت بیان فرمایئے اپنا نام و نشان مجھ سے نہ چھپایئے جب مین آپکی کیفیت سے
ماہر ہو جاؤنگا تو اپنا حال بھی زبان پر لاؤنگا ملکہ نے جواب دیا کہ اگر آپکی یہی ضد ہے تو مین کہنا مانتی ہون اسوجہ
سے کہ آپکو اپنا مہمان جانتی ہون اب اسقدر میری خوشی کیجیے کہ بارہ دری مین تشریف لیچلیے وہان اطمینان سے
بیٹھ کے مین آپسے اپنی کیفیت مفصل بیان کرون پھر آپکا احوال سنون شاہزادہ یہ سنکر اٹھا ملکہ نے اپنے ہمراہ لیا خواصون
نے آپس مین اشارے کرنا شروع کیے ملکہ امیرالزمان نامدار کو اپنے ہمراہ بارہ دری مین لائی خواصون سے جواہر نگار کرسی
منگا کر شاہزادہ کو بٹھایا خواصون کی طرف مخاطب ہوکر حکم فرمایا کہ سامان راحت مہیا کیا جانے تا فیض ہو سنا کے سب
مصروف انتظام ہو جائین جب تک ہم یہان باتین کرین اتنی دیر مین سب کام انجام پا جائین خواصین سمجھین ملکہ کو اسوقت

تنہائی میں باتیں کرنا منظور ہیں اور سامان دعوت وغیرہ بھی موجود ہے یہ سوچ کے سب کنیزیں وہاں سے ٹل گئیں ملکہ نے
امیر الزمان سے مخاطب ہو کر عرض کی اے شہریار آپ میری کیفیت کیا تحقیق فرماتے ہیں جو عرض ہو بیان کروں شاہزادہ نے
فرمایا مجھکو صرف یہ دریافت کرنا ہے کہ تم اس صحرا میں تنہا کیوں سکونت پذیر ہو تمہارے والدین کہاں ہیں تمہیں
تمکو یہاں تنہا کیوں چھوڑ دیا ہے ملکہ مسکرائی کہ اے شہریار میرے والدین یہاں سے بہت قریب ایک شہر ہے جسکو بیت الاصنام
کہتے ہیں وہاں سکونت پذیر ہیں میں نے یہ باغ بنوایا ہے کبھی کبھی سیر کو یہاں آتی ہوں دو چار روز یہاں قیام ہوتا ہے پھر
اپنے مکان کو واپس جاتی ہوں شہر بیت الاصنام اس ملک میں بہت متبرک مقام ہے وہاں خداوند ہفت زنار
کی تصویر نصب ہے وہ تصویر سب سے کلام کرتی ہے والد اس کنیز کے نائب خداوند ہفت زنار ہیں لوگ انکی عزت کرتے ہیں
اس ملک کے لوگ انھیں کو اپنا بادشاہ جانتے ہیں بڑے بڑے ساحر انکے آستانہ پر سجدہ کرتے ہیں جو کوئی امر اہم یا دقیق مقام
ملکی و مالی وغیرہ کے متعلق نظر آتا ہے انکو والد نامدار تصویر خداوند کے حضور میں عرض کرتے ہیں انھیں کے ذریعہ سے اس کام کا
انتظام ہو جاتا ہے آج دو روز سے میں اس باغ میں آئی تھی کل واپس جانے کا قصد مصمم تھا مگر آج خوبی قسمت سے آپ نے قدم
رنجہ فرمایا اب آپکی اطاعت مجبوراً واجب ہے مناسب ہے کہ چند روز یہاں تشریف رکھیں یہ سب کنیزیں آپکی خدمتگزاری میں مصروف
رہیں اور جو کچھ میری کیفیت آپ نے دریافت فرمائی مجھکو عرض کرنے میں انکار نہیں مگر اب زیادہ مشتاق ہوں کہ آپ اپنا
حال نہ چھپائیں جلد ظاہر فرمائیں امیر الزمان نازنین کی یہ تقریر سنکر مسکرائے کہا اے ملکہ ابھی تمنے اپنا حال مجھ سے کیا بتایا نام
تک چھپایا اور حالات بھی نہ بیان کیے میں تمسے زیادہ مشتاق ہوں کہ ہفت زنار جادو اور شہر بیت الاصنام وغیرہ کی
پوری پوری حالت سے آگاہی حاصل کروں نازنین نے عرض کی اے شہریار والدین نے سحر نگاہ میرا نام رکھا ہے سبب
اسکا یہ ہے کہ مجھکو بڑے بڑے ساحران نامدار نے سحر تعلیم کیا اور اب مجھ میں یہ قدرت پیدا ہو گئی ہے کہ صرف نگاہ سے ہر
قسم کا سحر کر سکتی ہوں اور اس ملک میں بلکہ تمام عالم میں میرے سحر کا شہرہ ہے آجتک بہت سے شاہان عالیجاہ اس
ارادے سے آئے کہ میرے ساتھ عقد کریں مگر والدین نے یہ شرط کر دی ہے کہ جو سحر میں مجھکو مجبور کر دیگا اسکے ساتھ شادی
میری کیجائیگی اور خداوند ہفت زنار کے حالات اور بیت الاصنام کی کیفیت بیان کرنے کو بہت وقت درکار ہے وہ بھی جس
کے وقت عرض کرونگی اب آپ اپنا حال بیان فرمائیے جب میں آگاہ ہو جاؤنگی سب حالات بیان کر سکونگی منظور
امیرزادہ نے اپنی مختصر کیفیت یعنی حسب الحکم صاحبقران نامدار طلسم رطان کی جانب سفر کرنا اور اثنائے راہ میں قیام
کرنا سہ دلبران کا اسیر ہو کر عتاب ہو کر خندق کے پار پہنچنا اسکے پتہ لگانے کو اپنا روانہ ہونا لشکر کا چھوٹ جانا
راہ میں مرد ضعیف سے پتہ دریافت کرکے اسطرف آنا اور بیت الاصنام کے دھوکے سے داخل باغ ہونا اس قول کے
بیان کیا کہ ملکہ سحر نگاہ محو ہو گئی جب امیر الزمان اپنی تقریر کو ختم کر چکے تو سحر نگاہ نے ٹھنڈا سانس بھر کر کہا
اے شہریار آپ نے اسوقت غضب کیا مجھکو کہیں کا نہ رکھا اب میں مجبور ہوں آپکی مفارقت بھی ناگوار ہے اور خداوند
ہفت زنار کی اطاعت سے پھرنا بھی دشوار ہے امیر الزمان نامدار نے فرمایا اے سحر نگاہ تعجب کی بات ہے میں تمکو
عقلمند جانتا ہوں خود خیال کرو کہ ہفت زنار جادو کی کیا مجال جو کسیکو ہلاک کر سکے یا کسیکو خلق کرے وہ خود دوسروں
کی امداد کا محتاج ہے ایسے خیالات دور کرو اور مشرف باسلام ہو یہ ساحران مکار آپ اپنے کیے کی سزا پائینگے
یا مسلمان ہونگے یا میرے ہاتھ سے مارے جائینگے اگر ہفت زنار میں ایسی بھی قدرت ہوتی تو جبکہ میرے سرداروں
کو اسیر کیا تھا مجھکو بھی گرفتار کرتا اسوقت میں اس ارادے سے یہاں ہرگز نہ آنے پاتا مقید ہو جاتا اگر تمکو بھی
سحر پر بڑا ناز ہے مجھپر سحر کر دیکھو سحر تاثیر کرتا ہے یا نہیں اب مناسب وقت یہ ہے کہ تم مجھکو بیت الاصنام کا پتہ بتا دو

وہاں جادو اور ساحران عنداد کو زیر کرکے اپنے سرداروں کا پتہ لگاؤں ملکہ نے یہ سنکر دیر تک سکوت کیا پھر
جواب دیا کہ اے شہریار ابھی آپ توقف فرمائیں مگر انکا ارشاد منظور ہے میں اس معاملے میں کوشش کرونگی اور جو
راز کی باتیں ہیں انسے آپکو خبر دونگی اسوقت جو کچھ مناسب تصور فرمایئے گا عمل میں لایئے گا بیت الاصنام
میں جانا کچھ مشکل نہیں وہاں کے ساحر آپ سے ہر وقت زیر ہیں جسوقت چاہیئے انکو قتل کیجیے مگر جب ایوان
آتش حصار یعنی وہی قلعہ جسکے گرد آپنے آگ کی خندق ملاحظہ فرمائی ہے جب تک وہاں کے حالات سے آگاہی
نہ ہوگی کوئی بات بن نہ پڑیگی وہاں کا راستہ آجتک کسیکو معلوم نہیں ہوا سنگت زنار جادو وہیں رہتا ہے بیت الاصنام
میں اسنے بزور سحر اپنی ایک تصویر نصب کی ہے سب نے بہت چاہا کہ راستہ وہاں کا معلوم ہو اور دالیا جادو نے
بھی بارہا اس تصویر سے دریافت کیا مگر ہر مرتبہ یہی جواب ملا کہ یہ راز قدرت میں اسسے ہر کس و ناکس آگاہ نہیں
ہو سکتا اب مجکو اس بات کی فکر پیدا ہوئی ہے میں اسکا پتہ لگاتی ہوں کہ جب تک راز ایوان آتش حصار معلوم ہو
اسوقت تک آپ پنجاوارے سے باز رہیں اور بیت الاصنام کی تباہی کا قصد نہ فرمائیں ورنہ کسیطرح ایوان آتش حصار
کا پتہ نہ پائینگے سب سرداروں میں اسیر رہجائینگے امیر الزمان نے فرمایا یہ بات بھی بہت مناسب ہے مگر اب اُن
لوگوں تک کون جائے اور میری خبر انکو پہونچائے واقعی وہ سب لوگ بیتاب ہونگے کیا عجب ہے میری تلاش
میں کسی جانب راہی ہوگئے ہوں ملکہ سحر نگاہ نے عرض کی میں ابھی اسکا انتظام کرتی ہوں آنکو آپ کے
حال کی اطلاع دیتی ہوں آپ نے جہاں پر قیام فرمایا تھا وہاں کا پتہ بتایئے اپنا نوشتہ مرحمت فرمایئے میں ابھی اُن
لوگوں تک ایسی خبر پہونچا دونگی وہ سب کچھ غش کر متعلق اس راز سے آگاہی بھی نہ ہونے پائیگی امیر الزمان نامدار نے
کاغذ و قلم طلب فرمایا ملکہ نے اسی وقت کنیزوں کو حکم دیا قلمدان طلب کیا امیر الزمان نامدار نے سب کیفیت تحریر
فرمائی ملکہ نے اس پرچہ کو ملفوف کیا ایک جانب نگاہ کی ایک طائر سبز رنگ پیدا ہوا ملکہ کے قریب آیا ملکہ نے
سب پتہ اسکو بتایا خط دیکر رخصت کیا وہ طائر ہوا میں پرواز ہوا سحر نگاہ شہزادے کو بارہ دری کے اندر لائی سارا
سامان عیش و راحت مہیا تھا مسند زریں پر شہزادے کو بٹھایا وہاں بھی یہی گفتگو شروع ہوئی امیر الزمان
نامدار نے فرمایا اے ملکہ سحر نگاہ یہ طائر کب تک آئیگا اور کتنی دیر میں جواب لائیگا ملکہ نے عرض کی آپ خاطر جمع
رکھیں یقین ہے اب آپ کے لشکر میں پہونچا ہو جواب لیکر واپس آتا ہو یہ ذکر تھا کہ وہ طائر ملکہ کے قریب آیا جو
نامہ لیگیا تھا واپس لایا ملکہ نے بہ ملال دریافت کیا طائر گویا ہوا کہ اے ملکہ عالم میں نے بہت تلاش کیا مگر کسی کا پتہ
نہ ملا مجبور ہو کے واپس آیا اب جو حکم ہو بجا لاؤں جسطرف ارشاد ہو ادھر جاؤں ملکہ نے کہا نامہ مجکو دیدے
اب تیرا جانا بیکار ہے ان لوگوں کا پتہ ملنا دشوار ہے صبح کو ہم خود جائینگے اور سبکا پتہ لگائینگے امیر الزمان نامدار کو نہایت
افسوس ہوا سحر نگاہ سے فرمایا ملکہ میں نے پہلے ہی تمسے کہدیا تھا کہ جب وہ لوگ گھبرائینگے میری تلاش
میں منتشر ہو جائینگے اب انکا پتہ ملنا دشوار ہے کیا کروں ان سبکی مفارقت سخت ناگوار ہے ملکہ نے شہزادے
کو رنجیدہ پایا عرض کی اے شہریار آپ ملول نہ ہوں علی الصباح میں خود جاؤنگی اگر خدا نے چاہا سب کا پتہ
لگا کر واپس آؤنگی غرض شب بھر یہی تذکرہ رہا جب آثار سحر آسمان پر ظاہر ہوئے سحر نگاہ نے امیر الزمان سے
عرض کی کہ اے شہریار اب آپ استراحت فرمائیں میں جاتی ہوں اور آپ کے لشکر کا پتہ لگاتی ہوں شہزادے
نے کہا تمہارا فراق بھی ناگوار ہے مگر کیا کروں مجبور ہوں سحر نگاہ نے عرض کی میں بہت جلد واپس آؤنگی زیادہ دیر
نہ لگاؤنگی اب میرے جانے کسی کا پتہ معلوم نہ ہوگا جو جائیگا چاروں طرف ٹکرا کے چلا آئیگا یہ کہکے آسمان کی طرف

نگاہ کی زمین پر پانوں مارکے بلند ہوئی دیکھا کہ اُن واحد میں مثل ستارہ کے آسمان پر پہونچ کے نگاہ سے
غائب ہوگئی امیر الزمان نامدار باغ کی سیر میں مصروف ہوئے اور سحر نگاہ تلاش لشکر میں روانہ ہوئی کہ ذکر
اسکا پھر وقت پر کیا جائیگا **اب کیفیت لشکر اسلام کی عرض کیجاتی ہے** کہ جب اہل لشکر نے شاہزادہ کو نہ پایا اور
جہانگرد کا بھی پتہ نہ ملا تو رات بھر سب نے جاگ کے بسر کی صبح کو تلاش امیر الزمان ایک سمت کی راہ لی
دن بھر شاہزادہ کو تلاش کیا جب پتہ نہ ملا اور دن بھی تمام ہوا تو سب نے قریب ایک پہاڑ کے مقام کیا اور یہ راے
قرار پائی کہ آج کی رات یہاں بسر کریں صبح کو پھر راہی تلاش نکلیں پہاڑ پر کچھ روشنی نظر آئی لشکریوں نے کہا معلوم
ہوتا ہے یہاں بستی ہے کچھ لوگ رہتے ہیں انکے پاس چلنا چاہیے شاید انھوں نے شہریار والا تبار یعنی امیر الزمان
نامدار کو دیکھا ہو تو اُن سے پتہ مل جائے یہ سوچ کے چند سردار اُس کوہ کی جانب روانہ ہوئے قریب پہونچ کے
دیکھا چند سپاہی مسلح درہ کوہ میں بیٹھے ہیں انھوں نے آدمیوں کو آتے دیکھ کے آواز دی کون آتا ہے وہیں ٹھہر جاؤ
یہاں آنے کا حکم نہیں ہے سرداروں نے کہا ہم کچھ باتیں دریافت کرتے ہیں اگر وہاں آنے کی اجازت نہیں ہے
تو تم میں سے کوئی ہم تک آئے یہ سنکر اُن سپاہیوں سے چند کس آگے بڑھے سرداران لشکر امیر الزمان کے قریب آئے
ان سب لوگوں کو مسلح پاکر اُن سپاہیوں نے دریافت کیا کہ تم کون لوگ ہو یہاں کسطرح آنا ہوا اسوقت کیسے
کیا کام ہے سرداروں نے اپنی کیفیت بیان کی امیر الزمان نامدار کا پتہ پوچھا اُن سپاہیوں نے کہا ہمنے اسطرف سے
کسیکو جاتے ہوئے نہیں دیکھا ہم لوگ ہر وقت یہاں موجود رہتے ہیں اگر اسطرف سے کوئی جاتا ہے تو ضرور
معلوم ہوتا سرداران اسلام کو مایوسی ہوئی درہ کوہ کے سپاہیوں نے کہا تم لوگ کہاں جانے کے ارادے
سے اسطرف آگئے تھے اور کیا ارادہ رکھتے تھے سرداران اسلام نے کہا ہم طلسم ایوان نہ طاق کے عازم تھے
یہ صحرا ہمارے آقاے نامدار کو بہت پسند آیا انھوں نے یہاں قیام فرمایا سپاہیوں نے کہا کہ تم لوگ اہل اسلام
ہو سرداروں نے اقرار کیا سپاہیوں نے کہا اب تمہارا یہاں سے جانا غیر ممکن ہے ہم اسی بات کی تنخواہ پاتے
ہیں کہ جو کوئی مسلمان اسطرف سے آئے وہ زندہ نہ جانے پائے آجتک اسی انتظار میں مدت گذری مگر کوئی مسلمان
اسطرف نہیں آیا تو سوں کسیکا پتہ نہیں پایا آج تم لوگوں کی اجل اسطرف لیکر آئی ہے اب ہم سب کو گرفتار کرکے
ایوان آتش حصار میں بھیجینگے اس کارنمایاں کے صلے میں منصب و جاگیر و انعام لینگے سرداران اسلام کو یہ
بات ناگوار گذری سب نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا وہ لوگ ساحر تھے سحر کرنا شروع کیا سب کے دست
و پا بیکار ہوئے لڑنے سے لاچار ہوئے ساحروں نے انکو گرفتار کرلیا آگے بڑھے خیموں میں نگاہ کی یہاں بھی
جو سردار باقی رہگئے تھے سبکو مبتلاے سحر کرکے مقید کرلیا مال و اسباب جسقدر تھا اس سبکو یکجا کرکے اس
انتظار میں بیٹھے کہ صبح کو ان اسیروں کی اطلاع دینگے ایوان آتش حصار میں بھیجکر زر و جواہر انعام میں لینگے
یہ سب لوگ تو اس خوشی میں مصروف تھے کہ یکایک ایک برق چمکی کہ سبکی آنکھیں بند ہوگئیں سر ایک کا گھوم گیا
سب نے ٹھہر کے جو نگاہ کی سرداران اسلام کو بتیغ مجتمع اپنے مقابلے میں پایا ہر ایک نے سحر کرنا شروع
کیا مگر سب بیکار نظر آیا اثر سحر جاتا رہا ساحران مکار مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہونے لگے جب سب نے
یہ حالت دیکھی چلانے لگے سب نے یا قہرمان جادو کہہ کے آواز دی پہاڑ کی چوٹی سے ایک نعرہ بہیبت بلند
ہوا اور ایک بجلی چمکی سرداران اسلام نے دیکھا کہ علی الاتصال پہاڑ سے شعلے گرنے لگے جو شعلہ زمین پر گرا ایک
آگ کا پتلا بنکر تیار ہوا اور مقابلے کے واسطے آگے بڑھا مگر ٹھہر گیا اسی طرح ہزاروں شعلے گرے اور بشکل انسان

نکر مقابلہ کو تیار ہوئے جب بہت سے مردان آتشین جمع ہو چکے تو سب نے قاعدے سے صف بندی
کرلی چاہتے تھے کہ صفین آگے بڑھا کے مقابلہ کریں کہ ایک برق آسمان سے گری جسنے سب کے سر
تراش دیے اس واقعہ حیرت افزا کے ہوتے ہی یا تو کثرت شعلہ باری سے رات مثل دن کے روشن ہو رہی
تھی یکایک ایسی تاریکی چھا گئی کہ سب چیزین نگاہون سے غائب ہو گئین سرداران اسلام سخت متحیر
تھے سب کہ رہے تھے کہ یہ واقعہ کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ پہلے مبتلائے سحر ہوئے پھر ہاتھ پانو ل خود بخود
تھک گئے بہت سے ساحران مکار کو قتل بھی کیا بعد ازان آگ کے شعلے گرے ہزارون مردمان آتشین
صف بستہ ہو کر مقابلہ کو بڑھنا چاہتے تھے کہ یکایک سب کے سر قلم ہو گئے اب اسقدر تاریکی چھا گئی
ہے کہ کچھ نظر نہین آتا ہے دیکھین اسکے بعد کیا کرشمہ سحر نظر آتا ہے مگر حیرت اس بات کی ہے کہ ہم لوگون کی مدد کو
کون آیا اور کس نے ہمین آفت سحر سے چھڑایا یہ باتین تھین کہ وہ تاریکی دفع ہوئی پھر سرداران اسلام نے
دیکھا کہ تھوڑے سے سپاہی جو قتل ہونے سے بچ گئے تھے چلا رہے ہین اور یا قہرمان جادوگر کے پکار رہے ہین
سردارون نے انپر بھی حملہ کیا بہت سے قتل ہو گئے جب چندکس باقی رہے تو انھون نے بیتاب ہو کر
قہرمان جادو کو پکارا پہاڑ کی چوٹی پر سے ایک آواز مہیب آئی اے سپاہیو کون آتا ہے تم کو کس نے ایسا بنایا
ہے کہ تم انکے مقابلے سے عاجز ہو ابھی مین نے تمھاری امداد کو اپنا لشکر آتشین بھیجا تھا کیا ان لوگون نے
تمھاری مدد نہین کی سپاہیون نے چلا کر کہا وہ سب لوگ قتل ہو گئے اہل اسلام کے چند سردار یہان پہلوانون کو
قتل کیے ڈالتے ہین جلدی خبر لیجیے انھون نے ان سب کو گرفتار کر لیا تھا نہین معلوم کسطرح سب نے اپنے اپنے
سحر اتار ڈالے اور یہان کے سب سپاہیون کو قتل کر ڈالا اب ہم چندکس باقی ہین جلد مدد کیجیے ورنہ ہم بھی انکے
ہاتھ سے قتل ہو جاینگے اس استغاثہ پر آواز آئی خاطر جمع رکھو مضطرب نہو اس صدا کے ساتھ سب نے دیکھا
کہ ایک دریائے ذخار امنڈا چلا آتا ہے سرداران اسلام نے خدا کی طرف رجوع کی وہ دریا قریب پہونچ کے
ٹھہر گیا سرداران اسلام نے بقیہ سپاہیون کو بھی اتنی دیر مین زیر تیغ کر دیا جب کوئی ان لوگون کا مقابل باقی
نرہا تو سب نے کہا کہ اب لشکر کو پھر چلنا چاہیے مرزا امیرالزمان نامدار انھین ساحرون کے دام مکر مین اسیر
ہین اگرچہ انکے پاس تحائف سحر کش بہت کچھ موجود ہین مگر ساحران مکار بڑے حیلہ ساز ہوتے ہین فریب
سے وہ سب اشیا طلسم اپنے قبضہ مین کیے ہونگے اور اس شیر بیشہ شجاعت کو اسیر کر لیا ہوگا یہ لشکر سب نے چاہا
کہ جہان پر پڑے ہین یکایک ایک صاعقہ ہوا کہ سب کی آنکھیں اُس روشنی سے جھپک گئین سب نے ٹھہر کر
آنکھین جو کھولین دیکھا ایک نقابدار سامنے کھڑا ہے اسکے چہرے سے اسقدر نور ساطع ہے کہ بات پردون کا دھوکا
ہوتا ہے سرداران اسلام نے کہا اے نقابدار تم کون ہو کیا غرض مقابلہ آئے ہو یا اور کچھ ارادہ ہے نقابدار نے ایک
سردار کو ایک لفافہ دیا سب نے دیکھا لفافہ پر امیرالزمان نامدار کی مہر ثبت تھی سب کو کمال حیرت ہوئی کہا اے
نقابدار آقائے نامدار کہان ہین جلد انکی کیفیت بیان کرو نقابدار نے جواب دیا کہ اس نامہ کو پڑھو اور ابھی اس
کوہ پر جانے کا ارادہ نکرو جس کو جو شخص نامہ لیکر تمھارے پاس آئے جسطرف وہ راستہ بتائے چلے جانا عذر
درمیان مین نہ لانا تمھارے آقائے نامدار بھی تمکو مل جاینگے خیر و عافیت سے ہین صرف چند سردار اسیر ہو کر ایک
آتش حصار مین چلے گئے ہین خدا نے چاہا تو انکا پتہ بھی جلد مل جائیگا سب باہم کے سردارون نے خدا کا شکر
ادا کیا اور پہاڑ کے اوپر جانے کا ارادہ جاتا رہا سب نے کہا اے نقابدار سامنے یہ دریائے ذخار بھرا ہے سحر کا زور ہے

تعجب کو شاید یہ ہمین تکلیف پہونچانے کا آگر اس آفت سے خدا نے جان بچائی تو صبح کو تمہارے لشکر کے
ہمراہ روانہ ہونگی نقابدار نے جواب دیا کہ تم لوگ چین سے آرام کرو چار و طرف غور سے نگاہ کر کے دیکھو تم
کہان ہو دریا سے کتنے فاصلے پر ہو اب جو سب نے نگاہ کی دیکھا کہ ایک آہنی دیوار نظر آتی ہے دریا کا نشان بھی
باقی نہین ہے سب نے نقابدار کا شکریہ ادا کیا نقابدار سب کو دلاسا و تشفی دیکے نگاہ سے غائب ہو گیا لشکر اسلام کی
تو یہ حالت گذری مگر امیر الزمان نامدار بعد ملکہ سحر نگاہ کے جانے کے بہت گھبرا رہے تھے کہ دن تمام ہوا اور رات بھی
قریب ختم ہوا اب تک ملکہ سحر نگاہ واپس نہین آئین کہہ گئی تھین کہ بہت جلد آؤنگی کنیزون نے شاہزادے کو سمجھایا کہ ای
شہریار آپ خاطر جمع رکھین ملکہ کسی کار ضروری مین مصروف ہونگی انہین خود خیال ہوگا جس وقت فرصت پائینگی
ضرور واپس آجائنگی رات نصف سے زیادہ گذر چکی تھی امیر الزمان کنیزون سے مخاطب ہو کر ملکہ کا ذکر کر رہے تھے کہ یکایک
برق چمکی کنیزین تعظیم کو کھڑی ہو گئین امیر الزمان متحیر ہو کر دیکھنے لگے کہ ملکہ سحر نگاہ نے آکر امیر الزمان کو مبارکباد دی ہاتھ
باندھ کے عرض کی ای شہریار مبارک ہو شگون اچھا ہوا آپکے سردارون کو اسوقت ساحران غدار پر فتح نصیب ہوئی
خدا نے بڑا فضل کیا سحر عظیم سے رہا ہوا امیر الزمان نامدار خوش ہو کے کہا ملکہ کیا واقعہ ہے کچھ مجھ سے بیان کرو ملکہ نے
کہا مین نے صبح سے شام تک آپ کے لشکر کی تلاش کی اس فکر مین نہین معلوم کہان کہان گئی مگر کسی جا انکا پتہ
نپایا جب بالکل تاریکی شب تمام عالم مین پھیل گئی اسوقت مین ایک درہ کوہ کے قریب پہونچی وہان سرداران
اسلام کو مبتلائے سحر پایا جلدی سے انکا سحر دور کیا واقعی آپکے سردار شیر بیشہ دغا و نہنگ دریائے ہیجا ہین
سحر سے نجات پاتے ہی تلوارین پکڑ کے ساحرون کے ٹکڑے اڑا دیے ان لوگون نے ہزارہا سحر لاکھون شعبدے
کیے مگر ذرا بھی نہ ڈرے جسقدر مجمع وہان تھا سبکو قتل کر کے ڈالدیا ای شہریار جن ساحرون کے سحر کا اثر سلب کر لیا
تھا قہرمان کوہ نشین ایک نامی ساحر ہے اسنے مردان آتشین کا لشکر مقابلے کو بھیجا مگر آپ کے سردارون نے اس سے
بھی خوف نہ کیا تلوارین لیکر جا پڑے مین نے اس لشکر کو چشم زدن مین خاک پر گرا دیا مردان آتشین سے کوئی بھی
باقی نہ رہا قہرمان کوہ نشین نے ایک دریا سے سحر تیار کر کے چاہا کہ سبکو غرق کر دے مین نے اس دریا کو روک دیا جب
سردارون نے اپنے مقابلے مین کسیکو نپایا تو پہاڑ کے جانے کا ارادہ کیا مگر ای شہریار مین اسوقت مصلحت مناسب وقت
نہ سمجھی کہ یہ لوگ پہاڑ کے اوپر جائین اور قہرمان سے مقابلہ کرین کیونکہ ایوان آتشین حصار کا کچھ انتظام انکے سپرد ہے
اور انکے پاس وہان کے ساحر آتے جاتے ہین وہ خود کبھی کسی سے ملاقات نہین کرتا اگر اسوقت وہ بھی قتل ہو جاتا
تو پھر ذرا بھی پتہ ایوان آتش حصار کا نہ ملتا گو اب بھی نا امیدی ہے کیونکہ اسکو بھی واقفیت نہ ہوگی مگر کیا عجب ہے کوئی
بات اس سے ایسی معلوم ہو جائے جو تحقیق راہ مین مدد دے اسواسطے مین نے سرداران اسلام کو منع کیا سب نے
میرا کہنا قبول کیا مین نے کہا اب لوگ رات بھر یہان قیام کرین صبح کو ایک نامہ دار آپ کے پاس آئیگا اپنے ہمراہ
سبکو لیجائیگا سردارون کو دریائے سحر کا خیال ہوا مین نے انکے تحفظ کے خیال سے ایک حصار آہنی بزور سحر
تیار کر دیا ہے اب دریائے سحر انکو تکلیف نہ پہونچا سکیگا صبح ہوتے ہی مین ایک نامہ دار کو روانہ کرونگی وہ سب سردارون کو
بحفاظت راستے سے وادی حیرت پہونچا دیگا جب تک اور اہم انتظام نہ ہونگے اسوقت تک سرداران اسلام وہان
قیام کرینگے امیر الزمان نامدار اس کیفیت کو سنکر بہت خوش ہوئے کہا ای ملکہ سحر نگاہ اس کار نمایان کی جو کچھ
تعریف کرون کم ہے واقعی تمنے وہ کام کیا جو اسوقت کسی سے نہ ہوتا مگر ابھی مجھے آپکے سردارون کا افسوس ہے
جنکو وہ عقاب سفید ایوان آتش حصار کے اندر اٹھا لیگیا ہے جب تک انکے حال سے باخبر نہ ہونگا اسوقت تک۔

مجکو پہونچ جائیگا ملکہ نے عرض کی اے شہنشاہ آپ خاطر جمع رکھیں اگر حیات مستعار باقی ہے تو آپکے اقبال سے ان سرداروں کو بھی چھڑا
کے لاؤنگی اور آپنے اسیطرح انکو بھی ملاؤنگی مگر کہان سرداروں کو وادی شمیم میں پہونچا دون تو پھر کچھ اور کوشش کرون امیر الزمان
نے فرمایا اے ملکہ وادی شمیم کس جگہ کا نام ہے اور وہ یہان سے کتنی دور ہے سحر نگاہ نے عرض کی اے شہریار وہ یہان سے بہت قریب
ہے ارژنگ نے ایک جگہ پر کچھ ستی الف بند سحر تیار کیے مین جلوون کتنا چاہیے کہ ایک چھوٹا سا طلسم بنایا ہے وہ سب ساحرون کی نظرون
سے پوشیدہ ہے مگر میرے والدین بھی صرف اسکے نام سے آگاہ ہین مگر بے میری امداد کے تنہا وہان جا نہین سکتے انکو وہ طلسم
نظر آسکتا ہے جب کبھی انکا جی گھبراتا ہے مین اپنے ہمراہ لیجاتی ہون عجائبات وہانکے دکھلاتی ہون آپکے لشکر کے واسطے وہی جگہ مناسب ہے سب
جاں نثار وہان رہینگے کوئی انکو گزند نہین پہونچا سکتا آپکا جب جی چاہیگا وہان سے نکل آئیے گا امیر الزمان نے سحر نگاہ کی اس صلاح کو پسند
کیا فرمایا ملکہ تمھاری وجہ سے مجکو کمال راحت ملی اب یقین ہے کہ تم بہت جلد ہمارے ان سردارون کا بھی پتہ لگاؤگی جو ایوان آتش حصار
کے اندر اسیر ہوکر چلے گئے ہین تھوڑی دیر تک یہ گفتگو رہی جب صبح ہوئی تو ملکہ سحر نگاہ نے ایک پردہ کی جانب نگاہ کی پردہ اٹھا ایک
نقاب دار برآمد ہوا ملکہ نے کہا اے نقاب دار لشکر شہریار کو اپنے ہمراہ لیجا اور وادی شمیم میں سب سرداروں کو براحت و آرام پہونچا دے نقاب دار
ملکہ کو سلام کرکے رخصت ہوا پتہ وغیرہ سحر نگاہ نے بتلا دیا نقاب دار کو روانہ کرکے ملکہ نے امیر الزمان کی خدمت مین عرض کی کہ اب آپ
یہان قیام فرمائیے مین بیت الاصنام مین جاتی ہون اور ان سرداروں کا پتہ لگاتی ہون جو ایوان آتش حصار مین اسیر ہوکر گئے ہین
تو پتہ ملا ہے اور ان کو بھی آپکو وادی شمیم مین بھیجون گی سرداروں سے ملنے کا پھر جو انتظام مناسب ہوگا کیا جائیگا امیر الزمان نے سحر نگاہ
کو رخصت کیا یہ جانب بیت الاصنام روانہ ہوئے کنیزون کو باغ مین ساتھ خدمت امیر الزمان نامدار چھوڑ گئی تھی تھوڑی دیر کے بعد
شہر بیت الاصنام مین داخل ہوئی اپنے مکان مین گئی اسکا باپ شیر جادو جسکو ساکنان شہر نائب خداوند کے لقب
سے یاد کرتے تھے متردد تھا کہ اب تک سحر نگاہ باغ سے واپس نہین آئی یہی گفتگو اپنی بی بی سے کر رہا تھا کہ اب سحر نگاہ کا
اسطرح آزاد رہنا اچھا نہین ایک ہفتہ گذرا کہ باغ سے واپس نہین آئی آجکل یہان کی کیفیت درست نہین ہے اسکی
دور دورہ کا زمانہ گذرا کہ ایک عیار مسلمانون کے لشکر کا شہر پناہ پر آیا نگہبانان شہر پناہ نے انکو نہین پہچانا حسب دستور
وہین ٹھیرا کر مجکو اطلاع دی مین نے شبیہ خداوند سے اجازت چاہی وہان سے ایک طائر میرے پاس آیا اسنے یہ حکم
خداوند مجکو سنایا کہ جس روز وہ مسافر شہر مین داخل ہو پہلے انکو اپنے پاس بلایا اور حاضرین دربار کو قدرت کا تماشا
دکھایا اے ملکہ مین نے اسکو ہنوز طلب بھی نہین کیا تھا کہ قدرت نے اسکے دل مین یہ ارادہ پیدا کر دیا کہ خود بخود
میرے پاس چلا آیا اب طائر نے مجھ سے اسکی خلاصہ کیفیت بیان کر دی کہ یہ لشکر اسلام کا عیار ہے اسکی طرف نگاہ کرو گے
اسکی صورت اصلی ظاہر ہو جائیگی مین نے جو نگاہ کی تو اسکی طرف کی سب رنگ و روغن عیاری کا دور ہوگیا اصلی
صورت نکل آئی یا تو وہ ایک کمسن تاجرزادہ معلوم ہوتا تھا یا رنگ و روغن دور ہونے سے عجیب الخلقت انسان
ظاہر ہوا مین اسکو شبیہ خداوند کے سامنے لیگیا دریافت کیا کہ اسکے بابت مین کیا حکم ہے قدرت نے ایک عقاب
سفید کو بھیجکر ایوان آتشی حصار مین اسکو بھیجدیا نہین معلوم وہان اسکا کیا حشر ہوا اسی طرح جسقدر سرداران اسلام بھی
اسیر ہوکر ایوان کے اندر گئے ہین آجکل خدا پرست بہت سر اٹھائے ہین مین نے سنا ہے کہ طلسم ایوان نظارہ پر سکی چڑھائی
ہے ان لوگون نے بہت سے بزرگان دین سامری کو آزار پہونچائے ہین بڑے بڑے ساحرون کو قتل کیا ہے انکے یہان کے
عیار آفت روزگار ہین اسی خیال سے آجکل سحر نگاہ کا علحدہ رہنا مناسب وقت نظر نہین آتا یہ گفتگو ہو رہی
تھی کہ سامنے سے سحر نگاہ نے آکر سلام کیا بیٹی سحر نگاہ کی ماں نے گلے سے لگایا پھر باپ نے سر پر ہاتھ پھیرا
اپنے پاس بٹھایا کہا اے جان پدر تم ایک ہفتہ سے باغ مین کیا کر رہی تھین تمھارا اسطرح آزاد رہنا ہمکو ناگوار ہے آجکل

جو کیفیت اس شہر کی ہو رہی ہے وہ قابل بیان نہیں ہے کہہ کے پھر وہی جہانگرد عیار کا قصہ بیان کیا اور سردار کی کیفیت بھی عرض
بیان ہو چکی ابھی ذکر ہو رہا تھا کہ ایک کنیز نے آکر عرض کی کہ نائب شہر آمد ایک نامہ دار آیا ہے اور قہرمان جادو کا خط لایا ہے
مشیر جادو نے کہا نامہ دار کو وہیں ٹھہراؤ خط ہمارے پاس لاؤ کنیز واپس ہوئی اور تھوڑی ساعت کے بعد ایک خط سربمہر مشیر جادو کو لاکر دیا اس نے
لیا اور کھولا پڑھنا شروع کیا اسمیں لکھا تھا کہ از نائب خداوند شہر بیت الاصنام میں آپکی ذات باعث امن و عافیت ہے خداوند
ہفت زنار نے آپکو ہر طرح کی قدرت و قوت عطا فرمائی ہے اور آپکے حسن انتظام پر قدرت کو بھروسہ ہے کہ علاوہ امور قضا و قدر کے
اور جملہ باتیں آپکے اختیار میں دیدی گئی ہیں اور آپ بھی ایک لمحہ انتظام ملک سے غافل نہیں رہتے خداوند کے سب بندوں کی کیفیت
ہر وقت آپکے پیش نگاہ رہتی ہے آپکو اچھی طرح معلوم ہے کہ بعض متعلقات خداوند کیطرف سے میرے بھی سپرد ہیں یا درکوہ لعل اور
میرے تعلق ایک مدت سے ہے اور مجھکو حکم ہے کہ جو کوئی اسطرف آئے پہاڑ کے اوپر چڑھنے پائے اگر قصد کرے گرفتار کرکے ہمارے پاس
روانہ کرنا اسی واسطے ایک عقاب سفید ایوان آتش حصار سے فرستادہ قدرت روز میرے پاس آتا ہے جو کوئی یہاں اسیر ہوتا ہے اسکو
پنجوں میں دبا کر لیجاتا ہے کل شب کچھ سرداران اسلام یہاں آئے میرے ملازموں نے انکو روکا پہلے سحر کرکے گرفتار کر لیا میرے
پاس لانے کا ارادہ کرتے تھے کہ ان میں ایک کے سر سے خود بخود سحر اتر گیا تلواریں لیکر ٹوٹ پڑے میرے ملازمین کو قتل کرنا شروع
کیا جب سب بیقابو ہوئے تو انھوں نے مجھکو آواز دی میں نے فوراً سحر مردان آتشین کا لشکر انکی امداد کو تیار کر دیا وہ سحر بھی میرا
کسی نے اسطرح مٹا دیا کہ اب زندگی بھر کے واسطے بیکار ہو گیا پھر ان لوگوں نے میرے ملازمین کو قتل کرنا شروع کیا پھر
سب نے زیادتی میں نے دریائے زخار کو موجزن کیا تاکہ یہ لوگ غرق آب ہو جائیں مگر وہ دریا بھی آگے نہ بڑھا ایک دیوار
آہنی کے حصار میں مسلمان محفوظ ہو گئے تھے سب کو اسکی یہ کیفیت رہی صبح ہوتے ہی نہ وہ لوگ نظر آئے نہ اس دیوار آہنی کا
پتہ ملا معلوم نہیں یہ کیا ماجرا تھا میں نے بہت کچھ عقل کو زور دیا میری سمجھ میں نہ آیا اب آپکے سوا اس واقعہ کو دوسرا
سمجھ نہیں سکتا آپ تحقیق فرمائیے بھلا مسلمان سحر کیا کرتے اور پھر ایسے پر زور سحر سے اپنی جان کیونکر بچاتے ضرور کسی ساحر
کی کمک تھی اسی نے انکو بچا لیا اور سب پاسبانوں کو قتل کرا دیا آپ تحقیق فرمائیں اگر ہماری سرحد کا کوئی ساحر ان لوگوں سے
ملگیا ہو تو اسکو جو سزا مناسب جانیے دیجئے یا قدرت کے سپرد کیجئے اس کام میں تاخیر ہونے نہ پائے کیونکہ ابھی مسلمان طلسم
کی سرحد سے کہیں اور نہیں گئے ہیں اسی شہر میں کسی جگہ پوشیدہ ہیں مشیر جادو نے جو یہ مضمون پڑھا ہوش و حواس
جاتے رہے اپنی بی بی سے مخاطب ہو کر کہا دیکھا میں ابھی جو ذکر کر رہا تھا انھیں کے متعلق اور ایک خبر آئی ہے قہرمان جادو
نگہبان کوہ اسرار کا خط میرے نام آیا ہے رات کو مسلمانوں نے انکے ملازمین کو قتل کیا اور صبح ہوتے وہاں سے غائب ہو گئے
اب کسی کا پتہ نہیں ملتا اسکا ایک زبردست سحر بھی انھیں لوگوں کی وجہ سے ہمیشہ کو بیکار ہو گیا اور بہت سے لوگ بھی
قتل ہو گئے وہ لکھتا ہے کہ ظاہرا کوئی ساحر ان لوگوں کی امداد کرتا ہے اب جب تک آپ اسکا پتہ نہ لگائینگے اسی طرح روز ایک تازہ
گل کھلا کریگا تعجب کی بات ہے کہ صبح ہوتے ہی اہل اسلام کہاں پوشیدہ ہو گئے سحر نگاہ دل میں خوش ہوئی کہ جب تک یار
ان لوگوں کو لیجا چکا اسوقت قہرمان جادو کو ہوش آیا اچھا ہوا ورنہ غضب ہو جاتا سب اسیر ہو جاتے میرا حال بھی کھل جاتا
اب ان لوگوں کا پتہ کون پائیگا میں یہاں سے جاکر اسیران کو بھی وادی شہبوستان میں رکھونگی باغ کی سکونت ابھی
نہیں اب بڑی تلاش ہوگی پتہ لگایا جائیگا شاید کوئی میرے باغ کی طرف جائے اور وہاں شاہزادہ کو دیکھے
یہاں آکر خبر دے تو بڑی خرابی ہوگی ملکہ سحر نگاہ یہ خیال کر رہی تھی مگر مشیر جادو اس خط کے دیکھنے سے بدحواس تھا
اپنی بی بی کی طرف مخاطب ہو کر کہا اسکی کیا تدبیر کیجائے اور کیونکر پتہ لگے کہ مسلمان کہاں پوشیدہ ہیں اور کون انکی امداد کرتا ہے
اگر ایسی چھوٹی چھوٹی باتیں شہنشاہ قدرت کے حضور میں پیش کرونگا تو وہاں میری وقعت کم ہوگی اور اگر اسی امر میں

دخل نہیں دیتا ہوں تو کیا عجب ہے کہ قہرمان جادو خود شبیہ قدرت کے پاس جائے اور کل احوال کہہ سنائے اُسوقت میری
بڑی بدنامی ہوگی سحر نگاہ نے کہا آپ اسقدر تشویش نہ فرمائیں میں اسکا پتہ لگاؤنگی جو جادوگنی اسکو تلاش کرونگی مجھ سے کوئی راز
بیت الاصنام کا پوشیدہ نہیں رہ سکتا جتنے ساحروں نے مسلمانوں کی امداد کی ہوگی اسکو گرفتار کر کے آپکے سامنے حاضر کرونگی
جب یہ مستعلے بلا ہو کا مسلمانوں کی کیفیت بھی ظاہر ہو جائیگی مشتیر جادو نے کہا اے جان پیاری تمہارا جانا اور پتہ لگانا مناسب
وقت نہیں ہے تم اس وقت یہاں رہو اپنی آزادی موقوف کر دو میں سب انتظام کرا لونگا اب تم ہرگز باغ سے باہر جانیکا ارادہ
نہ کرنا مسلمان لوگ بلاے روزگار ہیں انکے یہاں کی عیاروں نے بڑے بڑے ساحروں کو ہلاک کیا ہے آجکل بیت الاصنام میں یہ لوگ
آئے ہیں جب تک انمیں کا ایک بھی باقی رہیگا ہر طرح کے خطرے ہیں ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا مشتیر جادو ... سحر نگاہ
نے کہا آپ کہاں تشریف لیجاتے ہیں اس خط کا جواب نہ تحریر فرمائیگا قہرمان جادو کو آپکے نوشتے سے تسکین ہوگی اور جبتک
آپکی تحریر نہ جائیگی وہ مضطرب رہیگا مشتیر جادو نے کہا اب میں دیوان خانے میں جاتا ہوں وہیں اس خط کا جواب بھی ارا-
دے تحریر کر دونگا اور جو مناسب سمجھونگا وہ انتظام کیا جائیگا سحر نگاہ نے کہا آپ اس خط کا جواب یہیں تحریر فرما دیجئے باہر
ذلیل ہے اور آپ یہ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ ایسے جزوی امور کو شبیہ قدرت سے دریافت کرتے نہیں مجھکو شرم آتی ہے سب کے سامنے
میری ذلت ہوگی ہر ایک یہی خیال کریگا کہ نائب خداوند بھی مسلمانوں کی تدبیر کرنے سے عاجز ہو گئے اور خود ہی اس خط کو لیکر
باہر لیکے چلتے ہیں ابھی سبکو اس رنج سے آگاہی ہو جائیگی اور اسکا انتشار بھی سب پر ظاہر ہوگا ملکہ سحر نگاہ کا اس تقریر سے یہ مطلب تھا
کہ جواب نامہ میرے سامنے تحریر کیا جائے جو کچھ قہرمان جادو کو لکھیں اس سے میں بھی ماہر ہو جاؤں اسی خیال سے سحر نگاہ
نے اصرار زور دیا کہ مشتیر جادو نے قلمدان طلب کیا سحر نگاہ سے مخاطب ہو کر کہا آخر میں کیا جواب تحریر کر دوں سحر نگاہ نے
کہا آپکو کس بات کی تشویش ہے آپ تحریر فرما دیجیے کہ تم خاطر جمع رکھو میں نے اسوقت تک اس امر کو کار اہم نہیں سمجھا تھا یہی وجہ تھی
کہ خاموش بیٹھا تھا ورنہ جسوقت چاہتا مسلمانوں کو ایکدم میں گرفتار کر لیتا اب تمکو انکے ہاتھ سے ایذا پہنچی ہے میں بہت
جلد سب کا انتظام کیے لیتا ہوں دو چار روز میں یہ کھٹکا جاتا رہیگا اور جو ساحر ہماری سرحد کا ان لوگوں کو مدد دیتا ہے اسکی
کیفیت بھی ظاہر ہو جائیگی مشتیر جادو نے کہا اگر میں یہ تحریر کر دوں اور بعد میں کچھ انتظام نہ ہو سکے اور مسلمان کوئی اور فساد پھیلائیں
سبکو آزار پہنچائیں قہرمان جادو اسوقت میرا نوشتہ شبیہ قدرت کے سامنے پیش کر دے تو میں کیا جواب دونگا اس سے
بہتر یہ ہے کہ میں قہرمان جادو کے پاس خود جاؤں دوسرا آگاہ نہ ہونے پائے اسکی بھی صلاح چاہوں وہ بھی عقل مند تجربہ کار ہے
اسکے مشورہ سے جو امر طے پائیگا اسکے موافق انتظام کیا جائیگا ملکہ نے کہا آپکو اختیار ہے اگر آپ قہرمان جادو کے پاس جائینگے
تو میں بھی آپکے ہمراہ چلونگی خود بھی کچھ باتیں قہرمان جادو سے کرونگی آپ تو اس خط کو دیکھ کر اسقدر بدحواس ہو گئے ہیں
کہ قابل بیان نہیں قہرمان جادو کے پاس آپکا جانا اچھا نہیں اسکو بھی خیال ہوگا کہ جب خود کچھ نہ بن پڑا تو مجھ سے
رائے پوچھنے آئے مشتیر جادو نے کہا یہ بات نہیں ہے قہرمان جادو مجھکو اچھی طرح جانتا ہے میرے سحر کو مانتا ہے مدت سے رسم و راہ ہے
میری حالت سے اچھی طرح آگاہ ہے سحر نگاہ نے بہت سمجھایا مگر مشتیر جادو نے قبول نہ کیا جب سحر نگاہ عاجز ہوئی تو اسنے
کہا کہ آپ مجھکو ہمراہ نہ لیجئے مشتیر جادو نے کہا تمہارا جانا بیکار ہے کوئی ضرورت نہیں میں خود جاتا ہوں جو کیفیت گذریگی تم سے
بیان کرونگا پھر جو کچھ تمہاری رائے ہوگی اسکے موافق انتظام کیا جائیگا سحر نگاہ خاموش ہو گئی مشتیر جادو روانہ ہوا سحر نگاہ
کو اسوقت غنیمت ہاتھ آیا اپنی زبان سے کہا میں باغ جاتی ہوں سب کنیزیں وہاں میری منتظر ہونگی انکا پہنچ ہمراہ اُٹھی
باغ میں اور بلا میں مقرر کروں کہ ہر وقت زیادہ نگہبانی کریں اسنے جواب دیا تمہارا جانا مناسب وقت نہیں آجکل کچھ
کیفیت پوری کچھ ابھی تمہارے باپ منع کرتے تھے اگر آپکو اطلاع ہوگی تو مجھ سے بھی آزردہ ہونگے اور تمکو بھی مناسب نہیں

کہ انکے حکم کے خلاف کرو سحر نگاہ نے جواب دیا کہ مین بہت جلد واپس آونگی وہان عروۃ ملکہ کی بے میرے جانے وہانکا انتظام
نہ ہوگا ایسا نہو مسلمان وہان جائین در باغ کو تباہ و برباد کرین یہ کہکے اسی وقت روانہ ہوئی ایک چشم زدن مین باغ مین جا
پہنچی یہان امیر الزمان نامدار کو انتظار تھا کہا ملکہ تمنے بہت دیر لگائی میرا دم گھبرا گیا سحر نگاہ نے عرض کی کہ ای شہریار سب کا واقعہ
قہران جادو سے گفتگو کرکے میرے باپ کے پاس بھیجا یا گیا آپکے ہمراہ کوئی عیار بھی تھا امیر الزمان نے فرمایا جہانگیر ہمارے
ہمراہ تھا وہ میرا رفیق ہے کیون خیر تو ہے اسیر کیا ہے انکو گرفتار سحر نگاہ نے جہانگیر کی سب کیفیت بیان کی پھر یہ بھی کہا کہ اسوقت
والد ماجد قہران جادو کے پاس گئے ہین وہان اس امر پر رائے زنی ہو رہی ہے کہ مسلمانون کا پتہ لگایا جاے پھر جو کچھ مناسب ہو
حق مین کیا جائے ای شہریار یہی قہران جادو کا خیال ہے کہ کوئی ساحر بیت الاصنام کا شریک ہو کر مسلمانون کو مدد دیتا ہے اسکا
بھی پتہ لگانا منظور ہے اسی واسطے اسوقت قہران جادو کے یہان مشورہ ہو رہا ہے اب میرے نزدیک مناسب ہے کہ آپ وادی شمیم
مین تشریف لے چلیں وہین قیام کرین ہمارا یہان ساحران غدار آ جائین اور دشمنون کو کسی قسم کی تکلیف پہونچائین وادی شمیم
مین روز حاضر ہوتی رہونگی اور حتی الوسع ایسی کوشش کرونگی کہ آپکے سردارون کو چھڑا لاؤن اور سب کی جان بچاؤن امیر الزمان نے
فرمایا ملکہ مجکو تمہاری خوشی منظور ہے ورنہ اسکی ضرورت نہ تھی کہ مین وادی شمیم مین جاتا اس لیے کہ مجکو ساحرون کے مکر و فریب
سے ذرا بھی خوف نہین خدا کا فضل شامل حال ہے کسی ساحر کی کیا مجال ہے اگر کوئی ساحر یہان آئیگا اپنی خطا کی سزا پائیگا
ہان وادی شمیم جانا دو وجہون سے بہتر معلوم ہوتا ہے اول تو یہ کہ میرے سب سردار وہان موجود ہین انسے ملاقات ہوگی وہ
سب لوگ بہت مضطرب ہونگے جب مجھے دیکھین گے تو سبکو اطمینان ہوگا دوسری بات یہ کہ ابھی مین نہین چاہتا کہ
تیرہ نامی آئے اور یہ حال کھل جائے اسواسطے کہ ابھی اپنے سردارون کا پتہ لگانا ہے اور مصلحت وقت یہی بات ہے کہ مین وادی شمیم
مین قیام کرون ملکہ نے اسی وقت ایک تخت طلب فرمایا شاہزادہ کو بٹھایا تخت کی طرف دیکھکر اشارہ کیا تخت اپنی
جگہ سے ذرا نہ ہلا ملکہ نے عرض کی ای شہریار کیا بات ہے کہ تخت کو حرکت نہ ہوئی امیر الزمان نامدار نے فرمایا ملکہ میرے پاس جو
اشیاء طلسمی موجود ہین سحر مجھپر اثر نہین کرسکتا سحر نگاہ نے عرض کی ای شہریار آپ وہ سب تحائف علیحدہ رکھین جب
وہان پہونچ جائینگے مین یہ سب اشیاء خدمت والا مین حاضر کردونگی امیر الزمان نے فرمایا مین ان چیزون کو اپنے سے علحدہ
نہین کرسکتا سحر نگاہ نے عرض کی ای شہریار پھر آپ توقف فرمائین مین دوسری تدبیر کرتی ہون یہ کہکر ایک پردے کی طرف
نگاہ کی پردہ اٹھا نقابدار پہلے ہاتھ اوپر کو اٹھائے برآمد ہوا ملکہ کو سلام کیا ہاتھ باندھ کے عرض کی کیا ارشاد ہے غلام حسب الحکم آپکے
لشکر کو وادی شمیم مین پہونچا آیا سحر نگاہ نے کہا اب بہت ہوشیاری سے شاہزادہ والا تبار کو بھی وہین لیجاؤ یہ کہکے
ایک پرچہ لکھکر نقابدار کو دیا امیر الزمان سے عرض کی آپ گھوڑے پر سوار ہون نقابدار ہمراہ رکاب جائیگا کچھ دیر مین
وادی شمیم مین پہونچا دیگا امیر الزمان مرکب صبا دم پر جلوہ فرما ہوے نقابدار نے رکاب پہ ہاتھ رکھا شاہزادہ نے
گھوڑا آگے بڑھایا اور جانب وادی شمیم روانہ ہوئے سحر نگاہ نے کنیزون کو آواز دی کہ کیفیت مشیر جادو سے کہدو کر لے کی
یہان کی کنیزون نے ہاتھ باندھ کے کہا ملکہ عالم اب آپ باغ مین نہ ٹھہرین مکان تشریف لیچلین آپنے بہت خوب کیا
جو شاہزادہ کو جانب وادی شمیم روانہ کردیا اب کسی کو انکی حالت معلوم ہوگی وقت مناسب پر آن سے ملتی رہنا
سحر نگاہ نے سکو پسند کیا اپنے مکان پر ہو لیں ابھی یہان مشیر جادو آ چکا تھا اپنی بی بی سے دریافت کر رہا تھا کہ سحر نگاہ کہان ہے
وہ کدہر ہے تمہی کہ محل کے باہر نہین گئی ہے اتنے مین سحر نگاہ باپ کے پاس آئی کہا آپ قہران جادو کے پاس گئے تھے وہان کیا رائے
قرار پائی مشیر جادو نے کہا قہران جادو عقل مند ہے اسکی ہر ایک بات مدلل ہے اب یہ رائے ہے کہ کل شیشہ قدرت سے
پاس حاضر ہون اور جو کچھ واقعہ ہو کہہ سنائین اگرچہ مجکو بھی اختیار ہے کہ جو چاہین وہ کر سکین مگر ایسے امور مین قدرت سے اخلوکی

صورت ہی جیسا کچھ وہ فرمائینگے وہ بجا لائیگا سحر نگاہ یہ جواب سنکر متفکر ہو گئی خیال کیا کہ ہفت زنار جادو ساحر زبردست ہے بعد ہر اسکو کیفیت باطن سے اگر ماہر ہو جائیگا تو اگر قربان جادو کل ان ہو گیا تو ضرور میرا حال کھل جائیگا دیکھیں اب کیا مصیبت پیش آتی ہے اور تقدیر کیا رنگ دکھاتی ہے اگر یہ راز مخفی ظاہر ہوا اور ہفت زنار جادو میرے حال سے ماہر ہوا تو اسوقت بیان کیا میں اسے مقابلہ کر کے عہدہ برآ نہ ہونگی اسیر ہو جاؤنگی اسی فکر میں طلسم رات بسر کی صبح کو قربان جادو مشیر جادو مکان پر آیا کہا اب تاخیر کیسی شیبہ قدرت کے حضور میں چلیئے مشیر جادو قربان کے ہمراہ شیبہ قدرت کے پاس آیا پہلے مراسم پرستش بجا لایا پھر قربانی چڑھائی تصویر نے آنکھیں کھولیں لب ہلے کہا مشیر جادو تم جو کچھ دریافت کرنے والے ہو قدرت اس اچھی طرح آگاہ ہیں تم مسلمانوں کی شکایت لیکر آئے ہو قربان جادو کو بہت وقت پیش آئی کل رات بڑی مصیبت اٹھائی مگر کچھ مضائقہ نہیں قدرت کے حضور میں اگر قدر سوا ہوگی انکے طرفدار ہو گئے قدرت ان سب رازوں سے ماہر ہیں مسلمانوں کی اسقدر مجال نہ تھی کہ اسطرح انکو تھانے اور ہمارے ملازمین کو تعجب ہو پہنچانے مگر سب شرارت ہفت زنار جادو کی ہے اسنے اپنے سب سرداروں کو اپنے باغ میں رکھا اپنے لشکر کو قربان جادو کے سحر سے ان دونوں ملازمین قربان کو قتل کرایا اسکے سحر بیکار کر دیے اب مناسب یہ ہے کہ اسکو اسیر کر کے اسی وقت حاضر دربار قدرت کرو ورنہ بیت الاصنام میں ایک شخص زندہ نہ بچیگا زمین تک ہلا دی جائیگی سب بت وبائد کر دی جائیگی ایسا غضب کا طوفان آئیگا کہ تمام شہر پانی پانی ہو جائیگا مشیر جادو کی روح پرواز کر گئی ہوش جاتے رہے قربان جادو خوف کے مارے کانپنے لگا دونوں نے ہاتھ باندھ کے عرض کی ابھی اسکو گرفتار کر کے حاضر دربار کرتے ہیں حضرت نے آپکو ضائع کیوں نکر دیا زندہ کس لیے رکھا تصویر سے آواز آئی ہماری مصلحت ہی کیسی کو دخل ہے جو کچھ حکم صادر ہوتا ہے اسکی تعمیل کرو مشیر جادو اسی وقت پیچھے پاؤں سٹ کر باہر آیا قربان بھی اسکے ہمراہ ہوا راہ میں مشیر جادو نے قربان سے کہا بھائی تعجب کی بات ہے مگر قدرت کا ارشاد غلط بھی نہیں ہو سکتا اور میں انکار بھی نہیں کر سکتا ابھی وہ ایک لگاؤ کر سب کو جلا دیں تمام شہر میں آگ لگا دیں میں انکا علم بھی لا ابو مگر میری زندگی بھی اب ہو چکی اس صدمہ میں تڑپ تڑپ کے مر جاؤنگا قربان نے کہا صبر کرو اسقدر بیتاب نہ ہو ضرور تمہاری مانعزادی سے یہ خطا ظہور میں آئی ہے قدرت کا ارشاد غلط نہیں ہو سکتا مناسب وقت ہے کہ سحر نگاہ کو اسیر کر کے حاضر کی تمہاری خیر خواہی بھی ظاہر ہوگی اور قدرت کے ارشاد کی تعمیل ہو جائیگی بعد کو خطا معاف کرا دیجئے قید سے رہائی دلا دینگے مشیر جادو یہی باتیں کرتا ہوا اپنے مکان پر آیا بی بی کو علحدہ بلایا سب واقعہ بیان کیا اسنے یہ حال سنکر آگاہ کی نسبت حالت تباہی کہا ارے یہ داغ مجھے کیونکر گوارا ہوگا فوراً مر جاؤنگی جان سے گذر جاؤنگی مشیر جادو نے کہا اب سب باتیں بیکار ہیں قدرت نے جو حکم دیا اسکا بجا لانا ضرور ہے اگر اسکے خلاف کرینگے برباد ہو جائینگے بس اب سحر نگاہ کو بلا دو میں اسکو اپنے ہمراہ لیجاؤنگا جہانتک ہو سکیگا اسکی خطا معاف کراؤنگا مجھے قوی امید ہے کہ قدرت میرا کہنا قبول کرینگے خاطر ملول کرینگے اسکی خوشی ہو جائیگی سحر نگاہ ابھی رہائی پا جائیگی اسکی بی بی بھی مجبور ہوئی سحر نگاہ کو بلا کے لائی اسکو اس راز سے ماہر کیا کچھ حال ظاہر نہ کیا جب مشیر جادو کے حضور میں آئی اسنے کہا اے سحر نگاہ قدرت نے تمکو طلب فرمایا ہے کچھ امور ضروری تحقیق کرنا ہیں سحر نگاہ سمجھ گئی مگر دلیری کیا خدا تمہارا نگہبان ہے دشمن کی کیا مجال جو تکلیف دے دیکھ کے ہلاک بھینسا کے یہ سوچ کے باپ کے ہمراہ ہوئی مشیر جادو شیبہ کے مکان تک اپنے ہمراہ لایا دروازہ کے اندر داخل نہ کیا تصویر کے سامنے لیجا کر ڈال دیا خود ہاتھ باندھ کے سامنے کھڑا ہوا تصویر سے آواز آئی اے مشیر جادو تمہاری کچھ خطا نہیں تم دنیا نگھبرا اور آج سے تمہارا مرتبہ ہم اور بڑھا دینگے اور تمہاری اس دختر بدا ختر کو اسکی خطا کی سزا دینگے یہ کہکے ایک آواز دی کہ عقاب سفید آیا سحر نگاہ کو پنجہ میں دبا کر لے اڑا مشیر جادو نے ہاتھ باندھ کے کہا قدرت

اب اسکی خطا معاف فرمائیں اولاد کا صدمہ باپ کو نہ دکھائیں میں اسکی مفارقت کی تاب نہ لاؤنگا ابھی مر جاؤنگا
تصویر سے آواز آئی اے مشیر جادو تم صبر اور صبر کرو قدرت تمہاری اولاد کی جان نہیں لیگی بلکہ تھوڑے دنوں کے بعد
اسکو پاک طبیعت کرکے واپس بھیجیں گے سب گناہ اسکے دھو جائینگے نامہ اعمال صاف ہو جائیگا مشیر جادو خاموش
ہو زار و قطار روتا ہوا اپنے مکان کو واپس آیا تمام دفتر میں رو رو کر آنسوؤں کا دریا بہایا اسکی کیفیت وقت پر بیان کی جائیگی
اب حالت جہانگیر کی تحریر کی جاتی ہے کہ تصویر کے سامنے سے اسکو عقاب سفید اٹھا لیگیا تو تکان کے صدمہ سے
جہانگیر و بیہوش ہو گیا تھا جب غش سے افاقہ ہوا تو جہانگیر و نے آنکھ کھول چاروں طرف نگاہ کی بجز تاریکی کے کچھ نظر نہ آیا
جہانگیر و بہت گھبرایا فریاد واویلا شروع کی کسی نے سماعت نہ کی بہت دیر کے بعد قدم کی آہٹ معلوم ہوئی جہانگیر
نے کہا کون آتا ہے خدا کیلئے بات ہماری بھی سنتا جائے اسکے جواب میں آواز آئی ابھی ٹھہر جا اور اسیروں کو کھانا
پہونچ جائیگا تب تو بھی پائیگا جہانگیر نے خیال کیا کہ اب کوئی منتظم زندان خانہ یہاں آگیا مگر آہ وزاری و فریاد اور واویلا سے
باز نہ آیا بڑی دیر کے بعد دروازہ کھلا جہانگیر و نے دیکھا دو ساحران غدار ہاتھوں میں کچھ ظروف لیے ہوئے آتے ہیں جہانگیر و
نے سر جھکا لیا ساحر قریب آنے کہا اے شخص تو بڑا لالچی ہوتا ہے جو ایسے تو فریاد وزاری کیے گرتے مر جائیگا زندہ رہیگا جہانگیر
نے کہا بھائی میں بھوک کی وجہ سے فریاد نہیں کرتا تھا بلکہ تشنگی سے میرا حال ابتر تھا ساحروں نے کہا اے شخص تجھ سے کیا
گناہ سرزد ہوا تھا جو تو اس زندان خانہ میں اسیر کیا گیا جہانگیر و نے جواب دیا بھائی اگر میں اپنی کیفیت بیان کروں تو تم سب کو
میرے حال پر افسوس ہوگا خداوند ہفت زنار نے جو کچھ کیا بہت اچھا کیا مجھکو کچھ شکایت نہیں ساحروں نے کہا کچھ بیان
تو کرو جہانگیر و نے کہا بھائی میں ایک تاجر ہوں میرے پاس جواہر بیش بہا موجود تھا جب میں شہر بیت الاصنام میں
پہونچا تو شبیہ قدرت کے سامنے جاکر سر نیاز جھکایا بہت سا جواہر چڑھایا قدرت کا ارشاد ہوا کہ دانہ یاقوت جو تیرے
پاس موجود ہے وہ قدرت کی نذر کردے کیا بات وہ دانہ ہفت اقلیم میں انتخاب ہے آجتک کوئی اسکی قیمت لگا نہ سکا بڑے
بڑے شاہان اولوالعزم کی نظر سے گذرا سب نے پسند کیا میں نے اسکو اپنی جان سے زیادہ حفاظت میں رکھا ہے جب
خداوند نے مجھ سے وہ دانہ طلب فرمایا میں نے عذر کیا غضب نازل ہوا میں اسیر کرکے یہاں بھیجا گیا دانہ میرے پاس ہے
ہر اگر یہ جانتا کہ ایسی بلائے عظیم میں گرفتار ہونگا تو اس دانہ کو قدرت کی نذر کرتا اس مصیبت سے تو جان بچ جاتی کاہیکو
ایسی وقت پیش آتی ساحروں نے کہا کیا شہر بیت الاصنام میں ہفت زنار کو لوگ خداوند کہتے ہیں جہانگیر و نے
کہا وہاں ہفت زنار کی تصویر رکھی ہے وہ باتیں کرتی ہے لوگ اسکے سامنے جاتے ہیں قربانیاں چڑھاتے ہیں سب کا یہی
اعتقاد ہے کہ ہفت زنار نے سب کو پیدا کیا ہے اسے ہر طرح کی قدرت حاصل ہے ساحروں نے کہا یہ کیفیت ہمکو آج معلوم
ہوئی اصل واقعہ یہ ہے کہ ہفت زنار جادو ہمارے بادشاہ کا ملازم ہے ہفت زنار کے آبا و اجداد نے سلطنت کا نمک کھایا ہے
اسواسطے بادشاہ اسکی قدر کرتے ہیں اپنے طلسم کی سرحد داری اسکے سپرد کی ہے یہاں سے سرحد طلسم دار العنیا ملتا ہے جس
اسواسطے اس جگہ ایک مرحلہ بنایا گیا ہے قریب دو ہزار ساحروں کے یہاں ملازم ہیں انکی افسری ہفت زنار جادو کے
سپرد ہے ایسے ہزاروں ملازم ہمارے بادشاہ کے ہیں طلسم میں اسکی وقعت کچھ نہیں ہے اسوقت تمہاری زبانی معلوم ہوا
کہ شہر بیت الاصنام میں اسنے اپنے تئیں خداوند مشہور کیا ہے بادشاہ کی طرف سے حکم ہے کہ کوئی ساحر ایوان آتش حصار
کے باہر نہ جانے اس خیال سے ہم لوگ وہاں نہیں جاتے اسنے بادشاہ کے حکم کا خوف نہ کیا ایوان آتش حصار کے باہر گیا
وہاں کے لوگوں کو اپنے سحر کے کرشمے دکھائے آپ اسکے مطیع ہو گئے کیا وہاں کوئی ساحر نہیں رہتا ہے جہانگیر و نے کہا
سب ساحر رہتے ہیں نائب خداوند جسکا نام مشیر جادو ہے وہ اپنے سحر پر نازاں ہے اسکے علاوہ اور بہت لوگ ایسے ہیں

بیٹا پنے کو سحر میں یکتا سمجھتے ہیں ساحروں نے کہا ہم خاک سحر جانتے ہیں اگر ساحر ہوتے تو ہفت زنار کو خداوند کیوں کہتے یہ سب
ہم جانتے ہیں جواہر بیشمار جمع کرلیا ہے وہ بیچا جاتا ہے اور سب سے دھوکا دیکر انام ہم پھر اس فکر کو اب جانے دو یہ بتاؤ کہ تمھارے
پاس اب بھی وہ دانہ یاقوت موجود ہے اور اسکے علاوہ اور جواہرات بھی تمھارے ہمراہ ہیں جہانگیر و نے کہا آپ لوگوں نے میری
ہمدردی کی ہے اسواسطے آپ سے کیا پوشیدہ رکھوں میرے پاس وہ جواہر بیش بہا اسوقت موجود رہتے ہیں اور انکو اپنی
جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں مگر اب سخت عاجز ہوں اور وہ مصیبت سخت اٹھائی ہے کہ اگر کوئی نجات دلانے کا وعدہ
کرے تو میں وہ جواہر بیش بہا اسکی نذر کردوں ساحروں نے کہا تم خاطر جمع رکھو ہم تمھیں اس بلا سے نجات دلادینگے قید سے
چھڑا دینگے مگر ہمیں وہ دانہ یاقوت اور جو دوسرا جواہر گران قیمت تمھارے پاس موجود ہو دکھا دو ہم ابھی طلب نہیں
کرتے صرف دیکھ کے ہمارا اطمینان ہو جائیگا ہم حتی الوسع کوشش رہائی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرینگے اور ہفت زنار
کی شکایات تر بادشاہ کے حضور میں لکھکر اسکو ذلیل کرا دینگے یہاں کے رعایا داری اس سے تنگ آچکی کوئی اور صورت اسکے
سپرد ہوگی اعتبار جاتا رہیگا جہانگیر و نے کہا بھائی میں نکال نہیں سکتا ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں ایسی
چھائی گئی ہیں کہ حس و حرکت دشوار ہے دونوں ساحروں نے اسکی ہتھکڑیاں بیڑیاں اتار لیں جہانگیر و نے کمر سے ایک ڈبیا
نکالی اسکو کھولا دو ڈبیاں برآمد ہوئیں جہانگیر و نے ایک ایک ڈبیا دونوں ساحروں کے ہاتھوں میں دیکر کہا اسکو کھولکر دیکھو
ابھی اس تاریکی میں روشنی ہو جائیگی اس اندھیرے کی ہر ایک باریک چیز بھی صاف نظر آئیگی دونوں ساحروں نے
ڈبیاں کھولنے کا ارادہ کیا بعجلت سخت معلوم ہوا منہ کے پاس لاکر زبردستی کھولا کچھ دھواں سا نکلا ایک سفید خاک اڑی
دونوں کو چھینک آئی بیہوش ہو کر گر پڑے جہانگیر و نے جلدی سے دونوں کی زبانوں میں سوزن دی ایک گوشہ میں
کھودکر زندہ دفن کیا دوسرے کی اپنی صورت بنا کر قید خانہ کر میں چھوڑا آپ اُس کی صورت بنکر کنجیاں ہاتھ میں
لیکے باہر نکلا کوٹھری میں قفل دیا آگے بڑھا سامنے سے ایک ساحر نے آکر کہا کیوں سرداب جادو کہاں جاتے ہو جہانگیر
نے سمجھا کہ میرا نام سرداب ہے جواب دیا کہ قیدیوں کو کھانا وغیرہ دینے آیا تھا اب سب سے فراغت پائی ہے کہکے آگے بڑھا
دیکھا ایک جگہ پر بہت سے لوگ بیٹھے ہیں آپس میں کچھ مسلمانوں کا ذکر رہا ہے سرداب نقلی بھی ان لوگوں کے سامنے گیا
سب نے کہا سرداب جادو آج یہاں نہ آؤ گے الگ الگ چلے جاؤ گے سرداب نے کہا آج مجھکو کام زیادہ کرنا پڑا ہے تھک گیا
ہوں سب نے کہا اچھا تھوڑی دیر تو بیٹھو پھر جانا سرداب سب کے قریب جا کر بیٹھ گیا ایک نے کہا اب لشکر اسلام کے چار
سردار قید ہو کر آئے ہیں مگر جب کیفیت سنکر ہوش اڑ گئے ہواس جاتے رہے واقعی ہفت زنار جادو نے بڑا کام کیا
جسوقت حضور بادشاہ میں اسکی یہ خیر خواہی ظاہر ہوگی خلعت و انعام پائیگا خیر خواہ طلسم شمار کیا جائیگا دوسرے نے کہا
کیوں بھائی یہ بتاؤ جو آج اسیر ہو کر آئے ہیں اس قید کے محافظ کون لوگ ہیں اور اسے کہاں اسیر کیا ہے سب نے جواب دیا
کہ ہفت زنار جادو نے اسکو اپنے مکان میں اسیر کیا ہے ارادہ ہے کہ اسکو لیکر حضور شاہ میں جائیگا سب کیفیت بیان کریگا لشکر
جمع کر رہا ہے جانا ہے انکا اور بہت سے مسلمان باقی ہیں قید نہیں ہوئے ہیں لڑائی میں ملے جو آج اسیر ہو کر آئی ہے اسکو
مدد دی تھی اگر تھوڑی غفلت اور ہو جاتی تو مسلمان طلسم کا راستہ پا جاتے اور یہاں آکے فساد برپا کرتے اگرچہ کچھ نہیں بگڑتا
سب گرفتار کر لیے جاتے مگر جب یہ خبر بادشاہ کو پہنچتی کہ مرحلہ اول پر مسلمان آ گئے تو سب پر غضب نازل ہوتا نہیں
معلوم کیسی سزا ملتی ہم سب لوگوں کو دی جاتی ہفت زنار جادو نے بڑا کام کیا استقدر عدول حکمی
تو ہوئی کہ ایسی آتش جھاڑ کے باہر گیا مگر کیا کرتا مخالفت مرحلہ اسیر ہوا جب تھی اگر وہ نہ جاتا اور سب کو اسیر
کرکے نہ لاتا تو ضرور مسلمان یہاں پہنچ جاتے اسوقت غضب کا سامنا تھا سب بلا نزول ہوا مرحلہ کو بادشاہ

عمل سے سخت سزا دیجائیگی کیا عجب ہے اب بیت الاصنام بھی سرحد عملداری میں شامل کر لیا جاے اور میان کی حکومت
ہفت زنار جادو کو مرحمت ہو مہرو اب غلط بیانیاں سنتا رہا اور اپنے مطلب کے موافق اور بہت سی باتین
الیمان کے ساتھ تحقیق کرتا رہا جب رات زیادہ آئی سب لوگون نے اپنے اپنے بستر پر آرام لیا مہرو اب بھی
اٹھا سب کی آنکھ بچا کے ہفت زنار جادو کے مکان کی طرف روانہ ہوا اسلئے وہان کی سب کیفیت باتون باتون
مین تحقیق کرلی تھی کسی سے دریافت کی ضرورت نہ تھی سیدھا ہفت زنار کے مکان پر آیا دیکھا دروازے پر
نگہبان بیٹھے ہین آنکھ بچا کے اندر مکان کے داخل ہوا سب درجے طے کر کے خوابگاہ ہفت زنار جادو تک پہونچا دیکھا
ہفت زنار جادو ایک جواہر نگار کرسی پر بیٹھا ہے عجیب مخلوقت انسان ہے سامنے دوسری کرسی جواہر نگار بھی رکھی
اسپر ایک نازنین پری پیکر سر جھکائے ہاتھون سے منہ چھپائے بیٹھی ہے ہفت زنار جادو کہہ رہا ہے دیکھو اب بھی
میرا کہنا قبول کرو خاطر خواہ قبول کرو مین خداوند ہون اگر تم میرا دل خوش کرو گی تمکو بھی کارخانہ قدرت مین دخل
ہو جائیگا سب تمھاری بھی پرستش کرینگے بیت الاصنام مین جہان میری تصویر نصب ہے تمھاری شبیہ بھی نصب کیجائیگی
بزور قدرت تمھین بھی ایسی طاقت بخشونگا کہ وہ بھی ارادتمندون سے کلام کرے سب کے مطالب بر آئین تمکو بھلا
شوہر کہان نصیب ہوگا اب انکار نکرو آرام کرنے کو چلو تمنے غضب کیا ایک مسلمان پر فریفتہ ہو گئین مین جسوقت
اسکو پا جاؤنگا فنا کر دونگا پھر تم کیا کروگی دیکھو تمھین اپنے سحر پر کسقدر ناز تھا اب وہ سب سحر سازی کیا
ہوئی اور اس مسلمان کو جانے تمھین جرأت و ہمت مین یکتا سمجھتا ہے اور تم کہتی ہو کہ ساحر اسپر سحر نہین کر سکتے
یہ بھی قدرت کی عنایت کا سبب ہوگا اسکو تمھارے سامنے لاکر قتل کرون تمکو گرفتار کرون تمسے میرا بس نہین چلتا ہے ورنہ
ابھی چاہون تو تم مجھپر عاشق ہو جاؤ میری خوشامد کرو میرے قدمون پر سر رکھو اگر مین آرزو مند ہو جاؤن تو
ابھی تم اپنی جان دیدو مگر میرا یہ شعار نہین کہ کسی پر زبردستی کرون بلکہ ہمیشہ سے اپنا یہ قول ہے محبت ہو گی
مین یا عداوت خود بخود پیدا ہوگی جو دل سے ہوگی یہ آخر یہ تو بتاؤ کہ مجھ مین کیا برائی ہے حسن و جمال مین یکتائے
روزگار ہون قوت و شجاعت مین نامدار ہون اگلی مین بھی ایسا زیادہ نہین تمھارے باپ سیمین جادو اور ہم ساتھ
کھیل کے اتنے بڑے ہوئے پھر ایسا مرتبہ عالی میرا ہے کہ تمام ساحر اپنا خداوند جانتے ہین میری ہر ایک بات مانتے
ہین بہت سی عورتین مجھپر عاشق ہین رات دن یہی دعا مانگتی ہین کہ ہفت زنار جادو اس طرف آئین کہ ہم
اسکے نظارے سے لطف حاصل پائین مین نے کبھی کسیکو نہین چاہا سب نے مجھی کو اپنا معشوق سمجھا جبتک زمانہ
طفلی رہا عورتون پر کیا منحصر ہے مرد بھی مجھے پیار کرتے تھے جان و دل نثار کرتے تھے لاکھون روپیہ مجھکو دیتے
تھے میرے چہرہ زیبا کی بلائین لیتے تھے تم نہین معلوم کس طبیعت کی انسان ہو کہ میرے حسن و جمال پر بھی مائل
نہین ہوتین اور ایک مسلمان کی صورت پر ملکیسی فریفتہ ہوئین کہ عشق مین اپنے مذہب کا بھی خیال نکیا اور اپنے
تئین اس درجہ ہلاکت مین ڈال دیا دیکھو ابھی عاجزی سے کہتا ہون کہ تم دل سے مجھے چاہو اور خوشی خوشی
میرا کہنا مان لو ورنہ اسی وقت تمھارے دل مین ایسی باتین پیدا کر دونگا کہ تم مجھپر عاشق ہو جاؤ گی پھر مین
ایسی بے التفاتی کرونگا جیسے تم مجھسے انکار کر رہی ہو یہ نہین مین بھی تمھین ملول ستاؤنگا تم میرے
آگے ہاتھ باندھو گی مین خاطر مین نہ لاؤنگا اسوقت تمکو بہت گراں ہوگا جینا دشوار ہوگا آئندہ تمھین اختیار ہے
مجھکو جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا اب نکیجیے عیب مذہبی ہے اس محبوبہ کی تقریر دلربا سنکر اس مہ جبین نے سر اوپر اٹھا کے
جواب دیا کہ ای ہفت زنار جادو یہ خیال دل سے دور کر مجھکو اپنی جان دینا گوارا ہے مگر جو کچھ تیرا خیال ہے وہ منظور

جاتا ہون اور وہان ایک ایک اسیر کو بلاؤنگا اور سب کو نصیحت کرونگا کہ ہمارے مذہب کی تقلید کرو اسلام
چھوڑ دو جو قبول کریگا اُسے امان دونگا اور جو انکار رذالہ پیش لاے گا اپنی جان سے جائیگا سب نے کہی اگر
آپ یہان سب سے یہ بات کرین تو کیا مضائقہ ہے بہمنت زنار نے کہا تم سب بیوقوف ہو اگر ایسے نہ ہوتے
تو کاہیکو ایسے ذلیل عہدون پر ملازم کیسے جاتے یہان ایک کے سامنے ایک کو مذہب سے انکار کرتے
غیرت آئیگی فرض کرو ایک نے اسلام ترک نہ کیا اور اپنی جان پر کھیل گیا تو اب وہ اختیار رکھتا ہے کہ جو چاہے
کہے اور کہین دوسرا ترک اسلام کا خیال لایا تو وہ کہیگا مرے ایمان سے جان کو زیادہ عزیز سمجھتے ہو مرجانا
بہتر ہے اور اسلام ترک کرنا برا ہے کیونکہ اسکے دل پر ایسا اثر کریگی کہ وہ اپنے ارادے سے باز رہیگا اب
ہر ایک کے واسطے یہی معذرت ہو جائیگی اس سے ایک ایک سردار کو بلاؤنگا اور سمجھاؤنگا اس ترکیب سے
کچھ کام بن جائیگا اور سب کے سامنے کہنا باطل بیوقوفی ہے سب نے کہا آپکا ارشاد بجا ہے آپ تخلیہ مین تشریف لیجایئے
ہم ایک ایک قیدی حاضر خدمت کرتے ہیں بہمنت زنار جادو نے کہا جب مین آواز دون اسوقت قیدیون کو
لانا یہ کہکے کمرے کے اندر گیا ملکہ سحر نگاہ سے کہا مین نے سب قیدیون کو بلایا ہے اور اب میرا یہ ارادہ ہے آپ
کسی کام مین دخل نہ دیجیے کا تماشا دیکھیے کو ملکہ نے کہا خدا اس کام کا انجام بخیر کرے اور تمہارے ارادے کو پورا کرے
بہمنت زنار نقلی ایک امر لگا کر کرسی پر بیٹھا اور آواز دی کہ ایک قیدی کو ہمارے پاس روانہ کرو داروغہ نے
ایک سردار کو لیجا کر پیش کیا دیکھا سامنے کرسی پر ایک نازنین نقاب چہرہ زیبا سے اٹھائے بیٹھی ہے بہمنت زنار
نقلی نے کہا یہ شیر جادو و حاکم بیت الاصنام کی دختر نیک اختر ہے انا بھی کل وجہ سے اسے مسلمانون کو تباہ دی
تھی مین نے اسکو بھی اسیر کر لیا تھا مگر اب اسنے توبہ کی ہے اور وعدہ کرتی ہے کہ مین سب مسلمانون کا پتہ لگا دونگی جہان جہان
وہ لوگ پوشیدہ ہین مجکو سب کا ٹھکانا معلوم ہے اسکی مین نے تقصیر معاف کی ہے اب اسکو بادشاہ کے حضور مین لیجاؤ
اور بہت کچھ خلعت و انعام دلاؤنگا ایسا اب تم باہر جاؤ جب مین آواز دون اسوقت پھر ایک اسیر کو لیکر میرے سامنے
آنا داروغہ حکم پاکر کمرے سے باہر آیا بہمنت زنار نقلی نے سردار سے آنکھ ملائی کہا یون خدا نے کیسا فضل کیا ہے
اسوقت ہماری رات کے خلاف نیند نا سردار نے پہچان لیا شکر خدا کیا بہمنت زنار نے اسے اپنے پاس بٹھا لیا اور
پھر داروغہ کو آواز دی کہ دوسرے قیدی کو حاضر کرو داروغہ دوسرے قیدی کو لیکر آیا بہمنت زنار نے کہا انھون نے
میرا کہنا قبول کیا اب انھین بھی حضور بادشاہ مین لیجاؤنگا اور انعام خلعت دلاؤنگا داروغہ قیدی کو سپرد کر کے
باہر آیا بہمنت زنار نے سردار کو اپنے پاس بٹھایا پھر داروغہ کو آواز دی وہ تیسرے قیدی کو لایا بہمنت زنار نے کہا
ان دونون کی قید کاٹ دیجیے اور اب جو قیدی ہمارے پاس آئے وہ بلا طوق و زنجیر یہان لایا جائے داروغہ
نے ان دونون سردارون کو اپنے ہمراہ لیا اور باہر لاکر انکی قید کاٹ دی بہمنت زنار نے ان دونون کو اپنے پاس
بلا لیا اسی طرح یکے بعد دیگرے سب سردارون کو طلب کیا جب جانگو نقلی کی باری آئی تو داروغہ انکو حالت غشی
مین لیکر اندر آیا بہمنت زنار نے کہا اس سے مین پہلے ہی کہہ چکا تھا اسنے قبول نہ کیا مین نے اسے سخت سحر کر دیا ہے
اور اسکی ذات سے امید نہین ہے کہ یہ میرا کہنا قبول کرے اسلیے تم اسکو یہین چھوڑ جاؤ اب مین سحر نگاہ کے ہمراہ جاتا ہون اور
اسکو بھی لیے جاتا ہون وہین اسکو قتل کرونگا سب کے روبرو تاکہ دیکھکر ہیبت ہو اور میرا کہنا قبول کرین یہ کہکے بہمنت
نے جادوگرون کو طلب کیا حکم دیا کہ ایک تخت بہت بڑا لاؤ ان سب سردارونکو اسی تخت پر بٹھاؤ مین ہمراہ ہونگا ان
بقیہ سردارون کا پتہ ملکہ سحر نگاہ کی ذات سے ملیگا انکے سامنے اس عیار کو قتل کرونگا اور جن لوگون نے میرا کہنا قبول کر لیا ہے

انکے مراتب سبکو دکھاؤنگا یقین ہے اس انتظام سے وہ لوگ بھی میرا کہنا قبول کریں سب نے اس رائے کو
پسند کیا اسی وقت سب تخت کے انتظام میں مصروف ہوئے ہفت زنار نے داروغہ کو رخصت کیا موقع پاکے جہانگیر
نقلی کو جسے بیہوش لایا تھا حسب مجوزے میں ہفت زنار اصلی کو دبا دیا تھا وہاں آیا اسکو نکالا جہانگیر کی صورت بنایا
جہانگیر نقلی کو زمین میں دبا دیا ہفت زنار اصلی کو بشکل جہانگیر دلاکر قید میں ڈالدیا اتنے عرصے میں
ملازمین حاضر ہوئے سب نے اجازت چاہی ہفت زنار نے سبکو اندر بلایا سب نے کہا تخت تیار ہے سبکو آپکا انتظار
ہے ہفت زنار نقلی نے سب سرداران اسلام کو اپنے ہمراہ لیا ملکہ سحر نگاہ کو بھی اشارہ کیا وہ کمرے سے باہر آئی غرضکہ سبکو
تخت پر بٹھایا اور خود بھی ایک کرسی بچھا کر تخت پر بیٹھا ایک کرسی پر ملکہ سحر نگاہ کو بٹھایا جہانگیر نقلی کو بھی
اپنے پاؤں کے پاس لے لیا ساحروں نے بزور سحر تخت اٹھایا تخت لیکر ایوان آتش حصار کے باہر آگئے اور
سرحد بیت الاصنام میں داخل ہوئے ملکہ سحر نگاہ کو سحر یاد آیا شکر خدا کیا ساحروں نے عرض کی اب تخت
کو کہاں بچائیں ہفت زنار نے کہا ملکہ سحر نگاہ پتہ بتائینگی یہاں ایک جگہ ہے جہاں میری ایک تصویر نصب ہے وہاں
اس تخت کو بھیجو سحر نگاہ نے پتہ بتایا ساحر تخت وہاں لیکر گئے لوگوں نے جو کیفیت دیکھی سب کشتے ہو گئے
تاکہ یہ سب سنانے سرحد ہے اس وقت مشیر جادو کو خبر ہوئی کہ آج خداوند نے خود قدم رنجہ فرمایا ہے اور بہت
سے لوگ ہمراہ ہیں سحر نگاہ قدرت کے پاس ایک جواہر نگار کرسی پر جلوہ افروز ہیں مشیر جادو اسی وقت دوڑتا
آیا ہی ہفت زنار کے قدموں پر گر پڑا ہاتھ باندھ کے عرض کی کل شب سے غلام کئی مرتبہ شبیہ قدرت
کے حضور میں حاضر ہوا مگر کچھ جواب نہ پایا قربانی بھی کی ہر طرح منت بھی کی مگر تصویر گویا نہیں ہوئی اسلئے ہمکو
بہت ملال تھا سب خائف تھے کہ خداوند آزردہ ہو گئے ہیں دیکھیے اب کیا ہوتا ہے اسوقت آپکی تشریف آوری
سے ربیع انتشار ہوا ہفت زنار جادو نے کہا او مشیر جادو میں خود آنے والا تھا اسوجہ سے قدرت کو میں نے
منع کردیا کہ وہ جواب نہ دے اب میں اسی جگہ رہونگا اور اس تصویر کو ہمیشہ کے واسطے خاموش کردونگا یہ کہکے
مشیر جادو سے کہا اب ہم سحر نگاہ سے بہت خوش ہیں اسکا مرتبہ بھی بڑھا دیا اور اسکو ہمنے کل انتظام قدرت سپرد
کیا انھوں نے وعدہ کیا ہے کہ بقیہ سرداران اسلام کو بھی ہم گرفتار کرادیگی قدرت نے جتنے سردار گرفتار
کرائے تھے انکے دلوں میں ایسی بات قائم کردی کہ سب نے اسلام سے بکلم انکار کیا یہ جو دیو عیار ہے سبکو تم
اپنے ہمراہ لائے تھے اسنے قدرت کو دھوکا دینا چاہا تھا اسلئے اسکا قتل کرنا قدرت کو منظور ہے جو لوگ
ایوان آتش حصار سے لیکے ہمراہ آئے تھے وہ اسکی تقریر سنکر آپس میں کہنے لگے کہ واقعی ہفت زنار جادو نے
خوب انتظام کیا کہا خاتمۃ بیت الاصنام اسکے قبضے میں اگر نہ ہوتا تو ضرور مسلمانوں کی تدبیر کارگر ہو جاتی اور اسوقت
ایوان آتش حصار کا معلوم ہوجاتا ایک بھی گرفتار نہ ہوتا یہاں تو سب یہ تقریر کر رہے تھے ہفت زنار جادو نے سحر نگاہ
سے مخاطب ہوکر کہا اب ہمکو سرداران اسلام کے پاس لے چلو ہم وہاں پہونچ کے ان لوگوں سے کچھ باتیں کریں اور
سب کے دلوں سے اسلام کو نکال ڈالیں سحر نگاہ نے کہا قدرت میرے ہمراہ چلیں میں ابھی سب کا پتہ لگا کے
دیتی ہوں ہفت زنار نے سب سرداروں کو ہمراہ لیا ساحر بھی اسکے ساتھ چلے ہفت زنار نے کہا تم لوگ یہیں
قیام کرو وہاں چلنے کی ضرورت نہیں ہے سب ساحر وہیں ٹھہرے مشیر جادو نے اجازت چاہی ملکہ سحر نگاہ نے
اشارہ سے منع کیا ہفت زنار نے کہا تمہارے آنے کی ابھی ضرورت نہیں ہے تم جہاں ٹھہرو جہانگیر کو ملکہ سحر نگاہ
نے اپنے باپ کے ملازمین سے لے چلنے کا اشارہ کیا انھوں نے ایک ڈولی پر ڈال لیا ملکہ سحر نگاہ اور ہفت زنار نقلی

اور سرداران اسلام جو ایوان آتش حصار سے ہمراہ آئے تھے روانہ ہوئے ملکہ سحر نگاہ تھوڑی دیر میں ایک میدان وسیع
میں پہونچیں ساحروں سے کہا کہ جہانگیر کی ڈولی رکھ دو اور جلد یہاں سے چلے جاؤ ساحر وہاں ڈولی رکھکر روانہ ہوئے ملکہ نے ایک درخت
کی جانب نگاہ کی ایک طائر یا شاخ سے اترا ایک کنجی ملکہ کے سامنے پھینک دی ملکہ نے کنجی تھامی ایک کنواں سامنے نظر آتا تھا
اسکے قریب پہونچیں قفل کھولکر کنویں پر ایک مدور زینہ نظر آیا ملکہ نے صفت زنار نقلی سے کہا تم آگے چلو صفت زنار نے کہا میں راہ سے
ناواقف ہوں پہلے تم چلو تمھارے ہمراہ سب آئینگے ملکہ زینہ سے اتریں صفت زنار نقلی بھی ساتھ ہوا سب سردار بھی چلے صفت زنار
نے کہا قیدی کو یہاں نہ چھوڑو ملکہ نے کہا پلٹ کے دیکھو صفت زنار نے مڑکے نگاہ کی کہا غضب ہو قیدی غائب ہوگیا
ملکہ نے کہا خاطر جمع رکھو تمکو وہیں ملجائیگا صفت زنار نقلی باتیں کرتا ہوا سب سرداروں کے زینہ سے نیچے اترا عمارات
خوب اور مکانات مرغوب کی نظارہ سے بہت شاد ہوئی ایک طرف گوشۂ باغ میں جو نگاہ کی دیکھا امیر الزمان نامدار ایک
جواہر نگار کرسی پر رونق افروز ہیں مگر فکر سے سر بزانو بیٹھے ہیں قدم کی آہٹ جو پائی شاہزادہ نے گردن اٹھائی ملکہ
سحر نگاہ اور اپنے سرداروں کو جو آتے دیکھا شاہزادہ کی باچھیں کھل گئیں کرسی پر سے اٹھ کر ملکہ کے قریب آنے کی
واقعی تھے کہ خادمان کی سب سرداروں نے امیر الزمان نامدار کو سلام کیا صفت زنار نقلی نے بھی سلام کیا ملکہ سحر نگاہ سے
عرض کی ای شہریار میں نے تمکو کام نہیں کہا میں خود مبتلا سے بلا تھی واقعی آپ جہانگیر کی جو کچھ تعریف فرماتے تھے
بہت سی باتیں میرے قیاس میں نہ آتی تھیں آج انکی کارروائی دیکھکر ہوش اڑ گئے آپکے زمانہ سے کہیں زیادہ
انکے کی ذات میں امیر الزمان نے کہا جہانگیر کہاں ہیں ملکہ نے صفت زنار کیطرف اشارہ کیا امیر الزمان نے دوڑ کے گلے سے لگا لیا
کہا ای جہانگیر تمھارے اس کارنامہ کی کیا تعریف کیجائے جہانگیر نے ملکہ کیطرف مخاطب ہو کر کہا امیر قیدی کو دیجیے ملکہ نے
اسی وقت آواز دی ایک نقابدار قیدی کو لیے ہوئے آیا امیر الزمان اور سب سرداروں نے دیکھا کہ جہانگیر کی صورت
ہے سب نے کہا یہ کیا حرکت ہے جہانگیر نے کہا ابھی آپ لوگ اس معاملہ میں دخل نہ دیں یہ کہہ ریسمان نکال کے سب نے
دیکھا کہ جہانگیر نقلی کی مشکیں باندھیں اور ایک درخت سے باندھ دیا اپنا منہ دھو کر صورت اصلی ظاہر کی
اپنا لباس پہنکر جہانگیر کو بھی ہیئت اصلی پر لایا دماغ سے بیہوشی کی پٹی اتاری زبان میں سوزن دیکھ لیا پھر ہوشیار
کیا تازیانہ ہاتھ میں لیکر کھڑا ہوا قلم دوات سامنے رکھا اب جو آنکھ کھلی تو صفت زنار جادو نے اپنے کو بے بس پایا تو
گھبرایا جہانگیر نے اس سے کہا اب اسلام قبول کرنے میں کیا عذر ہے صفت زنار نے جو اپنے تئیں اس حالت میں
پایا اسکو ساکت ہو گیا مگر اسلام اسنے قبول نکیا جہانگیر نے اسکی مشکیں مضبوط رہنے دیں ملکہ سحر نگاہ سے مخاطب ہو کر کہا
آپکے والد شیر جادو کے پاس ابھی میں اسکو لیجاؤنگا اور انہیں اسکی یہ جانفشانی دکھاؤنگا دیکھیں وہ کیا فرماتے ہیں ملکہ
نے کہا انکے پاس جانا بیکار ہے میں خود انہیں یہاں لاؤنگی اسکی حالت دکھلاؤنگی جہانگیر نے کہا آپ جلد تشریف لیجائیے
اور انکو اپنے ہمراہ لایئے ملکہ اسی وقت روانہ ہوئیں اور شیر جادو کو اپنے ہمراہ لیکر دم بھر میں واپس آئیں شیر جادو نے
جو یہ واقعہ دیکھا حواس منتشر ہو گئے دوڑ کے امیر الزمان کے قدموں پر گر پڑا عرض کی ای شہریار میں بصدق دل ایمان
لاتا ہوں واقعی پروردگار عالم نے آپکو اقبال مند کیا ہے شاہزادہ نے شیر جادو کا سر قدموں سے اٹھا کر اپنے پاس
بٹھایا امیر الزمان نے فرمایا کہ صفت زنار جادو کا زندہ رہنا اچھا نہیں یہ اسلام سے انکار کرتا ہے اور یقین بھی نہیں کہ مسلمان
ہو جائے جہانگیر نے اتمام حجت کے واسطے پھر اس سے تین مرتبہ کہا جب اسنے قبول نکیا تو امیر الزمان نامدار نے
حکم قتل دیا جہانگیر نے وہاں سے گوشۂ باغ میں لا کر اسکو بٹھا کر گردن پر تلوار لگائی سر کٹ گیا تمام باغ میں
تاریکی چھا گئی ہوائے تند چلنے لگی آوازیں مہیب آنے لگیں بجلیاں کوندہ کوندہ کر گرنے لگیں بہت دیر تک یہ طوفان

طلسم برپا رہا جب وہ تاریکی دور ہوئی تو ایک آواز مہیب کی کشتی مرا نام ہے ہفت زنار جادو بعد اس آواز کے آتے ہی ایک آواز ایسی سخت آئی کہ ہر ایک کو گمان ہوا زمین پھٹ گئی یا کوئی پہاڑ اپنی جگہ سے اکھڑ گیا ملکہ سحر نگار سے امیر الزمان نے فرمایا ملکہ یہ صدا کیسی تھی ملکہ نے عرض کیا اے شہریار معلوم ہوتا ہے کچھ اسکی ساختہ عمارت وغیرہ تھی وہ منہدم ہو گئی جب دیر کے بعد سناٹا ہوا تو شیر جادو نے کہا اب میں جاتا ہوں باہر کی خبر لاتا ہوں دیکھوں جہاں اسکی شبیہ رہتی تھی وہاں کیا حالت ہوئی ملکہ نے کہا میں بھی آپکے ساتھ چلونگی شیر جادو نے ملکہ کو بھی ہمراہ لیا امیر الزمان نامدار نے فرمایا ہم بھی چلیں گے سب سردار بھی ہمراہ ہوئے وہاں سے باہر آئے اب جو سب نے ایوان آتش حصار کی جانب نگاہ کی تو نہ وہ آگ کی خندق نظر آئی نہ عمارت دکھائی دی ایک میدان وسیع سب کو نظر آیا وسط میدان میں ایک چاہ عمیق دکھائی دیا امیر الزمان نامدار نے فرمایا یہ چاہ عمیق کیسا ہے شیر جادو نے عرض کی یہ طلسم دار الضیا کا راستہ ہے اسی کی حفاظت کے واسطے ہفت زنار جادو نے یہ کرشمہ تیار کیا تھا اے شہریار آپ نے قتل ہفت زنار میں جلدی کی ایک شخص بچ کر نکل گیا عجب نہیں جو وہ کچھ فساد برپا کرے اور طلسم میں پہونچکر سب کیفیت زبان پر لائے وہاں سے جلوگوں کو جان بچانا دشوار ہوگا امیر الزمان نے فرمایا تم خاطر جمع رکھو ہراساں نہو کسی کی کیا مجال جو تمکو آزار پہونچائے یا تمہارے سر کی طرف آنکھ اٹھائے اگر خدا نے چاہا تو اسی طرح سب کو زیر کر لونگے تم نہ گھبراؤ خیال فاسد اپنے دل میں نہ لاؤ یہی ذکر کرتے ہوئے امیر الزمان نامدار شیر جادو کے مکان پر آئے شیر جادو نے شاہزادہ کو بڑے اعزاز و افتخار سے اپنے مکان میں لیجا کر بٹھایا اپنی بی بی کو حاضر کیا اسنے بھی اسلام قبول کیا سب لوگ سامان دعوت میں مصروف ہوئے شیر جادو امیر الزمان کی خدمت میں حاضر رہا شاہزادے نے فرمایا اے شیر جادو تم نے کیا کہا تھا کہ ایک شخص یہاں سے نکل گیا اور جان سلامت لیگیا وہ کون تھا شیر نے عرض کی اے شہریار وہ قہرمان جادو تھا زنار جادو اسکو اپنا معتمد خاص جانتا تھا اور بہت مانتا تھا جس وقت اسکے مرنے کی آواز بلند ہوگی ضرور وہ بیر کے پاس آیا ہوگا وہاں اسنے مرنے کے ساحروں کو پایا ہوگا اور ساحر تو گھبرا گئے ہونگے مگر اسنے سب کو جمع کیا ہوگا خود ایوان کے اندر پہونچ گیا ہوگا اسی کی رائے سے سب جانب طلسم روانہ ہوئے ہونگے اگر وہ نہ ہوتا تو ایک کی ہمت نہ پڑتی کہ جانب طلسم جاتے سب یہیں رہتے یا آپکی اطاعت قبول کرتے یا مارے جاتے مجھ سے خود غلطی ہوئی اس وقت خیال آیا ورنہ قبل قتل ہونے ہفت زنار کے میں اسکو گرفتار کر لیتا اب وقت ہاتھ سے نکل گیا امیر الزمان نے فرمایا اسکی ہوس بیکار ہے مگر یہ بتاؤ کہ طلسم دار الضیا یہاں سے کتنی دور ہے اور وہاں کے حالات سے تمکو کسقدر آگاہی ہے شیر جادو نے عرض کی غلام وہاں کے حال سے مطلق ماہر نہیں یہ سنا کرتا ہوں کہ طلسم دار الضیا یہاں سے کئی ہزار منزل ہے اور راستہ بہت مخدوش ہے درمیان میں ایک دریائے ناپیدا کنار ہے آتش سے عبور دشوار ہے شاہزادہ نے فرمایا کیا یہاں کوئی واقف کار طلسم موجود نہیں ہے جس سے وہاں کے کچھ حالات دریافت کرتے شیر جادو نے ہاتھ باندھ کے عرض کی اے شہریار آپ وہاں کے حالات کیوں دریافت فرماتے ہیں کیا حضور وہاں تشریف لیجائیں گے غلام نے سنا ہے کہ اب تو آپکا ارادہ جانب ایوان ظلمات ہے جب آپ ظلمات تشریف لیجائینگے اور ظلمات کو فتح کرینگے وہاں سے طلسم دار الضیا بھی بہت قریب ہے امیر الزمان نامدار نے فرمایا شاید اسطرف جانے کی رائے ہو جائے اسواسطے راز دریافت کر لینا اچھا ہے مگر تمہاری زبانی معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کوئی واقف کار موجود نہیں کچھ مضائقہ نہیں ہے اگر ایسا وقت پیش آیگا غیب سے سب سامان بہم پہنچیگا راستہ بھی آسانی سے طے ہوگا وہاں تک پہونچ بھی جائینگے غرض سب امور ہماری مرضی کے موافق انجام پائینگے

غرض اب یہاں سے ہمکو جلد روانہ ہونا چاہیے زیادہ توقف اچھا نہیں ایسا نہ ہو اور لوگ ہم سے پہلے طلسم نطاق پر پہنچ
جائیں اور ہمارے تاخیر کرنے سے سب کو انفعال ہو کیونکہ ہمنے سب کے پہلے لشکر اسلام سے روانہ ہونا پسند کیا تھا
ساتھ نہ دیا الغرض ہر ادہر لوگ بھی روانہ ہو گئے ہونگے کسی دوسری راہ سے قریب طلسم پہونچے ہوں مشیر جادو نے
عرض کی شہریارا ابھی طلسم تک کسی کی رسائی نہ ہوئی ہوگی آپ نے تو اسقدر راہ بھی طے کی اور لوگوں کا تو یہاں تک
پہونچنا محال ہوگا یہ راستہ بہت مخدوش تھا ہزاروں طرح کے خوف و خطر تھے مگر اس سے زیادہ قریب نطاق
کے جانے کا راستہ دوسرا نہیں ہے امید ہے کہ سب سے پہلے حضور ہی طلسم میں داخل ہونگے امیر الزمان نامدار تھوڑی
دیر یہ باتیں کرتے رہے جب رات زیادہ گذری مشیر جادو نے ہاتھ باندھ کے عرض کی حضور رات بہت آئی ہے اور
سرداران اسلام نے آج بہت زحمت اٹھائی ہے جو مناسب ہو وہ حکم فرمایئے امر حقیقت میں تھا مناسب ہی شاہزادے نے مشیر جادو کا
کہنا قبول فرمایا بعد فراغت طعام شاہزادہ خوابگاہ میں تشریف لایا سب سردار بھی اپنے اپنے بستر پر گئے مشیر جادو بھی رخصت
ہو کر اپنی خوابگاہ میں گیا ملکہ سحر نگاہ بھی اپنے محل میں تشریف لے گئی شب کو سب نے آرام کیا صبح کو امیر الزمان نامدار بیدار ہوئے مشیر جادو سلام کو حاضر ہوا
اور سب سردار بھی آئے مگر ملکہ سحر نگاہ کو عرصہ ہوا شاہزادہ گھبرایا مشیر جادو سے فرمایا اب تک ملکہ نہیں آئی نہ کسیکو یہاں بھیجا نہیں معلوم مزاج
عالی کیسا ہے مشیر جادو نے عرض کی اے شہریار کل آنے میں بہت تکلیف اٹھائی ہے اور آتش حمارے بہت مضمحل ہو کر آئی تھی یقین ہے
سو گئی ہیں عرصہ ہوا خادم بھی اطلاع دیتا ہے بہت جلد خدمت والا میں حاضر ہونگی یہ کہکے مشیر جادو نے ایک چوبدار کو طلب کیا فرمایا حکم
دیا کہ ملکہ کی ڈیوڑھی پر جائے جلد آکی خبر لائے چوبدار اسیوقت روانہ ہوا تھوڑی دیر میں بدحواس واپس آیا مشیر جادو نے پوچھا خیر تو
ہے چوبدار نے ہاتھ باندھ کے عرض کی ملکہ کا پتہ نہیں شب کو جب آپکے یہاں سے تشریف لیگئیں اپنے محل میں آرام فرمایا صبحکو کسی نے بستر
خواب پر نہ پایا یہ سنکر مشیر جادو کے ہوش حواس باختہ ہو گئے امیر الزمان نامدار بھی گھبرائے عالت اضطراب میں یہ بیت زبان پر لائے ؎
اگر یہ جانتے تو اسطرح سے جدا ہوگا ۔ نہ کرتے روے تاباں پر ترے ہرگز نظر ہوتے ۔ مشیر جادو سے ضبط نہ ہوا آنسو نکل پڑے شاہزادہ
کے قریب آ قدموں کی طرف سر جھکایا عرض کی اے شہریار غضب ہوا چراغ گل ہو گیا میری آنکھوں میں اسوقت زمانہ سیاہ ہے
قلب مضطرب ہے دل نالہ و آہ ہے امیر الزمان نے فرمایا اے مشیر جادو صبر کرو اسقدر نہ گھبراؤ اگر خدا نے چاہا بہت جلد ملکہ کا پتہ لگا لینگے
تم بالکل نہ گھبراؤ ہرگز گھبرانا خیال فاسد نہ کرنا مشیر جادو نے عرض کی اے شہریار یہ سب فریب ان جادوگروں کی فتنہ پردازی ہے آپکی جدائی
ہی معلوم ہوتا ہے وہ طلسم دار العنیا میں پہونچا اور سب حال بیان کیا یہ تو اسکو معلوم تھا کہ سحر نگاہ نے اہل اسلام کی اطاعت قبول کی ہے
اور انکی شکایت کی ہوگی وہاں سے بادشاہ طلسم نے ساحروں کو بھیجا ہوگا ملکہ کو دبا اٹھا لیگئے نہیں معلوم وہ لوگ کسطرح پیش آئیں ملکہ کو
زندہ رکھیں یا قتل کر دیں امیر الزمان نامدار نے حکم دیا کہ سب سردار اسی وقت سامان سفر درست کریں اب جب تک ہم ملکہ کا پتہ لگا لینگے
چین نہ آئیگا اضطراب قلب بڑھتا جائیگا سب سردار اسی وقت مصروف انتظام ہوئے مشیر جادو نے عرض کی اے شہریار
آپ نے جو تشریف لیجانے کا ارادہ کیا ہے تو پہلے یہ فرمایئے کہ راہ سے سب ناواقف ہیں کیونکہ طلسم دار العنیا یہاں سے
بہت دور ہے یہ بھی سنا ہے کہ راستے میں بہت کچھ آفت و بلا کا سامنا ہے امیر الزمان نے جواب دیا کہ اے مشیر جادو تم خاطر جمع رکھو ہر حالت
میں خدا مالک ہے کسی کی مجال نہیں جو کسیکو زحمت پہونچا سکے تم میرے ہمراہ چلو راہ کا بھی پتہ ملجائیگا ہر جگہ وہ حافظ حقیقی کام آئیگا
تو سامان سفر درست ہونے لگا مشیر جادو نے اپنی بی بی سے جا کر سب کیفیت بیان کی اسکو فرط ملال سے جینا محال ہو گیا اور
تڑپنے لگی مشیر جادو نے سمجھایا کہ ملکہ خاطر جمع رکھو شاہزادہ نے عزم سفر کیا ہے انشاء اللہ ملکہ کے واسطے آمادہ ہیں یقین ہے خدا
فضل کریگا جلد پتہ ملجائیگا ہمکو اسوقت امیر الزمان نامدار کا تشریف لیجانا ناگوار ہے مگر کیا کریں مجبوری ہے شاہزادہ کو بیحد
ملال ہے اور یہی خیال ہے کہ کہیں جلد پتہ ملے ہمنے اسقدر کوشش بھی نہ کی ہوتی تو بھلا طلسم دار العنیا میں کیونکر جاتے اور کسطرح پتہ

لگائے انھیں لوگوں کی بہت ہے جو بڑے بڑے ساحران نامی سے مقابلہ کرتے ہیں اور سبکو زیر کرکے اپنا مطیع بنا لیتے ہیں دنیا میں ایسے
زیادہ اقبال مند لوگ نہیں زیادہ دلیر دوسرا نہیں انھیں لوگوں پر ہمت و جرات ختم ہے مشیر جادو نے دیر تک بی بی کو سمجھایا پھر
وہاں سے امیر الزمان نامدار کی خدمت میں آیا شاہزادہ فرط ملال سے بیخود تھا مگر ضبط سے کام لیا بار بار یہی حکم دیا کہ اب سب جلد
تیار ہو جائیں طرفہ لگائیں سرداروں نے جو شاہزادہ کو اسدرجہ مضطرب پایا بہت جلد سب تیار ہو گئے جہانگیر وغیرہ حاضر خدمت ہو کر
عرض کی حضور لشکر تیار ہے [illegible] امیر الزمان نامدار نے قدم آگے بڑھایا اور سب طلب فرمایا مشیر جادو کو ہمراہ لیا اور وہاں سے
قصد طلسم دار الفنا مع مشیر جادو و جملہ سرداران سپاہ مع خیمہ و خرگاہ کوچ کیا انکا ذکر وقت مناسب پر کیا جائیگا اب کیفیت
ان ساحروں کی عرض کیجاتی ہے جو سفت نار جادو کے ہمراہ آئے تھے اور وقت [illegible] انکی جماعت باہر لائے تھے جب
انھوں نے ایوان آتش حصار کے منہدم ہوتے دیکھا اور سفت نار جادو کے مرنے کی آواز سنی سب گھبرا گئے ایک لحظہ وہاں
ٹھہرے مگر اسیوقت [illegible] سب نے کہا جلدی ایوان کے اندر چلو اور ساحروں کی خبر لو دیکھو انپر کیا گزری زندہ ہیں
یا وہ بھی جان سے گزر گئے تعجب کی بات ہے سفت نار جادو نے اتنا بڑا کام کیا سب مسلمانوں کو اسیر کر لیا نہیں معلوم کیا واقعہ گزرا
جو اسطرح مار ڈالا گیا کسی سے جنگ بھی تو نہیں ہوئی اگر کسی سے لڑائی ہوتی تو ضرور ہمکو بھی معلوم ہوتا انکی مدد کو جاتے
حق اوسکا ادا کرتے اسکو اس آفت سے بچاتے اب کیا منہ لگا کے طلسم میں جائینگے اور بادشاہ کو کیا شکل دکھائینگے یہ کہتے ہوئے ایوان
کے اندر داخل ہوئے یہاں سب عمارت منہدم ہو چکی تھی ساحران ایوان حیران تھے چاروں طرف گھبرائے ہوئے پھر
رہے تھے ان لوگوں کو جو آتے ہوئے دیکھا سب نے گھبرا کے پوچھا ارے کسطرف آؤ جلدی بتاؤ سفت نار جادو کو کس نے مارا
[illegible] کون ایسا ساحر زبردست تھا جسنے اس سے مقابلہ کیا مسلمانوں میں سے کسی نے انکی جان لی [illegible]
ہو بھاگے ہوئے گئے تھے کہ ہمیں خود اسبات کا تعجب ہے کہ سفت نار جادو کو کس نے قتل کیا وہ وہاں پہونچے کے پہلے جدا
ہوئے ایک قیدی کو لیکر مشیر جادو کے ہمراہ گئے اور سب مسلمان بھی انکے ساتھ تھے مشیر جادو کی دختر سحر نگار بھی ہمراہ گئی
انکے کل تھا جہاں مسلمان پوشیدہ ہیں وہاں چلو ہمکو گرفتار کرا دوگی ہمنے بہت کہا کہ ہم بھی ہمراہ چلیں مگر
سفت نار نے قبول نہ کیا تنہا سب کے ہمراہ گئے تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی تاریکی چھائی ہمکو معلوم ہوا کہ کسی نے انکو
قتل کیا وہاں ٹھہرنا مناسب نہ جانا فرار کیا یہاں بھاگ کر آئے اب جو کچھ تم کہو وہ کریں بادشاہ کے حضور میں چلیں
یا یہاں ٹھہریں جنہوں نے کہا یہاں ٹھہرنا بیکار ہے اگرچہ راستہ طلسم کا کھل گیا ہے مگر ہم انکی کیا نگہبانی کر سکتے ہیں مناسب یہ
یہاں سے مرحلہ اصلابیہ قریب ہے وہاں چلیں اصلاب جادو سے سب کیفیت بیان کریں وہ بھی ساحر زبردست ہے سفت نار
جادو سے اسکو ہر طرح فضیلت ہے یہاں دو ہزار ساحروں سے نگہبانی کرتا تھا وہاں فوج بیشمار موجود ہے اسکے علاوہ
عجائبات سحر بھی وہاں ایسے ہیں کہ اچھے اچھے ساحروں کی سمجھ میں نہیں آتے ہیں سب اسکے نام سے تھراتے ہیں کوئی
اسکے مقابلے میں نہیں آتا اسکو یہ قوت حاصل ہے کہ جو اسکے مقابلے کو آئے اسکی قوت لمحہ میں سب سلب کر لیتا ہے اسکے
علاوہ بہت سے [illegible] اسکو حاصل ہیں مناسب ہے کہ اسکے پاس چلو سب کیفیت بیان کرو وہ بھی راہ طلسم کو پوشیدہ کر دیگا
اسوقت تک اگر مسلمان سرحد میں داخل بھی ہو جائینگے تو وہ مقابلہ کرکے سبکو گرفتار کر لیگا یا قتل کر ڈالیگا یہ صلاح کرکے سب
ساحر اسطرف روانہ ہوئے مرحلہ اصلابیہ یہاں سے دس دن کی راہ تھی ساحروں نے کسی جا مقام نہ کیا دو دو روز کا راستہ
ایک دن میں طے کرکے لپکے دو منزل کرتے ہوئے پانچویں روز مرحلہ میں پہونچے اصلاب جادو کو خبر کی اسنے سبکو
سامنے بلایا ہراساں دیکھکر خود بھی گھبرا گیا کہا ارے خیر تو ہے سفت نار جادو کیسے ہیں تم لوگ اسقدر متوحش کیوں ہو مرحلہ
کو تنہا کیوں چھوڑا سفت نار کی اطاعت سے کیوں منہ موڑا سب نے کہا او سردار غضب ہو گیا کہ [illegible] آسمان [illegible]

ہفت زنار جادو کو نہیں معلوم کسنے قتل کیا ایوان آتش حصار منہدم ہو گیا اصلاب جادو نے انگشت حیرت دندان میں دبائی کہا
دیکھا کسی ہوش میں آ کر اسکی مجال تھی جو ہفت زنار جادو کو قتل کرتا کیا وہ سحر میں کسی سے کم تھا اور اگر ایسا ہی ہوتا تو تم لوگ اُسکی مدد کرتے
جو بلا اُس پر نازل ہوئی اسکو رد کرتے کچھ خلاصہ کیفیت بیان کرو مجھکو کمال تعجب ہے آخر حیرت زدہ ساحروں نے سب کیفیت بیان کی اور کہا
اصلاب جادو کی آنکھوں میں دنیا اندھیر ہو گئی سب ساحروں کی طرف دیکھکے کہا تمنے برا کیا جو حملہ کو تنہا چھوڑا وہاں موجود رہتے
اگر مسلمان آتے اُنسے مقابلہ کرتے ہر طرح سے راہ طلسم چھانتے نتیجہ یہ ہوتا کہ لڑ کر مر جاتے تو بھی کمال مشہور ہوتے تمہاری اولاد کی
پرورش ہوتی صفحہ دنیا پر نام رہجاتا خیر خواہی میں فرق نہ آتا اب تم نمک حرام مشہور ہو جاؤ گے اور سخت سزا پاؤ گے میں کسی کی امداد کا محتاج
نہیں کسی چیز کی مجکو احتیاج نہیں میں ابھی جاتا ہوں اور سحر نگاہ کو قید کر کے لاتا ہوں پیارے شہزادے اُسی کے نتیجے ہوئے ہیں جنہوں نے ہفت زنار
کو قتل کرایا اور مسلمانوں کو اپنے مکان میں چھپایا پہلے اُسی کو اسیر کر کے لاؤنگا سب کیفیت دریافت کرونگا پھر وہاں سے مسلمانوں
کی بھی تدبیر ہو جائیگی پہلے بیوی گیسو بریدہ بیٹے کیسے کی سزا پائیگی [illegible] سر پہ تاج کج کیا زمین پر پٹکی دیکر بلند ہوا اسباب [illegible]
جلال سے تھرا گئے آپس میں کہا ہم کہتے تھے کہ اصلاب جادو شاہ زبردست ہے ہفت زنار سے زیادہ قوت و قدرت رکھتا ہے اسکو
وجہ دار کون کہہ سکتا ہے اس ملک کا بادشاہ ہے مگر ہم سب آزردہ ہیں دیکھیں کیا سزا دیتا ہے اور کسو نمک قصاص لیتا ہے مگر جی لاؤ سخت
منت کرینگے سر قدموں پر دھرینگے خطا معاف کرائینگے سفارش [illegible] لیکن ہے اسکو رحم آ جائے تخفیف سے قصاص [illegible] اگر یہ
آزردگی ہے تو زندگی دشوار ہو جائیگی کوئی تدبیر نہ آئیگی بادشاہ بھی نہ چھوڑیگا جو کچھ [illegible] یہی ہو گا یہ بیان تو سب ساحر
گفتگو کر رہے تھے کہ آسمان پر سناٹا ہوا سب کے دل تھرا گئے ہر ایک [illegible] بیٹھ گیا دیکھا آگے گئے اصلاب جادو کے غضب میں ایک
ساحر قوی ہیکل مہیب صورت سحر نگاہ کو دوش پر لادے زمین پر اترا ساحروں نے اصلاب جادو کی تعظیم کی تعریف کرنے لگے
آگے روان ہونے لگے سب نے یکزبان ہو کر کہا اب آپ ہم لوگوں کی جان بچائیے پہلے خود ہمارا قصور معاف کیجیے پھر بادشاہ سے
تقصیر معاف کرائیے اصلاب جادو نے جواب دیا دیکھا جائیگا ابھی معذرت خواہی کا موقع نہیں تم لوگ خاطر جمع رکھو پہلے بادشاہ سے
میں جاؤنگا تم سب کی خطا معاف کراؤنگا ابھی مجکو مسلمانوں کی تدبیر کرنی ہے اور شیر جادو وغیرہ کو بھی اسیر کرنا ہے تھوڑی دیر میں طرف
[illegible] نگاہ طلسم میں ایوان آتش حصار کے منہدم ہونے سے عقل گم تھی اسکو [illegible] صورت آنے کا ملاحظہ کریں
اسکو راہ نے ملکے پہر میں بیت الاصنام میں چند ساحروں کو لیکر جاؤنگا سبکو اسیر کر لاؤنگا ابھی سحر نگاہ سے کل کیفیت دریافت
کروں اور اسکو اسکی خطا کی سزا دوں بعد دیکھیں یہ کیا بیان کرتی ہے اگر اپنی حرکات سے باز آئیگی تو معذور رہائی پائیگی ورنہ
قتل کرونگا اسکے طرف میں اپنا خنجر سحر نگاہ نے غضب کیا ہفت زنار جادو کو قتل کرایا ساحروں نے کہا آپ ہرگز یہ ارادہ نہ فرمائیے
سحر نگاہ راہ راست پر نہ آئیگی اور حیلہ سازی کرے یہاں سے بھی نکل جائیگی مناسب ہو کہ اس سے پہلے کل کیفیت دریافت فرمائیے
پھر اسکو اسیر رکھیے یا قتل کیجیے اختیار ہے اسکے واسطے مناسب یہی کہ اسی نے ہفت زنار جادو کو اپنے دام تزویر میں پھنسایا اور
بلوا کے اپنے مکان پر لیجا کر قتل کرایا اصلاب جادو نے کہا ہفت زنار نادان تھا اسکے سحر میں استعداد و قدرت نہ تھی جو سحر نگاہ کی بابت
قلبی دریافت کرتا اور اپنی بلا ٹالتا دیکھکر ایوان سے باہر قدم نہ دھرتا بادشاہ طلسم نے اسکا [illegible]
تھا کہ ہرگز ایوان کے باہر نہ جانا اور خلاف حکم کوئی بات عمل میں نہ لانا وہ کیوں بلا اطلاع اور اجازت کے نکلا اسی وجہ سے قتل ہوا
میں ایسا نادان نہیں ہر بات سمجھ کے کرتا ہوں مجھ سے سحر نگاہ کیونکر کریگی اپنے سحر میں تو سب [illegible] قبول دیکھیے [illegible] لیکن سحر نگاہ کو
ہوشیار کیا ملکہ کی آنکھ جو کھلی اپنے کو عجب حالت میں پایا خیال کیا تو یہ جانتی ہوں [illegible]
ابھی میں شاہزادہ امیر الزمان سے رخصت ہو کر اپنے محل میں آئی تھی یہاں [illegible] شاہزادہ [illegible]
گئے پھر آیا شاہزادہ کا جو خیال آیا اور سب کے چھوٹنے کا ملال ہوا تو رو کر [illegible] حضور میں [illegible]

ہفت زنار کی پرستش میں اپنی اپنی زندگی اسکی قربان کیا جادو سے اور وہ مرید خداوند ہفت زنار نے مجکو معتمد سمجھا تھا اور بیت الاصنام میں مجکو
سپرد فرمائی تھی کہ جو کوئی غیر ملک کا شخص اسطرف آئے اور ایوان کی جانب مجکو تھا یا قدم بڑھائے اسکو گرفتار کرکے رکھوں اور بجناب شہنشاہ
وشاہ خداوند میرے پاس آئے اسکو ایوان کے اندر بھیجدوں مدت تک اپنی خدمت پر مقرر رہا بہت لوگوں کو اسیر کیا ایک دفعہ کچھ مسلمان طرف آنکے
پیچھے انکو اسیر کرایا مشیر جادو جو دوسرا معتمد خداوند تھا اسکی خبر سے نگاہ نے کلیمی قید سے چھڑایا خداوند نے اسکو اسیر کیا اسکے اور سوں
ایوان آتش جب منہدم ہوگیا قسمت نے ایسی برگشتگی دکھائی کہ پیر کا بیٹا خداوند کے مرنے کی آواز آئی میں گھبرا کر جو اپنے مکان سے باہر آیا تمام
عالم کو تاریک پایا جب اندھیری دور ہوئی تو جس جگہ ایوان آتش جہار کو دیکھا صاف میدان پایا سخت گھبرایا اسطرف کی راہ لی بہت
مشکل سے یہانتک پہونچا ہوں اب طلسم تمام ہوگیا ادھر راستہ کھل گیا ہو مسلمان بھی اسطرف آتے ہیں لشکر اسکے ہمراہ ہو جو طلسم دیکھا ہو
سحاب و مبارز جو اسیر اثر نہیں کرتا وہ اگرچہ ساحر نہیں مگر کشتہ [illegible] سے مطلق نہیں ڈرتا اسکے ہمراہ مشیر جادو بھی آتا ہو ایسے [illegible]
ساحروں کو بھی لاتا ہو سو لوگ جلد سپہ بلا واور اسکو اسیر کرنے کیلیے جاؤ ساحروں نے کہا تم خاطر جمع رکھو ہم نے ساتھ [illegible] اصلاب جادو نکو طلب فرمائیں کا کو
سب لوگوں کی آگاہ ہو تسے پہلے یہاں خبر آئی ہو کہ یہاں کے ساحر آئے تھے اصلاب جادو ایک ہجوم کو اسیر کرائے ہیں اسکو زنداں خانے میں بھیجا ہی
اب وہ لوگوں کو اسیر کرنے کا قصد کیا ہو قربان جادو اسکے بعد [illegible] ہوئے ساحروں کے ہمراہ اصلاب کے پاس آیا جھک کر سلام کیا دعا دی
سامنے کھڑا ہوا ادب سے اصلاب نے اسکی کل کیفیت بیان کی پھر ہفت زنار کی کیفیت بیان کی کہ وہ ہمیں طلاوہ ندی کرتا تھا ایوان کے
باہر جلایا کرتا تھا اصلاب نے کہا مجھے میں [illegible] وقت کا سب کیفیت معلوم ہو چکی ہو [illegible] ابھی جو گرفتار [illegible] قوی
سے مار گیا ہے قربان جادو سے مخاطب ہو کر کہا تم خاطر جمع رکھو ہم [illegible] پاس [illegible] صدمہ [illegible] خلعت و انعام دلائینگے
مگر بتاؤ مسلمان کہانتک آئے ہیں اور کسقدر لشکر اپنے ہمراہ لائے ہیں اسکے ہمراہ ساحر کتنے ہیں غیر ساحر کسقدر ہیں [illegible] جو سردار ہو وہ کون ہے
کس راہ سے آتے ہیں قربان نے کہا یہاں سے دو منزل پر انکی بارگاہ ہے [illegible] ہیں لشکر بہت ہمراہ ہو بیت الاصنام کے سب [illegible] ساحر
ہیں مگر ان لوگوں میں یہ طاقت نہیں جو آپ سے مقابلہ کریں بلکہ [illegible] ہو مسلمان لوگ سحر سے بالکل واقف ہیں ان کا سب سے سردار جو
امیر الزمان اسکا نام ہے سنا جاتا ہو کہ اسنے بہت سے [illegible] دین کو آزار پہونچایا ہو سیکڑوں طلسم فتح کر کے یہانتک آیا ہو آدمی عجائب
معلوم ہوتا ہو اسکے پاس تحفہ جات ایسے موجود ہیں کہ سحر اسپر تاثیر نہیں کرتا اصلاب جادو نے [illegible] اسکی کچھ پروا نہیں میں ابھی جاتا ہوں
اور سب کو گرفتار کیے لاتا ہوں ایک سحر میں سبکو بیکار کر دونگا جب لشکر کام نہ دیگا تو وہ سردار کیا کریگا تنہا کیسے اس سے مقابلہ
کریگا یا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا یا زندہ اسیر ہوگا مگر یہ اچھا ہوا جو مجکو ان لوگوں کے حال سے آگاہی ہو گئی ورنہ میں کسی
دوسری راہ سے جاتا اور انکو نہ پاتا وہ موقع پاکے آگے بڑھ جاتے تو پھر کچھ نہ بنا سکتے مگر مرحلے تک پہونچ جاتے ہیں اسواسطے
ولت کیا کہ [illegible] ہفت زنار جادو قتل ہوا اور [illegible] اسکی جدوجہد کی مرحلہ [illegible] لٹ گیا وہاں کے ساحروں کا جی چھوٹ گیا راہ طلسم
کھل گئی مسلمان یہانتک پہونچ گئے قربان جادو نے کہا انکو اگر معلوم ہوتا تو کسی کی اتنی مجال نہ تھی جو اسطرف قدم بڑھاتا اور
یہانتک آتا اصلاب جادو نے مقام کیا وہ رات [illegible] جانا اسیوقت وہاں سے روانہ ہوا جب ایک منزل طے کی تو دیکھا کہ سامنے باغ میں
استادہ ہیں لشکر اترا ہوا ہو شام کی [illegible] اصلاب جادو نے ساحروں کو بلایا کہا اسوقت مقابلہ کرنا اچھا نہیں جو دن بھر کی
زحمت اٹھائی ہو شب بھر یہاں آرام کریں صبح کو [illegible] تدبیر [illegible] ساحروں نے بھی اسکی رائے کو پسند کیا رات بھر بڑھنے کا
سامان کر دیا یہاں تو یہ حالت ہوئی ادھر لشکر اسلام میں جاسوس نے خبر دی کہ ایک ساحر طلسم کی طرف سے آیا ہو بہت ساحروں کو اپنے
ہمراہ لایا ہو مقابلہ کا ارادہ ہو سامنے [illegible] امیر الزمان نے [illegible] مشیر جادو کو بلایا ارشاد فرمایا کہ تم اس ساحر کو جانتے
ہو کبھی بیت الاصنام میں دیکھا ہو پہچانتے ہو مشیر [illegible] یہاں کے ساحروں کی واقف نہیں سوا ہفت زنار جادو کے کوئی
بیت الاصنام میں نہیں گیا میں اسطرف جاتا ہوں دیکھوں کس طرح کا ہو اور کیا کیا سامان ہمراہ لایا ہو امیر الزمان نے فرمایا کہ

تو اسیوقت جا کر اسکی حالت دیکھ آؤ شیر جادو روانہ ہوا یہاں پوشیدہ طور سے آیا دیکھا قہران جادو ایک تخت کے قریب
موجود ہے اور اس تخت پر ایک ساحر قوی ہیکل تاج جواہر نگار سر پر رکھے بیٹھا اپنی تعریف کر رہا ہے غرض شیر جادو نے
شہر افروز امیر الزمان کی بارگاہ واپس آ کے یہ عرض کی کہ شہر طلسم میں ایسے عرض کرتا تھا کہ سب قصہ بیدرزی قہران کی ہو وہ بھی آیا ہے ہمراہ
ایک ساحر زبردست کو لایا ہے لشکر اسکے ہمراہ نہیں تھوڑے سے ساحر ہیں مال اسباب بکثرت ہمراہ ہے معلوم ہوتا ہے طلسم کی راہ طے
کرنے جاتا ہے اگر مقابلہ ہو تو ان لشکر ساحر ہو اتنا امیر الزمان نے فرمایا جو کچھ ہوگا معلوم ہو جائیگا ہمارے لشکر میں سب تیار رہیں یہ ریت ہوتا کہ ہم
ہیں دھوکا دیکر مقابلہ کرنا ان کا شعار ہے ممکن ہے کہ لشکر اپنے ہمراہ لایا ہو اسکو کسی دوسری جگہ چھپایا ہو بروقت مقابلہ وہ لوگ
آجائیں اسکی روک رہیں اسواسطے مناسب ہے کہ یہاں بھی سب تیار رہیں شیر جادو نے امیر الزمان نامدار کے حکم سے سبکو مطلع کیا
یہاں سرداران اسلام جنگ کی تیاری کرنے میں مصروف ہوئے ادھر اصلاب جادو لے جو کثرت لشکر پر نکلا … آ کر ہتھیار یہاں
کوں مصروف جائے وہاں کا قاعدہ قرینہ دیکھ آئے کہ ان لوگوں کا کیا ارادہ ہے مجھے دیکھا بخائف ہیں یا آئیں مقابلہ کی زد میں
باقی ہے … چند ساحروں نے لشکر اسلام کیطرف رخ کیا اصلاب کے چلتے وقت یہ تاکید کر دیا کہ بہت ہوشیاری
سے جانا اور اگر کسی جا میں گرفتار ہونا تو ہرگز نہ گھبرانا میں صبح کو سبکو چھڑا دونگا اول تو وہاں کوئی ساحر ایسا نہیں جو تم
لوگوں سے سوا بازی لیجائے مگر ہفت زنار کے واقعہ سے ہمکو کان ہو گئے ہیں ساحروں نے کہا آپ فکر نہ کریں ہم لوگ جاتے ہیں اور
ابھی وہاں کی خبر لاتے ہیں قہران جادو نے کہا میں تم لوگوں کے ہمراہ چلتا ہوں دیکھوں کون کون لوگ بیت الاصنام سے
ہمراہ امیر الزمان کے ہیں اور وہ کن کن لوگوں کو لائے ہیں اصلاب جادو نے کہا تمہارا جانا بہت مناسب ہے اسواسطے کہ تم
وہاں کے ساحروں کو پہچانتے ہو قہران جادو ستارہ والے ہمراہ ہوا تین ساحر اسکے لشکر اسلام کیطرف روانہ ہوئے آدھی راہ طے کی تھی کہ
دیکھا ایک مرد پیر راہ میں بیٹھا ہے قہران جادو نے کہا اے پیر مرد تو کون ہے کہاں سے آیا ہے یہاں اسوقت کیوں بیٹھا ہے بڈھے نے
کہا میں بیت الاصنام کا باشندہ ہوں جب سے مسلمانوں نے وہاں کی حالت تباہ کی ہم لوگ ذلیل و خوار ہوگئے سب مسلمان ہمکو آزار پہنچاتے
ہیں ہم وہاں سے طلسم کیطرف بھاگے جاتے ہیں وہاں جاکر بادشاہ کو سب حال سنائینگے اپنی حالت دکھائینگے فریاد کرینگے بیان کرینگے
ہفت زنار جادو کے حال سے اطلاع دینگے یقین ہے بادشاہ کو ہمارے حال پر رحم آئیگا اور ہمارے شہر کا از سر نو کچھ انتظام ہو جائیگا
ہمکو مسلمانوں نے سخت آزار پہنچایا ہے کہتے تھے اطاعت اسلام قبول کرو ہم نے انکار کیا اس خطا پر ہمکو سخت سزا دی تمام جسم
تازیانوں کے نشان ہیں طلسم کا راستہ معلوم نہیں مسلمانوں کا لشکر تھا تب ہی آیا ہے وہ لوگ سوار ہیں پیدل ہر طرح اپنی جان
بچاتے ہیں ذکر پوشیدہ طور سے راہبری کرتے ہیں راہ گوشہ دیکھ … تے ہیں قہران نے جواب دیا اب نہ گھبراؤ ہمارے ساتھ
آؤ اب تمہاری جان نہیں جائیگی اصلاب جادو یہاں تشریف لائے ہیں انکے ہمراہ اور ساحر بھی آئے ہیں مسلمان اسیر ہو جائینگے اپنے
کیے کی سزا پائینگے میں بھی دین کا رہنے والا ہوں قہران جادو میرا نام ہے کل شہر مجھکو جانتے ہیں یہاں میں ایک پہاڑ پر رہتا تھا
ہفت زنار جادو نے ہمکو مہمان مقرر کیا تھا جب وہ مرحلہ … میں مصروف آیا اصلاب جادو نے ہمکو یہیں یہاں رکھا ہمکو بھی جب اپنے
اصلاب جادو تمہاری قدر کریگا اپنے ساتھ بادشاہ کی خدمت میں لیجائیگا خلعت و انعام دلائیگا ابھی ہمارے ساتھ لشکر اسلام
میں چلو ہم خبر لینے جاتے ہیں کہ دیکھیں وہاں کیا ہو رہا ہے کون کون ساحر بیت الاصنام سے ساتھ آیا ہے سب کا کیا ارادہ ہے پیر مرد
نے جواب دیا اے قہران جادو تم بہت ضعیف … وہاں ہرگز نہ جاؤ میں تمکو سب باتیں بتا دونگا جو کیفیت وہاں ہوتی
ہے … دونگا مجھے اچھی طرح وہاں کا حال معلوم ہے ابھی میں پوشیدہ ہو کر وہاں گیا تھا سب کیفیت دیکھ آیا ہوں
تم جو کچھ دریافت کرو میں کہدوں قہران نے کہا بیان کرنے کی ضرورت نہیں چلو اصلاب کے پاس چلیں وہاں مفصل بیان کرنا وہ سنکے
زیادہ خوش ہوگا … اسیوقت … منتظر ہوگا بڈھا اٹھا اور اپنی جگہ سے اٹھا قہران اپنے ہمراہی جانا

کہا اب لشکر اسلام کیطرف جانا اور اسقدر زحمت اٹھانا بیکار ہے چلو لوٹ چلیں یہی بہتر تھا اچھی طرح وہانکے حال سے ماہر ہو سب بیان کر دیگا ساحرونکے
نے اپنی رائے سے اتفاق کیا سب اصلاب کے پاس واپس آئے یہ منتظر بیٹھا تھا دیکھا قہرمان جادو ایک بڈھے کو اپنے ساتھ لایا ہے اصلاب
نے کہا اے قہرمان کیا تم لشکر کیطرف نہیں گئے جو اسقدر جلد واپس آئے اور اس بڈھے کو کیوں اپنے ہمراہ لائے قہرمان نے کہا یہ بڈھا کل
حال سے واقف ہے کیونکہ اسنے بعد شکست ایوان آتش حصار مسلمانوں کے ہاتھ سے بڑی وقت اٹھائی ہے تمام جسم پر تازیانوں کے نشان
ہیں یہ آپ کے پاس فریادی آیا ہے لشکر اسلام کی سب کیفیت اسکو اچھی طرح معلوم ہے جو کچھ دریافت فرمایئے بیان کرے اصلاب جادو
یہ سنکر خوش ہوا بڈھے کو اپنے قریب بلایا بجائے تمام جیش آیا تھا تمہارا کیا نام ہے بیت الاصنام میں تم کیا کرتے تھے مسلمانوں نے تمکو
اسقدر کیوں تکلیف پہونچائی بڈھے نے جواب دیا کہ انتظام جادو میرا نام ہے میں بیت الاصنام میں مشیر جادو کا ملازم تھا جب اسنے
دین اسلام قبول کیا مجھسے بھی تاکید کی میں نے نہ مانا مجھے اسقدر تکلیف پہونچائی یہ دیکھئے تمام نشان تازیانوں کے دکھلائے اصلاب
جادو نے کہا خیر جو کچھ ہوا اسکا خیال نہ کرو اب ہم تمہارا بدلہ مسلمانوں سے لینگے مگر یہ تو بتاؤ کہ ہفت زنار جادو کو کسنے مارا اور کیا واقعہ
ہوا تم مشیر جادو کے ملازم ہو ضرور اس راز سے آگاہی رکھتے ہو گے انتظام جادو نے کہا مجھکو اسکی کیفیت بالکل نہیں معلوم اگر میں ان
لوگوں کا شریک ہوتا تو مجھے اس راز سے آگاہی ہوتی اسقدر جانتا ہوں کہ سحر نگاہ کے بلاغ میں جاکے ہفت زنار جادو مارے گئے
اصلاب جادو نے کہا سحر نگاہ کو تو میں اسیر کر لایا ہوں اسے قید سخت میں رکھا ہے اس سے بھی میں نے بہت دریافت کیا مگر اسنے
مطلق نہ بتایا انتظام جادو نے کہا آپ نے سحر نگاہ کو قید تو کیا ہے مگر وہ سحر میں بہت زبردست ہے ایک دن ضرور نکل جائیگی اصلاب جادو
نے کہا میں نے اسکو قید کر کے چاہ معدوم میں بھیجا ہے وہ ایسا کنواں ہے جو کسی کو نظر نہیں آتا سوا میرے اور ملکہ آتش اندام کے کوئی
وہانتک نہیں جا سکتا اور بزور سحر میں نے چند طائر بنائے ہیں وہی وہاں کی محافظ ہیں جب مجھکو کوئی گزند پہونچائے و ملکہ آتش اندام بھی موجود نہ
ہو اسوقت وہانتک دوسرے آدمی کی رسائی ہو سکتی ہے اور محافظ معدوم ہو سکتے ہیں ورنہ میری موجودگی میں غیر ممکن ہے جو ملکہ سحر نگاہ خود
بزور سحر وہاں سے نجات پائے اول تو اسکو سحر فراموش ہے وہ کیا کر سکتی ہے مشیر جادو کی اتنی مجال نہیں ہے جو وہانتک پہونچے اگر ایسا ہی سحر
میں طاق ہوتا تو ہفت زنار سے بیوقوف ساحر کو پتا اور نہ تسلیم کرتا انتظام جادو نے کہا میں نے آپسے مذکور تو بات عرض کی تھی اب
مجھے اطمینان ہے بھلا آپ پر کوئی قابو پا سکتا ہے اور ملکہ آتش اندام تک کسکی رسائی ہو سکتی ہے اب آپ ان لوگوں کا بھی جلد انتظام فرمایئے
تا رنج تردد ہو اصلاب نے کہا صبح کو میں سب کو گرفتار کرونگا تمہیں معلوم ہے کہ ساحر وہاں کون کون لوگ ہمراہ آئے ہیں اور مسلمانوں میں کیسے
کیا ارادے ہیں انتظام جادو نے کہا آپ بھی ایسی بات دریافت کرتے ہیں جو بالکل بیکار ہے مشیر جادو کے ملازمین اور چند ساکنان
بیت الاصنام بس یہی ساحر ہیں ان لوگوں میں سے کسی کو بھی سحر کرنے کا سلیقہ نہیں یا ما اب رہے مسلمان لوگ وہ سحر سے بالکل
ناواقف ہیں آپ صبح کو تشریف لیجائیے اور سبکو گرفتار کر لائیے کیا آپکو جنگ کا انتظار تھا اصلاب جادو نے ہنسکے جواب دیا کہ میں تو یہی بات
کرتا تھا بھلا جو ہفت زنار جادو کو خداوند کہتے تھے اور اسکے سحر کو اعجاز و کرامت جانتے تھے بھلا ان لوگوں سے مجھکو انتشار ہوتا انتظام جادو
نے کہا اب آپ آرام فرمایئے یہ لوگ نگہبانی میں مصروف ہیں صبح کو تشریف لیجائیے گا سبکو اسیر کیجیے گا اصلاب جادو نے یہ سنکر سب سے کہا
کہ اپنے اپنے بستر پر جاؤ تھوڑی دیر استراحت کرو صبح کو جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا سب ساحر مسافت سفر اٹھا چکے تھے بہت تھکے ہوئے تھے
اجازت پاکر اپنے اپنے بستر پر آئے اصلاب نے قہرمان جادو اور انتظام جادو سے کہا اب تم بھی جاؤ بیکار تکلیف کیوں اٹھاؤ مجھکو میرے
پاس آنا میں جلد سب مسلمانوں کو گرفتار کرونگا قہرمان جادو نے چاہا کہ اٹھکر چلا جائے انتظام جادو نے اسکا زانو دبایا اور کہا کہ آپ
دونوں یہیں آرام فرمائیں میں نگہبانی کرونگا آپکو تنہا نہ چھوڑونگا اصلاب نے جواب دیا تم خاطر جمع رکھو کسی طرح کا خوف نہ کرو کسکی
اتنی مجال نہیں جو یہانتک آئے اور مجھکو کسی قسم کی گزند پہونچائے باہر جاکر چاروں طرف نگاہ کرو دیکھو کیا عجائبات سحر بنا رکھے ہیں انتظام
جادو اٹھا خیمہ کے باہر آیا دیکھا خیمے کے چاروں طرف آگ کا انبار ہے شعلے بھڑک رہے ہیں جسکو اگر کوئی نا معلوم ہوتا ہے انتظام بیتاب شدید کر

واپس یا اطمات تو ہینہ زبان پر لایا کہا واقعی مسلمانون کی کیا مجال ہو یہان تک آئین یا کسی قسم کا آزار ہمارے یہان کے لوگونکو پہونچائین لیکن غلام یہان سے علحدہ نہ جائیگا اور آپکو تنہا نہ چھوڑیگا اصلاب جادو نے مجبور ہو کے کہا تمہاری خوشی مجھے تمہاری زحمت کا خیال تھا انتظام نے جواب دیا زحمت کیسی مجھے سب سے زیادہ راحت یہ ہی کہ آپکی خدمت مین موجود رہون اصلاب خاموش ہوا انتظام اور قہرمان جا نسے علحدہ اٹھکر آئے انتظام نے قہرمان سے کہا تم بھی استراحت کرو مین شب بھر جاگونگا کیونکہ مجھے فرط تکلیف سے نیند نہ آئیگی قہرمان بہت تھکا ہوا تھا سو گیا انتظام جادو نے جب دونون کو محو خواب پایا اپنی جگہ سے اُٹھا اصلاب و قہرمان دونون کو بیہوش کر کے زبانون مین سوزن دیا چاہا کہ قتل کرون مگر پھر سوچا کہ آتش سحر سے نکلنا دشوار ہو اچھی سنرا یہ ہی کہ ہین ان دونون کو ہلاک کرون قصہ پاک کرون اسکے مرجانے سے یہ آتش سحر بھی فرو ہو جائیگی اور ملکہ سحر نگاہ بھی اسیری سے رہائی پائیگی یہ سوچ کے خیمہ کا پردہ برابر کیا اصلاب جادو کو چوب خیمہ سے باندھ کے ہوشیار کیا اب جو اسکی آنکھ کھلی اپنے کو عجب حالت مین پایا بہت گھبرایا دیکھا انتظام جادو سامنے تازیانہ لئے کھڑا ہی چاہا سحر کرون زبان مین سوزن تھا مجبور ہوا تمام نشہ کبر و نخوت دور ہوا اشارہ سے پوچھا تو کون ہی انتظام جادو نے کہا او بے حیا اب شناخت مین خداوند وحدہ لاشریک کے کیا کہتا ہی یہ کہکے قلم و دوات سامنے رکھا اصلاب جادو نے انکار کیا انتظام نے قہرمان جادو کو بھی چوب خیمہ سے باندھ کر وہی سوال کیا اس نے بھی اسلام قبول نکیا انتظام جادو نے دونون کو ہلاک قصہ پاک کیا اور اپنے نام کا نعرہ کیا سے جہانگرد مشہور ہی نام میرا مین خنجر گذار اور طرار ہون وہ زمانے کے ساحر نکیونکر ڈرین مین امیر الزمان کا مین عیار ہون بعد سنگ باری و برف باری آواز آئی کشتی مرا نام من اصلاب جادو بود کشتی مرا نام من قہرمان جادو بود جہانگرد دیدہ موقع پاکر خیمہ سے باہر آیا جو ساحر انکے ہمراہ آئے تھے اُن سب نے یہ حشر جو بپا دیکھا گھبرا گئے اصلاب جادو کے خیمے مین آکے دیکھا اصلاب جادو اور قہرمان جادو مرے پڑے ہین یہ دیکھکر اُنپر ایسا خوف طاری ہوا کہ ٹھہرنے کی تاب نہ لا سکے سب اسباب سحر وغیرہ بھی وہین چھوڑا اُسی وقت بھاگ کھڑے ہوے جہانگرد پوشیدہ سب کا تماشہ دیکھا کیا جب سب ساحر بھاگ گئے جہانگرد نے نقد و جنس و اصلاب جادو کا سر لیکر اپنے لشکر کا راستہ لیا رات بہت ہی کم باقی تھی لشکر تک پہونچتے پہونچتے صبح ہو گئی یہان امیر الزمان عالیشان فریضۂ سحری سے فراغت پاکر درباریون کا مجرا لے رہے تھے مشیر جادو خدمت مین شاہزادۂ نامدار کے حاضر ہو چکا تھا کہ جہانگرد نے بارگاہ مین آکر سلام کیا امیر الزمان نے سر دیکھکے فرمایا ای جہانگرد یہ سر کس کا ہی جہانگرد نے کل واقعہ بیان کیا مشیر جادو نے کہا ای جہانگرد سہ این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔ واقعی کیا کارنمایان کیا ہی مگر قہرمان کا کیا حال ہوا جہانگرد نے کہا وہ بھی مارا گیا تمام ساحر جو اصلاب کے ہمراہ آئے تھے وہ بھاگ گئے اب یہان ٹھہرنا مناسب نہین ملکہ سحر نگاہ وہان چاہ معدوم مین اسیر ہین مین نے وہان کا سب پتہ دریافت کر لیا ہی اب صرف ایک بات باقی ہی اور وہ یہ کہ اصلاب جادو کی بی بی آتش اندام جب تک ہلاک نہ ہوگی اُس وقت تک ملکہ سحر نگاہ کا رہائی پانا دشوار ہی آتش اندام کو جب یہ خبر جائیگی وہ ضرور برائے مقابلہ آئیگی آفت برپا کریگی نہین معلوم کیا کریگی امیر الزمان نے جہانگرد کی بہت تعریف کی کہا خدا مالک ہی آج یہان سے کوچ کرو اور چلو مرحلۂ اصلابیہ تک پہونچو یہ کہکر کوچ کا حکم دیا لشکر مین سامان ہونے لگا دوپہر تک سب مصروف انتظام رہے بعد زوال آفتاب وہان سے جانب مرحلۂ اصلابیہ چلے ذکر انکا وقت پر آئیگا اب **کیفیت ہمراہیان اصلاب جادو جو بعد قتل بھاگے تھے بیان کیجاتی ہی**۔ یہ لوگ بھاگا بھاگ آتش اندام کے مکان پر گئے دربانون نے جو انکو اسقدر مضطرب و پریشان پایا کہا خیر تو ہی اُنھون نے جواب دیا خیر کہان مسلمانون نے غضب کیا یہ مرحلہ بھی توڑ دیا جلدی ملکہ آتش اندام کو خبر کرو کہ اصلاب جادو قتل ہو گئے مسلمان ادھر آرہے ہین دربانون نے کلدار کو بلا بعد کہ

اصلاب جادو کے مرنے کا حال سنایا وہ روتی ہوئی اندر آئی آتش اندام جادو سو رہی تھی اسکو جگایا سر اپنے
سامنے زمین پر دے مارا عجیب حالت بنائی اور بعد نالہ و شیون یہ زبان پر لائی کہ مسلمانوں نے غضب کیا اصلاب جادو کو
قتل کیا آپ کو بیوہ بنایا یہ سنکر آتش اندام کو سکتہ ہوگیا زمین پر گر پڑی لوگ سمجھے اس نے بھی جان دی سب خواصین
قریب آئین غشی سے افاقہ ہونے کا سامان لائین مدہوش ہاسے لخلخہ سونگھانے لگین بڑی دیر کے بعد اسکو ہوش آیا
فوراً آہ کی غم سے حالت تباہ کی پچھاڑین کھانے لگی لوگوں نے سمجھایا منت و سماجت پڑھ کے بٹھایا جب گریہ کم ہوا تو اس نے
کہا ارے کون خبر لایا ہے وہاں سے کون آیا ہے اسکو یہاں لاؤ ہمارے سامنے بلاؤ میں ابھی تو آفت برپا کرونگی قاتل کو
زندہ نہ رکھونگی محل دار پھر باہر آئی جو ساحرہ یہ خبر لیکر آئے تھے اُن سے کہا تم کو ملکۂ عالم طلب فرماتی ہیں جلدی آؤ جو
واقعہ گذرا ہے سب کہہ سناؤ ساحر محل دار کے ہمراہ محل کے اندر آئے ملکہ کے سلام کو سب نے اپنے اپنے سر جھکائے پھر رو رو کر
سب حال بیان کیا جو کچھ دیکھا تھا وہ بیان کیا آتش اندام یہ سنکر بھڑک اٹھی آگ ہوکے بولی ارے انتظام جادو کون تھا
جو شہنشاہ کے ہمراہ بارگاہ میں سویا تھا ساحروں نے انتظام جادو کی کیفیت بیان کی ملکہ نے کہا تم نے اُس کا پتہ کیوں
نہیں لگایا ارے وہی قاتل تھا اسی نے قتل کیا ہوگا تم لوگوں نے خود قتل کرایا تمہیں ذرا بھی خیال نہ آیا واپس کیوں آئے
اپنے مالک کے خون کا بدلا لینا تھا دشمن کو جانے نہ دینا تھا تم سب کو پہلے ہلاک کرونگی یہ کہہ کے ایک ہاتھ اٹھایا بجلی چمک کے
گری جتنے ساحر وہاں موجود تھے سب کے سر کٹ کر زمین پر گرے تاریکی چھاگئی آوازین آنے لگین ملکہ نے انکی لاشین اٹھوا کے
پھکوا دین کہا کوئی انکو گور و کفن نہ دے طعمۂ زاغ و زغن بنائے جائین وہاں سے اُٹھ کے اس نے اپنی ایک خواص
خاص کو بلایا اُس سے کہا ابھی جاکر ایوان ظلمت میں سواد برہنہ تن کو خبر دے اور اپنے ہمراہ میرے پاس بلا جب تک
وہ نہ آئے گا یہ کام بن نہ پڑیگا اُس سے سب کیفیت بیان کرونگی ابھی حکم دونگی وہ جائیگا سب کو گرفتار کر لائیگا اسکے
پاس فولادی پتلہ ہے جو غیب کا حال بتاتا ہے اس سے دریافت کرونگی کہ شہنشاہ کا قاتل کون ہے سب حال ابھی معلوم ہوجائیگا
خواص اُسی وقت روانہ ہوئی ایوان ظلمت میں پہونچی سواد برہنہ تن بیٹھا ہوا شراب پی رہا تھا خواص کو دیکھکر حالت بدمستی میں
مذاق کرنے لگا اس نے کہا ارے غضب ہوا سواد نے کہا کیا تمکو ملکہ نے نکال دیا تو کچھ پروا نہیں ہے میرے یہاں چلی آؤ تکلیف
نہ اٹھاؤ تمہارے واسطے یہاں سب سامان راحت مہیا ہے تمکو میں اپنی بی بی بناؤنگا ایوان ظلمت کے تخت پر تمکو بٹھاؤنگا میں
تمہاری وزارت کرونگا بہت اچھی طرح خدمت کرونگا تمکو ذرا بھی تکلیف نہ ہوگی بہت آرام سے رہوگی کنیزین تمہاری خدمت کرینگی
سب ملکۂ عالم کے لقب سے یاد کرینگی تھوڑے دنوں کے بعد اپنی ملکہ کے پاس جانا اپنا کر و فر دکھانا انکو بھی حیرت ہوگی پھر
تم اپنا حال ظاہر کرنا جب وہ میرا نام سنیگی جو کچھ خطا تمسے ہوئی ہوگی فوراً بخشدینگی بس اب دیر نہ لگاؤ جلدی میرے پاس آؤ لو ایک
جام میرے ہاتھ سے پی لو دوسرا اپنے دست نازک سے بھر کر مجکو دو اسوقت تمہارا آنا غنیمت ہوگیا ورنہ یہ سب سامان عیش و نوش بیکار تھا
بغیر کسی نازنین مہ جبین کے دل بیقرار تھا کیا اچھے وقت پر تم آگئیں دل شاد ہوا میرا گھر آباد ہوا خواص نے کہا ارے میاں ہوش میں آؤ
زیادہ باتیں نہ بناؤ تمکو دوسرے کے حال کی بھی کچھ خبر ہے یہاں حالت زیر و زبر ہے شہنشاہ اصلاب قتل ہوگئے ہر طرف میں سوگ ہے ملکہ کے دل کو
تسلی نہیں ہوا انہیں نے مجکو تمہارے پاس بھیجا ہے جلدی بلایا ہے یہ سنتا تھا کہ سواد کا نشہ ہرن ہوا پابند رنج و محن ہو سب باتیں بھول گیا
ایک چیخ ماری کہا ارے سچ کہو کس نے شہنشاہ کو آزار پہونچایا اور ملکہ آتش اندام کو بیوہ بنایا ابھی انکو شاد دونگا آگ لگا دونگا یہ کہکر اپنی
جگہ سے اُٹھا خواص نے کہا ارے قاتل کا نام ابھی تک نہیں معلوم ہے ملکۂ عالم نے وہ پتلہ بھی طلب فرمایا ہے جو غیب کا حال بتاتا ہے
سواد برہنہ تن نے کہا وہ میرے گلے میں پڑا ہے کسی وقت اسکو جدا نہیں کرتا اسی کی وجہ سے سب کاروبار انجام دیتا ہوں مجھ سے
کوئی راز پوشیدہ نہیں رہ سکتا کوئی شخص مجھے جھوٹ کہہ نہیں سکتا یہ کہتا ہوا اور روتا ہوا خواص کے ہمراہ آتش اندام کی ڈیوڑھی پر آیا کہا

جاکر اطلاع کرو خواص نے جواب دیا اطلاع کی ضرورت نہیں تم اندر چلو ملکۂ عالم تمہارے انتظار میں ہیں سواد بہ سنتن اندر آیا ملکہ کو سلام کیا
اصلاب جادو کا پرسا دیا ملکہ اسکو دیکھکر رونے لگی سواد نے کہا ملکۂ عالم شہنشاہ کا مرنا ایسا ہے جسکو عمر بھر روئینگے مگر اب مجھے اجازت دیجیے
میں اسی وقت جاتا ہوں اور قاتل کا سر کاٹ کے لاتا ہوں ملکہ نے کہا پہلے یہ تو دریافت کرو کہ شہنشاہ کو کس نے قتل کیا سواد نے
گلے سے پتلا اتار کر زمین پر رکھکر کچھ افسوں بکدم زبان پر لایا پتلا اٹھکر کھڑا ہوا اللہ بطبیعتہ سواد کیا کہتے ہو بیان کرو سواد نے
رو کر کہا شہنشاہ کو کس نے قتل کیا پتلا ہنسا کہا اے سواد اصلاب جادو کو جہانگرد عیار نے قتل کیا ہے سواد نے کہا جہانگرد بہت
بڑا ساحر ہے پتلے نے جواب دیا ساحر نہیں مگر ساحروں کو ہلاک کر ڈالتا ہے تم بچے رہنا اب وہ یہاں بھی ضرور آئیگا اور آفت عظیم
مچائیگا اس کا آقا بڑی ہمت و شجاعت سے کام لیگا اب آثار برے معلوم ہوتے ہیں تم لوگوں کو لازم ہے کہ جلد بادشاہ کو
آگاہ کر دو اور اسکے قتل کرنے کی تدبیر سے غافل نہ رہو اگر وہ زندہ رہا تو طلسم میں قیامت بپا کریگا اور ایک نیا فتنہ اٹھایا کریگا
سواد بہ سنتن نے کہا ہم ابھی اسکو گرفتار کر لینگے آزاد کیوں رہنے دینگے اور جہانگرد جس نے ہمارے شہنشاہ کو قتل کیا
ہے اسکو تو ابھی سزا دینگے کہ آگ میں ڈالکر جلا دینگے پتلے نے کہا یہ سب تو ہو گا مگر بادشاہ طلسم کو اسکی خبر ضرور ہو اس میں نہ
قصور ہو انکو اچھی طرح اس مضمون کا نامہ بھیجا جائے جو کچھ میں نے کہا ہے سب اس میں تحریر ہو وہاں سے جواب میں جو حکم آئے
اسکی تعمیل سب پر واجب ہے تم لوگ تنہا ان لوگوں سے مقابلے کی تاب نہ لاؤ گے یونہیں بے موت مارے جاؤ گے بادشاہ طلسم کوئی تدبیر
معقول کرینگے انہیں سے اس کا انتظام ہو گا اگر غفلت کرو گے بد انجام ہو گا ملکہ نے کہا اے سواد اسی وقت ایک نامہ تحریر کیجئے اس میں
نہ تاخیر کرو ورنہ وہاں سے پھر الزام آئیگا بنا بنایا کام بگڑ جائیگا نامہ روانہ کر کے تم جہانگرد کی تلاش میں مصروف ہو سواد
نے کہا آپ منشی کو بلا لیجیے اور نامہ لکھوا لیجیے اسی وقت ملکہ نے منشی کو طلب کیا اور حکم دیا کہ جو کچھ سواد بہ سنتن کہیں وہ تحریر کرو
ہرگز نہ تاخیر کرو منشی سواد کی جانب مخاطب ہوا کہا آپ کیا فرماتے ہیں جو حکم ہو وہ لکھوں سواد نے سب مطلب بتایا منشی نے بطرز خوبی
اسکو تحریر کیا ملکہ نے اسی وقت چند ساحروں کو بلایا کہا حضور بادشاہ جاؤ اور یہ عرضی دیکر واپس آؤ خبردار بہت عرصہ نہ لگانا جواب
لیکر جلد واپس آنا ساحروں نے عرض کی ملکۂ عالم دو ماہ کا راستہ طے کرنا ہے پھر جب وہاں سے جواب پائینگے اسوقت
واپس آئینگے اگر کچھ دیر ہو جائے تو پھر عتاب نہ آئے ساحر اسی وقت عرضی لیکر روانہ ہوئے انکے جانیکے بعد ملکہ نے کہا اے
سواد اب تم تلاش جہانگرد میں جاؤ سواد نے پھر پتلے سے سوال کیا کہ میں اب کس طرف کو جاؤں جو جہانگرد کو پاؤں پتلے نے
جواب دیا کہ اگر اسوقت جاؤ گے تو یہاں سے دو چار کوس پر پاؤ گے نہیں تو شام تک شہر پناہ پر وہ پہونچ جائیگا اسکا آقا بھی
اسکے ہمراہ آئیگا جنگ عظیم کا سامنا ہے خبردار تنہا نہ جانا مناسب وقت یہ ہے کہ یہیں رہو اور ہر طرح کا لشکر درست کرو سامان
حرب و ضرب سے ہوشیار ہو جاؤ سحر سے کام نہیں چلیگا تیغ زنی کی نوبت آئیگی بہت سے لوگوں کی جان جائیگی فتح پانا
مشکل ہو گا یقین ہے بہت جلد وہ شہر میں داخل ہو گا ملکہ نے جو یہ بات سنی دم بخود ہو گئی کہا اگر یہ واقعہ ہونے والا ہے
تو جلد انتظام کیا جائے قلعہ میں حکم دیا جائے کہ سب سامان پیکار سے درست رہیں فوج تیار رہے شہر پناہ پر انتظام کیا
جائے ہوشیاری سے کام لیا جائے ساحران نامی کو اطلاع دیجائے پہلوانان گرامی کو خبر کیجائے سب نے طلسم کا نمک
آجتک مفت بیٹھے کھایا ہے اب کام کا وقت آیا ہے سب کو لازم ہے کہ جان لڑا دیں سواد نے کہا آپ ساحران نامی کو کیوں بلائیں
اور بے فائدہ زحمت کیوں اٹھائیں اگر آپ کا اقبال شامل حال ہے تو میں تنہا سحر میں سب کو جواب دونگا اپنے شہنشاہ کا اچھی
طرح انتقام لونگا مجھ سے کون بازی لے جائیگا کس کی مجال ہے جو میرے مقابلے میں ٹھہر پائیگا آتش اندام نے کہا پتلے نے جو
کچھ بیان کیا وہ خلاف نہیں ہو سکتا میں خود بھی شریک جنگ ہونگی سب کو اچھی طرح مدد دونگی مگر ضرور ہے کہ اور ساحران نامی بھی یہاں
سب کا موجود ہونا ضرور ہے ورنہ کچھ نقصان نہیں خاموش ہو سواد نے کہا ان لوگوں کے آنے میں وقت کم باقی ہے ساحران نامی مدد کو بھی

ہین جبتک انکو اطلاع دی جائیگی دشمن یہانتک پہونچ جائینگے ہم انکو گرفتار بھی کر چکینگے سب کی ہمت
سے ہمکو ندامت ہوگی ملکہ نے کہا ہین اسکی ضرورت نہین کہ کسی کی ہمت کا خیال کرین اگر دشمن مقابل مین آجائے
جبتک ہم اُنسے مقابلہ کرنا لشکر موجود ہو اور ساحران نامی جو یہان ہین وہ سب شریک ہونگے جبتک اور
وقت بھی آجائینگے وہ بھی شریک جنگ ہو جائینگے اور اگر اُنکے آنیکے پیشتر ہم نے دشمن پر فتح پائی تو سب
اس کیفیت کو دیکھکر شاد ہونگے ہمارا اسکے سب کے دلون پر جم جائیگا یہ کام انجام پا جائیگا سوداوے نے کہا چار
منشیون کو بلایئے اور بہت سے خط لکھوایئے مگر اسوقت قلعہ مین حکم دیجیے کہ سب سامان تیار رہے فوج کو
دشمن کی آمد کا انتظار رہے اور جو ساحران نامی یہان موجود ہین انکو بھی یہی حکم ہو جائے کہ سب جا کر قلعہ مین مقیم
ہون مین بھی وہین جاؤنگا اور اپنے ہمراہ ساحرونکو بھی بٹھاؤنگا ملکہ نے اسیوقت اور منشیونکو بلایا
انکو مضمون خط بتایا کہا جلدی جلدی خط تحریر کرو اور تاخیر نکرو سبکو تاکید لکھنا کہ جلد آئین ذرا بھی عرصہ
نہ لگائین جنگ شروع ہو چکی ہو مالک مرحلہ کی قوت آدھی رہ گئی ہو شہنشاہ اصلاب قتل ہوئے اب
ملکہ آتش اندام تمام مرحلہ کا انتظام کر رہی ہین آپ لوگ جلد تشریف لایئے اور اس وقت مین ہرگز کوشش
آپسے ہو دریغ نہ فرمایئے منشیون نے خط لکھنا شروع کیا پہلے ملکہ نے حکم دیا کہ ایک خط سرشار رکس سوم اس
کو تحریر کیا جاوے وہ ساحر زبردست ہی لوگ اُسکو اپنا اُستاد جانتے ہین سحر و ساحری مین مانتے ہین
اسکے ہوتی ہمنوئے شجاعت ہین جو بادشاہ طلسم نے اکثر اسکی تعریف کی ہے دوسرا خط ملکہ مہیب چہار چشم کو لکھا جائے
اگر وہ تشریف لانے مین انکار نہ فرمائینگی اور مجید دیکھکر فوراً چلی آئینگی تو اُنسے کوئی مقابلہ کر کے عہدہ برآ
نہوگا اسیطرح اور بہت سے ساحرونکے نام بتائے اور سب کو خط لکھوائے جنکا ذکر وقت مناسب پر
کیا جائیگا جب ملکہ سب خط لکھوا چکین تو ساحرونکو بلایا سب کو تاکیدی حکم فرمایا کہ یہ جہان جہان کے خط
ہین وہان جلد لیجاؤ سب کو یہ تعجیل نامے پہونچاؤ خبردار راہ مین دیر نکرنا بہت جلد واپس آنا ساحر خط
لیکر روانہ ہوئے یہان سوداوے برہنہ تن نے ملکہ سے کہا اب قلعہ مین بھی حکم بھیج دیجیے وہان بھی اسیوقت
حکم بھیجا گیا تیاری ہونے لگی جو ساحر مرحلہ مین قریب قریب رہتے تھے سب کو اطلاع دی گئی کئیون نے
بھی سامان سحر درست کرنا شروع کیا سوداوے برہنہ تن نے ملکہ سے کہا اب آپ مجھکو اجازت دیجیے مین بھی
جاؤن کچھ سامان سحر درست کرون ابھی تک تو میرا یہ خیال تھا کہ مین جاؤنگا اور ایک دم بھر مین سبکو گرفتار
کر لونگا مگر دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ جنگ عظیم کا سامنا ہے اسکے واسطے مجھکو سامان بھی ویسا ہی مہیا کرنا ہے
اور آپ بھی غافل نہ ہین سامان ضروری درست کرین آپکو بھی ضرور شرکت فرمانا ہو ملکہ آتش اندام نے
سوداوے برہنہ تن کو رخصت کیا سوداوے اپنے ایوان ظلمت مین آیا تپلا گلے سے اُتار کر سامنے رکھا مصری الفاظ
پھر زبان پر جاری کیے تپلا گویا ہوا ای سوداوے آج تُنے ہمکو بہت تکلیف دی اور ہمسے بہت محنت لی کیا پوچھتے
ہو بیان کرو سوداوے نے کہا وہان بہت سی باتین تحقیق کی ہین دریافت نکر سکا مگر اب مجھے صاف صاف بتاؤ کہ مین
اس شخص سے کیونکر مقابلہ کرون کیونکہ یہ بات تو مجھکو معلوم ہوئی کہ یہ بہت زبردست لوگ ہین اور ان کی
وجہ سے طلسم مین تہلکہ عظیم برپا ہو جائیگا کوئی ساحر اور کوئی پہلوان ان سے مقابلہ کی تاب نہ لائیگا اور اسی
مضمون کا مین نے خط بھی بادشاہ طلسم کو روانہ کیا ہے انکو بھی اسکے پڑھنے سے انتشار ہوگا اور وہان سے
بھی لوگ اسکے بند و بست کیواسطے آئینگے تو مجھے یہ دریافت کرنا ہو کہ جب سب اس شخص کے مقابلہ مین عاجز

ہو جائیں اور کوئی تدبیر کسی سے بن نہ پڑے اُسوقت میں مقابلہ کروں اور ان لوگوں کو زیر کروں یا یہ سب میری
اطاعت قبول کرینگے یا میرے ہاتھ سے مارے جائیں گے اس کارنمایاں کی جلدو میں مجھکو بادشاہ طلسم سردار
بنائیگا تمام طلسم پر میرا سکہ بیٹھ جائیگا جسقدر طلسم میں فوج ہو سب کی سرداری مجھکو ملیگی بڑا نام ہو جائیگا پتلے نے
یہ بات سنکر سر ہلایا سکوت کیا اسکے بعد کہا اے سواد برہنہ تن آج تو نے مجھسے بہت مشکل بات پوچھی ہے خبر کیا
یاد کریگا ایک بات تجکو بتاتے ہیں مگر محنت شرط ہے اگر تو میرا کہنا قبول کریگا تو طلسم بھر میں تیرا نام ہو جائیگا یہ لشکر جو
اسوقت لڑتا ہو تیرے ہاتھ سے شکست پائیگا یہاں کے بہت لوگ سردار لشکر کے شریک ہو جائیں گے بہت
نامی ساحر اور بہادر پہلوان اُسکی اطاعت قبول کرینگے ملکہ آتش اندام کی خاطر قبول کرینگے اسی طرح طلسم بھر کے
جسقدر مرحلے ہیں سب پر یہی کیفیت ہوگی عجیب حالت ہوگی اب تو اس قدر محنت گوارا کر کہ یہاں سے ذو الخرطوم جادو
کے پاس جا اور اُسکے آگے سر نیاز جھکا اُسکی اطاعت کر پھر اپنا حال بہت ادب سے عرض کرنیکے بعد اُس سے
امداد طلب کر اگر اُسکو تیرے حال پر رحم آجائیگا تو ضرور تیری مدد کریگا پھر اُس کا شریک ہونا اور بڑے
جنگ کا قیامت کا سامنا ہے وہ عجیب طرح کا ساحر ہے اُسکی صورت دیکھکر لوگ ہیبت سے مرجاتے ہیں مقابلے
کی تاب نہیں لا سکتے ہیں جس طلسم کو چاہے ابھی چھین لے تو بھی اُسکے سامنے سنبھل کے جانا وہ اکثر آدمیوں کو
کھا جاتا ہے بہت سے پہاڑوں کو ٹکڑے کر ڈالا ہے ہزاروں ہی کا ٹکڑا جب ٹوٹ کے گرا اُسکو کھا لیا ایسی ایسی
بہت سی باتیں اُسکی مشہور ہیں شراب کے دریا میں سرشار رہتا ہے کسیوقت اُسکی طبیعت سیر نہیں ہوتی لوگ خوف
کے مارے اُسکے پاس نہیں جاتے ہیں خود اُسکے عزیز اپنی جان بچاتے ہیں صورت اس قدر مہیب ہے
کہ آدمی کو دیکھکر غش آتا ہے ہر ایک سامنے جاتے تھرّاتا ہے سواد نے کہا وہ یہاں سے کتنی دور پر رہتا ہے اُس
جگہ کا کیا نام ہے جہاں ذو الخرطوم جادو کا قیام ہے پتلے نے جواب دیا کوہ خون فشاں اُسکی سکونت کی جگہ ہے
یہاں سے ایک ماہ کا راستہ ہے ورنہ پیادہ پا ہزاروں برس بھی چلے تو اُس کے ٹھکانے تک نہ پہونچے
جس پہاڑ پر وہ رہتا ہے اُس کوہ سے ہر وقت خون ٹپکا کرتا ہے گرد پہاڑ کے ایک خندق ہے اُس خندق میں آکر وہ
خون جم جاتا ہے وہی ذو الخرطوم جادو کی غذا ہے پہاڑ پر ایک دریائے شراب جاری ہے اُس دریا میں ہر وقت
وہ سرشار رہتا ہے اے سواد جادو جب تو اُس کی صورت دیکھے گا یقین ہے غش کھا کے گر پڑے گا مگر خبردار
گھبرانا پہلے ذو الخرطوم کو میری صورت دکھانا جب وہ مجھکو دیکھے گا پھر تجھے کچھ نہ کہیگا اپنے پاس بٹھائیگا
کام تمام پیش آئیگا تیرا کہنا قبول کرے گا ساتھ دیگا یہاں آئیگا سبکو ایک لقمہ میں کھا جائیگا فتح تیرے نام
لکھی جائیگی طلسم کی سرداری ہاتھ آئیگی سب میں تیرا نام ہو جائے گا بادشاہ طلسم کا کام ہو جائیگا سب تجکو
مانیں گے اپنا سردار جانیں گے مگر بہت محنت کرنا پڑے گی جب وہاں تک رسائی ہوگی پھر اُس کا راضی
ہونا بڑا کام ہے آج تک وہ بقصد مقابلہ اپنی جگہ سے کبھی نہیں اُٹھا نہ ایسا وقت کبھی آیا کیونکہ دنیا میں کوئی
ایسا نہیں جو اُس سے مقابلہ کرے جسکو وہ اپنا ہمسر دیکھے یہ لوگ جو آج کل اس طلسم کیطرف
آئے ہیں سب نامی دنیا کے بہادر ہیں جرار ہیں اگر ذو الخرطوم جادو تمہاری امداد نہ کریگا
تو امیر الزمان طلسم کو فتح کرلیں گے یہاں کے جو نامی ساحر ہیں وہ سب ہلاک ہوں گے بعض میرزبان
کی اطاعت قبول کرینگے بادشاہ طلسم جب مقابلہ کیواسطے آئیگا سات مرتبہ شکست کھائے گا
آٹھویں مرتبہ تیغ آزمائی ہوگی تمام روح تک طلسم کشا کی رسائی ہوگی بقیہ مرحلے بھی ٹوٹ جائیں گے

بادشاہ و سلطنت بجائے گا طلسم حیرت افزا سے پیدا ہوگا اسیطرح پھر دولت اُٹھیگا اگر اسوقت مین ہم
ذوالخرطوم جادو کو لاوینگے تو ضرور فتح پاؤ گے بڑا نام ہوجائیگا غرضکہ جلیل تمھارے ہاتھ آئیگا
سوار برہنہ تن سے کہا اب مین ملکہ آتش اندام سے وعدہ کرکے آیا ہون ملکہ نے مجھے بلایا ہی سامان
حرب و ضرب درست کیا ہی مسلمان قریب آ گئے ہین اگر نہین جاتا ہون اور منھ چھپاتا ہون تو ملکہ کو
مجھسے ملال ہوگا یہی خیال ہوگا کہ سوار نے اتنے دنون تو بادشاہ طلسم کا نمک کھایا اور وقت جنگ
منھ چھپایا اگر تمھاری راے ہو تو مین کچھ سامان ضروری درست کرکے جاؤن ابھی تین بجا کے مقابلہ
کرون جب کوئی وقت سخت دیکھون سب کی آنکھ بچا کے نکل آؤن بات بھی رہ جائیگی اور کام
بھی بنجائیگا تبلے نے کہا مناسب ہی تم ضرور جاؤ ابھی یہان بڑی لڑائی ہوگی خوب تیغ آزمائی ہوگی تم بھی شریک
رہنا بسر شمار گرلس سوار آخر مین آئیگا جب اسکا خاتمہ ہو تم بھی نہ ٹھہرنا سیدھے کوہ خونفشان کی راہ لینا
اور اگر ظلمن ہو تو ملکہ کو بھی یہی راے دینا کہ وہ بھی بادشاہ طلسم کے پاس روانہ ہون سوار نے تبلے کو
پھر گلے مین ڈالا اور ضروری سامان سحر نکالا جھولی کاندھے پر ڈالی آتش اندام کے پاس آیا کہا آپکے
سب کو طلاہری جو ساحران نامی یہان موجود ہین وہ قلعہ مین پہونچ گئے آتش اندام نے کہا
یہان سب سامان درست ہی اب تم بھی قلعہ کیجانب روانہ ہو یہان نہ ٹھہرو یقین ہی مسلمان کل تک
یہان ضرور پہونچ جاوینگے انکو وہین روک کر مقابلہ کرنا آگے بڑھنے نہ دینا پھر جیسا ہوگا دیکھا
جائےگا سوار برہنہ تن قلعہ کیطرف روانہ ہوا کہ ذکر اسکا وقت پر کیا جائیگا اب کیفیت امیرالزمان
تاجدار کی تحریر کیجاتی ہی کہ شاہزادہ نے بقصد مرحلہ اصلاحیہ کوچ کیا بعد قطع منازل شہر پناہ تک
پہونچکر دم لیا مشیر جادو نے عرض کی ای شہریار آج دن بھر رہبری کی ہی راستہ بہت سخت تھا
لشکری مضمحل ہین بیرون شہر قیام فرمائیے صبح کو انشاء اللہ تعالی شہر مین تشریف لے چلیے گا
یقین ہی وہان کے ساحر تاب مقابلہ نہ لائین سب ایمان لائین کیونکہ مالک مرحلہ تو قتل ہوچکا ہی
اب کس مین اتنا دم ہی جو ہمارے مقابلہ پر اُٹھائے اور حضور کے سامنے آئے امیرالزمان تاجدار
نے بارگاہ مین نصب ہونے کا حکم فرمایا لشکر اترا خیمہ استادہ ہوئے شاہزادہ اپنی بارگاہ مین آیا
سب سردار بھی اپنی اپنی بارگاہون مین داخل ہوئے مرحلہ اصلاحیہ کے ملازمون نے اُسی وقت
یہ خبر آتش اندام کو پہونچائی یہ کثرت لشکر سنکر بہت گھبرائی اور کہا رات کو سب ہوشیار رہین ایسا نہ ہو
کہ حریف وقت پاکر اپنا کام کرین سنا جاتا ہی اُن کے ساتھ بھی لشکر بے شمار ہی اسباب جنگ
بھی بہت ہی وہ لوگ شجاع بھی ہین اسلیے بہت ہوشیاری سے لڑنا چاہیے کل مین نے سوار برہنہ تن
کو بلایا تھا وہ دینا تبلہ لیکر آیا تھا تبلے نے ایسی باتین کہین کہ میرے ہوش وحواس جاتے رہے
اگرچہ مقابلہ کرونگی اور رہون شہنشاہ کا اچھی طرح بدلا لونگی مگر پھر کام ہوشیاری سے ہوتا ہی اسکا
انجام نیک ہوتا ہی جو کام بے سمجھے کیا جاتا ہی آخر مین ناکامیابی ہوتی ہی ملکہ آتش اندام نے جو یہی
باتین کہین سب کو خوف غالب ہوا سب نے جاکر قلعہ مین خبر دی یہان نقارہ پر چوب پڑی ہرکارے
جو اس بات کے منتظر تھے بارگاہ امیرالزمان مین آئے جنگ کے آداب بجا لائے دعاے دولت
دیکر عرض کی شہر پناہ کے برابر جو قلعہ ہی وہان لشکر کا مجمع ہی نقارہ جنگ بجایا جاتا ہی یقین ہی صبحکو

مقابلہ ہوگا امیر الزمان تاجدار نے فرمایا کیا مضائقہ ہے طلایہ دار نے بفضل ایزدی ہمارے لشکر میں
بھی طبل جنگ بجے یہ خبر سنکر ہرکارے باہر آئے یہاں بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی لشکر میں جنگ
کی تیاریاں ہونے لگیں رات بھر بہادروں نے سامان جنگ کی درستی میں بسر کی جب آفتاب
عالمتاب پردۂ مشرق سے برآمد ہوا امیر الزمان تاجدار نے وظیفۂ سحری سے فراغت پائی سلاح
جنگ کی خواہش فرمائی کشتیاں حاضر ہوئیں شاہزادے نے سلاح جسم پر آراستہ کیے مرکب
طلب فرمایا بارگاہ سے برآمد ہوئے خادم اسپ باد رفتار لیکر حاضر ہوئے شاہزادہ نام خدا لیکر
گھوڑے پر سوار ہوا عقب میں لشکر جرار لیکر میدان میں آیا دیکھا سامنے بہت سے ساحران غدار
ایک جانب تختوں پر اپنا پرا جمائے ہیں سواران جنگ آزما ایک جانب صفیں درست کیے ہیں
جب صفوں کی ترتیب سے جادوگروں نے فرصت پائی نقیبوں نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر بیٹھے
لشکر ساحران سے ایک شخص برہنہ تخت پر سوار آگے بڑھ کے آیا وسط میں ہوکر یہ کلمات
واہیات اپنی زبان پر لایا ای امیر الزمان آگاہ ہوکہ سواد برہنہ تن میرا نام ہے اس مرحلہ میں سب
سے زیادہ میری عزت و توقیر کی جاتی ہے میں نے جب سے شہنشاہ اصلاب کے قتل کا حال سنا
آنکھوں میں دنیا تاریک نظر آتی ہے مجکو یہ بھی معلوم ہوا کہ جہانگرد تمھارے یہاں کوئی عیار ہے اُس
مکر سے شہنشاہ کو ہلاک کیا ہے ورنہ کسی کی مجال نہ تھی جو اُن سے مقابلہ کرتا فریب سے مار ڈالنا کوئی
بات نہیں اگر اُن سے سحر میں مقابلہ کیا جاتا تو حقیقت معلوم ہوتی اب تمھارے حق میں مناسب یہ
ہے کہ تم جہانگرد کو ہمارے حوالے کردو ہم اسکو جس طرح چاہیں گے قتل کریں گے اور تم ملکہ آتش اندام
کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنی تقصیر کی معافی طلب کرو ملکہ جب اپنے مجرم کو پاینگی تمسے شکایت نہ فرمائینگی
حضور بادشاہ میں سعی کرکے تقصیر تمھاری بخشوا دینگی اگر اسکے خلاف کروگے زک اٹھاؤگے
ہمارے ہاتھ سے مارے جاؤگے اب ہرگز تاخیر نہ کرو جہانگرد کو جلد لاکر حاضر کرو ورنہ میں ابھی
ایک سحر میں سب کو جلادونگا تمھارے خیموں میں آگ لگادونگا یہاں سے بھاگ بھی نسکوگے
مفت اپنی جان دوگے امیر الزمان یہ تقریر سنکر مسکرائے کہا او سواد کیا بیہودہ بکتا ہے اگر تجکو اور
آتش اندام کو اپنی جان عزیز ہے تو اسی وقت ملکہ تیز نگاہ کو ہمارے حوالے کردو ورنہ خون سے
دریا بہادونگا یہاں سے طلسم دار الصفا تک زمین ہلادونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا طلسم کو
بے توڑے منہ نہ موڑونگا سواد نے جو یہ کلام شجاعت انجام سنا دل میں خیال کیا کہ امیر الزمان مرد
علیحدہ ہے باتوں میں نہ آئیگا ضرور مقابلہ کرنے سے کام چلیگا [illegible] ہے کہ سحر تاثیر نہیں کرتا ہے ہم لوگ اسکا
کچھ نہ کرسکیں گے اب مقابلہ نہ کرسکیں گے اس سے مناسب ہے کہ پہلے اسکے لشکر کو بزور سحر بیکار
کردیں جب یہ نہ رہیگا چار جانب سے نرغہ کرکے گرفتار کریں یہ سوچکر سواد نے کہا اچھا
ای امیر الزمان آپ ہوشیار ہوجاؤ یہ کہکے ایک گولہ لشکر کی طرف پھینکا گولہ پھٹا ایک دود سیاہ پیدا
ہوا اور سوائے امیر الزمان تاجدار کے اُس دھوئیں نے تمام لشکر کا محاصرہ کرلیا اس نے پھر
گولہ مارا اُس میں سے بھی دھواں نکلا اور لشکر کو گھیر لیا شیر جادو نے بہت چاہا کہ اسکے سحر کو روکے
مگر مجبور ہوگیا چکر کھاکر زمین پر گرا امیر الزمان تاجدار اسکی طرف مخاطب ہوئے شمشیر بکف کرکے اٹھا غرض کی

ای شہریار اس کمبخت نے بلا کا سحر کیا ہے آنکھوں کی بصارت زائل ہو گئی اور سرداروں نے بھی یہی شکایت
کی امیر الزمان نے فرمایا کوئی قدم آگے نہ بڑھائے خدا مالک ہے یہ کہکے گھوڑا آگے بڑھایا سواد کے
تخت کے قریب ہوئے سواد نے ڈر کے اپنا تخت پیچھے ہٹایا اور سواروں سے مخاطب ہو کر کہا
تم سب لوگ کیا تماشا دیکھتے ہو میں نے سب لشکر کو بیکار کر دیا ہے اب تم اس جوان کو گرفتار کر لو بس
میں تمام لشکر کو یہاں سے لیجاؤں گا سوار امیر الزمان تاجدار کیطرف بڑھے شاہزادہ نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا تیغ خونخوار
کو نیام سے نکالا معروف کارزار ہوئے تھوڑی دیر میں اتنے سوار قتل کیے کہ دریائے خون زمین
پر رواں ہوا ساحر دل میں سوچا جو یہ کیفیت دیکھی سواد نے کہا سحر کا جو کچھ کام تھا وہ ہم کر چکے اب ہم لوگوں
کا اور تمہارا یہاں ٹھہرنا بیکار ہے چلو قلعہ پر بیٹھ کر لڑائی کا تماشا دیکھیں امیر الزمان کہاں تک جنگ
کریں گے تھوڑی دیر میں گرفتار ہو جائیں گے سواد کو بھی یہ رائے پسند آئی اپنی جان بچائی وہاں سے
بھاگا قلعہ پر جا کے تماشا دیکھنے لگا یہاں امیر الزمان تاجدار نے اتنے سواروں کو قتل کیا کہ نصف سے
زیادہ کی نوبت آگئی جو باقی تھے انپر شاہزادہ کی ایسی ہیبت چھا گئی کہ تاب جنگ نہ لائے سب کے قدم
اکھڑ گئے قلعہ کے اندر بھاگ کے پوشیدہ ہوئے امیر الزمان نے تعاقب کرنا مناسب نہ جانا اپنے
لشکر کیطرف واپس آئے سرداروں نے عرض کی ای شہریار ہم لوگوں میں بصارت آنکھوں میں مطلق
باقی نہیں کیا کریں شاہزادہ نے فرمایا کچھ نہ گھبراؤ خدا اس مشکل کو آسان کرے گا یہ کہکے سبکو خیمہ گاہ
کیجانب واپس ہوئے سردار اپنی اپنی بارگاہوں میں داخل ہوئے امیر الزمان تاجدار اپنی بارگاہ میں
تشریف لائے شاہزادہ کو یہ فکر تازہ پیدا ہوئی خیال کیا کہ اب کیا کیا جائے جو کسی آنکھ میں نور آئے
کل پھر مقابلہ ہوگا جو لوگ آج بھاگ کر گئے ہیں کل میدان جنگ میں آئیں گے اپنے ہمراہ اور لشکر بھی لائیں
شاہزادہ تو یہاں اس فکر میں تھا یہاں سواد برہنہ تن جو قلعہ سے اترا آتش اندام کے پاس گیا اور کہا
ملکہ عالم آپنے آج میری جانبازی اور سحر سازی ملاحظہ فرمائی میں نے آج وہ کام کیا کہ لشکر اسلام میں
سب کو بے بس کر دیا اب صرف امیر الزمان باقی ہے اس پر سحر تاثیر نہیں کرتا آج آپکے لشکر نے بہت
ہاری ورنہ آج ہی وہ گرفتار ہو جاتا اس کے سب ہمراہی بھی یہاں آ جاتے اس کی وجہ سے سب کی جان
بچی ورنہ وہ سب لوگ تو بالکل بے قابو ہو چکے تھے میں نے سبکو نابینا کر دیا ہے آج کوئی اسکے لشکر سے
مقابلہ کو نہ نکلا خود امیر الزمان نے بڑا کام کیا ہزاروں آدمیوں سے تنہا مقابلہ کر کے بھگا دیا اپنے
یہاں کے سب سرداروں کو بچا لے گیا آپکے ملازمین نے بزدلی سے کام لیا ایک شخص سے بھی
نہ لڑ سکے بھاگ کے قلعہ میں آ گئے اب کل اور بہادران مرحلہ کو لیکر جاؤنگا ضرور سب کو اسیر کر لاؤنگا
ملکہ آتش اندام جرات امیر الزمان سنکر گھبرا گئی کہا ای سواد بلا کا آدمی ہے ہزاروں آدمیوں سے لڑا کیا
اور پھر اپنے لشکر کو چھڑا لے گیا ہمارے یہاں سے کل آزمودہ کار لوگ جائیں اور اسکو گرفتار
کر لائیں سواد اور ملکہ میں یہ ذکر تھا کہ ایک خواص آتش اندام کے پاس آئی کہا ملکہ عالم سرشار گرگس ہو کا
آئی ہیں ملکہ نے کہا کہاں ہیں اُس نے کہا ابھی شہر پناہ سے بہت دور ہیں ہرکارے دوڑتے
ہوئے آئے ہیں ابھی اُنکی خبر لائے ہیں آتش اندام نے کہلا بھیجا معزز لوگ جائیں انکا استقبال
کر کے لائیں وہ ساحرنیں ہیں ہمارے سحر طلسم کے کفیل ہیں بے تکلف ہمارے پاس آنے دینا

ہم خود دروازے تک اُنکے لینے کو جاوینگے با عزاز تمام اُنکو لاوینگے اُنھون نے آپ ناحق تکلیف
گوارا کی زمانی سواد نے سب کام انجام دے یا تھا کل سب لوگ اسیر ہو جاتے مگر اب آ گئے ہین تو انکی
خاطر و تواضع کیجائیگی اس معاملہ مین مُنسے بھی رائے پوچھی جائیگی کہ مسلمانون کو گرفتار کرکے یہان قتل کرین یا بادشاہ
کی خدمت مین بھیجدین یہ سنکر خوامین دروازون پر آئین آتش مدام نے جو کچھ کہا تھا ملازمون سے بیان کیا
بڑے بڑے ساحران مرحلۂ سرشار اُنکی استقبال کو روانہ ہوے یہ کہ ذکر انکا وقت پر آئیگا اب کیفیت
سرشار کرگس سوار کی ملاحظہ فرمایئے کہ اس نے جسوقت آتش مدام کا خط پایا فوراً روانہ ہوا راہ دور
دراز بزور سحر جلد ہی شہر پناہ کے قریب پہونچ کے کرگس کو زمین پر اُتارا دو چار ملازمین جو اسکے
ہمراہ تھے اُن سے کہا جاکر شہر مین خبر دو کہ ہمارے واسطے حسب دستور سواری بھیجے وہ لوگ
شہر کے اندر آتے تھے راہ مین انکو ایک فقیر ملا اُس نے کہا جو صاحب جاتے ہون کچھ ہماری مصیبت
سنتے جاوین ان لوگون کو رحم آیا کہا ای فقیر کیا کہتا ہی فقیر نے کہا کہ پہلے آپ لوگ یہ بتاوین کہ آپ ساحر ہین
اور ساحری سے ماہر ہین اگر آپ کو کچھ سحر بھی دخل ہو تو ایک التجا مین پیش کرون ان لوگون نے کہا جو کچھ کہنا ہی بیان
کر ہم سحر سے بخوبی آگاہ ہین سرشار کرگس سوار کے ملازم ہین فقیر نے کہا آج لشکر اسلام اور لشکر
آتش مدام سے مقابلہ ہوا سواد مہ پشہ تن نے سحر کرکے مسلمانون کو اندھا کر دیا مین کھڑا ہوا تماشا دیکھ رہا تھا
سحر کا گرد اُڑ کے پہونچا اور دھوان جو منتشر ہوا اُس نے مجکو بھی گھیر لیا میری بھی بصارت جاتی رہی جب آنکھون مین
بینائی نہ تھی تو شہر سے جاکے ٹکڑے مانگ لاتا تھا خود بھی کھاتا تھا اپنے اہل و عیال کو بھی کھلاتا تھا آج ایسی
مصیبت مین گرفتار ہوا کہ شہر بھی نہ جا سکا کچھ مانگنے کو راہ بھی نہ ملی اسکا صبح سے یہین بیٹھا تھا جو کوئی اس طرف
آتا تھا اُس سے پکارتا تھا ابتک کوئی ساحر اس طرف سے نہ آیا دن تمام ہو گیا ابھی تک نہ کچھ مین نے کھایا
ہی نہ میرے اہل و عیال نے پایا ہی اگر آپ اسقدر رحم فرماوین کہ مجھ سے سحر اُتار دین تو مین شہر مین جاؤن
وہان سے جو کچھ ملے اسوقت مانگ لاؤن ورنہ جیسا دن کو فاقہ کیا ہی رات بھی اسی طرح گذر جائیگی
مفت مین تین چار آدمیون کی جان جائیگی ساحرون کو اس کے حال پر رحم آیا انکو منتر پڑھ کے پھونکا پھر اُسکی آنکھ پر
کر پھونکا فقیر نے آنکھین کھولدین ساحرون نے کہا اب کچھ نظر آتا ہی فقیر نے کہا پہلے سے کچھ زیادہ
آنکھون مین روشنی ہو گئی مگر اب ایک بات کا اور امیدوار ہون تمنے فقیر پر اسقدر احسان کیا ہی سو
دعا کے اور نہین کیا دون اگر کسی قسم کے نشہ پانی سے شوق ہو تو فقیر کے پاس جو کچھ موجود ہوگا
تمھاری خاطر کرونگا ان لوگون نے کہا ای فقیر یہان تیرے پاس کیا موجود ہی گو ہمنے آج دن بھر محنت
اُٹھائی ہی اسوقت حقہ کی خواہش حد سے زیادہ ہی مگر جب تو اپنے مکان پر جائے تو وہان سے
حقہ لائے اس مین دیر ہوگی ہم اطلاع دینے جاتے ہین زیادہ دیر ٹھہر نہین سکتے فقیر نے کہا نہین صاحب
یہ ایسی چیز ہی کہ جو ہر شوقین کے پاس موجود رہتی ہی مجکو بھی بہت عادت ہی چلم میرے پاس موجود ہی
پینے کیلیے ایک پوٹلی تھوڑی اُسمین سے ایک چھوٹی سی چلم نکالی جلدی سے چلم تیار کی ساحرون نے کہا آگ
آگ کہان سے لاؤگے فقیر نے کہا آپ نہ گھبرایئے آگ ابھی منگاونگا آپ کو دیر نہ ہونے پائیگی یہ کہکے چند قدم
پر کچھ دور دشت میں ٹیلے ہو رہے تھے وہان بہت سے جنگلے والے آباد تھے انمین کچھ لوگ رہتے ہین ہر وقت آگ تیار رکھتے
ہین انھین سے لایا ہون یہ کہکے آگ چھڑکی جب تنباکو نے خوشبو دی چلم ایک ساحر کے حوالے کی اسنے دیر سے حقہ نہ پیا تھا

زور سے دم لگایا بہت سا دھوان نکلا سر چکرانے لگا اس نے چلم دوسرے ساحر کو دیکر کہا مین نے دیر تک بوجھ
حقہ پیا سر چکرا گیا تو سنے بھی کھینچکر دم لگایا اب تو دونون کو اچھی طرح چکر آیا تیورا کے زمین پر گرے نیز نفر
جھپٹ کے دونون کی زبان مین سوزن دیکر نعرہ کیا ؎ جہانگیر و ہون قاتل ساحران
دبے مجھسے ہین سرکشان جہان ✿ زمین کیون نہ کفار مجھسے تمام ✿ کہ آقا ہین میرے امیر الزمان
دونون ساحرون کو زمین مین دبایا آپ سرشار کرگس سوار کیجانب ایک ملازم کی صورت بنکر روانہ
ہوا تھوڑی دور پر جاکر دیکھا ایک ساحر نہایت سیاہ فام ایک تیلی جھولی کاندھے پر ڈالے ہوے
بیٹھا ہی سامنے ایک بوتل شراب کی رکھی ہی ایک شخص کا جام ہاتھ مین انڈیل کر پی رہا ہی ایک کرگس
زبردست اسکے قریب ٹہل رہا ہی جہانگیر و بصورت ملازم اسکے سامنے گیا جھککر سلام کیا کرگس
نے اسکی طرف نگاہ قہر سے دیکھا جہانگیر و ٹھہرا یا سرشار نے کرگس کو ڈانٹا وہ پھر پر نے ٹھیکنے لگا سرشار نے
کہا کیا تم آتش انجام کے ملازم ہو جہانگیر و نے ہاتھ باندھ کے عرض کی حضور ہان مین ملکہ کا ملازم ہون
ابھی حضور کے ملازمین نے جاکر اطلاع دی ملکہ عالم نے مجھے حکم فرمایا کہ تم وہان جلد جاؤ ہم اور لوگون
کو بھی روانہ کرتے ہین سواری بھی آتی ہی مگر حضور ایک تکلیف گوارا فرمائین یہان سے قریب ملکہ کا ایک باغ
ہی جبتک وہان تشریف رکھین وہین پر سواری آئیگی اور لوگ بھی بجاے استقبال آئین گے
سرشار اپنی جگہ سے اٹھا کرگس کو بلایا ملازم نے کہا اسکو جبتک یہین رہنے دیجیے سرشار
نے کہا اچھی بات ہی وہ چلنے کو آگے بڑھا ملازم نے شراب کی بوتل ہاتھ مین اٹھالی سرشار نے کہا
ایک جام مجھکو پلا دے آج مسافت راہ طے کی ہی بہت تھکا ہوا ہون جبتک جی بھر کے نہ پیونگا کسل
دفع نہوگا ملازم نے جام بھر کے دیا سرشار نے پیا دو چار قدم چل کے کہا ایک جام اور دیدو
ملازم نے دوسرا جام اور دیا سرشار وہ بھی پی گیا اب ملازم اسکو درختون کی آڑ مین لیا اسکا سر چکرایا
چاہتا تھا کہ کہے کہ بیہوشی نے تھپیڑا مارا غش کھاکر زمین پر گرا ملازم نقلی یعنی جہانگیر و نے جلدی سے اسکی زبان
مین سوزن دی اسکا پشتارہ باندھکے لشکر مین لایا امیر الزمان نامدار سے عرض کی ای شہریار یہ بڑا ساحر
ہی آتش اندام نے اسکو خط لکھکر بلایا تھا یہ بہت دور سے آیا تھا اب اسکے باب مین جو حکم ہو وہ کیا جاے
امیر الزمان نامدار نے فرمایا اس سے دریافت کرو اگر اطاعت اسلام کرے تو اسکو امان دو نہین
تو قتل کرو جہانگیر و نے اسکو چوب بارگاہ سے باندھا تازیانہ لیکر سامنے کھڑا ہوا بیہوشی اسکی دور کی
سرشار کی آنکھ کھلی اپنے کو اسیر پایا بہت گھبرایا چاہا سحر کرکے نکل جاؤن زبان مین سوزن تھا جہانگیرو
نے کہا اب شناخت مین خدا اسکو احد دیکھتا کی کیا کہتا ہی سرشار تھوڑی دیر خاموش رہا پھر ہاتھ باندھ
اسنے اشارہ کیا اور اطاعت اسلام قبول کی جہانگیر و نے اسکو کھولا سرشار نے امیر الزمان کے جانب
نگاہ کی دوڑ کے قدمون پر گرنا چاہا امیر الزمان نے اسکو اپنے سامنے بٹھایا سرشار نے عرض کی
ای شہریار یہ کیا واقعہ تھا جہانگیر و نے کہا تمھاری قسمت مین مشرف باسلام ہونا تھا آتش دوزخ سے
نجات پانا تھا شکر کرو کہ تمکو خدا نے اسلام عطا فرمایا اور تمنے وہ آقا پایا جسکی پرستش کا تمام عالم قائل ہی
سرشار نے بہت کچھ امیر الزمان نامدار کی تعریف کی پھر لڑائی کا سبب دریافت کیا شاہزادے نے
سب کیفیت بیان کی سرشار نے کہا آپ حکم دین مین اسیوقت اس مرحلہ مین آگ لگادون جسقدر ساحر

یہان موجود ہین سب کو جلا دون امیر الزمان نے فرمایا اسکی کیا ضرورت ہی جب یہ کوئی مقابلہ کیواسطے
آئیگا اسوقت دیکھا جائیگا پھر کیفیت سحر سواد کی بیان فرمائی سرشار نے اسیوقت سب سردارون پر سے سحر
اُتارا جہانگرد نے اسکے دونون ملازمونکو بھی لا دیا سرشار نے انکو ہوشیار کیا وہ بھی دونون مسلمان ہوے
جہانگرد سے سرشار نے کہا میرے کرگس کو آپنے کیا کیا جہانگرد نے کہا وہین پڑا جگتا ہوگا سرشار نے اپنے ملازمین
کو بھیجا کہ کرگس کو لے آئین وہ شب اسی انتظام مین بسر ہوئی جب صبح ہوئی تو امیر الزمان نامدار نے فریضہ سحری
سے فراغت پائی اور دولت پر سواری آئی شاہزادے نے سلاح جسم پر آراستہ کیے بارگاہ سے باہر تشریف لاکر
پاؤن رکاب پر قدم رکھا سب لشکر ہمراہ تھا سرشار نے اپنے کرگس کو بلا لیا اسباب سحر سنبھالا جھولی کاندھے پر ڈالی
کرگس پر سوار ہوا امیر الزمان نامدار میدان جنگ مین تشریف لائے قلعہ کا بھی دروازہ کھلا سواد برہنہ تن
ساحرون کا لشکر لیکر نکلا اسکے بعد پھر ساحرونکا لشکر آیا سب نے میدان مین پہونچکر پرا جمایا جب جانبین مین
صف بندی ہو چکی تو سواد برہنہ تن کی نگاہ سرشار جادو پر پڑی اسکے ہوش اُڑ گئے حیرت ہوئی دلمین
خیال کیا یہ کیا غضب ہو گیا اب مین اسکے مقابلہ کی تاب نہ لاسکونگا اس نے امیر الزمان کا کیونکر ساتھ دیا
کیا واقعہ گذرا یہان سے جلد واپس جاؤن ملکہ سے دریافت کرون کل مین نے تمہر آمد تو ضرور سُنی تھی
سمجھا تھا ملکہ نے بلایا ہوگا کسی بارہ دری مین جگہ دی ہوگی خاطر و مدارات کی ہوگی مگر یہ منقلب سامان کیونکر
ہوا یہ سوچکے سواد برہنہ تن نے کہا ای سرشار یہ کیا واقعہ ہو تو ہمیشہ سے ہمارا معین اور کفیل طلسم جلوگون
کی امداد کو آئے اور اسطرح ہمارے دشمن سے مل جائے یہ خیال رکھو یہان بہت سے ساحران نامدار کو
ان تمھاری ضرورت نہین مگر تمہین کچھ خیال کرنا لازم تھا پہلے سے تم نے بادشاہ طلسم کا نمک کھایا کام کیوقت
منھ چھپایا وقت گذر جائیگا مگر بات یاد رہیگی اب بھی تم اسطرف آؤ ملکہ کے پاس چلو وہ تمھاری منتظر ہین خالق
تو شمع کے سب سامان درست ہین سرشار نے کہا او مکار کیا باتین بناتا ہو مجھکو آزماتا ہو کیا سمجھتا ہو اب مین
اطاعت امیر الزمان نامدار کی قبول کی ہو تا حیات رکاب ظفر انتساب کے ہمراہ رہونگا کبھی فراغت سے منھ
نہ موڑونگا سیاہ تو نہ پھرونگا اب زیادہ باتین نہ بنا مقابلے مین آ آج مین بھی تجھے سحر کا تماشا دکھاؤن کل تو
تونے بہت کچھ اپنے سحر کو زور دیا مگر کچھ دیتا سکا شرم نہ آئی تجکو لازم تھا اطاعت شہریار قبول کرتا آج مقابلہ کر
تو تا جب سواد نے کرگس سوار کو اس درجہ برہم پایا کہا آج جنگ سحر کی ضرورت نہین پہلوانان نامی بر
جنگ آتے ہین اگر ان سے تم لوگون کی جان بچگئی تو پھر سحر بھی کیا جائیگا ہم کس لئے واسطے سحر کرین آج
یہان کے پہلوان کافی ہین سب کو اسیر کرکے لیجائینگے خون کے دریا بہائینگے یہ کہکے سواد نے
ایک پہلوان کیطرف اشارہ کیا وہ گرز اچکا کے میدان مین آیا سخوری دکھا کے مبارز طلبی کی لشکر اسلام
سے بھی ایک سردار نے امیر الزمان نامدار سے اجازت لی ان دونون مین نیزہ بازی ہونے لگی
سواد نے موقع پایا میدان جنگ سے واپس آیا آتش اندام کے پاس پہونچا کہا ملکہ آپ کس خیال
مین بیٹھی ہین تشریف لیچلیے غضب ہو گیا مجھ مین نہین آتا آتش اندام نے کہا کچھ بیان تو کرو سواد
نے کہا کل سرشار کرگس سوار آپ کے بلانے سے یہان آئے مگر آپکی شرکت نہ کی اسوقت امیر الزمان
کے لشکر مین موجود ہین اگر مین اسوقت ساحرون کو آگے بڑھاتا تو وہ ضرور سحر کرتے اور اُنکے سحر سے
نہ بچ سکتے آپ تشریف لیچلیے اب اسوقت سوا آپکے دوسرا یہان موجود نہین جو سرشار سے مقابلہ کرے

آپ جلدی چلیے نہیں سب لشکر تباہ ہو جائے گا ایک سحر کی بھی کوئی تاب نہ لاوے گا جن سے نہ سبب بہت
مسلمانوں کی روشنی چشم کل زائل کی اُس نے آسانی سے سحر اُتار دیا کچھ خیال بھی نہ کیا ملکہ نے جو یہ کیفیت سنی از حد
حیرت ہوئی کہا ان لوگوں نے کل اُنکے لیے لڑ آدمی، واہ آپکے سب نے کیا اُنکا پتہ بھی نہیں ہے یہ کیا واقعہ ہوا معلوم ہوتا ہے
ہے یہ بھی پہلے سے لشکر اسلام کے شریک ہے انھیں کیوجہ سے شہنشاہ قتل ہوئے ورنہ کسکی مجال تھی جو اُنسے آنکھ ملا سکے
سوادے نے کہا اب ان باتوں کا محل نہیں رہا وہاں لشکر یکا کٹ رہا ہے تلوار کی لڑائی میں سپاہ کے پہلوان مسلمانوں
سے کیا تم پا سکیں گے دم بھر میں سب مر جاوینگے اب آپ چلیے تو جنگ سحر آغاز ہو آتش ندام نے کہا سر شار بڑا ساحر ہے
بڑے بڑے سحر اُسنے باہر دیکھے ہیں اُسکے مقابلہ کر جاؤں ایسا نہ ہو کہ تاب مقابلہ نہ لاؤں سوادے نے کہا آپ کسیطرح
تو آج اُن سے مقابلہ کیجیے اگر شکست کا سامان نظر آئے تو واپس آئیے گا دو چار روز کی مہلت طلب فرمائیے گا
اُس وقت تک اور ساحر جن جن لوگوں کو خطوط روانہ کیے ہیں آ جاویں گے بادشاہ طلسم بھی جبتک جواب لکھیں
جو کچھ وہاں سے حکم ہوگا وہ بہت مستحکم بات ہوگی اسوقت تو ایسی ہمت کرنا ہے قلعہ سے باہر قدم نکالیے آتش ندام
نے اپنا اسباب سحر تو پہلے ہی درست کر رکھا تھا کہا اے سوادے میں تمہارے کہنے سے چلتی ہوں دیکھوں تقدیر
کیا رنگ دکھائے یہ کہکے جھولی کاندھے پہ ڈالی میدان جنگ کیطرف روانہ ہوئی بیابان میں پہونچکے دیکھا غیر ساحر
لشکر تباہ ہوا ہے زمین پر دریائے خون جاری ہے قریب ہے کہ لشکر کے قدم اُٹھ جائیں آتش ندام نے جو یہ کیفیت
دیکھی جلدی سے اپنا تخت آگے بڑھا سر شار کیطرف دیکھکر آواز دی کہ آپکو ایسا لازم نہیں تھا میں طلسم ہوکر
آپ دغا دیں اور ہمارے دشمن کی شرکت قبول کریں سر شار نے کچھ جواب نہ دیا آتش ندام مقابلے میں آئی
کہا اگر آپ کو جنگ منظور ہو تو تاخیر نہ کیجیے غیر ساحروں کی لڑائی موقوف کیجیے کچھ ہمارے آپکے سحر آزمائی ہو بلا سبب
مفت میں ان بیچاروں کی کیوں جان جاوے یہ سنکر سر شار نے امیر الزمان سے اجازت چاہی غیر ساحروں کی
جنگ موقوف ہوئی سر شار نے ترکس آگے بڑھایا آتش ندام کے مقابلے میں آیا آتش ندام نے ایک گولا
اُسکی طرف پھینکا گولا پھٹا زمین سے ایک دھواں پیدا ہوا ایک جا پر ٹھہر کر دھوئیں نے ایک دیو مہیب کی صورت
پیدا کی اور سر شار کے سامنے منہ کھول کے آیا کہا اے سر شار میرے منہ میں چلا آ مجھسے مقابلہ نکر سکیگا میں
ابھی نگل جاؤنگا سر شار نے جھولی سے دو ماش نکال کے اُس دیو کے منہ میں ڈالدیے دیو نے ایک
چیخ ماری اور پانی ہو کر بہگیا آتش ندام نے دوسرا گولا اُسکی طرف پھینکا وہ بھی اسیطرح پھٹا زمین سے بھی
دھواں نکلا پھر ایک دیو کی صورت بنکر سامنے آیا سر شار سے کہا اگر تجھے کچھ دعوی ہے تو مجھسے مقابلہ کر ابھی تجھکو پکڑ
کے ملکہ کے پاس لیجاؤنگا مزا سے تخت والوں کا سر شار نے اُسکی طرف کچھ پڑھکے پھونک دیا دیو چیخ مار کر پھٹا لشکر
کے قریب آیا چاہا تخت الٹ دے ملکہ نے جھولی سے کچھ پھول نکالے اور وہ پھول دیو کیطرف پھینکدیے
دیو پھر اُسطرف پلٹا سر شار کے قریب پہونچا چاہتا تھا کہ اسکا سر کاٹ لے کہ سر شار نے اسکی طرف کچھ ماش
پڑھکر مارے دیو پھر ایک چیخ مار کے پلٹا آتش ندام کے تخت کی طرف پہونچکر ملکہ کے سر کیطرف ہاتھ بڑھایا
آتش ندام نے بہت کچھ پڑھ پڑھ کے اُسکی طرف پھونکا ماش مارے پھول پھینکے اس نے کسی بات کو
نہ مانا آتش ندام کے بال پکڑ کر تخت سے کھینچ لیا چاہتا تھا کہ جلد دیکھ زمین پر پٹک دے کہ آتش ندام نے
بصد تعجیل جھولی سے ایک نشتر نکالا پیشانی پر مارا خون کے قطرے ہاتھ میں لیے دیو پر پھینک دیے
دیو جلکے خاک ہوا مشعل سے پھر تخت پر بیٹھی سوادے نے جو یہ کیفیت دیکھی ملکہ کے قریب آیا کہا اب آپ

جس طرح پر ہوسکے اس وقت لڑائی موقوف کیجیے جبل باز گشت سحر ادیکھیں مقابلہ ہوگا آج آپ تنہا ان لوگوں
سے عہدہ برا نہ ہوسکینگی ملکہ نے جواب دیا سرشار سچ ہی کہتا ہے مگر ایک سحر اور کرتی ہوں یقین ہے سرشار
ابکی مرتبہ میرے سحر سے نہیں بچیگا اور اگر ابکی مرتبہ اسکی جان بچگئی تو پھر مقابلہ نکروں گی ابھی جبل باز گشت
سحر ادوں گی سواد نے کہا آپ کو اختیار ہے میں نے مناسب وقت میں آپکو راے دی تھی اب ماننا نماننا
آپکا کام ہے ملکہ نے جھولی سے ایک ترنج نکالا ایک سوزن پڑھکر ترنج پر ماری ترنج ملکہ کے ہاتھ سے اڑا
سرشار کے سینہ کے قریب پہونچا سرشار نے اشارہ کیا ترنج بھی پلٹا ملکہ نے جو دیکھا کہ ترنج پلٹ کے
آرہا ہے آتش اندام نے دو انگلیوں سے اشارہ کیا ترنج ٹوٹا زمین سے ستارے نکلکر منتشر ہوے
سب ستارے سرشار کیطرف چلے سرشار نے دو چاکیں ستاروں کی طرف پھینکدیں سب ستارے
بنگئے شعلہ بنکر آتش اندام کیطرف آئے چاروں طرف سے شعلوں نے آتش اندام کو گھیر لیا
آتش اندام گھبرائی ٹھہرنے کی تاب نہ لائی سحر کرکے غرق زمین ہوئی اسکو بھاگتے ہوے سب نے دیکھا لشکر
کے قدم اکھڑ گئے سب سے پہلے سواد برہنہ تن بھاگا اسکے جانیسے اوروں کی ہمت ٹوٹگئی سب نے
فرار کیا سرشار نے امیر الزمان نامدار سے عرض کی اے شہریار اب یہان ٹھہرنا بیکار ہے ان لوگوں کا
تعاقب کرنا چاہیے اب مرحلہ ٹوٹ جائیگا کوئی مقابلے میں نہ آئیگا امیر الزمان نے فرمایا تمکو اختیار ہے
سرشار نے سب کا تعاقب کیا شہزادوں نے دروازہ قلعہ کا بند کر دیا سرشار نے پھاٹک پر پہونچکے
ایک گرز مارا پھاٹک ٹوٹا سپاہ اسلام قلعہ کے اندر داخل ہوئی آتش اندام کے لشکر سے تلوار
چلنے لگی سرداران اسلام نے تھوڑی دیر میں سب کو مار کے ڈالدیا باقی جو بچے انھوں نے امان طلب
کی لڑائی موقوف ہوئی سب ہاتھ باندھ کے امیر الزمان کیخدمت میں حاضر ہوے شاہزادے نے
سب کو اسلام قبول کرنیکی ہدایت فرمائی سب نے اسلام قبول کیا امیر الزمان نے فرمایا اے سرشار اب
ملکہ مہر نگار کو جلد رہا کر دینا ہے اس مرحلہ کا زندان خانہ کہان ہے جلد اسطرف چلو ملکہ کو قید سے چھڑالاؤ سرشار
نے عرض کی اے شہریار آپ یہان توقف فرمائیں غلام جاتا ہے ابھی ملکہ کو اپنے ساتھ لاتا ہے امیر الزمان
تاجدار نے وہان توقف کیا سرشار روانہ ہوا زندان خانے میں آکر دیکھا ملکہ کا کہیں پتہ نہ ملا سرشار
واپس آیا امیر الزمان سے عرض کی اے شہریار غلام نے تمام زندان خانہ مرحلہ کو دیکھا ملکہ یہان نہیں ہین
امیر الزمان کو کمال ملال ہوا اور ساحر جو مرحلہ اصلاحیہ کے نگہبان موجود تھے انہون نے عرض کی اے شہریار
اصلاب جادو نے ملکہ کو ایسی جگہ قید کیا ہے جسکو سوا آتش اندام کے دوسرا نہیں جانتا اسی نے سحر کرکے
جاے قید کو معدوم کر دیا ہے جب آپ آتش اندام کو گرفتار کرینگے اسوقت کیفیت آپ کو معلوم
ہوگی امیر الزمان نامدار نے سرشار کیطرف دیکھکر فرمایا آتش اندام کہان ہے سرشار نے عرض کی
کہان گئی یہ نہیں معلوم ہوتی شاید وہ طلسم کیطرف روانہ ہوئی شاہزادے نے فرمایا اچھا آج کے روز یہان
قیام کرو کل طلسم کیطرف چلیں گے آتش اندام کو ڈھونڈھکر گرفتار کرینگے سرشار نے عرض کی اے شہریار
آتش اندام مجھسے بچ کے کہان جائیگی میں اس طلسم کے حالات سے اچھی طرح پر آگاہ ہوں
جہان جا کر چھپیگی میں ڈھونڈھ کے نکالونگا اسکے ساتھ سواد برہنہ تن بھی مفرور ہوا ہے اسکا
بھی پتہ لگاؤنگا دونوں کو خدمت والا میں حاضر کرونگا امیر الزمان نامدار نے لشکر کو حکم دیا کہ آج یہان

قیام کرو کل آتش ادہم کی تلاش میں روانہ ہوں گے یہاں چند آدمیوں کو چھوڑ جائیں گے حسب الحکم
شاہزادۂ والا تبار لشکر نے وہیں قیام کیا امیر الزمان نے سرشار کو اپنے پاس بلا یا کیفیت
طلسم دریافت فرمانا شروع کی سرشار نے عرض کی اے شہریار طلسم یہاں سے بہت دور ہے راہ میں
بہت سے مرحلے ہیں ساحران جلیل اُنکی نگہبانی کرتے ہیں عجائبات و غرائبات حد سے زیادہ ہیں
طلسم دور انتصار تک رسائی محال ہوتی ہے وہان کا بادشاہ دل تابان جادو بڑا ساحر ہے فنون جادوگری
سے خوب ماہر ہے لشکر بھی بیشمار اُسکے پاس ہے ایک شہر میں اُس نے دیوان شہر مدد کو آباد کیا ہے اُنکی دھج
کوئی طلسم کیطرف آنکھ اُٹھا کے نہیں دیکھ سکتا ہے اسی طرح بہت سے عجائبات و غرائبات اسکے ہیں
کہ جو اور طلسموں میں ممکن نہیں اسکے قریب ایک شہر حیرت افزا ہے وہان کے حاکم سے اور دل تابان جادو
سے ایسے مراسم ہیں کہ پہلے بھی ایک دوسرے کا شریک و دخیل ہے دونوں نے ملکر ایک جگہ ایسی بنائی ہے کہ اسکو آفات و
بلیات کا معدن قرار دیا ہے اُسکا نام طلسم معدن آفات رکھا ہے لوح طلسم اُسی میں ہے دونوں بادشاہوں نے وہین کی
مگر انسان کی مجال نہیں جو وہان تک جا سکے علاوہ طلسم میں انکی وحشت و قدرت ہے کہ وہان کا پتہ پائیں یا کسی وقت
وہان تک جا پہنچین اور اسوقت جو آتش ادہم بھاگی ہے وہ دل تابان جادو تک نہیں جائیگی راہ میں کسی دوسرے
مرحلہ دار سے مدد طلب کریگی کیونکہ وہان تک جانا ان لوگوں کا کام نہیں ہے برسوں دعا بھی قبول نہیں ہوتی
دل تابان جادو برسوں اپنے طلسم میں نہیں آتا اور نہ بادشاہ طلسم حیرت افزا یعنی احمر لباس جادو
اپنے طلسم میں جاتا ہے دونوں بادشاہ طلسم معدن آفات میں رہتے ہیں وہیں سب سامان راحت مہیا
ہے سلطنت کا کام وزرا دیکھتے ہیں وہی سب لوگ انتظام کرتے رہتے ہیں امیر الزمان نامدار نے
فرمایا اے سرشار تم کبھی طلسم تک گئے ہو وہان کی سب کیفیت دیکھی ہے سرشار نے عرض کی اے شہریار میں
ایک مرتبہ گیا تھا طلسم کی کیفیت دیکھی عقل حیران ہوگئی جو بات تھی وہ عجیب و غریب تھی طلسم ایسے ہیں
کہ دوکاندار مال رکھکے چلے جاتے ہیں اشیاء تجارت خود اپنی قیمت بتا دیتے ہیں خاص طلسم جہان بادشاہ کا
تخت ہے وہاں کی حالت قابل دید ہے جس چیز کی خواہش ہو بلا طلب پاس آجاتی ہے جہان جانیکا ارادہ کیا تخت موجود ہے
وہیں پہونچا دیا درخت سے میوے توڑ لیے نوش فرمائیے جس چیز کا خیال آئے تیار ہے واللہ باللہ اگر کسی کو
خیال آئے ارباب نشاط بھی وقت حاضر ہو جاتے ہیں گانا سناتے ہیں سب چیزیں ایسی ہیں جنکو دیکھکر عقل حیران
ہوتی ہے سب سے زیادہ ملکہ انجم طلعت کا قابل دید ہے باغ میں تو کسی کی مجال نہیں جو جاسکے ہاں
ملکہ انجم طلعت کی تصویر رکھی ہے تصویر پر دوپٹہ پڑا ہے اسقدر حسن و جمال تصویر سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس نے
ایک نگاہ تصویر کو دیکھا محو ہو جاتا ہے وہیں سر پٹک پٹک کر جان دیتا ہے اے شہریار باغ میں نہیں گیا مگر دور سے
ملکہ کا مکان دیکھا اور وہاں کی کیفیت کسی سے بیان کرتا ہوں تو یکلخت ہوش جاتا ہے اسیطرح سرشار نے طلسم کی
کی کیفیت کل بیان کی شاہزادہ دیر تک غور سے سنتا رہا بعد سرشار نے حالت طلسم کی بیان کی
شاہزادے کو ملکہ انجم طلعت کے باغ اور مکان کی کیفیت میں زیادہ دلچسپی ہوئی ایک ایک بات کو دو دو مرتبہ تین تین
دریافت کیا جب سرشار سب کیفیت بیان کر چکا امیر الزمان نے فرمایا اگر خدا نے چاہا تو جلد سب کیفیت وہاں کی دیکھیں گے ملکہ
انجم طلعت کے مکان و باغ کے دیکھنے کا بہت زیادہ اشتیاق ہے سرشار سے کہا اے شہریار وہاں تک جانا اور کیفیت دیکھنا بہت ہی
بات ہے امر محال ہے کہ راہ بہت خطرناک ہے وہاں تک پہنچنا دشوار ہے امیر الزمان نے فرمایا اگر خدا کو منظور ہے تو جلد ہو جائیگا۔ دیکھئے

اور سب کیفیت دیکھ آئیں گے اب تو اس طلسم سے چھیڑ چھاڑ شروع ہی دیکھیں کیا کیفیت دیکھنے میں آتی ہے جنگ
سحر نگاہ زن آزاد نکر آئیں گے اسطرح آگے بڑھتے چلے جائیں گے یہی گفتگو میں صبح ہوئی شاہزادہ نے زریفہ سحری ادا کیا
مسلمانوں کی کشتیاں سامنے آئیں شاہزادے نے سلاح جسم پر آراستہ کیے باہر تشریف لا کر دیکھا سب نے آکے اسلام حاضرین شاہزادوں
سب کا سلام لیکر گھوڑے پر سوار ہو عقب میں لشکر لیکر آگے روانہ ہو سرشار کرکس سوار سے طرح کی ہوا سے میں گرچی لیک
مرحلہ اور ہی گمان ہو آتش اندام وہیں مقیم ہوئی پہلے وہاں تشریف لیجاکر وہاں بیٹھ نہ سکتا تو پھر ادھر کیا تھی امیر الزمان مدد
مرحلہ کیطرف روانہ ہوئے کہ ذکر انکا وقت پر آئیگا اب کچھ کیفیت ملکہ آتش اندام کی تحریر کیجاتی ہے کہ یہ جو سرشار کے مقابلہ
سے بھاگی اپنی جان بچا کے مہیب چہار چشم کے یہاں پہونچی یہ ساحرہ بھی طلسم کی ملازم تھی بہت سے ساحر دیکھو اس نے سحر سکھایا
تھا مصلاب جادو بھی اسکا شاگرد تھا لوگ اسکو بہت مانتے تھے جب کوئی وقت سخت ہوتا تھا تو اسکی رائے لیتے تھے اسکو
شریک کر کے کام انجام دیتے تھے دل تابان جادو بادشاہ طلسم کو اس پر بڑا اعتبار تھا بیس مرحلوں کی سرداری اسکے
حوالے تھی مرحلہ دار وزرا اسکے پاس آتے تھے سب کیفیت کہ جاتے تھے آتش اندام سے جب اسکو مرگ مصلاب کی خبر
دی اور مرحلہ کی کیفیت لکھی اسکو غصہ آیا چلنے کا سامان کیا اسی روز نا اسکا بھی ارادہ تھا کہ آتش اندام اسکے پاس آئی اور سلطنی
اب جو مہیب چہار چشم نے اسکی طرف نگاہ کی دیکھا خون میں ڈوبی ہوئی لباس خاک میں لوٹا بری ہوئی مہیب نے
کہا اے آتش اندام یہ تیری کیا کیفیت ہی ارے یہ تجکو کس نے زخمی کیا کیا واقعہ گذرا میں خود آج آتی تو نے
کیسطرح یہ زحمت اٹھائی یہانتک چلی آئی آتش اندام نے سب کیفیت بیان کی سرشار کیحالت سے اطلاع دی
مہیب نے کہا خاطر جمع رکھو پریشان نہو میں ابھی چلو نگی سب کو گرفتار کروں گی یہ کہکے اپنا تخت منگایا چار دیو
آتش نشان تخت لیکر آئے اس نے مجھلی کاندھے پر رکھا اپنے برابر آتش اندام کو بٹھایا تخت اڑا یا مرحلے کیجانب
روانہ ہوئی تھوڑی دیر میں قلعہ مصلابیہ میں پہونچی یہاں سامان درہم برہم پایا لشکر کو بھی وہاں نہ دیکھا جو لوگ موجود
پائے ان سے دریافت کیا انھوں نے حرف بحرف سب کیفیت بیان کی آتش اندام نے کہا کہ سوار برہنہ تن کہاں
ہے لوگوں نے کہا وہ آپکے ہمراہ میدان جنگ سے آئے سے پھر نہیں معلوم کہاں گئے آتش اندام نے قلعہ
پر قبضہ کیا جو لوگ مسلمان تھے انکو اسیر کر لیا دریافت کیا کہ اب امیر الزمان اور سرشار وغیرہ کسطرف گئے ہیں
اور لوگوں نے بتایا کہ یہاں سے بیس کوس پر جو مرحلہ سلجوقیہ ہے وہاں کی ارادے سے سب روانہ ہوئے
انکو آپکی تلاش ہے اسی واسطے یہاں چند آدمیوں کو چھوڑ کر اسطرف روانہ ہوئے ہیں مہیب چہار چشم
نے کہا اے آتش اندام اب یہاں ٹھہرو ورنہ مرحلہ سلجوقیہ بھی گئے ہاتھ سے سرشار ہمراہ گیا ہے سلجوق جادو دو دن بھی
مقابلہ نہ کر سکیگا ضرور مارا جائیگا بادشاہ مجھے شکایت کرینگے بہتر یہ ہو کہ اب انکے تعاقب میں روانہ ہو آتش اندام
نے جواب دیا کہ اب لشکر بھی موجود نہیں انکو گھیرتے کیونکر مقابلہ کرینگے وہ لوگ بڑے جری دلاور ہیں سرشار ساحر زبردست
انکے ہمراہ ہے بہت مشکل ہوگی مہیب نے کہا تم خاطر جمع رکھو ایک سحر میں سب کو بیکار کر دونگی سرشار کو اسیر کر کے
مرحلہ سلجوقیہ پر بجاؤنگی وہاں سے لشکر بھیجکر سب کو قید کرا دونگی آتش اندام یہ سنکر شاد ہوگئی اسی وقت مہیب کے ہمراہ ہو لی
مہیب نے اژدروں کو اشارہ کیا وہ تخت لیکر روانہ ہوئے مہیب چہار چشم نے کہا جلد چلو دیر نہو نے پائے راہ میں دشمنوں کو
گرفتار کرلیں آگے تخت دیں اژدروں نے راہ جلدی جلدی طے کرنا شروع کی تھوڑی دیر میں آتش اندام نے مہیب سے کہا دیکھیے
وہ لشکر جاتا ہو نشان نظر آتا ہی مہیب نے جو نگاہ کی کہا ہاں سرشار بھی ہمراہ ہی بس اب ہمیں ان سب کو سحر کر کے بیکار کر دوں مرحلہ
سلجوقیہ پہنچنے نہ پائیں گو آگے یہ ہی وہاں پہونچ کے سب کو گرفتار کرا منگاؤں گی یہ کہکے اژدروں کو آگے بڑھایا چشم زدن میں

پہونچے اس نے نعرہ کیا ہم ملکہ عیب چہار چشم خود آگئے تم ٹھہرو یہ صدا سنتے امیر الزمان نے نگاہ کی
دیکھا ایک عورت سیاہ فام ضعیف العمر بال کھلے ہوئے پیشانی پر دو آنکھیں زیادہ ایک پتلی دھوتی
باندھے شانے پر جھولی ڈالے تخت پر سوار اژدر تخت اٹھائے ہوئے چلے آتے ہیں
اسکے پاس آتش اندام بھی بیٹھی ہوئی ہے امیر الزمان نے سرشار سے کہا جسکی تلاش میں جاتے
تھے وہ یہیں آگئی سرشار نے جو پلٹ کے دیکھا کہا اے شہریار غضب ہوا یہ ساحرہ جو آتش اندام
کے پاس بیٹھی ہے عیب چہار چشم اسکا نام ہے بلا کا سحر جانتی ہے اس طلسم میں بہت سے ساحر اسکے
شاگرد ہیں خود اصلاب جادو نے بھی اس سے سحر حاصل کیا تھا دیکھیے خدا کیا دکھاتا ہے امیر الزمان
نے فرمایا خاطر جمع رکھو ہراساں نہو خدا فضل کرے گا یہاں تو یہ باتیں تھیں اسطرف عیب نے
مقابلے میں پہونچ کے جھولی سے کچھ ماش نکالے اور سرشار کیطرف پھینکدیے سرشار چکر کھا کر
زمین پر گرا چاہا سنبھل سکے اتنے میں ایک برق چمک کر گری سرشار سب کی نظروں سے غائب
ہو گیا اسکے بعد اس نے ایک گولا لشکر اسلام کیطرف پھینکا تو لا پھٹا اس میں سے
دھوئیں کی چادر نکلی لشکر اسلام میں بھی جسقدر ساحر غیر ساحر موجود تھے سب بیہوش
ہو کر زمین پر گرے امیر الزمان نامدار پر سحر نے اثر نہ کیا عیب چہار چشم نے آتش اندام
سے کہا یہ جوان جو سامنے کھڑا ہے کیا اسپر سحر تاثیر نہیں کرتا آتش اندام نے جواب دیا
کہ اسکے پاس بہت سے تحفے ایسے موجود ہیں جنکی وجہ سے اسپر سحر کارگر نہیں ہوتا ہے عیب
نے کہا اسکو مرحلہ سلجوقیہ کے لوگ گرفتار کر لینگے ایک آدمی کتنوں سے مقابلہ
کرے گا آتش اندام نے جواب دیا کہ یہ نہ فرمایئے یہ اکیلا میرے مرحلہ پر لشکر سے لڑا
اور سبکو شکست دی اپنے سرداروں کو بچا لیگیا ایک کو اسیر ہونے نہ دیا بلا کا دلیر
ہے ایک ہزار کو یہ تنہا کافی ہے عیب نے کہا مرحلہ سلجوقیہ سے فوج کثیر بھیجدی جائیگی
کیونکر سب سے مقابلہ کرے گا گرفتار ہو جائے گا یہ کہکے اپنا تخت مرحلہ سلجوقیہ
کیطرف روانہ کیا امیر الزمان یہ سب کیفیت دیکھتے رہے تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ سامنے
سے گرد اڑی شاہزادے نے خیال کیا کہ لشکر آتا ہے درست ہو کے پشت مرکب
پر بیٹھے دامنہ گرد شگافتہ ہوا دیکھا لشکر بے شمار آتا ہے ساحر بھی بہت سے ہمراہ ہیں
بڑے بڑے تخت اڑاتے ہوئے چلے آتے ہیں امیر الزمان نامدار کے مقابلے
میں آکر ٹھہرے اور ساحروں کے لشکر نے پرا جمایا ایک سردار آگے بڑھ کے آیا
امیر الزمان سے مخاطب ہو کر کہا اے جوان اب تیری کوشش بیکار ہے لشکر تیرا مبتلائے سحر
ہے کسی میں حس و حرکت باقی نہیں تو تنہا ہم سے کیا مقابلہ کرے گا اور کیونکر لڑے گا مناسب
ہے کہ اب خوشی سے ہمارے پاس چلا آ تیرے شباب پر افسوس آتا ہے واقعی تو بہادر ہے
تجکو ابھی لیجا کر تیری تقصیر معاف کرا دیں گے تو ہمارے مرحلہ میں رہنا فوج میں تجکو عہدہ
جلیل ملجائیگا یہ بھی معلوم ہے کہ تو سحر سے نہیں ڈرتا مگر تنہا کہانتک مقابلہ کرے گا ہم سب ہجوم
کرکے تجکو گرفتار کر لیں گے تیرا بڑا معین سرشار جادو اسیر ہو کر ابھی ہمارے مرحلہ پر گیا ہے اب

تیرا سب لشکر بھی وہین پہونچا جاتا ہی تجکو بھی پکڑ کے لیجائین گے بھلا تو یہ نہ سمجھا کہ ہم طلسم مین
ہو اتنا سا لشکر لیکر جاتا ہی تجکو کسطرح فتح پاؤنگا مگر جو تجھ پر تاثیر نہین کرتا اسبات پر بڑا نازا ہی
بس اب جہالت کو دخل نہ دے اور ہوشیاری سے کام لے ہمارے پاس چلا آ کچھ عذر
درمیان مین نہ لا امیر الزمان نامدار نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا فرمایا او یاوہ گو کیا بکتا ہی
اگر تو ہمارے مقابلہ کے واسطے آیا ہی تو ہم بھی موجود ہین بیلے ڈٹے تیری کیا مجال جو ہمارے
سردارون کو یہان سے لیجائے اور کسیکو ہاتھ لگائے کثرت سپاہ سے ڈراتا ہی مجکو خوف دلاتا ہی
سردار نے کہا اگر یہی دعوی ہی تو میدان مین آ دو ہنر جنگ آزماؤ امیر الزمان نامدار میدان مین آئے
سردار نے اپنی فوج سے اشارہ کیا کہ نذر کے اس جوان کو زندہ اسیر کرلو اور ساحرمن سے
کہا تم اپنے تختون پر اسکے سردارونکو لادکر آگے بڑھو جب تک ہم اسکو اسیر کرلین گے یہان سے
نہ آئین گے امیر الزمان نامدار پر لشکر ٹوٹ پڑا اس شاہزادہ پشت و پہلو سے ہوشیار ہوکے
مصروف جنگ ہوا ساحرون نے وقت پایا سرداران امیر الزمان جو غافل پڑے ہوئے تھے
سبکو تختون پر لادنا شروع کیا کل سپاہ کو لادکر ساحرمن نے تخت اُڑا دیے اور جانب مرحلۂ سلجوقیہ
روانہ ہوئے امیر الزمان نامدار مصروف جنگ رہے سپاہ بیشمار تھی شاہزادے نے ہزارونکو
زیر تیغ کیا خود بھی بہت زخمی ہوا جب کثرت زخمکاری سے طاقت باقی نہ رہی امیر الزمان نامدار نے
دونون ہاتھ مرکب کی گردن مین ڈالدیے گھوڑا اچھا سوار پر وقت تنگ ہو طاقت پیکار باقی نہین
اپنے مالک کو لیکر لشکر سے نکلا صحرا مین ایک جانب کو روانہ ہوا کہ ذکر اسکا وقت پر آئیگا
یہان سردارون نے جب امیر الزمان نامدار کو نہ پایا حیران ہوے بہت تلاش کی آخر سبنے
یہ خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہی وہ جوان مارا گیا اور لاش اُسکی پامال سم اسپان ہوگئی اب پتہ ملنا دشوار
ہی چلو واپس چلین اور ملکہ عجیبہ سے کل کیفیت بیان کردین یہ کہکے لشکری واپس ہوے
تھوڑی دیر بعد مرحلۂ سلجوقیہ مین پہونچے عجیب چہارچشم بیٹھی ہوئی تھی لشکر کو واپس آتے ہوے
دیکھکر خوش ہوگئی آتش اندام سے کہا تمنے دیکھا سب کام بن گیا لشکری اسیر ہوے امیر الزمان
کو بھی لشکر لے رکے قید کرکے لاتے ہین اتنے مین سرداران لشکر عجیب چہارچشم کے قریب
آئے کہا ملکۂ عالم امیر الزمان مارا گیا لاش اُسکی پامال سم اسپان ہوگئی پتہ نہ ملا مگر بڑا بہادر تھا
بلا کا شجاع تھا آدھے سے زیادہ لشکر کو قتل کرڈالا کیا تنگ کرتا تھا اگر اُسکے ہمراہ تھوڑا بھی
لشکر ہوتا تو ہم لوگ کبھی فتح نہ پاتے ضرور اُسکے ہاتھ سے مارے جاتے سلجوق جادو نے
جو یہ کیفیت سنی سردارون سے کہا تمنے برا کیا ایسے بہادر کو اسطرح قتل کرڈالا اُسکو زندہ
اسیر کرلاتے شاید راہ راست پر آجاتا تو ہم اپنی سپاہ کا اُسکو سردار بناتے لشکریون
نے کہا شہنشاہ وہ ملعون کبھی ہاتھ نہ آتا ہم لوگون نے بہت کوشش کی کہ اُسکو زندہ ہی
گرفتار کرلین مگر اُسنے کسی کو اپنے قریب نہ آنے دیا ہزارون کو قتل کرکے ڈالدیا یہ بھی تو
نہین معلوم کہ وہ کب مارا گیا اور کس نے اُسکو گھوڑے پر سے گرایا معلوم ہوتا ہی جب اُسمین
طاقت پیکار باقی نہین رہی گھوڑے سے گرا پامال سم اسپان ہوگیا سلجوق جادو نے بہت افسوس

گیا اور عجیب نے کہا ان سب کو بادشاہ کے پاس روانہ کرو وہ جو چاہیں سو سزا دینگے ہمکو اسکا اختیار نہیں ہی اور زمین سے کوئی اسیر یہان رہنے نہ پائے آتش اندام نے کہا کہ عمر نگاہ جو یہان قید ہی اُسکے باب مین آپ کیا فرماتی ہین عجیب نے کہا اُسکو بھی لاؤ انھین اسیرون کے ساتھ روانہ کرو وہ آتش اندام اُسیوقت وہان سے روانہ ہوئی اُسنے مرحلہ پر آ کے عمر نگاہ کو ننگا مادر زاد کر دن مرحلہ سلو قیہ پر لیجا کر عجیب عیار چشم کے حوالہ کیا عجیب نے سب پر سے سحر اُتارا قید اُن پہنائی گئی اُسی دن عرضی لکھکر سب قیدیونکو دل تابان جادو بادشاہ طلسم دار الضیا کے پاس لشکر بیشمار ہمراہ کرکے روانہ کیا کہ ذکر انکا وقت پر آوے گا اب وہ کلمہ داستان جلالت عنوان شاہزادہ سکندر فرخ لقا کے ورق سپے جلتے ہین

داستان جلالت عنوان روانہ ہونا شاہزادہ سکندر فرخ لقا کا مع طوفان بن عمر وحسب الحکم صاحبقران تاج لشکر بدیع الملک تاجدار جانب نطاق اور پہونچنا شارہ دوازدہ منزل پر اور بعد دریافت حال منارہ پر جانا شاہزادے کا گم ہونا لشکر کا تباہ ہو کر تلاش کیلیے نکلجانا اور طلسم حیرت افزا مین شاہزادے کی خبر پانا ایک عامل زبردست کا پیدا ازجھنی بنانا اور باقی حالات متعلق داستان ہذا ساقی نامہ

ساقیا دے شراب عنبر بیز	جس سے ہو طبع کو مری کچھ تیز	بھر کے دے جام مین مجھے وہ شراب
جس سے آتی ہو صاف بوی گلاب	آج جی بھر کے تو پلا دے تو	ہمت طبع کو بڑھا دے تو
داستان عجیب لکھون گا	ماجرا ے غریب لکھون گا	جسکا جسو قت مجلکو ہمکا سرور
دل سے ہوگا ملال رنج بھی دور	داستان بھر کرونگا وہ تحریر	رزم اور بزم کی جو ہو تصویر
ناظرین شوق سے نگاہ کرین	سامعین سن کے واہ واہ کرین	طلسم کشایان خوشنما ہی

مرحلہ پیمایان صحرای مختب خامہ کو میدان قرطاس پر تحریر حال شاہزادہ سکندر فرخ لقا مین یون گرم جولان کرتے ہین کہ جب شاہزادہ نامدار حسب الحکم صاحبقران یعنے بدیع الملک عالی وقار تاج لوح طلسم زمین فلک جانب دیوان نطاق روانہ ہوئے اُس وقت شاہزادہ عالی ارادہ کے ہمراہ لشکر جرار اور سپاہ بیشمار اور عیاران نامی اور ساحران گرامی موجود تھے کوچ و مقام کرتے دس روز کے بعد ایک دریاے ذخار ناپیدا کنار کے قریب پہونچے لب ساحل سبزہ کا لہکنا طائران خوش الحان کا چہکنا سکندر والا قدر کو پسند آیا رفقا سے ٹھہر کر فرمایا آجکی رات یہان بسر کرین قدرت صانع حقیقی پر نظر کرین واقعی یہ صحرا بھی پر بہار ہی رشک گلزار و مرغزار ہی دو ایک روز یہان بسر کرینگے پھر آگے چلنے کا ارادہ ہوگا اب خشکی کا راستہ نہ ملیگا دریا کا سفر ہوگا یہ لطف کا ہیکو میسر ہوگا سب نے شاہزادہ والا جاہ کا حکم مانا بارگاہین استادہ ہوئین سرداران گرامی مرکبون سے اُترکے اپنی اپنی بارگاہون مین داخل ہوے سکندر فرخ لقا اپنی بارگاہ مین تشریف لے گئے تھوڑی دیر کے بعد اور سردار بھی حاضر بارگاہ سکندر نامدار رہے اِدھر اُدھر کا ذکر ہونے لگا شاہزادے نے فرمایا نہین معلوم اس جگہ کا کیا نام ہی اور یہ کون مقام ہی

یہان کسکی حکومت ہو عجب مقام ہے فرحت ہو سرداروں نے عرض کی صبح کو اسکی کیفیت معلوم ہوگی
جو کوئی نظر آئیگا اس سے دریافت کرینگے معلوم ہوجائیگا تھوڑی دیر تک یہی تذکرہ رہا
پھر محفل برخاست ہوئی اپنی اپنی بارگاہوں مین جا کے آرام کیا جب سکندر زرین پوش فلک یعنے
آفتاب عالم تاب پردۂ مشرق سے نکلکر چرخ چہارم پر جلوہ افروز ہوا اور تاریکی شب گذری
دور ہوا تو سکندر فرخ لقا بیدار ہوے مصروف عبادت پروردگار ہوئے جب فریضۂ صبح
سے فراغت پائی سواری طلب فرمائی یہان دیر سے لوگ منتظر تھے اسپ صبا دم برق قدم
دردولت پر حاضر تھا شاہزادہ برآمد ہوا رکاب ظفر انتساب مین قدم دیا قاش زین کو منور
کیا سرداران نامی ہمراہی حاضر ہوے قریب ساحل برائے سیر و شکار توجہ فرمائی عجیب قدرت
خدا نظر آئی وہ صبح کا سہانا وقت جنگل کی فضا درختون کی بہار لب ساحل کی طراوت پیش ہوا
گلہاے خودرو پر قطرات شبنم کی آب و تاب ہر قطرۂ صفا ریز گوہر مکنون کا جواب بھینی بھینی شمیم
کا ہوا کے جھونکون مین لپٹ لپٹ کے آنا جانوران صحرائی کا اپنی چہل کرو دکھانا طائران
خوش الحان زمزمہ سنج کا ڈالیون پر مست ہوکر جھومنا نسیم سحری کا صحرا مین چہار جانب گھومنا
دریا کے شفاف پانی کا لہرین لیلے کر بہنا ماہیان دریا کا اچھلنے سے غافل نرہنا ادھر آمد
سلطان زرین لباس مشرق کا نور جسکی سبب سے دریا مین سرخی کا ظہور وہ آسمان پر
کرنون کی چمک سے دیدۂ اختر کا جھپک جانا وہ فرحت خیز صبح کا آنا حسن صبح دکھانا غرض
بیان ایسا تھا کہ جسکی نگاہ سے گذرا اسنے لطف اٹھایا باغ دنیا مین حظ زندگی پایا شاہزادہ
یہ کیفیت دیکھتا ہوا قریب دریا آیا سرداروں سے مخاطب ہوکر فرمایا دیکھو سامنے کچھ لوگ مصروف
شکار ہین بلاؤ بخاطر جمع آؤ یہان کا حال انسے معلوم ہوجائیگا راستہ بھی سمجھ مین آجائیگا
سرداروں نے ان لوگون کو بلایا ہر ایک شان و شوکت سکندر عالی قدر دیکھکر گھبرایا جھکے
شاہزادے کو جھک کر سلام کیا سکندر نے سب کو جواب دیا سرداروں نے پوچھا کیون
بھائی یہ کون مقام ہو یہانکے بادشاہ کا کیا نام ہی سب نے جواب دیا یہ دریاے اسرار مشہور ہی اس کا
شہرہ نزدیک و دور ہی طلسم حیرت افزا کی یہی راہ ہی احمر لباس جادو یہان کا بادشاہ ہی
اسی دریا مین کچھ دور پر ایک منارہ ہی وہی طلسم کی جائے نظارہ ہی اگرچہ طلسم یہان سے بہت
دور ہی مگر اسقدر بلند ہی کہ وہان سے معلوم ہوتا ہی بہت سے بادشاہان عالیجاہ آئے
ہین جہاز پر بیٹھکر اس منارہ تک جاتے ہین بارہ درجے اس منارہ کے سنتے ہین
دس درجون تک سب جاتے ہین وہان کی خبر لاتے ہین مگر گیارھوین اور بارھوین درجے
کے حال سے کوئی ماہر نہین وہان کا راز کسی پر ظاہر نہین کیا آپ لوگونکا بھی وہین جانے کا ارادہ
ہی شیخ والا مسطر فلکی آمادہ ہی سکندر فرخ لقا نے فرمایا گو ہمکو وہان جانے کی ضرورت نہ تھی اسقدر
واقفیت نہ تھی مگر اب ضرور جائینگے وہان کی کیفیت دیکھ آئینگے تمہارے کہنے سے اشتیاق
ہوا دل بہلجائیگا دوسرے ایک طلسم دیکھنے مین آئیگا ان لوگون نے عرض کی ہم جہاز لائینگے جب مزاج
والا مین آئے تشریف لے چلیے دریا کی کیفیت دیکھنے قابل ہی مگر منزل دراز ہی دو دن مین پہنچیے گا

پکڑلی نہ جاوے ورنہ زک اُٹھاوے گا اسکے علاوہ اور بہت سی باتین ہین جو اس کتاب کے دیکھنے سے آپکو معلوم ہونگی شاہزادے نے فرمایا یہ منارہ کسکا بنایا ہوا کس شخص نے تعمیر کرکے اپنا کمال دکھایا ہو ناخدا نے عرض کی ای شہریار ہم مدت سے اس منارہ کو دیکھتے ہین اور اپنے بزرگون سے بھی سنتے چلے آتے ہین کسی نے ہنوز اسکے بانی کا نام نہین بتایا ہمیشہ یہی سنا کیا احمر لباس جادو نے اپنے طلسم کی عظمت و شان دکھانیکو بنایا ہو یہ نہین معلوم بنانے والا اسکا کون ہو شاہزادے نے فرمایا احمر لباس جادو کوئی بڑا ساحر ہو ناخدا نے کہا ای شہریار اس کا جواب دینے والا اب دنیا مین کون ہو سب ساحر اسکا نام لیکر سحر کرتے ہین اسنے طلسم حیرت افزا بنایا ہو وہین بادشاہی کرتا ہو اسکے طلسم کی کیفیت جب آپ منارہ پر تشریف لیجائین گے تو ملاحظہ فرماوینگے شاہزادہ دیر تک یہ گفتگو کرتا رہا بہت سی باتین دریافت کین پھر ناخدا دوسرے کامون مین مصروف ہو گیا سکندر فرخ لقا نے اپنے رفقا سے کہا مجکو بہت اشتیاق ہو جلد دو دن گذرین اور ہین اس چھوٹے منارہ پر پہونچون دیکھون اس مین کیسی کیسی باتین تحریر ہین اول تو ایسے بحر ذخار ناپیدا کنار مین منارے بنانا بھی طلسمی کارروائی ہو دوسرے یہ کیا بات ہو کہ ہزار دن کوس طلسم حیرت افزا ہوگیا منارہ پر جانیسے وہانکی ہر ایک چیز صاف نظر آتی ہو نہین معلوم دو منزلون پر جانیکو کیون منع کیا ہو وہان کیا اسرار ہو سردار بھی منارے کی تعریف کرتے رہے اسی اشتیاق مین سکندر فرخ لقا نے دو روز بسر کیے تیسرے روز شاہزادہ کو منارۂ عالیشان سنگ سفید نظر آیا ناخدا خدمت مین حاضر ہوا عرض کی حضور یہ وہی منارہ ہو جہان ہدایات کی کتاب رکھی ہو اب ملاحظہ فرمایئے حیرت کیواسطے یہی منارہ کیا کم ہو کسقدر عالیشان ہو اور کس جگہ پر بنا ہو کہ جہان پانی کی تھاہ نہین جہاز کے جانے کی راہ نہین اسیواسطے دور تک اسکا زینہ بطور گھاٹ کے بنایا ہو جہاز بس وہین تک جاتا ہو وہین لوگ اُترتے ہین زینہ پر چڑھکر منارہ تک پہونچ جاتے ہین سکندر فرخ لقا بہت خوش ہوے جہاز زینہ کے قریب پہونچا ناخدا نے شاہزادہ سے عرض کی تشریف لے چلیے لب زینہ جہاز آگیا ہو زینہ بھی اسقدر بلند ہو کہ جہاز سے اُترنے کی ضرورت نہین سکندر تاجدار اُٹھے چند سردار ہمراہ ہوے شاہزادہ نے نام خدا لیکر زینہ پر قدم رکھا بعدہٗ سب سرداران نامی گرامی زینہ پر آئے یکے بعد دیگرے منارہ پر چلے ناخدا نے جہاز کو لنگر دیا وہین ٹھہرایا کچھ لوگ ملازمین وہین ٹھہرے جب شاہزادہ نے زینہ کو طے کیا اور قریب تو منارہ کے پہونچا دیکھا سامنے دروازہ ہو مگر مقفل ہو کلید زنجیر دن مین آویزان ہو شاہزادہ قریب آیا قفل کھولکر دور کر دیا زینہ ملا شاہزادہ مع ہمراہیان زینہ پر چڑھا جب زینہ کی حد ختم ہوئی ایک کمرہ معقول با سامان نفیس نظر آیا مکان کو بہت آراستہ پایا ہر طرف قد آدم آئینہ رکھے ہوئے فرش قالین بچھا ہوا سامنے ایک تخت طاؤسی رکھا ہوا ہو قریب تخت چوکی پر ایک کتاب رکھی ہو شاہزادہ قریب آیا تخت پر جلوہ فرما ہوا کتاب اُٹھائی پڑھنا شروع کیا لکھا تھا ای سیاح منارہ دوازدہ منزل آگاہ ہو اگر تجکو منارۂ دوازدہ منزل پر جاتا ہو اور کچھ لطف اُٹھانا ہو تو ہدایات ذیل پر نگاہ کر اور سب کو یاد کر اول تو وہان تنہا جانا اور کسیکو ہمراہ نہ لینا دوسرے وہان جو کیفیت نظر آوے اُسکا ذکر کسی سے نہ کیا جاوے تیسرے منزل دہم تک کی اجازت دیتا ہو اور منزل یازدہم و دوازدہم پر جانیکی ممانعت ہو تاکید ہو خبردار منزل یازدہم و دوازدہم پر ہرگز ناقدم آگے نہ بڑھانا اگر وہان جائیگا تمام زندگی پچھتائیگا

زندگی دشوار ہو جائیگی ایسا قبلہ سے بلا ہو گا کہ تمام عمر صورت رہائی نظر نہ آئیگی منزل اول پر شہر خموشان ہی وہان جانا کسی چیز کو ہاتھ نہ لگانا جو عجائبات نظر آئین دیکھکر لطف اٹھا لینا کسی بات مین دخل نہ دینا منزل دوم پر بہشت کا عالم ہی رنگ عجیب پر بہار ہی وہان کے حور و غلمان و جملہ ساز و سامان دیکھنے کی اجازت ہی ہاتھ لگانے کی ممانعت ہی منزل سوم پر دوزخ کے درجے بنائے ہین ہر جگہ فرشتگان عذاب موجود ہین اپنے کام مین مصروف ہین اگر وہان جانا خوف دل مین نہ لانا تماشا دیکھ لینا کسی شی کو بیجان سمجھکر ہاتھ نہ لگا دینا منزل چہارم چشمہ نور ہی وہان سے آفتاب طالع ہوتا ہی ایک شبانہ روز وہان بسر کرنا اور عجائبات وغرائبات پر نظر کرنا منزل پنجم پر چشمہ قمر ہی وہان سے چاند نکلتا ہی منزل ششم پر ستارون کی کیفیت نظر آئیگی سب کی ماہیت کھلجائیگی منزل ہفتم ابر و باد کا سامان ہی جو وہان جاتا ہی اور آسمان کیطرف نگاہ اٹھاتا ہی اُسکو برسات کا حال کھل جاتا ہی کل ماہیت دریافت ہوتی ہی زینہ ہشتم پر نظر آتا ہو اسکے علاوہ اور باتین بھی عجیب وغریب ہین جنکو دیکھکر انسان کی عقل حیران ہوتی ہی منزل نہم پر ایک کتاب رکھی ہی جسمین منزل نہم پر جانیکی بابت ہدایت لکھی ہی منزل دہم کی کیفیت مفصل ہین معلوم ہو جائیگی وہان پہونچکر طلسم حیرت افزا کی ہر ایک چیز نظر آئیگی جب شاہزادہ نے کتاب کے مطالعہ سے فراغت پائی سردارون کیطرف نظر اٹھائی کہا اب آپلوگ اس کتاب کو دیکھکر جہاز پر آئین یہان زیادہ عرصہ نہ لگائین سب نے عرض کی ای شہریار جو کچھ اسمین تحریر ہو ہمسے بیان فرمایئے جہاز پر تشریف لیچلیے شاہزادہ نے فرمایا اس مین منارہ کے دوازدہ منازل پر جانیکے شرائط ہین کچھ مختصر کیفیت منازل دہم کی لکھی ہی یازدہم اور دوازدہم منزل پر جانے کو منع کیا ہی اور سب جگہ کی سیر کا حکم دیا ہی تنہا جانے کی قید ہی دو شخصون کا جانا شرط کے خلاف ہی سردارون نے عرض کی اب ہم کتاب دیکھکر کیا کرینگے حضور سے سب کیفیت معلوم ہوئی جب تشریف لیجائیے گا اور وہان سے واپس آیئے گا ان ہلوگ بھی جائینگے جو کچھ وہان عجائب وغرائب ہین دیکھ آئینگے سکندر والاقدر سب کو ہمراہ لیکر واپس آئے جہاز پر تشریف لاکر ناخدا کو حکم دیا کہ اب جلدی لنگر اٹھاؤ یہان زیادہ عرصہ نہ لگاؤ ناخدا نے اسی وقت لنگر اٹھایا جہاز رواں ہوا منارہ دوازدہ منزل وہان سے چار روز کی راہ پر تھا جہاز سے جو ہوا موافق پائی تین روز مین راہ طی کی منارہ دوازدہ منزل نظر آیا شاہزادے نے جو نگاہ کی عمارت ایسی رفیع نظر آئی کہ جسکے سرے تک نظر نہ پہونچتی تھی سنگ سفید کا منارہ تھا سنگ سیاہ کی پچی کاری ایسی کی تھی کہ عقل بشر دنگ و عاجز ہو جاتی تھی سکندر تاجدار نے سردارون سے مخاطب ہو کر فرمایا واقعی جس شخص نے یہ منارہ بنایا ہی بڑا کام کیا ہی دنیا کمال دکھایا ہی بہت سیاحی کی مگر ایسی شی نظر نہین آئی سب سردارون نے بھی تعریف کی حد سے سوا توصیف کی جہاز ٹھہرا اسکندر نامدار منارے کے چبوترے پر گئے آگے بڑھے بہت دور کے بعد دروازہ طلاکار سامنے تھا کنجی تھی شاہزادے نے کنجی اٹھائی قفل کھولا در منارہ کو وا کیا سردار وہین ٹھہرے رہے شاہزادے نے زینہ پر قدم رکھا نام خدا لیکر آگے بڑھا جب زینہ ختم ہوا پھر دروازہ طلا وہ بھی مقفل تھا شاہزادے نے اسکا بھی قفل کھولا عمارت خوب جاے مرغوب نظر آئی شاہزادے نے دیکھا علیحدہ علیحدہ درجے بنے ہین ہر ایک درجے مین ایک ایک تاجدار بیٹھا ہی منصب مین ہر ایک تاجدار کے ایک خوبرو رومال ہاتھ مین لیے ہوے مگس رانی کر رہا ہی مگر وہ دونون بجیس و حرکت ہین لباس اصلی ہی مگر یہ ثابت نہین ہوتا کہ یہ تصویرین کس چیز سے بنائی گئی ہین بعد تو اصلی ثابت ہوتی ہی مگر کسی طرح کی حرکت محسوس نہین ہوتی ہی شاہزادہ

سیر ایک تاجدار کو دیکھتا ہوا چلا جب سمت مشرق ختم ہوئی شاہزادہ جانب غرب متوجہ ہوا دیکھا اُس سمت سے ہر درجہ میں حسینان پری چہرہ کی تصویرین کھنچی ہین مگر کسی مین گویائی نہین سب تختون پر بیٹھی ہین سامنے سب کے اسباب آمیز رکھا ہی عقب مین ایک کنیز موجود ہی مردحہ جنبانی کر رہی ہی اسطرف سے جب فرصت پائی سکندر رتا مدار نے جانب جنوب توجہ فرمائی ادھر اطفال خورد سال کو اُسی حالت مین پایا شاہزادہ اسطرف سے جانب شمال تشریف لایا یہان مگر سے کے دروازہ پر پردے پڑے ہوے تھے شاہزادہ نے پردہ اُٹھایا ایک وادی وسیع نظر آیا سکندر تا مدار اُس میدان مین تشریف لے گئے دیکھا اُس میدان کے بعد شہر پناہ کے آثار معلوم ہوتے ہین پھاٹک نظر آتا ہی مگر یہ سب کیفیت بہت دور ہی راہ طی کرکے جب وہان تک جائے تو لطف دید حاصل کرے شاہزادے نے ارادہ کیا کہ اسطرف روانہ ہو سامنے سے ایک مرکب صیاد برق قدم دوڑتا ہوا آیا سکندر تا مدار کے قریب پہونچکے ٹھہر گیا شاہزادہ نے جو دیکھا کی گھوڑا اصلی نہ تھا خیال کیا کسی نے بزور حکمت اسکو بنایا ہی اپنا کمال دکھایا ہی سکندر گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھے مرکب روانہ ہوا آن واحد مین اُس پھاٹک تک پہونچکر ٹھہر گیا سکندر تا مدار سمجھے یہی اسکی حد ہی آگے نہ جائیگا شاہزادہ اُتر پڑا پھاٹک کے اندر آیا شہر کو بہت آباد پایا دو رویہ دوکانین نظر آئین دوکاندار کو کسی پرند دیکھا اور آگے بڑھا ایک مکان عالیشان دیکھا جسکی رفعت سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ کسی بادشاہ کا محل ہی سکندر فرخ لقا مکان کے اندر آئے دیکھا ڈیوڑھی بہت نفیس بنی ہی دربان بیٹھے ہین مگر بیجان ہین کسی قسم کی حس و حرکت کا نام نہین شاہزادے کو کمال تعجب ہوا ایک دربان کے قریب آیا غور سے ملاحظہ فرمایا دیکھا اصل مین انسان ہی مگر بیجان ہی پھر تعجب کیا کہ اگر یہ مردہ ہوتا تو اصلی حالت پر کیون رہتا اب تک اسکے اعضا سڑ جاتے جسم مین کیڑے پڑ جاتے پھر آگے بڑھا ڈیوڑھی کے اندر آیا پردہ اُٹھایا اب جو نظر کی عجیب کیفیت دیکھی ایک دربار زرنگار نظر آیا شاہزادہ بہت گھبرایا دیکھا ایک وسیع مکان ہی تین چار ہزار کرسی نشین جمع ہی سامنے ایک تخت جواہر نگار پر ایک بادشاہ ضعیف العمر ڈاڑھی مونچھین بلکہ بھوین اور پلکین تک سفید لباس پرتکلف مرصع بجواہر پہنے تاج شہریاری سر پر دھرے بیٹھا ہی تخت کے بعد وزرا کی نشستگاہ ہی چار وزیر مگر وہ بھی ضعیف ہین اپنی جگہ پر بیٹھے ہین دو رویہ جواہر نگار کرسیان بچھی ہین ایک قطار مردونکی ہی دوسری قطار مین نازنینان مہ جبین بصد ناز و ادا بیٹھی ہین شاہزادے کو کمال حیرت تھی سب کا حسن قابل دید تھا اسباب عمدہ سے آراستہ تھی ہر بیان کا ندمو بیرؤا سے بعض بے سامان بعض کی حالت اور ترکیب لباس سے ظاہر ہوتا ہی کہ یہ خاندان شاہی سے ہین بعض مین امارت کے نشان پائے جاتے ہین یہی کیفیت مردونکی بھی ہی عقب تخت ایک پردہ مو تیون کا پڑا ہی شاہزادے نے قریب پردہ جاکے نگاہ کی دیکھا وہان بھی ایک دربار ہی مگر مرد نہین سب عورتین بیٹھی ہین تخت پر ایک ضعیفہ تاج سر پر دھرے لباس پرتکلف پہنے ہاتھ مین تلوار برہنہ لیے بیٹھی ہی سکندر تا مدار اس کیفیت کو دیکھکر ہلے اور چارون طرف اُس مکان کے پھرے سب عجائبات و غرائبات پر نگاہ کی پھر باہر آئے دیکھا ایک دروازہ سامنے کھلا ہی سکندر تا مدار اُس دروازے سے مین داخل ہوئے میدان وسیع نظر آیا سامنے ایک قلعہ پایا قلعہ پر تشریف لائے پہلے اصطبل ملا شاہزادہ اُسطرف متوجہ ہوا

دیکھا گھوڑے کہ سر بن دکو دکل بند ہے ہیں اور جو انسانوں کی حالت نظر آئی ہے وہی جانوروں کی کیفیت
ہو گر گھوڑے سب تذلیل دیدہ ہیں بلکہ سب یک لخت ... ہیں اُنکے سائیسوں کی جو بھی وہی حس و حرکت
اپنے اپنے مکانوں میں بیٹھے ہیں وہاں کے بعد شاہزادہ اور آگے بڑھا وہاں بیگمون کا سامان دیکھا
پھر وہاں لشکر کے مکانات نظر آئے شاہزادہ اُن مکانوں میں آیا دیکھا بڑے بڑے پہلوان چپ
اپنے ٹھکانوں پر موجود ہیں کوئی ہتھیار کوئی لباس کوئی گھوڑا تو کوئی کرسی ہیں نام کو بھی حرکت نہیں اُن سے شاہزادہ
... دیکھتا ہوا ایک جانب ... دیکھا ایک ... گاہیں ہر طرح کے اسباب ورزش وہاں موجود ہیں
پتھر سو وہاں ... جانے سکونت نظر آئی وہاں اُن لوگوں کو بھی اُسی حالت میں پایا اُسکے
بعد سلاح خانہ میں ... ہتھیار با قاعدہ سے رکھے ہوئے دیکھے سب کو دیکھتا ہوا شاہزادہ
چلا جاتا تھا ایک جگہ پر ایک تیغہ اور ایک گرز نظر آیا شاہزادے نے دیکھکر تعجب کیا ... جو
وہاں پڑا تھا حد سے زیادہ بڑا تھا اسکے وزن ... کا اندازہ کیا جاتا تھا دس من کا معلوم
ہوتا تھا لیکن بقیاس گرز بھی ایسا ہی نظر آیا شاہزادے نے خیال کیا میں نے اسوقت تک جو ... دیکھے
اب تک کوئی ہتھیار ایسا نظر نہیں آیا ... گرز اور تیغہ کو ... سے اٹھا سکو ... ہوئی
... تیغہ کسی دیو کا ... شاہزادہ یہ خیال کر رہا تھا اندر کیا ...
نگاہ جو کی ایک پھاٹک عالیشان نظر آیا سامنے رفیع تھا اُس پھاٹک میں آئے دیکھا سامنے ایک
بہت ... مکان ہی اُس کا دروازہ بھی بہت بلند تھا جلی خط میں دروازے پر لکھا ہی قیام گاہ تہمتن
کوہ لنگر پہلوان نامآور سکندر نامدار ... عمارت کو بڑھکر مکان کے اندر آئے دیکھا سامنے ایک
پہلوان کوہ پیکر دیو صورت ایک سنگی چبوترے پر بیٹھا ہی گرد اور پہلوان قوی تن قوی ہیں بیٹھے ہیں سکندر
عالیقدر نے خیال کیا کہ تہمتن کوہ لنگر اسی کا نام ہی عجیب طرح کا انسان ہی اتنا طویل القامت عجیب الصورت
آج تک نگاہ سے نہیں گذرا اب خیال آیا کہ جو تیغہ اور وہ گرز بھی اسی کا ہی اور پہلوانان قوی تن جو اسکے
گرد جمع ہیں یا اسکے شاگرد ہیں یا عزیز ہیں یا نوکر پر کرکے اپنا مطیع بنایا ہی تعجب سے نادر شاہزادہ
اس دیو صورت پہلوان کی صورت دیکھتا رہا جب زیادہ عرصہ ہوا وہاں سے واپس آیا اور کوئی چیز
وہاں ایسی نظر نہ آئی جسکو ٹھہر کر ملاحظہ فرماتے دل بہلاتے سکندر نامدار واپس آئے شہر پناہ تک
پہونچے مرکب کو اُسی جگہ پر پایا بطلت مرکب پر بیٹھے گھوڑا اُڑا ... اُسی دروازے کے قریب لاکر اتار
دیا شاہزادہ اُسی ایوان میں آیا وہاں سے باہر آکر نگاہ کی منزل پر جانے کا راستہ پایا زینہ کو طے کرکے
جب دروازہ ملا شاہزادے نے دروازہ کھولکر اندر قدم رکھا دیکھا عجیب کیفیت ہی طرفہ حقیقت ہی سہانے وقت
کا مزہ ملتا ہی دیکھنے سے غنچۂ دل کھلتا ہی ہر شے نایاب ہی ہر چیز لاجواب ہی جواہرات کے درخت لگے ہوئے
... طیور ... خوب ... ہر شاخ پر موجود مگر ساکت و خاموش وہ بھی جواہرات کے بنے ہوئے نہریں
چاروں طرف جاری پانی کی روانی نظر آتی ہی ... اٹھانے کا ارادہ کرو فوراً جم جاتی ہی مکانات طلائی و نقرئی و ... بنے ہوئے ہر ایک
مکان میں حسین نازنین عورتیں ... بیٹھی ہوئی کمسن کمسن لڑکے خوبصورت ہر ایک جا موجود مکانات
سب الماس و زمرد و یاقوت وغیرہ کے بنے اچھی طرح سے سکندر نامدار کو یہ مقام بھی بہت
پسند آیا دیر تک وہاں مصروف دید رہے جب سب چیزوں کا معائنہ فرما چکے واپس آئے منزل سوم

کا زینہ ملا شاہزادہ نے دروازہ کھولا زینہ پر چڑھے دیکھا صحن سے زیادہ گرمی معلوم ہوئی شاہزادہ بالا
منزل جبر کرکے اوپر آیا دیکھا یاقوت سرخ سے آگ بنائی ہی کہ سوزن کرہ ناری کی کیفیت دکھائی ہی اسطرح
جواہر کو تراشا ہی کہ بڑے بڑے شعلے بھڑکتے معلوم ہوتے ہیں شاہزادہ یہ سیر کرتا ہوا چلا دیکھا
کہ بہ شکل انسان سیاہ فام ہاتھوں میں گرز گران لیے کھڑے ہیں کچھ دیو اُنکے سامنے زمین
پر پڑے ہیں اُنکو گرز لگانے کا ارادہ کر رہے ہیں کسی جا پر بڑے بڑے اژدر آتش فشاں بیٹھے
ہیں اُنکے منھ سے شعلے نکل رہے ہیں مگر وہ بھی آگ اصلی نہیں یاقوت سرخ سے بنائی گئی ہی کسی جا پر بد
عجیب الصورت جانور جیسے ہوتے آدمیوں کو وہ پاتے ہیں ارادہ کر رہے ہیں کہ چبا جائیں اسطرح تکلیف
پہونچائیں مگر سب بے حس و حرکت ہیں صرف کیفیت اُنکی دکھا دی ہی تصویر کی صورت بنا دی ہی کسی جانب
دریاے ذخار ناپیدا کنار نظر آتا ہی اسطرح اُسکا پانی بنایا ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ پانی بہت گرم
ہی کھول رہا ہی اسیطرح پانی کے پکنے کی حالت دکھائی ہی اسکے ساحل پر بہت سے لوگ عجائب الخلقت
عجیب الصورت جمع ہیں کچھ آدمیوں کو دریا میں پھینک دیا کچھ کے پھینکنے کا ارادہ کر رہے ہیں اور ایسے
ہی عجائبات و غرائبات بہت نظر آئے سکندر نامدار یہ کیفیت دیکھکر یہاں سے برآمد ہوئے
باہر تشریف لائے اب منزل چہارم کا زینہ ملا شاہزادہ نے قفل کھولا زینہ کو طی کرکے اوپر پہونچا ایک
میدان وسیع نظر آیا وسط میدان میں ایک نور ساطع پایا شاہزادہ نے جلد جلد قدم بڑھائے چشمہ کے
قریب پہونچکے دیکھا ایک وسیع اور عمیق چشمہ ہی جہان تک نگاہ کام کرتی ہی اُسکی حد نظر نہیں
آتی گرد اُس چشمہ کے طلائی زنجیریں پڑی ہیں مگر یہ معلوم ہوتا ہی کہ زنجیریں آسمان سے لٹکائی گئی
ہیں شاہزادے نے ہر ایک زنجیر کے سرے کو دیکھنا چاہا نگاہ اوپر کی تو جہانتک نگاہ نے
کام کیا زنجیر نظر آئی سکندر نامدار کو کمال حیرت ہوئی کہ کوئی چھت اس جگہ معلوم نہیں ہوتی اگر یہ
خیال کریں کہ زنجیریں آسمان سے آئی ہیں تو خلاف ہی مگر نہیں معلوم کیا اسرار ہی بجز کتاب ہدایت
میں ملاحظہ فرمایا تھا کہ یہاں ایک شبانروز قیام کی ضرورت ہی جب تک یہاں کوئی ایک رات نہ رہیگا
پوری کیفیت نہ معلوم ہوگی شاہزادہ نے ٹھہرنا گوارا فرمایا سامنے جو نگاہ کی ایک کرسی بہت
دور نظر آئی سکندر نامدار اُس کے قریب آئے بیٹھ کر تماشا دیکھنے لگے جب زوال روز ہوا
وہاں کی حدت بڑھنے لگی شاہزادے کو آفتاب بیٹھا معلوم ہونے لگا جو دن گذرا آفتاب چشمہ
کے قریب آتا گیا یہانتک کہ دیوار روبرو قریب آفتاب آگیا شاہزادے نے ملاحظہ فرمایا جو دور
سے کڑیاں معلوم ہوتی تھیں وہی زنجیریں تھیں جو اُس چشمہ پر پڑی ہوئی دیکھی تھیں آفتاب
کو حرکت ہوتی تھی زنجیریں اُسی چمک سے نظر آتی تھیں جب آفتاب اسقدر قریب پہونچا
حدت سوا ہوئی نگاہ نہ ٹھہری تھوڑی دیر بعد اُسی چشمہ میں آفتاب اترا جب بہت دور پہونچا
شاہزادہ چشمہ کے قریب آیا دیکھا آفتاب اُترتا جاتا ہی آخرکار نگاہ سے غائب ہوگیا سکندر نامدار
اس واقعہ عجیب و سانحہ غریب کے مشاہدہ سے متعجب ہوئے پھر اُسی کرسی پر آکے بیٹھ گئے
شب اُسی جگہ بسر کی جب صبح قریب ہوئی اُسی چشمہ سے نور ساطع ہونے لگا شاہزادہ پھر چشمہ
کے قریب آیا دیکھا ایک ستارہ سُرخ رنگ کا نظر آتا ہی مگر معلوم ہوتا ہی کہ بسبب قوت نامیہ اوپر کو

عود کر رہی ابھی تھوڑی دیر نہ ہوئی تھی کہ وہ ستارہ مثل سپر کے ہو گیا رفتہ رفتہ اُسکی روشنی میں ترقی
ہونے لگی یہاں تک کہ اب حدت زیادہ محسوس ہوئی اور وہ ستارہ قریب ہو چکنے لگا آفتاب کیطرح
معلوم ہونے لگی نگاہ سے خیرگی کی گرمی کی ترقی ہوئی سکندر نامدار چشمہ کے پاس سے علیحدہ ہوکے
کرسی پر جا کے بیٹھے تھوڑی دیر بعد آفتاب لب چشمہ پہونچ گیا اور دو بجا ہونا شروع ہوا شاہزادے نے
دیکھا زنجیریں گرد آفتاب کے ہیں وہ زمین سے نکلتی آتی ہیں رفتہ رفتہ وہ آفتاب اسقدر بلند ہوا کہ آسمان پر
پہونچا زنجیریں اپنی تابانی و درخشانی کیوجہ سے زریں معلوم ہونے لگیں شاہزادے نے عجائب اس
کیفیت کے معائنہ سے فراغت پائی آگے بڑھے اُس میدان کے دروازہ تک آئے منزل پنجم
کی راہ ظاہر ہوئی شاہزادہ نے وہ بھی طے کی جب زینہ ختم ہوا شاہزادہ نے دروازہ کھولا میدان
وسیع نظر آیا چاندنی کا عجب عالم دیکھا وسط میدان میں پہونچا تو نگاہ کی چشمہ دور تک دکھائی دیا
شاہزادہ وہاں جا کر بیٹھ گیا یہاں نقرئی زنجیریں دیکھیں معلوم کیا کہ یہ چشمہ ماہ ہے اب یہاں چاند
آکر غروب ہوگا اسی انتظار میں شاہزادے نے وہ رات بسر کی جب صبح قریب ہوئی تو شاہزادے کو
خنکی زیادہ معلوم ہوئی نور اُس میدان میں زیادہ بڑھنے لگا چاند گیا تب جو نگاہ کی دیکھا قریب آتا جاتا
ہے رفتہ رفتہ دیواروں کے قریب پہونچا اور چشمہ تک آیا شاہزادے نے چاند کو اچھی طرح دیکھا جب چشمہ
میں اُترنے لگا سکندر نامدار کنارے پر آئے اسکے غروب کی کیفیت دیکھتے رہے رفتہ رفتہ مثل ستارہ کے نظر آنے لگا اور نظر سے
غائب ہوگیا سکندر نامدار نے خیال کیا کہ یہ چشمہ بہشت میں ہیں بلکہ انکی تعداد معلوم نہیں ہوتی آثار آفتاب آشکار آیا چاند اسی طرح غروب ہوا مثل
ستارے کے نظر آنے لگا اُسکے غروب ہوتے ہی آفتاب کی آمد کے آثار ظاہر ہوئے سکندر نامدار وہاں سے منزل ششم کیجانب روانہ
ہوئے اس وادی کو بھی طے فرمایا پھر بدستور زینہ طے کیا پھر زینہ کو طے کیا قریب شام تھوڑا سا
دن تھا کہ شاہزادہ راستہ طے کرچکا دروازہ نظر آیا سکندر نامدار نے دروازہ کھولا اندر آئے
دیکھا عجیب کیفیت طرفہ حالت ہے جہاں تک نظر کام کرتی ہے میدان نظر آتا ہے تھوڑی سی جگہ خالی
ہے وہاں ایک دنگل بچھا ہے باقی تمام زمین پر کنوئیں سے گنتی سینچے ہوئے ہیں سکندر نامدار نے
دن بھر پیدل طے کی تھی کرسی پر بیٹھ گئے دن تمام ہوچکا تھا تھوڑی دیر میں تاریکی چھائی شاہزادے نے دیکھا
کہ وہ تاریکی ہر طرف ہونا شروع ہوا کنوؤں سے نور ساطع ہونے لگا تھوڑی دیر کے بعد ہر ایک
کنوئیں سے ایک ستارہ نکلنا شروع ہوا سب ستاروں کی صورتیں علیحدہ رنگ مختلف کوئی مثلث
کوئی مربع کوئی پہلودار کوئی مدور کسی میں سرخی کسی میں زردی کسی میں سبزی کوئی نیلگوں غرض بہت
سے رنگ کے اُن کنوؤں سے نکل آسمان پر جلدی جلدی پہونچنے لگے ایک کنوئیں سے سات
ستارے ساتھ نکل آسمان کی جانب چلے گئے سکندر نامدار صبح تک طلوع ستارگان کا تماشا
دیکھتے رہے جب آثار سحر چرخ پر ظاہر ہوئے ستارے بھی یکے بعد دیگرے کنوؤں میں ڈوبنے
لگے جب آفتاب کی روشنی زمین پر پھیلی اور سب ستارے غروب ہوچکے تو سکندر نامدار وہاں سے
روانہ ہوئے منزل ہفتم کا ارادہ فرمایا جب راہ طے فرمائی دروازے کے قریب پہونچے
دیکھا دروازہ مقفل ہے کلید زنجیر در میں آویزاں ہے شاہزادے نے قفل کھولا دروازے
کے اندر تشریف لے گئے نگاہ اُٹھائی دیکھا آسمان پر ابر تیرہ چھایا ہے مینہ برس رہا ہے اور سامنے

ایک دریا سے ذخار جاری ہی وہاں ایک آدمی بلند بالا عجیب الخلقت کنارے دریا کے بیٹھا ہی
اُسکے برابر ایک کنواں نظر آتا ہی سکندرنامدار جب وہاں پہونچے دیکھا کنوئیں میں سے ابر نکلتا ہی
دریا میں جاکے پانی پیتا ہی آسمان کیطرف جاتا ہی اُس آدمی کے چار منھ ہیں ہر ایک منھ میں ایک
آلہ مثل قرنا کے دبا ہی مگر بہت بڑا جب ابر پانی پی کے دریا سے نکلتا ہی وہ اُس قرنا سے
ہوا پھونکتا ہی جسطرف کی ہوا ہوتی ہی ابر اُسی طرف جاتا ہی یہ دیکھکر شاہزادہ آگے بڑھا دیکھا ایک
جگہ پر بہت سے آدمی کھڑے ہیں سب کے منھ میں دہی آلے دبے ہیں اُس جگہ پر ہوا ایسے
تیز چل رہی ہی سکندرنامدار سمجھا یہاں ہوا کا انتظام ہی تھوڑی دیر وہاں کی کیفیت دیکھی بہت سے
عجائبات وغرائبات ایسے نظر آئے کہ شاہزادہ دیر تک متحیر رہا جب اس منزل کی سیر سے فرصت پائی
منزل ہشتم کی راہ لی راہ طے کر کے جب آٹھویں درجہ میں قدم رکھا مکان بہت آراستہ پایا اسباب
آرائش اعلےٰ درجہ کا نظر آیا کل سامان راحت وہاں مہیا تھا سکندرنامدار نے اسقدر زحمت
اُٹھائی تھی اتنی راہ طے فرمائی تھی کہ تھوڑی دیر وہاں آرام کیا جب آنکھ کھلی دیکھا سامنے ایک کتاب
رکھی ہی شاہزادہ کتاب کے قریب آیا کرسی پر بیٹھ کے کتاب کھولی اُس میں لکھا تھا کہ اے سیاح منارہ
معلوم کر کہ یہ آٹھویں منزل اس منارہ کی ہی اب تک تو نے ہدایات کے موافق یہاں کی سیر کی مگر اب تجھکو
منزل نہم کیواسطے شدید تاکید ہی کہ وہاں بہت سمجھ کے جانا اور طلسم حیرت افزا کے عجائبات
تجھکو معلوم ہوں اُنکو ہرگز کسی سے بیان نکرنا خود دیکھکر خاموش ہو رہنا جب تو منزل دہم پر جائیگا
تو طلسم معدن آفات کا تماشہ نظر آئیگا اُسکی کیفیت بیان کرنیکا تجھکو اختیار ہی مگر ان دونوں منزلوں
پر زیادہ نہ ٹھہرنا بہت جلد سب کیفیت دیکھکر واپس آنا منزل یازدہم اور دوازدہم پر ہرگز ہرگز نہ جانا
ورنہ بہت پچھتائیگا جینا دشوار ہو جائیگا واپسی کے وقت جو سیدھا راستہ نیچے جانیکا ہی اُس راہ سے
اُتر جانا پھر کسی منزل پر ہوا سے سیر نہ آنا سکندرنامدار نے ان ہدایات کو پڑھا اور منزل نہم کی راہ لی
جب کل راہ طے کی تو دروازہ طلسم شاہزادہ اندر آیا دیکھا ایک مکان عالیشان مع سامان خوب اسباب مرغوب
آراستہ ہی چہار جانب دروازے بنے ہیں پردے پڑے ہیں شاہزادہ نے ایک پردہ اُٹھایا دیکھا ایک
باغ پر بہار نظر آتا ہی مگر دور ہی وہاں کی عجائب وغرائب بے شمار ہیں آدمی جو مصروف انتظام ہیں سب کے پر ہیں
زمین پر قدم نہیں دھرتے ہیں مثل طائروں کے پرواز کرتے ہیں شاہزادہ دیر تک اُس باغ کو دیکھتا رہا
جب بہت دیر ہوئی اور دیکھنے سے طبیعت سیر ہوئی پردہ گرا دیا اور دوسرے دروازہ کا پردہ اُٹھایا
دیکھا ایک قلعہ عالیشان ہی اُس میں آگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں وہ وہاں آتشیں مصروف انتظام ہیں
اُنکے سب بھی آگ کے بنے ہوئے ہیں آلات حرب وضرب بھی آتشی ہیں بیشمار آدمی نظر آتے ہیں
بعضے مصروف انتظام ہیں بعض آپس میں فنون جنگ آزماتے ہیں شاہزادہ نے وہ پردہ بھی چھوڑا
تیسرا پردہ اُٹھایا ایک شہر وسیع نظر آیا دیکھا عجیب الخلقت آدمی وہاں جمع ہیں قد اُن کے بہت
طویل ہیں سر پر مانند دیوان شتر مرغ کے شاخیں ہیں بازوؤں پر پر موجود ہیں بہت قوی ہیکل لوگ ہیں
کئی قسم کے ہتھیار اُن کے پاس ہیں کچھ لوگوں کے پاس اونچے اونچے اور قوی فیلان جیسے ہیں اُن پر
سوار ہو کے آپس میں مقابلہ کرتے ہیں شاہزادہ نے اُس پردے کو بھی گرا دیا چوتھا پردہ اُٹھایا

دیکھا ایک کوہ عظیم الشان سامنے نظر آتا ہی کچھ دیوان کشبہ پر اُس پہاڑ سے پتھر بڑے بڑے کاٹ کر
ایک جگہ پر ڈھیر کر رہے ہیں پتھروں کا انبار لگا ہوا ہے شاہزادے نے پانچواں پردہ
اُٹھایا دیکھا ایک باغ پر بہار ہی اُسمیں چارجانب پھولوں کا انبار ہی بہت سے نازنینان مہ جبین اُن
پھولوں کے پاس آتے ہیں جو گلبان اُن کے کاندھوں پر ہیں پھول چُن چُن کر ایک جا جمع کر رہے
ہیں آپس میں سحر آزمائی کر رہے ہیں اسی طرح سکندر والاقدر نے بہت سے پردے اُٹھائے عجائبات و
غرائبات نظر آئے جب شاہزادہ پر دون کی سیر سے فارغ ہوا تو وہاں سے منزل دہم کا ارادہ کیا
طے کرکے جب دروازہ کو شاہزادہ اندر آیا سامنے ایک پردہ پڑا تھا سکندر نامدار نے پردہ اٹھایا تو ایک
آفت عظیم برپا دیکھی پہلے ایک میدان پر نگاہ پڑی دیکھا بجلیاں چمک رہی ہیں پہاڑوں پر گرتی ہیں پہاڑوں
کے ٹکڑے ہو ہو کر دور جاتے ہیں کسی جا پر آگ کے شعلے نکل رہے ہیں کسی جا پر زمین سے پانی اُبل رہا
ہی کہیں پر دیوان آدم خوار آدمیونکو کھا رہے ہیں کسی جگہ پر ہوا ایسی تیز چل رہی ہی کہ اشجار کو جیسا سایۂ اپنے ٹھکانوں سے
اُکھڑ اُکھڑ کر دور دور گر رہے ہیں کہیں پر دریاے دُخار ہی تختہ ہاے دیگر کنار رست پر سوکھے بیٹھے ہیں کسی جا پر ان
عجیب صورت قوی ہیکل اُڑ رہے ہیں جو فیلان کوہ پیکر کو اپنے پنجوں میں دبائے ہیں کہیں پر اژدران آتش
فشان شعلہ ہاے آتشین چھوڑ رہے ہیں کسی جا پر ماران سیاہ پیچ و تاب کھا رہے ہیں کہیں پر عفریتان
دراز قامت پہاڑوں کے ٹکڑے اُڑائے دیتے ہیں کہیں فیلان مست جھوم رہے ہیں جب چیخ مارتے
ہیں منہ سے آگ کے شعلے نکلتے ہیں ایک جانب بہت سے دروازے بند ہیں اُنپر لکھا نظر آتا ہی کہ یہ طلسمین
بہت عجیب ہیں اسواسطے انکو چھپایا ہی کہ کوئی تاب دید نہ لا سکیگا بلکہ فوراً انکی ہیبت سے مرجائے گا
بہت سے دروازے علیٰحدہ علیٰحدہ ہیں جن پر لکھا ہی کہ یہ وجہ سے ہیں کہ سوائے بادشاہ کے دوسرا نہیں کھول سکتا
ایک جانب ایک قصر عالیشان نظر آتا ہی وہاں کی بہار بھی قابل دید ہی دل نہیں چاہتا کہ اس طرف سے آنکھ ہٹا کر
دوسری طرف دیکھے شاہزادہ دیر تک اُس قصر کی کیفیت دیکھتا رہا جب بہت عرصہ ہوا پردہ چھوڑ دیا اب سکندر والا
نے خیال کیا کہ کتاب میں ہدایات دیکھنے سے معلوم ہوا کہ منزل یازدہم و دوازدہم پر جانا بڑا ہی مگر وہاں نہ جانا
جرأت کے خلاف ہی جو منظور خدا ہی وہ ہوگا یہاں سے واپس نہ جائینگے دونوں منزلوں کی کیفیت ضرور دیکھ
آئیں گے یہ سوچکے آگے بڑھے زینہ نظر آیا دروازے کو مقفل پایا شاہزادے نے قفل کو توڑ ڈالا دروازہ
کھولکے زینہ پر چڑھے جب راستہ ختم ہوا دوسرا دروازہ ملا سکندر نامدار نے اسکا بھی قفل توڑا دروازہ کھول
اندر تشریف لائے یہاں عجیب کیفیت ملاحظہ فرمائی دیکھا ایک چھپرکھٹ مرصع بچھا ہی اسپر ایک آدمی محو خواب ہی
مگر چہرہ سے رعب و جلالت کا اظہار ہی معلوم ہوتا ہی کسی ملک کا شاہزادہ ہی لباس پر زرا اسکا ایک کشتی میں
علیٰحدہ رکھا ہی ایک چادر اوپر پڑی ہی شاہزادہ اُسکے پاس آیا غور سے ملاحظہ فرمایا منہ کے قریب ہاتھ
لاکر سانس کو ملاحظہ فرمایا آمد و شد نفس کی پاکر معلوم کیا کہ محو خواب ہی سکندر نامدار نے خیال کیا اسکو
ضرور جگانا چاہیے یقین ہی یہ یہاں حالات سے ماہر ہوگا اور نہیں تو اسیکا کچھ حال ہمپر ظاہر ہوگا یہ خیال کرکے
شانہ ہلایا اُس مرد کو ہوش نہ آیا شاہزادے نے بہت کوشش کی مگر کوئی فکر کارگر نہوئی بہت دیر
کے بعد سکندر نامدار مجبور ہو کے وہاں سے آگے بڑھے اور منزل دوازدہم کا عزم فرمایا یہاں بھی زینہ کا دروازہ
مقفل تھا شاہزادے نے اسکا قفل توڑا دروازہ کھولا زینہ کا رستہ طے کیا اور پر پہنچکر دروازہ اُس کے

قفل کو بھی توڑ سکے جیسے ہی دروازہ کھلا ایک باز سفید اُس مکان سے نکل کر اُڑ گیا اسکے جاتے ہی
سامنے ایک حجرہ تھا اُس کا دروازہ از خود کھلا ایک طائر عجیب برآمد ہوا بلند پرواز تھا اُڑ کر ہوا سے
آسمان ہوا لہٰذا ذکر اسکا وقت پر کیا جائیگا اب کیفیت لشکر سکندر فرخ لقائی عرض کیجاتی ہے کہ جب سات
روز کا زمانہ گذرا اور شاہزادہ واپس نہ آیا تو لشکر میں انتشار پیدا ہوا پھر ایک سردار گھبرایا سب نے کہا
آج سات روز کا زمانہ ہوا ہے کہ آقا سے نامدار واپس نہیں آئے دو تین روز کو فرما گئے تھے سب کی
رائے ہوئی کہ ایک روز اور انتظار کیا جائے اور کل کے روز ایک شخص منارہ پر جائے ناخدا بھی وہیں
پر موجود تھا اُس نے کہا آپلوگ ابھی ہرگز نہ جائیے گا جبتک شاہزادہ والا قدر تشریف نہ لائیں کوئی
ایسا قصد نہ فرمائیے گا سرداروں نے کہا آقا سے نامدار نے چار روز کا وعدہ فرمایا تھا آج سات روز
کا زمانہ گذرا آخر اسکی وجہ کیا ہے ملک گشت شہر میں ناخدا نے جواب دیا کہ گھبرانے کی بات نہیں ہے وہاں
کے عجائبات و غرائبات بیشمار ہیں مصروف سیر ہوں گے اسی سے دیر ہوگئی جب فراغت پائیں گے
فوراً تشریف لائیں گے آپلوگ نہ گھبرائیں اور منارہ پر جانیکا ارادہ نہ فرمائیں سردار خاموش ہو رہے ایک دن
اس طرح گذرا دوسرے دن پھر ناخدا نے سمجھایا اسی طرح دس دن کا زمانہ ہوگیا اب تو سرداروں نے ناخدا
کا کہنا قبول نہ کیا سب کی یہ رائے ہوئی کہ ایک ایک آدمی کا جانا مناسب نہیں سب ملکر یکبارگی منارہ پر
چلیں تقدیر جو کچھ دکھائے یا شاہزادے سے ملاقات ہوگی یا وہی حالت ہماری گذرے گی جو آقا نامدار
پر ہوئی ہوگی ناخدا نے بہت سمجھایا مگر کسی نے کہنا قبول نہ کیا جب ناخدا مجبور ہوا اُس نے رائے دی اگر
آپلوگ نہیں مانتے ہیں تو ایک رائے میری قبول فرمائیے کہ سب [illegible] نہ لیجائیے کچھ لوگ اسی جہاز پر
جائیں کچھ یہیں قیام کریں یہ بات سرداروں کو بھی پسند آئی نصف لوگ وہیں ٹھہرے نصف منارہ پر گئے
جیسے ہی ان لوگوں نے دروازہ کھولا اور زینہ پر قدم رکھا جب سب لوگ زینہ پر پہونچ گئے دروازہ
بند ہوگیا یہ لوگ منارہ پر آنے سے پہلے ہی ڈر رہے تھے اُنکو یہ مصیبت پیش آئی کہ سب بیہوش ہوکر
گر پڑے کسی کو خبر نہ ہوئی کہ کیا ہوا جو لوگ منارہ کے نیچے جہاز پر رہ گئے تھے اُنھوں نے بہت دنوں
تک انکا انتظار کیا آخر کار سب نے ناخدا سے کہا کہ اب تک نہ آقا سے نامدار واپس آئے نہ سردار پلٹے
اب ہم لوگ بھی وہیں جاتے ہیں کہ اُنکی خبر لائیں ناخدا نے کہا اب آپلوگوں کا وہاں جانا بیکار ہے جیسے
وہ مفقود الخبر ہوئے آپکی بھی وہی حالت ہوگی بجز حسرت و افسوس کچھ ہاتھ نہ آئیگا پھر پچھتائیے گا
تا زندگی اس بلا سے رہائی نہ پائیے گا سرداروں نے کہا ہمیں خوشی سے یہ بات منظور ہے جس حال میں
سب ہوں گے وہی ہماری بھی کیفیت ہوگی گو لاکھ اذیت ہوگی مگر سب کا ساتھ ہو جائیگا پھر سے چلیں گے
چلیں آئیگا ناخدا نے کہا آپ کا فرمانا خلاف ہے اگر یہی ہے تو آپ وہاں نہ جائیے اُنکا پتہ نہ لگائیے کوئی
مناسب تدبیر کیجیے عقل سے کام لیجیے مقتضائے دوستی یہ ہے کہ اپنے ساتھیوں کو بلا سے نجات دیجیے
یہ بالکل بیوقوفی ہے کہ خود بھی اُنکے ساتھ مبتلائے آفت ہو جائیے سرداروں نے کہا پھر اسکی کیا
تدبیر ہے ہم کیا کریں جو ان لوگوں کی رہائی ہو سب اس آفت سے چھوٹ جائیں راحت
پائیں ناخدا نے جواب دیا کہ اگر میں یہاں کے حالات سے ماہر ہوتا اور کوئی راز بھی مجھ پر
ظاہر ہوتا تو آپ سے فوراً کہہ دیتا جس قدر [illegible] کیا ضرورت تھی سرداروں نے

کہا کبھی اور دو گھڑی اس منارہ پر گئے ناخدا نے کہا مین خود کئی مرتبہ اسکی سیر کر چکا ہون سردارون نے کہا
پھر آغا سنا مدار کیون نہ واپس آئے اور سرداران نامی کیا ہوئے ناخدا نے کہا معلوم ہوتا ہی
شاہزادہ نامدار نے ہدایت کے خلاف کوئی بات کی ہوگی اسی وجہ سے یہ آفت آگئی اور سردارون نے
تو ناخدا ہی سے پرا کیا ہم نے بہت سمجھایا کہ ایک ایک آدمی جائے وہان کی حالت دیکھے شاہزادے کا
پتہ لگائے مگر کسی نے ہمارا کہنا نہ مانا بہت سے آدمی یکبارگی منارہ پر گئے نہین معلوم وہان کیا ہوا
ورنہ بہت سے لوگ یہان آتے ہین منارہ کی سیر کرتے ہین زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ وہان ٹھہرتے
ہین پھر واپس آتے ہین کبھی اسطرح سے مفقود الخبر ہو جاتے ہین ضرور شاہزادے نے کوئی بات خلاف
ہدایت کی یا منزل یازدہم و دوازدہم کی راہ لی پھر وہان سے واپس آنا محال ہوتا ہی نہ کوئی آج تک
وہان گیا نہ کسی نے وہان کی حالت بیان کی یہ ہدایات کتابون مین لکھی دیکھی سردارون نے
کہا اب ہمکو کہان جانا چاہیے اور کیونکر اپنے یاران گمشدہ کا پتہ لگانا چاہیے ناخدا نے کہا چار
روز دریا کا سفر کیجیے پھر ایک شہر ملیگا وہان جایئے لوگون سے حالت بیان کیجیے گا کوئی نہ کوئی بات
پیدا ہوگی کچھ تدبیر ضرور نکلے گی سردارون نے ناخدا کا کہنا منظور کیا اس روز تو وہین مقیم رہے دوسرے
دن جہاز کا لنگر اٹھایا جہاز روانہ ہوا چار روز تک شب و روز راہ طی کی پانچوین دن درخت دکھائی دیے
معلوم ہوا ساحل قریب ہی تھوڑی دیر کے بعد کنارہ نظر آیا جہاز مثل الکشتیان قریب آئین سرداران
لشکر سکندر فرخ لقا اتر کر کنارے پر آئے اسباب اتارا گیا اس روز سب سردارون نے کنارے
پر بسر کی دوسرے روز شہر کی جانب روانہ ہوئے ایک میدان دیکھا شہر سے قریب تھا وہان بارگاہین
استادہ ہوئین سب لوگ ٹھہرے اہل شہر نے جو انکا جاہ و حشم دیکھا بعض نے آکر دریافت کیا کہ آپ
لوگ کہان جاتے ہین کہان سے آئے ہین سردارون نے ان لوگون کو بلالیا اپنے پاس بٹھایا سب کیفیت
بیان کی انھون نے جو یہ حالت سنی بہت افسوس کیا کہا اب ان لوگون کا پتہ ملنا غیر ممکن ہی نہ کوئی بتا
سکتا ہی نہ کوئی انکا پتہ لگا سکتا ہو دیکھ آپ لوگ شہر مین تشریف لیجائین اور وہان تحقیق فرمائین تو کیا عجب
ہی کچھ کیفیت معلوم ہو مگر ان لوگون تک آپ حضرات کا پہونچنا محال ہی منارہ کی کیفیت ہمنے خود دیکھی
ہی مگر یہ نہین معلوم کہ جو وہان سے غائب ہو جاتا ہی وہ کیا ہو جاتا ہی یہان شہر مین اکثر سن رسیدہ لوگ
موجود ہین آپ انکے پاس جائین اور یہ کیفیت انکو سنائین جو انکی راے ہو اس باب مین وہ کیجیے
ورنہ صبر سے کام لیجیے سرداران نامی ان لوگون کے ساتھ شہر مین آئے شہر کو خوب آباد پایا
سب کو خرم و شاد پایا سردارون نے کہا اس شہر کا کیا نام اور حاکم یہان کا کون عالیمقام ہی جو لوگ
انکے ساتھ آئے تھے انھون نے جواب دیا کہ بلدہ اسرار یہان کا نام ہے یہ بھی طلسم حیرت افزا کے ماتحت
ہی وہین کا بادشاہ اسکا خراج لیتا ہی اسکی طرف سے یہان چند آدمی ملازم ہین وہی انتظام کرتے ہین
سردارون نے کہا اب ہم کس کے پاس جانا چاہیے اور کہان دریافت کرنا چاہیے شہر والون نے
کہا اس شہر مین ایک حکیم سب سے زیادہ سن رسیدہ ہی عقل و دانش مین سب انکو مانتے ہین
جو باتین انکو معلوم ہین دوسرا ان سے آگاہ نہین اس نے اپنا یہ قاعدہ مقرر کیا ہی کہ جو کوئی اسکے
پاس جاتا ہی اور جس امر مین وہ مشورہ لیتا ہی وہ نہایت غور و فکر سے اسکو راے دیتا ہی جب بڑ

اہم کام لوگوں نے اُسکی رائے سے کیے مگر سب پورے ہوئے روشن خیال کے نام سے مشہور
ہی عقل و فراست کا شہرہ نزدیک و دور ہی تو آپلوگ اُسکے پاس جائیں اور اپنی کل کیفیت اُسی سے
بیان کریں کیا عجب ہی جو آپکو رائے مناسب بتاوے اور آپکے ساتھیوں کا پتہ مل جائے سرداروں نے
حکیم روشن خیال کا مکان دریافت کیا شہزادے ہمراہ آئے مکان بتا کے واپس گئے سردار حکیم
کے مکان پر پہونچے دروازے پر دربان موجود تھے سرداروں کو دیکھکر سب نے دریافت کیا
آپلوگ کہاں سے آئے ہیں کیا کام ہی سرداروں نے کہا حکیم روشن خیال سے ملینگے بجز اپنا
حال بیان کرکے اُنسے رائے لینگے دربانوں نے سبکو وہیں ٹھہرایا حکیم کو اطلاع کرائی اندر سے
ایک ملازم نے آکر کہا حکیم صاحب سب کو طلب فرماتے ہیں سردار اُس ملازم کے ہمراہ اندر آئے
دیکھا ایک مکان عالیشان ہی تخت نیر چوکا لگا ہی فرش پر مسند بچھی ہی اُس پر ایک مرد ضعیف سفید ریش
سر پر شملہ باندھے بیٹھا ہی سرداروں نے سلام کیا اُس نے بجواب دیکر سبکو بلایا اپنے پاس بٹھایا مزاج
پرسی کے بعد آنیکا سبب دریافت کیا سرداروں نے منارہ و دروازہ مترل کا واقعہ شاہزادے کا
جانا سرداروں کا گم ہونا صاف صاف بیان کیا حکیم روشن خیال سبکی تقریر سنتا رہا جب سرداروں
نے اپنی تقریر ختم کی حکیم نے سر جھکایا بہت دیر کے بعد جواب دیا کہ آپنے جس امر کی کیفیت مجھسے
تحقیق کی وہ بات ایسی ہی کہ میں جواب دینے سے عاجز ہوں وہاں کی کیفیت یہ ہی کہ جانیوالا جبتک
ہدایت کے موافق عملدرآمد کرتا ہی کسی قسم کا نقصان نہیں ہوتا ہی جب ہدایت کے خلاف عمل میں لاتا ہی
وہ سو کا اُٹھاتا ہی آپ کے ہمراہیوں نے غلطی کی وہاں بیہ سکھے ہدایتیں فراموش کردیں اب اُنکا پتہ ملنا
محال ہی اس امر میں کچھ رائے نہیں دے سکتا سرداروں نے کہا ہمنے آپکا نام سنا تھا عقل کا شہرہ سنکر
یہاں آئے تھے مگر آپنے بھی جواب صاف دیا اب جاتے ہیں کوئی اور تدبیر کرینگے خدا مالک ہی جو
قسمت میں ہی پیش آئیگا جب حکیم نے ان لوگوں کو سخت مغموم پایا کہا ایکبات بتاتا ہوں مگر امر عظیم ہی اُسکا
ہونا دشوار ہی امکان سے باہر ہی مسافت بعید طی کرنا اور وہاں تک سلامت پہونچنا مشکل ہی سرداروں
نے جواب دیا آپ ارشاد فرمائیں اگر خدا نے چاہا تو اُس مسافت کو بھی طی کرینگے اور منزل مقصود
پر پہونچینگے حکیم نے کہا یہاں سے ایک سال کی راہ ہی راستہ بہت خراب ہی آفت و بلا کا سامنا ہی
جب سبکو طی فرماینگے تو آپکو ایک پہاڑ ملیگا وہ خدا پرستان کے نام سے مشہور ہی شہرہ اُسکا نزدیک
و دور ہی وہاں ایک عامل زبردست معروف عبادت ہی مشغول اطاعت ہی مرد نیک انجام ہی
شیخ العارفین اُسکا نام ہی اگر آپ اُس کے پاس جائیں تو کیا عجب ہی کہ اپنی مراد پائیں وہ مرد خدا
شناس آپکے ساتھیوں کا پتہ بتا دیگا اور نیک آپکو دکھا دے گا سرداروں نے حکیم کا شکر ادا کیا
رخصت ہوکر اپنے قیامگاہ پر واپس آئے ایک روز وہاں ٹھہرے دوسرے دن بہ تجہیز سفر لشکر گاہ
وہاں سے کوچ کیا اور جانب کوہ خدا پرستان روانہ ہوئے حکیم نے جو پتہ بتایا تھا اُسی کے
موافق راہ طی کرتے ہوئے چلے راستہ میں جو جو شدائد پیش آئے اُنکا بیان باعث طول ہی مختصر مفصول
ہی کہیں دریا اور کہیں صحرا میں راستہ گم ہوگیا کسی جا پہاڑ پر پہونچکر سات چھ ماہ دو چار ماہ کے بعد گمشدہ
لوگوں سے ملاقات ہوئی عجیب عجیب مصیبتیں طرفہ تیں اُٹھا کے ایک سال کے بعد ایک روز دلکشا دو گھڑی

روح افزا ہین ہوتے دیکھا سامنے ایک کوہ عظیم الشان نظر آتا ہی سرداروں نے کہا علم سے جسکا پتہ
بتایا تھا وہ یہی کوہ فلک شکوہ ہی جسکے اوپر آبادی بھی معلوم ہوئی اور آگے بڑھے عبادت خانون کی
عمارتین نظر آنے لگین سردار خوش ہوے شکر خدا کیا سبنے آپس مین کہا ابدیقین ہی مراد برآنے
اور خوشی کی صورت نظر آنے لگی پہنچکے سرداروں نے کوہ پر جا بکار راستہ تلاش کیا دیکھا ایک جگہ پر کچھ لوگ
جمع ہین آپسمین گفتگو کر رہے ہین سرداروں نے وضع سے سمجھا کہ یہ لوگ بھی مسلمان ہین قریب آنے
صاحب سلامت کی اُنلوگون نے جواب دیکر کہا ہم دیر سے آپکے منتظر تھے تشریف لیچلیے خواجہ شیخ العارفین
کو آپکا انتظار ہی سرداروں نے کہا آپکو ہمارے آنیکی کیفیت کیونکر ظاہر ہوئی سب نے کہا خواجہ صاحب
پاس ایک آئینہ اسرار نما ہی اسکو بزور عمل بنایا ہی وہ ہر وقت اُنکے سامنے رہتا ہی جو کیفیت گذرنیوالی
ہوتی ہی آئینہ مین معلوم ہو جاتی ہی آج صبح کو آنھون نے ہملوگون کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ ایک لشکر اہل اسلام
کا ہمارے پاس آنیوالا ہی جلد اُسکے استقبال کو جاؤ اور بخاطر تمام یہان لے آؤ ہم صبح سے یہان موجود ہین
اب آپلوگ تشریف لے چلیے سرداروں نے آپسمین کہا خواجہ شیخ العارفین بڑا صاحب کمال ہی ایسے بزرگ
کی ملاقات باعث ثواب ہی یہ کہکر اُن لوگون کے ہمراہ پہاڑ پر آئے یہان عجیب کیفیت نظر آئی پہاڑ کو
بہت ہی زینت و رونق سے پایا ہر ایک جا پر عبادت گاہین ہی ہین لوگ مصروف عبادت ہین کہین سے
آواز ذکر بلند ہی کہین سے تلاوت کتاب اللہ کی صدا آرہی ہی کسی جا دعوت برادران اسلام کا سامان ہی
کہین نقل وعظ کسی جا مدرس تدریس کا مشغلہ ہی سرداران اسلام شوکت ایمانی دیکھکر بہت خوش ہوے جو
لوگ انکو اپنے ہمراہ لے گئے تھے اُنھون نے ایک مکان وسیع مین لیجاکر ٹھہرایا اُنکے ساتھ جسقدر اسباب
وغیرہ تھا اُسکے واسطے جگہ تجویز کی گھوڑون کے سایے علحدہ ٹھکانا بنایا جب سب سرداروں نے ضروری
کامون سے فراغت پائی اُن لوگون سے کہا اب ہمکو خواجہ صاحب کی خدمت مین لیچلیے اُنلوگون نے جواب دیا
کہ خواجہ صاحب سے آج ملاقات نہوگی اب شام ہوئی ہی وہ مصروف عبادت ہو چکے ہونگے صبح کو بعد نماز
آپ حضرات اُن سے ملاقات کیجیے تمام شب کو وہ اطاعت خدا مین بسر کرتے ہین یاد معبود مین سحر کرتے ہین
صبح کی نماز کے بعد وظیفہ سے جب فراغت پاتے ہین اُس وقت اُنکے پاس لوگ جاتے ہین زوال تک
وہان مجمع رہتا ہی اسکے بعد وہ مصروف عبادت ہو جاتے ہین پھر ملاقات نہین ہوتی آپ لوگ شب بھر
تامل فرمائیے صبح کو تشریف لیچلیے سرداروں نے کہنا قبول کیا اُن لوگون نے جلدی دعوت کا سامان کیا
سرداروں نے دعوت قبول کی بعد فراغت سب اپنے اپنے بستروں پر آئے آپس مین یہی تذکرہ
شروع ہوا کہ خواجہ شیخ العارفین مرد باکمال اور صاحب ریاضت ہی شب بھر عبادت خدا مین
بسر کرتا ہی طاعت معبود رات بھر کرتا ہی صبح کو سب لوگ اُسکی ملاقات کو جاتے ہین زوال روز تک
ہر ایک سے ملتا ہی پھر مصروف عبادت ہو جاتا ہی بعض نے کہا ہملوگون کی کیفیت اُس پر ظاہر ہو گئی
اپنے یہان سے لوگونکو ہمارے پیشوائی کو بھیجا ابدیقین ہی ہمارے کام مین بھی کوشش بلیغ کریگا جو امر اصلی ہی
وہ کریگا بعض نے کہا عجب ہی وہ شاہزادے کو رہائی دلادے اور ہملوگون کو اس آفت سے چھڑادے
سرداروں نے رات اسی تذکرہ مین بسر کی جب جلوہ شب ختم ہوا یعنی ماہتاب عالمتاب نے سر سجدہ مین جھکایا
سپیدہ وقت نمود نظر آیا ... روشن تک سحر یعنی آفتاب برآمد ہوا ادای فریضہ سحری آپ تک بخیر تشریف

لایا سرداران اسلام نے بستر خواب سے گردن اٹھائی کانون اللہ اکبر کی آواز آئی سب نے فریضۂ سحری ادا کیا لباس
زیب جسم کرکے منتظر ہوئے کہ اب خواجہ صاحب یاد فرماوینگے آدمی بھیجکر ہمکو بلاوینگے اسی
انتظار مین جب دن چڑھا تو وہی لوگ جو اول روز ان کے پاس آئے تھے موجود ہوئے بعد سلام کے
کہا اب دیر نہ فرمایئے خواجہ صاحب یاد فرماتے ہین سب صاحبونکو بلاتے ہین سرداران اسلام انکے
آگے لوگون کے ہمراہ ہوئے مختصر راستہ جب طے کرچکے تو ایک چار دیواری نظر آئی بہت دور تک
نگاہ کی مدد تک تعریفی رسائی ہوئی سرداران اسلام نے وہان کے لوگون سے دریافت کیا کہ یہ
چار دیواری کیسی ہے اسمین کیا ہے کون رہتا ہے ان لوگون نے جواب دیا کہ خواجہ صاحب اسی چہاردیواری
کے اندر تشریف فرما ہین عبادت کا شغل رکھتے ہین یہین انکا سب سامان ضروری ہے جو لوگ ان سے
ملنے آتے ہین انکے واسطے علیحدہ ٹھکانا بنا ہے جہان سے آپلوگ تشریف لائے ہین وہ مکان خواجہ صاحب
کی بنائی ہوئی ہے یہ ذکر کرتے ہوئے انکو وہ لوگ پہاٹک پر لائے اندر داخل ہوئے سرداروں نے دیکھا ایک وسیع میدان
ہے چہار جانب عمارتین پتھر اور مٹی کی نظر آتی ہین سامنے ایک عبادتگاہ معلوم ہوتا ہے اسکے متصل بہت وسیع
ایک کمرہ بنا ہوا ہے شستہ مکان کہ سرداروں کو اس کمرے کے اندر لائے سرداروں نے دیکھا فرش پر بیٹھا ہے ایک
مرد ضعیف العمر نورانی صورت بلباس فقیر تسبیح ہاتھ مین لیے بیٹھا ہے خیال کیا یہی خواجہ شیخ العارفین ہین
سب نے سلام کیا خواجہ نے جواب سلام دیا ایک ایک سردار کو اپنے قریب بلایا سب کو گلے سے
لگایا دعا سے خیر سے یاد کیا کہا خدا آپ لوگون کو مدام فتحیاب رکھے کہ آپنے اشاعت دین اسلام مین بڑی
کوشش کی اور آپکی ذات سے بڑے بڑے عباد و زہاد کو فرصت عاقبت سے عبادت کا موقع ملا ہے
سرداروں نے بھی خواجہ کا شکر ادا کیا سب ادب و قاعدہ سے وہان بیٹھے خواجہ نے کہا مین نے کل ہی اپنے
چند شاگردونکو آپ لوگون کے لینے کو بھیجا تھا مگر آپ حضرات کسی قدر دیر مین تشریف لائے ہین بر آمد ہوتے
سجادہ پر جا پہونچا مجبور ہو گیا ورنہ کل ہی آپ حضرات سے ملتا سب سرداروں نے کہا ہمکو آپکی کیفیت معلوم
ہوئی تھی اسوجہ سے کل حاضر نہین ہوئے شب کو مہمانسرا مین رہے اسوقت جب آپکے ملازمون نے آپکے
حکم سے اطلاع دی تو حاضر خدمت ہوئے خواجہ نے کہا تشریف لانیکا سبب ارشاد فرمایئے سرداروں
نے کہا خواجہ صاحب آپکو جب ہمارے آنیکی خبر معلوم ہوئی تو کیا سبب حاضری کا آپسے پوشیدہ رہا ہوگا
خواجہ نے جواب دیا کہ سوائے غیب سے کوئی ماہر نہین یہ کیفیت کسی پر ظاہر نہین آپلوگون کی تشریف
آوری کا حال معلوم ہو گیا تھا سبب پر مین نے نگاہ کی تھی جہانتک میری سمجھ مین آیا وہ عرض کرتا ہون یہ
شاید کسی گمشدہ کی خبر چاہتے ہین اسکا پتہ دریافت کرتے ہین سرداروں نے سب کیفیت شاہزادہ
سکندر رفیع لقائی بیان کی منارہ دو رویہ منزل پر جانا اور وہان سے سات روز تک واپس نہ آنا سرداروں کا
مضطرب ہوکر قصد روانگی کرنا ناخدا کا گھبرا کر دو روز روک لینا پھر دوسرے دن کسی کا نہ ٹھہرنا آخر یہ
قرار پانا کہ نصف یہان ٹھہرین اور نصف وہان جائین شاہزادہ والاجاہ کا پتہ لگائین نصف لوگونکا وہین ٹھہرنا نصف
کا منارے پر جانا انکا بھی واپس نہ آنا پھر شہر اسرار مین پہونچنا حکیم کی ملاقات سے انکو خدا پرستان کا پتہ پانا ایک
سال مین راہ تحت طے کرکے آنا بہت اچھی طرح بیان کیا خواجہ نے کل کیفیت سنی کہا واقعی آپ حضرات نے
بہت بڑی زحمت اٹھائی اور خلاف توقع بے وزن سے آپپر بڑی مصیبت پڑی تھی خیر آپ صبر کیجیے کچھ دنون اور

فرمایئے سکندر رخ لقا سے ملاقات ہوئی شاہزادہ اگرچہ بہت اقبال مند ہے مگر آجکل مبتلائے صد آفت
ہے اسکو ساحران مکار نے ایک صحرا میں چھوڑ دیا ہے کوئی وہاں جا نہیں سکتا اُنکی خبر نہیں ملتا لشکر کے جو اور سردار
غائب ہو گئے ہیں وہ بھی مبتلائے آفت و بلا ہیں علیحدہ علیحدہ اسیر ہیں ابھی کچھ دنوں اسی مصیبت میں مبتلا رہینگے
پھر ایک شخص شاہزادہ کو چھڑا لیگا اسکے عوض خود آفت میں پھنس جائیگا شاہزادہ تنہا سفر کریگا ایک تاجدار
جادوگر اُس کا مطیع ہوگا مدد دیگا اُسکی امداد سے شاہزادہ اپنے ہمراہیوں کو پائیگا لشکر گراں لیکر جائیگا
جنگ عظیم کا سامنا ہوگا تاجدار قتل کیا جائیگا لشکر بھی بیکار ہو جائیگا شاہزادہ جو تنہا رہیگا پھر کسی ایسے شخص سے ملاقات
ہوگی جس پر شاہزادہ کا بڑا احسان ہے وہ اسی تلاش میں آئیگا اور ایک ساحل کے قریب شاہزادہ کو پائیگا جب اسکو
کیفیت معلوم ہوگی اطاعت قبول کریگا اسکی وجہ سے بڑے بڑے کام آسان ہوں گے اسکے بعد شاہزادہ کو ہشیار
بیٹا ملیگا سب سکندر کے مجمع ہوں گے ایک جگہ یہ سب علیحدہ ہو جائینگے شاہزادہ پر ایک وقت سخت
آئیگا اُس وقت پر آپلوگوں سے ملاقات ہوگی پھر وہ چھوٹا ہوا لشکر بھی ملیگا اسکے بعد بڑے بڑے معرکہ پڑینگے اور
ساحران غدار خوب لڑینگے آخر میں شاہزادہ طلسم حیرت افزا کا فاتح ہوگا اور وادی فرخار کا سیاح ہوگا
وہاں کے بعد کچھ عزیزوں سے ملاقات ہوگی اور سب طرف ایکجانب روانہ ہوں گے وہاں بھی جنگ وجدال
کا سامنا ہے بہت دنوں تک لڑائی رہے گی جنگ آزمائی رہیگی آخرکار اہل اسلام فتح پائینگے کفار ذلیل
ہونگے مارے جائینگے سردار دن سنکر یہ کیفیت کبھی خوش کبھی محزون ہوتے رہے آخر میں سب نے
کہا خواجہ صاحب اب کوئی تدبیر ایسی بتایئے کہ ہم بہت جلد شاہزادے کے پاس پہونچ جائیں اور
اس آفت و بلا سے اُنکو رہائی دلائیں خواجہ نے کہا ہر ایک بات وقت پر موقوف ہے ابھی تعجیل بیکار
ہے جب وقت آجائیگا ایک لمحہ بھی نہ رہے گا اب شاہزادے سے ملا لے گا اور ابھی اگر کوشش کرکے وہاں تک
پہونچ بھی جایئے تو بھی ناکامیاب واپس آیئے گا ہاں اور ایک روز جہاں قیام فرمایئے ہیں کچھ اشیاء آپکو دونگا
شاہزادہ سے ملاقات ہو میرا سلام کہئے گا اور وہ اشیاء میری طرف سے نذر کیجئے گا بہت سے دقتوں پر بڑے بڑے کام نکلیں
گے میرے پاس اور کیا ہے یہ نذر دل فقیر ہے تحفے سے آپکے آقائے نامدار خوش ہو جائینگے اور اپنا
خیراندیش سمجھکر مجکو یاد فرمائیں گے سردار یہ بات سنکر شاد ہوئے اسی گفتگو میں دن بہت آیا خواجہ نے
سب سرداروں کو رخصت کیا کہا آپ اب کل پھر تشریف لایئے کا میری عبادت کا وقت قریب آیا ہے اسوقت
معاف فرمایئے ہر روز تیار رہونگا دوپہر تشریف لایئے ہیں آپکو کچھ نکال کر رہونگا اور ہر ایک مرد وقت پر روز
ہے اسوقت شاہزادے کو رہائی دلا نہیں سکتا خود وہاں جا نہیں سکتا آپلوگوں کا پہونچنا بھی دشوار ہے ابھی جانے
سے بھی کوشش رہائی کرنا بیکار ہے جو حالت جو کچھ مجکو معلوم ہوئی ہے میں نے آپ حضرات کی خدمت میں عرض کی سرداران اسلام
خواجہ کا شکر ادا کیا وہاں سے رخصت ہوکر اپنی قیامگاہ پر آئے آپس میں سب نے یہی تذکرہ شروع
کیا خواجہ صاحب کمال ہے نیک افعال ہے کس خوبی سے اسنے کیفیت شاہزادے کی بیان کی اب کچھ
اشیاء دینے کا وعدہ کیا ہے یقین ہے سحر کشش چیزیں ہونگی یا اور کچھ تا رات زمانہ سامان ہو غرض ہر طرح توجہ
سے ملکر ملکوں کا فائدہ ہوا اگرچہ اس سبب سے دل مغموم ہے کہ آقا سے نامدار سے بعد مدت ملاقات ہوگی
اور سب ہمراہیان گم گشتہ کا سامنا بعد بسیار کے ہوگا مگر کیا کریں جو مرضی خدا اسمیں کچھ چارہ نہیں خواجہ نے تو صاف
ہمیں یہی فرمادیا ہے کہ یہیں یہاں سے جنبال ہرج عبادت جا نہیں سکتا نہ ہم لوگ اسقدر جلد وہاں پہونچ سکتے

ہیں ورنہ ممکن تھا کہ خواجہ کوئی صورت رہائی بتا دیتے اور شاہزادہ والاجاہ کو ہم سے ملا دیتے تا دیر یہی گفتگو
رہی جب رات ہوئی سب نے کھانے سے فراغت پائی شاگردوں خواجہ آپ سرداران اسلام نے انکو
اپنے پاس بلایا سب کیفیت ملاقات خواجہ کی بیان کی شاگردوں نے کہا جو کچھ خواجہ صاحب نے فرمایا
وہ راست ہے ضرور ایسا ہی ہوگا اور جو ہوشیار وہ مرحمت فرمائیں گے وہ شاہزادہ والاجاہ کے
بہت کام آئیں گے خواجہ صاحب آپ حضرات سے بہت خوش ہوئے بعد میں یہی کہتے تھے
کہ یہ لوگ بڑے عالی ارادہ ہیں اپنے آقا پر جان نثار کر دینے کو آمادہ ہیں خدا انکو جلد انکے مالک سے
ملائے اور بعافیت تمام انہیں منزل مقصود پر پہونچائے یہ بھی فرماتے تھے کہ میں ایک تحفہ ایسا
آقا کو بھیجونگا جو ان سب لوگوں کے واسطے مفید ہو اور ہر وقت انہیں شر اعدا سے محفوظ رکھے یہ کہنا تھا
کہ طوفان بن عمر دیعنی عیار سکنہ فرخ لقا اپنی جگہ سے اُٹھکر شاگردوں خواجہ کے قریب آیا
کہا میں بھی آپ حضرات سے کچھ دریافت کرنا چاہتا ہوں اُن لوگوں نے جو انکی صورت دیکھی
اور یہ حرکت دیکھی مسکرائے مگر بسبب تہذیب کے کوئی بات زبان پر نہ لائے صرف اسی قدر
کہا کہ جو کچھ آپ کو کہنا ہو ارشاد فرمائیے دیر نہ لگائیے طوفان نے کہا کہ سرداران لشکر نے واقعی
بڑی بڑی جانبازیاں تو ضرور کیں مگر ہر ایک شخص نے مجمع کے ساتھ جنگ وجدال میں دخل دیا
کسی نے اسقدر حوصلہ نکیا کہ تنہا لاکھوں میں جاتا اور جو کام بناکر واپس آتا کچھ خواجہ صاحب نے میری بات
فرمایا تھا شاگردوں نے کہا آپ نے عجب بات سنائی کہ سرداران اسلام نے مجمع کے ساتھ جنگ کی اور
پھر اسکے بعد یہ دریافت فرمایا کہ تمکو بھی پوچھتے ہے یا نہیں عجب بیہودہ سوال ہے طوفان نے کہا جناب
یہ سب آپکا خیال ہے مطلب آپکی سمجھ میں نہیں آیا میرے سوال پر زبردستی اعتراض فرمایا لیجے میں آپ
کو سمجھائے دیتا ہوں اپنی تقریر کا منشا بتائے دیتا ہوں سرداروں نے ہزاروں سواروں کے ساتھ
ہزاروں سوار دلیروں وغازی اور میں تنہا لاکھوں سے مقابلہ کیا ان لوگوں نے ہمیشہ زخم بھی کھائے دریائے
خون میں نہائے مگر آج تک میرے جسم پر ایک زخم بھی نہیں آیا اور بڑے بڑے کفار کو قتل کرکے
انھیں آفت قید اور زحمت اسیری سے چھڑایا ان سب حضرات کو لازم تھا کہ سب سے پہلے
خواجہ صاحب کو میرا نام بتاتے پھر میری تمام کیفیت سناتے اور خواجہ صاحب کو لازم تھا کہ
تحفہ جات جو شاہزادہ کیواسطے روانہ فرماتے ہیں وہ مجکو دیتے کہ میں اپنے ہاتھ سے بروقت
ملاقات شاہزادے کو دیدیتا ایسی نایاب چیز معتمد شخص کے ہاتھ بھیجی جاتی ہے شاگردان
خواجہ نے کہا تو کیا علاوہ آپ کے اور سرداران معتمد نہیں طوفان نے جواب دیا صاحب یہ بات نہیں مجسے
کوئی بڑھ نہیں سکتا میں لاکھوں سے تنہا مقابلہ کرتا ہوں اور یہ لوگ مجمع کے بہادر ہیں جبتک انکے
ہمراہ لشکر نہو تو یہ کیا کرینگے بلکہ خواجہ صاحب کو لازم ہے کہ کوئی تحفہ مجھے ایسا مرحمت فرمائیں
کہ میں بھی خواجہ صاحب کو کچھ سمجھتا سب سرداروں شاگردوں خواجہ طوفان کی تقریر سنکر ہنسنے لگے
جب رات زیادہ آئی سب سوگئے شاگرد اپنے اپنے مکانوں کی طرف روانہ ہوئے سرداران اسلام نے
وہ رات وہیں بسر کی صبحکو پھر شاگردان خواجہ آئے اور سرداران اسلام کو اپنے ہمراہ
لیگئے جستجو سب سردار خواجہ شیخ لعل قریں کے مکان میں داخل ہوئے سب سے پہلے

طوفان بن عمرو نے بڑھکے خواجہ کو سلام کیا خواجہ نے جواب سلام کے بعد اسکی صورت اور وضع
دیکھکر اپنے قریب بلایا بیٹھنے کا اشارہ فرمایا طوفان بیٹھ گیا اور سردار وں کو بھی خواجہ نے لیکے پاس
بٹھایا طوفان کیطرف مخاطب ہوکر کہا آج آپنے سلام میں سبقت کی اسکا سبب بھی فرمائیے طوفان
نے جواب دیا اسلیے کہ مجھسے آپ بیکار پوچھتے ہیں آپکو خدا نے روشن ضمیر کیا ہے اور میری حالت آپ سے
محتاج بیان نہیں بقول کسے درویش ہیں وحالش میپرس ہنا گرو ون سے خواجہ نے شب کی تقریر
بیان کی خواجہ کو طوفان کے بیان پر ہنسی آئی کہا اے طوفان تم بھی واقعی بڑے شخص ہو مجکو بے نگے
تمہارا خیال ہے میں تمہیں بروقت رخصت ایک تحفہ ایسا دیتا کہ تم خوش ہوجاتے اور تمہارے
کام آتا طوفان نے ہاتھ باندھکے عرض کی کہ یہ تو میں بھی جانتا تھا کہ آپ مجھے محروم نہ پھیرینگے
ضرور کچھ عطا فرمائینگے اور یہ بھی قوی امید ہے کہ آپ میرے سوال کو رد بھی نکرینگے ایک تحفہ
آپ اپنی خوشی سے مرحمت فرماتے ہیں مگر ایک میرے طلب کرنیسے عطا کیجیے تو اب ایک اور
ایک دو تحفے میرے پاس ہوجائینگے اس خیال سے میں نے عرض کیا اگر ایک ہی تحفہ لینا ہوتا تو خاموش
رہتا کیونکہ مجکو معلوم تھا کہ آپ ضرور دینگے خواجہ ہنس پڑے کہا بروقت رخصت دیا جائیگا طوفان
نے کہا دوسری بات یہ ہے کہ جو تحفہ جات آپ آقاے نامدار کیواسطے روانہ فرماتے ہیں وہ بھی
مجکو مرحمت فرمائیے کیونکہ ایسی اشیاء کا حامل بھی معتمد ہونا چاہیے خواجہ نے پھر وہی سوال کیا
کہ کیا سرداران اسلام غیر معتبر ہیں طوفان نے وہی جواب دیا خواجہ نے کہا طوفان تم بسکہ ایسے ہی
ہوتے مجھسے بھی مذاق کیا طوفان نے عرض کی میں نے واقعی بات عرض کی اب آپکو اختیار ہے خواجہ نے
کہا اے طوفان دو دن تک یہیں ہمارے پاس آنا ہم تمکو تمہارے آقاے نامدار کے واسطے
تحفہ جات دینگے اور آگے ہی دن سبکو رخصت کرینگے طوفان نے کہا اور میرے تحفے کیا آج
مرحمت ہونگے خواجہ نے کہا تمکو بھی اسیکے ساتھ ملینگے طوفان نے عرض کی جو چیز آپکو بنا ہی ہیں
وقت بڑھاتے ہی کیا ضرورت ہے اسیوقت منگالیجیے اور مرحمت فرمائیے آقاے نامدار کیواسطے جو کچھ
مرحمت فرمائیے گا وہ تحفے دوسرے روز آپسے لونگا میرے تحفہ جات اسیوقت دیجیے خواجہ نے
کہا اے طوفان جلدی نکر دو صبر سے کام لو میں نے جبکہ تمسے وعدہ کیا ہے تو ضرور دونگا طوفان نے
کہا خیر اگر آپ نے قسم ہی کھائی ہے تو ایک تحفہ اسوقت مرحمت کیجیے ایک آج کے دوسرے روز عطا
فرمائیے کا بس اب حجت ونکرار درمیان میں نہ لائیے کا مجکو آپکی بہت خاطر منظور ہے جو یہ بات عرض کی ورنہ
میں دونوں تحفے ابھی جناب ہی سے لیتا جرچہ اور گفتگو کرتا خواجہ نے ہنسکے کہا اے طوفان میں تمہاری باتوں سے
بہت خوش ہوا طوفان نے کہا اب دونوں تحفے اسیوقت ملجائینگے خواجہ نے کہا میں تمہیں تحفہ جات ضرور دونگا مگر کل ایسے
ہی سبب ہیں جو میں نے وعدہ کیا ہے تم خاطر جمع رکھو میں انکو مکمل کر دوں ابھی وہ ناقص ہیں طوفان نے کہا
اب آپکی خوشی یہ بات یاد رکھیے گا کہ آپ اسوقت مجھسے خوش ہوے ہیں مگر کچھ انعام عطا نہیں فرمایا دو روز کے
بعد مجھے یہ وقت آپکو یاد دلاؤنگا خواجہ نے کہا میں خوب یاد رکھونگا اسیوقت طوفان ہی کی تقریر ختم ہوئی اور
وقت گذر گیا خواجہ نے سب سرداروں کو رخصت کیا سب لوگ اپنے بستر پر واپس آئے اور دو روز وہیں
قیام کیا تیسرے روز صبح ہوتے ہی طوفان نے بلاطلب خواجہ کے مکان کی راہ لی سب سرداروں کو بستر پر چھوڑا

خود خواجہ کے مکان پر پہونچا اطلاع کی خواجہ نے اندر بلا لیا طوفان نے پہونچکر خواجہ کو سلام کیا خواجہ نے
جواب سلام دیکر اپنے پاس بٹھلایا طوفان نے کہا آج وعدہ وفا فرمائیے اب دیر نہ لگائیے خواجہ مسکرائے
کہا اے طوفان سمجھے وہ دور دور کس طرح بسر کیے ہوں گے یہ کہکے ایک صندوقچہ منگایا اسکو کھول کے ڈبیا
نکالی اسمین ایک مہرہ یاقوت سرخ کار کھا تھا وہ طوفان کو دیکر کہا یہ مہرہ سکندر رفیع لقا کو دینا وہ اپنے
بازو پر باندھیں گے اثر اسکا یہ ہے کہ سحر تاثیر نہ کریگا پھر ایک لوح نکالی کہا اسکو گلے میں ڈالین جب کوئی وقت سخت
پیش آئیگا اسکی ہدایت کے موافق کام کریں کبھی دھوکا نہ پائینگے طوفان نے کہا خواجہ صاحب پہلے آپ
مجھکو تحفہ عنایت فرمایئے یہ تو سب جب آقاے نامدار سے ملاقات ہوگی اُسوقت اُنکو دونگا میں
یہان موجود ہون اول مجکو دیجیے خواجہ نے کہا صبر کرو اور ایک پرچہ نکال کے دکھایا کہا یہ اسم اعظم ہے جب بھی
راہ بھولین اسکو ورد زبان کریں غیب سے راہبر پیدا ہوگا راستہ بتائیگا اور راست پر لگائیگا اسکے بعد
صندوقچہ بند کیا طوفان نے کہا آپ مجکو بھول گئے خواجہ نے کہا خاطر جمع رکھو تمکو بھی دیتا ہوں یہ کہکے
خواجہ اپنی جگہ سے اُٹھے ایک کوٹھری میں گئے ایک جام اور ایک چادر ہاتھ میں لیکے کوٹھری سے
برآمد ہوئے طوفان سے کہا یہ جام سبز بھی اپنے آقاے نامدار کو دینا جب لشکر ساحران سے
مقابلہ کی صورت ہو اس جام کا پانی اپنے لشکر کو پلائیں تمام لشکر تاثیر سحر سے محفوظ رہیگا اور چادر طوفان کو
عطا فرمائی کہا یہ ایک تحفہ تمکو دیتا ہوں دوسرا اور دونگا اس چادر کو اوڑھکر اگر کسی ساحر کے سامنے
جاؤ گے تمہارا حال ظاہر نہوگا طوفان نے کہا کیا میں نگاہ مردم سے غائب ہو جاؤنگا خواجہ نے کہا ایسا
نہیں بلکہ ساحر بزور سحر یہ شناخت نکر سکیں گے کہ یہ عیار ہے دوسرا مہرہ اپنے بازو سے کھولکر دیا کہا
اس مہرہ کو جب اپنی کمر میں باندھو گے منزلوں کا راستہ ایک دم میں طے ہو جائیگا طوفان نے دونون
تحفہ لیکر سلام کیا پھر عرض کی خواجہ صاحب آپ اُس روز مجھسے بہت خوش ہوے تھے اور کچھ انعام
مجھے مرحمت نہیں فرمایا تھا لہذا امیدوار ہوں کہ اُس روز کا انعام بھی مرحمت فرمایا جاوے خواجہ نے
ہنسکے جواب دیا کہ ابھی کچھ اور بھی ہوس باقی ہے طوفان چپ ہو رہا خواجہ نے اپنے ملازمین کو آواز دی
اور بہت جواہر بیش بہا منگا کر طوفان کے حوالے کیا کہا اب جاکر اپنے یہان کے سرداروں کو بھیجدو طوفان
خواجہ شیخ العارفین سے رخصت ہوکر اپنے بستر پر آیا سرداروں سے کہا اب تم لوگ خواجہ صاحب
کے پاس پہنچیے آج دوبہ کا دن ہے چلکر اُنسے رخصت ہو لو سرداروں نے کہا ابھی وہانسے کوئی آیا نہیں شیخ صاحب
سے ملنا ہے نہیں بلا طلب جانا بھی اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے طوفان نے کہا آپلوگ ایسے ہی صاحبان غیرت ہیں جسکو آپ
شہر اسرار ہیبت سے روانہ ہوے ہیں تو خواجہ صاحب نے آپکو خط تحریر فرمایا تھا بہت ہی التجا سے بلایا تھا ورنہ آپکو تو
کچھ ضرورت نہ تھی ادھر آنیکی حاجت نہ تھی ارے صاحب آپ غرض مند ہیں اُنسے تو آپ بلا طلب یہانتک آگئے اب
یہان آپ بلانیکی راہ دیکھیں یہ فعل کے خلاف ہے اب چلنا چاہیے اور اُنسے رخصت طلب کرنا چاہیے ورنہ وہ خیال کرینگے
کہ ان لوگوں کو کچھ نصیب نہیں ہوا ہے یہانپر جو انکے واسطے کھانا مقرر ہے یہ لوگ اسکو غنیمت تصور کرکے یہان پڑے ہیں
سرداروں نے کہا طوفان تم بھی عجیب باتیں کرتے ہو اچھا تمہاری خوشی کرینگے بلا طلب وہان چلینگے یہ کہکے سب
سردار تیار ہوے طوفان نے سبکو ہمراہ لیا خواجہ کے مکان پر آیا اطلاع کرائی خواجہ کو اُن لوگوں کا انتظار تھا
بلا لیا ملنے کی باتیں رہیں طوفان کو تحائف دینیکا ذکر فرمایا بعد اسکے سب دو دن رخصت طلب کی خواجہ نے سبکو بخوشی

اجازت دی سردار وہانسے واپس آئے سب نے طوفان سے کہا وہ تحائف ہمکو بھی دکھاؤ جو خواجہ صاحب بھیجے
عنایت فرمائے ہین تحفے تو مجھسے ذکر بھی نہین کیا جب اُنھون نے خود کہا تو یہ کیفیت معلوم ہوئی ہمکو پوشیدہ
کرنے کی کیا ضرورت تھی طوفان نے کہا خواجہ صاحب بھی عجب بزرگ ہین مجھے تو اُنھون نے منع فرمایا
تھا اور آپلوگ سے یہ راز بالکل چھپایا تھا مگر اثنائے تذکرہ مین اُنھون سے خود یہ کہدیا اسبات کا خیال ضرور ہے
مجھسے فرمایا تھا کہ سوائے سکندر فرخ لقا کے دوسرے کو یہ تحائف نہ دکھانا انکی تاثیر جاتا اور نہ سب اثر جاتا
رہیگا تحفہ جات بیکار ہوجاینگے پھر ایسی چیزون نہ پاؤ سے عمر بھر پچھتاؤ گے سردارون نے کہا طوفان یہ سب تمھارے
حیلے ہین خواجہ نے تو خود مجھسے کہا تھا کہ سب تحائف تم لوگ بچانا اور ہر طرف سے شاہزادہ کو دیدینا جب وہ ان
طلب کیجے تو اُنھون سے تمھارے حوالہ کردیے علاوہ اُن تحفجات کے خواجہ نے ایک چیز ایسی بھی دینے کو کہا
تھا جو ہملوگون کے واسطے مفید ہوگی ■ بھی ضرور تمکو دی ہوگی جب وہ ہمارے واسطے ہے تو ہمکو کیون نہ دکھاؤ کیا سبب ہے
مجھسے چھپاؤ طوفان نے کہا آپ لوگ ناحق کد کرتے ہین جبتک آقائے نامدار کے سامنے نہ جاؤنگا کوئی چیز
آپلوگون کو نہ دکھاؤنگا ورنہ اثر جاتا رہیگا آقائے نامدار مجھسے شکایت فرمائینگے ہین انکو کیا جواب دونگا کہ
آپلوگ اس امر کے ذمہ دار ہون کہ ہم اُنھین سمجھا لینگے اور کہدینگے کہ ہمنے زبردستی طوفان کو مجبور کرکے سب تحائف
دیکھے ہرچند یہ عذرات پیش کرتا رہا مگر ہمنے قبول نہین کیے اسکو مجبور کرکے سب تحفہ جات دیکھ لیے ہماری وجہ سے
انکا اثر جاتا رہا آپ اس سے کچھ شکایت نکرین ہملوگ انکو جو چاہین کہین تو کچھ مضائقہ نہین مین سب چیزین آپکو
دکھادون اور یہی جو دوائین انکی نسبت کی ہین وہ سب بتادون سردارون نے کہا ہمکو دیکھنے کی ضرورت نہین تم
اپنے پاس رہنے دو جب آقائے نامدار کو دوگے ہم دیکھ لینگے طوفان نے کہا اب یہان نہ ٹھہرو اور آج ہی
روانہ ہوجاؤ ورنہ دراز راستہ طے کرنا ہے راہ مین نہین معلوم کیا کیا واقعات پیش آئین گے اور کہان کہان جائین گے
سردارون نے اسی وقت چلنے کی تیاری کردی شاگردان خواجہ زادات بھیکو زبردستی اپنا ہمعنان کیا صبح ہوتے ہی شکستے
حسب ہدایت خواجہ جانب شمال کوچ کیا انکا ذکر اسوقت ملتوی کیا جائیگا اب کیفیت شاہزادہ سکندر فرخ لقا کی تحریر
کیجاتی ہے کہ جب منزل دوازدہم پر سے ایک عفریت بصورت سرخ رنگ شاہزادے کو اُٹھا لیگیا تکان پہنچے
سے شاہزادہ بیہوش ہوا جب آنکھ کھلی اپنے کو ایک احاطہ وسیع مین پایا گرد پتھر کی چہار دیواری بہت بلند نظر آئی
شاہزادے کی طبیعت بہت گھبرائی دلمین خیال کیا کہ ابھی مین منارہ دوازدہ منزل پر تھا یہان کیونکر آیا اور کون یہانتک
لایا پھر خیال کیا کہ بیشک ہدایت کے خلاف کیا منزل دوازدہم پر گیا اُسکی وجہ سے یہ وقت پیش آئی خیر خدا مالک
ہے مگر ساتھ ہی ہمراہیون کے خیال نے دل بیچین کردیا انکی یاد آنیکی طبیعت زیادہ گھبرانیلگی ایک تنہائی دوسرے
ہوکا مقام دھوپ سخت ہوا گرم سایہ ندارد کہین کوئی آرام کی جگہ نہین سکندر نامدار کو اپنی حالت پر نہایت افسوس
ہوا تھوڑی دیر مین آفتاب غروب ہوا شاہزادے نے شکر خدا کیا رات بھر ٹہل ٹہل کے بسر کی جبکہ صبح ہوئی نماز پڑھی جگہ
بہت وقت گذرچکا تھا اور موسم گرما کی شدید حدت نے آتش تشنگی کو اسدرجہ بڑھا دیا تھا کہ حلق سوکھا جاتا تھا زبان
مین کانٹے پڑے ہوئے تھے سکندر نامدار دلمین خیال کررہے تھے کہ عجب مقام بیکسی ہے یہان پر موت آنا بھی
بُرا ہے نہ کوئی پاس نہ قریب عزیز دور احباب موجود نہین یہان بڑی خرابی ہوگی کفن دفن کو ہاتھ لگانیکے افسوس
ارمان دل کے دل ہی مین رہجاتے ہین صاحبقران تک پہنچنے نہ پائے نہ آنکی مدد کرسکے جو آفت آتی روکرتے
عجب طرح کی قسمت ہے کس جگہ موت کا سامنا ہوا مگر جو منظور خدا ہے اُسمین کیا چارہ ہے اور کسکا اجارہ ہے ہماری قسمت مین یہی

لکھا تھا کہ یکایک یوں مبتلائے بلا ہوں رفیق اور آشنا سب بچھڑ جائیں کسیکی خبر نہ پائیں غربت میں بھوکے پیاسے
تڑپ تڑپ کے جان دیں یہ سوچ سوچ کے شاہزادہ اپنی حالت پر افسوس کر رہا تھا کہ یکایک بجلی چمکی سامنے کچھ لوگ
دکھائی دیے شاہزادہ کے قریب آئے کہا اے اسیر حسرت وائے مبتلائے ہزار آفت کیا حال ہے سزا اپنی زود ہم پر
جانے کا مزہ پایا جو کچھ کتاب ہدایات میں پڑھا تھا وہ پیش آیا اب زندگی بھر رہائی نہ پائیگا مطلب دلی بر نہ آئیگا سکندر
نامدار کو غصہ آیا جھنجھلا کے فرمایا کیا بکتے ہو ہماری قسمت میں یہی لکھا تھا کہ اس طرح مبتلائے آفت ہو جائینگے
اور یہ تکلیف اٹھائیں گے اگر قسمت میں نہ تھا تو کسکی مجال تھی جو ہمیں اسیر کر کے یہاں لاتا اور لشکر سے بچھڑاتا ملکی یاد
تکلیف ہمکو کچھ مایوسی نہیں اگر خدا کا فضل شامل حال ہوگا نہ غم قید رہیگا نہ کسیکا ملال ہوگا جو لوگ آئے تھے انھوں
نے کہا اے شخص اسقدر غصہ نہ کر ہمنے تجھکو قید نہیں کیا ہو بلکہ اسوقت جو یہاں آتا ہے سامان راحت مہیا انکی غرض
سے کیونکہ جب سے یہاں آیا کھانے کا ذکر کیا ہو پانی تک بھی نہ پایا ہوگا ہم تم بتائے دیتے ہیں اور ایک چشمہ تجکو
دکھائے دیتے ہیں کھانے کا وہیں سامان ہے اپنی زندگی وہیں بسر کرنا الغرض یہاں بھی ہو تو کسی وقت تیری تقدیر جاگ
جائیگی اور اس وقت وبلا سے رہائی ملیگی سکندر نامدار کو یہ گفتگو بھی ناگوار ہوئی مگر مجبور کسی بات کا محل نہیں تھا
شاہزادہ خاموش ہو رہا غصہ سے ہونٹ چبا چبا کر رہ گیا انھیں لوگوں نے زمین سے تھوڑی مٹی سرکائی ایک
کھڑکی ظاہر ہوئی سکندر سے کہا جب پیاس یا بھوک معلوم ہو اس کھڑکی میں جانا کھانے پینے کا سامان
ملجائیگا ایک چشمہ آب مصفا کا نظر آئیگا بعضے درخت موجود ہوں گے سایہ بھی انھیں اشجار کا دن کو دھوپ سے
بچائیگا رات کو اوس پڑیگی تو وہیں رہنا سکندر نامدار نے کسی بات کا جواب نہ دیا یہ لوگ مجبور ہو کے چلے گئے انکے جانیکے
بعد شاہزادے نے خیال کیا کہ اگر اس کھڑکی میں نہ جاؤنگا اور پانی نہ پیونگا ثمر درختوں کے نہ کھاؤنگا تو جان جائیگی اور خودکشی
ٹھہریگی تا قیامت یہ عذاب گردن پر رہیگا اس سے مناسب یہ ہے کہ اس کھڑکی میں جاکر چشمہ کا پانی پیوں درختوں سے کچھ پھل توڑ کر
کھاؤں یہ خیال کر کے شاہزادہ اپنی جگہ سے اٹھکر اسی کھڑکی کے قریب آیا کھڑکی کو کھولکر دیکھا ایک چھوٹا سا باغ ہے
اسمیں ایک چشمہ آب مصفا ہے درختوں میں کچھ میوہ پھلا ہے سکندر نامدار نے ان درختوں سے کچھ میوہ توڑ کے کھایا
چشمہ سے پانی پیا فوراً غشی کی حالت طاری ہوئی کئی دن کے بعد جب آب وخورش میسر ہوا فوراً ہاتھ پاؤں سنسنا گئے
ایک سایہ دار درخت کے نیچے شاہزادے نے کچھ دیر آرام کیا جب آنکھ کھلی وہاں سے اٹھکر پھر اسی احاطہ میں آیا
جب یہاں سے دل گھبرایا پھر باغ کی سیر کو غنیمت جانتا اسیطرح کئی ماہ شاہزادۂ والا مقام نے وہاں گذاری طبیعت
بہت شکستہ مزاج نادرست روز بروز ملال بڑھتا جاتا تھا اپنے لشکر کا خیال آتا تھا ایکدن بعد ادائے وظیفہ سحری
شاہزادے نے دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کیے اور عرض کی اے کریم کارساز اے رب بے نیاز اسوقت بیکسی میں
مدد کر اور اس آفت ناگہانی کو رد کر شاہزادے نے بہ رجوع قلب جو دعا کی باب قبولیت پر پہونچی ادھر سکندر نامدار نے
دعا سے فراغت پائی کہ عطر عنبر کی خوشبو آئی شاہزادے نے سر جو اٹھایا سامنے ایک حور خصال پری جمال کو پایا
صورت زیبا پر جو نگاہ کی بے ساختہ لبوں پر آہ کی دل قابو میں نہ رہا فوراً زبان سے یہ شعر حسب حال نکل گیا — شعر

ناک اور مستانہ سر سے پاؤں تک بجلی ہوئی ۔ وہ پری کا زور جوانی جوش پر آئی ہوئی

یہ کہکے شاہزادے نے چاہا دل کو سنبھالے
کچھ اور کلمہ زبان سے نکالے مگر صبر و قرار رخصت دل مبتلائے الفت ہوا سر چکرا گیا فوراً غش آگیا ادھر نازنین کا عجیب
حال ہوا اسحالت میں شاہزادے کو دیکھ کر سخت ملال ہوا فوراً سر کو اپنے زانو پر رکھ لیا منہ پر پانی کا چھینٹا دیا خوشبوئے
زلف عنبرین جو دماغ میں پہونچی سکندر نامدار نے غش سے آنکھ کھولی دیکھا تقدیر یاور ہے بخت بیدار ہے

کہ اپنا سر ہی اور زانوے ولداری شاہزادہ کو جو ہشیار ہا کہ نازنین شرمائی فرط حیا سے گردن جھکائی سکندر رنا مدار تحمل
بیٹھ گئے نازنین کیطرف دیکھکے مخاطب ہوے کہ ای یاسمن باغ محبوبی و اے گل سرسبز چمنستان خوبی کچھ اپنے حالات
ظاہر کرو یہان آنیکا سبب ظاہر کرو نازنین نے شرما کے جواب دیا ؎ چمن آید بہ چمن بہر تماشاے جمال
بلبل آید بر بلبل بہ تمناے غزال ای شہریار والا مقام و ای شاہزادہ ذو الاحتشام مین اپنے حال سے کیا آگاہ
کرون اور کیا اپنی کیفیت بتاؤن ایک مدت سے اسیر پنجۂ بلا آزادی سے دور ہون نہایت مجبور ہون والدین کی
سخت تاکید ہی براے سیر جانیکی مانعت شدید ہی مجھکو اسیر کیا ہی ہر طرحکا آزار دیا ہی میری کوئی خطا نہی جسکی یہ
سزا ملی یہانسے قریب ایک ٹھکانا ہی وہان میرا مکان گویا میرے لیے قید خانہ ہی بس مجھکو اسقدر اجازت ہی کہ براے
سیر اس صحرا مین آؤن اور باغات سلطانی اور عمارات بادشاہی مین نہ جاؤن انھین امور نے میرے دل کو رنجیدہ
کیا ہی والدین نے آزردہ ہوکر نظر بند کیا ہی برسون کہین جاتی نہین دل بہلاتی نہین اور اصل تو یہ ہی کہ کہان جاؤن کہ
کیونکر دل بہلاؤن نہ یہان کوئی گلزار ہی نہ کوئی دشت پر بہار ہی نہ کوئی اسطرف سے گذرتا ہی نہ کوئی اس وادی مین قدم

وہ مرتا ہی ہمکو عجب مصیبت پڑی ہی یہ حالت نہ ہو سے		پڑیے گر بیمار تو کوئی نہ ہو تیمار دار

اور اگر مر جائیے تو نوحہ خوان کوئی نہ ہو مرتی مین ہون اور میرا مکان ہی۔ کوئی نہ انسان ہی نہ حیوان
ہی آج بہت دنون کے بعد دل بھر آیا بخت برگشتہ اسطرف کھینچ لایا آپکے جمال جہان آرا اور صورت زیبا پر نظر پڑی کچھ خیال ہی
و رنج و ملال جو ہمراہ دلی بر آئی جسکا مجھے اشتیاق تھا وہ صورت زیبا نظر آئی آپ ہی کیواسطے اسقدر تکلیف اٹھائی آخر کو یہ
دقت پیش آئی کہ اس صحرا پر ہول و دہشت مین تنہا سیر ہوتی بیکسی اور بے بسی دامنگیر ہوئی عذر ہون کہ حکم بادشاہ سے
علیحدہ کیا تمہارا اسطرف کا راستہ تھا اور ایک ملازم آتا ہی معلوم ہوگا جو یہ تماشا دیکھ آیا مین نے بعد ازان جانا چاہا مگر میری گذارش نا منظور
ہوئی دس بیس مرتبہ جیب اپنے کہنے کا کوئی نتیجہ نہ پایا مجبور ہوئی تنہا مکان نہین رہنا قبول کیا پھر مکان والدین جانیکا پیغام ملا
مدت سے آپکی یاد تھی دل اسی غم سے محزون طبیعت ناشاد تھی آج بخت ہمراہ ہون اور طالع زبون راہ پر آیا فلک تفرقہ
پرداز نے ظلم و جور سے ہاتھ اٹھایا تھا کہ پہونچ سکا میسر ہوا مطلب قلب مضطر ہوا شاہزادے نے جو یہ کیفیت سنی بہ
کمال حیرت ہوئی فرمایا یہ تماشا ماری۔ سمجھ مین نہین آیا کچھ خلاصہ حال تمنے نہین بتایا میری وجہ سے تکلیف کیونکر زحمت
ہوئی اور کسطرح میری الفت ہوئی تمنے مجھکو کہان دیکھا اور کسنے دکھایا جو تمنے میری وجہ سے یہ بار غم اٹھایا یا خدا کیواسطے
صاف صاف حال ظاہر کرو جلد اس معمے سے مجھکو ماہر کرو نازنین نے عرض کی ای شہریار اعمر لباس جادو جو اس طلسم کے
بادشاہ ہین وہ کنیز کے پدر عالیجاہ ہین سحر و ساحری مین اُنکا جواب نہین طلسم مین کیا چیز ہی جو موجود اور نایاب نہین ای حضور جسے
دولت لازوال صرف زمانی ہی اور آپکی ایک تصویر منگائی ہی آپکا نام سکندر فرخ لقا ہی اور سلسلہ صاحبقران سے ملتا ہی
سکندر رنا مدار نے کہا بیشک میرا یہی نام ہی اور خاندان صاحبقران سے بھی ہون مین کیا کلام ہی مگر اعمر لباس جادو کو
اسکی کیا ضرورت تھی کہ وہ میری تصویر منگاتا اور اپنے مکان مین لگاتا نازنین نے کہا مکان مین نہین بلکہ ایک خاص مکان اسکے واسطے
بنایا ہی وہان آپکی تصویر کو لگایا ہی اس تصویر کی محافظت کیواسطے بہت سے لوگ مقرر کیے ہین اعلی و ادنی ہر طرح کے
عہدہ انکو دیے ہین وہان بہت سے ساحران جلیل جاتے ہین تصویر کو دیکھکر کمال جرات تمام ملازمین کو دلاتے ہین اور
سخت ہی تاکید ہی کہ اس صورت و شمائل کا انسان اسطرف نہ آنے طلسم مین ہرگز قدم رکھنے پاوے اگر ایسا انسان طلسم
مین آئیگا تو نقصان پہونچ جائیگا ایک اور تصویر بھی آپکی تصویر کے قریب آویزان ہو مگر اسکا پردہ کوئی نہین اٹھاتا ہی
آپ ہی کی تصویر کو سب دیکھتے ہین اسکے پاس کوئی نہین جاتا ہو معلوم نہین وہ کسکی تصویر ہی اور اسکی نسبت کیا حکم ہی

آپکی تقصیر بھی ہرگز نہیں لکھا ہی کہ جو اس انسان کو دیکھے طلسم کے اندر آتے قدرت جو ہمارے حکم و خیال مین نہ بیٹھے وہ گرو رہا ہی بجایگا
یہان جب ایسا انسان نظر آئے تو حضور بادشاہ مین فرمائینگے جو چیز نئی ہو انتظام ہم مناسب جانین گے وہ کر بیٹھے تو وہ اسیر ہوگا خواہ
مارا جائیگا غرض ہمارے ہاتھ سے اس نہ پائیگا شاہزادہ نے جو یہ کیفیت سنی غصہ آگیا تمام جسم تھرا گیا غصہ سے فرمایا کہ مین نے اسکا
بگاڑا ہی کیا جو اسقدر مجھ سے عناد و زہر دشمن جانی ہو آمادہ فساد ہی اس خیال مین کہ ہاتھ نہ آئیگا غفلت مین مارا جائیگا اگر خدا نے تحمل کیا
تو اس شخص کا مزہ دکھا دونگا تمام طلسم کو برباد دونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا بے فتح کیے نہ ٹلونگا نازنین نے عرض کی ای شہر یار
ابھی آپ غصہ نہ فرمائیے اور خیال دل مین نہ لائیے ابھی مین نے آپسے بہت کم باتین کی ہین جب اطمینان سے تشریف رکھیے گا
اور باتین آپسے عرض کرونگی جنکو سنکر حیرت ہوگی سکندر نے فرمایا اطمینان سے کہان بیٹھونگا سوا اس ویرانہ جنگل کے اور کوئی
ٹھکانا ممکن نہیں جہان جاؤن اور رہنے بااطمینان تمام حال دریافت کرون نازنین نے عرض کی ای شہر یار آپ نہ گھبرائین میرے
ساتھ آئین مین آپکو اپنے مکان پر لیچلون گی وہان قیام فرمائیے گا جبتک کچھ سامان آزادی فراہم نہ ہو وہان سے نہ جائیے گا جب
تک یہی خیال ہو کہ آپ اس طلسم مین حکومت فرمائینگے سالکان طلسم آپکے تابع ہو جائینگے سکندر فرخ لقا اس نازنین کے
ہمراہ ہوئے نازنین باغ سے باہر آئی جہان تخت رکھا تھا شاہزادہ کو بٹھایا تخت کو اڑایا تھوڑی دیر مین راہ طی کی اپنے
مکان پر پہونچی شاہزادے نے مکان کیحالت پر جو نگاہ کی فرمایا تم یہان کیونکر بسر کرتی ہو ایسے ویران مکان مین کس طرح
گذر کرتی ہو نہ یہان کسی طرح کا اسباب مہیا ہی نہ کوئی انتظام کرنیوالا ہی عجیب جائے ویرانہ ہی کہ کسی کا یہان سے گذر ہی محال
ہی آرام تھا اگرچہ مکان مقام تھا مگر وسعت اور فضا نظر آتی تھی ہوا ہر چہار جانب سے جاتی تھی نازنین نے عرض کی
ای شہر یار مدت ہوئی کہ مین اسی مکان مین رہتی ہون ہر طرح کا رنج و ملال سہتی ہون بیٹھی ہوئی نازنین سکندر نامدار کو ایک
کمرے مین لائی یہان کچھ اسباب ضروری موجود تھا مگر سامان پیش مختصر تھا فرش بچھا تھا ایک پلنگ لگا تھا فرد رئیس لیکن
قلت کے ساتھ فراہم تھا سکندر نامدار کو نازنین نے فرش پر بٹھایا آپ بھی بیٹھ گئی عرض کی ای شہریار مین بہت محجوب ہون
کس طرح کی خاطر نہین کرسکتی آپ تشریف لائے ہین اور بہر تکلیف اٹھاتے ہین اسکا مجھکو بہت ملال ہی ولیکن یہی خیال ہی کہ ایکمدت کے
بعد تمنا دل برآئی جیسے اشتیاق مین یہ حال ہوا وہ اپنے گھر آئے ہم کچھ خاطر نہ کرسکین بلکہ اس کو اور زحمت دین
سکندر نے فرمایا مجکو ہرگز اس امر کا کچھ خیال نہین مطلق ملال نہین تمہاری بے سروسامانی کا البتہ الم ہی تم خود بھی تمہاری اسقدر
مدد نہین کرسکتا اس کا غم ہو اب تم خلاصہ کیفیت کہو سنا دو جو اصلی حال ہو وہ نہ چھپاؤ نازنین نے کہا ای شہریار مین مدت سے تصویر کا
مشہور سنتی تھی دیکھنے کا کمال اشتیاق تھا ایک روز مین نے اس امر کی اجازت اپنے والد نامدار سے چاہی انھون نے مخالفت
فرمائی کہا ہرگز وہان نہ جانا اور تصویر کو نہ دیکھنا مین خاموش رہی پھر تھوڑے دنون کے بعد والدہ سے کہلوایا کسی طرح منظوری
انکا کہنا بھی نامنظور ہوا اجازت نہ ملی جب مین ہر طرح مجبور ہوئی تو ایکدن اپنی خواصون کو ہمراہ لیا اور پوشیدہ طور سے
اس مکان کا قصد کیا والد نامدار طلسم معدن آفات مین مقیم تھے انکے تشریف نہ رکھنے سے مین نے یہی خیال
کیا اب انکی خدمت مین کون جائیگا اور اس راز مخفی کی خبر پہونچائیگا یہ سوچکے اس مکان مین آئی قسمت نے عجیب
نیرنگی دکھائی تصویر تک پہونچی چہرہ زیبا پر نگاہ کی دلکی عجیب حالت ہوگئی صبر و قرار رخصت ہوا دل ہاتھ سے مصیبت
ہوا چین اور آرام و شور ہو انقلاب آزار ہوا وہ سانحے عجیب حالت مین اپنے مکان پر پہونچے قرار نہ آیا مین کسی کروٹ
نہ پایا خواصین جو ہمراہ تھین وہ نازنینین تخلیہ پاکر میرے پاس آئین مجھسے بہت کچھ دریافت کیا مین نے کسی کو اپنا حال
نہ بتایا لیکن قمر اندام میری وزیر زادی ہو عقل و فراست مین یکتا ہے زمانہ ہو سنے قریب آکر مجکو بیٹھا بہت کچھ
دو ساوا یا مجھے بیقراری و بیتابی کا سبب دریافت کیا مین نے اسکو پہچانا اور جانا سب حال کہدیا قمر اندام نے بہت

افسوس کیا کما طلمہ عالم آپنے عجیب بات فرمائی میرے دل پر چوٹ لگائی جلاد شخص جسکی شبیہ وہان ٹنگی ہے
یہان کیونکر آئیگا اور کون اُسکو آپ تک دیگا بادشاہ کا حکم ہو کہ جو کوئی اس صورت کے انسان کو دیکھے یہان سے
آنے حاضر حضور کرے جو ہمارا حق چاہیگا سزا دینگے کوئی اُسکو تکلیف نہ ہو نہ پاوے ہمارے پھر وہ چلے جب وہ
آئیگا تو حضور بادشاہ میں بھیجا جائیگا آپ تک اُسکا آنا دشوار ہے اور اگر کسی تدبیر سے قابو بھی چلا اور وہ یہان
آگیا تو آپ اُسکو کیونکر پوشیدہ کرینگی ایک نہ ایک دن یہ راز کھلیگا بادشاہ کو خبر ہوگی عتاب آئیگا ہم
بھی سزا پاوینگے تکالیف شدیدہ میں مبتلا ہو جائینگے میں نے قمر اندام کو یہ رائے دی کہ اب تم یہ
تدبیر کرو کہ ملازمین طلسم کو زر و جواہر بیحساب دو جب وہ تمہارے ممنون احسان ہوں اُسوقت یہ راز اُنسے
بیان کرو کہ جب وہ شخص یہان آوے بادشاہ کے حضور میں نہ جانے پاوے پہلے ہمسے خبر کرنا جو ہم حکم
دیں اُسکے موافق عمل میں لانا قمر اندام نے میرا کہنا قبول کیا اور ملازمین کو زر و جواہر دیا ایک مدت تک اُنکے
ساتھ سلوک کرتے رہے جب سبکو اپنا دوست بنا لیا اُسوقت اس راز کو ظاہر کیا ہر ایک کو ماہر کیا ملازمین نے
بطمع زر اقرار کیا مگر بادشاہ سے مخفی رکھا میں پوشیدہ طور سے ہر روز تصویر دیکھنے کو جاتی تھی تھوڑی دیر اپنی
طبیعت بہلاتی تھی یہ خبر بھی بادشاہ کو پہونچی اُنمیں سے بعض غمازوں نے پوشیدہ طور سے یہ واقعہ اُنہیں
دکھایا اُسی روز سے مجھپر عتاب نازل ہوا سب سے میری علیحدہ علیحدہ اسیر ہوئیں قمر اندام کو ایک جا تا ایک
میں اسیر کیا مجکو یہان بھیجدیا اب یہ قاعدہ مقرر ہو کہ روزانہ ایک ملازم بادشاہ آتا ہے وہ کھانا وغیرہ مجکو دیجاتا ہو بس
کام اُسی کے ذریعہ سے انتظام ہوتا ہے بارہا میں نے بخدمت بادشاہ کہلا بھیجا کہ آپ حضرات کی زیارت
و قدمبوسی کی مشتاق ہوں میری خطا معاف فرما دیجئے اپنی خدمت میں بلا لیجئے مگر بادشاہ کو ابتک میرے حال
پر رحم نہ آیا اپنے پاس نہ بلایا والدہ کا بگڑی حال ہوگا مجھے اسد رحیم ہیں کہ نام سُنکر غصہ آتا ہے اے شہریار
میں سب لوگوں کا یہ قیاس ہو کہ آپ طلسم کشا ہیں آپکے ہاتھ سے یہ طلسم فتح ہوگا اسی وجہ سے اسقدر انتظام کیا ہے
جو سکندر نامدار نے یہ سب کیفیت سماعت فرمائی تو نازنین نے عرض کی اے شہریار اب کچھ آپ اپنی کیفیت
آگاہ فرما دیجئے مگر اب یہ سب تکلیفیں پیش درپیش معلوم ہوتی ہیں یا معاذ اللہ میں نے اسقدر تکلیف اُٹھائی
مگر اتنے دنوں بعد مراد دلی بر آئی اے شہریار جیسے ہی میری تمنا اب پہونچا خوشی جان گئی کہ وہ تصویر جو تھا آپکی
ہی تھی آپ یہان کیونکر تشریف لائے اور کس نے آپکو یہان تک پہونچایا کون لیکر آیا حضور بادشاہ میں بھی
آپ گئے تھے کچھ ایسی گفتگو ہوئی تھی سکندر نے فرمایا میں اپنی کیفیت کیا بیان کروں اور یہان آنیکا سبب
کیا ظاہر کروں نہیں معلوم میں یہان کیونکر آیا اور کون لایا میرا لشکر کہا ہے سردار کہاں ہیں کچھ سمجھ میں نہیں آتا
سخت حیرت ہے کمال تعجب ہے میں منارۂ دوازدہ منزل پر سیر کرنے گیا وہاں سے ایک طائر نکلا مجھپر
حملہ اُٹھانا چاہا میں نے زد کیا مگر ہاتھ پاؤں میں رعشہ آگیا قوت بالکل باقی رہی وہ طائر مجکو لیکر بلند ہوا
مجھے غش آگیا جب آنکھ کھلی اپنے کو اس احاطہ میں پایا اتنے دنوں زندگی تھی جو وہاں بسر کی ورنہ
جان جانے میں کچھ باقی نہ تھا نازنین نے عرض کی اے شہریار آپ دوازدہ منزل کے منارہ پر کیونکر
پہونچے وہاں آپ کو کون لیگیا پھر وہان سے طائر جو آپکو لایا تو اُسنے بادشاہ طلسم کو نہیں دکھایا بادشاہ
سے کچھ گفتگو ہوئی یا یونہی آپکو یہان اسیر کر دیا سکندر نے فرمایا مجکو بادشاہ کے پاس کوئی نہیں لیگیا
منارۂ دوازدہ منزل کی تعریف میں نے بہت سے سرداروں سے سُنی وہان کے عجائبات دیکھنے کا مشتاق ہوا جہاز

پر دہانہ تک پہونچا پہلے منارۂ ہدایت پر گیا وہان کتاب ہدایت دیکھی اُسمین لکھا تھا کہ جو دوازدہ منزل سے
منارے پر جائے اُسکو لازم ہی کہ دس منزل تک سیر کرے گیارھوین اور بارھوین منزل کا قصد نکرے ورنہ دشت بلا
کا سامنا ہوگا اسیر ہوجائیگا تا زندگی رہائی نہ پائیگا مین جب منزل دہم تک پہونچا تو یہ خیال ہوا کہ اب گیارھوین اور
بارھوین منزل پر نہ جانا عجب ہی کیون وہان نہ جاءین اور کس وجہ سے وہانکی حالت تحقیق نکرین اسی زحمت اُٹھانا
اور پھر وہانکی کیفیت نہ دیکھنا یون ہی پہلے جانا خلاف ہمت ہی یہ خیال کرکے مین منزل یازدہم پر پہونچا وہان ایک
مکان بہت آراستہ پایا سامنے ایک پلنگ بچھا تھا ایک جوان حسین سو رہا تھا مین اُسکے قریب آیا بہت جگایا مگر
اُس جوان نے آنکھ نکھولی کچھ جواب نہ پایا جب مین مجبور ہوا تو منزل دوازدہم پر پہونچا جیسے ہی مین نے
دروازہ کھولا ایک باز سفید برآمد ہوا وہ اُڑ گیا مگر سامنے ایک دروازہ تھا خود بخود وہ اُسکا دروازہ کھلا اور
ایک طائر سرخ رنگ مہیب صورت اُسمین سے نکلا اُس نے مجکو پنجون مین دبایا ہر چند مین نے زور کیا
مگر ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا طاقت باقی نرہی وہ طائر مجکو اُٹھا لایا جب میری آنکھ کھلی اپنے تئین اُس حالہ
مین پایا نازنین نے عرض کی اے شہریار مین آپسے اب دوازدہ منزل کی کیفیت بیان کرتی ہون جس شخص
کو آپنے محو خواب پایا تھا اور بہت دیر تک جگایا تھا وہ طلسم معدن آفات کا شاہ ہی مدت سے اُس
وادی سحر و ساحری کا سیاح ہو مگر مین اُسکا جواب نہین لشکر و سپاہ بھی پاس کی موجود ہی وہ طلسم صفا کا شاہ ہی
ہو بہت عالی ارادہ ہی زور و طاقت مین فرد ہی دلاور و جوانمرد ہی اکثر اُسنے دیوؤن سے مقابلہ کیا اور اُنکو زیر کیکے
اپنا مطیع بنایا اس طلسم مین سب اُس سے ڈرتے ہین نام سنکر کانپ جاتے ہین مقابلہ کرتے ڈرتے
ہین یہان سے قریب ایک طلسم دارالضیا ہو وہانکا بادشاہ دل تابان جادو ہو والد نامدار سے زیادہ رسم و راہ
رکھتا ہی اُسکو بھی اپنے زور و قوت بنا ہی جو سحر و ساحری مین یکتا ہے روزگار ہی اُسکی دختر بلند اختر ملکہ انجم طلعت نے
جیسے بڑے بڑے ساحران نامی کو سحر زمانی مین شکست دی اُسکا نام لیکر ساحر سحر کرنے مین اُسنے اُسکو بند
سحر کر نازک تھا وہ منارۂ دوازدہ منزل مین اسیر کر دیا تھا باز سفید اُسکا محافظ ہی وہی اسیر تھا شہزادہ کو جو
جتنا سے سحر ہو گیا تھا جب آپنے باز کھولا اُسکو بھی ہوش آگیا ہوگا باز موقع پاکر نکلا ہوگا اب وہ بھی بیعرفت
اُنکالی بنا فساد چھپا دیگا پھر ملکہ انجم طلعت کو والد نامدار بلاشبہ دور اُس جوان کو قید کرینگے اسی وجہ سے
منزل یازدہم و دوازدہم پر جانیکی ممانعت تھی آپ تشریف لیگئے اور باز سفید کو رہا کیا اسی وجہ سے اسقدر زحمت
اُٹھائی ملکہ ابھی تک بادشاہ کو آپکی کیفیت معلوم نہین ہوتی ہی اگر یہ حال ظاہر ہوتا تو بادشاہ طلسم آپ کو
ضرور طلب فرماتے اور اپنے ہمراہ شاید طلسم دارالضیا مین لیجاتے وہان آپکے رہنے کو مکان ملتا اسکا
کسی قسم کی بیحرمتی اور تکلیف نہیں دیجاتی ہو اسیر وقت کی خاطر کیجاتی ہی جیسی جسکی عزت ہوتی ہی ویسا اُسکے
واسطے سامان مہیا کیا جاتا ہو روپیہ پیسہ علی الحساب خزانہ سے دیا جاتا ہی یہان بہت سے شاہان عالیجاہ
اسیر ہین مگر اپنی سلطنت سے زیادہ وہ عیش کرتے ہین اب آپ غم و غصہ کو دخل نہ دیجیے جو مین عرض
کرون وہ کیجیے تو یہان سے مجھے اور آپ کو آزادی نصیب ہو رنج دور راحت قریب ہو مین تو مجبور ہون
کسیطرف جا نہین سکتی کسی کو یہان بلا نہین سکتی یہان سے دس کوس پر ایک باغ ہی وہان حکیم تیز نگاہ کا
مکان ہو وہ حادثات سے طلسم کے ماہر ہو کل حال اُس پر ظاہر ہو وہ میرا استاد ہی اُسنے مجکو مدت تک
پڑھایا ہے اپنی اولاد کیطرح پرورش فرمایا ہو کسی طرح آپ وہان تک تشریف لیجائین اور کل کیفیت

کہ سنا ہے وہ فوراً مجلو بھی اپنے پاس بلائیگا اور اس قید الم سے چھڑائیگا اگر بادشاہ طلسم اسکی کچھ شکایت کیے
دو خیال میں نہ لائیگا کسی دوسری جگہ مجلو اور آپکو بعافیت پہونچائیگا سلطان طلسم اس سے کچھ نہ کہیں گے
خاموش رہیں گے اس طلسم میں بہت سے مقامات اسی نے بزور حکمت بنائے ہیں سب اسکو مانتے ہیں
خود بادشاہ جمجاہ اپنا استاد جانتے ہیں شاہزادے نے فرمایا وہاں تک کیونکر رسائی ہو اور کسطرح حکیم
نیرنگ سے ملوں اسکو کل حال سے آگاہ کروں تاج زرین نے عرض کی کہ آپ تخت پر بیٹھ جائیں میں اس تخت کو اسی
جانب روانہ کرتی ہوں جب باغ ملیگا تخت ٹھہر جائیگا آپ حکیم کے پاس پہونچکے یہ ارشاد فرمائیے گا کہ آپکو
ملکہ تنویر ہلال ابرو نے بلایا ہے اور اپنی مصیبت کا حال بھی کہلا بھیجا ہے جب وہ آپسے دریافت کریں سب
حال بیان کیجیے گا آپ وہیں تشریف رکھیے گا حکیم نیرنگ یہاں آئیں گے مجلو اپنے ہمراہ لیجائینگے وہاں رہکر کچھ
اور تدبیر کی جائیگی پھر انہیں کیوجہ سے بادشاہ سے صفائی ہو جائیگی سکندر نامدار نے فرمایا ہمکو صفائی کی
ضرورت نہیں اگر انہیں جنگ منظور ہوگی ہمکو بھی عذر نہیں ہمارا انکا میدان جنگ میں تصفیہ ہو جائیگا جو قسمت
میں ہے پیش آئیگا ملکہ نے عرض کی ابھی آپ غصہ کو کام میں نہ لائیے پہلے حکیم نیرنگ سے مل آئیے اسکے
بعد جو ہوگا دیکھا جائیگا شاہزادے نے خیال کیا کہ حکیم واقف کار طلسم ہے اسکے ملنے سے حالات طلسم کی
آگاہی ہو جائیگی پھر کوئی مناسب تدبیر کیجائیگی یہ سوچ کے شاہزادے نے کہا منظور کیا ملکہ تنویر ہلال ابرو
نے تخت منگا کر شاہزادے کو بٹھایا قریب تھا کہ تخت کو روانہ کرے کہ یکایک ایک ہوا سے تیز چلی شاہزادے
نے دیکھا ملکہ کے چہرے سے رنگ اڑ گیا سکندر نامدار نے فرمایا کیوں مزاج کیسا ہے رنگ چہرہ کا کیوں متغیر ہے
ملکہ نے عرض کی اے شہریار اب وہی ملازم طلسم آتا ہے آپکو دیکھے گا حضور بادشاہ میں کل کیفیت بیان کردیگا
اسکی تو ذرا مجال نہیں جو مجلو کچھ کہے یہاں سے تو خاموش چلا جائیگا مگر وہاں جاکے فساد پھیلائے گا
سکندر نے فرمایا کچھ خوف نکرو جو منظور خدا ہے وہ ہوگا یہ باتیں تھیں کہ ایک ساحر تاجدار تخت جواہر نگار پر
سوار ملکہ کے سامنے آیا جھک کے سلام کیا پھر شاہزادے کیطرف مخاطب ہوا سلام کرکے عرض کی کہ
شہریار میں آپسے آگاہ نہیں ہوں کچھ اپنا حال تشریف آوری کا ظاہر فرمائیے یہاں کیونکر آنا ہوا تعجب
کی بات ہے کہ اس طلسم میں غیر شخص آئے کوئی اسطرف نگاہ اٹھا نہیں سکتا آپکو دیکھکر کمال حیرت ہوئی
ملکہ تنویر شاہزادہ والا جاہ کے مزاج سے آگاہ ہو چکی تھی خیال کیا ایسا نہ ہو شاہزادہ کو غصہ آجائے اور کچھ
خیال میں نہ لائے جواب تخت دے دلاوری سے کام ہے اس سے مناسب ہے کہ میں خود اسکے سوال
کا جواب دوں خاموش نرہوں یہ سوچ کے ملکہ نے کہا اے زاورنگ تاجدار تم شاہزادے کی تشریف آوری
کا سبب نہ دریافت کرو یہ داستان طول طویل ہے جسے ہم بتادینگے مگر خبردار اس راز کی خبر کسی کو نہ ہونے
پائے ورنہ بہت آفت برپا ہوگی والا نامدار مجھے اور زیادہ آزردہ ہوں گے میں اپنی جان دیدونگی
زاورنگ تاجدار نے عرض کی غلام سے ایسا ضرور نہ ہوگا مگر یہ بات ایسی نہیں جو بادشاہ سے
پوشیدہ رہے جب وہ ذخیرہ اسرار پر نگاہ فرمائیں گے سب راز نہفتہ ان پر منکشف ہو جائینگے
اسوقت غلام کی بھی جان جائے گی اور سب کیواسطے برائی ہوگی اب آپ جو کچھ فرمائیے میں
عمل میں لاؤں اگر اس راز کو بادشاہ سے چھپاتا ہوں اور یہاں سے پلٹ کے وہاں نہیں جاتا
ہوں تو بھی مجھے کل کی خبر تحقیق فرمائیں گے کہ نہ تخت کل کی خبر ہمکو نہیں ہو کہاں ہو کیا حالت نہ بتائی اگر

کچھ جھوٹ ہو گا ندامت ہوگی میرے واسطے مصیبت ہوگی اب آپ جو کچھ فرمائیں وہ کروں ملکہ نے فرمایا
یہاں سے ابھی وہاں نہ جاؤ پہلے حکیم نیرنگ کو میرے پاس بلا لاؤ میں اُن سے سب حال ظاہر کر دوں
اس راز سے اُنکو ماہر کروں دیکھوں وہ کیا تدبیر بتاتے ہیں وہ اس معاملے میں کیا انتظام فرماتے ہیں
اورنگ نے عرض کی میں ابھی جاتا ہوں اور حکیم نیرنگ کو اپنے ساتھ یہاں لیے آتا ہوں آپ اُن سے
فرمائیے گا وہ ضرور اس معاملہ میں آپکو مدد دیں گے اور بادشاہ سے سب کیفیت کہکے آپکی صفائی کرا دیں
یہ کہکے اورنگ نابکار نے ملکہ اور شاہزادی کو سلام کیا تخت پر بیٹھ کے روانہ ہوا اسکے جانیکے بعد
ملکہ کو خیال آیا کہا اے شہریار اورنگ حکیم صاحب کے پاس نہ جائے گا ضرور کچھ فساد پھیلائیگا آپ حکیم صاحب
کے پاس تشریف لیجائیے اور اُنکو کل کیفیت بتائیے وہاں سے بھی سب تدبیریں ہو جائیں گی اگر آپکو
اپنے سرداروں کا خیال ہو اور اُن کی جستجو کا ملال ہو حکیم صاحب اسکی بھی کچھ تدبیر کریں گے سب پتہ پیچھے
لگا دینگے پھر تو آپکا ارادہ ہو گیا کہ شاہزادہ پھر جانے پر آمادہ ہوا ملکہ نے تخت سحر پر بٹھا کے روانہ کیا تھوڑی
دور کے بعد تخت ایک مکان میں جا کر ٹھہرا شاہزادہ تخت سے اُتر کر مکان کی طرف چلا دیکھا سامنے
ایک صندل کا بنگلہ ہے اس میں ایک مرد ضعیف بیٹھا ہے سکندر نامدار اس مرد پیر کے قریب آئے اُسنے
شاہزادے کے چہرہ زیبا پر نگاہ کی رعب و جلالت دیکھ کر واسطے تعظیم اُٹھا لب فرش سے لیکر آیا اپنے
پاس بٹھایا تشریف آوری کا سبب دریافت کیا شاہزادے نے کل کیفیت بیان کی حکیم نے کہا
نیرنگ میرا ہی نام ہے ملکہ تو میری شاگرد ہے آپ وہاں کیونکر آئے شاہزادے نے اپنے آنے کی
کیفیت بھی بیان کی حکیم نے عرض کی اے شہریار آپ تھوڑی دیر یہاں توقف فرمائیں میں ابھی حاضر ہوتا
ہوں یہ کہکے حکیم اپنی جگہ سے اُٹھا مکان کی طرف گیا وہاں سے ایک تصویر لایا اس تصویر کو شاہزادے
کے چہرہ سے ملایا کہا آپ کی مدت سے تلاش تھی اس خیال سے کہ شاید آپ اس طلسم میں اگر تشریف
لے آئیں گے اور آپ کی ذات سے طلسم میں کچھ نقصان پہنچ جائیگا اس سبب سے میں مجبور ہوں
آپکو اپنے یہاں نہیں رکھ سکتا مگر اسوقت خود آپکے ہمراہ ملکہ کے پاس چلتا ہوں جو کچھ راے وہاں
پہونچکے قرار پائے گی وہ کیا جائے گا آپ کو کسی قسم کی زحمت نہ ہوگی اور کسی قسم کا صدمہ نہ پہونچنے پائیگا
یہ کہکے حکیم نے تخت طلسمی منگایا خود بھی بیٹھا اور شاہزادے کو بھی اپنے ہمراہ بٹھایا تخت بلند ہونا شروع ہوا اور
کچھ دیر بعد پھر زمین کی جانب مائل ہو کر دیکھتے ہی دیکھتے قید میں آیا مکان کے اندر جا کر ہر طرف نگاہ کی مگر ملکہ کو نہ پایا
شاہزادہ بہت گھبرایا حکیم نیرنگ نے گردن جھکائی تھوڑی دیر کے بعد کہا اے شہریار غضب ہوا
سب راز افشا ہو گیا ملکہ کو بادشاہ نے بلا لیا اب نہیں معلوم کیا کرے اور ملکہ کو کیا سزا دے
میں تو اسوقت دربار شاہ میں جاتا ہوں آپ کا یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں اب آپ بھی کسی اور طرف
تشریف لیجائیے میں پہلے ملکہ کی خبر لوں پھر کچھ اُسکی رہائی کی تدبیر کروں اسکے بعد آپکے بھی کام
آؤں گا جہانتک میرے امکان میں ہے کوئی تکلیف آپ کو بھی نہ پہونچنے دونگا سکندر نامدار نے
کہا اے حکیم نیرنگ مجھکو اپنی مصیبت کا مطلق خیال نہیں مگر ملکہ کی حالت پر افسوس آتا ہے کہ وہ پروردہ
ناز و نعم ہے نہیں معلوم اُسکو کیا تکلیف پیش آئے اور کہاں اسیر کیجائے زیادہ تکلیف کی تاب ہرگز نہ
لانے کی بیتاب ہو کے مرجائیگی حکیم نے کہا مجھکو آپ کا زیادہ خیال ہے کہ آپ اسوقت کہاں جائیے گا ورنہ

اپنا دوست بنائیے گا اس سے بہتر یہ ہے کہ آپ میرے ہمراہ باغ میں تشریف لے چلیں میں آپکو ایک تخت پر بٹھا دوں
اور جہان عرض کروں وہاں جا کر آپ ٹھہریں قریب شام میں آپسے ملونگا اور جو کیفیت ملنے کی ہوگی اُس سے
آگاہی دونگا سکندر نامدار حکیم کے ہمراہ تشریف لے گئے باغ میں حکیم نے ایک تخت منگایا شاہزادہ کو بٹھایا کہا کہ شہریار یہ تخت
آپکو ایک دریا کے کنارے پہونچائیگا وہاں سے تھوڑی دور پر ایک قلعہ آپکو نظر آئیگا آپ اُس قلعہ میں بخوبی
تشریف لیجائیے گا خوف دل میں نہ لائیے گا میں قریب شام وہاں آؤنگا اور جو مناسب رائے آپکے واسطے ہوگی بیان کرونگا
شاہزادہ والا جاہ تخت پر رونق افروز ہوئے تخت بلند ہوا تھوڑی دیر میں جگر ایک دریا کے کنارے سے پہونچا سکندر نامدار نے
دیکھا ایک بحر زخار ناپیدا کنار ہے جسکا اور چھور نظر نہیں آتا ہے جدھر دیکھئے پانی ہی پانی ہے سامنے ایک قلعہ نظر آیا
شاہزادہ حسب ہدایت حکیم بہزاد اُس قلعہ پر آیا دیکھا کہ قلعہ بالکل ویران ہے کوئی مکان
ہے مجبوراً ایک ٹھکانے پر آکے بیٹھا تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ ایک جہاز آیا قریب ساحل پہونچکر ٹھہر گیا کشتیاں
لگا کے لوگ اُترے سب اُس قلعہ کیطرف آئے سکندر والا جاہ سب کی کیفیت ملاحظہ فرمانے لگے
جب سب لوگ قلعہ پر چڑھ آئے سبنے ہر ایک درجے میں بستر کیا مال و اسباب اُتارا جو اُن سب کا سردار
تھا آیا اپنے ٹھکانے پر گیا اُسکے ملازم قریب آئے مصروف خدمت ہوئے سکندر نامدار کو معلوم ہوا
کہ یہ لوگ تاجر ہیں کہیں جاتے ہیں یہ قلعہ مثل کاروانسرا کے ہے کسی ضرورت سے یہاں ٹھہر گئے ہیں شاہزادہ
یہ خیال کرکے خاموش بیٹھا تھا کہ سردار قافلہ کی نظر پڑی اُسنے اپنے ملازمین سے کہا یہ جوان با عظمت و شان
ویسے بے ساز و سامان یہاں بیٹھا ہے نہ کوئی اُسکے ہمراہ ہے نہ کچھ اسباب ضروری اُسکے پاس ہے تعجب
کی بات ہے اسکو ہمارے پاس بلا لاؤ کچھ حال تحقیق کریں دیکھیں یہ کیا معاملہ ہے ملازمین سکندر نامدار کے
قریب آئے جاہ و حشم دیکھکر بہت متاثر ہوئے یہ کہتے کہ ہمارے آقائے نامدار آپکو طلب فرماتے ہیں
مگر سب نے جھک کے سکندر کو سلام کیا پھر ہاتھ باندھ کے عرض کی حضور ویسے یہاں تشریف رکھتے ہیں
مناسب ہے کہ بستر پر تشریف لے چلیے ہمارے آقائے نامدار آپکے بہت مشتاق ہیں وہاں تھوڑی دیر دل
بہلائیے آپکے ہمراہ ملازمین بھی نظر نہیں آتے جو ضرورت ہو ہم لوگوں سے ارشاد فرمائیے بسر و چشم
آپکی خدمت کیواسطے موجود ہیں سکندر نے فرمایا میں یہاں بضرورت بیٹھا ہوں جب اپنے کام سے فرصت
پاؤنگا ضرور تمہارے بستر پر آؤنگا تمہارے مالک سے ملونگا ملازمین یہ جواب پاکر واپس آئے اپنے
مالک سے سب کیفیت بیان کی یہ بھی کہا کہ یہ جوان مقرر کسی ملک کا شاہزادہ ہے بڑا عالی رتبہ خلیق
اور محبت حد سے زیادہ ہے نہیں معلوم یہاں کس کام سے بیٹھا ہے ہمنے بہت چاہا کہ کچھ دریافت کریں مگر رعب
جلالت کیوجہ سے کچھ زبان پر نہ لاسکے خاموش رہے اُسکی خوش بیانی اور طلاقت لسانی کی جو کچھ تعریف
کریں کم ہے مدعا ان سے معلوم ہوتا ہو کہ جبلا سے ربط و الم ہو ملازمین سے کچھ اصطلاح کیفیت سکندر کی بیان
کی خود سردار قافلہ کو تمنا ہوئی کہ چلکر حال دریافت کرے اپنے ملازمین سے کہا کہ ہم خود تمہارے
ہمراہ چلتے ہیں اور کل کیفیت دریافت کیے لیتے ہیں یہ کہکے اپنے ملازمین کے ساتھ آیا سکندر کے
قریب پہونچکے اس پری جمال کا رعب غالب آگیا پہلے سلام کیا پھر قریب آکر عرض کی آپ اپنا حال کچھ ہم پر
ظاہر فرمائیں پوشیدہ نکریں کہاں کا ارادہ ہے طبیعت کہاں جانے پر آمادہ ہے سکندر نامدار نے فرمایا میں

اپنا حال کیا بیان کروں سے	مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد	وگر پنہان کنم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

پہلے تم اپنی کیفیت ظاہر کرو پیچھے حال سے مجکو ماہر کرو پھر مین بھی اپنی داستان سناؤنگا جو واقعہ گذرا ہی
بتاؤنگا اُس نے جواب دیا مین سوداگر ہون قیصر بازرگان میرا نام ہی اس طلسم مین اکثر آتا ہون بہت
سامال فروخت کر جاتا ہون آج مین جانتا ہون آیا یہان ٹھہرا اب طلسم کے اندر کسی کو بیچون گا جب وہان سے طلبی
ہوگی جاؤنگا جو کچھ مال لایا ہون بادشاہ کو دکھاؤنگا سب ہمراہی میرے اسی قلعہ مین رہین گے مین تنہا
وہان جاؤنگا جو لوگ طلسم کے اندر ہین آئینگے وہ میرا مال اُٹھا کر لیجائینگے سکندر نامدار نے فرمایا بادشاہ
طلسم تمکو کب سے جانتا ہی تم یہان کب سے آتے ہو کچھ یہان کا حال بھی تمکو معلوم ہی سوداگر نے عرض کی
مین مدت سے یہان آتا ہون بعض باتین طلسم کی مجھسے پوشیدہ ہین ورنہ کل حال سے اچھی طرح ماہر ہون
سکندر نامدار ہر ایک طلسم کی کیفیت دریافت فرماتے رہے اثنائے گفتگو مین کسی ضرورت سے ناخدا قیصر زرگر
کے پاس آیا سکندر کیطرف دیکھکر آداب بجا لایا عرض کی ای شہریار آپنے غلام کو پہچانا سکندر نے فرمایا
ہان کچھ خیال ہوتا ہی کہ مین نے تمکو کہین دیکھا تھا ناخدا نے عرض کی مین وہی شخص ہون جو اپنے جہاز
پر بٹھا کر آپکو منارہ دوازدہ منزل پر لایا تھا آپ جب وہان تشریف لیگئے اور بہت عرصہ ہوا تو کچھ
چند سردار بھی حضور کی تلاش مین منارہ پر پہونچے انکا بھی پتہ نہ لگا آخر کار بقیہ سرداران لشکر کا بھی یہی
ارادہ ہوا ہر ایک منارہ پر جانے کو آمادہ ہوا مین نے ہر ایک کو منع کیا سبکو جانے نہ دیا ان
لوگون نے کہا پھر اب شہریار والاجاہ کا پتہ کیونکر لگے مین نے سب کو رای دی کہ یہانسے
قریب شہر اسرار ہی آپ لوگ وہان جائین اور باشندگان شہر سے تحقیق فرمائین وہان آپکو اسکی
کیفیت معلوم ہوگی وہانکے لوگ آپ کو جو رای دین وہ کیجئے یقین ہی کچھ پتہ ملجائے اور یہان ٹھہرنا
بیکار ہو اب کوئی واپس نہ آئیگا آپ لوگ بھی بڑی زحمت اٹھائین گے بہت سمجھایا ہین سب گے ای شہریار
میرے سمجھانے سے آپکے لشکری شہر اسرار مین گئے ہین ای انکو ہوچکا آیا تھا پھر نہین معلوم
لوگ کہان گئے اور کیا ہوے اب آپ اپنی کیفیت ارشاد فرمائیے کہ آپ یہانتک کیونکر تشریف لائے
اور کیا واقعہ پیش آیا شاہزادے نے منارہ دوازدہ منزل کی مختصر کیفیت بیان کی مگر ملکہ تنویر
ہلال پیرو کا حال چھپایا اور کل قصہ کہ سنایا ناخدا نے عرض کی ای شہریار اب آپ کا کیا ارادہ ہو
مین یقین کرتا ہون کہ آپکے ہمراہی اگر اسطرف آئینگے تو ضرور سفر دریا کرینگے اور راستہ
بھی سب کا یہی ہوگا مین دو روز کے بعد یہان سے جہاز لیجاؤنگا اگر مزاج مبارک مین آئے تو میرے
ہمراہ تشریف لے چلیے اگر آپکے ہمراہی آئے ہونگے تو ضرور راہ مین ملاقات ہو جائیگی اگر کوئی راہ
مین نہ ملا تو پھر سب آپ کو شہر اسرار مین ملینگے سکندر نامدار نے فرمایا ابھی تو مین یہان ٹھہرونگا
مجکو تمسے کچھ باتین علاوہ کرنا ہین وہ بیان کرونگا ناخدا نے عرض کی پھر جہاز پر تشریف لیچلیے وہان سب
سامان راحت مہیا ہی ملازمین موجود ہین سب آپکی خدمت کرینگے مین خود حاضر ہون جو حکم ہو
بسر وچشم بجالاؤن جسطرف تشریف لے چلنے کا ارادہ ہو جہاز لیچلون قیصر بازرگان نے عرض کی ای
آپ یہان تشریف رکھین یہان بھی سب ملازمین موجود ہین خادم خود بدل سے خدمت حاضر ہین
ہر چیز کی ضرورت ہو آپ طلب فرمائین ہرگز زحمت نہ اٹھائین سکندر نامدار نے کہا کسی چیز کی احتیاج
نہین خدا مالک ہی سب سامان غیب سے مہیا کردیگا ابھی تو مجکو اپنے ہمراہیون کا خیال

جو اور راہی تنہائی کا ملال ہو سے ؎ تفرقہ جب تلک ہو مجھ دنٹ بیچ تم ، جس دن آجائیگا بس دن ایلچی ہو جائیگا
قیصر نے عرض کی ای شہریار مین اب طلسم کے اندر نہ جاؤنگا حضور کے ہمراہ رکاب رہونگا آپکے
سردارون کا پتہ لگاؤنگا سکندر نے کہا مین تمھاری نیک مزاجی سے بہت خوش ہوا تم ضرور طلسم کے
اندر جاؤ نقصان مت اٹھاؤ اگر فضل خدا شامل حال ہوگا تو ایک روز سب مل جاینگے تم اسکی
فکر نکرو اپنے کام مین مصروف ہو اتنے مین ناخدا نے پھر کہا کہ ای شہریار اب جہاز پر تشریف لیچلیے اور جو
کچھ ارشاد فرماتا ہو مجھسے کہیے سکندر نے کہا ابھی صبر کرو مین ایک شخص کا منتظر ہون اُس نے مجھسے
وعدہ کیا تھا کہ مین بہت جلد تمھارے پاس آؤنگا اور جو امور ضروری ہین وہ تمسے بتاؤنگا مین نے
اب تک اُسکا انتظار کیا مگر وہ نہین آیا شاید اب آوے اور مجھکو یہان نہ پاوے تو نہ معلوم کہان جائیگا
پھر ایسا وقت ہاتھ نہ آئیگا اُس سے ملنا ضرور ہے اور اگر وہ نہ آیا تو پھر یہان سے چلنا منظور ہے ناخدا نے
کہا آپ کبتک اُسکا انتظار فرماینگے سکندر نے کہا مین کم سے کم ایک ہفتہ یہان بسر کرونگا جب وہ
نہ آئیگا تو پھر جو تمھاری رائے ہوگی وہ کرونگا اگر شہر اسراریہ مین چلنا مناسب جانو تو وہین چلو ورنہ جہان
پتہ سردارونکا ملے اُسطرف روانہ ہو ناخدا نے کہا آپ مجھسے کیا فرماتے تھے شاہزادہ ناخدا کا
ہاتھ پکڑ کے اُٹھا علیحدہ لایا حکیم نیرنگ کا حال بتایا ملکہ کا رقعہ جو شاہزادہ رکھتا تھا کہا حکیم نیرنگ ضرور آئیگا مجھکو کچھ
ضروری باتین بتائیگا ناخدا نے عرض کی مین تابع فرمان ہون جب تک حکم ہو یہان ٹھہرون آپ جبتک
تشریف نہ لیچلینگے مین بھی نجاؤنگا حضور کے حکم کا منتظر ہون جب حکم ہوگا حضور کو لے چلونگا سکندر
نے ناخدا کو رخصت کیا خود پھر اسی جگہ پہ آکے بیٹھ گئے قیصر بازرگان نے بوقت ملازمین کو بلا کر جی
منگائی عرض کی ای شہریار آپ کرسی پر تشریف رکھین خادم بستر پر جاتا ہے جب حضور کو یہان سے فراغت ہو
غلام کو طلب فرمائین فوراً حاضر ہوکر پلنگ بچھا دونگا سکندر نے قیصر کو بھی رخصت کیا خود وہین ٹھہرے جب
آفتاب ڈوب گیا اور تاریکی چھائی شاہزادے کو حکیم نیرنگ کے آنیسے مایوسی ہوئی ایک ملازم جو شاہزادے
کے پاس موجود تھا اُسکی طرف اشارہ کیا وہ روشنی لیکے آگے بڑھا سکندر نامدار قیصر بازرگان کے بستر پر
آئے یہان قیصر نے شاہزادے کیواسطے علیحدہ فرش کر رکھا تھا انتظار کر رہا تھا جیسے ہی شاہزادے
کو آتے ہوئے دیکھا اُٹھ کھڑا ہوا ہاتھ باندھ کے عرض کی ای شہریار آپنے مجکو طلب نہ فرمایا یہانتک
تک تشریف لائے یہ کہکے دیتے ہمراہ لیگیا شاہزادے کو مسند پر بٹھایا عرض کی خاصہ طیار ہے
شاہزادے نے عذر کیا قیصر بھی مجبور ہوا فوراً میوہ وغیرہ حاضر کیا سکندر نامدار نے نوش فرمایا قیصر
نے عرض کی کل مین جانب طلسم نامہ روانہ کرونگا یقین ہے کل ہی وہان سے چلتی ہو دو روز کے بعد
وہان سے واپس آئیگا جب تک حضور یہان تشریف فرما رہین مین ہمراہ رکاب چلونگا سکندر نامدار
نے فرمایا ای قیصر اگر تم طلسم کے اندر جاتا تو ایک کام ہمارا انجام دیتے آنا قیصر نے عرض کی جو ارشاد ہو
بسر وچشم تعمیل کیجائیگی سب سے پہلے اُسی کام کو انجام دونگا پھر اور امور مین مصروف ہونگا تھوڑی
دیر تک ایسی ہی گفتگو رہی سکندر نے فرمایا کہ حکیم نیرنگ کا پتہ لگانا اور اگر تمسے ملاقات ہوجاے
تو یہ کہدینا کہ تمنے جس شخص سے آنیکا وعدہ کیا تھا اُس نے تمھارا بہت انتظار کیا مگر تم نہ آئے تعجب کی بات
ہی جو کیفیت ہو یہ تحریر کرو اور اگر آسکتے ہو تو بہت جلد یہان آؤ قیصر نے سب باتون کو خیال کیا کہا مین

جب جاؤنگا سب باتین تحقیق کر آؤنگا شاہزادے سے کہا کسی اور کو اس حال کی خبر نہو نے پاوے
یہ راز کھل نہ جانے ورنہ اس مین قباحت ہی قیصر نے کہا آپ خاطر اقدس جمع رکھین اس حسن سے
دریافت حال کرونگا کہ کسیکو آگاہی نہ ہوگی وہ شب اسی فکر اذکار مین بسر ہوئی قیصر بازرگان نے
ایک عرضی تحریر کی اور اسے ایک خادم کو دیکر کہا اسکو حسب قاعدہ مرحلہ پر لیجانا اور بہت جلد
اسکا جواب منگانا ملازم عرضی لیکر روانہ ہوا اس روز تا شام اسکا انتظار رہا جب آفتاب غروب ہو چکا
تو ملازم واپس آیا اپنے ہمراہ بہت سے ساحر ونکو لایا قیصر کے پاس پہونچکر کہا کہ آپکو بادشاہ نے
طلب فرمایا ہی اور سب مال منگایا ہو قیصر نے جواب دیا کہ مجکو بھی یہی منظور تھا مال تجارتی اسوقت روانہ
کر دو حسب الحکم قیصر اسیوقت سب مال روانہ ہوا مجکو قیصر نے بھی اپنے سب ملازمین خدمت
سکندر مین چھوڑکر کوچ کیا چلتے وقت ہاتھ باندھکر سکندر نامدار سے عرض کی کہ اب بھی مین
آپ سے اجازت طلب کرتا ہون اگر مرضی مبارک نہو تو مین ہرگز نہ جاؤن اپنا اسباب واپس
منگاؤن شاہزادے نے فرمایا تم ضرور جاؤ نقصان نہ اٹھاؤ مگر جہانتک ممکن ہو دیر نہ لگانا
جلد واپس آنا قیصر روانہ ہوا سکندر نامدار نے ناخدا کو طلب فرمایا ناخدا حاضر ہوا عرض کی اے شہریار
یہان آپکا دم گھبراتا ہوگا قیصر کئی روز کے بعد آئیگا مناسب ہو کہ آپ جہاز پر تشریف لیچلین
دریا کی سیر کرین سکندر نامدار کی عجیب حالت تھی ادھر سرو دونکا خیال ادھر فراق ملکہ کا ملال تھا
تنہائی کا افسوس تیرننگ کے وعدہ کا انتظار ہر گھڑی یہی امید تھی کہ اب آتا ہوگا کچھ خبر لاتا ہوگا
دیکھین کب یہ زمانہ جدائی دور ہو اور وصال حبیب سے دل شاد و مسرور ہو انہین خیالات سے
شاہزادے نے فرمایا کہ ہم جہاز پر تو جائینگے یہین دل بہلائینگے مگر حکیم تیرننگ سے کہنا انکا
انتظار ہی دل بیقرار ہی اگر وہ آجاتا تو انتشار رفع ہو جاتا ناخدا نے عرض کی اے کشور کشا تیرننگ
کا انتظار بیکار ہی اگر وہ آنیوالا ہوتا اپنے وعدہ تک آجاتا اسقدر دیر نہ لگاتا یقین ہی اب قیصر اسکی خبر لائیگا
تو حال ہو کھل جائیگا دیر تک ناخدا شہزادے کے پاس حاضر رہا جب رات ہوئی اجازت مانگ کے
جہاز پر آیا یہان شہزادے کو تنہائی جو ملی طبیعت اور زیادہ گھبرائی ملکہ یاد آئی جب اپنے
قریب کسیکو نہ پایا یہ بیت زبان پر لایا ؎ حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد ۞ روی گل سیر
ندیدیم و بہار آخر شد یہ نہین معلوم اسوقت وہ قرار خاطر بیقراران۔ تسکین قلب امیدواران کہان ہی
اور کس حال مین ہو شاد ہو یا ملول مجھ سا کون جاسوس اور یہ دقت جان غارتگر دین و ایمان کی خبر
لاوے یا مجھ اسیر کمند الفت و بسمل خنجر محبت کے حال سے آگاہ کرے اور اسطرح بیان کرے
؎ ہوا یہ تمسے حال ہجر سے بیمار ہجران کا ۞ کہ جیسے گل کے منہ اسکا دیکھا بس دہن ڈھانکا
کیا عجب ہی یہ حال مصیبت مآل سنکے اسکو رحم آئے اور جفا و ظلم سے باز آوے تمہارے ہان جفا
و جور سے آگاہ کہان ہی اپنے عاشق صادق کی قدر دان ہی اسکو خود جدائی شاق ہی اس شعر کی
مصداق ہو ؎ الفت کا یہ مزہ ہی کہ ہون دونون بیقرار ۞ دونون طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی
اسکو بھی میرے چھوٹنے کا الم ہوگا تاب غم ہوگا جو میری حالت ہی وہی اسکی کیفیت ہوگی مبتلائے
مصیبت ہوگی مگر مجبوری سے کچھ کہہ نہ سکتی ہوگی چپین سے رہ نہ سکتی ہوگی خدا جلد وہ دن لاوے

کہ یہ زمانہ فراق دور ہو جائے پہلو میں یار ہو دل کو قرار ہو ست تڑپ رہا ہے دل جگر دار الفت میں
بلا سے جان ہو اضطرار الفت میں ۔ ہائے افسوس اسوقت کوئی شریک حال نہیں کسکو ہماری تنہائی کا
ملال نہیں ست نہیں کوئی شریک حال اپنا ہائے ناکامی بس اک دل ہے سو وہ بھی تو اسی ظالم پہ مائل ہے
اسطرح تڑپ تڑپ کے رات بسر کی بڑی مشکل سے سحر کی صبحکو ناخدا حاضر ہوا شاہزادے کو زیادہ
منتشر پایا سلام کرکے یہ جملہ زبان پر لایا ای شہریار والاجاہ آج کچھ زیادہ منتشر پاتا ہوں بہت گھبراتا ہوں کچھ
حال ارشاد فرمائیے خادم سے نہ چھپائیے شاہزادے نے فرمایا اے ناخدا میں کیا حال بتاؤں اور کیونکر
زبان پر لاؤں رات نہیں معلوم کیونکر کسی تڑپ تڑپ کے سحر کی ست وہ تنہائی وہ تاریکی وہ یاد زلف و کجکلاہی
وہ شب اضطرار کتنا بسر یہ رات کیونکر ہوئی ۔ ناخدا نے عرض کی ای شہریار یہ آپنے کیا فرمایا کیا کسی محبوب لاثانی یار جانی کا
خیال آیا شاہزادے نے آہ سرد کھینچ کر کہا ست کہ دشت آنکھ میں ہو جائے کوئے کیسے یہ کیونکر من
غم ہجران و جستجو سے کیسے ہائے ناخدا اس حال کو دریافت کر میں کس طرح بتاؤں طلب و جستجو کی جو
حالت ہے اسطرح دکھاؤں دل بیقرار ہے جگر داغدار ہے آتش ہجران نے جلایا ہے مصیبت فراق نے ستایا
ہے دل پہلو میں نہیں آرام کسی پہلو نہیں رات کی حالت اگر زبان پہ لاؤں جسکا دل شاد ہو اُسے پہروں
رولاؤں درد ہجر سے عجیب حال تھا ایک لحظہ بھی آرام ملنا محال تھا تصویر دوست پیش نگاہ
تھی لب پر نالے تھے زبان پر آہ تھی ناخدا نے عرض کی ای شہریار کچھ صاف صاف بتائیے جو اصلی
واقعہ ہو وہ غلام سے فرمائیے سکندر نامدار نے کچھ سوچکر جو خیال کیا اصلی واقعہ کہنا مناسب نہ سمجھا
بات کو ٹال دیا اور رونا شروع کیا ناخدا بھی کچھ سمجھکے خاموش ہو رہا مگر دن بھر سکندر کے پاس حاضر رہا شب کو
اپنے جہاز پر آیا بیان پھر وہی آہ و زاری وہی بیتابی رہی پھر اسی طرح شروع ہوئی تین دن تک اسیطرح بسر کی
چوتھے دن شاہزادہ نامدار قلعہ کے باہر تشریف لایا ناخدا خدمت میں حاضر ہوا کہ سامنے سے گرد اُٹھی
ناخدا نے عرض کی ای شہریار قیصر بازرگان آتا ہے شاہزادہ اٹھ کھڑا ہوا ناخدا الگ ہوا آگے بڑھا قیصر نے
دور سے شاہزادے کو بیٹھتے ہوئے دیکھکر خود بھی پیدل ہو کر راہ طے کی شاہزادے کے قریب آیا جھک کے
سلام کیا شاہزادے نے جواب سلام دیکر کہا ست نہیں معلوم اک مدت سے قاصد حال کچھ انکا
مزاج اچھا تو ہے بادوش بخیر اس آفت جان کا ہے قیصر بازرگان نے ہاتھ باندھ کے عرض کی ای شہریار
بہت سی باتیں آپسے عرض کرنا تھا حسب الحکم میں نے بہت کوشش کی اور کل کیفیت تحقیق کرلی آپ تشریف لے چلیے
خلوت میں سب حال بیان کروں سکندر نامدار اسیوقت قیصر کو اپنے ہمراہ لیکر خلوت میں لائے قیصر نے اپنے ملازمین
کیطرف بھی خیال نہ کیا اسباب وغیرہ اُتارنے کا بھی حکم نہیں دیا سکندر نامدار سے باتیں شروع کیں کہا ای شہریار میں
حسب الحکم جب دریافت حال حکیم نیرنگ میں مصروف ہوا تو سب نے مجھسے بیان کیا کہ حکیم نیرنگ کو بادشاہ کا حکم ہوا
کہ وہ طلسم دارالغضب میں جائیں اور ملکہ مہر جمال ابرو کو اپنے ہمراہ لیجائیں مگر وہ دونوں وہیں قیام کریں
جب اُمور لباس چاؤ وہ لیکے بادشاہ طلسم اُنکو طلب کرے اسوقت واپس آئیں اُنہوں نے بہت عذر کیا مگر بادشاہ
نے انہیں کو روانہ کر دیا سکندر نے یہ نام ملکہ کا سنا دل پر ایک خنجر پڑا الم کا چاہا ضبط کریں مگر بیتابی میں زبان سے
نکل گیا ست زبان پہ بار خدایا یہ کسکا نام آیا کہ میرے نطق نے بوسے مری زبان کے لیے قیصر نے عرض کی ای شہریار آج میں
کچھ اپنا حال دوسرے طرز پر پاتا ہوں بہت گھبراتا ہوں ابھی بہت کچھ عرض کرنا ہے وہ بھی سماعت فرمائیے سکندر نامدار

سے صبر کیا دل پر جبر کیا کہ ساتم بیان کرو میں بگوش دل سن رہا ہوں قیصر نے عرض کی ای شہریار آجکل طلسم میں بڑے بڑے
انتظامات ہو رہے ہیں ہر جلہ جات پر روک ٹوک ہی ساحران نامی گرامی ہر وقت اسباب سحر سے آراستہ رہتے ہیں
پہلوانان جنگ آزما کو بادشاہ طلسم کا حکم ہی کہ ہر وقت تیار ہیں لشکر میں بھی سب مسلح و مکمل ہر وقت آمادہ پیکار رہتے
ہیں آجکل طلسم میں جانا بہت مشکل ہی مجکو ندامت کے خیال سے اُسنے بھی دیا ورنہ دوسرے کی مجال نہیں کہ طلسم کے
اندر جا سکے سنا جاتا ہی کہ آجکل بہت شخص بغرض فتح طلسم آئے ہوے ہیں اُن سبکی تلاش ہی ساحران نامی اسی
تلاش میں دورہ رہے ہیں اُنلوگوں کا پتہ لگاتے ہیں مگر ابھی تک کوئی دستیاب نہیں ہوا میں نے سنا ہی کہ
ایک شخص جسے گمان طلسم کشا کا تھا مدت مدید سے اسیر تھا اُسکو کسی نے رہا کر دیا ہی اب وہ یہاں ضرور آئیگا اور
طلسم میں پہونچکر مجھ سا دیکھا سے گا دوسرا طلسم کشا غاریں میں اُسکے نکل گیا اُسکی بہت تلاش ہی تیسرا طلسم کشا
آنیوالا ہی کا خشان طلسم سے حکم لگایا ہی ملکہ تنویر ہلال ابرو کا جانا بھی اسی باعث سے ہوا شاید اُنہوں نے کسی کو بھیج
کو بلایا تھا اور اپنے یہاں مہمان رکھا تھا جبکو یہ خلاصہ کیفیت تو معلوم نہیں مگر شدہ شدہ خبر پائی ہی کہ اُنکو بادشاہ
نے نواح الغضیاء میں روانہ کر دیا ہی کیونکہ وہاں کے بادشاہ سے بہت رسم و راہ ہی اُنکا وہاں رہنا مناسب
جانا اور حکیم نیرنگ کو اُنکے ہمراہ اسی وجہ سے کر دیا ہی کہ اُنکی حالت بھی قابل اعتبار نہ تھی وہ ملکہ کے اُستاد
تھے اور ملکہ سے بہت زیادہ محبت رکھتے تھے لہذا اسنے یہ خیال کیا کہ ایسا نہ ہو جو محبت ملکہ میں اُنکے
کے شریک ہو جائیں ای شہریار مجکو خلاصہ خلاصہ حال تو معلوم نہیں مگر جسقدر میں تحقیق کرکے آیا ہوں دوسرے
اتنا بھی نہیں معلوم ہو سکتا اب آپ یہ ارشاد کریں کہ آپنے جو حکیم نیرنگ کو دریافت فرمایا تھا تو آپ کا
کیا مطلب تھا سکندر نے فرمایا یہ حال بھی تمہے بتا دینگے ابھی تم اور کیفیت وہاں کی بیان کرو میں آگاہ
ہو جاؤں قیصر نے عرض کی ای شہریار اس سے زیادہ کیفیت مجکو معلوم نہیں سکندر نے کہا اب ہم تمسے اپنا حال
بھی بتا دینگے مگر اسوقت مجبور ہیں امور ضروری پر غور کرنا ہی اسواسطے ہم علحدہ ہوجاتے ہیں اور ناخدا کو بلاتے ہیں
ہمیں اپنے سرداروں کا پتہ لگانا ہی اور اُنکی تلاش میں جانا ہی۔ یہ کہکے سکندر نامدار علحدہ تشریف لیگئے ملازمین سے
فرمایا کہ ناخدا کو ہمارے پاس بلا لاؤ جبتک وہ ناخدا کے پاس گئے اُسوقت تک سکندر نے یہ خیال کیا کہ اب
میرا یہاں ٹھہرنا بیکار و نامناسب ہی کہ اپنے سرداروں کا پتہ لگاؤں اور پھر بقصد جنگ یہاں آؤں ساحران
غدار و نابکار کو زیر تیغ کرکے ملکہ تنویر ہلال ابرو کو قید سے آزاد کروں اور وصال حبیب سے دل شاد کروں
اتنی دیر میں ناخدا حاضر خدمت ہوا شاہزادہ نے فرمایا کہو اب کیا ارادہ ہو اگر ہم شہر اسراریہ میں جائیں
تو سرداروں کا پتہ لگجائیگا ناخدا نے عرض کی ای شہریار میں تو اُنکو وہاں چھوڑ آیا تھا اگر کسی طرف نکل گئے ہونگے
تو وہاں سے کیفیت معلوم ہوجائیگی اُسطرف کا عزم کیجیے کہ کہیں نہ کہیں اُنلوگوں سے ملاقات ضرور ہوجائیگی سکندر
نے قیصر بازرگان کو بلایا کہ اب تمہارا کس طرف کا قصد ہی ہم تو شہر اسراریہ کیطرف جاتے ہیں وہیں اپنے
سرداروں کا پتہ لگائینگے قیصر نے عرض کی غلام بھی ہمراہ رکاب ہی جبتک آپکے سردار نہ ملجائینگے میں خدمت
میں حاضر رہونگا پھر جسطرف مناسب وقت سمجھونگا چلا جاؤنگا سکندر نے فرمایا تمکو اختیار ہی ہمارے نزدیک
تم اسقدر زحمت کیوں اُٹھاؤ اور نقصان کیوں گوارا کرو اپنے کام میں مصروف ہو بہت سمجھایا مگر قیصر نے ساتھ
چھوڑنا گوارا نہیں کیا اُس روز تو سب نے وہیں قیام کیا دوسرے روز علی الصبح سکندر فتح لقا نے مع
قیصر بازرگان اپنے سرداروں کی تلاش میں جانب شہر اسراریہ جہاز پر سفر کیا کیفیت اُنکی رخصت پر تحریر کیجائیگی اب کچھ

حال ملکہ قمر جمال ابرو کا۔ بیان کیا جاتا ہی کہ جب ملکہ نے شاہزادہ کو حلیم نیرنگ کے پاس روانہ کیا تو خود
باغ مین تنہا بیٹھی تھوڑی دیر گذری تھی کہ چند ساحر ایک تخت لیکر آئے ملکہ کو سلام کیا عرض کی آپکو بادشاہ جادو
نے طلب فرمایا ہی ملکہ نے کہا مین تھوڑی دیر مین حاضر ہونگی لباس وغیرہ تبدیل کرنیکی مہلت دیجائے آپلوگ
چلین مین بہت جلد حاضر خدمت عالی ہونگی ہولن ساحرون نے کہا ملکہ عالم ہمکو سخت تاکید ہی کہ آپ کو ایک لمحہ بھی
یہان تنہا نہ چھوڑین اپنے ہمراہ لیچلین اگر ہم اسکے خلاف کرینگے عتاب بادشاہ کا ہمپر نازل ہوگا ملکہ نے پہلے تو بہت
انکار کیا مگر جب ساحرون نے کسی طرح کہنا قبول نکیا تو ملکہ نے کہا اگر ہمین لیجانا منظور ہی تو تخت اپنے ہمراہ لاؤ مجھکو لیجاؤ
چند ساحر وہین موجود رہے باقی روانہ ہوے تھوڑی دیر مین تخت لیکر آئے ملکہ سے کہا اب سوار ہو جیئے دیر نہ کیجئے
ملکہ نے بھی خیال کیا کہ اب اگر مین انکار کرتی ہون تو کچھ نہوگا ہر طرح مجبور ہوکے مجھے جانا پڑیگا اس سے بہتر ہی کہ
چلی جاؤن زیادہ انکار نکرون مگر تھوڑی دیر مین سکندر نامدار یہان آئینگے مجکو نہ پائینگے نہین معلوم کیا خیال کرین گے
یقین ہی بہت ملال کرینگے مگر اب کیا کرون بالکل مجبور ہون اگر نہین جاتی ہون اور کچھ عذر در میان مین لاتی ہون تو جو
لوگ آئے ہین مجکو پھر لیجائینگے اگر کچھ حیلہ کرتی ہون تو والد نامدار قبول نفرمائینگے یہ سوچکر ملکہ تخت پر بیٹھین ساحرون نے
تخت اڑایا تھوڑی دیر مین تخت احمر لباس جادو کے سامنے رکھا احمر لباس نے اپنا منہ پھیر لیا ملکہ کو جو اسلام بھی نہین
کیا ملکہ ہاتھ باندھے خاموش کھڑی رہی جب بہت دیر ہوئی تو احمر لباس اپنے وزیر عقیل جادو کیطرف متوجہ ہوا کہا اے
عقیل جادو اسوقت ملکہ اور رنگ تاجدار نے جو خبر دی میری عجیب کیفیت ہوئی تم اسوقت حلیم نیرنگ کو بلاؤ اور ملکہ
اُنکے ہمراہ کرکے طلسم دار الغضب مین بھیجو کیونکہ جب مین ملکہ کو تنہا وہان بھیجونگا تو حلیم صاحب یہان ضرور تشریف لائینگے
اور اس امر کی سعی فرمائینگے کہ مین ملکہ کی خطا معاف کرون اور وہان سے بلا لون اسلئے انکے کہنے کو ضرور ماننا ہوگا
کچھ عذر در میان مین نہ لاؤنگا اور یہ امر خلاف ہی کہ طلسم مین خرابی آئیگی چند آدمیون کی جان جائیگی عقیل جادو
نے کہا ای شہریار مین آپکے ارشاد کا مطلب نہ سمجھا آپسے اور رنگ تاجدار نے کیا بیان کیا احمر لباس جادو نے
کہا میرے قریب آؤ تو مین تم سے کل حال بیان کرون عقیل قریب آیا احمر لباس نے کہا آج وہی شخص ملکہ
کے باغ مین موجود تھا جسکی تصویر آویزان ہی میرا یہ خیال ہی کہ ابھی وہ ملکہ کے باغ مین پوشیدہ ہوگا اور کہان جائیگا
پہلے ملکہ کو روانہ کرلین تو پھر اسکو بلا کر معدن آفات مین بھیجین مگر تعجب کی بات ہی کہ وہ یہان کیونکر آیا اور
کون اسے ملکہ کے باغ مین لایا کاہن طلسم نے جو حال لکھا بالنسبت درست نکلا مجکو اس شخص کی ذات سے اندیشہ
رہتا تھا مگر میرا کچھ بس نہین چلتا اسوجہ سے کہ اس طلسم کی فنا کچھ غیر ممکن ہی جب تک طلسم معدن آفات کو کوئی فتح
نکریگا یہان کیونکر قدم دھریگا وہان کا افتتاح منارہ دوازدہ منزل پر ہی کیا کہون مجبور رہون اب تک
مین اس کو قتل کرڈالتا مگر بہت سی باتون کا خیال آتا ہی اگر مین نے اسکو قتل کیا اور یہ راز
ملکہ قمر جمال نے سن پایا تو غضب ہوگا پھر بالکل مجھسے آزردہ ہوجائیگی عجب نہین جو اپنی جان دیدے
اسکو بھائی سے بہت محبت ہی جب کبھی مجھسے بات کرتی ہی تو پہلے یہی دریافت کرتی ہی کہ بدر نیک سلیح
پوش جادو بخیریت تمام ہین مجھکو انکی خبر آئی مین کہدیتا ہون کہ آج کل اپنے وطن مین ہین اسکا دوسرا جواب
دیتی ہی کہ ہرگز نہین مگر وہ وطن مین جاتا اور مجکو نہ پاتا تو ضرور یہان تک آکر طلسم
کو فتح کر لیتا اور مجکو رہا کرکے جاتا مین کہتا ہون کہ جب وہ یہان تشریف لاوینگے
ہم اُن سے بخاطر پیش آئینگے وہ خود ہماری گذارش قبول کرینگے خاطر ملول کرینگے

کلام درمیان میں نہیں لاتی ہے اور عقیل میں مجبور ہوں اگر بیشتر قتل کیا تو ملکہ کو فوراً خبر ہو جائیگی اُسکے گلے میں ایک تعویذ پرویز سلاح پوش
کا بھی ہے میں نے جب دریافت کیا تو اُسنے یہی جواب دیا کہ جب میرے بھائی پر کوئی وقت سخت ہوگا اور کوئی اُسکو ہلاک کر ڈالیگا یہ تعویذ فوراً
پھٹ جائیگی قاتل کا نام بجائے تصویر لوح پر ہے بجائیگا اگر میں نے پرویز کو قتل کیا تو لوح پر میرا نام لکھ جائیگا اُسوقت ملکہ قمر جمال کو سخت ملال
ہوگا اپنی جان ہی دیدیگی اسواسطے میں نے اُسکو اسیر کر رکھا ہے وہ بھی ایسی جگہ اسیر ہے کہ کوئی وہاں تک جا نہیں سکتا اُسکو خبر تک نہیں سکتا اگر
اسوقت وہ رہا ہو جائے تو پھر ہرگز کسی کے قابو میں نہ آئے دھوکا دیکر اُسکو اسیر کر لیا تھا ورنہ وہ ہر بات میں یکتاے روزگار ہے ساحر
زبردست پہلوان بھی نامی گرامی ہے زور و طاقت بے اندازہ ہے دیووں سے مقابلہ کیا اور نہ طلسم میں اسیر کرکے گیا ایسے شخص سے
لڑنا چاہئے جب تک وہ اسیر نہیں ہوا تھا مجھکو یہی خیال رہتا تھا کہ ضرور وہ اسطرف آئیگا اور مجھسے مقابلہ کریگا کاہن طلسم نے یہ علم بھی
لکھا تھا کہ پرویز سلاح پوش طلسم معدن آفات میں ضرور ایک مرتبہ جائیگا اور طلسم فتح پائیگا اسی خیال سے میں نے اُسکو اسیر کر لیا
ابھی دوسرا شخص خود بخود طلسم میں آیا ہے اُسکی بدبختی نے اُسکو پھنسا لیا ہے اب میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا اور کسطرح جان بچا سکیگا
حکیم نیرنگ ملکہ کو بہت عزیز رکھتے ہیں ملکہ کا یہی خیال تھا کہ اُنکو بلاؤں اور کل کیفیت اپنی دکھاؤں وہ ضرور اس حالت میں مجھکو
نہ دیکھ سکینگے تکمیل معالجات کرینگی جب فکر کرینگے تو اُنسے یہ راز بھی ظاہر کر دونگی اگر مناسب جانینگے تو بادشاہ سے بیان کرینگے نہیں میرے
بچنے کا علاج وہ سامان کرینگے جب میں نے ملکہ کو اسیر کیا حکیم صاحب کو اسبات کی خبر نہیں دی کیونکہ اُنکو ملکہ سے کمال محبت ہے
مجھسے بڑھکے الفت ہے وہ تنویر جلال ابرو کو اپنی اولاد سے زیادہ چاہتے ہیں اُنکہ تدبیریں کرتے مگر جو شخص آیا تھا اُسکو قتل ہونے
دیتے ملکہ کی خوشی کرتے اب میں اُنکو بھی ملکہ کے ہمراہ طلسم دار العضبا کی جانب روانہ کرتا ہوں وہاں بھیجکر ہیجز و بے تدبیر
کرونگا ان دونوں شخصوں کو اسکا ذرہ نہ ہے دونگا ملکہ بھی سحر میں یکتاے روزگار ہے سوا میرے یا اور چند ساحران نامی کے کسی کو
خیال میں نہیں لاتی اگر لاکھ ساحر ایک طرف ہو جائیں تو ملکہ کے سحر سے امان نہ پائیں اور حکیم نیرنگ دروقت کار طلسم
میں بہت سے عجائبات و غرائبات اس طلسم میں اُنہوں نے خود بنائے ہیں وہ بھی ساحروں کی حقیقت نہیں سمجھتے
خیال ہے اب جلد اُنکے بلانے کی تدبیر کر دو اور دونوں کو طلسم دار العضبا میں بھیجدو عقیل جادو نے عرض کی اب میری
سمجھ میں آیا آپ کی راے بہت مناسب ہے اسیوقت میں حکیم صاحب کو بلاتا ہوں اور ابھی روانگی کی تدبیر کرتا ہوں یہ ذکر
تھا کہ چوبداروں نے آکر عرض کی حکیم نیرنگ تشریف لائے ہیں احمر لباس نے عقیل جادو سے کہا دیکھا معلوم
ہوتا ہے کسی نے اُنکو بھی خبر دی اب میں صاف صاف باتیں کرونگا مروت سے کام نہ لونگا یہ کہکے حکم دیا کہ حکیم صاحب
یہاں تشریف لائیں چوبدار باہر گئے حکیم نیرنگ اندر تشریف لائے بادشاہ سلامت نے اپنے پاس بلا لیا حکیم صاحب
نے دیکھا ایک جانب ملکہ تنویر جلال ابرو نقاب چہرے پر ڈالے ہاتھ باندھے کھڑی ہیں حکیم صاحب نے ملکہ کی
طرف دیکھکے کہا کیوں تنویر جلال ابرو تم یہاں کیوں کھڑی ہو محل میں جاؤ تمہارا یہاں کیا کام ہے یہ تمہاری
کیفیت کیا ہے ملکہ نے حکیم صاحب کو سلام کیا احمر لباس جادو نے کہا حکیم صاحب آپ اس معاملہ میں دخل
نہ دیجئے جو کچھ میں عرض کروں وہ کیجئے حکیم نیرنگ نے کہا جلدی بیان کرو مجھسے ملکہ کی یہ حالت دیکھی نہیں جاتی
احمر لباس نے کہا کہ آپ میرے ساتھ علیحدہ تشریف لے چلئے تو کچھ عرض کروں حکیم نیرنگ اپنی جگہ سے اُٹھکر
احمر لباس کے ساتھ تخلیہ میں گئے یہاں پہونچکر بادشاہ نے کہا حکیم صاحب غضب ہو گیا آج میں نے اورنگ تاجدار
کو ملکہ کے پاس بھیجا تھا وہاں پہونچکر اُسنے عجیب واقعہ دیکھا وہی شخص جسکا نام سکندر فرخ لقا ہے طلسم میں آگیا اور
ملکہ کے باغ میں قیام پذیر ہے جب ملکہ نے اورنگ کو دیکھا تو بہت کچھ منت و سماجت کی اور کہا کہ بادشاہ سے
ہرگز ہرگز یہ حال بیان نہ کرنا البتہ مناسب یوں ہے کہ حکیم صاحب کو میرے پاس بلا لاؤ میں اُنکو یہ راز بتا دونگی وہ

فرد ما سکی کچھ تدبیر کرینگے اورنگ تاجدار میرے پاس آیا کل کیفیت بیان کی میرے پانوں تلے سے زمین نکل گئی میں نے اسی خیال سے بیت دن ہوئے کہ ملکہ کو اسیر کر دیا تھا ان سے اطلاع نہین کی تا تھا کہ آپ کو اس کے حال پر رحم آئیگا اور قبل قصور سزا دینا مناسب نہ تصور فرمائیگا مگر آپ کو اس حال سے آگاہی نہ تھی میں نے ملکہ کو اسوجہ سے اسیر کر دیا تھا کہ جب یہ تصویر خانہ مین گئی اور ما بتے شبیہ شاہزادہ سکندر فرخ لقا کی دیکھی اسکو اسیوقت سے اشتیاق پیدا ہو گیا اُسنے چیل ملازمین کو بلایا اُنکو بہت کچھ زر و جواہر دے کر حکم دیا کہ جب یہ شخص طلسم مین آئے ہمین خبر کرنا پہلے گرفتار کرکے بادشاہ کے پاس نہ لے جانا اسی کام مین عقیل جادو کی دختر بھی اسکی مددگی تھی میں نے اسکو بھی ایک چاہ مین اسیر کر دیا ہے اب مناسب وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ملکہ کو لیکر یہانسے طلسم دار العیار مین چلے جائیں اور وہان پہونچکر اپنے طور سے اسکو بھی سمجھائیں جب تک مین سکندر کو اسیر کر لونگا یا جو اُسکے واسطے مناسب جانونگا کرونگا جب اسکا قصہ پاک ہو جائیگا آپ کو اطلاع دونگا آپ ملکہ کو لیکر یہان چلے آئیے گا اسنے دونون میں یہ بھی راہ راست پر آجائیگی اور کچھ خوف بھی باقی نہین رہیگا حکیم نیرنگ نے جواب دیا کہ اے سلطان عالم آپ کا کہنا خیال ہے بھلا تنہا شخص یہان آئے اور آپ سے مقابلہ کرے تعجب کی بات ہے طلسم حیرت افزا کا فتح ہونا محال ہے آپ کا طلسم ہمیشہ قائم رہیگا کوئی اسطرف آنکھ اٹھا کر نہین دیکھ سکتا جب بڑے بڑے بادشاہان عالیجاہ نے ارادہ کیا اور وہ اسیر ہو کر مارے گئے تو ایک آدمی کی اتنی مجال نہین جو یہ ارادہ کرے اگر وہ آیا ہے تو ہم ابھی جا سکتے ہین اُسکو ہیبت دلاتے ہین ابھی وہ آپ کی اطاعت قبول کریگا آپ اسکو اپنے طلسم مین رکھیے گا سارا طلسم بیدار رہیگا اگرچہ کاہن طلسم کا یہ قول ہے کہ سکندر فرخ لقا طلسم مین آئینگے اور بہت سے فساد اٹھائینگے مگر یہ نہین کہا ہے کہ فتاح طلسم ہونگے احمر لباس نے جواب دیا اگر صاف صاف نہین کہا ہے مگر مجھسے کلام تیکیات ثابت ہے کہ فتاح طلسم سکندر ہے گو مجھے بھی اس امر کا اعتبار نہین کیونکہ مین کسی سے خائف و ترسان نہین ہون کوئی ایسا نہین جو میرے طلسم کی طرف آنکھ اٹھا کے دیکھے پہلے میرا ایک طلسم تھا اور جب سے دل تابان جادو سے مراسم دوستی کے ہوئے اور مین نے شرکت اُنکی طلسم معدن آفتاب نیلا دماغون نے مجھکو منارہ دوازدہ منزل کا حال بتایا مین وہان گیا اور سب کیفیت دیکھی اُسدن سے مجھے یقین کامل ہو گیا کہ اب سامری و جمشید بھی میرے طلسم کو فتح نہین کر سکتے مگر سکندر کی ذات سے یہ خیال ہے کہ ایسا نہو یہ کچھ فساد پھیلائے اور چند لوگون کی جان مفت مین جائے یا کوئی در بند طلسم کا خراب ہو تو پھر ایسی عمارات تیار ہونا بہت دشوار ہے اس سے بہتر یہ ہے کہ آپ میرا کہنا قبول فرمائین اور ملکہ کو جانب طلسم دار العیار لے جائین حکیم نیرنگ نے بہت کچھ کوشش کی مگر کسی سے مطلب نہ نکلا احمر لباس نے کہا اب مین آپ کو مکان پر بھی نہین جانے دونگا کوئی عذر درمیان مین نہ لائے دونگا سامان سفر کا یہین منگاتا ہون اور ملکہ کو تخت پر بٹھاتا ہون اور اورنگ تاجدار کو آپ کے ہمراہ کرتا ہون آپ تشریف لے جائیں میری خاطر سے یہ زحمت گوارا فرمائیں یہ کہکے اسیوقت اپنی جگہ سے اٹھا حکیم نیرنگ کو تخلیہ مین چھوڑ کر آپ باہر آیا ملازمین کو بلایا کہا ابھی اورنگ تاجدار کے پاس جاؤ اور اسکو ہمارے پاس بلا لاؤ ملازمین حکم پاتے ہی روانہ ہوئے اورنگ کے مکان پر آئے احمر لباس کے حکم کی اطلاع دی اورنگ اسیوقت دربار مین آیا احمر لباس نے کل قصہ اسکو کہ سنایا کہا اسی وقت جاؤ اور اپنے مکان مین سب سے جلد بادۂ سامان سفر مہیا کر لیتے آنا ہرگز دیر نہ لگانا مین اسیوقت سب کو روانہ کر دونگا ایک لمحہ بھر یہان نہ ٹھہرنے دونگا اورنگ تاجدار بھی چلا گیا جب ہوا احمر لباس نے منشی کو طلب کیا کہا ایک نامہ تحریر کرو کہ مین حکیم نیرنگ اور اپنی دختر ملکہ تنویر ہلال ابرو کو بھیجتا ہون آپ ان دونون کو اپنے طلسم مین رکھیے

اور معدن آفات میں جلد تشریف لائے آپ سے مجھکو ہر مورد میں صلاح لینا ہے منشی نے نامہ لکھا احمر لباس نے لفافہ پر
مہر کرکے حکیم نیرنگ کے حوالہ کیا اتنی دیر میں اورنگ تاجدار بھی آگیا احمر لباس نے حکیم نیرنگ کے واسطے پہلے سے
سامان سفر درست کر رکھا تھا اسیوقت ملکہ تو یرادر حکیم نیرنگ کو مع اورنگ تاجدار جانب طلسم دار الضیاء روانہ
کیا کہ حال انکا وقت پر بیان کیا جائیگا اب کچھ کیفیت لشکر شکستہ فتح لقائی عرض کیجاتی ہے کہ جب لشکر کے سرداروں
نے خواجہ شیخ العارفین سے رخصت ہو کر حسب ہدایت خواجہ ایک جانب کی راہ لی تو دس دن کے بعد سب
سرداران لشکر ایک صحرا میں پہونچے صحرا کو بالکل جلا ہوا پایا دیکھا جو درخت ہے وہ آگ سے جلکر رہ گیا ہے جو پہاڑ ہے
وہ آگ کر چونہ ہو رہا ہے زمین جو ہے آگ سے شق ہے پانی کا ہر ایک چشمہ خشک ہو گیا ہے سبکو یہ حالت دیکھکر کمال حیرت
ہوئی سب نے طوفان بن عمرو کی طرف مخاطب ہو کر کہا ع قدم نامبارک مسعود ٭ گر بدریا رود برآرد دود ٭
یہ آپکے قدموں کی برکت ہے کہ آج دن بھر بھوک کی اور پیاس کی تکلیف اٹھائی خیال تھا کہ منزل پر پہونچکے پانی
میسر ہوگا مگر یہانپر یہ کیفیت ہے اب کیا کیا جائے اور پانی کہانسے آئے جو رات بھر یہاں بسر کریں صبح کو آگے کی راہ لیں
گھوڑے بھی فرط تشنگی سے بیچین ہیں سرداروں کی بھی زبانوں میں کانٹے پڑے جاتے ہیں پھر اب اگر اسوقت ہم یہیں ٹھہریں تو بھی
ٹھہریں پر طاقت رفتار باقی نہیں کیا کیا جائے طوفان نے جواب دیا ابھی تھوڑا سا دن باقی ہے مناسب ہے کہ یہاں قیام
کرو میں کچھ لوگوں کو لیکر جاتا ہوں اگر پانی ممکن ہوا تو لاتا ہوں اور جب تب بھی دوڑ جائیں اور پانی کا پتہ لگائیں جہاں پانی
ملے سب جاکر اوتر پڑیں سرداروں کو بھی یہ صلاح پسند آئی سب نے وہاں ٹھہرنے کا سامان کیا بارگاہیں استادہ ہوئیں
سب لوگ اترے طوفان چند آدمیوں کو اپنے ہمراہ لیکر ایک جانب پانی کی تلاش میں روانہ ہوا اور لوگ بھی دوسری
سمت گئے طوفان نے تھوڑی راہ طے کی تھی کہ تاریکی ہوگئی جو لوگ ہمراہ گئے تھے انھوں نے سمجھایا کہ اب آپ کہاں تک
راہ طے کیجئیگا کوسوں کا میدان ہے سب جنگل پھنکا ہوا نظر آتا ہے پانی کا ملنا دشوار ہے اب واپس چلئے رات جس طرح سے
ہوگی بسر کرینگے صبح کو کسی طرف چلینگے دس بیس کوس کے بعد پانی ملیگا طوفان نے جواب دیا کہ خاطر جمع رکھو تھوڑی
دور اور مسافت گوارا کرو اسوقت لشکر میں سب پیاسے ہیں اگر پانی نہ پائینگے بہت تکلیف اٹھائینگے گھوڑے بھی بہت
تھکے ہوئے ہیں انکو بھی پانی اسوقت دینا ضرور ہے یہی باتیں کرتے ہوئے تھوڑی دور اور گئے کہ کچھ روشنی نظر آئی طوفان
نے اپنے ہمراہیوں سے کہا دیکھو وہ سامنے روشنی نظر آتی ہے یقین ہے کچھ لوگ وہاں رہتے ہیں آؤ انکے پاس چلیں دریافت
کریں پانی کا پتہ مل جائیگا یہ کہتے ہوئے اس روشنی کے قریب پہونچے دیکھا دو تخت اس میدان میں رکھے ہیں اور ساحران
نامدار بیٹھے نظر آتے ہیں طوفان نے اپنے ہمراہیوں سے کہا تم لوگ یہاں پوشیدہ ہو جاؤ میں ان لوگوں کے قریب
جاتا ہوں پانی کا پتہ لگاتا ہوں جو لوگ ہمراہ تھے وہ تو وہیں ٹھہر گئے طوفان ان ساحروں کے قریب آیا دیکھا ایک تخت پر
ایک بوڑھا سفید داڑھی اور بال سر کے سفید صوفیانی وضع سادہ لباس پہنے بیٹھا ہے انکے سامنے ایک نازنین زہرہ جبین
لباس فاخرہ پہنے سر جھکائے بیٹھی ہے دوسرے تخت پر ایک جوان رعنا لباس پر تکلف زیب بدن کئے ہوئے بیٹھا ہے
عقب میں انکے ایک خدمتگار کھڑا ہے بس طوفان کو آتے ہوئے دیکھکر نازنین نے نقاب منہ پر ڈالی اور سر جھکا لیا اس
ضعیف شخص نے کہا اس طرف کون آتا ہے طوفان نے دل میں خیال کیا کہ یہ لوگ مرد ساحر ہیں اسوقت خواجہ کے
تحفہ جات کا امتحان کروں یہ سوچ کے چادر اوڑھ کر قریب جانے کا ارادہ کیا پھر اس مرد ضعیف نے ٹوکا کہ ہماری
سمت نہ آؤ وہیں ٹھہر جاؤ تم کون ہو جواب دو طوفان نے کہا مسافر ہیں راستہ بھول گئے ہیں صبح سے اس صحرا میں پھر رہے
ہیں سخت مصیبت اٹھائی ہے دن بھر گذر گیا اسوقت تک ایک قطرہ پانی کا نہیں پیا اسی تلاش میں اس طرف چلے آئے تھے

اگر کہیں پانی ملیگا پی کر سیراب ہونگے مرد ضعیف نے جواب دیا کہ مجال کیا اس طرف پانی نہیں ہی یہان سے دو کوس پر ایک چشمہ ہی
وہان جاؤ تمکو پانی مل جائیگا تم اس جنگل میں کیونکر آگئے یہان تو جانور بھی نہین آتے ہین یہ سب کارخانہ طلسم ہی اس صحرا مین
ساحر اگر سحر آزمائی کرتے ہین [illegible] نام جنگل جھنک کیا ہی طوفان نے جواب دیا کہ اس طلسم کا کیا نام ہی اور ساحر
کسوقت یہان آکر سحر آزمائی کرتے ہین آج تیسرے دن مجھکو اسی صحرا مین رہتے ہوئے مگر ایک ساحر کو بھی یہان نہین دیکھا
پیر مرد نے کہا کیا ساحر یہان روز تھوڑے آتے ہین ایک دن مقرر ہی اس روز وہ لوگ یہان آتے ہین اپنا اپنا سحر آزماتے
ہین ہمکو کمال تعجب ہی کہ تمکو یہان کون لایا اور کس طرح تمنے اس صحرا کا راستہ پایا یہان کا راستہ مفقود رہتا ہی کسی کو نظر
نہین آتا معلوم ہوتا ہی تمکو سحر مین کمال حاصل ہی جو بزور سحر یہان تک پہونچے طوفان نے جواب دیا آپ ہمکو پوچھتے
ہین مگر کچھ اپنی کیفیت تو بتائیے کہ آپ یہان تک کیونکر پہونچے مرد پیر نے کہا ہماری نسبت کیا پوچھتے ہو ہمکو اس
طلسم مین ہر طرح کا اختیار ہی ہم جہان چاہین وہان جائین جو چاہین وہ بیان کرین مگر تمکو دیکھکر کمال تعجب ہوا
طوفان نے کہا ہمکو دیکھکر تعجب بیکار ہی ہم بڑے بڑے طلسمون مین جاتے ہین اور وہ وہ کام انجام دیتے
ہین جو ساحرون سے ممکن نہین ہم سحر کو رد کر سکتے ہین ساحر ہمین اپنا پیشوا جانتے ہین سب مانتے ہین ہم
ساحرون پر حکومت کرتے ہین وہ سب لوگ ہمارے تابع فرمان رہتے ہین مرد پیر نے جو یہ تقریر سنی سُن ہو گیا
وہ مرد جوان جو تخت پر بیٹھا تھا اُس نے گھبرا کے کہا کیون صاحب آپ مین کیا کمال ہی جو بڑے بڑے ساحر
آپکے مطیع رہتے ہین اور آپ انپر حکومت کرتے ہین طوفان نے جواب دیا کہ اگر آپکو کچھ وسوسہ ہی تو سحر
آزمائی کیجئے معلوم ہوتا ہی آپ کو اپنے سحر پر بہت غرہ ہی ذرا ہم بھی تو دیکھین آپ کیسا سحر جانتے ہین اُس
جوان نے چاہا سحر کرے مگر مرد پیر نے منع کیا چپکے سے کہا خبردار ایسا ارادہ نکرنا نہین معلوم کیا اسرار ہی کچھ تو
بات ہی جو اس وسوسے سے یہ شخص کہہ رہا ہی ٹھہر جاؤ پہلے اُسکو اپنے قریب بلاؤ سب کیفیت تحقیق کرو شاید
کوئی مطلب کی بات پیدا ہو دیکھین کون شخص ہی کیا بات ہی جو اس قدر بے خوف ہوکے گفتگو کر رہا ہی یہ سوچکے
اُس مرد پیر نے کہا جناب آپ ہمارے پاس تشریف لائیے ہم آپ کو ابھی پانی منگا دینگے اور جو کام آپ کا
ہوگا اُسکو انجام دینگے کچھ ضروری باتین آپ سے عرض کرینگے ہم تو مدت سے آپ ایسے شخص کی تلاش مین تھے
آج یہ مراد پوری ہوئی یہ سنکے بڈھا تخت سے اُٹھا طوفان آگے بڑھا مرد پیر نے اپنے پاس بلا لیا تخت پر بٹھا لیا
کہا آپ چادر تو ہٹائیے ذرا آپ کی صورت دیکھین طوفان نے جواب دیا چادر ہم ہرگز نہ ہٹائینگے اور صورت
اس طرح نہ دکھائینگے ابھی تم لوگون کو ہمارے کمال مین شک ہی پہلے تم اچھی طرح آزما لو اور جو کچھ معلوم
ہو سحر کرکے اپنی حسرت نکال لو جب تم مجبور ہو جاؤگے اور ہمسے اپنی خطا بخشواؤگے اُسوقت ہم چادر
اُٹھائینگے اور اپنی صورت دکھائینگے مرد پیر نے جواب دیا آپ اتنی سی بات مین آزردہ ہوگئے اب تقصیر معاف
فرمائیے اور چادر منھ پر سے ہٹائیے ہم لوگون کی اتنی مجال نہین جو آپ کے سامنے دعوی سحر کرین
آپ کو پہلے نہین جانتے تھے اس وجہ سے کچھ باتین گستاخانہ عرض کین وہ اس قدر خلاف مزاج مبارک ہوئین
اب معاف کر دیجئے ہم سچ تو اُسوقت بھی کوئی گستاخی خدمت والا مین نہین کی تھی مرد پیر نے جوان شخص کی طرف
اشارہ کرکے کہا کہ ان سے کچھ بے ادبانہ باتین نکل گئین تو آپ کو اس قدر برہم نہ ہونا تھا یہ سنکر اُس جوان نادان
نے بھی ہاتھ باندھ کے کہا کہ مین بھی آپ کو نہ جانتا تھا مجھکو بھی معاف فرمائیے اور جلد اپنا نام و نشان بتائیے
ہم آپ کو اپنے شہنشاہ کے پاس لے چلینگے وہ بھی آپ سے بہت اچھی طرح ملینگے ہمارے طلسم مین سب کچھ ہی

مگر ایک آپ سے بزرگوار کی ضرورت ہے اگر آپ اس طلسم مین تشریف رکھین گے تو باعث برکت ہے طوفان نے دل مین خیال کیا یہ سب لوگ سحر تقریر مین اسیر ہو چکے ہین اب پہلے انسے کچھ انکی کیفیت دریافت کرنا چاہیے پھر مناسب وقت سمجھکر اپنا حال بیان کر دینگے یہ سوچ کے جواب دیا کہ اب مجکو ملال نہین مگر یہ بتاؤ کہ تم لوگ کہان سے آتے ہو اور کہان جاتے ہو کیا نام ہے اس صحرا مین تمھارا کیا کام ہے مرد ضعیف نے کہا آپ ہماری کیفیت بعد کو دریافت فرمائیے گا پہلے اپنا حال بتائیے صورت دکھائیے طوفان نے جواب دیا کہ جو ہم کہین وہ قبول کرو اپنی طرف سے کوئی بات نہ کہو پہلے ہمین اپنا حال بتاؤ کوئی راز ہم سے نہ چھپاؤ ورنہ ہم پر سب ظاہر ہو جائیگا کچھ چھپا نہ رہیگا مرد ضعیف نے کہا اگر آپ کی یہی خوشی ہے تو ہم اپنا حال بتاتے ہین یہ صاحب جو سامنے تخت پر تشریف فرما ہین اورنگ تاجدار انکا نام ہے اس طلسم حیرت افزا مین چار مرحلے ہین انکے سپرد ہین بادشاہ کے یہان سے انکو اختیارات وسیع حاصل ہین اس طلسم مین سب لوگ انکی عزت کرتے ہین ساحر جلیل ہین طلسم کے نازدار ہین بادشاہ کے عزیز قریب ہین اور مین بھی اس طلسم مین قدیم سے رہتا ہون سحر کے علاوہ جو عجائبات ہین وہ سب مین نے بزور حکمت درست کیے ہین بادشاہ طلسم میرا ادب کرتے ہین یہ صاحبزادی جو نقاب ڈالے ہین بادشاہ طلسم کی دختر نیک اختر ہین ہم لوگ انھین کے ساتھ طلسم دار الضیا مین جاتے ہین یہ ضعیف مع ملکہ تنویر ہلال ابرو کے طلسم دار الضیا مین قیام کریگا اور نیر نگ تاجدار اپنے طلسم مین واپس آئینگے صرف ہم لوگون کے پہونچانے کو جاتے ہین طوفان نے کہا تم طلسم دار الضیا مین کیون جاتے ہو اور صاحبزادی کو کیون لیے جاتے ہو اورنگ تاجدار نے کہا انپر بادشاہ کا عتاب نازل ہوا ہے اسواسطے انھون نے حکم دیا ہے کہ حکیم نیر نگ ہمراہ ملکہ کے جائین اور انکو طلسم دار الضیا مین رکھین طوفان نے کہا کیون صاحب انھون نے بادشاہ کی کیا خطا کی تھی جو عتاب نازل ہوا مرد پیر نے کہا آپ اسکو نہ تحقیق فرمائیے یہ عجب بات ہے مجھسے کہنا برا ہے طوفان نے کہا مین بے فائدہ نہین تحقیق کرتا ہون آپ لوگ بیخوف بیان کرین کیا عجب ہے جو یہ آفت دور ہو اور سب کی طبیعت مسرور ہو یہ سنکر اورنگ تاجدار نے کہا آپ نے جو ہم کو کچھ امید دلائی تو ہم بھی عرض کرتے ہین اس طلسم مین کاہن طلسم نے ایک حکم لگایا تھا کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا جو ایک شخص وارد طلسم ہوگا نام اسکا سکندر زوج لقا ہوگا اور خاندان صاحبقران سے ہے اُسی کے ہاتھ سے طلسم حیرت افزا کو کچھ نقصان پہونچیگا چنانچہ بزور سحر یہ دریافت کیا کہ طلسم کشا اب کہان موجود ہے تو معلوم ہوا کہ ابھی پیدا نہین ہوا ہے پھر اس بات کو بہت زمانہ گذر گیا پھر تحقیق کیا پھر یہی معلوم ہوا اسی تحقیق مین دو بادشاہون کی سلطنت گذر گئی آخر کاہن سے دریافت کیا کہ وہ کس بادشاہ کے وقت مین آئیگا کاہن طلسم نے کہا جب احمر لباس جادو اس طلسم مین فرمانروا ہوگا اسوقت مین آمد سکندر کا خوف ہے اور بعد احمر لباس جادو کے اس طلسم مین کوئی بادشاہ نہ ہوگا یہ

آخری بادشاہ اس طلسم کا ہونے والا ہے اسوقت سے ہر ایک کو کد ہوئی کہ اپنی لڑکی کا نام خصوصاً
خاندان شاہی مین کسی کو احمر لباس کے نام سے موسوم نہین کیا ہمارے بادشاہ موجودہ ایسی
جگہ پیدا ہوئے کہ انکے والد ماجد اور انکے اعزا وہان موجود نہ تھے اور جہان انکا مولد ہے وہان کے
لوگ اس راز سے ماہر نہ تھے انھون نے انکا نام احمر لباس جادو رکھا جب انکے والد بزرگوار نے
حکومت طلسم چھوڑکر اقلیم عدم کی سلطنت پسند فرمائی اور شہنشاہ حال کے حصہ مین سلطنت آئی تو یہ
اپنے وطن سے بلائے گئے اب معلوم ہوا کہ بسبب لاعلمی انکا نام احمر لباس رکھا سب نے لاکھ لاکھ
بادشاہ سے کہا مگر انھون نے قبول نہ فرمایا اور دعوے سے یہ بات فرمائی کہ ہمارے عہد مین کوئی
طلسم کو آنکھ اٹھا کر نہین دیکھ سکتا اسی وجہ سے انھون نے طلسم معدن آفات کی بنا ڈالی
اور بشرکت دل تابان جادو بادشاہ طلسم دار الضیا ایک جدید طلسم تیار کرکے اس طلسم کا معین و مددگار
اس کو قرار دیا اب پھر سب نے کاہن طلسم سے دریافت کیا کہ اب طلسم کا حال بتاؤ کہ احمر لباس کا
زمانہ آگیا کاہن نے خیال کرکے کہا کہ طلسم کشا بھی پیدا ہو چکا ہے بلکہ مصروف جنگ وجدال ہے یہ خبر
بادشاہ کو ہوئی بادشاہ طلسم نے کہا یہ بتاؤ کہ طلسم کشا آج کل کہان مقیم ہے کاہن نے جائے قیام کا
پتہ بتایا بادشاہ نے بزور سحر ایک ساحر کے ہمراہ مصور کو روانہ کیا اور شبیہ سکندر فرخ لقا کی منگالی
اسی تصویر کو ایک مکان مین لگا دیا تھا وہان دو طلسم کشاؤن کی تصویرین اور بھی آویزان ہین شاہزادی
اس مکان مین جایا کرتی تھین انھین طلسم کشا کی تصویر سے کچھ انس پیدا ہوا بادشاہ کا حکم تھا کہ جب
طلسم کشا اس طلسم مین آئے فوراً گرفتار ہو جائے شاہزادی نے حکم دیا کہ جو پوشیدہ طور سے طلسم
کشا کو ہم تک لائیگا وہ بہت کچھ انعام پائیگا اس راز کی خبر بادشاہ کو ہوئی انھون نے شاہزادی کو
اسیر کیا نہین معلوم اسکے باغ تک وہ جوان کیونکر پہونچا سب نے دیکھا از راہ خیر خواہی
بادشاہ کو اس حال سے باخبر کیا انھون نے حکیم نیرنگ کے ہمراہ کرکے طلسم دار الضیا مین روانہ کیا
چونکہ حکیم صاحب کو ملکہ سے کمال محبت ہے اسوجہ سے یہ خیال تھا کہ ایسا نہ ہو حکیم صاحب کو انکے حال پر
رحم آجائے اور انکا کہنا قبول کرین چونکہ حکیم صاحب بھی رکن طلسم تسلیم کیے جاتے ہین انکی بھی شرکت
عجائبات طلسم مین ہے اگر انھون نے شاہزادی کی محبت سے کچھ خیال نہ کیا اور طلسم کشا کو مدد دی
بڑا غضب ہو جائیگا اسوجہ سے مجکو بھی ہمراہ کر دیا ہے اب مین انکو طلسم دار الضیا مین پہونچا کے واپس
جاؤنگا اور طلسم کشا جو کہ وہان اسیر ہو چکا ہوگا اسکے باب مین مین کچھ انتظام کرونگا طوفان نے
یہ سب باتین بہت اچھی طرح سنین اور دل مین کہا خواجہ نے سچ کہا تھا کہ سکندر نامدار کو ایک
شخص آزادی دلائیگا اور اسکے عوض خود مصیبت مین پھنس جائیگا معلوم ہوتا ہے دوازدہ فرید
یہ شاہزادہ اسیر ہوا ہوگا وہان سے ملکہ چھڑا کے لائی ہونگی اپنے باغ مین رکھا ہوگا اسی کی وجہ سے
یہ مبتلائے مصیبت ہوئے ہین اب امید ہے شاہزادہ والا جاہ کو لشکر و سپاہ مل جائے اور قید طلسم سے
رہائی پائے اور پھر حملہ کرے مگر ساتھ ہی یہ فکر پیدا ہوئی کہ اورنگ تاجدار کہہ رہا ہے طلسم کشا
اسیر ہو چکا ہے اب کچھ اسکی تدبیر کی جائیگی خدا اپنے حفظ و امان مین رکھے ساحران غدار جان کے
دشمن اور لہو کے پیاسے ہین یہ سوچ کے اور دل مین خیال کرکے طوفان نے کہا اے اورنگ

تاجدار طلسم کشا تمہارے سامنے گرفتار ہوا تھا تم اُسکو کس حال مین چھوڑ کے آئے تھے اور رنگ نے
جواب دیا کہ طلسم کشا کو مین ملکہ کے باغ مین چھوڑ کے آیا تھا یقین ہے وہان سے بادشاہ نے قید کرا کے
منگایا ہو میرے سامنے تک طلسم کشا نہین آیا تھا طوفان کا انتشار گو نہ دفع ہوا مگر پھر بھی خیال رہا اس
بات کا ملال رہا گو خواجہ نے جو کچھ کہدیا تھا اُس سے خاطر جمع تھی مگر شاہزادہ کی زحمت کا ملال تھا طوفان
دیر تک یہی باتین کرتا رہا جب بہت عرصہ ہوا تو طوفان سے حکیم نیرنگ نے کہا اب مین آپکے واسطے پانی لاتا
ہون یہانسے دو کوس پر ایک چشمہ ہے وہان جاتا ہون طوفان نے جواب دیا کہ ابھی صبر کرو مین کچھ باتین
کہتا ہون انھین بگوش دل سنو حکیم نیرنگ اور اور رنگ تاجدار طوفان کی جانب مخاطب ہوے
کہا جو کچھ آپ فرمائینگے ہم اچھی طرح سنینگے بلکہ اُسپر عمل کرینگے طوفان نے کہا ہمکو اسوقت شاہزادہ کی حالت
سنکر بہت افسوس ہوا اور بادشاہ کا ماجرا سنکر ملال ہوا کیا اُنھون نے خوشی سے اپنی نور نظر پارۂ جگر کو طلسم
دار الضیا ربھیجا ہوگا اور اُنکی مفارقت گوارا کی ہوگی نہین معلوم اُنکی کیا کیفیت ہوگی ہم اگر چاہین تو ملکہ کے
دل سے طلسم کشا کی محبت نکال دین ملکہ کو طلسم کشا کے ساتھ دشمنی کا دعویٰ ہو جائے اور رنگ تاجدار
یہ سنکر قدمون پر گر پڑا کہا اگر آپ ایسا کرین تو ہم لوگ کیا چیز ہین خود بادشاہ تمہارا آپکا ممنون احسان
ہون اور ملکۂ عالم یعنی ملکۂ تنویر کی والدۂ ماجدہ آپکے قدم چومین طوفان نے کہا اچھا ایک کٹورا بھرا
پانی لاؤ دیکھو ابھی کیا کیفیت ہوتی ہے سب حال کھلجائیگا عجب قدرت کا تماشا نظر آئیگا اور رنگ
تاجدار نے ملازم کی طرف اشارہ کیا وہ اسیوقت صراحی لیکر روانہ ہوا تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ آب
سرد سے صراحی بھر کر لایا طوفان نے کہا اسکو ایک گیلاس مین انڈیل کر میرے سامنے لاؤ غلام نے
پانی انڈیل کر طوفان کو دینا چاہا طوفان نے ہاتھ بھی نہ لگایا کچھ پڑھکے پھونک دیا اور کہا اور رنگ پہلے
تم دو گھونٹ پیو پھر وہی پانی ملکہ کو دو پھر حکیم نیرنگ پی جائین اُسکے بعد ملازم بھی محروم نہ رہے
اور رنگ تاجدار نے فوراً اُس پانی کو پیکر ملکہ کو دیا ملکہ نے حکیم کے حوالے کیا حکیم نے دو گھونٹ پیکر
اور رنگ تاجدار کے ملازم کو کہا تو بھی پی جا اُسنے بھی پیا تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ سب کا سر چکرایا جانا تھے
مقام سے کچھ حس و حرکت کرین کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا غش کھا کے گرے طوفان نے نعرہ کیا اے زمانہ کے
ساحرین تمہے ذبح کرنے والا خنجر گذار اور طرار ہون وہ ہے طوفان ابن عمرو میرا نام ہے سکندر سے آقا کا
عیار ہون وہ نعرہ کرکے طوفان نے جھپٹ کے پہلے اور رنگ تاجدار کی زبان مین سوزن دیا پھر ملکہ کا
پشتارہ باندھا اور رنگ کے ملازم کی زبان مین سوزن دیا حکیم نیرنگ کا پشتارہ باندھا وہانسے اپنے ہمراہیون کے
قریب آیا کہا جلدی میرے ہمراہ آؤ سب نے کہا کیا تمھین پانی کا پتہ ملگیا طوفان نے جواب دیا اسے
پانی کیا چیز ہے دولت لازوال ہاتھ آگئی آقاے نامدار کی خبر ملی سب طوفان کے ہمراہ ہوے قریب
آکر دیکھا چار پشتارے پڑے ہین اُن لوگون نے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہین طوفان نے جواب دیا
اب یہانسے لیچلو تمکو سب کیفیت معلوم ہو جائیگی ہمراہیان طوفان نے حکیم نیرنگ اور اور رنگ
تاجدار اور ملازم اور رنگ کو لاد لیا طوفان نے ملکۂ تنویر جلال ابرو کا پشتارہ اُٹھایا سب
اپنے لشکر کی طرف واپس آئے یہان پانی کا انتظام بھی کر لیا تھا سردارون نے طوفان کو آتے
دیکھا کہا اسوقت تمنے بہت عرصہ لگایا پھر جو سب نے نگاہ کی تو کہا کہ یہ کن کن لوگون کو لائے جلدی بتاؤ

طوفان نے کہا آج کی مسافت کی کوفت جاتی رہی اور محنت کا نتیجہ نیک ہوا الحمد للہ ٹھکانے لگی محنت میری جو
طے ہوئی آج کی منزل میں مسافت میری تو آقائے نامدار کا پتہ معلوم ہوا اب یقین ہے کہ ہم سب لوگ آسانی سے
پہونچ جائیں اور کسی طرح کی زحمت نہ اُٹھائیں یہ کہتا ہوا طوفان سب کو اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ میں آیا
دوش سے پشتارہ اُتارا سب کے پہلے ملکۂ تنویر جلال ابرو کو ہوشیار کیا ملکہ کی جو آنکھ کھلی اپنے کو
عجب حالت میں دیکھا گھبرا گئیں دل میں خیال کیا کہ آفت میں آفت کا سامنا ہوا نہیں معلوم یہ کیا اسرار
ہے طوفان نے جو ملکہ کو مضطر پایا کہا ملکۂ عالم آپ نہ گھبرائیں تعجب نہ فرمائیں خدا اپنا فضل کریگا آپکو
جسقدر ملال ہوا ہے اُس سے زیادہ اسوقت خوشی حاصل ہوگی یہ لشکر سکندر نامدار کا ہے جب سے
وہ مینارۂ دوازدہ منزل کی سیر کو گئے ہم سب لوگوں کا ساتھ چھوٹ گیا یقین ہے آپ نے بھی ہم لوگوں کا ذکر فرمایا ہوگا
ہر ایک کا نام پتہ بتایا ہو یہ کہکے ہر ایک کا نام بتایا ملکہ نے خیال کیا تو جو کچھ شاہزادہ نے ذکر کیا تھا وہی
کیفیت یہاں بھی سنی جاتی ہے ملکہ بہت شاد ہوئیں کہا آپ اپنا نام بتائیے کیا طوفان آپ ہی کا
نام ہے طوفان نے ہنس کے جواب دیا ہاں میرا ہی نام ہے اب آپ یہ فرمائیے پہلے میں کسکو ہوشیار
کروں ملکہ نے کہا سب سے پہلے حکیم صاحب کو ہوشیار کرو انسے نہ ڈرو وہ ضرور تمہارا ساتھ دینگے میری
خاطر کرینگے اور اورنگ تاجدار بھی اس جگہ مجبور ہو جائیگا کچھ عذر درمیان میں نہ لائیگا مگر اسکی بیہودہ خیالی
سے ڈرتی ہوں اسنے پہلے تو میری دلجوئی کی پھر سب حقیقت بادشاہ سے جاکر کہدی ایسا نہ ہو اسوقت بھی
مکر سے تمہاری اطاعت قبول کرے اور وقت پر پھر بادشاہ سے ملجائے طوفان نے کہا اس سے
آپ خاطر جمع رکھیں ہم سب اچھی طرح سمجھ لینگے یہ کہکے طوفان نے پہلے حکیم نیرنگ کو ہوشیار کیا
حکیم صاحب کی جو آنکھ کھلی اپنے تئیں عجب حالت میں پایا گھبرا کر کہا ارے یہ میں کس حالت میں ہوں
طوفان نے کہا حکیم صاحب آپ مطلق نہ گھبرائیے صرف یہ فرمائیے کہ آپکو اسلام قبول کرنے میں کیا
عذر ہے آپ بصدق دل ایمان لائیے اور اسلام قبول فرمائیے تو ابھی آپ کے واسطے سب سامان راحت
مہیا ہو جائیگا حکیم نے چاہا تھا کہ کچھ عذر درمیان میں لائے مگر ملکہ نے کہا حکیم صاحب آپ میری طرف
خیال فرمائیے یہ لشکر سکندر روالاجاہ کا ہے اور یہ جو شخص ہمیں آپ کو یہاں لیکر آیا ہے یہ بھی رفیق شاہزادہ
ہے اب آپ عذر درمیان میں نہ لائیے اور مطلق انکار نہ فرمائیے میں نے بھی اسلام قبول کیا ہے آپ بھی
میرا ساتھ دیجیے اور اب جہانتک ہو سکے شاہزادہ کی مدد کیجیے حکیم نیرنگ نے جو ملکہ کی طرف خیال کیا تو
ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھا دل میں سوچا کہ اب میں بھی اسلام قبول کروں اور ملکہ کی خاطر سے تعمیل
کروں ضرور سکندر اس طلسم کو فتح کریگا اور جو اسکے خلاف ہوگا ضرور زک اُٹھائیگا ان لوگوں کے
ہاتھ سے مارا جائیگا حکیم نے کہا ملکہ مجھے مطلق کلام نہیں میں اسلام قبول کرتا ہوں طوفان نے اسیوقت
حکیم صاحب کو بھی کرسی پر بٹھایا اور اورنگ تاجدار کو چوب بارگاہ سے باندھ کے ہوشیار کیا آنکھ
جو کھلی اورنگ کی عجب حالت ہوئی کمال حیرت ہوئی چاہا سحر کرکے نکل جاؤں مگر زبان میں سوزن
پاکر مجبور رہا طوفان نے قلم دوات سامنے رکھکر کہا اے اورنگ تاجدار آگاہ ہو کہ یہ لشکر سکندر
نامدار کا ہے اور تم اسوقت بس میں ہو سامنے نگاہ اُٹھاکے دیکھو ملکۂ تنویر جلال ابرو اور حکیم نیرنگ
کرسیوں پر تشریف فرما ہیں ان لوگوں نے عقل سے کام لیا اور ہمارا کہنا مان لیا اگر تم بھی صاحب فراست

ہوگئے تو پھر سے گزرتی کیا چیز ہے اور باطل کسکو کہتے ہین دیکھو اسوقت تمھارے معبود ساحر ہی نے بھی کام نہ دیا اور تمکو
مجھے اسیر کر لیا اب اگر راہ راست پر آؤ گے تو امان پاؤ گے نہین تو مفت مین تمھاری جان جاویگی کوئی امید بر نہ آئیگی بس
اب خدا کو واحد و یکتا جانو اور اسلام قبول کرو اورنگ جادو نے سکوت کیا طوفان نے پھر کہا اب زیادہ دیر نہ لگاؤ اور
جلدی جواب دو ملکہ نے کہا اے اورنگ اب ضد نہ کرو اور بصدق دل ایمان لاؤ یہ طلسم سکندر نامدار کے ہاتھ سے ضرور فتح
ہو جائیگا جو کچھ انتظام اور استحکام کر رکھا ہے مطلق کام نہ آئیگا پرویز سے بھی جو ہوشیار بھی رہا ہو گیا اب وہ بھی آفت برپا
کریگا اور شاہزادہ کا شریک ہو کر ضرور آمادہ حرب ہو جائیگا طلسم کی عمر تمام ہو چکی ہے حکیم صاحب بھی یہی فرماتے ہین اور
کاسن طلسم کا بھی یہی حکم ہے اب تمکو اسکا روکنا چاہیے ہان اگر اپنی زندگی سے ہاتھ دھو لو تو چاہا کہنا نہ مانو اورنگ
جادو نے اشارہ سے کہا تھوڑی دیر خاموش رہو مین کچھ ضروری باتین سمجھ لون پھر اسکا جواب دون ملکہ
خاموش ہوئی اورنگ دیر تک ساکت رہا آخر پھر طوفان نے کہا اے اورنگ اب دیر نہ لگاؤ اور جلدی جواب دو
تمنے تو بہت عرصہ کیا اورنگ نے کہا کہ مین نے اپنے دین قدیم پر لعنت کی اور بصدق دل مسلمان ہوتا ہون
اگر آپ لوگ اب مجھکو آزاد بھی نہ کرین تو بھی مین آپکے امداد سے نہ پھرونگا اور ضرور اطاعت اسلام قبول کرونگا
طوفان نے اسکو بھی رہا کیا اسکے بعد اسکا ملازم بھی ایمان لایا اورنگ نے کہا مین نے دیر تک ان لوگون کو
یاد کیا جسکو آج تک بجائے خدا مانتا تھا کسی نے بھی میری مدد نہ کی جب اس وقت پر میرے کام نہ آئے تو پھر ایسے
لوگون کی عبادت کرنا بالکل فضول ہے مگر اب مجھے آپ لوگ یہ فرمائین کہ جب آپ مین ایسی قدرت و قوت
موجود تھی تو آپنے شاہزادہ کو اسطرح بیبس و سامانی کی حالت مین کیون چھوڑا اور جب آپ لوگ ایسا ایسے
دقیق کام آسانی سے انجام دیتے ہین تو شاہزادہ والا تبار کے سامنے یہ کام بہت آسان ہون گے مگر
انکو مین نے تن تنہا ملکہ کے باغ مین پایا تعجب ہے جو انھون نے طلسم مین کوئی بات پیدا نہین کی طوفان نے
جواب دیا اے اورنگ جادو سب کام وقت پر ہون گے ہم لوگ انکی مدد کیلئے ہو جاتی ہے اب خدا نے چاہا
تو بہت جلد شاہزادہ سے ملینگے اور شاہزادہ طلسم کو فتح کریگا اورنگ نے جواب دیا مجھکو پہلے آپ کے
حالات سنکر یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ آپ عامل زبردست ہین کسی صحرا یا کسی پہاڑ سے اسطرف آگئے ہین اسی
وجہ سے آپکے ارشاد کی تعمیل مین تاخیر کو برا جانا اور پانی پی لیا مجھکو یقین تھا کہ اگر ملکہ یہ پانی پی جائیگی
ابھی اسکے دل سے سکندر کی محبت جاتی رہیگی بلکہ دشمن جان ہو جائیگی اور ہم لوگون سے کسی طرح کی
عداوت ملکہ کو نہ رہیگی طوفان نے کہا ہم عامل نہین مگر عمل سے بڑھ کے خدا نے ہمارے کلام مین
تاثیر عطا فرمادی ہے تھوڑی دیر یہ باتین رہین آخر ملکہ تنویر جمال ابرو نے کہا اب شاہزادہ کا پتہ لگانا
چاہیے اور طلسم مین جانا چاہیے یقین ہے شاہزادہ کے حال سے حکیم صاحب باخبر ہون گے انھین کے سپرد کیا تھا
انھون نے ضرور کچھ انتظام مناسب کیا ہوگا حکیم نیرنگ نے جواب دیا کہ مین جسوقت تمھارے باغ مین آیا
اور تمھین یہان نہ پایا تو شاہزادہ کو بہت انتشار رہا حد سے زیادہ بیقرار ہوا مین نے خیال کیا تو معلوم ہوا
کہ انکو بادشاہ نے بلایا ہے اور اسوقت انکو کچھ تکلیف پہونچانیکا ارادہ کر رہا ہے یہ سوچ کے مین نے شاہزادہ
کو اپنے ہمراہ لایا اور اپنے تخت طلسمی پر بٹھایا قلعہ کی جانب روانہ کیا اور یہ کہدیا کہ وہین ٹھہریے گا میرا
انتظار فرمایئے گا جبتک مین نہ آؤن وہانسے نہ جایئے گا جب شاہزادہ کو پہونچا کر تمھارے پاس آیا
تو پھر بادشاہ نے مجھکو اسطرف بھیجدیا یقین ہے شاہزادے نے میرا انتظار کیا ہوگا اور بہت راستہ دیکھا ہوگا

جب اُمید قطع ہو گئی ہوگی ضرور کسی سمت روانہ ہوا ہوگا مگر اُسی حوالی مین مصروف رہ تو ردی ہوگا ورنہ جائیگا دوسری
سمت کا راستہ نہ پائیگا ملکہ نے کہا تو اب مناسب یہ ہی کہ یہان نہ ٹھہرین اور براہ راست قلعہ کاروان سرا کی طرف
چلین طوفان نے کہا ضرور اُسطرف جانا چاہیے اور سکندر نامدار کا پتہ لگانا چاہیے حکیم صاحب صحیح فرماتے ہین
کہ ابھی شاہزادہ اُسی قرب وجوار مین ہوگا کہین نہ ورنہ جائیگا اگر ایسے وقت مین وہان پہونچ جاسکینگے تو ضرور
شاہزادہ کو پا سکینگے نہین تو پھر مشکل سے پتہ ملیگا شاہزادہ کا اور زیادہ زحمت ہوگی تب پھر سب سردار اور
ملکہ تنویر ہلال پرواور حکیم نیرنگ اور راور رنگ تاجدار جادو یہی باتین کرتے رہے کسی کو نیند نہ آئی
صبح کو سب نے سفر کیا اور جانب قلعہ کاروانسرا کے روانہ ہوے گر ذکر انکا وقت پر آئیگا اب کچھ کیفیت
احمر لباس جادو کی تحریر کی جاتی ہی کہ جسوقت احمر لباس جادو نشان سب لوگون یعنی ملکہ تنویر
ہلال پرواور حکیم نیرنگ وغیرہ کو طلسم دارالضیا کیطرف روانہ کیا تو خود ملکہ کے باغ مین پوشیدہ ہوکر آیا
یہان سکندر کو نہ پایا اُسکو کمال تعجب ہوا سخت گھبرایا کہ یہانسے سکندر کہان جاتا اور کون اُسکو لیجاتا کیا عجب
ہی کہ حکیم نیرنگ نے ملکہ کی خاطر سے اپنے مکان مین چھپایا ہوا اور مجھسے یہ حال پوشیدہ کیا ہو مناسب ہی کہ حکیم
کے مکان پر جاؤن اور وہان شاہزادہ کا پتہ لگاؤن یہ سوچ کے حکیم نیرنگ کے مکان پر آیا یہان اچھی
طرح تلاش کیا جب پتہ نہ ملا تو مجبور ہو کے لیسنے وہان کے ملازمین کو بلایا کہا ایک بات ہم تمسے دریافت
کرتے ہین مگر ٹھیک صحیح بتانا ایک حرف نہ چھپانا ورنہ ابھی تم کو زندہ زمین مین دفن کرا کے سنگسار کرونگا ایک
زندہ نہ رکھونگا ملازمین نے جو اُسکو غصہ مین پایا سب کانپنے لگے ہاتھ باندھ کے سب نے کہا اے شہریار آپکے
آگے کسی راز کو چھپانا ممکن نہین کونسی بات ہی جو آپ پر ظاہر نہین اگر ہم لوگ آپسے چھپاینگے تو بچ سکینگے جو
آپ دریافت فرماتے ہین وہ صاف صاف بتا دینگے احمر لباس نے کہا کوئی نیا شخص تو اِس باغ مین
حکیم صاحب کے پاس نہین آیا تھا سب نے کہا کہ بھلا آپسے کیا حال چھپاتے آپ کو خود خبر تھی سوا حکیم صاحب
کے اِس راز کو دوسرا نہین جانتا ہم لوگون نے پوشیدہ طور سے دیکھا تھا اے شہریار ضرور ایک شخص یہان آیا
حکیم صاحب کو اپنے ہمراہ لیگیا پھر حکیم صاحب اُسکو اپنے ہمراہ لاے پھر وہ یہانسے تنہا چلا گیا حکیم صاحب اُسکے
جانیکے بعد کہین تشریف لیگئے اور اب تک نہین آئے ہین احمر لباس نے جیب سے ایک تصویر نکالی اور ملازمین
کو دکھائی کہا دیکھو جو شخص آیا تھا اُسکی صورت ایسی تھی سب نے کہا بیشک اے شہریار ایسی صورت کا آدمی یہان
آیا تھا احمر لباس نے پوچھا اب تم یہ بھی کہسکتے ہو کہ وہ کس سمت گیا ہی ملازمین نے کہا ہم یہ نہین کہسکتے کیونکہ
ہمنے اُسکو جاتے ہوے ضرور دیکھا مگر یہ خیال نہین کہ کدھر گیا احمر لباس نے کہا اِس امر کو مین دریافت
کیے لیتا ہون اگرچہ جو بات تمنے بتائی یہ بھی مجھے معلوم ہو جاتی مگر کیا مین اتنی سی بات کے واسطے زحمت
اُٹھاتا اب مجھکو یقین کامل ہو گیا ہی اسیوقت جاتا ہون اور اِس شخص کا پتہ لگاتا ہون یہ کہکے وہانسے روانہ
ہوا اور اپنے محل مین گیا اپنی بی بی ملکہ شمشاد جواہر پوش کو بلایا کہا آج آپکی صاحبزادی نے غضب
کیا تھا اپنے باغ مین سکندر کو چھپایا تھا جب مجکو اطلاع ہوئی تو اُسے حکیم نیرنگ کے مکان پر نہین
معلوم کیونکر بھیجدیا وہانسے حکیم نے اُسکو پوشیدہ کیا ہی اگر مین آگاہ نہ ہوتا تو ضرور کچھ فساد برپا ہوتا اگرچہ
شکست طلسم امر محال تھا مگر طلسم کو قرار واقعی نقصان پہونچ جاتا اب مین اُسکا پتہ لگاتا ہون اور ڈھونڈھ
کے لاتا ہون تم بھی ذخیرہ اسرار منگاؤ اور یہ کیفیت تحقیق کرو مین اُسکو جسوقت پاؤنگا فوراً طلسم دارالضیا

میں بھیجدونگا وہاں دل رکھتا ہاں جادو اُسکو اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالینگے مجھکو بھی اطمینان ہو جائیگا طلسم کو بھی استحکام ہوگا
شہنشاہ جواہر پوش اُسیوقت اُٹھی ایک صندوقچہ لائی صندوقچہ کو کھول کر ایک تصویر طلائی نکالی کہا اے
شبیہ سامری کچھ حال سکندر کا بھی مجھکو معلوم ہی مجھکو بھی آگاہ کر کہ اب وہ کہاں ہی اور کسکے پاس ہی تصویر نے گردن ہلائی
کہا ہم اسکی کیفیت سے بخوبی تمکو آگاہ کرتے ہیں سکندر طلسم میں آیا ہی اور عنقریب تخت حملہ طلسم پر کرنے والا ہی کیا عجب ہے کہ
کوئی اُسکے سامنے نہ ٹھہرے اور وہ طلسم کو بہت جلد فتح کر لے یہ سال احمر لباس جادو پر بھاری کا ہی ہماری زندگی
میں بھی تھوڑے دن باقی ہیں طلسم سعدین آفات بھی ٹوٹا چاہتا ہی اور پرویز سبز پوش آنے والا ہی بہت ہوشیاری
سے کام لو اور غفلت کو دخل نہ دو طلسم کی عمر تمام ہوئی سکندر قلعہ کاروان سرا پر موجود ہی اگر بادشاہ طلسم
وہاں جائیگا تو سخت مصیبت میں مبتلا ہوگا سکندر کا سامنا نہ ہوگا بلکہ اُسکے عوض پرویز سبز پوش سے ملاقات
ہوگی اور وہ ایک دم میں اسیر کر لیگا اُسکے سامنے احمر لباس جادو کا سحر بالکل بیکار ہوگا اس سے مناسب یہ ہے
کہ بادشاہ کسی اور کو اسطرف روانہ کرے اور خود کوئی تدبیر معقول میں مصروف ہو احمر لباس نے جو یہ سنا گھبرا گیا
کہا اے ملکہ غضب ہوا ارے دوسری شبیہ کو نکالو اُس سے اِس امر کی رائے لو دیکھو وہ کیا بتاتی ہی اور کیا حکم لگاتی
ہی ملکہ نے اُسیوقت دوسری شبیہ نکالی کہا اے تصویر جمشید سکندر جو ہمارے طلسم میں آیا ہی اسکے واسطے ہم کیا تدبیر
کریں اور اپنے طلسم کو کیونکر بچائیں اِس تصویر نے بھی ہنسکے جواب دیا اب تمھاری کوئی تدبیر کارگر نہ ہوگی بہتر یہ ہی
کہ تم مجھ سے اسکی رائے نہ لو اور شبیہ ثالث سے دریافت کرو اگر وہ کچھ راے نہ بتاے تو پھر تصویر رابع سے پوچھی
جائے تک خیال کیا مجھکو طلسم کی عمر تمام معلوم ہوتی ہی لاکھ تدبیریں کی جائینگی مگر اب طلسم کا باقی رہنا غیر ممکن ہی ملکہ نے تیسری
تصویر کو نکالا بطور سابق اُس سے بھی دریافت کی تصویر نے جواب دیا طلسم کی عمر تمام ہو گئی ہی اب کوشش بیکار ہی
اگر اپنی جان عزیز ہی کسی دوسری جگہ جا کر قیام کرو یہاں کی سکونت اچھی نہیں ملکہ نے اُس تصویر کو بھی بند کیا چوتھی تصویر کو
نکال کے پوچھا اُسنے جواب دیا کہ اے ملکہ تم نہ گھبراؤ ہم ایک ایسا بتاتے ہیں طلسم کو لغزش بھی نہ ہوگی اور سب مسلمان
ایک دم میں فنا ہو جائینگے مگر کمال محنت سے یہ کام انجام پائیگا اور جسوقت تم میرے کہنے کے موافق انتظام کروگی تب
تمکو معلوم ہوگا کہ میں نے کیسی راے دی ہی لو میں بتاے دیتا ہوں یہاں سے بیس منزل پر ایک پہاڑ ہی کوہ خونفشاں
کے نام سے اُسکی شہرت ہی اگر آپ یا بادشاہ طلسم غرض دونوں میں سے ایک شخص وہاں جاے اور ذوالخرطوم جادو کو یہاں
لاے وہ آپ لوگوں کی مدد کرے تو پھر کسی کی مجال نہیں جو طلسم کو گزند پہونچا سکے مگر وہاں تک جانا اور اسکو یہاں
لانا امر محال ہی وہ اصل میں انسان نہیں بلکہ دیو ہی اور دیو بھی عجیب الخلقت مہیب صورت قوی ہیکل کسی نے ایسی
صورت آج تک دیکھی نہ ہوگی کوہ خونفشاں پر اُسنے اپنا مسکن بنایا ہی گرد شراب کا دریا بھرا ہی بیچ میں بیٹھا رہتا ہی
انسان و حیوان اُسکی خوراک ہی جو کوئی جانور جسیم مثل فیل و شتر وغیرہ اُسکے سامنے آتا ہی وہ کھا جاتا ہی نہیں معلوم
کسقدر شراب روز پیتا ہی ایک دریا بہا کرتا ہی دن بھر یہی شغل جاری رکھتا ہی شب کو اپنے مقام سے اُٹھکر ایک محل کے اندر
طلسم نہ فلک میں جاتا ہی اور وہاں اپنے مکان میں شب بھر بسر کرتا ہی صبح کو اسی پہاڑ پر آ کر بیٹھ رہتا ہی اگر وہ
یہاں آجاے تو اُسے سحر کرنے کی بھی ضرورت نہیں سب مسلمانوں کو ایک لقمہ بناے مگر اُسکا آنا بہت دشوار ہی
آپ لوگ اُسکی خاطر نہیں کر سکتے اتنی شراب اسکے واسطے کہاں سے آئیگی ہزاروں فیل و شتر و کرگدن وغیرہ روز
کہاں سے ملینگے جو اُسکے کھانے کے واسطے دیے جائیں ملکہ نے جواب دیا اُسکے پاس کسی آدمی کو روانہ کروں ایک
خط اپنا لکھکر اُسکو دے دوں یقین ہی وہ شہنشاہ احمر لباس کا خط دیکھکر یہاں چلا آئے اور سب دشمنان طلسم کو

کہا جاے تصویر نے جواب دیا یہ کیا خیال ہے ذوالنخر طلوم جادو کو کتنا کیسا ارے خود تم دونون شخصون مین سے کوئی وہان جا
اور منت و خوشامد اُسکو یہان لی آئے احمر لباس نے کہا پھر یہ اتنی زحمت جو اُٹھاتے ہین تو ذوالنخر طلوم جادو کے پاس جانے چلین
طلسم نہ فلک مین جاکر فریاد کرین اور منارہ دوازدہ منزل سے کسی کو بلا کر مدد لین اگر وہان سے عمل آجائیگا تو ضرور منارہ
سے کوئی نہ کوئی شخص آکر ہماری امداد کریگا جب مین نے پرویز سلح پوش کو اسیر کرنا چاہا تو خود طلسم نہ فلک مین گیا
اندر تو نہین جانے پایا سرحد پر ایک قلعہ ہے وہان ٹھہرا حاکم قلعہ سے کل حال بیان کیا وہانسے حکم ہوا کہ منارہ دوازدہ
منزل مین برائے سیر لیجاؤ وہان جاتے ہی اسیر ہو جائیگا اور عمر بھر رہائی نہ پائیگا بلکہ جو کوئی اُسکو رہا کرنے جائیگا وہ
مبتلائے بلا ہو جائیگا مین وہان سے واپس آیا اور پرویز کو اپنے ہمراہ منارہ پر لیگیا جاتے ہی پرویز منزل یازدہم
پر اسیر ہو گیا اور بہار سفید بلکہ بارھوین منزل پر پہونچ کے گرفتار ہوا آجتک وہان اسیر ہے اب کچھ سوکام نہین دیتا یہ
سنکر تصویر نے ہنس کے جواب دیا یہ کون کہتا ہے کہ پرویز ابھی تک اسیر ہو رہے اُسکو تو سکندر نے رہا کیا خود بہار
بلا بہار بھی اُسنے بھی رہائی پائی اب وہ دریائے اسرار مین سفر کریگا اور پرویز اُسکی مدد کریگا راہ مین اُس سے
ملاقات ہوگی پرویز سب سامان کر چکا ہے عنقریب وہ بھی طلسم معدن آفاق پر حملہ کریگا اور ضرور فتح کر لیگا
یہ سنتے ہی احمر لباس کے ہوش اُڑ گئے کہا ارے پرویز کو سکندر نے رہا کیا اور خود اسیر ہو گیا مین تو کسیکی
بھی خبر نہین کی وہ ہمارے یہان اسیر رہا اور پھر آزاد ہو کر نکل گیا اب ضرور طلسم پر زوال آئیگا اب مین طلسم نہ فلک
مین ضرور جاؤنگا اور وہانسے کچھ نہ کچھ مدد لیکر ضرور آؤنگا اگر منارہ سے صرف شہر خموشان کے کچھ لوگ میرے
پاس آجائینگے تو سب کام میرا بن جائیگا تصویر نے کہا اب جانب طلسم نہ جانا اور وہانسے امداد طلب نہ کرنا ورنہ وہانسے
جواب صاف پاؤگے واپس آؤگے جو بات ہم بتاتے ہین وہ کرو ذوالنخر طلوم جادو کے پاس جاؤ اور منت والتجا
کرکے اُسکو یہان لے آؤ وہ سب کام تمہارے بنا دیگا پرویز سکندر وغیرہ کو یا گرفتار کرلیگا یا کھا جائیگا احمر
لباس نے جواب دیا کہ کیا پرویز میرے سحر سے بھی امان پا جائیگا تصویر نے جواب دیا کہ پرویز ساحر بکتا ہے تم کو خوب
اُسکے سحر کا حال معلوم ہے جب تم سے کچھ نہ ہوسکا تو مجبور ہوکے طلسم نہ فلک مین گئے وہان سے امداد ہوئی تو
پرویز اسیر ہو گیا ورنہ اب تک وہ طلسم دار الضیا کو فتح کر لیتا احمر لباس نے کہا مین کل ذوالنخر طلوم جادو کے
پاس جاؤنگا اور جسطرح بن پڑیگا اُسکو بہما کے لاؤنگا تصویر نے بہت باتین کہین اور سمجھایا کہ خبردار ذوالنخر طلوم
سے بہت کلام کرنا اول تو جہانتک ممکن ہو اُسکی اجازت لیکر سامنے جانا ایسا نہ ہو کہ وہ نشہ کی حالت مین اُٹھا کے
کھا جائے تو اور مصیبت ہو احمر لباس نے کہا مین اچھی طرح وہان پہونچ کے سب انتظام کر لونگا تھوڑی دیر
ملکہ شمشاد اور احمر لباس یہی گفتگو کرتے رہے جب بہت دیر ہوئی ملکہ نے صندوقچہ بند کیا احمر لباس
سے کہا ای شہنشاہ آپ پوشیدہ طور سے ذوالنخر طلوم کے پاس جائیے گا کسی پر یہ حال ظاہر نہ ہونے پائے نہین
طلسم مین بڑی ہنسی ہوگی سب یہی خیال کرینگے کہ دو شخصون سے بادشاہ طلسم کو اسقدر معلوم ہوا کہ امداد
طلب کرنے کی کوشش کر رہا ہے سب کے سامنے بالکل وقعت کم ہو جائیگی کوئی اسقدر ڈر خوف آپ کا نہ کریگا
اس بات کو تو کوئی جان نہین سکتا ہے کہ اسوقت طلسم پر کیسا وقت سخت ہے اور کیا غضب ہونے والا ہے
اسکو تو وہی لوگ جانتے ہین جو واقف کار اور رازدار طلسم ہین احمر لباس نے جواب دیا کہ مین خود
پوشیدہ طور سے جاؤنگا کسی پر یہ حال ظاہر نہ ہونے پائیگا وہ رات اسی گفتگو مین بسر ہوئی صبح کو احمر لباس
نے ضروری سامان سفر اپنے ساتھ لیا اور جانب کوہ خونفشان روانہ ہوا اگرچہ راستہ کئی روز کا تھا مگر بزور سحر

ایک دن میں طے کیا اور کوہ خونفشاں پر پہونچا یہاں اسکو عجب سامان نظر آیا دیکھا ایک پہاڑ سے خون جاری ہے اسکے سوا
میں ایک پہاڑ ہی راستہ کسی طرف نظر نہیں آتا آتش خون کے دریا میں نہنگ و دیگر جانوران دریائی بے ایسے نظر آتے ہیں
جنکے دیکھنے سے خوف معلوم ہوتا ہے احمر لباس نے خیال کیا کہ اب میں اس دریا پر کیونکر جاؤں اور پھر اس پہاڑ
پر کیونکر چڑھوں جو ذوالخرطوم سے ملاقات ہو یہ خیال کر رہا تھا کہ سامنے سے ایک ساحر آیا اور دریا میں نہانے
کا انتظام کرنے لگا احمر لباس اس ساحر کے قریب آیا کہا بھائی ایک بات ہماری سنتے جاؤ اس ساحر نے کہا بات تمہاری
کیا ہے ہمیں یہ معلوم ہے کہ تم احمر لباس جادوگر طلسم حیرت افزا ہو تمہارے طلسم میں سکندر فرخ لقا اور بہروز
سلیمان پوش آئے ہیں انکے ڈر کر تم بھاگے ہو اور چاہتے ہو کہ ذوالخرطوم جادو تمہاری مدد کرے تو یہ بات
غیر ممکن ہے تھوڑا زمانہ ہوا کہ سواد بربستہ تن ایک ساحر طلسم دار الضیا سے یہاں آیا تھا اسنے بھی ایسی ہی کچھ شکایت کی تھی
نہیں معلوم اسکے پاس کیا چیز تھی کہ اسکی بجہت ذوالخرطوم نے اسکو بلا لیا اور بہت خاطر کی اس سے وعدہ بھی کیا
کہ میں وقت پر تیری شرکت کرونگا مگر شرط یہ ہے کہ مجھکو میرا افسر بھی اجازت دے دے احمر لباس نے کہا تمکو سب حالت
میری معلوم ہے اگر میری خبر وہاں کر دو تو کیا عجب ہے انکو میرے حال پر بھی رحم آئے اور میری امداد کے واسطے بھی مستعد ہو
جائیں اس ساحر نے جواب دیا کہ ہمیں اتنی فرصت نہیں جو تمہاری اطلاع کریں یہاں ٹھہرے رہو جب ہم فرصت
پائینگے پہاڑ پر جائینگے تمہاری اطلاع کر دینگے اور جو کچھ حکم وہاں سے ملیگا تمہیں سنا دینگے احمر لباس نے زیادہ تقریر
مناسب نہ جانی کہا تمہیں اختیار ہے جب چاہے میری اطلاع کرنا مگر دل میں خیال کیا کہ یہاں کے ادنے ادنے ساحر
کو یہ بات حاصل ہے کہ انسان کا دلی منشا بتاتے ہیں پھر ذوالخرطوم تو نہیں معلوم کیا کچھ کر سکتا ہوگا یہ خیال کر
احمر لباس بیٹھ گیا وہ ساحر اسی خون کے دریا میں کود پڑا اور خون پینا شروع کیا بہت دیر تک دریا میں رہا
جب اسکی طبیعت سیر ہوئی تو دریا سے باہر آیا لباس پہنکر ایک دستک دی اسی دریا سے ایک مگر نکلا ساحر
اس پر سوار ہوا مگر نے اسکو پار اتارا ساحر پہاڑ پر اسطرح چڑھا کہ احمر لباس دنگ ہو گیا قریب شام وہ ساحر
واپس آیا کہا اے احمر لباس ذوالخرطوم جادو نے کہا ہے کہ آج تم یہیں ٹھہرو اسوقت تو میں جاتا ہوں صبح کو جب
یہاں آؤنگا تو تمکو بلا لونگا اگرچہ تمہیں رات بھر رہنے کی تکلیف تو ضرور ہوگی کیونکہ کوئی مکان پہاڑ کے باہر نہیں ہے مگر
کیا کروں مجبور ہوں اسوقت یہاں ٹھہر نہیں سکتا احمر لباس نے کہا میں رات بھر یہاں بسر کرونگا اور صبح کو
جب وہ طلب فرمائینگے تو انکی خدمت میں جاؤنگا ساحر اسکے سامنے سے غائب ہو گیا احمر لباس رات بھر
دریا کے کنارے بیٹھا رہا خوف کے مارے اسکو نیند نہ آئی جب صبح ہوئی تو اسنے دیکھا ایک ساحر عجیب الخلقت
سامنے سے آیا اور احمر لباس سے کہا کہ تمکو ذوالخرطوم جادو نے بلایا ہے جلدی چلو احمر لباس نے کہا
بھائی میں کیونکر دریا تک جاؤں اور کیا کروں ساحر نے کہا اسی سحر پر حیرت افزا میں حکومت کرتے ہو اتنا سا
راستہ نظر نہیں آتا یہ کہکے اسکو اپنے ایک ہاتھ پر بٹھایا اور سحر کرکے ایک جست کی پہاڑ کے اوپر پہونچ گیا احمر لباس
یہ کمال دیکھ کے دنگ ہو گیا پہاڑ پر پہونچ کے جو دیکھنے نگاہ کی خلاف طریقہ ایک میدان وسیع نظر آیا ریگستانی
جنگل پایا احمر لباس نے کہا کیوں میاں ساحر یہ میدان کیسا ہے ساحر نے کہا تمکو ان باتوں سے تحقیق کرنے کی
کیا ضرورت ہے اب تم ذوالخرطوم کے پاس چلو وہی تمکو بتا دینگے یہ باتیں کرتا ہوا اسکو ایک دریا کے کنارے
لایا احمر لباس نے دیکھا دریا کا پانی سرخ ہے گھبرا کے پوچھا یہاں سرخ دریا بھی بہتا ہے ساحر نے کہا ارے
شراب کا دریا ہے دیکھ وہ سامنے کیا دکھائی دیتا ہے احمر لباس نے جو سامنے نظر اٹھا کے دیکھا ایک کوہ سیاہ نظر آیا

کہا بھائی کالے پتھر کا پہاڑ ہی ساحر نے کہا تو عجب بیوقوف ہی چشمۂ شراب کو لال پانی کا دریا بتاتا ہی ذوالخرطوم
جادو کو کالے پتھر کا پہاڑ سمجھتا ہی ارے یہ دریائے شراب ہی اور وسط دریا میں ذوالخرطوم جادو بیٹھے ہیں تو انکو
کالے پتھر کا پہاڑ بتا رہا ہی اب تو احمر لباس کے حواس باختہ ہوگئے کہا بھائی یہ وسط دریا ہی جہاں وہ سیاہی نظر
آتی ہی ساحر نے کہا ہاں یہ وسط دریا ہی احمر لباس نے پوچھا ذوالخرطوم جادو کے ہاتھ پاؤں نظر نہیں آتے
ساحر پھر ہنس پڑا کہا ارے یہاں سے چالیس پچاس کوس کی راہ ہی نظر کیونکر کام دیگی جب قریب جائیگا تم تجھے
ہاتھ پاؤں منھ آنکھیں سب کچھ دکھائی دیگا میں جانتا ہوں تجھکو ذرا بھی شعور نہیں ہی جو بات کہتا ہی وہ ایسی بیہودہ ہوتی
کہ مجھے ہنسی آجاتی ہی یہاں تو یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک صداے مہیب ایسی آئی کہ تمام پہاڑ کانپ گیا احمر لباس
بیہوش ہو کے زمین پر گر پڑا ساحر نے اسکو اٹھایا بڑی دیر کے بعد ہوش و حواس درست ہوے ساحر نے پوچھا
ارے تیرا یہ کیا حال ہوگیا تھا احمر لباس نے کہا ایک آواز مہیب ایسی آئی تھی کہ میں سمجھا تھا پہاڑ پھٹ جائیگا
اور میں زندہ نہ بچونگا اسی وجہ سے میں بیہوش ہوگیا تھا یہ آواز کیسی تھی ساحر نے کہا اگر یہی حالت ہے تو تو
ذوالخرطوم جادو کے پاس کیونکر جائیگا صورت دیکھکر بھی تیری یہی حالت ہوگی بلکہ کیا عجب ہی مارے
خوف کے تیرا دم نکل جائے احمر لباس نے کہا اس آواز کی کیفیت تو بیان کرو ساحر نے جواب دیا کہ ذوالخرطوم
جادو کی آواز تھی کسی سے کچھ کہا ہوگا احمر لباس نے خیال کیا جسکی آواز ایسی ہی اُسکے قد و قامت کی کیا کیفیت
ہوگی اسی خیال میں احمر لباس راہ طے کرکے قریب پہونچا جو دور سے اسکو پہاڑ معلوم ہوتا تھا اب اسمین صاف طور
اسکو اعضا دکھائی دینے لگے معلوم ہوا کہ ایک شخص قوی ہیکل سامنے بیٹھا ہی مثل ہاتھی کے ایک سونڈ سامنے
ہی دانت بھی ہاتھی کے دانتوں سے دس گونہ بڑے سامنے دکھائی دیتے ہیں احمر لباس اس مہیب صورت
کو دیکھکر گھبرایا ساحر سے پوچھا کیا ذوالخرطوم جادو کی ایک سونڈ بھی ہی اُسنے جواب دیا کہ ایک نہیں بلکہ دو
سونڈین ہیں اور دو منھ ہیں ایک سونڈ آگے ہی ایک پشت پر اور منھ بھی دونوں طرف ہیں وہ سامنے کی چیزیں
بھی دیکھ سکتا ہی اور پشت کی چیزیں بھی اُسے معلوم ہوتی ہیں اور گفتگو بھی دونوں طرف سے کرتا ہی احمر لباس
نے کہا ایسا آدمی آج تک نگاہ سے نہیں گذرا ساحر نے جواب دیا کہ یہ کوئی عجائب بات نہیں ہی طلسم
نہ فلک میں ایسے ایسے بہت سے دربان ہیں جنکے چار چار منھ اور چار چار سونڈیں ہیں ہر طرف سے
کلام کرتے ہیں اور ہر ایک منھ سے کھانا بھی کھاتے ہیں یہ گفتگو کرتا ہوا احمر لباس قریب ذوالخرطوم جادو
پہونچا اب جو اسنے چہرہ پر نگاہ کی چیخ مار کے زمین پر گر پڑا ساحر ذوالخرطوم کی طرف مخاطب ہوا کہا
یہ عجب طرح کا آدمی ہی اسی سمجھ پر یہ طلسم حیرت افزا کی حکومت کرتا ہوگا ایسے لوگ کب خیال میں
لاتے ہوں گے ذوالخرطوم نے گردن ہلائی کہا وہاں کے لوگ بھی ایسے ہی ہیں جو اسکو بہت بڑا ساحر
جانتے ہیں اسکو جلدی ہوشیار کرو کہو مجھسے نہ ڈرے میں اسے نہ کھاؤنگا میں نے خود بلایا ہی ساحر نے
اسکو ہوشیار کیا جب احمر لباس کو غش سے افاقہ ہوا اب اسنے غور سے نگاہ کی عجیب صورت نظر آئی
دیکھا ایک پتھر کے چبوترے پر ایک پہاڑ نظر آتا ہی ایک سونڈ کی سوگز کی سامنے لٹک رہی ہی ایک
ویسی ہی پشت پر دکھائی دیتی ہی گرد چبوترے کے شراب کا دریا بھرا ہی سونڈیں دونوں اسمیں پڑی
ہیں شراب کھینچ کھینچکر منھ میں ڈال رہا ہی فیل و شتر صدہا گرد کھڑے ہیں جب چاہتا ہی سونڈ بڑھاکے
ایک ہاتھی کو کھینچ لیتا ہی اور بے تکلف منھ میں رکھکر نگل جاتا ہی گرد اور ساحران مہیب صورت طویل القامت

گھبراتے ہین احمر لباس نے سلام کیا ذوالخرطوم نے جواب دیکر پوچھا اے احمر لباس ایک عاجز ساحر سے اسقدر کیون
خوف ہوا ہے میرے پاس آنے پر تعجب کی بات ہے تم طلسم کے بادشاہ ہو طلسم بھی تمھارا ایسا ہی ہوگا بھلا تم نے کبھی عجب
ساحر بھی دیکھا ہے احمر لباس نے کہا مین نے کیا کسی نے نہ دیکھا ہوگا جواب تو دیا مگر ہیبت صدا سے عجب حالت
ہو رہی کلیجہ کانپنے لگا قریب تھا پھر غش کھا کے گرے مگر اپنے تئین بہت سنبھالا ذوالخرطوم نے کہا اے احمر لباس
تم خوف نہ کرو مین نے اب آدم خواری بہت کم کر دی ہے اسواسطے کہ جب دس بیس ہزار آدمیون کو کھاؤن
تو میرا پیٹ بھرے اسقدر آدمی روز مجھکو کہان نصیب ہون ہان ہمارے افسر اعلیٰ البتہ روز لاکھ ڈیڑھ لاکھ
آدمیون کو کھا جاتے ہین احمر لباس نے کہا کیا آپ پر بھی کوئی افسر ہے ذوالخرطوم نے جواب دیا کہ ہمارے
افسر پر کئی بعد دیگرے دو سو افسر اور ہین اور ہر ایک اپنے ماتحت سے زور و قوت و جسامت و صورت مین
زیادہ ہے احمر لباس نے کہا آپ کے طلسم مین دو سو افسر ہین اور ایسے ایسے صاحبان قدرت ہین ذوالخرطوم
نے کہا صرف اسی مرحلہ پر دو سو افسر ہین جو سرحد طلسم پر ہین وہانسے خاص طلسم تین ہزار منزل ہے ہم لوگ اصل
طلسم مین تھوڑی ہی جانے پاتے ہین اگر وہان کے ساحر ہم کو دیکھ لین تو فوراً اٹھا کے کھا جائین ہم لوگ اُنسے
بہت خوف کرتے ہین اگر کبھی ضرورت ہوتی ہے تو افسر اعلیٰ وہان جاتے ہین اور کسی اہلکار طلسم سے ملکر واپس
آتے ہین احمر لباس کو اور زیادہ تعجب ہوا کہ طلسم نہ فلک کے اندر ایسے ایسے لوگ ہین جو ذوالخرطوم
سے ساحر کو نگل جاتے ہین اور ان افسرون کا افسر اعلیٰ بھی وہان بادشاہ طلسم تک نہین جا سکتا ہے نہین معلوم
بادشاہ طلسم کیسا ہے یہ خیال کرکے احمر لباس نے پوچھا بادشاہ طلسم تک آپ لوگون کی رسائی بہت دنون کے
بعد ہوتی ہوگی ذوالخرطوم نے کہا ہم لوگ کیسے ہمارے افسرون کا اعلیٰ افسر بادشاہ کے پاس کیا وزرا کے پاس
بھی نہین جا سکتا ہے ہم لوگون کو اندر طلسم کے جانے کی اجازت ہے بادشاہ طلسم کو مینے اپنی عمر مین ایک مرتبہ دیکھا ہے
وہ اپنے والد ماجد کے تخت پر جلوہ فرما ہوے تھے اُسوقت سب ساحران اعلیٰ و ادنیٰ طلسم مین طلب
ہوے تھے تو ہم لوگ بخوف کہین باہر نہین جاتے تھے جہان ہمین جگہ ملگئی تھی وہین بیٹھے رہتے تھے سال بھر
جشن عظیم رہا پھر ہم لوگ رخصت کیے گئے اُس زمانہ سے آج تک اتفاق جانیکا نہین ہوا احمر لباس نے کہا
بادشاہ طلسم کی کیا صورت ہے ذوالخرطوم نے کہا وہ بہت حسین ہین اُنکا قد بھی مثل انسانون کے ہے اور
اُنکے اعزا بھی حسن و صورت مین یکتاے زمانہ شمار کیے جاتے ہین وزیرون مین صرف ایک وزیر جو
بادشاہ طلسم کا ہم خاندان ہے وہ صورت و حسن مین اُنکے موافق ہے ورنہ اور وزرا بھی ایسے ہین کہ جو ہم
لوگون کو مثل مگس کے تصور کرتے ہین احمر لباس نے کہا بادشاہ کے سب تابع کیونکر ہین جب ایسے
ایسے قوی ہیکل لوگ ہین تو وہ بادشاہ کو کس نظر سے دیکھتے ہونگے ذوالخرطوم نے جواب دیا
اسکی دو وجہ ہین ایک تو بادشاہ خاندان قدرت سے ہین دوسرے اُنکے اختیارات ایسے ہین کہ جس
ساحر کو چاہتے ہین صرف ایک نگہ کے اشارہ سے بیجان کر دیتے ہین اُنسے سب ساحران طلسم ہروقت
کانپتے رہتے ہین احمر لباس دیر تک یہی باتین کرتا رہا پھر ذکر کیا کہ مین ایک زمانہ مین وہان گیا تھا اور
وہان سے مجھکو حکم ملا تھا کہ منارۂ دوازدہ منزل پر جاؤن ذوالخرطوم نے کہا مجھکو معلوم ہے ہمارے ہی افسر نے
یہ حکم دیا تھا بادشاہ کو اسکی اطلاع بھی نہین تھی نہ کوئی اور افسر ماہر تھا منارۂ دوازدہ منزل ہمارے
افسر کا چار چشم ہفتاد دست کا بنایا ہوا ہے اب اگر تم مجھسے مدد طلب کرنے آئے ہو تو مین اپنے افسر سے

کیونکہ وہ کوئی فکر کرینگے سواد برہنہ تن طلسم دارالضیا سے آیا ہی وہان بھی ایک مسلمان پہونچ گیا ہی اُسنے
ایک سحر فتح کر لیا ہی اب وہ عازم طلسم ہی سب لوگون کو ہراس ہی سواد میرے پاس آیا مین نے اسکے واسطے اپنے افسر
سے کہا تھا حکم ہوا ہم ایک ساحر کو بھیجدینگے اور اگر مناسب دیکھا جائیگا تو ایک سحر تیار کرینگے سواد اُسکو اپنے ہمراہ
لیجاے وہ سحر سب مسلمانون کو گرفتار کر دیگا سواد اسی امید پر یہان پڑا ہی آج تم آئے ہو تمھارے واسطے بھی
مین کوشش کرونگا احمر لباس نے ہاتھ باندھ کے کہا اگر میرے واسطے جلد تدبیر ہو جاے تو بہت مناسب ہی
کیونکہ اب میرے دونون طلسم برباد ہوا چاہتے ہین اور ذرا سا سہارا طلسم دارالضیا کا تھا اُسکی نسبت بھی
آپ یہ فرماتے ہین کہ وہان بھی مسلمان آگئے ہین اب دل تابان جادو کو اپنی فکر ہوگی وہ میری امداد کیا کر سکیگی
اور اگر مناسب تصور فرمائیے تو آپ اپنے افسر صاحب کے پاس مجھکو لیچلیے مین اُنسے عرض حال کرون اور آپ سفارش کرین
ذوالخرطوم نے کہا آج شب کو یہان قیام کرو کل میرے ہمراہ چلنا مین تمھارے واسطے اجازت لونگا اگر افسر کا حکم
ہوگا تو کل تمکو لیجاؤنگا اور اگر اُنکے خلاف ہوا تو مجبور رہون جو کچھ وہ فرمائینگے وہ جواب تمھین دونگا احمر لباس
خاموش رہا جب شام ہوئی تو ذوالخرطوم زمین مین پاؤن مارکے غرق ہو گیا احمر لباس وہین رہا رات بھر
اسنے خوف کے مارے جاگ کے صبح کی تھوڑا دن بھی نہ چڑھنے پایا تھا کہ ذوالخرطوم جادو آگیا احمر لباس
نے سلام کیا ذوالخرطوم نے کہا مین نے تمھارے واسطے اپنے افسر سے کہا اُنھون نے جواب دیا کہ یہان آنے
کی ضرورت نہین وہ ہمارا ایک خط لیکر دراز دست آدم خوار کے پاس جاے دراز دست اُسکے ساتھ جائیگا
اور سب دشمنون کو نگل لیگا احمر لباس نے منظور کیا ذوالخرطوم نے وہ خط اسکو دیکر ایک ساحر کیطرف اشارہ کیا
کہ احمر لباس کو دراز دست آدم خوار کے پاس پہونچا دو ساحر نے احمر لباس کو اپنے کاندھے پر بٹھایا اور
سحر کرکے وہانسے روانہ ہوا تھوڑی دیر مین ایسا ہی ایک جنگل مین پہونچا اور آواز دی دراز دست جادو تمھارے
پاس چار چشم ہفتاد دست نے ایک آدمی کو بھیجا ہی جلدی آؤ اور اسکو لیجاؤ احمر لباس نے دیکھا کہ ایک شخص
فیل مست کی طرح چنگھارتا ہوا صحرا سے نکلا اور ساحر کے قریب آکر کہا کہ مین حاضر ہون کہا جاؤن ساحر نے کہا
اسے نہین یہ خط لایا ہی دراز دست نے ہاتھ بڑھایا احمر لباس نے خط دیا دراز دست نے پڑھا کہا غضب
ہوا تھا اگر مین اسوقت تجھکو کھا جاتا تو چار چشم ہفتاد دست مجھپر بہت خفا ہوتے خیر اب مین تیرے ہمراہ چلتا
ہون مگر میری بھوک کا سامان رکھنا ایسا نہ ہو کہ مجھپر فاقے گذرین چار پانچ سو آدمی روزمرہ میرے کھانے کو
فراہم کرنا اگر اس سے کم ہونگے تو تجھکو کھا جاؤنگا اور تیرے خاندان بھر کو نہ چھوڑونگا احمر لباس نے کہا کہ
یہ شرط بہت ٹیڑھی ہی اگر مین اسکو لیجاؤن اور آدمی ممکن نہ ہون تو یہ مجھکو اور میرے خاندان بھر کو کھا جائیگا
اس سے بہتر یہ ہی کہ پہلے اسکے واسطے دس بیس لاکھ آدمی جمع کرون پھر اسکو یہانسے لیجاؤن اور ابھی سے
لیجانا حماقت ہی کیونکہ ابھی سکندر کا بھی پتا نہین ہی اور یہ وزیر بھی مفقود الخبر ہی اب یہانسے جاکر مین ذخیرہ جمع
کرونگا اور دریافت کرونگا جب سکندر کی آمد کا زمانہ ہوگا اُسوقت دراز دست آدم خوار کو یہانسے لیجاؤنگا
یہ جاتے جاتے سب کو کھا جائیگا یہ سوچ کے اسنے کہا اے دراز دست مین ابھی تمکو لینے نہین آیا ہون
صرف یہ خط دینے آیا تھا اب جب تمھاری ضرورت ہوگی اُسوقت مین یہان آؤنگا تم میرے ہمراہ چلنا جب تک
مین تمھارے واسطے وہان آدمی بھی جمع کرونگا دراز دست نے کہا اب تجھکو اختیار ہی مجھکو اپنے افسر کا حکم بہرحال
مین بجالانا ہی احمر لباس نے کہا مین اب جاتا ہون جب ضرورت ہوگی تمکو لیجاؤنگا یہ کہکے ساحر سے کہا کہ مین

جس تخت پر بیٹھ کے آیا تھا وہ کوہ خوشقشان پر چھوڑ دیا ہی اب پھر وہان جاؤنگا جب تخت مجکو مل جائیگا تو بیٹھ
کر حیرت افزا کی طرف روانہ ہونگا دراز دست نے کہا اگر مجکو کچھ کام ہو تو وہان جاؤ ورنہ کیون اتنی تکلیف اُٹھا
ؤ ہم ابھی تمکو تخت منگائے دیتے ہین ابھی اُٹھائے دیتے ہین یہ کہکے اسنے ایک ہاتھ بڑھایا احمر لباس نے
دیکھا ہاتھ بڑھتا جاتا ہی تھوڑی دیر کے بعد اسنے ہاتھ جو کھینچا تخت سامنے رکھدیا احمر لباس سے کہا اب
سوار ہو کر چلا جا جب یہان آنا تو میرے واسطے دو تین سو آدمی لیتا آنا مین اُنکو کھا کر تیرے ہمراہ چلونگا
اور جسکو تو کہدیگا فوراً اُٹھا جاؤنگا احمر لباس تخت پر سوار ہوا ہر سے تخت کو اونچا کیا اپنے طلسم کیطرف
روانہ ہوا دو دن مین وہ راستہ طے کر کے حیرت افزا مین پہونچا یہان شمشاد جواہر پوش اسکی منتظر تھی
احمر لباس جو سامنے گیا شمشاد نے کہا ای شہنشاہ آپ نے بہت عرصہ کیا کیا آپ کو بادشاہ طلسم نے روک
لیا تھا یا ملاقات مین عرصہ ہوا ذوالخرطوم جادو نے شاید آپ کو بادشاہ کے پاس بھیجا ہوگا وہین اسقدر دیر
ہوئی احمر لباس نے کہا ای ملکہ بھلا اتنی میری مجال کہان تھی کہ مین بادشاہ طلسم نہ فلک کے پاس
جاتا اور اُنسے ملاقات ہوتی ادنی ادنی ساحر وہان کے ایسے ہین جنکو کوئی دیکھکر زندہ نہین رہ سکتا
اسقدر صورتین اُنکی مہیب ہین اور ایسے طریقے ہین کہ سامنے جانے سے زہرہ آب ہوتا ہی ذوالخرطوم
افسر نہین ایک سپاہی تھا ہی وہ بھی خاص طلسم کا نہین سرحد طلسم پر چند لوگ رہتے ہین اُنھین کا ایک ادنی ملازم
ہی اور کل حالات اسنے وہان کے بیان کیے دراز دست آدم خوار کی کیفیت بیان کردی پھر کہا کہ اب مین
ذخیرۂ اسرار کو اسوقت کھولتا ہون اور تحقیق کرتا ہون کہ سکندر کب تک حملہ آور ہوگا جب اُسکے آنیکا
زمانہ ہوگا اسوقت دراز دست کو لے آؤنگا ابھی اسکے واسطے لاکھون آدمی فراہم کرتا ہون ورنہ وہ
مجکو کھا جائیگا ملکہ شمشاد یہ تقریر سنتی رہی جب دیر ہوئی تو یہ ذخیرۂ اسرار یعنی صندوقچہ اُٹھا کے لائی
اور اسنے تصویر سامری کو نکالا اُس سے پوچھا ای تصویر اب ہمکو یہ بتا کہ کب تک سکندر ہمارے
طلسم مین آئیگا اور پرویز کب تک طلسم معدن آفات مین جائیگا تصویر نے کہا ای شمشاد سکندر کے
آنے مین ابھی ایک ماہ کا عرصہ ہی مگر پرویز سلح پوش اسی تلاش مین پھر رہا ہی کہ پہلے مین سامان درست
کرلون تو پھر طلسم پر حملہ کرون شمشاد نے کہا ای تصویر سامری دونون شخصون کی آمد کے لیے دن تاریخ
مقرر کر دے تصویر نے ایک ایک دن بتایا ملکہ نے احمر لباس سے کہا احمر لباس نے صندوقچہ بند کر دیا
پھر شمشاد سے کہا کہ جب سے مین نے ملکہ اور رحیم اور رنگ وغیرہ کو جانب طلسم دار الضیا روانہ کیا ان لوگون
کی خبر نہین معلوم ہوئی نہ اور رنگ تاجدار پلٹ کے آیا نہ کوئی جواب میرے خط کا لایا آج دل تابان
جادو کو بھی بڑی فکر ہی مسلمان لوگ وہان بھی پہونچے ہین سواد برہنہ تن مدد طلب کرنے ذوالخرطوم
کے پاس گیا ہی چہار چشم ہفتاد دست نے اُس سے وعدہ بھی کیا ہی کہ بروقت مدد ضرور ہم تیار
کر دینگے مجکو کمال ملال ہی کہ ایک حسین میرا ایسے وقت مین مبتلائے آفت ہوگیا ہی جب کہ مین اُس سے
اعانت طلب کرنے والا تھا مین اب خود طلسم دار الضیا کی طرف روانہ ہوتا ہون اور دل تابان جادو سے
یہ سب واقعات بیان کرتا ہون اب بھی اسقدر قدرت ہمکو ہی کہ اگر ملکہ مسلمانون کو تباہ کرنا چاہے
تو آسانی سے مسلمانون کا زور کم کر دیگے اور اگر پہنچی قوت نہ دیکھی تو اسوقت مین جو فکرین کرتی ہین
اُنکے کام لیگی شمشاد جواہر پوش نے جواب دیا کہ آپ اسقدر کوشش خود کیون کیجیے جب ذوالخرطوم جادو

ایک صورت اور پیدا کردی ہی تو اب مقابلہ کرنے کی اور طلسم کے لشکر سے کام لینے کی کیا ضرورت ہی احمر لباس نے کہا اب یہ سب باتین دل تا بان جادو کے سامنے تجویز ہو جائنگی جیسا وہ کہینگے ویسا کیا جائیگا آجکی رات مین یہان رہونگا اور صبح ہوتے ہی طلسم دار الضیا کی راہ لونگا اور زنگ تاجدار کی بھی خبر نہین معلوم ہوئی اُنسے بھی ملنا ہی اور ملکہ سنتوبر کی حالت بھی دیکھنا ہی حکیم نیرنگ سے بھی شکایت کرنا ہی وہ رات احمر لباس جادو نے اِسی تذکرہ مین بسر کی صبح کو سامان سفر درست کیا ملازمین کو بلا کر حکم دیا کہ ہم طلسم دار الضیا مین جاتے ہین بہت جلد سب سامان درست کرو ہم چاہتے ہین بہت جلد طلسم مین پہونچین ملازمین حکم پا کر اُسیوقت مصروف انتظام ہوے تھوڑی دیر مین سب سامان درست ہوا اور احمر لباس جادو نے طرف طلسم دار الضیا کے سفر کیا کہ ذکر اسکا وقت پر آئیگا

اب کچھ کیفیت شاہزادہ سکندر کی عرض کیجاتی ہی

کہ جب شاہزادہ جہاز پر بیٹھکر تلاش سرداران اسلام روانہ ہوا تو دو روز تک جہاز موافق ہوا پاکے بہت کچھ راہ طی کرتا رہا تیسرے روز دفعۃً ایک ابر جانب مشرق سے اُٹھا اور ہواے تند و تیز چلنے لگی ناخدا اُسیوقت سے منتشر ہو گیا انتظام مین مصروف ہوا ہوا کے تھپیڑے دریا کے پانی کو تھلکے مین ڈالنے لگے جہاز کی حالت نوع دگر ہونے لگی جسقدر لوگ وہان موجود تھے سب مصروف دعا ہوے عجب آفت بپا ہو گئی ناخدا نے بہت کوشش کی مگر کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی ہوا کے تیز تھپیڑون سے پانی کی بڑی بڑی موجون نے جہاز کو شدید نقصان پہونچا اجزا ٹوٹنے پیندا جہاز کا پھٹ گیا جو لوگ سوار تھے غرق دریا ہوے ایک تختہ مسلم علحدہ ہو گیا اُس پر شاہزادہ سکندر رہ گئے ہوا کے تیز نے اسقدر صدمہ پہونچایا تھا کہ شاہزادہ بیہوش ہو گیا تھا مگر حیات باقی تھی اُسی تختے پر بہتے بہتے دوسرے روز قریب ساحل پہونچکر تختہ ٹھہر گیا شاہزادہ کو بھی ہوش آیا اپنے کو اس حالت مین پایا اٹھکر بمشکل قریب ایک درخت کے پہونچا فرط ضعف سے چکرا نہ گیا بستر خاک پر شاہزادہ لیٹ رہا تھوڑی دیر دگذری تھی کہ سامنے سے گرد اُڑی سکندر اُسطرف مخاطب ہے جب اُسنے گرد شگافتہ ہوا سکندر نے دیکھا ایک لشکر جبشمار سامنے سے آتا ہی شاہزادہ بمشکل تمام اُٹھکے بیٹھ گیا وہ لشکر قریب آیا سکندر نے دیکھا آگے آگے ایک جوان رعنا دریا سے آہن مین غوطہ زن سلاح آراستہ کیے ہوے گھوڑے کو چھیڑتا ہوا چلا آتا ہی عقب مین فوج بیشمار تب اُس میدان مین پہونچکے ٹھہرے جوان کی نگاہ سکندر نامدار پر پڑی گھوڑا بڑھا کے قریب آیا کہا ای جوان تو کون ہی اور اس بیسرو سامانی سے یہان کیون بیٹھا ہے سکندر نے جواب دیا کہ اگر کچھ حال میرا دریافت کرتا ہی تو گھوڑے سے اُتر کے میرے پاس بیٹھ جا مین تجکو اپنے حال سے آگاہ کرون جوان گھوڑے سے نیچے اُترا شاہزادہ کے پاس آکر بیٹھا کہا مجکو آپ کی صورت سے معلوم ہوتا ہی کہ آپ ضرور کسی ملک کے شاہزادہ والا جاہ ہین یقین معلوم ہوتا ہی کہ مبتلاے مصیبت ہو کر اسطرف آئے ہین اور کیون یہان اِس بیسرو سامانی سے بیٹھے ہین آپ میری بارگاہ مین تشریف لے چلیے وہان کل کیفیت اپنی بیان فرمائیے گا سکندر نامدار نے انکار کیا مگر اُس جوان نے نہ مانا اپنے ہمراہ سکندر کو بارگاہ مین لا کر راحت سے بٹھایا کہا اب اپنا حال بیان کیجیے سکندر نامدار نے سب کیفیت بیان کی منارہ دوازدہ منزل کی حالت سنکر وہ جوان کھڑا ہو گیا ہاتھ باندھ کے عرض کی ای شہریار منزل یازدہم پر مین اسیر تھا آپ نے مجکو نہ پہچانا اور منزل دوازدہم سے جو باز نکلا تھا وہ دیکھیے سامنے موجود ہی اب جو سکندر نے

نگاہ کی تو پہچانا اور باز کو بھی سامنے دیکھا جوان نے عرض کی ای شہریار پرویز سبز پوش میرا نام ہی اور یہ باز سفید میرا عین ہی میرے والد نامدار نے بزور سحر اسکو بنایا ہی جب تک اسکو کوئی قابو مین نہ کرے مجھسے مقابلہ نہین کرسکتا احمر لباس جادو نے میری بہن کو اسیر کر لیا ہی اور اسکا سحر قابو مین کرکے چاہتا ہی کہ اُسکے ساتھ اپنی شادی کرے وہ نامنظور کرتی ہی مین یہ خیال کرکے اپنے طلسم سے چلا تھا کہ لڑکر اُسکے طلسم کو توڑون اور اپنی بہن کو لے آؤن مگر اسنے میری آمد کی خبر سنکر طلسم نہ فلک سے مدد طلب کی اور مجھکو اسیر کرا دیا اب آپ کی بدولت مجھکو رہائی ملی ہی بہت جلد اسکو تباہ کردونگا سکندر نامدار نے فرمایا ای پرویز مجھکو اپنے سردارون کا پتہ لگانا ہی اگر وہ لوگ ہم کو مل جائینگے تو ہم بھی تمہاری امداد کو موجود ہین پہلے احمر لباس سے مقابلہ کرنا ضرور ہی پرویز نے عرض کی ای شہریار آپ خاطر جمع رکھین میرے ساتھ تشریف لے چلین مین سب کو قتل کرونگا ایک بھی میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچے گا پھر آپ کے لشکر کا بھی پتہ لگا دونگا سب آپ سے ملا دونگا آپ کیون اسقدر زحمت گوارا فرماتے ہین ان لوگون کے زیر کرنے مین کم نہین ہون سکندر نے فرمایا ای پرویز تمہارا کہنا صحیح ہی مگر مجھکو پہلے اُن لوگونکا پتہ لگانا ہی مین چاہتا ہون کہ خود طلسم حیرت افزا مین جاؤن اور احمر لباس کو زیر کرون اگر اس نے اسلام قبول کیا تو خیر ورنہ قتل کرکے جو منشاے دلی میرا ہی اُسکو حاصل کرون پرویز نے عرض کی ای شہریار آپ فرماتے ہین شہر اسراریہ تک جانا ہی اور وہان سردارون کا پتہ لگانا ہی بہت مناسب ہے طلسم حیرت افزا کی بھی وہی راہ ہی اُسطرف تشریف لے چلیے اگر سردارون کا پتہ وہان معلوم ہوا تو مناسب ہی ورنہ اُدھر ہی سے طلسم مین پہونچکر جنگ شروع کیجیے جنگ میرے بیان سے ہو لشکر آپکا مین ہزار تدبیرین کرکے آپکے لشکر کا پتہ لگا دونگا شاہزادہ نے اس راے کو پسند فرمایا اور روز اُسی جگہ قیام کیا تیسرے دن سکندر نامدار نے مع پرویز سبز پوش اور جملہ لشکر کے وہانسے شہر اسراریہ کی طرف کوچ کیا دس دن کے بعد داخل شہر ہوے وہان سردارون کا پتہ لگایا معلوم ہوا ضرور وہ لوگ یہان آئے مگر کوہ خداپرستان کی طرف جاکر پھر جانب طلسم حیرت افزا اپنے آقا کی تلاش مین روانہ ہوے سکندر نامدار نے جو یہ خبر سنی پرویز سے فرمایا کہ اب سب سردار حیرت افزا مین پہونچین گے مناسب ہے کہ یہان قیام نہ کرین اور بقصد جنگ حیرت افزا کی جانب روانہ ہون پرویز نے شاہزادہ کا کہنا قبول کیا اور دوسرے روز سب لشکر ہمراہ لیکر سکندر نامدار نے بقصد جنگ جانب طلسم حیرت افزا کوچ کیا گذرا اُنکا وقت پہ آئیگا

داستان جلالت عنوان روانہ ہونا آصف انجم طلعت کا لشکر اسلام سے طرف طلسم نہ طاق کے مع اپنے سرداران نامی کے اور پہونچنا بحر العجائب پر اور قیام کرنا اُس جگہ اور غائب ہو جانا لشکر کے گھوڑون کا رات بھر مین صبح کو سب کا پریشان ہونا پھر پتہ ملنا طلسم بحر العجائب کا اور سب کا پیادہ اُسطرف روانہ ہونا اور باقی حالات متعلق داستان ہذا۔ ساقی نامہ

اے ساقی ماہوش سمن بر	دے آج مجھے وہ مے کا ساغر	ہو جس سے سرور مجکو حاصل

بشاش ہو ہر طرح مرا دل
برسوں سے ہوں مبتلائے آلام
سامان خوشی ابھی بہم ہو
گر ہو تسکین مطمئن مراد دل شاد
خوش وقت نکلے جسکو ہو زمانہ
پھر عشق کی داستان لکھوں گا
پڑھنے سے ہر اک کا شاد ہو دل

احسان تیرا یہ ہو گا ساقی
مدت سے چھٹا ہوا ہے آرام
دنیا کے غم و ملال ہوں دور
تصنیف پہ طبع ہو گی مائل
کچھ حال دینار کر دونگا تحریر
اور حال دل طپان لکھونگا

کچھ فکر رہے نہ مجھکو باقی
اسوقت اگر ترا کرم ہو
دل ہو مرا شاد اور مسرور
دلچسپ لکھونگا وہ فسانہ
دکھلاؤنگا سحر کی تصویر
تا لطف ہو ناظرین کو حاصل

شناوران بحر مضامین شجاعت وغواصان لجۂ کوائف جلالت نے در ردعا کو رشتۂ تقریر میں یوں مسلسل کیا ہے کہ شیر بیشۂ ہیجا و نہر بر میدان وغا یعنے آصف انجم طلعت نے طلسم نہ طاق کا عزم فرمایا تو اپنے سرداران نامی وگرامی کو ہمراہ لیکر مع نہروان بن عمرو عیار طرار کے سفر کیا دس روز تک کوچ و مقام کرتے ہوئے گیارھویں دن ایک صحرائے ہولناک میں پہونچے دن مطلق باقی نہ تھا آصف نامدار نے سرداروں سے کہا کہ آج کی رات اسی صحرا میں بسر کرو صبح کو یہاں سے چلینگے سب نے عرض کیا اے شہریار یہ صحرا قابل ٹھہرنے کے نہیں نہ یہاں کسی طرح راحت نصیب ہو گی نہ شب کو نیند آئیگی جانوران صحرائی عجیب عجیب صورت کے دکھائی دیتے ہیں اسقدر غل مچاتے ہیں کہ حضور سماعت فرما رہے ہیں پانی کہیں کوسوں نظر نہیں آتا ایک چشمۂ شور کا پتہ تھوڑی دور پر چلتا ہے وہاں سے کچھ پانی اس وقت آئیگا وہی صرف کیا جائیگا مناسب یہ ہے کہ تھوڑی دیر یہاں ٹھہر کے پھر آگے بڑھتے چلیے آج شب بھر راہ طے کرینگے اور صبح ہونے تک اس وادی پُر وحشت سے نکل جائینگے شاہزادہ نے فرمایا آج دن بھر بہت تکلیف اٹھائی ہے گھوڑے بہت مضمحل ہیں اگر ان سے اسوقت بھی محنت لی جائیگی تو بہت سے جانور ضائع ہو جائینگے اور آدمی بھی نہایت پریشان ہوں گے اس سے مناسب یہ ہے کہ جسطرح بن پڑے آج کی رات اس جگہ بسر کرو صبح کو اٹھکر یہاں سے روانہ ہوں گے یہ زحمت آسان ہے اور رہروی کی تکلیف بہت بڑی ہے سب نے شاہزادہ کے حکم کی تعمیل کی بارگاہیں اسیوقت آراستہ ہوئیں شاہزادہ اپنی بارگاہ میں گیا اور سب سرداران نامی وگرامی بھی اپنی بارگاہوں میں گئے کیونکہ دن بھر بہت پریشانی اٹھائی تھی تھوڑی دیر کے بعد سبنے آرام کیا جب شب ختم ہوئی سب کی آنکھ کھلی کوچ کی تیاری میں مصروف ہوئے کہ اصطبل کے ملازمین گھبرائے ہوئے سرداروں کے پاس آئے کہا ایک عجیب بات ہے اصطبل میں کوئی گھوڑا نہیں معلوم ہوتا ہے سب کس جانب چلے گئے مگر نشان سم کسی طرف نظر نہیں آتے ہیں بہت فکر و کوشش کی مگر پتہ نہیں چلا سرداروں نے جو یہ خبر پائی سب نے بارگاہ آصف انجم طلعت کی راہ لی حاضر بارگاہ ہو کر سب نے شاہزادہ کو سلام کیا عرض کی اے شہریار اصطبل سے گھوڑے غائب ہو گئے سائیسوں نے بہت کچھ فکر و کوشش کی چاروں طرف تلاش کیا مگر کہیں نقش سم تک نظر نہیں آتا کہ اُنکے سہارے کسی طرف جائیں اور انکا پتہ لگائیں یہ سنکر شاہزادہ کو بھی کمال تعجب ہوا فرمایا کچھ لوگ دور دور جائیں اور گھوڑوں کا پتہ لگائیں یہ سنکر سرداروں

کچھ لشکر کے لوگ تلاش کے لیے نکلے اور جلد سامیں بھی چار جانب روانہ ہوئے ہر ایک جانب سے
باختر جو اس ہر ایک واپس آیا سب نے یہی کہا کہ دن بھر رہ روی کی مگر گھوڑوں کا پتہ نہ ملا اب جو حکم ہو وہ
بجا لائیں شاہزادہ آصف انجم طلعت نے فرمایا کہ عجب کی بات ہے یہاں بعض بعض مسافر بھی نظر آتے
ہیں اُن سے کچھ حالات یہاں کے دریافت کرو شاید وہ آگاہی رکھتے ہوں اور کچھ بیان کریں یا
یہاں سے قریب کوئی آبادی ہو وہاں جاؤ اور گھوڑوں کا پتہ لگاؤ یقین ہے ضرور کچھ کیفیت معلوم
ہو جائیگی یہ ایسی بات ہے کہ پوشیدہ نہ رہیگی یہ حکم پاکر نہروان بن عمرو اور دیگر سرداران نامی ہر چہار
جانب روانہ ہوئے مگر نہروان نے لشکر سے نکلتے ہی دیکھا دو چار آدمی ایک جانب جاتے ہیں
نہروان اُنکے قریب آیا کہا کیوں جناب آپ کس طرف جائینگے اُن لوگوں نے جواب دیا
ہم یہاں سے دس کوس پر ایک قریہ ہے وہاں جاکر ٹھہرینگے نہروان نے کہا آپ لوگوں
کو کچھ یہاں کے حال سے بھی آگاہی ہے اُنھوں نے جواب دیا کہ ہم یہاں کے حال سے
کم ماہر ہیں جو کچھ اس ٹھکانے کے متعلق تمکو دریافت کرنا ہے تو تھوڑی زحمت گوارا کرو اور یہاں سے
پانچ کوس پر ایک بستی ہے وہاں چلے جاؤ سب کیفیت معلوم ہو جائیگی نہروان نے کل پتہ
دریافت کر لیا اور ان لوگوں سے رخصت ہو کر اُسی بستی کی جانب روانہ ہوا بہت جلد راستہ طے کرکے
بستی میں پہونچا دیکھا مثل گاؤں کے تھوڑی سی آبادی ہے کچھ لوگ مصروف کاشتکاری کر رہے ہیں بعض لوگ
اپنے اپنے مکانوں میں بیٹھے ہوئے دوسرے کاموں میں مصروف ہیں نہروان ایک عمارت وسیع
دیکھکر ٹھہر گیا لوگوں سے دریافت کیا یہ کس کا مکان ہے سب نے کہا یہاں اس گاؤں کا مالک رہتا ہے
نہروان نے کہا اگر میں اُنسے ملنا چاہوں تو کیونکر مل سکتا ہوں سب نے کہا عام اجازت ہے جس کسی کا
مزاج میں آئے بیخوف اندر جائے اُنسے ملاقات ہوگی کسی کی ممانعت نہیں ہے نہروان اُس مکان کے
اندر آیا دیکھا مکان بہت آراستہ ہے سامنے مسند پر ایک نوجوان لباس پر تکلف پہنے بیٹھا ہے نہروان
نے قریب پہونچکر سلام کیا اُس نوجوان نے جواب سلام دیکر بیٹھنے کا اشارہ کیا نہروان بیٹھ گیا
نوجوان نے کہا اے شخص تو کہاں کا رہنے والا ہے اور یہاں کیونکر آنا ہوا آج تک میری نگاہ سے
اس وضع کا انسان نہیں گذرا عجیب طرح کا لباس ہے کچھ اپنے شہر کی کیفیت بیان کر نہروان نے
اگر میں اپنے حواس میں ہوتا تو شہر کی کیفیت بے دریافت کیے کہہ دیتا مگر اب آپ اپنے شہر کی کیفیت
بیان فرمائیے اتنی عمر میں نے سیاحی میں بسر کی مگر آج تک میں نے ایسا شہر اور ایسا صحرا نہیں دیکھا
اس جوان نے کہا خیر تو ہے کیا تجکو قزاقوں سے کچھ تکلیف پہونچائی یا کوئی اور مصیبت پیش آئی
کچھ حال تو بیان کر نہروان نے کل کیفیت لشکر کے اُترنے کی اور گھوڑوں کے گم ہو جانے کی
بیان کی نوجوان نے کہا ای شخص اگر میں اسکی کیفیت بیان بھی کردوں تو کیا فائدہ ہوگا اب
گھوڑوں کا ملنا دشوار ہے تمہارے آقاے نامدار کے واسطے میں سواری کا بندوبست کیے دیتا
ہوں تم یہاں سے دو تین گھوڑے لیجاؤ جب کسی آباد شہر میں پہونچنا گھوڑے خرید کر لینا نہروان
نے کہا اسکی ضرورت نہیں آپ کیفیت بیان کیجیے پھر جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا اُس نوجوان نے
کہا وہ صحرا جہاں شب کو تم نے قیام کیا وہ سب سحر سے مملو ہے وہاں سے جانب شمال ایک میدان ہے

اور وسط میدان مین ایک بہت بڑا کنوان ہی اسکو بیر العجائب کہتے ہین طلسم بیر العجائب کی وہی راہ ہی
وہان بہت سے ساحر رہتے ہین اگر کبھی کوئی قافلہ اسطرف آنکلتا ہی تو سب ساحر اسی طرح اسکو
نقصان پہونچاتے ہین جو نقد جنس ہوتا ہی اسطرح غائب کر دیتے ہین کہ اصلا کسی کو خبر نہین ہوتی
انکا کوئی پتہ لگا نہین سکتا کنوئین کے اندر جا نہین سکتا نہروان نے کہا آپ کو یہ معلوم ہی طلسم
بیر العجائب کا کون بادشاہ ہی راستہ اسکا کسطرف سے آسان ہی نوجوان نے جواب دیا کہ
اے شخص اس پتہ پوچھنے کی کیا ضرورت ہی اگر وہان جانیکا ارادہ کریگا تو ہرگز نہ پہونچ سکیگا
نہروان نے کہا جسطرح بن پڑیگا وہانتک جاؤنگا بادشاہ طلسم سے فریاد کرونگا اگر آپ نے
میرے کہنے کی سماعت نہ کی تو مجبور ہوکے واپس آؤنگا نوجوان نے کہا یہ سب خیال خام ہے
مین نام بتائے دیتا ہون سرہنگ شعلہ نفس بادشاہ کا نام ہی اور آسان راستہ اس طلسم کا
وادی سیلاب سے ہی مگر وہانتک تمہارا پیادہ جانا بہت دشوار ہی پھر رات کو کہین ٹھہرنیکا
مقام ملتا نہین دریا کے کنارے کنارے راستہ ہی ہر رات کو دریا کا پانی کوسون بڑھ جاتا
ہی مسافرون کو سخت نقصان پہونچاتا ہی جو لوگ ناواقف ہوتے ہین غرق ہو جاتے ہین
اگر تم جانا رات کو کہین نہ ٹھہرنا درخت پر قیام کرنا ورنہ سیلاب تمکو نقصان پہونچائیگا بہا لیجائیگا اور
جب بادشاہ کے پاس پہونچنا تو پہلے سجدہ کرنا پھر عرض حال کرنا اگر تمہارے گھوڑے نہ ملینگے
تو بھی بادشاہ تمکو اپنے اصطبل سے گھوڑے منگا دیگا علاوہ اسکے اور بھی خاطر و تواضع تمہاری
ایسی کی جائیگی کہ تم ہمیشہ یاد رکھوگے مگر یہ راز زبان پر نہ لانا اور میرا نام کسی کو نہ بتانا مجھکو
تمہاری حالت پر رحم آیا اسوجہ سے راستہ بتا دیا اب تمہین اختیار ہی نہروان نے اور
کیفیتین بھی وہان کی دریافت کین راستہ بہت اچھی طرح دریافت کر لیا وہانسے نہروان
رخصت ہوکر اپنے لشکر مین آیا شاہزادہ آصف انجم طلعت نے فرمایا ای نہروان تمنے کیا پتہ
لگایا گھوڑے کہان ہین نہروان نے عرض کی ای شہریار آپ مطمئن رہین گھوڑے ضرور ملین گے مگر
کوشش بلیغ کی ضرورت ہی شاہزادہ نے فرمایا کچھ حال بیان کرو نہروان نے سب حالت عرض کی
شاہزادہ کو بہت غصہ آیا فرمایا یہان کے ساحر بڑے مکار ہین مین ابھی اس کنوئین مین کود کر ان
سب کو زیر تیغ کرونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا نہروان نے عرض کی ای شہریار اس کام مین جلدی
نہ کیجیے سمجھ اور عقل سے کام کیجیے اگر آپ اسوقت کنوئین مین تشریف لیجائینگے سردار آپ کو تنہا
نہ چھوڑینگے وہان ساحران مکار موجود ہین ہم راہ سے واقف نہین کیا معلوم کیا بات پیش
آئے اور کیا واقعہ گذرے اس سے مناسب یہ ہی کہ وادی سیلاب کی راہ سے تشریف لیچلیے
اور طلسم کے اندر پہونچ کے حملہ کیجیے اسطرف سے چلنا مناسب وقت ہی آیندہ جو مزاج
مبارک مین آئے ہم سب لوگ یہان موجود ہین شاہزادے نے بھی اس رائے کو پسند فرمایا
اس روز وہین قیام کیا دوسرے روز پیادہ پا سفر کیا شام تک رہروی کرکے ایک میدان مین
پہونچے نہروان نے عرض کی ای شہریار زمین پر قیام کرنا برا ہی رات کو دریا کا پانی بڑھتا ہے
اس سے خوف ہلاکت ہی آپ رات درختون پر بسر کیجیے صبح کو پھر کوچ کیجیے گا شاہزادہ نے

مجبوری اِس امر کو گوارا کیا درختوں پر مچان باندھے گئے سب سردارو ہاں بیٹھکر دم لینے لگے تھوڑی
دیر میں پانی بڑھنا شروع ہوا سب نے دیکھا پانی بہت اونچا دریا سے بڑھ کے آیا دور تک
نکل گیا جب تھوڑی رات باقی رہی پانی گھٹنا شروع ہوا صبح تک زمین نکل آئی سب لوگ اُن
درختوں سے نیچے اُترے آگے روانہ ہوے اُس روز بھی دن بھر سفر کرکے رات اُسیطرح بسر کی
صبح کو پھر آگے بڑھے اِسی طرح دس دن کوچ و مقام کرتے ہوے گیارھویں روز قریب ایک
پہاڑ کے پہونچے پہاڑ پر عجیب کیفیت نظر آئی دور سے فضا اچھی معلوم ہوئی شاہزادہ نے فرمایا
آج اِس پہاڑ پر قیام کرو راحت ملیگی پانی کا خوف بھی نہ ہوگا شب بھر راحت سے بسر ہوگی
صبح کو آگے چلینگے دن بہت تھا سب سردار مع شاہزادہ کے قریب کوہ پہونچے راستہ تلاش
کرکے پہاڑ پر چڑھے آصف انجم طلعت نے جو ایک جانب نگاہ کی دیکھا ایک حجرہ سیاہ پتھر کا
بنا ہی حجرے کے آگے کچھ لوگ اسلامی لباس پہنے ہوے بیٹھے ہیں شاہزادہ سرداروں کی
طرف مخاطب ہوا فرمایا دیکھو سامنے کون لوگ بیٹھے ہوے نظر آتے ہیں سبنے اُس جانب
دیکھکر عرض کی ای شہریار قاعدہ سے یہ لوگ اہل اسلام معلوم ہوتے ہیں نہروان سبسے علحدہ
ہو کر وہاں پہونچا جو لوگ بیٹھے ہوے تھے اُنکے قریب پہونچکر سلام کیا سب نے جواب سلام
دیکر کہا آپ یہاں تک کیونکر آئے کچھ کیفیت اپنی اور اپنے ہمراہیوں کی بیان کیجیے نہروان نے
جواب دیا کہ ہم سب حال بیان کر دینگے آپ لوگ یہ فرمائیں کہ یہ کون مقام ہی اور آپ لوگ
یہاں کیوں رہتے ہیں اُن لوگوں نے کہا یہاں روشن ضمیر وحدت پرست کا مزار ہی ہم لوگ اُنکے
شاگرد ہیں جب وہ حیات تھے اُنکی خدمت کا شرف حاصل کرتے تھے اب مزار اُستاد پر جاروب
کشی کرتے ہیں نہروان نے کہا روشن ضمیر وحدت پرست کون بزرگ تھے کچھ اُنکی تعریف کرو
اُن لوگوں نے جواب دیا آپ بھی مسلمان ہیں اور آپ کے ہمراہ اور جو لوگ ہیں وہ بھی سب
مسلمان معلوم ہوتے ہیں آپ لوگوں نے تکلیف سفر بہت اُٹھائی ہی سب کو یہاں بلا کے لائیے
میدان بہت وسیع ہی خیمے وغیرہ آپ کے ہمراہ ہیں پہلے سب حضرات راحت سے بیٹھ لیں
تو پھر ہم لوگ آپ کی کیفیت سنیں اور اپنی حالت بیان کریں اب اگر آپ لوگ یہاں آئے ہیں تو
دو چار روز قیام کیجیے اور ہم فقیروں کی دعوت قبول فرمایئے نہروان اُسیوقت واپس
ہو کر شاہزادہ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی ای شہریار یہ لوگ مسلمان ہیں اور یہاں مزار روشن ضمیر
وحدت پرست پر مجاوری کرتے ہیں اُسوقت سب لوگ ہم کو دیکھکر بہت خوش ہوے آپکے
مشتاق ہیں کہتے ہیں خیمہ وغیرہ آراستہ ہو سب سردار راحت سے بیٹھ لیں تو پھر ہم لوگ کچھ اپنی
کیفیت بیان کریں اور آپ لوگوں کا حال پوچھیں دعوت کا پیام بھی دیا ہی شاہزادہ یہ کیفیت
سنکر بہت خوش ہوا خیام ایستادہ ہونیکا حکم فرمایا اُسیوقت بارگاہیں ایستادہ ہوئیں سب
سردار اپنی اپنی بارگاہوں میں گئے شاہزادہ آصف انجم طلعت نے نہروان کو ہمراہ لیا
اور اُس حجرہ تک آئے جو لوگ وہاں موجود تھے شاہزادہ کے استقبال کو بڑھے بڑے اعزاز و اکرام
سے لیگئے اُس حجرہ کے عقب میں اور بھی حجرے بنے تھے مجاوروں نے بجا کر شاہزادہ کو ایک حجرے میں بٹھایا

جن ان لوگون کا سردار یعنے سجادہ نشین روشن ضمیر تھا اُسنے شاہزادہ کی بہت خاطر کی آصف
نامدار نے فرمایا کہ آپ لوگ کچھ اپنی کیفیت اور روشن ضمیر وحدت پرست کا حال بیان فرمائین
مین بہت مشتاق ہون سب نے عرض کی اے شہریار روشن ضمیر وحدت پرست عامل زہد و سنت تھے
رات دن مصروف عبادت خدا رہتے تھے عرصہ دس سال کا ہوا کہ اُنھون نے اِس دنیا سے
فانی کی سکونت ترک فرما کر طرف ملک جاودانی کے سفر کیا جب وقت وفات اُن بزرگوار کا
قریب آیا تو اُنھون نے ہم لوگون کو قریب بلایا اور ارشاد کیا کہ وہ زمانہ بہت قریب ہی جو مین
تم لوگون سے ہمیشہ کے واسطے جدا ہون اور آیندہ نہ مجھے اور تمھین ایسے وقت مُیسّر ہون کہ
ایک دوسرے سے گفتگو کرے لہذا چند باتین میری یاد رکھنا اور ہمیشہ اُنکے خلاف نہ ہونا اوّل
تو عام زہد و عبادت کے سوا دوسرے اشغال دنیوی مین اوقات بسر نہ کرنا دوسرے حمایت اسلام
کے واسطے جان تک عزیز نہ کرنا تیسرے جو کوئی مسلمان تم تک آجاے اُسکو میری قبر پر لانا اور
فاتحہ پڑھنے کی التجا کرنا چوتھے اِس پہاڑ پر سے کہین دوسری جگہ جا کر سکونت نہ اختیار کرنا
پانچوین وصیت آپ کے بارے مین فرمائی تھی کہ ایک زمانہ ایسا آنے والا ہی جو ایک اشرف خاندان
اسلام اِس پہاڑ پر چڑھے گا اور اُسوقت مین وہ بہت مبتلاے زحمت ہوگا اُسکو بہت راحت سے
رکھنا اور حتی الوسعت خدمت مین دریغ نہ کرنا اُسے میری قبر پہ لانا اور فاتحہ پڑھنے کی التجا
کرنا میرا اسلام کہنا اور جب وہ فاتحہ پڑھنے آئے دروازہ حجرہ کا بند کرکے چلے جانا اور ایک
صندوقچہ مقفل ہم لوگون کے حوالے کیا تھا کہا تھا یہ صندوقچہ حجرے کے ایک طاق پر رکھدینا
اِس مین اُسی شخص کی ایک امانت ہی جب وہ فاتحہ کے واسطے آئیگا تو اُسکا راز تم سب پر کھل
جائیگا اے شہریار کل سپہر خواب مین دیکھا کہ میرے مرشد تشریف لاے ہین اور فرماتے ہین کہ وہ
شخص عنقریب اِس پہاڑ پر آنے والا ہی جسکی خبر مین نے تمکو دی تھی دیکھو خبردار کسی طرح خدمت
مین کمی نہ کرنا اور جو جو وصیتین اُسکے باب مین میری ہین اُنکو بھول نہ جانا لہذا آپ آج کی شب
تو استراحت فرمایئے صبح کو بعد نماز فاتحہ کے واسطے تشریف لیجایئے گا شاہزادہ نے فرمایا مین ابھی
وقت برائے فاتحہ جاؤنگا سب نے کہا اسوقت مناسب نہین ہی صبح کو ضرور تشریف لیجائین اور فاتحہ
پڑھین آج ہم فقیرون کی دعوت قبول فرمائین شاہزادہ بہت خوش ہوا سب شاگردان روشن ضمیر
نے مع لشکر شاہزادہ کی دعوت کی بعد فراغت شاہزادہ اپنی بارگاہ مین آیا چونکہ دن بھر بہت
تکلیف اُٹھائی تھی بارگاہ مین جاتے ہی آرام فرمایا شب کو خواب مین دیکھا کہ ایک مرد بزرگ
ریش سفید سامنے سے آئے اور بعد سلام کہا اے شہریار آج میری روح کو بہت خوشی حاصل
ہوئی کہ آپ کے قدم مبارک اِس پہاڑ پر آئے امیدوار ہون کہ صواب فاتحہ سے محروم نہ رکھیے
اور ایک صندوقچہ جو حجرے کے طاق مین رکھا ہی اُس مین تین چیزین حضور کے واسطے اس حقیر نے
رکھ چھوڑی تھین کیونکہ آپ کو اشاعت دین اسلام کے واسطے بڑی بڑی مُہِمّین سر کرنے کی ضرورت
پیش آئی ہے اور ساحران مکّار بلا کے دغاباز ہوتے ہین اگر ان اشیا کو حضور اپنے پاس رکھینگے
تو اُن لوگون کا مکر آپ کو زحمت نہ پہونچا سکیگا ایک انگشتری ہی ایک تختی ہی ایک کلید ہی انگشتری کو

آپ دست راست مین پہنیے گا تاثیر اسکی یہ ہی کہ سحر آپ پر اثر نہ کریگا اور یہ تختی آپ کو ایک مقام کا پتہ
بتائے گی جب آپ وہان پہونچ جائینگے تو پھر تختی کو ملاحظہ فرمائینگے تو آپ کو اور کچھ حالات معلوم
ہونگے پھر آپ کو ایک دروازہ نظر آئیگا اُسمین قفل ہوگا وہی کلید جو صندوقچہ سے برآمد
ہوگی اُس قفل کے کھولنے مین مدد دیگی جب آپ اُس دروازہ کو کھول کے اندر تشریف لیجائیگا
قدرت خدا کا تماشا ملاحظہ فرمائینگے اور آپ کو جو اسوقت زحمت ہوئی اسکا کچھ خیال نہ فرمائیے گا
آپ طلسم پیر العجائب کے فاتح ہین اور ابھی بہت سے معرکے ایسے پڑینگے اور بہت سی زحمتین پیش آئینگی
مگر کہین نہ گھبرائیے گا خدا ہر جگہ آپ کا حامی و مددگار ہی پہلے آپ حسب ہدایت اُس جگہ پر جائیے گا اور کلید
مذکور سے قفل کو کھولیے تحائف جو ملین اپنے قبضہ مین کیجیے گا اُسکے بعد فتح طلسم کا عزم فرمائیے گا جو جو
تحائف آپکے ہاتھ آئینگے سب اِس طلسم مین آپکو کام دینگے اور وہ انگشتری جسکا ذکر مین نے پہلے کیا ہی
مدام آپ کو کام دیتی رہیگی یہ کہکے وہ بزرگوار نظرون سے غائب ہوے شاہزادہ آصف انجم طلعت
کی آنکھ کھل گئی دیکھا آسمان پر سفیدی صبح ظاہر ہی کان مین اللہ اکبر کی آواز آئی شاہزادہ بستر خواب سے
اٹھا ملازمین نے برائے وضو پانی حاضر کیا مصلّی بچھا دیا شاہزادہ نے وضو کرکے فریضۂ سحری ادا کیا
اور اُسی وقت بارگاہ سے برآمد ہوکر حجرہ کا راستہ لیا جو لوگ پہاڑ پر رہتے تھے سب حجرہ کے قریب آئے
دروازہ کھولا شاہزادہ اندر حجرے کے داخل ہوا پہلے فاتحہ پڑھا پھر طاق پر نگاہ کی ایک صندوقچہ رکھا دیکھا
طاق سے اُتار کر کھولا صندوقچے سے ایک انگشتری برآمد ہوئی شاہزادہ نے بسم اللہ کہکر دست
راست مین پہنی پھر دوسرا خانہ کھولا اُسمین سے لوح الماس رکھی ہوئی پائی وہ بھی گلے مین پہنکر اور خانہ
کھولا ایک کلید طلائی رکھی ہوئی دیکھی اُسکو بھی قبضہ مین کیا بعد پھر فاتحہ پڑھکر حجرے سے برآمد ہوے شاہزادہ
کے بعد سب سرداران نامی وگرامی پڑھے فاتحہ گئے سب کے بعد نہروان بن عمرو نے جاکر فاتحہ پڑھا اور
کہا ای روشن ضمیر وحدت پرست آپکو اتنے دنون پہلے شاہزادہ آصف انجم طلعت کی تشریف آوری کی خبر
تھی اور آپنے اُنکے واسطے تحائف بھی رکھ چھوڑے تھے مگر تعجب کی بات ہی کہ آپنے میرے لیے کوئی تحفہ نہ
رکھا اور سب سے پہلے مین ہی اِس پہاڑ پر آیا بلکہ سب کو اسطرف لانیکا باعث مین ہی ہوا ورنہ شاہزادہ
کا ارادہ تھا کہ کنوئین مین کود پڑے اگر مین یہ راستہ نہ بتاتا اور اِسطرف کا پتہ نہ لگاتا تو شاہزادہ
والا جاہ اسطرف کیونکر تشریف لاتے آپکو لازم تھا کہ سب سے پہلے میرا خیال فرماتے اور کوئی تحفہ
میرے واسطے بھی رکھ جاتے یہ تو یقین نہین کرسکتا کہ آپ کو میری یہان آنے کی خبر نہ ہوگی ضرور معلوم
ہوا ہوگا کہ مین بھی آؤنگا اور سب کو اپنے ہمراہ لاؤنگا اب آپ مین اگر کچھ کمال ہی تو کوئی تحفہ مجھکو
بھی عطا فرمائیے یہ کہکے اور فاتحہ پڑھکے نہروان باہر آیا اُس روز شاہزادہ وہین مقیم رہا کسی
نے نہ جانے دیا عرض کی ای شہریار پانچ روز کم سے کم یہان قیام فرمائیے پھر تشریف لیجائیے گا شاہزادہ
مجبور ہوا شب کو آرام فرمایا جب صبح ہوئی تو جو شخص اُس کوہ پر سجادہ نشین کے لقب سے مشہور تھا
وہ بارگاہ شاہزادہ آصف انجم طلعت مین حاضر ہوا بعد سلام عرض کی ای شہریار آپکے ہمراہ کوئی شخص
نہروان بن عمرو بھی ہی آصف انجم طلعت نے اُسیوقت نہروان کو طلب فرمایا نہروان حاضر ہوا
سجادہ نشین نے کہا تشریف لائیے کچھ آپکے واسطے پیرو مرشد نے حکم فرمایا ہی آپ میرے ہمراہ میرے

حجرہ تک تشریف لیچلیے تو کچھ عرض کرون نہروان یہ سنکے سجادہ نشین کے ساتھ حجرہ تک آیا سجادہ نشین اپنے
حجرہ مین لیگیا کہا آپکے واسطے پیر و مرشد کا ارشاد ہی کہ آپکو مین ایک بازو بند نقرئی دون آپ اُسکو اپنے بازو
پر باندھین جبتک آپکے بازو پر رہیگا آپ کی عیاری ظاہر نہ ہونے پائیگی مگر خبردار کسی کو بازو بند باندھ کے
ہلاک نہ کرنا ورنہ تاثیر جاتی رہیگی نہ کسی کا مال لینے کا ارادہ کرنا صرف محافظت جان کے واسطے یہ چیز
دی جاتی ہی ساحرون کو گرفتار کر لینا اگر کسی کے قتل کا ارادہ ہو تو بازو بند کھول کے رکھدینا پھر قتل کرنا
نہروان بہت خوش ہوا سجادہ نشین نے بازو بند ایک صندوقچے سے نکال کے دیا نہروان نے
اپنے بازو پر باندھا اور شاہزادہ آصف انجم طلعت کی بارگاہ مین حاضر ہو کر سب کیفیت بیان کی چار
دن اور شاہزادہ نے وہان قیام فرمایا پانچوین روز علی الصباح فریضۂ سحری سے فراغت حاصل فرما کے
حجرے مین تشریف لائے اور روشن ضمیر کی قبر پر فاتحہ پڑھا سجادہ نشین اور دیگر اشخاص سے رخصت ہو کر
روانہ ہوے لوح الماس جو صندوقچے سے برآمد ہوئی تھی اُسکو ملاحظہ فرمایا یہ حکم پایا کہ اے آصف
نامدار اب تم جانب مشرق روانہ ہو یہان سے دس کوس پر ایک صحرا تمکو ملیگا وسط صحرا مین ایک صندل
کا درخت نظر آئیگا اُس درخت کے نیچے جب قد آدم زمین کھودی جائیگی تو ایک کوٹھڑی نظر آئیگی اُسکے
قفل کی کلید تمھارے پاس ہی قفل کھول کے اندر جانا پھر جو کچھ حکم ہو وہ بجا لانا شاہزادہ جانب مشرق
روانہ ہوا قریب شام اُس صحرا مین پہونچا صحراے فرح افزا و نواح دلکشا دیکھکر طبیعت شاد ہوئی
شاہزادہ درخت صندل کی تلاش مین چار جانب نگران ہوا دیکھا داہنی جانب ایک عالیشان درخت
صندل کا نظر آتا ہی قریب شجر پہونچکر حکم دیا کہ اسکے نیچے زمین قد آدم کھودی جاے اُسیوقت لوگون نے
زمین کھودی ایک کوٹھڑی برآمد ہوئی شاہزادہ نے کنجی نکالی کوٹھڑی کا قفل کھول کر دروازہ کو وا کیا سرداران
نے عرض کی ہمین کیا حکم ہی شاہزادہ نے فرمایا سب لوگ یہین ٹھہر جائین ہمارے ہمراہ نہ آئین ہم ابھی
واپس آئینگے یا جو حکم لوح ہوگا بجا لائینگے اگر ہمین دیر ہو جاے تو کوئی نہ گھبراے خیمے استادہ ہون
سب لوگ استراحت کرین یہ حکم پا کر لشکری واپس ہوے تھوڑی دور ہٹ کر بارگاہین استادہ کین
مگر شاہزادہ آصف انجم طلعت جا کر کوٹھڑی کے اندر گئے دیکھا ایک مکان خوش وضع بنا ہی اسباب
ضروری بھی وہان موجود ہی سامنے ایک طلائی کرسی بچھی ہی چوکی پر ایک کتاب رکھی ہی شاہزادہ نے
یہ حالات دیکھکر لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے آصف انجم طلعت پہلے اس کتاب کو ملاحظہ فرمایئے
پھر اور کامون مین مشغول ہوجیے شاہزادہ کرسی پر بیٹھا کتاب کھول کے دیکھا پہلے نام خدا سے
ابتدا کی ہی طلائی حرفون سے بسم اللہ لکھی ہی اُسکے بعد لکھا ہی کہ جو اس مکان مین آئے وہ پہلے
دروازۂ شرقی کھولکے اندر جاے دو رکعت نماز ادا کرے پھر جو کچھ حکم ہونے والا ہی وہ ہوگا جب
وہان سے فراغت پاے تو جانب غرب دروازہ ہی اُس کو کھول کے اندر قدم رکھے وہان کچھ
فائدہ ضرور پہونچیگا بعد مین جنوبی دروازہ کھولکے اندر جاے ایک بزرگ کا مزار ہی فاتحہ پڑھے
شب وہین بسر کرے صبح کو فریضۂ سحری سے فراغت پاکے جانب شمال متوجہ ہو دروازہ کھولے
اندر جائے جب وہان سے فراغت پائے اپنے کام مین مصروف ہو آصف انجم طلعت کرسی سے
اُٹھے شرقی دروازہ کی طرف توجہ فرمائی قریب دروازہ کے پہونچ کے شاہزادہ نے

دروازہ کھولا اندر آیا دیکھا ایک عمارت پتھر کی مختصر بنی ہے صحن کے بعد دو درجے نظر آتے ہیں شاہزادہ پہلے درجۂ اول میں آیا دو رکعت نماز بجا لایا اُسکے بعد درجۂ دوم میں قدم رکھا وہاں اسباب راحت موجود تھا شاہزادہ کو مسافت طے کرتے سے خستگی کمال تھی سامنے ایک پلنگ بچھا تھا اُسپر لیٹ کے سو گیا اتنے میں خواب میں دیکھا کہ ایک مرد بزرگ فرماتے ہیں اے آصف انجم طلعت اس حجرہ کی تھوڑی زمین کھودو تمہارے واسطے ایک امانت یہاں رکھی ہے اُسے اپنے قبضہ میں کرو یہ دیکھکر شاہزادہ کی آنکھ کھل گئی فوراً اُٹھکے ایک جانب حجرہ کی زمین کھودی ایک تلوار آبدار برآمد ہوئی آصف نامدار نے تلوار میان سے نکال کے ملاحظہ فرمایا طبیعت خوش ہو گئی قبضۂ تلوار میں ایک رقعہ بندھا تھا شاہزادہ نے کھول کے پڑھا لکھا تھا کہ اگر کوئی رو تن تن مقابلہ میں آئے تو اس تلوار سے زخمی کرنا ہرگز امان نہ پائیگا جان سے مارا جائیگا آصف نامدار کو کمال مسرت ہوئی شکر خدا کرکے اُس مکان سے باہر آئے جانب غرب جو دروازہ تھا اُس کے قریب پہونچے قفل کھولا دروازے کے اندر آئے دیکھا سامنے ایک صندوقچہ رکھا ہے آصف والا قدر نے لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اس کو کھولو جو چیز دستیاب ہو اُس کو لو شاہزادے نے صندوقچہ کھولا ایک مہرہ برآمد ہوا رقعہ صندوقچہ میں رکھا تھا اُسکو پڑھا لکھا تھا کہ اس مہرہ کو اپنے بازو پر باندھو آگ جلا نہ سکے گی پانی کیسا ہی عمیق ہوگا گزند نہ پہونچا سکیگا شاہزادہ مہرہ لیکر برآمد ہوا جنوبی دروازے تک آیا قفل کھولکے اندر گیا دیکھا ایک قبر پہ نیلی چادر پڑی ہے شاہزادے نے فاتحہ پڑھا ایک مصلیٰ سامنے بچھا تھا وہاں بیٹھ گیا دن کم باقی تھا تھوڑی دیر میں شام ہو گئی شاہزادہ اُسی مصلے پر لیٹ کے سو گیا جب صبح کو آنکھ کھلی ایک پرچہ سرہانے پایا دیکھا اُس میں لکھا ہے کہ اے آصف انجم طلعت یہ اسم اعظم ہے اسکو یاد کرو جب کوئی وقت سخت تم پر آئے اسے ورد زبان کرنا غیب سے تمہاری مدد ہوگی شاہزادے نے اسم اعظم کو یاد کیا اور اُس حجرہ سے باہر آیا شمال کے دروازے کو کھول کے اندر گیا دیکھا سامنے ایک حجرہ ہے اُس پہ سیاہ پردہ پڑا ہے پردے کو اُٹھا کے اندر قدم رکھا دیکھا ایک حوض میں بہت صاف پانی بھرا ہے شاہزادہ نے قریب حوض پہونچکے ہاتھ منھ دھونا چاہا سامنے ایک پتھر پہ کچھ عبارت کندہ نظر آئی شاہزادہ نے پڑھا لکھا تھا کہ اگر اسکا پانی پی لوگے تو جملہ آفات سے محفوظ رہوگے مار و عقرب و دیگر درندگان صحرائی کسی طرح گزند نہ پہونچا سکینگے شاہزادہ نے اُس حوض سے پانی پیا اور شکر خدا کیا دروازہ سے باہر آیا اور اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا لوح کو ملاحظہ فرمایا اُس میں کسی قسم کی عبارت نہ پائی صاف بھرے کی تختی نظر آئی شاہزادہ سمجھا کہ اب یہ تختی بیکار ہے صرف یہیں تک کام دے سکتی تھی تختی کو اپنے پاس رکھا لشکر سے آکر ملا یہاں سب لوگ منتظر تھے شاہزادہ کو دیکھکر خوش ہوئے آصف نامدار نے فرمایا آج رات یہاں بسر کرو کل جانب طلسم روانہ ہوں گے اور سب کیفیت جو گذری تھی بیان کی سب سرداران نامی بہت

مسرور ہوئے تھوڑی رات یہی گفتگو رہی سرداروں نے عرض کی اے شہریار گھوڑوں
کے غائب ہوجانے سے کمال تکلیف ہے آصف نامدار نے فرمایا صبر کرو عنقریب
کوئی صورت نکل آئیگی رات زیادہ آچکی تھی سب کو رخصت کیا شاہزادہ بستر خواب
پر تشریف لایا اسم اعظم ورد زبان کیا تھوڑی دیر کے بعد نیند آگئی خواب میں ایک
مرد بزرگ تشریف لائے کہا اے شاہزادہ آصف تم کو پہلے اپنے گھوڑے
لینے کو جانا چاہیے پھر اور کسی کام میں معروف ہونا جب تک تم اس طلسم کو نہ فتح
کروگے طلسم نہ طاق تک جا نہ سکوگے اب مناسب یہ ہے کہ تم صبح کو یہاں سے بیر العجائب
پر واپس جاؤ اور کنوئیں میں اتر کر ساحروں کو ہلاک کرو تمہارے سب گھوڑے
وہاں موجود ہیں مل جائینگے اور وہیں سے طلسم کا راستہ بھی بہت قریب ہے اگر اس
راہ سے جاؤگے تو بہت جلد فتح پاؤگے جس راستے سے تم یہاں تک آئے یہ
راستہ بہت پھیر کا ہے ادھر سے واپسی کا ارادہ نہ کرنا یہاں سے قریب ایک صحرا
ہے وہاں سے بیر العجائب بہت قریب ہے شاہزادہ اس خواب کو دیکھکر بیدار
ہوا رات بھی ختم ہوچکی تھی اسی وقت ملازمین کو طلب فرمایا ملازمین نے پانی وضو
کے واسطے حاضر کیا شاہزادے نے فریضۂ سحری ادا کرنے کے بعد حکم دیا کہ اب یہاں ٹھہرنا
بیکار ہے ہمکو بیر العجائب پر جانا ہے اور اپنے گھوڑوں کا پتہ لگانا ہے سب سردار شب کو
حکم پاچکے تھے اس وقت تیار تھے شاہزادہ جیسے ہی بارگاہ سے برآمد ہوا سب
نے سلام کیا آصف نامدار نے اسیوقت جانب بیر العجائب سفر کیا جو جو پتے خواب
میں ان مرد بزرگوار نے بتائے تھے اسی راہ سے راستہ طے کرکے قریب شام بیر العجائب
پہونچ گئے سرداروں نے عرض کی اے شہریار یہ تو وہی کنواں ہے جہاں مقام کیا تھا اور
گھوڑے غائب ہوئے تھے آصف نامدار نے فرمایا آج اسی جا قیام کرو صبح کو ہم اس
کنوئیں میں جائینگے تم سب لوگ بھی ہمراہ چلنا طلسم بیر العجائب کا راستہ یہی ہے گھوڑے
ہمارے لشکر کے اسی جگہ مل جائینگے سرداروں نے حسب الحکم خیمہ استادہ کرائے شاہزادہ
نے اس شب وہیں قیام کیا صبح کو بعد ادائے فریضۂ سحر آصف والا قدر نے سلاح
طلب کیے کشتیاں حاضر ہوئیں شاہزادہ مسلح ہوکر اپنی بارگاہ سے برآمد ہوا سرداروں
اپنے ہمراہ لیکر بیر العجائب پر آیا بارگاہیں اسی جگہ چھوڑدیں بیر العجائب پہ پہونچے
سب سے پہلے شاہزادہ نے اسم اعظم ورد زبان کیا اور کنوئیں کے اوپر آکے
دیکھا ایک زینہ نظر آیا شاہزادہ زینہ پر آپہونچا سب سردار بھی ہمراہ ہوئے
بہت آسانی سے تمام لشکر اتر گیا شاہزادہ نے تمام زینہ طے کیا تو ایک دروازہ نظر
آیا اسکو کھول کر نگاہ کی ایک صحرائے لق و دق دیکھا سامنے ایک عمارت بطریق قلعہ
دکھائی دی دور سے نگاہ جو کی معلوم ہوا کچھ لوگ بھی وہاں موجود ہیں ان لوگوں نے جو
انکو آتے ہوئے دیکھا سب کے سب حیران ہوئے قلعہ سے اتر کر استقبال کو چلے قریب آکر ان لوگوں نے کہا کہ

کون ہو اور یہاں تک کیونکر آئے شاہزادہ آصف انجم طلعت نے للکار کر کہا اے فرقہ مکار
تم نے ہمارے گھوڑے چرائے ہیں ہم تمہاری سرکوبی کو یہاں آئے ہیں اگر تمہیں اپنی جان پیاری ہو
تو ہمارے گھوڑے ہمیں لا دو اور دین اسلام قبول کرو نہیں تو ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا مجھے
ہیں یہ سب قلعہ منہدم کر دونگا یہ سنکر وہ لوگ اسی جگہ ٹھہرے کہا پہلے ہمکو یہ بتاؤ کہ تمہیں یہاں تک کون لایا
اور تم نے راستہ کیونکر پایا شاہزادے نے جواب دیا کہ ہمکو کوئی یہاں کیا لاتا اور راستہ کون
بتاتا ہم خود یہاں تک آئے ہیں یہ سنکے ان لوگوں نے کہا اچھا تم یہیں ٹھہر جاؤ ہم اپنے افسر کو
تمہاری اطلاع کرتے ہیں جو کچھ وہ جواب دیگا تمسے آکر کہینگے شاہزادے نے فرمایا کہ
ہم تمہارا کہنا قبول کرتے ہیں تم جاؤ ہماری اطلاع کر دو اور ہمارے گھوڑے لیکر واپس آؤ یہ سنکے
جو لوگ قلعے سے آئے تھے واپس ہوئے شاہزادہ اور آگے بڑھا قریب قلعہ پہونچ کے
ٹھہر گیا تھوڑی دیر کے بعد آصف نامدار نے دیکھا کہ بہت سے ساحران کفار و بہت سے
سوار قلعے سے برآمد ہوئے سب نے آکر کہا کہ تم لوگ واپس جاؤ ورنہ ابھی تمکو گرفتار
کرکے لیجائینگے اور اسیر کر دینگے پھر عمر بھر رہائی نہ پاؤگے زندان جادو طلسمی میں سسک کر
مر جاؤگے آصف نامدار نے فرمایا کیا بیہودہ بکتے ہو اگر کچھ دعویٰ ہے تو ہمارے
مقابلے میں آؤ یا تم ہمکو گرفتار کرو یا ہمارے ہاتھ سے اپنے کیے کی سزا پاؤ یہ سنکے
سواروں نے اپنے مرکب آگے بڑھائے لشکر اسلام نے بھی پرے جمائے سب سے پہلے
ساحران غدار آگے بڑھے سحر کرنا شروع کیا شاہزادے نے اسم اعظم پڑھا تاثیر سحر
جاتی رہی ساحر دنگ ہوئے سواروں نے میان سے تلواریں لیں نعرہ کرکے آپڑے
اب تو لشکر اسلام میں بھی سب نے تلواریں کھینچ کے قتل کرنا شروع کیا جو سوار قتل ہوا
سردار اسلام نے گھوڑا اسکا لیا تھوڑی دیر میں سب کو چھانٹ کے ڈالدیا گھوڑے
چھین کے قلعے کی طرف روانہ ہوئے جو ساحر اندر قلعے کے تھے انھوں نے دروازہ
بند کر لیا مگر سرداران اسلام کسکے روکے رک سکتے تھے در قلعہ پر پہونچے اتنی
تلواریں ماریں کہ پھاٹک توڑ کے ڈالدیا شاہزادہ آصف انجم طلعت نام خدا لیکر
اندر داخل ہوئے جو ساحر وہاں باقی رہ گئے تھے سب نے امان طلب کی شاہزادہ نے
قلعہ لیا اور وہ سب آکر قدمبوس ہوئے اطاعت قبول کی آصف نامدار شہ نشین پر تشریف
لائے سب نے آکر عرض کی اے شہریار آپ کے گھوڑے اصطبل میں موجود ہیں
جو لوگ لائے تھے وہ مارے گئے اب غلام تا حیات ہمراہ رکاب ظفر انتساب
رہینگے آصف انجم طلعت نے سب کو تشفی دی اپنے مرکب طلب فرمائے ساحروں
نے گھوڑے حاضر کیے اور گھوڑے جو قلعہ پر موجود تھے حاضر ہوئے مال و
خزانہ وغیرہ شاہزادے نے ملاحظہ فرمایا ساحروں کو بلا کے حکم دیا کہ ہمارے
ملازمین بیرالعجائب کے قریب موجود ہیں اردوگاہ میں بھی وہیں ہیں سب کو اطلاع کرو
کہ یہاں جلد ہی چلے آئیں دیر نہ لگائیں اب ہمکو قیام کرنے کی ضرورت نہیں بہت جلد

طلسم نہ طاق پر جانا ہے یقین ہے ہمارے اور ہمراہی قریب پہونچ گئے ہوں گے ساحروں نے طلسم نہ طاق کا حال سُنا عرض کی اے شہریار کیا آپ طلسم نہ طاق پر جائیے گا آصف نامدار نے فرمایا کہ وہاں جانا ضرور ہے صاحبقران نامدار نے سب سے تاکید فرمائی تھی کہ جلد طلسم پر آنا دیر نہ لگانا ساحروں نے عرض کی کہ اے شہریار طلسم نہ طاق کا راستہ بہت خراب ہے ابھی راہ میں طلسم حیرالعجائب ہے جب اس کو فتح کیجیے تو راستہ صاف ہو یہاں سے آگے بڑھے اور اور راستے خراب ملتے ہیں طلسم نہ طاق کی جتنی راہیں ہیں سب اسی طرح پُر خطر ہیں اوّل تو جس راہ سے جائیے ایک طلسم ضرور ملیگا کوئی راستہ صاف نہیں آصف نامدار نے فرمایا خدا مالک ہے جسطرح یہانتک آئے وہاں بھی پہونچ جائینگے ساحروں نے عرض کی اے شہریار آپ فغفور تاجدار کو طلب فرمایئے وہ اس قلعہ کا حاکم ہے جب آپ کے سرداروں نے دروازہ قلعہ کا توڑ ڈالا تو وہ دہشت سے بھاگ کر چلا گیا یہاں سے پانچ کوس پر ایک گاؤں ہے وہاں جا کر پوشیدہ ہوا ہے اگر وہ آجائیگا تو آپ سے خلاصہ کیفیت طلسم کی عرض کریگا شاہزادے بیٹے فرمایا ہم خود وہاں اپنے سرداروں کو لیکر جائینگے اور اُسکو لے آئینگے اُس روز رات قلعہ میں بسر کی دوسرے دن شاہزادے نے چند سرداروں کو اپنے ہمراہ لیا اور ساحروں سے حکم فرمایا کہ گاؤں تک ہمراہ چلو راستہ بتادو ہم ابھی فغفور تاجدار کو اپنے ہمراہ لائینگے اگر اسلام قبول کریگا تو اُسکو یہاں کا حاکم بنائینگے نہیں تو قتل کر ڈالینگے ساحر ہمراہ ہوے گاؤں میں پہونچے فغفور کو خبر ہوئی اُسنے مقابلہ کرنا اچھا نہ جانا ہاتھ باندھ کر خدمت میں آصف نامدار کی حاضر ہوا شاہزادے نے گلے سے لگایا اپنے ہمراہ لیکر قلعہ میں آیا فغفور نے عرض کی اے شہریار قلعے کے خزانے وغیرہ بھی حضور نے پائے اور جو جو تحفے یہاں موجود تھے وہ سب آپ کے ہاتھ آئے شاہزادے نے جواب دیا کہ جو یہاں کے قلعے کو معلوم تھے وہ سب نے بتادیے باقی کا حال نہیں معلوم فغفور نے سب اسباب قلعے کا آصف نامدار کی خدمت میں حاضر کیا اور عرض کی کہ اب آپ یہ فرمایئے کیا ارادہ ہے آصف والا قدر نے طلسم نہ طاق کا ارادہ ظاہر کیا فغفور نے عرض کی اے شہریار نہ طاق تک جانا آسان نہیں ابھی طلسم حیرالعجائب کو فتح کیجیے پھر تشریف لے جایئے گا جب تک یہ طلسم فتح نہ ہوگا راستہ نہ نکلے گا اور یقین ہے کہ آپکی تشریف آوری کی خبر بادشاہ طلسم کو پہونچ گئی ہو اور اس قلعے کے فتح کرنے کی تمام کیفیت سنی ہو وہ خود آپ سے مقابلہ کرنے پر آمادہ ہوگا دیکھیے بیان کیا واقعہ ہو ابھی جنگ عظیم کا سامنا ہے اس قلعے سے چند ساحر جو آپ کے خوف سے بھاگے ہیں وہ ضرور بادشاہ تک پہونچینگے جب وہ آپ کی تشریف آوری کی خبر پائیگا انتظام کریگا ابھی مرحلہ جات پر لڑائیاں پڑینگی پھر قلعہ ہاے طلسمی سے لشکر ساحران وغیرہ ساحران مقابلے کے واسطے آئیگا طلسم کے بڑے بڑے ساحر جنھوں نے عجائبات وغرائبات اسی دن کے

واسطے بنا رکھے ہین وہ طلسم کی مدد کرینگے پھر لوح طلسم لینے کو جانا ہوگا وہان معرکۂ عظیم کا سامنا ہی طلسم بیرالعجائب کا فتح ہونا آسان نہین ہی ابھی تو دیکھیے یہانسے پچاس کوس پر مرحلۂ اول ہی وہان تک جانا اُسکا فتح کرنا امر عظیم ہی اور یقین ہی جب سرہنگ شعلہ نفس کو اس قلعے کے ساحر خبر دینگے تو وہ ضرور اُسی مرحلہ کے سردارون کو حکم بھیجے گا کہ تم جاؤ اور مقابلہ کرو وہانکا حاکم فرود پلنگ سوار جادو ہی اُسکے لشکر کے جسقدر سردار ہین سب شیرون پر سوار ہوکر دغا کرتے ہین کئی لاکھ ساحر اور کئی ہزار غیر ساحر اُس مرحلے پر موجود ہین اور فرود پلنگ سوار کے عجائبات سحر اسکے علاوہ ہین اس مرحلے کے بعد اور بہت سے مرحلے سخت و صعب ہین مگر ساتوان مرحلہ اس طلسم کا جسکا نام مرحلۂ ہیبت ہی بہت سخت مرحلہ ہی وہان کا سردار ہیبت فیل دندان ہی اُسنے اپنے مرحلے پر ایسے عجائبات سحر بنائے ہین کہ کوئی ساحر بھی وہانتک نہین جاسکتا اِسکے بعد اور ایک مقام بہت سخت ہی وہ قلعہ باب العجائب ہی وہان بھی عجائبات سحر اور آفات و بلیات کا مجمع ہی پھر گنجینۂ طلسم معدوم ہی اور وہین سے مقام لوح کا راستہ ہی اسی طرح اور دو چار مقام بھی اس طلسم مین ایسے ہین جو بہت پُرخطر ہین وہانسے گذرنا اور ان سب کو فتح کرنا بڑا کام ہی جب لوح ہاتھ آجائے تو خاص طلسم مین دخل ہو یہان کے عجائبات و غرائبات امکانِ بیان سے باہر ہین بے لوح کوئی جا نہین سکتا اور لوح کا بھی لینا غیر ممکن ہی اسواسطے کہ ساحران مکار دھوکا دیتے ہین بہت تیز ہین ملکہ سبز پوش گلچہرہ عارض کے پاس ایک ہزار عیار بچہ موجود ہی کاہن طلسم نے جو جو حکم اُس طلسم کے باب مین لکھے تھے اُن سب کا انتظام بادشاہ طلسم نے کر رکھا ہی منجملہ اور احکامات کے ایک یہ بھی حکم تھا کہ جب طلسم کشا بے اصلی داخل طلسم ہوگا تو اسکے ہمراہ ایک عیار طرار آئیگا اور وہ ایسے ایسے مغالطے دیگا کہ ساحران نامی وگرامی اس سے عاجز ہونگے اسی واسطے ایک ہزار عیار بچے ملازم طلسم ہی اور ان سب کا اختیار ملکہ سبز پوش صبیحہ عارض دختر بادشاہ کو ہی ملکہ سحر و ساحری مین یکتائے روزگار ہی ان عیار بچون کے علاوہ اور ساحر بھی بلا کی عیاری کرتے ہین خاص طلسم مین بہت سے ساحر سمادھ مین بیٹھے رہتے ہین اور وہ اسی دن کے منتظر ہین کہ جب طلسم کشا یہان آئے تو ہمکو جگا دینا اُسکے جو مندر بنے ہین وہان لوگ جاتے ہین اُنکی پرستش کرتے ہین وہ لوگ بزرگان دین کہلاتے ہین اُنکے واسطے ایک دن یہان بہت بڑا مجمع ہوتا ہے اس روز طلسم بھر کے باشندے یکجا جمع ہوتے ہین بادشاہ طلسم خود بھی اُس میلے مین شریک ہوتا ہی اور اور طلسمون کے بھی سلاطین آتے ہین اسما دھون پر جاتے ہین لاکھون روپئے چڑھاتے ہین ایک مقام اس طلسم مین مشہور ہی ایوان خواب اُسکا نام ہے وہان سنجاب رو ملیق تن ایک ساحر زبردست ہی معروف خواب رہتا ہی سال بھر کے بعد یکایک اُس مکان کا کُھلتا ہی اور سنجاب رو ملیق تن بیدار ہوکر باہر آتا ہی لوگ اُسکی ملاقات کو جاتے ہین خود بادشاہ بھی وہان موجود ہوتا ہی اسے شہریار

اس قدر مجمع ہوتا ہی کہ ہزارون آدمی اُسکے دیدار سے محروم رہجاتے ہین وہ ایک
ماہ شبانہ روز بیدار رہتا ہی پھر جاکے سو رہتا ہی گیارہ ماہ کے بعد پھر جاگتا ہے سُنا
جاتا ہی کہ وہ ساحر ایسا ہی کہ اُسکے جسم پہ تیغ و تیر و خنجر کوئی آلۂ حرب اثر نہین کرتا روئین
تن ہی وہ بھی اس طلسم کا مددگار مشہور ہی اُسکے علاوہ سرشار قوی ساعد اس طلسم
مین ایک پہلوان ہی اُسکو بھی روئین تن ہونے کا دعویٰ ہی ایک لاکھ شاگرد اُسکے
ہمراہ ہین اور سب روئین تن کا دعوے کرتے ہین بلکہ شاہ طلسم ان لوگون کی بہت
کچھ خاطر کرتا ہی ایک لاکھ کرگدن اُنکی سواری کے واسطے ہی قلعۂ آہنی اُنکے
لیے بنایا گیا ہی وہان سب لوگ رہتے ہین اُنکے واسطے بادشاہ کا حکم ہی کہ اگر اُنکا کوئی
خادم بھی ہمارے پاس آئے کوئی اُسکو نہ روکے اگر یہ لوگ کسی کو جان سے مار ڈالین تو مجرم
قرار نہین دیے جا سکتے خزانے سے جسوقت جسقدر روپیہ چاہین بلا حکم ہمارے
لے جاہین اُنکو اجازت کی ضرورت نہین اسی طرح بہت سی باتین اُنکو معاف ہین
سرشار کو بادشاہ اپنے برابر بٹھاتے ہین جب وہ جاتا ہی بہت خاطر سے پیش آتے ہین
اگرچہ یہ لوگ ساحر نہین مگر اُنکو دیکھکر ساحرون کے دم بند ہوتے ہین اُنسے آج تک
کسی نے مقابلہ نہین کیا اور کیونکر کرتا اُن پر سحر اثر نہین کرتا قوت کی یہ کیفیت ہی کہ
سرشار نے بارہا بادشاہ کے سامنے پہاڑون سے ٹکر لڑائی ٹکڑے اُڑا دیے ایسے
لوگ کہان ممکن ہوتے ہین اے شہریار اسی طرح اُس طلسم مین بہت سی باتین ہین
جنھین کہانتک عرض کرون آپ جب تشریف لیجائینگے خود آپ کو سب حالات معلوم
ہو جائینگے آصف انجم طلعت فغفور تاجدار کی تقریر سنکر مسکرائے فرمایا اے فغفور
مجکو ابھی ہم لوگون کے حالات سے آگاہی نہین ہی جب معرکہ پڑیگا اُسوقت حال کھل
جائیگا اگر فضل خدا شامل حال ہی تو سب کو زیر کرینگے فغفور نے عرض کی اے
شہریار یہ نہ فرمایے کہ مجکو آپ کے حالات سے آگاہی نہین کہتا ہون مین آپ کی بہادریان
درج ہین آپ کے خاندان کی کیفیت شجاعت سے غلام اچھی طرح آگاہ ہی جو جو کام کیے
لوگون سے ہوئے دوسرا نہین کرسکتا شجاعت آپ کے خاندان پر ختم ہی ضرور آپ اس
طلسم کو فتح کرینگے اگر مین آگاہ نہ ہوتا تو قلعہ چھوڑ کے یہانتک نہ آتا جسدن ساحران
غدار آپ کے لشکر سے گھوڑے لائے مین نے دریافت کیا کہ یہ گھوڑے کسکے
لشکر کے ہین ساحرون نے آپ کا نام نامی بتا دیا مجکو خیال آیا مین نے اُسیوقت سبسے
کہدیا تھا کہ تم لوگون نے اچھا نہ کیا اب خیریت نظر نہین آتی دیکھون کیا آفت برپا ہوتی ہی
اگر ان لوگون کو کچھ خیال ہوا تو سب کا جینا محال ہوا آخر وہی بات ہوئی کہ آپ
یہان تشریف لائے اور ساحران غدار کو قتل کیا اگر وہ گھوڑے آپ کے نہ بھی
لاتے تو بھی اس طلسم میں آپ کو مقابلہ کرنا پڑتا کیونکہ نہ طاق کی راہ یہی ہی جبتک
یہ طلسم فتح نہ ہوگا راستہ نہ ملیگا اب حضور کی جو مرضی ہو ارشاد فرمائین غلام بسرو چشم

بجا لائیں آصف نامدار نے فرمایا اے فغفور زنگوبیان کی حکومت مبارک ہو
میں جانب طلسم جاؤنگا مجھکو بیشک طلسم تزطاق پر جانا ہی فغفور نے ہاتھ باندھ کر عرض کی
اے شہریار یہ غیر ممکن ہی کہ میں یہاں رہوں اور ہمراہ رکاب نہ چلوں آصف والا
قدر نے بہت بچایا مگر فغفور نے نہ مانا مجبور ہو کے شاہزادے نے فرمایا اچھا تمہیں اختیار
ہی میں کل یہانسے روانہ ہونگا فغفور نے عرض کی اے شہریار ایک ہفتہ آپ
یہاں قیام فرمائیں میں کچھ ساحروں کو برائے خبر روانہ کرتا ہوں دیکھوں جو ساحر یہانسے
بھاگ کے گئے ہیں انکی کیا کیفیت ہوئی طلسم میں جانے پائے یا کہ نمرود پلنگ
سوار نے انکو روک لیا کچھ انتظام جنگ کیا ہی جب کہ وہاں سے خبر آجاے تو پھر
چلنا یہانسے مناسب ہی آصف نامدار کو بھی یہ راے پسند آئی فرمایا اب اس کام
میں تاخیر نہ کرو جلد ساحروں کو وہاں بھیجو فغفور نے اسی وقت چند ساحروں کو
بلایا کہا تم پوشیدہ ہو کے مرحلۂ نمرود پر جاؤ وہانسے خبر لاؤ دیکھو نمرود کو اس کی
اطلاع ہوئی یا نہیں ساحر اسی وقت روانہ ہوے کہ ذکر انکا وقت پر آئیگا اب
کیفیت ان ساحروں کی عرض کی جاتی ہی جو بعد شکست قلعہ جانب طلسم روانہ ہوے
تھے یہ لوگ جو قلعے سے بھاگے تو دو دن کے بعد مرحلۂ نمرود پر پہونچے قریب قلعہ جا کر
دم لیا وہاں کے لوگوں نے ان کو دیکھا پہچانا کہا تم پر کیا مصیبت پڑی جو اس طرح بد
حواس بھاگتے ہو ان ساحروں نے جواب دیا کہ ہماری کیفیت نہ پوچھو ایک شخص
آصف انجم طلعت آیا اور اس نے قلعہ کو فتح کیا فغفور تاجدار کا پتا نہیں کہ کیا ہوے
جب ہمنے کوئی صورت اپنی جان بچنے کی نہ دیکھی مجبور ہو کر فرار پر قرار کیا اب
اسی طرح طلسم تک جا پہنچے اور بادشاہ کو اپنی حالت دکھا دینگے وہی جب کچھ حکم دیںگے
تو آصف قتل ہوگا ورنہ ساحروں کی مجال نہیں جو اس سے مقابلہ کریں سحر اس پر
تاثیر نہیں کرتا زور آزمائی میں کوئی اسکا ہم نبرد دکھائی نہیں دیتا قلعے کے لوگوں
نے ان ساحروں سے کہا کہ ٹھہر جاؤ ہم تمھاری اطلاع بادشاہ سے کرتے ہیں
آخر وہ بھی اس طلسم کے متعین ہیں تمھارا خاص طلسم میں جانا اور بادشاہ سے یہ
کیفیت بیان کرنا مناسب وقت نہیں ابھی تو ہم لوگ موجود ہیں آصف انجم
طلعت کی کیا مجال جو قدم آگے بڑھا سکے اور فتاحی طلسم کا خیال دل میں
لا سکے فغفور تاجدار کو سحر میں اسقدر مہارت نہ تھی وہ وہاں قلعے کی آبادی
کے واسطے مقرر تھے اصلی سرحد طلسم کی ہمارے یہانسے شروع ہی اور ہم لوگ
طلسم کے ساحر کہلاتے ہیں فغفور نے اگر قبضہ دے دیا تو اچھا نہ کیا مگر وہ بھی
مجبور تھے کیا کرتے سحر و ساحری انکو کچھ ایسی معلومات نہیں تھی کہ مقابلہ
کرتے معلوم ہوا کہ جو شخص آیا ہی اسکے ہمراہ کوئی ساحر ہی وہ اپنے سحر کے
زور سے دوسرے کے سحر کو فروغ نہیں ہونے دیتا ہی اور اپنے تئیں پوشیدہ

رکھکر سحر کرتا ہی مصلحت ظاہر ہوتا ہمارا جاتا ہی مگر بہلو گون سے مقابلے مین کیا سحر کرینگا
سب حال کھل جائیگا ہمارے ہاتھ سے امان نہ پائے گا فراری ساحرون نے جو
یہ تقریر سنی کسی قدر انکی خاطر جمع ہوئی کہا اچھا ہم اپنا ارادہ فسخ کرتے ہین تم لوگ
جاکر ہماری اطلاع اپنے حاکم سے کرو دیکھو وہ کیا کہتے ہین ساحرون نے ان
لوگون کو وہین ٹھہرایا اور خود جاکر نمرود پلنگ سوار کو خبر دی نمرود اسوقت
اپنے دربار مین بیٹھا تھا گرد اسکے ساحران مکار جمع تھے اُسنے جو یہ خبر سنی
کہا اُن ساحرون کو میرے سامنے لاؤ مین ابھی اسکا بندوبست کرتا ہون کسکی
مجال ہی جو طلسم بیرالعجائب کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھ سکے ساحر باہر آئے اور
ان فراری ساحرون کو اپنے ہمراہ لیکر نمرود پلنگ سوار کے سامنے پہونچے
نمرود نے ان ساحرون کو دیکھکر کہا بابا رے کیا واقعہ ہی بیان کرو ان لوگون نے
سب کیفیت سنائی نمرود نے کہا فغفور کا پتا نہین بتاتے کہ وہ کہان ہے
ساحرون نے کہا اُسکے حال سے ہم آگاہ نہین جب تک وہ وہان موجود رہے
ہم لوگون کے بھی قدم نہین ہٹے جب ہمنے اُنکو نہین پایا تو مجبور ہوکر اسطرف
بھاگ آئے نمرود نے کہا اگر فغفور تے لڑبھڑ کر جان دی تو حق نمک سے
ادا ہوا اُسکی اولاد مدام پرورش پاتی رہے گی اور اگر وہ بھی تمہاری طرح
جان بچا کر بھاگا تو جہان اُسکا پتا لگے گا اسیر کرکے بلا یا جائے گا اور بہت ذلت
خواری سے قتل ہوگا ساحرون نے جو نمرود کو غصے مین دیکھا ہاتھ باندھ کر
عرض کی اے شہنشاہ ہم لوگون کی کچھ خطا نہین ہی اگرچہ ہم اُنکی موجودگی مین بھاگ
آتے تو البتہ آپ کے خطاوار تھے مگر کیا کرین جب ہمنے اپنے سردار کو نہ پایا تو
کیا کر سکتے تھے نمرود نے جواب دیا مجکو تم لوگون سے شکایت نہین نہ تمہارے
واسطے کوئی سزا ہو سکتی ہی تم اگرچہ بھاگے بھی تو ہمارے پاس آئے اور فغفور نے
تو غضب کیا اگر اُسکو بھاگنا ہی منظور رہتا تو وہ بھی ہمارے پاس آتا جسقدر ضرورت
ہوتی مدد ہمسے پہنچاتا اگر اُسے وہان جانے سے انکار ہوتا تو ہم اور کسی سردار کو
اُسطرف روانہ کرتے آصف کو اسیر کرا منگاتے اچھا تم لوگ ٹھہرو مین ابھی اسکو
دریافت کرتا ہون کہ اب آصف انجم طلعت کہانتک آیا ہی اور اُسکا کیا ارادہ
معلوم ہوتا ہی اور اُسکو بلا سبب یہان کے آنے کی کیا ضرورت تھی کون لیکر آیا اور کسنے
اُسکو راستہ بتایا ساحرون نے جواب دیا ہم اس راز سے اس قدر آگاہ ہین کہ وہ
لشکر لیکر آیا اور میدان مین اُس نے خیمہ وغیرہ آراستہ کرائے رات کو نگہبان قلعہ
اُسکے لشکر سے تھوڑے جدا لائے اُسکے تیسرے دن یک بیک وہ بیرالعجائب
مین داخل ہوا سب نے قلعے پر سے اُسکو آتے ہوے دیکھا جو جو لوگ موجود
تھے اُنکو کمال حیرت ہوئی کہ یہ کیونکر یہانتک آیا اور کسنے اسکو راستہ بتایا اُسکے

روکنے کو کچھ لوگ گئے اُسنے اُن سب سے مقابلہ کیا ساحرون نے اپنے اپنے
سحر کیے مگر کسی کے سحر نے تاثیر نہ کی سب مجبور ہو گئے اُسنے ایک دم مین سب کو
تیغ کے گھاٹ اُتار دیا قلعہ زبردستی چھین لیا اب قلعے مین مقیم ہوگا سب مال واسباب
قلعہ اُسکے قبضے مین آیا ہوگا یقین ہی بہت سے ساحرون نے اُسکی اطاعت قبول کی
ہوگی اُنھون نے جو خزانہ پوشیدہ ہین وہ بتا دیے ہون گے اب بھلا وہ کیا کوئی
چیز وہان چھوڑیگا سب اپنے قبضے مین کر کے وہان سے روانہ ہوگا نمرود نے
جواب دیا یہ خیال خام ہی آصف کی اتنی مجال نہین جو قلعۂ طلسم کو فتح کرے
مال وخزانہ اپنے تحت وتصرف مین کیا تو ضرور کسی ساحر کی شرکت ہوگی اُسنے اپنے
تئین ظاہر نہین کیا پوشیدہ رکھا سب کے سحر بیکار کر دیے آصف کو فتح دلا دی
اچھا مین ابھی اپنے یہان سے ایک سردار کو روانہ کرتا ہون وہ جا کر آصف سے
مقابلہ کریگا جو ساحر اُسکی امداد کرتا ہی اُسکو بھی دیکھیگا اسیر کر لائیگا اور آصف کا
سب لشکر بھی قید ہو جائے گا اگر اس انتظام مین تاخیر کرونگا تو بڑائی ہو گی ایسا نہو
وہ مال وخزانہ لیکر روانہ ہو تو پھر اُسکا پتہ لگانا بڑی مشکل ہی اگرچہ جب بھی جیتا
بچ کے نہین جا سکیگا مگر کیا ضرورت ہے اگر بادشاہ کو اس حال کی خبر ہو گئی تو انکین
خیال ہوگا کہ ففقور تو تھا ایک نگہبان کے تھا مگر نمرود نے بھی ایسے وقت
مین مدد نہ کی کچھ خبر نہ لی گو مجھے شکایت نہین کرینگے مگر پھر بھی اُنھین خیال ہوگا
اِس سے مناسب یہی کہ جلد اسکی تدبیر کی جائے یہ کہکے سامنے کرسی پر ایک ساحر
بیٹھا تھا اُسکی طرف مخاطب ہوا کہا اے محراب جادو تم اپنے شاگردون کو لیکر
جاؤ اور آصف انجم طلعت کو اسیر کر کے لے آؤ دیکھو اِس کام مین تاخیر نہ کرنا
محراب نے کہا آپ کے ارشاد کی تعمیل مین مجھسے ہرگز تاخیر نہ ہوگی صرف وہان تک
پہونچ جاؤن پھر فوراً اسیر کر کے حاضر دربار کرونگا یہ کہکے محراب اپنی جگہ سے
اُٹھا سلام کر کے رخصت ہوا جو ساحر وہان سے بھاگ آئے تھے اُنکو بھی ہمراہ لیا
باہر آ کے اپنے شاگردون کو اطلاع کرائی اسکا ایک ہزار شاگرد تھا اُسی وقت
سب اسکے پاس آئے سلام کیا کہا آپ نے اِس وقت ہم لوگون کو کیون
یاد فرمایا محراب نے جواب دیا کہ شہنشاہ نمرود پلنگ سوار نے حکم دیا ہی
کہ مین قلعۂ ففقور جادو پر جاؤن اور وہان ایک شخص آصف انجم طلعت آیا ہے
اُس نے بہت فساد پھیلایا ہی ففقور جادو اُسکے خوف سے کہین بھاگ گیا ہی اُس نے
قلعے پر قبضہ کیا ہی مین اُسکو اسیر کر کے یہان لاؤن شاگردون نے کہا کہ چشم
ہم لوگ آپ کے ہمراہ رکاب مین تشریف لے چلیے محراب نے اُسیوقت اپنی سواری
طلب کی اسکے ملازم ایک شیر ہیبت زنجیرون سے جکڑ کر لائے محراب اُس
شیر پر سوار ہوا شاگردون کو پیدل ہمراہ لیا ساحر بھی اسکے ہمراہ ہو

یہ جانب قلعۂ فغفور جادو روانہ ہوا کہ ذکر اسکا وقت پر کیا جائے گا اب کیفیت ان ساحرون کی بیان کی جاتی ہی جنکو فغفور تاجدار نے خبر لینے کو روانہ کیا تھا جب ان لوگون کو دو روز راہ طے کرتے ہین گذری تو تھک کے سب نے آپس مین مشورہ کیا کہ سامنے جو صحرا نظر آتا ہی وہان اشجار سایہ دار بہت معلوم ہوتے ہین چلو تھوڑی دیر وہان ٹھہر کر دم لین پھر آگے بڑھین یہ صلاح کرکے سب اُس صحرا کی طرف متوجہ ہوئے درختون کے قریب جاکر جو نگاہ بھرکے دیکھا محراب مع اپنے شاگردون کے وہان ٹہل رہا ہی ساحر اُسکو اچھی طرح پہچانتے تھے اسکے قریب گئے سلام کیا محراب نے جواب دیکر کہا تم لوگ کہان جاتے ہو کچھ کیفیت اپنے قلعہ کی بیان کرو اُنھون نے سب حال بیان کیا مگر فغفور تاجدار کی کیفیت پوشیدہ کی انکے ساتھ کے اور ساحر جو محراب سے ہمراہ تھے اُنھون نے کہا تم لوگ کہان پوشیدہ تھے جو اب تک چھپے رہے ان ساحرون نے جواب دیا کہ ہمین فغفور جادو کی تلاش تھی اُنھین کو ڈھونڈتے پھرتے تھے اگر وہ ہم کو ملجاتے تو اُنھین پھر آمادہ کرتے اور آصف انجم طلعت سے مقابلہ کرکے اُسکو اسیر کرلیتے ساحرون نے کہا کہ پھر فغفور کا پتہ نہین پایا ساحرون نے کہا ابھی تک نہین معلوم ہوا محراب نے کہا اب تم لوگ اُسکی تلاش نہ کرو ہمارے ہمراہ چلو ہم اسی واسطے جاتے ہین فغفور کو گرفتار کرکے لینگے اور آصف انجم طلعت کو بھی اسیر کرینگے ہمکو نمرود پلنگ سوار نے اسی طرف روانہ فرمایا ہی تم لوگ بھی ہمارے ہمراہ چلو ساحرون نے اسکا کہنا مطلق قبول کیا تھوڑی دیر اسکے ساتھ وہان رہے اور اچھی طرح سب کیفیت دریافت کی پھر اسکی آنکھ بچاکر غائب ہوئے اور اپنے قلعے کی جانب بھاگے دو روز کا راستہ اُسی دن طے کیا گھبرائے ہوئے قلعے مین آئے فغفور جادو کے پاس جاکر کہا آپ یہان کس خیال مین بیٹھے ہین غضب ہوا محراب مع اپنے شاگردون کے آتا ہی اُسکو نمرود پلنگ سوار نے اسواسطے بھیجا ہی کہ فغفور تاجدار اور آصف انجم طلعت کو مع لشکر گرفتار کرلاؤ فغفور نے جواب دیا تم نہ گھبراؤ مین ابھی جاتا ہون شہریار سے عرض کردونگا محراب کی کیا مجال جو مجکو گرفتار کرسکے بادشاہزادہ والاجاہ سے آنکھ ملاسکے یہ کہکے فغفور تاجدار اپنی جگہ سے اُٹھا اور آصف انجم طلعت کی خدمت مین حاضر ہوا عرض کی بندے شہریار وہ ساحر جو برائے خبر روانہ کیے گئے تھے اِسوقت آئے ہین اور یہ خبر لائے ہین کہ نمرود پلنگ سوار کو یہان کی خبر ہوئی اُسنے اپنے ایک افسر فوج کو روانہ کیا ہے وہ اپنے ایک ہزار شاگرد ہمراہ لیکر آیا ہی اب وہ جنگ کا پیام دیگا جو حضور ارشاد فرمائین وہ انتظام کیا جائے شاہزادۂ والاجاہ نے فرمایا ابھی تو وہ بہت دور ہے جب یہان آئیگا اُسوقت دیکھا جائیگا مقابلہ کیجائیگا تو اُس سے لڑینگے اور اگر اُسنے

اسلام قبول کیا تو چھوڑ دیئے فغفور نے عرض کی اے شہریار نمرود کے یہان جسقدر ساحر ہین سب مکار و غدار ہین اور سب سیاہ قلب ہین اُن لوگون کے دلون سے نور ایمان کا جلوہ نمایان ہونا غیر ممکن ہی سب کافر ہین آصف والاقدر نے فرمایا تو اُنکو ہماری تلوار سے پناہ ملنا بھی دشوار ہی سب کو قتل کرونگا تھوڑی دیر یہی گفتگو رہی جب رات زیادہ آئی سب نے عرض کی اے شہریار اب رات بہت آئی ہی مناسب وقت ہی کہ آپ آرام فرمائین آصف انجم طلعت نے سب کو رخصت کیا خود خوابگاہ مین تشریف لاے آرام فرمایا نصف شب ابھی گذرنے پائی تھی بعض بعض لوگ اپنے بستر خواب پہ بیدار تھے کہ ایک غل ہوا سب سرداراسلام اُٹھ بیٹھے نہروان بن عمرو نے عرض کی کہ جس ساحر کے آنے کی خبر تھی وہ قلعے مین داخل ہوا ہی اور اس طرف آتا ہے دربانون نے اُسکو روکا تھا اُسنے دربانون کو قتل کیا عنقریب یہان پہونچ جائیگا یہ سنکر شاہزادے نے صرف تلوار اُٹھالی اور بستر خواب سے اُٹھ کے باہر تشریف لاے دیکھا ایک ساحر قوی ہیکل ایک شیر پہ سوار عقب مین بہت سے پیدل لیے ہوے اندر آتا ہی آصف والاقدر نے للکار کر کہا تو کون ہی وہین ٹھہر جا خبردار قدم آگے نہ بڑھانا اُس ساحر نے جواب دیا کہ مین محراب جادو ہون اور نمرود پلنگ سوار نے مجھکو بھیجا ہی مین ابھی سب کو گرفتار کرکے لیجاؤنگا اے شخص کیا آصف انجم طلعت تیرا ہی نام ہی شاہزادے نے فرمایا خموش رہ جو کہتا ہون اُسکو قبول کر قدم آگے نہ بڑھا لاف و گزاف زبان پہ نہ لا محراب یہ سنکر جھپٹ پڑا کہ تیغ نکال کے چاہتا تھا کہ شاہزادے پہ وار کرے آصف انجم طلعت نے کلائی اُسکی پکڑ کے اس زور سے ایک طمانچہ مارا کہ سر اُسکا اُڑ گیا اُسکے مرتے ہی آندھی چلی تاریکی چھاگئی سنگ باری برف باری ہونے لگی بڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرا نامم محراب جادو بود اسکے مرنے کی جو صدا بلند ہوئی شاگرد اسکے گھبرا کے تلوارین کھینچ کھینچ کر آمادۂ جنگ ہوے سحر کرنا بھی شروع کیا یہان شاہزادۂ والاجاہ نے اسم اعظم پڑھا سرداران اسلام بھی آگئے تھے تھوڑی دیر مین سب کو ٹکڑے کرکے ڈالدیا جو لوگ بچے اُنھون نے اطاعت قبول کی امان طلب کی شاہزادے نے تلوار روکی سب کو امان دی وہ لوگ آکے قدمبوس ہوے شاہزادہ سب کو اپنے ہمراہ نشستگاہ مین تشریف دیا فغفور جادو نے آتے ہی قدم چوم لیے عرض کی اے شہریار دنیا مین سوا آپ لوگون کے یہ بات دوسرے کو حاصل نہین یہ بڑا ساحر نامی تھا اور نمرود پلنگ سوار کو اسکی ہمت وجرأت دسحر پہ بڑا ناز تھا اب جب اسکے مرنے کی خبر جائے گی تو نمرود

خود اسطرف آنے کا ارادہ کریگا آصف نامدار نے فرمایا اب ہمکو اسکے انتظار
کی ضرورت نہین ہم خود اُسطرف جاینگے اور اُسکو یہ پیام بھیجینگے کہ اگر تجکو دین
اسلام قبول کرنا ہی تو ہمارے پاس آ اور اگر اس سے انکار ہی تو اپنی جان سے
ہاتھ دھو فغفور نے عرض کی جو رائے اقدس مین آئے بہت مناسب ہی
وہ شب اسی گفتگو مین بسر ہوئی صبح کو شاہزادے نے حکم دیا کہ سب لوگ
کوچ کی تیاری کرین ہم آج کی شب اور یہان قیام کرینگے اور کل جانب مرحلۂ
نمرود پلنگ سوار روانہ ہون گے یہ حکم سنتے ہی لشکر مین کوچ کی تیاریان ہونے
لگین دوسرے روز علی الصباح لشکر گران ہمراہ لیکر شاہزادۂ آصف انجم طلعت نے
مرحلۂ نمرود پلنگ سوار کی طرف کوچ کیا اسکا ذکر وقت پر آئے گا اب کچھ کیفیت
نمرود پلنگ سوار کی عرض کی جاتی ہی کہ جب اسنے محراب کو روانہ کیا تو دو روز
اسکے آنیکا انتظار رہا تیسرے دن نمرود نے کہا تعجب کی بات ہی کہ اب
تک محراب واپس نہین آیا نہ اُسکی کچھ خبر معلوم ہوئی نہین معلوم اُس پر کیا کیفیت
گذری اگر مقابلہ کی نوبت ہوا اس سے تو میری خاطر جمع ہی کہ کوئی اُسکو گزند نہین
پہونچا سکتا معلوم ہوتا ہی آصف انجم طلعت مال مفرّانہ قلعے سے لیکر کسی جانب
روانہ ہوا ہو گا اُسکے تعاقب مین محراب بھی پہونچکے دور نکل گیا یقین ہی جلد آجائیگا
عرصہ نہ لگائیگا مین نے اُسکو تاکید کا حکم دیا تھا اور چلتے وقت بھی یہ کہدیا تھا کہ
جسطرح ہو جلد واپس آنا بہت عرصہ نہ لگانا اُسنے بھی مجھسے وعدہ کیا تھا مناسب
یہ ہی کہ یہانسے دو ساحر جائین اور پھر اُسکی خبر لائین اُسیوقت اسنے ساحرونکو
بلایا اور قلعۂ فغفور کی جانب روانہ کیا ساحر دو روز کے بعد واپس آئے اور
نمرود کے پاس جاکر رونا شروع کیا نمرود نے کہا ارے خیر تو ہی اپنے رونیکا
سبب بیان کرو ساحرون نے کہا اے شہنشاہ محراب جادو قتل ہوا اور
اُسکے سب ہمراہی بھی کام آئے دو چار سو جو زندہ بچے وہ مسلمان ہوگئے
اب سب آصف انجم طلعت کے ہمراہ اِس طرف آتے ہین فغفور تاجدار بھی
ہمراہ ہی آصف انجم طلعت نے محراب کو قتل کیا یہ سُننا تھا کہ نمرود پلنگ
سوار کی آنکھون مین خون اُتر آیا سر سے تاج پھینک دیا اور کہا ارے آصف
انجم طلعت انسان ہی یا از قسم جنی جان ہی اُسنے بڑا غضب کیا قلعۂ فغفور کو
اس طرح چھین لیا اور محراب کی جان مفت لی عجب طرح کا آدمی ہی سب
کہتے ہین وہ ساحر نہین مگر اُسکے لشکر مین کوئی ایسا زبردست ساحر موجود ہی جو
ساحرون کے سحر کو رد کرتا ہی اور در پردہ اسکی مدد کرتا ہی اب کسی کے
جانے سے کچھ نہ ہوگا صبح کو مین خود مع اپنے تمام لشکر کے اُسکے مقابلے کو
جاؤنگا اور ایک پل بھر مین اسکو اسیر کر لاؤنگا یہ کہکے اُسنے اُسیوقت اپنے ملازمین کو

بلایا اور سب کو حکم دیا کہ آج شب کو ہمارے لشکر مین سب کوچ کی تیاری کرین صبح کو مین خود جاؤنگا اور آصف انجم طلعت کو اسیر کرکے لاؤنگا ساحر وغیر ساحر سب میرے ہمراہ جاینگے اچھی طرح سے اسباب سحر درست رہے ضرور ہے کہ آصف کے ہمراہ کوئی ساحر زبردست ہی مین کل سحر کرکے اُسکو شکست دونگا اور سب کو باندھ لونگا یہ خبر سنکر اسکے لشکر مین اُسی وقت سے تیاری ہونے لگی صبح ہوتے تک سب لوگ مسلح مکمل ہوکر اسکے دروازے پر پہونچ گئے نمرود پلنگ سوار مکان سے باہر آیا اپنا شیر منگایا اسباب سحر سے اسقدر آراستہ تھا کہ اسکے ہمراہی کہتے تھے آج اگر ہمارے شہنشاہ چاہین تو دنیا بھر کے ساحرون کو اسیر کرلین جو جو ہوا خواہ اسکی تعریف کرتے تھے یہ اور نازان ہوتا تھا جب اسکے ملازمین شیر لیکر آئے نمرود شیر پر سوار ہوا عقب مین بیشمار شیر سوارون کا لشکر لیکر روانہ ہوا ابھی قلعے سے قریب پانچ کوس کے آیا تھا کہ سامنے سے آمد لشکر کے آثار معلوم ہوئے نمرود پلنگ سوار نے کہا معلوم ہوتا ہی آصف انجم طلعت اس طرف آتا ہی اسنے غضنفر تاجدار کو کیا اپنا مطیع کیا اور محراب اسکے ہاتھ سے کیا قتل ہو گیا کہ اسے دعوی طلسم کشائی پیدا ہوا ہی اب میرے مرحلے کی طرف آتا ہی دیکھو میرے یہان سے کوئی اُسکے پاس جاے اور میرا یہ پیام اُس تک پہونچاے کہ اے آصف انجم طلعت تم واقعی بہادر ہو اور مجکو تمھاری جوانمردی پر رحم آتا ہی اچھی بات تھی جو تم میری اطاعت قبول کرتے اور اپنے ارادہ سے باز آتے مین تمکو ہمراہ لیجاتا اور بادشاہ سے تمھاری تقصیر معاف کرا دیتا تمھین لشکر کی سپہ سالاری مل جاتی اور اگر اپنے ارادہ سے باز نہ آؤگے تو میرے ہاتھ سے مارے جاؤگے یہ لشکر جو تمھارے ہمراہ ہی کام نہ آئیگا سب کو قتل کر ڈالونگا مجکو سحر مین بھی اتنی قوت حاصل ہی کہ اگر چاہون تو ایک اشارے سے بڑے بڑے ساحرون کو بیجان کردون اور قوت بھی مجھ مین اتنی ہی کہ بڑے بڑے پہلوان میرے مقابلے مین آتے ہوئے تھراتے ہین اس سے بہتر یہ ہی کہ مجھسے مقابلہ نہ کرو اور کہنا مان لو تم کسی طرح مجھسے لڑکر عہدہ بر آ نہ ہو اس سمجھانے کو قبول کرو اور میرے پاس چلے آؤ اسکے ہمراہیون نے کہا اے شہنشاہ آپ کی راے بہت مناسب ہی جس کسی کو حکم ہو وہ جائے اور آپ کا پیام پہونچاے نمرود نے ایک ساحر کی طرف اشارہ کیا کہ تم جاؤ اور جلد اسکا جواب لیکر میرے پاس واپس آؤ اگر وہ کہنا قبول کرے اپنے ساتھ لیتے آنا ورنہ کہدینا کہ اب دیر نہ کرو اسی وقت ہمارے تمھارے مقابلہ ہو جانے ساحر یہ بات سنکے روانہ ہوا لشکر بھی قریب آچکا تھا ساحر نے بڑھکے آصف انجم طلعت سے کہا مجھے کچھ آپ سے عرض کرنے کی

ضرورت ہو شاہزادے نے جو اسکے چہرے کی طرف نگاہ کی اور ساحر پر رُعب
طاری ہوا کانپنے لگا شاہزادے نے جو اسکی یہ حالت ملاحظہ فرمائی ارشاد کیا کہ
تم نہ ڈرو تم ایلچی ہو جو کچھ پیغام لائے ہو مجھسے بیان کرو ساحر نے ہاتھ باندھ کر عرض
کی اے شہریار میری مجال نہیں جو زبان پر لاؤں ہمزود پلنگ سوار نے کہا ہی
کہ آپ ہم سے ملجائیں اور جنگ وجدال کو موقوف فرمائیں ہم آپ کو بادشاہ طلسم کے
پاس لے جائینگے وہاں سے عہدہ جلیل دلائینگے آصف انجم طلعت نے تیوری
چڑھائی جواب دیا کہ ہمزود پلنگ سوار دیوانہ ہو کہدینا کہ اگر تجھے اپنی جان عزیز ہی
تو میرے پاس آؤ اور دین اسلام قبول کرو ورنہ جسطرح میں نے محراب کو ہلاک
کیا ہی وہی حال تیرا بھی کرونگا اور بادشاہ طلسم کیا چیز ہی جو ہمکو عہدہ جلیل دیگا ہمیں
ہمارے خدا نے عہدہ جلیل عطا فرمایا ہی اگر بادشاہ طلسم کا بھی سامنا ہوگا تو اسکو
بھی ہم یہی کہینگے ساحر نے عرض کی اے شہریار میں جاتا ہوں یہی کہدونگا ایک بات
اور ہی وہ یہ کہ ہمزود پلنگ سوار نے کہا تھا کہ اگر میرا کہنا قبول نہ کریں تو اسی وقت
میرے انکے مقابلہ ہو جاوے کوئی بات باقی نہ رہجاوے ابھی فیصلہ ہو جاوے
شاہزادے نے فرمایا ہم بھی اس بات کو بہت مناسب جانتے ہیں اسی وقت
مقابلہ کرینگے اُسکے خون میں اپنی تلوار بھرینگے ساحر وہاں سے پلٹا ہمزود کے
قریب آیا کہا آصف انجم طلعت نے جواب دیا ہی کہ ہم بھی بہت خوش ہیں اسی وقت
مقابلہ کرینگے جو کچھ ہونا ہی ابھی ہو جائیگا ہمزود نے کہا تمھارے بہکانے سے وہ
کیا مانتا اب میں خود مقابلے میں اس سے کہونگا جب میرا رعب اُسپر طاری ہوگا ضرور
منظور کر لیگا ساحر نے اپنے دل میں کہا اِنکا رعب شاہزادے پر کیا طاری ہوگا
یہی اُسکے رعب میں آجائینگے اور مقابلہ کرکے کیا پائینگے جیسے محراب کو
شکست ہوئی ہی یہ بھی اُسی طرح ہلاک ہونگے سوائے حسرت وافسوس کچھ
ہاتھ نہ آئے گا اتنے عرصے میں لشکرِ آصف انجم طلعت قریب آگیا ہمزود نے
دیکھا ایک نوجوان باعزت وشان اسپ کوہ پیکر پر جلوہ فرما ہی چہرے سے
رعب وداب ظاہر ہی آنکھ ملانے کا یارہ نہیں ہمزود نے اپنا شیر بھی آگے بڑھایا
میدان میں آیا شاہزادہ بھی مرکب کو روک کے اسکی طرف مخاطب ہوا ہمزود
نے کہا اے آصف انجم طلعت آگاہ ہو کہ میں ہمزود پلنگ سوار یکتائے
روزگار ہوں نہ کسی کی اتنی مجال ہی کہ مجھسے سحر آزمائی میں بازی جیت لیجاوے
نہ کوئی ایسی قوت رکھتا ہی کہ تیغ زنی میں مجھسے مقابلہ کرکے فتح پاوے مجکو تمھاری
شجاعت وجوان مردی پر رحم آتا ہی مناسب ہی کہ تم مجھسے مقابلہ نہ کرو اگر تمھارے
ہمراہ کوئی ساحر ہی تو اُسکے سحر پر نازاں نہ ہو کیونکہ میرے مقابلے میں اُس کا
سحر کام نہ دیگا اور اگر تمھیں اپنے زور بازو پر ناز ہی تو مجھسے مقابلہ نہ کرسکوگے

اِس سے بہتر یہ ہو کہ اب میرے پاس آؤ اور جنگ وجدال کا خیال دل مین نہ لاؤ جو
کچھ تمنے کیا خوب کیا اب آگے بڑھنے کا ارادہ نہ کرو مین تمکو اپنے ہمراہ پیرہنگ
آتش نفس بادشاہ طلسم کے پاس لے جاؤنگا تمھاری سفارش کرکے تمہین
فوج کی سپہ سالاری دلاؤنگا آصف انجم طلعت نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا
فرمایا اے نمرود کیا بیہودہ گوئی کرتا ہے تیری کیا مجال جو فتح پاوے اور کسی سے
مقابلے کی تاب لاوے یہان ایک ایک سردار تیرے تمام لشکر کو کافی ہے اور
تیرا بادشاہ طلسم کیا مردود ہے جسکے پاس مین جاؤن اور وہ مجھکو سپہ سالاری دے
مجھکو خداے تعالٰے نے عزت وشجاعت عطا فرمائی ہے ہان اگر تجھکو اس وقت
مقابلہ کرتے خوف آتا ہے تو میرے پاس آ اور دین اسلام قبول کر مین تیرے
ہلاک کرنے سے درگذرون اور تجھے اس طلسم کی حکومت دلادون اگر میرا کہنا
تجھے منظور نہین تو اب کچھ بیجا کلمات زبان پر نہ لانا مقابلے کو آیا ہے تو مین بھی موجود
ہون تاخیر نہ کر اپنے دل کی حسرت نکال لے نمرود نے جو یہ تقریر سنی
دل مین خیال کیا آصف انجم طلعت مرد شجاع ہے میرا کہنا نہ مانیگا اس سے
ضرور مقابلہ کرکے زیر کرون عجب ہے مجھسے زیر ہو جائے تو اُسوقت ضرور میری
اطاعت قبول کریگا یہ سوچ کے اس نے اپنے شیر کو اور آگے بڑھا کر
کہا اے آصف انجم طلعت تمہین کیا منظور ہے اگر ہم تم مقابلہ کرینگے تو بہت
اچھی طرح فیصلہ ہو جائیگا اور اگر لشکرون کو لڑنے کے واسطے بڑھائینگے تو
ان غریبون کی جانین مفت جائینگی اس سے مناسب ہے کہ تم خود میرے مقابلے
مین آؤ شاہزادے نے مرکب آگے بڑھایا سردار قریب آئے عرض کی اے
شہریار آپ نہ جائین ہمین اجازت عطا فرمائیے ہم ابھی جاکے اس کو زیر کرینگے
شاہزادے نے فرمایا یہ بات شجاعت سے بعید ہے وہ مجھکو بلاتا ہے مین خود ہی جاؤنگا
تم لوگونکا جانا مناسب وقت نہین ہے سب سردار مجبور ہوے آصف والا
قدر نے مرکب بڑھایا نمرود کے مقابلے مین آئے نمرود نے کہا
اے آصف انجم طلعت تم مجھپر حملہ کرو اور اپنے دل کی حسرت نکال لو
شاہزادے نے فرمایا اے نمرود ہم لوگون کا یہ شعار نہین پیشدستی سے
ہمکو مدام انکار رہا اگر تیری ضرب سے خدا بچایگا ہم بھی حملہ کرینگے نمرود نے
پہلے کچھ پڑھ پڑھ کر شاہزادے کی طرف پھونکا یہان تحائف سرکش موجود تھے
سحر نے تاثیر نہ کی نمرود کو کمال تعجب ہوا کہا اے آصف انجم طلعت
یہ بات بیجا ہے اگر تمھاری فوج مین کوئی ساحر ہے تو پہلے اُس کو میرے مقابلے
مین بھیجدو یہ بات اچھی نہین کہ چھپ کر کوئی تمھاری مدد کرے جسے اپنے
سحر پہ ناز ہو وہ میرے مقابلے مین آئے ابھی سحر وساحری کا حال کھلجائے

شاہزادے نے فرمایا ہم سحر پر لعنت کرتے ہین اور ساحر کو کافر خیال کرتے
ہین ہمارے مذہب مین سحر بالکل حرام ہی نمرود نے کہا مین کیونکر یقین کرون
کیونکہ مین نے اسی امتحان کے واسطے تم پر سحر کیا سحر نے جب تاثیر نہ کی
تو مجکو یقین ہوگیا کہ ضرور تمہارے لشکر مین کوئی ساحر ہی اور وہ پوشیدہ علوے
رد سحر کرتا رہتا ہی شاہزادے نے فرمایا کہ سحر مجھ پر اثر نہ کریگا اور اگر تجھے یہ خیال ہی
تو یہان سے علحدہ چل اور وہان مجھ پر سحر کر اگر ساحر ہوگا میرے ہمراہ جائیگا
اور وہان پہونچکر رد سحر کریگا اور اگر کوئی ساحر نہین ہی تو مین وہان بھی تجھسے
اسی طرح مقابلہ کرونگا نمرود نے کہا اے آصف انجم طلعت تم لاکھ کہو
مگر مجکو یقین نہ آئیگا خیر اس بحث سے تو کوئی فائدہ نہین مین اب اپنی حفاظت
کے واسطے ایک حصار کرتا ہون اس کے اندر آکے مجھسے مقابلہ کرو
اگر ساحر بھی تمہارے ہمراہ ہوگا تو اس حصار کے اندر سحر تاثیر نہین کریگا شاہزادے
نے ہنس کے جواب دیا مین بہت اچھا سمجھتا ہون تو حصار سحر بنا کے
پھر مجھسے مقابلہ کر نمرود نے ایک لکیر گوشے سے زمین پر کھینچی اور آصف
نامدار سے کہا اس لکیر کے اندر تشریف لائیے اور مجھسے مقابلہ کیجیے اب
دیکھون کون ساحر میرے اس سحر کو مٹا سکتا ہی شاہزادہ جست کرکے اس لکیر کے
اندر گیا نمرود نے تلوار میان سے نکال کے کہا اے آصف انجم طلعت
ہوشیار ہو جاؤ مین وار کرتا ہون شاہزادے نے پھر جواب نہ دیا نمرود نے
سر پر تلوار لگائی شاہزادے نے چوٹ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا نمرود نے
چاہا کہ پیٹ کر زور کرے شاہزادے نے جھٹکا دیا کہ نمرود سے شمشیر بد
نہ سنبھلا گیا منہ کے بل زمین پر گرا اسکے ساتھیون نے جو یہ کیفیت دیکھی
سب نرغہ کرکے شاہزادے پر آ پڑے لشکر اسلام کے سردار بھی تلوارین
نکالکے جھپٹے شاہزادے نے پشت مرکب سے کودکے نمرود کو اُٹھا لیا فرمایا
اب شناخت مین خدائے واحد و یکتا کی کیسا کرتا ہی نمرود سیاہ قلب تھا اسنے
انکار کیا شاہزادے نے اس زور سے اسکو زمین پر پٹکا کہ استخوان اسکے
سرمہ سا ہو گئے اسکا مرنا تھا کہ شیر نے اپنا سر دے مارا اتنا ربلی چھا گئی پتھر برسنے
لگے شاہزادے نے اسم اعظم ورد زبان کیا وہ سب کیفیت دفع ہوئی آواز
آئی کشتی مرا نام من نمرود پلنگ سوار جادو بود اسکے مرنے کی آواز سنکر
جسقدر اسکے ہمراہی تھے گھبرا گئے شاہزادے نے پھر تلوار اُٹھا کے
قتل کرنا شروع کیا بہت سے ساحر قتل ہوے جو باقی بچے اُنھون نے
چادر پھاڑی اماں طلب کی شاہزادے نے تلوار روک لی سب ساحر
وغیر ساحر خدمت مین شاہزادۂ آصف انجم طلعت کی حاضر ہوے ایمان لاے

شاہزادے نے سب کو اپنے ہمراہ لیا یہان بارگاہین وغیرہ آراستہ ہوچکی تھین آ
انجم طلعت سب سرداران نامی وگرامی کو ہمراہ لیکر اپنی بارگاہ مین تشریف لاے
جسقدر ساحر وغیرہ ساحر نمرود و پلنگ سوار کے ہمراہ آئے تھے اور اُنھین سے
جسقدر زندہ بچے تھے اُنکا شمار بھی دو لاکھ سے زیادہ تھا شاہزادے کو
اِس فتح پر نہایت مسرت ہوئی غضنفر تاجدار نے قریب آکر قدم چومے
عرض کی اے شہریار آپ اصلی طلسم کشا ہین اور اگر خدا نے چاہا تو یہ طلسم
ضرور آپ کے ہاتھ سے فتح ہوگا اور آپ جلد بہ فتح و فیروزی جانب طلسم نہ طاق تشریف
لیجا سکینگے نمرود کے لشکریون مین سے دو شخص آگے بڑھے ہاتھ باندھ کے
عرض کی ہم اُسکے یہان کے سپہ سالار تھے اور اُسکے سحر وغیرہ کے جو جو
عجائبات و غرائبات مرحلے پر موجود ہین اُن سب سے ہم لوگ اچھی طرح
آگاہ ہین اب وہ سب کرشمہ تو مٹ گئے ہونگے مگر اسکی بی بی نے جو جو
عجائبات سحر بناے ہین وہ سب ابھی تک موجود ہونگے اِسی وقت اُسکو
آگاہی ہوئی ہوگی وہ بلا کی مکارہ ہے سحر مین بھی اپنا جواب نہین رکھتی ہے وہ ضرور
مقابلہ کرائے گی اور نئے نئے فساد دکھلائیگی شاہزادے نے فرمایا
ہر حال مین خدا مددگار ہے اُسکی کیا مجال جو کسی کو تکلیف پہونچا سکے تم لوگ
خاطر جمع رکھو دگھبراؤ خدا اُس مشکل کو بھی آسان کردیگا اُن دونون ساحرون نے
غضنفر سے مخاطب ہوکر کہا آپ وہانکے حال سے اچھی طرح ماہر ہین ابھی
شہریار کو وہان جانا اور مرحلے کا شکست کرنا بڑا کام ہے مگر جہانتک ممکن ہو اِس
کام مین جلدی کی جاے اسواسطے کہ اب عفریتہ زنگار بند یعنے نمرود کی بی بی کو
اس کیفیت سے آگاہی ہوئی ہوگی وہ ضرور مرحلۂ اضطراب سے مدد
طلب کرے گی اور وہانکے لوگ جیسے ظالم اور سرکش ہین اُنکی کیفیت
آپ پر خوب روشن ہے آپ شہریار کو وہانکے حال سے خبر دیجیے اور بہت
جلد یہانسے کوچ کرکے مرحلۂ نمرودیہ پہنچیے تاکہ شکست مرحلے مین تاخیر ہونے
پاے اور راستہ صاف ہوجاے غضنفر نے آصف والاقدر سے
عرض کی اے شہریار یہ سہراب شیر سوار اور کاؤس شیر سوار جو کچھ کہتے
ہین بہت صحیح ہے آپ کو یہان ٹھہرنا نہ چاہیے ورنہ وہان اور بندوبست ہوجائیگا
پھر دیر ہوگی اِس سے مناسب یہ ہے کہ کل کے روز یہانسے روانہ ہوجیے
ایک روز راہ مین صرف ہوگا دوسرے دن مرحلۂ نمرودیہ پہونچ جائیگا
آصف نامدار نے فرمایا تمکو اختیار ہے یہ فرماکے اُسی وقت لشکر مین
حکم دیا کہ سامان سفر درست کر رکھو صبح کو یہانسے کوچ کرینگے لشکر مین
تیاری ہوگئی شاہزادے نے رات اُسی صحرا مین بسر کی صبح بعد ادا کے

زیفتہ سحری جانب مرحلۂ عمرو دسفر کیا کہ ذکر اسکا وقت پر کیا جائیگا اب کچھ کیفیت
عفریتہ زنّار بند کی عرض کی جاتی ہے کہ جب عمرو دیلنگ سوار مارا گیا تو اُسکے
عجائبات سحر جو مرحلہ پر تھے یک بیک شکست ہوگئے اسکی بی بی کے
تختے میں ایک مار تھا اور وہ بھی عمرو د کے سحر سے تیار ہوا تھا فوراً شکست
ہو کے زمین پر گرا عفریتہ نے جو نگاہ کی سر پٹکنے لگی اُسی وقت اپنی
کنیزوں کو بلایا کہا ارے کسی کو جلدی قلعۂ مرحلہ پر بھیجو دیکھو وہاں کیا کیفیت ہے
عجائبات سحر جو وہیں یا اُن پر بھی کچھ آفت آگئی کنیزیں اُسی وقت دوڑی ہوئی باہر
آئیں یہاں قلعے سے پہلے ہی ساحر چل بسے تھے کنیزوں کو دیکھکر غل
مچانے لگے کہا جلدی سے جا کر ملکہ سے کہو کہ جسقدر عجائبات وغرائبات
قلعے پر موجود تھے سب مٹ کر رہ گئے جلدی آئیں اور کچھ تدبیر کریں
کنیزیں اُسی وقت واپس آئیں عفریتہ سے کہا ملکۂ عالم عجائبات سحر مفقود ہو گئے
یہ کیا غضب ہوا عفریتہ نے کہا ارے شہنشاہ ایک شخص سے مقابلے کو
گئے تھے معلوم نہیں کیا ہوا ضرور کسی نے اُنکو قتل کیا میں ابھی جاتی ہوں
اور اس کا پتہ لگاتی ہوں فغفور جادو کے قلعہ پر کوئی شخص آیا تھا اُسنے
فغفور کو بھی شاید قتل کیا شہنشاہ نے اُسکے گرفتار کرنے کو پہلے محراب
جادو کو روانہ کیا محراب بھی وہاں پہونچ کے قتل ہوا اسکی خبر پاکر خود اُنھوں نے
ارادہ کیا میں منع کرتی تھی یہ کہتی تھی کہ آپ خود تشریف نہ لیجائیے اور سرداروں کو
روانہ کیجیے ہائے میرا کہا نہ مانا اپنی جان دی یہ کہکے اُسی وقت تخت سحر منگایا
اسباب سحر درست کیا اپنی خواصوں کو ہمراہ لیا سحر کرکے تخت اُڑایا رات کا
بھی خیال نہ کیا قلعۂ فغفور پر روانہ ہوئی صبح ہوتے قلعے پر پہونچی یہاں کسی کو نہ پایا
جو لوگ وہاں نگہبانی کر رہے تھے اُنسے پوچھا آصف انجم طلعت کہاں
ہیں اُن لوگوں نے جواب دیا کہ مدت ہوئی وہ یہاں سے آپ کے مرحلے کی طرف
روانہ ہوئے یقین ہے وہاں پہونچ بھی گئے ہوں گے عفریتہ نے کہا اگر
وہ میرے مرحلے پر نہیں گئے دربانوں نے کہا ابھی راہ میں ہوں گے
عفریتہ وہاں سے پھر پلٹی خواصوں نے کہا ملکۂ عالم اب وہ لوگ کہاں ملینگے عفریتہ
جواب دیا معلوم ہوتا ہے رات کو ہمنے خیال نہیں کیا وہ لوگ یہاں نہیں ہیں راہ میں کسی جگہ پر
ہوں گے اب میرے ہاتھ سے کہاں بچکے جائیں گے یہ کہکے روانہ ہوئی
تخت اُڑاتی جا رہی تھی کہ راہ میں لشکر آصف انجم طلعت کا نظر آیا
عفریتہ نے خواصوں سے کہا دیکھو یہی لشکر ہے ہمارے مرحلے کے بھی بہت سے
لوگ اُسکے ہمراہ ہیں معلوم ہوتا ہے اِن لوگوں نے اطاعت آصف انجم
طلعت کی قبول کر لی ہے ارے ابھی نمک حراموں کو اسکا ذائقہ چکھاتے

دیتی ہون یہ کہکے بجلی کی طرح چمک کر تخت سے علٰحدہ ہوئی تخت کو معلق چھوڑا
سب سے پہلے شاہزادے پر حملہ کیا سب نے دیکھا ایک برق آسمان سے
گری سہراب شیرسوار اور کاؤس شیرسوار نے نگاہ ادھر اُٹھائی شاہزادہ
سے عرض کی اے شہریار عفریتہ زنار بند آگئی شاہزادے نے پلٹ کے
دیکھا دو ایک ہزار دن کے سر اُتر گئے آصف نامدار نے اسم اعظم
ورد زبان کیا سہراب شیرسوار نے عرض کی آپ توقف فرمایئے مین ابھی اسکو
اسیر کیے لیتا ہون یہ کہکے جھولی سے ایک گولا نکالا کچھ پڑھ کے اوپر
اُچھال دیا گولہ کچھ دور جا کے پھٹا سب نے دیکھا اُس مین سے دھوان
مانند ریسمان کے نکلا اور تھوڑی دیر مین ایک ساحرہ سیاہ فام بصورت
ایک ریسمان مین لپٹی ہوئی زمین پر گری سہراب نے جھپٹ کے اُٹھا لیا
اور آصف انجم طلعت کی خدمت مین حاضر کیا شاہزادے نے فرمایا عفریتہ
اسی کا نام ہے سہراب نے عرض کی یہی ہے خود شیرسوار کی بی بی ہے ابھی اسکے
ہمراہ اور کنیزین جو ہون گی یہ کہکے پھر نگاہ اُٹھائی سب کنیزین تخت اُتار کے
سہراب کے پاس آگئین ہاتھ باندھ کے کہا اے سہراب شیرسوار
ہماری ملکہ کو رہا کر دے اُسکے عوض ہمکو اسیر کر لے چل سہراب
اُن سب کو بھی مبتلائے سحر کر لیا پہلے عفریتہ سے سوال کیا کہ اے
عفریتہ اب اس مذہب باطل سے باز آ اور خدائے واحد و یکتا پر ایمان لا
عفریتہ نے منظور نہ کیا سہراب نے آصف نامدار سے عرض کی اے
شہریار یہ اسلام قبول نہین کرتی شاہزادے نے فرمایا جو کفار کو سزا دی جاتی
ہے اسکے واسطے بھی ہونا چاہیے سہراب نے اپنے شیر کی طرف اشارہ کیا
شیر نے جھپٹ کے اسکو کھا لیا اسکے بعد کنیزون سے کہا اُنھون نے بھی
اسلام قبول کرنے سے انکار کیا سہراب نے انکو بھی وہی سزا دی جو
عفریتہ کے واسطے تجویز کی تھی اب تو ایک تاریکی چھا گئی بجلیان بکثرت چمکنے
لگین پتھر برسنے لگے آواز آئی کشتی مرا نام من عفریتہ زنار بند جادو بود سہراب
عرض کی اے شہریار اب مرحلے پر کوئی خوف باقی نہین رہا مجھے خیال تھا
کہ عفریتہ شاید آگے جائیگی اور وہان پہونچ کے کچھ فساد پھیلائے گی مگر
اس کو افراط الم سے اسقدر تاب نہ رہی جو مرحلۂ اصطرلاب پر جاتی اور
وہان سے مدد لیکر پھر اسطرف آتی اس کو اپنے سحر پر بہت ناز تھا اسی
وجہ سے اسنے کسی سے مدد طلب نہین کی خود اِسطرف چلی آئی اب
مرحلۂ اصطرلاب پر تشریف لے چلیے وہان بڑے ساحر بڑے مکار ہین فن
عیاری مین سب کو دعویٰ ہے وہ لوگ سحر کم کرتے ہین عیاری سے کام

زیادہ دیتے ہین شاہزادے نے فرمایا خدا اس مشکل کو بھی آسان کریگا کسی طرح کی فکر
دُور و سب امور تقدیر پر چھوڑ دو اُس روز آصف نامدار نے وہین قیام فرمایا
دوسرے روز مرحلۂ نمرود پر تشریف لائے یہان کے خزانے سہراب شیر سوار
اور کاؤس شیر سوار نے بتائے بہت کچھ زر و جواہر ہاتھ آیا ایک روز شاہزادگی
والا جاہ نے وہان قیام فرمایا دوسرے روز سہراب شیر سوار کی راے سے
جانب مرحلۂ اصطرلاب کوچ کیا کہ ذکر انکا وقت پر آئیگا اب کچھ کیفیت مرحلۂ
اصطرلاب کی عرض کی جاتی ہی کہ جب ساحرانِ مرحلۂ نمرود نے شکست
مرحلہ کو دیکھکر سمجھ لیا کہ نمرود و شیر سوار اور عفریتہ دونون قتل ہوے انھون نے
یہ خیال کیا کہ اب یہان ٹھہرنا بیکار ہی جسنے ان دونون شخصون کو قتل کیا اُسکے
نزدیک ہمارا قتل کرنا کیا دشوار ہی مناسب وقت یہ ہو کہ یہان نہ ٹھہرین اور مرحلۂ
اصطرلاب پر چلکے اس واقعہ کی خبر کر دین وہانسے اِسکا بندوبست ہوجائیگا
ہم لوگون سے یہ کام انجام نہ پائیگا یہ سوچ کے سب ساحر وہانسے روانہ
ہوے اور مرحلۂ اصطرلاب پر پہونچے یہانکا انتظام بہت سخت تھا ہر ایک
شخص آنے جانے نہین پاتا تھا ان ساحرون کو جو نگہبانون نے آتے ہوے
دیکھا روکا کہا تمکو ہم ہرگز نہ جانے دینگے پہلے ہم اپنے بادشاہ سے تمھاری کیفیت
بیان کرین اگر اجازت ہوگی جانے پاؤگے نہین تو ہم یہانسے تمکو واپس کر دینگے
ساحرون نے سب کیفیت شکست مرحلۂ نمرود کی بیان کی ساحر وہانسے روانہ ہوے
اصطرلاب جادو کے پاس آئے کہا آپ نے کچھ اور بھی سُنا مرحلۂ نمرود شیر سوار
شکست ہو گیا سُنا گیا ہی کوئی شخص جسکا نام آصف انجم طلعت ہی یہان آیا ہی اور
اُسنے یہ سب فساد پھیلایا ہی طلسم کشائی کا دعوی کرتا ہی اب یہ بھی سُنا جاتا ہی کہ
اِس طرف کا عزم کیا ہی اور بہت جلد یہان آجائیگا فساد پھیلائیگا اصطرلاب جادو
ہنس پڑا کہا نمرود و شیر سوار کو اپنے زور اور قوت پہ بڑا ناز تھا آخر کسطرح شکست
پائی اور مفت مین اپنی جان گنوائی اب دیکھون آصف یہان تک کیونکر آتا ہی
اور کون اُسے ہمراہ لاتا ہی یہ کہکے کہا کہ جو ساحر اُس مرحلے سے یہان آئے
ہین اُنکو بلاؤ اُنسے بھی مین حال دریافت کرونگا خلاصہ کیفیت معلوم ہوگی ساحر
اسی وقت واپس آئے اور نمرود کے ملازمین کو اپنے ہمراہ لے گئے اصطرلاب
جادو نے اُن سب کو اپنے پاس بلایا سب کیفیت دریافت کی کہا اب یہ بتاؤ کہ
طلسم کشا کو اِسی وقت گرفتار کرا کے منگا لین یہ تم لوگون نے اچھا کیا کہ ہمکو
قبل سے اطلاع دے دی ہم ابھی اسکی فکر کرتے ہین اور اُسکو گرفتار کرا کے
منگاتے ہین تمھارے بادشاہ انتظام نہین کر سکتے تھے اور وہ ہوی مست کچھ تھا
یہ مین خوب جانتا ہون کہ وہ سحر و ساحری مین بہت اچھے تھے مگر عقل کے خلاف

بہت سی باتین اُنکی ہوا کرتی تھیں خیر اب ہم اُسکے خون کا عوض لینگے اور طلسم کشا کو اسیر کرکے حضور بادشاہ مین بھیجدینگے تم لوگ یہان قیام کرو ہم کل اسکا انتظام کرینگے یہ کہکے سب ساحرون کو رخصت کیا اور اپنے مشیرون کو بلایا ایکے چار مشیر تیز تدبیر تھے ہرایک سحر وساحری مین طاق تھا لکروغا مین شہرۂ آفاق عقل کے مرحلے پر ایک سو عیار تیز رفتار ہروقت موجود رہتا تھا بادشاہ اسکی بہت خاطر کرتا تھا خراج معاف کردیا تھا برابر کے مراسم اس سے جاری تھے اسنے جب اپنے مشیرون کو بلایا سب سے کل واقعہ بیان کیا اور کہا اب میرا یہ ارادہ ہی کہ طلسم کشا کو اسیر کرکے بادشاہ کے سامنے لیجاؤن اور اُسکے عوض مین اپنا ملک بڑھاؤن اب اُسکے ساتھ ساحر بھی زبردست ہین اور یہ بھی مین نے سُنا ہی کہ سحر اُس پر اثر نہین کرتا فنون سپہ گری مین بھی لاثانی ہی جو لوگ اُسکے ہمراہ آئے تھے وہ بھی سب جری و بہادر ہین اگر اُس سے مقابلہ کیا تو ضرور طول ہوگا پھر جنگ دو سردار دنہین معلوم کیا بات ہوا گر اُس پر سحر تاثیر کرتا تو اُسکی گرفتاری بہت آسان تھی مگر جب وہ پھر کمات پر اعتقاد تو اُسکے لشکر پر سحر اثر نہین کرتا ایسے لوگون کے ساتھ جنگ کرنا فضول ہی عقل سے کام لینا چاہیے مشیرون نے کہا یہ بات بہت آسان ہی آپ اُسکو یہان آنے کا موقع کیون دیجیے اپنے عیارون سے یہ کام لیجیے یہ لوگ وہان جائین اور اُسکو گھیر کر گرفتار کر لائین جب وہ گرفتار ہو جائیگا پھر اُسکے لشکری بھی بہت جلد قابو مین آجائینگے مقابلے کی تاب نہ لا سکینگے اگر یہ ساحران جلیل اُسکے ہمراہ ہین مگر اُنسے ہم مین یہان کون کم ہے آپ عیارون کو طلب فرمایے اور اُنکو یہ حکم دیجیے کہ بہت جلد جائین اور آصف انجم طلعت کو جسطرح بن پڑے گرفتار کرکے لے آئین یہ لوگ آفتِ روزگار ہین جب اِس ارادے سے جائینگے تو خالی واپس نہ آئینگے اصطرلاب جادو کو یہ بات بہت پسند آئی اُسنے عیارون کو بلایا کہا ہمین یہ ضرورت ہی کہ تم لوگون مین سے کچھ لوگ جائین اور آصف انجم طلعت کو گرفتار کرکے لے آئین یہ ایک ایسا شخص آج کل طلسم مین آیا ہی جو طلسم کشائی کا دعویٰ کرتا ہی اور اُسنے دو مرحلے بھی فتح کیے اب اِس طرف کا عزم کیا ہی قریب پہونچ چکا ہی اُس پر سحر تاثیر نہین کرتا ساحران جلیل مرحلۂ بجز دو کے اُسکی اطاعت قبول کرچکے ہین اُنکی شرکت اور خرابی پیدا کرتی ہی اگر وہ داخلِ مرحلہ ہوا تو جنگ عظیم کا سامنا ہی گو اس امر سے ہم ڈرتے نہین مگر مفت مین بہت سے ملازمین مرحلے کی جان جائیگی اس سے بہتر یہ ہی کہ تم لوگ جاؤ اور اُسکو گرفتار کرکے لے آؤ عیارون نے کہا آپ خاطر جمع رکھین ہم لوگ جاتے ہین جہان ہمین مل گیا اُسکو اسیر کرکے لے آئینگے بلکہ جو جو ساحر اُسکے ہمراہ ہین وہ بھی نہ بچینگے سب کو گرفتار کرکے لے آئینگے

جب چلو تو ہم روانہ ہوں اصطرلاب نے کہا آج ہی جاؤ اس کام مین دیر نہ لگاؤ عیار اُسیوقت اجازت لیکر واپس آئے اور اپنے بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر تلاش شاہزادۂ آصف انجم طلعت مین روانہ ہوے کہ ذکر انکا وقت پہ آئیگا اب کچھ کیفیت شاہزادۂ آصف انجم طلعت کی بیان کی جاتی ہو کہ جب بعد فتح مرحلۂ نمرود حسب رہے سہراب شیر سوار شاہزادہ جانب مرحلۂ اصطرلاب روانہ ہوا دوسرے روز ایک صحراے فرح افزا مین پہونچا شاہزادے کو فضاے صحرا بہت پسند آئی سہراب شیر سوار سے کہا یہان کی بہار قابل دید ہے جی چاہتا ہو دو روز یہان قیام کرین شکار بھی کثرت سے پایا جاتا ہو بہت دنون سے یہ شغل نہین کیا ہی اگر یہان ٹھہر جاینگے تو کچھ دل بہلے گا سہراب نے عرض کی اے شہریار پہلے مرحلۂ اصطرلاب سے فراغت حاصل کیجیے پھر سیر و شکار کی جانب توجہ فرمایئے گا شاہزادے نے فرمایا آپ لوگون کو کیون اسقدر انتشار ہی ہین مرحلۂ اصطرلاب جادو پہ بھی جاؤنگا اور وہان بھی خدا مجکو فتح دیگا ابھی کیا جلدی ہی دو دن مین کچھ ہرج نہ ہو جاییگا یہان کے ٹھہرنے سے میری طبیعت بہل جائیگی سہراب شیر سوار نے خیال کیا کہ اب زیادہ اصرار کرنا بیکار ہی اور ظاہرا اسباب دو روز مین کچھ نقصان بھی نہین ہوتا ہی اگر وہان خبر بھی ہوئی ہوگی تو اصطرلاب جادو بھی مصروف اہتمام ہوگا دو روز بعد چلینگے راہ مین کہین ٹھہرینگے مناسب وقت پر وہان پہونچ جائینگے شاہزادۂ آصف انجم طلعت نے بارگاہ نصب ہونیکا حکم فرمایا اُسیوقت خیمے ایستادہ ہوے سب سردار اپنی اپنی بارگاہون مین داخل ہوے شاہزادہ بھی اپنی بارگاہ مین آیا تھوڑا دن باقی تھا آصف نامدار نے پردے بارگاہ کے اُٹھوا دیے اور سردار بھی بارگاہ مین حاضر ہوے صحرا کی بہار دیکھنے لگے آصف انجم طلعت نے فرمایا کہ اے سہراب شیر سوار اس صحرا کا کیا نام ہی اور یہ کون مقام ہی سہراب نے عرض کی اے شہریار یہ سب مرحلۂ اصطرلاب مین شامل ہو گیا ہے مرحلہ بہت قریب ہی اکثر وہاں کے ساحر یہان شکار کو آتے ہین و سے ہمنے اپنے بزرگون سے سنا ہی کہ ایک زمانے مین اِس صحرا مین ایک عمارت بنی ہوئی تھی اور اُس مین عارف شب زندہ دار رہتا تھا وہ شخص بہت بڑا عابد تھا اور عامل زبردست تھا جب تک وہ زندہ رہا اس صحرا مین ساحر نہین آنے پاتے تھے جس ساحر نے قدم رکھا جل کے خاک ہو جاتا تھا مدت تک اُس عابد خداشناس نے اِس صحرا کو آباد رکھا اور بہت سے مسلمان اُسکے پاس موجود رہے کئی سو برس کا زمانہ ہوا کہ آپ نے انتقال کیا جو لوگ اُسکے پیرو تھے اُنھون نے اِسی صحرا مین اُسکو دفن کیا مدت تک اُسکی قبر پہ

عُرس ہوتا رہا جب اُسکے شاگرد باقی نہ رہے اور ساحرون نے خدا پرستون کو آزار
پہونچانا شروع کیا تو مجبور ہوکے بقیۂ مسلمان یہانسے بھاگ گئے مزار اُسکا اسی صحرا مین
موجود ہی ایک حجرہ بند رہتا ہی اب بھی اُس حجرے مین ساحر نہین جا سکتا بارہا بادشاہ
طلسم نے چاہا کہ اُس مرد بزرگ کا مزار یہانسے کھود ڈالے مگر جب ساحرون نے
قریب حجرے کے پہونچ کے چبوترے پر قدم رکھنا چاہا فوراً ایک شعلۂ آتش تیز کا
آسمان سے گرا اور جلا کے خاک کردیا دو چار مرتبہ جو ایسا اتفاق ہوا ساحرون پر
ایسا خوف طاری ہوا کہ اب اس صحرا کی طرف نگاہ اُٹھا کے بھی نہین دیکھتے بلکہ
جب کوئی ساحر اِس طرف سے گذرتا ہی حجرے کے قریب پہونچکے سلام کرتا ہی
دُور سے چوکھٹ چوم لیتا ہی آصف تاجدار نے فرمایا کہ ہم اُس بزرگوار کے
مزار پر ضرور جاینگے فاتحہ پڑھینگے اور جب اس طلسم کو فتح کرکے فراغت پاینگے
تو اُسکے مزار کے واسطے کوئی ایسا انتظام کردینگے کہ ہمیشہ اُسکے مزار پر روشنی
ہوا کرے اور چند جاروب کش موجود رہین فاتحہ خوانی کے واسطے ایک دن
مقرر ہو جاے ایسے عابد خدا شناس کا مقبرہ اِسطرح رہنا بہت بُری بات ہی
تھوڑی دیر تک یہ باتین رہین جب رات زیادہ آئی تو آصف تاجدار نے
سب کو رخصت کیا اور خوابگاہ مین تشریف لاے آرام فرمایا سب سردار بھی
اپنے اپنے خیمون مین گئے اور مصروف خواب ہوے صبح کو جب شاہزادے
کی آنکھ کھلی فریضۂ سحری سے فراغت حاصل کرکے سہراب شیر سوار کو طلب
فرمایا جب سہراب حاضر ہوا شاہزادے نے کہا اے سہراب اب ہر لے فاتحہ
اُس بزرگوار کے مزار پر چلو راہ مین کیفیت صحرا بھی دیکھینگے اور فاتحہ پڑھ کے
شکار کھیلتے ہوے پھر یہان واپس آجاینگے سہراب نے کہا اے شہریار آپ اپنے
سردارون کو بھی ہمراہ لیچلیے شاہزادے نے فرمایا جسکا جی چاہے ہمارے ہمراہ چلے
سہراب بارگاہ سے باہر آیا سردارون سے یہ ذکر کیا بہت سے لوگ ساتھ چلنے پر
آمادہ ہوے آصف تاجدار نے مرکب طلب فرمایا خادمون نے اسپ صبا رفتار
حاضر کیا بہت سے سردار ہمراہ ہوے شاہزادہ سیر صحرا کرتا ہوا سہراب شیر سوار کے
ہمراہ روانہ ہوا جب لشکر سے دو کوس سب لوگ نکل گئے تو آصف تاجدار نے
دیکھا ایک گنبد طلائی نظر آتا ہی عمارت وسیع دکھائی دیتی ہی شاہزادے نے
سہراب سے کہا یہی مقبرہ عارف شب زندہ دار کا ہی سہراب نے عرض کی اے
شہریار یہی مقبرہ ہی آصف انجم طلعت نے جلدی جلدی گھوڑا بڑھایا مقبرہ کے
پاس پہونچکے گھوڑے کو روکا اُترکے زینے پر چڑھے سب سردار بھی ہمراہ
ہوے شاہزادہ دروازے کے قریب آیا از خود دونون پٹ وا ہوگئے سہراب کو
کمال حیرت ہوئی دل مین کہا آصف انجم طلعت بہت بڑے اقبال مند ہین اور خدا تعالی

طلسم کشا ہین شاہزادے نے جب دروازہ کھلا پایا اندر آیا پھر فاتحہ پڑھا سامنے
ایک پتھر دیوار مین نصب دیکھا غور سے جو نگاہ کی اُس مین باریک حرفون سے
کچھ عبارت کندہ نظر آئی شاہزادہ فاتحہ پڑھ کے اُس پتھر کے قریب آیا بخط نسخ
یہ لکھا تھا کہ جو بغرض طلسم کشائی اِس جگہ آئے اور خدا پرست ہو اُسکو لازم ہی کہ
پہلے میدان شبنم زار مین جائے اور وہان جو ایک درخت زیتون ہی اُسکے نیچے
زمین کھودے وہانسے ایک راستہ ملیگا مع اپنے لشکر کے اُس راہ کو طی کرے
بلا دقت و زحمت ایک قلعے پہ پہونچیگا وہان بہت سے فقرائے مساکین معروف
عبادت ہین مگر سب تارک الدنیا ہین کسی سے کلام نہین کرتے ان سب نے
ایک شخص کو اسواسطے مقرر کر دیا ہی کہ اگر کوئی ہمارے قلعے پہ آئے اور کچھ
اپنا مطلب بیان کرے اُسکو سُن لے اور ہمارے سامنے آکر بیان کرے ہم
اُسکا مناسب جواب دینگے لازم ہو کہ اُس شخص سے ہمارا اسلام کہے اور اُن
فقرائے مساکین سے ملاقات کی خواہش کرے اُنسے بہت سے فائدے پہونچینگے
اور بڑے بڑے مطالب حاصل ہونگے اُنکے کہنے پہ جو عمل کریگا اُسی سے
یہ طلسم فتح بھی ہوگا اور اگر کسی نے اُنکے خلاف کیا تو اِس طلسم سے اپنی جان
سلامت نہ لیجائیگا اور اُن لوگون کی ملاقات سے بھی وہی شخص مستفید ہوگا جو
طلسم کشائے اصلی ہی اگر کسی کی قسمت مین طلسم کشائی نہین ہی تو گو وہ شخص کیسی ہی
کوشش کیون نکرے مگر اُن لوگون سے ملاقات ہی نہوگی محروم واپس آئیگا
لازم ہی کہ جانے والا اُس میدان مین تنہا جائے دوسرا شخص اُسکے ہمراہ نہو اِس
عبارت کو پڑھکر شاہزادہ والا تبار وہانسے اُٹھے باہر تشریف لائے اور پھر یہان
فاتحہ پڑھا سہراب شیر سوار نے آصف نامدار سے عرض کی ای شہریار اِس پتھر مین
کیا عبارت کندہ ہی آصف نامدار نے سب کیفیت بیان کی اور آخر مین یہ بھی فرمایا
کہ اب مین میدان شبنم زار مین جاؤنگا اور ان لوگون سے ضرور ملاقات کرونگا
سہراب نے عرض کی ای شہریار غلام بھی ہمراہ رکاب چلیگا تنہا اُسطرف نہ جانے
دیگا کیونکہ وہ راہ نہایت پرخطر ہی قدم قدم پر آفت و بلا کا سامنا ہی سحر کے عجائبات و
غرائبات راہ مین ایسے ملتے ہین کہ اچھے اچھے ساحر اُسطرف راہ نہین چلتے شاہزادے
نے فرمایا مین کسی کو اپنے ہمراہ نہین لیجاؤنگا اِس مین یہ شرط ہو گئی ہی کہ جانے والا
تنہا جائے کوئی اُسکے ہمراہ نہو سہراب نے عرض کی کہ جب آپ درخت زیتون کو
کھود کر راستہ پا لیجیے اُسوقت ہم لوگ آپ کے ہمراہ نہ جاینگے آپ تنہا تشریف
لیجائیے گا آصف انجم طلعت نے فرمایا یہ شرط اِس مین تحریر نہین اِس مین لکھا ہی
کہ طلسم کشا یہانسے تنہا وہان تک جائے اور اپنے ہاتھ سے زمین کھودے
مین کسی شرط کے خلاف نہین کرونگا تم ہرگز نہ گھبراؤ اور کسی قسم کا خیال دل مین نہ لاؤ

ہر جگہ خدا اپنے بندہ کا نگہبان ہی اگرچہ راستہ مین عجائبات سحر زیادہ ہین اور ہر قدم پر
آفت و بلا کا سامنا ہی مگر کچھ خوف نہین خدا سب مشکلین آسان کر دیگا سہراب نے
عرض کی ای شہریار اگر عجائبات سحر بھی ہوتے تاہم غنیمت تھا آپکو سحر سے ایذا نہین
پہونچ سکتی مگر وہان تو اور غضب یہ ہی کہ بعض منزل پر برف باری اسقدر ہوتی ہی کہ
خون انسان کی رگون مین جم جاتا ہی آدمی بےحس و حرکت ہو کر گر پڑتا ہی اسی تکلیف مین
مرجاتا ہی کسی منزل مین ہوائے گرم ہلاک کر دیتی ہی کسی جا پر دھوپ کی تیزی زندہ
نہین رکھتی اصل میدان مین ممکن نہین جو کوئی ایک لمحہ بھی ٹھہر سکے شبنم کی کیفیت ہی
کہ مثل آب باران کے گرتی ہی اور اس قدر سرد ہوتی ہی کہ انسان اسکی تاب
نہین لا سکتا اسی سبب سے اس میدان کا نام شبنم زار رکھا گیا ہی شاہزادے نے
فرمایا اب جو کچھ ہو مین ضرور اس طرف جاؤنگا اور ان لوگون سے ملونگا سہراب نے
اور سرداران قدیم سے کہا کہ آپ لوگ شاہزادے کو سمجھائین اسطرف تنہا جانا
بہت برا ہی اگر قصد مصمم کیا ہی تو کچھ لوگ ہمراہ جائین اسباب ضروری ساتھ رہے
وہان عجب عجب طرح کی تکلیفین گذر جاتی ہین سردارون نے جو یہ کیفیت سُنی
شاہزادے کو بہت سمجھایا مگر آصف انجم طلعت نے کسی کا کہنا قبول نہ کیا وہان سے
براہ راست اپنے لشکر مین واپس آئے یہان سب مین شہرت ہوگئی کہ کل شاہزادۂ
والا تبار میدان شبنم زار مین تنہا جائینگے یہ سُنتا تھا کہ سب سردار حاضر ہوئے
سب نے عرض کی اے شہریار آپ اکیلے جاتے ہین ہم لوگون سے نہین دیکھا
جاتا آصف انجم طلعت نے سب کو سمجھایا اور اسی وقت حکم صادر فرمایا کہ آج
شب کو ہم لشکر مین قیام کرینگے اور صبح کو بعد ادائے وظیفۂ سحر یہان سے
شبنم زار کی طرف روانہ ہونگے سواری تیار رہے اور لشکر یہین قیام کرے
جب ہم وہان سے آئینگے تو سب کو اپنے ہمراہ لیجائینگے سردار مجبور ہو رہے
سب نے رات بھر یہی ذکر کرکے صبح کی کہ آقائے نامدار تنہا تشریف لیجائینگے
دیکھین مقدر کیا دکھاتا ہی جو کہنے کا حق تھا ہم لوگ کہہ چکے اب کیا کہہ سکتے ہین یہ
بھی خوف ہی کہ کہین خلافِ مزاج نہ گذرے بعض نے کہا بعد تشریف لیجانے کے
ہم لوگ بھی دور دور رہین یہان سے نکل چلین بعض نے کہا اگر اسکا حال کھلجا ئیگا تو
سب پر عتاب آئیگا اب جسطرح ہو روکنا برا ہی جانے دو ہر حال مین فضل
خدا شامل حال ہوگا آقائے نامدار کا اقبال بلند ہی باگراد وہان تک جائینگے اور
بخیر و خوبی واپس آئینگے یہی تذکرہ شب بھر رہا جب آسمان پر آثار سحر نمایان
ہوئے سب سردار اُٹھے اِدھر آصف نامدار بیدار ہوئے وظیفۂ سحری سے
فراغت حاصل کی خادم مرکب لیے در دولت پر موجود تھے شاہزادہ ملبوس مبارک
آراستہ کرکے باہر تشریف [illegible] یا گھوڑے پہ سوار ہوا سردارون نے اپنی اپنی گردنین

جھکالین قریب آکر دعائین پڑھ کے دم کین تنہا ہزاد مے نے نام خدا لیکر گھوڑا آگے بڑھایا سرداروں نے چاہا کچھ دور ہمراہ جائین آصف انجم طلعت نے سب کو روک دیا خود گھوڑا بڑھایا تنہا جانب میدان شبنم زار روانہ ہوے کہ کیفیت انکی وقت پر عرض کی جائے گی اب کچھ حال ان عیاروں کا بیان کیا جاتا ہی جکو اضطراب جادو نے اپنے مشیروں کی رائے سے براے گرفتاری آصف انجم طلعت روانہ کیا تھا اور وہ لوگ بانڈھاے عیاری سے آراستہ ہو کر روانہ ہوے تھے یہ چار عیار طرار تھے اور سب ساحری مین اپنے تئین یکتاے دہر جانتے تھے جب اُنھوں نے دوروز برابر راہ طی کی تو تیسرے دن ایک صحرا مین پہونچے راہ کی مسافت سے مضمحل ہو گئے تھے ایک درخت سایہ دار کے نیچے بیٹھکے دم لینے لگے ایک پانی کی تلاش مین آگے بڑھ گیا اُسنے جو سامنے نگاہ کی دیکھا ایک لشکر جرار قیام پذیر ہی اُسنے اپنا ارادہ فسخ کیا اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آیا کہا ہم لوگ بیخبر یہانتک چلے آئے ارے لشکر طلسم کشا اِسی جگہ اُترا ہی یہ خبر سُنکے سبنے اپنی وضع بسعد تعجیل تبدیل کی فقیروں کی صورت بنائی اُس عیار واقف کار کے ہمراہ اسطرف روانہ ہوے لشکر کو دیکھکر سب کے ہوش اُڑ گئے آپس مین چپکے چپکے کہا بند و بست لشکر مین ایسا ہی کہ فرشتہ کا دخل محال ہی مگر ہم لوگ ضرور جا پہونچینگے اور آصف انجم طلعت کو اسیر کرکے چلینگے اور جو جو ساحر نامی نظر آتے ہین ان لوگون کو بھی یہان نہ رہنے دینا کیا عجب ہی جب یہ اپنے مالک کو نہ پائین تو لشکر لیکر ہمارے قلعہ پر آئین وہان جنگ آغاز ہو مناسب یہ ہی کہ جھگڑا ہی قطع کرتے چلین ایک شخص بھی ایسا نہ چھوڑین جسکی ذات سے پھر فساد پھیلے یہ ذکر کرتے ہوے قریب لشکر پہونچے اور ایک سردار کی بارگاہ کے سامنے سوال کرنے کی غرض سے آئے مطلب یہ تھا کہ آصف انجم طلعت کا پتا مل جاے ایک عیار نہروان بن عمرو کی بارگاہ کے سامنے آیا نہروان سے سوال کیا نہروان نے آنکھ ملائی فوراً پہچان کہ یہ فقیر اصلی نہین عیار ہی فوراً جواب دیا کہ میان فقیر صاحب یہان آؤ جو کچھ ہمارے پاس موجود ہی تمھاری نذر کرینگے مگر کچھ صحبت ہماری بھی سُن لو ہمین اکثر فقراے کاملین کی صحبت رہی ہی اور اُن لوگون کی بدولت ہمنے بہت سے فائدے اُٹھاے ہین شاید کچھ فائدہ تمھاری ذات سے بھی پہونچے اور جو ہمارا دلی مقصد مدعا ہی وہ بر آئے فقیر نقلی تے جو اِس درجہ نہروان کو اپنی طرف مائل پایا بارگاہ کے اندر آیا کاندھے سے جھولا اُتار کے زمین پر رکھدیا کہا کیا کہتے ہو بیان کرو اگرچہ مین نے اپنے تئین بہت چھپایا اور اپنے کمال کو ظاہر کرنا نہ چاہا مگر معلوم ہوتا ہی تمکو فقیروں کی صحبت سے یہ بات حاصل ہو گئی ہی کہ صاحب کمال کو پہچان لیتا ہی خیر اب دیر نہ کر جو تیرا مطلب ہو مجھسے بیان کردے ابھی سب کام تیرے

انجام پاجائینگے نہروان نے کہا باباجی مین اپنی کیفیت بیان کرتے ڈرتا ہون
اگر راز افشا ہوگیا تو میرے واسطے بہت خرابی ہو آپ تو اپنے قیام گاہ
مین تشریف لیجائینگے اور میرے واسطے مصیبت کا سامنا ہوگا فقیر نقلی نے کہا
بابا تو مطمئن رہ جب تک مین تیرا کام انجام نہ دے لونگا ہرگز یہانسے نہ جاؤنگا میرے
ساتھ اور بھی فقیر ہین انکو بھی ٹھہرا لونگا تو اپنی کیفیت تو بیان کر نہروان نے
کہا باباجی مین بہت ڈرتا ہون آپ اب میری کیفیت خود دریافت فرمایئے مین
ہرگز بیان نہین کرونگا وہ ایسی بات ہو جسکے کہنے سے میرے ہاتھ پاؤن مین
رعشہ پیدا ہوتا ہو اگر مین نے زبان سے نکالی اور اسکا انجام اچھا نہ ہوا
تو مفت مین میری جان گئی فقیر نے کہا تو تو بہت ڈرتا ہو ارے جو بات ہو
بیان کر ابھی تیرا مطلب ہوا جاتا ہو کیون گھبراتا ہو نہروان نے کہا مین ایک
شرط سے کہونگا آپ پہلے قسم کھائین کہ دوسرے سے اسکا ذکر نہ کرینگے
تو مین اپنا حال آپ سے کہدون فقیر نے قسم بھی کھالی نہروان نے کہا
دیکھون کوئی میرے خیمہ کے آس پاس تو نہین ہو یہ کہکے اٹھا اور دروازہ پر
آیا چارون طرف نگاہ کی پھر اندر آکے کہا سنیئے میری دلی بات یہ ہو کہ
مین آصف انجم طلعت کی بدمزاجی سے بہت تنگ آیا ہون چاہتا ہون
کسی طرح اسکے قبضہ سے نکل جاؤن اور اس طلسم مین کسی سردار کے
پاس جاکر نوکری کرون مگر بہت سی باتین ایسی ہین کہ جنکی وجہ سے بہت
مجبور ہون اول تو وہ ہروقت مجھکو اپنے پاس رکھتا ہو کہین جانے نہین دیتا
اور پھر دوسری بات یہ ہو کہ اسنے میرا کل مال واسباب اپنے قبضے مین کرلیا ہو
وہ مجھکو اسی خیال سے نہین دیتا کہ اگر یہ پائیگا تو پھر میرے یہان نہ ٹھہریگا فورًا
چلا جائیگا اب آپ کوئی ایسی بات بتایئے کہ میرا مال واسباب اسکے قبضے سے
نکل آئے اور مین آزاد ہو جاؤن فقیر نے گردن ہلا کے کہا بابا یہ کتنی بڑی
بات ہو تو خاطر جمع رکھ فقیر سب بندوبست کر دیگا مال واسباب بھی تیرا مل جائیگا
اور وہ بالکل تیرے قبضہ مین ہو جائیگا ممکن نہین جو پھر ذرا بھی حکومت
کرسکے جو تیرا جی چاہے وہ کرنا اور اگر تو اس طلسم مین نوکری کرنا چاہتا ہو
تو یہ بات بھی آسانی سے ممکن ہو ہم تجھکو نوکر رکھا دینگے اور اچھا عہدہ دلا دینگے مگر اب جو ہم کہین
ہمارا کہنا مان لے سب مرادین تیری پوری ہو جائینگی اور بہت تو خوش ہوگا
دولت دنیا بھی اسقدر حاصل ہوگی کہ تیری خواہش سے زیادہ ہو مگر ہم تیرا
راز چھپائین اور تو ہماری بات پوشیدہ کر ہم تجھے مدد دین اور تو ہمین مدد
دے بہت اچھی طرح سب کام انجام پاجائینگے اچھا تھوڑی دیر صبر
کر ہم ابھی آتے ہین اپنے اور ساتھیون کو بلانے جاتے ہین نہروان نے کہا

بابا جی مین آپ کو جانے نہ دونگا مین پہلے ہی کہتا تھا کہ آپ میری بات سنکے
چلے جاینگے اور کچھ امداد نفرماینگے مین جانتا تو آپ سے ہرگز اپنا
حال بیان نہ کرتا اب میرا راز افشا ہو جائیگا اور مفت میری جان جانے کی
کوئی امید بر نہ آئے گی آصف انجم طلعت کو جسوقت اسکی خبر
ہوگی مجکو زندہ نہ چھوڑیگا فوراً قتل کرڈالیگا سب میرا مال متاع جو مین نے
بڑی بڑی تکلیفین اُٹھا اُٹھا کے جمع کیا تھا میرے بال بچون تک
نہ پہونچے گا سب اپنے پاس رکھ لیگا فقیر نقلی نے جو اسکو اسدرجہ
مضطرب پایا کہا ای شخص ہم تیرا اطمینان کیے دیتے ہین مگر خبردار ہماری
بات بھی زبان سے نہ نکالنا ورنہ ہم تیرا راز تیرے مالک سے فوراً
کہدینگے اور وہ تجکو جان سے مار ڈالیگا پھر تیری مراد بیشک پوری نہوگی
نہروان نے کہا اب اپنا حال بیان کیجیے مین ہرگز کسی سے نہ کہونگا
فقیر نقلی نے کہا ای شخص ہم فقیر نہین ہین بلکہ اصطرلاب جادو کے
ملازم ہین بھیس بدل کر یہان آئے ہین آصف انجم طلعت کو
گرفتار کرکے لیجاینگے اور جو جو ساحران جلیل یہان موجود
ہین اُنکو بھی نہ چھوڑینگے تو ہمارے ہمراہ چلنا ہم اصطرلاب جادو
سے تیری سفارش کرینگے تو وہان ملازم ہو جائیگا بہت آرام
پائیگا مگر شرط یہ ہے کہ آصف انجم طلعت کو گرفتار کرادے
اسی خدمت کے صلے مین تجکو بہت کچھ زر و جواہر ملیگا اور پھر
تیری بڑی خاطر کیجائیگی خود بادشاہ طلسم کے یہان سے تیری تنخواہ
مقرر ہو جائیگی نہروان نے جواب دیا مین آصف کو
کیونکر گرفتار کرادون اُس پر سحر تاثیر نہین کرتا زور قوت مین اُس سے
کوئی مقابلہ نہین کرسکتا مین کیا کرون اگر کوئی بات ایسی کرنے کے
قابل ہوگی تو انکار نہ کرونگا فوراً موجود ہو جاؤنگا مین خود اُس سے بیزار
ہون چاہتا ہون کسی طرح یہان سے مجکو نجات ملے اور مین کسی دوسری
جگہ جاکر نوکری کرون فقیر نقلی نے کہا زور اور طاقت اور سحر وغیرہ کا
یہان ذکر نہین ہے صرف تو ہمکو شب بھر اپنے خیمے مین پوشیدہ
طور سے رہنے دے تیرے خیمے سے آصف انجم طلعت کی
بارگاہ قریب ہے ہم رات کو اُٹھکر اُسے گرفتار کرلینگے اور ہمارے
جتنے ساتھی ہین یہ اور ساحرون کو گرفتار کرلینگے نہروان نے کہا
اس سے بہتر کیا ہے تم اپنے ساتھیون کو بھی ہمارے خیمے مین بلالو
شوق سے یہان رہین اُن کو کوئی نہ دیکھ سکے گا جسوقت تم لوگ

کھوگے مین تمہین آصف کی بارگاہ مین پہونچا دونگا تم اپنے ساتھیون کو
یہان بلالاؤ یہ سُنکر فقیر نقلی وہان سے اُٹھا اور اپنے ساتھیون کو
باہر آکر اشارے سے نہروان کے خیمہ مین بلالیا سب ساتھی اسکے
جب خیمے مین آگئے نہروان نے کہا اب تم لوگ آرام کرو مین وقت مناسب پر
تمہین بھگا دونگا تم جاکر اپنا کام کرنا مگر دیکھو خبردار مجکو ضرور اپنے ہمراہ
لے چلنا یہان نہ چھوڑ جانا عیارون نے کہا اے شخص یہ بات انسانیت سے
بعید ہے کہ تو تو ہمارے ساتھ ایسا احسان کرے اور ہم تجکو یہان چھوڑ جائین
تجکو لے چلینگے اور اصطرلاب جادو حاکم قلعہ سے تیرے واسطے
خلعت کی سفارش کرینگے تجکو وہان ملازم کرا دینگے نہروان نے سب کو وہان چھوڑا
کہا اب مین جاتا ہون جسوقت موقع پاؤنگا تمکو بلا لے جاؤنگا تم فوراً
میرے ہمراہ چلنا دیر نہ لگانا سب عیار وہان بیٹھے رہے نہروان
اپنے خیمہ سے نکلکر باہر آیا سہراب شیر سوار کی بارگاہ مین گیا کہا اسوقت
چار عیار اصطرلاب جادو کے ملازم یہان آئے تھے اور اُنکا یہ
ارادہ تھا کہ آقاے نامدار کو گرفتار کرکے لے جائین اور ہمارے لشکر
مین جسقدر ساحران جلیل ہین اُنکو بھی اسیر کرین مین نے اُنکو دیکھکر پہچان لیا
اپنے خیمہ مین بلایا بہت خاطر سے پیش آیا آخر اُنھون نے اپنا حال
سب مجھسے صاف صاف کہدیا اب مین اُنکو ایک امر کا منتظر کرکے یہان
آیا ہون اگر تم اُنہین سحر کرکے گرفتار کرلو تو بہت اچھی بات ہے ورنہ
مین نے سبکو مغالطہ دے دیا ہے اسیر بھی کرلونگا سہراب جادو نے کہا
اے نہروان تینے کمال کیا ایسے نامی عیارون کو اسطرح مغالطہ دیا
یہ تمہارا ہی کام تھا نہروان نے جواب دیا اے سہراب شیر سوار یہ
بات قابل تعریف نہین کیونکہ ان لوگون کو فن عیاری مین دخل نہین ہے بلکہ
یہ لوگ بالکل واقف نہین کہ عیاری کیونکر کی جاتی ہے اب بہت سے
وقت ایسے آئینگے کہ تمکو تعجب ہوگا سہراب نے کہا مین ابھی چلکر
اُن کو گرفتار کرونگا یہ کہکے نہروان کے ہمراہ خیمے تک آیا
نہروان علحدہ ہوگیا سہراب شیر سوار خیمے مین آیا عیارون نے
اسکو دیکھکر کہا خیریت نہین نظر آتی ہے معلوم ہوتا ہے جو شخص ابھی ہم سے
باتین کر رہا تھا یہ بھی عیار تھا اسنے ذرا سی دلجوئی کرکے سب
کیفیت ہماری دریافت کرلی اور ہم سب کو بٹھا کے یہان چلا گیا سہراب کے
جانے واسطے بعید یا عیار یہی خیال کر رہے تھے کہ سہراب نے
سامنے جاکر کہا تم لوگ یہان کیون آئے ہو عیار چاہتے تھے کہ کچھ جواب دین

اور سہراب کو باتون مین لگا کے خود نکل جائین مگر سہراب نے
سحر کیا چارون عیار زمین پر گرے نہروان نے سب کی مشکین باندھ لین
سہراب نے اپنا سحر اُتارا کہا اب جو کچھ اسنے کہا ہو کہو نہروان نے
کہا اب تم لوگ ایمان لاتے ہو یا اپنے تئین ہلاک کرانا چاہتے ہو
عیارون نے کہا ہم اپنا دین ترک نہ کرینگے اگر تم ہمین ہلاک کروگے
ہمارا سردار ہمارے خون کا عوض تم سے ضرور لیگا جسوقت یہ خبر اصطرلاب
جادو کو ہوگی فوراً یہان آئیگا اور سب کو اسیر کرکے لے جائیگا
ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا نہروان نے اُسیوقت جلاد کو بلایا کہا ان
چارون کو ابھی قتل کرو جلاد نے اُسیوقت سب کو تہ تیغ کیا سہراب نے
نہروان سے کہا اب عیارون کی آمد شروع ہوئی ہے جب انکو عرصہ
ہوگا تو اصطرلاب جادو اور عیارون کو روانہ کریگا مناسب وقت ہے
کہ اب نگہبانی اچھی طرح ہو اور سب لوگ ہوشیار رہین کوئی غیر شخص
یہان نہ آنے پائے نہروان نے کہا تم خاطر جمع رکھو اب جو کوئی عیار
آئیگا اسی طرح سزا پائیگا مجکو معلوم ہو کہ یہان سے اصطرلاب کا قلعہ
کتنی دور ہے سہراب شیر سوار نے کہا یہان سے دو دن کی راہ ہے
مگر راستہ بہت خراب ہے اُسطرف جانے والے کو بہت زحمت ہوتی ہے
یہان سے کوس بھر کے بعد کچھ لوگ ایک جگہ پر ہر وقت موجود رہتے ہین
غیر شخص کو دیکھکر پکڑ لیجاتے ہین آنے کا سبب دریافت کرتے ہین
اگر اُسکے پاس کچھ نقد ہوتا ہے اپنے قبضہ مین کرتے ہین اُسکو
چھوڑ دیتے ہین نہین جان سے ہلاک کر ڈالتے ہین نہروان نے کہا
مین اُسطرف جاؤنگا اُن لوگون کی خبر لاؤنگا دیکھون وہ لوگ کون ہین کیا
کرتے ہین سہراب نے کہا اے نہروان تمہارا اس طرف جانا مناسب
وقت نہین اسوجہ سے کہ وہ سب ساحران غدار ہین سحر سے فوراً کام
لیتے ہین اگر تم اُسطرف جاؤگے اور انکا سامنا ہوگا فوراً تم پر سحر کرکے
تمہین گرفتار کرینگے اگر انکو یہ حال معلوم ہو جائیگا کہ ہمارے قلعے کے
عیارون کو اسی شخص نے ہلاک کیا ہے تو تمہین اصطرلاب جادو کے پاس
لے جائینگے وہ بڑا ظالم ہے فوراً قتل کا حکم دیگا اُسوقت کوئی تدبیر
بن نہ پڑے گی مناسب یہ ہے کہ تم اپنا قصد فسخ کردو اور اپنے لشکر مین بہت
ہوشیاری سے نگران رہو ابھی اُن لوگون سے چھیڑ کرنا اچھا نہین ہے جب
آقائے نامدار تشریف لائینگے اُسوقت دیکھا جائیگا لیکن کوئی بات اپنی
طرف سے نہ کرنا چاہیے نہروان نے جواب دیا کہ اے سہراب تم خاطر جمع رکھو اور کوئی فکر و تردد نہ کرو کہ

مجکو کوئی گرفتار نہ کر سکیگا مین صرف وہان کی کیفیت دیکھنے جاؤنگا اور ابھی واپس آؤنگا زیادہ عرصہ نہ لگاؤنگا
مگر اس راز کو کسی پر افشا نہ کرنا یہ کہکے نہروان اُسی دن روانہ ہوا کہ ذکر اُسکا وقت پر آئیگا

اب کچھ کیفیت اصطرلاب جادو کی عرض کی جاتی ہے

کہ اُسنے جب عیارون کو لشکر کی طرف روانہ کیا تو دو دن تک سب کے
انتظار مین رہا تیسرے دن اُسنے مشیرون کو بلا کے کہا کہ مین نے عیارون
کو روانہ کیا تھا ابھی تک کوئی واپس نہین آیا ذرا اُن کی خبر لینا چاہیے
مشیرون نے جواب دیا کہ کسی شخص کو اُس طرف روانہ فرمائیے
وہ جائے اور اُن کی خبر لائے اصطرلاب جادو نے کہا میرے نزدیک
مناسب ہے کہ چار عیار اور اُسطرف روانہ ہون اور اُنکی خبر لائین اگر وہ
لوگ کسی آفت مین پھنس گئے ہون تو اُنکو چھڑا لائین اُسیوقت چار عیاران
طرار کو طلب کیا اور سب کیفیت اُنسے بیان کی پھر روانہ ہونے کا
حکم دیا عیارون نے کہا ہم ابھی جاتے ہین اور اپنے ساتھیون کی خبر
لاتے ہین اُنھون نے بہت دیر کی ہم ابھی جاتے ہی آصف انجم
طلعت کو گرفتار کر لائینگے اتنی دیر نہ لگائینگے اصطرلاب نے کہا
جو کوئی آصف کو گرفتار کرکے لائیگا ایک گاؤن انعام مین پائے گا
زر و جواہر بھی ملیگا عیارون کا افسر قرار پائیگا عیار یہ سنکے بہت خوش
ہوے اُسیوقت اصطرلاب جادو سے رخصت ہو کر آئے باندھ باندھ
عیاری سے آراستہ ہو کر لشکر اسلام کی طرف چلے خوشی کے مارے
راہ مین کہین نہ ٹھہرے پتا لگاتے لشکر اسلام کے قریب پہونچے
دور سے عیارون نے لشکر کی کثرت پر نگاہ کی طریقہ انتظام کو خیال کیا
آپس مین کہا بڑا بندوبست ہے یقین ہے ہمارے پہلے جو عیار آئے تھے
وہ اسیر ہو گئے خیر اب ہم اُنکو بھی چھڑا لینگے اور آصف کو بھی پکڑ لے
چلینگے یہ باتین کرتے ہوئے ایک گوشے مین آکے چھپ کر بیٹھ رہے
دن تو وہان گذارا رات کو اپنا بھیس بدل کر لشکر اسلام مین داخل ہوئے
نگہبانون کی نظرون سے چھپتے ہوئے ہر ایک بارگاہ کے قریب گئے
قاعدے سے آصف انجم طلعت کی بارگاہ کو پہچان لیا سامنے بارگاہ کے
جاکے نگاہ کی دیکھا پردے پڑے ہین قریب پہ وہ آئے سب کی نگاہین بچا
کے وہ اُٹھایا بارگاہ کو خالی پایا سب نے کہا معلوم نہین آصف کہان ہے اُسکی
بارگاہ تو خالی پڑی ہے اور عیارون نے کہا اس سے بہتر پوشیدہ رہنے کو اور
کوئی جگہ نہین ملیگی تھوڑی دیر یہان قیام کرو جب تک لشکر مین سب سو جائینگے
اگر آصف کا پتا نہ ملے تو اپنے ہمراہیون کو ڈھونڈھو اور سہراب شیر سوار اور

کاؤس شیر سوار اور فغفور تاجدار کو گرفتار کر کے لیچلوا نگی وجہ سے
آصف انجم طلعت کو بہت قوت ہو یہ لوگ ساحران جلیل ہین اور واقف
کار ان طلسم ہین یہ صلاح کر کے سب عیار بارگاہ مین آئے پوشیدہ ہو کر بیٹھ
رہے تھوڑی دیر کے بعد جب رات زیادہ گئی اور انکو یقین ہوا کہ اب
سب لشکر اسلام مین سو گئے ہونگے بارگاہ سے باہر نکلے خیال کیا تو
واقعی سب لوگ سو چکے تھے ایک عیار سہراب شیر سوار کی بارگاہ مین
گیا دوسرے نے کاؤس شیر سوار کے خیمہ مین جانیکا ارادہ کیا تیسرے
عیار نے فغفور تاجدار کی فکر کی چوتھے عیار نے اپنے عیارون کا پتا
لگانے کی کوشش کی تھوڑی دیر کے بعد سب عیار یکجا ہوے ایک
سہراب کا پشتارہ باندھ کر لایا دوسرے نے کاؤس کو اسیر کیا تیسرا فغفور
تاجدار کو لایا چوتھے عیار نے کہا مین بھی کسی کو لیچلون عیارون کا پتا نہین معلوم
ہوتا کہ کہان ہین شاید وہ سب قتل کر ڈالے گئے اب یہان سے خالی چلنا
اچھا نہین ہی اسکے ہمراہیون نے منع کیا کہا ہم لوگ ایسے ساحران جلیل کو
گرفتار کر چکے اب اس لشکر مین کوئی ایسا نہین ہی جسکا خوف ہو آصف انجم
طلعت کا کہین پتا نہین ملتا تعجب کی بات ہی ہمارے نزدیک مناسب ہی
کہ اب کسی کو گرفتار نہ کرو تم اسی طرح ہمارے ہمراہ چلو راہ مین بہت ضرورتین پیش
آئینگی تمہارا خالی رہنا اچھا ہے سب نے اُسکو سمجھا کے اپنے ہمراہ لیا
اور لشکر اسلام سے نکل کر اپنے قلعہ کی جانب روانہ ہوے رات
بہت کم باقی تھی تھوڑی دور پہ جاکے صبح ہو گئی عیار رات بھر پریشان رہ
ہو چکے تھے ایک جگہ صاف دیکھ کر بیٹھے پشتارے بھی وہین لگا دئے
کہا ہم لوگون نے کل سے بہت زحمت اُٹھائی ہی اگر اسوقت تھوڑی دیر
استراحت نہ کرینگے تو بہت پریشان ہو جائینگے جو عیار خالی تھا اُسنے کہا
واقعی تم لوگون نے بہت زحمت اُٹھائی ہی تھوڑی دیر سو رہو مین نگہبانی
کر رہا ہون کسی کی مجال نہین جو یہان تک آسکے بعد تھوڑی دیر کے
اُٹھ کے یہان سے روانہ ہونا عیارون نے کہا بہت ہوشیاری سے رہنا
ایسا نہ ہو کہ کوئی اُنکے لشکر سے ڈھونڈھتا ہوا ادھر آئے اور فساد پھیلائے
اگر کسی کو آتے دیکھنا فورًا ہمکو جگا دینا تنہا اُسکے مقابلے مین نہ جانا
یہ کہکے تینون عیار سو رہے یہ تنہا بیٹھ کے پاسبانی کرنے لگا تھوڑی
دیر گذری تھی کہ اِسکے کان مین رونے کی آواز آئی اِسنے خیال کیا تو
عورت کی آواز معلوم ہوئی اپنی جگہ سے اُٹھا آواز کے انداز سے قریب
آیا دیکھا کہ ایک عورت نوجوان ایک چادر اوڑھے بیٹھی ہی آنکھون سے دریاے

اشک جاری ہو صورت پر جو نگاہ کی فریفتہ ہو گیا کہا اے نازنین تجھپر کیا مصیبت پڑی جو اس صحرا مین اس بیکسی سے بیٹھی رو رہی ہے اس نازنین نے جواب دیا کہ میری کیفیت دریافت نہ کرو تمکو اور زیادہ ملال ہوگا مین یہان اپنے شوہر کے ہمراہ آئی تھی اس صحرا سے متصل جو پہاڑ ہی وہان پر قزاقون نے میرے شوہر کو قتل کیا اور مال و اسباب جسقدر رکھا سب چھین لیا میرے کپڑے تک اُتار لیے اب مین برہنہ کیا کرتی اُنکے آگے ہاتھ باندھے اُنکو کچھ ترس آیا یہ ایک چادر پھٹی پرانی مجھکو دے دی ہی اُسکو مین اوڑھکر یہانتک آئی لیکن بستی نہ ملی جو کچھ مانگکے کھاتی اگر کسی کو رحم آتا اپنا پرانا لباس مجکو دیتا مین پہن لیتی پھر اگر بستی مل جاتا تو اپنے مکان جاتی سب کو اس کیفیت سے آگاہ کرتی اب کیا کرون مجبور ہون اگر تمکو میرے حال پر رحم آیا ہی تو اسقدر میری امداد کرو کہ کوئی پرانا کپڑا مجھے دو اور بستی کا پتا بتاؤ مین اُسی طرف چلی جاؤن زندگی بھر تمہین دعا دیتی رہون گی یہ احسان یاد رکھون گی عیار نے کہا اے نازنین تو خاطر جمع رکھ گھبرانے کی بات نہین ہمارے ہمراہ چل ہم تجکو اپنے یہان رکھینگے سب طرح سے تیری خاطر کرینگے جو کچھ تو کہے گی ہمین اُس مین انکار نہ ہوگا ہم مدت سے چاہتے تھے کہ کوئی ایسی عورت مل جاوے جسکو اپنے گھر مین لاکر بٹھائین اُسکے سبب سے دو گھڑی دل بہلیگا غم غلط ہو جائیگا نازنین نے جواب دیا مجکو تمہارا یہ کہنا کیونکر منظور ہو سکتا ہے آج ہی قزاقون نے میرے شوہر کو قتل کیا اور آج ہی مین تمکو اپنا خاوند بناؤن بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہی تمکو مجھسے کیا امید ہوگی عیار نے کہا ابھی تو چلکر ہمارے یہان بسر کر جب یہ ملال تجکو فراموش ہو جاوے اُسوقت میرا کہنا قبول کرنا عورت نے کہا ہان اسطرح پر مجکو منظور ہی یہ کہکے اپنی جگہ سے اُٹھی عیار کے ہمراہ ہوئی اور عیار اسکو ہمراہ لیکر جہان اسکے ساتھی سو رہے تھے وہان آیا نازنین نے پشتارے کی طرف جو نگاہ کی کہا یہ لاشین کیسی ہین یہ لوگ کس طرح مر گئے اور تم انہین کہان لیے جاتے ہو عیار نے کہا یہ مردے نہین ہین سب زندہ ہین ہم انکو گرفتار کرکے لیے جاتے ہین یہ لوگ بیہوش ہین نازنین نے کہا اور یہ لوگ جو سو رہے ہین یہ کون ہین عیار نے کہا یہ سب ہمارے ساتھی ہین اس عرصے مین سب ہوشیار ہوے دیکھا ایک نازنین پری جمال بیٹھی ہی سب نے عیار سے مخاطب ہو کر کہا ارے یہ تم کسکو لائے ہو عیار نے سب حقیقت بیان کی نازنین نے ہر ایک کی طرف لگاوٹ کی نگاہ کرنا شروع کی اب تو سب کی نیتین

بڑے لینے گئین پھر ایک نازنین سے مخاطب ہو کر مذاق کرنے لگا جو عیار اسکو
لیکر آیا تھا اُس کو ناگوار ہوا اُسنے کہا تم لوگون کا یہ کیا قاعدہ ہی ہم اس
عورت کو لائے ہین تم ہنسنے کے مجاز نہین ہو نازنین نے ایک عیار کی طرف
دیکھ کے اشارہ کیا کہ اسکو بکنے دو تم ہم سے باتین کرو عیار نے جو عورت کو
اپنی طرف مخاطب پایا تو منھ مین پانی بھر آیا اُس عیار سے مخاطب ہو کر کہا
کہ کیا بیہودہ بکتا ہی اگر تو لایا ہی تو ہم کیا کرین ضرور اس سے بات کرینگے اگر
ابھی کچھ زر و جواہر ہاتھ آتا تو ضرور تھا کہ چار حصہ برابر کے ہوتے اب
اس سفر مین ایک حسین عورت دستیاب ہوئی ہی تو ضرور اُس مین بھی حصہ
لگاینگے اوّل تو ہم ہر طرح مستحق ہین اسواسطے کہ ہمنے آج بڑا کام کیا ہے
لشکر اسلام سے ساحران جلیل کو گرفتار کرکے لیے جاتے ہین تو نے
کونسا کام انجام دیا ہی جو اسقدر باتین بناتا ہی جسوقت تو اضطراب
جادو کے سامنے جائیگا وہ تجکو بہت ذلیل کریگا تو اپنے یہان کے عیارونکا
پتا نہ لگا سکا ایک کو مسلمانون کی قید سے نہ چھڑا سکا پھر کسی کو گرفتار کرکے بھی
نہ لایا اور ایک عورت کے واسطے جان دیئے دیتا ہی دیکھ ہم بھی تیری
کیسی شکایت کرتے ہین عیار نے یہ تقریر سنکے سخت کلامی کی یہ تینون عیار
یک زبان ہوگئے اور اس سے باہم فساد کی نوبت پہونچی آخر کار تینون عیارون نے
اُسکو یہانتک مارا کہ وہ مر گیا نازنین نے جو یہ کیفیت دیکھی ایک عیار کے
پاس آئی اُسکے کان مین چپکے سے کہا مین تمھاری راضی ہون جسطرح
بن پڑے مجھے اپنے ہمراہ لے چلنا اگر کوئی دوسرا مجکو ہاتھ لگائیگا مین ابھی
اپنی جان دیدونگی یہ جو تمھارا ساتھی سامنے بیٹھا ہی میری طرف بُری
نگاہ سے دیکھ رہا ہی جب میری نگاہ اُسکے چہرے پر پڑتی ہی اشارہ کرتا ہی
اسکو منع کر دو عیار نے جو یہ تقریر اُس عورت کی سُنی دل مین شاد ہو گیا
خیال کیا کہ یہ عورت خود مجھپر فریفتہ ہو گئی یہ سوچ کے اُسنے چپکے سے
یہ جملہ کہا اے نازنین تو خاطر جمع رکھ کسی کی مجال نہین جو تجکو اپنے ساتھ
لیجائے یا تیری طرف بدنگاہ کرے تو جاکے ایک کنارے بیٹھ جا مین
تھوڑی دیر مین چلونگا تو میرے ساتھ چلنا راہ مین کسی سے بات نہ کرنا
نازنین یہ سنکے ایک کنارے جاکے بیٹھ رہی اب دو عیارون نے جو
دیکھا کہ عورت منھ چھپائے بیٹھی ہی دل مین خیال کیا کہ اسوقت کی لڑائی سے
خوف معلوم ہوا اب چپ ہو کر بیٹھ رہی اسکے پاس جائین اُس سے ہنسی کی
بات کرین عورت حسین ہی اگر کسی طرح قبضے مین آجائے تو بہت اچھی بات ہی
یہ سوچ کے دونون عیار اسکے پاس آئے کہا اے نازنین تجکو کیا ڈر ہے

جو تو یہان منہ چھپائے بیٹھی ہے نازنین نے چپکے سے کہا ارے میرے پاس نہ آؤ یہاں سے پلٹ جاؤ جو تمہارے ساتھ تیسرا آدمی ہو اُسنے مجھسے کہا ہی کہ اگر ان دونون سے بات کرے گی تو تیرا گلا کاٹ ڈالونگا مجھے اپنی جان بہت پیاری ہے اس خیال سے یہان آکر بیٹھ رہی ہون ساحرون نے جو یہ کیفیت سُنی انکو بہت برا معلوم ہوا کہا وہ دیوانہ ہے ابھی سب شیخی بھول جائیگا تو ہمارے ہمراہ چل جہان ہم لوگ بیٹھے ہیں وہان چلکر بیٹھ اگر وہ تجھے کچھ کہیگا تو ہم اُسے سزا دینگے نازنین نے کہا جبتک تم اسکو یہان سے دور نہ کر دوگے میں ہرگز تمہارے ہمراہ نہیں چلون گی اگر وہ دیکھیگا تو مجھکو قتل کر ڈالے گا عیارون نے کہا اُس کی اتنی مجال نہیں تو شوق سے ہمارے ساتھ چل نازنین نے کہا تم اُسکو یہان سے بھگا دو تو میں تمہارے ہمراہ چلون مجھے خود اُسکی صورت بڑی معلوم ہوتی ہے عیار اس نازنین سے یہ باتیں کر رہے تھے کہ وہ تیسرا عیار آگیا انکو دیکھکر کہا تم لوگ کیون عورت کو ستاتے ہو نہیں جانتے کہ اُس پر ہماری نگاہ ہے اُسکو ہم اپنے گھر لیجائینگے اپنی بی بی بنائینگے ان دونون عیارون نے کہا کچھ بیوقوف ہوگیا ہے تیری اتنی مجال نہیں جو اس عورت کی طرف نگاہ اُٹھا کے دیکھ لے اسکو یہ بات بُری معلوم ہوئی اسی طرح آپس میں سخت کلامی ہوتے ہوتے مار پیٹ کی نوبت آئی دونون ساحرون نے ملکے اِسکو مار ڈالا نازنین نے کہا اب میری جان میں جان آئی جبتک وہ زندہ تھا میں اپنے تئیں مردہ جانتی تھی ان دو ساحرون نے کہا اب تو شوق سے ہمارے ہمراہ چل ہم تمکو اپنے گھر میں لے چلینگے ہر طرح کی خاطر کرینگے نازنین نے کہا اب میں ایک بات اور کہتی ہون اگر منظور کرو تو ابھی ایک جھگڑا جو باقی ہے اُسکا بھی فیصلہ ہو جائے دونون عیارون نے کہا وہ بات بھی بیان کر دے نازنین نے کہا اب میں اس فکر میں ہون کہ آپ دونون صاحبون سے مجکو کون اپنے گھر لیجائیگا اور میری کفالت کون کریگا یہ بات سنتے ہی دونون عیارون کی زبان سے نکلا ہم لیجائینگے نازنین نے کہا ایک صاحب اپنا ارادہ فسخ کردیں اور ایک صاحب مجکو لیچلیں عیارون نے کہا یہ بات غیر ممکن ہے ہم اپنے ارادہ سے ہرگز باز نہیں آئینگے تجکو ضرور لیجائینگے نازنین نے کہا میں ایک عورت ہون دو آدمیون کے مکان میں کیونکر جاؤن گی اسکی بھی کوئی تدبیر نکالنا چاہیے یہ سُنکر ایک عیار نے کہا اے نازنین تو ہمارے ہمراہ چلنا اور ہمارے مکان میں رہنا ہمارے ساتھی یقین ہے انکار نہ کرینگے اور خوشی سے ہماری درخواست منظور کرینگے یہ سُنکے دوسرے عیار نے کہا میں اِس بات کو منظور

نہین کرسکتا ہین خود اس بات کا ارادہ رکھتا ہون کہ انکو اپنے ہمراہ لیجاؤن اور
اپنی بی بی بناؤن اس گفتگو نے ایسا طول کھینچا کہ دونون مین سخت کلامی کی
نوبت پہونچی اور جنگ شروع ہوئی آخر کار ایک عیار نے دوسرے کو
ہلاک کیا قصہ پاک کیا نازنین نے اسکے پاس آکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے
کہا مین تجھپر شیدا تھی دل مین دعائین کررہی تھی کہ تیرے ہاتھ سے وہ
مارا جائے اب مین تیرے ساتھ چلونگی اور خوشی سے اپنی زندگی بسر
کرونگی مگر دیر سے مین اس دھوپ مین جو کھڑی ہون تو پیاس بہت لگی
اگر یہان کہین پانی ملجائے تو مجھکو لاکر پلادے حلق مین کانٹے پڑے
جاتے ہین منہ سوکھا جاتا ہی عیار نے بدوا سکی یہ حالت دیکھی ایک جانب
روانہ ہوا پانی وہان قریب ممکن نہ تھا جب عیار بہت دور نکل گیا نازنین
سہراب شیرسوار کے پشتارے کے قریب آئی زبان سے سوزن
نکال نے ہوشیار کیا سہراب کی آنکھ کھلی اپنے کو عجیب حالت مین دیکھا
سخت تعجب ہوا گھبرا کے کہا ارے مین کہان ہون یہانتک کیونکر آیا
مجھکو کون لایا نازنین نے کہا اسکی کیفیت تمکو معلوم ہوجائیگی ابھی صبر کرو یہ
کہکر کاؤس کا پشتارہ کھولا زبان سے سوزن نکال کے ہوشیار کیا پھر
فغفور تاجدار کو بھی اس مصیبت سے نجات دلائی سب کو اپنی حالت دیکھکر
کمال تعجب ہوا نازنین نے کہا ابھی یہان سے کہین نہ جانا ایک عیار آتا ہوگا
جبتک اسکو ہلاک نہ کروگے میری جان بچنا دشوار ہی تم لوگ ابھی یہین موجود رہنا
یہ کہکے نازنین ایک درخت کی آڑ مین آئی رنگ روغن دور کیا سب کے
سامنے آکر کہا اے سہراب دیکھو اگر ہم یہان نہ آتے تو تمھاری جان کیونکر
بچتی اب جو سہراب نے نگاہ کی دیکھا نہروان بن عمرو عیار طرار سامنے
موجود ہے سہراب نے کہا اے نہروان کیون نہ ہو جیسے تمھارے
آقاے نامدار فنون سپہ گری مین طاق ہین ویسے تم فن عیاری مین بھی اپنا
مثل نہین رکھتے ہو نہروان نے کہا ابھی تمنے عیاری نہین دیکھی ہی اگر
ہمارے ساتھ اس طلسم مین چلوگے تو بہت سے مقامات پر تمکو ایسا اتفاق
ہوگا کہ تمام عمر یاد رکھوگے یہ ذکر تھا کہ عیار جو پانی لینے گیا تھا سامنے سے آیا
سہراب وغیرہ کو ہوشیار دیکھکر بہت گھبرایا نہروان نے سہراب کی طرف
دیکھکر اشارہ کیا سہراب نے عیار کی طرف نگاہ کی لڑکھڑا کر زمین پہ گرا
کاؤس شیرسوار نے بڑھ کے ایک پتھر اسکے سر پر مارا کہ سر دوپارہ
ہوگیا عیار تڑپ کر مرگیا سہراب شیرسوار اور کاؤس شیرسوار اور فغفور
تاجدار اور نہروان وہان سے روانہ ہوئے کہ ذکر انکا وقت پہ آئیگا

اب کچھ کیفیت اصطرلاب جادو کی عرض کی جاتی ہے

جب اسکے یہ بھی چارون عیار واپس نہ گئے تو اسکو کمال انتشار ہوا پھر اسنے اپنے مشیرون کو طلب کیا اور سب حال بیان کیا مشیرون نے کہا کہ اب کی مرتبہ اعلےٰ درجے کے عیار وہان بھیجے جائین وہ جاکر کام بھی انجام دین اور سب کی خبرین بھی لائین اصطرلاب جادو نے ایک خادم کی طرف اشارہ کیا سموم تیز قدم اور طرار وورروم اور سبک خرام دوربین اور لفاظنچہ بندان چارون عیارون کو جاکر اطلاع دی کہ اصطرلاب نے تمکو اسوقت بلایا ہی کچھ ضروری کام ہے بہت جلد آؤ ذرا دیر نہ لگاؤ تمھارے بغیر کار ہاے ضروری برج ہو رہے ہین بہت جلد چلو ملازم اسیوقت اصطرلاب جادو کو سلام کرکے پیچھے ہٹے اور عیارون کے مکان پر پہونچے چارون عیارون کو حکم بادشاہ سے آگاہ کیا سب نے کہا آج کیا ایسی مشکل پیش آئی ہی جو بادشاہ نے ہمکو یاد کیا ہی ملازم نے کہا جب تم وہان جاؤگے تو کیفیت معلوم ہو جائیگی چارون عیار اسیوقت بانہ ہاے عیاری سے آراستہ ہوکر اصطرلاب جادو کے مکان پر آئے انکو فوراً لوگ اصطرلاب کے پاس لیگئے عیارون نے جھک کر سلام کیا اصطرلاب نے کہا آج مین نے تم کو اسواسطے بلایا ہی کہ ایک شخص بارادۂ فتح طلسم وارد ہوا ہی اسنے دو ایک قلعے بھی فتح کیے ہین کچھ ساحران جلیل کو زیر کرکے اپنا مطیع بنایا ہی انکے بھروسے پر اسطرف بھی قدم بڑھایا ہی اسکا ارادہ ہی کہ یہان آئے اور مجھسے مقابلہ کرے اگرچہ وہ یہانتک آنہین سکتا اور میرے مقابلے کی تاب لانہین سکتا مگر مجکو یہ خیال ہی کہ اسکے ہمراہ جو دو تین ساحران نامی ہین وہ اگر اس قلعے پر آئینگے تو ضرور فساد پھیلائینگے چند ملازمین مرحلے کی جان مصیبت جائیگی آخر مین وہ لوگ ضرور گرفتار ہونگے مگر بہتر یہ ہی کہ ابھی سے انکی فکر کی جاے اسی واسطے مین نے پہلے چار عیارون کو اسکی گرفتاری کے واسطے روانہ کیا اور تاکید کردی تھی کہ بہت جلد آنا وہان دیر نہ لگانا مگر انھون نے بہت دیر کی مین نے انکی امداد کو اور چار ساحر جو عیاران طرار سے تھے انکو بھیجا وہ بھی ابھی تک واپس نہین آئے معلوم ہوتا ہی وہان انسے عیاری بن نہ پڑی اور ساحرون نے پہچان کے اسیر کرلیا نہین معلوم زندہ ہین یا مارے گئے اسی خیال سے مین نے تم لوگون کو بلایا ہی اب تمھاری عیاری سے کس کو پناہ ملیگی تم جاؤگے تو سب کو ضرور اسیر کر لاؤگے اور اگر ہمارے یہان کے عیار زندہ ہون تو انکو قید سے رہائی دلانا وہین نہ چھوڑ آنا اور یہ خیال رکھنا کہ جہانتک ممکن ہو سب سے

آصف انجم طلعت کو اسیر کرنا یا قتل فساد اُسی کا ہے اُسکے بعد سہراب
شیر سوار اور کاؤس شیر سوار کو بھی نہ چھوڑنا اگر اسیر نہ ہو سکیں تو جان سے
مار ڈالنا فغفور تاجدار بھی نہ بچنے پاوے یہ بھی بہت بڑا ساحر ہے فنِ
ساحری سے خوب ماہر ہے اُسکی ذات سے بھی بہت سے خوف ہیں
اگر یہ رہ جائیگا تو ضرور فساد پھیلائیگا عیاروں نے کہا ہم تمام لشکر کو ہلاک
کر کے آئینگے اور ان چار آدمیوں کو ضرور اسیر کر لینگے اصطرلاب جادو نے
کہا ایک بات یاد رکھنا کہ آصف انجم طلعت کو قتل نہ کرنا اُسکو قید کر کے میں
بادشاہ طلسم کے پاس روانہ کرونگا جو اُنکی مرضی ہوگی وہ اُسکے حق میں کرینگے
عیاروں نے کہا اُسکو ہم زندہ اسیر کر کے لائینگے اور خود بادشاہ طلسم کے
پاس لیجائینگے اصطرلاب جادو نے کہا اسکے عوض میں وہاں سے اسقدر
زر و جواہر پاؤ گے کہ خوش ہو جاؤ گے عیاروں نے جھک کے
سلام کیا اور اُسیوقت لشکر اسلام کی تلاش میں روانہ ہوئے پتا وغیرہ جو کچھ
اصطرلاب جادو کو معلوم تھا ان لوگوں کو بتا دیا تھا یہ عیار جو روانہ ہوئے
ایک دن کے بعد ایک صحرا میں پہونچے سب نے کہا ہم لوگوں کا ساتھ
جانا غیر مناسب ہے علٰحدہ علٰحدہ جائیں اور پھر آتے وقت ساتھ ہو جائینگے
مگر یہ خیال رہے کہ اگر کسی پر کوئی مصیبت سخت آجاوے تو اُسکے واسطے
حتی الوسع اپنی کوشش کرنے میں غفلت نہ ہونے پاوے جبتک اپنے ساتھی کو
چھڑا نہ لینا دوسرے کام میں مشغول نہ ہونا سب نے یہ آپس میں صلاح کی
اور وہاں سے علٰحدہ ہو گئے سموم تیز قدم سب سے پہلے لشکر میں پہونچا
اسنے جاتے ہی سب کیفیت دریافت کی چونکہ عیار طرار تھا اسلیے
اسکو کوئی پہچان نہ سکا اسکے بعد طرار دوروم لشکر میں آیا اسنے بھی سب
کیفیت دریافت کی اسکے بعد وہ دونوں عیار بھی یکے بعد دیگرے لشکر میں آئے
اور اپنی اپنی عیاری سے پوشیدہ ہو گئے جب دن تمام ہوا اور تاریکی شب
چاروں طرف پھیل گئی سب سے پہلے سموم تیز قدم اُٹھا اور اسنے آصف
انجم طلعت کی بارگاہ کے قریب آکر نگاہ کی شاہزادے کو نہ پایا چالاکی سے
دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ شاہزادہ والا تبار آج کل لشکر میں تشریف فرما
نہیں ہیں بلکہ کہیں گئے ہوئے ہیں اور سب سردار موجود ہیں سموم وہاں سے
سہراب شیر سوار کی بارگاہ کے قریب آیا دیکھا سہراب اپنی بارگاہ میں
بیٹھا ہے گرد اُسکے اور ساحران نامی وگرامی جمع ہیں سموم وہاں ٹھہرا ایک
ساحر اندر سے باہر آیا سموم اسکے ہمراہ ہوا باتوں میں لگا کے اسکو غش لا
بیہوش کر کے اُسکی صورت بنکر خود بارگاہ سہراب میں داخل ہوا اسی طرح

طرار دو بدوم بھی بارگاہ **کاؤس** میں پہونچا **لقا ط** نیچہ بند فغفور تاجدار کی بارگاہ میں داخل ہوا **سُبک خرام** دوربین سے دیکھا کہ تین عیار تین ساحران نامی کی بارگاہوں میں پہونچ گئے ہیں اب میں کہان جاؤن **آصف انجم طلعت** یہان موجود نہیں جو میں اُن کی فکر کرون اِس سے بہتر یہ ہی کہ میں بھی کسی ساحر یا کسی سردار کو گرفتار کرکے ہمراہ لیچلون اور خالی ہاتھ جانا بالکل خلاف ہی یہ سوچ کے یہ بھی کسی کی بارگاہ میں پہونچا جب رات زیادہ آئی تو سب سرداروں نے بعد فراغ آب و طعام اپنی اپنی خوابگاہوں بیچھی راستہ لیا عیاران طرار بھی اِس جستجو میں رہے جب سردار اپنی اپنی بارگاہوں میں پہونچے اور **سہراب** اور **کاؤس** وغیرہ محو خواب ہوے تو عیاروں نے انکو بیہوش کیا پشتارہ باندھ کے نکلے باہر آنا تھا کہ سب یکجا ہوے سب نے آپس میں مشورہ کیا اب بیانسے اِسی طرح چلنا اچھا نہیں مناسب ہی کہ اِن ساحروں کو پیٹ پر لادکر بزور سحر راہ طی کرین افسوس یہ ہی کہ **آصف انجم طلعت** آج کل اپنے لشکر میں موجود نہیں ورنہ اُسکو بھی لیجاسے خیر انکو سے پہلے وہان پہونچا آئین پھر جبتک وہ بھی آجائیگا ہمارے ہاتھ سے نکلکے کہان جائیگا اُسکو بھی ایک روز اسیر کرسینگے اپنے بیان کے عیاروں کا حال دریافت کیا معلوم ہوا وہ سب قتل ہوے اگر اسیر ہوتے انکو رہا کرکے لے چلتے یہ باتیں کرکے سب نے پشتارے اپنی پیٹ پر لادے اور سحر کرکے بلند ہوے پروانہ کرتے ہوے اپنے طلسم کی طرف روانہ ہوے دو دن کا راستہ چند ساعات میں طے کیا اور اپنے قلعے میں پہونچے صبح ہوگئی تھی **اصطرلاب جادو** اُنکا انتظار کر رہا تھا سنتے ہی ان کی خبر بائی خوش ہوگیا کہا ارے جلدی میرے پاس بلاؤ کسی کو لیکر آئے ہیں یا خالی ہیں ملازمین نے کہا چاروں عیار پشتارہ بدوش ہیں راہ میں بہت زحمت اُٹھائی ہی دو روز کا راستہ چند ساعتوں میں طے کیا ہی **اصطرلاب** نے کہا مجکو ان لوگوں سے بہت امید تھی جلد انکو میرے سامنے لاؤ مطلق دیر نہ لگاؤ ملازمین باہر آئے عیاروں کو اپنے ہمراہ لے گئے عیاروں نے دربار میں پہونچ کے **اصطرلاب جادو** کو سلام کیا **اصطرلاب** نے کہا میں تم لوگوں کو پہلے خلعت و انعام سے شاد کرلون تو پھر اسیروں کو دیکھون اُسیوقت سب عیاروں کو خلعت ہاے فاخرہ دیے انکو دربار میں کرسیان ملین اب اُسنے **اصطرلاب جادو** نے کہا اپنے اسیروں کو دکھاؤ عیاروں نے پشتارے کھولے **اصطرلاب** جادو نے دیکھا **سہراب** شیر سوار اور **کاؤس** شیر سوار اور **فغفور** تاجدار اور ایک ساحر شیر سوار اور تھا جسکا نام **ہزبر** شیر سوار تھا یہ سب اسیر ہوکر آئے ہیں **اصطرلاب** نے کہا **آصف انجم طلعت** کو گرفتار نہین کیا عیاروں نے کہا اے شہنشاہ **آصف انجم طلعت** آج کل اپنے لشکر میں نہیں ہی کہین گیا ہو یقین ہی تھوڑے دنون میں واپس آئیگا اور وہ بھی اسیر ہوکر حاضر دربار کیا جائیگا **اصطرلاب جادو** نے حکم دیا کہ ان لوگوں کو اسیوقت زندان خانہ میں لیجاؤ اور قید سخت بٹھاؤ یہ ساحران جلیل ہیں اگر تم

نگہبانی کی بہت سے لوگ موجود ہین زبان سے کسی وقت سوزن نہ نکالا جائے جبتک آصف
انجم طلعت نہ آئیگا یہ لوگ یہان موجود رہینگے سب کو ساتھ بادشاہ کے حضور مین روانہ
کرونگا اب مناسب وقت ہے کہ مین تھوڑا سا لشکر ساحرون کا اُس طرف روانہ کرون کہ وہ جا کر
لشکر آصف انجم طلعت کو گرفتار کر لاوے اور تھوڑا سا لشکر وہان موجود ہے جب آصف
وہان پہونچ جائے اُسکو اسیر کرکے لے آئین سب کو یہ رائے پسند آئی اُسی دن لشکر روانہ ہوا
اور سہراب وغیرہ قید خانے مین بھیجدیے گئے اب لشکر اسلام کی کیفیت ملاحظہ فرمائیے کہ جب
یہان صبح ہوئی اور سرداران نامی خواب سے بیدار ہوے کسی نے سہراب وغیرہ کو نہ پایا
سب کو سخت تعجب ہوا نہروان نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ کچھ ساحران عیاری پیشہ یہان آئے
اور ان لوگون کو گرفتار کرکے لے گئے اگر فضل خدا شامل حال ہے تو مین جاتا ہون اور انکو
چھڑا کے لاتا ہون سب نے کہا اے نہروان ابھی صبر کرو وہان کی کیفیت ہو جیسے سہراب
وغیرہ سے ہی ہو ضرور خوف کے قابل ہے نہروان نے کہا مین جاتا ہون یقین ہے ابھی جو لوگ
اسیر کرکے لے گئے ہین راہ مین ہون گے مین ضرور سب کو چھڑا کے لاؤنگا ہر ایک کی
جان بچاؤنگا یہ کہکے نہروان روانہ ہوا دن بھر راہ طے کی مگر کہین پتا نہ ملا قریب شام مجبور
ہو کے واپس آیا سردارون سے کہا مین نے بہت خاک چھانی مگر کسی کا پتا نہ پایا مجبور ہو کے
واپس آیا سردارون نے کہا اب آقاے نامدار جب تشریف لائینگے اور سہراب وغیرہ کو
نہ پائینگے تو ضرور انکو افسوس ہوگا اور جب اُنکے تشریف لانے تک لوگ جا نہین سکتے وہان کی
خبر لیجیے اگر ان کی قسمت مین رہائی ہے تو کسی طرح سے ملینگے اور اگر اسیری مین مبتلاے
آفت رہنا ہے تو سب تدبیر بیکار ہے یہ تک سرداران نامی یہی گفتگو کرتے رہے جب رات
زیادہ آئی سب نے اپنے اپنے خوابگاہون کی راہ لی اُس رات نگہبانون کو تاکید سخت
کی گئی کہ بہت ہوشیاری سے بیدار رہنا خبردار کوئی عیار آنے نہ پاے سب نگہبان اپنے
اپنے کام مین موجود ہوے وہ رات سب نے کمال نگہبانی اور ہوشیاری سے بسر کی
جب صبح ہوئی تو سرداران نامی بارگاہون سے باہر آئے سب آپس مین سہراب وغیرہ کا
ذکر کر رہے تھے کہ سامنے سے گرد اڑی سردارون نے کہا خدا خیر کرے آمد لشکر کے آثار
معلوم ہوتے ہین یہ ذکر تھا کہ دامن گرد ہوا سے شگافتہ ہوا سب نے دیکھا کہ لشکر بیشمار
آتا ہے کچھ لوگ اُس مین ساحر اور کچھ غیر ساحر معلوم ہوتے ہین رفتہ رفتہ وہ لشکر قریب آیا
سرداران اسلام بھی مسلح مکمل ہو گئے لشکر نے آکر مقابلے مین پرا جمایا ساحرون نے
لشکر اسلام پر سحر کرنا شروع کیا یہان جو ساحر موجود تھے اُنھون نے رد سحر کرنا چاہا
مگر جو لوگ آئے تھے وہ سحر مین طاق تھے لشکر اسلام کے ساحر اُنکے سحر کو رد نہ کر سکے
اُن لوگون نے سب کو مبتلاے سحر کیا جو غیر ساحر تھے وہ بیچارے سب سے پہلے زمین پر
گر گئے جب لشکر اسلام مین کوئی ایسا شخص باقی نہ رہا کہ ساحرون سے مقابلہ کرتا تو لشکر
مخالف نے سب کو اسیر کر لیا انکا دل بادل اسباب اپنے قبضے مین کیا وہان سے سب کو لیکر

اپنے قلعے کی طرف روانہ ہوے یہان اصطرلاب جادو ان سب کا منتظر تھا جیسے ہی آمد
لشکر کی خبر پائی اسیوقت اپنے چند وزرا کو برائے استقبال روانہ کیا اور کہا ان سب لوگون کو بڑی
عزت و اکرام سے لانا اور کہدینا کہ تمنے وہ کار نمایان کیا ہی کہ بادشاہ طلسم تمکو خوش کردیگا اور
ہمیشہ تمھارے واسطے اچھائی ہوتی رہیگی وزرائے اصطرلاب اسی وقت روانہ ہوے
اور لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر آئے اصطرلاب نے ایک ایک شخص کو اپنے پاس بلایا خلعت وانعام
دیا اور امید ترقی سے دل بڑھایا پہرہ داران اسلام کو زندان خانہ مین روانہ کیا اور چند
ساحرون کو حکم دیا کہ جہان سے یہ لشکر گرفتار ہوکر آیا ہی وہان جائین اور آصف انجم
طلعت کے منتظر رہین جب اُسکو آتے ہوے دیکھین ہم کو آگاہ کرین ہم اُسکو بھی اسیر کرائینگے
اور پھر سب کو بادشاہ طلسم کے پاس روانہ کرینگے اِسوقت تو ہم ایک عرضی نامہ لکھواتے ہین
اور جانب طلسم روانہ کرتے ہین جن لوگون نے جانبازی کرکے ان سب کو اسیر کیا ہی
پھر اُنکے واسطے زر و جواہر آئیگا ہر ایک شخص ان لوگون مین سے بے انتہا انعام پائیگا
یہ سنکے اُسی وقت کچھ ساحر تو اُس طرف روانہ ہوے جہان لشکر اسلام قید تھا اور اصطرلاب
جادو نے اُسیوقت ایک منشی کو بلایا اور اپنے مشیرون کو طلب کیا کہا اب تم لوگون کی
کیا رائے ہی لشکر اسلام مین کوئی شخص ایسا نہین جو اسیری سے بچا ہو اب صرف آصف
انجم طلعت باقی ہی معلوم نہین وہ کس ضرورت سے کہان گیا ہی اگر یہ بات معلوم ہوجاے
تو مین اُسطرف بھی کچھ عیارون کو روانہ کردون کہ وہ لوگ اُسکو گرفتار کرلائین اس واسطے
کہ سحر اُس پر تاثیر نہین کرتا ہی ورنہ دو ایک ساحرون کو روانہ کرتا وہ جاتے اور اُسکو اسیر
کرکے لے آتے مشیرون نے کہا ہمارے نزدیک مناسب ہی کہ اب آپ اس کی اطلاع
بادشاہ طلسم کو کرین اور ایک عرضی تحریر فرمائین مضامین اُسکے یہ ہون کہ آپکے اقبال سے
مین نے اُس لشکر کو اسیر کیا ہی جسکا سردار طلسم کشائی کا دعوی رکھتا تھا اور جسنے طلسم کے
دو قلعہ اس آسانی سے شکست کیے کہ سب ساحران نامی وگرامی کے ہوش و حواس
پراگندہ ہوگئے شہر سوارون کے قلعے پر آکر اُسنے اِس شجاعت سے مقابلہ کیا کہ کسی کو
تاب مقابلہ باقی نرہی اور بڑے بڑے ساحرون نے اُسکی اطاعت قبول کی جب
اُسنے وہان سے میرے قلعہ کی جانب آنیکا ارادہ کیا تو مین نے اُسکی اسیری کی تدبیر کی آخر
آپ کے اقبال سے اُسکے لشکر کو اسیر کیا وہ تن تنہا کہین گیا ہوا تھا لشکر مین موجود نہ تھا
ورنہ وہ بھی نہ بچتا ضرور قید ہوجاتا یقین ہی وہ بھی دو چار روز مین آئیگا اور اسیر ہوجائیگا اب
اُسکے لشکری یہان موجود ہین اُنکے باب مین جو حکم ہو وہ کیا جاے اگر ارشاد ہو تو اِن
لوگون کو روانہ کرون یا جب وہ بھی اسیر ہوکر آجائے تو سب کو یکجا حضور مین بھیجون حضور کے وہ خادمان
قلعہ جنھون نے بکمال جانبازی اِس کام کو انجام دیا ہی حضور سے ترقی مناصب کے خواستگار رہین
اور یہ عاجز بھی امیدوار ہی کہ اب حضور جان نثار کی جانبازی پر نگاہ فرمائین اور جو خدمت میرے لائق ہو
وہ مرحمت فرمایئے اصطرلاب جادو نے جب اپنے مشیران خاص کی یہ راے سُنی بہت پسند کیا اور پیرا یک

مشیر نے صواب رائے کی تحسین و آفرین کی بعد اسکے اپنے دبیر خاص کو اسیوقت حاضر ہونیکا حکم دیا جب دبیر حضور اصطرلاب میں حاضر ہوا تو یہ ہدایت کی کہ جو کچھ مشیروں کی رائے ہے اس مضمون کی ایک عرضی تحریر کرو درمیان میں لکھ دینا کہ سہراب شیر سوار اور کاؤس شیر سوار جادو اور فغفور تاجدار جادو وغیرہ جو قلعہ شیر سواران کے ساحران جلیل مشہور تھے وہ بھی آصف انجم طلعت سے مقابلہ نہ کر سکے اور اسکی اطاعت قبول کر لی تھی لیکن بعد ہی غلام نے اسیر کرا کے منگایا ہے اور جسقدر مال و اسباب شاہی ان دونوں قلعوں پر موجود تھا وہ سب آصف انجم طلعت نے اپنے قبضہ میں کر لیا تھا خادم نے جب اسکے لشکر کو گرفتار کرایا تو وہ سب بھی قبضہ میں آیا جو یہاں موجود ہے اگر حکم ہو تو روانہ کیا جائے اور انھیں دو قلعوں سے راستہ طلسم کا بند تھا کی تسخیر سے راہ صاف ہو گئی قلعے ابھی تک موجود ہیں منہدم نہیں ہوئے ہیں آصف انجم طلعت نے اپنی طرف سے وہاں لوگ مقرر کر دیے ہیں وہ حکومت کرتے ہیں ان قلعوں کے واسطے جو حکم ہو وہ کیا جائے کیونکہ انکا خالی رہنا بالکل غیر مناسب معلوم ہوتا ہے اور بے حضور کے ارشاد کے ہم لوگ اس معاملے میں دخل نہیں دے سکتے ہیں جو حکم ہو جلد ہم لوگوں تک پہونچ جائے تاکہ اسکا انتظام بصد عجلت ہو اور اگر آصف انجم طلعت کے باب میں کوئی حکم اور صادر فرمایا جائے تو اس طریقے سے اسکو گرفتار کرا کے منگا لیں جب منشی نے یہ مطالب سنے قاعدے سے قلم بند کیے اصطرلاب جادو کو یہ عرضی پڑھ کر سنائی اسنے اپنے مشیروں سے کہا اب اس عبارت میں کچھ کم و بیش کرنے کی تو کوئی ضرورت نہیں ہے مشیروں نے کہا جہانتک جو کچھ لکھا ہے بہت مناسب ہے یقین ہے جب بادشاہ اس عرضی کو ملاحظہ فرمائینگے خوش ہو جائینگے آپ کے واسطے کسی ملک کی حکومت تجویز فرمائی جائیگی اور جن لوگوں نے اس کار نمایان کو انجام دیا ہے انکو بھی عزت و دولت ہاتھ آئیگی اب تاخیر نہ کیجیے نامہ دار کو بلا کر عرضی دے دیجیے اصطرلاب جادو نے اسیوقت نامہ دار کو بلایا اور عرضی دیکر جانب بادشاہ روانہ کیا کہ ذکر اسکا وقت پر آئیگا اب یہاں سے دو کلمے داستان امیر الزمان نامدار کے عرض کیے جاتے ہیں

داستان جلالت عنوان پہونچنا شاہزادہ امیر الزمان نامدار کا سرحد طلسم معدن آفات میں اور ملاقات ہونا شاہزادہ سکندر فرخ لقا سے میدان آہن تاب میں اور مقابلہ ہونا آہن تاب جادو سے فتح پانا لشکر اسلام کا اور تلاش لوح میں آگے بڑھنا دونوں شاہزادوں کا پھر مل جانا سرداران امیر الزمان کا حالت اسیری میں اور جنگ عظیم کے بعد رہائی پانا پھر لوحین حاصل کرنا اور فتح ہونا طلسم دار الضیا و حیرت افزا کا پھر ملاقات آصف انجم طلعت سے ہونا اور بعد فتح طلسم بحر العجائب جانب نہ طاق روانہ ہونا۔ ساقی نامہ

ساقیا جھوم کر آئی ہے گھٹا
ہے الفت سے ہیں تری سرشار

چار سو چلی ہے ہوا سرد ہوا
آج تو خوب مے پلا دینا

باغ کی سمت چلے ہیں میخوار
سب کو اچھی طرح چھکا دینا

رند تجکو دعائین دیکے پھرین
اتنا لازم ہی تجکو میرا خیال
ہو ترقی پہ قوت تقریر
سنکے ہراک کی عقل ہو حیران
الغرض ایسی ہو مری تقریر

تیرے سر کی بلائین لیکے پھرین
بھر کے دینا مجھے تو وہ ساغر
اور بڑھ جائے ہمت تحریر
حالت جنگ گر کرون تحریر
کہ ہراک دل پہ جو کرے تاثیر

ہان پرای ساقی خجستہ خصال
جس سے بڑھ جائین طبع کے جوہر
حالت سحر گر کرون مین بیان
کھینچدون رزم گاہ کی تصویر
راز داران طلسم نکتہ دانی

و واقفان اسرار سحر بیانی حال جنگ وجدال کو خامۂ جادو نگار سے لوح قرطاس پہ یون تحریر فرماتے ہین کہ جب شاہزادۂ والاجاہ یعنے **امیرالزمان** نامدار کو مجروح پاکر گھوڑا میدان جنگ سے لیکر نکل گیا تمام دن اُس اسپ باوفا نے راستہ طے کیا ازبسکہ وہ بھی مجروح تھا قریب شام ایک صحرا مین پہونچکر طاقت رفتار باقی نہ رہی گھوڑے نے ایک درخت سایہ دار کے نیچے پہونچکر آسانی تمام اپنی پشت سے شاہزادے کو زمین پر اُتارا اور ایک طرف سبزہ زار مین پہونچکر چرنے مین معروف ہوا اسنے ایک چشمۂ آب تھا گھوڑے کی نگاہ جو چشمہ پر پڑی قریب پہونچا چشمے پہ چند لوگ بیٹھے تھے اُنھون نے جو اس شان وشوکت کا گھوڑا دیکھا آپس مین کہنے لگے کہ دیکھو کیا گھوڑا ہے اور کیسے ساز جواہر نگار سے آراستہ ہی مگر تعجب کی بات ہی کہ انتہا سے سوا مجروح ہی اور سوار بھی اسکا نہین ہی معلوم ہوتا ہی کہ اسکے سوار کو قزاقون نے مار کر اُس کا سب مال و اسباب چھین لیا گھوڑا کسی کے قابو مین نہین آیا آؤ اِس گھوڑے کو پکڑ لین علاج کرینگے اگر اچھا ہو جائیگا بہت قیمت کو بکے گا اگر نہ بھی اچھا ہوا تو اسکا ساز وسامان ہی کیا کم ہی ہزارون روپیہ کی رقم مفت ہاتھ آتی ہے یہ کہکے گھوڑے کے قریب آئے چاہا کہ گھوڑے کو گرفتار کرین مگر وہ مرکب شیردل کسکے ہاتھ آسکتا تھا بہت کچھ فکر وکوشش سب نے کی مگر گھوڑا بدمزاج ہو گیا سب کو خوف طاری ہوا علٰحدہ ہٹ گئے اسی اثنا مین ایک شخص کی نگاہ امیرالزمان نامدار پر پڑی اُسنے اپنے ہمراہیون سے کہا دیکھو اس گھوڑیکا سوار وہ درخت کے نیچے پڑا ہی معلوم نہین زندہ ہی یا مرگیا آؤ قریب سے چل کر دیکھین یہ کہکر سب لوگ قریب امیرالزمان نامدار کے آئے شاہزادہ کی حالت دیکھکر سب کو تعجب ہوا کہنے لگے قاعدے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ شخص کسی ملک کا شاہزادہ ہی ہمارے میر وشکار آیا ہوگا اپنے ہمراہیون سے علٰحدہ ہوا ضرور قزاقون نے اس کو آزار پہونچایا مگر بڑا بہادر معلوم ہوتا ہی تلوار کا قبضہ اب تک ہاتھ سے نہین چھوٹا اسقدر تکلیف اُٹھائی زخم کھائے مگر اپنا مال اسباب بچا لیا ایک شخص نے کہا ابھی زندہ معلوم ہوتا ہی سانس کی آمد و شد معلوم ہوتی ہی اسکے قریب بیٹھ کر آواز دو اسے ہوشیار کرو اگر ہوش مین آئے

تو اپنی کل کیفیت کو سنا لیگا یہ کہکر اُس شخص نے امیر الزمان کا شانہ ہلایا آوازین دین شاہزادے کو ہوش آیا آنکھین کھولین امیر الزمان کا رعب سب پر طاری ہوا سب نے شاہزادے کو سلام کیا عرض کی اے شہریار آپ کون ہین اور اِسطرف کیونکر آنا ہوا ایک شخص نے چشمۂ آب سے پانی لاکر منھ دھلایا جب کسیقدر حواس درست ہوے امیر الزمان نے کل کیفیت اپنی بیان کی سب کو کمال تعجب ہوا سب نے عرض کی اے شہریار اب آپ کا کیا ارادہ ہے امیر الزمان نے ارشاد کیا کہ جو مرضی خدا ہے وہی ہوگا اگر کل تک اپنے مین کچھ چلنے کی طاقت پاؤنگا تو کسی طرف کی راہ لونگا ورنہ جو مشیت باری بندہ عاجز ہے ان لوگون کو شاہزادے کے حال پر رحم آیا سب نے ہاتھ جوڑ کے کہا اے شہریار آپ اسقدر زحمت نہ اُٹھائین اور کسی جانب تشریف لیجانیکا قصد نہ فرمائین ہم لوگون کے مکان یہان سے بہت قریب ہین تشریف لے چلیے چند روز قیام کیجیے جب حضور کو صحت ہوگی جو مزاج والا مین آئے کیجیے گا امیر الزمان نے لاکھ انکار کیا مگر اُن لوگون نے بہت منت کی مجبور ہوکے شاہزادے کو مہمان رہنا منظور کرنا پڑا تھوڑی دیر اور اُسی صحرا مین دم لیا جب آفتاب غروب ہونے کے قریب پہونچا اُن لوگون نے عرض کی اے شہریار اب آپ یہان ٹھہرین کیونکہ ایک کوس زمین طے کرنا ہے رات کا وقت صحرا کا واسطہ حضور کو اور زیادہ تکلیف ہوگی اسلیے مناسب یہ ہے کہ آپ تشریف لے چلیے امیر الزمان نامدار اپنی جگہ سے اُٹھے گھوڑے کو ہمراہ لیا اُن لوگون کے ہمراہ روانہ ہوے تھوڑی دیر مین ایک کوس زمین طے کی شاہزادے نے دیکھا ایک مختصر سی بستی ہے مگر مکانات پختہ اور نفیس بنے ہوے لوگ وہان کے دولتمند معلوم ہوتے ہین دوکانین قاعدے سے آراستہ ہین شاہزادے نے اپنے ہمراہیون سے دریافت کیا کہ اس قصبہ کا کیا نام ہے یہان کا حاکم کون ہے قصبہ تو چھوٹا ہے مگر بہت آباد ہے اور آدمی یہان کے دولتمند معلوم ہوتے ہین سب نے عرض کی اے شہریار حاکم یہان کا دل تابان جادو ہے اُسی کے حکم سے یہ قصبہ آباد ہوا ہے سبب اُسکا یہ ہے کہ یہان سے قریب ایک مقام ہے نام اُس کا طلسم معدن آفات ہے ازبسکہ وہان سوا سحر و نیرنگ کے دوسری چیز نہین اسوجہ سے وہان کے ملازمین کو ہر چیز کی تکلیف ہوتی تھی بادشاہ نے یہ ایک قصبہ آباد کرا کے بازار بنوا دیا ہے وہان کے ملازمین کو جو کچھ لینا ہوتا ہے یہان سے آکر لیجاتے ہین یہ باتین کرتے ہوے وہ لوگ شاہزادے کو ایک مکان پر لائے ایک نے عرض کی اے شہریار آپ یہان قیام فرمائیے آگے نہ تشریف لیجائیے دوسرے نے کہا مناسب تھا

کہ حضور مجھکو سرفراز فرمائے چند ہی قدم پہ میرا مکان ہی مگر امیر الزمان بہت ہی
خستہ تھے اور کثرت خلقت سے شاہزادے کو ایک قدم اٹھانا برابر ایک
منزل طے کرنے کے تھا آگے جانا مناسب نہ جانا وہین قیام فرمانا پسند کیا
جس شخص کا وہ مکان تھا اُسیوقت اُسنے سب اسباب راحت مہیا کیا
شاہزادہ باطمینان بیٹھا تھوڑی دیر دم لیا پھر اُس شخص سے کہ جس کے مکان مین قیام
کیا تھا مخاطب ہوکر فرمایا کہ بھائی تم اپنا نام بتاؤ پھر اور کیفیت یہان کی بیان کرو
اُسنے ہاتھ جوڑ کے عرض کی اے شہریار سفاک زرہ ساز میرا نام ہی
بادشاہ طلسم کے حکم سے مین اِس قصبے مین آکر آباد ہوا جب کبھی کسی کو زرہ کی
ضرورت ہوتی ہی مجھی سے خرید کرتا ہی سوا میرے دوسرے کی زرہ سرداران
طلسم کو پسند نہین آتی اور صبح سے شام تک میرے یہان پہلوانان طلسم کا
مجمع رہتا ہی سیکڑون روپے روز کی زرہین بکتی ہین امیر الزمان نے فرمایا
کیا طلسم معدن آفات مین پہلوان کثرت سے ہین سفاک نے عرض کی
وہان پہلوان اور ساحر دونون کی کثرت ہی اور پہلوان بھی ایسے ایسے نامی ہین
کہ شجاعان روے زمین جنکے نام سُنکر کانپ جاتے ہین اور ساحران جلیل بھی
ایسے بلا کے ہین کہ جنکے سحر سے کسی کو امان نہین دل تابان جادو نے
اُنھین لوگون کو طلسم معدن آفات مین رکھا ہی تاکہ حفاظت لوح کے انتظام بھی طرح
ہوتے رہین چونکہ اِس جگہ دو طلسم کی لوحین رکھی ہین اسوجہ سے دونون طلسم کے
بادشاہون نے اپنے اپنے امکان کے موافق ساحران جلیل کو وہان کے
انتظامات سپرد کیے ہین اور لشکر غیر ساحران اور پہلوانان جنگ آزما دونون
طلسمون سے آکر یہان آباد ہوے ہین اب صبح کو خود حضور ملاحظہ فرمائینگے
بہت سے پہلوان اُس طلسم کے یہان آئینگے تھوڑی دیر اِسی قسم کی باتین
رہین جب رات زیادہ گئی امیر الزمان نامدار نے آرام فرمایا سفاک بھی
اُٹھکر اپنے مکان مین آیا شاہزادے کو اسقدر تکان راہ پہونچا تھا کہ شب بھر
معروف خواب رہا علی الصباح بیدار ہوکر مصروف نمازِ صبح ہوا اور جب امیر الزمان
نامدار نے وظیفۂ سحری سے فراغت پائی تھی کہ سفاک حاضر خدمت ہوا
برائے سلام سر جھکایا امیر الزمان نے جواب سلام دیا سفاک سامنے
مودب بیٹھ گیا عرض کی اے شہریار آپ فرماتے تھے کہ پہلوانان طلسم کو
ہم بھی دیکھنا چاہتے ہین اب تھوڑی دیر مین وہ غلام کی دوکان پر آئینگے اگر
مرضی والا ہو تو تشریف لے چلیے تھوڑی دیر وہین بیٹھیے طبیعت بہل جائیگی
پہلوانون کو بھی دیکھ لیجیے گا امیر الزمان نامدار نے فرمایا کیا مضائقہ ہی ہم بھی چلینگے
ضرور طلسم کے پہلوانون کو دیکھینگے سفاک نے عرض کی پھر حضور تشریف

بیٹھیں یہی وقت ان لوگون کے آنیکا ہو امیرالزمان نامدار اُٹھے سفاک
ہمراہ ہوا اپنی دوکان پر لایا دوکان کے اندر ایک درجہ تھا وہان
ایک کرسی سفاک نے بچھا دی شاہزادہ نامدار اُس کرسی پر رونق افروز
ہوے سفاک نے دوکان آراستہ کی پہلوانون کی آمد شروع ہوئی پہلے
دو پہلوان دوکان پر آئے سفاک سے کہا کہ ہمین اعلے درجے کی
زرہین درکار ہین قیمت جسقدر ہو ہمسے لو مگر ہماری مرضی کے موافق تیار کرو سفاک
ملازمین کی طرف اشارہ کیا ملازمین زرہین لاکر دکھانے لگے زرہین
دیکھتے دیکھتے پہلوانون کی نگاہ امیرالزمان نامدار پر پڑی شاہزادے کے
رعب و جلال سے دنگ ہو گئے اور بہت آہستہ سفاک سے دریافت کیا
کہ یہ کون ہین کہان سے آئے ہین سفاک نے صاف صاف
حال بتانا مناسب وقت نہ جانا کہا انھون نے مجھسے ایک زرہ
بنوائی ہو انکا مکان یہان سے بہت دور ہو مین نے بہت زرہین انکو
دکھائین مگر انکو پسند نہ ہوئین انھون نے اپنی مرضی کے موافق ایک
زرہ بنوائی اُسکے تیار ہونے مین عرصہ ہو جبتک وہ تیار نہ ہو گی
یہ یہان مقیم رہینگے پہلوانون نے کہا انکے حال سے بھی تم کچھ
آگاہ ہو یہ کسی ملک کے شاہزادے ہین یا کسی فوج کے سردار ہین
سفاک نے جواب دیا یہ حالت مجکو معلوم نہین پہلوانون نے کہا
اگر ہم انسے کچھ باتین کرین توکچھ مضائقہ ہے سفاک نے کہا نہین تمہین اختیار ہو
مگر حفظ مراتب کا خیال رہے خلاف تہذیب کوئی کلام زبان سے نہ نکالنا
یہ تمھارے شہر مین مسافرانہ طور سے آئے ہین تم سب کے مہمان ہین
انکی خاطر سب پر فرض ہو پہلوانون نے جواب دیا کہین ایسا ہو سکتا ہو
کہ ہم کوئی بات خلاف تہذیب زبانسے نکالین ہم خود آدمی کے مرتبے کا
خیال رکھتے ہین سفاک نے کہا تمہین اختیار ہو پہلوان اپنی جگہ سے اُٹھے
امیرالزمان کے سامنے آکر کھڑے ہوے کہا کیون جناب آپ
کس شہر سے تشریف لاے ہین اِسطرف آنیکا کیا سبب ہو ہم لوگ
اسی جگہ کے رہنے والے ہین آپ ہمارے مہمان ہین ہم پر آپکی خاطر
فرض ہو اگر تکلیف نہ ہو تو ایک روز کو ہمارے یہان تشریف لے چلیے
وہان اور لوگون سے بھی ملاقات ہو گی سب آپکی بہت خاطر کرینگے
آپ انسے ملکر آپ بہت خوش ہون گے امیرالزمان نے فرمایا بھائی اگر مین
اپنی پوری کیفیت بیان کرونگا تو زیادہ طول ہو گا مختصر یہ ہی کہ آب و دانہ تمھارے
شہر مین لایا دو چار روز یہان قیام کرونگا پھر جسطرف خدا کا حکم ہو گا روانہ ہو جاؤنگا

تین تم لوگون کو دیکھکر بہت خوش ہوا بہتر یہ ہی کہ تم اپنا نام بتاؤ کچھ اور ذکر اپنے
شہر کا سناؤ کہ میری دلچسپی ہو اور سنئے یاد رہے کہ ایک شہر مین گیا تھا وہان ایسے
لوگ بھی سے تھے یہ یہ باتین عمدگی کی تھین پہلوان شاہزادے کی تقریر سنکر بہت
خوش ہوئے کہا ہم لوگ طلسم معدن آفات مین ملازم ہین صمصام کوہ قامت
ہی سب کا سردار ہے وہ پہلوان یکتا زور و قوت مین بے مثل قد و قامت مین یگانہ روزگار
دل تابان جادو اُسکو بہت عزیز رکھتا ہی ایک لاکھ پہلوان اُسکے سپرد ہین
سب کو لڑاتا ہی آج تک کسی نے اُسکو زیر نہین کیا قوت کی یہ حالت ہے
کہ بڑے بڑے تناور درختون کو جڑ سے اُکھاڑ کے پھینک دیتا ہی
بادشاہ طلسم اُسکے سبب سلطنت خیال کرتا ہی بہت سے بادشاہان عالیجاہ اُسکی
تصویرین منگا کر بچشم حیرت دیکھتے ہین روے زمین پر ایسا پہلوان دوسرا نہین
دکھائی دیتا اگر آپ تشریف لے چلیے تو ہم اپنے سردار سے آپ کو ملا دین وہ بھی
آپ سے بخاطر پیش آئیگا آپ ملکر بہت خوش ہون گے کیا تعجب ہی وہ
آپکی شان و شوکت دیکھکر بادشاہ طلسم سے آپ کو ملا دین امیر الزمان
نامدار نے ہنس کے جواب دیا بھائی ہم یہان مسافر ہین زیادہ کسی سے ملنے کی
ضرورت نہین جو یہان آئیگا اُس سے دو چار روز ملاقات ہو جائیگی اگر زیادہ
قیام کرنیکا ارادہ ہوتا تو کسی سے ملنے کی بھی خواہش کرتے تھوڑی دیر تک
پہلوانون سے ایسی ہی باتین رہین جب دیر ہوئی دونون پہلوان امیر الزمان سے
رخصت ہوئے زر بین خرید کر طلسم کی طرف روانہ ہوئے امیر الزمان
نامدار بھی تھوڑی دیر کے بعد اپنے قیام گاہ پر واپس آئے سفاک بھی
ہمراہ آیا عرض کی اے شہریار آپ نے پہلوانون کو ملاحظہ فرمایا آج صرف
دو ہی آدمی آئے ورنہ دس بیس پہلوان روز آتے ہین مجھسے زر بین
لیجاتے ہین کل یقین ہی بہت لوگ آئینگے حضور کل ضرور تشریف لے چلین
یہ لوگ جو آج آئے تھے انکی کیا حقیقت ہی طلسم معدن آفات مین ایک
لاکھ پہلوان ایسا موجود ہی کہ چشم فلک نے بھی نہ دیکھا ہوگا امیر الزمان
اسکی تقریر سنتے رہے دوسرے روز پھر حسب دستور علی الصباح سفاک
حاضر خدمت ہوا عرض کی اے شہریار کیا ارادہ ہے امیر الزمان نے فرمایا
ہم بھی تمہارے ہمراہ چلینگے طبیعت بہل جائیگی سفاک ہمراہ ہوا امیر الزمان
نامدار دوکان پر تشریف لائے ملازمین نے دوکان آراستہ کی امیر الزمان
اندر کے درجے مین کرسی پر بیٹھے تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ ایک شور و غل کی
آواز آئی امیر الزمان نامدار نے سفاک سے کہا یہ غل کیسا ہی سفاک نے

اپنے ملازمین کی طرف اشارہ کیا وہ شخص دوکان سے نیچے اترے کچھ دور جا کے
واپس آئے اور کہا آج بہت سے پہلوان طلسم کی طرف سے اسطرف آتے
ہیں مگر تعجب کی بات ہی کہ صمصام کو وہ قامت بھی ہمراہ ہی سفاک خاموش رہا چند
ساعت میں سب پہلوان سفاک کی دوکان پر پہونچ گئے سب سے پہلے
صمصام دوکان پر آیا اسکو دیکھکر سفاک اپنی جگہ سے اُٹھا تعظیم دی ہاتھ باندھ کے
کہا آج حضور نے کدھر تکلیف فرمائی اگر زرہ وغیرہ کی ضرورت تھی تو اپنے
کسی خادم کو بھیجدیتے میں اعلیٰ درجے کی زرہیں خدمت میں روانہ کرتا جو پسند
ہوتی حضور صرف میں لاتے میرے واسطے فخر کا باعث تھا صمصام نے
بعد کبر و نخوت جواب دیا کہ اے سفاک تعجب کی بات ہی کہ تم اس طلسم میں
نسبت سب کے قدیم مجھے جانتے ہو اچھی طرح واقف ہو کہ میں نے آجتک
زرہ پہننا ننگ و عار سمجھا میں زرہ لیکر کیا کرتا کسکی مجال ہی جو مجھسے مقابلہ کر سکے مگر
میرے آنیکا یہ سبب ہی کہ میں نے کل شناخت کوئی پہلوان کسی جگہ کا شاہزادہ
یا سپہ سالار ہی تمہارے یہاں زرہ بنوانے کی غرض سے ٹھہرا ہوا ہی میرے
دو شاگردوں نے کہا تھا کہ ہم اُس سے ملکر آئے ہیں وہ بھی پہلوان قابل دید ہی
بہت حسین اور بہت توانا ہی باتوں سے اسکی معلوم ہوتا تھا کہ وہ مرد شجاع ہی از بسکہ میرے
شاگردوں نے بہت تعریف کی تھی میں نے چاہا کہ میں خود جاؤں اور اُسکو
اپنے ہمراہ لے آؤں اگر بادشاہ طلسم سے ملنا چاہتا ہو تو اُسکو ملازم
کرادوں اور اگر برائے سیر اسطرف آیا ہی تو اُسکو اپنے یہاں کی سیر
کرادوں لہٰذا اے سفاک اب تم دیر نہ کرو جلد اُسکے پاس جاؤ اور میرے
آنے کی خبر دو میرے پاس بلا لاؤ یہ باتیں کرتے کرتے صمصام کی نگاہ اندر کے
درجے میں گئی جہاں امیر الزمان نامدار کرسی پر تشریف فرما تھے صمصام نے
دیکھتے ہی کہا اے شخص تعجب کی بات ہی کہ میں دیر سے تیرے دیکھنے کو آیا
اور یہاں بیٹھا ہوں مگر تو نے ذرا بھی خیال نہ کیا اور کرسی پر بیٹھا رہا تمام طلسم کے
ساحران جلیل میری تعظیم کرتے ہیں خود بادشاہ طلسم مجکو اپنے پاس بٹھاتا ہے
مگر تو نے میری آمد کی خبر سنی اور میرے لینے کو آگے نہ بڑھا اچھا ایک
غلطی ہو گئی جب میں یہاں آیا تو تو کرسی پر کیوں بیٹھا رہا معلوم ہوتا ہی مجکو اپنے زور
بازو پر بہت ناز ہی بس اب مناسب یہ ہی کہ تو مجھے کچھ اپنی قوت و جرأت کے
جوہر دکھا امیر الزمان نامدار نے فرمایا مغرور تو معلوم ہوتا ہی جو اس قسم کی
لاطائل تقریر کرتا ہی اور مجکو کسی سے مقابلہ کرنے میں انکار نہیں بجز خدائے
عزوجل دوسرے کا خوف کبھی دل میں نہیں سمایا اگر تو جوہر شجاعت دیکھنا
چاہتا ہی میں موجود ہوں یہ کہکر امیر الزمان نامدار کھڑے ہو گئے قریب اگر

صمصام سے کہا اب کیا انتظار کرتا ہے کھڑا ہو جا صمصام نے جواب دیا
کہ مین تجھسے کیا مقابلہ کرونگا میرے شاگرد کافی ہین اگر تجھکو یہی امر منظور ہے
تو میرے زورگاہ مین کل صبح کو آ وہان مقابلہ ہو جاے شاہزادے نے
جواب دیا کہ اگر تو اسقدر مہلت طلب کرتا ہے تو کچھ مضائقہ نہین ہم کل صبح کو
تیرے زورگاہ مین آئینگے اور وہین تجھسے مقابلہ کرینگے صمصام نے کہا
مجھے زور کرنے کی ضرورت نہین میرے بہت سے شاگرد موجود ہین یہ سنکر
امیرالزمان نامدار نے فرمایا شاگردون سے مقابلہ کرانا اور اپنی جان بچانا شان
مردانگی کے خلاف ہے بیکار اپنی جان چھپاتا ہے صمصام نے کہا اگر تو میرے ایک
شاگرد کو زیر کریگا تو اُسکے بعد مین تجھسے مقابلہ کرونگا امیرالزمان نے
منظور کیا صبح کا وقت مقرر ہوا اُدھر صمصام غصہ مین اُٹھکر طلسم کی طرف روانہ ہوا
اِدھر امیرالزمان نامدار بعد غضب اپنے قیام گاہ کو واپس پہنچے سفاک بھی
شاہزادے کے پیچھے پیچھے مکان پر آیا ہاتھ باندھ کے سامنے کھڑا ہو گیا
عرض کی اے شہریار اسوقت غلام بہت شرمندہ ہوا خدمت مین حاضر ہے
جو مزاج مین آے سزا دیجیے غلام ہی آپ کو اپنی دوکان پر لے گیا امیرالزمان نے
فرمایا اے سفاک تم کیون گھبراتے ہو مجھے تمسے کسی قسم کی شکایت
نہین نہ تمسے کسی طرح کا ملال ہے تم کوئی خیال نہ کرو مین انشاءاللہ تعالے
کل جاؤنگا اور اُس مغرور کے زورگاہ مین جاکر اُس سے مقابلہ کرونگا یا اسلام
قبول کریگا یا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا سفاک نے پھر ہاتھ باندھکے عرض کی
اے شہریار اگر اجازت ہو اور خطا معاف فرمائی جاے تو مین کچھ عرض
کرون امیرالزمان نے فرمایا اے سفاک بیخوف ہو کر کہو مجھے تمسے کسی
قسم کا ملال نہین ہے سفاک نے عرض کی اے شہریار میرے نزدیک
مناسب نہین کہ حضور وہان تشریف لیجائین اسکے پہلوان اسکی زیر حکومت ہین
حضور تنہا ہین طلسم کا واسطہ ہے اگر لشکر ہمراہ ہوتا تو کسی طرح کا خوف نہین تھا
اور اس حالت تنہائی مین مین نہین کہہ سکتا کہ آپ تشریف لیجائین امیرالزمان
نامدار نے فرمایا اے سفاک تم کیون گھبراتے ہو خدا مالک ہے مجھکو
ذرا بھی ہراس نہین کل تم بھی ہمراہ چلنا اور قدرت خدا کا تماشا دیکھنا سفاک نے
بہت سمجھایا مگر امیرالزمان نامدار نے قبول نہ کیا آخرکار دوسرے روز صبح کو سفاک
شاہزادے کے ساتھ ہوا تھوڑے عرصہ مین راستہ طے کرکے شاہزادہ
زورگاہ صمصام پر پہونچا وہان ایک انبوہ تھا ایک لاکھ قوی ہیکل کوہ پیکر
جمع تھا اسکے علاوہ جن جن لوگون نے اس امر کی خبر پائی تھی سب آکر جمع
ہو گئے تھے امیرالزمان نامدار کو صمصام نے آتے ہوے دیکھکر

لوگون سے کہا دیکھو وہی شخص ہی جب شاہزادہ قریب پہونچا صمصام نے
سفاک کی طرف دیکھکر کہا کیون اے سفاک کیا تمھاری ہی اجل دامنگیر ہی
جو تینے اسکا ساتھ دیا ہی سفاک نے کہا مین ان معاملات مین دخل
نہین دیتا آپ لوگ جانین مین اسوقت راستہ بتانے کی غرض سے
ہمراہ آیا صمصام نے اپنے شاگردون کی طرف دیکھکر کہا تم مین سے کون
اسکے مقابلے مین جائیگا یہ سنکر ایک پہلوان کہ نام اُس کا داراب
کوہ سینہ تھا صمصام کے سامنے آیا کہا اگر آپ اجازت دین تو مین اُس سے
زور کرون صمصام نے کہا اگرچہ تیری شان سے بالکل خلاف ہی مگر کیا
مضائقہ ہی داراب کوہ سینہ اکھاڑے مین اُترا امیرالزمان نامدار بھی
سامنے آئے شاہزادے نے صمصام کی طرف دیکھکر کہا اگر میرے
ہاتھ سے یہ زیر ہو جائیگا تو اسیوقت تجکو مجھسے زور کرنا ہوگا مین کوئی حیلہ
وحوالہ نہ سنونگا صمصام نے کہا مقدر کی بات غرور سے کیا فائدہ ہی زور
کرو حال کھلجائیگا امیرالزمان سے یہ کہکر داراب کو اشارہ کیا اُس نے
ہاتھ بڑھایا شاہزادے نے ہاتھ ملاتے ہی دوسرا ہاتھ کمر مین ڈال دیا
اور باسانی تمام زمین سے اُٹھا کر چاہا کہ بزور پٹک دین مگر داراب نے
کچھ لفظ منھ سے نکالے شاہزادہ نے آہستہ زمین پر رکھدیا اور صمصام کی طرف
نگاہ غضب دیکھکر فرمایا کہ اب شرط تیری پوری ہوچکی اگر کچھ جرأت رکھتا ہی
تو دیر مناسب نہین ہی صمصام کے ہوش اُڑ گئے کہا اگر ایک شاگرد کو
پھر سے اور زیر کرو تو مین مقابلہ کرون امیرالزمان نے کہا بیکار جان
چُراتا ہی اور حیلہ وحوالہ کرتا ہی تھوڑی دیر مین جس بات کا فیصلہ ہوتا ہی اُسمین
کیون دیر کرتا ہے صمصام نے کہا مناسب یہی ہی کہ ایک پہلوان سے
اور زور کرو اگر اسکو بھی تمنے زیر کرلیا تو مین اسیوقت تمسے مقابلہ
کرونگا اگر تمکو زیر کرلیا تو تمھین میری اطاعت قبول کرنا ہوگی اور اگر نہ زیر
کرسکونگا تو تمھاری اطاعت قبول کرونگا اور بعد میرے ایک لاکھ
پہلوان تمھارا مطیع ہوگا امیرالزمان نامدار نے فرمایا اے
صمصام اگرچہ یہ امر خلاف قاعدہ ہی مگر مین منظور کرتا ہون جسکو اپنے
پہلوانون مین اچھا سمجھتا ہو بھیجدے صمصام نے آواز بلند سے کہا
اے گرداب تو ہی بازو جا کر اِس جوان سے مقابلہ کر سب نے
دیکھا ایک پہلوان مانند فیل مست کے اپنی جگہ سے جھوم کر
اُٹھا اور اکھاڑے مین آکر امیرالزمان نامدار کی طرف مخاطب ہوا شاہزادے نے
اسکو بھی اُسی طرح اُٹھا لیا جیسے داراب کو اُٹھایا تھا گرداب نے بھی

امان طلب کی شاہزادے نے اُسکو بھی باسانی زمین پر رکھدیا اور صمصام کی طرف دیکھکر فرمایا اے صمصام اب کیا ارادہ ہی صمصام نے کہا جو وعدہ کیا تھا اُس کے خلاف نہیں کرونگا اب تک مین نے تیری عزت کو بچایا تھا اور چاہتا تھا کہ اس مجمع مین تیری بات نجانے مگر مین مجبور ہون تو نہین سمجھتا کیا کرون یہ کہکر اکھاڑے مین اُترا اب تمام پہلوان اور جسقدر لوگ وہان جمع تھے گرد آکر کھڑے ہوگئے صمصام نے اکھاڑے مین اُترکے کہا اے جوان مجکو تیری شان وشوکت دیکھکر رحم آتا ہی بہتر ہی کہ تو میری اطاعت قبول کرلے تجکو اسوقت حاضرین بڑی عزت سے دیکھ رہے ہین اسوقت تیری بڑی بات بنی ہی مجھسے مقابلہ نہ کر اور اکھاڑے کے باہر چلا جا امیرالزمان نے بعد غضب فرمایا کہ ان بیہودہ باتون سے کیا فائدہ ہی اگر تو زور کرتے ڈرتا ہی تو اکھاڑے سے نکل جا صمصام کو غصہ آیا امیرالزمان پر ہاتھ ڈالدیا چاہا دوسرا ہاتھ کمر مین ڈالکر زمین سے اُٹھالون شاہزادے نے لنگر قائم کیا صمصام نے زور کیا شاہزادہ کو پیچھے نہ ہٹا سکا جب صمصام کا زور ختم ہوا امیرالزمان نامدار نے زور کیا صمصام لنگر قائم کرسکا پسپا کرتا ہوا بیس قدم پہ لاکے ریگا مار صمصام نہ سنبھل سکا پاؤن زمین سے اُٹھ گئے اب شاہزادے نے اُٹھا کر سر سے بلند کیا چاہا چرخ دیکر زمین پر ٹپکین کہ اُستخوان بدن سرمہ ہو جائین مگر صمصام نے عرض کی اے شہریار امان دیجیے جسے سر سے بلند کرتے ہین اُسے خاک مذلت پر نہین پٹکتے ہین امیرالزمان نے باسانی زمین پہ رکھدیا صمصام نے قدم چوم لیے کلمہ پڑھکر فوراً مسلمان ہوا جسقدر لوگ وہان موجود تھے سب کے حواس اُڑ گئے سفاک دوڑکے امیرالزمان کے قدمون پہ گرپڑا صمصام کے مسلمان ہوتے ہی ایک لاکھ پہلوان قوی ہیکل نے اسلام قبول کیا سب نے امیرالزمان نامدار کی اطاعت قبول کی صمصام نے ہاتھ باندھ کے عرض کی اے شہریار اب غلام کو سرفراز فرمایئے تشریف لے چلیے یہان سے تھوڑی دور پر غلام کا مکان ہی امیرالزمان نامدار نے فرمایا بھائی ہم سفاک کے مہمان ہین دوسری جگہہ کیونکر جاسکتے ہین صمصام نے عرض کی اے شہریار آپ سفاک بھی ہمارے مہمان ہین سفاک کو بھی ہمراہ لے چلیے غرض صمصام مع ایک لاکھ پہلوان کے امیرالزمان اور سفاک کو اپنے ہمراہ لیکر اپنے مکان پہ آیا سیدھی سامان جشن مہیا کیا امیرالزمان نامدار کو جو دیکھتا تھا شاہزادے سے

رعب وجلالت سے فوراً اطاعت قبول کرتا تھا وہ رات تو عیش و
راحت میں بسر ہوئی دوسرے روز سفاک نے صمصام سے کہا
کہ اب آپ مجھکو اجازت دیں صمصام نے کہا شاہزادۂ والا جاہ کا ساتھ
میں ہرگز نہ چھوڑونگا تازیست ہمراہ رکاب ظفر انتساب رہونگا اب مناسب
یہ ہو کہ تم اپنے مکان پر جاؤ اور شاہزادۂ والا جاہ کو یہیں رہنے دو صمصام
کے کہنے کو سفاک نے بشکل قبول کیا اور امیر الزمان سے رخصت ہوکر
روانہ ہوا یہاں صمصام نے امیر الزمان نامدار سے عرض کی اے
شہریار اب آپ اپنی تشریف آوری کا سبب ارشاد فرمایئے اور
اپنے نام والا سے آگاہ کیجیے امیر الزمان نامدار نے جو اصلی
کیفیت تھی صمصام سے بیان کر دی صمصام سب واقعات شاہزادے کے
سنکر سُن ہو گیا عرض کی اے شہریار والا تبار آپ نے بڑے کار
اہم کا ارادہ فرمایا ہے خداوند کریم مالک ہے وہی دشمن پہ ظفر دیگا خادم
ہمراہِ رکاب ہے یقین ہے حضور کا لشکر مل جائیگا کیونکہ جسقدر لوگ
زندہ بچے ہونگے وہ قتل نہ کیے جائینگے اسیر کر کے بادشاہ
طلسم کے سامنے بعید لے جائے گئے جب آپ کو خدا ظفریاب کریگا
آپ کے سردار رہائی پائینگے سب حضور سے مل جائینگے شاہزادے نے
فرمایا اے صمصام اب دیر مناسب نہیں ہے کیونکہ صاحبقران نے تاکید
فرمائی تھی کہ بہت جلد طلسم ستہ طاق پر پہونچ جانا راہ میں عرصہ نہ لگانا اور
ہمراہی ہمارے یقین ہے پہونچ چکے ہوں صمصام نے عرض کی اے شہریار
آپ پہلے آہن تاب جادو کو زیر کریں جو وہ آپ کے ہاتھ سے
قتل ہو تو راستہ کھلے آگے جاکر پھر کوچ کی حالت معلوم ہوگی یہ مرحلہ
اول تھا جس کا میں محافظ تھا اب حضور کو ساحروں سے مقابلہ کرنا
ہوگا میرے بعد جو مرحلہ ہے اسکا مالک آہن تاب جادو ہے اسکے بعد
پھر راستہ بہت صاف ہے طلسم کے اندر آسانی سے پہونچ جایئے گا
مقام نورج پر سنتا ہوں سحر و نیرنگ بیحد و بیحساب ہے وہاں آٹھ ساحروں سے
مقابلہ ہوگا امیر الزمان نامدار نے فرمایا اے صمصام ساحروں سے
خوف نہ کرو خدا مالک ہے جسنے یہاں تک پہونچا دیا وہ ضرور ہمیں ظفریاب بھی
کریگا صمصام نے عرض کی غلام کو جسوقت حکم ہو کوچ کا سامان کرے
امیر الزمان نے فرمایا مناسب ہے کہ آج سے کل تک سب سامان مہیا
کرو اور پرسوں مرحلۂ آہن تاب جادو کی طرف کوچ کیا جاے صمصام
جادو نے اسی وقت اپنے بعض شاگردوں کو بلایا اور کہا شہریار والا تبار کا

ور آمادہ ہو کر جانب مرحلۂ آہن تاب جادو تشریف لیجائیں لہٰذا بہت جلد سامان سفر درست کرو آج سے کل تک سب درست ہو جائے انشاء اللہ تعالےٰ پرسون یہان سے کوچ کرینگے شاگردون نے اسیوقت سے انتظام شروع کیا دو روز مین اچھی طرح تیاری سفر کی ہو گئی تیسرے دن امیر الزمان نامدار نے ایک لاکھ پہلوان قوی ہیکل مع سامان حرب و ضرب ہمراہ لیکر جانب مرحلۂ آہن تاب جادو کوچ کیا کہ ذکر اسکا وقت پر کیا جائیگا

اب کچھ کیفیت دل تابان جادو کی عرض کی جاتی ہی

کہ جب صمصام کوہ قامت نے شاہزادۂ والاجاہ کی اطاعت قبول کی تو یہ خبر دل تابان جادو کو پہونچی اُس کے حواس باختہ ہوئے کہا ارے ایسا کون رستم مثال آیا ہی جسنے صمصام کو زیر کیا اور اپنا مطیع بنا لیا جو لوگ خبر لیکر آئے تھے اُنھون نے کہا وہ شخص جسنے صمصام کو زیر کیا ہی پہلے سفاک زرہ ساز کے مکان پر آکر ٹھہرا تھا اُس کی خلاصہ کیفیت سفاک کو معلوم ہو گی دل تابان جادو نے کہا اسی وقت لوگ جائین اور سفاک کو بلا کر لائین کچھ لوگ سفاک کے مکان کی طرف روانہ ہوئے پھر بادشاہ نے صمصام کو طلب فرمایا ہرکارے اسیوقت صمصام کے مکان پر پہونچے تمام پہلوانون کے مکان خالی پائے تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ آج صبح کو صمصام نے یہانسے کوچ کیا ہے جس شخص نے اُسکو زیر کیا تھا وہی اپنے ہمراہ لے گیا ہی مگر اس طریقے پر وہ سب لوگ یہان سے گئے ہین جسطرح کوئی کسی پر لشکر کشی کرکے جاتا ہی ہرکارے یہ خبر پاکر اُسیوقت واپس آئے دل تابان جادو سے آکر عرض کی کہ صمصام جادو نے مع ایک لاکھ پہلوان کے کسی طرف کوچ کیا جسنے اُسکو زیر کیا تھا وہی اپنے ہمراہ لیگیا بادشاہ کو بہت افسوس ہوا وزرا سے کہا آج تک صمصام کسی سے زیر نہین ہوا تھا اور اس طلسم مین اُسکی بڑی عزت تھی سب پر اُسکا ہر وقت خوف غالب رہتا تھا اب ایک شخص نے اُسکو زیر کر لیا تو فرط غیرت سے اُسکو یہان کی سکونت اچھی نہ معلوم ہوئی مُنھ چھپا کر اُسی شخص کے ساتھ چلا گیا میرے خیال مین اُسنے ناحق منھ چھپایا جسنے اُس کو زیر کیا تھا اُسکو لے کر میرے پاس آتا مین اُسکا بھی اعزاز کرتا عہدہ جلیل دیتا اگر صمصام کو یہان ٹھہرنا ناگوار تھا مین اُسکو دار الضیا مین روانہ کرتا یہان وہی پہلوان مقرر ہو جاتا جس نے صمصام کو زیر کیا تھا یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ چوبدار نے آکر عرض کی سفاک زرہ ساز در دولت پر حاضر ہی اُسکے باب مین کیا حکم ہوتا ہی بادشاہ نے کہا اجازت ہی

اسکو ہمارے سامنے لاؤ ہم اُس سے خود دریافت کرینگے کہ کون شخص اُسکے یہان ٹھیرا تھا چوبدار باہر آیا سفاک سے کہا چلو تمکو بادشاہ یاد فرماتے ہین سفاک چوبدار کے ہمراہ اندر آیا بادشاہ کو مجرا کیا دل تابان جادو نے بیٹھنے کی اجازت دی سفاک بیٹھا بادشاہ نے پوچھا تمہارے یہان کون پہلوان آیا تھا جس نے صمصام کو زیر کیا اور اپنے ہمراہ لے گیا سفاک نے کل کیفیت ابتدا سے بیان کر دی بادشاہ نے کہا اے سفاک کیا وہ پہلوان سامری پرست تھا سفاک نے جواب دیا وہ مسلمان تھا اور زیر ہو جانے کے بعد صمصام بھی مسلمان ہوا اور ایک لاکھ پہلوان نے بھی اسلام قبول کیا اب تو بادشاہ کے حواس اُڑ گئے اُسیوقت اور آدمیون کو طلب کیا کہا جاؤ تحقیق کرو کہ صمصام اور وہ پہلوان مسلمان کسطرف گئے ہین بہت جلد اسکی خبر ہمکو دی جائے اسکے بعد سفاک سے دریافت کیا کہ اُس پہلوان نے تمسے دربارۂ تبدیل مذہب کچھ کہا تھا یا نہین سفاک اگرچہ مسلمان ہو چکا تھا مگر اس نے بخوف جان پوشیدہ کیا اور اس بات کو بلطائف الحیل ٹال دیا بادشاہ نے سفاک کو یہ کہکر رخصت کیا کہ اگر اب اسطرح کا کوئی واقعہ ہو تو سب سے پہلے ہماری اطلاع کو ئی کارروائی نہ کی جائے اور حکم دیا کہ تمام شہر مین منادی کرا دی جائے کہ اگر کوئی شخص مسلمان یا پردیسی یہان وارد ہو تو وہ پہلے ہمارے سامنے حاضر کیا جائے جو ہمارا حکم ہو اُسکے باب مین وہی کیا جائے یہان یہ گفتگو تھی کہ وہ لوگ جو صمصام کی خبر کو گئے تھے حاضر ہوئے بادشاہ سے عرض کی اے شہریار تحقیق سے معلوم ہوا وہ پہلوان جو آیا تھا مسلمان تھا اُسنے صمصام کو زیر کیا اور اب جانب مرحلہ ہمن تاب جادو روانہ ہوا ہے سامان حرب اُسکے پاس اچھی طرح مہیا ہے صمصام نے کل اسباب جنگ فراہم کیا اور خود بھی بغرض جنگ اُسطرف روانہ ہوا ہے یہ سُننا تھا کہ بادشاہ کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا ہوش وحواس گم ہو گئے کہا قاعدے سے معلوم ہوتا ہے کہ اب طلسم معدن آفات پر مسلمان حملہ کرنے والے ہین ارے غضب کیا صمصام سے پہلوان کو اسطرح زیر کر لیا اور اس نکورام نے بھی بخوف جان اسلام قبول کر لیا اسکے ساتھ ایک لاکھ پہلوان مسلمان ہو گیا خدایا پرست لوگ بلا کے ہین ایک آدمی لاکھون مین آیا اور مقابلہ کر کے سب کو زیر کر لیا کسی کا بس نہ چلا اگر وہ پہلوان بھی اتفاق کر لیتے تو اُسکی مجال نہ تھی کہ زیر کر کے اپنا مطیع بناتا یہ بات کہکے وزرا کی طرف مخاطب ہوا کہا اب کیا فکر کی جائے کیونکہ

صمصام واقف کار ہی اگرچہ ساحر نہین ہی مگر طلسم مین سب اُسکو پہچانتے ہین اُسکے ڈر سے وہ شجاعت کی تمام طلسم مین دھوم ہی ایسا نہ ہو مرحلۂ آہن تاب جادو پہ جاوے اور وہان کے لوگون کو کچھ ہیبت دلاوے وہ لوگ اگرچہ ایسے نہین ہین کہ ایک غیر ساحر مسلمان سے ڈر جائین مگر پھر بھی مجکو بہت سے خیال ہین وزرا نے کہا اگر حضور کو ایسے خیالات ہین تو دوسرا لشکر بھیجدیا جاوے وہ راہ مین اُن لوگون کو روک لے اور سب کو اسیر کرکے بھیجدے دل تابان جادو نے اس رائے کو پسند کیا اور اُسیوقت حکم دیا کہ لشکر عقب مین صمصام کے روانہ ہو اور اُسکو مرحلۂ آہن تاب تک نہ پہونچنے دے فوراً گرفتار کرکے ہمارے سامنے حاضر کرے ابھی یہ تقریر ختم نہ ہوئی تھی کہ چوبدار نے آکر خبر دی کہ احمر لباس جادو بادشاہ طلسم حیرت افزا تشریف لائے ہین سرحد پر ٹھہرکر انھون نے اپنی تشریف آوری کی خبر دی ہی دل تابان جادو نے کہا ابھی کوئی حکم نافذ نہ کیا جاوے بھائی تشریف لائے ہین اب جو بات ہوگی اُنکے مشورہ سے کیجائیگی یہ کہکے بادشاہ اپنی جگہ سے اُٹھا وزرا اسکے ہمراہ اور ارکین جو اُسوقت وہان موجود تھے ہمراہ بادشاہ چلے پہلے بادشاہ اپنے تخت زر پر بیٹھا پھر اور ارکین دولت پیادہ بڑھے دل تابان جادو سرحد کے قریب پہونچکر تخت سے اُترا اُدھر ہمراہیان احمر لباس جادو نے اُسکو خبر دی وہ اپنے خیمے سے باہر آیا دونون بادشاہ بغلگیر ہوے دل تابان جادو نے کہا اب کی مرتبہ آپ نے اپنے طلسم مین بہت قیام فرمایا مجکو کمال تردد تھا دو مرتبہ مین نے یہانسے آدمی روانہ کیے مگر کچھ خبر نہ معلوم ہوئی مین خود آج کل امور ملکی مین معروف تھا ورنہ خود حاضر ہوتا مزاج کی کیفیت فرمایئے چہرہ آپ کا بہت متغیر معلوم ہوتا ہی احمر لباس جادو نے جواب دیا جو کیفیت تمھاری ہی وہی اپنی بھی حالت ہی اطمینان سے بیٹھون تو کل کیفیت بیان کرون تمھارے حال سے بھی مجکو بخوبی آگاہی ہی مین کوہ خون فشان پر گیا تھا ذوالخرطوم جادو سے ملاقات ہوئی وہان سواد برہنہ تن بھی موجود تھا تمھاری حالت سنکر اور افسوس ہوا آس ٹوٹ گئی یہ باتین کرتے ہوے دونون بادشاہ دار الامارۂ شاہی مین آئے احمر لباس جادو نے دل تابان جادو سے کہا کہ اسوقت کچھ خاص باتین کرنا ہین سب لوگون کو یہانسے ہٹادو دل تابان نے اُسیوقت سب کو علٰحدہ کیا احمر لباس نے کہا غضب کا سامنا ہی خدا پرستون نے آفت بپا کی ہی میرے طلسم پر چڑھائی ہی ملکہ تبسم ہلال ابرو کے باغ سے طلسم کشا اسیر ہوا ملکہ کو مین نے حکیم اکسیر نگت اور اورنگ تاجدار کے ہمراہ آپ کے یہان طلسم دار الضیا مین روانہ کردیا آپ یہان مقیم تھے اسکی بھی کچھ خبر مجکو معلوم ہوئی یہ سنکر دل تابان جادو نے کہا ملکہ وغیرہ ہمارے طلسم مین نہین آئی نہ اورنگ

تاجدار یہان آئے نہ حکیم نیرنگ تشریف لائے آپ نے ان لوگون کو کب روانہ کیا تھا احمر لباس جادو نے کہا کہ مین نے ایک ماہ کا عرصہ ہوا کہ ان سب لوگون کو آپ کے پاس بھیجدیا تھا معلوم ہوتا ہی راہ مین کوئی بات ہوئی اور ملکہ وغیرہ کو مسلمانون نے اپنے قبضہ مین کیا دل تابان جادو نے کہا ایک بات یہان بھی تعجب خیز ہوئی کہ ایک خدا پرست پہلوان آیا اور سفاک زرہ ساز کے یہان ٹھہرا اُسنے صمصام سے مقابلہ کیا اور زیر کرکے اُسکو مطیع بنایا اُسے مع ایک لاکھ پہلوانون کے ہمراہ لے گیا خبر لگانے سے یہ بات معلوم ہوئی کہ وہ سب لوگ مرحلۂ آہن تاب پر بغرض مقابلہ گئے ہین ابھی مین اسی تردد مین تھا کہ کیا کیا جائے اور کیونکر وہ لوگ روکے جائین کہ آپ کی تشریف آوری کی خبر معلوم ہوئی مین نے اس بات کو زیر تجویز چھوڑا آپ کے استقبال کو چلا آیا اور یہ بھی خیال کیا کہ اس معاملے مین آپ کی راے میری راے سے بہتر ہوگی یہ سنکر احمر لباس جادو کے ہوش اڑ گئے کہا بڑا غضب ہوا ایک مرحلہ طلسم کا شکست ہو گیا اور تم غافل بیٹھے ہو ارے کیا تمکو اپنے طلسم کی مطلق فکر نہین ہی اسقدر غفلت سے کام لینا سلاطین کو زیب نہین تمکو لازم تھا ہزار فکرین کرتے اور جو شخص بارادۂ طلسم کشائی تمہارے یہان آیا ہے اُسکو گرفتار کر لیتے سواد برہنہ تن کو کوہ آتش نشان پر بھیجدیا ہوتا خود ذوالخرطوم جادو کے پاس جاتے اور منت و خوشامد کرکے اپنے ہمراہ اُسکو لاتے جسدن سے مین نے اپنے طلسم کی بعض خبرین سنین مجکو اُسی روز سے فکر پیدا ہوئی کوہ آتش فشان پر گیا ذوالخرطوم سے ملا اُسنے مجکو دراز دست آدم خوار کے پاس بھیجا دراز دست نے مجھسے آنے کا وعدہ کیا ہی مگر ابھی سے مین نے اُسکا لانا مناسب نہ سمجھا کیونکہ وہ سوا آدمیون کے اور کچھ نہین کھاتا ہی پھر اگر ابھی مین اُس کو اپنا مہمان کرتا تو اسقدر آدمی کہان سے آتے کہ اُسکا پیٹ بھرتا سکندر کا بھی پتا نہین ملتا ہی اُسنے منارۂ دوازدہ منزل پر جاکے بزور سلیح پوش کو بھی رہا کر دیا ہے اور عنقریب طلسم معدن آفات پر شدید حملہ ہونے والا ہی اسی وجہ سے مین اسطرف آیا مگر یہان کا حال تو مین نے اپنے یہان سے زیادہ ابتر پایا اب مناسب یہ ہی کہ جو کام کیا جائے وہ میری راے سے ہو مجکو اس امر کا زیادہ خیال ہے آپ نے تو غفلت کی اور اُسکا یہ نتیجہ ہوا دل تابان جادو نے کہا مجکو ہر طرح آپ کی راے سے اتفاق ہی مگر اسوقت صمصام کے باب مین کیا کیا جائے جو وہ مرحلۂ آہن تاب تک نہ پہونچے دل تابان جادو نے کہا مناسب ہی کہ مین اور تم دونون آج مرحلۂ آہن تاب کی طرف چلین اور وہان چلکر معقول بندوبست کرائین دل تابان جادو نے کہا بات یہ بھی معقول ہی مگر اسوقت میری یہ راے تھی کہ لشکر مین حکم بھیجدون کچھ لوگ بتلاش صمصام روانہ ہون اور اُس کو مع اُس پہلوان خدا پرست کے گرفتار کر لائین

احمر لباس نے کہا یہ بھی بہت مناسب ہے پہلوانوں کو بھی روانہ کرو اور خود بھی مرحلۂ آہن تاب کی طرف چل کر بندوبست کراؤ دل تابان جادو نے اُسی وقت کچھ لوگوں کو طلب کرکے حکم دیا کہ قلعۂ طلسم پر جاؤ اور دو لاکھ کا لشکر تعاقب مین صمصام کے روانہ کرو جو کوئی صمصام کو یعنی اُس پہلوان خداپرست کے گرفتار کرکے لائیگا زروانعام پائیگا وہ لوگ اُسیوقت قلعۂ طلسم پر گئے اور دو لاکھ فوج عقب مین صمصام کے روانہ کی اِدھر دل تابان جادو اور احمر لباس جادو بھی مرحلۂ آہن تاب کی طرف روانہ ہوئے کہ ذکر انکا وقت پر آئیگا اب کیفیت امیرالزمان نامدار کی عرض کی جاتی ہے کہ شاہزادہ جو صمصام کو ہمراہ لیکر جانب مرحلۂ آہن تاب روانہ ہوا تیسرے روز دور سے قلعہ دکھائی دیا امیرالزمان نامدار نے فرمایا کہ اے صمصام یہ قلعہ کہان کا نظر آتا ہے صمصام نے عرض کی اے شہریار یہ قلعہ مرحلۂ آہن تاب کا نظر آتا ہے اسکے آگے ایک میدان ہے جو میدان آہن تاب کے نام سے مشہور ہے وہین سے قلعے کی راہ ہے اور اِسی میدان مین مقابلہ بھی ہوتا ہے جب حضور قریب پہونچینگے خبردار سردار قلعہ کو خبر دینگے وہان سے لوگ آپ کی خدمت مین حاضر ہونگے پھر جنگ کی تیاری ہوگی مگر وہ لوگ ساحر ہین بزور سحر حضور سے مقابلہ کرینگے امیرالزمان نے فرمایا اے صمصام خاطر جمع رکھو خدا مالک ہے یہ کہتے ہوئے آگے بڑھے تھوڑی دور کے بعد شاہزادے نے دیکھا ایک میدان وسیع بہت صاف کوسون تک نظر آتا ہے آگے اُس میدان کے خندق عمیق معلوم ہوتی ہے آفتاب قریب غروب پہونچ چکا تھا امیرالزمان نامدار نے فرمایا اے صمصام مناسب ہے کہ اِسی جگہ قیام کرین صبح کو جو کچھ مناسب ہوگا وہ کیا جائیگا صمصام نے عرض کی جو کوئی بقصد جنگ اِسطرف آتا ہے پہلے یہین ٹھہرتا ہے آگے جانیکا راستہ بھی نہین ہے اسواسطے کہ قلعہ کا تختہ اُٹھا رہتا ہے دروازہ بند رہتا ہے اب آپ یہان قیام فرمائینگے تو خبر قلعہ دار کو پہونچیگی وہ آہن تاب کو اُسیوقت اطلاع دیگا وہان سے جو کچھ حکم ملیگا وہ کریگا امیرالزمان نامدار نے بارگاہین آراستہ ہونیکا حکم فرمایا اُسیوقت بارگاہین استادہ ہوئین سوار گھوڑون سے اُترے امیرالزمان نامدار کے واسطے ایک بارگاہ استادہ ہوئی شاہزادہ بارگاہ مین تشریف لایا صمصام بھی حاضر ہوا اور لشکری بھی اُترے اپنی اپنی بارگاہون مین گئے ملازمین قلعہ نے جو لشکر کو اُترتے دیکھا اُسی وقت قلعہ دار کو جاکر لشکر اُترنے کی خبر دی قلعہ دار فوراً ایک بلندی پر آیا فوج کی کیفیت تمام دیکھی اپنے ملازمین کو بلا کر حکم دیا کہ قلعے کے باہر جاؤ اور خبر لاؤ کہ یہ لشکریان کس

ارادہ سے آیا ہی کسی دوسری طرف جائیگا ارادہ ہے یا بقصد جنگ یہان قیام
کیا ہی سردارِ لشکر کون ہی لشکری ساحر ہین یا غیر ساحر ہین جاسوس اسیوقت
قلعہ سے اُترے باہر آئے یہان سے خبر لیکر واپس گئے قلعہ دار سے
جاکر خبر کی کہ غیر ساحرون کا لشکر ہی امیر الزمان کوئی شخص ہے جو بغرض
طلسم کشائی یہان آیا ہے اُس نے صصام جادو کو زیر کیا اُسکی اطاعت
ایک لاکھ پہلوانانِ طلسم نے قبول کی اُنھین کو ہمراہ لیکر اِس طرف آیا ہے
آج بسبب شام ہو جانے کے اُس نے قیام کیا ہی کل یقین ہی پیام جنگ بھیجے گا
یہ سنکے قلعہ دار نے اسیوقت منشی کو بلایا کہا ایک عرضی آہن تاب
جادو کو تحریر کرو اور آمد لشکر امیر الزمان کی خبر لکھو جیسا وہ حکم فرمائینگے ویسا
کیا جائیگا منشی نے اسیوقت عرضی تحریر کی قلعہ دار نے ایک ساحر کو بلایا عرضی
دیکر کہا اس عرضی کو اسیوقت آہن تاب جادو کے پاس لیجاؤ اور صبح ہوتے
ہوتے اِسکا جواب لیکر واپس آؤ ساحر نے اسیوقت عرضی کو کمر مین رکھا
اور آہن تاب جادو کے مکان کا راستہ لیا کہ ذکر اِسکا وقت پر آئیگا مگر اب کیفیت
دل تابان جادو اور احمر لباس جادو کی عرض کی جاتی ہی کہ جب یہ دونون
بادشاہ لشکر کو بتلاش صصام و امیر الزمان روانہ کر چکے تو خود مرحلۂ آہن تاب
کی طرف روانہ ہوے تھوڑی دیر مین آہن تاب جادو کے مکان پر پہونچے
آہن تاب کو جو بادشاہون کے آنے کی خبر ہوئی گھبرا گیا فوراً مکان سے باہر آیا
براے سلام سر جھکایا پایۂ تخت کو بوسہ دیکر دعاے ترقی دولت و اقبال دینے لگا
پہلے احمر لباس جادو نے کہا اے آہن تاب جادو بہت جلد تخلیہ مین چلکر کچھ باتین
سُن لو پھر اور باتین کہنا آہن تاب اسیوقت دونون بادشاہون کو اپنے مکان مین
لایا مسند پر بٹھایا آنیکا حال دریافت کیا احمر لباس نے کہا اے آہن تاب
جادو تم غافل بیٹھے ہو اور خدا پرست طلسم مین با رادۂ فتح آگئے بہت سے
نقصانات بھی پہونچا چکے ایک خدا پرست سرحد طلسم معدن آفات پر آیا اُس نے
غضب کیا صصام کوہ قامت کو زیر کیا ایک لاکھ پہلوان کو اپنا مطیع بنایا اُن سب کو
لیکر اب تمھارے مرحلے کی طرف آیا ہی آمادۂ جنگ ہی تمھارے مرحلے مین کس طرح کا
بند و بست ہی آہن تاب نے جواب دیا اقبالِ شاہی سے غلام نے اپنے
مرحلہ مین ایسا بند و بست کر رکھا ہی کہ ساحر و غیر ساحر کسی کی مجال نہین جو ادھر کی
آہن تاب تک اسکا قدم آجاے قلعے مین فوج بیشمار ہر وقت سامان جنگ سے
مطلق موجود رہتی ہی پہلے اُن سب لوگون سے مقابلہ پڑتا ہے وہان دو لاکھ ساحر
اور چار لاکھ غیر ساحر کی فوج موجود ہی اُن سب کا سردار سہر تاب
جادو ہی اُس قلعہ کے بعد اور عجائبات و غرائبات سحر ہین اُنسے کون جان بچا

سکتا ہے احمر لباس جادو نے کہا ہم اور زیادہ بندوبست اس مرحلے کا کیے دیتے ہین
کیونکہ ہمکو خیال ہے کہ وہ شخص اسطرف ضرور آئیگا جسنے صمصام کوہ قامت کو زیر کیا ہو
اب تو اُس کو ایک لاکھ پہلوان نامی وگرامی مل گئے ہین بہت نازان ہوگا اگرچہ وہ سب لوگ
غیر ساحر ہین مگر اُنکے ہمراہ ایسے ایسے لوگ ہین جو ساحرون کو اپنے دام مکر مین اسیر
کر لیتے ہین بعض مسلمان اس قسم کے بھی ہین جنپر سحر بالکل تاثیر نہین کرتا ہے آہن تاب
جادو نے کہا یون آپ مالک ہین ہمارے بادشاہ ہین جو مزاج والا مین آئے انتظام فرمایئے
ورنہ ظاہر اسباب اس مرحلے مین کوئی ضرورت انتظام جدید کی نظر نہین آتی ہے دل تابان
جادو نے کہا یہ بہت صحیح ہے مگر جسقدر استحکام ہو جائے مناسب ہے آج کے
روز یہان قیام کرینگے اور کل تمھارے مرحلے پر چل کر سب مقامات کا معائنہ
کرینگے جو جو سحر تمنے تیار کیے ہین اُن سب کو دیکھینگے فوج کے قواعد ضرور دیکھنا ہے
سامان جنگ جو کچھ قلعہ پر موجود ہے اسکو بھی دیکھ لینا چاہیے تم آج ہی سب کو اطلاع کردو
کہ جملہ ملازمین مرحلہ ہوشیار رہین آہن تاب جادو نے کہا غلام اسیوقت
ملازمین مرحلہ کو خبردار کرتا ہے یہ کہکے آہن تاب جادو نے اجازت چاہی
کہ اگر حکم ہو تو غلام منشی کو بلائے اور بعض افسرون کے نام خط لکھوائے حضور کی
تشریف آوری کی خبر ہر شخص کو معلوم ہو ہر شخص اپنا اپنا سامان درست رکھے
بادشاہون نے کہا تمھین اختیار ہے مگر ہمنے جو باتین تمسے بیان کردی ہین
انکو اپنے دل مین رکھنا ملازمین مرحلہ پر ظاہر نہ کرنا کیونکہ سب کے دلون مین اگر
مسلمانون کی طرف سے ترس اور خوف پیدا ہو جائیگا تو ہمت ہار دینگے وہ اچھا
نہ ہوگا انتظام کے خلاف ہے آہن تاب جادو نے کہا مین خود بھی انتظام کرتا اب تو
حضور کا ارشاد ہے بلکہ مسلمانون کا بیان اس حقارت سے سب کے سامنے کرونگا کہ
ہر ایک کی ہمت دونی ہو جائیگی یہ کہکے آہن تاب جادو باہر آیا اپنے ملازمین کو
آواز دی کہا دو منشیون کو بلاؤ کچھ خط تحریر کرانا ہین اور جملہ ملازمین جو جو ہون
خدمت مین بادشاہون کی حاضر رہین جو گفتگو تخلیہ طلب تھی وہ ختم ہو چکی
یہ کہکر آہن تاب دل تابان جادو اور احمر لباس جادو کے پاس گیا
آیا ملازمین بھی اسکے پیچھے پیچھے آئے آہن تاب دونون بادشاہون کے
سامنے بیٹھ گیا ملازمین ہاتھ باندھ کے کھڑے ہوے کہ ایک
ملازم نے باہر سے آکے خبر دی حضور قلعہ آہن تاب سے ایک ساحر
آیا ہے عرضی قلعہ دار کی لایا ہے بہت جلد جواب کا خواستگار ہے اسیوقت فورًا
واپس جائیگا کوئی خاص ضروری کام ہے آہن تاب جادو نے بادشاہون سے
کہا حضور قلعہ سے ایک عرضی قلعہ دار کی آئی ہے جواب اسیوقت مانگتا ہے اگر
حکم ہو تو حامل کو اندر بلالیا جائے ورنہ عرضی منگا کر جواب دیا جائے دل تابان

جادو نے کہا اندر بلا لو ہم بھی اُسکو دیکھینگے زبانی جو کچھ کہنا چاہے ہمارے سامنے
عرض کرے آہن تاب نے اُسیوقت نامہ دار کو اندر بلایا ساحر جو اندر آیا
دشاہون کو بیٹھا دیکھکر گھبرایا جھک کے سلام کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا
احمر لباس جادو نے عرضی ساحر کے ہاتھ سے لیکر لفافہ چاک کیا پڑھنے لگا
جب سب مضمون پڑھ چکا ساحر کی طرف مخاطب ہو کر کہا تمھارے سامنے لشکر
آیا تھا اور تمنے خود دیکھا تھا نامہ دار نے کہا غلام نے خود دیکھا ہے حضور ہی کے
طلسم معدن آفات کے ملازم صمصام کوہ قامت ہمراہ ہین اور ایک جوان بھی
خداپرست باشوکت و شان ایک بارگاہ مین ہے ایک لاکھ پہلوان اُسکے حکم کا
مطیع ہے دریافت سے معلوم ہوا کہ سب لوگ غیر ساحر ہین اور اس غرض سے
آئے ہین کہ علی الصباح قلعے کے اندر داخلہ کرین آج دن بالکل کم باقی رہ گیا تھا
اِس وجہ سے اُنھون نے میدان آہن تاب مین قیام کیا ہے قلعہ دار کو جب
خبر ہوئی اُنھون نے یہ عرضی آہن تاب جادو کو تحریر کی اور اِسیوقت اِسکا
جواب طلب کیا ہے اب جو حکم ہو وہ تحریر فرمائیے غلام اِسیوقت جائیگا اور قریب
صبح اپنے قلعہ پر پہونچیگا وہان بھی سامان حرب و ضرب درست ہو رہا ہے اور
ساحرون کے لشکر مین بھی اطلاع کرا دی گئی ہے وہ لوگ بھی درست ہو رہے ہین
اور غیر ساحر بھی بالکل تیار ہین صرف حضور کے حکم کا انتظار ہے احمر لباس جادو نے
کہا اے آہن تاب جادو اس عرضی کا جواب اِسیوقت روانہ کرو راہ دور و دراز
نامہ دار کو طے کرنا ہے آہن تاب نے کہا جو حکم حضور کا ہو غلام اُس حکم کو
قلمبند کرائے احمر لباس نے کہا قلعہ دار کو اطلاع دو کہ سامان حرب و ضرب
اچھی طرح درست رہے اگر کوئی شخص قلعہ مین داخلہ کرنا چاہے اُسکو روک دے اور
لکھوا دو کہ خداوند بادشاہ طلسم بھی صبح کو آئیگا اور ایک دم مین سب کو گرفتار کرکے لیجائیگا
آہن تاب جادو نے یہی جواب لکھوا کر روانہ کیا احمر لباس جادو نے کہا
کہ اب صبح کو اچھا موقع ہاتھ آئیگا صمصام اور وہ پہلوان مسلمان سب گرفتار
ہو جائینگے معلوم ہو گیا اُن مین کوئی ساحر نہین ہے مگر ان خداپرستون کی جرأت
قابل تعریف ہے سحر نہین جانتے مگر ساحرون سے مقابلہ کرنے پر آمادہ ہین دل تابان
جادو نے کہا اگر یہ لوگ سحر جانتے ہوتے تو دنیا مین کوئی اُنسے مقابل نہ ہوتا
رات بھر یہی باتین رہین جب صبح کا وقت قریب پہونچا احمر لباس جادو نے کہا
اب یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہے مرحلے کی طرف روانہ ہونا چاہیے ایسا نہ ہو
کہ خداپرست کوئی فتنہ و فساد برپا کرین دل تابان جادو بھی اُٹھا آہن تاب
جادو بھی اُٹھا تینون آدمی تخت سحر پہ سوار ہوئے تختون کو اُڑایا آن واحد مین
مرحلہ آہن تاب تک پہونچکر دم لیا قلعہ دار یہان فوج کو درست کرکے

بیرون قلعہ کے بھیجنے کا ارادہ کر رہا تھا کہ آہن تاب جادو سے جا کر خبر دی بادشاہان
طلسم تشریف لاے ہیں پیشوائی کو چل قلعہ دار نے فوج کو ہمراہ لیا دونون
بادشاہون کا باقاعدہ استقبال کیا احمر لباس نے قلعہ دار سے کہا کوئی واقعہ
جدید تو پیش نہین ہوا قلعہ دار نے ہاتھ باندہ کر کہا جب مین نامہ روانہ کر چکا تھا
تو ایک پہلوان نامہ امیر الزمان کا لیکر آیا تھا اُس مین لکھا تھا قلعہ دار کو معلوم
کہ ہم صبح کو قلعے مین داخل کر سکینگے مناسب ہی کہ ہمکو راستہ دے ہم آہن تاب
جادو کے پاس جا پہنچے اگر وہ ہماری اطاعت قبول کریگا اور ایمان لائیگا امان
پائیگا ورنہ ہمارے ہاتھ سے قتل ہوگا مین نے ارادہ کیا کہ وہ خط بھی حضور کے
ملاحظہ کے واسطے روانہ کرون مگر اُسی کی تھوڑی دیر کے بعد مجھکو جواب
خوشی کا مل گیا اور معلوم ہوا کہ حضور اِسوقت تشریف لاتے ہین مین نے اُس خط کا
بھیجنا مناسب نہ جانا اگر حکم ہو تو اِسوقت حاضر خدمت کرون احمر لباس جادو نے
وہ خط منگوایا قلعہ دار نے لاکر بطور نذر پیش کیا احمر لباس جادو نے اُس
خط کو دیکھکر دل تابان جادو کو دیا اور کہا دیکھو ایک مسلمان کی اِسقدر جرأت ہی
کہ تنہا مرحلۂ صمصام پر گیا اور اُسکو زیر کر کے اب ساحران نامی کی طرف قصد
کیا ہی دل تابان جادو نے بھی اُس خط کو پڑھا دونون بادشاہون کی یہی رائے
ہوئی کہ ہملوگ قلعے پر چلکے تماشا دیکھین اور پھر لشکر ساحرون کا قلعے کے
باہر بھیجدین یہ سب لوگ غیر ساحر ہین آہن تاب جادو اپنے کسی ساحر جلیل کو
بھیجدے وہ سحر کرکے سب کو اسیر کرے ان لوگون کا اِسی وقت فیصلہ کر دیا
جاے احمر لباس نے کہا مین جب دراز دست آدم خوار سے ملا تھا
تو اُس سے مین نے وعدہ کیا تھا سب آدمیون کو اسیر کر کے اُسکے پاس
بھیجدونگا وہ ایک دم مین سب کو کھا جائیگا یہ کہکر آہن تاب جادو نے اپنی رائے
ظاہر کی اُسنے قلعہ دار سے کہا غیر ساحرون کے بھیجنے کی ضرورت نہین صرف
چند ساحر ہمراہی سر سنگ جادو بھیجدے جائین وہ بڑا ساحر ہی ایک سحر مین سب لوگون کو اسیر کر لیگا
بیکار لشکر غیر ساحران کے بھیجنے کی ضرورت نہین قلعہ دار نے اُسی وقت سر سنگ
جادو کے ہمراہ دس ہزار آدمی کیے سر سنگ جادو قلعے سے باہر نکلا
احمر لباس جادو نے اُس سے چلتے وقت کہدیا تھا کہ پہلے اس خدا پرست کو
سمجھانا اور دین سامری پرستی کی ترغیب دلانا یہ بھی کہدینا کہ تیری ہمت و
شجاعت سے بادشاہان طلسم بہت خوش ہین اگرچہ تو نے بڑی خطا کی ہے
مگر اب اپنے ارادہ سے باز آ اور میرے ہمراہ بادشاہان طلسم کی خدمت مین
چل مین تیری تقصیر معاف کرا دونگا تجکو یہان کوئی عہدۂ جلیل دلا دونگا اسی طرح کی
بہت سی باتین تعلیم کر کے سر سنگ جادو کو قلعے کے باہر روانہ کیا

سرہنگ دس ہزار ساحر ہمراہ لیکر باہر آیا یہان امیرالزمان نامدار نے وظیفۂ سحری ادا کرنے کے بعد صمصام کوہ قامت کو حکم دیا کہ تم لوگ بھی مسلح و مکمل ہوکر در قلعہ کی طرف چلو یقین ہے کہ ادھر سے اسوقت کوئی نہ کوئی برائے مقابلہ ضرور آئیگا صمصام نے پہلے ہی سے تیاری کر رکھی تھی عرض کی اے شہریار سب لوگ تیار ہین امیرالزمان نامدار نے فرمایا ہمارا مرکب در بارگاہ پر آجائے ہم خود بھی چلینگے اسوقت اگر قلعہ دار دروازہ نہ کھولیگا تو مقابلہ ضرور کرینگے کیونکہ رات کو اسے اطلاع دیدی گئی ہے صمصام نے عرض کی اے شہریار مرکب بھی در بارگاہ پر حاضر ہے شاہزادہ نام خدا لیکر اٹھا ملازمین نے پردۂ بارگاہ اٹھایا امیرالزمان نامدار برآمد ہوئے نام خدا لیکر پشت مرکب پر جلوہ فرما ہوئے صمصام نے عرض کی اے شہریار قلعے کی طرف ملاحظہ فرمائیے امیرالزمان نامدار نے جو نگاہ اٹھائی دیکھا لشکر ساحران قلعے سے مقابلے کے واسطے اتر رہا ہے صمصام سے فرمایا مین نے پہلے کہدیا تھا کہ اسوقت یا تو اہل قلعہ مقابلہ کرینگے یا راستہ دینگے صمصام نے عرض کی اے شہریار جسقدر لوگ آئے ہین سب ساحر ہین تیغ و تبر کی لڑائی نہ ہوگی سب سحر سے مقابلہ کرینگے امیرالزمان نامدار نے فرمایا خاطر جمع رکھو مین خود برائے مقابلہ جاؤنگا صمصام نے عرض کی جان نثارون سے یہ نہ ہوگا کہ اپنی زندگی مین آقائے نامدار کو ساحرون کے مقابلے کے واسطے جانے دیکھین پہلے ایک لاکھ سر قدم اقدس پر تصدق ہو جائینگے تو حضور برائے مقابلہ تشریف لیجائینگے امیرالزمان نے ارشاد کیا اے صمصام تم خاطر جمع رکھو ساحر میرا کیا بنا سکینگے ہر حالت مین فضل خدا شامل حال ہے یہان یہ ذکر تھا کہ لشکر ساحران قلعے سے اتر کر نیچے آیا سرہنگ جادو نے بیدا جایا اپنا تخت آگے بڑھایا اور امیرالزمان نامدار کی طرف مخاطب ہوکر یہ کلمات زبان پر لایا کہ اے امیرالزمان آگاہ ہو کہ مین جو باتین اسوقت کہتا ہون وہ تیری دوستی کی ہین اگرچہ تو نے بادشاہ طلسم کی بہت بڑی خطا کی کہ صمصام کوہ قامت کو زیر کرکے اپنا مطیع بنایا اور اسی کو اپنے ہمراہ لیکر یہانتک آیا مگر تیری شجاعت پر مجھکو رحم آتا ہے ہمارا بادشاہ قدردان اہل ہنر ہے اگر تو اب بھی اپنے ارادہ سے باز آ اور میرے ہمراہ بادشاہ طلسم کی خدمت مین چلنا گوارا کرے تو مین تیری خطا معاف کرادون اور عہدۂ جلیل ملنے کی سفارش کرون تیری وجہ سے صمصام کی بھی خطا بخشوا دونگا اسکو کوئی دوسرا عہدہ دلا دونگا اگر تو میرا کہنا قبول نہ کریگا تو بہت پچھتائیگا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا شاہزادے نے جو یہ تقریر سنی غصہ آگیا ہونٹ چبا کر جواب دیا کہ او بیہودہ کیا بکتا ہے یہ مقام جنگ ہے وعظ و پند کی جگہ نہین اگر تجکو حوصلہ ہے تو مقابلے مین آ جسکو

خدا فتح دیگا وہ جلیل ہوگا جو شکست پائیگا ذلیل ہوگا تو کیا مین عہد ذلیل والائیگا اور کیا ہماری حلف معاف کرائیگا بادشاہ تیرا کیا چیز ہے اگر خدا نے چاہا تو اُسکو بھی زیر کرینگے یا ایمان لائیگا یا ہمارے ہاتھ سے مارا جائیگا سرہنگ جادو یہ تقریر سنکر دنگ ہوگیا جواب مین کہا اے امیرالزمان اگر یہی دعویٰ ہے تو مرکب آگے بڑھاؤ میرے مقابل مین آؤ مین فنون جنگ سے بہی خوب ماہر ہون سحر سے مقابلہ نکرونگا تیغ و نیزہ کی لڑائی ہوگی اسوقت تمھاری جرأت نکل جائیگی شاہزادہ والا جاہ نے مرکب آگے بڑھایا سرہنگ خود مقابلے مین آیا گو اس مکار نے کہا تھا کہ سحر نہ کرونگا مگر ہوسکے سحر سے کام لیا شہزادے پر کچھ اثر نہ ہوا سرہنگ نے شمشیر سحر کا وار کیا شاہزادے نے خالی دیا سرہنگ نے دوسرا وار لگایا وہ بھی بیکار ہوا امیرالزمان نے فرمایا اے سرہنگ خبردار ہو جا کہ اب مین وار کرتا ہون سرہنگ نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا شاہزادے نے تلوار لگائی سرہنگ سمجھا تھا کہ تلوار سپر سحر کو نہ کاٹے گی مگر اسکا خیال خام تھا ایک وار مین دو پارہ ہو کر زمین پر گرا اسکا گرنا تھا کہ تاریکی چھا گئی سنگ باری ہونے لگی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام من سرہنگ جادو بود اچھر لباس جادو اور دل تابان جادو جو بالائے قلعہ پر تماشا دیکھنے آئے تھے اُنھون نے جو یہ کیفیت دیکھی پلٹ کے آہن تاب جادو سے کہا یہ کیا غضب ہوا کیسے ساحر کو تو نے بھیجا تھا جو ایک غیر ساحر کے ہاتھ سے قتل ہوا آہن تاب کو بہت شرم آئی کہا اب مین خود جاتا ہوں اور ابھی اس جوان کو گرفتار کر کے خدمت والا مین حاضر کرتا ہون یہ کہکے اسنے اپنا تخت سحر منگایا اور تخت پر بیٹھ کے لشکر مین آپہونچا سرہنگ کے مرنے سے لشکر ساحران کی ہمت کم ہوگئی تھی آہن تاب نے آتے ہی پہلے تو سب کی ہمت بڑھائی پھر امیرالزمان نامدار کی طرف مخاطب ہو کر کہا تیرے طلسم مین آکر بہت سر اُٹھایا تھا اور دو چار جنگ مین بڑ کر کے تمھاری ہمت بہت بڑھ گئی تھی اب دیکھون اپنی جان کیونکر بچا کر لیجاتے ہو امیرالزمان نامدار نے غصہ سے اسکی طرف دیکھا تھا کہ آہن تاب جادو کے چند ماش شاہزادہ کی طرف پڑھکر پھینکے اور شاہزادہ کے ہر چہار طرف یہ فتنے جھک کر گرین امیرالزمان نامدار اُسی طرح پشت مرکب پر بیٹھے رہے آہن تاب نے کہا اے جوان معلوم ہوتا ہے تیرے لشکر مین کوئی ساحر موجود ہے جو تیری محافظت کرتا رہتا ہے یہ کہکے اسنے شمشیر سحر نکالی اور امیرالزمان کے قریب آیا شاہزادہ سے کہا اب میرے وار کو روک امیرالزمان نامدار نے کہا تو وار کر خدا بچانے والا ہے آہن تاب نے کچھ پڑھکر تلوار شاہزادہ کے سر پر لگائی امیرالزمان نامدار نے کلائی پر اسکی ہاتھ ڈال دیا آہن تاب نے چاہا کلائی چھڑا لے مگر شاہزادہ نے جھٹکا دیکر تخت سے کھینچ لیا اس سے ایمان لانے کو فرمایا آہن تاب نے انکار کیا امیرالزمان نامدار نے فوراً اسکو قتل کر ڈالا اسکا قتل ہونا تھا کہ آفت عظیم بپا ہوئی تمام مین تاریکی چھا گئی سیاہ آندھی آئی برف باری ہونے لگی پتھر برسنے لگے زمین ہلنے لگی تا دیر جسقدر رہی ہوئی تھیں سب کو غرض

ہونے لگی بہت دیر کے بعد آواز آئی کہ کشتی میرا نام ہے ابن تاب جادو ہوں اس آواز کے
سنتے ہی بہت سی عمارتیں منہدم ہوگئیں تمام عجائبات مرحلہ گم ہوگئے بڑی دیر کے
بعد آفت عظیم ختم ہوئی اب جو امیر الزمان نامدار نے خیال کیا تو نہ قلعہ نظر آیا نہ
اور عمارتیں جو دکھائی دیتی تھیں باقی رہیں ایک میدان وسیع میں بہت سے آدمی مسلح
دکھائی دیے جو دوہائی دے رہے تھے صمصام کوہ قامت دوڑ کر
امیر الزمان نامدار کے قدموں پر گرا اور عرض کی اے شہریار واقعی آپ فتاح طلسم ہیں
صمصام تو امیر الزمان نامدار سے یہ کہہ رہا تھا کہ دفعتاً آسمان پر ایک سناٹا پیدا ہوا
صمصام نے عرض کی اے شہریار رضا جز کرے کسی ساحر جلیل کی آمد ہے یہ کہتے ہی
ایک برق چمکی امیر الزمان نامدار نے دیکھا کہ دو بادشاہ علیحدہ علیحدہ تخت سحر پر
بیٹھے ہوئے سامنے موجود ہیں بادشاہوں کے آتے ہی جو ساحر مرحلے سے بھاگے
جاتے تھے وہ تھمے امیر الزمان نامدار نے صمصام سے فرمایا یہ دونوں تاجدار کون
ہیں صمصام نے عرض کی اے شہریار یہ دونوں بادشاہ طلسم ہیں ایک طلسم
دار الضیا کا بادشاہ ہے اسکا نام دل تابان جادو ہے دوسرا طلسم حیرت افزا کا
فرمانروا ہے احمر لباس جادو سب اُن کو کہتے ہیں ان دونوں نے ملکر یہ طلسم معدن
آفات تو ہیں رکھنے کے واسطے بنایا ہے اب جنگ عظیم کا سامنا ہے ان لوگوں کو
تمنے خبر دی اور یہ یہاں تک کیونکر پہونچے شاہزادے نے کہا کچھ خوف نہ کرو
خدا مالک ہے ادھر یہ گفتگو تھی اُدھر احمر لباس جادو نے بھاگی ہوئی فوج کو للکار
کر آواز دی سب ٹھہر گئے اور جسقدر لشکر وہاں موجود تھا وہ بھی قریب آگیا احمر
لباس جادو نے صفوف لشکر کو پھر مرتب کیا اور امیر الزمان کی طرف دیکھکر
خطاب کیا اے امیر الزمان نامدار تم بڑے بہادر ہو واقعی شجاعت وہمت میں
اپنا نظیر نہیں رکھتے ہو میں تم سے بہت خوش ہوں اور دل تابان جادو بادشاہ
طلسم دار الضیا بھی تمہاری تعریف کرتے ہیں تمنے اب تک جو زیادتیاں کیں
وہ تمہاری ہمت وشجاعت کا مقتضا تھا مگر اب ایک بات پر غور کرو کہ تم سحر نہیں
جانتے یہاں سب لوگ ساحر ہیں تم اُنسے کیونکر مقابلہ کروگے اور اگر ایسا بھی ہے
کہ تم کسی طریقے سے سحر کو روک سکتے ہو تو بھی ایک طلسم کا فتح کر لینا بالکل
ناممکن ہے تمہاری ہمت وجراُت ظاہر ہوگئی طلسم کشا کے نام سے تم مشہور ہوچکے
اب مناسب یہ ہے کہ فتاحی طلسم کا ارادہ فسخ کرو اور ہمارے پاس آؤ ہم اپنے
طلسم حیرت افزا اور طلسم دار الضیا اور طلسم معدن آفات سب کا تمکو اختیار
دیتے ہیں دین اسلام کو ترک کرو سامری پرستی اختیار کرو اتنا سُننا تھا کہ شاہزادے کو
غصہ آگیا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈال کر فرمایا او بیہودہ کیا بکتا ہے اگر تو ہم سے جنگ کرنے
میں قاصر ہے اور امان طلب کرتا ہے تو دین سامری پرستی پر لعنت کر اور بصدق دل

اسلام قبول کر ہم تجکو ابھی امان دینگے اور اگر سامری پرستی ترک نہ کریگا تو پچھتائیگا جسطرح آہن تاب جادو واصل جہنم ہوا تو بھی مارا جائیگا احمر لباس اس جملہ کو سنکر سن ہو گیا دل تابان جادو سے مخاطب ہو کر کہا دیکھو ان خدا پرستون کی ہمت و جرأت کی کوئی حد نہیں ہے پھر امیرالزمان نامدار کی طرف مخاطب ہو کر کہا دیکھو میرا کہنا مانو ابھی تک مین تمھاری طرف سے صاف ہون اگر میرا کہنا قبول نہ کروگے بہت پچھتاؤگے شاہزادے نے پھر وہی جواب دیا جب احمر لباس جادو کو یقین ہو گیا کہ اب یہ شخص میرا کہنا نہ مانیگا تو اس نے اپنے جوڑے سے ایک گلاب کا پھول نکالا اور امیرالزمان نامدار کیطرف پھینک دیا وہ پھول ٹوٹا اور پتیان اُس کی منتشر ہوگئیں اسقدر خوشبو اُس کی پھیلی کہ تمام میدان مہک گیا امیرالزمان نامدار نے پلٹ کے جو نگاہ کی دیکھا تمام ہمراہی اُس پھول کی خوشبو سے اسقدر از خود رفتہ ہو گئے ہین کہ پتیون کو دوڑ دوڑ کے اُٹھائے لیتے ہین جس کے ہاتھ مین ایک پتی بھی آجاتی ہے وہ سونگھتا ہی اور بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑتا ہے تھوڑی دیر مین تمام پہلوانون کی یہی حالت ہوئی اور سب بیہوش ہو کر گر پڑے اب احمر لباس جادو نے کہا اے امیرالزمان کہو کیا کہتے ہو جنکے بھروسے پر ارادہ کر کے آئے تھے اب وہ لوگ کیا ہوے اب بھی میرا کہنا مان تو شاہزادہ کو یہ سنکر اور غصہ آیا فرمایا کیا واہیات بکتا ہی کیا ہم ان لوگون کے بھروسے پر یہان آئے تھے احمر لباس نے امیرالزمان نامدار پر بھی سحر کیا مگر شاہزادہ اُسی طرح موجود رہا جب اُسکو یقین ہوا کہ امیرالزمان میری اطاعت قبول نہ کرینگے اور سحر بھی اثر نہ کریگا تو مجبور ہو کر اُس نے دل تابان جادو سے کہا اب ایسا وقت ہاتھ نہ آئیگا اس شخص کو اسیر کر لینا چاہیے سب لوگ اسیر سحر ہو چکے ہین اس جوان کی سحر تاثیر نہین کرتا ہی چارون طرف سے لوگ ٹوٹ پڑین اور بلوہ کر کے اسکو اسیر کرین دل تابان نے اُسیوقت فوج کی طرف اشارہ کیا سب ملکر شاہزادۂ والاشان پر ٹوٹ پڑے امیرالزمان نامدار نے بھی تلوار میان سے لی پشت پہلو سے ہوشیار ہو کے معروف جنگ ہوے تھوڑی دیر مین اسقدر ساحر و غیر ساحر قتل ہوے کہ دریاے خون زمین پر جاری ہو گیا احمر لباس جادو یہ حالت دیکھ دیکھ کر دل تابان جادو سے کہتا تھا کہ اس جوان کی ہمت و جرأت قابل دید ہی ایسا بہادر آج تک نگاہ سے نہین گذرا کبھی فوج کے لوگون سے کہتا تھا کہ یہ جوان قتل نہ ہونے پاے زندہ اسیر کر کے لانا جب گرفتار ہو کے میرے قابو مین آجائیگا اُسوقت جو کچھ کہونگا وہ منظور کریگا فوج کے لوگ جواب دیتے تھے کہ اے شہریار کسکو اسیر کرین کوئی پاس جا نہین سکتا ایک جوان نے اتنے لوگون کے حواس باختہ کر ڈالے ہین اگر آپ لوگ اسوقت میدان مین موجود نہ ہوتے

اور سب کے دل نہ بڑھانے تو اب تک فوج کے قدم اُٹھ جاتے اِس جوان سے کون مقابلہ کر سکتا ہی جب تلوار اُٹھا کے گھوڑے کو بڑھاتا ہی ہزاروں سر کٹکر زمین پر گرتے ہین احمر لباس نے کہا افسوس کی بات ہی ایک شخص کو تم اتنے آدمی گرفتار نہین کر سکتے ہو ارے اتنے آدمی ہین سب ملکر یکبارگی ٹوٹ پڑین ایک جوان کو اسیر کر لینا کتنی بڑی بات ہی دل تابان جادو نے بھی سب کو غیرت دلائی اب تو لشکریون کی یہ کیفیت ہوئی کہ ساحر و غیر ساحر سب تلوارین لیکر چارون طرف سے امیر الزمان پر ٹوٹ پڑے شاہزادہ اتنی دیر سے مصروف جنگ تھا اب کی مرتبہ جو زغنہ ہوا امیر الزمان بھی زخمی ہو گئے شاہزادے نے خدا کو یاد کیا بہ رجوع قلب درگاہ مجیب الدعوات مین التجا کی کہ ای پروردگار اسوقت سخت و صعب مین سوا تیرے دوسرا نظر نہین آتا جس سے امداد طلب کرون ہنوز دعا ختم نہ ہونے پائی تھی کہ میدان مین ایک جانب سے فلق گرد نمودار ہوا احمر لباس اور دل تابان جادو اسطرف مخاطب ہو احمر لباس نے کہا معلوم ہوتا ہی یہان سے قریب جو مرحلہ ہی وہان کسی نے اس جنگ کی خبر پہونچا دی اور وہان سے فوج برائے امداد آئی بہت مناسب ہوا اب جلدی یہ جوان اسیر ہو جائیگا یہ کہہ رہے تھے کہ دفعتہً دامنہ گرد شگافتہ ہوا سب نے دیکھا ایک لشکر گران آتا ہی احمر لباس نے دل تابان جادو سے کہا غضب ہوا پرویز سلح پوش لشکر گران لیکر آ پہونچا ارے اُسکے ساتھ وہ جوان بھی ہی جس کی شبیہ میرے پاس موجود ہی اسی نے میرے طلسم مین آفت عظیم بپا کر رکھی ہی یہان تو یہ گفتگو تھی کہ لشکر قریب آگیا اور ایک برق چمک کر گری کہ جتنے لوگ امیر الزمان نامدار پر حملہ کر رہے تھے سب کے سر کٹ کر زمین پر گر پڑے اور سامنے سے ایک نعرہ ہوا باش او احمر لباس و دل تابان جادو منم پرویز سلح پوش امیر الزمان نامدار نے جو خیال کیا ایک ساحر تاجدار تخت سحر پر سوار ہی سر پر ایک باز سفید سایہ کیے ہوے ہی اُسنے سحر کرکے سب کو قتل کیا اب احمر لباس جادو اور دل تابان کی طرف مخاطب ہی پھر لشکر کی طرف جو نگاہ کی دیکھا شاہزادہ سکندر فرخ لقا بڑے جاہ و حشم سے لشکر گران ہمراہ لیے ہوے موجود ہین سکندر فرخ لقا امیر الزمان نامدار کے قریب آئے دونون شاہزادے بغلگیر ہوے اپنی اپنی مختصر کیفیت بیان کی اِدھر پرویز سلح پوش نے احمر لباس جادو سے کہا کہ اب کیا ارادہ ہی اگر زندگی چاہتا ہی تو خدمت مین آقاے نامدار سکندر عالی مقدار کی چل اور اسلام قبول کر تیری جان بخشی کی جائیگی نہین تو اب نہ تیری سلامتی ہی نہ طلسم باقی رہیگا اور تیرے ساتھ دل تابان جادو بھی مفت

مارا جائیگا احمر لباس نے جواب دیا کہ مین تجھسے خائف نہین جسطرح مین نے ایک مرتبہ تجکو اسیر کیا تھا اُسیطرح پھر اسیر کرونگا بلکہ اب کی مرتبہ تجکو زندہ نہ چھوڑونگا پرویز نے کہا پھر اب تجکو کس کا انتظار ہی اگر کچھ حوصلہ ہی تو اسیوقت پورا ہو جاے احمر لباس نے ایک خنجر کمر سے نکال کے ہاتھ پر رکھا کچھ پڑھ کر خنجر پر پھونکا خنجر بڑھ کر اس کے ہاتھ سے نکل گیا اور پرویز سلیح پوش کی طرف چلا پرویز نے اُنگلی سے اشارہ کیا خنجر اُسطرف کو پلٹا قریب تھا کہ احمر لباس کے سینے سے پار نکل جاے مگر اُسنے کچھ پھر پڑھ کر دم کیا خنجر ایک شعلہ بنکر پھر پلٹا اور پرویز کے قریب آیا پرویز نے پھر کچھ پڑھ کر اسکو پلٹایا اب یہ شعلہ برق بنکر اونچا ہوا اور کڑک کر گرا کہ سر احمر لباس جادو کا زخمی ہوا احمر لباس کے حواس جاتے رہے اُسیوقت تخت سے کود کر غرق زمین ہوا اُسکے ساتھ ہی دل تابان جادو بھی زمین مین غرق ہوا پرویز نے اُسوقت تعاقب مناسب وقت نہ جانا جسقدر ساحران مرحلۂ آہن تاب تھے وہ سب لوگ قتل ہو چکے تھے کوئی زندہ نہین بچا تھا آہن تاب جادو مر چکا تھا اس کا جو کچھ کارخانہ سحر تھا وہ پہلے ہی درہم و برہم ہو چکا تھا بالکل میدان صاف تھا پرویز سلیح پوش سکندر نامدار کی خدمت مین حاضر ہوا امیر الزمان کو سلام کیا سکندر نے کل کیفیت امیر الزمان کے سامنے بیان کی پہلوانون کے مبتلاے سحر ہونے کے حال سے جب پرویز ماہر ہوا سب کا سحر اُتارا اور عرض کی اے شہریار معلوم نہین آہن تاب جادو کہان ہی یہ مرحلہ اُسی کا ہی امیر الزمان نے فرمایا آہن تاب براے مقابلہ آیا تھا میرے ہاتھ سے قتل ہوا مرحلہ شکست ہو چکا تھا اُسی کے مرنے کے بعد بادشاہان طلسم آے تھے فوج سے بلوہ کرایا تھا اتنے عرصے مین تم اِسطرف آگئے پرویز سلیح پوش نے کہا آپ کس ارادے سے اِسطرف تشریف لاے سکندر فرخ لقا نے کل کیفیت بیان کی پرویز نے کہا اب مناسب وقت ہی کہ یہان سے قریب ایوان گنجینۂ بلا ہی دونون طلسمون کی لوحین وہین رکھی ہین اب اور کسی طرف جانے کی ضرورت نہین ہی براہ راست اُسی طرف کا کوچ کیجیے اور لوحین قبضے مین کیجیے لوحین جسوقت مل جائین گی یقین ہی دونون بادشاہ خود ہی اطاعت قبول کرینگے کیونکہ حد سے سوا بودے ہین لڑنے کی جراُت ہرگز نہ کرینگے سکندر فرخ لقا نے بھی اِس بات کو منظور کیا اور امیر الزمان نامدار نے بھی پسند فرمایا اُس روز تو وہین قیام کیا دوسرے روز جانب گنجینۂ بلا تلاش لوح مین روانہ ہوے کہ ذکر اِنکا وقت پر آئیگا

اب کیفیت احمر لباس جادو اور دل تابان کی عرض کی جاتی ہی

کہ یہ دونون جو پرویز سلیح پوش کے مقابلے سے فرار ہوے بھاگ کر اپنے ٹھکانے پر

پہونچے تھوڑی دیر دم لیا احمر لباس جادو کا سر زخمی ہو گیا تھا اس نے پٹی وغیرہ باندھی
خون دھویا تھوڑی دیر کے بعد دل تابان جادو سے کہا کہ غضب ہو گیا اب
طلسمون کا بچنا غیر ممکن ہے پرویز کی رہائی آفت ہے ہم مسلمانون سے لڑکر عہدہ برآ
نہ ہونگے دل تابان جادو نے کہا تم نے ذوالجر طوم جادو کا ذکر کیا تھا
اُسی کے پاس جاؤ کچھ مدد وہین سے لاؤ احمر لباس نے جواب دیا کہ اُس نے
دراز دست آدم خوار کے پاس بھیجا تھا دراز دست نے وعدہ تو کیا ہے مگر شرط
ایسی ہے کہ مین اُسکو لا نہین سکتا جب دو چار لاکھ آدمی اُسکے کھانے کے واسطے جمع کرلون
تو اُسکو یہان لاؤن پھر اسقدر آدمی کہان سے لاؤن اگر کمی پڑ جاے تو وہ طلسم مین جس کو
پاے نوش جان کرے ہان ایک بات میرے نزدیک اچھی معلوم ہوتی ہے وہ یہ کہ
مین اور تم آج سر ہنگ آتش نفس بادشاہ طلسم بیر العجائب کے پاس چلین اور
اُس سے کل واقعہ بیان کرین وہ بھی ساحر زبردست ہے پرویز کے سوا وہ البتہ
جواب دے سکتا ہے اور اگر ضرورت ہوگی تو اُسکے یہان لشکر ساحران وغیرہ ساحران
بہت موجود ہے وقت پر مدد بھی دیگا دل تابان جادو نے اس راے کو پسند کیا اور
کہا کہ آج ہی اُسطرف چلنے کا سامان کرو مگر یہ خیال رہے کہ اب پرویز سب کو لیکر
اِسطرف آئیگا یہان کے واسطے کوئی بندوبست ضرور کرنا چاہیے احمر لباس جادو نے کہا
یہان کے واسطے مناسب یہ ہے کہ غضبناک جادو کو بلا کر تاکید کردی جاے
وہ سب انتظام درست رکھیگا ساحر بھی اچھا ہے اگر کسی وقت موقع پڑیگا تو پرویز سے
مقابلے مین بھی بند نہین ہے اور طلسم معدن مین سب اُسکو مانتے ہین دل تابان جادو نے
اسیوقت غضبناک جادو کو بلا بھیجا غضبناک جادو آیا احمر لباس نے کل کیفیت
اُس سے بیان کی اور جانیکا حال بھی کہدیا غضبناک جادو نے کہا آپ لوگ تشریف
لیجائیے مین سب انتظام یہان کا کرتا رہونگا مگر جہانتک ممکن ہو تشریف لانے مین
جلدی کیجیے گا تاخیر اچھی نہین ایسا نہ ہو کہ آپ کی عدم موجودگی مین یہان کوئی ایسی
بات پیدا ہو جاے جسکے سبب سے کوئی خرابی پڑے احمر لباس جادو نے
بہت کچھ تسلی و تشفی کے کلمات کے بعض بعض مقامات بھی بتادیے کہ اگر ہم لوگون کے
جانے کے بعد کوئی آفت پیش آئے تو ان مقامات مذکورہ پر جانا وہان جو جو ساحران نامی
ہین اُنسے مدد طلب کرنا وہ لوگ آئینگے اور ہر طرح کی مدد دینگے ہم آج کے
ساتوین روز ضرور یہان پہونچ جائینگے اور اپنے ہمراہ سر ہنگ آتش نفس کو
مع فوج گران لائینگے وہ آتے ہی ان مسلمانون کو اسیر کرلیگا غضبناک جادو تھوڑی
دیر ٹھہر کر رخصت ہوا احمر لباس جادو اور دل تابان جادو دونون نے
اُسی وقت جانب طلسم بیر العجائب کوچ کیا کہ ذکر اِسکا وقت پر آئیگا

اب کیفیت امیر الزمان نامدار اور شاہزادہ سکندر فرخ لقا کی عرض کی جاتی ہے

اگر دونوں شاہزادے حسب راے پرویز سبز پوش طرف گنجینۂ بلا کے روانہ ہوے دوسرے دن ایک صحرا لق ودق مین پہونچے دیکھا کچھ خیمے استادہ ہین بہت سے لوگ صحرا مین اُترے ہوے ہین امیرالزمان نامدار نے فرمایا اے صمصام معلوم ہوتا ہے کوئی لشکر یہان اُترا ہے معلوم نہین سردار لشکر کون ہے اور کہان جاتے ہین صمصام نے عرض کی غلام ابھی خبر منگاتا ہے یہ کہکے دو پہلوانون سے کہا ان خیمون کے قریب جاؤ اور دریافت کرو کون لوگ یہان ٹھہرے ہین کسطرف جاتے ہین کیا ارادہ ہے پہلوان اسیوقت خیمون کے قریب گئے تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ امیرالزمان نامدار سے آکر عرض کی اے شہریار ہمنے جاکر جو اُن لوگون سے دریافت کیا تو اُن لوگون نے کہا ہم لوگ دل تابان جادو کے ملازم ہین مرحلۂ سلجوقیہ سے آتے ہین ایک شخص بارادۂ طلسم آیا تھا اُسنے دو ایک مرحلہ بھی شکست کیے آخرکار مرحلۂ سلجوقیہ پر جنگ عظیم ہوئی اُس کے لشکری تو مبتلاے سحر ہو کر اسیر ہوگئے مگر اُس پر سحر تاثیر نہ کرتا تھا اُسنے مقابلہ کیا بڑی ہمت وجرأت دکھائی لاکھون سے اکیلا لڑا لاش اُس کی پامال سم اسپان ہو گئی پتہ نہ ملا اُسی کے سردارون کا قید لیکر ہم طلسم دارالضیا کو گئے تھے وہان بادشاہ طلسم کو نہین پایا سُنا کہ طلسم معدن آفات مین بادشاہ مقیم ہین ہم قید لیکر اُنھین کی خدمت مین جاتے ہین جب ہم لوگون نے طلسم کشا کا نام پوچھا تو اُنھون نے آپ کا نام نامی بتایا امیرالزمان نے صمصام کی طرف مخاطب ہو کر کہا ضرور ہمارے سردار ہین اچھے وقت پر سب مل گئے پرویز نے بھی یہ بات سُنی امیرالزمان نامدار سے عرض کی مین ابھی سب کو رہا کرائے دیتا ہون شاہزادے نے فرمایا تم زحمت نہ کرو خدا مالک ہے اُن کی قسمت مین اگر رہائی ہے ابھی چھوٹ جائینگے یہ کہکے مرکب آگے بڑھایا صمصام ہمراہ ہوا پرویز بھی عقب مین روانہ ہوا سکندر نامدار بھی آگے بڑھے سب سردارون نے جاکر ساحرون کو بلایا کہا ہم دیکھین جن لوگون کو تم اسیر کرکے لیے جاتے ہو وہ کہان ہین ساحرون نے جو لشکر گران دیکھا گھبرا گئے خیمون کے اندر جاکر اسیرون کو باہر لائے اب جو امیرالزمان نامدار نے دیکھا تو اپنے سردارون کو پایا پھر امیرالزمان نامدار نے فرمایا کہ اگر تم لوگون کو اپنی جان سلامت رکھنا منظور ہے تو ہمارے سردارون کو چھوڑ دو اور تم سب اطاعت اسلام قبول کرو ورنہ تم سب مارے جاؤگے اور ہم سردارون کو رہا کرلینگے ساحر کثرت لشکر دیکھکر خائف تو ہو چکے تھے سب نے آپس مین کہا کہ اگر اسوقت اِن لوگون سے مقابلہ کرینگے تو سواے شکست کچھ ہاتھ نہ آئیگا مفت جان جائیگی اِس سے بہتر یہ ہے کہ کسی طرح اپنی جان بچائین اور اُنکے سردارون کو دیکر یہان سے بھاگ چلین یہ سوچ کے سب نے ہاتھ باندھ کے عرض کی ہم سب لوگ موجود ہین حضور

جو کچھ ارشاد فرمائین آنکھون سے اسکی تعمیل کی جائیگی اسی وقت سب سرداروں کو
رہا کر دیا مال و اسباب وغیرہ بھی جسقدر لشکر امیر الزمان کا تھا وہ بھی سب حاضر
کیا ساحر خود بھی مسلمان ہوے اور ہمراہ رکاب امیر الزمان نامدار کے رہنا منظور
کیا اس روز امیر الزمان نامدار اور سکندر فرخ لقا مع پرویز کے اسی میدان
مین مقیم ہوے دوسرے دن علی الصباح پھر جانب ایلان گنجینۂ بلا روانہ ہوے کہ ذکر اسکا وقت پر کیا جائیگا

اب کچھ کیفیت احمر لباس جادو اور دل تابان جادو کی عرض کی جاتی ہے

کہ جب یہ بادشاہ سرہنگ شعلہ نفس فرمان روا ے طلسم حیرالعجائب کے پاس
روانہ ہوے تین دن کے بعد طلسم کی سرحد پر پہونچے ملازمین سرحد نے جو انکو
دیکھا بکمال اعزاز و اکرام انکا استقبال کیا دونون بادشاہ مسافت
سفر کی وجہ سے مضمحل تھے ملازمین سرحد نے انکے لیے ایک مکان شاہی
کھول کر آراستہ کرا دیا انکو وہان لیجا کر بٹھایا آنے کا سبب دریافت کیا احمر لباس
نے کہا ہم بادشاہ کے پاس جاتے ہین صرف ملاقات کی ضرورت ہے ملازمین نے
اسیوقت ایک عرضی سرہنگ آتش نفس کے پاس روانہ کی اور نامہ دار سے
تاکید کر دی کہ بہت جلد اس عرضی کو حضور بادشاہ مین پہونچانا خبردار عرصہ نہ لگانا
بادشاہون کا معاملہ ہے اگر کوئی بات خلاف ہو جاے ابھی جان پر آفت آ سکے
نامہ دار عرضی لیکر اسی وقت روانہ ہوا بہت جلد دیوانخانۂ شاہی مین پہونچا چوبدار
بادشاہی جو حاضر تھا اسکو عرضی دیکر کہا ابھی اسکو بادشاہ سلامت کے ملاحظہ مین پیش کرو
سرحد طلسم پہ شاہان طلسم دار الضیا و حیرت افزا مقیم ہین نہین معلوم کیا بات ہے
جو اب کی مرتبہ بلا اطلاع دونون بادشاہ بالکل بے سرو سامانی سے آئے ہین اور
بہت جلدی کرتے تھے کہ خود چلے آئینگے کوئی ضرورت نہین کہ براے استقبال
وہان سے کوئی آئے یا اور کوئی سامان کیا جاے مگر ملازمین سرحد نے اپنے
خوف سے یہ کارروائی کی ہے کہ ان کو مکان شاہی مین ٹھہرا کر ایک عرضی بہ حضور
بادشاہ بھیجدی ہے چوبدار اسیوقت عرضی لیکر سرہنگ آتش نفس کے پاس آیا
بادشاہ اسوقت مرحلہ دار طلسم کی عرضی دیکھ رہا تھا جس مین لکھا تھا کہ ایک شخص جسکا نام
آفتاب انجم طلعت ہے وارد طلسم ہوا ہے اور طلسم کشائی کا دعوی کرتا ہوا اسکے سردار
تو اسیر ہو گئے ہین مگر اس شخص کا ابھی تک پتہ نہین ملا ہے تلاش کی جاتی ہے جسوقت اسیر
ہو گا وہ حضور مین بھیجا جائیگا سردار جو اسکے اسیر ہوے تھے وہ روانہ کیے گئے
سرہنگ اس عرضی کو دیکھ رہا تھا کہ چوبدار نے دوسری عرضی پیش کی بادشاہ نے
اسکو اٹھا کر دیکھا اسیوقت اپنے وزرا کی طرف مخاطب ہو کر کہا بہت جلد تم لوگ
حسب دستور قدیم سرحد پر جاؤ اور احمر لباس جادو و دل تابان جادو بادشاہان
طلسم میرے پاس آئے ہین انکو با عزاز تمام یہان لاؤ مین بھی کچھ دور انکے لینے کیواسطے جاونگا

وزرا اسیوقت حکم پاکر روانہ ہوے سرہنگ نے مرحلہ دار کی عرضی پڑھکر حکم دیا کہ جواب
اسکا کل دیا جائیگا قیدی زندانخانہ مین بھیجدیے جائین اور خود اپنے مقربین سے کہا کہ بہت
جلد شہر کی آراستگی کا بندوبست کرو اور چوبدارون کو حکم دیا جائے کہ وہ منتظر رہین جسوقت
سواری دونون بادشاہون کی قریب دار الامارۃ شاہی کے پہونچے ہمین فوراً اطلاع ہو
ہم خود انکے لینے کو جائینگے مقربین اسیوقت تعمیل حکم مین معروف ہوے بہت جلد
تمام شہر مین آراستگی ہوگئی تھوڑی دیر کے بعد چوبدارون نے آکر خبر دی کہ سواری
دونون بادشاہون کی قریب دار الامارۃ شاہی کے پہونچ گئی ہو سرہنگ آتش نفس
اُٹھا ایوان شاہی سے باہر آیا جلوس اسکی سواری کا یہان تیار تھا سوار ہوا بڑے
اعزاز و اکرام سے احمر لباس اور دل تابان جادو سے ملا اپنے ہمراہ لاکر ایوان
شاہی مین لیگیا بیٹھنے کے بعد آپکا حال پوچھا کہ اسطرح پر خلاف دستور آنا اور اسی
بے سروسامانی سے سفر کرنا تعجب کی بات ہو احمر لباس نے پہلے اپنا زخم سر دکھایا
پھر کہا آج کل مسلمانون کے ہاتھ سے جو جو فتنے پیش آئین قابل بیان نہین ایسے ہی
فتنون کے خیال سے مین نے دل تابان جادو بادشاہ طلسم دار الضیا کو اپنا شریک
کیا تھا اور خود انکا شریک ہوا تھا کہ اگر ایک پر کوئی مصیبت آئیگی دوسرا اسکا معین
ہوگا اور جب دو شخص مل جائینگے تو کسی کی مجال نہین جو زیادتی کر سکے مگر
مسلمانون نے تو غضب کیا دونون طلسمون پر وہ شدید حملہ کیا کہ بڑے بڑے
ساحرون کے حواس جاتے رہے سب نے ہمتین ہاردین دو دو چار چار مرحلے
بھی دونون طلسمون کے شکست کیے اور ایک غضب اور کیا کہ پرویز سلیح نوش کو
رہا کر دیا جو ہمارے طلسم کا دشمن ہو اور سحر مین یکتا ے روزگار ہو اُنکو اپنا شریک
بنایا ہو مرحلۂ آہن تاب پر مقابلہ ہوا ایک دم مین پورا مرحلہ ٹوٹ گیا جو بات ان
لوگون کی ہو قیاس مین نہین آتی غیب سے اس کی مدد ہو جاتی ہو جو شخص دعوی طلسم
کشائی کرتا ہو اُس پر سحر تاثیر نہین کرتا اُسکے لشکر کو اسیر کیا چاہا کہ اس تنہا کو لڑکر گرفتار
کرین اُسنے لاکھون کا خون بہادیا جب وہ منفعل ہوا دوسرے طلسم کشا کے لشکر نے
آکر اُسکی مدد کی پورے مرحلے کے لشکر کو پرویز نے ایک اشارہ کر کے بیجان
کر دیا مجھسے مقابلہ ہوا مین بیسروسامان وہان گیا تھا اسباب سحر ساتھ نہ تھا شہر زخمی کا
واپس آیا اور سوا اسکے دوسری بات پسند نہ آئی کہ اب ایسے وقت مین آپکے
پاس آؤن اور جو کچھ آپ راے دین اُسکے موافق عمل درآمد کرون مناسب
یہ ہو کہ آپ تشریف لیچلین اور جسقدر لشکر مناسب تصور فرمایئے اپنے ہمراہ لیجیے
سرہنگ شعلہ نفس یہ سنکر ہنسا کہا آپ لوگون کی جرأت و ہمت سے یہ بات
خلاف تھی کہ آپ خدا پرستون سے اسقدر خائف ہوے کیا اب آپ حضرات کے
طلسم مین کوئی مرحلہ اور کوئی سحر ایسا موجود نہین ہو جو آپ انکو خود نہ روک سکین مین موجود

ہون پھر لشکر کچھ ساحر اپنے طلسم سے آپ کے ہمراہ تو ضرور کرونگا مگر تعجب کی بات ہی
کہ آپ اسقدر خائف ہین جو لوگ سحر نہین جانتے اُنکا گرفتار کر لینا کتنی بڑی بات ہی
ایک خدا پرست میرے طلسم مین بھی دعوی طلسم کشائی کرتا ہوا آیا میرے اپنے
سے مرحلہ دار نے اُس کی تمام فوج کو اسیر کر لیا وہ بخوف جان کہین بھاگ کے
پوشیدہ ہو گیا ہی اُس کی تلاش کی جاتی ہی جسوقت مل جائیگا صبح وشام مین وہ بھی اسیر
ہوکر یہان بھیجدیا جائیگا ابھی ابھی مین اپنے مرحلہ دار کی عرضی دیکھ رہا تھا کہ آپ
حضرات کے تشریف لانے کی خبر معلوم ہوئی مین نے اُسکے باب مین کچھ حکم
بھی نہین دیا جو لوگ اسیر ہو کر آئے تھے اُن کو زندان خانہ مین بھیجدیا ہو احمر لباس
جادو نے کہا آپ نے ابھی مسلمانون کی ہمت وجراُت ملاحظہ نہین فرمائی ہے
یہ لوگ آفت کے ہین انمین سے اگر ایک بھی ہوتا ہو لاکھ کی حقیقت نہین سمجھتا اب اگر
آپ کے یہان بھی کوئی اِس ارادے سے آیا ہو تو آپ ضرور اسکا پتہ جلد لگائین اور اسیر
کرا کے منگالین اگر وہ آزاد رہیگا پھر کوئی فساد اُٹھائیگا سرہنگ نے جواب دیا
کہ مین آپ لوگون کی طرح سے نہین ہون جو ذرا سی بات پر گھبرا جاؤن ابتک آپ کے
آنے کی وجہ سے مین خاموش رہا ورنہ اب تک وہ شخص بھی گرفتار ہو کر آگیا ہوتا اور
یہی تماشا آپ کو دیکھنا منظور رہی تو مین آج سے کل تک اُسکو گرفتار کرا لیتا
ہون یہ کہکے ایک ساحر کی طرف دیکھا کہا جلد ہماری سواری منگاؤ ہم قصر خانۂ
سامری مین جا بیٹھینگے ساحر اپنی جگہ سے اُٹھا تھوڑی دیر کے بعد آکے عرض کی
حضور سواری دَر دولت پر موجود ہی تشریف لے چلیے سرہنگ نے احمر لباس
اور دل تابان جادو کو ہمراہ لیا کہا آپ حضرات ہمارے ہمراہ آئین ہم آپ کو ایک
تماشا دکھا دینگے دونون بادشاہ ہمراہ ہوے سرہنگ ایک مکان عالیشان کے
قریب پہونچا سواری ٹھہرائی دونون بادشاہون کو ہمراہ لیا سواری سے اُتر کر پھاٹک
کے قریب آیا دروازہ کا قفل کھول کر اندر گیا احمر لباس و دل تابان اسکے
ہمراہ مکان کے اندر داخل ہوے مکان کی آراستگی ورونق دیکھکر دونون کی طبیعت
خوش ہو گئی آپس مین چپکے چپکے کہتے جاتے تھے کہ ایسی کوئی جگہ ہمارے طلسم مین
نہین ہو سرہنگ دونون کو لیے ہوے ایک بارہ دری کے اندر گیا دیکھا
بہت سی تصویرین چھپر کی لباس فاخرہ پہنے ہوے تختون پر بیٹھی ہوئی ہین سرہنگ
ایک تصویر کے پاس گیا پہلے کچھ پوجا کی اُسکے بعد کہا ای تصویر سامری میرے
طلسم مین جو شخص بقصد طلسم کشائی آیا ہو اور اب وہ چھپ کر کہین بیٹھ رہا ہی مجکو اسکا
پتہ بتا دے تصویر نے جواب دیا کہ سرہنگ وہ چھپ کے نہین بیٹھ رہا ایک
خدا پرست کے مزار پر فاتحہ پڑھنے گیا تھا اِسوجہ سے وہ گرفتار نہین ہوا اب
وہان سے بھی وہ چل چکا راستہ بھول کر اُسی حوالی مین تم پتا پھرتا ہی یقین ہی کل تک اپنے

مقام پر پہونچ جائیگا جب اپنے لشکریون کو نہ پائیگا تو گھبرائیگا اگر آج تو مجھے اُس کا انتقام کرے تو بہت مناسب ہو گرفتار ہو جائیگا ایسے شخص کا زندہ رہنا بہت نامناسب ہو سرہنگ نے کہا آپ ٹھیک پتہ بتائین مین اسیوقت طائر طلسمی کو بھیجدون وہ جاکر اسیر کرلاے تصویر نے پورا پورا پتہ بتادیا سرہنگ اُسیوقت اُس مکان سے باہر آیا احمر لباس و دل تابان سے کہا کہ دیکھیے ابھی مین طائر طلسمی کو بلاتا ہون اور آپ کے روبرو اُس شخص کو گرفتار کرکے بلاتا ہون یہ کہکے اپنے مکان پر آیا ایوان شاہی مین پہونچ کے اپنے تخت پر جاکے بیٹھا ایک دستک دی سب نے دیکھا ایک طائر مہیب صورت آسمان سے اترکر آیا اور تخت کے سامنے بیٹھ گیا سرہنگ نے کچھ اُس طائر کے کان مین کہدیا طائر ایک چیخ مارکے اُڑ گیا سرہنگ نے احمر لباس سے کہا اب یہ طائر صبح کو آئیگا اور اُس جوان کو گرفتار کرکے لائیگا شب کو تھوڑی دیر سرہنگ احمر لباس و دل تابان سے باتین کرتا رہا جب رات زیادہ گئی اپنے محل مین جاکے سو رہا دل تابان وغیرہ بھی اپنے خوابگاہ مین جاکر سو رہے صبح کو بہت سویرے سرہنگ اپنے تخت پر آکے بیٹھا احمر لباس و دل تابان بھی آئے تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ سب نے دیکھا وہی طائر ایک جوان حسین کو اپنی منقار مین دبائے ہوے آیا اور تخت کے سامنے رکھدیا سرہنگ نے اپنے ہاتھ پر نشتر مارا اور ایک بوند خون کی اُسکے منھ مین ٹپکادی طائر اُڑ گیا سرہنگ نے کہا بہت جلد اس جوان کو قید آہن پہنا کر ہوشیار کروا سکے پاس بہت سی چیزین معلوم ہوتی ہین اگر یہ از خود ہوشیار ہو گیا تو اسکا قابو مین آنا بہت مشکل ہوگا طائر طلسم اسکو یون ہرگز نہ لاسکتا مگر اثناے خواب مین اسکو اُٹھا کر لایا ہو اُسیوقت ملازمین قید آہن لیکر آئے اور پہنادی سرہنگ نے کہا اے احمر لباس جادو دیکھا تمنے اس جوان کا نام آصف انجم طلعت ہو اور یہ بہت سے تحفے ایسے اپنے پاس رکھتا ہو کہ سحر اس پر اثر نہین کرسکتا احمر لباس نے کہا بس اسی طریقہ سے آپ اُن دونون خدا پرستون کو بھی جلد اسیر کیجیے لشکر حقیقہ اُن کے ہمراہ ہو اُن سے ہمکو کوئی خوف نہین ہان پر وہ سلیح پوش سے البتہ ہمین ڈر ہو تو جب آپ تشریف لیجلینگے تو پھر اُنکا بھی بس نہ چل سکیگا سرہنگ نے کہا اب مین اس جوان کو مع لشکر زندہ نہین چھوڑونگا تمھارے ہمراہ مین چلونگا اسکو بھی مع لشکر کے ساتھ لے لونگا اپنی حد طلسم سے باہر جاکر اسے قتل کرڈالونگا کیونکہ طلسم کے اندر اُس شخص کو قتل نہ کرنا چاہیے جو طلسم کشائی کا دعوی کرکے آیا ہو یہ بات طلسم کے واسطے برائی کی ہوتی ہو یہ کہکے اپنے ملازمین سے کہا

اِس جوان کو ہوشیار کردو ہم اِس سے کچھ باتیں کرینگے ملازمین نے آصف انجم
طلعت کے منہ پر چھینٹے پانی کے دیئے ہوا دی شاہزادے کی آنکھ کھلی اپنے تئیں
عجیب حالت میں پایا شاہزادہ متحیر ہوا کہ میں جاگتا ہوں یا خواب دیکھ رہا ہوں سرہنگ
نے آصف کی طرف مخاطب ہوکر کہا کیوں اے آصف انجم طلعت طلسم کشائی
کرنے کا مزہ پایا یا اب جان سے بھی ہاتھ دھو لو میں تمہیں زندہ نہ چھوڑونگا شاہزادے نے
بکمال غضب جواب دیا او کافر کیا بیہودہ بکتا ہے تیری اتنی مجال ہے کہ تو کسی کو جان سے
ہلاک کرسکے اور اگر خدا نے چاہا تو ہم تیرے طلسم کو فتح کرکے چھوڑینگے سرہنگ نے
جواب دیا کہ میں تمہاری بات کا بُرا نہیں مانتا یہ کہکے حکم دیا کہ اس جوان کو بھی وہیں
لے جاؤ جہاں اِسکے اور لشکری اسیر ہیں ملازمین آصف انجم طلعت کو زندان
خانہ کی طرف لے گئے احمر لباس اور دل تابان جادو کو یہ کارروائی دیکھکر کمال
حیرت ہوئی دونوں نے کہا اب آپ تشریف لیجانے کا سامان کیجیے تاخیر اچھی نہیں ہے
وہاں ہم لوگ بھی آجکل موجود نہیں ہیں میں غضبناک جادو سے کہہ آیا ہوں کہ میرے
آنے تک بہت ہوشیاری سے انتظام رکھنا کوئی ساحر بے خبر نہ پہنچنے پائے اگرچہ
غضبناک جادو بلا کا ساحر ہے مگر پرویز کا مقابلہ نہیں کرسکتا سرہنگ نے جواب دیا
اگر آپ لوگ تشریف لائے ہیں تو دو چار روز یہاں قیام فرمائیے پھر میں آپکے
ہمراہ چلونگا اور سب کو اسیر کردونگا احمر لباس نے کہا آپ تاخیر نہ فرمائیے دونوں
بادشاہوں نے یہاں تک مجبور کیا کہ سرہنگ نے چلنے کی تیاری شروع کردی
اُسیوقت اپنے ملازمین کو بلا کر حکم دیا کہ ہمارا ارادہ طلسم معدن آفات کی طرف
جانیکا ہے لہذا سامان کیا جائے اور فوج سے حکم ہو کہ عقب سے سب لوگ طلسم
معدن آفات کی طرف روانہ ہوں اور جو لوگ اسیر ہو کر آئے ہیں ہمارے
ہمراہ لیکے جائیں ہم صحرا میں اپنے طلسم سے علیحدہ جاکر اُنکو قتل کرینگے ملازمین
اُسیوقت رخصت ہوئے باہر آکر سب کو خبر دی سامان سفر درست ہونے لگا
وہ دن اور رات تو احمر لباس وغیرہ نے وہیں بسر کی دوسرے روز حسب
وعدہ سرہنگ سب سے رخصت ہوکر اپنے محل سے برآمد ہوا احمر لباس
و دل تابان اِسکے منتظر تھے سواری اِسکے واسطے دیر سے تیار تھی
آتے ہی سب کو لیکر سوار ہوا آصف انجم طلعت کو مع جملہ سرداروں کے
قید آہن پہنے ہوئے اپنے ہمراہ لیا اور جانب طلسم معدن روانہ ہوا کہ ذکر
اِسکا وقت پہ آئیگا اب کیفیت شاہزادۂ امیر الزمان اور سکندر فرخ لقا و پرویز
سبز پوش وغیرہ کی گذارش کی جاتی ہے کہ جب بعد رہائی سرداران امیر الزمان
نامدار مع سکندر والا قدر کے جانب ایوان گنجینۂ بلا روانہ ہوئے تیسرے روز
ایوان کے قریب پہونچے دور سے شاہزادہ نے دیکھا کہ آگ کے صدہا شعلے

سر بہ فلک کشیدہ ہین صمصام نے امیر الزمان نامدار نے اور پرویز سے سکندر روالاقدر
نے دریافت کیا کہ یہ آگ کے شعلے کیسے بھڑک رہے ہین دونون نے عرض کی اے شہریار
یہ ایوان گنجینۂ بلا کا دروازہ ہے ایسے ایسے عجائبات یہان بہت سے موجود ہین پرویز نے
پھر کہا کہ یہ ایسی چیز نہین ہے جو سحر سے دفع نہ ہو ان لوگون نے اپنے نزدیک یہ بہت بڑا
سحر تیار کیا ہے مگر آپ کے اقبال سے ایک دم مین اس تمام سحر کو مٹا دونگا اے شہریار
مین اس طلسم کو اب تک برباد کر چکا ہوتا مگر احمر لباس نے میرے ساتھ فریب کیا
طلسم تہ فلک سے جا کر مدد طلب کی اور مجکو صومعے سے منارۂ دوازدہ منزل پر لیجا کر
اسیر کر دیا صرف ان لوگون کے پاس لشکر بہت ہے اور سحر وغیرہ سے بالکل ماہر نہین جب
ان پر کوئی آفت آتی ہے تو اور طلسم کے بادشاہون سے مدد لاتے ہین سکندر روالاقدر نے
امیر الزمان سے دریافت کیا کہ آج کی نسبت کیا راے ہے دن قلیل ہے اگر مناسب
ہو تو آج کی رات یہان بسر کرین صبح کو ایوان مین داخل ہونگے امیر الزمان نے
بھی اسبات کو پسند فرمایا خیمے استادہ ہوے لشکر اتر پڑا پرویز سکندر روالاقدر کی
بارگاہ مین آیا عرض کی اے شہریار اگر اجازت ہو تو غلام اسوقت ایوان کی طرف
روانہ ہو اور وہان کے عجائبات کا پتہ لگاے لوح کا مقام دریافت کرے سکندر نے
فرمایا اگرچہ بات تو بہت مناسب ہے مگر تنہا تمہارا اسطرف جانا اچھا نہین معلوم ہوتا ہے
پرویز نے عرض کی اے شہریار آپ خاطر جمع رکھین سحر مین یہان کوئی میرا مقابلہ نکر سکیگا
سکندر خاموش ہوے پرویز اٹھ کے اپنی بارگاہ مین آیا اسباب سحر اپنے ہمراہ لیا
اور جانب ایوان گنجینۂ بلا روانہ ہوا راہ مین اسکو جسقدر عجائبات سحر ملے سب کو اسنے
تباہ و برباد کر دیا لوح کا ٹھکانا دریافت کر لیا نصف شب کے قریب واپس آیا سکندر ر
والاجاہ اسکے منتظر تھے جیسے ہی پرویز آیا ملازمین نے کہا آقاے نامدار تمہارا انتظار
کر رہے ہین جلد ان کی بارگاہ مین جاؤ پرویز اسیوقت بارگاہ مین آیا اسکو دیکھکر سکندر
نے فرمایا بہت دیر لگائی مجکو انتشار رہا تمہارا انتظار تھا پہلے اپنی خیریت بیان کرو پھر وہان کی حالت
کہو پرویز نے عرض کی خدا کا فضل شامل حال ہے غلام راستہ صاف کر کے آیا ہے اب
راہ مین کسی قسم کا اندیشہ نہین ہے لوح کا بھی ٹھکانا لگ گیا دونون طلسمون کی لوحین ایک ہی
جگہہ رکھی ہین مگر ایوان لوح کے گرد ایک حصار ہے جو بصورت ایک قلعے کے بنایا گیا ہے
فوج وہان کثرت سے ہے سحر کے عجائبات تو ایسے سخت نہین ہین مگر لڑائی خوب ہوگی
سکندر نامدار نے فرمایا خدا مالک ہے بقیہ شب بھی اسی گفتگو مین بسر ہوئی صبح کو ادھر
سکندر نامدار نے فریضۂ سحری سے فراغت کی ادھر امیر الزمان نامدار نے نماز
صبح ادا کی دونون شاہزادون کی سواریان در بارگاہ پر حاضر ہوئین دونون شاہزادون
نے سلاح جسم پر آراستہ کیا اسکے بعد برآمد ہوے نام خدا لیکر پشت مرکب پر سوار
ہو کر آگے بڑھے لشکر گران ہمراہ تھا ایوان گنجینۂ بلا وہان سے جب قریب تھا

تھوڑی دیر مین پھاٹک کے قریب پہونچے شب کو پرویز نے سب ساحرون سے
سحر تو بیکار کر دیے تھے دروازہ کھلا ہوا پڑا تھا دونون لشکر بے تکلف داخل ہوے
راہ مین بہت سی لاشین ملین بہت سے مقام منہدم نظر آئے سکندر نے پرویز
سے دریافت کیا کہ یہ لاشین کیسی پڑی ہین پرویز نے عرض کی اے شہریاران
ساحرون نے اپنے اپنے سحر سے عجائبات یہان بنائے تھے جب شب کو مین
یہان آیا مین نے ان سب کو ہلاک کیا اُسکے سحر غارت ہوے یہ عمارتین جو
منہدم نظر آتی ہین اِنھین کے سحر سے بنی تھین سکندر والا جاہ باتین کرتے ہوے
جاتے تھے کہ اِن کی آمد کی خبر ایوان لوح مین لوگون نے پہونچا دی وہان سب
بیخبر بیٹھے تھے یہ بات سنتے ہی سب جلدی جلدی تیار ہوے ساحرون نے
بصد عجلت اپنا اسباب سحر ٹھیک کیا سپاہیون نے جلدی جلدی ہتیار لگائے
گھوڑے کھینچے مرکبون کی پیٹ پر سوار ہو کر مقابلے کے واسطے آگے بڑھے
مگر سب کو حیرت تھی کہ راہ مین اسقدر عجائبات و غرائب تھے کہ اگر طلسم کشا آتا بھی
تو اُسکو پھاٹک تک پہونچتے پہونچتے برسون گذر جاتے مگر راستے مین ان کو
ٹھکانے ساحرون کے جو تباہ ملتے تھے اور لاشین نظر آتی تھین اور زیادہ حیرت
ہوتی تھی کہ یہانتک طلسم کشا آیا اور کیا پھر پلٹ گیا اِن لوگون کو ہلاک بھی کیا
پھر ہم تک کیون نہ آیا یہ لوگ تو یہ ذکر کرتے ہوے بڑھتے جاتے تھے کہ سامنے
سے لشکر معلوم ہوا سب لوگ سنبھل گئے لشکر اسلام قریب پہونچا ایوان لوح کے
جو لوگ آئے تھے اُنھون نے روکا ساحرون نے سحر کرنا چاہا مگر پرویز نے
سحر کر کے سب کے سحرون کی تاثیر باطل کر دی اب جو غیر ساحر تھے وہ تلواریں لیکر
آمادہ جنگ ہوے اُدھر لشکر اسلام مین بھی سب نے تلوارین علم کین دن بھر
آفت کی جنگ رہی جب دن ڈھل گیا اور آفتاب قریب غروب پہونچا اسوقت
جو لوگ باقی تھے اُنھون نے امان طلب کی لشکر اسلام مین سب نے تلوار
روکی ساحر اور غیر ساحر خدمت مین امیر الزمان اور سکندر فرخ لقا کی حاضر ہوے
اطاعت قبول کی دونون شاہزادے گھوڑے سے اُترے دن ختم ہو چکا تھا
اُس شب وہین بسر کی دوسرے روز علی الصباح ایوان لوح کی طرف روانہ ہوے
یہ مقام وہان سے بہت قریب تھا تھوڑی دیر مین ایوان تک پہونچے ساحر جو ہمراہ
گئے تھے اُنھون نے عرض کی لوح دار جادو جسکا نام غضبناک جادو ہے آج کل
یہان نہین ہے بادشاہون نے اُس کو کسی کام سے بلا کر ایوان شاہی مین رہنے کی تاکید
کی ہے اُسی کے سحر سے لوحون کا ٹھکانا محصور ہے جب تک لوح دار قتل نہ ہوگا یہ سحر نہ ٹوٹے گا
اور لوحین دستیاب نہ ہون گی پرویز نے کہا ہم ابھی غضبناک جادو کو بلاتے ہین
اور اُس سے لوحین طلب کرتے ہین یا تو ہمکو لوحین دیگا یا ہمارے ہاتھ سے قتل ہوگا

یہ کہکے پرویز نے اپنے لشکر سے ایک ساحر کو بلایا اور ایک نامہ غضبناک جادو
کو لکھا مضمون اُسکا یہ تھا کہ اے غضبناک جادو آگاہ ہو کہ بفضلہٖ تعالیٰ ہم ایوان گنجینہ تک
پہونچے اور یہان کے عجائبات و غرائبات جسقدر رہے تھے اُن سب کو منہدم و غارت کیا
اب ایوان لوح سے قریب آگئے ہین تم کو اسواسطے اطلاع دیتے ہین کہ تم یہ نہ کہو
کہ تمہاری عدم موجودگی مین سب نے لوحین لے لین مناسب یہ ہو کہ اس رقعے کے
دیکھتے ہی ہمارے پاس آؤ اور لوحین شاہزادون کی خدمت مین پیش کرو اور بدل
مسلمان ہو جاؤ اگر اسکے خلاف کرو گے بہت پچتاؤ گے مفت مین تمہاری جان جائیگی
کوئی تدبیر تمہاری بن نہ پائیگی یہ نامہ پرویز نے اُس ساحر کو دیا کہا بہت جلد غضبناک
جادو کے پاس یہ خط پہونچانا راہ مین دیر نہ لگانا ساحر پرویز سے وہ نامہ لیکر روانہ
ہوا بہت جلد اسنے راستہ طے کیا غضبناک جادو غافل بیٹھا تھا کہ سامنے سے ایک
ساحر کو آتے دیکھا اپنے ملازمین سے مخاطب ہو کر کہا یہ غیر ملک کا آدمی یہانتک
کیون کر پہونچا اور اس کو کسنے آنے دیا ملازمین غضبناک جادو کے آگے بڑھے
دریافت کرنے کے غضبناک جادو سے کہا پرویز سلیح پوش کا نامہ دار ہے غضبناک
جادو نے جلدی سے نامہ منگایا لفافہ کھولتے ہی مضمون جو پڑھا حواس گم ہو گئے
ایک چیخ ماری کہا ارے جلد لشکر مین خبر کرو مین کسی کام کا نہ رہا اب شہنشاہون کو کیا
منہ دکھاؤنگا زندگی بھر نمک کھایا اور اب جس بات کے واسطے مجھے بادشاہ تاکید
کر گئے وہی مجھسے نہ ہو سکی ملازمین اُسطرف روانہ ہوے اسنے کہا مین تو جاتا ہون
لشکر بہت جلد عقب سے روانہ کر دینا اسنے ایوان لوح کچھ دور نہین ہے اُسکے جانب
ایوان سر و پا برہنہ بدحواسی کے عالم مین روانہ ہوا اسباب سحر بھی نہ لیا پہنچتے ہی
ایوان کے قریب پہونچا یہان لشکر کا مجمع دیکھا اور گھبرا گیا پرویز نے جو اس کو آتے
ہوے دیکھا للکار کر آواز دی کہ غضبناک جادو اسکی طرف پلٹا پرویز نے کہا مین نے
تمکو بلایا ہے اپنے ہوش و حواس درست کرو اسقدر نہ گھبراؤ اب جو ہونا تھا وہ ہو چکا
لوحین لاکر بہت جلد حاضر کرو غضبناک جادو نے کہا مین ہرگز لوحین نہ دونگا
تم لوگون سے مقابلہ کرونگا پرویز نے کہا پھر اب کسکا انتظار ہے غضبناک
جادو نے چاہا سحر کرکے یہان سے نکل جاؤن پرویز نے اس پر سحر کیا ہاتھ پانون
اسکے بیکار ہوے لڑکھڑا کر زمین پہ گرا پرویز نے اپنے ملازمین سے کہا اسکو
گرفتار کرو اسیوقت گرفتار ہو گیا پرویز اُس کو لیکر سکندر فرخ لقا اور امیر الزمان
نامدار کی خدمت مین حاضر ہوا عرض کی آپ حضرات فاتح طلسم ہین اور یہ لوح دار ہی
سو آپ حضرات کے دوسرے کے ہاتھ سے قتل نہ ہوگا اگر یہ ایمان لاوے اور
لوحین دونون طلسمون کی حاضر خدمت کرے جان بخشی فرمایئے ورنہ جو مزاج اقدس
مین آوے وہ کیجئے دونون شاہزادون نے پرویز کی ہمت و جرأت پہ آفرین کرکے فرمایا

اسے پرویز اب تم ہی اس سے دریافت کرو اگر دین سامری پرستی پر لعنت کرے اور مطیع ہو رہا کر دو ورنہ دیکھا جائیگا پرویز نے دونوں شاہزادوں کے سامنے غضبناک جادو سے کہا کہ اب کیا ارادہ ہے غضبناک جادو نے پھر انکار کیا پرویز نے عرض کی آپ دونوں حضرات ساتھ مل کر اس پر وار کریں جب یہ ہلاک ہو گا دونوں شاہزادوں نے برابر اس پر تلواریں لگائیں غضبناک جادو کے تین ٹکڑے ہو گئے اس کے مرتے ہی تاریکی چھا گئی سنگ باری برف باری ہوئی آگ کے شعلے اوپر سے گرنے لگے تمام زمین ایوان لوح کو زلزلہ آگیا عمارتیں منہدم ہو گئیں دیر کے بعد تاریکی برطرف ہوئی اور آواز آئی کشتی مرا نام من غضبناک لوح دار جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اس آواز کے آنے سے سب تاریکی بقیہ بھی برطرف ہوئی امیر الزمان نامدار اور شاہزادہ سکندر فرخ لقا نے جو سامنے نگاہ کی دیکھا کہ وہ حصار جو ایوان کو گھیرے ہوئے تھا نظر نہیں آتا ہے ایک مکان پتھر کا خوش نما سامنے دکھائی دیتا ہے پرویز نے عرض کی اب آپ دونوں صاحب اس مکان میں تشریف لیجائیں لوحیں یہیں موجود ہیں یہ سنتے ہی امیر الزمان اور سکندر فرخ لقا نام خدا لیکر اس مکان میں داخل ہوئے مکان کے دو درجے نظر آئے ایک درجے کے دروازہ پر لکھا تھا مقام لوح طلسم دار الضیا دوسرے دروازہ پر تحریر تھا مقام لوح طلسم حیرت افزا دار الضیا کی طرف امیر الزمان نامدار اور حیرت افزا کی طرف سکندر فرخ لقا داخل ہوئے لشکر دروازے پر منتظر رہا تھوڑی دیر کے بعد دونوں شاہزادے ہنستے ہوئے مکان سے برآمد ہوئے سب نے دیکھا کہ دونوں شاہزادوں کے گلے میں دو تختیاں الماس کی پڑی ہیں جنکی ضو سے آفتاب شرما رہا ہے پرویز اور صمصام اور تمام سرداران لشکر نے مبارک باد دی باہر آکر دونوں شاہزادوں نے لوحیں ملاحظہ فرمائیں دونوں پر لکھا تھا کہ اب آگے جانا زحمت اٹھانا ہے اسی جگہ قیام کرو کل صبح کو شاہان طلسم یہاں آئینگے جس پر اس لوح کا عکس ڈال دو گے فوراً جل کر خاک ہو جائیگا امیر الزمان نامدار نے سکندر فرخ لقا سے کہا کہ لوح یہ اجازت دیتی ہے سکندر والا قدر نے کہا یہی حکم مجکو بھی ہے دونوں شاہزادوں نے وہیں قیام کیا بارگاہیں استادہ ہو گئیں لشکروں میں دوسرے دن کے واسطے سب کو مسلح ہونیکا حکم ہوا سب بہادروں نے رات تیاری جنگ میں بسر کی صبح کو دونوں شاہزادوں نے فریضہ سحری ادا کر کے بعد لوحوں کو ملاحظہ فرمایا کشتیاں حاضر ہوئیں دونوں شاہزادے مسلح ہو کر اپنی بارگاہوں سے برآمد ہوئے اپنے اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر میدان میں جاکر حریف کا انتظار کر رہے تھے کہ سامنے سے گرد اڑی جب دامن گرد شگافتہ ہوا سب نے دیکھا لشکر گراں آتا ہے آگے آگے احمر لباس جادو اور دل تابان جادو اور ایک

تخت پر کوئی اور تاجدار بیٹھا ہوا ہے بہت عجلت سے ایوان نوح کی طرف آتے ہین سکندر نے
پرویز سے فرمایا کہ یہ تیسرا تاجدار کون ہے عرض کی ای شہر یار یہ سرہنگ آتش نفس بادشاہ
طلسم بیر العجائب ہے ادھر امیر الزمان نامدار کو صمصام نے بتایا یہ گفتگو تھی کہ لشکر سامنے
پہونچا اب جو دل تابان جادو اور احمر لباس جادو نے ایوان نوح کو خراب و تباہ پایا
اور لشکر اسلام کو صف آرا دیکھا تاب سے روح پرواز کر گئی پلٹ کے سرہنگ سے
کہا غضب ہو گیا طلسم کشاؤن کو لوحین مل گئین دیکھو سامنے گلے مین پہنے ہوے موجود
ہین سرہنگ نے کہا تم نہ گھبراؤ مین لوحین بھی اسنے چھین دونگا اور انھین بھی گرفتار کر دونگا
تم میرے ساتھ آؤ یہ کہکے اسنے اپنا تخت اور آگے بڑھایا دل تابان جادو اور احمر
لباس جادو کو ہمراہ لیا وسط میدان مین آکر اسنے باواز بلند کہا ای طلسم کشاؤ جو کچھ
مین اسوقت کہتا ہون تمھارے حق مین بہت مفید ہے اپنے اپنے مرکب بڑھا کر میرے قریب
آؤ سنو پہلے میری تقریر اچھی طرح سنلو پھر تمھین اختیار ہے شاہزادہ امیر الزمان اور سکندر
والاقدر نے مرکب آگے بڑھائے سرہنگ کے قریب آئے سرہنگ نے کہا
کہ واقعی تم لوگون کی ہمت و جرأت مین کلام نہین تم نے بڑا کام کیا دل تابان جادو اور
احمر لباس جادو تمسے مقابلہ نہین کر سکے اور میرے پاس امداد طلب کرنے گئے اب مین انکے
ہمراہ آیا ہون لوحین مل جانے سے تم یہ خیال نہ کرنا کہ اب ہمارا کوئی کچھ نہ بنا سکیگا بہتر یہی
کہ لوحین تم دونون بادشاہون کو دے دو اور جسقدر مال و اسباب زر و جواہر اس کے
عوض مین تجویز کرو تمھین ابھی منگا دیا جائے اگر میرا کہنا قبول کر و گے اچھے رہوگے
ورنہ زک اٹھاؤ گے تمھارے عزیزون سے کوئی شخص میرے طلسم مین بھی گیا
تھا اور اسنے بھی طلسم کشا ہونے کا دعویٰ کیا تھا مین نے اُس کو مع لشکر کے اسیر
کر لیا ہے اور ارادہ تھا کہ اسکو کسی صحرا مین قتل کر ڈالونگا مگر تمھارے دکھانے کے واسطے
یہان لیتا آیا ہون اگر زبانی کہتا تمھین یقین نہ آتا اسواسطے مین اُسے ہمراہ لایا ہون
اب واپسی کے وقت اُسے قتل کر ڈالونگا یہ کہکے اسنے آواز دی کہ جو اسیر
ہمارے آئے ہین وہ حاضر کیے جائین لوگ اُسیوقت اسیرون کو لیکر آئے اب
جو امیر الزمان نامدار اور سکندر والاقدر نے دیکھا تو آصف انجم طلعت مع
سب امیرون کے اسیر ہین مگر سب سحر مین مبتلا ہین یہ دیکھنا تھا کہ دونون شاہزادون کو
غصہ آگیا فوراً میانون سے تلوارین نکال کر سرہنگ سے فرمایا کہ اگر تجھے اپنی
جان کی خیریت درکار ہے تو اسی وقت اِن کو رہا کر ادھر پیر و زیر سبز پوش نے
جو لشکر سکندر سے کیفیت پوچھی سب نے حال آصف انجم طلعت کا بیان
کیا پرویز نے اُسیوقت سحر کیا کہ سب کی قیدین کٹ کر زمین پر گر گئین اور آصف
انجم طلعت مع جملہ سردارون کے ہوشیار ہو کر رہا ہوے اُدھر سرہنگ نے
جو امیر الزمان اور سکندر فرخ لقا کو اسدرجہ برہم پایا فوج کی طرف اشارہ کیا

لوح پڑھی دونوں شاہزادوں نے توضیح ملاحظہ کین لکھا تھا کہ اسوقت سے بڑھ کے
موقع نہ ملیگا لوح کو منقلب کر کے بادشاہ طلسم پر عکس ڈال دو ابھی جل کر خاک ہو جائیگا
اسوقت لوح کے سامنے ہر سحر وغیرہ کرنے سے عاجز ہے کہیں بھاگ کے جا نہیں
سکتا ہے امیر الزمان نامدار نے دل تابان جادو کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ سرہنگ
نے جو کچھ یاوہ گوئی کی ہے اُس کی تو ہم ابھی سزا دیتے ہیں مگر تمھارا کیا ارادہ ہے اگر اطاعت
اسلام قبول کرو اور دین سامری پرستی پر لعنت کر کے مسلمان ہو تو جان بچتی ہے
یہی کلمات شاہزادہ سکندر فرخ لقا نے احمر لباس جادو سے کہے مگر دونوں سیاہ
قلب تھے انھوں نے انکار کیا دونوں شاہزادوں نے لوحین منقلب کر کے عکس جو
ڈالا دونوں بادشاہوں نے ایک چیخ ماری قلا بازی کھا کر تخت سے نیچے گرے
آگ کے شعلے بھڑکنے لگے تمام طلسم کی زمین ہلنے لگی ایک قیامت بپا ہو گئی سنگ باری
برف باری ہونے لگی عجیب الخلقت جانور جو انکے سحر سے بنائے ہوئے تھے وہ
آکر دونوں کی لاشوں پر سر پٹکنے لگے بہت دیر کے بعد دو آوازیں مہیب آئین
کشتی مرا نام من دل تابان جادو بادشاہ طلسم دار الضیا بود کشتی مرا نام من احمر لباس
جادو بادشاہ طلسم حیرت افزا بود آصف انجم طلعت بھی اتنی دیر میں درست ہو چکے
تھے برابر امیر الزمان نامدار کے آئے سرہنگ نے جو یہ کیفیت دیکھی
خیال کیا کہ اگر اب میں آصف انجم طلعت کو چھوڑے جاتا ہوں تو یہ سب ملک میرے
طلسم کی طرف آئینگے اور آفت بپا کرینگے مناسب ہے کہ اسوقت ان لوگوں سے یہاں
ایک مقابلہ کروں اگر کچھ خرابی نظر آئیگی اپنے طلسم کا راستہ لونگا یہ خیال کر کے آگے
بڑھا پکار کر آواز دی ای آصف انجم طلعت اگر مرد میدان ہے تو مجھسے مقابلہ کر شاہزادہ
تلوار پکڑ کے سامنے آیا سرہنگ نے فوج کی طرف اشارہ کیا فوج آصف
والا جاہ پر ٹوٹ پڑی ادھر سرداران اسلام نے بھی مل کر حملہ کیا دوپہر کامل تلوار
چلی خون کے دریا زمین پر بہہ گئے آخر کار فوج سرہنگ میں ایک سوار بھی زندہ
نہ بچا سرہنگ نے جو ایسا وقت سخت دیکھا چاہا سحر کر کے غرق زمین ہو جاؤں مگر
پرویز نے ایک گولا اسکی طرف پھینکا گولا پھٹا اُس میں سے دودہ سیاہ نکلا اور سرہنگ
کو چاروں طرف سے گھیر لیا سرہنگ بیہوش ہو کر گرا پرویز نے اپنے ملازمین سے
اشارہ کیا اُن لوگوں نے بڑھ بڑھ کے اسکی مشکیں باندھ لیں لڑائی موقوف ہو چکی
سرداران اسلام نے امیر الزمان نامدار اور شاہزادہ سکندر فرخ لقا کو مبارکباد
دی پرویز نے عرض کی اب آپ حضرات خاص طلسموں کی طرف تشریف لیچلیں اور غلام
اپنا کام انجام دے مگر آج کی شب یہیں قیام فرمائیے خزانہ طلسم معدن آفات کا
معائنہ فرمائیے کل یہاں سے روانہ ہوجیے گا دونوں شاہزادوں نے پرویز کا کہنا
قبول کیا میدان جنگ سے بفتح و فیروزی طرف اپنی اپنی بارگاہوں کے تشریف لائے جب

سب سردار باطمینان تمام اپنے اپنے قیام گاہ مین داخل ہو چکے تو پرویز نے سرہنگ
شعلہ نفس بادشاہ طلسم ہیر العجائب کو طلب کیا اور اپنی بارگاہ مین بٹھا کر کہا اے سرہنگ
شعلہ نفس اب تمھارا کیا ارادہ ہے مین تمکو خدمت مین شاہزادہ آصف کی لیے چلتا ہون
اگر تم مقابلہ کروگے تو یہی حالت تمھاری بھی ہوگی جو بادشاہان طلسم دارالضیا اور
حیرت افزائی ہوئی ہے اس سے بہتر یہ ہے کہ جو کچھ مناسب سمجھو وہ کرو سرہنگ نے
کہا اے پرویز سچ پوچھ مین آصف انجم طلعت کو بڑے قتل لایا تھا اور مین نے بہت
سے سخت و ناروا کلمے شاہزادہ کی شان مین اپنی زبان سے نکالے تھے ایسی حالت
مین کیونکر یقین کرون کہ آصف والا قدر میری طرف سے صاف ہو جائینگے اور میری
عداوت و دشمنی اُن کے دل مین نہ رہیگی اور یہ بھی سمجھتا ہون کہ مین ان لوگون سے لڑکر
فتحیاب نہ ہونگا پس جب ہر طرح مرنا ہے تو پھر کاہیکو مین اپنی بات ہاتھ سے کھودون
پرویز نے جواب دیا کہ تم ایسا خیال نہ کرو میرے ہمراہ شاہزادہ نامدار کی بارگاہ مین
چلو مین ابھی تمھاری صفائی کرادون یہ کہکے پرویز نے سرہنگ کو ہمراہ لیا اور
آصف والاجاہ کی بارگاہ مین حاضر ہوا آصف نے بڑی شفقت سے پرویز کو بلایا
سامنے کرسی پر بیٹھنے کی اجازت دی پرویز نے سرہنگ کی سفارش کی آصف
انجم طلعت نے فرمایا اگر سرہنگ اسلام قبول کرے تو مجھکو کسی طرح کی دشمنی نہین
ہے سرہنگ اُسی وقت مسلمان ہوا شاہزادہ نے رہائی کا حکم فرمایا سرہنگ کو
بھی کرسی ملی وہ رات سب نے جشن مسرت مین بسر کی دوسرے دن علی الصباح دونون
شاہزادے خزانہ طلسم کی طرف تشریف لائے ہر ایک فتاح نے اپنے اپنے فتح کردہ
طلسمون کے تحفے قبضے مین کیے وہان سے جانب طلسم دارالضیا امیر الزمان نامدار نے
تشریف لیجانیکا ارادہ فرمایا اور طلسم حیرت افزائی طرف اسکندر فرخ لقا نے عزم کیا
سرہنگ نے دونون شاہزادون کی خدمت مین عرض کی کہ مین امیدوار ہون کہ سب حضرات مجکو رخصت
عطا فرمائین اور بوقت مراجعت طلسم ہیر العجائب کی طرف تشریف لائین غلام آپ حضرات کی
خدمت سے فخر حاصل کریگا امیر الزمان نامدار اور اسکندر فرخ لقا نے اس کی دعوت منظور
کی سرہنگ شعلہ نفس نے آصف انجم طلعت سے عرض کی اب حضور کا تشریف لیجانا بیکار ہے
آپ میرے ہمراہ طلسم کی طرف تشریف لیچلین شاہزادہ نے کہا ہم کو ابھی جانب طلسم نہ طاق جانا ہے
صاحبقران نے تاکید فرمائی تھی راہ مین عرصہ ہو چکا ہے اب تاخیر مناسب نہین ہے سرہنگ
نے عرض کی آپ سب حضرات ہمراہ تشریف لیجائیے گا جب امیر الزمان نامدار اور اسکندر
عالی وقار وہان تشریف لائینگے انھین کے ہمراہ آپ بھی تشریف لیجائیے گا شاہزادہ آصف
انجم طلعت نے اسکا کہنا منظور کیا امیر الزمان اور اسکندر فرخ لقا سے رخصت ہو کر جانب
طلسم ہیر العجائب روانہ ہوئے یہان امیر الزمان نامدار اور اسکندر فرخ لقا کو
پرویز نے یہ رائے دی کہ علحدہ علحدہ جانا طلسم مین بیکار ہے کیونکہ دونون طلسمون کے

خزانے بھی اسی طرح پر ہین کہ دونون بادشاہون نے ملا ملا کر رکھے ہین سکندر نامدار نے
کہا اچھا طلسم دار الضیا قریب ہے پہلے یہان سے فرصت کرلین پھر طلسم حیرت افزا کی طرف
چلینگے یہ رائے قرار پاکر جانب طلسم دار الضیا دونون شاہزادون نے کوچ کیا دو دن کے
بعد داخل طلسم ہوے یہان کے لوگون نے جو کثرت سپاہ کو دیکھا گھبرا گئے قتل بادشاہ
کی خبر ہوچکی تھی سب نے آکر شاہزادۂ امیر الزمان کی قدمبوسی کی ایوان شاہی مین لیگئے
جملہ خزانون کی کنجیان حاضر خدمت کین امیر الزمان نامدار نے اُسی وقت ساحران جلیل کی
طرف مخاطب ہوکر کہا ملکہ سحر نگاہ کی کیفیت سے جو لوگ خبردار ہون ہمین اطلاع دین ایک
ساحر نے عرض کی اے شہریار وہ باغ عجائب مین اسیر ہے اگر حکم ہو تو حاضر کی جاے امیر الزمان
نامدار نے اُسیوقت طلب فرمایا ملکہ سحر نگاہ کو ساحران نامی جاکر بعد اعزاز و اکرام لیکر آئے
امیر الزمان نامدار نے محل مین لیجانے کے واسطے حکم فرمایا اسکے بعد اور چند ساحرون نے
عرض کی اے شہریار یہان ایک خزانہ طلسم حیرت افزا کا بھی ہے اُسکی کنجیان بھی حاضر خدمت
کی جاتی ہین امیر الزمان نامدار نے اُن ساحرون کو سکندر فرخ لقا کے پاس بھیجدیا
شاہزادہ نے اُنسے کنجیان لین اور تحائف طلسم حیرت افزا پر قبضہ کیا ایک ہفتہ
یہان جشن عظیم رہا بعد ایک ہفتہ کے امیر الزمان نامدار نے ایک شخص بہم پہونچایا جسے وارث
تخت طلسم مل سکتا تھا اُسکو حاکم طلسم قرار دیکر ہمراہ جانب طلسم حیرت افزا مع شاہزادۂ
سکندر فرخ لقا کے کوچ کیا دو دن کے بعد ایک میدان وسیع مین پہونچے پرویز سلیح پوش نے
عرض کی اے شہریار آپ حضرات یہان دو چار روز قیام فرمائین تو غلام کا بھی کام بن جاے
سکندر والاقدر اور امیر الزمان نامدار نے فرمایا ہم آنکھون سے موجود ہین اگر تمہاری
خوشی ہو تو ایک ماہ یہان سے کہین نہ جائین پرویز نے عرض کی اسی میدان مین ایک
کنوان ہے کہ اُس کنوئین سے راستہ ایک باغ کا ہے اُسی باغ مین احمر لباس جادو نے
میری بہن کو اسیر کیا ہے آپ حضرات یہان قیام کرین اور مجھکو اجازت دین کہ مین جاکر اُسکو
رہا کرلاؤن سکندر فرخ لقا اور امیر الزمان نامدار نے فرمایا کہ تم تنہا جانیکا ارادہ نہ کرو
ہم لوگ بھی تمہارے ہمراہ چلینگے شاید وہان پھر جنگ و جدال کی نوبت پہونچے تو تم
تنہا ہو پرویز نے عرض کی اب کس مین طاقت ہے جو آمادۂ جنگ ہو طلسم شاہزادۂ سکندر
فرخ لقا فتح کرچکے سحر بادشاہ کا مٹ گیا اب کسی طرح کا خوف نہین ہے یہ کہکے پرویز
رخصت ہوا شاہزادون نے وہین قیام کیا چوتھے روز حسب وعدہ صبح کو پرویز حاضر
ہوا سکندر فرخ لقا کی بارگاہ مین آیا سلام کیا شاہزادے نے دریافت کیا کہو کیا ہوا
پرویز نے عرض کی حضور کے اقبال سے رہا کر لایا اُس روز بھی سب نے وہین قیام کیا
دوسرے دن جانب طلسم حیرت افزا روانہ ہوے اور داخل طلسم ہوکر سکندر نامدار نے
ایوان شاہی پر قبضہ کیا جملہ ساحران جلیل حاضر ہوے سب نے اطاعت شاہزادہ کی
قبول کی جسقدر تحائف طلسم حیرت افزا کے تھے وہ قبضہ مین شاہزادۂ سکندر فرخ لقا کے آئے

اور جو جو خزائن و تحائف طلسم دار الضیا کے یہان رکھے تھے ان پر امیر الزمان نامدار کا
قبضہ ہوا ایک ہفتہ یہان بھی جشن عظیم رہا بعد ایک ہفتہ کے سکندر والا جاہ نے ایک شخص عزیز کو
وہان کا حاکم بنایا اور مع امیر الزمان نامدار و پرویز مہم پوش وہان سے حسب وعدہ جانب
طلسم بیر العجائب روانہ ہوئے بصد عجلت راہ طے کی اور بہت جلد طلسم بیر العجائب مین
داخل ہوئے ایک ہفتہ سرہنگ شعلہ نفس کے مہمان رہے آٹھوین روز تینون شاہزادون
مع پرویز جانب طلسم نہ طاق لشکر گران ہمراہ لیکر کوچ فرمایا کہ ذکر انکا وقت پر آئیگا اب بیان سنیے

چند کلمہ داستان نقابداران قاف یعنی شاہزادہ رستم ثانی وسہراب بن رستم وشہریار عالی وقار کے بیان ہوتے ہین

اسیران قید محن و گرفتاران زنجیر و رسن اس داستان مصیبت نشان کو اس عنوان سے بیان
کرتے ہین کہ شاہزادہ ایرج نوجوان نقابدار بادلہ پوش سے آٹھ روز کی مہلت طلب
کر کے جانب طلسم طرطوسیہ روانہ ہوے اور شاہ صاحب اپنے مسکن کی طرف چلے اور
نقابدار بادلہ پوش بہ اطمینان تمام قیدیون کو ہمراہ لیکر خدمت مین قیصر شاہ مالک
دربند اول روانہ ہوا اور چلتے وقت کہتا گیا کہ اگر آٹھ روز بعد سردار تمھارا واپس نہ آیا
اور مجھسے مقابلہ نہ کیا تو کل لشکر کو قتل کرونگا یہان سرداران لشکر مصروف دعا ہین اور
صندل شاہ زار و قطار رو رہا ہی کہ افسوس مدد گار بھی ہمارے آفت مین پھنسے لیکن
نقابدار بادلہ پوش قیدیون کو لیے ہوے قلعے مین داخل ہوا اور قیدیون کو پیش کیا
اسوقت قیصر شاہ تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور فغفور بن قیصر کہ نہایت مرد معقول اور
بہادر پرست ہی اور خود بھی جوان زبردست و بہادر ہی اپنے دنگل پر تنہا ہوا بیٹھا تھا اور
سرداران فوج بھی جمع تھے دربار مملو تھا کہ نظر سب کی ان قیدیون پر پڑی قیصر شاہ
نے کہا کہ ای نقابدار بادلہ پوش جسقدر اسیران طلسم آئے اور ہاتھ سے تیرے
گرفتار ہوے لیکن سے کسی کی یہ حالت نہین دیکھی جوان قیدیون کی ہی کہ سر مین گو مرگے
پڑے ہوے ہین خون کے تھکے جمے ہوے ہین یہ کیا معرکہ ہی نقابدار نے بیان
کیا کہ ای بادشاہ یہ عجب طرح کے اسیر ہین کہ ایسے اسیر کسی نے نہ دیکھے ہون گے
جسوقت مین ان کو سر میدان زیر کر کے لایا اور زندان مین قید کیا تو پہلے سے اسیر غل و
زنجیر اچھی طرح کر دیا تھا کہ یہ لوگ نہایت زبردست ہین مجھسے بڑے بڑے زبردست
لوگون سے سامنا ہوا مگر کسی گھنٹہ بھر لڑنے کی نوبت بھی نہ آئی اسواسطے کہ آپ
جانتے ہین مجھ مین زور کس قدر کا ہی مین ایسا ہون کہ دربند اول میرے نام پر قائم
ہوا ہی اگر دیو ہفت سر بھی آکر مجھسے سامنا کرے تو زیر ہو کر اسیر بلا ہو نہ کہ انسان مگر یہ
ایسے تھے کہ دن دن بھر مجھسے لڑے ہین اور قابو مین نہ آتے تھے چنانچہ یہ شخص کہ نام اسکا

رستم ثانی ہو واقع ہیں کہ ثانی رستم زد تھے اور اس سے تمام دن کشتی رہی اور دوپہر رات
گئی اُس پر بھی یہ حالت تھی کہ اگر میں اسکو دس قدم ریل لیجاتا تھا تو یہ بھی مجھے اسیقدر
ریل لیجاتا تھا کسی طرح کم نہ پڑتا تھا اگر اسکا پاؤں گھوشتا نہیں جا کر نہ ٹوٹتا تو اب بھی
یہ اسیر نہ ہوتا غرضکہ جب یہ سب ایک جگہ جمع ہوئے تو انکو اپنی اسیری کا ایسا صدمہ ہوا
کہ ہتھکڑیوں بیڑیوں سے سر ٹکراتے تھے یہ سنکر فغفور بن قیصر اپنے دنگل پر سے اُٹھ
کھڑا ہوا اور بادشاہ سے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ حضور شان شاہی و شہریاری یہ ہے کہ
جو شخص جس عزت کا ہو اُس سے اُسی طرح پیش آنا چاہیئے لہذا یہ لوگ نہایت عالی خاندان ہیں
اور زبردستان روزگار سے ہیں انکو عزت کے ساتھ بٹھائیے دنگل کرسیاں وغیرہ
طلب فرمائیے اس واسطے کہ اس اسیری کا ان کی اعتبار نہیں ہے اکثر یہ لوگ گرفتار ہوچکے
ہیں مگر پھر رہا ہوگئے ہیں کیا معلوم انجام کیا ہو اگر انھوں نے رہائی پائی تو یہ سمجھ لیجئے
کہ بغیر طلسم کو برباد کیے ہوئے نہ چھوڑینگے پس جیسی عزت آپ اسوقت انکی کرینگے ویسی
عزت یہ آپ کی کرینگے بادشاہ کو یہ رائے پسند آئی اور دنگل بچھوا کر بٹھانے کا حکم دیا لیکن
سہراب ثانی وغیرہ نے کہا کہ اب ہمارے قتل کا حکم دو کہ ہمیں زندہ رہنا منظور نہیں ہے
ذلیل ہو کر جینے سے مرنا بہتر ہے یہ سنکر بادشاہ طلسم تو خاموش ہو رہا لیکن فغفور بن قیصر
نے کہا کہ آپ لوگ جیسے ہیں ایک عالم جانتا ہے مگر اس نقابدار سے اگر صاحبقران
اول بھی لڑتے تو اسیر ہوتے اسکی قوت اصلی نہیں ہے یہ دراصل ایک معمولی آدمی ہے مگر حکیم
طرطوس نے اسکو دواؤں سے رستم وقت و اسفندیار زمانہ بنا دیا ہے کہ نہ حربہ اسکا
کچھ کرسکتا ہے نہ زور کام آتا ہے آپ اپنی اسیری کا رنج نہ کریں اگر شاید وہ وقت آگیا کہ آپ
رہا ہوئے تو میرے آپ کے مقابلہ ہوگا اور لطف اُٹھیگا لیکن قیصر شاہ ان لوگوں کی حالت
دیکھکر نہایت پریشان ہوا اور سوماق جادو سے کہا کہ تم ان قیدیوں کو لیکر خدمت حزبس
جادو میں جاؤ اور اُن سے کہو کہ تین روز میں یہ اسیر ہوئے ہیں اب آپ کی خدمت میں
حسب قاعدہ روانہ کیے جاتے ہیں سوماق جادو مع نامہ قیصر شاہ جانب طلسم
روانہ ہوا جسوقت سب رستہ طے کرکے پایۂ تخت میں پہونچا قیدیوں کو سامنے
بادشاہ کے پیش کیا حزبس جادو کی نظر جو ان قیدیوں پر پڑی کہا تم کس غرض سے
آئے تھے سہراب ثانی نے کہا کہ تجھے اس سے کیا کہ کیوں آئے تھے اب تو
اسیر ہیں جو تیرا جی چاہے وہ کر حزبس جادو نے کہا کہ تم اپنا مطلب بیان کرو اگر قابل
پذیرا ہوگا تو میں تمکو رہا کردونگا اور حکیم طرطوس بیابانی سے اطلاع نہ کرونگا سہراب
ثانی نے کہا کہ ہمکو رہائی اپنی منظور نہیں اسواسطے کہ ہم پہلے سے رہائی ارقم بن صندل کی
آئے تھے مگر تقدیر نے ہمیں بھی پھنسایا اب ہم کس منہ پر رہائی کی خواہش کریں اور
کیا منھ لیکر لشکر میں جائیں اس سے بہتر یہ ہے کہ تو ہم کو قتل کر حزبس جادو بھی انکی گفتگو سے
نہایت پریشان ہوا اور سوماق جادو سے کہا کہ تو انکو لیکر خدمت حکیم طرطوس بیابانی میں جا

اور اُنسے کہو کہ آپ اِن کی حیات و ممات کے مالک ہین یہ قیدی اِس لائق نہین ہین کہ
طلسم مین قید رکھے جائین کیونکہ طلسم کا قاعدہ چالیس روز بعد قتل کرنے کا ہی اور یہ ابھی
سے خودکشی پر آمادہ ہین لہذا آپ جو مناسب جانین وہ کرین یہ سُنکر سوماق جادو
خدمت حکیم طرطوس بیابانی مین روانہ ہوا اور جا کر عرض کی کہ یہ قیدی حاضر ہین اور پیام
بادشاہ کا بیان کیا حکیم طرطوس بیابانی نے کہا کہ ابھی انمین ایک کی کمی ہی ابھی قتل اِنکا
درست نہین اِسواسطے کہ اگر اِن مین سے کوئی بچ جائیگا تو طلسم مین قیامت برپا کریگا
اور اب زمانہ نازک آگیا ہی طلسم کی عمر اخیر ہو چکی ہی لہذا بادشاہ سے کہنا کہ ابھی قتل اِنکا
تو کسی طرح درست نہین ہی نہ طلسم کے اندر رانکا قید رکھنا اچھا ہی ایسا نہ ہو کہ یہین سے
کوئی فساد پیدا ہو جاے تو اور دقت ہوگی انکو قلعۂ عجائب مین بھیجدو اسواسطے
کہ وہ قلعہ بھی اِسی طلسم مین داخل کر لیا گیا ہی اور چوردروازہ کا محافظ بھی وہان عجائب
شاہ ترک اِنکو بحفاظت رکھیگا اُس سے کہدینا کہ دو چار روز اِنکو اسیر رکھکر قتل کر ڈالنا
کیا عجب ہی کہ اِس اثنا مین جو شخص کہ باقی ہی وہ بھی آکر اسیر ہوتا کہ یہ سب ایک وقت مین
قتل ہو جائین اور کوئی باقی نہ رہے سوماق جادو پھر ان قیدیون کو لیکر خدمت
خرس جادو مین آیا اُسوقت خرس جادو اور اخرس جادو دونون بھائی بادشاہ
طلسم کے موجود تھے اِنھون نے کہا کہ یہ کیسے قیدی ہین کہ اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے
اِدھر کو بھیجے جاتے ہین خرس شاہ نے کہا کہ یہی زمانہ اسیری فتاح طلسم کا ہی اور یہ لوگ
نہایت زبردست و بہادر ہین لہذا اِن پر شبہہ طلسم کشا کا ہوتا ہی کہ مبادا اِنمین سے کوئی
طلسم کشا ہوا تو کوئی فساد نہ پیدا ہو اور خون طلسم کشا کا زمین طلسم پر گرنا اچھا نہین ہوتا
یہ سُنکر اخرس و خرس پہلے تو خاموش رہے بعد اسکے بحفظ مدارج و آداب شاہی
بادشاہ سے کہا کہ اب آج سے ہم حاضری حضور سے معاف فرمائے جائین
کیونکہ یہ زمانہ ہوشیاری کا ہی اور غفلت کا نہین ہی خرس جادو نے اِنکو اجازت دی
یہ دونون تو اپنے اپنے درجون کی جانب روانہ ہوے بادشاہ نے اور
اسیران طلسم کو طلب کیا کہ سب قریب بیس بائیس کے تھے سب کو اُسکے ساتھ
کرکے سوماق جادو کو ساتھ کر کے جانب قلعۂ عجائب روانہ کیا اور ایک نامہ
بنام عجائب ترک تحریر کر دیا مضمون نامہ کا یہ تھا کہ اے عجائب شاہ یہ زمانہ
نہایت ہوشیاری کا ہی کہ عمر طلسم کی اخیر ہو چکی ہی ہر وقت خوف آمد طلسم کشا کا لگا ہوا ہی
جتنے کہ ان قیدیون پر بھی شبہہ ہی کہ شاید انمین سے کوئی فتاح طلسم نہ ہو لہذا انکو چاہیے
کہ اِنھین بحفاظت رکھنا جسوقت ایک قیدی زائد ہو جاے بلا تامل سب کو
قتل کر ڈالنا کیونکہ بیان حکیم طرطوس بیابانی کا یہ ہی کہ تعداد مین ابھی ایک قیدی کی
کمی ہی یہ کل اُنتیس قیدی ہین کبھی اسقدر قیدی ایک وقت مین جمع نہین ہونے
پاے جسوقت تیس قیدی ایک وقت مین جمع ہو جائین تو اُنکو قتل کروا ڈالنا چاہیے

پر آئین سے کوئی نہ کوئی فتح طلسم ضرور ہی سوماق جادو یہ نامہ لیکر مع اسیران طلسم جانب قلعہ عجائب روانہ ہوا
جسوقت دروازہ طلسم سے باہر آیا خبر عجائب ترک کو ہوئی کہ بادشاہ طلسم نے اسیران طلسم کو بھیجا ہی اور سوماق
قیدیون کو لیے ہوے داخل قلعہ عجائب ہوا عجائب شاہ نے نامہ بادشاہ کا لیکر پڑھا اور نہایت بے پروائی
کے ساتھ سب کو زندان مین بھیجدیا اور آپ اپنے دو سردارون کو ساتھ لیکر تھوڑی فوج سے براے شکار روانہ
ہوا چونکہ یہ دونون سردار عجائب ترک کے نہایت زبردست ہین نام ایک کا الماق کوہ پیکر اور دوسرے کا
قلماق کوہ پیکر ہی اور عجائب ترک بھی نہایت زبردست ہی اسکو از حد غرور ہی اور اپنے سامنے کسی کو
موجود نہین جانتا ہی اگر بادشاہ طلسم ساحر نہ ہوتا تو یہ اسکا مطیع بھی نہ ہوتا الحاصل جسوقت عجائب
ترک صحرا مین پہونچا ایک مقام پر خیمہ برپا کیا دونون سردارون کو ساتھ لیکر فکر صید مین جانب
صحرا روانہ ہوا جاتے جاتے ایک مقام پر چند آہو نظر پڑے عجائب ترک نے گھوڑا ڈالا
ساتھ ہی الماق کوہ پیکر اور قلماق کوہ پیکر نے بھی گھوڑے دوڑا دیے ہرن کچھ دور تک
تو ساتھ ساتھ بھاگے جسوقت صیاد قریب پہونچے تو ہرن علحدہ علحدہ بھاگے اور منتشر
ہوگئے اب ایک ایک نے ایک ایک آہو کو اپنا صید قرار دیکر اُسکے پیچھے گھوڑا ڈالا
اور جانب صحرا روانہ ہوے الماق وقلماق نے تھوڑی دور جاکر اپنے اپنے آہوؤن کو
صید کیا اور صید لیکر لشکر کی طرف پلٹے مگر عجائب شاہ ترک بہت دور نکل گیا سامنے ایک چشمہ
نظر آیا آہو قریب چشمہ کے پہونچکر جھجکا اور گھبرا کر دوسری طرف بھاگنے کا قصد کیا تھا کہ چوکڑی
بھولا چکنے لگا عجائب ترک نے تیر مارا کہ آہو کے گلے پر پڑا اور یہ اُچھل کر گرا عجائب
ترک گھوڑا دوڑا کر قریب اُس آہو کے آیا چاہتا تھا کہ گھوڑے سے اُتر کر ذبح کرون کہ جانب
صحرا سے بگولا گرد کا اُٹھا اور آواز زنجیر کان مین آئی عجائب شاہ رُکا کہ دیکھ لینا چاہیے
کون آتا ہی جسوقت قریب پہونچکر گرد شق ہوئی دیکھا کہ ایک دیوانہ چلا آتا ہی لیکن جو دیوانہ کی
آہو پر پڑی پکارا کہ او سرکش غضب کیا تونے کہ میرے صید کو صید کیا اب تجھے کب چھوڑتا ہون
بغیر صید کیے ہوے اصل یہ ہی کہ نام اِس دیوانے کا مردم درخون آشام ہی اُسنے بھی ایک آہو
کے پیچھے گھوڑا اڑا دیا تھا ہمیشہ اسکا یہاں سے قریب ہی آہو تو درہ کوہ مین چلا گیا یہان پہونچکر اسے
یہ شبہہ ہوا کہ میرے آہو کو اسنے صید کیا ہی عجائب ترک نے کہا کہ او دیوانے یہ تیرا صید نہین
ہی مین دور سے اسکے پیچھے آیا ہون اسنے بہت پریشان کیا ہی یہ دراصل میرا صید ہے
دیوانے نے کہا کہ اچھا یون ہی سہی یہ تیرا صید ہی اور تو میرا صید ہی یہ کہکر عجائب ترک کی طرف بڑھا
دیکھا عجائب ترک بے یہ ماننے والا نہین ہی اسنے بھی تلوار نیام سے کھینچ لی اور جیسے ہی
دیوانہ قریب پہونچا دیوانہ مردم در نے ہاتھ کلائی پر ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ عجائب ترک
اوندھے منھ یال مرکب پر آرہا دیوانہ نے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر قاش زین سے اُٹھا لیا اور چاہا کہ
چرخ دیکر زمین پر مارون کہ بیک از پردۂ بیابان گرد سے برخواست مگر گرد خفیف یہ معلوم ہوا
کہ ایک سوار گھوڑا دوڑاتا چلا آتا ہی دیوانہ مردم درخون آشام نے یہ جانا کہ کوئی طرفدار
اسکا آتا ہی بس اِسنے قہقہ ماری ساتھ ہی آواز کے ہر چہار طرف سے زنجیرون کی کھڑکھڑاہٹ

پیدا ہوئی دیکھا کہ ہزارہا دیوانے زنجیرین پکڑے ہوئے کاسے چوبچیان ہاتھون مین لیے دوڑے چلے آتے ہین ادھر وہ بگولہ
گرد کا شق ہوا اور دیکھا ایک جوان زبردست مرکب پر سوار چلا آتا ہے یہ جوان ایرج دلاور تھے جو تلاش
لوح طلسم طرطوسیہ روانہ ہوئے تھے نظر جو اُنکی دیوانہ پر پڑی دیکھا ایک جوان کو ہاتھ پر بلند کیے ہوئے
ہے اور وہ شخص فریاد کر رہا ہے ارے کہان ہین میرے اہل لشکر جو مجھے ہاتھ سے اس ظالم کے بچائین یہ ماجرا
دیکھتے ہی ایرج نوجوان نے آواز دی کہ چھوڑ دے اسے کہ یہ فریاد کر رہا ہے دیوانہ نے کہا کہ او اہل سیلے
تو کہانسے آیا اور اسکا کون ہے جو طرفداری کرتا ہے جا چلا جا ورنہ یہی حال تیرا بھی کرونگا ایرج نوجوان نے فرمایا
کہ جو تجھسے ہوسکے کیجیو اسکو تو چھوڑ دے اُسے اور ادھر آ مجھسے سامنا کر دیوانہ نے عجائب ترک کو تو چھوڑ
دیا اور ایرج نوجوان کی طرف متوجہ ہوا کہا لا ضرب بہادری کی ایرج نوجوان نے فرمایا کہ دستور ہمارا
پیشہ ستی نہین ہے پہلے تو وار کر اور حوصلہ اپنا نکال لے یہ سنکر دیوانہ نے چوبدست ماری ایرج نے دستہ
چوب پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ دیوانہ اوندھے منہ یال مرکب پر آ رہا لیکن دیوانہ نے بھی جھپٹ کے
گریبان مین ہاتھ ڈال دیا اور چوب ہاتھ سے چھوڑ دی اِدھر ایرج نے کلائی چھوڑ کر کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا زور
کشمکش کے ہونے لگے مرکب لنگرون کی تاب نہ لاسکے پیچھے ہٹنے لگے دونون بہادر گھوڑون سے کودکر آمادہ
تلاش ہوئے زرہین پارہ پارہ ہو گئین چہرا کا کشتی کا بندھ داؤ پیچ ہونے لگے دو فیل ہین کہ لڑتے ہین
اُدھر ہیان دیوانہ مردم در نے جو دیکھا کہ حریف بھی زبردست ہے چوبچیان لیکے دوڑے نظر دیوانہ مردم
در کی پڑی اپنے اشارہ سے منع کیا کہ خبردار ایسی حرکت نہ کرنا وہ دیوانے تو رُکے اب ایرج نوجوان اور
دیوانہ مردم در مین شام تک کشتی رہی ایرج نے خیال کیا کہ دیر بہت ہوئی پس ایک مرتبہ دونون بازو دیوانہ
کے مضبوط پکڑے اور سر سینے سے ملاکر جو زور کیا کہ دو قدم دوڑا لیکے سامنے کو گئی دیکر جھٹکا مارا کہ دونون شانے
اشانہ زمین ہوئے بس یون ہی بایان ہاتھ دراز کرکے جو زور کیا زمین سے اُٹھا لیا اور سر پہ چرخ دیکر چاہتے
تھے کہ زمین پر مارون جو دیوانہ نے امان مانگی فرمایا خبردار ایمان کہا قبول ہے ایرج نے دیوانہ کو چھوڑ دیا
دیوانہ نے جلدی سے نقاب نوچ لی ایرج نے فرمایا کہ یہ کیا حرکت تھی دیوانہ مردم در نے کہا کہ
مین نے ایک خواب دیکھا تھا اُسکی تصدیق چاہتا تھا بیشک خواب میرا صحیح ہے کیا آپ کا نام ایرج نوجوان ہے
فرمایا ہان مجھے ایرج کہتے ہین اُسنے کہا کہ جلد کلمہ تلقین فرمایئے ایرج نے کہا اب خواب اپنا
جلد بیان کر دیوانہ نے بیان کیا کہ مجھے خواب مین ایک مرد بزرگ نے ہدایت کی تھی کہ تجھے ایک راہبر ملیگا
وہ وہ ہدایت دین اسلام کریگا تو مذہب اسلام کو اختیار کرنا کہ انجام تیرا بخیر ہو اور نام اُس شخص کا ایرج
ہوگا مین نے کہا کہ مجھے صورت اُس شہریار عالی وقار کی دکھا دیجیے یہ سنکر اُن مرد بزرگ نے ایک شخص کو
دکھایا صورت اُنکی میری نظر مین تھی اسی واسطے مین نے نقاب نوچ لی تھی کہ دیکھون آپ وہی ہین یا اور
کوئی ہین الحمدللہ کہ خواب میرا سچا تھا یہ سنکر ایرج نوجوان بہت خوش ہوئے اور کلمہ تلقین فرمایا دیوانہ
بصدق مسلمان ہوا اب ایرج نے پوچھا کہ یہ لوگ جو تمہارے ساتھ ہین اُنکے ہاتھون مین کیا شی ہے
اور میری طرف کس ارادہ سے چلے تھے دیوانہ مردم در نے عرض کی کہ قاعدہ ان لوگون کا یہ ہے کہ
اپنے خون آشامی کے بنا کر پاس رکھتے ہین جسوقت بھوکے ہوتے ہین تو تصرف کرتے جسم انسان مین
گاڑ کر خون پی لیتے ہین بلکہ کچھ انسان پر موقوف نہین ہے انسان ہو یا حیوان مثل شیر فیل خرس وغیرہ کے

کہ خوراک انکی خون ہی پر اسی ارادہ سے آپ کی طرف بھی چلے تھے جو مین نے منع کیا یہ سنکر ایرج نوجوان نہایت
متعجب ہوے اور فرمایا کہ ان لوگون کو منع کردو کہ اس غذا کو ترک کرین اسلیے کہ خون حرام چیز ہی پینا اسکا
مذہب اسلام مین درست نہین ہی یہ سنکر دیوانہ مردم در نے کہا بہت خوب اور اُن لوگون کی طرف مخاطب
ہوکر کہا کہ جس شخص کو ایمان اسلام اختیار کرنا ہو وہ میرے ساتھ رہے ورنہ جہان مزاج مین آئے چلا جائے
سب نے عرض کی کہ ہم آپ کے ساتھ ہین جو مذہب آپ کا وہ ہمارا جو طریقہ آپ اختیار کرینگے اُسکی
پابندی ہم بھی واجب جانینگے آپ ہی نے ہم کو اس غذا کی طرف رغبت دلائی تھی اور کہا تھا کہ نہایت قوی
غذا ہی دواسی سے ہمنے اختیار کیا تھا اور سب غذائین ترک کردی تھین اب آپ منع کرتے ہین ہم بھی اسے
ترک کردینگے غرضکہ ان سب نے وہ چھوچھیان اُسی مقام پر پھینکین اور کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوے
لیکن یہ سب معرکہ جو عجائب ترک نے دیکھا ایرج نوجوان سے عرض کی کہ آپ اسطرف کس غرض سے
تشریف لاے تھے اور کیا ارادہ رکھتے ہین فرمایا کہ پہلے تو اپنا حال بیان کر اُسنے عرض کیا کہ مین بادشاہ
شہر عجائب کا ہون براے شکار اسطرف آیا تھا ایک مقام پر چند آہو نظر آے اُنکے تعاقب مین گھوڑا ڈالا
ساتھ والے چھوٹ گئے اور مین یہان تک نکل آیا یہان پہونچکر مین نے آہو کو صید کیا کہ یہ حضرت تشریف
لاے اور کہا کہ آہو میرا صید ہی اسی پر اسنے تکرار بڑھی کہ میرے انکے مقابلہ ہوا مین اسنکے ہاتھ سے زیر ہوا
لشکر میرا پیچھے ہی یقین ہی کہ لوگ تلاش مین آتے ہون گے یہی ذکر تھا کہ گرد اُڑی اور الماق کوہ پیکر
اور قلماق کوہ پیکر اسی ہزار سوار سے آکر پہونچے اپنے بادشاہ کو دیکھکر نہایت خوش ہوے اور
بادشاہ کے ہمراہ اور بھی دو شخص اور بہت سی فوج دیوانون کی دیکھی بادشاہ سے پوچھا کہ یہ کون
صاحب ہین عجائب ترک نے اسنے بھی سارا واقعہ بیان کیا اور ایرج نوجوان کی طرف اشارہ
کرکے کہا کہ اس شہریار با اقبال کی بدولت جان بچی اور یہ میرے محسن و رہبر ہین کہ راہ راست تعلیم
فرمائی اور پنجہ اجل سے چھڑایا مین نے اطاعت انکی اختیار کی اُن لوگون نے کہا بیشک آپ مطیع ہوے اسکے ہم
مگر یہ اعتقادی بات ہی ہان اگر زور آزمائی ہوجاے تو تسکین ہو جاے ایرج نوجوان نے فرمایا کہ
مجھے عذر نہین ہی مین ابھی موجود ہون مگر عجائب شاہ نے اشارہ سے منع کیا اور کہا کہ مین نے خوب
سمجھ لیا ہی تم مقابلہ نہین کرسکتے ہو غرضکہ عجائب شاہ ایرج نوجوان کو لیے ہوے لشکر مین اپنے آیا
اور بارگاہین استادہ کرائین کہ شام ہوچکی تھی ایرج نوجوان سے عرض کی کہ آج اسی مقام پر قیام فرمائیے
اور کل شہر مین تشریف لیچلیے گا ایرج نوجوان نے فرمایا مناسب ہی غرض جب بارگاہین برپا ہوگئین خیمے
خرگاہین استادہ ہوچکین لشکر نے مقام کیا ایرج نوجوان داخل بارگاہ ہوے صحبت عیش آراستہ ہوئی
ساقیان سیمین ساق جام زرنگار او صراحی مرصع کار لیکر حاضر ہوے اور حکم طائفون کو ہوا کہ مجرا کرین
گانے بجنے لگے ایرج نوجوان نے فرمایا کہ ای عجائب شاہ اس سامان کو بالفعل موقوف رکھو کہ مین
مبتلاے رنج والم ہون جسوقت پروردگار عالم اس قید غم سے نجات دیگا اور روز مسرت نمودار ہوگا
تو ہم شوق سے شریک جشن ہون گے عجائب شاہ نے عرض کی کہ دشمنون کو کیا غم ہے فرمایا
جس غم نے یہانتک پہونچایا وہ یہ ہی کہ میرے دو بیٹے اور ایک پوتا اسیر طلسم طوسیہ ہوگئے ہین
نقابدار بادلہ پوش نے انکو گرفتار کرکے طلسم مین قید کردیا ہی مین انکے چھڑانے کو نکلا تھا یہانتک کہ

اس مقام پر پہونچا اور طرطوسیہ پہونچنا تھا یہ دیکھا اگرچہ قبل اسکے میرے تمھارے شناسائی بھی نہ تھی لیکن ہم صاحب
دل بھی ہین کسی کو تمھارے رنج والم دیکھ نہین سکتے یہ سنکر عجائب شاہ نہایت پریشان ہوا اور دل مین کہا کہ
یہ وہی شخص ہی جسکی جانب سے حکیم طرطوس بیابانی کو خوف ہی اگر اسے گرفتار کرکے خدمت مین حکیم صاحب کی
روانہ کرونگا تو یقین ہی کہ مرتبہ میرا زیادہ ہو اور حکیم صاحب کا خوف دفع ہوجاے اور اہل طلسم کی جان خطرہ سے
بچے یہ خیال کرکے اُٹھا ایرج نوجوان نے پوچھا کہ کہان جاتے ہو عجائب شاہ نے عرض کی کہ مین نے حکم
جشن دے دیا تھا اب اُس سامان کے ملتوی کرنے کو جاتا ہون اور بخش دعوت کا انتظام کرتا ہون ایرج
نوجوان خاموش ہو رہے اور مردم دزد چون آشام سے باتین کرنے لگے اور فرمایا کہ میرے لشکر مین ہم جنس
تمھارے اور بھی ہین یقین ہی کہ انسے ملاقات ہوگی تو تم بہت خوش ہوگے لیکن خداوند کریم اس مرحلہ طلسم سے
نجات دے اور فرزند میرے بخیر و خوبی مجھسے ملین تو لطف ہی دیوانہ مردم دزد کہ رہا ہی کہ بہت خوب مجھے اپنے
ہمجنسون سے ملنے کا ازحد اشتیاق پیدا ہوا اور حضور کے فرزندون کے دیدار کا بھی شوق ہی خداوند کریم اُن کو
قید سے رہائی دے اور آپ کو فتحیاب کرے یہان تو یہ باتین ہورہی تھین اور عجائب شاہ ترک جو بارگاہ سے
باہر آیا اپنے عیار کو طلب کیا جسوقت وہ حاضر ہوا کہا اے مہتر خبیث یہ شخص جسکو مین نہایت اعزاز و اکرام سے
لایا ہون یہ دشمن ہی اسے دوست نہ سمجھنا گرفتاری اسکی جلد واجبات سے ہی اور یہ اعزاز و اکرام مصلحت سے ہی یون اسپر
قابو پانا نہایت دشوار ہی اسلیے کہ وہ زبردست ہی اسے فریب سے اسیر کرنا چاہیے مہتر خبیث نے کہا کہ بہت
خوب مین جاکر انتظام کرتا ہون لیکن یہ تو فرمایئے کہ یہ کون ہی عجائب ترک نے کہا یہ وہ شخص ہی کہ جسکے خوف
تمام طلسم طرطوسیہ مین تہلکہ ہی اور حکیم طرطوس بیابانی اس سے نہایت خوف کرتا ہی نام اسکا ایرج نوجوان ہی
یہ برائے تلاش لوح طلسم طرطوسیہ نکلا ہی الغرض یہ انتظام اسیری کرکے خدمت مین ایرج نوجوان کی حاضر ہوا
باتین ہونے لگین عجائب ترک نے کہا حضور مجھے معلوم ہی کہ لوح کس مقام پر رکھی ہی مین آپ کو بتا دونگا اور
طلسم کو بآسانی فتح کرا دونگا اور اسیران طلسم بھی میرے قابو مین ہین جسوقت آپ قلعۂ عجائب مین تشریف لیچلیے
تو قیدیون کو دیکھ لیجیے گا جس جس کو چاہے رہا کر دیجیے گا یہ باتین سنکر ایرج نوجوان اور بھی خوش ہوے اور
فرمایا کہ اے عجائب شاہ اسوقت میرا جی چاہتا ہی کہ یہانسے زندان خانہ مین جا پہونچون اسواسطے کہ فرزند میرے اسیر
ہین اور مین بآرام تمام یہان بیٹھا ہون عجائب شاہ نے عرض کی کہ حضور نہ گھبرائین انشاءاللہ کل اپنے فرزندان
سے مل لیجیے گا مین صبح ہوتے ہی کوچ کر دونگا اور دو پہر دن چڑھتے چڑھتے قلعہ مین پہونچ جاؤنگا سب قیدی
حاضر خدمت کرونگا جس جس کو چاہیے رہا کر دیجیے گا یہ سنکر ایرج نوجوان کو تسکین ہوئی غرضکہ انہین باتون مین
پہر رات آگئی وہان مہتر خبیث نے سب انتظام کر لیا کہ بیہوشی آمیز کھانا ایک طرف چن دیا اور باقی کھانا اچھا تھا
بلکہ ہر اس کھانے کے تکلفات زیادہ تھے جس مین بیہوشی ملی ہوئی تھی جب اس انتظام سے فرصت ہوئی اور دسترخوان
چن گیا تو اس عیار مکار نے آکر عرض کی کہ دسترخوان چنا ہوا ہی عجائب شاہ اُٹھا اور سامنے ایرج نوجوان کے
آیا نہایت لجاجت کے کلمات زبان پر لایا اور عرض کی ماحضر نان و نمک نوش فرمایئے اور عزت اس خاکسار کی
بڑھایئے ایرج نوجوان نے فرمایا کہ اسقدر انکسار کی کیا ضرورت ہی جب مہمان تمھارے ہوے تو عذر
کیا ہی اور ابھی تو تم سے بڑی بڑی امیدین ہین عجائب شاہ نے عرض کی کہ مین ناچیز کس قابل ہون
اگر اقبال حضور کا یاور ہی تو سب کام آسانی سے سرانجام پا جاینگے غرضکہ ایرج نوجوان اٹھے اور

عجائب شاہ کے ساتھ ہوئے بعد اسکے عجائب شاہ نے مردم درخون آشام سے کہا اور اپنے رفقا کو
لیا سب اُس خیمہ مین آئے جہان دسترخوان چنا ہوا تھا کھانے انواع و اقسام کے موجود تھے مہتر خبیث نے
دسترخوان کی سب حالت عجائب شاہ ترک سے بیان بھی کر دی تھی عجائب شاہ ترک نے سمجھ کر ایک ایک کو بٹھا
جو لوگ اپنے رفقا و ملازمین تھے انکو بائیں مین جگہ دی اور ایرج نوجوان و مردم در دیوانہ کو صدر مین بٹھایا
آپ مصروف اہتمام رہا ہر چند ایرج نوجوان نے اصرار کیا مگر عجائب شاہ ترک نے نہ مانا اور عرض کی
کہ اب غلام اُس روز ساتھ کھائیگا جبکہ فرزند بھی آپ کے قید سے رہا ہو کر شریک دسترخوان ہون گے گویا
یہ منت مین نے مانی ہے ایرج نوجوان بسبب اپنی سادہ مزاجی کے خاموش ہو رہے الغرض سب نے
کھانا کھایا ہاتھ منہ دھونے سے فراغ حاصل کیا اپ خیمہ سے نکل بارگاہ کی جانب چلے راستے مین ایرج
نوجوان کو چکر آیا اور لہرا کر گرے گرنے ہی چھینک آئی اور بیہوش ہو گئے دیوانہ مردم در سنبھالنے چلا تھا
کہ یہ بھی بیہوش ہو کر گرا عجائب شاہ ترک نے اپنے سردارون سے کہا کہ باندھو ان دونون کو اور بلا کر
آہنگرون کو ہتھکڑیاں بیڑیاں ڈالدو حسب حکم آہنگر حاضر ہوئے اور ان دونون کو اسیر غل و زنجیر کیا ادھر
مہتر خبیث نے لشکر دیوانہ مردم در مین بھی بیہوشی آمیز کھانا تقسیم کیا اور اسطرح کہ ایک وقت مین سب نے
کھایا یہ بھی سب کے سب بیہوش ہوئے چالیس ہزار دیوانون کو اسیر غل و زنجیر کیا اور اب عجائب شاہ ترک نے
الاق کوہ پیکر و قلماق کو بھی لیا کہ مین اسوقت کا منتظر تھا یہ ایسا نہ تھا جو یون گرفتار یا قتل ہو سکتا اور ان
سب کی قید اپنے ہمراہ لیکر جانب قلعۂ عجائب روانہ ہوا جسوقت داخل قلعہ ہوا ان قیدیون کو بھی داخل
زندان کیا وہان سہراب بن رستم ثانی اور رستم ثانی اور شہریار نامدار نے اپنے کو ہلاک کرنے مین
کوئی بات باقی نہ رکھی تھی مگر اجل سے مجبور تھے کہ ابھی انکی قضا نہ تھی جو زندہ بچ گئے رات دن دعاے
مرگ کیا کرتے تھے کہ اِس ذلت و خواری کی زندگی سے تو مر جانا بہتر ہے جسوقت ایرج نوجوان بھی داخل
زندان ہوئے تو سہراب ثانی وغیرہ ایرج کو دیکھکر اور بھی غمگین ہوئے اور امید رہائی بھی قطع ہو گئی پوچھا کہ
آپ کیون کر اسیر پنجۂ تقدیر ہوئے ایرج نوجوان نے ساری سرگذشت بیان کی از ابتدا تا انتہا اور دیوانہ
مردم در سے اسی حالت مین ملاقات کرائی اور دغا عجائب ترک کی بیان کی اسی زندان مین مارقم بن
صندل بھی اسیر تھا جسوقت اسے معلوم ہوا کہ یہ لوگ میری رہائی کو آئے تھے تو اپنے حال زار پر رونے
لگا اور عرض کی کہ مین عجب بدنصیب ہون کہ میرے ستارے کی نحوست تمام سعد ستارون پر غالب ہے آپ
ایسے با اقبال لوگ بھی میری رہائی کی نیت کر کے گرفتار بلا ہوئے افسوس صد ہزار افسوس لیکن سہراب ثانی وغیرہ
طریقہ گرفتاری ایرج نوجوان سنکر شکر خدا بجا لائے کہ یہ ہم سب کے بزرگ تھے خدا نے انکو زیر ہونے کی ذلت سے
بچایا اور دوسرے طریقے سے گرفتار بلا ہوئے یہان تو یہ گرفتاران قید غم والم کی صحبت گرم ہے اسیران محن و گرفتارون کی
باتین کر رہے ہین اور وہان عجائب ترک نے ایک نامہ حکیم طرطوس بیابانی کو تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ جو قیدی
آپنے بھیجے تھے ایک مانگا اور عزیز گرفتار ہوا ہے کہ نام اسکا ایرج نوجوان ہے تعداد بھی قیدیون کی پوری ہو گئی اب
کیا حکم ہوتا ہے جسوقت یہ نامہ حکیم طرطوس بیابانی کو پہونچا طرطوس بیابانی اِس نامہ کو دیکھکر نہایت خوش ہوا
جواب لکھدیا کہ اگر مجھے خوف تھا تو اسی کا تھا اب کوئی خطرہ باقی نہ رہا تم اسے سب سے پہلے قتل کرنا بعد ازان
اور جسقدر قیدی ہون انکو بھی قتل کر ڈالنا یہ حکم نامہ حکیم طرطوس بیابانی کا جب عجائب ترک کو ملا اسنے حکم دیا

کہ میدان خونی تیار ہو کل قیدی قتل کیے جاینگے حسب الحکم تیاری میدان خونی کی ہونے لگی چبوترہ ریت کا بنایا گیا جلاد آ
مع حجاج ضال اگر قیام پذیر ہوے دوسرے روز صبح کو عجائب ترک مع لشکر گران آگرہ پہونچا اور اتفاق دیو پیکر
و فلاق دیو پیکر قیدیوں کو اپنے ہمراہ لیے ہوے جانب میدان خونی چلے بتیس پہلوانان جرار و بہادر اباہون بیچ
زنجیروں سے جکڑے ہوے گرد بتیس ہزار سوار تلواریں کھینچے ہوے آن قیدیوں میں نہیں معلوم کہاں کہاں کے
امیر زادے اور شاہزادے تھے جو اُس نازنین کی اُلفت میں گرفتار بلا ہوے تھے جسکا ذکر لقا بدار با دلپوش
کے ساتھ آچکا ہو غرضکہ جسوقت یہ سب قیدی میدان میں پہونچے دیکھا کہ دارین استادہ ہیں جلاد سُرخ
کپڑے پہنے ہوے بہا برسے صفیں باندھے ننگی تلواریں ہاتھوں میں لیے کھڑے ہیں ان سب قیدیوں کو
لاکر چبوترہ پر بٹھایا اور جلاد تلواریں کھینچکر سروں پر کھڑے ہوے اُسوقت ایرج نوجوان نے حسرت سے
جانب گردوں دیکھا اور درگاہ رب پاکذات میں عرض کرنے لگے کہ ای کس بیکسان واے دادرس غریبان تو قادر و توانا
ہی اگرچہ اسوقت سب سامان موت کے پیش نظر ہیں مگر تو نے چاہا تو کیا مجال ہو کسی کی جو رو یان بیکا کر سکے سہ
دوہا جاکو راکھے سائیان مار نہ سکے کوئی ۔ بال نہ بیکا کر سکے جو جگ بیری ہوئی ۔ اگر تو نے قضا ہم لوگوں کی انکے
ہاتھ سے نہیں میں کی ہو تو کیا طاقت ہے کہ یہ قتل کر سکیں ہر چند اب ہوس جینے کی نہیں ہو اسواسطے کہ جتنے ساتھی تھے
سب اُٹھ گئے نورالدہر سے ایک طلسم چشمک کو تھا اُسکا بھی پتہ نہیں کہ کیا ہوے آیا جیتے گئے یا ہمہ کی طرح کہیں گرفتار
بلا ہیں باقی جسقدر لوگ امیر ثانی کے ہمراہ تھے اُنہیں سے صرف پچھتر آدمی بچے تھے اُنکا حال بھی نہیں معلوم کہ زندہ
ہیں یا مر گئے تو میں کیا سمجھکر امید زندگی کروں اور دعاے طول حیات مانگوں مگر مرجانا بھی اختیاری عمل نہ تھا ورنہ
اس ذات سے کیوں مرتے کہ مٹی بھی خراب ہوگی یہ کفار بعد مرگ خدا جانے میت سے کیا سلوک کریں بہر طور اپنی تو
کوئی فکر نہیں ہے ہاں یہ تمنا ضرور تھی کہ یہ فرزند میرے مجکو دفن کرتے اور میں اُنکو اپنے سامنے دنیا سے جاتے نہ دیکھتا
اور جو حسرت اگلے دلوں میں بھری ہوئی تھی وہ پوری ہو جاتی کس ولولے میں یہ لڑکا بیٹا سہراب ثانی طلسم
چہل چراغ کو فتح کرنے کے براے مقابلہ بدیع الملک چلا تھا کہ بزور شمشیر صاحبقرانی لونگا ہر چند کہ ہم لوگ اس
بار کو نہیں اُٹھا سکتے اسواسطے کہ یہ کام اُن لوگوں کا ہے جو تحمل مزاج بھی ہوں ہم لوگ سپاہی ہیں ہمیں بات کی
برداشت کہاں مگر یہ امر ضرور ناگوار گذرنے کا تھا کہ حمزہ ثانی نے سراسر نا انصافی کی اور مثل امیر اول کے سبکو
ایک نظر سے کبھی نہ دیکھا اور بغیر ہمارے مشورہ کے بدیع الملک کو صاحبقران کر دیا ہم اہل عالم کی نظر میں ذلیل
ہوے کہ شاید یہ لوگ کمزور تھے جو ان میں کوئی صاحبقران نہ ہوا اگر حمزہ ثانی ہمسے مشورہ کرتے تو ہم خود
بدیع الملک کو صاحبقران کرتے مگر اب تو یہ تمنا ہے کہ ایک مقابلہ رستم ثانی اور بدیع الملک سے ہو جاتا کہ
اُنہیں بھی معلوم ہوتا کہ یہ بھی زور و طاقت جرأت و ہمت میں ہم سے کم نہیں ہیں پھر انکی صاحبقرانی اُنہیں کے سپرد
کر دیتے مگر افسوس کہ دل کی دل ہی میں رہی جاتی ہے یہ فرماکر بحسرت رستم ثانی اور سہراب بن رستم اور شہریار
کی طرف دیکھا وہاں جلادوں نے اذن طلب کیا اور عجائب ترک نے حکم دیا کہ پہلے اس سرکش کو قتل کرو کہ اسنے جہاں سکتے
اسطرح دیوانہ مردم در کو زیر کیا اسکی قوت و جرأت سے خوف معلوم ہوتا ہو کہ قید خانہ توڑ ڈالے اور پھر نہ قیامت برپا کرے
تو اب اسکی گرفتاری بھی ناممکن ہو یہ سنکر جلاد نے کہا کہ سمجھ کر حکم دیجیے ایسا نہ ہو بعد کو افسوس ہو عجائب ترک نے کہا خوب سمجھ
لیا ہو کہ اسکا قتل ہونا ہی بہتر ہو جلاد نے پھر اذن طلب کیا ہنوز پھر احکم نہیں ملا ہو کہ رستم ثانی نے آواز دی کہ او ملعون پہلے
میرے قتل کا حکم دے کہ میں پہلے اسیر ہوا تھا میں بعد کو قتل کرنا شہریار نامدار نے کہا کہ نہیں ہمسے پہلے اسیر ہوا تھا پہلے میرا

سر تن سے قلم کرو سہراب بن رستم نے کہا کہ اسیر اول تو میں ہوں مجھے ابتدا کرو سب کے بعد اسیر تھے میں جلاد حیران ہو
کے کسے قتل کروں یہ عجب طرح کے اسیر ہیں کہ مرنے پر وعدے دیتے ہیں ہر ایک اپنی موت کی خواہش کر رہا ہے جلاد نے کہا کہ
تم لوگ اپنی اپنی تمنا بیان کرو کہ وقت آخر تمہارا قریب ہے اجل سر پر کھڑی ہے بقول شاعر ؎ اجل لگائے ہوئے تاک
ہر کسی پہ ہے تو ہوش باش کہ عالم روا روی پہ ہے یہ بات سنکے سب نے جواب دیا کہ ہمیں سوا موت کے کوئی تمنا نہیں ہے لہذا ہم
بیان کرتے ہیں کہ ہمیں جلد قتل کر ایرج نوجوان نے فرمایا کہ میں ان سب سے بڑا ہوں پہلے مجھکو قتل کر اور اُن لوگوں کی طرف
مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے فرزندو اس امر میں بحث نہ کرو وقت آخر اپنے داغ نہ دکھاؤ اس کشمکش میں جلاد کی عقل
چکر میں ہو کہ کسے قتل کروں اور کسے چھوڑوں کہ یکایک از پردہ بیابان گوشے برخواست مگر گوشے تیرہ و تیرہ
وغیرہ خیرہ سرگرد بر آسمان رسیدہ و پلے گرد دور زمین پیچیدہ زیر آسمان ایک آسمان خاکی مگر شفق گون نمودار
ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے آخر وہ گرد آندھی کی طرح قریب ہو کر شق ہوئی دیکھا کہ ایک نقابدار بادلہ
پوش چالیس ہزار سرخ پوشوں سے چلا آتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پرکالۂ آتش زبانیں نکالے ہوئے چلے آتے ہیں
تمام صحرا سرخ ہو گیا ایرج نوجوان حیرت میں تھے کہ یہ کون شخص ہے اور کسکی کمک کے واسطے آیا ہے لیکن سہراب
ثانی کو گمان ہوا کہ شاید یہ وہی نقابدار بہادر ہے جو مجھے طلسم گنجور کے راستہ میں ملا تھا جب میں سوداگر کے ساتھ
گرفتاری قسمت سے ہوا تھا غرض نقابدار یاقوت پوش نے آ پہونچتے ہی نعرہ کیا کہ کاش اے گروہ کفار خبردار رو
ہوشیار باشید کہ منم نقابدار یاقوت پوش کے گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر روی اے وفا باز یہ
کیا حرکت تھی کہ دغا سے گرفتار کر کے مردان عالم کو قتل کرتے ہو خبردار اگر ایک قیدی کو بھی قتل کیا تو ایک کو
زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر میان سے تلوار کھینچی اور جلادوں کی طرف چلے عجائب ترک نے اپنے سرداروں سے
کہا کہ روکو اس نقابدار مفلوک روزگار کو کہ بے دھڑک چلا آتا ہے ایسا نہ ہو کسی قیدی کو رہا کرے
تو ایک کے دو ہو جائینگے پھر قوت اسکی دونی ہو جائیگی یہ سنتے ہی الماق دیو پیکر نے گرز گران سنگ کو سنبھالا
اور نقابدار یاقوت پوش کی طرف چلا اور آواز دی کہ بس او نقابدار خبردار آگے بڑھنے کا قصد نکرنا ورنہ
ایک ہی ضرب گرز میں ایسا پست کرونگا کہ مانند حباب کے سر اُٹھانا دشوار ہو جائیگا نقابدار نے فرمایا
کہ او ملعون تو مجھے دھمکاتا ہے میں نے تجھ سے شغالوں کی بھپکیاں بہت دیکھی ہیں تو اپنے حق و ہوش پر ہو لا تو
یہ موٹے موٹے ہاتھ پاؤں لکڑی کی طرح کاٹ کے ڈالدونگا یہ سنتے ہی الماق کوہ پیکر نے جھپٹ کر گرز مارا
نقابدار یاقوت پوش نے ہاتھ کو گرز میں ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ گرز ہاتھ سے الماق کے نکل گیا اور
الماق دیو پیکر اوندھے منہ پیل مرکب پر آ رہا نقابدار نے گرز بجبر کا منہ پکڑ کر جو زور کیا اتنے بڑے
جوان کو ایکہی زور میں صدر زین سے اُٹھا کر بلند کیا اور ہاتھ میں بجائے سپر لیکر آگے بڑھے
عجائب ترک کے تو حواس جاتے رہے کہ اتنے بڑے جوان کو یوں اسطرح ہاتھ پر لیے ہوئے ہے جسطرح
کوئی سپر کو سنبھالتا ہو اور ایرج نوجوان وغیرہ زور و طاقت نقابدار سرخ پوش کی دیکھکر وجد کرنے
لگے لیکن قلماق دیو پیکر نے جو دیکھا کہ بھائی میرا اسیر ہوا مرکب کو دوڑا کر سامنے نقابدار سرخ
پوش کے آیا اور تلوار ماری نقابدار نے وار اسکا پشت شمشیر پر روک کر الماق دیو پیکر کو قلماق
دیو پیکر پر کھینچ مارا یہ معلوم ہوا کہ کوہ پر کوہ گرا دونوں بھائی آپس میں ٹکرا گئے اور پھر اتنے چور چور
ہو گئے تمام ہڈیاں جسم کی شکستہ ہو گئیں حس و حرکت کی طاقت نہ رہی ارواح ان دونوں کی نکلی

ہوئی جانب دوزخ روانہ ہوگئیں جسم خاک پر تھرتھرا کر رہ گئے نقابدار یاقوت پوش نے نعرہ کیا اور
قیدیوں کی طرف چلا اُدھر عجائب ترک نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ دو سردار میرے جو قوت بازو تھے
نقابدار کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے اُسنے لشکر کو آواز دی کہ مارو اِس نقابدار مغلوک روزگار کو ارے
غضب کیا اِسنے کہ پہاڑ کو اُکھاڑ کر پہاڑ پر مارا یہ انسان ہے یا جن ہے یہ سنتے ہی تمام فوج عجائب ترک کی
نقابدار پر ٹوٹ پڑی ہمراہیان نقابدار بھی آپڑے تلوار چلنے لگی سر گرنے لگے بازار موت گرم ہوا اُدھر
رستم ثانی نے ایرج نوجوان سے عرض کی کہ حضور شوکت نقابدار بہادر کی ملاحظہ فرمایئے کیا کہوں
عقل نہیں کام کرتی ایرج نوجوان نے فرمایا کہ اے فرزند اِسوقت دادا صاحب کی تصویر ہے عمرو
بن حمزہ ثانی کی شکل آنکھوں کے نیچے پھر گئی سوا اُنکے یہ زور دوسرے کو نصیب نہیں ہوا یہ فرما کر کہا
کہ اب وقت رہائی آگیا قیدیں توڑو بڑے شرم کی بات ہو کہ جب کوئی قید کاٹے تو رہا ہوں یہ فرما کر ہتکڑی
بیڑی پر ہاتھ کسکر جو جھٹکا مارا مانند تار عنکبوت کے اور رشتۂ خام کے پارہ پارہ کرکے پھینکدیا اُدھر
رستم ثانی نے قید توڑی بعد اُسکے شہریار نامدار نے اُسکے بعد سہراب نے اور ہتکڑیاں بیڑیاں پکڑ پکڑ کر جلادوں
پر گرے جسکو ہاتھ مار دیا زمین پر لوٹ کبوتر بسمل رہ گیا گرا اور تھرتھرا کر تمام ہوگیا جو باقی رہ گئے تھے اُنکی قیدیں
کاٹ دیں اب یہ سب مع ارقم بن صندل شاہ وغیرہ شریک جنگ ہوئے سواروں کو قتل کرکے مرکب و
شمشیر پر قبضہ کیا ولیواش مردم دریکی فوج ایک مقام پر مقید تھی جھپٹ کر ایرج نوجوان نے نگہبانوں کو مار کر
ہٹا دیا اور اُن سب کو رہا کر دیا یہ بھی آکر لشکر عجائب ترک پر گرے تلوار چلنے لگی زمین خون سے لال ہوگئی
صدائے بگیر و بزن بلند ہوئی اُدھر تو یہ ہنگامہ برپا تھا کہ سر پر سر گرتے تھے تیروں کی بارش تھی تلواروں کی بجلیاں
چمک رہی تھیں اسپروں کا دھواں دھار چھایا ہوا تھا خون کا دریا زمین پر جاری تھا لیکن نقابدار سرخ پوش
اُسی دریائے خون کو پیر کر قریب عجائب ترک کے جا پہونچا اور آواز دی کہ ہاں او دغاباز کہاں جائیگا بچکر
میرے ہاتھ سے عجائب ترک نے جو دیکھا کہ نقابدار سر پر آ پہونچا جھپٹ کر تلوار ماری نقابدار
نے کلائی اُسکی پکڑ کر دوسرا ہاتھ کمربند میں ڈال کر قاش زین سے بلند کر لیا اور سر پر چرخ دیکر چاہتے تھے
زمین پر ماروں کہ اُستخوان اُسکے پارہ پارہ ہوجائیں کہ اُسنے آواز الامان بلند کی نقابدار نے
فرمایا بشرط امان اُسنے عرض کیا قبول ہے فرمایا پھر اُسی طرح تو دغا کریگا اب اعتبار جاتا رہا اُسنے
عرض کی کہ جب درحقیقت میں نے فریب کیا تھا لیکن اب بصدق دل عرض کرتا ہوں اسواسطے کہ مجھپر
حقیقت دین اسلام ظاہر نہ تھی بیشک مذہب آپ لوگوں کا برحق ہے جو ایسی ایسی بلاؤں میں بھی مستقل
مزاج رہتے ہیں اور پھر خداوند کریم بچاتا ہے یہ سنکر نقابدار بادل پوش نے اُسکو بجبر زین مرکب پر بٹھا دیا اُسنے
فوج کو منع کیا اور طبل امان بجوادیا دونوں لشکر علیحدہ ہوئے عجائب ترک نقابدار کو مع جملہ
اسیران طلسم لیکر داخل قلعہ ہوا اور دونوں فوجیں باہر قلعہ کے مقیم ہوئیں تاکہ لاشیں میدان جنگ سے اُٹھائی جائیں
جسوقت کشتوں کو شمار کرکے علیحدہ کیا تو معلوم ہوا کہ چھ ہزار کافر مارے گئے اور ایک ہزار مسلمان کام آئے
اب عجائب ترک نے کلمہ پڑھا اور از صدق مسلمان ہوا اور اپنے رفقا سے کہا کہ جسکو ساتھ میرا دینا ہو وہ اِس
مذہب برحق کو اختیار کرے ورنہ شہر سے میرے چلا جائے یہ سنکر سبنے عرض کی کہ جو مذہب بادشاہ کا وہ ہمارا
مذہب ہم آپسے علیحدہ ہونا پسند نہیں کرتے علاوہ اسکے مذہب اسلام کی برکت بھی ہم پر بخوبی ظاہر ہوگئی

بعد اسکے افسران فوج کو ہدایت دین اسلام کی وہ سب بھی ایمان لائے اور افسران فوج نے تمام لشکر کو مسلمان کیا اب
قلعہ عجائب اسلام آباد ہوا اور عجائب ترک نے بڑی دھوم سے دعوت ان لوگون کی کی اور ایرج نوجوان سے
قصور اپنا عفو کرایا ایرج نوجوان نے خطا اسکی معاف کی اور فرمایا کہ اے عجائب ترک اگر تو مجھکو مسلمان ہوتا
تو پھر دین تیرا ناقص رہ جاتا نقابدار یاقوت پوش نے جانا چاہا تھا مگر عجائب ترک نے نہایت اصرار کیا اور منت و
سماجت کرکے روکا کہ دعوت قبول فرمایئے اور رد دعوت نہ کیجیے کہ باعث میری دلشکنی اور توہین کا ہوگا
ایرج نوجوان وغیرہ نے بھی بڑے اصرار سے روکا اب یہ سب کے سب دعوت کھا کر ایک ہی مقام پر بیٹھے اور نقابدار
کو ایرج نوجوان وشہریار رنامدار و رستم ثانی وسہراب بن رستم نے گھیر لیا کہ مبادا یہ جانیکا قصد کرین
تو ہر طرح انکو روکین اور دریافت حال کرین کہ آپ کون صاحب ہین غرض گرمی صحبت مین ایرج نوجوان نے
پوچھا کہ آپ کہان تشریف رکھتے تھے اور خبر ہماری گرفتاری کی کیونکر دریافت ہوئی نقابدار نے اپنا تمام
واقعہ بیان کیا کہ مین گل افشان جادو کی رہائی کے واسطے طلسم شہر زرافشان مین گیا تھا بعد فتح طلسم کے
پہلی ہی منزل پایا و ہین فوج کو اپنی لیکر جانب صحرا روانہ ہوا راہ مین آپکے لشکر کو ایک صحرا مین مقیم پایا اور آپ
لوگون کو نہ دیکھا پوشیدہ طور سے مین نے خبر دریافت کرائی تو معلوم ہوا کہ تین بہادر اسیر طلسم ہوئے اور آپ اسکے
رہائی کے گئے ہین مین بھی اُسی طرف روانہ ہوا بعد مرآپ کو جاتے ہوے اہل لشکر نے دیکھا تھا ویسے بیان کیا تھا یہانتک
کہ اس مقام پر پہونچا اور الحمدللہ کہ بروقت پہونچا ایرج نوجوان نے فرمایا کہ اب اپنے نام نامی و اسم گرامی سے بھی آگاہ فرمایئے کہ آپ
کون صاحب ہین اتنا تو ہمنے سمجھ لیا کہ آپ ہم ہی لوگون مین سے ہین مگر یہ نہین معلوم کہ بزرگ ہین یا خورد ہین نقابدار نے فرمایا
کہ اس امر مین زیادہ اصرار نہ فرمایئے کہ مین ہون کون خوردی و بزرگی ظاہر کیے دیتا ہون کہ اسمین میرا بھی فائدہ ہو کہ ہر شخص حسب
مراتب برتاؤ ظہور مین آئے مین آپ سے سن مین چھوٹا ہون اور رشتہ مین برابر ہون لیکن مجھکو بجائے رستم ثانی وشہریار رنامدار تصور
کیجیے ایرج نے رستم ثانی سے اشارہ کیا کہ نقاب نوچ لو رستم ثانی نقابدار کے برابر بیٹھے ہوے تھے اور نقابدار یاقوت پوش
ایرج نوجوان کی طرف مخاطب تھے بس رستم ثانی نے جلدی کا سے ہاتھ بڑھا کر بند نقاب کو جھٹکا مارکر اوپر الٹ دیا اور وہ سب جلدی سے
سامنے آکر کھڑے ہوگئے کہ قصور میرا عفو ہو اسے ناز بران کن کہ خریدار تست و یا یون کہیے کہ سامنے تو ماکر دستاخ
نگردم جہان خانم کہ رستم نے جیسے ہی نقاب چہرہ نقابدار سے دور ہوئی یہ معلوم ہوا کہ ابر شفق گون سے مہر تابان نمودار ہوگیا
دیکھا ایرج نوجوان نے کہ خد و خال وہ کے عمرو بن حمزہ یونانی کا ہے مگر سن مین رستم ثانی سے بھی کم معلوم ہوتے
ہین سہراب بن رستم سے کچھ شاید بڑے ہون بس دوڑ کر ایرج نے گلے سے لگا لیا اور شہریار رنامدار
اور رستم ثانی بھی بغلگیر ہوکے نقابدار نے سہراب بن رستم کو بھی گلے لگا لیا اور رونے لگے ایرج نوجوان نے
فرمایا کہ اے پیارے اب اپنے نام نامی سے بھی آگاہ کیجیے نقابدار نے کہا کہ مجکو شہنشاہ صف شکن بن سلطان
سعد بن قہرمان حمزہ یونانی کہتے ہین ایرج نوجوان نے فرمایا وہ تو صورت سیرت بھی چہرہ گواہی دے
رہی ہین کیون نہ ہو آپ کسکے فرزند اور کسکے پوتے ہین ہمیشہ سے آپ کے بزرگون کے احسان ہم سب بزرگون پر
چلے آتے ہین آپکے والد ماجد نے جاکے دادا صاحب علم شاہ رومی نوجوان کا ایسا ساتھ دیا ہے یہانتک کہ ملک فرنگستان
کے فتح کرنے مین بھی شریک تھے اور کیسے کیسے زبردستون کو زیر کیا ہے اور ہمیشہ پہلوانون کے طرفدار رہے اور والد ماجد یعنی شاہزادہ
خاور سیاہ لعل خشان خونریز خاور ی ابھی ملک قاسم جب ملک سنجان مین داخل ہوئے ہین جادو بدیع الزمان بھی بلخ
گوہر ملک مین موجود تھے تو ایک پہلوان بدست کہ بدیع الزمان نے زیر کیا تھا اور ایک کو قاسم نے اور آتش باہی

ہوئی تھی تو کہ ورقا نے زنجیرہ خوار بدیع الزمان کی طرف سے برائے مقابلہ ملک قاسم
آیا تھا اور موت بن سابق برائے مقابلہ بدیع الزمان گیا تھا تو والد ماجد کے
طرفدار آپکے دادا صاحب تھے اور راہ میں ورقا نے زنجیرہ خوار کو روک کر بہت کچھ
ڈرایا دھمکایا تھا اور ہمارے دادا صاحب یعنی شاہزادہ علمشاہ نوجوان اپنے بھائی
بدیع الزمان کے طرفدار تھے اور موت بن سابق کو ڈرایا تھا کہ بدیع الزمان
بہت زبردست ہے خلاصہ یہ کہ آپ لوگوں کے بار احسان نے ہمیشہ سے ہماری گردن نیچی کر رکھی
ہے یہ باتیں سنکر نقابدار یاقوت پوش کا دل بھر آیا اور کہا کہ اب اس ذکر کو جانے دیجیے
جو باتیں اُن بزرگوں کی تھیں وہ انھیں کے دم تک تھیں ہم لوگ ویسے دل اور زور اور
قوت کہاں سے لائیں اب تو بھائی ۔۔ بی کا عہد و عزیز عزیز کا تشنہ خون ہے غرضکہ دیر تک اسیطرح کی
باتیں ہوا کیں بعد اسکے نقابدار یاقوت پوش نے بھی ہمراہی ان لوگوں کی اختیار کی اور
فرمایا کہ میں آپکے ساتھ ہوں چلکر ہر طاق پر بدیع الملک سے مقابلہ کیجیے اور صاحبقرانی
چھین لیجیے غرضکہ اس مقام سے یہ بھی شریک ہوئے اور اب پانچ نقابداران سرخ پوش ہوئے
عجائب ترک نے عمدہ عمدہ مقامات اپنے شہر کے دکھلائے اور بہت سے مقاموں کی سیر کرائی بعد ازان
راستہ طلسم طرطوسیہ کا پوچھا عجائب ترک نے بیان کیا کہ یہاں سے فلان صحرا کی طرف ایک
سنگ گران زمین پر رکھا ہے کہ آپ ایسے پہلوان مگر اُسے ہٹا سکتے ہیں اُسی کے نیچے دہنہ طلسم ہے
لیکن ایک شخص سے اُس پتھر کا ہٹنا دشوار ہے اور یہ چور دروازہ ہے طلسم کا کہ پوشیدہ طور پر
ساکنان طلسم اسطرف سے آتے جاتے رہتے ہیں یہ سنکر ایرج نوجوان نے فرمایا کہ میں برائے
فتاحی طلسم جاتا ہوں آپ لوگ یہیں قیام کریں شہنشاہ صف شکن نے کہا کہ میری رائے ناقص
میں یوں کسی کا جانا درست نہیں ہے اول زائچہ سے دریافت کر لیا جائے کہ فتاح طلسم ہے کون
جسکا نام نکلے وہی جائے سب نے اس رائے کو پسند کیا اور نجومیوں کو طلب فرما کر استخراج احکام کا
حکم فرمایا اہل نجوم نے بارہ برج سات ستاروں کو ذہن میں لا کر نظرات سعد و نحس پر غور کیا
تو معلوم ہوا کہ سوا ایرج نوجوان کے جو شخص جائیگا وہ ناکام رہیگا عرض کی کہ حضور کلید
طلسم کی ایرج نوجوان ہیں انکے علاوہ جو شخص قصد فتاحی کریگا وہ گرفتار بلا ہوگا
یہ سنکر سب خاموش ہو رہے اور ایرج نوجوان اٹھ کھڑے ہوئے اور سب سے ملکر
ایک راہبر کو ساتھ لیکر جانب طلسم طرطوسیہ روانہ ہوئے بعد طے مراحل قریب اُس سنگ
کے پہونچے جسکا پتہ عجائب شاہ ترک نے بتایا تھا ایرج نوجوان نے بسم اللہ کہکر پتھر پر ید
کیا گرفت نہ تھی کہ اُسے بلند کرتے لیکن ایک طرف سے جو زور کیا سو قدم تک ہٹے ہوئے
چلے گئے اور وہاں سے پلٹ کر دہنہ طلسم میں کود پڑے جسوقت پانوں ایرج نوجوان کے
زمین سے آشنا ہوئے دیکھا کہ ایک صحرائے لق و دق ہے کہ کوسوں شجر تک معلوم نہیں
ہوتا زمین پر گیاہ تک نہیں ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کبھی پاؤں انسان نہیں آئی ہے ایرج نوجوان
حیران ہیں کہ کس طرف جاؤں کچھ دور چلے تھے کہ سامنے ایک عمارت بلند معلوم ہوئی

گرد اس عمارت کے ایک دیوار کھنچی ہوئی تھی اور دروازہ بلند لگا ہوا تھا ایرج نوجوان اُس
عمارت کی طرف متوجہ ہوے جاتے جاتے دوپہر دن آگیا بظاہر عمارت قریب معلوم ہوتی
تھی لیکن جسوقت رہبری کی زرد دوپہر مین قریب اُسکے پہونچے دیکھا کہ دروازہ مانند آغوش
معشوقان کے کھلا ہوا ہے اور کوئی نگہبان تک نہین ہے جیسے اندر دروازے کے قدم رکھا
ہواے تند چلی یہ معلوم ہوا کہ پردے کانون کے پھٹ جاینگے بعد کچھ دیر کے ایک
دیو مہیب سامنے سے پیدا ہوا اور پکارا کہ اوسرکش تو کون ہے جسنے اتنی بڑی جرأت کی کہ
داخل طلسم ہوا اور باغ حکیم طرطوس بیابانی تک آپہونچا اب کب چھوڑتا ہون تجکو
یہ کہتا ہوا ایرج نوجوان کی طرف چلا ایرج نے تلوار کھینچی دیو نے دیکھا کہ یہ لڑنے پر
آمادہ ہے بس ہاتھ مین دیو کے ایک قرنا تھی تو اُٹھا اُسنے قرنا کو منھ سے لگا کر دم دیا یہ معلوم
ہوا کہ اسرافیل نے صور پھونکا آواز قرنا گوش گردون کے پار ہوئی تمام صحرا گونج اٹھا
اور ایرج نوجوان بیہوش ہوکر زمین پر گرتے ہی دیو نے ایرج کو اٹھا لیا اور خدمت
حکیم طرطوس بیابانی مین روانہ ہوا جسوقت باغ کو طی کرکے داخل قصر ہوا دیکھا کہ
حکیم طرطوس بیٹھا ہوا ہے گرد مجمع شاگردون اور ملازمون کا ہے دیو نے ایرج کو سامنے
حکیم کے رکھ دیا اور کہا کہ یہ سرکش دروازہ باغ تک آپہونچا تھا جو مین نے بیہوش کیا حکیم
طرطوس نے دیو سے کہا کہ یہ وہ شخص ہے جسنے صدہا دیوون کو مارا ہے اگر تو قرنا سے
کام نہ لیتا تو یہ تجکو قتل کرتا اسی کے خوف سے مین نے یہ قرنا بنا کر تجکو دی تھی کہ ایک زمانہ
مین یہ آئیگا اور تجکو قتل کر ڈالے گا اب اسے ہوشیار کر دیو نے اُلٹی قرنا پھونکی کہ ایرج
کو ہوش آیا حکیم طرطوس نے گرد ایرج کے ایک لکیر کھینچ دی تھی کہ اس حد سے باہر
نہ نکل سکے غرضکہ جب ایرج نوجوان کو ہوش آیا اپنے کو ایک قصر رفیع مین پایا ایک
طرف دیو کو کھڑے دیکھا اور تخت پر حکیم کو دیکھا آواز دی کہ جو شخص خداے کریم کو
برحق جانے اور اُسے وحدہ لاشریک مانے اُسپر میرا سلام پہونچے حکیم طرطوس نے کہا
کہ ہان اجل مین بیٹھا ہوا ہے مگر ابھی تک خیالات وہی ہین ایرج نوجوان نے فرمایا کہ او ملعون
ہر وقت مین کلمۂ حق زبان پر جاری رکھنا چاہیے تیری کیا حقیقت ہے ہمنے بڑے بڑے
ساحرون اور پہلوانون کے سامنے ایسی ہی گفتگو کی ہے حکیم طرطوس بیابانی نے کہا
خیر نام اپنا بیان کر کہ تو کون ہے جو موت سے نہین ڈرتا ایرج نوجوان نے نام اپنا ظاہر
کیا اور فرمایا کہ موت سے ڈرنا بیکار ہے جو وقت اُسکا معین ہے وہ کسیطرح ٹل نہین سکتا ؎
موت کو دور نہ سمجھے وہ بشر غافل ہے ✤ قبر مین سونا ہے تکیہ مین کفن پاس رہے ✤ اگر ہزار
برس کی زندگی ہوئی تو بھی ایک دن مرنا ہے کہان گئے وہ لوگ جنھون نے دعوی خدائی کی
کیے تھے اور ایک عالم کو مطیع اپنا کرکے گمراہ کیا اور خود بھی گمراہ ہوے عاقبت
کے واسطے جہنم مول لیا یہ سنکر حکیم طرطوس بیابانی نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے تو چرب زبان
بھی بہت ہے اس سے کچھ فائدہ نہوگا مین سمجھ گیا فتاح طلسم تو ہی ہے تجھے بغیر قتل کیے

ہوئے نرم ہو نگا یہ سنکر دیو سے کہا کہ جلد اسے قتل کر کہ ایک پل زندہ رکھنا اسکا درست
نہین ہی یہ وہ شخص ہی جسکے خوف سے راتون کی نیند اڑا دی تھی دیو بارادۂ قتل بڑھا تھا
کہ ایرج نوجوان تلوار کھینچ دیو کی طرف چلے لیکن جیسے ہی اُس گنڈے کو ناگہا بیہوش ہوکر
گرے دیو چلا کہ قتل کرے اُون پہ ایک سامنے سے دختر حکیم طرطوس نمودار ہوئی اور کہا
کہ یہ طلسم کشا آگیا حکیم طرطوس نے جواب دیا کہ ہان کہا لیجئے اسے مین قتل کرون کہ
اسکی دہشت نے میرے آرام مین فرق ڈالا یعنی طلسم سے نکلنا چھوڑا سیر و تفریح چھوٹی
اکیلے گھر مین پڑے پڑے جنون ہوگیا حکیم طرطوس بیابانی نے کہا کہ یہ تمھارے
ہاتھ سے قتل نہوگا مین نے اسکی موت اسی دیو کے ہاتھ سے معین کی ہی دختر حکیم نے
کہا کہ کیا یہ دیو ساحر ہی جواب دیا کہ ساحر تو نہین ہی مگر اسے حربہ مین نے تیار کر دیا ہی سوا
اُس حربہ کے اسکا دوسرے حربے سے ہلاک کرنا اچھا نہین ہی تم تامل کرو دختر حکیم نے
دیو کو منع کیا کہ ابھی اسے قتل نکرو اور اپنے باپ کے قریب آئی حکیم طرطوس نے کہا
کہ تو ہمارے حلم کو منسوخ کرتی ہی اور قتل طلسم کشا مین دیر کرتی ہی تونے ادب و لحاظ
سب ترک کر دیا دختر حکیم نے قریب ہوکر آواز دی کہ پہلے ابنی جورو بیٹی کی تو خبر لے
بڑا حکیم بنا ہی اور طلسم کشا کو قتل کرنے چلا ہی ارے جسکی قضا نہو اسے کوئی ہلاک کر سکتا ہی
یا جسکی موت آگئی ہو تو اسے کوئی روک بھی سکتا ہی حکیم طرطوس بیابانی حیران ہی کہ
آج یہ کیسی باتین کر رہی ہی اور تو کبھی یہ اسطرح کی سخت کلامی اور آنکھ مین آنکھ ڈالکر
بات نکرتی تھی پوچھا ای دختر سبب غصہ کا کیا ہی مجھسے تو کس بات پر ناراض ہی یہ سنکر
دختر حکیم نے حکیم طرطوس کو ایک طمانچہ مارا اور کہا کہ تو بغیر سزا پائے نہ مانے گا
اور اپنے ارادہ سے باز نہ آئے گا طمانچہ کھاتے ہی حکیم چکر کھاکر زمین پر گرا اور بیہوش ہوگیا
اور لوگ حیران ہین کہ باپ بیٹیون کی لڑائی مین کون دخل دے یہ دونون پھر ایک
ہو جائینگے اور ہم جسکی مخالفت کرینگے وہ ہمیشہ کے واسطے عدو اور باغی ہو جائیگا لیکن
دیو نے فورا سنبھالی اور پکارا کہ بس الگ رہیے گا اب قریب حکیم صاحب کے قصد جائیگا
نہ بچے گا ورنہ پھر ہمین دست اندازی کرنا پڑے گی کوئی بھی باپ کے ساتھ ایسی بے ادبی
کرتا ہی یہ سنکر دختر حکیم طرطوس بیابانی دیو کی طرف پلٹی اور کاندھے سے غلیل
اتار کر آواز دی کہ او ملعون مجھ تیری شامتین تو نہین آئی ہین باپ کیسا اور بیٹی
کیسی مین تیرا باپ ہون سے ہوشیار ہو جا دیو نے کہا تو کون آواز دی کہ منم مہتر
سیارہ ثالث یہ کہکر جو غلہ مارا تو دیو کے ماتھے پر پڑا غلہ کے تو ہزار ٹکڑے ہوگئے
اور بقدر بیہوشی جو اڑا دیو چیخ مار کر زمین پر گرا ادھر رفقائے حکیم طرطوس نے جو یہ
معرکہ دیکھا آشکر ہا گئے کہ یہ کون بلا آگئی سیارہ ثالث نے جاتے جاتے وقت
ایک لقمہ اسکی پشت پر مارا کہ وہ لوٹ گیا اور بقدر بیہوشی آگیا یہ بھی تھرتھرا کر گرے
اب سیارہ ثالث جلدی سے قریب حکیم طرطوس بیابانی کے آیا اور حکیم

تو میں ڈرتا تھا کہ اسی کے ہاتھ سے وہ لکیر مٹادی جسمیں ایرج نوجوان قید ہوے تھے اور اسکے پھاندکر بیہوش ہوگئے تھے سیارہ ثالث سمجھ گیا تھا کہ جبتک یہ لکیر اسی کے ہاتھ سے نہ مٹے گی اسوقت تک ایرج کا ہوشیار ہونا دشوار ہے جیسے ہی لکیر مٹی ایرج نوجوان کو ہوش آیا دیکھا تو حکیم بھی بیہوش پڑا ہے اور دیو بھی اور تمام شاگردان ورفقاے حکیم طرطوس بھی بیہوش ہیں اور دختر حکیم کھڑی ہوئی ہے ایرج نوجوان نے فرمایا کہ اے نازنین تو نے بڑا احسان کیا کہ میری طرف سے اپنے باپ کا مقابلہ کیا اور الحمدللہ کہ تو کامیاب ہوئی مجھے رہا کیا اور ان سب کو بیہوش کیا اب یہ بھی بیان کر دے کہ یہ احسان کس سبب سے کیا میں سمجھے کیا سمجھوں اسیران طلسم میں سے دو میرے فرزند اور ایک پوتا ہے تو کسکی محبوبہ مطلوبہ ہے اور یہ تو ظاہر ہے کہ میرا سن اب قابل رغبت نہیں رہا یہ سنکر دختر حکیم ہنسی اور دست بستہ عرض کی کہ اے شہریار کیا کچھ اور ارادہ بھی ہے میں ہون غلام آپکا سیارہ ثالث یہ سنکر فرمایا کہ ارے تو یہاں کہاں سیارہ نے عرض کی کہ جسوقت سب اسیر بلا ہوے یعنی تینوں فرزند دلبند آپکے نقابدار بادلپوش کے ہاتھ سے زیر ہو گئے تو میں پریشان تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے یہ ایسے لوگ نہیں ہیں کہ انکو کوئی بھی اسیر کرسکے اور جب یہ سب زیر ہوگئے تو آپکی طرف سے بھی ناامید ہوئی کہ اب آپ بھی گرفتار بلا ہو جائینگے لہذا لشکر میں رہنے سے تو کوئی فائدہ نہ تھا میں حقیقت حال دریافت کرنیکی غرض سے نکلا کہ دریافت حال کرکے کوئی صورت رہائی کی پیدا کرون یہانتک کہ اس صحرا میں پہونچا جہان ایک پتھر رکھا ہوا ہے مجھے شک ہوا کہ یہ پتھر اسرار سے خالی نہیں ہے ایک درخت کے نیچے بیٹھکر سوچنے لگا کہ اتنے میں پتھر ہٹا اور دختر حکیم طرطوس نکلی اور جانب صحرا روانہ ہوگئی ایک کنیز اسکی اس پتھر پر بیٹھ گئی اور چند کنیزیں ساتھ اسکے سیر صحرا کو روانہ ہو گئیں میں نے صورت اپنی ایک برہمن کی بنائی اور پوتھی بغل میں دباکر قریب اس کنیز کے آیا جسے دختر حکیم طرطوس دہنہ طلسم پر چھوڑ گئی تھی اس کنیز نے جو مجھے دیکھا کہا مہاراج ہمارے بھی دن دیکھو دو کیسے ہیں اسکے میں نے انکار کیا اسنے سبب پوچھا میں نے کہا میرا مطلب نکال دے تو میں تیرا کام کردون اسنے کہا تمہارا کیا مطلب ہے میں نے کہا کہ اس نقب کے اندر کیا ہے جہان سے تم آئی ہو اور یہ کون نازنین ہے جسکی تم ملازم ہو اسنے سارا حال طلسم طرطوسیہ کا مجھ سے بیان کیا اور نازنین کو کہا کہ یہ دختر بانی طلسم ہے اور نام اسکا بت سنگین دل ہے جسوقت میں حال طلسم دریافت کر چکا تو میں نے پوتھی کھولکر کچھ سر پیٹا بہت تماشہ کیا اتنی دیر تک بتایا کیا کہ بت سنگین دل سیر کرکے پلٹ آئی اور مجکو دیکھکر کہا کہ مہاراج ہمارے ستارے بھی دیکھو میں نے اسکا زائچہ بھی کیا اور بچار کرکے دن بخت بتائے اور کہا کہ اوتارا اسکا میرے پاس ہے

اگر کہو تو ابھی ہو جاسے اُسنے کہا اس سے بہتر کیا ہے پس مین نے ایک چٹکی بیہوشی لیکر سر سے
پاؤن تک اسطرح اتاری کہ اثر اسکا دماغ تک پہونچ گیا اور وہی چٹکی خاک بیہوشی کی
سب کنیزون پر کھینچ ماری کہ ملکہ کی بلا تمھاری جان کو لگے بقہ بیہوشی کے اثر سے
وہ سب بیہوش ہو گئین پس مین نے جلدی سے ملکہ کو اٹھا کر ایک پتھر کے نیچے مار کر دبا دیا
اور خود ملکہ کی صورت بنکر ان کنیزون مین شامل ہو گیا سب کو ہوشیار کیا اور کہا جلدی
بھاگو وہ پری نہ تھا کوئی بلا تھی کہ ہم سب کو بیہوش کر کے غائب ہو گیا آجکل زمانہ پر آشوب
ہو رہا ہے لوگون کے تحت مین ایسا نہو کوئی افتاد پڑے لہذا آیندہ سے سیر موقوف کرو
اور اب طلسم کے باہر آنا مناسب نہین ہے اور یہ امر والد ماجد کے بھی خلاف گذرے گا کیونکہ
وہ اکثر منع کیا کرتے ہین یہ سنکر وہ کنیزین حیران ہو گئین اور سبکو لیے ہوے داخل طلسم
ہوا اور صورت بت سنگین دل کی بنا ہوا اسی مقام پر قیام پذیر ہوا کہ جو گرفتار ہو گا
وہ یہین آئیگا اسوقت دیکھا جائیگا چنانچہ مجکو آپکے اسیر ہونیکی خبر معلوم ہوئی مین یہان آیا اور حضور
کو رہا کیا ایرج نوجوان نے فرمایا کہ دختر حکیم طرطوس کو ہدایت دین بھی کر لی تھی یا یون ہی
مار ڈالا سیارہ ثالث نے عرض کی کہ حضور چہرہ اسکا سیاہ تھا اور باتین اسکی بتا
رہی تھین کہ وہ دشمن خدا و رسول تھی بات بات مین اہل اسلام کو برا بھلا کہتی تھی اور
شان پروردگار عالم مین کلمات کفر منہ سے نکالتی تھی مجھے یقین ہو گیا تھا کہ یہ مسلمان
نہو گی ورنہ مین قتل نہ کرتا اب ایرج نوجوان نے سیارہ ثالث کو گلے سے لگایا اور
فرمایا کہ تو نے بڑا کام کیا اب اس دیو کو تو مین قتل کیے ڈالتا ہون اور تو اس حکیم کو
قتل نکر بلکہ زبان پر تکلہ دیکر اسے ہوشیار کر یہ فرما کر تیغ آبدار کا وار کیا کہ دیو کے دو ٹکڑے
ہوے اور حکیم طرطوس بیابانی کو ہوشیار کیا آنکھ جو حکیم طرطوس کی کھلی اپنے کو
عجیب حال پرملال مین دیکھا کہ زبان پر تکلہ سوزن ہے ہاتھ بندھے ہوے ہین دختر تلوار
کھینچے سر پر کھڑی ہے دیو قتل کیا ہوا سامنے پڑا ہے ایرج نوجوان سامنے کھڑے ہوے
ہین حکیم طرطوس بیابانی حیران تھا کہ یہ کیا معرکہ ہے ایرج نوجوان نے فرمایا کہ ہوشیار
ہوا اور دیکھ قدرت خدا کو کہ چشم زدن مین کیا سے کیا ہو گیا یا مین تیرے سامنے
اسیر بلا تھا یا اب تو میرے سامنے گرفتار بلا ہے حکیم طرطوس نے دختر کی طرف چشم حسرت
سے دیکھا اور کچھ کہنا چاہتا تھا مگر زبان پر تکلہ ہونے کی وجہ سے کچھ نہ کہہ سکا ایرج نوجوان
نے فرمایا عیار سے کہ قلم دوات اور کاغذ اسکے سامنے رکھدو اور قریب اسکے
کھڑے رہو اور اس سے کہو کہ پتہ لوح طلسمی کا بتا ورنہ اتنے کوڑے مارونگا کہ کھال
کھینچ کے ڈالدونگا اور حکیم سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ تیری دختر نہین ہے بلکہ میرا عیار ہے
اور فرمایا عیار سے کہ صورت اصلی اپنی ظاہر کر عیار نے رنگ و روغن عیاری چہرہ سے چھڑا کر صورت اپنی
دکھائی اور قلم دوات سامنے حکیم طرطوس بیابانی کے لا کر رکھا حکیم نے
لکھنے سے انکار کیا اور گردن ہلائی سیارہ ثالث نے کوڑے مارنا شروع کیا

اسنے کوڑے مارے کہ حکیم طرطوس کو بیہوش کر دیا ایرج نے اشارہ سے منع کیا کہ ایسا
ہو یہ ہلاک ہو جائے ابھی اس سے پتہ دریافت کرنا ہی غرضکہ مجبور ہو کر حکیم طرطوس نے
تحریر کیا کہ لوح بیابان مرگ مین ہی حاکم وہان کا اوتار بن مرگ جادو ہی تا وقتیکہ
وہ نہ مارا جائیگا اُسوقت تک لوح دستیاب نہوگی ایرج نوجوان نے اُس تحریر کو پڑھا
اور سیارہ ثالث سے کہا کہ اسکو قفس آہنی مین بند کر دو اور قفس اپنے قصر مین لٹکا دو
بعد اسکے سیارہ ثالث کو بھیجکر شہنشاہ صف شکن و سہراب و رستم وغیرہ سبکو بلا لیا
اور ان سب سے کہا کہ اب آپ لوگ اسی مقام پر قیام کریں اور مین تلاش لوح مین
جانب بیابان مرگ جاتا ہون اگر لوح دستیاب ہوئی فہو المراد ورنہ جو مرضی خدا ہوگی
وہ ظاہر ہوگا یہ سب نہایت خوش ہوے اور ایرج نوجوان ان سب سے رخصت
ہوکر جانب بیابان مرگ روانہ ہوگے جاتے جاتے قریب شام ایک صحرائے پر بہار
مین پہونچے کہ وہان جا بجا منہدم عمارتون کے نشانات موجود تھے جس سے یہ پایا جاتا تھا
کہ یہ صحرا کسی زمانہ مین گلشن تھا اور یہان کسی کا مسکن تھا درخت سرسبز و شاداب
تھے میوے گوناگون لگے ہوے تھے ایک نہر جاری تھی لیکن تمام صحرا پر عجب طرح کی
حسرت برس رہی تھی ہر گل چاک گریبان تھا اور غم و رنج خزان کے باعث پژمردہ
ہوا جاتا تھا ہر نخل نخل ماتم کی شکل تھا برگ کف افسوس مل رہے تھے ڈالیان بار غم و الم
سے جھک گئی تھین نہر با چشم پر آب حال بربادی گلشن پر رو رہی تھی نرگس چشم انتظار
دیکھے ہوے نگران تھی سنبل بال پریشان کیے ہوے ابتری باغ پر افسوس کنان تھا
سوسن بعد زبان کلمات رنج و افسوس ظاہر کر رہے تھے باد صبا کی رفتار نبض مریض ناتوان
کے مانند تھی ایرج کا دل بھر آیا جی چاہا کہ چیخ مار کر روؤن مگر ضبط سے کام لیا دل تھام لیا
لیکن حیران ہی کہ یہ اداسی کس سبب سے ہی اور کونسا مکین اس مکان کو ویران کر گیا ہی
کہ ہر برگ و بار پر حسرت برس رہی ہی اسی حیرانی و پریشانی مین شام ہوگئی جنگل سائین
سائین کرنے لگا پرندے اُڑ اُڑ کر اپنے اپنے آشیانون کی طرف چلے آسمان پر ستارے
چمکنے لگے جانثات نظرون سے پنہان ہوا ایرج نوجوان نے نہر سے وضو کیا نماز مغربین کو
ادا کرکے ایک درخت کے نیچے بیٹھکر وظیفہ پڑھنے لگے اب وہ وقت ہی کہ ماہتاب بھی
افق چرخ سے نمودار ہو چکا ہی صحرا مین روشنی پھر پیدا ہوئی ہی درختون کا سایہ عجب بہار
دے رہا ہی کوثر بالا کوسون تک اسطرح پھولا ہوا ہی کہ یہ معلوم ہوتا ہی ایک چادر
سفید بچھی ہوئی ہی یکایک بالائے درخت ایک جوڑا بلبل کا آکر بیٹھا ایک پھول
منہ مین دبا ہوا تھا کبھی یہ اسپر منقار رکھتا تھا کبھی وہ منہ رکھکر پیار کرتا تھا ایک
معشوق سے دوسرا عاشق حسرت دل نکال رہے تھے اور کوئی رشک و حسد نہ تھا ایرج نوجوان
ان جانورون کی طرف متوجہ ہوگیا اور دل مین کہنے لگا کہ کیا قدرت ہی باغبان قضا و قدر کی
کہ ان مین مادہ و رشک مطلق نہین ہی اتنے مین مادہ بلبل نے بزبان انسانی اپنے نر سے

لمایہ کیا بات ہی کہ جب ہم اس درخت پر آکر بیٹھتے ہین تو از خود رقت طاری ہو جاتی ہی
دل بھر آتا ہی یہ کہتے ہی آنکھون سے اسکی آنسو جاری ہوے اُدھر نر بھی رونے لگا
یہ دیکھکر اِسکے نوجوان کے آنسو بھی جاری ہوگئے اور کان کھڑے ہوے کہ یہ کیا اسرار ہی
نر نے مادہ سے کہا کہ خداوند کریم نے درختون مین سب طرح کی تاثیرین پیدا کی ہین یہ کوئی
تعجب کی بات نہین ہی اُسنے جواب دیا کہ یہ سچ ہی مگر چند دن پیشتر تو اس درخت مین یہ
تاثیر نہ تھی اور یہ مقام بھی ویران نہ تھا جبتک میرا تیرا ساتھ ہوا تھا مین اکثر اس درخت
پر آکر بیٹھی ہون تو اسوقت مین اسکے برخلاف اثر ظاہر ہوتا تھا تمام زمانے کے
رنج دور ہو جاتے تھے غم غلط ہو جاتے تھے اب اسکے خلاف پاتی ہون نر نے
بیان کیا کہ دنیا مین ہمیشہ انقلاب ہوا کرتے ہین آج یہ چمن خزان ہوا کل اس باغ
مین بہار آگئی بہت سے ہم نفس قید صیاد مین گرفتار ہوگئے کتنون سے جدائی
ہوگئی ان باتون کا پوچھنا ہی کیا یہ تو باغ عالم کے نیرنگ ہی ہین جسطرح یہان کی آبادی
اُجڑ گئی اور ساکن اس مقام کے برباد ہوگئے اسیطرح تاثیر بھی بدل گئی مادہ نے کہا
کہ تو مجھے بہلا دے نہ دے مین ایسی نادان بھی نہین کہ تیرے بہلانے مین آجاؤن
خداوند عالم نے جو تاثیرین جن چیزون مین خلق کردی ہین وہ بدل نہین سکتی ہین مثلاً
ہمیشہ آگ کا کام جلا دینا ہی تو آگ پانی کا خواص نہین پیدا کرسکتی درختون کی یہ تاثیر ہی کہ انمین
جو پھول پھل لگتے ہین لگینگے یہ ممکن نہین ہی کہ بیلے مین چنبیلی پیدا ہوا ور چنبیلی مین بیلا اور
دنیا کے انقلابات ان خواص کو بدل نہین سکتے یہ سنکر بلبل نر نہایت پریشان ہوا اور جھنکر
یہ جواب دیا کہ تجھے قدرت خدا مین دخل ہی اگر اُسکی یہی مصلحت ہو کہ جو اس درخت پر بیٹھے
اُسپر رنج و غم طاری ہو مادہ نے کہا کہ جو قاعدے انتظام دنیا کے بندھے ہوے ہین انمین
فرق نہین پڑ سکتا ہی سوا عورت کے مرد کے یہان لڑکا نہین پیدا ہوسکتا مرکر کوئی زندہ
نہین ہوسکتا اگرچہ خداوند کریم کو سب طرح کا اختیار ہی مگر عادت کے خلاف ضرور یہ ہی
یہ سنکر نر نے کہا کہ دیکھ زیادہ ہٹ نکر کہ تجھ اسکا خواب ہی مادہ نے جواب دیا کہ اگر ہٹ میری
رکھنا منظور نہین ہی تو میرے پاس سے ہٹ کے بیٹھ آج سے میرے تیرے ترک یہ سنکر
نر پریشان ہوا کہا تو بڑی ضدن ہی خیر سُن مجھسے مین جانتا ہون کہ اسوقت تیرا جی گھبرا رہا ہی
مین ایسی باتین کرتا ہون کہ تیرا دل بہلا جاتا ہی تو نہایت خوش ہوگی جب آشیانہ میرا
بیابان مرگ کے قریب تھا اور سن میرا کم تھا تو تیری مان میرے حال پر نہایت
شفقت کرتی تھی اسلیے کہ مان باپ کو میرے صیاد پکڑ لے گیا تھا مجھے تیری مان نے مثل
فرزندون کے پالا اور تیرے ساتھ شادی کردی یہ سنکر مادہ نے تین چار چونچین ماریں
کہا موذی کاٹے مین کچھ پوچھتی ہون تو کچھ بیان کرتا ہی لے مین جاتی ہون کسی اور
گلشن مین آشیانہ بناؤنگی اور اب جو مجھے اس راز سے آگاہ کرے گا اُسکے ساتھ شادی
کرکے زندگی بسر کرونگی جب نر مجبور ہوا تو اُسنے کہا کہ تیری نادانی دیکھیے کیا کرتی ہی اری

الغرض اسمین ایک راز ہے جسکے بیان کرنے مین سو طرح کے خطرے ہین روز آرام سے اس مقام پر
آکر بیٹھتے ہین اب تو اس آشیانہ کو بھی چھڑوایا چاہتی ہے اور تباہی مین ڈالا چاہتی ہے
خیر جو تیری مرضی مادہ نے کہا موے سڑی اس صحرائے لق و دق مین کون ہے جو ان باتون
کو سُنے گا مین ہون یا تو اور سُنے گا تو کیا کرے گا آخر کار اسنے ایسا پریشان کیا کہ نر نے اصلی
واقعات بیان کیے وہ یہ تھے کہ اسی مقام پر ایک زمانہ مین آبادی تھی یہ عمارت جو
شکستہ و خراب پڑی ہوئی ہے یہ ایک شاہزادی کا مسکن ہے نام اُسکا ماہ گلابی پوش تھا
مادہ نے کہا کہ وہ کس بادشاہ کی دختر تھی اور شادی اُسکی کہان ہوئی تھی نر نے کہا کہ
تو بات پوچھتی ہے یا بات کی جڑ آخر تمام جھگڑون سے تیرا کیا مطلب ہے وہ جھلا کر بولی
کہ ایسا اوٹ پٹانگ بیان کرنے سے تیرا نہ کہنا بہتر تھا اگر تجھے اسیطرح بیان کرنا
ہے تو بس رہنے دے مین نہین سنتی اور جاتی ہون یہ کہکر اُڑنے کا قصد کیا تھا کہ
نر نے پاؤن پر منقار رکھدی اور کہا کہ تو جا نہین اب جسطرح تو چاہتی ہے مین اسیطرح
بیان کرونگا کہ تجھکو ٹوکنے کی گنجایش بھی نرہیگی یہ کہکر اسنے پھر وہی کہانی شروع کی
اور کہا کہ ماہ گلابی پوش بادشاہ طلسم طرطوسیہ کی دختر تھی یہ مقام اُسکا مسکن
تھا کہ فضا اس صحرا کی اُسے نہایت پسند تھی اور شادی اُسکی ابھی نہین ہوئی تھی مادہ
نے کہا کہ صورت اُسکی کیسی تھی کہا ایسی صورت تھی کہ جواب اُسکا نہ تھا چاند اُسکے چہرہ
کے آگے شرماتا تھا کہا اچھا پھر کیا ہوا نر نے بیان کیا کہ وہ ہر روز برائے سیر ادھر اُدھر
جایا آیا کرتی تھی ایک روز ملکہ اسطرف سے جاتی تھی اور ادھر سے سواری ایک
شاہزادے کی آتی تھی نام اُسکا بلقیس بن مخمور دیو پرور تھا وہ شاہزادہ بھی
حُسن بے نظیر رکھتا تھا اور خاندان عالی سے تھا سن اُسکا بھی کم تھا جس وقت نظر ایک کی
دوسرے پر پڑی دونون عاشق ہوے اور باہم ملاقات کرکے ایک نے دوسرے
کا حال دریافت کیا مادہ نے کہا پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ مخمور دیو پرور کون تھا نر نے کہا
کہ مخمور دیو پرور ایک فرزند زبردست حمزۂ صاحبقران اول کا تھا اُسکو دیو
نے پالا تھا اسوجہ سے اُسے دیو پرور کہتے ہین مادہ نے کہا کہ کیا دیو سے اور
حمزہ سے دوستی تھی جو اُسنے مخمور کو پالا دیو تو انسان کو کھا لیتے ہین اُسنے مخمور
کو کیون پالا اور حمزہ نے اپنے فرزند کو کیون دیو کے حوالے کردیا کوئی غریب
بھی اپنی اولاد کسی کو نہین دے دیتا ہے نہ کہ اتنا بڑا بادشاہ صاحبقران اپنے بیٹے کو
دیو کے حوالے کردیا اگر اُسکے دل مین بدی ہوتی اور وہ مخمور کو کھا لیتا نر نے
کہا کہ بے وقوف دیو سے دوستی نہ تھی بلکہ دیو حمزہ کا دشمن تھا یہ تڑپ کر بولی
کہ تو جھوٹا ہے اگر دیو دشمن ہوتا تو پالتا کیون کھا نہ جاتا نر نے غصہ مین آکر ایک
ٹھونگ ماری اور کہا کہ تو بیچ سے بول اُٹھتی ہے پوری بات نہین کہنے دیتی دیو نے
اُس نے پالا تھا کہ : اسکا فرزند ہے تو یہ بھی زبردست ہوگا جب جوان ہوگا تو

مین اسی کو حمزہ بنے لڑوا اگر حمزہ کو شکست دونگا اسوقت مین حمزہ بڑھا ہو جائیگا اور یہ جوان
ہوگا اور سبب دشمنی کا یہ تھا کہ حمزہ کے ہاتھ سے ہزار ہا سرکشان قاف مارے گئے تھے
دیوون کے دل مین حمزہ کی طرف سے عناد بھرا ہوا تھا ماہ رو نے کہا کہ جب یہ معلوم تھا
کہ دیو دشمن ہے تو مجبور کو حمزہ نے کیون دے دیا اور مجبور اپنے باپ سے کیون لڑنے لگا
نر نے کہا کہ دیو کمواڑ دست چرا لے گیا تھا اور شیرخوارگی کے زمانہ سے پرورش کیا تھا
مجبور اسی دیو کو اپنا باپ سمجھتا تھا حمزہ کو پہچانتا بھی نہ تھا اسنے کہا کہ اب میری سمجھ مین
آیا آگے بیان کر مگر ہان خوب یاد آیا پھر مجبور حمزہ سے لڑا تھا نر اسکی باتون سے تنگ ہو
غصہ سے اپنے پر نوچ نوچ ڈالتا ہے مگر ہندی کی چندی تک بیان کر رہا ہے کہا کہ ہان بھولے
مجبور کو لا کر حمزہ سے لڑوا دیا تھا پہلے مجبور نے بہت سے سردارون کو زیر کیا کئی
انکے ہاتھ سے مارے گئے جنمین امیر حمزہ صاحبقران کے بیٹے اور پوتے بھی تھے
جنکو حمزہ زور بازو صاحبقرانی اور زینت بارگاہ سلیمانی سمجھتے تھے ماہ رو نے کہا وہ کون کون
تھے اسنے کہا ایرج نوجوان نور الدہر بن بدیع الزمان اسد غازی شاہزادہ
ملک قاسم بدیع الزمان کس کس کا نام لون ماہ رو نے کہا ہان اس سے کوئی
فائدہ نہین اور آگے بیان کر نر نے کہا کہ آخر کار نوبت حمزہ سے مقابلہ کی آئی سات روز
تک کشتی رہی ساتوین دن حمزہ نے مجبور کو زیر کیا اسکے بعد حال کھلا کہ یہ حمزہ کا فرزند ہے
ماہ رو یہ سنکر سکوت مین گئی اور سوچنے لگی کہ مین نے پوچھا کیا تھا اور کہان سے کہان پہونچ
گئی اصل مطلب فوت ہوگیا نر بھی خاموش ہوگیا اور دل مین کہنے لگا کہ اچھا ہوا جو یہ بھول گئی
ادھر ایرج نوجوان زیر درخت بیٹھا ہوا خوش ہو رہا تھا تماشا ان جانورون کی حرکتون کا
دیکھ دیکھ کر مسکرا رہا تھا اور دل باتون مین لگا ہوا تھا انکے سکوت سے ایرج کو الجھن ہوئی کہ
قصہ دلچسپ تھا رات چین سے گذر رہی تھی اس صحرا مین بستر خواب کا لطف حاصل تھا
مگر یہ کمبخت خاموش ہو رہے کہ اتنے مین ماہ رو کو پھر مطلب اپنا یاد آیا اور نر سے کہنے لگی
کہ تو چپ کیون ہوگیا ابھی تو حال درخت کا معلوم نہوا نر نے کہا کہ اب کل کہونگا اسنے کہا
اگر کل کا نام لے گا تو مین ابھی چلی جاؤنگی یہ کہکر پھر اسنے گندے تو لے اسنے ڈر کر
پھر قصہ شروع کیا کہ جب ماہ گلابی پوش بلقیس پر عاشق ہوئی اور بلقیس
ماہ گلابی پوش پر فریفتہ ہوا تو محبت آمیز نگاہین راز دل بیان کرنے لگین اور
شرم و حجاب کا پردہ دور کر دیا بلقیس نے نام ملکہ کا پوچھا اور مقام رہنے کا
دریافت کیا ملکہ نے شرم کے ساتھ نام اپنا بتایا اور اپنے باغ کا پتہ دیا اور
بلقیس کا حال پوچھا بلقیس نے اپنے رہنے کا مقام بیان کیا اور ملکہ سے
کہا کہ میرے ساتھ چلئے ملکہ نے کہا کہ مین آپکے ساتھ نہین چل سکتی ہون اگر آپکو زحمت
نہو تو میرے باغ مین تشریف لے چلیے رواق منظر چشم مین آشیانہ نشست ہے مہر ماہ و
فرود آکر خانہ خانہ نشست ہو بلقیس نے کہا مجھے آپ کی طرح آپکے باغ چلنے

تو حاشا کوئی عذر و انکار نہیں ہی مگر آپکو میرے مکان پر چلنے مین کونسی مجبوری ہی ملکہ
نے بیان کیا کہ باپ اس شخص کا بڑا ظالم اور صاحب اختیار ہی اسلیے کہ ساحر زبردست
ہونے سے بادشاہ طلسم طرطوسیہ مقرر ہوا اور ظلم اسکا اوسنے سایہ ہی کہ بیگناہون
کے قتل کی ذمہ داری کی یعنی جو شخص اسیر طلسم ہوتا ہی بعد چالیس روز گذرنے کے
وہ قتل کرڈالا جاتا ہی تو جسوقت اسے یہ معلوم ہو جائیگا کہ دختر کسی کے ساتھ
نکل گئی تو جہان مین ہوگی وہین جاکر وہ مجھے قتل کریگا اور میرے ساتھ تمھاری
جان بھی جائیگی یہ سنکر بلقیس نے جواب دیا کہ یہان رہنے مین اس سے زیادہ
خطرہ ہی اسواسطے کہ طلسم اس مقام سے قریب ہی ہر طرح بادشاہ کو جلد خبر پہونچ جائیگی
اور دونون بے بسی سے گرفتار بلا ہو جائینگے ملکہ نے کہا نہین یہان رہنے مین چندان
خوف نہین ہی اسواسطے کہ میرے ملازمین سب میرے موافق ہین کوئی مفسدہ پردازی
کرنے والا نہین ہی یہ سنکر بلقیس اپنی سادہ مزاجی کی وجہ سے خاموش ہو رہا
اور ملکہ بھی بسبب کمسنی کے نشیب و فراز دنیا کو نہ سمجھی اور بلقیس کو ساتھ لیے ہوے
اپنے باغ مین آئی وہ جو سامنے نشانات عمارت کے معلوم ہوتے ہین یہی قصر ملکہ
کا تھا اور جہان ہم تم بیٹھے ہین یہ سب زمین باغ کے حدود مین داخل تھی مادہ نے
کہا اچھا پھر کیا ہوا نر نے بیان کیا کہ دونون عاشق تھے دونون معشوق تھے
عیش سے زندگی بسر کرنے لگے ہر وقت ایک دوسرے کے دیدار سے خوش و
خرم تھا مادہ نے کہا کیا دونون نے شادی کر لی تھی نر نے جواب دیا کہ نہین یہ
ان لوگون کا دستور نہین ہی کہ بغیر بزرگون کے ہاتھ پکڑائے ہوے اور رسوم ادا کیے ہوئے
یہ ایک دوسرے کے ساتھ زن و شوہر کا برتاؤ کرین دونون مین پاک محبت تھی
اور یہ عہد تھا کہ جسوقت بزرگون کو خبر ہوگی اور خوف بادشاہ جاتا رہے گا
تو شادی ہو جائیگی یہ سنکر مادہ نے کہا کہ کیا انھین باتون سے وہ انسان اور
ہم حیوان کہلاتے ہین نر نے جواب دیا کہ ایسی ایسی بہت سی باتین ہین ہم مین
تم مین یہ ہی کہ جس سے دل مل گیا وہ دونون زن و شوہر بنگئے جب علیحدہ ہوے
بہکنے اور کو ڈھونڈھ لیا تھے اور کو اور یہ لوگ جسکے ساتھ ہوے اسکے ساتھ ہوے
وہ زندہ رہے یا مر جائے جدا ہو جائے یا پاس رہے پھر دوسرے کی طرف نہین
دیکھتے ہین اور ایک ہی کے نام پر زندگی ختم کر دیتے ہین مادہ نے کہا کہ آج سے مین
بھی تیرے ساتھ ایسا ہی کرونگی اچھا پھر کیا ہوا نر نے بیان کیا ہنوز یہ دونون اسی
فکر مین تھے کہ کیا صورت شادی کی نکالین جو کسی نمک حرام نے بادشاہ سے اطلاع
کر دی کہ دختر آپکی ایک شاہزادے کو لائی ہی اور باغ مین رکھا ہی یہ سنکر خرس جادو
کو بہت غصہ آیا اور کہا کہ دیو طوغان کو بلاؤ جسوقت دیو سامنے آیا اس سے کہا کہ
تو جا اور ملکہ کے باغ مین ایک شاہزادہ ہی اسکو کھالے اور ملکہ کو گرفتار کر لا یہ سنکر

مار و بلبل رونے لگی اور کہنے لگی کہ یہ کیا دیو نے اُسکو کہا بیا اسی صدمہ سے ملکہ مر گئی ہو گی زمبت خفا ہوا اور کہا تو تو پیشتر سے سمجھ لیتی ہی بات نہیں کرنے دیتی کہا اچھا بیان کر اُسنے بیان کیا کہ دیو طوغان طلسم طرطوسیہ سے باہر آیا باغ ملکہ مین پہونچا یہ وہ وقت تھا کہ بلقیس بن مخمور اور ملکہ ماہ گلابی پوش دونون بیٹھے ہوے لطف دیدار اُٹھا رہے تھے لیکن ایک دوسرے کو دیکھکر ٹھنڈی سانسین بھر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ دیکھیے وہ روز سعید کو نسا ہو گا کہ جب شادی باہم ہو گی اور وصل سے ایک دوسرے کے کامیاب ہو کر بیخوف مصروف عیش و عشرت ہونگے بعد کچھ دیر کے بلقیس بن مخمور نے کہا کہ اے ملکہ یہان کے رہنے مین کبھی کچھ نہو گا یا تو ہمارے ساتھ چلو اور یا ہمین اجازت دو کہ ہم طلسم طرطوسیہ کو فتح کرین جسکا خوف ہی اُسے قتل کر کے تمکو اپنے ساتھ لیچلین ملکہ کہہ رہی ہی کہ طلسم کا توڑنا آسان نہین ہی اول تو لوح طلسمی کی ضرورت ہی اور لوح کسی کو معلوم نہین کہ کس مقام پر ہی علاوہ اسکے بعض مقامات پر لوح کی ضرورت ہو گی اور دیوون سے لڑنا پڑیگا پہلوانون کا مقابلہ ہو گا تم انسان ہو کر دیوون کا کیا کر سکو گے یہ سُنکر بلقیس نے کہا کہ ہمارے عزیزون نے بہت سے طلسم فتح کیے ہین اگر خدا کو عزت دینا ہی اور ہمین اس قابل کرنا ہی کہ ہم اپنے بزرگون مین گنیجین تو وہ مدد کریگا اور کسی صورت سے لوح طلسمی دستیاب ہو جائیگی اور ہم دیوکش ہین ہمین دیوون اور پہلوانون سے مطلق خوف نہین یہ سب باتین دیو طوغان سنے سنتین قہقہہ مارا اور کہا کہ عورت کے سامنے بیٹھا کیا باتین بنا رہا ہی دیو سے سامنا پڑے تو معلوم ہو دیکھون تو تو کیسا دیوکش ہی آواز دیو کی سُنکر ملکہ تو بیہوش ہو گئی کہ اب غضب ہو گیا یہ بلقیس کو کھا جائیگا کیونکہ ملکہ اس دیو کو جانتی تھی کہ یہ نہایت زبردست ہی لیکن بلقیس ایسا جوانمرد تھا کہ مطلق نہ ڈرا اور آواز دی کہ او ملعون سامنے آ ابھی معلوم ہو جائے کہ ہم سچے ہین یا جھوٹے دیو سامنے آیا اور کہا کہ زیادہ بات کی پرورش اچھی نہین ہوتی تو واقع مین بہادر ہی مجھے تیرے حسن و جوانی پر رحم آتا ہی جا باغ سے چلا جا بلکہ جہان تو کہے مین وہان پہونچا دون اور آیندہ ادھر کا رخ نکرنا مین بادشاہ سے کہدونگا کہ خبر غلط تھی ملکہ کے باغ مین کوئی نہ تھا بلقیس نے جواب دیا کہ مردان عالم جہان جم گئے وہان جم گئے اب مین بغیر ملکہ کو لیے ہوے یہان سے کیا جاؤنگا ایک نہین تجھ ایسے ہزار دیو آئینگے تو کیا پروا ہی انشاء اللہ سبکو مارونگا اور اسکے علاوہ تیری بات کا کیا اعتبار جب تو اپنے مالک کے حکم کی تعمیل مین تامل کرنے کو کہتا ہی اور خلاف مرضی اُسکی مجھے باغ سے چلے جانے کو کہتا ہی تو مین تجھ سے کیا امید کرون ممکن ہی کہ تو مجکو دھوکا دے رہا ہو اور اس بہانے سے اپنی جان بچانا چاہتا ہو دیو نے

کہا کہ ہے تو آدم زاد مگر بڑا اسیانا معلوم ہوتا ہے حقیقت حال یہ ہے کہ سب بلائے جان
ہیں پتلے خاک سے پیدا کرتے ہیں ہم پری کو بند شیشہ میں یہ آدمزاد کرتے ہیں
اچھا ہوشیار ہو جا معلوم ہو گیا کہ اجل تیری آگئی ہے یہ کہکر قریب بلقیس کے
آیا اور دار شمشاد کا وار کیا بلقیس نے دار خالی دیکر شاخ دیو کی پکڑ لی اور ایسا
جھٹکا مارا کہ دیو اوندھے منھ زمین پر گرا منھ اسکا ایک پتھر پہ پڑا دانت ٹوٹ گئے
خون منھ سے جاری ہوا بلقیس نے دیو کو چت کر کے دھڑ پر سے سر اکھیڑکر پھینکدیا
دیو پھڑک کر ہلاک ہو گیا بعد اسکے بلقیس نے ملکہ کو ہوشیار کر کے لاش دیو
کی دکھائی اور کہا کہ اطمینان رکھو میں دیووں سے کوئی خوف نہیں رکھتا ہوں
ملکہ بہت خوش ہوئی اور کہا کہ اچھا اب میں موجود ہوں تم مجھے اپنے ملک میں لیچلو اسواسطے
کہ بھید کھل گیا راز افشا ہو گیا اس دیو کے مرنے کی خبر سنکر بادشاہ بہت سے
دیووں کو بھیجے گا اسوقت کیا کروگے کس کس سے لڑوگے نتیجہ یہ ہوگا کہ دشمن
تمہارے بھی ہلاک ہونگے اور تمہاری محبت میں میری جان بھی جائیگی بلقیس
نے کہا اب میں نہ جاؤنگا اسواسطے کہ راز کھل گیا یہ امر میری بدنامی کا ہے لوگ
کہینگے کہ ڈر کر بھاگ گیا اور اپنے ہمچشموں میں مجھے ذلت ہوگی جب میری
مصلحت تھی اسوقت تم نہ گئیں اور جب میری مرضی نہیں تو تم چلنے کو کہتی ہو اب
اسی مقام پر قیام کرو جو منظور خدا ہوگا وہ ہو جائیگا روز کا کھٹکا جاتا رہے گا
یا تو دنیا سے گئے جب بھی جھگڑوں سے نجات ہوئی اور اگر فتحیاب ہوئے تو اطمینان
ہوا ہرچند ملکہ نے منت سماجت کی مگر بلقیس نے شجاعت کے جوش میں نہ مانا
یہانتک کہ خبر خرس جادو کو ہوئی کہ دیو طوغان کو اس شاہزادے نے
مارا خرس جادو نے کہا کہ کیا وہ ساحر ہے مخبروں نے عرض کی کہ ساحر تو نہیں ہے
لیکن زبردست ہے دیو کے دھڑ پر سے سر کھینچکر پھینکدیا یہ سنکر بادشاہ نہایت
متعجب ہوا اور چالیس دیو اور برائے گرفتاری بلقیس روانہ کیے ایکی مرتبہ
دیووں سے کہدیا کہ اسے ہلاک نکرنا زندہ پکڑ لانا اسواسطے کہ مجھے اشتیاق
ہے اسکے دیکھنے کا کہ وہ کیسا انسان ہے جسنے اتنے بڑے دیو کو مارا غرضکہ ایکی مرتبہ
چالیس دیووں نے آکر باغ کو گھیرا اور بلقیس باغ سے نکلکر سامنے دیووں کے
آیا ہرچند دیووں نے کوشش کی کہ اسے گرفتار کر کے لیجائیں مگر ممکن نہوا بہت سے
دیو بلقیس کے ہاتھ سے مارے گئے اور بہت سے زخمی ہوئے اور آخرکار سب کے سب
بھاگ کھڑے ہوئے اور جاکر بادشاہ سے وہ قصہ بیان کیا یہ سنکر خرس جادو
کو نہایت غصہ آیا اور سمنبر جادو کو برائے گرفتاری ملکہ گلابی پوش و بلقیس بن مجبور
روانہ کیا یہاں دونوں عاشق و معشوق بیٹھے باتیں کر رہے تھے ملکہ صدمے
اٹھا رہی تھی اور کہہ رہی تھی کہ اے شخص جہالت نکر اب بھی یہاں سے نکل چل

کہ خدا نے تجھ پر اور پر رحم کیا دیو دن پر مجھے فتح نصیب ہوئی اب یقین ہے کہ ساحر آپکے مقابلے
کچھ نہ زور نہ چلے گا اور تو گرفتار ہو جائیگا یہ سنکر بلقیس نے نہ مانا اور کہا اے ملکہ جانے کا
وقت نکل گیا اسوقت تم کیون نہ میرے ساتھ چلین اب تماشا قدرت پروردگار عالم
کا دیکھو اور چپکی بیٹھی رہو جس خدا نے دو بار بچایا ہے وہ دو ہزار بار بچا سکتا ہے
ملکہ خاموش ہو رہی بلقیس ابن مخمور اٹھکر اپنی تلوار کو صیقل کرنے لگا اور ملکہ
ماہ گلابی پوش کسی ضرورت سے اٹھکر قصر کے اندر گئی کہ یکایک ہوا سے تند
چلی درخت باغ کے جڑ سے اکھڑ اکھڑ گرنے لگے پانی نہر کا اچھلنے لگا رنگ عالم دگرگون
ہوا اور دو بجلیاں کڑک کر گرے اور ملکہ ماہ گلابی پوش کو مع بلقیس اٹھائے لیے
چلے گئے بعد اسکے وہ حالت برطرف ہو گئی بعد ان دونون کے غائب ہوجانے کے
عجب طرح کی اداسی باغ پر چھا گئی کہ یہ معلوم ہوتا تھا در و دیوار رو رہے ہین ہرچند
کہ سب سامان اسی طرح موجود تھا کنیزین بھی ملکہ کی سب تھین مگر بال پریشان
کیے ہوئے رو رہی تھین اور دعائین مانگ رہی تھین کہ خداوندا صمد تو اپنی
عزت و جلال کا تو ملکہ کو ہماری پھر ہمسے ملا اور دشمنون کو غارت کر وہان خرس جادو
منتظر بیٹھا تھا کہ سمنبر جادو دونون کو اسیر کیے ہوئے سامنے خرس جادو کے
پہونچی اور سامنے خرس جادو کے بٹھا دیا خرس جادو کی آنکھون مین
خون اتر آیا بلقیس سے کہا او سرکش تجھے اسوقت کی خبر نہ تھی جو تو نے اپنی
شہزوری پر بھروسا کر کے میرے دیوون کو مارا بلقیس نے کہا کہ دیو مجھسے
لڑے مین نے انکو مارا اور مجھے بھروسا اپنے پروردگار کا ہے یہ مین جانتا تھا کہ
ساحر کا مین کچھ نہین کر سکتا ہون مگر میری ہمت اور غیرت نے گوارا نہ کیا کہ
مین چلا جاؤن خرس جادو نے کہا کہ تو باغ ملکہ مین کیون آیا تھا بلقیس
نے بیان کیا کہ مجھسے اور تیری دختر سے صحرا مین ملاقات ہوئی اسکی محبت
نے میرے دل مین گھر کیا اور ملکہ کو بھی میرے حال زار پر رحم آیا مجھے اپنا مہمان
کیا جبتک میزبان کی اجازت نہوتی مین کیونکر چلا جاتا مثل مشہور ہے کہ
آمدن بارادت و رفتن باجازت خرس جادو نے کہا کہ دیکھ تیری بدکاری
کا تجکو کیسا مزہ چکھاتا ہون اور اس شوخ دیدہ کی کیسی حالت بناتا ہون
بلقیس نے غصہ مین آکر جواب دیا کہ تجھے اپنی دختر پر تہمت لگاتے شرم نہین
آتی حالانکہ وہ پاک دامن ہے اور تو اسے بدکار بناتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ تو ہی
بدکار ہے خرس جادو نے دختر کی طرف دیکھکر کہا کہ تو قسم کھا سکیگی کہ مین
اس مرد سے واقف نہین ہوئی ملکہ ماہ گلابی پوش نے کہا بیشک مین
قسم کھاؤنگی سوا بات کرنے کے اس شخص نے میرے ہاتھ نہین لگایا ہے
خرس جادو نے کہا کہ اگر تم دونون سچے ہو تو قسم کھاؤ یہ کہکر حکم

دیا کڑھاؤ تیل کا لاؤ اور آگ سے گرم کرکے گولہ اسمین ڈالدو اگر یہ دونون سچے ہین تو گولہ نکال لینگے اور جلنے سے محفوظ رہینگے یہ سنتے ہی سب سامان حاضر کیا گیا اور تیل گرم ہوا جسوقت تیل خوب کھولنے لگا تو خرس جادو نے بلقیس کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ اگر سچا ہی تو اس گولے کو کڑھاؤ سے نکال لے بلقیس نے کہا ایک شرط پر خرس جادو نے کہا وہ کیا کہا اگر مین سچا نکلا تو بدلہ اسکا کیا ہوگا خرس جادو نے کہا کہ جان بخشی ہوجائیگی تیری جان بچ جائیگی میری بدنامی مٹے گی بلقیس نے کہا مین جان کو نہین ڈرتا ہون اور تو جان بخشی کیا کرے گا جان کا مالک خدا وند کریم ہی اگر اسے زندگی رکھنا ہی تو کوئی کچھ نہین کرسکتا ہی اور زمانہ حیات تمام ہوچکا ہی اور پیمانۂ عمر لبریز ہوگیا ہی تو کوئی بچا نہین سکتا ہی دوہا۔ جاکو راکھے سائیان مار نہ سا کے کوئے بال نہ بیکا کرسکے جو دو جگ بیری ہوئے۔ اگر تو یہ وعدہ کرکہ مین شادی ملکہ کی تمھارے ساتھ کردونگا تو مین قسم کھاتا ہون خرس جادو نے کہا اگر مجھے یہ منظور ہوتا کہ مین ملکہ کی شادی ایک ملچ خدا پرست سے کردون تو مجھے قسم لینے کی کیا ضرورت تھی اگر تجھے اپنی سچائی ظاہر کرنا ہی تو قسم کھالے یہ سنکر بلقیس کو خیال آیا کہ اسمین ملکہ کی بدنامی بھی مٹتی ہی بسم اللہ کہکر کڑھاؤ مین ہاتھ ڈالدیا اور گولہ نکالکر باہر پھینکدیا خرس جادو کو شک ہوا کہ شاید یہ ساحر ہی یہ کیونکر ہوسکتا ہی کہ جوان مرد و عورت ایک مقام پر رہین اور عصمت اُنکی باقی رہے بس اسنے ملکہ ماہ گلابی پوش کی طرف دیکھا اور خیال کیا کہ اسکو مین نے علم سحر تعلیم نہین کیا ہی اس سے قسم لینا چاہیے ملکہ سے کہا کہ تو قسم کھا لوگ کہتے تھے کہ بادشاہ کے دماغ مین خلل آگیا ہی ایک کی قسم دونون کے واسطے کافی ہوسکتی ہی جب مرد نے قسم کھالی تو عورت سے قسم لینے کی کیا ضرورت ہی یہ سنکر ملکہ ماہ گلابی پوش بسبب اپنی سچائی کے اُٹھ کھڑی ہوئی اور اُس جلتے ہوے کڑھاؤ کے پاس آکر کہا اے اہالیان آگاہ ہو جاؤ کہ مین سچی ہون اور قسم سبکے سامنے کھاتی ہون کہ جس نے اس شخص کے جسم کو ہاتھ بھی نہین لگایا ہی اور نہ اسکے بدن سے میرا بدن مس ہوا ہی اگر مین سچی ہون تو ہاتھ میرا نہ جلے ورنہ اے آگ تو مجھے جلا دے یہ کہکر ہاتھ کڑھاؤ مین ڈالدیا اور گولہ نکالکر باہر پھینک دیا یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ تیل گرم ہی یا سرد یہ دیکھکر حاضرین بزم وجد کرنے لگے اور ملکہ و بلقیس پر آفرین کرتے تھے کہ ایسے باعصمت بھی کم ہوتے ہین اور ہر ایک کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اب بادشاہ ان دونون کی قسمتون کو وابستہ کردے گا اور غصہ اسکا برطرف ہوجائیگا اسلیے کہ ایسے مرد کے واسطے ایسی ہی عورت زیبا ہی اور ایسی عورت کا شوہر بھی مرد ہونا مناسب ہی ادھر

ان دونون اسیران محبت کو بھی یہ خیال پیدا ہوا کہ یقین ہی اب بادشاہ ہمارے
حال پر رحم کرے اور شادی کر دے خرس جادو نے دختر و بلقیس کو
سچا پاکر شرمندگی سے گردن نیچی کر لی اور کچھ سوچنے لگا بعد تھوڑی دیر کے
گردن اٹھا کر کہا کہ ای بلقیس تم حسب و نسب اپنا بیان کرو اور مذہب کا اظہار
کرو بلقیس نے بے تامل اپنے آبا و اجداد کا نام ظاہر کیا اور مذہب اپنا
دین اسلام بیان کیا بس یہ سنتے ہی بادشاہ کے تیور بدل گئے اور ملکہ
ماہ گلابی پوش کی طرف دیکھکر کہا کہ مین تو جانتا تھا کہ اب تیری شادی
اسی کے ساتھ کرون جیسا تو نے باعصمت رہ کے مجھے خوش رکھا ہی مین بھی تجکو
شاد کرون مگر تو نے دشمن سے دوستی کی ایسے یہ وہ شخص ہی کہ جسکے بزرگون
اور عزیزون نے سیکڑون طلسم برباد کر دیے خداوندیان شادین اسکی
دوستی سانپ کا آستین مین پالنا ہی ؎ عاقبت گرگ زادہ گرگ شود
گرچہ با آدمی بزرگ شود ؛ ای ملکہ ماہ گلابی پوش اب اس شاہزادے کی
محبت سے ہاتھ اٹھاؤ اسلیے کہ مین اسے قتل ضرور کرونگا یہ سنکر ماہ گلابی پوش کا
رنگ رو متغیر ہو گیا تھر تھر کانپنے لگی اور نظر حسرت سے بلقیس کی طرف دیکھا
دل مین کہتی تھی کہ ہاے مین کیون اسے اپنے باغ مین لائی جو اسکی جان گئی اسکے
ماں باپ جب خبر مرگ سنینگے تو کیا کہینگے ماہ گلابی پوش نے بادشاہ سے کہا کہ
آپ شادی میری اسکے ساتھ نہ کیجیے مگر رہا کر دیجیے اسواسطے کہ یہ میرا مہمان تھا اور
میرے ہی باغ سے گرفتار ہو کر آیا ہی خرس جادو نے کہا کہ یہ لوگ قابل رہائی
نہین ہین انکا ہاتھ آنا آسان نہین ہی یہ اقبال میرا تھا کہ یہ گرفتار ہوا اور جیسے
اب یہ داخل طلسم ہو چکا خبر اسکی حکیم طرطوس بیابانی کو بھی ہو گئی ہوگی
وہ میری طرف سے مشکوک ہوگا ساری بادشاہت خاک مین ملجائیگی
اسے چھوڑ کر کیا اپنی سلطنت مٹاؤن یہ سنکر ماہ گلابی پوش نے کہا کہ اچھا
اگر یہ ممکن نہین ہی تو اسی کے ساتھ مجھے بھی قتل کیجیے یا قید کر رکھیے تاکہ میری بدنامی
نہو خرس جادو نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی تو اسیر عاشق ہو چکی ہی لیکن سبب
میرے خوف کے تو نے اپنے کو بچا رکھا بیشک اب تجھے بھی اسی کے ساتھ
قتل کرونگا اور اسیوقت تخت شاہی سے اٹھا دونون کو قید کرکے اپنے ساتھ
لیا اور اسی مقام پر آیا جہان درخت پر ہم تم بیٹھے ہوے ہین پہلے تو سحر کرکے
تمام باغ کو تاراج کیا عمارت منہدم کر دی کنیزون کو قتل کیا اسکے بعد بلقیس اور
ملکہ کو ایک مقام پر طلسم کے باہر بٹھایا اور کچھ اسم سحر پڑھکر اف کی کہ منہ سے اسکے شعلہ آگ کا
نکلا اور ان دونون دلسوختگان پر گرا پھر نہ معلوم ہوا کہ وہ دونون کہان گئے
اور کیا ہوے ماہ و بلبل نے زنسے پوچھا کہ طلسم سے باہر لا کر کیون قتل کیا

نر نے کہا کہ اِن دونوں کی عبرت کے واسطے کہ وہ آنکھوں سے اپنے مقام عیش و راحت
کو اُجڑتے دیکھیں اور علاوہ اسکے بیگناہوں کا خون اندر طلسم کے جائز نہیں
ہی کہ باعث بربادی طلسم ہی یہ کہکر نر نے مادہ سے کہا کہ دیکھو اُس عورت
نے اپنے مرد سے کیسی وفا کی اور تو میرے ساتھ کیا بے وفائی کرتی ہی کہ ذرا
ذرا سی بات پر بگڑ کر ترک تعلق پر آمادہ ہو جاتی ہی جب کسی صیاد کو دیکھتی
ہی تو اپنی جان بچاکر اُڑ جاتی ہی میرا خیال بھی نہیں کرتی مادہ نے کہا وہ عورت
بے وقوف تھی جو اپنی زندگی خراب کی کیا وہ قتل ہو جاتا تو اور کوئی مثل
اُسکے نہ ملتا نر نے کہا کہ بس اب بیہودہ نہ بک جب ان دونوں میں باہم لڑائی
ہونے لگی تو ایرج نوجوان کو غصہ آیا کہ کمبخت آپس میں لڑنے لگے اور قصہ چھوڑ دیا
جب ان دونوں میں بحث ہو چکی تو نر چپ ہوکر خاموش ہو رہا مادہ نے کہا اور
بیان کر کہ پھر کیا ہوا نر نے کہا اب تجھے نہیں معلوم مادہ نے دیکھا کہ یہ رنجیدہ ہو گیا
ہی اسوجہ سے نہیں بیان کرتا کہا میں تجھسے ہنستی تھی اور تیرے چھیڑنے کو کہتی
تھی کہ وہ عورت بے وقوف تھی نہیں دراصل وہ بڑی وفادار شاہزادی تھی
ایسی ہوتی کاہیکو ہیں مگر وہ شاہزادہ بھی ایسا ہی تھا میں تیرے ساتھ وہ برتاؤ
کب کر سکتی ہوں جیسا تو میرے ساتھ کرتا ہی ویسا میں تیرے ساتھ کرتی ہوں
ایرج نوجوان کو غصہ آیا کہ آپس ہی میں لڑے جاتے ہیں اور آگے نہیں بیان
کرتے ہیں گھبرا کر بول اُٹھے کہ ارے کمبختو قصہ تو تمام کرو پھر لڑ لینا بس یہ سنتے ہی
وہ دونوں پھُر سے اُڑتے ہوئے چلے گئے ایرج نوجوان اپنی حرکت پر آپ
شرمندہ ہوئے کہ میں نے ناحق انکو ٹوکا اب یہ ادھر کاہیکو آئینگے شاید آگے
کچھ بیان کرتے تو پتہ انکا معلوم ہوتا کہ زندہ ہیں یا مر گئے نہایت افسوس ہوا
وقت نماز صبح کا قریب آگیا تھا ایرج نوجوان ٹہلتے ہوئے اور آستین چڑھائے
ہوئے قریب نہر کے پہونچے وضو کیا نماز پڑھی یہانتک کہ دن نمودار ہو گیا
اب یہ اس تشویش میں بیٹھے ہیں کہ آگے جاؤں یا یہیں ٹھہروں شاید یہ جانور
پھر آئیں اور آج بھی وہی قصہ چھیڑیں کبھی یہ خیال ہوا کہ وہ ڈر کر اُڑ گئے ہیں
ایسا نہو کہ اب نہ آئیں اور میں انتظار میں رہوں تو اور بھی خرابی ہی
اسلیے کہ نقابدار بادلہ پوش سے صرف آٹھ روز کی مہلت طلب کی تھی
جسمیں سے دو روز گذر چکے اور اب تیسرا روز ہی ابھی تک لوح کا پتہ بھی
نہیں ملا لوح کب ہاتھ آئیگی اور کب طلسم فتح ہوگا وہاں بعد آٹھ روز
کے نقابدار بادلہ پوش لشکر کو قتل کرڈالےگا عجب کشمکش میں تھے
کبھی اُٹھکر کچھ دور چلے پھر جو اُن جانوروں کا خیال آیا تو پلٹ آئے اسی
پریشانی میں دوپہر ہو گئی ہوائے گرم چلنے لگی آفتاب وسط آسمان میں آگیا

زر و جلنے لگی ایرج نوجوان پھر اُسی درخت کے نیچے آکر بیٹھے کہ یکایک وہی جوڑا بلبل
کا پھول منھ مین دابے ہوئے آکر درخت پر بیٹھا غرض بہ رنگ دونون گل بستے
خوش فعلیان کیا کیے بعد ازان مادہ نے زرّین پر پھلا اور کہا کہ ہان رات والا قصہ پھر
بیان کر کہ مجکو بہت اچھا معلوم ہوا تھا نر نے کہا کہ رات گئی بات گئی اب اور کچھ
باتین کرین جنسے کچھ فائدہ ہو ایسے تذکرے اچھے نہین جنسے بیٹھے بٹھائے دل دُکھے اور
طبیعت پریشان ہو علاوہ اسکے ایسا شوکوئی سُن لے تو خرابی ہو تو تو عورت سنگر
چھوٹ جائیگی آئی گئی میرے ہی سر ہو جائیگی کر تو مرد تھا تو نے ایسی باتین
کیون بیان کین مادہ نے کہا کہ یہان کون ہے جو سُنیگا اور گذشتہ واقعے کے بیان
مین قباحت کیا ہے نر نے کہا تجھے یاد نہین کہ جسوقت تو مجھسے ملنے لگی ہے اور شاہزادی
کے ذکر مین اپنا ذکر شامل کرنے لگی ہے تو اُسنے ٹوکا تھا اور کہہ دیا تھا کہ آگے بیان کر
مادہ نے کہا وہ نہ معلوم کون تھا کوئی مسافر ہوگا بیچارہ ڈرا ہوگا جھوٹ لکر نکل آیا
اُسسے یہ باتین اچھی معلوم ہوئین اور ذکر درمیان سے چھوٹا قصہ دلچسپ تھا وہ
پر لا اب وہ نہ معلوم کہان کا کہان پہونچ گیا ہوگا کیا یہان بیٹھا ہوگا یہ سُنکر نر نے
چارون طرف مڑ مڑ کر دیکھا بعد اُسکے نیچے دیکھا ایک ڈالی آڑ تھی ایرج نوجوان پر
نظر اُسکی نہ پڑی اُسسے کہا کہ اچھا پوچھ کیا پوچھتی ہے مادہ نے کہا کہ جب وہ دونون
مفقود الخبر ہو گئے تو بادشاہ نے کچھ دختر کا رنج کیا سوگ رکھا یا نہین نر نے کہا
کہ کوئی دشمن کا سوگ بھی رکھتا ہے جو بادشاہ غمگین ہوتا اور اُسکے سوگ کا رنج کرنا ہوتا تو وہ اُنکو
قتل کیون کرتا مادہ نے کہا کہ نہین وہ قتل تو نہین ہوئی اسواسطے کہ اگر جلجاتی تو
راکھ اُنکی دکھائی دیتی بالکل فنا نہو جاتی علاوہ اسکے یہ ممکن نہ تھا کہ بادشاہ اپنی
دختر کا سوگ نہ رکھتا اور ماتم اُسکا بپا نکرتا نر نے کہا کہ کیا ماتم بپا کرکے اپنے کو رسوا
کرتا مادہ نے کہا رسوائی کیسی یہ تو ناموری کی بات تھی کہ اُسکی دختر ایسی عالی ہمت
تھی جسنے اپنے مہمان کے ساتھ جان دے دی نر نے کہا رسوائی ضرور ہوتی لوگ
یہی سمجھتے کہ اُسپر شیفتہ ہوگی جو اتنی بڑی سزا دی گئی کہ دونون ساتھ جلا دیے گئے
مادہ نے کہا کہ رسوائی تو اب ہوئی کہ لوگ کہتے ہونگے کہ اگر دختر بادشاہ بیگناہ
ہوتی تو قتل نہ کیجاتی اور علاوہ اسکے بادشاہ کو اسکا غم ضرور ہوتا معلوم ہوتا ہے
کہ آزاردہ تھی جب ہی بادشاہ نے اُسکو ہلاک کرکے رنج بھی نہ کیا نر نے کہا بادشاہون
کو کسی کے جینے مرنے کا غم نہین ہوتا ہے مادہ نے کہا اولاد کا غم سبکو ہوتا ہے نر نے
کہا وہ بڑا ظالم بادشاہ ہے مادہ نے کہا کہ کیا ظالم کو مامتا نہین ہوتی ہے نر
نے کہا اگر مامتا ہوتی تو قتل ہی کیون کرتا مادہ نے کہا بھی غرض کچھ میری کہ
کہ وہ قتل نہین ہوئی ہے نر نے کہا کہ اگر قتل نہین ہوئی تو کیا ہوئی مادہ نے
کہا کہ تو تو انکار طالع مجھی سے پوچھنے لگا خود بیان کر کہ کیا ہے نر نے کہا کہ ایسا ہی ہوگا

مجھے معلوم ہوگا مادہ نے کہا پھر تو مجھ سے اُکھڑی بکھڑی باتین کرنے لگا ہے مین
جانتی ہون نر پریشان ہوا اور کہا جو بات نہ معلوم ہو وہ کیونکر بیان کرون
مادہ نے کہا اتنی باتین کیونکر معلوم ہوئین اسی طرح اور بھی جانتا ہوگا نر نے کہا
کہ اچھا وہ قید ہوگئے کہا ہان یہ کہ اور آگے بیان کر کہ کہان قید ہوئے زندہ
ہین یا مرگئے نر نے کہا اسکے آگے بیان کرنے کا مجھ سے تجھ سے اقرار نہ تھا صرف اس
درخت کے غم آگین ہونے کا سبب تو نے پوچھا تھا وہ سُن لے کہ اسی روز سے
اس درخت مین یہ تاثیر پیدا ہوئی کہ جو اس درخت کے سایہ مین بیٹھتا ہی یا اسکی
شاخون پر آشیانہ بناتا ہی وہ ضرور غمگین ہوتا ہی مادہ نے کہا کہ یہ تو قصہ سُنکر مین
خود ہی سمجھ گئی تھی اُن کشتگان محبت کا حال کہ کہ وہ کہان ہین اگر اُسوقت زیادہ
بیان کرنے کا اقرار تو نے نہین کیا تھا تو مین نے تجھ سے پوچھا بھی نہ تھا اب مین کہتی ہون
کہ آگے بیان کر اتنا قصہ جسکی خاطر بیان کیا اُسی کی فرمائش اب بھی ہی نر نے کہا تو بہت
عاجز کرتی ہی جتنی مین تیری خاطر کرتا ہون اسی قدر تیرے مزاج ہوا پر ہوتے جاتے ہین
یہ سُنکر مادہ اُڑی اور دوسرے درخت پر جاکر بیٹھ گئی اور آواز دی کہ بس اب میرے
قریب نہ آنا میرے تیرے ترک نر اس حرکت پر مادہ کی نسبت رنجیدہ ہوا اور
کہا کہ اچھا آ اب مین سب بیان کردونگا اُسنے کہا اب تو وہین سے بیان کر جبتک
سارا قصہ سُنا نہ لے گا مین قریب تیرے نہ آؤنگی یہ سُنکر نر نے مجبور ہوکر اور بیان کیا
کہ وہ دونون قتل نہین کیے گئے بلکہ قید ہین بادشاہ نے بظاہر اُنکو سزائے موت
دی پر حقیقت ایک گنبد مین قید کردیا ہی اور پہرہ قائم کردیا ہی وہ دونون علحدہ
علحدہ قفس مین بند ہین اور ایک دوسرے کو چشم حسرت سے دیکھا کرتا ہی مادہ نے
کہا کہ وہ گنبد کس مقام پر ہی نر نے کہا اب اس سے تجھے کیا مادہ نے کہا کہ بیان
کرنے مین تیرا کیا نقصان ہی نر نے کہا اگر کوئی پتہ پاکر پہونچ جائے مادہ نے کہا
جانے والا پہونچ ہی جائیگا کیا تو ہی بتائے تو راستہ معلوم ہو سکتا ہی اگر اُنکی
قسمت مین رہائی ہی تو ہر طرح رہا ہونگے نر نے کہا کہ یہان سے تین کوس کے
فاصلہ پر ایک صحرا ہی اُسمین وہ گنبد واقع ہی اور گنبد کے مشرق جانب کچھ فاصلے
سے ایک پتھر پڑا ہوا ہی وہی راستہ گنبد کا ہی اگر کوئی شخص جائے اور اُس پتھر
کو ہٹائے وہین نقب کا منہ نظر آئیگا جب اندر دہنہ نقب کے اُترے اور رہبری
کرے تو گنبد کے اندر نکلے گا وہان نگہبان موجود ہین نگہبانون کو قتل کرے اور
اُن دونون کو چھڑائے نر یہ کہکر خاموش ہوا مادہ نے کہا تو کیا ہوگا نر
نے کہا کہ بس دونون رہا ہوجائینگے اسپر مادہ جھلا کر بولی کہ یہ تو سب جانتے
ہین کہ جب قید سے چھڑایا تو رہا ہو ہی گئے تو کہتے کہتے رک گیا آخر وہ کونسی
بات ہی نر نے کہا کہ مجھے تنگ نکر اسکے بیان مین خرابی ہی مادہ نے کہا اصلی مطلب

تو اسی مقام پر ہو کہ انکو رہا کرکے کہا ایسے جو وہ پھر گرفتار ہون ویسے مجبور ہو کر کہدیا کہ انھین لوح کا پتہ معلوم ہو گیا ہے مگر باؤن سے قیدی کی سمجھ کے ظاہر کر دیا کہ یہ کسی کس سے مل ینگے مگر جو شخص انکو چھڑائے اور انکے ذریعہ سے لوح طلسمی ہاتھ آئے تو طلسم طرطوسیہ غارت ہو جائے بس یہ سنکر باد آذر کرزے کے پاس چلی آئی اور دونون ایک جگہ بیٹھے ایرج نے دل مین کہا یہ کس قسم کے جانور ہین کہ انسانون کی بولی بولتے ہین مگر خیر اپنے مطلب سے مطلب ہے یہین پتہ لوح کا خوب ملا اور یہ دریافت ہو گیا کہ حکیم طرطوس نے صحیح پتہ بتایا ہے غلط نہین اب جانا چاہیے یہ سوچکر اٹھے اور قریب مرکب آ کر زین پوش ڈالا سمند مین لگام دی اور جانب گنبد روانہ ہوئے اب انکو تو اسی مقام پر چھوڑا جاتا ہے

اور یہان سے چند کلمہ داستان جلالت نشان لشکر اسلام کے بیان ہوتے ہین

سخن پیرا نغمہ سرای ہمدم داستان ذکر بار آمدم بر سر داستان چہرا دی بیان کرتا ہے کہ بادشاہ اسلام ماتم فضل بن گیا ہور خون آشام مین ہین ہنوز چالیسوان فضل کا نہین ہو چکا ہے دو چار روز باقی ہین جو لوگ کہ تلاش قرطاس بن آس بن الوس مین روانہ ہوئے تھے وہ واپس آ گئے ہین اور عرض کی کہ کچھ دور تک تو نشان سم مرکب کی رہبری پر جان نثار گئے قریب ایک کوہ کے ہو نکے نشان ہائے مرکب معدوم ہو گئے ہمکو یہ خیال ہوا کہ قرطاس بن آس بالائے کوہ مقیم ہو گا لیکن کوہ پر بھی کسی کو نہ پایا بادشاہ اسلام خاموش ہو رہے اور فرمایا کہ جلد وہ اُس ملعون سے خدا انتقام لے گا لیکن وہان ضیغم جادو نے بزور سحر درہ کوہ کو وسیع کیا اور خود مع لشکر قرطاس بن آس آس درہ مین مقیم ہوا اور درہ کو نظر بند کر دیا کہ کوئی اسطرف آئے تو پتہ نہ پائے یہی سبب تھا کہ جوانان اسلام تلاش قرطاس بن آس مین تا بہ کوہ جا کر پلٹ آئے ضیغم جادو جب انتظام کر چکا اور جو چیزین قرطاس کے واسطے بنانا تھین وہ بنا چکا تو قرطاس بن آس کو پاس بلایا اور ایک زرہ دی کہ جب تک تم اس زرہ کو پہنے رہو گے اسوقت تک نہ کوئی تمکو زیر کر سکے گا اور نہ حربہ تمپر اثر کرے گا اور ایک تیغ دیا کہ یہ پہاڑ سے بھی نہ رکے گا مگر جب ہاتھ تلوار کا مارنا یہ کہدینا کہ یا سامری مدد کیجیے یہ سنکر قرطاس بن آس نہایت خوش ہوا اور کہا کہ ان چیزون مین کب تک یہ تاثیر رہے گی ضیغم جادو نے کہا جب تک مین زندہ ہون اسوقت تک کوئی خوف نہین کہی قرطاس بن آس نے کہا کہ آپ اسی طرح درہ کو نظر بند کیے ہوئے بیٹھے رہیے تا کہ کوئی آپ تک پہونچ نہ سکے اسواسطے کہ عیاران لشکر اسلام بلا سے کم نہین ہین

ضیغم جادو سے کہا کہ اب تم جاؤ میں اپنا انتظام کر لونگا یہ کہکر ضیغم جادو وزنده کوه میں مٹی اور وہ کو نظروں سے پنہان کیا اور قرطاس بن آمس مع لشکر وہ سے نکلکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا راستے میں یہ خیال آیا کہ اب نقابدار بنکر چلنا چاہیے تاکہ کوئی پہچان نہ سکے اور یہ نہ معلوم ہو کہ یہ کون شخص ہے بس اسنے اسی مقام پر ٹھہر کر نقاب چہرے پر ڈالی اور لباس اپنا سیاہ اختیار کیا اور جانب لشکر اسلام روانہ ہوا جس وقت داخل بیابان نہ طاق ہوا لشکر اپنا بمقابل لشکر اسلام اُتارا خیمے برپا کیے یہ خبر بادشاہ اسلام کو پہونچی کہ ایک نقابدار سیہ پوش آیا ہے اور لشکر اپنا اسنے مقابلہ پر اُتارا ہے فرمایا کہ یہ نقابدار کون شخص ہے اسمین کچھ اسرار معلوم ہوتا ہے کفار میں کسی کو نقابدار بنکر آتے نہیں دیکھا سوا ملک فرعونیہ کے کہ وہان تو چار نقابداروں سے مقابلہ ہوا تھا ان چاروں میں سے ہر ایک نیا وصف رکھتا تھا ایک کا نام نقابدار قلندر فیل سوار قہقہہ تھا اور دوسرا سیہ پوش گریان تیسرا زرد پوش مقرعہ زن چوتھا نریان فیل سواران نقابداروں نے قیامتیں برپا کر دی تھیں ہر چند ایسا شخص ہوتا نہ نقابداروں کو گرفتار کرکے قتل کرتا ایسا ہی کچھ سامان یہان بھی معلوم ہوتا ہے خیر جو مرضی خدا کی کیا چارہ ہے یہ فرما کر خاموش ہو رہے وہان نقابدار سیہ پوش نے خیمہ برپا کرتے ہی حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارۂ رزمی بر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی جبر بادشاہ اسلام کو ہوئی فرمایا ہمارے یہان بھی کوس حربی بجے یہان بھی طبل سکندری نوازش میں آیا خبر مشتہر ہوئی اہل لشکر انتظام میں مصروف ہوے آلات حرب و ضرب درست کرنے لگے اسی عالم میں تیرگی شب دور ہوئی اور مہر عالمتاب نے طالع ہو کر تمام عالم کو منور کیا دونوں طرف کی فوجیں جیسے دستے دستے قشون قشون گروہ گروہ آکر میدان جنگ میں ہو گئیں صفیں آراستہ ہوئیں تخت بادشاہ لشکر اسلام کا قلب لشکر میں قائم ہوا سردار اپنے اپنے منصب کے موافق صفوں سے دس دس بیس بیس قدم آگے بڑھکر کھڑے ہوے اُدھر نقابدار سیہ پوش پشت پر چالیس ہزار سوار لیے ہوے آکر ہو نچا جس وقت صفیں درست ہو چکیں اور نقیب نقابت کرکے ہٹ گئے تو نقابدار سیہ پوش نے کڑک کر اکر ہو ا باگ کا لیا اور میدان میں ہو نچکر خوب سلحشوری کی سرا پا میدان کا دکھا یا نیزے کے ہاتھ نکالے جس وقت پسینے میں غرق ہو گیا ایک مقام پر ٹھہر کر دم کو آراستہ کرکے آواز دی کہ باشش اے گروہ خدا پرستان و فرقۂ مسلمانان جسکو

تمنائے مرگ و آرزوئے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو یہ سنتے ہی رستم خان بن گنجاب
نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور سامنے تخت بادشاہی کے آکر مجرا کیا اجازت
جنگ مانگی فرمایا کہ آپ نے اسقدر کیون جلدی کی رستم خان نے کہا کہ اب
دل زندگی سے سیر ہو چکا ہے اور اشتیاق ملک عدم کا ہے اسواسطے کیسے کیسے
عزیز کیسے کیسے دوست آنکھون کے سامنے دنیا سے اٹھ گئے اپنی زندگی کا بھی
اعتبار نہین لہذا بستر خواب پر مرنے سے میدان جنگ کی موت بہتر ہے کہ مرتبہ شہادت
حصول ہوگا گروہ شہدا مین شمول ہوگا اور اگر اس وقت آخر مین خداوند کریم
نے فتحیاب کیا تو باعث نام آوری ہے بادشاہ اسلام نے مجبور ہو کر اجازت
دی رستم خان بن گنجاب اسلام رخصت ہو کے بار دگر مرکب پر سوار ہوے
اور راہ میدان کارزار کی لی جسوقت سامنے نقابدار سیہ پوش کے پہونچے
آواز دی لا مرب بہادری کی نقابدار سیہ پوش نے کہا اے رستم خان
تم چلے جاؤ کسی اور کو میرے مقابلہ کے واسطے بھیجو اسلیئے کہ مجھے تیرا ہاتھ اٹھانے کا شرم
آتی ہے اگرچہ مینے مذہب اپنا ترک کرکے اہل اسلام کا ساتھ دیا تاہم اولاد
گنجاب مزدور ہو جو کہ خداوند زمرد شاہ باختری کا پیغمبر تھا رستم خان نے
کہا کہ او ملعون تو ہرگز مجھ پر رعایت نکر اسلیئے کہ جسکی وجہ سے تو مجھ پر رعایت کرتا ہے مینے
کبھی اسپر رعایت نہ کی اور ان کو ہمیشہ برا جانا کیا اور اب بھی قابل لعن سمجھتا ہون یہ
سنتے ہی نقابدار کو طیش آگیا اور پکارا کہ واقع مین خیال میرا غلط تھا تم
سب سے پہلے قتل کیے جانے کے قابل ہو یہ کہکر نیزہ سنبھالا اور رستم
خان پر وار کیا رستم خان نے اپنے نیزہ پر نیزہ کو لیا نبرد نبرد ہونے
لگے نیزے چلنے لگین بڑی دیر تک نیزہ بازی رہی آخر کار رستم خان نے
نیزہ ہاتھ سے نقابدار کے نکالدیا یہ دیکھکر زمانہ نگاہون مین نقابدار سیہ پوش
کی تیرہ و تار ہوگیا اور نہایت خفیف ہوا اہل اسلام نے صدائے تحسین و آفرین
بلند کی جیب کر نقابدار نے گرز دامنے پر سے لیا اور خبردار خبردار کہکر سر
رستم خان بن گنجاب پر وار کیا رستم خان نے اپنا گرز اٹھا کر سپر کی پناہ
کیا اب گرز پر گرز جو پڑتا ہے تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا
تنق گرد و غبار بلند ہوا ہاتھ رستم خان کے قائم نہ رہ سکے جو لیون دونون
شانون کی نکل گئین دونون گرز لڑتے ہوے سر مرکب پر گرے سر مرکب کا
پاش پاش ہو گیا کہ مرکب نے چیخ مارا رستم خان بیہوش ہو کر گھوڑے
سے گرے گھوڑا الگ تڑپ کر ہلاک ہوا لوگ لشکر اسلام کے جھپٹ کر سب
آئے اور رستم خان کو پالکی مین ڈالکے لے گئے حالت انکی خراب تھی انکو تو
شفاخانہ سلیمانی مین بھجوا دیا اور نقابدار سیہ پوش نے پھر نعرہ کیا ابکی مرتبہ

جالوس عاد نے بادشاہ اسلام سے اجازت لی اور سامنے نقابدار سیہ پوش
کے پہونچکر آواز دی کہ او ملعون غضب کیا تو نے کہ اتنے بڑے شخص کو زخمی کیا
لا ضرب نبرد آوری کی نقابدار سیہ پوش نے جھپٹ کر گرز مارا جالوس عاد
نے ضرب اسکی خالی دی اور چوبدست ماری نقابدار سیہ پوش نے
چوب کو سپر سے رد کیا اور دستہ چوب پر ہاتھ ڈالکر جھٹکا مارا کہ جالوس عاد
سا جوان یال مرکب پر آ رہا نقابدار سیہ پوش نے دوسرا ہاتھ کمر میں
ڈالکر زور کیا جالوس عاد کو اٹھا لیا اور لیے ہوئے اپنے لشکر میں
چلا گیا اور اسیر غل و زنجیر کرکے زندان خانہ میں بھجوا دیا اور پھر میدان میں
آکر نعرہ کیا ابکی سالوس عاد مقابلہ کو گیا اسکی بھی وہی حالت ہوئی کہ اسیر
بلا ہوا پھر نقابدار سیہ پوش نے مبارز طلب کیا بہرام عاد بادشاہ اسلام
سے اجازت لیکر اسکے مقابل ہوا نقابدار سیہ پوش نے بہرام پر گرز مارا
بہرام نے گرز اسکا چوب پر رد کیا تڑاقا ہوا شرارے نکلے مرکب بہرام عاد
کا مارا گیا نقابدار سیہ پوش نے آواز دی کہ زدم و بست کردم بہرام نے
گرد سے نکلکر جواب دیا کہ حریف تیرا موجود ہے کیسے تو نے مارا اور پست کیا ع
تو ضربے زدی ضرب ما نوش کن * ہمہ شادی از دل فراموش کن * یہ کہکر
چوب بلند کی اور نقابدار سیہ پوش کی طرف چلا چونکہ بہرام بہت بڑے
قد کا جوان ہے اسوجہ سے بیدل ہوکر بھی بخوف ہے اور جانتا ہے کہ وار میرا نقابدار
سیہ پوش پر پڑ سکتا ہے بس جھپٹ کر چوب کا وار کیا نقابدار سیہ پوش
نے وار بہرام کا سپر پر رد کیا تڑاقا ہوا سب سمجھے کہ نقابدار مارا گیا لیکن
چوبدست سپر سے اچھٹ کر سر مرکب پر پڑی کہ سر مرکب کا پاش پاش ہوگیا
اور مرکب آتش بازی ہوگیا نقابدار مرکب سے کود کر بہرام کی
طرف جھپٹا اور پکارا کہ او عادی غضب کیا تو نے کہ مرکب کو میرے مارا
کب چھوڑتا ہوں تجکو یہ کہکر بہرام سے لپٹ گیا بہرام بھی گریبان گیر ہوا
دونوں میں کشتی ہونے لگی دونوں طرف کے لشکر قریب آگئے اور تماشا
کشتی کا دیکھنے لگے تمام دن کشتی رہی بہرام عاد وہ سردار ہے کہ اسنے کیسے کیسے
پہلوانوں کو مارا ہے لیکن نقابدار سیہ پوش نے قریب شام لنگ بہرام کا
توڑا اور سر سے بلند کرکے زمین پر مارا کہ بہرام چاروں شانے چت گرا
نقابدار نے مشکیں اسکی باندھ لیں اور لیے ہوئے اپنے لشکر میں چلا گیا
طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھرے اہل اسلام نہایت غمگین
و ملول اپنی جائے قیام پر آئے اور نقابدار سیہ پوش نہایت خوش و خرم
اپنی بارگاہ میں داخل ہوا پوشاک رزم اتاری لباس بزم پہنا بہرام عاد

کو زندانخانہ مین بھجوا دیا اور بیٹھکر ناچ دیکھنے لگا شراب پینے لگا جسوقت دو چار جام
پیے اور دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل اسیوقت نقارۂ جنگ
پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر اہل اسلام کو ہوئی یہان بھی کوس حربی
نوازش مین آیا تیاری جنگ ہونے لگی بہرام عاد کے اسیر ہونے سے اہل اسلام
نہایت پریشان تھے کہ یہ نقابدار کون شخص ہے جس نے اتنے اتنے بڑے سردارون
کو اسطرح اسیر کیا غرضکہ رات بھر طبل بجا کیا صبح کو دونون گروہ اپنے اپنے طریقہ
کے موافق عبادت پروردگار سے فرصت کرکے عازم میدان کارزار ہوے
بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نیب دیکر ہٹ گئے تھے کہ نقابدار
سیہ پوش میدان مین آیا اور پکارا کہ باش اے گروہ خدا پرستان مرفرقۂ
مسلمانان جسکو تمنائے مرگ و آرزوے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو دیکھا
تمنے کہ کس طرح مین نے ان عادیون کو اسیر کیا یہ سنکر شاہزادہ بہارستان مغرب
یعنی فرامرز عاد مغربی صف لشکر سے نکلے اور سامنے تخت بادشاہ اسلام
کے آکر مجرا کیا اجازت میدان مانگی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی تمہارا نگہبان ہو
فرامرز عاد مغربی مرکب کو جھکا کر سامنے قرطاس بن آس بن الوس
کے آئے بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی فرامرز نے ہاتھ سے نقابدار
سیہ پوش کے نیزہ ہوائی کیا نقابدار نے گرز مارا فرامرز نے گرز اسکا
رد کرکے اپنا گرز مارا نقابدار نے وار فرامرز کا بھی رد کیا لیکن مرکب
نقابدار کا مارا گیا یہ تلوار کھینچکر جھپٹا کہ مرکب کو فرامرز کے پئے کر دون
فرامرز عاد مغربی نے ارادہ اسکا فاسد دیکھکر زین خالی کیا اور نقابدار
کے قریب آئے نقابدار نے تلوار ماری فرامرز نے وار اسکا رد کرکے گریبان
مین ہاتھ ڈالدیا نقابدار بھی فرامرز سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی تمام دن
کشتی رہی اور دو پہر رات تک کشتی رہی آخرکار نقابدار نے لنگر فرامرز
کا توڑا اور ہاتھ پر بلند کیے ہوے اپنے لشکر مین چلا گیا اور فرامرز کو اسیر
غل و زنجیر کرکے زندانخانہ مین بھجدیا بادشاہ اسلام کو گرفتاری فرامرز عاد مغربی
کا نہایت افسوس ہوا پلٹ کر داخل بارگاہ سلیمانی ہوے تھے کہ پھر خبر
طبل جنگ کی پہونچی یہان بھی نقارہ بجا رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو
دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب
نیب دیکر ہٹے تھے کہ شاہزادہ ظرطوس بہادر یعنی جمہور جہان سوز تیرزن
میدان مین نکلے اور نقابدار سیہ پوش سے سامنا کیا نقابدار نے کہا کہ تم
لوگون سے نیزہ بازی بالکل بیکار ہے اسلیے کہ اس فن کو جیسا خدا پرست جانتے
ہین ہملوگ نہین جانتے یہ کہکر تلوار کھینچ لی اور جمہور پر وار کیا جمہور نے

وار اسکا سپر سے رد کرکے تبر مارا نقابدار سیہ پوش نے سپر بلند کی تبر جو سپر پر
پڑا سپر سے گذر کر خود پر بیٹھا جمہور نے جھٹکا مارا کہ خود بھی کٹا مگر سر پر خط بھی نہ پڑا
تین چار وار کے رد و بدل ہوئے کئی وار جمہور کے نقابدار کے جسم پر پڑے
مگر خط بھی نہ پڑا آخر کار جمہور اسقدر زخمی ہوئے کہ بیہوش ہو کر گھوڑے سے
گرے نقابدار جمہور کو باندھے لیے چلا گیا طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان
سے پھرے اب یہ حالت ہی کہ نقابدار سیہ پوش روز دو چار کو باندھ لیجاتا
ہی کہاں تک بیان کیا جاے کہ بارہ چودہ روز کی میدان داری میں بیالہ
سرداران لشکر اسلام اسیر ہوئے اور کئی سردار قتل ہوئے تیرھویں روز
رستم خان بن گنجاب نے انتقال کیا جانبر نہو سکے بادشاہ اسلام کو انکے
مرنے کا نہایت صدمہ ہوا جنازہ انکا نہایت اہتمام کے ساتھ اٹھا اور اسی
صحرا میں دفن کیا گیا جہان اور اہل اسلام کی قبریں تھیں اور تمام اہل اسلام
سیہ پوش ہوئے اسواسطے کہ رستم خان شاہزادہ نور الدہر کے ماموں
اور بدیع الملک کے داماد ہوتے تھے الحاصل نقابدار سیہ پوش نے
ستھراؤ کر دیا ہی کیسے کیسے سرداران زبردست ہاتھ سے اسکے اسیر ہوئے
اور مارے گئے ہیں اب چودھواں روز ہی اور نقابدار میدان میں کھڑا
نعرے مار رہا ہی اور کوئی اسکے مقابلہ کو نہیں نکلتا ہی کہ لندھور ثانی نے فیل
اپنا بڑھایا سامنے تخت بادشاہی کے آئے فیل سے اتر کر مجرا کیا اجازت
میدان مانگی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ای دارای ہند دیکھا تمنے کہ
اس ظالم نے کس کس سردار کو اسیر کیا نہیں معلوم اس برقع میں کیا بلا
پوشیدہ ہی عقل حیران ہی کہ جو سردار میرا اول کے ہاتھ سے تین تین چار چار
روز میں زیر ہوں آنکو یہ نقابدار دن بھر میں زیر کرلے عقل حیران ہی
لندھور ثانی نے عرض کی کہ حضور بجا ارشاد فرماتے ہیں میرا بھی یہ خیال
ہی کہ یا تو یہ خود ساحر ہی اور یا ساحر کی مدد سے لڑتا ہی تا اب چارہ کیا ہی
رہینگے ضرور جاے زیر ہوں یا زیر کریں بادشاہ اسلام نے بمجبوری انکو بھی
رخصت کیا لندھور بارہ دگر فیل پر سوار ہو کر سامنے نقابدار سیہ پوش
کے آئے اور آواز دی کہ لا ضرب بہادری کی نقابدار نے کہا ای لندھور
بہتر یہ ہی کہ دوستی اہل اسلام سے ہاتھ اٹھا اور میرا شریک ہو کر ان لوگوں
سے مقابلہ کر اور مذہب آقا پرستی کو قبول کر ورنہ اسیطرح تو بھی اسیر بلا ہوگا
جسطرح اور سردار زیر ہوئے ہیں لندھور ثانی نے کہا او ملعون کیا جھک
مارتا ہی تو مجھے نصیحت نکر اور جو تجھسے ہو سکے اسمیں قصور نکر یہ سنکر نقابدار
نے گرز اٹھایا اور آواز دی کہ تیری ضرب گرز بہت مشہور ہی لے اس

ضرب کو بھی کہ یہ پیغام اجل ہے یہ کہکر سر لندھور پر وار کیا لندھور ثانی نے گرز کو
اُٹھاکر جرہ کی پناہ کیا اب گرز بر گرز جو پڑتا ہے تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک
کو نکل گیا تتق گرد و غبار بلند ہوا کہ لندھور مع فیل اُس گنبد خاکی میں پنہان
ہوگئے نقابدار نے آواز دی کہ زدم و بست کردم عیار لندھور ثانی کا چھپکر
قریب آیا گرد گردوے کے چرخ مار کر اندر گردوے کے در آیا دیکھا کہ دونوں ہاتھ مانند
ستون فولادی کے قائم ہیں لیکن ہر بُن مُو سے پسینہ جاری ہے آنکھیں بند
ہیں عیار نے آواز دی کہ ای شہریار ہوشیار ہو جائیے کہ حریف لاف زنی
کر رہا ہے لندھور ثانی نے کہا واقع میں اس نقابدار نے بلا کی ضرب لگائی
ہے مگر گردوے نکلا آواز دی ع تو ضربے زدی ضرب ما نوش کن + ہمہ شادی
از دل فراموش کن + لے اسے بھی کہ یہ طمانچہ ملک الموت ہے یہ کہکر اپنا گرز
گران سنگ سنبھالا اور خبردار خبردار کہکر سر نقابدار پر وار کیا نقابدار نے
گرز لندھور کا گرز پر روکا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا
جگر زمین ہول سے شق ہوگیا مرکب نقابدار کا مارا گیا مگر نقابدار پر کوئی
اثر نہوا یہ ایسا سخت جان تھا کہ اتنی بڑی ضرب کھاکر بچ گیا اور گردے سے
نکلکر لندھور کی طرف چلا لندھور بھی فیل سے کود پڑے نقابدار گرز
پھینک کر لندھور سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی تمام دن کشتی رہی دو پہر
رات گئے نقابدار نے لنگر انکا بھی توڑا اور بانا جے لیے چلا گیا اہل اسلام
نہایت غمگین پھرے اور بادشاہ اسلام نے عیاروں کو طلب کرکے فرمایا
کہ حال اسکا دریافت کرو آیا کیا وجہ ہے جو نقابدار پر کوئی غالب نہیں آتا
یہ سُنکر برق ثانی قران ثالث سمک ثالث یرک ثالث وغیرہ جانب
لشکر نقابدار روانہ ہوئے وہاں نقابدار نے لندھور ثانی کو بھی مقید کرکے
جانب کوہ روانہ کر دیا کہ سب قیدی اُسی مقام پر ہیں نقابدار کو یہ خیال تھا کہ
مبادا کوئی افتاد پڑی اور یہ لوگ رہا ہوگئے تو ساری محنت برباد ہو جائیگی
اور آپ لباس رزم اُتار کر پوشاک بزم پہنی بارگاہ میں آکر بیٹھا ناچ ہونے لگا
یہ تو یہاں مصروف عیش ہے آج طبل جنگ بھی نہیں بجوایا ہے کہ ایک آدھ روز
میں کسل برطرف ہولے تو پھر مقابلہ کروں وہاں جو لوگ قید لندھور کی لیکر
جانب کوہ روانہ ہوئے تھے وہ خدمت میں ضیغم جادو کی پہونچے اور لندھور
کو بھی ضیغم جادو کے سپرد کرکے عرض کی کہ آج طبل جنگ نہیں بجا ہے ضیغم جادو نے
کہا اب کس قدر سردار باقی ہیں لشکر اسلام میں اُن لوگوں نے کہا ابھی بہت ہیں
اسلیے کہ بارگاہ سلیمانی کے بیٹھنے والے سب سردار پانچ ہزار پانچسو چھپن ہیں
جنمیں سے قریب نصف کے بدیع الملک کے ہمراہ گئے ہوئے ہیں اور مختلف

مقامات پر ہیں اب بھی ڈیڑھ ہزار سرداروں سے کم نہیں ہیں ضیغم جادو نے کہا کہ
اسطرح عرصہ گذرے گا تم جاکر قرطاس بن آس سے کہنا کہ اب ملتان و شوکت
دکھانے چلے سرداروں کو زیر کرنے کی کیا ضرورت ہی وہ تیغہ سحر جو میں نے تیار کرکے
تمکو دیا ہی اُسی سے کام لو اور جسقدر سردار مقابلے کو آئیں اُنھیں تہ تیغ کرو کہ جلد خاتمہ
ہو اور آج سے دن کی میدان داری تمھارے حوالے ہی شب کو میں آؤنگا اور لشکر اسلام
پر شبخون مارونگا یہ کہکر اُسنے چلنے کی تیاری کی اور ملازمان قرطاس کو رخصت کیا یہاں
عیاران لشکر اسلام جو برائے دریافت حال روانہ ہوئے تھے رنگ و روغن عیاری
لگاکر صورتیں تبدیل کیے ہوئے مختلف مقامات پر پھر رہے تھے طبل جنگ نہ بجنے
سے اور بھی اطمینان ہوگیا تھا لیکن دارو غۂ زندان جو قید بند صورت ثانی کی
کوہ میں پہونچا کر پھرا آتے آتے قریب اپنے لشکر کے پہونچا دیکھا کہ ایک نازنین
ماہ جبین خاک پر بیٹھی رو رہی ہی آنسو مثل قطرات شبنم کے گل عارض کو شاداب
کررہے ہیں ہچکیاں بندھی ہوئی ہیں دارو غہ نے بڑھکر پوچھا کہ ارے تو کون ہی
تجھپر کیا مصیبت پڑی ہی جو اسطرح رو رہی ہی اس صحرائے وحشتناک میں کیونکر
پہونچی اُسنے بیان کیا کہ میں ایک گاؤں کی رہنے والی ہوں ساتھ اپنے شوہر کے
سسرال جارہی تھی راستے میں قزاقوں نے گھیرا زر و زیور میرے پاس بہت سا تھا
اور شوہر میرا بہادر تھا قزاقوں سے لڑا لیکن اکیلا کیا کرسکتا تھا مثل مشہور ہی کہ
سو رمان چنا بھاڑ نہیں پھوڑتا ہی آخرکار ہاتھ سے قزاقوں کے مارا گیا اُن کمبختوں
نے لاش اُسکی ایک چاہ میں پھینک دی اور مجھکو اپنے ساتھ لیکر چلے اس مقام پر
آکر زر و زیور میرا چھین لیا اور مجھے چھوڑ کر چلے گئے دارو غہ زندان نے کہا کہ تو ہمارے
ساتھ چل اگر تو رضامند ہوگی تو تجھے بی بی بنائینگے اور اگر یہ منظور نہیں ہی تو تجھکو تیرے
گاؤں میں پہونچا دینگے اُس عورت نے کہا کہ اب میں گاؤں اپنے کیا منھ لیکر جاؤنگی
اسواسطے کہ سب مجھے منحوس کہینگے اور طعنہ زن ہونگے کہ یہ ایسی بدنصیب تھی جو
شوہر کو کھا گئی یہ سنکر دارو غۂ زندان اور بھی خوش ہوا اور اس عورت
کو اپنے ساتھ لیکر خیمہ میں آیا دل میں کہتا تھا یہ تیری قسمت کی تھی جو تجھے ملی شوہر
اسکا مارا گیا قزاق اس مقام پر چھوڑ گئے کیا قدرت ہی خداوند لقا کی لیکن دو
ایک آدمی اسکے خلاف بھی تھے اُنھوں نے خیال کیا کہ اس عورت کو اس سے
چھنوا دینا چاہیے کہ اسے بھی جرکا ہوگا تصور کرکے قرطاس بن آس کے
پاس آئے اور کہا کہ دارو غۂ زندان ایک عورت کو صحرا سے لایا ہی کہ حسن بے نظیر
رکھتی ہی اور لائق حضور کے ہی یہ سنکر قرطاس نے کہا کہ جاکر دارو غہ کو بلا لاؤ
لوگ گئے اور اُسے لے آئے قرطاس نے پوچھا کہ تو کسی عورت کو لایا ہی
وہ انکار کر گیا قرطاس کو نہایت غصہ آیا کہا جاؤ اور اسکے خیمہ میں تلاش

گردرگ گئے اور پس نازنین کو لیے ہوے خدمت مین قرطاس کی لائے
قرطاس نے حکم دیا کہ اس مردود کو قتل کرو کہ اسنے مجھ سے پوشیدہ کیا تھا
حسب الحکم جلاد حاضر ہوا اور داروغہ زندان کو قتل کیا نازنین نے کہا شکر ہی
کہ یہ ظالم قتل ہوا قرطاس نے کہا ای نازنین تو اُسکی راضی تھی یا میری نازنین نے
کہا اُسکی صورت تو مجھے اصلا پسند نہ تھی اور آپ کی صورت ابھی نہین دیکھی پھر کیونکر
قرطاس نے کہا کہ مین اپنی صورت تخلیہ مین دکھاؤنگا یہ سنکر نازنین نے
کہا کہ بہتر ہی اور قرطاس بن آس خلوت مین داخل ہوا نازنین کو بھی اُسی
حجرۂ خالی مین طلب کیا جو اسنے اپنی آسائش کے واسطے مقرر کیا تھا سب سامان
آسائش وہان موجود تھا کشتیان میوے کی چنی ہوئی تھین اب قرطاس بن آس
نے نقاب چہرہ سے اُٹھائی اور کہا دیکھو مین ایسا ہون نازنین نے غور سے دیکھا
اور کہا کہ مین نے پہچان لیا قرطاس نے کہا کہ کیا اسکے قبل تونے مجھے دیکھا تھا
نازنین نے کہا مین اُسوقت سے جانتی ہون جب نقاب آپکے چہرے پر نہ تھی
اور مجھے تو آپ کی تلاش تھی قرطاس نے یہ جانا کہ نازنین پیشتر سے مجھپر عاشق
ہی کہا ای جان جان اب تم مجھ سے رضامند ہو نازنین نے جواب دیا کہ رضامند
کیسی خواہش مند تھی مگر ایک بات کی مجھکو حیرت ہی کہ آپ نے اس صورت زیبا
کو چھپایا کیون ہی شاید مجھ سے پردہ کیا ہوا اور میرے جلانے کے واسطے یا مر
تھا اگر آپ صورت اپنی چھپائے نہوتے تو مجھے یہ زحمت کیون ہوتی کہ صحرا مین
تباہ پھرتی بعد اپنے شوہر سے جدا ہونے کے آپ ہی کے پاس نہ چلی آتی اور حال
یہ ہی کہ مین نہایت پریشان تھی جبکہ اُس شخص نے مجھے لاکر اپنے خیمہ مین ٹھہرایا تھا جسے
آپنے قتل کروا ڈالا مین اسی سوچ مین تھی کہ عصمت ہاتھ سے جاتی رہیگی اور
بعد آخرش بحیل بسیار اگر آپ تک پہونچی تو کیا پہونچی اول تو آپ قبول ہی نہ کرتے
خیر اب تو وہ سب باتین برطرف ہوگئین اور ہزار ہزار شکر ہی کہ مین آپ تک
پہونچ گئی مثل مشہور ہی کہ جوئندہ یابندہ مگر یہ تو بتائیے کہ سبب منہ چھپانے کا کیا
ہی اور اس سے قبل آپ بے نقاب تھے انھین لوگون کے سامنے اب نقاب
ڈالکر آئے ہین قرطاس بن آس نے کہا ای جان من اسکا سبب ایک راز
ہی جسکا منہ سے نکالنا اچھا نہین اسواسطے کہ در و دیوار ہم گوش دارد ایسا نہو
یہ خبر اہل اسلام کو معلوم ہو جائے تو رعب میرا جاتا رہیگا اور اُن لوگون کو
فکر ہو جائیگی کہ پہلے تو یہ شہزور تھا مگر اسقدر نہ تھا اب اسقدر قوت بڑھ جانے کا
کیا سبب ہی نازنین نے کہا کہ اسوقت تو باہم ہم ہون یا آپ ہین سننے والا کون ہی
اور اہل اسلام یہان کہان قرطاس بن آس نے کہا کہ عیاران لشکر اسلام
بلاے بے درمان ہین وہ ہر وقت ہر مقام پر موجود رہتے ہین اور صورت

تجھ سے نکالی اور اُنکو خبر ہو گئی نازمین یہ سُنکر افسردہ خاطر ہو گئی اور کہا کہ معلوم ہوتا ہی آپ مجھے بھی دشمن جانتے ہین یا کوئی عیار سمجھتے ہین جو بیان نہین کرتے یہان سوا میرے اور آپکے کون ہی اگر مین عیار ہون تو مجھے قتل کر ڈالیے غرضکہ ایسا ایسا مجبور کیا کہ قرطاس بن آس کو حقیقت حال بیان کرنا پڑی اور سب کہدیا کہ یہ زرہ جو میری رکھی ہی سب اسی کی برکت ہی کہ نہ تلوار مجھپر اثر کرتی ہی اور نہ مین کسی سے زیر ہو سکتا ہون نازمین نے کہا کہ یہ زرہ آپ کو کس نے دی ہی کہا اب اسے نہ پوچھو اس سے تمھارا کیا مطلب ہی قرطاس کے انکار پر نازمین کبیدہ خاطر سی ہو گئی اور کہا اچھا جانے دیجیے مگر مجھے یہ فکر ہی کہ اگر یہ زرہ ضائع ہو گئی تو آپ کیا کیجیے گا قرطاس نے کہا کہ اول تو ضائع کیون ہونے لگی اور اگر ضائع ہو گئی تو جس نے یہ زرہ بنا دی ہی وہ اور بھی بنا دے سکتا ہی یہ سُنکر نازمین نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کسی عورت نے یہ تحفہ آپکو دیا ہی جب ہی آپ بیان کرنے سے انکار کرتے ہین قرطاس نے کہا کہ نہین عورت نے نہین بلکہ مرد نے یہ زرہ دی ہی نام اُسکا ضیغم جادو ہی جس وقت کہ مین لشکر اسلام مین اسیر ہو کر مہو پنچا تھا تو مین نے خوف جان سے اسلام اختیار کر لیا تھا ایک روز موقع پا کر مین نے ایک سردار نامی کو قتل کیا اور لشکر سے نکلکر راہ فرار پر قرار لیا راستے مین ضیغم جادو سے ملاقات ہوئی کہ وہ بھی برائے استیصال اہل اسلام آتا تھا ہم دونون نے باہم مشورہ کیا اُسنے یہ زرہ بنا دی کہ اب تو کسی سے مغلوب نہو گا جا اور اہل اسلام کو قتل کر اب جو مین برائے مقابلہ اہل اسلام آیا تو نقاب چہرے پر ڈال لی کہ کوئی مجھے پہچان نہ سکے ورنہ سب جان جائینگے کہ یہ پہلے تو اسقدر شہزور نہ تھا اب کہان سے زور لے آیا ضرور اسکا کوئی سبب ہی عیار برائے تلاش آئینگے اور ضرور راز دریافت کرینگے پھر مشکل ہو گی ضیغم جادو کی جان بچنا بھی دشوار ہو جائیگی اور مجھ سے بھی یہ تحفے چھن جائینگے نازمین نے کہا کہ کیا زرہ کے علاوہ کوئی اور چیز بھی ہی قرطاس نے کہا ہان ایک تیغہ بھی ہی جس سے مین نے ابھی کام نہین لیا ہی اُس تیغہ کی صفت یہ ہی کہ کوہ سے بھی نہ رکے گا مگر مجکو پہلے اپنی شوکت دکھانا منظور تھی اس سبب سے سرداران لشکر اسلام کو اسیر کیا اور قتل نہین کیا کہ اُنکو عبرت ہوا ور یہ معلوم ہو جائے کہ نقابدار ہمسے زبردست ہی اب یہ بات بخوبی ظاہر ہو گئی کل سے مین نقاب سر میدان اُٹھا دونگا اور اُسی تیغہ سے کام لونگا اور ایک ہی روز مین سب کو قتل کر کے چلا جاؤنگا کیونکہ مجھ سے ضیغم جادو نے کہلا بھیجا ہی کہ دیر نکرو ایسا نہو

کہ کوئی اُفتاد پڑے یہ سنکر نازنین بہت خوش ہوئی اور اپنے دل مین خیال کیا کہ جب ہی
اس ملعون پر کوئی غالب نہین ہو سکتا ہے خیر دیکھا جائیگا اب تو معلوم ہو گیا
یہ جاتا کہان ہے مگر شاید یہ ضیغم جادو کی مدد سے قتل نہو اور وہ ایسی اور
چیزین تیار کر دے تو اُس ملعون کا پتہ بھی دریافت کرنا چاہیے یہ تصور کرکے
پوچھا کہ آپ نے ضیغم جادو کو بھی عیاران اسلام کے حالات سے مطلع
کر دیا ہے ایسا نہو کہ کوئی وہان پہونچ جائے قرطاس ہنسا اور کہا تو بڑی ہوشیار
معلوم ہوتی ہے اور مجھے میری عاشق کی محبت ہے جو اس اس طرح کے پہلو سوچتی
ہے مین نے ضیغم جادو کو سب کچھ سمجھا دیا ہے اب اُسنے ایسا انتظام کیا ہے
کہ اگر عیاران اسلام کو پتہ بھی معلوم ہو جائے کہ ضیغم جادو فلان مقام
پر رہتا ہے تو بھی وہان نہین جا سکتے اسواسطے کہ وہ جس درہ کوہ مین رہتا ہے
اُسکو اُسنے نظر بند کر دیا ہے وہ کسی کو نظر نہین آتا نازنین نے کہا اب
مجھے اطمینان ہوا یہ سنکر قرطاس بن آس نازنین سے بہت خوش ہوا
اور کہا کہ پہلے تو مجھے یہ خیال تھا کہ ایک آدھ روز بعد تجھے تیرے کانون
مین بھجوا دونگا مگر اب تیری فراست دیکھکر وہ خیال برطرف ہو گیا اور یہ
عہد کرتا ہون کہ تیرے ساتھ عقد کرونگا اور تا زندگی تجھے جدا نکرونگا
اور ہر امر مین تجھسے صلاح لیا کرونگا یہ کہکر گردن مین ہاتھ ڈال دیا
اور اختلاط کا قصد کیا نازنین نے کہا کہ دیکھو صاحب اسقدر بیتابی اچھی
نہین ذرا صبر سے کام لو میری شرم یہ گوارا نہین کرتی کہ غیر مرد سے
اتنی جلدی بے حجاب ہو جاؤن ہر چند کہ تمہاری عاشق ہون مگر عورت ہون جب
چند روز ساتھ رہیگا اور حجاب رفتہ رفتہ برطرف ہو لیگا پھر اختیار ہے
مین کہین بھاگی نہین جاتی ہون قرطاس نے کہا کہ جان من مین کیا کرون مجھسے
صبر نہین ہوتا نازنین نے کہا کہ اگر تجھسے ضبط نہین ہو سکتا تو شراب پیو مجھے بھی پلاؤ جسوقت
بیخودی طاری ہوگی شرم دور ہو جائیگی یہ کہکر ہاتھ کشتی کی طرف بڑھایا اور جام
لبریز کرکے قرطاس کو دیا قرطاس نے کہا تم پیو کہ حجاب تمہارا برطرف ہو مین
تو بے شرم ہون مجھے کیا ضرورت ہے نازنین نے کہا تم پیو مین بھی پیونگی قرطاس
نے جام ہاتھ سے نازنین کے لیا اور بے اندیشہ انجام پی گیا نازنین نے اور جام
دیا یہان تک کہ تین چار جام پیکر اُسنے کہا اب تم بھی پیو نازنین نے کہا کہ پیتی ہون
اور جام بھر کر اپنے ہونٹون سے لگایا بلکہ شراب نیچے گرا دی کچھ چھوڑ دی قرطاس
نے کہا اور پیو نازنین نے کہا بس اسی قدر بہت ہے اسواسطے کہ مین عادی
نہین ہون پہلے پہل پی ہے جسوقت قرطاس پر نشہ کی بیخودی طاری ہوئی تو نازنین
کی طرف بڑھا نازنین پیچھے ہٹی اور اُٹھکر سامنے سے بھاگی کہ [illegible]

ابھی نہیں معلوم ہوئی تھی ساتھ ہی قرطاس بھی اٹھا کہ اسے پکڑوں آغوش تمنا
میں کھینچوں اٹھتے ہی چکر آیا پاؤں لڑکھڑائے چھینک مار کر بیہوش ہوگیا
اسکے گرتے ہی نازنین نے نعرہ کیا کہ باش اور قرساق سنم مہتر برق ثانی
اور خنجر کھینچکر قرطاس کی طرف چلا ساتھ ہی خیال پیدا ہوا کہ مبادا قتل
کرنا اسکا بادشاہ کے خلاف گذرے اور مجھپر بھی مثل خواجہ خواجگان یعنی
عمرو بن امیہ ضمری کے عتاب آئے اسواسطے کہ اسے قصہ آس بن الوس
کی ناک کٹنے کا یاد تھا کہ جب خواجہ عمرو کا فرزند دلبند آس بن الوس
کے ہاتھ سے مارا گیا تو خواجہ نے ناک اسکی کاٹ لی تھی آس بن الوس نے
امیر کو طعنہ دیا تھا کہ اگر عیاروں کے زور پر تمکو دعوی صاحبقرانی ہے تو چوڑیاں
پہنکر بیٹھو امیر نے عمرو کو پکڑ کر آس کے حوالے کر دیا تھا یہاں تک کہ عمرو اور
امیر سے بگڑ گئی تھی اسیطرح مجھپر بھی عتاب نہ آئے اور ابھی کل کی بات ہے کہ
حیات زرین پوش کے قتل کر ڈالنے پر بدیع الملک نے مجھکو بھی اسکی
ماں کے حوالے کر دیا تھا اگر آفتاب زرین علم سا شخص موجود نہوتا تو جان
جانے میں باقی ہی کیا رہ گیا تھا اس ہی طرح سے خیال کر کے قرطاس کو بیہوش
پڑا رہنے دیا اور آپ زرہ اسکی اتارلی اور دوسری زرہ ویسی ہی اسکے
مقام پر رکھدی اور تیغہ تلاش کر کے کمر سے نکالا اور دوسرا تیغہ اسی نیام میں
کر کے کچھ تھوڑا سا مال و اسباب چرا کر خیمہ سے چل نکلا اب

مہتر برق ثانی تو لشکر اسلام کیطرف جاتا ہے اور قرطاس بن آسن بیہوش پڑا ہوا ہے

ادھر ضیغم جادو نے شام ہوتے ہی تیاری شبخون کی کر دی اور مع فوج چل نکلا
کوئی دو پہر رات ہوگی لشکر اسلام کے سردار اپنے اپنے خیموں میں سو رہے
ہیں گشت طلایہ کا پھر رہا ہے آواز ہوشیار باش و بیدار باش کی بلند ہے
کہ ایک مرتبہ جانب صحرا سے چالیس ہزار درندے مثل خرس و پلنگ کے
نمودار ہوئے آگے آگے سب کے ایک بہت بڑا شیر ڈکارتا ہوا لشکر کیطرف
چلا طلایہ والے انکو صحرائی درندے سمجھکر بڑھے اور آگ روشن کر دی کہ درندے
آگ سے بھاگتے ہیں لیکن ساتھ ہی خیال پیدا ہوا کہ اس صحرا میں بہت دنوں سے
مقیم ہیں اور آج تک اتنے درندے ایک وقت میں ہمیں نہیں دیکھے یہ کیا اسرار
ہے اور طرہ اسپر یہ کہ آگ کو دیکھکر بھی یہ درندے نہ بھاگے اور آتے ہی لشکر اسلام
پر گرے یہاں سپاہی سو رہے تھے کسی کو خیال بھی درندوں کا نہ تھا درندوں نے
لوگوں کو ہلاک کرنا شروع کیا طلایہ کے سواروں نے گھوڑے دوڑائے
اور درندوں پر تلواریں مارنا شروع کیں مگر جس درندہ پر تلوار پڑی

تلوار ٹوٹ گئی اور جسم پر اُسکے خط بھی نہ پڑا درندون نے جسکو پنجہ مارا دیا وہ
ہلاک ہوگیا اب یہ سبکے سب لشکر کو پامال کرنے لگے بلڑ ہوگیا لوگ اپنے اپنے
بسترون سے اُٹھکر بدحواسی مین بھاگنے لگے کوئی خیمہ مین جاکر چھپا کسی نے راہ فرار
اختیار کی بہت سے جوانمردون نے مقابلہ بھی کیا مگر ہاتھ سے درندون کے
ہلاک ہوے یہانتک کہ اسّی ہزار آدمیون کو ہلاک کرکے یہ سب درندے
ایک طرف سے آئے تھے اور دوسری طرف نکلے چلے گئے قریب صبح برق شاہ کو
تیغہ اور زرہ دیے ہوے لشکر اسلام مین پہونچا اور حال درندون کا سُنا سمجھ گیا
کہ یہ فعل ضیغم جادوگر کا تھا مگر اُسنے تو جارورہ کو نظر بند کردیا ہوگا اب اگر ہم گئے
بھی تو کیا کرلینگے مگر خیر پہلے قرطاس ملعون کو تو قتل کرلین پھر دیکھا جائیگا یہ خیال
کرکے اپنے خیمہ مین داخل ہوا جبوقت صبح ہوئی اور بادشاہ اسلام برآمد ہوے
پوچھا کہ یہ شب کو شور وغل کیسا تھا لوگون نے عرض کی کہ عجیب وغریب واقعہ
گذرا ہے کہ کبھی نہ گذرا تھا اور سب کیفیت درندون کے آنے کی اور اسّی ہزار
آدمیون کے مارے جانے کی بیان کی بادشاہ اسلام نہایت پریشان ہوے
اور فرمانے لگے کہ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے انواع واقسام کی بلائین نازل
ہو رہی ہین معلوم یہ ہوتا ہے کہ اسی بیابان نہ طاق مین سب کا خاتمہ ہوگا
واقع مین یہ عجب پرآشوب مقام ہے یہ فرماکر لاشون کے دفن ہونے کا حکم دیا
اور سب کی نماز جنازہ پڑھی بہت روئے یہ سب تو یہان مصروف آہ وبکا تھے
اور وہان جو قرطاس بن آرس کو ہوش آیا خیمہ کو خالی پایا نازنین کو نہ دیکھا
حیران تھا کہ نازنین کہان چلی گئی یا تو یہ محبت جتاتی تھی یا اسطرح چلی گئی ساتھ ہی
نظر ایک پرچہ پر جا پڑی اُسے اُٹھا کر دیکھا لکھا تھا کہ اے قرطاس کوئی ایسی غفلت
کرتا ہے رہے وہ نازنین نہ تھی بلکہ عیار لشکر اسلام تھا اگر مین تیرا خیال نہ رکھتا
تو آج ہی تو قتل ہو جاتا کہ عیار تجکو بیہوش کرچکا تھا آئندہ سے ایسی غفلت
نکرنا اب اُس عیار سے اطمینان رکھ کہ ساحر کو بھیجکر مین نے اُسے گرفتار کرلیا بلکہ
قتل کرڈالا مگر شاید اسیطرح کوئی اور پہونچ جائے یہ دیکھکر قرطاس کی گھبراہٹ
برطرف ہوئی اور اطمینان ہوا زرہ اور تیغہ کو دیکھا تو دونون چیزین موجود
ہین جلدی سے زرہ اُٹھا کر پہن لی تیغہ کمر سے لگا لیا باہر خیمہ کے آیا رفقا سے
تمام ماجرا بیان کیا اُن لوگون نے کہا کہ اب زیادہ عرصہ کرنا مناسب نہین ہے
طبل بجوا کر مسلمانون کا جلد خاتمہ کیجیے قرطاس نے کہا ہان میرا بھی یہی قصد ہے
اتنے مین ہرکارون نے آکر بیان کیا کہ رات کو کچھ درندے آئے تھے اسّی ہزار
خداپرستون کو ہلاک کرکے چلے گئے بڑی خیر گذری کہ یہ بلا انھین لوگون پر نازل
ہوئی ورنہ اگر اس طرف آتے تو ہملوگ صرف چالیس ہزار رہ گئے ایک بھی

نہ بچا سب ہلاک ہو جاتے قرطاس ہنسا اور کہا کہ وہ ہمارے مہربان ضیغم جادو
آئے ہونگے تم لوگ خوف نکرو اطمینان رکھو اسطرف کوئی درندہ رخ بھی نکرے گا
مگر ایسے شب کے وقت لشکر اسلام میں نہ جانا اونکو خبر دریافت کر لانا اسواسطے
کہ مبادا دھوکے میں تم بھی ہلاک ہو غرضکہ جب دن تمام ہوا اور وقت شام کا آیا
طائر اپنے آشیانوں کی طرف چلے مسافرون نے مقام کیا لشکر اسلام میں مغرب
کی اذان ہوئی روز روشن تیرہ و تار ہوا آفتاب گوشہ مغرب میں جا گزین ہوا ستارے
نمودار ہوے قرطاس بن آس نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسیوقت نقارہ زری
پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی ہرکارے لشکر اسلام کے خبر لیکر خدمت
مین بادشاہ اسلام کی حاضر ہوے اور بعد دعا و ثنائے شاہی بجا لانے کے
عرض کی کہ پھر آج ظالم یعنی نقابدار سیہ پوش نے طبل جنگ بجایا ہے بادشاہ اسلام
نے فرمایا کہ اب دو ہیری آفتون کا سامنا ہو کہ رات کو درندے آزار پہونچاتے ہین
لوگون کو ہلاک کرتے ہین اور دن کو یہ ملعون نقابدار سردارون کو قتل کرتا ہی
خیر جو مرضی خدا کہدو کہ ہمارے یہان بھی کوس حربی بجے یہان بھی نقارہ زری
بجا تیاری جنگ ہونے لگی آج خدا بہ گشت کو بیس ہزار سوار معین ہوے
ہین اور اہل لشکر بھی بیدار ہین بسبب درندون کا خوف بھی لگا ہوا ہی اور
یہ بھی خیال ہی کہ صبح کو مقابلہ ہی اسلئے درست کر رہے ہین کوئی کسی شغل مین
ہی کوئی کسی شغل مین کہ یکایک جانب صحرا سے آواز درندون کی پیدا ہوئی
گشت کے سوار صحرا کی طرف متوجہ ہوے دیکھا کہ درندے غول کے غول
چلے آتے ہین اہل لشکر کو آواز دی کہ وہ بلائین پھر آتی ہین ہوشیار ہو جاؤ
تمام لشکر مسلح ہو گیا اور صفین باندھ لین کہ کل تو غفلت مین سے جو درندے
گزند پہونچا کر چلے گئے آج وہ تلوارین مارینگے کہ کاٹ کے ڈال دینگے یہ
سبکے سب ضیغم کش شمشیر تلوارین کھینچے ہوے منتظر ہین کہ یہ درندے
ہم تک پہونچین اور ہم انکو تیغ کرین کہ یکایک درندون نے گشت کے
سوارون پر حملہ کیا سوارون نے تلوار تبر گرز وغیرہ سے کام لیا لیکن کوئی
حربہ کارگر نہوا اور درندون نے جسپر حملہ کیا وہ تڑپ کر ہلاک ہو گیا یہانتک
کہ بیس ہزار سوار یکدم مین کام آگئے درندون نے صفین بچھا دین اور
اب لشکر پر آ پڑے اہل لشکر صفین جمائے اور تلوارین کھینچے ہوے کھڑے تھے
جیسے ہی درندے قریب آئے جوانان لشکر اسلام نے تلوارین مارین
گرز لگائے تیر چلائے کہ اگر کوہ گران بھی ہوتا تو پست ہو جاتا مگر کسی درندہ پر
کوئی اثر نہوا خط بھی نہ پڑا اب جو درندون نے حملہ کیا تو صف بچھا دی اس غول
کو مار کر اس گروہ پر آئے اب تو یہ حالت ہی کہ بہادران اسلام برابر سب

مقابلہ کرتے ہین مگر انکے حربے کارگر نہین ہوتے اور درندون کا طمانچہ طمانچہ موت ہوجاتا ہی
ان درندون مین سب ہی قسم کے جانور ہین شیر طمانچون سے کام لیتے ہین خرس
منہ مار کر خون پی لیتے ہین کہان تک بیان کیا جاے کہ درندے ایک طرف سے جو آئے
تو دوسری طرف سے تمام لشکر کو پامال کرتے ہوے نکلے چلے گئے ساٹھ ہزار آدمی
آج بھی مارا گیا بادشاہ اسلام نہایت پریشان ہین کہ یہ کونسی بلا ہی اور کیا معاملہ ہی
لیکن جن سردارون نے یہ کیفیت اپنی آنکھون سے دیکھی تھی انھون نے آکر عرض کیا
کہ عجب طرح کا معاملہ ہی جو سمجھ مین نہین آتا کیونکہ تمام درندے جسطرح آئے تھے اسی طرح
زندہ نکلے چلے گئے ہرچند انپر حربے کیے لیکن کوئی زخمی بھی نہوا تلوارین ٹوٹ گئین
کمندون کے حلقے شکستہ ہوگئے اور سب درندے صاف نکلے چلے گئے بادشاہ اسلام
نے فرمایا کہ دریافت کرو یہ درندے کہان سے آتے ہین اور کس طرف جاتے ہین یہ
سنکر عیاران لشکر اسلام تعاقب مین درندون کے روانہ ہوے بعد دریافت حال کے
صبح آکر عرض کی کہ تمام درندے ایک کوہ مین جاکر غائب ہوگئے سب متحیر تھے کہ کیا
کرین اور کیا تدبیر کرین لیکن چونکہ طبل بج چکا تھا صبح ہوتے ہی دونون جانب کے لشکر میدان
مین آئے اور ایک دوسرے کے مقابل صفین باندھکر استادہ ہوے بعد آراستگی صفوف
قتال و جدال نقیب نسبہ دیگر نکل گئے تھے کہ نقابدار سیہ پوش میدان مین ایا
خوب سلحشوری کی نیزے کے ہاتھ نکالے سراپا میدان کا دکھایا جسکو دیکھ سب
مین غرق ہوگیا ایک مقام پر نیزے کو گاڑا دم کو آراستہ کرکے آواز دی کہ باقی
ای فرقہ خداپرستان و گروہ مسلمانان جسکو تمناے مرگ و آرزوے قضا ہو وہ نکلے
میرے مقابلہ کو اسواسطے کہ اب مجھے جلدی اس امر کی ہی کہ تم لوگون کا خاتمہ کرکے
جانب نہ طاق روانہ ہون اور وہان بدیع الملک کو قتل کرکے اپنے
خداوندزادون کی خدمت مین پہونچون کہ وہ دونون برجیس آفتاب پرست
کے ساتھ چلے آئے تھے لہذا آج سے مین نے طریقہ جنگ بدل دیا ہی اب جو میرے
سامنے آئے گا وہ مارا جائیگا آج مین سو قتل کرونگا کسی کو اسیر بھی نکرونگا یہ سنکر
اہل اسلام کو اتنا تو معلوم ہوگیا کہ یہ زمرد پرست ہی اور خداوندزادون سے
مراد اسکی ارژنگ بن زمرد ثانی و جرجنگ بن زمرد ثانی ہی کیونکہ
وہی برجیس آفتاب پرست کے ساتھ چلے آئے ہین مگر یہ سب کو حیرت
ہی کہ یہ نقابدار کون ہی اور کہان سے آیا ہی اور سبب اسکے زور آور ہونے کا
کیا ہی اسمین کوئی بھید ضرور ہی ابھی تک کسی کی جرأت نہوئی کہ اسکے مقابلہ کو
نکلتا اُسنے پھر آواز دی کہ اگر آنا ہو تو آؤ اور مقابلہ کرنا ہو تو میدان مین
نکلو ورنہ مین خود آتا ہون اور ابھی سب کو تہ تیغ کردونگا یہ کہکر نقابدار
سیہ پوش خاموش ہوا تھا کہ لشکر اسلام سے توریج ماہرو نکلے اور

سامنے تخت شاہی کے آکر مجرا کیا اجازت کے خواستگار ہوے بادشاہ اسلام نے فرمایا
کہ آپ حالت اس نقابدار کی دیکھ چکے ہین یہ نقابدار انسان نہین معلوم ہوتا
اس برقع سیاہ مین کوئی بلاے بد پوشیدہ ہی کیسے کیسے سردارون کو یہ حکماً گرفتار
کرکے لے گیا اور کسی کا کوئی زور نہ چل سکا وہ سردار جو امیر کے ہاتھ سے سات سات
آٹھ آٹھ روز مین اسیر ہوے تھے انکو یہ دن دن بھر مین پکڑ لے گیا ہی اور آج یہ دعوی
کر رہا ہی کہ مین سب کو قتل کرونگا اب نہین معلوم کہ یہ ساحر ہی یا جن ہی یا کوئی
تحفۂ طلسمی اسکے پاس ہی جسکی وجہ سے اسکو ہر ایک پر غلبہ حاصل ہوتا ہی اور
کوئی اسے مغلوب نہین کرسکتا تورج ماہرو نے عرض کی کہ یہ سب بجا اور
درست ہی لیکن یہ کیونکر ہوسکتا تھا کہ وہ سر میدان ڈٹے اور ہم مقابلہ کو
نہ نکلین یہی نا کہ مارے جائینگے کچھ پروا نہین ایک روز مرنا ضرور ہی اگر ہزار برس
بھی جیئیے تو ایک روز مرنا ہی کیونکہ بقا سوا ذات باری تعالے کے کسی کو نہین
ہی پھر چند روزہ زندگی کی ہوس مین نام بزرگون کا کیونکر مٹا دین تمام عالم
مین یہ بات مشہور ہوجائیگی کہ صاحبقران بن صاحبقران یعنی بدیع الزمان
کا فرزند لشکر اسلام مین موجود تھا اور نقابدار سیہ پوش نے سر میدان
ڈنکا اور وہ مقابلہ کو نہ نکلا کیسی بدنامی ہوگی اس ذلت و رسوائی سے مرنا
بہتر ہی اور جان بچانا بہتر نہین ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اسنے آپ کا نام
تھوڑی لیا تھا تورج ماہرو نے کہا کہ اگر میرا نام نہین لیا تھا تو مین اہل اسلام
سے علحدہ تھوڑی ہون جب اسنے اہل اسلام کو ٹوکا تو گویا مجھی کو ٹوکا کیا مین
مذہب اسلام نہین رکھتا ہون اور ماورا اسکے اگر مین مقابلہ کا قصد نکرتا تو
وہ خود لشکر پر آپڑتا پھر کیا اسکے سامنے سے گریز کرتا اور اب تو مین نکل چکا
حضور مجکو نہ روکین اب ہمارے مقابلہ جانے دین اگر خداوند عالم کو میرا زندہ
رکھنا منظور ہی تو وہ مجھے اس گبر پر غالب کرے گا ورنہ جو مرضی اسکی اگر قضا
اسی بہانے ہی تو بہتر ہے یہی منظور ہی بادشاہ اسلام نے مجبور ہوکر تورج ماہرو
کو اجازت دی اور فرمایا کہ خیر ہم سب کے سب ہمرکاب ہین آپ کو تنہا اس دار دنیا
سے نہ جانے دینگے یہ فرما کر رونے لگے اور درگاہ ایزدی مین دعا کی کہ بارالہا
مجھے بدیع الملک سے سرخرو رکھنا اگر یہ روگ روانہ ملک عدم ہون تو مجھے
دنیا سے اٹھالے ورنہ انکو مستجاب کر ہنوز دعا بادشاہ اسلام کی ناتمام تھی اور تورج
مرکب پر سوار ہونے پاے تھے کہ جانب صحرا سے ایک بگولہ گرد کا نمودار ہوا سب
دیکھنے لگے کہ کون آتا ہی کہ یکایک قریب ہو کر وہ بگولہ شق ہوا اور ایک نقابدار
سفید پوش نمودار ہوا آتے ہی آواز دی کہ باش اے گبر ناہنجار منم
نقابدار سفید پوش کہ نگذارم کہ از دست من زندہ و سلامت ببدروی

یہ کہتا ہوا نقابدار سفیدپوش قریب نقابدار سیہ پوش کے پہونچ گیا نقابدار
سیہ پوش نے کہا کہ اے نقابدار مفلوک روزگار تجھ سے اور اہل اسلام
سے جنگ ہی تو کیوں مزاحمت کرتا ہی اور مفت اپنی جان عزیز کو تلف وبرباد
کرتا ہی یہ سنکر نقابدار سفیدپوش نے کہا کہ او ملعون اگر تجھ سے اور مسلمانوں
سے جنگ ہی تو میں بھی مسلمان ہی ہوں کافر نہیں ہوں کند ہم جنس
باہم جنس پرواز کبوتر با کبوتر باز با باز ؎ میں ضرور اہل اسلام کی ہمدردی کرونگا
اور اپنی موجودگی میں کسی مسلمان پر آنچ نہ آنے دونگا نقابدار سیہ پوش
ہنسا اور کہا کہ تو پہلے اپنی جان تو بچالے پھر دوسروں کی کمک کرنا نقابدار
سفیدپوش نے کہا کہ میری جان تیرے اختیار میں نہیں ہی بلکہ اب تیری جان
میرے اختیار میں ہی نقابدار سیہ پوش نے جھلا کر کہا کیا تیری قضا تجکو گھیر کر
لائی ہی جو سمجھانے سے بھی تو نہیں مانتا اچھا لا ضرب بہادری کی کہ حوصلہ تیرے
دل میں نہ رہ جائے نقابدار سفیدپوش نے کہا کہ یہ کہنا تیرا بالکل ہی فضول
ہی اسواسطے کہ اہل اسلام کا دستور پیشدستی نہیں ہی تجھ سے بہت سے مقابلہ
ہوئے اب تو تجھپر بھی ظاہر ہو گیا ہو گا کہ کمزور سے کمزور مسلمان بھی سبقت
نہیں کرتا ہی نہ کہ میں جو تیری جان کا ملک الموت ہوں جانتا ہوں کہ جب
چاہونگا تجھے قتل کر ڈالونگا پھر کیا خوف ہی جو پیشدستی کروں یہ سنکر نقابدار
سیہ پوش نے نہ نیزہ اٹھایا نہ گرز تیغہ کمر سے کھینچا اور نقابدار سفیدپوش
پر وار کیا نقابدار نے سینہ سپر کیا تلوار نقابدار سیہ پوش کی اچٹ گئی
پہلے تو اہل اسلام پریشان ہوئے تھے اور انہوں نے یہ تصور کر لیا تھا کہ
طرفدار ہمارا مارا گیا مگر جسوقت تلوار نقابدار سیہ پوش کی اچٹ گئی تو ان
لوگوں کو نہایت تعجب ہوا کہ اسکی تلوار سے بچنا سخت دشوار تھا کبھی یہ تیغہ
سپر سے تو مڑا نہیں زرہ کیا جان رکھتی ہی جو وار اسکا روک سکے بیساختہ ہر شخص
کی زبان سے نکلا کہ ہر فرعونے را موسےٰ واقعی میں نقابداروں کا بھید کچھ
سمجھ میں نہیں آتا ہی مگر خیر اب دیکھا چاہیے کہ ہوتا کیا ہی یہ تصور کرکے یہ
لوگ تو محو تماشا ہیں بلکہ فتحیابی نقابدار سفیدپوش کی دعا کر رہے ہیں
اور ادھر نقابدار سیہ پوش کو حیرت ہوئی کہ یہ کیا معرکہ ہی یہ وہ تیغہ ہی
جسکا رکنا کوہ سے بھی ممکن نہیں اسواسطے کہ تیغہ ساختہ ضیغم جادو ہی ایسا ویسا
ساحر بھی اس تیغہ کو رد نہیں کر سکتا ہاں ہم پلہ ضیغم جادو ہو تو شاید وار
اس سے رک سکے نہیں معلوم یہ نقابدار سفیدپوش کون بلا ہی
ادھر نقابدار سفیدپوش نے وار اسکا رد کر کے آواز دی کہ بس اسی تیغہ پر
تجکو گھمنڈ تھا دیکھا تو نے کہ میں نے وار تیرا سپر پہ بھی نہ روکا اگر کچھ دعوی ہو

تو اور حوصلہ اپنا پورا کرلے ورنہ پھر اجل تیری تو میرے قبضہ مین ہی اور موت سر پر آچکی ہی یہ سُنکر نقابدار سیہ پوش بہت گھبرایا اور کہا کہ واقع مین اے نقابدار سفید پوش آج تک سوا تیرے وار میرا کسی سے رد نہین ہوسکا ہی آخر یہ بات کیا ہی نقابدار سفید پوش نے کہا کہ او ملعون تجھے شرم نہین آتی کہ ساحرون کی کمک سے مقابلہ کرتا ہی اور مردان عالم کو ذلیل کرتا ہی یہ کلمہ دونون لشکرون نے سُنا چرچے ہونے لگے کہ اس نقابدار سفید پوش کو حقیقت نقابدار سیہ پوش کی معلوم ہی جو یہ اسطرح کی باتین مُنہ در مُنہ کر رہا ہی اُدھر نقابدار سیہ پوش جو ذلیل ہوا پکارا او نقابدار سفید پوش میری کمک پر کون ساحر ہی معلوم ہوتا ہی کہ تو ساحر کی مدد پر بھروسا کرکے آیا ہی اور وار میرا رد کرکے افتخار ظاہر کرتا ہی نقابدار سفید پوش نے کہا کہ کیا ضیغم جادو سے تو واقف نہین جسنے تجھے تیغہ اور زرہ دی تھی اب تو نقابدار سیہ پوش نے ذلیل ہوکر گردن نیچی کر لی اور دل مین قائل ہوا کہ بیشک ہی تو یہی بات مگر اسکو کیونکر معلوم ہوا نقابدار سفید پوش سے کہا کہ مین ضیغم جادو سے آگاہ نہین ہون تو کیا دلیل رکھتا ہی نقابدار سفید پوش نے کہا دلیل یہی ہی کہ وار تیرا رد کر دیا اور تھوڑی دیر مین اور ظاہر ہوا جاتا ہی تو اپنا حوصلہ پہلے نکال لے یہ سُنکر نقابدار سیہ پوش نے پھر پینترا بدلا اور جھپٹ کر سر نقابدار سفید پوش پر وار کیا نقابدار سفید پوش نے بند دست پکڑ کر جھٹکا مارا اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کر اب جو زور کیا تو فاش زمین سے اُٹھا لیا لشکر اسلام سے صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی اور نقابدار سیہ پوش کو حیرت ہوئی کہ یہ کون ہی آواز امان بلند کی نقابدار سفید پوش نے کہا او مکار مین تجھے خوب جانتا ہون نقابدار سر خپوش سے بھی تو نے امان مانگی تھی اور یہ مکر مسلمان ہوا تھا اور اپنے محسن و اتالیق یعنی فضل بن کیا ہور خون آشام کو تو قتل کرکے بھاگا تھا اور ضیغم جادو کی مدد پر بھروسا کرکے پھر مقابلہ کو آیا اور سرداران لشکر اسلام کو زیر و زبر کر دیا اسوقت کی تجھے خبر نہ تھی کہ ایک ایک عیار لشکر اسلام کا ایسا ہی جو سرکشون کی گردن جھکا دینے کو کافی ہی سب حیران تھے کہ یہ نقابدار سفید پوش کون ہی اور کیا کہ رہا ہی کہ سفید پوش نے دوسرے ہاتھ سے نقاب اسکی نوچ ڈالی اور اسکے بعد اپنی نقاب دور کرکے آواز دی کہ اے اہل اسلام دیکھ لو یہ وہی مکار محسن کش قرطاس بن آس ہی اسکے پاس ایک تیغہ ساختہ سحر تھا اور ایک زرہ تھی جسکی وجہ سے اسنے بڑے بڑے سرداران نامی و گرامی کو اسیر بلا کیا اور کتنون کو جان سے مارا اب وہ تیغہ میری کمر مین ہی اور زرہ مین پہنے ہون

سنیم مہتر برق ثانی یہ سنکر نقاب دار سیہ پوش یعنی قرطاس بن آس بکا دم
نکل گیا اور اہل اسلام نے برق ثانی کی تحسین کی لشکر قرطاس نے جو دیکھا
کہ سردار ہمارا اسیر ہو گیا اور یہ عیار اب نہ چھوڑے گا سبکے سب دوڑ پڑے
کہ سردار کو رہا کرلین یہ دیکھتے ہی بادشاہ اسلام نے اپنے لشکر کو اشارہ کیا
اور فرمایا کہ روکو کافرون کو ادھر سے بھی جوانان اسلام تیغین پکڑ پکڑ کر گرے
تلوار چلنے لگی برق ثانی نے اہل اسلام سے کہا کہ اسکے ہمراہیون کو اسطرح گھیر لیجیے
کہ کوئی نکلکر جانے نہ پائے ورنہ خبر غیغم جادو کو پہونچ جائیگی اور وہ آکر رہا
کرلیجائیگا یہ کہتا ہوا اپنے لشکر کی طرف متوجہ ہوا اور سامنے بادشاہ اسلام کے
آکر عرض کی کہ کیا حکم ہوتا ہے اس ملعون کو قتل کر ڈالون یا اسیر رکھون فرمایا ابھی
قتل اسکا مناسب نہین ہے اسواسطے کہ سرداران لشکر اسلام مقید ہین ایسا نہو بعد اسکے
انکی رہائی مین دقت پڑے برق ثانی نے عرض کی کہ ای شہر یار بہت بجا اور درست
ہے یہ کہکر گھوڑے سے اتر کر مشکین اسکی باندھین اور داروغہ زندان کے حوالہ کیا
ادھر اہل اسلام نے اسکے چالیس ہزار سوارون کو حلقے مین لے لیا اور تلوار
برسانا شروع کردی پہر بھر کے عرصہ مین سب کو کاٹ کے ڈالدیا اور نقارہ
فتح بجاتے ہوئے میدان سے پھرے جسوقت لاشین علیحدہ کی گئین اور شمار
ہوا تو معلوم ہوا کہ چالیس ہزار کافرون مین سے سوا قرطاس کے کوئی زندہ
نہ چھوڑا تھا اور دس ہزار اہل اسلام سے کام آئے لاشین مسلمانون کی دفن
کرکے کفار کی لاشین بھی ترس کھا کر گڑوا دین کہ اب انکا اٹھانے والا کوئی نہین
ہے جب ان امور سے فرصت ہوئی تو بادشاہ اسلام داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے
اور تمام سردار جو جفائے قرطاس بن آس سے بچے ہوئے تھے
آکر اپنے اپنے دنگلون اور کرسیون پر متمکن ہوئے برق ثانی بھی حاضر تھا بادشاہ
بہت خوش ہوئے تھے اور برق کو کرسی عنایت فرمائی تھی کہ اسوقت تم جنگ مردانہ
کیے ہوئے آتے ہو پہلوانون کی صف مین بیٹھو برق سلام کرکے بیٹھ گیا اور بادشاہ
اسلام سے دست بستہ عرض کی کہ اگر حکم ہو تو اس مردود کو بلا کر رہائی سرداران
لشکر اسلام کی کوئی فکر کرون بادشاہ نے فرمایا بہتر ہے تم جانو جو تدبیر ہوسکے
وہ کرو برق ثانی نے قید قرطاس بن آس کی طلب کی جسوقت قرطاس
اسیر غل و زنجیر سامنے آیا بطریق خدا پرستان سلام کیا برق نے کوڑا سیدھا
کیا اور کہا او ملعون دغا باز تجھے سلام کرتے شرم نہین آتی ہے کہ ایک مرتبہ تو نے
کیا فریب کیا اب مکر تیرا نہ چلے گا قرطاس نے کہا کہ ای مہتر برق ثانی مجھے یہ
سمجھادو کہ تم تمغہ اور زرہ کیونکر لے آئے کہ اس راز سے سوا میری ایک معشوقہ
کے اور کوئی آگاہ نہونے پایا تھا برق نے کہا او ملعون وہ معشوقہ تیری [illegible]

بلکہ قضا ہی لینے مین نازمین بنکر گیا تھا اور تجکو بیہوش کرکے تیغہ و زرہ بدل لایا تھا
اور رقعہ ضیغم جادو کی طرف سے لکھکر رکھتا آیا تھا کہ تو مطمئن رہے اور تجربہ
یہ نہ ظاہر ہونے پائے کہ تیرے راز سے دشمن تیرے واقف ہوگئے ہین اگر
مین اپنی گرفتاری لکھکر نہ ڈال آتا تو تو بھاگ جاتا اور مقابلہ نہ کرتا اب
رہائی سرداران اسلام کی تدبیر بتا ورنہ اپنے کو ڑے مارونگا کہ کھال تیری
کھینچکر ڈالدونگا قرطاس نے کہا کہ اگر میری جان بخشی کیجائے تو مین ابھی تدبیر
رہائی نکالون برق ثانی نے بادشاہ اسلام کی طرف دیکھا بادشاہ اسلام
نے فرمایا کہ مین تمھین اختیار دے چکا جو مناسب جانو وہ کرو یہ سنکر برق ثانی
نے قرطاس سے کہا کہ اگر تو سرداران اسلام کو رہا کرا دے گا تو مین تجکو
قتل نکرونگا مگر قید مین زندگی بسر ہوگی رہا کرنا تیرا سخت نادانی ہی کہ خواص تیرا
سانپ کا ہی ادھر چوکے ادھر پلٹ کے کاٹا قرطاس نے اسی کو غنیمت جانا
مثل مشہور ہی کہ جان بچی لاکھون پائے اور قلم دوات طلب کرکے ایک نامہ
بنام ضیغم جادو تحریر کیا مضمون یہ تھا کہ بدست حامل رقعۂ ہذا قیدی سرداران
لشکر اسلام کی روانہ کیجیے کہ مناسب وقت یہی ہی اور سبب اسکا بروقت
ملاقات عرض کرونگا تامل نہ فرمائیے گا کہ باعث خرابی ہی اور دستخط اپنے کرکے
رقعہ برق ثانی کے ہاتھ مین دیا اور کہا کہ کوئی شخص یہ رقعہ لیکر فلان کوہ کیطرف
جائے اور جسوقت قریب کوہ پہونچے تو تین مرتبہ گھنٹی بجائے ضیغم جادو کو
معلوم ہوجائیگا کہ کوئی آشنا سیاہ اور رازدان آگیا اسوقت ضیغم جادو سحر اپنا
دور کرے گا درہ نمودار ہوگا کیونکہ درہ کو اسنے سحر سے پوشیدہ کر دیا ہی یہ
رقعہ ضیغم جادو کو دے دیا جائے وہ قیدیون کو حوالے کر دے گا یہ سنکر
برق ثانی نے کہا کہ اگر کوئی افتاد نامہ بر پر پڑے تو اسکا قصاص تجھ ہی سے
لیا جائیگا قرطاس بن آس نے کہا کہ کیا مجال ہی اسواسطے کہ مین تو اسیر بیٹھا
ہوا ہون غرضکہ برق ثانی نے اس نامہ کو بادشاہ کی خدمت مین حاضر کیا
اور عرض کی کہ جسکو حضور مناسب جانین اسطرف روانہ کرین اتنے مین قران ثالث
نے کہا کہ ای برق کیا نادانی کرتے ہو یہ بات ظل اللہ سے پوچھنے کی نہین ہی وہ کسی
سردار کو حکم فرما دینگے یہان کام عیار کا ہی جو ہیئت اپنی تبدیل کرسکے اور سامنے
ضیغم جادو کے کافر بنکر جائے برق ثانی نے کہا کہ آپ سچ کہتے ہین قران ثالث
نے بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ اگر ارشاد ہو تو غلام جائے فرمایا بہتر ہی غرضکہ
قران ثالث وہ رقعہ لیکر چند عیارون سے جانب کوہ روانہ ہوئے جسوقت
قریب کوہ پہونچے دیکھا کہ کوئی درہ گھاٹی وغیرہ نظر نہین آتے بس جلدی سے
رنگ و روغن عیاری چہرہ پر ملکر صورت اپنی مع ہمراہیون کے زمرد پستون

کی سی بنائی اور قرطاس کے بیان کے موافق تین مرتبہ گھنٹی بجائی دیکھا کہ زلزلہ آیا ہوا
اور ایک دریہ کوہ میں نمودار ہوا اور ایک ساحر مہیب درہ سے باہر آیا کہا کیا کہتا
ہی اور کہان سے آیا ہی قران نے وہ رقعہ اُس ساحر کے ہاتھ میں دیا اور کہا کہ
مجکو نقابدار سیہ پوش یعنی قرطاس بن آتش نے بھیجا ہی وہ ساحر رقعہ
لیکر اندر درہ کے گیا اور ضیغم جادو نے مضمون رقعہ کا پڑھا اور کہا کہ قیدیون
کو اُسکے حوالے کردو داروغہ زندان نے قیدیون کو قران ثالث کے سپرد کیا
قران ثالث ان سب کو ہمراہ لیکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا راستے مین یہ خیال
پیدا ہوا کہ برق ثانی نے اتنا بڑا کارنمایان کیا تو نے کیا کیا سردارون کا
رہا کرالانا یہ بھی ضمنًا برق ہی کی بدولت ہی اب تو اُس بلا کے دفعیہ کی کوشش
کرجو شب کے وقت نازل ہوا کرتی ہی ہزار ہا ٹھڈے درندے اسی کوہ سے
نکلکر آتے ہین اور یہ فوج ضیغم جادو کی ہی یہ سوچکر چند عیارون کو ان قیدیون
کے ساتھ کیا اور آپ فکر ضیغم جادو میں روانہ ہوا ادھر عیاران لشکر اسلام
سرداران عالی مقام کو لیکر جانب لشکر روانہ ہوئے قضائے کار اتفاقات
روزگار ادھر سے تو یہ عیار سرداران لشکر اسلام کو لیے ہوئے چلے جاتے
ہین اور اُس طرف سے ایک سردار ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے برائے
مددار زنگ بن زمرد ثانی جاتا تھا نام اسکا آرو بین رویین تن ہی اسکو
خبر معلوم ہوئی کہ قریب ڈیڑھ سو سرداران لشکر اسلام کے مطوق اور مسلسل
اراہون پر لدے ہوئے جانب لشکر اسلام چلے جاتے ہین اور صرف
چند عیار ساتھ ہین ادھر برق ثانی نے بادشاہ اسلام سے عرض کیا تھا
کہ سرداران لشکر کی حفاظت کے واسطے تھوڑی فوج کا ہونا ضرور ہی
بادشاہ اسلام نے دس ہزار سوار سے جعفر عاد کو روانہ فرمایا تھا
اور ہرکارون سے کہدیا تھا کہ جسوقت سردار قریب آجائین تو اطلاع
کرنا کہ اور سردار برائے پیشوائی روانہ کیے جائینگے چنانچہ جعفر عاد دس ہزار
سوارون سے تیار تھا کہ جسوقت خبر رہائی پہونچے اور یہ معلوم ہو جائے
کہ ساحرون نے قید حوالے کردی تو جاؤن اور بحفاظت لے آؤن چنانچہ
جعفر عاد کو خبر معلوم ہوئی کہ ضیغم جادو نے دھوکا کھایا اور قیدیون کو
قران ثالث کے حوالے کردیا لیکن اس طرف سے تو جعفر عاد جاتا ہی
اور اُس طرف سے آروبین رویین تن چلا آتا ہی قصہ اس کا فرکا یہ ہی
کہ سرداران لشکر اسلام کو قبضہ مین کرکے برائے مددار زنگ بن زمرد ثانی
لیجلون کہ وہ بہت خوش ہونگے یہ خیال کرکے مع لشکر چلا اور سامنے آکر
آواز دی کہ چھوڑدو ان قیدیون کو اور چلے جاؤ یہان سے ورنہ مارے جاؤگے

عیاران لشکر اسلام نے خیال کیا کہ اگر قیدیان کو چھوڑ کر بھاگتے ہیں تو بھی بادشاہی
ہاتھ [illegible] ہیں جو سنتے ہیں تو بھی حفاظت انکی ناممکن ہے کیونکہ ہم چند کس ایک لاکھ
آدمیوں سے کہاں تک لڑینگے آخرکار مارے جاینگے عجب کشمکش میں مبتلا تھے
کہ ساتھ ہی جعفر عیار دس ہزار سوار ساتھ آکر پہونچا عیاروں نے ارادۂ زروبین رویین تن
سے آگاہ کیا جعفر عاد نے ساتھ والوں سے کہا کہ قیدیوں کو حفاظت میں کرلو
پانچ ہزار سوار ان لوگوں کی حفاظت کے واسطے چھوڑے اور پانچ ہزار
اپنے ہمراہ لیکر زروبین کا سدراہ ہوا اور عیار براے خبر رسانی طرف لشکر اسلام
کے روانہ ہوے ادھر زروبین رویین تن نے جو جعفر عاد کو اپنی طرف آتے
دیکھا کہا کہ او عادی ہٹ جا سامنے سے اور قیدیوں کو میرے حوالے کر ورنہ
میرے ہاتھ سے زک اٹھائیگا اور مارا جائیگا جعفر عاد نے کہا او ملعون
کیا بکتا ہے ہماری زندگی میں کوئی نگاہ بد سے ادھر دیکھ سکتا ہے اگر قیدیوں
کی طرف آنکھ اٹھائے تو آنکھیں نکال لوں زروبین رویین تن نے کہا کہ
ان موٹے موٹے ہاتھ پاؤں پر بھروسا نکرنا میں رویین تن ہوں تیری تلوار
مجھ پر اثر نہ کریگی اور میری تلوار تیری سپر سے بھی رکنا محال ہے جعفر عاد نے
کہا کہ اگر تلوار مجھ پر اثر نکریگی تو سر تیرا گرز سے کچلونگا زروبین نے یہ سنکر
نیزہ مارا جعفر عاد نے نیزہ زروبین کا نیزہ پر لیا رد و بدل ہونے لگا کوئی
بتیس طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ جعفر عاد نے نیزہ ہاتھ سے زروبین کے نکال دیا
بس اسنے غصہ میں آکر تلوار نیام سے کھینچی اور جعفر عاد پر وار کیا جعفر عاد نے
وار اسکا رد کرکے اپنا وار کیا کہ سپر کٹی خود کٹا لیکن سر پر خط بھی نہ پڑا اور
زروبین نے وار جعفر عاد کا رد کرکے جو تلوار ماری خود پر پڑی زروبین رویین تن
نے جھٹکا مارا کہ تیغہ تا دو ابرو اتر گیا جعفر عاد نے دستانہ مارا کہ تیغہ جھٹکا اور
نکلا چادر خون سر سے باہر آئی ہمراہیان جعفر عاد آپڑے سردار کو اٹھا کے علحدہ
کیا ادھر ہمراہیان زروبین آپڑے تلوار چلنے لگی ادھر عیاروں نے جا کر لشکر اسلام
میں اطلاع کی بادشاہ اسلام مع سرداران عالی مقام چل کھڑے ہوے
یہاں زروبین رویین تن نے پانچ ہزار سواروں کو شکست دی اور قیدیوں
کو اپنی فوج کے حلقے میں لے لیا اور لڑتا بھڑتا ہوا جانب سمندر یہ چلا
سرداران لشکر اسلام اراپوں پر لدے ہوے ہیں گرد سواران لشکر زروبین
تلواریں کھینچے ہوے بھاگا بھاگ چلے جاتے ہیں لندھور ثانی وغیرہ کہتے
ہیں کہ کیا بد نصیب ہم لوگ ہیں کہ ایک بلا سے چھوٹے دوسری آفت میں
پھنسے دیکھیے اب یہ ملعون ہمارے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے ادھر زروبین
ان قیدیوں کو خوشی خوشی لیکر چلا ہے کہ ارژنگ بن زمرد ثانی کی خدمت میں

پیش کرونگا اور کہونگا کہ ان لوگون کو مین نے زیر کیا ہی کہ یکایک جانب صحرا سے
تتق گرد و غبار بلند ہوا آواز نقارہ کی پیدا ہوئی زروبین نے خیال کیا کہ مبادا
کوئی طرفدار اہل اسلام کا ہو یہ جلد ہی جلد ہی جانب سمند ریہ روانہ
ہوا لیکن گرد بھی مانند آندھی کے قریب لشکر ہوکر شق ہوئی دیکھا ایک
نقابدار ابلق سوار چالیس ہزار ابلق سوارون سے آکر ہو نمایان
نقابدار یہ تھی کہ چار آئینہ زمرد کا دستانہ یاقوت کے خود الماس سر پر تیغ برق نما
ہاتھ مین مانند بجلی کے کوندتا ہوا تمام لشکر کی پوشاک نصف سبز اور نصف سرخ
نقابدار نے آتے ہی نعرہ کیا کہ بانی اوفساق کہان جاتا ہی مین آپہونچا
زروبین نے دیکھا کہ نقابدار سر پر آگیا ہی بمجبوری باگ مرکب کی پھیری اور
نقابدار کا سامنا کیا کہ اس سے بھی فیصلہ کر لینا چاہیے ادھر سرداران مقید
آرابون پر سے دیکھ رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ یہ کون نقابدار ہی جس نے
دونون بانے اختیار کیے ہین یعنی مرکب بھی اسکا ابلق ہی پوشاک بھی نصف
سرخ نصف سبز ہی آج تک کوئی نقابدار اسطرح کا نہ آیا تھا یہ کون شخص ہی
ایک آدمی نے کہا کہ مرد منصف ضرور معلوم ہوتا ہی اسلیے کہ دونون رنگ
اختیار کیے ہین گویا بتا رہا ہی کہ مین راستیون اور دست چپیون کو
ایک نظر سے دیکھتا ہون لیکن اسکی قوت دیکھنا چاہیے کہ کس پایہ کا جوان
ہی اتنے مین زروبین نے قریب نقابدار ہوکر آواز دی کہ او نقابدار تو
کہان سے آیا ہی جا پلٹ جا میرا سدراہ نہو ورنہ زک اٹھائیگا نقابدار دلاور
نے فرمایا کہ او ملعون لاف بہادری کی دیکھو ابھی کیا حال کرتا ہون مجھے معلوم ہی
کہ تو روئین تن ہی یہ سنتے ہی زروبین نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزہ ہاتھ
سے زروبین کے ہوائی کیا پس اسنے تیغ آبدار کا وار کیا نقابدار نے
پنجہ تلے کو دراز کرکے تھپکی دی کہ تلوار ہیٹ پڑی پس کلائی پکڑکر جھٹکا مارا کہ
زروبین اوندھے منہ پالان مرکب پر آرہا پس نقابدار نے آواز دی کہ ای
سرداران لشکر اسلام دیکھو ادھر کہ کیونکر مین اسے مارتا ہون آج تک
امیر اول اور امیر ثانی اور صاحبقران ثالث سب نے روئین تنون
سے مقابلہ کیا ہی اور انکو مارا ہی لیکن کسی نے ایسی حالت نہ بنائی ہوگی
یہ کہکر بایان ہاتھ کاندھے پر زروبین کے رکھا اور دہنے ہاتھ سے کلائی
پکڑکے جھٹکا مارا کہ ہاتھ زروبین کا شانہ سے نکالکر پھینک دیا بعد اسکے دوسرا
ہاتھ اسی طرح شانے سے کھینچکر پھینک دیا اسکے بعد سر دھڑ پر سے
کھینچ لیا پھر دونون ٹانگین پکڑکر جو زور کیا تو انکو بھی چیر کر پھینک دیا فوج کفار
تھرا گئی اور اہل اسلام نے آفرین و مرحبا کی صدا بلند کی اب نقابدار فوج

زروبین کی طرف تیغ بکف ہوکر چلے اور ہمراہیان نقابدار نے بھی تلواریں کھینچیں
فوج کفار اگرچہ ایک لاکھ تھی مگر جی چھوٹ گئے کہ جب ایسا سردار زروبین تن
مارا گیا تو ہم اس نقابدار کا کیا کر لینگے سب نے قیدیوں کو چھوڑا لاش اپنے
سردار کی اُسی طرح اُٹھالی اور جانب سمندریہ روانہ ہوئے ہمراہیان
نقابدار نے تعاقب کا قصد کیا تھا کہ نقابدار نے منع کیا اور قریب اسیروں
کے آئے اور ساتھیوں سے کہا کہ قید انکی کاٹ دو مگر ان لوگوں کو غیرت
آئی سب نے جھڑ جھڑ کر کے قید توڑ ڈالی اور نقابدار کو حلقے میں لے لیا کہ لشکر
میں تشریف لے چلیے نقابدار نے کہا ابھی وقت نہیں ہے انشاءاللہ طلسم مطلق
میں آؤنگا اور بعد مقابلہ آپ لوگوں سے ملونگا ابھی وہ وقت دور ہے یہ فرما کر
چند سوار اپنے برائے حفاظت ہمراہ کیے اور آپ راہ صحرا کی لی اب اسطرف
سے تو سرداران لشکر اسلام جاتے ہیں اور اُدھر سے بادشاہ اسلام
مع لشکر چلے آتے ہیں راہ میں ملاقات ہوئی بادشاہ اسلام نے پوچھا کہ
کس طرح رہائی پائی سرداروں نے آنا نقابدار ابلق سوار کا اور زروبین
روبین تن کو ٹکڑے کر کے پھینک دینا بیان کیا اور عرض کی کہ ہیبت نقابدار
کی دلوں پر ہم سب کے چھا گئی تھی نہیں معلوم یہ کون عالی مرتبت ہے اب
بادشاہ اسلام اپنے سرداروں کو ساتھ لیکر جانب بارگاہ سلیمانی روانہ
ہوئے اور سواران لشکر نقابدار بادشاہ سے رخصت ہوکر جانب صحرا
روانہ ہوئے جاتے وقت بادشاہ اسلام نے کہلا بھیجا تھا کہ اے نقابدار بہادر
یہ اتنا بڑا احسان کرنا اور صورت بھی نہ دکھانا اُسی طرف چلے جانا ہمکو
پسند نہ آیا ہم اُسوقت خوش ہونگے جبکہ آپ دعوت ہماری قبول کیجئے گا
اور شریک بزم عشرت ہونگے لیکن کیا خدا نے وہ دن بھی دکھایا اور
ہمیں قید رنج سے آزادی بھی دی سواران لشکر نقابدار یہ پیغام بادشاہ
کا لیکر جانب صحرا بتلاش نقابدار ابلق سوار روانہ ہوئے اور یہاں
سب سردار اپنے اپنے خیمہ میں داخل ہوئے اور پوشاکیں بدل بدلکر
خدمت بادشاہ اسلام میں حاضر ہوئے بادشاہ اسلام نے سرداروں
سے تمام حقیقت نقابدار سبز پوش کی بیان کی کہ آپ لوگ اپنے
اسیر ہو جانے پر شرمندہ و غمگین نہوں؟ سمجھتے کہ نقابدار سبز پوش تن
وہی قرطاس بن آس تھا اسنے کسی ساحرہ سے دوستی پیدا کی تھی اور جادوگر
نے اسکو ایک تیغ اور زرہ بنا دی تھی اُسی کی بدولت اسنے بہادروں کو
زیروزبر کر دیا لیکن اس عیار طرار یعنی برق ثالث نے سارا بھرم کھولدیا
تیغ اور زرہ چرا کر سر میدان مقابلہ کیا اور قرطاس کو زیر کر کے نقاب

اتا

چہرہ سے نوچ لی اور تمام عالم کو اس راز سے آگاہ کر دیا اور آپ سے نہایت
ذلیل کیا اب سرداران لشکر اسلام کا ملال برطرف ہوا ورنہ خودکشی کرنے پر آمادہ تھے

اب حال قران ثالث کا سنیے

کہ اسنے پھر صورت اپنی ایک زمرد پرست کی بنائی اور جا کر قریب کوہ گھنٹہ ہلایا
دیکھا کہ پھر تڑاقا پیدا ہوا اور دروازہ کوہ نمودار ہوا ساحر درہ میں سے نکلا
کہا اب کیوں آیا ہے اور کیا کہتا ہے کہا مجھے ایک ضروری کام ہے اور ایک راز
کی بات ہے کہ وہ ضیغم جادو سے کہنا ہے ساحر نے جا کر ضیغم جادو سے کہا
ضیغم جادو نے کہا بلا لو قران ثالث اندر درہ کے گیا اور ضیغم جادو کو
سلام کر کے کہا مجھے نقابدار سیہ پوش نے اسواسطے بھیجا ہے کہ میں ہر وقت
یہیں حاضر رہوں اور آپ کی خدمت بجا لایا کروں کیونکہ شب کو جب آپ
لشکر اسلام پر شبخون مار کر آتے ہونگے تو تھکے ماندے ہوتے ہونگے آپ کے
خادم بھی تھکے ہوے ہوتے ہونگے ضیغم جادو نے کہا کہ مجھے اسکی کوئی
ضرورت نہیں ہے قرطاس بڑا بے وقوف ہے کیا میرے پاس آدمیوں کی
کمی ہے قران ثالث نے کہا کہ اگر تجھے ضرورت نہیں ہے تو مجھے ضرورت ہے
یہ سنکر ضیغم جادو نے کہا کہ تجھے کاہے کی ضرورت ہے کہا تیرے سر کی ضیغم جادو
نے کہا تو کون ہے جواب دیا کہ میں مہتر قران ثالث ہوں یہ کہتے ہی ایک خنجر مارا
کہ ضیغم جادو چکر کھا کر زمین پر گرا ساحر دوڑے کہ ارے تو کون ہے قران ثالث
نے تین چار حقہ آتشبازی کے ادھر ادھر مار کر اندھیرا برپا کر دیا ساحر سراسیمہ ہو کر بھول
گئے اور دو چار جلکر ہلاک ہوے اور قران ثالث یہ کہتا ہوا صاف نکلا چلا گیا
کہ اے ضیغم جادو ابھی میں تیرے قتل کو نہیں آیا تھا بلکہ حال تیرا دریافت کرنے
آیا تھا چنانچہ مسکن تیرا دریافت کر لیا اور تجھکو آگاہ کر دیا اب مجھ سے ہوشیار
رہنا یہ کہتا ہوا صاف نکلا چلا گیا اور دور جا کر ایک درخت کی آڑ میں کھڑا
ہو رہا اور فکر کرنے لگا کہ کیا کرنا چاہیے ادھر ضیغم جادو کو جو ہوش آیا ساحروں
پر بہت خفا ہوا کہ عیار یہاں آکر اور کام بنا کرکے صاف نکلا چلا گیا اور تم میں
سے کسی سے کچھ اتنا نہوا جو اسے روک لیتا ساحروں نے عرض کی کہ خطا معاف
آپ نے اسکا کیا جو ہم کر سکتے تھے ضیغم جادو نے کہا کہ اچھا آج سے یہ اہتمام
رکھو کہ سوا اپنے وقت معین کے دوسرے وقت دروازہ نہ کھولو اور درہ کو
ظاہر نہ کرو جو اوقات معین ہیں بس انھیں اوقات پر درہ کو ظاہر کرکے شبخون
لشکر اسلام پر مارو اور پھر واپس آؤ چنانچہ اسی حکم کی تعمیل کی گئی جب وقت
شام ہوئی اور سیاہی نے عالم کی پردہ پوشی کی تو اسکے سب ساحروں نے

اپنے اپنے جسم پر لباس سحر آراستہ کیا کھالیں چیتے تیندوے شیر وغیرہ کی
پہنیں اور صورتیں درندون کی پیدا کرکے جانب لشکر اسلام روانہ ہوئے
اور درہ پر ایک ساحر کو برائے نگہبانی چھوڑتے گئے وہ بیٹھا ہوا تھا کہ قران ثالث
نے بھی صورت اپنی ایک شیر کی پیدا کی اور صحرا مین ادھر سے اُدھر ٹہلنے لگے وہان
درندون نے لشکر اسلام مین پہونچکر پھر وہی حالت پیدا کر دی لیکن جس وقت
یہ خبر برق ثانی کو ہوئی اُسنے اپنے جسم پر کھال آہو کی پہنی اور اوپر سے وہی
زرہ پہنی اور تیغہ ایک ہاتھ مین لیکر درندون کے غول مین گھسا جس ساحر کو
تیغہ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے جس درندے نے آہو پر حملہ کیا کچھ نہ ہوسکا یہانتک
کہ قریب سوسوا سو درندون کے برق ثانی نے اُسی تیغہ آبدار سے ہلاک کیے
اور درندون نے بھی آج کوئی تیس بتیس ہزار مسلمانون کو شہید کیا اور
جانب صحرا روانہ ہوگئے آج ضیغم جادو اپنے ہمراہیون کے مرنے سے ایسا
بدحواس تھا کہ سیدھا درہ کو ■ مین داخل ہوگیا ساتھ ہی اس غول کے
قران ثالث بھی شیر بنے ہوئے درہ مین داخل ہوئے اب درہ تو
نظرون سے پنہان ہوگیا اور یہ سب ساحر ضیغم جادو سے پوچھنے لگے کہ یہ آج
کیا معرکہ تھا جو ہمارے بھی بہت سے ہمراہی قتل ہوئے ضیغم جادو نے
کہا سمجھ مین نہین آتا جو دریافت ہی ہو جائیگا یہ خیال کرکے اُن سب نے
اپنے اپنے جسم پر سے کھالین اُتارین اور پوشاک انسانون کی پہنکر بیٹھے
مہتر قران نے بھی کھال جسم پر سے دور کر دی اور صورت اپنی تو شکل ساحرون
کے پیشتر ہی سے بنائے ہوئے تھے اگیاری روشن کرکے جھوٹ موٹ سحر
کرنے لگے ضیغم جادو نے ایک ساحر سے کہا کہ تم جاؤ اور خبر لاؤ کہ کیا
قرطاس بن آس اہل اسلام کا شریک ہوگیا جو ساحر میرے قتل ہوئے
یہ اُسی تیغہ کا کام تھا جو ہمارے ساحرون پر چل گیا ورنہ انکا قتل ناممکن
تھا ہے کوئی ایسا کہ جائے اور قرطاس بن آس کو لائے یہ سنکر ایک ساحر
نے کہا کہ مین جاتا ہون اور ابھی لاتا ہون نام اس ساحر کا پلنگ جادو
تھا اسنے صورت اپنی ایک عقاب کی بنائی اور پر پرواز پیدا کرکے اڑا جانب
لشکر اسلام روانہ ہوا اور قرطاس کو تلاش کرتا ہوا جلاب قرطاس
بن آس کا پھر کسی قدر اعتبار ہوگیا ہے اور ہتکڑیان بیڑیان اُسکی دور
کر دی گئی ہین صرف چند عیار ہر وقت اُسکے ساتھ رہتے ہین اور خیمہ
کی حفاظت بھی کیا کرتے ہین کہ مبادا یہ پھر کسی کو گزند پہونچا کر چلا جائے
تو اور بھی مشکل ہو یہ وہ ■ وقت ہے کہ صبح ہو چکی ہے لشکر مین اطلاع ہے کہ آج بہت سے
شیر مارے گئے ہین لاشین اُنکی سردار اٹھوا اٹھوا کر خدمت بادشاہ اسلام مین

ہیں بھیج رہے ہیں کہ قتل ہونے پر تو یہ انسان ہو گئے قرطاس بن آس خدمت بادشاہ اسلام میں حاضر ہے بادشاہ اسلام اس سے پوچھ رہے ہیں کہ تم ان جادوگروں کو جانتے ہو کہ یہ کون ہیں قرطاس عرض کر رہا ہے کہ یہ سب لشکر ضیغم جادو کے لوگ ہیں اور اب تمام کیفیت قرطاس نے ضیغم جادو کی بتائی ہے اور حال تیغہ اور زرہ کا بھی بیان کیا ہے جو سردار قید سے چھوٹ کر آئے تھے وہ ہیں زرہ وہی حلقہ باندھے کھڑے ہیں یہ دیکھکر پلنگ جادو کو نہایت غصہ آیا اور آواز دی کہ کیوں اے قرطاس یہ کیا حرکت تھی کہ تو اہل اسلام کا شریک ہوا اور اب تمام بھید یعنی ضیغم جادو کے سب اسرار سب سے بیان کیے دوست کا دشمن ہو گیا دیکھ تو میرا کیا حال کرتا ہوں یہ کہکر کمند سے جو زیر گرا اور قرطاس بن آس کو بغل میں دبا کر لیے ہوئے چلا گیا چند سرداروں نے تیر مارے لیکن جو تیر پلنگ جادو سے کے قریب آیا اسنے اُن کی وہ جلکر خاک ہو گیا برق ثانی نے کہا میں ابھی جاتا ہوں اور اندر درہ کے گھسکر قرطاس کو چھینے لاتا ہوں یہ کہکر ہی زرہ اسنے پہنی اور تیغہ ہاتھ میں لیا سیدھا جانب کوہ روانہ ہوا اور یہ ابھی راستہ ہی میں ہے کہ پلنگ جادو درہ میں داخل ہوا قرطاس بن آس کو سامنے ضیغم جادو کے رکھ دیا قرطاس خوف ہوا سے بیہوش ہو گیا تھا جس وقت اسے ہوش آیا ضیغم جادو نے قرطاس سے پوچھا کہ یہ کیا حرکت تھی قرطاس ملعون نے قسم کھائی کہ سرداروں کا رہا کرانا اور تیغہ و زرہ چھین جانا میرا فعل نہ تھا بلکہ عیاران اسلام کی کارروائی تھی کہ پہلے مجھ سے تیغہ و زرہ چھین لے گئے بعد ازان مجکو گرفتار کر لیا اب تیغہ و زرہ برق ثانی کے پاس ہے اُسی نے آپکے ملازمین کو قتل کیا میرا اسمین کیا قصور تھا اب کسی صورت سے آپ برق ثانی کو گرفتار کریں تیغہ و زرہ اُس سے چھین لیں ضیغم جادو نے کہا کہ اسے گرفتار کر دیں سنتے ہی ایک ساحر حبیب سیہ فام اُٹھا اور ہتھکڑیں اسکی باندھ لیں ضیغم جادو نے ساحروں سے کہا کہ آج کے شبخون کا دوسرا انتظام کرتا ہوں یہ کہکر درہ سے نکلا بس ادھر تو یہ درہ سے نکلا ادھر برق ثانی گھات میں تھا اسنے نعرہ کیا اور جھپٹکر تیغہ مارا ضیغم جادو نے برق ثانی کو پہچانا کہ ذکر اسکا قرطاس کی زبانی سن چکا تھا سمجھ گیا کہ یہ تیغہ میرا ہی بنایا ہوا ہے اس سے بچنا دشوار ہے فوراً پاؤں مار کر غرق زمین ہو گیا یہ تو ادھر غائب ہوا برق ثانی درہ میں گھس گیا اور ساحروں کو قتل کیے ساحروں نے گولے تیغ تابیج مارنا شروع کیے لیکن کوئی حربہ برق پر کارگر نہیں ہوتا یہ ساحروں کو قتل کرتا چلا جاتا ہے وہاں ضیغم جادو جو زمین سے باہر آیا برق کو نہ پایا اندر درہ کوہ سے ہنگامہ برپا دیکھا کہا غضب ہوا یہ ظالم سب ساحروں کو مار ڈالے گا پس جلدی سے استخدک کمند چھوٹی سی نکالی اور اندر درہ کوہ کے در آکر پکارا او ناعیار

ادھر آپ یہ سنتے ہی برق ثانی پلٹ پڑا اور پکارا کہ مین تو تیری ہی تلاش مین آیا تھا
تو بھاگ گیا تھا یہ کہتے ہی تیغہ مارا ضیغم جادو نے وار اسکا خالی دیکر کمند ماری
کسا تو ان حلقے گلے مین برق ثانی کے آ پڑے ضیغم جادو نے جھٹکا مارا کہ برق گلی
اوندھے منھ گرا اب چاہتا ہی ضیغم جادو کہ تلوار سے سر اسکا قلم کرون کہ پہلو سے
ایک ساحر نے ہاتھ پکڑ لیا کہ آپ یہ کیا کرتے ہین زرہ تو اُتار لیجیے ورنہ یہ قتل
ہو گا ضیغم جادو نے کہا سچ کہتے ہو اور زرہ برق ثانی کے جسم سے اُتار کر
رکھدی اور چاہتا ہی کہ تلوار مارکر کام اسکا تمام کرون کہ پہلو سے ایک شخص
نے پھر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا بس او گبر ناہنجار کیا کرتا ہی منم مہتر قران ثالث
یہ کہتے ہی تیغہ وہ سر پہ مارا کہ تا بگلو آ اتر آیا ضیغم جادو گر کر تڑپنے لگا اور ایک
تاریکی چھا گئی بیرون سے شور فریاد و فغان بلند کیا ادھر مہتر قران ثالث نے
زرہ برق کو دی اور تیغہ اپنے قبضہ مین کیا یہ دونون اُسی تاریکی مین لڑتے
بھڑتے ساحرون کو قتل کرتے ہوئے درہ سے نکلکر روانہ ہوئے چلتے وقت
قران ثالث نے قرطاس کو ایک ہاتھ مارا کہ سر اسکا قلم ہوا یہ دونون
عیار تو درہ سے نکلکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوئے اور ساحرون نے لاش
ضیغم جادو کی اُٹھائی اور طلسم نہ طاق کی جانب روانہ ہوئے

اول حال ان عیارون کا سنیے

کہ بادشاہ اسلام برق ثانی کے جانے کے بعد نہایت پریشان ہوئے کہ
مبادا یہ گرفتار ہو جاوے اور عیارون کو روانہ کیا تھا دمبدم کی خبر پہونچتی
رہتی تھی کہ اتنے مین برق ثانی اور قران ثالث سر ضیغم جادو اور
قرطاس بن آس کا لیے ہوئے پہونچے کہ چلتے وقت انھون نے یہ سر
لے لیے تھے غرضکہ سر بادشاہ اسلام کے سامنے رکھے اور تمام واقعہ بیان
کیا بادشاہ اسلام نے ان دونون کو خلعت فاخرہ عنایت فرمایا اور مطمئن ہو کر بیٹھے

اب یہان سے چند کلمہ داستان جلالت نشان نقابدار ابلق سوار کے بیان کیے جاتے ہین

کہ یہ جو سرداران اسلام کو رہا کر کے چلے ایک صحرا مین قیام کیا اور
اپنے سوارون کے انتظار مین ٹھہرے قریب شام سواران لشکر آکر پہونچے
اور پیام بادشاہ اسلام کا پہونچا نقابدار ابلق سوار نے کہا کہ انشاءاللہ
بعد فتح طلسم گنبد بیدر بادشاہ اسلام سے ملونگا کیونکہ مین نے سنا ہی کہ
ملکہ تکم جادو دختر ملک اصفر زرہ پوش جادو کو کیوان تاجدار نے

اُس طلسم مین قید کیا ہی اور وہ مطلوبہ محبوبہ بادشاہ اسلام کی ہی نقابدار سرخ پوش
اور نقابدار یاقوت پوش نے تو طلسم تُخیرہ سلیمانی اور طلسم شرر افشان
کو توڑ کر افسونہ سحر ساز جادو وادرنگ افشان جادو کو چھڑا لیا اب صرف
گم نیم جادو واسیر ہی یہ فرماکر جانب طلسم گنبد سپید روانہ ہوئے جاتے
جاتے تیسرے روز اُس مقام پر پہونچے جہان سے در پنہ اول مین داخل
ہوئے تھے اور معروف شاہ بن عرفان شاہ کو چھڑا کر لائے تھے دیکھا
کہ اُسی طرح میل فولادی زمین پر نصب ہی نقابدار نے خیمہ برپا کیا لشکر کو اُتارا
اور بارگی برپا کر کے رات بھر عبادت خدا مین مصروف رہے قریب صبح آنکھ
لگ گئی دیکھا کہ ایک مرد بزرگ تشریف لائے ہین اور فرماتے ہین کہ اے نقابدار
بہادر اب طریقہ اس طلسم کا بدل گیا ہی اور لوح بھی نہایت محفوظ مقام پر رکھی
گئی ہی کہ پتہ ملنا دشوار ہی لہذا تمکو چاہیے کہ اس مقام سے کوچ کرو وایسا نہو کہ
بلا مین پھنس جاؤ اب یہان سے جانب جنوب روانہ ہو تین کوس پر ایک درخت
بزرگ نظر آئیگا اُسے بقوت صاحبقرانی اُکھیڑ کر پھینک دینا ایک دہنہ نقب
کا نمودار ہوگا اُسمین کود پڑنا اور اس پرچہ کو دیکھکر عمل درآمد کرنا یہ فرماکر نظروں
سے پنہان ہوگئے نقابدار کی آنکھ کھل گئی حجرے کو معطر پایا اور پرچہ رکھا ہوا
دیکھا پرچہ کو اُٹھا لیا اور نماز صبح پڑھکر خیمہ سے باہر تشریف لائے عیار کو طلب کیا اور فرمایا
کہ لشکر کو لیکر فلان مقام پر آنا ہم چلتے ہین یہ فرماکر مرکب اپنا طلب کیا اور بر
پشت مرکب پر بیٹھکر جانب جنوب روانہ ہوئے بعد انکے جانے کے عیار نقابدار
لشکر کو لیکر اُسی جانب روانہ ہوا اول نقابدار ابلق سوار قریب اُس درخت
کے پہونچے جسکا پتہ مرد بزرگ خواب مین دے گئے تھے دیکھا کہ درخت نہایت
بلند ہی دل مین سوچے کہ یہ درخت تو انسان سے اُکھڑنے نہ اُکھڑے گا مگر ہمت
کرکے قریب اُس درخت کے گئے اور مرکب سے اُتر کر درخت کو کولی مین لیا
اور نعرہ اللہ اکبر کا جگر سے کھینچکر جو زور کیا درخت کو اُکھاڑ کر پھینک دیا
مگر پسینہ آگیا یہ انھین کا کام تھا جو اس درخت کو اس طرح اُکھیڑا ورنہ
دوسرے کی یہ مجال نہ تھی جو اتنے بڑے درخت کو جنبش بھی دے سکتا
غرضکہ درخت جس مقام سے اُکھڑا اُسی جگہ ایک دہنۂ نقب نمودار ہوا
نقابدار بسم اللہ کہکر دہنۂ نقب مین کود پڑے جسوقت پاؤن زمین سے
آشنا ہوئے دیکھا کہ ایک میدان وسیع ہی جہان درخت وگیاہ کسی چیز کا
نام و نشان بھی نہین ہی نقابدار نے پرچہ کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ ابھی کچھ
دیر انتظار کرو جسوقت ایک دیو نظر آئے تم اُسکو یہ نوشتہ دکھا دینا وہ
لوح تمھین دے دیگا نقابدار یہ دیکھکر خاموش ہو رہے بعد ایک ساعت کے

ہوئے تند جو اور ایک دیو اس صحرا مین اترا جیسے ہی نظر دیو کی نقابدار پر پڑی
دار شمشاد کی طرح جھک کر ادب سلام تو آگیا جیسے دیو نقابدار کے قریب پہونچا نقابدار نے
برچہ دیو کے سامنے پھینک دیا اور کہا کہ پہلے اسے دیکھے بعد ازان جو تیرے
جی مین آئے وہ کرنا دیو نے برچہ اٹھایا جیسے ہی نظر دیو کی اس نوشتہ پر پڑی
ہاتھ جوڑے ہوئے سامنے آیا اور ایک ڈبیا اگل کر سامنے نقابدار کے پیش
کی اور کہا اسمین لوح طلسمی ہی نقابدار نے وہ ڈبیا دیو سے لی اور کھولکر
لوح نکالی اور لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اسی دیو پر سوار ہو لو اور جہان پہونچائے
وہان جاؤ نقابدار نے لوح کو گلے مین پہنا اور دیو کی طرف دیکھکر پوچھ
کہا جانتے تھے کہ دیو نے غلطک ماری اور صورت اپنی ایک مرکب پران
کی بنائی نقابدار ابلق سوار ہوئے دیو پر سوار ہوئے دیو نقابدار کو لیکر ایک
جانب روانہ ہوا جاتے جاتے قریب ایک غار کے پہونچا اور ٹھہر گیا غار مین سے
ایک اژدر آتش فشان نکلا اور نقابدار کی طرف چلا نقابدار نے لوح
کو دیکھا لکھا تھا کہ دہن اژدر مین کود پڑو نقابدار نہایت پریشان ہوئے
کہ دیدہ و دانستہ دہان گور مین کودنا سراسر خلاف عقل ہی ایسا نہو کہ
بانیان طلسم نے کوئی دھوکا رکھا ہو سا تھ ہی خیال آیا کہ اگر کوئی اندیشہ کی
بات ہوتی تو مرد بزرگ خواب مین ضرور منع فرما دیتے بس جلدی مرکب سے
اتر کر دہن اژدر مین کود پڑے اژدر غار مین کود کر روانہ ہوا نقابدار کو یہ
معلوم ہوتا تھا کہ مین ایک حجرہ مین بند ہون اور وہ حجرہ دوڑتا چلا جاتا ہی بعد
بڑی دیر کے دروازہ حجرہ کا کھلا تو نقابدار نے اپنے کو ایک صحرا مین پایا کہ ہزار ہا
درخت پیپل اور برگد کے لگے ہوئے تھے اور لاکھون زاغ و زغن آسپر بیٹھے ہوئے
تھے اب نقابدار نے پہچانا کہ یہ زاغ و زغن وہی ہین جو پہلی مرتبہ ملے تھے
نقابدار نے لوح کو دیکھا اور زاغ و زغن اڑے شور فریاد بلند کیا
کہ وہ ظالم پھر آگیا ابکی ہمین زندہ نہ چھوڑے گا ادھر نقابدار نے
لوح مین ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ جس وقت یہ زاغ و زغن اڑین تم لوح کو
سامنے اپنے اژدہے کے رکھ دینا زاغ و زغن لوح اٹھانے کے واسطے
آئینگے اژدر دم کشی کر کے سب کو نگل جائیگا بعد ازان خود اژدر لوح اٹھانا چاہے گا
تم فلان اسم پڑھکر تلوار مارنا کہ کام اژدر کا تمام ہو جائے نقابدار نے لوح
سامنے اژدہے کے پھینک دی لوح کو دیکھتے ہی تمام زاغ و زغن لوح پر گرے
اژدہا سب کو نگل گیا جیسے ہی لوح کی طرف بڑھا نقابدار نے تلوار ماری کہ سر دو
ٹکڑے ہو گیا خون شعلہ رنگ نکلا اور اسی پر گرا کا اژدہا جلکر خاک ہوا جب علامات سحر برطرف
ہوئے تو سامنے سے لشکر نقابدار نظر آیا عیار نے اژدر سے بھی حاصل کی

اب یہان سے چند کلمہ داستان حیرت بیان شاہزادہ عالی شان گرشاسپ زمان یعنی ایرج نوجوان کے بیان کیے جاتے ہین

سخن آفرینندۂ داستان و چنین می نگارند این داستان ٭ یہ داستان اس مقام پر چھوڑی تھی کہ شاہزادہ ایرج نوجوان بلبلون سے حال قیدخانۂ ماہ گلابی پوش و بلقیس بن جمہور کا سنکر اور پتہ اسکا سمجھکر بقصد رہائی ماہ گلابی پوش روانہ ہوے ہین جاتے جاتے ایک صحرا کو طی کیا دوسرے صحرا مین پہونچے دوسرے صحرا کو طی کیا تیسرا صحرا نمودار ہوا چلتے چلتے تین پہردن آگیا اب کوئی پہر دن باقی رہ گیا ہی ایرج نوجوان پریشان ہین کہ کیا نادانی تو نے کی کہ جانورون کی باتون پر عمل کیا نہین معلوم کیا اسرار تھا وہ دراصل جانور تھے یا انسان تھے جن تھے یا ساحر تھے دوست تھے یا دشمن ہنگام اب تو چلے آے جو خدا دکھائے گا یہ پروردگار عالم پر تکیہ کر کے بڑھ چلے زرہ دھوپ سے جلنے لگی ہی گھوڑا ہانپ رہا ہی خود بھی پیاسے ہین مگر کہین کوئی چشمہ نظر نہین آتا اسی حالت مین دور سے ایک سفیدی نظر آئی ایرج اسیطرف کو چلے یہ خیال ہوا کہ یا تو یہ کوئی حوض ہی یا کسی کنوین کی جگت ہی لیکن جسوقت قریب پہونچے تو دیکھا کہ ایک پتھر لنبی ہزار من کا پڑا ہوا ہی ایرج پریشان ہوے کہ افسوس بڑی امید تھی کہ کنوان ملا ہی اب تشنگی دفع ہوگی چاہ سمجھکر پانی کی امید مین یہانتک آے مگر تقدیر پر ایسے پتھر پڑے ہین کہ بجاے پانی کے پتھر ملا ساتھ ہی خیال ہوا کہ پتھر اور پہر دن کو بھی دھوکا دے گا اس پتھر کو کسی گڑھے مین ڈالدینا چاہیے تاکہ دور سے یہ نظر نہ پڑے یہ تصور کر کے گوشۂ سنگ کو پکڑ کر جو زور کیا لمحہ تک اٹھالیا اور چالیس قدم تک لیے ہوے چلے گئے اور ایک گڑھے مین پھینکدیا لیکن پلٹ کر جو دیکھا تو جہان سنگ تھا وہان گڑھا ہی قریب اسکے آئے دیکھا کہ ایک غار ہی اب ایرج کو خیال آیا کہ جانورون نے ٹھیک دیا تھا معلوم ہوتا ہی کہ دہنہ قیدخانہ کا یہی ہی ہر چند کہ وہ گنبد نظر نہین آتا جین قیدیون کے ہونے کا پتہ دیا تھا مگر شاید وہ گنبد زیر زمین ہو بس جلدی سے اس دہنہ مین کود پڑے جیسے ہی پاؤن زمین پر قائم ہوے ایک آواز مہیب کراہنے کی پیدا ہوئی اور ساتھ ہی یہ کلمہ سنائی دیا کہ او ظالم تو نے مار ڈالا یہ تو کہان سے ڈھیلے کی طرح مجھپر آپڑا ایرج نوجوان نے فرمایا کہ تو کون ہی اور غور سے دیکھا تو ایک دیو کو پایا کہ چت پڑا تھا اور پاؤن ایرج کے اسکے سینے پر قائم تھے ایرج نے کہا جلد بیان کر کہ تو کون ہی ورنہ مار ڈالونگا یہ کہکر شاخ دیو کی پکڑی منہ پر تپانچا مارا دیو چیخ اٹھا اور پکارا کہ مین حال اپنا بتاتا ہون تو مجھے مارے کیون ڈالتا ہی مین ایک دیو ہون کہ نام میرا دیو خنجر ہی اور یہان رہنے کا میرے ایک خاص سبب ہی اور وہ یہ ہی کہ مین ایک دیونی پر مدت سے عاشق تھا مگر وہ ایک مدت سے

دیو کے قبضہ مین تھی اتفاق سے وہ دیو مدد نیرنگ شاہ کو گیا وہان مارا گیا اب دیونی
پر میرا قابو ہوا مین اُسکے ساتھ عیش وعشرت مین زندگی بسر کرنے لگا مگر تقدیر کی
گردش اور فلک کی تفرقہ پردازی نے پھر جدائی ڈالی کہ ایک روز کڑک کر
ایک بجلی گرا اور آسمے اُٹھائے گیا مین اُسکی جدائی مین دیوانہ وار پڑا پھرتا تھا یہانتک
کہ ایک صحرا مین پہونچا تھک کر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا جب رات ہوئی تو ایک
جوڑا بلبل کا اُس درخت پر آکر بیٹھا پہلے تو دونون آپسمین محبت آمیز حرکات
کرتے رہے بعد کچھ دیر کے اُن پر حزن طاری ہوا اور از خود رونے لگے اُسوقت
مادہ نے نر سے پوچھا کہ اس درخت پر بیٹھنے سے غم طاری ہوتا ہے اور آنسو میری
آنکھ سے جاری ہو جاتے ہین آیا اسکا کوئی سبب ہے نر نے اسکی اصل بات تو
بیان نہین کی کہ وہ کوئی راز تھا لیکن مادہ کے بہلا دینے کو ایک قصہ بیان
کیا وہ سراسر میرا قصہ تھا اُسکے بعد اُسکی مادہ نے پوچھا کہ اُس دیونی کو کون
لے گیا نر نے بیان کیا کہ ایک ساحر ہے کہ نام اُسکا عنصر جادو ہے مسکن اُسکا طلسم
طرطوسیہ ہے اس طرف اتفاقیہ براے سیر نکل آیا تھا اُسکو دیو اور دیونی
کی محبت آمیز باتین بُری معلوم ہوئین وہ دیونی کو اُٹھائے گیا مادہ نے کہا کیا
عنصر جادو دیو ہے نر نے کہا کہ نہین عنصر جادو تو انسان ہے مادہ نے کہا پھر وہ
دیونی کو کس غرض سے لے گیا نر نے جواب دیا کہ محض دیو کے ستانے کو
اور اپنی خدمت لینے کو مادہ نے کہا کہ ساحران طلسم طرطوسیہ بڑے
آزار رسان ہین اگر یہی ظلم انکا ہے تو اُنپر غضب الٰہی نازل ہونا چاہیے نر نے
کہا کہ انپر غضب نازل ہونے کا ایک وقت خاص معین ہے جب وہ زمانہ
آنے لگا تو تمام ساحر مارے جاینگے عنصر جادو بھی ہلاک ہوگا مادہ نے کہا
وہ زمانہ کب آئیگا نر نے کہا بہت قریب ہے مادہ نے کہا اب وہ دیونی اپنے
دیو سے ملیگی نر نے کہا کہ اگر دیو کوشش کرے گا تو دیونی ملے گی ورنہ کچھ بھی
نہوگا اور تدبیر ملنے کی یہ بیان کی کہ اگر وہ دیو یہان سے دہنی جانب جائے
اور ایک پتھر پڑا ہے اُسکو سرکائے دہنہ نقب کا نمودار ہوگا اُس دہنہ مین چھپکر
طلسم کشا کا انتظار کرے تو یقین ہے کہ مراد اُسکی برآئیگی کیونکہ جب طلسم
ٹوٹنے لگا تو وہ دیونی رہا ہوگی اور اپنے دیو سے ملجائیگی مین یہ تمام
باتین درخت کے نیچے بیٹھا سنتا رہا جسوقت صبح ہوئی دونون جانور اُڑ گئے
اور مین پتے کے موافق روانہ ہوا اور یہان تک پہونچکر اس غار مین
رہنا اختیار کیا آج آپ نظر آئے یقین ہے کہ آپ ہی طلسم کشا ہونگے ورنہ
دوسرے انسان کی یہ قدرت نہین ہے جو مجھ ایسے دیو کو اس طرح دبا لے
کر جینے نہ دے آپ کو قسم ہے اپنے دین و مذہب کی مجھے چھوڑ دیجیے مین

آپ کے بہت کام آؤنگا اور آپ کے ساتھ وفا کرونگا اسواسطے کہ میری غرض بھی تو آپ سے اٹکی ہوئی ہے ایرج نوجوان نے فرمایا کہ تجھسے آنکھ تو ملا دیو نے حسرت سے ایرج کی طرف دیکھا تو نگاہ صاف تھی اور باتوں میں دیو کی فریب نہ تھا ایرج نوجوان سینہ پر سے دیو کے اُتر پڑے اور فرمایا کہ تجھے آگے کا حال بھی معلوم ہے کہ ملکہ ماہ گل آرا پوش اور بلقیس بن جمہور کس مقام پر قید ہیں یہ سنکر دیو نے عرض کی کہ میں گھوڑا بنتا ہوں آپ میری پشت پر سوار ہوں میں آپ کو زندانخانہ تک پہونچا دے سکتا ہوں کہ بسبب اس مقام پر قیام کرنے کے اتنا ضرور واقف ہوگیا ہوں لیکن دروازہ زندان پر بہت بڑا مقابلہ کرنا پڑے گا کیونکہ ہر وقت پہرہ رہتا ہے اور مکان منبر قید خانہ سے ملا ہوا ہے نام اُسکا عنقائے سبزہ رنگ ہے جسوقت آپ دروازہ زندان پر پہونچینگے تو دس ہزار آدمی آپ کو گھیر لینگے اور عنقائے سبزہ رنگ سے مقابلہ کرنا پڑے گا اور عنقائے سبزہ رنگ پہلوان زبردست ہے عہدہ برآئی اُس سے امر آسان نہیں ہے یہ سنکر ایرج نوجوان نے فرمایا کہ تجھے اس سے کیا بحث ہے کہ عنقائے سبزہ رنگ زبردست ہے یا کمزور مقابلہ تو اُس سے مجھے کرنا ہوگا تو کیوں ڈرا جاتا ہے تو کسی طرح سے مجھے وہاں تک پہونچا دے یہ سنکر دیو نے زمین پر قلابازی ماری اور گھوڑا بنکر تیار ہوا ایرج نوجوان پشت پر اسکی سوار ہوکر جانب زندان طلسم روانہ ہوا جاتے جاتے قریب کوس دو کوس کے آیا ہوگا کہ سامنے سے ایک گنبد سفید نظر آیا دیو نے ہنہنا کر کہا کہ دیکھیے وہ سامنے زندان ہے ایرج نے فرمایا کہ تو خوف نہ کر چلا چل جو آفت آئی ہوگی پہلے مجھ پر آئیگی بعد اسکے تیری طرف رخ کرے گی تو جسوقت مجھے مبتلائے بلا دیکھنا تو میں اجازت دیتا ہوں تو فوراً یہیں سے روانہ ہو جانا کہ زبلا میں نہ پھنسے دیو کو اطمینان ہوا اور ایرج نوجوان کو لیے ہوئے قریب گنبد کے آیا تو عجب معرکہ دیکھا کہ گرد زندان طلسمی کے دس ہزار آدمیوں کی فوج حلقہ باندھے کھڑی ہے اور دربان بھی نہایت ہوشیار تلواریں کھینچے ہوئے بیٹھے ہیں اور ایک سردار زبردست مرکب پر سوار ادھر سے ادھر اُدھر سے ادھر گھوڑا دوڑاتا پھرتا ہے اور صفیں درست کرتا پھرتا ہے اور ہر ایک سے کہتا جاتا ہے کہ یارو بہت ہوشیار رہنا اسواسطے کہ نامہ بادشاہ طلسم کا آچکا ہے کہ ایرج آیا ان طلسم یہ زمانہ ہوشیاری کا ہے غفلت کا نہیں ہے اسی عہد میں فتاح طلسم آئے گا اور گرفتاران مصیبت کو چھڑا کر اپنے لوح کا پتہ لگائیگا یہی چرچا تھا کہ سامنے سے ایرج نوجوان نمودار ہوئے اور آواز دی کہ باشس او گبر ناہنجار میں پہونچ لے روک سنے جگوا دو طلسم نے

ہونے دے بس یہ سنتے ہی عنقاے سبزہ رنگ نے کہا کہ ارے مارلو اسکو
جانے نہ پائے ساتھ ہی آواز کے لوگ دوڑ پڑے اور ایرج نوجوان کو گھیر لیا
ایرج نے بھی تلوار کھینچی لڑائی ہونے لگی چونکہ یہ لوگ ساحر نہ تھے اور بادشاہ طلسم
کو یہ خیال تھا کہ اس مقام پر ضرورت ساحر کے پہرے کی نہیں ہے کہ یہ قید خانہ
زیر زمین واقع ہے اور راستہ بھی ایسا پوشیدہ ہے کہ سوا واقفان حال کے شخص
اجنبی سمجھ بھی نہیں سکتا کہ اس پتھر کے نیچے کیا ہے نہ پتھر ایسا تھا جسے ہر شخص اٹھا سکتا
اور بالفرض اٹھا بھی سکتا ہو تو ضرورت کیا ہے اس بنا پر یہاں ایک پہلوان کو
افسر کر کے تھوڑی سی فوج معین کر دی تھی ایرج نوجوان نے دم بھر میں
خون کی ندیاں بہا دیں کشتے تڑپ رہے تھے دروازہ گنبد کا کھلا ہوا تھا
اور قفس لٹکے ہوئے تھے دونوں گرفتاران محبت یعنی ملکہ ماہ گلابی پوش
اور بلقیس بن جمہور دیو پرور اس ہنگامہ کو سنکر چونکے اور قفس میں سے
دیکھنے لگے کہ یہ کیا معرکہ ہے دیکھا کہ ایرج نوجوان لڑتا بھڑتا قریب دروازہ گنبد
کے پہونچا نظر بلقیس بن جمہور دیو پرور کی پڑی اور ملکہ ماہ گلابی پوش
نے بھی دیکھا بلقیس نے کہا کہ شاید زمانہ رہائی ہمارا قریب آگیا یہ شخص
فاتح طلسم معلوم ہوتا ہے جو اس مقام تک پہونچا ورنہ جس دن سے
ہم تم اسیر ہوئے سوا ان نگہبانوں کے کبھی کوئی بھی نظر نہیں آیا اور یہ لوگ
ابھی آپس میں اسی قسم کی باتیں بھی کر رہے تھے کہ ہوشیار رہو اسنے میں
یہ شخص آگیا اور جنگ شروع ہوئی دیکھو تو کس ہیبت سے لڑتا ہوا چلا آتا
ہے کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار لگا دیے ہیں جسپر تلوار پڑتی ہے وہ مارا
جاتا ہے یا اسکے دو ٹکڑے ہوتے ہیں غرض دونوں دیکھ رہے ہیں کہ بلقیس
نے ایک آہ سرد کھینچی اور کہا کیوں ملکہ وہ وقت بھی یاد ہے جبکہ
ہمنے دیو طوغان کو مارا تھا اور اسکے بعد چالیس دیو آئے ہیں تو
اسکو کس طرح شکست دی اگر بادشاہ طلسم ساحرہ کو بھیجکر نہ گرفتار کراتا
تو میں فوجوں سے بھی گرفتار نہوتا اور اسیر غل و زنجیر ہونے سے مجبور
ہوتا تو ابتک قید توڑ کر کب کا نکل گیا ہوتا اور ان نگہبانوں کا خاتمہ کر چکا
ہوتا اس جوان کی جرأت دیکھکر رگوں میں خون شجاعت جوش مار کر رہ جاتا ہے
اتنے میں ایرج نوجوان لاشیں گراتا ہوا قریب دروازۂ زندان کے
جا پہونچا اور عنقاے سبزہ رنگ نے دیکھا کہ اب یہ داخل زندان
ہوکر بلقیس کو رہا کر دے گا تو ایک سے دو ہو جائینگے پھر انکا قتل
و قمع کرنا اور بھی دشوار ہوگا کیونکہ وہ بھی اتنا بڑا زبردست ہے جسنے
دیو طوغان کو مارا طلسم میں تہلکہ ڈالدیا اگر ساحروں کی کمک سے کام

نہ دیا جاتا تو خدا جانے کس کس کو تہ تیغ کرتا اور مقید ہوتا تو بھی ہم لوگوں کا خاتمہ کر دیتا
یہ تصور کر کے مرکب کو جھکا کر سامنے ایرج نوجوان کے آیا اور آواز دی کہ باغی
او خدا پرست کہاں جاتا ہے خبردار اندر زندان کے قدم نہ رکھنا کہ ابھی میں زندہ
ہوں اور تیری خدمت کو موجود ہوں یہ سنکر ایرج نوجوان کو غصہ آیا اور فرمایا
کہ اگر قوت ہے تجھ میں تو مجھے روک لے یہ کہکر چاہتے تھے کہ داخل زندان ہوں
جو عنقائے سبزہ رنگ سامنے آگیا اور تلوار ماری ایرج نوجوان نے وار
اسکا پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا عنقائے سبزہ رنگ کے
مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے یہ دیکھکر اہل لشکر کے جی چھوٹ گئے کہ اتنے بڑے
جوان کو اسطرح مارا اب اس سے کون لڑ سکتا ہے سب پکار رہے کہ امان فرمایا بشرط
ایمان ان لوگوں نے کہا کہ قبول ہے واقع میں آپ رستم وقت ہیں آپ کا مثل و نظیر
نہیں ہے ایرج نوجوان نے ہاتھ روکا اور مرکب سے اتر کر داخل گنبد ہوئے
لوگوں سے کہا کہ ان قفسوں کو اتارو انھوں نے حسب الحکم زنجیریں ڈھیلی کیں
قفس نیچے ہوئے ایرج نوجوان نے دونوں قفسوں کی تیلیاں توڑ کر بلقیس بن
جمہور دیو پرور اور ملکہ ماہ گلابی پوش کو قفس سے نکالا ان دونوں کی
عجب حالت ہو گئی تھی کہ رنگتیں زرد ہو گئی تھیں صرف پوست و استخوان باقی
رہ گئے تھے بال اور ناخن بڑھے ہوئے تھے ایرج نوجوان نے حجام کو
بلوا کر بلقیس کی اصلاح بنوائی ان دونوں نے غسل کیا لباس بدلا اور جس
مقام پر تخت حکومت عنقائے سبزہ رنگ کا تھا وہاں جلوہ افروز ہوئے
اب بلقیس بن جمہور نے پوچھا کہ نام آپ کا کیا ہے اور اسطرف کیونکر آنا ہوا
ایرج نوجوان نے فرمایا کہ سبب میرے آنے کا یہ ہوا کہ فرزند میرے اسیر
طلسم ہو گئے تھے میں انکی رہائی کے واسطے چلا تھا اول حکیم طرطوس بیابانی
کو گرفتار کر کے مقید کیا بعد ازاں تلاش لوح میں نکلا صحرا میں ہو کر بلبلوں
سے پتہ اپنے گل مدعا کا پتہ لگاتا ہوا اس مقام تک آیا اور نام میرا ایرج نوجوان
ہے بس یہ سنتے ہی بلقیس بن جمہور دوڑ کر ایرج سے لپٹ گیا اور کہا الحمد للہ
کہ خدا نے ان لوگوں کے احسان سے بچایا جنکی مدد سے رہائی پانا اسیری سے
بدتر تھا ایرج نوجوان نے کہا کہ اے بلقیس ہر چند کہ تم رشتے میں مجھ سے چھوٹے
ہو یعنی پوتے ہو حمزۂ صاحبقران اول کے اور میں پر پوتا ہوں انکا مگر سن میں
تم میرے فرزندوں کے برابر ہو یہ تو بتاؤ کہ تم کیونکر اسیر بلا ہوئے اور اسطرف
کس غرض سے آنا ہوا اور والد ماجد تمہارے کیسے ہیں یہ سنکر بلقیس نے
ایک چیخ ماری اور اس درد سے رویا کہ ساتھ اسکے ایرج نوجوان بھی
رونے لگے اور ملکہ ماہ گلابی پوش کی آنکھوں میں بھی آنسو بھر آئے

ایرج نے کہا براے خدا کچھ بیان نہ کرو تمھارے رونے سے میرا دل بھر آیا اور قلب
بے چین ہو گیا بلقیس نے انتقال جمہور کا حال بیان کیا اور بہ رنگ شور گریہ و زاری
بلند رہا بعد اُسکے ایرج نوجوان نے بلقیس کو بہت کچھ سمجھایا گلے سے لگایا اور
کہا کہ یہی نیرنگیان ہین دنیا کی ایک آتا ہے ایک جاتا ہے یہ مقام سرا ہے کوئی ہمیشہ
رہا ہے نہ رہے گا سوا ذات معبود جاودانی کے باقی جو کچھ کہ ہے وہ فانی ہے
اے بلقیس ہرچند کہ والد تمھارے میرے دادا ہوتے تھے مگر سن مین مجھسے چھوٹے
تھے افسوس کہ وہ دنیا سے اُٹھ گئے اور ہم بیٹھے رہ گئے مصلحت ایزدی مین
کیا چارہ ہے اب صبر کرو کہ رونے سے کچھ فائدہ نہو گا روح جمہور دیو بردر کی
بے چین ہو گی اور اس خبر وحشت اثر نے ہمارا تو بازو توڑ دیا کمر جھکا دی اسلیے
کہ وہ ہم لوگون سے نہایت اُنس رکھتے تھے اور طرفدار تھے دست چپیون کے
بلقیس نے کہا کہ اکثر آپ صاحبون کا ذکر کیا کرتے تھے اور علالت کے زمانہ
مین جب چچا صاحبقران اعظم براے عیادت تشریف لائے ہین تو اُنسے حال
بد دُنیا کا پوچھا اُنھون نے یہ بیان کیا کہ رستم ثانی وغیرہ بدیع الملک
کے صاحبقران ہونے سے رنجیدہ ہو کر نکل گئے اور ساتھ اُنکے جس عزیز و دوست
نے اُنکے سنا وہ بھی چلا گیا حتی کہ بارگاہ سلیمانی کی زینت آدھی رہ گئی تو والد ماجد
کو کمال صدمہ ہوا اکثر فرماتے تھے کہ اگر اس مرض سے مجھے نجات ہوئی اور زندہ
بچ گیا تو جا کر رستم ثانی کو سمجھا کر اپنے ساتھ لونگا اور بدیع الملک سے مقابلہ
کرا کر صاحبقرانی رستم کو دلوا دونگا مگر افسوس کہ موت نے مہلت نہ دی
آخری وقت مین مجھسے وصیت کی کہ دیکھو ہمیشہ رستم ثانی وغیرہ کی ہمدردی
کرنا اور اُنکا ساتھ دینا کہ لائق صاحبقرانی وہی ہین اور اپنے بھائی حمزۂ ثانی
سے اس امر پر نہایت رنجیدہ تھے کہ اُنھون نے بڑی ناانصافی کی اور ایک کے
سامنے ایک کو ذلیل کیا کہا رستم بدیع الملک سے پایہ کمی کا رکھتا تھا
مین اُنکے انتقال کے بعد صدمۂ ماتم مین رہا جس وقت طبیعت کو سکون ہوا تو مین
تلاش رستم ثانی مین ملک جمہوریہ سے چلا اور اس مقام پر پہونچا جہان
سے باغ ملکہ ماہ گلابی پوش کا قریب تھا حسب اتفاق اُنکی سواری
بھی آئی تھی راہ مین ملاقات ہوئی اور اُنکے حسن اخلاق نے مجکو اپنا
مطیع کر لیا اور مین نے چند روز کے واسطے اسی جگہ قیام کیا کہ اچھا ہے ذرا
غم غلط ہووے تو تلاش رستم کو جاؤن کہ یہان گرفتار بلا ہوا یہ سنکر ملکہ
ماہ گلابی پوش نے کہا کہ یہ جفا اُنھون نے میرے باعث سے اُٹھائی
یہ کہکر شرمندگی کے ساتھ گردن نیچی کر لی ایرج نوجوان نے فرمایا کہ
عذر گناہ بدتر از گناہ تمنے انجام نہ سوچا کہ خود بھی مبتلاے بلا ہوئین

ور ایک عجیب اولو العزم شاہزادے کو بھی آفت مین پھنسایا یہ کہکر مسکرا ئے کہ ملکہ کھسیانی ہو کر رونے لگی ایرج نوجوان نے سر ملکہ کا سینے سے لگا کر دست شفقت پشت پر رکھا اور فرمایا کہ کیا تمھارے خلاف مزاج ہوا مین نے مزاحاً کہا تھا ملکہ نے جب یہ سمجھ لیا کہ ایرج نوجوان بسبب قرابت کے مزاح فرماتے ہین کہا کہ تمھین مجھسے ہنستے ہوئے شرم نہین آتی کہ مین تمھاری بزرگ ہوتی ہون ایرج نوجوان بہت ہنسے اور فرمایا کہ رشتے مین بزرگ اور سن مین اسقدر خرد ہو کہ میری پوت ہوکے برابر ہو مین نے دونون باتون کو آمیز کرکے درجہ مساوات کا نکال لیا اور مجا وج سمجھ کے ہنسا اب بلقیس بھی مسکرائے ایرج نوجوان نے ملکہ سے کہا کہ اب پتہ لوح کا بتاؤ ملکہ مسکرائی اور کہا کہ دنیا مین کونسی اولاد اپنے باپ ماں کا قتل گوارا کرے گی ایرج نے فرمایا کہ اتنی جفا باپ کی اٹھائی اور ابھی تک محبت باقی ہے مجھے تمام حال تمھارا بلبلون کی زبانی معلوم ہوچکا ہے ملکہ نے کہا لوح تو کیا چیز ہے اگر جان بھی میری آپ کے کام آئے تو نثار ہے کیونکہ آپ علاوہ عزیز ہونے کے محسن ہین اور باپ اُس شخص کا کافر ہے اسکا قتل ہی ہونا اچھا ہے ایرج نے فرمایا کہ ای ملکہ محسن کہا معنے ہملوگون مین یہی ہوا کیا کہ ہم کسی بلا مین پھنسے تمنے مددکی پھر کوئی آفت آئی ہم سینہ سپر ہوگئے ایسی باتین تکرو جنسے بیگانگی پیدا ہو اوراب جلد پتہ لوح کا بتاؤ ملکہ نے کہا کہ لوح بیابان مرگ مین ہے اور اوس تاریخ مرگ جادو وہان کا حاکم ہے عجب پر آشوب وہ مقام ہے کہ ہیبت سے اُسکی دل دیو کا شق ہو جائے راستہ اسکا اسی مقام سے ہے مگر کم سے کم ایک روز تو استراحت کیجیے کہ آپ تھکے ماندے چلے آتے ہین ایرج نوجوان نے فرمایا کہ ای ملکہ جسوقت خداوند کریم اطمینان دے گا اور وقت راحت کا لائے گا تو بیٹھینگے اور آرام کرینگے کیونکر قرار آئے اُس شخص کو جسے ہزارہا صدمون نے گھیر لیا ہو اُدھر تو بدیع الملک کا خیال لگا ہوا ہے کہ وہ اژدہا کا طلسم نہ طاق پر گیا ہوا ہے اور سنتا ہے کہ نہ طاق نہایت مقام سخت ہے اور مالک وہان کا ساحر زبردست ہے کہ تمام ساحر اُسکو خداوند کہتے ہین آئینہ اندام جادو ساحر وہان پھنسا جاتا تھا اور معمولی ساحر اُسکو ناواقف علم سحر کہتے تھے ایسے مقام پر خدا اُسکو کامیاب کرے اور نام نور الدہر کا پردۂ دنیا مین روشن رہے اور اِدھر نور الدہر کا خیال ہے کہ بیابان کاج و باج مین مثل دیگران جل گئے یا ہماری طرح زندہ بجگر کسی بلا مین پھنسے اُدھر جبیں آفتاب پرست ایک کافر ہے کہ تمام ملک خدا پرستون کے جلاتا ہوا صحرائے نہ طاق کی طرف چلا آتا ہے وہان بادشاہ اسلام مقیم ہین یہ خیال ہے کہ کہین بادشاہ پر تباہی نہ آئے

اور قتل اور ملکون سے رکن دین اسلام بھی منہدم ہو جائے اور سر دست
یہ جھگڑا لگا ہوا ہی کہ لشکر میرا شہر صندل کے قریب صحرا مین مقیم ہی اور نقابدار
بادلہ پوش سے آٹھ یوم کی مہلت ملی ہی اگر ان ایام کے اندر مین نہ پہونچونگا
اور نقابدار سے حسب وعدہ مقابلہ نکرونگا وہ تمام لشکر کو برباد کریگا اور
صندل شاہ بھی مارا جائیگا جسکے فرزند کی رہائی کے واسطے میرے فرزند اسیر بلا
ہوے تھے بلقیس نے گھبرا کر کہا کہ کیا وہ نقابدار بادلہ پوش سے
لڑے تھے مین ملکہ کی زبانی سن چکا ہون کہ وہ نقابدار طلسم بند ہی اور
ایک دربند کا مالک ہی کوئی اُس سے سر بر نہین ہو سکتا ایرج نے کہا کہ
سہراب نے اُس سے مقابلہ کیا اور دن بھر کی کشتی مین گرفتار ہو گیا بعد اسکے
شہریار و رستم ثانی گرفتار بلا ہوے مگر اب مین نے انکو رہا کیا بلکہ مین خود
بھی قلعہ عجائب مین گرفتار ہو گیا تھا نقابدار سبز پوش نے آکر ہم سب کو
رہا کیا اور وہ بھی اب ہمارے ساتھ ہوے ہین بلقیس نے کہا وہ کون بزرگ
ہین ایرج نے کہا کہ نام انکا شہنشاہ صف شکن بن سلطان ہی شاہزادہ عمرو
بن حمزہ یونانی کے پوتے ہین بلقیس بہت خوش ہوا لیکن ملکہ نے بلقیس
سے پوچھا کہ وہ لوگ کون ہین جنسے مخالفت ہی اور صاحبقرانی انکو ملی ہی
بلقیس نے بدیع الملک کا نام لیا ملکہ نے کہا عجب طرح کی بات ہی کہ آپ لوگ
مخالفت بھی بیان کرتے ہین اور پھر ایک دوسرے پر فدا بھی ہین یہ کیسی عداوت
ہی بلقیس نے کہا کہ ہم سب ایک ہی باغ کے گل ایک ہی آسمان کے ستارے
ایک ہی کان کے جواہر ہین ہم مین کوئی ایک دوسرے کا دشمن نہین ہی اور یہ مخالفت
جو تمنے سنی یہ صاحبقرانی کی وجہ سے نہین ہی بلکہ ہمیشہ سے ایک چشمک چلی آئی ہی
کہ وہ لوگ دہنی صف کے بیٹھنے والے ہین اور ہم سب بائین صف کے بیٹھنے
والے ہین ابتدا اس فساد کی دنگل رستم سے ہوئی تھی یہ کہکر سارا قصہ دنگل
رستم کا بیان کیا اب ایرج نوجوان نے ملکہ سے کہا کہ دیر نکرو اور جلد پتہ لوح کا بتاؤ
یہ سنکر ملکہ اٹھی اور ایرج نوجوان و بلقیس بن جمہور دیو پر ور ساتھ ہوے بلقیس
نے ایرج سے کہا کہ فتح اس طلسم کی آپ ہی کے باسے نام تھی ورنہ مین قبل آپکے
پہونچ گیا تھا نہ ملکہ لوح کے حال سے آگاہ تھی اور نہ مجکو پتہ ملا بعد اسیری معلوم
ہوا کہ لوح کس مقام پر ہی غرضکہ ملکہ ماہ گلابی پوش ایرج نوجوان کو ساتھ اپنے لیے
ہوے قریب ایک دروازہ کے آئی کہ دروازہ مین قفل دیا ہوا تھا ملکہ نے ایرج سے کہا
کہ یہی دروازہ بیابان مرگ ہی ہی قفل کو توڑیے اور تشریف لیجایے ایرج نے جھپٹکر
ایک لات ماری کہ دروازہ ٹوٹ کر گرا اور ایک زینہ نمودار ہوا جیسے ہی ایرج
نے آگے بڑھنے کا قصد کیا ملکہ نے دوڑکر دامن پکڑ لیا اور کہا کہ ذرا ٹھہرکر زینہ پر

قدم رکھیے گا کہ یہ معاملہ طلسم کا ہی اور کارخانہ سحر کا ہی خاصہ اس زینہ کا یہ ہی کہ ادھر
کسی نے زینہ پر پاؤن رکھا اور یہ معلوم ہوا کہ کسی نے اٹھا کر پھینک دیا مگر
کوئی نظر نہین آتا ہی ایرج نوجوان نے فرمایا کہ دیکھا جائیگا یہ کہکر بےخوف و خطر
پہلی سیڑھی پر پاؤن رکھا بس ایک تڑاقا ہوا اور ایرج پتے کی طرح دور جا کر
گرے ملکہ کو ہنسی آئی تھی مگر ضبط کیا اور گردن نیچی کر لی ایرج نے پلٹ کر دیکھا
کہ کوئی ہنستا تو نہین ہی اور پھر جرأت کرکے پہلی سیڑھی کو چھوڑ دیا اور دوسری
پر قدم رکھا اب پاؤن قائم ہو گئے کہ بانی طلسم نے اتنا ہی پھیر رکھا تھا اور
امتحان عقل طلسم کشا کے واسطے زینہ اس صنعت کا بنایا تھا کہ فاتح طلسم عاقل بھی
ضرور ہو ورنہ دھوکا کھائیگا اور مارا جائیگا اب آپ نے پھر پلٹ کر دیکھا کہ شاید
یہ لوگ اپنے دل مین ہنسے ہون تو اب مجکو دیکھ لین کسطرح مین نے بھید لے لیا
اور معلوم کر دیا کہ طلسمی زینہ اسطرح طے ہوتا ہی بلقیس اور ملکہ نے بہت تعریف
کی اب ایرج نوجوان اسی ترکیب سے ایک ایک سیڑھی چھوڑ کر تمام زینہ کو طے کر گئے
جسوقت باہر آئے عجب طرح کا صحرا دیکھا کہ جہانتک نظر کام کرتی ہی سوا قبرون کے
اور کچھ نظر نہین آتا ایک ہو کا عالم ہی جھونکون سے ہوا کے صدائے فنا پیدا ہوتی
ہی برگ درختون کے کف افسوس ملتے ہین ایرج نوجوان نہایت پریشان ہوا
کہ عجب طرح کا یہ طلسم ہی نہین معلوم ان قبرون مین کیا اسرار ہی وسط صحرا مین ایک
گنبد تھا ایرج اس گنبد کی طرف متوجہ ہوا کہ دیکھون اس گنبد مین کیا ہی جسوقت
داخل گنبد ہوے گنبد کو بھی خالی پایا لیکن دیکھا کہ تڑاق تڑاق قبرین شق ہونا شروع
ہوئین اور مردے اُن قبرون سے نکل نکلکر باہر بیٹھے اور آپسمین باتین کرنے لگے
ایرج نے غور سے دیکھا اور تعجب کیا آواز دی کہ ای مردو تم سب کسطرح سے مردے
ہو کر قبرون سے نکلکر باتین کرتے ہو بس یہ سنتے ہی دھما دھم کرکے مردے قبرون مین
کود گئے اور شور کرنے لگے کہ بھاگو یہ ظالم کو فنا آ گیا پھر اسیطرح قبرین بند ہو گئین
ایرج کو نہایت افسوس ہوا کہ لاحول ولا قوۃ مین نے ان مردون کو عبث ٹوکا
اور ایک آدھ کو گرفتار نہ کر لیا مگر خیر اب تو چوک ہوئی مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید
بر کلہ خود باید زد یہ خیال کرکے خاموش ہو رہے اور اسکے منتظر ہوے کہ
شاید پھر یہ مردے قبرون سے نکلین جسوقت شام ہوئی اور مہر عالمتاب
نگاہون سے پوشیدہ ہوا طائر اپنے اپنے آشیانون کی طرف چلے غافلون
نے مقام کیا تیرگی شب محیط ہوئی اور نور ہر طرف ہوا دیکھا کہ پھر تڑاق
تڑاق قبرین شق ہونا شروع ہوئین اور مردے قبرون سے نکل نکلکر
باہر آئے اور ایک نے ایک سے کہا کہ دیکھو وہ ظالم ہی یا کہین چلا گیا
اسوقت تو اسنے ہماری دلگی مین خلل ڈالا ایک آدھ نے کہا کہ خدا جانے

وہ کہاں سے چلا آیا تھا اب یہاں کہاں ہوگا ایک گروہ قریب گنبد کے آیا اور
جھانک کر چلا گیا ایرج نوجوان گوشہ گنبد مین چھپا بیٹھا رہا جب ان مردون کو
اطمینان حاصل ہوگیا کہ اب وہ شخص نہین ہے بس ان سبکے سب نے اپنے
اپنے کفن اتار کر قبرون مین پھینکے اور چیٹ لنگوٹ کسکر کبڈی کھیلنے لگے ایرج
نے جلدی سے کپڑے اپنے اتارے اور چیٹ لنگوٹ باندھکر خود بھی ایک
گروہ مین شامل ہوگئے اور کبڈی مردون کے ساتھ کھیلنے لگے تھوڑے عرصہ
مین دوسری طرف کے سب مردون کو پکڑ لیا اور پالا جیت گئے ان مردون
مین یونہی ہمیشہ کبڈی ہوا کرتی تھی اور ساری رات یہ سب اسی شغل مین بسر
کرتے تھے صبح کو قبرون مین چلے جاتے تھے دوپہر کو تھوڑی دیر کے واسطے
پھر باہر آتے تھے مگر آج تک کبھی جیت ہار نہونے پائی تھی جو مردے ہارے تھے
انھون نے کہا یارو جانتے ہو یہ لال لنگوٹ والا کونسا مردہ ہے جسنے ہم سب کو
مار کر پالا جیت لیا کیا یہ کوئی نیا آیا ہے ایک آدھ نے کہا کہ قاعدہ تو ہمیشہ سے
یہ ہے کہ جب اوتارین مرگ جادو کسی کو مار کر ہملوگون مین شامل کرتا ہے تو پہلے
سب سے ملوا دیتا ہے اور ایک ایک کو جتوا دیتا ہے یارو یہ وہی ظالم ہے جسنے
وہ پھر کو ڈکا تھا ارے بھاگو یہ کہتا تھا کہ جتنے وہ سب مردے قبرون مین کودنے
لگے ایرج نے دیکھا کہ بھید کھل گیا اور مردے بھاگے جاتے ہین جھپٹ کر
ایک مردے کی ٹانگ لی اور جھٹکا مارا کہ وہ گرا گرتے ہی اسنے اپنے کو قبر مین
گرا دیا ایرج بھی قبر کے اندر کود پڑا لیکن مردے کو نہ چھوڑا اور قبر اوپر سے
بند ہوگئی اب یہ جسوقت اندر قبر کے پہونچے تو دیکھا کہ اوپر سے قبرین جدا جدا ہین
اور اندر سے سب ایک ہین ایک میدان وسیع ہے کہ وہی سب مردے اسمین
پھر رہے ہین ایرج نے اس مردے کی گھٹیا دبائی اور کہا جلد حال اپنا بیان کر
مردے نے کہا کہ مین قوم کا پاسی ہون ڈاکا مارا کرتا تھا اوتارین مرگ جادو
نے مجھے مار کر روح کو میری اپنے قبضہ مین کیا اور یہان لاکر چھوڑ دیا ایرج نے
کہا یہ سب کون ہین مردے نے کہا کہ یہ سب بھی اسی طرح آئے ہین
پوچھا کام کیا تمھارے سپرد ہے کہا یہ تو ہمین نہین معلوم اتنا سنا ہے کہ جسوقت
پانچ سو مردے جمع ہو جاینگے تو ایک دم سے سب کی قضا آجائیگی اور طلسم کشا
آکر سب کو مار ڈالے گا یہی علامت شکست طلسم کی ہے ایرج نے کہا
کس قدر مردے جمع ہوچکے ہین اسنے کہا کہ پورے پانچ سو ہوگئے ہین اب
ایرج کو اور بھی اطمینان ہوا کہ ہر طرح سے میرا فتح طلسم ہونا ثابت
ہے پھر مردے سے کہا کہ اوتارین مرگ جادو کہان رہتا ہے اور کس وقت
آتا ہے مردے نے کہا کہ اوتارین مرگ جادو پہلے تو روز آتا تھا مگر اب

اُسنے کہدیا ہی کہ آج سے مین نہ آؤنگا کیونکہ تعداد مردون کی پوری ہو چکی ہی اب
طلسم کشا تم مین آکر شامل ہوگا اگر مین اس مقام پر آؤنگا تو وہ مجھے قتل کرکے
آپ رہا ہو جائیگا اور طلسم کو فتح کرے گا اور اگر مین یہان نہ آؤنگا تو زندگی بھر
اسی تکیہ مین مردون سے بدتر حالت مین رہے گا آخر کار فنا ہو جائیگا ہملوگون
نے کہا کہ ہمین کھانا پینا کیونکر ملے گا اوتارین مرگ نے کہا کہ اسکا انتظام ہو جائیگا
ایک ایک سبوچہ شراب تم لوگون کے واسطے مین بھجوا دیا کرونگا ایرج دل ہی
مین سمجھے ہین کہ عجب طرح کے یہ مردے ہین کہ کھاتے ہین پیتے ہین چلتے ہین
پھرتے ہین باتین کرتے ہین پھر یہ مردے کاہے کے ہین ایرج کو خیال ہوا کہ یہ مجکو
بہکا رہا ہی سچ نہین بتاتا ہی مچھیون پر اسکے تین چار گھونسے مارے کہ یہ چیخنے لگا
مردے نے کہا کہ کیا کمزور کو دباتا ہی کسی کرشمے سے لڑ تو تجھے بھی معلوم ہو ایرج
نے کہا جو تم سب سے شہزور ہو وہ اُٹھے مردے نے ایک مردے کی طرف
اشارہ کیا اور فریاد کی کہ ای فولاد دشت زن مجھے اس ظالم کے ہاتھ سے
بچالے یہ سنتے ہی ایک بہت بڑا بھاری مردہ اپنے مقام سے اُٹھا اور قریب
ایرج کے آکر کہا کہ کیا کمزور کو دباتا ہی آ مجھ سے سامنا کر ایرج نے کہا
تو ہی آ بس اسکو چھوڑ کر اس سے لپٹ گئے کشتی ہونے لگی یہ مردہ واقع
مین سخت تھا اور اس مردے سے کرارہ تھا کیونکہ یہ تمام مردون کا افسر تھا
اثناء کشتی مین مردے نے جھلا کر ایک گھونسا ایرج کی گردن پر مارا یہ معلوم
ہوا کہ پنجہ فولادی گردن کو توڑ گیا ایرج ہی تھا کہ ایسا گھونسا کھا کر ہوشیار رہا
بحواس رہے بیہوش نہونے پایا بس جھلا کر ایرج نے بھی اسکی گردن پر گھونسا
مارا کہ یہ چیخ اُٹھا اور پکارا کہ تو زبردست ہی مین تجھ سے ہارا اب مجھے چھوڑ دے
ایرج نے کہا ابھی سے تجھے کہا چھوڑ دونگا جبتک تو حال اوتارین مرگ جادو
کا اور طریقہ گرفتاری اسکا نہ بیان کرے گا اسوقت تک ہرگز نہ چھوڑونگا اور
مارتے مارتے بولا دونگا یہ سنکر فولاد دشت زن نے کہا کہ او ظالم تو ہماری
زندگی مین خلل انداز ہوا چاہتا ہی اگر تو اوتارین مرگ جادو کو مار ڈالیگا تو ہم کب
زندہ رہ سکتے ہین فرمایا کہ جو کچھ ہو مگر مین بغیر اوتارین مرگ ہلاو کاری نہ چھوڑونگا
کیونکہ مجھے اوج حاصل کرکے طلسم فتح کرنا ہی مردے نے مجبور ہو کر طریقہ بیان
کیا کہ اگر آپ فلان زنجیر کو جو سقف مین لٹک رہی ہی تین بار ہلا دیجئے تو
اوتارین مرگ جادو حاضر ہوگا ایرج نوجوان نے بائین ہاتھ سے تو چٹیا مردہ
کی پکڑی اور داہنے ہاتھ سے زنجیر ہلائی فوراً ایک ہوا سے تند چلی اور سناٹا سا
پیدا ہوا اور ایک چیل آکر زمین پر گری غلطک مار کر صورت انسانی اُسنے
پیدا کی دیکھا ایرج نوجوان نے کہ ایک شخص برہمن وضع ہی آتے ہی پوچھا

کہ تم میں سے کسنے مجھکو بلایا ہی اور کیون بلایا ہی جسنے بیان کرنے کا قصد کیا ایرج نے اسکی
طرف نگاہ ڈالی اور کہا کہ اگر کچھ بھی بتایا تو مار ہی ڈالونگا سب مردے اسطرح کھڑے ہین
کہ گویا بیدم ہین ایرج نوجوان قریب اُس ساحر کے آئے اور فرمایا کہ ایک بات
میری سن لو ساحر نے کان ایرج کی طرف بڑھایا ایرج نے ایک ہاتھ سے
کان اسکا پکڑا اور دوسرا ہاتھ گردن پر رکھتے ہی دبا دیا اور کان مین اسکے کہا
کہ منم ایرج نوجوان فتاح طلسم طرطوسیہ او اتارین مرگ جادو دیکھا تو نے
کہ ایک انتظام تیرا میرے مقابلہ مین نہ چل سکا یہ فرماتے ہی اسکو گردن دبا کے
مار ڈالا مردے ہر چہار طرف سے ایرج کی طرف جھپٹے کہ او ظالم یہ کیا
غضب کرتا ہی ارے چھوڑ دے ہمارے مالک کو ایرج نے لاش اوتارین مرگ
کی آن مردون پر کھینچ ماری یہ معلوم ہوا کہ خرمن پر برق گری تمام مردے
پھکنے لگے سارا قبرستان مرگھٹ کی شکل ہوگیا اور ہیئت مردون کی یہ ہوئی کہ
کوئی بھڑ بنکر بھن سے اُڑا چلا گیا کوئی تتلی بنکر اُڑ گیا کوئی مکھی ہوکر اُڑ گیا
کہان تک بیان کیا جائے کہ جسقدر مُردے تھے سب مختلف حشرات کی
صورت بن بنکر اُڑ اُڑ گئے اور وہ تمام مقام سنسان ہوگیا گنبد منہدم
ہوا قبرین ناپدید ہوگئین دیر تک آندھی چلا کی آتش باری برف باری
ہوا کی بعد کچھ دیر کے آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من اوتارین مرگ جادو
بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم یہ صدا پیدا ہوتے ہی
علامات سحر برطرف ہوگئے اور روشنی ہوگئی دیکھا ایرج نوجوان نے کہ لاش
ایک ساحر کی میدان مین پڑی ہی نہ وہ مردے ہین نہ قبرین ہین ایک
سناٹا سا ہی اب ایرج نہایت پریشان ہین کہ کیا کرون کیا نہ کرون اسکی
یہ نہ معلوم ہوا کہ لوح کہان ہی ہرچند اوتارین مرگ جادو کی لاش کو
ہر طرح سے دیکھا خوب ٹٹولا جھولی سحر کی زمین پر آنڈیل دی مگر لوح کا پتہ نہ لگا
آخر کار مجبور ہوکر پلٹنے کا قصد کیا تھا کہ سامنے سے ملکہ ماہ گلابی پوش مع
بلقیس بن جمہور و لوبرو رنمودار ہوئی اور ایرج نوجوان کی نہایت
تعریف کی ایرج نے کہا کہ یہ سب تعریف فضول ہی اسلیے کہ اس کافر کے
مارنے سے جو غرض تھی وہ پوری نہین ہوئی یعنی ابتک یہ نہین معلوم
کہ لوح کہان ہی ملکہ نے کہا کہ مجھے معلوم ہی اس ملعون نے لوح کو اپنی
ران مین سی لیا ہی ران اسکی چاک کرکے نکال لیجیے یہ سنکر ایرج نوجوان
نے فرمایا کہ ران کیسی کہو تو سارا بدن چاک کرکے دھر دون اور
جلدی سے تلوار کمر سے کھینچکر ران اوتارین مرگ کی چاک کی دیکھا
کہ ایک ڈبیا چاندی کی برآمد ہوئی نقش و نگار سے بھرے ہوئے تھے ایرج نوجوان

سے اُس زیبا کو کھولا اور لوح کو نکال کر ملکہ بہمن الملک سے کہا کہ اب مین فتاحی طلسم
کو جاتا ہون آپ لوگ اس مقام پر قیام کریں ملکہ نے کہا بھول نہ جائیے گا
ایرج نوجوان نے فرمایا کہ اے ملکہ ہم لوگ ایسے نہین ہین کہ کسی کو بھول جائین
دوست دشمن عزیز و اقارب حسب مراتب سب کو یاد رکھتے ہین مگر تم خدا کو یاد
کرو اور ہمارے حق مین دعاے خیر کرو اسکے بعد اُس دیو کی طرف دیکھا جو دروازہ
زندان پر ملا تھا اور فرمایا کہ تو مرکب بنکر تیار ہو کہ مین طلسم پر جاتا ہون جس مقام
تیری معشوقہ ملے تو ٹھہر جانا اور مین آگے روانہ ہو جاؤنگا یہ سنکر دیو نہایت خوش
ہوا اور زمین پر لوٹ پوٹ کر مرکب کی شکل بنا اور سامنے ایرج نوجوان کے آیا
ایرج نامدار نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ پشت دیو پر سوار ہو کر یہان سے بائین جانب
جاؤ ایک گنبد نیلی نظر آئے گا اُسپر ایک کبوتر بیٹھا ہوا اُسکو تکتا ہوگا وہان پہونچکر لوح
کو دیکھنا جو کچھ ہدایت ہو اُسکے موافق عمل کرنا یہ دیکھکر ایرج نوجوان پشت مرکب
پر سوار ہوئے اور باگ لی دیو گھوڑا بنا ہوا ایرج نوجوان کو پشت پر لیے
ہوئے روانہ ہوا یہان ملکہ ماہ گلابی پوش و بلقیس بن جمہور دیو پرور
نے ایرج کے واسطے دعا کرنا شروع کی اور دونون آکر اپنے مقام پر بیٹھے
وہان گرشاسپ زمان یعنی ایرج نوجوان قریب پہر دن چڑھنے کے ایک
صحرا مین پہونچے دیکھا کہ وسط صحرا مین ایک گنبد بلند ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زیر
آسمان نیلی ایک اور آسمان ہے اور بالاے گنبد ایک نیلا کبوتر بیٹھا ہوا گونج
رہا ہے بس جیسے ہی نظر اُس کبوتر کی ایرج نوجوان پر پڑی اُسنے ایک آواز
دی کہ الفاظ اُسکے سمجھ مین نہ آئے لیکن ایرج نے اپنے پاؤن بے حرکت پائے
جھک کر جو نظر کی تو تا زانو پتھر کے ہوگئے تھے گھبرا کر لوح کو دیکھا تحریر تھا
کہ اے فتاح طلسم اگر تو متصل گنبد نیلی کے پہونچے اور کبوتر تجکو دیکھکر آواز
دے تو تجھے لازم ہے کہ تیر مار کر کام اُسکا تمام کر ورنہ اگر تیسری آواز اُس کبوتر
کی تیرے کان تک پہونچ گئی تو ہمیشہ کے واسطے تو پتھر کا ہو کر رہ جائیگا یہ دیکھکر
ایرج نوجوان نے جلدی سے تیر جلد کمان مین پیوستہ کرلیا چاہتے ہین کہ
تیر مار کر کام اُسکا تمام کرین کہ کبوتر نے دوسری آواز دی ایرج
کمر تک پتھر کے ہوگئے بس جلدی سے ایرج نے تیر کو رہا کیا کبوتر تیسری
آواز دیا چاہتا تھا کہ تیر گلو پر پڑا اور کبوتر تڑپ کر زمین پر گرا شور و دار و
گیر بلند ہوا آندھی چلی خاک اُڑی دیر تک شور و غل برپا رہا بعد کچھ دیر
کے آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من کبود جادو دیو دشت مردیم و جان
دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو گنبد مین دروازہ نمودار
ہوا دیکھا کہ دروازہ مین ایک دیو بیٹھا ہے ایرج نوجوان نے لوح کو دیکھا

لکھا تھا کہ اندر اس گنبد کے تیغ قتل لقا بدار باد لہ پوش کا آویزان ہی
لیکن اول دیو سے مقابلہ کرنا پڑے گا جسوقت دیو کو مار دوگے تو تیغ پر
قبضہ پاؤگے ایرج نوجوان گنبد کی طرف بڑھے وہ دیو جو زینہ پر بیٹھا
تھا از شمشاد دیکھکر اٹھا اور کہا کہ ادھر آنے کا قصد نکرنا ایرج نوجوان نے
فرمایا کہ او ملعون کیا بکتا ہی اگر تجھ مین قوت ہی تو مجھے روک لے یہ سنکر
دیو اٹھا اور ایرج نوجوان کی طرف چلا ایرج نے گھوڑے سے اترکر اپنے
دیو کو لات ماری اور کہا کہ لڑ اس سے دیو لوٹ پیٹکر اٹھا اور اس دیو سے
لپٹ پڑا دونون مین کشتی ہونے لگی تھوڑے عرصہ مین اُس دیو نے
ایرج کے دیو کو زیر کرلیا اور چھاتی پر چڑھکر گھونسا کلّہ پر مارا کہ دیو کے دانت
نکال دیے ایرج کو یہ دیکھکر نہایت شرمندگی ہوئی کہ مین نے عبث اسکو
لڑوایا مین نہ جانتا تھا کہ یہ اسقدر بودا ہی بس غصہ مین آکر اپنے دیو کی
دونون ٹانگین پکڑکر چیر ڈالین کہ ملعون ایک گھونسے مین تو نے دانت
نکال دیے وہ دیو یہ دیکھکر تھرا گیا کہ یہ آدمزاد نہایت زبردست ہی جسنے
دیو کی ٹانگین چیر ڈالین مگر نہایت جاہل ہی کہ اپنے دیو کو آپ ہی مار ڈالا
اب مین بھی اس سے لڑکر سر بر نہین ہو سکتا کہا ای آدمزاد مین تجھ سے
نہ لڑونگا مجھے معلوم ہو گیا کہ تو زبردست ہی ایرج نے کہا اب مین تجھسے
ضرور لڑونگا اسلیے کہ تو اپنے دل مین کہے گا کہ مجھ سے مقابلہ ہوتا تو شاید
مین فتحیاب ہوتا بغیر تجھے زیر کیے ہوے نہ رہونگا بلکہ یہی حالت تیری بھی
کرونگا جو اپنے دیو کی ہی دیو نے کہا کہ مین ہرگز تجھسے نہ لڑونگا یہ کہکر سامنے
سے بھاگنے کا قصد کیا تھا کہ ایرج نے دوڑکر ہاتھ اسکا پکڑا دیو نے دیکھا
کہ یہ جان نہ چھوڑے گا کہا اچھا ایسی کوئی صورت ہی کہ تو مجھے چھوڑ دے
کہا ہان اگر تو اسلام اختیار کرے تو مین تجکو چھوڑ دون دیو نے کہا مجھے
منظور ہی ایرج نے کلمہ تلقین فرمایا دیو مثل طوطے کے کلمہ پڑھکر مسلمان
ہوا ایرج نوجوان اندر گنبد کے گیا تیغ سقف مین آویزان تھا ایرج
نے دیو کے کاندھے پر چڑھکر تیغ اتار کر قبضہ مین کیا اور دیو سے کہا کہ
تیری وجہ سے مین نے اپنے دیو کو مار ڈالا اب وہ کام تجھے دینا پڑے گا جو
مین اُس دیو سے لیا کرتا تھا دیو نے کہا مین تو گھوڑا نہ بنونگا اگر آپ کسی
مقام پر اتارا مجھے اور آپ کی طرح سے مجھے بھی مار ڈالین تو میری جان
مفت مین جائیگی ایرج نے فرمایا کہ کمینے تیز دلا مین نکرنا ورنہ یہی حالت
تیری بھی کرونگا دیو سوچا کہ اگر خلاف حکم کرتا ہون تو بھی جان جاتی ہی اور رہنے پر
بیٹھتا ہون جب بھی جان کا خوف لگا ہوا ہی چار و ناچار گھوڑا بنا اور ایرج

اسکی پشت پر سوار ہوے اسنے کہا کہ کہاں ملعون ایرج نے کہا کہ جہاں طلسم
طرطوسیہ کی سرحد ہو دیو کے دل میں کینہ تھا ایرج نوجوان کو لیکر ایک
سمت روانہ ہوا کچھ دیر کے بعد ایک صحرا میں پہونچا دیکھا کہ ادھر سے ایک
فیل مست چلا آتا ہو جیسے ہی اس دیو نے اس فیل کو دیکھا کہا ای برادر دیکھو
مجھے اس ظالم نے گھوڑا بنایا ہو اور مجھپر سوار ہو براے خدا و نداء ابلیس
جان میری اس ظالم کے ہاتھ سے بچاؤ یہ ایسی زبان میں کہا تھا کہ
ایرج کی سمجھ میں نہ آیا لیکن وہ فیل زمین پر غلطک مار کر جو اٹھا تو دیکھا ایرج نے کہ
ایک دیو بلند قامت ہو اسنے آتے ہی آواز دی کہ تونے میرے دوست کو گھوڑا بنایا
ہو اور اسپر سوار ہوا ہو آخر جلدی دیو ایک ہی وار میں تیرا کام تمام کرونگا
یہ سنکر ایرج نوجوان نے کہ معلوم ہوتا ہو یہ اسی بانی فساد کی باتیں ہیں
بس گھوڑے کو اسطرح رانوں میں دبایا کہ پسلیاں اسکی ٹوٹ گئیں اور مرکب
بیجان ہو گیا ایرج کود کر علیحدہ ہوا اور مرکب تڑپ کر مر گیا بس یہ دیکھکر
دیو نے کہا کہ او ظالم تو نے دوست کو میرے مار ڈالا اب میں تجھے کب
چھوڑتا ہوں یہ کہکر وار شمشاد کا وار کیا ایرج نے وار اسکا خالی دیا کہ وار
زمین پر پڑی خاک اڑی دیو چلایا کہ افسوس ای آدمزاد گوشت تیرا کرا
ہو گیا ایرج نے پہلو سے آواز دی کہ او ملعون کیا بکتا ہو میں زندہ و سالم
موجود ہوں یہ کہکر شاخ دیو کی پکڑی دیو نے سر اپنا کھینچا کہ شاخ چھڑا دوں ایرج
نوجوان کب چھوڑتا ہو اسی کشمکش میں شاخ اسکی ٹوٹ گئی اور یہ بھاگا ایرج اسکے
پیچھے دوڑے اب آگے آگے تو دیو بھاگتا چلا جاتا ہو اور پیچھے پیچھے ایرج نوجوان
جاتے جاتے دیو قریب ایک درہ کوہ کے پہونچا اور اسنے آواز دی کہا ای
معلان جادو دوڑو کہ مجھے ایک ظالم مارے ڈالتا ہو جیسے ہی دیو نے
یہ آواز دی درہ کوہ سے ایک ساحرہ سیاہ فام نکلی دیو ٹوڑکر درہ میں
داخل ہوا ساحرہ ایرج نوجوان کی طرف چلی ایرج نے تلوار کھینچی ساحرہ
نے کہا کہ ای شخص تو کون ہو نام اپنا بتا ہر چند کہ میں تیرے قتل کے واسطے آئی تھی
لیکن تیرا حسن بیمثال مجھے گرویدہ کیے دیتا ہو اور ہاتھ میرا قتل سے روکتا
ہو ایرج نے کہا او لکاتہ کیا جھک مارتی ہو میں تیرا دوست نہ ہونگا تو میرے
قتل میں کوتاہی نکر یہ سنکر وہ ساحرہ کچھ بڑھتی ہوئی قریب ایرج کے آئی
لیکن جیسے ہی نظر لوح پر پڑی رونگٹیں اسکے کھڑے ہوگئے کہا یہ کیا چیز ہی
ایرج نوجوان نے فرمایا کہ یہ لوح ہو طلسم طرطوسیہ کی بس یہ سنکر ساحرہ
بھاگ کر اندر درہ کے چلی گئی اور دیو سے کہا موے یہ تو کسے لے آیا
ہو اسکے پاس لوح طلسمی ہو میں اسکا کچھ نہیں کر سکتی ہوں یہ کہکر دیو کو

ساتھ لیا اور دوسرے راستے سے نکل بھاگی ایرج نوجوان کو یہ خیال ہوا کہ
شاید یہ دونوں درہ کے اندر چھپے بیٹھے ہیں ممکن ہے کہ اب کسی وقت درہ سے
نکلیں بسم اللہ کہکر درہ میں داخل ہوئے دیکھا کہ کوئی نہیں ہے اب ایرج نوجوان
بھی آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں یہانتک کہ درہ کے باہر آئے دیکھا تو دیو اور
ساحرہ دونوں بھاگے چلے جاتے ہیں ایرج نے نعرہ کیا کہ میں آپہونچا اور
اُن دونوں کے تعاقب میں چلے قضاے کار اُس طرف سے ایک اور دیو
چلا آتا تھا کہ اُس سے اور اس دیو سے مدت کی عداوت چلی آتی تھی لیکن
بسبب ساحرہ کے وہ اسکا کچھ نہ کرسکتا تھا نام اُسکا دیو سماق تھا دیکھا
اسنے کہ دیو اور ساحرہ دونوں بھاگے چلے آتے ہیں اور ایک آدمزاد
پیچھے پیچھے آتا ہے دوڑتا چلا آتا ہے دیو نے خیال کیا کہ کوئی تو سبب ایسا ہے جو یہ
ساحرہ اس آدمزاد سے گریزان ہوئی ہے اور دیو بھی بھاگا ہے بس اس سے
بڑھکر موقع نہ ملیگا دیو سماق نے جھپٹ کر دیو کی ٹانگ لی اور کہا کہ
تو نے مجکو نہایت پریشان کر رکھا تھا اور میں اس ساحرہ کے ڈر سے نہ بولتا تھا
آج کہ دیو نے کہا اے دیو سماق ہمارے تمھارے آپس کی لڑائی ہے اسکا یہ موقع
نہیں ہے پہلے اس بلا کو دفع کر تو پھر دیکھا جائیگا یعنی یہ آدمزاد دیو کش آتا ہے
مجھے تجھے دونوں کو مار ڈالے گا دیو سماق نے کہا کہ تو نے اُسکا کوئی قصور
کیا ہوگا ورنہ بے وجہ کوئی کسی کو ہلاک نہیں کرتا ہے دیو نے ہر چند منت
کی مگر دیو سماق نے نہ مانا اور دیو سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی ساحرہ
بڑھی کہ اپنے دیو کو چھڑا دے کہ ایرج نوجوان قریب پہونچ گئے اور نعرہ
کیا کہ او لکاٹہ کہاں جاتی ہے میں آپہونچا ساحرہ نے دیکھا کہ یہ سر پر آپہونچا
ہے جھولی سے ایک ترنج سحر نکالکر کچھ اسم سحر پڑھکر ایرج پر کھینچ مارا ایرج
نوجوان نے ترنج خالی دیکر وہی تیغہ جو گنبد سے پایا تھا سر ساحرہ پر مارا
ہر چند اسنے کوشش کی کہ بچوں مگر ممکن نہوا سپر سحر کو کاٹ کر تیغہ سر پر پڑا اور
دو ٹکڑے ہوا ٹانگوں کے بیچ سے نکل گیا ساحرہ زمین پر گر کر تڑپنے لگی شور
فریاد بلند ہوا آندھی چلی خاک اُڑی بعد کچھ دیر کے آواز پیدا ہوئی کہ ستی مرا
نام من معلان جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم
اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا ایرج نے کہ ایک دیو لی پڑی ہوئی ہے دانت اسکے
چمک رہے ہیں چہرہ مثل تابۂ آہن کے سیاہ ۔ پھر آدھر دیو سماق نے اس
دیو کو پچھاڑا ایرج نے کہا کہ ٹانگیں چیر ڈال دیو سماق نے کہا اپنی جوڑی کی لاش
کی ٹانگیں چیرنا آسان ہے تو ہی ٹانگیں چیر ڈال دیکھوں تو تو کیسا شہزور ہے
یہ سنکر ایرج نے کہا کہ اچھا تو ہٹ جا اب دیو سماق تو ہٹکر علیحدہ کھڑا ہو رہا

اور ایرج نوجوان نے ایک ٹانگ دیو کی پانون مین دبائی دوسری ٹانگ
سے پکڑ کر جو زور کیا چر سے چیر کر پھینک دیا یہ قوت دیکھکر دیو سماق پانون پر
گر پڑا اور مطیع ہوا اب ایرج نوجوان نے دیو سماق کو گھوڑا بنایا اور اسپر
سوار ہوکر جانب طلسم طرطوسیہ روانہ ہوے جاتے جاتے ایک صحراے
سبز و خرم مین پہونچے دیو سے پوچھا کہ تو راہ طلسم سے واقف ہی اسنے
عرض کی مین نہین جانتا آپ جس طرف فرمائین مین ادھر چلنے کو موجود ہون
ایرج نوجوان نے لوح کو دیکھا اسمین تحریر تھا کہ ای فتاح طلسم اس صحرا کو
طی کر آگے بڑھکر ایک جھیل ملے گی اور ایک کوہ وہی در بند اخرس ہی
وہان پہونچکر جیسا کچھ پیش آئے اسکے موافق عمل مین لانا ایرج نوجوان آگے
روانہ ہوے جسوقت صحرا تمام ہوا دیکھا کہ کنارے ایک جھیل کے ہزارہا
باز بط قرقرے طاؤس سرخاب وغیرہ پھر رہے ہین آپس مین خوش فعلیان
کر رہے ہین اور کوہ پر ایک بندر بہت بڑا بیٹھا ہی ایرج نے لوح کو ملاحظہ فرمایا
لکھا تھا کہ ای فتاح طلسم طرطوسیہ ہی مقام اخرس جادوگار ہی لیکن
بندر کی نظر جو ایرج نوجوان پر پڑی اسنے چیخ ماری دیکھا کہ جسقدر باز و
بط وغیرہ تھے سب زمین پر لوٹنے لگے اور انھون نے ہیئت اپنی بندرون
کی پیدا کی اور شور کرتے ہوے خوخیاتے ہوے ایرج نوجوان کی طرف
چلے اور چہار طرف سے گھیر لیا کوئی دامن کھینچ رہا تھا کوئی پانون سے
لپٹا جاتا تھا مگر بسبب برکت لوح کے کچھ کر نہ سکتے تھے ہان ہر ایک ایرج نوجوان
کو اتنی چپتین مارین کہ بوکھلا دیا بار بار یہ ہنستا تا ہی پانون اچھالتا ہی ایرج
نوجوان غصہ مین آکر دیو کو پانون مین مسلتے ہین پر او غچتا ہی اور کہتا ہی کہ جان
میری ان بندرون سے بچاے ایرج نوجوان نے تلوار کھینچی اور بندرون کو
قتل کرنا شروع کیا جسپر ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوے مرکب کو کاوے پر لگایا
اور تلوار کے ہاتھ لگانا شروع کیے پھر پھر کا مل اڑا دیے لیکن زمین پر ایک
لاش نظر نہین آئی اور فوج میمون مین کمی کے بدلے ترقی ہوتی جاتی ہی اب تو
ایرج نوجوان نہایت پریشان ہوے کہ یہ سحر کیا ہی خیال ہوا کہ لوح تیرے
پاس ہی کیون نہین دیکھتا ایرج نامدار نے لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ ای
فتاح طلسم اگر زندگی بھر ان بندرون کو قتل کیے جائے گا تو انمین کمی کے
بدلے زیادتی ہوتی چلی جائیگی اور جسوقت تو تھکا انکے ہاتھ سے مارا جائیگا
تجھے چاہیے کہ انکے سردار کو قتل کر وہ جو بندر کوہ پر بیٹھا تھا کہ رنگ اسکا سفید
ہی اور اب وہ بھی اسی غول مین شامل ہی غور سے دیکھ کہ ماتھے پر اسکے ایک
ٹیکا سیندور کا ہی تو فلان اسم تیر پر دم کرکے بندر پر مار اگر تیر پڑ گیا تو

جبر ورنہ پھر وہ بندر نظر نہ آئے گا اور اس فوج میمون سے تیرا نکلنا دشوار
ہو جائے گا یہ دیکھکر ایرج نوجوان نے تلوار نیام میں کی اور حمائل سے
کمان اتار کر ترکش سے تیر کھینچا اور چلہ کمان میں پیوستہ کر کے اس بندر کی
طرف دیکھا جسکا پتہ لوح نے بتایا تھا بندر دور سے خوخیاتا تھا قریب نہ آتا
تھا گویا اپنی فوج کو ترغیب دے رہا تھا ایرج نوجوان نے جسوقت سمجھ لیا کہ
اب زد پر آگیا ہی نشانہ باندھکر تیر کو رہا کیا کمان کڑکی اور تیر کا سنسناتا ہوا قضا
نے تیر نشانہ پر پہونچا دیا کہ بندر کی پیشانی کو توڑ کر پار گذر گیا ماتھے سے
بندر کے بجائے خون شعلہ نکلا اور چمک کر اسی پر گرا جلا کر خاک کر دیا بعد اسکے
چمک چمک کر اور بندروں پر گرنے لگا اور بندر غل مچاتے ہوئے بھاگے شعلے
نے تعاقب کیا بہت سے بندر بسبب خوف کے چشمہ میں پھاند پڑے شعلہ بھی
چمک کر پانی میں گرا اور تہ آب پر جاکے ایک ایک بندر کو پھونکا اور خود بھی
فرو ہوگیا اب تو شور فریاد و فغان بلند ہوا ہوا سے گرد چلی زمانہ تیرہ و تار
ہوگیا آتشباری و برف باری ہوا کی کوہ دھواں ہو کر نظروں سے غائب
ہوگیا ایک آواز پیدا ہوئی کہ مارا جوان کشتی نام من اخرس جادو بود حیف
مردیم در جہان دادیم مطلب خود نرسیدیم بعد کچھ دیر کے حجاب لاش
اخرس جادو کی آگ سرد ہوگئی اور علامات سحر بر طرف ہوئے دیکھا ایرج نے
کہ نہ کوہ ہی نہ چشمہ لاشیں بہت سے ساحروں کی پڑی ہوئی ہیں اور ایک
ساحر عجیب درمیان انکے پڑا ہی پیشانی پر اسکی زخم ہی دیو بولے جو لاشیں بیوارث
آدمزادوں کی دیکھیں ایرج نوجوان سے عرض کی میں ان سب کو کھاؤں
ایرج نے مسکرا کر فرمایا کہ شوق سے دیو نے سب لاشوں کو کھا لیا اب ایرج
نوجوان نے دیو سے فرمایا کہ شام ہو چکی ہی آج رات کہاں بسر کریں دیو نے
کہا کہ یہیں آپ زرین پوشش بچھا کر آرام فرمائیں میں پہرہ دونگا ایرج نے
فرمایا کہ بہتر اور اسی جگہ زرین پوشش بچھا کر بیٹھے دیو اجازت لیکر چلا گیا
بعد کچھ دیر کے حاضر ہوا کچھ میوے لاکر ایرج نوجوان کو دیے ایرج نوجوان
نے میوے نوش کیے اور دیو سے کہا کہ کہیں سے اتنا پانی لا کہ میں پیوں
بھی اور وضو کر کے نماز بھی پڑھوں دیو اسیوقت پھر گیا اور بعد کچھ دیر کے
آکر پانی دیا ایرج نے پیا اور وضو کر کے فریضہ مغرب و عشا کو ادا کیا اور
بیٹھکر وظیفہ پڑھنے لگے بارہ بجے تک تو یہ جاگا کیے آخر کار آنکھ لگ گئی
اور دیو پہرہ دیتے دیتے اونگھ گیا قضائے کار اتفاقات روزگار اسطرف
سے غضنفر جادو آتی تھی کہ یہ واسطے گشتگردی کے نکلا کرتی تھی اور حالات
طلسم سے بادشاہ کو مطلع کیا کرتی تھی حسب معمول آج بھی اسطرف سے

گذری تو عجب معرکہ دیکھا کہ دربند اخرس بالکل ویران پڑا ہوا ہے اور ایک شخص آفتاب سطوت پڑا سو رہا ہے اور ایک دیو پاس اسکے بیٹھا نگہ رہا ہے یہ دیکھکر عنصر جادو کھٹکی کہ معلوم ہوتا ہے یہ طلسم کشا ہے اور دربند اخرس کو اسنے برباد کر دیا بسبب شام ہو جانے سے آگے نہ گیا یہین قیام کیا اس سے بہتر موقع نہ ملے گا بس یہ سوچ کر ہوا سے زمین پر اتری اور قریب ایرج نوجوان کے آئی ایرج نے خواب مین دیکھا کہ کوئی بلائے سیاہ میرے قریب آئی ہے اور ایک لعل شبچراغ میرے تاج مین ٹکا ہے وہ لیا چاہتی ہے ایرج نے عالم خواب مین نعرہ کیا جس سے آنکھ ایرج کی کھل گئی اور عنصر جادو ڈر کر دیو پر گری دیو چونک پڑا کہ یہ کیا آفت آئی دیکھا ایرج نے کہ ایک زن سیاہ فام میرے قریب تھی میرے اٹھتے ہی وہ ڈر کر دیو پر گری ہے دیو سے کہا پکڑ لے اسکو دیو نے عنصر جادو کو پکڑ لیا عنصر جادو نے ہر چند چاہا کہ اپنے کو دیو سے چھڑاوے ممکن نہوا آخر اسم سحر پڑھکر دیو کی طرف پھونکا کہ قوت دیو کی سلب ہو گئی اور عنصر جادو جلدی سے اپنے کو چھڑا کر بھاگی ایرج نوجوان نے عکس لوح کا ڈالا یہ تھرا کر گری ایرج نے آواز دی کہ تو کون ہے عنصر جادو نے نام اپنا بتایا اور کہا کہ تو ہوشیار ہو گیا بڑا صاحب اقبال تھا ورنہ مین لوح لے چلی تھی ایرج نے دیو سے کہا اسے کھا لے یہ سنکر دیو نے عنصر جادو کو اٹھا کر زندہ نگل لیا ادھر تو پیٹ مین پہونچکر عنصر جادو کا دم گھٹا اور جان نکلنے کے واسطے بیچین ہوئی اُدھر دیو کے پیٹ مین درد ہوا اور یہ زمین پر تڑپنے لگا ہاے واویلا مچانے لگا ایرج کو خیال ہوا کہ یہ ساحرہ کو جیتا نگل گیا ہے جبتک وہ مر نہ لیگی اسوقت تک درد اسکے پیٹ کا نہ جائیگا جلدی سے قریب آکر لوح دیو کے پیٹ پر ملی اور منہ مین دی کہ کچھ سکون ہوا اب ایرج نے لوح ہٹا لی ایکی ایسے زور سے درد ہوا کہ دیو چلانے لگا اور زمین پر پھڑکنے لگا ریاح اسکا صادر ہو گیا ایرج نوجوان منہ پھیر کر ہنسنے لگے غرضکہ جب تک عنصر جادو پیٹ مین دیو کے زندہ رہی اسوقت تک دیو کے پیٹ کا درد موقوف نہوا جب یہ مر گئی تو ایک آواز شکم دیو سے پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من عنصر جادو بود حیف مردیم وجان دادیم وبمطلب خود نرسیدیم اب درد شکم دیو کا برطرف ہوا اور دیو کے حواس درست ہوئے کہا ای شہریار کیا سخت لقمہ تھا اب مین کسی ساحرہ کو بغیر مردہ کیے ہوئے نہ کھاؤنگا بعد اسکے صبح تک ایرج نوجوان بھی جاگا کیے جب وقت نماز صبح کا قریب آیا دیو سے کہا کہ جا کر پانی لا

کر دین فریضۂ سحری کو ادا کرلون تو آگے چلون یہ سُنکر دیو گیا اور پانی لاکر حاضر
کیا ایرج نوجوان وضو کرکے مصروف نماز ہوئے دیو بیٹھا تھا کہ دیکھا سامنے سے
ایک دیونی روتی پیٹتی چلی آتی ہے یہ وہی دیونی معشوقہ دیو خنزیر تھی جسکو
عنصر جادو اُٹھا لے گئی تھی جب عنصر جادو کہین جاتی تھی تو ایک شیشۂ سحر
اسکو دیجاتی تھی کہ زمانہ نازک ہے اگر یہ شیشہ خود بخود گرم ہو جائے تو تو یہ
سمجھنا کہ مین کسی بلا مین مبتلا ہوئی اور اگر یہ ازخود ٹوٹ جائے تو جاننا کہ
پیمانۂ عمر میرا لبریز ہوا چنانچہ یہ دیونی اس شیشہ کو لیے بیٹھی رہتی تھی آج
بھی یہ شیشہ لیے بیٹھی تھی کہ دفعتًہ شیشہ گرم ہوا دیونی گھبرا کر اُٹھی اور شیشہ زمین
پر رکھکر چلی کہ عنصر جادو کسی مصیبت مین مبتلا ہو تو چلکر اسے رہا کرون کیونکہ یہ
بھی عنصر جادو سے کسی قدر مانوس ہوگئی تھی اور اسکو دیو خنزیر سے بچایا تھا
کہ دیو خنزیر اسکا بھائی تھا اور اسیر عاشق تھا طالب وصل تھا یہ دیونی اس سے
انکار کرتی تھی غرضکہ جیسے ہی اسنے شیشہ ہاتھ سے زمین پر رکھا شیشہ پرخچے اُڑ گیا
یہ محبت مین عنصر جادو کی روتی پیٹتی چلی اسوقت پہونچی کہ ایرج نوجوان مصروف
نماز تھے اور دیو سماق بیٹھا ہوا تھا بس دیونی نے آتے ہی نعرہ کیا کہ وہ
کون شخص ہے جسنے عنصر جادو کو مارا ہے یہ سُنتے ہی دیو سماق اُٹھا اور کہا کہ
مین نے مارا ہے دیونی نے دیکھا کہ دیو زبردست ہے اس سے سر بر ہونا بسا دشوار
ہے کہا اچھا لاش اُسکی ہمین دے دو کہ ہم اُسکو دفن کر دین دیو نے کہا مین نے
اُسکو دفن کر دیا دیونی نے کہا کہان دفن کیا قبر ہی اُسکی بتا دو کہ مین چراغ روشن
کرون پھول چادر وغیرہ چڑھاؤن اور مجاوری کرون کہ وہ میری محسن اور
مالک تھی پس سنکر دیو نے پیٹ اپنا کھولا اور کہا کہ اس قبر مین اُسکو دفن کیا ہے
اگر تجھے چادر اور شیرینی چڑھانا ہے تو لا چڑھا دے یہ کہکر زمین پر لیٹ گیا
اُدھر ایرج نے سلام پھیر کر نماز تمام کی اور یہ حرکت اپنے دیو کی دیکھکر
اسقدر ہنسے کہ زمین پر لوٹنے لگے لیکن دیونی کو غصہ آگیا اور دیو سماق کی
چھاتی پر چڑھ بیٹھی اور دونون ہاتھ گلے پر دھرے اسلئے کہ تجھے بھی مار ڈالونگی
مین تو صدمہ مین ہون اور تو میرے ساتھ تمسخر کرتا ہے دیو سماق نے دیکھا
کہ اب اسے غصہ آگیا اور بیشک یہ قابو پائیگی تو گلا گھونٹ کر مار ڈالیگی
چونکہ یہ دیو زبردست ہے دونون ہاتھ دیونی کے پکڑ لیے اور دبالون
زیر بغل اگرچہ زور کیا دیونی چت گری دیو سماق اسکی چھاتی پر
چڑھ بیٹھا کہ اب کیا کہتی ہے یہ دیکھکر دیونی رونے لگی دیو نے اسکو
چھوڑ دیا اور کہا جا عورت تجھے کیا مارون اگر کوئی دیو تیرے مقام پر
ہوتا تو اسکو بغیر مارے نہ چھوڑتا ایرج نوجوان دیو سماق کی اس حرکت

پر نہایت خوش ہوے اور دونون سے قریب آسکے دیونی سے کہا کہ تو کیون
روتی ہی دیونی نے کہا کہ اب مین کہان جاؤن ایک ٹھکانا تھا وہ بھی برباد
ہوگیا پہلے شوہر مارا گیا بعد اُسکے بھائی کا سہارا تھا وہ بدکاری پر آمادہ تھا
اُسکے ہاتھ سے عنصر جادو نے بچایا اب عنصر جادو نے بھی انتقال کیا اب
اگر وہ بو خنزیر بھائی میرا آئے گا تو مین کیونکر اُس سے بچونگی کیونکہ وہ مرد ہی
مین عورت آخر خودکشی کرنا پڑے گی ایرج نوجوان نے فرمایا کہ مذہب تیرا
کیا ہی دیونی نے کہا ہم سب لوگ ابلیس پرست ہوا کرتے ہین مگر عنصر جادو
نے مجکو سامری پرست کر لیا تھا ایرج نوجوان نے کہا کہ پھر تجھے مذہب
سامری پرستی پسند ہی اسنے کہا کہ سامری پرستی پر تو دل میرا متوجہ نہین ہوتا
جو مذہب کہ مجھے پسند ہی اسکو بیان کرتے ڈرتی ہون کہ سارا عالم اُس مذہب
کے خلاف ہی اور علی الخصوص دیوزاد تو اس مذہب سے بالکل خلاف ہین
ایرج نوجوان نے فرمایا کہ تو بےخوف بیان کر دیونی نے کہا کہ مجکو مذہب خداپرستی
پسند ہی یہ سنکر ایرج نوجوان بہت خوش ہوے اور دیونی سے کہا کہ اب تو
یہی مذہب اختیار کر دیونی نے کہا کہ اول تو کوئی آئین مذہب اسلام تعلیم
کرنے والا نہین دوسرے یہ کہ جب میرے ہم قوم سنینگے کہ اسنے مذہب اپنا ترک
کرکے دین اسلام اختیار کیا ہی تو اور بھی دشمن ہونگے اور مجھے مار ڈالینگے علی الخصوص
وہ بو خنزیر تو کبھی اچھا نہ سمجھے گا اسلیے کہ اس مذہب مین بہن بھائی پر مطلقاً حرام ہی
اور دین ابلیس پرستی مین ایسی بہت سی باتین جائز ہین یہ میری طبیعت
کی بات تھی کہ مجھے بھائی سے نکاح کرتے شرم آئی ایرج نوجوان نے فرمایا کہ
بھائی تیرا تیری تلاش مین میرے ساتھ آیا تھا مگر اسنے مجھ سے یہ بیان نہین
کیا تھا کہ وہ میری بہن بھی ہی ورنہ مین وہین سزا دیتا اور اپنے ساتھ ایکدم
نہ رکھتا لیکن قضا اسکی آگئی تھی کہ وہ ایک دیو سے زبر ہوکر گڑگڑانے لگا مجھے
اُسکی بزدلی پر غصہ آیا اور مین نے اُسے مار ڈالا اب تو اُسکی جانب سے اطمینان
رکھ اور خوف اُسکا اپنے دل سے دور کر دے اور اس دیو سے عقد کر لے
یہ فرماکر اپنے دیو کی طرف اشارہ کیا دیونی نے گردن نیچی کر لی گویا رضامندی
ظاہر کر دی ایرج نوجوان نے کلمہ پڑھا کر دیونی کو مسلمان کیا اور دیو سماق
سے اسکا عقد کر کے اس مقام کا اسکو حاکم کیا اور جسقدر مال و اسباب
زر و جواہر اس دریبہ سے دستیاب ہوا تھا سب اسکو دیا دیو سماق
سے کہا کہ اب تم اسی مقام پر رہو مین دربند خرلس پر جاتا ہون ہر چند
دیو سماق نے عرض کی کہ غلام بھی ساتھ چلے گا مگر ایرج نوجوان نے قبول
نہ فرمایا اور کہا کہ جس وقت ہم تمکو طلب کرین اُس وقت چلے آنا مجبوراً

دیو سماق نے اس مقام پر قیام اختیار کیا اور شاہزادہ ایرج نوجوان کے
حق مین دعا نے خیر کرتا رہا دیو نی بھی شفقت ایرج نوجوان پر وجد کر تی تھی
اور کہتی تھی کہ ایسے آدمزاد بھی کم دیکھے ہین الغرض ان دونون کو اسی مقام پر
چھوڑ کر ایرج نوجوان پا پیادہ جانب دربند دم روانہ ہوے جاتے جاتے
ایک بیابان بے آب وگیاہ مین پہونچے کہ عجب طرح کا صحرا تھا سوا ریت کے
گیاہ کا نام ونشان نہ تھا کسی مقام پر سایۂ درخت بھی نظر نہ آتا تھا ہوا سے
فنا فنا کی صدا پیدا ہوتی تھی تمام صحرا سائین سائین کرتا تھا یہان تک کہ چلتے چلتے
دوپہر ہوگئی آفتاب وسط السمار مین آگیا دھوپ کی تیزی سے اسلحہ گرم ہوگئے
زرہ خود بکتر چار آئنہ دستانے موزے وغیرہ جل اُٹھے پاؤن مین آبلے پڑگئے
تشنگی کی شدت ہوئی ایرج نوجوان اپنی تنہائی کو دیکھکر زار زار مثل ابر نوبہار
کے رونے لگے اور اسکون سے جلتے ہوے اسلحہ کو سرد کرنا چاہا مگر جو قطرۂ
اشک گرا معلوم ہوا کہ جلتے توے پر بوند پڑی دل مین کہا کیا آئی کیا ہم اسی صحرا مین ٹھوکرین
کھا کر مرجائینگے اور منزل مقصود تک نہ پہونچینگے افسوس کہ اس زندگی کے طول نے
کس کس عذاب مین پھسایا ہی درحقیقت وہ لوگ اچھے رہے جو ہمراہ حمزۂ ثانی
خانہ کعبہ چلے گئے یا کفار کے ہاتھ سے درجۂ شہادت پر فائز ہوے یہ خیال
کرتے ہوے چلے جاتے ہین ہمت کو نہین ہارتے کیونکہ یہ خیال بھی لگا ہوا ہی کہ
کہین ایسا نہو جو آٹھ روز تمام ہوجائین اور نقابدار با دلہ پوش لشکر کو قتل
کرے اگرچہ میرے لشکر مین اسوقت بڑے بڑے زبردست سردار موجود
ہین لیکن اس نقابدار کی موت تو سوا اس تیغ کے دوسرے حربہ سے نہین
ہی یہ خیالات کسی مقام پر ٹھہرنے اور دم لینے کی مہلت بھی نہین دیتے
کہ یکایک سامنے سے ایک باغ نمودار ہوا ایرج اس باغ کی طرف متوجہ
ہوے کہ چلکر اہل باغ سے پانی مانگ کر پیون تاکہ ذرا تسکین ہو ہوش وحواس
بجا ہون تو آگے چلون دیکھیے دربند خرپس تک کس وقت پہونچنا ہوتا
ہی یہ خیال کرکے قریب دروازۂ باغ پہونچے دیکھا کہ ایک سقہ پانی سے
مشک بھرے ہوے چلا آتا ہی اور جلدی جلدی باغ کی طرف چلا جاتا
ہی ایرج نوجوان نے اسکو آواز دی کہ میان سقے ہم پیاسے ہین تھوڑا
پانی پلادو اُسنے جواب دیا کہ ہمین فرصت نہین ہی ایرج نے دل مین کہا
کہ عجب طرح کے بے حمیت لوگ اس مقام کے ہین کہ پانی نہین پلاتے
خیال ہوا کہ شاید یہ مرد طامع ہی جانتا ہی کچھ ملے اسکو آواز دی کہ ای شخص
پانی پلانے مین ایسی کونسی دیر ہوجائیگی اگر تجھکو نقصان کا خیال ہی تو مین تیرے
ساتھ اس تھوڑے سے پانی پلانے کا سب بڑا معاوضہ کردونگا یہ فرما کر ایک

اشرفی جیب سے نکالکر دکھائی کہ ایک جام پلا دے ایک اشرفی لے لے سقے نے کہا
کہ مین لالچ خور نہین ہون میری ملکہ نہانے کو بیٹھی ہی مزاج اُسکا نازک بہت ہی
تھوڑی سی دیر ہو گی تو وہ بہت خفا ہو گی نہین معلوم مجھپر کیا عتاب آئے سقہ بکتا
ہوا دوڑتا چلا جاتا تھا کہ دروازہ باغ سے ایک نازنین نکلی کس ہیئت سے کہ بال
سر کے کھلے ہوے ایک ساری نصف باندھے نصف اوڑھے آتے ہی آواز دی
کہ موئے تجھسے جلدی نہین چلا جاتا اتنی دیر ہوئی تو کہان مر رہا تھا سقے نے کہا
مین کیا کرون یہ میان جو سامنے کھڑے ہوے ہین مجھے پریشان کر رہے ہین کہ
پانی پلا دے ملکہ کی نظر جو ایرج نوجوان پر پڑی پکاری کہ کیون صاحب آپ
ہمارے ملازم کو کیون روکتے تھے ایرج نوجوان نے فرمایا کہ مین پیاسا بہت
تھا اس وجہ سے مین اس سے کہتا تھا کہ پانی پلا دے مگر یہ ایسا کافر ہی کہ اسنے
پانی نہ پلایا ملکہ نے کہا آپکی شان کے خلاف ہی کہ آپ سقے سے پانی لیکر
پیئین اگر کچھ مضائقہ نہو تو باغ مین تشریف لائیے مین تہا یت سیر پانی پلاؤن
ایرج نے فرمایا تم کون ہو نازنین نے جواب دیا کہ مجھکو ملکہ ماہ پیکر کہتے ہین مین
بہن ہون ملکہ ماہ گلابی پوش کی ایرج نوجوان نے فرمایا کہ مین نے تو
ماہ گلابی پوش سے تمھارا نام کبھی نہین سُنا ذکر کیا نازنین نے ایک
آہ سرد بھر کر کہا کہ وہ بادشاہزادی ہین بچاری ایک سپہ سالار کی
دختر ہون میری اُنکی کیا برابری وہ میرا نام کیون لینے لگین اُنکے والد ماجد
اور میرے والد آپسمین چچازاد بھائی ہین یہ سنکر ایرج نوجوان کو خیال ہوا
کہ کیا عجب ہی جو ایسا ہوا ہو اسواسطے کہ دنیا کا لہو سفید ہی غریب کو کوئی عزیز اپنا
نہین بناتا ہی ممکن ہی کہ ماہ گلابی پوش اسکو بہن کہتا عزت کے خلاف
سمجھی ہو فرمایا کہ ای ملکہ ماہ پیکر سچ کہتی ہو رنگ دنیا کا یہی ہی مگر مین تم سے
وعدہ کرتا ہون کہ آیندہ سے ماہ گلابی پوش تمسے نہایت لطف و مدارات
سے پیش آئیگی مین اُسے سمجھا دونگا نازنین نے کہا کہ بھلا وہ آپکا کہنا
کیون ماننے لگی اُسے غرور اپنی سلطنت کا ہی اگرچہ بالفعل چند روز سے ستارہ
اُسکا گردش مین ہی کہ بادشاہ نے اُسکو قید کر دیا ہی اس جرم پر کہ وہ
ایک شاہزادے پر عاشق ہو گئی تھی مگر جسوقت زمانہ گردش کریگا اور
ملال بادشاہ طلسم کا دور ہو گا یا بادشاہ انتقال کرے گا تو سوا اُسکے کون
ہی جو مالک تخت و تاج ہو سکتا ہی اسواسطے کہ وارث تخت و تاج وہی ہی سوا اُسکے
بادشاہ کی اور کوئی اولاد نہین ہی ایرج نوجوان نے فرمایا کہ سب کچھ سہی لیکن
وہ ہمارے حکم کے خلاف کبھی نکرے گی کیونکہ وہ جس شاہزادے پر عاشق ہوئی
وہ میرا بھائی ہی اور مین نے دونون کو ملا دیا ہی دو روز بعد بھی طلسم فتح کر چکا ہون

لوح میرے پاس موجود ہے جس وقت میں بادشاہ طلسم کو قتل کرکے طلسم کو فتح کرونگا
تو ملکہ میری ممنون ہوگی یہی باتیں کرتے ہوئے ہمراہ اُس نازنین کے داخل باغ ہوئے
نازنین نے ایرج کو لاکر مسند پر تکلف پر بٹھایا اور کہا کہ دسترخوان بچھاؤ اور
آب خاصہ حاضر کرو ایرج نے فرمایا کہ اے ملکہ میں پیاسا بہت ہوں کھانے کو
معاف رکھو پانی پلوا دو کہ دل بجھا جاتا ہے ملکہ نے دست بستہ کہا کہ آپ
نہیں معلوم کب سے چلے ہوئے ہیں اس وقت پیاس سے آگے بھوک نہیں
معلوم ہوتی ہے دو نوالے نوش کرکے پانی پیجیے ایسا نہو کہ پانی کلیجے میں لگے
اور نہار منہ نقصان کرے ایرج نوجوان اسکے اصرار سے خاموش ہو رہے
کنیزیں حکم ملکہ کا سنکر دوڑی ہوئی گئیں اور آکر جلدی جلدی دسترخوان
بچھایا کھانا چن دیا اب ملکہ نے ایرج نوجوان سے کہا کہ بسم اللہ نان و نمک
نوش فرمائیے اور عزت اس کنیز کی بڑھائیے یہ کہکر آپ بھی پہلو میں آ بیٹھی
ایرج نوجوان محو جمال ہو رہا ہے بھوک پیاس جاتی رہی ملکہ نے اپنے ہاتھ
سے نوالہ بنا کر پیش کیا کہ ہماری جان کی قسم ہمارے ہاتھ سے کھاؤ ایرج
کو سخت بیحیائی پر شبہہ گذرا کہ سن اسکا تیرہ چودہ برس سے زیادہ نہیں معلوم
ہوتا اور اس سن پر اسکو شرم و لحاظ مطلق نہیں باوجودیکہ کسی کی شناسائی
بھی نہیں ہے اور اپنا سن بھی اب اس قابل نہیں کہ کوئی عورت مادرانہ شفقت
ہو ضرور اسمیں کوئی فریب معلوم ہوتا ہے یہ خیال کرکے لوح کو دیکھنے لگے
ملکہ نے کہا کہ کیوں صاحب یہ کیا دیکھتے ہو ایرج نوجوان نے جواب دیا کہ برا
ماننے کی بات نہیں ہے یہ معاملہ طلسم کا ہے میں بغیر لوح دیکھے کسی بات کا
اعتبار نہیں کرتا ہوں ملکہ نے کہا کہ اے مردوے تو بڑا بے وفا نامعلوم ہوتا
ہے یہ کہکر کچھ بڑبڑانے لگی ادھر ایرج نوجوان نے لوح کو جو ملاحظہ
کیا تحریر تھا کہ اے فتاح طلسم باتوں پر اس عورت کی نہ جانا کہ یہ عورت
نہیں بلکہ مرد ہے نام اسکا خبیس جادو ہے اگر نوالہ اسکے ہاتھ کا حلق سے
اُترا تو پانی ہوکر بہ جائے گا اسمیں زہر ہلاہل اور سم قاتل ملا ہے بس
لازم تجھکو یہ ہے کہ یہی لوح فلاں اسم پڑھکر اسپر کھینچ مار پھر دیکھ کیا ہوتا ہے
ایرج سے کھڑے ہوگئے یہ عجیب معاملات طلسم کے ہیں ایرج نے
بس جلدی سے لوح گلے سے اُتاری نازنین برابر قسمیں دیتی جاتی تھی کہ
ہمارا لہو پیے جو یہ نوالہ ہمارے ہاتھ سے نہ کھائے جو نہیں ایرج نے
لوح گلے سے اُتاری نازنین پیچھے ہٹی کہ یہ کیا کرتے ہو ایرج نے آواز
دی کہ او ملعون تو مجھے فریب دیتا ہے مرد ہوکر تو نے عورت کا لباس اختیار
کیا تجھکو شرم نہیں آتی یہ فرما کر وہی لوح خبیس جادو کے سر پر ماری

۱۰

سینہ پر پڑتے ہی شعلہ نکلا اور حریس جادو کو جلا کر خاک کیا بعد اسکے اس شعلے نے
پھیل کر تمام باغ کو سلگا لا عندلیبان چمن فریاد کرتے تھے دامن گل میں آگ لگی
ہوئی تھی شجر جل رہے تھے تمام باغ آتش بپا ہو گیا شور فریاد و زاری
بلند ہوا بڑی دیر تک ایک قیامت برپا رہی بعد کچھ دیر کے شعلے افسردہ ہوئے
تاریکی چھا گئی بیرون نے شور کیا کہ مارا جوان کشتی نام من خریس جادو بود
حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی دیکھا کہ
نہ باغ ہے نہ قصر نہ سبزہ درخت لاش ایک ساحر کی زمین پر پڑی ہے گرد و پیش اور
چند جادوگر مرے پڑے ہیں جو اسکے خادم و خدمتگار تھے سب کی یہ ہیئت ہے کہ
معلوم ہوتا ہے کسی نے انکو جھلس دیا ہے مرگھٹ کے نیم سوختہ مردے معلوم
ہوتے تھے عجب بھیانک اور ڈراونی صورتیں ہو گئی تھیں ایرج نوجوان لوح کو
ڈھونڈھنے لگے خیال کیا تو لوح گلے میں موجود ہے اب ایرج نے
لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا ای فتاح طلسم وسیاح این عجائبات جسوقت حریس جادو
کاملی ہوجائے تو لازم ہے تجکو کہ یہان سے بائین جانب روانہ ہو کہ اب سامنا
بادشاہ طلسم سے ہے ایرج نوجوان بہ ہدایت لوح کے موافق جانب صحرا روانہ
ہوئے مگر دل میں کہتے تھے یہ عجب طرح کا طلسم ہے کہ دربند اول جو مشہور تھا
وہ آخر میں آئے گا یعنی جلدی لقا بد ادا کے مارنے کی ہے اور یہان تمام
دربند شکستہ ہوئے کے بعد دیگرے نوبت پایۂ تخت کی آ گئی مگر ابھی تک دربند
قیصریہ کا پتہ بھی نہیں ناچار اسی جانب روانہ ہوئے کہ خلاف حکم لوح بھی
نہیں کر سکتے وہ صحرائے لق و دق اور پیادہ روی اسقدر چلنے کے کبھی کاہے کو
عادی تھے آبلے پاؤن میں پہلے ہی سے پڑے ہوئے تھے اب تمام تلوے
ایک آبلہ ہو گئے ہیں عجیب حالت ایرج نوجوان کی ہو گئی ہے مگر ہمت کو نہیں
ہارتے اور بڑھے چلے جاتے ہیں یہان تک کہ جاتے جاتے سامنے ایک
قلعہ کے پہونچے دیکھا کہ قلعہ نہایت آراستہ ہے خندق آگ سے روشن ہے پل تختہ
بنا ہوا ہے فصیل قلعہ پر توپون کی جگہ ریچھ بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک خرس بزرگ
فیل بند دروازے پر بیٹھا ہے ایرج کو دیکھتے ہی خرس کھڑے ہو کر ناچنے
لگے اور شور کرنے لگے کہ شکار آ پہونچا ایرج نوجوان نے لوح کو ملاحظہ کیا
لکھا تھا کہ اگر تو اسیطرح ناچ ان خرسون کا دیکھتا رہے گا اور انکے مسخرپر
متوجہ ہو گا تو ہنستے ہنستے بیہوش ہو جائے گا قلعہ سے جادوگر نکلکر لوح
تجھسے چھین لیجائینگے اور تجھے قید کرینگے پھر تا زندگی رہائی دشوار ہے تجھے
لازم ہے کہ یہ خرس کلان جو فیل بند دروازے پر بیٹھا ہے فلان اسم پڑھکر
تیر مار کہ یہ جلکر خاک ہو اور دروازہ قلعہ کا کھلے جبتک یہ مارا نہ جائیگا کوئی

مقابلہ کو نہ آسکے گا نہ تو راہ اندر جانے کی پائیگا یہ دیکھتے ہی ایرج نوجوان نے نشانے
سے کمان لی ترکش سے تیر کھینچا اور چلہ کمان میں پیوستہ کرکے مارا کہ اُس خرس
کلان پر پڑا یہ معلوم ہوا کہ بارود میں چنگاری گری خرس جلکر خاک ہوا اسکے
مرتے ہی شور وغل کی صدا بلند ہوئی تڑا قا ہوا اور دروازہ قلعہ کا کھلا آگ
خندق کی از خود گل ہوگئی اور فوج قلعہ سے نکلنے لگی سب شور کر رہے تھے
کہ مار لو جانے نہ پائے قریب اسی ہزار آدمیوں کے قلعہ سے نکلے کہ یہ سب
اسباب سحر سے آراستہ تھے جھولیاں کاندھوں پر پڑی ہوئی تھیں زنار گلوں
میں پہنے ہوئے تھے قشقے پیشانیوں پر کھینچے ہوئے ہاتھوں پر تلک سے لگے ہوئے بعد
سب کے تخت برآمد ہوا کہ اُسپر ایک ساحر قوی تن تاج شاہی سر پر رکھے ہوئے
بیٹھا تھا جسکو گردش تھی کہ یکایک نظر جو اُسکی ایرج نوجوان پر پڑی فوج کو
اشارہ کیا کہ مار لو اس جوان کو یہ جو سامنے کھڑا ہے کہ اسی ظالم نے میرے
بھائیوں کو مار کر دو در بند شکستہ کیے اور اب یہاں بھی آیا ہے پس یہ سنتے ہی
تمام ساحر چار طرف سے ایرج نوجوان کی طرف دوڑے اور ہر جانب
سے ترنج و نارنج سحر چلنے لگے ایرج نے دیکھا کہ کسی طرف سے شعلۂ آتش
جھک کر چلا کسی جانب سے مار سیاہ کسی سمت سے اژدرے برابر چلے آتے ہیں
نیچے سوئیوں کے بچھے پیکانوں کے پڑ رہے ہیں لیکن بسبب برکت لوح کے
کوئی حربہ اثر نہیں کرتا ایرج نے دیکھا کہ ہر طرف سے بوچھار ہو رہی ہے اگرچہ
سحر کا فعل باطل ہو جاتا ہے تاہم کچھ چوٹ تو آتی ہے پس ایرج نوجوان تلوار کھینچکر
لشکر پر جا پڑے اور لڑنا شروع کر دیا جسپر ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوئے جسپر
ہاتھ مارا دو پرکالے ہوئے لیکن اب جو خیال کیا تو جو ساحر مرتا ہے وہ ایک سے
دو ہو کر لڑنے کو موجود ہو جاتا ہے یہانتک کہ فوج ساحروں کی بڑھتی جاتی ہے
اور قتل کرتے کرتے ہاتھ انکا تھکا جاتا ہے پہر بھر کامل لڑا کیے لیکن کوئی فائدہ نہوا
اب جو نظر ڈالی تو لشکر چوگنا ہو گیا ہے تمام صحرا فوجوں سے مملو ہے لہٰذا ایرج
نوجوان نے لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اگر زندگی بھر لڑتے جاؤگے اور ان
ساحروں کو قتل کیے جاؤگے تو بھی فتح نہ پاؤگے انجام میں تھک کر گر پڑوگے
اور ہاتھ سے ان کافروں کے مارے جاؤگے تمہیں لازم ہے کہ لوح کو سر پر
رکھ لو اور قریب بادشاہ طلسم کے جاؤ جبتک وہ نہ مارا جائیگا فوج بھی
قتل نہوگی کہ تمام فوج کی حیات حیات بادشاہ سے وابستہ ہے پس یہ دیکھتے ہی
ایرج نوجوان نے لوح کو سر پر رکھ لیا اور بادشاہ کی طرف چلے اب جو
دیکھا تو کوئی ساحر نہیں روکتا ساحروں کی نظر سے پنہاں ہو گئے ساحر ڈھونڈھ
رہے ہیں کوئی کہتا ہے کہ یہ کہاں ہے کوئی کہتا ہے یہ جن تھا یا آسیب تھا کیا شے تھی

کہاں گیا ڈھونڈھوا پیا نہ کوئی نشان پیدا کرے ساحر تو ادھر ادھر دوڑتے پھرتے ہیں اورا ایرج نوجوان قریب بادشاہ کے پہونچا لوح سر پر سے اتار لی اور نعرہ کیا کہ باش اے قزاق منم گرشاسپ زمان یعنی ایرج نوجوان ہوشیار ہو جا کہ اجل سر پر آ پہونچی یہ دیکھتے ہی خرلیس جادو نے سحر کیا کہ ہزارہا شعلے چمک چمک کر ایرج نوجوان کی طرف چلے ایرج نے عکس لوح کا ڈالا کہ شعلے گل ہوئے خرس جادو نے دیکھا کہ اب سحر میرا کارگر نہیں ہوتا کہ لوح اسکے پاس ہے پس اسنے اسم سحر پڑھکر بازوؤں پر ہاتھ پھیرا کہ پر پرواز پیدا ہوئے اسنے چاہا کہ اڑ کر نکل جاؤں پس ایرج نوجوان نے تیغہ چمکایا اور عکس لوح کا ڈالا خرلیس جادو تنجیا کر گرا پس ایرج نوجوان نے تیغہ مارا اسنے اف کی ہزارہا سپرین پیدا ہو گئیں لیکن تیغہ جو پڑتا ہی سپروں کو کاٹ کر سر پر پڑا دو پر کالے ہوئے پس اسکے مرتے ہی ایک شعلہ بھڑکا اور چمک کر فوج پر گرا ساحر بھاگے لیکن شعلہ نے سب کو پیٹا اور جلا کر خاک کر دیا مرنے سے ساحروں کے قیامت برپا تھی آندھیاں چل رہی تھیں خاک آڑ رہی تھی شور فریاد و فغان بلند تھا بیر خاک آڑاتے پھرتے تھے روحیں ساحروں کی تتلیاں بن بنکر آڑ رہی تھیں اور وادی برہوت کی جانب روانہ ہو رہی تھیں سنگ باری آتشباری برف باری ہوا کی دیر تک قیامت برپا رہی آخرکار بیروں نے آواز دی کہ کشتی مرا نام من خرلیس جادو بود حیف مردیم دجان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم جسوقت علامات سحر برطرف ہوئے اور روشنی ہوئی دیکھا کہ ہزارہا ساحر مرے پڑے ہیں اور قلعہ برقرار ہے معلوم ہوا کہ یہ قلعہ سحر کا نہ تھا ایرج نوجوان نے قلعہ کی طرف چلنے کا قصد کیا تھا کہ دیکھا عہدہ داران ریاست ہاتھ رومال سے باندھے ہوئے چلے آتے ہیں آکر قدموں پر گر پڑے اور عرض کی کہ اندر قلعہ کے تشریف لے چلیے اور مال و اسباب طلسمی قبضہ میں لیجیے ایرج نوجوان نے لوح کو ملاحظہ کیا کہ مبادا کوئی فریب ہو اور کسی بلا میں نہ مبتلا ہو جاؤں لکھا تھا کہ یہ لوگ سچ کہتے ہیں فریب نہیں دیتے ہیں اسواسطے کہ بادشاہ طلسم مارا گیا ساحروں کا خاتمہ ہوا اب ایسی کوئی ساحر نہیں ہے اب صرف مرحلہ دربند قیصریہ کا باقی ہے جہاں نقابدار با دلہ پوشس ہے ایرج نوجوان نے اُن لوگوں کی پشت پر دست کرم رکھا اور ہمراہ اُنکے قلعہ میں داخل ہوئے داروغہ طلسمی نے فہرست اسباب طلسمی کی حاضر کی ایرج نوجوان نے فردوں کو ملاحظہ کرکے اسباب نکلوایا اور بارگاہ و خفتان وغیرہ سب اشیاء کو ملاحظہ فرما کر رؤسا شہر کو جمع کیا جسوقت سب حاضر ہوئے اور نذریں گذران چکے تو ایرج نوجوان نے فرمایا کہ ایہا الناس خرس جادو بادشاہ طلسم مارا جا چکا اب تم لوگوں کو کسی کا

خوف بھی باقی نہین رہا اب اطاعت پروردگار بجا لانے مین کیا کہتے ہو مین
جبر نہین کرتا ہون جو اس مذہب کو مذہب برحق جانے وہ مانے اور جو اس
دین مبین سے کراہت کرتا ہو وہ یہان سے چلا جائے اور کسی اور مقام کو آباد
کرے یہ سُنکر سب نے عرض کی کہ لعنت کرتے ہین بت پرستی پر اور بخوشی دین اسلام
اختیار کرنے پر راضی ہین مگر ہان یہ خوف ہے کہ جسوقت خبر حکیم طرطوس کو ہوگی تو وہ
قیامت برپا کرے گا اسلیے کہ یہ طلسم اُسی کا بنایا ہوا ہے جب تک وہ قتل ہوگا
اطمینان نہو گا ایرج نوجوان نے فرمایا کہ اُس ملعون کو مین پہلے ہی گرفتار
کرچکا ہون بلکہ اُسی نے یہ لوح کا بتایا تھا یہ فرماکر ایک نامہ رستم ثانی کے
نام تحریر کیا اور ایک خط بلقیس بن جمہور و ملکہ ماہ گلابی پوشش کو لکھا
مضمون نامہ رستم مین یہ تھا کہ بفضل خدا سے طلسم کو توڑا بادشاد طلسم کو مارا
اب ہم قلعہ مین مقیم ہین تمکو چاہیے کہ دیکھتے ہی اس نامہ کے سب کو ساتھ لیکر مع قفس
حکیم طرطوس بیابانی یہان چلے آؤ تاکہ ہم اسباب طلسمی ساتھ لیکر جانب
بیابان صندل برے مقابلہ نقابدار با دلہ پوشش روانہ ہون کہ اب
وہی مرحلہ باقی رہ گیا ہے اور اگر یہ روز بھی تمام ہوگیا تو وہان نقابدار فوج کو
قتل کرے گا کہ آسنے صرف آٹھ روز کی مہلت دی تھی اور نامہ بلقیس و ملکہ
ماہ گلابی پوشش کا یہ مضمون تھا کہ آؤ اور اپنی سلطنت پر قبضہ کرو قتل بادشاہ
کا حال خلاصہ نہین تحریر کیا کہ مبادا ملکہ کو رنج ہو جسوقت یہ دونون نامے
تیار ہوے دو سانڈنی سوارون کو دیکر روانہ کیا اور آپ انتظار مین بیٹھے پہلے
نامہ رستم ثانی کو پہونچا رستم ثانی و سہراب و شہریار و شہنشاہ صف شکن
و عجائب شاہ و مردم درخون آشام وغیرہ کو ساتھ لیکر مع فوج و سپاہ و قفس
حکیم طرطوس بیابانی جانب قلعہ روانہ ہوے بعد ازان بلقیس کو خط پہونچا
یہ بھی ملکہ ماہ گلابی پوشش کو ساتھ لیکر چلے اول شاہزادہ رستم ثانی خدمت
پدر بزرگوار مین آکر پہونچے قدمبوسی حاصل کی اور یہ سب کے سب خوش ہوے
گلے ملے کہ اتنے مین تھوڑے سے جلوس کے ساتھ بلقیس بن جمہور دلیر ور
بھی پہونچے ایرج نوجوان نے بلقیس کا استقبال کیا شہنشاہ صف شکن
بن سلطان سعد نے پوچھا کہ یہ کون شاہزادہ ہے ایرج نوجوان نے حال
بلقیس کا بیان کیا شہنشاہ صف شکن بجائی سے گلے ملے اور سہراب ثانی
و رستم ثانی و شہریار عالی وقار یہ سب ملے ملکہ کی سواری محل مین داخل
ہوئی وہ انیسین جلیسین اسکی جو ایک مدت سے چھوٹی ہوئی تھین اور ملکہ
کے فراق مین شب و روز رو یا کرتی تھین اور دعا کیا کرتی تھین اپنے مالک
کو دیکھکر نہایت خوش ہوگئین اور قدمون سے لپٹ کر رونے لگین بلقیس نوجوان

سب عزیزوں کو ساتھ لیکر محل مین داخل ہوئے ایرج نوجوان نے ملکہ
ماہ گلابی پوش کو یہان کا بادشاہ کیا اور فرمایا کہ ہم نقابدار بادلہ پوش کو قتل
کرکے تمھارا عقد بلقیس کے ساتھ کرینگے اور اب ہم جاتے ہین ملکہ نے گردن جھکائی
اور عرض کی کہ مجھے تنہا کس پر چھوڑے جاتے ہین ایرج نوجوان نے ملکہ کے
اطمینان کے واسطے بلقیس کو چھوڑنے کا قصد کیا لیکن بلقیس نے نہ مانا اور
کہا کہ مین آپ کے ساتھ چلونگا آخر ایرج نوجوان نے ملکہ کو بھی ساتھ لیا اور
سامان کوچ کیا اور قفس حکیم طرطوس کا اہل شہر کو دکھا کر خوف انکے
دلون سے مٹایا اور عجائب ترک سے کہا کہ بالفعل تم اسی مقام پر قیام
کرو اور انتظام اس ملک کا بھی اپنے ہاتھ مین لو مین بعد قتل نقابدار بادلہ پوش
یہان آؤنگا یہ فرماکر بلقیس بن جمہور حیلہ پرور سے کہا کہ فوج قلعہ کی مع
بارگاہ و سامان طلسمی اپنے ساتھ لو کہ وارث اس اسباب کے تم ہی ہو یہ
تمھارا مال ہے یہ سنکر بلقیس نے کہا کہ فتاح طلسم آپ ہین یہ مال و ملک بھی
آپکا ہے ایرج نے فرمایا کہ میرا مال تمھارا ہے اور تمھارا مال میرا ہے مین تم کیا جدا
ہین یہ سنکر بلقیس نے گردن جھکالی الحاصل یہ سب سردار ساز و سامان
درست کرکے جانب دربند قیصریہ روانہ ہوئے

اب چند کلمہ داستان حیرت بیان نقابدار بادلہ پوش کے عرض کیے جاتے ہین

راوی بیان کرتا ہے کہ نقابدار بادلہ پوش حسب دستور و موافق معمول
اسیطرح شب کے وقت نکلکر محفل آرائی کیا کرتا ہے اور جیوقت قریب صبح
جانے لگتا ہے تو لشکر ایرج نوجوان کی طرف دیکھکر آواز دیتا ہے کہ اب دو
روز اور باقی ہین اگر سردار تمھارا برائے مقابلہ نہ آیا تو تم سب کو قتل کرونگا
جب اسی طرح سات روز گذر گئے اور آٹھوین روز صبح ہوئی محفل سیارگان مین
برہمی ہوئی نقابدار بادلہ پوش نے بھی بزم عیش برخاست کی وخت شق
ہوا اور طلازین ساز و سامان اٹھا کر داخل درخت ہوئے نقابدار بادلہ پوش
نے لشکر ایرج نوجوان کی طرف دیکھکر آواز دی کہ آج آٹھوان روز ہے
اگر سردار تمھارا نہ آیا تو مین تم سب کو ضرور قتل کرونگا ورنہ اس مقام
سے چلے جاؤ یا آمادۂ مرگ و مہیائے قضا ہو رہو یہ سنکر مصروف دیوانہ
نے کہا کہ او ملعون کیا جھک مارتا ہے ہم میدان سے ہٹنے والے نہین ہین
ابھی بہت سے جان نثار ہمارے آقا کے ایسے موجود ہین جو نام پر اپنے آقا
کے جان فدا کرنے کو آمادہ ہین اور تجھے رٹتے لڑتے برسون گذر جائینگے

ہمارا آقا آج نہ آیا تو کل آئے گا ادل تو وہ وعدہ خلاف نہیں ہے ادر جو اگر کسی بلا مین
پھنس جانے سے نہ آسکا تو ہم تیری نونہالی کے واسطے موجود ہین اگر وہ ہمین منع
نہ فرما جاتے تو ابتک ہم خاموش بیٹھنے والے نہ تھے اور تو آ ہم تیری خدمت کو
موجود ہین یہ سنکر نقابدار بادلہ پوش اندر درخت کے جاکر غائب ہوگیا اور
ادھر اہل لشکر نے تیاری کی صندل شاہ نے بھی اپنی فوج کو آراستہ کیا اور
تخت سے اتر کر مرکب پر سوار ہوا کہ اب یہ تاج و تخت بیکار ہے جب وارث تخت
نہ ہا تو زندگی بیکار ہے افسوس صد افسوس کہ یہ سلطنت بیچراغ ہوا چاہتی ہے
جن بہادرون کو واسطے مدد کے بلایا تھا وہ بھی گرفتار بلا ہوئے ہر چند افسران
فوج نے سمجھایا کہ ہم جان نثاری کو موجود ہین جسوقت ہم نہ رہینگے اسوقت
آپکو اختیار ہے لیکن صندل شاہ نے نہ مانا اور کہا کہ اب سب سے پہلے مین مقابلہ کرونگا
کہ میری وجہ سے اورون پر بھی بلا نازل ہوئی لعنت ہے اس زندگی پر کہ فرزند دنیا
سے اٹھ جانے لگا ہون سے پنہان ہو جائے اور مین سلطنت کرون علاوہ اسکے
جن محسنون نے میرے واسطے اپنے کو بلا مین پھنسایا مین انکے واسطے رنجیدہ ہون
اور انکی مدد نکرون اب یا تو مین اپنے کو بھی گرفتار بلا کرکے انکے پاس پہونچاؤنگا
یا انکے لشکر کو بچاؤنگا الغرض صندل شاہ مرکب پر سوار ہوکر مع فوج میدان
مین آکر قائم ہوا ادھر سرداران لشکر ایرج نوجوان وافسران لشکر شہریار و
سرداران سپاہ رستم ثانی و سہراب عالیو قار یہ سب میدان مین آئے
صفین آراستہ کین اور منتظر نقابدار بادلہ پوش کے کھڑے ہوئے تھے کہ
یکایک گوشہ صحرا سے تیرہ گرد بلند ہوا اور نقابدار بادلہ پوش چالیس ہزار
سوار سے پیدا ہوا اور سامنے لشکر اسلام کے آکر صف بستہ ہے جسوقت صفوف
قتال وجدال آراستہ ہو چکین اور نقیب نسب وکریشان بس نقابدار بادلہ پوش نے
مرکب کو جھکا کر سامنے آیا اور پکارا کہ باش ای گروہ خدا پرستان و فرقہ مسلمانان
یا تو تم مین سے کوئی میرے مقابلہ کو آئے ورنہ مین خود آتا ہون یہ سنکر ادھر
صندل شاہ نے نقابدار کو سخت و سست کہا اور گھوڑا بڑھایا اور ادھر
مصروف دیوانہ نے جو بدست اپنی سنبھالی مرکبون کی باگ لی اور نقابدار
کی طرف چلے نقابدار نے کہا کہ کیون جانین اپنی دیتے ہو اور اپنے پاؤن سے
موت کے منھ مین جاتے ہو یہان صندل شاہ اور مصروف دیوانہ مین حجت
ہو رہی ہے مصروف دیوانہ کہتا ہے کہ پہلے مین جاؤنگا صندل شاہ کہتا ہے کہ اب
مین اپنی زندگی مین کسی کو نہ جانے دونگا اسواسطے کہ میری وجہ سے سردار تمہارے
مبتلائے بلا ہوئے اب مین اپنی موجودگی مین تمہیں آنچ نہ آنے دونگا مصروف دیوانہ
کہ رہا ہے کہ اگر سردار ہمارا آکر پوچھیگا کہ تمنے صندل شاہ کو کیون جانے دیا تو ہم کیا

جواب دینگے یہاں جو چیں بچیں ہو رہی ہے ادھر نقابدار کہہ رہا ہے کہ اس حجت
سے کیا فائدہ انجام سب کا ایک ہی جانے پہلے آؤ یا بعد یا دونوں ملکر آؤ اور
نہیں تو میں خود آتا ہوں یہ کہکر اسنے باگ مرکب کی لی تھی کہ یکایک اژدرہ بیابان
گردے برخاست مگر گردے تیرہ و تار و خیرہ دسر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین
پیچیدہ و زیر آسمان ایک آسمان نمودار ہوا سنہ ز سم ستوران دران پہن دشت
زمین شش شد و آسمان گشت ہشت وہ سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے نقابدار بادلپوش
نے بھی باگ مرکب کی روکی یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ
ہوا دل گرد سے ایرج نوجوان نمودار ہوئے ایک جانب انکے شہریار دلاور رستم ثانی
وسہراب ثانی دوسری طرف شہنشاہ صف شکن بلقیس بن جمہور دلاور پرور
و دیوانہ مردم در خون آشام چہ بابست گران سنگ پکڑے ہوئے پشت پر ارقم
بن صندل شاہ فوج کثیر کو لیے ہوئے یہ دیکھکر لشکر ایرج نوجوان میں نقارہ
شادمانی بجا سردار مع صندل شاہ برائے استقبال بڑھے اور اپنے مالک کو لشکر
میں لائے ایرج نوجوان نے قفس حکیم طرطوس بیابانی کا منگا کر میدان میں کھلوا دیا
اور مرکب کو جھکا کر سامنے نقابدار بادلپوش کے آئے نقابدار نے کہا کہ تو تو
بڑی جمعیت ساتھ لیکر آیا ہے ایرج نوجوان نے کہا کہ تو نے اس جانور کو بھی پہچانا
جو قفس میں بند ہے یہ وہی حکیم طرطوس ہے جسنے تجھے یہ زور دے رکھا ہے اور دیکھ
یہ تیغہ قتل تیرا ہے میں نے حکم پروردگار عالم سے طلسم طرطوسیہ کو توڑا بادشاہ طلسم
کو مارا اس حکیم کو قید کیا سرداروں کو اپنے رہا کیا اب بھی تو توبہ کر تو میں تجکو
رہا کر دوں ورنہ سر میدان مار ڈالونگا یہ سنکر نقابدار نے کہا کہ او خدا پرست
تو مجکو دھمکاتا ہے نہیں معلوم کس شخص کو تو پنجرے میں بند کرکے لایا ہے بھلا حکیم طرطوس
کہاں اور تو کہاں میں ہرگز تیرے فریب میں نہ آؤنگا بس دیر نکر الغرض بہادری
کی یہ سنکر ایرج نوجوان نے فرمایا کہ تو جانتا ہے ہم پیشدستی نہیں کرتے ہیں یہ
سنکر نقابدار بادلپوش نے نیزہ مارا ایرج نے نیزہ کو نیزے پر کاٹا اور
تیسری طعن میں نیزہ ہاتھ سے نقابدار کے ہوائی کیا نقابدار نے تلوار نیام سے
لی اور جھپٹ کر ہاتھ تیغ آبدار کا مارا ایرج نوجوان نے وار اسکا پشت شمشیر پر
روک کر جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا نقابدار نے سر آگے بڑھا دیا کہ اسکو اطمینان
تھا کہ تلوار مجھ پر اثر نہیں کرتی ہے مگر یہ وہی تیغہ تھا جو اسکے قتل کا بنایا گیا تھا تیغہ سر پہ
پڑتے ہی نقابدار کے چار ٹکڑے ہوئے راکب و مرکب دونوں زمین پر تڑپ کر
رہ گئے فوج نقابدار نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا لاش نقابدار
کی اٹھا لی اور روتے پیٹتے خدمت میں صفیر شاہ کی روانہ ہوئے یہاں
ایرج نوجوان نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ ایک مرحلہ سوماق جادو کا

بانی رہیگا درخت و دریا اسی کا ساختہ ہے جسوقت تک سوماق جادو نہ مارا جائیگا
شہر قیصریہ نظر نہ آئے گا اور ملکہ ما ■ قیصری کا ہاتھ آنا بھی دشوار ہے یہ دیکھکر ایرج
نوجوان اُس درخت کی طرف متوجہ ہوئے اور قریب درخت پہونچکر لوح کو
ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ فلان اسم پڑھو اور تلوار پر دم کرکے اس درخت پر
مارو درخت شق ہوگا اور سوماق جادو باہر آئے گا جسوقت وہ تمہیں
حربہ کرنے کا قصد کرے لوح کو کھینچ مارنا بعد اسکے مرنے کے لوح بھی بیکار ہوجائیگی
اور مرحلجات طلسمی کا بھی خاتمہ ہوجائیگا یہ دیکھکر ایرج نوجوان نے اسم تلوار پر
دم کرکے درخت پر ہاتھ مارا درخت شق ہوا اور ایک ساحر مثل جوگیون کے
جٹین بڑھائے ہوئے نارنج سحر ہاتھ مین پکڑے ہوئے نمودار ہوا ساحر چاہتا تھا
کہ ترنج مارون ایرج نوجوان نے جلدی سے لوح کھینچ ماری لوح پڑتے ہی ساحر
ہمہ تن شعلہ ہوکر درخت پر گرا کہ درخت جلکر خاک ہوا اور ایک طوفان خیز دریا
موجین مارتا ہوا چلا اور قریب ایرج نوجوان کے آکر غائب ہوگیا بڑی دیر
تک گیر و دار کی صدائین بلند رہین پھر خاک اُڑایا کے جب کام نہ نکلا اور تابو
نہ چلا تو آواز دیکر چلے گئے کہ مارا جوان کشتی نام من سوماق جادو وبودیعت مردیم
وجان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو تیرگی برطرف ہوئی اور روشنی
ہوئی تو دیکھا کہ سامنے ایک قلعہ معلوم ہوتا ہے ایرج نوجوان شام ہوجانے کی
وجہ سے پلٹ کر لشکر مین آئے سرداران نے ہاتھ چومے ایرج نوجوان نے
ارقم بن صندل شاہ کو اُسکے باپ کے سپرد کیا اور ایک نامہ قیصر شاہ کو لکھا
کہ ای برادر ارقم بن صندل تمھاری دختر پر عاشق ہے اُسی کے عشق مین گرفتار بلا
ہوا ہم اُسکے چھڑانے کو آئے تھے ہمین فرزند ہمارے بھی گرفتار بلا ہوئے مگر مدد
پروردگار عالم سے ہمنے طلسم کو توڑ کر سب کو رہا کیا اگر تم شادی اپنی دختر کی ارقم کے
ساتھ کرو اور مذہب اسلام اختیار کرو تو ہمین تمھارے ملک سے کوئی سروکار نہین
ہے تمھارا تاج و تخت تمکو مبارک اور اگر انمین سے ایک بات بھی تمکو منظور نہوگی تو قسم
ہے اپنے دین و مذہب کی کہ ایک روز مین قلعہ لے لونگا یہ نامہ لیکر سہراب بن رستم جانب قلعہ
قیصریہ روانہ ہوئے وہان قیصر شاہ کو پہلے خبر لقابدار کے مارے جانیکی پہونچی یہ نہایت
متعجب ہوا کہ حکیم طرطوس نے تو اسکی نسبت یہ کہا تھا کہ تا قیام قیامت لقابدار کو کوئی
قتل نہین کرسکتا یہ کیا ہوا بعد ازان سوماق جادو کے مرنے کا حال معلوم ہوا اب یہ
اور بھی پریشان ہوا کہ حصار سحر برطرف ہوا اور راہ نامہ و پیام بادشاہ طلسم سے مسدود
ہوگئی کیونکہ سوا سوماق جادو کے اور کوئی راستہ سے طلسم کے واقف نہین
ہے اب کس ذریعہ سے بادشاہ کو خبر ہوگی اتنے مین ہرکارون نے آکر عرض کی
کہ حضور ایلچی فتاح طلسم کا آتا ہے اور یہ وہی شخص ہے جسکو لقابدار باولہ پوش نے

زیر کرکے بھیجا تھا یہ شکر قیصر شاہ سے فغفور شاہ کی طرف دیکھا فغفور بن قیصر
نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے طلسم طرطوسیہ فتح ہو گیا اور خود برائے استقبال سہراب
روانہ ہوا بعزت و توقیر سہراب بن رستم کو اندر قلعہ کے لایا زنگل جواہر نگار پر
بٹھایا جام شراب پیش کیا سہراب نے شراب پینے سے انکار کیا اور نامہ قیصر شاہ
کو دیا قیصر شاہ نے مضمون نامہ جو دیکھا غیرت سے غرق ہو گیا اور فغفور
کے ہاتھ میں دے دیا فغفور بن قیصر نے نامہ کی پشت پر جواب جنگ تحریر کر دیا
اور سہراب بن رستم سے کہا کہ اے شخص اگر تو ایلچی نہوتا تو اس گستاخی کا مزہ چکھاتا
مگر خیر سر میدان دیکھا جائیگا سہراب بن رستم نے کہا کہ میں اب بھی موجود ہوں
اور تیری خدمت سے باہر نہیں ہوں فغفور نے کہا اسمیں میری بدنامی ہے غرضکہ
سہراب بن رستم ثانی قلعہ قیصریہ سے پلٹ کر اپنے لشکر میں آئے اور جواب نامہ
ایرج نوجوان کو دیا اور عرض کی کہ کل مقابلہ میرے ذمہ ہے ایرج نوجوان نے
فرمایا کہ تمھیں اختیار ہے وہان فغفور بن قیصر نے لشکر اپنا قلعہ سے باہر نکالا
بارگاہ برپا کی اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب
پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی ہرکارے خبر لیکر خدمت میں ایرج نوجوان کی
آئے اور بیان کیا کہ فغفور بن قیصر نے طبل جنگ بجوایا ہے فرمایا کہدو کہ ہمارے
لشکر میں بھی طبل جنگ بجے یہان بھی کوس حربی نوازش میں آیا دونوں
لشکروں میں تیاری جنگ ہونے لگی تمام رات تیاری میں بسر ہوئی صبح کو
دونوں لشکر میدان میں آکر صف آرا ہوئے سرداروں نے میمنہ و میسرہ
ساقہ کمینگاہ قلب جناح اگلا ہرا دل پچھلا جنڈاول آٹھوں صفیں درست
کیں اسطرف سرخپوشوں کے لشکروں سے صحرا مملو تھا سرخ پھریرے نشانوں کے
ہوا سے اڑ رہے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ صحرا میں آگ لگی ہوئی ہے اسطرف
فغفور بن قیصر کی فوج کے زنگاری نشان تھے پھریروں پر تعریف لوسنے دیو
خداوندوں کی مرقوم تھی اور فغفور بن قیصر صفوں سے آگے بڑھا ہوا مرتبہ
سپہ سالاری فوج استادہ تھا اور قیصر شاہ تخت پر سوار قلب میں متمکن تھا
جسوقت صفیں آراستہ ہوچکیں دونوں طرف سے تبردار نکلے جھاڑی
جھنڈی کاٹ کر میدان کو مثل آئینہ کے صاف کر دیا بیلداروں نے پستی و
بلندی زمین کو درست کیا سقوں نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھایا بعد اسکے
نقیبان خوش آواز صفوں سے نکلے اور سرود مستانہ چھیڑ چھیڑ کر اشعار
عبرت آمیز بعد خوش الحانی پڑھنے لگے ؎ رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا
مردوں کا آسمان کے تلے نام رہ گیا ✦ اے بہادرو صف شکنو آج روز جنگ
و نام ہے جسکو نام اپنے خاندان کا روشن کرنا ہو وہ اس رزم فانی میں

مانند شمع کے سر کٹانے اسواسطے کہ زندگی مستعار کا کوئی اعتبار نہیں ہے مرد وہی ہے
جو تلوار کی موت مرے ؎ بیاہ لیجائے عروس موت کو ؎ دو طلاق اس زندگی کی سوت کو
جس وقت نقیب نقابت کر کے ہٹ گئے خون شجاعت بہادروں کی رگوں میں
جوش مارنے لگا تلواروں کے قبضوں پر ہاتھ جا پڑے یکایک لشکر فغفور کے
علم جلوہ گری پر آئے اور فغفور بن قیصر نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے
تخت قیصر شاہ کے آیا گھوڑے سے اتر کر اجازت جنگ مانگی قیصر شاہ نے
کہا کہ جا تجھے خداوندان گذشتہ و موجودہ کی حفظ و امان میں دیا ہے یہ سنکر
فغفور بن قیصر نے سلام رخصت کیا بادشاہ نے آستین مرحمت پشت پر
جھاڑی فغفور بار دگر مرکب پر سوار ہو کر میدان میں آیا بعد سلحشوری
بسیار نیزہ زمین پر گاڑا دم کو آراستہ کر کے آواز دی کہ جسکو دعوی بہادری
ہو وہ میرے مقابلہ کو آئے ہنوز سخن ناتمام تھا کہ سہراب بن رستم ثانی
نے مرکب اپنا بڑھایا اور ایرج نوجوان سے اجازت لیکر سامنے فغفور بن
قیصر کے آیا فغفور نے گرزہ سپر کا ہاتھ میں سنبھالا اور مرکب کو دوڑا کر
بارادہ جنگاوری چلا ادھر سہراب ثانی نے سپر سنبھالی اور پودا باگ کا
لیا وسط میدان میں جنگاور چلے سپر سے سپر لڑی پھول سپروں سے اڑے
چنگاریاں نکلیں یہ معلوم ہوا کہ دو ٹکڑے ابر کے ملکر گرجنے لگے دس قدم مرکب
فغفور کا پسپا ہوا اور حسب معمول میں چار قدم مرکب سہراب کا پیچھے ہٹا پھر گھوڑوں
کو رانوں میں مسل کر ایک نے دوسرے کا سامنا کیا فغفور بن قیصر نے کہا کہ اے
جوان کل اگر تو نامہ لیکر نہ آیا ہوتا تو نامہ کو چاک کر ڈالتا مگر چونکہ مجھے تیری جرات و بہادری
کی وجہ سے بہت تیرا پاس و لحاظ تھا اسلیے میں نے کچھ نہ کہا وہ زمانہ جسمیں تیرا اشتیاق
اور بیڑیوں سے سر ٹکرانا یاد تھا مگر افسوس کہ آج بھی تو ہی میرے مقابلہ کو نکلا
اگر دوسرا میرے مقابلہ کو آتا تو اسکے ٹکڑے اڑ جاتے سہراب ثانی نے کہا کہ تجھے قسم
ہے اپنے دین و مذہب کی تو میرے ساتھ رعایت کیجیو اور جس امر پر تجھے اسقدر
غصہ ہے یہ کوئی نئی بات نہیں ہے جسکی بہن ہو گی وہ کسی نہ کسی کا سالا ضرور رہے گا
اور جسکی دختر ہو گی وہ خسر ضرور ہو گا اسمیں شرم کی کیا بات ہے ہاں اگر
کوئی کم مرتبہ شخص تیری ہمشیر کی خواہش کرتا تو بیشک غصہ کا مقام تھا اور ایسے
ہم خود جائز نہ رکھتے وہ تو تیرا ہر طرح ہمسر ہے اگر تو شاہزادہ ہے تو ارقم بن جندل
بھی شاہزادہ ہے آخر تو اپنی بہن کی شادی کسی شاہزادے کے ساتھ کرتا
یا نکرتا اگر ارقم کے ساتھ کر دیتا تو کیا قباحت تھی بلکہ اگر نظر غور سے دیکھو تو
ہر طرح شادی اسی کے ساتھ کرنا مناسب تھی اسلیے کہ وہ شاہزادہ عاشق
ہے اور جو عاشق ہو گا وہ معشوق سے کسطرح پیش آئے گا یہ سنکر فغفور

بن قیصر نے کہا کہ ہمارے اُسکے کیا نسبت ہی ایک تو وہ خدا پرست ہوگیا ہی مذہب
قدیم اُسنے ترک کیا دوسرے یہ کہ وہ ایک قیدی ہمارے طلسم کا ہی
سہراب ثانی نے کہا کہ مذہب خدا پرستی تمام مذاہب پر فوق رکھتا ہی کیونکہ
مذہب برحق یہی ہی علاوہ ازین جسوقت طلسم برباد ہوگیا بادشاہ طلسم مارا گیا
تو اب وہ قیدی کہان رہا جسطرح تو بادشاہزادہ اور وارث تخت ہی
اسیطرح وہ بھی وارث تاج و تخت شہر صندل ہی اور یون تو قیدی طلسم
ہم بھی ہو چکے ہین اگر تو دریدہ دہنی کو شناتا ہی تو جسوقت ہم قیدی سے اور
اب تھوڑی دیر مین تو قیدی طلسم ہوا جاتا ہی ابھی تجھے باندھے لیتا ہون یہ سنکر
فغفور بن قیصر نے کہا کہ بس زیادہ گوئی سے کوئی فائدہ نہین ہی لا ضرب بہادری
کی کہ تو تماشا کھلجائے اسوقت ایک عالم تماشاے جنگ کا مشتاق ہی یہ سنکر
سہراب ثانی نے کہا کہ پیشدستی ہمارا دستور نہین پہلے تو وار اپنا کرکے حوصلہ نکال
لے پھر دیکھا جائیگا یہ سنکر فغفور نے خبردار کہکر نیزہ سہراب کے حوالے
کیا سہراب بن رستم نے نیزہ اسکا نیزہ پر لیا طعنین چلنے لگین ردوبدل ہونے
لگی بند بندھنے لگے اور کھلنے لگے یہ معلوم ہوا کہ دو سانپ زبانین نکالکر گتھ
گئے جو بند سہراب باندھتا ہی فغفور کھول لیتا ہی اور جو بند فغفور باندھتا ہی
سہراب کھول لیتا ہی رہوار کل کی طرح اشارون پر پھر رہے ہین یہ معلوم
ہوتا ہی کہ دو بجلیان کوند رہی ہین دونون طرف کے لوگون کی نگاہین
لڑی ہوئی ہین سہراب تو رستم وقت ہی اسکا ذکر ہی کیا مگر فغفور بھی داد
مردی و مردانگی دے رہا ہی قریب ستر اسّی طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ سہراب
نے نیزہ ہاتھ سے فغفور کے ہوائی کیا بس نیزہ کا ہاتھ سے نکلنا تھا کہ فغفور
بن قیصر نیزہ بھر آب خجالت مین غرق ہوگیا دنیا تیرہ و تار ہوگئی
اہل اسلام نے صداے تہنیت بلند کی شہنشاہ صف شکن نے بہت
تعریف کی سہراب ثانی نے پلٹ کر سلام کیا فغفور بن قیصر نے خفیف
ہوکر گرز گران سنگ اٹھایا اور کہا ای سہراب ہوشیار رہنا کہ یہ ضرب
گویا پنجۂ اجل اور پنجۂ ملک الموت ہی اس سے بچنا آسان نہین ہی سہراب نے کہا
جیسا نیزہ تھا ویسا ہی گرز بھی ہوگا فغفور نے شرمندہ ہوکر خبردار کہکر
گرز کو سر پیچ خ دیکر سر سہراب ثانی پر وار کیا سہراب نے اپنے گرز کو اٹھاکر
چہرہ کی پناہ کیا گرز پر گرز جو پڑتا ہی تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو
نکل گیا نشق گرد و غبار اسقدر بلند ہوا کہ سہراب ثانی مع مرکب پوشیدہ ہوگیا
فغفور نے نعرہ مارا کہ زدم و پست کردم سیارہ ثالث جھپٹ کر قریب گرد کے آیا اور
گرد گرد کے چرخ مارکر اندر گرد کے در آیا دیکھا کہ ہاتھ سہراب کے مانند ستون فولادی کے

بلند ہیں اور مرکب تا بزانو غرق زمین ہے آواز دی عیار نے کہ ای شہریار حریف
لاف زنی کر رہا ہے اور آپ سن رہے ہیں جواب نہیں دیتے یہ سنتے ہی سہراب ثانی نے
مرکب کو اشارہ کیا مرکب ہیکل تھا ساتھ اشارے کے طبقہ زمین کا پیکر نکلا سہراب
بن رستم نے آواز دی کہ کرا زدی و کرا پست کردی حریف تیار میں موجود ہوں
یہ کہکر گرز گران سنگ الماس رنگ ہشت پہلو پر جو کہ پندرہ سو من کی ضرب
کو اٹھا کر سر پر چرخ دیکر خبردار خبردار کہکر وار کیا فغفور نے بھی گرز کو چہرہ کی پناہ
کیا گرز جو پڑتا ہے ایک تڑاقہ ہوا کہ طائر آشیانوں سے اڑے شعلہ فلک کو نکل
گیا جگر زمین ہول سے شق ہو گیا مرکب فغفور بن قیصر کا تنگ تک غرق زمین ہو گیا
تتق گرد و غبار بلند ہوا سہراب نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم تو خبر اسکی یوں
پست کرتے ہیں یہ دیکھتے ہی قیصر شاہ کا رنگ اڑ گیا اور اسے یہ خیال ہوا کہ
فغفور مارا گیا کیونکہ بڑی ضرب لگائی ہے سہراب بن رستم نے لیکن عیار فغفور کا
جھپٹکر قریب آیا پانی کے چھینٹے دیکر گرد کو بٹھایا دیکھا کہ فغفور بیہوش کھڑا ہے
ہر بن مو سے پسینہ جاری ہے مگر دونوں ہاتھ مانند ستون فولادی کے قائم
ہیں جب عیار نے چھینٹا پانی کا دیا تو اسے ہوش آیا چاہا کہ مرکب کو نکالوں
مرکب کلی ہو چکا تھا بس فغفور مرکب سے علیحدہ ہوا اور تلوار کھینچکر
سہراب کی طرف چلا اور کہا کہ میں پیدل ہوں اور تو سوار تو نے میرے مرکب کو
مارا ہے میں تیرے مرکب کو پکڑ لونگا سہراب نے جو ارادہ اسکا فاسد دیکھا جلدی
سے زین خالی کر کے بروے زمین آیا اور آواز دی کہ ای بہادر مرکب کی کیا خطا
ہے بچہ وار کر جواب بھی سے لے فغفور نے تلوار ماری سہراب نے آتی تلوار
نگاہ میں رکھکے سپر ہاتھ سے چھوڑ دی کہ گرد و سپر کا پشت پر جا جھولا اور پنجہ علی کو
دراز کر کے چٹکی دی کہ تلوار ریت پڑی بس کلائی پر ہاتھ ڈال دیا فغفور تلوار
چھوڑ کر گریبان گیر ہوا سہراب نے بھی گریبان میں ہاتھ ڈالا کشتی ہونے لگی
اسطرف سے قیصر شاہ قریب آ گیا اور تماشا کشتی کا دیکھنے لگا اسطرف
سے ایرج نوجوان رستم ثانی شہریار نامدار شہنشاہ صف شکن ملقب
بن جمہور دیو پرور ارقم بن حنظل معروف دلاور مردم درخون آشام
وغیرہ سب قریب آ گئے زنگل گریبان بچھ گئیں دونوں طرف کے سرداروں کی
جانیں اور نگاہیں لڑی ہوئی تھیں تماشا کشتی کا دیکھ رہے تھے اور داد مردی
و مردانگی دیئے جاتے تھے فغفور بن قیصر کی یہ حالت ہے کہ برابر داؤں پیچ
کرتا ہے قابو میں نہیں آتا اور سہراب بن رستم بھی اگرچہ بچہ ہے سن اسکا
پندرہ سولہ سال سے زیادہ نہیں ہے لیکن اتنے بڑے جوان کو کچھ بھی
خیال میں نہیں لاتا اگر فغفور بن قیصر سات قدم دوڑا لیجاتا ہے تو سہراب

آٹھ قدم دوڑا لیجاتا ہی اسی کشمکش مین دن تمام ہوا اور شام ہوگئی طائر آشیانون
کی طرف متوجہ ہوے مہر عالمتاب نے سفر مشرق طے کیا اور گوشہ مغرب مین منزل کی بزم
ستارگان آراستہ ہوئی دونون جانب سے روشنی آگئی فغفور نے کہا ای سہراب
دن واسطے کاروبار ملکی ومالی کے ہی اور شب واسطے راحت کے ہی جا تو بھی آرام کر اور
مین بھی آرام لون کل دیکھا جائیگا سہراب بن رستم نے جواب دیا کہ دستور میرا
یہ نہین ہی جو بغیر فیصلہ کیے ہوے میدان سے ہٹون شب ہو یا دن صبح ہو یا شام
ہمین سب برابر ہین یہ سنکر فغفور کو غصہ آگیا اور کہا کہ کیا تمھین یہ خیال ہی کہ مین
تمسے ڈر گیا ہون یا جان چراتا ہون یہ کہکر پھر لپٹ پڑا اور کشتی ہونے لگی پھر وہی
عالم تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ دونون ابھی لڑنے پر آمادہ ہوئے ہین غرضکہ رات بھی
اسی عالم مین گذری اور فیصلہ نہوا دیکھنے والے تعریف کر رہے ہین کہ دونون جوان
لائق تعریف ہین صبح کو دونون طرف سے کالے نمبر کے آئے دونون نے پے اور
پھر مصروف پرخاش ہوے تھوڑی دیر مین تمام دو دھر پسینہ ہو کر نکل گیا یہ دن بھی
تمام ہوا اور پھر رات ہوئی کہانتک بیان کیا جائے کہ دو شبانہ روز کشتی ہوئی
اور تیسرے روز بھی علحدہ نہوے دیکھنے والون کی آنکھین پتھرا گئین اور دم کر آئین
شہنشاہ صف شکن سہراب کی تعریف کر رہے ہین اور دل بڑھا رہے ہین لیکن
آج یہ حالت ہی کہ فغفور کا دم آگیا ہی سانس پھولی ہوئی ہی پیٹ مثل دھونکنی
کے ہو رہا ہی کہ ایک مرتبہ فغفور نے سہراب کو آواز دی ای جوان حقیقت حال
یہ ہی کہ تو بڑا زبردست ہی اور دلاور ہی لیکن میرا یہ زور آخر ہی ہوشیار ہوجا
یہ کہکر اسنے سر سینے سے ملایا اور بازو پکڑکر اب جو زور کیا تو سہراب کو ساتھ قدم
دوڑاے گیا اور جھٹکا مارا کہ پایان گھٹنا سہراب کا آشنای زمین ہوگیا سہراب نے
زور اسکا روکا اور لنگر کو قائم کیا اور آواز دی کہ اگرچہ مین ابھی کئی زور اور
کر سکتا ہون مگر یہ زور میرا بھی آخر سمجھ اگر اس زور کو تو نے روک لیا تو پھر مین
تجھے چھوڑ دونگا اور یہ تصور کرونگا کہ تو نے مجھے زیر کر لیا فغفور نے کہا کہ مین
تین روز سے لڑ رہا ہون کیا ایک زور بھی اب نہ روک سکونگا مین ہوشیار
ہون تو دل کھولکر زور کرلے یہ کہکر اسنے بھی لنگر اپنا قائم کیا سہراب نے دونون
بازو اسکے تھامے اور سر سینے سے ملاکر اب جو زور کیا ہر چند فغفور بن قیصر نے لنگر
قائم کیا مگر سنبھل نہ سکا سہراب اسکو گیارہ قدم دوڑاے گیا اور اب جو جھٹکا مارا
دونون گھٹنے آشنای زمین ہوے بس یون ہی لگر زنجیر کا بند پکڑکر اور نعرہ اللہ اکبر
جگر سے کھینچکر اب جو زور کرتا ہی سر سے بلند کر لیا ہر چند فغفور تڑپا اور لنگر
مارا مگر کچھ نہوا سہراب نے ہاتھ کو قائم کیا اور کہا کہ جسقدر چاہے تڑپ لے
جب یہ سست ہوگیا تو سہراب نے اسکو چھوڑ دیا اور کہا ای فغفور جا

اور باپ سے اپنے مشورہ کرنا اور مجلس آراستہ کرنا کل مین آؤنگا جو لوگ تمہارے
مذہب کے عالم ہون وہ مجھ سے مباحثہ کرین اگر مین انکو ساکت کردون تو وہ
اور تم سب میرا مذہب اختیار کرو اور اگر مین معقول ہونگا تو تمہارا دین اختیار
کرونگا فغفور اس جرأت و کرم پر شاہزادہ کے دلدادہ ہو گیا اور کہا کہ مجھپر
حقیقت دین اسلام ظاہر ہو گئی کچھ ضرورت مباحثہ کی نہین ہی تا زندہ ایم بندہ ایم
سہراب نے کہا کہ اب شادی ملکہ کی ارقم کے ساتھ کرو فغفور نے عرض کی کہ
مین غلام ہون اور وہ کنیز ہی آپ جسکے ساتھ چاہین شادی کردین مجھے عذر نہوگا
فرمایا کہ اچھا جاؤ انتظام کرو کل ہم ارقم بن صندل کو لیکر آئینگے یہ فرما کر میدان
سے پھرے اور اپنے لشکر مین آئے ایرج نوجوان نے پوچھا کہ دشمن کو زیر کرکے
چھوڑ دینے کا کیا سبب تھا سہراب نے عرض کی کہ اسنے اطاعت اختیار کی اور
چونکہ مرد بہادر تھا اسنے ذلیل کرنا بہتر نہ معلوم ہوا دوسرے ایک غرض یہ بھی تھی کہ
شادی ارقم کی ماہ قیصری کے ساتھ جلد ہو جائے لہذا اسنے منظور کیا ہی کل ارقم
کو ساتھ لیجلیے اور عقد اسکا ماہ قیصری کے ساتھ پڑھ دیجیے ایرج نوجوان نے
آفرین کی ادھر فغفور بن قیصر نے اپنے لشکر کی راہ لی اور باپ سے اپنے سہراب
بن رستم کی تعریف کرکے کہا کہ مین نے تو اطاعت اس شہریار عالی وقار کی
اختیار کی اور دین مبین بھی اسکا قبول کیا آپ کیا فرماتے ہین قیصر شاہ نے کہا
کہ دل سے یہ امور کیے یا جان بچانے کے لیے اگر تو نے یہ امور دل سے کیے تو
تو ابھی چلا جا ورنہ مین تجکو قتل کرونگا فغفور نے کہا کہ آپکو اختیار ہی مگر مین نے
بیشک دل سے اطاعت قبول کی قیصر شاہ نے اہل لشکر سے کہا کہ باندھ لو اسکو
ہر چند کہ فغفور بن قیصر ایسا نہ تھا کہ دفعتًہ اہل لشکر اسکو گرفتار کر لیتے مگر بسبب
ادب پدر کے خاموش کھڑا رہا اور اپنے کو اسیر کرا دیا قیصر شاہ نے فرزند کو زندانخانہ
مین بھیجدیا اور آپ داخل قلعہ ہوا جب صبح ہوئی تو سہراب بن رستم نے صندل شاہ
سے کہا کہ لڑکے کو اپنے دولہا بناؤ اور شہر قیصریہ مین چلو کہ مین نے قرار شادی کا
ملکہ کے بھائی سے لے لیا ہی اور اسنے منظور بھی کیا ہی یہ سنکر صندل شاہ
نے خوشی خوشی فرزند کو دولہا بنایا اور سہراب بن رستم ایرج نوجوان
شہنشاہ صف شکن وغیرہ یہ سب ہمراہ اسکے ہوے اور جانب قلعۂ قیصریہ
روانہ ہوے جسوقت سامنے قلعہ کے پہونچے تو دیکھا کہ قلعہ نہایت آراستہ
ہی توپین چڑھی ہوئی ہین گولنداز بیٹھے ہین قیصر شاہ فیل بند دروازہ پر بیٹھا
ہی ایرج نے ان سب کو اسی مقام پر روکا کہ اتنے مین دروازہ قلعہ کا کھلا
اور ایک سوار نامہ لیے ہوے آیا اور وہ نامہ سہراب بن رستم کے ہاتھ
مین دیا سہراب نے لفافہ کو چاک کرکے نامہ کو پڑھا لکھا تھا کہ اب آپ پلٹ

جائیے اسطرف آنے کا قصد نہ کیجیے گا ورنہ بہت پریشان ہوجیے گا اسلیے کہ جو کچھ اقرار فغفور نے
آپ سے کر لیے ہیں وہ مجھے منظور نہیں ہیں یہ دیکھکر ایرج نوجوان و شہریار عالی وقار
وغیرہ نے کہا کہ جواب اسکا کچھ دو کہ پہلے فغفور بھی منظور نکرتا تھا جسطرح اس سے منظور
کرایا اُسی طرح تمھیں بھی منظور کرنا ہوگا اگر نہ منظور کروگے تو ایک دم میں قلعہ لے لونگا
یہ جواب لکھکر نامہ دار کو دیا نامہ دار قلعہ میں واپس گیا اور جواب نامہ قیصر شاہ کو
دیا قیصر شاہ نے برہم ہوکر طبل جنگ بجوا دیا ادھر بھی نقارۂ رزمی بجا دوسرے روز
صبح کو سہراب نے دھاوا کیا قلعہ پر سے گولہ باری ہونے لگی سہراب گولوں کو
رد کرتا اور خالی دیتا ہوا برلب خندق جا پہونچا وہاں اہل قلعہ نے فغفور کو لاکر زیر
تیغ بٹھا دیا اور پکار کر کہا کہ اب اگر آگے بڑھنے کا قصد کروگے تو ہم اسے قتل کرڈالینگے
کہ یہ مسلمان ہوگیا ہے اور تمھارا مطیع ہے یہ دیکھکر سہراب ثانی نہایت پریشان ہوے
اور پلٹنے کا قصد کیا تھا کہ فغفور بن قیصر نے آواز دی کہ اے شہریار ہم ایسے غلام بہت سے
ہو رہینگے آپ کچھ خیال نہ فرمائیے سہراب بن رستم نے جواب دیا کہ ہرگز یہ نہوگا
فغفور نے کہا کہ اگر آپ پلٹے تو میں اپنے کو فصیل پر سے گرا دونگا اب تو سہراب
نہایت پریشان ہوے جب آگے بڑھنے کا قصد کرتے ہیں جلاد سر فغفور پر تلوار
جھکاتا ہے راستے میں دیکھا ایرج نوجوان نے کہ اگر سہراب واپس آئے گا تو بھی برا ہے
اور اگر آگے بڑھا تو اہل قلعہ فغفور کو قتل کرڈالینگے مرکب کو دوڑا کر قریب قلعہ کے
آیا اور اہل قلعہ کو آواز دی کہ اگر فغفور کو قتل کیا تو تمام ملک قیصریہ میں سے ایک
ذیحیات کو زندہ نہ چھوڑونگا اور اگر فغفور کو قتل نہ کروگے تو سب کی جان بخشی کیجائیگی
صرف اُن لوگوں سے مقاومت ہوگی جو سامنے آئینگے اور سد راہ ہونگے اور اب ہم
قلعہ پر سے واپس ہرگز نہ جائینگے یہ فرما کر سہراب سے کہا کہ توڑ کر پھاٹک کو قلعہ میں
داخل ہو یہ سنتے ہی سہراب نے مرکب کو اشارہ کیا کہ وہ خندق کو پھاند کر اُس پار
پہونچا اور چار دن تیلیاں دروازے کے چوکھٹ پر قائم کیں سہراب نے گرز مار کر
پھاٹک کو توڑا قیصر شاہ نے جلاد کو آواز دی کہ جلدی فغفور کو قتل کر کہ دشمن داخل قلعہ
ہوا جیسے ہی جلاد نے ہاتھ اُٹھایا ایرج نے تیر مارا کہ زیر بغل سے ہوکر اُس پار نکل گیا
اور جلاد تڑپ کر مرگیا اُدھر سہراب نے اندر قلعہ کے پہونچکر نعرہ کیا فوج اسطرف
متوجہ ہوئی اور سہراب نے بھی تلوار کھینچی جنگ ہونے لگی اُدھر قیصر شاہ نے
دوسرے جلاد کو حکم دیا جلاد آگے بڑھا تھا کہ ایرج نے دوسرا تیر سر کیا
اور وہ جلاد بھی مارا گیا اب تو فغفور بن قیصر نے بھی ہتھکڑی بیڑی پکڑ کر
دامن آرزو میں آکر چرخ مارا قید کو مانند رشتہ خام کے پارہ پارہ کرڈالا
اور جس جلاد کو ایرج نے تیر سے گرایا تھا اُسکی تلوار لیکر لڑنا شروع کیا
اور سہراب ثانی کا شریک ہوا ادھر بعد سہراب کے ایرج نوجوان شہنشاہ صف شکن

رستم ثانی شہریار بن ایرج بلقیس بن جمہور ارقم بن صندل ریوانہ مردم وزخون آشام
معروف دیوانہ وغیرہ یہ تمام سردار سپے بعد دیگرے نعرے کر کرکے گرے اور قتل کرنا
شروع کیا پھر پھر کی لڑائی مین ستھراؤ کر دیا کشتون سے پشتے لاشون کے انبار لگا دیے
آخرکار ہر طرف سے فوج مین آوازِ امان بلند ہوئی سہراب ثانی قریب قیصر شاہ
کے پہونچ گیا اور کہا کہ اب کیا کہتا ہی قیصر شاہ نے تلوار ماری سہراب نے وار
اسکا ردکر کے اپنا وار نہ کیا کہ فغفور کا خیال تھا اور بند کمر پکڑ کر قیصر کو اُٹھا لیا اور فغفور
کی جانب دیکھا فغفور نے کہا آپ مالک ہین چاہے قتل کرین چاہے رہا کرین اختیار
ہی سہراب ثانی نے قیصر شاہ سے کہا کہ دین اسلام قبول کرتا ہو تو مفر ممکن ہی ورنہ خندق مین
پھینک دونگا قیصر شاہ نے کہا کہ مین یون تو دین اپنا نہ بدلونگا ہان اگر حقیقت اپنے
دین کی مباحثہ مین مجھپر ثابت کر دیجیے تو بیشک اسواسطے کہ خوف جان سے ایمان کا
بدلنا درست نہین سہراب ثانی نے کہا کہ مجھے منظور ہی اور قیصر شاہ کو چھوڑ دیا
فوج سپاہ سے امان بانگ رہی تھی سہراب بن رستم نے تلوار روکی اور
سب سرداروں نے بھی تیغزنی موقوف کی قیصر شاہ نے مجلس مباحثہ منعقد
کی اور چونکہ خود قیصر شاہ اپنے مذہب کا عالم تھا یہ برائے مباحثہ آمادہ ہوا اور
سہراب ثانی سے یہ سوال پیش کیا اور کہا کہ اسکا جواب باصواب دیجیے
یعنی ایک کی قوت زیادہ ہوتی ہی یا دو کی سہراب نے کہا کہ بہت سے ایسے
ہین جو ایک ایک ہزار ہزار پر بھاری ہوتا ہی یہ کلیہ نہین ہو سکتا کہ دو بلکہ ایک کو بیست
کردین مجھ ہی کو دیکھو کہ مین تنہا قلعہ مین داخل ہوا پھر تمھاری فوج نے مجھے روک
نہ لیا قیصر شاہ نے کہا کہ اگر ایک قوت کے کئی ہون تو کثرت کو ضرور غلبہ ہوگا
چونکہ تم ایک خدا کو مانتے ہو اور ہم پوسنے دو سو خداوندون کو مانتے ہین لہذا ہمارا
مذہب قوی ہوا یا تمھارا یہ سنکر سہراب ثانی نے جواب دیا کہ مخلوق اور خالق مین
فرق ہونا چاہیے اوصاف مخلوق سے خالق کی مثال درست نہین جب
خالق و مخلوق مین ایک سی باتین ہوئین تو فرق کیا رہا لہذا خالق وہ ہو جو
ہر طرح کا اختیار رکھتا ہو اور مثل اُسکے دوسرا نہو اُسنے سب کو پیدا کیا
ہو اور اسے کسی نے پیدا نہ کیا ہو تم پوسنے دو سو خداوند بتلاتے ہو تو معلوم
ہوا کہ تمھارے کسی خداوند مین تنہا خدائی کرنے کی قوت نہ تھی جو تم پوسنے دو سو
کو مانتے ہو اور ہمارا ایک خدا ایسا قادر و توانا ہی کہ ہمین دوسرے کی مدد درکار
نہین ایسے ایسے استدلال پیش کیے کہ قیصر کی زبان بند کر دی اور زنگ کفر اسکے
دل سے دور کر دیا اہل بزم وجد کرتے تھے آخرکار قیصر شاہ مسلمان ہوا اور
عفو تقصیرات کا خواستگار ہوا شاہزادہ سہراب ثانی نے کلمہ پڑھا کر اسکو
مسلمان کیا اب قیصر شاہ نے امرا و رؤسا شہر کو جمع کیا اور کہا کہ مین نے

تو دین اسلام اختیار کیا تم لوگ کیا کہتے ہو انھون نے جواب دیا کہ آپ اس ملک کے والی
اور ہم سب سے علم دین کے بھی زیادہ واقف تھے جب آپ نے مذہب اسلام کو اچھا
سمجھا ہوگا تو اختیار کیا ہوگا پھر ہمین کیا عذر ہو سکتا ہے یہ سب بھی از سر صدق مسلمان
ہوئے اسی وقت قیصر شاہ نے بتخانون کے شکستہ ہونے کا حکم دیا اور مسجدون کی
بنا ڈالی بعد اسکے عرض کی کہ دعوت اس نازہ غلام کی قبول ہو سہراب ثانی وغیرہ نے
کہا اب ہمین یہ جلدی ہے کہ کسی طرح طلسم نہ طاق برہم کرین اور پہلے بدیع الملک
کی مدد کرین بعد ازان اُنسے صاحبقرانی کا فیصلہ کرین قیصر شاہ نے عرض کی کہ
مین زیادہ تکلیف دینا نہین چاہتا صرف ایک روز کی دعوت قبول فرمایئے سہراب ثانی
نے کہا کہ اسی دعوت مین تمھین عقد ماہ قیصری کا ارقم بن صندل کے ساتھ کرنا ہوگا
قیصر نے کہا آپ مالک و مختار ہین جسکے ساتھ چاہین ملکہ کی شادی کرین الغرض یہ مژدہ جانفزا
سنکر ارقم بن صندل نہایت خوش ہوا لیکن ایرج نوجوان نے کہا مناسب وقت یہ
معلوم ہوتا ہے کہ ماہ قیصری کو ملکہ ماہ گلابی پوش کے ساتھ طلسم طرطوسیہ مین بھجوا دیا جائے
اور ایک ہی وقت مین بلقیس اور ارقم دونون کا عقد ہو جائے اور چند آدمی قیصر شاہ
کے شریک ہو کر اہتمام شادی کا کرین اور چند اشخاص بلقیس بن جمہور اور ارقم کی
برات کا انتظام کرین اس رائے کو سب نے پسند کیا قیصر شاہ کے ساتھ ملکہ ماہ گلابی پوش
اور ماہ قیصری کو کرکے اور چند سردار اور تھوڑی فوج دیکر قلعۂ طرطوسیہ
کی جانب روانہ کیا اور باقی سردارون کو ہمراہ لیکر برات کی تیاری کی ایک
روز شہر صندل مین سب کی دعوت ہوئی اور ارقم کو دولھا بنا کر ساتھ کر دیا
اور ایک روز قلعۂ عجائب مین جلسہ ہوا اور بلقیس بن جمہور کو نوشاہ بنایا اور
اب یہ سب کے سب برات لیکر قلعۂ طرطوسیہ مین آئے بلقیس کا عقد ماہ گلابی پوش
کے ساتھ پڑھا گیا اور ارقم بن صندل کا نکاح ماہ قیصری کے ساتھ ہوا
یہ چارون عاشق و معشوق بہم ہوئے اور بلقیس وصل ماہ گلابی پوش
سے کامیاب ہوا اور ارقم بن صندل وصل ماہ قیصری سے شاد کام
ہوا ایک روز دعوت مین گذرا اور جشن ملوکانہ رہا دوسرے روز کوچ کی
تیاری کی ارقم بن صندل نے کہا مین بھی ساتھ چلونگا ہرچند منع کیا مگر
اسنے نہ مانا اسیطرح فغفور بن قیصر اور مردم ورخون آشام و دیوانہ اور
عجائب ترک اور بلقیس بن جمہور نے بھی چہرہ پر نقاب سرخ ڈالی اور
چالیس ہزار فوج مع بارگاہ جواہر نگار ساتھ لی اور یہ سب کے سب
جانب نہ طاق روانہ ہوئے قیصر شاہ کو برائے انتظام ملک قیصریہ و
قلعۂ طرطوسیہ چھوڑ دیا اب یہ سب کے سب با لشکر فراوان جانب نہ طاق
چلے جاتے ہین قریب ایک کروڑ کے فوج ساتھ ہے پوشاکین سب کی سرخ ہین

نقابین چہرون پر پڑی ہوئی ہین عجب شان ہی کہ بیان سے باہر ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ تختہ لالے کا پھولا ہوا ہی جس طرف سے نکل گئے صحرا جگر جگر کرنے لگا راستے مین شہنشاہ صف شکن نے ایرج نوجوان سے کہا کہ مناسب ہو تو لشکر ملک سیلابیہ کی طرف سے چلیے کہ ملک سیلابیہ کو مین نے اسلام آباد کیا ہی اور وہان فوج فراوان سرداران زبردست موجود ہین انمین سے بھی چند سردار منتخب کر کے ساتھ لیتے جائین اگرچہ ہم لوگون نے تنہا بڑی بڑی لڑائیان سر کی ہین اور اسوقت فوج کثیر ساتھ ہی تاہم جسقدر فوج زیادہ ہمراہ ہو اسی قدر مناسب ہی اسلیے کہ بدیع الملک کو معلوم ہو جائے کہ ہم سامان صاحبقرانی بھی اسطرح فراہم کر سکتے ہین اور ان لوگون کے دلون پر ہیبت طاری ہو ایرج نوجوان نے فرمایا کہ جو آپ مناسب جانین وہ کرین غرضکہ راہ ملک سیلابیہ کی اختیار کی جسوقت قریب ملک سیلابیہ پہونچے لشکر آتارا اور ایک نامہ سیلاب شاہ کے نام روانہ کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے سیلاب شاہ مین وہی نقابدار یاقوت پوش ہون جسے تم جانتے ہو بس تمھین مناسب یہ ہی کہ فوج اپنی مع سرداران منتخب کے ہمراہ لیکر صحرا مین آؤ کہ یہان ہم مقیم ہین لیکن اپنے آنے کا حال پوشیدہ رکھنا اور کسی کو اس راز کی خبر ہونے پائے جسوقت یہ نامہ سیلاب شاہ پاس پہونچا اسنے پچاس سردار انتخاب کر کے اپنے ساتھ لیے اور کئی لاکھ سوارون سے جانب صحرا روانہ ہوا جسوقت خبر شہنشاہ صف شکن کو ہوئی انھون نے چند سردارون کو مثل عجائب ترک وغیرہ کے برائے استقبال سیلاب شاہ روانہ کیا اور بارگاہ مین تخلیہ کر کے سیلاب شاہ کو مع سرداران نامی وگرامی طلب کیا اسوقت بارگاہ مین سوا سردارون کے اور کوئی نہ تھا جسوقت سیلاب شاہ داخل بارگاہ ہوا عجب لطف دیکھا کہ چند آفتاب ایک برج مین جمع ہین اسنے باری باری سب کو سلام کیا شہنشاہ صف شکن نے سیلاب شاہ کو سب عزیزون سے ملوایا نذرین دلوائین سب نے اپنی اپنی جانب سے خلعت عنایت کیے دنگل کرسیان پیشتر سے بچھوا دی گئی تھین سیلاب شاہ کو بیٹھنے کا حکم ملا یہ سلام کر کے بیٹھ گیا سردار اپنے حسب مراتب دنگلون کرسیون پر بیٹھے شہنشاہ صف شکن نے فرمایا کہ اپنے لشکر کو نقاب پوشی کا حکم دے دو اور تم بھی سردارون سمیت نقابین چہرون پر ڈالکر ہمارے ساتھ چلو سیلاب شاہ نے تعمیل ارشاد کی اور اب یہ سب نقابین چہرون پر ڈالے ہوئے بافوج فراوان جانب نہ طاق چلتے ہین کہ انکا ذکر پھر آئے گا

اب یہان سے چند کلمے داستان شوکت نشان نقابدار ابلق سوار

سے کے گزارش کیے جاتے ہیں

کہ نقابدار نے دربند اول کو توڑا اور لشکر کو اپنے اسی مقام پر چھوڑ کر لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا
کہ اے فتاح طلسم ہوشربا عجائبات اب مرحلہ دربند دوم کا درپیش ہوگا کہ دسکن نہلان جادو
کا ہے تمہیں لازم ہے کہ یہاں سے داہنی جانب روانہ ہو اور جسوقت قریب ایک چشمۂ آب کے
پہونچو تو پھر لوح کو دیکھکر آگے قدم رکھنا چنانچہ نقابدار ابلق سوار ہو موافق ہدایت لوح
کے روانہ ہوئے جاتے جاتے ایک صحرا میں پہونچے چشمۂ آب نظر آیا گرد اُسکے طائران
صحرائی کا ہجوم تھا صحرا خوش نما پر فضا تھا نقابدار نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اب
یہاں سے جانب مغرب روانہ ہو ایک باغ ملے گا تمہیں لازم ہے کہ جسوقت دروازۂ
باغ پر پہونچو اگر دروازہ بند دیکھو گرز سے دروازہ شکستہ کر کے اندر باغ کے داخل
ہو اور اگر دروازہ کھلا دیکھنا تو دیوار باغ پھاند کر جانا مگر دروازے کی طرف سے
نہ جانا ورنہ مبتلائے بلا ہو جاؤ گے یہ دیکھکر نقابدار ابلق سوار جانب مغرب روانہ
ہوئے جاتے جاتے قریب شام قریب کوہ کے پہونچے دیکھا کہ چند آدمی قزاق وضع
ایک عورت کو گھیرے کھڑے ہیں اور ایک لاش زمین پر پڑی ہے عورت روتی جاتی ہے
اور زیور اپنا اتار اتار کر دے رہی ہے اور قزاق نہایت درشت آواز سے اُسے
دھمکا رہے ہیں بس یہ دیکھتے ہی نقابدار کو تاب نہ رہی اور گھوڑا دوڑا کر قریب اُن قزاقوں
کے آئے اور نعرہ کیا کہ باش اے فرمساقو میں آپہونچا کیوں تم اس عورت پر ظلم کر رہے ہو
یہ دیکھتے ہی وہ قزاق بھاگے جو زیور عورت نے اتار کر انکو دے دیا تھا وہ تو لے گئے
اور جو زیور پہنے ہوئے تھی وہ رہ گیا عورت نے جو نقابدار کو دیکھا ہزاروں دعائیں
دینے لگی اور کہا کہ آپکی بدولت اتنا زیور بچ گیا ورنہ وہ لوگ سب لوٹ لیجاتے
اور نہیں معلوم مجھ سے کیا سلوک کرتے اور حرمت میری باقی رہتی یا نہ رہتی شوہر کو
تو پہلے ہی قتل کر ڈالا تھا یہ کہکر لاش پر بیٹھکر رونے لگی اسکی فریاد اور سن وسال پر
نقابدار کا دل ٹکڑے ہونے لگا کہا بدبخت تو کون ہے اُسنے عرض کی کہ میں سوداگر
کی دختر ہوں اپنے شوہر کے ساتھ میکے سے سسرال کو جاتی تھی کہ راستے میں چند آہو
نظر آئے مجکو اور میرے شوہر کو شکار آہو کا نہایت شوق تھا میں نے اور اُسنے
ساتھ گھوڑے اٹھائے آہوؤں کا تعاقب کیا اور اسقدر دور نکل آئے کہ ملازمین
راستے ہی میں چھوٹ گئے یہاں پہونچکر آہو تو درۂ کوہ میں جاکر غائب ہوگئے اور
یہ چور بالائے کوہ سے اتر کر نزدیک آئے شوہر سے میرے مقابلہ ہوا وہ تو مارا گیا
اب اُن دزدان مکار نے مجھ سے زیور طلب کیا میں نے جان کا صدقہ مال سمجھکر
زیور دینا شروع کیا سب زیور یہ قزاق لیجاتے آپکی بدولت بچ گیا نقابدار
نے کہا کہ میں جاتا ہوں تم اسی مقام پر ٹھیرو جسقدر زیور تمہارا قزاق لے گئے ہیں
وہ بھی لائے دیتا ہوں عورت نے کہا کہ میں اُس زیور سے باز آئی مثل مشہور ہے

بکہ بحث پڑے رہ و سونا جس سے لوٹین کا ن اگر وہ منحوس زیور پھر میرے پاس
آئے گا تو پھر کسی بلا مین پھنسا ئیگا ابھی یہ زیور پہنکر آیا تھا او زمین نے پہلی مرتبہ پہنا تھا
کہ اس بلا مین پھنسی شوہر مارا گیا اب جانے دیجیے سر صدقہ گیا اب اتنا احسان کیجیے کہ
یہان سے قریب میرے ایک عزیز کا باغ ہی مجھے وہان پہونچا دیجیے وہان سے مین
خط بھیجکر اور اپنے عزیزون کو بلا کر انکے ساتھ چلی جاؤنگی یہ سنکر نقابدار نے فرمایا کہ
بہتر چلو پہلے تمکو پہونچا دون عورت آگے آگے چلی اور نقابدار ابلق سوار اسکے
ساتھ ہوئے یہ عورت روتی جاتی ہی اور بین کرتی جاتی ہی نقابدار اسکے حال زار پر
افسوس کرتے چلے جاتے ہین کہ یہ کمسنی دیکھیے اور رنڈاپا کیونکہ یہ اپنی زندگی گذاریگی
لیکن وہ عورت نقابدار کو اپنی طرف متوجہ کیے ہوئے اور باتون مین بہلاوے دیتی
ہوئی قریب ایک باغ کے آئی دروازہ باغ کا کھلا ہوا تھا عورت باغ مین داخل
ہوئی اور نقابدار دروازۂ باغ پر ٹھہرے کہ نہ معلوم اندر باغ کے کون ہو
کون شوہر اجانا مبادا مالک باغ کے خلاف ہو علاوہ اسکے شاید عزیز اس عورت
کے بھی بدگمان ہون تو کیا ضرورت ہی لیکن عورت نے جو دیکھا کہ نقابدار دروازہ
پر ٹھہر گئے اسنے کہا کہ ای شہریار بے تکلف آپ چلے آئیے کسی طرح کا اندیشہ نہ کیجیے
نقابدار نے فرمایا کہ اندر آنے کی کیا ضرورت ہی تمکو تمھارے عزیزون تک
پہونچا دیا اب مین جاؤنگا کیونکہ مجھے طلسم توڑکر بلکہ گم جادو کا سر کاٹنا مقصود
ہی کہ مین نے سنا ہی بادشاہ اسلام فرقت مین گم جادو کی گھلے جلتے ہین
مجھے جلدی ہی کہ طلسم فتح کر کے گم جادو کو خدمت مین بادشاہ اسلام
کی روانہ کردون بعد ازان طلسم سنطاق مین جاکر بدیع الملک کی مدد
کرون یہ سنکر اس عورت نے کہا کہ اگر اتفاق سے کوئی عزیز میرا یہان نہوا
تو کیا مجھے تنہا چھوڑ جائیے گا پھر قزاق آکر مجھے پریشان کرینگے اور ابکی بار تو
مار ڈالینگے یا بے حرمت کرینگے کیونکہ جلے ہوئے ہین لہذا آپ یا تو اندر تشریف
لیچلیے اور یا اسی مقام پر ٹھہریے مین اندر جاتی ہون جیسا کچھ مناسب ہوگا
کہلا بھیجونگی نقابدار نے فرمایا اسکا مضائقہ نہین ہی اب نقابدار تو جواب کے
منتظر ہوکر ادھر ادھر ٹہلنے لگے اور عورت اندر باغ کے گئی بعد تھوڑی دیر
کے واپس آئی اور عرض کی کہ باغ مین کوئی نہین ہی اب شام ہو چکی ہی لہذا
آج رات کو تو یہین قیام فرمائیے صبح کو چلے جائیے گا نقابدار نے بھی خیال کیا
کہ واقع مین یہ سچ کہتی ہی اسوقت کہان ٹھوکرین کھاتے پھروگے بسم اللہ کہکر
داخل باغ ہوئے بس جیسے ہی دروازے مین سے ہوکر نکلے قہقہہ کی صدا آئی
نقابدار نے پلٹ کر دیکھا کوئی نہ تھا لیکن اس عورت نے آواز دی کہ باش او
نقابدار ربیعدار ستم نہالان جادو تو نے بڑے ظلم کر رکھے تھے پہلی مرتبہ آکر

دربند پنجم کو فتح کرکے اسیران طلسم کو چھڑا لے گیا دوسری مرتبہ آکر پھر قیامت برپا کردی دربند اول کو شکستہ کیا اور اب یہان تک آ پہونچا تھا اگر مین راستے سے اسنا بڑا دھوکا نکرتی تو لوح تجھ سے ملنا دشوار تھی کہ اب کیا کہتا ہی نقابدار بہادر نے اب جو خیال کیا تو لوح ندارد ہی انھین اب ہوش آیا کہ لوح نے حافظت کی تھی کہ دروازہ کھلا ہو تو دروازہ سے نہ جانا مین نے دھوکا کھایا خیر اب تو جو ہوا سو ہوا نہالان جادو کو آواز دی کہ او نکاتہ تو کیا بکتی ہی جسوقت تک لوح میرے پاس نہ تھی اسوقت کسنے مدد کرکے لوح دلائی اور اب لوح چھن گئی تو کیا پروا ہی اگر مین فتاح اس طلسم کا ہون تو مین ہی تجکو قتل کرونگا تو مجکو کیا قتل کرسکے گی یہ سنکر نہالان جادو کو غصہ آیا اور پکاری کہ ای شخص یہ وہی مثل ہی کہ رسی جلگئی مگر بل نہ گیا ابتک تو زبان درازی سے باز نہین آتا اور ویسی ہی باتین کرتا ہی جو اشتعال دلانے والی ہین ہرچند کہ قتل تیرا چالیس دن کے اندر آئین طلسم کے خلاف ہی مگر مین تجکو زندہ رکھنا خلاف عقل جانتی ہون ابھی قتل کرونگی اور بیرون طلسم لیجاکر قتل کرونگی یہ کہکر اسنے ایک گل سحر نقابدار کے منھ پر کھینچ مارا کہ نقابدار بیہوش ہوگئے بس یہ کڑک کی اور کڑک کر بجلی بنی اور نقابدار کو لیکر روانہ ہوئی اور چلتے وقت لوح ایک ساحر کے سپرد کی کہ جاکر بادشاہ طلسم یعنی ملک ثمن جادو کو دے آ

اب ساحر تو لوح لیکر خدمت مین ثمن جادو کی چلتا ہی اور نہالان جادو نقابدار کو لیے ہوے دربند پنجم کی راہ سے بیرون طلسم چلی ہی مگر اول حال میمون شاہ مالک دربند پنجم کا سنیئے

کہ یہ تخت پر بیٹھا ہی ارکان دولت حاضر ہین کہ نہالان جادو نقابدار کو لیے ہوے پہونچی بادشاہ کو سلام کیا اور رشید طلسم کشا سامنے رکھدی میمون شاہ حیران ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہی پوچھا ای نہالان جادو آج کدھر نکل آئین اور یہ کون شخص ہی جسکو ساتھ لائی ہو نہالان جادو نے عرض کی کہ بڑے تعجب کی بات ہی آپ بادشاہ دربند پنجم ہوکر اسقدر حالات طلسم سے غافل رہین کیا آپ کو خبر نہین کہ یہ زمانہ بربادی طلسم کا ہی اور بانیان طلسم لکھ گئے ہین کہ فلان وقت مین عمر طلسم کی ختم ہوجائیگی اور طلسم کشا آئے گا چنانچہ یہ وہی زمانہ ہی یہ شخص طلسم کشا ہی اسنے اگر دربند اول کو توڑا اور لوح طلسمی اسکے پاس تھی مین نے دھوکا دیکر اسکو گرفتار کیا لوح خدمت مین بادشاہ طلسم کے روانہ کی اور اسے لیکر یہان آئی ہون کہ آپ سے اجازت لیکر اسے بیرون طلسم لیجاؤن اور قتل کرکے واپس آؤن کہ راستہ باہر جانے کا آپ ہی کے دربند سے ہی یہ سنکر

میمون شاہ نے کہا کہ ای ملکہ نہالان جادو کارے کردی کہ کسے نکردہ اگر
تونے اس شخص کو گرفتار کیا تو گویا تمام اہالیان طلسم کی جان بخشی کی اب آج
رات بھر یہان قیام کرو صبح کو چلی جانا نہالان جادو نے کہا کہ ای بادشاہ اس
جو کمر کا رکھنا اچھا نہین ہی ایسے شخص کو ایک پل زندہ رکھنا نہ چاہیے کہ سطرح
کے خطرے ہین مبادا کوئی مددگار اسکا پہونچ گیا اور اسے رہا کرے گیا تو
نہایت مشکل ہو گی میمون شاہ نے کہا کہ تم ایسی ہوشیار ہو کر اور اسطرح کی باتین
کرتی ہو کہ ہنسی آتی ہی اول تو یہان اسکا مددگار کون بیٹھا ہی جو آئے گا اور
آئے گا تو کیا پائے گا اگر لوح اسکے ہاتھ نہ لگتی تو یہ خود بھی نہ آسکتا اب لوح
تمنے بادشاہ کی خدمت مین بھیجدی اسے چھوڑ بھی دو گی تو یہ کیا کرے گا نہالان جادو
نے کہا یہ سب سچ ہی مگر بقول شیخ سعدی سہ دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد* آخر
ایک مرتبہ لوح اسے کیونکر ملی اور دوبارہ یہ کسطرح آکر لوح پر قابض ہوا اور ایک
دربند کو کیونکر شکستہ کیا غرضکہ دیر تک تقریر ہوا کی آخرکار نہالان جادو نے
میمون شاہ سے کہا کہ قید طلسم کشا کی آپ اپنی حفاظت مین لیجیے میمون شاہ
نے کہا کہ تم سحر اپنا اسپر سے اتار لو نہالان جادو نے سحر اپنا اتار لیا میمون شاہ
نے نقابدار ابلق سوار کو عیار کے سپرد کر کے قصر بلوریہ مین بھجوا دیا اور
کہلا بھیجا کہ حضور یہان آرام سے تشریف رکھین مین اس نکاتہ کو سزاے معقول
دلوانے کی کوشش کرتا ہون اور لوح کی بھی تدبیر کرونگا غرضکہ عیار نقابدار کو
قصر بلوریہ مین لایا اور ہوشیار کر کے دست بستہ سامنے کھڑا ہوا نقابدار
نے پوچھا تو کون ہی عیار نے عرض کیا کہ نام غلام کا مہتر دوند ہی مین عیار ہون میمون شاہ
کا آپ کو نہالان جادو گرفتار سحر کر کے لائی تھی اور ارادہ قتل رکھتی تھی بادشاہ نے
ہمارے ایک شب کا اسکو مہمان کر کے قید آپکی بتقریب اس سے لے لی ہی اب آپ یہان
تشریف رکھیے نقابدار نے فرمایا کہ مین یہان کبتک بیٹھا رہونگا عیار نے کہا کہ
اگر حضور یہان سے قدم نکالینگے تو کام خراب جائیگا راز افشا ہو گا یہ وہ مقام
ہی کہ اگر انسان اس قصر مین رہے تو کسی کا سحر خبر نہین بیان کر سکتا نقابدار خاموش
ہو رہے وہان میمون شاہ نے نہالان جادو کے واسطے سامان دعوت مہیا کیا اور
ایک نامہ خدمت مین ملک نمن جادو کی تحریر کیا کہ نہالان جادو طلسم کشا کو قید کر کے
لائی ہی اور اجازت خواہ ہی کہ مجھے بیرون طلسم جانے دیجیے تاکہ مین طلسم کشا کو قتل کر دون کہ
آئین طلسم کے خلاف بھی ہونے پائے اور یہ خلش بھی جاتی رہے لہذا کیا حکم ہوتا ہی آیا
مین نہالان جادو کو بیرون طلسم جانے دون یا قید طلسم کشا اس سے لیکر اپنی حفاظت
مین کرون جسوقت یہ نامہ خدمت ملک نمن جادو مین پہونچا اسنے جواب لکھ بھیجا کہ
مجھے حال گرفتاری طلسم کشا کا معلوم ہوا اور لوح طلسمی بھی میرے پاس پہونچ گئی

لہذا تم آئین طلسم کے خلاف ہرگز مکرو قید طلسم کشا کی دربند مقابر کی طرف روانہ کرد اور
لوح تمھارے پاس بھیجی جاتی ہی اسے قصر بلوریہ مین محفوظ کرو اسلیے کہ تحفجات طلسمی مین قصر بلوریہ
ایسی چیز ہی کہ خاص اختیار رکھنے کے واسطے نہایت مناسب ہی تا خبر سے اس قصر کی تم واقف ہو
کہ جو چیز قصر بلوریہ مین رہتی ہی اُسکے حال سے کوئی واقف نہین ہوسکتا ہی جسوقت یہ
جواب مع لوح طلسمی میمون جادو کو پہونچا اسنے لوح کو اپنے قبضہ مین کیا اور جو
ساحر لوح لایا تھا اُسے ساتھ لیکر قریب قصر بلوریہ کے آیا اور ساحر کو باہر چھوڑا
اسلیے کہ اندر جانے کا حکم نہ تھا اور خود لوح لیکر اندر قصر کے داخل ہوا اور نقابدار
کو سلام کرکے لوح گلے مین نقابدار کے پہنا دی اور چپکے سے عرض کی کہ مین ابھی آتا
ہون حضور یہین ٹھہرین بعد اسکے باہر قصر کے آکر ساحر کو رخصت کر دیا اور کہا کہ جو کچھ
تو نے دیکھا ہی بادشاہ سے بیان کر دینا ساحر تو ادھر روانہ ہوا اور جاکر بادشاہ سے
حال لوح کا بیان کیا کہ میرے سامنے میمون شاہ نے لوح طلسمی قصر بلوریہ مین محفوظ
کر دی اب بادشاہ تو باطمینان تمام بیٹھا ہی اور مصروف جشن ہوتا ہی یہان میمون شاہ
نے رات بھر مین یہ کارروائی کی صبح کو نوشتہ بادشاہ کا نہالان جادو کو دکھایا
کہ یہ پروانہ میرے نام آیا ہی اب مین طلسم کشا کو دربند مقابر مین بھیجے دیتا ہون اور تم
جاکر اپنے دربند پر قیام کرو نہالان جادو پروانہ بادشاہ کا دیکھکر مجبور ہوئی اور جانب
باغ روانہ ہوگئی یہان میمون شاہ خدمت مین نقابدار ابلق سوار کی آیا اور جو کچھ
انتظام کیا تھا وہ بیان کیا نقابدار نے کہا کہ اسوقت تک کے واسطے تو یہ انتظام
درست تھا لیکن ای میمون شاہ جسوقت مین لوح لیکر نکلونگا اور دربندون کو
توڑونگا تو یہ راز ضرور افشا ہوگا اُسوقت تمھارے لیے خرابی ہوگی لہذا مین پسند
نہین کرتا کہ تم میری وجہ سے بلا مین پھنسو مجکو اسیر کرکے زندان طلسمی مین بھیجدو
اگر میرے مقدر مین رہائی ہی تو خدا کوئی صورت نکال دیگا اور مین طلسم سے
رہا ہو کر طلسم کو توڑونگا ورنہ مرضی خدا میمون شاہ نے عرض کی کہ ہم غلام کس روز کے
واسطے ہین قطع ہون وہ ہاتھ جو آپکو اسیر کرین یہی نا کہ بادشاہ کو معلوم ہو جائے گا
میمون شاہ نے طلسم کشا کو رہا کر دیا اور لوح طلسمی دیدی مجھے اسکی پروا نہین ہی
مین اس بادشاہ سے خوف کرون یا اُس بادشاہ سے ڈرون جس کے
قبضۂ اقتدار مین تمام دنیا ہی مین دنیا کے واسطے عقبے کو کبھی نہ بگاڑونگا آپ
کچھ اندیشہ نہ کیجیے اگر مجھپر عتاب شاہی آئے گا تو آئے جب ہم آپکو گرفتار کرکے
بھیجدین تو دوست دشمن مین فرق کیا رہ گیا اور ہم کس دن کے واسطے
ہین ہان ایک بات میرے ذہن مین آئی ہی وہ یہ کہ جب سے یہ دربند شکستہ
ہوا اور آپ قیدیون کو رہا کرکے لے گئے اُس وقت سے زندانخانہ طلسمی
دربند چہارم مین بنایا گیا اُسی مقام پر ملکہ گم جادو بھی مع لشکر اسیر ہی

اگر کم کم جادو رہا ہون تو میرا کوئی کچھ نہین کر سکتا ہے اور صورت رہائی آپکی یہ ہے کہ آپ لوح
کو پوشیدہ طور سے اپنے پاس رکھیے اور مین آپکو قید خفیف مین کر کے روانہ کرتا ہون جسوقت
آپ زندان مین پہونچیے گا قید توڑ ڈالیے گا اور لوح کو دیکھکر کام کیجیے گا تو ملکہ کم کم جادو رہا ہو جاینگی
اور در بند مقابر فتح ہوگا پھر کوئی اندیشہ نہین ہے اگر تمام ساحران طلسم آکر مقابلہ کرینگے تو ایک ملکہ
کم کم جادو سب کے واسطے کافی ہین نقابدار نے فرمایا کہ مجھے مدد سواے پروردگار کے کسیکی درکار
نہین ہے مین کم کم جادو کی رہائی کے واسطے تو ضرور آیا ہون مگر اُس سے مدد چاہنا ننگ وعار
سمجھتا ہون ہان جسوقت مین کسی در بند پر ہون اُسوقت کم کم جادو اپنی حفاظت کرلے اور تم
تا فتح طلسم قصر بلوریہ سے باہر نہ نکلنا میمون شاہ نے جرأت نقابدار پر فخر کیا اور کہا کہ جیسا ارشاد
عالی ہو ہم غلامون کو کوئی عذر نہین ہے لیکن بعض موقعون پر مجکو قصر سے نکلنا ہوگا اُسکی اجازت
دیتے جایئے نقابدار نے فرمایا کہ اگر تمہارا قصر سے باہر آنا ضروری ہو تو اختیار ہے مین تمہاری
حفاظت کی غرض سے کہتا ہون الغرض میمون شاہ نے ہتھکڑیان بیڑیان طوق و زنجیر کہ سب
خولدار ہلکی حاضر خدمت کین اور کہا کہ میری مجال نہین کہ حضور کو پہنا سکون آپ خود پہن لین
نقابدار نے خود زیور آہن کو جسم پر آراستہ کیا اور قیدی بنکر بیٹھ گئے میمون شاہ نے لوح گلے
سے اُتار کر نقابدار سے کہا کہ اسے پوشیدہ کر لیجیے نقابدار نے لوح کو پوشیدہ کر لیا چار آئینہ وغیرہ
کے نیچے چھپا لیا اب میمون شاہ نے نقابدار ابلق سوار کو ملحوق جادو کے حوالے کیا کہ جاکر
انھین لاہوت جادو کے حوالے کر دو ملحوق جادو قید نقابدار ابلق سوار کی لیکر جانب مقابر
روانہ ہوا جسوقت گورستان طلسمی مین پہونچا خبر لاہوت جادو کو ہوئی لاہوت جادو آیا
اور چاہا کہ نقابدار کو لیجا کر حجرۂ سحر مین بند کرون حجرہ شکستہ ہوگیا اسی طرح کئی حجرے
شکستہ ہوے یہ لوح کا سبب تھا مگر لاہوت جادو اس سے بے خبر تھا
نہایت حیران ہوا کہ حجرہاے سحر کے شکستہ ہونے کا کیا سبب ہے یہ شگون اچھا نہین
ہے ہم دیکھتے ہین کہ زمانہ بربادی طلسم کا آگیا پہلے در بند پنجم پر آفت آئی
سال بھر بیشتر یہی نقابدار راہ پوشیدہ سے داخل در بند پنجم ہوا اور قیدیون کو
لے گیا اگر میمون شاہ اُسکو طلسم کے باہر کر کے لوح قبضہ مین نکرتا تو اسیوقت
طلسم برباد ہوتا اب یہ پھر داخل طلسم ہوا اور اسیر ہو کر یہان آیا
حجرہ ہاے سحر شکستہ ہوے جاتے ہین اب کیا تدبیر کرون اسنے ایک نامہ
خدمت بادشاہ طلسم یعنی ملک تکمین جادو مین روانہ کیا مضمون نامہ یہ تھا
کہ حجرہ ہاے سحر شکستہ ہوے جاتے ہین اب طلسم کشا کو کس مقام پر
قید کیا جاے جسوقت یہ نامہ ملک تکمین جادو کو پہونچا ملک تکمین جادو
نے وزرا کو جمع کر کے اُنسے صلاح لی اُنھون نے کہا کہ کہلا بھیجیے کہ اگر حجرہاے سحر
شکستہ ہوے جاتے ہین تو اُسے ایسے زندان مین قید کیا جاے جو ساختہ سحر
نہو بادشاہ طلسم نے یہ صلاح بہت ہی پسند کی اور جواب لکھ بھیجا

کہ اگر لاہوت جادو نقابدار کو ایسے مقام پر مقید کرو جو ساختہ ہو تو ہو لیکن قید محکم رکھنا اور پہرہ
دیوؤں کا قائم کر دینا کہ یہ نہایت زبردست بہادر ہے ایسا نہ ہو رہا ہو جائے اور زندانبان اسکے
ہاتھ سے مارے جائیں چنانچہ لاہوت جادو نے ایسا ہی کیا کہ ایک زندان تاریک میں
نقابدار کو مقید کر کے پہرہ چار دیوان زبردست کا قائم کر دیا نقابدار نہایت پریشان تھے
کہ روشنی یہاں بھی نہیں ہے کیا کروں اور کیونکر لوح کو دیکھوں اور بغیر لوح کو دیکھے ہوئے کوئی کام
کرنا درست نہیں اسی پریشانی میں تھے کہ دروازہ زندان کا کھلا اور ایک شخص کھانا لیے
ہوئے آیا جیسے ہی کچھ روشنی ہوئی نقابدار نے لوح کو نکالکر ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اے فتاح
طلسم قید کیوں نہیں توڑتا اور باہر زندان سے آکر دیوؤں کو مار نقابدار نے فوراً قید
پارہ پارہ کر ڈالی وہ شخص جو کھانا نقابدار کے واسطے لایا تھا وہ تو بھاگا اور نقابدار حجرہ
سے باہر آئے جیسے ہی دیوؤں نے دیکھا کہ قیدی زندان سے نکلا انہوں نے للکارا کہ
کہاں جاتا ہے نقابدار نے جواب دیا کہ جاتے ہیں طلسم توڑنے کو اگر تمہیں کچھ ہوسکے
ہو تو روک لو یہ سنتے ہی چاروں دیوؤں نے چاروں طرف سے گھیرا نقابدار نے تلوار کھینچی اور
جھپٹ کر ایک دیو پر حملہ کیا کہ دونوں پاؤں اسکے قلم ہوئے دیو زمین پر گرا دوسرے دیو
نے کہا کہ اب گرفتار کرنا اسکا ناممکن معلوم ہوتا ہے یا تو خود بھی حملہ کرو اور یا بھاگو ایک
دیو نے جھپٹ کر گرز مارا نقابدار نے وار اسکا خالی دیا دیو اوندھے منہ ضرب کے جھونک
میں سامنے آیا نقابدار نے بائیں گردن پر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر اسکا جدا ہو گیا دو دیو
بھاگ کھڑے ہوئے اور نقابدار انکے تعاقب میں چلے دیو جاتے جاتے ایک غار
میں پھاند پڑے نقابدار بھی ساتھ اسکے غار میں پھاند پڑے دیکھا کہ ایک صحرا ہے
اور اسمیں ہزار ہا رنگ کی تتلیاں اڑتی پھرتی ہیں اور ایک حجرہ کا طواف کر رہی ہیں نقابدار
قریب اس حجرے کے پہونچے دیکھا کہ نہ کوئی نگہبان ہے نہ زندانبان ہے دروازے بند
ہیں نقابدار نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ ملکہ کو تم جادو اسی حجرہ میں مقید ہے اور یہ جو تتلیاں
اڑتی پھرتی ہیں یہ اسکا لشکر ہے تم اس حجرہ کو کھولکر ملکہ کو رہا کرو پھر وہ ان تتلیوں کو
انسان بنالے گی یہ دیکھتے ہی نقابدار نے دروازے پر ہاتھ رکھا بند پایا جھپٹ کر
ایک لات ماری کہ دروازہ ٹوٹا دیکھا کہ ایک قفس لٹکا ہوا ہے اور اسمیں ایک تیتری بیٹھی
ہے نقابدار نے قفس کو اتارا اور تیتری کو قفس سے نکالا اور عکس لوح کا پڑا لایہ نہ ہوا
پھر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ ہاتھ سر پر اسکے پھیرو ایک کیل سر میں اسکے گڑی ہوئی معلوم
ہوگی جسوقت وہ کیل کھینچ لوگے یہ انسان ہو جائے گی نقابدار نے پکارا تیتری انکے
ہاتھ پر آبیٹھی نقابدار نے ہاتھ اسکے سر پر پھیرا کیل ہاتھ میں آئی نقابدار نے کیل
کھینچ لی بس دیکھا کہ تیتری زمین پر گر کر تڑپی اور صورت انسانی اسنے پیدا کی اور نقابدار
کو جھک کر سلام کیا اور پوچھا کہ آپ کون صاحب ہیں جو مجھ غریب کے حال پر رحم فرمایا
اور مجھے اس زندان تاریک سے رہا کیا دیکھا نقابدار نے کہ ایک نازنین حور جمال ہے

مگر حالت یہ ہے کہ آنکھیں بڑھتے ہوئے ہیں رنگت زرد آنکھوں میں حلقے پڑے ہوئے چہرہ اداس
فرمایا اے ملکہ کم جادو میں بھی ایک خادم تمھارے طالب کا ہون یہ نہیں کہ سکتا کہ تم بھی
اُنکی طالب ہو یا نہیں مین لشکر اسلام کی مدد کو گیا تھا وہان سے مجھے حال تمھاری اسیری کا معلوم
ہوا اور معلوم ہوا کہ بادشاہ اسلام تمھارے اسیر ہونے سے نہایت رنجیدہ ہین عجب عجب
کلمات حسرت آیات زبان پر لاتے ہین کبھی فرماتے ہین کہ کاش اس بادشاہی سے فقیری
ہوتی تو بہتر تھا کہ جہان چاہتے جاتے جو چاہتے وہ کرتے مگر وائے قسمت کہ ملکہ کم جادو
نے آکر اکثر ہماری مدد کی اور ہم خبر بھی نہیں دریافت کرسکتے اگر خود براے تلاش نکلیں تو لشکر
کی تباہی کا خیال اور بدیع الملک کی وصیت کا دھیان آتا ہے کہ وہ لشکر کو میرے سپرد
اور مجھکو لشکر کے حوالہ کر گئے اگر خود جاتا ہون اور لشکر پہ کوئی افتاد پڑے تو سارا الزام
میرے ہی سر رہیگا کیونکہ ہر وقت خطرہ دشمنون کا لگا ہوا ہے کتنی تباہیان ہو چکی ہین اور
کیسی کیسی بلائین نازل ہو چکی ہین اگر پھر کوئی بلا نازل ہو جاوے تو کیا کرونگا ہر چند کہ کوئی
بلاے ناگہانی کو روک نہین سکتا تاہم میرا موجود رہنا ضرور ہے کہ بغیر اسکے داغ بدنامی سے
بچنا ناممکن ہے مین نے اس خدمت کو اپنے ذمہ لیا اور یہان آکر بمدد خدا آپ کو رہا
کیا ملکہ کم جادو نے کہا کہ خدا اُنکو سلامت باکرامت رکھے آپ کا آنا بھی اُنھین
کے آنے کے برابر ہے ضرور آپ بھی کوئی عزیز اُنکے ہونگے جو اسقدر خیال ہوا کہ حضرت
بادشاہ کا آپ سے نہ دیکھا گیا یہ کام سوا عزیز کے دوسرا نہین کر سکتا اور مین بھی ایک
کنیز اُنکی ہون اگر اسقدر اُنھین خیال ہوا تو کونسی عجب کی بات ہے اپنے ملازمون اور خادمونکا
سبھی مالکون کو خیال ہوتا ہے آپ طالب کیا مجھکو ارشاد فرماتے ہین اگر یہ احسان کیا ہے
کہ مجھے قید سے رہا کیا ہے تو ذلیل نہ کیجیے مجھے تو دعوی کنیزی ہے اس سے زیادہ جو کچھ
کہیگا وہ زیبا نہ ہوگا لقا بدار مسکرا کر خاموش ہو رہے اور بات کو ٹالکر کہا کہ اس لشکر کو
اپنی ہیئت اصلی پر لائیے کہ یہ سب تباہ ہین کم کم جادو نے اُن تتلیون کیطرف دیکھ
اور کچھ اسم پڑھکر دونون ہاتھ اپنے ملاکر بلند کیے اور تتلیون سے اشارہ کیا جو تتلیان
اُسکے ہاتھون کے درمیان سے نکلین وہ اُسطرف جا کر انسان ہو گئیں غول کے غول تتلیون
کے شکل کر انسان ہوئے چالیس ہزار نازنینون مین صرف سینتیس ہزار باقی رہگئین اور
کوئی تین ہزار مرگئین کم کم جادو اپنے ملازمین کے لیے بہت روئی باقی کو ساتھ لیکر
لقا بدار سے کہا کہ ہر چند مین اتنے دنون کی قید مین بیکار ہو گئی ہون اور لائق مقابلہ
نہین ہون مگر آپ کے ساتھ ہون چلیے اور طلسم کو توڑیے لقا بدار نے فرمایا کہ اسکی
ضرورت نہین ہے بلکہ مین آپ کو پہلے قصر بلوریہ مین پہونچا دون پھر براے مقابلہ
جاؤنگا کم کم جادو نے کہا بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ مین آپ کو تنہا جانے دون لقا بدار
نے فرمایا کہ مین یہانتک تو تنہا ہی آیا جس خدا نے مجھے یہانتک پہونچایا اُسی کی
مدد فتح طلسم کے لیے بھی کافی ہے یہ فرماکر کم کم جادو کو ساتھ لیا اور بارادہ قصر بلوریہ

آگے بڑھے تھے کہ دیکھا سامنے سے ایک فیل مست جھومتا ہوا چلا آتا ہے عقب مین اسکے
بہت سے فیل ہین نقابدار اُسے فیل صحرائی سمجھے اور تلوار کھینچکر چلے کہ کم جادو نے
آواز دی کہ اسے فیل نہ سمجھے لوح کو دیکھ کر کام کیجیے نقابدار نے لوح کو دیکھا لکھا
تھا کہ اے فتاح طلسم اگر یہ فیل تمھاری تلوار سے قتل ہوا تو اسقدر خون بہے گا کہ دریاے
خون جاری ہو جائے گا اور تم اُسمین غرق ہو جاؤ گے لہذا تم کو چاہیے کہ جسوقت فیل
تمھارے قریب آئے دم اسکی پکڑ کر گردن پر چڑھ بیٹھو اور کہو کہ ہمین دربند مقابر پہ لے چل یہ تم کو
پہونچا دے گا اور یہ تمام فیل سوا تمھارے کم کم جادو کیطرف بھاگینگے یہ دیکھ کر نقابدار
رُکے جیسے ہی فیل قریب آیا اور اسنے گھونسا مارا نقابدار نے گھونسا فیل کا خالی دیا وہ
فیل اپنے زور مین پھر گیا پشت نقابدار کیطرف ہو گئی نقابدار نے دوڑ کر دم اسکی تھام
لی فیل نے بھاگنے کا قصد کیا نقابدار نے پاؤن زمین پر گاڑ دیے ہر چند فیل نے زور کیا
پر آگے نہ بڑھ سکا اب نقابدار ابلق سوار اسکی پشت پر جا کر گردن پر آ بیٹھے اور سر
پر گھونسا مارا کہ فیل چیخا اور دم کھڑی کر کے صحرا کیطرف بھاگا نقابدار نے کہا کہ مجھے
دربند مقابر پہ لے چل فیل جاتے جاتے ایک دربند مین بھاگ پڑا اور فیل جو اسکے ساتھ تھے
وہ بھی خندق مین بھاگے اُدھر سے خندق اسقدر تاریک تھا کہ کچھ نظر نہ آتا تھا اور فیل نقابدار
کو لیے بھاگا چلا جاتا تھا جاتے جاتے ایک درہ سے ہو کر باہر نکلا اب روشنی نظر
آئی اور نقابدار نے اپنے کو اُسی گورستان مین پایا جہان مقید ہو کر آئے تھے دیکھا کہ
ہزارہا قبرین ہین اور وسط میدان مین ایک بہت بڑا مقبرہ بنا ہوا ہے نقابدار نے لوح کو
دیکھا لکھا تھا کہ فلان اسم پڑھ کر اس فیل کے سر پر گرز مارو اور خود کو علیحدہ ہو جاؤ اور
تماشا قدرت خدا کا دیکھو نقابدار نے جلدی سے اسم پڑھا اور سر پر فیل کے گرز مار کر آپ
علیحدہ ہو گئے گرز پڑتے ہی ہاتھی نے چیخ مارا اور اپنے ساتھ والے ہاتھیون پر چلا وہ
ہاتھی بھاگے اور یہ پیچھے اُنکے دوڑا جس فیل کے قریب پہونچا دم اسکی سونڈ سے پکڑ کر
اُکھیڑ لی زخم سے بجاے خون شعلہ نکلا اور خود اسی فیل پر گرا اور جلا کر خاک کر دیا اسیطرح
یہ تمام فیل جلکر خاک ہو گئے آخر مین اس فیل نے اپنی دم آپ اُکھیڑ لی اور خود بھی جلکر
خاک ہو گیا اور آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من فیلان جادو لوہوا اب نقابدار حیران
ہین کہ کہان جاؤن اور کس سے لڑون اسواسطے کہ یہ گور غریبان ہے میدان جنگ نہین
کیا گھر سے نکلکر مقابلہ کرینگے کیا ہونا ہے تھوڑی دیر تک اِدھر اُدھر پھرا کیے اور
جا جا کر ایک ایک لوح تربت کو دیکھا شعر و بیاض کسی پر لکھا تھا کہ ؎ پاؤن پھیلاتے
تھے جتنے سامنے جاتے ہوئے + کاسۂ سر انکے دیکھے ٹھوکرین کھاتے ہوئے + کسی پر
تحریر تھا کہ ؎ نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا + مٹے نامیون کے نشان کیسے کیسے + کسی پر
تحریر تھا ؎ ہمین کیا جو تربت پہ میلے رہے + کہ مرقد مین ہم تو اکیلے رہے + اسیطرح
کے اشعار عبرت آثار ہر سنگ تربت پر مرقوم تھے ان اشعار کو دیکھ کر نقابدار یہ

ایسی عبرت طاری ہوئی کہ بیٹھ کر رونے لگے اور دل سے کہنے لگے کہ افسوس اس چند روزہ
زندگی کے واسطے کیا کیا جھگڑے ہوتے ہین حالانکہ بعد مرنے کے سب کی ایک
حالت ہوتی ہے مال دنیا سے سوا دو گز کفن اور سوا گز زمین کے کوئی کچھ نہین پاتا اس سے
بہتر یہ ہے کہ دنیا کو ترک کرو اور اسی گورستان مین بیٹھ رہو ہر طرح ایک دن مرنا ہے اور یہین
آنا ہے یہ سوچکر ایک قبر پر بیٹھ کر رونے لگے اتنے مین ایک فقیر سامنے سے نظر آیا
نقابدار کو سلام کیا نقابدار نے جواب سلام دیا اور پوچھا کہ تم کون ہو کہان رہتے ہو
فقیر نے کہا کہ مین تکیہ دار ہون اور اسی سامنے والے گنبد مین رہتا ہون تمھارا جی چاہے
تو وہین چلکر بیٹھو قبر پر بیٹھنے سے کیا فائدہ ہے آج فقیر کی مہمانی کو قبول کرو اور جو کچھ سوکھے
ٹکڑے مجھے میسر ہین وہ قبول کرو نقابدار اٹھ کھڑے ہوئے اور فقیر کے ساتھ چلے
فقیر نقابدار کو باتون مین لگائے ہوئے اس مقبرہ بلند کے قریب آیا آگے بڑھکر
دروازہ کھولا اور کہا آیئے نقابدار چاہتے تھے کہ قدم آگے بڑھائین کہ پاؤن نقابدار
کے تھرتھرائے بس جلدی سے انھون نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اگر تو نے اندر
مقبرہ کے قدم رکھا تو زندہ درگور ہو جائے گا یہ فقیر لاہوت جادو ہے اور فوج اسکی
انھین قبرون مین بند ہے دیکھ ہوشیار ہو جا اب جسوقت یہ فقیر تجھے اندر بلائے
تو لوح اسپر کھینچ مار تا بس جیسے ہی فقیر نے آواز دی کہ کیا ڈرتا ہے جو قدم آگے نہین
بڑھاتا معلوم ہوتا ہے کہ تجھے مرنا نہین ہے جو مقبرہ سے خوف کرتا ہے بس نقابدار
نے لوح منھ پر فقیر کے کھینچ ماری لوح جو پڑتی ہے فقیر کے جسم مین آگ لگ گئی جلنے لگا
اور فریاد کرنے لگا نقابدار نے دوڑ کر لوح اٹھالی لیکن فقیر نے اسقدر شور کیا کہ معلوم
ہوا اسرافیل نے صور پھونکا اور مردے قبرون سے نکل نکل کر نقابدار کیطرف دوڑے
لیکن ایک مردہ کفن پہنے ہوئے چھاگل پانی کی ہاتھ مین لیے ہوئے فقیر کیطرف
چلا نقابدار نے لوح کو دیکھا اسمین لکھا تھا کہ قبل اسکے کہ یہ مردہ لاہوت جادو
کے پاس پہونچے تم اسکے قریب جاؤ اور لوح کو اس پانی مین غوطہ دیکر نکال لو
پھر تماشا دیکھو اگر تم نے دیر کیا اور تم سے پہلے مردہ فقیر کے پاس پہونچ گیا
اور پانی کا چھینٹا اسنے دے دیا تو آگ بجھ جائے گی اور لوح سیاہ ہو جائے گی
کوئی خبر نہ دے گی اور نہ لاہوت جادو مرے گا اسیوقت تم کو گرفتار کرلے گا
بس یہ دیکھتے ہی نقابدار اس مردے کیطرف جھپٹے اور مردہ فقیر کیطرف دوڑا کہ جلدی
سے چھینٹا مار دون نقابدار نے قریب اسکے پہونچکر لوح کو پانی مین غوطہ دے دیا
اور الگ ہٹ گئے جو مردے قریب انکے آگئے انھون نے لپٹنے کا قصد کیا
نقابدار نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ دامن اپنا ہاتھ سے مردون کے بچاتا اور نہین
تو خود بھی مردہ ہو جائے گا اور ان مردون کا مردہ بھی تم پر بھاری ہو جائیگا انھین
مردہ نہ سمجھنا بلکہ یہ سب زندہ ہین یہ دیکھ کر نقابدار نہایت پریشان ہوئے کہ یہ

کمبخت تو بھوت بنکر چھپے پڑے ہیں ان سے کہو کہ بچوں ناچار تلوار کھینچی کہ بھاگا تو نہ جانے گا
اب چاہے گرفتار ہوں یا بچوں لیکن جیسے ہی تیغ لقا بدار کی ان مردوں پر پڑی چلا کر بھاگے
ادھر اس مردے نے چھاگل کا پانی فقیر پہ چھڑکا آگ تو فرو ہو گئی لیکن فقیر پانی ہو کر بہہ گیا
اور وہ پانی موجیں مارتا ہوا مردوں کی طرف چلا مردے بھاگے اور قبروں میں کودنے
لگے پانی نے تمام قبروں کو غرق کر دیا اور عجب الٹا اثر پیدا ہوا کہ جس قبر پہ پانی آیا
زمین سے دھواں پیدا ہوا اور ساحر کے مرنے کی آواز آئی کشتی مرا نام من فلان جادوگر بود
آخر میں یہ تمام پانی ایک قبر وسیع میں جا کر غائب ہو گیا اور زمین کو زلزلہ سا پیدا ہو گیا
آندھی چلی خاک اڑی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا بعد کچھ دیر کے آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا
نام من لاہوت جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو
روشنی ہوئی تو نہ قبریں ہیں نہ وہ مقبرہ بلند تھا چند ساحروں کی لاشوں کے درمیان
ایک ساحر کی لاش پڑی تھی اور دیکھا کہ ملکہ کم جادو اپنی فوج سمیت سامنے
کھڑی ہے کم کم جادو نے کہا کہ مبارک ہو در بند مقابر فتح ہو گیا لقا بدار نے کہا کہ
آپ کو راستہ در بند میمونیہ کا معلوم ہے کم کم جادو نے کہا کہ جی ہاں لقا بدار کم جادو
کے ساتھ در بند میمونیہ کی جانب چلتے ہیں وہاں ساحروں نے بادشاہ طلسم گنبد بے در
یعنی ملکہ ملمن جادو کو خبر پہنچائی کہ در بند مقابر طلسم کشا نے توڑ ڈالا اور
لاہوت جادو مارا گیا اب وہ کم کم جادو کو لیے ہوئے در بند میمونیہ کی جانب
روانہ ہوا ہے یہ سنکر ملمن جادو پریشان ہو گیا اور کہا کہ غضب ہوا ارے یہ کیونکر ہوا
ہو گیا اور لوح طلسم کس طرح اسکو دستیاب ہوئی لوگوں نے بیان کیا کہ میمون شاہ
نے تاج طلسم سے ساز کر لیا اسنے لوح دی ہوگی آپ کو میمون شاہ پہ بہت
کچھ اعتبار تھا اور ہم لوگ اسیوقت شک لئے تھے جبکہ پہلی مرتبہ طلسم کشا یہاں آیا تھا
اور اسیران طلسم کو رہا کر لے گیا تھا لیکن میمون شاہ نے یہ بہانہ کر دیا تھا کہ میں نے
قیدی اسکو دے دیے اور لوح لے لی وہ خود ہی لوح کو بیکار سمجھ کر پھینک گیا تھا اسلیے کہ جب وہ داخل
طلسم ہوا پھر اسے لوح مل گئی یہ سنکر ملمن جادو نے کہا کہ بلاؤ عقرب چشم جادو کو
کہ وہ فوج اپنی لے کر ملک میمونیہ پر جائے اور میمون شاہ کو مع طلسم کشا اور ملکہ
کم کم جادو وغیرہ کے گرفتار کرے یہ سنتے ہی عقرب چشم جادو حاضر کیا گیا اور
پوچھا کہ کیا حکم ہوتا ہے ملمن جادو نے اسے ملک میمونیہ پر بھیجنے کا حکم دیا
عقرب چشم جادو جانب ملک میمونیہ روانہ ہوا یہاں لقا بدار ابلق سوار ملکہ
کم کم جادو کو لیے ہوئے در بند میمونیہ میں پہونچے میمون شاہ آیا اور استقبال
کرکے لے گیا سب کو قصر بلوریہ میں ٹھہرایا کہ یہ جائے محفوظ ہے اگر بادشاہ طلسم
بھی آئے تو اندر قصر بلوریہ کے نہیں داخل ہو سکتا ہے اسلیے کہ خاصیت قصر بلوریہ
کی یہ ہے کہ جو شخص اندر قصر بلوریہ کے جاتا ہے وہ سحر بھول جاتا ہے یہ قصر خاص حکیم

جالینوس ثانی نے بنایا ہے اور اسی قصر میں وہ رہا کرتے ہیں جسوقت یہ مجلس قصر بلوریہ
میں آراستہ ہوئی نقابدار نے میمون شاہ سے کہا کہ اب ملکہ آپ کی حفاظت میں ہیں
اور میں دربند دون کیطرف جاتا ہوں جو درمیان میں باقی رہ گئے ہیں میمون شاہ نے
کہا کہ یہ حضور خوب جانتے ہیں کہ میں ساحر نہیں ہوں اور جو ساحر میرے محکوم ہیں وہ اس
قابل نہیں ہیں کہ ساحران طلسم سے مقابلہ کر سکیں اگر کوئی افتاد پڑے تو کیا ہوگا ہر چند کہ
مجھے اپنی کوئی فکر نہیں ہے مگر ملکہ کو اتنا سمجھاتے جائیے کہ یہ قصر بلوریہ کے باہر نہ آئیں کہ
ابھی یہ بھی قابل مقابلہ نہیں ہیں سحر انکا چھوٹا ہوا ہے یقینی بادشاہ طلسم کیطرف سے
کوئی نہ کوئی ساحر زبردست میری اور آپ کی گرفتاری کے واسطے چلا ہوگا نقابدار
نے کہا کہ پھر کیا کرنا چاہئے میمون شاہ نے کہا لوح کو ملاحظہ فرمائیے نقابدار نے لوح کو
دیکھا لکھا تھا کہ اے فاتح طلسم ترتیب شکست دربندان کی خراب ہو گئی اس لیے کہ ایک
مرتبہ تو قبل از وقت آیا اور دربند پنجم کو خراب کیا دوبارہ آکر دربند اول کو شکست کرکے دربند
دوم میں گرفتار ہوا اور بمجبوری دربند چہارم یعنے دربند مقابر کو توڑنا پڑا اب پہلے دربند
ششم کو توڑ بعد ازان دربند دوم اور سوم کو شکست کرکے دربند ہفتم پر لشکر کشی کرنا کہ
وہان بادشاہ طلسم سے مقابلہ ہوگا اگر بغیر دربند ششم کو فتح کیے ہوئے تو دربند دوم
یا سوم کیطرف جائیگا تو اہالیان دربند ششم اس ملک کو برباد کردینگے اور تیرا رفیق
میمون شاہ بھی گرفتار بلا ہو جائیگا یہ دیکھ کر نقابدار اٹھ کھڑے ہوئے اور دربند
میمونیہ سے جانب جنوب روانہ ہوئے جاتے جاتے ایک صحرا میں پہونچے کہ تمام صحرا
درختان چنار سے بھرا ہوا تھا درخت اسقدر گنجان تھے کہ دھوپ زمین تک بمشکل پہونچتی
تھی وروسط صحرا میں ایک چشمہ آب تھا گرد اس چشمہ کے بہت سے نارے اور رستے
رکھے ہوئے تھے انمیں چھوٹے چھوٹے درخت لگے ہوئے تھے پھول عجیب عجیب
رنگ کے کھلے ہوئے تھے کہ جنسے صنعت صانع قضا و قدر کی ظاہر ہو رہی تھی نقابدار
قریب اس چشمہ آب کے پہونچے چاہتے تھے کہ چشمہ سے ہاتھ منہ دھوئیں کہ تمام صحرا
میں آگ لگ گئی ہر چہار طرف جلنے لگے اور شعلے بھڑک کر پھیلنے لگے تمام
صحرا آتش بار ہو گیا کسیطرف سے نکلنے کا راستہ نہ تھا نقابدار نے جلدی سے لوح کو
دیکھا لکھا تھا کہ جسوقت صحرا میں آگ لگے تو فلان اسم جو پشت لوح پر مرقوم ہے پڑھ کر
اس چشمہ میں کود پڑو کنارے صحرا کے نکلو گے ایک ساحر انگیٹھی لیے
ہوئے بیٹھا ہوگا تم جا کر انگیٹھی اٹھا کر اسکے سر پر دے مارنا جسوقت اسکے جسم
میں آگ لگ جائیگی تو یہ آگ فرو ہوگی اور دربند آتش بار فتح ہوگا یہ دیکھتے ہی نقابدار
نے جلدی سے اسم پڑھ کر اپنے اوپر دم کیا اور چشمہ آب میں کود پڑے جسوقت
پاؤن زمین سے آشنا ہوئے ایک دروازہ دکھائی دیا نقابدار اندر دروازے کے
گئے اب جو دیکھا تو اپنے کو ایک صحرا میں پایا دیکھا کہ ایک ساحر درخت کے نیچے

بیٹھا ہوا دہتر مار رہا ہے انگیٹھی سامنے رکھی ہوئی ہے اور سامنے صحرا ہے چنار مین شعلے
بھڑک رہے ہین جو جو ساحر بخور روشن کرکے دہتر مارتا ہے آگ زیادہ ہوتی جاتی
ہے بس لقا بیدار جھپٹ کر سامنے پہونچے اور انگیٹھی اٹھا کر اُسکے سر پر دے ماری
کہ تمام جسم مین آگ لگ گئی اور یہ جلنے لگا جو جو ساحر جلتا تھا آگ درختان چنار
کی کم ہوتی جاتی تھی یہانتک کہ ساحر جلکر خاک ہوا اور درختان چنار حالت اصلی پر
آگئے کچھ دیر کے بعد آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من آتش بار جادو و بود حیف
مردیم و چاندار یم و بہ مطلب خود ورسیدیم اب لقا بیدار نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا
کہ دربند آتش بار فتح ہوا اب تمہین چاہیے کہ سر اس ساحر کا کاٹ کر اپنے ہاتھ مین لے لو
کہ آگے بڑھکر یہ کام آئے گا لقا بیدار نے سر اُس ساحر کا تلوار سے قلم کرکے ہاتھ مین لیا اور
ہدایت لوح کے موافق پھر دربند پنجم کیجانب روانہ ہوئے انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور
اول حال عقرب چشم جادو کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ چالیس ہزار ساحرون کی جمعیت سے
دربند میمونیہ پر آکے پہونچا اور لشکر اپنا اُتارا یہ خبر میمون شاہ کو ہوئی میمون شاہ
نہایت پریشان ہوا اور حال عقرب چشم جادو کے آنے کا ملکہ کم جادو سے
بھی بیان کیا اور اپنے لشکر کو بھی قلعۂ میمونیہ سے باہر نکالا عقرب چشم جادو نے
ایک نامہ میمون شاہ کو روانہ کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے میمون شاہ تو نے طلسم کشا
کو جگہ دی اور بادشاہ سے بغاوت پر کمر باندھی لہذا بہتر و مناسب یہ ہے کہ اپنے افعال
سے توبہ کر اور طلسم کشا کو مع کم جادو لیکے حاضر خدمت ہو ورنہ بہت خراب ہوگا
ملک چھن جائیگا اور عذاب الیم کے ساتھ قتل کیا جائیگا تجکو نہین معلوم کہ اس طلسم
کے کیا کیا اسرار ہین صرف لوح کام انہین دے سکتی ہے بہت سے ساحر اس طلسم کے
ایسے بھی ہین جنکا قتل بے لوح کے ممکن نہین ہے چنانچہ مین بھی اُنھین مین سے ہون
طلسم کشا میرا کچھ نکر سکیگا اور مین اُسے سر میدان گرفتار کرلے جاؤنگا جسوقت یہ نامہ
میمون شاہ کو پہونچا اُنھون نے جواب تحریر کیا کہ اے عقرب چشم جادو تو فقط
رازہاے طلسم سے آگاہ ہے اور مین اُس راز سے واقف ہون جس سے انجام بخیر
ہوتا ہے تو جس کام کے واسطے آیا ہے اُسے شوق سے انجام دے اگر تیرے گرفتار کیے
طلسم کشا گرفتار ہوسکے تو مین مانع نہین اور ملکہ کم جادو نے قصر بلوریہ مین قیام
کیا ہے اُن پر بھی کوئی قابو نہین پا سکتا ہے تو تو کیا ہے اگر خود دشمن جادو بادشاہ طلسم بھی
آئے تو ملکہ کو نہین اسیر کر سکتا ہے مین موجود ہون مجھے چاہے قتل کر چاہے اسیر کر لیجا
جو تجھسے ہوسکے وہ کر جسوقت یہ جواب عقرب چشم جادو کو پہونچا اُسنے حکم دیا
کہ بجے طبل جنگ اُسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر
میمون شاہ کو ہوئی میمون شاہ نے بھی اپنی فوج مین نقارۂ رزمی بجنے کا حکم دیا
دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی ساحرون نے سحر جگانا شروع کیے

الیاریان روشن ہوگئین اور ہر طرف تجور رانی سرسون گوگل لوبان وغیرہ کا ہونے لگا
آوازین یا سامری یا جمشید کی بلند ہوئین ڈنلے ڈیرو بج رہے تھے سنکھ پھنک رہے
تھے اسطرف میمون شاہ کے لشکر مین صرف اسی ہزار ساحر تھے جو قلعہ کی حفاظت
کے واسطے معین کئے اور مطیع اسلام ہونے کی وجہ سے لقا بدارا ابلق سوار کے
ہاتھ سے بچ گئے تھے یہ بیچارے اس قابل نہ تھے کہ عقرب چشم جادو سے مقابلہ
کر سکتے مگر سپر جگار رہے تھے اور آمادہ مرگ ہوگئے تھے آپس مین چرچے تھے کہ یارو
ایک دن مرنا ضرور ہے پھر موت سے خوف کرنا بالکل بیکار ہے سردار ہمارا گیا ہوا ہے
اگر وہ دربند آتش بار کو فتح کرکے آگیا تو کیا حقیقت ہے عقرب چشم جادو کی
چشم زدن مین وہ اسے راستہ دار البوار کا دکھا دیگا اور اگر وہ نہ آسکا تو ہم لوگون کی
قضا اسی کے ہاتھ سے ہے جو مرضی پروردگار کیا چارہ ہے غرضکہ اسی عالم مین زمانہ شب
برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے طائران باغ
محو خوش الحانی ہوئے دونون طرف کے اہل لشکر میدان مین آکر صفین آراستہ
کرنے لگے بعد آراستگی صفوف قتال وجدال نقیب منیب دے کر ہٹ گئے تھے
کہ عقرب چشم جادو نے اپنا اژدر سحر بڑھایا اور میدان مین آکر نعرہ مارا کہ جسکو
تمنائے مرگ و آرزوے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو یہ سنکر لشکر میمون شاہ
سے احراق جادو نکلا اور سامنے عقرب چشم جادو کے ہو کر اسنے کچھ اسم سحر
پڑھ کر دستک دی دیکھا کہ ایک پتلی سحر کی قرابہ ہاتھ مین لیے ہوئے پیدا ہوئی
احراق جادو نے کہا کہ لینا لشکر عقرب چشم جادو کو بس یہ سنتے ہی اس پتلی نے
جھپٹ کر وہی قرابہ سر پر عقرب چشم جادو کے کھینچ مارا کہ قرابہ ٹوٹا اور ہزارہا سانپ
پیدا ہوئے دو سانپ تو عقرب چشم جادو کی کنپٹیون سے لپٹ گئے اور باقی سانپ
لشکر پر جا کر گرے جسکو کاٹا وہ بیہوش ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد کھوپری چٹک گئی اور
موت کی نیند سو گیا اور عقرب چشم کی بھی یہ حالت ہوئی کہ یہ معلوم ہوا سانپون نے
کنپٹیون سے آگ اسکے تمام جسم مین پھونک دی کہ یہ چلا چلا پکارنے لگا اور پتلی قہقہہ
مار کر ہنسی اور اسکو غصہ آیا اور اسنے کہا کہ ہنستی کیا ہے تو میری طرف دیکھ جیسے ہی
پتلی نے اس سے آنکھ ملائی پانی ہو کر بہ گئی عقرب چشم نے کچھ اسم سحر پڑھ کر دونون
سانپون کو کنپٹیون سے چھڑایا اور اسی پانی مین کھینچ مارا کہ یہ بھی پانی ہوگئے اب اسنے
اس پانی سے تھوڑا سا پانی شیشہ مین بھر لیا اور کچھ اسم سحر پڑھ کر اسے پاس
اپنے رہنے دیا اور نشتر جھولی سے نکالکر تھوڑا سا خون پیشانی کا لے کر اس پانی مین
شامل کیا اور کچھ اسم سحر پڑھ کر سر احراق جادو پر کھینچ مارا اب جو وہ شیشہ احراق
کے سر پر پڑا ہے یہ معلوم ہوا کہ بارود مین آگ لگ گئی احراق جلنے لگا اور ہمہ تن
شعلہ بنکر اپنے لشکر پر گرا ہر چند ساحرون نے سحر کیے مگر کچھ نہ ہو سکا دم بھر مین سب جلکر

خاک ہوگئے آخر مین یہ شعلہ بھی فرو ہوگیا اور ایک آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من احراق جادو
بود حیف مردیم و جان دادیم و بہ مطلب خود نہ رسیدیم اب عقرب چشم جادو نے میمون شاہ
کو آواز دی کہ دیکھا تم نے ایک سحر نے میرے تمھارے لشکر کی کیا حالت کر دی کہ ایک
متنفس نہ بچ سکا پھر مین تم کو سمجھاتا ہون کہ دوسرون کے واسطے اپنی سلطنت نہ تباہ کرو
اب بھی اتقا بدار اور کم کم جادو کو میرے حوالے کر دو مین خطا تمھاری معاف کرا دونگا ورنہ
باندھ کر لیے جاؤنگا میمون شاہ نے کہا کہ او ملعون تیری کیا حقیقت ہے جو مجھے باندھ
لے جائے ہان اگر تقدیر مین یہی ذلت بدی ہے تو مجبوری ہے یہ سنکر عقرب چشم جادو نے
دو بال اپنے سر کے توڑے اور کچھ اسم سحر پڑھ کر میمون شاہ کیطرف پھینکے اور آواز دی
کہ باندھ لو اس نمک حرام کو دیکھا کہ دونون بال مار سیاہ بنکر میمون شاہ کیطرف چلے
سرداران فوج اگرچہ سحر و ساحری سے ناواقف تھے مگر اپنے مالک کی حفاظت کیواسطے
آپڑے اور تلوارون سے سانپون کے ٹکڑے کر ڈالے مگر یہ سانپ سحر کے بنے ہوئے
تھے اصلی نہ تھے کہ مر جاتے ہر ٹکڑا ایک سانپ ہو گیا اور لشکر کیطرف چلا یہانتک کہ
دو سانپ میمون شاہ کے قریب پہونچ گئے اور بازوون مین اسکے لپٹ کر مشکین کسلین
اور کھینچتے ہوئے عقرب جادو کیطرف لے چلے باقی سانپون نے افسران فوج کو اسیر کیا اور
عقرب چشم جادو کیطرف لے چلے عقرب چشم نے کہا اے میمون شاہ اسطرح چلنا
اچھا تھا جسطرح کہ کشتہ تھے یا یہ چلنا بہتر ہوا جسطرح اب تو چلا جاتا ہے میمون شاہ نے کہا
کہ یہی جانا اُس سے بہتر ہے کہ مجبوری سے ہم اپنے پاؤن سے دوزخ مین جانا اچھا نہین ہے
لیکن میمون شاہ نے ہلاک کر دعا کرنا شروع کی کہ اے رب پاک ذات مدد کر میری کہ اب یہ
کافر میری ذلت پر ہنستے ہین اور توہین کرتے ہین یہان تو یہ حالت ہے اور وہان ملکہ
کم کم جادو کو کسی نے خبر پہونچائی کہ عقرب چشم جادو نے دربند میمونیہ پر فوج کشی
کی ہے اور تمام ساحرونکو قتل کر ڈالا یقین ہے کہ میمون شاہ بھی گرفتار ہو جائے یا قتل
ہو بس یہ سنتے ہی ملکہ کم کم جادو اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنی فوج کو ساتھ لیکر روانہ ہوئی
اسوقت پہونچی کہ عقرب چشم جادو میمون شاہ کو گرفتار کر کے لشکر کے سپرد کر چکا
تھا اور آپ بتلاش اتقا بدار و کم کم جادو آگے بڑھا تھا اہل لشکر میمون شاہ کو قتل
کر رہا تھا کہ ملکہ کم کم جادو نے نعرہ کیا اور آواز دی کہ باش او حرامزادے یہ کیا ظلم
کر رہا ہے تجھے اگر میری تلاش ہے تو مین موجود ہون ان بیگناہون کے قتل کرنے سے
کیا فائدہ ہے یہ سنکر عقرب جادو نہایت خوش ہوا اور کہا کہ اے ملکہ کم کم جادو
بہتر یہ ہے کہ میرے ساتھ عزت سے چلی چلیے ورنہ مثل میمون شاہ کے ذلت و خواری
سے چلنا ہوگا ہرچند کہ آپ دختر ہین بادشاہ قلعہ ہفت رنگ کی اور شاگرد ملکہ
کیوان تاجدار کی ہین جو کہ بھائی ہین خداوند ساحران عالم یعنے الکوان تاجدار
کے مگر اب سحر آپ کا کمزور ہو چکا ہے سراسر آپ لائق مقابلہ نہین ہین ملکہ کم کم جادو نے

لگے کہ او ملعون اب بھی واپسون کے واسطے یہی سحر نافع کافی ہے یہ کہکر چہرہ پر ہاتھ
ڈالا اور ایک پھول اپنا عقرب چشم جادو پر کھینچ مارا کہ سینے پر اسکے پڑا یہ معلوم ہوا کہ
چنگاری گری سینہ پر اسکے گل داغ بن گیا اور اسقدر جلن اسکی داغ مین پیدا ہوئی کہ یہ
تڑپنے لگا اگر یہ طلسم بند نہ ہوتا تو جلکر خاک ہوجاتا اب ملکہ کم کم جادو نے لشکر پر عقرب جادو
کے آگ گری اور اسکے سحر کو کاٹ کر میمون شاہ کو رہا کیا ہرچند فوج عقرب جادو نے گولے
ترنج نارنج ملکہ کم کم جادو پر مارے لیکن جو حربہ آیا وہ نثار ہو کر گر پڑا اور کم کم جادو نے
ایک ہار گلے کا اپنے اتار کر کھینچ مارا کہ وہ ٹوٹا اور پھول اسکے بکھرے خوشبو پیدا ہوئی
ساحر جھومنے لگے ملکہ کم کم جادو نے اشارہ کیا کہ باندھو تو عقرب چشم جادو کو ساحر
جو بہادر سحر پکڑ پکڑ کر عقرب چشم جادو پر گرے اور گولے ترنج نارنج برسانے لگے
عقرب چشم جادو بوکھلا گیا ادھر تو سینے پر ایک چنگاری آگ کی روشن ہے اسکی سوزش
پریشان کر رہی ہے ادھر فوج مسحور ہوکر برگشتہ ہو گئی بس اسنے جلدی سے کچھ اسم سحر پڑھکر
دستک دی کہ سامنے سے ایک جوگی پیدا ہوا کہا جا اور بادشاہ طلسم کو اطلاع دے
جوگی تو اسطرف روانہ ہوا اور یہان عقرب چشم جادو نے تیغ سحر کھینچ کر اپنی فوج کو قتل
کرنا شروع کیا ہاتھی کی مثل اسی مقام کے واسطے خلق ہوئی ہے ملکہ کم کم جادو کھڑی
ہنس رہی تھی اور کہہ رہی تھی کہ بس اسی سحر پر تجھے ناز تھا دیکھا تو نے میرے سحر کو بس
یہ سنکر عقرب چشم جادو نے زبان مین نشتر مار کر خون لیا اور ایک ساحر کو ذبح
کرکے خون اسکا اپنی زبان کے خون مین آمیختہ کرکے کچھ اسم سحر دم کیے ان بکھرے
ہوئے پھولون پر کھینچ مارا جنکی خوشبو نے لشکر کو برگشتہ کر دیا تھا جس پھول پر قطرہ خون
گرا وہ جلکر خاک ہوا اور دھوان منتشر ہونے سے لشکر کے ہوش درست ہوئے اور
دست خون آلودہ سب نے سینے کے داغ پر مل لیا کہ چین ملے اب عقرب جادو
نے لشکر کم کم جادو پر اپنے لشکر کو گرا دیا ساحر ترنج نارنج گولہ فولادی کچھ پیکانون کا
پھل سحر کا پکڑ پکڑ کر گرے جنگ ہونے لگی سحر چلنے لگے قیامت برپا ہوئی
ادھر کم کم جادو اور عقرب چشم جادو مین سحر ہونے لگے لڑتے لڑتے قریب دوپہر
کے نوبت آئی اور اب دونون کی عجیب حالت ہے کہ دفعتہً زمین شق ہوئی اور نعرہ
ہوا کہ منم ممکن جادو دیکھا کہ بادشاہ طلسم زمین سے برآمد ہوا اور جھپٹ کر گلدستہ سحر
سینہ پر کم کم جادو کے کھینچ مارا کہ کم کم جادو کو بیہوشی طاری ہوئی ایک تو یہیون ہی
لائق مقابلہ نہ تھی دوسرے بادشاہ طلسم نے دھوکا دیا اور سنبھلنے کی مہلت نہ دی بس
جیسے ہی کم کم جادو بیہوش ہوئی ممکن جادو نے کہا او عقرب چشم اسے تو مین لیے
جاتا ہون اب تو دربند میمونیہ کو مٹا کر آنا یہ کہکر پنجہ بشیر گرا اور کم کم جادو کو لیے
ہوئے تا حسب قلعہ ممکن چشمار روانہ ہوا اب عقرب چشم جادو پھر چلا اور اسنے
[illegible] لشکر کم کم جادو کا اپنے مالک [illegible] جاسکے [illegible]

اور دست بدعا ہوا کہ بارالہٰا اس بلا سے نجات دے ابھی ہم قید بلا سے چھوٹے تھے
کہ پھر اسیر ہوا چاہتے ہیں اور ملکہ تو اب ایذا سے قید ہرگز نہ اٹھا سکیں گی ہنوز سخن
در دہان تھا کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا اور جانب صحرا سے تیغ گرد و غبار بلند ہوا جس وقت
گرد قریب ہو کر شق ہوئی دیکھا کہ نقابدار ابلق سوار سر آتش بار جادو کا ہاتھ میں
لیے ہوئے چلے آتے ہیں میمون شاہ تو آمد نقابدار سے نہایت خوش ہوا اور آواز
دی عقرب چشم کو کہ لے قضا تیری آپہونچی ہے لیکن عقرب چشم جادو کو کوئی پروا نہ ہوئی
اسلیے کہ یہ جانتا ہے میری قوت کو صرف لوح طلسمی کافی نہیں ہے جب تک دربند
شش چشم فتح نہ ہو اسوقت تک میں کبھی قتل نہیں ہو سکتا ہوں اور دربند شش چشم کا نقابدار
کو خیال بھی نہ ہوگا یہ ابتدائی دربندوں کو پہلے شکست کرے گا یہ خبر نہ تھی کہ نقابدار نے
دربند شش چشم کو توڑ ڈالا ادھر نقابدار ابلق سوار نے دیکھا کہ دربند میمونیہ میں ایک قیامت
برپا ہے ساحروں میں جنگ ہو رہی ہے ہر طرف ساحروں کے مرنے سے شور فریاد و فغان
بلند ہے آندھیاں چل رہی ہیں آتش باری و برف باری ہو رہی ہے آوازیں کشتی مرا کی بلند
ہیں بس نقابدار نے نعرہ کیا کہ تمام صحرا تھرا گیا اور عقرب چشم جادو بھی کانپ اٹھا
مگر دل کو مضبوط کیا کہ یہ تیرا کیا کرے گا اور ترنج سحر پھینککر طرف نقابدار کے چلا نقابدار
نے لوح کو اٹھا کر ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ ای نقابدار بہادر یہی سر جو تمھارے ہاتھوں میں ہے
فلان اسم پڑھ کر عقرب چشم جادو پر کھینچ مارو پھر تماشا قدرت خدا کا دیکھنا نقابدار نے
ایسا ہی کیا سر جو سینہ عقرب چشم جادو پر پڑا یہ معلوم ہوا کہ ایک گولہ پڑا سینے کو توڑ کر
پار گذر گیا اور عقرب چشم جادو زمین پر گر کر تڑپنے لگا شور قیامت برپا ہوا پتھر شور
گرنے لگے تمام میدان لرزنے لگا جسوقت لاش اسکی پھڑک کر سرد ہوئی آواز آئی
کہ کشتی مرا نام من عقرب چشم جادو بود افسوس مردم وجاندادیم و بہ مطلب خود نرسیدیم
ادھر لشکر ملکہ کم کم جادو نے لشکر عقرب چشم کو شکست دی یہ ساحر لاش عقرب چشم جادو
کی اٹھا کر طرف قلعہ نمن حصار کے فرار کر گئے اور میمون شاہ نقارہ فتح بجاتا ہوا نقابدار
کو لیے ہوئے قلعہ میمونیہ میں داخل ہوا لیکن جسوقت حال گرفتاری ملکہ کم کم جادو
کا سنا تو نقابدار نہایت پریشان ہوئے اور کہا کہ اب کیا ہوگا میمون شاہ نے
کہا کہ اب شام ہوگئی ہے رات بھر تو قصر بلوریہ میں آرام کیجیے صبح کو جو حکم لوح دے
اسکے موافق عمل میں لایے گا یہ سنکر نقابدار خاموش ہو رہے اب انکو تو یہاں چھوڑا جاتا
ہے اور حال نمن جادو کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ ملکہ کم کم جادو کو اسیر کیے ہوئے قلعہ میں
آیا اور تکلم زبان پر کم کم جادو کی سوزن کر کے قفس میں بند کیا اور ہوشیار کر کے کہا
کہ کیون اے کم کم جادو اب کیا کہتی ہو اگر وصل اس شخص کا منظور کرو تو بہتر ہے ورنہ اب
میں تم کو تمھارے باپ ملک افسر زرین پوش کے پاس قلعہ ہفت رنگ میں
پہنچا دونگا وہ [illegible] نہ جا سکیں گے نہ تم کو رہا کر سکیں گے اور اگر وصل میرا

منظور کرو تو میں ابھی اس قفس سے رہا کر دوں اور اگر تم کو یہ خیال ہو کہ لقا بدار صاحب لوح
ہے تو یہ ہمیں رکھو کہ لوح ہمارا کچھ نہیں کر سکتی ہے نہیں بھی۔ معلوم تھا کہ بانیان طلسم لوح بنا کر
چھوڑ جاتے ہیں ہم نے اسکا بھی انتظام کر لیا ہے کہ ایک ساحر کی روح دوسرے کے ساتھ
وابستہ ہے لقا بدار سر پٹک کر مر جائے گا مگر ہرگز ملمن حصار پر قابو نہ پائے گا اگر میں دروازہ
قلعہ کا بند کر دوں تو لقا بدار لوح کی قوت سے نہ دروازہ کھول سکتا ہے اور نہ تم کو رہا کر سکتا
ہے جب یہاں تک پہونچ نہ سکے گا تو رہا کیونکر کرے گا یہ سنکر کم کم جادو کی آنکھوں سے
آنسو جاری ہوئے اور چشم حسرت سے جانب فلک دیکھا کہ یہ بھی شان خدا کی ہے کہ ایک
ادنے ادنے ملازم ہمارے خواستگار ہوں اگر اس حال پر ملال میں نہ ہوتی تو زبان اسکی
گدی سے کھینچ لیتی مگر خیر اب تو مبتلائے بلا ہوں اگر اس آفت سے نجات نہ پائی تو خیر دیکھا
جائے گا ملمن جادو نے خوش ہو کر قلم دوات سامنے ملکہ کے رکھ دی کہ جو منظور ہو وہ
تحریر کرے ملکہ نے سکوت سے کام لیا اور کوئی جواب اسکے سخنان بیہودہ کا نہ دیا آخرش
ملمن جادو نے قفس ملکہ کا ایک درخت میں لٹکوا دیا اور خود انتظام جنگ میں مصروف
ہوا کیونکہ اسے یقین تھا کہ فتاح طلسم لشکرکشی ضرور کرے گا وہاں جسوقت رات
گذر کر صبح ہوئی تو لقا بدار نے لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ ای فتاح طلسم تم کو چاہیے
کہ ہر رنج و بلا میں شاکر رہو اور نظر الطاف الٰہی پر رکھو کم کم جادو کی اسیری کا خیال
ذرا بھی نہ کرو دنوں کی تکلیف قسمت میں کم کم جادو کی اور ہے پہلے جاکر دربند دوم کو
فتح کرو اور مہالان جادو کو قتل کر بعد اسکے جو کچھ لوح بتلائے اسپر عمل کرنا اور اب کوئی
ساحر اس دربند پر نہ آئے گا کیونکہ بادشاہ طلسم کو انتظام قلعہ ملمن جادو سے اتنی
فرصت نہیں ہے جو وہ دوسری طرف خیال کرے یہ دیکھ کر لقا بدار ابلق سوار جانب
مشرق روانہ ہوئے کہ اسی طرف کی ہدایت لوح سے کی گئی جاتے جاتے ایک صحرائے
سبز و خرم میں پہونچے لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ یہ دربند مہالان نہیں ہے اور آگے جاؤ
جہاں سے ریگستان شروع ہوا ہے سرحد دربند دوم کی سمجھنا لقا بدار آگے روانہ ہوئے
سیر صحرا کرتے ہوئے دو پہر کے وقت بیابان ریگ میں پہونچے ریگ اسقدر گرم
تھی کہ چند قدم کی رہروی میں موزے گرم ہو گئے اور دھوپ کی تابش سے اسلحہ
جلنے لگے تشنگی غالب ہوئی سب حالتیں وہی پیدا ہوئیں جو پہلی مرتبہ پیدا ہوئی تھیں
لیکن کوئی انسان نظر نہ آیا جسوقت چہار دیواری باغ کی دکھائی دی لقا بدار نے
لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم اسی قاعدے کو یاد کر کہ اگر دروازہ کھلا ہوا ہو
تو دیوار توڑ کر اندر باغ کے داخل ہو اور اگر دروازہ بند ہو تو دروازہ توڑ کر داخل باغ
ہوا کر پہلی ہی مرتبہ تو اس قاعدہ پر عمل کرتا تو مبتلائے بلا نہ ہوتا اور اتنی زحمتیں نہ
اٹھانا پڑتیں لقا بدار قریب دروازہ باغ کے پہونچ کر دروازے پر گرز مارا کیونکہ
دروازہ بند تھا ساتھ ہی گرز کے دروازہ اکھڑ کر گرا وہاں اندر باغ کے ایک شور بلند ہوا

کہ وہ پیدا دکر ہوا پہونچا لقا بیدار جلدی سے داخل باغ ہوئے دیکھا کہ وہی نازنین جو پہلی مرتبہ ملی تھی
بال پریشان کیے ہوئے ہاتھوں رومال سے باندھے روتی پیٹتی چلی آتی ہے لقا بیدار نے لوح کو دیکھا
لکھا تھا کہ قریب ہیں اسکے نہ آنا کہ یہ مکار ہے اور پھر گرفتار بلا کرنا چاہتی ہے جسوقت یہ قریب
تیرے آئے اور قدموں پر گرے خیال اسکی عاجزی پر نہ کرنا کہ آیندہ تمھیں عاجز و مجبور ہونا پڑیگا
تمھیں چاہیے کہ فلاں اسم جو کنارہ لوح پر لکھا ہے پڑھتے رہو جب یہ تیرے پاؤں پر جھکے لوح
اسکی پشت پر دے مارنا لقا بیدار نے ایسا ہی کیا کہ جب یہ قدموں پر جھکی لقا بیدار نے
لوح پشت پر ماری سینہ کو توڑ کر پار گذر گئی اور مہالان جادو چیخ مار کر زمین پر گری اور
شعلہ بنکر تمام باغ کو جلا دیا بڑی دیر تک شور گیر و دار بلند رہا پھر خاک اڑا دیے جب
کوئی قابو نہ چلا پکار کر چپ ہوئے کہ کشتی ورا نام ہے مہالان جادو بود حیف مردیم وجا ندادیم
و بمطلب خود نہ رسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا لقا بیدار نے کہ صحرا ہے اور لاش ایک
لڑکی کی پڑی ہوئی ہے کہ سن اسکا تخمینا سولہ برس سے کم ہوگا رنگ اسکا تانبے کے مانند سیاہ
ہے دو دانت بڑے بڑے لٹکے ہوئے ہیں لقا بیدار لاش کو اسکی ٹھوکر مار کر آگے بڑھے
لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اب مرحلہ دربند سوم کا اور باقی ہے بعد اسکے بادشاہ طلسم سے
مقابلہ ہے میدان سے دہنی جانب روانہ ہو اور جسوقت قریب ایک مینار بلند کے پہونچ گے
تو پھر لوح کو دیکھ لینا لقا بیدار دہنی جانب روانہ ہوئے جاتے جاتے دو گھڑی دن باقی ہوگا
کہ ایک میدان وسیع نظر آیا وسط میدان میں ایک مینار بلند تھا اوپر اسکے ایک عقاب
بیٹھا ہوا تھا جیسے ہی عقاب نے لقا بیدار کو دیکھا آواز دی کہ اے پاسبانان دربند مینارہ ہوشیار
ہو جاؤ کہ طلسم کشا آ پہونچا یہ سنتے ہی صحرا سے چار شیر پیدا ہوئے اور گرد لقا بیدار کے کاوے
کرنے لگے اور ادھر عقاب نے لقا بیدار کے سر پر تاؤ سے لگانا شروع کیے لقا بیدار نے
لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم و سیاح این عجائبات جسوقت شیران طلسمی گھیر لیں اور عقاب
تاؤ سے لگانے لگے تو تجھے چاہیے کہ فلاں اسم پڑھکر اپنے اوپر دم کرے اور لوح اسطرح
پھینک دے کہ دور جاکر گرے عقاب لوح لینے کو جھپٹے گا اور شیر بھی لوح کیطرف دوڑ جائینگے
تو فورا گرز سے اس مینار کو منہدم کر دینا مینار گرتے ہی ایک قفس بھی گرے گا کہ وہ مینار کے
اندر ہے تیلیاں قفس کی توڑ کر باز کو رہا کرنا کہ یہ باز بھائی ہے ملک ٹمن جادو کا پہلے یہی
بادشاہ طلسم تھا ٹمن جادو نے ارکان دولت سے ساز کرکے اسکو گرفتار کر لیا تھا
جسوقت باز رہا ہوگا عقاب کو مار کر انسان ہو جائیگا اور تیرا شریک ہوگا اس سے تجھے
بڑی مدد ملے گی اور یہ شیر عقاب جادو کے چار فرزند ہیں موت انکی عقاب جادو
کے مرنے پر موقوف ہے اور اگر تو نے اپنے کام میں دیر کی اور سات چکر پھر ان نے گرد
تیرے لگائے تو بھی مثل اس مینار کے بے حس و حرکت ہو جائیگا یہ دیکھتے ہی لقا بیدار
نہایت پریشان ہوئے اور جلدی سے اسم کو تمام کرکے لوح بقوت تمام پھینکی کہ دور جاکر
گری عقاب لوح کیطرف کندھے جوڑ کر چلا اور شیروں نے بھی لوح کا رخ کیا لقا بیدار کو

ظلمت با جمعیت کہ بقوت صاحبقرانی مینار پر گرز مارا کہ اُڑا اڑا کر مینار گرا اور ایک قفس بند عکت
ہوا سامنے آ کر نقابدار کے گرا ایک باز اس قفس میں پھڑپھڑا رہا تھا نقابدار نے جلدی
سے قفس کو توڑ کر باز کو رہا کیا باز رہا ہوتے ہی قفس سے جو طرف عقاب کے طرف چلا عقاب
اوج کو جو مین دبا کر اڑا تھا کہ باز سر پر پہونچ گیا اور پر مار کر پہلے تو اوج کو گرا دیا بعد اُسکے پنجہ
مین گردن دبا کر زمین پر لٹا دیا اور گردن نوچ کر عقاب کو مار ڈالا اب چاروں شیر باز پر جھپٹ کر
چلے تھے کہ باز نے جسکو پر مارا وہ جلکر خاک ہوا چاروں شیر جل گئے اور باز خون عقاب
مین لوٹنے لگا دیر تک گیرودار کی صدائین بلند رہین آندھی چلا کی خاک اڑا کی بعد کچھ دیر کے
آوازین پیدا ہوئین کہ کشتی مرا نام من عقاب جادو بود جمعیت مردیم و جان دادیم و بہ مطلب
خود نہ رسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا نقابدار نے کہ لاشین پانچ ساحرون کی پڑی
ہوئی ہین اور ایک جادوگر اس حال خراب سے کہ بال و ناخن تڑپتے ہوئے مین چلا آتا ہے
نقابدار نے فرمایا تو کون ہے اسنے دست بستہ عرض کی کہ غلام وہی باز ہے جسے حضور نے ایک
مدت کے بعد قید سے رہائی بخشی مین بھائی ہون ملک ہمن جادو کا نام میرا املن جادو
ہے مین نے خواب دیکھا تھا کہ جسوقت فتاح طلسم آئیگا اسوقت پھر تجھے سلطنت نصیب
ہوگی مگر تو اطاعت فتاح طلسم کی اختیار کرنا اور مذہب اسلام کو قبول کرنا اور اُسکا شریک
ہو کر اسکے مددگار رہنا لہذا غلام بسر و چشم خدمت کے واسطے موجود ہے نقابدار نے لوح کو دیکھا
لکھا تھا کہ یہ سچ کہتا ہے جو کچھ کہے اُسے صحیح جانو اور دروغ نہ تصور کرو یہ دیکھ کر نقابدار بہادر
نے املن جادو کو اپنے ساتھ لیا اور جانب دربند مینو روانہ ہوئے انھین پھر راہ
مین چھوڑا جاتا ہے اور حال ہمن جادو کا گذارش کیا جاتا ہے کہ جسوقت اسنے انتظام
قلعہ ہمن حصار سے فراغت پائی تو وزرا سے صلاح کی کہ اب کیا کرنا چاہیے سب نے
عرض کی کہ اطمینان سے بیٹھے رہیئے اگرچہ لوح طلسم کشا کے پاس ہے مگر بیکار ہے اسلیے کہ
لوح قتل املن جادو کی ہے کیونکہ اصلی بادشاہ طلسم وہی تھا آپ نے اپنی زندگی کا
سامان ایسا مضبوط کر لیا ہے کہ کوئی آپ کو قتل نہین کر سکتا بادشاہ نے کہا یہ سچ ہے مگر جو
نقابدار نے دربند منارہ فتح کر لیا اور املن جادو رہا ہو کر اُسکا شریک ہوگیا تو بڑی مشکل
ہے اسواسطے کہ وہ اسرار طلسم سے آگاہ ہے اور بڑا بڑکا ساحر ہے اگرچہ سحر اُسکا ترک ہے اور
بالفعل وہ قابل مقابلہ نہین ہے مگر سات روز بعد وہ مقابلہ کر سکتا ہے میرے نزدیک
یہانسے چلکر قصر بلوریہ پر پہلے قبضہ کر لینا چاہیے ورنہ یہ مقام محفوظ بھی اسی کے قبضہ
مین رہے گا جسوقت اسے شکست ہوگی وہ قصر بلوریہ مین پناہ لے گا ہم اُسکا کچھ نہ
کر سکینگے امرا و وزرا نے عرض کی کہ جو مناسب جانیے وہ کیجیے بادشاہ نے کہا کہ فہیم جادو
اور سہیم جادو کو بھیجے دیتا ہون کہ وہ جا کر قلعۂ بلوریہ پر قبضہ کر لین اور میمون شاہ سے
یون نہ بولین اگر وہ مزاحمت کرے تو اس نمک حرام کو قتل کرین غرضکہ ایسا ہی ہوا کہ
یہ دونون ساحر حسب الحکم بادشاہ اسی ہزار ساحرون کی جمعیت سے جانب قصر بلوریہ

روانہ ہوئے وہاں میمون شاہ انتظار نقا بدارا بلق سوار مین بیٹھا تھا کہ یکایک جانب
قلعۂ تکمن حصار سے لکہ ہاے ابر مختلف اللون نمایان ہوئے او زرین کیطرف متوجہ ہوئے
اسنے رفقا سے اپنے کہا کہ آمد فوج ساحرون کی معلوم ہوتی ہے خدا خیر کرے مالک ہمارا ابھی
در جند و نکو فتح کرکے آیا نہیں اور یہان یہ سامان ہین دیکھیے کیا ہوتا ہے اتنے مین وہ ابر زمین
پر اُترے اور پھر لگے ابر مین سے ساحر نمودار ہوئے اور انھون نے سامنے قلعہ میمونیہ
کے خیمہ اپنا برپا کیا اور فہیم جادو نے میمون شاہ سے کہلا بھیجا کہ ہم بادشاہ طلسم کی جانب سے
قصر بلوریہ پر قبضہ کرنے آئے ہین اگر تم مزاحمت نہ کروگے تو ہم تم سے تعرض نہ کرینگے کہ
ہم کو حکم جنگ نہین ملا ہے اور اگر اس معاملہ مین دراندازی کروگے سزاے سخت ملیگی
جسوقت یہ پیام فہیم جادو کا میمون شاہ کو ملا یہ نہایت پریشان ہوا لیکن کنیزان ملکہ گم گم
نے میمون شاہ کو بہت تسلی دی اور کہا کہ تم پریشان نہ ہو اگرچہ مالک ہماری گرفتار
بلا ہوئی ہے لیکن پھر خدا رہا کردے گا جسوقت تک ہمارے دم مین دم باقی ہے قلعہ بلوریہ
پر قبضہ نہ ہونے دینگے اور خدا سے امید یہ ہے کہ جنگ ختم ہونے سے پیشتر نقا بدار دلاور
بھی تشریف لے آئینگے وہ ایک دم مین سب کو مار کر بھگا دینگے کیونکہ صاحب لوح ہین
بالفعل آپ یہ جواب لکھ بھیجیے کہ ہمین دو روز کی مہلت دو ہم تیسرے روز جواب دینگے
اتنے عرصہ مین یقینی نقا بدار دلاور در جند و نکو فتح کرکے آجائینگے اور اگر فہیم جادو
مہلت نہ دے گا کچھ پروا نہین خداوند کریم حافظ و نگہبان ہے میمون شاہ نے اسیوقت
انکی راے کے موافق جواب تحریر کر دیا قاصد جواب نامہ لے کر فہیم جادو کے پاس گیا
اور جواب پیش کیا فہیم جادو جواب پڑھ کر نہایت برہم ہوا اور اسنے حکم دیا کہ بجے طبل
جنگ کل دم بھر مین قصر بلوریہ مع قلعۂ میمونیہ کے لونگا اور اس نمک حرام کو گرفتار کرکے
خدمت بادشاہ مین لے جاؤنگا کیونکہ اب بغیر اسکے چارہ نہین ہے یہ دراندازی ضرور کریگا
یہ فوج گم گم جادو کے زور پر بھولا ہوا ہے غرضکہ حسب الحکم فہیم جادو نقارۂ رزمی پر چوب
پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی ہرکارے خبر لے کر خدمت مین میمون شاہ کی آئے اور
بعد دعا و ثناے شاہی بجا لانے کے عرض کی کہ فوج دشمن مین طبل بجا ہے آپ کیا حکم
دیتے ہین میمون شاہ نے کہا کہ ہمارے یہان بھی نقارۂ رزمی بجے جو کچھ ہونا ہوگا وہ
میدان مین ہو جائے گا سے دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تر ست ٭ یہان بھی کوس
حربی نوازش مین آیا تیاری جنگ ہونے لگی ساحر اپنے سحر جگانے لگے غیر ساحر
حربہاے جنگ درست کرنے لگے تمام رات تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ
آراے میدان قتال وجدال ہوئے نقیب نہیب دے کر نکل گئے تھے کہ لشکر کفار سے
فہیم جادو نکلا اور میدان مین آکر اسنے کچھ اسم پڑھ کر جانب آسمان اشارہ کیا دیکھا کہ
ہزارہا طائر پیدا ہوگئے اور لشکر میمون شاہ پر گرے جسپر سایہ طائر کا پڑ گیا وہ پتھر
ہو گیا لشکریان ملکہ گم گم جادو نے ہرچند سحر کیے اور چاہا کہ اس بلا کو دفع کرین مگر

ممکن نہ ہوا تھوڑی دیر کے بعد نصف سے زیادہ لشکر تیمور کا ہو گیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ صحرا
مین تماشہ بنایا گیا ہے اب تو ان لوگون نے دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے
اور عرض کرنے لگے کہ اے کس بیکسان و اے داد رس غریبان اس وقت مشکل مین ہماری خبر
لے اور ہم کو اس بلا سے نجات دے ہم نہین جانتے کہ ہم پرستش کنار کے لائق نہین
مرکر بت ہوتے سے خاک ہو جانا بہتر ہے ہنوز سخن ور دہان تھا کہ تیر دعا ہدف مراد پر پڑا
اور جانب صحرا سے تنق گرد بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے یکایک گرد شق ہوئی
دیکھا کہ نقابدار ابلق سوار پشت مرکب پر بیٹھے ہوئے لوح مثل آفتاب کے چمکتی
ہوئی ہاتھ مین تیغ کھینچا ہوا آتے ہین نقابدار نے نعرہ کیا اور فہیم جادو کیطرف چلے
فہیم جادو نے کہا کہ او نقابدار مفلوک روزگار تو کہان سے آیا ہے کہ تمام طلسم مین ہلچل
ڈالدی ہے در بند و نکو تو نے شکستہ کیا ساحرون کو مارا مگر میرا تو کچھ نہین کر سکتا ہے
اسواسطے کہ لوح میرے قتل کو کافی نہین ہو سکتی ہے بادشاہ ہمارا نہایت ہوشیار ہے وہ
سمجھتا تھا کہ طلسم کے لیے لوح ضروری چیز ہے اگر فتاح طلسم آیا اور لوح اُسکے ہاتھ لگ
گئی تو بے بسی کے ساتھ قتل ہو جائینگے اُسنے انتظام اسکا یہ کیا کہ لوح کو اپنے اور اپنے
چند سردارون کے واسطے بیکار کر دیا اور اپنی موت کا سامان اس لوح کے علاوہ مقرر کیا
جس سے کوئی باخبر نہین ہے اب مین تجکو سر میدان مارونگا یہ سنکر نقابدار دلاور نے
فرمایا کہ او ملعون اگر لوح بیکار ہو گئی تو اقبال میرا بیکار نہین ہوا ہے اب دیکھون تو میرے
ہاتھ سے قتل ہوتا ہے یا مجکو تو قتل کرتا ہے یہ فرماتے ہوئے فہیم جادو کیطرف بڑھے
فہیم جادو نے جھپٹ کر ترنج سحر زمین پر مارا کہ ترنج پڑتے ہی تڑاقا پیدا ہوا زمین شق
ہوئی اور دھوان نکلا کہ لوح سیاہ ہو گئی اور نقابدار گلے تک غرق زمین ہو گئے اور
فہیم جادو تیغ سحر پکڑ کر نقابدار کیطرف چلا یہ دیکھ کر ہیمون شاہ نے گریبان پھاڑا
اور لشکر گم گم جادو کے لوگ جھپٹ پڑے گولے ترنج نارنج فہیم جادو پر مارے
لیکن یہ ساحر بلا سے بے درمان اور آفت روزگار ہے انھین چند ساحرون پر مدار
سلطنت ہے چارون طرف سے اسپر ترنج و نارنج تیر و تفنگ کی بوچھار ہو رہی تھی مگر
کوئی حربہ کارگر نہ ہوتا تھا جدھر ہاتھ سے اشارہ کر دیا ہر بہاسے سحر پلٹ پڑے اور
فہیم جادو نقابدار ابلق سوار کو قتل ہی کیا چاہتا ہے تیغ سحر ہاتھ مین کھینچا ہوا ہے
شاہزادہ بار بار لوح کو دیکھتا ہے لوح سیاہ ہے کہ یکایک ایک برق چمکی اور چمک کر
سر فہیم جادو پر پڑی کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے ساتھ ہی نعرہ ہوا کہ منم شاہنشاہ ساحران
یعنی ملک انکن جادو کیون او نمک حرام تو نے ثمرہ محسن کشی کا دیکھا بس اسکے مرتے ہی
زمانہ تیرہ و تار ہو گیا آندھی چلی خاک اُڑی شور گیر و دار برپا رہا بعد کچھ دیر کے آواز پیدا
ہوئی کہ کشتی مرا نام من فہیم جادو بود حیف مردیم و جان ندادیم و بہ مطلب خود نرسیدیم
اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش فہیم جادو کی زمین پر پڑی ہے اور جسقدر لوگ کہ پتھر کے

ہو گئے تھے وہ اپنی ہیئت اصلی پر آ گئے نقابدار ابلق سوار نے بہت تعریف کی املن جادو
نے کہا کہ میں اسی غرض سے حضور سے علیحدہ ہو گیا تھا میں جانتا تھا کہ اب اُن ساحروں سے
سامنا ہوگا جنسے لوح کا تعلق نہیں ہے اور سامان قتل اُنکا علیحدہ ہے جس سے میں واقف
ہوں لیکن شہیم جادو نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ فہیم جادو مارا گیا پس اسنے راہ فرار پر قرار لیا اور
املن جادو اسکے تعاقب میں چلا شہیم جادو قریب قلعہ املن عیار پہونچ چکا تھا
کہ املن جادو بھی سر پر جا پہونچا اور نعرہ کیا کہ او ملعون کہاں جاتا ہے شہیم نے کہا اے شاہ
میری مجال نہیں ہے کہ میں تجھ سے مقابلہ کر سکوں تو مجھے جانے دے بھاگتے کا پیچھا کرنا روا
نہیں ہوتا اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ آیندہ بھی آپ سے مقابلہ نہ کرونگا املن جادو نے
کہا کہ خیر جا اور اپنے بادشاہ سے کہدینا کہ بہتر و مناسب یہ ہے کہ دین اسلام کو قبول کر اور
ملکہ کم کم جادو کو لے کر حاضر خدمت نقابدار ہو تا کہ میں عفو قصور کرادوں اور قسم کھاتا
ہوں اپنے دین و مذہب کی کہ سلطنت سے دست بردار ہو کر کسی دوسرے مقام کو
بساؤنگا اور تجھ سے متعرض نہ ہونگا اور اگر اسکے خلاف کیا تو یہ یاد رہے کہ مجھ سے کوئی
راز طلسمی پوشیدہ نہیں ہے تمام طلسم کو خاک میں ملادونگا شہیم جادو نے کہا کہ ایک
تحریر اس مضمون کی دے دیجیے تو میں بادشاہ کو سمجھادوں اور اسکا اطمینان سلطنت دلاکر
لے آؤں یہ سنکر املن جادو نے تحریر لکھدی شہیم جادو نامہ املن جادو کا لے کر داخل
قلعہ ہوا اور تمام حال جنگ فہیم جادو کا اور مارا جانا املن جادو کے ہاتھ سے
بیان کیا اور تحریر املن جادو کی خدمت میں ملمن جادو کی پیش کی یہ سنکر ملمن جادو
نہایت پریشان ہوا اور ارکین دولت سے صلاح لی کہ کیا کرنا چاہیے اگر لڑتا ہوں
تو تمام مرحلہ جات باطنی بھی ٹوٹتے ہیں اور طلسم ظاہر کا تو خاتمہ ہو چکا ہے اور اگر اطاعت
کیے لیتا ہوں تو بھی بہت سے اندیشے ہیں اول تو یہ کہ اگر املن جادو نے دھوکا
دے کر مجھے قید کر لیا جسطرح میں نے اُسے گرفتار بلا کیا تھا تو عاقل مجھے بیوقوف کہینگے
اور تحریر کام نہ آئے گی اسلیے کہ جب ہم قید ہو گئے تو مدعی کون ہوگا اور فریاد کس کے پاس
لے جائے گا علاوہ اسکے خوف کیوان تاجدار کا بھی ہے کہ وہ کم کم جادو کو میرے سپرد
کر گئے تھے بہر طور لڑنا ہی مناسب معلوم ہوتا ہے بے لڑے اطاعت کرنا درست نہیں
ہوا خواہوں نے بھی عرض کی ہماری رائے نہیں کہ آپ حاکم ہو کر پھر محکوم بنیے اور
خداوند طارق کو دشمن بنائیے ابھی مرحلہ جات باطنی کا ٹوٹنا دشوار ہے اور بفرض
محال اگر املن جادو نے فتح طلسم کرادی کہ فاتح طلسم اسکا شریک ہے اور لوح طلسمی اسکے
پاس ہے جب بھی آپ کے واسطے آسانی ہے کہ یہاں سے قلعہ ہفت رنگ میں چلکر
پنہان ہو جیے گا اور کم کم جادو کو اُسکے باپ کے حوالے کر کے کمک طلب کیجیے گا
تو گویا تمام طلسم خداوند طارق آپ کا شریک ہوگا اور یہ لڑائی گویا خداوند اکوان سے
جنگ کرنا سمجھا جائے گی یہ رائے ملک ملمن جادو کو نہایت پسند آئی اور انتظام

قلعہ کا کرکے خاموشی اختیار کی کہ جسوقت کوئی آئے گا تو دیکھا جائے گا لیکن شہیم جادو نے
کہا کہ اے بادشاہ جواب نامہ کا نہ دینا بُرا ہے کہ آئین شاہی و شہریاری کے خلاف ہے مکن جادو
نے کہا تو جاکر کہدے کہ جو تم سے ہوسکے کمی نہ کرنا مین تم سے کسیطرح کم نہین ہون جو تمھارا
باپ ہے وہ میرا باپ ہے جو تمھاری ماں وہ میری ماں ہے جس سے علم سحر تم نے سیکھا اُس سے مین نے
سیکھا کوئی ایسی بات تم مین نہین ہے جسکا مجھے خوف ہو اگر طلسم کشا تمھارا شریک ہے
تو مین نے انجام سوچ کر اُسکا بھی انتظام کر لیا ہے اور اسوقت لشکر و سپاہ جسقدر
میرے پاس ہے تمھارے پاس نہین ہے اگر خیریت اپنی چاہتے ہو تو یہان سے کہین اور
چلے جاؤ ورنہ ابکی مرتبہ قید بھی نہ کرونگا بلکہ قتل کرڈالونگا یہ سُنکر شہیم جادو نے کہا کہ لکھ
دیجیے بھائی آپ کے نہایت غصہ ور مین ایسا نہ ہو کہ مجھے قتل کرڈالین یہ سُنکر مکن جادو
نے ایک تحریر اسی مضمون کی دے دی اور نگہبانان قلعہ کو حکم دیا کہ شہیم جادو کو قلعہ کے باہر کردو
جسوقت شہیم جادو قلعہ سے باہر آیا جانب دربند میمونیہ روانہ ہوا وہان ایلکن جادو
خدمت مین نقابدار ابلق سوار کی موجود تھا اور میمون شاہ بھی حاضر تھا افسران فوج جمع
تھے انتظار جواب نامہ کا تھا کہ خبر آمد شہیم جادو کی پہونچی فرمایا بلالو جسوقت شہیم جادو حاضر
خدمت ہوا بادب پہلے نقابدار کو سلام کیا بعد ازان بادشاہ طلسم ملک ایلکن جادو کی خدمت
مین تسلیم بجالایا نقابدار نے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا ایلکن جادو سلام کرکے کرسی پر بیٹھ
گیا اور جواب نامہ ایلکن جادو کی خدمت مین پیش کیا ایلکن جادو نامہ پڑھکر نہایت برہم ہوا
اور کہا خیر سمجھا جائے گا یہ کیوان تاجدار کی مدد پر بھولا ہوا ہے اسے خداوند کریم کی مدد کا بھروسا
نہین جسنے تمام عالم کو پیدا کیا ہے شہیم جادو سے کہا اُس سے کہدینا کہ ہر چند ہر طرح تو میرے
بھائی کا ہے مگر ایک فرق ہے وہ یہ کہ مین حق پر ہون اور تو ناحق پر ہے یہ فرق جنگ مین کھل
جائے گا اسلیے کہ خدا حق کا شریک ہوتا ہے بعد اسکے خلعت دے کر شہیم جادو کو رخصت
کیا نقابدار نے اس جواب کی بہت تعریف کی اور فرمایا کہ اے ایلکن جادو بیشک خدا
تمھارا شریک ہے اگر اسکی طرف تمام عالم ہو گا جب بھی تمھین فتح ہو گی لیکن شہیم جادو
جو رخصت ہو کر چلا راستے مین اسکو یہ خیال پیدا ہوا کہ ان کافرون مین ترقی ظلم و بدعت
سے ہوتی ہے اور اہل اسلام اپنے حلم و مروت سے کسی وقت دست بردار نہین ہوتے حتےکہ
جو کافر مسلمان ہوجاتا ہے اُسمین بھی وہی اوصاف پیدا ہوجاتے ہین یہی مذہب درست
ہے اور دین سامری پرستی محض ایک مذہب مصنوعی ہے یہ لوگ ساحر نہین ہین ورہمارے
نزدیک انکا مارڈالنا چیونٹی اور مچھر کا مارڈالنا ہے مگر کوئی قابو نہین چلتا اور یہ لوگ
کیسی کیسی سخت مہمین فتح کرلیتے ہین بڑی بڑی خداوندیان انھون نے برباد کردین اور
کیسے کیسے ساحران زبردست کو مارا ہے انکا کام نہین ہے بلکہ باطناً کوئی انکا مددگار ضرور
ہے جو کسیکو نظر نہین آتا کیسے کیسے کام بگڑتے ہین اور انجام مین سنور جاتے ہین بیشک
ان لوگون کا دعوے صحیح ہے کہ خدا کو کوئی دیکھ نہین سکتا ہم لوگ فرضی خدا بنجاتے تھے مگر

نہیں امکان اسے نادیدہ بیشک قوی و توانا اور لائق پرستش ہی اور جب یہ ظاہر ہو گیا کہ خدا برحق ہی تو جنت و نار بخشش و عذاب یہ سب چیزیں بھی صحیح و درست ہیں ان خیالات نے اسقدر ترقی کی کہ دل اسکا مذہب سامری پرستی سے بالکل برگشتہ ہو گیا اور قصد کیا کہ یہانسے پھر چلوں اور لقا بد اطوار کا شریک ہو جاؤں لیکن ساتھ ہی یہ خیال پیدا ہوا کہ جواب پیام بھی پہونچا دینا ضروری چیز ہی اسکے بعد پلٹ آؤنگا یہ سوچکر دروازہ قلعہ پر پہونچا اور نگہبانوں سے کہا کہ مجھے آنے دو انھوں نے کہا اب حکم یہ ہی کہ راستہ مسدود کر دو جو اندر طلسم کے ہی وہ باہر نہ جانے اور جو بیرون طلسم ہی وہ اندر نہ آنے پائے خواہ وہ خاندان شاہی سے کیوں نہ ہو اور بادشاہ کا عزیز کیوں نہو یہ سنکر شہیم جادو کو کمال رنج ہوا کہ یہ کونسی امارت ہی اور نیا طریقہ حکومت ہی کہ دشمن کے خوف سے دوستوں پر بھی عتاب نازل ہی اب ان کفار سے ملنا نہ چاہیئے نگہبانوں سے کہا کہ اچھا ہمیں اندر قلعہ کے آنے کی ضرورت نہیں ہی لیکن اب اتنا پیام بادشاہ سے پہونچا دو کہ اگر آپ نے مجکو آزاد کیا اور اندر قلعہ کے آنے کی ممانعت کر دی ہی تو اب میں آپ کے بھائی کی ملازمت کرتا ہوں اور جواب املس جادو کا کہلا بھیجا کہ میرے تمھارے حق و باطل کے سوا کوئی فرق نہیں ہی وہ ظاہر ہو جائے گا اور اب تم نہایت ہوشیار رہنا یہ کہکر قلعہ سے پھرا اور قلعہ میمونیہ کیجانب روانہ ہوا وہاں جسوقت پیام املس جادو کا اور شہیم جادو کی التماس نگہبانوں نے بیان کی ملک نلمن جادو نے کہا مجھے پروا نہیں ابھی شہیم جادو ایسے بہت سے ساحر میرے پاس موجود ہیں بلکہ اس سے زبردست اگر املس جادو کا شریک ہو جائے گا تو میرا کیا لے گا اسی کے ساتھ بلکہ اس سے پہلے مارا جائے گا یہ کہکر کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک پتلہ زمین سے جی حاضر کہتا ہوا نمودار ہوا نلمن جادو نے اس سے کہا کہ جا اور خیفان کوہ نشین جادو سے کہ آکے وقت آپ کی امداد کا آ پہونچا اور بادشاہ طلسم گنبد بے در نے آپ کو یاد کیا ہی کہ آکر وعدہ کو وفا کیجیئے اور دیر نہ کیجیے یہ سنکر پتلے نے بہت خوب کی آواز دی اور غرق زمین ہو کر روانہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے تمام قلعہ میں زلزلہ پیدا ہوا اور اہالیان قلعہ پریشان ہوئے کہ یہ کیا معرکہ ہی اور قریب تھا کہ در و دیوار منہدم ہو جائیں ساحروں نے قصد کیا کہ سحر کرکے اس عمارت کو روکیں اور بعضے ساحر اٹھکر بھاگنے پر آمادہ ہوئے کہ ایسا نہ ہو دیواریں گریں اور دب کر سب ہلاک ہو جائیں ملک نلمن جادو یہ دیکھکر ہنسا اور کہا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہی یہ علامت آمد خیفان کوہ نشین جادو کی ہی یہ زلزلہ سحر ہی اس سے نقصان نہیں پہونچے گا یہ سنکر لوگوں کی پریشانی کم ہوئی تھی کہ دیوار شق ہوئی اور ایک ساحر سیاہ فام پیدا ہوا اور کہا کہ مجھے کیوں بلایا ہی نلمن جادو برائے تعظیم اٹھ کھڑا ہوا اور کہا ای جلوہ افروز مسند سحر و ساحری میں نے اسواسطے آپ کو تکلیف دی ہی کہ مجھ پر وقت

تخت آگیا ہے اور مین نے علم سحر سے دریافت کیا کہ ساعتین بھی سخت ہین اگرچہ خوف
جان کم ہے اور خانۂ حیات برقرار ہے تاہم زحمتین بہت معلوم ہوتی ہین لہذا امیدوار ہون
کہ آپ اپنی قوت سحر باطنی کو صرف کرکے اس قلعہ کو نظرون سے پوشیدہ کردیجیے تاکہ
خوف دشمنون کا دور ہو خیقان جادو نے کہا کہ وہ ایسا کونسا دشمن پیدا ہوا ہے کہ جس سے
تم اسقدر ترسان ہو اور دشمن کو ابھی سات مرحلے طے کرنا ہونگے جب تم تک پہونچے گا
یہ سنکر ملکہ ملکن جادو نے کہا کہ آپ کو یہان کی خبر نہین تمام طلسم ظاہر ٹوٹ گیا
سب دربند شکستہ ہوگئے اب صرف یہی قلعہ باقی ہے اور دشمن نے بھائی کو میرے
رہا کیا اور وہ مطیع اسلام ہو کر فتاح طلسم کا شریک ہوا وہ کیسطرح مجھ سے سحر و ساحری
مین کم نہین ہے یہ سنکر خیقان جادو نے کہا کہ تم اپنی بلا میرے سر لگاتی ہو کاش تم
خود پوشیدہ طور پر میرے پاس چلے آتے اور مجھے نہ طلب کیا ہوتا فتاح طلسم قلعہ پر
قبضہ کرلیتا طلسم باطن کی اسکو خبر بھی نہ ہوتی ہم موقع محل دیکھکر اسکو مبتلائے بلا
کرتے اور تمھاری سلطنت تمھین دلا دیتے لیکن تم نے بلاکر اس راز کو افشا کردیا کاش
تنہائی مین بلایا ہوتا اب اگر مین تم کو لیے جاتا ہون جب بھی یہ حال چھپ نہین
سکتا کہ جسوقت طلسم کشا کی عملداری قلعہ پر ہوگی تو ضرور ہے کہ کچھ لوگ اسکے بھی
شریک ہوجائینگے اور پتہ میرا بتا دینگے یقین ہے کہ فتاح طلسم باطن طلسم پر بھی چڑھائی
کرے گا خیر اب تو جو ہونا تھا سو ہوا مین انتظام کیے جاتا ہون یہ کہکر خیقان کوہ نشین جادو
نے جھولی پر ہاتھ ڈالا اور ایک پر کسی طائر کا نکالکر ملکن جادو کو دیا کہ جاکر اسکو دروازۂ قلعہ
پر نصب کردو قلعہ نظرون سے پنہان ہوجائے گا جسوقت تک یہ پر قلعہ پر سے نہ
اکھیڑا جائے گا اسوقت تک قلعہ کسیکو نظر نہ آئے گا یہ کہکر خیقان کوہ نشین جادو
ملکن جادو سے رخصت ہوا اور بیٹھے بیٹھے نظرون سے پنہان ہوگیا ملکن جادو اس
پر کو لیے ہوئے نیل بند دروازے پر آیا اور دروازۂ قلعہ پر پر کو نصب کردیا کہ بیرون
قلعہ سے کسیکو قلعہ نظر نہ آتا تھا اب یہ لوگ تو باطمینان تمام یہان بیٹھے ہین اور کچھ حال
شہیم جادو کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ جو بیدل ہو کر قلعہ سے پھرا کہ جاکر ملکہ ملکن جادو
کا شریک ہون ایک تو پہلے سے طبیعت اسکی مذہب اسلام پر راغب ہوچکی تھی
علاوہ اسکے ملکن جادو کی حرکت سے اور بھی برداشتہ خاطر ہوگیا لیکن راستے مین
یہ خیال پیدا ہوا کہ اب اگر خدمت مین ملکہ ملکن جادو کی جاؤنگا تو بادشاہ کو
یہ خیال پیدا ہوگا کہ جب ملکن جادو نے بیمروتی کی تو ہمارے پاس آیا اب ادھر
جانا بھی اچھا نہین چلکر کوئی ایسی فکر کرنا چاہیے کہ ملکن جادو کو بھی معلوم ہو کہ
شہیم جادو کے چلے جانے سے کیا نقصان ہوا اور ملکن جادو کو بھی معلوم ہو کہ
شہیم جادو نے کچھ خیر خواہی کی یہ سوچکر جانب صحرا روانہ ہوا جاتے جاتے اسکو خیال
آیا محلول صحرا نشین جادو سے اور مجھ سے وعدہ تھا کہ جب مجھ پر کوئی وقت

سخت پڑے تو میرے پاس آنا کہ میں تیری مدد کرونگا یہ محلول شمیم کا قدیمی دوست تھا
ان دونون نے ایک ساتھ علم سحر و ساحری حاصل کیا تھا شمیم جادو نے ملکمن جادو کی
ملازمت اختیار کر لی تھی اور محلول صحرا نشین نے صحرا نشینی اختیار کی اور اپنے علم کو ترقی
دیتے رہا تھا چنانچہ اسکا سوا شمیم جادو کے کسیکو نہ معلوم تھا اور شمیم جادو بھی کبھی اپنے دوست
سے ملنے جایا کرتا تھا غرضکہ شمیم جادو جسوقت اس مقام پہ پہونچا جہان کہ محلول جادو
سے ملا کرتا تھا دیکھا کہ وہ مقام ویران ہے نہ کوئی اور بازدار تھا کہ جس سے حال دریافت کرتا
ناچار اسنے ایک مکان سحر تیار کرکے اسی جگہ قیام کیا کہ وقتاً فوقتاً ملک امن جادو کی
خبر بھی رکھونگا اور محلول جادو کو بھی تلاش کرونگا اسی فکر مین بیٹھا تھا کہ ایک مرتبہ ایک
طائر سرخ رنگ اڑتا ہوا آیا اور ہاتھ پر شمیم جادو کے بیٹھ کر چنگارا اسکے گلے مین اسکے نامہ
بندھا ہوا تھا شمیم جادو نے نامہ کھولکر پڑھا لکھا تھا کہ اے دوست قدیم اب ہمارے
تمھارے ملاقات ہونا دشوار ہے اسلیے کہ ہم نے سکونت طلسم باطن کی اختیار کی ہے اور یہ وہ راہ
ہے کہ ملک خیفان کوہ نشین جادو نے آمد و رفت طلسم باطن کی موقوف کر دی ہے راہین
مسدود ہین مین نہ تم کو بلا سکتا ہون اور نہ تمھارے پاس آسکتا ہون اگر تجھ پر کوئی وقت
سخت ہے اور خوف کسی ساحر زبردست کا ہے تو یہ طائر سرخ رنگ جو نامہ لیکر تمھارے
پاس آیا ہے یہ تمھاری مدد کرے گا اور سوا ساحران طلسم باطن کے کسی ساحر کا سحر اسپر کارگر
نہ ہوگا تم فلان اسم پڑھنا اور اس طائر کو حکم دینا جو کہوگے یہ وہی کرے گا اور ہماری
تمھاری بعد چالیس روز کے ملاقات ہوگی جبکہ آمد و رفت طلسم باطن کی کھل جائے گی اور
راہ طلسم ظاہر کی یکسو ہو جائے گی یہ دیکھکر شمیم جادو نہایت خوش ہوا اور وہی اسم سحر پڑھا
جسکا اشارہ محلول جادو نے اسکو لکھ بھیجا تھا اور چالیس مرتبہ اس اسم سحر کو پڑھکر
طائر پر دم کیا اور ایک قفس مین اسکو مطیع اپنا کرکے بند کر لیا اور بہیرو لے خبر معین کیے کہ
جسوقت کوئی مہم سخت ملکمن جادو کو درپیش ہو تو مجھے اطلاع کر دینا اب یہ تو اس مقام پر
مقیم ہوتا ہے اور وہان ملکمن جادو نے لقا بدار ابلق سوار سے عرض کی کہ آپ طبل جنگ
بجوائیے مین کل ہی قلعہ لے لونگا اور ملکہ گم جادو کو رہا کر لونگا لقا بدار نے کہا کہ
سبقت اپنی طرف سے کرنا درست نہین ہے اسواسطے کہ یہ طریقہ کفار کا ہے اور اہل اسلام
ابتدا اپنی جانب سے نہین کرتے ہین ملکمن جادو نے عرض کی کہ اگر آپ ابتدا نہ کرینگے تو
وہ زندگی بھر قلعہ کا دروازہ بند کیے بیٹھا رہے گا اسکا کیا نقصان ہے آپ یہان پڑے
رہینگے فرمایا کہ طبل جنگ نہ بجواؤ یون جو انتظام چاہو کرو جسوقت قلعہ کا رخ کرو گے
ضرور ہی روکنے والے روکینگے خود ہی آغاز جنگ ہو جائے گا اور اگر ملکہ گم جادو
اسیر نہ ہوتین تو مین پلٹ جاتا اور ملکمن جادو سے جنگ نہ کرتا اسواسطے کہ ہم لوگون کا
یہ دستور نہین ہے کہ جو اپنے سے چھپے آپ اسپر یورش کرین تم ہو مین دوسرے مقام کی
سلطنت دیتا جو اس سے بڑی ہوتی ملکمن جادو نے عرض کی کہ جیسا ارشاد عالی ہوا ہے

ایسا ہی کیا جائے گا اور مجھ کو اب خواہش تخت و تاج نہیں ہے اسواسطے کہ ایک مدت تک قید
رہ کر ہر قسم کی تکلیف کا عادی ہو گیا ہوں اور زمانہ سلطنت میں سب قسم کے توشے نکل
چکے ہیں یہی باتیں تھیں کہ ہرکاروں نے آکر عرض کی کہ ہم براے گشت نکلے تھے اور تسخیر
قلعہ ہمکن حصار کے ہو چکے تھے کہ خیر و عافیت دفعتاً یکایک دروازہ قلعہ پر ایک برق
چمکی کہ آنکھیں ہم سب کی جھپک گئیں اور قلعہ نظروں سے پنہان ہو گیا ہر چند ادھر ادھر دوڑے
دوڑے پھر آئے لیکن قلعہ کا نام و نشان نہ پایا قریب قریب قلعہ کے جو نخلستین تھیں یعنی
درخت خرما کہ کسی سے قلعہ پچاس قدم کسی سے ساٹھ قدم کسی سے سو قدم کے فاصلہ پر
تھا وہ درخت موجود ہیں مگر قلعہ نظروں سے پنہان ہے اسرار سمجھ میں نہیں آتا یہ سنکر لقا بدار
تو نہایت متحیر تھے کہ یہ کیا واقعہ ہے لیکن ہمکن جادو کی رنگت زرد ہو گئی اور کہا کہ غضب ہوا
معلوم ہوتا ہے کہ ہمکن جادو نے اہالیان طلسم باطن سے مدد طلب کی اور کسی ساحر نے
ملک کی حفاظت کی یہ امر خلاف دستور ہے ساکنان طلسم باطن کو معاملات طلسم ظاہر سے کوئی تعلق
نہیں ہے ورنہ میری اسیری کا معاوضہ بھی ہمکن جادو سے لیا جاتا اکثر طلسم شکستہ ہوتے ہیں
اور ان طلسموں کے برباد ہونے پر اہالیان طلسم باطن نے کوئی خیال نہ کیا اے شہریار عالیجاہ
اب فتح ہونا طلسم کا مشکل ہے اسواسطے کہ نہ بادشاہ طلسم باطن تک رسائی ہو گی اور نہ وہ
لوگ جو ہمکن جادو کے شریک ہو گئے ہیں وہ اعانت سے دست بردار ہونگے اور ہم
طلسم باطن کے ادنے ساحر سے بھی مقابلہ نہیں کر سکتے نہ لوح کام دے سکتی ہے یہ سنکر لقا بدار
ابلق سوار نے بڑے اطمینان کے ساتھ ہمکن جادو کو جواب دیا کہ خداوند کریم ہی سب
طرح کی قدرت ہے اگر اسے بربادی کفار اور ترقی دین اسلام منظور ہے تو وہ مدد کرے گا اور
کوئی نہ کوئی راہ فتح طلسم باطن کی پیدا ہو جائے گی اور اب مجھے قسم ہے اسی دین و مذہب
کی کہ بغیر طلسم باطن کو فتح کیے یہاں سے نہ جاؤنگا یہ فرما کر دربار برخاست کیا اور جا کر
بستر خواب پر کروٹیں بدلتے رہے اس فکر میں نیند نہ آتی تھی کہ آخر ہونا کیا ہے اب رہائی ملکہ
ہمکم جادو کا خیال بھی جاتا رہا اور فکر فتح طلسم باطن کی پیدا ہوئی اسی عالم میں غفلت
آگئی خواب میں دیکھا کہ ایک مرد بزرگ تشریف لائے ہیں اور وہ ارشاد فرماتے ہیں
کہ اے فرزند ہراسان نہ ہو کہ یہ خلعت خداوند کریم نے تیرے ہی واسطے معین فرمایا تھا
اسواسطے کہ زمانہ تیری صاحبقرانی کا قریب ہے اور تیرے ہاتھ سے بڑے بڑے ساحر
مارے جائینگے اور وہ خداوندیان ملین کی جنکے رنگ واقف بھی نہیں ہیں تو فتح
طلسمات باطن ہے اس طلسم سے ابتدا کر بعد اسکے جسوقت اکوان تاجدار بادشاہ
طلسم نہ طاق ہاتھ سے بدیع الملک کے پریشان ہوگا اور طلسم اسکا ٹوٹنے لگا
تو وہ بھاگ کر طلسم اسرار باطنی میں پناہ گزین ہو گا اور بدیع الملک کو پتہ بھی
نہ ملیگا کہ اکوان تاجدار بھاگ کر کہاں گیا ہے تو بدیع الملک اس بات کا اظہار
کرکے خانہ کعبہ پہنچے جائینگے کہ جو پتہ اکوان تاجدار کا لگائے اور اسکو قتل کرے وہ

اثنا ئے تنہا جہانقرانی کا مالک ہو سہراب بن رستم اور رفیق البخت ہر چند پریشان رہینگے مگر
نہ پہونچ سکیں گے، آخر کار گرفتار ہو جائینگے اس وقت تو اس طلسم کو فتح کرنے لگا اور اولاد
سامری وجمشید تیرے ہاتھ سے قتل ہو گی اور وہ مقامات خاص ان ساحروں کے جہان سے
سحر پیدا ہوا ہے تیرے ہاتھ سے برباد ہونگے مثل گنبد چہل محلس و مکتب خانہ سامری و
دریائے ریگ رواں و پل نہنگان و بیابان آفات و چہل منارہ و چہل عمارہ وغیرہ کہ جنکے
نام سے بھی کوئی ساحر تک سوا اکوان تاجدار کے واقف نہیں ہے واضح رائے بیضا
ضیائے خادمان عالی ہو کہ اگر بعد فتح نہ طاق حکم بندگان عالی ہو تو یہ طلسم اسرار باطنی تتمہ
نہ طاق کے نام سے تمام و کمال لکھ کر ملاحظہ میں گذرانا جائے گا بشرطیکہ نظر لطف و کرم
آن عالی ہم اس اول کو نیز سید انور حسین پر رہے ہر چند کہ مؤلف طلسم ہوش ربا نے
بھی پیشتر سے طلسم باطن کے پتے دیے تھے لیکن فرق طلسم ظاہر و باطن نباہ نہ سکا اسمقام
پر یہ ہیچمدان ہیچ زبان دو ایک مرحلے طلسم باطن کے نام سے بطور مشتے نمونہ خروارے
تحریر کر کے پیش کرتا ہے اگر قبول افتد زہے عز و شرف ۔ الحاصل بعد تمام پیشین گوئیوں کے
اُن مرد بزرگ نے ارشاد فرمایا کہ بالفعل تم اس طلسم کو فتح کرو اور ڈنکا اپنی صاحبقرانی کا
بجواؤ اور یہ پرچہ کاغذ کا تو جو کچھ اسمیں تحریر ہے اسپر عمل کرنا یہ فرما کر اور پرچہ دے کر
نظروں سے غائب ہو گئے نقابدار کی آنکھ کھل گئی تمام خیمہ کو معطر پایا عجب طرح کی
خوشبو پھیلی ہوئی تھی کہ روح کو فرحت ہوتی تھی اور قلب کو سرور حاصل تھا جس قدر
خوشبویات خداوند کریم نے پردہ دنیا میں خلق کی ہیں اُن سب سے وہ خوشبو علیحدہ
اور عمدہ تھی نقابدار درود پڑھنے لگے اور بستر سے اُٹھ بیٹھے پہلو میں ایک پرچہ کاغذ کا
رکھا ہوا تھا اُسے اُٹھا کر جیب میں رکھ لیا کہ وقت نماز صبح کا تھا خادم حسب قاعدہ
بیدار کرنے کی غرض سے حاضر ہوا تو نقابدار بہادر کو بیدار پایا اور نہایت بشاش پھلا
جلدی سے پانی برائے وضو حاضر کیا نقابدار ابلق سوار نے وضو کیا فریضۂ سحری کو
ادا کر کے اوراد و وظائف پڑھتے ہوئے خیمہ سے باہر نکلے استے میں املن جادو اور
میمون شاہ حاضر ہوئے تسلیم بجا لائے نقابدار ابلق سوار نے مرکب طلب کیا
اور املن جادو سے کہا کہ میرے خدا نے میری مدد کی اور تمام کیفیت خواب کی بیان
کی اور یہ پرچہ املن جادو کو دکھایا ہر چند کہ پرچہ کاغذ سادہ نہ تھا لیکن املن جادو
کو حروف نورانی اسکے نظر نہ آئے اسواسطے کہ یہ بھی ایک قسم کی چیز تھی اور املن جادو
بسبب سحر سے تائب نہ ہونے کے اس لائق نہ تھا کہ نگاہیں اسکی پاک بھی جائیں
اور حروف نورانی کو دیکھ سکیں املن جادو نے حیرت سے کہا کہ اے شہریار یہ ورق تو
سادہ معلوم ہوتا ہے اسمیں کہاں لکھا ہے اور کیا لکھا ہے جسپر عمل کیجیے گا اور طلسم باطن
کو فتح کیجیے گا نقابدار ابلق سوار نے فرمایا کہ یہ بھی ایک اسرار ہے کہ مجھکو حروف اسکے
نظر آتے ہیں اور تم نہیں دیکھ سکتے لہذا اب میں براستہ فتح طلسم باطن جاتا ہوں اور

تم اسی مقام پر رہو اگر کوئی وقت سخت ہو تو قصر بلوریہ مین رہنا کہ وہ مقام محفوظ ہی اور
میمون شاہ وغیرہ تمھارے حوالے ہین جسوقت مین طلسم باطن کو شکست کرونگا اور ساحران
طلسم باطن قتل ہوجا ئینگے تو یہ قلعۂ ملمس حصار ظاہر ہوگا تم اپنی جانب سے ابتدا نہ کرنا لیکن
اتنا خیال رکھنا کہ بھائی تمھارا قید ملکہ کم کم جادو کی ہے کہ کہین بھاگ نہ جاسکے اکمن جادو
نے عرض کی کہ جیسا ارشاد ہوا ہی ایسا ہی کیا جائیگا میری زندگی مین ملمس جادو کی مجال
نہین ہی جو آپ کے ملازمون کو ایذا پہونچا سکے یا بھاگ کر کہین جاسکے آپ اطمینان
رکھین غرضکہ اکمن جادو تو دربند میمونیہ مین مقیم ہوتا ہی کہ اسکا حال بروقت مقابلہ
ساحران قلعۂ ملمس حصار تحریر ہوگا

یہان اول حال نقابدار ابلق سوار کا معرض بیان مین آتا ہی

دانندۂ رموز سخن دہندۂ اصول فن وکاشفان اسرار نہانی وواقفان رموز سخندانی اس
داستان حیرت عنوان کو یون تحریر کرتے ہین کہ نقابدار ابلق سوار نے اکمن جادو
کو تو دربند میمونیہ پر چھوڑا اور آپ پشت مرکب پر سوار ہوکر تن تنہا جانب صحرا روانہ
ہوئے جسوقت سرحد دربند میمونیہ سے نکلکر صحرا مین پہونچے پرچہ کو جیب سے نکالا
اور درود پڑھکر ملاحظہ کیا تمام الفاظ بخط نورانی ظاہر ہوئے عبارت پر نظر ڈالی تحریر
تھا کہ یہانسے جانب شمال روانہ ہو قریب ایک چشمۂ آب کے پہونچوگے کیسی ہی
تشنگی غالب ہو مگر پانی اُس چشمہ کا نہ پینا کہ سم قاتل اور زہر ہلاہل ہی چشمہ کے جنوب
جانب صحرا سے بے آب وگیاہ نظر آئیگا اُسطرف چلے جانا ایک دم کسی مقام پر
نہ ٹھہرنا اور سایہ کو اپنے دیکھتے جانا جس مقام پر سایہ سر کا پاؤن پر پڑے وہین ٹھہر
جانا اور فلان اسم اعظم جو بخط سبز تحریر ہی گیارہ مرتبہ پڑھکر آنکھین بند کر لینا اور پھر
اُسی اسم کو اکیس مرتبہ پڑھکر آنکھ کھولنا اپنے کو ایک درخت سایہ دار کے نیچے پاؤگے
اسوقت پھر پرچہ کو دیکھ لینا اور جو کچھ تحریر ہو اُسپر عمل کرنا لیکن خبردار کسی ہدایت کے
خلاف نہ کرنا ورنہ زندگی بھر ٹھوکرین کھاتے رہوگے اور اس صحرا سے نہ نکل سکوگے یہ دربند
سرحد ہی درمیان طلسم ظاہر اور طلسم باطن کے نشان بھی اس دربند باطن وظاہر دونون
کے موافق ومطابق ہی اور نام اس دربند کا مشترک ہی یہ دیکھ کر نقابدار ابلق سوار
جانب شمال روانہ ہوئے تن تنہا اس صحرائے لق ودق مین چلے جاتے تھے جو جو
آفتاب بلند ہوتا جاتا تھا تشنگی نقابدار ابلق سوار کی سوا ہوتی جاتی تھی اسقدر
گرم ہوتے جاتے تھے لیکن نقابدار بہادر سب تکلیفین برداشت کرتے ہوئے برابر
قطع مسافت کر رہے تھے اور حرارت آفتاب اور غلبہ عطش کو خیال مین نہ لاتے
تھے یہانتک کہ قریب دوپہر کے دور سے ایک چشمۂ آب نظر آیا کہ پانی اُسکا مانند
شکم ماہی دمارکے لہرین مار رہا تھا نقابدار اُس چشمہ کی چاہ مین آگے بڑھے یہانتک کہ

و جب چشمہ آب سے پہونچے اسقدر تشنگی تھی کہ جی چاہتا تھا کہ پانی پی لو مگر وہ نوشتہ یاد آگیا
جسمین ممانعت پانی پینے کی تھی پھر یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید یہ وہ چشمہ نہ ہو جسکی ممانعت
پرچہ میں تحریر تھی پرچہ کو جیب سے نکالا اور پڑھا حروف روشن ہوئے نظر عبارت
پر ڈالی لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم باطن یہ وہی چشمہ ہے جسکی تجھے ممانعت کی تھی چشمہ سرحد
طلسم ظاہر مین واقع ہے اور بیابان سرحد طلسم باطن مین ہے بانیان طلسم نے یہی دھوکا رکھا
ہے کہ شاید کوئی شخص اسطرف نکل آئے تو یہانتک پہونچنے مین تشنگی ضرور غالب ہوجائیگی
اور بسبب ناواقفیت کے پانی اس چشمہ کا پی لے گا پانی مین سم قاتل آمیز ہے فوراً ہلاک
ہوجائے گا جب یہانتک پہونچکر جام زندگی چھلک جانے لگا اور تلخی مرگ وا لقدر بڑھیگی
تو آگے کیونکر جاسکے گا اور سرحد طلسم باطن مین کسطرح داخل ہوسکے گا یہ دیکھکر لقا بدار
نے پرچہ کو جیب مین رکھا اور شکر پروردگار بجالائے کہ بھلا کو مین نے پانی نہ پیا تھا اور
اب اس وادی بے آب وگیاہ کیطرف چلے جسکی خبر پرچہ نے دی تھی ہر قدم پر سایہ اپنے سرکا
دیکھتے جاتے تھے اور معمولی رفتار سے چلے جاتے تھے جسوقت قریب دو کوس کے پہونچے
تو سایہ سرکا قدم پر پڑا لقا بدار اسی مقام پر ٹھہر گئے اور وہی اسم پڑھا جو پرچہ مین بخط سبز
تحریر تھا پہلے گیارہ مرتبہ پڑھکر آنکھین بند کرلین بعد اُسکے اکیس مرتبہ پڑھکر آنکھین
کھولین اپنے کو ایک درخت سایہ دار کے نیچے پایا ہر چہار طرف ریگستان تھا اور وسط
صحرا مین یہی ایک درخت بلند سایہ افگن تھا لقا بدار ابلق سوار نہایت متحیر تھے کہ یہ کیا
اسرار ہے ابھی مین اس مقام پر آیا تھا تو کوئی درخت نہ تھا لیکن آنکھین بند کرکے پھر جو
کھولین تو درخت نظر آیا اب پرچہ کو دیکھنا چاہیے اور موافق ہدایت کام کرنا چاہیے یہ
سوچکر پھر پرچہ نکالا اور قاعدہ سے موافق پرچہ ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے وارث زور
صاحبقرانی و صاحب اقبال کشورستانی اگر تو راہ مین کسی مقام پر ایک پل کے واسطے
ٹھہر جاتا تو پھر یہ درخت تجھے نظر نہ آتا اسلیے کہ قدم چشمہ سے اور درخت تک سے نپے
ہوئے ہین کہ جو شخص چشمہ سے چلے اور درمیان مین کسی مقام پر نہ ٹھہرے تو جسوقت
سایہ سرکا قدمون پر پڑے گا اُسوقت زیر درخت پہونچ جائیگا اور اگر راہ مین کسی
مقام پر ایک پل ٹھہر جائے گا تو سایہ غلطی کرے گا اور راہبری کے عوض بھکا دے گا
پھر زندگی بھر اسی صحرا مین ٹھوکرین کھا کھا کر مرجائے گا اور باہر نہ نکل سکے گا نہ
زیر درخت پہونچے گا کہ یہ اسرار طلسم باطن مین تو ایسا ہی با اقبال تھا کہ اس مقام پر
پہونچ گیا جہان مرغ وہم کا بھی گذر نہین ہوسکتا بانیان طلسم باطن نے نہایت دانائی
سے انتظام سرحد کیا ہے یہی وجہ تھی کہ فتاح طلسم ظاہر طلسم کی سرحد تک نہ پہونچ سکے
اب تجھے چاہیے کہ بالائے درخت نظر کر ایک طائر عجیب الخلقت تجھے نظر آئے گا
یہی عنقائے جادو مالک سرحد طلسم باطن ہے یہ تجکو حیرت سے دیکھ رہا ہے کہ یہ کون
شخص ہے جو اس مقام تک زندہ پہونچ گیا مگر اسکو یہ خیال نہین ہے کہ تو اُسکو دیکھ رہا ہے

ورنہ وہ اُڑ کر چلا جاتا کہ یہی کلید طلسم باطن ہے فلان اسم جو بخط سرخ تحریر ہے ایک سوا یک مرتبہ
پڑھ کر طائر کیطرف دم کر کہ قوت اسکی سلب ہوجائیگی بعد اسکے بقوت صاحبقرانی درخت
کو ہلانا طائر زمین پر گر پڑے گا اُسے ذبح کر کے خون مین اُسکے کپڑا تر کر کے اپنے پاس رکھنا کہ
یہ کام دے گا اور مرنے سے اسکے ہیئت اسکی یہی رہے گی مثل ساحران طلسم ظاہر کے یہ
بعد وفات بھی صورت انسانی نہ پیدا کرے گا اور علامات مرگ بھی اسکے نئے طریقون سے
ظاہر ہونگے اُنسے پریشان نہ ہونا جسوقت کام اسکا تمام ہو تو پھر پرچہ دیکھنا اسلیے کہ یاد رہ
باتین شاید نہ یاد رہین اور تم کسی بات کو بھول جاؤ تو مبتلاے بلا ہوگے اور رہائی تمھاری
ناممکن ہوجائے گی یہ دیکھکر نقابدار ابلق سوار نے وہی اسم متبرک ایک سو ایک مرتبہ
پڑھا اور طائر عجیب الخلقت کیطرف منھ کر کے پھونکا کہ طائر نے جھرجھری لی اور مضمحل ہوگیا
نقابدار نے جلدی سے تھنہ درخت کا دونون ہاتھون سے پکڑ کر بقوت صاحبقرانی اس
زور سے ہلایا کہ طائر زمین پر آرہا نقابدار نے جلدی سے رومال گردن طائر کے نیچے رکھا
اور تیغہ آبدار سے اسکو ذبح کیا ہر چند اسنے پھڑکنا چاہا مگر نقابدار نے نہ چھوڑا بقول شاعر

گھٹ کے مرجاؤن یہ مرضی مرے جلاد کی ہے		نہ تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے

جسوقت تمام خون اسکا رومال مین آگیا اور رومال تر ہوگیا تو نقابدار نے اسکو چھوڑا
یہ معلوم ہوا کہ طبقہ زمین کا اُلٹ گیا زمین اوپر ہوگئی آسمان نیچے آگیا بجلیاں چمک چمک کر
نقابدار پر گرین لیکن قریب پہونچکر سرد ہوگئین تمام صحرا مین شعلہ ہاے آتش لپکتے پھرتے
تھے اور آواز فنا شد فنا شد کی بلند تھی بڑی دیر مین یہ حالتین برطرف ہوئین تو دیکھا کہ
درخت مرجھا گیا ہے اور رنگ چشمۂ آب کا سبز ہوگیا ہے اور متصل درخت کے ایک شیر
کھڑا ہوا ہے نقابدار نے پھر پرچہ کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اس شیر کو گوشت عنقاے جادو
کا کھلا دو اور پر نوچ کر رکھ لو کہ یہ بھی کام کے ہین جسوقت شیر گوشت کھاے گا تو
ہیئت انسانی پیدا کرے گا اور تمھین صلاحین نیک بتاے گا اسکے کہنے پر عمل کرنا
نقابدار نے جلدی جلدی پر عنقاے جادو کے نوچ ڈالے اور مضغہ گوشت سامنے
شیر کے پھینکا شیر نے اُس گوشت کو کھا لیا اور زمین پر لوٹنے لگا تھوڑی دیر کے بعد
جو اُٹھا تو صورت انسانی پیدا کی اور نقابدار کو سلام کر کے قدمبوسی حاصل کی فرمایا
تو کون ہے اور اس صورت سے جانور کیون بنا ہوا تھا اُسنے عرض کی کہ اے شہریار نام میرا
ہماے جادو ہے مین بھائی ہون عنقاے جادو کا میری طبیعت دین خداپرستی
کیطرف مائل تھی اور علم سحر و ساحری سے چندان ذوق نہ تھا تمام سامری و جمشید سے
طبیعت میری متنفر رہتی تھی مین نے ایک روز راز دلی اپنا سامنے عنقاے جادو
کے بیان کر دیا اس بے رحم شعبدہ باز نے مجھکو شیر بنا کر اس صحرا مین چھوڑ دیا تھا جب مین
بھوکا ہوتا تھا تو ایک آہو مجھے نظر آتا تھا اُسے شکار کر کے کھا لیتا تھا آج آپ کی
بدولت قید سے نجات پائی اور پیکر حیوانی سے جسم انسانی مین ظاہر ہوا بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے

کہ آپ خاصان خدا مین سے ہین اگر واقعی آپ بھی خدا پرست ہین تو مین ایسے ہی اطاعت
آپ کی اختیار کرتا ہون اور جان نثاری کو حاضر ہون اور اگر میری بدنصیبی سے آپ بھی
کوئی ساحر زبردست ہین کہ جسنے عنقاے جادو سے ساحر کو مارا تو مجھے بھی قتل کیجیے
کہ میرا دل سامری پرستی سے کارہ ہو فرمایا ای برادر مین مسلمان ہون اور فتاح طلسم باطن
ہون مین نے حکم پروردگار عالم سے اور اسی کی مدد سے عنقاے جادو کو مارا ورنہ مین
ایک لفظ بھی سحر کی نہین جانتا ہون اور خوش قسمت تیری کہ تو بغیر کسی راہبر کے راہ راست
پر آیا اور از خود تیری طبیعت مذہب برحق کیطرف مائل ہوئی ہم نے تجھے آج سے پاک
باطن کا خطاب دیا اب تم اپنا نام ہمارے پاک باطن بتایا کرو یہ سنکر ہمارے پاک باطن
نہایت شاد ہوا اور دوبارہ قدمبوس ہوا نقابدار ابلق سوار نے کہا کہ ہمارے پاک باطن
مین بہت دیر سے پیاسا ہون اُسنے عرض کی کہ اے شہریار یہانسے منزلون تک کہین
پانی نہ پایئے گا اور یہ چشمۂ آب جو سامنے لہرین مار رہا ہو یہ سم آلود ہو اب آپ عنقاے جادو
کے پرون کو جلایئے اور راکھ اسکی پانی مین چشمہ کے ڈالدیجیے تو پانی اسکا اصلی ہیئت
پر آجائے گا اور سمیت سحر دفع ہوجائے گی کہ یہ چشمہ ساختۂ عنقاے جادو ہو سوا میرے
اور عنقاے جادو کے جو زہر حیات پانی اس چشمہ کا پی لیتا تھا وہ پانی ہوکر بہ جاتا تھا
بہت سے مسافر ہواستہ بھولکر اسطرف آنکلے بہ سبب اسکے کہ کوسون کہین پانی نہ ملا
اور تشنگی نہایت غالب ہوئی اُنھون نے پانی اس چشمہ کا بے کر پیا خود ہی پانی ہو کر اسی چشمہ مین
داخل ہوگئے اور مجھ پر اسوجہ سے سمیت اثر نہ کرتی تھی کہ عنقاے جادو کو میرا ہلاک
کرنا منظور نہ تھا نقابدار ابلق سوار نے فرمایا قاعدہ تو یہ ہو کہ جب ساحر مرجاتا ہو
تو اسکی بنائی ہوئی چیزین بھی برباد ہوجاتی ہین یہ سحر کیسا ہو جسکا اثر ابتک باقی ہو اور
عنقاے جادو کے مرنے سے بھی برطرف نہ ہوا ہمارے پاک باطن نے عرض کی
کہ اگر ساحران طلسم باطن کا سحر بھی بغیر مٹانے والے کے مٹ جائے تو ساحران طلسم ظاہر
مین اور انمین فرق کیا رہجائے ساحران طلسم ظاہر کی ہم لوگون کے سامنے کوئی حقیقت
نہین ہو مین طلسم باطن کے ساحرون مین زیادہ زبردست نہین ہون لیکن تن تنہا
تمام ساحران طلسمات کے واسطے کافی ہون ہم لوگون کے سامنے وہ لوگ
شعبدہ باز ہین اور نیرنج ساز ہین وہ سحر کیا جو مرنے کے بعد از خود مٹ جائے یہ سنکر
نقابدار ابلق سوار کو نہایت تعجب ہوا اور دل مین خوش ہوئے کہ ہمارے پاک باطن
سے طلسم شطاق مین بہت کچھ مدد ملے گی اور اب نقابدار نے پرونکو عنقاے جادو
کے جلایا اور چشمۂ آب مین ڈالدیا یکایک تمام پانی مین اُبال آیا اور کھولنے لگا بعد
تھوڑی دیر کے پانی ٹھہر گیا اور سبزی اسکی برطرف ہوگئی مولی صاحب پانی
ظاہر ہونے لگا ہمارے پاک باطن نے عرض کی کہ اب حضور اس پانی کو نوش
کرین اب یہ نقصان نہ کرے گا نقابدار ابلق سوار نے پانی پیا تشنگی رفع ہوئی

پانی چشمہ کا نہایت سرد و شیریں تھا نقابدار نے ہمارے پاک باطن سے کہا کہ اس
ریگستان میں کیا سمجھ کر قیام کیا کہ کوئی شے یہاں آرام کی نظر نہیں آتی نہ کوئی مکان ہے آخر
یہ عنقاے جادو رہتا کہاں تھا ہمارے جادو نے کہا او شہریار ہر سامان راحت
و آرام ہم لوگ قوت سحر سے فراہم کر سکتے ہیں پھر ہمیں مکان اور سامان کی کیا ضرورت
ہے جسوقت جو سامان چاہا فراہم کر لیا پھر اُسے مٹا دیا دوسرا سامان کر لیا اگر ارشاد
ہو تو جیسا سامان ارشاد فرمایئے ابھی درست ہو جائے نقابدار نے فرمایا کہ مجھے
ضرورت نہیں ہے اسلیے کہ میں ایک مرد فقیر مزاج ہوں شام ہو چکی ہے رات کسیطرح گذار
لونگا صبح کو آگے روانہ ہونگا یہ فرما کر اُسی ریگ پر بیٹھ گئے ہمارے پاک باطن نے
ہرچند اصرار کیا کہ میں سامان درست کروں ابھی خیمہ خرگاہ فوج و سپاہ ملازم وغیرہ سب
موجود ہو جائیں مگر نقابدار نے قبول نہ فرمایا اور رات اُسی ریگستان میں عبادت
رب بے نیاز میں گذار دی ہمارے پاک باطن بھی بخیال حفاظت نقابدار جاگا
کیا جسوقت ستارۂ سحری چمکا اور سپیدۂ صبح نمودار ہوا نقابدار نے نماز صبح پڑھی اور
اوراد سے فراغ حاصل کر کے ہمارے پاک باطن سے کہا کہ اب میں یہاں سے آگے
جاتا ہوں اُسنے عرض کی کہ میں بھی ہمراہ رکاب ہوں اسلیے کہ یہ پہلا مرحلہ ہے اور نہایت
سخت ہے نہیں معلوم کیا ہو اور کیا نہ ہو لہذا میرا ساتھ چلنا بھی ضروری امر ہے کہ میں کسیقدر
حالات طلسم باطن سے واقف ہوں اور راستہ بھی جانتا ہوں نقابدار نے ہمارے پاکباطن
کو ساتھ لیا اور آگے روانہ ہوئے ہمارے پاک باطن راہبری کرتا جاتا تھا اور
راستے میں اسنے عرض کر دیا تھا کہ جس مقام پر آپ کو دوران سر شروع ہو اسی کو سرحد
دربند دورانیہ تصور کیجیے گا اور ہوشیاری سے کام کیجیے گا کہ میں آگے نہ جا سکونگا
اسواسطے کہ سرحد دوسرے کی ہے اور وہ ساحر مجھ سے زبردست ہے بلکہ یہی ترتیب
یہاں کی ہے کہ پہلے دربند سے دوسرا سخت ہے اور دوسرے سے تیسرا تاکہ دربندوں کے
ساحر اگر شریک بھی ہو جائیں تو اعانت دشمن کی نہ کر سکیں چند باتیں میں عرض کرونگا
اُنکا خیال رکھیے گا یہی باتیں کرتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ ایک صحراے پربہار
نظر آیا درخت عجیب طرح کے گل و برگ نئی وضع کے لیکن طائر ایک بھی نظر نہ آتا
تھا باوصفیکہ صحرا بظاہر نہایت پُربہار تھا مگر نہایت ہول خیز اور وحشت انگیز تھا
کہ دل کو خوف معلوم ہوتا تھا ہیبت طاری ہوتی تھی جیسے اُس بیابان میں ہوپنچے
نقابدار کو دوران سر شروع ہوا اور ہمارے پاک باطن اُسی مقام پر ٹھہر گیے
کہا او شہریار بس اب آگے یہ غلام نہیں جا سکتا وہ رومالی جو آپ نے خون میں
عنقاے جادو کے تر کر رکھا ہے اسکا فتیلہ بنا کر روشن کیجیے تاکہ دشمن آپ کو نظر
آئے نقابدار ابلق سوار نے جلدی سے رومال کا فتیلہ بنایا اور چقماق سے
آگ نکالکر فتیلہ کو روشن کر کے ہاتھ میں لے لیا اور آگے بڑھے دیکھا کہ وسط صحرا میں

زیر درخت برگد ایک شامیانہ کھنچا ہوا ہے اور زیر شامیانہ فرش سفید بچھا ہوا ہے اور ایک ساحر بیٹھا ہوا مالے کو گردش دے رہا ہے اور کچھ پڑھتا جاتا ہے کہ الفاظ اُسکے سمجھ مین نہین آتے ہین ہمارے پاک باطن نے آواز دی کہ اے شہریار صولت کو کام نہ فرمایئے اور دوڑکر اس شامیانہ مین آگ لگا دیجیے اور جس ہاتھ مین فتیلہ ہے اُسکو گردش دیجیے کہ گرد اسکے حصار آتش قائم ہو جائیگا اور یہ اُسی آگ مین جلکر مرجائیگا اگر خلاف اسکے کیجیے گا تو پچتایئے گا یہ سنکر اُس ساحر نے کان کھڑے کیے اور جلدی جلدی کچھ پڑھ پڑھ کر مالے کو گردش دینے لگا بہ سبب جلدکشی کے منھ سے نہ بول سکا کہ سحر باطل ہو جائیگا لیکن دل مین کہتا تھا کہ یہ بلا کسطرح یہانتک پہونچ گئی لقا بدار نے جھپٹ کر شامیانہ مین آگ لگا دی اور ساحر اُٹھا کہ بھاگ کر نکل جاؤن مگر لقا بدار نے ہاتھ کو گردش دینا شروع کیا کہ گرد اسکے حصار آتش قائم ہو گیا اور کچھ شعلے بھڑک کر دوران جادو پر گرے کہ اسے جلا کر خاک کر دیا اسکے مرتے ہی ایک قیامت کبرے برپا ہوئی یہ معلوم ہوا کہ تمام صحرا زمین و آسمان شجر و حجر سب گردش کر رہے ہین اور آوازین مہیب آ رہی ہین کہ فسا شدم فنا شدم بڑی دیر کے بعد یہ حالتین برطرف ہوئین تو دیکھا کہ تمام درخت مرجھائے ہوئے ہین اور لاش ایک ساحر سیاہ فام کی پڑی ہوئی ہے ہمارے پاک باطن قریب آیا اور فتح و ربند دوران کی مبارکباد دی اور عرض کی کہ اے شہریار عالی وقار اگر آپ سے رو دل خون عنقاے جادو مین نہ تر کر رکھا ہوتا اور اُسکا فتیلہ نہ روشن کرتے تو یہ ساحر آپ کو نظر نہ آتا اور اگر تین گردشین مالے کی تمام ہو جاتین تو دشمن آپ سے ہلاک ہو جاتے سحر دوران جادو کا یہی تاثیر رکھتا تھا کہ پہلی گردش مین دوران سر پیدا ہوتا ہے اور دوسری گردش مین انسان گر کر مثل ماہی بے آب کے تڑپنے لگتا ہے اور تیسری گردش ختم ہوتے ہی ہلاک ہو جاتا ہے الحمد للہ کہ سب آفتون سے بچے اور دشمن کو مارا اب اسکے آگے دربند کوہ قضا ہے کہ مالک وہان کا جنقاسے کوشین جادو ہے وہان پہونچنے کی صورت یہ ہے کہ سینہ دوران جادو کا چاک کیجیے کہ ایک تختی جست کی نکلے گی اور دونون آنکھین اسکی نکالکر جلایئے اور اُسکا کاجل اُس تختی پر پاریے اور ہمراہ میرے چلیے جس وقت قریب کوہ پہونچیے گا تو مین عرض کر دونگا اسوقت آپ کاجل آنکھون مین لگا لیجیے گا تمام اسرار آپ پر روشن ہو جائینگے بعد اسکے جو کچھ اُس تختی مین لکھا ہوا ہے پڑھ کر عمل کیجیے گا کہ لوح طلسم باطن یہی ہے اور نہایت ہوشیاری سے کام لیجیے گا ورنہ لوح چھن جائے گی تو پھر ہاتھ آنا لوح کا اور پہچاننا آپ کا دشوار ہے یہ سنکر لقا بدار نے سینہ دوران جادو کا چاک کیا تختی جست کی برآمد ہوئی بعدہ آنکھین دوران جادو کی نکالین اور کپڑے مین لپیٹ کر فتیلہ بنا کر روشن کیا اور کاجل پار کر چھڑا لیا ہمارے پاک باطن نے لقا بدار ابلق سوار کو ہمراہ لیا اور جانب کوہ قضا روانہ ہوا چلتے چلتے قریب دو پہر کے گذرے ہونگے کہ ہمارے پاک باطن نے زمین کو دیکھا درختو نپر نظر کی

اور پھر آگے روانہ ہوا چند قدم بڑھ کر ٹھہرا دیکھا کہ ایک درخت بڑا برگ لگا ہوا ہے کہ اسکی دو شاخیں
ایک طرف جھکی ہوئی ہیں اور دو شاخیں دوسری جانب جھکی ہوئی ہیں جو شاخیں اسطرف
ہیں اُنکے برگ و بار اور طرح کے ہیں اور جو شاخیں اسطرف جھکی ہوئی ہیں اُنکے گل
وغیرہ اور رنگ کے ہیں ہمارے پاک باطن نے نقابدار ابلق سوار سے کہا کہ
یہ درخت نصف اسطرف ہے اور نصف سرحد کوہ قضا میں ہے اب آگے میں نہیں بڑھ سکتا
آپ سر کا جل آنکھوں میں لگائیے اور بسم اللہ کہکر آگے روانہ ہو جیئے لوح سے غفلت نکیجیے گا
جو کچھ لکھا ہو اُسے عمل میں لائیے گا جسوقت جنفاے کوہ نشین مارا جائیگا اور در بند
کوہ قضا شکستہ ہو جائیگا تو میں حاضر خدمت عالی ہونگا یہ کہکر رخصت ہوا اور
نقابدار ابلق سوار نے کاجل آنکھوں میں لگایا لوح گلے میں ڈالی اور بسم اللہ کہکر قدم
اپنا آگے بڑھایا جیسے ہی سرحد کوہ قضا میں پہونچے دیکھا کہ ایک کوہ سفید ہے اور
بالاے کوہ ایک گنبد بنا ہوا ہے کہ اسمیں دروازہ کسیطرف نظر نہیں آتا ہے اور بالاے
کوہ ایک گنبد پر ایک طائر بیٹھا ہوا ہے نقابدار نے لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے نقابدار دلاور
یہ طائر جنفاے جادو ہے فلان اسم اکتالیس مرتبہ پڑھ کر اسپر دم کرو اور تماشا
قدرت خدا کا دیکھو اُدھر طائر نے جو نقابدار کو دیکھا گنبد پر سے اُڑا اور پکارا کہ ہائیں تو
یہاں کسطرح سے آگیا کسنے تجھے پتہ یہاں کا بتایا اور کس سلسلہ سے تو یہانتک پہونچا
اب تو نے طلسم باطن پر بھی دست اندازی شروع کی خیر اگر آیا ہے تو کہان جائیگا یہ کہکر
سر نقابدار پر آکر چکر لگانے لگا جسوقت یہ ایک گردش تمام کرتا تھا تو ایک حصہ
قوت نقابدار کی سلب ہو جاتی تھی ادھر تو یہ چکر لگا رہا تھا اور اُدھر نقابدار اسم
کو جلدی جلدی پڑھ رہے تھے یہانتک کہ جتنے عرصہ میں طائر نے بتیس مرتبہ چکر لگایا
نقابدار نے اکتالیس مرتبہ اسم کو پڑھ کر تمام کیا اور طائر کیطرف دم کیا بمجرد پھونکنے
کے طائر چکر کھا کر زمین پر گرا اور لوٹنے لگا نقابدار نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے
نقابدار اگر اسکے چکر تمہارے اسم سے پہلے تمام ہو جاتے تو جسطرح یہ گر کر تڑپنے لگا
یہی حالت تمہاری ہوتی اور چند ساعت میں تمام ہو جاتے اب تم کو چاہیے کہ اسکو
پکڑ لو اور تڑپنے نہ دو ورنہ اگر یہ اکتالیس مرتبہ تڑپے گا تو یہ حالت اسکی بطرف
ہو جائیگی اور پھر جو اُڑکر غائب ہو گا تو تا قیام قیامت نظر نہ آئیگا اور آگے جانے
کا راستہ مسدود ہو جائیگا کیونکہ یہ طلسم مسلسل واقع ہوا ہے بغیر پہلا در بند ٹوٹے بعد
کا در بند ٹوٹنا غیر ممکن ہے تمہیں چاہیے کہ اسکے گلا گھونٹ کر مار ڈالو اور یہ چوٹی جو اسکے
سر پہ ہے نوچ کر اپنے پاس رکھو کہ آگے چلکر کام آئیگی نقابدار ابلق سوار نے
جلدی سے گلا دبا کر طائر کو مار ڈالا اور چوٹی اُسکے سر پر سے اکھیڑ لی بس یہ معلوم ہوا
کہ زمین و آسمان تہ و بالا ہو گئے آوازیں ہیبت ناک پیدا ہوئیں دیر تک حیف
مردیم و فنا شدیم کا شور برپا رہا اور تاریکی چھائی رہی آخر کار علامات سحر برطرف ہوئے

نقابدار نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یہ پتو ٹی جو اسکے سر پر سے اکھیڑی ہے اسکو اپنے خود کی کلغی
میں باندھ لو اور آگ روشن کرکے اس طائر مردہ کو آگ میں ڈالدو جسوقت یہ جلیگا اور
دھواں اسکا منتشر ہوگا تو دروازہ اس گنبد بے در میں پیدا ہو جائیگا اور نگہبان دروازے
پر بیٹھے نظر آنے لگیں گے اور اس دھوئیں کے سبب سے سب کے سب اندھے ہو جائینگے
تم انکو دیکھو گے اور وہ تم کو نہ دیکھ سکیں گے بس تم اندر گنبد کے داخل ہونا اور جو کچھ
پیش آئے پھر لوح کو دیکھ کر عمل کرنا نقابدار ابلق سوار دل میں کہتے ہیں کہ عجب طرح کا
طلسم ہے غرضکہ آگ چقماق سے روشن کی اور طائر مردہ یعنے لاش خیفان کوہ نشین کی
اُس آگ میں ڈالدی اسقدر چرائند پھیلی کہ دماغ پھٹا جاتا تھا جسوقت یہ جلکر خاک ہوا اور
دھواں اسکا ہر چہار طرف منتشر ہوا تو حصار سحر ٹوٹا اور گنبد کا دروازہ پیدا ہو نقابدار بالائے
کوہ آئے اور سامنے دروازہ گنبد کے پہونچے دیکھا کہ دروازہ کھلا ہوا ہے اور نگہبان دروازے پر
بیٹھے ہیں آنکھوں سے اُنکی آنسو جاری ہیں نقابدار نے کچھ خیال نہ کیا اور اندر گنبد کے
داخل ہوئے دیکھا کہ اندر گنبد کے دہنے نقب لگا ہوا ہے پھر نقابدار نے لوح کو دیکھا
لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم باطن و سیار عجائبات مخفی اس نقب میں کود پڑ کہ یہی راستہ
بیابان سرگردان کا ہے اور مرحلہ درجۂ سوم کا ہے نقابدار بسم اللہ کہکر جھم سے کود پڑے
جسوقت پاؤں زمین سے آشنا ہوئے ایک صحرائے وسیع دیکھا دور سے سواد شہر معلوم
ہوتا تھا نقابدار نے یہ خیال کیا کہ شاید یہی رخ ساکنان درجہ کا ہے اسیطرف انھوں نے
مکانات اپنے رہنے کو بنائے ہیں یہ تصور کرکے اُسیطرف چل نکلے جاتے جاتے پاؤں
شل ہو گئے ہر مرتبہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ کچھ بڑھے اور عمارات شہر تک پہونچ گئے
یہانتک کہ چلتے چلتے شام ہو گئی اور نقابدار اُس عمارت تک نہ پہونچ سکے آخر تھک کر
ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے جسوقت آفتاب غروب ہوا اور چاند نمودار ہوا اور
تمام صحرا پھر روشن ہوا دیکھا کہ جو عمارت سامنے تھی اب وہ پہلو کیجانب معلوم ہوتی ہے
نقابدار نہایت متحیر تھے کہ یہ کیا اسرار ہے ساتھ ہی یہ خیال گذرا کہ غلطی میرے خیال کی ہے
چونکہ شب روشن ہے چاندنی دھوپ کیطرح پھیلی ہوئی ہے چلکر شہر میں دم لینا چاہیے
شاید کوئی سرا وغیرہ مقام راحت ممکن ہو تو رات آرام سے بسر ہوگی صبح کو دیکھا جائیگا
اُسی جانب روانہ ہوئے جاتے جاتے بالکل قریب پہونچ گئے کہ عمارتیں صاف پست
و بلند نظر آتی تھیں راستہ بھی صاف معلوم ہوتا تھا مگر چلتے چلتے تھک گئے رات تمام
ہو گئی سپیدۂ سحری چرخ پر نمودار ہوا اور ان عمارتوں تک نہ پہونچ سکے حتےٰ کہ قریب
تھا جو وقت نماز صبح کا بھی گذر جائے نقابدار نے تیمم سے فریضۂ سحری ادا کیا کہ پانی
نایاب تھا جسوقت نماز پڑھ چکے اور نظر کی تو کوئی عمارت نہ دکھائی دی بلکہ کل صبحکو
جس مقام سے چلے تھے اُسی جگہ موجود ہیں اب تو نقابدار پریشان ہوئے اور جلدی
سے لوح طلسمی کو دیکھا لکھا تھا کہ اگر گمراہی ہو اسیطرح پھرا کرے گا تو راستہ شہر سرگردان کا

نہ پاسکے گا اور پھر بھور گذر جاتا تو لوح بھی بیکار ہو جاتی اور کوئی خبر نہ دیتی اب تجھے لازم
ہے کہ فلاں اسم جو کنارۂ لوح پر کندہ ہے اُسے پڑھتا جا اور قدم اُٹھاتا جا ساتواں قدم شہر
پناہ پر پڑے گا لیکن اس عمل کو شروع کرتے وقت آنکھیں بند کر لینا اور جس وقت
ساتواں قدم رکھنا تو آنکھ کھولنا نقابدار نے ایسا ہی کیا جیسے ہی ساتواں قدم زمین پر
رکھا اور آنکھ کھولی دیکھا کہ دروازۂ شہر پناہ پر کھڑا ہوا ہوں بسم اللہ کہکر داخل شہر
ہوئے دیکھا کہ مکانات ہیں دو کانیں کھلی ہوئی ہیں مگر نہ دو کانوں پر سودا ہے اور نہ دوکاندار
نہ کوئی خریدار باتوں کی صدا ہر طرف سے کانوں میں چلی آتی ہے نقابدار سیر کرتے
ہوئے چلے جاتے ہیں لیکن نہایت پریشان ہیں کہ یہ کیا معاملہ ہے گھبرا کر لوح کو دیکھا
لکھا تھا کہ اے نقابدار بہادر کاجل جو تو نے دربند دورانیہ میں بنایا تھا اُسے
آنکھوں میں لگالے اور وہ چوٹی جو تو نے طائر کے سر پر سے دربند قضا میں اُکھیڑی
تھی اپنے خود کی کلغی میں باندھ لے اثر اسکا یہ ہوگا کہ تو سب کو دیکھے گا اور تجھے
کوئی نہ دیکھ سکے گا اور اس کام میں عجلت کر اسلیے کہ ساکنان دربند سرگرداں تجھکو
دیکھ رہے ہیں اور فکر لوح چھیننے کی کر رہے ہیں اور تو اُنکو نہیں دیکھتا ہے ایسا نہ ہو
کہ لوح ہاتھ سے جاتی رہے اور پریشانی کا سامنا ہو نقابدار نے جلدی سے کاجل
آنکھوں میں لگایا اور چوٹی طائر دربند قضا کی خود میں لگائی دیکھا کہ ہر کوچہ و بازار میں
لوگ بکثرت پھر رہے ہیں دوکانوں پر ہر قسم کی چیزیں رکھی ہیں دوکاندار بھی بیٹھے ہیں
مگر ہر طرف یہی چرچا ہے کہ وہ ظالم یہاں بھی آگیا جسنے طلسمات ظاہر برباد کیے تھے مگر
نہیں معلوم کہاں چھپ گیا کہ اب نظر نہیں آتا کوئی کہتا تھا کہ اسطرف جاتے ہوئے
دیکھا تھا کوئی کہتا ہے کہ ابھی اسی جگہ تو کھڑا ہوا تھا یہ انسان تھا یا جن تھا یا ساحر کوئی
بلا تھا کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا نقابدار ان لوگوں کی باتیں سنتے ہوئے اور مسکراتے
ہوئے چلے جاتے ہیں جاتے جاتے ایک دروازہ نظر آیا کہ جسپر بارہ عصا بردار کھڑے
ہوئے تھے اور بالائے در ایک تصویر سنگ مرمر کی نصب تھی کہ آنکھیں اُسکی گردش
کر رہی تھیں نقابدار غور سے دیکھنے لگے کہ اسمیں کل لگی ہوئی ہے یا کیا بھید ہے تھوڑی
دیر دیکھنے سے یہ اثر پیدا ہوا کہ چکر کھا کر گرے اور خود سر سے علیحدہ ہوا اب اُن
کی نظر نقابدار پر پڑی ایک شور ہوا کہ یہ یہانتک آگیا اسے گرفتار کرو اور
خدمت میں آشوب جادو کی لے چلو نقابدار گرکر بیہوش ہو گئے تھے لوگوں نے
دوڑ کر لوح گلے سے اُتار لی لیکن خود کسی کو نظر نہ آیا اسلیے کہ خود میں چوٹی عنقا سے جادو
کی نصب تھی غرضکہ لوگ نقابدار کو اُٹھائے ہوئے سامنے آشوب جادو کے
آئے اور کہا کہ یہ اقبال حضور سے اور مدد خداوند سامری و جمشید سے گرفتار ہوا آشوب جادو
ہنسا اور کہا کہ اسیواسطے میں نے یہ انتظام کیا تھا کہ تصویر سحر اپنے دروازے پر نصب
کی تھی کہ جو کوئی آئے گا دوست ہو یا دشمن دروازہ ہی کیطرف سے آئے گا اور آنکھ

تصویریں سے ملانے لگا اور بیہوش ہو جائے گا اگر میں یہ انتظام نہ کرتا تو جسطرح اسنے اور در بند توڑا اسیطرح اس در بند کو فتح کر لیتا جب دروازے تک آگیا اور کسی کو خبر نہ ہوئی تو مکان میں داخل ہوتے کتنی دیر لگتی ساحران طلسم باطن ایسے اناڑی تھے ہوتے کہ جب یہ یہانتک ہو چکا بیہوش ہوا اسوقت اسے دیکھا لیکن وزیر اسکا سرگردان جادو ہے جس نے سحر بیابان سرگردان قائم ہوا ہے یہ نہایت ہوشیار و دانا ہے اسنے عرض کی کہ فتاح طلسم باطن وہی شخص ہوگا جو مرتبۂ شاہی و شہریاری رکھتا ہوگا اور صاحب تخت و تاج بلکہ تاج بخش ہوگا پس جو تاج بخش ہو وہ سر برہنہ نہیں ہو سکتا اور یہ شخص برہنہ سر ہے اگر تاج اسکے سر پر نہ ہوگا تو خود ضرور ہوگا اسواسطے کہ اور تمام اسلحۂ جنگ اسکے تن پر آراستہ ہیں زرہ بکتر چار آئینہ داستانے موزے کیا فقط خود نہیں ہے پھر خود نہ ہونا کیا معنے ضرور ہے کہ خود اسکا کوئی وصف رکھتا تھا کہ جب تک خود اسکے سر پر رہا اسوقت تک یہ کسیکو نظر نہ آیا اور جسوقت یہ تصویریں سے آنکھ ملا کر بیہوش ہوا اور گرا تو خود یا کلاہ جو کچھ ہو اسکے سر سے علیحدہ ہو گئی اور یہ سب کو نظر آیا کہ لوگ اسے گرفتار کر لائے ساحروں کو حکم دیجیے کہ تلاش کریں اور اسکو اسیر کر کے زندان میں بھجوا دیجیے یا بیابان سرگردان میں چھوڑ دیجیے کہ ٹھوکریں کھا کھا کر مر جائے اور لوح طلسمی بادشاہ طلسم یعنے خداوند بت خودپسند کے پاس بھجوا دیجیے یہ طلسم ترتیب کے ساتھ بنایا گیا ہے ضرور ہے ابتدائی یہ فتح کر سکے گا کہ لوح اسکے پاس نہ ہوگی اور نہ در بند آخر تک پہونچ سکے گا کہ لوح ہاتھ آئے اور سلسلے سے طلسم کو فتح کرتا ہوا تخت گاہ تک پہونچ سکے پس جدا اسکی تمام ہو گئی اور معلوم ہو گیا کہ اسکے ہاتھ سے دو در بند شکستہ ہونے والے تھے بعد اسکے قضا اسکی تھی بادشاہ نے رائے وزیر کی پسند کی اور ایک ساحر کو طلب کیا کہ نام اسکا مہوش جادو تھا لوح طلسم اسکے سپرد کی اور ایک نامہ بنام بت خودپسند تحریر کر دیا اور کہا کہ جا کر لوح خداوند کے سپرد کرنا اور یہ نامہ پیش کرنا مہوش جادو لوح طلسمی لے کر خدمت بت خودپسند میں روانہ ہوا اور ایک ساحر کو حکم دیا کہ جا کر اس شخص کو بیابان سرگردان میں پھینک آ کہ یہ ٹھوکریں کھا کھا کر مر جائے ساحر نے نقابدار کو تخت سحر پر ڈالا اور لا کر بیابان سرگردان میں پھینک دیا اور خود واپس آیا جسوقت نقابدار کو ہوش آیا اپنے کو اسی صحرا میں پایا جہاں سے شہر سرگردان میں پہونچے تھے نہایت متحیر ہوئے کہ میں یہاں کیونکر آ گیا چاہا کہ اٹھیں دیکھا تو لوح بھی گلے میں نہ پائی ہاتھ سر پر گیا خود بھی نہ تھا اب تو نقابدار نہایت پریشان ہوئے کہ یہ کیا معاملہ ہے اگر میں گرفتار ہو گیا تھا تو یہ شان اسیری نہیں ہے کہ ہاتھ پاؤں قابو میں نہیں غل و زنجیر کوئی شے میرے پاس نہیں اور اگر اسیر نہیں ہوا ہوں تو تھا کہاں اور کس مقام پر پہونچ گیا ہوں طرہ اسپر یہ کہ لوح بھی ندارد ہے یہ اسی فکر میں تھے کہ آواز قہقہہ کی آئی نقابدار ادھر ادھر دیکھنے لگے کہ یہ کون شخص ہنسا کوئی نظر نہ آیا لیکن یہ آواز کان میں آئی کہ او نادان لوح چھن گئی اور خود بھی گم ہوا اب تو آزاد

نہین ہر بلکہ اسیر طلسم ہر اور رہائی تیری ناممکن ہر بس اب تقدیر کو رو دیا کر کہ تا زندگی تجھکو اِس
صحرا کی کھائے گا اور نہ راہ پلٹ جانے کی پائے گا اور نہ داخل طلسم ہوسکے گا نقابدار
نے کہا کہ تو کون ہر کہا دشمن ہون دوست نہین ہون مجھے سرگردان جادو نے یہان
تیری نگہبانی کے واسطے مقرر کیا ہر نقابدار نہایت پریشان ہوئے اور اپنے حال زار
پر افسوس کرنے لگے لیکن تکیہ مدد پروردگار عالم پر کرکے ادھر ادھر پھرنے لگے دن بھر
رہروی کرتے تھے اور شام کو اُسی مقام پر آجاتے تھے جہان سے ابتدا کی ہوتی تھی اب انکو
تو اسی حال پر ملال مین چھوڑا جاتا ہر اور

ایک شمہ داستان در بند میمونیہ کی بیان کی جاتی ہر

راوی ناقل ہر کہ جب نقابدار ابلق سوار المن جادو اور میمون شاہ سے رخصت ہوکر
جانب طلسم باطن روانہ ہوئے اور ذرا توقف ہوا تو المن جادو نے میمون شاہ
سے کہا کہ آپ رازدار طلسم اور واقف کار قدیم ہین یہ بتایئے کہ جب ملمن جادو نے
سلطنت پر قبضہ کیا اور مجھکو اسیر بلا کیا ہر تو ملازمان قدیم مین سے کن کن لوگون نے اسکا
ساتھ دیا اور کس کس نے علحدگی اختیار کی میمون شاہ نے کہا کہ اے بادشاہ بہت سے
وفادار اور تابو پرست ملمن جادو کے شریک ہوگئے تھے کہ مین ہی اپنے عہدہ پر قائم
رہا لیکن جس مصلحت سے مین نے علحدگی نہ کی اُسے آپ جانتے ہین چند نیکون نے
کنارہ کشی کی اور طلسم سے چلے گئے مثل حریم جادو اور سہام جادو اور وزیر قدیم
آپ کا ہوشیار جادو یہ لوگ رخصت کے بہانے سے وقتاً فوقتاً سب علحدہ ہوگئے
اور پھر نہ آئے یقین ہر کہ اگر اُن لوگون کو آپ کے رہا ہونے کی اطلاع ملے تو سب
حاضر ہون کہ اُنکی تمنائے دل یہی ہر یہ سُنکر المن جادو نے تین نامے لکھکر روانہ کیے
مضمون یہ تھا کہ اے خیر خواہان دولت مجھکو حال تمھارا معلوم ہوا اور مین نے رہائی پائی ہر در بند
میمونیہ پر مقیم ہون تم کو چاہیے کہ حاضر حضور ہو اور میرا ساتھ دو کہ مین ملمن جادو سے
قصاص ظلم لینے والا ہون جسوقت یہ نامے حریم جادو اور سہام جادو اور ہوشیار جادو
کو پہونچے یہ نہایت خوش ہوئے اور لشکر لے کر جانب دربند میمونیہ روانہ ہوئے
اور آکر قدمبوسی شاہ حاصل کی اور حالات رہائی دریافت کیے کہ کس صورت سے
آپ نے نجات پائی اور کس نے آپ کو رہا کیا المن جادو نے احسان نقابدار ابلق سوار
کا اور اپنا خواب دیکھکر مطیع ہونا اور نقابدار کا بارادۂ فتح طلسم باطن روانہ ہونا
سب بیان کیا اور کہا کہ تم لوگونکو اگر عاقبت العاقبت تک میرا ساتھ دینا ہو تو
اطاعت دین اسلام اختیار کرو ورنہ مین بخوشی اجازت دیتا ہون کہ چاہے پلٹ جاؤ
اور چاہے جاکر ملمن جادو کے شریک ہو یہ سُنکر حریم جادو اور ہوشیار جادو تو
بدل مطیع اسلام ہوئے اور ساتھ بادشاہ کا دیا لیکن سہام جادو یہ سوچا کہ جب

اسنے دین قدیم کو ترک کیا تو یہ ہوا جب اتفتل ہو لیکن قابو کیا تھا کہ اکمن جادو سے ظاہر
بظاہر مخالفانہ گفتگو کرنا بات کو دل مین لیے رہا اور شل طوطے کے کلمۂ اطاعت
زبان پر جاری کیا ہنوز قلعہ سے پوشیدہ ہو جانے کی گفتگو آئی تھی کہ صحبت برخاست
ہوئی اور سب اپنی اپنی خوابگاہ مین گئے اور سورہے سہام جادو کو یہ فکر تھی کہ کسیطرح
قابو پاؤن تو کمن جادو کو پکڑکر خدمت مین ملک کمن جادو کی لیجاؤن کہ وہ نہایت
خوش ہوگا اور مجھے مرتبۂ عالی پر پہونچاے گا اسی فکر مین دو پہر رات تک جاگا کیا
آخر کار سو گیا یہان کی تو یہ حالت ہو اور وہان کمن جادو نے وزرا و امرا سے صلاح
لی کہ اب کیا کرنا چاہیے بعض نے کہا کہ آرام سے بیٹھے رہیے کوئی آپ کا کیا کرسکتا ہو
بعض نے کہا کہ خاشاک دشمن کی باقی رہنا اچھا نہین ہو وہ اپنی فکر و کوشش سے غافل
نہ ہوگا اور نقابدار اسکا شریک ہو یہ وہ شخص ہو کہ دوسرے کے واسطے اپنی جان کو
عزیز نہین رکھتا بادشاہ اسلام کیجانب سے کم کم جادو کو رہا کرلیگیا اس خوفناک
طلسم مین چلا آیا اور ذرا نہ ڈرا کیا بعید ہو کہ وہ کوئی فکر و کوشش کرے یہ اچھا نہین ہو
کہ راستہ طلسم کا اپنون بیگانون دونون کے واسطے مسدود ہو ایک پوشیدہ راستہ مخبرون
کی آمد و رفت کے لیے جاری رکھیے تاکہ وہان کی خبر ملتی رہے اور جو انتظام اکمن جادو
یا نقابدار ابلق سوار کرین ہمین اُسکی آگاہی ہو اور جسوقت اُن لوگونکو غفلت کی
حالت مین دیکھین تو حملہ کرکے کام اُنکا تمام کرڈالین یہ راے کمن جادو نے پسند کی اور
چند ساحرونکو چور دروازے پر براے نگہبانی مقرر کرکے ہرکارونکو براے خبر روانہ کیا
ہرکارے آئے اور تمام حالات دریافت کرکے خدمت ملک کمن جادو مین پہونچے
اور سارا ماجرا بیان کیا کہ نقابدار براے فتاحی طلسم باطن گئے ہوے ہین اور اکمن جادو
قصر بلوریہ مین مقیم ہو سُنا ہو کہ ہوشیار جادو وزیر اور حریم جادو مصاحب خاص
اُسکے آگئے ہین اور ایک ساحر اور بھی آیا ہو جسکا نام سہام جادو ہو یہ سب
اکمن جادو کے شریک ہوتے جاتے ہین یہ سُنکر کمن جادو نہایت خوش ہوا
اور کہا کہ اب نقابدار کی طرف سے تو خوف مٹ گیا اسلیے کہ طلسم باطن سے
نقابدار زندہ نہین پھر سکتا یقین ہو کہ سرحد پر پہونچتے ہی ہلاک ہو جائیگا اور آپ
چشمۂ زہر پیکر پانی ہو جائیگا اور بغیر مدد نقابدار کے اکمن جادو میرا کچھ کر نہین
سکتا حکم دو کہ طبل جنگ بجے اور لشکر ہمارا قلعہ سے نکلکر براے مقابلہ خیمہ برپا کرے
یہ سُنکر تیاری ہونے لگی اب اول حال سہام جادو کا بیان کیا جاتا ہو کہ وہ زیر طاعت
مین رہتا تھا جو کسیطرح بادشاہ قدیم کو اسیر کرکے خدمت مین کمن جادو کی
لے جاؤن اس لیے ربط بڑھانا شروع کیا اور اکمن جادو سے کہا کہ اے بادشاہ
ایک مدت کے بعد قدمبوسی حاصل ہوئی ہو تو دیدار فرحت آثار سے سیری نہین
ہوئی جی چاہتا ہو کہ ہر وقت حضور مین حاضر رہا کرون [illegible]

تصور فرمایئے اور اپنے قدموں سے جدا نہ رکھیئے یہ سنکر الکن جادو نے کہا کہ ای سہام جادو
میرے رفیق قدیم ہو کیا مضائقہ ہے میرے پاس رہنے مین مین نے صرف اس خیال سے تم کو
علیحدہ رکھا تھا کہ آداب شاہانہ کے خیال سے تمھین تکلیف ہوگی ورنہ تمھارا پاس رہنا
نہایت اطمینان کا باعث ہوگا اسواسطے کہ تم ایسے تھے جو میرے بعد بھی میرا خیال رکھا
اور دشمن کے شریک نہ ہوسکے یہ فرماکر سہام جادو کو اپنے خیمہ مین جگہ دی اور منصب
حفاظت جان اسکے سپرد کیا اس ملعون نے شب کے وقت اُٹھ کر کچھ اسم سحر پڑھا کہ
تمام نگہبان سوگئے اور غفلت الکن جادو کی بھی زیادہ ہوگئی ہر چند کہ الکن جادو
ایسا نہ تھا جسپر سحر سہام جادو کا کارگر ہو سکتا مگر بسبب اسکے کہ الکن جادو غافل تھا
اور سہام جادو اپنی گھات مین تھا اسنے اور غافل کر کے کچھ اسم سحر پڑھا کہ مسہری اسکی
بلند ہوئی اور ہوا پر چلی سہام جادو طائر بنکر اسکے ساتھ ہوا اور مسہری کو بزور سحر اڑاتا
ہوا قلعہ ثمن حصار کیجانب لے چلا اسطرف سے تو یہ مسہری کو اڑائے ہوئے لیے
چلا جاتا ہے اور اسطرف سے حسب اتفاق ایک ساحر ملازمان شہیم جادو وہین سے
آتا تھا کہ شب کو اسکی نوکری تھی اور یہ خبر رسانی ہر قسم کی شہیم جادو سے کیا کرتا تھا
اسنے جو یہ معرکہ دیکھا کہ ایک مسہری اُڑتی ہوئی چلی جاتی ہے اسم سحر پڑھ کر یہ بھی بلند ہوا
کہ دیکھوں یہ کون شخص ہے جسوقت نظر اسکی الکن جادو پر پڑی بیتاب ہو گیا کہ غضب
ہوا معلوم ہوتا ہے کوئی ساحر مخالفان الکن جادو سے آگیا اور بادشاہ کو قلعہ کیجانب
لیے جاتا ہے بس یہ اسیوقت شہیم جادو کے پاس روانہ ہوا اور تمام حال بیان کیا
شہیم جادو اسیوقت روانہ ہوا اور اس طائر سرخ رنگ کو اپنے ساتھ لے لیا
یہان سہام جادو ٹاپتا پھرتا تھا اور قلعہ نظر نہ آتا تھا کہ شہیم جادو آپہونچا اور نعرہ
کیا کہ منم شہیم جادو یہ کون ہے جو ہمارے بادشاہ کو لیے جاتا ہے بس خبردار آگے بڑھنے کا
قصد نہ کرنا یہ سنکر شہیم جادو نے کہا کہ ای سہام تیری بھی یہ لیاقت ہے کہ تو مجھے روک
لے اگر خیریت اپنی چاہتا ہے تو پلٹ جا ورنہ ہاتھ سے میرے ہلاک ہوگا یہ سنتے ہی
شہیم جادو مسہری کیطرف چڑھا اور کچھ اسم پڑھنے لگا تاکہ مین بادشاہ کو ہوشیار
کردون سہام جادو پیکان سحر بنکر شہیم جادو پہ گرا کہ توڑ کر نکل جاؤن مگر جیسے ہی قریب
شہیم جادو کے پہونچا طائر سرخ رنگ جو شہیم جادو کے ساتھ تھا اور محلول جادو
نے اسکو برائے حفاظت شہیم جادو معین کیا تھا اس طائر نے پر مارا کہ سہام جادو
بہیئت اصلی ہوگیا اور زمین پر گرا اگر گرتے گرتے یہ اپنے کو بزور سحر سنبھال نہ لیتا تو استخوان چورا
ہوجاتے وہان شہیم جادو نے اسم کو تمام کر کے طائر کیطرف اشارہ کیا کہ بادشاہ کو
ہوشیار کر دے طائر نے پرون کی ہوا دی الکن جادو کو ہوش آیا آنکھ جو کھلی تو اپنے کو
صحرا مین پایا اور شہیم جادو کو سرہانے دیکھا کہا ای شہیم جادو کیا مین گرفتار ہوگیا
تو مجھے کہان لیے جاتا ہے شہیم نے عرض کی کہ ای شاہ آپ کو سہام جادو گرفتار کر کے

قلعہ کیجانب سے چلا تھا مگر قلعہ لشکروں سے معدوم تھا اسوجہ سے یہ جا نہ سکا اور صحرا میں مارا پھرتا
تھا مجھے خبر ہوئی میں نے آکر آپ کو سہام جادو سے چھڑایا ہوشیار ہو جیسے یہ سنکر جلدی
سے ملکن جادو اٹھ بیٹھا اور کہا کہ سہام جادو کہاں ہے سہام جادو نے جو دیکھا کہ کام بگڑگیا
اور اب قابو نہ چلے گا کہ بادشاہ ہوشیار ہوگیا بس اسنے قرار پر فرار لیا اور ملکن جادو نے اسکا
تعاقب کیا قریب پہونچکر آواز دی کہ او سہام نمک حرام یہ کیا حرکت تھی میں نے تو اسی لیے
تجکو اپنا محافظ جان مقرر کیا تھا کہ تو مجکو اسیر کرکے دشمن کے پاس لیجائے آخر میں نے
تیرے ساتھ کیا برائی کی تھی سہام جادو نے دیکھا کہ اب بھاگ کر بھی جان نہ بچے گی
کہا اے بادشاہ اصل یہ ہے کہ میں نے تیری دوستی و محبت میں ملکن جادو کی رفاقت قبول کی
اور طلسم سے کنارہ کش ہوا مگر جسوقت یہ معلوم ہوا کہ تو نے دین قدیم اپنا ترک کیا اور مذہب
جدید اختیار کیا تو میں نے تیرے ساتھ عداوت پر کمر کسی ہے ورنہ ایسی خطا کبھی نہ ہوتی اب
تجھے اختیار ہے چاہے قتل کر اور چاہے رہا کر ملکن جادو نے کہا کہ او سہام جادو مجکو کیا
قتل کروں کہ تو بچپن کا رفیق ہے مجھے تجھ پر ہاتھ اٹھاتے شرم آتی ہے تو نے جو کچھ برائی
میرے ساتھ کی وہ تیرا ظرف تھا میں یہ سمجھونگا کہ تو نے ایک نیکی کی کہ رفاقت دشمن کی
نہ اختیار کی اور دوسری برائی کی کہ مجھے اسیر کرکے لیچلا تھا مگر میرے خدا نے مجکو بچا لیا بس
خیر نیکی نیک راہ ہادی پیش راہ جا میرے سامنے سے چلا جا اور اب کبھی ایسی حرکت
نہ کرنا ورنہ پھر مروت نہ کرونگا اور اگر بصدق دل اسلام اختیار کرتا ہو تو اپنے گذشتہ اعمال
سے توبہ کر اور میری طرح اطاعت مذہب اسلام اختیار کر یہ سنکر سہام جادو نہایت
شرمندہ ہوا اور کوئی جواب ملکن جادو کو نہ دیا اور جانب صحرا روانہ ہوگیا ملکن جادو نے
شمیم جادو سے کہا کہ اسوقت میں عجب انقلاب دنیا کا دیکھ رہا ہوں کہ دوست دشمن
ہوگیا اور دشمن دوست یعنے میرا رفیق مجھے گرفتار کرکے مبتلا ئے بلا کرنے کو لیچلا تھا اور
دشمن کے رفیق نے یہ دوستی کی کہ مجھے ہاتھ سے اسکے بچایا شمیم جادو نے کہا اے شہریار
اصل امر یہ ہے کہ دل میرا مذہب اسلام پر راغب ہوا اور آپ کے الطاف و کرم نے بندہ کو
بیدام بنا لیا اور ملکن جادو نے پیغامبر بنا کر آپ کے پاس روانہ کیا تھا جسوقت
میں قلعہ میں جانے لگا تو پھر مجکو اس شبہہ میں نہ آنے دیا کہ کوئی فریب نہ ہو اس حرکت
پر ملکن جادو کی دل میرا اسکی رفاقت سے ہٹ گیا کہ ایسے کے ساتھ نیکی کرنا بالکل
ہیچ ہے شعر نکوئی با بدان کردن چنان است ✤ کہ بد کردن بجاے نیک مردان ✤ یہ سنکر
ملکن جادو نہایت خوش ہوئے اور شمیم جادو کو اپنے ہمراہ لیکر در بند میمونیہ میں
آئے یہاں بادشاہ کے گم ہوجانے سے سب پریشان تھے کہ ملکن جادو مع شمیم جادو
پہونچا ملازمین بادشاہ کو دیکھکر نہایت خوش ہوئے اور نقارہ شادمانی بجایا حریم جادو
نے حال پوچھا ملکن جادو نے سرگذشت اپنی بیان کی اب یہ لوگ سہام جادو
کی اس حرکت پر نفرین کرنے لگے تھوڑی دیر نہ گذری تھی جو ہرکاروں نے آکر خبر دی

کہ صحرا کیجانب سے کچھ فوج ساحرون کی چلی آتی ہے یہ سنکر اکمن جادو مع شمیم جادو و ہوشیار جادو و حریم جادو خیمہ سے باہر آیا اور صحرا کیطرف دیکھنے لگا کہ کس کی فوج ہے اور کس غرض سے آتی ہے دیکھا کہ اسی ہزار ساحران غدار بلاے بد آفت سے پر کالے جھولیان جھولیان کاندھو پر ڈالے جانوران سحر پر سوار ترسول پر سول چمکاتے ہوئے نعرے یا سامری یا جمشید کے بلند چلے آتے ہین شمیم جادو نے عرض کی کہ طوفان جادو سپہ سالار لکمن جادو آتا ہے عجب نہین کہ ارادۂ رزم و پیکار رکھتا ہو اتنے مین اُن ساحرون نے سامنے قلعہ میمونیہ کے لشکر اپنا اتارا اور خیمہ برپا کیا اکمن جادو نے بھی اپنی فوج قلیل قلعہ میمونیہ سے باہر نکالی اور بارگاہ برپا کی اُدھر طوفان جادو نے آتے ہی حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرمی جب اکمن جادو کو ہوئی اُسنے بھی نقارۂ رزمی بجوایا دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی ہو نجانہ روشن ہو گئے بخور گوگل رائی سرسون کالے دانے وغیرہ کا ہونے لگا آوازین یا سامری یا جمشید کی بلند ہوئین ساحر اپنے اپنے سحر جگانے لگے جانورونکو جھٹکا کرکے پیرون کو بھینٹ دی اور سحر کو قوت دی اسی عالم مین رات بسر ہوئی اور سپیدۂ سحری نمودار ہوا جھونکے نسیم صبح کے چلنے لگے سبزۂ خوابیدہ لہلہانے لگا خمار چشم نرگس شہلا کا دور ہوا طائر اپنے اپنے آشیانون سے نکل نکل کر شاخ درخت پر بیٹھے اور بزبان بیزبانی حمد و ثنا الٰہی بجا لانے لگے گلہاے رنگا رنگ شگفتہ ہونے گویا لالہ تمام صحراے میمونیہ مین پھولا ہوا تھا کہ زمین سفید ہو رہی تھی دونون طرف کے گروہ اپنے اپنے مذہب کے موافق اطاعت رب بے نیاز سے فراغ حاصل کرکے میدان کارزار مین آئے اور صفین آراستہ ہونے لگین میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ اگلا ہراول پچھلا چنداول آٹھون صفین آراستہ ہوئین نقیب نقیب دے کر ہٹے تھے کہ کچھ ساحر دونون طرف سے نکلے کسی نے سحر سے پستی و بلندی زمین کو ہموار کیا اور کسی نے پانی برسا کر گرد کو بٹھایا جسوقت میدان آراستہ ہو چکا اور نقیب نقابت کرچکے تو لشکر لکمن جادو سے مسمار جادو نکلا اور مرکب کو چمکا کر میدان مین آیا اور آواز دی کہ اے ساحران دربند میمونیہ و طرفداران طلسم کشا جسکو دعوی مقابلہ کا ہو وہ آئے کہ میں گوہر اور یہی میدان ہے یہ سنکر حریم جادو نے اکمن جادو سے اجازت حاصل کی اور کرکندن سحر کو اُڑا کر سامنے مسمار جادو کے آیا اور کہا کہ او نمک حرام تجھے اپنے بادشاہ قدیم سے آنکھ چار کرتے ہوئے شرم نہین آتی ہے مسمار جادو نے کہا کہ جسکی تیغ اُسکی دیغ اب جس بادشاہ کے ملازم ہین اُسی کی طرف سے جان نثاری کرینگے یہ سنکر حریم جادو نے کہا کہ پھر دیر کیون کرتا ہے لا حربہ اپنا اور پھر تماشا میرے سحر کا دیکھنا یہ سنکر مسمار جادو نے جھولی پر ہاتھ ڈالا اور ایک تھیلی نکالی جسمین بہت سی کنکریان اور ٹکڑے تلوار کے اور سوئیان اور پیکان بھرے ہوئے تھے بعد اُسکے ایک روئی کا پہل نکالکر اُس تھیلی کو

روئی میں لپیٹا اور کچھ اسم پڑھ کر روئی کا پھینٹا مارا کہ وہ ٹکڑا روئی کا لکۂ ابر بنکر گرجتا ہوا بلند ہوا اور پھیلنے
لگا تھوڑے عرصہ میں تمام لشکر افگن شاہ جادو پر محیط ہو گیا اور بارش تیر و شمشیر و سنگ
و پیکان ہونے لگی ساحر مرنے لگے حریم جادو نے جلدی سے کچھ اسم سحر پڑھ کر اور ایک
پتلہ ماش کے آٹے کا بنا کر ایک فتیلہ اُسکے ہاتھ میں دیا اور رگ پیشانی اپنی چھید کر تھوڑا سا
خون اُس پتلے پر مارا کہ فتیلہ روشن ہو گیا اور پتلہ اُٹھ بیٹھا حریم جادو نے کہا کہ جلا دے
اسکے سحر کو یہ سنتے ہی وہ پتلہ بلند ہوا اور قریب ابر ہو کر وہ فتیلہ دامن ابر میں لگا دیا کہ ابر جلنے
لگا اور تمام آسمان آتش بار ہو گیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ شفق پھولی ہوئی ہے حریم جادو نے
اسم سحر پڑھ کر اُس پتلۂ سحر کو آواز دی کہ اس شعلہ کو بھی اپنے فتیلۂ سحر میں لپیٹ لے اور
اسکے لشکر پر کھینچ مار یہ سنتے ہی پتلے نے ہاتھ کو گردش دی اور شعلہ گرد فتیلہ کے چرخ مارنے
لگا اور فتیلہ میں لپٹ گیا بس پتلہ لشکر طوفان جادو کیطرف پلٹا اور قریب پہونچتے ہی وہی
فتیلہ کھینچ مارا فتیلہ جا کر ایک ساحر پر پڑا اُسکا تو پتہ بھی نہ معلوم ہوا کہ کیا ہو گیا لیکن آگ
جو پھیلی ہوا بالیاں لشکر کفار جلنے لگے اور شعلے بھڑک بھڑک کر لوگوں پر گرنے لگے شور
قیامت زا برپا ہوا یہ دیکھ کر طوفان جادو نے ایک شیشہ پر از آب جھولی سے نکالا
اور کچھ اسم سحر پڑھ کر پتلے پر کھینچ مارا شیشہ جو سر پر پتلے کے پڑ کر ٹوٹا اور پانی جسم پر پتلے
کے گرا آگ کا کام کیا کہ پتلہ جلکر خاک ہوا اور وہ شعلے جو لشکر کو اسکے جلا رہے تھے
افسردہ ہو گئے یہ دیکھ کر حریم جادو نے کہا کہ اے طوفان جادو مقابلہ مجھ سے اور
سمار جادو سے تھا لطف مقابلہ یہ تھا کہ جسطرح میں نے اُسکے سحر کو رد کیا تھا اسیطرح
وہ بھی میرے سحر کو رد کرتا تو نے کیوں دخل دیا اگر یہ قابل مقابلہ نہ تھا تو تو آپ نکلا ہوتا
طوفان جادو نے کہا کہ یہ کونسا طریقہ مقابلہ کا ہے کہ جس سے مقابلہ ہو اُس سے
بحث نہیں لشکر دیگر پر سحر کا اثر ڈال رہے ہیں پہلے باہمی فیصلہ کر لو پھر دوسرے پر حملہ کرو
حریم جادو نے کہا کہ ابتدا کس نے کی تھی جیسا سحر اُسنے کیا ویسا سحر میں نے کیا اپنے
سردار کو سمجھاؤ کہ وہ مجھ پر سحر کرے میں اُسپر سحر کروں ورنہ جنگ مغلوبہ ہو جائیگی اور
لطف جنگ جاتا رہیگا طوفان جادو نے سمار جادو کو آواز دی کہ پہلے اسی کا
خاتمہ کر دے بعد اُسکے لشکر پر گرنا یہ سُنکر سمار جادو نے کچھ اسم سحر پڑھا اور زمین پر
غلطک مار کر ہیئت اپنی ایک شیر کی بنائی اور حریم جادو کیطرف چلا ادھر حریم جادو
نے بھی غلطک ماری اور شیر بنکر سمار جادو کیطرف چلا دونوں میں طمانچہ چلنے لگا
دونوں زخمی ہوئے چونکہ حریم جادو رفیق قدیم افگن جادو کا ہے سمار جادو اسکا
ہمسر نہیں ہو سکتا حریم جادو نے ایسا طمانچہ مارا کہ منھ اُسکا پھر گیا اور پھڑک کر مر گیا
اسکے مرتے ہی طوفان جادو نکلا اور کہا کہ میں تنہا تم سب کے لیے کافی ہوں جسمیں
قوت ہو وہ میرے سحر کو رد کرے یہ کہکر اُسنے ایک حباب سحر جھولی سے نکالا اور
کچھ اسم سحر پڑھ کر اُسپر دم کرنا شروع کیا کہ وہ حباب قلعۂ بلورین بنگیا بس اسنے

پھر اسم سحر پڑھکر ایک گولہ فولادی اس کوہ بلورین پر کھینچ مارا کہ جھنجھناتا ہوا اور گولہ کوہ کو توڑ کر
پار گذر گیا اور کوہ مین سے پانی جاری ہوا طوفان جادو نے کہا کہ لینا ان سب کو بس پانی
مانند سیلاب کے لشکر املن جادو کیطرف چلا یہ دیکھکر ہوشیار جادو وزیر نے
املن جادو سے کہا یہ خیال نہ کیجیے گا کہ یہ سحر اسی کا ہے اسمین قوت بادشاہ طلسم
کی شریک ہے یہ سحر سوا آپ کے کسی سے رد نہ ہوگا اگر آپ اس بات کی شرم کرینگے
کہ مین بادشاہ ہون میرا مقابلہ سوا املن جادو کے کسی سے درست نہین تو یہ
سیلاب بلا تمام لشکر کو ڈبو دے گا جو ساحران نامی ہین وہ تو شاید بچ جائین ورنہ
سب مارے جائینگے املن جادو نے کہا کہ مجھے اپنی بادشاہی و ساحری پر غرور نہین ہے
نہ مین دشمن کو حقیر سمجھکر نگاہ ذلت سے دیکھتا ہون مگر مجھے تم لوگون کی قوت کا بھی اندازہ
کرنا ہے کہ کس درجہ تک تمھارا سحر قوی ہے تاکہ جو شخص تم سے زبردست مقابلہ کو آئے
اُسکے مقابلہ کو نہ جانے دون اور تم کو ہاتھ سے نہ کھوؤن یہ تو کوئی چیز نہین ہے مگر آیندہ
بڑے بڑے سخت مرحلے پیش آنے والے ہین ہوشیار جادو نے کہا کہ مین اتنا
کر سکتا ہون اس سیلاب کو تھوڑی دیر کے واسطے ضرور روک لونگا کہ لشکر جان اپنی
بچا کر قصر بلوریہ مین پناہ گزین ہو جائے یہ کہکر ہوشیار جادو اپنے مقام سے آگے بڑھا
اُدھر سے سیلاب چڑھا آتا تھا قریب تھا کہ لشکر کو غرق کرے کہ ہوشیار جادو نے گولہ
فولادی جھولی سے نکالا اور پڑھا اسم سحر پڑھکر زمین پر مارا کہ تڑاقے کی صدا پیدا ہوئی طبقہ
زمین کا ہل گیا اور زمین شق ہوئی پانی تلاطم کے ساتھ زمین مین سمانے لگا ایک
گھنٹہ کامل پانی غرق ہوا کیا بعد اسکے وہ گڑھا پُر ہونے لگا پانی اُبل کر لشکر کیطرف
چلا ہوشیار جادو نے کہا کہ بس مجھے اسیقدر قوت ہے کہ اتنی دیر تک دو ساحرون
کے سحر کی قوت کو روکا اسکے بعد حریم جادو جھپٹ کر آیا اور ترنج سحر نکالکر مارا کہ ایک
برق چمکی اور دیوار حائل ہو گئی تھوڑی دیر یہ دیوار قائم رہی آخر کار سیلاب کے
زور نے دیوار کو منہدم کر دیا اور پھر پانی لشکر کیطرف چلا اب املن جادو اپنے مقام
سے آگے بڑھا اور پڑھا اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک پنجہ فولادی پھاوڑا ہاتھ
مین لیے ہوئے پیدا ہوا اور زمین کھودنا شروع کی اور املن جادو نے پڑھ پڑھکر
پانی کیطرف پھونکنا شروع کیا کہ یا تو سیلاب زور شور سے اسطرف آرہا تھا یا رفتار
اُسکی کم ہوئی اور ایک مقام پر قائم ہو گیا پنجے نے جلدی جلدی ایک نالی گرد لشکر
طوفان جادو کے کھودی اور سلسلہ اسکا سیلاب سے لاکر ملا دیا ہر چند اور ساحرون
نے اس پنجے پر سحر کیے کہ یہ اپنے کام کو انجام نہ دے سکے لیکن کسی کا سحر کارگر نہ ہوا آخر
کار مجبور ہو گئے اب املن جادو نے ایک شیشہ جھولی سے نکالا اور پڑھا اسم سحر پڑھکر
پانی اُسکا آب سیلاب مین شامل کر دیا اور کہا کہ لینا لشکر طوفان جادو کو بس یہ کہنا
تھا کہ سیلاب لشکر طوفان جادو کیطرف چلا اور اُسی نالی کے راستے چارون طرف

سے آکر لشکر کو گھیر لیا اور ساحروں کو غرق کرنا شروع کیا کشتی حیات اہل لشکر کی طوفانی ہو گئی ہر
ایک گرداب بلا میں پھنس گیا یہ دیکھ کر طوفان جادو نے بڑے بڑے سحر کیے کہ اس بلا
کو لشکر پر سے دفع کرون مگر ممکن نہ ہوا کہ یکایک جانب آسمان سے ایک روشنی سی پیدا
ہوئی اور چمک کر ایک برق گری کہ آنکھیں سب کی جھپک گئیں اور نعرہ ہوا کہ منم شاہنشاہ
طلسم گنبد سبز در بیضہ ملک ملمن جادو اب جو آنکھ سب کی کھلی تو وہ سیلاب نہ تھا
بلکہ زمین پر پانی کی تری بھی نہ تھی بس اسکے آتے ہی طوفان جادو سے کہا کہ اپنا لشکر کو
کو آج ہی فیصلہ لڑائی کا ہو جائے یہ سنتے ہی طوفان جادو نے فوج کو اشارہ کیا اور لشکر
املن جادو کی طرف چلا ادھر بھی ساحر گولے ترنج نارنج پکڑ پکڑ کر چلے اور مقابلہ ہوا سحر
چلنے لگے ملمن جادو علیحدہ کھڑے ہو کر تماشائے جنگ دیکھنے لگا املن جادو نے
آواز دی کہ واہ رے ہو تجھ پر کہ بندگان خدا کو قتل کرا رہا ہے اور خود علیحدہ کھڑا تماشا دیکھ رہا ہے
اگر دعویٰ سحر و ساحری کا ہے اور وارث سلطنت بنا ہے تو خود نکل کر لڑے یہ کونسا انصاف ہے
کہ عیش تو کرے اور جانیں اوروں کی تلف و برباد ہوں ملمن جادو نے کہا کہ میں موجود
ہوں یہ کہکر املن جادو کی طرف چلا اور جھپٹ کر ترنج سحر مارا املن جادو نے آگ کی
کہ شعلہ منہ سے نکلا اور ترنج سحر کو جلا دیا بس یہ دیکھتے ہی ملمن جادو نے دستک دی
کہ چار پتلیاں سحر کی گلدستے ہاتھوں میں لیے ہوئے پیدا ہوئیں اور چاروں گلدستے
املن جادو پر کھینچ مارے کہ گلدستے چھٹے پنکھڑیاں بکھریں ایک تختہ چمن کا تیار
ہو گیا اور ملمن جادو پر بیہوشی سی طاری ہونے لگی اسی عالم میں املن جادو نے
دو ہتڑ زمین پر مارا کہ زلزلہ سا پیدا ہوا ادھر تو املن جادو بیہوش ہو کر گرا اور ادھر
ملمن جادو زمین میں کمر تک سما گیا جتنے عرصہ میں ملمن جادو نے رد سحر کر کے اپنے کو
زمین سے نکالا اتنی دیر میں املن جادو بھی ہوشیار ہو گیا اور پھر دونوں میں سحر
ہونے لگے ادھر تو یہ دونوں بادشاہ سرگرم پیکار ہیں اور ادھر دونوں لشکر ملے
ہوئے لڑ رہے ہیں گولے ترنج نارنج پھل سوئیوں کا گچھا پیکانوں کا تیر و تفنگ وغیرہ
چل رہے ہیں زمین و آسمان آتش بار ہو رہے ہیں دونوں طرف کے ساحروں میں
قیامت کے سحر ہو رہے ہیں ساحروں کے مرنے سے تیرگی چھائی ہوئی ہے اور بیر شور
کر رہے ہیں شام تک کی جنگ میں بارہ ہزار ساحران لشکر ملمن جادو مارے گئے
اور سات ہزار ساحر املن جادو کی فوج کے کام آئے شام کو طبل بازگشت بجا دونوں
لشکر تو علیحدہ ہو گئے لیکن دونوں بادشاہ جدا نہ ہوئے نہ کوئی غالب آیا نہ مغلوب
ہوا دونوں زخمی ہو کر جھوم رہے تھے کہ ایک مرتبہ ملمن جادو نے کہا کہ ہاں بھائی صاحب
یہ سحر روکیے تو میں سمجھوں کہ آپ بھی کچھ جانتے ہیں کیونکہ اسکا روکنا آسان نہیں ہے یہ
کہکر اسنے کچھ اسم سحر پڑھا اور جانب آسمان دیکھا یہ معلوم ہوا کہ سات ستارے چمکے
اور املن جادو نے آواز دی کہ واقع میں یہ تیرا سحر آخر تھا جلدی سے سات مقام کی

رگون کو نشتر دے کر خون چلو مین لیا اور کچھ اسم سحر پڑھتا رہا جیسے ہی وہ ساتون ستارے
قریب املمن جادو کے پہونچے املمن جادو نے خون کا چھینٹا مارا یہ معلوم ہوا کہ ایک
شعلہ جوالہ دھمکا کہ ساتون ستارون کو اُسنے لپیٹ لیا املمن جادو نے کہا کہ لیتا نہین
ملمن جادو کو کہ اسے بہت کچھ دعوئی ساحری کا ہے یہ کہکر جھوما اور جھوم کر گرا کہ بسبب
کثرت جراحات اور کم ہوجانے خون کے ضعف طاری ہوگیا تھا اُدھر شعلہ چمک کر
ملمن جادو پر گرا ملمن جادو نے بھی زبان کی رگ چھید کر خون چلو مین لیا اور شعلہ پر
چھینٹا مارا کہ شعلہ تو فرو ہوا لیکن یہ بھی بیہوش ہوکر گرا ان دونون کے گرتے ہی دونون طرف
کے ساحر دوڑ پڑے اور اپنے اپنے بادشاہ کو اُٹھا اُٹھا کر لشکر مین لائے اور علاج
ہونے لگا ادھر ساحران لشکر املمن جادو نے اسکو ہوشیار کیا زخمون مین ٹانکے
دیے پٹیان مرہم بخشی کی چڑھا ہین ادھر طوفان جادو نے ملمن جادو کو ہوشیار
کرکے علاج کیا زخم سلوائے مرہم پٹی کی علاج دونون کا ہونے لگا اور تین روز تک
میدانداری موقوف رہی چوتھے روز دونون صحیح و سالم ہوگئے ملمن جادو نے
طوفان جادو سے کہا کہ اب کیا کرنا چاہیے اسلیے کہ املمن جادو مجھ سے کسیطرح
کم نہین ہے آج سے تا قیامت لڑونگا تو نہ وہ مجھ پر غالب آسکتا ہے اور نہ مین اسپر
فتح یاب ہو سکتا ہون پھر فیصلہ لڑائی کا کیونکر ہو طوفان جادو نے کہا کہ مین
جان نثاری کو موجود ہون لیکن یہ ظاہر ہے کہ مین بھی اُسپر غالب نہین آسکتا
بلکہ وہی مجھ پر غالب آئینگے اور مجھے مغلوب ہونا پڑے گا اسلیے کہ وہ بادشاہ طلسم
ہین لیکن دونون وزیر ملمن جادو کے کہ نام ایک کا ایماسے دانا اور دوسرے کا نام
سیماسے دانا ہے یہ دونون بھائی نہایت عقلمند اور فطرتی ہین کہ انھین کی راے
پر انتظام طلسم رہا کیا اور انھین کی حکمت عملی سے املمن جادو قید ہوا تھا اور
ملمن جادو کو سلطنت نصیب ہوئی تھی اگرچہ علم سحر و ساحری مین زیادہ لیاقت
نہین رکھتے ہین مگر انتہا کے فطرتی ہین جنکی وجہ سے وزارت کے درجہ تک پہونچے
ان دونون نے عرض کی کہ اے شاہ جسطرح تو نے اپنی حیات و ممات کا انتظام کر رکھا
ہے ممکن ہے کہ املمن جادو نے بھی کوئی ایسا ہی اہتمام کیا ہو کیونکہ ایک زمانے
مین وہی سلطنت کرتا تھا کیا اُسکے مشیرون نے راے حفظ جان کی نہ دی ہوگی
اور یہ انتظام اسقدر پوشیدگی سے کیے جاتے ہین کہ سوا ایک آدھ رازدار کے ہر
ایک واقف حال نہین ہوتا ہے لہذا ملازمین کہنہ کو طلب کیجیے اور اُنسے دریافت
کیجیے اگر املمن جادو نے کوئی تیغہ سحر یا پیکان قضا اپنے لیے تیار کرکے کسی مقام پر
پوشیدہ کیا ہو تو پہلے اُسکے حصول کی کوشش کیجیے بعد ازان مقابلہ کیجیے ورنہ یون
کوئی فائدہ نہ ہوگا یہ راے ان دونون کی ملمن جادو کو پسند آئی اور اُن لوگونکو طلب
کیا جو کہ املمن جادو کے وقت مین رازدار و عہدہ دار اسرار طلسمی تھے اور ملمن جادو

نے اپنے زمانے مین تو ور اُسکا توڑ دیا تھا کہ مبادا یہ در پردہ کوئی انتظام خرابی کا اُن جسوقت
وہ لوگ حاضر ہوئے ملمن جادو نے اُنکو نہایت عزت سے بٹھایا اور کہا کہ اے خیرخواہ
دولت یہ وقت امتحان اور بیکسوئی کا ہے لہذا یا تو میرے ملک سے نکلجاؤ اور یا یہ بیان
کرو کہ املمن جادو نے اپنی موت زیست کا کیا انتظام کیا ہے اگر سچ سچ بیان کردوگے
تو امتحان رفاقت ہوجائیگا اور عہدہاے جلیل تم کو عطا ہونگے ورنہ سزاے سخت
دیجائیگی یہ سُنکر سب تھرا گئے اور ایک دوسرے کے منھ کو تکنے لگا اگرچہ ان لوگون
مین بعض ایسے بھی تھے کہ املمن جادو کے دوست صادق اور ہی خواہ تھے اور
منتظر وقت کے تھے کہ بادشاہ ہمارا کسیوقت مین رہائی پائے تو اُسکے شریک ہوکر
لڑین اور ملمن جادو کو زک دین مگر جب اُنھون نے یہ سُنا کہ املمن جادو نے
اطاعت دین اسلام اختیار کی تو یہ سب برگشتہ ہوگئے تھے اور کوئی آکر شریک
نہ ہوا یہ وقت انکو غنیمت ملا بعض جو کہ اس راز سے واقف نہ تھے اُنھون نے تو
عرض کی کہ اے بادشاہ ہم خیرخواہ ہین اور جان نثاری کو موجود ہین طبل جنگ بجوا کر
تماشا ہماری ڈال کا دیکھ لے دوستی و دشمنی کا حال معلوم ہوجائیگا لیکن بعض
لوگون نے کچھ اور اسرار بیان کیے جسکا حال آیندہ کھلیگا غرض ایک مرد پیر کہ
جسکا سن کچھ اوپر سو برس کا تھا اور رفیق قدیم ایمن جادو کا تھا ایمن جادو باپ
املمن جادو اور ملمن جادو کا تھا اور اپنے مرتے وقت ہاتھ املمن جادو کا اسکے
ہاتھ مین دیا تھا اور کہا تھا کہ اسکو صلاح نیک بتانا اور خیال اسکا رکھنا کہ اب
میرا تو دنیا سے کوچ ہوتا ہے تم میری جگہ ہو اور اس املمن جادو کو بجاے فرزند سمجھنا نام
اس ساحر کا ہلیل جادو تھا اس نمک حرام نے ملمن جادو سے کہا کہ مین اس راز سے
واقف ہون مگر علحدہ بیان کرونگا جبکہ تنہائی ہوئی تو ہلیل جادو نے کہا کہ اے بادشاہ
تو نے ہم لوگون کی وقعت نہ کی اور ہم پر اعتبار نہ کرکے اس خلش کو اسوقت تک
کے واسطے باقی رہنے دیا ورنہ کب کی یہ خلش مٹ گئی ہوتی اور املمن جادو قید ہی
مین مرجاتا مگر خیر اب بھی تجھے ہوش آیا تو جلدی آیا پہلے ایک تھوڑا سا حال سُن لے
پھر تدبیر بتاؤنگا جسطرح آپ کے خیرخواہان دولت نے یہ راے دی کہ مبادا
فتاح طلسم پیدا ہوا اور لوح اُسکے ہاتھ لگے لہذا حفاظت جان کا اور لوح سے بچنے کا
کوئی انتظام ضروری ہے تو آپ نے اس راے کو پسند کرکے پیکان تھا تیار کیا اور
اُسے محفوظ کیا کہ جب تک وہ پیکان نہ ہو اسوقت تک کوئی آپ کو قتل نہین
کرسکتا اور وہ پیکان ایسے مقام پہ ہے کہ پرندہ پر نہین مار سکتا اسیطرح ابتداے زمانہ
سلطنت مین املمن جادو کو مین نے یہ صلاح دی تھی کہ سامان حفظ جان ضرور ہے
چنانچہ بادشاہ سابق نے بھی اسکا اہتمام کیا تھا وہ یہ کہ ایک شمع حیات اپنی تیار
کرکے ایک گنبد بنایا تھا اور اُسمین اُس شمع کو محفوظ کیا تھا کہ جب کوئی اُس گنبد مین

راستہ پیدا کرے اور شمع کو جلادے تو تین روز مین وہ شمع ختم ہوگی جسقدر شمع کم ہوتی جائیگی
اسیقدر املمن جادو گھلتا جائےگا تیسرے روز جب شمع بالکل ختم ہوجائیگی تو
املمن جادو ہلاک ہوجائیگا بغیر اسکے اسکا قتل ہوتا ممکن نہین ہی اگر اسیری کے
زمانہ مین آپ اُس شمع کو روشن کردیتے تو اب تک مدت کی شمع حیات املمن جادو
گل ہوجاتی اور یہ جھگڑا باقی نہ رہتا یہ سُنکر ملمن جادو نہایت خوش ہوا اور کہا کہ ای
ہلیل جادو جسوقت مین اپنی کوشش مین کامیاب ہونگا اور املمن جادو کا
خوف جاتا رہیگا تو جس مرتبہ پر تو املمن جادو کے عہد حکومت مین تھا اُس سے
زیادہ مرتبہ تجھکو حاصل ہوگا لیکن اب پتہ اُس گنبد کا اور طریقۂ افتتاح اُسکا بیان کر
ہلیل جادو نے کہا کہ یہانسے جانب جنوب ایک صحرا واقع ہی کہ نام اُسکا بیابان پربلا
ہی عجب عجب طرح کی آفتین اُس بیابان مین ہین کہ سوا بادشاہ طلسم کے دوسرے کی
مجال نہین ہی کہ اُس صحرا مین قدم رکھ سکے تین منزل پر وہان سے گنبد واقع ہی اور
گنبد مین دروازہ نہین ہی اول تو ہر منزل پر ایک بلا کا سامنا ہوگا اُس سے بچے اور
بھینٹ چڑھا کر مطیع اپنا کرے بعد اُسکے گنبد مین در اس صورت سے پیدا کرے کہ
جانب آسمان دیکھتا رہے اور چھری ہاتھ مین لیے رہے جسوقت تارا ٹوٹے تو چھری
اپنی ران مین بھونک کر خون چلو مین لے اور نام سامری لے کر گنبد پر چھینٹ مارے
تڑاقے کی صدا ہوگی اور دروازہ گنبد مین پیدا ہوگا اندر گنبد کے چلا جائے ایک
شمع کافوری رکھی ہوگی اور ایک قلم شیشی کی رکھی ہوگی کاگ اُسپر دیا ہوگا بس چاہیے
کہ کاگ نکالکر شیشی کا مُنھ فتیلۂ شمع سے ملادے شمع روشن ہوجائیگی یہ سُنکر
ملمن جادو نہایت خوش ہوا اور ہلیل جادو کو خلعت دیا اور کہا کہ آج معنی نام
طلسم کے معلوم ہوئے کہ طلسم گنبد بے در اسکو کیون کہتے ہین ہلیل جادو نے کہا کہ
وہ گنبد بے در ہی اور جسکے نام سے طلسم موسوم ہی وہ نظر نہین آتا ہی اُسکا افتتاح طلسم
باطن کے ٹوٹنے پر منحصر ہی کہ اُسمین مال و خزانہ و تحفجات طلسمی ہین ملمن جادو نے کہا
وہ گنبد کس مقام پر ہی ہلیل جادو نے کہا کہ اُسکی تلاش بیکار ہی اسلیے کہ وہ قبضہ مین
خداوندان خود پسند کے ہی اور سرحد طلسم باطن مین واقع ہی ملمن جادو نے کہا کہ
خیر ہمین اُس سے بحث نہین ہی اب مین جانب بیابان پربلا جاتا ہون اور یہ راز
کسی پر ظاہر نہ ہونے پائے یہ سُنکر ہلیل جادو نے کہا کہ اسوقت سوا میرے
آپ کے ہی کون جو اس راز کو ظاہر کرے گا آپ تشریف لیجائیے اور ایک ہم شبیہ
اپنا بنا کر دھوکا دینے کی غرض سے چھوڑے جائیے پھر مین دیکھ لونگا یہ سُنکر
ملمن جادو نے ایک پتلا سحر اپنی صورت کا تیار کیا اور آپ جانب بیابان پربلا
روانہ ہوا سامان بھینٹ کا مثل سور اور خرس اور بوم وغیرہ کے اپنے ساتھ
لے لیا تھا اور یہان ملکہ املمن جادو نے خواب پریشان دیکھا کہ گرد میرے

آتش روشن ہی اور بیچ مین مین جل رہا ہون یہ دیکھتے ہی آنکھ اسکی کھل گئی نہایت پریشان ہوا اور صبح تک ٹہلنے مین گذاری صبح کو جسوقت اکابرین طلسم حاضر ہوئے ملک الکین جادو نے خواب اپنا بیان کیا خیرخواہان دولت نے عرض کی کہ یہ باتین خواب وخیال کی ہین اپیر خیال نہ کیجیے اور تعبیر خواب کی اُلٹی ہوا کرتی ہی انشاء اللہ آتش فساد دفع ہو گی یہ سنکر الکین جادو خاموش ہور ہا مگر پریشانی اسکی رفع نہ ہوئی اور اطمینان نہ ہوا استے مین شہیم جادو نے عرض کی کہ بالفعل جنگ موقوف ہی لہذا مین رخصت ہوتا ہون کہ مجکو اپنے دوست کی خیریت دریافت کرنا ہی الکین جادو نے کہا کہ دوست کون شہیم جادو نے عرض کی کہ یہ ایک راز کی بات ہی اسکو مین بیان نہین کر سکتا انشاء اللہ بروقت جنگ حاضر ہوجاؤنگا کیونکہ ساحر میری جانب سے براے خبر متعین ہین وہ مجکو ہر حال کی اطلاع کرتے رہتے ہین یہ سنکر الکین جادو خاموش ہور ہا اور شہیم جادو سلام کرکے رخصت ہوا اور اپنے مقام پر آیا ایک نامہ طلب خیریت مخلول جادو مین لکھکر اُسی طائر سرخ رنگ کے گلے مین باندھا اور جانب مخلول جادو روانہ کیا کہ اسکا حال بھی آیندہ تحریر ہوگا

اب چند کلمہ داستان مصیبت نشان نقابدار ابلق سوار کے بیان کیے جاتے ہین

کہ یہ بیابان سرگردان مین حیران وسرگردان پڑے پھرتے ہین اور کہتے ہین کہ خداوندا یا تو اس بلا سے نجات دے اور یا ملک الموت کو حکم کر کہ میری قبض روح کرین کہ اب مجھسے ٹھوکرین صحرا کی نہین کھائی جاتی ہین روز صبح اور شام کو زیر درخت کچھ کھانا جسمین نمک بہ برابر کا ہوتا ہی اور ایک جام آب گرم کا انکو ملجاتا ہی جب ضعف زیادہ ہوتا ہی تو مجبوراً کچھ کھالیتے ہین اور پانی پی کر شکر خدا بجالاتے ہین یہ تو اس حال پُر ملال مین ہین اور اُدھر مہوش جادو جو لوح طلسمی لیکر روانہ ہوا تھا تو یہ خدمت مین بت خود پسند بادشاہ طلسم باطن کی پہونچا اور لوح پیش کرکے سارا ماجرا نقابدار کے آنے کا اور آشوب جادو کے ہاتھ سے گرفتار بلا ہونے کا بیان کیا یہ سنکر بت خود پسند کو نہایت تعجب ہوا کہا یہ بھی دریافت ہوا کہ وہ کسکی اعانت سے یہانتک پہونچا آیا ساحران طلسم باطن مین سے کوئی اُسکا شریک ہو گیا یا کسی اور کی مدد سے پہونچا مہوش جادو نے عرض کی سُننا یہ ہی کہ طلسم باطن مین یہ آیا تھا اور وہان سے اسطرت آنکلا یہ سُنکر بت خود پسند نے حکم نامہ آشوب جادو کو بھیجا کہ یہ پہلا قیدی اور مجرم طلسم باطن کا ہی لہذا اسکو بڑے انتظام سے قتل کرنا چاہیے تاکہ آیندہ کسی کی جرأت اسطرت آنے کی نہ پڑے اور سُن سُنکر لوگون کو عبرت ہو لہذا تم کو حکم دیا جاتا ہی کہ راستہ بیابان سرگردان کا مسدود کرو اور اس قیدی کو بیابان

شادی مرگ مین لیکر حاضر ہو کہ وہ مقام قتل اسیران طلسم کے واسطے بنایا گیا ہے اور آجتک
ویران پڑا ہے آج کے تیسرے روز ہم بھی آکر تماشائے قتل طلسم کشا دیکھینگے اور قیدی
کو اپنے سامنے قتل کرائینگے یہ حکم آشوب جادو کو پہونچا ادہر تو آشوب جادو
نے بیابان شادی مرگ مین چلنے کی تیاری کی شہر مین ڈھنڈھورا پٹا کہ جسکو تماشائے قتل
طلسم کشا کا دیکھنا ہو وہ آج کے تیسرے روز بیابان شادی مرگ مین پہونچے کہ حکم
خداوند یہی ہے یہان بت خود پسند نے اور مالکان دربند کو بھی پروانے روانہ کیے اور
مضمون سب کا یہی تھا کہ بیابان شادی مرگ مین آکر تماشائے قتل طلسم کشا کا دیکھو اور
شریک جشن مسرت ہو جسوقت یہ حکم نامے مالکان دربند کو پہونچے اور یہ خبر مشتہر کی گئی
کہ طلسم کشا قتل ہوگا لوگ نہایت مشتاق ہوئے اور تیاری روانگی کی کردی جوق جوق
گروہ گروہ قافلے کے قافلے بیابان شادی مرگ کیطرف روانہ ہوئے ہر طرف یہی
چرچا تھا کہ وہ کونسا شخص ہے جسنے طلسم باطن مین قدم رکھا اور اول محافظ سر کو مارا دو دربند
شکستہ کیے تیسرے دربند پر گرفتار بلا ہوا یہانتک کہ جب تیسرا روز ہوا تو مالکان بیابان
شادی مرگ نے بڑی تیاری کی اور مقامات بادشاہان و حاکمان دربندان طلسم کے
واسطے آراستہ کیے اور صدر مین ایک تخت قایم کیا کہ تمام تخت الماس نگار تھا یہ
تخت بت خود پسند کے واسطے بچھایا گیا یہانتک کہ صبح سے آمد مالکان دربندان
طلسم کی شروع ہوئی پہلے آشوب جادو مع سرگردان جادو و مہوش جادو و
قیدی طلسم کشا آکر بیابان شادی مرگ مین داخل ہوا اور جو مقام اسکے واسطے معین تھا
وہان اسنے قیام کیا اور نقابدار ابلق سوار کو لاکر ایک حجرہ مین بند کر دیا کہ وقت
قتل اسکو نکالکر جو صورت قتل اسکی تجویز کیجائے گی اُسطرح قتل کرینگے اسلیے کہ
مختلف طریقے قتل کے معین ہین جیسا مجرم ہوتا ہے اُسی صورت سے قتل کیا جاتا ہے لیکن
جسوقت سے نقابدار کو اس مقام پر لائے ہین اور حجرہ مین بند کیا ہے نقابدار حیران
ہین کہ مجھے یہان کس غرض سے لائے ہین شاید یہ دوسرا زندان ہے اور اب حکم یہان
قید کرنے کا ہوا ہے چونکہ وہ کاجل جو نقابدار کی آنکھون مین دیا ہوا تھا جسکے اثر
سے یہ اہالیان طلسم باطن کو دیکھتے تھے تیسرے روز اثر اُسکا زائل ہوگیا تھا تو
انھین سوا تاریکی کے کچھ نظر نہ آتا تھا نہ صورت کسی کی دکھائی دیتی تھی دل مین
کہتے تھے کہ دیکھیے کب تک اس بلا مین پھنسے رہتے ہین اور موت کب خبر لیتی ہے
افسوس کہ ملازمین ہمارے بیرون طلسم باطن پڑے ہونگے اور رفیقان نادرہ دربند
مہوشیہ پر منتظر ہونگے کسی کو کیا خبر کہ ہم بلا مین پھنسے ہوئے ہین غرضکہ یہ تو سر
زانوئے غم پر تھوڑاسے کیے ہوئے حجرے مین مقید ہین اور لوگ یکے بعد دیگرے چلے
آتے ہین بعد آشوب جادو کے محلول جادو مع ملازمین آکر پہونچا کہ یہی
مالک دربند چہارم ہے اسنے بھی قیام کیا بعد اسکے مضمار جادو مالک دربند پنجم آکر پہونچا

اور اپنی جگہ پر مقیم ہوا اسکے بعد مفتاح جادو مالک دربند ششم آیا بعد ان سب کے خبر آمد بت خود پسند کی ہوئی شاہان دربند برائے استقبال روانہ ہوئے اور اپنے بادشاہ کو بڑے اعزاز سے لائے بت خود پسند نے حکم جشن یک شبی دیا کہ تمام رات صحبت عیش برپا رہے اور دوسرے روز دوپہر کے وقت فتاح طلسم کو قتل کیا جائے یہ سنکر اسیوقت ارکین دولت نے انتظام جشن کیا اور آرائش بزم جشن قتل طلسم کشا کے لیے اسباب امیرانہ اور سامان شاہانہ فراہم لیے اور اس خوبی اور خوش اسلوبی سے سجے کہ باید و شاید غرض صحبت جشن آراستہ ہوئی صدر مین جو بارگاہ برپا تھی اسمین میر مجلس بت خود پسند تھا اور مالکان دربند و خاص امرائے دربند ہفتم شریک تھے باقی بارگاہون مین ایک ایک مرتبہ کے لوگون کی صحبت علیحدہ علیحدہ برپا تھی اس صورت سے کہ کہین مجمع افسران فوج کا تھا کسی مقام پر رؤسائے دربند سوم تھے کسی جگہ امرائے دربند چہارم اور انکے مصاحب خاص تھے غرضکہ اسی صورت سے یہ محفلین آراستہ تھین یہان تو یہ کیفیت ہے اور وہان زندان طلسمی مین نقابدار ابلق سوار کا دم گھٹ رہا تھا بار بار فرماتے تھے کہ خداوندا ملک الموت کو حکم کر کہ روح میری قبض کرین کہ اب یہ سختی مجھسے نہین اٹھ سکتی ہے اسی حالت مین نقابدار بیہوش ہوگئے خواب مین دیکھا کہ وہی مرد بزرگ تشریف لائے ہین جنھون نے پرچہ عنایت کیا تھا اور فرماتے ہین کہ اے فرزند پریشان نہ ہو کہ خداوند کریم نے تجھے فاتح طلسم قرار دیا ہے ہرچند یہ کافر تیرے قتل کا سامان کرینگے مگر قابو نہ پاسکینگے کوئی مدد بھی ظہور مین آئیگی اور تجکو رہائی نصیب ہوگی اور باقی دربندون کو بھی تو فتح کریگا اسقدر پریشان نہ ہو کہ عقل خاطی کرنے لگے جسقدر استقلال سے کام لیگا اتنی ہی جلد کامیاب ہوگا اور جسوقت تک لوح طلسمی دستیاب نہ ہو اسوقت تک اسی پرچہ سے کام لینا جو مین نے تجکو دیا تھا اسلیے کہ جسوقت تک لوح نہ ملے وہی پرچہ لوح کا قائم مقام ہے اور لوح ملجانے پر بیکار ہے یہ فرماکر نظرون سے غائب ہوگئے یہان جسوقت صبح ہوئی صحبت جشن برخاست ہوئی تیاری میدان خونی کی ہونے لگی چبوترہ ریگ کا بنایا گیا دارین نصب کی گئین جلادان مریخ صولت حاضر ہوئے جسوقت بارہ بجے تو داروغہ محبس نقابدار ابلق سوار کو لیے ہوئے آیا اور لاکر چبوترہ ریگ پر بٹھایا اور جلادون نے حکم طلب کیا کہ کس صورت سے اس زندانی کو قتل کیا جائے بت خود پسند نے حکم دیا کہ پہلے اسکی آنکھون مین سرمۂ جمشیدی لگا دو تاکہ یہ سب کو دیکھے اور بعد اسکے دار پر کھینچ کر تیر باران کرو کہ خلقت تماشائے قتل دیکھے یہ سنکر ایک جلاد میل سرمۂ جمشیدی لیے ہوئے قریب نقابدار کے آیا اور کہا کہ آنکھین کھول کر دیکھو اپنے حال زار کو اور جاہ وجلال بادشاہ کو کہ تجھے عبرت ہو یہ کہکر دونون آنکھون مین سلائی پھیر دی بمجرد سلائی پھیرنے کے دونون آنکھین گویا روشن ہوگئین

اور لقابدار نے دیکھا کہ ایک خلقت خدا جمع ہی لاکھون آدمیون کا مجمع ہی اور ایک سنگ ناہنجار
تخت الماس نگار پر بیٹھا ہی تاج شاہی بر سر و چار قبۂ شاہنشاہی در بر کیے ہوئے ہی چھتر
سر پر پھر رہا ہی قریب تخت کے کرسیان طلائی و نقرئی مینا کار بچھی ہوئی ہین اور اُن پر
امرا اور وُزرا جمع ہین بعد اسکے اپنی حالت پر نظر کی کہ اسیر غل و زنجیر ریگ کے چبوترہ پر
بیٹھا ہوا ہون آج چہرۂ لقابدار سے نقاب دور کردی گئی ہی تاکہ اہالیان طلسم
پہچانین کہ یہ کون شخص ہی بعد اسکے جلادون نے لقابدار کو دار پر کھینچا جسوقت
لقابدار ابلق سوار بلند ہوئے اور نظر خلق اللہ کی جمال بیمثال لقابدار پر پڑی
وجد کرنے لگے مگر افسوس کرتے تھے کہ ایسا شخص کہ یوسف زمانہ ہی اور قتل ہوتا ہی
ادھر لقابدار شکر پروردگار بجا لائے کہ وقت مفارقت تن و جان قریب آگیا تھوڑی ہی دیر
مین اس قید رنج و الم سے فراغ حاصل ہوجائیگا اور سارا دغدغہ مٹ جائیگا کہ ایک
مرتبہ آندھی چلی اور آن واحد مین وہ آندھی تمام عالم مین پھیل گئی اور اسقدر تاریکی چھائی
کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا اور ہوا کی تیزی سے پردے کانون کے پھٹے جاتے تھے
مگر چونکہ ساز و سامان یہان کا مثل بارگاہون کے طلسمی تھا اسوجہ سے کوئی خیمہ وغیرہ
نہ گرا اہالیان طلسم نے ایک معمولی بات سمجھکر کوئی خیال نہ کیا کہ جسوقت آندھی برطرف
ہوئی اسوقت لقابدار کو قتل کرینگے لیکن جسوقت زور شور ہوا کا کم ہوا اور
تاریکی برطرف ہوئی تو لقابدار کو دار پر نہ پایا اور دار کو خالی دیکھا سب حیران تھے
کہ یہ کیا معرکہ ہی بت خود پسند نے خفت مٹانے کی غرض سے کہدیا کہ اسکو فرشتگان
عذاب جانب دوزخ لے گئے تم لوگ تردد نہ کرو یہ کہکر مجلس برخاست کی اور
جانب تختگاہ روانہ ہوا اور مالکان دربند نہایت حیران و پریشان اپنے اپنے
دربندون کی طرف متوجہ ہوئے اب اول حال لقابدار ابلق سوار کا گزارش کیا
جاتا ہی کہ جسوقت آندھی آئی تھی تو ہوا کے جھوکون سے آنکھین بند کردی تھین اسی حالت
مین یہ معلوم ہوا کہ کسی نے مجھکو دار سے کھولکر پھینک دیا جسوقت پاؤن زمین سے
آشنا ہوئے اور آنکھ انکی کھلی تو اپنے کو ایک درہ کوہ مین پایا اور ایک ساحرہ کو
دیکھا کہ ہاتھ باندھے ہوئے سامنے کھڑی ہی پوچھا لقابدار نے کہ تو کون ہی اور مجھے
کس غرض سے یہان لائی ہی اسنے عرض کی کہ نام میرا بادبان جادو ہی اور مین آپکو
اسواسطے لائی ہون کہ طلسم کو فتح کیجیے اور بت خود پسند کو تیغ کیجیے تو مطلب میرا
حاصل ہو لقابدار نے کہا کہ مطلب تمہارا کیا ہی بادبان جادو نے عرض کیا کہ اے
شہریار عالی وقار مین بہن ہون بت خود پسند کی ایک دختر ہی میری کہ نام اسکا
صنم گلعذار ہی وہ سات برس کی تھی کہ شوہر نے میرے انتقال کیا یہ سلطنت
اُسی کی تھی بعد اُسکے بھائی میرا مالک تخت و تاج ہوا اسلیے کہ مین مبتلائے
غم تھی خواہش تاج و تخت نہ ہوئی اور یہ بھی خیال ہوا کہ یہ بھائی ہی اگر یہ سلطنت

کرے گا تو کیا عجب ہے لیکن اُسنے ابتدا مین تو میرے ساتھ بہت کچھ محبت کی بہانتک کہ میری دختر کو اپنی بیٹی کیا جسوقت سلطنت پر حاوی ہوگیا تو اُسنے دعویٰ خداوندی کیا اور پرستش خداوندان قدیم کی لوگون سے ترک کرائی مجھے اس امر پر اُس سے نفرت ہوگئی مگر خاموش ہو رہی کہ مجھے کیا جو جیسا کرے گا ویسا پائے گا بقول شخصے کہ عیسےٰ بدین خود وموسےٰ بدین خود اب اُسنے اس ظلم پر کمر باندھی ہے کہ نئے نئے فتوے جاری کیے جسمین سے یہ بھی ایک تھا کہ دنیا مین عورتین مردون کے واسطے خلق ہوئی ہین اور مرد عورتون کے لیے ہین لہٰذا بیٹی اور بہن اور ماں سب جائز ہین یہ ساری پیشبندی اسلیے تھی کہ جب بھانجی اسکی یعنی دختر میری ملکہ صنم گلعذار تیرہ برس کی ہوئی اور حسن نظارہ سوز نے اُسکے دلفریبی کی نوبت بت خودپسند کی اُسکی جانب بد ہوئی اور مجھے پیغام شادی کا دیا مین نے یہ خیال کیا کہ اگر انکار کرتی ہون تو یہ بجبر چھین لے جائے گا اور اگر اقرار کرتی ہون تو یہ اُس سے بدتر ہے یہ سوچکر مین نے بلطائف الحیل سال بھر تک ٹالا ایک روز اُسنے بلا بھیجا مین نے صنم گلعذار کو بھیجنے مین تامل کیا اس بات پر بت خودپسند ناراض ہوا اور مجھ سے کہلا بھیجا کہ اگر یون نہ بھیجوگی تو مین بجبر لے جاؤنگا مین یہ سُنکر بہت روئی اور مایوس ہوکر بیساختہ یہ کلمہ میرے منھ سے نکلا کہ کیا دنیا پیدا کرنے والا اپنے بندون کو بالکل بھول گیا اور ہم سب بے خدا کے بندے ہوگئے جو یہ ظلم ہو رہے ہین اسی حالت مین مین سوگئی اور آنکھ میری لگ گئی مین نے خواب مین دیکھا کہ ایک مرد بزرگ تشریف لائے ہین کہ چہرہ انکا مانند آفتاب کے درخشان ہے خوشبو جسم مبارک سے چلی آتی ہے انھون نے فرمایا کہ تو کیا کلمات کفر بک رہی تھی پیدا کرنے والا بندون کو کبھی نہین بھولتا بندے بیشک اُسے بھولے ہوئے ہین مین نے عرض کی کہ مین نے تو دین اپنا ترک نہین کیا اور ابتک خداوندان قدیم کی پرستش کرتی ہون انھون نے فرمایا کہ خداے قدیم ایک ہے کئی نہین ہین اور جنھین تو خداوند کہتی ہے وہ سب کافر و خبیث تھے خداوند برحق وہ ہے جسے اہل اسلام سجدہ کرتے ہین اور مانتے ہین تو بھی اُسی خدا کی پرستش اختیار کر تو مطلب تیرا پورا ہوا اور مراد بر آئے مین نے عرض کی کہ اگر دختر میری اور مین تجھ سے بت خودپسند سے رہائی پاؤنگی تو بیشک دین اسلام اختیار کرونگی بعد اس مطلب برآنے کے آپ تشریف لایے گا اور کلمۂ حق مجھکو تلقین فرمایے گا اور مین از سر صدق مسلمان ہونگی اور دین اسلام کو برحق جانونگی یہ سُنکر انھون نے فرمایا کہ اب میرے آنے کی ضرورت نہین ہے اسلیے کہ رہبر تجھکو ملجائے گا وہی دین برحق تعلیم کرے گا اور تیری دختر کا وہی شوہر ہوگا اور بت خودپسند کا قاتل ہوگا تو بت خودپسند کے ظلم پر صابر رہ اور وقت کی منتظر ہوکر بیٹھ اور دختر کو اپنی بت خودپسند کے پاس بھیجدے کہ وہ تیری

طرف سے مطمئن ہو جائے اتنی مجال اُسکی نہین ہے کہ کسیطرح کا تصرف کر سکے اسلیے کہ یہ امانت
دوسرے کی ہے جسوقت تیری دختر سامنے بت خودپسند کے جائیگی تو اسکو بھی حیا
دامنگیر رہے گی اور اپنے ارادہ سے باز رہے گا مگر اب وہ صنم گلعذار کو تیرے پاس نہ
بھیجے گا تو کچھ نہ کہنا جسوقت تجھے یہ خبر پہونچے کہ طلسم کشا قتل ہوتا ہے تو جسطرح ہو سکے
جانا اور طلسم کشا کو رہا کرنا وہ مطلب دل تیرا پورا کرے گا کہ خاندان عالی سے ہے اور
صاحبقران ہے یہ خواب دیکھکر جسوقت میری آنکھ کھلی تو دل کو تسکین ہوئی مین نے
دختر کو اپنی بت خودپسند کے پاس بھیجدیا اور منتظر وقت کی ہو بیٹھی جتنے کہ آپ کو
رہا کر کے لائی نقابدار یہ سُنکر نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ انشاءاللہ مین بہت جلد
طلسم کو توڑ کر دختر کو تمھاری تم سے ملائے دیتا ہون اور تم سے وعدہ کرتا ہون کہ اسی کو
بادشاہ طلسم کرونگا لیکن یہ تعجب معلوم ہوتا ہے کہ اتنے اتنے بڑے ساحران طلسم باطن جمع
تھے اور کسی کو ظاہر نہ ہونے پایا کہ طلسم کشا کو کون لے گیا ورنہ لوگ تعاقب کرتے اور
نوبت مقابلہ کی آتی کیا آپ سحر و ساحری مین اُنسے زیادہ ماہر ہین بادبان جادو
نے کہا سبب اسکا یہ ہے کہ میرے پاس خاک قبر سامری تھی خاصیت اس خاک کی یہی
ہے کہ جسوقت اسے ہوا مین منتشر کر دیا جائے تو دیدۂ عقل تک کور ہو جاتے ہین سمجھ مین
نہین آتا کہ کیا ہوا یہی وجہ تھی کہ کسیکو ظاہر نہ ہوا اور سب حیران و پریشان اپنے اپنے
ملک کو چلے گئے پہلے بھی ایک مرتبہ یہ بات میرے ذہن مین آئی تھی کہ خاک کو
منتشر کر دون اور دختر کو اپنی ہمراہ لیکر طلسم سے نکل جاؤن مگر وہ بے سود ہوتا اسلیے کہ
اسوقت تو کسی کی مجال نہ تھی کہ مجھکو روک لیتا مگر بعد کو جس مقام پر مسکن اپنا بناتی
وہان مفر مشکل تھا نتیجہ کچھ بھی ہوتا اگرچہ تمام ساحران طلسم باطن مجھ سے مقابلہ کرنے
مین عاجز و مجبور رہتے مگر بھائی میرا سحر و ساحری مین مجھ سے بھی زیادہ ہے ورنہ لوح
طلسم اُسکے ہاتھ نہ آتی یہ سُنکر نقابدار نے کہا کہ پہلے آپ کی دختر کو رہا کرون اور بندہائے
سلسلہ وار شکستہ کرون بادبان جادو نے کہا کہ پہلے فکر لوح ضروری بات ہے اور اُسکے
بعد سلسلہ وار ان بندون کو شکست دیجیے اسلیے کہ یہ طلسم مرتب ہے بغیر سلسلے کے توڑنا
اسکا ناممکن ہے نقابدار ابلق سوار نے پرچہ جیب سے نکالا اور درود پڑھکر کاغذ
پر نظر ڈالی لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم پہلے اسکی دختر کو رہا کرنا چاہیے کہ بت خودپسند نے
اُسکو ایک باغ مین قید کیا ہے اور نگہبان معین ہین بعد اُسکے لوح کی فکر ضروری چیز ہے یہ
حال دیکھکر نقابدار ابلق سوار نے بادبان جادو سے کہا مجھکو یہی ہدایت ہے کہ
مین پہلے آپ کی دختر نیک اختر کو رہا کرون بادبان جادو نے کہا کہ مجھکو کیا حکم ہوتا
ہے جہان فرمائیے وہان قیام کرون اور کہیے ساتھ آپ کے چلون نقابدار نے فرمایا
کہ ساتھ چلنا آپ کا آپ کی عزت کے خلاف ضرور ہے مگر جو کوئی مقام امن آپ کے
ذہن مین ہو تو میرے ہی ہمراہ چلیے بادبان جادو نے کہا کہ میرے ٹھہرنے کیواسطے

بہت مقام ہین مجھے سوا بت خود پسند کے اور کسی کا خوف نہین ہے لیکن خیال یہ ہے کہ
آپ کی شریک رہون اور بوقت ضرورت مدد کرتی رہون نقابدار بہادر نے
فرمایا کہ اب مجھے مدد کی ضرورت نہ ہوگی یہ فرماکر پرچہ ملاحظہ کیا اسمین لکھا ہوا تھا کہ اے
نقابدار بہادر اب طلسم باطن تیرے واسطے طلسم ظاہر ہوگیا اسلیے کہ سرمۂ جمشیدی
تیری آنکھون مین ساحرون نے لگا دیا ہے تاثیر اسکی یہ ہے کہ طلسم باطن کے سب اسرار
تجھ پر روشن رہینگے اور تاثیر اسکی باطل نہ ہوگی اگر ساحر یہ سمجھتے کہ تو رہا ہوجائیگا
تو یہ سرمہ تیری آنکھ مین کبھی نہ لگاتے اب تجھے چاہیے کہ یہان سے داہنی جانب
روانہ ہوجاتے جاتے ایک درۂ خشت طلائی تجھکو نظر آئیگا وہی دروازہ باغ ہے
بیرون باغ سے چاردیواری نظر نہین آتی ہے اور اندر باغ کے پہونچکر گنگا جمنی دیواریں
نظر آئینگی لیکن دروازے سے اسطرح گذرنا کہ یہ پرچہ اپنے سر پر رکھ لینا تو نظروسے
دربانون کی پوشیدہ ہوجائیگا بسم اللہ کہکر داخل باغ ہو تاکہ نہ تو کسی کو نظر آئیگا
نہ کوئی تجھے روک سکیگا یہ دیکھکر نقابدار بادبان جادو سے رخصت ہو کر
جانب باغ روانہ ہوگئے اور بادبان جادو ایک آہو صحرائی بنکر تعاقب
مین روانہ ہوئی کہ مبادا کوئی افتاد پڑے تو مین شریک حال ہون اول نقابدار
راہ صحرا کو طے کر کے قریب درۂ طلائی کے پہونچے دیکھا کہ پھاٹک کھلا ہوا ہے اور
دربان بیٹھے ہین نظر دربانون کی جو نقابدار پر پڑی پکارے کہ تو کون ہے جو اسطرف
آیا ہے نہین جانتا کہ یہ کسکا باغ ہے نقابدار نے جلدی سے پرچہ سر پر رکھ لیا اور
بسم اللہ کہکر داخل باغ ہوئے دربان حیران تھے کہ یہ کیا اسرار تھا کہ ابھی تو ایک
شخص نظر آیا تھا اور ابھی غائب ہوگیا یہ کوئی فرشتہ تھا یا آسیب تھا یہ تو پریشان
ادھر ادھر دیکھ رہے ہین اور وہان نقابدار ابلق سوار جو داخل باغ ہوئے
دیکھا کہ عجب باغ ہے کہ بہار اسکی رشک بہار ارم ہے جسقدر درخت ہین جواہر کے
معلوم ہوتے ہین اور جتنے طائر ہین وہ بھی عجیب الخلقت اور خوشنما ہین لیکن
مصروف زمزمہ سرائی ہین وسط باغ مین قصر ہے اور گرد اُسکے ایک نہر مصفا جاری
ہے پٹری پر نہر کی تاندے اور گملے رکھے ہوئے ہین اُنمین چھوٹے چھوٹے درخت
پھولون کے لگے ہوئے ہین اور کئی فوارے جاری ہین جنسے اُن نادرو نیر خود
بخود آبپاشی ہو رہی ہے دروازے قصر کے کھلے ہوئے ہین بعد مین ایک مسند
جواہر نگار بچھی ہوئی ہے اُسپر ایک آفتاب حشر جلوہ افگن ہے سن برس پندرہ یا کہ
سولہ کا سن + جوانی کی راتین مرادون کے دن + پوشاک صندلی زیب جسم ہے
زیور معمولی پہنے ہوئے نہایت سادہ مزاجی سے بیٹھی ہے لیکن چہرہ سے آثار رنج
وملال و فکر ظاہر ہین سامنے جو نازنین بیٹھی ہین وہ سمجھا رہی ہین کہ اے ملکہ آفاق
آپ اسقدر کیون اپنے کو گھلائے دیتی ہین کہ منہ اُتر گیا ہے آنکھون مین حلقے

پڑے لگے ہین یہ ایسی کونسی بات ہی کہ جسکا اسقدر تردد آپ کو ہی دنیا مین جو عورت جوان
ہوتی ہی اسکی شادی کیجاتی ہی کہ لطف شباب و حظ زندگی اسمین ہی خوشا نصیب
اُسکے کہ جسکا خواہش مند خداوند طلسم ہو اب آپ انکار نہ کرین کہ رسم دنیا سے
خلاف ہی جو لڑکی شادی سے انکار زیادہ کرتی ہی اُسکی طرف خیالات بدی سے
ہو جاتے ہین مثل مشہور ہی کہ خدا بد کرے اور بدنام نہ کرے ہر شخص داغ بدنامی سے
اپنے دامن کو بچاتا ہی مگر آپ اسکا کچھ خیال نہین کرتین ملکہ نے کہا کہ بس اب زیادہ
مجھسے نہ کہو مین بھی جانتی ہون کہ شادی ہونا ضروری چیز ہی مگر طریقہ اسکا یہ ہی کہ
ماں باپ جسکے ساتھ مناسب سمجھتے ہین اُسکے ہاتھ مین ہاتھ دے دیتے ہین لڑکی اگر
نیک ہوتی ہی تو وہ اسی کو سر کا تاج سمجھتی ہی اور مرتی ہی اور بھرتی ہی یہ رسم دنیا نہین
ہی کہ ماں باپ راضی نہ ہون . اور لڑکی بھی رضامند نہ ہو اور اُسکی شادی کر دیجائے
اور شادی بھی اُسکے ساتھ کہ جو باپ کی جگہ ہی اس شادی سے نامرادی ظاہر ہی
اگر تم لوگ میری خیر خواہ ہو تو مجھے کہین سے زہر لادو یا کوئی تلوار خنجر ایسی چیز جس سے
مین اپنے کو ہلاک کر ڈالون اور اپنے دامن کو اس بد سرشت ماموں کے ہاتھ سے
سے بچاؤن یا سب میرے پاس سے ہٹ جاؤ کہ مین اسی نہر مین غرق ہو کر اپنی
جان دے دون ہائے افسوس کہ مجھسے میری ہیرے کی انگوٹھیان بھی لے لی گئین اگر
جانتی کہ یہ ظلم مجھ پر ہونگے اور یہ انجام پیش آئینگے تو مین پہلے ہی ہیرا چھپا لیتی اور
انگوٹھیان بے نگینوں کی اتار دیتی یہ کہکر زار زار مثل ابر نو بہار کے رونے لگی جو
قطرات اشک اسکے عارضون پر بہ کر آتے تھے وہ لطف شبنم گل دکھاتے تھے
یہ حالت اُس ماہ پارہ کی دیکھ کر نقابدار کا دل بھر آیا اور بت خود پسند پر ہزار ہزار
نفرین کرنے لگے اور سمجھ گئے کہ صنم گلعذار دختر بادبان جادو یہی ہی بے اختیار پکار
اُٹھے کہ اے ماہ فلک حسن و خوبی و مہر برج محبوبی تو پریشان نہ ہو کیا مجال ہی
بت خود پسند ملعون کی کہ وہ تجھ پر قابو پاسکے اور صد مرحبا تجھکو کہ اسوقت
تک ایسے ظالم سے تو نے اپنی عفت بچائی یہ آواز سنکر سب کے کان کھڑے
ہو گئے کہ یہ کون آگیا اور کس نے صدا دی اُدھر اُس نازک اندام کے دل کو اس
آواز سے ایک تقویت ہوئی اور پکاری کہ للہ مجھے ان بلاؤن سے تو بچاؤ جو کہ
ہر وقت سمجھا سمجھا کر دل کو گھائل کیئے ڈالتی ہین اور کلیجہ چھلنی کر دیا ہی نقابدار نے
پرچہ سر سے اُتارا اور پرچہ کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اے نقابدار بہادر فلان اسم پڑھ کر
ایک شاخ کسی درخت کی توڑ لو اور دروازہ قصر کے سامنے جا کر شاخ نہر پر مارو
کہ پانی بیچ سے ہٹ جائے گا اور راستہ پیدا ہو گا تم اندر قصر کے چلے جانا اور جو
عورت تمہاری طرف بڑھے اسی چھڑی سے مارنا کہ جلکر خاک ہو جائے گی بعد
اسکے بازو ملکہ کا پکڑ کر ہاتھ پر بلند کیئے ہوئے جس صورت سے کہ داخل قصر ہونا

اسیطرح پلٹ آتا اور پھر پرچہ کو دیکھنا جو کچھ لکھا ہو اسپر عمل کرنا یہ دیکھ کر نقابدار ابلق سوار
نے اسم کو ورد زبان کیا اور جھپٹ کر ایک شاخ درخت کی توڑی اور نہر پر ماری کہ پانی
دونوں طرف ہٹ گیا اور راستہ پیدا ہوا نقابدار چھڑی ہاتھ مین لیے ہوئے اندر قصر
کے داخل ہوئے ملکہ صنم گلعذار کی نظر جو نقابدار پر پڑی ایسی محو جمال ہوئی کہ سکتے کا
عالم ہوگیا اور جو عورتین کہ ملکہ کو گھیرے بیٹھی تھین اور سمجھا رہی تھین وہ اٹھ اٹھ کر
دوڑین کہ او سرکش تو کون ہے جو باغ کے اندر چلا آیا اور یہان پہونچکر یہ ارادہ رکھتا ہے
کہ ملکہ کو ہم سے چھین لے نہین جانتا کہ یہ ملکہ کسکی محبوبہ مطلوبہ ہے اور یہ باغ کسکا ہے یہ
کہتی ہوئی نقابدار کی طرف دوڑین نقابدار نے وہی چھڑی تانی جو عورت قریب آئی
نقابدار نے چھڑی ماری کہ جلکر خاک ہوگئی اسیطرح سب کو جلادیا اور ملکہ کو بازو
پکڑ کر اٹھالیا اور قصر سے باہر آئے صرف ایک عورت اُس قصر مین رہ گئی تھی اُسنے
زمین پر دو ہتڑ مارا اور آواز دی کہ اے محافظان باغ تم کیا مر گئے کہ یہ سرکش اندر باغ کے
چلا آیا اور تم نے اسے نہ روکا اب ملکہ کو لیے جاتا ہے اگر خداوند اپنی معشوقہ کو طلب
کرے گا تو اُسے کیا جواب دوگے بس یہ کہنا تھا اسکا کہ جسقدر طائر درختوں پر بیٹھے ہوئے
تھے زمین پر گرے اور غلطین مار مار کر صورت اپنی اُنھون نے انسانون کی پیدا کی اور
گولے ترنج نارنج پکڑ پکڑ کر نقابدار کی طرف چلے نقابدار نے جلدی سے پرچہ کو
ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ ملکہ کو چھوڑ دو اسے لینے کے واسطے یہ ساحرہ قصر سے نکلے گی
چھیننے والے اسے مار کر ملکہ کو چھین لینگے اور تم ان ساحرون سے مقابلہ کرو جو ساحر
پہلے تمھارے سامنے آئے اُسکے سر پر یہی شاخ درخت فلان اسم پڑھکر مارنا کہ سر
اُسکا پھٹ جائے گا اور شاخ جلنے لگے گی تم اس شاخ کو گردش دے کر جس درخت
کی شاخ ہو اُسپر کھینچ مارنا اور آپ اندر قصر کے چلے جانا اور قصر مین بیٹھ کر تماشا قدرت
خدا کا مشاہدہ کرنا پرچے کی یہ ہدایت دیکھ کر نقابدار کو ملکہ کا چھوڑنا کسقدر شاق گذرا تھا مگر وقت
سے مجبور تھے جلدی سے ملکہ کو زمین پر چھوڑ دیا یہ دیکھتے ہی وہ عورت جو اندر قصر کے
تھی باہر آئی اور چاہتی تھی کہ ملکہ کو لے کر نکل جاؤن اور خدمت بت خود پسند مین
پہونچادون اور تمام سرگذشت بیان کرون کہ وہ دشمن کی کوئی فکر کرے ملکہ اسکو
دیکھکر پیچھے ہٹنے لگی اور یہ عورت آگے بڑھی کہ ایک مرتبہ ستارہ سا چمکا اور تیز
شہاب بنکر اُس عورت کے سر پر پڑا کہ جلا کر خاک کردیا اور نعرہ ہوا کہ منم ملکہ
بادبان جادو اس عورت کے مرتے ہی نہر جو گرد قصر کے تھی معدوم ہوگئی اور
آواز پیدا ہوئی کہ مردیم و فنا شدیم کہ نام من امراق جادو بود ادھر بادبان جادو
نے کہا کہ اے شہریار اب ملکہ کی فکر نہ کیجیے گا کہ مین اسے اپنی حفاظت مین لیے
لیتی ہون آپ دشمنون سے ہوشیار رہیے گا یہ کہکر بادبان جادو نے ملکہ کو
ساتھ لیا اور اندر قصر کے چلی گئی اُدھر ایک ساحر ترنج سحر پکڑے ہوئے اور کچھ پڑھتا ہوا

سامنے نقابدار ابلق سوار سے آیا اور ترنج نقابدار پر کھینچ مارا نقابدار نے ترنج سحر
اسی شاخ درخت پر روکا کہ ترنج تمام ہو کر شاخ میں لٹک گیا بس نقابدار نے جھپٹ کر
شاخ درخت سر ساحر پر ماری شاخ جو سر پر گلزار جادو کے پڑی سر اسکا شق ہوا
اور بجائے خون شعلہ سر سے نکلا کہ شاخ درخت مانند مشعل کے جلنے لگی بس نقابدار
نے ہاتھ کو گردش دے کر شاخ درخت میں کھینچ ماری درخت میں بھی آگ لگ گئی
نقابدار تو جھپٹ کر قصر میں داخل ہوئے اور باغ میں آتش شعلہ افگن ہوئی اور ہوا نے
شعلوں کو چہار طرف دوڑا دیا ہر درخت مانند نخل چنار کے جلنے لگا ساحر حالت اضطراب
میں ادھر ادھر دوڑتے پھرتے تھے مگر ہر طرف آگ لگی ہوئی تھی شعلے بھڑک رہے
تھے نکلنے کا راستہ نہ تھا یہاں تک کہ اب آگ ہر چہار طرف پھیل گئی اور غنچہ و گل و ثمر
درختوں سے جدا ہونے لگے اور شعلہ جوالہ بن بنکر ساحروں پر گرنے لگے جسمیں شعلہ گرا وہ
جلکر خاک ہوا ساحروں کے مرنے سے ایک طوفان برپا تھا بڑی دیر تک یہ آگ مشتعل
رہی آخر کار جب کوئی ساحر باقی نہ رہا تو آتش فرو ہو گئی اور آواز پیدا ہوئی کہ مردیم و
فنا شدیم کہ نام من گلزار جادو بود جسوقت علامات سحر برطرف ہوئے تو دیکھا کہ
باغ مثل مرگھٹ کے ہو رہا ہے اور جابجا لاشیں جلی ہوئی پڑی ہوئی ہیں باغ کاہے کو ہے
ایک صحرا ہے چند جنگلی درخت تو موجود ہیں اور باقی درخت جو کہ ساختہ سحر تھے سب
جلکر خاک ہو گئے اور چار دیواری اور پھاٹک قائم ہے اور اپنی حالت پر برقرار ہے
نقابدار نے ملکہ بادبان جادو سے کہا کہ یہ عمارت ساختہ سحر نہیں ہے بادبان جادو
نے جواب دیا کہ طلسم باطن کی ہر چیز کو ساختہ سحر سمجھیے گا سوا ان اشیا کے جو کہ گنبد
بے در میں محفوظ ہیں مگر یہ عمارت بنائی ہوئی میرے شوہر کی ہے اسکے انتقال کو پانچ سال
کا زمانہ گذرا اور ابھی پانچ برس اور یہ عمارت اسیطرح قائم رہے گی اور بعد پانچ برس
کے غائب ہو جائے گی پہلے یہی مقام صدر طلسم تھا اور اب گلزار جادو کے حوالے
کر کے باغ سحر تعمیر کرایا گیا تھا مگر اب آپ کے طفیل سے یہی قید خانہ عشرت خانہ
ہو جائے گا نقابدار نے فرمایا کہ انشاءاللہ مگر اب میں تلاش لوح میں جاتا ہوں آپ
اپنی دختر کی حفاظت کیجیے بادبان جادو نے عرض کی کہ مجھے کوئی عذر نہیں جیسا ارشاد
ہو مگر آپ اپنے ہدایت نامہ میں ملاحظہ فرمائیے جیسا کچھ تحریر ہو اسکے موافق عمل میں
لائیے اسواسطے کہ مجھے اور تو کسی کا خوف نہیں ہے لیکن صرف اسی بے غیرت
بت خود پسند کا ڈر ہے کہ اگر بعد آپ کے تشریف لیجانے کے وہ آ گیا تو پھر ملکہ کو
مجھ سے چھین لے جائے گا اور ابکی مرتبہ نہ معلوم کیا ظلم کرے اور کس مقام سخت
پر مقید کرے کہ رہائی دشوار ہو نقابدار نے پرچہ کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اے
نقابدار بہادر کوئی خوف نہ کرو اب بت خود پسند اسطرف کا رخ بھی نہ کرے گا
کہ اسے فکر سلطنت پیدا ہو گئی ہے اور وہ اہتمام جنگ میں مصروف ہے جسوقت تم

دربند شش کو فتح کر لوگے تو بارے شکست یہ بڑی خونریزی ہو گی اور یہ مشکل بت خود پسند
مارا جائے گا اور بلا عرض محال اگر بت خود پسند ادھر آبھی گیا تو اندر قصر کے آکر سحر
بھول جائے گا کہ سحر اسکا اس مقام محصور میں بیکار ہے اسلیے کہ یہ عمارت ساختہ بادشاہ
سابق ہے جو سحر و ساحری میں اس سے بدرجہا زیادہ تھا صرف مرنے سے اسکے دروازہ
قصر کی روک جاتی رہی ہے باقی حفاظت بادبان جادوگر سکتی ہے یہ دیکھ کر نقابدار کو
اطمینان ہوا اور نقابدار نے بادبان جادو کو اطمینان دلایا کہ تم بیخوف رہو لیکن اتنا
خیال رکھنا کہ ملکہ کو قصر سے باہر نہ نکلنے دینا اور اب میں تلاش لوح میں جاتا ہوں
ہرچند دل نقابدار کا نہ چاہتا تھا کہ پاس سے ملکہ صنم گلعذار کے اٹھیں اسکا
حسن دلکش اپنی طرف کھینچتا تھا مگر مصلحت وقت سے مجبور ہو کر چشم حسرت سے
دیکھتے ہوئے باغ سے باہر نکلے اور تلاش لوح میں روانہ ہوئے ادھر ملکہ بھی نگاہ
حسرت سے نقابدار کو دیکھ کر رہ گئی کچھ کہہ نہ سکی کہ حیا مانع تھی اور ادب مان کا
روکے رہا تھا لیکن دل میں کہتی تھی کہ خداوندا تو اس شخص کا بھلا کرنا اور اسے ہر آفت و
بلا سے بچانا کہ یہ میری طرف سے سینہ سپر ہوا اور عزت میری بچائی تو اسکی عزت
رکھنا ملکہ تو ادھر محو دعا ہے اور نقابدار ابلق سوار ادھر باغ سے باہر نکلے اور پرچہ کو
ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ یہاں سے جانب مغرب روانہ ہو کہ ایک کوہ زمردیں نظر آئے گا
بالاے کوہ ایک قصر یاقوت دکھائی دے گا اسپر گنبد الماس چمکتا ہوگا اور کلس
اس گنبد کا ستارہ فروزاں ہوگا کہ نظر خیرہ کرے گی اور تاثیر اسکی یہ ہے کہ جسپر پرتو
کلس کا پڑجائے گا وہ جلکر خاک ہوجائے گا اگر اس سے بچ گیا اور آگے بڑھا
تو دریا نظر آئے گا وہ دراصل دریا نہیں ہے بلکہ دھوکا ہے زمین وہاں کی شیشہ کی ہے
اور شیشہ انگل بھر دبیز ہے اور نیچے شیشہ کے آتش سفید رنگ مشتعل ہے بعد اسکے
تختہ لالہ زار ہے اسکے بعد سبزہ زار ہے طے کرنا اسکا نہایت دشوار ہے کہ حصار دریا سے
آتش عکس گنبد الماس سے ہے اور حصار لالہ زار عکس قصر یاقوت سے پیدا ہوا ہے
اور سبزہ زار یہ تو کوہ زمرد سے بنا ہے ان دونوں کا طے کرنا ناممکن ہے اگر زمین بلور پر
قدم رکھوگے تو اسقدر حرارت محسوس ہوگی کہ برداشت نہ کرسکوگے اور غش
ہو جاؤگے اور اگر لالہ زار میں پہونچوگے تو جلکر خاک ہو جاؤگے اور سبزہ زار
میں قدم رکھوگے تو سرد یا کبود ہو جاؤگے اور تاثیر زہر سے پانی ہو کر بہ جاؤگے لہذا
تم کو چاہیے کہ فلاں اسم جو سینا ہی سے تحریر ہے گیارہ مرتبہ پڑھ کر دستک دو ایک آندھی
چلے گی کہ عالم تاریک ہو جائے گا اور ایک دیو پیدا ہوگا کہ وہ تم کو بالاے قصر
یاقوت پہونچا دے گا جسوقت تم قصر یاقوت پر پہونچوگے تو پھر پرچہ کو دیکھنا اور
جو کچھ تحریر ہو اسپر عمل کرنا یہ دیکھ کر نقابدار نے اس اسم کو کہ نام ایک دیو کا تھا
گیارہ مرتبہ پڑھا اور دستک دی فوراً سیاہ آندھی چلی اور دیو حاضر ہوا نقابدار گردن پر

اُس دیو سیاہ کی سوار ہوئے دیو اُڑ کر چلا اور لقا بدار کو لے جا کر بالائے قصر یاقوت
اُتار دیا اور خود نظروں سے پنہاں ہوگیا لقا بدار نے پرچہ کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے فتاح
طلسم جس وقت دیو فریق تجھکو بالائے قصر یاقوت پہنچا دے تو فلاں اسم پڑھ کر اس پر گرز کو مارنا
کہ دروازہ پیدا ہو بس اندر گنبد کے جانا کہ وہاں لوح طلسی اور تیرا خود جو ملک آشوب
میں سر سے گر گیا تھا دونوں چیزیں ملیں گی خود پہن لینا اور لوح گلے میں ڈالکر باہر گنبد
کے نکل آنا پھر جو کچھ لوح بتلائے اُس پر عمل کرنا یہ دیکھ کر لقا بدار نے اسم پڑھا اور جھپٹ کر
گرز مارا کہ ایک حصہ گنبد کا ٹوٹ کر راستہ پیدا ہوا رفیع الجنت بسم اللہ کہکر داخل
گنبد ہوئے اور اِدھر اُدھر دیکھنے لگے دیکھا کہ ایک طاق پر خود رکھا ہے اور خود کی کلسی
سے لوح بندھی ہوئی ہے لقا بدار نے لوح کو قبضہ میں کیا خود کو پہن لیا اور بیرون گنبد
آئے دیکھا کہ ہر چہار طرف سے غول کے غول کبوتروں کے چلے آتے ہیں اور ایک
کبوتر سرخ رنگ آگے آگے ہے کہ منقار میں اُسکی ایک لعل شب چراغ ہے کہ عکس
اُسکا شعلے کے مانند چمک رہا ہے لقا بدار نے جلدی سے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ
جس وقت یہ کبوتر آکر تاؤ دے کھانے لگیں تو تم کو چاہیے کہ اُس کبوتر سرخ رنگ پہ نظر
رکھو کہ جسکی منقار میں لعل شب چراغ ہے جس وقت ساتواں تاؤ دے چکے گا تو یہ لعل شب چراغ
تم پر پھینکے گا تم کو چاہیے کہ خالی دینا کہ اگر دانہ لعل تجھ پر گرا تو تجلی شعلہ کے بھڑک کر
خاموش ہو جاؤ گے لوح کچھ حفاظت نہ کر سکے گی اور اگر تم بچ گئے تو دانہ لعل کو فلاں
اسم پڑھ کر اُٹھا لینا اور اُسی کبوتر پر کھینچ مارنا یہ دیکھ کر لقا بدار ابلق سوار منتظر
وقت کے ہوئے اور کبوتر سر پر آکر تاؤ دے لگانے لگے لقا بدار نے نظر اُس کبوتر
سرخ پر رکھی جیسے ہی ساتواں تاؤ ختم ہوا کبوتر نے لعل کو منقار سے چھوڑا لعل شعلہ
بنکر لقا بدار کی طرف چلا لقا بدار نے جلدی سے پینترا بدل کر خالی دیا کہ لعل پہلو
میں آکر گرا بس لقا بدار نے وہی اسم جو لوح میں دیکھ کر یاد کر رکھا تھا تین بار پڑھ کر
لعل کو اُٹھا لیا اور اُس کبوتر پر کھینچ مارا کبوتر نے منقار کھولی کہ اس دانہ لعل کو نگل
لوں لیکن یہ تماشا تھا کہ اب یہ لعل نہیں ہے بلکہ شعلہ جانسوز ہو گیا ہے جیسے ہی کبوتر
نے منقار کھولی اور لعل دہن میں داخل ہوا کبوتر نے چرخ مارا اور ہمہ تن شعلہ ہو کر
اور کبوتروں پر گرا سب کے سب جلکر خاک ہو گئے ایک آندھی چلی اور خاک
اُڑی کہ زمانہ تیرہ و تار ہو گیا اور لقا بدار کو یہ معلوم ہوا کہ مجھے کسی نے اُٹھا کر زیر کوہ
پھینک دیا بڑی دیر تک شور برپا رہا کہ مردیم رفتیم کشتیم کہ نام من فعل جادو بود جب
جو روشنی ہوئی تو لقا بدار نے اپنے کو صحرا میں پایا اور دیو کو دست بستہ سامنے
کھڑے دیکھا فرمایا کہ تو نے کس سبب سے اس قدر خدمت میری کی کہ مجھے قلعۂ
یاقوت تک پہنچایا اور پھر اس وقت تو یہاں موجود ہے دیو فریق نے عرض کی
کہ او شہریار عالی وقار میں دیوان گلستان ارم میں سے ہوں اور مذہب اسلام رکھتا ہوں

مجکو ایک ساحرہ یہان اُٹھا لائی تھی اُسوقت مین لباس انسان مین تھا جسوقت وہ ساحرہ
طالب وصل ہوئی تو مجکو کراہیت آئی مین نے اپنے بچاؤ کے واسطے اپنی اصلی ہیئت ظاہر
کی ساحرہ مجھے دیکھ کر ڈری اور کہا کہ تو اپنی وہی حالت بنالے یعنے انسان بنکر میرے
ساتھ رہ اور تو کسی کام کا نہین لیکن مصاحبت کیا کر اور جو کام مین تیرے سپرد کرون اُسکو
انجام دیا کر مین نے کہا کہ جب مین تیرے کام کا نہین کہ مین دیو ہون اور تو انسان ہے تو
مجھے رہا کردے اور راستہ بتادے کہ مین طلسم سے باہر چلا جاؤن اُسنے کہا کیا تو نہین جانتا
کہ جو طلسم کے اندر آجاتا ہے وہ نکالا نہین جاتا یہ بات آئین طلسم کے خلاف ہے مین خاموش
ہو رہا اور ہیئت انسانی مین خدمت اُسکی کرنے لگا بعد چند روز کے اُسنے مجھ سے کہا کہ او
دیو انسان صورت مین سحر تیار کرنے جاتی ہون اور بعد چالیس روز کے حجرے سے نکلونگی تو
اسی مقام پر رہ خبردار کہین جانے کا قصد نہ کرنا اور چلتے وقت مجکو ایک چشمۂ سحر دے گئی
تھی کہ جسوقت تیرا جی گھبرایا کرے تو اُس چشمہ کو آنکھ پر لگا لیا کر اور عجائبات طلسم کی سیر
کیا کر مین نے چشمہ لے لیا تھا پہلے تو بہت کچھ کوشش کی کہ کسیطرح طلسم سے نکل جاؤن
جب کسیطرح ممکن نہ ہوا تو مین نے اپنا دل بہلانا شروع کیا کہ چشمہ آنکھ پر لگا کر ادھر
اُدھر سیر کرنے نکل جایا کرتا تھا یہانتک کہ یہ خبر معلوم ہوئی کہ طلسم لُٹتا آیا ہے اور اُسنے
وہ طلسم توڑنے والے در بند سوم مین گرفتار ہو گیا پھر خبر قتل سنی اُسکے بعد سے کوئی خبر
نہ معلوم ہوئی مین نہایت پریشان تھا کہ یا الٰہی یہ کیا معرکہ ہے مگر چونکہ میرا اختیار نہ تھا
کہ اپنی سرحد سے باہر جا سکتا اور حال دریافت کر سکتا فکر مین بیٹھا رہتا تھا اتفاقاً
لعل جادو سے اور مجھ سے ملاقات ہو گئی اب مین یہان بھی آنے لگا اور اسقدر
اختیار حاصل ہو گیا کہ قلعۂ یاقوت تک چشمہ کی اعانت سے پہونچ جاتا تھا اور
واپس آتا تھا آج شب کو مین نے خواب دیکھا کہ زمانہ رہائی تیرا قریب آیا اگر یاران
وطن سے ملنا چاہتا ہے تو جا اور لقا بدار بلق سوار کو قلعہ یاقوت تک پہونچادے
اور پھر واپس لے آ جسوقت آنکھ میری کھلی تو صبح کا وقت قریب تھا مین نے خدا
سے دعا کی کہ خواب میرا سچا ہو اُسکے بعد چشمہ اپنی آنکھ پر لگا کر آپ کی تلاش مین
نکلا تھا اس مقام پر آیا اور آپ کو قلعہ تک پہونچا دیا اور جسوقت لعل جادو
مارا گیا تو پھر آپ کو لے آیا کہ آپ مبتلاے بلا نہ ہو جائین اور غرض میری یہ ہے کہ
آپ کی بدولت طلسم سے رہائی حاصل ہو گی اور اپنے مالک یعنے صاحبقران اعظم
کی قدمبوسی حاصل کرونگا لقا بدار نے فرمایا خیر دیکھا جائے گا اب لوح کو ملاحظہ
کیا لکھا تھا کہ اے لقا بدار اگر یہ دیو تم کو قلعۂ یاقوت سے اُسیطرح نہ لے آتا جسطرح
لے گیا تھا تو واپس آنا تمہارا ناممکن تھا اسلیے کہ یہ ساحران طلسم باطن مین سحر اُنکے
مرنے کے بعد بھی برسون قائم رہتے ہین اور وہی تاثیر دکھلاتے ہین جو اُنمین معین
کی گئی ہے اور تم اندر حصار سحر پہونچکر مثل قیدیون کے ہو گئے تھے اور اس دیو نے

جہانتک بیان کیا سب صحیح ہے اب تمھین چاہیے کہ چشمہ اسکی آنکھون پر پہنے و داور اسے
گھوڑا بنا کر اسکی پشت پر سوار ہوا اور جانب نخل دو شاخ روانہ ہوا اور شیخ جادو کو قتل
کر کے تیر قتل آشوب جادو تیار کروا اور در بند سر گردان کو فتح کروا گر چشمہ اسکی آنکھ پر
نہ ہوگا تو یہ رہروی نہ کرسکے گا اور راستہ اسکو نہ سوجھے گا اور تمھین اب ان تحفجات کی ضرورت
نہین ہے کہ سرمۂ جمشیدی تمھاری آنکھون مین لگا ہوا ہے اب طلسم باطن تمھارے واسطے
طلسم ظاہر ہو گیا یہ دیکھ کر نقابدار ابلق سوار نے دیو سے گھوڑا بننے کو کہا دیو کو تامل ہوا
کہ اگر اُس ساحرہ کو خبر ہو گئی تو آ کر مجھکو مار ڈالے گی علاوہ اسکے مین سوا اولاد صاحبقران
کے کسی کو سواری دینا پسند نہین کرتا جواب دیا کہ اے شہریار یا تو آپ اس بات کو ظاہر
کیجیے کہ حسب و نسب آپ کا کیا ہے اگر آپ اولاد حمزہ صاحبقران سے ہین تو مین آپکو
سواری دے سکتا ہون ورنہ مجھکو لڑ کر زیر کیجیے بغیر اسکے مین سواری آپ کو نہ دونگا
نقابدار نے فرمایا یہ کیا ضرورت ہے کہ جتنے زبردست ہون وہ اولاد صاحبقران
ہی سے ہون مین تجھ سے مقابلہ کرنے کو موجود ہون یہ فرما کر دامن گردانے لگے دیو
بھی آمادہ تلاش ہوا پہر بھر کی کشتی مین نقابدار نے دیو کو زیر کیا دیو چیخین مار کر رونے لگا
نقابدار نے سبب گریہ پوچھا اسنے بیان کیا کہ مین آجتک سوا اولاد حمزہ صاحبقران
کے کسی سے زیر نہین ہوا اور صاحبقران اعظم نے بھی مجھکو ڈیڑھ پہر مین زیر کیا تھا
آپ نے پہر بھر مین زیر کر لیا اب زندگی میری تیغ ہے کہ مین ایک آدمزاد کے
آگے ذلیل و خوار ہون کاش خدا نے مجھکو دیو کا جامہ نہ دیا ہوتا یہ کہکر اسنے خنجر کھینچ
اور اپنے کو ہلاک کرنا چاہا نقابدار نے ہاتھ دیو کا پکڑ لیا اور فرمایا کہ تو ملول نہ ہو
مین بھی اولاد صاحبقران سے ہون ہر چند کہ ابھی مجھکو ظاہر کرنا اپنا منظور نہ تھا لیکن
اس خیال سے کہ تو اپنے کو ہلاک کیے ڈالتا ہے صرف اتنا بتائے دیتا ہون کہ تو خودکشی
سے باز رہے یہ کہکر نقاب چہرہ سے اُٹھی اور خال و خط ابراہیمی زلفین خلیلی رگ ہاشمی
سب علامتین دیو کو دکھا کر نقاب چہرہ پر ڈال لی دیو قدمون پر گرا اور عرض کی کہ اب
مجھے کوئی تامل نہین ہے لیکن یہ تو فرمایئے کہ آپ فرزند دلبند کس شہریار عالی وقار کے
ہین یہ سُنکر نقابدار نے فرمایا کہ بس اس سے زیادہ بیان نہ کرونگا کہ خلاف مصلحت
ہے اور ابھی میرے عزیزون مین بھی کوئی میرے حال سے واقف نہین ہے بس اب تو
مرکب بن تاکہ مین جلد دربندون کو فتح کرون اور تجھے آزاد کرون یہ سُنکر دیو فریق غلطک
مار کر مرکب بنا اور نقابدار ابلق سوار پشت پر اسکی سوار ہو کر حسب ہدایت لوح
ایک جانب روانہ ہوئے جاتے جاتے اسی بیابان سرگردان مین پہونچے پھر لوح کو
ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم اب انتظام اس دربند کا بدل دیا گیا ہے راستہ شہر کا
شجر جادو نے مسدود کیا ہے اور راہ بیرون طلسم جانے کی سارلیق جادو نے بند کی ہے یہی
ساحرہ دیو کو اُٹھا لائی تھی تمھین چاہیے کہ یہان سے داہنی جانب جاؤ قریب ایک چاہ

کے پہونچوگے کہ کنارہ پر اسکے درخت عجیب نظر آئے گا کہ برگ و بار و گل و ثمر سب سے
بری ہوگا وہ دو شاخین اسمین جڑ سے لے کر پھننگ تک ہونگی جسوقت تم قریب
درخت پہونچوگے تو چاہ مین سے دھوان اسقدر نکلے گا کہ جہان کو تیرہ و تار کردے گا
تم کو چاہیے کہ جسوقت دھوان اُس چاہ سے بلند ہو تو تم کنوین مین کود پڑو اور جو کچھ نظر آئے
لوح کو دیکھ کر عمل کرو یہ دیکھ کر نقابدار ابلق سوار اپنی داہنی جانب روانہ ہوئے جاتے جاتے دور
سے درخت نظر آیا اور وحشت کنوین کی محسوس ہوئی قریب اُسکے پہونچے اُسکے قریب
پہونچنے سے شور و غل پیدا ہوا اور دھوان چاہ سے نکلنے لگا نقابدار دونون پاؤن جوڑ کر
کنوین مین کود پڑے جسوقت پاؤن زمین سے آشنا ہوئے دیکھا کہ جیسا درخت کنوین
کے برابر لگا ہوا تھا ویسے ہی ہزارہا درخت لگے ہوئے ہین اور سیکڑون طائر درختون پر
بیٹھے ہوئے ہین اور ایک درخت کہ وسط صحرا مین واقع ہے اور سب درختون سے
بزرگ تر ہے اُسمین ایک پھل دو شاخے کے بیچ مین لگا ہوا ہے کہ وضع اُس پھل کی چہرۂ
انسان کی ہے جیسے ہی نقابدار اُس صحرا مین پہونچے طائر اُڑے اور آواز دی کہ وہ ظالم
پھر رہا ہوا اور یہان آگیا اب یہ طلسم برباد ہوا چاہتا ہے نقابدار نے جلدی سے
لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ تم اپنے کو قریب اُس درخت ثمردار کے پہونچاؤ جسکی قطع اور
وضع سر انسان کی ہے اور فلان اسم پڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارو کہ پھل درخت سے جدا
ہو جائے بس اُسی پھل کو درخت پر کھینچ مارو اور تماشا قدرت خدا کا دیکھو اگر تلوار اُس
پھل پر پڑی یا درخت پر تو شعلہ پیدا ہوگا اور تم کو جلا کر خاک کر دے گا کوئی حفاظت
نہ کر سکے گی یہ دیکھ کر نقابدار جلد جلد قدم اُٹھاتے ہوئے قریب اُسی درخت کے
پہونچے اور ہاتھ تیغ آبدار کا اسم مکرم پڑھ کر مارا کہ پھل درخت سے علیحدہ ہو کر گرا
طائرون نے جھپٹے مارنا شروع کیے کہ پنجہ مین اُٹھالے جائین لیکن نقابدار دو چکر
چمکاتے رہے جو طائر جھکا اور عکس لوح کا پڑا اندھا ہو گیا نقابدار نے جلدی سے
پھل کو اُٹھا لیا اور حسب ہدایت لوح درخت پر کھینچ مارا یہ معلوم ہوا کہ بجلی گری
درخت مانند نخل چنار کے جلنے لگا اور شعلے بھڑکے شور فریاد بلند ہوا اب شعلے
بھڑک کر اور درختون پر بھی گرے اور درخت جلنے لگے ہر چہار طرف آگ
لگ گئی نقابدار نے گھبرا کر لوح کو دیکھا کہ اب کیا کرون اور کہان جاؤن اسلیے کہ
چہار جانب شعلے بھڑک رہے ہین راستہ مسدود ہے لوح مین تحریر تھا کہ اے فتاح
طلسم و سیار عجائبات باطل ان شعلون سے خوف نہ کر کہ تھوڑی دیر مین یہ خود ہی
سرد ہو جائینگے اور تجھے گرمی تک محسوس نہ ہوگی لیکن تجھے چاہیے کہ جسوقت
آگ گل ہو جائے تو صرف ایک درخت باقی رہجائے گا پہلے اُس درخت مین سے
ایک دو شاخا توڑ لینا کہ یہ آگے بڑھ کر کام آئے گا بعد اُسکے درخت کو جڑ سے اُکھیڑ
لینا وہان نقب کا پیدا ہوگا اُس دہنہ مین کود پڑنا بعد اُسکے جو کچھ نظر آئے اُسپر عمل کرنا

یہ دیکھ کر لقا بدار خاموش ہو رہے اور وقت کے منتظر ہوئے شعلے بھڑک بھڑک کے قریب
لقا بدار کے آتے تھے اور زبان شعلہ سے نناشدم کی آواز پیدا ہوتی تھی اور گل ہوجاتے
تھے جسم لقا بدار کو برکت لوح کی وجہ سے حرارت بھی محسوس نہ ہوتی تھی غرضکہ تمام
شعلے اسیطرح سرد ہو گئے اب دیکھا تو ایک ساجر جلا ہوا کھڑا ہی اور ایک درخت لگا ہوا
ہی کہ وہ جلنے سے محفوظ رہ گیا ہی لقا بدار نے دو شاخا اُس درخت سے تراش لیا
اور تنہ درخت کا گوپی مین لے کر زور کیا کہ درخت کو اُٹھا کر پھینک دیا جسوقت
وہ تنہ نقب نمودار ہوا تو لقا بدار وہ تنہ مین کود پڑے دیکھا کہ ایک میدان وسیع ہی نام
کا نام نہین گیاہ تک نظر نہین آتی ریت کا جنگل ہی اور گھوڑا انکا کھڑا ہوا ہی لقا بدار
قریب مرکب کے آئے مرکب نے جو آہٹ سوار کی پائی کہا اے شہریار مین تو اندھا
ہو گیا ہون مجھے اب کچھ نظر نہین آتا لقا بدار نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اگر تم یہان
کھڑے رہتے تو یقین ہی کہ تم بھی نابینا ہوجاتے اور تاثیر سرمۂ جمشیدی کی بھی باطل
ہوجاتی یہ وہی مقام ہی کہ جہان تم چاہ مین پھانسے گئے اور چاہ سے دھوان نکل
رہا تھا لقا بدار کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اب مین اس صحرا مین کیونکر پہونچ سکتا ہون
جہان سے نشیب مین کودا اور اسکے بعد دوسرے نشیب مین کودا تھے تو دو درجہ نیچا
ہوجانا چاہیے تھا یہ خیال پیدا ہوتے ہی لوح مین یہ عبارت ظاہر ہوئی کہ تعجب
اس بات کا نہ کرو اسواسطے کہ یہ اسرار طلسمی ہین تم کو چاہیے کہ جلدی سے اس دو
شاخے کو فلان اسم پڑھ کر اس پتھر پر مارو جو سامنے تمھارے پڑا ہوا ہی یہ روشن ہو گا
مانند مشعل کے جلنے لگے گا دھوان اسکا اپنے گھوڑے کی آنکھون مین لگاؤ کہ اسکی
آنکھین روشن ہوجائین لقا بدار نے ایسا ہی کیا جسوقت آنکھین مرکب کی روشن
ہو گئین تو لقا بدار نے پھر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اب پھر اسکی پشت پر سوار ہو
اور دہنی بائین جانب روانہ ہو سکن سار ریق جادو تک پہونچو گے آگے بڑھ کر
جو کیفیت نظر آئے اُسے مشاہدہ کرکے لوح کو دیکھنا اور جو کچھ لکھا ہو اُسے پڑھ کر
عمل کرنا لقا بدار پشت مرکب پر بیٹھ کر روانہ ہوئے جاتے جاتے ایک حجرہ نظر آیا
کہ گرد اُسکے ایک بلند چبوترہ تھا اور سیڑھیان بنی ہوئی تھین دروازے حجرے کے
بند تھے لقا بدار نے جیسے ہی مرکب سے اُتر کر ریت پر قدم رکھا تڑاقا ہوا کہ زینہ
ٹوٹا اور ایک غار سا نمودار ہوا اور لقا بدار اندر غار کے گر پڑے جسوقت روشنی نظر
آئی تو دیکھا کہ گرد پانی ہی پانی ہی اور مین ایک ٹیکرے پر کھڑا ہوا ہون نہایت
پریشان ہوئے کہ یہ کیا معاملہ ہی چونکہ لقا بدار کا چہرہ کسیقدر گرم ہو گیا تھا لہذا
لقا بدار نے چلو پانی لے کر منھ پر ڈالا پانی منھ پر پڑتے ہی سرمہ جمشیدی کی تاثیر
باطل ہو گئی اور دریا نظرون سے پوشیدہ ہو گیا جس مقام پر سطح آب تھا وہان
ایک نیلی چادر پھیلی ہوئی معلوم ہوتی تھی جسمین جابجا نگینے جڑے ہوئی تھین یہ

دیکھکر لقا بدار نہایت پریشان ہوئے گھبراکر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے نادان جب لوح تیرے پاس موجود تھی تو تونے بغیر لوح دیکھے زینہ پر کیوں قدم رکھا آگاہ ہو کہ یہ مقام ساریق جادو کا ہے جسنے سرحد پھر سے قائم کی ہے اور راستہ طلسم کا نظروں سے پوشیدہ کیا ہے یہ حجرہ دھوکے کی ٹٹی ہے اور سیڑھیاں اسی صنعت سے بنائی گئی ہیں کہ جو شخص اس صحرا تک آئے گا وہ جائے پناہ ضرور تلاش کرے گا اسلیے کہ سایہ درخت تک اس صحرا میں نہیں ہے لیکن جب اندر حجرہ کے جانے کا قصد کرے گا اور زینہ پر قدم رکھے گا وہ دریاے سحر ساریق میں گر کر غرق ہو جائے گا افسوس کہ تونے تاثیر مہرۂ جمشیدی کی مٹادی اور طلسم باطن پھر شان باطن میں آگیا اب وہ بات نہ رہی کہ پھر شوریاں کی سے تجھے نظر آسکے اور یہ چادر نیلی جو تجھے نظر آتی ہے دراصل دریا ہے اور شکنیں نہیں ہیں بلکہ لہریں دریا کی ہیں تاثیر اسکے پانی کی یہ ہے کہ جس عضو سے چھو جائے گا اُسے بے حس کر دے گا اپنا آگے بڑھنے کا قصد نہ کرنا ورنہ بلاے عظیم میں مبتلا ہو جائے گا کہ پھر رہائی دشوار ہوگی اب گذشتہ را صلوات آئندہ را احتیاط پر نظر کرکے فلاں اسم جو کنارۂ لوح پر مرقوم ہے یاد کر لو اسطرح کہ پھر نہ بھولنا اور لوح کو اسی چادر پر پھینک دو تھوڑے عرصہ میں یہ چادر غائب ہو جائے گی اور ساریق جادو جسکا یہ سحر ہے لوح کو لے کر دربند سر گرداں کیطرف بھاگے گی تم اس اسم کو پڑھے جانا مرکب تمھارا دیو فریق پاس تمھارے خود آجائے گا چشمہ اسرار تم کو دے گا تم اُسے اسی مقام پر چھوڑنا اور چشمہ آنکھوں پر لگا کر اُسی بتائے ہوئے اسم کو پڑھنا پھر طلسم باطن ظاہر ہوگا اور ساریق جادو لوح لیے ہوئے بھاگتی نظر آئے گی تم تعاقب اُسکا کرنا جسوقت قریب اُسکے پہونچنا تو وہی تعلیم کیا ہوا اسم اکیس مرتبہ پڑھکر بیٹھ جانا وہ ساحرہ بھی بیٹھ جائے گی تم گیارہ مرتبہ چپکے چپکے اسم کو پھر ادا کرنا اور کھڑے ہو جانا ساحرہ پھر نہ کھڑی ہو سکے گی کہ تاثیر اس اسم متبرک کی یہ ہے بس قریب ساریق جادو کے پہونچ کر نعرہ کرنا وہ لوح کو تم پر کھینچ مارے گی تم خالی دینا ورنہ جل جاؤ گے اگر لوح خالی گئی تو جس مقام پر لوح گرے گی وہاں سے شعلہ نکلے گا اور ساریق پر گرے گا کہ جلا کر خاک کر دے گا لقا بدار نے ایسا ہی کیا اور ساریق جادو کو مارکر پھر لوح ملاحظہ کی لکھا تھا کہ اب کچھ دیر اسی مقام پر قیام کرو کہ دوست تمھارا ہمارے جادو آتا ہوگا وہ تمھاری فکر میں پریشان ہے صحرا صحرا مارا مارا پھرتا ہے اور راستہ مسدود ہونے کی وجہ سے مجبور تھا ورنہ ابتک پہونچ جاتا لقا بدار انتظار میں تھے کہ دیکھا سامنے سے ہمارے جادو چلا آتا ہے ہما کی نظر جو لقا بدار پر پڑی سلام کیا اور مزاج پوچھا اور کہا کیا کیفیت گذری کہ یہ دربند نہایت سخت تھا لقا بدار نے فرمایا شکر ہے خدا کا ہر چند کہ میں گرفتار بلا ہو گیا تھا جسکے حکم قتل ہو چکا تھا مگر خداوند کریم نے مجکو بچایا کہ بہن خداوند طلسم کی ملکہ یادیان جادو مجکو رہا کر گئی میں نے اسکی

دختر کو قید سے رہا کیا اب بادبان جادو اور صنم گلعذار دو نون باغ مین مقیم ہین اور یہ دیو رفیق ہے اسنے میری بہت کچھ کمک کی اور دوبارہ لوح مجکو ملی یہان پہونچکر ساریق جادو کو مارا اور شجر جادو کو اس سے پہلے قتل کیا تھا اب راستہ شہر آشوب کا صاف ہے دربند صحرائے سرگردان شکستہ ہوا مرحلہ شہر آشوب کا باقی ہے ہمارے جادو نے کہا کہ غلام ہمراہ رکاب ہے اب شہر آشوب کیطرف تشریف لیچلیے نقابدار ابلق سوار پھر دیو کو مرکب بناکر اُسکی پشت پر سوار ہوئے اور ہمارے جادو کو ساتھ لیا اور جانب شہر آشوب روانہ ہوئے ہمارے جادو کی راہبری سے بہت جلد دروازہ شہر پناہ کے قریب پہونچ گئے ہمارے جادو نے کہا کہ بغیر لوح کو ملاحظہ کیے ہوئے ہرگز اندر دروازے کے قدم نہ رکھیے گا نقابدار نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم شہر آشوب کے گرد دیوار سحر کھنچی ہوئی ہے جب تک یہ دیوار نہ شکستہ ہوگی اُسوقت تک داخل شہر ہونا اچھا نہین ہے اسواسطے کہ شہر طلسم بند ہے اور دیوار کا شکستہ ہونا دروازہ کے شکستہ ہونے پر موقوف ہے تم کو چاہیے کہ فلان اسم پڑھکر گرز مارو کہ دروازہ شکستہ ہو اُسیوقت دیوار بھی منہدم ہو جائیگی اور حصار سحر برطرف ہو جائیگا یہ سحر خاص آشوب جادو کا ہے نقابدار نے اسم متبرک کو پڑھا اور بسم اللہ کہکر دروازہ شہر پناہ پر گرز مارا کہ تڑاقا ہوا اور دروازہ گرا ساتھ ہی دروازے کے تمام حصار تشریف لے گیا ساری دیوارین اڑا اڑا کر بیٹھ گئین اب نقابدار داخل شہر ہوئے ادھر تو حصار سحر ٹوٹا اور ادھر آشوب جادو کو خبر ہو گئی خود بخود اسکے درد سر پیدا ہوا کہ جسوقت ساحر کا سحر باطل ہوتا ہے تو اُسکے سر مین درد پیدا ہوتا ہے آشوب جادو نے ساحرون کو براے دریافت حال بیابان سرگردان روانہ کیا تھوڑی ہی دیر مین خبر مل گئی کہ فتاح طلسم نے شجر جادو اور ساریق جادو کو مارا اور اب وہ داخل شہر ہوا ہے حصار سحر کو اُسنے توڑ دیا یہ سنتے ہی اسنے اپنے سالار لشکر کو حکم دیا کہ فوج کو لیکر براے مقابلہ طلسم کشا روانہ ہو ذوالقرنین جادو تین ہزار ساحر لیکر اپنے ہمراہ براے مقابلہ نقابدار چلا یہان نقابدار دلاور مرکب پر سوار چشم آنکھون پر لگائے ہوئے ہمارے جادو ہمراہ رکاب مصروف سیر ہین کہ یکایک ہر چہار طرف سے آکر ساحرون نے گھیر لیا اور نقابدار پر سحر ہونے لگے نقابدار ابلق سوار نے جلدی سے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم اطمینان رکھو کہ لوح تیرے پاس ہے کوئی سحر تجھ پر اثر نہ کرے گا لیکن ہمارے جادو کا خیال رکھنا کہ ذوالقرنین جادو اسی فکر مین ہے جسوقت ایک گاونزدیک ہمارے جادو کے آئے اور قصد کرے کہ بین اسے شاخون سے چھیدکر مار ڈالون تو تجکو چاہیے کہ فلان اسم پڑھکر تیغہ مار کہ سر اسکا تن سے جدا ہو جائے بعد اسکے مرنے کے اکثر ساحر مطیع ہونگے اور بعض بھاگ جائینگے اُنسے تجھپر اسرار طلسم ظاہر ہونگے یہ دیکھکر نقابدار نے سر اونچا کیا تھا کہ دیکھا ایک بیل ہمارے جادو کی

نمایان

طرف دوڑتا چلا آتا ہے ہر چند ہمارے جادوگر تو سے ترنج نارنج مار رہا ہے مگر کوئی افسون کارگر
نہیں ہوتا یہاں تک کہ بیل قریب آگیا ہمارے جادوگر نے پرِ پرواز پیدا کیے اور بلند
ہونے کا قصد کیا بیل نے ایک چیخ ماری کہ پاؤں زمین نے پکڑ لیے اب اسنے
زمین میں غرق ہونے کا قصد کیا زمین آہنی ہو گئی اور بیل قریب پہونچ گیا چاہتا ہے کہ
ہمارے جادوگر کو شاخون میں چھیدے کہ نقابدار نے جھپٹ کر ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا
سر اسکا تن سے جدا ہوا اور یہ زمین پر گر کر پھڑکنے لگا بڑی دیر تک شور وغوغا رہا یہ
معلوم ہوا کہ تمام عمارتیں اڑ اڑ کر گر پڑیں صدائے گیرودار بلند ہوئی آسمان سے تبر و تیر
تلوار گرز وغیرہ برسا کیے مگر جسم نقابدار پر انکا کوئی اثر نہ ہوا جسوقت یہ بلائیں برطرف
ہوئیں تو فنا شدم فنا شدم کی آوازیں آیا کیں جسقدر ساحر کہ حملہ کر رہے تھے انھون نے
امان مانگی اور یہ خیال کیا کہ جسوقت سردار کو ہمارے اسنے مار لیا تو ہم اسکا کیا کر سکتے
ہیں نقابدار نے اُن لوگو نکو پناہ دی اور مطیع اسلام ہونے کے بعد ان سب لوگون سے
کہا کہ بادشاہ تمھارا کہان ہے اُن لوگون نے عرض کی کہ اسی مقام پر ہے جہان ایک مرتبہ
آپ گرفتار ہو گئے تھے مگر پھر سامنا اسی بت کا ہوگا جسکی گردش چشم سے ایک مرتبہ
آپ کو بیہوش کر کے اسیر بلا کیا تھا اب آپ کو چاہیے کہ یہی شاخیں اس بیل کے
سر سے کھینچ لیجیے اور اس بیل کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ایک جا جمع کیجیے اور شاخونکو
اندر گوشت کے رکھ کر اور کچھ روغن وغیرہ ڈالکر پھونک دیجیے جسوقت یہ بیل
جلکر خاک ہو جائے گا تو ان شاخون کو نکال لیجیے گا یہ تیر دو سر بنکر تیار ہو جائینگے اور
یہی تیر اُس بت کے کام آئے گا ہر چند کہ یہ راز طلسمی تھا بیان کرنے کی بات نہ تھی مگر اب
آپ ہمارے آقا اور ہم غلام ہیں آپ سے کیونکر چھپا سکتے ہیں نقابدار نے ہمارے جادو
کو ان سب کا افسر کیا تین ہزار ساحرون میں سے کچھ قتل ہوئے تھے اور دو ہزار آدمی
باقی رہ گئے تھے باقی ماندہ فرار ہو گئے تھے اب نقابدار نے اُس بیل کو ٹکڑے
ٹکڑے کر کے شاخون کو پارچون میں چھپا دیا اور روغن چھڑک کر آگ لگا دی کہ تھوڑے
عرصہ میں جلکر راکھ ہو گئے جب راکھ کو کریدا تو تیر دو سر نکلا نقابدار نے تیر کو ترکش
میں لگا لیا اور مرکب پر سوار ہو کر جانب محل شاہی روانہ ہوئے پشت پر دو ہزار
ساحر ساتھ تھے انشاء اللہ جسوقت آمد نقابدار کی طلسم نطاق میں بیان ہوگی تو
ناظرین وجد کرینگے کہ اس شان و شوکت سے کوئی نہ آیا ہوگا اور ساحران نطاق
جو کہ شہرۂ آفاق ہیں مطلق خبر نہ کر سکینگے لیکن اکوان تاجدار سمجھ جائے گا اور فکر
مقابلہ کرے گا یہ لڑائی قابل دید ہوگی الحاصل اس فوج کو لیے ہوئے نقابدار ابلق سوار
محل شاہی کے قریب پہونچ چکے ہیں کہ اُسطرف سے سرگردان جادو دریا آشوب جادو
کا ساحرون کو ساتھ لیے ہوئے پیدا ہوا اور سامنے نقابدار کے آکر عرض کی کہ اے
نقابدار معلوم ہوا کہ تو فتاح طلسم باطن ہے اور منشا یہ ہے کہ فتاح طلسم میں اسیطرح کے

اوصاف ہوتے ہیں کہ شجاع بھی ہوتا ہے اور فسوں ورز بھی اور صاحب کرم بھی لہٰذا اگر تو
صاحب کرم ہے تو لوح طلسمی ہمیں دے دے نقابدار نے کہا کہ کرم کے واسطے کوئی سبب
بھی ہوتا ہے اگر لوح سے مجھے کوئی فائدہ متصور ہے تو مجھے اپنا نقصان قبول ہے اور
لوح حاضر ہے اور اگر محض میری نقصان رسانی کے واسطے لوح مانگتا ہے تو لوح دے دینا
داخل کرم نہیں بلکہ حماقت تصور کی جائیگی سرگردان جادو نے کہا کہ لوح سے مجھے
جو فائدہ ہے اُس سے آپ کا تو کوئی نفع نہیں ہے نہ نقصان بھی نہیں ہے میں اسواسطے
لوح طلسمی مانگتا ہوں کہ دختر میری نہایت علیل ہے اور رجعت سحر میں مبتلا ہے اگر میں
لوح اُسکے گلے میں پہنا دونگا تو اُسے صحت ہوگی ورنہ مرجائے گی نقابدار نے فرمایا
کہ یہ ممکن ہے کہ اس دربند کو فتح کرنے کے بعد لوح تمہیں دیدونگا سرگردان جادو
نے کہا کہ اگر دربند پہلے فتح کیجیے گا تو پھر لوح آپ سے کون لے گا اسلیے کہ اب پہلا
مقابلہ مجھی سے ہوگا بعد اُسکے بادشاہ طلسم آشوب سے مقابلہ پڑے گا اور میں
رنج دختر کی وجہ سے قابل مقابلہ نہیں ہوں یہ سنکر نقابدار نے لوح گلے سے اُتار کر
سرگردان جادو کے حوالے کردی اور کہا کہ اسے لے جا اور جب دختر تیری اچھی
ہوجائے اُسوقت مقابلہ کرنا میں بھی جنگ کو ملتوی کرتا ہوں اور جاکر صحرا میں مقیم ہوتا
ہوں یہ سنکر سرگردان جادو آگے بڑھا اور لوح نقابدار کے ہاتھ سے لے لی اور
کہا کہ اے نقابدار بہادر یہ ہمت تیری ہی تھی دوسرے کے مجال نہیں ہے کہ ایسی جرأت
و ہمت کرسکے کہ دشمن اقرار دشمنی کرے اور خود اُسکے ساتھ دوستانہ برتاؤ کرے اب
آپ بھی تشریف لے جائیے اور میں انشاء اللہ کل حاضر ہونگا یہ کہکر اپنے مکان کیجانب
روانہ ہوا یہاں ہمارے جادو کے اندام میں رعشہ پڑگیا اور نقابدار سے عرض کی
کہ حضور یہ بہت بڑا ساحر ہے ہم لوگ اس سے مقابلہ نہیں کرسکتے آپ نے یہ کیا
قیامت کی کہ لوح اُسکے سپرد کردی کیا اب وہ لوح دے گا نقابدار نے فرمایا کہ اگر
یوں نہ دے گا تو بزور شمشیر دے گا میری ہمت نے گوارا نہ کیا کہ وہ ہم سے ایک چیز
مانگے اور میں نہ دوں جس خدا نے ایک مرتبہ لوح دلوائی وہ ہزار مرتبہ دلوا سکتا ہے
اور اُسمیں اتنی قدرت بھی ہے کہ اگر وہ چاہے تو سارا طلسم بغیر لوح کے فتح ہوجائے
یہ سنکر ساحر وجد کرنے لگے اور دل میں کہتے تھے کہ بیشک دین اسکا برحق ہے اور
خدا اسکا لاشریک ہے کہ ایسا بے دست و پا شخص جو سحر کا ایک حرف نہ جانتا ہو وہ اتنے
بڑے ساحروں پر غالب آئے اور طلسم باطن میں بقصد فتح قدم رکھے غرضکہ
نقابدار اپنے لشکر کو لے کر پلٹ آئے اور صحرا میں قیام کیا ادھر سرگردان جادو
لوح طلسمی لیے ہوئے اپنی دختر کے پاس آیا کہ نام اُسکا نسیم جادو تھا اور رجعت
سحر میں مبتلا تھی ایک مکان سحر میں اسکو مثل قیدیوں کے بند کردیا تھا اور وہ دیوانہ وار
اُس مکان میں پھر رہی تھی آپ ہی آپ ہنستی تھی دیواروں سے باتیں کرتی تھی مگر

چونکہ ساحرہ زبردست تھی تو اسکی رجعت سحر کو سرگردان جادو شناد سکتا تھا سوا بت خود پسند کے ساحران طلسم باطن مین یہ سب سے زبردست تھی اور فن سحر و ساحری مین بے مثل ولاجواب تھی بت خود پسند سے سرگردان جادو نے اسوجہ سے مدد نہ چاہی کہ یہ بدنظر اور بدطینت تھا خیال یہ ہوا کہ مبادا بت خود پسند حرست مین فرق ڈالے اور بیجا دست اندازی کرے غرضکہ جسوقت سرگردان جادو داخل مکان ہوا تو آج نسیم جادو سب دنون سے زیادہ بیخودی کی حالت مین تھی اور برہنہ دوڑتی پھرتی تھی اور دیوارون سے سر ٹکرا رہی تھی اگر آج بھی تدارک اسکا نہ ہوتا تو یقین تھا کہ سر ٹکرا ٹکرا کر یہ مرجاتی جیسے نظر نسیم جادو کی سرگردان جادو پر پڑی بے تحاشا دوڑی اور پکاری کہ ایسا باپ کسی کا نہ ہوگا جو اولاد پر یہ بدعت کرے کہ اُسے مکان تنہا مین قید کرے جب تو میرا دشمن ہوا تو مین بھی تجکو زندہ نہ چھوڑونگی یہ کہکر چاہتی تھی کچھ اسم پڑھکر اس مکان کو فوراً سرگردان جادو پر گرا دون کہ سرگردان جادو نے عکس لوح کا ڈالا فوراً نسیم جادو نے ایک چیخ ماری اور بیہوش ہوگئی سرگردان جادو نے جلدی سے کپڑا ڈال کر جسم برہنہ کو اسکے چھپایا اور لوح کو دھوکر پانی اُسکا منھ پر چھڑکا اور لوح گلے مین پہنا دی اور کچھ پانی نسیم جادو پر چھڑکا کہ اسے ہوش آیا تو تمام کیفیت جنون کی برطرف ہوگئی تھی اور اپنی حالت اصلی پر آگئی اب جو نظر نسیم جادو کی سرگردان جادو پر پڑی اُٹھکر سلام کیا اور عرض کی کہ مجھے کس خطا پر اس مکان تنہا مین بند کیا ہے سرگردان جادو نے کہا اے دختر نیک اختر تجھے یاد نہین کہ عمل سحر تیرا خراب ہوگیا تھا اور تو دیوانی ہوگئی تھی مگر آج سے تو اچھی ہے نسیم جادو نے کہا مین کیونکر اچھی ہوئی اسلیے کہ آپکے سحر مین اتنی قوت نہ تھی کہ میرے سحر کی رجعت کو روک سکتا یہ سنکے اچھا کیا سرگردان جادو نے کہا کہ اپنے سینہ پر نظر کر تجھے خود ہی معلوم ہوجائیگا نسیم جادو نے جو لوح کو دیکھا نہایت متعجب ہوئی کہا کہ یہ کیونکر دستیاب ہوئی اسلیے کہ یہ بات تو اصول طلسم کے بالکل خلاف ہے چاہے کوئی شخص مر بھی جائے تو لوح طلسمی اُسکو نہین دیتے ہین سرگردان جادو نے کہا کہ اگر لوح اہالیان طلسم کے قبضہ مین ہوتی تو دستیاب ہونا اسکا غیر ممکن تھا قبل اسکے مین نے کئی بار اپنے بادشاہ سے کہا کہ اگر لوح طلسمی ملجاتی تو دختر میری تندرست ہوجاتی مگر اُسنے منظور نہ کیا حتےٰ کہ ایک مرتبہ طلسم کشا گرفتار بھی ہوا اور لوح آشوب جادو کے قبضہ مین بھی آگئی تھی مگر اُسنے بت خود پسند کی خدمت مین بھجوا دی اور ایک روز کے واسطے مجکو نہ دی اگرچہ وہ مجکو خیرخواہان دولت مین سے سمجھتا تھا مگر دوبارہ پھر طلسم کشا کے قبضہ مین آئی اور اُسنے رہائی پائی اور بیابان سرگردان کے نگہبان کو مارکر ملک مین داخل ہوا اب میری سرحد تھی اسکے بعد آشوب جادو تک پہونچتا مین نے اُس سے حال تیری بیماری کا بیان کرکے لوح مانگی اُسنے بے تامل لوح

دے دی یہ سنکر نسیم جادو کو حیرت ہوئی کہا کہ کیا آپ طلسم کشا سے مل گئے ہین یا کوئی فریب اُسکو دیا ہے اُسنے لوح حوالے کر دی سرگردان جادو نے کہا کہ نہین ایسا نہین ہوا بلکہ مین نے اُس سے کہدیا کہ آج جنگ ملتوی رکھیے کل دیکھا جائے گا اور طرہ یہ ہے کہ مین نے لوح واپس کرنے کا وعدہ بھی نہین کیا ہے نسیم جادو نے کہا جا سے حیثیت ہے کہ جو اپنے ساتھ نیکی کرے خود اُس سے بہ بدی پیش آیئے مقابلہ کرنے نہ کرنے کا آپ کو اختیار ہے مگر لوح ضرور اُسکو دے دینا چاہیے سرگردان جادو نے کہا کہ اگر لوح دے دونگا تو مقابلہ مین ہارا جاؤنگا نسیم جادو نے کہا کہ علحدگی اختیار کیجیے اور آشوب جادو سے کہدیجیے سرگردان جادو نے کہا یہ تو نمک حرامی ہے کہ وقت پر مالک سے علحدہ ہو جاؤن دنیا مجھے کیا کہے گی نسیم جادو نے کہا کہ اگر طلسم کشا سے لڑیے گا تو دنیا کیا کہے گی وہ تو نمک حرامی ہے اور یہ محسن کشی نہین ہے سرگردان جادو نے گردن نیچی کر لی اور دل مین کہا کہ یہ دختر سچ کہتی ہے کہا اچھا کل دیکھا جائے گا جیسا مناسب ہوگا ویسا کیا جائے گا بعد اسکے دختر کو شادخاطر کر کے گھر مین آیا زوجہ سے ملا یان نسیم جادو کی دختر کو گلے لگایا سرگردان جادو نے اس سے بھی سبب صحت اور احسان طلسم کشا بیان کیا یہ بھی دختر کی ہمزبان ہوئی اور شرکت طلسم کشا پر مصر ہوئی سرگردان جادو پھر خاموش ہو رہا جب دوسرا دن ہوا تو لوح اور دختر دونون کو ساتھ لے کر جانب نقابدار روانہ ہوا وہان نقابدار ابلق سوار نماز صبح پڑھ کر خیمہ سے باہر آئے تھے اور وظیفہ پڑھ رہے تھے کہ دفعۃً ہوا سے سرد کے جھونکے آنے لگے نقابدار نے بند قبا کھول دیے اور سیر صحرا کرنے لگے کہ دیکھا سامنے سے ایک پلنگ صحرائی اور ایک مادہ آہو ساتھ ساتھ چلے آتے ہین نقابدار متحیر تھے کہ یہ کیا معرکہ ہے کہ شیر و آہو مین اسقدر ارتباط ہے کہ دفعۃً قریب پہونچکر دونون نے غلطک ماری اور ہیئت انسانی پیدا کر کے نقابدار کو سلام کیا نقابدار نے جواب سلام دیا اور پہچانا سرگردان جادو ہے کہا کہ خیریت ہے دختر تمھاری اچھی ہوئی سرگردان جادو نے نسیم جادو کو پیش کیا اور عرض کی آپ کی بدولت یہ دن نصیب ہوا کہ یہ تندرست ہوئی اور سامنے حاضر ہے اسکے جان بخش آپ ہی ہین ورنہ آج یہ گوشۂ تربت مین سوتی ہوتی یہ کہکر لوح پیش کی نقابدار نے لوح لے کر گلے مین ڈالی اور نہایت متانت کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ اب جا کر جنگ کا انتظام کرو کہ ہم آتے ہین سرگردان جادو نے عرض کی کہ اب میری مجال نہین ہے کہ آپ ایسے محسن سے مقابلہ کرون ہان اب ہمراہ آپ کے ہون اور یہ دختر بھی کنیزی مین حاضر ہے سحر و ساحری مین مثل اسکا نہین ہے سوا بادشاہ طلسم کے دوسرا ساحر اس سے مقابلہ نہین کر سکتا نقابدار یہ سنکر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اے سرگردان جادو اگر تم نے دین اسلام کو برحق سمجھکر اطاعت میری اختیار کی ہے تو نہایت مسرت کی بات ہے اور اگر احسانمند ہوکر

میرے مطیع ہوئے تو یہ مجھکو منظور نہین اسلیے کہ ہمارا قول یہ ہو وقت آشتی آشتی وقت
جنگ جنگ یہ اور ہمدردی انسانی کے خلاف تھا کہ تمھاری دختر جان بلب ہو اور
مین لوح نہ دون گو تم دشمن تھے سرگردان جادو نے عرض کی کہ اے شہریار اصل تو یہ
ہو کہ آپ کے اس علم و مروت نے مجھے بندۂ بے دام بنا لیا ورنہ قبل اسکے تو مین دین
اسلام کو اپنے مذہب سے بہتر نہ سمجھتا تھا مگر جسوقت آپ نے لوح میرے حوالے
کردی اور فرمایا کہ خدا این سب طرح کی قدرت ہو جب لوح میرے پاس تھی اسوقت
مین ساحرون کے ہاتھ سے کیونکر بچا اور پھر لوح لیکر کیونکر دستیاب ہوئی اسیوقت سے
آپ کے خدا کا برحق ہونا مجھ پر ظاہر ہو گیا اور دل میرا آپ کے دین کیطرف مائل ہوا
نقابدار نے سرگردان جادو کو گلے سے لگایا اور نسیم جادو کی پشت پر دست
شفقت رکھکر فرمایا کہ یہ تمھاری دختر ہماری دختر ہو اسکی شادی ہم خود کسی شاہزادہ
کے ساتھ کرینگے یہ فرماکر سرگردان جادو سے کہا کہ اب ہم نقابدار آشوب جادو
کو جاتے ہین اگر تمھین یہان رہنا ہو یہان رہو اور آگے جانا ہو تو روانہ ہو جاؤ اور اپنے
اہل و عیال کو لیکر شہر آشوب سے چلے آؤ اسلیے کہ جسوقت تمھارے مطیع
ہونے کی خبر آشوب شاہ کو پہونچے گی تو یقین ہو کہ وہ عدو ہو جائے گا اور عجب
نہین ہو کہ اُسے یہ خبر ہو بھی گئی ہو سرگردان جادو نے کہا مجھے کوئی خوف نہین ہے
دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست ۔ لیکن اتنی اجازت چاہتا ہون کہ ایک مرتبہ
جاکر آشوب جادو کو اور سمجھا آؤن اگر وہ یون مانے اور لڑنے سے باز رہے
فھوالمراد اور اگر نہ مانے تو مین آپ کے ساتھ ہون نقابدار نے فرمایا کیا مضائقہ
ہو سرگردان جادو نے دختر کو تو اسی مقام پر چھوڑا اور تن تنہا خدمت مین آشوب جادو
کی روانہ ہوا جسوقت پہونچا سلام کیا آشوب جادو نے کہا کیا خبر ہے
سرگردان جادو نے کہا کہ طلسم کشا پھر قید سے رہا ہوا اور دربند بیابان کو فتح کرکے
اُسنے ملک پر چڑھائی کی ہو اور وہ اس طلسم کو ضرور فتح کرے گا اگر آپ عافیت
چاہتے ہین تو اطاعت اُسکی اختیار کیجیے ورنہ ہاتھ سے طلسم کشا کے برباد ہوجیے گا
آشوب جادو نے کہا کہ او نمک حرام مجھے سب حال تیرا معلوم ہو کہ تو لوح
طلسم کشا سے لایا اور دختر کو اپنی اچھا کرکے پاس نقابدار کے گیا اور لوح پھر اُسے
دے دی یہ کیا حرکت تھی جسوقت لوح قبضہ مین آچکی تھی تو طلسم کشا بیکار ہو چکا
تھا اب وہ طلسم کسطرح فتح کرسکتا تھا معلوم ہوا کہ تو نے طلسم کشا سے ساز کیا
سرگردان جادو نے کہا کہ مجھے ساز کرنا ہوتا تو آپ کو سمجھانے کیون آتا مین جان
چکا ہون کہ وہ فاتح طلسم ہو اگر ہزار مرتبہ گرفتار ہوگا تو پھر رہا ہو جائے گا اور لوح
دو ہزار مرتبہ چھنے گی تو پھر اُسکے قبضۂ اختیار مین آجائے گی لہذا بنظر خیرخواہی آپکو
سمجھا دیا اگر آپ کو جان و مال بچانا ہو تو اطاعت اُسکی کیجیے ورنہ خلقت رہو

آشوب جادو نے کہا کہ پہلے تجھے سزائے نمک حرامی دے لوں پھر آپس سے
سمجھونگا یہ کہکر اُٹھا اور رشکین سر گردان جادو کی باندھ کر ستون سے کس دیا
اور ایک ساحر سے کہا کہ جا اور طلسم کشا کو اطلاع کر دے کہ رفیق تیرا قتل ہوتا ہے
اگر تجھے پاس اپنے رفیق کا ہو اور دعوے فتاحی طلسم کا ہو تو آکر اُسے چھڑا لے جا
یہ مجھے معلوم ہے کہ لوح تیرے پاس ہے مگر مجھے بھی دیکھنا ہے کہ لوح کیا کرتی ہے جسوقت
ساحر یہ خبر لے کر پہونچا ہے تو نقابدار انتظار سر گردان جادو میں بیٹھے ہوئے
تھے ساحر نے جاکر سلام کیا اور پیام آشوب جادو کا بیان کیا نقابدار یہ
سُنکر نہایت برہم ہوئے اور تن تنہا پشت مرکب پر سوار ہو کر جانب ایوان شاہی
روانہ ہوئے ساتھ نقابدار کے ملکہ نسیم جادو بھی چل کھڑی ہوئی اور بعد کو
ہمائے جادو دو ہزار ساحر ساتھ لے کر روانہ ہوا اول حال نقابدار کا سُنیے کہ
جسوقت یہ سامنے ایوان شاہی کے پہونچے تو پھر نظر اسی بت پر پڑی کہ جس سے آنکھ
ملا کر ایک مرتبہ بیہوش ہو گئے تھے مگر اب کی مرتبہ بہ سبب اُس چشمہ کے جو
دیو فریق سے دستیاب ہوا تھا نقابدار پر گردش چشم بت نے کوئی اثر نہ
کیا اور نسیم جادو نے آواز دی کہ اے شہریار بغیر اس بت کو مارے داخل ایوان
ہونے کا قصد نہ فرمایئے گا ورنہ پریشان ہو جیئے گا یہ سنتے ہی نقابدار کو اپنا تیر
دو سر یاد آگیا جو قتل بت کے واسطے تیار کیا تھا بس جلدی سے تیر ترکش میں سے
کھینچا اور کمان میں پیوستہ کرکے آواز دی سہ آنکھیں اپنی نہ مجھے او بت رعنا دکھلا +
پتلیوں کا کسی نادان کو تماشا دکھلا + یہ کہکر جو تیر مارا دونوں سریاں آنکھوں میں اس
بت کی پڑیں دو شعلے پیدا ہوئے اور بت کے سر پر گرے کہ جلا کر خاک کر دیا
نقابدار دلیرانہ داخل محل ہوئے دیکھا کہ سر گردان جادو ستون سے بندھا ہوا
ہے اور آشوب جادو تلوار کھینچے سر پر کھڑا ہے قتل کیا چاہتا ہے نقابدار نے آواز دی
کہ باش او قرمساق میں آپہونچا یہ سنتے ہی آشوب جادو نے تلوار سر گردان جادو
پر ماری ایک پنجہ پیدا ہوا اور قبضہ سے لپٹ گیا اور نعرہ ہوا کہ میں ملکہ نسیم جادو کیوں
اے بادشاہ کیا کرتا ہے ہر چند آشوب جادو نے چاہا کہ ہاتھ پنجہ سے چھڑاؤں ممکن
نہ ہوا کسی سحر نے تاثیر نہ کی اتنے میں نقابدار قریب پہونچ گئے اور آواز دی کہ
کیا کہتا ہے اطاعت اسلام کے بارے میں آشوب جادو نے کہا کہ اگر ہزار
جانیں ہوں تو نام پر سامری و جمشید کے نثار ہیں بس یہ سنتے ہی نقابدار نے تلوار
ماری آشوب جادو نے اُف کی کہ شعلہ منہ سے نکلکر نقابدار پر گرا مگر بہ سبب
برکت لوح کے فرو ہو گیا اور نقابدار کو اذیت نہ پہونچا سکا تیغہ جو سر پر
اسکے پڑا تو زمین پر جاکر ٹھہرا دو پر کالے ہوئے اسکے مرتے ہی یہ معلوم ہوا کہ طبقہ
زمین کا اُلٹ گیا کسی طرف سے شعلے لپکتے ہوئے نقابدار پر چلے کسی جانب سے

سیلاب آیا کسی طرف سے ہوائے تند و خنک عنبر بار بہنے آشوب جادو کے جدا ہوتے
وقت ایک قیامت برپا کی اور بیرون کے تماشائیان کا بہت شور کیا آخرکار
خاک اُڑا کر چلے گئے اور نقابدار کو کوئی گزند نہ پہنچا سکے جسوقت علامات سحر برطرف
ہوئے تو نقابدار نے لاش آشوب جادو کی پارے نیل میں بند ہوا کر عبرت
ساحران شہر آشوب کے واسطے تشہیر کرائی بعد اُسکے مزبلہ پر پھکوا دی بعد اسکے
دربار کیا اراکین شہر حاضر ہوئے نذریں دیں حلقہ اطاعت کان میں ڈالا نقابدار نے
دریافت کیا کہ کوئی اولاد آشوب جادو کی ہے معلوم ہوا کہ یہ لاوارث تھا نقابدار
نے ملکہ نسیم جادو کو یہاں کا بادشاہ کیا اور سرگروان جادو کو وزیر مقرر کر کے
ہمارے جادو کو سالار لشکر بنایا اور اب دربند چہارم کے حالات دریافت کیے
جسوقت نسیم جادو نے دیکھا کہ اسقدر الطاف و کرم نقابدار کے میرے حال پر ہیں
عرض کی کہ اب کنیز ہمراہ رکاب رہے گی مجھے ملک و مال کی ہوس نہیں جو لطف
آپ کی کنیزی میں ہے وہ اس شہر کی حکمرانی میں ہرگز نہ ہوگا لہذا مجکو جدا نہ کیجیے نقابدار
نے فرمایا کہ اگر دربند چہارم پر مقابلہ لشکر سے ہوگا تو میں اجازت دیتا ہوں کہ بوقت
ضرورت فوج کو لے کر تم بھی آجانا ورنہ میں بعد فتح طلسم کے آکر تم کو اپنے ہمراہ لے
لونگا نسیم جادو نے عرض کی کہ اے شہریار دربند چہارم نہایت سخت مقام ہے اگرچہ
وہاں لشکر نہیں ہے صرف ایک شخص حاکم اس دربند کا ہے کہ نام اُسکا مخلول جادو ہے
مگر وہ لشکر سے زیادہ ہے یوں سمجھیے کہ بانیان طلسم نے پورا دربند اس ایک شخص کی ذات
پر قائم کیا ہے ہرچند کہ علم سحر مجھ سے بہتر نہیں جانتا ہے مگر فرق اتنا ہے کہ وہ طلسم بند ہے قبضہ
اُسکی بغیر لوح ناممکن امر ہے اور مجھ میں یہ بات نہیں ہے ہاں اسکے آگے لشکر ساحران
سے سامنا ہوگا نقابدار نے فرمایا کہ بس تم اسیوقت پہونچنا جبکہ فوج سے مقابلہ
ہو یہ فرما کر دیو فریق کو بھی یہیں چھوڑا اور لوح کو ملاحظہ کر کے ایک جانب روانہ
ہوگئے جاتے جاتے جو لق و دق میں پہونچے دیکھا کہ ہزارہا درخت ایک وضع اور
ایک قد کے لگے ہوئے ہیں اور مثل انسانوں کے آپس میں باتیں کر رہے ہیں
جسوقت ہوا سے متحرک ہو کر آپس میں لڑتے ہیں تو آواز پیدا ہوتی ہے کہ یہ باغ
ہستی ناپائدار ہے کسیکو یہاں قیام و قرار نہیں ہے دیکھو وہ ظالم آپہونچا جو نخل حیات
ہم لوگوں کا قطع کر دیگا اب بہار کے دن گئے اور خزاں کا زمانہ آگیا پھولنے پھلنے
کی امیدیں دل سے بھلا دو نقابدار متحیر تھے کہ یہ کیسا صحرا ہے کہیں دربند مخلول نہ
کی سرحد نہ ہو یہ خیال کر کے جلدی سے لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے فاتح طلسم
باتیں ان درختوں کی سحر آگیں ہیں اگر سنتے رہو گے تو متاثر ہو کر فتح طلسم کا خیال
جاتا رہے گا اور اگر کسی درخت کے سایہ میں آجاؤ گے تو دیوانے ہو جاؤ گے
لہذا تم کو چاہیے کہ جسوقت اس سرحد میں قدم رکھو تو لوح کو سر پر رکھ لو کہ اثر سے

سایہ درخت سے محفوظ رہو اور باتوں پر درختوں کی خیال نہ کرو کہ مخلول جادو یہاں
کی ہر چیز میں حلول کیے ہوئے ہے جس وقت تم وسط صحرا میں پہونچوگے تو سات بت
نظر آئینگے وہ بھی درختوں کی تمثیل گویا ہونگے اور آپس میں تمہارے آنے کا ذکر کرینگے
اسوقت تم اتنا کہدینا کہ ہم دشمن کے دشمن اور دوست کے دوست ہیں ایک
بت جواب دیگا کہ ہمیں کیونکر یقین آئے تم لوح اسکے سامنے پھینک دینا اور
کہنا کہ دیکھو امید دوستی پر ہم اسقدر دوستی کرتے ہیں کہ اپنی حفاظت کی چیز دشمن
کو دیتے ہیں یہ دیکھ کر وہ بت اپنی جگہ سے حرکت کریگا اور تمہارے قدمونپر
گریگا کہ وہی مخلول جادو ہے اور یہ ساحر انتہا کا منصف مزاج اور مہمان نواز ہے
باغیان طلسم سے ملنے آئے. بھادیا ہے کہ طلسم کشا دروغ گو ہوتا ہے دھوکا دے کر قتل کرتا
ہے اسکی دوستی پر اعتماد نہ چاہیے اس بنا پر مخلول جادو بغیر لوح دیے ہوئے یقین
دوستی نہ لائیگا اسلیے کہ بھکایا ہوا ہے اور اسے یقین ہے کہ مفتاح طلسم دھوکا دیگا
لیکن لوح دیدینے پر جو باتیں تمہاری نسبت اسکے دل میں نقش ہیں وہ سب
دھو جائینگی اور وہ اگر مطیع ہوگا اس سے بہت مدد ملے گی یہ دیکھ کر نقابدار نے
لوح کو سر پر رکھا اور درختوں سے گذرنے لگے فوراً ہوا سے تند چلی اور پیچھے پیچھے
دو دو کر صدا دینے لگے کہ یارو یہ تو بڑا ساحر زبردست معلوم ہوتا ہے کہ سایۂ اشجار
سے بخوف گذر رہا ہے اور کوئی تاثیر اسپر کارگر نہیں ہوتی تم کچھ خیال نہ کرنا اور اپنے
کو خواب غفلت میں رہنے دینا آگے بڑھ کر خود ہی مبتلائے بلا ہوگا نقابدار یہ
باتیں سنتے ہوئے بخوف وخطر چلے جاتے ہیں ہے کہ وسط صحرا میں پہونچے
دیکھا کہ سات بت ایک مقام پر مجلس آرا ہیں اور آپس میں باتیں کر رہے ہیں
ایک کہتا ہے کہ طلسم کشا آگیا دوسرا کہتا ہے کہ آگیا تو کیا کریگا تیسرے نے کہا کہ
اور ہندو نکو کیونکر فتح کیا چوتھے نے کہا کہ بیشک مقام خوف ہے پانچواں بولا کہ
خوف کی کیا بات ہے لوح یہاں زیادہ کام نہیں دے سکتی اگر وہ ہمارے سحر سے
بچیگا تو ہم بھی اسکے قابو میں نہیں آسکتے چھٹے نے کہا یہ تو خیال سبھی کا تھا پھر کیونکر
اسکے ہاتھ سے مارے گئے فکر کرنا چاہیے اور اپنے کو بچانا چاہیے ساتویں نے کہا
کہ جو ہونا ہے ہوگا وہ ضرور ہوگا ان باتوں سے کچھ فائدہ نہیں یہ باتیں سنکر نقابدار
نے کہا کہ تم لوگ کیا عقل سے خارج ہو کیوں دشمنی کرو جو دوسرا بھی دشمن ہے مثل
مشہور ہے کہ خود کردہ را علاجے نیست ہم دوست کے دوست اور دشمن کے دشمن
ہیں ع دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر + از روے کینہ کینہ واز روے مہر مہر
یہ سنکر ایک بت پکار اٹھا کہ زبان سے کہنا سہل ہے اور کر کے دکھانا مشکل ہے ہم
دوست کو دوست اور دشمن کو دشمن بغیر امتحان نہیں جانتے کسطرح سمجھیں کہ تم دوست
ہمارے ہو اور ہمارے ساتھ دغا نہ کروگے یہ سنتے ہی نقابدار نے لوح گلے سے اتار کر

اور سامنے بت کے پھینک دی اور کہا کہ دیکھو یہ کیا شے ہے بت نے جواب دیا کہ لوح طلسمی ہے نقابدار نے کہا کہ مفصل اسکی بیان کر بت نے کہا کہ رد سحر کرنا دشمن سے بچانا دشمن پر غالب آنا نقابدار نے فرمایا کہ پھر تو یہی سمجھ لے کہ یہ لوح مین نے تیرے سپرد کرکے بے دست و پا ہو جانا قبول کیا صرف اس امتحان کے واسطے کہ تو اپنے قول کا سچا ہے یا نہین اور مین اپنے قول کا سچا ہون یا جھوٹا ہون بس یہ سنتے ہی بت اپنے مقام سے اُٹھا اور آکر قدموں پر نقابدار کے گرا اور عرض کی کہ اے شہریار عالی وقار مجھے بانیان طلسم نے مالک دربند بنا کر بھٹکا دیا قبل ازین مین حکومت دربند پسند نہ کرتا تھا اسلیے کہ مین نے کہدیا تھا مین منصف مزاج ہون بیوجہ کسی کی ایذا رسانی کو جائز نہین رکھتا ہون اگر طلسم کشا مجھ سے بہ آشتی پیش آئے گا تو مین ہرگز اسپر دست کشی درازی نہ کرونگا جسوقت بانیان طلسم نے مجھے بھکایا کہ طلسم کشا جابر ہوتا ہے اُسکا قتل جملہ واجبات سے ہے تو مین نے حکومت دربند منظور کی تھی مگر اب معلوم ہوگیا کہ مجھے محض دھوکا دیا گیا تھا اور آپ عادل و منصف ہین اب جیسا ارشاد ہو مین خدمت کے واسطے موجود ہون یہ کہکر پابوسی کی نقابدار نے فرمایا کہ ابھی تم دربند اپنا اسیطرح قائم رکھو اور اس سے صرف اتنی غرض ہے کہ مین براے فتح دربند پنجم جاتا ہون اگر نسیم جادو فوج لے کر براے مدد اسطرف سے جائے تو اُسے جانے دینا اور اگر فوج حریف گذرنے کا قصد کرے تو روکنا یہ سُنکر محلول جادو نے عرض کی کہ بہت مناسب ہے مین اکیلا لاکھون پر بھاری ہون کیا مجال ہے کسیکی جو اسطرف سے بغیر میری اجازت کے گذر سکے اگر خداوند طلسم بھی آئے تو ایک ساعت کا بل تک راستہ نہ پائے آپ شوق سے تشریف لے جائیں اور میری جانب سے اطمینان رکھین نقابدار یہ سُنکر روانہ ہونے کو تھے کہ ایک طائر سُرخ رنگ چہکار کر ہاتھ پر محلول جادو کے آبیٹھا ایک نامہ اُسکے گلے مین پڑا ہوا تھا محلول جادو نے نامہ کھول کر پڑھا لکھا تھا کہ اے شفیق قدیم خلاصہ حال یہ ہے کہ کسی ساحر نے ساحران طلسم باطن سے آکر بادشاہ طلسم کی اعانت کی اور قلعہ کو نظروں سے پوشیدہ کردیا یہ امر خلاف معاہدہ اور دست اندازی بیجا ہے کبھی ساحران طلسم باطن نے طلسم ظاہر کے معاملات مین دخل نہین دیا ہے حتے کہ ملمن جادو نے املن جادو بادشاہ سابق کو اسیر کرلیا اور خود وارث تخت بن بیٹھا لیکن کسی نے دخل نہ دیا کہ ہمین طلسم ظاہر کے معاملات سے کیا کام ہے اب طلسم کشا نے آکر املن جادو کو رہا کیا اور املن جادو طلسم کشا کا شریک ہوا کہ اپنے محسن سے روگردانی کرنا خلاف شرافت ہے اکثر لڑائیاں ہوئین اور ملمن جادو نے شکست پائی اب کوئی چارہ نہین ہے کہ قلعہ نظرون سے پوشیدہ ہے اور مین املن جادو کا سوچ سے شریک ہوا کہ وہ حق پر ہے اور آپ بھی حق پسند ہین یقین ہے کہ میری شرکت آپکے

خلاف نہ گذرے گی اور بہت سی شکایتیں ملمن جادو کی تحریر تھیں اور آخر میں لکھا تھا
کہ اسکی چارہ جوئی آپ کے ذمہ ہے کہ یا تو وہ ساحر جو شریک ملمن جادو کا ہوا ہے اُسے
سزا دی جائے اور یا آپ ہمارے شریک ہوں یہ مضمون اپنے دوست شمیم جادو
کا پڑھ کر محلول جادو نے نامہ نقابدار کے ہاتھ میں دے دیا اور عرض کی کہ اب کیا ارشاد
ہوتا ہے غلام سے نقابدار نے فرمایا کہ جو تم مناسب جانو وہ کرو جسقدر شرکت دوسرے
ساحر نے ملمن جادو کی ہے اُتنی ہی شرکت تم ملمن جادو کی کرو مگر مقابلہ
ساحران طلسم ظاہر سے نہ کرنا اسلیے کہ میں تحسین چکا ہوں وہ لوگ تم لوگوں سے مقابلہ
کرنے میں عاجز ہیں محلول جادو نے عرض کی کہ مقابلہ کرنے کی ضرورت ہی نہ ہوگی
میں شمیم جادو کو لکھے دیتا ہوں کہ میں نے بھی اطاعت نقابدار ابلق سوار
کی اختیار کی الحمد للہ کہ میرا تیرا ساتھ اب تا قیام قیامت اور اُسکے بعد ابدالآباد تک
رہے گا کہ انجام بھی میرا تمہارا ایک ہی ہوا اور خیر و عافیت آپ کی لکھ کر روانہ کیے
دیتا ہوں یہی خط ہے اُس سحر کو مٹا دے گا جسنے قلعہ کو پوشیدہ کر دیا ہے اور یقین ہے کہ یہ
فعل خیفان کوہ نشین جادو کا ہوگا اسلیے کہ یہ سحر دوسرے ساحر کا نہیں ہے اور
خیفان کوہ نشین کو آپ قتل کر چکے نقابدار نے فرمایا بہتر ہے محلول جادو نے
جواب نامہ تحریر کر کے طائر کے گلے میں ڈالا اور طائر کو سمجھا دیا کہ جسوقت تو یہ
دیکھنا کہ قلعہ کے پوشیدہ رہنے سے نقصان متصور ہے اور ملمن جادو کو اظہار قلعہ
کی فکر ہے تو تو اُڑ کر بالائے کوہ پہونچنا اور پر خیفان کوہ نشین کا منقار سے اُکھاڑ
لینا قلعہ ظاہر ہو جائے گا اسکے علاوہ اور جس کام کو شمیم جادو تجھ سے کہے انکار
نہ کرنا یہ کہکر طائر کو رخصت کیا اُدھر تو طائر زفیل مار کر اڑا اور ادھر نقابدار محلول جادو
سے رخصت ہو کر جانب دربند پنجم روانہ ہوا اب اصل حال مضمار جادو کا تحریر ہوتا
ہے کہ جسوقت خبر اسکو آمد نقابدار کی پہونچی اور معلوم ہوا کہ محلول جادو شریک
طلسم کشا کا ہو گیا اور اب طلسم کشا اسطرف آتا ہے تو اسنے ایک نامہ دم کش جادو
کو تحریر کیا کہ اے بہادر بجان برابر یہی وقت امداد کا ہے کہ محلول جادو طلسم کشا کا
شریک ہو گیا اور فتح طلسم یعنی طلسم کشا محلول جادو کو ہمراہ لیے ہوئے اب میرے
ملک کی طرف آتا ہے لہذا تم کو چاہیے کہ جلد اپنے کو مجھ تک پہونچاؤ اسلیے کہ میں
مقابلہ اُسکا نہیں کر سکتا ہوں کہ وہ صاحب لوح ہے اور تم ایک بیرونی آدمی ہو لوح
کو تم سے کوئی تعلق نہیں ہے اگرچہ لوح محافظ طلسم کشا ضرور ہے مگر تمہارے سحر کو بھی
لوح مٹا نہیں سکتی اگر حق دوستی و محبت ادا کرتا ہو تو آ کر شریک حال ہو کہ پیمانہ
عمر لبریز ہوا چاہتا ہے جسوقت یہ نامہ دم کش جادو کو پہونچا یہ فوراً جانب دربند
مضماریہ روانہ ہوا واضح رہے کہ دربند مضماریہ کے دو راستے ہیں قریب کا
راستہ محلول جادو کی طرف سے ہے اور دوسرا راستہ پھیر کا ہے دم کش جادو نے

خیال کیا کہ اگر پھیر کے راستے سے جاؤنگا تو دیر ہوگی لہذا قریب کا راستہ ہی ہے مخلول کو پامال کرتا ہوا نکل چلوں اسلیے کہ سو مخلول کا روکنے والا سوا دم کش جادو کے دوسرا نہ تھا اسی گھمنڈ پر یہ جانب در بند محکوئیہ روانہ ہوا ادھر ملکہ نسیم جادو کو معلوم ہوا کہ نقابدار سے اور مخلول جادو سے مصالحت ہوگئی اور مخلول نے حلقۂ غلامی کان میں ڈالا اور اب نقابدار جانب در بند مضمار یہ روانہ ہوئے ہیں وہاں لشکر کثیر ہے تنہا نقابدار کس کس سے مقابلہ کریںگے فوراً اسنے تیاری لشکر کا حکم دیا اور کوچ کرکے جانب در بند مضمار یہ روانہ ہوئے اسنے بھی یہی خیال کیا کہ مخلول جادو سے دوستی ہوچکی ہے وہ مزاحمت نہ کریگا یہی قریب کا راستہ ہے اسیطرف سے لشکر نکال لے چلو یہ سوچکر نسیم جادو بھی اسی جانب روانہ ہوئے انکو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اول کچھ حال نقابدار ابلق سوار کا تحریر ہوتا ہے کہ یہ پاپیادہ جانب در بند مضمار یہ روانہ ہوئے ہیں اور قطع راہ سے پاؤں میں آبلے پڑ گئے ہیں بار بار یہ شعر زبان پر لاتے ہیں سے بچکے کانٹوں سے چلنے کی ہم نے یہ تدبیر پا + کو ظہر وتلووں میں نکلے واہ ری تقدیر پا + کبھی اپنی بیکسی اور تنہائی پر خیال کرتے ہیں اور اس جاہ وحشم کو تصور کرتے ہیں جسے ترک کرکے یہانتک آئے کبھی ایمن جادو کا خیال آتا ہے کہ وہ بیچارہ نہیں معلوم کس حال میں ہے کبھی یہ وحشت ہوتی ہے کہ اگر ایمن جادو قید ملکہ گم جادو کی سے نکل گیا اور کسی اور مقام پر پوشیدہ ہوا تو ساری محنت رایگاں ہوگی اور پھر تلاش کرنا پڑے گی کبھی بادشاہ اسلام کا خیال آتا ہے کہ خدا جانے فراق گم جادو میں انپر کیا گذری اور بدیع الملک پر طلسم شطاق میں کیا مصیبت پڑی کبھی اپنی معشوقہ دلربا یعنی ملکہ صنم گلعذار کی یاد بیتاب کردیتی ہے کہ اُسے باغ میں چھوڑکر آئے ہیں وہاں کوئی افتاد نہ پڑی ہو ہرچند کہ باد یان جادو کو چھوڑ آئے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ سوا بادشاہ طلسم کے دوسرے کی مجال نہیں ہے جو اس مقام پر قدم رکھ سکے اور یہ بھی معلوم ہے کہ بادشاہ اپنے حال میں مبتلا ہے اسوقت میں اس صنم گلعذار کی فکر کہاں ہوسکتی ہے لیکن دل شیدا میں ہزار ہزار طرح کے خیال پیدا ہوتے ہیں اسی کشمکش میں کھوئے ہوئے ہیں اور طے مراحل کررہے ہیں کہ یکایک ایک عمارت نظر آئی جس کے چالیس درجے تھے سب جدا جدا تھے اور ہر درجہ میں ایک ایک دروازہ لگا ہوا مگر بند تھا اور ہر درجہ پر ایک ایک گنبد بنا ہوا تھا ہر گنبد پر ایک ایک کبوتر بیٹھا تھا نقابدار نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے فتح طلسم نام اس عمارت کا چہل درہ ہے اندر اسکے چالیس بلائیں بند ہیں جنکا دفع کرنا غیر ممکن ہے تو راستہ بھٹک کر اسطرف نکل آیا یہ در بند مضمار یہ نہیں ہے تجھے لازم ہے کہ یہاںسے واپس جا ابھی اسکے افتتاح کا وقت نہیں ہے غنیمت ہوا کہ اب بھی سے تجھے ہوش آیا اور لوح کو دیکھ لیا ورنہ اگر چالیس قدم کے فاصلہ پر اس عمارت

سے پہونچ جاتا تو یہ طائر جو بہ شکل کبوتر بیٹھے ہیں اُڑ کر تاوے کھانے لگتے اور دروازے
کھل جاتے ہر دروازے سے بلائیں نکل کر تجھ پر آتیں تجھے چاہیے کہ یہاں سے دہنی
جانب روانہ ہو اور بعد فتح دربند مضماریہ اور دربند مصباحیہ جس وقت بادشاہ طلسم
سے سامنا ہوگا اُس وقت دیکھا جائے گا یقین ہے کہ بادشاہ شکست کھانے کے
بعد یہ بلائیں تجھ پر نازل کرے اُس وقت جیسا یہ لوح بتلائے اُس پر عمل کرنا یہ دیکھ کر
نقابدار پچھلے پاؤں ہٹے اور وہاں سے دہنی جانب روانہ ہوئے جاتے جاتے
دور سے ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ نظر آیا اور فوج فراوان سامنے قلعہ کے دیکھی
نقابدار ایک مقام پر ٹھہرے کہ لشکر میں سے کوئی ضرور آئے گا اور مستفسر حال ہوگا
اُس وقت دیکھا جائے گا اور جیسا مناسب سمجھا جائے گا جواب دیا جائے گا ہر چند
کہ اہل لشکر نے نقابدار کو آتے ہوئے بھی دیکھا مگر کوئی خیال نہ کیا کہ کون آتا ہے
جس وقت اہل لشکر میں سے اسطرف کوئی نہ آیا تو خود نقابدار لشکر کی طرف متوجہ
ہوئے جس وقت قریب لشکر پہونچے مرکب کو روکا لیکن پھر کسی نے اعتنا نہ کی اور
پروا بھی نہ ہوئی کہ کون آتا ہے یہاں تک کہ نقابدار داخل لشکر ہوئے اور ایک
ایک سے پوچھنا شروع کیا کہ ہمیں تمہارے بادشاہ سے کچھ کہنا ہے مگر کسی نے
جواب بھی نہ دیا نقابدار کو غصہ ہے کہ کیا کروں کیا نہ کروں اور آگے بڑھے پھر
ایک آدھ شخص سے کلام کرنا چاہا پھر کسی نے جواب نہ دیا آخر کو غصہ میں آ کر
نقابدار نے ٹھوکر مارا جیسے پتھر مارا تھا وہ تو زمین پر گرا اور نقابدار کی انگلیاں شق ہوگئیں خون
جاری ہوا خیال جو کرتے ہیں سب پتھر کی تصویریں ہیں کوئی ذی حیات نہیں
ہے نقابدار لاحول پڑھ کر آگے بڑھے کہ یہ محض دھوکے کی ٹٹی ہے کہ لشکر کو دیکھ کر
کوئی آگے بڑھنے کا قصد نہ کرے یہ خیال کرتے ہوئے قریب دروازہ قلعہ کے
پہونچے دیکھا کہ دروازہ قلعہ کا کھلا ہوا ہے خندق پر تختہ لگا ہوا ہے دروازہ پر دو
نگہبان بیٹھے ہیں مگر خاموش نقابدار نے اُن نگہبانوں کو آواز دی کہ اپنے مالک سے
اطلاع کرو کہ فاتح طلسم اسطرف آیا ہے خواب غفلت سے چونکو اور آ کر اطاعت
اختیار کرو یا مقابلہ کرو ان باتوں سے بھی کوئی جواب نہ دیا نقابدار نے پھر کہا کہ کیا
تم سب تصویر حجری ہو جو بات کا جواب نہیں دیتے پھر کوئی جواب نہ ملا
نقابدار نے تیسری مرتبہ آواز دی کہ اگر آنا ہے تو آؤ ورنہ ہم خود آتے ہیں جب
تیسری مرتبہ بھی کوئی جواب نہ ملا تو بسم اللہ کہکر پل تختہ پر قدم رکھا اور آگے
بڑھے یہاں تک کہ داخل قلعہ ہوئے دیکھا کہ اندر قلعہ کے سناٹا ہے کوئی انسان
نظر نہیں آتا یہ حیران و سرگردان چہار طرف پڑے پھرتے ہیں آخر کار لاحول پڑھتے
ہوئے دروازہ ہی کی طرف بڑھے جس وقت قریب دروازے کے پہونچے تو دیکھا کہ
قلعہ کا بند پایا ایک آواز پیدا ہوئی کہ او نادان اپنے پاؤں سے زندان طلسمی میں

چلا آیا اب کیا کو یہان سے نکل بھی سکتا ہے تم مضمار جادو دیکھو یون گرفتار کر لیتے ہین اب نقابدار چونکے اور جلدی سے لوح پر نظر ڈالی تو لوح سیاہ تھی یہ دیکھ کر نقابدار نہایت پریشان ہوئے اور فصیل قلعہ پر آئے اب جو نظر کی تو زیر قلعہ جو فوج پتھر کی پڑی تھی اور بے حس و حرکت تھی سب چلتے پھرتے ہین آپس مین کلام کرتے ہین ایک دوسرے سے گلے مل رہا ہے اور ہنس ہنس کے کہ رہے ہین کہ خداوند سامری نے مدد کی کہ یہ اپنے پاؤن سے زندان طلسمی مین چلا آیا ورنہ اب گرفتار ہونا اسکا ناممکن تھا یہ دیکھ کر نقابدار اور بھی پریشان ہوئے اور اسی عالم پریشانی مین فصیل قلعہ پر ٹہلنے لگے انکو تو اس حال مین چھوڑا جاتا ہے اور مضمار جادو کو اس خوشی مین رکھا جاتا ہے کہ ادھر تین روز نقابدار رہے اس قلعہ مین گذر گئے اور یہ مرگیا کہ تاثیر اس زندان طلسمی کی یہی ہے اب اول حال دم کش جادو کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ جو اپنے مسکن سے چلا تو آتے آتے ذر جند محلولیہ پر پہونچا اور ایک رقعہ بنام محلول جادو اس مضمون کا لکھا کہ اے محلول تم خوب جانتے ہو کہ مین ایک دم مین تمہارا سحر مٹا سکتا ہون اور تم میرا کچھ نہین کر سکتے لہذا براہ آشتی تمھین ہدایت کیجاتی ہے کہ تھوڑی دیر کے واسطے اپنا احصار سحر برطرف کر دو کہ مین دربند مضماریہ کی طرف چلا جاؤن کہ مجھے میرے دوست مضمار جادو نے بہاے مدد طلب کیا ہے اسلیے کہ طلسم کشا نے اسکے ملک پر چڑھائی کی ہے ہر چند مین خوب جانتا ہون کہ تم طلسم کشا سے مل گئے ہو مگر مجھے تمہارے دربند سے کوئی تعرض نہین ہے اور اگر مجھے راستہ جانے کا نہ دوگے تو مین قسم کھاتا ہون خداوندان موجودہ و آئندہ کی کہ دم بھر مین تمہارا احصار سحر مٹا کر نکل جاؤنگا اور تم کچھ نہ کر سکوگے یہ رقعہ تحریر کرکے کچھ اسم سحر پڑھ کر اُڑا دیا کہ وہ رقعہ ہوا سے لیجا کر گود مین محلول جادو کی ڈالا یا محلول جادو نے جو رقعہ دیکھا رنگ اسکا زرد ہو گیا مگر خداوند کریم پر بھروسا کرکے یہ جواب تحریر کر دیا کہ اے دم کش جادو ہر چند یہ مجھے خوب معلوم ہے کہ سوا تیرے دوسرا ساحر اتنی مجال نہین رکھتا ہے کہ سحر کو میرے مٹا سکے اور شاید بانیان طلسم نے اسیوجہ سے مجکو اندرون طلسم جگہ دی کہ مین شریک طلسم کشا کا ہو جاؤن تو تو مجکو مٹا دے مگر کچھ پروا نہین اگر قضا میری خداوند عالم نے تیرے ہی ہاتھ سے معین کی ہے تو کسیطرح مین بچ نہین سکتا ہون اور اگر حیات میری باقی ہے تو تجھ ایسے ہزار بھی کچھ نہین کر سکتے دو تو ہا جا کو راکھے سا کیان مارد سارے کو سے + بال نہ بیکا کر سکے جو زر جگ بیری ہوسے + جو تجھ سے ہو سکے کمی نہ کر یہ جواب تحریر کرکے روانہ کر دیا جسوقت دم کش جادو نے جواب پڑھا آگ ہو گیا اور کنارے صحرا سے محلولیہ کے بیٹھ کر اسنے کچھ اسم سحر پڑھنا شروع کیا جسوقت ایک سو چالیس مرتبہ

پڑھ چکا تو اپنی جگہ سے اُٹھا اور سرحد در بند مین داخل ہوا اور جس درخت کی طرف
نگاہ بھر کر دیکھ لیا وہ جھوما اور گر پڑا رطوبت فنا ہو گئی اور پتے پھل پھول گر گئے خشک
ہو کر رہ گیا اب یہ اسیطرح درختون کو خشک کرتا ہوا چلا جاتا ہے ادھر محلول جادو کی
یہ حالت ہے کہ بت بنا بیٹھا ہے ہر چند اسماے سحر پڑھتا ہے کہ سحر دم کش جادو بکار ہو
مگر کچھ نہین ہوتا اور دم کش جادو برابر درختون کو خشک کرتا ہوا چلا ہی آتا ہے حتے کہ
آتے آتے قریب ان ساتون تصویرون کے پہونچا جنمین محلول جادو بت بنا
ہوا بیٹھا ہے اور ایک تصویر سے آنکھ ملائی تھوڑے ہی عرصہ مین تصویر کی زبان بند
ہو گئی اور گفتگو سے عاجز ہو کر خموشی اختیار کی یہانتک کہ پیکر جاندار تصویر گلی ہو کر
رہ گیا بعد اُسکے دوسرے بت سے آنکھ ملائی اُسکا بھی یہی حال ہوا اسیطرح
ملکے بعد دیگرے پانچ تصویرین مٹا دین کہ یہ پانچون بت دراصل پانچ رفیق محلول جادو
کے تھے اب صرف دو تصویرین رہ گئین جنمین محلول جادو اپنے کو پنہان کیے
ہوئے تھا دم کش جادو تو ان تصویرون کی طرف بڑھا کہ انھین بھی مٹا کر در بند
توڑ دون اور براسے مدد مقمار جادو روانہ ہون اور محلول جادو نے دست مناجات
بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور عرض کرنے لگا کہ اے کس بیکسان واے داد رس
غریبان مین تازہ مطیع اسلام ہون اور حق پر ہون مجھے اس ظالم کے ہاتھ سے نجات
دے ورنہ یہ کافر نہین کے اور کہین گے کہ اگر خدا اسکا برحق ہوتا تو بچا لیتا اور
اسکا یہ نتیجہ ہوگا کہ لوگ بہ سبب خوف کے دین اسلام اختیار کرنے سے باز رہین گے
اور دوران کفار کا بڑھے گا ادھر تو یہ مصروف دعا ہے اور اُدھر دم کش جادو نے
آواز دی کہ اب آنکھ کیون نہین ملاتا محلول جادو کی یہ حالت ہے کہ اس بت مین
سے حلول کر جاتا ہے اور اُس بت کو چھوڑ کر اس بت مین چلا آتا ہے اسپر بھی جو ایک
آدھ مرتبہ آنکھ سے دم کش جادو کی نگاہ دو چار ہو گئی ہے تو قوت سلب ہوتی جاتی ہے
ایک پیکر سے دوسرے پیکر مین داخل ہونا دشوار ہو گیا ہے دم کش جادو قریب
بڑھتا چلا آتا ہے اور ہر مرتبہ آنکھ مین آنکھ ڈالے دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اسطرف دیکھ کیا
منھ پھیرے لیتا ہے محلول جادو کا اضمحلال بڑھتا جاتا ہے حتے کہ دم کش جادو قریب
پہونچ گیا اور محلول جادو زمین پر گر کر بیہوش ہوا قوت سلب ہو گئی انتقال
روح اور ایک جسم سے دوسرے جسم مین حلول کرنا ناممکن ہوا اب اسے یقین
مرگ ہوا قریب تھا کہ بالکل روح جسم سے کھنچ کے باہر آجائے کہ ایک سناٹا
سا پیدا ہوا دم کش جادو نے پلٹ کر دیکھا کہ کون آتا ہے نظر جو اسکی اٹھی ہے دیکھا
کہ ایک تخت بالاے ہوا اُڑتا ہوا چلا آتا ہے اور تخت پر ایک نازنین ماہ جبین
جوڑا کج باندھے ہوئے ایک چھوٹی سی پنکھیا اُسکے ہاتھ مین ہے اور پشت پر دو ہزار
بگولے چرخ مارتے چلے آتے ہین نازنین نے آتے ہی نعرہ کیا کہ منم ملکہ نسیم جادو

سے گزارم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر روی او دم کش جادو اب تجھے یہ غرہ ہوا کہ
تونے محلول جادو پر دست اندازی کی نہین جانتا کہ یہ رفیق طلسم کشا ہے ہوشیار
ہوجا اور حوصلہ اپنا نکال لے کہ پھر مہلت سنبھلنے کی بھی نہ پائے گا یہ سنکر دم کش جادو
ہنسا اور پکارا کہ او چھوکری تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ تو ہمین ٹوکتی ہے جا چلی جا ورنہ ہاتھ
سے میرے زندہ نہ بچے گی اور پھر باپ تیرا شکایت کرے گا کہ دختر کو مار ڈالا یہ سنکر
نسیم جادو نے کہا کہ او ملعون بس زیادہ گوئی نہ کر اگر کچھ دعوے ہے تو دیر نہ کر کہ مجھے دربند
مضمار یہ پہونچنا ہے نہین معلوم میرے آقا لقا بدار ابلق سوار کس حال مین ہین یہ
سنتے ہی دم کش جادو کو طیش آیا اور پکارا کہ معلوم ہوا تو بھی طلسم کشا کی شریک ہے
اب قتل تیرا جملہ واجبات سے ہے دیکھو میری طرف کہ آنکھ تیری نیچی ہو اور ایسی شرمندہ ہو
کہ پھر آنکھ نہ اٹھا سکے یہ سنکر ملکہ نسیم جادو نے ایک سلائی جھولی سے نکالی اور اپنی
دونون آنکھون مین پھیر کر دم کش جادو کی طرف دیکھا اور آنکھ سے آنکھ ملا کر آواز دی
کہ دیکھون اب تو میری روح کھینچ لیتا ہے یا مین تیری روح کھینچ لیتی ہون آنکھ سے آنکھ ملتے
ہی یہ معلوم ہوا کہ قوت سلب ہونے لگی اور دم کش جادو نے آنکھ نیچی کرلی نسیم جادو
نے کہا کہ ادھر دیکھو اب کیون آنکھ نیچی کرلی اور نگاہ نہین ملاتا بس اسی ایک سحر کے
لیاقت پر تجھے یہ دعوے تھا او کم ظرف تھوڑے مین ابل پڑا دم کش جادو نے دیکھا
کہ جو کچھ دعوے کا تھا وہی پلٹ گیا اب تو اس سے عہدہ برآ نہ ہو سکے گا لہذا اس
مقام پر ٹھہرنا مناسب نہین ہے یہ سوچکر بھاگا نسیم جادو نے کہا جاتا کہان ہے اب
کیا تجھے زندہ بھی جانے دونگی کہ تو لقا بدار کو جا کر آثار پہونچائے یہ کہکر پنکھے کو گردش
دینا شروع کیا فورا ایک ہوا سے سرد کا جھونکا چلا کہ دم کش جادو ٹھہر گیا اور
ہوا کھانے لگا اب وہ ہوا تیز ہونے لگی اور نسیم جادو نے پنکھے کو سات مرتبہ گردش
دے کر جو ہاتھ روکا تو دم کش جادو چکر کھا کر گرا اور بیہوش ہو گیا نسیم جادو تخت
روان اٹھا کر قریب دم کش جادو کے آئی اور پھر اسم سحر پڑھ کر وہی پنکھا دم کش جادو
کو ماری کہ یہ تڑپ کر صورت ایک طائر کی بنگیا نسیم جادو نے اسکو پاؤن پکڑ کر
پھڑکانا شروع کیا اور پرون کی اسکے ہوا محلول جادو کو دی جو جو یہ پھڑکتا تھا
اور پرون کی ہوا محلول جادو کو پہونچتی تھی یہ ہوش مین آتا جاتا تھا اور دست و پا
مین قوت آتی جاتی تھی یہانتک کہ تھوڑی دیر مین محلول جادو اٹھ بیٹھا نسیم جادو
نے کہا کہ اے محلول جادو لو اسے اور اپنی قید مین رکھو کہ مین برائے مدد طلسم
کشا جاتی ہون محلول جادو نے کہا کہ اے ملکہ اگر آپ اسوقت نہ آجاتین تو
اسنے کام میرا تمام ہی کر دیا تھا یہ کہکر دم کش جادو کو لیا کہ یہ صورت ایک طائر
کی بنا ہوا تھا نسیم جادو نے کہا کہ چھوٹے اسکی آنکھون کے سیکر قفس مین
بند کر دو اور دربند کا انتظام کرو یہ کہکر جانب دربند مضمار یہ روانہ ہوئی وہان

مضمار جادو دم کش جادو کا منتظر ہے اور تیسرا دن ہوا ہے یہ نہایت خوش ہے کہ آج
شام تک نقابدار کا خاتمہ ہو جائے گا اور یہ خلش بالکل مٹ جائیگی اگر دمکش جادو
آ گیا تو وہ دم بھر میں آنکھ ملا کر روح کھینچ لے گا اور اگر وہ نہ بھی آیا تو بھی نقابدار کا
کام تمام ہو جائے گا نقابدار کی یہ حالت ہے کہ تیسرا فاقہ ہے دل سے کہتے ہیں کہ میں
کس عذاب میں مبتلا ہوا یہ کونسی غفلت تھی کہ میں بغیر لوح دیکھے ہوئے اس قلعہ
میں چلا آیا اور یہاں پہونچکر اسیر بلا ہوا کاش لوح کو دیکھ لیتا اور اس عذاب میں نہ پھنستا
یقینی لوح سے خبر نیک و بد کی ظاہر ہو جاتی مگر اب سوچنے سے کیا ہوتا ہے مثل مشہور
ہے کہ خود کردہ را علاجے نیست یا یوں کہیے کہ گفتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد
غرض آج بہ سبب ضعف و ناطاقتی کے حس و حرکت کی مجال نہیں فصیل قلعہ پر گردن خم
کیے بیٹھے ہیں اور سوچ رہے ہیں کہ انجام اسکا کیا ہوتا ہے آخر کار آواز دی کہ او مضمار جادو
ارے یہ کونسی جراءت ہے کہ تو نے دھوکے سے مجکو اسیر کیا میں اس بے بسی کی
موت سے لڑ کر مرنا بہتر سمجھتا ہوں لہذا یا تو مجھے قتل کر ورنہ میں دروازہ توڑ کر باہر آتا ہوں
یہ سنکر مضمار جادو بہت ہنسا اور پکارا کہ اگر تم قلعہ کے باہر آ سکو تو چلے آؤ مانع کون
ہے نقابدار غصہ میں اُٹھے اور پھاٹک کے قریب پہونچکر گرز مارا گرز اتنا بڑا اور
دست پر زور نقابدار کا مگر پھاٹک کو حرکت بھی نہ ہوئی کئی ضربیں نقابدار نے
لگائیں مگر پھاٹک کو جنبش بھی نہ ہوئی یہانتک کہ مضمحل ہو کر بیٹھ گئے اب کوئی
دو گھڑی دن باقی ہے اور نقابدار مصروف دعا ہیں کہ اے کریم کارساز رب بے نیاز
اس عالم بیکسی میں سوا تیرے کوئی خبر لینے والا نہیں ہے کوئی صورت رہائی سوا فضل
کے نظر نہیں آتی لوح بیکار ہے اور میں گرفتار بلا ہوں کیونکر نجات ہو سکتی ہے جبتک
تیری جانب سے مدد نہ ہو ہنوز سخن در دہان تھا کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا اور ایک
سناٹا پیدا ہوا یہ معلوم ہوا کہ آمد آمد کسی کی ہے نقابدار گھبرا کر ادھر اُدھر دیکھنے لگے کہ یہ
آواز کیسی ہے آیا تیر قضا کا سناٹا ہے یا پرواز ملک الموت کی آواز ہے کہ دیکھا جانب
صحرا سے ایک تخت اُڑتا ہوا چلا آتا ہے اور پشت پر دو ہزار بگولے چیخ مارتے ہوئے
تخت پر ایک نازنین سوار ہے جسوقت تخت قریب پہونچا تو نعرہ نسیم جادو کی
آواز گوش زد ہوئی ہر چند کہ نسیم جادو زندان طلسمی تک تو نہ پہونچ سکی مگر آتے
ہی لشکر مضمار جادو پر حملہ کیا اور مضمار جادو نے بھی فوج کو اشارہ کیا جنگ
ہونے لگی ان ساحروں میں عجب طرح کے سحر ہو رہے تھے کہ سمجھ میں نہ آتا
تھا کبھی بگولہ تصویر سحری پر غالب آتا تھا اور تصویر کو مٹا دیتا اور کبھی تصویر
بگولے کو فنا کر دیتی تھی جو مرتا تھا لاش کا پتہ نہ معلوم ہوتا تھا اور فنا فنا کی
صدائیں پیدا تھیں ملکہ نسیم جادو کی یہ حالت تھی کہ پنکھیا کو گردش دے رہی
تھی جدھر کا رخ کیا صدہا ساحر لشکر مضمار جادو کے چیخ مار کر گرے اور ہلاک

ہوگئے نقابدار دیکھ رہے تھے کہ تصویریں ناچتی ہیں اور گرفتار ہوجاتی ہیں اب
نقابدار کو بھی خیال پیدا ہوا کہ مجھے بشارت ہوچکی تھی کہ تو فتاح طلسم ہے اور پھر تیری
یہ حالت ہے کہ ادھر ذرا سی سختی پڑی اور نا امید ہوگیا ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوگیا
تھا کہ اگر لوح کام نہ دے تو پرچہ کو دیکھنا تو نے پرچہ کو کیوں نہ دیکھا بڑی غلطی و نادانی
کی یہ خیال کرکے جلدی سے پرچہ جیب سے نکالا اور ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے
فتاح طلسم اگر لوح سیاہ ہوجائے تو کچھ اندیشہ کی بات نہیں ہے تجھے چاہیے کہ
فلاں اسم جو بخط نوری لکھا ہوا ہے اُسے سات مرتبہ پڑھ کر لوح پر دم کر لوح پھر
ضرور خبر دینے لگے گی نقابدار نے جلدی سے اس اسم کو پڑھا اور لوح پر دم کیا تمام حروف
روشن ہوگئے اور سیاہی لوح کی دھواں بنکر اُڑ گئی نقابدار نے لوح کو ملاحظہ کیا
لکھا تھا کہ فلاں اسم اکیس مرتبہ پڑھ کر فصیل قلعہ پر پھاند پڑ پھر بہ برکت اسم معظم
تجھے کوئی گزند نہ پہونچے گا خندق سے بچ جائیگا اور چوٹ بھی نہ آئے گی بغیر اس
صورت کے رہائی اس زندان سے آسان نہیں ہے اور اگر دروازہ کی طرف سے
جائے گا تو لوح پھر سیاہ ہوجائے گی جسطرح ایک مرتبہ سیاہ ہوچکی ہے اور باہر
قلعہ کے نکلکر اتنی مہلت نہ پائے گا کہ لوح کو روشن کرسکے ساحر آ پہنچینگے اور
بہت بڑا مقابلہ پڑے گا یہ دیکھتے ہی نقابدار نے اسم کو تمام کیا اور آنکھیں بند
کرکے فصیل قلعہ پر سے کود پڑے جسوقت آنکھ کھلی تو پاؤں زمین پر تھے یہ معلوم
ہوا کہ آہستہ سے کسی نے زمین پر اُتار دیا مضمار جادو یہ دیکھکر نہایت پریشان ہوا
کہ لوح بیکار ہوچکی تھی پھر یہ کسطرح رہا ہوا ادھر نقابدار نے تلوار کھینچی اور قتل کرنا
شروع کیا جسپر ہاتھ تلوار کا پڑا دو ٹکڑے ہوگئے ساحروں کے مرنے سے زمین
آسمان تلے اوپر ہو رہے تھے ہنگامہ دار وگیر برپا تھا اسی عالم میں نقابدار ابلق سوار
لڑتے بھڑتے قریب مضمار جادو کے پہونچے مضمار جادو نے سحر غائب لیا
اور چاہا کہ چھپ کر نکل جاؤں مگر نقابدار کے پاس چشمہ موجود ہے اب اسیر طلسم باطن
بالکل ظاہر ہوچکا ہے مضمار جادو کو یہ خیال ہے کہ اب نقابدار مجھے نہیں دیکھ
سکتا یہ خیال کرکے نقابدار کی طرف چلا کہ لوح وغیرہ چھین لوں اور اسے گرفتار
بلا کروں یہاں نقابدار بخوبی اسکو دیکھ رہے تھے جیسے ہی مضمار جادو قریب
پہونچا اور ہاتھ اسنے لوح کیطرف بڑھایا فوراً نقابدار نے ہاتھ اسکا پکڑ لیا اور
فرمایا کہ او ملعون دیدہ و دانستہ تو لوح کیطرف ہاتھ بڑھاتا ہے دیکھوں تو کسطرح
لے جاتا ہے مضمار جادو نے دیکھا کہ ہاتھ نقابدار نے پکڑ لیا اب چھوٹنا دشوار
ہے اور جان بچنا اسکے ہاتھ سے بسا دشوار ہے پھر اگر مرنا ہر طرح سے ہے تو کچھ کرکے
مرجانا چاہیئے یہ سوچکر تیغ اپنی گردن پر رکھ کر کھینچ لیا کہ سر الگ جاکے گرا اور
فوارہ خون کا گردن سے نکلا بس اسنے پہلو میں لے کر نقابدار پر مارا کہ

شمشیر ہوکر نقابدار پر گرا ہر چند کہ نقابدار کے جسم پر تو بہ سبب برکت لوح کے کوئی اثر نہ ہوا لیکن لوح بیکار ہو گئی ادھر مرتے ہی مغفار جادو کے فوج کے جی چھوٹ گئے ہر طرف سے آوازین امان امان کی آنے لگین نقابدار نے فرمایا بشرط ایمان جسوقت سب نے قبول کیا تو نقابدار نے ہاتھ اپنا روکا نسیم جادو نے بھی ہاتھ سے رکھدی دونون فوجین علیحدہ ہوئین اور ساکنان دربند مغفاریہ نے آکر حلقہ اطاعت کان مین ڈالا نقابدار نے ہماسے جادو کو اس مقام کا حاکم کیا اور ساحرو نیرا فسر کر کے نسیم جادو کو فوج ساحران کا بادشاہ کیا تین روز مین دربند مغفاریہ کا انتظام کر کے جانب دربند مصباحیہ روانہ ہوئے نسیم جادو کو بھی اسی مقام پر چھوڑا اور فرمایا کہ ہم دربند ششم فتح کر کے تم کو طلب کرلین گے نسیم جادو نے عرض کی کہ یہ بند آخر ہے اسکے بعد خداوند طلسم سے سامنا ہوگا اُسوقت جو مشکلین پیش آنے والی ہین سوا خدا کے اور تو کوئی اُنکو حل نہین کرسکتا لیکن پہلے تو مرحلہ دربند ششم کا ہے ہم لوگون کو ہمراہ لیجیے اور چلکر دربند کو فتح کیجیے کہ مصباح جادو بھی تنہا نہین ہے لشکر کثیر اس دربند کا محافظ ہے یہ سنکر نقابدار نے فرمایا کہ اچھا ہم تو چلتے ہین تم انتظام یہان کا کر کے چلی آنا یہ فرما کر نقابدار جانب دربند مصباحیہ روانہ ہوئے اور بعد جانے نقابدار کے ملکہ نسیم جادو بھی فوج کثیر ہمراہ لے کر جانب دربند ششم روانہ ہوئی اب اول حال نقابدار عالی مقدار کا بیان ہوتا ہے کہ یہ رہروی کرتے ہوئے چلے جاتے ہین کہ راستے مین ایک آہو نظر آیا سینگو ٹیان اسکے سونے کی چڑھی ہوئی گلے مین طلائی ہیکل آہو نے نقابدار کو دیکھ کر کان کھڑے کیے اور بھاگنے کا قصد کیا نقابدار کو آہو پسند آیا اور خیال یہ ہوا کہ اسے زندہ گرفتار کرنا چاہیے کہ یہ آہو لائق پالنے کے ہے اور لوح کی رہبری سے یہ بھی ثابت ہو چکا تھا کہ ہنوز دربند تک نہین پہونچے ہین جو کسیطرح کا شبہہ ہو کہ یہ آہو کیسا ہے نقابدار نے گھوڑا ڈالا اور آہو بھاگا بھاگتے بھاگتے قریب باغ کے پہونچا اور جست کر کے دیوار کو پھاندکر داخل باغ ہو گیا نقابدار نے گھوڑے کو چھوڑ دیا تھا باگ ڈھیلی کردی تھی مرکب اپنی پوری رفتار سے چلا آتا تھا ادھر تو آہو جست کر کے داخل باغ ہوا ادھر مرکب نقابدار کا باغ مین کودا آہو تو درختون مین جاکر پوشیدہ ہو گیا اور نقابدار نہایت شرمندہ ہوئے کہ یہ کیا حرکت تم نے کی کہ بلا اسکے باغ مین اسطرح داخل ہوئے ابتو آئے نقابدار نے ہر چہار طرف پھرنا شروع کیا کہ دروازہ نظر آئے تو نکل چلون ایسا نہ ہو کہ ملکہ نسیم جادو دربند مصباحیہ پر پہونچ جائے اور لشکر تباہی مین پڑے اسلیے کہ مصباح جادو کا قتل بغیر لوح ممکن نہین اور نسیم جادو اس شبہہ مین رہے گی کہ نقابدار

پہونچ گئے ہوئے لیکن چارون گوشہ باغ کے دیکھ آئے دروازہ نظر نہ آیا اور درختون
کی کثرت سے اتنی جگہ نہ ملی کہ گھوڑے کو دوڑا کر دیوار پھندا تے اور نکل جاتے اب
نقابدار حیران و پریشان پھر رہے ہین کہ خداوندا یہ کیا معاملہ ہی مین کس بلا مین پھنس
گیا جاتا کہان تھا اور آ گیا کس طرف اسی تردد مین پھرتے پھرتے قریب ایک قصر
کے پہونچے دیکھا کہ ایک چھوٹا سا قصر ہی لیکن نہایت خوشنما بنا ہوا ہی دروازے
کھلے ہوئے ہین ساز و سامان سب موجود ہی مگر کوئی صاحب خانہ نظر نہین آتا نقابدار
ٹھٹکے ہوئے سے تھے گھوڑے سے اُترے مرکب کو چھوڑ دیا وہ تو چرنے لگا اور آپ
بسم اللہ کہکر داخل قصر ہوئے دیکھا کہ ایک مسہری بچھی لگی ہوئی ہی لیکن کوئی سونے والا
نہین ہی نقابدار حیران ہین کہ یہ کسکا باغ ہی کہ سب سامان موجود ہی اور صاحب خانہ
نہین اتنے مین دیکھا کہ ایک حجرہ کھلا اور ایک عورت اُس حجرہ مین سے باہر
آئی جیسے ہی نظر اُسکی نقابدار پر پڑی پکاری کہ ہائین تو کون ہی نقابدار نے
فرمایا کہ ملک الموت وہ عورت چلائی کہ او سرکش ایک تو پرائے باغ مین چلا آیا
اسپر زبان درازی کرتا ہی جلد تمام اپنا بیان کر اور یہ بتا کہ کس غرض سے ادھر آنا
ہوا ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جائے گا نقابدار نے کہا کہ مین فتاح طلسم ہون
پانچ دربند مین نے فتح کیے اب دربند مصباحیہ کی طرف جاتا ہون اتفاقیہ
آہو کے تعاقب مین اسطرف بھی آ نکلا اب معلوم ہوا کہ یہ تیرا مسکن ہی اور
تو بھی بڑی کافرہ معلوم ہوتی ہی تجھے مار کر دربند ششم کی طرف جاؤنگا یہ سنتے ہی
حریر جادو پریشان ہو گئی کہ یہ یہان کیونکر آ گیا بس اسنے ایک دو حرف زمین پر
مارا اور آواز دی کہ او نگہبان باغ تو نے اسکو یہانتک زندہ آ جانے دیا تو کس
خواب غفلت مین تھا لے اسے بس یہ کہنا تھا کہ دیکھا وہی آہو پیدا ہوا اور
سامنے آکر بزبان انسانی گویا ہوا کہ میری کچھ غلطی نہین کہ گئے ہین اسکے کیا تیر ہی اب جو
نظر حریر جادو کی لوح پر پڑی دم نکل گیا چاہتی تھی اڑ کر نکل جاؤن کہ نقابدار
نے تلوار کھینچی اور سر پر پہونچ گئے عکس لوح کا ڈالا یہ گھبرا کر گری نقابدار نے
تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوگئے اسکے مرتے ہی تمام باغ آتش بار ہو گیا
شور گیر و دار بلند ہوا بڑی دیر کے بعد آواز پیدا ہوئی کہ کشتی میرا نام حریر جادو
بود حیف مردیم و جاندا دیم و بہ مطلب خود نرسیدیم جسوقت روشنی ہوئی تو دیکھا
کی طرف ایک حجرہ ہی اور لاش ایک ساحرہ کی پڑی ہی مگر حجرہ مقفل ہی
نقابدار نے قفل حجرہ کا کھینچ لیا اور دروازہ کھولا دیکھا کہ اندر اسکے بستر خاک پر
ایک چاند ہی یعنی ایک لڑکا سترہ اٹھارہ برس کا سن و سال مگر بال و ناخن
اُسکے بڑھے ہوئے خاک پر بیٹھا ہی نقابدار نے فرمایا کہ اے شخص حال اپنا
بیان کر کہ تو کون ہی اور اس زندان تاریک مین کس سبب سے بند کیا گیا ہی

سنکر اس جوان نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا کہ مین ستم رسیدہ اپنا حال کیا عرض کرون مجھے شرم آتی ہے کہ اپنے آباو اجداد کا نام اظہار کرون کوئی بھی یقین نہ لائیگا کہ ایسے کا پوتا ایسے کا بیٹا اور اس حال پر ملال مین نقابدار نے فرمایا کہ یہ کوئی شرم کی بات نہین ہے اسلیے کہ گردش زمانہ نے کیسے کیسے خاندانون کو مٹا دیا بڑی بڑی سلطنتین برباد کردین بادشاہون کی اولاد فقیر ہوگئی فقیر بادشاہ ہوگئے تمھارے بشرہ سے آثار شرافت نمودار ہین شرم نہ کرو اور حال اپنا بیان کرو اسوقت اس جوان نے عرض کی کہ نام میرا دارا ب ثانی ہے فرزند ہون دارا ب کشورکشا کا اور پوتا ہون حمزہ صاحبقران کا حال میرا یہ ہے کہ سن میرا کم تھا کہ مین برائے سیر بالاخانہ پر گیا وقت سہ پہر کا تھا کہ ایک لکہ ابر اٹھا اور اسمین سے ایک برق چمک کر مجھ پر گری اور مین بیہوش ہوگیا جسوقت آنکھ کھلی تو اپنے کو ایک صحرا مین پایا اور اس ساحرہ کو سامنے کھڑے دیکھا مین بہ سبب صغر سنی کے ڈر گیا اور رونے لگا حریر جادو نے بہت مجھے تسلی دی کہ ہم تمھین تمھارے گھر پہونچا دینگے مگر ابھی نہین چند روز کے بعد مجھے یہ سنکر تسکین ہوئی حریر جادو نے مجھے بہت آرام سے رکھا مگر جب مین تقاضا اپنے گھر جانے کا کرتا تھا تو وہ ٹالدیتی تھی اسی اثنا مین ایک ساحر آیا اور اسنے اس ساحرہ سے خواہش عقد کی اسنے منظور کرلیا ہے اور ساتھ اسکے اس مقام پر آکر رہی اور مجھکو اپنا فرزند ظاہر کرتی رہی جب مین جوان ہوا تو مجھ سے سوال کیا مین نے انکار کیا پہلے حریر جادو نے بہت کچھ سمجھایا اور ہر طرح کا لالچ دیا جب مین نے کسیطرح سوال اسکا منظور نہ کیا تو اسنے مجھے اس بلا مین مبتلا کیا اب آپ بیان کیجیے کہ آپ نے اسے کسطرح مارا جو مجھ تک پہونچے نقابدار نے فرمایا کہ اے برادر مین کوئی غیر نہین ہون بلکہ عزیز تمھارا ہون اب یہ بتاؤ کہ وہ ساحر کیا ہوا جو حریر جادو کو یہان لایا تھا اس جوان نے بیان کیا کہ وہ رہنے والا دربند ششم طلسم باطن کا ہے نام اسکا مصباح جادو ہے کبھی کبھی وہ یہان آیا کرتا تھا اسوقت حریر جادو مجھے پوشیدہ کر دیتی تھی اور جب وہ چلاجاتا تھا تو پھر باہر نکالتی تھی اور تسکین کرتی تھی نقابدار نے فرمایا کہ جب وہ مصباح جادو پر ظاہر کرچکی تھی اور فرزند بنا چکی تھی تو پوشیدہ کرنے کی وجہ کیا تھی دارا ب ثانی نے کہا کہ اسے میری جانب سے خوف تھا کہ مین اس سے کہہ دون نقابدار نے فرمایا کہ کیا آج یا کل اس قریب زمانہ مین کسی روز مصباح جادو آیا تھا دارا ب ثانی نے کہا کہ آپکے آنے سے کچھ پیشتر گیا تھا جسوقت مصباح جادو گیا ہے اور حریر جادو مجھے نکالنے کی غرض سے داخل حجرہ ہوئی ہے تو فوراً پلٹ گئی شاید اسے شبہ آپ کے آنے کا گذر گیا ہوگا نقابدار نے فرمایا کہ جو باتین آج کل حریر جادو اور مصباح جادو سے ہوئی تھین وہ تم نے سنی تھین دارا ب ثانی نے کہا

کہ مصباح جادو کہتا تھا اے سحر پیر جادو اب یہ کام ہمارا لبریز ہوچکا ہے اس لیے کہ فتاح طلسم پانچ دربندون کو شکست کرچکا اور اب تمہاری طرف بھی آنے والا ہو گیا عجیب ہے کہ آج کی صحبت صحبت آخر ہو اور دوبارہ ملاقات نہ ہو ہر چند کہ سحر پیر جادو اسکی صورت سے نفرت کرتی تھی اور دعا مانگتی تھی کہ یہ جلد غارت ہو اور مجھے رہائی نصیب ہو اور مین سکونت طلسم باطن کی ترک کرون اسلیے کہ یہان سے ساحرون نے سامنے میری کوئی حقیقت نہین ہے مگر ظاہرداری کے طور پر سحر پیر جادو نے بہت کچھ رنج ظاہر کیا نقابدار نے فرمایا کہ اچھا بالفعل تم اسی جگہ قیام کرو مین ہمراہ اسکے فتاحی دربند مصباحیہ جاتا ہون انشاءاللہ بعد فتح دربند تمھین ہمراہ اپنے لشکر مین لے چلونگا اور بعد فتح طلسم تمھارے ملک مین یا جہان کہوگے پہونچادونگا واراب ثانی نے کہا کہ مین آپ کے ہمراہ چلونگا ہر چند نقابدار نے سمجھایا مگر نہ مانا اور یہ شرط پیش کی کہ اگر آپ اپنا نام و نشان پوشیدہ نہ کرین تو جیسا ارشاد عالی ہوگا اسی کے موافق عمل کرونگا ورنہ جب تک اظہار حال نہ ہوگا ساتھ آپکا نہ چھوڑونگا نقابدار نے دیکھا کہ اگر یہ ساتھ میرے رہین گے تو نہ معلوم کیا افتاد پڑے مجبور ہوکر نقاب چہرہ سے اٹھا دی اور فرمایا کہ اے برادر مثل تمھارے مین بھی اپنے عزیزون سے بچھڑا ہوا ہون ہر چند کہ مین سب کو جانتا ہون مگر میرے حال سے کوئی واقف نہین ہے مین بھی ایسے مقام پر پیدا ہوا ہون کہ کافرون نے میری پرورش کی جب ہوشیار ہوا تو مجھے فکر اپنے خاندان کی پڑی کہ مین کس کا بیٹا اور کسکا پوتا ہون والدین میرے صغرسنی مین انتقال کر گئے تھے اور جن لوگون مین مین نے پرورش پائی وہ مجھسے میرے خاندان کو پوشیدہ کیا کئے ایک روز مین نے اسی صدمہ مین خودکشی کا قصد کیا کہ ایک بزرگ تشریف لائے اور مجھے میرے ارادہ سے باز رکھا اور بیان فرمایا کہ تم اولاد حمزہ صاحبقران سے ہو اور صاحبقران چہارم ہو جب طلسم ابلق فتح کروگے تو تمھین معلوم ہوجائیگا کہ کسکے فرزند ہو اور کیا قرابت حمزہ صاحبقران سے رکھتے ہو یہ سنکر تسکین ہوئی وہ مرد بزرگ تو نظرون سے پوشیدہ ہوگئے لیکن کچھ ایسے اسباب جمع ہوئے کہ مین نے طلسم ابلق کو فتح کیا کہ یہ طلسم بعد لال نامہ کے ہے جب طلسم فتح کرچکا تو مجھے معلوم ہوا کہ مین پوتا شاہزادہ نورالدہر کا اور نواسا ایرج نوجوان کا ہون نام میرا عادل کیوان شکوہ ہے بعد فتاحی طلسم ابلق بہت کچھ مال و دولت میرے ہاتھ آیا اب مین نے یہ ارادہ کیا کہ اپنے عزیزون سے جا کر ملون اور انکو دیکھون مین نے سنا کہ سب طلسم نہ طاق پر گئے ہوئے ہین مین بھی اسیطرف روانہ ہوا اتفاقاً کہ اس طلسم مین داخل ہوا اور آپ تک پہونچا مگر یہ حال کسی سے نہ بیان کیجیے گا یہ کہکے واراب سے لپٹ گئے اور بہت روئے واراب ثانی بھی عادل کیوان شکوہ سے

سے لپٹ کر روئے بعد اسکے عادل نے نقاب درست کی اور داراب ستالی کو ہی
نقاب پر چھوڑا اور آپ تن تنہا جانب دربند مصباحیہ روانہ ہوئے اب کچھ حال
ملکہ نسیم جادو کا بیان ہوتا ہے کہ جو لشکر لے کر چلی تو جلدی جلدی راہ کو طے کرکے
سرحد مصباحیہ میں داخل ہوئی کیفیت اس دربند کی یہ ہے کہ ایک صحرائے لق و
دق ہے وسط صحرا میں ایک گنبد بلوری بنا ہوا ہے کہ کلس اسکا مانند زبانہ شمع کے ہے
اور چہار جانب گنبد کے چار درخت لگے ہوئے ہیں کہ چاروں درختوں پر کرمک
شب تاب کی کثرت ہے ہر وقت جگنو چمکا کرتے ہیں وجہ یہ ہے کہ یہ صحرا طلسم بند ہے ہر وقت
یہاں شب کی کیفیت رہتی ہے دن ہوتا ہی نہیں آفتاب کا گذر ہی نہیں ہوتا اور
خاصیت یہاں کی یہ ہے کہ جو شخص زیر سایہ شجر ہو بیچارہ مثل پروانے کے ہو گیا اور
اڑ کر اس شعلہ پر گیا اور جلکر خاک ہو گیا نسیم جادو کو یہ گمان تھا کہ نقابدار مجھ سے
پیشتر چلے ہیں آگے ہونگے یہاں نقابدار ابھی دربند تک پہونچے بھی نہیں
بس جیسے ہی لشکر اسکا سایہ اشجار سے ہو کر گذرا عجب حالت ہوئی کہ ساحر
پروانے بن بنکر اڑنے لگے اور شعلہ پہ جا جا کر جلنے لگے اور وہ کرمک شب تاب
جو درختوں پر جگمگا رہے تھے اپنے آشیانہ سے اڑ کر پھیلے اور لشکر نسیم جادو کو
گھیر لیا جو جگنو چمک کر جسپر گرا اسکو جلا کر خاک کر دیا عجب طرح کا تہلکہ برپا ہوا ملکہ
نسیم جادو پریشان ہوئی کہ میں نے بڑی غلطی کی جو بے سمجھے سرحد طلسم میں
قدم رکھا لشکر تباہ ہوا جاتا ہے اور اب راستہ ملنا بسا دشوار ہے بغیر مصباح جادو کے
مرے ہوئے راستہ ملنا ممکن نہیں اور مصباح جادو کا مرنا بغیر لوح کے ناممکن ہے
اور لوح نقابدار کے پاس ہے نقابدار غائب مقدار نہیں معلوم کس بلا میں مبتلا
ہو گئے انجام اچھا نہیں معلوم ہوتا خلاصہ یہ کہ لشکر تباہ ہو جائیگا اور مجھے نقابدار
سے شرمندگی ہوگی اس اسطرح کے خیالات نسیم جادو کو پریشان کر رہے ہیں
اور اہل لشکر ہر چہار طرف دوڑتے پھرتے ہیں لیکن راستہ نہیں پاتے ہیں ادھر
جگنوؤں کی یہ حالت ہے کہ لشکر کو جلا رہے ہیں تباہ کر رہے ہیں ادھر اہل لشکر
خود بھی پروانے بن بنکر شعلہ پر جاتے ہیں اور جلکر خاک ہو جاتے ہیں نسیم جادو
نے ہمت کو قوی کرکے پنکھیا اپنی اٹھائی اور پڑھا اسم سحر پڑھکر گردش دینا شروع
کی جھونکا ہوا کا جو چلتا ہے تمام کرمک شب تاب منتشر ہو گئے اور شعلہ جھلملانے
لگا نسیم جادو نے چاہا کہ سحر کو زور دے کر شعلہ گل کر دوں مگر ممکن نہ ہوا ہر چند
ہوا سے سحر نے تھپیڑے بہت مارے مگر شعلہ جھلملا جھلملا کر رہ گیا اور گل نہ ہو سکا
جگنوؤں سے تو مفر ہوا لیکن جو لوگ پروانے بن بنکر شعلہ پر جا رہے تھے ساتھ
کرمک شب تاب کے وہ بھی منتشر ہو گئے سارا لشکر اپنا اور حریف کا دونوں تباہ
ہو گئے یہ ایسی ساحرہ زبردست تھی کہ اسنے دوسرے کی عملداری میں آکر اپنے

سحر سے اتنا بھی کام لیا ورنہ ممکن نہ تھا کہ اندر پورے بند طلسمی کے کسی کا سحر چل سکتا
مصباح جادو اندر گنبد کے بیٹھا ہوا سحر کو اپنے زور دے رہا تھا جب اسنے
دیکھا کہ نسیم جادو نے لشکر کو تباہ کیا گھبرا کر گنبد سے نکلا اور شمع حیات اپنی گنبد
مین پوشیدہ کرکے پوشیدہ راستے سے باہر آیا اور آواز دی کہ او نسیم جادو غضب
کیا تو نے کہ میرے لشکر کو تباہ کر دیا کب چھوڑتا ہون تجھکو کہ تو طلسم کشا کی شکست
کرا کر بالیان طلسم کو آزاد ہو سکے یہ کہکر اسنے ایک دو چتر مارا اور آواز دی کہ اے
ہواے سحر پلٹ دے اسکے سحر کو اور ایسی ہوا باندھ کہ نسیم اپنی سبک رفتاری
بھی بھول جائے اور تیرے جھونکے نہ روک سکے یہ کہتا تھا کہ درختون کو حرکت ہوئی
اور جھونکے ہوا سے تند کے چلنے لگے دیکھا کہ پنکھیا کی ہوا مقید ہو گئی اور
ہواے تند نے اسی ہوا کو مقید کر لیا اور کرنگ شب تاب کو چھیڑ کر مار کر اپنی جگہ
پر ہو بچا دیا پھر دہی قیامت برپا ہوئی اور جگنو ان سے آکر نسیم جادو کو گھیر لیا
اور چمک چمک کر گرنے لگے نسیم جادو نے جس جگنو کو اپنے اوپر آتے دیکھا
انگلی کی وہ جلکر خاک ہو گیا مصباح جادو نے دیکھا کہ اسیطرح یہ سارے
لشکر کو پھونک دے گی بس اسنے ایک اسم سحر پڑھ کر کاغذ کے ٹکڑے پر دم کیا
اور آواز دی کہ اے قندیل سحر گرفتار کر لے اسکو یہ کہنا تھا کہ وہ ٹکڑا کاغذ کا بلند ہو کر
نسیم جادو پر گرا اور ایک فانوس بنکر رہ گیا نسیم جادو اندر اس فانوس کے
آ گئی اب اسنے کرنگ شب تاب کو منتشر کیا کہ پھونک دو اسکے لشکر کو جگنو ہوا سے
منتشر ہوئے اور چمک چمک کر لشکر پر گرنے لگے اور پھونکنے لگے تھوڑے
عرصہ مین لشکر آدھا رہ گیا اور نسیم جادو نے ہر چند کوشش کی مگر فانوس کے باہر نہ
آسکی اب اسنے دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور دعا کرنے لگی
کہ اے کس بیکسان واے نادرس غریبان خبر لے اس عاجز بیکس کی کہ مین مسلم اور
تازہ مطیع اسلام ہون ہنوز سخن در دہان تھا کہ تیر دعا ہدف مراد پہ پہنچا اور جانب
صحرا سے نقابدار ابلق سوار پیدا ہوئے مرکب کو دوڑاتے ہوئے چلے
آتے تھے انکو یہی خیال ہوا تھا کہ مین دوسری طرف چلا گیا تھا ایسا نہ ہو کہ لشکر
میرا دربند مین جاکر تباہ ہو جاے یہان پہونچکر عجب عالم دیکھا کہ نسیم جادو ایک
فانوس سحر مین بند تڑپ رہی ہے مگر چین مار رہی ہے کہ کسیطرح شیشہ فانوس کو توڑکر نکل
جاؤن ادھر لشکر کی یہ حالت ہے کہ جگنو چمک چمک کر گر رہے ہین اور لشکر کو جلا
رہے ہین اہل لشکر حالت اضطراب مین ادھر ادھر دوڑتے پھرتے ہین جو سایہ
سحر کے نیچے آجاتا ہے وہ پروانہ بنکر اڑتا ہے اور بالا سے شعلہ پہونچکر جل جاتا ہے بس
یہ دیکھ کر نقابدار نے لوح پر نظر ڈالی لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم و سیاہ بامن نجات
تجھے لازم ہے کہ پہلے فلان اسم پڑھ کر اس فانوس سحر کو شکستہ کر کہ نسیم جادو رہا ہو ورنہ

کوئی دم مین یہ پھٹ کر مرجائے گی بعد اسکے پھر لوح کو دیکھا نقابدار نے اسم پڑھکر
چھینٹ سے فانوس سحر کو لات ماری کہ فانوس شکستہ ہوا اور نسیم جادو چمک کر
نکلی آواز دی اسنے کہ اے شہریار عالی وقار مین اس مردود کو روکتی ہون آپ اس
گنبد کو شکستہ کرکے شمع حیات کو اسکی روشن کر دیجیے کہ بغیر شمع جلائے ہوئے یہ
افسردہ نہ ہوگا نقابدار نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ نسیم جادو سچ کہتی ہے بس
نقابدار نے جلدی سے ایک اسم معظم ہدایت لوح کے موافق پڑھنا شروع کیا
اور گنبد کی طرف بڑھے مصباح جادو نے چاہا کہ نقابدار سے پہلے داخل گنبد
ہون اور شمع حیات کو اپنی لے کر بھاگ جاؤن نسیم جادو نے بڑھکر کچھ اسم پڑھکر
ہاتھ کو گردش دی کہ ایک حصار آہنی گرد مصباح جادو کے کھنچ گیا ادھر نقابدار جست کر
قریب گنبد آئے اور گرز مارا کہ دروازہ پیدا ہوا جلدی سے داخل گنبد ہوئے لوح کو
دیکھا لکھا تھا کہ فلان اسم پڑھکر اس شمع پر پھونکو کہ یہ روشن ہو جائے اور شمع
حیات مصباح جادو گل ہو جائے نقابدار نے وہ اسم جو لوح نے بتایا تھا
تین بار پڑھکر اس شمع پر پھونکا کہ شمع روشن ہو گئی ادھر تو شمع روشن ہوئی ادھر
گنبد دھوان ہو کر فنا ہوگیا ادھر مصباح جادو نے بیتاب ہو کر کچھ اسم سحر پڑھا
اور زبان کو نشتر سے کر خون چلو مین لیا اور اس حصار آہنی پر مارا کہ حصار دھوان
ہو کر منتشر ہوگیا اور مصباح جادو بیتاب ہو کر چلا کہ شمع کو گل کردون کہ شمع کے
جلنے سے آگ اسکے جسم مین لگ گئی تھی جیسے ہی قریب شمع پہونچا وہ شعلہ جو بالا
بالاے گنبد قائم تھا چمک کر مصباح جادو پر گرا اور تمام جسم مین اسکے آگ
لگا دی اور یہ سرو چراغان بنکر ہر چہار طرف دوڑنے لگا تمام لشکر اسکا جو کرمک
شب تاب بنا ہوا لشکر نسیم جادو کو تباہ کر رہا تھا آکر مصباح جادو پر گرنے لگا اور
جل جلکر خاک ہونے لگا یہانتک کہ تمام جگنو جلکر خاک ہوگئے اور جب تک
شمع روشن رہی اسوقت تک مصباح جادو چارون طرف دوڑتا رہا جب شمع
ختم ہوگئی تو وہ بھی جلکر تمام ہوگیا مرتے ہی اسکے دیکھا کہ صحرا مین بستا ہے ریگستان
ہے درخت و گیاہ کا نشان تک نہین ہے اور ساحرا اسطرح جلکر خاک ہوئے ہین
کہ راکھ کا پتا نہین ہے اور شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ صرف ایک ہزار آدمی بچا ہے
باقی کل فوج اس دربند مین پھنک گئی نسیم جادو نے عرض کی کہ اگر کچھ دیر آپ اور
تشریف لاتے تو یہان سب کا خاتمہ ہو چکا تھا لیکن مجھے تشویش یہ ہو رہی ہے کہ
صرف ایک ہزار ساحر آپ کے ساتھ تھے اور اب بادشاہ طلسم سے سامنا ہے
یہ ہونا کیا ہے نقابدار نے فرمایا کہ تم پریشان نہ ہو اسلیے کہ پہلے تو ایک ہزار
لیسے کہ ایک بھی میرا شریک نہ تھا پھر یہ دربند کیونکر فتح ہوگئے ہین اسنے
قوت بازو اور مدد پروردگار سے طلسم فتح کرنے آیا ہون اور کسی کی مدد کا خواستگار نہین

ہون اگر تمھین اندیشہ ہو تو تم یہین قیام کرو مین آگے جاتا ہون نسیم جادو نے عرض کی کہ مین نے اسواسطے نہین عرض کیا کہ مجھے اپنی جان عزیز ہے مرنی پیچم زشمشیر حبیب ❊ مرحبا ایں بر سرمن یا نصیب ❊ مگر یہ خیال تھا کہ ایسا نہ ہو آپ گرفتار بلا ہون اسواسطے کہ بخت خود پسند ایک تو خود ہی بلا ہے بیدرمان ہے علاوہ اسکے یہ کہ اسکا ایک ایک ساحر سامری وقت اور جمشید زمانہ ہے اگر مناسب ہو تو چل کر باغ ملکہ صنم گلعذار کو اپنے لشکر کا صدر مقام قرار دیجیے کہ وہ جا بے محفوظ ہے اور وہان اپنے کل رفقا کو مثل مخلول جادو و ہماسے جادو وغیرہ کے جمع کیجیے مشورت کیجیے بعد اسکے جو مناسب ہو وہ کیجیے نقابدار نے اس رائے کو پسند کیا اور نسیم جادو کو ساتھ لے کر باغ صنم گلعذار کی جانب روانہ ہوئے اور ایک نامہ مخلول جادو اور ایک سرگردان جادو و ہماسے جادو کو روانہ کیا کہ ہم باغ صنم گلعذار کی طرف چلتے ہین تم سب بھی اسی مقام پر آؤ بعد اسکے نسیم جادو کو ساتھ لیے ہوئے اُس مقام پر آئے جہان کہ دارا ب ثانی کو چھوڑ آئے تھے اور دارا ب انتظار نقابدار مین بیٹھے تھے کہ نقابدار پہونچے اور دارا ب کو بھی ساتھ لیا نسیم جادو نے نقابدار سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے نقابدار نے فرمایا کہ میرے عزیز ہین ادھر دارا ب کی نظر جو نسیم جادو پر پڑی ایک تیر عشق دل کے پار ہو گیا لحاظا نقابدار سے آنکھ نیچی کر لی اُدھر نسیم جادو کا دل بھی جالست دارا ب دیکھ کر پھسلنے لگا الحاصل نقابدار نے انکو بھی ساتھ لیا اور جانب باغ روانہ ہوئے وہان بادبان جادو پریشان تھی نہین معلوم نقابدار کس حال مین ہین ایسا جی گھبرایا کہ ٹہلتی ہوئی باغ کے باہر آئی اودھر اودھر ٹہلنے لگی نہ تو صنم گلعذار کو تنہا چھوڑ کر جا سکتی تھی ورنہ نقابدار کی طرف سے دل برداشتہ ہو سکتی تھی اسی کشمکش مین تھی کہ صحرا کی جانب سے ایک تخت رواں نظر آیا اور آگے آگے تخت کے نقابدار ابلق سوار مرکب بادرفتار پر بیٹھے ہوئے پشت پر بگولے چرخ مارتے ہوئے اور پہلو نقابدار مین ایک اور جوان حسین یہ بھی مرکب پر سوار چلا آتا ہے بادبان جادو برائے استقبال آگے بڑھی اور نقابدار سے آکر ملی نقابدار نے سلام کیا یہ دیکھ کر دارا ب ثانی اور نسیم جادو وغیرہ نے بھی مجرا کیا بادبان جادو نے کہا کہ نسیم جادو کو تو مین پہچانتی ہون مگر یہ کون شخص آپ کے ساتھ ہین جو صورت سیرت رفتار گفتار مین آپ سے مشابہ ہین نقابدار نے فرمایا کہ یہ عزیز ہین میرے اور دارا ب کو بادبان جادو کے حال سے آگاہ کیا بادبان جادو ان سب کو لے کر داخل باغ ہوئی لیکن قصر مین جاتے وقت اشارہ سے کہا کہ صنم گلعذار انکے سامنے ہوگی نقابدار نے فرمایا کہ چھپنے کا کیا سبب بادبان جادو خاموش ہو رہی نقابدار ہاتھ دارا ب ثانی کا پکڑے ہوئے اندر قصر کے آئے اور ملکہ سے کہا کہ تعظیم کرو اور سلام کرو کہ رشتہ مین یہ تمھارے

بزرگ ہوتے ہین اور سن مین مجھ سے کم ہین صنم گلعذار نے اُٹھکر وارا ب کو سلام کیا
وارا ب ثانی نے سر سینہ سے لگایا دست شفقت پشت پر رکھا اب یہ سب ایک
جگہ ہوئے اور انتظار محلول جادو وغیرہ کا ہونے لگا دوسرے دن محلول جادو
ہمراہ سے جادو و سرگردان جادو وغیرہ اپنے ملازمین سمیت آکر پہونچے اور مجلس
مشورہ آراستہ ہوئی کہ کیا کرنا چاہیے باربان جادو نے نقابدار سے کہا کہ مقابلہ
لشکر بادشاہ سے آسان ہے لیکن دو مرحلے سخت ہین ایک تو جسوقت جلادان طلسم
سے سامنا ہوگا تو مشکل پڑے گی کہ وہ سب مریخ صولت ہین اور رہنے والے بیابان
شادی مرگ کے ہین جس مقام پر آپ مقید ہوئے تھے اور قتل ہونے کو تھے دوسرے
چہل درہ کے ساحر کہ وہ بھی بلاے بار ہین لوح سامنے اُنکے سیاہ ہوجائے گی اور کام
نہ دے گی اول چہل درہ کو فتح کرنا چاہیے بعد ازان بادشاہ سے مقابلہ کرنا مناسب معلوم
ہوتا ہے نقابدار نے فرمایا کہ بہتر ہے اور سب کی یہی راے ہوئی نقابدار نے چاہا تھا
کہ نسیم جادو کو بادشاہ لشکر کرون مگر اُسنے منظور نہ کیا اور عرض کی کہ ملکہ بادیان جادو
کے ہوتے ہین تخت حکومت پر نہین بیٹھ سکتی یہ سُنکر نقابدار نے بادیان جادو
سے کہا کہ آپ بادشاہ لشکر ساحران ہوجیے اور انتظام لشکر کشی درست کیجیے مین
چہل درہ کی طرف جاتا ہون اور نسیم جادو کو سالار لشکر کرکے نقابدار تو جانب چہل درہ
روانہ ہوئے اور دارا ب ثانی کو لوح طلسمی دے کر اسی مقام پر چھوڑا اور وہ پرچہ
جو انکو خواب مین ملا تھا اپنے پاس رکھا اور محلول جادو کو براے رہبری ساتھ لیا
اور جانب چہل درہ روانہ ہوئے انکو تو اسی مقام پر چھوڑا جاتا ہے

اور اول کچھ حال بادشاہ طلسم ظاہر یعنے ملک لمن جادو کا بیان ہوتا ہے

یہ داستان اس مقام پر پہونچی تھی کہ ہلیلہ جادو نے راز قتل المن جادو سے اسکو آگاہ
کیا اور پتہ بیابان پر بلا کا بتایا ملک لمن جادو نے کچھ سامان بھینٹ وغیرہ کا
اپنے ساتھ لیا اور جانب بیابان پر بلا روانہ ہوا یہان اہل قلعہ کو منع کر دیا کہ کوئی
شخص بیرون قلعہ نہ جاے اور راستہ قلعہ کا میرے آنے تک مسدود رہے تاکہ مین
شمع حیات لمن جادو کو روشن کرکے چراغ حیات اُسکا گل کرون کہ یہ خلش مٹ جاے
اسیے اطمینان ہے کہ نقابدار طلسم باطن کے پہلے ہی مرحلہ پر چشمہ سحر آلود پیکر ہلاک
ہوگئے ہونگے یہ تو اسطرف روانہ ہوتا ہے اور اہل قلعہ اطمینان کے ساتھ مقیم ہوتے
ہین یہان ہوشیار جادو نے المن جادو سے کہا کہ جسوقت تک قلعہ ظاہر نہ ہو
اور جنگ شروع نہ ہو آپ یہ انتظام کرین کہ پیکان قتل لمن جادو حاصل
کر رکھین کہ بغیر اس پیکان قضا کے ہلاک ہونا اُسکا ناممکن ہے المن جادو نے کہا

کہ پیکان قضا اُسکا کس مقام پر ہی اور کیونکر دستیاب ہو ہوشیار جادو نے کہا کہ مجھے صرف
اسیقدر معلوم تھا اور سہام جادو اس راز سے پورے طور پر آگاہ ہی اُسے بلائیے
یا شمیم جادو سے دریافت کیجیے املن جادو نے کہا کہ سہام جادو کا تو حال ہی
نہین معلوم کہ کہان ہی لیکن شمیم جادو کو مین بلاتا ہون یہ کہکر حریم جادو کو روانہ کیا کہ جلد
شمیم جادو کو لے کر آؤ یہ سُنکر حریم جادو روانہ ہوئے اور جسوقت پاس شمیم جادو
کے پہونچے بیان کیا کہ تم کو بادشاہ نے یاد کیا ہی شمیم جادو کو اپنے طائر سرخ رنگ کا
انتظار تھا کہ جواب نامہ آئے تو چلون حریم جادو نے کہا کہ اے شمیم دیر کا موقع نہین ہی
کہ یکایک طائر نمودار ہوا اور آکر شانے پر شمیم جادو کے بیٹھ گیا شمیم جادو نے نامہ
گلے سے کھولکر پڑھا لکھا تھا کہ اے شمیم جادو شکر ہی خدا کا کہ میرا تیرا انجام دوستی بہت
نیک ہوا مجھے معلوم ہوا کہ تو نقابدار کا شریک ہوا مین تجھے خوشخبری دیتا ہون کہ نقابدار
عالی مقدار نے طلسم باطن کے چار مرحلے فتح کئے اور مین نے بھی اطاعت نقابدار
کی اختیار کی انشاءاللہ بہت جلد طلسم فتح ہو جائیگا اور ہم تم ملین گے تمھین جس امر
مین مشکل پڑے اسی طائر سے کام لینا یہ پڑھ کر شمیم جادو نہایت خوش ہوا اور
ہمراہ حریم جادو کے خدمت املن جادو مین روانہ ہوا اور پہونچکر سلام کیا املن جادو
نے کہا اے شمیم جادو مین نے تمھین اسواسطے بلایا ہی کہ تم رازداران طلسم سے ہو
حالات ملمن جادو سے بخوبی آگاہ ہو بالفعل جنگ موقوف ہی اور قلعہ نظرون سے
پوشیدہ ہی مین نے ہرچند دوربین سحر لگا کر دیکھا مگر قلعہ نظر نہ آیا نہین معلوم کہ اندر
قلعے کے کیا انتظام ہو رہا ہی اور ایک خبر یہ بھی سُنی ہی کہ ملمن جادو نے اپنا پیکان
قضا تیار کیا ہی کہ بغیر اُسکے دستیاب ہوئے قتل اسکا ناممکن ہی لہذا اگر تم کو حال اس
مقام کا معلوم ہو جہان ملمن جادو نے اپنے پیکان قضا کو محفوظ کیا ہی تو بیان کرو
یہ سُنکر شمیم جادو نے عرض کی کہ مین آپ سے رخصت ہو کر تین روز مین پیکان قتل
ملمن جادو کا لا دونگا اور جسوقت آپ ارشاد کرین اُسیوقت قلعہ ظاہر ہو جائے
املن جادو نے کہا کہ ابھی ضرورت نہین ہی جب پیکان مل جائیگا اُسوقت
دیکھا جائیگا لیکن پہلے کچھ حال ملمن جادو کا بیان کرو املن جادو نے اس طائر
کی جانب دیکھا اور کہا کہ حال ملمن جادو کا بیان کر وہ کس انتظام مین ہی یہ سُنکر طائر
نے جواب دیا کہ اے شمیم جادو تم کس خواب خرگوش مین ہو طلیل جادو رفیق قدیم
ملمن جادو کا ملمن جادو سے مل گیا اور راز قتل املن جادو سے اُسکو آگاہ کر دیا
ملمن جادو براے فتاحی بیابان پر بلا گیا ہوا ہی قریب ہی کہ چراغ حیات املن جادو
کا گل ہو بس سننا تھا کہ املن جادو کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا اور کہا کہ
بڑا غضب ہوا ہوشیار جادو نے کہا کہ اب دیر کرنا مناسب نہین ہی جلد
آپ بھی چلیے ورنہ غضب ہو جائیگا یہ سُنکر املن جادو نے حریم جادو کو

ساتھ لیا اور یہ بھی جانب بیابان پر بلا روانہ ہوا اور ہوشیار جادو کو حفاظت لشکر کے
واسطے اسی مقام پر چھوڑا ادھر شمیم جادو نے خیال کیا کہ یہاں ٹھہرنے سے تو کوئی
فائدہ نہ ہوگا اسلیے کہ بغیر بادشاہان طلسم کے آئے ہوئے جنگ کا آغاز نا ممکن ہے
مجھے چاہیے کہ پیکان قتل ملمن جادو حاصل کروں کہ اگر ملمن جادو ہاتھ سے ملمن جادو
کے بچ گیا تو بروقت مقابلہ غالب آئے یہ سوچ کر شمیم جادو بھی روانہ ہوا کہ حال
اسکا پھر تحریر ہوگا اب اول حال ملمن جادو کا بیان ہوتا ہے کہ یہ بصورت اژدر
بنا ہوا جانب بیابان پر بلا چلا جاتا ہے جاتے جاتے جسوقت منزل اول پہ پہونچا
تو ایک دریائے زخار دیکھا کہ موجیں مار رہا ہے اور ایک نہنگ منہ کھولے ہوئے
بیٹھا ہے جیسے ہی نظر اس نہنگ کی پڑی اژدر کیطرف چلا ادھر سے اژدہا بڑھا جب
دونوں میں لڑائی ہونے لگی یہانتک کہ نہنگ اژدر کے ہاتھ سے مارا گیا اسکے
مرتے ہی آندھی چلی خاک اڑی دیر تک آتش باری و برف باری ہوا کی لیکن کچھ
دیر کے آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من نہنگ جادو بود حیف مردیم وجاناں ندیدیم
و بہ مطلب خود نہ رسیدیم اسکے مرتے ہی دریا نظروں سے پنہاں ہوگیا دیکھا کہ
صحرائے لق و دق ہے ملمن جادو نہنگ کو مار کر آگے روانہ ہوا اور یہاں چوکی
اپنی طرف سے قائم کر دی کہ حال اسکا بروقت پہونچنے املمن جادو کے
بیان ہوگا اب ملمن جادو مرحلۂ اول کو طے کر کے آگے روانہ ہوا کہ منزل
نہنگ کے بعد منزل پلنگ ہے جسوقت یہ نیستان سر زمین پہونچا دیکھا کہ ایک ببر پڑا
سوتا ہے ملمن جادو نے آواز دی کہ او شیر ہوشیار ہو کہ اجل تیری سر پر آپہونچی یہ سنکر
شیر اٹھا اور ملمن جادو کی طرف چلا چاہتا تھا کہ قریب پہونچکر تھپڑ ماروں اور کام
اسکا تمام کروں ادھر ملمن جادو نے جو دیکھا کہ شیر حملہ کیا چاہتا ہے بس اپنے گولہ
فولادی جھولی سے نکالا اور اسم سحر پڑھ کر پیشانی پہ شیر کی مارا کہ توڑ کر نکل گیا
شیر چیخ مار کر زمین پر گرا اور نیستان میں آگ لگ گئی بڑی دیر تک شور گیر و دار
بپا رہا آخر آواز پیدا ہوئی کہ مارا جواں کشتی نام من پلنگ جادو بود حیف مردم
وجاناں ندیدیم و بہ مطلب خود نہ رسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو نیستان وغیرہ جل کر
خاک ہو چکا تھا ملمن جادو نے دوسری چوکی سحر کی قائم کی اور آگے روانہ ہوا
جاتے جاتے منزل سوم پہ پہونچا کہ نام اس منزل کا منزل سرخاب ہے دیکھا کہ
ایک گنبد نقرئی بنا ہوا ہے اور بالائے گنبد ایک سرخاب بیٹھا ہوا ہے جیسے ہی نظر
سرخاب کی ملمن جادو پر پڑی اسنے آواز دی کہ کون آتا ہے اسیطرف پلٹ جا
کہ ادھر آنے کی اجازت نہیں ہے ملمن جادو نے کہا ہٹ جا گنبد پر سے کہ میں شمع
عمارات املمن جادو روشن کرنے آیا ہوں یہ سنکر وہ سرخاب اپنی جگہ سے اڑا
اور سر پہ ملمن جادو کے تاؤ کرنے لگا ملمن جادو کو دوران سر شروع ہوا

اور قریب تھا کہ یہ چکر کھا کر گرے کہ اسنے نوک زبان مین نشتر دے کر خون چلو مین لیکر
اور کچھ اسم پڑھکر سرخاب پر مارا کہ سرخاب جلکر خاک ہوا اور آواز آئی کہ کشتی
مرا نام من سرخاب جادو تھا اسکے مرتے ہی دروازہ گنبد مین پیدا ہوا ممن جادو
جلدی سے اندر گنبد کے گیا دیکھا کہ ایک شمع کافوری شمعدان مین جلتی ہوئی ہر اور ایک
قلم شیشی کی طاق پر رکھی ہر اسنے جلدی سے قلم شیشی کی اُٹھائی اور کاک اُسکا کھولکر شمع
ممات املمن جادو کو روشن کر دیا اور نکلکر گنبد سے چوکی قایم کی اور دوسرے راستے
سے جانب قلعہ روانہ ہوا ادھر املمن جادو حریم جادو کو ساتھ لیے ہوئے چلا آتا ہی
آتے آتے منزل اول پر پہونچا جہان منزل نہنگ تھی دیکھا کہ بجاے دریا ایک غار
ہر اور بجاے نہنگ ایک اژدر آتش نشان بیٹھا ہوا قلابہ آتشین چھوڑ رہا ہی املمن جادو
نے حریم جادو سے کہا کہ غضب ہوا معلوم ہوتا ہی کہ ممن جادو یہان پہونچ گیا اور
اس چوکی کو اُسنے مٹا کر اپنی جانب سے چوکی قایم کی ہی ادھر اژدہے نے جو املمن جادو
کو اسطرف بڑھتے ہوئے دیکھا اپنی جگہ سے دم کش کرتا ہوا چلا املمن جادو نے ایک
نارنج سحر پر کچھ اسم سحر دم کرکے سامنے اژدہے کے پھینک دیا اب جو اژدہا دم کشی
کرتا ہی تو نارنج پیٹ مین اسکے پہونچ گیا اور پہونچکر مثل بم کے گولے کے پھٹا یہ
معلوم ہوا کہ طبقہ زمین کا پھٹ گیا اژدہا زمین پر پھڑکنے لگا اور نارنج سحر شکم اژدہا کو
توڑکر نکلا اور شعلہ بنکر پھر اسی پر گرا کہ جلا کر خاک کر دیا املمن جادو اس چوکی کو
مٹا کر منزل پلنگ پر پہونچا دیکھا کہ بجاے پلنگ ایک خرس ہی کہ صحرا مین
دوڑتا پھرتا ہی نظر خرس کی جو املمن جادو پر پڑی جھپٹا اور حملہ آور ہوا املمن جادو
نے اف کی کہ شعلہ منھ سے نکلکر خرس پر گرا اور تمام بال اسکے بدن کے جلنے لگے
خرس آن واحد مین پھڑک کر ہلاک ہوا اور یہ چوکی بھی ٹوٹی اب املمن جادو سامنے
گنبد نقرئی کے پہونچا دیکھا کہ سرخاب کا نام و نشان بھی نہین ہی اور بجاے
سرخاب ایک باز مرغ رنگ گنبد پر بیٹھا ہی اب املمن جادو کی یہ حالت ہوئی
کہ بخار ہو آیا اور پسینا جاری ہوا جو جو شمع پگھلتی تھی اسکا جسم گھلا جاتا تھا اسی حالت
مین املمن جادو قریب گنبد کے جانے لگا گنبد کے جانے کا قصد کیا کہ باز نے اف
کی شعلہ دہن باز سے نکلکر املمن جادو کی طرف چلا املمن جادو نے کچھ اسم سحر
پڑھکر پسینا اپنے جسم کا پونچھا اور شعلہ پر پہونچا شعلہ گل ہوا اور زبان مین نشتر
دے کر خون زبان کا لیا اور کچھ اسم سحر پڑھکر باز پر مارا کہ باز ہمہ تن شعلہ بنکر خاک
ہوا اور پھر گنبد مین دروازہ نمودار ہوا املمن جادو جلدی سے اندر گنبد کے داخل
ہوا چاہتا تھا کہ شمع کو گل کرون جو بیہوش ہو کر گر پڑا اب حریم جادو پریشان ہوا
کہ کیا کرون اُدھر ممن جادو کو راہ مین خیال آیا کہ ایسا نہ ہوا املمن جادو کو خبر
ہو گئی ہو اور وہ آکر پھر شمع ممات اپنی گل کر دے تو ساری محنت برباد ہو جائیگی

اسنے کچھ اسم سحر پڑھ کر دستک دی کہ ایک پریزاد پیدا ہوئی اُس سے پوچھا کہ املمن جادو
کہاں ہی پریزاد نے بیان کیا کہ تمام چوکیاں جو آپ نے قائم کی تھیں املمن جادو سے
شکست گئیں اور اندر گنبد کے داخل ہوا باز سحر کو بھی مارا لیکن بیہوش ہو کر گر گیا
کہ شمع قریب چہارم کے جل چکی تھی تو قوت املمن جادو کی چہارم زائل ہو گئی ہی بس یہ
سنتے ہی ملمن جادو پلٹا اور جانب گنبد روانہ ہوا خیال یہ کیا کہ اسکی چہارم قوت زائل
ہو چکی ہی اور تیری پوری طاقت باقی ہی لہذا اس سے بہتر موقع نہ ہوگا چلکر املمن جادو
کو قتل کرنا چاہیے یہاں حریم جادو اسماء سحر پڑھ پڑھ کر کبھی املمن جادو پر دم کرتا
کہ یہ ہوشیار ہو جائے اور کبھی شمع پر پھونکتا ہی کہ یہ گل ہو جائے مگر نہ شمع گل ہوتی
ہی اور نہ املمن جادو ہوشیار ہوتا ہی کہ ایک مرتبہ برق چمکی اور نعرہ ملمن جادو کا
ہوا بس حریم جادو کو اور تو کچھ بن نہ پڑی اسنے جلدی سے تلوار کھینچکر گردن پر ماری
اور خون گردن سے لے کر شمع پر مارا کہ شمع گل ہوئی اور املمن جادو ہوشیار ہوا
اور حریم جادو گر کر تڑپنے لگا اس رفیق جانباز نے حق رفاقت ادا کر دیا اُدھر
ملمن جادو نے چاہا کہ پھر شمع روشن کر دوں اور کام املمن جادو کا تمام کر دوں
املمن جادو نے جھپٹ کر وہی شیشی کی قلم اُٹھا لی اور کچھ اسم سحر پڑھ کر ملمن جادو
کھینچ ماری کہ شیشے پیشانی پر ملمن جادو کے پڑی اور شعلہ نکلکر ایسا کہ تمام جسم میں
ملمن جادو کے آبلے پڑ گئے اور املمن جادو نے شمع کو اُٹھا کر جھولی میں
لیا اور اب ان دونوں میں سحر چلنے لگے دریاے سحر تھمنے لگے آتش سحر برسے
بڑی دیر تک وار ہوتے رہے آخر کار دونوں بیہوش ہو کر گرے اور چند
طلسمی دونوں کو لے کر مسکنوں کی طرف روانہ ہوئے انھیں تو اسی مقام پر چھوڑ
اور اب کچھ حال شمیم جادو کا بیان کیا جاتا ہی کہ یہ بیابان وحشت ناک
کر کے قریب کوہ آفات کے پہونچا کہ اسی جگہ پیکان قضاے ملک ملمن جادو
رکھا ہوا ہی اور تین محافظ اس پیکان سحر کے بھی ہیں اور تین گھاٹیوں پر دو دو
ہیں اور طلسم باندھے بیٹھے ہیں شمیم جادو حالات سے یہاں کے آگاہ تھا
بنا پر یہ اول گھاٹی کے قریب پہونچا اور آواز دی کہ اے سہیل جادو مجھے
کچھ کام ہی یہ کہنا تھا کہ دیکھا گھاٹی میں سے ایک ساحر نکلا اور سامنے شمیم جادو
کے آیا کہا کیا کہتے ہو شمیم جادو نے کہا کہ مجھے بدر جادو سے ایک کام ہی
پاس بدر جادو کے جانا چاہتا ہوں سہیل جادو نے کہا کہ بالفعل حکم کسی
آنے کا نہیں ہی اگر آپ پاس کوئی اجازت نامہ ملک ملمن جادو کا ہو
ورنہ تشریف لے جائیے کیونکہ میں یہ جانتا ہوں کہ آپ رفیق بادشاہ ہیں
خلاف قاعدہ نہیں کر سکتا یہ سُنکر شمیم جادو نے کہا کہ اگر یوں نہ جانے دو
تو میں زبردستی جاؤنگا اور اگر قوت تم میں روک لینے کی ہی تو مجھے روک لو سہیل

نے کہا کہ یہ باتین آپ کی میرے ذہن مین نہین آتین کس وجہ سے ہین شہیم جادو نے دیکھا
کہ فریب سے کام نہ نکلے گا کہا او سہیل سمجھا یہ ہی کہ مین طلسم کشا کا طرفدار ہوگیا ہون اور
پیکان قتل کمین جادو لینے آیا ہون تجھے اگر روکنا ہو تو روک اور نہین تو مجھے جانے دے
یہ سنکر سہیل جادو نے گولہ فولادی شہیم جادو پر مارا طائر سرخ رنگ نے گولہ پنجے مین
پکڑ لیا اور سہیل جادو کے سر پر چھوڑ دیا ہر چند کہ اسنے سحر کیے مگر گولہ جو سر پر پڑا تھا تو سر
کے ہزار ٹکڑے ہوئے اور پھڑک کر مرگیا اسکے مرتے ہی راستہ پہاڑ کا صاف ہوا اور
شہیم جادو دوسری چوکی کے متصل پہونچا مالک یہان کی اختر جادو ہی ایک سائبان نگاری
کھنچا ہوا ہی اور ستارے اسمین جڑے ہوئے ہین جیسے ہی شہیم جادو قریب سائبان
پہونچا ایک ستارہ تیر شہاب بنکر شہیم جادو کی طرف چلا شہیم جادو نے تیر شہاب کو اپنی طرف آتے
دیکھکر طائر کی طرف دیکھا طائر نے اُس ستارے کو منقار مین روکا اور سائبان سحر پر مارا کہ
تمام سائبان جلنے لگا اختر جادو سائبان کے نیچے سے بیتاب ہو کر نکلی اور ہر چند اسنے
آب سحر برسایا مگر کچھ نہ ہوا اور تمام سائبان جلکر خاک ہوگیا اور اختر جادو بیہوش ہو کر گری
شہیم جادو نے اُسے ہلاک کرنے کا قصد کیا تھا کہ طائر نے بزبان انسانی منع کیا اور
کہا کہ اسے یون ہی رہنے دیجیے اور چلکر بدر جادو سے مقابلہ کیجیے شہیم جادو
آگے بڑھا تو دیکھا کہ ایک چاند نکلا ہوا ہی کہ جہانتاب روشنی اُسکی پھیلی ہوئی ہی تا نگاہ عالم
محویت ہی شہیم جادو بھی سحر بھول گیا اور محو ہو کر چاند کی طرف دیکھنے لگا طائر نے
جو یہ حالت شہیم جادو کی دیکھی کہا ہوشیار ہوجیے ورنہ مجھے اجازت دیجیے کہ مین
کام اسکا تمام کرون شہیم جادو آواز طائر کی سنکر چونکا اور کہا کہ جو تجھ سے ہوسکے وہ کر
اگر تیرا بھروسا نہ ہوتا تو مین اسطرف آنے کا قصد نہ کرتا اسلیے کہ مین جانتا ہون کہ یہ
در بند توڑنا میرا کام نہین ہی بس یہ سنتے ہی طائر بلند ہوا اور مثل چکور کے قریب چاند کے
پہونچکر اسنے پر مارا یہ معلوم ہوا کہ ستارہ ٹوٹا اور وہ ایک شعلہ بنکر جانب کوہ چلا
ساتھ ہی طائر بھی کندے جوڑے ہوئے آیا شعلہ آکر ایک گنبد مینائی پر گرا کہ گنبد کو
جلا کر خاک کر دیا اور شور گیر و دار بلند ہوا آخر مین آواز پیدا ہوئی کہ گشتی مرا نام من بدر جادو
بود حیف مردیم و جاندادیم و بہ مطلب خود نہ رسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا
شہیم جادو نے کہ ایک حجرہ بنا ہوا ہی شہیم جادو اندر حجرے کے گیا دیکھا کہ ایک
پیکان سقف مین لٹک رہا ہی لیکن ہاتھ اُس پیکان تک نہین پہونچ سکتا اتنے مین طائر
نے آکر پیکان منقار مین لیا اور شہیم جادو کو دیا شہیم جادو پیکان لے کر
چلا تھا کہ اختر جادو آکر پہونچی اور اُسنے بھی اطاعت شہیم جادو کی اختیار کی
ساتھ ہوئی شہیم پیکان لے کر چلتا ہی دیکھیے کب اور کہان پہونچتا ہی اسکا حال
وقت تحریر ہوگا۔ اس مقام پر حصۂ اوّل جلد پنجم آفتاب شجاعت کو ختم کیا ہی
اب حصۂ دوم مین داستانہائے متعلقہ کے حالات اور دیگر سوانحات جو

صاحبقران کو نزطاق تک ہو پہنچے اور فتح طلسم نزطاق مین پیش آئے وہ معرض تحریر مین آئینگے وا شدالموفق والمعین الے یوم الدین

خاتمۃ الکتاب حصہ اوّل

شد الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست | آمد آخر زپس پردۂ تقدیر پدید

سپاس بیقیاس بدرگاہ کریم کارساز ورب بے نیاز جسکے فضل وکرم سے باقبال بے زوال اعلے حضرت قدر قدرت سرکار عرش وقار دام ملکہ ودولتہ اقل العباد الکم تک پر ورد ۂ قدیم محمد عبد الرشید عبد العزیز رعنا لاہوری نے برائے ملاحظۂ اقدس حضرت آسمان جاہ کیوان بارگاہ انجمن آرائے دولت وکامرانی زینت افزائے سریر جہانبانی حضور کرامت ظہور امیر الملک رکن الدولہ نصرت جنگ مخلص الدولہ حافظ الملک ہز ہائنس جناب نواب محمد بہاول خان صاحب بہادر خامس عباسی فرمانروائے ریاست العالیہ دار السرور بہاولپور مرحوم ومغفور بلبل شیرین زبان نثار سحر بیان شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو لکھنوی ومولوی محمد اسمٰعیل صاحب اثر لکھنوی سے اس دفتر پنجم آفتاب شجاعت کے حصۂ اوّل کو انجام دلایا اور برائے اشاعت عام بخدمت جناب منشی پراگ نرائن صاحب مالک مطبع منشی نولکشور پیش کیا تا زیور طبع سے مزین ہو کر مرغوب طبائع عام ہو اور انشاء اللہ تعالے اس جلد پنجم کا حصۂ دوم بھی بہت جلد نور افزائے دیدہ مشتاقان وناظرین اولوالابصار ہوگا بمنہ وکرمہ فقط

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب لاجواب داستانہائے دلچسپ ورنگین ومزین از مضامین دلنشین غازہ کش چہرۂ زیبائے شاہد سخن یعنے دفتر آفتاب شجاعت جلد پنجم حصۂ اوّل مطبع نیض مرجع شہرۂ دیک ودور منشی نولکشور مین بسرپرستی جناب منشی پراگ نرائن صاحب مالک المطبع باحسن اوقات حلیہ طبع سے آراستہ وپیراستہ ہو کر باہ جولائی سنہ ۱۹۰۸ع نور افزائے چشم نظارگیان وکحل الجواہر دیدۂ مشتاقان ہوئی فقط

اعلان

نام کتاب	قیمت
طلسم خیال سکندری۔ جلد دوم۔ مصنفہ منشی احمد حسین قمر	[illegible]
ایضاً۔ جلد سوم	[illegible]
طلسم نوخیز جمشیدی جلد اول۔	[illegible]
ایضاً۔ جلد دوم	[illegible]
ایضاً۔ جلد سوم	[illegible]
قصہ ٹھگ در سہ حصہ۔ مطبوعہ غیر۔	[illegible]
ایضاً۔ حصہ چہارم۔ ″	۱۲ ر ۔
پیر نابالغ در دو حصہ۔ ″	[illegible]
سوانح عمری عمرو عیار۔ ″	[illegible]
سیرت محمدیہ۔ ″	[illegible]
تاج کامیابی۔ ″	
سوانح عمری شیطان۔	[illegible]
الف لیلہ دنیازاد بطرز ناول۔	[illegible]
الف لیلہ نثر بطور ناول معروف بہ شبستان حیرت۔	[illegible]
پھول والون کی سیر۔ مطبوعہ غیر۔	[illegible]
اخوان الصفا۔ اردو چھاپہ ٹیپ ″	[illegible]
ترجمہ اردو راہن سن کروسو چھاپہ ٹیپ نہایت دلچسپ دل قابل دید ہے۔ مطبوعہ غیر۔	۱۱ ر ۔
ترجمہ داستان امیر حمزہ باتصویر چہار دفتر مسلسل ہندسہ۔ ترجمہ مولوی عبد و نظر ثانی مولوی سید تصدق حسین۔	[illegible]
بوستان خیال۔ از محمد تقی خان انکلقی خیال بھی کہتے ہین باشندہ گجرات یہ بلی بعہد سلطنت محمد شاہ بادشاہ دہلی میر روحے انکو قصہ گوئی سے بہت شوق تھا ہمیشہ مین داستان امیر حمزہ بیان ہوا کی یہ بھی سننے جاتے تھے آخر انھون نے چنانچہ ایک قصہ تازہ کے تصنیف کرکے محفل	

نام کتاب	قیمت
مین سنائے لوگون نے بہت پسند کیے جب اس قصہ دلاویز کی شہرت ہوئی دربار شاہی مین طلب کیے گئے اور خلعت فاخرہ سے ممتاز ہوے اور بہ تعین مواجب مناسب حکم اختتام اس قصہ عجیب کیواسطے دیا گیا یہ کتاب دربار شاہی مین ہمیشہ پڑھی جاتی تھی لیکن چونکہ زبان اسکی فارسی تھی رفتہ رفتہ بوجہ ترقی اردوے معلی کے اسکا رواج جاتا رہا اس زمانہ مین کہ فارسی کا رواج کالعدم ہوگیا تو اتنی بڑی کتاب کا اردو مین شائع ہونا مناسب تھا لہذا ان اجلاد کے ترجمے اور طبع مین کلک رخامہ نے جو صرف کثیر کیا وہ اظہر من الشمس ہے پہلے دہلی مین خواجہ امان صاحب نے اول جلد چھوڑکر چند جلدون کے ترجمے کیے مگر ترجمہ کرتے کرتے انکا پیمانہ عمر لبریز ہوگیا اصل کتاب کی بزبان فارسی ۱۸ جلدین ہین اور ترجمہ ہر ایک جلد مین دو دو جلدین شریک ہین جنکی نو جلدین بہ تفصیل ذیل ہین۔	
۱۔ جلد مہدی نامہ۔	[illegible]
۲۔ جلد دوحۃ الابصار موسوم بہ معزالدین نامہ۔	[illegible]
۳۔ جلد ضیاء الابصار موسوم بہ جمشید نامہ۔	[illegible]
۴۔ جلد شمس النہار ترجمہ خورشید نامہ	[illegible]
۵۔ جلد مطلع الانوار۔	[illegible]
۶۔ جلد خزینۃ الاسرار۔	[illegible]
۷۔ جلد نور الانوار ترجمہ خورشید نامہ۔	[illegible]
۸۔ جلد مشرق الآثار ترجمہ خورشید نامہ۔	[illegible]
۹۔ جلد تفریح الاحرار ترجمہ معزالدین نامہ۔	[illegible]
الف لیلہ باتصویر۔ کامل ہر چہار جلد یکجائی مترجمہ مولانا محمد حامد علیخان صاحب مطبوعہ سنہ ۱۸۹۲ء۔ کاغذ سفید۔	[illegible]

نام کتاب	قیمت
قصۂ سند باد جہازی - ماخوذ از قصۂ الف لیلہ	۲ر
کامروپ کا جادو - از دو کاغذ سفید	۲ر
جادۂ تسخیر - قصۂ دلچسپ از نواب محمد حیدر علی خان صاحب	۳ر
فسانۂ عجائب متوسط قلم - با تصویر از مرزا رجب علی بیگ سرور مرحوم	۶ر
ایضاً - بلا تصویر خفی قلم حسب مراتب بالا	۳ر
سروش سخن - با تصویر بجواب فسانۂ عجائب سید فخر الدین حسین مودودی	۵ر
ایضاً - بلا تصویر حسب مراتب بالا	۴ر
طلسم حیرت - افسانۂ دلچسپ از منشی جعفر علی تخلص شیون	۵ر
باغ و بہار - معروف بہ قصۂ چہار درویش با تصویر	۳ر
ایضاً - بلا تصویر حسب مراتب بالا	۲ر
لطائف الظرفا - مرتبہ منشی دیبی پرشاد صاحب جسمیں ڈیڑھ سو سے زیادہ عمدہ عمدہ پرمذاق لطیفے ہیں	۳ر
تحفۃ الطلبا - مرتبہ منشی دیبی پرشاد صاحب جسمیں اسّی نتیجہ خیز حکایات مع نتائج و فوائد ہیں اور لطف یہ ہے کہ کوئی بھی حکایت فرضی و خیالی نہیں ہے	
طلسم فصاحت - قصۂ عجیب و غریب از سید محمد حسین جاہ مرحوم	۲ر
آرائش محفل - قصۂ حاتم طائی با تصویر از سید حیدر بخش	۹ر
ایضاً - بلا تصویر حسب مراتب بالا	۶ر
مقبول جہاں - معروف بہ فسانۂ غم آمود از حافظ امیر الدین	۵ر

نام کتاب	قیمت
نو طرز مرصع - از محمد عوض	۱ر
بستان حکمت - اردو ترجمہ انوار سہیلی مترجمہ فقیر محمد خان	عہ
سیراب باغ - از میر محمد علی فلق مرحوم و مغفور	۳ر
فسانۂ دلپذیر - مصنفۂ منشی احمد علی خان تائب دلچسپ تصحیح لغت نو طرز مرصع رزم بزم دونوں عمدہ	۸ر
فسانۂ جمیل - مترجمہ منشی حامد حسین	۴ر
قصۂ سیاہ پوش - از عنایت اللہ تخلص قیس	۹ پائی
فسانۂ دلفریب - از منشی فدا علی عرف [illegible]	۵ر
سنگاسن بتیسی - قصۂ مشہور	۳ر
ناٹک نل دمنتی - از منشی بنائک پرشاد	۲ر
طوطا کہانی با تصویر - قصۂ مشہور از سید حیدر بخش تخلص بہ حیدری	۲ر
افسانۂ پرفضا - از منشی ٹھاکر پرشاد صاحب	۳ر
قصۂ گل و صنوبر - از منشی پریم چند	۱ر
ایک روسی زمیندار کا قصہ مترجمہ منشی ہنری تانوم صاحب کاغذ سفید چکنا	۵ر
نورتن - قصۂ مشہور از محمد بخش صاحب مہجور	۵ر
قصۂ اگر گل - قصۂ مشہور	۲ر
سیر مقبول - قصۂ نادر مصنفۂ سید غلام حیدر رضا بہادر	۹ر
قصۂ گوپی چندر جی	۹ پائی
لطائف مہدی - چٹکلے اور لطیفے مصنفۂ لالہ دیبی پرشاد	۲ر
قصہ سورج حصۂ اول - از منشی چرنجی لال	۶ پائی
قصۂ چہار گلہ - از منشی ہرگوپال	۴ر